کوچک باختر

دفتر دوم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

تمام زمانہ پر واضح ہی کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ وادی ناپیدا کنار ہی جسکی بالا دوی مین پیک خیال بھی متصرف عجزہ قصور ہی جن حضرات شائقین نے ان داستانون کو سُنا یا ملاحظہ فرمایا ہی وہ کما حقہ واقف وآگاہ ہین کہ یہ داستانین برسون مین بھی تمام نہین ہوتین الحق کہ انکی احول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی نے جوان داستانونکو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اسقدر وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف فرمایا کسقدر جانکاہی کی ہوگی۔اس داستان کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کئی جلدون پر مشتمل ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ //	ششم	صندلی نامہ	۱ //
سوم	بالا باختر	۱ //	ہفتم	تورج نامہ	۲ //
چہارم	ایرج نامہ	۲ //	ہشتم	لال نامہ	۱ //

ان داستانون کی سب جلدین طیار ہوکر ملاحظہ ناظرین مین گذر چکی ہین بلکہ بسبب خواہش خریداران اُنکے مکرر سہ کرر طبع ہونیکی نوبت آئی ہے اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہورہی ہین چنانچہ اب بالفعل کوچک باختر جو داستان سحر بیان امیر حمزہ صاحبقران کا دفتر دوم ہی

اور جسکو

بلبل ہزار داستان شاخسار بلاغت گل سرسبد چمنستان فصاحت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب ایماء شیخ حامد حسین صاحب انچارج مطبع اودھ اخبار بڑی محنت وشقت سے بزبان اردو نہایت فصیح وبلیغ ترجمہ فرمایا

بار دوم

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

اطلاع - اِس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہے ایک نسخہ اُن کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اِس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنہین بعض کتب قصہ جات اردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب وترجمہ مین آٹھ دفترون مین ہے جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے درباروں مین داستانگویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی - چونکہ شے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے	
۱- نوشیروان نامہ جلد اول -	[illegible]
۲ " جلد دوم -	[illegible]
۳- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم جلد الطلع	[illegible]
۴- ہرمان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم -	[illegible]
۵- کوچک باختر -	[illegible]
۶- بالا باختر -	[illegible]
۷- ایرج نامہ جلد اول -	[illegible]
۸- " جلد دوم -	[illegible]
۹- طلسم ہوش ربا جلد اول -	[illegible]
۱۰- " جلد دوم -	[illegible]
۱۱- " جلد سوم -	[illegible]
۱۲- " جلد چہارم -	[illegible]
۱۳- " جلد پنجم کا حصہ اول -	[illegible]
۱۴- " حصہ دوم -	[illegible]
۱۵- " جلد ششم -	[illegible]

نام کتاب	قیمت
۱۶- طلسم ہوش ربا جلد ہفتم -	[illegible]
۱۷- بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر	[illegible]
۱۸- ایضاً حصہ دوم -	[illegible]
۱۹- صندلی نامہ دفتر ششم -	[illegible]
۲۰- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ -	[illegible]
۲۱- تورج نامہ جلد دوم "	[illegible]
۲۲- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم -	[illegible]
۲۳- ایضاً جلد دوم - "	[illegible]
۱- طلسم فتنہ نور افشان جلد اول جسکی خوبی دعمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے -	[illegible]
۲- " جلد دوم -	[illegible]
۳- " جلد سوم -	[illegible]
ایضاً - کامل جلد یکمشت ہرسہ جلد کے لیے -	[illegible]
طلسم ہفت پیکر مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول -	[illegible]
۲- " جلد دوم -	[illegible]
۳- " جلد سوم -	[illegible]
طلسم خیال سکندری جلد اول از منشی احمد حسین قمر	[illegible]
ایضاً - جلد دوم -	[illegible]
ایضاً - جلد سوم -	[illegible]
قصہ ٹھگ - درسہ حصہ مطبوعہ غیر -	[illegible]
ایضاً - حصہ چہارم "	[illegible]
پیر نابالغ - در دو حصہ "	[illegible]
سوانح عمری عمرو عیار - "	[illegible]
سیرت محمدیہ - "	[illegible]

فہرست داستانہائے کوچک باختر جلد دوم

کوچک باختر

دفتر دوم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

تمام زمانہ پر واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ وادی ناپیدا کنار ہو جسکی بالا دوی مین پیک خیال بھی معترف بہ عجز و قصور ہو جن حضرات شائقین نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہو وہ کماحقہ واقف و آگاہ ہین کہ یہ داستانین برسون مین بھی تمام نہین ہوتین الحق کہ انکی اصول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی نے جو ان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اسقدر وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف فرمایا کسقدر جانکاہی کی ہوگی۔ اس داستان کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کئی جلدون پر مشتمل ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ″	ششم	صندلی نامہ	۱ ″
سوم	بالا باختر	۱ ″	ہفتم	تورج نامہ	۲ ″
چہارم	ایرج نامہ	۲ ″	ہشتم	لال نامہ	۱ ″

ان داستانون کی سب جلدین تیار ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذر چکی ہین بلکہ بسبب خواہش خریداران انکے مکرر سہ کرر طبع ہونیکی نوبت آئی ہے اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہو رہی ہین چنانچہ اب بالفعل کوچک باختر جو داستان سحر بیان امیر حمزہ صاحبقران کا دفتر دوم ہو

اور جسکو

بلبل ہزار داستان شاخسار بلاغت گل سر سبد چمنستان فصاحت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ [illegible] حسین صاحب از جانب مطبع اودھ اخبار بڑی محنت و مشقت سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

۱۹۰۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بیقیاس اُس خالق یکتا و صانع بے ہمتا کو زیبا ہی جسنے دو حرف کاف و نون سے طلسم ہستی کو بنایا اور اپنی عجیب و غریب صنعتون جیسے خزانون کو آسمین تفویض فرمایا ہرچند عیار وہم و خیال ہزار ہزار شکل سے اپنی طراری دکھاتے مگر ممکن نہین کہ اُس نقشبند عالم و قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا بھید سمجھ مین آسکے کیا مجال طائر تیز پرواز عقل بشری کی کہ اُسکے میدان حکمت مین تیز پروازی کرسکے ممکن نہین کہ اس راہ مین کوئی قدم دھر سکے کیسے کیسے صاحبان فہم و ادراک نے اپنے اپنے سمند خیال کو اُسکی معرفت کے میدان وسیع مین دوڑایا مگر سواے ناچاری و مجبوری کے کچھ نہ ہاتھ آیا حتے کہ ہمارے پیغمبر برحق نبی مطلق شفیع روز جزا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی زبان معجز بیان سے اقرار عدم معرفت تامہ فرمایا اور ماعرفناک حق معرفتک ارشاد فرماکے سیاحان بیداے معرفت کو لنگ لوے گمراہی سے بچایا شعر

آنکہ در میدان استدراک کنہ ذات او	رستم وہم و خرد تیغ و سپر انداختہ

نعت سرور کائنات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین جناب محمد مصطفے علیہ التحیۃ و الثنا

طبع در صنع کار و جواہر نگار در و دنا محمد و ثنا بارگاہ عرش پناہ سردار پیغمبران مرسلین محبوب رب العالمین بارگاہ نشین رسالت سریر آراے بزم نبوت صاحب قرآن و معراج بخشندۂ تخت و تاج شفیع الامم جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنھون نے کفر و ظلام کے دربندون کو شکست فرمایا بڑے بڑے کفار نابکار و ساحران غدار کو بزور شمشیر مطیع اسلام کیا

منقبت امام ہمام مظہر العجائب مظہر الغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام

تحفہ تحیات و مناقب اُس امام عالیمقام خویش و وصی رسول زوج بتول کو زیبا ہی جسنے مرحب سے پہلوان کو زیر کیا خیبر کو مثل جعفر کھلا غنچہ آنکہ ولی یہ اِنکا اورد ش صاحب معراج پر معراج پائی ذو الفقار سی تلوار ہاتھ آئی قطعہ اشعار

سابق الاسلام شیر کبریا	شاہ اورنگ سرور رہ المرسلین مصطفا
چرخ چارم پر تواضع و سیرہ	جسکے ہو شان الہی منجلی

سبب تالیف کتاب و التماس بخدمت ناظرین اولوالالباب

ناظرین مہر تمکین کیخدمت فیض موہبت مین یہ ذرۂ حقیر سراپا تقصیر خاکپاے صاحبان علم و کمال خادم ارباب جاہ و بے لساط و بے بضاعت سرگشتۂ وادی حیرت مرکب بہ جہل فن نادانی ناآشناے بحر رموز سخندانی ضعیف البنیان کج مج زبان ازل کونین تصدق حسین ملتمس ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے کل دفترون ضخیم کا ترجمہ جسکا ہر دفتر ایک بحر زخار ہے میرے نزدیک بہت دشوار تھا اور کبھی مین اپنے کو اس امر کی انجام دہی کے قابل نہین سمجھتا مگر جناب فیضمآب معلی القاب آفتاب سپہر صولت و حشمت قمر برج صولت و شوکت مشکی اریکۂ جاہ و جلال زیب دہ مسند حشمت و اقبال عالی ہمم والاحشم مخزن علم و شعور جناب منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم و مغفور کے ارشاد فیض نبیاد اور اصرار بعض احباب مثل دوست یکرنگ محب خوش آہنگ صورت بند مرقع اتحاد نقاش نگار خانۂ وداد منشی شیخ حامد حسین صاحب سے مجبور ہو گیا اور چار ناچار اس خدمت کی انجام دہی کو اپنے ذمہ لیا مجھے مثل بعض حضرات ستودہ صفات کے اپنی رطب اللسانی اور خوش بیانی کا دعوی نہین بلکہ اپنی ہرزہ گوئی کا مین خود ہی مقر ہون نہ مین فصاحت سے واقف نہ بلاغت سے آگاہ کوچۂ نظم و نثر سے بالکل نادانستہ راہ مگر ہون وقدۃ آلہ قدردانون کی قدر افزائی پر بھروسا کرکے اس دفتر کوچک باختر کا ترجمہ جو دوسرا دفتر داستان امیر حمزۂ صاحبقران کا ہے ترجمہ شروع کرتا ہون اور ہر وقت درگاہ قاضی الحاجات حلال مہمات مین دست بہ دعا ہون کہ مثل نوشیروان نامہ وغیرہ کے یہ ترجمہ بھی بخیر و خوبی انجام کو پہونچے واضح ہو کہ اس داستان عظیم الشان یعنے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور ان دفترون مین سے بعض دفتر کئی جلدون ضخیم پر مشتمل ہین چنانچہ حضرات ناظرین کو تفصیل اسکی ٹیٹل پیج اس کتاب سے بخوبی واضح ہوگی اگر حیات مستعار اس ذوالجلال کی وفا کرے گی اور مالک مطبع ذی وقار کی توجہ ہوگی تو انشاء اللہ کل دفترون کا ترجمہ پیشکش ناظرین والا مقام ہوگا ناظرین حقائق بین و اولوا الابصار سے دست بستہ امیدوار ہون کہ ہیچمدان کی ہرزہ گوئی کا کچھ خیال دلمین نہ لائین بلکہ جہان کہین کوئی غلطی ملاحظہ کرین دامن عنایت و مرحمت سے اسکی عیب پوشی فرمائین دعاے خیر سے اس کمترین کو یاد کرین

اب دو کلمے داستان شوکت بیان آنا شاہزادہ بدیع الزمان کا فتح کرکے ظہور رث دلو بند کو نسلیم ہین امیر کے دربند بربر پاور جھیڑ ڈالنا عنقاے بربری کا اور کشتی لڑنا قاسم کا بدیع الزمان سے پھر قاسم کا نقاب نوچ کر پہچاننا چچا کو اور ظاہر رنج و ملال و باطن مکر فسل کرتا بیان ہوتے ہین۔

کدھر ہے تو ای ساقی لالہ فام | پیادے پلا مجھکو گلرنگ جام
لبالب پلا جام ہو جم کی خیر | کرون نشہ مین تا مضمون کی سیر

نغمہ سرایان شاخسار گلشن سخندانی زمزمہ سنجان بلبل گلزار خوش بیانی گلشن فہم و ادراک مین پرواز کرکے یون زمزمہ پرداز ہین کہ جب دربند بربر پر لشکر امیر حمزہ صاحبقران صف آرا ہوا چاوش صداے دلیری اور جوانمردی دینے لگے ای جوانان عالیتبار ای پہلوانان خوش کردار یہ دن نام کا ہے عنقاے بربری سے سامنا ہے چاہئین اپنی لڑائی مین لڑاؤ اس ناہنجار بدکردار کو معقول سزا دو یہ سنکر کار آزمایے میدان جنگ بصد ولولہ و آہنگ لیتے یلان تیغزن و گردان لشکر شکن ہر پہچ سے نکل نکلکر عنقاے بربری کا مقابلہ کرنے لگے اور شاہزادہ ملک قاسم نوجوان بصد غرور و شان قبضۂ تیغ پر ہاتھ رکھے تماشا جنگ و جدال کا دیکھ رہے ہین کبھی گھوڑا بڑھا کر آگے بڑھتے ہین کبھی بائین طرف سے دہنی جانب کو آ جاتے ہین ناگاہ دیکھا کہ ایک طرف سے گرد عظیم برنگ کاہی نمودار ہوئی کہ ریگ بیابان سبزہ زار نظر آنے لگی ہر ذرۂ خاک ریزۂ زمرد تھا زنگ روے آفتاب نیلگون ہوا دھوپ کا رنگ آسمانی صورت بگیا

سر گل بیابانی ہو گیا جب دامن غبار نیلوفری باد تند سے قریب آ کر چاک ہوا دیکھا کہ ایک سوار نقابدار سبز پوش بصد جوش و خروش مع لشکر ظفر پیکر باگ اٹھائے رو مین گھوڑا اڑائے چلا آتا ہے سب جوانان لشکر امیر و پہلوانان بے نظیر مع قاسم شیر دل تھم کر دیکھنے لگے اور جنگ موقوف کر کے ٹھہر گئے میان لشکر کو اپنے نقابدار سبز پوش نے ایک مقام پر ٹھہرا کر اسپ پری پیکر کو جولان کیا اور نعرۂ شیرانہ کر کے عنقاے بربری پر جھپٹا دیکھا کہ سرداران قاسم شیر دل مقابلے پر ہین پس آتے ہی نیزۂ عنقاے بربری پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ اسکے دست زبردست سے کس پھرتی اور چالاکی سے نکال لیا کہ وہ پہلوان قوی تن ہمصورت پلتن دنگ ہو گیا اور از سر تا پا دریاے خجالت مین ڈوبا پسینا بجای آب کا ماتھے سے ٹپکنے لگا چاہا کہ تلوار میان سے کھینچے نقابدار سبز پوش نے بڑھکر کمر زنجیرین دست زبردست ڈالکر جھٹکا دیا کہ وہ پہلوان منہ کے بھل گھوڑے سے زمین پر آیا پس نقابدار سبز پوش بھی مثل شیر گرسنہ سمند بادیہ پیما سے کود پڑا اور اس روباہ خصال کو مثل پارچۂ کہنہ کے چیر کر پھینکدیا تمام پہلوان دیکھکر متحیر ہو گئے یہ ماجرا دیکھکر قاسم ذیشان نور دیدۂ صاحبقران کو غصہ آ گیا نعرہ کیا لفرۂ آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار سے لال پوش خاوری + او نقابدار سبز پوش تو نہین جانتا کہ یہ شکار روباہ شعار میرا تھا اسکو تو نے اپنا صید بنایا ہوش باش طائر حواس کو روک مجھ ایسے شیر دل کو تو بھلا ٹوک یہ کہا اور ایک ہاتھ تیغۂ پارک افراسیابی کا مارا اگر وہ ہاتھ ضرب گران سنگ سخت پر پڑتا دو پارا ہو کر پیوند زمین ہو جاتا نقابدار سبز پوش نے خالی دیکر بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا قاسم بھی لپٹ گئے زور پہلوانی کے ہونے لگے تمام سرداران لشکر و پہلوانان قوی پیکر دور سے قریب آ گئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے کبھی قاسم دہنی طرف سے پیچ گانٹھکر بائین طرف کو لاتے ہین نقابدار سبز پوش توڑ کر کے تیر کے مانند نکل جاتے ہین یہ صورت ہے کہ قاسم چاہتے ہین کہ سر لاد کر دے مارون نقابدار کا ارادہ ہے کہ مین بزور قوی زیر کرون مگر ایک دوسرے پر کسیطرح غالب نہین آتا ہر ایک دلیر ایک ایک جرات دکھلاتا ہو اشعار

دکھاتے ہین ہر رنگ کا انقلاب | دو طائر زبردست با پیچ و تاب
دو شاہین ہین یا دلی ہوشیار | دو بلبل گتھے ہین پے کارزار

دونون لشکر و نکو خموشی ہے عالم فراموشی ہے صورت تصویر تصور شمشیر آئینہ وار حیرت مین ہر فرد بشر سوار زین پوش گھاے سے پیچھے ہین پیدل اپنے اپنے مقام سے بغور تک رہے ہین مگر دونون مین نہ کوئی غالب نہ مغلوب ایک شرمندہ دوسرا محجوب یہانتک کے چار دن مقابلہ بصورت مجادلہ رہا چوتھے روز شاہزادۂ قاسم ذیشان نور دیدۂ امیر حمزۂ صاحبقران نے دست درازی کی کر ہاتھ نقابدار سبز پوش پر ڈالا اور بغیظ و غضب پردۂ حجاب کو چہرۂ نورانی سے نوچکر پھینکدیا جلوۂ رخ سے تابندگی کی چھوٹ چہرۂ انور کی جا بجا پڑنے لگی رخ آفتاب زرد ہو گیا آنکھون مین ذرونکی چکا چوند ہونے سے مثل اختر تابان سر در جھکنے لگا قاسم نے نگاہ بھر کر دیکھا کہ قرۃ العین صاحبقران زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادۂ بدیع الزمان ہین قاسم نے کہا واہ واہ عمو جان سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا خوب پردۂ سبز پوشی مین آپنے دھوکا دیا تھا مگر بڑی خیر ہوئی ہنسکر سینے سے لپٹ گئے امیر نے بڑھکر سینے سے لگایا نہایت دل مسرور و شاد ہوا سب سردار بقواعد شاہانہ تسلیم بجا لائے باعزاز و اکرام بدیع الزمان کو لشکر مین لائے بعد صحبت جشن بدیع الزمان اپنے لشکر فیروزی اثر مین تشریف لائے کچھ فاصلے سے خیمے استادہ ہوے بارگاہ شاہزادۂ عالیجاہ زینت دہ صحراے پر فضا ہوئی اور سب لشکریان لشکر ظفر پیکر گرد بارگاہ شاہزادہ فروکش ہوے اور بیچ مین خیمۂ زنگار گون شاہزادۂ بلند مرتبت آراستہ ہوا وہ رفعت و بلندی اس بارگاہ فلک قدر کی جسکے آگے گنبد مینا سے لاجورد و پست پردۂ چرخ اطلس سامنے قنات ہا سے خیمہ بلند نشان کے دل شکست طنابون کی ڈوریان ریشمی اس حسن کی کہ خطوط شعاعی خجالت سے تار تار گیسو سے

پریرویان روزگار بہ ہزار جان و دل نثار پریزادان حور وش کو آسکی دربانی کی آرزو جور دن کو دریچہ ہاے گلزار ارم سے نظارے کی جستجو بازار لشکر ایسا آراستہ کہ ماہ فلک کو رشک جرار نامدار لشکر شاہزادۂ خوش کردار کے صحراے سبزہ زار کی ہوا سے دلکش کھلا کھلا کر شگفتہ مزاج ہوے تھے مردمان پردہ نشین چشم لشکریان خمخانہ چشم سے نکل نکلکر جا بجا اُس فرش مخملی پر مسرور ہوتے تھے اشعار

مہکا ہوا چار سو سبزہ زار ۔ گلستان عالم کی صدقے بہار
کہ جسطرف اپنی مردم اٹھاے ۔ تماشا ہو سو سو کی دل لوٹتا

یہان تو ہوا خواہان بدیع الزمان مسرور و شادمان خوش و خرم تھے کہ وہان قاسم نے یہ تو کیفیت لشکر شاہزادہ بدیع الزمان کی دیکھکر امیہ بن عمرو عیار کی زبانی شاہزادہ بدیع الزمان سے کہلا بھیجا کہ اے شہریار خبردار و ہوشیار کل اس دشت وحشت انگیز مین میرے آپ کے مقابلہ ہوگا جسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان کو یہ حال معلوم ہوا لشکر میں بند و بست لشکر کا حکم دیا امیہ بن عمرو عیار بدیع الزمان براے حصار اُٹھا اور ایک پہاڑی جو قریب اُس صحراے دلکش کے تھی اُسپر جا بیٹھا چونکہ وہ دل ابھی طلایہ پھرنے کا تھا اب جو امیہ بن عمرو اس پہاڑی پر آیا نہایت دل فرحناک اور باغ باغ ہوا ہوا سے سرد سے وہان کی غنچہ دل کو ایسی شگفتگی ہوئی کہ معطر دماغ ہوا اشعار

گل خودرو کی جا بجا وہ بہار ۔ سنگریزے وہان کے سب ہیرا ۔ وہ چمک اُس پہاڑ کی وہ نور
ہو تجلی جسکے آگے کوہ طور ۔ رفعت اسکی فلک نے جو دیکھی ۔ شرم سے گردن اپنی خم کرلی

الغرض امیہ عیار شاہزادہ بدیع الزمان تمام سے بز سر کوہ ایک جانب آ کر بیٹھا اور ہر طرف نگاہ کو ہر جانب دوڑانے لگا ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک نقابدار اشہب تیز رو پر سوار تیغ آبدار کمر مین نیزۂ برق تمثال ہاتھ مین باگ اُٹھاے ہوے سمند باد پیما سے خوش رفتاری چلا آتا ہے امیہ نے بڑھ کے ٹوکا کہ اے جوان گرم عنان تو کون ہے اور کہان جائیگا اُس نقابدار سوار نے آواز دی ہوشیار باش بدیع الزمان کسکا نام ہے وہ شہریار کون عالیمقام ہے امیہ نے کہا وہ شاہزادۂ عالی وقار ہیں آ ۔ نامدار ہے نقابدار نے کہا کہ مین بہ ارادۂ مقابلہ و مجادلہ آیا ہون کیا بیٹھے ہو جاؤ جلد خبر کرو یہ سنکر امیہ خدمت باسعادت شاہزادہ بدیع الزمان مین آیا اور کہا اے شہریار عالی وقار ایک نقابدار گھوڑے پر سوار واسطے مقابلہ کے آیا ہے یہ سنکر شاہزادہ بدیع الزمان اُٹھ کھڑے ہوے غصہ سے چہرہ سرخ ہوا مسلح و مکمل ہو کر خیمہ سے باہر آئے اور گھوڑے پر سوار ہوے مع ہوا خواہان جرار و جوانان خنجر گذار بمقابلہ نقابدار ذوالفقار نعرۂ شیرانہ کیا کہ ہم شاہزادہ بدیع الزمان دلور دیدۂ صاحبقران نقابدار گوہر پوش نے کہا کہ منصفی کو کام فرمائیے دلیری و بہادری سے بعید ہے کہ مجھ اکیلے سے آپ مع لشکر جرار بمقابلہ کارزار کرنے کو آئے ہین مین چاہتا ہون کہ علیحدہ تنہائی مین آپ سے مجادلہ کرون اگر دعوی بہادری و دلیری ہے تو میرے ساتھ آئے ہنر پردازی کیجیے اور دکھائیے یہ کہکر نقابدار گوہر پوش نے باگ اسپ صبا رفتار کی اُٹھائی شاہزادۂ بدیع الزمان نے بھی اپنے لشکر کو وہین ٹھہرایا اور عقب مین اُس نقابدار کے گھوڑا ڈالا جاتے جاتے ایک مقام پر دیکھا کہ دریاے زخار جسمین موجہاے بیشمار حباب اسکے دیدۂ فلک سے آنکھین لڑاتے ہین گرداب اسکے گردۂ آفتاب کو شرماتے ہین مردم آبی اُس دریاے بے کنار کی ماہیت بیان نہین کرسکتے مگر گھڑیال گھڑی گھڑی جوش و خروش کرتے پھرتے ہین پانی وہ شفاف و نایاب کہ جیسے گوہر آبدار و پرتاب اُس پانی مین عکس جو آفتاب جہانتاب کا پڑتا ہے ہر حباب کندنی نظر آتا ہے عکس فلک نیلگون سے معلوم ہوتا ہے کہ تہ آب فرش اطلس زنگاری بچھا ہے اُس دریا کے کنارے پر ایک خیمہ نورانی ایسا استادہ ہے جسکی خم [illegible] ہے جو یہ فلک شرمندہ ہے رفعت و منزلت پر اُس خیمہ کی فلک دور و دوار سرگردانی کرتا ہے شمسہ پر اُس خیمہ کے شعاع شمس نثار ماہ چار دہ بار بار اُسکے عشق کا دم بھرتا ہے وہ نقابدار گھوڑے سے اُتر کر ایکبار خیمہ مین داخل ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان یہ دیکھکر بغیظ و غضب کہنے لگا کہ یہ سوار کیا نامرد روزگار ہے کہ مجھکو مقابلے کے حیلے سے لایا اور یہان چھوڑکر آپ خیمہ مین چلا گیا یکایک محلدار گلعذار حور وش طرحدار بانکی ترچھی ناز و انداز مین بیمثال عشوہ و غمزہ مین طاق و باکمال چہرے سے

سے پیدا دلربائی رنگ رخسار پر صفائی بڑی بڑی آنکھین جٹی بھوین ابرو کمان پلکین ناوک ولدوز پھول سے گال لب پان کی سرخی سے لال دلفریب جامہ زیب آڑا جوڑا باندھے ہوے پائجامہ اطلسی پاؤن مین آب رواں کا دوپٹہ شبنم کی کرتی جسم مین غضب کی پھرتی مزاج مین معشوقپن دل مین عشق کی گھاتون کے چلون خیمہ سے نکل کر باہر آئی شاہزادہ بدیع الزمان کو بقواعد شاہانہ سلام کیا بدیع الزمان نے یہ لگاوٹ غضب دیکھکر کہا کہ ایک نقابدار گھوڑے پر سوار مجکو اپنے ساتھ براے مقابلہ لایا تھا اور آپ گریز کرکے اس خیمہ مین چلا گیا یہ خلاف مردی و سپاہ گری ہے اُس نے جلد رفع کیا کانہ دست لبستہ عرض کی کہ غصہ کو کام نہ فرمایئے آپ بھی خیمہ مین تشریف لیجائیے یہ سنکر شاہزادہ بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے دررانہ خیمہ مین چلے آئے کیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حور نژاد رشک پری وہ حسن پریزاد پیشانی نورانی بہتر از ماہ تابان تابندگی رخسار مثل خورشید درخشان ابرو سے خمدار ماہ نو بلکہ آئی ہوئی تلوار مژگان تیرون کی سرکش چہرہ مثل آفتاب گیسوے مشکین پیچ و تاب مین نایاب مسند جواہر نگار پر جلوہ آرا ہے شاہزادہ بدیع الزمان دیکھتے ہی دنگ ہو گیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

اشعار

یہ نور ہے روے مہ جبین کا کہ ہو خجل چاند چودھوین کا
جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا وہ ایک نافہ ہے مشک چین کا

یہ اُسکے ہے ساعدون کا عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم
نیام تیغ قضا سے مبہم لقب ہے قاتل کی آستین کا

کہوں رقم کیا مین حسن کاکل کہ زلف پیچان ہے رشک سنبل
غبار مین ہے شباہت گل بدن مین عالم ہے یاسمین کا

برا ہو بدبخت عاشقی کا نہ دین ہو برباد یون کسیکا
بنا ہے عشق بتان کا ٹیکا نشان سجدہ مری جبین کا

اگر ہو پھاہا پر سمندر یقین ہے ہو خاک دم مین جلکر
ستا جو ہو آفتاب محشر کھرنڈ ہے داغ آتشین کا

شاہزادہ بدیع الزمان یہ اشعار آبدار پڑھکر متبسم ہوے اور دلمین خیال کیا کہ شاید اسی نقابدار عالی وقار کا یہ ناموس ہے جو جب شوخ عجیب حسن خداداد بے نقاب دیکھا خدا کی شان نظر آئی اُسکو کیا دیکھا یہ شعر پڑھکر منھ اپنا اُسکی جانب سے پھیر لیا اور ہاتھ کی ترنج پر آڑ کرکے فرمایا کہ یہ نقابدار بے غیرت ہے کہ مجکو اپنے ناموس کے سامنے بلا لیا اور پردہ داری کا کچھ لحاظ و پاس نہوا وہ مہ جبین موہ لینے والی بہت قہقہہ مار کر ہنسی لیکن جب شاہزادہ بدیع الزمان نے دیکھا کہ گویا باغ حسن مین نخل جوانی کے پھول جھڑتے ہین غنچہ لب سے ظاہر ہے کہ گل مراد شگفتہ و شاداب ہونے والا ہے

شعر

بیا انداز گردونے ہنسی کا اب نکالا ہے ❊ کہ منھ سے پھول جھڑتے ہین چلن خوبی نرالا ہے ❊ اُس غنچہ دہن نے لبہاے نازنین کو کھولا کہ اے زینت وہ مسند شہریاران شاہزادہ بدیع الزمان آپ نے مجکو نہ پہچانا کہ مین دختر گنجاب بن کنجور ملک حیران دلکش ہوں جسکو آپ نے بعہد جراءت و ہمت و صولت و شوکت طلسم طہمورث دیو بند سے رہا کیا تھا آپ تشریف لایئے رونق بخش مسند جہان آرا زینت افزاے محفل تمنا ہو جیے جسوقت سے جمال بے مثال جہان آرا پر نظر پڑی ہے عجب دل کا حال ہے کہ جسکا بیان محال ہے شعر الفت نے تیرے ہوش ہمارے اڑا دئے ہین لکن مختون سے اپنے گلستان مین لاسکے ہین ❊ شاہزادہ بدیع الزمان رونق افروز بزم عشرت ہوے ملکہ گوہر اکہر دختر گنجاب نے تمام واقعہ گذشتہ من و عن شاہزادہ بدیع الزمان سے بیان کیا بعد اسکے آراستگی بزم عشرت کا حکم دیا خواصان خاص و مطیعان فیض اختصاص مشغول سامان بزم عشرت ہوئین تمام اشیاے نادرہ مہیا کرکے زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کرنے لگین

اشعار

وہ جھنکیان زینت انجمن
وہ دیوار گیری ہر اک خوشنما

وہ فرش زری کی ہر اک چاندنی
جھلا جھل سے پرتو وہ پڑ رہا

کلابتون کے وہ جھاڑ اور وہ کنول
بچھے تھے انکے جو قالین ہر جا تمام

بلوریں وہ مرد نلیان بے بدل
تصدق فلک ہوتا تھا صبح و شام

لگی تھیں جو تصویریں چار طرف ؎ نظر آتا تھا آئینہ پر کلف
خموں میں بھری بادۂ مشک ناب ؎ تکلف کے قابوں میں شامی کباب
جھنگروں میں بیلا چنبیلی کے ہار ؎ دکھاتے تھے عاشق کو تازہ بہار
طوائف کے مجمع میں تھا رنگ گر ؎ جوانی کی ایک ایک کو تھی امنگ
عجب جلسۂ عیش برپا ہوا ؎ فلک کو بھی اک رشک پیدا ہوا
کہیں کشتیوں میں تکلف کے جام ؎ کہیں تھے سبو مئے لالہ فام
کہیں پاندان اور کہیں خاصدان ؎ گلابی و عطر سے تھے کہیں عطردان
خواصیں طرحدار حاضر تمام ؎ عجب حسن سے کرتی تھیں انتظام
یہ دو مہر و مہ سب تھے مثل نجوم ؎ ستاروں کا محفل میں تھا اک ہجوم
سحر رات کو تو یہ ساماں ہوا ؎ دم صبح مجمع پریشاں ہوا

درحقیقت عجیب تکلف سے جلسۂ عیش و عشرت ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب نے بصد شادمانی آراستہ و پیراستہ کیا کہ دیکھکر فلک کجرفتار کو رشک و حسد کمال پیدا ہوا شعر دیکھتا ہے ایک جا جب عاشق و معشوق کو ؎ ڈالتا کیا تفرقہ یہ تفرقہ پرداز ہے ؎ غرضکہ دور جام بادۂ گلرنگ متواتر چلتے ہیں حاسد شعلہ خو صورت شمع محفل جلتے ہیں راگ رنگ کی صحبت شراب و کباب کی لذت عاشق و معشوق ایکجا سب طرحکا عیش مہیا ملکہ گوہر ملک کو اسی عشرت میں کچھ انجام کا خیال شاہزادہ بدیع الزمان کو سکوت متحیر کمال ہیبت محفل میں آپ تو ہیں یہ دل انتشار میں ؎ کھٹکا لگا ہوا ہے خزان کا بہار میں ؎ القصہ جب تین پہر رات سے زیادہ آئی کہ شمع مومی و کافوری جل جلکر جھلملانے لگی صبح کا وقت قریب ہوا ماہ کامل بام فلک سے کاشانۂ مغرب میں اترنے لگا سیارگان افلاک بہ گردش و حسب و چالاک روانہ ہونے لگے نجوم فلکی آب قلزم سحر سے منھ دھونے لگے طائران صحرا زمزمہ پرازی شروع کرنے لگے حمد الٰہی میں مشغول ہوے گوہر ملک نے بھی جلسہ برخاست کیا شاہزادہ بدیع الزمان سے اسطرح کہا اے شہریار آپ میرے ساتھ سنجان کو تشریف لیچلیے کہ میں آپ کی عاشق و شیدا ہے کامل تیر نگہ کی گھائل طالب شربت وصال مبتلائے رنج و ملال ہوں بدیع الزمان نے انکار سرسری کچھ بہتری جان سے فرمایا کہ مجکو وہان نہ لیجاؤ میری آرزوے وصل سے ہاتھ اٹھاؤ گوہر ملک نے کلام بلاغت نظام بدیع الزمان سنکر سکوت کیا مگر خضر عشق نے راہ بتائی دل سے یہ تدبیر ہاتھ آئی خیال میں آیا کہ حضور ہر جان پڑا بیہوشی کی میرے پاس چھوڑکر شکار کھیلنے گیا ہے اسی بیہوشی کی پڑیا سے کام بدیع الزمان کو بیہوش کرکے چل نکلو یہ سوچکر ایک جام شراب بیہوشی پلایا رنگ دگرگون نظر آیا شاہزادہ بدیع الزمان بیہوش ہوے ملکہ نے ایک صندوق تو عمدہ پر تکلف تیار کیا اسمیں بدیع الزمان کو لٹایا اور تیغہ بے مثال انکا انکے پہلو میں رکھدیا اور صندوق کو بحفاظت تمام مقفل کرکے جانب سنجان مع خواصان نیک اختصاص ملکہ گوہر ملک روانہ ہوئی ناظرین شائقین پر واضح و لائح ہو کہ یہاں پر یہ داستان شوکت بیان چھوڑی جاتی ہے انشاء اللہ بعد روانہ ہونے ملک قاسم کے آگے بڑھکر حال شاہزادہ بدیع الزمان کا عرض کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا ملک قاسم کا لشکر بدیع الزمان میں اور دریافت کرنا بدیع الزمان کو امیہ بن عمرو سے اور روانہ ہونا بہ تلاش بدیع الزمان و کیفیت دیگر نظم

تو نے شہباز نگہ کو جو ادھر چھوڑ دیا ؎ بلبل گھر ڈھونڈھ نکالا تو وہ گھر چھوڑ دیا
ابھی بھی طائر دل باندھ کے پر چھوڑ دیا ؎ دیگر ؎ کس سے شکوہ کیجیے ظالم تری بیداد کا
اس ستمگر کو یہاں تک تو مرے ساتھ ہے ؎ کچھ اثر باقی نہیں آہ دل ناشاد کا
عندلیبیں از کی اپنا نشیمن چھوڑ کر ؎ اس چمن میں ہے گذر شاید کہیں صیاد کا

نور دیدۂ دل اسلامیان و جان لشکر صاحبقران یعنی شاہزادہ ملک قاسم عالیشان اپنے لشکر سے لشکر بدیع الزمان میں آئے اور امیہ بن عمرو سے کہا کہ جاؤ عمرو کے نامدار شاہزادہ بدیع الزمان عالی تبار سے ہمارے آنے کی اطلاع کرو اور کہو کہ بارگاہ عالی جاہ سے باہر تشریف لائیے دیر نہ کیجیے امیہ بن عمرو نے دست بستہ عرض کی اے شاہزادہ عالی وقار

آقاے نامدار کو ایک لقا بد اندیہ ارادہ کار زار اپنے ساتھ لیگیا وہ تشریف نہیں رکھتے ہین نہین معلوم کیا امر گذرا مجکو بھی تشویش
کمال ہے دل مضطر کا بیقراری کے سبب سے عجب حال ہے قاسم نے کہا کیون واہی تباہی بکتا ہے دھوکا دھڑی کی باتین
کرتا ہے جا اپنے آقا کو بلا لا امیہ نے کہا مین خلاف نہین عرض کرتا ہون کوچۂ دروغگوئی مین قدم نہین دھرتا ہون قاسم جنبش بیتاب ہو کر
غصہ کرنے لگے کہ پوشیدہ ہونے سے کیا حاصل ہے کہو اسباب کا زیادہ رنج و ملال ہے امیہ نے عرض کی آپ ایسا نہ فرمایئے شک
دل سے دور کیجئے خود ملاحظہ کر لیجیے پھر تو شاہزادہ ملک قاسم نامدار نے بغیظ و غضب بیشمار مثل شیر غضبناک بیباک ہو کر
تیزی سے قبضے حربے پر ہاتھ ڈالا دلیرانہ ترچھی نگہ سے امیہ بن عمرو کو دیکھا اور فرمایا کہ جا میری طرف سے پیام کہ ناکہ مری
و بہادری سے بعید ہے کیا خیمہ مین چھپکے بیٹھے ہو مردون کا سامنا کرو مین کچھ عذر کسی کا نہ مانونگا اب مین خود وہین چلا آؤنگا
امیہ بن عمرو نے آبدیدہ ہو کر کہا قسم آپ کے سر اقدس کی میرے آقاے نامدار کو ایک لقا بدار فلک اقتدار بہ ارادہ کار زار
اپنے ساتھ لیگیا مطلق پتا اور نشان مجکو نہین معلوم کہ وہ آقا میرا کہان ہے کس برج مین مہر درخشندۂ صاحبقران نہان ہے
یہ سنکے قاسم نے کہا تو سچ کہتا ہے آہستہ عرض کی آپ مجھسے جیسی چاہیے قسم لیجیے مین کبھی آپ کی خدمت مین خلاف نہ عرض
کرونگا یہ بات سنکر قاسم پریشان و مضطر و حیران وہان سے پھرے اور کچھ دل مین سوچکر ایک طرف اسپ تیز رو کی باگ
اٹھائی بتلاش بدیع الزمان روانہ ہوے راہ کی صعوبتین سفر کی مصیبتین پہاڑون کی سختیان دھوپ کی حدت پتھرون کا
پتنا زمین کا جلنا ریگستان کے ذرے مثل شعلہ ہاے آتشین خاک کا رنگ آفتاب کی گرمی سے کندنی زمین پر جگہ کی صورت
تابہ آہن ہمہ لالے لق و دق مثل گلخن لون کا چلنا برگہاے درختان سبز و شاداب کا صورت خس و خاشاک جلنا ہر نخل بار آور
مثل خیار بہر غنچہ بسر نیزہ بشکل خار گل خود رو مرجھاے ہوے پتے کمہلا تمازت آفتاب سے کملاے ہوے سبزے کا رنگ
زعفرانی ہوا لون کے تھالون کا خشک پانی سایہ راہ مین نایاب ولکو گرمی سے اضطراب طیور پر و بال لٹکاے ہو گوشون
مین پنہان درندے اندر زمین مین چھپے ہوے کہ پہچان کو سون نقش پاے انسان کا پتا نہین سواے آسمان و زمین کی روح
کوئی پیدا نہین نظم آتش کے شعلون کا تھا اثر اس غبار مین ۞ گرمی سے شیر ہونکتے رہتے تھے کچھار مین ۞ گوشہ ہراک تنور شرربار
ہو گیا پھولے لق و دق کرۂ نار ہو گیا ۞ اس گرمی مین لخت دل امیر حمزہ عالیجاہ نور دیدۂ علم شاہ یعنی ملک قاسم ذیشان بصد
حسرت و حرمان کھوے ہوے سرگردان حیران و پریشان بتعجیل چلے جاتے ہین لیکن بدحواس عالم یاس آگ کے شعلے آسمان سے
برستے ہین ٹھنڈی ہوا کو ترستے پانی کا کہین نام نہین زبان کو تراوت سے کام نہین اسی عالم مین دیکھا کہ صحرا مین
ایک جانب کچھ خیمون کے تنبوؤن کے سراچون کے نشان ہین جنکے بیحد و نہایت سامان ہین مگر بالکل سناٹا پڑا ہے وہ مقام
ہو مارتا ہے ایک شخص کھڑا ہوا زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہے جان اپنی کھو رہا ہے قاسم یہ دیکھ کر قریب اس شخص کے پہونچے
اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کیون گریہ و زاری بصد بیقراری کرتا ہے کسکے خیال جدائی مین رخسارون کو اشک گرم سے بھرتا ہے
کون ایسا محبوب تجھسے چھوٹ گیا کہ رشتۂ توت دل تیرا ٹوٹ گیا اسنے جواب دیا اے شاہزادہ والاتبار و اے سرگروہ لشکر جرار میرا
نام مرجان ہے مین کو کاہون ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب بن گنجور کا مین بیہوشی کی پڑیا شہزادی کے پاس رکھا کرتا
تھا سو چلا گیا اس عرصہ مین ملکہ زیبا بیدار گوہر پوش بمع شاہزادہ بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران کو دھوکے سے لگا لائی
اور انکو بیہوش کرکے طرف سنجان لیگئی قاسم نے کہا اے مرجان مین فرزند ارجمند علم شاہ عالیجاہ نبیرۂ امیر حمزہ صاحبقران
ملک قاسم نوجوان ہون کبھی عمرو عیار شاہزادہ بدیع الزمان عالیوقار کی تلاش مین نکلا ہون آؤ بھائی ہم تم دونون ساتھ
چلین تو خوب گذریگی چل بیٹھینگے ولوامنے وہ مرجان نے کہا وہ جو دریا ہے کنارہ دکھائی دیتا ہے کہ راستہ سنجان
کا ہے چاہیے کوئی کشتی ہاتھ آئے تو سوار ہوجئین [illegible] ترے کو پاے دل نشگفتہ و حیران سے طے کرین یہ سنکر قاسم نوجوان حیران

پریشان مرجان کے ہمراہ روانہ ہوئے جب کنارے پر اُس دریا کے پہونچے دیکھا موجون کو پیچ و تاب ہے ساحل کو اضطراب ہے گرداب مثل شیر غضبناک کے غراتے ہین حباب دیدۂ ہیبتناک وا کرکے دکھاتے ہین نہ ناہین پڑتی ہین لہرین آپسمین لڑتی ہین گھڑیال گھڑی گھڑی شور کرتے ہین نہنگ بسا اوقات منہ پھیلا کر دم بھرتے ہین کنگ بہتیر سمٹ کر اسکے پیٹ مین آجاتے ہین وہ نوش جان کرکے سب کھا جاتے ہین ماہیان دریا بیتابانہ کنارے پر آتی ہین ماہیت کماہی اس قلزم بے کنار کی دکھلاتی ہین پانی شفاف مثل آئینہ صاف نظر آتا ہی عکس آفتاب عالمتاب آب دکھاتا ہی مرجان تہ مین جھلملاتا ہی مروارید بے بہا صدف خوش آب کی آبرو بڑھاتا ہی قاسم ساحل پر اُس دریا کے آکر بہت مسرور ہوا رنج و ملال مصیبت سفر بھولا اسے لق و دق کے دشت دور ہوئے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو آئی بند قبا کھول دیے دل افسردہ کو فرحت ہوئی کنارے پر بیٹھکر ہاتھ منہ دھویا آب خوشگوار پیا سیراب ہوکر شکر خدا بجا لا کے کلام حمد و ثنا ے خالق مسبب الاسباب زبان پر جاری کیے ناگاہ دیکھا کہ ایک ملاح کشتی کھیتا ہوا چلا آتا ہی سفینہ مراد انکی لہرین دکھاتا ہی مرجان نے ملاح کو آواز دی کہ بہاو ے ناو ادھر لاؤ ہم دونون کو سوار کر و منزل مقصود پر پہونچا دے وہ ملاح کشتی کو لایا دونون کو سوار کیا بہاو پر ناو کو ڈال دیا جلد روانہ ہوا قاسم نے بحر ظلمات دریا بے پایان مشاہدہ کیا بیساختہ یہ شعر با دل نالان ورد زبان کیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا اب ناظرین پر واضح ہو کہ ملک قاسم و مرجان کو دریا مین چھوڑتے ہیے اور احوال شاہزادہ بدیع الزمان و ملکہ گوہر ملک کہ طرف سنجان کے روانہ ہو چکے ہین گزارش کرتا ہون ملاحظہ فرمائیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزمان و ملکہ گوہر ملک کو درمیان دریا کے گھیرنا سلیمان زنگی کا بھیس شاہ سوار کرکے صندوق سے نکالنا بدیع الزمان کا اور مقابلہ کرنا سلیمان سے اور زیر کرنا سلیمان کو اور لڑنا ہمراہ سلیمان ہونا سلیمان کا جان کے خوف سے اور پھر جزیرہ ارغوان مین اپنے مکان پر بلا کر فریب سے دعوت کے حیلے سے گرفتار کرنا سلیمان کا آمادہ ہونا قتل بدیع الزمان پر اور ملکہ کا سفارش کرکے بدیع الزمان کو بچانا اور پھر بدیع الزمان کو صندوق مین بند کرکے دریا برد کرنا اور گوہر ملک کا بھاگ کر جانا کشتی پر اور پھر سلیمان کا ظاہر اکر دریا مین گھوڑا اڑانا اور مقابلہ ہونا ساتھ نقاب پوش کا آنا اور قتل ہونا سلیمان کا دست نقابدار سے اور مسلمان کرنا ساکنان ارغوان کو اور سکہ جاری کرنا بنام بدیع الزمان پھر ملکہ گوہر ملک کا جانا طرف سنجان کے اشعار

ساقیا دے جام مجکو بادۂ گلفام کا
بحر مین سامان نظر آتے ہین مجکو جنگ کے
دور مین دور گردون کا دکھاتا ہی سمان
درد ہی بادے کا پاتہ کی نظر آتی ہی شے
سبز ہی دریا سے ہوا ہی بجا اٹھا ہی سحاب
کرتی ہی کار دم خنجر مرے دل پر شراب
یاد چشم مست مجکو خون رلاتی ہی مدام
رنگ چہرے کا مرے کر دیتی ہی اخضر شراب
ساقیا کیا پوچھتا ہی ہم وہان سے مست ہین
دیجیے جو کچھ مجھے یا ساقی کوثر شراب

غلغلہ ہو روز میخانون مین تیرے نام کا
سرخ ہی دریا کا پانی سبز ہی یا شراب
سرسبز موجین ہین دریا کی کہ قوس آسمان
ماہی بے آب کیصورت ہی اب ہر دل کا
صاف ساغر مین نظر آتا ہی عکس آفتاب
دور مین ہفت آسمان کے یہ بلا سامان قلیل
فرقت ساقی مین غم دکھاتا ہون مین بکثرت شراب
چشم میگون کے تصور مین مجھے کانٹا لگا
جس جگہ جاتے ہی سر کو سنگ کی اکثر شراب
بہت منقش کن نقش معنی بیان

آج تو دریا بہا دے بادۂ گلفام کا
منقلب ساغر نظر آنے لگے سارے حباب
ناخدا ین دریا مین نہین گویا کہ ہین بہا کے
اوٹھتے ہین جا بجا ہین غرق کرتی ہی ندیکھا
خون روتا ہون شب فرقت مین پی لی اگر شراب
ابر مطرب یار ساقی فصل گل ساغر شراب
پھر ساقی مین جو کچھ پیتا ہون ہو جاتی ہی زہر
آج ہی یہ میخوار کو کر دیتی ہی لاغر شراب
اپنے مولا سے کہونگا حشر مین کیا پاس مین
رقم کردآ نجا چنین داستان بنغو اصان

دریاے حسرت و حرمان و یاس آشنایان تلاطم مصیبت و رنج دہر اس گوہر سخن بیسدور و وہ محسن صدف طبیعت خوش طوبیت سے نکالکر یون آبدار کرتے ہین کہ جب ملکہ گوہر ملک نے شاہزادہ بدیع الزمان کو بیہوش کیا اور صندوق مین لٹایا قفل کرکے کشتی پر سوار کیا

اور روانہ ہو کشتی دیکھا عجیب دریاے بے پایان ہے جسکی تھاہ ہے نہ اُس پار کے کنارے کا نشان ہے موجین نہایت تند و دیکھو کی قطار پانی کا
شور بے انتہا تلاطم آب جا بجا سواے پانی اور آسمان کے کوئی شی نظر نہین آتی جانوران دریائی کی آواز سے روح جسم مین گھبراتی ہے سوا
خدا کی ذات نہ دوست نہ ہمدم تنہائی کا عالم جسم مین تھرتھری چشم مین اشکون کی تری اور جو اصحاب ہمراہ تھے وہ بھی دہشت سے خود مردہ
پڑے ہین اسی عالم مین ناو بہاو پر جاتے جاتے قریب جزیرہ ارغوان کے پہونچی وہان کا سلیمان زنگی حاکم ہے جا بجا کفر مین مستحکم ہے اسکو
خبر ہوئی کہ ملکہ گوہر تاج دختر گنج آب بن گنجور کشتی پر سوار اس دریا سے جاتی ہے اگر آج اسطرف سے جاتی ہے مردود کئی عرصہ دراز سے
فریفتہ حسن و جمال بے مثال بامید وصال ہے سنتے ہی مسلح و مکمل ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا اور جستجوے ملکہ گوہر تاج مین چلا جب دریا پر
پہونچا کشتی کو روکا کنارے دریا کے اُترا اور پیام وصال اور عشق اپنا بدرجہ کمال ظاہر کیا اور کہا کہ اے ملکہ ایک مدت مدید سے مشتاق تمہارا
تھا آج اتفاقیہ خورشید امید طالع ہوا کہ تجھ ایسا ماہ تابان رونق افزاے کلبہ احزان عاشق مضطر ہوا ملکہ نے کہا اے سلیمان مین شاہزادہ
بدیع الزمان کو ہمراہ اپنے لیے ہوے طرف [illegible] ان کے جاتی ہون تو مجھے ہرگز مزاحمت نہ کر ورنہ وہ شیر بیشہ ہیجا صاحبقرانی تجکو سزاے
معقول دیگا تیغ آبدار کریگا سلیمان نے کہا بدیع الزمان کہان ہے ملکہ نے کہا اس صندوق مین پنہان ہے سلیمان نے کہا جلد اسکو
نکالو مین اُسکا مقابلہ کرونگا ملکہ نے کہا اے سلیمان کیون تکرار کرتا ہے میرے وصل کا دم بھرتا ہے تجکو ادب میرے باپ کا ہے تجکو تیرے حال پر
رحم آتا ہے مفت تیری جان جاتی ہے عروس اجل تجکو منہ دکھاتی ہے کسواسطے کہ مین بہو ہون زمرد شاہ کی جسکا لقب نام ہے اُسکی قدرت کا بڑا
انتظام ہے اور منگیتر ہون یاقوت شاہ کی جسکا جبرئیل قدرت لقب ہے اور بیٹا اسکا وہ بڑا صاحب جرأت عالی منصب ہے سلیمان زنگی نے
کسی طرح نہ مانا کہا کہ تجکو کیا ولولہ کالی ہے بیکار باتین بناتی ہے یہ سب کچھ جانتا ہون بغیر وصل ہوے مین کب ٹلتا ہون اب بدیع الزمان
کو نکال بغیر قتل کیے قتل مین بھی دیکھون وہ کیسا بہادر دلیر ہے اور کیسا شجاع و اولوالعزم و دلاور ہے مجبور ناچار گوہر تاج شاہزادہ
نے کہا کہ افسوس تو نے میرا کہنا نہ مانا اچھا جام خنجر کہ تو آنا سلیمان پیشکر چلا گیا گوہر تاج نے قفل صندوق وا کیا بدیع الزمان کو نکالا
سارا حال کہا پھر ہاتھ باندھ کر عذر کیا لونڈی سے بڑی خطاے ناشایستہ ہوئی کہ آپکو بیہوش کر کے صندوق مین بند کیا اور یہان لائی
معاف فرمایئے رحم کیجیے جو کچھ چاہیے مجکو سزا دیجیے لیکن یہان ایک معرکہ عظیم درپیش ہوا ہے سلیمان زنگی میرے باپ کا ملازم آیا ہے کہ وہ
بھی عرصہ سے مجھ پر فریفتہ تھا اگرچہ مین نے کبھی اسپر کچھ اعتنا نہ کی اُسنے آکر گھیرا ہے تمہہ تلوار سے کہیرا ہے نہین معلوم اسکو میرے طرف آنے
کی کیونکر خبر ہوئی کہ طبیعت اُسکی مائل شر ہوئی تیغ آبدار ہاتھ مین لیجیے اور اُسکو سزاے معقول دیجیے یہ ذکر تھا کہ وہ بدایمان طالب وصل
جانان یعنی سلیمان بھی آگیا اور شیر بیشہ صاحبقرانی یعنی بدیع الزمان لاثانی کو ٹوکا بدیع الزمان بصد غیظ و جلال تیغ بیمثال
کو تیار کر آگے کھڑے ہوے اور نعرہ [illegible] کیا کہ دل اس نامرد کا سینہ مین تھرانے لگا نعرہ منم آن پہلوان رستم شکوہ + بدیع الزمان
شاہ انجم گروہ + سلیمان زنگی نے جھپٹ کر [illegible] تلوار کا مارا بدیع الزمان نے خالی دیکر پنجہ دست زبردست زنجیر کمر مین ڈالا اور جھٹکا دیا
کہ منہ کے بل وہ پہلوان سلیمان زنگی زمین پر گرا بدیع الزمان مثل شہباز تیز پرواز اُس شکار کو چھاپ بیٹھے اور چاہا کہ سر اُس نامرد کا
کاٹ لون ملکہ نے بھی اشارا کیا کہ ہان اے صاحب تیغ جرأت و ہمت اے ہمشان رستم [illegible] خصلت اس نابکار کو چھوڑنا مناسب نہین کہ یہ سر
بدچلن ہے سلیمان نے دیکھا کہ اب جان بچنا محال ہے پنجہ شیر غضبناک مین غزال ہے [illegible] نہ کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون مجکو کلمہ توحید پڑھایئے
مجکو چھوڑ دیجیے بدیع الزمان نے چاہا کہ سلیمان کو چھوڑ دون [illegible] کا کہا ٹون ملکہ مانع ہوئی اور آواز دی کہ اے شہسوار دشمن
کو چھوڑنا عقل سے بعید ہے یہ دغاباز پلید ہے بدیع الزمان نے کہا کہ اسنے کلمہ توحید زبان پر جاری کیا ہے توبہ کر کے مسلمان ہوا ہے مین پابند شرع
ہون اسکو امان دونگا ہرگز جان سے نہ مارونگا ملکہ نے کہا یہ دغا کریگا مطلق عہد پر نہ وفا کریگا بدیع الزمان نے کہا جو کچھ ہوا سو حکم شرع
شریف پر عمل کرتا ہون قدم براہ رضاے الٰہی دھرتا ہون یہ کہکے اُسکے سینہ پر سے اُٹھے اور اُسے چھوڑ دیا شرع پر عمل کیا سلیمان زنگی
بظاہر مطیع و فرمانبردار ہوا جان و دل سے نثار ہوا لیکن کئی روز تک بدیع الزمان اور ملکہ گوہر تاج سے عالیشان کو پیام دعوت کا دیا اور

کون ہے کس سے حال دل کہون پھرون جنگل فرش غم پر پڑی رہتی ہے صدمہ ہجران بدیع الزمان دل پہ سہتی ہے کبھی جو اپنے سیر جانب صحرا سے وحشت اور آتی ہے یہ پار جانی زیادہ گھبراتی ہے کبھی جو طرف دریا کے جا نکلتی ہے موجہ بحر مواج کو دیکھ کر بھری دل غمزدہ سے جلتی ہے کبھی خواصون سے باتین جب حال ہوتی ہین ذکر بدیع الزمان کا کرکے ملکہ بیہوش ہوتی ہے تب بھر اختر شماری بعید بیقراری دن بھر آہ و زاری محبوب کی انتظاری کھانا نیکا مزا نہین پانی سے آشنا نہین وحشیون کیسی صورت دلہن روز فرقت بال پریشان مضطر و حیران تو نہین سا تیر روز گذرے آٹھوین دن سب خواصون کو پاس بلا کر بٹھایا حال دل زار اپنا سب سنایا اور کہا کہ مین اب یہ سوچتی ہون کہ آج پوشیدہ سلیمان کی کشتی پر سوار ہو کر یہان سے نکل جائین اگر خضر قسمت بھی راہ دے اس مراہم سے پروردگار عالم پناہ دے تم لوگون کی کیا رائے ہے یہ سنکر خواصون نے بالاتفاق کہا بہت مناسب ہے ہم سب جان نثار حاضر ہین آپ کیون پریشان خاطر ہین جو کچھ حکم ہو بجا لائین آپ کسی طرح نہ گھبرائین تسلیم بعد ازان ملکہ نے خدا سے عزوجل کرکے قدم بڑھایئے تا خدائے سفینۂ دین و دنیا بیڑا پار لگائیگا یہ سنکر ملکہ گوہر ملک اٹھی اور کنارے پر دریا کے آئی اور کشتی منگوا کر مع خواصون کے سوار ہوئی ملاح سے اشارہ کیا جلد کشتی دھارے پر ڈال اس خرشہ مصیبت سے نجات دے تجھے نکال ملاح نے جلدی جلدی ناؤ کو بہاؤ پر ڈالا ملکہ نے یہ مضمون منہ سے نکالا تضمین ذرا ایک مری اے خالق صمد کرنا

کوئی عدو ہوا گر راہ مین تو رو	کہ گھر سے وہ بھی ذرا ہجر تو نکلے دیکھ	چلا ہون سُوے طرف اے جذب دل اللہ کرنا	کچھ اسکے ساتھ ہی اے آہ تو بھی گر رہا
جو تیر دیدۂ تر میرا جوش کھائیگا	...سو نہ روسنے یہ تم شہر ڈوب جائیگا	...اشک یہ طوفان سا ایک آئیگا	برس کے ابر تجالت بہت اٹھائیگا
برس پڑونگا کشتی ن جو اتر کر ...			

ملکہ تو یہ اشعار پڑھ کر حیرت افزا بیٹھی کشتی پر جھرمٹ مین خواصون کے بیٹھی چلی جاتی ہے موج دریا سے چہرہ زیبا سے محبوب یاد آتی ہے ادھر سلیمان زنگی سیاہ رو بدخو کو جو معلوم ہوئی کہ ملکہ گوہر ملک کشتی پر بیٹھکر مع خواصون خاص کے روانہ ہوئی آہ کا نعرہ مارا آتش عشق دل مین بھڑکی کہا غضب ہوا وہ لعل بے بہا گوہر یکتا ہاتھ سے نکل گیا سوز محبت سے سینہ مین کلیجا جل گیا جھٹ پٹ گھوڑے پر سوار ہو جا بجا دریا چلا کنارے پہونچکے دیکھا کہ وہ سامنے وسط دریا سے حسن جمال آفتاب عالمتاب بیشمال کشتی پر سوار مضطر و بیقرار چلا جاتا ہے عکس سے نیر تابان ملکہ عالیشان دریا مین جلوہ دکھاتا ہے آواز دی للکار کر زور سے چیخین مار کے پکارا او ملاح کہان جاتا ہے کشتی کو روک دیکھ یہ نیزۂ خونچکان کی نوک مین آن پہونچا یہ کہکر گھوڑا دریا مین ڈالدیا ادھر ملکہ کا عجیب حال ہوا کچھ نہ بن پڑا بال سر کے کھول دیے جانب آسمان دونون ہاتھ اٹھا کے اور دعا کرنے لگی اے مالک زمین و زمان وا ناخدائے کشتی کون و مکان اے خالق بے نیاز و اے معبود کارساز میری آبرو اس دشمن سے بچا لے یا مجکو اس بیجا ناپائدار سے اٹھا لے رشتہ حمیت میرا نہ ٹوٹے متاع عصمت میرا نہ لوٹے تو ہی حافظ و ناصر ہے تیرے ہاتھ عزت باطن و ظاہر ہے کبھی یہ مصرعہ زبان پر جاری کرتی رخساروں کو اشک گرم سے بھرتی ہے مصرع بائیم پر گناہ تو دریائے رحمتی ۞ کبھی یہ شعر شیخ سعدی شیرازی کا پڑھتی ہے اپنے مالک و مختار سے حال زار بیان کرکے روتی ہے شعر دوستان را کجا کنی محروم ۞ تو کہ با دشمنان نظر داری ۞ کبھی یہ اشعار آبدار بصد اضطراب و ہیجان ہو کر ورد زبان ہین آنکھین جانب خدا و ہاتھ سوئے آسمان ہین اشعار

گر نہ عزت مین میری تو حامی	کوئی میرا یہان نہین حامی	ہو قبول اب دعا مری یارب	تجھسے ہے التجا مری یارب
زندگی ہوگئی وبال مجھے	اس تلاطم سے تو نکال مجھے	تو ہی حافظ ہے اے مرے غفار	راز دل تجھپہ ہے مرا اظہار
پار کر ناخدا مرا بیڑا	کشتی نوح کی طرح تو بچا	پانی پانی الم سے دل ہے مرا	کیسا طوفان اٹھا ہے اے مولا

ملکہ تو درگاہ خدا سے عظم پر لی مین دعا کر رہی ہے سر پیش سجود معبود تھا کہ ادھر رہی ادھر وہ ستم ایجاد بلائے بیداد آ پہونچا ملاح کو تہ تیغ کیا کشتی کو روکا ملکہ گھبرائی دلمین غورا یہ سمائی حرمت نہ دیجیے محبوب پر جان فدا کیجیے یہ کہکر دریا مین کود پڑی غوطہ کھا کے ابھری سلیمان نے بڑھکر ہاتھ بچا لیا اور گھوڑے پر بٹھا لیا خواصون نے غل مچایا سب نے برا حال بنایا ملکہ زار زار روتی ہے جان اپنی کھوتی ہے کوئی غمخوار یاد کو نہین پہونچا نالہ نہین سنتا ناگاہ سامنے سے اس صحرائے ہولناک مین گرد اڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار گھوڑے پر سوار تیغ خونچکان ڈاب مین نیزۂ طویل ہاتھ مین کنارے دریا کے آباد کیا آتے ہی کہا ایک دیو سیاہ رو تند خو بصد غیظ و غضب

ایک پری حور نژاد کو بعد بدعشت و بیداد جنگل میں دبائے ہی سر پر بچار لیوں خواصوں کے دریا میں طوفان اٹھا سکے تھی اُس نقابدار نے
نعرہ کر کے گھوڑا دریا میں ڈالدیا اور للکارا کہ میں آپہونچا ای ماہ آسمان خوبی وای فلک خورشید محبوبی گھبرانا نہیں جب نقابدار قریب کشتی کے
آیا سلیمان زنگی چلایا کہا تو کون ہی کیا نام ہی کہاں تیرا مقام ہی اُس سوار نے نعرہ کیا کہ میں نقابدار پلنگینہ پوش ہوں اسی میں خیر ہی کہ
گل گلعذار حسن جمال غنچۂ نودمیدۂ نہال کو چھوڑ دے نہیں ابھی تجکو اس بے ادبی کی سزا دونگا تیغ آبدار گردن پر لگا یہ کہکر ملکہ گوہر ملک کا بازو
تھام کے جھٹکا دیکر گھوڑے سے اُٹھا لیا اس صیاد ستم ایجاد کے پنجہ سے اس بلبل زمزمہ پرداز گلشن خوبی کو چھڑا لیا اور تیغ آبدار بے تحت
و تیار میان سے کھینچکر ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے کر کے غرق دریاے فنا کیا ملکہ کو کشتی پر بٹھا کنارہ سے لا کے آمادہ رضا پر قدم مارا اگر نقابدار
پلنگینہ پوش حسن و جمال جہان آرائے ملکہ گوہر ملک پر مائل ہوا تیر نگاہ چشم فتان ابرو کمان کا گھائل ہوا کہا ای جان جہان کے راحت
و آرام جان تیرا کیا نام ہی اور تو کون ہی اور یہاں کیونکر آئی کیا بدی تقدیر سے فلک پیر ناگزیر نے برگشتگی دکھائی ملکہ نے کہا میرا نام ہی ملکہ
گوہر ملک میں بیٹی ہوں بادشاہ گنجا سپاہ بن گنجور ملک حریان داوکش کی اور فریفتہ و شیفتہ ہوں جمال جہان آرائے شاہزادہ
بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران کی ای نقابدار پلنگینہ پوش میرا حال زار ملاحظہ فرما اور کیفیت برگشتگی بخت بد کردار سماعت میں لا اور بعد ہر
پر شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے لشکر فیروزی اثر میں تھے میں بجوش الفت و محبت بشکل نقابدار گوہر پوش بنا کر گئی بجاے مقابلہ انکو لشکر سے
نکالا اپنے خیمہ میں لائی انکی اطاعت و فرمان برداری کر کے خطا معاف کرائی رات بھر جلسۂ عشرت رہا صبح کو بیہوش کر کے صندوق میں بند
کیا کشتی پر سوار ہوئی راہ دریاے تلاطم افزا کی یہاں نمکحرام سلیمان زنگی کہ ملازم میرے باپ کا تھا مجھسے طالب وصال ہوا میں
نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو ہوشیار کیا انھوں نے بقوت دست زبردست اسکو زیر کیا اور سینہ پر چڑھ کے چاہا سر نحس اُس ملعون کا
کاٹ لیں مجھ کمبخت نے بھی بہت کہا گر وہ بیوفا بازی مسلمان ہوا بظاہر اسلام قبول کیا شہزادے نے اسکو چھوڑ دیا وہ دعوت کے
حیلے سے اپنے گھر میں لایا اور شاہزادے کو شراب بیہوشی پلا کر قتل پر آمادہ ہوا میں بگریہ و زاری مانع اور حارج ہوئی قتل کے عوض انکو
ایک صندوق میں بند کر کے دریا برد کر دیا اب نہیں معلوم وہ نور نگاہ امیر حمزۂ صاحبقران گوہر ملک کا آرام جان شاہزادۂ بدیع الزمان
زندہ ہی یا نہیں بعد آٹھ روز کے بہ پاس حفاظت عصمت سلیمان زنگی سے پوشیدہ کشتی پر سوار مع خواصوں کے روانہ ہوئی سلیمان
زنگی کو جو خبر ہوئی بغیظ و غضب آیا دریا میں کشتی کو بڑھ کے روکا اور طالب وصل ہوا اور چاہا کہ شیشۂ عصمت و عفت کو شکست کرے تم نے آکر اسکو تیغ
آبدار کیا اگر ایک ذرا عرصہ ہوتا وہ ظالم آبرو لے لیتا تم نے جان و آبرو بچائی صورت شر و فساد صفحۂ ہستی سے مٹائی اب میں سنجان کو جاتی ہوں
جب خیریت سے پہونچونگی تمام عمر تمکو دعائیں دونگی نقابدار پلنگینہ پوش نے یہ سب کیفیت سنکر شکر خدا کیا اور کہا کہ اب تجکو معلوم ہوا کہ
تم ناموس شاہزادۂ بدیع الزمان نور نظر صاحبقران کی ہو نہ گھبراؤ خدا کو یاد کرو وہ مسبب الاسباب قادر و توانا ہی کوئی اسباب بے سامانی
میں ایسا پیدا کریگا کہ تم پھر اپنے محبوب جانی یار جاودانی شاہزادۂ بدیع الزمان سے ملاقی ہوگی مگر ہمارا ابھی سلام کہنا اور مزاج پرسی ہمارا
طرف سے کرنا اب چلو میں تمکو بحفاظت تمام طرف سنجان کے روانہ کروں یہ سنکر ملکہ مع خواصوں کے ہمراہ نقابدار پلنگینہ پوش کے جزیرہ
ارغوان میں آئی کیفیت عجیب و غریب نظر پڑی نقابدار پلنگینہ پوش نے بضرب شمشیر آبدار و بزور و قوت بازو صف شکنی دکھائی خلقت
راہ راست پر آئی ساکنان جزیرۂ ارغوان کو زیر کیا سبکو کلمہ پڑھایا اہل جزیرہ ایمان خداپرستی پر لائے مسلمان کامل کیا بتکدے توڑ ڈالے مسجدیں
بنا کیں تکبیروں کی صدائیں بلند سکہ زر و سیم بنام شاہزادۂ بدیع الزمان خسرو خسروان پارۂ جگر صاحبقران جاری ہوا ڈنکا شاہزادہ بدیع الزمان کا
کا بجنے لگا رعایا خوش و خرم نہ کوئی غم نہ الم ہر ایک آباد و شاد و رہنے لگا ملکہ گوہر ملک دختر گنجا سپاہ بن گنجور ملک حریان داوکش کو
بعوض شاہزادہ بدیع الزمان خسرو خسروان راحت جان و نور نگاہ صاحبقران سب نے نذریں گذرانیں بعد چندے کے نقابدار
پلنگینہ پوش نے ملکہ گوہر ملک کو بحفاظت تمام بصد انتظام جوانان جرار و پہلوانان نمودار ہمراہ کر کے طرف سنجان کے روانہ کیا
ناظرین واضح رہے کہ ملکہ گوہر ملک بخیریت تمام و بحفاظت و انتظام طرف سنجان کے روانہ ہوگئیں یقین ہی بفضلہ تعالی پہونچی ہونگی شاہزادہ

پانی کو تلاطم ہوا موجہ آب پا نشو و نما دریا سے بلند دیکھا ایک ماہی کلان جانب راست سے موج مارتی ہوئی پانی کاٹتی آئی بیچ میں جو آتے اس کشتی کو پایا ایک کاٹا اکہ کشتی پاش پاش ہو گئی نہ ملاح کا پتا لگا نہ کشتی کا نشان رہا ایک تختہ پر شہزادہ ملک قاسم ایک پر مہتر مرجان نیم بسمل ڈوبتے جان ڈوبتے اُبھرتے وہ کہین بہ گئے قاسم کو مرجان کا نشان نہ ملا اور مرجان کو قاسم کا پتا نہ لگا مگر ناظرین پر واضح ہو کہ قضا سے کار باتفاق روزگار شہزادہ ملک قاسم تختۂ شکستہ پر بہتے بہتے بعد کئی روز کے مضطر و نالان حیران و پریشان بے ہوش و حواس عجب ہراس جینے سے یاس کوئی آس پاس ایک مقام پر کنارے دریا کے تختہ ٹھہر گیا قاسم اُچک کر وے خشکی مین آئے کچھ کچھ حواس درست ہوئے مگر بھوک کے مارے آنکھوں مین دم چشم پر نم نقاہت آشکار ضعف بیشمار در حقیقت کئی روز گذر گئے تھے آب و دانہ اس شکستہ کشتی پر مثل ماہی مردہ کے وہم بجو تختہ سے لپٹے ہوئے آئے کیونکر ہو سکتا ہی کہ سانس پیٹ مین سمائے انسان اناج کا کیڑا ہی اسی سے زندگی کا وسیلہ ہی دوسرے ہلاکت جان گرا بے حد و انتہا غرض کہ کنارے کنارے دریا کے آہستہ آہستہ چلے دیکھا کہ سامنے دھوبی کپڑے دھوتے ہین چھوا چھو کر کے شاد ہوتے ہین دوپہر کا وقت ہی کچھ دھوبی بیٹھے ہوئے روٹی کھاتے ہین دیکھتے ہی قاسم بیتاب ہو گئے جلد قدم بڑھا کے اُن دھوبیوں کیطرف چلے کئی دن سے جو دانہ آنکھ سے نہ دیکھا تھا پانی بھی نہ پیا تھا جاتے ہی بسم اللہ کہکے اُن دھوبیوں کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھ گئے کھانا کھانے لگے بڑے بڑے نوالے مارکر جلد ہی جلد ہی منھ چلانے لگے دھوبی یہ دیکھکر گھبرائے کچھ دھوبی آپس مین شرمائے کچھ آپس مین یہ کلام زبان پر لائے اے شخص تو کون ہی کہان سے آیا ہی یہ کیا تیرے دل مین سمایا ہی ایسا بیباک چالاک کہ بے صلاح کیے کھانے کو بیٹھ گیا قاسم نے اُن دھوبیوں کی باتوں پر کچھ اعتنا نہ کی اپنے کام سے کام رکھا جب تو وہ دھوبی دو دو روٹیاں ہاتھ مین لیکر کھڑے ہو گئے قاسم بھی اُٹھے اُٹھ کر چھیننے جھپٹنے لگے جس دھوبی نے کچھ بھی چین چپڑ کی اُسکی کمر مین ہاتھ دیکر زمین پر مارا اور روٹی اُسکی چھین کر گلے مین بھر لی منھ چلانا مشکل ہوا اگل نگل کر کھا گئے پھر تو یہ رنگ ہوا کہ کسیکو گھونسا کسیکو طمانچہ دیا کسیکو زمین پر دے پٹکا کسیکا ہاتھ جھٹکا ساری روٹیاں چھین جھپٹ کر اُن سب کے کھا گئے وہ دھوبی بیچارے آفت کے مارے بھوکے تاپتے رہ گئے کوئی کہین بھاگا کوئی کہین بھاگا دھوپ مین دریا کے کنارے ایک چلبور مچی غوغا بلند ہوا مگر کوئی اُنکے پاس نہین آتا دور ہی سے گیدڑ بھبکیاں بتاتا ہی شیر نر کے مانند قاسم ایک ایک کی طرف جھپٹتے ہین دھوبی آگے نہین بڑھتے ہین پیچھے ہٹتے ہین آتش دہشت سے بھٹی مین کپڑوں کی گر کر جلے جاتے ہین ایسی سوندن مین پڑے ہین دل دہل رہے ہین گلے جاتے ہین پیٹ کی آنچ ٹکتے ہین روٹی کھا منوا لیا گلتے ہین الغرض دھوبی ایسے سیٹے گئے اور ٹھینیاں کھا کھا کر ٹیڑھا ہوئے کہ سانپ کے گوئے کیطرح پانی مین بہنے کٹ منھ سے جاری ہو گدھے کیطرح ہانپنے لگے اڑوڑ کے کانپنے لگے جب سب دھوبی استری کے مانند گڑگڑا کے ہاتھ جوڑ کے سر قدموں پر جھکانے لگے قاسم مسکرائے تن تازہ کرکے پانی مانگن ہوئے شکر خدا کیا ادھر اُدھر ٹہلنے لگے اور یہ اشعار بزبان بصد مسرت و شادمانی پڑھنے لگے نظم

وحشی ہین عشق زلف مین شیدا ہین تیرے ہم	بہتر ہین المیا کرتے ہین آنکھیں ہین تری ہم	یاد وطن کبھی کبھی جنگل کا ہی خیال	اے دل بتنگ ہین ترے دیوانہ ہم
عادل کا مدعا ہی گنہگاروں کی شرم کر	مرقد مین منھ چھپائے ہوئے ہین کفن سے ہم	جز خار غم ہوا نہ محبت مین کچھ حصول	کیا خاک دل لگائین کسی گلبدن سے ہم
یوسف کیطرح ڈوبے ہین اُسکے عشق مین	کیا تجھے بتائے ہین چاہ ذقن ہم	بلبل نہ سمجھ یار کہ جلتے ہین باغ سے	برخاستہ دل آئے ہین اپنے وطن سے ہم
آیا جو ہاتھ سبزۂ رخ کی نگاہ کا دھیان	انگلین گئے زہر اگلدان انکے دہن سے ہم	تجکو بھی ان ہوئی جدائی سے کچھ ملال	تو جھینکے اب جاتے کسی انجمن سے ہم
یہ وجہ ہی جگہ جو تاراہی داغداد	رکھتے ہین عشق دل مین کسی گلبدن سے ہم	پاس آئی شاعری یہ ہین کیا غرور ہم	آگاہ کب ہین گو شعر و سخن سے ہم

شہزادہ عالیشان قاسم نوجوان شغل شعر و سخن مین تھے کہ ایک طرف کنارے پر دریا کے نگاہ پڑی دیکھا کہ ماہی فروش شکار کھیلتے ہین جال جنجال پھیلائے بیٹھے ہین کوئی شست پھینکتا ہی وہ جو دریا دور سے گوشت کے بہانے لیے جاتا ہی مچھلی کوئی نہین کھینچتی ہی حالت آپس والوں مین ہوتی ہی کوئی جال کھینچتا ہی مچھلیاں نکال نکال کر ٹوکرے مین رکھ لیتا ہی قاسم کھڑے ہو کے

دور سے تماشا دیکھ رہے ہین مگر ایک ماہی فروش نے جو جال کو اپنے کھینچا تو وہ اُس سے کھینچ نہ سکا کبھی تھم گیا دم لیا کبھی خوب زور کیا مگر
وہ جال بالشت بھر نہ کھنچا ماہی فروش عاجز ہوا سب ماہی فروشون کو آواز دی کہ بھائیو آؤ کمک کرو جال نکالو بلا کا بار ہے سب ٹالو سب
ماہی گیر آئے مگر جال کھینچنے لگے دریا سے عرق مین غرق ہوئے مگر زور مین نہ فرق آیا ہوئے یہانتک زور لگائے کہ کنارے تک کھینچ لائے
اب جو دیکھا تو ایک صندوق نظر پڑا بہت شاد و مسرور ہوئے حسرت کے رنج سب کے دلون سے دور ہوئے کہنے لگے کہ بھائیو آج تو
تقدیر نے یاوری کی بڑی دولت ہاتھ لگی جھانک جھانک کے اندر صندوق کے دراز سے تکنے لگے خیالی پلاؤ پکانے لگے حصے بانٹ کا
ذکر ہونے لگا کوئی پسینہ پونچھ کے دریا سے اٹھ بیٹھ ... لگا کوئی دبلا سر پکڑ کے بیٹھ گیا کوئی موٹا اپنے بازو ٹھونکنے لگا کسی نے
پھیکا زور لگایا کسی نے ریلا دیا ہلایا مگر وہ صندوق اپنی جگہ سے مطلق نہ سرکا نوبت بہت سیکڑون نے زور کیا شہزادہ والا ہمم قاسم
ذی حشم یہ دیکھ رہے تھے اور ماہی فروشون کے پاس آکر کہا کیون بھائیو یہ صندوق نہین نکل سکتا اپنی جگہ نہین چھوڑتا اگر ہم اس
صندوق کو باہر نکالین گے تو آدھا مال جو کچھ اسمین ہے وہ لین گے سب ماہی فروشون نے اقرار کیا ایک ایک اس بات پر
راضی ہوا قاسم نے زور کرکے ابھارا اور چاہتے ہین کہ آگے بڑھا کے ہٹائین یکایک صندوق کے اندر سے نکالا قاسم کے ہاتھ
چھوٹ کے گر گیا کئی بار ایسا اتفاق ہوا قاسم چپ ہوگئے ٹھہر گئے دم لیا ناظرین پر واضح ہو کہ بدیع الزمان کو جو سلیمان نے قتل
کرنا چاہا تو پہلے شراب بیہوشی پلا کر بیہوش کر دیا تھا جب ملکہ گوہر تاج مانع ہوئی تو سلیمان نے اسی عالم بیہوشی مین بدیع الزمان
کو صندوق مین بند کرکے دریا برد کر دیا تھا اب اتنا زمانہ انکو بیہوش ہوئے ہو چکا تھا اور صندوق مین پانی ہر وقت رہا تراوت کی
سردی کھا کر بدیع الزمان ہوشیار ہوگئے ہین اور قاسم کی آواز سن رہے ہین جب قاسم صندوق کو زور کرکے اونچا کرتے ہین
بدیع الزمان اندر سے صندوق کے ہنکا مار کر زور توڑ دیتے ہین وہ صندوق ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے قابو مین کسی طرح نہین آتا ہے قاسم
نے کہا یارو غور کرو اس مال مین جان ہے اسمین کوئی شی ذی روح ہے معلوم ہوتی ہے یہ کیسا مال ہے یہ صندوق عجب جان کا جنجال
ہے ماہی فروشون نے کہا اجی جو کچھ ہو اسمین مثل مشہور ہے قسمت یا نصیب تو اب صندوق نکالیے تو سہی جو کچھ مال مقدر کا
ہوگا وہ ملیگا قاسم نے بسم اللہ بزرگون کا نام لیکے ایک زور جلالی جو کیا تو ایک مرتبہ وہ صندوق اٹھ کے گھٹنون تک آیا دوسرے زور
مین ترتیب کمر تک لائے تیسرے زور مین اونچا کرکے دھم سے کنارے پر دریا کے خشکی مین لا کر پھینک دیا واہ واہ کا غل ہوا حرکت
اور جنبش کرنے لگا قاسم نے فوراً قفل کھولے جو صندوق کا پٹ اٹھایا تو آپ نے عجب رنگ دکھایا قاسم نے جو جھک کر دیکھا تو چچا
شاہزادہ بدیع الزمان ہین قاسم نے کہا واہ عمو جان آپ کہان آپ کو تو خوب ادھر ادھر ڈھونڈھ کا دیتے پھرتے ہین اب فرمائیے
جنگل کے ... ہین آپ کیا کرتے ہین بدیع الزمان نے کہا کہ جنگل تو مین ہرگز نہ دونگا اگر لڑوگے تو لڑونگا قاسم نے کہا ہین
صندوق سے نکلنے دونگا جب تک اقرار نہ کرو گے ... کہتے بدیع الزمان نے تیغ برق تمثال پر قبضہ کیا اور تڑپ کے صندوق
سے نکلے اور مقابلہ مین قاسم کے کھڑے ہوگئے ماہی فروشون نے اور وحشیون نے جو یہ معرکہ دیکھا ماہی گیر ڈرے اور جال
مچھلیان جو کہ شکار کرکے ٹوکرون مین بھری تھین ... چھوڑ کے بھاگے ... سب اسباب اپنا اور گٹھری کپڑون کی اور
سل بٹہ چھوڑ کر بھاگے ... کہتے تھے کہ بھائیو بھاگو جان بچا کر کہین چھپ رہو ایک تو وہ شخص بلا نوش آیا دوسرے صندوق
مین سے آسیب نکلا یہ دونون ... کہان ڈھونڈھتے پھرینگے ناظرین ملاحظہ
فرمائین میان قاسم اور بدیع الزمان دونون مقابل ہوئے معرکہ آرائی پر مائل ہوئے تلوارین کھینچ گئین ٹھاٹھ بدلنے
لگے دیکھنے والون کے دل ہلنے لگے دو چار ہاتھ تلوارون کے دونون نے لگائے پھر پیتر کے کچھ خالی گئے کہ ناگاہ سامنے سے
گرد اڑی زمین تھرائی گھوڑے کی ٹاپون کی صدا آئی جھونکے ہوا کے چلنے لگے اشجار دشت کے ہلنے لگے جیب دامن گرد چاک
ہوا ایک نقاب دار نقاب پوش نظر پڑا دشتیان وحشت ... شور مچایا ... بادہ خواری کا جو گلشن مین بہار آ ...

کھلے میخانہ کا در ساقی رنگین عذار آئے
یہان تک تجکو ڈھونڈھا ہم نے آخر تھک گئے
ترے کوچے مین ہم دوڑے ہوئے بے اختیار آئے
وصال یار مین ہونا نظر بازی کو مانع ہے
وہ آئے وصل کی شب بھی تو کیسے شرمسار آئے
جنون کا شور ہو صحرا کے دامن پر زبر پہونچے
محبت جنس ہو لیے آسکے دیکھے گیا قرار آئے

دیا سر معرکہ مین لیکیا سبکدوشی ہوئی حاصل
لحد مین پاؤن اپنے اب دبانے کو نثار آئے
نہ پایا چین مر کر بھی تو انکے ہاتھ سے ہمنے
وہ آنکھین پھوٹ جائین نیند کا جسمین خمار آئے
نگاہ مین نہین دشمن سے بھی وہ صاف باطن ہے
نئے گلبوٹے نکلی بن آئے ابکی وہ بہار آئے

گئے تھے کوچۂ قاتل مین بار اپنا اتار آئے
نہین معلوم یہ کیسی کشش پیدا ہوئی دلمین
ہوا اک حشر برپا وہ جو بالین مزار آئے
سحر تک منھ نہ دکھلایا نہ کی اک بات بھی مجھسے
لگا لون دل کو پہلو سے اگر اسمین غبار آئے
فراق یار مین ای یاس کیونکر سر نہ ٹکراؤن

یہ ذکر تھا کہ وہ نقابدار سبزپوش بصد جوش وخروش اسپ صبا رفتار کو دوڑاتا ہوا چیتا وحشت کو آگے سے ہٹاتا ہوا قریب آن دونون معرکہ آرا کے آیا اور آتے ہی دہنا ہاتھ قبضۂ شمشیر بے نظیر شہزادہ بدیع الزمان پر ڈالا اور بائین ہاتھ سے تلوار دشمن شکار شہزادہ قاسم نوجوان کو تھام لیا جھٹکا دیکر دونون غازیون کی تلوارین نکال لے گئے اور شمشیر آرائی دونون بہادرون کے قطع کردیے اور کہا ای بھائی تم دونون کیون لڑتے ہو قبضۂ شمشیر بے نظیر کیون پکڑتے ہو دونون شہزادون نے کیفیت جنگ کی بیان کی جب تو نقابدار سبزپوش دست صلاح پر کمر باندھکر دونون کو سمجھانے لگا اور کہنے لگا اگر تم دونون بدل منظور کرو اور پھر آپسمین سرگرم پرخاش ہو تو مین ایک بات کہون تم دونون کی راہ تیار دونون شہزادہ بدیع الزمان اور قاسم عالیشان نے قبول کیا اور گوہر بیبہا سے کلام بطور اصلاح اس درباب صلاحیت او شجاعت سے حصول کیا نقابدار سبزپوش نے بصد جوش وخروش فرمایا ای جوانو وای بہادرو جو تم دونون مین بفحوای شمشیر آبدار وبشوکت وشجاعت بسیار ملک سیستان کو زیر وزبر کرسکے فتح یاب ہو اور بہ جرأت وہمت ونام آوری حق پسند وبہرہ مند ہو جنگ اسکا ہے یہ سب پرخاش اور معرکہ آرائی اور شمشیر کشی بجا ہے یہ کہکے دست شفقت پشت پر پھیر کر یہ غزل

دا ہو سے ہرگز نہ عقدے وہ جو تھے تقدیر کے
فتنے ہوتے ہین مہیا اس کا فریب پیر کے
ایک میرے قتل سے دو لطف ای قاتل ہو
داغ چند اس عشق مین تھے اپنے بھی تقدیر کے
شہرہ ہے گیسوے پیچان کا تمھارے ہر طرف
صید کے تو وے لگا دینگے یہ دستے تیر کے

یہ کسا نداری ہے دم تک عاشق دلگیر کے
سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
آشنا معنی سے بھی ہو جائینگے صورت آشنا
رنگ دل تیرا اڑا تا جو ہے دکھلے شمشیر کے
گفتگو ای بت غرور حسن سے تو نے نہ کی
غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے
چہچہے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض

اس ادا سے تو اڑا کر پر گئین سے تیر کے
لیکر قیامت سے ہے آثار قیامت آشکار
دیکھ لینگے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
کھاتے ہین دو چار گل خوبان گل رخسار پہ
رہ گئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
جنبش مژگان سے وہ خونخوار دیکھا کا نکار
عاشق شیدا تمھاری چاند سی تصویر کے

نقابدار سبزپوش یہ اشعار پرجوش پڑھکے شہزادہ بدیع الزمان و قاسم عالیشان سے کہنے لگا کہ میرے کہنے کو مانو اور تم دونون علیحدہ علیحدہ طرف سیستان کے راہ لو بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑکے ایک طرف لیچلا اور کہا تم ادھر جاؤ اب یہان نہ ٹھہرو قدم جلد بڑھاؤ شہزادہ بدیع الزمان کو تھوڑی دور پہونچاکے پھرے اور بعد تھوڑی دیر کے کہ جب دیکھا کہ بدیع الزمان نظر سے غائب ہوا قاسم عالیشان سے کہا کہ لو تم بھی اب دوسری جانب سیستان روانہ ہو مرضی الٰہی یہی ہے دم نہ مارو جب قاسم بھی نکل گئے اور نگاہ سے پوشیدہ ہوگئے آپ بھی روانہ ہوے اب ناظرین پر واضح ہو کہ اول حال شہزادہ بدیع الزمان نوردیدہ مہاجنعفران کا تحریر کیا جاتا ہے اشعار

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین
بو وفلاطون ہو تو اپنی قابل صحبت نہین
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار
روز کیجیے چہل قدمی مگر فرصت نہین

سیر کے قابل ہے یہ ہر سیر کی فرصت نہین
خواہ پھرتا ہے فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین
ایک ساعت مثل ریگ شیشہ ساعت نہین
میری وحشت پاؤن پھیلائے تو پھر دونون جہان

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم
ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین

غرضکہ شہزادہ بدیع الزمان وہ دشت پر آفت صحرائے وحشت طے کرتے چلے جاتے ہیں کہیں وادی سبزہ زار کہیں بیابان پُر خار کسی مقام پر گرد نواح سڑک کے دیہات کی آبادی کہیں منزلوں سنسان پر آشوب وادی کسی جا کھیت لہکتے ہوئے طائر زمزمہ پردازی کرتے کسی مقام پر اشجار چنار شعلۂ آتشین سے دہکتے ہوئے کہیں گل خودرو کی بہار صبا کا جھونکا آنا بار بار طائروں کا چہکارنا فاختہ کا پکارنا بدیع الزمان کا صبا کیطرف خطاب کرکے یہ شعر پڑھنا کبھی دم بھر ٹھہر جانا کبھی آگے بڑھنا شعر صبا بگلشن جانان اگر تو میگذری از اتفاق حبیبی نقل خبری اور کبھی چلتے چلتے جو کچھ خیال اپنے محبوب گلعذار و معشوق گل رخسار کا آگیا تو یہ اشعار گھبرا کر پڑھتے چلے جاتے ہیں نغمہ سرائی طائران خوش الحان و زمزمہ پردازی مرغان دوستان پر کان لگاتے ہیں نظم

سایہ میں بیٹھے پھول جو شاداماں چلے
کیا کچھ جتا ہوے مری جان کیوں کہاں چلے
مد نظر ہو جسکو مرا امتحان چلے
اب فیصلہ ہی چھوڑ کے کیوں نیم جاں چلے
فلک جا میں ساتھ اگر آسمان چلے
ایسا نہ ہو کہ دیری بھی لب پر زبان چلے
تربت پہ میری کھائے مرا استخوان چلے
اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے
صد شکر اس جہان سے ہم شادمان چلے

دار فنا میں ایک بھی اپنا نہیں رفیق
مجکو دیہ انکی بد مزگی کا خیال ہے
ایسے چمن بہار میں چھپتا ہے بلبلو
جوبن پہ اندنوں ہے گلستان حسن یار
کہدو دوستو ہیں پیر لاشے کو سونپ دو
گل توڑنے پہ دیتے ہیں دشنام عندلیب
قاتل میں خوش ہوں شوق سے سر کاٹ لے مرا
یوں لکھ رہا ہے کلک مری آہ کا الف
لٹکا کے گیسو پاس کو چھڑ زلف سیاہ میں

سب دوستوں کا خوب لیا امتحان چلے
جائیں کہیں وہ کہہ نہیں سکتا کہاں چلے
رکھا ہے گل کی پانوں میں ہیں بیڑیاں چلے
یارب ایسا اس چمن میں نہ باد خزاں چلے
کوچہ سے یار کے تجھے لیکر کہاں چلے
سچ ہے کسیکا ہاتھ کسی کی زبان چلے
گردن پہ کون اٹھا کے یہ بار گراں چلے
جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے
تاریک شب میں ٹھوکریں کھاتے کہاں چلے

کی خوبی سیر باغ کی دکھا دو اپنی چلے
آنے ہی میرے بزم سے تم اٹھ کھڑے ہو
رکھا رو لگا میں کاٹ کر قاتل کے پانوں
بسمل بنا چکے مجھے تیر نگاہ سے
صحرا نوردیوں کی ہے مشق اسکل
روز آپ چھیڑ چھاڑ کے دیتے ہیں گالیاں
ہیں کیا سگان کوچۂ دلدار جو غرض
لکھتا ہوں اپنے ضعف کا میں حال اے قلم
آیا وہ وقت مرگ عیادت کیو آسے

کسی سمت اُس وادی پُر خوف و سود ہیں چار طرف مغیلان کا ہجوم بوم نحس و شوم کی دھوم زاغوں کا غل مچانا درندوں کا مہیب آوازیں لگانا آفتاب کی تیزی دھوپ کی شدت دوپہر کا ڈھلنا زمین کا تپنا ریگستان کا جلنا وہ ہوائے گرم وہ لوں وہ تتق گرد و غبار وہ بگولوں کا اٹھنا جھیلیں خشک پانی نایاب حلق تر کرنے کو نہیں قطرہ آب جگر گرمی سے کباب دل بیتاب گو رشک سنبل پیچ و تاب اُس جنگل میں نہ آدمی نہ آدم زاد دیہات خدا کی ذات نہ کہیں سایہ درخت پہاڑوں کی منزلیں سخت دو دو چار چار دن دانے کا نام نہیں پانی سے کام نہیں تمازت آفتاب سے چہرے کا رنگ سنولایا ہوا دل سینہ میں گرمی سے گھبرایا ہوا گرد و غبار راہ سے پھول سا جسم سب اٹا ہوا دامن قبا کا کانٹوں سے کوئی نچا ہوا کوئی پھٹا ہوا پانوں میں چھالے جان کے لالے وحشیوں کی صورت شاہانہ خصلت تکلیف بے انتہا راحت عنقا کبھی مسکرائے کبھی آنکھوں میں آنسو بھر لائے کبھی روئے کبھی ہنسے کبھی فلک کیطرف دیکھ کے گھبرائے کبھی یہ اشعار زبان پر لائے

اشعار بہار آئی جنون خیز ابکی پھر وحشت کا سامان ہے
بحجوم داغ سے سینہ مرا رشک گلستان ہے
بہت گھبرا رہا ہے یہ کسیکے پاس جائے گا
وہ مجنون ہوں کہ سایہ دیکھ جسکو گریزان ہے

وہی دامن کے پرزے ہیں وہی ٹکڑے گریبان ہے
کہیں گل مسکراتے ہیں کہیں ہے چشم پر شبنم
ہمارا دل ہمارے پاس کچھ دن اور مہمان ہے
رقم کرتا ہوں جب اوصاف تیغ ناز قاتل کے

چمن تازہ کھلا ہے لائق گلگشت جانان ہے
کوئی خندان ہے باغ دہر میں اور کوئی گریان ہے
بلائیں کیوں نہ لیجا کیں عاشق زلف پر پیچ ہے
صدا دیتا ہے خامہ آج میرے ہاتھ میدان ہے

القصہ وہ نور چشم و روح جان امیر حمزہ صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان بعد قطع منازل و طے مراحل صحرائے ہولناک گریبان دریدہ دامن چاک چہرے پر بالوں پر بیابان و دشت کی خاک پانوں میں آبلے تھکے ماندے نہایت ہلاک جس جگہ بیٹھ جائیں اٹھنا محال جان خود کسلمندی سے بحال ہے دل سست جی نڈھال ہے ایک قدم کی راہ ایک سال ہے بے غذا ضعف سے غش آتا ہے پانی منہ خشک چہرہ اترا جاتا ہے اسی حالمیں جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے کچھ درخت سرسبز لگے ہیں کچھ جانور بھی بول رہے ہیں کچھ آدمیوں کے بھی بولنے کی آواز آتی ہے بوے آب و طعام بھی ہوا لاتی ہے گوشۂ دل کو تازگی ہوئی قائم آبلہ دار کو

چلنے کی ہوس بڑھی قریب پہونچکے دیکھا کہ زیر درخت گنجان خدا پرست وحق شناسان کچھ آدمی کچھ جوان بصد تکلف وشان بیٹھے ہین تا بجا مرگ چھالے بچھے ہین کہین بوریا ہے تخت پر فقرا بیٹھے عبادت کے ذکر ہوتے ہین آب رحمت الٰہی سے منھ دھوتے ہین آنکھین دراز نشین سرفراز ہر ایک پاکباز با وے نیاز بین ہی بیچمین ایک سجادہ نورانی بصد جاہ وحشم جہانبانی بچھا ہی اسپر ایک فقیر بصد آو قرین دراز طول قد پلکین بھی بڑھی ہوئی ریش سفید سے یاد مالک خاوند بیٹھا جھومتا ہے اور چار طرف پنجرے جانوران زنگار رنگ کے درختون مین لٹکے ہوئے ہین وہ سب طائر قفس رنگا رنگ مین اپنے اپنے مقام پر چہچہہ زن شعر وہ طائر تھے اسطرح سے نغمہ سنج کہ سب کو تھی کہ سر منہ پہنچ پر ناظرین پر واضح ہو کہ اس فقیر کو عوج قلندر کہتے ہین بدیع الزمان اس رنگ فلک زنگار رنگ کو دیکھکے بہت خوش ہوے بہ قواعد آداب سلام بجالا کر سامنے بیٹھ گئے اس مرد فقیر نے سر اٹھا کر دیکھا بصد شفقت پوچھا کہ ای بچہ تو کون ہی اسطرف آنیکا کیونکر اتفاق ہوا بدیع الزمان نے کہا شاہ صاحب مین بھی ایک فقیر ناچیز سے ہون مگر بسبب دل عزیز ہون بطور سیاحانہ ادھر بھی آنکلا آپکا حسن وجمال رنگ صحبت بیمثال دیکھکر نہایت دل مسرور ہوا ولولہ قدمبوسی ضرور ہوا امیدوار ہون کہ مجکو بھی مرید کیجیے اور کشکول گدائی اپنے طریقہ کا دیجیے کہ خدمت بسعادت ولی بالائے اعلی سے سرفراز ہون یا دصنعت صانع عالم وعالمیان سے ممتاز ہون فقیر نے کہا ای بچہ تو کیا کریگا فقیری اختیار کرکے تیرے تو چہرے سے شہزادگی کی شان رفعت صولت وشوکت ہویدا رخ سے فرہی رعب وداب شاہنشاہی پیدا ہی حسن جمال جہان آرا سے آفتاب وماہتاب شرمسار کر شاید تو کوئی شہزادہ نامدار ہی بدیع الزمان نے کہا شاہ صاحب خدا ایسا ہی کرے ورنہ مین ایک محتاج صاحب احتیاج گدائے بینوا ہون سیاحی ملک در ملک کرتا پھرتا ہون اب ادھر آنکلا ہون مانند چند دہلیان کی سیر کرونگا مگر آپکا مرید ہو کر رہونگا دل مین آپکی خدمتگذاری کی مجکو بہت ہوس ہی بس اب کچھ آپ حجت وتکرار نہ کیجیے جام اپنے دست حق پرست سے دیجیے تشنہ وگرسنہ دنیاے دون کو سیر وسیراب کیجیے اپنی خدمت گیہان منزلت سے فیضیاب کیجیے وہ فقیر کلام فصاحت وبلاغت التیام شہزادہ بدیع الزمان سے بہت مسرور ہوا علائم وجد وخوشوقتی کا ظہور ہوا آخر کار برضا ورغبت دل شاہزادہ بدیع الزمان کو مرید کیا وہان زمرۂ فقرا سے مریدان شاہ صاحب مین رہنے لگے ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ شہزادہ بدیع الزمان کو تو عوج قلندر کا مرید کرکے اسی جگہ چھوڑا

دو کلمہ داستان شجاعت بیان شہزادہ قاسم ذلیتان کا تکلیف راہ کی اٹھانا ہمالیون بن شداد کا صحرا مین اور اسکے ساتھ جانا دربار مین گنجاب بن گنجور مالک حسربان دیوکش کے

پلا ساقیا مجکو وہ آج مے
زلال تولا کی ہے جستجو
پلا پھول کھل جاے دل کی کلی
سحر یہ تمنا ہے اب صبح وشام

کرون منزل دشت وحشت کو طے
شراب کہن کی نہین آرزو
کہ ہی باغ عالم مین اب سبکلی
ہون آٹھون پہر سامنے مے کے جام

دھری ہی کدھر آج چوکھی شراب
جو بادہ ہو تو ہو گزک بھرکے قاب
اسی مے کی ہون ساقیا تاک مین

اسی کے پلا جام تو بیحساب
مٹھائی نہ ہو مجکو بس ہو کباب
ملا یا ہے جسنے مجھے خاک مین

اشعار اسکے ہین کاسے بادل ددر اکثر ہونے والے ہین

ہم اب مست شراب روح پرور ہونیوالے ہین
بہت جور وستم کرتے ہین ستمگر ہونیوالے ہین
یہ کالے کالے وجہے بھی منور ہونیوالے ہین
مجھی کو دیکھکر تم اسقدر گھبرائے جاتے ہو
یہ مجمع ایکدن دنیا مین ابتر ہونیوالے ہین

ہنر ایا ہے ایکدن سرو صنوبر ہونیوالے ہین
جو دل شیشے سے نازک ہین وہ پتھر ہونیوالے ہین
لگائے جائینگے کوچہ مین اسکے حضرت دل ہی
ابھی کیا ہے بہت اس در پہ بستر ہونیوالے ہین
یہ رفتہ رفتہ سارے جسم کو پڑ ڈھکر چھپا لینگے

کہ پامال خرام ناز پرور ہونیوالے ہین
چمک کر داغ سودا قسمت اختر ہونیوالے ہین
جو خود گم گشتہ ہین وہ میرے رہبر ہونیوالے ہین
فلک کہتا تھا باہم دیکھکر یاران صحبت کو
مرے داغ جنون پھولون کی چادر ہونیوالے ہین

مخمس

کوئی گلفام جلانے دل ناشاد آیا
منھ مین تنکا لیے گلچین پے بیداد آیا
قتل کرنیکو کوئی غیرت شمشاد آیا
کیا سمجھا یہی سے گلشن ایجاد آیا
کیا کہون مین ان آنکھون نے صدمہ جو سہا
رنگ بلبل بھی ہوئی کیا بھی [illegible]
کوئی پامال ہوا خون کسی عاشق کا
وہ خرامان جو ہوا باغ مین سینے کو

آشیان بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا ۔ دیکھو طاؤس چمن نکلے پر پرزاد آیا

رنج کھینچا ہوں نہیں یہ کا ہیکو اسیری کی خبر ۔ کیا عجب بار نہ ہنسا نکاہ دکھائیں اثر
اور رہنا بھی تو وہ بیدرد نہ آمیگا ادھر ۔ اے اجل بہر خدا اور ٹھہر جا دم بھر
شانہ سا زلف کے سودے میں ہے اس دم وحشت کا ۔ زندگی خاک ہے جب تک یہ جنون آفت کا
عشق رخسار ہوا مجکو سبب حیرت کا ۔ قتل ہی خوب ہے سودا زدہ الفت کا

ہچکیاں آتی ہیں شاید میں انہیں یاد آیا ۔ مژدہ باد اے سر شوریدہ کہ جلاد آیا

سخن نگار نامہ معنی دفتر کشا و رقم کرداین داستان دل فزا و چہرہ صحرا نوردان کوہ دشت پرہول و وحشت انگیز بادیہ پیمایان خارستان و ریگستان آفت و بلا خیز مسافر خامۂ دو زبان کو بہزار صعوبت گران بصد شوکت و شان مسافت گاہ قرطاس و منزل سرائے صفحہ جرات اساس پر یون پہونچاتے ہین شعراء ذہانت نہیں یہ خار زار دیتے ہین و گلون کیطرح سے بوٹے بہار دیتے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ جب قاسم نوجوان شہزادۂ عالیشان کنارہ دریاے بے پایان سے بحکم لقا بدار نمد پوش بعالم جوش میں چلے جانے نور دیدہ صاحبقران یعنی بدیع الزمان کے صحراے پر آشوب کیطرف چلے چہار سمت حیران و پریشان دیکھتے تھے وہ جنگل میدان سنسان نہ انسان نہ حیوان کہیں ریگستان کہیں خارستان نظر آتا ہے اشجار نہ جھیل اور نہ چشمہ نہ سایۂ اشجار نہ کہیں ہین سنگریزے اور کہین نکیلے ہوے خارہ وہ لون وہ دھوپ کڑی اور وہ سبزہ بیگانہ ہوا سے تند بگولون کا چرخ تک جانا و شور دشت تھا سناری زمین دہکتی تھی نگاہ پردون سے باہر نکل نہ سکتی تھی نشیمن اپنا نہ دم بھر بھی چھوڑتے تھے پرند و درندے غارین پوشیدہ تھے مگر بھی گرمی سے بھنا ہوا کرہ زمہریر تھا صحرا + ہر ایک نہر بھی گرمی سے آگ کا دریا + گرے زمین پہ جو دانہ تو صاف بھن جائے جب ایسی گرمی ہو انسان کو کیا قرار آئے + مگر اس دھوپ میں اور اس گرمی میں شہزادۂ قاسم نوجوان مسافر صحراے پر آفت ہے عجیب مقام مصیبت ہے کہ جسے بیان نہین جاتا ہے پیاس سے کلیجا منھ کو آتا ہے اگر کوئی جھیل کسی مقام پر ملی بھی پانی کھولتا پیا نہین جاتا پیا کیسا اس آب آتشبار کیطرف رخ کیا نہین جاتا آسمان سے آگ کے انگارے برستے ہین دانے پانی کو وہان کے مسافر ترستے ہین چلنا دشوار ہے قدم اٹھانا ناگوار ہے غرضکہ اسیطرح قاسم گرتے پڑتے مرتے کھینچتے چلے جاتے تھے بعد کئی روز کے وہ وادی مصیبت انگیز صحراے بلا خیز طے ہوا دور سے ایک سبزہ زار صحرا نظر آیا روح نے کسیقدر آرام پایا اور جلدی جلدی قدم بڑھایا کبھی کبھی ٹھہر ٹھہر کے اسطرف سے ہوا آتی ہے دل پژمردہ کو تازگی دیتی ہے قریب شام اس وادی فرحت انجام میں پہونچے زیر شجر باردار بیٹھ گئے پسینے میں تر تر تھے بند قبا کھول دیا اور یہ اشعار آبدار پڑھتے تھے

اشعار

فصل گل اب آگئی ہے اس بیابان کیطرف + رخ کردن کس واسطے خار مغیلان کیطرف
مجکو لیجل اے جنون اب کوے جانان کیطرف + رخ کرونگا شوق سے میں گلستان کیطرف + جھوم کر اٹھی گھٹا کوہ و بیابان کیطرف
مست جھومتے جاتے ہین ساقی کی دوکان کیطرف + اپنے سودے کا تماشا بھی دکھا دونگا تجھے + لیچل اے جوش جنون تو اس بیابان کی طرف
مفت جنسا ہے مصیبت میں تو یوسف کیطرح + ڈوبتے جاتا ہے دل چاہ زنخدان کیطرف + آنے کو فصل جنون تلوے بھی کھجلانے لگا
ہین + پر نہ جاونگا کبھی خار مغیلان کیطرف + اے سحر کیا کام مجکو وادی پر خار سے + فصل گل آئی ہے جاتا ہون گلستان کی طرف + اسی ذکر میں قاسم نے وہ رات اسی درخت کے نیچے بسر کی خدا خدا کر کے سحر کی صبح کا ہونا گل خودرو کا شبنم سے منھ دھونا سبزے کا جا بجا لہکنا طائرون کا چہکنا فضاے بہار کہین سبزہ زار کہین لالہ زار قاسم ذیشان نے نماز سحری اٹھ کے پڑھی درگاہ پروردگار میں عاجزی کی کمر حسب سفر پر باندھی ہر طرف روشنی آفتاب عالمتاب کی پھیلنے لگی قاسم ایک سمت کو چلے دو پہر تک منزل بارام دل طے کی تھی کہ دیکھا ایک مقام پر کچھ آدمی جمع ہین قریب آنکے پہونچے تو دیکھا کہ ان سب میں ایک سردار ہے نہایت نمودار ہے حسین شکیل جمیل طرحدار چہرے سے امیرانہ پن ہویدا ہے بلکہ کیا عجب ہے کہ شاہزادہ ہے تیر افگنی کر رہا ہے ہر تیر نشانے کے خلاف گذر رہا ہے آگے بڑھ گئے قاسم نے اس جوان سے کہا کہ تیر کمان لاؤ تو مین تیر لگاؤن اسنے اور تیر کمان منگائے یہ بھی تیر افگنی کرنے لگے جو تیر مارا نشانے کے پار ہوا وہ بہت شرمسار ہوا اور تو بحسب شہرہ قاسم نے سات تیر ایک نشانے پر مارے جلد کشتی میں وہ سب ہارے وہ جوان بہت خوش ہوا اور کہا اے جوان رعنا تیرا کیا نام ہے قاسم نے کہا

ایک کوچہ مین گذر ہوا دیکھا کہ ایک کمرہ مین ایک حکیم کہ نام اُسکا فاروس ہی بیٹھا ہوا مطب کرتا ہی اور مریضون کا مجمع ہی بدیع الزمان بھی
جاکر باادب سامنے خاموش بیٹھ گیے جب حکیم صاحب نے اُن مریضون سے مہلت پائی بدیع الزمان کیطرف آنکھ اٹھا کر پوچھا کہ
کیا مطلب تمہارا ہی اور مزاج کیسا ہی بدیع الزمان نے نبض دکھانے کو ہاتھ بڑھایا اور حال بیان کیا کہ مین علیل ہون بخار آتا ہی دل
تکلیف اُٹھاتا ہی حکیم فاروس نے پوچھا کہان مکان تمہارا ہی کیونکر گذارہ ہی بدیع الزمان نے کہا کہ یہان تو میرا مکان نہین ہی نہایت
مضطر و حیران ہی مین رہنے والا ایران کا ہون خانہ بدوش رنج و ملال کا حلقہ بگوش ہون حکیم فاروس نے کہا کوئی تمکو رکھے ہوگا
بدیع الزمان نے کہا کیا مضائقہ جو کچھ تقدیر کا لکھا حکیم صاحب نے کہا کہ تم میرے یہان رہو کھاؤ پیو عیش کرو یہ کہکے مطب برخاست کیا بدیع الزمان
کو ساتھ لیا مکان مین بدیع الزمان کو ہمراہ لا کے زوجہ سے کہا کہ خوش ہو شادی کرو کہ ہمارے اولاد نہتی خدا نے پالا لڑکا بیٹا دیا پھر اُسنے
پوچھا تمہارا کیا نام ہی بدیع الزمان نے کہا حکیم بدیع پیارا نام ہی یہان رہنے سے دل بہت شاد کام ہی حکیم فاروس نے بدیع الزمان کو پھر
نہلوایا پوشاک و لباس سے آراستہ کیا یہ رہنے لگے ہر روز حکیم فاروس کے مطب مین بیٹھنے لگے نسخہ نویسی نسخہ مین علاج معالجہ مین شریک
حکیم فاروس کے ہوتے تھے ایکروز بدیع الزمان مطب مین حکیم فاروس کے بیٹھے تھے کہ یکایک شور و غل ہوا ہٹو بچو کی آواز آئی [illegible] راہ
پر نگاہ اٹھائی دیکھا کہ جلوس شاہی ہی ساز و سامان جہان جہانی سیارہ سوار گرد و پیش نقیب و چوبدار خدمتگار حاضر [illegible] مین محافہ شہزادی ملکہ گوہر
مالک کی کہاریان مغرق بجواہر لباس فاخرہ پہنے ہوے زیور آراستہ کیے ہوے گرد سواری محافہ کے دوڑی آتی ہین نقیب [illegible] روبرو کی صدا [illegible]
جب اُس کمرے کے محاذی مین آیا [illegible] بدیع الزمان بیٹھے تھے ہوا سے پردہ اُڑا دیکھا کہ ملکہ گوہر مالک [illegible] فراش محافہ مین [illegible] بدیع الزمان
کی اور ملکہ گوہر مالک کی آنکھ چار ہوئی ایک برچھی جگر کے پار ہوئی ملکہ آہ کرکے بیہوش ہوئی بدیع الزمان کے دل پر چھری عشق کی [illegible] ملکہ
نے کلیجا پکڑ لیا بدیع الزمان نے سر جھکا لیا سواری بڑے تزک و احتشام سے نکل گئی آدمیون سے پوچھا یہ کسکی سواری ہی لوگون نے کہا
کہ جناب بادشاہ کی بیٹی پیاری ہی شکار کھیلنے کو گئی تھی مدت کے بعد آئی ہی بادشاہ کو بڑی شادی ہی روز جشن آج قرار پایا ہی تمام شہر آراستہ
ہی دربار شاہی پیراستہ ہی نذرین وغیرہ ہونگی تصدق اُتارے جاینگے غرضکہ سواری شاہزادی کی دربار گاہ پر پہونچی ملکہ محافہ سے اُترکے داخل
ہوئی محل پایا اور تمام ارکین کو خوشی حاصل ہوئی صدقے اُترنے لگے ریچھ شادیانی بجنے لگے نذرین وغیرہ [illegible] ملکہ گوہر مالک کی
ملکہ غنچہ بنا تو [illegible] بہت شاد خانہ دل آباد کچھ لون نتین صافی ہی آرایش ملکہ گوہر مالک ایک ایک کو دکھاتی ہی [illegible] محل مین سکو دیا
زر و جواہر تصدق کیا بادشاہ نے دربار آراستہ کیا ناچ رنگ اندر سے باہر تک ہونے لگا خلعت فاخرہ سے ارکین دولت کو [illegible] کیا
لشکر کو انعام دیا سب دعائین [illegible] مصروف ایک ایک کی زبان پر یہی جملہ ہی خداتو [illegible] جاہ و جلال دو [illegible] شاد دشمن پامال
یاور اقبال روز افزون اقبال مگر ملکہ گوہر مالک نے اپنے کو بیماری مین ڈالا عارضہ دل سے [illegible] رہی اُٹھنے نہ بیٹھی بادشاہ نے کہا
ای بیٹی مین قربان مزاج کیسا ہی دل کا حال کیا ہی طبیعت کی ناسازی بیان کرو حکیم فاروس کو بلا کر علاج ہو ملکہ نے کہا کہ حضور کیا عرض
کرون کچھ طبیعت سست ہی حرارت معلوم ہوتی ہی سر مین درد ہی دل پر گرد چہرہ زرد غرضکہ وہ رات جشن اور عیش و عشرت ناچ رنگ
مین گذری صبح کو چوبدار بھیجا حکیم فاروس کو طلب کیا حکیم صاحب حکیم بدیع ہمراہ چوبدار کے آئے شہزادی نے اپنی نبض دکھائی
کیفیت طبیعت سنائی کہ شہزادی نے کہا ای حکیم آپ اب ضعیف ہوگئے تشخیص بھی ضعیف ہی صاحبزادہ جو یہ آپکے ہمراہ ہی اسکو
نبض دکھلاتی ہون یہ جوان ہی تشخیص بھی جوان ہوگی حکیم فاروس نے حکیم بدیع کو اشارہ کیا حکیم بدیع آگے بڑھے پردے کے پاس کان لگاکر
بیٹھے ملکہ نے ہاتھ بڑھایا پردے کے اندر حکیم بدیع ہاتھ ڈالکے نبض دیکھنے لگے کہ ملکہ نے ہاتھ سے بدیع کے ہاتھ مین چٹکی لی بدیع الزمان
سمجھ گئے جھکے سے ملکہ نے کہا اگر ہم اور بھی اوپر رقعہ [illegible] کی پڑھ لینا اودھر ملکہ ادھر بدیع الزمان ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرا کیے
نبض خوب دیکھا کیے بڑی دیر کے بعد حکیم بدیع نے ہاتھ پردے سے نکالا نسخہ لکھا نسخہ تحلیلہ دیدار حبیب [illegible] سنبل الطیب زلف جانان
عرق رخسارہ عاشق عناب لب معشوق [illegible] کبود خاطر محبوب نبات سفید لبہاے قند مکرر شربت دیدار حبیب

کہا وہ مارا ای ہمایون یہ سب سردار دیکھنے کے ہین بہادر نہین ہو دے ہین اگر تو کہہ تو گنجاب سے تاج و تخت چھین کے ابھی تجکو بٹھا دون اور طرۂ پیغمبری دلا دون ہمایون سنے کہا ای فضل تبغیزن کیا کرتے ہو خاموش رہو ایسی بات منھ سے نہ نکالو دربار مین غضب ہو جائیگا جو کوئی سن پائیگا ادھر جو سردار قریب بادشاہ کے بیٹھے تھے اُنھون نے جھک کے بادشاہ سے کہا کہ حضور نہین معلوم کہ ہمایون بن شداد کے ساتھ یہ کون جوان رعنا آیا ہی ہمکو یہ بڑا بہادر اور دلاور معلوم ہوتا ہی کہ ہم مین سے جسنے اُسکی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا اور آنکھ ملی اُسنے اسطرح آنکھ لڑائی جیسے شیر ہیبتناک نگاہ ڈالتا ہی اودھر ہماری آنکھ جھپکی اُسنے کہا وہ مارا یہ جو بادشاہ سے کسی نے کہدیا تو گنجاب نے سر اُٹھایا اور ہمایون بن شداد کیطرف دیکھکر خطاب کیا ای ہمایون یہ جوان آج تمھارے ساتھ کون آیا ہی اور کہان کا رہنے والا ہی ہمایون نے ہاتھ جوڑکر عرض کی کہ حضور بادشاہ سلامت یہ میرا چھوٹا بھائی ہی نام اسکا فضل تبغیزن بڑا صف شکن ہی دوسرے یہ کہ صحبت بہادرون اور جرارون سپاہیون کی اُٹھائی ہی نہایت اچھا ہی اور جاہل دربار شاہانہ سے ہی حضور مجکو بدل عزیز ہی بڑا احسان ہی حضور مین ایک صحرا مین برائے شکار جو گیا وہان ایک شیر ببر نے مجکو آکر گھیرا کچھ نہ بن پڑا اُس وقت عجب یاس و ہراس ہوا کوئی آس پاس نہین تھا اسیا مختل ہوئے اوسان جاتے رہے فضل تبغیزن نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گھوڑا اُڑا کر جھپٹا آتے ہی اُسکے کلون میں ہاتھ ڈالکے چیر ڈالا اور زمین پر اس زور سے ٹپکا کہ وہ شیر مثل روباہ پیوند زمین ہوا جری بے بدل بہادر بے نظیر بیمثل فن تیر کہ کبھی نشانہ خطا نہ کی جرات ایسی ہی ہمت ایسی ہی طاقت ایسی ہی بادشاہ فضل تبغیزن کے اوصاف حمیدہ سُنکر پسندیدہ سُنکر بہت مسرور و دلشاد ہوا اور خلعت فاخرہ سے مخلع کیا کہ یکایک فضل تبغیزن نے سرداران نامدار و جراران دربار سے نگاہ ملاتے ملاتے جو بدیع الزمان کیطرف رخ کیا بدیع الزمان کو پہچانا اشارا کیا کہ واہ عمو جان آپ یہان بھی موجود ہین بدیع الزمان نے اشارے سے کہا کہ خاموش کچھ کہو سنو نہین ورنہ بُرا ہوگا مگر فضل تبغیزن نے دست بستہ ہوکر بادشاہ سے پوچھا حضور حکیم صاحب کا کیا نام ہی اور حکیم صاحب کے بیٹے کا کیا نام ہی بادشاہ نے کہا ای فضل تبغیزن انکے باپ کا نام حکیم فاروس ہی اُنکا نام حکیم بدیع ہی اب فضل تبغیزن ادھر پھرا اور کہا حکیم صاحب مین تسلیمات عرض کرتا ہون ذرا میری بھی نبض ملاحظہ فرمائیگا کہ کچھ مجکو حرارت سی معلوم ہوتی ہی دو چار روز سے طبیعت بدمزا ہی کوئی نسخہ عمدہ تحریر کیجیے کہ جس سے اصلاح طبیعت ہو دور وحشت ہو حکیم بدیع ظاہر اتو بہت اچھا کہا چپ ہو رہے مگر اشارے سے کہا کہ ارے کیا غضب کرتے ہو بس زیادہ نہ چل نکلو چپکے بیٹھے رہو غرض کہ جب دربار برخاست ہوا سب سرداران نامور و ارکان دولت بادشاہ کشورستان اپنے اپنے مقام سے اُٹھکر رخصت ہو گئے اور حکیم فاروس مع حکیم بدیع کے اپنے گھر آئے اور ہمایون بن شداد بھی سوار ہو کر روانہ ہوا داخل محلات معلی ہوا ملکہ گوہر ملک نے باپ کی اجازت سے ایک باغ علیحدہ تیار کرایا تھا اور اسمین ایک کوٹھی دلچسپ بنوا کے باغ کو ایسا آراستہ و پیراستہ کیا تھا کہ گلشن شداد کو بھی اُس پر رشک آتا نمونہ بہشت عنبر سرشت گویا وہ باغ تھا پرستان کی گیا حقیقت ہی پریرویون کے دل کا داغ تھا جو کوئی اسکو دیکھتا تھا وہ یہ اشعار پڑھتا تھا اشعار

زمین جسکی چہارم آسمان ہی
کہ سیری ہی دست باغبان ہی

دل روشن ہی روشنگر کی منزل
یقین ہوتا ہی یہ خوشبو سے اسکی

یہ آئینہ سکندر کا مکان ہی
کسی گلرو کا غنچہ عطردان ہی

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہی
چمن کی سیر سے ہوتا ہی جھگ لیا
سحر ہو گل کھلے شبنم کرے کوچ

گل و بلبل کے دریا و نہان ہی

اُس کوٹھی کو مثل عروس شب اول بنا کے ہر چیز سے مزین و مرتب کیا چھت پردے فرش فروش عمدہ سے عمدہ جھاڑ کنول گلاس بلوری ہر دیوار و دیوار گیریان شیشہ کے حباب ہر رنگ کا شیشہ آلات چہار طرف آئینہ بندی تصویرین لگی ہوئی تھین چھپر کھٹ لگا ہوا آگے اُسکے مسند مرصع کا بچھی ہوئی اور سب اشیائے ضروریات مہیا باغ نہایت شگفتہ اشجار میوہ دار نسیم سحر سے جھوم رہے ہین مرغ خوش نوا غنچون کا منھ چوم رہے ہین جا بجا رنگ برنگ کے پھول سرسبز و شاداب کھلے ہین بقدرت صناع ازل اس چمن لالہ زار کو کیا رنگ سے ہین بیلا چنبیلی موتیا موگرا سمن و یاسمن نسرین و نسترن گیندا گل دوپہریا شببو عباسی سوسن و ریحان وغیرہ کھلکھلا کر سب ہنس رہے ہین نرگس سے دم بدم اشارے

بدیع الزمان عالی وقار امیہ سے حال سنکر کسی جانب کو گئے اُنکا بھی نشان نہ ملا اور علاوہ اُنکے اڑدھالی سوسرداران نامور پہلوانان
لشکر بہادر صفدر تیغزن صف شکن یعنی لندھور بن سعدان گرد و مالک اژدر و بہرام گرد و خاقان مالک ختن و طرقوش
تبرزن و مرزبان خراسانی و شہپال ہندی وغیرہ ایسے ایسے سردار لشکر ظفر پیکر سے چوری گئے یہ سنکر امیر با توقیر کو نہایت صدمہ
عظیم و فکر و تردد و غیظ و غضب تھا سکوت مین بیٹھے تھے کہ پہلوان عادی نے آنکر عرض کیا آج تلایہ کا دن حضور کا ہے سنتے ہی امیر
با توقیر نے بصد جرأت و ہمت فرمایا بہتر اچھا آج مین تلایہ کو چلونگا وقت شام بعد انتظام امیر شیر گیر مقبل وفادار و عمرو بن امیہ نامدار کو
ہمراہ لیکر گرد لشکر فیروزی اثر کے تلایہ کرنے لگے بعد چند ساعت کے گرد پیش پھر کر ایک مقام پر بیٹھے اور صحبت شراب کباب برپا کی جب سب پی چکے
شراب کم ہوئی عمرو کو واسطے شراب لینے کے بھیجا تا ناظرین پر واضح ہو کر جب عمرو برائے شراب لشکر کیطرف گئے ناگاہ مظفر فاریابی بشکل فقر اسی
مقام ناگزیر پر آیا اور ہاتھ مین اُسکے ایک شیر برنج کا کاسہ نہایت لطیف و عمدہ آبدار خوش ذائقہ گرما گرم تھا پس امیر با توقیر کے آگے
لا کر رکھدیا اور کہا اے بابا مین نے پروردگار عالم کی نذر مانی تھی خیال کرتا تھا کہ یہ کاسہ شیر برنج کسکو کھلاؤن کوئی متبرک شخص ہو تو
اُسکے سامنے پیشکش کرون اے بابا اسوقت تیرا حال معلوم ہوا کہ آپ دخورش بادہ خوشگوار مین مشغول ہو بس تجھسے زیادہ متبرک کون ہوگا
یہ شیر برنج بسم اللہ کرکے نوش کر امیر شیر گیر وہ کاسۂ شیر برنج دیکھکر بہت خوش ہوے کہ رزاق مطلق نے صحرا مین وقت شب ایسی نعمت
عنایت کی شکر نعمت عظمیٰ بجالانا چاہیے اور کھانا چاہیے یہ کہکر امیر با توقیر اور مقبل وفادار و جرأر نامدار نے وہ شیر برنج نوش کی بس کھاتے ہی
بیہوش ہوگئے مظفر فاریابی نے دونون کا پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لادا اور لیکے بھاگا یہان عمرو عیار بن امیہ نامدار جو شراب لیکر
آئے دیکھا نہ امیر ہین نہ مقبل وفادار ہین عمرو گھبرایا چہار طرف دوڑا دیکھا تلاش کیا مگر کہین نہ پایا پلٹ کر لشکر مین آیا فوراً بادشاہ
جمجاہ اولوالعزم و نامدار سعد بن قباد شہریار سے عرض کیا کہ اے خداوندا حضور گیہان ظہور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار
کو تلایہ پر سے کوئی لے گیا اور یہان مظفر فاریابی نے امیر اور مقبل کو گرفتار کرکے لیجا کر گنبد جمشید مین قید کیا یہ سنکر بادشاہ جمجاہ
نے عمرو بن امیہ نامدار اور عیاران عالی وقار سے کہا کہ جلد جاؤ اور چہار طرف تلاش کرو اور پتا لگاؤ مجکو صاف خبر آکے سناؤ یہ
حکم محکم سنکر عمرو مع عیاران طرار چہار طرف فرداً فرداً روانہ ہوے ادھر کا حال ناظرین تمکین ملاحظہ فرمائین کہ شامت خان
بن گنجاب و خنجر خان بن گنجاب یہ دونون بذات سور اسرافیل قدرت یعنی گاؤ لنگی گاؤ سوار کی کمک کو آئے ہوے تھے
اُنھون نے سنا کہ امیر حمزہ صاحبقران نامی نام آوران و سلیمان شکوہ مع اڑدھائی سو اہل لشکر و سرداران سرگروہ کے گرفتار ہو کر
گنبد جمشید مین قید ہوے ہین اس سے بہتر کوئی اور وقت ہاتھ نہ آئیگا ابھی لشکر اسلام خوش انجام کو مار لو ایک ایک سردار نامدار
کا سر تن سے اوتار لو یہ سوچکے شبکو اُنھون نے طبل جنگی بجوا دیا اور فوج کفار نابکار کو حکم پہونچا کہ کل لشکر اسلام سے مقابلہ ہو چکا ہے
فوج مین کمر بندی ہونے لگی ایک ایک سپاہی ایک ایک سردار اسلحہ تن پر درست کرنے لگا کر جسپت کرنے لگا صبح ہوتے ہی مورچہ
بندی ہوئی سپاہیون کے غول چلنے لگے سردار خیمون سے نکلنے لگے میدان مین فوج کفار نامردود نابکار صف آرا ہوئی کالے
کالے پھریرے نشانون کے کھل گئے پہلوانان نامی سب لڑنے پر تل گئے ہزار ہا نعرے علم ہوے نعرے جرارون کے دمبدم
ہوے برق کے مانند سنانین چمکنے لگین نامردون کی چھاتیان دھڑکنے لگین چلون سے تیر نکلے کمانین کڑکین پیدل بڑھے سوارون
نے گھوڑون کی باگین لین چاؤش نعرے مارنے لگے بڑھ بڑھ کے پکارنے لگے اے پہلوانان جرار و اے نامآوران نمودار اے
سرداران ذی وقار و گردن کشان جرأت شعار ہوشیار باش یہ روز نام و ننگ ہے لشکر اسلام دریاے جنگ ہے قدم آگے بڑھاؤ
لڑائی مین جائین لڑاؤ اپنے جد و آبا کا نام کرو کارزار مین وہ کام کرو تکواری دکھانے کا وقت ہے جرأت دکھانے کا وقت ہے
نقاب تبردلی چہرے سے ہٹاؤ تلوار پکڑ کے معرکہ مین آؤ بڑھ بڑھ کے برچھے ہلانا چاہیے ہنر جنگ مخالف کو دکھانا چاہیے جب لڑائی
معرکہ کی فتح کروگے انعام مین زر و جواہر سے سپرین بھروگے کرکیتون نے جو یہ وقت دلیری و جوانمردی امنگانہ وبہادرانہ

کھولکر بیان کرنا شروع کیا فوج کا دل ہاتھوں بڑھا سپاہی پہ سپاہی سوار پر سوار نے ریلا کیا ادھر لشکر ظفر پیکر کو بادشاہ اسلام سعد بن قباد
فرخندہ فرجام نے حکم صف آرائی دیا کرب نوجوان نے لشکر اسلام کو درست کیا ایک ایک گرد لشکر شکن جوانمرد دلیر رستم صورت و بہمن سیرت
غرق بہ سلاح جنگ لیں ولولہ شجاعت و نام و ننگ سے بے درنگ لڑنے کو تیار ڈاب میں تیغہ آبدار ہاتھ میں نیزہ خونخوار دوش پر کمان کیانی
ترکش تیروں سے بھرا ہوا کمر سے خنجر خونچکاں لگا ہوا برابر جہاستے تانے کھڑے ہوئے بادہ شجاعت و ہمت سے سرشار آنکھوں میں دلیری
بہادری کا خمار جھوم جھوم کر نعرے کرنے لگے شیرانہ پلنگانہ ہاتھ قبضہ شمشیر پر رکھ رکھ کے لشکر روباہ کو دمبدم دیکھنے لگے جوش و ولولہ شجاعت
سے کہ لشکر جسے لیث پر جا پڑیں پروں کو مسمار صفوں کو تہ و بالا کریں اگر سلیمان رعب و جلالت بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد فرخ نہاد حکم دے
تو فوج حریف کو چیونٹیوں کی طرح سے مسل کر پھینک دیں ایک ایک کو نوک نیزہ سر تیز پر اٹھا اٹھا کر زمیں کا پیوند کریں اشعار

ہوا ایک بیک رن میں قرنا کا جوش ۔ لگے کرنے باجے ہزاروں خروش ۔ فلک کانپا کوسوں زمیں ہل گئی
پرے سے پرا صف سے صف مل گئی ۔ مقابل ہوئے دونوں لشکر بہم ۔ مبارز طلب سب ہوئے دمبدم
پھڑکنے لگے جا بجا بید رنگ ۔ سواروں کے گھوڑے کمیت و سرنگ ۔ جوان ہاتھ قبضوں پہ ڈالے ہوئے
دلیری سے کیا کیا سنبھالے ہوئے ۔ بڑھے جب نمودار جنگی جوان ۔ وہ [illegible] سب کے پیچھے ہٹے پہلوان

جب دونوں طرف لشکر مقابلہ میں صف آرا ہو چکے ادھر کرب غازی شیر بیشہ جانبازی اور بادشاہ سکندر پناہ سعد بن قباد شہریار
نمودار و نامدار اور سرداران ذوالفقار و عیاران طرار مستعد بجنگ بید رنگ ادھر لشکر کفار جفاکار و نابکار بیدل سوار بارادہ جدال
و قتال تیار ہیں خنجر خان بن گنجاب و شلیط خان بن گنجاب سرگروہ فوج دریا موج میں تھا خنجر خان بن گنجاب نے گھوڑے
کو کودا کیا صف سے نکل کے بر آواز رسا نعرہ کیا کہ ہاں کوئی بھی ایسا ہے کہ میرا مقابلہ میدان کارزار میں کرے قبضہ شمشیر آبدار
پہ ہاتھ دھرے ہر ایک بہادر دلاور نے ارادہ کیا کہ گھوڑا چھیڑ کر پرے سے نکلوں برچھے پرا سے اٹھالوں کرب غازی شیر حجازی نے
اشارے سے سب کو منع کیا اور چاہا کہ سمند تیز رفتار کو اڑا اون غول سے آگے بڑھ آؤں کہ یکایک ایک سمت سے ابر زمردی آ گیا اور
پیچھے اُس ابر کے گھنگھور گھٹا سرخ اٹھی اور گرد زمردی اڑی کہ آسمان نیلی پوش اُس گرد زمردی سے چھپ گیا نہالہائے خشک کے
پتے زرد و زرد دھوپ سے تو نیے ہوئے کملائے ہوئے وہ گیاہ زعفرانی حدت خورشید سے مرجھائی ہوئی اُس گرد و غبار زمرد سے
سبز نظر آنے لگے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا دو سوار اسپ صبا رفتار پر ایک نقابدار زمرد پوش دوسرا نقابدار سرخ پوش
سامنے آئے مگر نقابدار زمرد پوش نے وہیں سے نعرہ شیرانہ کیا کہ باش او مردود ازلی میں آن پہونچا شعر منم شیرزن رستم کارزار
کہ سرکوب کفر و ضلالت شعار جب وہ نقابدار نامدار مقابل اُس نابکار کے آیا خنجر خان بن گنجاب نے نیزہ اٹھایا چاہتا ہے
کہ نیزہ باندھ کے نیزے کو سینہ بے کینہ کی جانب لگا دے کہ نقابدار نے پیچھے ہٹکر پھرتی سے تیغہ سرشگافتہ کہ جسکی دھوم قاف سے
تا قاف ہے کمر سے کھینچا جھپٹ کر ایک ہاتھ جو مارا نیزہ مانند نیشکر خشک کے قلم ہوا دو ٹکڑے ہوکر چار ہاتھ اونچا ہو کر پیچھے پر رہوار کے
گرا سنان نیزہ قلمی پٹھے میں اسکے گھوڑے کے در آئی گھوڑا اسکا زخمی ہوکر چراغ پا ہوا اچھلا کودا آخر الف ہوگیا کہ خنجر خان بن گنجاب
گرتے گرتے بچا گردن سے رہوار کی لپٹ گیا سردار اسکے لشکر کے جو کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے قہقہہ مار کر ہنس پڑے نقابدار نے
کہا او نامرد سنبھل سنبھل ایک ہی ہاتھ میں گھبرا گیا گھوڑے کو چمکار کر سامنے لایا غرض خنجر خان بن گنجاب کو غصہ آیا تاؤ پیچ
کھا کر گھوڑے کو دھیرا کیا برابر نقابدار کے آکر تیغہ سیاہ فام میان سے کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالکے تیغہ اسکا
چھین لیا اور بند دست اُس ملعون کا دست زبردست سے تھام کر سر سے اونچا کیا اور دو بار چرخ دیکر عمرو عیار بن امیہ
نامدار کے آگے پھینکدیا عمرو نے فوراً حلقہائے کمند مارکر اسکو گرفتار کیا اور اپنے عیاروں سے کہا کہ اسکو لیجا کر لشکر میں خوب
جکڑ کے قید کرو پھر نقابدار فلک وقار نے پکار کر آواز دی ای عمرو عیار بن امیہ نامدار امیر با توقیر حمزہ شیر گیر صاحبقران عالیشان

کہاں ہیں عمرو نے کہا کہ امیر اور مقبل وفادار کو نہیں معلوم کون پکڑ لے گیا ابھی کہیں پتا نہیں لگا نقابدار نے کہا کہ خبردار جلد کوشش جستجو
کیجے امیر کا پتا لگاؤ ڈھونڈھ کر لاؤ نہیں تو بہت بری طرح پیش آؤنگا بلکہ تہ تیغ کرونگا پھر نیچہ اصفہانی تولکر آواز دی ای لشکر کفار
وای سرداران ضلالت شعار اور کسیکو حوصلہ و ولولہ جنگ ہو کہ مقابلہ کو میرے آئے سرداروں نے اُدھر کے طبل امان بجوادیا لشکر پیچھے
ہٹ لے گیا دہشت سے کسی نے سامنا نہ کیا ایک ایک کا منھ دیکھنے لگا اشعار

جیسے صف میں کچھ گریزان ہوئے
طالبگاران امان کے سپاہی ہوئے

سمایا یہ ڈر دلمین نالان ہوئے
پڑاؤ کی جانب وہ راہی ہوئے

ہوئی جبکہ سردار کو یہ شکست
ہوا نشہ سب ولولے کا ہرن

ہوا حوصلہ ہر سپاہی کا پست
اُمنگیں گھٹیں ہوگئے مثل زن

غرضکہ فوج کفار باشکست فاش اُدھر راہی ہوئی نقابدار
زمردپوش و نقابدار سرخ پوش عمرو سے تاکید جستجوے امیر شیرگیر کرکے روانہ ہوے لشکر اسلام بفتح و فیروزی و نیکنام اُسطرف چلا عمرو
عیار بن امیہ نابکار برائے جستجو و تلاش امیر با توقیر ایک سمت کو روانہ ہوا ایک صحرا میں پہونچے کہ انکو پیاس کی شدت ہوئی دھوپ
کی حدت ہوئی پانی کی خواہش تھی کہ دیکھا راہ میں سامنے ایک چرواہا بھیڑین چرا رہا ہے عمرو اُسکے پاس آئے اور کہا کہ کہیں پانی ہے
پلا اُس چرواہے نے کہا کہ پانی تو نہیں ہے مین بھیڑون کا دودھ دوھتا ہون تم پی لو یہ کہکر چرواہا اُٹھا اور بھیڑ کا دودھ دوھ کر
اُسمین بیہوشی ملا کر ایک پیالہ بھر کر عمرو کے سامنے لایا عمرو نے وہ پیالہ ہاتھ میں لیا اور دودھ کو دیکھکر کچھ دل انکا کھٹکا کہا ای عمرو اس
دودھ مین کچھ ملا ہے ہرگز نہ پی تو یہ سوچکر وہ دودھ زمین پر پھینکدیا اور اُٹھ کے چلے گئے ناظرین پر واضح ہو کہ وہ چرواہا ارشاد نقب زن
تھا عیار اسکندر کوفی کا جو ہزار درے کا مالک و حاکم ہے ارشاد نقب زن نے جو عمرو کو پہچان لیا تھا جب تو بیہوشی دودھ مین ملا کر
خواجہ عمرو کو دیا تھا مگر عمرو نے ارشاد نقب زن عیار کو نہ پہچانا تھا فقط قیافہ سے اُس دودھ مین شک پایا گیا جو خواجہ عمرو نے
پھینکدیا اور صحرا کیطرف روانہ ہوے جستجوے امیر با توقیر مین چلے یہاں ان چار عیار ایک سماک بلطاقی دوسرا ابوالفتح اصفہانی
تیسرا برک خطائی چوتھا ابوالخیر لامکانی یہ چارون طرف میخانہ کے آئے کہ قریب لشکر کے فتانہ دختر اسکندر کوفی شاگرد ارشاد
نقب زن نے دکان شراب کی رکھی ہے اور می فروش بنکر بیٹھی ہے اور سازندے قہر و زہر بنائے ہیں وہ دونون بیٹھے ہوے طبلے
بجا رہے ہیں اور گا رہے ہیں اور یہ می فروش مست بادۂ نخوت و دغابازی سے سرشار ہے انکھڑیون مین فریب و فتنہ کا خمار ہے کہ یہ چارون
عیار اُدھر سے پھرتے ہوے اُس میخانہ کیطرف آئے انکو بھی جام بادۂ سرخ کی چاہ ہوئی تقدیر گمراہ ہوئی می فروش نے ایک جام بادۂ
بیہوشی کا چارون کو دیا اُن چارون نے پی لیا فورا کے زمین پر گرے چارون بیہوش ہوگئے سازندون نے گانا بجانا موقوف کیا
ساز ہاتھ سے رکھدیا چارون کا پشتارہ باندھ کر دکان سے لے نکلے طرف ہزار درے کے چلے یہاں اُسی صحرا مین سر راہ خواجہ عمرو
ایک برہمن کی صورت بنے ہوے کنوین پر بیٹھے گئے مسافرون اور راہ گیرون کو پانی پلاتے تھے کہ دونون عیار قہر و زہر پشتارہ بدوش
ہانپتے کانپتے پشتارے پشت پر لادے آتے ہیں راہ مین اس بار عظیم سے عرق عرق ہوئے حلق سوکھے پیاس معلوم ہوئی پانی کی چاہ کی
اس برہمن کے پاس آئے کہا پانی پلا پیاس بجھا اُسنے کہا مین تمکو پانی نہیں پلاتا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو یہ پشتارہ کاہے کا باندھ
لائے ہو دونون قہر و زہر عیارون نے کہا کہ ہم ضرور پانی پئین گے جب تو خواجہ عمرو نے پانی کا ظرف ہاتھ سے رکھدیا اور نیمچہ کھینچا اب
دونون نے پہچانا کہ یہ خواجہ عمرو بن امیہ ہے دونون بھاگے اور خواجہ تعاقب مین اُنکے دوڑے اور للکارا کہ کہاں بھاگے جاتے ہو مین
آپہونچا یہانتک کہ خواجہ قریب دونون کے پہونچے وہ دونون قریب دہنہ نقب کے آگئے تھے بس دونون نے پشتارے دونون اُس
نقب مین پھینکدیے چاہتے ہیں کہ آپ بھی کود پڑین کہ خواجہ نے کمند مار کر دونون کو گرفتار کیا اور پشتارون کو کھولکر عیارون کو اپنے نکالے
ہوشیار کیا پھر خواجہ قہر و زہر دونون کو گرفتار کرکے لشکر مین لائے اور قید کیا پھر سوچے کہ وہ چرواہا کہ جسنے پیالہ دودھ کا دیا تھا یقینا
وہ بھی عیار ہے چلکے اُسکو بھی گرفتار کرنا چاہیے یہ سوچکر خواجہ فوراً چلے اور چرواہے کو ٹوکا کہ تو کون ہے نام تیرا کیا ہے یہ سنتے ہی وہ چرواہا
اُٹھ کھڑا ہوا اور کمل سے ہاتھ نکالکر نیمچہ کھینچا اور جھپٹا کر خواجہ کو مارا خواجہ نے خالی دیا خواجہ نے ہاتھ مارا اُسنے بھی خالی دیا

پہونچنے کے لئے نقب کھودا کہ ہم ارشاد نقب زن عیار اسکندر کوئی اور پھر ہاتھ کھینچے کا مارا خواجہ عمرو نے بڑھکے تلوار پر گا تھا اور بایان ہاتھ
قبضۂ شمشیر پر ڈالا اور چاہا کہ اسکو کھینچیں ارشاد نقب زن بھی سمجھا کہ اب خواجہ مجکو پکڑ لیگا فوراً تلوار ہاتھ سے چھوڑ دی اور بھاگا خواجہ بھی اسکے
پیچھے دوڑے اور اسکا راستہ کہ اوسنے کا فرار کی کہان بھاگا جاتا ہے مین آیا ارشاد نقب زن کو کچھ نہ بن پڑا دوڑکر وہ نقب مین کود پڑا
خواجہ بھی اسکے ہمراہ ہو لئے اور چاہا کہ نقب مین گھسا چاہین کہ پشت سے آواز آئی کہ ہان ہان کیا کرتے ہو نقب مین نہ گھسنا کہ پیچھے پھر کر دیکھا
تو مہتر قران ہین خواجہ نے کہا کہ کسنے مجکو کیون منع کیا مہتر قران نے کہا کہ آپکا نقب مین جانا صلاح نہ تھا شاید کہ وہان حلقے لگانے کے
چھپائے ہون اور عیار چھپے بیٹھے ہون تو مفت مین آپ گرفتار ہوتے یہ خلاف عقل تھا خواجہ نے کہا تم کہان سے آتے ہو مہتر قران
نے کہا کہ تلاش امیر یا تو قیر کیا تھا ایک صحرا مین مجکو ایک عیار نے پانی مین بیہوشی دی مین سیکر بھاگا آتے آتے قریب ایک درخت کے بیہوش
ہو کر گرا گیا آنکھ کھلی تو جو نا ہوش آیا پایا مین وہین پڑا رہا اسوقت مجکو جب ہوش آیا تو مین وہان سے لمبا ہوا خواجہ نے کہا کہ اچھا تم یہان
رہو مین لشکر مین جاتا ہون اور عیارون کو ساتھ لیکر اُس می فروش کو مارتا ہون مین نے سنا کہ جب سے یہ می فروش یہان آیا اور دکان شہر کی
رکھی سردار چوری جانے لگے ہین یہ کہکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری لشکر مین آئے اور لشکر سے پانچسو عیار اپنے ہمراہ لیکے دکان می فروش کی
طرف چلے یہان ارشاد نقب زن نے پہلے ہی فتانہ کو جو می فروش بنی ہوئی تھی خبر پہونچا دی تھی کہ عمرو آ گیا ہے تم نکل جاؤ ورنہ گرفتار
ہو جاؤ گی وہ قبل پہونچنے خواجہ اور دیگر عیاران لشکر کے می فروش وغیرہ دکان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اب جو خواجہ پہونچے تو دوکان خالی پائی سارا
دوکان لوٹ لی خواجہ مع عیاران مایوس لشکر کو پھر آئے اور قہر و زہر دونون عیارون کو می فروش کے باندھ کر مارنا شروع کیا اور کہا بتا
کہ یہ می فروش کون تھا اور تم تشہارے لیے کہان بھاگے جاتے تھے آن قہر و زہر نے کوڑے کھا کر کہا کہ وہ می فروش فتانہ تھی ہی
اسکندر کی لڑکی اور ہم یہ لشہارے وہین لیے جاتے تھے اب فتانہ بھاگ کر نقب کی راہ سے مع اپنے عیارون کے قلعہ اسکندریہ مین چلی
گئی پھر خواجہ کرب عمارہ شیر حجازی اور مہتر قران کو ہمراہ لیکر قلعہ اسکندریہ پر پہونچے دروازے پر قلعہ کے ایک دوکان نان پزکی تھی یہ
دوکان نان پز پر بیٹھ گئے اور روٹی کھانے کو مانگی عمرو نے اشارہ کیا کہ یہ روٹی نہ کھانا قران خاموش بیٹھے رہے مگر نان پز ارشاد نقب زن
تھا وہی جو چہرا اپنا ہوا جنگل مین بکریان چرا رہا تھا اور خواجہ کے ڈر سے بھاگا تھا اب یہان نان پز بن کے بیٹھا ہے آسنے خواجہ کو پہچانا
خواجہ نے اُس نان پز سے کہا کہ اس قلعہ کا راستہ کدھر سے ہے آسنے کہا مین آدمی تمہارے ساتھ کرتا ہون وہ تمکو راستہ قلعہ کا بتا دیگا
اُس نان پز نے ایک آدمی کو بلایا اور اُسکو بخوبی کچھ چپکے سے سمجھا یا گھسر پھسر کرکے اس آدمی کو خواجہ کے ہمراہ کر دیا وہ آدمی خواجہ کو ایک
صحرا کیطرف لیگیا مہتر قران دکان پر بیٹھے رہے جب خواجہ ایک صحرا مین اُس آدمی کے ساتھ پہونچے اُس آدمی نے آواز دی کہ ارشاد
نقب زن نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو میرے ساتھ بھیجا ہے مار لو بس یہ سنتے ہی چارطرف سے کفاران بے حیا نابکاران پر دغا نرغہ کر کے
خواجہ پر آ پڑے تلوارون کی برق چمکنے لگی ابر تیرہ و تار اُن کفارون کا چھا گیا خواجہ دیکھکر گھبرائے تلوار کھینچی یہ اکیلے وہ سیکڑون تلوار چلنے لگی
خون بہتی کفار برق شمشیر خواجہ سے چلنے لگی غرضکہ بہت سے کفار نابکار ہاتھ سے خواجہ کے واصل جہنم ہوئے اب خواجہ کا ہاتھ تھک گیا
بڑھ کے تلوار مارتے ہین پیچھے ہٹتے ہین جب دیکھا خواجہ نے کہ اسقدر ہیت نے کفار کشتہ کیے مگر مفر نہین نہ نکلے حقہ بیہوشی دو چار حقے
جو مارے جنگل مین دھوان دھار ہو گیا تاریکی چھا گئی کسی کو کچھ نظر نہ آیا خواجہ پلٹ کے چلے آئے اور اُسی نان پز کی دکان پر آکے کہا مہتر
قران کیا دیکھتے ہو اس نان پز کو مارلو یہ ارشاد نقب زن ظالم رہزن ہے مہتر قران لیکر اٹھے اور ارشاد نقب زن دوکان سے
کود کر اور بھاگ کر قلعہ مین چلا گیا یہان مہتر قران سے اور ارشاد نقب زن سے شاگردون سے دوکان کے تلے نجد اجل رہا ہے
یہ اکیلے ہین اور اُنکی جمعیت ہے اور خواجہ نے جو دوکان خالی پائی یہ چڑھ کے دکان پر اسباب روٹیان لوٹنے لگے مہتر قران آواز دیتا
ہے کہ استاد آؤ مین اکیلا یہ مجمع کثیر ہے خواجہ کہتے ہین مارے جاؤ قرم ساقون کو مین یہ روٹیان اور سالن کا پتیلہ تو اٹھالون مفت یہ
کھانا ضایع ہوگا یہ کہتے جاتے ہین اور روٹیان داخل زنبیل کرتے جاتے ہین سالن کا پتیلہ بھی اٹھا کر زنبیل مین داخل کیا

روٹیاں اٹھائیں سب سمیٹ سماٹ زنبیل مین رکھ لین سینیان بھی کٹورے بھی پیالے بھی سب زنبیل مین صندوقچے غلے کا کہ اسمین کچھ پیسے کچھ روپے تھے وہ قبضہ مین کیا سب اسباب زنبیل مین داخل کرکے اب دکان سے اترے اور تلوار کھینچکر خواجہ بھی لڑنے لگے کرنا کا کرب غازی نامور و نامدار نظر کردہ شیر پروردگار نے جو دور سے دیکھا کہ خواجہ اور مہتر قران سے تلوار چل رہی ہے وہین سے شمشیر آبدار بصد قہر و غضب کھینچی اور للکار کے آپڑے سپاہیون کو واصل جہنم کیا غرضکہ ارشاد نقب زن کے شاگرد بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے اور سکندر کوفی سے کیفیت معرکہ بیان کی اور کہا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور شاگرد انکا مہتر قران اور کرب نامدار زیر قلعہ جنگ و جدل کر رہے ہین یہ سنتے ہی اسکندر کوفی دس ہزار سرداران نامور و پہلوانان ذی ہنر لیکر مع کیمیاز زنگی سالار لشکر کے بصد طیش و غضب قلعہ سے نکلا اور آتے ہی طبل جنگی بجوایا پہلوانون نے نعرہ کیا بڑھ بڑھ کے للکار اسپاہیون تلوارین کھچ گئین ابر سیاہ لشکر کفار مین برقین چمکنے لگین تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی ادھر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری و مہتر قران و کرب نوجوان بصد عز و شان ہین انھون نے ساتھ ہی حسام انتقام کھینچی اور مثل شیر غضبناک غول مین گھس گئے قتل کرنا شروع کیا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے اللہ رے زور و قوت و طاقت کرب غازی صاحب شجاعت و صاحب صولت و شوکت جسکو اٹھا کر زمین پر پٹکا تڑپ کر مر گیا کشتون کے پشتے ہو گئے لاشون کے انبار لگ گئے خون کا دریا جاری ہوا

نظم

ہوئی جنگ مغلوبہ وہ آشکار
کہ صحرا ہوا خون سے لالہ زار
ہزاروں ادھر کا ڈر بیشمار
ادھر تین نامی جوان نامدار
مگر جنبا جنگ غازی دین
فلک کانپا تھرا گئی سب زمین
ہوا دشت مین خون کا دریا روان
نظر آیا مثل حباب آسمان
وہ تیغ سرافشان کی انکی چمک
جھپکتی تھی ہر بار چشم فلک
جسے ہاتھ مارا وہ دو ہو گیا
غرور و تکبر فسردہ ہو گیا
کسیکا جدا تن سے سر ہو گیا
دو پارہ کوئی پر جگر ہو گیا
کسیکا کلائی سے پنجہ کٹا
کسی جسم کا سب شکنجہ کٹا
کسیکا جو شانے سے ہاتھ اڑ گیا
لڑائی سے منہ پھیر کے مر گیا
لڑائی ہوئی ایسی گھمسان کی
پڑی ڈر سے اپنا اپنا کو جانکی

مگر کرب غازی جو خیال کرتے ہین کہ اسقدر کافر قتل ہوئے ہین اور مجمع کفار کم نہین ہوتا انکی غل مین خواجہ عمرو لڑ رہے ہین ایک سمت مہتر قران غول مین خونریزی کر رہے ہین کرب نامدار بصد غرور وقار ہاتھ مین شمشیر آبدار لیتے ہوئے قریب سکندر کوفی آپہونچے سکندر کوفی نے جھپٹ کے تیغہ فولادی کا وار کیا کرب غازی نے خالی دیکر ایک ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالکے جھٹکا دیا کہ ہاتھ سے سکندر کوفی کے تلوار نکل گئی دوسرا ہاتھ کرب نامور نے بند کمر مین ڈالکے گھوڑے سے اکھیڑا اور اونچا کرکے چاہا کہ زمین پر ماریں کہ کیمیاز زنگی للکار کر قریب آپہونچا اور آتے ہی تلوار کا ہاتھ مارا کرب غازی شیر حجازی نے اسکندر کوفی کو بجائے سپر کیا وار انکا خالی دیا ہاتھ کیمیاز زنگی کا جو خالی پڑا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی ہاتھ جھوٹا ہو گیا کرب نامدار نے بایان ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالکر اور گھوڑے سے اٹھا لیا اور دونوکو جمع دیا اور کہا او نامردو کافرو ہے شرط دونوکو لڑا کر ٹکر ٹکر کا سر جدا کردون لیکن ہان لاؤ اسلام قبول کرو دونون نے اسی بلندی پر دست بستہ باواز بلند پکار کر کہا کہ ہم بصدق دل اسلام قبول ہے ادھر لشکر شکست خوردہ نے چادر ہلائی اور امان امان پکارے ادھر سے خواجہ نے آواز دی امان لشکر ایمان جسکو اسلام قبول ہو وہ ادھر دست بستہ چلا آئے امان پائے کچھ لشکری ایمان لائے اور جو زنگ کفر سے سیاہ قلب تھے انھون نے منہ پھیرا اور ہمراہ ارشاد نقب زن ملعون کے میدان جنگ سے شکست خوردہ بھاگے ارشاد نقب زن ان سب بھگوڑون کو ساتھ لیکر اپنے قلعہ مین گیا یہان کرب غازی نے ان سب ایمان قبول کرنیوالون کو امان دی سکندر کوفی اور کیمیاز زنگی کی بھی جان بچائی رہا کیا سکندر کوفی نے مع کیمیاز زنگی وغیرہ قدم مبارک پر بوسہ دیا اور مطیع اسلام بصدق دل ہوئے خواجہ اور مہتر قران وغیرہ قلعہ اسکندریہ مین گئے اسباب وغیرہ خوب خواجہ نے لوٹا اور داخل زنبیل کیا پھر خیمے قلعہ سے لائے اور علیحدہ استادہ کیے کرب غازی و خواجہ عمرو و مہتر قران وغیرہ اپنے اپنے مقام پر فروکش ہوئے سکندر کوفی کو کرب غازی نے قریب اپنے خیمہ کے رکھا جب شب ہوئی خواجہ عمرو برائے شکار کسیطرف گئے مہتر قران ہوا کھانیکو اپنے خیمہ کے باہر نکلکر چند قدم ٹہلنے لگے کہ ناگاہ ایک جوگن حسین خوبصورت منہ پر بھبوت ملے ہوئے جیسے ہلکے ہلکے ابر سفید پر چاند سر پہ انڈوا سنہرے بال کانے کا سا لٹ بکھرے طول انکا کلان سیہ پوش تا کمر جھٹلے بال بالمین گرفتہ دل عاشق خستہ جگر سلیمان کالی ہاتھون مین مندرے سونے کے جڑاؤ کانون مین مندرے

یاقوتشا و زمرد و پکھراج و نیلم کی سے گلے مین جوڑا ترچھا بندھا ہوا جوبن ابھرا ہوا سینہ تنا ہوا چہرہ کچھ کا بنا ہوا دوش پر مین ہاتھ کی انگلی پکڑ لی ہوئی چال مستانہ نازو انداز معشوقانہ شیوار

ہاتھ سے تھام لے دل دیکھ لے گر عاشق زار
لائی نکھو نہیں وہ ڈوبے کہ کرین لاکھوں گار

فتنۂ آفت ہے قیامت ہے کج ادائی اسکی
آنکھیں وہ نون وہ تیشلی کہ خدا خیر کرے

حشر برپا کرے ہر گام پہ وہ عشوہ گری
دل پہ تیغ نگہ عاشق جانباز دھرے

سینہ تلنے ہوئے سینے پہ وہ جوبن اچھلا
بادۂ جوش جوانی کا وہ آنکھون مین خمار

غرضکہ وہ جوگن بیتابانہ قدم اٹھاتے ہوئے مستانہ بے تکلف خیمہ مین کرب غازی کے پاس آئی کرب غازی نے اسکو دیکھکے کہا تو کون ہے سچ بتا یہ کہکے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اُس جوگن نے نازو ادا سے کرب کی گردن مین بانہیں ڈالدین اور کہا مین فتانہ دختر اسکندر کوفی ہون تمپر جان و دل سے عاشق و فریفتہ ہون کوئی صورت تمھاری خدمتمین آنیکی نہوتی تھی اب بشکل جوگن آئی طالب وصل مبتلاے جدائی ہون قرار دل بیتاب کو دیجئے شربت وصال عطا کیجیے یہ کہکے سب لباس جوگنی اُتارا صورت اصلی دکھائی کرب غازی کو بہت بھائی دیکھتے ہی جمال جہان آرا کے فتانہ مفتون و بیقرار ہوئے وہ حسن جمال اُسکا چہرہ مثل آفتاب درخشان رخسار ے رشک ماہ تابان زلف گرہ گیر رشک سنبل عاشقون کے دل پھنسانے کی زنجیر ابروے خمدار ہلال عید یا اوپی ہوئی تلوار مژگان ناوک دل دوز چشم سحر عاشق کھینچے آہ جگر سوز لعل لب دونون یاقوت کے ٹکڑے گوہر دندان موتیون کی لڑی چاہ زنخدان وہ جسمین عاشق غوطہ کھائے کبھی نہ ابھرے سینہ چاند سا نگینہ سے بھرا ہوا جوبن ابھرا ہوا بہت جوانی کا عالم وہ جوبن غضب کہ عاشق جو دیکھے ہو دل بیتاب کرب غازی کا دل بیچین ہو گیا بیساختہ آغوش مین لیا فتانہ نے کہا مین اسلام قبول کرکے صدق دل سے مسلمان ہوئی ہون کرب مکارہ کے فریب و مکر کو نہ سمجھے غرضکہ چند ساعت مشغول لہو و لعب مین کرب غازی کو ٹالا بعد تھوڑی دیر کے وہ فتانہ کسی حیلہ سے اٹھی اور اسطرف گئی جہان اسکا باپ تھا اسکو اٹھاکے بھاگی اب خواجہ اور مہتر قران جو آئے خیمہ مین کرب غازی کے کرب غازی نے کہا اے خواجہ ابھی ایک جوگن آئی تھی نہین معلوم کدھر چلی گئی خواجہ نے کہا اسکندر کوفی کو تو نہین اُٹھا لیگئی خواجہ نے جو جاکر دیکھا تو اسکندر کوفی نہین ہے خواجہ نے کہا اے کرب غازی وہ فتانہ بیٹی سکندر کوفی کی تھی اپنے باپ کو اٹھا لیگئی یہ سنتے ہی کرب غازی اٹھ کھڑے ہوئے اور کوچ کی تیاری کی قلعہ ارشاد نقب زن پر چڑھائی کی اور کمیدز نلی کو قلعہ اسکندریہ پر چھوڑ دیا اور جو سردار نامدار و پہلوانان جبار اسلام قبول کرکے ایمان لائے تھے انکو کرب غازی نے ہمراہ لیا وہ تھوڑا لشکر آراستہ کرکے طرف قلعہ ارشاد نقب زن کے چلے در قلعہ پر جو پہونچے ارشاد نقب زن کو خبر ہوئی اُسنے بھی اپنی فوج کو درستی کا حکم دیا طبل بجوایا جاؤش نے صدا دی کہ آج سب سرداران نامور و پہلوانان پرزور ہشیار رہیں کارزار جیت و چالاک و بیباک ہو جائین کہ کل لشکر اسلام و غازیان خوش انجام سے مقابلہ ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سا عیار خنجر گذار مہتر قران سا عیار طرار کرب غازی شیر حجازی ساد لادر وغیرہ کا سامنا ہے جائین غرضکہ تا دل لڑا دینا اندر قلعہ کے تیاری جنگ لشکر ہوا کہ طبل و دف و دہل کی آواز آیا کی باہر قلعہ کے دور ہٹ کے میدان مین خیمہ لشکر اسلام کے برپا ہوئے سرداران اولوالعزم و غازیان عالیشان یہان آکے خیمون مین ہشیار آمادہ تقبل کفار ہین شب کا وقت کرب غازی اپنے خیمہ مین ہین خواجہ عمرو و مہتر قران طلایہ لشکر مین مصروف ہین وہان دختر اسکندر کوفی شکل اپنی تبدیل کرکے پوشاک فاخرہ پہنکر زیور مرصع کار سے مزین ہوکر ایک پری کیصورت بنکر قلعہ سے نکلی اور نقب باہر سے دیکر خیمہ کرب غازی مین آئی اور نقب کا دہنہ خیمہ کرب غازی مین پھوڑا اسوقت کرب غازی جاگ رہے تھے کہ آواز کان مین زمین کے تڑقنے کی آئی انھون نے خیال کیا کہ زمین پھٹ گئی ایک شکل نمایان ہوئی عقل سے سمجھے کہ کوئی عیار لشکر کفار کا نقب دیکر آیا ہے کہ آہٹ پانؤن کی معلوم ہوتی ہے کرب غازی نے آنکھین نیم وا کرلین اپنے کو سونے والون مین شمار کرکے خاموش لیٹے رہے فتانہ دختر اسکندر کوفی مکارہ نے دہنہ نقب سے سر نکالکر دیکھا معلوم ہوا کہ کرب نامدار بیدار نہین سوتے ہین یہ مکارہ دہنہ نقب سے نکلی اور زمین بیہوشی لیکر قریب کرب غازی کے آئی اور چاہا کہ جھک کے نیچوڑ کون اور کرب غازی کو بیہوش کرون کہ فوراً کرب غازی نے ہاتھ کلائی پر زور سے بقوت شیرانہ ڈالا اور ہاتھ پکڑ کے اٹھ بیٹھے کہ فتانہ نے نخرے اور غمزے کرنا شروع کیے اوہی اوہی ہائے ہائے ہاتھ ٹوٹا جاتا ہے پہنچہ گٹے کے پاس سے اکھڑا جاتا ہے مین صدقے گئی چھوڑ دو کوئی عورت سے ایسا زور کرتا ہے کلائی پر پنجہ اسقدر قوت سے دھرتا ہے دم نکلا جاتا ہے جان پر بنی ہے چہرے پر مردنی ہے مین تمھاری شیفتہ ہون دل سے فریفتہ ہون کرب غازی نے کہا او مکارہ تو مجھکو پھر

قریب دینے آئی ہو اگر بہتر تو مکر سے اسلام قبول کر کے دغا دی اب پھر وہی فریبانہ باتین کرتی سر قدمون پر دھرتی ہو اب مین کب فقرے مین آتا ہون
اور جعلسازی مین پھنستا ہون بیٹھ چرخہ تو نے برائی مین ڈالکر سرگردان کیا ہو رہ تو جا مین تجکو تہ تیغ کرتا ہون شمشیر آبدار تیرے گلے پر دھرتا ہون
فتانہ فتنہ انگیز آفت و بلا خیز گھبرائی تازہ فقرہ گڑھا اور کہا ای کرب نامدار شہسوار عرصہ کارزار مین نے ایک خواب دیکھا ہو کہ اس خیال نے
مجکو بہت پریشان کیا جناب ابراہیم خلیل اللہ نے مژدۂ فرحت افزا دیا کہ تمہارے عشق مین نیم بسمل تو مین پہلے ہی سے تھی اب زیادہ بیقرار ہوئی
خلیل اللہ فرماتے ہین او فتانہ کرب نامدار کے پاس جا اسلام قبول کر بصدق دل ایمان لا امیر کو اور سردارونکو رہا کر تیری نجات اسی مین ہی کر
لہذا برائے عفو تقصیر و بحصول دولت اسلام حاضر ہوئی ہون سوا اسکے کشش الفت و شوق مواصلت آپکا اس مشقت سے لایا ہو اب
دست بستہ عرض کرتی ہون نقش قدم حضور پر سر افتخار دھرتی ہون خطا کو معاف کیجیے جان کو بچا دیجیے در حقیقت مین آپ سے اب
منفعل ہوتی ہون اور توبہ کرتی ہون بصدق دل ایمان لاتی ہون سر نیاز پاؤن پر جھکاتی ہون آپ میرے ساتھ چلین سردارونکو رہا
کرائین تمنائے دلی لونڈی کی بھی بر لائین تمام عمر خدمت حضور مین رہونگی اطاعت سے آپکی سرتابی نہ کرونگی اس فتانہ فتنہ انگیز قیامت
نے ایسے فریبانہ کلام اور ایسی ایسی باتین بنا کے جھوٹے جھوٹے دم دیے کہ کرب حق شناس فیض اساس سمجھے کہ یہ سچ کہتی ہو اور اب اسلام بصدق
دل قبول کریگی دغا نہ کریگی یہ سوچ سمجھ کے ہاتھ اسکا چھوڑ دیا اور بہ شفقت پاس اپنے بٹھا لیا اس خیمہ مین اسوقت کوئی نہ تھا تنہا تھے تخلیہ کی صحبت
شروع کی دور جام جہان نما گردش مین آیا شراب ارغوانی کے دور چلنے لگے نشہ چڑھا رنگ بدلنے لگے فتانہ نے گلابی اٹھا کے ایک جام دلبریز
کیا بیہوشی ملا کے ہاتھ مین لیا اور ناز سے باہین گردن مین ڈالدین اور کہا شعر ای یار گلعذار ہمارا لہو پیے جگر پی نہ لے بشوق یہ ساغر شراب کا
کرب نامدار نے بسرور و شادمانی جام لبالب بادۂ گلرنگ فتانہ کے ہاتھ سے لیا اور یہ شعر ورد زبان کیا شعر گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجئے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین پھر وہ جام ہونٹھون سے لگا کے غٹا غٹ پی گئے انجام کا خیال مطلق ذہن مین نہ آیا پیتے ہی تڑاق سے
گر کے بیہوش ہوگئے فتانہ اٹھی جلد چاندنی فرش کی اٹھا کے پشتارا باندھا اور اسی نقب کی راہ لیکر روانہ ہوئی جلد ہی جلد ہی نقب سے نکلی
اور صحرا طے کرتی چلی رخ طرف قلعہ ارشاد و نقب زن کے کیا مگر سیدھا رستہ چھوڑ کے پھیر کا رستہ لیا ناگاہ اس جنگل مین پہلو کی جانب سے کسی
شیر کے ڈکارنے کی صدا آئی فتانہ بہت گھبرائی دل مین ڈری چل نہ سکی پاؤن بھاری ہوگئے گویا لنگر پڑ گئے آخر تھم گئی پیچھے پھر کے جو دیکھا مہتر
قران چلا آتا ہو وہی شیر کیطرح ڈکارتا ہو فتانہ کا دم نکل گیا کلیجا دہل گیا منہ فق ہوگیا خون خشک ہوا چہرہ اتر گیا قوت دل کا اثر گیا بولی کہ
دیکھیے اب کیا ہوگا قتل کریگا یا گرفتار کریگا مہتر قران نے اسکو دیکھا جھپٹ کے قریب آگیا فتانہ کی کلائی تھامی یہ پشتارہ دوش سے رکھکے
بیٹھ گئی مہتر قران نے پہچانا کہا او بڑی فتنہ انگیز کو پکڑا جلد بتلا اسمین کیا ہو کہان سے لائی ہو کیسی قیامت ڈھائی ہو فتانہ نے کہا او میری جان
مہتر قران تیرا استاد خواجہ عمرو میرا عاشق ہو مگر مجکو اسکی طرف مطلق رغبت نہین میری تجھپر جان جاتی ہو تجھسے لو لگی ہو تو میرا وصل
قبول کر دل عاشق نہ ملول کر مہتر قران نے بعید از آن کہا او مکارہ تو کیا بیہودہ بکتی ہو میرے ساتھ بھی عیاری کی باتین دغابازی کی گھاتین کرتی ہو
مین کب تیرے فریب مین آتا ہون مین خود ایسے شعبدے صدہا بناتا ہون وہ کرب نامدار بھلا جرار تھا جو تیرے مکر مین آگیا دیدہ و دانستہ دھوکا کھا گیا
یہ کہکے مہتر قران نے کمند کے حلقہ مین باندھ کے گرفتار کیا اور پشتارا کھولا دیکھا کہ کرب نامدار نشۂ شراب مین سرشار بیہوش ہو جی مین تو آیا کہ
ایک لوندا اٹھا کر مارے کہ دو ٹکڑے ہو مگر کچھ سوچ کے چپ ہو رہا جب بعد تھوڑی دیر کے کرب غازی کو ہوش آیا مہتر قران نے اٹھا کے بٹھایا
کرب غازی نے کہا یہ کیا مین یہان کہان مہتر قران نے عرض کی ای شہسوار میدان یکہ تازی وای کرب غازی آپکو فتانہ پشتارہ باندھ کے
اٹھا لائی مین اس جنگل مین سیر کر رہا تھا مین نے اسکو دیکھا گرفتار کیا پشتارہ چھین کے آپکو ہوشیار کیا یہ سنکے کرب غازی مع مہتر قران
و فتانہ اپنے خیمہ مین آئے خواجہ عمرو کو خبر ہوئی وہ بھی تشریف لائے فتانہ کو بہت لعنت ملامت کی اور کہا او مکارہ یہ جعلسازی پھر تو نے دغا کی
اور فریبانہ ایسی باتین بنائین کہ مجکو یقین آئین ہی شرط تجکو قتل کرون فتانہ نے کہا اب معاف کیجیے طالب امان اور معتقد ایمان ہون اب مین قسم کھاتی ہون
طریقہ اسلام بجا لاتی ہون مجکو آئین دین اسلام تعلیم کیجیے دامن جامۂ اسلام مین چھپا لیجیے کرب غازی نے کہا تو ہر مرتبہ یہی کہتی ہو تیری باتون

کیونکہ یقین آئے کہ شک دل سے نکل جائے آپنے کہا کہ میں ابھی آپ کے دل کا شک نکالا دونگی وہ خدمت بجا لاونگی ایک رقعہ لکھا اور ایک آدمی کو دیا کہا کہ جا قلعہ ارشاد نقب زن میں اور میرے باپ اسکندر کوفی کو دیدینا مضمون اس رقعہ کا یہ تھا کہ اے پدر عالی مقدار یہ امیر گروہ لشکر کفار ہیں نے کوئی عیاری اٹھا نہیں رکھی مگر کسی عیاری کا اثر عیاران لشکر اسلام پر نہ ہوا حقیقت میں یہ لوگ بڑے بہادر و جری ہیں گشتہ لشکر کفار ہیں یعنی ہیں تو اسلام قبول کیا بصدق دل مسلمان ہوئی لات منات پر لعنت کرتی ہوں اب سوا خداے نادیدہ کے کسی سے نہیں ڈرتی ہوں آفتاب دین اسلام نے جلوہ گری کی دیدۂ قلب روشن و منور ہو گیا اب تم سب سرداران لشکر اسلام کو رہا کر کے ساتھ اپنے لے آؤ دیر نہ لگاؤ والسلام یہ رقعہ ایک آدمی لیکر قلعہ ارشاد نقب زن میں گیا اور سکندر کوفی کو دیا اسکندر کوفی پڑھتے ہی اس رقعہ کے اٹھ کھڑا ہوا اور سب سرداروں کو رہا کر کے ہمراہ لیکر خدمت فیضدرجت کرب ذی مرتبت میں حاضر ہوا الفد بجا آوری آداب سلام و قدمبوسی فیض التیام عرض کی اے حق شناس قالب اساس رہنماے دین اسلام کرب بنامہ غلام ناکام امیدوار عفو خطا پر ترقی فیض عطا ہے گناہ بحل کیجیے تقصیر بخش دیجیے اب غلام خدمت میں حاضر رہیگا اطاعت سے سرتابی نہ کریگا القصہ کرب شیر گیر نے بصد عزو توقیر عفو تقصیر کی قواعد دین اسلام تعلیم فرما اور مع سرداران نامدار و دلیران ذی وقار کوچ کر کے رخ طرف لشکر امیر یا توقیر کے کیا۔

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان گاؤ لنگی گاؤ سوار کا فوج لیکر لشکر امیر با توقیر پر شبخون مارنا اور جنگ و جدل بلکہ جنگ مغلوبہ ہونا رات سے اور صبح تک اور بجاو کرب غازی مع سرداران نامی کا جنگ میں شریک ہونا پھر آخر کار ایک لقا بدار زمرد پوش کا اس لڑائی کو فتح کرنا کمر عیاریان خواجہ عمرو وغیرہ کی اور رہائی امیر با توقیر کی سے

کدھر ہے تو اے ساقی جنگ جو
پلاتا نہیں کس لیے آج تو

مجھے ہے مئے لالہ گون کی تلاش
یہ باتیں ہیں تیری بہت دلخراش

ہے شبخون کا سامان میخانہ میں
ارے دور گردون ہے پیمانہ میں

وہ ڈھالو نکی چھائی ہوئی ہے گھٹا
چمکتی ہیں تلواریں بھی برق زا

سبو ہیں نہ خم ہیں نہ شیشے ہیں یاں
نہ ساغر نہ جام مئے ارغوان

ہجوم آج رندون کا ہے راہ سے
یہ جنگ وجدل ہے تری ذات سے

ہر اک موج مے ہے تیغ قضا
لنڈھا دی ہے گویا ہے خون بہا

پیالے لیے ہوے جام ہیں یا حباب
ہر اک کاسۂ خم ہے گرداب ہے

تلاطم میں ہے کشتی مے فروش
شجاعت کا رندون کو ہے آج جوش

گلہ تجھ سے کیا خیر وہ مے پلا
کرون ساقی قدر دان سے گلا

مگر شرط یہ ہے نہ کیجیو دریغ
نہیں آج چمکے گی اپنی بھی تیغ

زمرد کا جام اور مئے لالہ رنگ
صفا بار ہو جلوۂ شوخ و شنگ

نہ کر ساقیا مجھ سے عیاریاں
کریں فتح کی آج تیاریاں

رہائی کی تدبیر ساقی بتا
لگا محتسب کا کہیں تو پتا

طبیعت نہ کر اے سحر اپنی سست
جو اعلی ہو مضمون تو بندش ہو چست

اشعار

تری کاکل میں کھنچا ہے شکل عنوان ... کا
سیکڑوں آزاد ہیں پابند اک زنجیر کا

وصف چشم یار میں یارا نہیں تقریر کا
جائے خاموشی ہے عالم شرح کی تحریر کا

عالم مشتاق مصور ہو تری تصویر کا
منھ کتابی قطعی ہے خط حاشیہ ہے میر کا

کس خوشی سے دوڑ کر عاشق گلا دیتے ہیں
نقش جبا ہے ترک جوہر ہے تری شمشیر کا

جانب چرخ قوس آہ ہوتی ہے رواں
یہ کمان ابرو نشانہ ہے رگ جان تیر کا

جو کہ لکھا خوب لکھا دست قدرت نے مرا گر
چومتا میں ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کا

گوش گل رخسار لالہ چشم نرگس وقد ...
باغ کا تختہ کھلی صفحہ ہے کوئی ... کا

عاشقون کی خون رنگی ہے نشان ...
دیدۂ مریخ جوہر ہے تری شمشیر کا

زندہ جاوید ہیں قربانیاں تیغ ...
... کھلتا جاتے ہیں ... کا

ہے کسے خوبی سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی
زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا

نوش ہے صرف کرے خون ...
پھول سے رنگین ہو ... کا

نقش کرتے کیے کو دکان خشت سے ...
حلق بسمل ہے ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

روسیہ دشمن کا یوں پاپوش سے ...
جیسے سلہٹ کی سپر ... شمشیر کا

کشتۂ تیر نظر ہو تیغ ابرو بھی چلے
امتحان ناز ہو جو رنگ اس خنجر کا

ردک ... پرواز قاتل کا ...
مرد کے چہرے کا زیور زخم ہے شمشیر کا

معرکہ میں ہاتھ قاتل کی کریں ...
... دامن سر میدان گریبان گیر کا

شعر

فرازندہ و حاملان علم
نوشتند این ماجراے اہم

معرکہ آرایان میدان کارزار خونریز و شہسواران دشت قتال جنگ و جدال علغلہ خیز رزمگاہ قرطاس ولک میں برق شمشیر قلم شجاعت کو بزور طبیعت آبدار بکار و شیر بیدرنگ کاریوں چمکاتے ہیں کہ جب شبستان سیاہ تاریکی کار روغا پیشہ و مکار کو معلوم ہوا کہ لشکر اسلام فی الحال جمعیت

سرداران نامور و نامہ آوران پر جگر تیغ امیر باتوقیر سے خالی ہر کہ یہ بہادران نامی جو ری گئے ہین گاؤ لنگی گاؤ سوار سے بختیارک نے کہا کہ ایسا
لوقت پھر ہاتھ نہ آئیگا جو تو لشکر اسلام سے پیش پائیگا شبخون مار کر قتل و قمع کرو یہ ترکیب جب ترغیب واشتعال کے شعلہ سوختہ آتش کفر و نفاق
اپنی بختیارک کے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے سامان شبخون مارنیکا آسیدن کیا اور تمام لشکر کفار کو حکم دیا کہ جلد کمر بندی ہوا اور چست و چالاک
اور درست بسلاح جنگ ہون کہ لشکر اسلام پر شبخون مارنے کو چلتے ہین یہ کہکے گاؤ لنگی گاؤ سوار اٹھ کھڑا ہوا اور بیس ہزار پیادے و سوار اپنے
ہمراہ لیکر لشکر اسلام پر آپڑا اور شبخون مارا لشکر اسلام مین جوانان شیر دل و سرداران صف شکن اپنے خیمون مین بے خبر تھے بادشاہ بارگاہ
فلک جاہ مین مشغول بہ آرام خاص تھے یکایک ہلڑ ہوا سب والا ور تلوارین پکڑ پکڑ کے خیمون سے نکل پڑے جدال و قتال ہونے لگی بجلیان لوہے اور
کی چمکین تلوار چلنے لگی تاریک شب مین یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ انہون کو مارتے ہین یا حریف کا دل فگار کرتے ہین جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیا
سر کٹا کسی کے ہاتھ کٹے نظم

سکتا تھا کوئی پڑا پر دغل
نہ اپنے کو پہچانتا تھا کوئی
پتا تن کا تھا اور نہ سر کا کہین
صفین درہم و برہم ابتر قطار
برابر صفون کی صفائی ہوئی

وہ تاریک شب اور وہ جنگ عظیم
بڑا ان بہ بڑان کی صدا تھی بلند
روان خون کی سیل تھی ہر طرف
ہر اک کی زبان پر تھا بس مار مار
گرج پہلوانون کی مانند رعد

کوئی نیم بسمل کوئی دل دو نیم
روان سر پہ تھی تیغ و گرز و کمند
بپا کشت و خون ہو گیا صف بصف
تھا اک گرم ہنگامہ گیر و دار
چمک تیغ کی ایک سے ایک بعد

کوئی تھا نظر کردہ ہائے اجل
بجز مار کیا جانتا تھا کوئی
کہین سیل دہو کا تھا کہین
ادھر سے ادھر ہو گئے تھے سوا
سحر شب کو ایسی لڑائی ہوئی

ایسی جنگ مغلوبہ شبخون کے کرنے سے ہوئی اور ہنگامہ اور صدائے گیر و دار بلند ہوئی کہ بادشاہ جہان پناہ
بارگاہ فلک جاہ مین بیدار ہو گئے اور گھبرا کے اٹھ بیٹھے تلوار لیکے باہر بارگاہ کے نکل آئے مگر تاریکی شب مین کچھ دکھائی نہین دیتا کہ یہ کون
لوگ ہین کہ جنگ کارزار ہو بلند صدائے گیر و دار ہے حیران ہوئے کیا کیا جائے آخر کار حکم دیا کہ مشعلین لاؤ جلد روشن کرو چہار طرف روشنی ہوئی
اب جو مشعلین روشن کی گئین تو دیکھا کہ جوانان بربری سے جنگ عظیم ہے غازیان دین اسلام صدہا دل دو نیم ہین جا بجا خون کے نالے
جوانمردون کو جان کے لالے سرون کے ڈھیر تنون کے پشتارے پڑے ہین لشکر اسلام کے سپاہی کٹ رہے ہین کفار اڑ رہے ہین مگر طرف آسمان
کے جو خیال کیا معلوم ہوا کہ صبح بھی قریب ہے بادشاہ کو اک ہراس ہوا کہا کہ غفلت مین لشکر بربری گاؤ لنگی گاؤ سوار لیکر آپڑا ہے شبخون مارا خدا خیر
کرے اور فتح یابی ہاتھ آئے اسی تردد و فکر و ہنگامہ مین صبح ہو گئی روشنی جہانتابان کسیقدر پیدا ہوئی اب ایک ایک کو ایسا ایکتے دکھا کہ جو لی بجا
کہ گاؤ لنگی گاؤ سوار جماعت کثیر بربری لیے ہوئے ہنگامہ کر رہا ہے کشت و خون ہو رہا ہے تلوار پر تلوار چل رہی ہے ندی خون کی جا بجا
ابل رہی ہے غازیان دین و جوانان خوش آئین کے رخ پھرے ہوئے ہین کفار غلبہ کرتے چلے آتے ہین بادشاہ نیک نہاد سعد بن قباد شہریار بصد
انتشار مضطرب و بیقرار ہوئے اور درگاہ الہی مین طرف آسمان ہاتھ بلند کر کے دعا کی اے بیدا کنندہ عالم و عالمیان و اے بخشندہ معصیت گنہگاران کرم
ناخدائے کشتی نوح غریبان ہے لنگر جہاز دریائے تشنگیان اس موج بلا کے آفت سے نکال اس کو ظلم کفاران کو جلدی ٹال نظم

ہون منتظر مین رحمت رب جلیل کا
عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین
موسی کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
سائل ہون تجکو قید کم و بیش کی نہین
آواز دے سیر عدل کا ہے لبیک گوش زا
یارب مجھے بھی کا فرد کن جلد دیجا تھا

بیڑا لگا دے پار غریب ذلیل کا
رنجور کا انیس کو ہمدم علیل کا
فرعون کو غریق کیا رود نیل کا
مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا
پیشہ سے زور حل نہین سکتا ہے فیل کا
جیتے ہیں تیرے اب کفیل ہے کون بن ذلیل کا

راہ عدم کو جاتے ہین جا ہوش قافلہ
باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
طوفان مین ناخدائی کشتی نوح کی
کوتاہ بیان کند ہے عاجز ہے تر دہا
دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے

بہر حرص ہے سرمہ غبار اس سبیل کا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا
حقا جواب ہی نہین تجھ سے کفیل کا
یا ہم مراد عرش ہے رب جلیل کا
دل توڑتا نہین تو عزیز و ذلیل کا

بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد شہریار نے جو ترپ کر استغاثہ کیا فوراً تیر دعا ہدف
اجابت پر پہونچا ناگاہ جانب بیابان سے گرد اڑی اور زمین کو لرزہ ہوا آسمان تھرایا جب دامن گرد چاک ہوا فرد بگولہ خاک ہوا دیکھا کہ سواران پر جگر و
جوانان لا در کفو نمود ہوا اور وہین سے اول نعرہ کر کے غازی شیر حجازی ہوا نعرہ کر کے غازی کے بھی شہسوار یل نامدار نظر کردہ شیر پروردگار ہاتھ ہی سکہ دوا

نعرہ آور ہوا نیچے گلے کفاروں کے دل کیے شعلۂ ہیبت مردانہ سے ناری جل جل گئے نعرہ لنا صور جزیرہ ہاے دریا اگر فہم تا بہ ہنا سستان اگر نا م ہمہ ابا نی منم لندھور بن سعدان + اسکے بعد فوراً تیسرا بھی نعرہ ہوا نعرہ خواجہ عمرو عمرو مم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم + خال رخ چنگ بادا خرسپہ برم + در محفل خسرواں چو گردم ساقی + جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم + ساتھ ہی نعرہ خواجہ عمرو بن امیہ نہری عیار عیاران دانش خنجر گذاران کے نعرہ و مشہر ان بھی ہوا نعرہ و مشہر ان سریع السیر چون باد بہاری + جہان سر ہنگ در خنجر گذاری ما بیدان اخر در آتش فشانم + منم و مشہر ان مشیر زبانم + بعد اسکے اور جتنے پہلوانان تہمتن و سرداران شیر افگن و جوانان لشکر شکن تھے سبکے سب برابر متواتر نعرے پر نعرے ہوئے تلواریں کھینچے سروہیان تیغ سرآشوب سے لیکے آپڑے اور لشکر کفار میں غٹ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی سر مثل برگ خشک کے نخل قد سے اُڑنے لگے ہوا سے جا ہار چلی شعلہ شمشیر غازیان دین سے لبتی کفر کی جلی کشتوں کے پشتے سر دکھے انبار یکان ارزی کفار تنون کے ڈھیر جامہ دون کی قسمت کا پھیر غازی خون میں نہائے ہوئے زخم از سر تا پا جسم پر کھائے ہوئے گلہائے زخم کی پتیان پہنے ہوئے اُسپر بہ لرہ کہ تلواریں تولے ہوئے غول میں دھنسے جاتے ہیں ریلوں کو ہٹاتے ہیں باران تیر و نیزہ و شمشیر سے کھینچے ہوئے شجاعت کی امنگ میں تھے جس غول پر آپڑے دس بیس کے سر اڑا دیے ایک ایک نے سیکڑوں کے پرے لٹا دیے اس طرح سے دلاور بہادر جرار نمودار صف شکن تیغ زن نامی دلیر رزمگاہ کے شیر شجاعت و ہمت و صولت و شوکت سے لڑتے ہیں مگر غالب نہیں آتے کفار شکست نہیں کھاتے دل انکے ہراسان ہو جاتے ہیں دیکھ دیکھ کر رنگ جنگ گھبراتے ہیں ناگاہ ایک سمت سے ابر زمردی اٹھا اور چشم زدن میں پھیلا گیا دامن تیغ گرد جا کہ فلک نیلی فام کے مانند رنگ خاک ہوا دیکھا کہ ایک سوار نقابدار زمرد پوش بصد جوش اس ہیبت سے نعرہ کرتا ہوا گھوڑا اڑائے چلا آتا ہے دستمہ لگام خوش خرام کا زیر ران نیزہ ایک ہاتھ میں تانے ہوئے نیمچہ قبضا شیم بصد جاہ و حشم دست میں تولے ہوئے سپر پشت کمان بر دوش ترکش برکمر یہ نعرہ جانگداز کرتا ہوا اسمت عدو آیا باشید اے کافران بربری شعر بسوزد خرمن ہستی جہان برق تپان آمدہ وبا این گلہ روباہ را شیر ژیان آمدہ بیت آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سری + یہ نعرہ کرتے ہی وہ نقابدار زمرد پوش و شہسوار ذی ہوش نیمچہ کھینچے آپڑا اور قتل و قمع کرنے لگا شعر لگایا ہاتھ اسکو اسکو ڈانٹا اسکو دھمکا ادھر آیا

اُدھر آیا اسے مارا اُسے مارا اشعار

وہ بھاگا گر نصف چہرہ کٹا
تو گھوڑے نے لینک دی ہاؤ وقا
جیسے ہاتھ مارا وہ دو ہو گیا
جو دہنی طرف کو کوئی آپڑا
ڈپٹ کر جدھر گھوڑے کو آگیا
غبار سب فرو ہو گیا
سروہی کا ہاتھ آسپہ پورا پڑا
سحاب اجل لیس میں چھا گیا
جھپٹ کر لگا یا جسے پیچھا
کوئی پیچھے گر آگیا ناگہاں
نقابدار زمرد پوش کی تلوار

کیا تھی گویا ملک الموت کا پنجہ تھا جسپر پڑی آسنے پانی بھی نہ مانگا ایسا تلوار نے اپنے گھاٹ اتارا وہ بیچارہ پیاسا ہی سدھارا بہیان تلوار سے کٹ کٹ کے ناری گرنے لگا وہان جہنم پیٹ بھرنے لگا ملک خوشی خوشی ہاتھ بڑھاتا ہے دس دس بیس بیس کو پکڑ لاتا ہے الغرض یہی نقابدار زمرد پوش کی جنگ پیکر سے نامی بہادر و پہلوان زبردست جان سے تنگ ادھر تو کر کیتوں کا نعرہ کرکے رد یا ہمن کا دل بڑھاتا و لولہ دلا کے لڑاتا ادھر نقابدار زمرد پوش کا تلوار کرنا تپا دید ذات خدا لشکریان بربری کے دانت کھٹے ہوگئے جان پر بن گئی لڑنا کیسا بھاگنا دشوار ہوگیا وہ جنگ عظیم ہوئی روح جسم میں دو نیم ہوئی وہ تلواروں کی جھنکاریں نیزوں کی ڈانڈوں کے تڑاقے تیروں کے سناٹے ایسا کشت و خون ہوا دامن ترک فلک پر خون کی چھینٹیں پہونچیں قبا سے زمین دشت لالہ گون ہوئی جلاد فلک کانوں پر ہاتھ رکھکے کانپنے لگا عقرب نیش زنی اپنی بھول گیا طریقہ دہشت آنکھوں کے پیچھے پھرنے لگا زحل برج حمل میں چھپ گیا عطارد نے قلم روک لیا تلواروں سے غازیوں کی وہ گھمسان پڑا کہ دشت تیرہ لرزان و ترسان ہوا شعر حقا بجائے تیر بگردون رسیدہ + زہندوستان خون بہ جیحون رسید + گاؤ لنگی گاؤ سوار نے جو تلاطم دریاے کارزار کا دیکھا بہت حواس باختہ ہوکر گھبرا گیا جان پر بنگی بھاگا دم دبا کے مثل روباہ کئی ہزار کا خون ہوا باقی لشکر اپنے سردار بھگوڑے کے ساتھ بھاگ کے ہمہ سردار قلعہ میں گھس گیا جو ادھر ادھر ٹا سپتہ رہ گئے انکو غازیوں نے تہ تیغ کیا اہل ایمان ہلی کفاروں سے نجات ملی سلطان

ہوا لشکر اسلام ادھر پھر نقابدار زمردپوش گھوڑے کی باگ پھیر کر خواجہ عمرو کے قریب آیا اور نیزہ اُٹھا کر سینہ خواجہ کیطرف اشارہ کیا اور کہا اے عمرو ہمارے کہنے پر تو نے عمل نہ کیا امیر باتوقیر کا پتا نہ لگا جستجو سے غافل رہا تیرے کیا ہوش وحواس مین فرق آیا اسروز تاکید تجھسے کہدیا تھا اور اتبک امیر کا پتا نہ لگا بس اسی مین خیر ہے تجکو تین دن کی مہلت دیجاتی ہے کہ اُس میان مین جسطرح سے ہوسکے امیر باتوقیر کا جلد پتا لگا اور کوشش وجستجو کرکے رہا کرلا نہین تو قسم اُسی پیدا کنندہ معبود ازلی وابدی کی یہ نیزے کی انی تیرے سینہ کے پار ہوگی برچھی موت کی کلیجے کے دوسار ہوگی یہ کہکے وہ نقابدار زمردپوش ایک سمت کو گھوڑا اڑاے چلا گیا خواجہ عمرو تھرتھر مثل بید کے کانپنے لگے کہتے تھے یا خدا یہ نقابدار مجکو بیشک مار ڈالیگا اگر امیر کا پتا نہ لگا اور نہ رہا ہوکر آئے تو نقابدار زمردپوش مجھے چھوڑے گا نہین تلوار سے ٹکڑے اُڑا ڈالیگا جو کہہ گیا ہے وہی کریگا یہ نیزے کا پھل سینہ کے پار ہوگا الغرض بادشاہ جمجاہ اپنی بارگاہ مین آئے اور سردار نامدار وغازیان جرار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی کشتے اپنی طرف کے دفن کیے گئے خواجہ عمرو ہمراہ کرب غازی کے بارگاہ فلک اشتباہ مین سامنے بادشاہ جمجاہ کے روتے ہوے آئے اور عرض کرنے لگے کہ اس نقابدار زمردپوش سے کیونکر بچین گے یہ بیشک نہ چھوڑیگا مار ڈالیگا امیر باتوقیر کا کیونکر پتا لگاؤن کہان ڈھونڈھنے جاؤن وہ نقابدار کہہ گیا ہے کہ اے خواجہ اگر تین دن مین تجھ سے نہ امیر کا پتا لگا تو قسم ہے پیدا کرنیوالے کی تجکو مار ڈالونگا اور نیزہ سینہ کے پار کرونگا کیا میری جان عذاب مین پڑی کچھ نہین بن پڑتی کوئی تدبیر ذہن مین نہین گڑتی پھر بعد گریہ وزاری آہ وبیقراری ہاتھ بلند کرکے کہنے لگا نظم

کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا
گلون کے گرد جو رہتے ہین خار کیا ہوگا
گنا ہگار ہون روز شمار کیا ہوگا
نہو سکیگا مقابل وہ چشم تر سے کبھی
وہان بھی ساتھ دل بیقرار لیکے چلے
یہ ڈر ہے اے مرے پروردگار کیا ہوگا
برس پڑیگا جو ابر بہار کیا ہوگا
قرار ہی نہین زیر مزار کیا ہوگا
تری تو رحمت بیحد کا کچھ حساب نہین
بدون کے قریب نیکو نکو کب رہو گیا

بیقراری اور آہ وزاری بعد آسکباری اس مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جو دختر گاؤ لنگی گاؤسوار نے سنی کہ وہ ایک عرصہ سے لشکر امیر باتوقیر مین ہے خواجہ عمرو نامدار کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے بھیا تو کیون اسقدر زار زار مثل ابر بہار روتا ہے مجکو سنکے بڑا صدمہ ہوا کیا ایسا امر جانکاہ دشوار ہے جس سے تو اسطرح بیقرار ہے خواجہ نے کہا کیا بتاؤن نقابدار زمردپوش میری جان کا خریدار ہے امیر باتوقیر کا پتا لگنا دشوار ہے وہ کہگیا ہے اگر امیر کا پتا نہ لگا تو مین تجکو قتل کرونگا کیا کرون کدھر جاؤن کہان ڈھونڈھون کیونکر امیر کا پتا لگاؤن دختر گاؤ لنگی گاؤسوار نے کہا تو کیون روتا ہے دل کو مطمئن رکھ مین امیر کا پتا بتائے دیتی ہون امیر گنبد جمشیدیہ مین قید ہین وہان کا راستہ مین تجکو بتاتی ہون تو فلان صحرا مین جا زیر کوہ وہان ایک نخل شمشاد ہے مثل قد معشوق آزاد ہے اُسکے نیچے ایک سنگ طلائی نہایت گران رکھا ہے اُسکو تو اٹھا نا خوف نہ کھانا تجکو دہنہ نقب ملیگا کہ دوسرا دہنہ اُس نقب کا میرے باپ کے تخت کے نیچے ہے تو اُسی نقب مین چلا جانا کہ وہی راستہ گنبد جمشیدیہ کا ہے خواجہ اُس سے یہ سنکر بہت خوش ہوے اور دعائین اُسکو دین چونکہ عیار ہین چہلین اُس سے کرنے لگے کہ امیر باتوقیر سے تمھاری مدح وثنا بیان کرونگا اور کہونگا کہ موجب رہائی آپکی ملکہ دختر گاؤ لنگی گاؤسوار ہوئی تمھارا اب سب سے زیادہ چاہ پیار ہوگا اور حصول مطالب دلی کا شمار ہوگا وہ بولی کہ چل جھوٹے جامردو اپنا کام کر ابھی تو سوے بہاتا تھا مین نے مسرت وخوشی کی راہ بتادی جانبری کی نہین تو نقابدار زمردپوش کے ہاتھ سے مارا جاتا گھوڑے تو مجھکو کیا طعن کرتا ہے مین ہر حال مین شاد ہون غم سے آزاد ہون بموجب اشعار نظم

میرے گھر آئے اگر وہ گل خندان میرا
دیکھ اے گل دل پرداغ کے پھولونکی بہار
الفت ابروئے خمدار مین بسمل خنجر
مین بھی اک صورت زیبا کا تماشائی ہون
بزم شادی ہوا بھی کلبۂ احزان میرا
آجکل سیر کے قابل ہے گلستان میرا
ذبح کرنے لگا خود مجھکو گریبان میرا
آئینہ دیکھتا ہے کیا رخ حیران میرا
غرق ہو جائے ابھی کلبۂ احزان میرا
الفت ابروئے قاتل ہے گلے کو خنجر
لفت زلف نے دم بند کیا پہلے تو
اُف جو کرتا ہون دھوان منھ سے نکل جاتا ہے
یاد محبوب مین فریاد کیا کرتا ہے
جوش پر آئے اگر دیدۂ گریان میرا
آجکل دشت جنون مین ہے گریبان میرا
پھر گلا گھونٹنے آئی شب ہجران میرا
پھونکے دیتا ہے مرا آتش دل سوزان میرا
چین دم بھر نہین لیتا دل نالان میرا

یہ اشعار گہربار اُسکی زبان سے سنکر خواجہ ہنسنے سر ہلانے لگے کہا نہ گھبراؤ لب پر دعاے خیریت امیر باتوقیر لاؤ انشاء اللہ وہ دن بھی آئیگا

خدا خوشی دکھائیگا یہ کہکے خواجہ اٹھے اور بادشاہ حجاہ و کرب وغیرہ سے رخصت ہوکے جانب صحرا چلے عجیب صحراے دلکشا پر فضا دیکھا جسمین خودرو
کے پھولون کی ہر جا بہار؛ کہین سبزہ زار اور کہین خارزار؛ جا بجا اشجار گھنے گھنے لگے ہوے اُنپر طائر خوش الحان چہکتے ہوے ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا کا جھوم جھوم کے آنا شاخہاے گل کا جوش زن ہونا یہ بہار نظم

کہین سرو استادہ صرف سکوت　　نہ تھا دشت تھا جادۂ لاہوت
شجر ایسے جنگل نہ دیکھے کبھی　　جواہر کے تھے سب گل اشرفی
وہ غنچون کی بو بھینی بھینی تمام　　کہ صحرا تھا سب گلشن مشک فام
وہ کاہی تھے کوسون جو برگ گیاہ　　وہان فرش مخمل کا تھا اشتباہ

اُس صحراے دل آویز بہار گل خیز کو خواجہ طے کرتے کودتے پھاندتے
اُسپر قمریان ہزار ہا کو کو حق سرہ کا شور کر رہی ہین برگ سبز و شاداب شاخین نایاب شور سرو در باغ بیک پاے ستادہ است نگر؛ بر کاب تو دود
گرد لودش پاے دگر؛ خواجہ زیر شجر نورستہ بخاطر شگفتہ پہونچے دیکھا کہ ایک سنگ سخت مثل گران بخیں و کم بخت زیر درخت رکھا ہی بڑی مشکل سے
بقوت تمام زور کر کے پہرون مین اُسکو سرکایا مگر از سر تا ناخن پا عرق عرق ہوے پسینا بہنے لگا دل دھڑکنے لگا ہانپنے لگے کلا سے نفیے
لگے دم پھول گیا سارا دلولہ طاقت بھول گیا بیٹھ گئے ستاسے یہ اشعار پڑھ کے دلکو سنانے لگے نظم

ایدل کہان ڈھونڈھون وہ گل نہین ملتا　　پر کوچۂ گیسوے معنبر نہین ملتا
کس سے کہون اُنسے کہیے حال میرا　　دنیا مین کوئی ایسا پیمبر نہین ملتا
یہ اشعار پڑھتے تھے کہ کچھ خیال　　وا آگیا پھر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم
حشر ہو جائیگا باتین ہین قیامت کی لگی　　ایسا دفتر ہی مصیبت کا حقیقت دلگی
ہجر مین جان پر آ بنی ہی آفت دلگی　　کرتی ہی روح کو تن مین اذیت دلگی
جا کے ان گیسوؤن والون سے الجھتا ہی شب　　دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت دلگی
دونون عالم کو ڈبودین کی آنکھین ان　　فرقت یار مین پائینچہ اجازت دلگی
ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دلگی
کتنا بیمن پھر لگی نالہ کنان صبح تلک　　سودائی ہوا خاک کہان کی نہین جانی
آپ کہتے ہین کہو کیا حقیقت دلگی　　آنکے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم کہو تو ہن
آنکھ نہ پہاوے کہ ہی شاق بہت دلبر

یہ اشعار پڑھکر خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری بسم اللہ کہکر اُس وہنہ نقب مین اُترے اور آہستہ آہستہ خاموش چلے یہان تک کہ زیر تخت گاؤ لنگی گاؤ سوار بدبخت پہونچے وہان صحبت
تخلیہ جمع ہی ہرمز و فرامرز و گاؤ لنگی گاؤ سوار و بختیارک بیٹھے ہوے شراب خواری کر رہے ہین اور دو دلی تکنی چوگنی اڑا رہے ہین ذکر شبخون کا ہو رہا
ہی پہلوانون اور سردارون کی لڑائی کا تذکرہ ہی بہادری و دلاوری کا چرچا ہی لقا بیدار زمرد پوش اور سرداران لشکر امیر کا حال بصد جوش
و خروش بیان ہو رہا ہی کہ اب امیر با توقیر کی رہائی مشکل ہی وہ ایسی جگہ قید ہین کہ جہان طائر وہم و خیال بھی نہین جا سکتا عمرو کی کیا بساط
ہی کہ اُس تخت آراے اسلام تک پہونچے اور چھڑا لائے کہ بختیارک نے کہا چپ رہو ایسی بات تیہ کی نہ منھ سے نکالو ایسا نہو کہ خواجہ عمرو کہین
وہ سنتے اور فوراً پہونچنے کی تدبیر کرے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ یہان عمرو کہان اُسکے فرشتے بھی یہان نہین آ سکتے پہرہ چوکی بہت
ہوشیار دربان نہایت خبردار ہین بختیارک نے کہا وہ یہین موجود ہی اُسکو پہرہ چوکی کیا کرنی ہی جہان چاہتا ہی وہ چلا جاتا ہی اُسے کون
روک ٹوک سکتا ہی پھر بختیارک نے کہا وہ تخت کے نیچے نہ بیٹھا ہو اور کیفیت سنتا ہو کہ نکل کے ساری حقیقت اور لاف زنی بھلا دے
ہمراہ شمشیر انتقام کے پھل کا چکھاوے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ نہین اس تخت کے نیچے نہین ہی بختیارک نے تب تو کہا کہ نہین تخت
کے نیچے بیٹھا ہی سب ماجرا سنتا ہی مگر خواجہ عمرو اپنے دل مین کہتے تھے کہ بختیارک کمبخت نے شاید مجکو دیکھ لیا نہین تو کیونکر اسکو معلوم
ہوا کہ خواجہ تخت کے نیچے بیٹھا ہی کہ اتنے مین کسی حاجب دربان نے آکر دست بستہ عرض کی کہ در قلعہ پر بڑی دیر سے ایک پیادہ سپاہی
کہین کا چیخ رہا ہی باریابی حضور چاہتا ہی اُسکو کیا حکم ہوتا ہی ناظرین پر واضح ہو کہ جب سے گاؤ لنگی گاؤ سوار شبخون مین شکست کھا کے
بھاگ آیا ہی سب لشکر بھی اندر قلعہ کے ہی اور قلعہ کا پھاٹک بند کروا دیا ہی اور حکم دیا ہی کہ کوئی آئے پکارے خبردار ہرگز پھاٹک نہ کھولنا
بغیر ہمارے اطلاع کیے ہوے اسی سبب سے اس دربان نے عرض کی ہی کہ ایک پیادہ سپاہی آیا ہی کیا حکم ہی گاؤ لنگی گاؤ سوار نے
کہا کہ وہ تنہا ہی کہ کچھ لوگ اُسکے ساتھ ہین اُس نے کہا کہ اکیلا ہی حکم دیا کہ بلا لو وہ دربان گیا اور پھاٹک کھلوا کے اُس پیادے کو
بلا لیا پیادہ سامنے گاؤ لنگی کے آیا اور بعد قواعد آداب عرض کیا کہ غلام نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سرگروہ لشکر مسلمانان

دسرکوب کا ذات کو گرفتار کرکے گنبد جمشیدیہ مین قید کیا ہی اُسکو حکم کیا ہوتا ہی قید مین رکھون یا تہ تیغ آبدار کردن سر اسکا کاٹ لے
یہان بھیجون گاؤ لنگی گاؤ سوار نے پہچانا کہ یہ پیادہ مظفر فاریابی ہی کہا کہ اے مظفر فاریابی امیر کا سر کاٹنے کے نے آیا یہ سنتے ہی خواجہ عمرو نے
امیہ ضمری دہر سپہر عیاری نہنگ دریاے رزم وطراری شیر بیشہ خنجر گذاری دم بھر کانپنے لگا یقین تھا کہ نکلکے تخت کے نیچے سے ایک ہی ہاتھ شمشیر آبدار
انتقام کا مارے کہ مظفر فاریابی کے دو ٹکڑے ہون مگر عقل کے خلاف تھا ضبط کرکے اپنی لوٹیان آپ چپ اتنے سے بجوش شجاعت کانپنے لگا غصہ کے
مارے منہہ ایسا خشک ہوگیا کہ زبان سے ہونٹھ چاٹنے لگا بختیارک نے سنکر کہا کہ اے گاؤ لنگی گاؤ سوار کیا کرتا ہی یہ کیا حکم تو دیتا ہی عمرو یہان موجود ہی کبھی تو
نکلکے قیامت برپا کردیگا خون کے جل تھل بھر دیگا بہ انگشت و خون ہوگا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ تو کچھ دیوانہ ہوا ہی خواب دیکھ رہا ہی آرے نشا ہی وہ
خواب غفلت سے بیدار ہو عمرو کے فرشتے بھی یہان نہین اور اگر بالفرض عمرو یہان آئے بھی تو منہہ کی کھائے ایسا چپکے کر رہتا ہوا بھاگ جائے عمرو کوئی
ایسا بیوقوف آدمی ہی کہ جو اس قلعہ مین آکر اپنی جان پھنسائیگا رکھا کیا ہی ابھی تو مین عمرو کو لشکر مین چھوڑ آیا ہون وہ انتظام زخمیان مجروحان
مین ہوگا اُنکی مرہم پٹی کا سامان کرے گا یا تلاش امیر کل بکھرا ہوگا خلاف عقل ہی بختیارک نے کہا ابھی تخت اٹھوا کے دیکھ لو معلوم ہو جائیگا
غبار اشتباہ آئینہ دل سے دھو جائیگا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے حکم دیا کہ تخت یہان سے اٹھا و عمرو کو دیکھو جب تخت اٹھنے کا بند و بست ہوا
خواجہ نے دلمین کہا اے خواجہ عمرو اب پوشیدہ رہنا بیکار ہی پھر یہان رہیگا شمشیر آبدار ہی نکل کھڑے ہو تلوار میان سے لو خدا کے نام پر کارزار
گروہ فرون کو مارو مگر پہلے مظفر فاریابی سے اس سخت کلامی کا بدلہ لو اول اسکو تہ تیغ آبدار کرو یہ سوچکر غضب تلوار میان سے لی اور تخت کے نیچے سے
اُچک کر میدان مین آیا اول مظفر فاریابی پر جا پڑا جیسے ہی چاہتا ہی کہ ہاتھ شمشیر خونچکان کا مارے مظفر فاریابی دو ہو کر گرے مظفر فاریابی
اُچک کر باہر آیا اور وہان سے بھاگ کھولکر بھاگا اور کہا کہ ارے یارو مین اپنی جان بچا کر بھاگا جاتا ہون دوڑو عمرو آگیا غضب ہوا تلوار چلنے لگی زمین
ہلنے لگی گاؤ لنگی گاؤ سوار بھی گھبرا کر اٹھا ہر مرد و نامرد بھی سامنے سے ہٹ گئے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے لشکر کو حکم دیا چونکہ قلعہ بہت بڑا ہی لشکر گاؤ لنگی
گاؤ سوار پھیلا ہوا ہی وہ قلعہ بھی مثل شہر کے ہی نقارہ رزمی بجا سرداران نامی و پہلوانان رزمی تلوارین پکڑ پکڑ کے دوڑے قلعہ مین تلاطم ہوگیا بازار
بند ہوگئی تلوار چلنے لگی شمشیر خواجہ عمرو رنگ بدلنے لگی ادھر اچک کے مارا ادھر جھپٹ کے حملہ کیا ایک خواجہ نے قیامت برپا کردی گو سب کچھ
سہی کہین ایک ہزارون سے لشکر مین لڑ سکتا ہی بختیارک کا یہ حال ہی کسیکو ڈانٹتا ہی کسیکو للکارتا ہی دل جو دھڑکتا ہی پیٹ پکڑے ادھر ادھر پھرتا
ہی جب خواجہ کے پاس آکے پہونچا خواجہ نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کہنے لگا حضور مجکو آپکا خیال ہر وقت رہتا ہی یہ روپیے اشرفیان قلمدان بھی
حاضر ہین اسکو لیجیے اور مین آپکی فکر سے غافل نہین ہون جو کچھ معینہ ہی حاضر کیے جاؤنگا خواجہ نے اسی تلاطم و معرکہ مین روپیے اشرفیان مع قلمدان
بختیارک سے لیکر داخل زنبیل کیے اور پھر جاکر لڑنے مین مصروف ہوگئے بختیارک نے اپنی جان اسطرح بچائی جب خواجہ نے دیکھا کہ یہان سے مفر ہونا
مشکل جان بچانا محال ہی دو چار حقہ آتشبازی جو ادھر ادھر مار دیے تمام قلعہ مین دھوان دھار ہوگیا بس خواجہ گلیم اوڑھ کے روپوش ہو
اور ایک جست جو کی تو قدسے کے برابر آدمے کے اوپر آئے وہان جست جو کی محل پر گاؤ لنگی گاؤ سوار کے آکر دیوار قلعہ پر پھاند کے پشت قلعہ سے باہر قلعہ کے
کود پڑے اور ایک طرف جنگل مین بھاگے ناظرین پر واضح ہو کہ مظفر فاریابی ہر چند کہ پہلے بھاگا ہی اور خواجہ پیچھے چلے ہین مگر یہ ہر طرف سے کی
سمت کو بھاگا جاتا ہی خواجہ اور طرف سے دوڑے آتے ہین اُسی طرف اب خواجہ آگے نکل آئے مظفر فاریابی پیچھے رہ گیا مگر بھاگا آتا ہی اور
پیچھے پھر پھر کے دیکھتا ہی کہ کہین عمرو تو میرے تعاقب مین نہین آتا ہی اب سنیے خواجہ دوڑتے دوڑتے تھک گئے ایک درخت کے نیچے ٹھہرے خیال کرکے دیکھا
کہ یہان کچھ درخت ہین اور کچھ آدمیون کی آواز بھی ادھر ادھر درختون سے آتی ہی کہ جیسے اہل زراعت کام کر رہے ہین عقل سے معلوم کیا کہ
یہان چوکی مسافر کے ٹھہرنے کی ہی جلد اُسطرف دوڑے چوکی پر پہونچکر دیکھا کہ ایک دکان کلوار کی ہی وہ اور اُسکی جورو وہان شراب بیچتی ہی بوتلین عمدہ
بادۂ زنگار رنگ کی بھری ہوئی برابر چنی ہین مٹی کی کوزیان کونے مین ڈھیر ہین اندر دکان کے قرابے شیشے سبو خم شراب کے لبالب دھرے
ہین کلوار بیٹھا حقہ ناریل پی رہا ہی جورو اُسکی ٹہل کرتی ہی ابھی چوکا دیا ہی کھانا پکانے کے سامان مین ہی یہ اُسکی دکان کی پشت پر آکے ایک
درخت کے نیچے بیٹھ گئے ناگاہ جورو کلوار کی لولائی ہوئی دکان سے اُتر کے درختون کی جھنڈیون کی آڑ مین پیشاب کرنے کو بیٹھی خواجہ

چنبے سے اٹھ کے آئے اور اُسی درخت کی جھنڈیون کی آڑ مین اُس عورت کو بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنکر اُسکے کپڑے اور زیور سب
اُتار کر پہنا اور منھ پر ہاتھ رکھے مسکراتے دکان کے اندر چلے گئے جس کام مین وہ مصروف تھی وہی کام آپ کرنے لگے چونکہ کلوار جوان تھا
اور اُسکی جورو بھی نہایت کمسن سبزہ رنگ جوانی کی امنگ بڑی بڑی آنکھین جیسی کٹھوین گویا آئی ہوئی تلوارین مژگان ناوک دلدوز ناک
اونچا ستوان ناک بڑی چالاک وبیباک رخسارے پھول سے لب گلشن حسن کے غنچے دانت موتی سے پان کھانے لاکھا جمائے مسی کی آدھی غضب
ڈھا رہی ہے سوسن کی کلی شرما رہی ہے آنکھون مین گہرا گہرا کاجل جس سے عاشقون کے دلکو پل چل مانگ سیندور سے بھری ہوئی ہاتھ پانون مین مہندی لگی
ہوئی ناک مین نتھنی کانون مین بُندے ہاتھون مین لاکھ کی چوڑیان پانون مین پھول کے بچھوے بالونکا جوڑا بندھا ہوا آگے کے بال منھ پر بکھرے ہوے سر ڈھکا ہوا
گنگام کا لہنگا نینون کی گلابی کرتی جسم مین غضب کی پھرتی چنبری کی پھریا قیامت ڈھا رہی ہے چال ہر قدم دلکو ستا رہی ہے دکان سے اندر کام
اپنا کرتی جاتی ہے خاوند کو یہ باتین بنا بنا کر سناتی ہے کہ تمسا خاوند مین نے کہین نہین دیکھا کہ کچھ کبھی اپنا حال نہین کہتے دکان کا مال نہین دیکھتے
کہ کیا آتا ہے کیا جاتا ہے غلہ مین کتنے پیسے ہین کتنے روپے ہین ہم غریبون کیطرح سے رہتے ہین پر یہی غم سہتے ہین کلوار نے کہا اے نادان تو گھر کی مالک ہے
یہ سب مال واسباب تیرا ہے جو کماتا ہون تیرے واسطے جوڑ جوڑ کے رکھتا ہون مین کیا کرونگا جو کچھ غلہ مین ہے تو وہ ابھی دیکھ لے جان تجھپر فدا کرتا ہون
مال کیا چیز ہے کوئی چیز کب تجھسے عزیز ہے کلوار جورو سے یہ باتین کر رہا ہے کہ مظفر فاریابی بدحواس گھبرایا ہوا دکان پر کلوار کی آیا اور کلوار سے
پوچھا کہ ابھی کوئی شخص ادھر سے دوڑا ہوا تو نہین گیا کلوار نے کہا میان اس جنگل مین کون آتا ہے کسے یہ راستہ بھاتا ہے پہرون سناٹے مین جُنکا بیٹھا رہتا
ہون آج صبح سے اس وقت تک سوا تمھارے کوئی نہین آیا کسیکو مین نے دارو کا ایک کوزہ بھی نہین پلایا دیکھ لیجیے ہاتھ خالی ہے بوتلین بھری ہوئی
ہین بیٹھیے دم لیجیے تنباکو پیجیے کوئی بوتل چڑھائیے نشہ جمائیے ذرا بدحواسی راہ کی دور ہو دلکو گونہ سرور ہو یہ باتین جو کلوار کی جورو نے سنین اندر
سے دکان کے جھانک کر دیکھا کہ مظفر فاریابی ہے مگر کس صورت سے بدحواس عالم یاس گریبان چاک سر پر چہرے پر بیابان کی خاک گھبرایا ہوا
جوگنا خوف کھایا ہوا خواجہ نے کہا اب مار لیا ہے کہان جاتا ہے پھندے مین پھنسا کوئی دم مین مین نے حلقہ کمند مین کسا خواجہ تو یہ باتین
کر رہا تھا کہ کلوار نے کہا ارے کیا کرتا ہے دیکھ کھلوان نے میان صاحب کو بھیجا ہے رام جی نے بھوجن کا سہارا کیا ہے میان صاحب راہ کے تھکے ماندے آئے
ہین ذرا بچھیا یا کھاٹ باہر نکال کے ڈالدے ذرا چلم پر تمباکو جما دے حقہ بھر دے بوتل سے دو چار کوزیان پلا دے نشے جما دے میان صاحب نہین
معلوم کہان کے رہنے والے کہان سے آئے ہین کہان جاتے ہین بھلا یاد کرینگے کہ کسی کلوار کے یہان گئے تھے خوب پی خوب نشے جما کے
جھومتے گھر کو چلے آئے یہ سنتے ہی کلوار کی نقلی جورو اٹھی چھمکتی چھماچھم چھم کرتی نازو غمزے سے قدم زمین پر دھرتی دکان کے باہر آئی چارپائی
اُٹھا لائی میان کیلئے بچھا دی مظفر فاریابی کو بیٹھنے کی جگہ دی حقہ بھرا اچھی طرح سے تازہ کر کرا کر خوب بلایا مظفر فاریابی کے آگے رکھا کلوار نے
بوتل دی کہا لے دارو بھی آسنے کہا بوتل رہنے دے مین اندر سے شیشہ جو بہت تیز ہے وہ اٹھا کے لاتی ہون دیکھ تو کیسا کھٹکھرچ نشہ جماتی
ہون کہ میان بھی کچھ دنون کو یکبار یاد کرین تجکو بھی مسرور و شاد کرین یہ کہکے مسکرائی مظفر فاریابی کیطرف کنکھیون سے دیکھکر نگاہ ترچھی ڈالی
مظفر فاریابی دمخ سے ہو گیا اوسان جو کچھ باقی تھا وہ بھی کھو گیا کہا جان جہان جلدی لاؤ اک جام پلاؤ نشہ کا دور ہو دل کو سرور ہو کلوار
کی نقلی جورو اندر گئی شیشہ شراب کا اٹھا لائی خوب بیہوشی اسمین ملائی کلوار کیطرف آنکھ اٹھائی یہ کہتی ہوئی وہین سے آئی ارے
تو تو بھی اک جام میرے ہاتھ سے پی لے پھر میان کو دون ایک جام مین بھی پیون جی یہی چاہتا ہے کہ ہم تینون کے نشے جمین کچھ تانین بھی
اڑین آج میان صاحب کو اپنا گانا بھی سناؤن دل بہلاؤن یہ کہکر پہلے ایک جام مظفر فاریابی کو دیا پھر ایک جام کلوار نے پیا شیشہ
خالی کر کے رکھدیا ہاتھ سے باین اٹھا لیا ٹھیکا بجانے لگی بھیرون اڑانے لگی یہ غزل گانے لگی تان فلک تک جانے لگی غزل

بہار آئی ہے ساقی ہاتھ مین لے شیشہ مل کو
لگاتا ہے جو تو اے باغبان گلشن مین سنبل کو
گنہگار آج قاتل بحر الفت سے اتر جائین

لب میناسے سن لین مست تیرے شور قلقل کو
نہ تو نے کی خبر مرتا ہے عاشق رنج فرقت سے
اگر اس گھاٹ پر تو کھینچ دے تلوار کے پل کو

پھنسا کے کالا مین کیا کسی غریب بلبل کو
کبھی تو آکے دیکھ اس کشتۂ تیغ تغافل کو
بہار آجائے یارب باغ سے جلدی خزان جا کے

دل مشتاق بلبل دیکھے روے شاہد گل کو
یقین آتا نہین معشوق کو جو اپنی الفت کا
نظر آیا کبھی گلچین کبھی صیاد و تمبسل کو
نظر آنے لگے مار سیہ گلشن مین لہراتے
خدا افزون کرے ای بت ترے جاہ و تجمل کو
خدا جو تجکو دیتا ہی اسی پر شکر کرتا ہون
یہ دیوانہ ہوا شکر مرے زنجیر کے غل کو
شرابین پی کے کیون گاتے نہین میخوار کیا ہی
تماشا ہین بلبل کا رہی ہی آہ بلبل آتش گل کو

بہار آئی ہی الفت سے شراب سرشار ہو جائے
گواہی مین دھر ینگے دیکھنا ہم شاہد گل کو
چمن مین آج بلبل امتحان ہی تیرے رونے کا
جو بل دیدے کے چھوڑا رخ پہ اس گلرو کا کل کو
چمن پر خار ہین ایسا خزان سے انقلاب آیا
جہان مین اپنا توشہ جانتا ہون مین توکل کو
چمن کی سیر کو یہ کون سا میخوار آیا تھا
مکرر روز سنتے آتے ہین شیشے کی قلقل کو

صبا منقار بلبل سے لگا دے ساغر مل کو
تیا کھٹکا رہا ہر روز لیے فصل بہاری مین
جبھی جانین کر اشکون سے بجھا دو آتش گل کو
ترقی حسن کی ہو دمبدم عاشق زیادہ ہون
کرشنکو عندلیبین دیکھتی ہین شمع کے گل کو
حیا نہین اسقدر جو قیس کی وحشت کا شہرا ہی
کرتو ڑا جبنے غنچے کے سبو کو ساغر گل کو
ہوا ثابت یہ اکدن آگ گلشن مین لگا دیگی

یہ غزل حسب حال جو بصد ناز و ادا کلوار کی نقلی جورو نے طبلا بجا کر بھیروین مین گائی
سمان مبندھ گیا عالم وجد ہوا مظفر فاریابی کو غفلت سی آئی کلوار تو پہلے از خود رفتہ ہو گیا کیونکہ اسنے شراب اسے سادی دی تھی مگر مظفر
فاریابی کے آگ لگ گئی دل سینے مین مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا کلوار کی جورو کو محبت کی نگاہ سے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور کہا ای جان جہان
یہ شراب کیسی تھی کہ جسنے آگ لگا دی شعلہ جہنم کی خاصیت دکھا دی پھر دونون ہاتھ بڑھاے کہا خیر جیسی تھی ویسی تھی آؤ ذرا گلے سے لگ جاؤ مجھ سے
منھ ملاؤ یہ سنکے کلوار کی نقلی جورو اٹھ کھڑی ہوئی کہا یہ اسی طرح کی شراب تھی جسطرح کہ شیر برنج تو نے امیر با توقیر شاہ شاہان سلطان
سلطان صاحبقران زمان کو کھلائی تھی مظفر فاریابی سنکے سمجھا یہ خواجہ عمرو ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور خواجہ عمرو نے نعرہ کیا کہ او
مردود کا فر ازلی نعرہ عمرو و عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ؛ خال رخ نجگب بد اختر بہ برم ؛ در محفل خسروان چو گردم ساقی ؛ جام و قدح و سبو و ساغر
بہ برم ؛ منم مہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ کہکر تلوار میان سے لی اور مظفر فاریابی اٹھ کے بھاگا چاہتا تھا
کہ حلقہ ہاے کمند مارے دار و سے بیہوشی تو اسکو اپنا اثر کر چکی تھی گرتے ہی بیہوش ہو گیا کلوار اچک کے دکان پر سے بھاگا گھبرا کر کہا کہ ہاے مین یہ
جورو کیسی ہی کہ جسکا عمرو ہی بنگیا کلوار تو ادھر بھاگ کے دکان کے پیچھے جنگل جھاڑی مین چھپ رہا یہان خواجہ نے میدان خالی پا کر فرصت پائی
دکان لوٹنے لگے تھالی پتیلو ہی تو ادست پناہ ڈول کپڑا لتا اسباب مال غلہ سب اٹھا اٹھا کے داخل زنبیل کیا اور مظفر فاریابی کا پشتارہ
باندھ کے لے نکلے دوڑتے ہوئے آئے اپنے لشکر مین داخل ہوے وہ پشتارہ مظفر فاریابی کا لا کر آگے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد
شہریار کے رکھدیا اور ساری کیفیت اپنی مصیبت و عیاری کی بیان کی اور کہا کہ حضور مظفر فاریابی کو قید کرین اب مجکو پتا اور نشان اور
راستہ گنبد جمشید یہ کا معلوم ہو گیا ہی جاتا ہون امیر با توقیر کو رہا کر کے لاتا ہون مگر جبتک مین نہ آؤن مظفر فاریابی کو چھوڑیے گا
نہین ہرگز ہرگز رہا نہ کیجیے گا تر حم کو راہ نہ دیجیے گا یہ کہکے مظفر فاریابی کو تو قید خانے مین قید کیا آپ پھر مثل باد صرصر ہوا کے
گھوڑے پر سوار بعد ظفر آثر تھے رہائی امیر عالیقدار مین صحرا کی طرف چلے جاتے جاتے جب تھوڑی دور گنبد جمشید یہ رہا ایکدرخت کی آڑ مین بیٹھ
ایک روغن عیاری نکال مظفر فاریابی کی شکل بنے اور جلد طرف دروازہ قلعہ جمشید یہ کے چلے یہان سینے کر مظفر فاریابی یکایک بیساختہ
زار زار مثل ابر باران چیخین مار کر رونے لگا لوگون نے پوچھا ای مظفر فاریابی کیون روتے ہو جان کھوتے ہو مظفر فاریابی نے کہا کہ ابھی
مین نے ایک خواب دیکھا ہی تمسے نہین بیان کرونگا بادشاہ پاس لیچلو تو بیان کرون اور تعبیر لون بادشاہ سے لوگون نے عرض کیا کہ حضور مظفر
فاریابی نے کچھ خواب دیکھا ہی تو زار زار بے اختیار رو رہا ہی کہتا ہی تم اپنے بادشاہ کے پاس لیچلو تو بیان کرون پس بادشاہ نے کہا لاؤ جب وہ
سامنے بادشاہ کے آیا پوچھا بادشاہ نے ای مظفر تو کیون روتا ہی جان کھوتا ہی اسنے کہا حضور مین مسلمان ہوتا ہون دین اسلام قبول
کرتا ہون مین نے خواب مین ابھی جناب ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا ہی فرماتے ہین ای مظفر فاریابی تو مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کر اور
امیر با توقیر کو رہا کر کے جلد لا مین نے عرض کی حضور بادشاہ کو خواب دکھائین اور میرا حال بادشاہ سے فرمائین ورنہ وہ میرے خواب کو جھوٹھ

جائینگے اعتبار میرے کہنے کا نہ لائینگے یقین ہی کہ حضور نے بھی یہی خواب دیکھا ہو تو عجب نہیں جلیل اللہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تو خواب بادشاہ
سے بیان کردہ اعتبار کرینگے اور تجکو دین اسلام مین لائینگے بادشاہ نے کہا ای مظفر فاریابی ہمکو تیرے کہنے کا اعتبار ہی تو نے ضرور خواب
دیکھا ہوگا سے یہین تجکو آئین دین اسلام تعلیم کرتا ہون نہ غرض مظفر فاریابی کو مسلمان کیا اور رہا کر دیا مظفر فاریابی نے کہا کہ اب حضور مین
رہا کرنے امیر باتوقیر صاحبقران زمان کو جاتا ہون کیا حکم ہوتا ہی فرمایا بادشاہ نے کہ جا امیر باتوقیر صاحبقران زمان اور مقبل کو رہا کرکے لا مظفر
فاریابی رہا ہوکے طرف قلعہ جمشیدیہ کے چلا اور بے تحاشا دوڑا وہ بد اساس ایسا بیحواس ہوکے دوڑا جاتا ہی کہین کہین گر پڑتا کبھی ٹھہر جاتا اور کبھی دوڑتا
ہی کبھی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو بڑا عیار طرار ہی ایسا نہو کہ قلعہ مین کسی ترکیب سے پہونچ جائے تو غضب ہوجائے امیر رہائی پائیگا یہان خواجہ عمرو نامدار
عیار طرار ہی بشکل مظفر فاریابی بصد مضطر و بیتابی تند تیز مثل شبدیز ہوا سے وحشت خیز چلتے چلتے قلعہ جمشیدیہ کے پھاٹک پر پہونچا اور دربانونکو
آواز دی کہ کھولدو پھاٹک کہ مظفر فاریابی آیا ہی عمرو نے عجیب غریب رنگ دکھایا ہی جلدی پھاٹک کھولدو ایسا نہو کہ عمرو بھی آجائے لشکر سے ابھی
چل چکا ہی دربان جتبک پھاٹک کھولین کہ پشت سے مظفر فاریابی نے آواز دی کہ یارو پھاٹک نہ کھولنا یہ مظفر فاریابی نہین ہی خواجہ عمرو
ہی عمرو نے ان لوگون سے کہا کیون مین کہتا ہی تھا کہ عمرو ضرور آتا ہوگا لشکر سے چل چکا ہی اب لوگ آپسمین کہہ رہے ہین کہ ایک مظفر فاریابی
کھڑا ہوا پھاٹک کھلوا رہا ہی دوسرا مظفر فاریابی پیچھے آتا ہی کچھ عقل نہین کام کرتی آپسمین کونسا مظفر فاریابی ہی کسکو قلعہ مین آنے دین اور
کسکو روکین یہ کہتا ہی وہ عمرو ہی وہ کہتا ہی یہ عمرو ہی آپسمین کون اصلی مظفر ہی یہ باتین تھین کہ مظفر فاریابی بھی قریب پہونچا وہ کہتا ہی یارو
مین مظفر فاریابی ہون خواجہ کہتے ہین کہ یہ عمرو ہی اگر اسکو قلعہ مین نہ جانے دینا مین مظفر فاریابی ہون آخرکار خواجہ نے تلوار کھینچی اور
مظفر فاریابی نے اپنی تلوار کھینچی دونون مین لڑائی ہونے لگی بجلی تیغون کے چمکنے لگے چہرے دمکنے لگے خواجہ عمرو نے شمشیر خونچکان سے
وہ ہاتھ لگانے کہ مظفر فاریابی زخمی ہوا اور بھاگا اور عمرو اسکے پیچھے لپکا مظفر فاریابی بھاگ کر ڈر کے مارے دور کھڑا ہوا اور پکار کر اہل قلعہ سے
کہا کہ بھائیو ہم ایک بات کہتے ہین تم اگر یا تو یہ جو مظفر فاریابی ہی اور مالک و حاکم اس قلعہ کا ہی اور باشندہ اس مقام کا ہی تو اسکو سب
حال قلعہ کا معلوم ہوگا اس سے پوچھو کہ جو قصر مظفر فاریابی کے رہنے کا ہی اسکے کتنے در ہین اور کس رخ پر ہی اور کس قطع کا ہی چونکہ عمرو قلعہ
سے بالکل نابلد تھا گھبرا کے کہنے لگا کہ پانچ در ہین اور فلان رخ پر ہی اور ایسی قطع ہی مظفر نے کہا کیون بھائیو یہ عمرو ہی کہ نہین اب اسکو گھیر کر
مار لو جانے نہ دو خبردار مین بھی آیا جب دیکھا خواجہ عمرو نے کہ یہ عیاری نہ چلی اور خالی گئی اب تم پھنس جاؤگے بس تڑپ کر نعرہ کیا نعرہ
عمرو عمرو ہم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ؛ خال رخ تکنک بداختر بہ برم ؛ از محفل خسروان چو گردم ساقی ؛ جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم ؛ منم مہر
سپہر عیاری و ماہ تابندہ فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ کہکے تلوار لی اور جھپٹا جھپٹ کر حملہ کرنے لگے دس بیس کو جان
سے مارا سو پچاس کو زخمی کیا کہ دیکھا قلعہ کے پھاٹک کے دونون کواڑے کھل گئے اور قلعہ سے جوانان پیلتن و پہلوانان دریدہ دہن نکلنے
لگے اور ہاتھ تیغہ ہائے فولادی کے چلنے لگے بھیڑ کی بھیڑ قطار کی قطار غول کے غول ریلے کے ریلے غٹ کے غٹ قلعہ سے تلوارین ننگی
چمکاتے غل مچاتے چلے آتے ہین شور ہی کہ عمرو کو مار لو جانے نہ دو بہادرو شاباش کیسا ہشیار و خبردار رہنا عمرو کسی طرف سے نکلجانے نہ پائے
فوراً اسکا سر کاٹ لو جہان پر ہاتھ آئے خواجہ نے دیکھا کہ یہان اب بچاؤ نہین تم اکیلے ہو یہ لشکر سارا تمہارے لیے امنڈ آیا ہی اب نکل چلو بہادری
کو کام نہ فرماؤ یہ سوچکے دوچار حقے آتشبازی کے مارے کہ میدان دھوان دھار ہو گیا عمرو گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے اور چل کھڑے ہوئے اور
وہان سے نکل کے جلدی جلدی دوڑے اپنے لشکر مین داخل ہوئے مظفر فاریابی مع لشکریان و سرداران مجروح جان دلاشہائے پہلوانان
قلعہ مین آیا اور حکم کیا کہ امیر کو زنجیر ہائے آہنی سے جکڑ کے قلابے مین لٹکا دو جسوقت کوشش رہائی کی مسلمان عیاران اسلام کرینگے اسیوقت امیر کو
اور زیادہ ایذا دونگا غرضکہ بحکم مظفر فاریابی امیر باتوقیر کو زنجیر آہنی مین باندھکر گنبد جمشیدیہ کے قلابے مین لٹکا دیا امیر باتوقیر کبھی شکر پروردگار
کرتے ہین کبھی نالہ بادل بیقرار کرتے ہین یہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بادشاہ چھجاہ سے کہنے لگے آپنے غضب کیا مظفر فاریابی کو چھوڑ دیا اسنے
یہ آفت ڈھائی ساری کیفیت بادشاہ سے خواجہ نے بیان کی بادشاہ نے کہا مظفر فاریابی نے مجھسے مسلمان ہونیکا مکر کیا وہ خواب ہی اسنے

دروغ بیان کیا مین بڑا دھوکھا کھا گیا خواجہ نے کہا ایک تدبیر ہی مجکو چالیس سردار تہمتن بیلتن صف شکن لشکر شکن تیغ زن شجاع دلیر بہادر عیار
دیجیے تو مین پھر قلعہ جمشیدیہ پر جاؤن اور امیر بانوقر کو رہا کرون بادشاہ نے چالیس سردار خواجہ کو دیے خواجہ نے چالیس صندوق بنوائے
اور ان صندوقون مین سرداران نامی وگرامی کو بند کیا اور مقفل کرکے کشتی پر وہ صندوق لدوائے اور آپ تاجر بنکے چلا خواجہ کو باہیت
راہ قلعہ جمشیدیہ تو معلوم ہی تھی مثل امواج دریا کے بے پایان وگرداب ہائے آب بحر زخاران ناخدائے کشتی عالم عالمیان کا نام لیتا ہوا زیر قلعہ جمشیدیہ
پہونچا سفینہ تجارت کو لنگر کیا ساحل بحر پر اور آپ اترا اہل قلعہ سے پکار کر کہا کہ اے ملازمان مظفر فاریابی جلد جاؤ خبر کرو کہ ایک تاجر کچھ مال ہر قسم کا لایا ہے
مستعد قلعہ مین آنیکا ہے ملازمون نے جاکر عرض کیا کہ ایک تاجر چالیس صندوقون مین مال تجارتی لایا ہے اسکو وہین قلعہ کے باہر روکا ہے اسکو کیا حکم ہے
مظفر فاریابی نے کہا کہ اسکو قلعہ کے اندر بلاؤ صندوق مال کے کشتی پر سے اتروالو جس وقت خواجہ تاجر بنے ہوئے مع صندوقونکے قلعہ مین آئے مظفر
فاریابی خود آیا صندوق دیکھتے ہی خواجہ عمرو کو پہچانا ہنسنے لگا کہا کہ صندوق کھولو دیکھو کیا مال ہے خواجہ نے کہا کہ ایک مقام مجکو اترنے کیواسطے
بتلا دیجیے کہ وہان صندوق یہ اٹھوا کے لیجاؤن پھر مال آپکو دکھاؤن یہ سنکے مظفر فاریابی نے صندوق اٹھواکر محاصرہ فوج مین کھلوائے اور پکار کر
تماشایان والا ورسے کہا کہ یارو یہ تاجر نہین ہے دمری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہے جو کہ مظفر فاریابی کی شکل بنکے آیا تھا کیا دیکھتے ہو مار لو گرفتار کرلو
خبردار جانے نہ دو فورا سر کاٹ لینا یہ سنکے چار طرف سے فوج نے خواجہ پر نرغہ کیا تلوارین کھنچ گئین اسپاہ فوج مین برقین شمشیرون کی چمکنے لگین
خواجہ نے بھی تیغ خونچکان میان سے لی تلوار چلنے لگی خواجہ نے پھر خاک سابق کی طرح تہیہ کیا کہ بارے سیٹ کر خواجہ نکل گئے وہ بیچارے سردار جو کہ
صندوقون مین بند تھے پھنس گئے مظفر فاریابی نے جب دیکھا کہ عمرو بھاگ گیا صندوق کھلوائے دیکھا کہ سردار لشکر امیر ان صندوقون مین ہین
ان سبکو گرفتار کرکے جہان امیر بانوقر زنجیر آہنی مین جکڑے ہوئے لٹکے تھے وہین ان سب سردارون کو بھی قید کیا وہ سردار جب اس زندان گنبد
جمشیدیہ مین پہونچے امیر بانوقر کا حال دیکھکر صدمہ و اندوہ سے رونے لگے کیونکہ جس بلا و مصیبت مین امیر بانوقر تھے وہ حال قابل دیکھنے کے
نہ تھا نہ قابل تھی کہ وہ حال امیر کا دیکھکر لیتے تاب لاسکے امیر نے اُس گریہ اور بے چینی مین اپنے لشکر کے سردارون کو دیکھکر پہچانا اور مستفسر ہوئے کہ اے
بھائیو ہم اس حال خراب مین تھے تم کیونکر آئے عرض کی سردارون نے اے امیر خواجہ عمرو ہمکو صندوقون مین بند کرکے بشکل تاجر قلعہ جمشیدیہ
مین آپکی رہائی کے واسطے لائے تھے مظفر فاریابی نے پہچان لیا خواجہ تو لڑبھڑکے نکل گئے ہم صندوقون مین بند تھے پھنس گئے امیر نے
کہا شکر خدا بجا لاؤ اس مسبب الاسباب کو یاد کرو یہ وہ کارساز عالم رہائی کا ہماری تمہاری کوئی نہ کوئی سامان کریگا ناظرین پر واضح ہو کہ جب
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری لڑ بھڑکر ملازمان مظفر فاریابی سے پوشیدہ ہوکر بھاگے ہر گلی وکوچہ مین حیران و پریشان پھرتے پھرتے ایک حمام ملا اُس
کیطرف سے خواجہ اندر پہونچے تو دیکھا کہ ایک شخص نہا رہا ہے اُسنے خواجہ کو دیکھکر کہا کہ عمرو تو ہی ہے خواجہ نے کہا کہ تجکو کیونکر ثابت ہوا کہ مین عمرو ہون
اُسنے کہا مین نے رات کو خواب مین دیکھا تھا کہ تو کل حمام مین نہانے کو جانا خواجہ عمرو سے حمام مین ملاقات ہوگی میرا نام گلخن تابدار ہے آپ
میرے گھر چلیے مین آپکو مہمان کرونگا خواجہ نے کہا چلو گلخن تابدار لیکن شرو افتخار مبادا دھوکے پوشاک پہن کے حمام سے چلا خواجہ نے کہا
کہ تو اکیلا نہانے کو آیا تھا جو مین تیرے ساتھ چلونگا تو حمامی لوگ کہینگے کہ یہ دوسرا شخص حمام مین کدھر سے آیا اور کون ہے تو چل مین گلیم اوڑھ
کے آتا ہون گلخن تابدار چلا اور خواجہ گلیم اوڑھ کر اُسکے ساتھ ساتھ گھر پر آئے گلخن تابدار نے خواجہ کو مہمان کیا کھانا عمدہ عمدہ ہر رنگ
کا پکوایا اور دسترخوان پر چنوایا جام شراب ارغوان آب خنک صاف شفاف خواجہ کو کھلایا پلایا بڑی خاطرداری اور مہمان نوازی
کی تواضع اور مدارات سے پیش آیا خواجہ نے پوچھا اے گلخن تابدار تجکو کچھ امیر بانوقر و حمزہ صاحبقران زمان کا حال معلوم ہے گلخن تابدار
نے کہا اتنا جانتا ہون کہ گنبد جمشیدیہ مین بڑی قید شدہ یارین ہین خواجہ نے پوچھا کہ گنبد جمشیدیہ کہان ہے اور اسکا راستہ کدھر سے ہے کہ
مین رہائی امیر بانوقر کے واسطے اسقدر خراب و خستہ ہو رہا ہون گلخن تابدار نے کہا یہ مجکو نہین معلوم ہے کہ گنبد جمشیدیہ کہان ہے اور اسکا
کون سا راستہ ہے کس لیے کہ ابھی مین اس شہر مین نو وارد ہون مین ساکن بربر تھا جب تجیارک کو یہ معلوم ہوا کہ گلخن تابدار خدا پرست
ہے میرا گھر اُسنے لٹوا لیا اور مجکو قتل کرنیکا قصد کیا مین وہان سے مع اہل و عیال کے نکل آیا اب چند روز سے یہان مقیم ہون تجارت کرتا ہون

دیکھا اور کہا اے تربد پہلوان آج کیا سبب ہوا جو تونے پھر اید لانے مین عرصہ کیا تربد پہلوان کا ساتھی پہرے والا جو ہاتھ پکڑ کر تربد پہلوان
نقلی کو لایا تھا اُسنے کہا کہ حضور تربد پہلوان کے راہ مین درد اُٹھا تھا ایک مقام پر بیٹھا ہوا تھا مین آتا تھا مین نے جب یہ حال دیکھا تو
ہاتھ پکڑ کر یہان تک لایا ہون داروغہ نے کہا اے تربد آجکل پر آشوب شہر ہے عمرو کے آنیکا کھٹکا ہے گھر سے سویرے آیا کرو پہرے پر بہت ہوشیار رہا
کرو اگر کسیطرح کی بے عنوانی ہوگی تو عتاب مظفر فاریابی آئیگا ہر ایک پہرے والا سزا پائیگا خواجہ نے کہا بہت خوب کیا مجال جو حکم کے خلاف ہو
کہکے خواجہ پہرے پر بیٹھے بیٹھے [illegible] بٹوہ نکال کے کھانے لگے داروغہ نے کہا اے تربد کیا کھاتے ہو کہا حضور دوائی کھاتا ہون درد کو بہلاتا ہون [illegible]
نے کہا ارے بھائی یہ کیسی دوائی ہے درد کسلیئے بنائی ہے خواجہ نے کہا ایک درد یہ کیا ہے اسمین بڑی بڑی تاثیرین ہین کھاؤ تو مزا اُٹھاؤ گھر کا راستہ
بھول جاؤ رنڈی ڈھونڈتے پھرو تنخواہ ساری اسمین خرچ ہو جائے گھر مین رونے بیٹھے غل مچائے فاقے کرکے مرجائے داروغہ بھی کڑا رنگیلا
عیاش بدمعاش تھا کہا میان تربد کیا کہا تمنے کیسی دوا ہے ہم بھی دیکھین خواجہ نے کہا حضور اس دوائی پر کیا ہے میرے پاس اور دوائیان
ایسی ایسی عمدہ و نایاب ہین کہ کبھی چشم فلک نے نہ دیکھی ہونگی اور حضور صاحب کے واسطے تو اکسیر اعظم ہین لات منات کی دیا سے اب میری چار جورو
ہین اور انھین دوائیون کیوجہ سے سب میری عاشق ہین دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی نہین چاہتین ہر وقت تخلیہ پر ایک ایک اپنی جان نثار کرتی
ہے گھڑی بھر کی جدائی شاق ہے وصل پر مرتی ہے یہ کہکے دو چار پڑیان اپنی تھیلی سے نکالین اور کھول کے دکھائین داروغہ کے منہ مین پانی بھر آیا خواجہ
کو زر نقد کھولکے دکھایا کہا اگر اس صفت کی دوائی ہے تو ہمکو دو آج کھا کر دیکھین گے قدر سے یہ زر نقد لو آگے کو تمھین بہت خوش کرینگے خواجہ
نے کہا یہ دوائی مصرع برات عاشقان بر شاخ آہو ہے وہ نہین ہے اے حضور ابھی کھا لیجیے امتحان کیجیے یہ وہ چیز ہے کہ کھاتے ہی بیٹھا تو آپکو مشکل
ہوگا داروغہ نے کہا تربد میرے سر کی قسم لاؤ جلدی دو دیر نکرو مین تمکو ایسا نہین جانتا تھا اتنے عرصے سے تم ہمارے ساتھ ہو تمھارا کمال ظاہر نہوا
کیون نہوا استاد چھپے رستم ہو بڑے صاحب فن ہو خواجہ نے اُٹھکے ایک پڑیا داروغہ کو دی اور ساتھ والون نے چپکے سے کہا تم بھی کھاؤ
تم لوگ بڑے والے ہو تمنے ہم کچھ لینگے نہین وہ امیر ہین اُنسے زر نقد تھام لیے داروغہ نے وہ پڑیا شراب مین ڈالکر پی لی اور جام خدمتگار کو دیا
خدمتگار نے اُس جام مین جو کچھ درد تھا پی لیا بلکہ جام کو خوب چاٹ لیا ادھر ایک پڑیا خواجہ نے شراب مین ملا کر ایک ایک جام مزید کے ساتھ
والون کو دیا اُن سبنے پیالیس شراب پیتے ہی سب کے سب مع داروغہ و خدمتگار تڑاق پڑاق زمین پر گرے اور بیہوش ہوگئے خواجہ عمرو اُٹھے
تلوار کھینچ پہلے تو جتنے پہرے چوکی والے دربان زندان خانہ تھے اُن سبکے سر کاٹ کے پھینک دیے پھر داروغہ کیطرف بڑھا سامنے سے
مظفر فاریابی کو آتے دیکھا جھٹ پٹ دروازہ کھولکر اندر گھس گیا وہان دیکھا کہ دو زنگی پڑے سو رہے ہین ایکا ایک ہاتھ تلوار کا اُن دونو کی
گردن پر مارا کہ اُنکا سر کٹ کے بدن سے جدا ہو گیا دیکھا کہ ایک دروازہ مقفل اور ہے اُسکو کھولا تو ایک دہنہ نقب کا نظر پڑا اُسمین زینہ بنا ہوا تھا اُس زینے
سے اُتر کر جو خواجہ عمرو گئے تو دیکھا ایک میدان وسیع ہے اُسمین ایک گنبد مستحکم بنا ہوا ہے کہ جسکا نام گنبد جمشیدیہ ہے اُس گنبد کا بھی دروازہ
مقفل پایا جب اُس دروازے کو خواجہ نے کھولا سنا کہ اندر سے آواز آہ آہ کی آتی ہے اور ساتھ ہی اُسکے یہ آواز بھی آتی ہے افسوس کہ میرے
بھائی خواجہ عمرو کو میرے حال کی خبر نہین کیا جانے کہ کیا سبب ہوا جو خواجہ میری رہائی مین کوشش نہین کرتے نہین معلوم کہ خواجہ کس کیفیت مین ہین
کہین بلا مین وہ بھی پھنسے تو نہین خدا اُنکو مجھ تک پہونچائے کہ رہائی کی صورت کچھ نظر آئے یہ صدا دردناک سنکے دل بیچین ہو گیا خواجہ نے
رو دیا مگر رقت کو ضبط کرکے ایک روغن لگا کر اپنے کو بشکل مہیب بنایا اور بسم اللہ کہکے اُس گنبد کے اندر داخل ہوا سب سردار اور مقبل اور
امیر بالوقیر صورت دیکھ کر خائف ہوئے اور کہا تو کون ہے اُسنے کہا مین لات ہون اگر تم سب مجکو سجدہ کرو تو ابھی سبکو رہا کر دون امیر
بالوقیر نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہم لات و منات پر لعنت کرتے ہین محراب درگاہ الٰہی مین ہر اسکے سجدہ سر دھرتے ہین اگر میرا
بھائی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آجائیگا تو ابھی شعلہ آتش شمشیر برق تاب سے جلا دیگا دور ہو کیا بکتا ہے اگر ہزار برس قید سخت مین ہین
تو بھی تجکو سجدہ نکرین پروردگار عالم کا جسوقت حکم ہوگا فوراً رہا ہو جائینگے لات نقلی نے کہا اگر کچھ روپیہ یا مال وغیرہ دو تو تمکو ابھی
رہا کر دون جسوقت امیر بالوقیر نے روپیہ کا نام اُسکی زبان سے سنا پہچان گئے کہ یہ عمرو بن امیہ ضمری ہین انھین کو روپیہ یا مال وغیرہ [illegible]

ول مسلمان کیا صاحبقران نے ات مت کو چھوڑ دیا خواجہ عمرو نے کہا ای امیر باتوقیر مظفر فاریابی کے مسلمان ہونے مین مجکو شک ہی
کہ یہ ایک مرتبہ مسلمان ہوکر دغا کر چکا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ہم پابند شرع شریف ہین اور حکم خدا بجالاتے ہین ہمکو گمان فاسد
نہ کرنا چاہیے ات مت نے سر عبودیت نقش قدم صاحبقران زمان پر جھکایا مسند پر لاکر بٹھایا صحبت جشن برپا کی صاحبقران زمان نے فرمایا
کہ ایک شخص کو ہمارے لشکر مین بھیجکر جاکر ہمارے آنیکی خبر کرے مظفر فاریابی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ تابعدار بہ سر عجز و انکسار جاوے اور
حضور کے لشکر ظفر اثر مین خبر کرے امیر باتوقیر نے مظفر فاریابی کو اپنے لشکر ظفر پیکر کیطرف آگے روانہ کیا اور آپ نے انھین ات مت کو
قلعہ جمشیدیہ کا حاکم کیا اور اپنے لشکر کیطرف بجماعت کثیر امیر باتوقیر مع سرداران نامدار و مقبل وفادار و خواجہ عمرو ذوالفقار بصد جاہ و جلال و
شوکت و افتخار روانہ ہوے وہان بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد شہریار نے کل سرداران لشکر اسلام کو برائے استقبال امیر باتوقیر شاہان شاہان
و سلطان سلطان جناب صاحبقران زمان بھیجا سب سرداران بےنظیر و نمودارن صاحب شمشیر امیر باتوقیر صاحبقران شیر گیر کو بصد عز و افتخار
و بجاہ و جلالت و وقار بارگاہ فلک اشتباہ بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد والا نژاد مین استقبال کرکے لائے

اب وہ کلمہ داستان شجاعت بیان آنا رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار کا ملک باختر سے مع لشکر جرار بیس ہزار کے پدر
ناہنجار گاؤ لنگی گاؤ سوار کی خدمت مین بریر پیاا اور کہنا پدر ناہنجار سے کہ آپ لشکر اسلام سے کیون نہین مقابلہ کرتے کہنا گاؤ
لنگی گاؤ سوار کا بیٹے سے کہ سرداران لشکر اسلام سے سر بسر ہم ہو سکینگے یہ سنکے طبل جنگ بجوانا اور مجادلہ و مقابلہ ہونا لشکر
اسلام سے اور زیر ہوکر مسلمان ہونا رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار کا پھر بعد اسکے رستم خان کا گاؤ لنگی گاؤ سوار کے پاس آنا
مسلمان کرنے کو پھر جنگ و جدل باپ سے ہونا اور گرفتار ہو جانا رستم خان کا — ساقی نامہ

پلا ساقی ماہوش وہ شراب
ارے پھر ہی رندون مین ہیاہا جنگ
لڑا جام سے گرچہ جام شراب
کہین طبلک رقص کی ہی صدا

ہو دل کبابون کو پھر اضطراب
چڑھی ہی ہر اک کو نشئے کی ترنگ
مین سمجھا ہی جھنکار شمشیر تاب
سر رزم بجتا ہی طبل و دفا

نہ دے جام تو درد کا ساقیا
ہر اک موج مے کی ہی تلوار اگر
مین سمجھا ہوا شور قلقل کا جب
سحر لون ہی رندون کا انبوہ ہجوم

زلال تو لا پلا ساقیا
نظر آتا ہی جام شکل سپر
صدائے بگیر و بزن ہی یہ اب
گھٹا آئے جون فوج کی جھوم جھوم

اشعار اٹھے ہین کالے بادل ادھر اکثر ہونیوالے ہین
کر پامال خرام ناز دلبر ہونیوالے ہین
ہم اک دن عاشق زلف معنبر ہونیوالے ہین
ہمارے شیشۂ دل مین مسخر ہونیوالے ہین
گواہی دینگی روز حشر قاتل خون کی چھینٹین
یہ چھوٹے چھوٹے نشتر بڑھ کے خنجر ہونیوالے ہین

کہ ہم مست شراب ناز پرور ہونیوالے ہین
جو دل شیشے سے نازک ہین وہ پتھر ہونیوالے ہین
اگر دیوانۂ لیلی کے ہمسر ہونیوالے ہین
خدا کو رحم آجائیگا ہر اشک ندامت پر
ترے دامن ہمارے خون کے محضر ہونیوالے ہین
مرے نالون سے کیا تو آج گھبراتا ہی ای دلبر

سراپا اب اک دن سرو و صنوبر ہونیوالے ہین
بہت جور و ستم کرتے ہین ستمگر ہونیوالے ہین
حسینان پریرو مین شرارت ہو تو ہو لیکن
یہ قطرے موجزن ہو ہو کے کوثر ہونیوالے ہین
ابھی کمسن ہی گو قاتل مگر ہین قہر کی پلکین
بپا کل تک ترے کوچے مین محشر ہونیوالے ہین

بیت نویسندۂ ماجرائے عجیب ۔ رقم میکند این ز کلک خطیب ۔ معرکہ آرایان میدان کارزار و نبرد آزمایان دشت قتال و جدال روزگار
خامۂ ہدایت شمامہ کو صفحۂ قرطاس فلک اساس پر یون جاری کرتے ہین کہ گاؤ لنگی گاؤ سوار بصد فخر و افتخار بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے
آکر خبر مسرت اثر یہ سنائی کہ صاحبزادہ حضور رستم خان پہلوان ملک باختر سے آتا ہی اور ہمراہ اپنے بیس ہزار فوج جرار ایک ایک ان مین پہلوان
نمودار گردن کش معرکۂ کارزار کہلاتا ہی گاؤ لنگی گاؤ سوار سنکے بہت مسرور ہوا غبار الم جدائی فرزند دلبند دل سے دور ہوا کہ یکایک رستم خان
بن گاؤ لنگی گاؤ سوار آیا باپ کو بصد تعظیم و تکریم آداب بجالایا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے بیٹے کو گلے سے لگایا ہاتھ پکڑ کے پہلو مین بٹھایا رستم خان نے
باپ سے کہا کہ مین نے سنا ہی امیر باتوقیر صاحبقران شیر گیر مع مقبل وفادار گنبد جمشیدیہ مین قید ہین اور کئی سو سرداران نامدار لشکر امیر
باتوقیر گرفتار ہو گئے ہین اب بھی آپ نے لشکر مسلمانان کو زیر نہ کیا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا ای فرزند لشکر ظفر پیکر امیر باتوقیر کا زیر کرنا کیا آسان ہی بھلا کہ

اب بھی اُسکا ایک ایک سردارا ور ہر ایک پہلوان شیر ببر اور ہر ایک پیلتن تہمتن صف شکن شمشیر زن صاحب ہمت و شجاعت یکتائے قوت
و طاقت ہو وہ رعب وہ دبدبہ وہ صولت وہ شوکت ہو کہ جس سے دیو عفریت دہلتا ہو شیر کا سامنے آتے ہوئے دم نکلتا ہو رستم خان نے کہا اے بدر
بزرگوار میں لشکر اسلام سے مقابلہ کرونگا کسی سے نہ خوف کھاؤنگا نہ کسی سے ڈرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے صبح کو لشکر اسلام سے مقابلہ ہو
سرداران و پہلوانان و جوانان یکہ تاز میدان کارزار سے مجادلہ ہو فوج رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار میں طبل جنگی بجا ہر ایک پہلوان و سردار
گردو جرار و پیل نامدار مسلح و مکمل درست و چست جنگ و جدل پر ہوا لشکر امیر باتوقیر میں بھی یہ خبر پہونچی کہ کل رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار ارادہ
مقابلہ لشکر اسلام آیا ہو سرداران نامور نے یہ خبر سنکر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد شہریار سے عرض کیا خداوند نعمت رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار
مالک باختر سے مع بیس ہزار فوج جرار کے آیا ہو اُسنے طبل جنگی بجوایا ہو کل صبحکو مقابلہ و مجادلہ و مقاتلہ ہو بادشاہ نے بھی حکم کر دیا لشکر اسلام
کو دیا صبح ہوتے ہی دونوں لشکر میدان رزمگاہ میں صف آرا ہوے لشکر کفار کیطرف صف بندیاں ہوئیں کالے پھریرے کھلے نشان علم
ہوے سواران ہزرہ کار ہزار در ہزار قطار باندھ کے مستعد بہ کارزار ہوے ایک طرف تلواریں رومی تولے ہوے استادہ قریب نیزہ دار ہوے
ادھر لشکر اسلام میں تکبیروں کی صدائیں بلند ہوئیں روحیں کفاران بدشعار کی سینوں میں دردمند ہوئیں سرداران نامی و پہلوانان گرامی
ہوے کرنے لگے شیر صحرائی صداے صفیغا سے ڈرنے لگے گردان پیلتن و یلان صف شکن کے سینے تنے ہوے و جوانان شمشیران مسلح و مکمل اوجی
بنے ہوے ناگاہ نقارہ رزمی پر چوب پڑی نبردلوں سے شیران دست نبرد کی نگاہ لڑی دونوں طرف تلواریں کھنچیں نیزے علم ہوے جرار پیکار پر مستعد ہم ہوکر

وہ صفدروں کی امنگ اور وہ طنطنہ وہ جلال
کہ غیر حال ہو جلاد چرخ کا فی الحال
یہ ولولہ کہ اگر حکم بادشاہ کا ہو
ابھی بزیر تیغ فوج کو دھر لو
یہ ایک ایک سے کہتا تھا تان کر بھالا
اٹھا لوں نیزے پر اسکو جوان ہی اعلیٰ
امنگ اپنی یونہیں وہ جری دکھاتے تھے
وہ کیا تھے شیر نگہ میں نہ کچھ سماتے تھے
سحر جری جو ہیں بڑے غازیان پر غلبا
جہاں لڑائی ہوئی کافر و نکو زیر کیا

لڑائی شروع ہوئی کہ کیفیت فوج کفار کا دل بڑھانے لگے طومار بیان
کرکے زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگے اے پہلوانان آزمودہ کار آج روز نام و ننگ ہی بڑے معرکہ کی جنگ ہی لازم ہی کہ آج
جان لڑائی میں لڑا دو زور تہمتنی لشکر اسلام کو دکھا دو دار مردانگی دینا چاہیے نام بڑھا کے انعام لینا چاہیے اپنے جد و آبا کی بہادری پر نظر کرو تلواروں
میں سینہ سپر کر دکھاؤ تمہارے بزرگوں نے بڑے بڑے معرکے فتح کیے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے تم بھی آج لڑائی سے منھ نہ پھیرنا دشمن کو چار طرف سے
گھیرنا اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید کہ کہتے کہتے ہی تلوار چلنے لگی ہوس دل کی نکلنے لگی پہلے تو ایک ایک پہلوان سے مقابلہ ہوا جب
دو چار سو مارے گئے شور و غوغا بلند ہوا جنگ مغلوبہ ہونے لگی رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار فوج بیشمار لیکر دھنس پڑا ادھر سے لشکر اسلام معبد
گردو فر تمام کرب غازی و غیرہ تیغ غارا شگاف میان دشت مصاف کھینچ کھینچ کر آپڑے جدال و قتال ہونے لگی وہ غازیان لشکر اسلام کی لڑائی
وہ دست قوت دار کی صفائی شبیکے بڑھ کے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے تسمہ تک نہ باقی رکھا واصل جہنم کیا کشتوں کے جابجا انبار دکھو کرین لگاتے
پھرتے تھے سر کفار خون کے کدالے بھرے ہوے لاشے خاک و خون میں غلطان پڑے ہوے کشتی حیات کفار دریاے فنا میں غرق ہو جب

شمشیر بآب آبدار لشکر اسلام زن برق شرر بار
غضب کا تھا چرخ تھا معرکہ
نہ دیکھا نہ ایسا سنا معرکہ
قیامت کی اس دن لڑائی ہوئی
ہزاروں کے سر کی جدائی ہوئی
کوئی تھا جو بید سا سب سر کوئی
نہ سالم رہا لڑ کے افسر کوئی
زبردست ہر ایک تھا بازو کٹا
نمودار تھا فوج کا رو کٹا
کسی کا جو دیکھا تو نیچہ نہیں
کسی جسم پر کا شکنجہ نہیں
کوئی دو تھا اور کوئی چور نگ تھا
کسی کا بھی حیرت کوئی ڈنگ تھا
لرزتا تھا دہشت سے ترک فلک
غضب برق شمشیر کی تھی چمک
سپاہی تھا مریخ کو ایسا ڈر
کہ بھولا تھا جلادی کا سب ہنر
سحر گھنگھور جو وہ لڑائی ہوئی
کہ دم میں صفوں کی صفائی ہوئی
رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار

نے دیکھا کہ رخ فوج کا پھر گیا ہی پہلوان جوان تند ہی لڑائی میں کم کرتے ہیں سوچا کہ ایسا نہو شکست کھا کر بھاگیں ذلت کا راستہ لیں بڑی رسوائی
ہوگی یہ سوچکر خود رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار گھوڑا اٹھا کر آگے نکلا اور لشکر کو آواز دی یارو تھم جاؤ آگے نہ بڑھو میری لڑائی کا تماشا
دیکھو یہ سنتے فوج جا بجا رک گئی رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے گھوڑے کو کوڑا کیا گھوڑا مثل سموم تند کے اڑ کر میدان میں آیا رستم خان

بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے ہیبت ہی کرہی کوئی ایسا کہ مقابلہ پر آکے صف لشکر سے نکلے یہ سنکے پہلوان عادی نے گھوڑا بڑھا کر صدادی
نعرہ شیرانہ کرکے مقابلہ رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار مین آئے نیزہ بازی ہونے لگی عقدہ ہنر جنگ کھلنے لگے میزان جرأت مین تلنے لگے جب
ہمنام رستم نیزہ بازی مین عاجز آیا تلوار میان سے لی پہلوان عادی نے بھی تلوار کھینچی رستم خان نے جھپٹ کے تلوار کا ہاتھ مارا عادی نے سپر
اٹھا دا وار رستم خان نے جھٹکا دیکر کھینچی تلوار سپر کاٹتی ہوئی نکل آئی پہلوان عادی نے سر پر تلوار ماری رستم خان نے چہرے پر سپر لی تلوار
سپر کو کاٹ کے نکل گئی موت رستم خان کی آئی ہوئی ٹل گئی رستم خان ضرب گران اٹھا کر پیچھے ہٹا اور پینترا بدلا ٹھاٹھ رستم خانی دکھایا
جھکائیان تلوار کی دینے لگا کبھی تلوار سپر پر لایا کبھی طمانچہ کا رخ دکھایا کبھی شانے پر اشارا کیا کبھی ہتھیلی پر جھکا کبھی پالٹ پر جھک کے ہاتھ لایا کبھی
اکر پر تلوار کو دکھایا پہلوان عادی بھی کس کس پھرتی سے سپر کو پھراتے ہین چوٹین بچاتے ہین رستم خان پالٹ کا ہاتھ لگا لگر سیدھا ہوا
ننگے سر پر جھکائی دی فوراً پہلوان عادی سپر پھرتی سے سر پر لایا یہان ہمنام رستم نے جھک کے جو ہاتھ مارا الھنڈ ارا الکھل گیا آنتین نکل پڑین
پہلوان عادی نے دونون ہاتھون سے پیٹ پکڑ لیا سرداران لشکر جرار دوڑ پڑے سینے سنبھال لیا گھوڑے سے گرتے گرتے نیچے ہاتھون ہاتھ سردار
لشکر مین لیگئے آنتین اٹھا کر پیٹ مین رکھین جو سکے پٹی باندھی یہان رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے پھر مبارز طلب کیا کرب غازی کو غصہ آیا چاہتے
ہین کہ گھوڑا چھیڑ کر بڑھین کہ فرامرز نے بڑھ کر کہا کہ آپ ابھی ٹھہرین تکلیف نہ کرین گھوڑا آگے نہ بڑھائین مقابلے کو نجائین یہ میرا شکار ہی
ابھی تہ تیغ آبدار ہی یہ کہکے سمند صبا رفتار خجل کن نسیم بہار کو جولان کیا صرصر تیز رو کے مانند گھوڑا اڑا کے مقابلہ مین ہمنام رستم رستم خان بن
گاؤ لنگی گاؤ سوار کے آئے اور نعرہ کیا نعرہ فرامرز منم شیر دل صف شکن نامدار؛ فرامرز کشتہ کن نابکار؛ رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے نیزہ
تانا پینترا بدلکے برچھا ہلانے لگا فرامرز شیر دل نے بھی نیزہ خار اشگاف مشہور از قاف تا قاف ہاتھ مین اٹھایا رستم خان نے ایک بند باندھ کر
جو برچھا مارا فرامرز نے نیزے پر روک کے ہر بند با ناخن فتح سے کھولدیا پھر اپنے نیزے کی ڈانڈ برچھے کی ڈانڈ پر لاکے برچھے کو الجھایا یہ معلوم ہوا
کہ دو مار سیاہ رزمگاہ بالاے ہوا گتھ گئے ہین کبھی فرامرز نے ہاتھ بڑھا دیا کبھی رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے دست دراز کیا کبھی ڈانڈ
سے ڈانڈ لڑی کبھی سنان پر سنان پڑی چنگاریان اڑین شعلہ آتش رستخیز بھڑکے کلائیان مڑین فرامرز نے ایک مقام پر جھک کر ڈانڈ ڈانڈ
سے ملا کر جو جھٹکا دیا برچھا ہاتھ سے رستم خان کے نکل گیا فرامرز نے بڑھ کر بائین ہاتھ سے روک لیا لشکرون مین واہ واہ سبحان اللہ
سبحان اللہ کا شور و غل ہوا کرب غازی نے بڑھ کے صدا دی سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا نیزے کا توڑ کیا کیا خطا کار کے ہاتھ سے نکال لیا کیا خوب فنون
سپہ گری یاد ہین بیشک ہنر جنگ یہ ہین آپ استاد ہین اب یہ ملعون ہمنام رستم تمھارا شکار ہی تلوار بھی تمھاری مفتاح باب معرکہ کارزار ہی یہ طعن
و تشنیع سنکر رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار غصہ سے تاؤ پیچ کھا کر بار بار پشت دست کو دانتون سے چبانے لگا شرمندہ ہو کر سر خم کیا گھوڑے پر
غصہ کھانے لگا اور دو تین کوڑے زانے سے مارے کہ گھوڑا چراغ پا ہو کر الف ہو گیا رستم خان گرتے گرتے بچا پھر گھوڑے کو چمکا کے چھل
کیا تیغ آبدار کمر سے کھینچ لیا فرامرز شیر دل منھ پر ہاتھ رکھکے ہنسے رستم خان سے کہنے لگے اور روباہ دل بیزبان پر غصہ نکالتا ہی اب ندامت
مین غرق ہو کر اچھالتا ہی مردون کی فتح و شکست ہی جرأت و ہمت کیون لپسپتا ہی لے اب تلوار کا ہنر دکھا دل نہ ہار قدم پیچھے نہ ہٹا یہ کہکے فرامرز
نے بھی تلوار کھینچی نیزے دونون نے میدان مین گاڑ دیے دونون لشکرون کے جوان آکے قریب کھڑے ہوئے رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ
سوار نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا فرامرز نے خالی دیکر تیغۂ خار اشگاف کا وار کیا رستم خان نے سپر پر روکا پھر پھر رستم خان نے تلوار ماری
فرامرز نے اپنی تلوار پر روکی جھنکار کی آواز آئی روح سینے مین اس نامرد کے تھرائی سمجھا کہ تلوار ٹوٹ گئی ہاتھ سے چھوٹ گئی دیکھا تو منھ تلوار کا
اڑ گیا طائر حواس ڈر کے اڑ گیا تلوار مین دندانے پڑگئے نشتر غم دل مین گڑ گئے رستم خان جھنجلایا دل ہی دل مین غصہ کھایا جھپٹ کے ادھر ہاتھ تلوار
کا مارا فرامرز سپر پر گا ہٹ کے پکارا تلوار سے ہشیار قبضہ سے خبردار یہ کہکے سپر کی اوجھڑی قبضہ سے تلوار صاف نکال لی رستم خان نے
ہاتھ بڑھایا تھا کہ فرامرز نے تلوار اٹھائی رستم خان نے ڈر کے باگ گھوڑے کی پیچھے ہٹائی لشکر مین تحسین و آفرین کا شور ہوا حریف اور گزند
ہوا جھم سے گھوڑے سے کود پڑا خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا فرامرز بھی گھوڑے سے اترے تلوارین رکھدین کشتی شروع ہوگئی جو پیچ رستم خان نے کیا

وہ فرامرز نے توڑ کرکے رد کردیا کبھی رستم خان ریل کرادھر لے گیا کبھی فرامرز ریل کرادھر آیا مگر لنگر فرامرز کا رستم خان سے نہ اکھڑا
نہ رستم خان کا لنگر فرامرز سے اکھڑا اسی طرح چار روز تک کشتی رہی سب لشکری دونون طرف تماشا دیکھا کیے دونون پہلوان دوان
لڑا کیے ایک ایک سے کہتا تھا دونون برابر کے جوان ہین دونون مین ایک سی طاقت کے نشان ہین ایک سی جرات ایک سی
ہمت ایک سی قوت ایک سی شجاعت ہی دیکھیے کون زیر ہو کے گرے دیکھیے کسکی فتح ہو کسکے ہاتھ میدان جنگ رہے غرضکہ چوتھے روز
رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار تھکا سانس پھولی زور گھٹا فرامرز نے ایک پیچ زبردست باندھا کہ اسکا توڑ کرکے زور رد کرنا بہت مشکل
تھا لنگر اُس سنگ گران کا زمین سے اکھاڑا بزور و قوت و شجاعت و طمطراق سے رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار کو پچھاڑا لشکر
ظفر پیکر امیر پاتوقیر مین شور ہوا وہ مارا وہ مارا کیا کونا فرامرز شیر دل مرحبا مرحبا بڑے پہلوان نامی کو زیر کیا مرد ود کو زندگی سے سیر کیا فرامرز شیر دل نے فہم
روزگار جبار و نامدار گراتے ہی رستم خان کو چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور خنجر نکالکے گلے پر رکھدیا اور کہا کہ وحدانیت پروردگار مین کیا کہتا ہی
رستم خان نے کہا برحق تمہارا دین سچا اور نجیح ہی مین دین اسلام اب قبول کرتا ہون دولت عقبی حصول کرتا ہون بتون پر لعنت کرتا ہون اقرار
وحدانیت کرتا ہون اب کبھی طاعت سے باہر نہونگا ہمیشہ مطیع اہل دین اسلام رہونگا ناظرین پر واضح ہو کہ جس وقت فرامرز شیر دل نے
اُس روباہ کو زیر کیا لنگر اکھاڑ کر زمین پر گرایا فوج کفار بر اسے کمک سردار یعنی رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار تلوارین کھینچ کھینچ کے آپڑے اور
شپاشپ تلوارین چلنے لگین ادھر سے بھی غازیان لشکر اسلام تلوارین تول تول کے غٹ پٹ ہو گئے فرامرز نے رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ
سوار سے کہا کہ منع کر اپنی فوج کو نہین تو یا تو اس خنجر آبدار کا تیرے حلق مین ہوگا تیری جان اسی مفت مین جائیگی کچھ نہ بن پڑیگا رستم خان
زیر خنجر سے پکارتا چیختا ایک ایک کو للکارتا ہی مگر کوئی نہین سنتا ہی رستم خان نے عرض کیا کہ حضور اب مجکو چھوڑ دین مین ابھی بندوبست
کرتا ہون میری طرف سے آپ مطمئن رہیے اب تو تابعدار و غلام درگاہ امیر پاتوقیر کا ہون یہ سنکے فرامرز نے رستم خان کو چھوڑ دیا رستم خان اُٹھا
ہر ایک کو پکارتا ہی منع کرتا ہی مگر کوئی اسکے کہنے پر عمل نہین کرتا تلوار چل رہی ہی ندی خون کی دشت کارزار مین اُبل رہی ہی گویا بہیا آگئی
ہر کٹ کٹ کے گر رہے ہین مثل حباب تیر رہے ہین کہ ناگاہ بیابان سے گرد اُڑی دن کی شب ہو گئی ذرے زمین سے اٹھ اٹھکر مثل سیارگان
چمکنے لگے جیب دامن گرد چاک ہوا وہ غبار خاک ہوا دیکھا لشکر آتا ہی ایک چشم زدن مین لشکر آپہونچا وہین نعرہ ہوا الحمد صاحبقران زمان امیر
حمزہ ہا ضیغم روزگار ٭ بود صفت شکن خسرو نامدار ٭ زتیغم بمیدان جنگ آوران ٭ بہرجا شود الامان الامان + ساتھ ہی اس نعرہ شیرانہ کے
دوسرا نعرہ ہوا نعرہ لندھور چو بیرہا سے دریا اگر قہم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان + بعد اس نعرے کے
وہ نعرہ ہوا کہ کفاران نابکار آواز ہیبت ناک سے دہل گئے نعرہ خواجہ عمرو عیار کہ کلاہ از قیصر بہ برم + خال رخ نجیک بداختر برم
گر محفل خسروان چو گردم ساقی ٭ جام و قدح و سبو و ساغر ببرم ٭ منم مہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گذاری نمودار و نامدار خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری اسپید جیسے پورا نعرے ہوئے تلوارین پکڑ پکڑ کے لشکر کفار پر آپڑے قیامت کی تلوار چلی آسمان تھرایا زمین کانپنے
لگی خون جنگل مین ایسا بہا کہ نمونہ دریا نظر آیا آسمان نے شکل حباب دکھائی دریا سیلاب خون نے صد ہا قصر تن ڈبو دیے ایسی بحر خون
کی طغیانی ہوئی کشتی حیات طوفانی ہوئی

اشعار

سر تن سے جتنے خون مین چلے ہا حباب وار ٭ میدان رزمگہ مین تلاطم تھا آشکار
طوفان رزمگاہ مین کشتون کا تھا یہ حال ٭ تھا حال ایسا لشکر کفر امتیاز کا
بسمل تھے جسم ماہی بے آب کی مثال ٭ طوفان مین جیسے ہوتا ہی عالم نہنگ

امیر پاتوقیر کا یہ حال تھا ہاتھ مین کھینچے ہوئے شمشیر آبدار جسپر جا پڑے ایک وار مین اُسکو ٹھنڈا کیا وہ سیدھا خدمت مین مالک کی
جہنم مین گیا کسیکو قاش زین سے اکھاڑ کر زمین پر مارا وہ پیوند خاک ہوا جسپر لندھور تیغہ کوہ شکاف لیے ہوئے گذرے مثل روباہ صید کیا
خواجہ عمرو نے قیامت برپا کی اُسکو ایک سے مارا اُسکو چھپٹ کے دو کیا کسیکو حقہ آتشبازی سے جلایا کسیکو آب دم شمشیر بران
پلایا ہر سردار اسی طرح ہر جگہ لڑ رہا تھا سیکڑوں ہزاروں کا کھیت پڑ رہا تھا سرون کے انبار میان کارزار تنون کے ڈھیر دام اجل کا
ہر پھیر غازیان لشکر اسلام بھی بہت سے جان بحق ہوئے فلک کجرفتار کو اُنکے قلق ہوئے سیکڑون مجروح اکثر غازی گلہائے

زخم کی بدھیان پہنے جھوم رہے ہین کھل شمشیر آبدار کا جوم رہے ہین عندلیب شجاعت یہ نغمہ سرا ہی ای باغبا او دیکھو چمن کارزار کھلا ہوا
اجل طائر روح باغبان شکار کر رہا ہی قفس جسم کی تیلیان شکست ہین نخل مراد لشکر اسلام بارور ہی شجر حیات کفار خشک زیادہ تر ہی
معرکہ کارزار مین عجیب تزلزل ہی جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی چہار طرف غل ہی فوج کفار بے سر و پا بھاگی جاتی ہی غل ہو کر بھاگو موت پیچھے لگی
چلی آتی ہی جدھر جسنے منھ اٹھایا بھاگا پھر پیچھے پھر کے نہ دیکھا کہ کیا ہوا بھاگے ہین آنکھون کے تلے اندھیرا ہی بیٹے کو باپ نہین سجھائی دیتا باپ کو بیٹا
نہین دکھائی دیتا بھائی کو بھائی نہین پہچانتا دوست کو دوست نہین جانتا یہ کون ہی وہ کون ہی لشکر اسلام ایسا غالب آیا ہی سر ایک دلمین
خوف سمایا ہی سب بدحواس ہین بیمان لرزان ہین دل قابو مین نہین زور بازو مین نہین ترکش ہین تلوار ڈھونڈھتے ہین میان سے تیر
نکالتے ہین کٹی ہوئی دمچی کے تسمہ کو باگ سمجھ کے کھینچتے ہین تنگ گھوڑون کے ڈھیلے ہو گئے ہین بجاے رکاب بدحواسی ہین نیزے پر پاؤن
رکھکر گھوڑے پر چڑھتے ہین الغرض اسیطرح فوج کفار قطار در قطار بھیڑ در بھیڑ آگے پیچھے سب بھاگی گھوڑے چھوٹ چھوٹ گئے دل ٹوٹ گئے
بڑے پہلوانون کے توڑے لوٹ گئے ہتھیار سپاہیوان کے رہ رہ گئے بہتون نے تلوارین پھینک دین سپرین ڈالدین ایک چشم زدن مین
میدان کارزار بیابان سے وہانتک صاف ہو گیا کفار بھاگ بھاگ کر قلعہ بربر مین پوشیدہ ہوے قلعہ بند ہو گیا گاؤ لنگی گاؤ سوار سے کہ جگہ
سرداروں نے کہا کہ فوج نے شکست فاش کھائی سردار رستم خان سے معرکہ بڑا وہ زیر ہوا شاید کہ گرفتار کر لیا گیا گاؤ لنگی گاؤ سوار کو بڑا
تاسف اور رنج و ملال ہوا ایمان سینے جب فوج کفار سب فرار کر گئی غازیان لشکر اسلام نے ہاتھ روک لیا امیر باتوقیر صاحبقران
داخل بارگاہ فلک بنیاد ہمراہ بادشاہ ہجاہ ہوے سرداران نامدار سپاہ اپنی بارگاہون مین مقیم ہوے زخمیون کی مرہم پٹی ہوئی کشتے دفن
کیے گئے امیر باتوقیر بادشاہ سے ملے سجدہ شکر بجالائے حمد پروردگار بیشمار کی فرامرز اپنے ساتھ لیکر رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار کو بارگاہ
مین آئے کیفیت معرکہ آرائی امیر باتوقیر سے بیان کی امیر باتوقیر صاحبقران زمان نے دست شفقت پشت پر رستم خان کی پھیر تحسین
و آفرین کی خواجہ نے ایک خیمہ اسکے واسطے استادہ کرایا اسمین رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار مقیم ہوا بعد دس پانچ روز کے رستم خان نے
دربار دربار امیر باتوقیر صاحبقران زمان مین حاضر ہو کے عرض کیا کہ اگر حکم قضا شیم حضور ہو تو مین اپنے باپ کو جا کر مسلمان کرون اور
حضور مین لاؤن کہ بخت بارک نے اسکو بیکار رکھا ہی اور زنگ کفر آئینہ دل سے نہین نکلنے دیتا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای بھائی تو وہان
تنہا نہ جا اسنے عرض کیا کہ انشاء اللہ مین اسکو مسلمان کر کے حاضر خدمت کرونگا امیر باتوقیر نے بہت بہت منع کیا اور سمجھایا مگر رستم خان نے
نمانا اور اجازت چاہی جب رستم خان بہت مصر ہوا اور امیر باتوقیر نے دیکھا کہ رستم خان کسیطرح نہین مانتا خدا حافظ کہہ کے اسکو رخصت کیا رستم خان
بن گاؤ لنگی گاؤ سوار چلا مگر پیچھے اسکے براے خبر صورت بدل کے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی روانہ ہوے کہ کیفیت دریافت کرون
کہ باپ بیٹے مین کیا معاملہ درپیش ہوتا ہی جب رستم خان قلعہ بربر پر پہونچا ہرکارون نے گاؤ لنگی گاؤ سوار کو خبر دی کہ رستم خان لشکر
مسلمان سے آیا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے بلوایا جب باپ کے پاس آیا کہا ای پدر بزرگوار آپ دین اسلام کیون نہین قبول کرتے دولت
کونین کیون نہین حصول کرتے لقا پر لعنت کیجیے امیر باتوقیر کی اطاعت کیجیے بت پرستی کو چھوڑیے زنار کو توڑیے خدا پرستی اختیار کیجیے تو یہ باربار کیجیے
خداے نادیدہ سچا ہی دین حق بہت اچھا ہی خدا کی وحدانیت کے قائل دین اسلام پر مائل ہو جیے یہ سنکر گاؤ لنگی گاؤ سوار کو غصہ آیا اور
یہ کلمہ زبان پر لایا رستم خان تو خدا پرست ہو گیا کیا مجکو بھی آپ خدا پرست کرنے آیا ہی یہ کیا تیرے دلمین سمایا ہی یہ کہکے گاؤ لنگی گاؤ سوار تلوار
پکڑکے اٹھا رستم خان نے بھی تلوار کھینچی گاؤ لنگی گاؤ سوار نے سردار و نکو آواز دی پہلوان لشکر کے تلوارین کھینچکے آپڑے چہار طرف سے
گھیر لیا رستم خان سے تلوار چلنے لگی بہت سے کفار رستم خان نے مارے اور بہت پہلوان سردار زخمی ہو گئے مگر یہ تنہا وہ کفار ہزارون رستم خان
سر بر ہوا پیچھے ہٹا طناب بارگاہ مین رستم خان کا پاؤن الجھا کر منھ کے بھل زمین پر گرا فوج نے زغہ کر کے اسیر آیڈی حلقہ ہاے کمند مارے آخر کار
گرفتار کر لیا سردار رستم خان کی مشکین باندھ کے سامنے گاؤ لنگی گاؤ سوار کے لائے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے حکم دیا کہ رستم خان کو جلدی
قتل کرو کہ پشت پر سے آواز آئی قسم ہی مجکو اسی پروردگار عالم کی کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہی امیر باتوقیر صاحبقران

زبان شمشیر شعلہ بار و درد گار صغیر روزگار سرکوب کافران برباد کن ملک کفرستان آنکہ بربر کو ایسا تباہ و تاراج کرینگے کہ نیست و نابود ہو جائیگا اور اس قلعہ اور بارگاہ کا پتا و نشان بھی نہ رہیگا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ صدا مہر سپہر عیاری ماہ فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تھی بس یہ صدا سنتے ہی گاو لنگی گاو سوار کا بند بند تھرا گیا جسم بید کے مانند کانپنے لگا حکم کیا کہ رستم خان کو قید کرو شاید آئندہ کوئی حرج آکا رہے

دو کلمہ داستان قوت بیان شہزادہ بدیع الزمان نستور زن نستار سے کشتی ہونا اور بڑے سامان و تزک سے اکھاڑے کی تیاری زیر دیوار باغ ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب بن گنجور ملک حرمان دلوکش اور تمام خلق کا جمع ہونا تماشا دیکھنے کو۔ ساقی نامہ

ساقی کدھر ہی بادہ گلگون کا جام	کم ہو گیا خمار مجھے لالہ فام دے	جلدی پلا دے مجھکو کوئی جام لالہ رنگ	ہمت کا جوش اور جوانی کی ہی امنگ
لبریز کرکے دے تو مجھے جام زرنگار	ہوتا ہی آج تیری بھی تو قوت کا امتحان	دے رند بادہ خوار کو مہ ارغوان	سجانہ کے اکھاڑے مین کشتی نکال کر
لگو لگی ہوئی ہی اگر لڑنے کی چوٹ	تکتا ہی کیا اکھاڑے کو لے باندھ لنگوٹ چست	آئے ہین سیتا شے کو خلقت کا ہی ہجوم	طاقت کا تیری شہرہ ہی کشتی کی ہی گی دھوم
ان کھون کیسا دیلے کے تو انیا زور تمام	وہ پہلوان مقابلہ کا شور کرتا ہی	دکھلا دے ساقیا تو پیچ آکھڑی	شہرت ترے مقابلہ والے کی ہی بڑی

مطلب یہ داستان کے ابتدا سے سمجھ مضمون وہ چست لکھکر رہے نام عمر بھر

غزل

وہی تیغون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہی	وہی نشو و نما سے سبزہ ہی گور غریبان پر	ہوا سے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
تعلق ہو وہی تا حال ان زلفون کے سودے سے	سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی	وہی سر کا پٹکنا ہی وہی رونا ہی دن بھر کا
وہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی	رواج عشق کے آئین وہی ہین کشور دل مین	رہ و رسم وفاداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی جی کا جلانا ہی لگانا ہی وہی دل کا	وہ اسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی	نیاز خدا وندہ ہی وہی فصل الٰہی سے
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی	فراق یار مین جیسا کہ مرتا تھا مرتا ہون	وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی سودے کا کل کا ہی عالم جو کہ سابق تھا	بیشب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی	

بیت نگار ندہ داستان کہن نو آستند باتاز کی سخن زور آوران احاطہ اقلیم سخن و قوت نمایان دائرہ ملک طبع کہن شمان خامہ دوزبان شیرین بیان بسمت معرکہ نظم و نثر یون پھیرتے ہین کہ جب دربار گنجاب بن گنجور ملک حرمان دلوکش مین شہزادہ بدیع الزمان نور دیدہ شاہان شاہان سلطان سلطان امیر ابو الفتح صاحبقران زمان یعنی حکیم بدیع یعنی حکیم فاروس نے کمال قہار بن قہرمان عجمی کی بزور و قوت بمقابلہ قاسم نوجوان توڑ دالی اس روز سے بادشاہ گنجاب بن گنجور حکیم بدیع کو بہت دوست و عزیز رکھتا تھا اور آنکھون مین اسکی انکی شجاعت و بہادری و طاقت و زور آوری کھپ گئی اور دربار مین انکی بڑی قدر و منزلت بادشاہ گنجاب کیا کرتا تھا اور بڑی خاطرداری سے پیش آیا کرتا تھا اور حکیم بدیع کا یہ معمول تھا دن کو دربار گنجاب بن گنجور مین آتے ہین رات کو باغ مین ملکہ گوہر ملک کے مثل باد بہاری و نسیم صبح جاتے ہین ہر شب ماہ پہلو سے گل نخل نو دمیدہ و غنچہ خندیدہ و پسندیدہ مین سحر ہوتی ہی حیات مستعار بدیع الزمان نامدار گلشن عیش مین یون بسر ہوتی ہی ایکروز قاسم نوجوان تلاش بدیع الزمان آئے مگر بدیع الزمان سے ملاقات نہوئی ایک پرچہ کاغذ مضمون دنگل رستم تحریر کرکے بالش پنبہ یعنی تکیہ پھاڑ کر رکھدیا اور چلے گئے جب بدیع الزمان آئے تو انھون نے دیکھا کہ تکیے پھٹے ہوئے ہین اور ایک پرچہ کاغذ تحریری بدست قاسم نوجوان رکھا ہی پرچہ کاغذ پڑھکر مضمون سمجھکر بہت منغص و کبیدہ خاطر ہوئے اتفاقاً اگلے دن دربار گنجاب بن گنجور جمع ہی اور تمام سرداران نامدار و پہلوانان قوت آثار کرسی نشین و دنگل نشین ہین اور حکیم فاروس کے پاس حکیم بدیع باادب جلوہ افروز ہین اور قاسم نوجوان بقصد عزو شان پہلو سے پہلوان مین شاداں مین شیانہ وزرا ہین کہ ناگاہ نستور مین نستار کشتی گیر دربار مین گنجاب کے آیا آداب سلام بجا لایا اور ایک کاغذ تحریری بمضمون کشتی بزور آوری کہ اسپر صد با مہر و دستخط سلاطین و امرا و وزرا کی تھین حضور مین بادشاہ گنجاب کی پیش کیا اور عرض رسا ہوا کہ یا حضور بھی اس کاغذ پر مہر اپنی ثبت کردین یا کوئی اگر پہلوان جوان زور آور جری و صفدر طاقت دار بہو دار و نامدار آپ کے دربار عالی و قار مین ہو تو میرے بس

زور و مقابلہ کرون بادشاہ سنکے کلام نستور بن نستار کا خاموش ہوے اور دربار مین تمام حضار کیطرف دیکھا اور اشارہ کیا چونکہ اسوقت
دربار مین بڑے بڑے پہلوان و طاقت وار زوردار جوان تن و توش کے تمکین بہ دنگل و کرسی بیٹھے تھے مگر سب نے اُس جوان کو دیکھکر سر جھکا لیا
کر اپنے کو کسی نے موافق اُس پہلوان نامی کے نہ دیکھا لیکن قاسم نوجوان زبان کلبلائے اور ہمایون بن شداد سے چپکے سے کہا کہ میرا
مقابلہ اس کشتی گیر کا کرا دو کچھ تماشا دیکھو ہمایون نے چپکے سے کہا کہ خاموش بیٹھے رہو کیا دربار مین گنجاب کے مجکو ذلیل کروگے اور آپ بھی خجل ہوگے
اپنے قوی اور ہاتھ پانون دیکھو اور اُسکے تن و توش پر نگاہ کرو تم اسکے ہم نبرد و ہم قوت ہوسکوگے قاسم نے کہا کہ انشاء اللہ پچھون گا کہ زمین سے
ہل نہ سکے اسوقت بھی مجھ ہی نے روک روک کر رکھا کمان قمار بن قہران عجمی پر ہاتھ نہ ڈالنے دیا جو مین کہتا تھا وہی ہوا حکیم بدیع نے کمان توڑ
ڈالی اب بھی تم منع کرتے ہو ایسا ہو کہ حکیم بدیع بول اٹھے اور اس سے کشتی کی شرط قرار پائے اور وہ کشتی نکال لیجائے تو بڑا غضب ہوگا
اور مجکو اُس سے سبکی اور خفت ہوگی بھائی ہمایون مین تو کھڑا ہوتا ہون اور کہتا ہون کہ مین اِس سے مقابلہ کرونگا ہمایون ہاتھ سے چپکے
چپکے زانو دبا رہا ہے اور قاسم بولا چاہتے ہین کہ حکیم بدیع نے کھڑے ہوکر عرض کیا ای بادشاہ گنجاب اگر مجکو حکم ہو تو مین اِس پہلوان نامی سے مقابلہ
کرون اور کشتی لڑون گنجاب نے کہا ای حکیم بدیع بھلا تم اس سے مقابلہ کیونکر کرسکوگے اپنے قوی دیکھو اور اسکے تن و توش پر نظر کرو مصرع
چہ نسبت مور را ابیش سلیمان ؛ کہان تم کہان یہ تم ایک نازنین حسین طفل کمسن یہ ایک پہلوان جوان صاحب تن و توش جہان دیدہ نشیب و
فراز کشیدہ ہین کبھی حکم تمکو اس پہلوان کے مقابلے کے لیے نہ دونگا حکیم بدیع نے کہا کہ حضور اس پہلوان نوجوان کی کیا حقیقت ہے آپکے
اقبال سے زیر کرونگا انشاء اللہ آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ اکھاڑے مین مثل برگ خزان دیدہ اٹھا کر پھینک دونگا یہ شجر قد و تن و توش تناور نخل
نخل حیات دیکھنے کا ہے اب یہ صیاد ہمت و قوت و شجاعت کا میری صید ہے جو کچھ عرض کرتا ہون بفضلہ تعالی یہی امید ہے قاسم نوجوان نے ہمایون
بن شداد سے کہا یہ شکار بھی ہاتھ سے کھویا کیا کہون تم ہارج ہوے نہین مین بہت تھا جو پا آخر کار قاسم متاسف ہوے ہاتھ ملکر
رہ گئے کہا ای ہمایون تمنے غضب کیا میرا شکار حکیم بدیع صید کریگا مجکو بڑا رنج ملال ہوا وہان نستور بن نستار کشتی گیر نے بادشاہ سے عرض
کیا کہ حضور مین چاہتا ہون کہ پہلے زور آزمائی اکھاڑے مین ہوجاے ایک نال لنگر دار بوزن سو من کا منگوا کر اکھاڑے مین رکھدیا جائے کہ مین
اٹھاؤن اور یہ بھی اٹھائے اگر یہ اُس لنگر کو ہاتھون سے اٹھاکر بلند کرلیگا تو مین اسسے کشتی لڑونگا اور جو وہ لنگر اسسے نہ اٹھ سکیگا تو مین کیسے ہم
مقابلہ ہونگا حکیم بدیع نے سب شرطین اُس پہلوان کی قبول کین اور کشتی قرار پاگئی پھر گیاہوز خون آشام نے بھی منع کیا ای حکیم تم کیا
غضب کرتے ہو تم اس کشتی گیر سے مقابلہ کرنیکو کہتے ہو کیا نادانی کرتے ہو تم اس سے کسیطرح سر بر نہین ہو سکتے آخر کو شکست ہوگی ثمر خجالت ہاتھ آئیگا نخل نکہت
اکر جائیگا مصرع حیا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + حکیم بدیع نے کہا ای گیاہوز خون آشام تم منع نکرو ذرا تماشا دیکھنا کہ اکھاڑے مین کیا ہوتا ہے
یہ بھی کشتی یادگار رہیگی جو دیکھیگا وہ حیرت کریگا گنجاب نے حکم دیا کہ جا بجا منادی ندا کرے ڈھنڈھورا بجائے ڈھنڈھورا پیٹے کہ فلان روز زیر دیوار
ملکہ گوہر ملک اکھاڑا تیار ہوگا وہان کشتی حکیم بدیع سے اور پہلوان نستور بن نستار کشتی گیر سے ہوگی اور زور و قوت کا امتحان بمقابلہ نستور بن
نستار کشتی گیر ہوگا چاہیے کہ تمامی شہر خورد و کلان اعلی و ادنی شائقین و ناظرین تماشا دیکھنے کو آئین درجہ بدرجہ استقامت کرین اور ملاحظہ
فرمائین کہ یہ کشتی بھی یادگار زمانہ ہے کبھی چشم فلک نیلوفری نے بھی نہ دیکھی ہوگی گوش گردبیان نے بسماعت دل نہ سنی ہوگی اسی عرصہ
مین مہتر مرجان کوتوال ملکہ گوہر ملک آیا بقواعد شاہانہ آداب تسلیمات بجا لایا اور ایک پرچہ کاغذ بطور عرضی پیش کیا جب گنجاب نے وہ کاغذ
پڑھوا سماعت فرمایا یہ عرضی ملکہ گوہر ملک کی ہے تحریر تھا کہ بخدمت فیضدرجت عالی منزلت والاشان عالی مکان بادشاہ مکرم سلطان المعظم
گیہان خدیو شاہ شکوہ بادشاہ گنجاب بن گنجور ملک مرجان دلکش خلد اللہ ملکہ دختر فدویہ گوہر ملک بحضور حاشیہ نشینان
بساط فیض مناط عرض پیرداز ہے سنا ہے کہ آج کوئی پہلوان نوجوان مسمی نستور بن نستار کشتی گیر بدعوی زور و طاقت و قوت و ہمت
رکھنے سے آیا ہے اس سے مقابلہ حکیم بدیع سے قرار پایا ہے متردد ہون کہ اکھاڑا ایسے مقام پر بنوایا جائے کہ جہان سے اس فدویہ کو بھی
تماشا دیکھنے کا موقع ہو زیادہ حد ادب گنجاب نے وہ پرچہ عرضی ملکہ گوہر ملک پڑھکر مہتر مرجان سے کہا ای مہتر مرجان [illegible]

کہ اے نور چشم راحت جان اقبال نشان دختر نیک اختر زیر دیوار باغ تمھارے اکھاڑا تیار ہوتا ہے وہیں کشتی اور زور ہونگے تم بھی اپنے باغ
پر فضا سے تماشا دیکھنا وہیں ہجوم خلائق و اژدہام تماشبینان ہوگا بلکہ ایک میلہ جمع ہوگا یہ کشتی تماشا قابل دید ہے اور بادشاہ تمام شہر میں ڈھنڈھورا
پٹا کہ خلق خداوند ہیجدہ ہزار ملک لقائے بے بقا اور حکم پیغمبر مرسل گنجاب کا کہ کل حکیم بدیع پسر حکیم فاروس اور نستور زمین نستار کشتی گیر
زیر محل ملکہ گوہر ملک کشتی ہوگی اذن عام ہے جسکا جی چاہے تماشا کشتی کا آکر دیکھے ادھر سنجابی عیار نے عین دیوار ایوان عالیشان ملکہ
کے نیچے ایک مقام پر کہ ہزارہا درختان خودرو اور سایہ گستر تھے اور میدان بھی بہت وسیع تھا چاروں کونوں پر چار درخت بہت بڑے بڑے فلک
فرسا اور خودرو دیکھکر چالیس گز سے چالیس گز مربع پیمایش کرکے آدم آدم قد زمین کو کھدوایا اور وہ ناقص مٹی وہاں کی نکلوا کے اور تحفہ مٹی پنڈول
کی خوب باریک کراکے سنگریزے کنکریاں اسمیں سے چنوا کے پھنکوا دیں اور اسی چالیس گز کے دور میں بھروا کے کئی سو من عطر مٹی اور
کیوڑہ اور خس کا اسمیں ڈلوا دیا کہ وہ تمام مٹی عطر کے پڑنے اور مخلوط ہونے سے گل کر مثل پیٹھے کے ہوگئی تھی اور چار طرف لب گرداں اسکی نہچ اور بہت
پاکیزہ بنوا کے کوسوں تک جتنا کہ خس خاشاک اور جھاڑی جھنکاڑیاں تھیں سب کو اکھڑوا کر صاف اور شفاف کروا دیا اور ہزار ہا سقہ و گھڑے والے
واسطے آبپاشی کے چھڑکتے ہوتے تھے غرض یہ کہ شام ہوتے ہوتے تیاری اکھاڑے کی بخوبی تمام ہوگئی اور منادی تمام شہر سنجان میں بلکہ شہروں شہر فوج سپاہ
کی چھاؤنیوں تک ہوگئی کہ کل صبحکو زیر قصر عالیشان شہزادی کے اکھاڑا کشتی کا تیار ہوا ہے اور نستور زمین نستار کشتی گیر پہلوان قدرت سے خداوندی کے
حکیم فاروس کے بیٹے حکیم بدیع کی کشتی قرار پائی ہے اذن عام ہے جسے تماشا کشتی کا دیکھنا منظور ہو وہ بیخوف و خطر آئے اور دیکھے ممانعت اور
مزاحمت کسی کی نہیں ہے غرض وہاں تو تیاری اکھاڑے کی اور خلقت تمام شہر سنجان کی اس فکر میں کہ کل اژدہام خاص و عام کا اسقدر ہوگا
کہ بخوبی تمام سیر تماشا کشتی کا دیکھنے نہ پائیں اور کوئی جا اسوقت بہم نہ پہونچیگی جو شام سے چلکے وہاں کوئی مقام اچھا دیکھکر بیٹھ رہیں تا کیفیت کشتی
کی دیکھیں چار طرف سے اعلی و ادنی زن و مرد کہ و مہ وضیع و شریف از خرد تا کلان از پیر تا جوان امیر و وزیر محتاج فقیر دوڑے انتہا یہ کہ اندھے لولے لنگڑے
بھی اوروں کے کاندھوں پر چڑھ چڑھ کر چلے تھے کہ ہم بھی کشتی لڑنیکا تماشا دیکھیں گے اور از بسکہ یہ خبر دم کے دم میں عالمگیر اور زبانزدوں تک شہرہ ہوگئی تھی
دس کوس تک کی بھی رعایا برایا وغیرہ توشہ کی روٹیاں کمروں میں باندھ کے کشتی کے دیکھنے کے اشتیاق میں چلے آتے ہیں غرضکہ بیان کی دھوم دھام
اور اژدہام خاص و عام کی شرح تو اسکی کل صبحکو بیان کیجائیگی اب حال شاہزادہ با اقبال کا سنیئے کہ یہ جو اپنے مکان میں بخدمت حکیم فاروس
تشریف لائے تو حکیم صاحب نے انسے کہا کہ ای فرزند تمھاری عقل و فہم اور ذہن و شعور سے نہایت دور ہے یہ بات کیا تمھارے خیال میں آگئی کہ
تمنے سر دربار اس نستور زمین نستار کشتی گیر سے اقرار کشتی کر لینے کا کیا اور اس دیو خصال پہلوان قدرت لقا سے اپنے زور و طاقت کے امتحان کرنے پر
آمادہ ہوئے ہم اور اطبا لوگ مشہور ہیں ہمیں نبض اور قارورہ دیکھنا چاہیے ہاں اگر معرکہ اور مباحثہ علمی یا کوئی مسئلہ طب ہو تو البتہ ہمکو کام کرنا چاہیے
یہ کارخانہ شیطانی اور طرز حیوانی ہے کشتی لڑنا پہلوانوں کا پیشہ ہوتا ہے جو کوئی کہ انسان دانشمند ہوگا وہ اس وضع سے حذر کریگا شاہزادہ عالم
نے عرض کیا کہ ای بزرگوار ہر چند کہ یہ حرکت مجھسے خلاف اپنی وضع کے واقع ہوئی مگر کیا کروں مجبور ہوں کہ غیرت اور حمیت میری مقتضی اسبات
کی ہوئی کہ بدنامی پیغمبر مرسل کی اور ذلت سرداران بارگاہ سنجابی ہو لہذا اسنے یہ خیال اسکے مصرع ہر مرد گو بمیرد زن به از زیستن وعدہ ہی
کر چکا ہوں جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحہ پیشانی پر میرے بروز دیوان قضا کلک قدرت سے اپنے ترقیم کیا وہ بعرصہ ظہور آیا
اور آئے گا آپ اس مقدمہ میں تردد و فکر نہ کریں حکیم فاروس مجبور ہوکر خاموش ہو رہا اسمیں دن تمام ہوا اور وقت شام کا آیا شاہزادہ
عالی مقام بعد انفراغ تناول طعام نماز مغرب و عشا سے فارغ ہوکر واسطے آرام فرمانے کے پلنگ پر تشریف لیگئے ناگاہ وقت خواب کچھ جی کو
خیال آگیا کہ آج یہ حال کشتی کا سنکے بے شبہ و شک ملکہ گوہر ملک کو اضطراب بدرجہ کمال ہوگا بہر صورت چلکے ملکہ سے بھی ملاقات کرنا
از جملہ واجبات ہے صبحکو واللہ اعلم بالصواب شب حامل است فردا چہ زاید آدھی رات کے عمل میں لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ
کرکے اپنا دستہ معہودہ جسطرح پہلے سے کہ دو ایکبار سابق میں تشریف لے گئے تھے اسیطور پر آج بھی عرصہ راہ کو طے کرکے زیر قصر
ملکہ گوہر ملک پہنچے اور کمند کی راہ سے دیوار پر چڑھکر اندرون قصر داخل ہوئے وہاں ملکہ صحن خانہ باغ کے چبوترے پر ایک تکیہ جواہر

لے نیچے کر استادے اسکے الماس تراش جھاڑین منقش کی باسلکہاے مروارید آویزان ہین فرش بہت پاکیزہ بچھوا کے اول شام ہی سے بیچ
کو آلام مین آبادیدہ اور نہایت مضطرب الحال جلوہ فرما ہی اور گل اندام شمرو وغیرہ ہمرازین دمسازین کچھ باتین تسلی وتشفی کی کرکے ملکہ کو سمجھاتی ہین اور
ملکہ ہر بار باچشم اشکبار یہ اشعار آبدار کسی استاد کی غزل کے

غزل

ناز پروردہ چمن تھے اب اسیر دام ہین | کچھ تو اے صیاد کر خاطر ہماری ان دنون
حل نسیے ہوش وحواس طاقت وصبر و قرار | کون کرتا ہی ہماری غمگساری ان دنون
دکھ رہا ہی بسکہ دل مضطرب نکلی چھیڑ سے | پھانس سے دجاتا ہی درد زخمکاری ان دنون
دل نے کی ہی عشق ضبط آہ درازی ان دنون | طائر بے آشیان ہی بیقراری ان دنون
ہی سلیمان کو ہیں جوش جوانی کا غرور | مرکب باد صبا پر ہی سواری ان دنون
ساکنان عرش بسم اللہ و مجرہا پڑہین | چشم طوفان خیز سے دو دریا ہین جاری ان دنون

پڑھکر کے کہتی تھی کہ صاحب کیا اپنے جی کو سمجھاؤن اور کیونکر صبر کرون
ہو سوا الجھنین اسوقت میرے دلکو ہو رہین ہین یہ تفرقہ انداز گردون غدار کیا تحلو کیا بازی تازہ بروے کار لاتا ہی استدعا اور عشق ہو کر جناب احدیت
اس پہلوان قدرت کے معرکے اور مقابلے سے پیشتر شہزادہ والا مرتبت کو یہان پہونچا دے شراب جذب کو اسکے دلمین جاوے عاشق کو مرکے
مجھے ملاوے ایک ہفتہ سے وہ یہان رونق افزا بھی نہین ہوے ہین اگر آج تشریف لے آئین تو میرے انکے دو دو باتین ہوجائین اور جو غبار سر دلکا
اور جتنی بعثر اس جی کی ہی نکالے جہانتک منت خوشامد سے مجھسے سمجھایا جاوے اور زبان میری یاری دے مین کہسن لون آگے جو نوشتہ تقدیر ہوگا
دیکھ لون گی شمرو نے عرض کی کہ قربان جاؤن آجکی شب تو شہزادہ عالم کو بھی منحرے نستور کشتی گیر کی کشتی کا بڑا تردد لاحق ہوگا دیکھیے کیونکر انکا
تشریف لانا ہو ملکہ نے کہا کہ یہ تیری ہی نادانی اور محض غلط فہمی ہی یہ اولاد صاحبقرانی عجیب بے پروا وارستہ مزاج ہین فکر اور تردد انکے قریب ہو کر
نہین نکلتا ہی یہی گفتگو فیما بین ملکہ کے اور خواصون کے ہو رہی تھی کہ سامنے سے ایک خواص دوڑتی ہوئی آئی اور اسنے ہنسکے دعاوی شکر اللہ
کہ سلامت جم ہی یہ خیر ابر ہی جسکے دم قدم سے دنیا کا سب بکھیڑا ہی لو ملکہ عالم تمھارا تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا شاہزادہ عالم حسب معمول تشریف
لائے ملکہ گوہر مالک گھبراکے اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ سب محرمین ہمدمین ہمراہ ہوئین اور دستی والیان جپ وراست کچھ آگے آگے روشنی دکھلاتی
جبکہ ملکہ قریب بارہ دری کے پہونچی تو دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن دیوار پہ سے اتر چکے ہین اور اسیطرف کو آتے ہین خواصون نے
جھک کر مجرا کیا شمرو نے بڑھکر بلائین لین اور کہا کہ قربان گئی ابھی ملکہ عالم آپکا ذکر خیر کر رہی تھین اور جسوقت سے یہ خبر کشتی لڑنیکی سنی ہی ملکہ کے
جی کو عجیب طرحکا صدمہ عظیم ہی اور شام سے اسی فکر اور آلام مین آپ بھی رو رہی ہین اور ہملوگو نکو بھی رلاتی ہین شاہزادہ والاشان نے ہنسکے ملکہ
کو گلے سے لگایا اور سیر باغ کرتے ہوے جس مکان مین کہ پلنگ ملکہ کا لگا رہتا ہی اور خلوت گاہ ہی وہان آنکر مسند پر بیٹھ گئے ملکہ نے کہا تمھارے جی مین کیا
آگیا جو تمنے نستور ایسے خوک طلعت پہلوان قدرت لقا سے کشتی لڑنیکا ارادہ کیا ہی وہ بلانوش چار چار دیگین پلاؤ کی زہر مار کرجاتا ہی کبھی ستون کا فولادی
ایک میل ہی اسکو زمین مین گاڑکر اکھاڑ لیتا ہی ایسے سنڈے مسنڈے بھکڑے خاک مین ملے سے زور آزمائی کرنے سے فائدہ کیا آپکی تشنجی مین ٹیکا لگا جاتا تھا
جو اور سب سرداروں نے انکار اور پہلو تہی کی اور تم اپنی نمود کرنیکو اقرار کر بیٹھے اور ہم سبکو عجیب طرح کی بلا مین اور مخمصے مین ڈال رکھا ہی کہ ایک ایسکے کی
حالت ہی جیتے ہین نہ مرتے ہین شاہزادہ عالم نے تبسم فرماکے جواب دیا کہ ای ملکہ اللہ اللہ کرو اور اسے سوچو کہ جناب ہماری عزت وتوقیر کیسی کرتا ہی کہ تمام
سردار اور اہل دربار ہماری روز بروز ازدیاد حرمت وجاہ کو دیکھکر حسد کرتے ہین اور اسی رشک مین مرتے ہین بھلا ہم اسکی بدنامی کیونکر گوارا کرتے
اور اس خط منشور پر سرداران بارگاہ نشینون کی اپنے جیتے جی مہر ہونے دیتے یہ بات تو ہمارے خلاف وضع اور خلاف ہمت اور عزت تھی علاوہ
اسکے طرہ اسپر یہ ہوا کہ نستور کی زیادہ گوئی اور بلند پروازی و رلاف وگزاف کے ہم متحمل نہو سکے ملکہ گوہر مالک نے کہا آپ بجا فرماتے ہین لیکن ہم تمھارا سا
دل و گردا کہان سے لائین شاہزادہ والا قدر نے فرمایا کہ ہمنے تمکو انھین باتون کے خیال سے روز اول نہین کہا اور بہت سا سمجھایا تھا مگر مرشدنی تو نہین
تھا تمنے نمانا اب بجز صبر وشکر کے کچھ تشویش وتردد کرنا لازم نہین مجھے ایسے طویل القامت نستور کشتی گیر کا تو لاحول ولا قوۃ مطلق کچھ اندیشہ اور ڈر
نہین مگر تمھارے سر کی قسم جب دربار مین جاتا ہون بخوف جہالت قاسم سر بکف نہایت ششدر اور مضطر رہتا ہون کس لیے
کہ اس جاہل اجہل بدمزاج زود رنج کی خو بو سے مین خوب آگاہ ہون گنہا ب کی کیا اصل وحقیقت ہی اگر زہر وشاہ لقا مشرک خدا لعین تمام اپنے اٹھارہ
ہزار پیغمبران مرسل اور نامرسل اور بندگان بارگاہ اور پہلوانان قدرت اور مقربان درگاہ سے ایکبار رخا و رسپاہ سے کوئی کلمہ خلاف اسکے زبان پر لائے

تو یہ جاہل مطلق کچھ اندیشہ اور پس و پیش نیک و بد کا نہ کرے اور لقا سے بھی لڑنے مرنے مارنے مرجانے کا ارادہ کرے بعد ازاں جو گفتگو سخت و درشت
شاہزادہ قاسم نے سر دربار نستور بن نستار سے کی تھی وہ سب بیان کر کے کہا کہ بس تم اب یہی دعا جناب باری سے مانگو کہ ہماری آبرو
رہجائے اور قاسم کے مزاج میں ہر وقت کشتی نستور ہماری طرف سے کچھ جہالت نہ آجائے ملکہ گوہر ملک یہ حال شاہزادہ قاسم کی طبیعت
اور جہالت کا سنکے کانپ اٹھی اور کہنے لگی کہ صاحب برائے خدا تم وہ دنگل رستم شہزادہ قاسم کو دے ڈالو تو یہ مناقشہ اور دغدغہ رفع ہو جائے
اور پھر تو وہ تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری کریگا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے ملکہ ہمیں خاور سیاہ کی گوشمالی اور چشم نمائی کے لیے
ہر وقت اور ہر جا پر موجود ہوں انکی جہالت میرا کیا کر سکتی ہے ملکہ گوہر ملک بولی کہ ماشاء اللہ ماشاء اللہ واہ تمتو اُنسے بھی کچھ زیادہ تر جاہل
معلوم ہوتے ہو ایک کرسی چوبی کے لیے اپنے ایسے بھتیجے کو کہ بجائے اپنے فرزند جگر بند کے ہے مار ڈالا منظور کرنا یہ کونسی عقل کی بات ہے القصہ
تا نصف شب یہی گفتگو رہی بعد ازاں شاہزادہ عالی مقام کا جی چاہا اب استراحت اور آرام فرمایئے جانب ملکہ مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ اتنے
میں شبنم کثرت سے پڑنے لگی اٹھکر اندر چلکے پلنگ پر بیٹھو رات بھی تھوڑی سی رہ گئی ہے یہ کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہاں سے برخاست کر کے اندر
چلے اسی ضمن میں ہر ایک کوئی کسی کام کے حیلے سے کوئی کسی بہانے سے ادھر اُدھر ہو گئیں شاہزادہ عالم مع ملکہ پلنگ پر تشریف لے گئے
اور گرد و پیش جو کشتیاں گلابی شراب کی رکھی ہوئی ہیں شاہزادہ والا مرتبت نے ایک کشتی کا تورہ پوش الٹکر ایک گلابی کو ہاتھ میں اٹھا لیا
اور اُسکی شراب کو ملاحظہ کرنے کے لیے ملکہ گوہر ملک نے ساغر زمردیں اٹھاکر شاہزادہ عالم کے ہاتھ سے اُس گلابی کو لے لیا اور دو ایک
جام شراب کے باتفاق طبع نوش فرمائے اور سرور دونوں صاحبوں کی طبیعت کو ہوا لال لال ڈورے نشہ صہبائے عشق کے آنکھوں میں معلوم
ہونے لگے نوبت بوس و کنار کی پہونچی مگر از بسکہ رسم اور طریقہ خاندان صاحبقرانی کا یہ ہے کہ تا وقتیکہ سر رشتہ عقد و مناکحت مستحکم اور استوار
نہو یہ لوگ مرتکب فعل حرام کے نہیں ہو سکتے چنانچہ سابق ازیں بھی ملکہ گوہر ملک سے یہ گفتگو طے ہو چکی تھی بس باقی اور سب راز و نیاز
عاشقی اور معشوقی کے سوائے وصلت اور پیوند کے فیما بین ہو رہے تھے اسی میں دیکھا کہ کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان
نامدار پلنگ پر سے اُترے اور ملکہ سے مضمون اس مصرع کے کہ اے ملکہ مصرع اگر زندگی ہے تو پھر آ ملینگے نہ گھبراؤ نہیں انشاء اللہ تعالی باقبال لا یزال
ایزدی پھر جلدی ملاقات کرینگے اور یہ کہکر رخصت ہوے بوقت وداع ملکہ نے اپنا گریبان کرتی کا اور دوپٹہ مثل خط شعاع کے تار تار کر ڈالا اور مثل
ابر نو بہار زار زار اشکبار ہوکر کہنے لگی اے شہریار شعر گر زیست سے نہ مجکو خفا تو خفا نہو سر تن سے میرے گر تو جدا پر جدا نہو اور دامن پکڑکے کہنے
لگی کہ عند اللہ آپ نستور کشتی گیر سے کشتی لڑنے کا ارادہ نہ کریں میرے دل کو تسکین و صبر کسی طرح سے نہیں آتا اور لاکھوں طرح کے وسواس جی کو گھیرتے
ہیں یہ تقریر ملکہ کی سنکے شاہزادہ والا تو چین بجبیں ہوا اور چاہتا تھا کہ کچھ جواب سخت دیکر دامن چھڑا لے الا بعد جو دیکھا کہ ملکہ کا حال غیر ہے
اور روتے روتے ہچکی بندھی ہوئی ہے بات نہیں کیجاتی ہے آپ بھی باچشم پر آب دم بھر عالم سکوت میں رہے بعد اُسکے ملکہ کو اپنے گلے سے
لگا یا فرمایا کہ اے ملکہ تم ہمارے مزاج سے خوب آگاہ ہو اور یہ بھی ہم کتنے بار ہا سمجھا چکے ہیں کہ ہمارے خاندان عالی میں کا ذرہ بھر دغدغہ نہیں
ہوتے ہیں کتنے کمال تعجب ہے کہ تم ہمکو اسوقت روکتی ہو جتنے جو زبان سے کہا وہ جسطرح سے کہ مرگ و زیست برحق ہے ہم کرینگے اب بھلا ہم انکار
کرینگے لعنت ہے اس بیحیائی کی زیست پر اے ملکہ بس اسوقت تم نظر کرم کریم کارساز پر رکھکے عوض اس گریہ و زاری کے جناب باری سے دعا
طلب ہو کہ اس مجمع کبیر اور انبوہ کثیر اور بازار عام خاص و عام میں ہماری آبرو رہجائے یہ کہکر شاہزادہ عالم نے اپنے دامن سے گوہر ملک کے آنسو
پونچھے اور خوب سی دلجمعی او تسکین دیکر تشریف لے گئے اسیطور پر باغ کی دیوار سے اُترکر اپنے مکان پر رونق افروز ہوئے وہاں تمام خواصیں انیسیں
جلیسیں ملکہ کو سمجھاتی ہیں اور ایک زبان ہوکے سب کہتی ہیں کہ واری ہم لونڈیاں صدقے آپ کچھ سراسیمہ اور مکدر نہوں اور کسی طرح کا اندیشہ
و دغدغہ وسواس نکریں خدا نے چاہا تو جس طرح سے شاہزادہ والا شان نے اس کمان کو توڑکر پھینکدیا تھا دم بھر میں سن لینا کیا مقرر اپنی آنکھوں
سے دیکھ لیجیے کہ اس نطفہ شیطان پہلوان کو خدائی مار ہمارے آقا سے دو جہان شاہزادہ عالم و عالمیان نے دھڑ سے سر کھینچ کے پیوند زمین
کر دیا اور جہنم واصل کیا غرض اسی طرح تسلی و تشفی کی باتیں کر کے ملکہ کو بہلاتے اور سمجھاتے ہوے صبح جو ہو گئی تو سبھوں نے

عرض کی کہ ملکۂ عالم اب آپ اُس برج مین جسکے سامنے میدان کشتی ہے اور فرش فروش پردے چلمنین وہان سب تیار ہین معقول ہے چلئے
اجلاس فرمایئے اور تماشائیون کا اژدہام اور اجتماع خاص و عام اور تماشہ کشتی شاہزادہ عالیمقام اور اس پہلوان شیطان کا ملاحظہ فرمایئے
ملکہ نے فرمایا اچھا چلو یہ کہکر ہاتھ منھ دھوکر گلوری پان کی خاصدان والی سے لیکر کھالی اور اس برج مین جاکر جلوہ فرما ہوئی اور دیکھا کہ گرد و
امیرون کا ہجوم اور تماشائیون کی دھوم ہے لاکھون ادنیٰ اعلیٰ برنا و پیر جمع ہین کھوے سے کھوا چھلتا ہے سیکڑون ہزارون امرا رئیس زادے ساہوکار
بچے بڑے بڑے سیٹھ جوہری نیچے ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار ہین ہزارون سیکڑون کھڑے ہوئے سیکڑون نے اول سے اسی اکھاڑے
کے اندر کنارے پر شطرنجیان چاندنیان قالینین دریان بچھاکر بیٹھ رہے ہین سیکڑون درختون پر چڑھے ہوئے بیٹھے ہین اکثر درختون کے ٹہنے
آدمیون کے بوجھ سے پھٹ پڑے کتنون کے مغز پھٹ گئے اکثرون کے ہاتھ پاؤن ٹوٹ گئے بعضون کے کولون مین چوٹ آئی دو چار
پیٹ مین صدمہ ہے انکے منھ سے خون جاری ہے دو ایک ضائع ہوگئے جان سے گئے ہین کوسون تک حلوائیون نے تختہ تختہ چبوترے
مٹی کے باندھ باندھکر پالین تانی ہین دُکان اپنی لگائے بیٹھے ہین بھٹیان گرم ہین پوری پکوان تر حلوا بیچ رہے ہین سیکڑون خوانچے والے
لونگ چڑے کباب بیچتے تھال والے سموسہ دال موٹھ والے پھرتے ہین سیکڑون دُکانین شیشہ موتی والون کی ہزارون دکانین گلوری والون
کی لگی ہین غرض کہ ایک میلہ سا لگا ہے اور چپ و راست اُس اکھاڑے کے ڈنگل کرسیان صندلیان نیم تخت بچھتے جاتے ہین اکثر سرداران بارگاہ
گنجاب اور لڑکے بالے امیرون وزیرون کے جو جو کہ باریاب دربار پیغمبری ہین اور بعضے خاندانی روساے شہر اور اہالیان مملکت اور
اراکین دولت آن آنکر بیٹھے جاتے ہین مگر ابھی گنجاب کی سواری نہین آئی ہے اور نہ نستور ین نستار کشتی گیر آیا ہے ہان جلوس سواری کا چلا
آتا ہے آئین ظاہر ہوا اور آواز ڈنکے کی گوش زد ہوئی اور آگے آگے سانڈنی سوار بعد اُسکے اور ہزار بارہ سو حاجب دربان لیسادل مرد نقیب
چوبدار عصا بردار گھوڑون پر سوار بہت ذی ہوش اہتمام سواری کا کرتے ہوئے ہزار بارہ سو سقے فوارے ہزارے کے دہانون پر مشکون کے
چڑھائے آبپاشی کرتے ہوئے مشعل بردار عود سوز اگر سوز عنبر سوز ہاتھون مین لیے بخورات جلتا ہوا گنجاب تخت رواں پر سوار اور علقمہ خطر الالی
وزیر اعظم دستور المعظم خواصی مین باادب کھڑا مروحہ طاؤسی سے مگس رانی کرتا ہوا سعی خرقہ نشین اور سیاہ خرقہ نشین دو کھابنے گنجاب کے
تخت کے برابر اپنے اپنے مرکبون بازین و لجام مرصع کار پر سوار اور گیاہور خون آشام وغیرہ دست راست کو اور مہلیل دراز ریش
شہسوار دست چپ کہ پشت پر کئی لاکھ سوار و پیادہ ملازمین اور نمکخوار سرکاری ہین بارے تخت گنجاب کا اُس اکھاڑے کے کنارے پر رکھا گیا
اور تمام سردار اور اہالیان دربار اپنی اپنی سواریون سے اُتر اُتر کے ڈنگلون کرسیون پر بیٹھے کہ ناگاہ غل ہوا کہ پہلوان قدرت آتا ہے اور دیکھا
کہ آگے آگے تو ایک شاگرد اسکا بہت بڑا ڈھول گلے مین ڈالے ہوئے چوب مارتا ہوا ڈھول بجاتا ہوا اور پیچھے اُسکے وہ نستور کبر و غرور مین بھرا ہوا
عجیب طرح کی تشخیصیت اور تمکنت سے ساڑھے اریخ کا قد و قامت ہاتھ پانوکن بڑے زبردست جانگیہ لنگوٹہ باندھے گلے مین پھولون کے ہار پڑے
ہوئے ایک چوب دست آہنی دو سو من کی کاندھے پر رکھے گرد و پیش اُس لعین بدکیش کے چار سو شاگرد کشتی لڑنے والے جام شراب پیتا ہوا
پنجون کے بل اکڑتا تنتا قریب اُس اکھاڑے کے آنکر جسطرح کوئی بھی اڑا دیتا ہے سلام گنجاب کو کیا اور وہ جو چوب دست اسکے ہاتھ مین تھی
اسکو اس زور سے اُس اکھاڑے مین مارا کہ وہ آدھی زمین مین غرق ہوگئی بعد ازان گنجاب کیطرف خطاب کرکے پکارا کہ وہ حکیم زادہ آپکا کہان
ہے اسدن تو سر دربار بیہودہ گوئی کر بیٹھا اب سر دست یہ چوب دست جو مین نے پھینک دی ہے اور وہ قد سے زمین مین بھی دھنس گئی ہے
اسکو تو اکھاڑ دے بعد اسکے میرے سامنے مجھسے نام کشتی لڑنے کا لے گنجاب چپ و راست دیکھنے لگا گیاہور خون آشام نے عرض کیا
کہ حضور کیا مقدور کسی کا جو اس چوب دست کو اکھاڑتا تو بجز زمین سے حرکت بھی نہین دے سکتا اور حکیم بدیع تو ابتک تشریف فرما نہین
ہوئے پس ایسی ہی بات حق گوئی پر تو غلام مطعون خاص و عام ہے کہنے مین اور کرنے مین بڑا فرق ہوتا ہے مہلیل دراز ریش نے ہان مین
ہان ملاکے کہا کہ یا پیغمبر مرسل زیادہ گوئی آخر انسان کو شرمندہ کرتی ہے ابھی یہ دونون سیاہ رو اسی گفتگو مین تھے کہ پھر غل ہوا حکیم بدیع
بھی تشریف لاتے ہین اور حسب اتفاق قبل ورود شہزادہ بدیع الزمان والاشان کے شداد شاہ اور بہاالدین بن شداد

اور فضل تیغ زن پہلوان نامی و گردن کشان روے زمین میدان کشتی مین آچکے تھے ناگاہ شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے تھے جسوقت کہ گیا ہو
اور نیلیل نے ازراہ عیب جوئی یہ گفتگو غیبت مین شاہزادہ والامرتبت کی کی قاسم یعنی فضل تیغ زن نے درجواب اسکے نہایت پیچ و تاب کھاکر
کلمات سخت و درشت فرمائے اور کہا کہ اس خوک دشتی نستور پرغرور کی اصل و حقیقت کیا ہے کہ کوئی شخص اس بیچارے بے حقیقت کے خوف کے
مارے معرکہ مین نہ آئیگا اور ایسے بزدل کے مقابلے میں دلے سے ڈر جائیگا مجھے فقط اسبات کا خیال آتا ہے کہ وہ حکیم زادہ کشتی لڑینگا اور اسکو زیر کرینگا
اقرار اور وعدہ حتمی کر چکا ہے ورنہ اس چوب آہنی کو جو اسنے بڑے زور و طاقت سے زمین مین گاڑ دی ہے ایک اشارے مین اکھاڑ کر مین پھینک دیتا ابھی سبات
کا کوئی جواب دینے نہین پایا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اس اکھاڑے کے قریب آن پہونچا اور گنجاب کو سلام کر کے ملتمس ہوا کہ کیا حکم ہے گنجاب نے کہا
اے فرزند اتبک خیریت ہے تم اس پہلوان قدرت سے لڑنیکا ارادہ نہ کرو شاہزادہ عالم نے جوابدیا کہ یا پیغمبر مرسل سوا اس امر کے جو کچھ ارشاد ہو تعمیل کروں
لاابو میری اور اسکی کشتی کا ذرا آپ تماشا ملاحظہ فرمائین یہ کہکر شاہزادہ عالیمقام نے پوشاک اپنی اتاری اور جانگیہ پہن کر لنگوٹ کھینچا تو جسوقت
کہ اس رشک صد خورشید ماہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ کے جسم اطہر پر نگاہ سب کی پڑی اور تمام خاص و عام نے تن نازنین اس والامقام
کا دیکھا سب متعجب اور متحیر ہو کر کہتے تھے کہ فی الحقیقت رستم کا دل اور کلیجا اس حکیم زادے کا ہے واہ کیا ارادہ اور کیا حوصلہ کر بیٹھا ہے بلاشبہہ و شک
یہ بڑا دلیر و بہادر ہے کس لیے کہ اگر اس سے اور اس سے نسبت ارض و سما یا مقابلہ کوہ و کاہ کا کہا جاسے تو بجا ہے خداوند تعالی اس حکیم زادے کی آبرو رکھے
نستور بن نستار نے شاہزادۂ عالی وقار کیطرف نگاہ غیظ دیکھکر باواز بلند کہا کہ اے حکیم زادے رحم کر اپنی اس نوجوانی اور جان شیرین پر شیر و بیاں مین
ذرا دیکھ ہوشناک تماشا پھر غافل کیا دیکھیگا تو خاک تماشا کہان تیرا جسم نازنین اور خوبصورت خوبصورت ہاتھ پاؤن اور کہان تیرا تن و توش
اور قد و قامت اور زور و طاقت مجھمین تجھمین کسی طرح کی مناسبت نہین اگر تو اے اسعد ازراہ نادانی بیساختہ ایک بات زبان سے نکال بیٹھا
اور مجھسے وعدہ کشتی لڑنیکا کیا تو کچھ قباحت نہین سہو و خطا سب سے ہو جاتی ہے بلکہ ایک مذہب نادیدہ خداے آسمانی کے پرستارون کا وہ اسی قول کو
اپنا دین ایمان الانسان مرکب من الخطاء والنسیان جانتے ہین مین نے تجھ کو معاف کیا کسلیے کہ خداوند تعالی نے تجھے خاص حسن و جمال مین
عدیم المثال خلق کیا ہے تیری شکل دیکھکر میرا جی کڑھتا ہے اور اسقدر تجھپر پیار آتا ہے کہ تجھے اپنے گلے لگالون اور صاحبزادے تم نے سنا نہین شعر ہرکہ با پولاد
بازو پنجہ کرد ؛ ساعد سیمین خود را رنجہ کرد ؛ مجھسے کشتی لڑنا خیلے اشکال اور امر محال ہے شاہزادۂ باقبال نے بکمال آشتی اور نرمی جوابدیا کہ تم پہلوان
قدرت ہو البتہ تجسے لڑنا بہت مشکل ہے الا جو اشراف نجیب الطرفین ہین وہ جو کچھ کہ اپنی زبان سے اقرار کرتے ہین وہ پورا کرتے ہین اب ہمارے تمہارے تو
کشتی ہونا مقدم اور مقرر ہو گیا پھر اب توقف اور تامل کیا نستور ہنسا اور اپنے شاگردون کیطرف دیکھکر کہا کہ صاحبو ہر چند مین نے ترس اور رحم اسکی
جان پر کیا لیکن قضا و قدر مین مجھکو کیا مداخلت ہے مین مواخذہ سے اسکے خون کے بری ہو چکا محض بقصور اور مجبور ہون یہ کہکر پکارا کہ اے شخص تو
کشتی تو مجھسے کیا لڑیگا پہلے یہ چوب آہنی جو مین نے میدان مین پھینک دی ہے تو کھڑا اسے تو اکھاڑ لا بعد اسکے کچھ کلمہ فضول زبان سے نکالنا شاہزادہ
والامرتبت کو یہ گفتگو کبر و نخوت کی نہایت ناگوار طبیعت اقدس ہوئی اور ہرچند کہ شاہزادہ عالیمقام بہت حلیم اور سلیم ہے مگر اسکی بیہودہ گوئی سے ایک
حالت غیظ کی مزاج پر طاری ہوئی اور اپنے دلمین یہ سوچکر کہ قطعہ بنیاد اینقدر صبر و تحمل نہ کہ مانند زمین پامال باشی ؛ تو نئی از خاک و باد و آب و آتش
نمی شاید کہ بریک حال باشی ؛ برابر اس چوب آہنی کے پہونچا اور اسمین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ زمین معرکہ دہل گئی اور زور اولین مین بیلے بکمال اس
چوب آہنی کو اکھاڑ کر سر سے بلند کیا اور دوسرا نعرہ کر کے جو مارا تو وہ چوب تمام زمین مین غرق ہو گئی فقط ایک دستہ اسکا کھڑا رہ گیا تھا ہر ایک کی زبان سے
مرحبا صد مرحبا بلند ہوا اور از زمین تا آسمان صداے آفرین و تحسین گوش زد تھی بیساختہ فضل تیغ زن کی بھی زبان سے واہ واہ نکل گئی اور گنجاب تخت
پر کھڑا ہو گیا اور پکارا اے فرزند چشم بد دور مرحبا صد مرحبا کیا ہوا و غیرہ جو کہ معاند و حاسد تھے انکو عجب طرحکا داغ رشک دلپر ہوا کہ کلیجا اپنا دونون ہاتھون
سے تھام کر رہ گیے اور کچھ دم نہین مار سکتے تھے اسمین شاہزادہ نامدار نے پکار کر کہا کہ اے نستور بن نستار اب یہ چوب دست آہنی تجھسے اگر اکھڑ سکے
تو اکھاڑ اور جواب نہ اکھڑ سکے گی تو اس مجمع خاص و عام مین تیری نمود اور آبرو خاک مین ملجائیگی نستور بن نستار کشتی گیر اپنے دلمین نہایت حیران
پریشان بیحس و حرکت خاموش کھڑا ہوا شاہزادہ عالی کا منہ دیکھ رہا تھا کہ دوبارہ شاہزادے نے اس چوب دست آہنی کے دستہ پر ہاتھ ڈالکر

زور کیا اور اسکو اکھاڑ کر خالی پھینکا یا نستور کا یہ حال ہوا کہ مارے ذلت کے زمین میں گڑا جاتا تھا اور زمانہ نظروں میں تاریک معلوم ہوتا
تھا ایکبار پکارا کہ اے حکیم بدیع شاید تجھے اسطرح کی مشق اور کثرت بہت ہے کہ تو نے ایسی چوب آہنی کو اکھاڑ کر گاڑ دیا اور پھر اکھاڑ لیا لیکن اس سے
کیا ہوتا ہے خدائی اور کتخدائی میں بڑا فرق ہوتا ہے مصرع شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر است ٭ یہ باتیں متعلق کثرت اور مشق کے ہیں اکثر مزدور
بھی ایسا کام کیتے ہیں اور کشتی لڑنیکا زور و طاقت سے علاقہ ہے یہ کہکر اسنے خم ٹھونکا اور باواز بلند کہا کہ پھر آپ تاخیر کیا ہے آ میرے مقابل میں
بس اتنا کلام اس نستور بد انجام کے منہ سے پورا نہیں نکلنے پایا تھا کہ وہ شیر بیشۂ شجاعت ضیغم ہیجاے روزگار اشعار چو تیرے زکف جستہ سوے
نشان ٭ بجوش غضب ہمچو سیل روان ٭ چو باز گرسنہ بصید کلنگ ٭ چو شیر ژیان سوے آہوے لنگ ٭ قریب اس اجل رسیدہ نستور مقہور خدا
پہلوان قدرت لقا کے پہونچا وہ نجیا ایکبار ہاتھ اپنا اس شاہزادہ عالی وقار کی گردن میں ڈالکر زور کشاکش کا کرنے لگا اور تماشائیوں کا
یہ عالم ہوا کہ آدمی پر آدمی گرتا تھا سیکڑوں ٹنگریوں میں سر ڈالے ہوے سیکڑوں بغلوں میں گھسے سیکڑوں کاندھوں پر سر رکھے دیکھنے
کو جھکے ہوے حیران رہا کرتے تھے وو دو ہزار اور تین تین ہزار آدمی تلے اوپر ہوجاتے تھے سیکڑوں پانوں کے تلے پیسے جاتے تھے اور یہاں کھاڑے
میں شاہزادہ رستم دل سہراب توان اس نستور بن نستار پہلوان سے کالبکا مشت بمشت لپٹے کشتی ہو رہی تھی ایک دستی دو دستی بغلی اور
لنگان روم اور ہندی تانگ کولہ گرہن اڑنگی وغیرہ تین سو ساٹھ بند کشتی کے جو کہ ناپیدا بساط اس نستور نالائق کے تھے سب کر کے تھک گیا اور
کوئی پیچ اسکا شاہزادہ والا تبار پر نہ چلا اسوقت یہ سوچ کے کہ پہلے تو میں یہ جانتا تھا کہ یہ حکیم زادہ اصل کیا رکھتا ہے زور اول میں اسکو زیر
کرونگا اور آسمان تجھکا دونگا مگر معلوم ہوا کہ یہ سوکھی سوکھی ہڈیاں اسکی فولادی ہیں پھر کہنے لازم ہے کہ ہوشیار ہو کر حریفانہ اور استادانہ
زور کرکے اسکو پشت بزمین کرون حالت غیظ و طیش میں زور کرنے لگا گہتاسپ نے جو یہ تماشا دیکھا کہ حکیم بدیع کسی مقام پر نستور بن نستار
کشتی گیر سے کم نہیں برابر کا زور طرفین سے ہو رہا ہے بہت خوش ہوکر علقمہ اضطرلابی اپنے وزیر اعظم سے پوچھنے لگا کہ کیوں صاحب تمہاری
راے میں کیا آتا ہے ان دونوں میں فتحیاب کون ہوگا علقمہ اضطرلابی نے عرض کیا کہ علم غیب تو فدوی کو نہیں لیکن عقل اسبات کی مقتضی
ہے کہ حکیم بدیع اقبال لایزال سے سرکار کے غالب ہو اور کشتی میں یہ پہلوان مغلوب ہوجاے گہتاسپ نے کہا کہ عجب ہے ہوتا اس امر میں تو ان
دلو نزار نستور پر ہوا ہم اس خیال سے کہ یہ پہلوان قدرت ہے اور خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر نے اپنی زبان سے اسکو فرمایا کہ کسی سے
روے زمین پر زیر نہ ہوگا تو فرمانا خداوند کا غیر از تقاید کے ہے اگر یہ کشتی گیر حکیم بدیع سے برابر بھی رہجاے تو گویا غلبہ و فتح حکیم بدیع کے نام پر ہے
اور یہ خط منشور جیسے ہوا سیر پہلوانان بوصلہ مکان سے تیار کروایا ہے سب میں بجاے واہیات سینہ اس نابکار کی نظروں میں ہوجائیں اور
ہم اس خط منشور پر مہر کرنے سے نجات پائیں ہرگز مہر نکرین اور سرداران گہتاسپ کیا ہو رخون آشام اور قسقل ابن گیا ہور اور مہلیل وراز زیر م
وغیرہ جو کہ معاندین اور حاسدین شاہزادہ عرش تمکین ہیں وہ یہ تماشا کشتی کا دیکھکر مثل مار سر دم بریدہ پیچ و تاب کھاتے ہیں اور جل جل کر کباب
ہوے جاتے ہیں اور آپسمیں سرگوشیاں کرکے کہتے ہیں کہ یہ حکیم زادہ بلاے مبرم نکلا ہرگز ہرگز یہ حکیم فاروس کا بیٹا نہیں ثابت ہوتا ایک عرصہ
دراز سے ہمکو اسکے مقدمے میں تامل و تحیر ہے مہلیل وراز ترکیب نے جوابدیا کہ یہ گمان غلط اور خیال خام ہے کبھی زمانہ اچھے بندوں سے خالی نہیں
رہتا حکیم فاروس کے بیٹے ہونے سے اسکی شجاعت اور تہمتنی میں کیا نقص اور عیب لگسکتا ہے تم سب صاحب عاقل و فہمیدہ ہو دیکھو تو کیسے
کیسے گوہر بیش بہا بطن صدف سے پیدا ہوتے ہیں اور لعل رمانی و بدخشانی سینۂ سنگ سے نکلتے ہیں یہ نیرنگیان اسی قدرت کاملہ خداوند لقاے
خداے ہیجدہ ہزار ملک باختر کی ہیں اسمیں عقل کو کیا دخل ہے زور و طاقت جرأت و شجاعت یہ امور خداداد ہیں اسمیں حسب نسب ذات
و صفات سے کیا علاقہ ہے غرض یہاں تو سرداروں میں یہ چرچا اور ذکر مذکور ہو رہا ہے کوئی کہتا ہے صاحب نستور بن نستار کشتی گیر پہلوان قدرت
خداوند لقا کا ہے یہ کبھی پشت بزمین کشتی میں سنا ہی نہیں کہ کہیں ہوا ہو ابھی وہ رعایت مروت اپنی آدمیت کر رہا ہے جسوقت کہ وہ زور کریگا
پھر حکیم بدیع ایکقدم تو ٹھہر نہیں سکتا چار دن شانے چت پڑا ہوگا دو چار کہتے ہیں کہ تم جھک مارتے ہو پہلوان قدرت کی حالت تو اسوقت
غیر ہو رہی ہے روح پر صدمہ معلوم ہو رہا ہے اور حکیم بدیع کے تیور پر بشرے پر چہرے پر کچھ بدحواسی کوئی علامت پریشانی کی نہیں پائی جاتی ہے

ہمارے نزدیک تو کوئی دم بھر مین یہ ہوتی ہی کہ حکیم بدیع نے جسطرح جیسے قہرمان عجم کی کمان توڑ کر پھینکدی ہی اور اسکی جو بگہی دوسومن کی گرز گاڑ دی پھر اسکو اٹھا نہ لیا اسی صورت پر نستور کو بھی دیکھنا کوئی گھڑیان گذرتی ہین اٹھا کر چاروں شانے چت دیتے ہین کسیکا غرض کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی کوئی ہوا خواہی شاہزادہ بدیع الزمان مین سرگرم آمادہ رزم ایکطرف کھڑا ہی کوئی طرفداری مین نستور کشتی گر کے خنجر کھینچے بعزم جنگ مباحثہ اور تکرار کر رہا ہی دس بیس شخص ہزار اور دو ہزار اشرفیون کی بازی لگا کے کہتے ہین کہ حکیم بدیع اس نستور کو پچھاڑیگا دو چار بیکس سکے کہ حکیم بدیع بیچارہ نسخہ نویس نبض و قارورہ دیکھنے والا نستور ایسے پہلوان قدرت پر کیا غلبہ پائیگا شرطین بدرہے ہین اور قسمین کھا کھا کر حجت کرتے ہین کہ پھر ہمکو کوئی تقا پرست نہ کہنا خداوند سے منکر جانا ہمکو تم سب خدا پرست سمجھنا جو پہلوان قدرت حکیم بدیع کی کشتی نہ ہار اب بیان تو یہ بلوہ ہو رہا ہی ان تماشائیون کو اسی انتظار مین فتح و شکست کے رہنے دیجیے وہان حال ملکہ گوہر نایاب کا سنیے کہ یہ جو اس برج مین بیٹھی تماشا کشتی شاہزادہ با توقیر اور نستور کشتی گیر کا دیکھ رہی تھی جسوقت فیمابین ان دونون کے زور کشمکش کے ہونے لگے اور دونون کو انسبا تا فرق پسینے مین غرق دیکھا تو نستور اہرمن طاعت دیو خصال کے قد و قامت اور زور و طاقت اور شاہزادہ والا مرتبت کے حسن و جمال اور جسم اطہر اور تن نازنین کا خیال جو دلکو آیا تو فرط محبت سے ہزار طرح کی الجھن اور تشویشات اور تردداتِ اور تہما اور خیالات اور وسوسے اندیشے جیکو پیدا ہوے پھر ضبط کرتی تھی آنسو آنکھون سے نہین تھمتے تھے اور کلیجا چار چار ہاتھ اچھل رہا تھا جی بیٹھا جاتا تھا نہایت بیتاب ہو کر حالت اضطراب مین گھبرا کر وہان سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک جانب سجادہ بچھا کے بسمت قبلہ ہو کر تسبیح صد دانہ اشک کو تار نظر مین پیوستہ کیے بحضور قلب اور خلوص نیت مضمون اس رباعی کے رباعی اے آنکہ بملک خویش پاینده توئی ؛ در ظلمت شب صبح نماینده توئی ؛ کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ ؛ بکشاے خدایا کہ کشاینده توئی ؛ جناب کبریا سے دعائین مانگ رہی تھی اور کہتی تھی کہ اے رب کریم مین جدید الاسلام ایک ادنیٰ کنیز عاصی و خاطی تیری وحدانیت اور الوہیت کی ہون زبان فیض ترجمان شاہزادہ بدیع الزمان قدسی سیرت سے مجھے معلوم ہوا کہ تو ایزد کائنات و قاضی الحاجات مجیب الدعوات سمیع و بصیر علیم و خبیر ہر شی پر قادر و قدیر ہی شعر تو نگاری ز خاک صورت پاک ؛ تو آوانیش باز کردن خاک ؛ فقط اتنی ہی ملتجی ہون کہ صدقہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک احمد مختار محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے اس دوست دلخواہ شاہزادہ عالیجاہ کو اس نستور روسیاہ پر فتحیاب کر کے صحیح و سالم بصد جاہ و حشم نکال اس عذاب کشتی سے اور تمامی تماشا بینون کے اژدہام اور بلوا سے خاص عام اور مقربین و مصاحبین بارگاہ اس بیغمبر مرسل یعنی گنجاب کے سامنے شاہزادہ عالیجناب کو سرخرو کرا اور پھر مین اور وہ تیری خدائی کا صدقہ اتارونگی اور باتفاق باہم نذرین نیازین گذرانین علی ہذا القیاس تمام انیسین جلیسین خواصین ہمدمین محرمین مقربین لونڈیان باندیان وغیرہ ملازمین اور متوسلین ملکہ کی سب سربرہنہ بسمت قبلہ منہ کیے خاک پر پڑی ہوئی بکمال تضرع و زاری جناب باری سے دعائین مانگ رہی تھین اکثر ملکہ کے پانون پر سر نہار رکھے یعنی صدقے اور نثار ہو ہو کر یہ اشعار پڑھتی تھین

اگر پایہ پیل است در پر مور	بہ ہر کس دہاد ضعیفی و زور	چو بر دار رداز ہیاز رہ درا	خورد لیش معنیٰ کرد درا
چو بر لشکر دشمن آرد حصیل	بمرغان کشد فیل و اصحاب فیل	یکی را لبسر بر نہد تاج بخت	یکی را بخاک اندر آرد ز تخت
گلستان کند آتشے بر خلیل	کرد ہے بہ آتش بروز آب نیل	کلاہ سعادت یکی بر سرش	گلیم شقاوت یکے در برش
سری بادشاہان گردن فراز	بدرگاہ او بر زمین نیاز	سمجھا لی تھین کہ حضور کا کدھر خیال ہی وہ دن کیا بھول گئین یاد	

تو کیجیے کہ اس گوہر نایاب دریاے صاحبقرانی کو صندوق مین بند کر کے نالائق سلیمان زنگی علیہ اللعن نے کیسے دریاے زخار تیرہ و تار ساحل ناپیدا کنار مین کہ جسمین دو دو ہزار من کا پتھر مثل برگ کاہ بہتا چلا جاتا تھا ڈالدیا اور آپنے جوش محبت اور ولولہ شوق سے اپنے دشمنون کی ہلاکت پیش خود تجویز کر کے آپکو کشتی سے گرا کے ہم آغوش اسی دریا کا کر دیا تھا ہزار زور سے انصاف فرمائیے بلکہ آپ پر کچھ موقوف نہین جو کوئی شخص یہ حال سنے گا اسکو اس دریا سے شاہزادہ والا مرتبت کے زندہ و سالم نکلنے کا احتمال اور کبھی سلامتی اور زیست کا وہم و خیال مین بھی یقین نہ آئیگا گر دیکھیے قدرت تعالیٰ اور کبریائی اس رب العالمین جامع المتفرقین کی کہ پھر تم دونون جدا

اور اس دریا کی آفات سے نجات دیکر بادبان فضل و کرم سے اپنے ساحل مراد پر پہونچایا اور از سر نو حیات دوبارہ عطا فرما کر دونون کو پھر ملا دیا
پس ملکہ عالم اس قدم بدحواسی اور اضطراب کرنے سے کچھ فائدہ نہین نظر بافضال کریم کارساز رکھو اپنے دل کو سمجھاؤ اور جی کو تسکین دیکر تماشا
دیکھو تائیدین اسلام کی قدیم الایام سے سنتے آئے ہین اور یہ تو اولاد صاحبقرانی گل گلدستہ باغ ابراہیمی کس باپ کا بیٹا مشہور و معروف
ہر کہ جو شکنندۂ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران موصوف
کا ہی جسنے کہ اپنے زور پنجۂ دست سے سمندون ہزار دست کو پست اور پیوند خاک کیا اور میدان مصاف مین دیوان پردۂ قاف کو شکست
فاش دی اس نالائق ذلیل و مقہور خدا نستور پہلوان قدرت لقا کی کیا اصل و حقیقت ہی ابھی کچھ اور ہوا دنیا کی اسے کھاتا ہی سوا اپنی
بیحیائی سے یہ زندہ ہاتھ پانون مار رہا ہی بعد اسکے حضور ملاحظہ کیجیے گا تھوڑی دیر مین ہاتھون سے شاہزادہ رستم صولت کے پامال ہوکے جہنم
واصل ہوا چاہتا ہی ملکہ گوہر ملک نے باچشم پر آب جواب دیا کہ بیبیو یہ مین بھی جانتی ہون کہ یہ لوگ اقبالمند ہین اور ہمیشہ یہ لعنایت اور تائیدات
غیبی اور امداد ایزدی آفات و بلیات سے محفوظ رہے اور کامیاب ہوئے ہین مگر سینے کو کیونکر چاک کر کے تمھین دکھلاؤن اور اپنے دل کی تپش و
بیتابی کو کیا کرون شعر کس سے کہین اور کون سنے اور کون ہماری ملنے ہی ؛ صدمہ جو کچھ جان پہ ہی وہ دل ہی ہمارا جانے ہی ؛ گل اندام نے عرض
کی کہ قربان گئی آپ ذرا سر کو سجدے سے اٹھا کر یہان تشریف لائین اور ملاحظہ تو فرمائین کہ شاہزادۂ رستم صولت کس شان و شوکت سے کشتی
لڑ رہے ہین آپ کے اقدام عالی پر لونڈی ہاتھ رکھکر قسم کھاتی ہی اور غلط کہنے والی قربان گئی سر مو ایسن فرق نہین سچ سچ عرض کرتی ہی کہ
ابھی شاہزادہ عالم نے نستور کو چھ سات قدم پسپا کر دیا تھا ملکہ یہ کلمہ سنکے انکے خوش ہوئی اور پھر اس برج مین آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگی قصہ مختصر
یہ کہ چار پہر دن شاہزادۂ عالیمقدار اور نستور مین لگاتار سے برابر زور کشتی کا رہا مگر دونون غالب اور مغلوب کی تمیز کسی کو نہ ہوئی آخر جبکہ وہ
دن تمام گذر گیا اور وقت شام کا ہوا گنجاب نے حکم دیا کہ ہان روشنی کی تیاری جلد ہو جاوے حسب الحکم گنجاب کے طرفۃ العین مین سیکڑون قنادیلا
ہزارون نچشاخے گنگا جمنی روپہلی سنہری کھو لکھادستیان مشعلین روشن کر کے سب نچشاخے والے دستی بردار چار طرف حاضر ہوے تماشائیون
کا یہ حال تھا کہ کھانا پینا وغیرہ حوائج ضروری اپنے سب بھولے ہوے محو تماشائے کشتی تھے جہانتک نگاہ کام کرتی تھی آدمی پر آدمی گرتا
نظر آتا تھا سیکڑون ہزارون آدمیون کے کاندھون پر آدمی سوار کھڑے دیکھ رہے تھے اور گنجاب کا یہ حال ہی کہ اگر ذرا بھی حکیم بدیع کو غالب
اور نستور کو مغلوب دیکھتا ہی تو بہت خوش ہو کر تعریف و توصیف دلیری اور ہمتی شاہزادہ عالم کی اپنی زبان پر لاتا ہی اور بنگاہ غور چار طرف دیکھکر
اسبات کا منتظر اور گوش برآواز رہتا ہی کہ اور لوگ بھی تعریف حکیم بدیع کی کرتے ہین یا نہین پس یہ بات تو مشہور ہی شعر اگر شہ روز را گوید
شب است این ؛ بباید گفت اینک ماہ و پروین ؛ حاکم اور مالک کے جھوٹ کو بھی سچ کہنا لازم ہی نہ کہ ایک بات حقیقت مین راست بے کم و
کاست اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے کیونکر نہ تعریف کرتے لیکن جو مزاج دان ہین وہ پہلے ہی سے واہ واہ کر دیتے ہین اکثر وہ لوگ جو کہ
انصاف پسند ہین وہ اپنے دل سے احسنت احسنت اور مرحبا مرحبا کر رہے ہین معاندین اور حاسدین نابکار بخیال اسکے کہ الناس علی دین
ملوکہم بظاہر یہ بیچ اور پیٹون مین جلتے بھنتے، اف اف کرکے رشک و عداوت اور اپنی بدذاتی سے سرگوشی مین یہ اشعار چپکے چپکے پڑھتے ہین اشعار

زہے گردش چرخ نیرنگ ساز	کہ گنجشک دارد سر صید باز	دریغا ز نیرنگی دہر پیر	کند روبہی قتل نخچیر شیر

اب حال اس نستور خوک خصال کا سنیے کہ جب ایکدن ایکرات زور کشمکش کا کرتے کرتے دوسرے دن وقت دوپہر کا ہوا تب اسنے بکمال
غیظ اور طیش یہ کہکر کہ ای حکیم زادے بس اب خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مین نے تجھے ہوشیار نہ کر دیا دیکھ پہلوان اسطرح لڑتے ہین اور زور اسطرح
کرتے ہین شاہزادۂ والاصفات کے لنگوٹے مین ہاتھ ڈال اور سر اپنا سینۂ بے کینہ پر رکھکر ایک نعرہ کیا کہ یا خداوند باختر اور زور درد تمام
تمام ریل کر لیچلا اور سب شاگرد اس بدذات کے پکارے شعر ہر کس کہ زحد نہد بیرون گام ؛ بایست سزاے آن بد انجام ؛ ای حکیم زادے
اب استاد کے ہاتھ سے نجات پانا خیلے اشکال اور بہت محال ہی اور فی الحقیقت وہ نامی شیطان پہلوان نستور علیہ اللعن والعذاب اس
زور شور سے شاہزادہ رستم توان عالیجناب کو چاہتا تھا کہ ریل کر دھڑا لیجاے اور پسپا کرے اور کوئی اپنا پیچ گانٹھکر اپنی استادی دکھلائے

لیکن شاہزادہ عالم نے زور اسکا سنبھالا بجز اسکے کہ جو دو ہاتھ قدم آگے تھا وہ ہٹا کر بائین قدم پر لنگر مارا وہ باقی فشار شاک دیوزاد و دوسرے
قدم کو بھی حرکت دیکر پانچ قدم پیچھے ہٹالے گیا چھٹے قدم پر شاہزادہ عالم نے لنگر اپنا قائم کیا تو یہ عالم تھا کہ تا بزانو دونون پاؤن زمین مین دھنس
گئے تھے اور اب نستور حتی المقدور کوئی اپنے زور و طاقت مین قصور نہین کرتا ہے مگر زمین نے فرط خوشی سے پاؤن اُس عرش تمکین کے پکڑے
چھوڑے نہین اور شاہزادہ عالم کو کسی قدرت سے پر پہلوان قدرت جس اور حرکت وہان سے نہین دے سکتا تھا اسمین نستور کے شاگردون نے
غل کیا کہ مار لیا استاد نے اور گیا ہور اور جہلیل وغیرہ جو کہ حاسد اور کینہ جو تھے نہایت خوش ہو کر نستور کی تعریف کرنے لگے گیا ہور نے بڑھکر
گنجاب سے عرض کی کہ ہرچند فدوی نے جناب مین مکرر سکرر التماس کی کہ نستور پہلوان قدرت ہے ایک حکیم زادے کا اسکا مقابلہ کروانا بہتر نہین
مصلحت اور صلاح دولت نہین اب بجز منفعی کے اور کوئی بات پیش نظر نہین فضل بن گیا ہور بول اٹھا کہ خداوند لقا نے نستور کو اپنی
زبان سے پہلوان قدرت مامور کر کے تقدیر کی ہے کہ یہ میرا پہلوان نستور کہین روئے زمین پر کشتی سے مغلوب نہوگا کل پہلوانان عرصۂ امکان
پر مین نے اسے غالب کیا ہے پس معلوم نہین کہ پیغمبر مرسل نے کیا سمجھکر اس بیچارے ضعیف الجثہ عاجز اور ناتوان حکیم فاروس کے بیٹے کو اس
پہلوان جہان سے لڑوایا آپ کے واسطے تو کچھ موجب ضرر و قباحت کا نہین تمام عالم مین پہلوگون کی ذلت اور ہتک حرمت ہوگی گنجاب نے کچھ
جواب نہ دیا لیکن فرط الم و غم سے نہایت بیتاب اور بحال اضطراب با چشم پرنم لقا سے مشرک خدا سے دست بدعا تھا کہ یا خداوند یہ عزت و
حرمت طرۂ پیغمبری کے عطا کر نیکی رکھ لینا اور اس حکیم فاروس کے بیٹے کو موافق استدعا اور حسب منشا اس نستور کشتی گیر کے معرکے مین سرخرو
کرنا اسمین فضل تیغ زن بجوش خون عزیزی نہایت غیظ و طیش مین اپنی کرسی پر سے اٹھکر کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا کہ اے حکیم بدلع تجھے
پیشۂ نبض اور قارورہ شناسی اور نسخہ نویسی کو چھوڑ کر پہلوانون سے کشتی لڑنا اور مباحثہ اور مقابلہ کرنا کیا فرض تھا یہ کام ہمسے متعلق ہے اب
بھی جدا ہو ہم ابھی اس نالائق کو اس تہمتنی اور کشتی کا تماشا دکھلائے دیتے ہین اور کس طرح سے پیوند خاک کرتے ہین کہ اسکے حال پر آسمان
دریا اور سرگردان ہو اگر یہ وزاری کرین اور اپنے دلمین فضل تیغ زن بھی یہ سوچ رہا تھا کہ خدانخواستہ اگر عم بزرگوار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار
اس تیرہ روزگار نستور نابکار کے ہاتھ سے زیر ہو گئے تو یہ صاحب حمیت ہین بلاشک و شبہ اپنے آپکو ہلاک کر دینگے اسوقت مجھے کیا لطف زندگی
باقی رہیگا میرے انکے بظاہر دلتنگی رہتی ہے کہ مقدمہ مین نزاع لفظی واقع ہے سو یہ بھی بطریق امتحان شجاعت کہ بحالت لازمہ قوت ہے کبھی گفتگو
تنازع اور تلخ درمیان مین آجاتی ہے ورنہ ہزار جان گرامی فدا و نثار ایک سر مو پر اس عم بزرگوار کے ہے تو گویا آج ہم دونون غریب الدیار غریب الوطن
کا خاتمہ اس شہر سنجان مین ہوا الغرض فضل تیغ زن ابھی اس سوچ مین تھا کہ وہان شاہزادہ عالی شان نے اتنا کلمہ زبان سے فضل تیغ زن
کی سنا تو حالت غیظ کی مزاج اقدس پر طاری ہوئی اور رگ ہاشمی جوش مین آگئی تمام جہان اور زمین اور آسمان نظرون مین تیرہ و تار تھا
جہان قدم ششمی پر لنگر اپنا قائم کیا تھا وہان سے جنبش کر کے باواز بلند فرمایا کہ اے نستور تیرا کبر و غرور اور زور و طاقت تو مین دیکھ چکا اب ذرا تو
بھی خوب سا ہوشیار اور خبردار ہو کر ایک نعرہ میرا تو روک اور میری طاقت کا متحمل ہو اگر کچھ حمیت اور غیرت اور دعوی تہمتنی اور پہلوانی کا رکھتا ہے
تو آگے بڑھا کر اب زنہار قدم اپنا پیچھے نہ ہٹانا اور یہ کہکر اُسکی زنجیر کمر مین ڈال ہاتھ زور اوپین مین لیکر زور اُسکا توڑ دیا اور پیچھے کو دوڑا چلا
ہرچند نستور ہر مقام پر چاہتا تھا کہ لنگر اپنا قائم کرے مگر شاہزادہ عالم نے کہین تھمنے نہ دیا اور ایک قدم دو قدم تین قدم چار قدم پانچ
قدم چھ قدم ساتوین قدم پر لیپا کر کے جھٹکا مارا کہ منہ کی کھا کے آگے آ رہا اسوقت اس رستم صولت سہراب توان کی یہ صورت تھی
کہ جسطرح جنے کہ شیر ژیان ایک صید لاغر کو دبوچ بیٹھتا ہے پشت پر اُسکی بیٹھکر پہلے تو خوب سا اُسکے سر کو زمین سے رگڑا بعد اُسکے لنگوٹ مین ہاتھ
ڈالکر نعرہ کوہ شگاف جگر سے کھینچکر سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر مارا کہ چارون شانے چت تھا اسیحالت مین پھر شاہزادہ والا مرتبت جست
کر کے اُسکے سینے پر جا بیٹھا اور آہستہ اُسکے کان مین فرمایا کہ اے نستور بن نستار کشتی گیر وہ جو تو از روے حماقت لاف و گزاف کرتا اور
بہیب و نیا چلاتا تھا کہ کہان بابان سیستان اور کہان پہلوانان لشکر صاحبقرانی بدیع الزمان شاہزادہ قاسم عالیشان آنکھین کھولکر
بچشم عبرت دیکھ کہ وہ کمترین بندگان خداے عز و جل بدیع الزمان تو مین ہون اور شاہزادہ خاور سپاہ کو ذرا نگاہ اونچی کر کے دیکھ

دیکھ کر وہ شہباز اوج شجاعت سامنے تیرے کھڑا ہوا اب یہ کہہ کہ در شناختن پروردگار عالم چہ ارادہ داری نستور مقہور علیہ اللعن و العذاب نے جو
یہ جانا کہ یہ حکیم بدیع نہیں ہے یہ شخص بدیع الزمان فرزند صاحبقران ہے چاہتا تھا کہ غل کر کے کہے کہ اے گنجاب یہ تو دغا ہو گئی تو کس
خواب خرگوش میں بیٹھا ہے حکیم زادہ نہیں ہے یہ شخص نادیدہ خدا کا پرستار بدیع الزمان بیٹا امیر حمزہ صاحبقران کا ہے کہ شاہزادہ عالیمقام
تیور اسکے دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ نالایق تاریک دل ہے کبھی مسلمان نہ ہوگا میں اتمام حجت کر چکا اگر اب ذرا توقف کرتا ہوں تو میرا راز افشا کریگا اور یہاں
تمام کفار تشنہ خون میرے ہیں ان سب سے معرکہ رزم و پیکار ہوگا اور خوب ہتھیار چلینگے ہم دونوں چچا بھتیجے بدرجہ شہادت فائز ہونگے پس قبل الموت
قبل لایذا توقف کرنا کیا ضرور بیساختہ دونوں گلے جبڑوں میں نستور کے دونوں پنجے اپنے ڈالکر جو زور کیا تو تمام کلہ تا بہ گلو شق ہو گیا
دوسرے زور میں تا جگر چیر کر زمین دو پرکالے کر کے پھینکدیا لاش اس جہنمی بدمعاش کی پھڑکنے لگی ادنی اعلی شاہ و گدا صغیر و کبیر برنا و پیر
زن اور مرد کہ وضیع و شریف کی زبان سے واہ واہ کا شور و غل ہوا اور صداے تحسین و آفرین اور مرحبا میدان میں چار طرف سے
از زمین تا آسمان بلند تھی گنجاب بیساختہ شادان اور فرحان اپنے تخت پر سے اٹھکر پکارا ایہا الناس کچھ میرے پاس اور لحاظ سے نہ کہو
براہ حق جو واجبی اور چشم عدالت سے دیکھو وہ بولو کہ اگر یہ چرخ دوار ہزار برس گردش کرے اور چرخ مارے تب بھی ایسے شہسوار عرصہ کارزار
جولانگاہ ہستی میں نہیں دیکھنے کا اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کے شاہزادہ والاشان کو اپنے گلے سے لگا کر خوب سا پیار کیا شاگردان
نستور میں نستار کشتی گیر دو پرکالے لاشہ خونچکان اپنے استاد کے دیکھکر خنجر اور تلواریں اور چوب و چقماق ہاتھوں میں لے کر چار طرف سے
شاہزادہ والا بدیع الزمان نامور کے اوپر دوڑے اور شور و غل کر کے کہتے تھے او حکیم زادے تو نے بڑا غضب کیا کہ ہمارے استاد کو مار ڈالا اب
ہم تجھے کبھی جیتا نہ چھوڑیں گے گیا ہور خون آشام وغیرہ کہ یہ سب لعین اعدائے دین اور حاسد اور عدو شاہزادہ با تمکین کے
ہیں از راہ بغض و کین بطریق تائید شاگردان نستور جہنم واصل کے ساعی و حامی ہوئے گنجاب نے ان لوگوں کیطرف عتاب و خطاب کر کے کہا کہ
یہ میدان کارزار نہیں میدان کشتی تھا جسپر عنایت اور اعانت خداوندی کی ہوئی وہ مظفر اور منصور ہوا پھر اب یہ حرب و ضرب کا جو ہنگامہ جو
کرتے ہو بہت بیجا کرتے ہو جو ہونے والا تھا وہ ہوا اب آپس میں لڑائی جھگڑے اور فساد برپا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں گیسا ہور
خون آشام نے مع قلم اپنے بیٹوں اور باتفاق مہابل دراز ترکیب شاگردان نستور تیرہ انجام کے بہت سی سعی اور سفارش کر کے عرض کیا کہ
یا پیغمبر مرسل شورش اور داد بیداد شاگردان نستور کی برحق ہے حکیم بدیع نے فقط پشت زمین کر کے چھوڑ دیا ہوتا جو طریقہ کشتی کرنے کا ہے اگر
یہ زیادتی اور تیز دستی نہیں لازم تھی کہ پہلوان قدرت کا کچھ مطلق پاس و لحاظ نہ کیا اور نہ اصلا آداب پیغمبری کا خیال کیا حکیم بدیع کو خوف
خداوند تعالے سے لقا کا واجب تھا اور قہر خداوندی اور غیظ پیغمبری سے ہر ایک کو خائف اور اندیشہ ناک ہونا چاہیے اسکی کیا وجہ تھی کہ اسنے
اسکی چھاتی پر چڑھ کر مار ڈالا یا پیغمبر مرسل آپکو عدالت اور انصاف کرنا چاہیے اور ریاست بے سیاست نہیں ہوتی گیا ہور وغیرہ سردار
تو ابھی یہ گفتگو کر رہے ہیں مگر شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم یعنی قفل تیغ زن نے جو شاگردان نستور کو بلوہ کر کے دست بقبضہ شمشیر شاہزادہ
بدیع الزمان آتے دیکھا بیساختہ مانند شیر ژیان نہایت غیظ و غضب میں ڈال قبضہ پلارک افراسیابی پر ہاتھ آن سب پر جا پڑا اور
بیخوف و خطر دوڑ کر جسکے تیغہ مارا دو پرکالے کر کے گرا دیا تسمہ باقی نہ رکھا آن واحد میں پانچ سات آن فتنہ کیشان بد ذات شاگردان نستور
ابلیس صفات جہنمی کو جہنم واصل کر دیا دس پانچ زخمی اور مجروح خاک پر لوٹتے پھرتے تھے باقیماندہ بھاگ کھڑے ہوئے گیا ہور خون آشام
یہ تماشا دیکھکر بجہت گنجاب پھر عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل یہ کیا خداوندی اور نا منصفی اور ظلم سرکار میں ہے کہ وہ حکیم صاحب تو کشتی لڑے تھے اگر
انکے ہاتھوں سے نستور میں نستار کشتی گیر ایک قتل ہوا یا مارا گیا تو خیر یہ ایک اور بزرگوار کون ہیں جنہوں نے بیوجہ بے سبب پانچ سات انکے
شاگردوں کو جان سے مار ڈالا اور بیجرم و خطا ان غریب الدیاروں کے بر سر قتل اور آمادہ خونریزی ہیں اور کوئی ان مقتولوں اور بد بختوں
کا وارث اور بازپرس کرنیوالا نہیں گنجاب نے ہمایون بن شداد کو حکم دیا کہ یہ شخص تمہارا رفیق ہے یا کوئی عزیز یگانوں میں ہے اسنے کیا
مداخلت کیا عداوت ہے جو شاگردان نستور کو قتل کر رہا ہے جلد اسے جاکے روکو اور منع کرو شاہزادہ بدیع الزمان برابر گنجاب کے کھڑا تھا حکیم ولد

شہزادہ قاسم سنکر اپنے جی مین نہایت مشوش ہوا اور سوچا کہ اب قیامت کا سامنا ہی ہمایون بن شداد شاہزادہ قاسم کو جا کے منع کریگا
روکے گا وہ اسوقت نہایت غیظ و غضب مین از راہ جہالت عجب نہین کہ کلمات سخت اور درشت کہہ بیٹھے اور گنجاب کو بھی فحش گالیان
دے پس بڑا اندیشہ افشاے راز کا اپنے ہمکو پیدا ہوا اور پھر انجام اسکا سواے لڑنے مرنے کے اور کچھ نہین ہم کل جا پہنچے دو شخص اس شہر مین
غریب الدیار غریب الوطن اور لکھو کھا کفار تیرہ روزگار صغار و کبار نابکار یہان کے ساکنان اور ملازمان گنجاب سے تلوار چلیگی پھر ہم
دونون کیونکر اسقدر کفار سے جانبر ہونگے پس یہ سوچ کے شاہزادہ والا مرتبت نے گنجاب سے عرض کیا کہ حکم میرے نام پر ہو مین جا کر
فضل تیغزن کو سمجھا دونگا اور روک لونگا گنجاب نے کہا اچھا شاہزادہ اجازت لیکر قریب قاسم کے پہونچا اور بہ آواز بلند کہا کہ ای بہادر
زمان مین کہتا ہون کہ قتل سے کیا حاصل انکی بیہودہ گوئی اور سرکشی کی سزاے معقول دے چکا اب معاف کر اور اشارتاً سمجھایا کہ ای
قاسم اب اسوقت طرح دیجانا صلاح وقت ہی ذراسی بات کا طول دینا اچھا نہین قاسم تو بالکل مطلق ہی اول تو کمان کے توڑ ڈالنے کا
اور نستور کو کشتی لڑکے زیر کرکے بزور پھیر کر پھینک دینے کا شاہزادہ بدیع الزمان کیطرف سے ملال و غصہ دلمین بھرا تھا اور اپنے جی مین
بھی پیچ و تاب کھاتا تھا کہ ان دونون مقدمون مین اپنے ایسی نمود کی فرض کردم اگر کمان توڑ چکا تھا تو اسنے بوقت گفتگوے کشتی نستور
یہ کیون نہ کہا کہ فضل تیغزن تم اس سے کشتی لڑلو اس فضول گوئی اور خیرہ سری کی تعزیر دو اور کشتی لڑکے اسکے دھڑ سے سر کھینچ لو ایک بار
نہایت درہم اور برہم ہوکر جانب شاہزادہ بدیع الزمان والا مناقب کے متوجہ ہوا اور کہا کہ او حکیم زادے وہ ایک بوسیدہ اور کہنہ کمان
تو نے توڑ کر اور اس گوشت کے لوتھڑے مردے کو چت پٹ کرکے یعنی نستور کی کشتی مار کر یہ غرور بہم پہونچایا کہ تو سر میدان بہادران کو لڑکا
ہی بس یہ کہکر بمقابلہ شاہزادہ بدیع الزمان آیا اور مجبوراً در صورت اس امر کا ہوا کہ اب مجھے تجھسے کشتی لڑنا پڑیگی ورنہ مین تجھے کسی صورت
سے ہزار تو حیلے اور معذرت کریگا زندہ اور سالم نہین چھوڑنے کا اور ہر چند کہ تیری سعی اور حمایت بہت بڑی ہی لیکن جو کہ شجاع اور مرد دلیر
ہین انکی آنکھ کسی سے نہین جھپکتی غرض ایسی کچھ الٹی سیدھی ٹیڑھی باتون سے تقریر کی کہ شاہزادہ بدیع الزمان سلیم الطبع کا مزاج قبضہ اختیار
مین نہ رہا اور عنقریب تھا کہ فیما بین ان دونون کے تلوار چلنے لگے گنجاب یہ رنگ دیکھکر نہایت برہم ہوا اور ہمایون بن شداد سے
چین بجبین ہوکر کہا کہ صاحب اس اپنے دیوانے کو تم سمجھا دو اسکو کیا عداوت اور خصومت حکیم بدیع سے ہی کہ ہر ایک بات مین مباحثہ کرکے
گفتگو تند و تیز کرتا ہی بعد اسکے گنجاب نے اپنے سردارون اور تمام اہلکارون اور مشیرون اور مقربون بارگاہ نشینون کو حکم دیا کہ ہمنے
حکیم بدیع کو خطاب بلند اقبال کا عطا کیا ہی آج سے جو کوئی سواے اس خطاب کے حکیم بدیع کہیگا اسکی زبان قطع کروا ڈالی جائیگی
سبھون نے عرض کیا الامر فوق الادب کیا ہماری مجال اور طاقت ہی جو خلاف حکم سرکار عمل مین لائین اس عرصہ مین ہمایون بن شداد
اور علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم نے فضل تیغزن کو بہت سا سمجھا کے کہا کہ گفتگو تمھاری خلاف مزاج حاکم وقت کے ہی قاسم نے جواب دیا
کہ حاکم کون ہی اور مجھے حاکم کا کیا ڈر ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے دیکھا کہ قاسم پر اسوقت غصہ طاری ہی مبادا گنجاب کے حق مین
کوئی کلام سخت اور درشت کہہ بیٹھے اور ناحق کا فساد اٹھ کھڑا ہو ہمایون بن شداد سے بملائمت یہ بات کہی کہ تم سب صاحب اس
بہادر کی گفتگو مین مداخلت نہ کرو قاسم نے یہ سنکر کہا کہ ایسی حیلہ سازیان اور روبہ بازیان مین بہت جانتا ہون بدون مجھسے کشتی لڑے
تمکو نجات غیر ممکن اور اس میدان کشتی سے زندہ و سالم کبھی بچکر نہین جانے دونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ای
شجاع فضل تیغزن اگر تم اسی بات پر مصر ہو تو مین حاضر ہون قاسم نے کہا لو مین کب مانتا ہون گنجاب کے روبرو کہ وہ تمھارے
بڑے حمایتی اور ولی نعمت ہین چلکر کہو اور وہ اپنی زبان سے اقرار کرین اور کوئی دن مقرر کردین تو مین تمھین یہان سے جنبش کرنے دونگا
اور یہانتک قاسم نے جہالت پر کمر باندھی کہ کمر مین شاہزادہ بدیع الزمان کی اپنا ہاتھ ڈالنے پر آمادہ تھا ناگاہ گنجاب نے تمام سردارون
قریب آنا ابھی کچھ کہنے نہین پایا کہ شاہزادہ بدیع الزمان بخیال اسکے کہ قاسم نہایت خشمگین ہی بلا تامل گنجاب سے گفتگو جا بجا
کر بیٹھے گا اور سب سردار اور رعایا لیان دربار دشمن جانی مین طول کھینچیگا افشاے راز ہوگا اور قضا ہم دونون کی آن پہونچی بلا شبہ

مارے جائینگے یہ سوچ کر بدیع الزمان نے گنجاب کے سامنے وعدہ کشتی لڑنے کا قاسم سے کیا گنجاب نے جانب ہمایون بن شداد مخاطب ہو کر کہا صاحب مجھے یہ سبب کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ فضل تیغ زن کو بدیع الزمان سے کیا عداوت ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے عرض کیا کہ یا عمہ مرسل یہ لوگ بہادر اور دلاور ہیں شعار شجاعت آثار ہیں ہنگام غیظ و کین لاکھوں میں کروروں میں انکی آنکھ نہیں جھپکتی آپ اسکو خصومت نہ سمجھیں یہ ان لوگوں کی خصلت اور عادت ہے قاسم نے یہ کلمہ سنکر زہر خندہ کیا اور کہا کہ شاہزادہ بلند اقبال صاحب میں اس نرم نرم باتوں پر تمھاری ہرگز رضامند نہیں ہونے کا تا وقتیکہ سر میدان تمھیں پشت بر زمین کرکے آسمان نہ جھکا دوں اور تمھاری مشکیں نہ باندھ لوں بدیع الزمان نے متبسم ہو کر فرمایا کہ بہت بہتر یا عم میری مشکیں باندھنا یا میں تمھاری گیا ہور خون آشام نے ازراہ عداوت گنجاب سے عرض کیا کہ یہ دونوں صاحب استدعا کشتی لڑنے کی رکھتے ہیں اور اسی بات کا مباحثہ و مجادلہ کر رہے ہیں پھر آپ حکم کیوں نہیں دیتے انکی کشتی کا بھی تماشا دیکھ لیں گنجاب نے کہا کہ ای گیا ہور تیری عقل و شعور سے یہ بات کتنا بہت دور ہے مر گیا دو دن اور ایک رات کامل گذر گئے شاہزادہ بلند اقبال نے لستور کشتی گیر ایسے پہلوان قدرت لقا سے زور کشمکش کا کر کے اُسے مارا ہے اور اسوقت تک کوئی شی کھانے کی قسم سے کھائی نہ پانی پیا نہ دم بھر بیٹھکر آرام کیا جائے بشریت ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں ابھی اجازت دوں فضل تیغ زن نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں مجھے بھی تو یہ امر منظور نہیں سبب یہ کہ اگر میں نے جھٹ پٹ زیر و زبر کر کے انکی مشکیں باندھ لیں تو بھی عذر باقی رہجائیگا کہ ہاں سبب تھکے ماندے تھے لہذا کل کے روز اسی میدان میں بقول شخصے کہ یہی گو ہے یہی چوگان میری اور انکی کشتی کا سب صاحب تماشا دیکھیں چنانچہ بر رضائے طرفین گنجاب نے بھی ناچار ہو کر سنجانی کو حکم دیا کہ تمام شہر میں منادی کر دے کہ کل صبحکو شاہزادہ بلند اقبال اور فضل تیغ زن سے زور کشتی قرار پایا ہے تماشا دیکھنے کو جسکا جی چاہے آئے اور بعد اس حکم دینے کے شاہزادہ بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ اے فرزند اپنے مرکب پر سوار ہو اور چلو چنانچہ شاہزادہ بلند اقبال کو اپنے ہمراہ سوار کروا کے بعظمت و صولت تمام و شوکت مالا کلام شادیانے بجواتا چلا ادھر لستور کشتی گیر کی لاش کے واسطے سنجانی عیار کو یہ حکم دیا کہ یہ شخص پہلوان قدرت مشہور تھا بہتر اور مناسب ہے کہ اسکی لاش کو اسکے شاگرد اٹھا لیجا کر دریائے قدرت خداوندی میں بہادیں اور اسکے مرنے کا کچھ اندیشہ نہ کریں انکی نوروز کو خداوند اپنی قدرت کاملہ سے پھر زندہ کر لیں گے اور حیات تازہ بخشیں گے یارے گنجاب اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا ایدہر اُسی وقت حسب الحکم اپنے مالک کے سنجانی عیار نے دونوں میانوں کو ایک تو بمقدمہ بلند اقبال کہ خبردار جو کوئی صغار و کبار حکیم بدیع نام لیگا اسکا گھر بار تاخت و تاراج ہو جائیگا اور زبان اُسکی قطع کر ڈالی جائیگی دوم درباب کشتی شاہزادہ بلند اقبال بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور فضل تیغ زن بوعدہ یوم معہودہ فردا اور بجہت احضار اہالیان دربار و سرداران والا اقتدار اور وضیع اور شریف ادنی اعلی تمام رعایائے شہر کے منادی کروا دی اور اسوقت سے ہر گلی کوچے میں ایک ایک کی زبان پر یہی چرچا ہو رہا تھا کہ شاہزادہ بلند اقبال ایسے دلاور اژدر ہیبت ہیں کہ جنسے قہرمان عجم کی کمان کو تنکے کی طرح جیسے توڑ کر پھینکدیا لستور ایسے کشتی گیر پہلوان قدرت کو خداوند کے بخوف و ہراس مانند ایک چھوکرے کے زیر و زبر چت پٹ کر ڈالا اور شل کر کے اس چیر کر دو ٹکڑے کر کے ڈال دیا فضل تیغ زن دیوانہ ہے یہ اسکے ساتھ کشتی لڑنے کا ارادہ جو صدا کر بیٹھا ہے بعضے لوگ جو سن رسیدہ اور جہاندیدہ ہیں وہ یہ بات کہتے ہیں کہ صاحبو تم اپنے جی میں یہ غور کرو اور ذرا سمجھکر سچ سچ کہو کہ یہ توقع کسے تھی کہ حکیم بدیع یعنی اب جسکو شاہزادہ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان گرد لشکر شکن گنجاب نے خطاب عطا کیا وہ لستور ایسے نستار کشتی گیر کو اسطرح سے جھٹ پٹ کشتی مار کر چیر ڈالیں گے یہ قدرت خداوند تعالی ہے چاہے زبردست سے زبردست کو پست کرا دے چاہے چیونٹی سے فیل مست کو شکست دلوا دے کیا عجب ہے اگر فضل تیغ زن کو بھی شاہزادہ بلند اقبال کا شاد سے اور زیر کرے اب حال فضل تیغ زن یعنی شاہزادہ خاور سیاہ کا سنیئے کہ گنجاب بلند اقبال والا خطاب ثانی بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو اپنے ساتھ سوار کروا کے لے گیا تب ہمایون بن شداد بھی فضل تیغ زن کو منت سماجت کر کے اپنے ہمراہ اپنے خیمہ گاہ میں لے داخل ہوا اور اپنے دل میں کمال متردد اور مشوش تھا بخیال شاہزادہ بلند اقبال کے زور و طاقت کے کہ فضل تیغ زن کو مقابلے کی کیا تاب اور مجال فی الحقیقت یہ شخص مجنون ہے اور دونوں باپ بیٹے اور نیز قاسم کے مزاج سے بھی بخوبی آگاہ ہیں اور جانتے ہیں کہ بال احوال

رنج و دریغ ہی ہزار طرح سے اگر ہم اس مقدمہ مین سمجھائینگے تو بجز رنجش کے اور کچھ حاصل نہین یہ ہرگز ماننے گا نہین ناچار حیران خاموش بیٹھے تھے جبکہ
جوش محبت سے رہا نہ گیا کنایۃً اور اشارتاً سمجھانے لگے فضل تیغزن نے جوابات تلخ و سخت اسطرح سے دیئے کہ پیرایہ کلام سے یہ بات ثابت
ہوتی تھی مار لینا حکیم زادے کا چندان مشکل نہین ہی اسمین فکر اور تردد کرنا بیجا ہی القصہ یہ کہ وقت خاصے کا آیا اور بعد از فراغ تناول طعام شداد شاہ تو چکا
جا کے سو رہا ہمایون بن شداد کہ یہ عاشق زار اور ہزار جان و دل سے نثار فضل تیغزن کے نام پر ہو بیٹھا تھا وقت تخلیہ کا دیکھکر پوچھنے لگا کہ ای
فضل تیغزن شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ۔ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ۔ جس درجہ دعوے عزیزداری اور محبت کا مجھے آپسے ہے کچھ
عرض اظہار کی حاجت نہین یقین ہی کہ آپ کے دل پر بھی روشن ہوگا لہذا اسوقت مین کچھ التماس کرون اگر ناگوار طبع اقدس نہو اور جواب با صواب مجھے عنایت
ہو تو ملتمس ہون قاسم نے کہا مجھے تم سے رنجش نہوگی جانتا ہون کہ تمھارے مزاج مین خفقانیت اور صاحبزادگی ہی کہو کیا کہتے ہو ہمایون بن
شداد نے عرض کیا کہ مجھے اس بات کا کمال تردد اور تحیر ہی آپکو حکیم بدیع سے وجہ خصومت کی کیا ہی مین نے چند بار بچشم اپنے دیکھا ہی کہ وہ تو جواب بملائمت
اور آشتی دیتا ہی اور ہر مقام پر آدمیت کرتا ہی اور اگر تمکو پر غیظ و خشمگین پاتا ہی تو چشم پوشی کر لیتا ہی اور آپ وہ زیادتی کر بیٹھتے ہین کہ گستاخی معاف بجز
آپکے کوئی اور متحمل نہو سکیگا قاسم نے جواب دیا کہ ای ہمایون بن شداد مجھے بھی قسم ہی اپنے دین اور ایمان کی تجھسے ایک مرتبہ تعشق کا حاصل ہی
اور جو کہ تو کہتا ہی مجھے زیادہ تر اس سے تیری محبت ہی کہ وہ مصرع دل این داند و من دانم و داند دل من ۔ اور قطع نظر تیری شجاعت اور قوت کے مین تجھے
بہت عاقل اور دانشمند بھی جانتا ہون پس اول مین تجھسے ایک سوال کرتا ہون کہ ذات پاک کبریائے کونین اور خداے دارین کی یکتا اور بے ہمتا
وحدہ لاشریک ہی نہ وہ کسی کا باپ نہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اسکا عدیل و نظیر اور جمیع عادات بشری سے مثل اکل و شرب اور نوم و بیداری عارضہ و بیماری
منزا اور مبرا شعر مبرا ذاتش از چونی و چندی ۔ منزہ تر ز پستی و بلندی ۔ کسی مخلوق کی کیا تاب و طاقت کہ اس خالق جسم و جان رازق وحوش
و طیور و انسان کی ذات اور صفات مین زبان اپنی کھول سکے پس ای ہمایون بن شداد اس مردود ازلی اور ابدی خوک پیکر خرس بادیہ
ضلالت گمراہ کنندہ عالم شیطان مجسم زمرد شاہ لقا کو کہ دعوی خدائی کا کرتا اور آپ کو خدا جانتا ہی تم سب لوگ اپنا خدا سمجھتے ہو اور سجدہ کرتے
ہو از روے انصاف تمھین کہو کہ نوم اور بیداری عارضہ اور بیماری اکل و شرب بول و براز طمع اور حرص کہ لازمہ بشریت ہی وہ کیا اسمین نہین
پھر وجہ و دلیل اسکی یکتائی اور وحدانیت کی کیا ہی اور جسکو تم خدا اپنا کہتے ہو وہ کافر کاذب السیاکر فستور کشتی گیر کو پہلوان قدرت لقب دیا اور
اپنے منہ سے مجمع عام مین کہا تھا مجھے کوئی زیر نہ کر سکیگا مشتے نمونہ از خروارے یہی دیکھ لو کہ حکیم بدیع نے اسکو چیر کر دو ٹکڑے کر کے ہلاک اور پیوند
خاک کر دیا ہی یہ جائے تعجب کا مقام ہی کہ الٰہ اور جھوٹھا ہو قطع نظر اسکے کیا تمنے سنا ہوگا کہ اسی طریق پر زمان سابق مین اکثر ملعونون نے مثل فرعون
و شداد اور نمرود کے دعوی الوہیت کا کیا تھا مگر مآل ان مشرکون کا کیا ہوا کہین کوئی ریزہ استخوان بھی انکا یا انکے جسم کا پایا جاتا ہی اگر انکی
قبرین بھی کھدوا کر دیکھین جائین تو چند تار کفن کے بھی شاید کہ باقی نہ رہے ہونگے لہذا مین چاہتا ہون تو بہت بہادر ہی اور بہادر و شجاع پر نار جہنم حرام
ہی جسطرح سے تجھے اللہ تعالی نے اس دنیاے بے ثبات و سراے فانی مین حکم فرمایا اور صاحب رواے عالم کیا ہی اسیطرح تو بعد مرگ بھی مہر کر لذت عقبی سے
محروم نہ رہے اور ہمایون بن شداد تجھے لازم ہی کہ نکل اس چاہ کفر و ضلالت سے بسر چشمہ ہدایت فائز ہو یعنی معبود حقیقی کو پہچان اور توبہ کر اس کفر و
کافری سے یہ زندگی مستعار اور دنیاے ناپائدار ہی اشعار رہ در سم دنیا تحیر کی جا ہی ۔ بقا مین فنا ہی فنا ہی بقا ہی ۔ یہ جاہ و حشم عارضی ہی
جہان مین چومندی آنکہ تب پھر خدا ہی خدا ہی ۔ غرض شاہزادہ خاور سپاہ نے کچھ باتین اور تقریر دلنشین سے اسکو سمجھایا اور دلنشین
کیا کہ زنگ کفر آئینہ ضمیر سے اسکے منفک ہو گیا اور ایکبار با چشم اشکبار عرض کرنے لگا کہ ای فضل تیغزن مین خود مدت مدید اور سالہاے
دراز سے اسی مقدمہ دین اور آئین مین ششدر اور حیران تھا اور کبھی کچھ میرے ذہن اور فہم مین نہین آیا کہ زمرد شاہ خالق ارض و سما
اور خدا ہمارا کیونکر ہوا ہماری صورت اور سرشت مین اور اسمین کیا فرق ہی چونکہ دین آبائی تھا اور چندان علم مجھے نصیب نہین ہوا اس
سبب سے چار و ناچار پیرو اسی طریق کا رہا لیکن ای فضل تیغزن یہ تو ارشاد کیجیے کہ سوال دیگر جواب دیگر سبب نزاع اور خصومت حکیم بدیع کا آپ
سے سوال کیا تھا آپ نے گفتگو سے مذہب مین مجھے ڈالکر جواب با صواب نہ مرحمت فرمایا قاسم نے کہا ای برادر تا وقتیکہ اپنا اور بدیع

سوا اسکے اس خطاب کے اگر کوئی کلمہ خلاف اسکے کہیگا تو زبان اُسکی قطع کر ڈالی جائیگی اور وہ شخص مغضوب بارگاہ شہریاری ہوگا تو اب کوئی اہلکار
اور سردار اور مقربین خاص ارکان دولت اعیان مملکت سے اور متوسلین اور ملازمین کیا سب میں شاہزادہ عالی خطاب کا مسلا در ہم مرتبہ تھا
اور گنجا نے حکم پاکر باغ زلازل ایک چشمی سیر راہ سیرگاہ اور نہایت دلچسپ اور پُر فضا آراستہ و پیراستہ سپاہیان سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر
آر شاہزادے بلند اقبال کی استقامت اور سکونت کے واسطے پہلے مقرر کر دیا تھا اور کچھ سوار اور مردان تماشا گر و پیشا اور جادو سواری کا ہمراہ
سرکار سے تعینات رہے اور ساعت سعید اس باغ میں شاہزادہ بلند اقبال نے رونق افزا ہوکے اور سکونت فرمانے کی بعد الفضال مرکز میدان
کشتی فیصل تعزین کے قرار پائی ہر غرض بیان تو اب یہ نہیں رہے دیکھیے جناب حال ملکہ گوہر بار کا سنیے کہ ملکہ نے اس برج میں بیٹھے بیٹھے کشتی شاہزادہ
رستم صولت ذالانو اور تستور کشتی گیر کا سوکر اور تعجب ہوکر شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ کے جسطرح سے اس پہلوان علیہ اللعن والعذاب کو
مثل کرپاس بوسیدہ دو پرکالے کرکے گرا دیا وہ سب تماشا از ابتدا تا انتہا چشم خود دیکھا اور نہایت شادان و خندان مع اپنی تمام خواصوں اور
مصاحبوں کے حمد و سپاس اور سجدات شکر اس کریم کارساز کے کرتی ہوئی اٹھکی اپنے قصر میں داخل ہوئی انیسوں جلیسوں مقربوں مصاحبوں
خواصوں نے از راہ نمکخواری اور دعوے خیر و بہبود اور ہوشیاری کسی نے روٹ مشکل کُتا کا اور کسی نے کونڈے پیر زیدار کے اور کسی نے تربت بھرت کی بریا
کسی نے رتجگے باندھے چلے باندھے میں ملکہ گوہر بار نے ہزاروں روپیہ کا کھانا ہزاروں روپیہ اشرفیاں مسکینوں محتاجوں کو راہ خدا میں تقسیم کرکے کہا کہ
کروڑ شکر اسکی قدرت اور بے نیازی کے کہ تستور ایسا شدید الکنکر زبردست کہ بابا آدم علیہ اللعن پہلوان کہ جسکو اس مشرک غدار گمراہ کنندہ عالم لقا نے
اپنے منہ سے لکھو کھا دیو میں کر دکھایا اور کبھی کشتی میں پشت نہیں ہوگا اس پر شاہزادہ عالم فتحیاب ہو دکھایا ہے کب امید تھی خدا نے یہ آبرو اور شرم
عزت اور جان رکھلی اور اس شقی علیہ اللعن کو سزا سے اعمال کی پہنچائی اور اس جلساز دغا باز لقا کو جھوٹا اور مکار سب کے سامنے کروایا لیکن اسوقت
البتہ یہ دھڑکا تو لگا اور تشویش پیدا ہوئی تھی کہ کل شاہزادہ نامور سپاہ کی اور اُنکی کشتی ٹھہری اور قرار پائی ہو خدا ہی اسدن کی سی دعا مستجاب کرے
کہ شاہزادہ بدیع الزمان آج شب کو میری ملاقات کو آئیں اسمقام میں بہت سا انکو سمجھا کے بلکہ اپنے ہاتھ باندھ کے پاؤں پڑ کے کہوں کہ
صاحب خدا کے واسطے قاسم تو کھلا جاہل مطلق ہو تم مجادلت کو کیھین ٹال جاؤ کسطرح دو اس سے کشتی نہ لڑو انجام کو دیکھو آئین تمہاری کیا کیا شان
ہو جائیگی القصہ اسی تشویش اور تردد میں وہ دن بسر ہو گیا اور شب کہ جب آدھی رات کا عمل ہوا تو ملکہ اپنی خوابگاہ میں جا کر پلنگ پر لیٹی اور
انیسوں جلیسوں محرموں ہمدموں مقربوں مصاحبوں سے باتیں کر رہی تھی کہ دیکھو ابھی تک شاہزادہ عالم تشریف نہیں لائے اور صحبت والیاں
سب کہہ رہی ہیں کہ حضور ہمارے تو دل کو یقین ہے کہ شاہزادہ عالم تشریف لاتے ہی ہونگے اگرچہ ملکہ ولولہ شوق وصلت و دیدار سے شاہزادہ
نامدار کے نہایت بیتاب ہوکر با چشم پر آب یہ شعر زبان پر لائی شعر برائی تیری ہے جان میری ہوا ہوں پہ پہونچی ہے جان ہو نچو اگر ہو منظور زیست
میری تو اب شتابی سے آن پہونچو ابھی تمام و کمال یہ شعر ملکہ نہیں پڑھنے پائی تھی کہ سامنے سے دو لونڈیاں ہنستی دوڑتی ہوئی ملکہ کے پاس
آئیں اور کہنے لگیں کہ لو ملکہ والا شاہزادہ عالم تشریف لائے ملکہ گوہر بار حضور کی آنکھیں کھل گئیں یا گردش آگئیں اور فرط سرور سے حالت وجد میں
شعر پڑھنا شعر پہونچی ہی نہ تھی لب تک سینے سے کہ وہ آپہنچا ہاں آہ کے یہ معنی تاثیر اسے کہتے ہیں ناپیدا نصیب ابھی ایلچی اور وہاں سے اٹھکر مع چند
خواصوں کے اور دو چار لالٹین والیاں کہ وہ آگے آگے روشنی دکھاتی جاتی تھیں استقبال کیلئے سات قدم آگے بڑھی تھی کہ سامنے سے
شاہزادہ نامور قریب آن پہونچا اور ملکہ کو بیٹھ کر اپنے گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑے ہوئے ملکہ نے مسند پر آکر دونوں عاشق معشوق جلوہ فرما ہوئے اسمین وہ
حبشنی ملکہ کی مصاحبوں نے شیرینی لی مالی کیھین انھوں نے دست اور پا بوسی کرکے عرض کی کہ قربان تیرے حکم شاہزادہ عالم ذرا تکلیف فرما کے
نار روسے دیکھیے ملکہ کی تجویز ہوئی کہ شہریاران کنیزوں کی بھی غالباً انکو لازم ہے ان سبھوں نے آپکی سلامتی اور فتحیابی کے واسطے نذریں مانی ہیں
بارے شاہزادہ والا تبار جو اس سے اٹھکر شاہجہاں ایک مقام پر گئے پہلے تو چند خواصوں اور مصاحبوں نے کئی خوان اٹکن ماش اور بیسے
روپیہ اشرفیاں عملوں میں پیالے تیل کے اُنپر رکھکر لاکر تصدق اُتارے بعد ازاں بعضوں نے شاہزادہ کی ڈھیر زمین کو ہنڈول مٹی سے پوت رکھا ہے
وہاں شمعیں چھوٹی چھوٹی موم کی اور کافوری روشن ہیں لوبان اور طرح طرح کا بخورات جلتا ہے جلیبیوں کے کونڈے اور شیرینی تھالوں میں رکھوادیا

الائچی وانے طشتریوں میں بھر کے چار طرف رکھے ہیں کہیں گلہاے خوشبودار اور کلیان پھولوں کی دونوں میں چنگیروں میں رکھی ہیں وزوہ سب تپاک کھینچ غسل کر کے کنگھی چوٹی کر کے بال سروں کے کھولے سفید جوڑے پہنے سفید چادریں سر پر ڈالے سمت قبلہ زمین پر سجدات شکر کے کرتی ہیں اُس خالق ارض و سما جناب کبریا کی ہزار دل وجان نالان اور گریان رطب اللسان ہیں شاہزادہ عالم نے تبسم فرما کر کہا کہ یہاں بھی تو ہزار ایسے معاملات اور معرکے درپیش ہوتے ہیں چلو خوب ہوا شیرینی آو اس ذریعہ نذر و نیاز سے خوب کھانے میں آ گئی ملکہ گوہر ہار نے کہا صاحب خدا کیواسطے اسوقت کچھ کہو سنو نہیں بدشگونی ہوتی ہے لو نذریں دو شاہزادہ عالی مقام نے حسب العرض اور استدعا اور تمنا ملکہ کے فاتحہ پڑھکر نذر دی اور وہاں سے ہنستے ہوے پھر مع ملکہ اُسی خلوتگاہ میں تشریف فرما ہوئے اور ملکہ گوہر ہار نے بسبیل ذکر شاہزادہ قاسم کے کشتی لڑنے کی آغاز کر کے کہا کہ صاحب یہ کیا غضب ہے بیٹھے اور کھڑے بیٹھے میں کیا فرق ہوتا ہے وہ تو کھلا جاہل مشہور ہے تمتو سلیم الطبع نہایت دانشمند ہو تمھیں ہرگز کرو ایک لکڑی کی کرسی پر یہ فساد دنیا میں کرنا کیا ضرور تھا یہ کرد و شاہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ بلا تم ان خیالوں میں نہ پڑو یہ مقام سمجھنے کا ہے نازک ہوتا ہے تا سخن در دہان بود کہ ایک آواز جسطرح سے کوئی بلندی پر سے کودتا ہے گوش زد ہوئی یہ آہٹ پاؤں کی سنتے ہی سب کے اندرون باغ پاے سب اُس جانب کو دیکھنے لگے کہ سامنے سے دو چار کنیزیں دوڑتی ہوئی آئیں ملکہ گوہر ہار اور شاہزادہ عالم دونوں کچھ بیکھ ہو کر اُٹھنے لگے پوچھنے لگے کہ خیر تو ہے تم اسقدر بدحواس دوڑتی کیوں آئی ہو انھوں نے عرض کیا کہ قربان جائیں ایک جوان رعنا با چہرہ زیبا شمشیر بکف اُس سامنے والے برج پر سے کر جدھر سے آپ تشریف لاتے ہیں اندرون باغ کو دپڑا جب لونڈیاں اُسے دیکھ بدحواس ہو کر بھاگیں تب اُسنے کہا کہ تم کیوں گھبراتی ہو کوئی اپنے جی میں سوا اس اور ہراس نہ کرو کسی غیر کی یہ مجال نہیں کہ یہاں آ سکے ذرا تم جا کے چپکے سے کہدو کہ قاسم آیا ہے یہ سنکے شاہزادہ والا تبار بدیع الزمان نامور مع ملکہ گوہر ہار اٹھکر قاسم کے لینے کو چلے اور گرد و پیش خواصوں کا ہجوم تھا جب اُس چمن میں پہونچے تو دیکھا کہ شاہزادہ خاور سپاہ نے سامنے سے آکر بہت جھکا کر دو دستی سلام ملکہ کو کیا اور کہا اچھی جان میرا مجرا قبول ہو ملکہ نے دعا دیکر کہا جیتے رہو اور شاہزادہ بدیع الزمان نے مسکرا کر ہاتھ قاسم کا پکڑ لیا اور پوچھا کہ خیر باشد آپ کیونکر تشریف لائے قاسم نے کہا کہ آپکی خدمتگذاری کے لیے حاضر ہوا ہوں اول دولتخانہ پر حاضر ہوا تھا وہاں معلوم ہوا کہ آپ تشریف لیگئے ہیں مجھے یقین کلی ہوا کہ سواے یہاں کے اور آپکا ٹھکانا نہ ہے جانیکا کہاں ہے ناچار خیال آیا کہ اسوقت وہیں اچھی جان کے سامنے چلکر آپ سے تمام حجت کراؤں اور اُنکی بھی قدمبوسی سے مشرف ہوں یہ باتیں کرتے ہوے پھر دونو صاحب مسند پر آنکر بیٹھے اور ایکطرف ملکہ بھی بیٹھ گئی اب بمقدمہ دنگل قاسم نے گفتگو شروع کی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے قاسم تو ہر مرتبہ اور صحبت میں اسقدر بیہودہ گوئی اور درشتی مجھ سے کر بیٹھتا ہے میں فقط پاس آداب بڑے بھائی صاحب شاہزادہ علم شاہ رومی کہ وہ میرے بزرگ ہیں درگذر کر جاتا ہوں قاسم نے کہا کہ یہ آپ محض غلط کہتے ہیں بابا جان علم شاہ رومی بھی ہیچ کارہ کے بیٹے ہوتے تو قول آپ کا بجا تھا یہ جواب نازیبا سنکر شاہزادہ بدیع الزمان نے بہت مکدر ہو کر اور پیچ و تاب کھا کے کہا کہ اے قاسم ناحق میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو وہ باتیں کرتا ہے کہ میرا مزاج قابو میں نہیں رہتا ہے قاسم ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ فی الحقیقت الحق سچ بات نہایت تلخ معلوم ہوتی ہے گفتگو تو میرے آپکے بیچ کی تھی میرے باپ کا یہاں کیا ذکر تھا اگر آپکو خواہ مخواہ مشیخت پناہ بنانے اور بزرگی جتانے کا یہی جواب ہے کہ اگر حمزہ کا خدا ان والا شان نہ ہوتے تو آپکے دادا جان کا تجھکو خوف و پاس نہ ہوتا تو اسوقت آپکو مارے تلواروں کے پرزے پرزے کر کے دنگل میں ختم جا کے لیتا اس گفتگو کے تند و تلخ سنتے ہی ملکہ گوہر ہار گھبرا کر کہنے لگی کہ ہے ہے یہ کیا ستم ہے کوئی ان دونوں صاحبوں کا کہا ایک جاہل ازلی ہیں سمجھانے والا نہیں یا ہیں غریب الوطنی و بے یار کہ ملک بیگانہ دیار نہ کوئی یار نہ یاور دوست نہ غمگسار تمام زمانہ دشمن جان و رشتہ خون کے دشمنان ہو رہا ہے ایک دنگل چوبی کے لیے آپس میں لڑے مرتے ہیں اور قاسم کیطرف دیکھکر کہا اری تم میرا کہنا تو کاہے کو مانو گے مگر خدا ذرا میری خوشی اور آبرو کا خیال کر کے یہ فتنہ و فساد کی باتیں تو اسوقت موقوف کرو اور بیچ میں میرے سر کی قسم ہے نہ پڑو اور باتیں کرو قاسم نے کہا اچھی جان میرا ہے کیا بیٹا ہوں کہ اپنے جسم کے چمڑے کو اتار کے آپکو جوتیاں بنا کر پہناؤں مگر اس چچا کو ایک ہی ضرب میں قتل کروں اور آپکی غلامی اور خدمتگذاری اور اطاعت فرمانبرداری میں کان و دل جان رکھکر زندگانی اپنی چوبی کاٹ دوں ملکہ گوہر ہار نے کہا واری میں درگذر ری تمھاری خدمت اور اطاعت سے واہ واہ تم کیا کہتے ہو تمکو لینے کلیجہ

گنجاب یہ گفتگو قاسم کی سن سکے پیچ و تاب کھا رہا ہے اور اپنے مقربون سے کہہ رہا ہے کہ یہ جوان بلا شک مجنون اور مخبوط ہے مجھے فقط رعایت اور مروت
شہداد شاہ کی منظور ہے ورنہ یہ شخص واجب التعزیر ہوتا ناگاہ شاہزادہ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان گردشکر شکن بھی اس مقام پر تشریف لائے
گنجاب کو مکدر اور درہم برہم دیکھکر پوچھا کہ حضور نصیب اعدا باعث درہمی مزاج کا کیا ہے مقربین نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شاہزادہ بلند
اقبال فضل تیغزن کچھ یاوہ گوئی کر رہے تھے اور از بسکہ پیغمبر مرسل آپکو بجان و دل عزیز رکھتے ہیں وہ متحمل نہ ہو سکے فرماتے تھے کہ مجھے فقط پاسداری
شہداد شاہ کی ہے ورنہ اس جوان کو تعزیر معقول دلواتا شاہزادہ بلند اقبال نے عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل آپ غصہ نہ فرمائیے میں حضور کے روبرو
ابھی اس جوان کو سمجھا کے دیتا ہون گنجاب نے کہا اے فرزند یہ شخص دیوانہ ہے تم اسکا معالجہ کروگے شاہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ آپ
اسکو دیوانہ اور مجنون نہ قرار دیں یہ جوان بہت بہادر اور دلیر ہے اور جو بات لازمۂ شجاعت ہے اسکی یاوہ گوئی کا خیال نہ فرمائیں اس عرصہ میں دیکھا
کہ قاسم جانگھیا اور لنگوٹ باندھکر اکھاڑے میں کود پڑا اور شاہزادہ بدیع الزمان سے باواز بلند کہا کہ آپ باتیں اور مصاحبت و یگانہ میں
تشریف لیجا کے کیجیے گا لنگوٹ کھینچیے اور میرے مقابلے میں آئیے شاہزادہ عالی جناب نے جواب دیا کہ میں حاضر ہون اور یہ کہکر جانگھیا اور لنگوٹ باندھ
باجازت گنجاب اس اکھاڑے میں بمقابلہ فضل تیغزن اترا اور دونون بہادرون نے خمون پر ہاتھ مارا تو یہ معلوم ہوا کہ بادل گرج اٹھا اور گردنون
میں ہاتھ ڈالکر مصروف زور کشتی ہوئے گنجاب اور اکثر احباب یہ سمجھے ہوئے تھے کہ فضل تیغزن بیچارہ شاہزادہ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان گرد
شکر شکن سے کہ جنہے رستم دستان سے پہلوان قدرت لقا کو چیر کر پھینک دیا اور رستم ناک کی کلان قہرمان کی ہڈی توڑ ڈالی کیا مقابلہ اور زور کشتی کا کریگا
لیکن جس وقت کہ یہ دونون شیخ روزگار رہبران عرصہ کارزار کلہ بکلہ اور سینہ بسینہ فیما بین زور کشتی کا کرنے لگے اور وہ اٹھا اٹھا کہ رستم دستان کے سا
شاہزادہ بدیع الزمان کو حاصل تھا اب فضل تیغزن کی کشتی میں مطلق نہیں پایا جاتا ہے سب خرد و کلان متعجب اور متحیر تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے
تھے کہ فضل تیغزن اس شوکت و دبدبہ سے کشتی کر رہا ہے کہ جہان لوگ اپنے بیگانے تعریف شاہزادہ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان گردشکر شکن کی
کرتے تھے وہان تمام تماشائین ادنی اعلی شاہ و گدا بےساختہ فضل تیغزن یعنی قاسم کی بھی مدح و ثنا اور واہ واہ کرتے ہیں غرض طول اڑکن با
لیکن از بسکہ طبع اقدس خداوندان نعمت اور اکثر سامعین جلیل المرتبت کی اختصار پسند ہے لہذا مختصر کرکے التماس کرتا ہون کہ صبح سے تا غروب آفتاب
زور کشمکش طرفین سے رہا اور وقت شام پھر تو حسب الحکم گنجاب روشنی فتیلون اور قندیلون اور مشعلون اور فانوسون اور جھاڑون کی ہوئی کہ
اسطرف شہداد شاہ اور ہمالیون میں شہداد نے تیاری روشنی کی کرا دی تو کثرت روشنی سے اسوقت سیاہ روز نورانی ہو رہا تھی شب شب قدر
معلوم ہوتی تھی اور تماشائیون کا یہ عالم تھا کہ بھوک پیاس نیند آرام بھول برابر سب بھولے ہوئے ہمہ تن مصروف تماشائے کشتی ہو رہے تھے اور اسی
طرح تین شبانہ روز فیما بین دونون صاحبون کے کشتی زور شور سے امتحان زور کشتی رہا کسی کے ذہن و فہم اور عقل اور ادراک اور وہم اور گمان میں
ابھی نہ تھا اور جب بغور دونون صاحبون کو دیکھا تو تازہ دم پایا اور دونون بہادرون کے چہرون پر شگفتگی کے سوا مطلق کسل اور ماندگی معلوم نہیں
ہوتی تھی اور کسی کو غالب اور مغلوب میں تمیز نہیں ہوتی تھی اور یہ دونون صاحب باہم کشتی لڑتے جاتے تھے اور کبھی یہ بکار گفتگو خشت و درشت بھی باہم
میں آجاتی تھی چنانچہ ایکمرتبہ فضل تیغزن نے خود ستائی کرکے سررشتہ سخن کو یہانتک پہونچایا کہ باواز بلند کہا کہ اے کشتی گیر برگشتہ تقدیر بدنام کنندہ خطاب
بلند اقبالی اب تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے کوئی دم میں تیری مشکیں باندھے لیتا ہون شاہزادہ بلند اقبال بدیع الزمان ثانی نے فرمایا کہ اے فضل تیغزن
بس اس یاوہ گوئی سے کیا حاصل جو لطف لاف و گزاف کا تو نے اٹھایا ہے کوئی دم میں تو بچشم خود دیکھیگا کہ کیا حال تیرا میں نے کر دیا وہ تو تمام
عالم جانتا ہے کہ تو فضول گو ہے بلکہ اکثر تجھے مخبط اور مجنون اور دیوانہ سمجھتے ہیں قول انکا غلط نہیں صادق ہے قاسم کو یہ تاب کہان تھی کہ ایسا جواب
سخت سنکے حتی المقدور اپنے قصور کرتا ایکمرتبہ غیظ اور طیش میں آکر ڈال لنگوٹ میں ہاتھ اور سر اپنا سینہ سے شاہزادہ بلند اقبال کے لگا کر بزور و قوت تمام
ریل کر لیچلا اور شاہزادہ بدیع الزمان ثانی نے ہر چند اپنا لنگر قائم کیا مگر قاسم نے کہین قائم ہونے نہ دیا خلاصہ یہ کہ چھ قدم پسپا کرکے لے گیا تماشائیون کا
یہ حال تھا کہ خواہ مخواہ واہ واہ کا غل کرتے اور باہم کہتے تھے کہ فضل تیغزن اب کچھ تامل نہیں شاہزادہ بلند اقبال کو زیر کر لیگا اسوقت گنجاب باچشم پرآب
سمت شیطون خداوندا تاکے منتظر مجھے دعا مانگ رہا ہے کہ یا خداوند شاہزادہ بلند اقبال کی آبرو اس میدان میں رکھ لینا اور اپنے سر اور آنکھ کو رہا ہے کہ نہ دیوانہ

تو ہائے بیدرمان آفت روزگار نکلا اسوقت عجب طرح کا وسواس میرے دلکو پیدا ہوا ہے اور وہان ملکہ گوہر ملک اس برج مین مع اپنی انیسون جلیسون
کے خوش بیٹھی ہوئی تماشا کشتی کا دیکھ رہی تھی پسپا ہونا شہزادہ بدیع الزمان کا دیکھکر پسینے پسینے ہوگئی اور ایک حالت غش کی طاری ہوئی حالت
بیقراری مین بعد گریہ وزاری کہتی تھی کہ اے خدا بار الہا تو سمیع و بصیر ہے ہر شے پر قادر اور قدیر ہے مین اسوقت عجب طرح کے مخمصے و عذاب الیم مین مبتلا ہون
کسکی فتح کی دعا مانگون اور کسکی شکست کیواسطے استدعا کرون وہ کون ہے یہ کون ہے خدا نخواستہ اگر ایک کا ان دونون مین سے بال بیکا ہوگیا تو مجھے خدشہ لاحق ہوتا
ہے کہ دوسرا بھی اپنے آپکو زندہ نہ رکھیگا لہذا اے کارساز حقیقی مین امیدوار ہون تیری قدرت کاملہ اور کارسازی سے کہ ایسا کوئی سبب کر کہ ان دونون بہادرون
کی آبرو و جان بچے اور صحیح وسالم اس معرکہ کشتی سے نجات پائین ابھی یہی دعا مانگ رہی تھی کہ صدائے نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان گوش زد ہوئی گھبرا کر
اٹھ بیٹھی اور اسی برج سے جو خیال کیا تو دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے جبکہ چھ قدم پیچھے ہٹ گیا تو فرط غیظ و غیرت سے ازبسکہ
زمین وزمان تا بہ آسمان نظرون مین تاریک ہو رہا تھا ایک مقام پر اپنا لنگر مارا کہ تا بزانو زمین مین دھنس گیا تھا اور ہر چند قاسم نے زور کیا کیا مجال کہ
ایک وجب ہٹا سکتا اور اسدرجہ طرفین سے زور کشاکش کیے ہوئے کہ دونون کے پانون تا بزانو زمین مین غرق اور ہمہ تن عرق عرق ہوگئے اسوقت وہ نعرہ
شاہزادہ بدیع الزمان نے کرکے کمربند مین قاسم کے ہاتھ ڈالا اور سر اپنا سینہ مین قاسم کے مارکے دوڑا اور پسپا کر چلا تو شدت غضب سے رونگٹے تمام جسم پر کھڑے
ہوگئے تھے اور منھ مین کف آگیا تھا دونون آنکھین خون آلودہ تھین کچھ پیش و پس مطلق یہ خیال تھا کہ مین بدیع الزمان ہون اور یہ قاسم ہے اور مین
بچا ہون اور یہ بچا ہے یہی ارادہ تھا کہ اب اسے نقش زمین اور پیوند زمین کردون اور قاسم کا یہ حال کہ ہر چند کوشش زور چاہتا تھا کہ لنگر اپنا قائم کرے اور
قدم اپنا پیچھے نہ ہٹنے دے مگر استقرار ذرا کیا تھا کہ کہین قدم اسکا ٹھہر سکتا طرفۃ العین مین سات قدم پسپا کرکے لیجاتا تھا شاہزادہ بدیع الزمان کہ لنگر قاسم کا
زمین سے اکھاڑ لے کہ ناگاہ ایک بگولا خاک کا اٹھا اور غلطان اور پیچان بڑے زور شور سے اندر اس اکھاڑے کے معمور ہو گیا اور عجیب و غریب صدائین
وحشتناک آوازین نہایت مہیب اس مین سے پیدا ہوئین کہ تمام تماشہ بین اور سرداران گیتی پناہ ازادنی تا اعلی شاہ و گدا صغیر و کبیر برنا و پیر پریشان ہو گئے اور
کہتے تھے یا خداوند یہ کیا بلا نازل ہو گئی انتہا یہ کہ یہ دونون دلاور یعنی شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم اس بگولے مین مخفی اور پنہان ہو گئے سبھون نے
دیکھا کہ وہ بگولا بلند ہونے لگا اور فضل تیغ زن اس بگولے کے ساتھ اوپر اٹھا چلا جاتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ جیسے کوئی زبردست شخص فضل
تیغ زن کی کمر مین ہاتھ ڈالے اٹھائے لیے جاتا ہے شاہزادہ بلند اقبال بظاہر خشمگین اور باطن مین بکمال رنج و آلام بچشم حیرت قاسم کو دیکھکر پکارا
کہ او دیوانے کسی اپنے دوست کو سکندار کہا ہوگا کہ وہ اسوقت میرے پنجہ زور سے تجھے بذریعہ نجات دلانے کے لیے جاتا ہے اور قاسم بکمال صدمہ
کہ اس بلا مین مبتلا ہے پانون زمین سے اٹھ گئے ہین مخمس بدست و پا ہے لیکن اسحالت مین بھی ویسی ہی گفتگو سے جسارت کرکے جواب دیا کہ او کشتی گیر
پرندو نہین یہ کوئی تیرا حامی اور دوست ہے جو کہ تجھے میرے ہاتھ سے جانبر ہوتے نہ دیکھا اسوقت تیرا شریک حال ہوا اور مجھے بزور تجھ سے لیے جاتا ہے
غرض یہ کہتے کہتے قاسم نظرون سے ناپدید ہو گیا اور تماشائیون مین ایک ہنگامہ یوم النشور بپا تھا ہر ایک موافق اپنے اپنے فہم و قیاس کے بقدر
شاہزادہ بلند اقبال اور فضل تیغ زن اپنی اپنی رائے کو دخل دیتا کوئی تو کہتا تھا کہ اس دیوانے کو کوئی دیوزاد اٹھا لے گیا اور کوئی کہتا تھا آج
ثابت ہوا کہ یہ حکیم زادہ ساحر زبردست ہے ورنہ رستم اور ایسے پہلوان قدرت کو مٹے ہوئے کی طرح پہاڑ چیر کر پھینک سکتا تھا اور اسی طرح
اسنے دیکھا کہ مین فضل تیغ زن کے ہاتھ سے زندہ نہین بچتا تب اسنے سحر کیا اور کوئی جادو کا بیر بگولا بنکے فضل تیغ زن کو اٹھا لے گیا ہے غرض اپنے
اپنے طور پر ہر ایک شخص گفتگو کر رہا ہے مگر گیتی پناہ نے جو یہ تماشا دیکھا تو نہایت خوش ہوکر قہقہے مار تالیان بجاتا اپنے سردارون کی جانب مخاطب ہوکر
کہنے لگا کہ تم سب لوگ کچھ سمجھتے ہو کہ یہ کیا اسرار قدرت ہے اور فضل تیغ زن کو کون کہان لے گیا اہلکارون اور سردارون نے عرض کیا کہ ہم غلامون کو
اسدرجہ فہم و ادراک کہان کہ مقدرات خداوندی مین مداخلت کرین اور کنہ حقیقت کو سمجھین یہ رتبہ اور مرتبہ خداوند نے آپ ہی کو عطا کیا کہ کوئی
راز سربستہ اور اسرار قدرت خداوند کا آپ سے مخفی اور پنہان نہین ہے شعر تو ہے محرم لقا کے راز و تقدیرات کا آسکی ہیں عیان ہین تیرے دل پر آسکے سارے راز
پنہانی ہے گیتی پناہ نے ہنس کر کہا کہ فی الحقیقت اسمین سر مو بھی شبہ نہین اب مین تمسے یہ حال مفصل کہتا ہون اور اسکو تمہارے اصلی کو سن صورت
عمل کرکے تمہارے ذہن نشین کرتا ہون کہ تم میری پیغمبری کے معتقد ہو فضل تیغ زن ازبسکہ جاہل مطلق اور دیوانہ مجذوب سا ہے گستاخ تھا تو اسکی حرکات خلاف

آداب اور زیادہ گوئی ہمکو نہایت ناگوار تھی خصوصاً شاہزادہ بلند اقبال سے جو ہر جلسے مین اور ہر بات مین یہ الجھا پڑتا تھا اور مباحثہ کرتا تھا اور اسدن گستاخانہ اور بیباکانہ کلمہ لکنا یہ کشتی لڑنا اور گاؤزوری کرنا اسکا شاہزادہ بلند اقبال سے باعث کمال رنج اور ملال کا ہمارے ہوا کل شکوہ وہ جو راز و نیاز کے خداوند سے وقت معین ہین اس دیوانہ فضل تیغ زن کے باب مین بحضور خداوند دو ایک کلمے شکایت آمیز بطور دعا کے ہماری زبان سے بیساختہ نکل گئے تو یہ بات تم سب اپنے بیگانے بخوبی جانتے ہو کہ خداوند کو ہمارا رنج کسی طور پر گوارا نہین اسیوقت جبرئیل ہمارے پاس نازل ہوے اور بعد تحفۂ سلام کے انھون نے یہ عبارت ابلاغ پیام خداوندی کیا کہ خداوند نے بپاس خاطر تمہاری تقدیر کی ہے کہ موکلان قضا و قدر اس بندہ گستاخ فضل تیغ زن کو معرکہ کشتی سے گرفتار کر کے کشان کشان لیجائین اور مالکان عذاب کی حوالات مین کرائین تا روز قیامت یہ دیوانہ بجرم قتال شاہزادہ بلند اقبال حسب الامر جناب پیغمبر مرسل کے مبتلاے صد گونہ عذاب رہے تم سب صاحبون نے بچشم خود دیکھا کہ شاہزادہ بلند اقبال سے کشتی لڑتے لڑتے دفعتہً وہ بگولا خاک کا کہان سے پیدا ہوا اور کیونکر فضل کو اٹھا لے گیا اور پھر یہ کیونکر ثابت ہوا کہ کون آیا تھا اور کہان لے گیا چلنے لگا پرست شریف وارزال کفار نابکار اہلکار اور سروار ادنی اعلی صغار و کبار بارگاہ اور تماشائین حاضرین و سامعین تھے وہ سب سب آمنا و صدقنا بحق و بجا کرکے عرض کرنے لگے کہ یا پیغمبر مرسل آپکے فرمانے کو جو شخص کہ عالم مخلوقات سے غلط سمجھے وہ ہمارے نزدیک تو بندہ خداوند لقا کا نہین ہوگا کوئی مسلمان ہوگا سوا اسکے اور ہم کیا کہین اور کونسی قسم کھائین توبہ توبہ خداوند لقا کو ہم پہ ملال کا خیال کیونکر ہوگا ہمارے تو دلمین یقین کلی نقش کالحجر ہو گیا کہ اے والا رتبہ حسب مستدعا آپکے فضل تیغ زن کو موکلان عذاب پکڑ لیگئے لیکن شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کو یہ کلمات پوچ اور درخرافات کنجا سپیک اور خوشامد او [illegible] اور لغو گوئی ان سب بیضمیرون بیدینون حاضرین کی جہول سے نہایت ناگوار طبع اقدس تھی مکدر اور دلتنگ ظاہر شگفتہ پیشانی ہنستا ہوا گنج پتے سے رخصت ہو کر سوار ہوا اور اپنے اسی باغ بیکہ جنتی مین جا کر داخل ہوا یہان وہ تمام مجمع تماشائیون شہر والون کا اژدحام خاص عام کا کم ہو گیا اور ادنی اعلی اپنے اپنے گھرونکا یعنی نوکر نوکر باہم کرتے روانہ ہوے خصوصاً ہمایون بن شدّاد کہ وہ عاشق زار اور پروانہ وار نام پر فضل تیغ زن یعنی شاہزادہ نامدار کے جان نثار تھا اس درجہ صدمہ عظیم اور رنج اور قلق تھا کہ مثل سوگواران ستم رسیدہ اور بشکل یتیمان غم دیدہ گریبان دریدہ گریان و نالان باصد آہ و فغان خاک بر سر افشان سینہ کوبان یہ اشعار پڑھتا ہوا اسپ

اے شمع جمال تو کہاں ہے	نظروں سے مری کدھر نہاں ہے	افسوس ہے فضل تیغ زن تو	ایمان اوڑے کہ میرے دست و بازو
کس سمت گیا کہاں ہے مشغول	کیوں یاد مری تجھے گئی بھول	کس درد مین مبتلا ہے افسوس	ہے ہے ترا حال کیا ہے افسوس
ہے واے پڑا ہے تو کدھر کو	بھیجوں مین کسے تری خبر کو	ہے دیو وہ یا کوئی بلا ہے	جو تجکو اٹھا کے لے گیا ہے
ڈھونڈھون تجکو کہاں دلاور	دیکھوں پھر اب تجھے میں کیونکر	وہ حسن و شباب تیری صورت	وہ تیری شجاعت اور قوت
کیونکر مرے دل سے بھولے اے وائے	کس طرح نہ پیٹتا پھروں ہائے	دوری سے تری مین جان بلب ہون	ہمدم نہ شریک مین اب اجل [illegible]
عالم وہی وہ ہی روز و شب ہے	اک تو ہی نہیں یہ کیا غضب ہے	روتا ہون گلے سے لگ کے دل کے	رو تجھ جو بیٹھے ہین مل کے
کچھ تجکو خبر بھی ہے کہ اے یار	دل تفتہ و جان خستہ و زار	یہ خفتہ نصیب بخت واژون	تجھ بن ہے اسیر غم ہمایون
موت آتی نہیں ہے کاش مرجاؤں	برق اگرے کاش مین آدھل جاؤن	آتا نہ ہین یا بطن مادر	جو آئین یہ آفتین نہ سہوے
یا ہوتے ہی جان دے گذرتا	جو یوں نہ سسک سسک کے مرتا	تجکو تری وضع سے عجب ہے	یہ بھی کوئی دوستی کا ڈھب ہے
رفتی و مرا خبر نہ کردی	بر بیکسیم نظر نہ کردی	القصہ یہ طول دون کہان تا چند	کچھ مختصر اب کرون قلمبند

یعنی ہمایون بن شداد اس طرفسے ناشاد و نامراد و فغان و فریاد کرتا ایک سمت کو جاتا ہے اب آگے بیان جیسا کچھ حال اس شکستہ بال کا ہوگا بروقت بیان کیا جائیگا

وہ کلمہ داستان شاہزادۂ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان والا شان سے بیان کیے جاتے ہین

بیان ہو گیا ہے کہ جب چند سوار اور پیادے اور خاصبردار اور کچھ لوگ چوکی پہرے کے واسطے اور چوبدار و چپراس بردار نقیب و دربان [illegible] برچھی بردار سواری کے جلوس کے تھے اور چند خواص خدمتگار فراش خاص تراش حجام آبدار دستی والے تخت شانے والے وغیرہ جملہ شاگرد پیشہ اپنی سرکار سے ہمراہ شاہزادہ والا خطاب کے متعین کر دیے وہ سب کے سب دروازہ باغ زلازل یک جنتی پر اپنے اپنے کاروبار مین حاضر اور مستعد رہتے تھے

اور شاہزادہ عالم ہر روز بدستور و معمول دربار مین گنجاب کے آتا اور بوقت برخاست دربار پھر اُسی باغ مین جا کر سرگرم عیش و نشاط رہتا اور
مقربین اور مصاحبین اہلکار اور سردار اور بڑے بڑے شاہ اور شہریار اور رؤسائے نامدار متوسلین اور متعلقین اور ملازمین اور خاندانی گنجاب مین اب
کوئی ہم پلہ و ہم رتبہ شاہزادہ والا جناب کا نہین ہے دنگل شاہزادہ عالی مرتبت کا متصل تخت پیغمبری بچھتا ہے اور جہانتک کہ بارگاہ نشین ہین سب اہل دربار
آداب اور حفظ مراتب شاہزادہ بلند اقبال کا بھی بجان و دل کرتے ہین مگر گیا ہو رخون آشام وغیرہ چند سردار تیرہ انجام از راہ تیرہ دلی اور خبث باطنی
کے روز اول سے عدو جان بنے ہین یہ البتہ اقتدار اور اختیار اور مدارج اور معارج اور مراتب اعلی شاہزادہ عالیشان کے دیکھ دیکھ کر آتش حسد مین رات دن جلا
کرتے ہین فقط برسم دنیا سازی اور ظاہرداری پیش آتے ہین اور ہر وقت کمینگاہ مین رہتے ہین مگر قابو اور اختیار انکا کبھی کچھ نہین چلتا ہے اگرچہ ان کی نقل ہر کر
بقاعدہ مستمرہ صبح کو تمام مجرائی دربار مین جمع ہین اور سرداران خاص و عام مجرا کر کے اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے ہین شاہزادہ والا خطاب بدیع الزمان بھی
برابر تخت گنجاب کے اپنے دنگل پر بیٹھا ہے اور گنجاب تعریف اور توصیف شاہزادہ عالم کی کر رہا ہے چند سرداران راستی کیش اور حق گو ملازمان خیر اندیش
سرکار کے تو بخلوص نیت اور بدل از راہ انصاف اور امر واجبی کے اور چند اشخاص بحسب استرضا اور مرضی اور خوشنودی خاطر اپنے ولی نعمت یعنی گنجاب
کے ہان مین ہان ملا کر بحق اور بجا کہہ رہے ہین کہ بیساختہ گنجاب کے منہ سے نکلا کہ شاہزادہ بلند اقبال کی شجاعت اور قوت اور تہمتنی اور رستم ولی اور
جرأت اور زور و طاقت مین تو کچھ کلام کرنے کی جا نہین لیکن طریقہ حرب و ضرب اور قواعد اور قوانین سپہ گری سے شاید کہ ابھی آگاہ اور مطلع نہین ہے
لہذا منظور خاطر اقدس ہماری یہ بات ہے کہ اگر کوئی شخص جہاندیدہ اور جنگ آزمودہ اس فن مین مہارت رکھتا ہو تو شاہزادہ بلند اقبال کی تعلیم کیواسطے
مقرر کرین علقمہ اصطرلابی وزیر اعظم نے عرض کیا کہ ملازمان سرکار پیغمبری ایسے ایسے بہادر و دلاور صاحب جوہر اور باکمال انتخاب روزگار ہین کہ اقبال عالی
سے شاہزادہ عالم کو چند روز مین آداب سپہ گری بخوبی سکھلا سکتے ہین گنجاب نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو مگر ہم ایسے شخص کی تلاش مین ہین کہ وہ بحیثیت
صفت موصوف ہو اول تو یہ کہ عالیخاندان صحیح النسب نجیب الطرفین قوم اشراف مرد میدان مصاف ہو دوم یہ کہ سن رسیدہ جہاندیدہ جنگ
آزمودہ عقیل اور فہیم ہو سوم یہ کہ قانون مصاحبت اور فنون سپہ گری سے بخوبی آگاہ ہو تا کہ حسب دلخواہ باطاعت و فرمانبرداری شاہزادہ
بلند اقبال کے مزاج مین مداخلت اور انکی طبیعت سے وقفیت حاصل کر کے اس خوبصورتی اور سہولت سے قاعدے فنون سپہ گری کے بتلا
کر شاہزادے کو خود ذوق اور رغبت مصروف ہو اور وہ بدل مخاطب ہو کر سیکھے اور صحبت مین ہمدیگر موافقت رہے حسب اتفاق ترک جوشن پوش نامی ایک سردار
جلیل الاقتدار نمکخوار قدیم گنجاب کا کہ فی الجملہ عزت و توقیر بھی اسکی دربار مین بہت ہے اور نہایت مرد دلیر فنون سپہ گری سے آگاہ جہاندیدہ سن رسیدہ ازالی
علم آموز رستم وحید عصر اور فرید عالم مشہور اور معروف بہمہ صفات موصوف ہے الگ سمت اپنی کرسی پر بیٹھا تھا وہ یہ گفتگو گنجاب اور علقمہ اصطرلابی کی سنکے اٹھا اور بحضور
گنجاب کے دست بستہ ملتمس ہوا کہ اگر بیشگاہ معدلت دستگاہ پیغمبری سے یہ بندہ موروثی برائے تعلیم قواعد سپہ گری برفاقت شاہزادہ بلند اقبال سرفراز ہو تو اقبال
لایزال پیغمبر مرسل سے وعدہ حتمی کرتا ہے کہ عرصہ قلیل مین تحصیل علوم اور فنون سپہ گری سے شاہزادہ عالم کو تکمیل بہم پہونچوائے اور کوئی دقیقہ استادی کا اس فن مین
فرو گذاشت نکرے گنجاب بھی ترک جوشن پوش کی استادی اور فن سپہ گری اور عزت اور توقیر سے مطلع تھا التماس اسکی بہت مطبوع اور پسند خاطر ہوئی اور فرمایا کہ
اے ترک جیسا شخص منزہ دیا کرال ہم ڈھونڈھ رہے تھے خداوند تعالی نے بسعی و تلاش تجھے بھیج دیا اے بہادر ہمنے آج کی تاریخ سے تجھے شاہزادہ بلند اقبال کی رفاقت مین
معین اور مامور کیا لازم ہے کہ شبانہ روز باطاعت و منت شاہزادہ کے حاضر رہنا اور تعلیم فنون سپہ گری مین کوشش بلیغ کرکے جتنا جلد انکو طیار کریگا موجب خوشنودی
خاطر ہماری اور باعث ازدیاد عزت و آبرو کا ہوگا ترک جوشن پوش نے آداب بجا لاکے عرض کیا کہ یہ غلام اقرار کرتا ہے کہ اقبال عالی سے ایک سال بھر کے عرصہ مین شاہزادہ
بلند اقبال قواعد علوم اور فنون سپہ گری اور معرکہ جدال و قتال سے بخوبی آگاہ اور ہوشیار ہو کر وحید عصر اور فرید زمانہ ہو جائیگا اور بڑے بڑے استاد مقابلہ مین
شاہزادہ عالم کے نہ ٹھہر سکینگے القصہ جب وقت برخاست دربار کا ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان نامدار گنجاب کو مجرا کرکے رخصت ہوا ترک جوشن پوش بھی ہمراہ
رکاب اُس شاہزادہ بلند اقبال کے باتین کرتا ہوا داخل باغ زلال بہشتی ہوا اور اُسکی وضع اور ترکیب اور تقریر دلپذیر سے شاہزادہ والا قدر بہت محظوظ ہوا
اور اُسی باغ مین ایک مقام علحدہ ترک جوشن پوش کی سکونت کیواسطے عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ جو کچھ تمکو حاجت اور ضرورت درپیش ہو وہ
بےتامل ہمسے کہنا ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ اس غلام سرکاری کی یہی استدعا اور التجا ہے کہ تا قید حیات دامن دولت آپکا اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑے اور کسی مقام

تصدق فرق مبارک ہوکر سرخروئی دارین حاصل کرے القصہ بعد اس گفتگو کے ترک جوشن پوش نے عرض کی کہ شاہزادہ عالم اولاد ولیعہد کو چاہیے کہ
مین ورزش یعنی ڈنڈ اور مگدر اور لیزم کی بھی کسرت لازم اور مقدم ہے حضور ڈنڈ دس دس بیس بیس پہلے شروع کرین اور ہلکی ہلکی جوڑیون کے مگدر کا
استعمال کرین اور لیزم کے دس بیس ہاتھ ہلائین تاکہ دم بڑھے آپنے فرمایا کہ ہان مین نے یہ کسرت اور ورزش تو کی ہے لیکن مین جانتا ہون کہ کسرت
دو دو ایک ایک ہاتھ بانک پٹے کی اور تیراندازی وغیرہ سپاہی کو چاہیے وہ تم مجھے بتلاؤ ترک جوشن پوش سپرین بانس کی تیلیون کی ریشم سے بنی
ہوئی بہت خوبصورت چھوٹی چھوٹی اور بڑی بڑی سوا سوا گز کی مدور بنی اور گدکے ہلکے ہلکے بید چمن گونر کی لکڑی اور بانس کے چرکے تحفہ تحفہ مین
لٹو خوش قطع اور بہت خوشنما ڈانڈین بانس اور بید کی مخملی اور سقرلاتی اور زربفتی خول آنپر چڑھے گدیان پرچون کی مخملی نرم نرم بڑے تکلف سے سجی ہوئی
اور چند گدکے اسطرح کے کہ انکی ڈانڈین اکثر تو بھاری بھاری گز از بانسون کی اور بعضون مین سنجن فعج لادی ہوئی ہین پرچون پر گدیان فقط چمڑے کی لٹو
تا بار رخول نہ دار دا سقدر بھاری تھین کہ دفعتاً ہر کس و ناکس اُٹھا نہ سکے کسرت کرنے کا ذکر و تذکرہ کیا ہی اپنے مکان سے منگا کر ایک صحن باغ مین جگہ
تعلیم مقرر کی اور وہان ایک طاق بہت خوبصورت بنوا کے پنڈول مٹی سے لپوا دیا اور اُسمین شیرینی اور ہار گلہائے خوشبو کے لٹکائے اور ایک چراغ
روغن زرد سے مملو اس طاق مین رکھوا دیا اور کچھ چند ٹوکریان شیرینی کی آگے اسکے رکھدین بعد ازان شاہزادہ بدیع الزمان سے ملتمس ہوا کہ حضور کسرت
دو ایک اُستاد اس فن کی اپنی اپنی وضع پر کرتے ہین چنانچہ فدوی کے نزدیک ایک ٹھاٹھ علی مدد اور ایک ٹھاٹھ دکھنی نہایت پسند ہے شاہزادہ والا مرتبت
نے پوچھا کہ اے ترک جوشن پوش علی مدد کی کیا طرز ہے اور دکھنی ٹھاٹھ کس طریق پر ہے اور دونون کے فرق اور تفاوت اور فائدے بیان کر ترک
جوشن پوش نے بیان کیا کہ علی مدد کی کسرت کی اول تو سپر یعنی پھری چھوٹی ہوتی ہے گدکا بہت ہلکا لیتے ہین ور دا ہنا پانون آگے بڑھا رہتا ہے اور
سپر کا ہاتھ چلتا پھرتا اور طمانچہ کر لنگوٹ کھنڈا را موندھا کر یک پالٹ سر باہرہ الی وغیرہ یہ چوٹین اسکی ہین اور جتنی گھائیان ہتھیاری شاگرد کو سکھلاتے ہین
اور چار ہاتھ سیام گھاٹ اول لڑواتے ہین بعدہ گھائیان سکھلاتے ہین جب آئین دیکھا کہ شاگرد مشتاق ہوگیا تو چھوٹ لڑواتے ہین وہ چوٹین استادون کی جو
بسینہ چلی آتی ہین بتاتے ہین یہ کسرت حقیقت مین بہت خوب ہے لیکن آنچل کو چلتا پھرتا چنچی چالاکی بانک بھانک اسمین بہت چاہیے جہان سپر جلدی
نہین پہونچ سکتی اور چوٹ حریف کی آپہونچی وہان گدکے سے بھی روک لیتے ہین اور دکھنی کسرت کا جیسے راوی کہتے ہین اور راوت لوگ کرتے ہین اسمین فقط
آدھی چوٹ حریف کا مار بیٹھنا اور پوری چوٹ اپنی بچانے اور جسم کے محفوظ رکھنے کا یہی ٹھاٹھ اور راے اسکی اس طریق اور انداز پر ہے کہ دونون
پانون برابر کرکے اپنی مین فرق رہے مثل کمان خمیدہ قامت ہوکر بہت بڑی سپر اپنے منہ کے مقابل سیدھے ہاتھ کے سپر کو تانے اور داہنے ہاتھ سے گدکا
سر سے ملائے ہوئے جہان کھڑا ہے تا وقتیکہ حریف چوٹ نہ ڈالے اور جنبش طرف ثانی کے ہاتھ کو نہو آپ چوٹ دفعتاً اپنی اسپر کرے اور چھوٹ لڑنے مین
کبھی مخالف اور ترسان ہوکر پیچھے کو قدم نہ ہٹائے اُسکی چوٹ کے ساتھ اپنا وار کرتا ہوا فقط داہنا قدم بڑھائے جس ٹھاٹھ سے کھڑا ہو دونون پانون
سے برابر بڑھتا ہوا ٹھاٹھ نہ بگڑنے پائے اور حریف کو مارتے فقط ایک نیچے سر کی چوٹ اور کمر اور طمانچہ پار سے کا خیال رکھے باقی کر یک پالٹ طمانچہ باہرہ لنگوٹ
اور کسی چوٹ کا حریف کی کسی طرح سے اپنے دلمین دغدغہ اور اندیشہ اور خوف نکرے حریف اگر بانس لیکر کھڑا ہوگا اور مارنے کا ارادہ کریگا تو بسیا ختہ راوتی
کسرت کرنیوالے پر چوٹ نہ مار سکیگا آپہی بے موت مارا جائیگا چنانچہ ایک دوہرا ہندی کا اے شاہزادہ عالم مین آپکو یاد کرواؤن اسپر عمل کیجیے اور کیسا ہی حریف
چالاک اور مشاق زبردست ہو کبھی اُسکی چوٹ آپکے جسم پر نہ آنے پائیگی وہی ہر مقام پر چوٹ کھا جائیگا اور پیچھے ہٹتا جائیگا آپ اپنے ٹھاٹھ مین اسکو دبائے ہوا
کرتے مارتے چلے جائینگے شاہزادہ بدیع الزمان گردشکر شکن نے پوچھا کہ ہان ترک جوشن پوش وہ دوہا تو پڑھو مین تو سنون کہ اسکا کیا مضمون ہے ترک نے کہا حضور یہ
سنین یہ دوہا ہے دوہا گھونٹنے ٹیک جگر کہ ہے لوہے کمان سمان ؛ گول سپر رکھ روبرو کرے چوٹ کا دھیان ؛ سانگ پھانک کو سوچ اپنے اور خطرہ مت آنے
جھنک حد مین پانون نہ ڈالے چوٹ کو رکھے تانے ؛ ترت پھرت اور حیرت سے لڑے سو راوت ہوجانے ؛ ہاتھ تلے پر چوٹ پڑے تب لڑنے والا جانے
شاہزادہ والا مرتبت نے پھر پوچھا کہ بھلا مین تمسے پوچھتا ہون کہ سپر بڑی گدکا بہت بھاری ہاتھ مین ٹھاٹھ وہ کہ پانون کوئی آگے بڑھا نہین سکتا تو چوٹ
پہلے کونسی چلے اور حریف کو کس چوٹ پر مارے ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ شاہزادہ عالم دشمن کے مارنے مین کام بڑی سپر کا ہے اس سے حفاظت تمام
جسم کی ہوتی ہے کچھ قباحت کی بات نہین بھاری گدکا اسلیے کہ ہاتھ مین طاقت آئے اگر کوئی استاد بھی پاس نہو تب بھی اس گدکے کو ہاتھ مین لیکے ٹھاٹھ مین

آسمان قائم ہوکر ایک چوٹ کرنے کی ایک پلٹ کی فقط جھپٹ پٹ کسی ورزش پیشہ اور مشّاق کے ہاتھ سے نکالے اور سو دو سو چوٹوں پر نوبت پہونچائے تو اسکی
تلوار کا کوئی روکنے والا لاکھوں میں کم نکلے ایسا اسکا ہاتھ تیار ہوجاتا اور تلوار اسکے ہاتھ میں پھول کی چھڑی معلوم ہوتی تھی چنانچہ شاہزادہ عالی مقدار نے پھر
لکڑی پکڑ کے پہلے تو دو چار مرتبہ پھٹک بانک کرکے گویا کچھ جانتا نہیں ہے کسرت کرنا شروع کی جب ترک جوشن پوش نے دو ایک مقام پر لڑکے کو بتلایا کہ شاہزادہ
عالم اس چوٹ کو یہاں سے روکیے اور اس چوٹ کو سر پر اون گانٹھ کر پھر جو آئے چوٹ ساتھ ہی اسکے اٹھ بیٹھے پھر تو یہ عالم تھا کہ ترس پڑا اور ترک جوشن پوش
کو چوٹ بچانا مشکل ہو گیا سیکڑوں چھپے چوٹوں کے پڑ گئے پھر کیا تاب طاقت تھی کہ روک سکتا گھبرا کے ترک نے پھری گر کا ہاتھ سے رکھ دیا اور تصدق ہو
عرض کرنے لگا کہ پیر و مرشد آپکو کچھ سکھلانے اور بتلانے کی احتیاج نہیں آپ خود استاد زمانہ بے عدیل اور بے نظیر ہیں واہ واہ ہے واہ اس خانہ زاد پرانے سال کی کیا
مجال اور کیا قدرت کہ یہ خیال محال حضور کی تعلیم کا کرے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے ترک میں تو محض ہیچمدان اس سپہ گری اور قواعد نبوٹ
و ورزگ اور ایک اسکے کوچے سے محض نابلد ہوں وہ جسطور پر تم نے مجھے بتلایا اور سکھلایا خیر میں کرتا ہوں آپ بیشک دل بڑھانے کیواسطے اسما اللہ جو چاہیں
سو کہیں فرمائیں یہ سب آپکی برکت اور آپ کی بدولت ہے غرض اسطور پر بیٹھے کو اٹھتے ہیں لیکر پہلے چوکی کے ہاتھ لیجا از ان بار مولا اپیان و درجو کہ کسرت
خوبصورت اسکی تھی ترک نے شاہزادہ عالم کے سامنے کی شاہزادہ والا شان نے پوچھا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کرتے ہیں سے سرمہ آنکھوں میں لگا دیتے ہیں اور
چولی جامے سے جدا کرتے ہیں اور سروں کے دانوں کو پٹے کی باڑھ سے دو ٹکڑے کر ڈالتے ہیں یہ سب مجھے بتلائیے کہ یہ تو بڑی استادی معلوم ہوتی ہے
ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ شاہزادہ عالم یہ فقط تماشا دکھلانے کو استاد لوگ کرتے ہیں لاگ کی باتیں ہیں مثلاً جامے کا دامن علیحدہ اور چولی علیحدہ ہو جا
ہے بس چولی اور دامن کی پیوستہ کرتے ہیں بخیہ نہیں کرتے فقط ایک رشتہ سوت کا خوب مضبوط بٹا ہوا بڑے بڑے ٹانکوں سے گرہ اس رشتے کی ذرا نکلی
لٹکی ہوئی اسمیں کرتے ہیں اور ہلاتے ہلاتے جیسی تمام بائیں ہاتھ سے اس گرہ کو پکڑ کے رشتے کو کھینچ لیتے ہیں اور تہ کو بسہولت جھٹ دیکر اپنے جسم
سے الگ جیب کرتے ہیں تو وہ دامن تو اول سے علیحدہ ہی تھا ذرا جب شکل گیا تو خود بخود ذرا بوجھ کا جھونکا کھا کے جدا ہوکر گر پڑتا ہے اور سر سوت کے دانوں کو
برابر کر کے بخیہ زمین پر پھیلا دیتے ہیں تب پٹا جہاں سے بار اوہ دو دو ٹکڑے ہو کے رہ جاتے ہیں اور باقی سرمہ لگانے میں لگانا یہ محض جھوٹ ہے شاہزادہ عالم حضور
عقل کو دخل کیا انتا زبانی کر چٹے سے سرمہ لگانیوالا تو لگانے کا قصد کریگا مگر وہ کون ایسا فولاد کا کلیجا رستم دل ہوگا کہ ذرا انکا جو ہاتھ کے برابر آجاتا ہے تو آنکھ
بند ہو جاتی ہے اور آنسا بڑا پٹا جب آنکھ کے سے چمکتا ہوا نظر آئیگا وہ کیونکر مستقل مزاج ہو کر آنکھ اپنی کھولے رہیگا جسمیں وہ سرمہ لگاوے یہ محض غلط اور فضول کوئی
استادوں کی ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ البتہ یہ بات قرین قیاس ہے الا یہ کہو کہ طریقہ بانک کی کسرت کا کیا ہے ترک جوشن پوش نے التماس کی کہ اے
پیر و مرشد یہ کسرت بہت خوب ہے اور بادشاہزادوں و وزیرزادوں کو ضرور ہے کہ اسے سیکھیں اور مرد سپاہی پیشہ بھی اسکو اچھا سمجھتے ہیں بانک کی کسرت ایک
انگ وہ انگ کی یہی کسرت ہے کچھ ربط زیادہ رکھتی ہے شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ اچھا بانک کی بھی کسرت ہمکو بتلائیے ترک جوشن پوش
نے جھٹ پٹ دو قرولیاں کاٹھ کی بیش قیمت ناسیدھی انکی نوکیں پیشانیاں بنی ہوئیں ایک اپنے ہاتھ میں لی اور ایک وہ قرولی شاہزادہ والا صفات کے ہاتھ
میں دیکر مقابلہ میں آبیٹھا اور عرض کیا کہ پیر و مرشد دو زانو بیٹھیں یہ نشست ہمارے گھرانے کی نہیں ہاں اور اکثر استادوں کے یہاں اسطرح سے دو زانو بیٹھکر
کسرت کرتے ہیں ہمارے یہاں کی نشست یہ ہے کہ حضور بائیں پاؤں کے زانو کو جھکا کر اور داہنے پاؤں کے زانو کو اٹھائے ہوئے تاکہ سارا پیٹ اپنا زانو کی آڑ
میں چھپائے اور سوائے اسکے اس بانک کی کسرت میں داہنے پاؤں کی لڑائی اور حلیت پھرت کی مشق ٹھیک دینے اور حریف کی چوٹ روک لینے اور کچھ اپنی
بھی کر جانے کے لیے مقدم ہے بس اس شکل سے یک زانو ہو کر بیٹھیے اور قرولی کی گرفت یہ ہے کہ پشت قرولی کی تلے رہے اور باڑھ اسکی اوپر رکھیے کسلیے اگر حریف
بے محابا قرولی پکڑ لینے کا ارادہ کرے تو اسکا ہاتھ ناقص ہو جائے اور قرولی کی باڑھ اوپر رکھنے میں پیچ کرنے اور چھوٹ اٹھنے میں بہت سے فائدے پیش نظر ہیں
آگے عرض کیے جائینگے اور گردن بانک اڑی اندر اچھکا جھولا وہ زانو اکلندر اسلطانی ارنا و لجہال منہ توڑ لوار بند وغیرہ مختلف پیچ اور ایک ایک پیچ کے سات سات
توڑ اور ایک توڑ کے سات سات جوڑ استادوں نے رکھے ہیں پہلا پیچ اسکا ڈالنا ہے اسکو پہلے قرولی حریف کی اسطرح پر کھینچے اور جب وہ بھی اپنی قرولی کے
ہاتھ کو زور پکڑ کر اپنے قابو میں کرے تو اسوقت اپنا بایاں پاؤں اٹھا حریف کے ہاتھ پر جستی اور چالاکی کرکے کلائی کو اسطور پر دبا کر ذرا فشار دیجیے اور پھر
بیٹھیے تو حریف کے ہاتھ سے خود بخود بیچارا ہاتھ چھوٹ جائیگا اور جب اپنا ہاتھ کھل گیا اور حریف کا داہنا ہاتھ اور قرولی اسکی اپنے بائیں ہاتھ

ہین ورنہ اپنے قابو مین اور حریف جب محض بیکار اور بے اختیار ہی تو جہان چاہیے بے خوف و خطر اسکو ہم مار سکتے ہین اور وہ ہمارے تئین چوٹ نہین کر سکتا اور اگر وہ بھی اس فن سے آگاہ ہو اور اسنے ہمارے پیچ کا توڑ کرکے ہاتھ اپنا چھڑا لیا اور ہمارا ہاتھ نہین چھوڑتا تو اسوقت یہ جوڑ اسپر کیا جاوے یا سبق اور آسانی اگر ایک بچہ پکڑ رکھے کرے تو بڑے پہلوان پر چل جاوے اور پھر چھ گھڑی حریف بدون زخم اور ضرب قرولی اور شمشیر وغیرہ سلاح کے بیہوش اور خود فراموش پڑا رہے چنانچہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن بدستور پر ترک جوشن پوش تعلیم کرتا تھا محض نادان ورنہ جان بنکے دو چار مرتبہ جھٹک جھٹک کر کھول کھول کر عمداً اُسکو کاٹا کر بیٹھا بعد اُسکے اُسی پیچ کو اس خوبصورتی اور چستی سے کرکے دکھلا دیتا کہ ترک جوشن پوش کے فرشتونکو نہ سوجھتا اور ترک کی عقل دنگ ہو جاتی چشم بد دور چشم بد دور واہ واہ واہ واہ کرکے کہتا تھا کہ اے شاہزادہ بلند اقبال غلام نے اس سن و سال مین کہ پیر ضعیف ہو چکا کبھی کسی بڑے شاق کو جنسے سالہا سال کسرت کی ہو اتنا جلد سیکھ لیتے اور پیچ کو اس خوبصورتی سے کرتے نہین دیکھا آپکا عجب ذہن عالی ہی ایسا ذہن رسا غلام نے کسی کا نہین سنا غرض مختصر یہ کہ اسی طرح سے شاہزادہ نامور ہر چند کہ ہر ایک علم و فن و کمال و ہنر مین کامل بلکہ اکمل یگانہ عصر اور انتخاب روزگار ہو لیکن بمقتضائے فراست محض بہانہ اور مبتدیون کیصورت ترک جوشن پوش سے تعلیم فنون سپہ گری اور قواعد کسرت نیزہ و شمشیر و خنجر اور تحصیل علم ناوک اندازی و چلہ کشی اور کمانداری کی کرتا تھا اور بدستور قدیم ایکدن درمیان دیگر شب کو براے ملاقات ملکہ گوہر ملکا اور ہر روز واسطے مجرے کے بارگاہ کیخسرو مین تشریف لیجاتا اور بعد برخاست دربار پھر اپنے اسی باغ مین رونق افزا ہو کر مصاحبت اور صحبت سے ترک جوشن پوش کی نہایت خرسند اور رضامند رہتا تھا القصہ کا ذکر ہی کہ شاہزادہ عالم گلگشت باغ اور سیر چمن کرتا ہوا خیال اسکے کہ وقت مغرب کا قریب آپہونچا ہی اب مکان پر چلون کسی گوشہ مین بعالم تنہائی نماز سے فراغت حاصل کرون وہان سے مراجعت فرماکے قریب مکان سکونت ترک جوشن پوش کے پہونچا اور منتظر اسبات کا ہوا کہ ترک جوشن پوش میری آنکی خبر سنکے مقر اپنے مکان سے نکل آئیگا جب توقف اُسکے آنے مین دیکھا تب شاہزادہ عالم نے اپنے دلمین یہ خیال کرکے کہ ترک تو بڑا فہیم دانا اور بہت آدمیت رکھتا ہی اور آداب شناس قاعدہ دان ہی اسوقت مین یہان آؤن اور وہ نہ ملے یہ خلاف قیاس بات ہی اور خالی از علت نہین دو ایک خدمتگار ترک جوشن پوش کے بمجرد دیکھنے شاہزادہ نامدار کے اُٹھ کھڑے ہوے اور دست بستہ با ادب کھڑے ہوئے تھے اُنسے پوچھا کہ ترک جوشن پوش اندر مکان کے کیا کرتا ہی سوتا ہی یا کوئی کار ضروری ایسا ہی درپیش ہی کہ اس باعث سے ہمارے پاس تک نہین آیا خدمتگارون نے اپنے دونون ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ شہریار یہ غلامون کو مفصل معلوم نہین کہ وہ اسوقت کس شغل مین ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے متعجب ہو کر فرمایا کہ یہ تمنے کیا کہا تم عمدہ خدمتگاری کا رکھتے ہو شبانہ روز ترک جوشن پوش کے پاس رہتے ہو تمکو کیونکر نہین معلوم ہوگا ایک خدمتگار نے عرض کیا کہ خانہ زاد جس دن سے یہان نوکر ہی لیکن غلام کو بھی نہین معلوم کہ جہان غروب آفتاب ہونیکا وقت ہوا آقا ہمارا یعنی ترک جوشن پوش ایک حجرے مین تنہا بیٹھکر دروازہ بند کر لیتا ہی اور چار گھڑی کامل اکیلا اس حجرے مین رہتا ہی ہمکو کسی سے سب کو ممانعت ہی کیا مجال جو اسوقت کوئی وہان جا سکے شاہزادہ بدیع الزمان یہ حال سنکر اور زیادہ تر متردد اور متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی تو از بسکہ ترک جوشن پوش سے ایک بے تکلفی حاصل ہی بیساختہ جس مکان مین کہ ترک جوشن پوش تھا اُسی طرف کو تشریف لے چلا اُسی خدمتگار نے دست بستہ پھر عرض کی کہ شاہزادہ عالم آپ تو ہمارے مالک ہین ہماری کیا قدرت اور کیا مجال جو حضور کو منع کرین لیکن اندیشہ اتنا غلامون کو ہی کہ غلامون پر اعتراض اور عتاب آجائے شاہزادہ والا قدر نے فرمایا کہ تم سب مطمئن رہو اور کچھ تردد میری جانب سے نہ کرو ترک بھی آزردہ نہوگا یہ فرماکے شاہزادہ بدیع الزمان اندرون مکان جو تشریف لے گیا تو دیکھا کہ ایک سجادہ بچھا ہوا ہی اور ترک جوشن پوش بطریق اہل اسلام قاعدہ اسلام نماز پڑھ رہا ہی کیفیت دیکھکر شاہزادہ والا مرتبت کو عجیب طرح کی فرحت اور محبت پیدا ہوئی بعد ساعت بھر کے جبکہ ترک جوشن پوش نے سلام پھیرا جونہی نگاہ شاہزادہ عالیجاہ پر آ پڑی تو دم بخود دونون اپنے ہاتھ باندھے دوڑ کر قدمون پر اُس نامور کے گر پڑا شاہزادہ عالیجناب نے اُسکو اُٹھا کر اپنے کلیجے سے لگا لیا اور تبسم فرماکے ارشاد فرمایا کہ اے بہادر تمہارے ملت اور مذہب کا حال آج ہمپر منکشف ہوا مگر یہ تو ہمسے کہو کہ تمنے لقا پرستی مین کیا نقص اور عیب جانا جو تمنے نادیدہ خداے آسمانی کی پرستش اور عبادت قبول کی خیر اب کل بجناب کیخسرو بغیر مرسل یہ ذکر کیا جائیگا ترک جوشن پوش کے تمام جسم مین رعشہ پڑ گیا آنکھون مین اشک بھر کے عرض کرنے لگا کہ شہریار ملت اور مذہب کا مدار اعتقاد پر ہی بقول استاد کے شعر یہی قاضی اور
میرے مالک کا مجھے دل کی مرضی سے کام ہی ؛ جو یہ چاہے وہ تو حلال ہی جو نہ چاہے یہ وہ حرام ہی ؛ فدوی ناچار ہی کہ جبسے اس دین متین

اسلام سے کہ میرے زعم مین راہ راست یہی ہی عہد طفولیت سے بدل محبت اور اعتقاد ہی لیکن بسبب یہان کے روزگار اور سکونت اس ملک اور دیار کے کہ
والی اعلی شاہ و گدا باشندے سب لقا پرست ہین ہنوز اسلام کو پوشیدہ کیے چلا آتا ہون آج حضور پر میرا یہ راز فاش ہوگیا ہر چند فدوی کو آپکی ذات اقدس
اور اعلی سے یہ توقع نہین کہ اپنے بندہ جان نثار کے قتل کو گوارا فرمائین لیکن جو مشیت پروردگار ہو پردہ پوش داور بدتراز گناہ شعر مقر خطا کا ہون مین حاجت
گواہ نہین جو چاہو سو کرو ہمہ بے گناہ نہین فی الحقیقت غلام مسلمان ہی اور نماز پنجگانہ غلام کی حتی المقدور کبھی قضا نہین ہونے پائی یہ گفتگو ترک
جوشن پوش کی سنکے پہلے تو اسے اپنے گلے سے لگا کے خوب سا پیار کیا بعد ازان فرمایا کہ پہلے ہم بھی نماز سے انفراغ حاصل کرلین تو بعد تمہی تمام سرگذشت حال
اپنا بیان کرینگے ہمارا بھی طریق اور ملت اور مذہب یہی ہی تم کچھ اپنے دلمین مخالفت دزرسان ہو اور یہ کہکر شاہزادہ والا مرتبت نے وضو کیا اور بعد فراغ نماز
اپنا حسب نسب اور باعث اس ملک مین وارد ہونیکا اور از ابتدا تا انتہا حال شاہزادہ خاور سیاہ کا مفصلا گوشزد و حاضر و برو ترک جوشن پوش کے
بیان کیا ترک جوشن پوش یہ حال سنکے باغ باغ ہوگیا اور سہر بار تصدق اور نثار اس شاہزادہ عالی مقدار کے ہوکر کہتا تھا کہ زہے افتخار اس بندہ جان نثار
کا کہ ایسے شہریار کی غلامی مین مشرف ہوا غرض پہر رات گئے تک صحبت رہی بعد اسکے ترک جوشن پوش کے پاس سے اٹھکر شاہزادہ والا مرتبت نے اپنی
آرامگاہ مین آکر آرام فرمایا صبح کے وقت بدستور معمول قدیم بارگاہ گنجاب مین جاکر مجرا کیا اور دنگل پر بیٹھا آئین کوئی ساعت بھر بعد وقائع نویس نے پرچہ وقائع
لا سے بریہ کا گنجاب کی نظر سے گذرانا مضمون اسکا یہ تھا بادشاہ فوج اسلام اور امیر حمزہ عالیمقام اور تمام لشکر اور سپاہ نادیدہ خدا کے پرستارون
کا اسرافیل درگاہ گاؤ لنگی کا سوار سر پوش ہی اور اسد رجہ زور پکڑا ہی اور اسرافیل درگاہ لقا کو عاجز اور تنگ کر رکھا ہی کہ کوئی صورت حفظ آبرو ور
جان گاؤ لنگی کی نہین معلوم ہوتی اور تمام سکان شہر لقا پرستون کی نہین نظر آتی ہی اور یقین کلی ہی کہ عنقریب ملک بربرین اسرافیل قدرت فرقہ خدا پرستون
کے ہاتھون سے شکست فاش کھاکے یا مارا جاوے یا فراری ہوکے کسی طرف کو نکل جاوے اور تمام ملک اسلام آباد ہوجاوے اور بعد مسخر کرنے اس ملک
شاہنشاہ لشکر اسلام امیر حمزہ صاحبقران اور پانچہزار پانچسو پچپن سرداران نامی پہلوانان گرامی جوانان صف شکن و شیر افگن شجاعت شعار شہامت آثار
جنکی کہ تمام زبان دنیا اور مجاہدان عرصہ کار زار اور فوج دریا موج لشکر ظفر پیکر کہ یہ تمام نادیدہ خدا کے پرستار ہین کیا عجب ہی کہ قصد عزیمت کا سمت ملک سنجان کرین
اور پیغمبر مرسل گنجاب بن گنجور ملک حریان و لوکش بتہنیہ قاسرا آکر آمادہ رزم و پیکار ہون گنجاب نے یہ پرچہ اخبار کا پڑھکر کہا معلوم ہوتا ہی کہ خدا پرست بڑے
زبردست ہین اکثر سردارون نے عرض کیا یا پیغمبر مرسل حمزہ کا حال غلامون نے زبانی بڑے بڑے محققین اور مورخین کے سنا ہی کہ اسنے پردہ قاف مین ملیون
ہزار دیت اور عفریت وغیرہ دلیران کو میدان مصاف مین نبرد بازو اور بضرب شمشیر ہلاک اور پیوند زمین کیا ہی اور اٹھارہ برس لگو کھا دیوان پردہ شاہین
قاف سے آمادہ رزم و پیکار رہا ہی اور وہ تو وہی پیغمبر مرسل بیٹے پوتے اسکے بدعوے شجاعت اور ہمتی رستم اور سہراب کی حقیقت اور اصل نہین سمجھتے
ہین اتنا کلمہ سنکے گیا ہو رخون آشام اور محسن بن گیا ہو را ور مہلیل دراز ترکیب وغیرہ چند سردار بارگاہ نشین گنجاب نہایت پیچ و تاب کھاکے بول
اٹھے کہ یا پیغمبر مرسل حمزہ کا کیا منہ اور دل اور گردہ ہی جو اسطرف کو رخ کرسکے اقبال پیغمبری سے اس بارگاہ مین خانہ زاد جان نثار اور ادنی ادنی
ملازم اور نمکخوار سرکار کے ایسے ایسے پڑے ہین کہ امیر حمزہ صاحبقران کو مع اسکے جتنے بیٹے عمر و بن حمزہ یونانی اور علم شاہ رومی اور بدیع الزمان
اور ہاشم مغربی اور فرخ شہسوار قلندر اور شیرویہ بن حمزہ اور شیر افگن اور چوگان بن حمزہ وغیرہ اور سعد بن عمرو اور قاسم اور عمرو بن رستم
وغیرہ جتنے پوتے اور بھانجے نواسے اور سرداران لشکر اور بڑے بڑے سپہ سالار اور شاہ اور شہریار نامی اور ناموران ہنگام رزم و کین میدان جدال و قتال مین
دم لینے اور بات کرنے کی مہلت ندین مارے تلوارون کے از مغرب تا مشرق و از جنوب تا شمال بھگادین ان نادیدہ خدا کے پرستارون کے فقط
زور کے دسترکے ہین باقی ایسے جی کے بودے اور نامرد ہین کہ ہم شیرون کے مقابلہ مین مثل روباہ ہزار ہزار حیلہ پیدا کرکے بھاگ جانے کی یہ
قدرت اور مقدور نہین رکھتے کہ ٹھہر سکین غرضکہ اسطرح کے مزخرفات اور بیہودہ کلمات گیا ہو روغیرہ بدذات اور سرداران بارگاہ گنجاب نشین کی
زبان سے نکلے کہ شاہزادہ بدیع الزمان نامدار نے جو سنے تو آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل اور دود بدو باغی و بار بار ان سے اٹھا مانند شیر
گرسنہ و گرسنہ حالت غیظ اور طیش مین خاموش اور خود فراموش آنکھین دونون سرخ گلنار خون کبوتر ہوگئین گتھین عرق پیشانی اور بہ
آگیا تھا چہرہ پر تمام سے ملتہب غضب سے تمام جسم مین رعشہ پڑا ہوا تھا اور ہر مرتبہ یہ چاہتا تھا کہ اسی وقت ایک ایک ان لوچ گویون حرامخوارون

کے دھڑ ان پر سے سروں کو کھینچ لوں ایک ہی ایک ضرب تیغ میں ان فرقہ ناری علیہ اللعن کو واصل جہنم کر دوں لیکن بمقتضاے ذات خوب سا آپ ضبط کر گ
جانب گیا ہور خون آشام مخاطب ہوکر اتنا کہا کہ ای گیا ہور خون آشام بادشاہان سپہر احتشام اور فرمانروایان ذوالاحترام کی شان میں پس
غیبت ایسے کلمے زبان پر لانا کچھ شایان نہیں شرفا اور نجبا جو کہ نجیب الطرفین ہیں وہ کبھی کسیکو پیٹھ پیچھے برا نہیں کہتے قطعہ خواہی کہ پسندیدہ ایام
شوی مقبول قبول خاص و عام شوی ؛ ہرگز پس مومن و یہود و ترسا ؛ بدگوے مباش تا نکو نام شوی ؛ آفتاب پر خاک ڈالنے سے خاک نہیں پڑتی
وہ لوگ آفتاب و ماہتاب ہیں دلاور اور بہادروں کو اگر گفتگو کرنا منظور ہوئی تو زبان تیر و خنجر اور دم شمشیر سے گفتگو کرتے ہیں لیکن کبھی اپنی زبان سے
کوئی کلمہ بد کسی کے حق میں نہیں کہتے مختصر یہ کہ شاہزادہ عالی مقام یہ باتیں کرکے بوقت برخاست دربار گنجاب سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا
اور پوشاک اوتار کر مسند پر بیٹھا اور ترک جوشن پوش سے ادھر ادھر کا ذکر مذکور کرکے فرمانے لگا کہ ای ترک جوشن پوش اصطبل میں حکم ہو جاوے
کہ ایک گھوڑا ہماری سواری کا زین کچھا کے ہر روز بہر رات گئے سے صبح تک ڈیوڑھی پر حاضر رہا کرے اگر جی چاہتا ہے کہیں ادھر ادھر کی سیر کیجیے اپنے
شہر میں تو ہمیشہ سیر و شکار کو نکلتے رہتے یہاں تو پردہ نشینوں کی طرح سے نہ کہیں شکار کو جانا ہوتا ہے نہ کہیں سیر و تماشے کو سوار ہونیکا اتفاق ہوتا ہے
اکثر رات کو جو دل گھبراتا ہے تو اسوقت سواری کہاں لہذا ایک گھوڑا بھی کسا کسایا چوکی میں بلاناغہ ہر روز لگا رہا کرے ترک جوشن پوش نے
عرض کی کہ بہت بہتر اور اسیوقت بموجب ارشاد کے طویلہ میں حکم بھجوا دیا اور ایک مرکب برق آہنگ صبا رفتار مطابق اس شعر کے شعر بصد طوفان
نمیگردد ہمش غرق ؛ بدریا موج بر روے ہوا برق ؛ با زین و لجام مرصع کار بہر کہ عمل میں ایک شاطر بچہ لیکر باغ میں حاضر ہوا اور حسب الحکم
شاہزادہ باکرام ایک جا پردہ شاطر مرکب کو لیے چوکی میں مستعد اور حاضر رہا یہاں شاہزادہ والا مرتبت نے پلنگ پر جاکے دوپٹہ منھ پر لیا اور آرام
فرمایا ترک جوشن پوش رخصت ہوکر اپنے مکان میں گیا اور خدمتگاروں نے جبکہ دیکھا کہ شاہزادہ عالم خواب راحت میں غافل ہو گیا اور نفیر خواب
بلند ہوا آہستہ آہستہ دبے پاؤں اٹھ اٹھکر اپنی اپنی جگہ پر سو رہے چار گھڑی کے بعد شاہزادہ والا قدر بدیع الزمان نامور نے کروٹ لی اور آنکھ کھولکر
دیکھا کہ شمعیں فقط روشن ہیں باقی سناٹا ہے گرد و پیش کوئی خدمتگار نظر آیا کہ معلوم نہیں ہوتا پلنگ پر سے اٹھکر صحن چبوترے پر تشریف لائے اور
سیارگان فلک کو دیکھا پتا کہ نصف شب کے قریب شب آ پہنچی اسوقت اس رستم صولت سہراب دل شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت
عالی منزلت نے لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کرکے زرہ زمردی کڑیوں کی گلے میں اور فولادی خود سر پر دستانے فولادی
ہاتھوں میں موزے پاؤں پر چڑھا کے سپر فولادی پشت پر تیغ مشہور شہ ولو ہند داب میں کمان کاندھے پر جوڑی خنجر کی کمر میں غرض مسلح
اور مکمل ہوکر اس مرکب پر سوار ہوا اور اس شاطر بچہ سے حکم دیا کہ تو یہیں پر سو رہ ہم تفریحاً بطور ہوا کھانے کے اس جنگل میں سیر کرکے ابھی چلے آتے
ہیں اور اگر تجھے جگا دینگے شاطر بچہ نے عرض کی کہ خانہ زاد اسی خدمت پر منصوب ہے جہاں حضور تشریف لے چلیں ہمراہ رکاب حاضر رہے آپ نے
فرمایا کہ تجھے اس سے کیا مطلب ہم بیفائدہ تجھے جنگل میں کہاں دوڑاتے پھریں اور تیری نیند بھی جاتی ہے ہمتو بسبب خفقانیت کے کہ دل بہت
گھبرا رہا ہے شغل بیابان و صحرا ادھر اس جنگل میں پھر کے چلے آتے ہیں یہ کہکر باگ لی مرکب کی اور سمت شہر سنجان چلا اور سابق ازین گذارش کیا گیا
ہے کہ بیرون شہر دو کوس کے فاصلے پر اٹھارہ لاکھ سوار و پیادہ کی چھاؤنی پڑی ہے اور دونوں سپہ سالار یعنی گیاہور خون آشام دست راست
اور تہامیل دراز ترکیب دست چپ بعد برخاست دربار شبکو چھاؤنی میں آ کر رہتے ہیں خلاصہ یہ کہ شاہزادہ والا قدر بطرفة العین برابر چھاؤنی
کے آکر پہونچا اور ایک ٹیکرے پر جاکر چار طرف بغور ملاحظہ فرمایا کہ سواے کہیں کہیں ایک ایک جوان پہرے والوں کے اور کوئی بیدار
اور ہوشیار نہیں ایک عجیب طرح کا سناٹا ہے اور سب سوار اور پیادے خواب غفلت میں پڑے دنیا و عقبی سے محض بیخبر ہیں اور جو کسی خیمہ ڈیرے
پال راوٹی بیچ ہیں سو دو سو سوار یا کہیں پیادے نجیب تلنگے جاگتے نظر آتے ہیں تو وہ کوئی رسالدار ناچ دیکھ رہا ہے اسکے ساتھ دس بیس
بیٹھے ہیں لیکن کسی جگہ کپتان کمیدان ڈیرے میں قوال نقل کر رہے ہیں اس تماشے میں مشغول ہیں کہیں سو پچاس تلنگے جاگتے نظر آتے ہیں کہیں گنوار
جمع بیٹھے ہیں ایک شخص کے گلے میں ڈھولک اور پھولوں کے ہار پڑے ہیں آلہا گا رہے ہیں وہ سب سنتے ہیں کہیں کسیکی پال میں رنڈی والیاں
کہیں چونے والیاں گا رہی ہیں کہیں کوئی باندو کی چارپائی پر کسی درخت کے نیچے پڑا مثنوی پڑھ رہا ہے دو چار یار آشنا اسکے واہ واہ کر رہے ہیں کی

پہرہ والے جہان تہان بیٹھے اونگھتے ہین کچھ بیٹھے بیٹھے سو گئے ہین کچھ نیند مین بھرے ہوے کبھی کبھی بیساختہ پکار اٹھتے ہین ہوشیار باش بیدار باش
لگتے ہو دس بیس ادھر ادھر بہرے پر کھڑے ہین وہ فقط سنگین خالی کمر سے لگائے نہ پتھر کلا بندوق پاس ہے نہ کوئی کرچ پاس لیے ہو فقط بید کی یا
بانس کی کاڑی کسی کسی کے ہاتھ مین ہے ہان وردیان البتہ پہنے چہل قدمی کرتے ہوے پکارتے ہین حکم پیغمبر مرسل کا حکم پیغمبر مرسل کا کہین کچھ
سوار اپنی اپنی چھاؤنیون اور لینون خیمے ڈیرون مین بیبیون کے ساتھ شراب پیے پیسہ کہین تلوار کہین ہے نشہ مین سرشار اپنے اختلاط مین بسر کر
رہے ہین مگر ایک سردار اکوان فیل زور نامے ہزار سوار کی جمعیت سے طلایہ گشت کا دیتا پھرتا ہے باقی سب لشکر غافل ہے کسیکو اپنے تن بدن کی خبر
نہین سوتا نظر آتا ہے خیمون ڈیرون کے اندر کہین شمع کہین چراغ کی روشنی اور بعض بعض خیمون کے آگے ایک ایک دو دو مشعلین جلتے ہین شاہزادہ
رستم صولت بدیع الزمان والا مرتبت نے یہ تماشا غفلت کا وہان دیکھکر اپنے دلمین خیال کیا کہ اگر اس لشکر پر شبخون مارئیے اور نعرہ کر کے ایک ہنگامہ
قیامت برپا کر دیجیے اور صاف آپ نکلکر اپنے باغ مین جاکر سو رہیے تو بڑی کیفیت ہو الا بجز فریب اور عیاری یہ موقع اور ایسی گھات اور بات
ہاتھ نہین پڑ سکتی کسلیے کہ شبخون بدون جمعیت اور اعانت یار و مددگار اور برادران جان نثار کے اس افواج بیشمار فوج کفار مین خلاف قیاس ہے
اگر یہ منصوبہ دلی جو پیش خود تجویز کیا ہے بتائید ایزدی و فضل ربانی بن پڑے تو سبحان اللہ یہ معرکہ و نام ہمارا بھی تا روز جزا جریدہ روزگار مین
یادگار رہ جائے اور ارباب فنون سپہ گری جو ہماری جرئت اور قوت اور دلیری اور جوان مردی کا خیال کرینگے تو ابد الآباد تک تحسین و آفرین کیا
کرینگے اور کہینگے شعر آفرین باد آنجوان بدرے ٭ کہ از روی اندر انجمن لسپرے ٭ اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے مین ایک تنفس بیجان واحد شبخون
مارے اور زندہ و سالم صاف بچکر نکل جائے اور خدا نخواستہ اگر تدبیر ہماری خلاف تقدیر ہوئی تو بھی کوئی مقام خطر نہین غرض یہ دلمین
سوچکر اس ٹیکرے پر سے نیچے اتر کر جانب لشکر آہستہ آہستہ اپنے مرکب کو سنبھالکر اندر چھاؤنی کے داخل ہوا اور جو کسی نے دیکھا بھی تو اسنے یہ
سمجھا کہ اٹھارہ لاکھ سوارون مین سے لشکر مین کوئی غنیم کی فوج کا غیر آدمی تو کاہیکو آئیگا ہمارے ہی ساتھ والون سوارون مین کوئی کہین
سیر و تماشا کو گیا ہوگا اب وہان سے پھرا ہوا آتا ہے اور اپنے ڈیرے کو جاتا ہے کچھ تعرض نہ کیا اور اتنا بھی نہ پوچھا کہ اے شخص تو یگانہ ہے یا بیگانہ ہے کہان
سے اسوقت آتا ہے کہان جائیگا القصہ میان شاہزادہ رستم دل سہراب توان نے تھوڑی دور آگے جاکے دیکھا کہ ایک لین گھوڑون کی کہ قریب
بارہ ہزار اس سے کم نہوگی نظر آتی ہے اگاڑیان پچھاڑیان گھوڑون کی بندھی ہوئی ہین اور اپنے اپنے تھان پر کھڑے ہین اور آگی اگاڑیون مین
سائیسون کے بستر لگے ہوے ہین سائیس بھی غافل پڑے سوتے ہین گھاس کے چار طرف ڈھیر اور توبڑے دانون کے کھونٹیون پر لٹکتے ہین متصل
متصل قریب اس لین کے خیمہ ڈیرے چھوٹے رسالدارون افسرون کے استادہ ہین اور چونکہ آدھی رات کا عمل ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل
رہی ہے اور شب تیرہ و تار ہے تو اس سرے سے اس سرے تک کوئی متنفس سوار و پیادہ بیدار و ہوشیار نہین معلوم ہوتا ہے سب خواب غفلت پڑے
خراٹے لے رہے ہین شاہزادہ بلند اقبال نے پہلے تو بمقتضائے فراست اور مآل اندیشی تیغ آبدار نیام سے کھینچکر سو پچاس گھوڑون کی اگاڑیان
پچھاڑیان کاٹ ڈالین اور تیس چالیس خیمون ڈیرون بارگون سے بولون جو تر کیون پالون نمگیرون راوٹیون وغیرہ کی طنابین کھٹ سے قلم کر کے
اپنے مرکب کو چمکا کر دور جا کھڑا ہوا اور وہان باطمینان تمام بشوکت ملا کلام طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا اشعار منہ بہج خوبی شہر انجمن ٭
تہمتن توان گرد لشکر شکن ٭ منم آن دشمن ہر رستم شکوہ ٭ فلک مرتبت شاہ انجم گروہ ٭ بدیع الزمانم کہ در روز کین ٭
توانم زدن آسمان بر زمین ٭ زتیغم لبیب ملک اسلام شد ٭ کہ سر فتنہ با خستہ نام شد ٭ ای لشکر کفار نابکار اور ای افواج لعینان
خفتہ بخت تیرہ روزگار خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ کہ سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ عالیمقام نے تمام فوج اسلام ملک بربر سے بعد استیصال اور استخراج
گاؤ لنگی گاؤ سوار اشرفیل درگاہ لقا مشرک خدا بتیہ جہاد اور کفار کشی اور اسلام آباد کرنیواس ملک سیستان کی عبور دریائے ذخار کرکے تھوڑے سے فاصلہ
پہیان سے نزول اور ورود اقبال فرمایا ہے شبخون ملا ہر پر لے اطلاع اور حشم نمائی اس مشرک خدا گنجاب علیہ اللعن العذاب کے لیس نعرہ کر کے شاہزادہ عالیجاہ
تو اسکی طرف کو چلا اور وہان کا حال سنیے کہ ساتھ نعرہ کی آواز کے سو پچاس ان گھوڑون نے کہ جنکی اگاڑیان پچھاڑیان کٹ گئین تھین جست و خیز کرنا شروع کیا
اور کچھ گھوڑے نے نکلکر سرپٹ بھاگے دو چار کہین کھڑے پشتکین مار رہے ہین کچھ الف ہو رہے ہین جہان تہان دس بیس ہنہنا کر اور گھوڑون پر

جا پڑے باہم خوب لڑ رہے ہیں سپاہیوں کی جو آنکھ کھل گئی تو سوتے سے لیکر اپنے اپنے گھوڑوں کے پکڑنے کو اٹھکر دوڑے ادھر خیمے ڈیروں کی
جو ایک قلم سب طنابیں شاہزادہ والا حشم نے کاٹ دی تھیں وہ سب کچھ ہوا کے جھونکوں میں کچھ گھوڑوں کی ٹکان سے چاروں طرف ادھر
ادھر گرنے لگے سیکڑوں سوار پیادے نوکر چاکر کے چوبوں کی ضرب سے مغز پھٹ پھٹ کے نکل پڑے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے کتنے دبے
پڑے تھے کچھ لوگ گھبرا گھبرا کر سوتے سوتے جو اٹھکر باہر نکل آئے تو دیکھا کہ چاروں طرف گھوڑوں کا شور و غل ہے اور سائیسوں کا رولا اور ہنگامہ کہ
چاروں طرف بالس اور موشٹے لیے دوڑتے اور گھوڑوں کو مارتے پھرتے ہیں ان سپاہ مردوں نے ایکبارگی چاروں طرف پکارنا شروع کیا کہ یارو کیا غافل
پڑے سوتے ہو کسی غنیم کی فوج کا شبخون آیا اور چاروں طرف سے سوار پیادے اپنی اپنی چھاؤنیوں لشکروں خیموں ڈیروں میں سے سوتے سوتے
چونک چونک کر اٹھے اور ہنگامہ قیامت شور یوم النشور گھوڑوں کے لڑنے اور سائیسوں کے مار مار کرنیکا اور سیکڑوں خیموں کے گرنے سے ہزاروں
آدمیوں کے ضائع اور ہلاک ہو جانیکا غل و راویلا سے کبیٰ نعرہ کوس شگاف آسمان زیر زمین زلزلہ قاف تا قاف تھا سلیمان شاہزادہ بدیع الزمان کے جوش نے تو
اپنے دلمیں یہ خوب یقین کر لیا کہ قضا کا سامنا ہے بڑا غضب ہو گیا بیشک و شبہ جو ہم سنا کرتے تھے کہ فرقہ خدا پرست بڑے زبردست ہیں خداوندی دو نام
مالک سے منحرف ہو کر نادیدہ خداے آسمانی کی پرستش کرتے ہیں اور بالک بربریں اسرافیل قدرت پر محاصرہ کیے ہوئے پڑے ہیں وہ ہی سب خدا پرست
کا لشکر شاید اس ملک پر یورش کر کے آیا ہے اور انھیں لوگوں نے شبخون مارا ہے غرض نہایت سراسیمہ و مضطرب بحال جو ہیں حالت میں خدا اسطرح
گھبرائے ہوئے وہیں سے تلواریں کھینچے ہوئے سپریں لیے نزاد دسو دو سو فقط سپریں لیے تلواروں کی خبر نہیں چالیس پچاس خالی نیام تلواروں کے
لیے سو دو سو قرابین شیر بچے تمنچے دو نالیاں یکنالیاں لیے مگر اس بدحواسی سے کہ بعضوں نے دونالیوں میں ایک نالیوں میں گولی بارود
تو نہیں بھری فقط بھسپی تمام رنجک پیالوں میں ڈالکر دونوں پاؤں پر چڑھالی اکثر نے فقط بارود بھری ہے گولی چھرے ڈالنا بھول گئے ہیں
دس بیس قرابین شیر بچے بھرے ہوئے لیکن پتھر نہیں چڑھائے ہاتھوں میں لیے اندر ہی سے چھاتی پر رکھے ہوئے کچھ برچھیوں کی جا پر خالی اکیلے
بالس کی لیے کوئی تیروں کو کاندھے پر رکھے کوئی تلوار کو ترکش میں بے اختیار لیتا ہے آنکھیں ملتے خیمے ڈیرے میں سے نکلے کوئی پاجامے کی جگہ
آستین انگرکھے کی پاؤں میں ڈالکر کھینچ کھینچ کر کہتا ہے کہ کیا نالائق درزی نے چوڑ رکھا ہے پاجامے کے پائنچے کیسے تنگ کر دیے ہیں کہ پاؤں میں نہیں چڑھتے کوئی
انگرکھا سمجھ کر پاجامے کے پائنچے ہاتھوں میں پہنے کہ رہا ہے کہ لاحول ولا قوۃ کیا نالائق بیوقوف درزی تھا جسنے یہ بڑی بڑی آستینیں میرے انگرکھے کی
سیکر خراب کر دیا ہے اور سینہ تک نالائق نے نہیں لگائے اب میں خاک پہنکر نکلوں دو چار سراسیمہ و مضطر آنکھیں ملتے جو اٹھے تو جھٹ پٹ کپڑے پہنکر
پھر تلوار اٹھالی اور باہر آنکر سائیس تو ملے نہیں جلدی میں اپنے ہاتھوں سے گھوڑوں پر زین رکھ رکھ کر تنگ کھینچنا تو بھول گئے یا نہیں قاش زین
بیٹھکر ذرا جو ایڑ کرتے ہیں اور گھوڑا سرپٹ ایکطرف کو چلا یہ چاروں شانے چت زمین پر زین چار جامہ انکی چھاتی پر یہ سب از زین کے تلے دبے ہاتھ پاؤں
مار رہے ہیں دس پانچ گھوڑوں پر اسپے زین بخوبی کھینچ اگاڑیاں تو جلدی میں کھولدیں مگر بدحواسی میں پچھاڑی کھولنے کا حواس نہ رہے اور جھٹ
پٹ سوار ہو کر ہر چند گھوڑے کو ایڑ مارتے ہیں گھوڑوں کے پچھلے پاؤں تو بندھے ہیں وہ کیسا دوڑتے چلتا نہیں یہ سب جھنجھلا کر آپس میں کہتے ہیں کہ یارو
دیکھا کیا غضب کا مقام ہے کہ کیسا ہی اچھا گھوڑا کلولی کا گھوڑا ہو نشیب و وقت پر اڑ جاتا ہے تو یہ جی چاہتا ہے کہ اس تلوار سے ان ایسے گھوڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈالدیں
کسی نے کہا صاحب گھوڑا کنگا و یہ وقت ٹالے دیتے کانہیں گھوڑا بگڑتا ہے یہ سنکے تڑاق تڑاق کوڑے گھوڑوں کے مارے حسب اتفاق پھنک کوڑے کی اگر
گھوڑوں کے فوطوں پر پڑی اور گھوڑوں نے جو تڑپ کر زور کیا اور لپک کر دوڑے تو وہ میخیں پچھاڑیوں کی اکھڑ اکھڑ کر جوانان مسخروں کی پشت یا کسی کے
سر میں لگتیں تو ہائے کر کے یہ کہتے ہوے کہ یارو لو ہمارا تو کام تمام ہو گیا غنیم کے لشکر کی طرف سے گولیاں برس رہی ہیں ہماری زندگی اسیقدر تھی یہ کہکر غش کھا کر
چکر کھا کھا کر جو گرے تو اکثر کے دانت بیٹھ گئے آنکھیں بند بیہوش مانند مردوں کے پڑے تھے بواسطہ بارود تارو اویلا کر کے دم نکلا مگر کوئی ذرا سا چلو بھر پانی
ہمکو پلا دو کہتے تھے دو چار کے پچھاڑیوں پر سے گھوڑے دوڑتے ہوئے نکل گئے وہ از غلبی بار سے جہنم داخل ہو گئے اور کچھ پڑے سسکتے تھے دو چار تڑپتے باشندے کا
لوگ اپنے پاؤں میں ڈیروں میں کسبیوں کو لیے شراب پیکر غافل پڑے سوتے تھے ایکبارگی یہ شور و غل سنکے جو اٹھے تو کرتے تک نہیں پہنے لنگوٹ باندھے
وہیں سائیسوں کو پکار پکار کر یہ کہتے ہوے کہ ارے او چاکر حرامزادو ہمارا گھوڑے جلد کسو اور آپ کوڑے ڈھونڈتے ڈھونڈتے اپنے پلنگ پر ادھر ادھر

دیکھ رہے تھے دفعتاً کاران کسبیون کی چوٹیان بڑی بڑی جو گندھی ہوئی پلنگون سے نیچے لٹک رہی تھین اُن وحشت زدون نے اُنکی چوٹیون کو
اپنے گھوڑے سمجھکر پکڑ لیا اور کھینچ کر جو لے چلے تو وہ سب کسبیان ہائے ہائے ہان ہان کرتین یہ کہتی تھین کہ اے صاحب ہماری چوٹیان چھوڑ دو کیا
کرتے ہو ہماری ہائے اپا او روئے جاتی ہین نکلی جاتی ہین پلنگ پر سے نیچے گر گر گھسٹتی چلی آتی ہین اور یہ حرامزادے جھنجھلا جھنجھلا کر خفا ہو ہو کر کہتے تھے
کہ تم یہ کیا بکتی ہو ہمارے گھوڑے ہین چھوڑ دو یہ وقت اختلاط کا نہین ہی ہم اپنے خاوند پیغمبر مرسل کا حق نمک ادا کرنیکو جاتے ہین غرض طول تا چند مضمون
اس کہبت کے کبت تیغ دھری ترکش مین کاندھے پر تیر کوئی ڈھالین اور کمانین ہاتھ مین تلوارین کوئی لکڑی کا پیچھے ڈار پانون آستین مین ہاتھون
مین پہنے کوئی پائچے ایزار کے گھوڑا سمجھ جورو کی چوٹی کوئی کھینچ کوئی گھوڑون پر اوندھی جوتین کرین یہ ہار کے کتنے نامرد گھبرا کے کھڑے رو رہین
سہمے بیٹھے کو بات بات سا گر ہار کے یعنی مشرقیون نے اپنے خیمے ڈیرون مین سے نکلکر ہتھیار پکڑ کے جو سامنے بغور دیکھا تو مغربیون کی فوج کو
جو گھوڑے اٹھائے تلوارین کھینچے بندوقین چھوڑتے تیر مارتے چلے آتے تھے حریف کی فوج سمجھکر اور جنوبیون نے شمالیون کو اور شمالیون نے جنوبیون کو
لشکر غنیم جانکر باہم لپٹ کر تلوارین مارنا شروع کیا شاہزادۂ عالم نے جو بارہ ہزار سوارون کی لڑائی کا یہ ڈھنگ دیکھا کہ کسی کو مطلق اپنے تن بدن کی خبر نہین
سب کے سب عالم بدحواسی اور ہراس مین اندھون بہرون کیطرح سے باہم لڑتے اور قتل عام کرتے ہین اُسی طرح اپنے مرکب کو چمکا کر دوسری لین پر وہی
اُستادی کرکے کر پہلے تو گھوڑون کی اگاڑیان پچھاڑیان کاٹ دین اور خیمون ڈیرون کی طنابین قطع کرکے نعرہ کیا اور صاف الگ ہو کر تیسری لین کی
سمت چلا اور وہان بھی یہی کارستانی کرکے آگے بڑھا تو یہ عالم تھا کہ دو تین گھڑی کے عرصہ مین تمام لشکر مین تلاطم ڈالدیا اور ہنگامہ شور و غل سے محشر بپا تھا
کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ شاہزادۂ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران نے یہ لشکر قاہرہ خدا پرستان میان آنکر شبخون مارا ہی اب جو کوئی بھی جانتا ہی کہ
چارطرف سے محاصرہ کرکے پکڑ زندہ و سالم ایک خدا پرست کو جانے نہ دیجیے غرض جو جو کہ منچلے اور جان نثار ہو رہے تھے وہ تو اس شور و غل سے ہوتے سوتے
جو چونکے تو جس شکل سے جہان جو تھے اُسی صورت سے اپنی اپنی آنکھین ملتے ہوے تلوارین لیے خیمون ڈیرون مین سے باہر نکل پڑے اور یگانہ و بیگانہ
کسیکو نہ پہچانتے تھے اور ہر چند کوئی لاکھ ہان ہان کرتا تھا یہ کچھ نہ سنتے تھے اور دلیرانہ لیکن آپسمین لڑ رہے تھے اور وہ جو جو کہ ہزارون بزدلے نامرد
ہیروائی اناوالے اکثر محاذون کے سفارشی جورؤن بیٹیون ماؤن بہنون کی کمائیان کھانیوالے بڑے بڑے سور ڈکیتے مال مردم خور شوربہ پشت غریب آزار
اکڑ باکلے ہر وقت تلوارین میان سے لٹکائے کوچون مین ڈانٹ ڈپٹ کرتے اور ڈنڈ پیل پیل کے خوب چکنے چوپڑے بنے آپ کو بنائے اکڑتے تلتے پنجون کے
بل چلتے پھرتے تھے مرزا پچھو مرزا مو کر مرزا لال بیگ آکا شمشاد بیگ آکا جوانان مرگ بیگ ڈنڈ پیل خان غریب آزار خان وغیرہ تھے انکو تو ہول کے مارے جاڑے
سے تپ چڑھی تھی تھر تھر پڑے کانپ رہے تھے باہم کہہ رہے تھے کہ یارو یہ کون وقت لڑائی کا ہی اندھیاری رات اپنا بیگانہ سوجھتا نہین ہم غافل پڑے سوتے
تھے غنیم کی فوج چارطرف سے قتل عام کرتی چلی آتی ہی گودیان اور تیر برس رہے ہین تلوارین چل رہی ہین کس کی خاوند کا سامنا نہین کہ جسکے سامنے نمود کی لیجیے میدار
اس امر کے ہو جیے کہ اُسکے صلہ مین کچھ جاگیر منصب بڑا بھاری خلعت ملیگا اسی واسطے موقوف کرکے اپنے ہاتھ پانون خالمین مالکے کتے کیطرح بھوت مارے جائیے جورو
کو رانڈ اولاد کو بیوارتا کر دیجیے اس سے کیا حاصل یہ محض حماقت ہی بس بقول کسی استاد کے شعر نہ ہر جائے مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن صلاح
یہی ہی کہ خیمے ڈیرے مین سے باہر نکلنے کا نام نہ لیجیے جب یہانتک نوبت پہونچیگی دیکھ لینگے خداوند یہ چار ہزار ناکے بچانیوالا ہی اکثر کا مارے ڈر کے پائجامون مین پیخانہ
نکل نکل پڑا بعضے روتے چیخین مارتے پھرتے تھے دس بین بیسمت قبول خداوند لقا ملتجی تھے دعائین مانگ رہے تھے اشعار خداوندا گردانی بلا را از ین شبخون نگہداری
تو مارا از قتل عام رحمے در زوال بنواز پرستاران نادیدہ خدا را اور دروازون پر انکے خیمون ڈیرون کے ہر چند نوکر چاکر پکار پکار کر کہتے تھے کہ میان صاحب باہر لیجیے
گھوڑے کسے کھڑے ہین وہ اندر سے جھنجھلا جھنجھلا کر جواب دیتے تھے کہ ابے او بدذات تجھین کسنے کہا تھا اور تمنے کسکے حکم سے گھوڑون کو کسا تھا ابے کیا
تجھکو ہمارے نمک کا پاس لحاظ ہماری جان کا مطلق خیال نہین کہ اسوقت ایسی اندھیاری اور قیامت کی رات مین تم چاہتے ہو کہ بیواسطہ دیدہ و دانستہ کام
تنگ مین ہم جاکر قدم رکھین اور احمق بنکر لڑین مرین سو کچھ ضرور نہین اگر تم سب جاؤ اور گھوڑون پر سے زین چارجامہ سب کھولکر اتار لو تھان پر
باندھ دو ہمارے تم نوکر ہو تمکو ہمارے حکم سے ہماری خوشی سے کام ہی جسکی مفت کی جان ہو اور جو کوئی ایسا ہی بیوقوف ہو وہ اٹکل پچو ایسی لڑائی
مین اپنی جان دینے کو جاے ان نوکرون سے سائیسون چاکرون نے پھر کہا کہ یہ آپ سب صاحب کیا کہتے ہین تمام عمر پیغمبر مرسل کی

سرکار کا نمک حلال تھا کہ ایسا ہی روز آج علی الصبح وقت پر کر گزاری اور مردانگی کا موقع ہو ایسے حیلے اور حوالے کرتے ہو اور سر فروشی اور جانبازی سے بچتے ہو اندر سے نکلتے نہیں سپہ گری کا نام بد کرتے ہو یہ مردوں کا کام نہیں بس اتنا کلام سنا یہ سن کا سنکے وہ سب نامرد اور بھی غیظ اور غضب میں آکر اندر سے گالیاں دے دے کر کہنے لگے کہ ادب! جیونفر و تم ہمارے اتالیق کوئی نصیحت کنندہ ہو سائیں ور جاکروں نے ناچار ہو کر انکو نفرین کر کے گھوڑوں کو کھولا اور اسپ اپنے باہر جا کر بیٹھ رہے ہیں غرض شاہزادہ رستم دل سہراب توان بدیع الزمان گردنکش شکن نے جب دیکھا کہ اب کچھ سوار و پیادہ غنیمت ہو کر باہم شمشیر رانی کر رہے ہیں اور لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ گر رہے ہیں پردہ گرا جاتا تھا کشتوں کے پشتے لگ گئے چار طرف ہنگامۂ قیامت بازار ملک الموت گرم ہو گیا تو ارادہ کیا کہ اب نکل کے اپنے باغ میں جا کر آرام کیجیے ناگاہ سامنے اکوان فیل زور ایک سردار کو دیکھا کہ اس شب کو طلایہ گشت کا کرتا پھرتا تھا باغ پا کچھ اس سوار مسلح اور مکمل کے یہ نہیب تیار ہوا کہ ہاں یارو پسر حمزہ ذرا دیکھنا کس جانب کو یہ ہو کر آ رہا ہے خبردار زندہ و سالم بچکر جانے نہ پاوے گھبرانا نہیں میں بھی آن پہونچا ہوں شاہزادہ والا منزلت کے برابر سے چاہتا تھا کہ نکل کر آگے جاوے شاہزادہ با اقبال کے خیال میں یوں آیا کہ اس نابکار مردود کا رستہ اسوقت مقابلہ اور مجادلہ کرنا واجب ہی یہ سوچ کر شاہزادہ عالم نے اپنے مرکب کو چمکایا اور نعرہ کیا اور فرمایا کہ باش او اجل رسیدہ کہاں جاتا ہے اکوان فیل زور نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شہسوار رستم صولت میدان مجمع کارزار سے نیزہ بدوش بکمال جوش و خروش شمشیر برہنہ خونچکان مثل برق جانستان کے ہاتھ میں لیے سامنے ہے مبارز طلب ہی نہایت غیظ اور طیش میں آکر آواز بلند کہنے لگا کہ ای پسر حمزہ بہت چار گھڑی سے تیری تلاش میں تھا شکر ہے کہ خداوند لقا نے میری مراد حاصل کی اور تو میرے ہاتھ آگیا ورنہ مجھکو میں بحضور [illegible] جا کے کیا جواب دیتا شاہزادہ عالم نے خوب ہنس کے فرمایا کہ ای بدذات کیا جھکڑ مارتا ہے مصرع صید را چون اجل آید سوی صیاد رود صیاد و رود تو قضا تیری گریبان گیر ہے یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سنکر اکوان فیل زور نے اپنے سواروں ہمراہیوں کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ یارو تم سب گواہ رہنا اس بات کے صبح کو بحضور پیغمبر مرسل کہ تم سب کو گواہی دینا پڑیگی کہ میں بدون استعانت اور تمہاری کسی کی شراکت کے پکڑ و تنہا اس پسر حمزہ کا سر کاٹ کر بحضور پیغمبر مرسل بھیجتا ہوں شاہزادہ با اقبال نے فرمایا کہ او نابکار کیا گو گو کرتا ہے شعر زبان در کش و تیغ کش از غلاف که وقت سخن نیست جاے مصاف بیان زبان نیزہ اور دم شمشیر سے گفتگو کرنا چاہیے اکوان فیل زور نے بجوش و خروش تمام تیغ آبدار اپنا نیام سے کھینچکر بر سر اقدس شاہزادہ والا مقام حملہ آور ہوا اور اس [illegible] نگار شاہزادہ ضیغم شکار نے سپر فراخ دامن کو چہرۂ اقدس کی پناہ کر کے بجناب باری التجا کی کہ ای حافظ حقیقی پناہ تو دارم پناہ سپر ندارم یہ کہکے اسکے ضرب کو روک کر اوقت برگشتن یہ فرمایا کہ شعر تو ضرب بجم زدی ضرب من نوش کن ، ہمہ شادی از دل فراموش کن ، لنگر اپنا قاش زین پر استوار کر کے [illegible] شمشیر دیوبند کو میان سے کھینچا اور کھینچتے تمام اس بے بہرہ انجام پر وار کیا اور اسنے دیکھا کہ ایک برق لمعان مجھپر گرتی ہے گھبرا کے سپر کو پناہ کیا اور [illegible] وہ کلان [illegible] اپنے ماتھے پر لیا مگر وہ جو سنا ہو بجلی گرتی ہوئی بدلی سے نہیں رکتی اس برق شمشیر نے ابر سپر کو مثل قرص نیم دو ٹکڑے کیا خود [illegible] کو کاٹا [illegible] عرق جبین سر کاٹ کر کلے جبڑے کو لیتی ہوئی صراحی گردن میں مثل قطرہ سیماب کے ٹھہری [illegible] دو ٹکڑے کر کے ناف کے [illegible] جا اتری قاش زین کو کاٹا کر [illegible] اس کمری کنہ لنگ کے نکلی لاش اس جہنمی بدمعاش کی مع مرکب چار پرکالے ہوئی زمین پر گری [illegible] جتنے سوار اور پیادے اسکے ساتھ تھے یہ کاٹ شاہزادہ والا تبار کی تلوار کا اور لاشہ [illegible] اس نابکار کا مع مرکب زمین پر لوٹتے ہوئے دیکھ رنگ چہروں سے ان سب کے پرواز کر گیا تھا بے ساختہ ہر ایک کے منہ سے آواز واہ واہ کی بلند ہوئی پھر تو اس شیر بیشۂ جدال کا یہ حال تھا کہ جس طرف کو رخ کرتا تھا سوار و پیادہ فوج کفار کے مثل گلۂ گوسفند کے پراگندہ ہو کر بھاگتے پھرتے تھے شیر ببر جا کر شمشیر کا رکردہ [illegible] دو دو چار چار کر [illegible] سر پر سے وار کیا [illegible] کا ہاتھ مارا ایک ہاتھ اور سر تن سے اسکا جدا ہو کر گر پڑا [illegible] تلوار ماری تسمہ لگا نہ رہا [illegible] دو ٹکڑے کیا وہ جو دس بیس [illegible] اور بھاگ نکلے وہ تو جو دیت کر کے مقابلہ شاہزادہ والا رتبت کے [illegible] تیغ بے دریغ ہو گئے باقی سوار و پیادے چار طرف دور دور نیزہ اور شمشیر سے دھمکاتے پاس نہیں آتے تھے اور جدھر فرا مرکب کو سرگرم کر کے شاہزادہ عالیمقام حملہ آور ہوتا تھا سب بھاگ کھڑے ہوتے تھے اسوقت شاہزادہ عالیشان [illegible] گھوڑے کو گرم عنان کیے ایک سمت کو روانہ ہوا اور ان سب سوار و پیادہ اکوان فیل زور کے ہمراہیوں نے نکل جانا شاہزادہ عالم کا غنیمت جانا اکوان کی لاش اٹھا کر اسکے خیمے کی طرف لے چلے اور شاہزادہ والا جاہ نے اپنے باغ کی راہ لی بیان چھاؤنیوں میں تمام شب [illegible] سوار و پیادوں کے خوب تلوار چلی اور باپ نے بیٹے کو اور بیٹے نے باپ کو اور بھائی نے بھائی کو چچا نے بھتیجے کو اور بھتیجے نے چچا کو اور ماموں نے بھانجے کو اور بھانجے نے ماموں کو استادوں نے شاگردوں

مار کر گرا دیا یہ اہل اور ہنگامہ شنکے شہر سنجان سے گیا ہو رو غیرہ اکثر بڑے بڑے سردار اپنے اپنے محلون سے مکانون سے گھبرا گھبرا کے نکل کے اور جمعیت کثیر بہت
سوار ہمراہ لیے اسوقت میدان پہونچے کہ جب بخوبی صبح ہو گئی تھی یہان اگر عجیب حال دیکھا کہ چار طرف لاشے مقتولون کے پڑے پڑے پھڑکتے ہین لکھو کھا چیلین
کوے بطمع گوشت میدان مین چھائے ہوے ہزارون گیدڑ اور کتے مردون کا گوشت کھا کھا کے شور و غوغا باہم کر رہے ہین ہزارون زخمی پڑے تڑپ رہے ہین
ہزار ہا جان سے گئے ہین گیا ہو رخون آشام یہ رنگ جنگ لشکر کا دیکھ کر نہایت دنگ خاموش او رخود فراموش گھڑی بھر کامل گذرا بعد اسکے حکم دیا کہ لاشونکو
مقتولون کے گڑھے کھدوا کے گڑوا دو اور زمین میدان خاک ریز کروا دو اور سقون کو بلا کے تمام خون یہان کا کہ جدا اسکے دھلوا کے پاک صاف کر وا دو مگر جو وارث
کسی لاش کا کوئی آ جاے تو وہ لاش اسکے حوالہ کر دینا کہ وہ اسے لیجا کر دفن و کفن کی فکر کرے اسمین دیکھا کہ اکوان فیل زور کی لاش کو ورثا او رعزیز لگا نے
او رباسکے چار پائی پر ڈالے لیے جاتے ہین کہ لیجا کے کہین دفن کرین گیا ہو رخون آشام نے ان سبکو ممانعت کر کے کہا کہ صاحبو اس سردار کی لاش کو
ابھی لیجا کے دفن نہ کرو پہلے اسے بحضور گنجاب لیجانا مصلحت وقت ہے اور یہ کہکر اکوان فیل زور کے لاشے کو اور جو بہت سے افسر مارے گئے اور زخمی تھے
ان سبکو ہمراہ لیکر گیا ہو ر سمت بارگاہ گنجاب روانہ ہوا

اب وہ کلمہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت باغ مین پہونچے تو کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی تھی دیکھا کہ چابک گھوڑے کا غافل چادر منہ سے لپیٹے پڑا سوتا ہے اپنے آسے ہوشیار کر کے گھوڑا
اسکے سپرد کیا او ر آسی مکان مین تشریف لیجا کے بعد الفراغ غسل جہان جہان کچھ پوشاک پر چھینٹین اور دھبے لہو کے لگ گئے تھے انکو خوب دھو کرا
کنارے واسطے خشک ہونے کے پھیلا دیا اور آپ پلنگ پر جا کر دو گھڑی آرام فرمایا بعد اسکے بوقت صبح صادق بہرادا ے نماز وضو کر رہے تھے کہ اسمین
ترک جوشن پوش نے آکر مجرا کیا اور دونون صاحبون نے باتفاق باہم فریضہ سحر کو بجناب باری ادا کیا بعد ازان شاہزادہ عالیشان پوشاک دربار کی
ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کر کے مرکب پر سوار ہوا اور ترک جوشن پوش کو ہمراہ لے اثنا ے راہ مین باتین کرتا جاتا تھا کہ ایکبار ترک جوشن پوش نے
عرض کی کہ شہریار یہ غلام کی قدیم عادت ہے کہ پہر رات پچھلی باقی رہے سے اٹھکر کچھ پڑھا ورادو وظائف مین مشغول رہتا ہے آج شب کو جسوقت سے غلام کی
آنکھ کھل گئی چھاونی کی طرف سے اسقدر شور و غل تھا کہ جس طرح کوئی معرکہ جدال و قتال مین ہنگامہ بپا ہوتا ہے معلوم نہین کہ کیا ماجرا ہے چونکہ حضور بھی
پانچ چار گھڑی رات سے بیدار تھے یقین ہے کہ یہ غل آپ کے بھی سمع اقدس مین پہونچا ہو شاہزادہ عالم نے فرمایا البتہ کچھ شور و غل تھا لیکن چونکہ اسکے مین
اس ملک مین نو وارد ہون مین یہ سمجھا کہ یہان کوئی میلا ہے کیسی یہان تقریب ہو گی شادی برات کی واللہ اعلم کہ کیا معاملہ ہے کچھ زیادہ ترین نے غور او رخیال
نہین کیا غرض یہ باتین کرتے اب قریب بارگاہ گنجاب کے پہونچے ترک جوشن پوش نے اکثر آیندہ روندون سے بھی دریافت کیا تو لوگون سے معلوم ہوا کہ یہان آج
عجیب اتفاق ہوا کہ شب کو گنجاب کے لشکر مین ہزارون سوار او ر پیادے مارے گئے ترک نے پوچھا کہ فساد کس سے ہوا اور ایسے لشکر جرار اور ایسی فوج
بیشمار مین کہ جہان کیسے کیسے سپہ سالار او رسردار معظم اور ہوشیار او رسرگرم کار رہتے ہین وہان دفعۃً تلوار کا چلنا اور ہزارون بہادرون کا مارا جانا
یہ معاملہ کیا تھا لوگون نے کہا کہ صاحب کوئی بدیع الزمان نام ہے بیٹا حمزہ صاحبقران کا ہے آسنے کہین سے آکر شب کہ مفسدہ پردازی کی او ر ہزارون
ہا ہزارون آدمیون کی خونریزی کر کے صاف نکلا چلا گیا ترک جوشن پوش یہ حال سنکے محو حیرت ہو کے صورت چپ رہے دلمین کمال متعجب اور
متحیر ہو کر یہ کیا معاملہ ہے شاہزادہ عالم باغ نزلازل یک چشمی مین موجود چار گھڑی رات باقی رہے مین نے بچشم اپنے بیٹھا کے دیکھا کہ وضو کر رہا تھا اور سوا
دو چار خواص خدمتگارون کے فوج و سپاہ کا تو کیا ذکر ہو کوئی دس بیس سوار و پیادہ سلاح بند ہمراہ تھے اور یہ بات مطلق وہم و خیال مین نہین آتی کہ
شاہزادہ عالم پکہ و تنہا لاکھ سوار و پیادے کے لشکر مین جا کر شمشیر زنی کرے اور ہزارون آدمیون کو مار کر زندہ و سالم بلا لاگ اچھوت بچکر نکل آے
سو رہا ان جنیا لکھا ڑ نہین پھوڑتا ترک جوشن پوش تو اسی فکر مین تھا کہ شاہزادہ نامور نے یہ اخبار سنکے ترک جوشن پوش سے فرمایا کہ اسمین تشویش
اور فکر کرنا لا حاصل ہے اب دربار مین چلتے ہین مفصل حال معلوم ہو جائیگا آخر یہی گفتگو کرتے ہوے اسی چھاونی مین سے گذر راستہ ہی ہو کر نکلے تو دیکھا کہ
چار طرف دریا یہ خون رواں ہین لاش پر لاش مقتولون کی پڑی ہے جھنڈ کے جھنڈ لشکر بازارون کے سٹے ہوے گرے پڑے ہین لکھو کھا آدمی ادنی
اعلی برنا پیر ابازاری و مرد کا ہجوم تماشائیون کی دھوم ہے خلقت تمام ملک سنجان کی ٹھٹھ لگائے دیکھ رہی ہے نکلنے کا راستہ نہین ترک جوشن پوش

نے وہاں بھی دریافت کیا تو یہی سنا کہ لیسر حمزہ نے آدھی رات کو آکر شبخون مارا اور پھر نہ ثابت ہوا اور کسی نے نہ دیکھا کہ مع اپنی فوج و سپاہ
کے کدھر سے آیا اور کسطرف کو نکلا چلا گیا غرض خلاصہ یہ کہ شاہزادہ عالی مقام مع ترک جوشن پوش بارگاہ گنجاب میں جا کے گنجاب کو مجرا کیا اور
اپنی کرسی پر متمکن ہوا وہاں بھی دیکھا کہ عجیب طرح کا ہنگامہ بپا ہو رہا ہے اور یہی چرچا ہر ایک کی زبان پر ہے کہ بدیع الزمان لیسر حمزہ صاحبقران نے
شبخون فوج پیغمبر مرسل پر آنکر مارا شاہزادہ والا رتبت نے گنجاب سے عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل الیسا کو لشنا وہ غنیم زبردست تھا کہ جسنے دو پہر رات کے عرصہ
و قفے میں ایسے لشکر کو ویران و پریشان کر دیا اور ہزاروں سوار و پیادوں کو مار کے صاف نکل گیا اور کوئی سردار و سپہ سالار اور پہلوان تلوار اور جان نثار
سرکار کا اس سے مقابلہ نہ کر سکا اور حریف کی فوج کو صاف بچکر نکل جانے دیا ابھی گنجاب کچھ جواب دینے نہیں پایا کہ گیا ہور خون آشام نے آکر مجرا کیا اور اپنے سنگل
پر بیٹھ کے چند افسر اور سرداران مجروح کو کہ انکے جسموں پر کچھ ہلکے ہلکے زخم پڑے تھے اپنی سرخروئی کیواسطے روبرو گنجاب طلب کیا اور بعد اسکے اکوان
فیل زور کی لاش کو وارث اور عزیز و اقربا اسکے چارپائی پر ڈالے ہوئے دروازہ بارگاہ پر پہونچے گیا ہور نے گنجاب سے اجازت لیکر اس چارپائی کو مع
لاش اندر بارگاہ کے منگا کے رکھوا دیا دیکھا کہ ایک چادر خون آلودہ اس لاش پر پڑی ہوئی اور خون زخموں سے ابھی تک بند نہیں ہوا بہہ رہا ہے بھائی
ماموں چچا بھتیجے عزیز اقربا اسکے سرہانے دادخواہ ہوں نے مجرا کیا اور لاش پر سے چادر کو کھینچ لیا تو گنجاب نے اور تمام سرداروں اور بارگاہ نشینان اور
حاضرین نے دیکھا کہ برابر دو ٹکڑے لاش کے ہیں گنجاب نے کہا کہ صاحبو اسطرح سے تلوار کو کاٹنے اور یہ ضرب دست کسی کی ابتک نہ دیکھی سنی ہے لاش کو اکوان کی
دیکھکر ایک ہیبت آتی ہے قفصل پن گیا ہور خون آشام نے کہا یا پیغمبر مرسل فی الحقیقت یہ تلوار کا کاٹ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص پر بجلی گری اور برابر دو ٹکڑے
کرکے نکل گئی ہے اسمیں داروغہ اخبار نے پرچہ وقایع کا گنجاب کو دیا اسمیں پڑھکر گنجاب کو دریافت ہوا کہ تئیس ہزار سوار اور پیادے جان سے مارے گئے اور پانسو ہزار
آدمی زخمی اور مجروح پڑا ہے گنجاب نے گیا ہور خون آشام سے پوچھا کہ لیسر حمزہ کی ہمراہی فوج میں سے کسقدر سوار پیادے مارے گئے اسکو تو مفصل بیان کر گیا ہور
نے عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل فدوی اسمقدمہ میں نہایت متعجب اور متحیر ہے کہ لشکر اور سپاہ غنیم سے کوئی متنفس کوئی فرد بشر سوار اور پیادہ کسی کی لاش کو نہیں دیکھا
نہ کسی کو زخمی پڑا ہوا پایا شاہزادہ با اقبال نے عرض کیا کہ فی الحقیقت یہ حرب و پیکار اور میدان کارزار عجیب طرح کا سنا کہ قریب پچاس ساٹھ ہزار آدمی ملازمان
سرکار تو مارا جاوے اور کھیت رہے اور فوج غنیم میں سے کوئی نہ مارا جاوے نہ زخمی نظر آئے پس معلوم ہوتا ہے کہ لیسر حمزہ کوئی پریزاد یا کوئی قوم اجنہ سے ہے یا اسکے ساتھ
فوج دیو اور جنوں کی آئی ہے جو اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے اور کیسے کیسے سپہ سالاروں اور رسالداروں اور افسروں اور سرداروں دلاور شیروں تلواروں
جان نثاروں میں سرکار کے شبخون مارکے سبکو تہ و بالا کر دیا اتنے سوار و پیادہ اور اکوان فیل زور ایسے سردار پہلوان زبردست کو کشتہ کر گئے اور ہمیں پانسو ہزار ملازموں کو
زخمی کرکے اچھے اور کورا نکل گیا گنجاب نے عالم سکوت میں نہایت ششدر اور حیران ہو کر اتنا تو کہا کہ خیر اکوان فیل زور کی لاش کو اسکے وارثوں سے کہدو
کر لیجا کے دریائے قدرت میں بہا دیں اور باقی جتنے مقتول اور کشتوں کی لاشوں کے وارث اور عزیز یگانے لیجائیں ان سبکو یہی حکم پہونچا دو کہ اپنی اپنی لاش
کو پہچان کر دریائے قدرت میں لیجا کر غرق کر دیں نوروز کو حسب العرض میرے خداوند یعنی سپیدہ ہزار ملک باختر سبکو پھر از سر نو زندہ کر دیگا یہ کہکر دربار برخاست کر دیا گیا ہور
خون آشام بہلیل و رازنہ کیمیت کو حکم دیا کہ اب تم ذرا ہوشیار اور خبردار رہنا غفلت نہ کرنا اور سنجانی عیار سے فرمایا کہ تم اپنے عیاروں کو اطراف اور جوانب میں روانہ کرو اور
خوب اسکا سراغ بہم پہونچاؤ کہ لشکر لیسر حمزہ کہاں پڑا ہے اور کسقدر جمعیت فوج و سپاہ کی اسکے ہمراہ ہے یہ کہکر گنجاب تو محل میں داخل ہوا امرا سب مجرا کرکے اپنے اپنے
مکانوں کو رخصت ہوئے گیا ہور خون آشام شاہزادہ بلند اقبال کیطرف بدگمان ہو کر اپنے مصاحبین اور ہمنشین رفقا اور ندما سے کہتا ہوا کہ صاحبو یہ بات بعید از
قیاس ہے کہ اسقدر سوار و پیادے ملازمان سرکار پیغمبری مارے جائیں اور غنیم کی فوج کا کوئی نہ مارا جاوے مجھے شک گزرتا ہے اور یقین کلی ہے کہ سوا اس حکیم زادہ
کے یہ شورش انگیزی اور فتنہ پردازی اور کسی کی نہیں لیکن غضب تو یہ ہے کہ میرے کہنے کا کسیکو اعتبار اور یقین نہ ہوگا اور گنجاب سے اگر عرض کرونگا تو وہ
سمجھینگے کہ یہ از روئے رشک و حسد کہتا ہے بس یہ مقام دم مارنے کا نہیں گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل خداوند سپیدہ ہزار ملک باختر کرے انجام ان باتوں کا
مجھے بہت برا معلوم ہوتا ہے القصہ گیا ہور اپنے مکان کو گیا اور بیان شاہزادہ عالیشان اور ترک جوشن پوش گنجاب سے رخصت ہو کر بارگاہ سے
باہر نکلے اور اپنے مرکبوں پر سوار ہو کر اثنائے راہ میں شاہزادہ والا جاہ سے ترک جوشن پوش نے مسکرا کر عرض کیا کہ غلام کے ذہن میں یہ مطلق نہیں آیا اول
تو یہ کہ آپ اگر اس تہیہ پر تشریف لیجاتے تو اس جان نثار کو ضرور اطلاع فرماتے یا الغرض حضور اس غلام کو بیکار سمجھکر ہمراہ نہ لیجاتے تو بھی بعید از عقل ہو

از قیاس ہی کہ حضور بے استعانت اور امداد فوج اور سپاہ کے کبھی بمقتضائے فراست ایسے لشکر کلان پر بجان واحد یکہ و تنہا جاکر شبخون مارنے کی جرات
نہ کر بیٹھتے اور اسقدر سوار و پیادے تنہا حضور کے ہاتھ سے کیونکر مارے جاتے شاہزادہ عالم نے فرمایا تم بھی سچ کہتے ہو یہ بات خلاف قیاس ہے لیکن
کوئی شخص شجاعت شعار مرد دلاور اور شجیع روزگار ہے کہ تنبیہ جہاد آنکہ میرا نام لیکر شبخون مار گیا ہے مگر واقعی کار رستمانہ اُس بہادر سے ظہور میں آیا ہے
غرض یہ باتین کرتے اپنے اُسی باغ مین آکر داخل ہوا اور شاہزادہ والا مقام نے خاصہ طلب کیا اور بعد الفراغ تناول طعام برائے استراحت و آرام
پلنگ پر جاکے لیٹ رہا ترک جوشن پوش اپنے مکان پر گیا اور اسی فکر اور تردد مین تھا کہ یہ ماجرا کیا ہوا کسنے شبخون مارا کچھ مطلق ترک جوشن پوش
کے خیال مین یہ بات نہین آتی تھی اور کسی طرح سے گمان شبخون مارنے کا شاہزادہ عالیشان بدیع الزمان پر نہ تھا یہ تو بات ذہن مین آتی ہے کہ شاہزادہ
عالم شبکو بحیلہ سیر سوار ہو کر تشریف لیے گئے پر ملکہ گوہر ملک کے پاس تشریف لے گئے ہونگے اور باقی ہرگز یقین نہین آتا تھا کہ شاہزادہ عالم نے یکہ و تنہا
جاکر شبخون مارا ہوگا القصہ اسی فکر و تردد مین وہ دن بھی آخر ہوگیا اور اب وقت شام کا ہوا شاہزادہ عالی مقام نے بعد الفراغ نماز مغرب مین
خاصہ تناول فرمایا اور ترک جوشن پوش اپنے مکان مین جا کے سو رہا بیان حال شاہزادہ باقبال کا سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان
نے جبکہ دیکھا کہ آدھی رات کا عمل ہوا پلنگ استراحت سے اُٹھے لباس شبروی ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کیا اور سپر تلوار اپنی لیکر حسب معمول تنہا قلعہ
ملکہ گوہر ملک ... وارد ہوا اور عرصہ راہ کو طے کر کے پس ستور قدیم ایوان ملکہ مین بذریعہ کمند داخل ہوا خواصون نے ملکہ کو اطلاع کی کہ ملکہ عالم حضور تشریف
لاتے ہین ملکہ گوہر ملک نے آمد شاہزادہ عالم کی سنکر بلا ہی سے پلنگ پر جاکے دوپٹہ منہ سے لپیٹ لیا اور انیسون جلیسون خواصون سے کہدیا
کہ شاہزادہ عالم اگر میرے سونے کا سبب پوچھین تو کہنا کہ کل سے کچھ طبیعت ناساز ہے ملکہ ابھی یہی کہہ رہی تھی کہ شاہزادہ والا قدر قریب آپہنچا
اور ملکہ کی سب مقربون مصاحبون لونڈیون باندیون نے اٹھکر مجرا کیا شاہزادہ عالم نے پوچھا کہ آج ملکہ خلاف معمول ابھی سے آرام کیون
کرتی ہین خواصون اور مصاحبون نے عرض کی کہ قربانت شوم آج نصیب دشمنان کچھ طبیعت ناساز ہے شام سے آرام فرماتی ہین شاہزادہ
عالم نے دوپٹہ کو منہ سے ہٹایا اور جبین پر بوسہ لیکر فرمایا کہ اے ملکہ آنکھ کھولو ہوشیار ہو کیون مزاج کیسا ہے ملکہ تو جگی لیٹی تھی آنکھ پر چشم نیم وا سے شاہزادہ
عالم کو دیکھکر کروٹ لی شعر تالن کہ شہ پہ دوپٹہ ہے دم سرد کھا + تم لگے پوچھنے کیون حال مرا تمکو کیا + شاہزادہ والا تبار نے فرمایا ملکہ معلوم ہوا کہ آج
کچھ مجھسے تم آزردہ اور کشیدہ خاطر ہو مگر ذرا اُٹھ کے تم مجھسے بیان کرو شعر واسطہ باعث سبب موجب باعث کچھ بات تھی + کیا گنہ کیا
جرم کیا تقصیر مین نے کیا کیا + تو مین اپنے دل مین متنبہ اور معقول ہون یا اُسکا کچھ عذر معذرت کر کے جواب دون بارے ملکہ یہ گفتگو
شاہزادہ والا مرتبت کی سنکے اُٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ اے شہریار اصل حقیقت تو یہ ہے کہ خود کردہ را چارہ نیست جیسا مین نے کیا ویسا پایا
مکر اور فریب اگر مین آپکو نہ لاتی تو یہ صدمہ کا ہیکو اٹھاتی بیدلی کی ملاقات بقول شخصیکہ مصرع بہاست مین اگر رفت کی ہرگز مزا نہین ہے
دراز مقام خوف اور جائے انصاف ہے اٹھارہ لاکھ سوار و پیادہ کے لشکر مین ایک شخص بجان واحد اگر دعوی تہمتنی اور شمشیر زنی کا کرے
تو مآل اسکا کیا خیال مین آئے تمنے جو یہ چاہا تھا اور میرے دل سے کہ دکھانے اور بہی جلانے اور رلانے ستانے پر کمر باندھی ہے اُس سے تمھین
کیا حاصل ہے سوریان جنکا کجکو نہین پچھوڑ سکتا ... شعر چو پر شد بر ندبیل را + با ہمہ مستی و صلابت کہ اوست + مورچگان را
چو بود اتفاق + پیل دمان را بدرانند پوست + کیون میسرے دریئے ہلاکت ہوئے ہو خدا نخواستہ کسی آفت مین دشمن تنہا
ہو جائینگے تو مین اُسی وقت اپنے تئین ہلاک کرونگی پھر آگے جو چاہنا سو کہ کرنا ابیات

جو مر جاؤنگی مین تو کیا کیجیے گا
سدا ہاتھ مل ملکے کہا کیجیے گا
نہ بھولونگی مین یاد ہوگی تمہاری
خدا نے جہان مغفرت اسکی کردی
مجھے یاد ہر دم کیا کیجیے گا
یہی روکے ہر دم دعا کیجیے گا
میرے جیتے جی جو جفا کیجیے گا
عجب دوست معشوق عاشق کا تھا

شاہزادہ عالی مقام نے ملکہ کو
اپنی چھاتی سے لگا کے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جا + نبرد رگی تا نخواہد خدا + ہم نظر کرم کریم کارساز
پر رکھتے ہین اور خوب جانتے ہین کہ جو کچھ منشی تقدیر کاتب ازل نے ناصیہ پر ہمارے بروز دیوان قضا کلک قدرت
سے اپنے ترقیم کر دیا ہے وہ لبرعت ظہور آیا اور آئیگا اور اسمین کبھی سر مو فرق اور تفاوت فضل خدا سے نہوگا

تا وقتیکہ قضا نہین آتی کوئی ہمارے ایکسار و نگٹے کو ایذا نہین پہونچا سکتا پھر پس و پیش امر حق مین کرنا عین نادانی بلکہ کفر ہی جہاد کرنا ہمارے ملت و مذہب مین جائز بلکہ ثواب عظیم ہی مخمس

جو بات مقرر کی حق نے وہ نہین ٹلتی ‖ قسمت کے سوا ہرگز کوشش نہین چلتی
ہی عقل بشر حیران ہاتھون کو کہین ملتی ‖ بن حکم ازل آسکے تنکا نہین ہلتی
سلطان ملائک تھا استاد و ہادب تھا ‖ سر تا بقدم نوری جسم اسکا مرکب تھا
لعنت تھی نصیبون مین حمیتا کامل سب تھا ‖ مردود ہوا آخر ہر چند مقرب تھا

تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی ‖ تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

ہر چند کہ آدم نے کچھ کھائے نہ تھے گندم ‖ استاد ہوا انکا ابلیس جو تھا بیدم
ہونی تھی خطا سرزد عقل انکی ہوئی سب گم ‖ جنت سے یہان آئے جب پیدا ہوئے ہم تم
فرعون کہ رکھتا تھا وہ دعوی یکتائی ‖ اسکے ستی موسے نے کی مرتبہ رسوائی
جب وقت ہلاک آیا اُسنے جو خبر پائی ‖ قائل ہوا ایمان کا تب فکر جو آئی

تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی ‖ تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

سلطان سکندر تھا تھا سر دار و زور آور ‖ مشتاق ہو جیوا انکا کر خضر کے سنگ رہبر
پہونچا تھا دیکھا نہ تا ظلمات کی رہ گذر ‖ قسمت مین نہ تھا پانی محروم پھرا مضطر

تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

ملکہ نے جواب دیا کہ شاہزادہ عالم یہ آپ برحق و بجا فرماتے ہین لیکن کوئی دیدہ و دانستہ کام نہنگ مین قدم نہین رکھتا آگ مین جب ہاتھ ڈال دیجئے گا جل جائیگا عالیجاہا خالق اکبر نے ذہن اور فہم اور عقل اور تمیز اسی واسطے انسان کو عطا کی ہی آنکھ واسطے دیکھنے اور کان واسطے سننے کے بخشے ہین لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کو ہاتھ سے نہ دیجیے از روے انصاف فرمایئے فقط پابند تقدیر کے نہ رہیے شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ ای ملکہ بس زیادہ اس امر مین کچھ گفتگو نہ کرو جواب حق دینے مین تم بہت متاسف اور مکدر ہوگئی ہو تقدیر کہلاتی ہی کہ مرزا سلیمہ تمکو کیسا کیسا سمجھایا اور منع کیا تھا کہ ہم لوگ آفتاب اور مہتاب ہین کسی سرزمین اور کسی اقلیم و دیار مین چھپنے کے نہین اور خواص ہمارا شیرون کا ہی بدون شغرنی اور صید افگنی کے بیٹھے رہا نہین جاتا پھر کیا سبب ہی کہ تم ہمکو پیش خود بہتر سمجھکر خلاف ہماری راے کے بیہوش کر کے یہ آئین مصرع ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست۔ اس سے یہی بہتر ہی اپنے جی مین سمجھو اور معقول ہو کر چپ رہو اب کچھ کہو سنو نہین ملکہ ناچار اور مجبور ہو کر بے اختیار زار زار رونے لگی اور کہا کہ جو مرضی مبارک ہو میرے پاس بجز نقد جان کے اور کیا ہی سو وہ مین نے آپ پر پیشتر ہی نثار کی مگر اتنا معلوم ہوا کہ قاسم سے آپ جہالت مین کم نہین جو آپ کے جی مین سما گئی ہی وہ اگر حضرت جبرئیل بھی آکے سمجھا ئینگے تو وہ آپ کے دلسے قیامت تک نکلنے کی نہین غرض اسی گفتگو مین شاہزادہ والا مرتبت حسب معمول ملکہ کے پاس سے اٹھکر برابر دیوار کے آیا اور کمند پکڑ کے زیر ایوان اترا اور اپنے باغ مین آکر سو رہا مگر آج اول شام سے صبح تک ترک جوشن پوش اسی کھٹکے مین کہ شاید شاہزادہ عالم پھر شبخون تشریف لیجائین تو مین بھی ضرور سر اپنے سر فروشی اور جان نثاری ہمراہ رکاب ظفر انتساب اُس عالیجناب کے حاضر رہون تمام شب نہین سویا جب صبح نمودار ہوئی تو ترک جوشن پوش بعد فراغ دو رکعت نماز صبح واسطے مجرے کے آیا دیکھا کہ شاہزادہ عالم خواب سے بیدار ہوکے بعد فراغ وضو اور دو رکعت نماز کے اپنے مصلے پر بیٹھا تسبیح پڑھتا کچھ درود و وظائف پڑھ رہا ہی ترک مجرا کر کے بیٹھ گیا آپ نے وظیفہ پڑھ چکے پوشاک پہنی اور بعادت معہود اور بقاعدہ مستمرہ دربار مین جا کر گنجاب کو مجرا کیا اور اپنی کرسی پر تا وقت برخاست دربار بیٹھا رہا بعد ازان رخصت ہو کر مع ترک جوشن پوش اسی اپنے باغ مین آکر داخل ہوا اور بطور شبخون روز اولین اول شام سے ترک جوشن پوش کو رخصت کر کے آرام فرمایا اور جب کہ نصف شب کا عمل ہوا تو لباس شب روی اتار کر اور تمام سلاح اپنی ذات پر آراستہ و پیراستہ کر کے شمعون کو گل کر دیا اور آرامگاہ سے باہر نکلکے مرکب پر سوار ہوا اور یہ شعر پڑھتا ہوا چلا شعر ای عشق قدم ابتو تری راہ مین ڈالا + الآن توکلت علی اللہ تعالی + بطور روز اولین آہستہ آہستہ لشکر گنجاب کی چھاؤنی مین جا کے اگاڑیان پچھاڑیان گھوڑون کی اور طنابین خیمون ڈیرون کی قطع کین اور باعث لشکر مین جا کے طنطنۂ اللہ اکبر بلند کھینچا تیر

فلک مرتبت شاہ انجم گروہ ‖ یل صف شکن انجع روزگار
بدیع الزمان ابن صاحبقران ‖ اگر بر کشم نعرہ بر فوج کین
تہمتن توان رستم اسفندیار ‖ منم مہر جلال رستم شکوہ
فتد لرزہ بر آسمان و زمین ‖ شہ نامور تیغ پر تاب یلان
ز تیغم بمیدان جنگ آوران

ہر سو شور الامان الامان

مالہ نوہ کے تمام سوار و پیادے لشکر کتجابد کے بیتاب ہو کر اپنے اپنے خیمے ڈیروں سے سوتے سوتے چونک چونک کر جو اٹھے تو وہی روز اول ہی کا سا ہنگامہ گھوڑوں کا تھانوں پر سے چھوٹ چھوٹ کر آپس میں لڑنے کا اور ویسا ہی بلوہ سپاہیوں اور چاکروں کا لٹھ سونٹے بھاؤڑیاں لیے گھوڑوں پر مارتے پھرنے کا اور اُسی طرح سے خیمے اور ڈیروں کے گرنے کا چار طرف شور اور وہی غل شبخون پڑنے کا دیکھا اور صدائے نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سنکے نہایت سراسیمہ و مضطرب الحال لیے اپنے ہتھیار سپریں تلواریں گرز خنجر تیر و کمان لے لے کر دوڑ پڑتے اور مضمون اُسکے

اشعار

اُٹھے سوتے سے جو سب بے حواس
تو خود رفتہ با حال یاس و ہراس

پڑاؤ میں تھا لشکر اُٹھنے کا غل
تو تھا بدحواسی سے سب کا یہ ڈول

کوئی پائجامے کے بدلے کہیں
چڑھانے لگا پانوں میں آستین

انگرکھے کے جا پر کوئی مسخرے
ازار اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے

کوئی اوڑھنی اپنی جورو کی لے
تھا جلدی سے نکلا کمر باندھ کے

کوئی پہنے ماں بہنوں کی جوتیاں
چلے لڑنے کرتے ہوئے شیخیاں

دہن سے یہ کہتا کوئی او نفر
لیے آ جلد گھوڑے کو تیار کر

کہیں کوئی رنڈی بغل میں لیے
تھا سوتا پڑا شامت [illegible]

یکایک جو اس شور غل سے اُٹھا
تو تھا بیٹھا بیٹھا وہیں کہہ رہا

کہاں ہے مری ڈھال تلوار دو
میں جاتا ہوں لے کر کو اب دیکھ لو

کوئی آنکھیں ملتا فقط لے سپر
کوئی رکھے جائے کمان دوش پر

کوئی تیر ترکش میں رکھکر چلا
کوئی بچا تیر بر دوش تھا

کوئی خالی مٹھہ لیکے تلوار کے
چلے کہتے ہاں مار لے مار لے

لیے ہاتھ میں کوئی خالی رفل
کسی نے چڑھایا نہ برچھے پہ پھل

کوئی ہاتھ میں لیکے خالی تفنگ
چلا بدحواسی میں تھا سوئے جنگ

بہت سے قرابینیں خالی لیے
تفنگوں پہ کتنوں کے تھے پر نہ تھے

نہ تھی اُن میں گولی نہ چھرے بھرے
فقط مشت بارود بھر ڈاٹ دے

وہیں سے چڑھائے ہوئے پا کپر
نکل آئے خیمہ سے تھے بے خطر

لیے ڈانڈ کتنے فقط بانس کی
سنان اور بانا اُسے مطلق نہ تھی

ہزاروں جو تھے منچلے ہوشیار
وہ خیموں سے اپنے نکل ایکبار

پئے رزم و پیکار آمادہ ہو
سنبھالے ہوئے ڈھال تلوار کو

پہ تھی بدحواسی جو چھائی ہوئی
تو تھی ایسی عقل اُنکی گم ہو گئی

کہ اپنا بیگانہ نہ تھے جانتے
نہ کوئی دوست دشمن تھے پہچانتے

نہ یہ تھی تمیز اُنکو اُس غول میں
کہ دشمن ہے کون اور کس سے لڑیں

مگر یہ دیکھتے تھے کہ فوج غنیم
کدھر ہے کہاں ہے وہ لشکر مقیم

چلے بے لگان چار سو غٹ کے غٹ
گئے غول سے غول باہم لپٹ

بہادروں کے ہر سمت چلتے ہوئے
سوار آ گئے کاٹے نکلے ہوئے

ہوا عرصۂ حشر میدان جنگ
لڑائی کی جی میں تھی سب کے اُمنگ

جنوبی چلے سمت فوج شمال
سمجھ فوج دشمن کی بھر جال

شمالی دکھن والوں کے غول پر
چلے اپنی تلواروں کو تول کر

گرے شرق کے لوگ مغرب پہ تھے
سپاہ غنیم اُنکو سمجھے ہوئے

تھی جو چھاؤنی سمت مغرب پڑی
وہاں کی سپہ شرقیوں سی لڑی

لگی چلنے آپس میں تیغ دودم
ہزاروں لگے قتل ہونے بہم

گھسیٹے ہوئے تیغ سب میان سے
لگے کرنے خونریزی آپس میں تھے

پدر نے کیا قتل بیٹوں کو تھا
لیا بیٹوں نے کاٹ سر باپ کا

تہ تیغ ماموں کے تھے بھانجے
رہے قتل کر بھائی بھائی کو تھے

نواسوں کے نانا بہا کر لہو
تھے کفار افواج کیں سرخرد

کیے دادا نے اپنے پوتوں کے سر
قلم کر کے اور چلے نیزہ و تیر

بھتیجوں کو تھے قتل کرتے چچا
چچاؤں کو مارا بھتیجوں نے تھا

کہیں اپنی تلوار سے شاد ہو
کیا قتل سسرے نے داماد کو

کہیں سالے بہنوئی باہم لڑے
تڑپتے ہوئے خاک پر تھے پڑے

کہیں تیغ و خنجر لے چڑھ چھاتی پر
لیے کاٹ یاروں نے یاروں کے سر

ہزاروں کے نیزے تھے سینوں کے پار
گرے تیر کھا کر ہزاروں سوار

ہزاروں کے تھے سر پٹے ڈھیر تھے
ہزاروں کے ڈھیر پر سے سر اُڑ گئے

لگا تھا کسی کے طمانچے کا ہاتھ
تھا اک شانہ بھی اُسکے کاندھے کے ساتھ

کوئی تیغ چھاٹی سے قلم ہاتھ تھا
کسی کا تھا بھنڈارہ سب کھل گیا

کسی کے تھے پانوں کی کوچین کشتین
کسی کی کٹی پنڈلیاں دونوں تھیں

تھا جسکے لگا ہاتھ پالٹ کا تھا
وہیں وہ تڑپتا تھا لنگڑا پڑا

ہزاروں پڑے تھے کلیجے نکل
کٹے سر تھے اور آنتے نکل

اسیر کمند بلا تھا کوئی
پڑا خاک پر لوٹتا تھا کوئی

تھے دو ایک پڑے لوٹتے ریتیان
تڑپتے تھے اکثر پڑے کھیت میں

ہزاروں ہی گھوڑے بھڑک کر گرے
پڑے دوڑتے پھرتے تھے ہر طرف

شاہزادہ عالی مقام نے جب یہ رنگ اُس شبخون کے میدان

تہمک کا دیکھا کہ جتنے پیادے اور سوار فوج کفار کے تھے سب باہم لڑتے مرتے چلے جاتے ہین کسیکو کچھ دھیان اپنے بیگانے کا نہین ہر اپنے
دلمین یہ سوچکر کہ اب یہان ٹھہرنا محض بیکار ہی کفار آپس مین رزم کیا کرین اپنے مرکب کو تیز گام کر کے صاف نکل گیا اور جو کوئی اجل رسیدہ
سامنے آگیا ایک ہی ضرب مین اُسے فی النار و السقر کر کے اپنے باغ مین آکر داخل ہوا تو اُسوقت کوئی پہر چھ گھڑی رات باقی ہوگی جلودار
کو دیکھا کہ جہان بیٹھا تھا وہین لڑھک کے غافل پڑا سوتا ہی شاہزادہ عالم نے گھوڑے پر سے اُتر کے اُسکو جگا دیا اور وہ گھوڑے کو
باندھنے اور زین کھولنے مین مشغول ہوا آپ نے اپنے مکان مین تشریف لیجا کے پوشاک تبدیل کی اور جہان جہان جسم اطہر پر
لہو کے چھینٹے پڑ گئے تھے اُنکو دھو کر پاک کر کے کوئی دو گھڑی پلنگ پر دراز ہوکر استراحت کی بعد ازان پلنگ پر سے اُٹھ کر وضو کیا بعد وضو
دو رکعت نماز سے فارغ ہوکر کچھ اوراد و وظائف مین مشغول تھا کہ سامنے سے ترک جوشن پوش نے آکے مجرا کیا اور حسب الایما
ایکجا پر با ادب بیٹھ گیا جب شاہزادہ والا قدر وظیفہ پڑھ چکا تب ترک جوشن پوش نے پھر عرض کیا کہ شہریار فدوی کے ذہن
مین یہ بات نہین آئی کہ یہ کیا شعبدہ اور ماجرا ہی آج شبکو پھر وہی غلغلہ اور ہنگامہ تھا اور سنا کہ پھر شبخون پڑا یہ کون صاحب
ہین کہ آپ کے نام سے آکے شبخون مارتے ہین کیا جرأت اور کیا بہادری مزاج مین ہی کہ ایسے لشکر جرار و فوج بیشمار مین تلاطم ڈالکے
الجھوکھا پلٹنون کو باہم لڑوا دیتے ہین اور آپ کس دلاوری اور کیسے حواس سے صاف نکل جاتے ہین اگر غلام حضور کی جانب یہ
خیال کرتا ہی تو آپ کی وفور عطیات خداوندانہ سے دلکو یہ یقین نہین آتا ہی کہ غلام کو ہمراہ رکاب سعادت انتساب نہ لیجاتے شاہزادہ
بدیع الزمان والا شان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ ای ترک جوشن پوش یہ جرأت اور قوت اور صولت و شجاعت جناب احدیت نے واسطے
اولاد صاحبقرانی کے عطا فرمائی ہی یہ دونون شبخون مین نے مارے اور بخیال اس مآل اندیشی کے کہ تمکو ہنگام اطلاع میری رفاقت
بہر حال واجب ہو جائیگی اور اس خیال سے کہ اس عالم پیرانہ سالی مین یہ عمر قابل حرب و پیکار کے نہین ہوتی دانستہ تمکو اطلاع نہین
دی گئی ترک جوشن پوش نے آنکھون مین آنسو بھر کے عرض کیا کہ غلام کو یہ توقع حضور سے نہ تھی کہ آپ ایسے وقت مین فدوی
کو فراموش فرمائینگے خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا الا آئندہ فدوی بہر صورت ہمراہ رکاب سعادت انتساب برائے سرفروشی و جان نثاری حاضر
رہیگا غرض ہر چند ترک جوشن پوش نے مکرر سکرر اصرار کر کے عرض کیا شاہزادۂ عالم نے قبول نہ فرمایا اور بقاعدہ مستمرہ پوشاک
دربار کی ذات اقدس پر آراستہ کر کے مع ترک جوشن پوش بسمت بارگاہ گیتی پناہ روانہ ہوا وہان حال لشکر گیہان کا سنیے کہ تا وقتیکہ
روز روشن نہین ہوا سب سوار اور پیادے باہم شمشیر زنی اور ناوک فگنی مین مشغول رزم و پیکار رہے جبکہ دن نکل آیا ایک ایک کو پہچان کر
ہان ہان کر کے کہنے لگا کہ واہ واہ صاحب واہ واہ ایسے بدحواس ہوکر اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے تو تمنے بھائی صاحب مجھکو قتل کیا تھا
کہین باپ نے دیکھا کہ مین نے اپنے بیٹے کو تلوار ماری اور چہرہ زخمی ہو کر گھوڑے پر سے گر پڑا دم بھر مین پھڑک پھڑک کر آخر ہوگیا
باپ بھی گھوڑے پر سے گر کر لاش سے چمٹا ہوا سر دے دے مارتا ہی اور کہتا ہی کہ ہاے مثل رستم سہراب کو مار کے آج بے اولاد ہو گیا
ہاے مین نے کیا کیا کوئی بھائی بھائی کو قتل کر کے دو ہتڑ اپنے سر پر مارتا ہی اور چیخین مار مار کر روتا ہی کہین خسر نے داماد کو
نیزہ مار کے نیزے کو توڑ کر پھینک دیا ہی اور اپنی داڑھی نوچ نوچ کر سر اور سینہ خوب سا پیٹ پیٹ کر کہتا ہی کہ ہاے بیٹی کو مین نے
اپنے ہاتھون رانڈ کیا یہ کیا ستم ہوگیا چچا بھتیجون کے قتل سے منفعل بھتیجے چچاؤن کو مار کر خجل ہاے ہاے کر رہے ہین قصہ مختصر
ایک عجیب طرح کا شور باہم فوج و سپاہ مین برپا تھا اور چار طرف لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ مردے پر مردہ سر پر سر پڑے لوٹتے
رہے تھے چار و ناچار سب پیادے و سوار وہان سے پھر کر ہزارون زخمی اور بیگانون کو اُنکے عزیز و اقربا دور تا ڈولیون مین
چارپائیون پر ڈالکے لیچلے ہزارون اپنے عزیزون یگانون بھتیجے بھانجون باپ چچا ماموں کے لاشے کو لاشون مین مقتولین کے
ڈھونڈھتے پھرتے ہزارون مقتول تشنہ لب پیاس پیاس پانی پانی پکار رہے ہین ہزارون جان بلب پڑے سسکتے ہین ہزارہا
مانند مرغ بسمل کے جراحتہاے کاری سے خاک و خون مین تڑپتے اور لوٹتے پھرتے تھے گانون گرائون قریہ و دیہات واسطے

دس کوسی تک جو سی رہا یا چار طرف سے دو رپڑی خلائق ہی کہ تماشا دیکھ رہی ہی اور سبکو تعجب اور تحیر ہی کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ غنیم بر سل کی
فوج وسپاہ مین تو ہزارون مارے گئے اور ہزارون زخمی پڑے ہین لشکر غنیم کا کوئی فرد بشر پیادہ یا سوار کہین نہ زخمی ہوا نظر
آتا ہی نہ کسی کا لاشہ معلوم ہوتا ہی غرض میان تو یہ حال ہی ان سبکو تو یہین چھوڑیے اور حال شاہزادہ نامور کا سنیے کہ یہ مع
ترک جوشن پوش کے بارگاہ گنجاب مین جا کے داخل ہوا اور بدستور معمول مجرا کر کے اپنی کرسی پر برابر تخت گنجاب کے جا کر بیٹھا تمام
سرداران بارگاہ عالم تحیر مین اسپ لسکوت خاموش اور از خود فراموش بیٹھے تھے اس مین داروغہ اخبار نے پرچہ وقائع کا گنجاب کو دیا
مضمون پرچہ سے معلوم ہوا کہ آج شبکو پھر بدیع الزمان پسر حمزہ نے آ کر شبخون مارا اور قریب تیس چالیس ہزار جوانان شجاعت شعار ملازمان
اور نمکخواران سرکار سے جنگ رستمانہ کر کے جان نثار ہوے اور زخمی ہین گنجاب نے پوچھا کہ ہمراہیان بدیع الزمان سے بھی کچھ لوگ مارے
گئے داروغہ اخبار نے عرض کی کہ کوئی متنفس اُس طرف کا نہ مرا نہ زخمی نظر آیا ورنہ یہ تاب و طاقت ہر کارون کی کبھی نہ تھی کہ جو ایسی خبر
کو مخفی کرتے اور نہ لکھواتے گنجاب نے کہا کہ یہ کیا اسرار قدرت خدا وند لقا ہی کہ تیس چالیس ہزار آدمی ہمارے لشکر کا مارا جاے اور زخمی ہو اور
فوج غنیم مین سوار اور پیادے کی نکسیر تک نہ پھوٹے نہ کسی کی لاش کہین پڑی ہوئی نظر آئے نہ کوئی زخمی مجروح پکڑا جاے عجیب طرح کی
غفلت اور بیخبری ہمارے بیان سرداروں اور سپہ سالاروں اور افسروں اور فوج وسپاہ کے پہرے والون کی ثابت ہوتی ہی فوج غنیم
اور پسر حمزہ کوئی پری نژاد اور دیوزاد یا اقوام اجنہ سے ہی کہ آسمان سے اتر کے شبخون ہمارے لشکر پر لیکر آتے ہین اور ہزارون کو مار کر
صاف زندہ وسالم سب نکلے چلے جاتے ہین گویا ہو رخون آشام اور صاہل وراز ترکیب وغیرہ سرداران گنجاب اپنے اپنے دلون مین
پیچ وتاب کھا کھا کر سر نگون خاموش بیٹھے تھے اور بجز اپنی خطاے فاش کے مقر ہونے اور ندامت کھینچنے کے کچھ اور عرض معروض نہین
کر سکتے تھے مگر گیا ہور وغیرہ اکثر کفار مقہوران خدا کو گمان واثق اور یقین صادق شبخون مارنے کا شاہزادہ بدیع الزمان پر ہی فقط
بپاس آداب اور بخوف ناراضی گنجاب کچھ کہہ نہین سکتے قصہ مختصر گنجاب تو دربار برخاست کر کے داخل محل ہوا اور شاہزادہ عالیجناب مع
ترک جوشن پوش رخصت ہو کر اپنے مکان پر آ کر سو رہا جبکہ نصف شب کا عمل ہوا اسوقت شاہزادہ جم اقتدار بدیع الزمان نامدار نے
خواب راحت سے بیدار ہو کر لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ کیا اور سپر تلوار لگا کے کمند کو ہاتھ مین لپیٹ لیا اور ملاقات ملکہ گوہر مالک
کے لیے باغ سے نکلکر روانہ ہوا اور داہنے بائین دوست دشمن کو دیکھتا بھالتا زیر ایوان ملکہ پہونچا اور کمند مار کر دیوار پر چڑھ گیا وہان
ملکہ گوہر مالک کا یہ حال ہی کہ جسوقت سے شاہزادہ با اقبال کو خوب سا سمجھا کے عاجز ہوئی اور شاہزادہ بدیع الزمان مراجعت فرما کے
ملکہ کے پاس سے اُٹھکر اپنے باغ کو تشریف لیگئے تھے ابھی تک مطلق ہوش وحواس بجا نہین اور بجز بیتابی اور گریہ وزاری کے کھانا
بھی بخوبی نہین کھایا اور ہر مرتبہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر پڑھتی تھی اور روتی تھی شعر مرا دردے است اندر دل اگر گویم زبان
سوزد وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ہر چند انیسین جلیسین ہمدمین مقربین مصاحبین خواصین صحبت ذالعیان سب بلائین
لے لے کر صدقے ہو ہو کر سمجھاتی تھین اور عرض کرتی تھین کہ ملکہ عالم آپکو لازم ہی کہ ذرا اپنے آپ کو سنبھالتی رہیے اور نظر بافضال
ایزدی رکھیے بجز صبر کے چارہ نہین شاہزادہ عالم کے مزاج مبارک مین جو بات سما گئی ہی وہ ہزار کچھ حضور صدمہ اور اپنے دشمنون کے
واسطے رنج اُٹھائینگی وہ اپنی ہی کرینگے دلیر اور بشر کا کوئی روکنے والا نہین ہوتا تامل بخیر چاہیے اس گریہ وزاری اور بیقراری کے عوض
حضور ہر وقت جناب باری سے التجا کرین اور شاہزادہ عالم کی حفظ آبرو اور جان کی دعا مانگین تو بہت بہتر ہی باقی ان باتون سے
فقط اپنی جان کا نقصان ہی بظاہر تو کچھ فائدہ نہین نظر آتا ابھی ملکہ کچھ جواب نہین دینے پائی کہ سامنے سے ایک خواص نے آ کر عرض
کیا کہ قربانت شوم شاہزادہ عالم تشریف لاتے ہین ملکہ گھبرا کے چاہتی تھی کہ اُٹھے اس عرصہ مین شاہزادہ عالی مقدار قریب پہونچا
اور ملکہ گوہر مالک کو باین حال پر اختلال بصد حزن وملال دیکھکے پوچھا خیر باشد اے ملکہ گوہر مالک کیسا مزاج ہی ملکہ نے کہا
بفضل خدا سے خیر بہر حال ہی مصرع کیا پوچھتے ہو مجھسے دل افگار کا مزاج ہے اب اپنے مزاج کا حال فرمائیے کہ اب آپ

کو اس خونریزی اور فتنہ انگیزی سے بخوبی نمود اور خوشی دلی ہو چکی ابھی کچھ اور کسر باقی ہے شاہزادۂ عالیمقام نے ملکہ کو اپنے گلے سے لگایا اور بیٹھتے
ہوئے اُسی خلوتخانہ مین جہان کہ ہمیشہ صحبت رہتی تھی تشریف فرما ہوئے اور تا دیر سمجھایا کیے کہ ای ملکہ تمکو ہماری جان عزیز کی قسم ہزار نون رات
مین تم مطلق دخل کبھی نہ دینا اور نظر بہ کرم کریم کارساز رکھکے کبھی کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا اشعار ای جان چو بر آن قادر مطلق نظرے ہست ترا
بیہودہ در رنج و خیالے دگرے ہست ترا + مایوس و پریشان مشو از گردش دوران + ہر شام کہ بینی بہ پئے آن سحرے ہست ترا + اور ایک بات ہماری
پھر تم بگوش دل سن رکھو کہ تا وقتیکہ رشتہ ہماری حیات کا باقی ہے ملک الموت کبھی اس طرف رخ کرنے کا حوصلہ نہین کر سکتا اور جبتک موت نہین آتی ہے
کیا مجال اور کیا قدرت کسی کی کہ ایک موئے جسم کو ہمارے کسیطرح مضرت پہونچا سکے بس یہی اپنے دلمین تم سمجھکر مطمئن رہو اور کچھ رنج و غم نہ کرو شعر کار
ساز ما بفکر کار ماست + فکر ما در کار ما آزار ماست + غرض ایسے کلمات نصیحت آمیز اور محبت آیات کرکے ملکہ کا جی بہلا لیا اور ہنسی ہنسی کہنا یا دو چار شعر
حسب حال زبان پر لائے اشعار آدمی کے تئین کچھ گرمی صحبت بھی ہے شرط + وہ بھی انسان ہے دنیا مین جو ہوا اتنا خنک + گو تری وضع زمانے سے ہے
دل افسردہ + پر ہم آئے ہین تیرے گھر مین ادھر دیکھ تو ٹک + ای فلک شیخ و برہمن ہین طرب مین مصروف + دیر مین بجتی ہے مردنگ حرم مین ڈھولک + ہم بھی
تو اب بادۂ گلگون سے رہین کیون محروم + پاس سے بیٹھ رہین سکو جھجکا آپ بھی جھجک + گل اندام وغیرہ خواصون نے بھی دست ادب
بستہ ملکہ گوہر مالک کی خدمت مین عرض کیا کہ ای ملکہ عالم قربانت شوم دیکھیے تو شاہزادۂ عالم و عالمیان سچ فرماتے ہین شعر غنیمت جان اس مل
بیٹھنے کو + جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے + بارے ملکہ نے جام و صراحی اپنے ہاتھ مین اٹھا کر دو ایک ساغر آپ نوش فرمائے اور شاہزادۂ نامور کو
پلائے آنکھون مین ایک سرور آیا گلے مین شاہزادۂ عالم کے اپنا ہاتھ ڈالکر اور انگڑائی لیکے فرمایا کہ اسوقت مجھے نشہ بہ شدت ہو گیا ہے دل چاہتا ہے
کہ سو رہون جی الکساتا ہے بیٹھا نہین جاتا ہے شاہزادۂ والا مرتبت نے فرمایا کہ بہتر بس ساتھ اتنا فرمانے کے خواصین اور مصاحبین کچھ تو اول ہی سے
ادھر ادھر سٹ گئین تھین جو دو چار باقی حاضر تھین وہ بھی آنکھ بچا کے اٹھ گئین یہان پردے چھپر کھٹ کے کھول دیے گئے + دونون عاشق اور معشوق
سینہ بسینہ لب بلب ہم آغوش اور ہمدوش پلنگ پر پڑے ہوئے لطف عیش جوانی و زندگانی کا اٹھا رہے تھے کہ ناگاہ وہ شب وصل بطرفۃ العین
آخر ہو گئی اور کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی رہ گئی یہ درہمی صحبت سیارگان فلک پر دیکھکر شاہزادۂ والا قدر گھبرا کر اٹھ بیٹھا ملکہ گوہر مالک
اشک آنکھون مین بھرے چاہتی تھی کہ کچھ کہے اور بہتیرا روکنے کا کرے شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ ملکہ ہر روز اور ہر مرتبہ تمکو سمجھاتے ہین کہ
میری جان اسوقت کا روکنا مقتضائے فراست اور محبت نہین بلکہ اس مین بہت سی مضرتین اور قباحتین ہین ہماری جان کی قسم بجز صبر
و شکر اور کچھ کلمہ زبان سے نہ نکالو اور ہمین جانے دو یہ فرما کے اُسی کمند کی راہ سے دیوار کے نیچے اترا اور اپنے باغ مین آکر داخل ہوا تو کچھ وقت
نماز کا ہے دیا انفراغ وضو دو رکعت نماز پڑھی ابھی کچھ اوراد و وظائف مین مشغول تھا کہ ترک جوشن پوش نے بدستور سابق صبحدم آکر مجرا کیا
اور شاہزادۂ نامور نے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر پوشاک درباری پہنی اور ترک جوشن پوش کو ہمراہ لیے باتین کرتے دربار گنجاب مین تشریف
لے گئے اور موافق قاعدہ مستمرہ اور ضابطہ قدیم کے مجرا کرکے اپنی کرسی پر جا کر متمکن ہوا اور بوقت برخاست دربار گنجاب سے رخصت ہوا اپنے
باغ مین پھر تشریف فرما ہو کر بعادت معہودہ خاصہ تناول فرما کے سو رہے اور دو چار گھڑی بعد بیدار ہو کر ظہر کی نماز پڑھی شام کیوقت
ترک جوشن پوش سے کہا کہ آج ہماری طبیعت کچھ بے لطف ہے جی چاہتا ہے کہ دم بھر سو رہین ترک نے عرض کیا کہ پیر و مرشد بہت مناسب ہے
حضور آرام فرمائین شاہزادۂ عالیمقام پلنگ پر جاکے لیٹ رہا ترک جوشن پوش بھی رخصت ہو کر اپنے مکان کو گیا یہان شاہزادۂ والا مرتبت
دو پہر رات کے عمل مین خواب راحت سے بیدار ہوا اور یہ رباعی پڑھتا ہوا کہ رباعی آنراکہ غمے یار بود کے خسپد + جسکے کہ در و خار بود کے خسپد + ابدال
پسان تراست چون منجنی آنکس کہ در آزار بود کے خسپد + پلنگ پر سے اٹھکر لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ کیا اور مسلح اور مکمل ہو کر بجانب
جہاد اور کفار کشی سمت لشکر گیا ہورخون آشام گھوڑے کو سبک خرام کیا اور جبکہ عرصہ راہ کو طے کرکے قریب گیا ہورخون آشام کے
سوار و پیادون کی چھاونی مین پہونچا تو وہان سے ایک ٹیکرا کہ مین نظر پڑ گیا اسپر چڑھ کر چار طرف جو نظر دیکھا تو خفتہ بختون اور تیرہ روزگارون کا
کیطرح پیادون اور سوارون کو پہلے سے بھی زیادہ تر غافل اور خواب خرگوش مین بیہوش پڑا دیکھا وہی کہین کہین بیٹھا خیمے کے سامنے روشنی ہے

خیمے اور ڈیرون مین شمع اور چراغ کی روشنی معلوم ہوتی ہے مٹکے شراب کے چار طرف جیسے ڈیرون مین لنڈھے پڑے ہین شیشے صراحیان گلابیان
پیالے جہان تہان خالی رکھے نظر آتے ہین سیکڑون سوار پیادے مالزادیون کسبیون خانگیون چونے والیون کالاونت بچون سرددیون ڈومنیون
کشمیری بچون وغیرہ اپنی آشناؤن کو لیے اکثر لونڈیون کو شراب پیے بہت نشہ مین پڑے سوتے ہین کسی کو اپنی ازار تک کی خبر نہین سپر تلوار کا
کیا ذکر ہے چوکی پہرے والے بیٹھے بیٹھے سو گئے ہین کہین دس بیس اونگھ رہے ہین دو چار کہین کہین سوتے سوتے چونک چونک پڑتے ہین
اور پکار اٹھتے ہین کون آتا ہے کہان جاتا ہے شاہزادہ رستم شوکت نے ٹیکرے پر سے اترکے بطور سابق آہستہ آہستہ اندرون چھاؤنی جاکر بکیفلم
طنابین خیمے ڈیرون کی اور اگاڑیان پچھاڑیان گھوڑون کی قطع کردین اور آپ مطابق آئین و دستور سابق ہر روزہ کے الگ دور جاکے کھڑا
ہوا اور نقلون مین ہاتھ دیکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور یہ نعرہ کیا الفوم اوج اقبال انجم گروہ ÷ شہ آسمان رخش رستم شکوہ + بکشت جدال آن قد
تیغم عیان تہمتن توان این صاحبقران ÷ بدیع الزمان گردشکر شکن ÷ تو نام بلرزد دل اہرمن ÷ سر فتنہ کشور باختر + شجاع جہان تم یل نامور ÷
تباہی شیر خدا بوتراب ÷ منم قاتل لشکر بے حساب ÷ الغرض اسکے ساتھ تمام چھاؤنی مین افواج گیا ہو رخون آشام سے عجیب طرح کا تہلکہ اور تلاطم
پڑ گیا اور چاروں طرف سے ایک شور یوم النشور بپا تھا ایک تو دو شبخون اولین کا معرکہ اور کشت وخون چھاؤنیون مین لشکر کفار سب کی
سب کے گوش زد بلکہ بچشم دیدہ تھا دوسرے صدا ہولناک خیمے ڈیرون کے گرنے کی اور ہنگامہ گھوڑون کے چھوٹ کر باہم لڑنے کا اور
سیکڑون آدمیون کو ٹاپ مار مار کر زخمی کرنے کا اور شور و غل سائیسون کا کہ اٹھ سوتے بالش لیکے گھوڑون کو مارنے اور پکڑنے کے لیے
دوڑتے پھرتے تھے سوم نعرہ کو دشگاف اس فرزند زلزلہ آفاق کا سنکے طائران روح کفار لعین پرواز کیے جاتے تھے چار و ناچار سراسیمہ ہو کر
لعینون چھاؤنیون مین سے پکڑ پکڑ سپرین تلوارین بلغر کرکے سامنے چلے تو دیکھا کہ اس طرف سے خیل خیل زیل زیل تیغ تیغ تیغ قشون قشون دستے دستے
گروہ گروہ انبوہ انبوہ سوار اور پیادون کے تیغ و تیر نیزہ و خنجر گرز و کمان وغیرہ سلاح اپنے اپنے لیے مارے مارے کرتے چلے آتے ہین
یہ سمجھ کر فی الحقیقت یہی لشکر جرار و فوج بیشمار امیر حمزہ کی ہے خوب گھس گھس کر لپٹ لپٹ کے تلوارین آپس مین ایک دوسرے کو مارنے لگے تو آمد
شبخون کی امداد ہزارون سوار و پیادون کے شور و غل سے وہ شب تیرہ کالی اندھیاری برسات کی رات کا سمان دکھلا کے فوج کفار کی نظرون
مین قیامت سی آ گئی تھی اور کالی کالی سپرین ان سیہ بختون تیرہ روزگار لعینون کے سرون پر بطور کالی گھٹا کے چھائی ہوئی تھی
تلوارین میان سے کھنچی ہوئی بجلیون کی طرح چمک چمک کے گرتی تھین اور گولیون کی علی الاتصال بطور آولون کے بوچھارین
پڑتی تھین صدا بندوق کی اور غرش تفنگ کی میدان جنگ مین صداے رعد پر خندہ زن اور چمک رنجک کی شعلہ برق جانستان
پر چشمک افگن تو ڑے شیر دلیرون کے مانند جگنو کے چار طرف اڑتے اور خنجر شعلہ زبان افعی خونخوار لپکتے تھے بارش تیر سے باران
قیامت خجل تھا اور طغیانی دریاے خون سے قلزم اور محیط منفعل سرہاے مقتولین مثل حباب موج خوناب سے تلاطم مین آکے گرداب
فنا اور تار جہنم مین غرق ہوتے جاتے تھے اور بال انکے بطور سوار کے نظر آتے تھے ہاتھ نیچے نیچے دست و بازو چھوٹی بڑی مچھلیون کی طرح
تڑپتے تھے اور لاشے بطور کشتیون کے دریاے ناپیدا کنار خون مین ہر طرف تیرتے ہزارون دل جلے او چھلے کفار نابکار آمد آمد دریا
حرب و ضرب مین شناوری کرتے باہم لڑتے جاتے تھے اور بہیچھے لٹھ بطور ملاحون کے بانسون کے نظر آتے تھے علم اور نشان
علمدارون کے ہاتھون مین بصورت بادبانون کے کھلے ہوے ہوا سے لہراتے تھے ڈھالین جو زخمیون کے ہاتھون سے چھوٹکر
گرین تو اس دریاے خون مین مانند گھڑیال کے اچھلتی اور کودتی ماری ماری پھرتی تھین اور زرہین کٹ کٹکر جوانون کے
جسم سے جو جہان تہان گر پڑی تھین وہ بطور جالون کے پھیلی تھین دہان بندوقون کے چھوٹنے کا تمام میدان ایسا گھٹا ہوا تھا
کہ شدت تاریکی سے زمین آسمان کچھ نہین سوجھتا تھا شاہزادہ والاقدر جدہر دلیرے کرتا تھا تو صداے نعرہ لشکر کفار کے دلون
سے مانند تیر دو تیرے کے پار گذر جاتی تھی اور شدت برودت شبنم اور ہوا کے زور شور اور کثرت ہول اور بدحواسی سے
بڑے بڑے شیر دل کفار عاجز و ناچار ڈگ ڈگا دندان در بیغہ بیان ÷ چون شخص دو تا وز نکہ زبان ÷ بجالت کی سی

چڑھی ہوئی تھی کفر کا بیتہ ہمور ہوتا ہے اور دو شالون کملون مین سر سے پانون تک آپکو چھپائے بھاگ کھاگ کر دور جا جاکر پیڑ درختون کے کھچ کر کے الاؤ لگا لگاکے تاپ رہے ہین ٹیلون ٹیکرون پر جہان تہان جو تیر جاکر اسپر فارغرق ہو گیا اور کچھ تھوڑے باہر بچ رہے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمین کو بھی رعب اور خوف سے اُس اشجع دہر شنیم ہیجا سے روزگار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے جاڑے کی تپ چڑھی وہ تیر نہین ہین رونگٹے زمین کے کھڑے ہو گئے ہین غرض طول تا چند مختصر بیان کرتا ہون کہ شاہزادۂ عالم بیرنگ دیکھکر جاہتا تھا کہ ایک سمت کو نکلے دفعۃً دست چپ سے نعرہ خاور سیاہ گوش زد ہوا اور سب نے بخوبی سنا کہ کسی شخص نے یہ نعرہ کیا النعرہ ملک قاسم شاہ خاور سیاہ ؎ زخم تیغ برابر و نیزہ گاہ ز آب دم تیغ ست تیم زمین ؎ ہمہ باختر شد بزیر نگین ؎ اگر تیغ بر کوہ خارا زنم ؎ زبن شاخ گاو زمین بر کنم ؎ ای کافران بیحیا وای نابکاران بر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و بشناسد کہ منم نور حدیقہ وساطت و شہامت صاحب عزم مبارز رزم شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری نعرہ آفتاب مشرق دین پروری ؎ شہسوار لعل پوش خاوری ؎ شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار یہ آواز قاسم کے نعرے کی سنکے نہایت متعجب و متحیر ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ قاسم نے اُس پنجہ سے کیونکر رہائی پائی اور کسطرح یہان جھٹ پٹ آن پہونچا مگر چونکہ مقابلہ اور مجادلہ ہزارون پہلوانون سے درپیش تھا اور سوا اسکے اُس میدان جدال و قتال اور اُس شب تیرہ و تار مین قاسم تک پہونچنا بھی خیلے اشکال اور بہت محال تھا اسوجہ سے اپنی حریف مین ہشیار اور خبردار رہا اور زیادہ سعی در تلاش مین شاہزادۂ خاور سیاہ کی نہ رہا لیکن تا صبح یہ حال تھا کہ جب شاہزادۂ بدیع الزمان نعرہ کرتا تھا ساتھ ہی اُسکے آواز نعرۂ قاسم کی بھی گوش زد ہوتی تھی غرض خلاصہ یہ کہ اُس شب بھی ہزارون کفار علف تیغ بیدریغ ہوئے کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی رہ گئی تھی کہ شاہزادہ والاشان بدیع الزمان اُس عرصہ رزمگاہ سے بحفظ و امان صاف نکلکر سمت چار باغ روانہ ہوا اور وہان بدستور آپس مین تلوار چلتی رہی اور لاش پر لاش گرا کی اور پھر صبح کو جب بخوبی روشنی ہوئی تو اُسی طرح سے ایک نے دوسرے کو پہچان کے ہان ہان کر کے شمشیر زنی اور خونریزی فیما بین [illegible] اپنے ہاتھ کھینچ لیا اور چار طرف فوج ظلم کو ڈھونڈھ کر سرد سینہ کوبان اور دست تاسف ملان آپس مین یہ کہتے ہوئے کہ خیر آج پھر اسیر تنہا نکل گیا مگر کہان جاتا ہی بیٹھے کہتے تھے کہ یارو اس بات کا تو علم خداوند جمشید و ہزار ملک باختر کو ہی کہ ہمنے کیا عجائب تماشائی کی اور کسطرح سے گھس گھس کر لپٹ لپٹ کر تلوارین ماری ہین کہ خدا پرستون کے بھی رنگ چہرون سے پرواز کر گئے ہونگے اور وہ سب بھی اپنے دلون مین ہماری شمشیر زنی اور دلاوری کے قائل ہو گئے ہونگے غرض انکو تو یہین چھوڑیے

اب دو کلمہ داستان شاہزادۂ بدیع الزمان بیان کیجاتی ہی

کہ یہ بدیع ہی تمام و علدہ گاہ مصاف سے صاف نکلکر اپنے باغ مین جاکے داخل ہوا اور لباس شب روی اُتار کے اور پوشاک ذات اقدس پر آراستہ کرکے وضو کرکے نماز مین سر بسجود تھا کہ سامنے سے ترک جوشن پوش آکر کھڑا ہوا جب آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا تب ترک نے مجرا کیا اور بیٹھا یا ایک مقام پر بیٹھ گیا بعد الفراغ نماز شاہزادۂ والامناقب بدستور و معمول قدیم اپنے مرکب پر سوار ہوا اور مع ترک جوشن پوش سمت بارگاہ گنجاب روانہ ہوا اثنائے راہ مین شاہزادۂ عالیمقام نے فرمایا کہ ای ترک جوشن پوش تجکو عجیب اتفاق درپیش ہوا کہ میرے کان مین ہر مرتبہ آواز نعرۂ قاسم کی آتی تھی معلوم نہین کہ شاہزادۂ خاور سیاہ نے اُس بلائے آسمانی اور آفت ناگہانی سے کیونکر نجات پائی اور یہان آکر کہان مقیم ہی ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ شہریار حافظ حقیقی نے شاہزادۂ قاسم کو اُس پنجہ سے نجات بخشی ہوگی اور لشکر ہمایون مین شاید تو نہین قریب پڑا ہی کیا عجب ہی کہ شاہزادۂ خاور سیاہ اپنے لشکر سے آکر لیلا برا فاقت اور مداومت شریک شبخون ہوئے ہون غرض یہ باتین کرتے ہوئے یہ بارگاہ مین پہونچے اور شاہزادۂ والامرتبت گنجاب کو مجرا کرکے اپنی کرسی پر بیٹھا تو دیکھا کہ بارگاہ گنجاب مین عجب طرح کا تلاطم اور ہنگامہ برپا ہو رہا ہی اور گنجاب نہایت غضبناک اور خشمگین جبین پر بل ڈالے اپنے سرداروں سے کہہ رہا ہی کہ قدیم الایام سے ہزارون صفت

اڑائیان اور لڑائیان سنین اور بچشم دیکھین مگر یہ تماشا کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا کہ ہماری فوج کے ہزارون سوار و پیادے قتل ہون اور
غنیم کی فوج مین ایک چاکر کی بھی لاش نہ کہین پڑی کسی نے دیکھی گیا ہور خون آشام نے عرض کیا کہ ای پیغمبر مرسل ہم سب عاجز و مجبور ہین
اور کچھ جرم اور قصور ہماری فوج و سپاہ کا نہین ہی اگر آپ ہماری عرض معروض بھی نہ پذیرا فرمائین تو ہم سب کیا کرین صنم جو از راہ دولت
خواہی اور خیر سگالی اور نمکحلالی کے کوئی بات التماس کرینگے تو حضور فرمائینگے اور سمجھینگے کہ یہ رشک وحسد سے کہتے ہین گنجاب نے کہا کہ مین نے
اسی روز کہا تھا اور اب پھر کہتا ہون اور تجھسے پوچھتا ہون کہ وہ دن دولتخواہی اور نمکحلالی کا کب ہوگا اور وہ کونسی ساعت سعید
ہوگی جب تم وہ بات کہوگے قبل از مرگ واویلا کونسی بات تمنے مجھسے کہی جسکو مین نے بدون سمجھے بوجھے گمان رشک اور حسد کا تصور کرکے ٹالی
گیا ہور خون آشام اپنے دلگل پر سے اٹھکر تخت کے پیچھے گیا اور سرگوشی مین عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل میری عقل اور ذہن مین تو یہ بات
آتی ہی کہ یہ ساری فتنہ انگیزی اور مفسدہ پردازی اس حکیم زادے کی ہی جسکو آپ نے فرزند نامور فرماکے شاہزادہ بلند اقبال خطاب عطا کیا
ہی گنجاب نے یہ کلام گیا ہور خون آشام کا سنکے جواب دیا کہ ای گیا ہور مصرع این را بکسی گو کہ ترا نشناسد ؛ مین تجھے خوب جانتا ہون کہ شاہزادہ
بلند اقبال کا تو دشمن جانی ہی یہ بات تو رشک وحسد کی نہین تو اور کیا سمجھون تو ہی مجھے معقول کر اور ذرا اپنے گریبان مین منہ ڈالکر سوچ اور
جواب دے کہ وہ بیچارہ یکہ و تنہا سوائے چار خدمتگارون کے اور اسکے پاس کونسی فوج اور سپاہ ہی خواہ مخواہ اسپر افترا اور اتہام
فقط اللہ جوتو کرتا ہی مجھے کیونکر یقین آئے گیا ہور نے عرض کیا کہ فدوی نے تو پہلے ہی عرض والتماس کیا تھا کہ جو بات حق اور خیر سگالی
کی عرض کرونگا سرکار کو اسکا کبھی یقین اور اعتبار نہوگا آپ مالک و مختار ہین غلام کو اس سے کچھ سروکار نہین ایکدن آخر یہ راز
چھپا نہین رہیگا کھل ہی جائیگا گنجاب نے کہا بس زیادہ ہرزہ زبان نہ بک اور سب سردارون کی جانب مخاطب ہوکر حکم دیا کہ میرا تمام لشکر تہ و
بالا ہوگیا اور ہزارون سوار و پیادے میری فوج کے قتل ہوگئے اور تم سب صاحب اپنے اپنے گھرون مین پانون پھیلائے پڑے سویا کیے
مگر اور آج سے تم جتنے سردار اور افسران فوج ہو سب کے سب جاکے چھاؤنی مین سکونت اختیار کرو اور جو کوئی کہ تعمیل میرے حکم کی نکریگا
اور چھاؤنی مین نہ رہیگا اسیوقت اسکو برطرف کرکے بعذاب الیم مبتلا کرونگا القصہ بہت درہم اور برہم دربار برخاست کرکے داخل محل ہوا
اور ان دونون سپہ سالارون یعنی گیا ہور خون آشام اور مہلیل دراز ترکیب کو اپنے پاس بلاکے مکرر سکرر بتاکید تمام سمجھایا
کہ غافل رہنا نہین چاہیے اور اسکا سراغ لگانا چاہیے بعد ازان سنجانی عیار کو طلب کرکے فرمایا کہ ایک ہفتہ عشرہ کا عرصہ گذرا کہ مین نے
تجھے کس تاکید بلیغ سے حکم دیا تھا اور تو نے آج تک کہین کچھ سراغ اور پتا پسر حمزہ کے لشکر کا نہ بہم پہونچایا اور نہ کچھ اسکی سعی اور تلاش
کرکے مجھسے عرض کیا اب تجھے تین دنکی مہلت دے کر بقدغن بلیغ اور بسہولت و آشتی سمجھا کے حکم دیتا ہون کہ جہان لشکر پسر حمزہ کا پڑا ہو جلد
پتا لگاکر مجھے اطلاع کر ورنہ مین تجھسے بہت بری طرح پیش آؤنگا یہ کہکر محل مین داخل ہوا یہان تمام سردار اور افسران فوج مین ایک
تہلکہ پڑگیا ہے اور سب باہم کہتے ہین کہ فی الحقیقت گنجاب کا بھی فرمانا بجا ہی اس طرح کی رزم و پیکار تو کبھی سلف مین بھی نہین سنی مورخون
نے رستم اور سہراب اور گیو اور افراسیاب کی بھی کوئی داستان اس طرح کے شبخون مارنے کی نہین لکھی کہ ایک طرف تو لکھوکھا مارے
جائین اور طرف ثانی کی فوج مین نکسیر تک کسی کی نہ پھوٹے آیا یہ خداپرست جادوگر ہین یا کچھ اعجاز اور کرامات ان مین ہی کہ یہ
اگر اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی فوج مین ہزارون کو مار کر چلے جاتے ہین اور نہ کوئی ان مین سے مارا جاے نہ زخمی ہو نہ کوئی
گرفتار ہو اور نہ کسی کی لاش کہین پڑی نظر آئے نہ کوئی انکی فوج کو آتے جاتے کہین سے دیکھے یہ بات تو مطلق کچھ ذہن مین اور
فہم مین نہین آتی آسمان سے اتر کر یہ لشکر آتا ہی یا زمین سے پیدا ہوتے ہین یا یہ کہ ہمارے لشکر پر ہماری فوج و سپاہ سوار و
پیادون پر گنجاب ملازمون نمکخوارون جان نثارون پر قہر خداوند لقا کا نازل ہوا ہی غرض سب کے سب ششدر و حیران
اپنے اپنے مکانون کو چلے گیا ہور خون آشام اور مہلیل دراز ترکیب دونون سپہ سالارون نے افسران فوج رسالدار
کمیدان کپتان اشٹینون کو اپنے پاس بلاکے تنقید کہدیا کہ یارو حق نمک یہ نہین چاہتا کہ ہم دل سے اپنے مالک کی کوئی کو ہم

ابھی سے جاکے اپنی اپنی چھاؤنی میں قیام پذیر ہو اور خوب ہوشیار اور خبردار رہو اور جہاں تک ہوسکے سراغ لگاؤ اور دریافت کرو دیکھو کہ یہ فوج کدھر سے آتی ہے کس قدر جمعیت ہوتی ہے جمعدار رسالدار سپہ سالار کپتان کمیدان جنٹین وغیرہ تمام افسروں نے کہا کہ اب تو آپ کے نام بھی چھاؤنی میں رہنے کا حکم ہوا ہے پس اب جو کچھ ہماری غفلت اور لاپروائی اور کاہلی یا سرفروشی اور جان نثاری و ہوشیاری ہوگی بچشم آپ ملاحظہ کر لیجیے گا ہماری نمک حلالی اور نمک حرامی کا حال آپ دونوں صاحبوں پر منکشف ہو جائیگا یہ کہتے ہوئے سب اپنے اپنے مکانوں کیطرف گئے شاہزادہ بدیع الزمان بھی دربار سے اٹھکر مع ترک جوشن پوش اپنے باغ میں داخل ہوا اُس روز بھی ترک جوشن پوش نے بہت سا اصرار کیا کہ حضور فدوی کو بھی ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر تشریف لیجایا کریں آپ کا یکہ و تنہا جانا غلام کو کسی صورت سے گوارا نہیں ہوتا شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ اے ترک شجاعت اور تہور میں تیری سرمو فرق نہیں لیکن تو ہی انصاف سے مجھے جواب دے کہ یہ سب اعانت اور تائید غیب میرے واسطے ہے ورنہ مجھ سے ایک مور ضعیف کی کیا مجال اور کیا قدرت و طاقت تھی جو تن تنہا اس لشکر کفار و افواج بیشمار پر حوصلہ اور مبادرت شبخون مارنے کا کرتا اور تکلف یہ کہ مجھ تک میرے جسم کے رونگٹے کو صدمہ اور نوع تکلیف نہیں پہونچی صحیح و سالم نکل آیا اور لکھوکھا کفار نابکار آپس میں زخم و پیکار کرکے جہنم واصل ہوئے میرا پرسان حال کوئی نہیں ہوا پس یہ جو تونے سنا ہو مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تراست پس اے ترک تو اپنے دل میں کچھ اسباب کا تردد اور اندیشہ نکر فرض کردم کہ میں تجھے اپنے ساتھ لیجاؤں اور تو بسبب سرفروشی اور جان نثاری میری رفاقت اور اعانت کو میرے ہمراہ ہو تو بجز تجھکو تکلیف دینے کے کیا فائدہ ہوگا پس نظر بافضال لایزال قادر ذوالجلال کے رکھنا چاہیے اور اندیشہ اپنے و آن کبھی دل میں لائے ترک جوشن پوش نے پھر عرض کیا کہ حضور جو ارشاد فرماتے ہیں سب برحق و بجا ہے ایک فدوی نے شراکت اور رفاقت نہ کی تو کیا اصل و حقیقت ہے اگر دس بیس ہزار دلیران صف کارزار اور شجاعان تہور شعار بھی آپ کے ہمراہ ہوتے تب بھی تو اس اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی فوج کا کچھ نہ کر سکتے فدوی بھی خوب جانتا ہے کہ یہ سب باتیں آپ کے اقبال یاور اور افضال داور کا سبب ہے پیر و مرشد فدوی کی حسرت اور آرزو فقط یہی ہے کہ اقدام پاک سے لحظہ بھر جدا نہ ہو اور ہر او قس پر نثار ہو جائے اگر مرضی مبارک نہیں ہے تو مجبوری ہے کس لیے کہ الامر فوق الادب قصہ مختصر ترک جوشن پوش یہ باتیں کرکے رخصت ہوا اور شاہزادہ عالیشان بعد الفراغ امور ضروری کوئی ڈیڑھ پہر رات گئے ملکہ گوہر ماک کی ملاقات کو گیا نصف شب وہاں بعیش و طرب بسر کرکے چار گھڑی رات رہے پھر اپنے باغ میں آیا دوسرے دن بدستور و معمول آدھی رات کو بجان واحد باغ سے برآمد ہوکر بہ نیت شبخون سمت لشکر کنجاب روانہ ہوا اور اس چھاؤنی سے کوئی کوس بھر ایک ٹیکرے پر جاکے چاروں طرف بغور دیکھا کہ آج اور روزوں کی طرح سے فوج اور سپاہ میں غفلت نہیں ہے بڑی ہوشیاری اور چہل پہل ہے اور ہزار ہزار بارہ بارہ سو سوار مسلح اور مکمل کوس کوس بھر کے فاصلہ پر جہاں تہاں گھوڑوں کو برابر ملائے پرا جمائے خاموش کھڑے ہیں اور کہیں سو سو دو دو سو پیادے پالوں میں زمین کے نشیب میں خندقوں میں درختوں کی آڑ میں کھیتوں میں جھاڑیوں میں بندوقیں پکڑے توڑے سلگائے چپ بیٹھے ہیں چھاؤنیوں میں چوکی پہرے والے ہتھیار لگائے بہت سے پھرتے ہیں ہوشیار باش بیدار باش پکار رہے ہیں شاہزادہ عالم ایک درخت کی آڑ میں اپنے مرکب کو روکے کھڑا دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ حسب اتفاق ایک طرف سے ایک غول سواروں کا گھوڑے سرپٹ ڈالے نیزے کاندھوں پر شمشیر برہنہ اُسی درخت کے برابر ہوکر چھاؤنی کیطرف جاتا تھا شاہزادہ با اقبال نے بخیال اسکے کہ بسبب تیرگی شب کے کسیکو مطلق تمیز اپنے بیگانے کی نہیں اپنے گھوڑے کو اُسی کے پیچھے گرم تاز کیا پھر وہ سوار سیاہ دے اپنی اپنی راہ کسی طرف نکل گئے شاہزادہ نامور بھی اُنسے الگ ہوکر ایک مقام بلند تجویز کرکے کھڑا ہوگیا اور سب خوب دیکھ لیا کہ اب آدھ آدھ کوس سوار و پیادہ نہیں نظر آتا اور چھاؤنی بہت قریب کوئی دو تین تیر پرتاب ہے تو اپنے دل میں یہ سوچ کر کہ آج بدیع الزمان مخمس

ہر کجا مرد سپاہی کہ اندیشہ از خوف و خطر | گر ہمہ آفاق را غرہ کنند ریز و زبر | گر رسد از جور گردون شیشۂ عمرم شکست | تا شود در تن صد زخم کاری از قدرت و تیر
باشد از مردان بروز جنگ جانبازی من | مرد میدان شجاعت را نباشد بیم سر | تا شود تیغ ز روح تن پیروار نشاں | بر نگردانم ز دشمن روئے میدان جدال

ہر کہ از سر بگذرد کے مرد این میدان شود | میکنم جنباں او جو گرد در ستم داستاں شود

ایک مرتبہ طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا نعرہ | منم آن صفدر معرکہ کارزار | بل نامور اشجع روزگار

شاہزادہ بدیع الزمان بہ رنگ میدان جنگ کا دیکھکر جو ایک دو سوار یا کوئی پیادہ شمشیر برہنہ یا برچھا اٹھائے سامنے آگیا اُسے ایک
ضرب تیغ واصل جہنم کرکے اپنے باغ کی سمت روانہ ہوا اور اسی طرح سے جو کوئی بیچ مین سد راہ ہوا یا کسی نے تعرض کرکے مقابلہ کیا اسکو مار کر
گرا دیا اور بخوبی تمام کوئی چار پانچ گھڑی رات باقی ہوگی کہ اپنے باغ مین رونق افزا ہو کر لباس شب روی کو اتار ڈالا اور پوشاک تبدیل کرکے
دو گھڑی پلنگ پر جا کر آرام فرمایا بعد ازان بعادت معہودہ وقت نماز وضو کرکے دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہوا اور وظیفہ مین مشغول تھا اسمین بخوبی روز
روشن ہوگیا اور سامنے سے ترک جوشن پوش نے آکر مجرا کیا اور حسب الایما با ادب اپنے مقام پر بیٹھ گیا جبکہ شاہزادہ عالم نے وظیفہ پڑھکے پوشاک
طلب کی ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے آج شب کو پھر حضور بتقریب صید افگنی سوار ہوگئے تھے اور افسوس صد افسوس غلام کو پھر گوشہ
خاطر سے فراموش کرکے ہمراہ رکاب سعادت انتساب نہ لے گئے شاہزادہ عالی مقام نے متبسم ہوکر فرمایا اے ترک جوشن پوش شعر این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدای بخشندہ ۔ اسکو محض تائیدات ایزدی اور فتوحات غیبی سمجھنا چاہیے ورنہ میری کیا اصل و حقیقت ہے جو مین ایسی جرأت اور یہ حرکت
کر سکوں القصہ ایک عرصہ طویل تک یہی دستور اور معمول شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کا رہا کہ ایک شب تو ملکہ گوہر ملک کے پاس جا کے مصروف عیش و
طرب رہتا اور ایک شب معرکہ حرب و ضرب مین بسر کرتا تھا نوبت بایجا رسید کہ شائیس شبخون لشکر کفار پر مارے اور اسی تدبیر سے لکھوکھا فوج گنجاب کی زیر
اسفل السافلین پہنچائی مگر اس مرتبہ مین ہمیشہ متعجب و متحیر رہا کہ نعرۂ قاسم ہر روز گوش زد ہوتا تھا اور کہین پتا اور نشان شاہزادہ کا اور سپاہ آل قاسم کا نہ پایا
کہ کدھر سے اسکے شریک حال ہوتا ہے اور پھر معرکہ جدال و قتال سے نکلکر کہاں چلا جاتا ہے آخر کار جبکہ لشکر گنجاب بہت قتل ہوا اور چہاؤنیاں ویران ہونے
لگین ایکروز کی نقل ہے کہ گنجاب نے سرداروں کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ صاحبو دو مہینے کا عرصہ گذرا کہ یہ معرکہ شبخون اور ہنگامہ جدال و قتال برابر رہتا ہے
اور لکھوکھا سوار و پیادے میرے لشکر کے مارے گئے اور ہر روز مین نے کس کس تاکید اور کیسے کیسے قدغن بلیغ سے تم سب کو نرمی و گرمی سے سمجھایا اور حکم دیا کہ
صاحبو لشکر کا انتظام کرو اور انجام اسکا دیکھو جس طرح سے ہوسکے سعی و تلاش تمام پسر حمزہ کی فوج و سپاہ جہان قیام پذیر ہو وہان کا سراغ بہم پہونچاؤ مگر
آجتک تم سے کسی سے کچھ تدبیر نہو سکی گیا ہو رخون آشام اور جہلیل دراز ترکیب دونوں سپہ سالاروں نے نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر ہو کر عرض
کی کہ یا شہنشاہ مثل مشہور اگر شہ روز را گوید شب است این ۔ بباید گفت اینک ماہ و پروین ۔ جو کچھ آپ فرماتے ہیں ہم گنہگاروں کو بجز برحق و بجا کہنے کے
کیا تاب ہے کہ خلاف مرضی مبارک کچھ جواب دین یہ بات تو مشہور ہے شعر خلاف رائے سلطان رای جستن ۔ بخون خویش باشد دست شستن ۔ بھلا ہم
جان نثار اسمعاملہ مین کیا عرض و معروض کرین آپ ہی بچشم عدالت اور فراست ملاحظہ فرمائین کہ ہم خانہ زادوں کا اسمین جرم اور قصور کیا ہے کہین بھی
کسی نے یہ تماشا دیکھا ہے سلف سے کتابوں مین کسی بادشاہ کی لڑائی کا یہ حال سنا ہے کہ ایکطرف تو لکھوکھا آدمی مارے جائین اور طرف ثانی کا کوئی متنفس کشتہ و زخمی نظر
نہ آئے گنجاب نے کہا کہ یہ تقریر پر تزویر تمھاری قابل سماعت نہین ہے کے واسطے کوئی دلیل بھی لازم ہے یون کسی شریف پر ازراہ رشک و حسد افترا اور بہتان کرنا
نہ چاہیے فقط تم سب صاحب اس حیلہ بہانے سے پہلو تہی کرتے ہو تو کیا مضائقہ خود انتظام اور تدبیر اپنے لشکر کی آپ کرونگا جہلیل دراز ترکیب نے کہا کہ حضور آپ
پھر اسقدر رنج نہ فرمائین بعد برخاست دربار ہم دونوں خانہ زاد در دولت پر حاضر ہوکر بمقدمہ بندوبست اور انتظام جو کچھ کہ عرض کرینگے اگر پسند رائے اقدس ہو تو
خیر ورنہ جیسا ارشاد ہوگا بجا لائینگے گنجاب نے کہا کہ یہ بھی سہی کچھ قباحت نہین پھر کوئی دو گھڑی بعد دربار برخاست کرکے داخل محل ہوا اور گیا ہو رخون آشام
و جہلیل دراز ترکیب بھی بعد برخاست جو جو کہ سردار اور افسر معزز اور ممتاز نامور تھے اُن سبکو مجتمع کرکے باہم مشورہ کرنے لگے اس عرصہ مین گنجاب نے
دونوں سپہ سالاروں کو اپنے پاس طلب کرکے پوچھا کہ مطلب اصلی تمھارا اس خلوت سے کیا تھا اور کیا تدبیر انتظام لشکر کی پیش خود تم دونوں نے تجویز کی
بیان کرو گیا ہو رخون آشام نے عرض کی کہ غلام کو یقین واثق ہے کہ سارا مفسدہ اور فتنہ انگیزی شاہزادہ بلند اقبال کی ذات پاک سے ہے لوگ
چاہین حضور باعث رشک و حسد کا سمجھین اور نہ مانین لیکن اسمین سر مو خانہ زاد کو فرق یا ذرہ تفاوت نہین معلوم ہوتا گنجاب نے کہا کہ اچھا کن دلائل اور
براہین سے تم سب کہتے ہو پہلے مجھے سمجھا دو کس لیے کہ میرے ذہن مین یہ بات کسی طرح سے نہین آتی اُسکے ساتھ مین نے کون برائی کی جسکے
عوض وہ یہ مفسدہ برپا کرتا ہے اور سوا اسکے ایک جان واحد سے وہ کوئی ساحر ہے یا کوئی دیو زاد ہے جو آن کے تمام فوج و سپاہ مین تلاطم ڈال جاتا ہے اور
کس طرف سے آتا ہے لاکھوں سوار اور پیادوں مین سے پھر نکل کے زندہ و سلامت کیونکر چلا جاتا ہے ہمارے لاکھوں آدمی کیا اندھے ہو جاتے ہین کسیکو کبھی کچھ

سوچ تھین پتا ہی اور تاجبک کسی نے آتے جاتے نہ دیکھا دو کوئی ہوا یا کوئی بلا ہر کر آیا اور چھلاوا ہوکر غائب ہوگیا صاحبزادہ اس اپنے اپنے
درست کرکے بات کہو تاکہ میری سمجھ مین آوے بھلا مین تمسے پوچھتا ہون کہ اگر شاہزادہ بلند اقبال بھی اسطرح سے میرے سامنے کہین کہ یا سپہ سالار یہ
چھین گیا ہو رخون آشام یا مہاییل رازنہ کیسا ہی رہا ہو تو مین بدون تحقیقات اور اثبات جرم وصدور تکو مارنے اور قتل کرنیکا حکم کیونکر دے دون
چھین یا جوالا اسیر ونہ تیاگر منصب مین بحال رہ اگر سیے تغیر کرکے زندان خانہ مین کیونکر بھیجوں گیا ہو رخون آشام نے عرض کی کہ اے سپہ سالار خداوند جہان
ہزار با اختر کا طرہ یعنی سر پر رکھتے ہین کوئی راز سربستہ قدرت خداوند کا آپ پر مخفی نہین ہی سب بخوبی آشکار وعیان ہی جو کچھ کہ حضور ارشاد فرماتے
ہین حق دیتا مگر ہماری راے ناقص مین یہی آتا ہی کہ یہ جرات وشجاعت سواے شاہزادہ بلند اقبال کے کیا طاقت و کیا قدرت کسیکی جو کرسکے کہنا ہے کہاں اس
بیہودہ گوئی اور گفتگوے لاطائل سے کیا حاصل جاؤ کوئی تدبیر ایسی نکالو کہ پسر حمزہ گرفتار ہو بعد ازان بہت سی تاکید اور تشدد کرکے کہنا بے محل مین
کیا بیہارن گیا ہو رخون آشام اور مہاییل دراز ترکیب نہایت مشوش اور مغموم بصد رنج والام وہان سے اٹھکر تا شام انتظام لشکر مین مصروف رہے
اسیر اسپہ سالار وانشام کہا کہ آج چلنے پانچسو چھین سردار اور سرکار کے لشکر مین پیادے و سوار ہین سب پر خواب و خور حرام مطلق ہی ہوشیار رہین تمام
اول شب سے مسلح اور مکمل اپنی اپنی چھاونیوں لینوں خیموں ڈیروں مین جاگتے رہین اور شمع اور چراغ و پنجشاخے کی روشنی کہین رکھین اسباب کی بڑی تمام
اور تاکید ہی اسباب سامان روشنی کا ہر ایک رسالے مین اسیوقت سے مہیا و موجود رہے جسوقت کہ نعرہ پسر حمزہ گوش زد ہو جو فرد بشر ازجا کر تا اظہار
کہ ہر ایک مشعلیں روشن کرے اور مقابلہ فوج غنیم کا اپنا بیگانہ دوست دشمن پہچانا کرے غرض حسب الحکم دونون سپہ سالارون کے افسران اپنے اپنے
رسالون مین پلٹنوں مین بات کی زبانی کہلا بھیجا اور آپ سب افسر مسلح اور مکمل ہوشیاری و خبرداری شب بیداری اور اختر شماری مین مصروف مستعد اور
انتظام و تدبیر مین آمادہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان سے تھے اور ہزارون سوار اور پیادون نے آتشبازون کو طلب کرکے بڑی بڑی چوبین بانس مین چار
چار جوڑ ہم کی بتیار کراکے اپنی اپنی لینوں چھاونیوں خیمے ڈیروں مین باحتیاط تمام جمع کین اور پنجشاخے اور مشعلی اور دستی والون کو بلاکے بڑی تاکید
سے سمجھا کے کہدیا کہ بڑی بڑی مشعلین اور پنجشاخے اور فتیلے تیل مین ڈوبے ہوے اپنے پاس رکھو اور جلنے ٹیکرے اور درخت چھوٹے بڑے اس میدان مین ایک ایک
مشعل پنہونکر بٹھلا کے حکم دیا کہ جسوقت نعرہ پسر حمزہ کا دیکھنا اسیوقت ان سب پنجشاخون کو روشن کردینا اور گردوپیش انکے میدان مین کچھ فاصلہ پر بیس بیس سوار
لشکرون پر گرد آوری کرین اور خبرداری رکھین اور تمام درختون پر چڑھ کر چور بیٹھا ہون کو شاخون پر باندھکر ایک ایک یا دو دو آدمیونکو چڑھا کے بٹھا کہدیا کہ شب
تم شور و غل شبخون کا سنتا اسیوقت ان مہتابیون کو پھونک کر تماشا دیکھنا غرض بیان تو یہ بندوبست قرار واقعی کرکے سب آمادہ حرب پیکار بیٹھے تھے انکو تو یہان چھوڑین

اب شمہ داستان صولت بیان شاہزادہ رستم دل سہراب توان بدیع الزمان سے بیان کیا جاتا ہی

کہ شاہزادہ عالی مقام حسب معمول اپنے آدھی رات کے عمل مین لباس شب روی اور سلاح ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوا اور ارادہ
شبخون باندھے سے آمادہ ہوکر جب چلنے لگا ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ترک جوشن پوش نے آکے بکمال عجز و انکسار با چشم اشکبار عرض کی کہ حضور آج کی سرگوشی اور
گفتگو دونون سپہ سالارون اور تمام سردارون کی بخوبی بچشم خود ملاحظہ فرمائی اور بگوش سنی ہی بس یہ کچھ مقدمہ ایسا اہم نہین جو حضور پر مخفی ہو آپ پر سب عیان ہی
کہ آج کی شب سردار و افسران فوج اور دونون سپہ سالار اور اٹھارہ لاکھ پیادہ و سوار آمادہ مرگ جیسا قضا بہت مستعد کمربستہ ہوشیار اور خبردار بیٹھے ہین اگر آج کی شب حضور
طرح دیجائین تو خانہ زاد کی راے ناقص مین نہایت مصلحت ہی شاہزادہ والا مرتبت نے فرمایا کہ اے ترک مجھے سب حال معلوم ہی اول شام سے تمام فوج کیا ادنی کیا اعلی
پیادہ ذہن جان اور تشنہ خون ہمیشہ کمین گاہ مین منتظر میری آمد کے بیٹھے ہین لیکن کرم کریم کارساز امید رکھتا ہون اور جو چاہتا ہون شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجا نبرد رگی
تانخواہد خدا اور ہندی والے کہتے ہین جاکو راکھے سائیان مار سکے نہ کوے بال نہ بیکا کر سکے او جگ بیری ہوے پس جو کچھ کہ منشی تقدیر نے صفحہ
پیشانی پر تحریر بروز ازل ان قضا کالک قدرت سے لکھ رقم کردیا ہی وہ بوجہ ظہور آیا اور آئیگا اسمین فکر اور تردد کرنا محض نادانی اور عین حماقت ہی ترک جوشن
پوش نے عرض کی کہ حضور آمنا وصدقنا کوئی کافر ہوگا جسکو اس بات مین کچھ شک ہو فی الحقیقت ہونا وہی ہی جو مشیت پروردگار ہی مگر جناب ہدایت نے بشر کو عقل و
شعور اسیلیے عطا کیا ہی کہ اپنے نیک و بد کو سمجھ بوجھکر کام کرے مولانا ے روم فرماتے ہین شعر کور کورانہ مرو در کربلا تا نیفتی چون حسین اندر بلا شاہزادہ رستم دل
والا مرتبت نے ارشاد کیا کہ اے ترک جوشن پوش ایسی زیست سے کہ ساتھ ننگ و عار کے بسر ہو اہل حمیت اور ارباب غیرت مرگ کو بہتر اور خوشتر جانتے ہین جملہ مرگ سے

آپ در کوزہ دمین تشنہ وہان گم ہے یار ویہ تو وہی حکیم قاروس کا بیٹا ہی جسکو گنجاب نے شاہزادہ بلند اقبال خطاب دیا ہی اور دوسرا جو با شمشیر عریان نیزہ بہ دوش خاموش کھڑا ہی ترک جوشن پوش تلوار سورتی سرکار پیغمبر مرسل کا ہی وہ دونون سپہسالارون اور سب سردارون اور افسرون نے جو یہ ماجرا سُنا تو جلدی سے گھبرا گھبرا کے ہنستے قہقہہ مارتے خوش ہوتے ہوے اپنے اپنے خیمون ڈیرون مین سے نکلکر گھوڑون پر سوار ہوے اور لینا لینا جانے نہ جانے دینا نہ جانے دینا کدھر ہم کہان ہر کہتے اور فوج کو بہت سی تسلی اور دلاسا دیتا اور یہ واہی تباہی بکتے ہوے کہ ہار لوان دونون بکھراسون کو خبردار کسی طرف سے بھاگ کر زندہ و سالم جانے نہ پائین جھٹ پٹ وہان آکر پہونچے حسب اتفاق ادہم شب کو ترک جوشن پوش نے بخیال مآل اندیشی کے کہ آج تمام لشکر کفار مین انتظام اور ترابند و بست شام سے ہی خدا نخواستہ مبادا آفات نے ملا یعنی شاہزادہ عالی وقار کہین گھر جاے اور مین اُسکے اقدام عالی تک نہ پہونچ سکون تھوڑے سے فاصلہ پر شاہزادہ نامور کے نعرہ بنام شیخ لشکر خدا و رسول پاک قاسم کیا ہی اور بسبب روشنی مہتاب اور تیغ شاخون کے دیکھا کہ شاہزادہ عالیمقدار کھوکھا نیزہ دارون مین مثل شیر تشنہ دگرسنہ کے نیستان کے جنگل مین نمودار ہی اور جسطرف کہ حملہ آور ہوتا ہی کفار نابکار مثل گلہ بز و میش پراگندہ ہو کر اُسکے سامنے سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین ترک جوشن پوش نے ہرچند چاہا کہ لڑتے بھڑتے کسی طریق سے ہم بھی متصل شاہزادہ رستم دل کے پہونچ جائین مگر بسبب کشمکش سوار اور پیادون کے نہ پہونچ سکا ناگاہ نگاہ شاہزادے عالیجاہ کی جو اسطرف کو پڑی تو ترک جوشن پوش کو بکمال جوش و حواس آمادہ رزم و پیکار دیکھکر اپنے دل مین سوچا کہ بیشک و شبہ یہی بہادر ہے جو نام قاسم کا لیکر نعرہ کرتا تھا اور بطور محبت اظہار رفاقت شریک حال میرے شبخون کے ہوتا تھا اُسکی دلاوری اور جان نثاری پر شاہزادہ والا مرتبت نے بہت سی تحسین و آفرین کرکے بیساختہ نام ترک جوشن پوش کا لیکر باواز بلند فرمایا کہ بہادر مرحبا صد مرحبا شعر

تو آنکہ دلاوری امیر شیر دست زرم و جدال | اگر می رود تو فوج عدو بسان شغال
چہ طرح رستمی تو کہ تم کہ بیرون ست | ز عقل و فہم و قیاس دلکمان و ہم خیال

ای بہادر نامدار ای دلاور میدان کارزار سبحان اللہ سبحان اللہ کیا کونا مین تجھی لی تمام تیری کارزار دیکھ رہا ہون بہادر خبردار ہرگز ہرگز اپنے دل مین یاس و ہراس نہ لانا اور نظر بر کریم کارساز رکھکر کسی طرح کا وسواس نہ کرنا شعر — ای برادر در جہان ہر باغ دار میوہ + میوہ باغ شجاعت خنجر و پیکان بود + براہ جہاد قدم آگے رکھا ہی پیچھے نہ ہٹانا چاہیے اور آج توجہ بسمت میدان حرب و ضرب کرکے ہاتھ کفار کشی سے کبھی نہ کھینچے درجنت واسطے غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار کے ہمیشہ در رہتا ہی اور حوران گلعذار خلد برین جام شراب حوض کوثر ہاتھون مین لیے واسطے مومنین کے وہان منتظر رہتی ہین اگر قضا برابر آن پہونچی ہی تو خلعت گلگون شہادت پہن کر سرخروے دارین ہونا اور جو بافضال ایزدی اور تائیدات غیبی اس فوج کفار اور لشکر اعداے نابکار کو مار کر بھگا دیا اور بفتح و نصرت تمام زندہ و سالم یہان سے نکلنا ہوا تو پھر اُسوقت بارگاہ گردون اشتباہ پہلوانی مین جہان پانچ ہزار پانچسو پچپن سرداران نامی اور پہلوانان گرامی جوانان صف شکن و مہتران اور دلاوران تیغ زن اور شیر افگن شجاعت شعار شہامت کردار بڑے بڑے نامدار اور جلیل الاقتدار گرد و پیش پایہ سریر سلطانی شہنشاہ لشکر اسلام کے اپنے اپنے ذیلگاون پر متمکن ہونگے وہان تو اپنے رتبے اور مرتبے کو بحضور سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ عالیمقام دیکھنا کہ آن واحد مین کیا ہوگیا ترک جوشن پوش نے بسر و شتراحت فروشی زبان اعجاز بیان سے شاہزادہ عالیشان کی منت سے عرض کی کہ ای شہریار اگر لاکھ سر اور جان اس غلام بیر کے سم مرکب پر سے سرکار کے نثار و تصدق ہو جائین تو بڑا افتخار اور سعادت غلام کے واسطے ہی شعر این سر کہ برا تو فدا شد چہ باشد + این بارگران بود ادا شد چہ باشد لیکن اگر چشم زخم حضور کے دشمنون کو پہونچے تو جناب احدیت وہ ساعت مجھے نہ دکھلائے شعر بوستان عمر و باغ دولت پایدار صبحدم پیری بہارا چون گلستان ارم ＊ بس اتنا کہکر وہ زال علم آموز رستم با شمشیر علم فوج کفار کی جانب مخاطب ہوا اور کس تیوری اور مردانہ شمشیر زنی کرتا تھا کہ دوست و دشمن کے منہ سے بیساختہ واہ واہ نکل جاتی تھی وہ ڈر کر جسکے سر پر تلوار ماری تا جگر اُتر گئی جسکے جینو کا ہاتھ مارا ایک ہاتھ اور سر صاف تن سے جدا کرکے گرا دیا جسکی دوالکمر پر چوٹ ماری تسمہ باقی نہ رکھا لاش پر لاش گرادی کشتون کے پشتے لگا دیے دھڑ پر دھڑ سر پر سر چار طرف پڑے نظر آتے تھے بازار ملک الموت کو گرم کر دیا دلال اجل درکار نرخ جان ارزان کوئی کوچہ حفظ

وامان بجز کوچہ زخم نظر نہیں آتا تھا گوشۂ عافیت بجز گوشۂ کمان کہیں نہیں ملتا تھا زرہین ہمہ تن چشم ہوکر شمشیرزنی ترک جوشن پوش کی دیکھ رہی
ہین اور چار آئینہ کو عالم حیرت دامنے تنہائی پر اس انجمن آفاق کی چوبون سے اپنا سر پیٹ رہے تھے جہانگیر کف افسوس ملتی تھین شعر
ہر جا کہ شمشیر او کار کرد ✳ یکے را دو کرد و دو را چار کرد شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والا منزلت یہ حال شجاعت
اور ہنر ترک جوشن پوش کا اور چار طرف سے ہجوم اور دھوم فوج کفار کی اور شور و غل مار مار کا دیکھکر او سنکر سمجھا کہ ترک جوشن پوش کا
اب خدا حافظ ہی کوئی صورت اسکے بچاؤ اور جانبر ہوکر یہان سے نکلنے کی نظر نہین آتی ہے دوبار السلطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر چار طرف بغور دیکھا
کہ کثرت روشنی سے وہ شب تیرہ مثل روز روشن اور تمام میدان صحرا بہ از وادی ایمن مہتابون کی روشنی جلوہ افزا ہے مہتاب میمنہ و میسرہ
سوار و پیادگان گنجا سپ کو سون تک اشجار صحرائی مثل سرو چراغان اور روشنی ٹیلون اور ٹیکرون کی جیسے کہ اکثر ہر ٹیلیان پہاڑون پر
شب کو جلوہ نما ہوتی ہین عیان تو اسوقت از بسکہ مقام میدان حرب و پیکار نظرون مین شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کی رشک صحن چمن
گلزار تھا اور ہجوم فوج کفار سے دھوم آمد بہاری کی معلوم ہوتی تھی کہ علمہاے سبز علمدارون کے ہاتھون مین مانند سرو بستان کے
نظر آتے تھے طوہریچم نشانون کے مثل طرۂ شمشاد لہراتے ہوئے قطار سوارون کی کیلون کی سی باڑہ برابر برابر بائین شائستہ جمی ہوئین اور
پلٹنین پیادون کی گرٹل اور مہندی کی ٹٹیون کی طرح سے صف بستہ کھڑی ہوئین چند شجاعان تیغ تن نیزہ و شمشیر لیے بشکل نخلہاے تاڑ
کھڑے جھوم رہے ہین اور اکثر نوجوانان تیغ شیرزن رنگ میدان کارزار تماشاے فصل بہار سمجھے ہوئے مثل نونہالان گلشن کے جوش و خروش
مین سب سے آگے بڑھے معلوم ہوتے ہین ایک طرف ہزارون نامرد بے ہنر لٹوسے پہاڑی کتون کی صورت صداے تفنگ سنکر میدان
سے کوسون پرے ڈرکے جانے کی فکر مین ادھر ادھر جان بچاتے پھرتے ہین اور ایک طرف سیکڑون ہیزار تیرے خوف خار جگر دوز خدنگ قضا
اور ناوک بجلیاں سے مثل شاخ یاسمن وصنوبر ہمہ تن لرزان قالب بیجان درختون کی آڑ پکڑے چھپے کھڑے ہین ہر ایک سالار سپہ سالار سردار کمیدان
کپتان صوبہ دار وغیرہ افسران لشکر صرصر غم سے غنچۂ دل افسردہ اور ہتھ مانند گل صد برگ یا برگ خزان رسیدہ کے زرد مثل شجر خشک کے بحال خستہ
در ازپا بگل کھڑے ہین اور شاہزادہ رستم صولت انجم روزگار سردار جہاد او کفار کشی سے دل باغ و بہار اور چہرۂ اقدس شگفتہ و خندان مثل گل رعنا زرد
ڈورے آنکھون مین نشۂ شجاعت سے گلنار پڑے نظر آتے ہین نسیم جمعیت کے جھونکے چار سو اور شمیم عطر آگین فتوت کی اکثر دماغون مین مہلو دہکر
وہ شاہزادہ عالی دماغ بروش گلگشت باغ بتوجہ تمام تیغ طیور رشک دیو بند کو نیام سے کھینچکر اپنے بادپاے گلگون عندلیب کو کہ طائر وہم و خیال
بے تمثال نے مثل اس مرکب گلگون عندلیب کے بوے گل کو گلزار عالم مین آتے جاتے کبھی نہین دیکھا اور نسیم بہار تو محض عاجز و بیکار تھی ہیکٹ صرصر
اسکے تعاقب مین دوڑکر خاک اپنے سر پر ڈالی گرگرد سم کو اسکی نہ پہونچ سکی اس میدان کارزار مین گرم تاز کیا تو آن واحد مین اشعار

پہونچا وہ اتنا جلد کہ چشم خیال کو | ثابت ہوا نہ یہ بھی کہ صرصر ہے یا خدنگ
کاٹے سلے سپ تیز کہ میدان لیا گھیر | اندیشہ نسیم پھر صبح ہوا تھا سنگ

پھر تو یہ حال تھا کہ لشکر اشقیا سے ابکاریک آندھی اجل کی چلی اور ہر ایک کافر کی نگاہون مین تاریکی سی چھا گئی تھی خوف شمشیر ادہم
خونریز سے اس شاہباز اوج صاحبقرانی کے ہزارون سوار و پیادے مانند طائران نیمجی کے پرواز کرتے بھاگے بھاگے پھرتے تھے اور
جسطرف وہ رخ کرتا تھا سر اور دھڑ کا فرون کا ایک ہی ضرب تیغ آبدار مین مثل شاخ گل قلم کرکے گراتا جاتا تھا جسکے سر پر چمک کر تلوار ماری
برق شمشیر نے سپر کو مثل لکہ ابر کے دو ٹکڑے کر دیا خود کو دو پلے کاٹ کر گلے اور جبڑے کو لیتی ہوئی صندوقچہ شکم کے دو ٹکڑے کرتی باختہ
نیچے جا اتری قاش زین اور نمدزین کو کاٹ کر زیر تنگ اس کے کمر کستہ لنگ کے نکل گئی جیسکے دو ٹکڑے کر کے کام تمام کیا کام جان مین اس
جہنمی علیہ اللعن کے ذائقہ شیرینی حیات سے بدل بہ تلخی سکرات ہوا مزا طمانچہ صرصر اجل کا زبان پر آگیا جسکی دوال کمر مین پڑی مثل خیار تر کے
دو ٹکڑے کر دیا وہ جو چارون طرف ہر سمت باغیون کے مانند چار دیواری باغون کے نظر آتے تھے اب جو دیکھا تو وہان لاشے کشتون کے
بطور پشتون کے لگ گئے ہین اور موے جسم کفار بوم طلعتون کے بطور سبزہ گیاہ نورستہ نمودار ہین اور ریش و بروت ان ملعونون
کی بطور جھوٹی بڑی جھاڑی پھیلی ہوئی ہے کہ پریشان ہو رہا شکست و ظفر دو دروازے اس حدیقۂ رزم کے پیش نظر ایک سمت گلزار

بہار ہی ہین مرین تو بہتر زیادہ رنج و محن نہ دیکھین یہی غنیمت ہی ہمصفیر وکہ ہم خزان مین چمن نہ دیکھین بہا عث تیغ آبدار
اُس شاہزادۂ نامدار کے ہوکر بحکم اسفل السافلین پہونچے باقی ماندہ جتنے کہ سوار و پیدل تھے آپس مین کچھ تو مثل زاغ و زغن وہ بہی دو
ہیے شور و غوغا کرتے تھے سے اور تلوارین دکھلاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ گنجایش کی وہ مثل ہی کہ شہر بکری جولٹو سے نہ کوئی
کہنے سے چڑھایا سمجھا کہ نہین باز کوئی مجھسے کلان گیر بلیے مالک ہین اپنی رعایا اور ہم سب ملازمین ہر جوجی چاہے وہ حکمرانی کرے اگر ہوگو اس
فریب کے جال مین اس شاہ باز اوج شجاعت کو ابتک نہ پابند کرسکتے تو مقابلہ ورنجا دل اس سے کرنا تو بڑی بات ہی یہان بیدا نہین کرداروک کر دم بخود ٹھہرا
قطرۂ بیضہ ہی سپر بہ مثل مچھر کہ رکھ لینا معلوم ہوجاتا ہی الا ایسا ہم سرنگ نہین کہ دیدہ ودانستہ اپنی چہرہ پاسی جان کو نیچہ شاہین اجل پنجال دین
جورو کو رانڈ اور بچے کو بے وارث کر کے ہزارون ارمان لاکھون حسرتین دل مین بھرکے دنیا سے اوٹھ جائین ہمارا جو کام تھا وہ ہم کر چکے حق نمک سے
ادا ہو چکا کہ ایسے آفت روزگار بلا سے بیدرمان کو محاصرہ کیے ابتک روکے کھڑے ہین اب وہ بڑے بڑے سردار نامدار لشکر کے
لاکھون اشرفیان وبیھ پاتے ہزار در پین بہوسے پھرے کہان گئے رات دن چھپے کرتے پھرتے ہین کہان اٹھ گئے ذرا اس سے کہنا
کہتی ہے کہ گرفتار کیون نہین کرتے ہمکو تو اگر اس بادشاہ مخالف سے پہر و تختم اور دام آرام سے مفر ملتا ہی تو خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر جہان ہم جائینگے
آپ دانہ پہنچائیگا اور ازراہ انصاف یہہ ہے کوئی پوچھے تو جس دلیر نے قاہر بن قہرمان کی کمان کو تنکے کی طرح سے سر دربار توڑ کر پھینک دیا اور
شکوہ بن نستار ایسے پہلوان قدرت کو زیر کر کے چھوڑ الاہی دانست مین تو اسے فتح پانا بہت مشکل و محال ہی ہمین ہوجا ہی ایزداد

نہی لان وگذاشت کرتے ہین اور نقیض حسرت کہ یہین نہ حق تو یہی تھا

فا وسن شتی کو اگر دیکھین تقصیر	حق یہ ہی کہ بیدون کی ہی تقصیر و شتابا	یہ کسی کی حماقت ہی اجل کی نہیں تقصیر	ہری کے مقابل جو کلنگ آکے گرا ہے
شنا ہین سے ہم نیچ ہون کیا خاک کھا	کیا مارتے لڑنیکا کرے مینڈکی کیا	دیکھین ہون تو اسپہ لڑے کرین تقریر	کیا منہ ہو کہ جہاں اجل خورش لیہ آگیا
کب روز دشتان کے مقابل ہو شیر	کیا ارشنکہ کرے چڑیا سے پشہ باز کا	گر موش کہ ساکر نے دکر تحقیر	کم ہو سے نہ خورشید جہانتاب کا تیر

بعد اسکے دس بیس ہزار نامردار لی ہمتی ہمخص ہوتے ہین انکا یہہ رنگ تھا
کہ پیچھے سوارون کے چھپے ہوئے تلوارین ہاتھون مین لیے وہین سے جپکاتے اور دکھلاتے سپر منہ کی پناہ کیے قالب بیجان مثل بید لرزان اشعار

کہ در آئینہ عکس دل نہ جان	یکے از فرق فولاد الا چسپان	چو برگ خزان دیدہ در دست تیغ	دو اشجار خشک آن گروہ جوان
بلے چون مصور سر و تا عمل	یکے نیزہ در دست در تاختن	دلے ہمچو گل رنگ رو باختہ	یکے غنچہ سان گرز افراختہ
ولے بود در لرزہ مانند بید	یکے بر میان بستہ خنجر رسید	چو چشم غزالان نظر بر گریز	بخفتان مشکین یکے تند و تیز

جہان شاہزادۂ عالیمقام نے ذرا اپنے مرکب کو کسی طرف مہمیز کر کے حملہ کیا ان نامردون کا یہہ حال تھا کہ دس دس بیس بیس جمع ہو کر ڈرے ہوئے
گھوڑون پر سے گرتے تھے اور پکارتے تھے کہ یارو بلا بہار انوا اس ظالم اظلم نے کام تمام کر دیا سینکڑون کی تلوارین کٹاریان چھریاں ہاتھون
سے گر پڑتی تھین ہر چند اگر اسکے ساتھ والے کہتے تھے کہ یارو خیر ہے گھبراؤ نہین ہی پسر حمزہ داہنی صف پر کھڑا ہی اودھر تو وہ آیا نہین تلوار اور
نیزہ تمہارے کسنے مارا لیوہ کر زخم لگ گیا وہ خوف سے غلطی کرتے تھے کہ تم سب کو ظرافتین سوجھتی ہین ہمارے کو پے اتر گئے کسی نے کہا میرا ہاتھ
ٹوٹ گیا کوئی کہتا تھا میرا جگر پھٹ گیا ہی کوئی دم کی ہوا کھارہا ہون سارے لشکر پر خوف اور ہراس چھا گیا تھا مگر لحظہ لحظہ اور دم بدم
سوار پیدلون کی کثرت ہوتی جاتی تھی اور چار طرف سے کمک اور فوج چلی آتی تھی یہ حال تھا کہ با وصف اسکے کہ شاہزادۂ عالی منزل کے
بہت متصل ترک جوشن پوش آمادۂ رزم و جنگ تھا الا کیا ممکن کہ دونون بہادر ایکجا ہوکے حرب و ضرب کرتے اسقدر جمگھٹ اور
ہجوم اور دھوم ہی کہ ایک بالشت اور ایک چپہ زمین کا ٹکڑا کثرت فوج سے ہزار فرسنگ کے برابر معلوم ہوتا ہی کہ کماندارون نے
اسقدر بارش تیر کی ہی کہ تمام جسم اطہر مشبک ہو گیا ہی اور گھوڑے کے جسم پر ایسے تیر لگے ہین کہ یہ ظاہر ہوتا ہی کہ گھوڑے نے پر پرواز
بہم پہونچائے ہین دو پہر کامل کا عرصہ ہو چکا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان شمشیر زنی کر رہا ہی قبضہ تلوار کا بسبب خونریزی کے دست
حق پرست مین جم گیا اور ڈوڑا خون کا دستانے تک ہو بالغرض جس وقت کہ خبر وحشت اثر شیل اسکے گل فاش ہوگئی اور گیا ہو خون شاہ

اور مہلیل ورازترکیب تک پہونچی کہ شاہزادہ بلند اقبال بنام بدیع الزمان پسر حمزہ اور ترک جوشن پوش بنام شاہزادہ
تھا اور سیاہ ملک قاسم نفر کرکے بہی فتنہ انگیزی اور فساد انگیزی اور موجود خونریزی و ہنگامہ پردازی شبخون کے تھے سو آج دونون کو
افواج قاہرہ پیغمبری نے محاصرہ کرکے چھان لیا ہے اور ابتک کسی طرف سے نکلکر زندہ و سالم جانے نہین دیا اسوقت دونون ملعونون نے
زہرخندہ کیا اور اپنے رفیقون سے کہا کہ صاحب شعر ستم زان حسن روزافزون کہ یوسف داشت دانستم کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را
جسدان کہ حکیم فاروس نے بتقریب عالیجاہ ملکہ گوہر ملک اسکی ملازمت پیغمبر مرسل سے کرائی تھی اور معرکہ کمان قہرمان اور کشتی نسنوز بن نبتال
ایسے پہلوان کا دیکھا ہم سمجھے ہوئے تھے بعد اسکے روز شبخون اولین سے بارہا پیغمبر مرسل اجہل کو ہر مرتبہ کنایتہ سمجھایا انتہا یہ کہ ناچار ہو کر اس روز
بر ملا صاف کہدیا کہ ای کنجاب یہ تمام مفسدہ پردازی اور شورش شبخون بسبب جوش شباب جناب والاخطاب شاہزادہ بلند اقبال کے ہے
اس خانہ خراب نادان اور احمق نے مطلق ہمارا کہنا نہ مانا اور باد ہوائی سمجھا ہم کو تو اس بات مین نہایت تحیر اور استعجاب ہے کہ خداوند لقا نے
اسکو طرۂ پیغمبری کس حساب سے اور کیا اپنی مشیت مین بہتر سمجھکر عطا کیا مگر ایہا الناس آج تم سب دیکھنا کہ جیسا کہ اس سردارزادے
حکیم زادے نے مثل فوارہ سرکشی کی ہے ہم کیسا اسکی ہمتی اور کبر و نخوت کو ابھی جلکر طرفۃ العین مین خاک مین ملا دیتے ہین اور اسکو طوق بگردن
مثل قمری کرکے نعرہ کو کو سینگے اور حضور کنجاب جاکے بہت جھک کر سلام کرینگے یہ کہکر اپنی پلٹنون او سب سردارون اور افسران فوج
کو ہمراہ لیکے گیا ہو رعون آتشام اور مہلیل ورازترکیب دونون سوار ہوئے اور ساٹھ ہزار سوار و پیادے کی جمعیت سے اُس
میدان کارزار مین جہان کہ شاہزادۂ جلیل الاقتدار معرکہ آرا تھا پہونچے تو اب وہ وقت ہے کہ باغبان فلک از بار انجم و خوشۂ پروین اور
گل چاندنی کو رداے شب مین چھپاکے سمت مغرب روانہ ہوا اور گلشن جہان مین شہرۂ شگفتگی گل خورشید کا مشرق سے تا مغرب ہوا یعنے رات
آخر ہوگئی اور تجولی روز روشن ہوچکا ہے تو ان دونون سپہسالارون نابکارون نے دیکھا کہ وہ اشجع و ہژبر مثل عقاب فوج کنجاب پر چھایا ہوا ہے
اور جسطرف جنگل کشا ہوتا ہے سیکڑون کفار کو طمانچۂ شہپر طلسم برشت و پیوند سے مانند صید لاغر کے بسمل کرکے خاک و خون مین لٹا دیتا ہے اور
ایک طرف ترک جوشن پوش کا یہ حال ہے کہ سر سے پانون تک زخمون سے چور بکمال سرور مصروف جنگ و جدال ہے آخر الامر
جبکہ دو پہر کامل خوب شمشیر زنی کرچکا تو بوفور زخمہاے کاری اور بشدت سوزش خون کے غش پر غش طاری ہو چلا اشقیا سے پیچ
فوج اعداے شریر نے کمندین ڈال کر ترک جوشن پوش کو اسیر پنجۂ تقدیر گرفتار دام بلا کرلیا شاہزادہ والا تبار نے جو حال گرفتاری
ترک جوشن پوش کا بچشم اپنے دیکھا تو رفاقت اور محبت اور جان نثاری اور وفاداری پر اُس دلاور کی احسنت احسنت اور
مرحبا مرحبا کہکر نہایت متاسف ہوا اور بصد درد و غم باچشم پرنم یہ مصرع پڑھکر ع درین چمن رفیقہ بہار و خزان ہم آغوش است
اپنے جی مین سوچا کہ فی الحقیقت سرسبزی گلشن فتح و ظفر اور بہار رزم و پیکار کی موقوف اور منحصر فقط آب بخشی سحاب رحمت باغبان
قدرت و تائیدات خداوند کائنات پر ہے کسی دلاور اور دانشور کو رنگ و بوے گلزار شجاعت اور اپنی بلند نامی اور سرخروئی پر مانند غنچہ
کے پابند رہنا مقتضاے فراست نہین اور ہوا داری عمر دو روزہ کو مثل گل سمجھنا عین حماقت اور جہالت ہے جنگ دو سردارون
اے بدیع الزمان سو رہا چیا بہادر کبھی نہین چھوڑ سکیگا شعر مورچگان را چو بود اتفاق پیل دمان را بدرانند پوست تو ایک
جان و احد او سینہ تیرہ دل لکھوکھا کفار سوار و پیادے در پے قتل اور آزار چار طرف سے ہجوم اور ازدحام کیے ہین پس بقول
کسی استاد کے شعر بڑی ہے غفلت یہان ثریا طلسم باغ جہان ہے خیالی بہ خیال سرو چمن مین ہر صبح پھول ہنستے ہین کھلکھلا کے مصلحت
وقت اور مقتضاے فراست یہی ہے کہ بزور قوت دست و بازو جنگ دشمنانہ اور صید افگنی کرتا اب یہان سے نکل چل غرض یہ سوچ کر
ایک نعرۂ کوہ شگاف جگر سے کھینچا کہ لکھوکھا کفار کے سینون سے مانند ناوک بیچتا کے پار گذر گیا اور وہ جو غول وحش بارہ ہزار
سوارون کا تلوارین کھینچے بیچ تیر چھپے کیے پرا باندھے معرکہ آرا تھا اسی جانب کو مخاطب ہوا اور جو دس بیس اجل رسیدہ سامنے
اور مقابلہ مین آگئے انکو تو ایک ہی طمانچۂ ضرب تیغ مین مثل ماہی و مرغ بسمل خاک پر لٹا دیا اور باقی سوار و پیادے بدحواس

ہو کر کچھ دائین بائین کچھ گھبراہٹ مین تلے اوپر یہان گرے وہان گرے کچھ بھاگ کھڑے ہوئے ہلڑ جو ہوا تو شاہزادۂ عالم نے اپنے گھوڑے
کو گرم تاز کرکے تازیانہ مارا اور وہ مرکب برق آہنگ صبا رفتار پہلے ہی سے بسبب کثرت شور و غل کے وحشتناک ہو رہا تھا طرہ اُسپر یہ ہوا کہ
راکب نے بے قصور کوڑا مارا بیساختہ غیظ و طیش مین تلملا کے اور تڑا پکر سمت صحرا کے بگٹٹ روانہ ہوا فوج کفار نے نکل جانا اُس رستم صولت کا
مغفرات سے سمجھکر جو وش باغ ساتھ والون نے سدراہ ہونے یا تعاقب کرنے کا ارادہ کیا تو اُن سبھون کو ہان ہان کرکے روکا اور کہا ارے بائے
تمھین کچھ جنون یا سودا یا خلل دماغ ہو گیا ہے اپنی جانین دوبھر ہین جو بیواسطہ بے مطلب اپنا بانکپن دکھلانے اور جان کھونے کو اُس
غازی ہتھ چھٹ کے پیچھے اب جاتے ہو آدھی رات سے یہ وقت ہوا کہ اس عزرائیل کا سامنا تھا خداوند ہجدہ ہزار ملک نے تمکو بچایا ہے
نکالا ہے جانے دو اپنے اپنے ہاتھ پاؤن کی اپنی جان کی خیر مانگو اپنے اہل و عیال کی جاکر خبر لو ابھی تو لکھو کھا سوار و پیادے بڑے
بڑے نامور لیے موجود ہین جسکا جی چاہے تعاقب کرے مرتا پھرے غرض یہ کہ کسی نے حوصلہ سدراہ ہونے اور اُس اشجع دہر کے تعاقب
مین جانے کا نہ کیا اب حال شاہزادۂ با اقبال سنیے کہ زخمون مین جو اُس شہسوار عرصہ کارزار کے ہوا لگی تو مثل گل شگفتہ اور خندان ہو گئے اور
اب ایک جلن سی اُنمین پیدا ہو گئی اور شدت سوزش و ایذا و درد سے حالت غشی مین سر اقدس ہرنے پر جھک گیا تھا اور ہاتھ دونون
گھوڑے کی گردن مین حمائل تھے مرکب باوفا نے جو اپنے راکب کو بایں حال کذائی دیکھا تو دونون کنوتیان کھڑی کرکے اور دم کو علم کرکے
مثل شیر تشنہ و گرسنہ جو سوار و پیادہ چپ و راست آ گئے نیچے قریب اُسکے آ گیا منہ سے پکڑ کر ٹاپون سے مار کر ہلاک اور پیوند زمین کر دیا
اور سرپٹ صاف نکلا ہوا سمت صحرا چلا گیا لشکر کفار نے ترک جوشن پوش کو گرفتار کر لیا اور شاہزادہ رستم صولت کا زخمی ہو کر نکل جانا
غنیمت جانا اور بسرعت تمام گیاہور خون آشام اور مہلیل دراز ترکیب وغیرہ سرداران تیرہ انجام قید ترک جوشن پوش
کی ہمراہ لیے بغایت شادان اور فرحان بحضور گنجاب آئے اور ہر ایک اپنی جرات اور قوت اور مردانگی اور شمشیر زنی پر نازان اور
متکبر اور منتظر اس امر کا تھا کہ ہمکو خلعت اور منصب اور جاگیر سگے صلے مین ملینگے گنجاب نے ترک جوشن پوش کو بنظر غضب دیکھکر پوچھا
کہ او نمک حرام اپنے آقاے ولی نعمت سے ایسی کورنمکی کرنا چاہیے اور عوض عطیات اور احسانات کا میرے کہ جو مین نے تجھ جیسے ادنے
ایک ذلیل اوقات کو حضیض خاک سے اوج افلاک پر پہونچا دیا ہے جو تجھ سے ظہور اور وقوع آیا خیر دیکھ تو سہی کہ مین اب تجھے اسکے قصاص
مین کس عذاب الیم سے مارتا ہون کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ و زاری کرین یہ کہکر پھر سنجانی عیار کو حکم دیا کہ سنجانی تو
ذرا اُس حکیم فاروس کے گھر بار کو تاخت و تاراج کرکے اُسکی مشکین بندھوا کر سر بازار کشان کشان میرے سامنے جلد طلب کر تا
اُس سے سبب اس دزدی و مکاری کا پوچھا جائے کہ ای بدذات ابلیس صفات ہمارے دشمنون کو جو کہ خداوند ہجدہ ہزار یا ختر سے
منحرف نادیدہ خداے آسمانی کے پرستار ہین تو نے اپنے گھر مین جا دی اور اپنا بیٹا نامزد کرکے رکھنے سے کیا مطلب تھا اور اُس راز کو
ہمسے اخفا کرنے کا کیا مطلب آیا تجھے کچھ خوف قہر خداوندی اور عتاب پیغمبری کا دل مین نہ آیا اور افشاے راز کے ہو جانے مین کچ کے
دن کا تجھے خیال نہ تھا اور ہمنے تو فقط بخیال اسی کے کہ حکیم زادہ موروثی قدیم نمک خوار ہماری سرکار دولتمدار کا ہے اُس دشمن خدا کو گرگ مثال
مار آستین نکلا اپنا مقرب خاص کرکے اس رتبے اور مرتبے کو پہونچایا کہ خاک سے پاک کر دیا اور اپنے سردارون اور دولتخواہ نمکخوارون
کی عرض معروض کو باعث رشک و حسد کا جان کے کچھ خیال نہ کیا چنانچہ حسب الحکم گنجاب علیہ اللعن والعذاب کے سنجانی عیار
نابکار نے اُسوقت چبوترہ کوتوالی سے طرہ باز خان نامے افسر کو بلا کے حکم دیا کہ تم دو تین ہزار پیادے اپنے ہمراہ لیکر جھٹ پٹ جا کے
حکیم فاروس کو پکڑ لاؤ اور اُسکے مال و اسباب کا تعلیقہ بلکہ ضبطی کرکے جو کچھ نقد و جنس ہو بجنسہ لے آؤ خبردار تغلب و تصرف ایک
پیسے کا نہونے پائے اور رعایت مروت سعی و سفارش کسی کی نہ مانو طرہ باز خان اندرون بارگاہ سے نکلکر نہایت شادان
اور فرحان ایک ایک اپنے ساتھ والون پیادون سے یہ کہتے ہوئے کہ گاڑی کو جلد دوڑا دو اور دو ہزار نوجوان کو کمر بند ہو کے
بلا ہیچ میرے ہمراہ چلین اور حکیم فاروس کی گرفتاری اور اُسکے گھر کی ضبطی کے واسطے مجھے پیغمبر مرسل نے حکم دیا ہے اور

اور کسی کو گنجایش معتبر اور معتمدین اور بیا درا اور فقط ہی نہین سمجھتا ہو ایسے وقت پر ایسے کام مین میری یاد ہوتی ہے جلدی سے کنگھی بالون مین کی
اور ایک آدمی سے کہا کہ ذرا اضافہ مدار مین بھر کے جلد لاؤ جب تک لوگ اُنہین مین ایک دم حقّے کا تو پی لون ابھی یہی باتین کر رہے
تھے کہ سامنے سے دو ہزار پیادے کالی کالی پگڑیان کاندھے کالے انگرکھے زرد وشئی مین رنگے پاجامے پہنے توڑیدار بندوقین کاندھون پر
سینگڑے کمر سے لگائے تلوارین برچھیان ہاتھون مین پکڑے ترئی اور نرسنگھا پھونکتے ڈھول اور تاشے بجاتے پہونچے اور کچھ پاسبان
کمینے تیر و کمان لیے کچھ عیار سبز حلقہ کمندون کے ہاتھون مین تیغ حمائل کیے پشت پر توبڑے پتھرون کے لگائے پیترے بدلتے ناچ
سر پر کلے تنبوروں سے زربفتی پاتابے سقرلاتی باندھے کچھ سیلا پھرتوسے والے کچھ بڑھئی درود گر غرض ایک مجمع کثیر انبوہ غفیر سے وہ لوگ
پہونچے اور طرّہ باز خان ایک سر سبز کی پٹی سر پر باندھے طرّہ بڑی کا کانون مین چھوڑے خوشبو دار تیل اُنمین پڑا ہوا اکڑی کھڑی مونچھین لال دو
ادھی کا انگرکھا آستینون مین کھڑباگی ہوئی پہنے دوشالہ کمر سے باندھے کوتہ خانی کٹاری کمر مین لگائے تلوار ہاتھ مین پائجامہ ٹڑے سے پائچون کا
بانات کی کفش لمبی نوک کی پاؤن مین پہنے گجرے پھولون کے گلے مین لپٹے ہوئے وہ کورہ مدار یہ خوشبو دار تھا کو بھرا ہوا پینے پیچون کے پھل
سنتے اکڑتے مونچھون پر بل دیتے ہوئے ایک ٹٹو پر کہ اسکے گلے مین کوڑی کا توڑا بطور زنگلہ کے پڑی ہوئی چار جامہ بہت تکلف کا کھنچا ہوا
سوار ہوئے اور بڑی تمکنت اور کبر و نخوت سے بطور دوڑ کے روانہ ہوئے وہان الیسکہ حکیم فاروس ایک شخص جہان دیدہ سرد و گرم
زمانہ چشیدہ اپنے جسوقت سے یہ حال سنا کہ یہ غلغلہ ہر روز شبخون کے معرکے کا پسر حمزہ کی فوج سے نہ تھا یہ تمام مفسدہ اور فتنہ انگیزی
اور خونریزی لشکر کنجا سب پر ہدایت پاک جناب شاہزادہ بلند اقبال کے تھی جسے مین نے اپنا فرزند گردانا ہے سو وہ آج زخمی ہو کر شاید
ہاتھ لگے ہین اسی وقت سے اس فرا سے روزگار نے بخیال مال اندیشی اپنی نجات اور حفظ آبرو و جان کے واسطے ایک عرضی بہ مضمون
کی عرضی شعر متفرقا کا ہون مین حاجت گواہ نہیان ٭ جو چاہین ظلم کرین آپ کچھ گناہ نہین ٭ خانہ زاد موروثی نمکخوار قدیم نے بسبب
لاعلمی کے فرط محبت دل سے فی الحقیقت شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنا فرزند نامزد کیا تھا اور گویا فلک دون پرور سفلہ نواز کو یہی
حیلہ باعث میری خانہ بربادی اور تیرہ بختی اور ہلاکت کا ہاتھ آگیا یعنے آج بجرم محبت اور سر رشتۂ پدری او پسری مجھ خانہ زاد پر قہر
عتاب پیغمبر [illegible] کا نازل ہوا چاہتا ہے اور کہا جاتا ہے کس عذاب الیم سے غلام گردن مارا جاے چونکہ غلام اب بجز آپ کی ذات
جامع الصفات کے اور کوئی اس حال بیکسی اور یاس مین مانند نزع جہان کے کوئی ذریعہ اور وسیلہ اپنا کہین نہین دیکھتا غریق دریا
غم و الم ہوا اگر از راہ تفضلات خداوندانہ اسوقت مین میری دستگیری اور اعانت کرکے اس گرداب بلا سے نکال کے ساحل مراد
پر پہنچاوے اور بحفظ آبرو جان بخشی ہو جاے تو بعید از غلام نوازی اور خانہ زاد پروری نہین لکھکر بحضور فیض گنجور ملکہ گوہر ملک
کے بھیجدی تھی وہان حال ملکہ گوہر ملک کا سنیے کہ اُسنے جسوقت سے معرکہ میدان جدال و قتال مین حصاری ہو کر افراط
زخمہا سے کاری سے غش آنا اور اغما سے حال ہو جانا شاہزادۂ بلند اقبال کا اور بے تکلفانہ گھوڑے کا بسمت صحرا
جانا اور بعد ازان گرفتار ہونا ترک جوشن پوش کا سنا تھا بکمال حزن و ملال خاموش اور خود فراموش بیٹھی رو رہی تھی
اور بخیال مآل اندیشی صم بکم اپنے جی ہی جی مین کہتی تھی شعر عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان
سوزد ٭ اور کبھی یہ دوہا ہندی کا پڑھکر وہ ہایت کرے سکہ لین کو تو سب سکھ گیو ہارے ٭ گونگے کا سپنا بھیو سمجھ سمجھ پچھتاے بدرازی
تھی اتنے مین وہ عرضی حکیم فاروس کی جا آئی اور ملکہ نے کھولکر پڑھی تو مضمون وحشت مشحون حکم تاخت و تاراجی اور گرفتاری حکیم
فاروس کا بجرم محبت شاہزادۂ والا مرتبت پڑھ کے بوفور صدمۂ جانکاہ اور تصور مصائب شاہزادہ عالیجاہ اسی خیال نے شعر

وہ نازک طبیعت وہ نازک مزاج	لگی سر کو ٹکرانے وہ لاعلاج	ہوئی جوش وحشت مین جینے سے سیر	کیا نوچ کر سر کے بالون کا ڈھیر
نہ تھا طعنون کا غم کسی کا اُسے	پڑے لالے عاشق کے جینے کے کچھ	خوب رو پیٹ کے اور ہوس اپنے جی کی نکال کے ملکہ غنچہ دہن خاتون	

کے پاس گئی ملکہ غنچہ خاتون نے اپنی لخت جان و جگر قرۃ العین نور بصر اپنی بیٹی ملکہ گوہر ملک کو جو باین خستہ حالی تھمتایا ہوا

آنکھیں لال ہوئے سوجے ہوئے بال سر کے پریشان نہایت مغموم و اداس آنسو بہتے ہوئے دیکھا جوش خون جگری اور فرط محبت مادری سے
اٹھکر بیٹی کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور بہت سا پیار کر کے پوچھا کہ واری ماں صدقے خیر باشد نصیب دشمنان طبیعت کیسی ہی تمہارا منھ کیوں
اترا ہوا ہی آنسو چلے آتے ہیں باعث ملال اور افسردگی کا ظاہر کر کیا ہی کسی نے کچھ خلاف آداب کوئی کلمہ منھ سے نکالا ہو تو میں اسکی زبان گدی
کی طرف سے نکلوا ڈالوں کسی بات کی تمکو تکلیف ہوئی ہو تو مجھسے کہو اسقدر جو مغموم اور اداس کیوں ہو آخر کچھ معلوم ہو ملکہ گوہر ملک کو تو
بشدت گریہ ہچکی سی لگی ہوئی بات گرہ در گلو تھی ابھی ماں کو کچھ جواب دینے نہیں پائی تھی کہ دلارام و شمر و غیرہ خواصوں نے ملکہ کی
دست بستہ ملکہ غنچہ خاتون سے عرض کی کہ حضور حکیم فاروس نے بسبب لاعلمی و خفتگی بخت اور گردش اپنے دنوں کے جسکو اپنا
بیٹا کیا تھا اور گنج آب جسے شاہزادہ بلند اقبال خطاب دیا تھا وہ سنتے ہیں کہ شاید شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران اعظم
گیتی ستان تھے اور لوگ کہتے ہیں کہ وہی شبخون بھی آ کے فوج بہمن پرسل پر مارتے تھے اور آج رات کو وہ گھیرے گئے اور لکھوکھا سوار اور
پیادوں میں سیکڑوں کو قتل کر کے سیکڑوں کو زخمی کر کے آپ بھی زخمی ہوئے مگر پکڑے نہیں گئے میدان جنگ و جدال سے صاف نکلے کسی طرف
کو چلے گئے ہیں اس عرصہ میں جنہوں نے قصور کیا انہیں جو پکڑ سکے اب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کو ان نالائق سرداروں و سرفوج
و سپاہ کے افسروں نے کچھ بہمن پرسل کو بھڑکایا اور سکھا دیا ہی کہ قہر بہمنی حکیم فاروس پر نازل ہوا اور حکیم صاحب کے پکڑ لانے اور گردن
مارنے کو حکم ہوا ہی اور پیادے کوتوالی چبوترے کے انکا گھر بار لوٹنے کو گئے ہیں غنچہ خاتون نے کہا وہ تو میں نے بھی سنا پھر اس سے
تجھے کیا مطلب ہی جو جیسا کریگا ویسا پائیگا کمبخت تم سب خاک میں ملو یہ تو کہو کہ ملکہ اسطرح سے رو رہی ہیں اپنے دیدوں کو خاک میں
ملاتی سر پر دوہتڑ مارتی یہاں کیوں آئیں انسے تو کسی نے کچھ نہیں کہا کسی نے کچھ رنج اور صدمہ انکو تو نہیں پہنچایا ملکہ گوہر ملک نے
پھر اپنا دونوں ہاتھوں سے منھ پیٹ کر کہا کہ واہ واہ اماں تم تو خوب انصاف کرتی ہو اگر تقصیر وار تھا تو اسکا بیٹا تھا اسکو کیوں نہ
سب نے پکڑ رکھا لاکھوں سوار و پیادے دیدہ و دانستہ کیا اندھے ہو گئے تھے کیوں نکل جانے دیا جب وہ پکڑا آتا تو باداجان جو چاہتے
وہ تقصیر اسکو دیتے امن سے تو کچھ زور نہ چلا میرے حکیم صاحب نے کونسا قصور اور جرم و گناہ ایسا کیا ہی جسکے قصاص میں انکے
پکڑنے کو گردن مارنے لوٹ لینے کو باداجان نے فوج بھیجی ہی مجھے حکیم صاحب نے گود میں کھلایا ہی بیٹی بیٹی کہتے زبان خشک ہوتی ہی
میرے نام پر وہ لاکھ جان و دل سے ہمیشہ نثار رہتے ہیں انکے اگر رونگٹے کو ایذا پہنچیگی اور میں سنونگی تو اسی وقت اپنی جان
باداجان پر دیدونگی یہ باداجان کی سرکار میں انصاف نہیں ہی عجیب منصفی ہی عدالت نہیں ہی کہ جاے مونچھوں والا پکڑا جائے
داڑھی والا غنچہ خاتون نے باتیں ملکہ گوہر ملک سے بات توقیر کا دریافت کر کے پہلے تو گوہر ملک کی آنکھوں سے آنسو اپنے ہاتھ
سے پونچھکے بہت سی دلجوئی اور خاطرداری اور تسلی کر کے کہا کہ بیٹی تو تو جانتی ہی کہ سب بیٹیوں میں جو محبت تجھسے ہی وہ کسی سے
نہیں تیرے دشمنوں کی سر و ایذا سے تجھے اپنی زندگی تلخ ہو جاتی ہی اور یہ بات تو واری سچ سچ کہی آئین کوئی تجھے جھوٹا کیونکر
کر سکیگا شعر کور دل گر بعقل پیر بود ٭ نزد اہل خرد کبیر بود ٭ واقعی کوئی کسی کے دل کا حال کیا جانے حکیم فاروس نے اسے اگر
بفرط محبت بیٹا کیا تو اس میں جرم ہی واجب القتل کسی طرح سے نہیں ہو سکتا اگر شبخون مارے خونریزی کی جو کچھ جرم و خطا اور مفسدہ
کیا بدیع الزمان پسر حمزہ نے کیا تھا اسی اپنے باداکو کیوں نہ پکڑ کے تقصیر دی وہ تو لکھوکھا سوار اور پیادوں میں نامردوں
کے سر پر جوتیاں مار کے چلا گیا اسکا تو کچھ نہ کر سکے بیگناہ اور بے قصور بیچارے میری بیٹی کے حکیم فاروس کو غریب اور واجب
و ناچار سمجھ کر حکم دیا کہ پکڑ لاؤ اور اسکا گھر بار لوٹ لو اس بدذات کی وہی مثل ہی کہ عراقی سے زور نہ چلا گدھیا کے کان
مروڑے ارے ہاں ذرا کوئی چھوکری ڈیوڑھی پر جا کے حکم پہنچا دے کہ ایک چوبدار جا کے قاتل زنگی اور مقاتل زنگی
جو بچپنے سے دونوں خانہ زادون کو بلا لائے چنانچہ ایک لونڈی نے سراپردے کے برابر جا کے محلدار سے کہا محلدار نے
ڈیوڑھی پر سے ایک چوبدار کو بھیجکر ان دونوں حبشی بچوں کو بلوایا از بسکہ بچپن سے وہ دونوں محل میں پرورش پائے ہوئے

ہین اور ملکہ گوہر ملک کی انّا کا دودھ پیا ہے ملکہ کے دودھ شریک بھائی بھی ہین تو انسے کوئی محل مین پردہ نہین کرتا وہ بیباکانہ اندر محل کے
بحضور ملکہ غنچہ خاتون جاکے مجرا کرکے عرض کرنے لگے کہ حضور آج خانہ زادون کی کیسے یاد ہوئی ہے ملکہ غنچہ خاتون نے اُنسے کہا کہ اے چھوکرو
پہلے تم مجھسے یہ مفصل بیان کرو کہ تم خانہ زاد ہمارے ہو یا گنجاب کے اور گنجاب سے واسطے و نیز اگر تحقیق ہوجاے تو تم دونون کسکے
شریک حال ہو قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون نے باتفاق باہم دست ادب باندھکر عرض کیا کہ اے ملکہ آفاق حق یہ ہے کہ اتنی بات سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارا
اگر ہمسے حضور پوچھتی ہین اور سچ کہلاتی ہین تو حق یہ ہے کہ ہم دونون خانہ زاد و زرخرید و غلام ملکہ پروردہ گنجاب ہین آپ کے جیسے سے ہم بھی
جانتے ہین اسکا پاس اور ادب کرتے ہین ورنہ قطعہ گر ہمہ آفاق پرگرد ذرا فریدون وجم ۔ در ہمہ عالم بود کاؤس دارا و قباد ۔ جز تو نشناسیم ما
را ابو دو جز چشم نور ۔ جز تو نشناسیم کسے را تا توانم لب کشود ۔ ہمکو حضور کے حکم کی تعمیل از جملہ واجبات ہے اگر ابھی حضور ارشاد فرماوین ہم بے تامل
اسکا سر کاٹ لین غنچہ خاتون نے فرمایا شاباش یہی چاہیے خیر اب ہم تمکو حکم دیتے ہین کہ گنجاب نے بہ سبب عداوت میری ملکہ
گوہر ملک کے حکیم فاروس مرد پیر اور بیگناہ کو بیحرمت کرکے پکڑ لانے اور گردن مارنے کو اور اُسکے گھربار مال اسباب کے
ضبطی کرنے کو کوتوالی چبوترے کے پیادون کو بھیجا ہے تم جلد اپنے ساتھ کے سوار لیکے جاؤ کہ حکیم صاحب کو کسی طرح کا صدمہ اور رنج ان
حرامزادے پیادون کے ہاتھ سے نہ پہونچنے پاے ورنہ اسکی حرمت اور آبرو اور جان مین ضرور خلل پڑنے پاوے اگر ایک کوڑی اور ایک
پیسے کی چیز پر اُنکی کسی نے دست اندازی کی ہو تو اُسکا ہاتھ قلم کر ڈالنا اور پاس سعی و سفارش کا اور آداب اور لحاظ اور مروت اور
خاطر کسی کی نہ کرنا جھٹ پٹ بحفظ وامان لیکر میرے پاس چلے آؤ پھر آگے جیسا کچھ ہوگا مین سمجھ لونگی قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون
حبشی بچون نے عرض کی کہ خانہ زاد ابھی جاکے حکیم صاحب کو بحفاظت اور بخوشی وخرمی تمام لیے آتے ہین اور حضور کے اقبال سے
کیا مجال کسی کی جو حکیم صاحب کی طرف بنگاہ بد دیکھ سکے ایذا پہونچانا تو درکنار اور مال اور اسباب کا اگر انکے ایک حبہ جاوے تو غلام
ذمہ دار ہین یہ کہکر وہ دونون حبشی بچے ملکہ غنچہ خاتون سے رخصت ہوکر باہر نکلے اور اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوکر اسّی ہزار
سوارون سے روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین دو دل ہوکر قاتل زنگی تو چالیس ہزار سوار زنگیان خونخوار اپنے ہمراہ لیکر
واسطے محاصرہ کرلینے پیادگان چبوترہ کوتوالی کے اور مقاتل زنگی چالیس ہزار سوار سے واسطے حفاظت مال و اسباب اور
ناموس اور گھربار حکیم موصوف کے جدا جدا ہوکر چلے تو اول قاتل زنگی اُسوقت قریب چبوترہ کوتوالی کے پہونچا کہ پیادے
چبوترہ کوتوالی کے حکیم فاروس کو مطوق اور مسلسل کرکے عین چبوترہ کے تلے پہونچ چکے تھے اور سامنے سنجانی عیار
برآمدے مین چبوترے کے بیٹھا ہوا حکم دے رہا تھا کہ اس نمک حرام پیر فرتوت تیرہ انجام حکیم فاروس کو اعراب پیپا پر بٹھلا کر جلد تمام
شہر مین پہونچاؤ اور ابھی گردن مار کے اُسکی لاش کو ہاتھی کے پاؤن مین بندھوا کے سارے شہر مین تشہیر کردو اور سر اُسکا
فلان دروازے مین سر چوک جہان گذرگاہ خاص وعام ہے چھینکے مین رکھکر لٹکا دو کہ اورون کو عبرت ہو اور کوئی مرتکب ایسے امور
مکاری کا نہو ناگاہ چالیس ہزار سوار سے قاتل زنگی کو جو آتے دیکھا سنجانی عیار تو جھٹ پٹ چھپ کر چبوترہ کوتوالی کے اُس پار
نکل گیا اور سیدھا براے اطلاع گنجاب بھاگا یہان قاتل زنگی نے اپنے ساتھ والے سردارون سے کہا کہ ان پیادون
پاجیون کو تلوار سے تو خبردار کوئی نہ مارنا کوڑے مارنا شروع کردو اور حکیم صاحب کو چھین لو ہرکارے چپراسی اور
افسر و پیادے وغیرہ نے چبوترے کی داد و فریاد کرکے کہا کہ ہان میان کیا کرتے ہو یہ بندھوا پیغمبر سل کا ہے انجام اسکا اچھا نہین
حبشیون نے کچھ خیال نہ کیا اور ہمارے کوڑون کے کسی کو تلوار کھینچنے تک کی فرصت نہ لینے دی ہزار بارہ سو پیادون کے بدن
کو پاش پاش کرکے زمین مین پچھاڑ کر گرا دیا اور صاف حکیم فاروس کو چھین کر ہتکڑیان ہاتھون کی بیڑیان پاؤن کی جھٹ پٹ بہن کے
گلے سے کاٹ کے اپنے ہمراہ ایک گھوڑے پر سوار کرلیا اور بحضور ملکہ غنچہ خاتون روانہ ہوئے اور وہان مقاتل زنگی کا حال سنیے
کہ جسوقت چالیس ہزار سوارون سے حکیم فاروس کے مکان پر پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ وہی علیٰ ہذا بازخان جمعدار کوئی

ہزار بارہ سو پیادہ ساتھ لیے تمام مال و اسباب نقد و جنس حکیم صاحب کے گھر کا نکلوا کے باہر دیوانخانہ میں جمع کر کے انبار لگانے لگے ایک سپاہی
کاغذ پر لکھواتا جاتا ہے اور اپنے ساتھ والے پیادوں سے کہتا ہے سنو یارو خبردار رہنا ہے چھپا کے کوئی شے خورد برد بالا بالا نہ کرے جب تا
یارو تم سب جانتے ہو کہ میں پانچ روپیہ کا نوکر ہوں تم سب کا افسر ہوں اور جو پیغمبر رسل سے کہونگا وہی ہوگا دیکھو نقصان کے ملنے سے سبکو
قسم کھانا پڑیگی ایک پیسہ کا انقلاب [illegible] ہو گئے ہیں ابھی انہیں اطلاع بھی نہیں سمجھو کہ تم سبھوں کا حصہ ہے مجھے بھی
ہوگا کہ میں بھی حوالہ کردونگا ابھی وہ جمعدار یہی اپنے ساتھ والوں پیادوں سے کہہ رہا تھا کہ اسی اثنا میں مقاتل زنگی کو مع چالیس ہزار
سوار زنگیان [illegible] کے جو آنکلے دیکھا تو پیش خود پہنچ کر اسکے کہا کہ بھائی میری مدد کو بادشاہ کے واسطے آئے ہیں وہاں سے بھیجے
ایک بانکے بن اور نکلنے سے صاحب سلامت کر کے کہنے لگا کہو بھائی آپ کے آنے کی اطلاع نہ تھی میں پیادہ شطرنج کا ہوں کہ
اس پیغمبر سے کی نوکری کی بدولت تمام شہر تبیان کے بڑے بڑے امیر و وزیروں کے گھوڑے انہیں کو میں نے ایک چال
سے قدم آگے نہیں بڑھانے دیا اور بڑے بڑے شہسواروں اور شاطروں کا میرے سامنے رخ نہیں پڑا اس بیچارے حکیم کی تو کیا
اصل و حقیقت تھی میں نے اس کا تمام مال و اسباب نقد و جنس دستبرد کر چکا ہوں یہاں خانہ باتجیز بازی بات پر پھر تم صاحبوں کو تصدیع
اوقات کرنا کیا ضرور مقاتل زنگی نے یہ گفتگو سنکر عیاری و طراری اس جمعدار کی سمجھ کے اپنے ساتھ والے سواروں سے اشارہ کیا
کہ ہاں ذرا اس لڑکے بچے حرامزادے کی مع اسکے ساتھ کے پیادوں کے ایک ایک پاؤں کی جوتیاں تو اتروا لو خبردار اور کوئی
جوتی پہن کر نہ کوٹھے سے اترنا وہ جمعدار یہ کیفیت سواروں کی دیکھ کر اپنے جی میں نہایت ششدر و حیران ہوکر کہنے لگا کہ صاحب
ہمارے ایک ایک پاؤں کی جوتیاں اتروانے سے تمہارا کیا مطلب ہے مقاتل نے کہا کہ جمعدار صاحب تمکو [illegible] کرکے
[illegible] جھٹ پٹ حبشیوں نے گھوڑوں پر سے اتر کر تمام پیادوں کو محصور کر لیا اور تلواریں کھینچ کھینچ کر کہا اس میں خیریت
اسی میں ہے کہ اپنے پاؤں کی ایک ایک جوتی اتار دو پیادوں نے مارے ڈر کے جلد جلد ایک ایک جوتی پاؤں سے اتار کر ایک ڈھیر
لگا دیا تب مقاتل نے اسی قریب جوار کے چار پانچ بڑے [illegible] منگوا لئے اور انہیں دو دو جوتیوں کے ہار بنوا کے ایک ایک ہار جمعدار کے گلے میں ڈلوا دیا
اور دوسرا ان لوگوں کے گلے میں ڈالکے حبشیوں سے کہا کہ ہاں اب کوئی دیکھو حکیم صاحب کے مال و اسباب خانہ میں کہیں کوئی
تابہ آہنی یا دیگچا نہ کا ہاتھ آجائے تو ڈھونڈھ کر جلد لاؤ حبشیوں نے چاروں طرف [illegible] سب لوٹ میں آئے کہتے تھے نہیں ہے
ڈھونڈھا کر کے نہ ملنے کا حال بیے مقاتل نے کہا کہ ان تو کئی سیاہی سے جمعدار صاحب کا منہ خوب سا سیاہ کر کے کہدو کہ آپ اپنے
[illegible] ہوکر پیغمبر رسل [illegible] تشریف لیجائیں [illegible] حبشیوں نے جمعدار کو پکڑ کے تمام سیاہی اُن لوگوں کی منہ پر لگانے لگے ہر چند جمعدار
صاحب داد بیداد کرکے چلا چلا کے کہا کیے کہ ای مقاتل زنگی میں تو پیغمبر رسل کا [illegible] پانچ روپیہ کا نوکر ایسا تم کسی بات
میں زبردست نہیں ہے کیا بات اور بیہودگی تم کرتے ہو میں نے لوگوں کو سرخروئی کا کیا ہر ایک کالا منہ کرو مقاتل نے کہا کہ
چپ رہ او بدذات ہم تجکو اپنا ہمرنگ بنا کے چھوڑے دیتے ہیں یک رنگ ہو رہنا اچھا ہوتا ہے خیریت اسی میں ہے کہ اپنی جان بچا کر
جلد یہاں سے چلا جا اور جس وقت تو اس صورت سے پیغمبر کے پاس جائیگا تبھی باعث تیری سرخروئی کا ہوگا تو نے وہ مثل
نہیں سنی مثل کا منہ کر جگ دکھلاوے — جب لالوں میں لالی پاوے — اور تو دیکھنا کہ ابھی تیرا پانچ ہی روپیہ درماہہ
سرکار سے ہے اب جو پیغمبر رسل تیرا منہ دیکھینگے تو بہت سا اضافہ تیرا ہو جائیگا اور جو یہاں زیادہ بک بک کریگا تو او بدذات
ابھی تجھے قتل کر ڈالونگا جمعدار نے کہا بہت خوب بہت بہتر جو آپ فرماتے ہیں دیکھ لیجیے کہ ہم بھی سپاہی زادے کوتوالی چبوترہ
کے پیادے ہیں اور اپنی بات کے پورے ہیں اگر اسی طرح سے پیغمبر رسل کی بارگاہ میں نہ جائیں تو پھر ہمکو لعنت
پرست نہ جانیو اور جمعدار صاحب نہ کہنا القصہ بطول دینا ناحق مختصر یہ کہ وہ جمعدار تو مع ہزار بارہ سو پیادوں کے اپنے ساتھ
والوں کے طوق پہنے ہوکر اسی ہیئت سے بہت بارگاہ کی طرف [illegible] روانہ ہوا اور مقاتل زنگی نے تمام اسباب نقد و جنس

حاکم فاروس کا پھر اُٹھوا کے اُسی مکان مین بحفاظت تمام رکھوا دیا اور سو سوار اپنے ہمراہ سے وہان متعینہ کر کے حکم دیا کہ اگر کل آفاق و تمام
لشکر گنجی سپاہ کا تمہارے گرد پیش کرے پہلے تم ایک سوار کو دوڑا کے ہمکو خبر کرا دینا بعد ازان تا وقتیکہ تمہارے سے بچے و نظر پر پیر رہے خبردار خبردار
کسی کو یہان تک آگے قدم نہ بڑھانے دینا اور ایک آدمی دھڑی کی چیز حکیم صاحب کی ضائع جانے نہ پائے یہ کہکر مقاتل زنگی بھی مراجعت
کر کے بحضور ملکہ غنچہ خاتون جاتا ہے اب یہان جبتک شمہ حال اُن جمعدار صاحب کا بیان کیا جاتا ہے کہ جمعدار صاحب جب ٹٹو پر
سوار ہو کر چلے ہین تو تھوڑی دور پر جا کے ساتھ والے پیادون نے ہر چند کہا کہ جمعدار صاحب ذرا اترئیے اور یہان تالاب وغیرہ یا
کسی جھیل پر منھ ہاتھ دھو ڈالیے اور ہار کو گلے سے نکال کر پھینک دیجیے تو چلیے جمعدار نے جواب دیا کہ تم سب محض نادان اور احمق ابھی ناتجربہ کار
ہو تین تین روپیہ کے پیادے ہو تمکو حال دربار کا اور امیرون اور خاوندون کے مزاج کا کیا معلوم ہے اور تم وضعداری اور سپہ گری کیا جانو
مین ایسا دیوانہ اور احمق نہین جواب یہ جوتیون کا ہار اپنے گلے سے اُتارون اور کالا منھ کرا کے پھر آپ دھوؤن قسم ہے خدا وند تعالیٰ کی
اسی صورت سے سامنے پیغمبر مرسل کے جاؤن تو سہی کوئی چاہے کہ میری بات مین میری وضع مین میری سپہ گری مین ورغلا کے
بہکا کے فرق لائے سو کبھی نہین ہوگا ہمارے منھ سے جو بات نکلی وہ نکلی مصرع ہر مرد کہ گوید نکند زن بہ از وست غرض کسی طرح سے
جمعدار نے پیادون کا کہنا نہ مانا اور تا وقتیکہ بیرون شہر چلا آیا کسی نے کچھ نہ کہا جبکہ اندرون شہر سنجان پہونچا تو یہ صورت جمعدار کی
دیکھکر کہ ایک شخص منھ کالا کیے جوتیون کا ہار گلے مین پڑا ہوا ٹٹو پر سوار اور گرد و پیش ہزار بارہ سو پیادے ایک ایک جوتی پاؤن
مین کالی کالی وردیان گلے مین سب ہتھیار لگائے خاموش اور خود فراموش چلے آتے ہین ایک سانگ ہولی کا سمجھ کر تماشائی ہو گئے
ہزارون بچے لڑکے بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے سیکڑون نوجوان گبرو گنڈے شہر کے غریب و غربا ادنیٰ اعلیٰ کے بیٹے لپٹ گئے
دوڑ پڑے ہاتھون مین خنجریان مرچنگ ڈھولکین مجیرے لیے ڈنڈے بجاتے تالیان پیٹتے چاروطرف سے ہنستے قہقہے مارتے دوڑتے
چلے آتے تھے جبکہ پیادے کسی کو منع کرتے یا بگڑ کے تلوارین پکڑ کے مارنے کو دوڑتے تھے اُسوقت جمعدار صاحب نہایت درہم برہم ہو کے
کہتے تھے کہ تم کون ہو جو سب کو منع کرتے ہو مین تمہارا جمعدار افسر ہو کے تو کسی کو منع نہین کرتا اور چاہتا ہون کہ یونہین میرے ساتھ
چلے لیکن تم خلاف مرضی اور بدون میرے حکم کے روکنے اور منع کرنے والے کون ہو وہ پیادے سب چپ ہو جاتے تھے غرض
نوبت بایجا رسید کہ قریب پانچ ہزار لونڈون کے ساتھ ہو گئے اور شکوتال خنجریان وغیرہ بجاتے قریب بارگاہ پیغمبری پہونچے اور
جمعدار صاحب اپنا ٹٹو بڑھا کر چاہتے تھے کہ دروازہ بارگاہ مین قدم رکھین کہ چار طرف سے خاص بردار دربان مردہے چوبدار
عصابردار ہان ہان کر کے کون ہو کون ہو ابے او مسخرے سانگیے بدون حکم پیغمبر مرسل کے یون بے ادبانہ کہان چلا جاتا ہے ٹھہر جا
کہہ روکین جمعدار نے تو یہ کہکے حاضر ہون فلان جمعدار کوتوالی چبوترے کا ملازم پیغمبر مرسل ہون مجھے کیون روکتے ہو جسکا جورو
نہ ہو اور قابو نہوگا اسکا یہی حال ہوگا اور یہ میرا منھ کالا نہین ہوا ہے پیغمبر مرسل کا منھ کالا ہوا ہے مردے ہے چوبدارون دربانون
نے آخر کو جبکہ پہچانا اور جانا کہ فی الحقیقت یہ طرہ باز خان جمعدار قدیم چبوترہ کوتوالی کا ہے کسی کی ممانعت کبھی نہین تھی اسوقت
اتنا کہا کہ اچھا جمعدار صاحب تم ذرا ٹھہر جاؤ ہم پیغمبر مرسل سے تمہاری اطلاع کر کے اجازت لے آئین تو تم اندر جاؤ اپنی
جمعدار تو چاہتا تھا کہ ذرا ٹھہر بھی جائے مگر چارون طرف سے لونڈون کا اور تماشائیون کا اسقدر ہجوم ہوا اور بلوہ ہوا کہ ہر چند
چوبدارون دربانون عصابردارون نے سونٹے اور عصے ان بچون کے مارے مگر توبہ و استغفار وہ شیطان مین لونڈون
کا بھلا ہوا اور بلوہ تماشائیون کا کوئی روک سکتا تھا سب بے ساختہ اندر بارگاہ کے گھس پڑے جمعدار بھی انہی کے ساتھ
ساتھ معہ تمام اپنے پیادون کے اندر بارگاہ پہونچا اور شور و غل جو بکثرت شد شد ہوا تو گھبرا کے تختاسب چاہتا تھا کہ پوچھے
یہ کیا ہنگامہ ہے کہ ناگاہ وہ جمعدار سامنے تختاسب کے [illegible] کو دیکھا اور تمام بارگاہ نشین ان الٹ کر کے کہنے لگے
کہ اسکو کوتوال کے لوگون نے [illegible] یہ کون ہے [illegible] اور بارگاہ پیغمبری

مین چلا آیا جمعدار نے جلدی سے وہ جوتیون کا ہار اپنے گلے سے اُتار گنجاپ کے روبرو پھینکا اور با آواز بلند کہا کہ مین طرح باز خان جمعدار کوتوالی چبوترہ سرکار کا قدیم ملازم اور نمکخوار ہون مگر جو کمین اپنی بی بی پر قابض نہوگا اُسکے نوکر کا تو کیا اُسکا خود یہی حال ہوتا ہی قاتل مقاتل حبشی بچون خانہ زاد ملکہ آفاق ملکہ غنچہ خاتون محل خاص نے بیگناہ حکیم فاروس کے مال اسباب نقد وجنس کی ضبطی کرنے اور حکیم فاروس کے گرفتار کرکے لانے کے عوض مین منہ کالا کرکے جوتیون کا ہار خلعت دیا واہ کیا حکم پیغمبری ہی یہ سب صاحب بچشم عدالت اور منظر انصاف دیکھکر فرمائین کہ یہ کالا منہ میرا ہونا پیغمبر مرسل کے دشمنون کی روسیاہی ہی گنجاپ نے وہ جوتیون کا ہار اپنی مسند کے قریب گرتے دیکھکر اور اُس جمعدار کو یہ کلام کرتے جو سُنا تو اپنے دل مین نہایت ذلیل اور خفیف ہوا اور جی مین یہ خیال اسکے کہ ملکہ غنچہ خاتون اور میری بیٹی ملکہ گوہر ملک یقین ہی کہ مجھسے بہت ناراض اور کشیدہ خاطر ہوگئی ہین بہت ساخائف و ترسان حیران و پریشان نہایت درہم وبرہم ہوکر کہنے لگا کہ ارے کوئی حاضر ہو جلد اس پاجی بدذات کو یہان سے نکالو اور پابجولان کرکے زندانخانہ مین پہونچا دو مین یہ کیا غضب کیا مین نے کب حکم دیا کہ حکیم فاروس کو قید کرلاؤ اور اُسکا گھربار تاخت وتاراج کرو جیسی اس ملعون حرامزادے پاجی نابکار نے ذلت اور رسوائی کی حرکت کی قاتل مقاتل نے بہت خوب کیا جو اسکو سزا دی بلکہ ابھی میری مرضی کے موافق تعزیر قرار واقعی اُسکو نہین دی اور نوکری سے تو اُسے موقوف اور تنخواہ سب اُسکی ضبط کرکے داخل خزانۂ عامرہ کرو اور بقید شدید اُسکو لیجاکے زندانخانہ مین رکھو کیا غضب کی بات اور کیا ظلم صریح اس مفسد نے کیا ہی کہ وہ بیچارہ حکیم فاروس بڈھا آدمی تھی جی کمکو او میری بیٹی ملکہ گوہر ملک کا معالج بیگناہ وبےتقصیر تھا اُسکو اُسنے گرفتار کرکے چبوترہ کوتوالی مین لیجانا اور اُسکا لکھوکھا روپیہ کا مال واسباب ضبطی کرنا چاہا تھا گیا ہو خون آشام بھلا مین تجھسے پوچھتا ہون کہ جسوقت یہ خبر ملکہ غنچہ خاتون اور میری بیٹی کو پہونچیگی تو بتلاؤ کہ میری طرف سے اُنکو کیا ملال گذریگا غرض یہ کہکر نہایت اپنی جان سے تنگ اور دل مین تھراتا اور کانپتا اُسی وقت دربار برخاست کرکے طرف محل کے روانہ ہوا

تتمۂ داستان ملکہ غنچہ خاتون بیان کیا جاتا ہی

جسوقت قاتل زنگی حکیم فاروس کو بحفظ آبروے تمام اُن پیادون کے ساتھ سے نجات دے کے ڈیوڑھی پر لایا اور مقاتل نے اُس جمعدار کو خوب رسوا و ذلیل کرکے اسباب ومال حکیم فاروس کا اُس سے لے کرکے بہ دلجمعی اور بخوبی پھر اُسکے مکان مین رکھوا کے اُس مکان کو مقفل کردیا اور چوکی پہرا اپنے سوارون کا بٹھلاکے بحضور ملکہ غنچہ خاتون آکے سب حال مفصلاً اور مشروحاً عرض کیا تب ملکہ غنچہ خاتون نے حکیم فاروس کو تو علیحدہ ایک مکان مین رہنے کو حکم دیا اور کہا تم گھبراؤ مت حکیم صاحب کیا طاقت تھی کی جو کوئی تمسے کسی طرحکا تعرض کرسکے بعد ازان تمام اپنی خواصون اور ملازمون سے یہ کہکر کہ خبردار آج جسوقت پیغمبر مرسل محل مین آوئے تو تم سب لپٹ کر ایک ایک بال اُسکی ڈاڑھی کا نوچ ڈالنا آج مین مین بغیرت کی ساری پیغمبری اور شیخی کرکری کیے دیتی ہون د ہ ، تا معقول اپنی پیغمبری مجھی کو دکھلانے چلا ہی بعد ازان آپ جاکے لیٹ رہی یہان تمام لونڈیان باندیان ہمدمین مصاحبین مقربین ماماٸین مغلانیان پیشخدمتنین انائین دوائین چھوچھو اور نوکرین چاکرین ملکہ غنچہ خاتون اور ملکہ گوہر ملک کی قدیم الایام سے گنجاپ کے ہاتھون تنگ آکر جھلائی ہوئی تھین آج جو ملکہ غنچہ خاتون نے نہایت غیظ وغضب سے اسطرحکا حکم دیا تو سارے محل مین دھوم تھی اور لونڈیان باندیان تالیان بجاتی تھقصارتی کہتی پھرتی تھین کہ پیغمبر مرسل نے خوب ہمکو کوڑےسے اور جوتیان ماری ہین ہمیشہ ہمپر سیٹ کیا کرتے تھے آج ہم بھی ذرا کیفیت خوب دیکھینگے اور اپنے دل کی بھڑاس کو نکالینگے اور لطف یہ کہ نہ اُسکی بازپرس ہوگی نہ اُسکا مواخذہ ہمسے ہوگا ہم تو اُسی ملکہ آفاق کے تابعدار ہین جو اُنکا حکم ہو کیونکر اُسکی تعمیل نہ کرینگے ملکہ گوہر ملک اپنے مکان مین تنہا مسند پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی اور اپنی محرمون ہمدمون کنیزون سے وہی تذکرہ شاہزادہ بدیع الزمان کے رونے اور اپنے لیجانے کا شہجان مین اور پھر بیہوشی دیکر اپنے لانے کا کرکے کہہ رہی تھی کہ ہاے مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسی افتادین ہونگی دلارام وغیرہ سب خواصین سمجھاتی تھین کہ اے ملکہ عالم آپ بدحواس نہون دیکھیے فضل الٰہی شامل حال ہوا چاہتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان بہت

صاحب اقبال ہے کہ اسکے بخت کی کھاتا ہے آسمان سوگند۔ حضور نے بچشم اپنے ملاحظہ فرمایا ہو گا کن کن بلیات سے جناب حضرت نے
اسکو بچا رکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب پھر دو چار دن میں کہیں نہ کہیں سراغ گھوڑے کے لیجانے کا سمع اقدس میں پہونچایا جاتا
ہے اور فرزند صحت و تندرستی شاہزادہ والاصفات سے پھر وہی جشن عیش و نشاط ملاحظہ فرمائیے گا ابھی یہی باتیں کر رہی تھیں کہ وہان
گنجاب نے ڈیوڑھی پر محل کی محلدار سے پوچھا کہ محلدار ملکہ غنچہ خاتون کیا کرتی ہیں اور کس شغل میں ہیں محلدار دوڑی اور ہاتھ سے
اشارہ ممانعت کا کیا اور قریب آکے کہنے لگی کہ یا پیغمبر مرسل واسطے خدا وندا مجید و ہزار ملک کے آپ ایسے وقت یہان سے تشریف
لیجائیں یہان اسوقت ٹھہرنا آپکا مناسب نہیں آج ملکہ آفاق نہایت درہم اور برہم ہیں اور لونڈی کیا عرض کرے جو کچھ انکو ان
حکم اپنی خواصون کو دیا ہے گنجاب کا یہ حال ہوا کہ عنقریب تھا کہ پیشاب خطا ہو جائے بہت گڑگڑا کے اور بہت منت سماجت کر کے کہنے لگا
کہ محلدار میں تجھے بہت بڑا بھاری خلعت اور تیرے دونوں بیٹون کو دو دو روپیہ روز کی اسامی سوا دونگا اسپ اور تنخواہ معاف کر دونگا
تو ذرا جا کے میری بیٹی ملکہ گوہر ملک کو میرے پاس تک بلالا محلدار نے کہا یا پیغمبر مرسل میں آپکی لونڈی تابعدار ہون مگر اسوقت
میں نہیں جا سکتی ملکہ غنچہ خاتون کی نہایت مناہی اور ممانعت ہے کہ خبردار کسی کا پیغام سلام تو نہ لانا قربان گئی اکیلی اپنی کون کٹوا سکے اپنی
آبرو بڑی چیز ہے گنجاب نے کہا محلدار تو بڑی احمق ہے کبھی تیرے واسطے کوئی بات آبروریزی کی ہونے پائیگی تو وہان تک ذرا جا تو سہی فقط میری
بیٹی کو میرے آنیکی اطلاع کر کے چلی آنا کہکے گنجاب نے پانچ اشرفیان محلدار کو دین اور کہا کہ میں یہان سے مراجعت کر کے جسوقت بارگاہ
میں گیا اسوقت تجھے خلعت بھیجونگا اور تیرے دونون لڑکون کی اسامیان دستخط کر دونگا غرضکہ محلدار بہت سے حیلے حوالے عذر و معذرت
کر کے بہزار دشواری یہ کہکر کہ آج تک حضور نے کبھی دو روپیہ کا سلوک لونڈی کے ساتھ نہیں کیا اب جو سامنا ہے تو مجھے آگ
میں جھونکنے کے لیے آپ یہ دم دلاسے کی باتیں مجھسے کرتے ہیں خیر میں جاتی ہون اگر موقع پاؤنگی تو پیغمبرزادی سے کہہ آؤنگی پردہ
اٹھا کر اندرون محل کے ابھی محلدار نے قدم رکھا ہے کہ تو اصون لونڈیون باندیون نے محلدار کو آتے دیکھکر کان کھڑے کیے اور بیویان
وہیں آہن محلدار جاکے ملکہ گوہر ملک کے مکان تک پہونچی کہ دس بیس خواصین بھی پیچھے پیچھے محلدار کے دوڑین دو چار نے پوچھنا
شروع کیا کہ محلدار کیا پیغمبر مرسل تشریف لائے ہین محلدار نے کہا نہیں بی بی پیغمبر مرسل سے مجھے کیا واسطہ تمہارے مجھے سوائے ملکہ آفاق
کے حکم کے اور کوئی واسطہ غرض کسی سے نہیں اپنے کچھ کام کے لیے پیغمبرزادی کے پاس جاتی ہون جتنی وہیں چالیس خواصین لونڈیان
باندیان دوڑین کہ کیا کیا محلدار کیا کہا پیغمبرزادی سے اسوقت تیرا کام کیا درپیش ہوا اگر یقین کلی ہوا کہ پیغمبر مرسل نے کچھ پیغام بھیجا ہے
یا جانے کا وقت ہے اب تشریف لائے ہونگے تو نے ڈیوڑھی پر روکا ہے اور کچھ سکھا پڑھا کے اندر نہیں آنے دیا محلدار ہر چند ہان ہان
نہیں نہیں کرتی تھی پھر تو یہ عالم تھا کہ چار طرف سے چھ سات سو لونڈیان باندیان لاٹھیان چلی ہوئی لیکر دوڑین اور اسطرح مار دھاڑ
اور بلوہ ہوا کہ محلدار کو اپنی عزت اور جان بچانا ان سبھون کے ہاتھ سے مشکل ہوا یہ خبر ملکہ گوہر ملک تک پہونچی ہر چند ملکہ کی بھی
خواصین سب گنجاب کی دشمن ہو رہی تھین مگر بلحاظ و پاس ملکہ کے کچھ بظاہر بول نہیں سکتی تھین گوہر ملک نے کہا کہ یہ چھوکریون
نے کیا محلدار کے پیچھے شور و غل کر رکھا ہے ذرا دریافت تو کرو کہ ماجرا کیا ہے دلارام نے کہا ملکہ عالم ماجرا یہ ہے کہ محلدار جو آئی تو بڑی حضور کی خواصون
نے پوچھا کہ محلدار کیا پیغمبر مرسل آئے ہین محلدار نے کہا نہیں میں تو پیغمبرزادی کے پاس کچھ اپنے کام کو جاتی ہون اسپر سبھون نے بلوہ کیا
اور کہتی ہیں پیغمبرزادی سے تجھے کیا کام ہے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر مرسل آئے ہونگے تو نے انکو کچھ بطمع دنیا سکھا پڑھا کے اندر آنے نہیں
دیا اور انھین کا ملنا یہ کچھ پیغام لیکے ملکہ عالم کے پاس جاتی ہے گوہر ملک نے کہا تو جا اور ان سب نالائقون چھوکریون کو منع کر کہ
محلدار میرے پاس آتی ہے تم اسے کیون نہیں دیتی ہو دلارام نے اٹھکر سب کو روکا اور کہا پیغمبرزادی نہایت خفا ہوئی ہیں اور فرماتی
ہیں کہ محلدار کو میرے پاس کیون نہیں آنے دیتی ہو غرض یہ کہکر جون تون محلدار کو دلارام اپنے ہمراہ ملکہ گوہر ملک کے پاس لائی
لیکن دس پانچ چھوکریان لونڈیان باندیان ملکہ غنچہ خاتون کی بھی آہستہ آہستہ محلدار کے پیچھے پیچھے چلی آئین جبکہ محلدار ملکہ گوہر ملک

کے پاس پہونچی اور آہستہ سے جھک کر مجرا کیا بلائین لین تو ملکہ نے پوچھا کہ محلدار خیر تو ہے کیون کیا کہتی ہے محلدار نے کہا کہ لونڈی عرض کریگی ابھی
لونڈی کے پیٹ مین دم نہین سماتا خواصون نے مجھے بوکھلا دیا اور دیوانہ بنا لیا ہے ملکہ گوہر ملک اپنے جی مین سوچی کہ بیشک بادا جان
آئے ہین فرمایا کہ اچھا تو ٹھہر جا اور اپنی خواصون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ذرا تم سب یہان سے ہٹ جاؤ مجھے خود کچھ محلدار سے کہنا ہے دو لونڈیان
تو یہین رہا چاہیین سب حسب الحکم ملکہ کے ہٹین مگر وہ بھی اپنے جی مین یہی سوچتی ہوئی کہ پیغمبر مرسل کا پیغام لیکے محلدار آئی ہے اسواسطے
پیغمبر زادی نے ہمکو ہٹا دیا ہے ملکہ غنچہ خاتون کی خواصون سے اشارون مین کہا کہ یہی وقت ہے ہوشیار رہنا سچ مچ پیغمبر مرسل آئے ہین ہم سب
بخوف پیغمبر زادی کے ابھی کچھ نہین بولینگے پھر ہم بھی سب تمہارے شریک ہوجائینگے بارے اودھر سب لونڈیون باندیون خواصون
اناؤن دداؤن ماماؤن اور مغلانیون پیشخدمتون باریداورون وغیرہ کا بلوا سے عام ہوا اور ملکہ غنچہ خاتون سامنے بارہ دری کی
صحنچی مین کھڑی کھڑی دیکھ رہی ہے بلکہ اکثر کہتی تھی کہ ہان اگر وہ موذی آیا ہو تو جتنا تمسے ہوسکے خوب اسکو رسوا کرنا اور ڈاڑھی مین اُس
موذی کاٹنے کی ایک بال نہ چھوڑنا مگر یہان کا حال سُنیے کہ محلدار چارطرف دیکھتی جاتی اور مارے ڈر کے جان نکلی ہوئی بات کہتی
کچھ ہے منھ سے نکلتی کچھ ہے بہزار خرابی اُسنے کہا کہ حضور اسوقت پیغمبر مرسل تشریف لائے ہین اور لونڈی نے ہر چند منع کیا مگر وہ نہین
مانتے ہین فرماتے ہین کہ تو جسطرح سے بنے ذرا میری بیٹی کو میرے پاس تک بلا دے اب لونڈی کی حرمت اور جان حضور ان
خواصون کے ہاتھون سے اور بڑی حضور کے عتاب اور خطاب سے بچالین تو بچتی ہے ورنہ آج لونڈی کی جان ہے اور دونون جاتی ہین
یہ سُنکے گوہر ملک آپ اُٹھی اور محلدار کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ڈیوڑھی کی جانب چلی اور رولا بلوہ چھوکریون کا ہوا اور بلائین
سی چارطرف سے چلین اور لکڑیان اور سوٹے اور کُندے لیے لیے کر دوڑین گوہر ملک نے دلارام سے کہا ذرا کوڑا تو
لاؤ اور دلارام حسب الحکم ملکہ کے کوڑا لائی تھامے گوہر ملک نے کوڑا لیکے کہا کہ شفتلو الزادیو کیون تمھاری کمبختیان آئی ہین
ارے یہ کیا بد ذاتی ہے مین کہا جاتی کسی کام کو ذرا محلدار کو ساتھ لیے ڈیوڑھی تک جاتی ہون تم نے یہ آفت کیون برپا کی خبردار جو کوئی
تم مین سے آگے قدم بڑھانے کے رہے یا ذرا سا بھی شور و غل کریگا تو مارے کوڑون کے پُرزے اُڑا دونگی اب وہ خواصین لونڈیان باندیان
وغیرہ ٹھٹھک گئین اکثر نے جا کے ملکہ غنچہ خاتون سے کہا کہ حضور پیغمبر زادی ہمکو روکتی ہین اور خفا ہوتی ہین اور ہمکو خوب یقین ہوگیا
ہے کہ پیغمبر مرسل ڈیوڑھی پر آئے ہین ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ مردار و دیکھو مین لڑکی سے کہے دیتی اور سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر
باواز بلند کہا کہ بیٹا گوہر ملک تمکو میری جان کی قسم اگر وہ ایسا ویسا آیا ہو تو تم خبردار چھوکریون کو منع نہ کرنا گوہر ملک نے کہا
امان جان پہلے ذرا آپ سُن تو لین کون آیا ہے اور کسکے واسطے مین نے ان الزادیون کو منع کیا ہے یہ سب بے ساختہ ہوگئی ہین خواہ مخواہ بلوہ
رولا کیے ہنگامہ شور و غل برپا کر رہی ہین غرض یہ کہ ملکہ گوہر ملک ڈیوڑھی پر گئی اور محلدار نے پردہ اُٹھا کر کنجاب سے کہا کہ حضور
اسوقت کوئی صورت لونڈی کی جان و آبرو بچنے کی نہ تھی پیغمبر زادی کے صدقے مین زندہ و سلامت خواصون کے بلوہ سے بچکر آئی ہون
تو جو آپکو کہنا سُننا ہو جلدی سے جلدی کہہ لو پیغمبر زادی تشریف لائی ہین کنجاب نے گوہر ملک کو دیکھکر کہا بیٹا مین نے سنا تمھاری
امان آج مجھسے کچھ رنجیدہ اور آزردہ ہین کیا سبب ہے مین نے تو کوئی بات خلاف انکے مزاج کے ایسی نہین کی جسکے باعث انکو رنج پہونچا ہو
گوہر ملک اگرچہ بہت حلیم اور بڑی دانشمند باعروت ہے باوصف اسکے غصہ اور رنج اور صدمہ تو دل مین بشدت تھا لیکن باپ کا منھ دیکھکر سر
جھکا لیا اور کہا کہ بادا جان آپ کو یہ بات لازم نہ تھی بھلا میرے حکیم صاحب نے حضور کا کیا قصور کیا تھا انھون کوئی بات سے
واجب القتل حکیم صاحب ہون حکیم صاحب نے پیشتر سے نیکی کی تھی کچھ بدی تو کی نہ تھی یا دیکھنا اگر انکو اطلاع اس امر کی ہوتی تو وہ اپنے گھر مین آپکو
کیون رکھتے لا علمی سے انھون نے اپنا فرزند مفرور کیا گھر مین رکھا تھا اسمین حضور کا جُرم اور گناہ حکیم صاحب نے کیا کیا آپنے کیون انکو
بلند اقبال نے خطاب دیا تھا انصاف اور عدالت کو ہاتھ سے نہ دیجیے امان جان اسی بات پر خفا ہین اور مین نے تو
امان جان کو ہر چند سمجھایا مگر کیا کہون وہ نہایت ہی [illegible] ہم بیٹی ہین اور آپ پر ظاہر نہ ہین امان جان سے

کچھ کہہ سکتی ہون گنجاب نے کہا بیٹا مین تمنے کیا کہا اُسکا کیا گناہ اور کیا قصور وہ قدیم میرے گھر کا نوکر اُسکو اُسنے گود مین کھلایا غریب سلیم
ہر دیرینہ دولتخواہ میرا محض بیجرم و خطا اُسکو بھلا مین کیون گرفتار کرنے اور اسکا گھربار لوٹنے کو حکم دیتا ماجرا یہ ہوا کہ گیا ہور خون آشام نے شاید
بدون میری اطلاع کے یہ حکم دیا تھا کہ کوئی جاکے حکیم فاروس کو بھی بلالاؤ تاان سے دریافت کرین کہ تمنے پسر حمزہ کو کیونکر اپنا بیٹا کیا تھا اُسکا
سرانجام استفسارات کا جو اُنکو معلوم ہو تو وہان وہ سب ہین چکا مین نے یہ حال سُنا تو مین بہت خفا ہوا اور گیا ہور خون آشام کو اسی وقت سے مین نے
نظر بند کیا ہے یہ تو بات کوئی ایسی نہین جس مین تمہاری امان جان مجھسے ناراض ہون یا دانستہ ایک بات اگر کسی اور سے ہوگئی اور مجھے اطلاع
مطلق نہتھی اسپر مین نے اُسکی تقصیر قبل تمہارے کہنے کے وہی پھر وجہ بخش کیا ہے خیر تم جاؤ اور اپنی مان کو میری طرف سے عذر کرکے سمجھاؤ
کہ مین قسم خداوند یجیہ زہرا ملک باختر کی کھاکے کہتا ہون میرا اسمین سر مو لگاؤ نہ تھا اور اے ملکہ گوہر ملک بیٹا سُنو مجھے تمہاری مان کے
بگڑ جانے کی کچھ ڈر نہین خداوند تعالی مجھے سلامت رکھے مین مجھے اپنا ذریعہ وسیلہ ایسا رکھتا ہون کہ ہزار وہ بگڑ جائنگی تو میرا کچھ نہ کرسکینگی بقول سعدی
شیر اثر ہی کیخ یا بیک اژدہ سوج بجز آن کہ باشد نوح کشتیبان القصہ مختصر ملکہ گوہر ملک یہ کہکر کہ خیر باواجان آپ ذرا یہین تشریف رکھین
مین پھر جاکے امان جان کو سمجھاتی ہون اور آپ کو آکے بلانے لیے جاتی ہون گنجاب کے پاس سے ملکہ غنچہ خاتون کے پاس
گئی اور غنچہ خاتون کے گلے سے لپٹ کے منھ سے منھ ملاکے کہنے لگی کہ امان جان ایک بات مین کہون جو آپ مانین ملکہ غنچہ خاتون
نے بیٹی کی بلائین لیکر بہت سا پیار کرکے کہا کہ واری میری تو جان اور سو جو تو کہے اپنے بدن کی بوٹی بوٹی کاٹ کے تجھپر تصدق کردون
لیکن خبردار صدقے گئی تو اس مردود گنجاب کے باب مین مجھسے سعی و سفارش نہ کرنا مین ہرگز نہ مانونگی گوہر ملک نے اپنی آنکھون
مین آنسو بھر لاکے کہا امان جان میرے سر کی قسم میری جان کی قسم میرا جلوا کھائیے میری لگتی پکائیے مجھے پیٹئے مجھ ہی کو پیٹیے جو میرا
کہنا نہ مانیئے خیر جو میری قسمت کا لکھا تھا وہ پورا ہوا اب آپ کچھ غصہ نہ فرمائین اور باواجان سے ملجائین جو ہونا تھا ہو چکا باواجان تو
ہزار ہون قسمین کھاکے کہتے ہین کہ مجھے مطلق خبر نہین ہے میں نے بچارے حکیم فاروس کے گرفتار کرنے اور تاخت تاراجی کو ہرگز
حکم نہین دیا تھا شاید گیا ہور نے واسطے تحقیقات کے حکیم صاحب کو بلایا تھا سو جسوقت کہ مجھے خبر ہوئی مین نے اسی جرم پر گیا ہور کو
عہدے سے معزول کرکے نظر بند کر دیا ہے ملکہ غنچہ خاتون نے کہا بیٹی ہین دھڑا دھڑ اپنا سر پیٹ کے ابھی خنجر مار کے اپنے آپ کو
ہلاک کر دونگی جھلسا لگے اُسکے منھ کو مین تنہا خانے مین جاکے سو رہتی ہون تو اپنے باواجان کو بلا کے کھانا زہر مار کرادے اب بیٹی مجھے بلانے کو
اور اُس سے ملنے کو پھر نہ کہنا ہان جو تجھے میرا مرجانا گوارا ہو تو مجھسے صاف صاف کہو مین اپنی جان آپ کھودون مگر اب جیتے جی منھ اسکا مجھے
خدا نہ دکھلائے غرض غنچہ خاتون بہ پاس خاطر ملکہ گوہر ملک واسطے آنے اور کھانا کھلوانے گنجاب کے پروانگی دیکے آپ تنہا خانے
مین جاکے سو رہی اور یہان ملکہ گوہر ملک نے دلارام سے کہا کہ تو جاکے محلدار سے کہدے کہ باواجان کو اپنے ساتھ لیکے اندر آئے
اور خواصون لونڈیون باندیون سے چین بہ چین ہو کر فرمایا کہ او مردار و نفنفلو خبردار جو کسی سے کوئی حرکت خلاف ادب باواجان کے سامنے
کی تو ناک اور چوٹی کٹوا کے اسقدر کوڑے تمکو مارونگی کہ پرزے پرزے بدن کے اڑ جائینگے خیر امان جان کا مقدمہ اور تھا وہ دونون
میان بی بی چاہین انہین بخشش کرین چاہین لڑین مجھے کیا دخل مالزادیو تم جیسے اُنکی لونڈیان ویسے باواجان کی تمہاری یہ مجال ہے
کہ تم باواجان کی طرف آنکھ اٹھاکر تو ذرا دیکھو سب خواصین لونڈیان باندیان بخوف ملکہ گوہر ملک چُپ ہو کر جہان تہان بیٹھ رہین
دس مین دیکھا کہ آگے آگے گنجاب اور پیچھے پیچھے محلدار اور دلارام اندرون محل نمودار ہوئین اور باوجود اسکے کہ ملکہ گوہر ملک
نے خوب ڈانٹ دیا تھا لونڈیون باندیون ملازمون مین سے کوئی بے ادبی نہین کرسکتی تھی مگر اسپر بھی سلام اور مجرا کسی نے
گنجاب کو نہین کیا گنجاب خود بخود ایک ایک کی جانب مخاطب ہو کر پوچھتا ہے کہ کیون بیبو تمہارا جی کیسا ہے صاحب تم
تو ہماری قدیم نمکخوار اور بڑی دولتخواہ ہو ہم تمسے نہایت شرمندہ ہین مگر تمہارے فلان عزیز کے لیے پچاس روپیہ مہینا
فلان کام پر معین کر دینگے اُدھر تو وہ چپکے چپکے کہتی ہین کہ لو مہربانی پیغمبر مرسل کی آج بھی مہربانی ہے عزیز کا مہینا کرتے ہین

کہین کسی خواص سے کہتا ہی تم آج مکدر کیون بیٹھی ہو شاید کچھ تکلیف خرچ کی ہو بی ذرا میرے پاس آؤ پانچ اشرفیان مین دیتا ہون وہ جواب دندان شکن دیتی ہی کہ حضور خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر ہماری ملکہ آفاق کو سلامت رکھے ہمکو تکلیف کیون ہونے لگی آپ یہ اشرفیان کسی اور کو عنایت فرمائین کبھی اگر لونڈی خو کردہ ان اشرفیون کی ہوتی تو آج بھی لیتی اور چار طرف چھوکریان منہ پھٹ کہ ملکہ گوہر ملک کے ڈر سے کچھ آفت برپا نہین کرتین مگر پھر بھی چپکے چپکے باہم کہتی تھین کہ دیکھو یہ ایسا تیسا آج کیسی مکاری جلسازی کی باتین چکنی چپڑی جیسے کرتا ہی غرض یہ کہ ملکہ گوہر ملک نے باپ کو بٹھلا کر خاصہ طلب کیا اور کہا بابا جان تناول فرمائیے تشریف لیجائیے گنجاب نے کہا بیٹا اپنی مان کو تو بلا دو مین نے کبھی بغیر انکے تنہا کھانا نہین کھایا ہی ملکہ گوہر ملک نے کہا بابا جان واسطے خداوند لقا کے اس سے زیادہ کچھ نہ فرمائیے کیا جانے مین کیونکر اسوقت یہ رفع شر کرایا ہی گنجاب نے کہا اچھا بیٹا تمھاری خوشی مین کھانا کھائے لیتا ہون مگر تم میری طرف سے اپنی مان سے جا کر اتنا تو کہدو کہ مجھے تمھاری رنجش کا اور تمھارے ظلم کا کچھ گلہ نہین الاثم تو واسطے خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر کے میری طرف سے اب مکدر نہو صاف ہو جاؤ قطعہ گر دست زلف مشکینت خطائے رفت رفت ٭ ور ز ہندوی تجان من جفائے رفت رفت ٭ گر دلم از غمزۂ دلدار بار ے برد برد ٭ درمیان جان و جانان ماجرائے رفت رفت ٭ گوہر ملک نہایت رنجیدہ ہو کر کہنے لگی کہ بابا جان مین آپ سے ہرچند عرض کرتی ہون کہ آپ کھانا نوش فرمائین ہو آپ کچھ اور ہی فرماتے ہین لہذا مجھے اس پیام سلام سے کیا مطلب آپ کو ایسی باتین میرے سامنے فرمانا شایان نہین آپ جانین وہ جانین مجھسے جو کچھ ہو سکا مین نے امان جان سے بہت خوشامد کرکے سردست یہ بکھیڑا پاک کر دیا اور آپ کو اندر بلا لیا اب جو حضور میرا کہنا نہین مانتے تو مین اُٹھی جاتی ہون گر آپ کو اختیار ہی جسکی زبانی جو چاہیے سو امان جان سے آپ کہلا بھیجیے جب یہ کہکر ملکہ گوہر ملک اُٹھنے لگی تب گنجاب نے اپنے جی مین خائف و ترسان ہو کر ناچار کھانا کھایا اور اُٹھکر باہر گیا ٭

دو کلمہ داستان ترک جوشن پوش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ترک جوشن پوش زخمی اور مجروح بخوبی کا نصف شب سے معرکۂ رزم و پیکار مین رہا بعد اسکے حالت غش مین اسیر کمند بلا ہو کر جو بارگاہ گنجاب مین آیا تو اب کوئی چھ گھڑی دن باقی ہوگا کہ اُسی حالت غش مین خود رفتہ بدون اجازت گنجاب کے جہان کھڑا تھا وہین کھڑا ہی لوگ مسلح اور مکمل گرد و پیش کھڑے ہوئے حکم گنجاب کے منتظر ہین اس عرصہ مین اب جو گنجاب بارگاہ مین آکر بیٹھا تو لوگون نے عرض کیا کہ ترک جوشن پوش کے حق مین کیا ارشاد ہوتا ہی گنجاب نے کہا کہ بالفعل تو اسے مطوق اور مسلسل اسی طرح لیجا کے زندانخانہ مین پہونچاؤ اور کوتوال کے نام حکم پہونچا دو کہ تمام شہر سنجان مین اسوقت منادی کردے کہ آج کے تیسرے روز ترک جوشن پوش بجرم نمک حرامی و رفاقت و شراکت پسر حمزہ بیرون شہر دار پہ کھینچا جائیگا تا کہ اورون کو بھی عبرت ہو اور خلائق اس نمک حرام کے قتل ہونے اور دار پر چڑھنے کا تماشا دیکھے بعد ازان سردارون کو حکم دیا کہ رزمگاہ مین جا کے جاروب کشی کراؤ اور سقون سے آب پاشی کرا کے تمام میدان کو صاف کراؤ اور جو لوگ کہ زخمی ہین انکے مرہم اور بخیہ کی تدبیر مین مشغول ہو اور جو لوگ کہ مارے گئے اور کھیت رہے اُن سب کی لاشون کو لیجا کر دریائے قدرت مین بہا دو آج شب کو جسوقت کہ جبرئیل درگاہ لقا وحی خداوند کی لیکر میرے پاس تشریف لائینگے تو مین اپنی فوج و سپاہ کے دلاورانِ مقتول کی دعا سے شفاعت کرونگا اور خداوند میری دعا مستجاب کرکے کیا عجب ہی کہ اپنی نور و ذرہ کے دن سب مردون کو پھر زندہ کردے ترک جوشن پوش یہ تقریر گنجاب علیہ اللعن و العذاب کی سنکے زہر خندہ خوب کیا اور اپنا منہ پھیر کے کہنے لگا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس لقا مشرک نے خدا مردود اور مکار نے دعوی الوہیت کیا ہی اور اس حیا چھوڑ کے کاذب نے دعوی پیغمبری اور نعوذ باللہ جبرئیل سا شخص بارگاہ نشین اور مقربین اور رسل مین اسکے ہین ان ناریون نے واسطے حصول دنیا و دین فرخ فرقت قبول کیا ہی غرض یہ باتین کرتا ہمراہ پیادگان ترک جوشن پوش زندانخانہ مین جاتا ہی اور یہان گنجاب نہایت بد دماغ اور کدورت بار بخاست کرکے پھر اندرون محل جاتا ہی اب انکو یہین رہنے دیجیے اور جنہک ذرا

دوکلہ داستان ندرت بیان شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بیان کیے جاتے ہین

سابق ازین گزارش کیا تھا کہ جسوقت وہ پنجہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کو عین کشتی مین شاہزادہ بدیع الزمان سے جدا کرکے
سوئے آسمان لیگیا ہرچند اُسی حالت مجبوری مین شاہزادہ خاور سپاہ نے گالیان فحش دیکر کہا کہ بدذات نطفہ سوقت تو کون ہے جو
اُسوقت مجھے اُس میدان کشتی سے اُٹھائے لیے جاتا ہے مین اُس کشتی گیر بدیع الزمان کو زیر کر چکا تھا چھوڑ دے مجھے لیکن کسی طرح سے
نجات ورہائی نہ پائی بعد دو گھڑی کے اُس پنجہ نے لیجا کر ایک پہاڑ پر اُتار دیا از بسکہ شدت ہوا سے آنکھین شاہزادہ خاور سپاہ کی بند تھین
جبکہ پاؤن اُسکے زمین سے آشنا ہوئے تو بیساختہ آنکھین کھول دین اور دیکھا کہ مین ایک پہاڑ پر کھڑا ہون اور سامنے
ایک پریزاد با حسن خداداد شعر ہے کہ زدیدن آن شکل ورخسار + بہ بندد زاہد صد سالہ زنار + ہے عمر چودہ یا پندرہ کا سن وسال سراپا حسن و
جمال کہیت وا مین چھپ جات دیکھ جاکو سکات چاند سورج مین بھلا کہان یہ سندرتا ہے + پان مین نہ کنول مین نہ پھل مین وہ تو
مرجھاے دکھت یہ کومل نار ہے + کیوڑہ اور کیتکی سیونی گلاب کھسوا کی سگند تو عطر ہو بیاس ہے + لو ہو سے نرد گن کی رچی ہے
جولالی تو پاین مین واکے جیسے مہندی سی لگا سے ہے + استبرق پردہ قاف کی دھوم دھامی پوشاک پہنے از پا تا فرق دریائے جواہر
مین غرق بہ نگاہ حسرت میری طرف کھڑی دیکھ رہی ہے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اپنے دل مین نہایت متوحش اور متوہم ہو کر
چار طرف دیکھنے لگا اور سوچتا تھا کہ آیا مین مرگیا ہون اور یہ سطح بہشت ہے اور وہ جو سنا کرتے تھے کہ واسطے مومنین کی خدمت کے
حورین حاضر ہوتی ہین سو وہ یہی حور آکے میرے سامنے کھڑی ہوئی ہے ناگاہ اُس پریوش نے کہا کہ اے شہریار کدھر خیال ہے اور
آپ کس فکر مین چشم تحیر چار طرف ملاحظہ فرمارہے ہین شاہزادہ قاسم نے فرمایا کہ اے ماہ طلعت تو کون ہے اور یہ کیا مقام ہے اور کونسا
ملک ہے اور یہان مجھے کون لیکر آیا ہے اُس پریزاد نے عرض کی کہ شہریارا اس پہاڑ سے پچاس کوس کے فاصلہ پر ایک شہر ہے کہ اُسکو
دربند رضوانیہ کہتے ہین اور وہان کا حاکم میرا باپ رضوان شاہ ہے اور یہ ملک متعلق قاف چہارم سے ہے اور حاکم اور فرمانروا
اس ملک کی شہنشاہ پردۂ قاف ملکۂ آسمان پری اور ملکہ فرشتہ سلطان ہین لونڈی تقصیروار گنہگار حضور کو اُس کشتی
کے اکھاڑے مین سے اُٹھا کے لے آئی ہے اور دانشہ پری لونڈی کا نام ہے آپ کو جو لونڈی گستاخانہ عاجزانہ جرأت کرکے اُٹھا لائی
ہے تو اُسکا سبب یہ ہے کہ متصل اس پہاڑ کے دامان کوہ مین ایک حوض طلسم ہے کہ نام اُسکا چشمہ در خیبر ہے اور حضرت سلیمان
بن داؤد علیہ السلام کے وقت سے ایک دیوزاد کہ نام اُسکا غراب زاغ چشم محافظ اُس چشمے کا ہے اور سال مین ایکبار اس چشمہ پر
میلہ دیوزاد اور پریزاد وغیرہ کا ہوتا ہے اُس مین وضیع اور شریف ہفت قلعہ قاف کے سب ہی مجتمع ہوتے ہین اور اس چشمہ در خیبر کا پانی تبرکاً
وتیمناً اپنی اپنی آنکھون سے لگاتے ہین اور پیتے ہین چنانچہ تین مہینے کا عرصہ گذرا ہے کہ وہ میلہ ہوچکا ہے حسب الاتفاق اگلی سال یہ کنیز
بھی بطریق زیارت اُس چشمہ پر گئی تھی وہ غراب زاغ چشم لونڈی پر عاشق ہوا لونڈی اُس بدذات کی آنکھ دزدی اور دلکاری
کی پہچان کر وہان سے مع اپنی خواصون کے اپنے مکان کو چلی آئی اُس دیوزادے نے بسبب وابستگی طبیعت کے میرے
باپ سے رسم وراہ کے لیے تحفہ تحائف بھیجنے شروع کیے اور از بسکہ بسبب داروغگی اُس چشمۂ سلیمانی کے سب وضیع و شریف
ساکنان قاف کے اُس بدذات کو معزز و ممتاز سمجھتے ہین عزت اور توقیر پیش آتے تھے میرا باپ بھی پاس ولحاظ اُسکا بہت سا
کرتا تھا بعد چند روز کے اُس غراب زاغ چشم نے میرے ساتھ شادی کی استدعا کی اور اس بات سے پدر بزرگوار میرا اُس سے
نہایت خشمگین ہوا اور اپنے ملازمین سے حکم دیا کہ یہ دیوزاد ہمارے شہر مین نہ آنے پائے مین بہ پاس ادب چشمہ در خیبر کی
محافظت کے مجبور ہون ورنہ اس دیو کو بدرجہ قتل پہونچاتا جب غراب زاغ چشم نے دیکھا کہ رضوان شاہ میرے دام تزویر و
تدبیر مین نہ آیا شعشعہ سمہ چشمی نامے ایک سردار سرکشان قاف سے نہایت جوانمرد بدذات کافر ازلی اور دشمن جان و ایمان
اہل اسلام ہے یہ نالائق غراب زاغ چشم پیش خود یہ تجویز کرکے کہ رضوان شاہ فرقۂ اہل اسلام سے ہے شعشعہ سمہ چشمی کو کہ ابلیس پرست ہے

اغوا کرکے اپنا طرف دار بناؤن اور اسدرجہ رضوان شاہ پر دباؤ ڈالون کہ اپنی بیٹی وردانہ پری کا میرے ساتھ نکاح کر دے
چند دانے گوہر شاہوار کے چشمہ در خیبر سے نکالکر شعشعہ سہ چشمی کے پاس گیا اور وہ دانے بطور نذر پیشکش کیے اور میرے
مقدمہ مین میرے باپ کا استغاثہ کیا شعشعہ سہ چشمی نے کہا ای غراب زاغ چشم تو بھی مسلمان اور وہ پریزاد اور اسکا باپ رضوان شاہ
بھی یزدان پرست ہے مجھے تم دونون مدعی اور مدعا علیہ غیر ملت ہو مین آپس مین مداخلت کیا کرون اگر تو ابلیس پرستی اختیار کرے
تو مین تیرے شریک حال ہون اور جسطرح سے ہوسکے رضوان شاہ کی بیٹی تجھے دلوا دون یہ سنکے غراب زاغ چشم علیہ اللعن
والعذاب کہتا ہوا شعر عشق از مین بسیار کرد است و کند ۞ سبحہ را زنار کرد است و کند ۞ ابلیس پرست ہو گیا شعشعہ سہ چشمی نے
نہایت خوش ہوکر ایک نامہ بدین مضمون کہ تم اپنی بیٹی کی غراب زاغ چشم کے ساتھ شادی کر دو اگر اسمین سر مو تمنے عذر اور انکار
کیا تو مین فوج قاہرہ تمہارے ملک پر لاکر سب تاج و تخت تمہارا چھین لونگا لکھکر ایک دیوزاد کے ہاتھ میرے باپ رضوان شاہ
کے پاس بھیجا اور ہر چند کہ اس بات مین طول بہت سا ہے مگر مختصر مطلب یہ ہے کہ میرے باپ نے نہایت درہم برہم ہوکر وہ نامہ
پھاڑ ڈالا اور جواب جنگ دیا اسپر شعشعہ سہ چشمی بارہ ہزار نرہ شاہین دیو اپنے ہمراہ لیکر میرے باپ کے ملک پر آیا اور حضور
کی لڑائیان اس سے ہوئین کہ کیسے کیسے جلیل القدر اور نامور میرے عزیز و اقارب مارے گئے آخر ناچار ہوکر باپ میرا قلعہ بند ہوا اور
جبتک رسد اور غلہ بہم پہونچا شعشعہ سہ چشمی سے لڑا کیا جب غلہ نرہا اور نوبت بہ ہلاکت پہونچی تب ناچار جلا وطن ہوکر اس پہاڑ
کے قعر مین پناہ لی ہے شاہزادہ خاور سیاہ نے یہ سرگذشت وردانہ پری کی سنکے فرمایا کہ ای پری یہ یہان تو فقط تنہا ہے اور تیری قوم
کے دیوزاد اور پریزاد اور تیرا باپ اور تیرے عزیز و یگانے کہان ہین وردانہ پری نے عرض کی کہ شہریار وہ سب حاضر ہین اور
استدعاے زیارت اقدام عالی مین اسی پہاڑ کے اسطرف منتظر بیٹھے ہین شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اچھا تم انکو
ہمارے پاس بلا لو وردانہ پری نے آداب بجا لاکے ایک آواز دی طرفۃ العین مین چار طرف سے پریزادون کے غول کے
غول آکے وہان پہونچے اور ایک شخص باریش سفید تاج شاہی بسر تخت روان پر سوار قریب ہزار پریزاد کے گرد و پیش آگے آگے
ان سب کے آیا اور وردانہ پری نے عرض کی کہ ای شہریار رضوان شاہ باپ اس کنیز کا یہی ہے شاہزادہ خاور سیاہ نے
اسطرف منہ پھیر کر جو نگاہ کی تو رضوان شاہ نے تخت پر سے اتر کے باادب تمام ہاتھ سر پر رکھا اور باآواز بلند آبدیدہ ہو کر
کہا ای نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان اللہ تعالے نے آپ کو خوب بروقت پہونچایا اور بعد اسکے سب حال بیان کیا اور ابتداے
فتنہ انگیزی غراب زاغ چشم اور فوج کشی و معرکہ رزم و پیکار شعشعہ سہ چشمی بیان کرکے رونے لگا قاسم نے کمال تسکین اور
خاطرداری رضوان شاہ کی کرکے فرمایا کہ ای رضوان شاہ شاہان ہفت کشور اور سلاطین زمانہ کو اکثر ایسے معرکے پیش آتے
ہین مگر تم اپنے دل مین کچھ اندیشہ و تردد نہ کرو وہ مسبب الاسباب ہے شعر خدا است کہ بالا و پست آفرید ۞ زبردست بر زیردست
آفرید ۞ خدا نے چاہا تو وہ غراب زاغ چشم اور شعشعہ سہ چشمی دونون اپنی سزاے اعمال کو پہونچینگے لیکن مجھے نہایت فکر
ان دو باتون کی ہے اول تو یہ کہ تم از فرقہ اہل اسلام ہو پھر تمنے بخدمت شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری اور ملکہ
قریشیہ سلطان کیون نہ التجا کی اور جو تمکو مہلت اور فرصت نہ تھی تو تمنے بذریعہ عرائض اپنے حال زار کی اطلاع کی ہوتی
اور دوسرے فکر و تردد مجھے اس بات مین ہے کہ تمنے اس مہم کی فتحیابی میرے اوپر کیا سمجھ کر موقوف اور منحصر رکھی اسکی وجہ
کیا ہے بعد ازان مجھے تمنے کیونکر جانا رضوان شاہ نے عرض کی کہ شہریار مین نے ابتدا مین کئی عرائض بخدمت شہنشاہ ہفت
قاف ارسال کیے اور جواب ایک کا بھی وہان سے صادر نہوا آخر کار معلوم ہوا کہ شہنشاہ پردۂ قاف اور ملکہ قریشیہ سلطان
دونون صاحب مالک اور خداوند نعمت ہمارے جو ہین انکو بھی قمقہاے دیوزاد سے معرکہ جنگ و جدال درپیش ہے اور
قمقہاے دیوزاد نے ملکہ آسمان پری کو نہایت تنگ کر رکھا ہے اس سبب سے انکو ہماری تائید و اعانت کی فرصت

نہ تھی اور آپ کے طلب کرنے اور تکلیف دینے کا سبب یہ ہے کہ ایک کاہن زبردست قدیم الایام سے ہمارے ہمراہ ہے اُسکے احکامات
مین کبھی فرق نہین پڑا جبکہ مین شعشعہ سہ چشمی سے نہایت عاجز ہو کر اس دامن کوہ مین آ کے چھپا اسوقت اُس کاہن نے اندوستے اپنے
علم کے مجھسے کہا کہ اے رضوان شاہ تو اس شعشعہ سہ چشمی پر فتحیاب نہو گا الا بتائید اور امداد اُس آدم زاد کے کہ جو اولاد صاحبقرانی
ہو جب مین نے سُنا تو مین اپنے دل مین نہایت متحیر ہوا اور جی مین کہتا تھا کہ کسے لشکر فیروزی اثر مین امیر حمزہ صاحبقران کے بیٹون
اِس بندہ زادی حور واشہ پری نے بذریعہ اپنی مان کے مجھسے اجازت طلب کی کہ مین جا کر بہ دانائی تمام کسی پہلوان جہان اولاد
حمزۂ عالیمقام کو ابھی لیے آتی ہون اور فدوی نے اجازت دی اور یہ کنیز جا کے آپ کو لائی ہے شاہزادۂ خاور سپاہ نے فرمایا کہ کیا
مضائقہ پہلے واسطے اتمام حجت کے ایک نامہ شعشعہ سہ چشمی کے نام پر لکھوا کے بھیجو پھر جیسا کچھ ہوگا بعون قدرت الٰہی سمجھ لینگے ہر چند
پہلے تو رضوان شاہ نے حال سرکشی اور متکبری شعشعہ سہ چشمی کا بہت بیان کر کے کہا کہ وہ بڑا ہی مغرور اور بدذات ہے حضور
کے نامہ کو کبھی نہ مانیگا مگر جبکہ شاہزادۂ خاور سپاہ نے فرمایا کہ تمھین اس سے کیا غرض ہملوگ بے اتمام حجت کوئی کام نہین کرتے
تب ناچار ہو کر ایک نامہ اُس شعشعہ سہ چشمی کو بعد حمد و نعت بدین مضمون ترقیم کیا کہ اے شعشعہ سہ چشمی بدان و آگاہ باش کہ منم نبیرۂ
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفقان خونریز خاوری حال سرکشی اور
تمردی کا تیری سنکے بخیال اسکے کہ اتمام حجت اہل اسلام کو واجب ہے تجھے لکھا جاتا ہے کہ تو بمجرد معائنہ اس فرمان قضا جریان کے اپنے
دونون ہاتھ باندھ کے حضور مین آ کے حاضر ہو اور لعنت کر ابلیس پرستی اور اِس کفر کافری پر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر کے ملت
بیضا دین اسلام قبول کر تو ملک و مال سب تجھے معاف رہیگا اور جو سر ہو ہمارے حکم مین کہ مثل تیر قضا پھرتا نہین عذر اور تجاوز کیا
تو اس طرح پر تو مارا جائیگا کہ تیرے حال پر بیابان دریا اور عرفان ہوا گریہ و زاری کرینگے اشعار اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ
وگر جنگ جوئی ندارم درنگ * دم از صلح زن یا بگیر دو پیام * حکایت برین ختم شد والسلام * اور وہ نامہ ایک پریزاد کے
ہاتھ شعشعہ سہ چشمی کو بھجوا دیا جبکہ اُس پریزاد نے لرزان و ترسان جا کے وہ نامہ شعشعہ سہ چشمی کو دیا شعشعہ سہ چشمی اُسے پڑھ کر خوب
قہقہہ مار کے ہنسا اور اپنے سردارون سے کہنے لگا کہ رضوان شاہ کس درجہ ناقہم اور بیوقوف ہے کہ اس سے زیادہ کوئی بچہ شیرخوار
بھی نادان و بیوقوف نہو گا صریح آدم زاد ہماری غذا ہے اور یہ احمق رضوان شاہ بتائید ایک آدم زاد کے نازان ہوا اب
اُس آدم زاد نے اس گستاخی سے مجھے نامہ لکھا ہے دلیرون نے جو جو مقرب ہیں اور جلیس اُسکے تھے کہا کہ اے شہنشاہ دیوان ہر کہ دست
از جان بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید شعشعہ سہ چشمی نے کہا خیر دیکھو ابھی یہ حال تم سب پر منکشف ہوا جاتا ہے یہ کہکر نامے کو تو
چاک کر ڈالا اور اُس پریزاد سے یہ کہکر کہ ایلچی کو زوال نہین لہذا ہم تیری جان بخشی کرتے ہین اور رضوان شاہ سے زبانی
ہماری اتنا کہدینا کہ وہ اس پری کو عقراب کے حوالہ کردے ورنہ تو بہت خراب ہوگا غرض طول تا چند خلاصہ یہ کہ وہ پریزاد
وہان سے مراجعت کر کے رضوان شاہ کے پاس آیا اور سارا حال من وعن بیان کر دیا قاسم نے فرمایا کہ اے رضوان شاہ کچھ
قباحت کا مقام نہین خوب ہوا ہم اتمام حجت کر چکے بارے وقت شام کا ہوا اور شاہزادۂ عالیمقام نے آرام فرمایا صبح کو مع کلیم
پانچہزار پریزاد کہ ہمراہیان رضوان شاہ سے باقی رہ گئے تھے رضوان شاہ کو اپنے ہمراہ سوار کرا کے نفیر اور قرنا بجاتے
اُس پہاڑ سے نیچے اُترے اور اُس طرف آواز قرنا کی سنکے شعشعہ خوک پیشانی مع بارہ ہزار دیوزاد بغیر کرکے چلا اور بمقابلہ رضوان شاہ
آیا باہم لخت متوجہ رزم و پیکار رہا چار گھڑی کے عرصہ مین ہزار بارہ سو دیوزاد اور پریزاد طرفین سے کھیت رہے اور مارے گئے
اور قاسم کے ہاتھ سے بھی اکثر دیوزاد واصل جہنم ہوئے آپ مین دیکھا کہ عقراب نابکار مع ہزار بارہ سو دیوان نعرہ زنان قاف اشعار

جفا پیشہ دیوان گردن کلاہ
بسے گرز البرز پیکر بدست

جہان در جہان ہمچو گردون سیاہ
کنند کوہ را استوان شکست

بسے نخل بر کندہ بر دوش تنہ
دو دیدہ پر آب تشنہ و خون خوارے

بسے پارہ کوہی بسر داشتہ
بکف کردہ از تیغ خونریز جاہے

جھٹ پٹ ابر وسے ہوا نمودار ہوا اور میدان حرب وپیکار مین اُترکے یہ نہیب دیتا ہوا کہ اے آدم زاد باش باش کر گذرا ہم ترا زندہ
و سلامت معلوم ہوا کہ تو رقیب ہمارا ہے اور یہ کہکر واثمشاد پکڑ کر حملہ آور ہوا تو اُسوقت رضوان شاہ کے ہمراہ کے پریزادون کا بہت
قافیہ تنگ تھا اور اسقدر خستہ شکستہ دل تھے کہ عنقریب تھا پسپا ہوکر بھاگ کھڑے ہون ناگاہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور اُس ابر
مین سے صداے قرنا اور نعرہ ہاے کوہ شگاف مثل رعد کے گوش زد ہونے لگے سب کے سب طرفین سے بہ نگاہ حسرت اوپر کو
دیکھنے لگے شعشعہ سہ چشمی نے اپنے سردارون سے پوچھا کہ ذرا دریافت کرنا کہ یہ ابر عجیب وغریب آج دیکھنے مین آیا ہے کہ جس مین ایسی
صداے مہیب پیدا ہے دو چار دیوزاد جہان دیدہ اور بہت سن رسیدہ تھے اُن مین سے کہون نے عرض کی کہ اے شہریار یہ وہ ابر ہے کہ اگر برس جاے
تو سواے بارش خون اور آب تیغ تیز قطرہ پانی کا بروے زمین کبھی نظر نہ آئے اور بجاے برق اس سحاب مین شعلہ برق شمشیر چمکے کہ خرمن جان
دیوان قاف کو آن واحد مین جلا کر خاک کر دے یہ کسی کا لشکر عظیم الشان دیوان قاف سے آتا ہے مگر نہین معلوم کہ یہ فوج کسی آپکے
دوست کی ہے یا کسی دشمن کی ہے ابھی یہ گفتگو تھی کہ سامنے سے ساٹھ ہزار پریزاد اور دیوان نرہ شاہین قاف واثمشاد
آسیا سنگ ارہ پشت نہنگ جاد چقماق ترسول زاغ نول زنجیر اکھاڑا ہاتھون مین لیے اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا
آگے آگے ایک نقابدار سرخ پوش مرکب فلک سیر پہ سوار یہ نہیب دیتا ہوا کہ منم نقابدار سرخ پوش ہوا خواہ شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم لعل خفقان خونریز خاور ہی اُس میدان کارزار مین اُتر پڑا اور چار طرف سے بارہ ہزار دیوزادون کو
شعشعہ سہ چشمی کے محاصرہ کرکے قتل عام کرنا شروع کیا اس عرصہ مین غراب جو ہمیشہ جنگ بمقابلہ شاہزادہ خاور سیاہ آیا تو از بسکہ
طویل القامت تھا اس بدذات نے ازروے کبر ونخوت یہ کہکر کہ اے آدم زاد تجھ بیچارے صید لاغر پر اگر مین کوئی حربہ
کرونگا تو تو ابھی پیوند زمین ہوکر محض بیکار ہوجائیگا اور تیرا گوشت خاک وخون مین آغشتہ ہوکر کرکرہ ہوجائیگا قابل میرے
کھانے کے نہ رہیگا لہذا مین تجھے اپنے کلے مین رکھکر پلپلا کے نگل جاؤنگا تجھے تکلیف بھی نہ ہونے پائیگی یہ کہکر جو مین چاہتا
تھا کہ منہ کھولکر شاہزادہ نامور کو اپنے کلے مین رکھ لے اس رستم دل نے برابر سے اُسکا ایک سینگ پکڑکر جو کھینچا اور جھٹکا
مارا تو وہ سینگ علیحدہ کھوپڑی سے اُسکی ٹوٹ کر جا پڑا اور ایک نالا خون نجس کا اُسکے کاسہ سر سے روان ہوا یہ دیو بدذات
چاہتا تھا کہ تڑپ کر سامنے سے بھاگ جاے شاہزادہ والا مرتبت نے جستی تمام دوڑکر تیغہ طارک افراسیابی جو دوال کمر پر
اُس دیو بدذات غراب علیہ اللعن والعذاب کے مارا تو برابر سے دو پرکالے ہوکر خاک اور خون مین لوٹنے لگے اُسطرف نقابدار
سرخ پوش سے مقابلہ شعشعہ سہ چشمی کا ہوا نقابدار نے ایک ضرب تیغ سے شعشعہ سہ چشمی کا کام تمام کیا باقیماندہ دیوزاد
ہمراہیان شعشعہ سہ چشمی کے حال اپنے الکون کا دیکھکر بھاگ کھڑے ہوے رضوان شاہ نے شادیانے فتح کے بجوا دیے
پریزاد جو جو کہ سردار اور افسران فوج تھے وہ سب نذرین لیکر رضوان شاہ کے گرد وپیش ہجوم اور دھوم کیے ہوئے تھے
اسی عرصہ مین نقابدار سرخ پوش قریب شاہزادہ خاور سیاہ آکے دست بسر ہوا اور خیر وعافیت مزاج مبارک کی دریافت
کرنے لگا قاسم نے نقابدار کی طرف خوب بغور دیکھکر فرمایا کہ الحمد للہ والمنۃ مزاج میرا اچھا ہے الا تجھے بعض بعض مقامات مین
عجب طرح کا خلجان اور توہم پیدا ہوتا رہتا ہے اکثر مین نے امتحان کیا جہان کسی مفلوک نے کسی طرف سے ایک برقع یعنی
ذرا سے کپڑے کا یا پارچہ چرمی اپنے منہ پر ڈال لیا اور بس نقابدار مشہور ہو کر وہ شخص آپ کو اس درجہ متکبر اور مغرور
بنا لیتا ہے اور اپنی تعلّی اور دلاوری کے روبرو رستم اور سہراب کو بھی موجود نہین جانتا گویا کبھی کوچۂ راستی مین اُسکا گذر بھی نہین ہوا
اور مطلق آدمیت سے بہرہ نہین رکھتا ہے نقابدار یہ کلام شاہزادہ ذو الاحترام خاور سیاہ کا سنکے کمال متعجب ہوا
اور قاسم سے کہنے لگا کہ اے خاور سیاہ یہ تو آپ کا فرمانا جیسے کسی اُستاد کا مصرع میرے حسب حال ہوا مصرع اگر
الہی بندگی ہے تو انعام ایسا ہو ۔ شاہزادہ خاور سیاہ نے کہا ایسی کونسی آپنے رستی کی اور کیا کام دلاوری اور مردانگی

کا کیا نقابدار نے کہا خیر یہ تو فرمایئے کہ مجھسے کون قصور سرزد ہوا قاسم نے کہا اے نقابدار تو خود اپنے دل مین انصاف کر کے خجل
و منفعل ہو کہ رضوان شاہ نے برائے استیصال شعشہ خوک پیشانی مجھے طلب کیا اور تو نے بدون میری اجازت کے
اُسکو اک صید لاغر سمجھکر مار لیا وہ تو لشکار میرا تھا تجھے پیش دستی کرنا اسمین کیا ضرور تھی نقابدار سرخ پوش تو اُسکے مزاج کی
جہالت سے خوب آگاہ تھا اپنے جی مین یہ سوچ کر کہ خواہ مخواہ اپنے دوست کو دشمن بنانا مقتضائے فراست نہین لاعلم ہو کر
کہنے لگا کہ فی الحقیقت یہ قصور مجھسے ہو گیا آپ معاف فرمائین یہ گفتگو عجز و انکسار نقابدار سرخ پوش کی اور کلمات سخت
شاہزادہ خاور سپاہ کے سنکے رضوان شاہ اور تمام پریزاد اُسکے ہمراہ کے اور دُردانہ پری اپنے دل مین نہایت
متعجب ہوئے اور کہتے تھے کہ نقابدار کی خدمتگذاری دیکھو اور شاہزادۂ قاسم کے عتاب و خطاب کا خیال کرو خلاصہ یہ
کہ نقابدار تو بعد عذر خواہی بسیار ملتجی اس امر کا ہوا کہ اب آپ میرے کفش خانہ پر تشریف لیچلین اور چندروز دعوت قبول
فرمائین قاسم نے ہرگز قبول نکیا اور فرمایا کہ اتحاد اور محبت تمہاری اور اس رضوان شاہ کی مقتضی اس بات کی ہے کہ ہمکو
یہان سے بہت جلد جہان سے ہمکو طلب کیا ہے وہین پہونچا دو نہین معلوم کہ اس عرصہ مین کشتی گیر نے اُس شہر و دیار مین
کیا کیا اپنے رتبے اور مرتبے بہم پہونچائے ہونگے نقابدار نے عرض کی کہ اسقدر تو مجھے بھی معلوم ہے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن نے بلا شرکت غیرے بیجان و احد ستائیس شبخون لشکر گنجاب پر مارے اور اٹھارہ لاکھ سوار و پیادون کی چھاونیون
مین تلاطم ڈالکر ویران برباد کر دیا یہ کلمہ زبانی نقابدار کے سنکے بے شک ہم چشمی شاہزادۂ قاسم کی آنکھون مین ایک تاریکی
سی آگئی اور بعد ازان سمت رضوان شاہ دیکھکر فرمایا کہ اے عزیز تجھے قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ اسوقت ہمکو رخصت کر کے
جس سرزمین سے اٹھا لایا ہے وہین پہونچا دے ہرچند رضوان شاہ نے اور نقابدار سرخ پوش نے بہت سا اصرار
کر کے کہا کہ دو تین روز ابھی آپ ہمارے یہان دعوت کھائین اور رہین مگر شاہزادۂ قاسم نے ہرگز نہ مانا تب ناچار ہو کر
رضوان شاہ نے چار پریزادون کو حکم دیا کہ شاہزادۂ خاور سپاہ کو ایک تخت پر سوار کر کے جہان ارشاد فرمائین وہان
جا کر بحفاظت تمام پہونچا دو اور سید جعفری شاہزادۂ عالم کی لائے ہمکو دو چنانچہ حسب الحکم رضوان شاہ ان چار دیو پریزادون
نے شاہزادۂ قاسم کو تخت پر سوار کر کے پرواز کنان شہر سنجان کے نواح مین لائے اور عجیب ایمائے شاہزادۂ خاور سپاہ
تخت کو متصل دریائے تدرست لقا کے کہ سنجان سے آٹھ سات کوس کا فاصلہ ہے کنارے دریا اتار کر پھر سید کا جو مہر
شاہزادہ نامور لکھوا لیا اور رخصت ہو کر چلے گئے یہان قاسم نے دیکھا کہ وقت صبح ہے لب دریا وضو کر کے نماز پڑھی اور کنارے
کنارے اُسی دریا کے آہستہ آہستہ ایک سمت کو روانہ ہوئے تھوڑی دور پر جا کر دیکھا کہ لب دریا کارخانہ چوکیون کا ہے اور ایک طرف
ایک بنگلہ خس کا ہشت پہلو بنا ہوا اسمین کرسیان مونڈھے بچھے ہین اور ایک چوکا تخت کا لگا ہوا شطرنجی چاندنی نہایت
نفیس بچھی ہوئی ایک شخص با محاسن سفید پوشاک پاکیزہ پہنے بیٹھا ہوا اور دو چار گماشتے اور کاربند سے اور دو تین متصدی سامنے
اُسکے بیٹھے ہین آٹا تیار ہو رہا ہے اور سیکڑون بیلے باندھ باندھکر باربردار اور بیلے دار لیکر سمت شہر سنجان چلے جاتے ہین
شاہزادۂ قاسم نے اس مکان کو غنیمت جان کر اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر آجکی شب یہان رہجایئے تو کیا خوب بات ہے پھر کل
جو مشیت پروردگار عالم ہو گی وہ ظہور مین آئیگی یہ بیٹھ خود تجویز کر کے اس طرف دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ نگاہ اس پیر سفید ریش
کی جو بنگلے کے اندر تخت پر بیٹھا تھا شاہزادۂ خاور سپاہ کی جانب پڑی تو بوجہ حسن و شباب اُس شاہزادہ عالیجناب کا دیکھکر
سمجھا کہ یہ شخص ضرور کوئی شاہزادہ یا وزیرزادہ یا رئیس زادہ اور بہت بڑا جلیل المرتبت عالیخاندان ہے اشعار

جو دیکھا نہ صفت و فراست	از روے مبارکش ہویداست
آثار شجاعت از جبینش	چون حیدر ذوالفقار پیداست

بیساختہ اُسنے اُٹھکر دونون سلام کیا اور زبان کھولکر ملتمس ہوا کہ آپ تشریف لائین قاسم نے جو اُسکو با دیانت پیش آتے دیکھا تو

نہایت راضی اور محظوظ ہوکر اُس بنگلہ مین جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے وہ مالک اُس بنگلہ کا بسبب رعب اور دبدبہ اور شوکت و شان شاہزادہ والا مرتبت خاور سپاہ کے ڈرتے ڈرتے دست ادب باندھکر مستفسر حال ہوا کہ آپ کا تشریف لانا اس سرزمین پر کیونکر ہوا اور حضور کا اسم مبارک کیا ہے قاسم نے اُسکا عجز اور فروتنی دیکھکر فرمایا کہ مین غریب الوطن و غریب الدیار ہون بطریق سیر و تماشا اس دیار مین بھی وارد ہوا اگر تم پہلے اپنا حال بیان کرو کہ تم کون شخص ہو اور یہ پیشہ آبائی تمھارا ہے یا تمنے اپنی ذات سے برائے اپنے صرف اوقات کے کیا ہے اُسنے کہا کہ حضور اصل حقیقت یہ ہے کہ مین ملازم گنجاب بن گنجور ملک حریان دیوکش کا ہون اور یہ کارخانہ آسیابانی کا میری تفویض مین ہے اور آپ کی عنایت سے فدوی کو کچھ دولت دنیا کی محتاجی کسی صورت سے نہین خدا و ند مجید دہ ہزار ملک باختر نے انعام گھوڑے پالکی روپیہ اشرفی جواہرات سب کچھ مجھے عطا کیا ہے کسی قسم کی مجھے فکر نہین فیروز آسیابان اس فدوی کا نام ہے قاسم نے دیکھا کہ فی الواقع علی قدر مراتب یہ شخص متمول معلوم ہوتا ہے سواریان بھی متعدد ہین ایک طرف کو مختصر سا طویلہ ہے دس بیس گھوڑے بندھے دو چار ہاتھی بھی نظر آتے ہین ایک طرف گاؤ خانہ شتر خانہ بھی ہے بیس پچیس گماشتے کارندے پانچ سات خدمتگار بنگلہ بہت معقول سجا ہوا ہے اپنے دل مین سوچا کہ یہ شخص ملازم اور مقرب گنجاب ہے اس سے حال کشتی گیر کا خوب دریافت ہو جائیگا یہ سوچ کر پوچھنے لگا کہ اپنے شہر کا حال کچھ بیان کرو کہ یہ شہر کیسا ہے اور یہان کے حاکم شہر کی عدالت اور شجاعت اور سخاوت اور رعیت پروری اور غربا نوازی کا کیا طریق ہے فیروز آسیابان نے پہلے تو بہت سی تعریف شہر کی کرکے کہا کہ حضور چند روز سے اب یہ شہر سنجان پر آشوب ہو گیا اور عجب طرح کے حادثے اور واردات اس شہر پر گذر گئے ہین کہ اب قابل کسی کے رہنے اور دم بھر ٹھہرنے کے نہین رہا قاسم نے کہا کہ بڑے تعجب کا مقام ہے کہ گنجاب پیغمبر مرسل بندہ خاص الخاص مقرب درگاہ خداوند لقا مشہور و معروف ہو چاہیے کہ یہ شہر و ملک ہر اک آفات ارضی و سماوی سے محفوظ ہے اور تمھارا بیان خلاف اسکے پایا جاتا ہے اسکی کیا وجہ ہے فیروز آسیابان نے عرض کی کہ اے والا مرتبت فی الحقیقت یہ شہر نمونہ گلزار جنت تھا اور رہ سار شہر ہمیشہ بھی آسایش و آرام سے ہمیشہ بسر اوقات کرتے رہے مگر چند روز سے دو شخص ایک تو بدیع الزمان پسر حمزہ واللہ اعلم بالصواب کہ کس حیلے اور ذریعہ اور تدبیر سے اس شہر مین آکے وارد ہوئے اور ایسی ہنگامہ پردازیان اور فساد او رخونریزیان کین کہ اٹھارہ لاکھ سوار و پیادون کی چھاونیان ویران و برباد کردین اور قریب لاکھ دو لاکھ فرد لقا پرست بڑے بڑے زبردست سوار و پیادے مارے گئے اور خداوند لقا سخت متعجب و غریب ہوش رہا اور شہزادہ نے دیکھا کہ پسر حمزہ نے سجان واحد عالم تنہائی کا اور بے مونس اور بے یاور ہی مین ایسے لشکر شہزادہ و فوج اور سپاہ پیغمبری پر ستائیس شبخون مارے اور طغیانی آب تیغ تیز مین اُسکے کیسے کیسے رستم صولت نہنگان بحر شجاعت غرق گرداب فنا ہو گئے اور کسی کو گھاٹ کا اُسکی تلوار کے کچھ پتا نہ لگا اب اُسکی صولت اور قوت کا یہ رعب اور دبدبہ یہان پڑا ہے کہ ساکنان شہر ادنی اعلی کے روبرو اگر نام بدیع الزمان عالیمقام کا کوئی لے تو سامعین کو تپ و لرزہ اور اسہال کا حال بہم پہونچ جاتا ہے چنانچہ انجام کار یہ ہوا کہ آج تیسرے دن کا ذکر ہے کہ سرداران اور سپہ سالاران دلیر و شیر اور جوانان لقا پرست زبردست نکوہاران اور جان نثاران پیغمبر مرسل نے حسب الحکم اپنے اپنے باطمینان تمام بخوبی انتظام اپنی فوج کا کرکے شاہزادہ بدیع الزمان کو محاصرہ کر لیا جب صبح کا وقت ہوا تو دیکھا کہ وہ بہرو شیر یکہ و تنہا جسطرف حملہ آور ہوتا اور اپنی شمشیر کو علم کرکے جا پڑتا ہے تمام فوج مثل گلہ گوسفند و رمہ ہم و برہم ہو کر بھاگتی پھرتی تھی اور وہ خوف اور ہراس تمام لشکر گنجاب پر چھا گیا کہ بدیع الزمان باوصف اسکے کہ دو پہر رات کے معرکہ مین زخمی ہو گیا تھا اور تمام جسم اُسکا زخمہا کاری سے مانند تختہ ارغوان کے شگفتہ نظر آتا تھا مگر پھر بھی جنگ رستانہ کرتا ہوا سمت صحرا نکلا چلا گیا اور کسی کو یہ حوصلہ اور یہ جرأت نہوئی کہ تعاقب اُسکا کرتا اور ایک شخص سن ترک جوشن پوش نامے کہ اُسے زال علم آموز رستم کہا چاہیے ملازم قدیم گنجاب کا تھا اور حسب الحکم سرکار کے واسطے تعلیم فنون سپہ گری وہ ہمراہ

بدیع الزمان کو پیغمبر مرسل لئے اُسے شاہزادہ بلند اقبال خطاب دیا تھا متعینہ تھا اُس پر نابالغ نگرام نے مرد کو زیرکی کی کہ دین اور ملت
قدیم اور مذہب طریقہ آبائی کو اپنے چھوڑ کر باغواے بدیع الزمان نادیدہ خداے آسمانی کی پرستاری اختیار کی اور رفاقت مین
بدیع الزمان خلاف مذہب کے ہر روز بنام قاسم کہ اُسکے پوتا حمزہ صاحبقران کا اور بیٹا اُس بدیع الزمان کا لوگ
مشہور کرتے ہین نعرہ کرکے شریک حال بدیع الزمان ہوتا تھا اور ہر روز معرکہ آراے میدان شبخون رہتا تھا مگر وہ جھٹ پٹ زخمی ہو
اور بحالت غش مین اسوقت دلاوران فوج گنجاب نے کمندون مین مانند شیر کے اُسے اسیر اور دستگیر کر لیا اب حسب الحکم
پیغمبر مرسل زندانخانہ مین بھیجا گیا ہے چنانچہ کل صبح کو بیرون شہر محکم گنجاب وہ سزاے اعمال کو اپنی پہونچے گا اور گردن مارا جائیگا
آج ابھی منادی ہوگئی ہے کہ سب لوگ ساکنان شہر گنجاب اُسکی نعرہ بردیدنے اور قتل کا تماشا جا کے دیکھین وہاں کو سب پچکو سی
یہان سے جو دیہات اور قریے بستی گانون گراؤن کی رعایا گنوار زمیندار وغیرہ ہین وہ بھی سب بیرون شہر تماشا دیکھنے کے لئے
جمع ہوتے جاتے ہین علی الصباح اس بندہ پیر کا بھی قصد ہے کہ اُس مجمع مین پہونچکر خونریزی اُس نگرام کی دیکھکر داخل ثواب ہو
یہ گفتگو فیروز آسیابان کی سُنکے شاہزادہ تھا ورسیاہ نہایت متفکر اور مغموم ہوا اور اپنے دل مین جناب حق مین بہت کہتا تھا کہ اے خالق
تو سمیع اور بصیر ہے ہر شی پر قادر قدیر ہے تو واقف حال اور شاہد میری مقال کا ہے کہ مین بندہ عاصی بعد از نماز پنجگانہ ہمیشہ ہی
تیری جناب سے ملتجی اور مستدعی رہتا ہون کہ تا قید حیات اپنی روز بد شاہزادہ بدیع الزمان اپنے عم بزرگوار کا آنکھون
سے نہ دیکھون اور نہ یہ خبر ناسموعہ میرے کان تک پہونچے اب تو ہی میرے عم بزرگوار کا نگاہبان اور حافظ ہے اور تجھے علم
کہ وہ زخمی ہوکر جو عرصہ کارزار سے نکلا ہے تو گھوڑے نے کس جنگل مین کس مقام پر اپنی پشت پر سے گرا دیا ہے اور کیا اُسپر
گذری ہو وہان جراح کہان مرہم کیا اسوقت کثرت آلام وفکر اور جوش خونریزی سے قریب تھا کہ چیخین مارنے لگے اور
دریاے اشک آنکھون سے روان کرے مگر مقتضاے فراست اور صلاح وقت ضبط گریہ کیا اور خوب سا اپنے دل کو
سنبھالے دیر تک لب بسکوت اور محو حیرت بیٹھا رہا فیروز آسیابان نے حال شاہزادہ باقبال تھا ورسیاہ کا دیکھکر پوچھا کہ کیا
آپ اسوقت متفکر اور مغموم کیون ہین اور باعث تکدر خاطر اقدس کیا ہے قاسم نے فرمایا کہ مجھے اسوقت تمھاری زبانی حال سُنکے کمال
رنج ہوا ہر چند مین نے کبھی ان لوگون کا نام یعنی بدیع الزمان اور ترک جوشن پوش کا نہین سُنا تھا اور نہ کبھی صورت اُنکی دیکھی
مگر مجھے ترک جوشن پوش کی ثابت قدمی اور رفاقت اور وفاداری نہایت پسند آئی واہ واہ ایسے بھی دلیر اور شجاع دنیا مین
پیدا ہوتے ہین آسیابان نے کہا کہ حضور یہ تو آپ الٹی تقریر خلاف معدلت فرماتے ہین وہ نگرام تو دشمن خداوند لقا ہے لاکھون
لقا پرستون کا خون اُسکے گردن پر ہے میرا تو یہ مذہب ہے اور یہی چاہتا ہے کہ اگر پیغمبر مرسل جسقدر کہ اُس نگرام ظالم پر تشدد اور عذاب
کرے ایک ایک اعضاے جسم کو اُسکے کاٹ کاٹ کر یا سنگسار کرکے مارے تو گویا عین عدالت گستری اور عدل پروری اور
ثواب عظیم ہو قاسم تو جاہل اجہل ہے اتنی جو تقریر اُس آسیابان کی سراسر خلاف اپنے مزاج کے سُنی قریب تھا کہ طیش اور غیظ مین اُٹھکر
ایک طمانچہ مارے کہ کلہ سر پر سے اُسکا سر اُڑ جائے لیکن کچھ فضل الٰہی شامل حال تھا کہ پیر ضعیف سمجھکر ایسی حرکت نہ کی نہایت برہم اور برہم
ہوکر اتنا ہی فرمایا کہ او مردک مسخرہ تو کیا جانے اور تجھے اس مین کیا دخل ہے اگر ہزار برس یہ فلک دوار چرخ مارے تب بھی ترک
جوشن پوش ایسا شہسوار عرصہ کارزار جولانگاہ ہستی مین کبھی نہ دیکھے گا تو اپنے آپے سے ڈال کے بھائی کی خبر لے اور باتین کر
پیر آسیابان کی رنگت زرد ہاتھ پاؤن سرد ہوگئے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ عالم یاس وہراس مین تھرا کے عجز و انکسار کرنے لگا
اور اپنے دونون ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ حضور مین نے نادانستہ یہ گفتگو کی فی الحقیقت ہم لوگ ان باتون کو کیا جانین اور
کل صبح کو اگر حضور بھی وہان تشریف لیجائین تو سواریان متعدد حاضر ہین اور خلاصہ اس خوشامد کا اور الحاح سے یہ تھا کہ
آسیابان نے اپنے جی مین خیال کیا کہ یہ نوجوان نو وارد ولاشک ولاریب دیوانہ اور مجنون مجسم ہے اور طرہ اسپر یہ کہ سپاہی

وضع سلاح بند مبادا کسی وقت کوئی بات ایسی منہ سے نکل جاے اور یہ شخص دیوانہ پنے سے مجھے ہلاک کر ڈالے تو یہ بات کہ مصرع ابدا انہ
سرمن کن فیکون شدہ شدہ باشد٭ میری تو جان جاتی رہے اسکا پھر کوئی کیا کریگا یہی تدبیر خوب ہو کہ اب یہ ذات شریف کسی حیلہ بہانہ
سے تشریف لیجائین غرض قاسم اسکی منت اور سماجت سے خاموش ہوا اور کچھ غصہ فرو ہوا بعد ازان آسیابان نے ایک پلنگ
منگا کے اسی بنگلہ مین بچھوا دیا اور عرض کیا کہ حضور دم بھر آرام فرمائین قاسم نے کہا کہ ابھی تو مین سونے کا نہین شب کو آرام کرونگا مگر
تم ایک کام کرنا کہ ایک گھوڑا ہماری سواری کے لیے کسوا کے یہان چوکی مین لگا رکھنا کہ ہم بھی بعد نصف شب اُس مجمع مین بطور سیر
و تماشا سوار ہو کر آئینگے آسیابان نے عرض کی کہ بہت خوب غلام بہت تحفہ گھوڑا با زین و لجام مرصع کار اول شام سے تیار کرا کے
یہان حاضر رکھیگا آگے جسوقت حضور کے مزاج مبارک مین آئے سوار ہو کر جہان جی چاہے سیر و تماشا کو تشریف لیجائین قصہ مختصر
جب کہ وقت شام کا ہوا اُسوقت شاہزادہ خاور سپاہ نے توجا کے پلنگ پر آرام فرمایا یہان پیر آسیابان نے اپنے گماشتون سے
علیحدہ بیٹھکر سارا حال شاہزادہ باقبال کی بدمزاجی اور غصے اور جہالت کا بیان کیا اُسکے سب نوکرون نے کہا اگر آپ کا ایما
ہو تو فرماوین ہم ابھی اس جوان کو یہان سے نکال دین پیر آسیابان کی روح نکل گئی مارے ڈر کے ایک ایک سے نہین نہین
کر کے کہنے لگا کہ ایسے واسطے خداوند مجید و ہزار ملک باختر کے کہین یا ایسا غضب نہ کرنا یہ ایک بلا ہے سبرم ہو کسی حیلہ و تدبیر
اس آفت ناگہانی کو مین اپنے سر سے ٹالا چاہتا ہون سو تم ایک گھوڑا با زین و لجام تحفہ اسکی سواری کے لیے تیار کرا رکھو آدھی رات
کے بعد یہ سوار ہو کر چلا جائیگا نوکرون نے کہا کہ آپکے یہان گھوڑے بہت بیش قیمت ہین تو ایک سپاہی بھی معتمد اور معتبر اور ہوشیار اس
جوان کی سواری کے ہمراہ کر دینا چاہیے اسلیے کہ جو یہ شخص گھوڑا لیکے کسی طرف کو چلا جائے اور پھر نہ آئے تو ہم سے کوئی کہان ڈھونڈتا
پھرے گا پیر آسیابان نے کہا کہ تم سب بڑے نادان ہو مثل مشہور ہے کہ عزت کا صدقہ جان اور جان کا صدقہ مال اس دیوانے
کا جی چاہے تو دو گھوڑے لیجاے مگر کسی صورت سے خداوند لقا اس بلا کو میرے سر سے دفع کرے اور یہ کہکر ایک راہوار کہ
تیز رفتار اور بیش قیمت تھا اُسنے حکم دیا کہ اسی گھوڑے کو جلد تیار کر کے لے آؤ چنانچہ اسکے نوکرون نے اُس مرکب کو بازین و لجام تحفہ
تیار کر کے لگا رکھا جسوقت شاہزادہ خاور سپاہ نے کوئی ڈیڑھ پہر رات پچھلی باقی تھی کہ خواب راحت سے بیدار ہو کر
پیر آسیابان کو آواز دی اور فرمایا کہ وہ گھوڑا ہماری سواری کے واسطے تمنے تیار کروا کے کہان کھڑا کیا ہے آسیابان کے دل
مین وہ خوف سمایا ہوا تھا کہ تمام رات نیند اُسے نہین پڑی آواز کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ حضور گھوڑا اول شام سے کسا
ہوا کھڑا ہی قاسم نے کہا کہ تمھارا ابھی تو ارادہ چلنے کا تھا اُسنے کہا کہ غلام ضعیف و ناتوان حضور کے ہمرکاب نہین پہونچ سکیگا آپ
تشریف لیچلین مین بھی حاضر ہوتا ہون یہ سنکر شہزادہ خاور سپاہ مسلح و مکمل ہو کر مرکب پر سوار ہوا اور اپنے دل مین یہ سوچتا اور
تجویز کرتا ہوا کہ اے قاسم اگر تائید ایزدی شامل حال ہوا و نصیبا وری کرے تو اگر اُس مجمع کثیر و انبوہ عظیم مین اُس مرد مسلمان وفا
یعنی ترک جوشن پوش کو جا کر چھین لائیے اور قتل سے بچا لیجیے تو ایک مرتبہ حسنات عظیم ہو گا کہ ایک مرد مومن کو پنجہ کفار
سے چھڑا لیا دوسرے یہ کہ رفیق جان نثار کو شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے تلوار کے نیچے سے بچایا اور کس قید شدید سے نجات دی
گویا ہمیشہ یہ بار عظیم میرا احسان اسکی گردن پر رہیگا خلاصہ یہ کہ جی مین نہایت خوشی خوشی اس میدان قتل گاہ کی طرف روانہ ہوا

اب شمہ داستان شنولت بیان شاہزادہ بدیع الزمان والاشان گذارش کیا جاتا ہے

کہ جبکہ انجم گردہ ستم شکوہ صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے حالت
زخم داری اور غشی مین اپنے دونون ہاتھ گھوڑے کے گلے مین ڈال دیے اور وہ مرکب باد رفتار جنگ ستانہ کرتا ہوا سمت صحرا
نکل گیا از بسکہ گھوڑا بھی نہایت زخمی تھا دس بارہ کوس تک تو بگٹٹ چلا گیا آگے مین کوئی پہر یا سوا پہر دن چڑھا ہوگا کہ
ایک مرغزار سرسبز او سیراب نہایت طرب افزا اور صحراے لطیف اور فضا ملا کوسون تک سبزہ فیروزہ گون لہلہا رہا تھا جہان تہان ڈبرے پانی

توڑکر ملین اور اسی طرح سے بعد دم بھر کے جو ملاحظہ کیا تو تمام زخم اُس گھوڑے کے اندمال کرکے وہ بھی لائے تھے اور نشان باقی نہ تھا
شاہزادہ عالی شان نے گھوڑے کے تمام بدن کو دھو کر خوب ٹہلایا اور چراگاہ مین چھوڑ دیا اور اُسی صحرا مین جا بجا سے کچھ میوہ صحرائی درختون
مین سے توڑکر نوش فرمایا اور بعد ازان پھر زین مرکب پر کھینچکر سمت شہر سنجان سوار ہو کر چلا ابھی کوئی کوس بھر بھی نہ پہونچا ہوگا کہ سامنے
سے چند مسافر آپس مین یہ باتین کرتے ہوئے کہ کل کے دن کیا کچھ ہمارا رہنا اور شہر سنجان مین نہ ہوا ورنہ ہم بھی ترک جوشن پوش
کی گردن مارے جانے کا تماشا دیکھ لیتے ایک اُن مین سے کہنے لگا کہ بھائی ہمکو ایسا تماشا خداوند لقانہ دکھائے تو یہ مقام تاسف
اور جائے عبرت ہے کہ جسوقت یہ سانحہ ہوشربا اور واقعہ جانگزا گردن مارے جانے کا اُسکے پسر حمزہ کے گوش زد ہوگا تو فرمائیے
بنیاد اُسکی رفاقت اور جان نثاری اور محنت اور وفاداری نے اُسکے دل پر کیسا صدمہ عظیم ہوگا اور اُسکی صولت اور شجاعت اور
جمعیت اور مروت سے عجب نہین کہ وہ مثل شیر تشنہ دگرسنہ تہیہ رہائی اور نجات اُس رفیق اور جان نثار یار وفادار کے آسکے
اور سمجھ لینا کہ اگر کل آفاق اور تمام فوج و سپاہ گنجاب بالاتفاق جمع ہو کر اُسوقت اُسکا مقابلہ کرے تو وہ کسی مین بن نہین
ہونے کا اور تماشا البتہ قابل دیکھنے کے ہے کہ کیسے سوار و پیادے لشکر گنجاب کے مثل صید لاغر اُس شیر بیشہ خونریزی سے خاک
و خون مین پڑے لوٹتے اور پھڑکتے ہین اور کتنے مانند بز و میش کے چار طرف بھاگتے پھرتے ہین اور کیا رنگ اُس سرزمین
قتل گاہ کا نظر آتا ہے مگر افسوس ہزار افسوس وہ جو کہتے ہین صحیح کوئی انسان نہ آجائے کسی انسان کے قابو مین اب وہ
ترک جوشن پوش مرد پیر زخمی اور مجروح سیرون خون اُسکے جسم سے نکل گیا دو تین دن کا بھوکا پیاسا اسیر و دستگیر بہ غل و زنجیر
افواج بے پیر مین محض بے دست و پا ہے ایک پیر زال عورت بھی جو چاہے سو اُس سے سلوک کرے بھائی ہم تو اس بات کو
جوانمردی اور بہادری نہین سمجھتے ہین یہ تو عین نامردی اور بے ہمتی اور نامنصفی گنجاب کی ہے اُسکو تو بلا کے مخلع بخلعت کرنا تھا
اور ایسے بہادر کو اپنا رفیق بنانا اور ملک مین رکھنا غنیمت سمجھنا تھا خوب ہوا جو ہم آج وہان سے چلے آئے شاہزادہ بدیع الزمان
نے یہ خبر وحشت اثر سنکے اُن لوگون سے بیگانہ وار پوچھا کہ بھاجو اُس شخص کی کیا تقصیر تھی کس جرم پر اُسے قتل کرتے ہین راہگیرون
نے کہا کہ صاحب وہ ملازم پیغمبر مرسل تھا ایک غیر شخص غیر کف غیر بات نادیدہ خدا کے پرستارون مین کوئی بدیع الزمان پسر حمزہ
صاحبقران ملک سنجان مین تازہ وارد ہوا تھا ہر چند کہ یہ داستان بہت طولانی ہے مختصر مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ بدیع الزمان
بے واسطہ اور بے جہت ہر شب شبخون فوج گنجاب پر آکر مارتا تھا اور یہ شخص جو مسمی بہ ترک جوشن پوش ہے ہوا خواہی اور رفاقت
بدیع الزمان مین کوئی شخص قاسم ہے اُسکا نام لیکر شریک معرکہ شبخون ہوتا تھا اور ہزارہا سوار و پیادون اور اکثر سردارون اور
سپہ سالارون کو ان دونون نے میدان رزم و پیکار مین تہ تیغ آبدار کیا اور تمام لشکر گنجاب مین تلاطم ڈالکر چھاونیون کو ویران
و برباد کر دیا تھا آخرش سچ تو یہ ہے کہ بُرے کام کا انجام بد ہے ایک روز دونون گھرے بدیع الزمان تو زخمی ہو کر کسی طرف نکل گیا
دستیاب نہین ہوا مگر یہ ترک جوشن پوش پکڑا گیا اسی جرم پر آج پیغمبر مرسل نے حکم دار پر کھینچنے اور اُسکے قتل کرنے کا دیا ہے
اور کل سے اس بات کی منادی تمام شہر مین ہو گئی ہے کہ ادنے اعلی شاہ و گدا وضیع و شریف زن و مرد از خرد تا کلان از پیر تا جوان
بلکہ دس کوس تک کی رعایا برایا قریہ و دیہات کے زمیندار گنوار سب آکے تماشا اُسکے قتل کا دیکھین شاہزادہ بدیع الزمان یہ ادراک
اس حال کے زیادہ تر مضطر اور پریشان ہوا اور وہین سے اپنے مرکب کو تیز گام کرکے سمت شہر سنجان روانہ ہوتا ہے اور
سابق ازین گذارش کیا ہے کہ شاہزادہ قاسم بھی فیروز آسیابان کے پاس سے بلحاظ مصلحت کے تہیہ رہائی ترک جوشن پوش روانہ ہوا ہے

اب دو کلمے داستان اضطراب و بیقراری جناب عصمت مآب ملکہ گوہر ملک کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت سے اُسنے حال حصاری ہو کر بحالت زخمداری نکل جانے شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کا سنا ہے اور بعد اسکے
یہ سانحہ حیرت زا اور حادثہ جانگزا ترک جوشن پوش کی گرفتاری کا اور حکم گردن مارنے کا علی الاتصال اثر زبانی ہر ایک کے گوش زد

ہوا ہے ملکہ گوہر ملک نہایت اندوہگین اور پریشان مثل قالب بیجان بادل بریان اور سینہ سوزان خاموش دراز خود فراموش نیے قصر دلکشا مین ایک شہ نشین پر اپنی پلنگڑی پر پڑی ہوئی روتی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دونون آنکھیں نہین ہین دو سحاب رحمت ہین کہ مرغ دپیر متصل و پیہم برس رہے ہین ہرچند خواصین مقربین مصاحبین انیسین جلیسین محرمین ملکہ کو سمجھاتی اور تسکین دیتی ہین مگر ملکہ بجز آہ و زاری اور شغل اشکباری اور کسی طرف مطلق توجہ نہین کرتی اُس روز کی نقل ہے کہ سب صحبت والیان گرد و پیش بیٹھی بعجز و الحاح کہہ رہی ہین کہ قربانت شوم آج تیسرا دن ہوا کہ حضور نے کچھ خاصہ تک تناول نہین فرمایا نہ لحظہ بھر آرام فرمایا ہے نہ آپ کچھ اپنے دل کا حال کہتی ہین نہ کسی سے کچھ بات کرتی ہین سارے محل مین ایک ماتم بپا ہو رہا ہے عند اللہ کچھ تو فرمائیے اس صدمہ اُٹھانے اور غم کھانے سے بجز نصیب دشمنان ہلاکت کے اور کیا تصور کیا جائے بس ہم سب لونڈیاں بھی کوئی دم کی مہمان ہین یہ حضور کے رنج و غم دیکھ دیکھ کر شعر

زندہ کی آنکھین ہین یہ کپڑے بدن مین ہین یہ سب جانتے ہین ہمکو کہ مردے کفن مین ہین یہ عنقریب تصدق ہو جائینگی یہ گفتگو دلاسا وغیرہ اپنے ہمراہیون و دمسازون کی سُنکے ملکہ گوہر ملک نے مثل ماتمیان غمدیدہ اور سوگواران ستم رسیدہ کے ایک آہ جانکاہ دل سے کھینچکر فرمایا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد یہ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد یہ ساری گفتگو شعر گر اگویم کہ بااین درد جانسوز یہ طبیبم قصد جان ناتوان کرد یہ کیا اپنا حال دل مون اور کس سے کہون مین تو مرنے پر راضی ہون پر موت کو موت ہی آگئی زندگی یہی گلے پڑی اسکی مین کیا دوا کرون بس مجھے چپ پڑا رہنے دو جو لطف کہ اس خاموشی مین مجھے حاصل ہے وہ مجھے قسم ہے اپنے دین اور ایمان کی کہ اور کسی بات مین مجھے وہ آسایش اور کیفیت نہین ہائے افسوس وہ مثل ہے کہ خود کردہ را درمان نیست ہرچند شاہزادۂ عالیمقام نے مجھے سمجھایا کہ تقدیر کے کارخانہ مین کسی کو کیا مداخلت ہے کمبخت نصیب اُجڑی نے اُنکا کہنا نہ مانا اور اُس شہریار کو اُسکے شہر و دیار اور خویش و تبار اور والدین بزرگوار سے بکر و فریب جدا کر کے اس ملک کفار مین لیکر آئی اب خدا جانے کہ اُس تن اطہر و جسم نازنین پر اُسکے کثرت جراحت ہائے کاری سے کیسی کیسی ایذائین اور کیا کیا صعوبات ہونگی کہاں جیحہ کہاں مرہم کہاں کوئی یار مددگار رفیق اور دلسوز غمخوار اُسکا افسوس ایک مین ہون سو اُس سے دور سیکڑون کوس معلوم نہین کہ گھوڑے نے لیجا کے کہان اُسے اپنی پشت پر سے علیحدہ کر کے گرادیا کس جنگل مین کس حال زار مین ہائے افسوس صد افسوس کیونکر ہوگا کہان پڑا ہوگا شعر افسوس پڑا ہے وہ کدھر کو بھیجون کسے اُسکی مین خبر کو ستم تازہ یہ ہے جسوقت سے یہ صدا میرے کان مین پڑی ہے کہ وہ عاشق زار رفیق جان نثار اُسکا یعنے ترک جوشن پوش نامدار گردن مارا جائیگا اُسکی بیجد جانفشانیان اور سرفروشیان مجھے یاد آتی ہین اور اُسکے صلۂ انعام اور عوض مین اُسکی گردن مارے جانے کا اور قتل ہونے کا یہ حال شکستگی اور بیہوشی جسوقت کہ تصور میرے دلپر گذرتا ہے جان شیرین مجھے تلخ معلوم ہوتی ہے اور ذائقہ حیات بدتر از تلخی سکرات میرے کام و دہان مین ہے اب کسی کھانے اور پینے کا مزہ نہین رہا بس اسوقت اتنی التجا اور دعا میری اُس خالق ارض و سما سے ہے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیرگاہ زندہ و سلامت بجاہ و حشمت رکھے اور میری آبرو اور میرا پردہ اُس وارث کی سلامتی مین رکھ لے کہ مجھے جلد دنیا سے اُٹھا لے اور پیوند خاک کر دے اشعار

وہ خوش رہے سینہ چاک ہون مین	جیتا رہے وہ ہلاک ہون مین	مطلوب ہے اُسکی زندگانی	گو مین نہون در جہان فانی

اور سُنو بہنیو تم سب عہد طفولیت سے میرے ساتھ رہین اور انیس خاص جلیس با اخلاص گذرا اور جان نثار بنی رہتی ہو اور ایک ایک عاقلہ اور مآل اندیش نشیب و فراز دنیا کے سب کچھ جانتی ہو کچھ کسی کو سکھانے اور سمجھانے کی احتیاج نہین ہے دنیاے ناپائدار اور زندگانی مستعار کا ہرگز اعتبار نہین اور مرنے اور جینے کا کیا بھروسا دم مین یہان کیا جانے کیا ہے کیا نہین ہے لہذا مین تم سبھون سے اتنی امید رکھتی ہون کہ شاید بعد میرے کوئی سبب ایسا ہو کہ شاہزادۂ والا مرتبت کے اقدام عالی کی زیارت پھر تمھین نصیب ہو اور کہین ملازمت حاصل ہو جائے تو حق گذاری اور وفاداری یہ ہے کہ اتنا پیام مجھ سوختہ

قسمت مسافر ملک عدم کی طرف سے گزارش کردینا اشعار

سو حسرتیں اور ہزاروں ارمان ۔ دل میں لیے اے دیتی ہوں جان
ناشاد و نامراد ہی واے ۔ دنیا سے میں اسطرح چلی ہاے
ہے نزع میں بھی مجھے تری یاد ۔ مٹی مری کیا ہوئی ہے برباد
ازبسکہ کڑی ہے پہلی منزل ۔ بیتاب ہے اس سبب سے میرا دل
تو تجھکو قسم اسی خدا کی ۔ خوبی تجھے جس نے یہ عطا کی
ماتم میں مرے نہ کیجو للہ ۔ جز صبر و ضبط نالہ و آہ
ان دل سے مجھے نہ بھول جانا ۔ تربت پہ بھی فاتحہ کو آنا

اے روح رواں مرے صد افسوس ۔ ہیں تجھسے جدا ہوں سیکڑوں کوس
الفت ہوئی دشمنی جانی ۔ افسوس یہ میری نوجوانی
جبتک کہ مرے لبوں پہ دم تھا ۔ دوری کا تری مجھے الم تھا
مرجانے کے بعد گور میں بھی ۔ حسرت رہی تیرے دیکھنے کی
ہوں تجھسے یہ ملتجی کہ یکبار ۔ گر تو سنے مرگئی وہ بیمار
اکدم میں ترے ہزار دم ہو ۔ رشتہ تری عمر کا نہ کم ہو
کچھ دل میں نہ اپنے لائیو غم ۔ رہنا مری جان شاد و خرم

یہ کلمات عبرت آیات اور گفتگوے یاس و حسرت ملکہ گوہر ملک کی سنکے سب صحبت والیاں مثل قالب بیجان محو حیرت سکتے کی صورت رہگئیں اور جتنی ہمدمیں اور محرمیں انیسیں خاص اور جلیسیں باخلاص تھیں وہ اٹھ اٹھ کے ہر ایک کام کے بہانے سے علیحدہ جا جا کے منھ ڈھانپ ڈھانپ کر روتی پیٹتی وہ ہتھیلیں (?) اپنے سروں پر مارنے لگیں تمام مجلس میں ایک تلاطم اور شور ماتم بپا ہوگیا تھا اور سب باہم کہتی تھیں کہ صاحبو ملکہ صدمہ جانکاہ دوری شاہزادہٴ عالیجاہ میں جیتی ہوتی نہیں معلوم ہوتی اور ملکہ گوہر ملک یہ باتیں کرکے عجب طرح سے بیتاب اور حالت اضطراب میں کبھی تو دریا اشکوں کے آنکھوں سے بہاتی تھی کہ تکیے چادر توشک پلنگ کے سب تر ہوجاتے تھے اور کبھی گھبرا کے بعد نالہ و آہ یہ شعر زبان پر لاتی تھی شعر قلق ہے دل پر فغاں ہے لب پر جگر پہ آہ اور مژہ پہ طوفان + اجل خبر لے کہ جان واحد یہ سو طرح کے عذاب میں ہے + اور کبھی عالم وحشت میں دیوانہ وار با چشم اشکبار پلنگ پر سے اٹھکر چمنستان میں بطریق تفریح طبع جاتی تھی اور ادھر ادھر گلگشت کرتی پھرتی اور کہتی تھی کہ اے گل اندام افسوس صد ہزار افسوس اب ہم کہاں اور جلوہٴ دیدار شاہزادہ بدیع الزمان کہاں دل کو صد حیف یاس کلی حاصل ہوگئی ہے گل اندام وغیرہ سب خواصوں نے عرض کیا کہ اے ملکہٴ عالم فی الحقیقت بدگمانی لازمہٴ محبت ہے لیکن حضور اندکے اپنے دل کو تسکین دے کے بچشم غور ملاحظہ فرمائیں کہ اس جامع المتفرقین نے کس طرح سے سامان وصال بہم پہونچایا تھا اور کن کن بلیات اور آفات سے کہ اسوقت بھی ملاقات سے شاہزادہ والا صفات کی یاس ہم سبھوں کے جی کو ہوگئی تھی مگر کس خوبصورتی سے بے سعی و تلاش ملاقات ہوئی اسی صورت سے کیا عجب ہے کہ پھر زیارت اقدام اعلیٰ اس عالی منزلت کی ہمکو نصیب ہو اور یہ ساری کلفت اور مصیبت مبتدل بعیش و عشرت ہوجاے قربانت شوم مصرع چنان نماند چنین روز ہم نخواہد ماند + ملکہ گوہر ملک نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ ہاں تم سچ کہتی ہو اللہ یہ جہان فانی عالم اسباب ہے خواصوں نے عرض کی کہ حق تعالیٰ حضور کو صدہا سال سلامت رکھے جسوقت کہ دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوتا ہے کوئی سبب درکار نہیں ابھی ملکہ سے اور خواصوں سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جس دیوار کی طرف سے شاہزادہ عالیمقام قدیم الایام سے تشریف فرما ہوئے تھے ادھر ایک کھٹکا معلوم ہوا اور ملکہ نے گھبرا کر اس طرف کو جو دیکھا تو بالاے دیوار سے ایک سیاہ پوش باغیچہ میں اترتا ہے ملکہ گوہر ملک اسدرجہ مضطرب اور سراسیمہ ہوئی اور اودھر کو چلی کہ دوپٹہ کاندھے پر سے زمین پر گر پڑا اور اسکا کچھ خیال نہ کیا اور یہ کہتی ہوئی کہ اے گل اندام خدا جھوٹ نہ کرے میرے دل کو یقین ہوتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان رونق افزا ہوئے ابھی تھوڑی دور نہیں پہونچی تھی کہ ادھر سے شاہزادہ والا تبار تبسم فرماتے قریب آپہونچے اور ہاتھ ملکہ کا پکڑ کے پوچھا کہ ملکہٴ عالم فرمائیے ان دنوں حال مزاج مبارک کا کیا ہے ملکہ گوہر ملک نے بچشم حیرت شاہزادہ والا مرتبت کو دیکھکر کہا شعر حال گفتنی نہیں میرا + تمنے پوچھا تو مہربانی کی + اور پلک پر سے ٹوٹ ڈھلک کر آنسو دامن پر گرنے لگے اور یہ حال بہم پہونچا کہ ہچکی سی لگی ہوئی بات نہیں کیجاتی تھی گل اندام

نے عرض کیا کہ اے شہریار خدانخواستہ اگر حضور اسطور پر رونق افزا ہوا کرینگے اور یہی طریقہ ملازمت کا رہیگا تو صد مسرور دوری اور مہجوری
سے حضور کے ہم لونڈیون کو بلکہ ملکہ عالم کی زندگانی کی طرف سے قطع امید اور یاس کلی ہو چکی شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ شعلہ محبت لگائی ہے
پانی مین آگ محبت سے ہر تیغ گردن مین لاگ ہے سوا سے جا لگا ہے نخل محبت مین اور ثمر کیا ہے جو کچھ کہ ملکہ کے دشمنون پر بدولت
اس دل اور اپنی محبت کے بیہودہ تعجب ہے یہ کہکر اپنے رومال سے ملکہ کی آنکھون سے آنسو پونچھکر فرمایا کہ اب یہ رونا دھونا تمہارا محض
بیکار ہے خود کردہ را درمان نیست ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ شہریارا اللہ تعالے نے بھی اپنے کلام مبارک مین فرمایا ہے والکاظمین الغیظ
والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین گناہ بندے کے معاف کرتا ہے فی الحقیقت مجھسے ایسا ہی جرم سرزد ہوا ہے کہ تمہارا کہنا نہ مانا
مگر شعر ہے گناہ درجم سزاوار آپ کے ہے بخشو نہ بخشو ہم ہین گنہگار آپ کے شاہزادہ نامور نے یہ سنکر فرمایا کہ اے ملکہ گوہر ملک
تمہاری جان عزیز کی قسم اب تو مجھے مطلق اختیار باقی نہین ہے ان تا وقتیکہ ہمارا راز افشا نہین ہوا تھا ہم کیسے پوشیدہ پوشیدہ
تمہارے ساتھ اوقات بسر کرتے تھے اور اب تو اس ملک اور دیار کے در و دیوار بھی ہمارے سایہ سے متنفر اور گریزان ہین اور
ایک ایک فرد بشر انکا تمامہ زن و مرد تشنۂ خون اور دشمن جان ہمارا ہو رہا ہے بجز افضال لایزال قادر ذو الجلال کے اور کوئی
صورت اب ملاقات کی نظر نہین آتی ہے ان الصبر مفتاح الفرج صبر کرو اور رات دن جناب احدیت سے دعا مانگو غرض یہ باتین
کرتے ہوئے اسی خلوتخانہ مین جہان کہ قدیم سے صحبت اور نشست رہتی تھی آکر بیٹھے اور بعد ذکر اذکار سلسلۂ سخن یہان تک پہونچا
کہ کل صبح کو بیرون دروازہ شہر ترک جوشن پوش گردن مارا جائیگا اور تمام مکان شہر ادنی اعلی تماشا اسکا دیکھنے کو جائینگے
شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقدار یاد وفاداری اور جان نثاری مین اسکی بے انتہا ہوکر زار زار مانند ابر بہار کے رونے لگا
اور فرمایا کہ اے ملکہ اب تمہین از روے انصاف کہو کہ ایسے اپنے رفیق عاشق زار سر فروش اور جان نثار کی ہم خبر قتل سنکر بخوف
جان چشم پوشی کرین اور حتی المقدور اپنے اسکی رہائی اور نجات کی تدبیر سے غافل رہین استغفار مصرع صد خندہ مرگ بر چنین
است یہ کوئی نامردانگی اور بے ہنری بے ننگ گوارا نہ کریگا اگر لاکہ جانین ہمری اس راہ مین کام آئین تو بہتر ہے کہ ایسی موت کو
بہتر از زندگانی جاوید سمجھون ملکہ گوہر ملک نے عرض کی کہ آپ بجا فرماتے ہین اس مین سرمو فرق نہین ایسے دوست اور
با مروت لوگ کہان پیدا ہوتے ہین جس طرح سے ترک جوشن پوش نے تمہارے واسطے اپنی آبرو اور جان تک عزیز نہین کی مگر
ایک بات مجھے آپ یہ تو فرمائیے کہ مجھے طرز تقریر سے آپ کی یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاید آپ کا بھی تہیہ اور قصد ہے کہ اسکے شریک حال
ہون شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ فی الحقیقت ایک جانب کو لاشۂ خونچکان ترک جوشن پوش بسر دار آویزان ہوگا اور دوسری
جانب متصل اسکے سر بدیع الزمان بھی نیزے پر سوار نظر آئیگا گوہر ملک نے کہا کہ یہ آپ جو فرماتے ہین سب برحق و بجا الا ایک
بات مین بھی کہتی ہون کہ آپ ایک کی وار دو دو کی چار جہان کہ لکھو کھا دشمن بر سر قتل تشنۂ خون ہون وہان ایک تنہا کیا کر سکیگا
سوا سے اسکے کہ بے موت مارا جاے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ تا وقتیکہ رشتۂ حیات باقی ہے کیا تاب کسی کی جو کوئی
ایک بن مو کو مضرت پہونچا سکے اور جو قضا ہی اب آن پہونچی ہے تو ہزار کوئی یہان چھپا رہے تو فولاد کے قلعہ مین اگر جا کے چھپیگا تو وہان
بھی مارا جائیگا غرض اسی طرح کی باتین کرکے اور بہت سی تسکین اور دلاسا دے کے جب کہ کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی رہی
اسوقت شاہزادۂ عالی مقدار با چشم اشکبار ملکہ کے پاس سے اٹھکر رخصت ہونے لگا گوہر ملک نے دامن شاہزادہ عالم
کا پکڑکر کہا اے شہریار عیاذا باللہ واسطے دین و آئین کے شعر گر زیست ست مجھکو خدا تو خفا نہو سر تن سے کر تو میرا جدا پر خدا انہو
تمہین میرے سر کی قسم ایسی جہالت نہ کرنا چھوڑ البتہ ترک جوشن پوش کا لکھو کھا دشمنون سے ملنا کام آسان نہین دو تین
مرتبہ تو شاہزادہ والا قدر نے بمحبت اور آشتی سمجھایا اور فرمایا کہ ملکہ اسوقت تم ذرا رکو ہین ایسے مقدر بات مین بجد اتحاد ملا
کہنا نہین مانوگی ایسی بیہودہ گفتگو کرنا تمکو لازم نہین ہے مکو بیحیائی کی زیست کسی طرح سے گوارا نہین جو کچھ کہ قسمت مین ہے

وکاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے کلک قدرت سے اپنے بزور دیوان قضا ترقیم کردیا ہے وہ بعرصۂ ظہور آیا اور آئیگا اس مین فکر وتردد کرنے سے کیا حاصل جب ملکہ گوہر ملک نے دامن نہ چھوڑا اور کسی طرح کہنا نہ مانا اُسوقت شاہزادۂ والا مرتبت نے نہایت ناراض ہوکر فرمایا کہ ملکہ سنو اگر تم کہو مین اپنا سر کاٹ کر تمھارے سامنے رکھدون الا ہرسبب کعبہ مصرع گر سر رود دورین ره پروا سے سر ندارم * شریک حال ترک جوشن پوش کا ہونگا اس مین خواه مارا جاؤن خواه بفضل ایزدی وتائید ربانی اسے چھڑا لاؤن کچھ تکلف باقی نہ رہیگا جو مین دامن چھڑا کر چلا جاؤنگا اس سے بہتر یہ ہے کہ میری جان اپنے دل پر ایک بھاری پتھر غم کا رکھ لو اور راضی برضا صابر اور شاکر ہوکر اسکے عوض مین جناب باری سے دعا مانگو اور مجھے پس جانے دو مت روکو اگر زندگی منظور اور حیات نا پایدار باقی ہے تو خاطر جمع رکھو پھر تم سے عنقریب ملاقات ہوگی ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے دامن چھوڑ دیا اور شاہزادۂ عالم ملکہ کی بہت سی تسکین اور دلدہی کرکے اُسی دیوار کی راه سے کمند پکڑ کے زیر قصر اُترا اور بہ بزرودی تمام میدان قتل گاه کی طرف روانہ ہوتا ہے

دو کلمۂ داستان صعوبت بیان ترک جوشن پوش گذارش کیے جاتے ہین

ازبسکہ دور ونزدیک شہر سے حسب الحکم گنجاب تمام شہر سنجان مین منادی ہوچکی تھی کہ پرسون کے روز ترک جوشن پوش گردن مارا جائیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وه بیرون شہر فلان مقام پر آکے ٹھہرے تو اس دن پہر رات پچھلی باقی رہنے سے ہزارون زن ومرد سے اور امیر امراء وزیر ادنی واعلی ووضیع وشریف کہ ومہ زن ومرد از خرد تا کلان از پیر تا جوان ساکنان شہر سنجان اور دکاندار اہل حرفہ بازاری وغیرہ کوئی نہیں بچا کوئی رعایا برایا ٹھاکر راؤ راجے زمیندار گنوار مقدم وچودھری قانون گو وغیرہ گانون گراؤن قصبون پرگنون سے وہان آکر جمع ہوتے جاتے ہین اور چار طرف سے غول کے غول چلے آتے ہین ہزارون ٹیلون ٹیکرون پر کھڑے ہین سیکڑون درختون پر بیٹھے ہین لکھو کھا سر میدان مجمع کیے منتظر ہین ناگاه دیکھا کہ ہزار بار دو سو پیادے چہرے سے ننگی تلوارین کھینچے برچھیان پکڑے گروه پیش ایک ارابے پر ترک جوشن پوش کو مطوق اور مسلسل کیے بٹھلائے ہوئے بڑی ہوشیاری سے انتظام اور اہتمام کرتے ہوئے آگئے آگے سنجانی عیار کوڑا ہاتھ مین لیکر سو سوا سو عیار ہمراه لیے اُس میدان مین آکر پہونچے اور جلادون کو طلب کیا اس عرصہ مین سواری گنجاب کی بھی آ پہونچی اور جتنے مقرب ہین اور مصاحبین اور سردار اور سپہ سالار ہمراه تھے سب تھے وه بھی سب آکر چپ وراست اپنے اپنے مرکبون کو روک روک کر ٹھہر گئے گنجاب نے جلادون کو حکم دیا لیس اسپ دیر نہ کرو جلد اس نمک حرام کو گردن مار دو جلادون نے بدریا فلاکت کا چھپا یا ہو ترا یک کا بنایا تیغ آبدار کو سنگ چپاتا شروع کیا اور چار طرف سے ہزارہا تماشائیون کا یہ عالم تھا کہ پلنگون مین گھسے ہوئے ٹھنگریون مین سرکاے ہوئے کاندھون پر سر رکھے دیکھنے کو جھکے پڑتے تھے گنجاب نے حکم دیا کہ ہان اچھا ترک جوشن پوش کو جلادون نے سنجانی کے ہمراه جاکے ارابے سے ترک جوشن پوش کو اُتار کے کشان کشان اس بورے پر بٹھلا دیا تمام خلق اللہ دیکھتی تھی کہ ایک پیر بالیش سفید اور انی صورت شیر صولت باوصف اسکے کہ تین دن سے زخمی اور شہر وح سب مرہم او پٹی سے سر لپیٹ زخم پر خون جم گیا ہے اور وہان زخم کھلے ہوئے کھانا پینا کچھ میسر نہین آیا حالت ضعف وناتوانی مین وه رعب ودبدبہ اور شوکت وشان چہرے پر اسکے آشکارا ہے کہ دفعتہً کسی کو یہ حوصلہ اور جرأت نہین پڑ سکتی کہ قریب اُسکے جاسکے یہ کلام ہو ترک جوشن پوش نے چار طرف نگاه حسرت ویاس دیکھا شعر شعر مرنے پہ ہو جسکی امید * نا امیدی اُسکی دیکھا چاہیئے * اور ایک مرتبہ بکمال استقلال اور درستی حواس خمسہ کچھ سرداران گنجاب سے کہا چاہتا تھا ناگاه گیا ہو رخون آشام نے اُسکی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ ای نمک حرام شرفا اور نجبا اپنے خداوندان نعمت سے ایسی ہی حرکت کرتے ہین جو تجھسے وقوع مین آئی نالائق تو نے تو سب شرفا زادون کی عزت وآبرو برباد کی بقول شخصیکہ شعر چو از قومے یکے بیدانشی کرد * نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

ہر چند کہ تو نے وہ جرم کیا ہے کہ اُسکا قصاص اور ثمرہ یہی ہے کہ جو تو بچشم اپنے دیکھ رہا ہے مگر ذات پیغمبر مرسل منبع دریاے حلم و مروّت
اور مجمع خلق اور عنایت رحیم اور کریم عطا پاش خطا پوش جرم بخش عذر نیوش ہے اگر تو اسوقت بھی اپنے اعمال اور افعال سے
متنبہ اور منفعل ہوکر سر اپنا اقدام عالی پر پیغمبر مرسل کے رکھ دے اور یہ کہے کہ اے آقاے ولی نعمت میرے شعر جرم من بخش کہ آوردہ ام
شفیع ۔ اشک ندامت و عرق انفعال را ۔ اور ہم لوگ سب تیرے ساعی اور ممد و معاون ہوکر عرض معروض کرینگے تو کیا عجب ہے
کہ پیغمبر مرسل ازراہ بندہ نوازی اور رفیق پروری عفو جرائم تیری کرکے جان بخشی کردے ہم لوگونکو فقط پاس و لحاظ اور صد ملس تا
کا ہے کہ تمام عمر تو نے ہماری صحبت مین صرف اوقات کی اور شریک رزم و بزم رہا اور اس ملک مین تو غریب الوطن بیکس و بے مونس
محض عاجز و مجبور ہے ہمارے حتی المقدور ہمارے سامنے تو گردن مارا جاے یہ نہین دل گوارا کرتا ہے ترک جوشن پوش نے یہ سنکر مثل
شیر گرسنہ و گرسنہ خشمگین ہوکر جواب دیا کہ اوکافرانِ یہ کیا گفتگو سے لاطائل اور پوچ کرتا ہے شکر صد شکر اُس خالق اکبر خداے
عزوجل کا کہ مین زمرۂ غازیان و ہوا خواہ شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند امیر حمزہ صاحبقران والاشان نامور ہوکر کس ثابت قدمی
سے مسافر ملک عدم ہوتا ہون تا وقتیکہ میرے دست و بازو مین یاراے جہاد تھا ہمراہ رکاب شاہزادۂ عالی جناب معرکہ آراے
رزم و پیکار رہا آخر کار کفار کے ہاتھون سے بدرجۂ شہادت فائز ہوکر سرخرو سے کونین ہوا روانۂ گلزار جنت و اہوا اور حوران
قلد جام شراب کوثر ہاتھون مین مجھے دکھلا رہی ہین اور گنجایب تو کیا مسخرہ ہے وہ مشرک خدا لقاے خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت
جسکو تم اپنا معبود جانتے ہو وہ نالائق کاذب و جھوٹا ہے اُسکے روبرو گردن ترک جوشن پوش کی نہین جھکتی یہ
کہکر ترک جوشن پوش نے خلق اللہ کی طرف متوجہ ہوکر بآواز بلند کہا کہ ایہا الناس اگر تم مین سے کوئی مرد مسلمان
خداترس ہو تو میرے کلمۂ شہادت کے گواہ رہنا اللہ تعالے سلامت رکھے میرے آقاے نامدار شاہزادۂ بدیع الزمان والاجاہ
کو کہ زندگی را عیش است جو شخص کہ جیے گا وہ دیکھ لیگا کہ عنقریب اس ملک مین وہ اشجع روزگار شاہزادۂ قمقام شکار ظہور
فروج کرکے آن واحد مین تمام اس ملک کو اسلام آباد کریگا اگر تم مین سے کسی شخص کو زیارت اقدام عالی کی اُس شاہزادۂ
بدیع الزمان والا مرتبت کی نصیب ہو تو اس خانہ زاد جان نثار مسافر عدم کی طرف سے اپنا پیغام کہدینا کہ اس غلام کو
دم واپسین سواے زیارت اقدام پاک کوئی حسرت اور استدعا دل مین نہ تھی اور باقی تو الحمد للہ شعر این سر کہ براہ دین
فدا شد چہ بجا شد ۔ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد ۔ یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے زمین پر مار کے تیمم کیا اور ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا
اور بعد ازان سوے فلک دیکھکر کہا کہ ای رب جلیل تو حاضر و ناظر سمیع و بصیر ہر شئے پر قادر و قدیر ہے کس زبان سے حمد و شکر
تیری کارسازی و بے نیازی کا کرون تمام عمر اس بندۂ عاصی اور گنہگار کی جس طرح سے کہ بعزت و آبرو بسر ہوئی ویسی ہی
دم آخری بھی یہ عاصی بندہ بہ جمعیت اس سراے فانی سے سمت عالم جاودانی سرخرو جاے اور جلاد کی طرف متوجہ ہوکر
کہا کہ او نابکار اب تو انتظار کسکا کرتا ہے توقف و تاخیر نہ کر اور مجھے قتل کر جلاد نے خط کو لکے کا ترک جوشن پوش کی گردن پر
کھینچکر تیغ اٹھایا اور بآواز بلند کہا کہ خلق خدا کی ملک خدا کا حکم پیغمبر مرسل کا وہ شخص جلاد واسطے آدھ سیر ستو کے و
اس دونخ لینے اپنے پیٹ کے بھرنے اور اہل و عیال کی پرورش کے لیے پیشہ خونریزی اور جلادی کا کرتا ہے لیکن شعر سلطنت

سلطان کند فریاد و مہ جدا و چیست ۔ ہر تیغ را روانہ بلا شد طعنہ بر صبا و چیست ۔ ہاے ترک جوشن پوش قطعہ
دنیا خرابات کش عدم تعبیر است

جو کچھ تجھے کھانا پینا دیکھنا کسی	این صفحۂ خاک ہر دو رو تصویر است	ہم ریزہ مین پیرائے ہم روے زمین	طمع اجل است کہ جوان و پیر است

سے کچھ کہنا ہو کوئی حسرت اپنے دل مین نہ رکھ کہدے پھر یہ کھانا پانی اور کھنڈ حتی ہوا اسے تجھے کہان نصیب ہوگی
ترک جوشن پوش نے کہا کہ او ملعون خدا میرا گواہ ہے کہ سواے زیارت شاہزادۂ بدیع الزمان گردش شکر کے نہ کھانے
کی حاجت ہے نہ پانی کی پیاس ہے اور کچھ مجھے کسی سے کہنا ہے نہ سننا ہے نہ کوئی حسرت و تمنا میرے دل مین ہے بسم اللہ بنا

راضی برضائے الٰہی سر جھکائے بیٹھا ہوں تو یہ سر میرا کہ اب وبال دوش ہے جلد قلم کر جلاد کو دو حکم پے در پے پہونچ چکے ہیں فقط تیرے حکم کا
منتظر تھا کہ ناگاہ چار طرف ایک زلزلہ اور تلاطم سا برپا ہو گیا اور نعرۂ اللہ اکبر کی صدا بلند ہو گئی یہ نعرہ گوش زد ہوا تو گویا آفتاب مشرق
دین پروری شہسوار لال پوش خاوری ۔ تمام فوج و سپاہ گنجاسپ اور ساکنان شہر سنجیان تو اس آواز سے مثل بید لرزان اور ہراسان
تھے سب پر ایک وہم اور اضطراب طاری ہوا اور اپنے اپنے دل میں یہ سوچکر کہ جسنے اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی چھاؤنی تباہ کر دی
اور ہزاروں بڑے بڑے نامی اور نامور سرداروں و سپہ سالاروں کو تباہ کر دیا اب جو دن دوپہر اس طرح کشادہ پیشانی آ گیا ہے تو خدا جانے
لاکھ سوار دو لاکھ سوار کسقدر فوج و سپاہ ساتھ ہو گی لکھوکھا تماش بین بد حواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے ہزاروں کی جوتیاں
پاؤں سے نکلکر میدان میں پڑی رہگئیں سیکڑوں کی پگڑیاں اتر گئیں فوج و سپاہ والوں کا یہ حال ہوا کہ نیچے کٹاریاں قرولیاں
کمروں سے نکل پڑیں اور کسکو خبر مطلق نہیں ہوئی ایسے سراسیمہ و مضطر ہو کر بھاگے کہ اپنے تن بدن کا کسی کو ہوش نہ رہا آدمی
تلے اوپر ہو گئے اپنی اپنی جان بچانا سب کو دوبھر تھی جلاد نے یہ ہلڑ جو دیکھا دہشت خود بخود تیغ پھینک کر کے درجان ہو تو جان ہے پہلے وہ
شخص آکر مجھی کو جلاد اور قاتل اس ترک کا سمجھکر قتل کرے گا مضطرب اور بد حواس ہو کر ایک طرف کو بھاگا اور شور
وغل اور ہنگامہ میں ایک مرتبہ جلاد نے جو ترک جوشن پوش کی طرف خیال کیا تو اسنے دیکھا کہ ایک نوجوان نے کچھ کھینچکر
ترک جوشن پوش کے منہ پر مارا اور ترک جوشن پوش چکر کھا کر حالت غش میں گر پڑا اور اس نوجوان نے جھٹ پٹ
ترک جوشن پوش کو بطور گٹھڑی کے باندھکر پشت پر اپنی ڈال لیا اور اسی غول میں بھاگنے والوں کے چلا چلا دینے ہر چند
پکار پکار کر شور وغل کیا اور کہا کہ صاحبو لینا لینا جانے نہ دینا ہاں ہاں دیکھنا کون ہے جو ترک جوشن پوش کو لیے بھاگا جاتا ہے
یہاں اسوقت سبکو اپنی اپنی جان کی پڑی تھی صدائے نعرۂ قاسم مانند صدائے عزرائیل کے لوگوں کے کانوں میں سمائی ہوئی
تھی ایسے خود رفتہ اور بیہوش و حواس باختہ تھے کہ جلاد مسخرے کی بات کون سنتا تھا اتنا بھی خیال کسی نے نہ کیا کہ یہ کون
بلتا ہے اور کیا جھک مارتا ہے اور ترک جوشن پوش ایسا سیر و تماشا کہاں کا اسوقت تو بد حواسی اور گھبراہٹ میں یہ عالم
سب کا تھا کہ اگر کوئی گنجاسپ کو پکڑ کے تلواریں یا جوتیاں مارتا تو کوئی پرسان اور خبر گیران اسکا نہوتا سردار اور افسران فوج اور
پیادے اور سوار جو وہاں موجود تھے وہ کچھ تو بمقابلہ شاہزادۂ خاور سپاہ اپنی اپنی سپریں تلواریں سنبھال کرتے تھے جا بجا
جہاں تہاں واسطے سد راہ ہونے کے کھڑے ہوئے تھے اس عرصہ میں وہ شیر بیشۂ شجاعت اس تیغ روباہ صفت میں تیغ زنی
کرتا ہوا شعر آیا جو سامنے اس دشمن دین کو مارا جسطرف رخ کیا دو چار لعین کو مارا ۔ قریب اس تیل کا دے کے پہونچا تو اسنے دیکھا
کہ ایک طرف تو ایک خالی ارا ہے جسپر ترک جوشن پوش کو بٹھلا کے لائے تھے کھڑا ہے ایک جانب کو نکہت کا چبوترہ اور تختہ
بوریہ پڑا ہے اور تھوڑی دور پر وہ جلاد تھر تھر کانپتا ہے خاموش اور از خود فراموش اس ہلڑ اور ہنگامے کو دیکھ رہا ہے قاسم نے یہ سمجھکر
کہ شاید میری آمد کا شور وغل سنکے سپہر سے ڈر سے ان کافروں نے ترک جوشن پوش کو کہیں یہاں سے الگ لیجا کر چھپا دیا ہے
جلاد کے برابر پہونچکر ایک تیغہ جو اسکی دوال کمر پر مارا الغرض باقی نہ رہا اور مثل خیار تر دو پرکالے ہو کر لاش اس جہنمی بد معاش کی
زمین پر گر کے پھڑکنے لگی گنجاسپ نے شاہزادۂ قاسم عالیجناب کو یکہ و تنہا شمشیر زنی کرتے اور یہ کاٹ تیغ بلا رک افراسیابی کا
اور قوت دیکھکر اپنے سرداروں اور سواروں و پیادوں سے باآواز بلند کہا کہ اے بہادرو دلیرو تمہرو یہاں واحد ہزاروں کم ایسے
دلیروں اور شیروں میں اپنا بانکپن دکھلا رہا ہے ایسا نہو کہ اب یہ زندہ و سالم بچکر یہاں سے نکلجاے اور یہ کیا نامردی اور بے حمیتی ہے
کہ تم سب دور دور الگ تھلگ کھڑے ہو تلواریں اسکے دکھلا کے دار بانروں کا کھیل تماشا کر رہے ہو یہی وقت
ہے چار طرف سے یلغار کر کے جھٹ پٹ لپٹ پڑو اور اگر زندہ ہاتھ آئے تو پکڑ لو ورنہ اسکا سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ یہ کلام اور احکام
اس تیرہ انجام اپنے ولی نعمت کا سنکے گیا ہیبدر خون آشام و کلیل و دراز ترکیب اور کلیل بالا بلند سعید و گیرد نشیو لو قفل بنا

گیا ہور خون آشام لعین بن گیا ہو قیس بن گیا ہو محسن بن گیا ہور خون آشام وغیرہ سرداران ور افسران فوج سب دست بقبضہ ہوکر آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوئے اور چاہتے تھے کہ سپرین تلوارین پکڑ پکڑ کے بر سر شاہزادہ قاسم یورش کرین ناگاہ دست راست سے یہ نعرہ کوہ شگاف بدیع الزمان ہر ایک کے گوش زد ہوا شعر

مہ اوج اسلام انجم گروہ — شد آسمان خنش رستم شکوہ
بہ میدان کین چہ تاب یلان — دل و جان سلطان صاحبقران
بہم برزدن لشکر گنجاب — ہزیمت دہ گیو و افراسیاب
بدانند اعدائے دین کاین منم — بیکدم شکستم کمان نجم
نگے رزم سہراب و بیرو فگن — تہمتن توان گرد لشکر شکن
اگر برکشم نعرہ روز مصاف — فتد لرزہ در جسم دیوان قاف
دریدم چو کرپاس کستور دا — نگونم ملیسے کہ برخیز سا
بدیع الزمانم کہ در روز جنگ — بدرم دل شیر و چرم پلنگ
ز تیغم ببستے ملک اسلام شد — کہ بر فتنہ باغیست نام شد

اور بعد ازان دیکھا کہ وہ رستم صولت سہراب توان آفتاب سپہر صاحبقرانی شاہزادہ عرش جناب بدیع الزمان گردون لشکر شکن تیغ کفہ ریش دیوبند خون چکان علم کیے ہوئے کلائی ہاتھ کی کہنی تک خون مین آغشتہ ایک مرکب فلک ہا دیہ پیما پہ سوار اُس ہجوم لشکر کفار مین کہ ہزارون سوار و پیادے مانند غرندہ ابر کے چار طرف سے جھکے آمادہ کارزار تھے نمودار ہوا اُسوقت فوج گنجاب کا یہ حال تھا کہ جسطرح سے ہنگام طلوع خورشید جہانتاب ظلمت شب اور تیرگی آسمان کی دور ہوجاتی ہے سوار پیادے فوج کفار نابکار کے اور سلاطین گنجاب تیرہ روزگار کے متفرق اور پراگندہ ہوکر دہنے بائین ہٹ گئے اور دور دور نظر آنے لگے مطلع میدان کا صاف تھا او تمام سرداران اور جملہ سپہ سالاران اور جتنے افسران فوج تھے اُنکے چہرون پر ہوائیان اور مردنیان سی چھا گئین تھین او ساری فوج و سپاہ کی رنگتین زرد اور دلون مین طاقتین اور قالبون مین روحین تھین کس شان و شوکت اور عظمت و جودت سے شمشیر زنی او کفار کشی کرنے لگا او سر لاش پہ لاش دھڑ پہ دھڑ سر پہ سر ہر مردہ گرتا جاتا تھا شعر بہرجا کہ شمشیر او کار کرد یکے را دو کردہ دو را چار کرد چار طرف کو آثار قیامت تھے بازار ملک الموت گرم تھا ولال اجل در کار شرح جان ازان کوئی کوچہ حفظ و امان بروے کفار بجز کوچہ زخم وا نہین معلوم ہوتا تھا اور کوئی گوشہ عافیت سوائے گوشہ کمان سکے کہ وہان بھی زہ لغ کمان مارے ہول کے قالب بیجان تھا اعدائے بیدین کو نہین نظر آتا تھا نظریین ہمہ تن چشم ہوکر معرکہ شمشیر زنی اُس اژدہ وہر شاہزادہ نامور کا دیکھ رہین ہین اور چار آئینے جلوہ شجاعت او تہمتنی اُس رستم صولت شاہزادہ ذالا مرتبت کا دیکھ کر عالم حیرت مین تھے شعر ترک خنجر دار گردون از سپہر چرخ برین ہر جنگ او سپید دید میگفت

آفرین صد آفرین گفت ہم

دمادم تم از خنجر پردہ خاک — کشیدہ سر آفتاب بلند
بیک بارہ بر دشمنان تاختند — فلک اندر انست از ہا سنہ خوشیا
نمایان چو شب انجم اندر آسمان

شنیدم ہمی راند آن ناخدا — رشتمش صد ناگ آنچنان جسد صفا
ہم از سایہ گرد او چرخ پیر — ز نعل ستوران آتش نژاد
بیکدم شد آئینہ روزگار — زبس برق تیغ آتش افروختہ

بدریائے خون کشتی با دپا — کہ سیمرغ عنقا پر و لبست قاف
سر افگندہ تار و ز نجشر نیر — بدریائے تب لرزہ ماہی فتاد
ز گرد سپہ صورت زنگبار — ہوا خرمن کہکشان سوختہ

ز نوک سنانش فلک بستہ جا — چو خیط شعاعی بہ انجم کمند
عنان را دلیران رہا ساختند — زمین و دیبا پر ہوا جائے خوش
ز گرد سپہ نوک رخشان سنان

آخر کار فوج گنجاب علیہ اللعن والعذاب نے جمہرسٹ کیا قریب تھا کہ سبکے پاؤن اُٹھین اُسوقت گنجاب سمت گیا ہو رخون آشام مخاطب ہوا اور کہا او کیا ہو سکتا کھڑا دیکھتا ہی جسوقت تمام فوج کام آئیگی تو شاید تمہاری باری آئیگی تم لوگون کو شرم و حیا مطلق نہین ہے اتنا بھی نہین ہوتا ہو کہ ان دو لونڈون کو سزا اعمال دو گیا ہو رخون آشام نے دست بستہ عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل مجھے صرف اس بات کا خیال ہو کہ جب ان چھوکرون کو سزا پہونچاؤنگا لوگ خیال کرینگے کہ ادنی ایسا یا دو شخص کو زیر و زبر کیا یہ میری شان کے خلاف ہوگا یہ بات سنکر گنجاب کو نہایت غصہ آیا قریب تھا فرط غضب سے قالب تہی کرے اتنے عرصہ

مین شاہزادہ قاسم نوجوان نے یہ خیال کیا کہ آج موقع خوب ہو اگر بن پڑے تو اس کنجاب علیہ اللعن والعذاب کو گرفتار یا
قتل کرین یہ سوچ کر گھوڑے کو کڑا کیا ادھر شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش شکن نے جونہی قاسم کو بارادۂ فاسد کنجاب کی
جانب جاتے دیکھا فرط جوش دلاوری سے سپ سبک خیز کو جولان کیا اور مثل تیر شہاب قریب کنجاب کے پہونچا کنجاب ہنوز بازو نہ
مین تھا کہ داہنے طرف سے آوازۂ نعرۂ بدیع الزمان بلند ہوئی نعرہ «مہ برج خوبی شمع انجمن» «بدیع الزمان گردنکش شکن»
«ہم برزن لشکر کنجاب» «شہزادہ ہزیمت دہ گیو و افراسیاب» ساتھ اس نعرے کے بائین طرف سے دوسرے نعرہ کی آواز
بلند ہوئی نعرہ آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لعل پوش خاوری کنجاب ان دونون نعرون کی آواز سنکر گھبرا گیا
گیا ہو رہا اور مہلیل کی طرف مخاطب ہوا اور گھبرا کر کہنے لگا کہ کمبخت کیا مجھے تم قتل کراؤ گے تمھاری شان بہادری جہنم مین
جائے اپنی شان و شوکت کو بیٹھے کھڑے رہنا دیکھو وہ دونون شیر آ پہونچے تھوڑی دیر مین ہمکو بھی مثل سگ گربہ قتل کرینگے یہ سنکر
گیا ہو ستو جانب شاہزادہ بدیع الزمان اور مہلیل دراز ترکیب شاہزادہ قاسم عالی شان کی طرف بارادۂ فاسد یہ کہتے ہوئے
کہ پیغمبر مرسل نے ہمکو اپنے خیال خام مین بالکل بزدل تصور کیا ہے دیکھنا آج ہم ان دونون کے سر کاٹ کے لاتے ہین یہ خیال کرکے گیا ہو رس
نے شاہزادہ بدیع الزمان کو ڈانٹا کہ او حکیم زادے کیا بیچارے تین روپیہ کے پیادون کو قتل کرتا ہے آ مردان عالم سے مقابلہ
کر شاہزادۂ عالم تو خدا سے یہی چاہتا تھا فرمایا او مردود ازلی و ابدی مین بھی تیری تلاش مین تھا کہ آج کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے
بس گیا ہو رسنے تلوار علم کرکے کہا او بدیع الزمان خبردار مین نے ہوشیار کردیا پنج مردان عالم کی ضرب سے یہ کہکر وار تیغۂ
آبدار کا کیا شاہزادۂ عالی شان نے اسکی ضرب کو سپر پہ گانٹھا اور خبردار خبردار کہکر وہی تیغۂ دو دمۂ سکندری خون چکان جو
ہاتھ مین تھا سر بحس گیا ہو رخون آشام پر مارا کہ تا دو ابرو اتر گیا گیا ہو رنے دستانہ مارا نہین تو خاتمہ ہو چکا تھا تیغہ تو چھٹا کر
نکل گیا ایک چادر خون کی منہ پر جھک آئی گیا ہو رتو حالت غش مین تھا مگر اور ہزارون سوار و پیادے اسکے ہمراہی بیچ مین
آ گئے اُنسے تلوار چلنے لگی علی ہذا القیاس اس طور پر شاہزادۂ خاور سپاہ سے اور مہلیل دراز ترکیب سے مقابلہ ہوا
اور مہلیل نے شاہزادہ قاسم کے ہاتھ سے زخم کھایا ایک سمت کو نکلا فوج و سپاہ سے ہتھیار چل رہا تھا جبکہ لشکر کنجاب
نے اپنے دونون سپہ سالارون کو زخمی ہوتے اور کنجاب کو مع حلقہ اضطرابی وعدہ گاہ مصاف سے صاف نکل جاتے دیکھا
سب کو واہمہ نے گھیرا اور ہر ایک کو یقین کامل ہو گیا کہ کنجاب بھاگ کھڑا ہوا پھر تو یہ حال ہوا کہ ہزارون سوار او پیادے
از راہ نامردی اور بزدلی سراسیمہ اور بدحواس ہو کر آپس مین یہ کہتے ہوئے کہ یارو اب ہمکو ٹھہرنے اور لڑنے مرنے سے
کیا حاصل مالک ہمارا تو ہزیمت فاش کھا کے نکل گیا ہماری کیا مفت کی جانین ہین جو خواہ مخواہ کھو دین خداوند لقا نے یہ آفت
خوب ہمارے سر سے ٹالی اور اکثر جو انمین سپاہی وضع نوکری پیشہ مرد دلیر تھے ہر چند اُن سب کو روکا کیے سمجھایا کیے مگر کون کسکا
کہنا مانتا تھا وہ لوگ کمبخت نامرد و بزدلے یہی کہتے ہوئے کہ پیغمبر مرسل زیادہ کرینگے ہمکو برطرف کر دینگے تو اب ہمکو گھاس کھود کر کھانا
فاقے کرکے مرجانا گوارا ہے لیکن اس بلا سے مبہم قضا سے مجسم شیران اژدر دم ملک قاسم اور اس رستم دستان بدیع الزمان
سے مقابلہ اور مجادلہ ہرگز ہرگز نہ کرینگے جس طرف جسکا رخ پڑا ادہر روانہ ہوا اور اب وقت شام کا ہو گیا ظلمت شب دیکھکر
وہ دونون شیر بیشہ ہیجا پیچھے یعنی شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم نے ہرچند کہ زخمی تھے مگر فضل الٰہی سے ایسا کوئی زخم
کاری نہ تھا کہ جس سے کچھ ہرج واقع ہوا اچھے اچھے اکثر زخم جسم اطہر پر دونون بہادرون کے پڑ گئے تھے لڑتے لڑتے تھک رہے تھے
اُس میدان رزم و پیکار سے اپنے مرکبون کو کوڑا مار کر ایک سمت کو روانہ ہوئے جسوقت شاہزادۂ والا تبار
بدیع الزمان نامدار میدان پیکار سے نکل کے کوئی سات آٹھ کوس کے فاصلہ پر دامن کوہ کے قریب پہونچا تھا
ناگاہ ایک طرف سے دو شخص نہایت سلیم الطبع کریم و حلیم مگر بشکل گدایان خرقہ پوش نمایان ہوئے اور سلام علیک

کرکے کہنے لگے کہ اے شہریار جلیل الاقتدار اگر تم مقام آرامگاہ کا چاہتے ہو تو ہم فقیر دن کے تکیہ مین قدم رنجہ فرما کر شعر زندہ شوکت سلطان نگشت چینے کم بہ ذرہ التفات بہ مہمان سراے دہقانی ۔ شاہزادۂ عالی مقدار نے جو یہ کلام اُن دونون کا سُنا اور اپنے جی مین یہ سوچکر کہ مین انہین کچھ پہچانتا ہون اور مین نے ضرور انکو دیکھا ہے اور کسی جا پر ضرور انسے ملاقات ہوئی ہے اسی خیال سے اُنسے فرمایا کہ اے صاحبو اشعار کرتے ہو جو گفتگوے الفت ۔ کچھ آتی ہے تم سے بوے الفت ۔ نام اپنا بتاؤ تا یقین ہو ۔ دل شک سے جُدا مرا کہین ہو ۔ اُن دونون صاحبون نے کہا کہ اے شہریار ہم وہی دونون ہین تیرے ترقی خواہ جان نثار ہین کہ سیر دن شہر سنجان قلندر کے تکیہ مین آپ بہ کسوت قلندری رونق افزا ہوئے تھے اور ہم نے آپ سے ملاقات ہوئی تھی اس آشنا اُکا سُنکے شاہزادۂ عالم نے پہچانا کہ یہ دونون جمشید اور خورشید پسر گنجاب ہین نہایت شادان اور فرحان ہوکر گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور جمشید بن گنجاب سے بکمال محبت بغل گیر ہو کر اُسکے ہمراہ اُسی تکیہ مین تشریف فرما ہوا جمشید اور خورشید بن گنجاب نے بے تکلفی سے جو کچھ کہ کھانا تیار تھا واسطے شاہزادۂ عالیمقام کے دسترخوان بچھا کے رکھدیا اور دونون کلابیان شراب کی کہین سے لاکر حاضر کین شاہزادۂ عالیمقام نے بعد تناول طعام دو ایک جام شراب کے نوش فرمائے اُسوقت یاد ملکہ رشک صد پریزاد گوہر ملک کی آئی نہایت بیتاب اور با چشم پر آب ہوکر ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور بے ساختہ یہ شعر زبان پر لایا شعر گریار نہو ساقی پیمانہ ہو الٹو کیا ۔ معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا ۔ جمشید اور خورشید نے نعرہ آہ شاہزادۂ عالیمقام کا سُنکے ہر چند پوچھا کہ اے شہریار وہ دوست دلخواہ حضور کا کون ہے مگر شاہزادۂ بدیع الزمان نے کچھ جواب اُنکو نہ دیا اور جب کہ نصف شب کا عمل ہوا اور جمشید بن گنجاب اور خورشید بن گنجاب دونون خوب غافل ہو کر سو گئے شاہزادۂ عالیمقام نے اسباب شب روی ذات اقدس پر آراستہ اور پیراستہ کرکے کمند کو اُٹھا لیا اور سپر تلوار پکڑکے سمت سنجان روانہ ہوا اور بدستور معمول قدیم زیر دیوار ایوان ملکہ گوہر ملک کے آکے کمند کو پھینکا اور جسوقت کمند بالاے دیوار مستحکم ہوگئی اسکو پکڑکر بالاے دیوار پہونچا اور آہستہ دیوار سے اُترکر اندرون باغ قدم زن ہوا تو ایک آواز رونے کی گوش زد ہوئی اور معلوم ہوا کہ ملکہ گوہر ملک نہایت گریہ وزاری اور بیقراری کرکے یہ کہہ رہی ہے کہ اے شہریار افسوس صد افسوس مین نے تجھے تیرے ماں باپ سے جُدا کرکے اپنے ملک مین لائی اور ہر چند تو نے مجھے سمجھایا اور بجد ہو کر کہتا تھا کہ میرا اس ملک کفار مین سے چلنا اچھا نہین اور مین نے ہاے تیرا کہنا نہ مانا اور سبب تجھے بیہوش کرکے یہان لکھوکھا دشمنون مین لاکے ڈالدیا اس ندامت اور اپنی خطاے فاش کی تلافی اور قصاص مین بجز اسکے کہ اپنی جان عزیز تیرے نام گرامی پر نثار کردون اور کوئی تدبیر نہین سوجھتی اشعار

کس جا پہ ہو بود و باش تیری
کیا جانیے تجھپہ کیا بنی ہے
مارا نے مجھے ہاے تیرے غم نے
ہر وقت مری یہی دعا ہے
جیتا رہے تو ہلاک ہون مین

اے باغ بہار زندگانی
افسوس پڑا ہے تو کدھر کو
غم جو ترے دشمنون پہ وان ہے
آرام سے کر جہان کی سیر
اک دم مین ترے ہزار دم ہو
مطلوب ہے تیری زندگانی

کس سے کہون یہ غم نہانی
بھیجون مین کسے تری خبر کو
وہ حادثہ میرے جی کو یان ہے
ہر جا ہے تیری جان کی خیر
رشتہ تری عمر کا نہ کم ہو
گو مین نہون در جہان فانی

کس سمت کرون تلاش تیری
جی ہی پہ مرے تو لو بنی ہے
وہ خون کیے عشق کے ستم نے
دل تیری طرف ہی لگ رہا ہے
تو خوش رہے سینہ چاک ہون مین

شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ نالہ و فغان اور بیان ملکہ گوہر ملک کا جو سُنا تو نہایت غمگین اور اندوہگین ہو کر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عنقریب تھا کہ جامۂ صبر کو چاک کرکے دیوانہ وار با چشم اشکبار آپ بھی نالہ اسے زار کرے لیکن بخیال مآل اندیشی خوب سا ضبط کیا اور سنگ ریزہ اُٹھا کے سمت ملکہ پھینکا ملکہ گوہر ملک کھٹکا ڈھیلے کے گرنے کا پاکے بے ساختہ اپنے خلوتخانہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور صحن چبوترہ پر آکے چوجانب طرف بغور خیال کیا تو دیکھا کہ ایک سیاہ پوش دیوار سے اُترا ہوا سیدہی

طرف کو اے ہو ملکہ کے دل کو یقین کلی ہو گیا کہ سوا اے شاہزادۂ والا شان اور کیا امکان جو کوئی اور بشر میرے اس دیوان خانہ کی سمت آسکے بس یہ سوچ کے ملکہ نے کہا کہ اے شہریار کس انتظار مین آپ وہان ٹھہر گئے ہین آئیے شاہزادۂ عالی وقار نے نزدیک آکے ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور یکایک اپنے گلے لگا کر فرمایا کہ اے ملکہ تم نے حافظ شیرازی کا وہ شعر نہین سُنا شعر الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا کہ عشق آسان نمود اول وے افتاد مشکلہا خیر جو کچھ کہ نوشتۂ تقدیر تھا وہ بعرصۂ ظہور آیا اب جلد اٹھو دو چار گھڑی غم غلط کرو شراب پیو ہنسو بولو رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہین شعر غنیمت جان لے مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے ہمنے تو تم سے روز اول ہین بہت سا سمجھایا تھا کہ ہمکو اپنے ساتھ نہ لے چلو ہم لوگ مثل آفتاب اور مہتاب کے کسی ملک مین پوشیدہ و پنہان نہین رہ سکتے تمکو اسوقت ہمارے کہنے کا یقین نہ آیا اور تم کیا کرو شدنی تو یون تھی اب اور کچھ ہمین کسی بات کی فکر اور تشویش نہین فقط یہ رنج ہے کہ سر دست بدون کسی مکان سکونت اور استقامت کے کہ وہان بیٹھکر دم بھر آرام کرین پاس نجابت ہمارا ٹھہر نہین سکتا ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ اے شہریار اب آپ مکان کے واسطے کچھ اندیشہ نہ فرمائین چار باغ ملک حریان دیوش میرے پردادا کی املاک سے میرے ورثے اور ترکے مین آیا ہے اور میرے قبضۂ تصرف مین ہے اور وہ باغ بہتر از قلعہ ہے حضور ملاحظہ فرمائینگے تو میرے حق و باطل کو سمجھینگے اور تکلف یہ کہ اُس میرے باغ مین بادا جان کو کچھ مداخلت نہین مجھے اختیار کلی ہے اگر مزاج مبارک مین آئے اور مقتضائے مصلحت ہوئے تو ابھی آپ وہان تشریف لیجاکے قیام پذیر ہون بلکہ اگر کوئی موقع اور گنجائش نہیں ہو تو مین بھی وہین چل کے حضور کے پاس رہونگی شاہزادۂ عالی مرتبت نے یہ سُنکے فرمایا کہ کیا مضائقہ بہت خوب بات ہے مین وہین جاکے رہونگا مگر مجھے اسوقت ایک اور صدمۂ جانکاہ پیدا ہوا ہے اور بڑا رنج دل کو ہے کہ گنجاب نے ترک جوشن پوش میرے سرفروش جان نثار رفیق کو واسطے گردن مارنے اور قتل کرنے کے بھیجا تھا اور وہان ایک مجمع کثیر اور انبوہ غفیر خلائق کا اور ہزارون سوار و پیادے اور سردار ملازمین گنجاب بھی بلوائے عام اور راز و حاجم کے واسطے تماشا دیکھنے کے آئے تھے جسوقت کہ وہان ایک طرف سے قرۃ العین نور البصر پارہ جان لخت جگر بھتیجا میرا شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم نامور بتوسیہ نجات و رہائی اُس اپنے رفیق باصفات کے قریب اس قتل گاہ کے پہونچا تو مین نے سُنا کہ کوئی شخص ترک جوشن پوش کو وہان سے اُٹھا لے بھاگا پس یہ تو کہو کہ تمھین کچھ حال ترک جوشن پوش کا معلوم ہے کہ اسے گنجاب نے کس سے پکڑوا کر کہان قید کیا اور اسپر کیا گذری قتل ہوا یا کہین مقید ہے یا کوئی اُسے اور شخص لیگیا یہ کیا سانحہ درپیش ہوا ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ اے شہریار کچھ فکر اور تردد کا مقام نہین ترک جوشن پوش حاضر ہے مین نے اپنے مرجان عیار کو بھیجکر ترک جوشن پوش کو وہان سے چھڑا منگایا اور قریب اُسی اپنے چار باغ کے فلان پہاڑ کے درے مین بحفاظت تمام رکھا ہے اور حکیم قارورس بھی میرے پاس آرام سے ایک مقام پر ہے اب آپ ایک کام کرین کہ صبح کو یہان سے جاکے اثنا راہ مین وہ جو فلان مقام پر ایک درخت چنار کا بہت بڑا افلاک فرسا ہے وہان دو چار گھڑی ٹھہرین مین صبح ہوتے ہی ماما جان سے اجازت لیکے سوار ہونگی اور آپ کو وہان سے ہمراہ لیکے چار باغ جاؤنگی پھر وہان جو کچھ صلاح دولت اور مقرون مصلحت ہوگا اُسپر عمل کرونگی غرض یہ باتین کرکے اور ذکر مذکور مین مشغول ہوئی شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے ملکہ کل کی بات کل کے ساتھ ہے آج شب تو بعیش و طرب بسر کرلین یہ کہہ کے ہاتھ ملکہ کا پکڑ کے ہوئے پلنگ پر تشریف فرما ہوا اشعار

اُٹھے شعلے دلون مین آرزو کے　　ہوئے مشتاق لب جام سبو کے
لب پیا ہوئے قاتل کے مشتاق　　کیا شیشون نے عزم خلعت طاق
ہوئی حاصل جو تنہائی جوان کو　　لیا آغوش مین آرام جان کو

لپٹ کر شوق سے وہ سینہ تا تا　　لگے دل کی لگی دل سے بجھانے
لگے ملنے سبو ساغر گلے سے　　لگی مینی ٹپکنے دو حلقے سے

القصہ رات بھر عجب کیفیت راز و نیاز رہی اس صحبت کا کیا ذکر ہے عجب لطف تھا طرفین کے حوصلے دلون مین اُمنگون سے جوش وا رہی ثابت قدمی بجہ لطف ظاہری کے مزہ باطنی کی طرف

طرفین کا رجحان بھی نہین ہوتا تھا مگر صبح دم شوق وصل کی ہنگامی ایسی نہ تھین کہ تھوڑے سے عرصہ مین نکل جاتین رات بھر کی بوسہ بازی کبھی دست درازی کبھی ملکہ گوہر ملک کا بگڑنا اور کبھی شاہزادہ کے گدگدی کرنا ہنساتے ہنساتے لٹا دینا اشعار

زبان اُس رشک گل کی لی ہونٹون نے　　نکالے حوصلے دست ہوس کے
اُٹھا بستر سے خورشید جہان تاب　　کیا کچھ رخصت شب نے ستارہ
لیے بوسے نصیب دست زن نے　　ہجوم جوش کیف موج زن مین
ہوئی برخاستہ بزم ستارہ　　سحر کو جب خمار آلودہ خواب

اُسوقت شاہزادہ عالی مقام گرد اشکر شکن ملکہ گوہر ملک کے پاس سے رخصت ہوا اور بذریعہ کمند دیوار پر سے اُتر کے مرکب پر سوار ہوا تو اسوقت کوئی دو گھڑی رات پچھلی باقی تھی شاہزادۂ والا مرتبت مرکب کو سبکخرام کر کے بیرون شہر سنجان کوئی دو کوس کے فاصلہ پر اُس درخت چنار کے قریب جہان کا پتا ملاقات کا اور اشارہ ٹھہرنے کا اور اپنے آنے کا انتظار شاہزادۂ والا تبار سے کیا تھا جاکر گھوڑے سے کود لیا اور بر پچھے کو زمین پر گاڑ کے منتظر ملکہ گوہر ملک کی سواری کی آمد کا تھا یہان حال ملکہ کا سُنیے کہ صبح کے وقت اُسنے اپنی مان ملکہ غنچہ خاتون پاس جاکے مجرا کیا غنچہ خاتون نے بیٹی کو گلے سے لگا کے بہت پیار کیا اور پوچھا واری کیون مزاج کیسا ہے ملکہ گوہر ملک نے عرض کیا کہ امان جان کیا عرض کرون حال میرا قابل گذارش نہین ایک تو چند روز سے طبیعت میری نہایت بگڑی ہوئی ہے اور رسُتہا تک مطلق نہین خیر وہ جو کچھ تھا سو تھا اب یہ جب سے شور ہنگامہ کشت و خون کا اور لڑائیون کا کہ آج فلان شخص مارا گیا فلان شخص پکڑا گیا اُسکو گردن مارنے اور قتل کرنے کو لیے جاتا ہے فلان شخص کے گھر بار کے لوٹنے کا حکم ہوا امان جان مارے ہولون کے اور دھڑکون کے دونی خفقانیت اور وحشت مجھے ہوگئی ہے اور ہر وقت یہی جی چاہتا ہے کہ یا تو منھ ڈھانپے خاموش اور خود فراموش اپنے پلنگ پر پڑی رہون نہ بولون نہ کسی سے بات کرون نہ اپنی کچھ کسی سے کہون نہ کسی کی سنون اور یا دل مین یہ آتا ہے کہ وہ دھڑ اپنا منھ پیٹون اور چیخین مار مار کر روؤن یا کپڑے پھاڑ کر کسی طرف کو نکل جاؤن اسوقت ذرا میری طبیعت ٹھہری ہوئی ہے مزاج بحال ہے سو یہ خیال اسکے شعر

کہنے مین جو دل کے داغ ہوئے　　جون لالہ ہمقم بلغ ہوئے
کیسے تو مین چار باغ تک جاؤن　　کچھ روز وہان کی سیر کراؤن
شاید کہ ہوا وہان کی راس آئے　　گلگشت چمن سے جی بہل جائے

ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ واری مین تیرے صدقے اور لاکھ جان میری تجھپر نثار بیٹی دیر نہ کر ابھی سوار ہو اور جب تک تمھارا جی چاہے وہان رہو اپنا جی بہلاؤ مگر ایک کام کرنا کہ مجھے بھول نہ جانا شعر تجھی کو اگر جلوہ افزا نہ دیکھا + برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا + گھڑی گھڑی کی خبر اپنی صحت اور سلامتی کی مجھے بھیجنا تاکہ میرے دل کو ایک صورت تسکین کی رہے ورنہ مین تیرے بغیر دم بھر مین پھڑک کر مر جاؤنگی گوہر ملک نے کہا کہ امان جان یہ کیا تم فرماتی ہو مین وہان سے آدمیون کی ڈاک بٹھلا دونگی جو حال میرے مزاج کا ہوگا آپ کو اطلاع دونگی ملکہ غنچہ خاتون نے کہا تو کیا مضائقہ اور یہ کہہ کے اُسی وقت بہ جلدی نواب ناظرون سے تمام جلوس سواری کا طلب کیا اور بڑی دھوم دھام سے ملکہ گوہر ملک کو پالکی مین سوار کرا کے رخصت کیا انیسین جلیسین محرمین ہمدمین مقربین مصاحبین ہمرازین دمسازین لونڈیان باندیان خواصین وغیرہ سب ملازمین اور متوسلین ملکہ گوہر ملک کی فنسون میانون رتھون مین سوار ہوکر ہمراہ چلین شاہزادۂ عالی تبار جو اُس درخت چنار کے نیچے انتظار مین سواری کے چشم براہ کھڑا تھا ایک مرتبہ دور سے دیکھا کہ سامنے سے ایک تتق گرد اُٹھا اور جسوقت کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو آگے آگے کسات آٹھ سو فیلان کوہ شکوہ کہ جھونڈے اُنکے رنگے ہوئے چوڑے مکلل بجواہر دانتون پر چہرسا پر جھلکین پڑی ہوئین چاندا اور سورج الماس کے مستکون پر لگے عماریان زرنگاری پشت پر اور بعد اُنکے کوئی چار ساڑھے چار سو سانڈنیان بطور ہودنیون کے آراستہ سقرلاتی اور مخملی جھولین کارچوبی الماس تراش ٹوپیان داؤدی یاقوت احمر کی مرصع کی بیل جھالرین ہفتیش کی ٹکی ہوئی زری زربفت طاش بادلے کا کام بعد اُنکے کوئی ہزار بارہ سو خاص بردار کی پگڑیان سرخ سرخ سرون پر باندھے کمر سے پرتلے لگائے عصاے نقرئی اور طلائی ہاتھون مین لیے بعد اُنکے غلامان زرین پوش بندوقین رومی اور ولایتی اور فرانسیسی اور چقماقین

پیک مالیاں اور دو نالیاں کاندھوں پر رکھے بعد اُنکے سو سوا سو حاجب دربان دفتر الشہی یورباشی یساول مردبے چوبدار بقول میر حسن شعر

نقیب اور جلودار اور چوبدار
یہ کہتے تھے آپس میں ہر دم پکار
بلا نوجوانو بڑھے جائیو
دو جانب سے آگین لیے جائیو

اُسی اپنے معمول و دستور سے
ادب سے تفاوت سے اور دور سے
بڑھے جائیو آگے چلنا قدم
بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

بعد ازاں دیکھا کہ ہزار بارہ سو سقے بادلے کی لنگیاں تمامی کے لنگوٹ باندھے کوکئی اور کاکریزی سو سے سنہرے سروں پر سنہرے اَدراج کے کانوں میں جو تے پشوری سیلے ستارے کے زر دوزی کام کے پاؤں میں پہنے مشکیزے خوشبودار چمڑے کے پشت پر ڈالے ہزارے کے دہانوں پر چڑھائے گلاب اور کیوڑا عرق بہار بید مشک سے اُمیں بھرے ہوئے معطر پیری اور گوہر افشانی کرتے چھڑکاؤ لگاتے چلے آتے ہیں بعد اُنکے غول روشن چوکی نوازوں کا ملت بھیرویں بہاس تہنا یوں میں ہوتے سناتے سروں کے بہلے معلوم ہوتے تھے شعر
نغمہ نوازوں کی پیاری وہ دھنیں جنھیں کان رکھکر ملائک سنیں بعد اُنکے کوئی چار سو ساڑھے چار سو شعل بردار عود سوز اگر سوز عنبر سوز ہاتھوں میں لیے بخور است طرح طرح کا جلتا صد ہا فرسنگ تک نسیم عنبر شمیم اُسکی دماغ جہان معنبر اور معطر کر دیتی تھی اور بیچ میں ملکہ عالم سکھپال میں سوار دو ڈھائی سو کہار پالان وردیاں زرق برق پہنے آگے آگے نواب ناظر اور چند خواجہ سرا گھوڑوں پر سوار اور گرد و پیش بارہ ہزار سوار اور پیادے مسلح اور مکمل نمودار ہوئے شاہزادہ ذوی الاحترام جس مقام پر کھڑا تھا اُسی طریق پر اپنے مرکب کو روکے تماشا سواری کا دیکھا کیا جب کہ سکھپال ملکہ کا اُس چنار کے درخت کے قریب جہاں شاہزادہ والا مرتبت کھڑا تھا پہونچا اور ملکہ نے چلمن میں سے دیکھا اُسی وقت چوبداروں کو حکم دیا کہ یکھنا یہ شخص جو گھوڑے پر سوار کوئی غریب الدیار کھڑا ہوا ہے شاید بتلاشی روزگار ہمارے ملک میں نو وارد ہے اسکو ہماری سواری کے ہمراہ لیتے آؤ حسب الحکم ملکہ کے چوبداروں اور مردہوں نے شاہزادہ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار سے عرض کی کہ اے شہسوار تجھے ہماری پیغمبر زادی نے یاد فرمایا ہے جلد حاضر ہو چنانچہ شاہزادہ عالی مقام کو مردہوں اور چوبداروں نے اپنے ہمراہ لیا جس وقت سواری ملکہ گوہر ملک کی اندرون باغ جا کے داخل ہوئی اور مردہے وغیرہ بھی ڈیوڑھی پر پہونچے اور زبانی محل دار کے عرض کی کہ وہ جوان حاضر ہے ملکہ نے فرمایا کہ اُسے اندر بھیج دو چنانچہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن با اطمینان تمام چار باغ ملک حرمان دیو کش میں جا کے ایک مسند پر ہم مسند ملکہ گوہر ملک بیٹھا اور ملکہ نے ترک جوشن پوش کو بھی بلوا کے بحضور شاہزادہ والا مرتبت حاضر کیا ترک جوشن پوش قدموں سے شاہزادہ والا شان کے لپٹ کے خوب رویا اور شاہزادہ عالم نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھکے گلے سے لگایا اور ایک مکان واسطے بود و باش ترک جوشن پوش کے معین فرمایا اور آپ مع ملکہ جشن نشاط اور محفل انبساط میں مصروف عیش ہوتے ہیں آگے دیکھیے فلک تفرقہ پرداز کیا کرتا ہے

تتمہ داستان شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم بیان کیا جاتا ہے

کہ شاہزادہ ملک قاسم عرصہ رزمگاہ سے نکل کے کوئی دو تین گھڑی رات گئے فیروز آسیابان کے مکان پر پہونچا اور آسیابان نے شاہزادہ قاسم کو پھر آتے دیکھکر اپنے جی میں کہا کہ خداوند تعالیٰ خیر کرے یہ شخص پھر یہاں آیا میں نے تو یہ جانا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے سہولت اور آسانی سے فقط ایک گھوڑے کے جانے پر یہ آفت ناگہانی میرے سر سے ٹالی ہے سو وہ حضرت پھر تشریف فرما ہوئے ابکی مرتبہ دیکھیے کہ اس شخص کے ہاتھ سے میری عزت اور جان کیونکر بچتی ہے اور یہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے الغرض شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم نے فیروز آسیابان سے کہا کہ جلد ہمارے واسطے کچھ گلابیاں شراب کی تحفہ تحفہ طلب کرا تاکہ ہم دو چار پیالے اسکے پی کے جسوقت کہ اندر کے طبیعت کو سرور حاصل ہوگا دو چار گھڑی آرام کرینگے بعد اسکے ایک معرکہ عظیم درپیش ہے آج ہمارا قصد مصمم ہے کہ وہاں سوار ہو کے جائیں فیروز آسیابان نے جو یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سنا تو اپنے دل میں نہایت متعجب اور متحیر ہو کے سوچنے لگا کہ یہ نوجوان غریب الدیار غریب الوطن ہے یہاں اس سے کس شخص

کو معرکہ آرائی منظور ہوا اور بسبب اسکے دو پہر رات گئے سوار ہو جانیکا کیا ہی مگر میرے دل کو یقین کلی ہوتا ہی کہ شاید برباد کنندہ سپہ لمان اور
موجد شبخون اور برہم زن فوج و سپاہ خراب کن لشکر گنجاسب یہی نوجوان ہی ایک تو وہ حکیم فاروس کا بیٹا جسکے جو پہلے معروف
بحکیم بدیع اور بعد ازان بخطاب شاہزادہ بلند اقبال موصوف ہوا تھا وہ تھا حکیم فاروس کی توسطی ملکہ گوہر ملک کہ بغیر رای
کل کی ہی اس جرم کے قصاص اور تعزیر سے حرمت اور جان بچی اور عذاب گنجاسب سے محفوظ رہا خداوند لقا نہ کرے اگر یہ راز
اس جوان کے یہان میرے مکان پر وارد اور قیام پذیر ہونیکا منکشف ہو جاے اور یہی شخص قاسم ہو بلکہ اسمین مظنہ
مجھے ناحق ہی حقیقت مین قاسم یہی شخص معلوم ہوتا ہی اور کیا عجب کہ ہزارون عیار اور خبردار ہر کار سے جاسوس اسکی تلاش
اور سراغ بود و باش مین چارون طرف پھرتے ہون یہان بھی کوئی پتا لگاتے لگاتے آ پہونچا ہوا اور یہ خبر شدہ شدہ اور رفتہ رفتہ
پیغمبر مرسل کے کان تک پہونچے تو اسوقت کیا جانے گنجاسب مجھے کس عذاب الیم مین مبتلا کریگا اور میرے گھر بار اہل و عیال پر کیا
قہر پیغمبری نازل ہو بس یہ خفقان اور وہم جو اس آسیابان کے دل کو پیدا ہوا تو اسنے بکمال حیرت زبانی شاہزادہ خاور سپاہ سے
یہ کہکے کہ بہت خوب حضور اندکے توقف فرمائین مین آپ کے واسطے شراب ابھی جاکے لیے آتا ہون وہان سے اٹھا اور پیش خود
یہ تجویز کرکے کہ اگر مین قبل از انکشاف اس حال کے خود جاکے اظہار اس جوان کے اپنے مکان پر وارد ہونے اور اپنی لاعلمی سے
اسکو اپنے پاس رکھنے کا گنجاسب سے کرون تو باعث میری حفظ آبرو اور جان کا ہوگا ورنہ ہزارون بندگان لقا کا خون اسکی
گردن پر ہی یہ پھینسے کا نہین اسکے سوا نہ میری جان مفت مین جاے گی یہ سوچکر گنجاسب کی بارگاہ مین گیا اور بکمال عجز و انکسار
باچشم اشکبار گنجاسب کے پاؤن پر سر اپنا رکھ کے کہنے لگا کہ یا پیغمبر مرسل یہ خانہ زاد موروثی قدیم الایام سے نمک پروردہ
سرکار دولتمدار کا ہی حتی المقدور غلام سے کبھی کوئی کام نمک حرامی اور خیانت کا اسدم تک وقوع مین نہین آیا اور اقبال عالی
سے امید یہ ہی کہ تا قید حیات غلام سے ایسی حرکت نہو لیکن پردہ پیش داور بدتر از گناہ وہ جو کہتے ہین الانسان مرکب من الخطاء
والنسیان مقر خطا کا ہون تو حالت گواہ نہین جو چاہو تنبیہ کرو منتظر بیگناہ ہی حسب اتفاق اندنون بسبب لاعلمی اور ناوانستگی
کے ایک قصور سرزد ہوا ہی کہ تلافی اور مکافات مین اسکی جو سزا اور تعزیر سرکار سے میرے حق مین ہو وہ عجب نہین گنجاسب
نے پوچھا کہ آخر تقریر طول اور گفتگو سے فضول سے حاصل مطلب مختصر بیان کر آسیابان نے کہا کہ یا پیغمبر مرسل ماجرا یہ ہی
کہ ایک شخص غلام کے مکان پر آکے وارد ہوا اور خانہ زاد نے ظاہر اسکا شریف اور نجیب نہایت با وضع مرد مردانہ جوان
وجیہ غریب الدیار دیکھا اسکی بہت سی خاطرداری کرکے اپنے مکان مین اسکو مقیم کیا تھا اور جو کہ طریقہ آدمیت اور طرز شرافت
کا خلاف سرکار کا ہی اس شخص کی خدمت مین فروگذاشت نہین کیا آج حسب اتفاق بر سبیل گفتگو اسکے فحواے کلام
سے غلام کو یہ ثابت ہوا کہ جس نے لشکر فیروزی اثر سرکار کے شبخون بنام قاسم مارے ہین وہ قاسم یہی شخص ہی لہذا خانہ زاد
نے بخوف اپنی جان اور آبرو کے اور بخیال قہر و عتاب پیغمبری اپنے دل مین خائف و ترسان ہوکے حقیقت حال کو مفصلاً اور
مشرحاً مسامع اقدس و ہمایون تک گذارش کردیا ہی آگے جیسا ارشاد ہو غلام مطابق اسکے بجا لاے گنجاسب یہ حال سنکے
نہایت خوش ہوا اور آسیابان کو بہت بھاری خلعت دیکر گیاہو رخون آشام کو اشارہ کیا کہ تم اسی وقت اپنی فوج و سپاہ
لیکر فیروز آسیابان کے مکان پر جاؤ وہان قاسم نام پذیر ہو اگر زندہ ہاتھ آسکے تو فہو المراد ورنہ جلد اسکا سر لیکر حاضر کرو
گیاہو رخون آشام حسب الحکم گنجاسب کے اسی دم مع چالیس ہزار سوار اور کئی سردارون کے بتہیہ گرفتاری قاسم بیٹھ
پشت مرکب پر آسیابان کو ہمراہ لیے اسکے مکان کی طرف روانہ ہوا بعد روانہ ہو جانے گیاہو رخون آشام کے گنجاسب نے
مہلیل دراز ترکیب کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ تم بھی اپنی فوج کو لیکر گیاہو رخون آشام کی مدد کے واسطے جاؤ اور
اگر قاسم زندہ دستیاب ہو سکے تو زندہ لاؤ اور جو حوصلہ مقابلے اور مجادلے کا کرے تو اسکا سر کاٹ لاؤ مہلیل

درازترکیب بھی بائیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر بارادۂ جنگ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم تعاقب مین گیا ہور خون آشام
کے چلا چنانچہ پہلے گیا ہور خون آشام بہ ظلمت وجود تمام مع فوج کے قریب مکان آسیابان پہونچا اور وہان جو شاہزادہ قاسم
اِس عیاری اور مکاری سے اُس آسیابان کے مکان پر محض بے خبر اور غافل بیٹھا تھا ایک مرتبہ آواز گھوڑون کے ٹاپون کی اور
شور وغل آمد فوج کا سُنکے مکان سے باہر نکلا تو اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان باتیغ وسنان گھوڑے جولان کیے سامنے سے
نمایان ہوا اور کثرت گرد وغبار سے از زمین تا آسمان زمانہ تیرہ وتار نظر آتا ہے اور آگے آگے فوج کے آسیابان آکے اپنے دروازہ
مکان پر ٹھہرا اور کھڑا ہوا ہے شاہزادہ قاسم کو یقین کامل ہوگیا کہ یہ آتش اندازی اور فتنہ پردازی اسی بدذات ابلیس صفات
آسیابان کی ہے اور یہ سب فوج کفار تیرہ روزگار فقط میرے قتل پر آمادۂ کارزار ہوکر آئی ہے بس یہ پیش خود تجویز کرکے
جھپٹ سے اپنے ہاتھ سے اپنے گھوڑے پر زین رکھا اور بسرعت تمام اُسے کھینچکر قاش زین پر جا بیٹھا اور نظر بہ کرم کریم کارساز
کرکے یکہ وتنہا پلارک افراسیابی چہرہ اَنکل میان سے کھینچے بمقابلہ گیا ہور خون آشام چلا عین شاہ راہ پر آکر گھوڑے کو روک لیا
اور منتظر پیش دستی کا طرف فوج غنیم سے تھا دلیران فوج گنجاب نے جو اُس عالیجناب شاہزادہ خاور سپاہ کو
یکجان واحد مسلح اور مکمل باین شان دشت گشت برسر راہ آمادۂ رزم دیکھا تمام سردار اور سوار اور پیادے اپنے دلون مین نہایت
متعجب اور متحیر ہوکر جرأت اور شجاعت پر اُس شاہزادہ والا مرتبت کی تحسین اور آفرین کرتے تھے لیکن مقدمہ اطاعت اور
فرمانبرداری بہت نازک ہوتا ہے سوائے اسکے وہ سب فرقۂ کفار نابکار بڑے شریر اور بے پیر لعین اور بے دین
حسب الایمائے گیا ہور مقہور خدا ایک مرتبہ چارطرف سے ریلا اور بلوہ کرکے یہ کہتے ہوئے کہ ہان لینا لینا نہ جانے دینا
جلد ایسے شخص مغضوب بارگاہ پیغمبری کو گرفتار کرلو برچھے ترچھے کرکے اور تلوارین میان سے کھینچ کھینچ کے برسر شاہزادہ
رستم صولت آپڑے اور ہنگامۂ جدال وقتال گرم ہوا وہ اشجع دہر ضیغم ہیجاے زمانہ یعنے شاہزادہ خاور سپاہ مردانہ ودلاورانہ
جنگ رستمانہ کرتا مصروف کفار کشی تھا اور جسطرف حملہ آور ہوتا دس دس بیس بیس کافرون کو علف تیغ آبدار کرکے
داخل جہنم کرتا تھا اور چارطرف سے بارش تیر کی اُس والا توقیر پر ہورہی تھی اور ہزارون برچھے اور تلوارون کے وار
ہوتے تھے مگر افضال لایزال قادر ذوالجلال شامل حال تھا کہ ہر ایک حربہ سے وہ آسمان صولت بچتا اور آپ کو
بچا کس خوبصورتی سے شمشیر زنی کر رہا تھا کہ دشمنون کی بھی زبان سے بے ساختہ صدائے مرحبا نکل جاتی تھی اور یہ
وہ شہسوار عرصۂ کارزار خاور سپاہ لڑتے بھڑتے اب قریب گیا ہور خون آشام کے آپہونچا لیکن کئی ہزار سوار
گرد وپیش گیا ہور کے حائل اور سدراہ ہوکر مصروف جنگ تھے اس باعث سے قاسم اندر کے ٹھہرا تھا برابر نہین پہونچ سکا تھا
کہ گیا ہور خون آشام نے شاہزادۂ عالیمقام قاسم کو اپنی جانب مخاطب دیکھکر نہایت خائف اور ترسان ہوا اور پیش خود
تجویز یہ کرکے کہ مین قاسم کو بچرب زبانی اور لسانی آپ اپنا رام کرون بعد ازان جیسا کچھ موقع اور محل ہوگا سمجھ لونگا
بکمال ملائمت اور گرمجوشی گفتگو آشتی اور مصالحہ کی کرنے لگا اور قاسم بھی اُسکی باتون کا جواب باصواب دیتا گرد
وپیش ہر ایک کافر پرید دغا کی حرب ضرب سے غافل نہ تھا ناگاہ پیچھے سے مہابیل درازترکیب جو مع اپنی فوج سیاہ
کے وہان پہونچا تو اُسنے گیا ہور خون آشام کو شاہزادہ ظفر احتشام قاسم سے ہمکلام دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا کہ
گیا ہور خون آشام چاہتا ہے کہ کسی عیاری اور مکر وفریب سے قاسم کو بلاکے گرفتار کرے اور اپنی شجاعت اور دلاوری کی
دھوم ڈالے پس گیا ہور مین کیا تکلف ہے مصرع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند یہی وقت گھات کا ہے وقت قاسم کا
ایک ہی ضرب تیغ مین کام تمام کردون اور یہ سوچکر پشت پر سے شاہزادۂ نامور کے سر اقدس پر تلوار ماری قاسم نے بھی
چمک تلوار کی دیکھی پھرتی تمام اپنے گھوڑے کو جھکایا کہ اُسکی ضرب خالی دی اور تلوار مہابیل کی قاسم کے گھوڑے

طرح قاسم جست کر کے گھوڑے سے جدا ہو گیا اور پھر بھلکر تیغہ پلارک افراسیابی کھینچا چاہتا تھا کہ مہلیل کو جو تمام واصل کرے کہ ایک مرتبہ گیا ہور خون آشام نے یہ پیشدستی اور چالاکی مہلیل و ساز ترکیب کی دیکھکر بہ کمال غیظ و طیش باواز بلند کہا کہ اے مہلیل یہ کیا حرکت نالائق تو نے کی تو جانتا تھا کہ یہ صید میرا ہے پھر تو نے جو پیش دستی کر کے پشت پر سے اسکے سر پر تلوار ماری تو گویا میرے سامنے یہ اپنی شجاعت اور بانکپن تو نے دکھلایا ہے کیا مین اس سے کسی بات مین عاجز تھا مہلیل دراز ترکیب نے جواب دیا کہ اے گیا ہور حسب الحکم سرکاری کے تو بھی آیا ہے اور مین بھی تعمیل حکم سرکار کے لیے آیا ہون پھر اس مین پیشدستی اور پس افتادگی سی جسطرح تو اپنی نمود چاہتا ہے اسی طرح سے مین بھی چاہتا ہون کہ اپنا نام کرون گیا ہور نے کہا اس سے نام نہین ہوتا بلکہ ایسی بات مین انسان ذلت اٹھاتا ہے مہلیل دراز ترکیب نے کہا کہ اے گیا ہور مین کسی کی اپنے آگے اصل و حقیقت نہین سمجھتا جو تجھے ذلت دے غرض اس گفتگو کا طول یہانتک ہوا کہ نوبت سپر تلوار پہونچی اور گیا ہور خون آشام نے حالت غیظ و غضب مین بضرب شمشیر مہلیل و ساز ترکیب کو زخمی کیا اور مہلیل نے اسی حالت زخمداری مین دوڑکر تیغہ مارا گیا ہور خون آشام بھی زخمی ہو گیا فوج و سپاہ نے طرفین کی جو اپنے اپنے سردارون کو زخمی دیکھا تو سپرین تلوارین پکڑ پکڑ آپس مین آمادۂ جدال و قتال ہوئے عیار اور جاسوسون اور ہرکارون نے یہ حال جا کے گنجاب سے بیان کیا گنجاب نے یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت غیظ و طیش مین مثل مار سر و دم بریدہ پیچ و تاب کھاتا اور اسی وقت قریب ساٹھ ہزار سوار پیادے کے اپنے ہمراہ لیکر سوار ہو کر اس میدان کارزار مین پہونچا اور باواز بلند کہکر کہ اونالائقو تمکو واسطے گرفتاری قاسم بھیجا تھا یا آپس مین کشت و خون کرنے کو اور اپنا اپنا بانکپن دکھلانے کو ایک ایک تازیانہ مار کے دلون کو جدا کیا بعد ازان دونون طرف سے فوج و سپاہ کو جنگ و جدال سے روک کر سنبھال اس مآل اندیشی کے کہ مبادا ایسا نہو کہ یہ دونون سردار بڑے مہلیل القدر میرے لشکر کے سپہ سالار اور میرے گھر کے مختار ہین مجھسے منحرف ہو جائین بہت سی باتین دلدہی اور دلاسے کی کر کے حکم دیا کہ صاحبو یہی صورت و باعث زیان دولت اور میرے ادبار کی ہے جو تم سب آپس مین رزم و پیکار کرتے ہو واہ واہ اگر تمھین ایسی باتین کروگے تو مین پھر کیا کرونگا اب توقف اور تساہل نکرو جسطرح سے ہو سکے نبیرۂ حمزہ سامنے موجود ہے جھٹ پٹ اسے گرفتار کر لاو پھر بہ ہزار دلجوئی اور خاطرداری گیا ہور اور مہلیل کو سمت شاہزادۂ خاور سپاہ متوجہ کیا اس عرصہ مین قاسم نے جو فرصت پائی تو ایک سوار کو بضرب تیغ فی النار و السقر کر کے نیچے گرا دیا اور آپ جستی تمام اس کے گھوڑے پر سوار ہو کے مقابلے اور مجادلے مین مصروف ہوا حسب اتفاق جسوقت بموجب اظہار سیر آسیابان گنجاب نے گیا ہور خون آشام اور مہلیل دراز ترکیب کو حکم دیا تھا کہ تم دونون جا کے قاسم کو گرفتار کر لاو مرجان عیار کہ ماہ گوہر ملک کو خانہ زاد جان نثار ہے کہین کھڑا یہ سب حال سنتا تھا اسنے یہ ساری سرگذشت اور روانگی گیا ہور خون آشام اور مہلیل دراز ترکیب کی حسب الحکم گنجاب کے تہیہ فاسد اسیری شاہزادہ قاسم کے من وعن چار باغ ملک حیران دلکش مین جا کے حضور شاہزادۂ والا شان بدیع الزمان بیان کی وہ اشجع دہر ضیغم ہیجا سے کارزار شاہزادۂ نامدار بمجرد استماع اس خبر ناسموعہ کے جوش خون خونریزی سے نہایت بیتاب ہو کے اسوقت سپر تلوار اپنی پکڑ کے اٹھ کھڑا ہوا اور بیٹھ اپنے مرکب پر سرپٹ گھوڑے کو ڈالے آن واحد مین قریب اس میدان مصاف کے پہونچا طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آمادہ رزم اور کفار کشی کا ہوا شاہزادہ قاسم نے جو آواز نعرہ بدیع الزمان والا شان کی سنی تو اپنے دل مین یہ کہکر کہ اس کشتی گیر کے نوبت گنجاب تک پہونچنے کی نہ آنے پائے کہ مین خود یکہ و تنہا چل کے اس گنجاب کو پکڑ لون یا واصل جہنم کرون تاکہ یہ کشتی گیر بھی میری شجاعت اور رستمی دیکھکر اپنے جی مین متنبہ اور منفعل ہو مثل شیر ژیان اپنا پیل دمان تیغہ پلارک افراسیابی کو علم کیے صفون کو درہم برہم کرتا سمت گنجاب چلا اس طرف شاہزادہ

بدیع الزمان نے بھی قاسم کو بحال غیظ و غضب جانب گنجاب مخاطب دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ قاسم جاہل مطلق ہے ایسا نہو کہ مہر بخت ہو کر گنجاب کو جا کے ارے یا پکڑ لے اس سے بہتر یہ ہے کہ مین سبقت کر کے گنجاب کو پکڑ لون یا جہنم واصل کر دون یہ کہکر جنگ رستمانہ کرتا اور دشمنون کے لیتے لگاتا متصل گنجاب کے پہونچ گیا یہ تماشا شمشیر زنی اور دلیری کا دونون چچا بھتیجون کی دیکھکر گنجاب اپنے دل مین نہایت لرزان اور ترسان ہوا اور باواز بلند اپنی فوج سے کہنے لگا کہ ای بہادرو اب تم سب انتظار کسکا کرتے ہو جلد ان دونون کو گرفتار کر لو یا چار طرف سے بلوہ کر کے مار لو یہ حکم اپنے مالک کا سنکے ہزارون سوار پیادے نیزے شمشیرین پکڑ پکڑ کے شاہزادگان والا تبار عالیمقدار قاسم اور بدیع الزمان نامدار پر گرے اور یہ دونون بہادر بھی کس شوکت اور شان سے معرکہ آرا سے میدان کارزار تھے کہ گوش سپہر نے کبھی ایسی شمشیر زنی رستم اور سہراب کی سنی اور نہ چشم بلاد نے کبھی ایسی جنگ و جدال گیو اور افراسیاب کی دیکھی ہوگی ناگاہ بسبب بارش تیرہا سے جگردوز اور کثرت جراحت نیزہ و شمشیر گھوڑا شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کا مارا گیا اور قاسم پیادہ پا ہو کر بر سر رزم تھا شاہزادہ بدیع الزمان گردن شکن نے جو قاسم کو پیادہ پا ہزارون سوارون مین ضرب و پیکار کرتے دیکھا با دل حزین اور جان ریش نہایت خشمگین اور غیظ و طیش مین تیغہ طہمورث دیوبند کر سے کھینچے سر پہ سر اور دھڑ پر دھڑ لاش پر لاش گراتا اُس میدان رزم و کین کو طے کر کے شاہزادۂ خاور سپاہ کے متصل پہونچا اور بجستی تمام اپنے مرکب پر سے کودکر شاہزادہ خاور سپاہ سے کہا کہ بسم اللہ ای خاور سپاہ تم تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر آمادہ کارزار رہو ابھی قاسم کچھ جواب نہین دینے پایا نہ اُس گھوڑے پر سوار ہوا ہے کہ اتنی دیر مین لشکر کفار تابکار سے کسی نیزہ دار نے ایک نیزہ شاہزادہ بدیع الزمان کے بھی مرکب کے پیٹ مین مارا کہ وہ گھوڑا بھی چیخ مار کر زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا اور فوج بے پیر اعدا سے شریر نے جو ان دونون شاہزادگان آسمان توقیر کو بر دست زمین پیادہ پا دیکھا ہر چہار طرف سے بلوہ کر کے محاصرہ کر لیا اور نیزہ و تیر کی بوچھار کر دی تھی اور سیکڑون تلوارین کھینچے حملہ آور تھے اور اکثر زخم ہاے کاری بھی تیرون اور نیزون کے جسم اطہر پر ان دونون شجاعان نامور کے پڑے تھے مگر ان دونون دلاورون کو یقین کلی ہو گیا تھا کہ آج ہم دونون خلعت شہادت پہنینگے مسافر ملک عدم ہونگے اور اب کوئی صورت زیست کی نظر نہین آتی مگر اُسپر بھی یہ حال تھا کہ جسطرف تلوارین پکڑ ملکر متوجہ ہوتے تھے ہنگامۂ قیامت اور شور یوم النشور بپا ہوتا تھا اور لاش پر لاش ہر دے پہ مردہ گرتا نظر آتا تھا اُسی طرح سے تین شبانہ روز گذرے

اشعار

ادھر فوج کفار و رسالے کے گبر　　جھکے ہر طرف مثل غرندہ ابر
غلوے عدو بادلون کا تھا شور　　کڑک برق کی تھی کمان کی ٹکور
لہو کے لگے بہنے نالے وہان　　ہوا چارسو خون کا دریا روان
کٹے دست و بازو کہین اور پہ　　تڑپتی تھین جون مچھلیان چار اور
نظر آتے تھے بال سر کے سوار　　نہنگون کی صورت ہر اک نابکار

ادھر مثل شیران یل ارجمند　　وہی دونون شہزادے بخت بلند
وہ سپرین تھین کالی گھٹائین سی وان　　چمکتی تھین تلوارین جون بجلیان
جھڑی سی لگی اُن پہ تھی تیر کی　　ہر اک سمت تھی چھاپ سی تیر کی
ہزارون ہی سپرین تھین اک پشت　　بہی پھرتی تھین ہچیان بشکل پشت
ہوئی موج خون صورت موج آب　　ہر اک کاسۂ سر بشکل حباب

اُسوقت شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا یہ حال ہوا کہ جب لڑتے لڑتے شدت تشنگی اور گرسنگی اور کثرت زخم ہاے کاری سے طاقت شمشیر زنی اور کفار کشی کی مطلق باقی نہ رہی تب حالت اضطراب مین با چشم اشکبار بحضور قلب اور خلوص نیت سے بجناب باری دست دعا دراز کر کے التجا کرنا شروع کی کہ ای قادر ذوالجلال ذوالاکرام اگر وقت مرگ برابر آپہونچا اور رشتۂ حیات ہمارا منقطع ہو چکا ہے تو بہت سر نیچے پیچم شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سر مین یا نصیب ٭ مرنے اور مارے جانے کا کچھ غم اور رنج نہین کہتے بلکہ یہی استدعا اور التجا ہماری ہے کہ بایں وہ بدرجۂ شہادت فائز ہون ورنہ صدقہ اپنی وحدانیت کا اب اِس

کشمکش سے نجات دے کہ یکبار دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور تیر دعا اُن دونون بہادرون کا بدرجۂ اجابت پہونچا یعنی
از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ خیرہ سرگرد باسمان رسیدہ پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان وپیچان چون سر زلف
عروسان ہوا نے مارا گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار نمدپوش بکمال جوش وخروش یہ نعرہ
کرتا ہوا **شعر** کجا سام نریمان بیکر مردانہ میکوشم * بدست جنگ چون شہر نیستانی نمدپوشم * ای کفاران عیار وای نابکاران
پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند حالا مرا بداند وبشناسد کہ منم نقابدار نمدپوش ہوا خواہ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم
لعل خفتان خون ریز خاوری یہ کہکر مع چالیس ہزار سواران نمدپوش جب حملہ آور ہوتا ہے چالیس ہزار تلوار کا جھٹکا سوار
وپیادگان فوج کفار پر برابر پڑتا ہے اور چالیس ہزار سر جدا وچالیس ہزار دھڑ جدا ایک قلم قلم ہو کر خاک وخون مین
تیرتے پھرتے ہین بڑی عظمت وجرأت اور شوکت وشان سے قتل عام کرتا متصل شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم
کے پہونچا اور دونون بہادرون کو بکمال گرم جوشی وکلمۂ اتحاد آمیز دو گھوڑے برق آہنگ صبا رفتار باساز ویراق
مکلل بزر مغرق بجواہر طلب کرکے سوار کردیا اور تا غروب آفتاب لشکر گیتی تاب سے مقابلہ ومجادلہ رہا بعد ازان شاہزادہ
بدیع الزمان اور قاسم کو بخوبی تمام او باطمینان لاکلام اُس فوج کفار کے بلواے عام سے نکال کے اپنے ہمراہ
لیے سمت ایک دامن کوہ کے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر اپنے لشکر کا قیام کیا اور اپنے خیمہ مین لاکے تیاری دعوت
مین مشغول ہوا جب کہ دونون شاہزادے تناول طعام سے فارغ ہوئے اور دو چار پیالے شراب کے پی کے دونون
بہادرون کو ایک سرور حاصل ہوا اُسوقت نقابدار نمدپوش نے ہوا خواہی قاسم بے ساختہ یہ کلام کہا کہ فی الحقیقت
خیاط ازل نے جامۂ شجاعت ذات پر شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کی قطع کیا اور قاسم جو کچھ دعوی رستمی اور تہمتنی
کرے سب برحق اور سچا ہے ای بدیع الزمان تو اس ملک باختر مین کس لیے آیا تھا بدیع الزمان نے جوابدیا کہ مجھے بیٹی گنجا
کی یہان لے آئی تھی اور انشاء اللہ تعالے دعوے یہ رکھتا ہون کہ جب تک لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان ظفر
احتشام امیر حمزہ عالیمقام اس سرزمین مین نزول اجلال اور ورود اقبال فرماے مین بحول وقوت پروردگار عالم تمام
باختر کو مسخر کرلونگا اور یہی عہد وپیمان دل سے رکھتا ہون کہ جو کوئی اس ملک مین کار نمایان مجھسے زیادہ کرجاے وہی
نامور اور دلاور اور شجاع روزگار ہے بس اتنا کہکے ازبسکہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو گفتگو سے ہوا خواہی قاسم سے
جو نقابدار نے کی تھی دل مین ایک ملال پیدا ہوا تھا اُسی وقت نقابدار سے رخصت ہو کر بیٹھا اپنے مرکب پر سمت
چارباغ ملک حرمان دیوکش روانہ ہوا اور تھوڑی دیر مین عرصہ راہ کو طے کرکے چارباغ ملک حرمان دیوکش مین پہونچا
اور ملکہ گوہر ملک کے ساتھ عیش وطرب مین مشغول ہوا بعد رخصت ہونے اور اٹھ آنے شاہزادہ بدیع الزمان
کے نقابدار نمدپوش نے شاہزادہ قاسم سے کہا کہ مین ہوا خواہ تیرا ہون لیکن مین تجھسے پوچھتا ہون کہ بدیع الزمان
نے تو اگر کوئی افتاد کسی بدی کی پڑجاے اپنی آسائش وآرام کے واسطے ایک مقام چارباغ ملک حرمان دیوکش کا کہ
وہان فی الحقیقت بڑی جگہ حفظ وامان کی ہے تجویز کرلیا اور قرار دیا ہے تو بتلا کہ اگر خدانخواستہ کوئی ایسی افتاد پڑجاے
تو کہان جاکے رہیگا قاسم نے کہا مین بے مکان ہون نقابدار نے کہا تجھے لازم ہے کہ پہلے اپنے رہنے کے لیے کوئی مکان
مہیا کرلے بعد اُسکے کفار کشی اور جہاد کا ارادہ کرنا ورنہ بہت خراب جائیگا شاہزادہ خاور سپاہ یہ کلمہ خلاف مزاج
اپنے نقابدار سے سنکے نہایت کشیدہ خاطر اور مکدر ہو کے اُٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہوا کہ اب مین اسوقت مکان
اپنے آرام کے واسطے تجویز کیے لیتا ہون جھٹ پٹ مرکب پر سوار ہو کے ایک سمت کو روانہ ہوا ہرچند نقابدار
نے بہت کہا کہ ای شاہزادہ سپاہ تھوڑا توقف کر اچھا جاتا ہے تو قاسم وہ جاہل مطلق ہے اُسنے کہنا نہ مانا اور اپنے راہ ہوا اُسکو

گرم رفتار ہے کیونکہ دو شبانہ روز برابر چلا گیا روز سوم دور سے ایک پہاڑ بہت بڑا نظر آیا اور اُس پہاڑ پر ایک قلعہ فلک فرسا نمودار ہوا
قاسم اُس پہاڑ اور اُس قلعہ کو دیکھ کر ایک ہی جست میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں سے اُس پہاڑ اور اُس قلعہ کی طرف جو بغور خیال کیا تو
دیکھا کہ زیر کوہ ایک غول آدمیوں کا بیٹھا ہے اور اکثر زخمیوں کا سا چہرہ لئے بہت سے بیٹھے ہوئے ہیں اور اوپر قلعہ کے ایک
غول مسلح اور مکمل بیٹھے اور ٹھٹھے مارتے ہیں کچھ مال اور اسباب آپس میں تقسیم اور حصہ کر رہے ہیں قاسم نے جانا کہ یہ شہدے و قزاق
بیکس زخمی اور مجروح با جسم عریاں زار و پریشاں کوئی سوداگر ہیں کہ اُنکے ساتھ کے معلوم ہوتے ہیں اور یہ مجمع سرہنگوں اور
سرکشوں کا ہے جو مال و اسباب لیے بیٹھے اور ٹھٹھے مارتے ہیں باہم تقسیم لین دین کر رہے ہیں شاید قطاع الطریق اور قزاق ہیں الغرض
شاہزادہ یہ سمجھ کر اُس ٹیکرے پر سے نیچے آیا اور آہستہ آہستہ زیر کوہ اُن لوگوں کے قریب ہو نکلے اور زخمی بیٹھے تھے پہونچکر پوچھنے لگا
کہ صاحبو تم کون ہو اور تم سب کو اسطرح لوٹ کر کسنے عریاں کر دیا اور زخمی کر دیا ہے اُن لوگوں نے قاسم کو دیکھکر کہا کہ اے
جوان واسطے اپنے دین و ایمان کے اپنی نوجوانی پر رحم کر اور جلد یہاں سے کہیں بھاگ جا خدانخواستہ اگر یہ قزاق تجھے
دیکھ لینگے تو یہ گھوڑا اور سب اسباب تیرا چھین لینگے تجھے زندہ نہ چھوڑینگے جیسے ہم لوگوں کو کہ کئی ہزار کا قافلہ اُس جوانمردی سے لوٹ لیا
اور زخمی کیا تو تیری کیا حقیقت ہے قاسم نے اُن لوگوں سے کہا کہ تم سب خاطر جمع رکھو یہ گھوڑا اور اسباب وہ قزاق ملعون آنکھ بھی
اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تم یہیں سب بیٹھے رہو دیکھو کہ میں تمہارا سب کا مال و اسباب ان قطاع الطریقوں سے ابھی پھروا دیتا ہوں
اس عرصہ میں اُس قطاع الطریق سرگروہ کا نام اسکا خسرو قزاق تھا اوپر سے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کو دیکھا اور
دو جوان کو اپنے ساتھ والوں میں سے اشارہ کیا کہ ان جلد جاکر یہ جو نوجوان گھوڑے پر سوار کھڑا ہے اسکا گھوڑا اور سلاح وغیرہ
اسباب لیکر ہمارے پاس چلے آؤ وہ دونوں جوان سپریں تلواریں لیکر قلعہ سے نیچے اُترے اور شاہزادہ قاسم
سے باآواز بلند یہ کہنے لگے کہ اے نوجوان تو اپنی سب پوشاک اور ہتھیاروں کو اور گھوڑے کو ہمارے حوالے کر دے اور
جان تیری جو چاہے بدو گوشہ پکڑ کے اپنی راہ چلا جا ورنہ یہ اپنے دل میں خوب سمجھ لے کہ مفت نقد جان بھی تیرے ہاتھ سے
جائیگی یہ کہتے ہوئے برابر شاہزادہ نامدار کے پہونچے اور چاہتے تھے کہ لپٹ کر پکڑ لیں قاسم نے اپنے مرکب کو جھوک کر شمشیر بلارک
افراسیابی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ او نالائقو کیا بکتے ہو اور گروہ کیا ہے اور جھپٹ کر دونوں کے پاس آیا اتنا کہنے
کے دونوں نے ایک نے داہنی طرف سے اور ایک نے بائیں طرف سے تاک کر تلواریں ماریں شاہزادۂ والاقدر
اور قاسم نے جو کہ تمام فنون سپہگری و اسلحہ میں یکتا تھا داہنے سوار کے اور بائیں ہاتھ سے بائیں سوار کے تلوار کی باڑھ
بچاکے بند دست کو پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ دونوں کی تلواریں ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا گریں اسوقت اُس اژدر
شاہزادۂ قاسم نامور نے دونوں کے کمربند ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کے پہلوانوں کو اپنے زین سے اُٹھا لیا اور
دونوں ملعونوں کو سر پر پھرا کے بعد زمین پر مارا کہ دونوں کشتہ زمین پیوند زمین ہوگئے خسرو قزاق قلعہ پر
سے یہ جرأت اور مردانگی شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کی دیکھ کر اپنے دل میں بہت خائف اور ترساں ہوا اور جی میں
یہ خوب سمجھا کہ وہ جو ہم لوگ سنا کرتے تھے کہ اسیر صاحب قران کا نام میں سنا کرتا تھا شاید یہ وہی شخص ہے اپنے
مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ پکڑ کر مقابلہ شاہزادۂ قاسم آیا اور یہ کہا کہ ہاں او اقبال سپاہ غضب کیا تونے میرے
دو جوانوں کو ہلاک اور پیوند خاک کیا اب میں تجھے کب زندہ اور سلامت یہاں سے جانے دونگا یہ کہا سینہ بے کینہ
شاہزادۂ قاسم پر مارا قاسم نے جھپٹ کر تمام اسکے نیزہ کو گلو گاہ سے پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ نیزہ اسکے ہاتھ سے
چھوٹ گیا اور پھر قاسم نے وہ اُسی نیزہ سے کی اُس زور سے خسرو قزاق کے سر پر ماری کہ خسرو قزاق اسکی
ضرب سے چرخ مارکر گھوڑے پر سے چار ابرو شانے چت زمین پر گر پڑا اور قاسم مرکب پر سے جست کرکے اُسکی چھاتی

سر جا بیٹھا کر اُسنے تیغ کڑ ڈالے ایک مرتبہ خسرو قزاق نے کہا اے بہادر معلوم ہوا مجھے کہ یہ زور طاقت تیرا نہیں ہے بسبب برکت اور تائید تیرے دین و ملت کی ہے پس جو تیرے دین کو قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادہ شاہ و سپاہ نے کلمہ طیبہ تلقین کیا وہ ازبسکہ صدق کلمہ پڑھ کے اُس چاہ کفر و ضلالت سے نکلا اور بسر منزل ہدایت پہونچا قاسم اسکی چھاتی پر سے اُٹھ کر علیحدہ ہوا اور اسنے زمین پر سے اُٹھکر بہ کمال عجز و انکسار عرض کی کہ اے شہریار مین نے تو بصدق دل حلقۂ غلامی اپکا اپنے کان مین ڈالا اور بجان و دل اطاعت تیری قبول کی لیکن اب امیدوار ہون کہ از راہ بندہ نوازی آشنا تو مجھے بتا دے شہر حیدر نامی کرم آگے نام تو کیا ہے درست خریدہ غلام تو ام ہے قاسم نے نام اور حسب و نسب سب اپنا بیان کر کے فرمایا کہ مین نبیرۂ نور نظر لخت جگر قرۃ العین ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران کا ہون خسرو قزاق نہایت شادان و خندان شاد ہوا اور گرد پھرا شاہزادہ قاسم کو اپنے ہمراہ پا لاسکے کوہ اُس قلعہ مین لیگیا اور بارہ ہزار اپنے ہمراہی سوارون سے کہا کہ یارون مین نے تو اطاعت اور فرمانبرداری اس بہادر کی قبول کر کے ملت بیضا دین اسلام قبول کیا جسکو میری رفاقت کرنا منظور ہو کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو میرے ساتھ رہے اور جسکو نہ منظور ہو وہ جہان چاہے ابھی چلا جاوے مجھے کچھ واسطہ اور سروکار نہین سبھون نے کہا کہ اے خسرو قزاق ہم سب تیرے رفیق اور تیرے تابعدار ہین جو تو نے قبول کیا ہم کو بھی وہی منظور ہے خسرو قزاق نے باواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اُن سبھون نے بصفائی نیت کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا جب تمام اپنے ساتھ والون کو مسلمان کر چکا تب خسرو قزاق نے تیاری دعوت اور محفل رقص و سرود آراستہ کی قاسم نے تمام مال و اسباب اُن سوداگرون کا جو برہنہ اور اکثر زخمون مین چور زیر کوہ بیٹھے تھے خسرو قزاق سے واپس کرا کے دلوا دیا اور وہ سب قاسم کو دعائین دیتے اپنے اپنے ملک اور دیار کی طرف روانہ ہوئے اور یہان قاسم نے یہ قلعہ گویا اپنی آسائش اور آرام کی جا تجویز کر کے دل مین کہا کہ اب فوج کشی برسر گنجاب کیا چاہیے اور یہ خیال کر کے نگہداشت ملازم سوار و پیادون کی جاری کر دی اسکو تو اب یہان فوج و سپاہ مین رہنے دیجیے

اب تتمۂ داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن بیان کیا جاتا ہے

کہ جس وقت شاہزادۂ بدیع الزمان مع ملکہ گوہر ملک چار باغ ملک حیران دلکش مین مصروف عیش و طرب ہو کر رہنے لگا تو ایک روز کی نقل ہے کہ ملکہ گوہر ملک نے صبح سے اُس باغ مین لب نہر تختون کا فرش اُسپر شطرنجیان و چاندنیان بہت تکلف بچھوا اسکے سلاان ستارا گرد اگرد ڈلوا دیا اور ایک شمگیرہ جواہر دوز با سلک ہائے مروارید وہان استادہ کرا کے زیر شمگیرہ ایک پلنگ جواہر نگار بہت پر تکلف سیج بندون سے کسا ہوا تکیے پر بچھا کے نرم نرم دھرے ہوئے آگے اُسکے ایک مسند زرتار ہی گاؤتکیہ بہت بھاری لگا ہوا عطردان پاندان چنگیرین چوگھڑے قرینے قرینے سے چنے ہوئے ہزار بارہ سو ڈالیان میوون کی ہزار بارہ سو چنگیرین پھولون کی رکھی ہوئی کشتیان شراب اور گلابیان کی پیالے الماس تراش رکھے ہوئے نوڑے پڑے ہوئے ملکہ مسند پر مع شاہزادۂ عالیمقام اجلاس فرما کے انیسین جلیسین ہمدمین ہمرازین مصاحبین خواصین ملازمین سب گرد پیش باادب بیٹھی ہوئی سامنے کچھ طائفے کلاونت بچون کے دو ایک بہروپیے کچھ طائفے کشمیری بچون نقال بچون کے کچھ گائنین حاضر صحبت ناچ و رنگ کی تھین دور شراب کا چل رہا تھا سب اتفاق ایک لونڈی شبنو نام کہ پری تربان دراز اور بدذات قدیمی ملکہ کی تھی وہ بھی شریک صحبت تھی کار و بار کر رہی تھی اور ملکہ گوہر ملک کو نشہ صہبا سے محبت مین شاہزادۂ والا مرتبت کے اسدرجہ مدہوش اور ہم آغوش بیٹھے دیکھکر جل جل کر بار بار یہ کہتی تھی کہ یہ کیا غضب ہے دیکھو تو پیغمبر زادی نے کیسی حیا و شرم اٹھا دی ہے اور کیسی بیباک اور بے خوف اور نڈر ہو کے کھل کھیلی ہے کہ جو شخص دشمن خداوندا تھا اور برباد کنندہ

دین اور مخرب سرکار اور عدو پیغمبر مرسل کا ہی اُسے جاکے کہان سے اپنے ساتھ لائی اور کیسے کیسے تریا چلتر کرکے
کیسے کیسے مکر و فریب سے چھپا چھپا کے اون کو گھر مین بلا بلا کے رکھا جب حال کھل گیا تب آپ گھر سے نکل کر یہان
باغ مین اُسیسے لگا کے ساتھ آئی اور ہنوز ہمیشہ کہہ رہی ہو کہ اسے نہ تو قہر خداوندی کا دھیان ہو نہ اسے اپنے منگیتر جبرئیل
درگاہ یاقوت شاہ کا کھٹکا اور خطر ہو کہ وہ سنینگے تو کیا خیال کرینگے تو افضیحت ہوگا نہ اسے کچھ ماں باپ کی رسوائی بدنامی کا اندیشہ اور ڈر ہو ہر چند کہ
اور سب لونڈیان ساتھ والیان منع کرتی اور سمجھاتی تھین کہ نیک بخت کیون اپنی ناک چوٹی کے پیچھے پڑی ہو ابھی
کوئی جاکے ملکہ سے کہدیگی تو وہ کیا جانے تیرے ساتھ کیا سلوک کرینگی مگر وہ علانیہ کرو ذرگار کسی کا کہنا اور سمجھانا
نہین مانتی تھی بلکہ کہتی تھی کہ صاحبو مین کسی کی نہین ہون یہ کٹنا پے کی باتین تمھین سب کو مبارک رہین ابھی یہی باتین
یہان ہورہی تھین کہ وہان ملکہ گوہر ملک نے پکار کے کہا کہ شبو ذرا تو میرے پاس آ اُس شامت زدہ اجل رسیدہ
نے مارے بدذاتی کے جواب نہ دیا دوبارہ ملکہ نے کہا کہ شبو مین تجھے بلاتی ہون تو نے سُنا نہین یہان جا اور اُسکی
ساتھ والیان تھین اُنھون سے یہ کہکے کہ شبو تو آج دیوانی کیون ہوگئی ہو ملکہ عالم پکارتی ہین جواب نہین دیتی نہ وہان
جاکے حاضر ہوتی ہو غرض ہزار خرابی اور دشواری اُسے ملکہ کے پاس بھیجا ملکہ گوہر ملک تو نشۂ عشرت مین مدہوش
اور خود فراموش تھی کچھ اُسکے دیر مین آنے اور جواب دینے نہ دینے کا خیال نہ کیا شاہزادۂ باقبال کے گلے مین ہاتھ
ڈال کے اُسکی جانب مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ شبو شاہزادۂ عالم نے تجھے یاد کیا ہو اور فرماتے ہین کہ اُسوقت ہمین
کیتکی کی شراب بہت تحفہ تیار ہوئی ہو اُسمین سے دوچار گلابیان لاکے پلا ہم تجھے خلعت دینگے اُس قحبہ کے منھ
سے بے ساختہ نکل گیا کہ صاحبزادی اتنا بھی کھل کھیلنا اچھا نہین یہ کیسا ظلم ہو کہ منگیتر تیرا پرزادہ یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ
بڑا بیٹا خداوند سجدہ ہزارہ ملک باختر کا سسرا تیرا خداوند لقا ایسا باپ پیغمبر مرسل ایک زمانہ تجھے پیغمبرزادی
اور ولی نعمت اپنا سمجھکر عتبۂ دولت پر جبہہ سائی کرتا ہو اور تو لے اِس خانہ برانداز فتنہ ساز مفسدہ پرداز دشمن
خداوند اور اپنے باپ کے عدو کو اپنے گھر مین لاکے بٹھلایا کیا کچھ تجھے اپنے باپ کی حرمت اور آبرو کا پاس اور
لحاظ اور قہر خداوندی کا کھٹکا اور اندیشہ نہین ہو یہ بے حیائی اور بے شرمی تو تجھے نہ چاہیئے اور یہ تیری سب صحبت
والیان مشاطہ کٹنیان ہین یہ تجھے بہت سا خراب کرینگی بس اتنا کلام اُس شبو تیرہ انجام کی زبان سے نکلنا تھا کہ ملکہ
گوہر ملک کا سارا نشہ ہرن ہوگیا اور ایک آتش غضب کا نون سینہ مین جو مشتعل ہوئی تو دود بدماغی دماغ جان سے اُٹھا اور
مانند زلف و کاکل اپنی کے پریشان ہوکے وہ جو گلابی مملو شراب ناب سے اُسکے ہاتھ مین تھی پہلے تو اُسکو کھینچکر شبو کے منھ پر
اس زور سے مارا کہ وہ گلابی ٹوٹ کر تمام کرچین اُسکے دماغ مین پیوست ہوگئین اور خون جاری ہوا بعد اُسکے خواصون سے
کہا کہ ارے ہان لینا لینا اس قحبہ کو پکڑ کر اسکی زبان تو قطع کر ڈالو اسنے مجھے کیا کہا اور لاو کشان کشان میرے پاس
کہ مین اسے باندھ کر کوڑے سے مارتے مارتے اسکا پوست تمام جسم کا کھینچ لون اور سزاے اعمال کو پہونچا دون خواصون نے
دوڑ کر اُسکو جوتیان گھونسے لاتین مارنا شروع کین شاہزادہ بدیع الزمان نے ہان ہان کرکے سب کو روکا اور ملکہ گوہر ملک
کو اپنے گلے سے لگا کے خوب سا سمجھایا کہ ملکہ کیا کرتی ہو کیا کرتی ہو انجام کو دیکھو غصہ حرام ہوتا ہو دور کر و جانے دو
کچھ سمجھ لینا ہمارے سر کی قسم اسوقت طرح دیجا غرض خدا خدا کرکے اُسکو وہان سے ہٹا دیا اور ملکہ کی بہت سی
دلجوئی اور تسلی کرکے وہ غصہ رفع کرا دیا اور اُسی طرح سے سرمست جام نشاط اور مصروف محفل انبساط ہوگئے

تتمۂ حال اس شبو تیرہ بخت بد افعال سے گذارش کیا جاتا ہو

اُس نکا تہ سنے دروازہ چار باغ پر آکے اوسپاہ کی خانے سے مہر آکو بلا کے کہا کہ مجھے ملکۂ عالم نے ایک کام کے لیے اپنی

امان جان ملکہ غنچہ خاتون کے پاس پہنچا ہی تم مجھے بہت جلد پہونچا دو مین بہت سا انعام دلوا دونگی جہار نے جھٹ پٹ ڈاک کہارون
کی بٹھا دی اور ایک محافے مین اُسکو سوار کرا کے کوئی ڈیڑھ پہر دن باقی ہوگا روانہ کر دیا اور کہار ہوا کی طرح اسے لیے چوکی پر جہان تہان
راہ مین بدلی کرتے اڑے چلے جاتے تھے اور یہان محل مین غنچہ خاتون کا یہ حال تھا کہ جب سے ملکہ گوہر ملک
ان سے رخصت ہوئی اور یہان سوار ہو کر چار باغ مین تشریف لائی ہی ملکہ غنچہ خاتون ہر لحظہ و ہر لمحہ دروازہ کو دیکھا کرتی ہی
اور ہر ایک سے گھبرا گھبرا کے پوچھتی ہی کہ ہی ہی ابتک کچھ لڑکی کی خبر نہین آئی معلوم نہین اُسکی طبیعت کیسی ہی بلکہ کھانا پینا
بات کرنا کچھ خوش نہین آتا جب تک اُسکے پاس سے کوئی آدمی خبر لیکر نہین آتا اسی مین کوئی دو تین گھڑی رات گئی ہوگی
کہ وہ کہار ڈاک والے شبو کی سواری لیے ہوئے ڈیوڑھی ملکہ غنچہ خاتون پر پہونچے اور محلدار نے یہان تحقیق کرکے کہ کس
کی سواری اور کہان سے آئی ہی اندر جا کے عرض کی کہ فرخندہ قدم بیگم شہزادی کے پاس سے شبو خواص قدیمی آئی ہی
غنچہ خاتون نے نہایت خوش ہو کے کہا کہ اسے جلد اسی لائو بارے محلدار نے باہر آکے شبو کو اندر داخل کیا اور پوچھا
کہ شبو خیر تو ہی اس تعجب سے یہان تو کچھ ذکر نہ کیا اپنا منہ لیے لہان جا رہے چپ چاپ کے اندر محل کی پہونچی اور شبو ملکہ غنچہ خاتون
جا کے مجرا کیا غنچہ خاتون نے پوچھا کہ کیون شبو کہہ ملکہ گوہر ملک کا مزاج کیسا ہی اور اس وقت تجھے کیون بھیجا ہی اُس
مشغل بدذات شبو نے ابھی آنا ہی کلمہ سے نکالا تھا کہ ای ملکہ عالم داد ہی داد فریاد ہی مین کیا رسوائی بیان کرون یہ دیکھیے
کہ نیکی کا بدلہ بدی ہی مین نے کونسی بات بری کہی تھی جو صاحبزادی نے میرا یہ حال کیا واللہ غنچہ خاتون تو بڑی عاقلہ زمانہ دیدہ
ہو اُسنے کچھ اپنے جی مین سوچکر کہا دم لے خبردار ابھی کچھ منہ سے نکالنا نہین تیرا حال بتفصیل علیحدہ سنونگی یہ کہکے ایک
حجرہ بالا خانہ لیے پر تھا وہان ملکہ غنچہ خاتون شبو کو ہمراہ لے گئی اور سب کو ممانعت کر دی کہ خبردار میرے پاس کوئی
نہ آئے بعد ازان وہان لیجا کے اس شبو سے پوچھا کہ اب بیان کر اُسنے سارا احوال شاہزادہ با اقبال کا ہمیشہ رات کو
کے آنے کا اور ملکہ گوہر ملک کے یہان سے جانے اور راہ مین سے شاہزادہ بدیع الزمان کو باغ مین لیجا کے
صحبت ناچ رنگ اور مے نوشی کی برپا کرنا اور بوقت منگانے شراب کے اپنا جواب دینا سب کا سب بیان کیا ملکہ
غنچہ خاتون کی ہر چند کہ آنکھون کے سامنے ایک اندھیرا سا آ گیا تھا مگر بخیال اسکے کہ مقدمہ بیٹی کا ہی ایسا نہو یہ حال حرامزادی
بیسوا لونڈی تو ہر چہار کہین کسی سے ذکر کرے تو موجب رسوائی کا ہوگا برابر سے ایک خنجر اُسکے پیٹ مین مارا کہ
وہ تیسیچ مار کر گر پڑی اور دم بھر مین پھڑک پھڑک کر جہنم واصل ہوگئی بعد اسکے اُسی غیظ و غضب مین سیڑی کوٹھے پر
سے نیچے اُتری اور ساعت بھر توقف کرکے سوچی کہ اب کیا تدبیر کرون خواصون سے کہا کہ ارے کوئی جا کے
ڈیوڑھی پر محلدار سے کہدو کہ کسی چوبدار کو بھیجکر میرے دونون خانہ زاد قاتل زنگی اور مقاتل زنگی غلامون
کو جلد بلا لائے اور حسب الحکم ایک خواص نے محلدار کو حکم پہونچایا اور محلدار نے چوبدار کو بطلب قاتل اور مقاتل
اُسی دم بتاکید تمام روانہ کیا اب حال سنیے ان دونون حبشی بچون کا کہ قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون خانہ زاد
موروثی غلام زر خرید ملکہ غنچہ خاتون کے تھے اور بہت چھوٹے چھوٹے صغیر سن تھے جب سے یہ مول لیے گئے تھے
اور جس دائی کا دودھ ملکہ گوہر ملک نے نوش فرمایا ہی اسی کا دودھ ان دونون کو پلوا کے بڑے ناز و نعم سے
انکو پرورش کیا ہی اور اب یہ دونون بڑے زبردست اور قوی ہیکل تنومند جوان دلاور اور شمشیر زن ہوئے ہین
اور چالیس چالیس ہزار سوار انکے پاس نام سرکار سے ہین کہ وہ سب مطیع اور فرمانبردار ملکہ غنچہ خاتون کے ہین کیونکہ سب
سے انکو سروکار نہین ہی نوکری چاکری اطاعت اور جان نثاری مین ملکہ غنچہ خاتون کی رہتے ہین قصہ مختصر یہ کہ
جس وقت اس چوبدار نے جا کے ابلاغ حکم کیا اُسی دم وہ دونون مسلح اور مکمل ہو کر اپنے اپنے گھر کیون

پرسوار ہوے اور از بسکہ بچپن سے بطور فرزندون کے پرورش پائے ہوے ہین تو نہ اُنکا پردہ نہ ملکہ غنچہ خاتون کرتی ہین تب
ملکہ گوہر ملک یہ دونون ڈیوڑھی پر آن کے بیساختہ اندرون محل پہونچے اور ملکہ غنچہ خاتون کو مجرا کیا اور دونون نے
عرض کی کہ خانہ زادون کو کیون یاد فرمایا ہی ملکہ غنچہ خاتون نے اُن دونون کو علیحدہ لیجا کے کہا کہ پہلے تم دونون مجھسے کہو
کہ تم خانہ زاد اور فرمانبردار کسکے ہو اگر مجھسے اور پیغمبر مرسل سے کوئی رنجش درمیان مین آجاے تو تم تعمیل کسکی کروگے اندونون
نے عرض کیا کہ خانہ زاد آپکے ہین ہمکو پیغمبر مرسل سے کیا واسطہ آپ کی حبت سے ہم اُنکو بھی اپنا دلی نعمت اور مالک جانتے
ہین ابھی آپ جسکو حکم دین ہم اُسکا سر کاٹ لائین غنچہ خاتون نے کہا کہ خیر معلوم ہوا اب تم سنو ماجرا یہ ہی کہ ملکہ گوہر ملک تو ابھی
محض بچہ نادان کچھ نشیب و فراز زمانے کا جانتی نہین وہ کیا جانے کہ نیک کیا ہی اور بد کیا ہی یہ جیسے ائین صحبت والیسان
صاحبزادیونکو جس راہ پر چاہین لگائین اور جو چاہین سو یہ کرین یہ تو ایک داستان طولانی ہی مختصر مطلب مین تمسے کہتی ہون کہ
وہ جو تمنے سنا ہو کہ حکیم قاروس نے ایک شخص کو اپنا بیٹا کیا تھا اور حکیم بدیع اُسکا نام تھا اور اُسکو شدہ شدہ بذریعہ معالجہ ملکہ
یہ رتبہ اور مرتبہ اس سرکار سے بہم پہونچا کہ مقرب خاص گنجاب ہوا اور اُسنے جابرین قہرمان عجم کی کمان کو توڑا اور
لستورین لستار پہلوان قدرت کو مارا اور گنجاب نے بلند اقبالی کا خطاب اُسکو دیا پھر اُسنے وہ فساد بپا کیا کہ شبخون
مارے اور کیسی کیسی خونریزیان کین غرض بکے کون شاید اُن بذات صحبت والیون نے اُس کی تقریب کرکے ملکہ گوہر
ملک کو کیا جانیے کیونکر ورغلاتا اور اُسے نوکر رکھواکے چار باغ ملک حیران مین شاید اب گوہر ملک کا ہم صحبت کیا
ہی تو یہ بات غیرت کی ہی مین جانتی ہون کہ تم دونون جاکے وہ زندہ اگر ہاتھ آئے تو پکڑ لاؤ اور نہین تو اُسکا سر کاٹ
کے میری لڑکی کو مجھ تک پہونچا دو قاتل زنگی مقاتل زنگی دونون نے ہاتھ باندھکے عرض کی کہ ملکہ عالم آپ ہماری
مالک ہین اور ہم آپکے زرخرید غلام آپکو تو ہم کچھ جواب نہین دے سکتے ہان اگر پیغمبر مرسل ایسا کلمہ زبان پر
لاتے تو ہم اُنسے البتہ کچھ کہتے بھلا آپ انصاف تو کرین کہ کجا تو وہ ایک مصیبت زدہ مرد مفلوک غریب الدیار غریب الوطن
عاجز ونا توان بدیع الزمان اور کجا ہم دونون خانہ زاد آپکے ہمکو یہ امید تھی اور یہ دعوی تھا کہ اگر ایک بار حکم
ہوتا تو ہم ملک بربرین امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر کا جاکے مقابلہ کرکے اور وہان سرفروشی اور جان نثاری
کرکے کچھ نام پیدا کرتے مگر حیف صد حیف کہ قدردانی اور جوہر شناسی دنیا سے اُٹھ گئی اور سوا اسکے آپسے
بھی کچھ اسکا گلہ شکوہ نہین آپ پردہ عصمت مین بیٹھنے والی عورت ذات آپ کو ہماری شمشیر زنی اور شجاعت اور
حرب کا حال کیا معلوم ہو یہ تو جو کوئی مرد مردانہ دلاور بادشاہ یا کوئی رئیس ہوتا تو وہ ان ہماری باتون کو
اور ہماری حرمت اور عزتون کو سمجھکر حکم دیتا تو یہ خاک چاٹے کر ہم گستاخانہ آپکے سامنے عرض کرتے ہین کہ اول
تو جسوقت ہم یہان سے کوچ کرینگے اسی وقت بدیع الزمان کو خبر پہونچے گی اور وہ ایسا نادان نہین وہ بڑا عاقل
مآل اندیش ہی جسوقت کہ وہ ہمارا دونون کا نام سنیگا اسی وقت وہ چار باغ سے سوار ہوکے ہزار کوس پر نکل جائیگا
دوم یہ کہ فرض کیا ہمنے وہان جاکے پکڑ لیا یا اسکا سر کاٹ لیا تو کیا نمود اور عزت ہماری ہوگی بھلا بدیع الزمان
بیچارے کی یہ حقیقت ہی جسکے اوپر ہم اسی ہزار دلاور اور نامدار زنگیان مردم خوار کو لیجائین غرض آپ مالک ہماری
ہین جو چاہین وہ فرمائین ملکہ غنچہ خاتون نے دونون کی بہت سی خاطر اور تعریف کرکے کہا کہ بیٹا مین جانتی ہون کہ
تم ایسے ہی بہادر ہو لیکن یہ مقدمہ میری عزت اور آبرو کا ہی بھلا تم اپنے جی مین سمجھکر مجھے جواب دو کہ بیٹی کی
آبروریزی اور میری جدائی جیسی رسوائی ملکہ گوہر ملک کی دیسی میری ہوئی پھر بھلا سوا سے تمھارے مین
اور کسکو کہون کہ راز فاش اور پردہ دری ہونے پائے اور مطلب ہوجاے اور جسطرح سے بنے ملکہ گوہر ملک

ہمیرے پاس آئے جب ملکہ غنچہ جاتون نے اس طرح سے مکرر شکر کہا اور خوب سا سمجھایا تب قاتل اور مقاتل دونون حبشی نے ملکہ سے یہ کہا کہ بہت خوب اگر یون آپ فرماتی ہین تو کیا مضائقہ خانہ زاد ابھی جاکے زندہ بدیع الزمان کی مشکین باندھکے اور ہمشیرزادی کو سوار کراکے حضور مین لیے حاضر ہوتے ہین جھٹ پٹ رخصت ہوے اور باہر نکل کے مع اسّی ہزار اپنے ہمراہیون حبشیون کے سوار ہوے اور پہر نہین بیتنے پایا کہ سمت چار باغ روانہ ہوے اور صبح ہوتے ہوتے دروازۂ چار باغ پر پہونچے بعد ازان فوج کو دروازۂ چار باغ پر چہوڑکر قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون اندرون باغ تماشا ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان کے تھے ناگاہ قریب اُس نگاہ کے جہان لب نہر ملکہ نے صحبت گانے بجانے کی ترتیب دی تھی جاکے ان دونون نے دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان دونون عاشق اور معشوق زانو بزانو ہمدوش ہم آغوش بیٹھے چہلین کر رہے ہین اور سامنے کچھ طائفہ ارباب نشاط کے اور چپ و راست انیسین جلیسین مقربین مصاحبین باادب بیٹھی ہوئی ہین اور لونڈیان اور باندیان باری واریان فراشنیان وغیرہ گرد و پیش دست بستہ کھڑی ہین پس یہ رنگ صحبت کا دیکھکر قاتل زنگی اور مقاتل زنگی نے وہین سے تلوارین کھینچین اور بقصد قتل سمت شاہزادہ والاقدر چلے اس مین لونڈیون کی نگاہ جو ان دونون کی طرف پڑی تو ایکبار سب کی سب چیخین مار مار کر بھاگین اور ملکہ گوہر ملک قاتل مقاتل کو باشمشیر عریان دیکھکر چاہتی تھی کہ گود مین سے شاہزادہ بدیع الزمان کی اُٹھکے بھاگے شاہزادۂ عالم نے ہاتھ ملکہ کا پکڑ کے پھر اپنی آغوش مین بٹھا لیا اور اُن دونون حبشیون کو دکھلا کے ملکہ کو یکایک اپنے گلے سے لگا کے اس طرح سے بوسے لیے کہ آواز بوسون کی اُن دونون حبشیون کے کان تک پہونچی اتنی دیر مین قاتل زنگی مقاتل زنگی دونون یہ کہتے ہوے کہ باش ای خیرہ سر تیرہ روزگار یہ کیا حرکت بے ادبی کی تو نے کی کہ خاص ہو خداوند لقا سے خدا ے باختر اور منگیتر جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ کی پیغمبرزادی ہماری مرشدزادی ہے اُسکے تو بوسے لے رہا ہے ایک نے دست راست سے دوسرے نے دست چپ سے وار تلوار کے سر اقدس پر شاہزادۂ نامدار کے کیے شاہزادۂ عالیمقدار جس طرح سے جہان بیٹھا تھا اُسی طرح سے بیٹھا رہا اور جسوقت دونون تلوارین چپ و راست سے جھکین وہین سے دونون زانو اُٹھکے داہنے ہاتھ سے قاتل زنگی کے اور بائین ہاتھ سے مقاتل زنگی کے بند دست پر ہاتھ ڈالکر ذرا جو فشار دیا تو دونون کے ہاتھ سے تلوار چھوٹکر الگ جا پڑی بعد ازان دونون کے کمربند دلون مین ہاتھ ڈالکر بلند نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور دونون کے لنگر توڑکر زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر جس نہر کے کنارے پر صحبت رقص و سرود کی اور جلسہ عیش و نشاط کا تھا اُسی نہر مین دے مارا اور پھر باطمینان تمام مع ملکہ گوہر ملک اسی اپنی مسند پر بیٹھ گیا قاتل زنگی مقاتل زنگی دونون نے کئی غوطے اُس نہر مین کھائے اور بڑی مصیبت اور سعی اور جہد سے باہر اُس نہر کے نکلے اور دونون اپنے اپنے ہاتھ باندھکر شاہزادۂ عالیمقام کے قدمون پر گرے اور بعد عجز و انکسار عرض کرنے لگے کہ ای شہریار معلوم ہوا کہ دین تیرا برحق ہے جو اس دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے شاہزادۂ والامرتبت نے کلمۂ شہادت ارشاد فرمایا پس وہ دونون کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوگئے اور بعد ازان دونون نے عرض کی کہ ای شہریار اگر اجازت ہو تو اب ہم باہر جائین اور اپنے سب ساتھ والون کو بھی تلقین کرین شاہزادۂ والاتبار نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے قاتل زنگی مقاتل زنگی نے حسب الایماے والا اُس شاہزادۂ عالیمقدار کے چار باغ سے باہر نکلے اپنے ہمراہیون سوارون سے بآواز بلند کہا کہ یارو ہمنے بہ ہمنوائی بخت اور رہبری اُس سالک مسالک طریقت و حقیقت شاہزادۂ والامرتبت کے کلمہ طیبہ پڑھکے اطاعت اور فرمانبرداری اُسکی اختیار کی اب تم سبکو اگر ہماری رفاقت منظور ہو تو کلمہ طیبہ پڑھکے تم بھی مسلمان ہو جاؤ اور افتخار دارین حاصل

کرکے سرفرازی اور جان نثاری مین ہمارے شریک حال رہو اور جو تمکو منظور نہ ہو تو جہان جسکا جی چاہے چلے جاؤ
سبھون نے جواب دیا کہ اے قاتل زنگی و مقاتل زنگی تم ہمارے افسر اور مالک ہو اور ہم تمھارے عہد طفولیت سے
مطیع اور فرمانبردار ہین جس بات کو تمنے قبول اور منظور کیا ہمکو اُس مین کیا عذر ہے وہ کونسا کلمہ ہے ارشاد کرو کہ ہم بھی پڑھ
کے بجان و دل تمھارے حکم کی تعمیل کرین اور دین اسلام قبول کرکے اس لقا پرستی کو چھوڑ دین قاتل اور مقاتل
نے کلمہ طیبہ پڑھا اور وہ تمام اسی ہزار سوار کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گئے فقط آن واحد مین چند روسیاہ گمراہ تیرہ بخت سیاہ
دل باریک دروں ایسے تھے کہ انھون نے اپنے جی مین یہ کہکے کہ ہمتو اپنے دین آبائی اور اجدادی کو کبھی چھوڑ سکینگے
بظاہر بخوف جان طوطے کی طرح سے کلمہ پڑھکے مسلمان ہوے آخرکار قاتل اور مقاتل زنگیون نے سبکو مسلمان کرکے
بحضور شاہزادۂ بدیع الزمان جاکے عرض کیا کہ اے شہریار اقبال عالی اور افضال الٰہی سے غلامون کے ہمراہی جو اسی ہزار
سوار تھے سبھون نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوے اب اگر ارشاد ہو تو خانہ زادان سبھون کو جا بجا چوکی پہرے
کے واسطے متعین اور معین کر دین شہزادۂ عالم نے فرمایا کہ بہتر مصرعہ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست چنانچہ
حسب الحکم شہزادۂ عالم کے قاتل مقاتل زنگیون نے دروازہ ہاے باغ اور برجون پر اور جہان جہان کہ محل اور
موقع تھا پہرے اور چوکیان اپنے سوارون کی مقرر کرکے انتظام چار باغ ملک حیران دلکش کی محافظت کا بخوبی
تمام کیا اور آپ باطمینان تمام و طمانینت مالاکلام اطاعت اور فرمان برداری مین سرگرم کار ہوے وقت شب وہ
جو چند برگشتہ بخت تیرہ روزگار سوار نابکار از راہ فریب اور مکر مسلمان ہوے تھے اپنے بسترون پر سے
اُٹھکے خاک ندامت اور خواری اپنے سرون پر ڈالتے سمت سنجان براے اطلاع و اظہار حال قاتل اور مقاتل
کے مع اسی ہزار سوار مسلمان ہو جانے اور شاہزادۂ بدیع الزمان کی ملت اور طاعت قبول کرنے کے روانہ
ہوے قاتل زنگی اور مقاتل زنگی نے جو سنا کہ کچھ سوار میرے ساتھ کے برخاستہ خاطر ہو کر سمت سنجان چلے گئے
اُن دونون نے یہ تمام حال جاکے شاہزادۂ عالیمقام سے بیان کیا ابھی شاہزادۂ عالم کچھ جواب نہین دینے
پایا تھا کہ ملکہ گوہر ملک یہ ساری سرگذشت سنکے نہایت سراسیمہ اور بے قرار ہوئی اور اُسی حالت اضطرار مین باچشم
اشکبار مرجان تیز رفتار عیار اپنے کو کا کو طلب کرکے کہا کہ تو بہت جلد جا اور یہ نمکحرام آتش انداز فتنہ انگیز جو یہان سے
بھاگ گئے ہین امان جان کے پاس یا باواجان کے پاس جہان جاکے کچھ اور مفسدہ پردازی کرین تو سب حال خوب
دریافت کرکے مجھسے آکر بیان کر مرجان عیار حسب الحکم ملکہ کے اُسی وقت آلات عیاری اپنی ذات پر آراستہ
کرکے واسطے ادراک حال کے روانہ ہوتا ہے

اب اولاً اول آن چند مفرور نمکحرامون کا حال گذارش کیا جاتا ہے

کہ وہ ہمعصر شیطان سیاہ رو تیرہ ایمان جو یہان سے بھاگے تو سیدھے ملکہ غنچہ خاتون کی ڈیوڑھی پر پہونچے اور
داد بیداد و فریاد کرکے مظہر اس حال کے ہوئے کہ ملکہ گوہر ملک اُس مقہور درگاہ خداوندی اور مغضوب بارگاہ پیغمبری
یعنی بدیع الزمان کو اثناے راہ سے ہمراہ اپنے لیکر چار باغ ملک حیران دلکش مین تشریف لے گئین اور
وہان صحبت جشن نشاط کی تھی آپ نے جو قاتل زنگی اور مقاتل زنگی ہمارے افسرون کو واسطے گرفتار کرلانے
بدیع الزمان کے بھیجا تھا سو یہ دونون افسر ہمارے مع ہم سب اسی ہزار غلامون کے جسوقت کہ دروازۂ چار
باغ پر پہونچے تو ہم سبکو باہر چھوڑکر اندر گئے پھر نہین معلوم کہ کیا بدیع الزمان نے ان دونون پر افسون یا سحر
کر دیا یا کچھ طمع دنیا اس طرح کی ان دونون کو دی کہ مالکہ عالم دونون افسرون نے ہمارے بلا عذر و حیلہ

اور بلا اکراہ و اجبار کلمہ بطور نا دیدہ خدا کے پرستارون کے پڑھ کے بدیع الزمان کی غلامی اور اطاعت اختیار
کر لی اور پھر بخوشی خاطر چار باغ سے باہر نکل کے ہم سبھون سے کہا کہ تم سب بھی کلمہ پڑھو تو ہمارے پاس رہو خداوند
نعمت ہم کیا عرض کرین ایک گندی مچھلی سارے تالاب کو خراب کر دیتی ہی وہان تو اسی ہزار سوار ہم صورت اور ہم جنس
ہمارے تھے سبھون نے بطمع دنیا کلمہ پڑھ لیا اور شریک اُنکے ہوگئے ہم غلامون نے بپاس نمک خواری اور اس
خیال سے بھی کہ خداوند لقا جسکا پچپن گز کا قد اکیس گز کی ڈاڑھی بال بال داڑھی مین موتی پروئے اور جواہر
بیش بہا پر دیا ہوا ہی سجدہ ہزار بار ملک باختر جسکو بخداوندی اور بالوہیت سمجھکر سجدہ کرتے ہین اور دین آبائی اور اجداری
ہمارا ہی بلکہ عالم ہم غلامون نے نادیدہ خدا کی پرستش نہین قبول کی مگر بخوف جان کہ یہ اسی ہزار اور ہم اکیلے ہین ظاہر
مین طوطے کی طرح سے اُنکا کلمہ پڑھ کے رات کو بھاگے اور حضور مین واسطے اطلاع کے حاضر ہوے آئیندہ اب جیسا
ارشاد ہو بجا لائین ملکہ غنچہ خاتون نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی تو پہلے تو خوب دھڑا دھڑ سر پیٹ پیٹ کر روئی بعد اسکے
اپنے دل مین یہ سوچکر کہ اب چھپانا ایسے راز کا گنجاب سے مصلحت نہین کسلیے کہ مصرعہ نہان کی ماند این رازی کزو سازند
محفلہا + آخر کسی حال سے گنجاب کو خبر پہونچ جائیگی اُسوقت پھر کوئی تدبیر مجھسے نہ بن پڑیگی جس وقت کہ شبکو گنجاب
داخل محل ہوا غنچہ خاتون نے گنجاب کو تخلیہ مین بٹھلاکے کہا کہ اے گنجاب کیا کہون اور کیا کرون مین تو عجب ایک
غضب مین گرفتار ہون بقول اس مصرعہ کے مصرعہ زمین سخت ہی آسمان دور ہی ۔ کیونکہ اپنے آپ کو مار ڈالون زہر
کھا لون کہین جا کے ڈوب مرون اب تو اسوقت مجھسے کوئی بات نہین ہوتی ناچار ہو کے تجھسے کہتی ہون کہ ہرچند گوہر
ملک ابھی صغیر سن محض نادان کچھ دنیا کے نشیب و فراز سے آگاہ نہین لیکن یہ چالاکین صحبت والیان جو چاہین سو کرین
جس راہ پر چاہے شاہ و شہریار زادیون کو لگائین مین نہین جانتی کہ ان علاماؤن نے کیا جادو اور سحر لڑکی پر
کر کے اُسکی محفل کو کھو دیا ہی اور کون سا افسون اُسکے کان مین پھونک دیا کہ اُسنے حیا و شرم و خوف و ڈر سبکا اُڑا دیا ہی
اور اُس کمبخت حکیم فاروس کے بیٹے دشمن خداوند لقا بدیع الزمان کو چار باغ مین پہونچا کے ہمصحبت ہی مین نے
اُڑتے اُڑتے یہ خبر سنکے بخیال اسکے کہ اُسکی رسوائی اور میری رسوائی ایک ہی کہین یہ راز کسی اور پر روشن نہ ہو جاسے
قاتل مقاتل کو یہ خوب سا سمجھا کے کہ تم جا کے جس طرح سے ہو سکے میری لڑکی کو مجھ تک پہونچا دو اور اُس
دشمن خداوند کو جیتا اگر ہاتھ آئے تو جیتا پکڑ لاؤ ورنہ اُسکا سر کاٹکر جسلدہ بلاؤ چار باغ پر بھیجا تھا سو ابھی وہان سے
چند سوار اُن دونون کے ساتھ کے آئے اُنکی زبانی مین نے سنا ہی کہ بدیع الزمان نے کچھ ایسا سحر کیا کہ قاتل
مقاتل دونون مع اسی ہزار سوارون کے مسلمان ہو گئے اور مطیع و فرمانبردار بدیع الزمان کے ہو گئے اب
تو جان اُن نے مجھسے اطلاع کر دی جیسی صلاح مصلحت ہو وہ پیش خود تجویز کر کے ملکہ گوہر ملک کو باغ سے
مجھ تک بھجوا دے گنجاب نے یہ حال سنکے ایک آہ سرد دل سے کھینچکر کہا شعر ازان حسن مہارا فزا کہ یوسف داشت
دانستم + کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را + اے ملکہ غنچہ خاتون مین تمھارے لحاظ سے کچھ نہین کہ سکتا
تھا ورنہ مین تو ایک مدت سے اس لڑکی کے رنگ ڈھنگ دیکھکر حیران تھا اور جو مین خیال کر کے دیکھتا تھا
تو وہ چتون وہ تیوری اُسکی نہین پاتا تھا خیر جو کچھ ہوا اب تم خاطر جمع رکھو دیکھو مین اُسکی تدبیر قرار واقعی کرتا
ہون یہ کہکے محل سے برآمد ہو کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور تخت پیغمبری پر اجلاس کر کے گیا ہو رہ
خون آشام سے یہ سارا حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ تو اپنا لشکر لیجا کے بدیع الزمان کو چار باغ
سے پکڑ لا گیا ہور نے سرنگون ہو کے عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل مین تو ایک مرد مفلوک آوارۂ خانمان بدیع الزمان

پھر فوج کشی کر کے کیا جاؤن اسمین سوا ے ننگ حرمت اور ذلت کے میرے واسطے کوئی صورت نیک نامی اور نمود کی نہین الا
فصل بن گیا ہور خون آشام بندہ زادہ رستم عہد سہراب زمانہ ہو اسے بھیجے دیتا ہون وہ جا کے فسہل و آسانی تمام اگر ارشاد
ہو تو سر کاٹ لائیگا ورنہ زندہ و سالم مطوق اور مسلسل کر کے حضور مین حاضر کریگا گنجاب نے کہا کیا مضائقہ چنانچہ گیا ہور
خون آشام نے فصل بن گیا ہور خون آشام کو بلا کے کہا کہ پیغمبر مرسل فرماتے ہین کہ تم جا کے بدیع الزمان کا سر کاٹ
کے پیغمبر زادی کو چار باغ ملک حرمان دلوکش سے سوار کرلاؤ فصل بن گیا ہور نے دست ادب باندھ کے عرض
کیا کہ یا پیغمبر مرسل فی الحقیقت خانہ زاد نمک پروردہ موروثی اسی سرکار دولتمدار کا ہی لیکن غلام کو اسوقت آپکی
ربتہ دانی اور جوہر شناسی سے نہایت استعجاب ہی کہ حضور مجھے ایک عاجز و ناچار غریب الوطن غریب الدیار سرگردان
و خوار بدیع الزمان خستہ جان کے مقابلے اور مجادلے کے واسطے بھیجتے ہین غلام کو تو ذات اقدس اور اعلے سے یہ
چشمداشت تھی کہ آپ بشرہ شناس اور قدردان بصیر جوہر تیغ شجاعان عرصۂ کارزار پیغمبر مرسل خدا وند ہیجدہ ہزار ملک
باختر کے ہین اپنے خانہ زاد کو کسی بڑی مہم پر بھیجکے سرفروشی اور جان نثاری غلام کی ملاحظہ فرماتے یا سمت بر بر لشکر
فیروزی اثر امیر حمزۂ صاحبقران نامور کے استیصال کے واسطے اجازت دیتے تو حال میری دلیری اور شجاعت کا
حضور پر منکشف ہوتا کہ جہان پانچ ہزار پانچسو پچپن پہلوان نامی اور سردار گرامی جوانان صف شکن اور شیر افگن
بہادران تہمتن شجاعت شعار شہامت کردار ہین وہان غلام جا کے کار نمایان کر کے حق نمک کا ادا کرتا اور کتنے خدا
پرستون اور سرکشون کے حلقہ غلامی کا کان مین ڈال کے باغیون کے سر کاٹ کے حضور مین لاتا اور یون اگر غلام
جا کے بدیع الزمان کا سر کاٹ لائیگا یا زندہ پکڑ لائیگا تو کیا غلام کی نمود ہوگی شعر شاہین شکار پیشہ نکشاید چنگ ٭
بازاز پئے صعوہ کے نماید آہنگ ٭ گنجاب نے بہت سی تعریف فصل بن گیا ہور کی کر کے کہا کہ ای فصل مین تجھے
خوب جانتا ہون کہ تو ایسا ہی بہادر اور شجاع روزگار ہی مگر مقدمہ عزت کا آن پڑا اس باعث سے مین ناچار ہون
اور کسی غیر کو بھیجنا مصلحت نہین جانتا ہون اب تو میری خاطر سے وہان جا کر یہ کام کر آ پھر جیسی تیری خوشی ہوگی
ویسا ہی کیا جائیگا خاطر جمع رکھ فصل بن گیا ہور خون آشام نے سرنگون ہو کر عرض کیا کہ بہت بہتر جو ارشاد آپکا
ہو غلام کو اس مین کچھ عذر نہین غلام جاتا ہی گنجاب نے خلعت رخصت کا دیا اور فصل خلعت پہنکر باہر نکلا اور مع
اپنے ساٹھ ہزار سوار اور دلاوران جرار و شیران و بہادران کے وہان سے کوچ کر کے دس کوس اس طرف
چار باغ ملک حرمان سے اُتر پڑا۔

اب حال مرجان تیز رفتار عیار کا بیان کیا جاتا ہی۔

پہلے محل مین جا کے سبب اظہار ان غلامون حبشیون قاتل مقاتل کے ہمراہیون کا جنھون نے بکمروز ور کلمہ پڑھ کے
اسلام قبول کیا تھا اور شبکو وہان سے بھاگ کر ملکہ غنچہ خاتون کے پاس آ کے یہ تمام فتنہ پردازی کی تھی اور بعد
اسکے گفتگو ملکہ غنچہ خاتون اور گنجاب کی اور محل سے باہر نکلکر گنجاب کا حکم براے گرفتاری شاہزادہ بدیع الزمان
بنام گیا ہور کے دینا اور گیا ہور کی استدعاے روانگی فصل اور فصل کے عذرات اور گنجاب کے جوابات التفات
آمیز اور آخر کار روانہ ہونا فصل بن گیا ہور خون آشام کا مع ساٹھ ہزار سوار سمت چار باغ ملک حرمان
دلوکش تہیۂ فاسد بر سر شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے خوب تحقیق کر کے جس طرح سے ہوائی گنج سے
یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہی وہان سے شلنگین بھرتا مثل برق وباد اُڑتا ہوا بسرعت و تعجیل تمام چار باغ مین
حضور شاہزادہ عالیمقام پہونچا اور سارا حال از ابتدا تا انتہا بیان کر کے عرض کیا کہ ای شاہزادہ عالم فصل بن

گیا ہور خون آشام آپ یہاں سے کوئی دس کوس کے فاصلے پر مع ساٹھ ہزار سوار کے فروکش ہوا ہے یقین ہے کہ کوئی دو چار
گھڑی دن چڑھے تک یہاں پہنچے ہنگامہ پرداز ہوگا ابھی شاہزادہ عالیمقام کلام نہیں کرنے پایا تھا کہ ملکہ گوہر ملک فضل بن گیا ہور
کا نام سنکے سراسیمہ اور متحیر ہوکر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گئی اور بعد دم بھر کے بہ ہزار اندیشہ ہوش بجا کرنے کا ہوا تو آنکھوں
میں آنسو بھر کے کہنے لگی افسوس صد ہزار افسوس شعر ہر دم زمانہ داغ غم بر جگر نہد ۔ یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد اے
شہریار فضل بن گیا ہور بڑا بہادر اور نہایت مرد دلیر ہے اب میرے نزدیک تو یہ صلاح ہے کہ آپ دو گھڑی کے واسطے تہ خانہ
چار باغ میں جا کے بیٹھ رہیے فضل بھی میرا دودھ شریک بھائی ہے جس وقت کہ وہ یہاں آئیگا میں اُسے ہزار طرح سے
سمجھا لونگی شاہزادہ بدیع الزمان گردش شکن نے فرمایا کہ اے ملکہ تم کس کس کو سمجھاتی پھرو گی اور کس کس سے کہاں کہاں
کب تک میں تہ خانوں اور حجروں میں چھپا پھرونگا میں نے آگے بھی اکثر مرتبہ تمکو بہت سا سمجھایا اور منع کر دیا تھا اور
اب بھی تمکو سمجھائے دیتا ہوں اور از روئے قسم کہتا ہوں کہ تم ایسے مقدمات میں کبھی مجھے منع نہ کرنا یہ مقدمہ سپاہ گری
اور آبرو کا ہے میں تمہارا کہنا کبھی نہ مانونگا یہ باتیں ملکہ سے کر کے مرجان عیار کو حکم دیا کہ تو میرا گھوڑا جلد تیار کرا کے لا اور
مرجان اصطبل کی طرف چلا یہاں ملکہ گوہر ملک چیخیں مار مار کر رونے لگی اور تمام مصاحبین اور خواصین ملکہ کی آہ و نالہ
کنان دست بدعا تھیں ناگاہ سامنے سے ترک جوشن پوش اور قاتل اور مقاتل دونوں زنگی بچے مسلح اور مکمل
سپریں تلواریں لیے بحضور شاہزادہ عالیمقام آ کے ملتمس ہوئے کہ خانہ زادوں کو اجازت ہو ہم جا کے فضل سے مقابلہ اور
مجادلہ کرینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ صاحبو ابھی تم ہمارے مہمان ہو مجکو لازم نہیں جو میں تمکو بھیجوں تم بخدمت
ملکہ گوہر ملک حاضر رہو اور چار باغ سے باہر نہ نکلو ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ اے شہریار پھر یہ سر جان نثار
کس دن کے کام کا ہے لہذا امیدوار ہے کہ فقط غلام دیا کے تصفیہ فضل بن گیا ہور خون آشام سے کر آئے بعد تصدق
ہو جانے غلام کے حضور مالک و مختار ہیں شاہزادہ والا تبار نے فرمایا کہ اے ترک جوشن پوش ابھی تو تیرے زخم تک
بخوبی اچھے نہیں ہوئے اور تونے وہ وہ کام سرفروشی اور جان نثاری کے میرے ساتھ کیے ہیں کہ مجھ میں اُسکی تعریف
نہیں کرسکتا مگر مجھے تیرا وہاں جانا منظور نہیں اور تیرے یہاں رہنے سے مجھے بڑی تقویت اور طمانیت رہیگی الامر فوق
الادب جو ہم تجھسے کہتے ہیں اُسپر عمل کر ترک جوشن پوش تو خاموش ہو رہا قاتل زنگی مقاتل زنگی یہ دونوں زیادہ تر
مصر اور مجوز ہو کر کہنے لگے کہ ہم دونوں خانہ زاد جا کے فضل بن گیا ہور سے مقابلہ اور مجادلہ کرتے ہیں حضور سر راہ والے
برج میں بیٹھکر تماشا ہماری جان فشانی کا ملاحظہ فرمائیں کہ ہم دونوں خانہ زاد سو سے فضل بن گیا ہور جاتے ہیں اور
کس خوبصورتی سے بہ تسہیل و آسانی تمام یا تو فضل بن گیا ہور خون آشام کو زندہ و سالم گرفتار کرکے یا اُسکا
سر کاٹ کے حضور میں لا کے حاضر کرتے ہیں شاہزادہ والا مرتبت نے فرمایا کہ تم جو کہتے ہو سب سچ ہے اس میں سر مو فرق
نہیں بلکہ میں تم دونوں کو اس سے زیادہ تر دلاور اور بہادر سمجھتا ہوں مگر تمہارا جانا تقاضا ے فراست اور مصلحت
وقت نہیں اسلیے میں تمکو ممانعت کرتا ہوں تم دونوں اسی مقام پر ملکہ گوہر ملک کی خدمت اور اطاعت میں ہوشیاری
تمام حاضر رہو اور چار باغ کی حفاظت کے واسطے اپنے ساتھ کے سواروں کو معین کرو کس لیے کہ میرے ہمراہ
چلنے سے کہیں زیادہ تر چاہیے کہ میری حرمت اور آبرو کا کہ متعلقہ ناموس کا ہے خیال اور پاس رکھو ہاں بعد میرے
جو کوئی اس طرف کو قصد آنے کا کرے تو تمکو اختیار ہے سرفروشی اور جان نثاری میں قصور نہ کرنا اس عرصہ میں
مرجان عیار گھوڑا تیار کرا کے لایا اور شاہزادہ والا تبار پوشاک اور سلاح ذات اقدس پر آراستہ اور پیراستہ
کر کے چاہتا تھا کہ آ سکے ملکہ گوہر ملک نے بنگاہ یاس عالم ہراس میں شاہزادہ کے عالم کی طرف دیکھ کے دریا

اشکون کے آنکھون سے بہا دیے اور یہ رباعی پڑھکے رباعی آئی تو کہ بے تو زیستن نتوانم + دانی تو کہ بے تو زیستن نتوانم
چون از تو جدا شوم بمیرم + جانی تو کہ بے تو زیستن نتوانم ؛ کہا اے شہریار تم تو آمادۂ رزم و پیکار برسر فضل
بن گیا ہور خون آشام تشریف لیے جاتے ہو ہمنے بھی اپنی جان تمپر نثار کی اور معلوم ہوا رباعی آخر وزکہ توسن فلک
زین کردند ؛ آرایش مہر و ماہ و سپہر و زمین کردند ؛ این بود نصیب ما ز دیوان قضا ؛ در روز ازل قسمت ما این کردند یہ کہکہ
ایک آہ جانگداز جگر سے کھینچکر حالت غشی مین گر پڑی شاہزادۂ عالم ہر چند کہ حال زار ملکہ کا دیکھکر بادل بیتاب اور جان
پر اضطراب نہایت مغموم اور نگاہدار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے طاقت ضبط کی نہ رکھتا تھا مگر خوب سا آپکو سنبھالکے
ملکہ کو پلنگ پر سے اٹھا لیا اور گلے لگاکے فرمایا کہ اے ملکہ تا دقیکہ رشتۂ حیات منقطع نہین ہوتا کل آفاق بالاتفاق ہوکر
اگر چاہے کہ میرے موے جسم کو ایذا پہونچا سکے تو کیا مجال ہے اور جو مشیت پروردگار یہی ہے اور وعدہ میرا برابر آپہونچا ہے تو
بقول کسی استاد کے مصرعہ قضاے نوشتہ نباید سترد + اگر مین فولاد کے قلعہ مین یا تہ زمین مین جا چھپون گا تو بھی بچ نگا
اور مارا جاؤنگا لہذا مین تم سے چند وصیتین کرتا ہون کہ انکو تم بگوش ہوش سنکے فراموش نہ کرنا کہ یہ دنیا محض عبرت
کدہ اور سراے فانی ہے اور اس زیست ناپائدار اور حیات مستعار کا کچھ اعتبار اور بھروسا نہین تضمین ؛ ؛ ؛

نامہ کہنہ کیا گردش افلاک نے طی
دم میں کیخسرو ہیں نہ محفل ہے نہ ساغر ہے نہ مے
نہ سکندر رہے نہ دارا ہے نہ جمشید نہ کے
صحبت ہم نفسان طرب آباد کجا
صحبت ایکدم کی غنیمت ہے یہی جو دم ہے
بعد ازان بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا

خدا نخواستہ اگرچہ کوئی ایسی خبر نامسموعہ تم سنو کہ وعدہ گاہ مصاف مین فرزند زلزلہ قاف ثانی سلیمان یعنی بدیع الزمان
جنگ رستمانہ کرکے اور خلعت گلگون شہادت پہنکے راہرو ملک عدم ہوا تو میری جان نوحہ و فریاد کو کبھی لب پر نہ لانا اور
راضی برضاے ایزدی رہکر سواے صبر و شکر کے شیون اور شین غم و ماتم گریہ و زاری کرنا یہ محض بے سود ہے اور
اگر کوئی تدبیر بن پڑے اور کوئی راہ ایسی نکلے تو مرجان تیز رفتار کو ہمراہ لیکر ملک بربریان لشکر فیروزی اثر امیر حمزہ
صاحبقران نامور کا ہے اپنے آپکو پہونچانا اور زیر ظل عاطفت اس سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام کے اپنی زندگانی کا
بکرفاتحہ سے ہمکو فراموش نہ کرنا اور جو دیکھنا کہ ملک بربر تک پہونچنا دشوار ہے تو جس طرح سے ہو سکے آپکو شاہزادہ
خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خون ریز خاوری تک پہونچانا کہ وہ لخت جگر پارۂ دل قرۃ العین نور بصر بھتیجا میرا
قوت بازو اور عاشق زار ہے وہ تمھین بجاے مادر سمجھیگا از راہ سعادتمندی تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری اور عبودیت
اور خدمتگزاری مین تا قیام حیات اپنی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریگا اور تمھارا رنڈاپا بخوبی تمام کٹ جائیگا اور
رونا اور پیٹنا اور نالہ بپا کرنا کچھ ضرور نہین بیفائدہ ہے بموجب اس شعر کے شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن + القصہ ملکہ تو ششدر و حیران مثل قالب بیجان بنظر حسرت دیکھا کی اور شاہزادہ
بدیع الزمان ملکہ کے پاس سے اٹھکر باہر برآمد ہوا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر مرجان کو ہمراہ لیے چارباغ
ملکہ حرمان سے کوئی پانچ کوس آگے جاکے ایک میدان وسیع دیکھکر ٹھہر گیا اور برچھے کو زمین پر گاڑکر اور بایان
پاؤن اپنا رکاب سے نکالکر زمین پر برابر دوسرے پاؤن کے رکھ لیا اور منتظر آمد لشکر فضل بن گیا ہور
خون آشام کا تھا اب وہ وقت ہے کہ دو گھڑی دن چڑھا ہوگا مرجان عیار نے بہیئت عیاری بہیہ سراغ رسانی
آمد فضل بن گیا ہور کے بڑھا میان حال ملکہ گوہر ناسفتہ کا سنیے کہ جسوقت شاہزادہ والا مرتبت ملکہ کے پاس سے
اٹھکے بیرون باغ نکلا اور مرکب پر سوار ہوکر مع مرجان عیار بقصد مقابلہ اور مجادلہ فضل بن گیا ہور
خون آشام روانہ ہوا تو ملکہ سراسیمہ دیوانہ وار وہان سے اٹھکے ایک برج مین باغ کے کہ سر راہ واقع تھا

اور کوسون تک وہان سے تمام کیفیت اور حال اس میدان کا معلوم ہوتا تھا مع تمام اپنی انیسون جلیسون مقربون
مصاحبون کے جا کے بیٹھی اور دوربین ہاتھ مین لیے شاہزادۂ عالیمقام کو بغور دیکھ رہی تھی اور لحظہ بہ لحظہ اور دمبدم
وہان سے آنکھ بیرون برج بردے زمین اپنا دوپٹہ سر سے اوتار کر بچھاتی اور سمت قبلہ رو کر بحضور قلب اور خلوص
نیت جناب باری سے دست دعا دراز کرکے کہتی تھی رباعی اللہ بفریاد من بیکس رس لطف و کرمت یار من بیکس
و بس * ہر کس بکسے تازہ و بے سالت پاس * جز در گہ تو ندارد این بیکس کس + ای رب جلیل مین ایک ادنے
کنیز عاصی ہون اور سوا تیری جناب کے اس حال ناامیدی و یاس مین کوئی ذریعہ اور وسیلہ نہین رکھتی امیدوار
ہون کہ صدقہ اپنی وحدانیت کا شاہزادۂ بدیع الزمان کو اس معرکہ جدال و قتال سے محفوظ رکھ اور میرا راج سہاگ
قائم رکھنا اور اسی طرح سے تمام مصاحبین اور خواصین صحبت والیان ملکہ کی بابلا بابلا کے واسطے تحیاتی شاہزادۂ عالم
کے دعائین مانگتی تھین غرض بیان کا تو یہ حال تھا اب حال سنیے کہ وہان فضل بن گیا ہور خون آشام بہر رات
باقی رہے سے مع ساٹھ ہزار سوار تہیہ رزم و پیکار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار روانہ ہوا اور جسوقت شاہزادۂ
عالم چار باغ سے نکلکر اس میدان مین پہونچا اور اپنے مرکب کو روکے سیر میدان کی دیکھ رہا تھا اور انتظار آمد لشکر
فضل مین چشم براہ تھا فضل کوئی کوس بھر اس طرف آ پہونچا از بسکہ فوجون اور لشکرون کا یہ معمول ہے کہ جو بادشاہ
وزیر کہین کسی طرف کو سوار ہوتے ہین تو اگر سو سو دو دو سو سوار اپنی اپنی ٹکڑیان جمائے کچھ آگے کچھ دست راست
کچھ دست چپ کو کوس کوس بھر نکل جاتے ہین علی ہذا القیاس اسی طرح سے فضل کے ساتھ کے بھی سوار
ہزار ہزار بارہ بارہ سو کی ٹکڑیان جمائے باہم بیٹھے چرچا اور تذکرہ کرتے ہین کہ شاہزادۂ بدیع الزمان ایسا نادان
نہین جو ابتک غافل بیٹھا رہا ہوگا اسے توجسوقت کہ ہم لوگ سنجان سے اس طرف کو چلے ہونگے اسی وقت خبر
پہونچی ہوگی اور وہ اسی دم ہزار کوس پر نکل گیا ہوگا باقی رہی ملکہ گوہر ملک اسکو اگر فضل بن گیا ہور خون آشام
چار باغ مین گھسکے پکڑ لائے اور پیغمبر مرسل کے پاس لیجا کے پہونچا دینگے تو یہ کیا نمود ہوئی افسوس ہمارا آنا تو ناحق
ہوا ہنرا اور لطف جب تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا چار باغ مین فضل بن گیا ہور خون آشام سے مقابلہ ہوتا
اسوقت حال شجاعت اور ہمتی کا طرفین کی کھلتا کہ کون اچھا تھا اور کون برا تھا خلاصہ یہ کہ وہ کچھ سوار جو آگے
آگے بڑھے ہوئے آتے تھے ان مین سے کسی کی نگاہ جو شاہزادۂ عالیجاہ پر پڑی تو اسنے دوسرے سے اور دوسرے
نے تیسرے سے کہا کہ یارو دیکھنا یہ سوار جو سامنے گھوڑے پر برچھا زمین مین گاڑے تیغہ پکڑے مثل شیر نیستانی
انتظار مین کسی اپنے شکار کے کھڑا ہے کتنا ہم شبیہ شاہزادہ بدیع الزمان معلوم ہوتا ہے کہ سر مو فرق نہین پایا
جاتا وہی نقشا وہی چہرہ وہی رعب وہی جلال دو چار نے دیکھکر کہا کہ توبہ یارو تمھارا کدھر خیال ہے
کیا ایک صورت کا کوئی اور نہین ہوتا بدیع الزمان ایسا تو احمق اور بے وقوف نہین جو دیدہ و دانستہ خود آکے
اژدر ہفت سر کے منھ مین گر پڑیگا اور کیا اسے خبر نہ ہوگی کہ میرے قتل کے واسطے حسب الحکم گنجاب سے کے
فضل بن گیا ہور خون آشام اشجع دہر بہادر دوران آتا ہے بھلا وہ دو کوس آگے بڑھ کے تو کم نا کیا جسوقت
اسنے نام فضل کا سنا ہوگا چار باغ ملکہ حیران دلکش مین دم بھر نہ ٹھہرا ہوگا اور پانچسو کوس پر جا کے
اسنے دم لیا ہوگا خدا جانے یہ کون شخص ہے اور کس لیے اور کس کارونیوں مین یہان آ کے اس میدان مین آ
مرکب کو روکے کھڑا ہے اور کسکے انتظار مین ہے دس بیس نے دیکھکر کہا کہ صاحب واہ واہ واہ یہ کیا کہا جدا ہے
اے یارو یہ تو وہی بدیع الزمان ہے جسے پہلے حکیم فاروس نے بیٹا بنایا تھا اور اسنے قاہر بن قہرمان عجمی کی

کمان توڑی تھی اور لستور بن لستار کشتی گیر سے زور کشتی کا کر کے پچھاڑا اور مثل کرباس بوسیدہ کے چیر کے پھینکدیا اور چالیس
ہزار فوجون لشکر گیا ہے پر مارے اور شاہزادہ بلند اقبال مشہور تھا ہمینون ہم اور وہ ہم صحبت رہے رات دن گفتگو ہمارے
اسکے رہی ہی گیا ہم اسسے پہچانتے نہین ہین مگر کچھ عقل ہمین کام کرتی کہ یہ شخص کوئی بشر ہو یا کوئی فرشتہ قدرت خدا
اور دل و جگر اسکا فولاد کا خداوند چہلدہ ہزار ملک باختر نے تنہا پایا ہو رستم و سہراب اور سام و نریمان سے بھی یہ جرات اور یہ
بہادرت نہو سکتی کہ یکہ و تنہا یون بے خوف و خطر کہ بیٹھا دو بیٹانی دیکھ اوکر اسکی تیوری پر مطلق بل تک نہین پڑتا پیشوائی
کرکے بمقابلہ فضل بن گیاہور خون آشام یہان آیا اور اپنے گھوڑے کو روکے کن تیورون سے اس طرف کو دیکھتا
اور منتظر آمد لشکر کھڑا ہی غرض یہ چرچا جو پھیلا تو سوارون نے جا کے اپنے رسالہ دارون اور افسرون سے کہا سب رسالہ دار
اور افسر انکے یہ تقریر سوارون کی سنکے نہایت متعجب ہوئے اور یہ کہکے کہ بار و لغیر انکھون کے دیکھے ہمکو یقین نہین آتا
سوارون کے ہمراہ وہان آئے اور ان سب رسالہ دارا و رافسرون نے بھی خوب دیکھا اور پہچانکر متحیر اور ششدر ہوگئے اور آپسمین
یہ کہتے ہوئے کہ واقعی شعر آفرین باد آنجہان پدر سے نکرازو ماندازین جنین پسر سے یہ شاہزادہ بدیع الزمان کا رستم کا دل و
گردہ ہی ایسے بہادر اور ایسے دلاور اگر لاکھ برس آسمان پیچ مارینگا تو روے زمین پر نہ دیکھیگا وہان سے پھرے اور کوئی
آدھ کوس مراجعت کرکے قریب سواری فضل بن گیاہور خون آشام کے پہونچے اور غول کے غول سوارون
اور پیادون کے طرکے سامنے جاکے فضل کو سلام کیا فضل بن گیاہور نے اپنے ہمراہی سوارون کو چار باغ کی طرف
سے پھرے آتے دیکھکر کہا کہ تم کیا مجھسے کہو گے جو تمہارے دل مین ہی اور جو تم مجھسے کہنے کو آئے ہو وہ مجھے اول سے
حال معلوم ہی کہ بدیع الزمان میرا نام سنتے ہی چار باغ ناک حرمان سے بخوف جان نکلکے دو چار کوس پر پہونچا
ہیرا اب وہان جانا بیکار ہی ان رسالہ دارا اور افسرون نے عرض کیا کہ ای فضل بن گیاہور خون آشام یہ آپ کیا
فرماتے ہین بیان تو آپکے خلاف تشخیص اور بالعکس معاملہ ہوا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان مسلح اور مکمل مرکب پر سوار ہوکر
چار باغ سے دو کوس ادھر عین شاہ راہ پر آپکی آمد کے انتظار مین آمادہ رزم و پیکار کھڑا ہی فضل نے کہا کہ ای
صاحبو تمنے کیا کہا رسالہ دارون افسرون نے کہا کہ ہم شاہزادہ بدیع الزمان کو آمادہ مرگ اور مہیا سے قضا وہ سامنے
والے اگلے میدان مین مسلح اور مکمل کھڑا بچشم اپنے دیکھ آئے ہین فضل بن گیاہور خون آشام نے اسی مقام پر اپنے
گھوڑے کو روک لیا اور پھر پوچھا کہ صاحبو تم کیا کہتے ہو بدیع الزمان کو تم خوب پہچانتے ہو یا اسکے ہم شکل کسی اور
کو دیکھ آئے ہو اور اسکے شبہہ مین تم مجھسے کہتے ہو رسالہ دارون نے اور افسرون نے عرض کیا کہ کیا مجال ہماری جو ہم
کلمہ لغو اور غلط آپکے سامنے کہتے ہون ہمنے خوب بغور دیکھا اور پہچانکر عرض کیا ہی آگے اگر آپکو ہمارے کہنے کا اعتبار
اور یقین نہین آتا تو کچھ دور نہین دس بیس قدم آگے چلکے دیکھئے ہمارا جھوٹ سچ کھل جاوے فضل بن گیاہور
خون آشام یہ کلام انکا سنکے نہایت متعجب اور متحیر ہوا اور اپنے مجرون عیار کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ تو جا کے خوب
دیکھکر اور پہچانکر کہ یہ گھوڑے پر سوار ہمشکل بدیع الزمان کون شخص کھڑا ہی دراصل وہی حکیم زادہ جسنے گنجاسپ نے
بلند اقبالی کا خطاب دیا تھا یا کوئی اور ہی جلد مجھے خبر دے مجرون عیار نے بھی قریب شاہزادہ عالیمقدار کے جاکر بخوبی
پہچانا اور آکر فضل سے کہا کہ حضور بیشک و شبہ وہ شخص بدیع الزمان ہی جسے بلند اقبالی کا خطاب پیغمبر مرسل نے
دیا تھا فضل بن گیاہور نے کہا کہ اب مجھے ثابت ہوا کہ ای مجرون تو بھی ان سبکی طرح سے دیوانہ ہو گیا ہی بھلا
یہ بات قیاس مین آتی ہی اور کوئی سچ جانیگا کہ بدیع الزمان ایسا بیوقوف اور عقل سے خارج ہی کہ وہ تنہا ۱۰ لاکھ
ہزار سوارون سے بارادہ جنگ و جدال آئیگا مجرون عیار نے کہا کہ پیر و مرشد برحق فرماتے ہین یا غلام

ہو گیا ہی یا شاہزادہ بدیع الزمان کو سودا ہو گیا ہی کہ یون بے خوف و خطر حضور سے اور حضور کی فوج سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے
کے لیے سر راہ گھوڑے کو روکے کھڑا ہی فضل اظہار رسالدارا و افسرون کا اور پھر اصرار او تکرار مجزون عیار کی سنکے ایک
عالم تحیر مین جہان کھڑا تھا گھڑی بھر کامل سکتے کی صورت خاموش اور خود فراموش کھڑا رہا بعد ازان اپنے دلمین یہ سوچکر
کہ کیا عجب بدیع الزمان ہو اپنے ہمراہ کے سب سوارون کو وہین روک کر حکم دیا کہ خبردار اگر بدیع الزمان نے یہ جرات کی ہی
تو تم سب خبردار اور زنہار اب میرے ہمراہ اور میرے تعاقب مین آنے کا قصد نہ کرنا یہین کھڑے رہنا ابھی مین یکہ و تنہا وہان جاتا ہون
اور بچشم خود اسے دیکھا پھر جیسا محل اور موقع ہوگا سمجھ لونگا اور بعد اسکے جب تمکو بلاؤن تب تم میرے پاس آنا اور سنو
اگر کسی نے ارادہ میرے پیچھے آنے کا کیا تو میرے ہاتھ سے بلا تامل مارا جائیگا بس یہ کہکر فضل بن گیا ہور اپنے مرکب کو
چمکا کے جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادۂ عالیمقام بعظمت تمام و بشوکت مالا کلام مرکب پر سوار آمادۂ رزم و پیکار کھڑا
اسی طرف کو دیکھ رہا ہی فضل بن گیا ہور یہ جرات اور دلیری و شجاعت شاہزادۂ رستم صولت کی دیکھکر وجد کر گیا اور اسکے
دل مین محبت شاہزادۂ والا مرتبت کی پیدا ہوئی لیکن بظاہر برچھا پکڑ کے بآواز بلند کہا کہ ای شخص تو کون اور یہان کس
فکر اور کس کی تلاش اور کس کام کے واسطے یکہ و تنہا آمادۂ مرگ اور یہان سے قضا کھڑا ای شاہزادۂ والا تبار نے جواب دیا
کہ تو اپنا مطلب اور ما فی الضمیر بیان کر اور تجھے اس تحقیقات اور میرے ادراک حال سے کیا غرض ہی جس کام کو آیا ہو
یا کہین جاتا ہو وہ کر فضل نے کہا کہ ماجرا یہ ہی کہ میرا نام جو تو نے سنا ہو فضل بن گیا ہور خون آشام وہ مین ہون اور
حسب الحکم گنجاب پیرا سے گرفتاری اور تعزیر دہی بدیع الزمان کے کہ وہ ایک مرد سپاہی وضع بڑا سرکش غریب الوطن
غریب الدیار کا اتفاقات روزگار سے اس ملک و دیار مین وارد ہوا اور آسنے بڑے بڑے مفسد یہان کیے اور اٹھارہ
لاکھ سوار و پیادے کی چھاؤنی پر شبخون مارے ہین مین اپنے ساٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر سمت چار باغ ملک حرمان گوش
جاتا ہون اکثر میرے ہمراہ کے سوارون کو تجھپر شبہ اور دھوکا ہوا اور ان سبھون نے مجھسے کہا سو مین واسطے رفع
اس مظنہ و تشکیک کے کہ خون ناحق کسی کا نہ ہو تجھسے پوچھتا ہون کہ بدیع الزمان بڑا عاقل اور دور اندیش ہی
نادانی و جہالت وہ کبھی نہ کرتا کہ میرا نام سنکے چار باغ سے سو دو سو کوس دور نہ نکل جاتا اور یہان دیدہ و دانستہ
آپ آکے کام نہنگ مین کیون گرنے کا ارادہ کرتا اب جو تو بیان کر اور کہ تو مجھے اطمینان ہو اور یہ وسوسہ اور دغدغہ
میرے دل سے نکلے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا ای فضل شعر راستی موجب رضاے خداست کس ندیدم کہ گم شد
از رہ راست ٭ وہ جس ارادے پر اور جسکی تلاش مین تو مع ساٹھ ہزار سوارون کے یہانتک آیا اور چہار باغ کی
طرف جاتا ہی وہ کمترین بندگان خداے عزوجل بدیع الزمان گرد لشکر شکن مین ہون جسوقت سے سنا کہ تو میری
تلاش مین آتا ہی مین بخیال اسکے کہ اب اور اتنی دور تجھے آنے کی تکلیف نہونے پاے مین ہی جاکے تیرے
دلکا ارمان اور جی کا حوصلہ پورا کیون نہ کر دون صبح سے تیرے انتظار مین یہان کھڑا تھا شکر خدا کا کہ میرے اور تیرے
ملاقات ہوگئی پھر اب توقف کرنا کیا ضرور شعر بیا تا چہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + فضل بن گیا ہور
خون آشام نے جواب دیا کہ ای بہادر فرض کیا مین نے کہ تو مرد مردانہ سہراب عصر اور رستم زمانہ ہی لیکن بجان واحد تو لشکر گنجاب
سے مقابلہ و مجادلہ کرکے کیونکر عہدہ برا ہو سکیگا اور کیا کریگا لہذا از راہ محبت اور یاری تجھسے کہتا ہون کہ تو ملکہ
گوہر مالک کو اپنے ہمراہ لیکے سمت ملک بربر اپنے والد بزرگوار امیر حمزہ صاحبقران نامدار کے لشکر مین چلا جا بلکہ
مین تیرا کفیل اور ممد و معاون ہوکر اس دریا سے پار اتروا دونگا شاہزادۂ عالیمقدار یہ گفتگو فضل کی سنکے خوب
ہنسا اور فرمایا کہ ای فضل ہمنے روز اولین ملکہ گوہر مالک سے کہا تھا اور بہت سا سمجھایا تھا کہ تم ہمکو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤ

ہم لوگ مثل آفتاب اور مہتاب کسی سرزمین اور کسی شہر اور دیار میں مخفی اور پنہان نہین رہ سکتے ملکہ نے ہمارا کہنا نہ مانا ہمکو یہان
لائی اور اب جو تنے اس سرزمین مین قدم رکھا ہی تو لیون وقوت پروردگار اس تمام ملک کو اسلام آباد اور کل باختر کو مسخر
کیے بغیر کہین نہین جاتے شعر درکوے نیکنامی مارا گذر ندادند * گر تو نمی پسندی تقصیر کے قضارا * یہ کلام مردانہ وار زبان فیض
ترجمان شاہزادہ عالیمقدار سے سنکے فضل کے دل مین عجیب طرح کی ایک محبت پیدا ہوئی اور اسوقت فرط سرور اور حالت
وجد مین کھڑا جھوم رہا تھا اور ہر مرتبہ کہتا تھا کہ اے شہریار کشتہ جائین وہ اٹھو جو بجنبد دنیا سے آفاق گیری اور کفار کشی تیری جانب
خلاف آداب اٹھین اور پھوٹے جائین وہ آنکھین جو خواب مین بھی تیگاہ بہ سستی دیکھین بعد اسکے اپنے مرکب سے کود کر
چاہتا تھا کہ رکاب سعادت سے لپٹ کر اقدام اطہر شاہزادہ عالیمقام کے اپنی آنکھون سے لگائے اور بوسے دے شاہزادہ والا
مرتبت یہ حال فضل کا دیکھکر ہان ہان کرکے جھٹ پٹ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور ہاتھ فضل کا پکڑ کے سر اسکا اپنی چھاتی
سے لگا لیا فضل بن گیا ہور نے عرض کیا کہ اے شہریار اب غلام امیدوار ہی کہ وہ کلمہ جس سے انسان طاہر ہو جاتا ہی مجھے
تلقین کیجیے تاکہ مین اس چاہ کفر و ضلالت سے نکلون اور بسبزہ چشمۂ ہدایت پہونچون شاہزادہ والا نژاد نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا
اور فضل بصدق دل کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور پھر ملتمس ہوا کہ اگر حکم جہان مطاع صادر ہو تو غلام اپنے ہمراہ
کے ساٹھ ہزار سوار اور رسالہ دار اور افسرون کو بھی جا کے سمجھائے اور دائرہ اسلام مین لائے شاہزادہ عالیمقام نے
فرمایا کہ اس مین تمھین اختیار ہی جیسا مناسب جانو کرو چنانچہ فضل شاہزادہ والا تبار سے اجازت لیکر اپنے لشکر مین گیا
اور جتنے رسالہ دار اور افسران فوج اور ساٹھ ہزار سوار تھے ان سب سے باواز بلند کہا کہ یارو مین نے تو
بطیب خاطر لقاپرستی پر لعنت کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کیا اور حلقہ غلامی شاہزادہ بدیع الزمان ولی الاحترام
مین نے بلا اکراہ و اجبار اپنے کان مین ڈالا اب تم مین سے جسکو میری محبت اور رفاقت منظور ہو وہ کلمہ شہادت
پڑھ کے اسلام قبول کرے اور جسکو لقاپرستی کا خیال ہو وہ جہان چاہے چلا جائے مجھے اس سے کچھ سروکار و واسطہ
نہین ہمراہیان فضل سب بالاتفاق کہنے لگے کہ اے فضل بن گیا ہور خون آشام ہم سب عہد طفولیت سے
تیرے خادم اور فرمانبردار ہین اور قدیم الایام سے تیرے ساتھ محبت دلی اور اتحاد قلبی رکھتے ہین اور سوائے اسکے
یہ بھی خوب جانتے ہین کہ تو شعر عقل مین کعقل مجسم ہوش مین ہوشنگ دہر * فہم مین عین فراست دین مین عین کمال
دانائے دہر اور شجاع عرصۂ کارزار وحید عصر اور انتخاب روزگار ہی ہر ایک بات مین ہمسے بہتر اور افضل تر خردکیش آل
اندیش ہی تجھسے سوا ہم عقلمند نہین جو تیرے فرمانے مین پس و پیش کرین جو کچھ کہ تو نے کہا کچھ اچھا ہی سمجھ کر کہا ہوگا
پس ہم سب راضی ہین کہ جو طریقہ حق پرستی اور یزدان شناسی کا ہو ہمکو بتلا دے کہ ہم بدل و جان اسکو اختیار
کرکے تیری اطاعت اور فرمانبرداری مین بکار سر فروشی و جان نثاری بدستور قدیم حاضر اور مستعد رہین اور
تا قید حیات تیری خدمت سے جدا نہ ہون فضل نے کلمہ شہادت ان سبکو تلقین کیا اور قریب دو لاکھ آدمیون کے
کہ اس مین ساٹھ ہزار سوار اور اسی قدر بلکہ کچھ زیادہ چاکر اور جلو دار اور عملہ شاگرد پیشہ کے لوگ تھے سبھون نے
کلمہ پڑھ کے دین اسلام قبول کیا مگر چند تیرہ دل تاریک درون ان مین ایسے بیٹھے تھے کہ انھون نے جو یہ تماشا دیکھا
کہ فضل بن گیا ہور خون آشام نے مع اپنے سب ساتھ والون کے اسلام قبول کر لیا از راہ سیہ بختی اور تاریک درونی
آپس مین یہ گفتگو کرکے کہ لو یارو فضل کیا کیا گھمنڈ اور کیا غرہ اور دعوے اپنی شجاعت او تہمتنی کا کرتا تھا اور کیسا کبر و
نخوت اور بانکپن اسکے مزاج مین تھا مگر یہان آکے وہ ساری شیخی کہان جاتی رہی کہ مقابلہ اور مجادلہ تو در کنار
کچھ ایسی گفتگو بھی تیز و تند نہ ہونے پائی کہ وہ خود بدیع الزمان کی غلامی اختیار کرکے مسلمان ہو گیا

اور اپنے ساتھ تمام فوج و سپاہ کے دین کو خاک مین ملا دیا ہمتو اپنے دین قدیم کو کبھی ترک نکرین پھر باہم یہ مشورہ کرنے لگے کہ اگر ابھو والکلمہ پڑھنے مین انکار کرتے ہین تو یہ سب جو ہمارے ساتھ والے بیدین ہوگئے اور خدا وند تعالی کی پرستش چھوڑ کے نادیدہ خدا کے پرستار ہوگئے ہین یہ ہمکو جیتا کا ہیکو چھوڑینگے مار ڈالینگے اس سے صلاح وقت یہ ہی کہ آنکھ بچا کے یہان سے بھاگو اور جس طرح سے پہنچے کو شہر سنجان پہنچو غرض وہ برگشتہ بخت یہ مصلحت کرکے ادھر ادھر دیکھکر گھوڑے سرپٹ دوڑا کے سیدھے سمت شہر سنجان روانہ ہوئے فضل نے اُن لوگون کو جاتے دیکھکر چاہا کہ کچھ سوارون کو برائے گرفتاری اونکے تعزیر دینے کے لیے تعاقب مین بھیجے شاہزادہ والاقدر نے فرمایا کہ ای فضل ان برگشتہ بختون کے تعرض اور قتل کرنے سے کچھ فائدہ نہین جہنم واصل ہونگے دو جہان جاہین جائین خلاصہ یہ کہ وہ سب تو اس طرف کو جاتے ہین یہان شہزادہ عالم مع فضل بن گیا ہور خون آشام اور ساٹھ ہزار سوارون کے وہان سے مراجعت فرما کے سمت چار باغ ملکہ حرمان دلوکش روانہ ہوتا ہی اور مرجان تیز رفتار کو حکم دیا کہ تو پہلے جا کے ملکہ گوہر تاک کی تسکین اور طمانیت بہت سی کرنا اور کہنا کہ صاحب تمھاری دعا سے یہان کسی کی نکسیر تک نہین پھوٹی افضال الٰہی سے فضل بن گیا ہور خون آشام نے ہماری اطاعت اختیار کی اور ہم مع فضل باطمینان تمام آتے ہین چنانچہ مرجان عیار قبل از داخل ہونے شاہزادہ عالیمقدار کے چار باغ ملکہ حرمان دلوکش مین آیا ہی

حقیقت شمہ داستان ملکہ گوہر تاک کی بیان کی جاتی ہی

کہ ملکہ جو اس برج مین بیٹھی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان کی مراجعت کے انتظار مین بہ نگاہ حسرت اُس میدان کی طرف دیکھ رہی تھی اور جناب اقدس سے دعاے فتح و نصرت اُس شاہزادہ والامرتبت کی مانگ رہی تھی ناگاہ مرجان عیار نے آکے مجرا کیا اور کہا کہ ملکہ عالم مبارک ہو شاہزادہ والاتبار مظفر اور منصور فضل بن گیا ہور خون آشام کو مع ساٹھ ہزار سوارون کے اپنا حلقہ بگوش کیے تشریف لاتا ہی ملکہ یہ سروش راحت فروش اور مژدہ جان بخش سنکے فرط شادی سے مثل گل پیراہن مین پھولی نہین سماتی تھی بیتابانہ پھر آسی برج مین گئی اور سامنے جو خیال کیا تو فی الحقیقت آمد لشکر شاہزادہ نامور کی معلوم ہوتی ہی کہ آگے آگے تو شاہزادہ عالیمقام بعظمت و صولت تمام و بشوکت مالاکلام مرکب پر سوار نہایت مسرور اور شادکام اور برابر اُسکے فضل بن گیا ہور خون آشام مع اپنے ساٹھ ہزار سوار وغیرہ فوج و سپاہ بہیر و بنگاہ اسی طرف کو رونق افزا ہی ملکہ مارے خوشی کے عنقریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے شادان و فرحان اُس برج سے باہر نکلی اور پھر بقصد عجز و انکسار سجدات شکر بجناب باری کر لی تھی انہین ہمنشینین ملازمین مصاحبین اور خواصین ملکہ کی تیاری نذر اور نیازون کی کرنے لگین اس عرصہ مین شاہزادہ عالی مقام مع فضل بن گیا ہور خون آشام داخل چار باغ ہوا تک جوشن پوش قاتل زنگی مقاتل زنگی وغیرہ رفقاے جان نثار اور دلیران عرصہ کارزار نے بعد زیارت اقدام اطہر اور حصول دولت ملازمت نذرین دین چار باغ مین شادیانے بجنے لگے ملکہ گوہر تاک نے آمد شاہزادہ عالم کی سنکے جلدی سے حمام مین جاکے غسل کیا اور ایک جوڑا سفید پہنکے جس جا پر کہ خواصون نے زمین کو نیلوفل سے پوت کر سامان نذر و نیاز لاکر رکھا تھا وہان آکے بالون سے سر کے زمین کو جھاڑتی تھی اور سجدات شکر کرکے منتظر شاہزادہ والاقدر تھی یکایک شاہزادہ والاتبار جو اندرون بارہ دری پہونچا تو چند ... جو وہان حاضر تھین اُن سبھون نے اٹھ اٹھکر مجرا کیا اور بلائین لے لیکر مبارکبادیان دین شاہزادہ عالم ... نے پوچھا کہ ملکہ کہان تشریف فرما ہین ان سبھون نے عرض کیا کہ قربانت شوم حضور کی آمد سنکے ابھی اُس ... کے درجہ مین تشریف لیگئی ہین اور کچھ نذر و نیاز کر رہی ہین شاہزادہ والامرتبت یہ سنکے

کمان توڑ رہی تھی اور لسفور بن لنسار کشتی گیر سے زور کشتی کا کرکے پچھاڑا اور مثل گرباس او سیاہ کے شیر کے پھینکدیا اور تیالیس
شبخون لشکر گنجا بیچ پر مارے اور شاہزادہ بلند اقبال مشہور تھا جنہوں نے ہم اور وہ ہم صحبت رہے رات دن گفتگو ہمارے
اسکے رہی ہے کیا ہم اسے پہچانتے نہیں ہیں مگر کچھ عقل نہیں کام کرتی کہ یہ شخص کوئی بشر ہو یا کوئی فرشتہ قدرت خداوندی
اور دل وجگر اسکا فولاد کا خداوند نے بجاے ہزار مالک با خبر [illegible] اور سام و نریمان سے بھی یہ جرأت اور یہ
مبادرت ہو سکتی کہ یکہ و تنہا [illegible] خوف و خطر کشادہ پیشانی [illegible] نہیں پڑا پیشوائی
کرکے مقابلہ فضل بن گیا ہو رخون آشام یہان آیا اور اپنے گھوڑے سے کود کر [illegible] گھوڑوں سے اس طرف گرد تھا
اور منتظر آمد لشکر کھڑا ہے غرض یہ پرچا جو پھیلا تو سواروں نے جا کے اپنے رسالداروں اور افسروں سے کہا سب رسالدار
اور افسر اسکے یہ قدر سواروں کی سنکے نہایت متعجب ہوئے اور یہ کہتے کہ یار ولیکن [illegible] ہمکو یقین نہیں آتا
سواروں کے ہمراہ وہاں آئے اور ان سب رسالدار اور افسروں نے بھی خود [illegible] اور متحیر اور ششدر رہ گئے اور آپس میں
یہ کہتے ہوئے کہ واقعی شعر آفرین باد آنجان پدرے * کہ ازو ماند این چنین پسرے * شاہزادہ بدیع الزمان کا رستم کا دل و
گردہ ہوا ایسے بہادر اور ایسے دلاور اگر لاکھ برس آسمان چرخ مار یگا تو روے زمین پر نہ دیکھیگا وہان سے پھرے اور کوئی
آدھ کوس مراجعت کرکے قریب سواران فضل بن گیا ہو رخون آشام کے پہونچے اور غول کے غول سوارون
اور پیادون کے ملکر کے سامنے جاکے فضل کو سلام کیا فضل بن گیا ہو رنے اپنے ہمراہی سوارون کو چار باغ کی طرف
سے پیچھے آتے دیکھکر کہا کہ تم کیا مجھسے کہوگے جو تمھارے دل مین ہے اور جو تم مجھسے کہنے کو آئے ہو وہ مجھے اول سے
حال معلوم ہے کہ بدیع الزمان میرا نام سنتے ہی چار باغ مالک حرمان سے بخوف جان نکلکے دو چار کوس پر پہونچا
ہوگا اب وہان جانا بیکار ہے ان رسالدار اور افسرون نے عرض کیا کہ اے فضل بن گیا ہو رخون آشام یہ آپ کیا
فرماتے ہیں بیان تو آپ کے خلاف تشخیص اور بالعکس معاملہ ہوا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان مسلح اور مکمل مرکب پر سوار ہوکر
چار باغ سے دو کوس ادھر عین شاہ راہ پر آپ کی آمد کے انتظار مین آمادہ رزم و پیکار کھڑا ہے فضل نے کہا کہ اے
صاحبو تمنے کیا کہا رسالہ دارون افسرون نے کہا کہ ہم شاہزادہ بدیع الزمان کو آمادہ جنگ اور مہیاے قضا وہ سامنے
والے اگلے میدان مین مسلح اور مکمل کھڑا بچشم اپنے دیکھ آئے ہیں فضل بن گیا ہو رخون آشام نے اسی مقام پر اپنے
گھوڑے کو روک لیا اور پھر پوچھا کہ صاحبو تم کیا کہتے ہو بدیع الزمان کو تم خوب پہچانتے ہو یا اسکے ہمشکل کسی اور
کو دیکھ آئے ہو اور اسکے شبہہ مین تم مجھسے کہتے ہو رسالہ دارون نے اور افسرون نے عرض کیا کہ کیا مجال ہماری جو ہم
کلمہ افترا اور غلط آپکے سامنے کہتے ہوں ہمنے خوب بغور دیکھا اور پہچانکر عرض کیا ہے آگے اگر آپکو ہمارے کہنے کا اعتبار
اور یقین نہین آتا تو کچھ دور نہین دس بیس قدم آگے چل کے دیکھیے ہمارا جھوٹ اور سچ کھل جائے فضل بن گیا ہو ر
خون آشام یہ کلام انکا سنکے نہایت متعجب اور متحیر ہوا اور اپنے مجزون عیار کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ تو جاکے خوب
دیکھ اور پہچان کہ یہ گھوڑے پر سوار ہمشکل بدیع الزمان کون شخص کھڑا ہے وہ اصل وہی حکیم زادہ ہے جسے گنجا بیچ نے
بلند اقبالی کا خطاب دیا تھا یا کوئی اور ہے جلد مجھے خبر دے مجزون عیار نے بھی قریب شاہزادہ عالیمقدار کے جاکر بخوبی
پہچانا اور آکر فضل سے کہا کہ حضور بیشک وبیشبہ وہ شخص بدیع الزمان ہے جسے بلند اقبالی کا خطاب پیغمبر مرسل نے
دیا تھا فضل بن گیا ہو رنے کہا کہ اب مجھے ثابت ہوا کہ اے مجزون تو بھی ان کی طرح سے دیوانہ ہو گیا ہے بھلا
یہ بات قیاس مین آتی ہے اور کوئی سچ جانے گا کہ بدیع الزمان ایسا ہو تو ہوش اور عقل سے خارج ہے وہ تنہا ساٹھ
ہزار سوارون سے بارادہ جنگ وجدال آئیگا مجزون عیار نے کہا کہ پیر و مرشد برحق فرماتے ہیں یا غلام دیوانہ

ہو گیا ہی یا شاہزادہ بدیع الزمان کو سودا ہو گیا ہی کہ یون بے خوف و خطر حضور سے اور حضور کی فوج سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے
کے لیے سر راہ گھوڑے کو روکے کھڑا ہی فضل باظہار رسالہ ارادہ افسرون کا اور پھر اصرار اور تکرار مخبرون عیار کی سنکے ایک
عالم تحیر مین حیران کھڑا تھا گھڑی بھر کا ل سکتے کی صورت خاموش اور خود فراموش کھڑا رہا بعد ازان اپنے دلمین یہ سوچکر
کہ کیا عجب بدیع الزمان ہو اپنے ہمراہ کے سب سوارون کو وہین روک کر حکم دیا کہ خیر اگر بدیع الزمان نے یہ جرأت کی ہی
تو تم سب خبردار اور زنہار اب میرے ہمراہ اور میرے تعاقب مین آنے کا قصد نہ کرنا یہین کھڑے رہنا ابھی مین یکہ و تنہا وہان جاتا ہون
اور بچشم خود اسے دیکھکر پھر جیسا محل اور موقع ہوگا سمجھ لونگا اور بعد اسکے جب تمکو بلاؤن تب تم میرے پاس آنا اور سنو
اگر کسی نے ارادہ میرے پیچھے آنے کا کیا تو میرے ہاتھ سے بلا تامل مارا جائیگا بس یہ کہکر فضل بن گیا ہور اپنے مرکب کو
چمکا کے جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادۂ عالیمقام بعظمت تمام و بشوکت مالا کلام مرکب پر سوار آمادۂ رزم و پیکار کھڑا
اسی طرف کو دیکھ رہا ہی فضل بن گیا ہور یہ جرأت اور دلیری و شجاعت شاہزادۂ رستم صولت کی دیکھکر وجد کر گیا اور اسکے
دل مین محبت شاہزادۂ والا مرتبت کی پیدا ہوئی لیکن بظاہر برچھا پکڑکے باواز بلند کہا کہ ای شخص تو کون اور یہان کس
فکر اور کس کی تلاش اور کس کام کے واسطے یکہ و تنہا آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا کھڑا ہی شاہزادۂ والاتبار نے جواب دیا
کہ تو اپنا مطلب اور مافی الضمیر بیان کر اور تجھے اس تحقیقات اور میرے ادراک حال سے کیا غرض ہی جس کام کو آیا ہو
یا کہین جاتا ہو وہ کر فضل نے کہا کہ ماجرا یہ ہی کہ میرا نام جو تو نے سنا ہو فضل بن گیا ہور خون آشام وہ مین ہون اور
حسب الحکم گنجاب براے گرفتاری اور تقریر دہی بدیع الزمان کے کہ وہ ایک مرد سپاہی وضع بڑا سرکش غریب الوطن
غریب الدیار گردش روزگار سے اس ملک و دیار مین وارد ہوا اور آسنے بڑے بڑے مفسد یہان کیے اور اٹھارہ
لاکھ سوار و پیادے کی چھاؤنی پر شبخون مارے یہین مین اپنے ساٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر سمت چار باغ ملک حرمان کوش
جاتا ہون اکثر میرے ہمراہ کے سوارون کو تجھپر شبہ اور دھوکھا ہوا اور ان سبھون نے مجھسے کہا سو مین واسطے رفع
اس مظنہ و تشکیک کے کہ خون ناحق کسی کا نہ ہو تجھسے پوچھتا ہون کہ بدیع الزمان بڑا عاقل اور دور اندیش ہی ایسی
نادانی و جہالت وہ کبھی نہ کرتا کہ میرا نام سنکے چار باغ سے سو دو سو کوس دور نہ نکل جاتا اور یہان دیدہ و دانستہ
آپ آکے کام نہنگ مین کیون گرنے کا ارادہ کرتا اب جو تو بیان کر اور کہ تو مجھے اطمینان ہو اور یہ وسوسہ اور دغدغہ
میرے دل سے نکلے شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا ای فضل شعر راستی موجب رضاے خداست کس ندیدم کہ گم شد
از رہ راست ؛ وہ جس ارادے پر اور جسکی تلاش مین تو مع ساٹھ ہزار سوارون کے یہانتک آیا اور چار باغ کی
طرف جاتا ہی وہ کمترین بندگان خداے عز و جل بدیع الزمان گرد لشکر شکن مین ہون جسوقت سے سُنا کہ تو میری
تلاش مین آتا ہی مین بخیال اسکے کہ اب اور اتنی دور تجھے آنے کی تکلیف ہونے پائے مین ہی جاکے تیرے
دلکا ارمان اور جی کا حوصلہ پورا کیون نہ کردون صبح سے تیرے انتظار مین یہان کھڑا تھا شکر خدا کا کہ میری اور تیری
ملاقات ہوگئی پھر اب توقف کرنا کیا ضرور شعر بیا تا چہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + فضل بن گیا ہور
خون آشام نے جواب دیا کہ ای بہادر فرض کیا مین نے کہ تو مرد مردانہ سہراب عصر اور رستم زمانہ ہی لیکن بجان واحد تو لشکر گنجاب
سے مقابلہ و مجادلہ کر کے کیونکر عہدہ برا ہو سکے گا اور کیا کرے گا لہذا از راہ محبت اور یاری تجھسے کہتا ہون کہ تو ملکہ
گوہر ملک کو اپنے ہمراہ لے کے سمت ملک بربر اپنے والد بزرگوار امیر حمزہ صاحبقران نامدار کے لشکر مین چلا جا بلکہ
مین تیرا کفیل اور حامی و معاون ہو کر اس دریا سے پار اتروا دونگا شاہزادۂ عالیمقدار یہ گفتگو فضل کی سنکے خوب
ہنسا اور فرمایا کہ ای فضل ہمنے روز اولین ملکہ گوہر ملک سے کہا تھا اور بہت سا سمجھایا تھا کہ تم ہمکو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤ

ہم لوگ مثل آفتاب اور مہتاب کسی سرزمین اور کسی شہر او دیار مین مخفی اور پنہان نہین رہ سکتے بلکہ تیرے ہمارا کہنا نہ مانا ہمکو یہان
لائی اور اب جو تینے اس سرزمین مین قدم رکھا ہی تو بعون و قوت پروردگار اس تمام ملک کو اسلام آباد اور کل باختر کو مسخر
کیے بغیر کہین نہین جاتے شعر درکوے نیکنامی مارا گذر ندادند * گر تو نمے پسندی تغییر کن قضارا * یہ کلام مردانہ وار زبان فیض
ترجمان شاہزادۂ عالیمقدار سے سنکے فضل کے دل مین عجب طرح کی ایک محبت پیدا ہوئی اور اسوقت فرط سرور او رحالت
وجد مین کھڑا جھوم رہا تھا اور ہر مرتبہ کہتا تھا کہ اے شہریار کشتہ جائین وہ احمق جو بحق دعا ہے آفاق گیری اور کفار کشی تیری جانب
خلاف آداب اٹھین اور پھوٹ جائین وہ آنکھین جو خواب مین بھی نگاہ بد سے تجھے دیکھین بعد اسکے اپنے مرکب سے کود کر
چاہتا تھا کہ رکاب سعادت سے لپٹ کر اقدام اطہر شاہزادۂ عالیمقام کے اپنی آنکھون سے لگاے اور بوسے دے شاہزادہ والا
مرتبت یہ حال فضل کا دیکھکر ہان ہان کرکے جھٹ پٹ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور ہاتھ فضل کا پکڑکے سر اسکا اپنی چھاتی
سے لگا لیا فضل بن گیاہور نے عرض کیا کہ اے شہریار اب غلام امیدوار ہی کہ وہ کلمہ جس سے انسان طاہر ہوجاتا ہی مجھے
تلقین کیجیے تاکہ مین اس چاہ کفر و ضلالت سے نکلون اور لب چشمۂ ہدایت پہونچون شاہزادۂ والا نژاد نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا
اور فضل بصدق دل کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگیا اور پھر ملتمس ہوا کہ اگر حکم جہان مطاع صادر ہو تو غلام اپنے ہمراہ
کے ساٹھ ہزار سوار اور رسالہ دار اور افسرون کو بھی جاکے سمجھائے اور دائرۂ اسلام مین لائے شاہزادۂ عالیمقام نے
فرمایا کہ اس مین تمھین اختیار ہی جیسا مناسب جانو کرو چنانچہ فضل شاہزادۂ والا تبار سے اجازت لیکر اپنے لشکر مین گیا
اور جتنے رسالہ دار اور افسران فوج اور ساٹھ ہزار سوار تھے ان سب سے باواز بلند کہا کہ یارو مین نے تو
بطیب خاطر لقاپرستی پر لعنت کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کیا اور حلقۂ غلامی شاہزادہ بدیع الزمان ولی الاحترام
مین نے بلا اکراہ واجبار اپنے کان مین ڈالا اب تم مین سے جسکو میری محبت اور رفاقت منظور ہو وہ کلمۂ شہادت
پڑھکے اسلام قبول کرے اور جسکو لقاپرستی کا خیال ہو وہ جہان چاہے چلا جاے مجھے اس سے کچھ سروکار و واسطہ
نہین ہمراہیان فضل سب بالاتفاق کہنے لگے کہ اے فضل بن گیاہور خون آشام ہم سب عہد طفولیت سے
تیرے خادم اور فرمانبردار ہین اور قدیم الایام سے تیرے ساتھ یکجہتی دلی اور اتحاد قلبی رکھتے ہین اور سواے اسکے
یہ بھی خوب جانتے ہین کہ تو شعور عقل مین عقل مجسم ہوش مین ہوشنگ دہر فہم مین عین فراست دین مین عین کمال
دانائے دہر اور شجاع عرصۂ کارزار وحید عصر اور انتخاب روزگار ہی ہر ایک بات مین ہمسے بہتر اور افضل تر خرد کیش مآل
اندیش ہی تجھسے سوا ہم عقلمند نہین جو تیرے فرمانے مین پس و پیش کرین جو کچھ کہ تو نے کہا کچھ اچھا ہی سمجھ کر کہا ہوگا
پس ہم سب راضی ہین کہ جو طریقہ حق پرستی اور یزدان شناسی کا ہو ہمکو بتلا دے کہ ہم بدل وجان اسکو اختیار
کرکے تیری اطاعت اور فرمانبرداری مین بکار سرفروشی و جان نثاری بدستور قدیم حاضر اور مستعد رہین اور
تا قید حیات تیری خدمت سے جدا نہ ہون فضل نے کلمۂ شہادت ان سبکو تلقین کیا اور قریب دو لاکھ آدمیون کے
کہ اس مین ساٹھ ہزار سوار اور اسی قدر بلکہ کچھ زیادہ چاکر اور جلودار اور عملہ شاگرد پیشہ کے لوگ تھے سبھون نے
کلمہ پڑھکے دین اسلام قبول کیا مگر چند تیرہ دل تاریک درون ان مین ایسے بیٹھے تھے کہ انھون نے جو یہ تماشا دیکھا
کہ فضل بن گیاہور خون آشام نے مع اپنے سب ساتھ والون کے اسلام قبول کر لیا از راہ سیہ بختی اور تاریک درونی
آپس مین یہ گفتگو کرنے لگے کہ لو یارو فضل کیا کیا گھمنڈ اور کیا غرہ اور دعوے اپنی شجاعت اور تہمتنی کا کرتا تھا اور کیسا کبر و
نخوت اور بانکپن اسکے مزاج مین تھا مگر یہان آکے وہ ساری شیخی کہان جاتی رہی کہ مقابلہ اور مجادلہ تو درکنار
کچھ ایسی گفتگو بھی تیز و تند نہ ہونے پائی کہ وہ خود بدیع الزمان کی غلامی اختیار کرکے مسلمان ہوگیا

اور اپنے ساتھ تمام فوج و سپاہ کے دین کو خاک مین ملا دیا ہمتو اپنے دین قدیم کو کبھی ترک نہ کرین پھر باہم یہ مشورہ کرنے لگے کہ آپ
جو ذرا کلمہ پڑھنے مین انکار کرتے ہین تو یہ سب جو ہمارے ساتھ والے بیدین ہو گئے اور خدا وند لقا کی پرستش چھوڑ کے نادیدہ
خدا کے پرستار ہو گئے ہین یہ ہمکو جیتا کاہے کو چھوڑینگے مار ڈالینگے اس سے صلاح وقت یہ ہے کہ آنکھ بچا کے یہان سے بھاگو
اور جس طرح سے بنے بحضور پیغمبر مرسل پہونچو غرض وہ برگشتہ بخت یہ مصلحت کرکے ادھر اودھر دیکھکر گھوڑے سرپٹ دوڑا
سیدھے سمت شہر سنجان روانہ ہوے فضل نے ان لوگون کو جاتے دیکھکر چاہا کہ کچھ سوارون کو براے گرفتاری اونکے
تعزیر دینے کے لیے تعاقب مین بھیجے شاہزادہ والا قدر نے فرمایا کہ اے فضل ان برگشتہ بختون کے تعرض اور قتل کرنے
سے کچھ فائدہ نہین جہنم واصل ہونگے وہ جہان انکا جی چاہے جائین خلاصہ یہ کہ وہ سب تو اس طرف کو جاتے ہین یہان شہزادہ
عالم مع فضل بن گیاہور خون آشام اور ساٹھ ہزار سوارون کے وہان سے مراجعت فرماکے سمت چار باغ ملکہ حرمان
دلکش روانہ ہوتا ہے اور مرجان تیز رفتار کو حکم دیا کہ آگے چلے جاکے ملکہ گوہر تاج کی تسکین اور طمانیت بہت سی کرنا اور
کہنا کہ صاحب تمھاری دعا سے یہان کسی کی نکسیر تک نہین پھوٹی افضال الٰہی سے فضل بن گیاہور خون آشام نے
ہماری اطاعت اختیار کی اور ہم مع فضل بالطمینان تمام آتے ہین چنانچہ مرجان عیار قبل از داخل ہونے شاہزادہ
عالیمقدار کے چار باغ ملکہ حرمان دلکش مین آیا ہے

جنبانیدن سمند داستان ملکہ گوہر تاج کی بیان کی جاتی ہے

کہ ملکہ جو اس برج مین بیٹھی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان کی مراجعت کے انتظار مین نگران حسرت آمیز اس میدان کی طرف دیکھ رہی
تھی اور جناب اقدس سے دعاے فتح و نصرت اس شاہزادہ والا مرتبت کی مانگ رہی تھی ناگاہ مرجان عیار نے آکے
مجرا کیا اور کہا کہ ملکہ عالم مبارک ہو شاہزادہ والا تبار مظفر و منصور فضل بن گیاہور خون آشام کو مع ساٹھ ہزار سوارون
کے اپنا حلقہ بگوش کیے تشریف لاتا ہے ملکہ یہ سروش راحت فروش اور مژدہ جانبخش سنکے فرط شادی سے مثل
گل پیرہن مین پھولی نہین سماتی تھی بیتابانہ پھر اسی برج میں گئی اور سامنے جو خیال کیا تو فی الحقیقت آمد لشکر شاہزادہ
نامور کی معلوم ہوتی ہے کہ آگے آگے تو شاہزادہ عالیمقام فلک احتشام بصد دولت تمام و بشوکت مالا کلام مرکب پر سوار نہایت مسرور
اور شاد کام اور برابر اسکے فضل بن گیاہور خون آشام مع اپنے ساٹھ ہزار سوار وغیرہ فوج و سپاہ بہیر و بنگاہ اسی
طرف کو رونق افزا ہے ملکہ مارے خوشی کے قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے شادان و فرحان اس برج سے باہر
نکلی اور پھر بصد عجز و انکسار سجدات شکر بجناب باری کرتی تھی انیسین ہمنشینین ملازمین مصاحبین اور خواصین ملکہ
کی تیاری نذر اور نیازون کی کرنے لگین اس عرصہ مین شاہزادہ عالی مقام مع فضل بن گیاہور خون آشام
داخل چار باغ ہوا ترک جوشن پوش قاتل زنگی مقاتل زنگی وغیرہ رفقاے جان نثار اور دلیران عرصہ کارزار
نے بعد زیارت اقدام اطہر اور حصول دولت ملازمت نذرین دین چار باغ مین شادیانے بجنے لگے ملکہ گوہر تاج نے
آمد شاہزادہ عالم کی سنکے جلدی سے حمام مین جاکے غسل کیا اور ایک جوڑا سفید پہنکے جس جا پر کہ خواصون نے
زمین کو پیڑو دل سے پونچھ کر سامان نذر و نیاز لاکر رکھا تھا وہان آکے بالون سے سر کے زمین کو جھاڑتی تھی
اور سجدات شکر کرکے منتظر شاہزادہ والا قدر تھی کہ ناگاہ شاہزادہ والا تبار جو اندرون بارہ دری پہونچا تو چند
خواصین جو وہان حاضر تھین ان سبھون نے الحمد کہکر مجرا کیا اور بلائین لیکر مبارکبادیان دین شاہزادہ عالم
نے پوچھا کہ ملکہ کہان تشریف فرما ہین ان سبھون نے عرض کیا کہ قربانت شوم حضور کی آمد سنکے ابھی اس
طرف کے درجہ مین تشریف لیگئین ہین اور کچھ نذر و نیاز کر رہی ہین شاہزادہ والا مرتبت یہ سنکے

وہان رونق افزا ہوا تو دیکھا کہ گرد و پیش تو ہجوم خواصون کا ہی اور بیچ مین ملکہ کچھ شمعین مومی اور کافوری سبز اور سرخ روشن کیے وہان رکھی ہوئی ہین اور اگر کی بتیان اور کچھ بخورات سلگ رہا ہی ٹوکریان مٹھائیون کی اور دونے الائچی والون کے کونڈے حلوون کے بھرے ہوئے ترت پھرت کی پڑیا کھڑے پیر کا دونا اور جو کچھ سامان نذر و نیاز کا ہوتا ہی وہان سب رکھا ہی اور ملکہ کی آنکھون سے اشک شادی علی الاتصال روان ہین اور حمد و سپاس تین اُس خالق جسم و جان خلاق کون و مکان کی بحضور قلب رطب اللسان ہی اور آپس مین انیسین جلیسین مقربین مصاحبین ہمدمین محرمین ہمرازین دمسازین صحبت والیان ملکہ کی سب کی سب غسل کیے ہوئے گُندھے گُندھے بال سرون کے پریشان سفید سفید جوڑے نفیس اور پاکیزہ پہنے سمت قبلہ منہ کیے زمین پر سجدۂ شکر کر رہی ہین اور جناب احدیت سے دعائین از دیاد جاہ و اقبال کی مانگ رہی ہین شاہزادۂ عالم نے تبسم کرکے کہا کہ ای ملکہ آج یہ تم کیا کر رہی ہو ملکہ گوہر ملک نے شاہزادۂ والا شان کو دیکھکر کہا کہ ای شہریار للہ اس وقت آپ کوئی کلمہ نہ فرمائین کہ بدشگنی ہوتی ہی جلد میان آکر اس شیرینی پر نذر دیجیے کہ آج کریم کارساز نے میرا راج سہاگ قائم رکھا ہی اور مجھ کنیز عاصی اور خاطی کو یہ دن خوشی کا دکھایا شاہزادۂ عالم نے خوب ہنسکے نذر دی اور فرمایا کہ اب تم اس شیرینی کو تقسیم کرکے جلد آؤ کسلیے کہ ہمیشہ کہا کرتی تھین کہ فضل میرا دودھ شریک بھائی ہی سو وہ تائیدات غیبی اور عنایات ایزدی سے مشرف باسلام ہوکر میرے ہمراہ آیا ہی اور امیدوار تمھاری ملازمت کا ہی ملکہ نے کہا فی الواقع فضل میرے بھائیون سے بھی سوا ہی آپنے میری انا کا دودھ پیا ہی میرا بھائی ہو چکا اُس سے تو پردہ بقول میر حسن ـ مصرع چھپی ہی کہین بھائی سے بھی بہن + مین نے کبھی نہ کیا ہی اور نہ کرونگی آپ جا کے اُسکو بٹھلائین مین پوشاک بدلکے آتی ہون بارے شاہزادۂ عالیمقدار ملکہ کے پاس سے بارہ دری مین تشریف فرما ہوا اور فضل بن گیا ہور خون آشام سے تبسم ہوکر کہا کہ لو صاحب ملکہ نے تمھاری بہت سی سفارش کرکے کہا ہی کہ میرے بھائی فضل کو باعزاز و اکرام بٹھلاکے اُسکی بہت سی دلجوئی اور خاطرداری کرنا مین بھی آتی ہون فضل نے عرض کیا کہ شہریار یہ فقط بندہ پروری اور غلام نوازی ملکہ عالم فرماتی ہین لاشک و لاریب کہ غلام نے اُنکی انا کا دودھ پیا ہی الا یہ منہ میرا نہین ہی کہ دعوی عزیزداری کر سکون نمکخوار موروثی اس سرکار کا ہون غرض میان تو ابھی یہی ذکر و مذکور پہونچا تھا کہ ناگاہ سامنے سے دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک ایک جوڑا بہت دھوم دھام کا پہنے اور از پا تا فرق دریاے جواہر مین غرق مثل طاؤس طناز ہزارون کرشمہ و ناز سے خرامان خرامان چلی آتی ہین اور گرد و پیش قریب دو ڈھائی سو انیسین جلیسین مقربین و مصاحبین خواصین در در گوش مرصع پوش جوڑے زرق برق پہنے ہوئے ہمراہ ہین قطعہ

بجلوہ در اطراف او دختران / لبسے ہمچو خورشید زر لفت پوش
چو گرد مہ چاردہ اختران / لبسے آفت عقل و آشوب ہوش
لبسے سیم ساقان لبسے سیمتن / بلاے دل و آفت جان ہمہ
لبسے دلربایان ساعد سمن / پری فتار زیبا چو غلمان ہمہ

القصہ ملکہ گوہر ملک باین خوبی و رعنائی بصد ستان دلربائی آکے برابر شاہزادۂ عالیمقام کے مسند پر بیٹھی اور بصد عیش و سرور تیاری جشن کا حکم دیا

اب شمۂ داستان اُن تیرہ بختون ہمراہیان فضل بن گیا ہور خون آشام کا کہ جو یہان سے بھاگ کر سمت سنجان براے اظہار حال گنجاب کے پاس گئے تھے بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت وہ تیرہ دل تاریک درون سنجان مین پہونچے اور دروازۂ بارگاہ گنجاب پر جاکے داد بیداد فریاد کرنے لگے اُسوقت گنجاب نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہی سنجانی عیار نے عرض کیا کہ وہ جو سوار فضل بن گیا ہور خون آشام کے ہمراہ برسر قتل بدیع الزمان گئے تھے اُن مین سے چند سوار پھر کر آئے ہین اور کچھ سرکار سے عرض کیا چاہتے ہین گنجاب نے کہا اچھا بلاؤ چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے وہ سب بد ذات اندرون بارگاہ طلب ہوئے اور سب نے گنجاب سے

مجرا کرکے عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل ہم سب خانہ زاد نمکخوار موروثی سرکار دولت مدار کے قدیم الایام سے مطیع فضل بن گیا ہور
خون آشام کے رہے اور جسوقت کہ بموجب ارشاد سرکار کے ہم سب ہمراہ فضل کے قریب چار باغ ملک حیران دیو کش کے
پہونچے تو دو چار افسرون نے آکے فضل بن گیا ہور خون آشام سے اطلاع کی کہ جسکی تلاش مین آپ آئے ہین وہ بدیع الزمان
یہ وتنہا چار باغ سے نکلکے بیابان سے کوئی دو کوس پر مسلح اور مکمل اپنے مرکب کو روکے مستعد جنگ کھڑا ہے یہ سنکے فضل نے
ہم سب ساٹھ ہزار سوارون جان نثارون کو ممانعت کی کہ خبردار تم کوئی میرے ہمراہ نہ آنا پہلے مین جاکے اسے دیکھ لون کہ
بدیع الزمان ہے یا کوئی اور شخص راہ گیر ہے بعد اسکے جب مین تمکو بلا بھیجون تو تم سب میرے پاس آنا اور جو لیون کوئی خلاف میرے حکم
کے میرے تعاقب مین آئیگا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ہم سب خانہ زاد بموجب حکم فضل کے جہان تک پہونچے تھے وہین اپنے
اپنے گھوڑون کی باگین روک کر کھڑے رہے فقط فضل بن گیا ہور خون آشام وہان گیا اور کچھ گفتگو ایسی نہین ہونے
پائی کہ جس مین نوبت سپر تلوار کی پہونچتی بالا تو نہین کہ ایک نکسیر تک کسی کی نہ پھوٹی تھی فضل اپنے گھوڑے پر سے کود کے
بدیع الزمان کی رکاب سے لپٹ کے مسلمان ہو گیا اور وہان سے خوشی خوشی آکے ہم غلامون سے کہنے لگا کہ جنکو
میری رفاقت منظور ہو وہ مسلمان ہو جائے ساٹھ ہزار سوارون نے کچھ جواب نہ دیا اور سب کے سب کلمہ اسکا پڑھ کے
مسلمان ہو گئے اور غلامون کو یقین کلی ہو گیا کہ بدیع الزمان ساحر زبردست ہے آخر کار ہم غلامون نے یہ تاثیر اسکی
زبان سحر بیان مین دیکھکر بپاس اپنے دین آبائی اور اجدادی کے کہ ہمارے سب بزرگوار تو لقا پرستی کرتے رہے ہمکو کیونکر
اپنے دین قدیمی کو چھوڑ کر نادیدہ خدا کی پرستش اختیار کرین اور بیدین ہو جائین اور نمکحرام کہلائین اسکے سامنے سے
بھاگے اور براہ خیر خواہی براے اطلاع سرکار مین حاضر ہوئے ہین اب حضور کو اختیار ہے جناب یہ اظہار ان سب کفار
سرداران تیرہ روزگار سے سنا ہے سامان فضل بن گیا ہور کا سنکے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور حالت غیظ و طیش مین جانب
گیا ہور خون آشام کے مخاطب ہوکے یہ کلام کیا کہ اے نمک حرام باعث وبال دولت کا تو اور تیرا بیٹا ہوا اگر فضل جلد
مسلمان نہوتا اور مع ساٹھ ہزار فوج کے اسکا شریک نہوتا تو یہ جمعیت اور طمانیت بدیع الزمان کی کبھی نہوتی گیا ہور
خون آشام نے سرنگون ہوکر کہا کہ یا پیغمبر مرسل اگر اس ناخلف ننگ خاندان سے ایسی حرکت نالائق اور خطا
فاش وقوع مین آئی تو مین نے اسے عاق کیا اب جیتے جی منہہ نہ دیکھونگا ابھی گیا ہور اور زیادہ کچھ نہین کہنے پایا تھا
معلوم ہو کہ نو بیٹے گیا ہور کے اور ہین چنانچہ ان مین چار تو ایک مان سے حقیقی بھائی فضل کے اور پانچ بیٹے گیا ہور کے
اور ہین کہ قیس بن گیا ہور اور انیس بن گیا ہور اور الماس بن گیا ہور اور قیماس بن گیا ہور اور وزنج
بن گیا ہور اور تموس بن گیا ہور اور گودرز بن گیا ہور اور آذر بن گیا ہور اور محسن بن گیا ہور مشہور اور معروف
ہین مگر گیا ہور خون آشام فضل کو سب سے زیادہ تر پیار کرتا تھا اور سب سے سوا عزت آبرو و قدر منزلت شوکت
و شان فضل کی تھی اس باعث سے یہ نو بیٹے گیا ہور کے ہمیشہ اپنے دلون مین رشک و حسد کھایا کرتے تھے آج جو ان
سبھون نے یہ حال فضل کا سنا تو موقع پاکے وہ سب بیساختہ کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار اسوقت یہ فرمانا
اور نفرین کرنا تیرا محض بیکار ہے قدیم الایام سے تو نے فضل کو رتبہ اور مرتبہ دیا اور ہمیشہ اسکی ترقی چاہتا رہا
اور ہماری کچھ قدر اور حرمت تیری نظرون مین نہ تھی اور کبھی ہمکو از راہ محبت پدری پیار سے کوئی کلمہ نہ کہا
وہی آج دیکھ لے کہ بدولت فضل کے یہ رسوائی اور بدنامی تجھے حاصل ہوئی اور ابھی ہمکو کہدے اور اشارہ
کر تو جاکے بدیع الزمان کو مع فضل مشکین باندھ کے لئے آئین گیا ہور نے جو یہ گفتگو بیٹون کی سنی تو مرحبا
مرحبا کہکے گلے سے [illegible] اور تعریف اپنے بیٹون کی کی اور فی الحال ایک ایک بیٹے کو پانچ پانچ ہزار

سوار کار رسالہ وسے کے نوجیون کو معہ چالیس ہزار سواروں کے برسر رزم شاہزادہ بدیع الزمان روانہ کیا اور وہ
سب جیتے گیاہور کے گروہ سے کوچ کرکے کوئی دس کوس پر جا کے اتر پڑے اور باہم مشورہ کرکے کہ چار گھڑی رات رہے
یہاں سے ہم سوار ہونگے صبح ہوتے ہوتے چار باغ کو محاصرہ کرکے بدیع الزمان اور فضل کو اگر زندہ ہاتھ آگئے
تو مشکیں باندھ کر اور جو انکے حرارت سپہ گری کی مزاج میں آگئی تو دونوں کا سر کاٹ کے ملکہ گوہر ملک کو محافہ میں سوار
کرینگے اور چار باغ تاخت و تاراج کرکے قاتل مقاتل ترک جوشن پوش وغیرہ نمکحراموں کو گرفتار کیے بحضور پیغمبر
مرسل لے جائینگے غرض یہ کہ اپنے لشکر کے گرد و پیش خوب سا انتظام کرکے اور چوکی پہرے بٹھلا کے سو رہے اب یہاں حال
شاہزادہ بلند ارادہ انجم گروہ رستم شکوہ تہمتن توان ابن صاحبقران عالیشان بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا سنیے کہ
شاہزادہ عالیقدر اور ملکہ گوہر ملک تو جام شراب عیش و طرب سے مدہوش اور خود فراموش ہمدوش و ہم آغوش ہوکر
دو پہر رات کے بعد غافل پڑے سوتے تھے مگر مرجان عیار کو ایسی نیند کہاں چار سمت باغ میں بڑی ہوشیاری اور خبرداری
سے قاتل مقاتل کے ساتھ والے جیشوں کے چوکی پہرے دیکھ بھال کے بالا دوہی باغ سے باہر نکلا اور نہایت
عیاری سے چپ و راست دیکھتا ہوا جب قریب آٹھ نو کوس کے پہونچا تو اسنے دور سے دیکھا کہ کچھ بھیڑ بھاڑ آدمیوں کی
اور کچھ خیمہ ڈیرے استادہ نظر آتے ہیں اور آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہے مرجان عیار یہ تماشا دیکھکر اپنے
دل میں کہنے لگا کہ اسوقت یہاں یہ لشکر کس کا ہے وجہ کیوں کر اترا ہے اور کہاں سے آیا ہے اور سردار اس لشکر کا کون ہے
ذرا چلکر اس لشکر میں دریافت تو کر لوں یہ سوچکر ایک خوانچہ والے نوجوان کی صورت بنا اور لال پگڑی سر پر باندھ کے
مرزائی گلے میں دھوتی باندھے زنجیر چاندی کی کمر میں لپیٹے پشاوری جوتا پاؤں میں خوانچہ میں کچھ شیرینی کچھ پوریاں
دال موٹھ سموسے وغیرہ چنے ہوئے چراغ روشن اسپر ایک ٹھیکری ہوا کے بچاؤ کے واسطے رکھی ہوئی آواز دیتا ہوا قریب
لشکر کے پہونچا تو اسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان پڑا ہے جا بجا شمعدان اور جھاڑ روشن ہیں جوان چوکی پہرے کے
جہاں تہاں آواز دے رہے ہیں اور پکارتے ہیں کہ کون آتا ہے اور کہاں جائیگا طلایہ کے سوار چار طرف پھرتے ہیں
فوج اور سپاہ میں جاگ پڑی ہے اور بڑی چہل پہل تھی ایک پال میں سے کسی نے پکارا کہ او خوانچہ والے ادھر شیرینی لاکو دیتا جا
مرجان تیز رفتار نے وہاں جاکے شیرینی جو سیر کہ اسنے مانگی خوانچہ رکھکر تول دی اور باتوں ہی باتوں میں ناواقف بنکر
پوچھنے لگا کہ میاں صاحب یہ لشکر کسکا ہے اور تم سب صاحب آج کس مہم پر جاتے ہو ان میں سے ایک شخص بول اٹھا کہ
ابے جو تو نے سنا ہو کہ ایک شخص دشمن خداوند لقا نادیدہ خداے آسمان کے پرستاروں میں بدیع الزمان ملک
سنجان میں وارد ہوا اور اسنے قاہر بن قہربان عجمی کی کمان کو توڑا اور نستور بن نستار رہا اور قدرت کو مارا اور
شاہ بلیس شجون لشکر گنجاب پر لایا ہزاروں پیادوں سواروں کو ہلاک کر ڈالا سو وہ شاید چار باغ ملک حرمان دلکش
میں جا کے چھپا ہے اور ایک بیٹا ہمارے سپہ سالار گیاہور خون آشام کا فضل بن گیاہور نامے اسکی گرفتاری
کے واسطے آیا تھا سو بدیع الزمان نے ایسا کچھ سحر اسپر کر دیا کہ وہ پیغمبر مرسل اور لقا پرستی سے منحرف ہوکر شریک
بدیع الزمان کا ہو گیا ہے اس واسطے پیغمبر مرسل نے گیاہور خون آشام کو تاکید تمام حکم دیا کہ تم اسے گرفتار کرکے
یا اسکا سر کٹوا کے منگواؤ تو حسب الحکم پیغمبر مرسل کے گیاہور خون آشام نے اپنے لوہیوان کو پینتالیس ہزار سوار
سپہ برسر قتل بدیع الزمان و براے گرفتاری فضل بھیجا ہے ہم سب اسکے ہمراہ ہیں صبح کو چار باغ میں جا کے
تعمیل حکم صاحب کرینگے اور بدیع الزمان کو مع فضل اگر زندہ ہاتھ آگئے تو زندہ اسیر اور دستگیر کرکے
اور جو وہ کوئی سرکشی کرینگے تو ان دونوں کے سر کاٹ کے بحضور پیغمبر مرسل لیجائینگے مرجان عیار یہ دا

زبانی اُسکی سنکے اور خوب سا تحقیق کرکے وہان سے پھرا اور جس طرح سے ہوائی گنج سے یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہی
کوئی دو گھڑی رات پچھلی باقی ہوگی اُسی وقت چار باغ مین پہونچکر ساری سرگذشت روبرو شاہزادہ بدیع الزمان
کے گذارش کی شاہزادۂ عالیمقام نے فرمایا کہ تو پوشاک ہماری لا ہم سوار ہوکے بمقابلہ برادران فضل بن گیا ہور
خون آشام جائینگے فضل بن گیا ہور خون آشام اپنے دونون ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا کہ ای شہریار آپ کا
سوار ہونا اور اُن چھوکرون کے مقابلے اور مجادلے مین جانا خلاف آپ کی شان کے ہی غلام کبھی نہ جانے دیگا وہ
سب میرے بھائی ہین اور اُن سبھون کو دعوے رزم و پیکار غلام سے ہی غلام جانتا ہی حضور کے اقبال سے دیکھیے
کس سہولت و آسانی سے اُن سبھون کو سزاے اعمال پہونچاتا ہی یہ مقدمہ گھریلو کا ہی اس مین حضور کچھ نہ فرمائین
اور غلام کو اجازت دین اور اگر آپ غلام کی عرض کو پذیرا نہ فرمائین تو غلام اقدام عالی پر ابھی اپنا گلا تلوار سے
کاٹکر تصدق ہو جائیگا غرض شاہزادہ والا تبار عالی مقدار نے چار و ناچار فضل بن گیا ہور خون آشام کو اجازت
رخصت دے کر کہا ای فضل کیا مضائقہ ہمکو تمہاری خوشی بہرحال منظور ہی لیکن ہمارا جی چاہتا ہی کہ ہم دور ہی سے
کھڑے ہوکر تمہارے بھائیون کی لڑائی کا تماشا دیکھین فضل نے عرض کی کہ حضور زہے افتخار اور زہے سعادت
بہت بہتر حضور تشریف لے چلین الا عند اللہ اقبالکہ جسا نہ ز اد سر اقدس پر تصدق اور نثار نہ ہو جانے حضور تیغ
میدانداری کا نہ فرمائین شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ حاشا مین نے تم سے کہا یا کہ مین فقط مشتاق تمہارے
فیما بین بھائیون کی لڑائی کا ہون باقی مین بدون تمہاری خوشی کے ہرگز شریک نہونگا فضل نے عرض کی پس پھر
توقف کیا ہی حضور غلام کے پشت پناہ رہین افضال الٰہی اور اقبال عالی سے غلام اُن سب کی شجاعت اور تہمتنی سے
خوب آگاہ ہی آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ اُن واحد مین کس خوبصورتی سے سر میدان ایک ایک کی مشکین باندھکر لے آتا ہون
یہ کہکے فضل بن گیا ہور مسلح اور مکمل ہوکے ہمراہ شاہزادہ عالی جاہ کے سوار ہوا اور شاہزادہ والا مرتبت نے ترک خود
پوش اور قاتل زنگی اور مقاتل زنگی کو خوب سمجھا کے کہ ای بہادر دین ذرا فضل کی اور فضل کے بھائیون کی رزم
و پیکار کی سیر اور کیفیت دیکھکر ابھی آتا ہون تم سب بخدمت ملکہ گوہر ناک باطاعت و فرمانبرداری اُسی صورت
سے یہان مستعد اور حاضر رہنا اور چار باغ کے گرد و نواح کی خبرداری اور ہوشیاری رکھنا غافل نہو جانا بعد اسکے
ملکہ گوہر ناک کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ ملکہ تمہین ہماری جان کی قسم کچھ اپنے جی مین وسواس نہ لانا بلکہ تم جاکے
اُسی برج عالی پر بیٹھکر تماشا دیکھو کہ بس فقط دور سے سیر دیکھکر ابھی چلا آتا ہون یہ کہکے مع فضل بن گیا ہور خون آشام
چار باغ سے برآمد ہوا فضل نے عرض کی کہ شہریار اب سرکار تو مع مرجان تیز رفتار آگے تشریف لیجائے وہ جو یہان سے
کوس بھر کے فاصلے پر ایک میدان وسیع پر فضا نظر آتا ہی وہان کسی ٹیکرے پر جاکے اپنے مرکب کی باگ روکین اور سیر
غلام کی سرفروشی اور جان نثاری کی ملاحظہ فرمائین چنانچہ شاہزادۂ عالم تو وہان جاکے ٹھہرا اور یہان فضل بن گیا ہور
خون آشام نے مع اپنے ساٹھ ہزار سوارون اور رسالہ دارا اور افسرون کے چار باغ سے کوئی دو کوس پر جاکے میدان
جنگ قرار دیا اتنی دیر مین اُس طرف سے قیس بن گیا ہور اور لیس بن گیا ہور وغیرہ نو بیٹے گیا ہور کے
معہ ساٹھ ہزار سوار کے نمودار ہوئے اور آمد فضل بن گیا ہور سنکے اُسی جا پر ٹھہر گئے اور تیاری میدان جنگ
طرفین سے ہونے لگی تبردارون نے جھاڑی جھنڈی جنگل کی کاٹکر میدان کو صاف اور شفاف کردیا اور بیلچہ کاری
کرکے ککل سنگ سفید آبپاشی پر جیسے گرد و غبار بھلا رہے تھے آہ وشد لشکر بے قیاس سے کرۂ ہوا کرۂ خاک ہوگیا اور اندام زمین
جنبش وار معلوم ہوتا تھا اشعار دو لشکر سپاہ شد آراستہ ۔ از ہر طرف بانگ برخاستہ ۔ یلان غرق آہن ز سرتا بہ پا ۔ چو شیر غرندہ بدشت وغا

کشادہ دہن اژدہاے علم کہ پیر فلک را در آرد بدم
زمین آمد از نعل تازی تنبگ مہان شد بہ گرد آسمان و درنگ
دلیران دگروان زروے غضب بدندان غیرت گزیدند لب
ز بیم سنان تافتہ رویہ چرخ سر از جادہ مہر پیچیدہ چرخ
زغریدن کوس عبرت فزا زمین گشت بیکار و گردون زجا
صدا ابر بردن آمد از طبل جنگ درنگا ورنگ و درنگا ورنگ

چاؤش اور میدانیون نے میدان مین نکلکے میمنہ اور میسرہ قلب اور جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنڈاول چودہون صفین بآئین بہین آراستہ وپیراستہ کردین اور کرکیتون نے طرفین سے بآواز بلند نہیب دی ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد کہان ہین رستم و سہراب کہان بیژن و برزو

شعر

ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت باحوال جم ہاے عبرت نگاشت
نشانی نہ از کاسہ مغز او سکندر کہ یک نیمہ عالم ساخت
نیاری ز کاؤس و دارا بیاد نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ
کہ بشکست چون فرق کسریٰ شکست کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
کہ گشتی از و زہرہ شیر آب فریدون خداوند اکلیل و تخت
ز دنیا بنا چار بربست رخت جگر خون شد از دہر افراسیاب
نماند آن یل برزوے نامدار نہ خاک سیہ فرق رستم نگر
کہ وز دیدی از گرز او کوہ سر چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار
بماند نکو تا بفرداے حشر جہان پا کسے پائداری نکرد
بکس این جفا پیشہ یاری نکرد مگر آنکہ نام شجاعان عصر
کہ آید بمیدان تیر و کمند شجاعت خدا در رسل را پسند
شجاعان دنیا گذشتار رشد کدام است پس آن یل ارجمند
دہد جلوہ نام جد و پدر
بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر پس کو فنا ایسا بہادر ہے کہ

آج اس صفحہ کہنہ روزگار اوراق لیل و نہار مین نام اپنے باپ دادے کا روشن کرسکے ان بہادرون کا نام مثل حرف غلط مٹا دے دوہا لو ہا لو ہا سب کہین لو ہا بری بلاہے ؛ پگ آگے پت اترے اور پگ پاچھے پت جاے ؛ آواز کرکیتون کی سنکے جوانون کی آنکھون مین نشہ شجاعت کے لال لال ڈورے پڑ گئے تھے اور ہر ایک مرد دلیر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالے برچھے ترچھے کیے منتظر تھے کہ دیکھیئے ہراول لشکر کا کون ہوتا ہے اور پیش دستی کون کرتا ہے ایک بار فضل بن گیاہو بھائیون مین قیس بن گیاہور اپنی فوج کے پرے سے نکلکر تا وسط میدان مین آکے قائم ہوا اور بہ آواز بلند پکارا کہ اے فضل بن گیاہور کس خواب غفلت مین سوتا ہے ذرا آنکھ تو کھولکر دیکھ کہ وہ دن گذر گئے جو تو با جان کی بدولت لاڈلا بنا ہمیشہ اپنی شخصیت اور تمکنت کو دکھلاکے جو چاہتا تھا سو ہمپر زیادتیان کر بیٹھتا تھا اور ہم بپاس آداب والد بزرگوار کے کچھ عوض اسکا تجھسے نہین کرسکتے تھے سو اب بقول شخصے کہ مصرع آن قدح بشکست وان ساقی نماند تونے خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر کی پرستش چھوڑکر اور حق نمک پیغمبر مرسل کا فراموش کرکے اپنی فوج سے منحرف ہوکے نادیدہ خداے آسمان کو بہ الوہیت اور وحدانیت قرار دے کر اور اسکی پرستش اور ایک شخص غیر کف کی رفاقت اور شراکت اختیار کی اور واجبات کی سب حرمت اور آبرو خاک مین ملاکے ہم سبکو بحضور پیغمبر مرسل ذلیل و رسوا اور انکے سردار اور بارگاہ نشینون کے سامنے خجل و منفعل کیا اور قابل آنکھ چار کرنے کے نہ رکھا اب کیا ضرور کہ اور ہزار دو ہزار آدمی بے واسطہ طرفین سے مارے جائین اور بے فائدہ آپس مین لڑین مرین بہتر یہ ہے کہ اب توقف اور تامل نہ کر ہم اور تو سر میدان نکل کے امتحان زور بازو کرین اور بزبان نیزہ اور دم شمشیر گفتگو کرین بدون اعانت اور شرکت غیر کے تصفیہ فیما بین کرین فضل بن گیاہور خون آشام نے اپنے لشکر سے مرکب کو گرم تاز کر کے جواب دیا کہ اے قیس اس گفتگوے فضول اور تقریر مجہول سے کیا حصول اگر تجھے عقل و فہم ہو تو بچشم انصاف دیکھ اور بگوش ہوش بغور سن کہ لقاے مشرک خدا ایک کیز عیور خوک پیکر خس بادیہ ضلالت گمراہ کنندہ عالم ہے اسکو خدا کہنا عین کفر و کافری ہے علے ہذا القیاس کہنا اسے علیہ اللعن والعذاب لائق پیغمبری نہ تھا یہ بیجا بقول شخصیکہ مصرع وزیرے چنین شہر یارے چنان ؛ کی مثال کے موافق ہے تجھے لازم ہے

کر آن دونون ملعونون پر لعنت اور نفرین کرکے مشرف بہ اسلام ہو ورنہ مین اتمام حجت کر چکا شعر بیا تا چہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران ؛ قیس بن گیاہور نے غیظ و طیش مین آکے برچھا سینہ بے کینہ فضل پر مارا اور فضل بن گیاہور
خون آشام نے اُسکے نیزے کو اپنی سنان نیزہ پر کاٹ لیا اور نیزہ وری باہم ہونے لگی بیس پچیس طعن برابر نکل کے
چوبیسوین طعن مین فضل نے نیزہ قیس کا ہوائی کردیا قیس کی نظرون مین کوزمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور قبضہ شمشیر پہ ہاتھ
ڈالکر پکارا کہ اے فضل نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی حمال بازی شمشیر بازی راستبازی دیکھ کیا ہر چہ اباس ازین نہ کہنا
کہ مین نے تجھے خبردار نہین کردیا یہ کہکے قاش زین پر قائم ہوکے بقوت تمام ایک وار تلوار کا فضل بن گیاہور خون
آشام کے سر پر کیا فضل نے اُسکی تلوار کو آتے ہو دیکھا تو بازو کو بچا کے بفن سپہ گری بند دست کو پکڑ لیا پس تلوار اُسکے ہاتھ
سے چھوٹ کر علحدہ جا پڑی اُسوقت قیس نے فضل کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور طرفین سے زور کشمکش کے ہونے لگے
لوگون نے کہا کہ صاحبو اگر امتحان زور منظور ہو تو ان بیچارے گھوڑون کو کہ بے زبان ہین کیون ہلاک کرتے ہو دونون
صاحب میدان مین کود پڑو اور کشتی لڑو یہ سنکے دونون شخص گھوڑون سے اُتر کے کلہ بکلہ کمر بہ کمر سینہ بہ سینہ دوش
بدوش بہ کمال جوش و خروش زور کشتی کا کرنے لگے ناگاہ شاہزادہ بدیع الزمان عرش جاہ نے دیکھا کہ چار گھڑی
کے عرصہ مین فضل بن گیاہور خون آشام نے ڈال کمر زنجیر مین ہاتھ طنطنہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچا اور قیس کا لنگر توڑ کر
زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر مارا کہ چارون شانے چت گرا تھا اُسوقت فضل نے جھٹ پٹ مشکین قیس کی باندھکر
اپنے جلودار کے حوالہ کیا ساتھ ہی قیس کے گرفتار ہوجانے کے لیس بن گیاہور بھائی اُسکا مرکب چمکا کے میدان مین
آیا اور پکارا کہ باش اے فضل کے گذارم ترا کہ از دست من زندہ و سلامت روے فضل بھی اپنے مرکب پر سوار ہوکر
مقابل مین آئے لیس سے دوڑکر تلوار ماری فضل بن گیاہور نے اُسکی ضرب کو سپر پر روک کر بوقت برگشتن تیغ
مارا کہ اُسکی سپر کو کاٹ کر زخم کاری اُسکے سر پر لگا اور لیس چکر کھا کے چاہتا تھا کہ گھوڑے پر سے گرے فضل نے اپنے
مرکب کو دبا کے جھٹ پٹ اُسکے بھی کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور قاش زین سے جدا کرکے اپنے ملازمون کو حوالہ کردیا
اس مین قریب دوپہر کے دن آچکا تھا کہ یہ حال زخم داری اور گرفتاری قیس اور لیس دونون اپنے بھائیون کا بابت
فضل بن گیاہور خون آشام دیکھکر الماس بن گیاہور اور قماس بن گیاہور نے طبل آسائش بجوا دیا اور صدائے
طبل بازگشت سنکے فوجین طرفین کی پھرین اُدھر تو وہ ساتون بھائی باقی ماندہ بیٹے گیاہور کے مع اپنے لشکر کے
خیمے ڈیرون مین گئے اس طرف فضل بن گیاہور خون آشام مع ساٹھ ہزار سوار میدان سے مراجعت کرکے بحضور
شاہزادہ عالیمقام آیا اور قیس بن گیاہور اور لیس بن گیاہور خون آشام دونون بھائیون کو مطوق اور مسلسل کیے
ہمراہ اپنے بحضور شاہزادہ عالیجاہ داخل چار باغ ملکہ حرمان دلکش ہوا شاہزادہ عالیمقدار نے تعریف فضل کی
شجاعت اور تہمتنی کی فرماکے حکم دیا کہ اے فضل سنو تم اب اپنی فوج و سپاہ سے بد لجولی اور خاطر داری خوب سا واسطے
ہوشیاری اور خبرداری کے سمجھا کے آرام کرو ہم بھی اب ملکہ کے پاس جاتے ہین کل جیسا کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا یہ کہکے
شاہزادہ بدیع الزمان تو بارہ دری مین جاکے مع ملکہ عیش مین مصروف ہوتا ہے اور فضل اپنی فوج و سپاہ کے انتظام
مین مشغول ہوتا ناگاہ کوئی دو گھڑی دن پچھلا باقی ہوگا کہ مرجان تیز رفتار نے بحضور شاہزادہ عالیمقدار کے بعد دعا و ثنا کے
خداوندی دست ادب بستہ عرض کی قطعہ

جہان تا ہست اقبالت جوان باد | بہار دولت الملک از خزان باد بہر جانب کہ حرمت رو آرد | ظفر ہمدوش دولت ہمعنان باد

شہریار کی عمر دراز لشکر الماس بن گیاہور اور قماس بن گیاہور مین طبل جنگ بجا صبح کو وہ ساتون بیٹے

گیا ہور کے پھر کہ آرا ہونگے شاہزادہ والا مرتبت نے فرمایا کہ فضل بن گیا ہور خون آشام سے جا کے کہدو کہ ہم بھی
حکم دو بفضل ایزدی اور تائید ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ حسب الحکم عظام شاہزادہ عالیمقام کے فضل بن گیا ہور
خون آشام نے اپنی فوج مین طبل جنگ بیدرنگ بجوا دیا جسکے کوس حربی اور نعرہ ہائے رزمی سے زمین متحرک
آسمان متزلزل نظر آتا تھا غازیان و بہادران و جانبازان شور شعار آمادہ مرگ اور مہیائے قضا ہوکر باہم گفتگو کر رہے تھے دیکھئے
شب حاملہ است فردا چہ زاید اشعار در اندیشہ گردنکشان یک بیک کہ فردا کدام کہ باشد فلک ؛ زمانہ کرا کار سازی کند ؛
ستارہ بجان کہ یاری کند ؛ کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید ؛ ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید ؛ رات بھر دونون لشکرون مین
بڑی چہل پہل اور جاگ رہی طلایہ طرفین سے پھرا کیا آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہوتی تھی اسی کیفیت و حال مین
رات بسر ہوگئی اور گریبان سحر چاک ہوا فوجین جانبین سے نکل نکل کر میدان مین آکے قائم ہوئین فضل بن گیا ہور
خون آشام مسلح اور مکمل ہوکر بحضور شاہزادہ عالیمقام برائے اجازت رخصت آیا اور اجازت طلب ہوا شاہزادہ والا
مرتبت نے فرمایا کہ بھائی ہم بھی تو سوار ہوتے ہین لطف اور کیفیت میدان جنگ کی تو آج دیکھنے کے قابل ہے یہ فرما کے
شاہزادہ عالم نے پوشاک ذات اقدس پر آراستہ کی اور سلاح سب لگا کے مالک گوہر ملک کو بہت سا سمجھا کے اور طمانیت
کر کے کہ تم پردے مین بیٹھی ہوئی تماشا دیکھو فضل الٰہی شامل حال ہے گھبرانا مت اور بعد ازان مع فضل بن گیا ہور
خون آشام گھوڑون پر سوار ہوکے سمت میدان رزم روانہ ہوئے چنانچہ فضل تو بدستور روز اولین رخصت ہوکر اپنے
لشکر مین جا کے ملحق ہوتا ہے اور شاہزادہ والا تبار مع مرجان عیار ایک ٹیکرے پر جا کے نیزہ گاڑ دیا اور رنگ ڈھنگ
میدان جنگ کا ملاحظہ کیا کہ بیلدارون نے دونون طرف سے نکل کے نشیب و فراز میدان کا ہموار کر دیا اور میرانون
نے میمنہ میسرہ قلب و جناح آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول آراستہ اور پیراستہ کرکے جو سوار کہ پیچھے ہٹا تھا اُسکو
آگے اور جو فوج کے پرے سے آگے بڑھا تھا اُسکو عصا مار کے پیچھے ہٹا دیا مگر گرد و پیش غبار کا یہ عالم تھا کہ آسمان
تمام گنبد لا نظر آتا تھا اور زمانہ خاک بسر تھا سقے جانبین سے آبپاشی پر جھکے ہوئے گرد و غبار کو بٹھلا رہے تھے اب
جو دیکھا تو کوئی دو گھڑی دن چڑھ چکا ہے اور مطلع میدان کا صاف ایک ایک کو بخوبی دکھتا ہے لیکن کسیکو یہ جرأت
نہین کہ قدم آگے بڑھا سکے دو دریائے لشکر موج زن ہین بادواز در ہفت سر منہ کھولے نظر آتے ہین نقیب اور
کڑکیتون نے میدان مین نکلکر نقابت اور کڑکیتی کرنا شروع کی اے بہادران بکوشید تا جامہ زنان نپوشید شعر
روز جنگ است جنگ باید کرد ؛ کوشش نام و ننگ باید کرد ؛ ساتھ ہی کڑکیتون کے نہیب دینے کے طرفین سے
جوانان شمشیر زن اور دلیران دشمن آمادہ رزم و پیکار ہوکر انتظار مین کھڑے تھے کہ دیکھئے ہراول لشکر کون
ہوتا ہے ناگاہ الماس بن گیا ہور اپنا گھوڑا اچھکا کے بمقابلہ فضل بن گیا ہور آیا اور بعد جنگ نیزہ و شمشیر نوبت کشتی
پر پہونچی اور فضل عالی مرتبت نے چار گھڑی کے روز مین الماس بن گیا ہور کو زیر کرکے باندھ لیا اور اسی طرح
سے قیماس وغیرہ اور پانچ بیٹون کو گیا ہور کے زیر کیا اور مشکین باندھ حوالے اپنے ملازمون کے کر دیا فقط
محسن بن گیا ہور نوان بھائی فضل بن گیا ہور خون آشام کا باقی رہ گیا تھا اُسنے جبکہ دیکھا کہ آٹھ بھائی
میرے میدان حرب و ضرب مین فضل بن گیا ہور سے ہر ایک بات مین مغلوب ہوکے گرفتار ہوگئے ہین کسی
صورت سے اسپر غالب نہین ہوسکتا از راہ عیاری اور مکاری بے ساختہ اپنے دونون ہاتھ رومال سے باندھکے
گھوڑے پر سے کود پڑا اور دوڑ کر یہ کہتا ہوا کہ اے بھائی قطعہ ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو ؛ آنکس کہ گنہ نکرد چون
زیست بگو ؛ من بد کنم و تو بد مکافات دہی ؛ پس فرق میان ما و تو چیست بگو ؛ بقول شخصے از خردان خطا است

واز بزرگان امید عفو و عطا است تو نے جو پہلے ہم سبکو ہدایت کی ہماری شامت ایام اور برگشتگی طالع سے کچھ ذہن اور فہم
مین نہ آئی اب ہمارے دلکو یہ یقین کامل ہو گیا کہ جو تو فرماتا ہو سب برحق و بجا ہو ہم غلطی پر تھے اور تو راہ راست پر ہو یہ
فتح اور ظفر فقط تیرے دین اور مذہب کی تائید سے تجھے نصیب ہوئی ورنہ کیا باعث کہ تو تنہا بجان واحد اور ہم تو بھائی
جس باپ کا تو بیٹا اسی باپ کے ہم بیٹے جو ہاتھ پانوں تیرے وہ ہاتھ پانوں ہمارے ہم سب زور و طاقت شمشیر زنی سپاہ گری
کی گھات مین تجھسے کم نہین تو معلوم ہوا کہ تیرا دین برحق ہو لہذا امیدوار ہو کہ عفو جرائم ہماری فرماکے وہ کلمہ ارشاد کر جس سے
انسان ظاہر ہو جاتا ہو کہ ہم بھی مشرف باسلام ہوکے تیری غلامی اور فرمانبرداری مین سعادت دارین و افتخار کونین
حاصل کرین فضل کے پانوں سے جاکے لپٹ گیا فضل بن گیا ہور خون آشام نے حسب الحکم شاہزادہ عالیمقام کہ
مومن کے دل مین کینہ نہ چاہیے اور حکم شرع ظاہر پہ ہو جو شخص اقرار باللسان اسلام قبول کرنے کا کرے قتل اسکا
واجب نہین آگے بطون کا اسکے حال عالم الغیب کو معلوم ہوگا بقول کسی استاد کے شعر تو چہ دانی کہ در سر ایشان چیست
محتسب را درون خانہ چہ کار ✽ بمقتضاے فراست اور آدمیت فضل بھی اپنے مرکب پر سے ہان ہان کرتا کود پڑا اور
محسن کو گلے لگا کہ کہا کہ نہین بھائی مین تجھے خوب جانتا ہون اگر تو بصدق دل اسلام قبول کرتا ہو تو جو رتبہ اور مرتبہ میرا ہو
مین بدل و جان تجھسے راضی ہوا بسم اللہ کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو اور جو کچھ فریب منظور ہو تو دیکھا کہ خدا سے
نا بزرگ است محسن بن گیا ہور بکمال عجز و انکسار زار زار رو کر کہنے لگا اے بھائی فی الحقیقت مین ایسا ہی عاصی اور
خاطی روسیاہ ہون لیکن اب تیرے اقدام عالی پر اپنا سر رکھتا ہون کہ مجھسے کبھی کوئی تقصیر اور خطا نہوگی اور کوئی بات
تیرے خلاف نہ کرونگا قطعہ گر گنہ کردم و گر عصیان نمودم عفو کن ✽ درگذر از کردہ ام کاخر غلامم خانہ زاد ✽ ور نباشم قابل
عفو تو اینک طشت و تیغ ✽ کس نمی دارم کہ خواہد خواست از دست تو داد ✽ فضل نے یہ گفتگو محسن بن گیا ہور کی
سنکے کلمہ طیبہ ارشاد کیا اور وہ بدذات از راہ مکر و زور کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا اسوقت فضل نے اپنے سب بھائیون
کی فوج و سپاہ سے پکار کر کہا کہ اے بہادرو یہ سب میرے بھائی تھے انکا تو حال تم نے بچشم خود دیکھا اب تمکو کیا منظور
ہو اگر تم حق و باطل مین تمیز کرکے کلمہ شہادت پڑھو تو یار و سب میرے بجاے بھائیون کے ہو جو وہان سے
تمکو ملتا ہو اس سے القاعدت یہان حاضر ہو اور میرے ہمراہ عیش کرو اور جسے نہ منظور ہو وہ جہان جی چاہے
چلا جاے ان پچاس ہزار سوارون مین سے چالیس ہزار دلیران عرصۂ کارزار نے تو یہ کہکے کہ اے فضل بن
گیا ہور خون آشام ہم لوگ قدیم الایام سے غلام ہور دہی اسی سرکار دولتمدار کے ہین اور آگے بھی رتبہ
اور مرتبہ اور عزت اور آبرو اور عقل اور فہم اور لیاقت اور شجاعت اور دلیری تیری کل امیر اور امرا اور
ادنی اعلے اور روساے ملک سنجان سے افزون تر جانتے تھے اور اپنا مالک و ولی نعمت تجھے سمجھتے تھے اور اب تو ہمکو
یقین کامل اور اعتقاد بدل ہو گیا کہ تو بڑا صاحب اقبال اور شجیع روزگار رمیدان کارزار ہو جو تو نے کوئی کام کیا
ہوگا کچھ اسے اپنے نزدیک بہتر سمجھکے کیا ہوگا وہی باعث تیری ترقی جاہ دولت اور فتح و نصرت کا ہو اور لاشک
ولاریب دین تیرا برحق ہو پس ہمکو کیا اس مین عذر اور تامل ہو جو طریق خدا پرستی کا ہو ہمکو ہدایت کر کہ ہم
اختیار کرین اور تجھے اپنا پیشوا سمجھ کر پیرو اسکے ہون فضل بن گیا ہور نے کلمہ شہادت ان سب کو آواز
بلند پڑھ کے سنایا اور وہ سب چالیس ہزار سوار بصدق دل کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے اور باقی ماندہ وہ
پانچہزار سوار تیرہ روزگار یہ کہتے ہوے کہ ہم تو اپنے دین قدیم کو کہین نہ چھوڑینگے اپنے اپنے گھوڑون کی
باگین موڑ کے سیدھے سمت شہر سنجان فراری ہوے فضل نے چاہا کہ تعاقب انکا کرے شاہزادہ

والامرتبت نے دور سے ہان ہان کرکے ممانعت کی اور فرمایا کہ ای بہادر جانے دے بھاگتے کا پیچھا نہین کرتے بعد ازان شادیانۂ فتح کے بجواسکے بعظمت وجراءت تمام وشوکت مالا کلام شاہزادۂ عالیمقام مع فضل بن گیاہور خون آشام بڑی دھوم دھام سے مراجعت فرماکے داخل چار باغ ملک حریان دیو کش ہوا اتنے جوشن پوش قاتل زنگی مقاتل زنگی وغیرہ سب سردارون نے شاہزادۂ عالم کو نذرین دین فضل سے ملاقات کی چارطرف ہنگامہ شادی اور غلغلۂ مبارکبادی بلند تھا اندرون بارہ دری ملکہ گوہر ناک نے تیاری نذرون اور نیازون کی اور سامان رتجگے کا کیا دوسرے روز دوم شاہزادۂ عالم مع تمام اپنے سردارون کے دیوان عام مین صدر جاہ و حشمت پر اجلاس فرماتھا کہ ایک مرتبہ فضل بن گیاہور خون آشام نے اپنے آٹھون بھائیون کو بحضور شاہزادۂ عالیمقام طلب کیا اور حسب الحکم سوار ہمراہیان فضل قیس بن گیاہور و لیس بن گیاہور وغیرہ آٹھون بیٹون کو گیاہور کے پا بجولان سامنے لائے اسوقت شاہزادۂ والامرتبت نے اُنسے پوچھا کہ ای بہادرو یہ تم کہو کہ تمھین فضل بن گیاہور خون آشام نے بمردانگی زیر کیا ہے یا بفریب اور اپنے کو اب تم سب کس حال مین دیکھتے ہو حسب اتفاق جسوقت کہ آٹھون بھائی بر فضل کے روبرو شاہزادۂ والاقدر کے آئے اور اُنھون نے شوکت و شان شاہزادۂ عرش آستان کی دیکھی خود بخود سبکے دلون مین ایک ہیبت پیدا ہوئی تھی اور زنگ کفر آئینہ ضمیر سے اُن سبکے بالکل منفک ہو گیا تھا اس عرصہ مین یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام نے اُنسے جو کہا تو وہ سب بے ساختہ دست ادب باندھ کے ملتمس ہوے کہ ای شہریار لاشک ولاریب تیرا دین برحق اور تو بڑا اقبالمند اور بخت ارجمند ہے شہران شجاعت پژوہ دربار و نسبت پذیر بفضل و بفضل ادنسبت معلوم ہوا کہ یہ ساری برکت تیرے دین متین کی ہے لیس جو اور کوئی دین تیرا قبول کرے وہ کیا ہے شاہزادۂ والا نژاد نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا آٹھون بیٹے گیاہور کے بصدق دل اور بکمال عقیدت کلمہ پڑھکر مشرف باسلام ہوے اور شاہزادۂ والامرتبت نے فرط شادی و سرور سے پسران گیاہور کو اپنے سینے سے لگاکے خلع نجابت کیا اور ہر ایک کو دنگل بیٹھنے کے واسطے مرحمت فرمایا اور آپ باطمینان خاطر شاہزادۂ والاگہر مصروف جشن ونشاط اور شریک محفل انبساط ہوتا ہے

تبتک دو کلمہ داستان اُن پانچ ہزار سوارون سے جو کہ برگشتہ بخت میدان سے بھاگ کر سمت شہر سنجان گئے تھے گزارش کیا جاتا ہے

کہ وہ پانچ ہزار سوار نابکار ستمگر و دار جو میدان سے مفرور ہوکے گنجاب کے پاس گئے تو اُن سپہ کجون نے از ابتدا تا انتہا سارا حال اسیران گیاہور کا بیان کرکے کہا کہ ہم خانہ زاد فقط بپاس دین داری اور نمکخواری اپنی جان بچا کے واسطے اطلاع سرکار کے یہان تک آئے ہین باقی وہان تو سب بیٹے گیاہور خون آشام کے اور تمام سوار اور عملہ شاگرد پیشہ نے بدیع الزمان کا کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہوگئے گنجاب نے یہ اظہار اُن سوارون کی زبانی سنکے مانند مار سر و دم بریدہ کے پیچ و تاب کھایا اور اپنی ڈاڑھی کو نوچ اور دونون ہاتھون سے اپنا منھ پیٹ کے گیاہور خون آشام سے کہنے لگا کہ ای بدذات یہ بربادی اور خرابی میرے گھر کی اور باعث افزونی مال و دولت اور فوج و حشمت بدیع الزمان کی تیرے بیٹون کی بدولت ہوئی اگر تیرے سب بیٹے ایسی نمک حرامی کرکے مسلمان نہو جاتے اور بدیع الزمان سے ہمساز کرتے تو اسدرجہ فوج اُسکے پاس کہان سے ہوتی گیاہور خون آشام نے عتاب و خطاب گنجاب سے نہایت ترسان و لرزان ہوکر بکمال عجز و انکسار عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل فی الحقیقت جو کچھ حضور اس غلام سے ناخوش ہوکے تعزیر غلام کے حق مین سرکار تجویز فرمائین غلام سزاوار اُسکا ہے لیکن اتنا امیدوار ہے کہ جو میرے بیٹون نے قصور کیا ہے اُسکی سزا اور تعزیر عنقریب سرکار سن لینگے کہ غلام نے اُنکے واسطے کیا کیا اب غلام کو اجازت ہو کہ ایک

مرتبہ غلام بھی ذرا جاکے رستمی اور تہمتنی اُس بدیع الزمان کی دیکھے اقبال عالی سے دعوے تو غلام کو یہ ہی کہ سب بیٹون
کے سر کاٹ کر اور سر میدان بدیع الزمان کی مشکیں باندھکر غلام آکے سرکار کو منھ دکھائیگا اور اگر مرتبہ بدولت
تمیفہ کے بقول شخصیکہ مصرع جمع ہون ضدین کب یا وہ نہین یا ہم نہین ٭ غلام اگر میدان سے پھرے تو لقا پرست کوئی غلام
کو نہکہے سب خدا پرست ہی اور مسلمان غلام کو سمجھیں یہ کہکے اپنی سپر تلوار پکڑکے اُٹھ کھڑا ہوا اور گنجاب سے رخصت ہوکر
باہر نکلا اور لاکھ سوار اور پیادے کی جمعیت سے بیٹھ پشت کر کرکے سمت چار باغ ملک حریان دلوکش روانہ ہوا
علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم دستور المعظم گنجاب کا کہ بظاہر مصلحتاً لقا پرست معروف اور باطن مرد مسلمان خدا پرست ہو چکا تھا
علم رمل مین وحید روزگار ہی آسنے ایک روز حسب عادہ علم رمل سے دیکھا تھا کہ بدیع الزمان فرزند دلبند اقاف ثانی سلیمان
امیر حمزہ کو صاحبقران کا تمام ملک باختر کو اسلام آباد کریگا جسوقت اس وزیر نے حال روانگی گیا ہور خون آشام
کا بہ نیتہ جنگ سمت چار باغ ملک حریان دلوکش کے سنا بعد برخاست دربار گنجاب کے اُس وزیر نے اپنے گھر مین
آکے وفور بن علقمہ نامے اپنے بیٹے سے کہا کہ ای فرزند تو اپنے ہمراہ فوج و سپاہ لیکے شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ
کی خدمت مین جاکے افتخار کونین اور سعادت دارین حاصل کر اور جہانتک تجھسے ہوسکے اُس شہریار عالیمقدار کے کام
جان نثاری اور سرفروشی مین تا صرف رہنا وفور بن علقمہ نے کہا کہ ای قبلہ و کعبہ فدوی کا بھی دل یہی چاہتا تھا کہ کسی ذریعہ
سے زیر اقدام عالی آن شاہزادہ ذوی الاحترام کے پہونچکے سرخرو سے جاوید ہوون یہ کہکے مع چالیس ہزار سوار باپ
سے رخصت ہوا اور سمت چار باغ ملک حریان دلوکش روانہ ہوا اثنا سے راہ مین اپنے جی مین سوچا کہ یون خالی ہاتھ
بحضور شاہزادہ والا صفات جانا نہ چاہیے یہ گیا ہور خون آشام جو کچھ کہ خزانہ اپنی فوج کے صرف کے لیے
ہمراہ لیے جاتا ہی اسکو اگر کوئی گھات بن پڑے تو اپنے قبضہ مین لاکے بطور نذر اور پیشکش کے بحضور شاہزادہ بدیع الزمان
لیجاؤن پس یہ پیش خود تجویز کرکے بمشورہ دلیران فوج آدھی رات کے عمل مین چالیس ہزار سوار سے لشکر گیا ہور پر
شبخون مارا اور تمام خزانہ اپنے قبضہ تصرف مین لاکے شادان و فرحان بخدمت شاہزادہ والاشان روانہ ہو گیا
اور لشکر گیا ہور مین تا طلوع آفتاب آپس مین کشت و خون ہوتا رہا اور خوب تلوار چلی جبکہ روشنی صبح کی تجلی
ہوگئی ایک ایک نے ہاتھ کھینچا اور بعد تحقیقات یہ ثابت ہوا کہ وفور بن علقمہ اضطرلابی نے شبخون مارا اور خزانہ لے
گیا گیا ہور خون آشام نے یہ حال شبخون مارنے اور خزانہ لیجانے وفور بن علقمہ اضطرلابی کا گنجاب کو لکھ بھیجا گنجاب
وہ عرضی گیا ہور خون آشام کی پڑھکے علقمہ اضطرلابی سے بہت آزردہ ہوا اور کہا کہ جب تیرے بیٹے سے ایسی
حرکت ناشائستہ اور گمراہی ہو تو اور کسی سے تجھے کیا توقع ہو علقمہ اضطرلابی نے جواب دیا کہ ای گنجاب تو [illegible]
مسل [illegible] ہزار ملک باختر کا ہی جس حالت مین کہ شہزادی یعنی تیری بیٹی اور خداوند لقا کی بہو ماہ گوہر ملک
[illegible] درگاہ یاقوت شاہ خداوندزادے کی منگیتر پسر حمزہ کے ساتھ رابطہ دوستی اور اتحاد بہم پہونچاکے مسلمان ہوجاے
تو میرا بیٹا اگر مجھسے منحرف ہوگیا اور بدیع الزمان کا شریک ہوکر مشرف باسلام ہوا تو اس مین میرا کیا قصور مین
کیا کرون مین بھی تیری طرح سے مجبور ہون گنجاب نے یہ گفتگو علقمہ اضطرلابی کی سنکے بہت پیچ و تاب کھایا اور
لاجواب ہوکر رہ گیا وہان وفور بن علقمہ خزانہ گیا ہور خون آشام کا اپنے ہمراہ لیے جسوقت قریب دروازہ چار
باغ پہونچا ایک عرضی بدین مضمون کہ خانہ زاد باستدعاے جبہہ سائی عتبہ فلک مرتبہ مع ایک مقدم بمشورہ و اجازت
والد بزرگوار امیدوار باریابی بارگاہ اور زیارت اقدام عالی کا ہی آئندہ جیسا ارشاد ہو بجا لاے لکھکر ایک
اپنے مقرب خاص کے ہاتھ مرجان تیز رفتار کے پاس بھجوا دی اور مرجان نے وہ عرضی لیجا کے بنظر اقدس شاہزادہ

مرجان تیز رفتار نے پایۂ سعادت والا مرتبت شاہزادہ کو بوسہ دیا شاہزادۂ عالم نے آنکھ کھول کر پوچھا مرجان رات کتنی باقی ہے گی
عرض کی شاہزادۂ عالم نماز کا وقت ہوا اور فوجین طرفین سے کمر بندی کر چکی ہین اب نکلا چاہتی ہین فرمایا کہ اچھا پانی وضو کیواسطے
لاؤ فراش آفتابہ سیلابچی لیے حاضر تھا آپ نے اٹھ کے وضو کیا منہ ہاتھ دھویا دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہو کر پوشاک جنگ
سلاح ذات اقدس پر آراستہ کیا اور باہر برآمد ہو کر اپنے مرکب پر سوار ہوئے چپ و راست سے فضل بن گیا ہور خون
آشام اور سب بھائیون نے آسکے آگے بڑھا کیا اور شاہزادہ عالیمقدار مع اپنے تمام رفقا کے جان نثار اور دلیران نامدار سمت میدان
کارزار رونق افزا ہوا تبر دارون نے آگے آگے بڑھ کے جھاڑی جھنڈی میدان کی کاٹ کر ہموار کر دیا بیلچہ کار بیلچہ کاری
کرنے لگے بہادرون نے اسکے کیفیت کو دیکھا شعر

چو سید سکندر صف آراستند | زہر پارہ گنبد دعا خواستند
علمہا کہ سر برکشیدہ چو سرو | ہوا شد خوش آئینہ بال تذرو
ز نقارہ آواز آمد برون | کہ گردون ز بس شد دوان ادون
تضعیف زمین بمین فلک وج بود | سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
بمیدان رسیدہ نامردان کام | ز اسپ ہم شادند آن کل ہر دیار
از آن پایشا الوان فضائے جہان | نمایان چو طاؤس باغ جنان
اگر یاران ورنگ وتاز بود | سر دار دل محو شہناز بود
ز آبادشہ لشکر بیضا سر | زمین در تزلزل فلک در اسیر

آسمان تمام گنبد لاکند لا سورج کے منہ پر زردی چھائی ہوئی
کرہ ہوا کرہ خاک اندام زمین رعشہ دار نظر آتا تھا ہزارون نقشے طرفین سے آبپاشی پر جھکے ہوئے گرد و غبار کو بیٹھا رہے تھے
چار گھڑی مین بارے وہ گرد و غبار فرو ہوا اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے لگا اسوقت نقیبون نے لشکر میمنہ میسرہ قلب
و جناح ساقہ کمینگاہ آسکے کا ہراول پیچھے کا چنداول چودہ صفین تا بیگن بہین آراستہ کر دین اور میدانیون اور
کوتیون نے میدان مین لشکر نشیب و فراز ہموار ان بکو شیدہ تا جانثاران بپوشیدہ شعر رستم بہادر ہین بہرام رہ گیا نبرد دلیلا
کا آسمان کے تلے تمام رہ گیا آیا ابر گیا ہور خون آشام اپنے مرکب کو چمکاکے تا وسط میدان مین آسکے قائم ہوا اور شہ ہپاہی
سمت لشکر شاہزادہ بدیع الزمان نام ور کر کے نعرہ مارا جانب فولاد لقا کے مشرک خدا کیا اور ہمیشہ پیٹھ گھوڑے کے
پر سے اتر کر زمین پر سر بسجود ہو کر پکارا یا خداوند یا ہر وقت مددگار اور مٹی وہان کی اپنے ماتھے سے لگائی پھر مرکب
پر سوار ہو کر جانب لشکر فیروزی اثر شاہزادۂ والا قدر مخاطب ہو کر پکارا ای فرقہ خدا پرستان و زبردستان ہمراہیان
بدیع الزمان اشتہا کرا آرزوئے مرگ است کہ آید بمیدان جنگ ابھی پورا کلمہ اسکے منہ سے نہیں نکلنے پایا تھا کہ اس طرف
کبھی سب نے دیکھا علمدارون نے علمون کو جلوہ گری دی اور فضل بن گیا ہور خون آشام نے اپنا مرکب بڑھا کر فوج
سے نکالا اور بحضور شاہزادۂ والا مناقب آسکے رخصت طلب ہوا شاہزادۂ عالیمقدار نے فرمایا ای بہادر جا تجہ اسے لا یزال
سپردم فضل بن گیا ہور خون آشام اجازت شاہزادۂ عالیمقام سے لیکر سر اپنا دکھلاتا ہوا پاس گیا ہور خون آشام
کے مقابل ہوا گیا ہور نے فضل کو بہت سی نفرین کی کہ ای ننگ خاندان عاق پدر تو خدا وند اتنا سے منحرف ہو گیا
تجھے تو اگر ایک بیٹا میرے پیدا ہوتی تو وہ خوب تھی تیرا مار ڈالنا مجھے واجب تھا ہی فضل نے اتنا سنتے کے جواب دیا
کہ اب ریتہ خوردی و بزرگی ہو چکا اب زیادہ کوئی کلمہ بیجا زبان سے نہ نکالنا یہ محل گفتگو نہین شمشیر زبان در کش و تیغ کش
از فلاف بکر و قتیکہ تن غیبت جائے مصاف شد گیا ہور خون آشام یہ کلام فضل کا سنکے مارے غیظ و غضب کے اپنے
ہونٹھ چبانے لگا اور زمانہ اسکی نظرون مین تیرہ و تار ہو گیا اسوقت یہ کہکے کہ ای دشمن خدا وند ای ننگ خاندان نالائق
یہ کہنا کہ خبر دار ہو کر دیا بس ہوشیار ہو جا اور اپنے مرکب کو ملا کر لقیوت تمام شمشیر کو نیام سے کھینچ کے فضل پر ایک وار
کیا فضل نے نہایت چستی و چالاکی سپر کو سر کی پناہ کیا تھا مگر تلوار کا کام کا نا ہو کچھ صاف اپنے زبردستی کے ہاتھ کی ضرب
شمشیر گیا ہور کی سپر کو کاٹ کر خود پر گری اور خود بھی قلم ہو کے کاسہ سر کو چار انگل کاٹ گئی فضل ...

بار تلوار تو جھکا کے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی بہکر فضل کے منہہ پر آئی تو سبب تھا کہ فضل کو غش طاری ہو شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان لا ثانی
جو فضل کو زخم کاری کھائے حالت غش مین دیکھا ایکبار اپنے رہوار کو تیز رفتار کرکے برابر گیا ہور کے پہونچے اور فضل سے کہا کہ ای بہادر تو اب جا اور
باغ مین جا کے معالجہ زخم مین معروف ہو مین جواب تیرے حریف کا بخوبی ویسے دیتا ہون یہ کہکے گیا ہور سے با آواز بلند فرمایا کہ باش ای کبر غرور گیا ہور
اینک حریف تو رسیدیم لا ضرب مردان عالم گیا ہور خون آشام شاہزادہ عالیمقام کو اپنے مقابلے اور مجادلے مین آتے دیکھکر نیزہ پکڑ کر سنبھالا
اور پکارا کہ مصرع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود + ای پسر حمزہ تیرہ روزگار تو نے یہ کیا حرکت خلاف ادب کی کہ سپہزادی اور طرہ افسر
یہ کہ منگیتر خدا وندزادے جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ کی ملکہ گوہر بانکہ کو اغوا کرکے بفریب یا بزور سحر چار سغ مین لا کے اپنا ہم صحبت کیا ہو اور
کچھ قہر خداوندی اور عتاب پیغمبری سے اپنے دل مین تجھے خوف نہ آیا حالاکہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی شاہزادہ عالیمقدار
نے یہ گفتگو گیا ہور کی سنکے جواب دیا کہ ای علیہ اللعن و العذاب گیا ہور تو یہ کیا بکتا ہے اور تیرا لقا خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت کیا اصل کہتا ہے ارے دو
بہتر تیرے حق مین یہ ہے کہ اگر تو اپنی زیست چاہتا ہے تو آتش مشرک خدا پر لعنت کرکے ملت بیضا و دین اسلام کو قبول کر ورنہ اس طرح اور سیاہ
ذلت و خواری سے تو مارا جائیگا کہ تیرے حال پر باہیان دریا و مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے اشعار من انجاستیم رزم و جنگ آمدیم
نہ از بہر بزم و درنگ آمدیم * گران ہر کرا بار سر برتن است * حکیم علاجش بدست من است + گیا ہور یہ تقریر شاہزادہ والا تو قیر کی سنکے
مثل شعلۂ جوالہ بھڑک اٹھا نہایت درہم اور برہم ہو کر وہی نیزہ جو ہاتھ مین تھا سینۂ بے کینہ پر شاہزادہ نامور کے مارا شاہزادۂ عالی
شان نے سنان نیزہ کو سنان نیزہ پر کانٹھ لیا شرار ہاے آتشین مانند گلہاے آتشبازی کے دونون نیزون کی سنانون سے پیدا
ہوئے اور اب طرفین سے نیزہ وری شروع ہو گئی اشعار

چنان نیزہ با نیزہ آمیختند
سنان یکی بدیگر در آویختند

دو نخل اجل هر دو را مرگ بار
که بر هم نه پیچند زان گونه مار

سنان چون زبان و دو نیزہ مار
شهان را چنین کی بود کارزار

ساٹھ ساٹھ طعنین نیزے کی باہم رد و بدل ہوئین تھین آخر ایک مقام پر شاہزادۂ ذو الاحترام نے نیزہ گیا ہور کا کاٹھ کر ٹکان دی کہ
صاف وہ نیزہ ہاتھ سے گیا ہور کے مانند ہوائی آتشبازی کے ہوائی ہوا گیا ہور خون آشام نے اپنا نیزہ نکل جاتے دیکھا دونون
ہاتھ فاش زین پر دے مارے اور یہ کہکے کہ ای بدیع الزمان غضب کیا تو نے میرے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کر دیا مگر دیکھ کیا تیغہ آبدار میرے قبضۂ
اختیار مین ہے کہ اگر بر سر کوہ ماریبیٹھون تو تہ زمین جاکے بوسہ دے خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہین کر دیا یہ کہکر تیغ کا ایک وار سر
اقدس شاہزادہ والا تبار پر گیا ہر چند کہ نگاہ شاہزادۂ عالیجاہ کی اسی طرف لڑی ہوئی تھی مگر شدنی شی دیگر اور قضا و رضا سے کسی کا چارہ
نہین شاہزادۂ عالم تو اس خیال مین تھا حسب اتفاق تلوار گیا ہور کی شاہزادۂ عالی وقار کے رہوار کی آنکھ پر پڑی اور ایکبار وہ گھوڑا
تڑپ کر چاہتا تھا کہ سکندری کھا کے گرے شاہزادہ والا قدر مرکب کو سنبھالنے لگا اس عرصہ مین گیا ہور نے دوسری ضرب تیغہ آبدار
کی بر سر شاہزادۂ عالی وقار لگائی کہ ایک زخم دامن دار سر اطہر پر اس عرش اقتدار شاہزادۂ نامدار کے لگا اور خون جاری ہوا اس
آنجع دوران شاہزادۂ عالیشان نے غیظ مین آکر اور بسرعت تمام رومال سے نیچے سر اقدس کو خوب مستحکم باندھکر تیغہ طہمورث دیو بند کو نیام
سے کھینچا اور اسی حالت زخم داری مین مرکب کو چمکا کے تیغہ گیا ہور کے سر پر مارا گیا ہور نے سراسیمہ ہو کر سپر کو پناہ کیا لیکن تیغہ طہمورث
دیو بند نے سپر کو مثل قرص بنیر دو ٹکڑے کر دیا گیا ہور نے جلدی سے اپنے دونون پاؤن رکاب سے نکالکے زین خالی کر دیا اور کفل کے
پر آ رہا تیغہ آبدار نے گیا ہور کے گھوڑے کے دو ٹکڑے کرکے زمین پر جاکے بوسہ دیا ایک طرف تو گھوڑا خاک پر گرکے تڑپنے لگا اور
ایک طرف گیا ہور زمین پر منہہ کے بل گرا اور پھر سنبھل کے اپنی فوج و سپاہ سے با آواز بلند کہنے لگا کہ ہان خبر کے خاوبہ کر دوسی ساتھ
اسکے کہنے کے خیل خیل زیل زیل تپے تپے قشون قشون دستے دستے گروہ گروہ انبوہ انبوہ فوج کفار لعین اور اعداے دین ہمراہیان
گیا ہور سپرین تلوارین بلند کرکے چلے اس طرف سے بھی قریب لاکھ سوار ہمراہیان فضل اور برادران فضل کے لشکر کفار کو آمادہ
کارزار آتے دیکھکر جھپٹ پٹ جا کے غٹ پٹ ہو گئے اشعار چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ بگئے مومن و گبر باہم لپٹ

سے صاف نکلا ہوا سمت صحرا چلا گیا یہان فصل بن گیا ہور خون آشام کی فوج نے جھرمٹ کیا اور شکست فاش ہو گئی اُسوقت حا
زخم داری مین فصل پس پا ہو کے چار باغ مالک حرمان دلوکش مین آیا اور دروازے کو مقفل اور مسدود کر کے چار سمت فصیل پر
توپین چڑھوادین اور فلیتہ دروازے پر تیل سے کڑھاؤ کڑک کے پولے ہنڈیان بارود کی لیے ہوئے کچھ گولانداز سرخ سرخ سنہری سے ہوئی کی
پٹیان سرون پر اور سرخ سرخ بیچی کاسنی پٹکے کمرون سے باندھے ہوئے اُن توپون کے سینے کیے ہوئے مہتابین روشن کیے ہاتھون مین لیے
ادھر ادھر ٹہلتے پھرتے تھے اور انتظام باغ باطمینان تمام کر کے فصل بن گیا ہور خون آشام اب معالجہ زخم مین مشغول ہوا ہی

اب شمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان والاشان سے گذارش کیا جاتا ہی

کہ وہ راہوار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کو لیے ہوئے قریب دس بارکوس کے فاصلہ پر نکل گیا اور ایک میدان وسیع الفضا اور
صحراے فرحت افزا مین جا کے وارد ہوا وہان کوسون تک سبزہ دوپہا کا فیروزہ گون عشرت نما کہ طراوت اُسکی آنکھون مین چھپی جاتی تھی دیکھ
از بسکہ دو شبانہ روز کا بھوکا اور پیاسا تھا چراگاہ مین گھاس کھانے لگا اور جب خوب پیٹ بھر کے گھاس کھا چکا تو پانی کی تلاش مین
چلا سامنے ایک نہر آب کہ پانی اُسکا مثل مروارید صاف اور شفاف تھا [illegible] موج مار رہا تھا اُس نہر کے قریب گیا کنارے پر پانی پینے لگا
جب پانی پی چکا تو یہ بھی ایک معمول ہی کہ گھوڑا پانی پینے کے بعد پھریری لیتا ہی اُس گھوڑے نے جو پھریری لی تو شاہزادہ عالیمقدار
اُس راہوار کی پشت پر سے جدا ہو کے نہر مین گرا اور لختے خون کے جو اُسکے سر مین جم گئے تھے وہ بچہ قطرہ سے پانی مین مخلوط ہو کر
بہے حسب اتفاق اُس صحرا مین خواجہ آشوب سوداگر فروکش تھا اُسوقت لب نہر وہ اپنے خیمہ مین بیٹھا سیر اُس نہر کی کر رہا تھا کہ یکایک
پانی مین اُس نہر کے ایک لکیر خون کی نمودار ہوئی دم بدم زیادہ خون اور پانی مخلوط نظر آیا خواجہ آشوب نے آمد آمد خون کی اُس
نہر کے پانی مین دیکھکر اپنے خواص اور خدمتگارون سے کہا کہ بارہا مین نے تم سبھون سے بتاکید تمام ممانعت کر دی ہی کہ نیل گاؤ اور گوزن
اور چیتل اور غزالان صحرائی جو اس چراگاہ مین نہر کے کنارے پھرا کرتے ہین اور پانی پینے کو آتے ہین خبردار کوئی اُنکو صید نہ کرنے پائے تم
کسی کو نہین منع کرتے ذرا جا کے دیکھو تو کسنے کس جانور کو شکار کر کے اس نہر کے کنارے ذبح کیا ہی کہ خون اُسکا بہتا چلا آتا ہی حسب الحکم
اپنے مالک کے دو ایک خدمتگار وہان گئے جو وہان گئے تو دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ وجیہ و شکیل سپہر صولت آفتاب طلعت شہر
مہ تو جبین چہرہ ماہ کمال [illegible] وہ ماتھے پہ بکھرے ہوئے سر کے بال سراپا زخمون سے چور رنگ اُڑا ہوا سر کچھ پانی مین اور کمر سے نیچے
کا حصہ لا اور دونون پاؤن نہر سے باہر خون مین آغشتہ زخمہاے کاری سے مثل تختہ لالہ ارغوان شگفتہ بیہوش اور خاموش از خود
فراموش پڑا ہی اُن خواصون نے خواجہ آشوب سے بیان کیا کہ خواجہ سلامت کوئی جانور تو نہین ہی مگر ایک نوجوان بہت خوبصورت
نہین معلوم کہ کسی ملک کا بادشاہ یا کوئی شاہزادہ آسمان جاہ یا کوئی سوداگر بچہ ہی کسی سے زخمی ہو کر لب نہر آ کے گرا ہی یا قزاق قطاع الطریق
نے ایسے بطمع زر تلوارون سے مار کر یہان ڈال دیا ہی اور مال و اسباب اُسکا لیکر چلے گئے ہین اُسی کے جسم سے یہ خون جاری ہی اور وہی
خون نہر کے پانی مین ملا ہوا چلا آتا ہی خواجہ آشوب یہ نقل سنکر اُسی وقت بیتابانہ اُٹھ کھڑا ہوا اور وہان جا کے شاہزادہ عالم کو بایں
ہیئت کذائی دیکھا اپنے جی مین سوچنے لگا کہ یہ شخص تو کوئی بڑا جلیل القدر عالی خاندان کچھ صورت آشنا معلوم ہوتا ہی شاید اسکے تئین
کہین دیکھا ہی ناگاہ نگاہ خواجہ آشوب کی جو مہر نگین انگشتری شاہزادہ والا گوہر پہ جا پڑی تو اُس مین نام شاہزادہ عالیمقام کا
پڑھ کے پہچانا کہ یہ شاہزادہ انجم گروہ گرد لشکر شکن صاحبقران بے بدل صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان ہی گھبرا کے خواصون خدمتگارون
سے حکم دیا کہ ارے جلد پلنگ لے آؤ تو اٹھا لاؤ وہ سب خدمتگار اور خواص جھٹ پٹ خیمہ مین جا کے ایک پلنگ اُٹھا لے اور خواجہ آشوب نے مع چند
خدمتگارون کے نہر مین گھس کے بڑی احتیاط سے شاہزادہ عالم کو پانی سے نکالا اور تمام خون کو جسم اطہر کے اپنے ہاتھ سے دھو کر اور خوب پاک
صاف کر کے بسہولت تمام پلنگ پر لٹایا اور اپنے خیمہ مین لا [illegible] ایک جراح شہر [illegible] کا رہنے والا مدت سے خواجہ آشوب کے پاس آ ملازمت
رکھتا تھا اور ہزارون [illegible] اور صد ہا احسانات اسکے اوپر تھے خواجہ آشوب نے اُسکو بلا کے پچاس ہزار روپیہ دیے اور شاہزادہ

والاشان بے زخمون مین ٹانکے دلواکے مرہم کی پٹیان چڑھوادین اور اس جراح سے اقرار کیا کہ اگر تو اس فرزند لامرتبت کو جلد اچھا کریگا تو مین کمال
ممنون تیرا ہونگا اور بہت سا سلوک کرونگا چنانچہ جسوقت زخمون پر مرہم کی پٹی رکھی گئی اور دھونے اور پاک کرنیکے باعث سے طراوت اور
ہوا دماغ مین پہونچی تو آنکھ شاہزادۂ عالم کی کھل گئی اور اُسنے دیکھا کہ ایک پلنگ پر پڑا ہون اور گرد و پیش میرے کچھ لوگ جمع ہین اور سرہانے
میرے ایک مرد بزرگ تاجر وضع اشک ریزان نہایت مغموم اور پریشان بیٹھا بنظر حسرت و محبت مجھے دیکھ رہا ہو شاہزادۂ عالم کو پہلے تو ایک
تحیر ہوا کہ مین یہ کیا معاملہ ہو مین یہان کہان بعد ازان خیال آگیا کہ شاید مین میدان رزم مین گیاہور خون آشام کے ہاتھ سے زخمی جو ہوگیا
تھا تو حالت غش مین گھوڑا میرا یہان لے کے آیا ہو یہ سمجھکر اُٹھ بیٹھا خواجہ اسوقت نہایت شادان ہوکر بولا کہ کیون صاحبزادے مزاج
مبارک کیسا ہو شکر ہو خدا کا کہ آپ کو مین نے ہوشیار ہوتے دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا کہ آپ کون بزرگوار ہین اور مجھے یہان
کون لایا خواجہ آشوب نے سر سے پانون تک تصدق ہوکر کہا کہ مرشدزادۂ عالم میرا نام خواجہ آشوب مشہور ہو اور مین ہمراہ سلطان صاحبقران
کے کوہ قاف سے آیا تھا اور امیر باتوقیر نے از راہ بندہ نوازی مجھے اپنی زبان مبارک سے بھائی اپنا فرمایا اور دستار بدل کی ہو مین نے
کنارہ جدول آب کے حضور کو دیکھا اور آپ کی مہر نگین سے مین نے آپ کو پہچانا کہ آپ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران کے ہین تب بوفور دعوے عبودیت اور جوش محبت سے مین یہان اپنے خیمہ مین حضور کو اُٹھا لایا
اور جراح کو طلب کرکے ٹانکے لگوا کے مرہم کی پٹیان چڑھوائین شاہزادہ باقبال یہ حال سنکے نہایت خوش ہوا اور بہت سی
تعریف خواجہ آشوب کی کی یہ تو وہان رونق افزا ہین اب حال اُس گیاہور خون آشام کا بیان کیا جاتا ہو کہ گیاہور نے ایک عرضی
بمضمون کہ ای پیغمبر مرسل میدان جنگ مین بوقت مقابلہ بدیع الزمان میرے ہاتھ سے زخمی ہوکر کسی سمت کو نکل گیا ہو اور وہ
نالائق قفصل بیٹا میرا بھی میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور بھاگ کر چار باغ مین چھپا ہو مین اس تدبیر مین ہون کہ قفصل کو چار باغ
مین گھس کر گرفتار کرلون اور ملکہ گوہر ملک کو مع اُسکی خواصون اور تمام ملازمون کے اسیر اور دستگیر کرکے یہان سے
سوار کرواؤن اور محل مین پہونچا دون لہٰذا امیدوار ہون کہ تو حاکم وقت اور پیچیدہ ہزار ملک باختر کا مالک اور پیغمبر مرسل خداوند کا ہو
اپنی فوج کو خواہ کچھ اور سرکار کے چپراسی وغیرہ ایسے لوگون کو چارون طرف بھیجکر بدیع الزمان کو پکڑ دامنگا کہ وہ اسوقت
بے دست و پا نہایت زخمی اور مجروح ہو کچھ نہین کر سکتا آخر کہین اسی گرد نواح مین گھوڑے سے گر پڑا ہوگا غرض اور
اپنا حال جو کچھ تھا لکھکر گنجاپ کے پاس بھیجی اور گنجاپ نے وہ عرضی پڑھکر سنجانی عیار کو حکم دیا کہ تو پہلے تو تمام
شہر بغیان مین بعد اسکے تیس تیس چالیس چالیس کوس تک منادی کرادے کہ جہان کہین جسکے گھر مین بدیع الزمان زخمی
ہوکر آئے یا جو کوئی اُسے گرفتار کرلائے یا کسی کو وہ کہین ملجائے یا جہان اُسکا گھوڑا پکڑا جائے اور وہ شخص آنکر سرکار پیغمبر
مرسل مین اُسکا سراغ لگاکے خبر کرے تو اُسے اسقدر گنجینہ سرکار سے عنایت ہوگا کہ پھر اُسے دولت دنیا کی احتیاج کبھی عمر
بھر نرہیگی چنانچہ حسب الحکم گنجاپ کے سنجانی عیار دس بیس عیار اور پیادے چوبترے کے اپنے ہمراہ لیے ایک ڈھنڈورے
سے منادی کرواتا شہر سے باہر نکلکر دیہات کے چلا جاتا تھا کہین ادھر سے وہ سعید جراح خواجہ آشوب کے پاس سے شاہزادہ
بدیع الزمان کے زخمون پر مرہم پٹی چڑھا کے اپنے گھر کو پھرا ہوا جاتا تھا اُسنے جو یہ منادی سنی اور سنجانی عیار کو دیکھا اس
جراح ولد الزنا طلب اللعن والفنا نے سنجانی سے کہا کہ اگر تم مجھے گنجاپ کے پاس لیچلو تو مین سراغ بدیع الزمان کا
بتادون سنجانی عیار اُسے اپنے ساتھ لیے گنجاپ کے پاس گیا اور یہ وقایع گنجاپ کے سامنے بیان کرکے ملازمت اُسکی
گنجاپ سے کروائی گنجاپ نے اُس سے پوچھا کہ سچ سچ بتا تو نے بدیع الزمان کا سراغ کیسے مکان مین اور کہان سے بہم پہونچایا
اُسنے عرض کی غلام رعایاے شہر سرکار سے ہو اور پیشہ جراحی کا کرتا ہو جہان کوئی زخمی ہوگا وہان ہم غلامون کی رسائی خواہ مخواہ ہوگی
چنانچہ ماجرا یہ ہوا کہ ایک سوداگر اسی گرد نواح مین یہان سے کوئی دس کوس کے فاصلے پر فلان نہر کے کنارے اُترا ہو اُسکے

خیمے مین بدیع الزمان ہی غلام نے اُسکے سر کے زخم مین ٹانکے لگائے مرہم کی پٹیان چڑھائی ہین اور خواجہ آشوب اسکے نام پر قربان ہو
گئی اب سنئے یہ حال سنکے نہایت پیچ و تاب کھا کے ارباب باختری ایک افسر کیطرف متوجہ ہوکر حکم دیا کہ تو اسی وقت جاکے بدیع الزمان کا
سر کاٹ کر خواجہ آشوب کو بہزار ذلت و خواری گرفتار کر لا اُسی حکم پہونچتے ہی ارباب باختری مع اپنے تیس ہزار سوار کے اُسیوقت بارگاہ سے
نکلکر روانہ ہوا اور گرد لی [illegible] شہر کے قریب پہونچ گئے کہ حسب اتفاق ایک غلام خواجہ آشوب کا کچھ سودا خرید کر لیکے پہنچا ان کیطرف
آتا تھا اُسنے جو فوج کو دیکھا تو پوچھا یہ سب کہان جاتے ہین چاکرون نے کہا کہ ارباب باختری ہمارا سردار مع تیس ہزار سوار کے خواجہ آشوب
سوداگر کو کہ اُسنے ایک دشمن پیغمبر مرسل کو اپنے گھر مین چھپا رکھا ہے گرفتار کرنے اور گھر بار لوٹنے کو جاتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکے وہ غلام بہت گھبرا
اور خواجہ سے جاکے سارا حال کہا کہ خواجہ سلامت آپ غافل کیا بیٹھے ہین ارباب باختری تیس ہزار سوار سے حسب الحکم پہنچا آپکے گرفتار کرنے اور
تاخت و تاراج مال و اسباب کو آتا ہے خواجہ آشوب نے جو یہ ماجرا سنا تو جلدی سے ایک پیالہ شربت کا تیار کر کے اُسمین قدرے بیہوشی مخلوط کر دی
شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس لیجا کے کہا شہزادہ عالم اس شربت کو نوش فرمالین بہت مفید ہے شاہزادہ عالم نے بے تامل اُس شربت کو پی لیا
اور دم بھر بعد بیہوش ہو گیا اسوقت خواجہ نے شاہزادہ عالم کو ایک صندوق مین لٹا کے تہخانہ مین جہان اور ہزارون صندوق مال اسباب کے تھے
وہان رکھوا دیا فضل بن آشوب جو خواجہ آشوب کا بیٹا تھا اُسنے عرض کی کہ باوا جان شاہزادہ عالیمقام کو تو آپ نے اسطرح چھپا دیا لیکن ارباب
باختری پوچھیگا کہ وہ زخمی کیا ہوا اور وہ جراح بگواہی گواہان اور شہادت شہود گفتگو کریگا تو کیا جواب دیجیگا خواجہ آشوب نے کہا بیٹا جو مرضی الٰہی
اُسکا تو مجھے کوئی جواب یاد نہین فضل نے کہا کہ باوا جان مین اپنے ہاتھ سے ایک تیر اپنے سر پر مارتا ہون اور آپ اسی مرہم کی پٹی میرے سر پر
رکھکے اسی پلنگ پر بجائے شہزادے کے لٹا دیجیے جسوقت ارباب باختری آئے تو بلا عذر دخیلہ آسے اندر چلے آنے دیجیگا اور کچھ جواب نہ دیجیگا
یہ کہکے فضل نے تیر اپنے سر پر مارا کہ ایک زخم فضل کے کاسہ سر مین لگا خواجہ آشوب ہر چند بجوش خون شفقت پدری بیتاب ہو گیا تھا مگر خود
آپکو سنبھال کے یہ کہتا ہوا کہ اگر ہزار بیٹے میرے سر قدس پر شاہزادہ بدیع الزمان کے نثار ہو جائین تو بھی افتخار میرا ہے زخم کو جستی تمام پاک کیا اور مرہم
کی پٹی اسپر چڑھا کے آہستہ اسی پلنگ پر لٹا دیا اور منھ پر اُسکے چادر ڈال کے برابر بیٹھ کے بیٹھ رہا اتنی دیر مین ارباب باختری سعید جراح کو ساتھ
لیے تیس ہزار سوار سے آپہونچا اور چار طرف سے محاصرہ کر کے آپ باشمشیر برہنہ اندر خیمے کے چلا تو کہا سیاہ سے خواجہ آشوب کچھ نہ بول سکا ارباب
باختری نے مع سعید جراح اندر خیمے کے جاکے دیکھا کہ خواجہ آشوب مغموم اور مکدر بیٹھا ہے اور برابر اُسکے ایک پلنگ پر کوئی شخص بشکل بیمار اور
مجروح کے سر سے پانون تک چادر اوڑھے بیہوش پڑا ہے ابھی ارباب باختری قریب اُس پلنگ کے نہین پہونچا تھا کہ خواجہ آشوب نے ارباب باختری
کو دیکھکے کہا ہان ہان صاحب یہ کیا ظلم ہے کہ مسافرون اور سوداگرون کے مکان مین یون بیساختہ آپ گھسے چلے آتے ہین وہین ٹھہرے وہین
ٹھہرئیے اور یہ کہکے اُٹھکر روکنے کو دوڑا ادھر ارباب باختری نے مارے غیظ و غضب کے یہ کہکے کہ او بدذات تو عتاب گنجاب سے کچھ نہ ڈرا جو تو نے
یون نحوست و خطر اُس دشمن خدا و ندلقا اور مغضوب درگاہ پیغمبر مرسل یعنی بدیع الزمان کو اپنے گھر مین چھپا کے رکھا دو کوڑے خواجہ آشوب کو مارے
خواجہ آشوب تلملا کے رہ گیا اور [illegible] کے ہان ہان کرکے کہنے لگا کہ صاحب ٹھہرئیے ذرا میری عرض سن لیجیے یہ تو میرا بیٹا ہے بدیع الزمان اسکا نام
نہین ہے وہ جراح جو ساتھ تھا اُسنے ارباب باختری سے اشارہ کر کے کہا کہ سرکار یہ سوداگر بڑا ہی مکار ہے یہ اسکا بیٹا نہین ہے یہ سوداگر بات بناتا
ہے اور جھوٹ بولتا ہے ابھی تو مین مرہم کے پھاہے بدل کر یہان سے گیا ہون یہ بدیع الزمان ہی ہے جسے پیغمبر مرسل نے خطاب بلند اقبالی کا دیا تھا آپ
اسکی چادر اُٹھا کر منھ تو دیکھیے میرا جھوٹ سچ کھل جائیگا ارباب باختری نے برابر پلنگ کے جاکے چادر جو کھینچ لی تو فضل بن آشوب نے ایک دو چار کاہ کھینچکر
کہا کہ ہائے باوا جان آپنے یہ کیا غضب کیا مجھے چادر کھینچنے سے بڑی ایذا ہوئی ارباب باختری صورت فضل بن آشوب کی دیکھکر ایک سکتے
کی حالت مین رہ گیا اور نہایت اپنے جی مین خجل ہوکر ایک تلوار اس جراح نابکار کے ماری کہ سر تن سے جدا ہو گیا بعد ازان ارباب باختری نے
بہت سا عذر خواجہ آشوب سے کیا اور پوچھا کہ یہ معاملہ کیا تھا اس جراح کو تمنے کیا عداوت تھی جو اس کمبخت نے یہ فتنہ انگیزی کی تھی خواجہ آشوب
نے کہا کہ ارباب باختری یا حضرت یہ ہوا کہ کل میرا بیٹا بتقریب طبیع حال کوہستان مین جا نکلا تھا وہان چند قطاع الطریق مجتمع تھے اور مطیع و بینا

انھون نے محاصرہ کرکے چاہا تھا کہ گھوڑا مع زین لگام میرے بیٹے کا چھین لین فضل نے بمقتضاے عہد شباب تلوار پکڑی زخمی ہو گیا اور دو ایک اُدھر کے بھی
اسکے ہاتھ سے مارے گئے اسمین کچھ اور لوگ میرے نوکرون مین سے جو اسکے ساتھ گئے تھے پہونچ گئے وہ قطاع الطریق بھاگ گئے میرے ملازم اُسکو
پالکی مین ڈالکے میرے پاس لائے مین نے اس جراح کو بلا کے پچاس توڑے دیکر زخم کو بخیہ کرایا اور کہا کہ مین تجھے جسوقت کہ میرا بیٹا غسل صحت کریگا خلعت
دونگا اس بدذات جراح کو طمع دامنگیر ہوئی اسنے کہا کہ لاکھ روپیہ نقد اور مجھے دیجیے تو مین اسکو غسل صحت کروا دونگا مین نے اسمین عذر کیا اُسنے کہا اگر تم مجھے
لاکھ روپیہ نہ دوگے تو مین تمھارا مال اسباب سب لٹوا دونگا اور مفت مین تمھاری جان اور عزت جائیگی مین نے کہا کہ مین نے کسیکی چوری نہین کی
خون نہین کیا مین تجارت پیشہ سوداگر رعایاے پیغمبر مرسل سے ہون بےجرم و خطا میرا گھر اور اسباب کون لوٹیگا اور کون بےقصور میری گردن ماریگا
بس اتنی بات پر اس بدذات نے یہ مفسدہ پردازی کی ارباب باختری عذر و معذرت کرکے مع اپنے بیس ہزار سوارون کے وہان سے پھرا اور گنجاب سے
ساری حقیقت اور شرارت اس جراح کی بیان کی اور کہا مین نے مارے ذلت اور ندامت کے اس جراح کو جہنم واصل کیا گنجاب نے کہا کہ یہی اسکی
سزا تھی تمنے خوب کیا غرض یہ کہکے گنجاب تو خاموش ہو رہا ارباب باختری اپنے دنگل پر جاکے بیٹھا وہان کا حال سنیے کہ جب ارباب باختری خواجہ
آشوب کے پاس سے گنجاب کی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا تب خواجہ آشوب نے شاہزادہ بدیع الزمان کو صندوق مین سے نکالکے پلنگ پر لٹایا اور فتیلہ
رفع بیہوشی کا دیا شاہزادہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ بائین طرف برابر میرے ایک پلنگ پر فضل بن آشوب بھی زخمی پڑا ہے شاہزادہ عالی وقار نے
پوچھا کہ خواجہ سلامت خیر باشد یہ فضل کیونکر زخمی ہو گیا خواجہ آشوب نے سب سرگذشت اُس سعید جراح کی مفسدہ پردازی اور ارباب باختری کے
حسب الحکم گنجاب کے آنے کی اور مصلحتاً فضل کا اپنے ہاتھ سے تیر سر پر مارکے زخمی ہونے کی شاہزادہ عالم سے بیان کی شاہزادہ والا مرتبت نے
خواجہ آشوب سے یہ حال سنکے کہا کہ آپ نے بڑا غضب کیا مجھے ہوشیار کر دیا ہوتا وہ جو بابا جان یعنی سلطان صاحبقران آپ کی تعریف و توصیف
ہمیشہ فرمایا کرتے تھے فی الواقع کہ مین نے آپکو ویسا ہی دیکھا اور مین نے آج سے فضل کو اپنا بھائی کہا القصہ اب اور چند روز کے شاہزادہ
بدیع الزمان اور فضل بن آشوب کے زخم اچھے ہو چکے اور غسل صحت کی تیاری ہوئی خواجہ آشوب نے بڑی دھوم دھام سے تیاری جشن کی
کرکے طائفہ ارباب نشاط کے بلوائے ہنگامۂ رقص و سرود گرم ہوا شاہزادہ عالم اور فضل بن آشوب دونون پاس بیٹھے ناچ دیکھ رہے تھے
قضاے کار تقاضاے مہتر گردم مرد اور ارم زاد حبشی اپنے دونون عیارون کو بدیع الزمان اور قاسم کے ملک سنجان مین خروج کرنے
اور شبخون مار کر تلاطم ڈالنے کا وقائع پڑھکے واسطے تحقیقات اس حال کے گنجاب کے پاس بھیجا تھا وہ دونون عیار جو سپاہ سے حسب الحکم لقا خداے
باختر کے چلے تو کوئی پہر رات گئی ہو گی جہان یہ صحبت ناچ و رنگ کی خواجہ آشوب نے قرار دی تھی وہین آکے نکلے اور ان دونون عیارون نے جو جلسہ
دیکھا تو بہیئت عیاری محفل مین جاکے تماشا دیکھنے لگے ناگاہ نگاہ ان دونون کی شاہزادہ عالیجاہ بدیع الزمان کی جانب آ پڑی دونون نے
بدیع الزمان کو بغور دیکھکے پہچانا اور باہم کہنے لگے کہ خداوند لقا نے ہمکو اسی بدیع الزمان کی خبر کے واسطے گنجاب کے پاس بھیجا ہے چلو اب یہ حال چلکے
گنجاب سے کہین کہ بدیع الزمان خواجہ آشوب کے خیمہ مین رہتا ہے ہم بچشم اپنے اُسے ناچ گانے کی صحبت مین بیٹھا دیکھ آئے ہین قصہ مختصر یہ کہکے دونون
شلنگین بھرتے سمت سیستان روانہ ہوے اور جبکہ بارگاہ گنجاب کے دروازے پر پہونچے تو از بسکہ یہ دونون مقرب درگاہ لقا اور طاؤس جنین ابلیس
شرک خداے مشہور تھے گنجاب نے اُنکے آنیکی خبر سنکے بڑی عزت اور توقیر سے ان دونون عیارون کو بلایا اور کرسیان بیٹھنے کو دین مہتر گردم مرد و ارم
زاد حبشی گنجاب کو سلام کرکے بیٹھے اور تحفہ لعنت اس مشرک خدا کیطرف سے جو کچھ کہنا تھا وہ پیام پہونچایا اور بعد اسکے ان دونون عیارون نے بر سبیل
مذکور کہا یا پیغمبر مرسل ابھی ہم چلے آتے تھے اثناء راہ مین بدیع الزمان کو خواجہ آشوب کے خیمہ مین فلان جھیل کے کنارے دیکھا ہے کہ محفل رقص و سرود مین
بیٹھا ہوا مع فضل بن آشوب شراب پی رہا تھا گنجاب نے جو یہ حال شہزادہ بدیع الزمان کا سنا شعلہ بار سر دم بہ پیچ و تاب کھا کے سمت ارباب باختری متوجہ
ہوا اور کلمۂ ناسزا کہکے ارباب باختری پر نہایت عتاب و خطاب کیا وہ اشجع و بہادر دوران یعنی ارباب باختری نہایت غیظ و طیش مین اپنی سپر تلوار کو
پکڑ کے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بسر دربار عام یہ کلام کرکے کہ ہم لوگ سپاہی پیشہ متحمل گفتگوے لاطائل کے نہین ہوتے فقط اس خیال سے کہ تیرا چند دن
ہمنے نمک کھایا ہے اسوقت کچھ تجھے نہین کہہ سکتے ہرچند کہ ہمنے بدیع الزمان کو نہین دیکھا تھا فضل بن آشوب زخمی پلنگ پر پڑا تھا اور اگر

فرض کردم کہ یہ یاری خواجہ آشوب نے بدیع الزمان کو کہین مخفی کر رکھا ہوگا تو ہماری بلا جانے تو نے خلاف شان ہمارے گفتگو کی اب ہم بھی
رفاقت اور شراکت بدیع الزمان کی جاکے کرتے ہین آخر تو بدنام ہو چکے ہم آواز بلند کیے دیتے ہین کہ جسے حوصلہ ہو روکے یا ہمارا مقابلہ کرنیکو اور
ہمین جانے دے ہم شاہزادہ بدیع الزمان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنیکے لیے جاتے ہین غرض یہ کہکر اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یارو جسکو میری
رفاقت اور میری محبت منظور ہو وہ میرے ہمراہ چلے مین شاہزادہ بدیع الزمان کیخدمت مین جاکے ملت بیضا دین اسلام قبول کرونگا اور اُسکی غلامی
کو افتخار دارین اپنا سمجھونگا اور جسے لقاپرستی منظور ہو اُسکا جہان جی چاہے چلا جائے تب ساتھ والون نے جواب دیا کہ اے امیر ارباب باختری ہم سب
تیرے مطیع اور فرمانبردار ہین جو تو فرمائیگا وہ بجان و دل قبول کرینگے ہمکو یہان رہنے سے کیا سروکار قصہ مختصر ارباب باختری نخوت و خطر بارگاہ
گنجاب سے باہر نکلکر اپنے مرکب پر بیٹھ کر مع تیس ہزار سوارون کے سمت چار باغ مالک جسے مان لوکش روانہ ہوا بارگاہ گنجاب مین کسی کا اتنا حوصلہ نہوا
کہ روک لیتا مقابلہ اور مجادلہ کرتا تو بڑی بات تھی کوئی جواب تک نہ دے سکا گنجاب نے گفتگو ارباب باختری کی سنکے اچھا برا کچھ نہ کہا دل ہی دل مین پیچ
و تاب کھاکے رہ گیا اور جسوقت کہ ارباب باختری سوار ہوکر بارگاہ سے بہت دور نکل گیا اسیوقت مہلیل دراز ترکیب کی جانب مخاطب ہوکر
حکم دیا کہ تو جاکے بدیع الزمان کو اگر زندہ دستیاب ہو تو مشکین باندھکر اور جو لڑے تو سر کاٹ کر جلد لا مہلیل دراز ترکیب نے پیش خود یہ سوچکر کہ اے مہلیل تیری
شجاعت اور دلاوری کا شہرہ ہے چہ ہزار مالک مانند خدا باختر مین مشہور ہے ہیہات ایک ادنی ذلیل دقات سپاہی بدیع الزمان سے مقابلے اور مجادلے کو جانا
ہو جب کسر شان کا ہی جسوقت بدیع الزمان میرا نام سنیگا سو کوس پر بھاگ کر دم لیگا بس کیا ضرور ہے اپنے چھوٹے بھائی اہلیل دراز ترکیب سے کہا کہ بھائی
تو جاکے بدیع الزمان کو پکڑ لا بموجب آپ کے کہنے کے اہلیل دراز ترکیب اپنے لشکر کو لیکر سمت چار باغ روانہ ہوا حسب اتفاق ایک غلام خواجہ آشوب
کا شہر سنجان مین دوکان بزازی کی کرتا تھا اسنے جو یہ ماجرا ارباب باختری کے برخاستہ خاطر ہوکے گفتگوے مردانہ دار گنجاب سے کرنے اور مع تیس
ہزار سوار سمت شاہزادہ بدیع الزمان جانے اور بعد اسکے اہلیل دراز ترکیب کو بہ مشورہ مہلیل دراز ترکیب حسب اجازت گنجاب بر سر شاہزادہ
عالیجاہ روانہ ہونیکا سنا اور دیکھا تو جھٹ پٹ اپنی دکان کو بند کرکے خواجہ آشوب کے پاس آیا اور سارا حال از ابتدا تا انتہا مفصلاً و مشرحاً
بیان کیا خواجہ آشوب یہ حال سنکے چاہتا تھا کہ پھر شاہزادہ بدیع الزمان کو کسی حیلہ سے کہین مخفی و پنہان کرے کہ شاہزادہ عالم کو سارا حال
معلوم ہو گیا اسنے ہرگز قبول نہ کیا جب خواجہ آشوب نے دیکھا کہ اب اس مقدمہ کو طول کھنچا اور شاہزادہ بدیع الزمان کسی ترکیب سے
میرا کہا نہین مانیگا مجبور اور ناچار آل کار کو سوچکر جھٹ پٹ مع مال و اسباب تجارت کشتیون پر سوار ہو سمت مالک بربر روانہ ہوا لیکن
ففضل بن آشوب بخدمت شاہزادہ والا مرتبت رہا اور شاہزادہ رستم دل آمادہ رزم و پیکار ہوکر اٹھ کھڑا ہوا اپنی سپر تلوار پکڑ کے مرکب پر
سوار ہوا اور باغ سے باہر نکلا اس عرصہ مین اہلیل دراز ترکیب مع اپنی فوج و سپاہ کے آپہونچا اور شاہزادہ عالی مقدار کو یکہ و تنہا بجان
واحد میدان مین مسلح اور مکمل استادہ دیکھا نہایت کبر و نخوت سے پکارا کہ باش اے خیرہ سر تیرہ روزگار کے گذارم ترا کہ از دست من زندہ
و سلامت روی اور مرکب کو چمکاکے قریب شاہزادہ والا تبار کے آکے کہنے لگا لا ضرب مردان عالم کہ ارادہ دست و پا آوری وار کم شاہزادہ
عالم نے جواب دیا کہ اے اہلیل دراز ترکیب ہمارے طریق مین حریف پر پیش دستی نہین کرتے شعر تو اول بیا آور تمنائے خویش ؛
کہ من خصم را مید ہم جائے پیش ؛ اہلیل دراز ترکیب نے کہا کہ اے بدیع الزمان میری ضرب تہر خداوند سچیدہ ہزار ہے جسوقت تو مجھ
ضرب سے جانبر ہوا تو تیرے دل کی حسرت اور جی کا ارمان کیونکر نکلے گا دو ہا مرے وہ جو پہلے مارے ؛ سوچ کرنے پڑ کیا مارے ؛
شاہزادہ عالی مقام نے فرمایا کہ اس گفتگوے فضول سے کیا حصول تجھسے جو ہوسکے کوتاہی نہ کر اگر خدا میرا کہ وہ قادر مطلق ہے تیری
ضرب سے مجھے محفوظ رکھیگا تو مین تجھپر ضرب لگاؤنگا اہلیل دراز ترکیب نے کہا خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہین کیا تھا یہ کہکے ایک وار
تلوار کا بر سر اقدس شاہزادہ نامدار کیا شاہزادہ عالم نے اسکی ضرب کو روک کے تیغہ مارا کہ مع راکب اور مرکب چار پر کاٹے ہوئے فوج و سپاہ اسکی
اپنے سردار کو مارے جاتے اور جہنم واصل ہوتے دیکھکر چار طرف سے تلوارین کھینچ کھینچ شاہزادہ عالیمقام پر آپڑی ناگاہ از پردۂ
بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ دخیرہ خیرہ سرگرد بہ آسمان رسیدہ و پاسے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان نمایان ہوا

گرد کو اور گردونے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ ارباب باختری تیس ہزار سوار سے آپہونچا اور یہ تماشا نامردی فوج کفار کا کہ
ہزاروں پیادے اور سوار اس پایہ تنہا شاہزادہ عرش اقتدار پر تلواریں کھینچے آمادہ رزم پیکار رہتے دیکھکر مع اپنی فوج کے معرکہ آرائے میدان
کارزار ہوا اور آن واحد میں فوج الملبل پر از ترکیب ہزیمت کھا کے بھاگ کھڑی ہوئی اور ارباب باختری اپنے مرکب کو چمکا کے قریب
شاہزادہ عالی مقام پہونچا اور گھوڑے پر سے کود کر رکاب سعادت انتساب اس عالی مقام کو پکڑ لیا شاہزادہ عالم بھی ہاں ہاں کر کے کود پڑا ارباب
باختری یہ کہکے کہ میں التدعائے زیارت اقدام عالی اور تمنائے حصول دین اسلام میں کہ جناب سے کشیدہ خاطر اور شکستہ دل ہو کے آیا ہوں
چاہتا تھا کہ قدموں پر گر پڑے شاہزادہ والا مرتبت نے ہاتھ پکڑ کے گلے سے لگا لیا ارباب باختری نے پھر عرض کیا کہ شہریار غلام مع سواران
اگر جو آپکے دین کو اختیار کرے تو کیا کہے شاہزادہ عالم نے کلمہ شہادت ارشاد کیا ارباب باختری کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور ان
تیس ہزار سواروں سے پوچھا کہ کیوں صاحبو میں نے تو کلمہ پڑھ کے غلامی اس شہریار کی بدل و جان قبول کی اور ابھی تمہیں [illegible] وقت
کہتا ہے اگر چاہو تو [illegible] کہتا ہوں کہ سب کو کیا منظور ہے سبھوں نے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ اے سردار ہم تو یہ چاہتے ہیں
جو آقا کا دین وہ نوکر کا دین ہمکو بھی کلمہ ارشاد کیجیے کہ ہم بھی پڑھ کے مشرف باسلام ہوں ارباب نے کلمہ طیبہ ان سب کے سامنے با آواز
بلند پڑھا اور سبھوں نے بصدق دل کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا بعد ازاں شاہزادہ عالیمقام بعظمت تمام و شوکت مالا کلام شادیانہ
فتح کے بجوا کے مع ارباب باختری اور تیس ہزار سوار سمت چار باغ ملکہ جہان روانہ ہوا

اب کچھ داستان حیرت نشان ملکہ گوہر کا بیان کیا جاتا ہے

جس وقت [illegible] رعدون آشام کی ضرب تیغ سے شاہزادہ عالی مقام زخمی ہو گیا اور گھوڑا اس شہسوار عالی مقدار کو لیکر حالت غش میں
نظرگاہ سے اس سمت اس جنگل کے گیا تھا گیا ہے ادھر سے چار باغ ملکہ جہان دلکش کا محاصرہ کیا تھا اور چاہتا تھا کہ بلوہ
کر کے چار باغ میں گھس پڑے قاتل زنگی و مقاتل زنگی دونوں غلام جان نثار شہزادہ نامدار کے مع اسی ہزار دلیران عرصہ کارزار قلعہ بند ہو
بیٹھے ہوئے فصیلبند دروازہ پر آ بیٹھے اور گرد پیش چار باغ کے خندق کھدوا کے تیار کر دی اور چاروں طرف فصیل پر توپیں چڑھوا دیں
مورچے اسکے سمت میدان گولہ انداز سلح اور مکمل ہتھیار ہاتھوں میں لیے چھرے اور گولے اوپر سے مار رہے تھے فصیلبند دروازے پر بارہ ہزار
جوان حبشی نیچے ہنڈیاں بارود کی تیل کے کڑھاؤ کڑک کے پوسے توپوں کے گولوں اور چھروں کی بوچھار کر رہے تھے مگر کیا ہو سکتا
اسلئے کہ ہزاروں کفار نابکار پیادے اور سوار واصل نار جہنم ہو گئے تھے اور تمام خندق پٹا سوت لاشوں سے پٹ کے زمین ہموار
ہو گئی تھی حملہ کر کے خندق کو طے کر گیا تھا اور عنقریب تھا کہ فوج کفار سیڑھیاں لگا کے اندرون باغ گھس پڑے ادھر ملکہ گوہر ملک حالت یاس
و ہراس میں نہایت سراسیمہ و حیران و پریشان گریاں و نالاں سر و سینہ زناں با صد آہ و فغاں بالائے بام سمت قبلہ منہ کیے زمین پر ہاتھ رگڑتی
اور سر اپنا ٹکراتی پھرتی جناب باری سے دعائیں مانگ رہی تھی ناگاہ تیر دعا کا اسکے ہدف اجابت پر جا بیٹھا اور دریائے رحمت الٰہی جوش
میں آیا یعنی یکایک شور از دامن دشت عاج اور نگ گرد برخاست طوطیا رنگ جسوقت وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ شاہزادہ
عالی مقدار بدیع الزمان مع ارباب باختری اور تیس ہزار سواران شجاعان عرصہ کارزار دور سے نمودار ہوا چنانچہ ملکہ اور فضل
بن گیا ہور خوں آشام اور ترک جوشن پوش وغیرہ جتنے رفقائے جان نثار دلیران عرصہ کارزار شاہزادہ عالیمقدار کے تھے سب
جلوہ جمال اس ہما اقبال کا دیکھ کر بقدر خرمی اور سرور سے مصروف سجدات شکر جناب باری ہوا اور تمام باغ میں ہجوم شادی اور مبارکبادی کی ہوگئی
چار طرف سے ادنیٰ اعلیٰ ہجوم کیے شاہزادہ عالم کی جانب خوش خوش مخاطب ہو رہے تھے

اب تھوڑا داستان شاہزادہ خاور سیاہ مالک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری سے گذارش کیا جاتا ہے

جب شاہزادہ قاسم نے خسرو قزاق کو زیر کر کے مسلمان کیا اور مع بارہ ہزار سوار کے خسرو کو داماد بنا کے جشن عیش و نشاط میں مشغول ہوا
سے لگا ہماشت اور رہبری کی فوج کی جاری کر دی تھی اور اسی فکر میں تھا کہ لشکر جمع کر کے برسر جواب جاؤں ایک بار خبردار نے خبر دی کہ

شاہزادہ بدیع الزمان گیاہور خون آشام کے ہاتھ سے مجروح ہو کے کسی طرف نکل گیا اور قفل بن گیاہور زخمی ہو کر چار باغ ملک
تہران میں جا کے حصاری ہوا اب گیاہور خون آشام بہ فوج کثیر چار طرف سے بلوہ کر کے قریب خندق کے جا پہونچا ہو کیا عجب ہے
کہ خندق کو طے کر کے دھاوا کرے اور چار باغ میں گھس کے رفقاے بدیع الزمان کو قتل کرے اور ملکہ گوہر ملک کو گرفتار کر کے سوار کر کے
لیجاے یہ خبر وحشت اثر سنکے شاہزادہ خاور سیاہ پیچ و تاب کھا کے پکارا کہ مصرع صد خندہ مرگ بر چنین زیست ؛ اچھی جان اور رفقاے عم
بزرگوار پر چار طرف سے کفار کا بلوہ اور یورش ہوا اور ایسے وقت بارہ میں شریک نہوں اس سے بہتر یہ ہے کہ میں جا کے اس نمک حرام گیاہور
کا ایک ہی ضرب تیغ بلارک فراسیابی میں کام تمام کردوں اور ابدالآباد تک یہ احسان عظیم میرا بدیع الزمان پر رہے یہ کہکے خسرو قزاق کو مع
بارہ ہزار سوار کے ہمراہ لیکر اپنے مرکب پر سوار ہوا اور ایک شبانہ روز مرکب کو تگ گرم نازک پہونچا یہاں وہ وقت ہے کہ گیاہور خون آشام
خندق کو طے کر کے فیلبند دروازہ کے قریب پہونچ چکا ہے اور جو گولا کہ اوپر سے آتا ہے اسکو گرز سے روکتا بچاتا چلا جاتا ہے اور ایک طرف سے
تر سیہ اور دو لاکھ سوار و پیادہ کے سپریں لیے تلواریں کھینچے نیزے اٹھاے بلوہ اور یورش کیے چلے آتے ہیں عنقریب ہے کہ سیڑھیاں دیوار باغ پر لگادیں
اور اندرون باغ اتر کے قتل عام شروع کریں قاسم نے یہ معرکہ دیکھکر خسرو قزاق سے کہا کہ ہان خبردار اپنی فوج سے ہوشیار رہنا میں اس تیرہ
انجام گیاہور خون آشام کو للکارکر آمادہ رزم و پیکار ہوتا ہوں ناگاہ اس طرف سے شاہزادہ بدیع الزمان عرش جاہ جو مع ارباب باختری
اور تیس ہزار سوار کے ہلا کیے عنان گسستہ چلا آتا تھا اسنے جو گیاہور خون آشام کو قریب دروازہ چار باغ پہونچ جانے اور افواج کفار کو خندق طے
کر کے دیوار باغ پر سیڑھیاں لگاتے دیکھا وہیں سے طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا نعرہ ماوج خوبی شہ انجمن ؛ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ؛
بدیع الزمانم کہ در روز کین ؛ توانم زدن آسمان بر زمین ؛ ز تیغم بسے تاک اسلام شد ؛ کہ سر فتنہ باختر نام شد ؛ اور مثل شیر غران یا پیل
دمان شمشیر زنی کرتا لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ سر پر سر مردے پر مردہ گراتا سمت گیاہور خون آشام چلا گیاہور نے جو نعرہ کوہ شگاف اس
فرزند نذر ازل التجا و ثانی سلیمان کا سنا پلٹ کر دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان آپہونچا اور میرے لشکر میں تلاطم ڈالدیا ہے عجب نہیں کہ
میری فوج چھپٹ کھا جاے اور بھاگ کھڑی ہو دروازہ چار باغ سے جانب شاہزادہ والا مناقب مخاطب ہوا اور یہ کہتا ہوا ع
صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ؛ چلا اور وہیں سے تیغہ کو میان سے کھینچ اپنے گھوڑے کو تازیانہ مار کے قریب شاہزادہ عالم کے پہونچا اور
آتے ہی آمادہ مرگ اور دھیاے قضا ہو کر تلواریں مارنے لگا وہاں جو قاسم نے دیکھا کہ بدیع الزمان اور گیاہور سے مقابلہ ہو گیا پیش خود
یہ تجویز کیا کہ ایسا نہو یہ کشتی گیر گیاہور کو تہ تیغ کرے میرا نام نہو اسپر مرکب کو تیز گام کر کے ایک طرف [illegible] برابر گیاہور کے آپہونچا کہ شاہزادہ
بدیع الزمان نے بچستی تمام اکبر جھپٹ کر جو تیغہ مارا تو گیاہور نے ہر چند کہ ہوشیاری تمام سپر کو پناہ کیا لیکن وہ برق شمشیر جو اوپر سے کڑک
کے گری تو ابر سپر کو مثل قرص نیر دو ٹکڑے کر کے خود پر گری خود کو کاٹ دوپٹے کو تراش کاسہ سر کو کاٹ کر گلے جبڑے کو لیتی صراحی گردن بھی مثل قطرہ
[illegible] سینہ و قفسہ و شکم کو کاٹ کر جا ہی تھی کہ زیر تنگ اس کمر کی گنہ لنگ کے اتر جانے کہ ناگاہ برابر سے قاسم نے پہونچکر تیغہ بلارک فراسیابی
دو دوال کمر میں مارا کہ گیاہور تین پر کالے ہو کر فاش زمین پر گرا اور لاش اس جہنمی بد معاش کی خاک و خون میں پھڑکنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا کہ اے خاور سیاہ یہ کیا حرکت بیجا کی میری تلوار اسکے جگر تک کاش کہ اتر گئی تھی تو نے مردے کی کمر میں تیغہ مارا قاسم نے جواب دیا کہ اے
کشتی گیر مصرع این ہمہ گفتی ولے گو کہ ... [illegible] تو تیری میرے ساتھ [illegible] جاہلی میں نے تیغہ مار کر اسے مثل خیار تر کے قلم کیا تھا تو نے اپنے
بانکپن سے کہ تمام عالم میں میرا نام ہو بچستی تمام اس [illegible] کے سر پر تیغہ مارا [illegible] کام تمام کر چکا تھا اسکی لاش پر تو نے تلوار ماری
تو کیا بڑا کام کیا بدیع الزمان نے فرمایا یہ تو وہ مثل ہے [illegible] تو نے آنکھ ملا کر بات کرتا ہے تجھے شرم نہیں آتی تلوار
پہلے میری پڑی تھی یا تیری قاسم نے کہا کہ تو محض غلط کہتا ہے اور بیجا [illegible] پہلا میرا تیغہ اسکی کمر پر پڑا ہے غرض یہانتک نوبت پہونچی کہ [illegible] طول کھینچا کہ
قاسم نے کہا باش اے کشتی گیر جسطرح سے میں نے گیاہور کو [illegible] کیا ہے ہوشیار رہ جا کہ تجھے بھی اسی وقت قتل کر کے جھگڑا ہی ہر دو کا فیصلہ
کیے دیتا ہوں یہ کہکے تیغہ برسر شاہزادہ بدیع الزمان نامور مارا کہ اگر سپر کو شاہزادہ والا گہر پناہ نہ کرے تو مار ڈالے قاسم کی غرض تیغہ [illegible]

کی اگر سر کوہ پر پڑتی تو جوہر اپنی برش کا دکھلا جاتی اپنے زعم مین قاسم کام شاہزادہ عالیمقام کا تمام کر چکا تھا اسوقت شاہزادہ بدیع الزمان
نے بھی یہ سوچا کہ قاسم جاہل ہی اور تلوار کا کام کاٹنا ہی اب زخمینا باقتضا جو مشیت پروردگار ہو قبضہ تیغہ طہورث دیوبند پر ہاتھ ڈالکے کہا کہ قاسم
مین بڑا لحاظ کیا اگر یہ نہ کہتا کہ ہوشیار نہ کردیا تھا تیغہ مارا قاسم نے بھی اپنی سپر پر روک لیا اور اب آپسمین خوب چوٹین چلنے لگین خسرو قزاق برابر
شاہزادہ قاسم کے پہونچکر شاہزادہ بدیع الزمان سے گستاخانہ تیوری بدلکر کہنے لگا کہ ای شاہزادہ بدیع الزمان حق تو یہ ہی کہ شاہزادہ خاور سپاہ
کی پہلے تلوار گیاہور خون آشام پر پڑی تھی آپ فقط اپنی نمود کے واسطے فرماتے ہین کہ مین نے گیاہور خون آشام کو مارا ارباب باختری
نے جواب دیا کہ ای از حد خویش ناشناس ای خسرو قزاق پہلے تو اپنی حقیقت اور اصل اپنی آبرو اپنی اوقات اپنے رتبے مرتبے کو دیکھ تجھے دخل در
معقولات کرنا کیا ضرور وہ دونون صاحب چچا بھتیجے ہین آپسمین سمجھ لینگے جیسا تو خادم شاہزادہ خاور سپاہ کا ویسا خادم شاہزادہ بدیع الزمان کا
خبردار اور زنہار اب کوئی کلمہ خلاف آداب زبان پر نہ لانا ورنہ سزاے اعمال کو پہونچیگا خسرو قزاق نے یہ گفتگو ارباب باختری کی سنکے جواب دیا
کہ ای زبان دراز تو کون ہی جو اتالیق بنکے مجھے نصیحت کرنیکو آیا ہی صریحا شاہزادہ خاور سپاہ نے گیاہور خون آشام کو واصل جہنم کیا اور بدیع الزمان
خواہ مخواہ اپنی تمکنت ظاہر کرتے اور کہتے ہین کہ مین نے مارا ہی ارباب باختری نے کہا کہ اوپوچ گو تو جھوٹھ کہتا اور بیہودہ بکتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان
نے گیاہور کو قتل کیا ہی شاہزادہ خاور سپاہ نے بیچ مین آکر فقط از راہ جہالت کمین گیاہور کی تیغہ مارا خسرو قزاق نے جھنجھلا کے ارباب
باختری کو تلوار ماری ارباب باختری نے اسکی ضرب کو اپنی سپر پر کاٹکر اسکو تلوار ماری ان دونون مین تلوار چلنے لگی فوج خاور سپاہ نے
جو دیکھا کہ ہمارے مالکون سے باہم شمشیر زنی ہوتی ہی یہ سب بھی آپسمین باہم لڑنے لگے ابھی کوئی ساعت بھر نہین گذری تھی کہ ایک طرف سے آواز
نعرہ نقابدار نمدپوش بدین عبارت آئی کہ منم نقابدار نمدپوش ہواخواہ شاہزادہ خاور سپاہ مالک قاسم لعل خفتان تیغ زن خاوری سبنے دیکھا
کہ نقابدار نمدپوش ساٹھ ہزار سوار سے مسلح اور مکمل چلا آتا ہی برابر اسکے دوسری طرف سے دیکھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش اسی ہزار سوار سے
یہ نعرہ کرتا ہوا آیا کہ منم نقابدار پلنگینہ پوش ہواخواہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور دونون نقابدار ابر
شاہزادگان والاتبار کے پہونچ گئے نقابدار نمدپوش نے کہا کہ ای شاہزادہ بدیع الزمان بھلا شاہزادہ خاور سپاہ کا تو نام جاہل مشہور ہی
تمنے کیا سمجھکر جہل پر کمر باندھی ہی مجھے تحقیق خبر پہونچی ہی کہ پہلے تلوار شاہزادہ قاسم کی گیاہور پر پڑی تھی بعد اسکے تمنے مردے پر تلوار
ماری یہ تمکو نہ چاہیے تھا نقابدار پلنگینہ پوش نے متبسم ہوکے جواب دیا کہ سبحان اللہ مصرع جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی اسے نقابدار نمد
پوش جب تمھین یہ کلمہ منہ سے نکالو اور ستم ہو کہ قاسم نے پہلے تلوار ماری تو پھر اور کا کیا ذکر ہی نقابدار نمدپوش نے کہا کہ مین نے آنکھین کیا جھوٹھ کہا شاہزادہ
بدیع الزمان نے فقط مردہ کشی کی ہی تلوار پہلے خاور سپاہ کی پڑی تھی نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ کلام اللہ مین اللہ تعالی فرماتا ہی لعنۃ اللہ
علی الکاذبین بس اب اتنا جھوٹھ نہ بولو تلوار شاہزادہ بدیع الزمان کی گیاہور کے سر پر پڑی تھی اور جب جگرگاہ تک کاٹ چکی تھی تب قاسم نے تیغ
آسکے تیغہ مارا ہی نقابدار نمدپوش نے کہا تو خیر کیا مسلمانون مسلمانون مین رزم و پیکار نہین ہوتی بسم اللہ اگر مجھکو کاذب کہتے ہو تو اسکا لطف دیکھو
یہ کہکر تیغہ برسر نقابدار پلنگینہ پوش مارا پلنگینہ پوش نے سپر پر کاٹکر نقابدار نمدپوش پر وار کیا فوج و سپاہ دونون نقابدارون کی اپنے خداوندون کو
لڑتے دیکھکر طرفین سے نیزہ و شمشیر و خنجر تیغ کھینچکر مصروف جدال و قتال ہوئی اور آپسمین لڑنے مرنے لگی ہنگامہ قیامت اور شور یوم النشور
برپا ہو گیا لاش پر لاش دھڑ پہ دھڑ سر پہ سر مردے پر مردہ چارون طرف گرتا تھا کہ یکایک آسمان پر ایک شور و غل پیدا ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار
سرخ پوش تخت مکلل بزر و مغرق بجواہر پر سوار گرد و پیش اسکے ایک لاکھ ساٹھ ہزار پہلوان تیرہ شاہین واقف اور نقابدار یہ نعرہ کرتا ہوا کہ
منم نقابدار سرخ پوش ہواخواہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری ہوا سے آسمان سے پردہ زمین پر آکے
مقابلہ شاہزادہ بدیع الزمان آیا اور بہت سالاف گزاف کرکے کہنے لگا کہ ای بدیع الزمان تجھے کیا مناسبت شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم
سے اس اشجع و بہادر شاہزادہ بدیع الزمان ناموس لے با وصف اسکے کہ قاسم سے تلوار چل رہی تھی جواب دیا کہ ای نقابدار تیرا ازین راز نہان کیا تو
اپنا خون ناحق کرنیکو یہان کیون آیا ہی بہتر یہ ہی کہ تو میرے روبرو سے جلد ہٹ جا نقابدار سرخ پوش نے بکمال جوش و خروش درجواب اسکے دو ڈرکہ

ایک تلوار پر شاہزادہ بدیع الزمان نامدار ماری اور شاہزادہ نامور نے ایک طرف تو قاسم کی ضرب کو اپنی سپر پر روکا اور اسکے وار کو خالی
دیکر چشم زدن میں تمام ایک تیغہ نقابدار سرخ پوش پر مارا کہ تا دو ابرو اتر گیا اور چادر خون کی بہکر نقابدار سرخ پوش کے منہ پر آئی غش کیجا لیکن
نقابدار تخت پر سر جھکا کے رہ گیا اسکے ساتھ کے دیووں نے جو اپنے ولی نعمت نقابدار کو بحالت زخمداری دیکھا چاہتے تھے کہ شور و غل
کر کے فوج ارباب باختری وغیرہ جو سامنے باہم لڑ رہی تھی ان سبکو کھا جائیں کہ ناگاہ دو سبز لوہ آسمان پر سے گوش زد ہوا کہ خشم نقابدار
سبز پوش ہوا خواہ شاہزادہ انجم گردہ رستم شکوہ سرغنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن بدیع الزمان گردنکش شکن تمام
وضیع و شریف کہ ہم نے دیکھا کہ نقابدار سبز پوش ایک لاکھ اسی ہزار مرد سپاہی و دیوان قاف سے اس میدان مصاف میں بمقابلہ شاہزادہ
تھا اور سپاہ اسکے للکارا کہ ای خاوری چھوٹا منہ بڑی بات تو اپنے رتبے اور مرتبے کو دیکھ اور شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان اپنے عم بزرگوار
کو کہ تیرے باپ کے برابر ہے دیکھ پس بہتر یہ ہے کہ دست ادب باندھکر بمضمون اسکے از خردان خطا و از بزرگان عطا عذر خواہ ہو اور اب اگر
میری نصیحت پر عمل نہ کریگا تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا شاہزادہ قاسم نے یہ کلام نقابدار سبز پوش کا سنکے بغیظ و طیش تمام جواب دیا
کہ ای نقابدار مفلوک شاید قضا بر قفا اور اجل برجبین تیری ہے کہ تو یہ کلمہ پوچ اور لاطائل بطور پند و نصائح میرے سامنے زبان سے نکال بیٹھا
خبردار اب اگر اپنی زیست چاہتا ہے تو میرے روبرو سے دور ہو ورنہ اکیلا ہی وار میں سر تیرا قلم کر دونگا نقابدار سبز پوش نے نہایت غضبناک
ہوکر تیغہ قاسم پر مارا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان کی ضرب کو اپنی سپر پر گانٹھا اور نقابدار کی تلوار کو خالی دیکر اوقت برگشتن تیغہ مارکر
نقابدار کے سر پر ایک زخم چار انگل کا پڑ گیا اور خون جاری ہوا نقابدار تو شدت ایذا درد سے غش کی حالت میں اپنے تخت پر ٹھہرا کے
رہ گیا مگر دیو جو اسکے ہمراہ تھے وہ نقابدار سرخ پوش کے ساتھ والوں دیووں سے کلہ بکلہ اور کمر بکمر اور مشت بمشت باہم لڑنے لگے بیس
چالیس کوس تک بازار موت گرم تھا ہنگامہ ستیز و رستخیز بپا تھا ہزار بالا نشین لوؤں کی بطور پہاڑوں کے چار طرف پڑی ہوئی تھیں دریا لہو
کے موج زن تھے فوج گیا ہور خون آشام نے جو یہ بلائے ناگہانی اور آفت آسمانی آمد افواج دیوان قاف میدان مصاف میں دیکھی جان
باختہ سراسیمہ جھٹ پٹ لاشہ گیا ہور کا لیکر بھاگ کھڑی ہوئی ہزاروں کفار ہول میں جہنم واصل ہو گئے ہزاروں کو بھاگتے ہوئے دیکھکر
دیو چپٹ کر گئے چار باغ ہالک حرمان دیو کش میں ملکہ تو محو حیرت تھے کہ صورت قالب بیجان اشک ریزان اپنے دلکو بہرحال مضبوط کیے
جناب باری سے دست بدعا تھی اور مقبل بن گیا ہور خون آشام اور ترک جوشن پوش اور قاتل مقاتل وغیرہ اصحاب شاہزادہ عالی جناب
بدیع الزمان کے ہوش باختہ باہم کہتے تھے کہ یارو آج روز قیامت ہے جناب احدیت شاہزادہ والا مرتبت ہمارے ولی نعمت کو چشم زخم سے محفوظ
رکھے کہ ہم سب اسکے نام پر تصدق ہو جائیں تو زہے افتخار اور سعادت دارین ہماری دیکھیے مآل کار اس میدان کارزار کا کیا ہوتا ہے ابھی سب
اسی فکر و تردد میں تھے کہ یکایک دیکھا آسمان تاریک ہو گیا اور گڑگڑاہٹ نقاروں کی گوش زد ہونے لگی اور آگے آگے ایک تخت جواہر نگار
مرصع کار پر ملکہ قریشیہ سلطان مع ساٹھ ہزار پریزادان استبرق پردہ قاف کی پوشاک پہنے ہوئے سلیمانی ہاتھوں میں لیے اور نو لاکھ دیوان
شاہین نژاد شمشاد و آسیا سنگ ارہ پشت سنگ چار در حقیقت تیر تر سول مار تول زنجیر اور کلہاڑا وغیرہ ہتھیار اپنے اپنے پکڑے گرد و پیش تخت کے پرے
باندھے ہوئے اور آگے آگے نقار خانہ سلیمانی اور کچھ جلوس کس شوکت و شان سے یہ نہیب دیتی ہوئی کہ ہاں ہاں اے کم بختوں دیووں
شامت زدہ آپس میں جنگ و جدال نہ کرو تاشے میدان میں آ اتر پڑی اور اپنے ہمراہ کے دیووں کو حکم دیا کہ ہاں جتنے یہ دیو دونوں نقابداروں
کے ساتھ ہیں جھٹ پٹ ان سبکی مشکیں تو باندھ لو چنانچہ نو لاکھ دیو تھے ایک ایک دیو کو چار چار پانچ پانچ دیووں نے پکڑ لیا اور انھیں کے سر کے
بالوں سے انکی مشکیں خوب جکڑ کے باندھ لیں پھر اسکے ملکہ قریشیہ سلطان نے دونوں نقابداروں کو کہ ایک کا نام قمر زاد اور ایک کا گلزاد
ہر جبا کے بسہولت ایک ایک طمانچہ مار کر کہا کہ تمکو کیسے کہا تھا کہ تم یہاں دنیا پر آکے ایک طرف دار قاسم کے بنو اور ایک ہوا خواہ بدیع الزمان
کے ہو کے باہم کشت و خون کرو چلو تو ان جان کے پاس آج تمکو کیا سزا سے معقول دلواتی ہوں وہ دونوں رعب اور خوف سے ملکہ قریشیہ
سلطان کے بجز عجز و انکسار کے کچھ دم نہیں مار سکتے تھے اب نوبت ان دونوں شاہزادوں تک پہونچی کہ ملکہ قریشیہ سلطان نے مابین شاہزادوں

بدیع الزمان اور قاسم کے اپنا تخت لاکر قائم کیا اور دونون کو شمشیر زنی سے روکا بدیع الزمان نے ملکہ قریشیہ سلطان کی دایہ کا دودھ پی
پیا تھا سوا اسکے بڑی بہن تھی انھون نے تو حجاب سے بندگی کی اور قاسم نے ملکہ کی صورت دیکھتے ہی کہا کہ پھوپھی جان آداب بجالاتا ہون
ملکہ قریشیہ سلطان نے پہلے تو جانب شاہزادہ بدیع الزمان مخاطب ہوکر فرمایا کہ سبحان اللہ اے شاہزادہ بدیع الزمان تمنے سلیم الطبع اور
باوضع ہوکر غریب الدیاری اور غریب الوطنی مین اپنے آداب بزرگی کا پاس رکھا اور خورد کے منھ چڑھے نہایت مقام استعجاب کا ہے شاہزادہ عالی
نسب بدیع الزمان نے سرنگون ہوکر عرض کی کہ اے ہمشیرہ صاحبہ قسم ہے سر اقدس سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کی کہ مین ہمیشہ ہزار ہزار حجت
قاسم کا پاس خاطر اور رعایت کرتا ہون اور لاکھ باتین اسکی سنکے طرح دے جاتا ہون مگر مجبور ہون کہ یہ کسی مقام پر سرکشی اور اپنی جہالت سے باز
نہین آتا آج مین نے وقت رزم گیا ہو رخون آشام کے تیغہ مارا کرتا مگر اتر گیا تھا اسنے آگے بیچ مین تلوار اسکی کمر پر ماری اور پھر مین نے جو کہا کہ
یہ کیا حرکت تو نے کی لیں اسنے کینے پر اسنے دور کر کے مجھے تلوار ماری لہذا مین نے فقط اسی خیال سے کہ جیب مین بھی شمشیر بکف آمادہ رزم ہونگا تو
اسکو ایک خون رہیگا آپین جو کچھ قصور ہوا ہو وہ آپ فرمائین تب ملکہ قریشیہ سلطان سمت شاہزادہ قاسم متوجہ ہوکے کہنے لگی کیون اے قاسم
تو اپنے شیطنت سے باز نہین آتا ہمیشہ مین تیری فریاد سنا کرتی ہون خیر دیکھ تو سہی آج تجھے کیسی سزا دیتی ہون کہ تو بھی خوب یاد کرے
قاسم نے کہا پھوپھی جان آپ انصاف فرمائین کہ میرے باپ کا دنگل اسنے غصب کر لیا اور مجھے نہین دیتا سوا اسکے آج مر گیا اسنے مجھے دیکھا تھا کہ
مین پر سر قتل گیا ہو رقیب آپہونچا تھا پھر اسے بانکپن کر کے میرے سامنے دکھلا کے گیا ہو رپہ ضرب کرنا کیا ضرور تھا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا کہ
قاسم اپنے طمانچے مارونگی کہ تیرا منھ لال ہوجائیگا تو اپنی فیلسوفی کی باتین میرے سامنے کرتا ہے خیر کیا مضائقہ چل اب مین تجھے اور بدیع الزمان
کو اماں جان کے پاس لیے چلتی ہون وہین برسون رہنا اور دیوؤن سے لڑا کرنا یہ کہکے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم دونون کو اپنے تخت
پر بٹھلا لیا پھر ہرچند قاسم نے منت سماجت کی کہ پھوپھی اماں مجھسے قصور ہوا معاف کیجیے اب مین عمو جان سے مقابلہ نکرونگا ادھر شاہزادہ
بدیع الزمان نے بھی بخیال مفارقت اور بیتابی ملکہ گوہر ملک کے قاسم کو اشارہ کیا کہ اچھا آؤ اب ہم اور تم باہم ملجائین جسمین ہمشیرہ ہمکو اور تمکو دیدہ
قاف مین نیجائین قاسم نے کہا کہ پھوپھی اماں اب مجھے عم بزرگوار سے ملادو ملکہ نے کہا کہ مین تیری عیاری اور فریب مین کبھی نہین آنیکی اب بغیر
اماں جان کے پاس لیجائے یہان تو ہزار باتین بنا کے ایک نہ مانونگی غرض یہ کہ ان دونون صاحبون کو تخت پر بٹھلا کے نقابداران گلپوش اور
[illegible] سے کہا کہ واہ واہ اے بزرگوار تمکو لازم ہے کہ جہان تم ہو فساد رفع ہوجائے اور نہ کہ خلاف اسکے اور تم دونون صاحب خود شریک
فتنہ انگیزی اور مفسدہ پردازی ہو بس اپنے اپنے مکانون کو تشریف لیجائیے اور یہ کہکے دونون نقابدارون کو جنگ جدل سے باز رکھا اور آپ مع
اپنے پریزادون اور دونون بھائیون قمرزاد و گہرزاد کے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کو لیے سمت پردہ قاف روانہ ہوئی اور وہان
ہمین بارگاہ سلیمانی مین جہان شہنشاہ پردہ قاف ملکہ آسمان پری سریر سلطنت پر اجلاس فرماکے جشن دیکھ رہی تھی تخت پر سے اتر کے مع شاہزادگان
والا تبار عالیمقدار اور دونون بھائیون کے بخدمت ملکہ آسمان پری پہونچی اور مجرا گاہ پر سے مجرا کر کے جو نقیبون آگے بڑھی کہ ملکہ آسمان پری نے
دور سے بدیع الزمان اور قاسم کو دیکھا پوچھا قریشیہ سلطان آج یہ دونون بزرگوار کہان مل گئے اور کیونکر یہان تک تشریف لائے ہین ملکہ
قریشیہ سلطان نے کہا اماں جان مین انکا حال عرض کرتی ہون آمین بدیع الزمان اور قاسم نے برابر جاکے مجرا کیا اور ملکہ آسمان پری
نے دونون کو اپنے گلے لگا کے بہت سا پیار کیا اور چپ و راست اپنے تخت پر بٹھلا کے پھر پوچھا کہ ہان قریشیہ سلطان مجھے حقیقت [illegible]
بیان کر کہ یہ دونون صاحب کیونکر آگئے ہین قریشیہ سلطان نے از ابتدا تا انتہا سارا حال جنگ و جدال کا مفصلاً اور مشروحاً بیان
کیا [illegible] کہا کہ اماں جان بھلا یہ تو پوچھو کچھ کرتے ہین خوب کرتے ہین اور تکلف سنیے کہ قمرزاد اور گہرزاد یہ دونون صاحب ایک تو طرفدار
بدیع الزمان اور دوسرے ہواخواہ قاسم بنکے پردہ دنیا پر جاتے ہین اور آج تو ان دونون نے قیامت بپا کردی تھی اگر مین نہ جاتی تو [illegible]
[illegible] مار کھا جاتے اور انسانون کا تو شاید دو دو ہزار فرسنگ تک نام و نشان باقی نرہتا اور پھر مزہ یہ کہ حوصلہ تو دیکھتا کہ ہواخواہ بنکے
جاتے ہین [illegible] تلوار قاسم پر ماری [illegible] آپ صاف [illegible] رہا اور انکو [illegible]

ضرب مین زخمی کرکے گرادیا گہزاد نے شاہزادہ بدیع الزمان سے مقابلہ کیا اُنکے ہاتھ سے یہ زخمی ہوکر گرے ملکہ آسمان پری نے قرزاد گہزاد
دونون کو روبرو بلاکے بہت ساخت وسست کہا بعد اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم سے فرمایا کہ خیر تم بڑے شمشیرزن ہوکے ہو مین وہ
ہون کہ تم دونون کے باوا اور دادا کو اٹھارہ برس یہان سے پردۂ دنیا کی صورت نہین دیکھنے دی اب تم دونون میرے پاس ہو یہان جہان
تم ہوگی تمھین بھیجا دنگی دیوؤن سے لڑاکر نا شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم دونون کے رنگ زرد ہوگئے اور ہم مشورہ باہمی دونون نے دست بستہ
ہوکے عرض کی کہ اب ہماری کیا مجال جو کہین آپسمین ہنگامہ پرداز ہون ہم سے قصور ہوا یہ قصور ہمارا معاف فرمائیے بار دگر اگر ایسی خطا ہمسے
ہو اور آپ سنین تو پھر ہمارے حق مین جو مزاج مبارک مین آئے وہ سزا تجویز کیجیگا مگر اب رخصت فرمائیے بارے ملکہ آسمان پری نے پھر بہت سا
سمجھا کے دونون کو گلے سے لگایا اور پیار کیا بعد اسکے کچھ تحفہ تحائف پردۂ قاف کے شاہزادہ بدیع الزمان کو اور کچھ قاسم کو مرحمت فرمائے اور دو
دیوزادون کو بلاکے حکم دیا کہ ان دونون کو جہان جہان یہ کہین پردۂ دنیا پر جاکے پہونچا آؤ چنانچہ وہ دیو شاہزادۂ خاور سپاہ کو توبموجب فرمانے
خاور سپاہ کے خسرو کوہ پر اور شاہزادہ بدیع الزمان کو چار باغ ملک حرمان دیوکش مین پہونچاکے رسید مع الخیر دونون صاحبون کی
مہری لکھواکے بخدمت شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری جاتے ہین یہان ملکہ گوہر ملک نے یہ سروش راحت فروش شاہزادہ بدیع الزمان
کی تشریف آوری کا جو سنا تو گویا قالب مردہ مین جان تازہ آگئی اور بیتاب ہوکے مع اپنی چند خواصون کے واسطے استقبال کے دوڑی اسطرف
سے شاہزادہ بدیع الزمان ملکہ گوہر کو دیکھکر مسکراتا ہوا قریب آ پہونچا اور ملکہ کو بیتاب اپنے گلے سے لگالیا خواصین مصاحبین ملکہ کی پروانہ وار شمع
چراغ دودمان صاحبقرانی پر تصدق اور نثار ہوئین غرض ملکہ اور شاہزادۂ عالم اب دونون عاشق و معشوق ہاتھ مین ہاتھ لیے اُسی بارہ دری
مین آکے مسند جاہ و تمکین پر جلوہ فرما ہوئے فضل بن گیا ہور خون آشام ترک جوشن پوش ارباب باختری سعد بن علقمہ قاتل زنگی
مقاتل زنگی الماس بن گیا ہور خون آشام وغیرہ بھائی فضل کے فضل بن آشوب اور جتنے دلیران نامدار اور رفیق شاہزادہ جم
اقتدار کے تھے سبھون نے آکے نذرین تہنیت اور مبارکبادی کی دین چار طرف باغ مین ہنگامۂ شادی اور غلغلہ مبارکبادی بلند تھا ملکہ نے جشن نشاط او
محفل انبساط قرار دیکر ذوالفنون اور ڈومنیون کے طلب کیے یہ تو اب ناچ دیکھ رہے اور گانا سن رہے ہین دور شراب کا چل رہا ہے مصروف عیش و
طرب ہین انکو تو یہین چھوڑیے اب حال خاور سپاہ کا سنیے کہ جب وہ دیو قاسم کو خسرو کوہ مین اُتار کے اور رسید لیکے چلا گیا قاسم نے دیکھا کہ خسرو کوہ
قلعہ کو کسی نے مسمار اور ویران کرکے چلا گیا ہے اور دروازہ قلعہ مین قفل بند ہے اور اندر اُسکے نام انسان کا باقی نہین سیکڑون لاشے گلی کوچون مین سڑ گئے
ہین زاغ و زغن کرگس جمع ہین شور غل کر رہے ہین شاہزادہ قاسم یہ ویرانی خسرو کوہ قلعہ اور شہر کی بربادی کو دیکھکر نہایت ششدر اور حیران چار
طرف بحسرت دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک طرف دامن کوہ سے دس بارہ عورتین نوجوان نمایان ہوئین قاسم نے اُنکے پاس جاکے جو دیکھا اُن سبکو زخمی پایا
پوچھا کہ نیک بختو اس خسرو کوہ پر کیا آفت آئی اور تم سب کون ہو اور کسنے تمکو زخمی کیا اُنمین سے ایک عورت نے جو نہایت حسینہ اور سر سے پاؤن تک
زخمون مین چور اور خون مین آغشتہ حالت بیتابی مین تھی برابر اُسکے جواب دیا اور عورت تھی اُسکی طرف اشارہ سے کہا کہ تو اس شخص سے سارا حال بیان کر
اُسنے کہا کہ اے شہریار یہ بی بی جسے زخمون مین چور بجان رنجور دیکھتے ہو یہ خسرو قزاق کی بہن ہے جب آپکو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو دیوان
قاف میدان جنگ سے اُٹھا لیگئے اور خسرو قزاق چار باغ ملک حرمان سے پھر کے یہان آیا اور آپکے درد دوری مین مغموم اور بکار سر زنان
سینہ کوبان با صد آہ و فغان اشک ریزان تھا ایک روز خبردار نے خبر دی کہ ایک سوداگر چار سو شتر میوے کے لیے واسطے تجارت کے شہر سنجان کی طرف جاتا ہے
خسرو قزاق نے یہ جو خبر سنی تو وہ چار سو شتر میوے کے اُس سوداگر سے لوٹ کر یہان لے آیا اور خسرو کوہ مین بدستور اپنے جشن عیش اور محفل رقص و
سرود مین مصروف ہوا اور وہ میوہ اپنے سپاہ کے قزاقون کو تقسیم کر دیا چنانچہ وہ میوہ خسرو قزاق اور سبنے جو کھایا تو اس میوے مین بیہوشی ملی
ہوئی تھی سب بیہوش ہوگئے اور وہ سوداگر نہ تھا مراد شاہ مراد کوہ کے بادشاہ کا وزیر تھا اور فقط اس عیاری سے خسرو قزاق کی گرفتاری اور خسرو کوہ
کی ویرانی اور خواری کیواسطے آیا تھا جب اُسنے دیکھا کہ سب بیہوش ہوگئے تب کہین فرصت کو غنیمت جانکے خسرو قزاق اور تمام اُسکے ساتھ والون
کی مشکین باندھ لین اور اپنے ہمراہ لیکے سمت مراد کوہ چلا گیا چنانچہ خسرو قزاق کے کوئی بھائی اور بیٹا تو نہین تھا فقط یہ ایک بہن ماہ بانو

جو کہ زخمون مین چور خون مین آغشتہ حضور کے روبرو با دل خستہ اور جان رنجور کھڑی ہی جب اسنے خسرو قزاق کی گرفتاری کا حال سُنا
جوش خون غیرتی سے بیتاب ہو گئی اور اسنے مردون کی طرح نقد جان کو اپنے ہاتھ پر رکھکر دلکو مرنے پر باندھا اور ایک نقاب منھ پر باندھکر اور
سو سوا سو افسین چلبیین مقربین مصاحبین خواصین اپنے ہمراہ لیکر سبکو نقابدار بناکے گھوڑے پر سوار عنان گسستہ سمت مرادکوہ بر سر وزیر مرادشاہ
روانہ ہوئی اثناء راہ مین وہ قافلہ ملگیا ماہ روبانو نے شب کو اُس قافلہ پر آکے شبخون مارا اور اپنے بھائی خسرو قزاق کو قید سے چھڑا لیا اور اُس
وزیر کو مع تمام اُسکے ساتھ والون کے مطوق اور مسلسل کرکے پھر یہان لائی چونکہ وہ وزیر پر تزویر بڑا عیار اور مکار تھا اُسنے ازراہ فریب اظہار
اور اقرار اسلام قبول کرنے کا کیا اور بعیاری و مکاری کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا خسرو قزاق نے وزیر کو مع اُسکے سب ہمراہیون کے رہا کر دیا اور
جشن و رقص و سرود مین مصروف ہوا پھر اُس وزیر پر تزویر نے ایک روز شراب مین بیہوشی ملائی اور خسرو قزاق کو مع تمام صحبت والون کے بیہوش کرکے
گرفتار کر لیا اور تمام شہر کو تاخت و تاراج و قتل کرکے ملکہ ماہ روبانو کو کہ یہ بھی بیہوش تھی اُسی حالت مین اپنے زعم مین جان سے قتل کرکے دروازہ
قلعہ کو مقفل کیا اور آج تیسرا دن ہی کہ وہ وزیر یہان سے سب مال و اسباب نقد و جنس خسرو قزاق اور رعایائے شہر کا لیکے سمت مرادکوہ چلا گیا ہم
سب خواصین اور مصاحبین بخوف جان ملکہ ماہ رو کو دامان کوہ مین لیجا کے چھپے بیٹھے تھے آپ کی تشریف آوری کا حال سُنکے ابھی وہان سے نکلے ہین
اور استغاثہ وزیر مرادشاہ کے ظلم و تعدی کا کرتے ہین بقول شخصیکہ شعر کجا روم چہ کنم بر در کہ روآریم ٭ بجز تو کیست کہ چشم کرم از و داریم ٭ خاور سپاہ
نے یہ حال خسرو قزاق کا سُنکے بکمال غیظ و غضب اُس عورت سے کہا کہ ایک گھوڑا اگر کہین سے میری سواری کے لیے ملجاتا تو کیا خوب بات
تھی ماہ روبانو نے شرمگین ہوکر عرض کی اے شہریار چند گھوڑے ایسے ایسے تحفہ با در فتار تین دن سے بے آب و دانہ طویلہ مین بندھے کھڑے
ہین اور بسبب تشنگی اور گرسنگی کے اپنی جان توڑ رہے ہین اُنکے دانہ اور گھاس کی خبر کون لے ہم سب تو اپنی بلا مین آپ مبتلا ہین شاہزادہ
قاسم نے فرمایا کہ انہین سے ایک مرکب تیز رفتار ہمارے لیے لے آؤ اور باقی تم باطمینان تمام قلعہ کے دروازے کا قفل توڑ کر اندر جاکے بیٹھو
اپنے زخمون مین ٹانکے دلواؤ صحت کی تدبیر کرو انشاءاللہ تعالی اگر حیات مستعار میری اور خسرو قزاق کی باقی ہی تو وہ ابلیس نہاد وزیر اگر بارگاہ مرادشاہ
مین بھی پہونچ چکا ہوگا تو بحول و قوت پروردگار اگر وہین جاکے مع مرادشاہ اُسکو بسزائے اعمال نہ پہونچاؤن اور گوشمالی قرار واقعی دون
تو نام اپنا خاور سپاہ نہ رکھون ماہرو بانو یہ سنتے ہی شاہزادہ قاسم کا دیکھکر بیتابانہ اور بے اختیار قدمون پر گر پڑی اور بصد عجز و انکسار کہنے لگی کہ
اے شہریار ہرگز ہرگز یہ خیال دل مین نہ لائیے مرادکوہ پر جانے کا زنہار قصد نہ کیجیے مرادشاہ تین لاکھ سوار کا مالک اور فرمانروا ہی اور جو یہی منظور خاطر
اقدس ہی تو ایک خط اپنے عم بزرگوار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کو کہ وہ صاحب تیغ و علم ہی چار باغ مالک حرمان دلکشا مین بھیجیے کہ وہ
آپ آئینگے یا اپنی فوج کو بطور اعانت کے بھیجدینگے پھر کچھ اندیشہ اور خوف نہین آپ مرادکوہ کیجانب عزم کرین شاہزادہ خاور سپاہ نے یہ کلام ماہرو
بانو کا سُنکے نہایت درہم و برہم ہو کر کہا کہ اے ماہ رو اگر تو عورت نہوتی تو تجھے ابھی قتل کرتا مگر مجبور ہون کچھ تجھے نہین کہہ سکتا قسم ہی مجھکو اپنے خالق
کی مین عہد طفولیت سے تاحال کبھی بجز ذات خدا کے کسی سے اعانت طلب نہین کی اور مین بدیع الزمان سے تو تاوقتیکہ رشتہ حیات میرا منقطع
نہین ہوتا کبھی مدد نہ چاہونگا یہ کہکے قاسم اُٹھ کھڑا ہوا اور بیٹھ قاش زین پر مرکب کو سمت مرادکوہ گرم عنان کیا اور بعد طی مراحل و قطع منازل
اُسی دن چار گھڑی رات گئے شہر مرادکوہ مین داخل ہوا اور دروازہ بارگاہ مرادشاہ پر گھوڑے سے اُتر پڑا اور پیادہ پا تیغ پلارک کو چار انگل میان
سے کھینچے بسم اللہ کہکر اندرون بارگاہ قدم رکھا دیکھا کہ مرادشاہ تخت پر بیٹھا ہی اور گرد و پیش قریب سو سوا سو مصاحبین اور مقربین گردن کش
مسلح اور مکمل دنگلون پر بیٹھے ہوئے ہین شاہزادہ خاور سپاہ نے باواز بلند کہا السلام علیک سلام من بدین محفل بر آن کسے باد کہ داند خدا
یکے است و رسول او برحق جتنے بارگاہ نشین تھے مع مرادشاہ اُن سبھون نے تو کچھ جواب نہ دیا کچھ متعجب و پریشان ہوکے سمت شاہزادہ خاور سپاہ
دیکھنے لگے مگر غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی علیک السلام اتنی دیر مین قاسم مانند برق لامع چمک کر برابر مرادشاہ کے پہونچگیا اور تیغ پلارک
میان سے کھینچکر بر سر مرادشاہ رکھدیا اور فرمایا کہ اے مرادشاہ اگر زیست اپنی چاہتا ہی تو اسیوقت خسرو قزاق کو زندان خانے سے طلب
کرکے میرے ہمراہ کردے اور جو ذرا تو نے کچھ عذر و حیلہ کیا تو پھر تو نہوگا یہ کہکے تخت پر زانو بڑھاکر مرادشاہ کو پکڑ کے بیٹھ گیا مرادشاہ عیب ادب

زبر سے شاہزادہ خاور سپاہ کے شکل تھا سب جہان جیسی صورت سے پیچھا ملیدا اسی طرح سے اسکی صورت رہ گیا اتنا تو کہا کہ کوئی جاکے جلد خسرو
قزاق کو زندانخانہ سے لاؤ اور باقی جتنے محفل نشین اسکے تھے سبھی تو سب ہان ہان کر کے شمشیرین تلوارین پکڑ پکڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ
شاہزادہ قاسم مرادشاہ کو پکڑ کے بیٹھ گیا تب وہ سب بخیال اسکے کہ اگر تم ابھی ہمنے یہان سے جنبش کی تو یہ شخص ہمارے بادشاہ کو مار ڈالیگا جہان
جہان بیٹھے تھے عاجز اور مجبور ہوکر خاموش بیٹھ رہے اور عذر معذرت کرنے لگے بلکہ سبھون نے بزاری سے زندان خانے مین جاکے خسرو قزاق
کے طوق و زنجیر کٹوا دیئے اور بعزت اور آبرو و دلجوئی اور خاطر داری خسرو قزاق کو روبرو مرادشاہ کے لائے مرادشاہ نے شاہزادہ خاور سپاہ سے
کہا کہ لو صاحب خسرو قزاق حاضر ہیں اور خسرو قزاق نے جو شاہزادہ خاور سپاہ کو برابر مرادشاہ کے ایک تخت پر بیٹھا دیکھا وہین یہ شعر
پڑھتا ہوا مجرے کو جھکا شعر امروز مبارک است عالم ❊ کافتاد نظر برین جام جم ❊ صد شکر خدا ہے آسمان را ❊ کاخر بدر آمد از در عالم ❊ اوسکے بعد
عرض کرنے لگا کہ اے شہریار ایک سو کئی رفیق میرے یہان زندان خانے مین میرے ساتھ آ کے قید ہوئے ہین مرادشاہ نے کہا کہ اے کمبختو ان لوگون
کو کیون نہ لائے جلد لاؤ چنانچہ وہ لوگ بھی سب اسی زندان خانے سے نجات پا کے آگئے اسوقت شاہزادہ قاسم نے فرمایا کہ اے مرادشاہ حالا در حق
پروردگار عالم چہ ارادہ داری مصرع راستی موجب رضائے خداست ❊ اگر سچ سچ مافی الضمیر اپنا تو نے بیان کیا تو خیر ورنہ ایک ضرب مین
ابھی تجھے جہنم واصل کرتا ہون مرادشاہ نے دست ادب باندھ کر عرض کی کہ اے شہریار تھوڑی دور پر ایک پہاڑ جبال قضا نام ہے سلسلہ اسکے
ایک میدان وسیع الفضا ہے اور اس میدان مین ایک غار ہے اور گرد اسکے جواہرات کی ایک گردانی ہے اور چار طرف بہت سے درخت ثمردار سایہ
گستر ہین انکے نیچے ایک کرسی جواہر نگار بچھی ہے اس پر ایک معشوقہ ہاتھ مین ایک نفیر لیے بیٹھی ہے جو کوئی اس غار کے قریب جاتا ہے تو دو دن بعد
اسی غار سے ایک مشکی گھوڑا نکل کے اس درخت کے گرد جہان وہ معشوقہ کرسی بچھا کے نفیر طلائی ہاتھ مین لیے بیٹھی ہے چکر مارتا ہے اور وہ
معشوقہ اسے دیکھکر وہی نفیر طلائی بجاتی ہے کہ چرند اور پرند جانور سب آکے جمع ہو جاتے ہین اور ناچتے ہین اور جتنے پتے درخت کے ہین وہ سب
بصورت ساز آوازین دیتے ہین بعد دم بھر کے وہ معشوقہ پھر اس نفیر طلائی کو بجاتی ہے کہ اسکی نفیر کی آواز سنکے وہ گھوڑا اس نو
وارد شخص کو لیکے بسوے آسمان پرواز کرجاتا ہے اور پھر ابدالآباد تک اس سوار کا کچھ حال نہین معلوم ہوتا کہ وہ گھوڑا اسکو کہان لے گیا اور کیا
ہوا اے شاہزادہ خاور سپاہ مین نے سنا ہے کہ آپ کے دادا جان زلزلۂ قاف ثانی ہیں یہان حلال مشکلات عالم مشہور و معروف ہین اور نیز
آپ بھی گلدستہ باغ ابراہیمی گل گلزار صاحبقرانی موصوف ہین اگر یہ عقدۂ لاینحل مجھپر حل کر دیجیے کہ وہ معشوقہ کیا بلا ہے اور وہ غار کیسا ہے
اور وہ گھوڑا اس سوار کو لے کے کہان مفقود الخبر ہو جاتا ہے تو جو کچھ آپ فرماتے ہین بجان و دل قبول کر دون اور مع تمام اپنے عزیزون
اور یگانون اور فوج و سپاہ کے مسلمان ہو جاؤن شاہزادہ خاور سپاہ نے یہ حال مرادشاہ سے سنکے کہا کیا مضائقہ مجھے وہ پہاڑ اور وہ
میدان اور وہ غار چلکے دکھلاؤ مرادشاہ نے کہا بہت خوب یہ کہکے شاہزادہ قاسم کو اپنے ہمراہ لیکے اس پہاڑ کی طرف چلا اور خسرو قزاق
بھی ہمراہ شاہزادہ قاسم کے ہوا جبکہ قاسم اور خسرو قزاق مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے اس پہاڑ پر غار کے قریب پہونچے تب شاہزادہ
قاسم مرادشاہ اور خسرو قزاق سے رخصت ہوکر اس غار کے دروازے پر جہان وہ معشوقہ نفیر طلائی ہاتھ مین لیے کرسی پر بیٹھی تھی پہونچا
اور بسم اللہ کہکے اس غار مین کود پڑا اور تیسرے دن ایک مشکی گھوڑا اس غار سے باہر نکلا اور جس درخت کے نیچے وہ معشوقہ نفیر نواز
بیٹھی تھی اسکے گرد چرخ مارنے لگا ناگاہ اس معشوقہ نے ایک مرتبہ نفیر طلائی کو بجایا کہ ہزارون چرند اور پرند وہان آکے جمع ہوگئے اور
تمام پتے اس درخت کے مثل ساز طنبور صدائین دینے لگے اور وہ جانور ناچنے لگے دوسری مرتبہ اس معشوقہ نے نفیر بجائی تو سبھون
نے دیکھا کہ دونون طرف دامن زین اس گھوڑے کے بصورت پرون کے نمودار ہوگئے تیسری مرتبہ اس معشوقہ نے نفیر کو بجایا تو وہ گھوڑا شاہزادہ
قاسم کو لیکر پرواز کنان بسوے آسمان جاکے غائب ہوگیا خسرو قزاق شاہزادہ خاور سپاہ کو مفقود الخبر ہوجاتے دیکھکر سر زنان
اور سینہ کوبان شیون و شین کرنے لگا اور ایک خیمہ وہان استادہ کرا کے منتظر شاہزادہ قاسم کا رہنے لگا اب حال یہان کا سنیے
کہ قاسم نے دیکھا کہ مین اس گھوڑے پر سوار ایک صحرا بے حد لق و دق مین چلا جاتا ہون اور اس جنگل مین بہت سے گھر بنے ہین اور ہر ایک گھر

مین ایک ایک آدمی بیٹھا ہو اور ہر گھر کے دروازے پر ایک قبر کھدی ہو قاسم گھوڑے پر سے اُتر کے ان آدمیون کو بغور دیکھنے لگا حسب اتفاق ہمایون بن شداد کو بھی وہان ایک گھر مین بیٹھا دیکھکر ادھر سے قاسم اور اسطرف سے ہمایون بن شداد بیتاب ہو کے دوڑے دونون جوش محبت سے خوب لپٹ کر رو دیے قاسم نے پوچھا کہ ای ہمایون بن شداد یہہ کیا مقام ہو اور یہہ قبرین کیسی ہین ہمایون بن شداد نے کہا ای شہریار یہہ طلسم ہو ہر چہارشنبہ کو کئی ہزار گھوڑے پرواز کرتے یہان آتے ہین جو کوئی اس جنگل مین وارد ہوتا ہو گھوڑا اسکو اڑا کے اس میدان مین پہونچا دیتا ہو اور اس میدان مین ایک گنبد ہو دروازہ اسکا ہمیشہ بند رہتا ہو جسوقت گھوڑا کسی سوار کو یہان لاتا ہو اسوقت اس گنبد مین سے ایک سوار زرہ پوش نقابدار نکلتا ہو اور اس نو وارد سوار کو اپنے روبرو بلا کے کشتی لڑتا ہو اور آن واحد مین اسکو وہ نقابدار زرہ پوش گنبد مین پکڑ لیجاتا ہو اور بعد تین دن کے لاش اس سوار کی تابوت مین رکھکے باہر لاتا ہو اور انھین قبرون مین دفن کرکے چلا جاتا ہو قاسم یہہ حال اس طلسم کا ہمایون بن شداد سے سنکے ایک ہفتہ وہان مقیم ہوا جب دوسرا چہارشنبہ آیا تو جہان اور دس بارہ جوان نو وارد گھوڑون پر سوار اس میدان مین آئے وہان شاہزادہ خاور سپاہ مالک قاسم بھی اسی گھوڑے پر سوار میدان مین آکے قایم ہوا دیکھا کہ وہی نقابدار زرہ پوش اوس گنبد سے نکلا اور پہلے قاسم ہی سے مقابلہ ہوا اور پھر بھر زور کرکے نقابدار نے قاسم کو پکڑ لیا اور اندرون گنبد لیجا کے دروازہ گنبد کا بند کر لیا اور مفقود الخبر ہو گیا آگے دیکھیے کیا ہو

اب شمہ داستان گنجاب علیہ اللعن و العذاب کا بیان کیا جاتا ہو

کہ جسوقت لشکر گیا ہو ر شون آشام شکست فاش کھا کے لاش اسکی لیے بھاگ کے شہر سنجان مین گنجاب کے پاس پہونچا اور رسالدار اور فوج وغیرہ نے سارا حال از ابتدا تا انتہا مفصلاً بیان کیا گنجاب نہایت مغموم و مکدر ہو کر کہنے لگا کہ لشکر حمزہ کی روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہو اب بجز اسکے کہ مین خود لشکر کشی کرون اور چار باغ پر جا کے کام اسکا تمام کرون کوئی چارہ نہین ابھی گنجاب یہی کہہ رہا تھا کہ سامنے سے مروارید غلطان بھائی مرجان کا آیا اور گنجاب سے کہنے لگا کہ یا پیغمبر مرسل آپکو خداوند تعالٰی نے ہیجدہ ہزار عالم باختر مین اپنا پیغمبر مرسل کر دیا آپ کا یہہ رتبہ اور مرتبہ نہین ہو کہ ہر ایک ادنی پر لشکر کشی کرین اور تشریف لیجائین خانہ زاد کو اگر حکم ہو تو بدیع الزمان کو مع ... یا ملکہ کو ہر ملک کو یا اگر موقع ہوگا دونون کو پکڑ لائے گنجاب نے کہا و ہانتک کیونکر پہونچیگا اور کیونکر پکڑ لائیگا مروارید غلطان نے عرض کی کہ کل مجکو بوقت دربار جب خانہ زاد واسطے مجرے کے حضور مین آئے تو آپ خانہ زاد کو دیکھکر یہہ فرمائین کہ انھین نمکحرامون نے میرے خانہ دولت کو برباد کیا ہو ہر وقت کے گرگ بغل مار آستین یہی چلبساز دو چار مفتری نظرون مین چڑھے ہوے ہین اسوقت خانہ زاد کچھ گستاخانہ جواب دیگا حضور درہم و برہم ہو کر حکم دین کہ ہان کوئی حاضر ہو اس بدذات کو گردن پکڑ کے بارگاہ سے باہر نکالدو غلام پھر کچھ اور گفتگو کریگا آپ ناراض ہو کر یہی فرمائین کہ جلاد سے گردنیان دیکھے یہان سے نکالدو بس غلام روتا ہوا اور یہہ کہتا ہوا کہ خیر غلام ابتک تو نمکحرام نہ تھا مگر جب سرکار مجھے نمکحرام جانتی ہو تو اب عذر اور خوشامد کرنا کیا ضرور اب چاہیے آپ مجھے گردن مارنے کا حکم دین مگر مین اب ضرور جا کے شاہزادہ بدیع الزمان کی کفش برداری کرونگا اور مسلمان ہو جاؤنگا بارگاہ سے نکل کے چار باغ کی سمت روانہ ہونگا آپ کی بارگاہ مین اکثر خفیہ نویس بدیع الزمان کے ہین وہ یہہ وقائع ضرور لکھینگے جب بدیع الزمان کو فوراً میرے اسلام لانے کا یقین آجائیگا مین وہان پہونچکے چند روز بظاہر مسلمان بنکے رہونگا جسوقت کہ موقع ہوگا بیہوش کرکے پکڑ لاؤنگا گنجاب نے ہنسکے کہا کہ تدبیر اور عیاری تو خوب ہو بشرطیکہ بن پڑے غرض وہ دن گذر گیا روز دوم جب سب سردار بارگاہ مین گنجاب کی واسطے مجرے کے گئے اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر جا کے بیٹھے سب بار معمور ہو چکا اسوقت مروارید غلطان بھی گیا اور مجرا کیا گنجاب نے منہہ پھیر لیا اور سردارون کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہہ مروارید غلطان بڑا بدذات ہو انھین دو چار نمکحرامون نے میرا گھر برباد کر دیا مرجان تیز رفتار اسکے بڑے بھائی نے کیسی نمکحرامی کی ہو کہ تم سب صاحب دیکھتے ہو بدیع الزمان کی رفاقت و شراکت مین کیسی کیسی حرکتین نالائق کر رہا ہو پھر یہہ کون ہو آسی بدذات کا چھوٹا بھائی جو اس سے نہ وہ تعجب ہو مروارید غلطان نے عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل نوکر نمکحرام نہین ہوتا خاوند اور مالک نمکحرام کر دیتے ہین آپ کی سرکار مین کسی کی آبرو نہین جو آپکے جی مین آتا ہو وہ بیساختہ فرماتے ہین

اسی باعث سے اکثر اشخاص یہان سے برگشتہ خاطر ہو کے بدیع الزمان کے پاس چلے گئے اور یقین ہو کہ جس سے آپ ایسی دلشکنی و رنجش کی گفتگو کرینگے وہ برخاستہ خاطر ہو کے بدیع الزمان کے پاس چلا جائیگا گنجاب نے نہایت درہم برہم ہو کر کہا کہ او مروارید بذات بکرام کیا جھک مارتا ہے اور بکتا ہے تو بھی چلا جا تجھے کسنے روکا ہے مروارید غلطان نے کہا بس یا پیغمبر مرسل اب زیادہ کچھ زبان مبارک سے نہ فرمائیگا مین نے کون سی گمراہی کی ہے اور جو آپ چلا جا بار بار فرماتے ہین تو پھر دیکھیے کہ مین بھی جا کے مسلمان ہو جاؤنگا اور بدیع الزمان کے پاس جہان میرا بھائی مرجان ہے اگر وہ مجھے جوتیان مار کے بھی رکھیگا تو اپنی بات کی تیح پر ہمان بیزار ہونگا گنجاب نے یہ تقریر مروارید کی سنکے حکم دیا کہ ہان اس دریدہ دہن کو گردنیان دیکے خوب سا مار کے بارگاہ سے باہر نکال دو اور خبردار پھر کوئی اسے اندر نہ آنے دے لوگون نے مروارید غلطان کو گردنیان دیکے ہاتھ پکڑ کے گنجاب کے روبرو سے ہٹا دیا اور بپاس لحاظ سنجابی عیار کے زیادہ مار پیٹ تو نہین کی مگر ایک طمانچہ مار کر کہا کہ خبردار اب بارگاہ مین قدم نہ رکھنا مروارید غلطان روتا اور یہ کہتا ہوا بہت خوب پیغمبر مرسل آپ نے تو اب مجھے ذلیل کر کے اپنی بارگاہ سے نکلوا دیا تو یہی میرا نام مروارید غلطان کہ مین بھی اب بذریعہ اپنے بھائی مرجان کے شاہزادہ بدیع الزمان ہی کی خدمت مین جا کے مسلمان ہو جاؤنگا اور اسکی نعلین برداری مین اپنی عمر بسر کرونگا غرض جسوقت کہ مروارید غلطان نالہ شیطان یہ عیاری کر کے بارگاہ گنجاب سے نکلکر سمت چار باغ ملک حرمان دیوکش چلا گیا تو علقمہ اضطرلابی نے یہ حال مروارید غلطان کا مفصلاً لکھکر خفیہ بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت روانہ کر دیا اور قبل از پہونچنے مروارید کے وہ پرچہ وقائع کا بنظر شاہزادہ نامور گذرا شاہزادہ عالی مقام نے حال پرچہ کا پڑھ کے مرجان تیز رفتار کو طلب کیا اور فرمایا کہ مرجان تیرا کوئی بھائی مروارید غلطان بھی ہے مرجان نے کہا فی الحقیقت غلام کا چھوٹا بھائی مروارید ہے مگر بڑا فیلسوف اور مکار ہے شاہزادہ عالی مقدار نے فرمایا کہ ای مرجان اب تو اسکو نرا نہ کہنا کس لیے کہ کچھ گفتگو اس سے اور گنجاب سے درمیان مین آئی اور گنجاب نے اسے ذلت دلوا کے بارگاہ سے نکلوا دیا وہ یہ کہکر کہ اب مین شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس جا کے مسلمان ہو جاؤنگا یہان آتا ہے تو اسکی بڑی خاطرداری اور دلجوئی کر کے میرے پاس لانا مرجان تیز رفتار نے نہایت سراسیمہ اور مضطر ہو کے عرض کیا کہ شہزادۂ عالم حق تعالی حضور کو ہزار سال بعید جاہ و جلال سلامت باکرامت رکھے مروارید غلطان کی بدذاتیون اور مکاریون سے حضور آگاہ نہین میری عقل ناقص مین یہ جنگ زرگری اسکی خالی از حکمت نہین اسمین بھی اسنے کوئی عیاری ہی پیش خود تجویز کر کے گنجاب سے بگاڑ کیا ہوگا فقط اسکا جعل اور فریب معلوم ہوتا ہے غلام تو کبھی اسکے اسلام لانے کا اعتبار نہ کریگا اور اپنی طرف سے کبھی غلام کو اطمینان نہ ہوگا مگر تعمیل ارشاد کے حکم کی ازبسکہ واجبات ہے جسوقت وہ آئیگا خانہ زاد موافق ضمیر اسکا دریافت کر کے حسب الحکم جو کچھ غلام سے ہو سکیگا تو فرق نہ ہوگا یہ کہکے مرجان چار باغ سے باہر نکلکر چار طرف دیکھ رہا تھا کہ سامنے سے مروارید غلطان گریبان دریدہ ننگے پاؤن روتا ہوا نمودار ہوا اور مرجان تیز رفتار کو دیکھکر اور زیادہ پیچین مار مار کے رونے لگا اور دوڑ کر مرجان سے لپٹ گیا مرجان نے پوچھا کہ خیر باشد ای مروارید کیا ہے بیان کر مروارید نے تمام حال بیان کیا مرجان نے کہا مصرع این راکہ گو کہ ترا آشنا سبب مروارید غلطان از راہ مکاری گریہ و زاری کر کے پاؤن پر مرجان کے گر پڑا اور کہنے لگا کہ ای بھائی اگر مجھسے کبھی کوئی حرکت خلاف ظہور مین آئے تو آپ مجھے اسیوقت جوتیان لگوا کے یہان سے نکلوا دیجیگا مگر آپ مجھے اپنا بھائی نہین یہی غلام سمجھکر وہ کلمہ ارشاد کیجیے کہ مین مشرف باسلام ہون اور بقیہ عمر بخدمت شاہزادہ عالی مقام بسر کرون مرجان نے کہا کہ دیکھ ای مروارید مین تو تیرے عجز و انکسار سے تجھے اسیوقت بحضور شاہزادہ نامدار لیجا کے ملازمت کرا دیتا ہون اگر تو بصدق دل اسلام قبول کریگا اور بدل تحقیق اطاعت اور خدمت میں شاہزادہ والا مرتبت کی حاضر رہیگا تو لو یا فیہا دیکھنا کیا رتبہ تیرا ہو جائیگا ورنہ جیسا تو کریگا اسکا ویسا عوض پائیگا میں کچھ جانتا ہونگا مروارید غلطان لاکھون قسمین جھوٹی کھانے لگا اور منتین اور خوشامدین کر کے کہنے لگا کہ ای بھائی میرے ایسا خون تمکو بخل کیا اگر کوئی حرکت مجھسے ہو تو اسی وقت مجھے تم قتل کرنا غرض یہ کہ چار ناچار مرجان تیز رفتار بہت سی گفتگو ان بیکار کر کے اپنے ہمراہ بحضور شاہزادہ عالی اوج لے گیا اور مروارید غلطان بڑی لسانی اور چرب زبانی سے ہزارون دعائین شاہزادہ عالی مقام کو دیکے اور یہ کہنے لگا شعر ہر جبینم لا لیتہ در گاہ سلاطین الھید یا امید یہ شاہان [illegible] عجب با گر بشو از دگر ارا گاہ ہے یہ لگا ہے اور لورا اسکے سارا حال بیان کر کے متعد وا اسلام ہوا شاہزادہ

والا اسنے کلمہ شہادت تلقین کیا مروارید غلطان نے بظاہر اسلام قبول کیا اور ہر وقت اسی فکر و تدبیر مین رہتا تھا کہ ذرا کہین موقع پاؤن تو شاہزادے
اور گوہر ملک کو پکڑ لیجا کے پیغمبر مرسل کے پاس پہونچا دون القصہ اسے اسی فکر و تردد مین چھوڑئیے اور حال شاہزادہ یار اقبال کا سنئیے کہ شاہزادہ
بدیع الزمان نے چارباغ مین ایک بارگاہ استادہ کرائی ہے اور معمول یہ رکھا ہے کہ کبھی ماہ گوہر ملک کے پاس شب کو جاکے استراحت فرماتا ہے اور کبھی شب کو
بارگاہ مین رہجاتا ہے کبھی کسی رفیق کے خیمہ مین اور کبھی کسی رفیق کے خیمہ مین چنانچہ آج محسن بن گیاہور کے خیمہ مین شب کو استراحت فرمائی ہے چونکہ
یہ بد ذات محسن بن گیاہور بھی ازراہ فریب و دغا مسلمان ہو کر منتظر کمین وقت کا تھا اسروز جو شاہزادہ عالیمقام نے اسکے خیمہ مین آرام فرمایا
وہ نالایق نہایت اپنے دلمین خوش ہو کر تجویز کر رہا تھا کہ کیا تدبیر کرون جو کام شاہزادہ عالیمقام کا تمام کرون حسب اتفاق فضل بن گیاہور خون
آشام کہ اسکو سب بھائیون کیطرف سے تو دلجمعی اور طمانیت تھی فقط اس بد ذات محسن بن گیاہور کیطرف سے فضل ہمیشہ اندیشہ ناک رہتا تھا
اور مطمئن نہ تھا اور جسدن کہ محسن بن گیاہور کے خیمہ مین شاہزادہ عالم تشریف لاتا تھا فضل بھی ہمراہ رہتا تھا اسروز کوئی پہر رات گئے اسی فکر و
اندیشہ مین فضل جو اپنے خیمہ سے اٹھا تو محسن کے خیمہ مین آیا دور سے اسنے دیکھا کہ محسن بن گیاہور شمشیر بکف ادہر اُدہر ٹہل قدمی کرتا دیکھتا ہو
کچھ گھبرایا سا پھرتا ہے فضل یہ رنگ ڈھنگ اور تیور محسن کے دیکھکر بخیال مآل اندیشی قریب خیمہ جاکے سراپردہ کی آڑ مین کھڑا ہو رہا اس عرصہ مین
آدھی رات کا عمل ہوا ناگاہ فضل نے دیکھا کہ محسن نے چراغ اور شمعین سب گل کر دین یہ دیکھکر فضل جلدی سے خیمہ مین جاکے ایک ستون کی آڑ
پکڑ کے کھڑا ہو رہا دیکھا کہ محسن تلوار کھینچے بہ تہیہ قتل شاہزادہ بدیع الزمان چاہتا ہے کہ اپنا وار کرے کہ برابر سے فضل نے بچستی تمام ایک تیغہ دوال کمر اس
نالائق کی مارا کہ مثل خیار تر دو پرکالے ہو کر لاش اس جہنمی بدمعاش کی زمین پر گری فضل نے جلدی سے اسکی لاش کو اٹھا کے ایک بہت بڑے قالین کے
نیچے دبا دیا اور وہان سے پلٹ کے تلوار اپنی اٹھا کے چاہتا تھا کہ خون اسکا کسی کپڑے سے صاف کر کے میان مین کرے از بسکہ تاریکی نہایت تھی
فضل نے جو تلوار اٹھائی تو پیچھے اسکے دیوار مین دو کنول دیوارگیری کے نصب تھے پشت تلوار کی کنولون مین لگی دونون کنول ٹوٹ گئے انکے جھناٹے
سے آنکھ شاہزادہ عالم کی کھل گئی دیکھا کہ کوئی شخص تلوار کھینچے میرے سر پر کھڑا ہے بیساختہ مثل شیر غران نیچے پلنگ پر سے جست کر کے ایک طمانچہ جو اسکے گلے
پر مارا تو فضل چرخ مار کر فرش پر گرا اور شاہزادہ والاقدر نے چھاتی پر چڑھ بیٹھ کے تلوار چھین لی اور مشکین باندھکر آواز دی کہ ارے کوئی روشنی لاؤ دیکھو اس
شخص نے تلوار ماری تھی خدا نے مجھے محفوظ رکھا یہ سنکے چارطرف سے لوگ دوڑ پڑے اور فراش و مشعلچی فانوس بردار روشنی لیکر حاضر ہوئے دیکھا کہ وہ
اشجع دہر نہایت خشمگین پلنگ پر بیٹھا ہے اور فضل بن گیاہور کی مشکین بندھی ہوئین برابر پلنگ کے خاموش اور خود فراموش سرنگون کھڑا ہوا
علی الاتصال اشک آنکھون سے بہا رہا ہے شاہزادہ نامور نے فرمایا کہ ابھی اس ناحق شناس کو لیجاکے گردن مارو چنانچہ صبح ہو چکی تھی حسب الحکم شہزادہ عالم
کے جلادون نے آکر رسا گلے مین فضل کے ڈالدیا اور بیرون چارباغ لیجاکر باندھ نکبت کا چبوترہ ڈال فلاکت کا اوپر بٹھلا دیا اور چاہتا تھا کہ قتل کرے حسب اتفاق
جہان فضل بن گیاہور نے لاشہ خون چکان محسن بن گیاہور کا لاکر زیر قالین چھپا دیا تھا وہان کسی فراش کا جو پاؤن پڑ گیا تو وہ گیلا گیلا
دیکھکر اچھلکر علیحدہ جا کھڑا ہوا اور قالین کو جو اسنے اٹھایا تو لاشہ خاک و خون آغشتہ محسن بن گیاہور کا نظر آیا تب اسنے سراسیمہ پکار کر کہا کہ صاحبو دیکھنا
یہان قالین کے نیچے کوئی ایک لاش کسی کی دبا کے ڈال گیا ہے لوگون نے وہان جاکے جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ لاش محسن بن گیاہور کی ہے شدہ شدہ
یہ شور و غل شاہزادہ بدیع الزمان نے جو سنا تو وہان قدم رنجہ فرماکے دیکھا کہ واقعی محسن بن گیاہور ہے فوراً ایک کھٹکا شاہزادہ والاگہر کے دلمین
گذرا اور فرمایا کہ ارے ہان کوئی جاکے دیکھو کہ فضل بن گیاہور کو جلادون نے ابھی قتل تو نہین کیا اگر زندہ ہو تو جلاد کو ممانعت کرو کہ خبردار ابھی
ارادہ اسکے قتل کا نہ کرے چارطرف سے لوگ چلاتے ہوئے دوڑ پڑے کہ او جلاد دست خود را نگہدار خبردار ابھی فضل پر تلوار نہ مارنا از بسکہ ترک
جوشن پوش کو فضل سے محبت دلی تھی یہ بیتابانہ باغ سے نکلکر قریب فضل کے آیا ترک جوشن پوش نزدیک آتے ہی فضل بن گیاہور
سے پوچھا کہ ای بہادر مجھے اسوقت نہایت تحیر اور استعجاب ہے کہ تو ہزار جان سے عاشق زار نام کا شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے تھا یہ کیا ماجرا
درپیش ہوا اخدا لقد بیان کر اور یہ لاش محسن بن گیاہور تیرے چھوٹے بھائی کی زیر قالین کسنے دبا کے چھپائی ہے فضل نے ایک آہ جگر سے
کھینچکے کہا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ؎ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ؎ کیا کہون جو کچھ رسوائی اور روسیاہی

منشی تقدیر اور کاتب ازل نے بروز دیوان قضا میری لوح جبین پر کلک قدرت سے ترقیم کردی تھی وہ ظہور میں آئی اور تمام ماجرا ہو بہو بیان کیا
تمام رفیق اور مصاحبین شاہزادہ والا تمکین کے گریہ و بکا کرنے لگے اور ترک جوشن پوش نے یہ مقدمہ بحضور شاہزادہ عالم بیان کیا شاہزادۂ
والا قدر مجرد سننے کے نہایت محجوب اور نادم ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور فضل بن گیا ہور خون آشام کو جا کے اپنے گلے سے لگایا اور آبدیدہ ہو کر
کہا اے فضل بن گیا ہور الانسان مرکب من الخطاء والنسیان مجھسے غلطی ہوئی اب تو بدل عفو کر آج سے تو بجاے میرے بھائی کے ہے فضل
گیا ہور یہ خطاب خداوندانہ شاہزادہ عالم کے دیکھکر زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا تھا قصہ مختصر شاہزادہ علی وقار فضل کو اپنے ہمراہ لیکر چار باغ میں جہاں
بارگاہ استادہ کرائی تھی صدر جاہ و حشمت پر متمکن ہوا جشن عیش و طرب میں مع فضل بن گیا ہور خون آشام اور ترک جوشن پوش اور
ارباب اختری وغیرہ اپنے مصاحبوں اور ہمنشینوں کے مصروف ہوا وہاں ملکہ گوہر ملک کہ خیال اسکے کہ آج باری شاہزادہ عالم کے تشریف
لانے کی ہے اپنے مکان میں تیاری بزم نشاط اور محفل انبساط کی حسب معمول کر کے انتظار میں شاہزادہ عالیمقدار کے بیٹھی تھی آخر یہ اسی تصور
میں بیٹھے بیٹھے دو پہر رات تک جاگا کی بعد اسکے سو گئی مردار بدفلطان بھائی مرجان عیار کا یہ بھیس جو کئی دن سے اسی گھات میں رہتا تھا
ایسے ملکہ کو غافل عالم خواب میں اور تمام انیسوں جلیسوں مصاحبوں خواصوں کو خود غلط اور محض بے خبر پڑے سوتے دیکھا جھٹ پٹ کفچۂ عیاری
میں دارو ے بیہوشی رکھکر ملکہ کو سنگھائی ملکہ بیہوش ہو گئی یہ باندھ لشتارہ ملکہ کو لیے بذریعہ کمند کے دیوار چار باغ کے نیچے اترا اور شلنگیں کرتا جستیں بھرتا
سیدھا سمت شہر سنجان روانہ ہوا یہاں شاہزادہ بدیع الزمان جو مع مصاحبوں اور جان نثاروں کے بارگاہ میں بیٹھا جشن دیکھ رہا تھا
کوئی پہر بھر رات پچھلی باقی تھی کہ آنکھوں میں غنودگی معلوم ہونے لگی اسوقت محفل سے برخاست کر کے پلنگ پر تشریف لیگیا اور ذرا آنکھ جھپک
گئی تھی تو خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ کتا ملکہ گوہر ملک کو پکڑے لیے جاتا ہے فوراً اٹھا اور نہایت بیتاب ہو کر اندرون محل تشریف لیگیا
فضل بن گیا ہور اور مرجان تیز رفتار پاؤں کی آہٹ پا کے چونک پڑے اپنے شاہزادہ والا گہر خواب بیان کر کے سمت محل قدم زن
ہوا تو یہ بھی ساتھ ساتھ قریب دروازۂ قصر آئے اور جونہیں شاہزادہ عالم نے دروازے کے اندر قدم رکھا تو ملاحظہ کیا کہ چار طرف محل میں
اندھیرا پڑا ہے مرجان تیز رفتار نے جلد ہی سے فتیلہ عیاری روشن کیا اور ہمراہ شاہزادہ عالیجاہ اندرون محل جا کے خواصوں ملازموں وغیرہ کو
پکار کر کہا کہ ارے اسقدر غافل سوتی ہو ذرا ہوشیار ہو کے دیکھو شاہزادہ عالم تشریف لائے ہیں آمین شاہزادہ والا قدر نے چار قدم آگے بڑھ
کے پلنگ پر دیکھا کہ ملکہ نہیں ہے شاہزادہ عالی مقدار نے خواصوں سے پوچھا کہ ملکہ کہاں ہے سبھوں نے دست بستہ عرض کی حضور ملکہ تو یہیں پر
آرام فرماتی تھیں اب پھر تو یہ حال تھا کہ شاہزادہ با اقبال کو عجب طرح کا رنج و ملال پیدا ہوا اور قریب تھا کہ اس صدمہ جانکاہ سے قصد
اپنی ہلاکت کا کرے ناگاہ مرجان تیز رفتار نے بعد تفحص بسیار جو خیال کیا تو فرش پر پتہ الٹی نشان مردار بدفلطان کے پاؤں کا دیکھکر
واویلا کرنے لگا اور اپنا سر پیٹ کے کہنے لگا کہ شہریار غضب ہو گیا مردار بدفلطان ملکہ عالم کو بہ عیاری لشتارے میں باندھکر لے گیا ہے اسی کے پاؤں
کا نشان معلوم ہوتا ہے شاہزادہ بدیع الزمان یہ حال سنکے گریاں و نالاں محل سے برآمد ہوا اور فضل بن گیا ہور خون آشام سے یہ سب ماجرا گزشتہ
بیان کی فضل نے عرض کی کہ شہریار آپ بیتابی اور بیقراری اور اشکباری نہ فرمائیں یہاں سے سنجان کیطرف جانے کی تین راہیں ہیں
ایک راستہ تو جنگل کا ہے اور ایک راہ سمت کوہستان ہے اور ایک یہ شاہراہ گذرگاہ سپاہ ہے اب حضور بسم اللہ کہکے سوار ہوں اور جنگل کی راہ سے
بتلاش اس بدمعاش کے تشریف لیجائیں اور غلام سمت کوہستان متلاشی اسکا جاتا ہے اور مرجان تیز رفتار شاہراہ پر اسکے تعاقب میں
جاے جس شخص سے اسکا سامنا ہو جاے بلا تامل جسطرح وہ ہاتھ آئے اسے قتل کرے یا گرفتار کر کے ملکہ عالم کا لشتارہ اس سے چھین لاوے
غرض یہ تجویز اور مشورہ قرار دے کے سب اپنی اپنی راہ پر چلے اول ان اول فضل بن گیا ہور کا حال سنو یہاں سے گھوڑا سرپٹ ڈالے کوہستان
میں چلا جاتا تھا کہ تھوڑی سی رات باقی تھی کہ دامن کوہ سے کسی نے یہ آواز بلند کہا کہ باش اے شخص تو کون ہے اور اسوقت اس تنہائی اور عجلت
سے کہاں جاتا ہے فضل بن گیا ہور نے کچھ جواب نہ دیا جسطرح گھوڑا ڈالے چلا جاتا تھا آگے چلا ناگاہ دیکھا کہ ایک نقاب دار سوار کی کمال
کی نقاب منھ پر ڈالے نہیب دیتا ہوا کہ ہاں خبردار آگے قدم نہ رکھنا پہلے بیان کر کہ تو کس وجہ نام خواندت بہ در کدامی مقام داشتہ

تو کون ہے کسکا نوکر ہے کہاں جاتا ہے یہ اور چند قدم آگے بڑھا تھا کہ پھر اس نقابدار نے نہایت درہم و برہم ہوکر آواز دی کہ اے مردک میں نے
دو مرتبہ بآواز بلند تجھسے پوچھا کہ تو کون ہے اور تو نے کچھ جواب نہ دیا جب فضل بن گیاہور نے یہ کلمہ سخت سنا سوچا کہ اس نقابدار نے مجھے
مردک کہا ایکبار غیظ میں اپنے مرکب سے کود پڑا اور تلوار پکڑ کے پکار کر کہا کہ اے نقابدار گمنام تجھے میری تحقیق حال اور اس قیل و قال سے کیا کام ہے کہ
واللہ اعلم بالصواب میں کسکا ہوں کہاں جاتا ہوں یا کوئی ہوں تو نے مجھے کیوں مردک کہا یہ کونسی شرافت ہے یہ کہتا ہوا برابر نقابدار کے گیا
اور چمک کر ایک ضرب تیغ بر سر نقابدار لگایا چاہتا تھا نقابدار پلنگینہ پوش نے چمک تلوار کی دیکھکر بسہولیت تمام بازو کو تلوار کی بچاکے بند دست
فضل بن گیاہور خون آشام کا پکڑ لیا اور تلوار فضل کے ہاتھ سے چھین کر فضل کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر جا بیٹھا فضل بن گیاہور نے یہ
خواری اپنی دیکھکر بہ کمال گریہ و زاری ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ کلمہ زبان پر لایا کہ افسوس صد ہزار افسوس اے شاہزادہ عالم شعر زہر غم ہجر تو
بجان کارگر افتاد و امید وصال تو بروز دگر افتاد یعنی اے بار یار زیارت اقدام عالی کی اس غلام جان نثار کو کہاں نصیب ہوگی نقابدار پلنگینہ پوش نے
پوچھا کہ وہ شاہزادہ عالم کون ہے جسکے درد دوری میں تو یہ کلمات یاس اسوقت اپنی زبان پر لایا فضل نے کہا اے نقابدار میں غلام ہوں شاہزادہ
بدیع الزمان نامدار کا کچھ اسوقت اتفاقیہ کار ضروری میرے آقا نامدار کو درپیش تھا کہ اسکے واسطے میں جاتا ہوں اثنائے راہ میں یہ سانحہ ہوا اب
کیا لطف مجھے اپنی زندگی کا ہے صبح صد خندہ مرگ بر جبین زندگیست کہ وہاں تو کام اپنے ولی نعمت کا مجھسے نہو سکا اور یہاں ایسی تہمت فاش میں نے
اٹھائی جبکہ نقابدار پلنگینہ پوش کو ثابت ہوا کہ یہ شخص فضل بن گیاہور خون آشام رفیق اور جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان عالی مقام کا
ہے گھبرا کے فضل کی چھاتی پر سے اتر پڑا اور اپنا خنجر فضل بن گیاہور کے ہاتھ میں دیکر بعد از عذر خواہی بسیار کہنے لگا کہ اے بہادر اب میں تجھسے
التجا کرتا ہوں کہ تو یہ خنجر مجھے مار میں نے اپنا خون تجھے معاف کیا کس واسطے کہ میں نے آجتک بجز ہوا خواہی اور خیر اندیشی شاہزادہ بدیع الزمان
کبھی کوئی بات خلاف اسکے مزاج کے ایسی نہیں کی جسمیں اسکے دشمنوں کو رنج پہونچے مگر آج بسبب لاعلمی کے میں نے تجھپر زیادتی کی ہے
سو تو اگر بمضمون اس آیہ ربانی کے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین میرے جرم نادانستہ کو عفو کرے تو یہ ہے الطاف اور مہربانی
تیری ورنہ اگر تیرا جی چاہے اسکی تلافی مجھسے کرلے میں برضا و رغبت بلا اکراہ و اجبار موجود ہوں فضل نے یہ کلام معذرت انجام سنکے کہا کہ اے نقابدار کیا مضائقہ
اگر تو نے نادانستہ یا دانستہ مجھپر زیادتی کی میں نے بدل و جان معاف کی اور سارا حال مروارید غلطان کا کہ گوہر تاج کو لیجاتے اور بتلاشی ملکہ مرجان
تیز رفتار کے شاہزادہ باوقار اور اپنے نکلنے کا بیان کیا اور کہا کہ اسکی تلاش میں ایک طرف میں اور ایک طرف مرجان عیار اور ایک جانب خود شاہزادہ
والا مناقب روانہ ہوا ہے بس نقابدار پلنگینہ پوش نے فضل کو اپنے گلے لگا لیا اور بہت سی خاطرداری اور دلجوئی کرکے ایک تلوار تحفہ فضل کو
اور ایک کمان زرافشان واسطے شاہزادہ بدیع الزمان کے دی اور کہا اب تو یہاں سے چار باغ کو پھر جا اسطرف کوئی عیار ابھی تک نہیں گیا مگر دو
طرف جاکے تلاش کر اور میں اسی عیار کی تلاش میں سوار ہوکے جاتا ہوں بس یہ کہکے فضل کو رخصت کیا اور نقابدار پلنگینہ پوش بھی سوار
ہوکے بتلاش مروارید غلطان ایک سمت کو چلا جاتا تھا اب حال مرجان تیز رفتار کا سنیئے کہ جنگلوں میں پھرتا اور جستجو کرتا چپ و راست دیکھتا غور کرتا
چلا جاتا تھا وہ وقت ہے کہ اب گریبان سحر چاک ہو گیا اور روشنی صبح کی بخوبی نمایاں ہوئی تو اسنے دور سے دیکھا کہ مروارید غلطان پشتوارہ بدوش
اور بار پشتارہ سے شل ہوکے پشتارے کو ملکہ گوہر تاج کا تو ایک درخت کے نیچے رکھ دیا ہے اور آپ کھڑا دم لے رہا ہے نہایت خوش ہوکے وہیں
مرجان نے آواز دی کہ باش اے بدذات اب کہاں میرے ہاتھ سے زندہ و سالم بچکر جائیگا مروارید غلطان نے یہ آواز مرجان تیز رفتار کی سنکے
جو پلٹ کر دیکھا کہ اکیلا مرجان تیز رفتار عیار آتا ہے جلدی خنجر کی ہاتھ میں لیکر مقابلہ مرجان آیا اور آتے ہی برس پڑا طرفین سے خنجر زنی ہونے
لگی آخر کار ایک مقام پر مرجان اسکی ضرب کو خالی دیکر لپٹ گیا اور زمین پر پچھاڑ کے چاہتا تھا کہ خنجر سے مروارید غلطان کا سر قلم کر ڈالے یکایک
مروارید غلطان نے نیچے سے چپکے مرجان کے پیٹ میں اور اسطرح سے ملی کہ مرجان عیار شدت ایذا اور درد سے بیتاب ہوکر
اسکی چھاتی پر سے علٰحدہ گر پڑا اور بیہوش ہو گیا اسوقت مروارید غلطان نے بدطبعی تمام اسکی چھاتی پر چڑھکے خنجر گلے پر مرجان کے
رکھ دیا اور چاہتا تھا کہ رگ گلے اور مرجان کو ذبح کر ڈالے کہ پشت پر سے ایک آواز ہولناک کان میں آئی کہ باش روست

خود زانگا ہدار خبر سردار مین آپہونچا مروارید غلطان نے یہ آواز سنکے جو پلٹ کر دیکھا کہ ایک نقابدار پلنگینہ پوش شمشیر بکف اور نیزہ بدوش بہ کمال جوش وخروش گھوڑا ڈالے مجھے للکارتا چلا آتا ہی گھبرا گیا اور ہاتھ پانون پھول گئے کانپنے لگا اس عرصہ مین نقابدار نے برابر پہونچکر پوچھا ارے تو کون ہی اور کس جرم پر اسکو تو ذبح کرتا ہی مروارید غلطان سمجھا کہ یہ نقابدار کوئی دوست اور طرفدار سنجیر مرسل کا لقا پرست ہی کہنے لگا کہ اے نقابدار میرا نام مروارید غلطان ہی اور مین بیٹا سنجانی عیار کا اور خانہ زاد سنجیر مرسل کا ہون ایک شخص دشمن خداوند لقا بدیع الزمان نامے اس ملک مین وارد ہوا ہی چنانچہ اسکا قصہ بہت طویل ہی خلاصہ یہ کہ وہ ملکہ گوہر مالک پیغمبر زادی کو اغوا کرکے پائیں در سحر قصر پیغمبری سے نکال لیگیا تھا سو آج شب کو مین حسب الحکم گنجاب کے ملکہ کو بہزار سعی و جہد عیاری کرکے واسطے جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ خداوندزادے کے چار باغ سے چرائے لیے جاتا تھا یہ اُس بدیع الزمان کا عیار آکے سد راہ ہوا تھا مین نے ناچار ہوکے مقابلہ اُسکا کیا اور بڑے زور اور جہد سے اسکو پچھاڑا ہی نقابدار نے مرجان تیزرفتار سے پوچھا کہ تو بیان کر یہ کیا کہتا ہی مرجان تیزرفتار نے کہا کہ واقعی میرا نام مرجان ہی مین غلام شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کا ہون یہ میرا چھوٹا بھائی ہی عیاری کرکے میرے پاس آیا اور منت وخوشامد کرکے مجھسے کہا کہ مین مسلمان ہونگا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کی کفش برداری مین رہونگا ہرچند کہ اس ملعون دغاباز کا اعتبار مجھے نہ تھا مگر حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے اسکو مسلمان کیا یہ چندروز تو رہا بعد اسکے آج شب کو فرصت پاکے اُسنے ملکہ کو کہ ناموس میرے آقا کی ہی بیہوش کرکے پشتارے مین باندھا اور لے نکلا پہر رات باقی ہوگی کہ اُسوقت شاہزادۂ عالم نے خواب پریشان دیکھکر محل مین جاکے ملکہ کو جو پلنگ پر نہ پایا تو بفضیب عدا آقاے ولی نعمت میرا مخبر سبب تھا کہ آپ کو ہلاک کردے مین نے جو خیال کیا تو اُسکا نشان قدم پہچانا اور بہ مشورۂ فضل بن گیا ہور خون آشام کہ وہ بھی ایک غلام عقیدت کیش میرے ولی نعمت کا ہی ایک طرف تو مین ایکطرف فضل بن گیا ہور خون آشام ایکطرف شاہزادۂ عالی مقام اسکی تلاش مین چلے اُن دونون صاحبون کا تو حال مجھے کیا معلوم مگر مین نے یہان آکر اسے دیکھا اور مقابلہ اور مجادلہ کرکے اسے دے مارا تھا اپنے نیچے سے ہاتھ بڑھا کر میرے بغلے ملے مین بیہوش ہوکر گر پڑا یہ مجھے ذبح کیا چاہتا تھا خدا ہی بحضرت نے تجھے پہونچا دیا نقابدار نے یہ روداد سنکے کہا کہ او مروارید غلطان جلد اسکی چھاتی پرسے اُتر اور یہ کہکے نیزہ مروارید کی جانب سیدھا کیا مروارید سراسیمہ ہوکر مرجان کی چھاتی پر سے اُٹھکر کھڑا ہوا چاہتا تھا کہ بھاگے مرجان نے بجستی تمام اُسے خنجر سے ذبح کر ڈالا اور جلدی سے پشتارہ ملکہ گوہر ملک کا لے کے سمت چار باغ ملک حیران دلوکش چلا نقابدار پلنگینہ پوش نے پھر ہرچند کہا کہ مرجان ذرا ٹھہر جا بات تو سن مرجان نے دست بستہ دور ہی سے عرض کی کہ اے نقابدار ہرچند کہ تو محسن میرا ہی لیکن یہ مقدمہ نمک حلالی کا ہی اسوقت اب مین ٹھہرنے کا نہین یہ کہکے جسطرح جسے کہ ہوائی گنج سے یا تیر ازہ شنگ سے نکل جاتا ہی دو چار جستون مین نقابدار پلنگینہ پوش کی نظرون سے غائب ہوگیا اور بدلجمعی تمام و باطمینان مالاکلام چار باغ مین آکے داخل ہوا اور ملکہ کو پشتارے مین سے نکالکے فیتلۂ رفع بیہوشی کا دیا ملکہ کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی اُسوقت سارا حال از ابتدا تا انتہا مرجان تیزرفتار نے بیان کیا ملکہ نے سجدات شکر بجناب باری ادا کرکے زر وجواہر بہت سا اپنے اوپر سے تصدق کیا اور ہزارون مساکین اور محتاجین کو کھانا تقسیم کیا اب دوری شاہزادۂ بدیع الزمان مین اپنی خواصون اور مصاحبون سے جی بہلا رہی ہی اسکو تو یہین چھوڑ دیجیے۔ ؛

اب شمہ حال شاہزادۂ بدیع الزمان با اقبال کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ شاہزادۂ بدیع الزمان چار باغ سے نکلکر جو اپنے مرکب کو گرم تاز کیے تبلاش مروارید غلطان روانہ ہوا تو تمام صحرا چپ وراست دیکھتا ہوا طی کرکے وہ پہر رات پچھلی اور چار پہر دن اور تین پہر رات اسی جستجو وتلاش مین رہا دوسرے روز پہر رات باقی تھی کہ کسل راہ سے ایک درخت کے نیچے گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور زمین پر زین پوش بچھاکے چاہا کہ دم بھر استراحت کرلون تو پھر کسی طرف جاکے ڈھونڈھون وہین لیٹ رہا از بسکہ دو شبانہ روز کچھ خاصہ تناول نہین فرمایا تھا اور کسل راہ سے سستی اور نیند کی شدت تھی سو گیا قضا کار سنجانی عیار باپ مرجان تیزرفتار و مروارید غلطان کا بالا دوہی سے پھرا ہوا شہر سنجان کو جاتا تھا اسنے جو شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار کو وہان اسدرجہ غافل پڑا دیکھا تو جلدی سے دارو بیہوشی کہ پچھ عیاری مین رکھتے سنگھائی شہزادہ بیہوش ہوگیا اسنے جھٹ پٹ چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کے لینے کاندھے پر رکھا اور اسی

گھوڑے پر شاہزادۂ نامور کے سوار ہوکے سمت سنجان روانہ ہوا ابھی کوئی دو کوس نہین پہونچا تھا ناگاہ دو رستہ ایک تتق گرد کا نمودار ہوا یہ خیال دور اندیشی اسی جگہ ایک درخت کے نیچے چھپ رہا جب وہ گرد بیٹھی تو اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان ایک لاکھ بیس ہزار سوار کا آگے آگے علم اور نشان اُنپر تعریف لقا خدائے باختر کی تحریر کی ہوئی اور سب سے آگے بڑھے ہوئے دو نوجوان نہایت وجیہ و شکیل مسلح اور مکمل گھوڑون پر سوار چلے آتے ہین سنجانی عیار نے خوب غور سے جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ دونون جوان گنجاب کے بھانجے سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین ہین جائل ہین بارگاہ نشین لقا خدائے باختر ہین شاید لشکر نامور گنجاب کی ملاقات کو آتے ہین درخت کی آڑ سے نکل بھیکے مع لشتارہ چند قدم آگے جاکے سعد و سعید جرگہ نشین کو سلام کیا دونون بہت خوش ہوئے اور احوال صحت و سلامتی گنجاب اور تمام شہر سنجان کا پوچھنے لگے کہ اے سنجانی ہمنے سنا ہے کہ کوئی شخص بدیع الزمان پسر حمزہ یہان وارد ہوا ہے اور آتے ہی ایک تلاطم لشکر گنجاب مین ڈالدیا ہے سنجانی عیار نے جواب دیا کہ فی الواقع ایک بدیع الزمان دوسرا قاسم ہے ان دونون نے چند روز سے حملے کرکے ہزارون لقا پرستون کو مار ڈالا اور ہزارون گھر ویران کردیئے ہر روز ایک ہنگامۂ تازہ برپا رہتا ہے تمام شہر تہ و بالا ہوگیا ہے آپ ذرا دو چار گھڑی کیواسطے یہان ٹھہر جائین تو غلام سارا حال مفصل بیان کرے ان دونون نے کہا کیا مضائقہ ہے کو خداوند باختر نے اسی مہم پر واسطے مدد گنجاب کے روانہ کیا ہے یہ کہکے اسی میدان مین اپنا خیمہ استادہ کراکے دونون اُتر پڑے اور مع سو سوا سو اپنے مصاحبون اور ہمنشینون کے اندرون خیمہ جاکے داخل ہوئے مسند پر بیٹھکر سنجانی سے پوچھا کہ اب مفصل ماجرا بیان کر سنجانی عیار نے کہا کہ یہ داستان بدیع الزمان از بسکہ نہایت طویل ہے مین سر دست کب تک کہتے کہونگا مگر مختصر مطلب یہ ہے کہ مین آج شب کو بالادہی کرکے شہر سنجان کیطرف پھرا ہوا جاتا تھا اثنائے راہ مین کوئی مع ساٹھ ستر ہزار سوار کے بدیع الزمان کہین گیا تھا وقت مراجعت مجھسے مقابلہ ہوگیا مین نے اسے ایک نشانچہ مار کر مشکین باندھ لین اور لشتارہ کاندھے پر رکھے بخدمت پیغمبر مرسل لیئے جاتا تھا کہ آپ دونون صاحبون سے ملاقات ہوگئی سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین نے یہ حال جو سنا تو نہایت خوش ہوکر کہنے لگے کہ ہان ذرا لشتارہ کھولکر بدیع الزمان کی صورت تو ہمین دکھلاؤ سنجانی عیار نے لشتارے سے شاہزادہ عالم کو کھولکر روبرو سعد اور سعید کے رکھدیا وہ دونون جاہ و جلال اس با اقبال کو دیکھکر کہنے لگے اے سنجانی یہ شخص بیہوش و خاموش کیون پڑا ہے کیا تونے بیہوشی دیکر اسے لشتارے مین باندھا ہے سنجانی نے کہا جی ہان پھر انھون نے کہا ذرا تو اسکی بیہوشی رفع کردے تاہم اس سے دو چار باتین پوچھین سنجانی عیار نے کہا کہ صاحبزادہ یہ بدیع الزمان سحر جان ہے اس سے جہان کسی نے دو باتین کین پھر وہ اسکا کلمہ پڑھنے لگتا ہے اور سوا اسکے اگر اب اسکو ہوشیار کردونگا تو پھر یہ گرفتار نہو سکیگا اگر یہی مرضی ہے تو پہلے بہ غل و زنجیر اسے خوب گرفتار کیجیے بعد ازان مین اسکو فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کردونگا سعد و سعید جرگہ نشین نے حالت بیہوشی مین ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق کمر مین خار دار لٹوا کے اشارہ کیا اور سنجانی نے فتیلہ رفع بیہوشی کا دیا ساتھ ہی چھینک آئی اور شاہزادہ عالم کی آنکھ کھل گئی اپنے دیکھا کہ مین مطوق اور مسلسل فرش خاک پر بیٹھا ہون اور سامنے میرے دو بادشاہ تاج شاہی بر سر و چار قبہ شاہنشاہی در بر سپرین تلوارین آگے رکھے سریر سلطنت پر بیٹھے ہین گرد و پیش بہت سے سردار سپرین تلوارین پکڑے دنگلون کرسیون پر بیٹھے ہوئے میری طرف دیکھ رہے ہین شاہزادہ عالی مقام نے یہ حال اپنا دیکھکر بطریق دین اسلام باواز بلند کہا کہ سلام من درین محفل بر آن کسے باد کہ خداوند خدا یکے ست و دین پیغمبر او برحق ست کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر غیب سے ایک آواز آئی علیک السلام اسیوقت سعد و سعید جرگہ نشین نے نہایت برہم و برہم ہوکر حکمدیا کہ ہان اسے لیجاکے جلادون کو حوالے کردو کہ قتل کرین حسب الحکم ان دونون کے جلادون نے آکے ڈال زنجیر گلے مین اس شاہزادہ والا گہر کو لشکر مین لیجاکے باندھ نکبت کا چبوترہ ڈال کر فلاکت کا بوریہ تیغہ آبدار کو سنگ سیہ چٹاکے خط کو ٹیکے کا گردن پر شاہزادے کی کھینچ دیا اور چہار طرف مجمع تماشائیون کا دیکھکر بآواز بلند کہا ایہا الناس خلق خداوند ہجدہ ہزار ملک لقا خدائے باختر کی اور ملک پیغمبر مرسل گنجاب مین گنجور بن ملک حیران دیو کش کا حکم ہے سعد اور سعید جرگہ نشین دونون گنجاب کے بھانجون کا وہ شخص جلاد ہے واسطے اپنے پیٹ پالنے اور اہل و عیال کی پرورش کے یہ پیشہ جلادی کا کرتا ہے شعر سلطنت سلطان کنند قہر باد بر جلاد نیست ؛ مرغ را دانہ بالا شد طعنہ بر صیاد نیست ؛ اے شاہزادۂ عالی وقار بدیع الزمان نامدار مشہور دنیا مین ذرا دیکھ ہوسناک تماشا ؛ پھر نہ کہیو کیا دیکھے گا تو خاک تماشا وہ کل کی بات ہے

کہ تو صاحب جاہ وحشم مالک تیغ وعلم اشجع وبہر ضیغم ہیجا ہے کارزار گنج بخش حکم فرمائی لاکھ سوار کا تھا آج گردش لیل ونہار اور انقلاب زمانہ نا ہنجار
اور گردون غدار سے زیر تیغ خاک پر بیٹھا بحسرت نگران ہے اور کوئی دم کا اس سرای فانی میں مہمان ہے جو کچھ تجھے کھانا پینا وصیت اور نصیحت کرنا
کسیکو کہنا سننا ہو وہ اپنے دل کی حسرت نکال لے بعد دم بھر کے پھر یہ ٹھنڈا پانی اور ٹھنڈی ہوا تجھے کہاں نصیب ہوگی شاہزادہ عالی جناب
نے جواب دیا کہ اے جلاد مجھے نہ کچھ کھانا ہے نہ پینا نہ کسی کو کچھ پیام دینا ہے نہ کوئی حسرت دنیا میرے جی میں ہے بسم اللہ تو اپنے کام میں مستعد ہو اور
میرے قتل میں اب توقف نہ کر جلاد منتظر دوسرے اور تیسرے حکم کا تھا مگر بقول شخصے دوہا جا کو راکھے سائیاں مار نہ سا کے کوئے بال نہ بیکا
کر سکے جو دو جگ بیری ہوے۔ شعر۔ اگر تیغ عالم بجنبد ز جای :: نبرد رگے تا نخواہد خدای ناگاہ سامنے سے ایک گرد پیدا ہوئی تیرہ وتیرہ وخیرہ خیرہ
سر گرد بہ آسمان رسید وپاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان وپیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا دیکھا کہ رستم خان بن گنجاب سپاہ تنومند کہلائی ملکہ گوہر مالک کا نہایت خوش جمال صاحب جاہ وجلال اشجع میدان کارزار
مہراب دل رستم صولت بڑا بہادر نامدار منظور نظر مقرب خاص لقا ہے مشرک خدا کا ہے آئینہ جو شہرہ شجاعت اور ہمتی شاہزادہ بدیع الزمان
گرد لشکر شکن کا بطول خداوندی لقا میں ہر خاص وعام سے سنا تو ہزار جان ودل مشتاق شاہزادہ آفاق کا ہو کر ایک لاکھ اسی ہزار سوار
سے حسب الحکم لقا کے شہر سنجان کیطرف آتا ہے باپ گنجاب کے پاس آتا تھا خبرداروں نے سعد وسعید جرگہ نشین کو خبر دی کہ شہزادہ یعنی رستم خان
بن گنجاب آتا ہے سعد وسعید جرگہ نشین رستم خان کی خبر سنکر خیمہ سے باہر نکل آئے اور استقبال رستم خان بن گنجاب جو چند قدم آگے بڑھکر گئے
تو اسنے ہجوم اور دھوم تماشائیوں کی اور زیر تیغ جلاد اس شاہزادہ عالی نژاد کو بیٹھا دیکھکر پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اور کس جرم پر اسکو قتل کرتے
ہیں سعد وسعید جرگہ نشین نے رستم خان سے صاحب سلامت کر کے کہا یہ جو آپنے سنا ہو بدیع الزمان گرد لشکر شکن وہ یہی شخص ہے رستم خان نے
پوچھا کہ یہ کیونکر گرفتار ہوا سعد وسعید جرگہ نشین نے جواب دیا کہ سنجانی عیار نے ایک طمانچہ مار کر گھوڑے پر سے اسکو گرا دیا اور لپشتارہ باندھکر
لیے جاتا تھا اثناے راہ میں ہمسے ملاقات ہوگئی ہمنے اسکو اپنے خیمہ میں بلا کے فتیلہ رفع بیہوشی کا دلوایا اور ہوشیار کر کے چاہا اس سے کچھ بات
کریں کچھ پوچھیں کہ اسنے ہوشیار ہوتے ہی نام نادیدہ خدا کا لیا اس جرم پر ہم اسکو قتل کرتے ہیں رستم خان نے کہا کہ اے بدیع الزمان ایسی
زور وطاقت پر تو دعوی شجاعت اور ہمتی کرتا تھا کہ ہمارے لشکر کے ایک عیار نے تجھے طمانچہ مار کر مشکیں باندھ لیں اور پکڑ لایا اب تقاضا سے بہتر
یہ ہے کہ نادیدہ خدا کی پرستش چھوڑ دے اور خداوند ہیجدہ ہزار عالم لقا خدا سے باخبر کر اپنا خالق جانکے اور ربوبیت کا اسکی اور عبودیت کا اپنی مقر ہو کر
اسکے سجدہ کر میں تیرے سب جرم وخطا اپنے ہمراہ لیجا کے بادشاہان سے معاف کرا دونگا اپنا رفیق بنا لونگا شاہزادہ نامدار نے جواب دیا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین
لکس لعوان نے مجھے طمانچہ مارکے باندھ لیا ہے استغفار توبہ یہ وہ مثل ہے دروغگو کو بر رو ے تو ماجرا یہ ہوا کہ سردار بد غلطان پیا سنجانی عیار کا
عیاری میں میرے بہ بیان آسکے مسلمان ہوا اور کل شب کو وہ ملکہ گوہر مالک کو بیہوشی سنگھا کے عالم غفلت میں لپشتارہ میں باندھکر لیے جاتا ہے جب مجھے
خبر ہوئی تو میں اسکی تلاش میں سوار ہو کے نکلا تھا فلانے مقام پر جب کل رات راستہ میں تھک گیا تو ذرا میں گھوڑے پر سے اتر کے زمین پر لیٹ رہا
سنکے لیٹا سو گیا شاید سنجانی عیار کہیں اسطرف سے آگیا اور مجھے بیہوش کر کے لیچلا بہادر رستم خان نے سنجانی اور سعد وسعید جرگہ نشین کیطرف
دیکھکر کہا کہ یہ کیا حرکت نامردی کی تھی کہ بیہوشی ویکہ سوتے میں اسکو پکڑ لائے اسنے کیا منہ اکثر ہے بدیع الزمان گذشتہ را صلواۃ اب ہم تجھے قید سے
نجات دیتے ہیں مشروط اسپر کہ ہم اور تو کشتی لڑیں اگر تو ہمپر زور کشتی میں غالب آئے تو جو تو کہے ہمکو بجان ودل منظور ہے اور اگر ہم تجھکو
زیر کریں اور تجھپر غالب ہوں تو تو خداوند لقا کی پرستش اختیار کرے ہماری رفاقت قبول کر شاہزادہ عالی مقام نے فرمایا بہتر ہے خداے
عزوجل کو مجھے منظور ہے اگر تم مجھے زیر کرو تو جو تمہارا طریق ہو میں اسکو اختیار کرتا ہوں اور اگر میں تمکو بزور کشتی زیر کروں تو تم کلمہ شہادت
پڑھکے مسلمان ہو جاؤ رستم خان نے کہا اچھا ہمکو بھی منظور ہے یہ کہکے چاہتا تھا کہ قید اسکی کٹوا دے لیکن شاہزادہ والا ہمت نے
للہ الحمد اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پاؤں کی بیڑیاں گلے کا طوق کر کے لشوما نند تار عنکبوت کے توڑ کے ہتھکڑیاں پھینک دیں
اور بسم اللہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا رستم خان یہ زور وقوت شاہزادہ رستم صولت کی دیکھکر دبک گیا اور سنجانی عیار تو اسی وقت باندھ بیٹھا

رنگ پریدہ کے وہاں سے پرواز کر گیا اور یہاں تیاری اکھاڑے کی ہوئی اور رستم خان اور شاہزادۂ بدیع الزمان سے زور کشتی کا ہوا
دوپہر کے عرصہ میں شاہزادۂ عالی شان نے رستم خان کو ڈال کر تر بجیہ میں ہاتھ لنگر اسکا توڑ کر زمین سے اٹھا لیا اور چاہا کہ چرخ دیکر زمین
پر مارے رستم خان نے کہا شعر کسے را کہ مردان بگیرند دست ٭ زپا مالی فوج غم فارغ ست ٭ امیدوار ہوں کہ وہ کلمہ مجھے تلقین کریں جس سے انسان
طاہر ہو جاتا ہے شاہزادہ عالی مقدار نے رستم خان کو بسہولیت تمام زمین پر رکھ دیا اور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا رستم خان از سر صدق کلمہ پڑھ کے
مسلمان ہو گیا بعد ازاں سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین نے عرض کی کہ اے شہریار اب ہم کو یقین اتم ہوا کہ یہ زور و طاقت اور یہ فتح اور
نصرت من جانب اللہ ہے اور فقط یہ تیرے دین اور ملت پاک کی برکت ہے ہمیں بھی یہ بات واجب ہے کہ ہم بھی اسے پڑھ کر اس چاہ کفر و ضلالت سے
نکلیں اور بسر چشمہ ہدایت پہونچیں شاہزادے نے کلمہ ارشاد کیا وہ دونوں بھی کلمہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوئے بعد ازاں رستم خان نے ایک لاکھ اسی ہزار
سواروں سے اور سعد و سعید جرگہ نشین نے اپنے ایک لاکھ ساٹھ ہزار سواروں سے بآواز بلند کہا کہ اے یارو تمنے تو لذت کی لقا پرستی اور کفر و کافری
پہرا در ملت بے بنا دین اسلام قبول کر کے اطاعت و فرمانبرداری شاہزادہ بدیع الزمان کی اختیار کی تمہیں اگر ہماری محبت اور رفاقت منظور ہو تو کلمہ پڑھ کر
مسلمان ہو شعر پھر وہی ہم ہیں وہی تم ہو وہی باتیں ہیں ٭ پھر وہی صحبتیں ویسی ہی ملاقاتیں ہیں ٭ ان تین لاکھ چالیس ہزار سواروں میں سے
دس ہزار کفار بدکار تو ایسے تھے کہ جنھوں نے بخوف جان ظاہر میں تو کچھ نہ کہا مگر آنکھیں چرا کے سر نیچے کیے اپنے اپنے گھوڑوں کو تازیانے مار کے عنان
تک بہ سمت شہر سنجان فرار ہوئے باقی جتنے تھے ان سبھوں نے یہ کہا کہ الناس علی دین ملوکھم جو آقا اور بادشاہ کا دین وہی بندے اور رعایا کا دین
رستم خان بن گنجاب و سعد و سعید جرگہ نشین سے زیادہ عقل و فراست فہم و ادراک ہم لوگوں کو نہیں انھوں نے کچھ اچھا اس دین کو سمجھ کے قبول کیا ہوگا
پس ہمکو پھر اسمیں تامل کرنا عین نادانی اور جہالت ہے سب ایک زبان اور ایک دل ہو کر پکارے کہ اے رستم خان بن گنجاب اور اے سعد و سعید جرگہ
نشین ہم سب مطیع اور فرمانبردار ہیں جو آپ سب صاحبوں نے اس ملت و دین کو پسند کیا تو ہم سب کو کیا عذر ہے وہ کلمہ تلقین کیجیے تا ہم سب بھی اس
کلمہ کو پڑھ کے مسلمان ہوں رستم خان بن گنجاب اور سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین نے بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھا تین لاکھ تیس ہزار سوار کلمہ
پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہو گئے شاہزادہ عالیشان بدیع الزمان مع رستم خان بن گنجاب و سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین اور تین لاکھ
تیس ہزار سواران شجیع روزگار کے سمت چار باغ ملک حرمان دلکش روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرائے ہولناک میں وارد ہوا جہاں ہزارہا
جانوران درندہ اور حیوانات گزندہ مثل شیر نیستان اور اژدہائے آتش فشاں نظر آتے تھے آگے بڑھے ناگاہ دور سے ایک پہاڑ بہت بڑا فلک فرسا
دیکھا اسپر ایک سیاہی نمایاں تھی شاہزادۂ عالیجناب نے رستم خان بن گنجاب سے پوچھا کہ اے رستم خان عجب وحشتناک یہ صحرا اور بیابان کی سرزمین ہے کہ
کچھ بیان نہیں کیا جاتا ایسا وحشت انگیز اور ہولناک پہاڑ بھی کبھی نہیں دیکھا اور اس پہاڑ پر یہ سیاہی کیسی نظر آتی ہے یہ کیا بلا ہے رستم خان اور سعد
جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین نے دست ادب بستہ عرض کی کہ شہزادۂ عالم اس پہاڑ پر ایک قلعہ ہے کہ نام اسکا شکستہ ناک حرمان ہے اور تین طرف
اس قلعہ کے ایک دریائے زخار ساحل ناپیدا کنار ہے اور یہ ایک طرف ادھر جنگل ہے کہ حضور ملاحظہ کرتے آئے ہیں آگے اب تھوڑی دور چل کے
پھر اسقدر راہ دشوار گذار ہے کہ ایک سوار بمشکل نکلجائے تو نکل جائے باقی کیا مقدور اور کیا طاقت کہ کوئی شاہ و شہریار دو چار لاکھ سوار کا لشکر لیکے
دروازۂ قلعہ تک پہونچ سکے چالیس برس کی آمدنی کا روپیہ اور خزانہ ملک سنجان کا اس قلعہ میں دفینہ ہے اہرمن سارنج نامے بھائی گنجاب کا حاکم
اس قلعہ کا مع چالیس ہزار سوار جنگ دیدہ اور کارزار آزمودہ بڑے بڑے بہادر اور تلوریے دلیران عرصہ کارزار کے اسکے اندر رہتا ہے شاہزادۂ عالم و عالمیان
بدیع الزمان یہ استحکام اور انتظام اس قلعہ کا دیکھا اور حال خزینہ و دفینۂ گنجاب کا سنکر نہایت مشتاق سیر اس قلعہ کا ہوا اور رستم خان سے پوچھا کہ
کیوں بھائی کوئی سبیل ایسی بھی ہے کہ ہم ایک نظر اس قلعہ کے اندر جاکے دیکھ آئیں رستم خان نے عرض کی کہ اے شہریار اور کوئی صورت اس
قلعہ میں جانے کی غلام کو نظر نہیں آتی مگر ایک طرح اور ایک تدبیر یہ ہے کہ ابھی غلام کے مشرف باسلام ہونے کا حال اہرمن سارنج کو معلوم نہیں ہے
میں اپنی طرف سے ایک سوار کو بھیجکر اہرمن سارنج کو پیام دیتا ہوں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ قلعہ کی سیر کروں کیا عجب ہے کہ وہ اس بات پر راضی ہو جائیگا شاہزادۂ
عالی مقام نے بہت خوش ہو کر فرمایا کہ تدبیر نہایت معقول ہے پھر اب توقف نہ کرو کیا بھیجو رستم خان بن گنجاب نے ایک اپنے سوار کو بلا کر سکھلا دیا کہ تو

گھوڑا دبائے زیر قلعہ کوہ جا جب وہاں سے لوگ مجھے ممانعت آگے جانے کی کریں تو تو اتنا کہہ دینا کہ شہزادہ رستم خان بن گنجاب مظفر و منصور
خداوند لقا محبوب دعوات خداوند تفریح طبع واسطے اس قلعہ کی سیر کے یہاں آیا ہے اہرمن و سارنج سے کوئی صاحب جاکے اس حال کی اطلاع کرو اگر
جیسا وہ جواب دیں مجھسے آکے کہو کہ میں جاکے اپنے مالک و خاوند سے عرض کردوں چنانچہ وہ سوار رخصت ہوکے بمشقت تمام قریب
اس کوہ کے پہونچا قلعہ کوہ سے کچھ لوگوں نے آواز بلند کہا کہ اے شخص تو کون ہے اسطرف کو آگے نہ آنا اس سوار نے جواب دیا کہ ہمارا آقا ولی نعمت
رستم خان بن گنجاب منظور نظر خداوند بیچارہ ہزار ہا لقا حضرا اے باختر بتفریح طبع اسطرف کو آنکلا ہے آپنے مجھے اہرمن و سارنج قلعہ دار کے
پاس یہ پیام دیکے بھیجا ہے کہ میرا جی چاہتا ہے اس قلعہ کی سیر کردوں آگے جیسا تم جواب دو ویسا میں جاکے کہوں ان لوگوں نے یہاں سے کہا
کہ اچھا تو ٹھہر جا یہ کہکے کسی نے جاکے اہرمن و سارنج سے یہ نقل بیان کی انہنے قلعہ میں سے کہلا بھیجا کہ آپ شہزادے ہمارے اور منظور نظر خداوند
ہیں اور ہم جیسے مطیع اور فرمانبردار پیغمبر مرسل کے ویسے تابعدار آپکے ہیں لیکن محض مجبوری ہے کہ حکم خداوند تو ام گنجاب کا یہ ہے کہ کوئی پیرا بیٹا
پایا پوتا بھی اندرون قلعہ آنے پائے مگر چونکہ ہمکو پاس خاطر آپ کا از بسکہ واجبات ہے تو عرض نہیں کرسکتے تشریف لائیے الا مختصر و طالب شریک کردس بارہ مقام
سے زیادہ ہمراہی آپکے ہمراہ نہو تمام فوج وسپاہ آپکی اس پہاڑ کے نیچے ٹھہر جاوے آپ یہ سیر دیکھ جاویں وہ سوار یہ جواب لیکر وہاں سے پھرا اور
آکے رستم خان بن گنجاب سے سارا احوال بیان کیا شاہزادہ عالی مقام نے فرمایا کہ اے رستم خان دس بارہ سوار بھی ساتھ لیلنا کچھ ضرور نہیں
تم مجھے مصلحتاً اپنا رفیق بنا کے اور دو خدمتگار ہمراہ لیکے جھٹ پٹ قلعہ میں داخل ہوئیے پھر جیسا کچھ ہوگا سمجھ لیا جائیگا رستم خان نے عرض کی کہ اے
شہریار یہ تو غلام سے کبھی نہوسکیگا کہ میں حضور کو اپنا ملازم بناکے لیجاؤں شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ صلاح وقت یہی ہے اگر ہماری خوشنودی
منظور ہے تو ہمارے کہنے پر عمل کرو اور چلو الغرض تمام فوج وسپاہ کوس کوس بھر دور پہاڑ سے علیحدہ کھڑی رہی اور رستم خان مع شاہزادہ
والا تمکین و سعد و سعید جبر گہ نشین تا پایہ کوہ اپنے گھوڑے کو تیز گام کیے پہونچا اور وہاں گھوڑے پر سے اترکے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا اہرمن و سارنج
نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور باہر نکل کے رستم خان بن گنجاب کو مجرا کیا اور عرض کی کہ میں نے آپ سے کہلا بھیجا تھا کہ حضور دس بارہ آدمی
ہمراہ لیکے تشریف لائیں پھر آپ دو خدمتگار اور ایک مصاحب سے کیوں رونق افزا ہوے حضور یہاں عجیب طرح کا نازک مقدمہ ہے خدا نہ عامرہ سرکار کا ا
ور سوا اسکے حکم ناطق پیغمبر مرسل کا یہی ہے کہ کوئی آنے نہ پائے اس باعث سے غلام نے ذرا تامل بھی کیا ورنہ آپکی مخالفت اور مزاحمت جیسی ...
آپ مالک ہیں غرض یہ کہکے رستم خان کو ہمراہ اپنے اندرون قلعہ لے گیا اور شاہزادہ عالیجاہ بھی برابر رستم خان بن گنجاب کے داخل قلعہ ہوا
اہرمن و سارنج نے رستم خان سے بہت سی عذرخواہی کرکے عرض کی کہ حضور آپ تخت پر اجلاس فرمائیں رستم خان نے شاہزادہ عالی جناب کے
روبرو دست بستہ ہوکر عرض کی کہ بسم اللہ شاہزادہ عالی مقدار بسم اللہ کہکے سریر سلطنت پر متمکن ہوا اور رستم خان بن گنجاب اور سعد جبر گہ نشین و سعید
جبر گہ نشین یا ن تینوں شخصوں نے شاہزادہ عالم کو نذریں دیں اہرمن اور سارنج نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر جانا کہ یہ شخص بدیع الزمان ہے اور
رستم خان اور سعد اور سعید جبر گہ نشین کو مسلمان کرکے بہ فریب اس ذریعہ سے اندرون قلعہ پہونچا یا دونوں جھپٹ کر اور اپنی تلواریں کھینچ کھینچ
شاہزادہ عالی وقار پر حملہ آور ہوے شاہزادہ عالم نے چمک تلوار کی جو دیکھی تو بسہولت تمام داہنے ہاتھ سے اہرمن کے اور بائیں ہاتھ سے سارنج کے
بند دست کو مع سپہ گری پکڑ لیا اور ذرا جو فشار دیا تو دونوں کے ہاتھوں سے تلواریں چھوٹ کر علیحدہ جا پڑیں اور زور دست سے اس شاہزادہ
حق پرست کے دونوں منہ کے بھل زمین پر گرے اسوقت شاہزادہ عالم نے اٹھکے دونوں کے کمر بندوں میں ہاتھ ڈالدیا اور لنگر توڑ کے زمین
اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مار کے پیوند خاک کرے کہ وہ دونوں پکارے اے شہریار الامان الامان شہزادہ عالم نے فرمایا کہ امان تب ملیگی
انھوں نے عرض کی کہ جو آپ کے دین کو قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادہ والا قدر نے کلمہ شہادت ارشاد کیا وہ کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگئے شاہزادہ
عالم نے دونوں کو زمین پر رکھدیا وہ دونوں دوڑ کر قدم عالی پر اس شاہزادہ والا گہر کے گر پڑے اور کنجیاں خزانہ کی شاہزادہ عالی القاب کو بطریق نذر دیں
شاہزادہ عالی مقدار نے دونوں کو گلے سے لگا لیا اور وہ کنجیاں پھر انھیں کو حوالے کرکے فرمایا کہ آج تک تم گنجاب کیطرف سے یہاں کے مختار
قلعہ دار تھے اور آج سے ہمنے تم دونوں کو اس قلعہ اور اس گنجینہ و دفینہ کا مالک و حاکم کیا تم دونوں بدستور قدیم اپنے یہاں حکم فرما رہو جو ...

کہ ہم تمکو طلب کریں حاضر ہونا پس یہ حکم دے کے دونون کو رخصت کیا اور آپ مع رستم خان اور سعد و سعید جرگہ نشین قلعہ سے برآمد ہوکر اپنے لشکر
مین داخل ہوا دوسرے روز وقت صبح وہ شہزادہ جلیل الاقتدار سوار ہوا اور رستم خان بن گنجاب اور سعد و سعید جرگہ نشین سے باتین کرتا مع
فوج و سپاہ ابھی کوئی دو تین کوس کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا کہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی اور جب وہ گرد بیٹھی تو دیکھا دو جوان ہزبر توان
قوی ہیکل تنومند نہایت حسین اور خوش شرو مرکبون پر سوار آگے آگے اور پشت پر انکے اسی ہزار سوار کا پرا باندھا سب مسلح اور مکمل تحفہ تحفہ گھوڑے
باساز و یراق مکلل بر زمرق بجواہر تغیرے اُٹھائے اسی طرف کو چلے آتے ہین شاہزادۂ عالیشان نے رستم خان اور سعد و سعید جرگہ نشین سے پوچھا
کہ ذرا دیکھو تو یہ دونون شخص کون ہین انھون نے عرض کیا کہ اے شہریار یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک درۂ کوہ ہے کہ نام اُسکا درۂ خونریز
ہے یہ درۂ کوہ لب دریا نہایت پرفضا قابل سیر کے ہے اور سو فرسنگ تک اس درجے کی اکیجانب تو دریاے زخار ساحل ناپیدا کنار اور تین طرف بڑے
بڑے پہاڑ فلک فرسا اور بیچ مین اُسکے قلعہ فولادی ہے اگر بادشاہ ہفت کشور تمام روے زمین کی فوج و سپاہ لیکر آئے تو بھی وہانتک دخل نہ پائے تین
پہاڑون کے اندر وہ قلعہ ہے طایر وہم و خیال اور کمند فکر کو وہانتک پہونچنا اشکال و محال ہے سوا اسکے اس درے کے اندر ہر ایکطرف ایک ایک درہ اور
ہے اور وہ درے پہاڑون مین ملحق ہین اگر خداوند یکجہ ہزار ملک لقا خدا سے بانتر اپنے چونسٹھ لاکھ سوار و پیادے اور اٹھارہ سو پیغمبران مرسل و نامرسل
اور پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ کو ہمراہ لائے وہان کے دس کی دیون سے آمادۂ رزم پیکار ہوا ور چاہے کہ بدون انکی سازش کے ایک قدم
درے کے اندر دخل کر سکے تو کیا مجال تمام عمر پہاڑون سے سر ٹکرایا کرے یہ دونون بھائی نوجوان جو آگے آگے چلے آتے ہین حاکم اس درے کے
ہین ایک کا نام حارب خونریز اور دوسرے کا نام ضارب خونریز ہے غرضکہ سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین اور رستم خان بن گنجاب
اور تمام سردار اور افسران فوج مع تین لاکھ تیس ہزار سوارون کے بخیال اسکے کہ شاید ہمسے برسر جنگ آتے ہون ہوشیار ہوگئے اور اپنی اپنی
سپرین تلوارین سنبھال کے ہمراہ شاہزادۂ عالی مقام باطمینان تمام آہستہ آہستہ چند قدم آگے بڑھے تھے کہ وہان حارب خونریز اور ضارب خونریز
کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہ فوج و سپاہ شاہزادہ بدیع الزمان کی آتی ہے دونون بھائی اپنے اپنے گھوڑون پر سے اُترکے پیادہ پا اسطرف کو چلے جب قریب پہنچے
تو دوڑکر شاہزادہ عالیجناب کی رکاب ظفر انتساب سے لپٹ کر اقدام عالی چومنے لگے شاہزادۂ عالم یہ کیفیت دیکھکے ہان ہان کرکے گھوڑے پر سے کود
پڑا اور دونون کو اپنی چھاتی سے لگاکر پوچھا صاحبو تم اپنا حال بیان کرو دونون نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار ہم دونون بھائی درہ خونریز کے
حاکم ہین شب کو عالم خواب مین ہمنے دیکھا کہ درۂ آسمان شق ہوگیا اسمین سے ایک تخت مکلل اور مغرق بجواہر پر ایک بزرگ نورانی صورت قدسی سیرت کو
بٹھائے چند ملائکہ دوش بدوش لیے ہوے زمین پر اُترتے چلے آتے ہین پھر ہمکو جلوۂ جمال باکمال اس فرشتہ تمثال کے دیکھنے کی تاب نہ رہی
آنکھین جھپکلین ناگاہ ایک آواز ہمارے گوش زد ہوئی کہ اے بہادرو خواب غفلت سے چونکو اور ذرا آنکھ کھولکے جانب چپ دیکھو اور مآل اعمال
نیک اور افعال بد کا خیال کرکے بازپرس فرداے قیامت سے ڈرو اور عذاب الیم و نار جحیم سے خائف و ترسان ہوکے کفر و کافری سے عذر کرو یہ
صداے غیب سنکے ہم دونون نے آنکھ کھولکر دست چپ کو جو دیکھا تو ایک مکان نظر آیا اشجار سیاہ و تنگ چون قار درۂ قیر متاع ساکنانش
غل و زنجیر و درش بستہ بقفل نا امیدی نہ دیدہ غرۂ صبحش سفیدی کلامین از زمین تا آسمان شعلے آگ کے بلند ہین اور ہزارون مغضوبان
بارگاہ ایزدی پڑے جلتے ہین ہم دونون بیتاب ہوکر پکارے مصرع وقنا ربنا عذاب النار ساتھ اسکے دوبارہ یہ صدا ہمارے کانون مین آئی کہ
اب تم دونون دست راست کو دیکھو ہمنے سمت راست جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک باغ آراستہ ہے شعر برتر از زمین جنتم انجم ندیدہ برادج فلک ہم گیتی
شنیدہ ہواے روح پرور اور فضاے دلچسپ سے وہان کی ہم دونون کے ہوش و حواس درست ہوے پھر جو غور کیا تو اُسمین سیکڑون مکان اور
قصر عالیشان لعل شب چراغ اور گوہر شاہوار اور یاقوت احمر اور زمرد اخضر کے بنے ہوے تھے اور نہرین آبخورہ گوار کی جاری تھین پانی اُنکا مثل آب مروارید
صاف و شفاف موج زن تھا طیور خوشرنگ و خوش الحان لحن داؤدی نغمہ سرا اور زمزمہ پیراے حمد و سپاس اُس خالق جز و کل خداے عزوجل
کے ہین اکثر مومنین سجادے بچھاے عبادت الٰہی مین مشغول ہین سیکڑون حوران سمنبر جام شراب کوثر ہاتھون مین لیے اُنکی پرستاری مین
حاضر ہین ہم دونون بھائیون نے یہ تماشا خلد و نار کا دیکھکر اُن بزرگوار سے پوچھا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین اور وہ مکان

جہان شعلے آگ کے سر بفلک کشیدہ ہین اور ہزارون آدمی آگین پڑے جلتے صد گونہ عذاب مین مبتلا ہین کیا ہے اور یہ باغ جہان یہ فضا اور
یہ ہوائے جانفزا ہی اسکا کیا نام ہی اُن پاک طینت نے فرمایا کہ صاحبو میرا نام تو ابراہیم ہی اور وہ جحیم ہی واسطے مشرکین اور منافقین کے اور یہ باغ
بہشت ہی واسطے اہل دین اور مومنین کے تب ہمنے گھبرا کے پھر عرض کیا کہ یا حضرت ہم اس نار جحیم اور عذاب الیم سے کیونکر مفر پائین اور اس باغ مینو مثال
مین کسطرح جائین اُن مقدس نے ارشاد کیا کہ تم دونون کلمہ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہو اور شکل صبحکو اس درے سے باہر نکل کے دیکھو کہ ہماری
اولاد مین سے ایک شاہزادہ کہ نام اُسکا شاہزادہ بدیع الزمان گردنشکر شکن ہی قلعہ شکستہ ملک حرمان کو مسخر کرکے مع رستم خان بن گنجاس
اور سعد اور سعید اور تین لاکھ تیس ہزار سوار کے یہان آیا ہی اُس سے تم دونون سعادت ملازمت حاصل کرکے اسکے ہمراہ جہاد کرو بس یہ سنتے ہی ہم دونون
بھائیون کی آنکھ جو کھل گئی تو ہمنے پھر اُن بزرگ کو تو نہ دیکھا مگر تمام مکان ہمارا معطر تھا تب ہم اپنے دلمین یہ سوچ کر کہ اگر یہ خواب ہمارا سچ ہی تو لا شک
اور لاریب ہمکو زیارت شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت کی نصیب ہو گی اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو کر اسطرف کو چلے تھے سو الحمد للہ والمنۃ کہ شرف ملازمت
حضور سے افتخار دارین حاصل کیا شہزادے نے کلمہ شہادت انکو تلقین کیا وہ دونون بھائی کلمہ طیبہ پڑھ کے مع اپنے اسی ہزار سوار دل و جان از سر صدق
مسلمان ہو گئے پھر دونون بھائی ملتمس ہوئے شعراے صاحب کرامت شکرانہ کرامت ۔ روزے تفقدے کن درویش بے نوا را ۔ یعنی اگر ایک روز بجاے خوان نعمت
بنان جوین قناعت فرمایئے تو زہے افتخار ہم غلامون کا ہی شاہزادہ عالم نے منظور فرمایا اور ہمراہ انکے داخل درہ ہوا ان کو تو یہین چھوڑ دیجیے

حبیب تک دو کلمے داستان لشکر فیروزی اثر زلزلہ قاف ثانی مسلمان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت گاؤ لنگی گاؤ سوار لشکر اسلام سے شکست فاش کھا کے قلعہ بربرین حصاری ہوا تو حسب الحکم شہنشاہ والاجاہ سعد بن قباد
چراغ لشکر اسلام کے غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار گرد و پیش اس قلعہ کے محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے ایک روز کی نقل ہی کہ میان بارگاہ سلیمانی
مین شہنشاہ لشکر اسلام سر سلطنت پر اجلاس فرمائین اور امیر حمزہ صاحبقران دنگل ناد عنبر شکن مین باقی پانچہزار پانسو پچپن گرد گردن کش
دست راستی و دست چپی اپنے اپنے دنگلون پر باادب بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین وہان حال گاؤ لنگی گاؤ سوار کا سنیے کہ اسنے اپنے بیٹے
رستم خان کو جسے اسنے بجرم خدا پرستی مقید کیا تھا قید سے رہا کرکے بلایا اور اپنے گلے سے لگا کے بہت سا پیار کیا خلعت فاخرہ پہنایا بعد ازان
تخلیہ مین لیجا کے بکمال فریب کہا کہ اے فرزند آج شب کو مجھے خواب مین زیارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نصیب ہوئی ان جناب نے مجھے بہزار خوف
و رجا اور امید و بیم سیر گلزار نعیم اور عقوبت نار جحیم کی دکھلا کے کلمہ شہادت تلقین کیا مین بدل و جان کلمہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوا ہون اب
چاہتا ہون کہ تیرے ذریعہ سے شرف ملازمت امیر حمزہ صاحبقران کا حاصل کرکے افتخار کونین اور سعادت دارین حاصل کرون رستم خان نے نہایت
خوش ہو کے اُسیوقت ایک عرضداشت بمضمون مذکورہ لکھکر بخدمت سلطان صاحبقران ارسال کی بعدہ گاؤ لنگی گاؤ سوار کو ہمراہ اپنے لیکے بخدمت
امیر حمزہ صاحبقران روانہ ہوا قصہ مختصر جبکہ وہ عرضداشت بنظر اقدس امیر حمزہ با توقیر گذری نہایت خوش ہو کے فرمایا کہ خوشا حال گاؤ لنگی
گاؤ سوار کا کہ زیارت حضرت ابراہیم کی نصیب ہوئی اور ملت بیضا و دین اسلام قبول کیا اور چند سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا وہ باعزاز و اکرام اُسے لائے
گاؤ لنگی گاؤ سوار نے اپنے دونون ہاتھ رومال سے باندھ لیے تھے اور جسوقت کہ اندرون بارگاہ داخل ہوا تو یہ پڑھکے شعر بر جرم من ببخش کرم را و ردہ ام
شفیع ۔ اشک ندامت و عرق انفعال را ۔ دوڑا چاہتا تھا کہ اقدام اقدس پر گر پڑے امیر با توقیر نے اپنی چھاتی سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑکے روبرو تخت
بادشاہ اسلام کے نذر دلوائی بادشاہ نے نذر قبول فرما کے دست مرحمت اسکی پشت پر رکھا اور سمت چپ اشارہ دنگل پر بیٹھنے کا کیا گاؤ لنگی گاؤ سوار
آداب بجا لا کے بیٹھ گیا اور بہت سا عجز و انکسار کرکے مستدعی اس امر کا ہوا کہ غلام اس ملت و دین سے محض نابلد ہی لہذا امیدوار عطیات خاقانی
اور مراحم خسروانی ہے یہ ہی کہ واسطے ہدایت طریق اسلام اور تلقین مسائل دین کسی مرد مومن کو ارشاد ہو سلطان والاشان نے جانب بہرام
گرد بن خاقان چین اشارہ فرمایا غرضکہ بہرام گرد نے طریقہ وضو اور نماز بتلایا اور مسائل دین وغیرہ جو کچھ مسلمان کو چاہیے سب اسکو تعلیم کیا القصہ
جسکو وقت دربار جبکہ شہنشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا اور پانچہزار پانسو پچپن شاہ و شہریار و شاہزادے اور گرد و دگردن کش اپنے
اپنے دنگلون پر بیٹھے امیر حمزہ عالیمقام نے دنگل شاہزادہ بدیع الزمان و شاہزادہ ملک قاسم کا خالی دیکھا ایک آہ سرد دل سے کھینچکر فرمایا

بہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین ۔ اب دیکھنے کو آنکھین جسکے ترستیان ہین ۔ بعد ازان خواجہ بزرگ امید اور دریا دل وغیرہ کو اپنے پاس بلا کے پوچھا کہ ای بزرگوار و ایک مدت دراز سے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم مفقود الخبر ہین نہین معلوم کس سرزمین پر اور کس ملک مین اور کس حال مین ہین طریقہ علم نجوم اور رمل سے ملاحظہ کرکے اتنا تو فرمائیے ۔ شعر ۔ اپنی آنکھون انھین مین دیکھون ۔ ایسا بھی خدا کبھی کریگا ۔ ان چارون مقدسون نے اصطرلاب کو لیکر آفتاب کے مقابل کیا بعد اسکے زائچہ کھینچکر ستارگان سعد و نحس کی گردش کا شمار کرکے عرض کی کہ یا امیر ہمارے حساب و ہمارے علم سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ افضال ایزدی سے سرزمین باختر کوئی اقلیم ہی وہان وہ دونون آفتاب سپہر صاحبقرانی طالع اور جلوہ فرما ہو کے آفاق گیر ہین خصوصاً شاہزادہ بدیع الزمان تو بڑا ہی صاحب جاہ و حشم ہی بہت سے ملک اور بہت سے قلعے اسکے قبضۂ اختیار مین ہین اور اسوقت کی ساعت سعید سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آج خبر فرحت اثر اور مژدۂ صحت و سلامتی ذات ستودہ صفات شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان کوئی شخص اس سرزمین سے لا کے سمع اقدس ۔ عالیون مین پہونچائیگا واللہ اعلم بالصواب امیر باتوقیر ان بزرگوارون کو خلع نجابت کرکے منتظر و چشم براہ اخبار شاہزادہ بدیع الزمان عالیوقار کے بیٹھے کہ ناگاہ عمرو معدیکرب نے آکے عرض کی کہ ایک سوداگر عتبۂ فلک مرتبہ پر حاضر ہو کر امیدوار باریابی کا ہی سلطان عالیمقام نے ارشاد کیا کہ کیا مضایقہ بلاؤ حسب الحکم سلطان باکرم کے اس سوداگر نے اندرون بارگاہ حاضر ہو کے مجرا گاہ پر مجرا کیا اور قریب تخت شاہی کے پہونچکے نذر دی کرسی بیٹھنے کو ملی صاحبقران نے پوچھا کہ ای تاجر کیا نام تیرا ہی اور کہان سے آنا ہوا اسنے عرض کی کہ ای سلطان یہ بندہ ترقی خواہ قدیم پیر نہ قالف سے ہمراہ رکاب حضور کے پردۂ دنیا پر آیا تھا عاصی کا نام خواجہ آشوب ہی بالفعل بطریق تجارت شہر سنجان مین وارد تھا حسب اتفاق شاہزادہ بدیع الزمان سے ملاقات ہو گئی اس شاہزادہ عالی صفات نے ایک عرضداشت مجھے دی ہی اسکے ذریعہ سے سعادت اندوز آستان دولت کا ہوا ہون سلطان صاحبقران نے یہ مژدہ تازہ سنکے وہ عرضداشت طلب کرکے ملاحظہ فرمائی اور فرط شادی سے ہر مرتبہ فرماتے تھے مصرع ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ۔ بعد ازان خواجہ آشوب کو خلع نجابت کرکے پوچھا کہ خواجہ تم مجھسے یہ تو کہو کہ یہان سے شہر سنجان کتنی دور ہی خواجہ نے عرض کی کہ یا امیر اگر سواری کشتی اور جہاز مین جایئے تو کوئی چھ مہینے کا راستہ ہی اور اگر خشکی کی راستے سے جایئے تو ساٹھ ہزار فرسنگ کا راستہ ہی اور راستہ بہت خراب اور ایک جنگل بیچ مین پڑتا ہی کہ نام اسکا بیابان جبل القمر مشہور ہی اس بیابان مین کوسون تک اول تو پانی نہین میسر کوئی جھیل کوئی دریا نہین دوسرے اسکے ہزارون آفات اور بلیات ایسی ہین کہ انسان کا گذر غیر ممکن سکندر ذوالقرنین جسکے ساتھ دو نبی حضرت خضر اور الیاس رہبر اور رہنما تھے اور لقوا جیسل اور ارسطاطالیس سے وزیر صاحب تدبیر تھے تیس لاکھ سوار سے اس بیابان مین گیا تھا خود وہ کے بعد راہ کو طے کرکے ہنگی بارہ ہزار سوار سے کہ وہ بھی لب گور تھے اس بیابان سے باہر نکلا تھا باقی سب سوار و پیادے اور لشکر اور رہبر و بنگاہ سکندر ذوالقرنین ایسے بادشاہ کا اس بیابان مین ہلاک ہو گیا ۔ ڈھونڈھا پایا ۔ کئی برسون نقش پاے رفتگان ڈھونڈھتے ۔ نہین ہونگا پتا ممکن کوئی انکو کہان ڈھونڈھیے چنانچہ سکندر ذوالقرنین نے اثناے راہ مین ۔ سات مینار تعمیر کیے ہین ہزار ہزار فرسنگ پر ایک مینار بطور نشان منزل کے بنایا ہی یعنی جب مسافر بلا پر ایک مینار کے پہونچے تو گویا منزل پر پہونچا اور آب و طعام بھی سواے ان میناروں کے اثناے راہ مین کہین بہم نہین پہونچتا اس باعث سے وہ راستہ مسدود ہی پھر امیر باتوقیر نے خواجہ بزرگ امید اور دریا دل وغیرہ سے پوچھا کہ اب ذرا اپنے علم سے یہ بھی دیکھیے کہ کوئی ایسا بھی بندۂ خدا ہی کہ جبل القمر ہفت میل کی راہ سے جائے اور شہر سنجان سے شاہزادۂ بدیع الزمان کی خبر لے آئے خواجہ زادون نے زائچے مین لکھکر قرعہ پھینکا اور اسکے حرفون کو مطالعہ کرکے کہا کہ یا امیر باتوقیر خداے عز و جل کی قدرت بہت بڑی ہی ایسے بھی لوگ دنیا مین موجود ہین کہ آج چاہین تو ایسے ایسے دو بیابانون کو طے کرکے بہ عافیت تمام پھر آئین اور سمت مہاوج عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کی چشم ابرو سے اشارہ کیا اشارہ بزرگ امید اور دریا دل کی آنکھ کا دیکھکر عمرو نے کہا کہ خواجہ سلامت یہ کیا ہی اور اشارہ مجھ بیچارے کی جانب تو نہین یہ خدمت کسی اور کے تفویض ہو امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای عمرو بے سبب کیہ دوری شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم سے جو مجھ صدمے دلپذیر ہین کچھ بیان نہین کر سکتا ۔ شعر ۔ تا بدان مقصد عالی نتوانیم رسید ۔ ہان اگر لطف شما پیش نہد گامی چند ۔ عمرو نے کہا ای عرب تجھے سواے اپنے مطلب کے اور کسی کی جان کی کیا ہی خدا جانے اندنون مجھپر کیا گذرتی ہی ہر روز فاقہ موجود رہتا ہی تنگدستی سے مین عاجز ہون غیر یہان تک تو حاجت نہین کہ ٹوپی

جوتی پہنے پھرونگا یہ کیسا غضب ہی کہ لڑکے بالے مطلق پاس آداب نہین کرتے گھر مین جاتا ہون تو کوئی گھر مین بی بی اور لونڈی میری حقیقت نہین سمجھتی اپنا حال کس سے کہون اور کہان تک رؤون قطعہ ہر چند کہ تیر چرخ را آماجم ٭ بر تارک افلاک ہلاکت تاجم ٭ یک شمہ ز مفلسی خود میگویم ٭ چندانکہ فراغتیست من محتاجم ٭ غرضکہ دنیا ہوا اور روپیہ ہو مین نے تو خوب آنکھ کھول کر دیکھا کہ اس روپیہ سے زیادہ ترکوئی شی عزیز نہین اور یہ قول کسی اُستاد کا سچ ہی کہ شعر ای زر تو خدا نئی ولیکن بخدا ٭ ستار عیوب قاضی الحاجاتی ٭ سلطان والاشان حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو عمرو کی سنکے تبسم فرمایا اور کہا ای حریص اور ای طماع جہان مصرع طمع راسہ حرف است وہر سہ تہی یہ جو تو نے خزانہ بیت المال جمع کیا ہی وہ کسدن کام آئیگا عمرو نے کہا واقعی مجھسے بڑی خطا ہوئی جو مین نے اتنا اظہار حال کیا عمرو تجھے تو مین کیا جواب دون اور کیونکر معقول کر دن واقعی مین حریص اور طامع ہون لیکن یہ اساتذہ نے جو کہا ہی آیا اسے کیا کہا جائے مربع

شہ گرانی کوکب و اقبال و ظفر میخواہد
تاج و تخت و علم و تیغ و سپر میخواہد
حشمت و شوکت و اجلال و گہر میخواہد
این ہمہ از پئے آن نیست کہ زر میخواہد

ان وزیرے کہ بسے عاقل و دانا باشد
کار او با ہمہ کس رفق و مدارا باشد
مخلص شاہ و ہواخواہ رعایا باشد
این ہمہ از پئے آن نیست کہ زر میخواہد

فاضلی کو ہمہ در علم فروع است و اصول
گاہ اندیشہ معقول کند گہ منقول
ہر کسے را کہ نخواہد نخوا و بر سول
این ہمہ از پئے آن نیست کہ زر میخواہد

آن حکیمی کہ تراکیب معاجین سازد
بعبارات حکیمانہ سخن پردازد
ہر دم صبح بقانون نظر اندازد
این ہمہ از پئے آن نیست کہ زر میخواہد

آن سپاہی کہ بسوے معرکہ چون تیر رود
بے محابا ہمہ تن بردم شمشیر زند
نہ کند بیم سپے جنگ سوے شیر رود
این ہمہ از پئے آن نیست کہ زر میخواہد

اور ہندی والون نے یہ کبت مصداق حال میرے مقال کے کہا ہی کبت

گھر بن کتا دیکھے جوگی کن پھٹا دیکھے سیس بھاری جٹا دیکھے چھور لاتے تن مین
موتی انمول دیکھے سور او رکول دیکھے کرت کلول دیکھے کھنڈی بن بن مین
سائر اور سور دیکھے کاپر ادر کور دیکھے مایہ کی الور دیکھے پور رہے دھن مین
ادا اثت کے دیکھی دیکھے جنم کے سکھی دیکھے ایک نہ دیکھے جنکے لوبھ نا ہین من مین

یعنے سوائے میرے اور کوئی اتنا بھی طالب زر اور طماع اور حریص شاید نہین ہی خیر اگرچہ مین حریص اور طماع ہون تو لو خدا حافظ میرا یہان کیا ضرور اب مین بھی کعبۃ اللہ کو واسطے حج کے جاتا ہون یہ کہکے عمرو اُٹھ کھڑا ہوا اور سلطان صاحبقران سے رخصت طلب ہوا سلطان عالی مقام نے فرمایا ای عمرو اس تدبیری اور حیلہ سازی سے کیا غرض ہی جو کچھ تو کہے مین تجھے دون ابھی عمرو کچھ جواب نہین دینے پایا تھا ناگاہ گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا یا سلطان صاحبقران بیابان جبل القمر ہفت میل کا طی کرجانا خیلے اشکال بلکہ بہت محال ہی ایسے مقام پر تو غلام کچھ عرض نہین کرسکتا مگر بہت نازک مقدمہ ہی ہر چند کہ اب غلام کو کچھ کام نہین مین نے ملت بیضا دین اسلام قبول کیا ہی مگر حضور نے زبانی خواجہ اشوب کے حال سکندر ذوالقرنین کا بگوش خود سنا باوجود اسکے کہ حضرت خضر اور الیاس علیہ السلام ایسے دوربین تھا اور لقمو ماتیس اور ارسطاطالیس ایسے دو وزیر صاحب تدبیر سکندر کے ہمراہ تھے اُسپر بارہ برس مین اُس بیابان سے نکلا تھا اور تیس لاکھ سوار تھے ہمگی دس بارہ ہزار زندہ وسالم رہے تھے باقی سب ہلاک ہو گئے لوگ پیچیدہ ہزار ملک باختر کے رہنے والے اُس بیابان ہفت میل کی شان مین کہتے ہین کہ وہ صولت و قدرت لقا ہے خدا ے باختر کا ہی اُسکی انتہا پانا غیر ممکن ہی امیر بالتوقر نے فرمایا کہ ای اسیر افیل درگاہ لقا عمرو کے پاس تین سو ساٹھ پیغمبرن کا تبرکات ہی اور عمرو صاحبقران زمان ہی عمرو کے نزدیک طی کر جانا بیابان جبل القمر کا کچھ دور نہین عمرو بول اٹھا کہ ای حمزہ میرے بوڑھے چونڈے پر کرم کیجئے بس زیادہ اس خوشامد اور سخن سازی کو موقوف کیجئے یہ خدمت خاص اس مور ضعیف سے کبھی نہین ہوسکتی گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ ای عمرو بیاب مرجر کا اُس راہ مین گذر نہین ہوسکتا تم بیچارے ناحق طمع پر خیال کرتے ہو مگر وہ جو کہتے ہین مصرع بدوز و طمع دیدہ ہوشمند ٭ بعضے مقام پر طمع انسان کو بہت خراب کرتی ہی عمرو نے کہا کہ ای گاؤ لنگی گاؤ سوار تم سچ کہتے ہو بھلا وہ بیابان قدرت لقا کا ہی مجھسے کا ہے کو وہان جایا جائیگا گاؤ لنگی سے کہا وہ صحراے قدرت ہی یا نہین ہر جانے سے احوال معلوم ہو جائیگا اور مرا سچ جھوٹھ کھل جائیگا یون باتین بنانے کو اور پیچ کرنے کو تو مجھ سے کہو مین بھی کہدون کہ ہان آپ بیابان ہفت میل کی راہ سے سنجان مین پہونچ جائینگے عمرو نے کہا کہ بھلا اسے گاؤ لنگی سکندر ذوالقرنین بادشاہ

بحر و بر جبنج و نیرپون سے گیا تو بارہ برس مین اُس صورت سے باہر نکلا تھا اگر کوئی شخص بارہ مہینے مین بیابان ہفت میل کو طے کرکے پھر آئے تو آپ کیا کیجیے گا گاؤ لنگی گاؤسوار نے کہا کہ ای عمرو سال بھر کا خراج ملک بربر کا مین اُسے اسیوقت دیتا ہون عمرو نے کہا کہ اور جو کوئی چھ مہینے مین جائے اور آئے گاؤ لنگی نے کہا تو تین برس کا خراج ملک بربر کا دون عمرو نے کہا بھلا جو کوئی تین مہینے مین اُس بیابان کو طے کرکے آئے گاؤ لنگی گاؤسوار نے کہا کہ پانچ برس کا خراج ملک بربر کا مین دیتا ہون عمرو نے کہا ای اسرافیل درگاہ لقا زیادہ نہ بڑھتے جاؤ فقط سال بھر کے خراج پر قایم رہو جو دے بھی سکو تین مہینے بھی جانے دو اگر کوئی چالیس دن دشت گردی اور صحرا نوردی اُس ہفت میل کی کرکے پھر تمھارے پاس آجائے تو کیا کروگے گاؤ لنگی نے اپنا منہ پیٹ لیا اور ڈاڑھی کو نوچکر انگشتری اپنے ہاتھ سے اُتار کر آگے عمرو کے پھینک دی اور کہنے لگا کہ مین بارہ برس کا خراج ملک بربر کا اُسے دونگا ورای سلطان صاحبقران یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ کل مین ہیجدہ ہزار ملک باختر مین اسرافیل درگاہ خداوند لقا مشہور تھا اور آج یہ حقیقت میری ہوگئی کہ ایک ایک پیادہ ایک ایک نفرہ میری ہتک حرمت اور ننگ عزت چاہتا ہے مصرع جسے چاہے دے دے خدا عز و جاہ کجا بیابان ہفت میل صحرا سے قدرت خداوند لقا اور کجا طے کرجانا عمرو کا مین نے تو کہہ دیا کہ میری مہر موجود ہے ایک اقرارنامہ مجھ سے لکھوا کے وہ مہر اُس پر ثبت کرلیجیے کہ بارہ برس کا خراج ملک بربر کا بشرط طے کرجانے بیابان جبل القمر کے دینے کو حاضر ہون عمرو نے آنکھ کر مہر گاؤ لنگی کی لے لی اور امیر باتوقیر نے کچھ تکرر سہ کرکے گاؤ لنگی کو منع کیا کہ ای اسرافیل درگاہ لقا تم عمرو سے مباحثہ نہ کرو عمرو کا مقدمہ بہت نازک ہے گاؤ لنگی گاؤسوار نے کہا یا سلطان صاحبقران اب حضور اس مقدمہ مین معاف رکھین کچھ نفرباعین یہ عیاری نہین ہے بیابان ہفت میل عمرو کو طے کرجانا بہت کیفیت دکھلائے گا عمرو نے بھی کہا کہ حمزہ مین سال بھر کا خراج ملک بربر کا تجھ سے لونگا اگر تو گاؤ لنگی کو بہکا کے اور اغوا کرکے اب اس شرط سے باز رکھے گا گاؤ لنگی گاؤسوار نے کہا کہ ای عمرو مین سال بھر کا خراج ملک بربر کا تجھے لونگا جو تو نجائیگا اور یہ کہہ کے اُسی حالت غیظ و طیش مین ایک قرارنامہ بدین مضمون کہ اگر عمرو بیابان جبل القمر ہفت میل کو طے کرکے شہر سنجان مین ہو آئے تو مین سال بھر کا خراج بلا اکراہ و اجبار دون اور اس امر مین نوع حجت اور عذر و حیلہ پیش نکرون اور اس اقرارنامہ پر اپنی مہر کرکے عمرو سے کہنے لگا کہ لے بسم اللہ آپ جائیے عمرو نے کہا کہ مصرع این راہ کیسے گو کہ ترا نشناسد ای گاؤ لنگی گاؤسوار یہ کاغذ تو محض بیکار ہے اگر تم منکر ہوجاؤ یا مجھے روپیہ نہ وصول ہو تو مین اس کاغذ کو لیے پھرونگا یا سیر لگا کے چاٹونگا امیر حمزہ صاحبقران اور تمام بارگاہ نشینون کی مہرین گواہیون کی بھی ثبت ہوجائین تو کیا مضائقہ ہے یہ قرارنامہ تمھارا لون اور عازم منزل مقصود ہون گاؤ لنگی گاؤسوار وہ اقرارنامہ لیکے جلدی سے مارے غصے کے کانپتا اور تھرتھراتا اور ہونٹھ اپنے چباتا ہوا روبرو امیر باتوقیر کے آیا اور ملتمس ہوا کہ یا سلطان صاحبقران عنداللہ آپ اس کاغذ کو اپنی مہر سے مزین فرمائین امیر باتوقیر نے فرمایا کہ دیکھو اسرافیل درگاہ لقا جو کام کرو سمجھ کے کرو مباحثہ اچھا نہین دور کرو جانے دو گاؤ لنگی نے کہا کہ ای سلطان صاحبقران اب غلام کی اتنی بھی خاطر اور توقیر آپ کو منظور نظر نہین حضور فقط اپنی گواہی کی مہر اس پر ثبت فرما دین باقی آپکو کچھ کام نہین عنداللہ میری بات رکھ لین صاحبقران دوران نے کہا ای گاؤ لنگی مین تمھاری بہتری کے واسطے مانعت کرتا تھا تم واسطے کیون دلاتے ہو مین مہر کیے دیتا ہون اب تم جانو یہ فرما کے امیر باتوقیر نے اپنی مہر اُس پر ثبت کردی بعد اسکے تمام سرداران بارگاہ کی مہرین گواہی کی اُس اقرارنامہ پر ثبت ہوگئین گاؤ لنگی نے کہا کہ اب اسے ای عمرو لیکر اپنے پاس رکھو مگر ایک اقرارنامہ تم بھی مجھے لکھ دو کہ اگر تم بیابان جبل القمر مین نجاسکو تو مین بھی سال بھر کا خراج تمھیں سے لونگا عمرو نے کہا بچشم ما روشن بسم اللہ ابھی یہ کہکے عمرو نے بھی ایک اقرارنامہ اسی مضمون سابق الذکر سے لکھ کر تمام سردارون کی گواہیان کراکے کہا کہ ای گاؤ لنگی لو مین نے بھی اقرارنامہ لکھ دیا مگر یہ تو فرمایئے کہ جسوقت مین بیابان جبل القمر کو طے کرکے ملک باختر سے مراجعت کرکے یہان آؤن اور اُسوقت تم بھاگ جاؤ یا حیلہ حوالہ دیتے مین کرو تو موجب بخشش کا ہو اور میرا روپیہ کیسی سعی اور جہد و ریاضت کا ہے مین چھوڑنے کا نہین لہذا تمھارا اعتبار تو مجھے مطلق

نہین کرتمنے مجھے روپیہ وصول ہو ہان کسیکو اپنا ضامن دو کہ اگر تم بھاگ جاؤ تو مین وہ روپیہ سال بھر کے خراج کا اُس سے
وصول کرلون گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ مین ملک سبر بر کا حاکم اور فرمان روا ہون میرا اعتبار کیون نہین تو مجھسے زیادہ سر معتبر
اور مہاجن کون ہوگا عمرو نے کہا حمزہ بڑا مہاجن ہو اور بڑا معتبر مرد معتمد ہین میری نظارہ دلی مین ہی یہ اگر ضمانت اپنی لکھدے تو کیا مضائقہ
یہ تو معاملہ ہو اسمین پاس و لحاظ مین کسی کا نہین کرتا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے بخدمت سلطان عالی قدر عالی منزلت اگر عرض کی کہ اے
صاحبقران دوران اگر حضور کی نظر دون مین غلام کی کچھ آبرو اور معتبری ہو تو امید وار ہون کہ از راہ بندہ نوازی آپ میری ضمانت
کر دیجیے امیر با توقیر نے فرمایا کہ اے امیر اقبال درگاہ لا حول ولا قوۃ استغفار تمہاری آبرو اور عزت اور توقیر اور معتبری کا کیا
ذکر ہو مجھے تمہاری ضمانت کر دینے مین کچھ انکار نہین مگر یہ کہ تم سمجھو دیکھو گاؤ لنگی نے کہا غلام نے خوب سمجھ لیا ہو آپ ضمانت
غلام کی کر دین صاحبقران عالی شان نے فرمایا کہ جو تمہاری خوشی اور یہ کہکے قطعہ ضمانت بمہر خاص امیر با توقیر نے لکھکر گاؤ لنگی کے
حوالہ کیا تب گاؤ لنگی نے عمرو سے کہا کہ لو صاحب تمنے تو کوئی دقیقہ اپنے اطمینان مین فروگذاشت نہین کیا پھر مین کیون تمہارا لحاظ
کرون اگر تم راہ مین سے پھر آؤ اور بیابان ہفت منزل کو نہ طی کر سکو تو تم عیار پیشہ ہو تمہارا مجھے کیا خاک اعتبار ہوگا تمنے مجھے
ملنا کیا ہو تم بھی اپنا کوئی ضامن مجھے دو عمرو نے کہا اچھی ضامن لو اور یہ کہکے سمت خسرو زادہ ہند دستان گرشاسپ دوران
رستم زمان لندھور بن سعدان دیکھا عمرو نے کہا کہ کیون ہندی تو ہمارا ضامن ہوگا لندھور نے جواب دیا کہ بجان و دل
مین حاضر ہون ایک سال کا خراج ملک سبر بر کا کیا مال ہر مین دس برس کے خراج کا خواجہ سلامت تمہارا ضامن ہون یہ کہکے
قطعہ ضمانت اپنی مہر سے لکھکر لندھور نے عمرو کے حوالہ کر دیا اور بمقابلہ اور بمواجہ پانچہزار پانچسو پچپن سرداروں کے بذریعہ سلطان
صاحبقران اقرار نامہ مہری گاؤ لنگی مع قطعہ ضمانت عمرو کو اور اقرار نامہ مہری عمرو مع قطعہ ضمانت لندھور گاؤ لنگی گاؤ سوار
کو تقسیم ہوا بعد اسکے عمرو نے بخدمت سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران عرض کی کہ اے حمزہ اب تو کہ مین جو بدیع الزمان
کی خبر شہر سنجان مین جا کے تجھے لا دون تو مجھے کیا دیگا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ تونے گاؤ لنگی گاؤ سوار سے شرط کی
اور خراج ایک سال ملک سبر بر کا لیگا اب اس سے زیادہ کیا چاہتا ہو ابھی کیا حرص و ہوس باقی ہو عمرو نے کہا معقول یہ تو جو
مجھے جلد اطلاع کر دی مجھے کیا یہ شعور نہین ہو کہ واسطے اطمینان خاطر اور معقول کرنے گاؤ لنگی کے اور ثبوت دعوی شرط اور اپنی
حقیقت کے ایسا ایک سردار کو جیسے گاؤ لنگی گاؤ سوار اور تمام روساے ملک سبر بر پہچانتے ہونگے کتاب کے مالک سے
بہوش کر کے پکڑ لاؤنگا اور شاہد اپنے حال کا اُسے قرار دیکے روپیہ اپنا گاؤ لنگی سے بھر لونگا اور اگر گاؤ لنگی سے نہ وصول ہوگا تو تیری
ضمانت ہی تجھسے لونگا مجھے بدیع الزمان اور قاسم کی خبر دینے سے کیا غرض اور مطلب ہو امیر عالی مقام یہ کلام عمرو کا سنکے بے
ساختہ ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خبردار اے عمرو ایسی حرکت نکرنا اور جو تجھے احتیاج ہو اور تو کہے مین دینے کو انکار نہین کرتا ہے موجود ہی
عمرو نے کہا استغفار حمزہ مین نے کبھی کچھ تجھسے نہین مانگا ہی اور مین جب مانگون اور تو دے تو کچھ لطف کیا رہا حاشا یہ وضع میری
نہین ہو کہ مین اس شہر کے شعر عرض مطالب ہو ارباب قناعت کو گزند صورت بنالہ پایان لب پر ہو حرف در گاہ سلطان والا قدر عالی منزلت
نے تبسم فرمایا کہ شاہ صدقا خواجی کو اشارہ کیا کہ پانچ تھیلیان زر سرخ کی بطراق زاد راہ عمرو کو دو چنانچہ شاہ صدقا نے آواز بلند کہا کہ
لو خواجہ اب تو خوش ہوئے سرکار سے پانچہزار اشرفیان تمہاری راہ کے خرچ کو مرحمت ہوئین مین عمرو کی باچھین کھل گئین او سلطان والا
شان کی بہت سی حمد و ثنا کر کے دعائین دیتا اور یہ کہتا ہوا اشعار کف عطا سے تیرے ابر گوہر افشان کو

صاف نہ نے ابر سے منہ کھول کر گہر مانگے	ترے کرم نے دیے بے سوال حاجت مند	حیا سے تیرے ... کیمیا کے پسند
نشانہ گوش فلک سنے کوئی ترے مانند	مدام تا کہ عروسان ماہ و انجم کی	ز چشم مہر نے دیکھا ترا کوئی ثانی
تری جناب مین شاہا عروس دہر رہے	الٰہی تو ہی ہو اقلیم صنع کا خداوند	ہر بارگاہ لب بام آسمان بلند
		وہ پانچ توڑے اشرفیوں کے بھی نذر ...

کیے اور تیاری سامان سفر میں مصروف ہوا یہان امیر باتوقیر نے حکم دیا کہ آج بارگاہ سلیمانی کوہ بربر پر لیجا کے استادہ کرو اور جتنے شاہ و
شہریار زادے بارگاہ نشین ہین سب وہین چل کے جمع ہون ہم وہان سے عمرو کو رخصت کرینگے کس لیے کہ کوہ بربر سے بیابان جبل القمر
نظر آتا ہے اور جہان تک کہ ایک نظر دوڑ سکتا ہے تمام کیفیت و سنگون کی معلوم ہوتی ہے چنانچہ حسب الحکم غلام سلطان عالی مقام کے نیل
تعادیان و پور شدادیان کہنیان کرب بن کوہ کرب عمرو معدی کرب پہلوان عادی نے بارگاہ سلیمانی کو لیجا کے کوہ بربر پر استادہ کرایا اور امیر
باتوقیر نے بعد برخاست دربار اسی پہاڑ پر اپنی بارگاہ مین جا کے آرام فرمایا سوتے سوتے کوئی دو پہر یا ایک یا دو گھڑی شب کی
باقی ہو گی کہ یکایک سلطان صاحبقران دوران کی آنکھ کھل گئی اور خیال مآل اندیشی کہ عمرو سا دلسوز جان نثار یار غمگسار اپنا
اس صحراے آفت زا اور بیابان جبل القمر مین یکہ و تنہا جاوے خدانخواستہ کوئی پیچ پڑ جاوے یا کسی بلا مین مبتلا ہو کے ایسا دوست
اپنا ہاتھ سے جاتا رہے تو پھر اے حمزہ لطف زندگی خاک ہے اور ازبسکہ عمرو طماع ہے کہنا اور منع کرنا میرا مانے گا نہیں بس مقرون مصلحت
اور مقتضاے فراست یہی ہے کہ سال بھر کا خراج ملک بربر کا عمرو کو دے کے وہان کے سفر سے روک لیجیے اور سال بھر کا خراج بابت
شہر ملکہ گاؤ لنگی کو دیجیے اور یہ کہیے کہ عمرو بھی صادق القول تھا اور تم کاذب نہین ہو واقعی یہ بیابان ایسا ہی ہوگا تم دونون روپیہ اپنی
شرط کا مجھ سے لو یہ تصفیہ کرنا اچھا ہے غرض یہ بات خود تجویز کر کے فرمایا عمرو کو ذرا طلب کرو اور حسب الحکم چوبدار نے جا کے عمرو کے خیمہ مین
ابلاغ حکم کیا اور اس عرصہ مین رات کوئی پہر بھر باقی رہ گئی تھی کہ دیکھا سامنے سے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار دگلہ جامہ گلے مین پہنے
تین سو ساٹھ پتھرون کے تبرکات ذات پر آراستہ کیے فلطورے زرلفتی پاتابے قرلاتی باندھے حلقہ کمند عیاری اور حقہ آتش بازی ہاتھ مین
جوڑی خنجر کی کمر مین نیمچہ عیاری گلے مین حمائل توبڑہ پتھرون کا پشت پر ٹیکا دہی کا ماتھے پر لگا ہوا زنگ گنگا جمنی پاؤن مین بجاتا آتا
ہوا اور امیر باتوقیر کو مجرا کر کے ملتمس ہوا کہ اے حمزہ خدا حافظ مین نے تجھے حوالہ خداے کریم کیا اب مین رخصت ہوتا ہون جو کچھ
کہ جرم و خطا مجھ سے سرزد ہوے ہون امیدوار ہون کہ مجھے معاف فرمانا اور میرے اہل و عیال کی پرورش سے غافل نہ رہنا سلطان
عالی مقام نے یہ کلام سنکے فرمایا کہ خواجہ اچھا جائیو ابھی تو پہر رات پچھلی باقی ہے آخر تو جاتے ہو دو چار باتین ہمسے تو کر لو یہ کہکے
صاحبقران دوران نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا اور فرمایا کہ خواجہ سلامت تمھارے بیابان ہفت میل طے کر آنے
اور اس راہ سے شہر سنجان کے جانے مین کوئی شک اور شبہہ نہین رہا مجھے بہ خداے عزوجل یقین کلی ہو گیا کہ تم بے شبہہ اسی راہ
جا کے شہزادۂ بدیع الزمان کی خبر لاؤ گے اور شرط تم گاؤ لنگی گاؤسوار سے جیت چکے مگر اب میری خوشی یہ ہے کہ تم سال بھر
کا خراج ملک بربر کا مجھ سے لو اور اس بیابان ہفت میل کی طرف جانیکا قصد نہ کرو رہا اگر تمکو یہ خیال ہو کہ گاؤ لنگی کچھ خرخشہ
اور مباحثہ بہ سبب نہ جانے سے کریگا تو اسلیے مین نے یہ تجویز کی ہے کہ سال بھر کا خراج ملک بربر کا گاؤ لنگی کو بھی مین حوالہ کر دونگا تمکو
نہ گاؤ لنگی سے مواخذہ نہ بیابان جبل القمر کے جانے سے سروکار رہے نہ گاؤ لنگی سے تمسے کچھ مطالبہ اور نہ ملک سنجان اور باختر
مین اس بیابان کی راہ سے نجانے اور بیٹھ رہنے سے غرض اور واسطہ ہے عمرو نے کہا اے حمزہ مین ہر چند کہ دنیا کا حریص اور طماع ہون
لیکن توبہ استغفار یہ گمان تیرا غلط ہے کہ مین طمع خراج ملک بربر سے آمادہ سفر ہون قسم ہے تیری جان عزیز کی اور قسم ہے اسی خالق کون
و مکان کی کہ جو مین نے زبان سے اقرار کیا اب اسمین سر مو فرق نہو گا تا وقتیکہ اس بیابان جبل القمر کی سیر کر کے شاہزادۂ بدیع الزمان کی
خبر ملک سنجان سے نہ لاؤن اب ایک دم یہان رہنا اور کھانا پینا مجھ پر حرام مطلق ہے ایک سال کا نہین اگر تو دس برس کا خراج
ملک بربر کا مجھے دیگا تب بھی اب یہان نہین مین رہنے کا بس اب مجھے چھوڑ دے اور بخوشی رخصت کر کہ میری منزل کھوٹی ہوتی ہے
امیر باتوقیر نے فرمایا کہ عمرو مین تجھے جانے نہین دونگا ہزار تو حیلہ شرعی اور دلائل و براہین سے تقریر کو طول دے مین ہرگز نہ مانونگا
اس عرصہ مین اور سب شاہ و شہریار زادے مع خسرو بلاد ہندوستان اور مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر اور بہرام گرد بن خاقان
چین اور فرامرز عاد بن مغربی اور جمہور وغیرہ سردار بحضور سلطان صاحبقران آ گئے اور یہ مباحثہ فیما بین امیر باتوقیر اور عمرو کے

دیکھکر سب باآدب خاموش کھڑے رہے اور رات اب تھوڑی رہی وہ صبح کا وقت نسیم سحر وزان ہے درندوان پرندگان خوش الحان
ذکر خالق جن وبشر میں مشغول ہوئے ہر ایک کو فکر وضو اور نماز کی تھی کہ خواجہ دریادل اور بزرگ امید دونوں بزرگوار تشریف
لائے اور انھون نے ایک رقعہ دستخطی اپنا عمرو کو دیکر کہا کہ خواجہ اثنائے راہ میں بیابان ہفت میل میں تم کو ایک باغ نہایت
سبز وخرم نظر آئیگا اور اس باغ میں ایک مرد بزرگ کہ نام اُن کا شب آہنگ خضر شناس ہے اونکو تم یہ رقعہ ہمارا حوالہ کر دینا وہ
تمکو طریقہ اُس بیابان جبل القمر کے طے کرنیکا جس طور سے تبلا دیں تم اسی راہ پر چلے جانا امید جناب احدیت سے یہ ہے کہ بخوبی
تمام منزل مقصود پر پہونچ جاؤگے عمرو نے وہ رقعہ لیکر اپنی زنبیل میں رکھا اور اپنے دل میں سوچا کہ حمزہ مجھے جانے نہ دیگا اور
مجھے گاؤ لنگی گاؤسوار کے پاس چالیس روز میں آنا مصمم ہے اور اب روز روشن ہوا چاہتا ہے کسی عیاری سے اب جلد
حمزہ کے ہاتھ سے رہائی اپنی کرون اور راہ منزل مقصود کی پکڑون یہ سوچ کے ایکبار عمرو نے کہا یا امیر باتوقیر ذرا آسمان
کی طرف تو ملاحظہ فرمائیے کہ یہ ٹکڑا ابر جو سامنے نظر آتا ہے اس میں سے ایک پنجہ کسیکا دو مرتبہ نکلکر پھر غائب ہو گیا مجھے
اسوقت نہایت خوف اور تشویش پیدا ہوئی ہے خدانخواستہ ایسا نہو کہ پنجہ میری فکر میں آیا ہو اور مجھے اُٹھا لیجائے سلطان
والاشان بیان عمرو کا سنکے مع تمام سوارون کے بسوئے آسمان دیکھنے لگے عمرو نے جو امیر کو غافل دیکھا ایک مرتبہ ہاتھ
اپنا امیر والاتوقیر کے ہاتھ سے چھڑا کے جسطرح سے ہوائی گنج سے یا شرارہ سنگ سے نکلے وہ سب کی نظرون سے غائب
ہو گیا صاحبقران دوران نے جو پلٹ کر دیکھا تو فرمایا کہ ہائے عمرو یہ تو نے کیا کیا شعر ای غائب از نظر بخدا میسپارمت ؛
جانم بسوختی وبدل دوستدارمت ؛ بعد ازان تادیر مع سرداران لشکر اسلام سمت بیابان ہفت میل دوربین لگاکے
دیکھا کیے مگر سوائے ایک تودہ خاک کے اور کچھ خاک نہ نظر آیا لاعلاج ہوکر سلطان والاقدر عالی منزلت اُس پہاڑ پر سے
اُتر کے بارگاہ شاہی میں داخل ہوئے اور عالم تنہائی اور بے مونسی اور مصائب سفر بیابان جبل القمر اور یون چلا جانا
عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کا دل میں صاحبقران زمان کے خیال آجاتا ہے تو اسوقت نہایت مغموم اور اندوہگین ہو جاتے
حسرت آنکھون میں بھر کے فرماتے تھے افسوس صد افسوس شعر رفتی تو من از عیش بے نصیب شدم ؛ سفر تو کردی ومن در وطن
غریب شدم ؛ اور شہنشاہ والاجاہ گیتی پناہ خواقین سجدہ گاہ ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام اور تمام بیٹے پوتے سلطان
عالی مقام کے جتنے گلدستہ باغ ابراہیمی وگلزار صاحبقرانی میں سب کو عجب طرح کا رنج اور ملال عمرو کے جانیکا عائد
حال ہے اور جتنے کہ سردار اور گرداور گردنکش بارگاہ نشین تھے خصوصاً خسرو بلاد ہند وستان گرشاسپ دوران جانشین مسند
حمزہ صاحبقران رستم زمان لندہور بن سعدان بیکے سب مشوش اور کمال بکدر خاطر قلب اور خلوص نیت سے
واسطے آل بخیر ہونے اور بصحت وعافیت بیابان جبل القمر کو طے کرکے آنے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کے درگاہ جناب
اقدس الٰہی سے لگے رہتے تھے اور آپس میں بوفور محبت کہتے تھے شعر آن سفر کردہ کہ صد قافلہ جان ہمرہ اوست ؛ ہر کجا ہست خدایا
بسلامت دارش ؛ گروہ کافران لی گاؤ لنگی گاؤسوار تیرہ روزگار از راہ تاریک دلی اور سیاہ قلبی جب کسی سردار اور شہریار بارگاہ نشین
کو ملول اور غمگین دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ مہربان من کوئی مقام آلام وغم کا نہین شاہ عیاران عیار بیباک طرار بڑے عاقل اور
ہوشیار ہین جانتے ہین کہ امیر حمزہ نامدار میرے خریدار اور عاشق زار ہین سال بھر کے خراج ملک بربر کی کیا حقیقت ہے
اگر مجھے پیار کرتے ہون گے تو میرے عوض خواہ مخواہ دین گے کچھ سبب سال بھر کے خراج کے واسطے ذلیل نہین ہونگے
رنج بہت ہوگا دو چار دن اعراض فرمائینگے خفا ہو جائینگے پھر آخر کو سب بارگاہ نشین تمام بیٹے پوتے سلطان بارگین
کے ساعی ہوکے عفو جرائم کرا دینگے عمرو کو اس بات کا تو خوف اور اندیشہ بھی نہین باقی رہا کہ مجھسے جو شرط
کرکے جا رہین کسی عیاری سے وہ ایک پسپر لین تو غیر ممکن یہ معاملہ بھی تاوقتیکہ میں کچھ بیابان جبل القمر کے طے کرنے

اور شہر سبا مل مین خداوند لقا کے فیلولون کا رخانہ خداوندی کا اور پیغمبر مرسل کی بارگاہ اور ملک کا پتا نہ پاؤنگا کیونکر معقول ہونگا اور تنبیہہ طلب ہونگا سلطان باکرام سے اور عرض کرونگا کہ آپکو عدالت قریب ہر جنبہ اور طرفداری شاہان تو نہین کہ مین بہر نوع مطمئن ہون اور خدانخواستہ اگر شاہ عیاران عیار شاہ دلدہ بیابان ہفت میل پر قدم زن ہوئے اور اس صحرائے قدرت مین جا پڑے تو پھر معاذ اللہ مین مسلمان ہون کیا کہون اسکے حق مین کچھ کوئی عیاری مکاری اپنی وہان کرکے نکل آئین گے تو اسوقت مین جھک کے سلام کرونگا اور ایک برس کا خراج کیا لاحول ولا قوۃ استغفار میری ہمت کے نزدیک دس برس کے خراج کی کچھ اصلیت اور حقیقت نہین ہر آن کو دونگا اور پھر دل سے انکا مین معتقد اور مرید ہو جاونگا اور کہونگا کہ آپ بڑے ولی العہد مین جو بیابان ہفت میل کو طے کر آئے غرض بیان تو بارگاہ مین سلطان صاحبقران کی یہ گفتگو اور یہ چرچے ہو رہے تھے بیان کا حال اب جہان جیسا محل اور موقع ہوگا گذارش کیا جائیگا جبتک اولا اول

دو کلمہ داستان فطرت بیان خواجہ عمرو ابن امیہ ضمری کے بیان سے کئے جاتے ہین

اشعار کران استاد عیاران عالم سراپا دانش و عقل مجسم باغ دین ز فکرش آبیاری جہان سرہنگ در خنجر گزاری بہر کشور بلا جان کفار عمرو آن شاہ عیاران عیارہ گذارش کیا جاتا ہے کہ جبکہ عمرو سلطان صاحبقران کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کے سمت بیابان جبل القمر روانہ ہوا تو جاتے جاتے ایک صحرا سے لطف خیز مین وارد ہوا تھا کہ کوسون تک گلہائے صحرائی سے مملوا ور پر از خوشبو ہے ایک سمت ایک نہر پانی کی نہایت صاف و شفاف جاری ہے ہزارون چرند اور پرند لب نہر آتے ہین اور پانی پیکر چلے جاتے ہین اور سامنے ایک بڑا نشیمرا ہے اُس پہ کچھ آدمی بیٹھے ہوئے جو کوئی اُس طرف سے جانیکا ارادہ کرتا ہے اُس کو منع کرتے ہین اور اُس جنگل کی طرف نہین جانے دیتے ہین جسوقت اُن لوگون نے دور سے عمرو کو آتے دیکھا تو وہین سے باواز بلند کہا کہ اے شخص خبردار اس راہ سے تو کبھی جانیکا قصد نہ کرنا اگر راہ گم کردہ ہے تو وہین سے پھر جا اور زنہار زنہار اسطرف کو قدم نہ بڑھانا یہ درہ بیابان جبل القمر ہفت میل کا ہے جو شخص کہ اس راہ مین قدم فرسا ہوا پھر اُسکا ابد الآباد تک کسی کو سراغ کہین نہین ملا اور یہ کہتے جاتے تھے کہ دوڑ کر عمرو کو روکین اور صدر راہ ہون عمرو نے جو دیکھا کہ یہ لوگ مجھے اوپر جانیکو ممانعت اور مزاحمت کرتے ہین اور میرے روکنے کو آتے ہین وہین سے ایک جست کرکے برابر پہونچا اور جبتک کہ وہ ہوشیار ہوسکے کچھ کہین یا روکین دوسری جست مین صاف لنگا سر راہ پر جا پہونچا تیسری جست مین نظرون سے غائب ہو گیا وہ لوگ سب متحیر اور ششدر ہو کر آپس مین کہنے لگے یارو یہ کوئی چھلاوہ تھا یا کوئی قوم اجنہ یا کوئی آسیب تھا کہ دیکھتے دیکھتے نظر نہ معلوم ہوا کدھر آیا اور کہان چلا گیا غرض یہ کہ عمرو جستین کرتا ہوا بعد دوپہر کے کنارے ایک غار کے پہونچا اور وہان دیکھا کہ میل فولادی استادہ ہے اور اُس پر لکھا ہے کہ اے آئندگان ایندہ صوب خبردار از زنہار اب آگے جانیکا حوصلہ نکرنا بس یہان سے پھر جا یہ میل اولین بیابان ہفت میل کا ہے ابھی تک خیر ہے آگے پھر جانبر ہونا معلوم شعر گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد تو مرو در دہان اژدر ہا عمرو نے اُسے پڑھ کے کہا من ردم در دہان اژدرہا کہ بے مشقت اور ریاضت کبھی دو پیسے کسیکو نہین ملتے اور خوف اور ڈر کہان نہین فقط فضل الٰہی شامل حال چاہیے اور یہ کہکے آگے بڑھا ابھی کوس بھر بھی نہین پہونچا تھا کہ دور سے ایک چار دیواری باغ کی سنگ مرمر کی بنی ہوئی نمایان ہوگئی

ناگہان ایک سامنے سے طرفہ باغ آیا نظر | وصف شادابی مین جسکے ہر گیا ہ ترزبان | لغزش مستانہ دکھلانے لگا پاسے خیال
بسکہ اسکی چار دیواری ہے صاف آئینہ سان | پشتہ دیوار پر اُسکے وہ سبزہ دہر کا | خار سبزی سے جسکے سبز خط گلرخان
جسقدم آگے کو رکھا اُسنے کی گلگشت باغ | صنعتین دیکھین تو اُس گلچین قدرت کی عیان | لڑکھڑاتی پھرتی ہے باد بہاری ہر قدم
نکہت گل بس ہر اک جانب سے کرتی عطردان | وجد کی حالت مین صف باندھے کھڑے ہین جھومتے | ہر طرف کیلے بشکل حلقہ یو شان جہان

دار لبستون سے چمن مین چرخ اخضر کی بہار
دیتے ہین گا بانگ عشرت طائران خوش بیان
قہقہہ زن کبک ہین شمشاد کے سایہ تلے
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان

تاک کے خوشوں پہ ہی عقد ثریا کا گمان
چہچہے کرتے ہین شاخ گل پہ مرغان چمن
کرتے پھرتے ہین تذروان چمن اٹکھیلیان

نغمہ پیرایان گلشن ہین بہم مرغولہ سنج
زمزمہ پرداز کو سے سے فدو پہ ہین قمریان
نخل کے پتون سے آتی ہی صبا چل کی صدا

چار طرف نقش بلچہ کاری کی ہوئی دار بیل بنا ہوا اگر بیل کی اور مہندی کی ٹٹیان کھڑی ہوئین سرو و شمشاد مانند عروس دو اماد ہر مقام پر ایستادہ بلبل ہزار داستان گلون پر دلدادہ غنچے تبسم کر رہے ہین پھول قہقہے مارتے ہین نرگس کو انتظار سلام شہر لیب شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کا ہی سوسن ہزار زبان مصروف حمد ایزد کردگار سنبل اپنے سر کے بال کھولے ہوے زمین باغ پر سجدات شکر آمد بہار بجناب ایزدی کر رہی ہی اور نسیم دامن مین گل بھرے ہوے فرط شادی سے روش باغ پر لوٹتی پھرتی ہی شعر بہار دیکھی ہی کم ایسی چشم نرگس نے ؛ صبا یہ کہتی ہی کھا کر شگوفہ کی سوگند ؛ عمرو فضاے باغ دیکھکر شادان و فرحان گلگشت کرتا میوہ تر و خشک کھاتا ہوا اسنادت باغ مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک بنگلہ بہت پر تکلف گھونگھیان یاقوت کی اور لہرے پکھراج کے آگے اس بنگلے کے سائبان زربفتی کھینچا ہوا استادے الماس تراش جھالرین موتیون کی دریان کلابتونی چھت زربفتی پردے سقرلاتی اور مخملی پڑے ہوئے فرش مخمل کاشانی کا گسترہ اور اسمین ایک پیر مرد با محاسن سفید لنگی کھاروے کی باندھے سجادہ بچھائے تسبیح ہزار دانہ ہاتھ مین لیے ذکر الہی مین مشغول ہی ناگاہ نگاہ اس پیرمرد کی عمرو کی جانب جو پڑی نہایت متحیر اور ششدر ہو کے پوچھنے لگا کہ ای شخص بقصہ چہ کسی وجہ نام خوانند تا بہ درکدامی مقام دانند ؛ میری عمر ہزار برس کی ہوئی اور سات سو برس سے مین یہان تکیہ توکل بیٹھا ہوا ہون مصرع مرد درویش ہون تکیہ ہی توکل میرا ؛ لیکن اس مدت کثیر مین مین نے کسی آدمزاد کی شکل اس باغ مین نہین دیکھی اور بعد سکندر ذوالقرنین نہ کسی بادشاہ کو نہ کسی گدا کو اس راہ سے جاتے دیکھا یا تو کون ہی کہ اس بیابان جبل القمر ہفت میل کے ایک میل کو طی کر کے یہان اس باغ مین میرے پاس تک پہونچا اور باعث تیرے یہ مشقت اور رنج کھینچکر اس راہ سے آنیکا کیا ہی عمرو نے رقعہ خواجہ بزرگ امید اور دربادل کا زنبیل سے نکالکے اس پیرمرد کو دیکر کہا یا حضرت مین نے اکثر بزرگون سے سنا ہی شعر مردان خدا خدا نباشند ؛ لیکن ز خدا جدا نباشند ؛ لہذا امیدوار آپکی ذات قدسی صفات سے یہ رکھتا ہون کہ آپکی دعا سے اس بیابان ہفت میل کی راہ کو طی کرون اور ملک باختر مین جا کے بخوبی تمام شاہزادہ عالیمقام بدیع الزمان کی خبر لاؤن اور زیارت اقدام عالی سلطان غضنفر احتشام امیر حمزہ صاحبقران سے پھر مشرف ہون اس مرد پیر نے رقعہ خواجہ بزرگ امید کا مطالعہ کر کے عمرو کی بہت سی خاطرداری کی اور بڑی تواضع و تکریم سے پیش آ کے جو کچھ کہ ماحضر موجود تھا بطور دعوت لا کے عمرو کے سامنے حاضر کیا اور دسترخوان بچھا کر بہزار منت و سماجت کھانا کھلایا اور کہا اچھا آج تم یہان رہو شب کو جو کچھ مجھے معلوم ہی تمکو بتا دونگا غرض دن تو گذر گیا جب کہ وقت شام کا ہوا انتہا ہنگام اختر شناس نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کے باغ سے باہر نکالا اور کہا دیکھ یہ جو کے چند ستارے آسمان کے دکھلائے اور کہا کہ انھین ستارون کے مابین ہو کر تا دقتیکہ یہ تمکو نظر آئین جہان تک ممکن ہو راہ کو قطع کیا جائے چلے جانا بعد ہزار فرسنگ دو سرا میل ملیگا جہان میل نظر آوے وہین تمام دن بسر کرنا وہان آب و طعام البتہ میسر آئیگا بعد از ان جب آفتاب غروب ہو تو وقت شام ظلمت مین پھر انھین ستارون کی راہ راست پر قدم بقدم چلے جانا اسیطرح سے جب چھ میل جو باقی ہین سب تمام ہو جائین تو پھر آگے سیدھا راستہ شہر سبائل کا تمھین ملجائیگا سبائل مین ہو کے شہر سنجان مین جائیو عمرو نے ستارون کو خوب سا اپنے دل مین خیال کر کے وہان شب بسر کی صبح کو نماز کے وقت جو عمرو سو کے اٹھا تو اسلیے کہ اب چل کے شب آہنگ اختر شناس کے پاس نہ

گر دن اور شام کو رخصت ہوکے راہ منزل مقصود کی لون شب آہنگ اختر شناس کے بنگلے کے قریب گیا تو دیکھا کہ
پردے پڑے ہین عمرو نے پکار کے کہا کہ اے شب آہنگ اختر شناس کیا آپ نماز سے فارغ ہوکے وظیفہ پڑھتے ہین
کچھ جواب نہ آیا تب عمرو نے پردہ اٹھا کے جو دیکھا تو دو شمعین جلتی ہین اور شب آہنگ ایک بوریے پر چادر سفید منھ پر ڈالے
غافل پڑا سوتا ہے عمرو اندرون بنگلہ گیا تو دیکھا کئی کورے کورے گھڑے پانی سے بھرے رکھے ہین اور کچھ روئی تھوڑا سا
کافور ایک پڑیا مین لپٹا ہوا رکھا ہے اور ایک قبر کھدی ہوئی تختے اسکے برابر قبر کے دھرے ہین ایک کفن سیا ہوا برابر
بوریے کے پڑا ہے یہ رنگ وہ انکا دیکھ کر نہایت پریشان اور متوحش ہوا اور شب آہنگ اختر شناس کو ہاتھ پکڑ کے
جگانے لگا تو یہ معلوم ہوا کہ شب آہنگ اختر شناس قالب بیجان محض مردہ پڑا ہے عمرو نے اپنا منھ پیٹ لیا اور نہایت رنجیدہ
اور مغموم اپنے جی مین کہتا تھا کہ یہ شخص مرد مسلمان تھا شاید اس نے اسیواسطے شب کو رخصت نہین کیا اپنی میت کے دفن
اور کفن کرنے اور گاڑنے اور نماز میت پڑھنے کو اپنے پاس رکھ لیا تھا خیر شناب آمد و سخت آمد ناچار شب آہنگ اختر شناس
کو بطریق اہل اسلام اور حسب الاحکام شریعت غسل دیکر کفنایا اور اُس قبر مین دفن کرکے نماز میت پڑھی بعد ازان وہ پردے اور فرش
فروش اور جو کچھ وہان تھی سب عمرو نے لیکے نذر زنبیل کی اور اپنے دلمین یہ سوچے کہ یہ شخص شب آہنگ اختر شناس
سالہا سے دراز سے یہان رہتا تھا جہان یہ چھت اور پردے اور اسباب اور سامان ظاہری اسکا تھا آخر کچھ نقدی بھی ہوگی مگر
کہین دفینہ کرکے رکھا ہوگا چار طرف خوب ڈھونڈھ کر اور جا بجا زمین کو کھود کر دیکھا کہین ایک پیسہ بھی نقد نہ ہاتھ آیا ناچار عاجز
ہوکے برا بھلا کہتا ہوا کہ سبحان اللہ کیا مقولہ ہے صورت سلیم الطبع کریم الوضع عارف اللہ پڑا دغا باز اور زاہد شب آہنگ
اختر شناس تھا اتنا تو جانتا تھا کہ صبح کو مین مر جاؤنگا عمرو مرد مسلمان ہے اسکو کسی تدبیر سے واسطے اپنے کفن و دفن کے
آج شب کو اپنے پاس رکھ لون جانتے ہوئے یہ خیال نہ آیا کہ آخر وہ بھی مرد مسلمان ہے اسا رجہ مشقت اور ریاضت میری
میت اور غسل دینے کفنانے دفنانے مین جو کریگا کچھ اسکے لیے تلافی اس خدمت کی بطور اجرت کے تجویز کر رکھون تاکہ میری
روح کو ثواب حاصل ہو سو کچھ بھی نہین واہ واہ واہ غرض یہ شکوہ و شکایت کرتا اُسی قبر پر گلیم عیاری بچھا کے سو رہا خواب
مین عمرو نے دیکھا کہ شب آہنگ اختر شناس اسیطرح فقط لنگی کمر وسے کی باندھے تسبیح ہزار دانہ ہاتھ مین لیے سرہانے کھڑا
ہنستا ہے اور کہتا ہے کہ خواجہ سلامت فقیر کے پاس سوا دعا کے اور کیا ہے جو آپ کی تواضع کرے الا اس باغ کے دست چپ
کو ایک تہ خانہ ہے اُس تہ خانہ مین ایک طاق پہ ایک فلاخن اور تین پتھر رکھے ہین وہ مین نے آپکی نذر کیے ان
پتھرون کا یہ خواص اور اعجاز ہے کہ اگر ایک چیونٹی پر بھی پھینکے تو تاثیر کریگا اور جو فیل مست پر یا کسی پہاڑ پر لگے تو بھی وہ پتھر اپنا کام
کر جائیگا اور پھر بدستور جہان سے اٹھا لیگے دریہ کروگے وہین پر موجود ہوگا کبھی پاس سے گم نہوگا یہ خواب دیکھنے کے ساتھ عمرو کی
آنکھ کھل گئی اور گھبرا کے اُس تہ خانہ مین جو گیا تو واقعی ایک طاق پر تین پتھر اور ایک فلاخن رکھے دیکھکر عمرو نے
اٹھا لیے اور یہ کہتا ہوا کہ مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ؛ خیر اس فقیر سے جو کچھ ملگیا قسمت ہے ورنہ مصرع دزد در خانہ
مفلس خجل آید بیرون ؛ اس شخص سے مجھے ملنا کیا تھا دن تو وہان بسر کیا جب وقت شام کا ہوا شاہ عیاران عیار عمرو
بن امیہ نامدار آنکھین ستارون کو خوب سا پہچان کر آنکھین کے مابین مین جستین کرتا روانہ ہوا دو چھاگلین پانی کی عمرو کے
پاس تھین ایک کا پانی تو خرچ ہو چکا تھا ایک مین باقی تھا جبکہ برابر دوسرے میل کے پہونچا تو اُس نے دیکھا کہ برابر میل کے
ایک تالاب پر آب ہے لیکن اُسمین لکھو کھا تیے درختون کے اور خس و خاشاک اور کھالین جانورون کی بہت سی پڑی
ہوئی ہین اور ایک درخت چنار کا بہت بڑا کنارے پر تالاب کے ہے عمرو نے اُس تالاب کو دیکھ کر خوشی خوشی ایک چھاگل
جس مین پانی بھرا تھا درخت مین باندھکر لٹکا دی اور دوسری چھاگل خالی لیکر تالاب پر پانی بھرنے کو گیا تو اُس نے دیکھا کہ پانی تالا

کا سبز ہی عمرو اپنے دل مین سوچنے لگا کہ یہ پانی سبزی مائل کیون ہی حسب اتفاق اُس تالاب پر ایک اژدہا پڑا رہتا تھا اُسکے کپھے سے زہر جو لگتا تھا وہ بہکر تمام پانی مین مخلوط ہوتا تھا اُسکے باعث سے پانی سبز رنگ ہو گیا تھا عمرو اُس اژدہے کو دیکھکر بہت اُداس اور نہایت سراسیمہ ہوا اور تالاب سے نکلکے چاہتا تھا کہ بھاگے ایکبار اُس اژدہے نے آہٹ عمرو کے پانوُن کی سنکے اپنا سر اُٹھایا اور عمرو نے وہ چھاگل بھی نہ بھری وہانسے جان چھوڑکر بھاگا اور اژدہا بھی عمرو کے تعاقب مین تالاب سے نکل کر چلا عمرو نے جو دیکھا کہ اژدہا میرے پیچھے آتا ہی تو جھپٹی تمام ایک ٹیکرے پر چڑھ کے وہی فلاخن جو شب آہنگ اختر شناس کے تہخانے سے لایا تھا اُس فلاخن مین اُنھین پتھرون مین سے ایک پتھر رکھ کر چرخ دیکر جو اژدہے پر مارا تو اژدہے کا سر اور کچھ جھنجھری ہو گیا اور دھڑ اُسکا زمین پر دو نیزہ اُچھل اُچھل کر جسطرح جیسے پہاڑ ٹکراتا ہی اس زور سے زمین پر گرکے تڑپنے لگا عمرو سجدۂ شکر بجناب باری کرتا ہوا اُسی چنار کے درخت پاس آیا تو اسنے دیکھا کہ اب دن بخوبی نکل آیا ہی اور وہ چھاگل پانی بھری ہوئی جو مین درخت مین باندھکر لٹکا گیا تھا اُسپر لکھو کھا کوے قدآدم برابر شور و غل کر رہے ہین اور یہان تک چونچین اُسمین ماری ہین کہ چھاگل سب غربال ہو گئی اور تمام پانی اُسکا بہگیا ہی اور کوؤن نے جو عمرو کو دیکھا تو وہ سب شور و غل کرکے عمرو کے سر پر چھاگئے عمرو نہایت پریشان اور بدحواس ہوکر حیران و ششدر نہ پاے رفتن نہ روے ماندن ایکمرتبہ سوچا کہ واہ واہ مین تو بھول گیا وہ فلاخن اور تینون پتھر تو میرے کے ہین ہزارون چوٹین کرونگا نہین تو بھیر یہ پاس ہی پھر آکے موجود ہونگے یہی وقت تجربہ اور اُنکے امتحان کرنیکا ہی جھٹ پٹ فلاخن نکالکے پتھر رکھ رکھکر مارنا شروع کیا تو یہ عالم تھا کہ چارطرف کوے اُسکی ضرب سے کشتہ ہو ہوکر میدان مین ڈھیر ہوتے جاتے تھے اور وہ تینون پتھر کبھی کم نہین ہوتے تھے نوبت یجد سے رسید کہ دوپہر کامل عمرو نے سنگ زنی کی کہ ہاتھ عمرو کا شل ہو گیا مگر نہ کوے کم ہوتے تھے نہ وہ پتھر تین سے ایک کم ہو جاتا تھا آخر کار جب کوئی دو گھڑی دن پچھلا باقی رہگیا تب وہ کوے کم ہوے مگر کوسون تک جدہر عمرو دیکھتا تھا کوؤن کی لاشون سے کالے پہاڑ نظر آتے تھے خدا خدا کرکے شام ہوئی اور اب کوئی کوا بجز زاغ شب کے پرفشان نہین دکھلائی دیا تب عمرو بھی کا پیاسا دو دن کا اُس میل اور اُس بیابان جبل القمر کو گالیان دیتا برا بھلا کہتا اُن ستارون کو دیکھکر آگے کو چلا اور بعد از طے مراحل و قطع منازل جب کہ کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی رہگئی اسوقت ہزار فرسنگ پر جاکے دور سے دیکھا کہ ایک طرف آگ سی لگی ہوئی ہی اور روشنی اُسکی کوسون تک پھیلی ہوئی ہی عمرو یہ سوچکے کہ شاید اسطرف کچھ آبادی ہو تھوڑی دور آگے گیا تو اسنے دیکھا کہ ایک باغ ہی بغیر چار دیواری کا اور کچھ درخت میوہ دار اُسمین بہت گنجان لگے ہوے ہین اُن درختونکے تلے چند غول مردہ جانورون کا گوشت آہنی سیخون مین لگاکے بڑے بڑے لکڑ درختون کے جلاکے بھون رہے ہین اور بطور کبابون کے اُنکو کھا رہے ہین عمرو چاہتا تھا کہ وہان سے بھاگے یکایک اُن غولون نے جو عمرو کو دیکھا تو خوش ہو ہوکر دوڑے مگر عمرو مثل برق و باد بھاگا چلا جاتا تھا اور پیچھے پیچھے عمرو کے وہ سب غول شور و فغان کرتے دوڑے چلے آتے تھے عمرو سوچا کہ یہ حرامخوار اب تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے اور تو کہان تک انسے بھاگتا پھریگا بس یہ سوچکر زنبیل مین ہاتھ ڈال کے ایک تھیلی بہت بڑی کہ اُسمین نقل میوہ کے بہت شیرین بیہوشی آغشتہ پڑے تھے نکالی اور اُنکے راہ مین کھولکر ڈال دی اُن غولون مین سے ایک غول نے دو چار نقل اُٹھاکے جو منھ مین اپنے ڈال لیے تو نہایت خوش ہوکر ہونٹھ اپنے چاٹنے لگا اور غولونسے پکار کے کہنے لگا کہ یارو یہ نعمت غیر مترقبہ تو پہلے کھالو تب پیچھے اس حیلہ لاغر کے دوڑیو یہ بھاگ کے ہمارے سامنے سے کہان جانے پائیگا یہ سنکے وہ سب غول پھرے اور اُس تھیلی کے نقل سبھون نے لیکر چبانے لگا لیے اور خوب خوش ہو ہوکر کھانے لگے جب پیٹ بھر کے کھا چکے تو بیہوشی نے اثر کیا اور سب کے سب بیہوش ہوکر چکر کھا کھاکر گرے عمرو نے جب دیکھا کہ غول سب بیہوش ہوکر گر پڑے تب خنجر پکڑے پھرا اور جھٹ پٹ سب غولونکو ذبح کرکے خاک و خون مین لٹا دیا اور تیسرے پہاڑ یعنی تیسرے میل کے قریب پہونچا وہان بھی لکھا تھا کہ ای عزیز اگر تو راہ گم کردہ ہوکر یہان تک پہونچ گیا ہو تو اب ہرگز آگے قدم نہ بڑھانا جدھر سے آیا ہو اُسیطرف کو پھر جا

نے کہا یہ سب محض واہیات لکھا ہی جو مشیت پروردگار ہوگی وہی ہوگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا اور زنبیل مین سے کچھ نان
کباب اور شیرینی نکال کے کھائی اور باقی جو بچا اُسے دسترخوان مین لپیٹ کر سرھانے رکھ لیا اور سو رہا کوئی چار گھڑی دن
چڑھا ہوگا کہ عمرو کی آنکھ کھلی اور اسنے دیکھا کہ گدے کے برابر چیونٹے لکھو کھا میرے سرھانے اور گردپیش دوڑتے پھیلے ہین عمرو
نہایت سراسیمہ اور بدحواس ہوکر اُٹھا اور بہت سا بڑا بھلا اس بیابان ہفت میل کو کہتا ہوا کہ لعنت ہی اس کمبخت جنگل پر جہان
کہین دو پیسے کی آمدنی کا سہارا بالاے طاق آسایش و راحت بھی دم بھر نہین ملتی زندگی شاق ہو گئی عجیب و غریب آفات اور
بلایات کا سامنا ہوتا جاتا ہی مگر شکر کیا لاغری کام آ گئی ہاتھون سے اُنکے بچ گیا چیونٹے ہزار دن رات کو ڈھونڈ ھتا کیے پر دون
مجھے ۔ بعد اُسکے جھنجھلا کے وہی گوپھن اور وہی تینون پتھر شب آہنگ اختر شناس کے زنبیل سے نکالکر نشانہ تاک تاک کر مارنا شروع
کیے اور دوپہر ڈھائی پہر کامل پتھر مار مار کے لکھو کھا چیونٹے مار ڈالے کہ چار و ناطرف آدھ آدھ کوس تک چیونٹون کے انبار لگ گئے تھے
مگر کسیطرح سے آمد چیونٹون کی کم نہین ہوتی تھی اب عمرو کا ہاتھ شل ہو گیا اور نہایت تنگ ہوکے بیابان جبل القمر ہفت میل پر
ہزار ہزار لعنت اور نفرین کرتا جاتا تھا کہ دیکھا دن کوئی پہر چھ گھڑی باقی رہگیا تھا اور وہ چیونٹے بھی اب کم ہوتے جاتے تھے
بارے خدا خدا کرکے آفتاب غروب ہوا اور وقت شام کا دیکھا عمرو جھٹ پٹ گٹھری اپنی باندھ کے اُٹھ کھڑا ہوا اور آٹھین ستارونکے
سایہ مین قطع منازل اور طے مراحل کرتا ہوا جب کوئی پہر رات پچھلی باقی رہی تو میل چارم کے قریب پہونچا اور وہان بھی یہی
لکھا دیکھا کہ اے شخص اگر تو شاید اپنی واژونی طالع اور گردش لیل و نہار سے یہان تک پہونچ گیا ہو تو اب بھی بہتر ہی تیرے
حق مین کہ یہانسے پھر جا اور آگے کو قدم اپنا نہ بڑھا ورنہ بتلاے صد گونہ بلا ہو کر بہزار حسرت اور تلخکامی جان سے جائیگا اور
پھر ابد الآباد تک گور مین بھی کف افسوس ملیگا اور کچھ مطلب نہ بر آئیگا عمرو نے کہا سب واہیات ہی خدا سے ما بزرگ است
یہ کہکر وہین زیر میل گلیم عیاری بچھا کے بیٹھ گیا اور دم لینے لگا حسب اتفاق آج شب چار دہم ہی تو چاندنی کوسون تک
پھیلی ہوئی ہی شعر زمین نور کی آسمان نور کا ۞ جدھر دیکھیے ہی سمان نور کا ۞ عمرو شب ماہ کی فضا دیکھتے دیکھتے سو گیا اور کوئی
چار گھڑی دن چڑھے سو کے جو اُٹھا تو اُسنے دیکھا کہ سامنے چند قدم پر ایک مختصر سا باغیچہ کسی کا ہی اندر سے درخت کیلون
کے لہراتے ہوئے اور منڈیرون پر دیوار سے لٹکے ہین طاؤس پھر رہے ہین اور دروازہ اُسکا باہر سے مقفل ہی عمرو نے کہا
اس باغیچہ مین چلیے سیر کرنے اور کچھ نہین ہو تو ناشتا کرکے پہر چھ گھڑی سو رہون تو پھر آگے چلون یہ کہکر عمرو وہانسے اُٹھا
اور اُس دروازہ کے قفل کو کھول کر اندر گیا تو دیکھا کہ صحن مین ہزارون درختان پر ثمر اور نہالان بارور اور کچھ چمن گلہاے بوقلمون
کے ہین اور مہندی اور گل محل کی ٹٹیان بہت پر تکلف گڑی ہوئی ہین روشون پر دار بیل بنا ہوا ہی اور شمال رویہ ایک مختصر
سی بارہ دری نہایت سپید سی معقول بھری ہوئی چھت پر دے بہت پر تکلف فرش نفیس اور پاکیزہ گسترده کہین انبار اشرفیون
کا کہین ڈھیریان روپیون کی کہین دانہ ہاے گوہر شب چراغ اور یاقوت اور زمرد اور سنگ سراج اور نیلم اور فیروزہ وغیرہ
جواہرات بیش بہا اور نایاب پڑا ہی ایک جا پر چند خوان کھانے کے کھانا تحفہ بتحفہ اقسام اقسام طرح طرح کی قابون مین
پیالون مین طشتریون مین بھرا ہوا خوانپوش اُس پر ڈھکے ہوئے تو سطے پوش تمامی کے پڑے ہین ایک پلنگ سونیکا بہت
پر تکلف اور نفیس سیج بند کھنچے ہوئے تکیے بہت نرم نرم لگے ہوئے ایک صیحنچی مین بچھا ہی عمرو یہ سامان و ہانکا دیکھکر وجد
کر گیا اور سجدات شکر کرکے اپنے دلمین کہنے لگا کہ یہ نعمت غیر مترقب جناب احدیت نے اپنی قدرت کاملہ سے مجھے عطا کی
مصرع رزق را روزی رسان پر میدہد ۞ ورنہ کہان یہ کمبخت نجس ناپاک بیابان جبل القمر اور کہان یہ دولت عظمیٰ غرض
پہلے تو عمرو نے دسترخوان بچھا کے خوب شکم سیر ہوکے کھانا کھایا بعد اسکے یہ سوچے کہ پہلے جو شخص کہ مالک اس گھر کا
اور اس مالیت کا ہو اُس سے فیصلہ کر لون تو اس نقد و جنس و مال و اسباب کو نذر زنبیل کرون یہ خیال کرکے پلنگ پر

جاکے سو رہا سوتے سوتے ایک مرتبہ ایک آواز عمرو کے گوش زد ہوئی کہ کوئی شخص باہر سے پکار پکار کہتا ہی کہ ای شخص تو کون ہی
جو میرے گھر مین گھس آیا اور دروازہ اندر سے بند کر لیا اور مین بڑی دیر سے پکار رہا ہون جواب نہین دیتا ہی عمرو نے دل مین
کہا کہ یہ کوئی وارث یہان کا پیدا ہوا اب چلون اس سے گفتگو کرون اور دیکھون کہ یہ شخص اپنی حقیت اور ملکیت اس
مال و اسباب پر کن دلائل اور براہین سے ثابت کرتا ہی آخر جو یہ گھر کا مالک ہوگا اور یہ نقد و جنس اسکا ہوگا تو اور بھی کوئی
گواہ شاہد اسباب کا ہوگا یا نہوگا غرض یہ کہکے عمرو دروازے کے قریب آیا اور اندر سے جواب دیا کہ ای تو کون ہی جو بے واسطہ
بے جہت شور و غل کر کے مجھے بدخواب کرتا ہی اور مجھے آرام کرنے نہین دیتا باہر سے اُسنے کہا کہ ہین تو کیا بکتا ہی مین تو نجم الدین
غول اسکا مالک ہون مین نے اس مکان مین درختان باردار سایہ گستر میوے کے اور نخل گل لگائے ہین اور اس مین
ایک بارہ دری تعمیر کی ہی چھت پردے لگائے فرش پشمینہ کیا جواہرات اشرفی روپیہ مین نے لاکے رکھا ہی تو کہان سے
پیدا ہوا ہی ذرا نام تو اپنا مجھے بتلا عمرو نے کہا کہ تو جھک مارتا ہی اور جھوٹا دغاباز جعلساز معلوم ہوتا ہی شاید کچھ نشہ پیکے آیا ہی جو یہ باتین
کر رہا ہی یہ مکان میرا ہی اور مین نے آئین وہ جو تو بیان کر گیا ہی سب سامان مہیا کیا ہی میرا نام شمس الدین غول ہی اُس
غول نے باہر سے کہا کہ تیری پہچان کیا ہی تو اپنا کچھ پتا سراغ مجھے دے تا مین جانون اور معقول ہون کہ مین راہ بھول
گیا میرا مکان یہ نہین ہی یہ کسی اور کا مکان ہی عمرو نے کہا تو بھی کچھ اپنا نشان مجھے دے تا مین اپنے جی مین خجل اور منفعل
ہون اور اپنا گھر تیرے واسطے چھوڑ کر کہین یہان سے اور جگہ چلا جاؤن نجم الدین غول نے کہا کہ میرے سر مین ایک بال بہت
بڑا ہی عمرو نے کہا تو یہ گھر تیرا نہین یہ مکان میرا ہی کس لیے کہ میرے سر مین بھی ایک بال بہت بڑا ہی اگر تیرے سر کا بال میرے سر کے
بال سے زیادہ ہو تو البتہ مجھے یقین آئے کہ ہان تو سچ کہتا ہی اُس غول نے کہا ذرا تو اپنا بال میرے سر کے بال کے برابر کر اگر میرا
بال تیرے بال سے بڑا نکلے تو پھر تو کیا کہیگا عمرو نے کہا اچھا لے میرا بال اور اپنا بال مجھے دے کہ میرے اور تیرے ابھی فیصلہ ہوجا
چنانچہ عمرو نے تو کمند آصفائے باصفا کو معجزے سے کہ اُسے چاہے بال کے برابر پتلا کر لے اور چاہے کہ اُسے کمند کر لے زنبیل
سے نکال کے غول کے ہاتھ مین سرا اُسکا دیا اور اُسکے سر کا بال اپنے ہاتھ سے لیکے کہا لے اب تو ناپ لے اُس مزدور غول
کا بال کیا بالا تھا جو کمند کی برابری کر سکتا کمند کو عمرو چاہے تو معجزہ طلب کر کے ہزارون کوس کا کر لے غرض وہ نجم الدین غول
قائل ہو کر کہنے لگا کہ ایک بال پر کیا خاتمہ ہو گیا ابھی تو میرے کئی نشان اس مکان کی ملکیت اور وارثی کے ہین ذرا تو اندر دروازے
کے بیٹھ کر میرے ساتھ پیشاب تو کر جو زیادہ کرے وہ مالک اس گھر کا ہو عمرو نے کہا بہت خوب بس اتنا سنکے نجم الدین غول
غیظ و طیش مین بیٹھکر پیشاب کرنے لگا عمرو نے بھی مشکیزۂ حضرت خضر علیہ السلام زنبیل سے نکال کے دہانہ اُسکا کھول دیا اُدھر
پانی جاری ہو گیا نجم الدین غول تو کوئی چار گھڑی انتہا کے درجہ پیشاب کر کے ٹھہر گیا عمرو نے جو مشکیزۂ خضر کا منہ کھول
دیا تو دم بھر مین ایک نہر پانی کی جاری ہوئی اور اُس صحرا مین آدھ آدھ کوس تک تا بزانو پانی ہو گیا جب غول نے
یہ طغیانی پانی کی دیکھی نہایت خائف اور لرزان ہو کے بولا کہ بس بس ای شمس الدین غول اب شاشہ کرنا موقوف کر ابھی
ایک پہچان اور نشان میری حقیت کا اس مکان پر اور بھی ہی اگر اُسمین تو زیادہ ہوگا تو البتہ مجھے یقین ہوگا کہ واقعی تو ہی
اس مکان کا مالک ہی مین اپنا مکان بھول گیا عمرو نے کہا وہ کیا ہی نجم الدین غول نے کہا کہ جو گوز ایسا مارے کہ کوس
بھر تک آواز اُسکی جائے عمرو نے کہا کیا مضائقہ ہی تو پاد تو مجھے یقین ہو اور مین جانون کہ تو سچ کہتا ہی اور کوس بھر تک تیرے
گوز کی آواز جاتی ہی بعد اُسکے مین تجھے معقول کرونگا اُس نجم الدین غول نے ایک گوز مارا کہ کوس بھر تک اُسکی آواز
گئی عمرو نے سفید مہرہ زنبیل سے نکال کے بجایا کہ آواز اُسکی کسایت فرسنگ تک جاتی تھی نجم الدین غول آواز مہرہ
کی سنکے گھبرا گیا اور مارے ڈر کے یہ کہتا ہوا کہ ای شمس الدین غول تو سچا ہی اور مین جھوٹا تھا معلوم ہوا کہ یہ مکان تیرا ہی

بھیر اٹھین ہاے مین اپنا گھر بھول گیا جان توڑکے بھاگا اور واللہ اعلم بالصواب کدھر کو گیا یہان عمرو نے باطمینان تمام وہ جواہرات
اور اشرفیان اور روپیہ اور تمام مال اسباب اُس مکان کا اُٹھا اُٹھا کے نذر زنبیل کیا اور اب اس فکر و تدبیر مین آس باغیچے
سے نکلکر اُس دشت او بارا ور صحرائے پُرخار کو بغور دیکھ رہا تھا کہ شام ہو تو مین یہان سے چلون بارے آفتاب غروب ہوا اور
ظلمت شب نمایان ہوئی عمرو بسم اللہ کہکر اُسی جادہ سیارگان فلک پر بہ کمال سُرعت و تیز گامی چلا جاتا تھا جاتے جاتے
اُسوقت ازبسکہ باد سموم اور ہوائے گرم چار طرف سے آتی تھی اور بسبب دوا دوش کے تشنگی کا غلبہ عمرو کو ہوا تو ہر چند
مشکیزہ خضر علیہ السلام عمرو کی زنبیل مین ہر وقت رہتا ہے لیکن جب تک کہ پانی تلاش اور جا سے ہم پہونچے تب تک عمرو
کو قسم ہے کہ پانی مشکیزہ خضر سے نکال کے نہین پیتا ہے اس باعث سے عمرو متلاشی آب تھا ایک حالت غش کی طاری ہوئی اور
اور عمرو بیہوش ہوکے گر پڑا اور کچھ خبر اپنے تن بدن کی عمرو کو نہ رہی حسب اتفاق اُسوقت کہین حضرت خضر علیہ السلام آن
آکے وارد ہوئے اور اُنھون نے پانی عمرو کے منھ مین ڈالا تو عمرو کی آنکھ کھل گئی اور حضرت خضر علیہ السلام کو اپنے سرہانے
کھڑا دیکھکر عمرو نے دامن حضرت کا پکڑ لیا اور کہنے لگا یا حضرت مجھے ایک گنج خزینہ زر کا عنایت کیجیے حضرت خضر نے یہ سمجھکے
کہ عمرو نے چشمہ عین الطمع کا پانی پیا ہے اس باعث سے طمع اسکی کبھی کم نہوگی متبسم ہوکے فرمایا کہ تو جا یہ پانچوان میل جو نظر
آ پہونچا وہ دیکھ سامنے نظر آتا ہے یہ میل تمام طلائے احمر کا بنا ہوا ہے تو جا کے سب لے لینا کوئی اسکا پرسان نہین عمرو نے جو
اٹھکر اسطرف کو دیکھا تو اُسوقت فی الحقیقت عمرو کی نظرون مین وہ میل سارا سونیکا معلوم ہوتا تھا عمرو نے کہا یا حضرت یہ میل
سونیکا تو میری قسمت مین روز ازل سے منشی قدرت نے لکھ دیا ہے اور سکندر ذوالقرنین نے محض خاص کرکے میرے ہی
واسطے بنایا تھا آپ کچھ جواہرات اپنے پاس سے مجھے مرحمت کرین اس میل کا احسان کیا اسی میل کے واسطے مین نے
صحرا نوردی اور دشت گردی اور بیابان جبل القمر کی مسافت اور صعوبت اختیار کی ہے یہ تو مین جا کے لے ہی لونگا حضرت
خضر علیہ السلام یہ گفتگو عمرو کی سنکے بہت ہنسے اور فرمانے لگے کہ اچھا اے عمرو یہ میل نشیبان قضا و قدر نے اگر تیری ہی لوح
جبین پر قسمت کر دیا تھا تو کیا مضائقہ مین تجھے اور جواہرات بتلا دونگا تو بتا ہے اپنا دیکھ یہ تمام اس جنگل مین جتنے سنگریزے پڑے
ہین سب دانہ ہاے گوہر اور یاقوت اور زمرد اور پکھراج اور فیروزے کے ہین جا اُٹھا لے عمرو نے دیکھا کہ تمام میدان مین جواہرات
پڑا ہے اور حضرت خضر کے ہاتھ مین بھی بہت سا جواہر بیش بہا ہے عمرو نے اپنا دامن پھیلایا حضرت نے یاقوت و زمرد فیروزہ
وغیرہ جواہرات عمرو کے دامن مین ڈالدیا عمرو نے اپنا دامن بند کرکے حضرت خضر کا دامن چھوڑ دیا اور حضرت خضر نظرون سے
غائب ہو گئے جب عمرو نے پھر اپنا دامن کھولکر دیکھا تو بجائے جواہرات دامن مین کنکر پتھر بھرے تھے عمرو نے وہ سب سنگریزے
پھینک دیے اور مضطرب ہوکر میل کو دیکھنے لگا تو وہ میل تمام زرد پتھر کا بنا ہوا معلوم ہوا نہایت مغموم اور مکدر حضرت
خضر علیہ السلام کی شکایت کرتا اور کہتا ہوا کہ واہ واہ یا حضرت یہ تو وہی قول کسی استاد کا آپ نے میرے مصداق حال کیا
مصرع کون رہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگا ۞ جب تم نبی ہو کے مجھے محتاج بناؤ گے تو اپنے سائل کو عوض زر و جواہر کے کنکر
پتھر دھوکا دیکے دیجاؤ تو اور کیا کیا ذکر اور مذکور ہے پانچوین میل کے برابر پہونچا اور اپنے دلمین یہ سوچے کہ ایک ایک میل تک پہونچکے
اگر مین رہ جاؤنگا تو شرا گادولتی سے کیونکر جیت سکونگا لاؤ دو منزلہ سہ منزلہ کرتا چلون پانچوین میل پر بھی نہ ٹھہرا اور جستین کرتا
بھاگا بھاگ بعد طے مراحل و قطع منازل وہ وقت آیا کہ زہرہ آسمان پر پہونچا اور محفل سیارگان مین ایک دھوم سی برپا معلوم
ہوئی نسیم سحر وزان اور درختان پر طائران خوش الحان بمضمون اس شعر کے شہرہ ہر گیا ہے کہ برزمین روید ۞ وحدہ لاشریک
لہ گو یاد ذکر خالق جن و بشر کرنے لگے سفیدہ صبح کا نمود ہوا چمکار و زرروشن ہوا چاہتا ہے کہ عمرو برابر میل ششمی کے پہونچکر ٹھہرا اور
اُسنے دیکھا کہ اُس میل پر لکھا ہوا ہے مبارک ہو اے شخص سعادت شکر جناب باری کر کہ تو صحیح و سالم یہانتک پہونچ گیا ہے حیف کہ الٰہی

ایک میل باقی ہی لیکن بس اب تیرے واسطے کوئی جا خوف و خطر کی نہین ہی باطمینان تمام اپنی منزل مقصود کی راہ پر چلا جا
عمرو نے کہا کہ جہان خوف و خطر تھا وہان میرا کسی نے کیا کر لیا یہ بھی واسطے احمقون کے ڈرانے کے کسی نے یہ چار فقرے
استادانہ ہر میل پر لکھ دیے ہین غرض یہ کہ عمرو اُسی میل کے پاس اپنی گلیم عیاری بچھا کے بیٹھ گیا اور ساعت بھر دم لیکے پھر
سوچا کہ رات کو تو مین نے اُن ستارون کو خوب سا اپنے ذہن مین غور کر کے دیکھ لیا کہ یہی طور انکا تا دم سحر رہتا ہی اور روز اول مین
سے مین اسی راہ پر چلا آیا آج تک سرمو کا فرق نہین دیکھا پھر رات کا انتظار کرتا کیا ضرور اسی راہ پر سیدھا چلا چلون اپنی منزل
کھوٹی کیون کرون غرض یہ سوچ کر پھر وہان سے اٹھا اور اُسی راہ راست پر کہ عمرو کی نظر مین چڑھی ہوئی تھی عرصہ راہ کو طی
کر کے قریب شام ساتوین میل پر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ اُس میل پر کندہ ہی کہ زہے جرأت اور خوشا قسمت تیری ای شخص مسافر
تو طالع سکندری رکھتا ہی جو یہان تک بیابان ہفت میل کو طی کر کے پہونچا اب کوئی خطرہ راہ اور کسی طرح کا کھٹکا آگے
نہین ہی بے خوف و خطر سجدات شکر ایزدی کرتا ہوا جہان جی چاہے چلا جا عمرو نے کہا شکر ہی خدا ے عز و جل خالق جزو کل
کہ اس صحراے وحشت زا سے مین بعافیت تمام نکل آیا اب کوئی پہر چھ گھڑی اسی مقام پر آرام کر لون تو پھر آگے کو
چلون یہ کہکے ساتوین میل کے تلے بستر اپنا لگا کے کچھ زنبیل مین سے کلچے اور روٹیان نکالین وہ کھائین اور ایک چشمہ آب پر
جاکے پانی پیا اور سو رہا جب کہ آدھی رات کا عمل ہوا اُسوقت عمرو اپنی گٹھری باندھ کے ایک سمت راہ پکڑ کے روانہ ہوا اور
بعد دو ادوش بسیار جسوقت کہ اشعار لگے ہونے نظر ونسے تاری نہان ؛ چھپا نور مین جادہ کہکشان ؛ رخ شمع مائل بزرد
ہوا ؛ لباس فلک لاجوردی ہوا ؛ مسیحا نفس تھی نسیم وزان ؛ اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان ؛ لیئے گریبان سحر چاک
ہوا اور شاہ زرین کلاہ آفتاب خلوتخانہ مغرب سے نکلکر تخت نیلگون سپہر پر جلوہ آراے عالم ہوا عمرو نے دور سے دیکھا کہ ایک
شہر دکھلائی دیتا ہی اور اُسکے گانوُن گرانوُن قصبے پورے چپ و راست معلوم ہوتے ہین کچھ مسافر راہ گیر بھی ملنے لگے تھوڑی
دور آگے جاکے اب جو دیکھا تو دروازہ شہر پناہ کا کھلا ہوا ہی اور خلق اللہ آیند و روند اُسمین سے آتے جاتے ہین عمرو
بسم اللہ کہکر اندرون شہر داخل ہوا تو شہر بہت بڑا اور پر فضا خلقت انبوہ در انبوہ سکان شہر گروہ گروہ چوپڑ کا بازار بحنتہ
بنا ہوا چاندنی چوک اُردو بازار جوہری بازار کشمیری بازار اسلحہ بازار چینی بازار خاص بازار صرافہ بزازہ سب کھلا
ہوا دکاندار بھی آتے جاتے ہین اور دُکانین کچھ کھل چکی کچھ کھلتی جاتی ہین غرض عمرو سیر کرتا ہوا جسوقت چاندنی
چوک مین پہونچا تو دست راست کو اُسنے ایک دُکان بہت پرتکلف سجی ہوئی دیکھی اور اُسمین دیکھا کہ ایک
درزی بچہ مشروع کا پائجامہ پانوُن مین اور انگرکھا ململ کا گریبان مین سیاہ فیتہ لگا ہوا بہت ٹھیک ٹھاک سیا
ہوا گلے مین پہنے ٹوپی دردوزی بہت بھاری سر پر رکھے دونون بازوون پر جوڑی نورتن کی باندھے برس
سترہ اٹھارہ ایک کا سن و سال سراپا حسن و جمال بہت چست و چالاک ایک سوزنی بہت تحفہ اور پاکیزہ بچھا کے
بیٹھا ہی اور گرد و پیش اُسکے دس بارہ اور درزی پیر و جوان بیٹھے کپڑے سی رہے ہین عمرو نے اُس درزی بچہ کی
آنکھ گرما گرم اور چتون بہت چالاک دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ ای عمرو یہ شخص تو درزی بچہ نہین ثابت ہوتا ہی یہ کوئی عیار
پیشہ ہی لاؤ اسے تحقیق کرتے چلیے یہ کہکے عمرو نے زنبیل پر ہاتھ مارکے معجزہ طلب کیا اور کہا بابا آدم سر دست جلدی
مین رنگ روغن عیاری کا ملتے دیر لگ جائیگی لہذا امیدوار ہون کہ میری صورت ایک بنوا آزاد فقیر کی ہو جاے کے ساتھ
اتنا کہنے کے عمرو بصورت آزاد بن گیا اور اُس دُکان پر سامنے اُس درزی بچے کے آکے صدا دی کہ عشق اللہ کیون
بابا ماسوا معبود بھی کچھ فقیرون سے واحد شاہد ہوتا ہی اُس درزی بچہ نے عمرو کو جو دیکھا بے ساختہ گھبرا کے اٹھا اور یہ
کہتا ہوا کہ یا حضرت آپ تمہیئے آئیے دوڑ کر قدمون سے عمرو کے لپٹ گیا اور بڑی گرمجوشی اور تعظیم و تکریم سے عمرو کو لیجا کے اندرون

دکان اُسی سوزنی پر بچھایا اور جھٹ پٹ پانی گرم کرا کے منہ ہاتھ پاؤں شاہ صاحب کے دھلوائے بعد ازاں پوچھنے لگا کہ یا حضرت
کہاں سے آپکا اتفاق ہوا عمرو نے جواب دیا کہ بابا فقیر سیاح جہاں گرد ہے آنا جانا تو اس سرائے فانی میں لگا ہی رہتا
ہے قطعہ از گلشن دہر ہر کہ آمد شد ہم ٭ بلقیس فسانہ دار دہر ہم ٭ امروز صدا ہے ہر کہ خواہی بشنو ٭ فردا ست کہ نشنوی
صدائے خود ہم ٭ یہ کہکے جھولی میں سے کچھ ٹکڑے گدائی کے نکال کے اُس درزی بچے سے کہا کیوں بابا یہ کچھ ہدا
فقیر کا ہے جی چاہے تو حاضر ہے نوش کر اُس نے کہا زہے اقبال اور خوشا طالع میرے یہ ٹکڑا کہاں میسر آتا ہے یہ تو تبرک الٰہی ہے
یہ کہکے دو چار ٹکڑے اُس درزی بچے نے بھی کھائے اور کچھ شاہ صاحب نے کھائے اور پانی پیکر منہ ہاتھ دھویا بعد اسکے
کہا کہ کیوں بابا کہیں ایسی جا بھی ہم کو تیرے یہاں ملیگی کہ ذرا ہم سو رہیں درزی بچے نے کہا یا حضرت بسم اللہ آپ آرام فرمائیں
وہ کوٹھری میں پلنگڑی لگی ہوئی ہے عمرو نے کہا تو بابا ایک کام کرنا فقیر کا معمول یہ ہے کہ اگر جاگتا ہے تو چھ چھ مہینے پھر سوتا نہیں
اور اگر سوتا ہے تو پھر چھ چھ مہینے تک سویا ہی کرتا ہے جاگنے کا ذکر کیا وہ درزی بچہ یہ حال شاہ صاحب کا سنکے کہنے لگا کہ حضرت
آپکی جو بات ہے خالی از کرامات نہیں کیا اندیشہ ہے آپکا جب تک جی چاہے آرام کیجیگا غرض عمرو اندر کوٹھری کے جا کے اُس پلنگڑی
پر منہ ڈھانپ کے پڑ رہا پڑے پڑے جب کہ شام کا وقت ہوا تو سب درزی اُٹھ اُٹھ کر اپنے گھروں کو گئے اور گٹھریاں کپڑوں کی باندھ
باندھ کے خالی رکھ دیں اب فقط وہ درزی بچہ اکیلا بیٹھا ہے اور ایک شاگرد اُسکا چراغ جلا کے رکھ گیا ہے باقی اب سوا اُس درزی
بچے کے کوئی وہاں نہیں اِس عرصہ میں گھڑی دو ایک رات آگئی کہ ایک مرتبہ عمرو نے کوٹھری میں پڑے پڑے دیکھا کہ روشنی
مشعل کی نمود ہوئی اور سامنے ایک عورت برس چالیس ایک کا سن نہایت حسینہ گوری رنگت شبنم کا کرتہ گلے میں اور گلبدن
کا پائجامہ کلیوں دار بڑے بڑے پانچوں کا پاؤں میں پہنے دوپٹہ آب رواں کا سر سے ڈھلکا ہوا سونے کے موٹے موٹے
کڑے ہاتھوں میں پہنے آگے آگے اور پیچھے اُسکے ایک مزدورنی گلنگام کا لہنگا پہنے چادر موٹی دھوتر کی میلی سر پر اوڑھے ایک خوان
کھانے کا کسنہ کسا ہوا تورہ پوش اُسپر پڑا ہوا لائی اور اُس درزی بچے کی دونوں ہاتھوں سے سر سے پاؤں تک بلائیں لیکے
کہا کہ قربان جاؤں حضور نے فرمایا ہے لیجیے شعر گفتی کہ نمایم بتو رو دو قد و قامت ٭ این وعدہ مگر راست شود روز قیامت ٭ اے شہریار
تمنے وعدہ کیا تھا کہ چند روز اور صبر کرو سو اب صبر و ضبط تا چند تمنے سنا نہیں کہ بابا جان اب اس بات پر آمادہ ہیں کہ
امروز فردا میں میرا عقد جہاں تم جانتے ہو وہاں کر دیں سو ہر چند کہ تا روز حیات کیا تاب و طاقت کسیکی جو میرے اوپر ہاتھ
ڈال سکے اور جب ایسا ہی دیکھوں گی کہ اب کسیطرح سے میری آبرو نہیں بچتی تو ناچار ہو کر شعر وصلت کی شب اضطراب کر کے
رکھونگی گلے پہ اپنے خنجر ٭ لہذا میں امیدوار ہوں کہ آج کسی گھات سے رات کو تم آجاؤ تو کچھ باتیں ہم تم سے کر لیں اور کچھ حسرت
اپنے دل کی نکال لیں کیونکہ خدا نخواستہ مصرع فردا کہ نماند بجز سود اشک ندامت ٭ اُس درزی بچے نے اُس عورت سے
کہا کہ میری طرف سے تم کہدینا کہ میں نے جو وعدہ کیا ہے اُسے جھوٹھ نہ سمجھنا اور تم چلو تمہارے پیچھے میں بھی آج کوئی آدھی رات
کے عمل میں ضرور بالضرور آؤنگا شعر آن یار کہ گفتا بتو ام دل نگرانست ٭ گو می رسم اینک بسلامت نگران باش ٭ پھر اُس
عورت نے کہا کہ واری کل کے برتن جو خالی ہوں تو مجھے دے دیجیے میں لیجاؤں اُس درزی بچے نے کہا ٹھہرو لیتی جاؤ یہ کہکے
وہ درزی بچہ اُسی کوٹھری میں جہاں عمرو شاہ جی بنا منہ لپیٹے پڑا تھا گیا ایک کونے میں ایک ٹوکرا برتنوں سے بھرا ہوا
رکھا تھا اُٹھا کے باہر لایا اور اُس عورت کو دے کے رخصت کیا عمرو نے یہ تماشا دیکھ کے اپنے دل میں کہا کہ کیا قدرت
خدا کی ہے کہ یہ درزی بچہ بڑے مال مارتا ہے کسی بادشاہزادی سے اس سے آشنائی ہے اُسکے یہاں کے یہ تحفہ تحفہ
برتن ہیں ورنہ کسی غریب کو تو یہ ہزار برس دیکھنے کو میسر نہ آئیں گے غرض ایک دو گھڑی کے بعد اُس درزی بچہ نے
دسترخوان بچھایا اور تمام کھانا چنا بعد اسکے عمرو کے پاس آکے کہنے لگا کہ شاہ صاحب ذرا بیدار ہوجیئے کچھ

کچھ نان و نمک حاضر ہے اسے تناول فرمایئے پھر سو رہیے گا عمرو نے وہ خراٹے لینا شروع کیے کہ ہر چند وہ جگایا کیا عمرو نہ اٹھا
تب اُس درزی بچے نے دیکھا کہ شاہ صاحب سچ کہتے تھے کہ مین چھ چھ مہینے سوتا ہون بیشک مجھے یقین ہوا کہ یہ سوتے ہونگے
اب اسوقت میرا جگانا بھی بیکار ہے عمرو کے پاس سے جاکے کھانا کھایا اور باقی اُٹھا رکھا اور ہاتھ منھ دھو کے بیٹھا رہا
جب کہ دو پہر رات کا عمل ہوا تو اُسنے ایک روغن عیاری ملکے اور نئی صورت اپنی بناکے اور قنطورے پاتا بے باندھ کے
جوڑی خنجر کی کمر مین رکھی حلقے کمند کے ہاتھ مین لیکے ایک چادر عیاری اوڑھ لی اور واسطے اپنے اطمینان خاطر کے پھر
عمرو کے پاس آیا اور دو چار مرتبہ عمرو کو جگایا کہ شاہ صاحب شاہ صاحب کیا آپ بیدار ہین کچھ حقے پینے کی حاجت ہو تو
حاضر ہے عمرو نے ایسا ظاہر کیا کہ گویا نیند مین ڈالدیا کہ بالکل اُسپر ثابت ہوا جب اُسے صدق ہو گیا کہ شاہ صاحب نہایت
غافل سوتے ہین تب اُسنے دیوار پر کمند ماری اور کمند پکڑکے اپنے مکان کی دیوار سے نیچے اُترا عمرو بھی ساتھ ہی
جھٹ پٹ لگا قب مین اُسکے دیوار پر کمند مار کے تلے اُترا اور آگے آگے وہ درزی بچہ اور پیچھے پیچھے عمرو بسرعت تمام بندلی
چوک اُردو بازار جوہری بازار صرافہ بزازہ طے کرکے زیر ایوان شاہی پہونچا وہان جاکے اُس درزی بچے نے کمند دیوار ایوان
شاہی پر پھینکی اور جسوقت کہ لٹو کمند کا دیوار پر جاکے قائم ہو گیا وہ درزی بچہ کمند پکڑ کے دیوار پر چڑھ گیا اور اندرون قصر
سلطانی اُتر گیا عمرو بھی ساتھ ہے اُسکے بچستی وچالاکی اپنی کمند مارکے اُسی کمند کی راہ سے دیوار پر چڑھا اور باہستگی تمام
قصر شاہی پر اُترکے ایک گوشہ مین بیٹھ کر دیکھنے لگا کہ زیر قصر سامنے شمال رویہ ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بہت پر تکلف
بنی ہوئی اور چھت و پردے تمامی اور زربفت کے لگے ہوے آگے اُسکے ایک سائبان زرتاری جھالرین مقیش کی
باسلاک ہائے مروارید آویزان اندر بارہ دری کے ہزار پانچسو جھاڑ بلورین شمعین مومی اور کافوری اُنمین چڑھی ہوئین
روشن ہین کنول دیوارگیریان سورج مکھیان قد آدم شیشہ تصاویر شاہان پیشین اور اکثر پریزادونکی لگی ہوئین تیاری
بہت معقول ہے اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین برس بارہ ایک کا سن و سال سراپا حسن و جمال شعر تیرے کز دیدن
آن شکل و رخسار ؛ بہ بندد زاہد صد سالہ زنار کبت - سندر روپ سروپ مہا من یون لگے جیسے انگ مین سبے جیون
مول سکھیون کو بن دیکھے دُکھی چھب دیکھے ہی جیجے ؛ برہ کی چوٹ سہی نہین جات نہ دوسرے اور کو دیکھین دیکھے کوئی اور
بناوٹ نیہ نہ ٹک بیٹھے ہی کچھ دیکھے ہی پیجے ؛ مگر چہرہ مانند گل پژمردہ کے زرد بال سرکے مانند سنبل پریشان آنکھین
مانند چشم نرگس کے بحسرت نگران باغ جوانی پر پالا سا پڑا ہوا ہر مرتبہ آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر یہ کبت حسب حال اپنے
پڑھتی ہے اور روتی ہے کبت سوچت جات سبھی دن رات کچھ نہ لبھات کیا کرئے ؛ اب چکل مین پڑے نہین چین
یہ ساری رین جرا کرئے ؛ ادت لالن کو جیرا للچات لوکن لاج بہار دیئے ؛ دڑلیے مرنے بھر سے رہی تکھی بدھ یون ہی
لکھی تو کیا کرئے ؛ ابھی وہ نازنین یہی گفتگو اپنی مقربین ہم نشین انیسون خواصون سے کر رہی تھی کہ یہ درزی بچہ
کوٹھے پر سے اُترکے پہونچا اور اُسے دیکھکر جتنی مصاحبین اور خواصین صحبت والیان اُس بادشاہزادی کی تھین
سب کی سب گھبراکے اُٹھ کھڑی ہوئین اور جھک جھک کر تسلیمائین اور مجرے کرنے لگین اور شاہزادی اس درزی
بچہ کو دیکھ کر متبسم ہوئی اور کہنے لگی کہ واہ واہ صاحب واہ واہ شعر اپنی اپنی غرض کے ہین سب یار ؛ کیا کہون جھوٹکو
خدا کی سنوار ؛ آجکل وہ مثل ہے عاشق کی ؛ آنکھ ہوئی چار دلمین آیا پیار ؛ کیا خوب تمکو ہماری یاد رہتی ہے یہی
وعدہ اور یہی عہد و پیمان تمہارا ہم سے تھا اُس درزی بچے نے آنکھونمین آنسو بھر کے کہا کہ اے ملکہ قسم ہے مجھکو اپنے
دین و ایمان کی کہ مین نے جتنے وعدہ غلط نہین کیا تھا میرا قول صادق اور عہد واثق ہے خدا چاہے تو کبھی اُسمین
فرق نہ پڑیگا ماجرا یہ ہے کہ آج ایک بزرگوار بوضع آزادانہ میرے مکان پر تشریف لائے ہین کیا عجب کہ وہی بزرگوار شاہ

عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار ہوں کسلیے کہ شاہ عیاران عیار ہزار صورتین بدل سکتے ہین مجھے تو بدل یقین ہے کہ سوا
اُسکے یہ شخص اور کوئی نہین ہے ملکہ نے جواب دیا کہ تم ہمیشہ یہی باتین بنایا کروگے یہان کل پرسون ہمارا کام تمام
ہو جائیگا اُس درزی بچے نے دوڑکر ملکہ کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین اور ایسے کلمے یاس ہراس کے بازبان پر نہ لاؤ

شراب و مینا و جام و مطرب بہار باغ ابر و برق و باران
سب ایک جا اب ہین آج باہم ہوا ہے تقدیر سے یہ سامان
فلک جدائی کے گھات مین ہے یہی محل دعا ہے یاران
ہوئی ہے مدت سے وصل کی شب نہ حشر تک ہو سحر نمایان
کرون مین آمین جھکا کے سر کو خدا سے تو اے صنم دعا کر

سوئے ہین مدت مین دونون باہم خوشی ہو دل کو گلے لگا لیجیے
نہین ہے کوئی مخل صحبت گلے مین ہاتھون کو ڈال دیجیے
شراب گلگون بھری ہے شیشے مین دست رنگین مین جام لیجیے
حجاب بیجا ہے وصل کی شب نقاب اُلٹیے شراب پیجیے
ہماری سنیے کچھ اپنی کہیے ذرا تو اب منھ سے منھ ملا کر

بارے ملکہ نے اشارہ خواصون سے کیا اور چند خواصین کچھ گلابیان شراب کی اور پیالے الماس تراش زمردین لائین اور
دونون عاشق و معشوق آپس مین بیٹھکے شراب پینے لگے مگر اُس شاہزادی کا یہ حال تھا کہ نشہ صہبائے وصل مین سرشار
ہر بار خواصون اور مصاحبون کی جانب مخاطب ہو کر بہزار حسرت و آرزو کہتی تھی شعر شب وصل صنم ہے آج اے ہمدم کسی ڈھب
سے ٭ گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے ٭ اور کبھی بسوئے سیارگان فلک دیکھ کر یہ کبت زبان پر لاتی تھی کبت
گرم گرم آج ہت سے سنجوگ بھیو انند اشک اَر یہ سمات ہے ٭ سکھ ناتھ دکھ الیسا دیجو نہ اترے کھری کے کمک سے چھاتی کلات آج
جنم جنم بھر ما بھو احسان لیا کیجیے کے کرشن ریجیہ کہی نہین جات ہے ٭ اے گھڑ بار داس ترت ہون بار بار موگری شمار موگر ہین کی رات ہے
عمرو بن امیہ نیکنام بالائے بام خاموش ایک مقام پر بیٹھا ہوا یہ سب تماشا صحبت کا اُن دونون عاشق و معشوق کا بخوبی
تمام دیکھ رہا تھا اس عرصہ مین وہ شب اخیر ہو گئی شعر شب ہوئی آخر نمایان ہو چلے آثار صبح ٭ آتش خورشید نے کی گرمی
بازار صبح پہنچنے دیکھا کہ زہرہ آسمان پر بلند ہوا محفل سیارگان فلک مین عجب طرح کی ایک درہمی اور برہمی پڑ گئی کہ وہ جو ایک
دو ستارے بڑے بڑے تھے وہ تو رہ گئے باقی چھوٹے جتنے ستارے تھے سب معدوم ہو گئے نسیم سحر دزان روشنی پر شمعون
کی سفیدی عیان ہو گئی اُس مین بھیگے ہوئے مستون کی صورت کھڑے جھوم رہے تھے شمعین گھل گھل کے تھوڑی
تھوڑی رہگئین پر دانون کے خاکستر لگنون مین بھرے ہوئے فرشون مین جابجا پڑی ہوئین میناے زمردین کے زیرے
جہان تہان پڑے ہوے چمکتے تھے ہار پھولون کے جو عورتون نے اپنے اپنے گلے سے اُتار کے پھینک دیے تو اُن کی بھینی
بھینی بو باس تمام محفل مین پھیلی ہوئی وہ درزی بچہ یہ رنگ محفل کا دیکھنے کے ساتھ گھبرا کر اُٹھا اور اُس نازنین نے دامن
اُسکا پکڑ کے بصد آہ و فغان یہ شعر پڑھا شعر کیون نزع کی حالتین چھوڑے مجھے جاتے ہو ٭ دم آنکھون مین ہے میرا تم آنکھین
چراتے ہو ٭ اُس درزی بچے نے باکمال عجز و انکسار باچشم اشکبار کہا کہ اے ملکہ اگر زندگی مستعار اور حیات ناپائدار باقی ہے
تو انشاء اللہ تعالیٰ آج کل مین کوئی صورت ہمارے تمھارے وصل کی نمود ہوئی جاتی ہے تم بفضل ایزدی رکھو باقی کچھ رنج
و فکر نکرو خودکشی سے فائدہ نہین شعر کارساز ما بفکر کار ماست ٭ فکر ما در کار ما آزار ماست ٭ یہ کہکے جو نکلین وہ درزی بچہ
ملکہ کے پاس سے اُٹھکر چلا مرشد کامل ہادی دین شاہ عیار عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار قبل از آنکے آمد نے کے
جھپٹ سپٹ کمند پکڑ کے تلے اُتر پڑے اور بطرفۃ العین اُسی مکان مین درزی بچے کے آنکے اُسی حجرے مین جس طرح سوتے
تھے منھ لپیٹ کے سو رہے اور خراٹے لینے لگے بعد اسکے وہ درزی بچہ اُسی صورت سے بذریعہ کمند قصر شاہی سے اُترا اور دیوار
راہ کو طے کر کے کمند مار کے اپنے مکان مین آیا اور پہلے جاکے اُس کوٹھری مین شاہ صاحب کو لیٹے عمرو کو دیکھا کہ ہان اُسی

شکل سے غافل پڑے ہین اور نفیر خواب بلند ہی بارے مطمئن ہوکے اپنے ہاتھ سے سارے مکانین جھاڑ دی اور بوریہ
بچھاکے پھر اسپر ٹکڑے ٹاٹ کے ڈال دیے گٹھریان کپڑون کے سینے کی جو اور درزی باندھ کر رکھ گئے تھے وہ سب
کوٹھری مین سے نکالکر اُس بوریے پر رکھین بعد اسکے پھر آپ اُسی حجرے مین جاکے عمرو کو جگانے لگا کہ پاشاہ صاحب
پاشاہ صاحب یاحضرت دن بہت چڑھ آیا آپ ذرا بیدار ہوکے منھ ہاتھ دھوئیے غرض جب خوب سا عمرو کو جگایا تو عمرو
نہایت گھبرا کے اور یہ کہتا ہوا کہ ہی غضب او ناشدنی ارے کمبخت خدا تجھسے سمجھے ہی ہی یہ تو نے کیا ستم کیا مجھے اس وقت
تو نے کیون جگا دیا ہاے کیا خوب مین خواب دیکھ رہا تھا ای کمبخت ہاے خدا تجھے غارت کرے لاحول ولا قوۃ تو ہی استغفار
ارے اسی واسطے مجھے تو نے اپنے گھر مین مہمان رکھا تھا ارے یہ کون سی دشمنی اور کس وقت کی عداوت تجھے
مجھسے تھی اب دیکھون وہ باقی خواب مجھے دکھنا کب نصیب ہو وہ درزی بچہ نہایت حیران و ششدر ہوکے پاؤن پر
گر پڑا اور اپنے دونون ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ یا حضرت ایسا مجھسے کیا قصور ہوا مین نے تو یہ سمجھکر کہ آپ کل پہر دن چڑھے
سے غافل پڑے آرام کرتے ہے۔ آپ نے کچھ کھانا کھایا نہ اُسوقت سے پانی پیا نہ بول و براز کرنے کو اُٹھے لہذا آپ کو
جگا دون تاکہ اس حوائج ضروری سے آپ فراغت کرکے پھر سو رہین عمرو نے کہا ارے کمبخت افسوس ہی کیا کہون اس
وقت تو تو نے عجب طرح کا داغ اور صدمہ میرے دل کو دیا ہی یقین ہین ابھی پڑا ہوا کیا خوب خواب دیکھ رہا تھا کہ تو درزی بچہ
کی صورت سے ایک آن واحد مین عیار کی صورت بنگیا اور قنطورے زربفتی پاتابے سقرلاتی باندھکر اس سامنے والی دیوار
پر سے باہر اُترا اور جس طرح سے کہ ہوا کی گنج سے یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہی بطرفۃ العین تو ایک بڑا محل کسی بادشاہ
کا ہی اُسکے نیچے پہونچا اور اُس محل کی دیوار پر کمند پھینککر چڑھ گیا پھر کیا دیکھتا ہون کہ تو اُس محل کے اندر ایک
بارہ دری سنگ مرمر کی بہت پر تکلف بنی ہوئی اور سجی ہوئی ہی اُسکی طرف چلا اور وہان ایک نازنین مہ جبین نازکین
صاحب حسن و جمال سراپا غنج و دلال حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چہاردہم اشتہار قامت ایسا تھا کہ ہنگام خرام اُسکے اگر
آگے آجائے قیامت تو یہ بولے کہ سرک ۞ زرق برق آب سے پوشاک ہی اُسکی کہ جیسے ۞ کوندی بجلی کی کہون یا کہون شعلے کی
جھلک ۞ اور گرد و پیش اُسکے سو سوا سو انیسین جلیسین ہمنشینین ہمرازین مقربین مصاحبین خواصین لونڈیان باندیان
در در گوش مرصع پوش ہجوم اور دھوم کیے ہوے بیٹھی ہین جسوقت کہ تو وہان پہونچا تو اُس نازنین نے بنظر حسرت
تیری طرف دیکھ کر مضمون اس شعر کے شعر ای دا کہ براسیر سے کہ یاد رفتہ باشد ۞ در دام ماندہ باشد و صیاد رفتہ باشد
کچھ لب بشکایت وا کیا اور تو اسکی بہت سی دلجوئی اور خاطرداری کرکے تمام شب ہنگام عیش و طرب مین مشغول
رہا ابھی کچھ اور لطف اور کیفیت وہان کی دیکھنا باقی رہ گئی تھی کہ ہاے تو نے مجھے جگا دیا اب مجھے یہ صدمہ عظیم ہی کہ
بر وقت رخصت تجھسے اور اُس نازنین با وطاوت سے کیا رمز و کنایہ عاشقانہ اور معشوقانہ ہوے ہونگے وہ مین
نہ سننے پایا ہاے وہ اب باقی خواب مین کیونکر دیکھون اُس درزی بچے نے جو یہ گفتگو عمرو کی سنی تو بیتابانہ عمرو کے
کے پاؤن پر گر پڑا اور رو رو کر کہنے لگا کہ یا حضرت آپ نے تو میرا جو کچھ حال تھا سب بچشم اپنی ملاحظہ فرمایا اور کوئی راز
میرا آپ پر اخفا نہین رہا اب مین امیدوار ہون کہ آپ بھی اب مجھسے پردہ نکرین یہ فرمائین کہ آپ کون صاحب ہین
عمرو نے کہا کہ مین آزاد ہنیوا فقیر ہون اُس درزی بچے نے کہا عنداللہ آپ یہ فرمائیے آپکے دشمن [illegible]
ہون عمرو نے کہا پھر تو مجھے کیا جانتا ہی تو ہی امر [illegible] اُسنے کہا کہ مین تو یہ جانتا ہون کہ آپ شاہ عیاران عیار
عمرو بن امیہ نامدار ہین عمرو نے کہا مین اُس امر سے مطلق آگاہ نہین اُسنے کہا کہ اور امر کوئی نہین حضرت آپ کا نام عمرو
ہی عمرو نے کہا بابا امر ذات اللہ کی ہی امر نام اللہ کا ہی مین عمرو کہا [illegible] ہوگیا اُسنے کہا بس یا حضرت زیادہ آپ انکار و پردہ

نہ کیجئے مجھے اسوقت صدمۂ عظیم ہی عجب نہین اس صدمہ جانکاہ سے ہلاک ہوجاؤن عند اللہ سچ سچ آپ فرمائین کہ حضور
آپ عمرو ہین یا نہین مجھہ ہی کو دھوکھا ہوتا ہو عمرو نے خنجر پر ہاتھ رکھکے کہاکہ فرض کیا مین نے کہ مین عمرو ہون پھر تو میرا
کیا کریگا بس جونہین اُس درزی بچے نے جانا کہ حضرت شاہ صاحب عمرو ہین پھر تو یہ عالم تھا کہ کئی بار عمرو کے گرد تصدق اور
نثار ہوکے مارے خوشی کے پھولا ہوا پیراہن مین نہین سماتا تھا اور کہتا تھا شعر شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا ٭ بر منتہاے محنت
خود کامران شدم ٭ بعد اسکے اُس نے اسطور پر اظہار حال اپنا کیا کہ یا شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار ماجرا یہ ہی کہ یہ ملک
طولانیہ مشہور اور معروف ہی اور طولان شاہ میرا باپ حکم فرمان اور فرمان روا اس ملک کا ہی سواے میرے اور کوئی اولاد
نہین رکھتا تھا اور میلان شاہ جو اب تک حاکم وقت اور بادشاہ ہی یہ میرا چچا ہی چنانچہ اسکی ایک بیٹی ملکہ انجمن آرا ہی جسے
آپ نے شب کو مجھسے بہت مانوس دیکھا ہی میرے باپ طولان شاہ نے بہت خرد سالی سے ملکہ انجمن آرا کو میرے ساتھہ نام
زد کر دیا تھا چنانچہ ہم دونون اسی مین طفولیت سے آپسمین کھیلتے تھے اور ایک عجب طرح کی محبت اور اتحاد دلی ہمارے
اور ملکہ انجمن آرا کے فیمابین تھا حسب اتفاق وہ جو کہتے ہین کل نفس ذائقۃ الموت جب کہ میرا باپ مرض الموت
مین گرفتار ہوا اور قریب بہ ہلاکت پہونچا تو ایک روز بصحت نفس و ثبات عقل طولان شاہ میرے والد بزرگوار نے
میرے عمو یعنے اسی میلان شاہ کو بلا کے وصیت کی کہ بھائی اب مین صبح و شام مین مسافر ملک عدم ہوا چاہتا ہون جو
بچہ فرزند میرا فتاح زرین کمر ابھی بہت صغیر سن ہی لہذا مین تمکو مالک و مختار اپنی سلطنت کا کرکے وصیت کرتا ہون کہ تم بعد وفات
میرے اس فرزند دلبند فتاح زرین کمر کو تخت پر بٹھلانا اور آپ بطور پیشدست کے کاروبار سلطنت کرنا جبکہ یہ سن تمیز کو پہونچے
تو وارث تاج و دیہیم اور مالک فوج و اقلیم کا یہی ہی تمسے کچھ علاقہ نہین ہان ایک کام کرنا کہ مین نے تمھاری بیٹی کو اپنے
اس لخت جگر قرۃ العین نور بصر فتاح زرین کمر کے ساتھہ جو نامزد کیا ہی تو بوقت بالغ ہونے ان دونون کے طریقہ عقد کا کر دینا
اور جو تمھارے واسطے منصب اور جاگیر اور رتبہ مرتبہ آج ہی اُسپر اپنے قانع رہنا بطمع نفسانیت خبردار اور زنہار میری
وصیت مین فرق نہ لانا کہ میری روح کو صدمہ پہونچے اور گور مین بھی مجھے چین نہ آوے چنانچہ اس میلان شاہ میرے
چچا نے بہزار عجز و انکسار میرے باپ کے روبرو عہد و پیمان اور بہت سی قسم اقسام کرکے اپنی بیٹی کی شادی کا بھی میرے ساتھہ
اقرار کیا اور مجھے تخت پر بٹھلانے کا بھی اور اپنے ولیعہد ہونے کا بھی اقرار کیا آخر جسوقت وہ شہنشاہ گردون بارگاہ طولان شاہ
باپ میرا فردوس آرامگاہ ہوا تو یہ چچا میرا آپ تخت پر بیٹھا اور مجھے نظربند رکھا بعد چند سال کے جبکہ مین سن تمیز کو پہونچا تو
ایک روز کی نقل ہی کہ سعد مبارک نامے ایکدادی میرا کہ لاکھ جان و دل سے میرے نام پر فدا اور نثار ہی وہ مجھے پوشاک
پہناکے اپنے ہمراہ بارگاہ میلان شاہ مین لیگیا اور عمو یعنے میلان شاہ نے مجھے دیکھکر کہا کہ ای سعد مبارک آج
تو ان صاحبزادے کو کہان لایا میرے دادی مبارک نے بعد دعاے ثناے شاہی عرض کی کہ شاہزادہ اب چشم بد دور
سن تمیز کو پہونچا ہی امیدوار عطیات خاقانی اور مراحم خسروانی کا ہے کہ اپنے حق کو پہونچے میرے عمو میلان شاہ نے کہا
اچھا بہت بہتر یہ کہکے مبارک کو اشارے سے اپنے پاس بلا کے کان مین کچھ کہا کہ مین نے دیکھا کہ مبارک کا رنگ
متغیر ہوگیا اور اُسکی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے مجھے بارگاہ سے لیکر باہر آیا اور اپنے ہمراہ لیے کوئی دو تین کوس
شہر سے علیحدہ ایک پہاڑ پر لیجاکے میرے دادی مبارک نے مجھسے کہا کہ لاکھ جانین غلام کی تصدق آپ کے نام پر ای
شہزادۂ عالم اسوقت آپکے عمو جان نے مجھے حکم دیا ہی کہ تو فتاح کو کسی صحرا مین لیجاکے قتل کر سو مین آپکو اُس ظالم
کے سامنے سے یہان تک نکال لایا ہون اب آگے جو مشیت پروردگار ہو اسمین کسی کو کیا دخل ہی مین یہ حال سنکے
سراسیمہ اور مضطر ہوکے بڑی دیر تک رویا کیا اور روتے روتے میری آنکھ جو جھپک گئی تو مین نے خواب مین دیکھا کہ

آسمان پر سے ایک تخت چند ملائک لیے زمین پر اترے مین اور اس تخت پر ایک شخص باریش سفید نورانی صورت بیٹھے تھے انھون نے میری دلجوئی کرکے فرمایا کہ تو اس کفر و کافری کو اور لقاپرستی کو ترک کرکے کلمہ شہادت پڑھ اور ملت بیضا دین اسلام قبول کر مین نے کہا کہ جو کچھ آپ فرمائین مین اسے بجا لاؤن چنانچہ ان بزرگوار نے کلمہ شہادت مجھے تلقین کیا اور مین نے بخلوص نیت کلمہ پڑھکر اسلام قبول کیا تب پھر اس بزرگ نے فرمایا کہ اب تو گھبرا نہین کیا تاب و طاقت تیرے چچا میلان شاہ کی جو تیرے جسم کے رونگٹے کو بھی ایذا پہونچا سکے مگر چند مدت بعیاری بقول شخصیکہ مصرع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز تا تو اپنی ہیئت کو تبدیل کرکے تاکوئی تجھے پہچان نہ سکے اور یہان سے شہر مین جاکے محنت مزدوری کرکے بسر اوقات اپنی کر اور باقی خوف اندیشہ کسی بات کا نکر فلان تاریخ اور فلان مہینے مین اور فلان دن تجھے زیارت شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کی ہوگی کیلیے کہ وہ حسب الحکم سلطان صاحبقران بیابان ہفت میل طے کرکے سمت شہر سائل جائینگے تو بعد حصول شرف قدمبوس اس بیک طرار عمرو بن امیہ نامدار کے اپنی غرض حال کر تا یقین ہے کہ سعی و جہد شاہ عیاران عیار سے پھر سریر شاہی و ورثہ و ترکہ آبائی تیرا تجھے ملے اور تو بھی فرمان روا شہر طولانیہ کا ہو بس اتنا خواب دیکھا میری آنکھ کھل گئی اسدن سے مین اس لباس اور اس ہیئت کذائی سے دکان پارچہ دوزی کی یہان کرکے رہتا ہون اور ملکہ انجمن آرا کو کسی ذریعہ سے خبر میری یہان رہنے کی ہوگئی تو میرے اسکے ہمیشہ رسم نامہ و پیام کی رہتی تھی کبھی کبھی مین کمند مارکے دو گھڑی کیواسطے اسکے پاس بھی ہو آتا ہون چنانچہ مین نے یہ خواب تو بپاس ادب ملکہ سے نہین کہا تھا مگر اسی خواب کی امید پر یہ اقرار اور وعدہ حتمی ملکہ سے کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالے اے ملکہ عنقریب یہ دن جدائی کے دور ہوجاتے ہین اور شب عیش و وصال نصیب ہوتی ہے سو الحمد للہ و المنۃ کہ آپکے اقدام عالی کی زیارت سے مشرف ہوا اب میرے حق مین جو بہتر اور مناسب سمجھیے وہ کیجیے عمرو نے یہ سرگذشت فتاح زرین کمر کی سنکے کہا کیا مضائقہ کہ خدا کے فضل و کرم سے یہ کام تیرا بخوبی ہوجائیگا لیکن وہ جو تو نے سنا ہے کہ زر کار کند مرد لاف زند بیچ زر روپے پیسے صرف کے کوئی کام دنیا کا نہین ہوتا خصوصاً یہ بڑا مقدمہ کہ بہت مشکل ہے اسکو مبلغ کثیر چاہیے فتاح زرین کمر نے کہا کہ یا شاہ عیاران عیار میرے باپ طولان شاہ نے تین تہخانے خزانے کے میرے اس عمو میلان شاہ سے مخفی حالت نزع مین مجھے بتلادیے تھے وہ موجود ہین اسمین سے جسقدر کہ خرچ ہوگا مجھے انکار نہین ہے جو آپکا جی چاہے لے لین عمرو نے کہا مصرع راستی موجب رضائے خداست ؛ اے فتاح اسوقت جو تو وعدہ زبان سے کرتا ہے اسمین فرق نکرنا صادق القول رہنا خبردار مجھسے جھوٹھ نہ بولنا اگر وہ تینون تہخانے خزانے کے نہونگے تو یہ خوب یاد رکھنا کہ پھر تیرا انجام بہت برا ہوگا اور روپیہ بموجب حساب ان تہخانون کے بہرنوع تجھے دینا پڑیگا فتاح نے کہا کہ بادشاہ عیاران عیار کیا قدرت اور کیا طاقت جو مین آپ کے سامنے سر مو جھوٹھ عرض کرون گا وہ تینون تہخانے کیسہ ہاے زر و سیم سے مملو ہین عمرو نے کہا خیر سمجھ لینگے یہ کہکے عمرو نے دیکھا کہ دن کوئی دو تین گھڑی کل چڑھا ہے بس پیش خود یہ تجویز کرکے کہ اے عمرو جانا بدیع الزمان کے پاس اور چالیس روز کے عرصہ مین پھر بدستور لشکر فیروزی اثر مین جاکے زر خطیر سال بھر کا خراج ملک بپر کا بابت شرط کے لینا ہے کار امروز را بفردا مگذار اسیوقت چلکے اس فتاح زرین کمر کے مقدمہ کو میلان شاہ بادشاہ سے تصفیہ کرادینا چاہیے جھٹ پٹ فتاح زرین کمر کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دور پر جاکے اسنے دیکھا کہ ایک لڑکا برس بارہ ایک کا سن پوشاک فاخرہ پہنے ایک مرکب گلگون خوشخرام پر سوار ہزار بارہ سو خاص بردار بلم برچھے کھانڈے بردار اور کچھ جلوس کے لوگ ہمراہ چوبدار عصا بردار آگے آگے اہتمام کرتے بڑی دھوم دھام سے اپنے باپ میلان شاہ کے مجرے کے واسطے جاتا ہے ایک خواص خاصدان سونیکا لیے پیچھے تھا ذرا ٹھہر کے

پیشاب کرنے لگا عمرو نے برابر اس خواص نے جاکے بیضۂ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ چیخ کھاکے وہین بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو نے ادھر اُدھر دیکھ کے بجستی تمام اُسے اُٹھا لیجا کے ایک غار مین ڈال دیا اور جھٹ پٹ ایک روغن عیاری کا اپنے منھ پر ملکے پھر اُس خواص کی صورت بن گیا اور پھر جلدی سے وہ خاصدان لیے اُس شہزادے کے گھوڑے کے برابر جا پہونچا جب کہ وہ شہزادہ دروازہ بارگاہ پر اپنے باپ کے پہونچا تو گھوڑے پر سے اُترکے گلوری پانکی اُس خواص یعنی مرشد کامل ہادی و رہنما شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار سے طلب کی مرشد کامل نے ایک گلوری بہت تحفہ عطریت بسی ہوئی بیہوشی آغشتہ خاصدان مین سے نکال کے برابر جاکے کھلادی اور چپکے سے دونون اپنے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ شہزادۂ عالم کی عمر دراز ہو خانہ زاد کو کچھ بہت ضروری عرض کرنا ہی ذرا آپ ابھی اس صحنچی مین توقف فرمائین تو غلام گذارش کرے شاہزادے نے کہا اچھا آؤ اور سب سے علیحدہ لیجاکے عمرو سے پوچھا کہ کیا تو کہتا ہی عمرو نے پہلے تو وہ گلوری بیہوشی آغشتہ کھلائی تھی اب اس نے بیضۂ بیہوشی مارکر جھٹ پٹ بیہوش کردیا اور باندھ لپیٹ تارہ اپنی زنبیل مین رکھ جلدی سی زنبیل پر ہاتھ مارا اور معجزہ طلب کرکے ہو بہو اُس شاہزادے کی صورت بنگیا اور اُسی لباس اور پوشاک سے باہر نکلکر اندرون بارگاہ میلان شاہ کے پاس گیا اور مجرا کرکے برابر میلان شاہ کے بیٹھ گیا اور بوقت دربار برخاست کرنے کے یہ شاہزادہ یعنے عمرو بھی ہمراہ سواری میلان شاہ کے محل کی ڈیوڑھی پر اپنے گھوڑے پر سے اُترکے میلان شاہ کے ساتھ اندرون محل چلا زنانی ڈیوڑھی مین دیکھا کہ اب سوا میرے اور میلان شاہ کے اور کوئی نوکر چاکر اپنا بیگانہ نہین ہی عمرو نے کہا قبلۂ عالم آج شب کو مین نے عجیب خواب دیکھا ہی یہ سنکے میلان شاہ ٹھہر گیا اور پوچھنے لگا کہ ہان بیٹا کہو تو کیا خواب تمنے دیکھا ہی عمرو نے کہا کہ مین نے یہ دیکھا ہی کہ در آسمان شق ہوگیا اور اُسمین سے ایک بزرگ تخت پر سوار ملائکہ اُس تخت کو دوش بدوش لیے زمین پر اُترتے چلے آتے ہین مجھسے اُس بزرگ نے فرمایا کہ اے لڑکے ذرا بائین طرف اور داہنی طرف دیکھ چنانچہ مین نے عذاب نار جہنم اور فضائے گلزار نعیم کی دیکھ کر پوچھا یا حضرت یہ کیا مقامات ہین حضرت نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ وہ دوزخ ہی واسطے لقا پرستون اور مشرکون کے اور یہ گلزار بہشت ہی واسطے مومنین کے تو اس لقا پرستی کو ترک کر اور کلمہ شہادت پڑھ مین اُس بزرگ کو کچھ جواب دینے نہین پایا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی معلوم نہین کہ اسکی کیا تعبیر ہی میلان شاہ نے حال خواب کا سنکے جواب دیا کہ بیٹا تو اس کا مطلق خیال نہ کرنا اور حاشا کچھ وسواس اپنے دلمین نہ لانا یہ خواب شیطانی ہی عمرو نے کہا آپ برحق فرماتے ہین لیکن یہ کون صاحب ہین جو آپکی پشت پر کھڑے مجھے آنکھ سے اشارہ کرتے ہین کہ میلان شاہ کا کہنا نہ مانیو یہ باپ تیرا کافر ہے میلان شاہ نے یہ کہکر کہ کہان کون ہی جو نہین پلٹ کر دیکھنے کا ارادہ کیا عمرو نے برابر سے بیضہ بیہوشی مارا چارون شانے چت تھا اُسوقت عمرو نے جلدی سے لپشتارہ اُسکا بھی باندھ کے زنبیل مین ڈال لیا اور اپنے منھ پر رنگ روغن عیاری ملکے ہو بہو میلان شاہ کی شکل بنکے اندر محل کے داخل ہوا اور پہلے تمام محلات اور ملازمین اور سقر بین اور خواصین وغیرہ کو یہ حکم دے کے کہ سب میرے پاس سے ہٹ جاؤ جب تک مین نہ یاد کرون خبردار کوئی بارہ دری مین نہ آنا جب کہ سب بیبیان بہوین بیٹیان نوکرین چاکرین لونڈیان باندیان بارہ دری وار نشینان فراشینان بارہ دری سے نکل کر اور کسی مکان مین جاکے بیٹھین اُس وقت عمرو نے پہلے اُن تینون تہ خانون کو جاکے کھولا اور جسطرح سے فتاح زرین کمر نے خزانہ کا حال بیان کیا تھا اُسی طرح سے وہ تینون خانہ گنج زر و سیم سے مملو تھے عمرو نے جھٹ پٹ جال الیاسی کو زنبیل سے نکالکے چار طرف پھیلنکا اور

روپیہ اشرفیون کے توڑے اُس جال مین کھینچ کھینچ کر اپنی زنبیل مین بھرتا جاتا تھا اور ایک دو گھڑی کے عرصہ مین اُن تینون تہ خانون مین سواے خاک کے ایک روپیہ تک باقی نہ رکھا بعد اسکے پھر بدستور اُن تینون تہ خانون کو مقفل اور بدستور کرکے وہان سے بارہ دری مین آیا اور زنبیل سے میلان شاہ کو نکالکر زمین پر لٹا دیا اور چھاتی پر چڑھ کے فتیلہ رفع بیہوشی کا اُسکو دیا میلان شاہ کو چھینک آئی اور آنکھ کھل گئی تو اُس نے دیکھا کہ میری صورت کا ایک شخص خنجر کھینچے میری چھاتی پر چڑھا ہوا مجھے ذبح کیا چاہتا ہے نہایت عجز و انکسار سے با چشم اشکبار کہنے لگا کہ آپ مجھے کیون ذبح کرتے ہین عمرو نے کہا کہ مین فرشتہ قدرت نادیدہ خداے آسمان کا ہون وہ جو تو نے کلمہ گستاخانہ اپنے بیٹے کا خواب سنکے زبان سے نکالا تھا اُس جرم کے قصاص مین تجھے ذبح کرنے کو آیا ہون اور بہت جلد جہنم لیجاؤنگا میلان شاہ نے گڑگڑا کے کہا یا فرشتہ قدرت مجھسے خطا ہوئی آپ معاف فرمائیے بیشک وشبہہ وہ خواب میرے فرزند کا صادق تھا اور مین نے اپنی بیہودگی خودی اور شامت اعمال سے اُس خواب کو جھوٹا سمجھکر خواب شیطانی کہا تھا آپ جو کچھ مجھے ارشاد کیجیے مین قبول کرون عمرو نے کلمہ شہادت میلان شاہ کو تلقین کیا اور وہ از سر صدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گیا تب عمرو نے اُس سے کہا کہ اے میلان شاہ اب تو نے کلمہ طیبہ پڑھا اور مشرف باسلام ہوا خبردار اب جو بات کہ حق ہو میرے سامنے کہنا بھلا مین تجھسے پوچھتا ہون کہ تیرے بھائی طولان شاہ نے وقت رحلت تجھسے وصیت کی تھی کہ میرے بیٹے فتاح زرین کمر کو تخت پر بٹھلانا اور تو ولیعہدی کا کام کرنا اور جسوقت کہ وہ سن تمیز کو پہونچے تو اپنی بیٹی ملکہ انجمن آرا کا میرے فرزند کے ساتھ عقد کر دینا سو تو نے برخلاف اُسکی وصیت کے سلطنت اُسکی غصب کر لی اور بیٹی کو اپنی اُسکے ساتھ منعقد نہ کیا اور حکم قتل کا دیا تھا یہ کیا ماجرا ہے مفصل بیان کر تب میلان شاہ نہایت خجل اور منفعل ہوکے کہنے لگا شعر مقر خطا کا ہون تو حاجت گواہ نہین ؛ جو چاہو ہم کو کرو ہم تو بے گناہ نہین ؛ فی الواقع یہ خطاے فاش مجھسے سرزد ہوئی مگر اب آپ کے سامنے عہد کرتا ہون اور قسم کھاتا ہون کہ اسی وقت مین فتاح زرین کمر اپنے بھتیجے کو تلاش کراکے بلاتا ہون اور سلطنت اُسکے باپ کی اُسے دیکے اپنی بیٹی کو اُسکے عقد مین کر دونگا اور مین تارک الدنیا ہوکے کسی صحرا مین جا بیٹھونگا بقیہ حیات یاد الٰہی مین رہونگا عمرو نے کہا تو اے میلان شاہ دنیا و عقبیٰ تیری دونون بخیر ہونگی مگر تو یہ بتلا کہ جتنی مدت تو نے اس طولانیہ کے ملک مین حکمرانی اور سلطنت کی ہو کسقدر خزانہ زر و سیم کا جمع کیا اور راہ خدا مین تو نے کیا دیا ہے میلان شاہ نے رو کے کہا کہ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ واقعی آمد ممالک محروسہ سے بعد صرف تنخواہ فوج و سپاہ وغیرہ کے کئی خزانے میرے قبضہ اختیار مین ہین مگر مین نے کبھی ایک کوڑی کسی کو راہ خدا مین نہین دی یہ کنجیان خزانہ کی حاضر ہین مین نے وہ خزانہ راہ خدا مین دیا اور وقف مومنین کیا عمرو نے کہا لا مجھے دے مصرع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ؛ اور یہ کہکے وہ سب کنجیان خزانہ میلان شاہ کی عمرو نے لیکے نذر زنبیل کین اور اتنا کہکے کہ بس اب اے میلان شاہ حق تلفی نہ کرنا اور سلطنت طولانیہ کی اور فرمان روائی اس ملک کی فتاح زرین کمر اپنے بھتیجے کو دیکر اپنی بیٹی ملکہ انجمن آرا کا عقد اُسکے ساتھ کر دینا آگے تو جان عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا اور جہان خزانہ میلان شاہ کا تھا وہان جاکے اُنھین کنجیون سے قفل کھول کر سارا خزانہ اُٹھا کے نذر زنبیل کیا اور فتاح زرین کمر سے آکے سارا حال میلان شاہ کا بیان کرکے کہا کہ مین نے جو تجھسے وعدہ کیا تھا مین پورا کر چکا سلطنت اور حکمرانی اس ملک کی اور ہم بستری اپنے محبوب دلخواہ کی تجھے مبارک ہو میلان شاہ تیرا چچا ترک دنیا کرکے بہ نیت عزلت نشینی سمت صحرا جاتا ہے اب تو آپکو ظاہر کر اور سریر سلطنت پر جاکے بیٹھ وہ جو کہ تو نے تینون گنج کا مجھسے عہد و پیمان کیا ہے اُسکو وفا کر تاکہ مین صبح کو یہان سے روانہ منزل مقصود ہون فتاح زرین کمر

نے کہا کہ میں تو غلام حلقہ بگوش آپکا ہون وہ گنج کیا حقیقت رکھتے ہین اور جو کچھ کہ مجھسے خدمت ہوسکیگی مین بجان و
دل حاضر کرونگا غرض یہان تو یہ گفتگو عمرو سے اور فتاح زرین کمر سے ہو رہی ہی وہان میلان شاہ کا حال سنیئے یکا یک
اسنے جو دیکھا کہ وہ فرشتۂ قدرت جو میری صورت بنکے آیا تھا میری نظر وںسے غائب ہوگیا گھبراسکے بارہ دری سے باہر
نکل آیا اور کسی بی بی اور باندی سے کچھ کلام نہین کیا فقط محل سے برآمد ہوکے حکم دیا کہ شہر طولانیہ مین جابجا تلاش
کرو اور دس دس بیس بیس کوس تک جاکے ڈھونڈھو جہان کہین فتاح زرین کمر میرا بھتیجا کہ وہی وارث اور مالک
اس سلطنت کا ہی ملجاوے تو اُسے جلد لاؤ مین اُسکی امانت بحسب وصیت اپنے بڑے بھائی کے حوالہ کرکے تہیہ یاد الٰہی
واسطے صحرانوردی اور دشت گردی کے اب جاؤنگا چنانچہ یہ خبر تمام شہر مین عالمگیر ہوگئی کہ میلان شاہ بادشاہ
عالیجاہ اب مثل ابراہیم ادہم سلطان بلخ و بخارا سکے ترک سلطنت کرکے بصورت گدایان خرقہ پوش بتہیہ صحرانوردی
اور دشت گردی جاتا ہی اور اپنے بھتیجے فتاح زرین کمر کو فرمانروا اس ملک کا کرنیکو طلب کیا ہی فتاح زرین کمر نے
وہ ہیئت گدائی اور وضع درزیون کی تبدیل کی اصلی صورت اپنی بنا کے اور عمرو بھی آزادانہ شکل سے تنہا فتاح زرین کمر
سے باتین کر رہا تھا کہ ناگاہ ایک طرف سے کچھ مرد جو بازار ہر کارے چپراسی تلاش کرتے اور چار طرف ڈھونڈھتے
پوچھتے وہان بھی آ نکلے فتاح زرین کمر کو پہچانتے ہی سبھون نے جھک جھک کر مجرا کیا اور لطرفۃ العین مجمع خاص و عام
ہوگیا اور اُسی مقام پر تمام جلوس سواری کا اور سوار و پیادے ہزارون آدمی جمع ہوگئے اور فتاح زرین کمر
کو سوار کراکے میلان شاہ کی بارگاہ مین لے گئے میلان شاہ نے فتاح زرین کمر کو دوڑ کر اپنے گلے سے لگا لیا اور
بہت سا عذر و معذرت کرکے کہا کہ لو بیٹا تخت و تاج اور ملک و مال اور چتر و علم اور سپاہ و حشم سب تمہارے باپ کا
تمکو مبارک ہوا اور مین خوشی سے اپنی بیٹی ملکہ انجمن آرا کی رسوم شادی اور مناکحت کی کرکے وصیت میرے بڑے
بھائی صاحب کی ادا کرکے آپ کسی صحرا مین جاکے یاد الٰہی مین بسر کرونگا غرض یہ کہکے تخت زرین پر فتاح زرین کمر
کو بٹھا دیا اور سامان جہیز اور تیاری شادی اپنی بیٹی ملکہ انجمن آرا کی کرنے لگا شاہ عیاران بھی اُسی صورت
سے آزادون کی ہمشیر خاص زرین کمر سے ہوسکے تا غروب آفتاب تو شہر یاد کی صحبت رہے وقت شام فتاح زرین کمر
عمرو کا ہاتھ پکڑ کے اندرون محل جہان وہ تینون تہ خانے خزانے کے تھے وہان لے گیا اور جس تہ خانے کو کھولکر دیکھا
سواے خاک مٹی کے اور کچھ وہان نہ تھا اپنے جی مین نہایت خفیف اور ذلیل ہوکر سکتے کی صورت محو حیرت عمرو
سے کچھ کہہ نہین سکتا تھا عمرو نے مسکرا کے کہا کہ سبحان اللہ ابھی فتاح ابھی تو یہ پہلا مقام ہی مصرع ما سے کہ
نکوست از بہار ش پیداست ۔ فتاح زرین کمر نے کہا کہ کچھ غلام کی عقل کام نہین کرتی اگر عمو جان بھی اس خزانے
کو صرف کرتے تو دو چار برس مین اگر یہ تہ خانہ خالی ہوتا عمرو نے کہا ہان صاحب سچ ہی جب جھوٹ بولنے پر
آئے تو پھر سچ بھی چاہا کہنے لگے پھر وہ خزانہ آخر کیا ہوا فتاح زرین کمر نے سرنگون ہوکر کہا کہ شاہ عیاران عیار
اسوقت تو آپکے سامنے فی الواقع بہت ذلیل اور خفیف اور خجل کا ذب ہوا اگر انشاء اللہ تعالیٰ یہ تازہ بتازہ
بہ دام بالفعل میرے پاس دو دفتر و گنج جواہرات کے ایک مقام پر مدفون ہین مین اُنکو لاکر آپکی نذر کرتا ہون اور جب
آپ وہان سے مراجعت فرماکے تشریف لائینگے اُسی وقت مین وہ سب پیشکش کرونگا یہ کہکر وہ دونون دفتر و گنج
جواہر گراں بہا وہان سے نکال کر لایا اور عمرو کی نذر کیے عمرو نے اُنکو زنبیل مین رکھکے فتاح زرین کمر سے کہا
کہ مین فقط اس خیال سے کہ تیری دل شکنی نہو یہ نذر تیری قبول کیے لیتا ہون مگر اپنے جہیز مین سے جو کچھ میرا حصہ
ونیا منظور ہو وہ اور تینون تہ خانے کے خزانہ کا روپیہ جو مخصوص ہو وہ بطور امانت کے رکھنا انشاء اللہ تعالیٰ سے

مین باختر سے پھر کر تجھسے لیتا جاؤنگا اور اب مین رخصت ہوتا ہون فتاح زرین کمر اپنی آنکھون مین آنسو بھر کر کہنے لگا
کہ یا شاہ عیاران عیار غلام نے اپنی معشوقہ سے ہاتھ کھینچا اور اس سلطنت سے درگذرا آپکے ہمراہ چلیگا اور اب غلام
کے دل کو یہی آرزو ہی کہ اقدام عالی سے جدا نہو عمرو نے کہا کہ ای فتاح مین گاؤ لنگی گاؤ سوار ہے چالیس دن مین
بیابان جبل القمر کو طی کرکے ملک سنجان سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لیکے پھر آپکا وعدہ اور شرط ایسکے آیا ہون
میری چال اور تیری رہروی سے زمین و آسمان کا فرق ہی تو میری گرد کو بھی کسیطرح سے نہین پہونچ سکتا اگر تجھے
یہی منظور رہی تو شہر سیائل مین مجھسے ملاقات کرنا یہ کہکے عمرو مثل شاہین تیز پر فتاح زرین کمر کے پاس سے آگے روانہ
ہوا اور دور سے اسنے دیکھا کہ لکھوکھا آدمی اور کرورہا خلق ہر چار طرف سے خیل خیل اور ذیل ذیل گروہ گروہ اور انبوہ
انبوہ سوار و پیادے ادنی اعلی وضیع و شریف کہ دمہ امیر و فقیر برنا و پیر زن و مرد کپڑے تحفہ تحفہ پہنے ہزار ہا فیل نشین
اور پالکی نشین سیکڑون میانون پر رتھون پر سوار لوشاکین دھوم دھامی آراستہ پیراستہ کیے شادان و خندان
سامنے چلے جاتے ہین ہزارون کھلونے والے ہزارون نٹ نٹنیان بازیگر کٹھ پتلی والے بندر ریچھ نچانیوالے
ہیجڑے زنانے جوگی بیچے کہان متی کہانیان ہزارون طائفے دس کوسی پنج کوسی و بہاست کے مزدورونکے سر پر
سازسارنگیان ڈھولکین طبلے خنگ تال کی جوڑیان سیے کسبیان گاڑیون ارابون پر سوار سپردالی پیادہ پا ہنستے
قہقہے مارتے اچھلتے کودتے اور یہ کہتے پھرتے کہ آج خداوند لقا کے اس نوروز کے میلے مین سال بھر کی فکر قوت سے
ہم لوگ مطمئن اور مستغنی ہوجاتینگے تمام فرش ہا ہین ہزارون ساہو کار و ما ہو کار شیخ آگر والے بنئے ہزارون حلال خور
مداری سلاری خیراتی لکھوکھا کفار و اشرار بڑے بڑے نیزے بالشون کے غلاف ہاے تمامی اور زری زربفت کے
منڈھے ہوئے پھر پھرے بہت عریض و طولانی ہوا سے لہراتے اور جھونکے کھاتے سو سو پچاس پچاس آدمی کنگرے
دکھنی آن بالشون کو تھامے ہوئے ڈھول دمامے بجتے ہزار ہا لکھوکھا ساہو کار بچیان رنڈیان بچیان ہما جنیان اور
کھترانیان مجیرے اور ڈھول بجاتین قلادے گردنون مین ہار پھولونکے پہنے دوپٹے اور اوڑھنیان متھائیون کی
چنگیرین ہارون پھولونکی سبز سبز سوسنی اور کافوری بتیان اور لوبان لیے لقا سے مشرک خدا کے نام سے
گیت گاتی چلی جاتین تھین عمرو نے یہ تماشا دیکھکر لوگون سے پوچھا کہ یہ میلہ کیسا ہی اور کہان ہی آن لوگون نے جواب دیا
کہ ای شخص شاید تو پردہ دنیا پر نہین رہتا اور آ چکے دوسرے دن یعنے کل صبح کو روز نوروز عالم افروز خداوندی
ہی اور یہ زیر قیطول خداوند لقا کو برس برس دن کی راہ سے یہ لوگ میلے کے دیکھنے کو آتے ہین جمع ہونگے وقت
نصرت الفہار کے خداوند ہجدہ ہزار مالک لقاے خداے باختر اپنا چہرۂ زشت دریچے سے نکالیگا تمام لقا
پرست اُس شکل و ہیئت کو دیکھ کر سربسجود ہونگے اور سجدے کرکے جو جسکی مراد ہوگی وہ مانگیگا اور اپنی مراد پائیگا
عمرو یہ گفتگو اُن لوگونکی سنکے خاموش ہو رہا اور تھوڑی دور علیحدہ جاکے رنگ روغن عیاری کا اپنے تمام بدن پر
ملکے ایک بڑے بوڑھے سپاہی مسافر کی صورت بنا چوڑی دار پائجامہ پانؤن مین دوہرا انگرکھا چکن کا گلے مین
پٹکا بہت بھاری کمر سے باندھے ایک پچہ کا سنی سر پر ڈھاک کا پتہ آگے پگڑی مین دھوپ کے بچاؤ کے واسطے
کھونسے لنبی تاڑی کی کنار کمر مین حکیم خانی کی تلوار ٹوا ب مین ایک ٹٹو دبلا کہ ہڈیان اُسکی پوست سے نمایان تھین
اُس پر سوار انھین میلے والون کے ساتھ ساتھ کوئی آدھ کوس آگے گیا اب جو دیکھا تو جان اللہ فرسنگون تک
سیکڑون باغات لگے ہین ہزارہا خیمے ڈیرے نگلے اسپ راوٹیان قلندریان ہارگیان چوپڑکی بارہ دریان
پال نمگیرے چھپلداریان استادہ ہوتی جاتی ہین چار طرف طنابین کھنچی ہین بازار لگتا جاتا ہی ڈکا ندار دکانین

لگاتے جاتے ہین کہین حلوائیون نے چبوترے مٹی کے تحفہ تحفہ نفیس اور پاکیزہ باندھ باندھ کر کسی نے پال کسی نے
جازم کسی نے چاندنی تان لی ہین کسی نے قناتین گھیر لین کوئی بہت بڑی دکان ہو کر وہان نگرے بیچو بیچ استادہ
ہین تھال مٹھائیون کے لگے ہین تحفہ تحفہ شیرینی لڈو دیڑے برفی خرمے کھجلے امرتیان جلیبیان پاپڑیان ٹکیان
سیوے کی لوزین گلاب جامنین مٹھائی میٹھے کی شکر پارے دربہشت تھالون مین چنے ہوے کڑھائیان گرم ہین کڑھاؤ
چڑھے ہین پوریان کچوریان پپیان تر حلوا کھجورین وغیرہ پکوان پکتا جاتا ہے خوانچے والے خوانچون مین بازار
مین بیچتے پھرتے ہین کہین بالائی کھویا رابڑی دہی دودھ بکتا ہے کہین سموسے دال موٹھ مٹر گھنگنی چنے سنہالی پٹی
ریوڑیان جاواسو ہین دودھیا حبشی انواع انواع اقسام اقسام طرح کا تخم خربزہ قند کے قوام مین بنا ہوئے لاچی دانہ
وغیرہ خوانچے والے لیے پکارتے پھرتے ہین سیکڑون فقیر جلالی مداری آزاد وغیرہ دست پنجے ہاتھون مین اور
کڑے لوہے کے پہنے زنجیرین ہلاتے سیکڑون مرچھڑے لنگے چمڑے کے گلیمین باندھے سر ننگے استرے ہاتھون مین سر سے
لہو بہتا ہوا سیکڑون ستھرے شاہی کالی کالی سیلیان گلون مین ڈالے ڈنڈے بجاتے باتیان سناتے ہین دس بیس سنگ زن
بھاری بھاری پتھر اپنی چھاتیون پر مارتے ہوے کہین دو چار ننگے بچے اپنی چادرون کو پھاڑے موٹے موٹے فلیتے
بنائے اور جلائے ہاتھون پیر زانو پر رکھے گل کھاتے تعفن اور چراہن گوشت کے جلنے کی چارطرف پھیلی ہوئی ہے کہین دو
چار اگھوری فقیر استخوان اور دندان انسان اور کھوپریون کا ہندرون کی ایک مالا اپنے گلے مین ڈالے غلاظت تمام
جسم مین ملے کاسہ سر آدم مین بول و براز بھر بھر کے پیتے ہوئے دکاندارون کے سامنے بیٹھے ہین کہین پانچ سات جوگی
نیچے گیروے کپڑے پہنے ناقوس کے ٹکڑون کے بالے کانون مین ڈالے ایک ایک نادیہ بیل کو کہ اس پر جھولین کوڑیون سے
منڈھی ہوئی پڑے بڑے کوڑے اُن بیلون کے گھٹنون پر لگائے اپنے ساتھ لیے گھنٹی ہلاتے دکانون پر
لیے کھڑے ہین کہین دو چار مشرکین لعین ایک محافہ کہارون کے دوش پر ہمراہ لیے اور اس محافہ مین پتھر تصویر
لقائے مشرک خدا کا رکھے ہر ایک ادنی اعلی وضیع و شریف کو دکھلاتے پھرتے ہین اور تمام کفار اُسے زیارت
سمجھکر بقدر اپنے حوصلے کے اشرفی روپیہ انگوٹھی چھلے وغیرہ زیور اُنکو دیتے ہین کہین دس بیس الفار کفار ایک
نقشہ قبیلون کا اور تماشا دوزخ اور بہشت کا لقا کے ایک کتاب پر کھینچوا کے بہت پرتکلف کار طلائی اور نقرئی پر
بنوا کے اپنے دوش پر رکھے ہر ایک امیر و فقیر صغیر و کبیر مرد و زن و مرد کو اُسے کھولکر دکھلاتے ہین اور
عذاب دوزخ ہاویہ سے لقا کی اُس شخص کو تخائف و ترسان کرتے جعلسازی اور افسانہ پردازی اور لسانی
اور چرب زبانی سے کچھ مانگتے ہین اور اسی فکر و تلاش مین پھرتے ہین اکثر سر میدان جلتی ہوئی ریت مین کھڑے
ہین بعضے کیچڑ مین پڑے لوٹتے ہین دس بیس خنجریان بجاکے دو چار ڈھولک طنبور لیے لقائے مشرک خدا کی
توحید سیکڑون بھجن اٹھا کے گاتے ہین لوگ راہ گیر میلے والے روپے پیسے کوڑیان پھینکتے جاتے ہین کہین دو
چار حبشی پل بنے ہوئے گھنٹیان ہاتھون مین لیے شلنگین بھرتے کودتے پھرتے ہین کسی دکان پر ہیجڑے زنانے
ڈھولک مجیرے لیے تالیان بجا بجا کے ناچتے ہین ایک سمت جو دیکھا تو سیکڑون دکانین شیشے موتی والے بساطیون
کی لگین ہین دوسری طرف ہزارون دکانین کبابی اور نان پزونکی شیرمال باقرخانی تافتان کلچے آبی خمیری روغنی
چپاتیان پراٹھے زردہ پلاؤ چلاؤ متنجن شیر برنج فرنی میٹھے چاول شب دیگ قورمہ قلیہ کباب اقسام اقسام
طرح کے بک رہے ہین کہین تنبولی بیڑے پان کے ورق نقرہ لگی ہوئی گلوریان تحفہ تحفہ لگائے دکانون پر بیٹھے
پالونکو الٹ پلٹ رہے ہین کہین باغبان گہنا پھولون کا ہار پھولون کے بدھیان پھولون کی پنکھیان پھولون کی بنائے چنگیرونمین

لگائے پکار رہے ہین مصرع مصطر ہار ہین کیا موتیے کے؛ کہین ترہ فروش کنجڑین شوخ و شنگ چالاک اور گرما گرم ترکاریان و میوۂ تر و
خشک ٹوکرون مین لگائے بیٹھی ہین کہین ساقنون کی دکانونکی فضا و کیفیت ہر کہ کسی نے پایل کسی نے نمگیرہ بجوبہ استادکرایا
ہر کسی نے چھپر تان لیا ہر تخت اونچے اونچے لگائے کورے کورے بدھنے تحفہ تحفہ گڑگڑیان دکان پر رکھی ہوئین گلنار گلابی کاسنی
زنگاری دوپٹے سرون پر کنگھی چوٹی کیے مسی کی دھڑی جمائے پان کھائے لکھوٹا جمائے پائجامے مشروع اطلس گلبدن کے بڑے
بڑے پائچون کے پہنے ہوئے لال لال نیفے لگے ہوئے انگیان کرتیان فوق الپھڑک پہنے ہوئے زرق برق بنی بیٹھی ہین بھنگ
گھٹ رہی ہر چرس گڑگڑے کے دم پڑ رہے ہین آگا لوگ جمع ہین دائرہ مرچنگ کھڑک رہا ہر کوئی ڈھولک کوئی چکارا کوئی کرنال
کوئی جھنجھ کے ٹکڑے بجا رہا ہر کوئی ٹنکٹے گاتا ہر کوئی گت بول رہا ہر کوئی بھاڑ لڑتا ہر دو چار سو کہار کسی خیمہ کے دروازے پر
یا کسی باغ مین آمون کے درختون کے تلے جماؤ کیے مہرک بجا رہے ہین کہروا ناچ ہو رہا ہر جھانجھون کا غل ہر کہین میخانون
مین شراب بٹ رہی ہر شرابی اور میخوارون کا ہجوم اور دھوم ہر مصرع بھٹیون پر کہین جھوم رہے متوالون کے کوئی نشے مین
بیٹھا جھومتا ہر کوئی حالت سرور مین کہتا ہر شعر ہون بندۂ پیر مغان ساقی کچھ جائے تکلف جھینپ نہین؛ لا اور دے کہ گرچہ
نہین دے چلو ہی مین گر جام نہین؛ کوئی اکڑا ہوا چلا جاتا ہر کوئی بدمست ہو کے کیچڑ مین پڑا لوٹتا ہر کہین تاڑی کے سیندھی کے گھڑے
اور لبنیان دھری ہین لوگ تاڑی پی پی کے بدمستیان کر رہے ہین کوئی بڑ ہانک رہا ہر کوئی فحش بک رہا ہر آبکاری کے پیادے
ہرکارے چار طرف سے جھکے ہوئے محصول وصول کرتے جاتے ہین کہین سود و سوا افیونیون کی ٹکڑیان نظر آتی ہین لوگ ڈنکا
سٹھائیون کی دھری ہین کوئی گنا چھیلتا ہر کوئی گنڈیری کھا رہا ہر کوئی پینک مین بیٹھا اونگھ رہا ہر کوئی حقہ پی رہا ہر کوئی کہانی
کہہ رہا ہر گھولا گھولتا ہر کہین جوا ہو رہا ہر جواری جمع ہین کوئی گٹھین کوئی سولہی کوئی چوسر کوئی گنجیفہ کوئی سہ سر کوئی نکی موٹھ
کھیل رہا ہر دس بیس ہارے بیٹھے ہین پانچ سات جیت کر اٹھے ہین دو چار سے چھین جھپٹ تکرار بحث کر رہے ہین کہین دو
کشتم کشتا گھونسم گھانسا لات مکی دھول دھپا اسکے پٹے اسکے ہاتھ مین اور اسکے پٹے اسکے ہاتھ مین لڑ رہے ہین [illegible]
کھی پنچ چپار کر رہے ہین نال والے اپنی اشرفیان روپے پیسے جمع کیے سنبھال رہے ہین چپراسی ہرکارے دھمکا دھمکا کے
کچھ اپنی مطلب براری کرتے جاتے ہین کہین کسی سے تلوار چلی ہر کسی کا ہاتھ اڑ گیا ہر کسی کا بھنڈارا کھل گیا ہر کوئی بہت زخمی
ہو کر پڑا سسکتا ہر کوئی تلوار مار کے بھاگا جاتا ہر دو چار کھڑے ہین مرنے مارنے پر مستعد ہین ایک دو کی مشکین بندھی ہوئی
پیادے کوتوالی چبوترے قبضے تلوارون کے مارتے پکڑے کوتوال کے پاس لیے جاتے ہین چار طرف تماشائیون کا ہجوم ہر
کہین کوئی چور پکڑا گیا ہر دس پانچ اٹھائی گیرے جیب کترے اچکے گنہ کٹے لٹیا چور ٹھگ گرفتار ہوئے ہین انکے ہاتھ بندھے
ہوئے لوگ انکے سرون کے بال پکڑے جوتی پیزار کرتے لات گھونسا مارتے ہوئے لیے جاتے ہین کہین کسی شخص کی جورو
بدخو حرام کاری مکاری مین پکڑی گئی ہر کہین پر کوئی رنڈی منڈی مسٹنڈی اپنے یارون سے فرمائشات اقسام اقسام
کی ہزار ناز و انداز کرتی ہر کوئی اپنے چھوٹے بھائی کو کہین پکارتا پھرتا ہر اور کہین پر کسی طرف کو کسی کا لڑکا کھو یا گیا ہر اسکے
ڈھونڈھنے مین سودائی دیوانہ سا بنا پھرتا ہر کسی کا ٹٹو چھوٹ گیا ہر سوار لوگ کے جو اٹھا پیچھے پیچھے اسکے دوڑا جاتا ہر چار طرف
طرف سے مار مار ہو رہی ہر لوگ قہقہے لگا رہے ہین ٹٹو کے مالک کو بنا رہے ہین مگر وہ اسکا پیچھا نہین چھوڑتا ٹٹو دولتیان مارتا
پھرتا ہر کہین کسی بیل نے کسی ساہوکار بچے کے منجھولے کو الٹ دیا ہر سیکڑون آدمی وہان کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین کسی کو کسی
گھوڑے نے لات ماری ہر وہ تو سر پھٹا ہوا زمین پر تڑپتا پھرتا ہر لوگ گھوڑے کے گرد و پیش کھڑے ہین سوار سے حجت تکرار
ہو رہی ہر کہین کھلونے والون کی دکانین لگی ہین مٹی کے کاٹھ کے ابرک کے موم کے لاکھ کے شورے کے کھلونے بک رہے ہین
کہین جھنجھنون کا لگا ہر کہین مٹی کے ہارون کا انبار پڑا ہر کہین ہنڈولا گڑا ہر کہین بندر ناچتا ہر کہین ریچھ لڑتا ہر کہین بازیگر سیدھے

اور سانپ کا تماشا کر رہے ہین کہین بازیگر نٹیان کہین کٹھ پتلی والے بہروپیے اپنا اپنا جدا جدا رنگ جماتے ہین کہین نقال نقلین کرتے ہین کہین نٹ بالنسون پر چڑھتے ہین نٹنیان ناچ رہی ہین کہین دو چار جڑی بوٹی گھانس جنگل کی تھیلیون مین بھرے بیر بہٹیان کچھ دوان دو چار کلھیان دو چار کپیان تیل کی کسی مین سانڈے کا تیل کسی مین سولنس کا تیل اور کہین دو ایک بیکھ لیے کہین دو چار سانڈے آگے دوکان پر بٹھلائے ایک شطرنجی بچھائے بیٹھے ہین کہین کوئی مونڈھا ڈالے چادر بچھائے داستان کہانی کہہ رہا ہی سامعین جمع ہین تماشائی کھڑے ہین کہین کچھ منجولیان رتھ جو بہلے میانے ڈولیان پردے والیون کی سیکڑون تانگیون کی چلی جاتی ہین غرض بڑی دھوم دھام میلے کی اور ہجوم میلے والون کا ہی اور سمت شہر سبائل جہان پہ زیر قیطول لقا میلہ ہوگا جو دور سے عمرو نے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ چونسٹھ فرسنگ کا یہ شہر ہی اور چالیس دروازے ایسے ایسے مرتفع اور بلند آمد و رفت کے ہین جنمین پانچ پانچ فیل مست کے قد کے برابر بلندی اور بارہ بارہ چھکڑے برابر نکلجانے کا راستہ ہی اور کوہ طلا اور کوہ نقرہ اور مار کوہ اور اژدر کوہ یہ چار پہاڑ بہت بڑے فلک فرسا شہر پناہ کے چپ و راست واقع ہین اور پہاڑ اندر سے شہر سبائل کے ساتون طبقے قیطولون کے اور قصر اور ایوان مرصع بہشت کے اور مکانات ہولناک دوزخ ہاویہ کے اور لب گردان چاہ ماران کی کر لقائے مشرک خدا نے بدعوی الوہیت یہ علامت اپنی کفر اور کافری کی رکھی ہی سب بخوبی نظر آتے ہین اور انشاء اللہ تعالے نقشا اور لطف ان مقامونکا بوقت ایلچی گری خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند سلطان صاحبقران یعنی رستم زمان لندھور بن سعدان مفصلاً اور مشروحاً بخوبی تمام بیان کیا جائیگا القصہ تا چند طول دیجیے مختصر یہ کہ اب مرشد کامل ہادی و رہنما نے یہ کیفیت اور فضا شہر سبائل کی اور بیرونجات و دیہات مین میلے والون کے ازدحام اور دھوم دھام کو اور مالا مال اور بڑے متمول اور اہل دول وہان کے رہنے والے ادنی اعلی کو دیکھ کر پیش خود تجویز کیا کہ ای عمرو بعد مدت بسیار ہمنوی طالع بیدار سے اب کچھ امید پڑتی ہی کہ اس فاقہ کشی اور عسرت اور دو دو کوڑی کی محتاجی سے کچھ دنون کو تو بے فکری اور دلجمعی ہو جائیگی اور کیا عجب ہی کہ کوئی گوشہ زنبیل کا بھی معمور ہو جائے اور یہ تجویز کر کے جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا اپنے منہ پر مل کے ایک سوداگر کی صورت بنگیا صرف مغربی جامہ گلے مین کتان کی پگڑی قادم رسولی سر پر دو آنچلا پٹکا کمر مین بندھا ہوا مشروع کا پائجامہ پانوُن مین زیرپائی زربفتی اسمین دانہ ہائے یاقوت اور زمرد وغیرہ جواہرات ٹکے ہوئے پاشنہ کے درمیان مین کھٹا صدف بے بہا کا نصب کیا ہوا با محاسن سفید عصا سے مرصع از سر تا پا ایک ایک دانہ گوہر شبچراغ کی طرح ایک ڈال اور پر شام الماس بے بہا کی اور کئی لعل شب چراغ ایسے اسمین جڑے تھے کہ سات سات سلطنت کا خراج ایک ایک نگینہ کی قیمت تھا ہاتھ مین لیے عجیب ایک عظمت اور صولت اور شوکت و شان سے اندرون دروازہ شہر سبائل قدم زن ہوا تو اس نے دیکھا کہ تمام شہر فی الحقیقت ایک کارخانہ طلسمی بنا ہوا معلوم ہوتا ہی نہایت وسیع اور پر فضا سکان شہر لا انتہا مالک زر ریز زمین حسن خیز رعایائے شہر مالا مال ادنی اعلی مرفہ حال چاندنی چوک اردو بازار جوہری بازار کشمیری بازار اسلحہ بازار صرافہ بزازہ سب کھلا ہوا تمام دکانین شہر کی رنگا میزی کی ہوئین چھت پر پڑے تمامی و زربفت کے آگے سائبان زربفتی زرتاری کھنچے ہوئے دکاندار پوشاکین دھوم دھامی پہنے لال لال پگڑیان باندھے باندھ کر اپنے لڑکے بالون کو جوڑے بھاری بھاری پہنا کے لا لا کے دکانون مین بیٹھے ہین چار طرف ٹھاٹ بالنس کے گڑے ہین سرو چراغان کی روشنی کا سامان درخت تمام طاش بادلے تمامی کمخواب مشجر اساوری اطلس سے منڈھے ہوئے قمقمے گنبد روشنی کے روشن چھوٹے بڑے برج بارہ دریان قلعے آتشبازی کے گڑے ہوئے تمام چھتین مکانون کی جو چوکسے پر دہین انپر ہزار ہا رانڈین بیوہ غریب بیوارثین بڑی بوڑھی عورتون کے غول کہ سفید بال انکے ہر کے چاندی سکے سے تر چمکتے ہوئے سفید سفید محمودی کی چادرین سرون پر ڈالے سفید سفید پائجامے گاڑھے کے پانوُن مین پہنے زرد باناتی جوتیان پانوُن مین سرکھا

ہوا دکانین بیٹھی سیر دیکھ رہی ہین اور جو مکانات پردے کے مثلاً کمرے بنگلے برج پختہ اور خام ہین اُنمین کہین کہین تو چلمنین لگی ہین کہین تیلیونکی
کہین زربفتی زرتاری سقرلاتی کارچوبی مخملی پردے کہین باناتی پردے کہین ٹاٹ کے پردے کہین سینکیون کے کہین سوزنی
کے پردے پڑے کسینے چاندنی گھیر لی ہو کسی نے قنات کسی نے جازم کسی نے پلنگپوش کسی نے شطرنجی کی آڑ کر لی ہو دس بیس نے
چار پائیان کھڑی کرکے پردے کر لیے ہین کسی نے کسی بڑی بوڑھی کو ٹٹی بناکے آگے بٹھا لیا ہو کوئی کسی لڑکی کو آگے بٹھا کے
آڑ کیے ہنس ہنس کے کہہ رہی ہو کہ کوئی کھڑا ہمین کیا دیکھیگا میلے ٹھیلے کا دن ہو ذرا اپنی اماں بھینا کی جا کے خبر تو لے جو دکیا کرتی
ہونگی ہزار ہا پریزادین حور طلعتین ان پردے چلمنون مین بیٹھی جھانک رہی ہین صرف انکھڑیان انکھڑیان نظر آتی ہین گرسستان
کھلا ہو زیر مکانات سرِ سڑک ہزار ہا عاشق بیدل اور مشتاق جمال کوئی شجر فی تہمد لنگوٹا باندھے بعضے بیراگا اور پشت خار
ہاتھ مین پکڑے کتنے طوطی کے پنجرے لیے ادھر اُدھر اشعار مشتاقانہ بصد درد و آہ پڑھتے نعرۂ عاشقانہ کرتے پھرتے ہین کوئی کہتا ہو
شعر فقیرانہ آئے صدا کر چلے ؛ میان خوش رہو ہم دعا کر چلے ؛ کوئی درد فراق اور شدت اشتیاق سے کسی اپنے محبوب مرغوب
کو یہ سناتا چلا جاتا ہو شعر سینکے ہوے کلیجے ٹھنڈے اپنے دلکا نہ سوز گیا ؛ گلے ملے تم آکے نہ پیارے اپکا بھی نوروز گیا
کوئی کسی کمرے کے تلے کھڑا ہوا کہہ رہا ہو شعر اپنی کھڑکیون کے پٹ دونون برابر کھولدے ؛ دیکھ میرا حال باہر چلمن اندر کھولدے
کوئی زار و ناتوان عاشق خستہ جان مثل ہلال انگشت نمائے عالم اشعار لاغر تر استخوان ز سے ؛ تن شاخ خزان رسیدہ جیسے ؛
چہرے پر غبار یون نمایان ؛ جون ابر تنک مین ماہ تابان ؛ شوریدہ سر و شکستہ احوال ؛ جامے مین بدن قلم مین جون بال ؛
کسی درخت کے تلے مثل ثمر نختہ پڑا بالا بام کسی اپنے معشوق سے آنکھ لڑائے کہہ رہا ہو مصرع پر نہین اُڑکر تمھارے پاس جو
آجائین ہم ؛ دل ہی دل مین کب تلک خون جگر اب کھائین ہم ؛ زخم دل اور داغ سینے کے کیسے دکھلائین ہم ؛ دل سمجھتا ہی نہین کیونکر
اسے سمجھائین ہم ؛ چھوٹ جائین غمکے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین ؛ خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین ؛ بعضے تماشا بین میلے والے
اور راہ گیر حال اور قال اُسکا دیکھ کر اور شکر کہتے جاتے ہین سبحان اللہ شعر لوٹتے ہین خاک پر آنکھین لگی ہین سوے بام ؛ طالب
معراج ہین افتادگان کوے دوست ؛ کوئی شوخ چشم اپنے بالاخانے کے دریچے کا ذرا سا پردہ اُٹھائے دیکھ رہی ہو ایک شخص اپنے
ساتھ والون آشناؤن سے اُسکی طرف اشارا کرکے کہہ رہا ہو شعر اُٹھا اُٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین ؛ ہمارے دلمین وہ در پردہ راہ کرتے ہین
کوئی نازنین مہ جبین مہر تمکین ڈولی مین سوار ذرا سا پردہ ہٹائے جھانکتی میلے والون کی سیر بہار دیکھتی ہوئی چلی جاتی تھی
ایک شخص عاشق جمال اور فریفتہ تمثال اُس عشوہ گر سحر انداز سراپا غمزہ و ناز کا ہو کر افتان و خیزان پیچھے پیچھے سواری کے دوڑتا
اور یہ شعر سنا سنا کے پڑھتا ہو شعر پیچھے جائیگی سواری تیری پہلے میری جان ؛ ہو کفن میرا ہی ڈولی کی چادر کھولدے ہزارون
اشراف زادیان پردہ نشین چالاکین او باشین خانگیان ڈومنیان بہوین بیٹیان اکثر درختون کے تلے سر راہ قناتین
کھڑی کر پردے چلمنین لگا کر بعضے بعضون نے چاندنیان جا بجا تان لی ہین پردے کرکے بیٹھی ہین گوٹی پچیسی چوسر
گنجیفہ شیر بکری کھیل رہی ہین بھاری بھاری پاندان پٹاریان تحفہ تحفہ صندوقچے پاس رکھے آپسمین اختلاط کی باتین
کر رہی ہین قہقہے مارتی ہین کوئی گا رہی ہو کوئی طبلے بجا رہی ہو کوئی ستار چھیڑتی ہو کوئی بائین کو ملا رہی ہو کوئی گلوری
بنا رہی ہو کوئی ڈلی کتر رہی ہو کوئی پھولون کے ہار پھولون کا گہنا پھولون کا طوق اور کل زیور پھولون کا پہن رہی ہو کوئی
بڑی بڑی بدھیان گلے مین ڈالے کہ جسکا زمین بوسہ لے رہی ہو بیٹھی ہو اور کوئی گلوریان تحفہ تحفہ بنا کے عطر مین لبا
کے چاندی کے خاصدان مین کسی اپنی ماما اصیل کے ہاتھ کسی کو بھیجتی ہو کوئی اپنی عزیز یگانون اور ساتھ والیون کے
پاس و لحاظ و شرم و حیا سے کسی اپنے مشتاق کو سنا کے یہ شعر پڑھ رہی ہو شعر اپنی تو وہ صورت ہو کہ جون بلبل تصویر ؛
پر دانہ کی طاقت نہین اور پاس چمن ہو ؛ کوئی شوخ و شنگ نہایت گرما گرم کسی اپنے عاشق بے نام و ننگ کو بحال زار

سرگردان وخوار وپریشان وگریان ونالان دیکھ کر از بسکہ ولولۂ محبت اور جذب عشق سے دل بلا جاتا تھا اور کلیجہ چار چار
ہاتھ اچھلتا تھا جی چاہتا تھا کہ کسی صورت سے اسے اپنے پاس بلالون اور دلبری دلداری اس کی کرون مگر از راہ
شوخی وعشوہ گری اپنے حسن وشباب پر نازان ہو کر کہ ہم ایسے ہین ہزار انداز و ناز اُسکی طرف بذر دیدہ نگاہی دیکھ
لیتی ہی اور اپنی ساتھ والیون ہمجولیون سے مخاطب ہو کر یہ شعر کسی غزل کے پڑھتی جاتی ہی اشعار

خاک اُڑاتے گلیون مین سر پیٹتے پھرتے رہتے ہین
آنسو ڈھلتے نصیبون کو اپنے رو رو کر یہ ٹھوکتے ہین
معشوق تو انکے رسوا کر چھوڑتے ہین یہ بلاشک دنیا مین

پوچھو اُنسے خدا کی مار انھین پھر کیون عاشق ہوتے ہین
کہتے پھرتے مرتے ہین ہم آج یہان کل اور کہین
پھل پائین کیا ہے اپنے ہاتھون اپنے کانٹے بوتے ہین

فقرے دم بازی مکاری جھوٹھ فریب انکا شغل
مرجائین کمبخت یہ ناحق عشق کا نام ڈبوتے ہین
اور کبھی یہ طرز دلبرانہ و انداز معشوقانہ

اُس سے نچولی آنکھ سے آنکھ ملا کے قہقہے مار کے ہنستی ہی اور کہتی ہی اشعار سُنے تو ہمکو دل ہی دیا ہی اسپر بھی یہ واویلا
ہمنے تو دیکھا چاہنے والے جی تک اپنا کھوتے ہین ؛ قصہ پاک ہو جھگڑا چھوٹے مرتے ہو تو مرجاؤ تم ؛ ہم باعفت پارسا ہو کر مفت ایسا
رسوا ہوتے ہین ساتھ والیان ہمجولیان اُسکی اپنے اپنے چاہنے والون کا حال فخریہ کہتی ہین اور ہنستی ہین ایک کہتی ہی لواللہ دا

سب ہین عیار کوئی یار نہین | کہین دنیا مین چاہ پیار نہین | مکھ سے کوئی سچ کہین لیکن | جھوٹھ ہمکو تو اعتبار نہین

کوئی کہتی ہی ور گور اس چاہ اور عاشقی پر خدا کی مار شعور ہو یہ گھر کھوج مٹی چاہ نصیب اعدا ؛ کرے اس وکھڑے کو اللہ نصیب
اعدا ؛ دو ہیار کہتی ہین کہ ہم ہر قربان کیا تھا ان کمبختا جھوٹے فریبے دغا باز عاشقون کو ابتدا مین اپنی اپنی غرض اور مطلب برآری
کے لیے پاسے واسے کرین روتے پھرین بال بڑھائین کفنیان پہنین تہمدین شنجرفی گیروے لسبتر کیے گلیون مین خاک
اُڑاتے ہین مرین لڑین زہر کھائین گلا کاٹین آپ بے حیا اور ذلیل اور رسوا ہون طرف ثانی کو رسوا کرین اور جب
غرض اُنکی نکل جاسے تو پھر دل مین خاک اُڑتی ہی وہ آنکھ نہین وہ بات نہین وہ پیار نہین اشعار

یہ عاشق نہین جتنے ہین یار ہین
خدا انکے شر سے بچائے ہمین
یہ ہین ہجر تک آہ و بُکا بیان

مکر ور ہین اور فتنہ پرداز ہین
کہ رحم اسنکے اوپر نہ آئے ہمین
ہو اوصل تب پھر چالت کہان

دغا آہ و نالے سے دیتے ہین یہ
جہان ہمکو پایا نیچے قابو مین لائے

اسی مکر مین جان لیتے ہین یہ
نہین یاد رہتی یہ پھر پاسے وا

سیکڑون خوش وضع آنکی بانکی ترچھی ادا نوجوان گبرو میرزادے
شہزادے اگر دو کانون مین مخمل کا فرش کیے ستلر بچھائے چار پائیان بچھائے چاندی کے پیچوان چاندی
کی گڑگڑیان ہاتھون مین لیے دھوم دھامی پوشاکین پہنے عطر ملے بیٹھے ہین سیکڑون چبوترون پر دروازون پر
کرسیان بچھائے مونڈھے ڈالے اکثر چارپائیون پر بیٹھے کوئی ڈال موٹھے رہا ہی کوئی برف کھا رہا ہی کوئی فالودہ پی
رہا ہی اپنے معشوقون کی طرف اشارے کنایے کرکے یہ اشعار پڑھ رہا ہی اشعار

کھلا تمکو میرے جلانے سے حاصل
اگر میری رنجش ہی مد نظر ہی

دوپٹے کو آگے سے دہرا نہ اوڑھو
تو پھر چتونو نمین لبھانے سے حاصل

نکھین دل کسی کا دکھانے سے حاصل
نمودار جوبن چھپانے سے حاصل
کوئی نازنین پردہ نشین گوشہ

قنات کو پکڑے کھڑی ان لوگون کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہی ہی یہان ایک صاحب آہ سرد دل پُر درد سے کھینچ کر اپنے
آشناؤن دوستون سے اُسکی طرف اشارہ کرکے کہتے ہین قطعہ دل چھین لیا ہمین لوگون نے ؛ اور صبر بھی لے لیا انھین
لوگون سنے تنہا ہو یہ سامنے کھڑی ہنستی ہین ؛ برباد ہمین کیا انھین لوگون سنے ؛ سیکڑون غول بانکے ترچھے لوگون کے تنیچے قرابین
دونالیان پاؤن پر چڑھائے سرپر تلوارین سنبھالے مونچھون پر بل دیتے اکڑتے برتے ہوئے ادھر سے
اُدھر اُدھر سے ادھر پھرتے ہین آپسمین گھور گھار اشارہ اشارہ ہو رہا ہی آنکھین مل رہی ہین نظرین لڑ رہی
ہین ہزار ہا غول کے غول کھترانیون اور ساہوکار بچیون کے اور ہزار ہا غول اگر والیون اور رستوگی بچیون

جوہری بچھون رستوگی بچھون کے اُنکے پانوٗن کی کڑون کی آواز سے کیسے ہی کڑے سے کڑا رستم دل ہو تو بے اختیار مانند
موم کے نرم ہو جائے اساوری اطلس کمخواب زربفت تامی گلبدن مشروع تافتے کے لہنگے پہنے بنارسی زرد سرخ دھانیان
ساریان باندھے لہنگون کو ہاتھون پر اُٹھائے بلور کی سی تختیان شفاف رانین آدھی کھلی ہوئی دوپٹے بیل کاری کے
ڈورئیے کی چادرین سر سے اوڑھے آدھا منھ کھولے آدھا منھ ڈھانپے بلور کی سی کلائیون مین ہاتھون کی سبز سبز سرخ سرخ چوڑیان
پہنے ہنستی مسکراتی پان کھائے چلی جاتی ہین ایک عالم محو نظارہ جمال اُنکا ہو کر پامال اُنکی چال کا ہو رہا ہے بعضے کہتے ہین شعر
او دامن اُٹھا کے جانے والے ٹک ہمکو بھی خاک سے اُٹھا لے ؛ اشعار ان چوڑیون کی سنتے ہی جھنکار دو دوستی ؛ کھائی دل
مجروح نے تلوار دو دوستی ؛ رسوائی عاشق سے تو واقف نہوا اور ؛ یان بہہ گئے نالے سر بازار دو دوستی ؛ کوئی کہہ رہا ہے
شعر او جانیوالے شخص ٹک اب مڑکے دیکھ لے ؛ یان بھی تڑپ رہے ہین گنہگار چار پانچ ؛ کچھ لوگ کسی مقام پر کھڑے
کہہ رہے ہین شعر راہ کترا کے چلے منھ پہ دوپٹہ ڈالے کہان جاتے ہو بھلا او میان جانیوالے ؛ ہزارون چونے والیان
بجاتی ہین کھٹک کھٹک نقال کشمیری بچے کلاونت بچے جوگی نچے جہان تہان سر چوک کوٹھون پر جماو کیے ڈھولکین مجیرے
ساز سارنگیان لیے اپنا اپنا جلسہ اور اکھاڑا جدا جدا جمائے دھومین مچا رہے ہین زیر فیلول خداوندی جو لشکر لاکھ
سوار و پیادون کی چھاونی پڑی ہوئی ہے چارسوے بازار مین چبوترہ کوتوالی کے آگے ساٹھ ہزار عیار کفار نابکار تنہ و تر
زربفتی پاجامے سقرلاتی باندھے حلقہ ہائے کمند عیاری کلائیون مین پلیٹے آتشبازی کے بیضے بیہوشی کے اور گولے
ہاتھون مین پکڑے جوڑیان خنجرون کی کمرون مین لگائے ڈفلے بجاتے چوتارے چھیڑتے شادیانے بجاتے صلاح مشورے باہم
کر رہے ہین اور اندرون چبوترہ کوتوالی مہتر گردم واوسارم زاد حبشی عیار طاوس حرین دونون لقا کے بیٹے ہین اور
ایک شخص تاج مرصع پہنے بہت معقول صورت کو مشکین باندھے سپاہی کوتوالی کے کوڑے مار رہے ہین شاہ عیاران
عمرو بن امیہ تماشا دیکھنے کو آپ بھی سوداگرون کی صورت بہت مختشمی وضع بنے میلے کی سیر کرتے جاتے تھے اُس شخص پر
مار پڑتے دیکھکر کسی سے پوچھا کہ صاحب یہ کون شخص ہے اور کس علت مین یہان گرفتار ہو کر آیا ہے اور کس جرم کی تعزیرات
دیتے ہین ایک عیار اُن عیارون مین سے جو صلاح مشورے باہم کر رہے تھے عمرو کو گفتگو اُسکے مقدمہ مین کرتے دیکھ کر
نہایت تند ہوا اور کہنے لگا کہ اے شخص یہان میلہ ہے تجھے اس تحقیقات سے کیا مطلب ہے عمرو نے کہا کہ صاحب آزردہ نہو مین نے
اسلیے پوچھا ہے کہ اگر یہ شخص مجرم سرکار کسی کا قرضدار ہو تو مین اُسکے عوض قرضہ اُسکا ادا کرکے اس بلائے عظیم سے
اُسے نجات دلوا دون مجھے حسنات ہوگا گردم عیار نے چبوترے پر سے یہ گفتگو جو سنی اور عمرو کی صورت سوداگرون
کی سی دیکھی تو وہان سے کہنے لگا کہ اے خواجہ ماجرا یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نادیدہ خدا کے پرستارون کا جو سردار ہے
اُسکا عمرو نامے ایک عیار ہے اُسکے سر پر تاج عیاری بہت پر تکلف اور گران قیمت مین نے دیکھ کر اُس سے زیادہ تکلفات
کرکے اپنے واسطے ایک تاج تیار کرایا ہے اب فرق کیا باقی رہا کہ عمرو کے تاج مین کئی لعل اٹھارہ اٹھارہ مثقال کے
لگے ہوئے ہین مین نے اس سوداگر بدذات سے کہا کہ مجھے بھی تو ایک لعل اٹھارہ مثقال کا تلاش کرکے لا دے
سو یہ بدذات ہر روز مجھ سے وعدہ امروز و فردا کیا کرتا ہے اور لعل نہین پیدا کرتا ہے اسواسطے اسے مین کوڑے مارتے
مارتے جان سے مار ڈالونگا عمرو نے پوچھا کہ داروغہ صاحب تم لعل کی قیمت دینے کا اقرار کرتے ہو یا زبردستی مفت
اس سے منگاتے ہو مہتر گردم نے کہا کہ اے سوداگر مین داروغہ نہین ہون مین طاوس حرین لقا مہتر گردم عیار مالک شہر
مسائل کا ہون مین بادشاہ ایسی حکومت کے اس ملعون کو قیمت خاطر خواہ جو یہ مانگتا وہ مین دیتا مفت نہین لیتا عمرو نے کہا کہ
اگر مہتر صاحب تم قیمت دیتے ہو تو پھر اُنکا عذر بیجا ہے مین آپکو نہین مثقال کا ایک لعل کیا حقیقت رکھتا ہے کہو تو وہ لعل ابھی اسیوقت

حاضر کردون لیکن طبیعہ آپ یہ فرمائیے کہ مجھے آپ اسکی قیمت کیا دینگے مہتر گردمرد نے کہا کہ ای خواجہ تم مجھے انیس مثقال کا لعل دو
تو مین پچاس توڑے زر سرخ کے ابھی تمھارے تواضع کرون یہ کہکے جلدی عمرو کو اپنے پاس بلا کے لوگون سے کہا ارے خواجہ
صاحب کیواسطے کرسی لاؤ عمرو کرسی پر جا بیٹھا اور زنبیل سے ایک لعل مصری کا بنا ہوا نکال کے کہنے لگا کہ لیجیے مہتر صاحب اسے
وزن کرا لیجیے کہ انیس مثقال سے کوئی رتی دو رتی سوا ہوگا کم نہوگا مہتر گردمرد اس لعل کو دیکھکر دنگ ہو گیا کہ اسکی روشنی سے
تمام مکان چبوترے کا جگمگانے لگا مہتر گردمرد نے نہایت خوش ہو کے لوگون کو حکم دیا کہ جلد جا کے پچاس توڑے اشرفیون کے
ہمارے مکان سے گدھون خچرون پر لدوا کے خواجہ صاحب کو حوالہ کردو حسب الحکم مہتر گردمرد کے آن واحد مین پچاس توڑے
اشرفیون کے خچرون پر بار ہو کے آئے عمرو نے کہا مہتر صاحب اب جہان آپ نے یہ نوازش فرمائی وہان اتنا امیدوار ہون کہ اگر
فرما دیجیے تو یہ خچر جہان لب دریا میرا جہاز لگا ہی وہان تک یہ توڑے پہونچا دین مہتر گردمرد نے کہا کیا قباحت ہی اچھا اے خچر والو
جاؤ خواجہ صاحب کا لب دریا جہاز تجارت کا لگا ہی وہان توڑے اشرفیون کے پہونچا دو عمرو سلام کرکے اٹھا اور چلتے وقت
مہتر گردمرد سے یہ کہدیا کہ مہتر صاحب تین روز تک کسی ظرف مین ڈال کر پانی بھر دیجیگا بعد اس کے پھر اسکو لٹکا لیجیگا اور اسکی آب
تاب ملاحظہ کیجیے گا کہ آفتاب کی شعاع اسکے سامنے شرمندہ ہو جائیگی اور قیمت دو چند یہ کہکے عمرو کوتوالی چبوترے سے
اٹھکر چلا اور تھوڑی دور پر جا کے ان خچر والون سے کہا کہ تم میرے ساتھ کہان کہان خراب ہوتے پھروگے یہ برابر جو دکان
خالی پڑی ہی اسمین میرے توڑے رکھدو اور تم سب اپنے خچر لیکے چلے جاؤ میرے نوکر چاکر آتے ہونگے وہ اٹھا لیجائینگے
خچر والے ہر چند عذر کرکے کہا کیے کہ نہین صاحب ہم جہان آپ فرمائین وہان تک پہونچا دین عمرو نے کہا نہین تم بیچارے غریب
مزدور ہو آدھ سیر آٹے کے لیے اپنے بچے بالون کی پرورش کے واسطے اسکی ریاضت اور مشقت کرتے ہو مجھے منظور نہین میرا
جی کڑا دیتا ہی بارے یہ لو مین تمکو اپنے پاس سے انعام دیتا ہون تم سب جاؤ یہ کہکے ایک ایک اشرفی قلب کہ ڈیڑھ دمڑی کی بھی نہوگی
انکو دی وہ سب دعائین دیتے توڑے اشرفیون کے خچرون پر سے اتار کے اس دکان مین رکھکے چلے گئے عمرو نے جھٹ
پٹ جال الیاسی مار کے ان پچاسون توڑون کو زنبیل مین رکھ لیا اور جلد جلد اس کوچے سے اس کوچے مین اس گلی سے اس
گلی مین جا کے زنبیل پر ہاتھ مارا اور جبّہ طلب کر کے اپنی شکل سپاہیون کی بنائی پھر چوک مین جا نکلا اور اسی طرح سے
سیلہ کاروالا اور آدمیون کا ملاحظہ کرتا ایک دکان نانبائی کی بڑی دھوم دھامی دیکھکر ٹھہر گیا اور وہان اپنے بہنوئی خواجہ
اخی سعید کو بیٹھا دیکھا ایک اشرفی قلب دی اور کہا کہ ہم مسافر ہین کچھ کھانا ہمارے واسطے جلد لاؤ خواجہ اخی سعید نے وہ
جعلی اشرفی پہچانکر عمرو کی طرف دیکھا اور جانا کہ یہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار ہی تب اخی سعید نے اشارے سے کہا کہ
تمھارا میری دکان پر سر بازار ٹھہرنا باعث میرے قتل اور خانہ بربادی کا ہوگا لہذا مصلحت وقت یہ ہی کہ تم اندر زنانے مین
اپنی بہن کے پاس جاؤ عمرو بے ساختہ اس مکان مین قدم زن ہوا سمیتہ بانو بہن نے عمرو کی جو غیر مرد کو زنانے مین بے خوف
و خطر آتے دیکھا پہلے تو چاہا کہ شور و غل کرے بعد اسکے شناخت پہچان گئی دوڑ کے عمرو سے لپٹ گئی اور بڑی دیر تک بلائین لے لیکے
رویا کی اور بعد ازان احوال سلطان صاحبقران کا اور بیان عمرو کے آنیکا پوچھا بڑی عزت و توقیر سے عمرو کو بٹھلا کے ہاتھ
منھ دھلوایا اور کھانا کھلوایا عمرو نے سب احوال اپنے آنیکا اور گردمرد سے روپیہ بہ عیاری لینے کا بیان کرکے وہ پچاسون توڑے
زر سرخ کے جو مہتر گردمرد سے لیے تھے سب بہن کی تواضع کیے اور اخی سعید کلیمہ بانو دونون میان بی بی عمرو کی دعوت
کی تیاری اور مہمانداری مین مشغول ہوے اسی عرصہ مین آواز نقارے کی گوش زد ہوئی عمرو نے پوچھا کہ یہ نقارے
شہر مین کیسے بجتے ہین اخی سعید نے کہا بھائی سال بھر پیچھے کل کے دن لقا سے مشرک خدا اپنے قیطلون کی کھڑکی
مین اپنا رو سے زشت اور بدشکل پلشت تمام خلق کو دکھلاتا ہی اسکا نام نوروز قرار دیا ہی اور اسی کا یہ میلہ جو ستمنے راہ

مین دیکھا ہوتا ہی خلائق سال سال بھر کی راہ سے اس امید پر کہ لقا کا روے نامبارک آج دیکھینگے اور دعائین مانگین گے
اس شہر مین آکے جمع ہوتی ہی عمرو یہ حال سنکے بہت ہنسا اور تمام رات بآرام وہان بسر کرکے صبح کو یہ کہکے کہ ذرا مین بھی یہ
سیر اور یہ کیفیت میلے کی اور لقا سے مشرک خدا کی کفر و کافری کی دیکھ آؤن وہان سے باہر نکلا اور ایک گنوار دیہاتی کی شکل
کہ بڑے گران ڈیل طویل القامت گنوار کے سے ہاتھ پانون ایک انگوچھا یعنی ایک دو ہاتھ کا کپڑا سر سے لپیٹے لنگوٹا باندھے چمڑے کا پشاوری
جوتا ہاتھ بھر کا پانون مین پہنے لوہا بندھا لٹھ کاندھے پر رکھے سانولا رنگ دو چار داغ چیچک کے منھ پر اس قطع اور برزق سے
میلے و کھیتے بھیڑ بھاڑ مین گھستے چلتے زیر قیطول صحراے محشر مین آکے ایک بہت اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا اور سامنے دریچہ جہان نما
کے نہایت مشوش اور مغموم سر جھکاکے بیٹھ رہا ناگاہ ایک گبر غیور قوی ہیکل تنومند بازو نہایت خالف شکل کہ اسے لقا سے
مشرک خدا نے فرشتہ روزی رسان خطاب دیا ہی اس ٹیلے پر چڑھ آیا اور عمرو کو مغموم اور مکدر بیٹھا دیکھکر پوچھنے لگا کہ اے بندۂ
خداوند لقا تو کون ہی اور یہان مغموم اور راندہ و گین اتنا مسکین بنا کیون بیٹھا ہی جو تجھے تلاش رزق اور حاجت دنیا ہو وہ مجھسے
مانگ لے مین فرشتہ روزی رسان خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر کا ہون عمرو نے روکے اور بہت سی اپنی محتاجی اور مفلسی ظاہر کرکے کہا
اشعار فاقے پہ فاقے کرتا ہون شدت سے بھوک کی : بیلونکی طرح رہتا ہون تھنون کو چاٹ کے : اور حال تنگدستی و محتاجگی نہ پوچھ : ملتے
نہین پہننے کو ٹکڑے بھی ٹاٹ کے : مجھے کچھ ایسا دے کہ تا میری یہ مفلسی رفع ہو اس فرشتہ روزی رسان نے پانچ
تھیلیان اشرفیون کی عمرو کو دے کر کہا کہ ابھی سال مین بالفعل تو خداوند نے تجھے یہ زر نقد واسطے صرف قوت کے تقدیر کر دیا
سو تجھے مین دیتا ہون اور آگے پھر جو تیرے لیے وہ تقدیر کریگا جہان تو ہوگا وہان پہونچا دونگا یہ کہکے وہ چلا گیا عمرو نے وہ
پانچون تھیلیان اشرفیون کی نذر زنبیل کرلین اور پھر وہین بیٹھ کے تماشا میلے کا اور ہر طرف میلے والون کا دیکھنے لگا یکایک ایک
شور یوم النشور اٹھا اور چارطرف غل ہوا کہ یا خداوند یا خداوند عمرو نے گھبراکر جو اس دریچہ جہان نما کی طرف خیال کیا تو
دیکھا کہ لقا سے مشرک خدا از مرو شاہ باختری مردود آلہ اس کھڑکی مین سے سر نکالے بیٹھا ہی اور از مغرب تا مشرق اور
از جنوب تا شمال فرسنگون تک لکھوکھا آدمی کرورہا مرد و زن امیر اور فقیر ادنی اعلی شاہ و گدا صغیر و کبیر برنا و پیر اہل حرفہ
بازاری دکاندار پیادہ اسوار اشراف اجلاف اور جتنے زمیندار گنوار رعایا برایا ٹھاکر راجہ راجپوت بابو منشی پٹواری قانونگو
انفار اور کفار مین سب اوندھے زمین پر سمت دریچہ جہان نما پڑے ہوے ایک کے چوتڑ پر ایک کا سر اسی طرح سجدہ سے سربسجود
ہین کوئی دست بدعا ہو اسکے کہتا ہی کہ یا خداوند میرے اولاد نہین مجھے بیٹا عطا کر کوئی مسخرا پکارتا ہی کہ یا خداوند مجھے دولت
دنیا سے مستغنی کر کوئی کہتا ہی کہ مجھے عارضہ جسمی سے صحت دے کوئی بکتا ہی کہ میری حرمت دشمنون کے ہاتھ سے بچا یہ
تماشا دیکھکر عمرو کی عقل دنگ ہوگئی اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ سبحان اللہ کیا گدھے بیوقوف ہین مصرع آدمیان
گم شدند ملک خدا خر گرفت : جو اس گبر غیور خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت علیہ اللعن والعذاب کو سجدہ کرتے ہین توبہ اور
استغفار پھر بیساختہ جو اوپر عمرو کی آنکھ اٹھ گئی تو لقا کی ڈاڑھی کو دیکھا کہ کئی گز لانبا ڈاڑھی کا خوب کنگھی کیا ہوا بال
بال صاف اور شفاف جدا جدا گوہر شاہوار اور لعل شبچراغ اور یاقوت اور زمرد اور پکھراج اور فیروزہ اور الماس بیبہا
اُن بالون مین پرو دیا ہوا ہی عمرو ایسا جواہرات لقا کی ڈاڑھی مین پرویا ہوا دیکھکے زیادہ تر بیتاب ہوگیا اور پانی منھ مین
بھر آیا جی مین کہتا تھا کہ افسوس صد ہزار افسوس یہ فلک کجرفتار اور گردون غدار اشعار پابرہنہ خار پر ہمکو پھراوے دربدر

خار کے سر پر کرے داماں گل کا سائبان	الہس کو موتی چگاتا ہی صدا یہ بے تمیز	پوست کھنچے ہما کا دے کے مشت استخوان
سیل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل	پر کرے کحل الجواہر سے لیکے چشم سرمہ دان	تا کجا کیجے بیان اس سفلۂ دون کا مزاج
ایک ڈھرے پر نہین گا ہے چنین گا ہے چنان	ہم تو دو دو پیسے کو محتاج پھرین اور اس مشرک خدا سے لقا کی ڈاڑھی مین یہ جواہرات	

ہفت اقلیم کی سلطنت کا پردیا ہو واہ واہ ہی واہ واہ غرض بہت سا افسوس کرکے ایکبار شاہ عیاران عیار نے کہا کہ یا حضرت
خواجہ خضر علیہ السلام اسوقت مین آپ سے التجا کرتا ہون کہ اگر یہ پولاد ڈاڑھی کا لقا کی مع تمام اس جواہرات کے میرے ہاتھ آجا
تو زیادہ تو مجھ مین استعداد اور مقدور نہین ہی مگر یہ سمجھ کے کہ کار دنیا بدون کچھ خرچ کیے کسی سے نکلتا نہین لہذا اسواتین کروڑ
کی نیاز آپکی مین دلوا دونگا اپنی اوقات موافق گو یا مین نے بڑا کام اور بڑا حوصلہ کیا ہی مگر عند اللہ آپ میرے حق مین جناب باری
سے دعا کیجیے اور یہ جواہرات لقا کی ڈاڑھی کا مجھے دلوا دیجیے اور مین سعی اور تلاش مین کوتاہی نہین کرونگا بعد اسکے دعا مانگنے
کے اب عمرو نے آن دعا مانگنے والون کو کہ جو فرسنگون تک اوندھے پڑے سربسجود تھے لقا سے دعائین مانگتے دیکھکر اپنے
دلمین خیال کیا کہ ای عمرو کچھ تو بھی اس علیہ اللعن لقا کے مشرک خدا کو لطف دکھا شاید اسی عیاری سے وہان تک رسائی ہو جائے
یہ خیال کرکے اپنا لنگوٹا کھول ڈالا اور برہنہ اور عریان ہوکے اسکی طرف منھ کرکے کھڑا ہو رہا ایک مرتبہ لقا نے جو دور سے اسطرف کو
دیکھا کہ ایک گنوار دیہاتی ننگا دھڑنگا کھڑا ہوا ہی اور سجدہ نہین کرتا اسلیے اپنا سر دریچہ جہان نما سے اندر کھینچ کر پٹ دریچے کا بند کر لیا
اور دم بھر بعد پھر کھڑکی کھولکر جو دیکھا تو پھر عمرو برہنہ نظر آیا اسوقت لقا کے مشرک خدا کو ایک حالت غیظ طاری ہوئی اور
نہایت درہم و برہم ہوکر پکارا کہ ای جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ جلد آ یاقوت شاہ قریب آکے حاضر ہوا لقا نے کہا کہ ای جبرئیل درگاہ
مین نے تجھے اپنے نور قدرت سے پیدا کیا اور فرشتہ مقرب خاص جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ کے نام سے نامور کیا ہی تو اسیوقت کچھ لوگ
اپنے ہمراہ لیکے جا اور وہ جو بندۂ مغضوب اور گستاخ سامنے دریچہ جہان نما کے کھڑا ہی اسے گرفتار کرکے میرے پاس لا حسب الحکم لقا کے
یاقوت شاہ غیظ و طیش مین بھرا ہوا تازیانہ ہاتھ مین لیے قبطولون پر سے اترا اور کچھ لوگ مسلح اور مکمل اپنے ہمراہ لیے اس مکار کے
پر عمرو کے پاس پہونچا اور ایک تازیانہ عمرو کو دیکے کہنے لگا کہ او بدذات یہ حرکت گستاخانہ تو بحضور خداوند لقا کر رہا ہی جلد
اپنے لنگوٹے کو باندھ عمرو نے کہا کہ صاحب تم چاہو مجھے حلال کر ڈالو مار ڈالو یا کاٹ ڈالو لیکن مین تمھارا کہنا کبھی نہین مانونگا نہ اپنا
لنگوٹ باندھونگا اسی طرح سے ننگا مادرزاد کھڑا رہونگا اور اسی طرح ہزار ہزار لاکھ لاکھ سجدے خداوند لقا کو کرونگا یعنی چرودی سے
اپنی مراد خداوند سے پاؤنگا یاقوت شاہ نے ہر چند بسہولت اور آشتی اور بدرشتی و سیاست عمرو کو سمجھایا اور منع کیا کہ تو ایسی گستاخی نہ
خداوند لقا کا تجھ پر غضب نازل ہوگا اپنے لنگوٹے کو باندھ لے عمرو نے نہ مانا تب یاقوت شاہ نے عاجز اور ناچار ہوکر کہا کہ یہ گنوار
بڑا بیوقوف ہے اور اسکی عقل اوندھی ہی یہ کسی طرح کسیکا کہنا اور سمجھانا نہین مانیگا اسے مین خداوند کے پاس لیے جاتا ہون چاہے
اس پر وہ مہر کرے چاہے قہر کرے مین بدون تقدیرات خداوند کے نہ اسے قتل کر سکتا ہون کہ اس گستاخی کی اسے تعذیر دیدے
اور نہ اسے چھوڑ جا سکتا ہون یہ کہکے عمرو کو گرفتار کرکے یاقوت شاہ زیر قبطول خداوندی لایا اور وہان عمرو کی آنکھون مین
پٹی باندھ کے قبطول شمسی پر جہان تخت گاہ لقا سے مشرک خدا کے آگے حجاب قدرت پڑا ہی اور اٹھارہ سو پیغمبران مرسل اور
نامرسل اور پہلوانان قدرت اور ستونان درگاہ لقا اور بادشاہان اقالیم مالک تاج و دیہیم دست ادب بستہ دنگاون پر بیٹھتے ہین
وہان یاقوت شاہ نے عمرو کو لیجا کے سنگ سیاہ پر قدم رکھا اندر سے آواز پیدا ہوئی کہ ای جبرئیل قدرت فرشتہ مقرب خاص
چہ تقدیرات کردیم یاقوت شاہ نے عرض کی کہ وہ بندۂ گستاخ جو روبرو سے دریچہ جہان نما اس ہیئت سے پر گستاخ ننگا کھڑا تھا بحسب
تقدیرات خداوندی اسے گرفتار کرکے لایا ہون لقا نے کہا تقدیر کردیم کہ اسکی آنکھون مین پٹی باندھ کے برابر حجاب
قدرت کے لاکے کھڑا کرو سنتے یاقوت شاہ نے اسی صورت سے عمرو کو برابر حجاب قدرت کے کھڑا کر دیا لقا نے پوچھا کہ ای بندۂ
گستاخ یہ کیا حرکت نالائق تو کرتا تھا عمرو نے جواب دیا کہ گسیان موری آنکھین تو مندین ہین کیا جانون کہ گسیان اور مالک کون
ہی جب نہ گسیان اپنے مالک سے مورا سامنا ہوئے تب مین اپنا حال کہون لقا نے حکم دیا کہ اسکی آنکھین کھول دو اور حجاب
قدرت بیچ سامنے سے اٹھا دو کہ یہ بندہ میرا اپنے خداوند حقیقی کو دیکھکر سجدہ کرے اور اپنے اعمال نازیبا اور افعال ناسزا سے توبہ کرے

آنکھوں کی پٹی کھولکر کہا کہ اے بندۂ گستاخ سجدہ کر عمرو نے دیکھا کہ ناظر اور منظور اور معقول و منقول وغیرہ خوبصورت خوبصورت نوجوان نوجوان چند لونڈے گروہ فرشتگان مقرب درگاہ مشہور ہین چپ و راست کھڑے ہوئے ہین اور تخت پر لقاے مشرک خدا بنا بیٹھا ہے عمرو نے سجدہ تو نہ کیا اور وہی حرکت گستاخانہ کی لقا نے نہایت غیظ و طیش مین آکے کہا کہ اے بندۂ گستاخ یہ کیا تیری شامت ہے مین ابھی تجھے دوزخ ہاویہ مین ڈال دونگا عمرو نے کہا کہ گسیان تو میرا مالک ہے تجھسے کوئی راز ظاہری اور باطنی مخفی اور پوشیدہ نہین پہلے میری فریاد سن لے پھر جو تیری خوشی ہو کرنا مین فلان ملک مین جو فلان قصبہ ہے وہانکے زمیندار کا بیٹا ہون اور وہان اُس گاؤن کی یہ رسم ہے کہ جو قوی جسیم ہوتا ہے اُسکو اپنی بیٹی دیتے ہین اور جو کمزور اور پست قد ہوتا ہے اُسکے ساتھ کوئی اپنی بیٹی کی شادی نہین کرتا اور مین ایک برادری کی لڑکی پر عاشق ہون اور چاہتا ہون کہ میری شادی اُسکے ساتھ ہو لیکن چونکہ قد آور نہین ہون اسلیے سوال مین یہان آیا ہون کہ تو گسیان مالک ہے دنیا کو تو پیدا کرتا ہے کسی کو دولت دیتا ہے اندھے کو آنکھین کوڑھی کو کایا بانجھ عورت کو بیٹا غرض جو کوئی تجھسے جو مراد مانگتا ہے اُسکی مراد ملتی ہے میری مراد یہ ہے کہ تو گسیان میرے جسم پر ذرا اپنا ید قدرت پھیر دے کہ یہ دو ہاتھ اور بڑھ جاے اور یہ قدرت خداوندی کی سب عالم پر ظاہر ہوا اور وہ میری جورو مطلوبہ اور مرغوبہ میرے ہاتھ آے لقا نے اپنا ہاتھ پھیر کے کہا کہ بیوا جڈ گنوار ہے اسکی عقل اور فہم مین مین نے اسی طرح تقدیر کی ہے اسکا کچھ قصور نہین یہ بندہ خاص الخاص میرا ہے ایک حکمنامہ اُس ملک کے بادشاہ کو لکھ بھیجو کہ وہ اُس زمیندار سے کہہ کے اُس لڑکی کی شادی اُسکے ساتھ کرا دے اور کوئی عذر اور حیلہ درمیان مین نہ لائے عمرو نے کہا گسیان وہان کے حاکم نے زبردستی اُسکے ساتھ میری شادی کرا دی تو میرا مطلب کچھ نہ نکلا کیونکہ وہ میری معشوقہ تو مجھسے کبھی راضی نہوگی اور نہ میرے جی کو تیری خداوندی کی طرف سے اعتقاد زیادہ ہوگا جب تک تو اپنا ید قدرت میرے جسم پر پھیر کے نہ بڑھا دیگا لقا نے کہا اچھو جا ایکی نور وزمین بڑھا دونگا عمرو نے کہا تو گسیان مالک ہے جب تو میری مراد ابھی نہ دیگا اور قدرت اپنی مجھے نہ دکھائیگا تو اب مجکو تو چاہے دوزخ مین ڈالدے چاہے تو میرا گلا کٹوا ڈال لیکن مین اپنی غرض کو نادیدہ خداے آسمانی کی جا کے آج سے پوجا اور پرستش کرونگا لقا نے جو یہ گفتگو عمرو کی سنی تو اُس مشرک خدا علیہ اللعن کو یہ کہان گوارا ہے کہ میرا بندہ اور کی پرستش کرے نہایت عاجز اور ناچار ہوا اور بہت پیچ و تاب کھا کے کہنے لگا کہ یہ رجالے کا لٹھ اوندھی کھوپڑی اُلٹی عقل کا گنوار ہے ذرا اسے میرے پاس لاؤ عمرو دعائین دیتا آگے بڑھا لقا نے اپنا منھ پھیر کے عمرو کے جسم پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا بس جا عمرو نے شور و غل مچانا شروع کیا کہ واہ واہ گسیان واہ واہ میرے مالک کیا کہنا تیرا وہ دیکھو میرا جسم بڑھ گیا تو نے جو اپنا ید قدرت اسپر پھیرا تو سچ مچ دو ہاتھ بڑھ گیا اب مین تیری قدرت کا قائل ہوا لقا نے کہا جلد اسے یہان سے لیجا کے فیلطوون سے اُتار آؤ فرشتگان مقرب نے پھر عمرو کی آنکھون مین پٹی باندھکر جھٹ پٹ فیلطوون پر سے اُتار کر باہر نکالدیا اور عمرو کی آنکھ کی پٹی کھولدی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا اور دولت فیلطوون کی دیکھتے ہی عمرو کی تو رال ٹپکی پڑتی ہے کہتا ہے کہ ہاے کیونکر مین یہ سب مال اسباب نقد جنس یہان کا لوٹ کر اپنی زنبیل مین رکھ لون اور جھٹ پٹ شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر سنکے یہان سے بہروپ اور گاؤ لنگی گاؤ سوار سے شرط جیت کر سال بھر کا خراج ملک بربر کا لون

غرض عمرو تو اس فکر و تدبیر مین ہے اب اُسکو تو یونھین رہنے دیجیے

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ مالک باختر عطا جعفران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دلیوکش کو خبر پہونچی کہ شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان نے قلعہ شنسشہ یہان دلیوکش مین جا کے اپنا دخل کر لیا اور وہ جو خزینہ اور دفینہ کئی برس کے خراج کل باختر کے سیم و زر کا اُس قلعہ مین تھا سب پر قابض اور متصرف ہوا اور اہرمن و سارنج دونون قلعہ دار وہان کے کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہوگئے اور

اب مطیع اور فرمانبردار بدیع الزمان کے ہو کے قلعہ داری اُس قلعہ کی کرتے ہین گنجاب یہ سنکر حالت اضطراب مین مغموم اور اندوھگین تھا اور ابھی کچھ کہنے نہین پایا تھا کہ چند اشخاص سراسیمہ اور مضطر بارگاہ گنجاب مین باریاب ہو کر مظہر اس حال کے ہوے کہ با پیغمبر مرسل شاہزادہ بدیع الزمان سے حارب خونریز اور ضارب خونریز حاکم درۂ خونریز جا کے ملگئے اور بلا اکراہ و اجبار بطیب خاطر اپنے کلمۂ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو گئے اور بدیع الزمان کو بطریق دعوت اپنے ہمراہ درۂ خونریز مین لیجا کے جتنا کہ خزانہ وہان تھا سب بدیع الزمان کی نذر کیا اور ابھی تک بدیع الزمان وہان جشن نشاط اور محفل رقص و سرود مین بیٹھا جام صہبائے عیش و انبساط سے مدہوش اور بادہ نوش ہے بس یہ حال سنکے گنجاب کا پھر تو یہ حال تھا کہ مثل مار سر و دم بریدہ ہزار ہزار پیچ و تاب کھاتا تھا اور کف افسوس مل ملکے کہتا تھا شعر کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت ٭ واے از مادر گیتی بچہ طالع زادم لبدم پھر کے شدت رنج و تعب سے بہزار غیظ و غضب جانب مہلیل دراز ترکیب مخاطب ہو کے کہا کہ اسیوقت چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکے برسر بدیع الزمان سمت درۂ خونریز جا اور اُن دونون نمک حرام مفسدون حارب خونریز اور ضارب خونریز دشمنان خداوند لقا کو اسیر اور دستگیر کر کے اور بدیع الزمان کا سر کاٹکر میرے پاس لا حسب الحکم گنجاب کے مہلیل دراز ترکیب تو مع چالیس ہزار سوار سمت درۂ خونریز روانہ ہوا اور بعد کوچ کر جانے مہلیل دراز ترکیب کے ازبسکہ گنجاب کو طاقت صبر اور ضبط کی نہ رہی تو پیش خود یہ تجویز کر کے کہ جو کچھ میرے ملک اور میرے گھربار کی تباہی و بربادی ہوئی ہے سبب اس خانہ خراب میری بیٹی گوہر ملک کی ذات سے ہوئی ہے پہلے جا کے اس شوخ دیدہ گیسو بریدہ گوہر ملک کو چار باغ ملک حیران سے مع فضل بن گیا ہو اور ارباب باختری وغیرہ نمک حرامون کے گرفتار کر لاؤن اور ان سبکو سزاے اعمال پہنچاؤن تو بعد اسکے جیسا محل اور موقع ہوگا بدیع الزمان سے سمجھ لونگا غرض یہ کہ گنجاب بھی لشکر فراوان اور فوج و سپاہ بیکران لیکر فرسنگون تک مثل مور و ملخ کے کفار نابکار پیادے اور سوار نظر آتے تھے سمت چار باغ ملک حیران دلکش روانہ ہوا دوسرے روز دوسری منزل مین ایک عیار شاگردون مین سے سنجانی عیار کے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق دوڑا ہوا سامنے گنجاب کے آیا اور دعا و ثناے گنجاب مین یہ رباعی پڑھی رباعی تو فخر خراسانی و فا ساقطاز و ٭ گوہر بدھن و ارسی در اسا قطاز و ٭ روزان شبان از حق لقاسے خواہم ٭ مرکب دہرت خدا و باسا قطاز و ٭ پیغمبر صاحب کی عمر دراز ہو بیٹے جو آپ کے سمت ملک مہر تشریف لیگئے تھے سو وہ وہانسے مراجعت فرما کے مع ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان اور ملک بختیار کے شوم کا فر بیدین فلان مقام لب دریا آ پہونچے ہین گنجاب نے جو یہ سروش راحت فروش اپنے بیٹون کے آنے کا سنا تو فرط سرور اور جوش خون پدری سے بیتاب ہو کہنے لگا کہ اب پہلے جا کے لب دریا اپنے فرزندون سے ملاقات کرون اور اُنھین لے آؤن اس بہانے سے گویا استقبال ہرمز اور فرامرز بن نوشیروان کا بھی ہو جائیگا بعد اسکے چار باغ پہ فوج کشی کرونگا اور ملکہ گوہر ملک کو پکڑ لاؤنگا غرض یہ کہکے گنجاب مع اپنی تمام فوج و سپاہ کے سمت دریا واسطے اپنے تینون بیٹون کے دیکھنے اور ملاقات کرنے اور پیشوائی اور استقبال ہرمز اور فرامرز بن نوشیروان کے جاتا ہوا اب آگے دیکھیے کیا ہو

اب شمہ داستان فطرت بیان مہر اوج عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار سے بیان کی جاتی ہے

کہ جب عمرو لقاے مشرک خدا سے بعیاری اپنے جسم پہ ہاتھ رکھوا کے پھرا اور شیطلون پر لوگون نے عمرو کی آنکھون پر پٹی باندھکر نیچے اتار دیا تو عمرو اور شکل اپنی بنا کے سیر کرتا سر چوک چلا جاتا تھا کہ سامنے سے ایک سواری نمودار ہوئی عمرو نے دیکھا ایک لڑکا بہت خوبصورت برس پندرہ سولہ ایک کا سن و سال سراپا حسن و جمال تاج بہت بھاری مہا لچہ لگا ہوا سر پر رکھے انگرکھا شبنم کا گلابی رنگا ہوا بہت چست پہنے دوپٹہ چکا لگا ہوا کمر سے باندھے پاجامہ اطلس کا کار چوبی یاقوت احمر کے

سرخ سرخ بوٹے اور زمرد کی بیل اور پتیاں بنی ہوئیں کلیو ندار پائوں میں پہنے جوتا ٹاٹ بافی دو تین اشرفی کا ایک جوڑسی ٹی کی کمر میں کھولے ایک مرکب باد پا گلگون عذار بازین و لجام مرصع کار اور دمچی پوزی ساز و براق مکلل بزر مغرق بجواہر پر سوار سو سوا سو مرد ہے چوبدار عصا بردار نقیب ہزار بارہ سو خاص بردار پانچہزار سوار بڑے بڑے رسالدار سپہ سالار اور کچھ جلوس سواری کا ہمراہ لیے بڑے ایک شان و شوکت سے گھوڑے کو چمکاتا کداتا چلا آتا ہے اور دو چار سو امیر امرا رئیس زادے وزیر زادے مقربان درگاہ لقا اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار گرد و پیش آسکے باتیں کرتے چلے آتے ہیں عمرو نے لوگوں سے پوچھا کہ صاحبو یہ کون صاحب ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ ایک کتھک کا لونڈا ہے طیفور نے نواز اسکا نام تھا منظور نظر خداوند لقا ہو گیا خداوند نے مقبول پیر مغی چہرہ اسکو خطاب دیا اور معشوق اپنا گردانا اب اسکا یہ رتبہ اور مرتبہ ہے کہ ہیجدہ ہزار ملک باختر کے امیر امرا شاہ و گدا اسکی بڑی عزت اور توقیر کرتے ہیں اور دست نگر اسکے رہتے ہیں جو یہ کہدے وہی خداوند باختر تقدیر کرے عمرو نے پیش خود یہ تجویز کر کے کہ عیاری تو خوب سوجھی ہے لیکن پڑنا شرط ہے جھٹ پٹ ایک سو قدم آگے جا کے زنبیل پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ یا دادا آدم میری صورت ایک مہنت کی ہو جائے ساتھ معجزہ طلب کرنے کے اب عمرو نے آئینہ میں دیکھا کہ ہیں ایک مہنت کی صورت برس اسی پچاس کا سن رنگت سرخ و سفید میدے اور شہاب کی سے توند لینی پیٹ کا منڈلا ہیت بھاری ایک گیروا تہ باندھے گیروی چادر اوڑھے سر کے بال سب غائب جنریا لگی ہوئی پلکیں بھویں ریش و بروت سب سفید ہیں لیس پھر تو عمرو زنبیل سے جوڑی نرکی نکال کے ایک دکان میں جا بیٹھا اور بالحان داؤدی اس غزل کو زمین گانے اور بجانے لگا غزل

زلف کو کس غم میں اپنے مبتلا ہو جائینگے
چشم کم سے خاکساروں کو نہ دیکھا چاہیے
گریہ ہی تو میرے سب روزے قضا ہو جائینگے
منع کیوں کرتا ہے ناصح آہ و زاری ہمیں
رفتہ رفتہ ہم کسی کے مبتلا ہو جائینگے

ہر رگ تو ہے خواب راحت پر شب ... اور تو
آج ہیں محتاج کل صاحب روا ہو جائینگے
چشم ... کا سرمہ ہونگے ہم ...
ہے کسی دن خوش گئے وہ جواب خفا ہو جائینگے

گر غرور ناکسان سے آشنا ہو جائینگے
کیسے کیسے آشنا ہم سے جدا ہو جائینگے
لوگ کہتے ہیں کہ روزہ ہے مسافر پر حرام
آسیا سے چرخ میں جب سرمہ سا ہو جائینگے
گر یہی شوق خیال مہوشان ہے ای ہوس

تو یہ عالم ہوا کہ ہزار بارہ سو راہ گیر اہل حرفہ بازاری دکاندار زن و مرد ادنی اعلے شاہ و گدا صغیر و کبیر برنا و پیر سب صدا سے نرسنگے کی تو حیرت سے تصویر کی صورت جہاں کھڑے تھے وہیں محض بے ہوش اور خود فراموش کھڑے اور بیٹھے جس حالت میں تھے اسی طرح سے رہ گئے شور ہوا بند ہو گیا اس گھڑی اس اصول بسیرے کو گئے جانور اپنا بھول کا درختوں سے لگ لگ کے باد صبا کی وجد میں اور لے واہ واہ ... راستے بند ہو گئے اسقدر بھیڑ آدمیوں اور راہ گیروں کے رک کر کھڑے ہو رہنے سے ہو گئی تھی کہ سواری طیفور نے نواز کی آگئی اور آواز بانسری کی جو طیفور کے گوش زد ہوئی تو ایک برچھی سے آسکے دل کے پار ہو گئی کلیجا پکڑ کے رہ گیا اور اپنے نوکروں ساتھ والوں سے پوچھنے لگا کہ یہ بھیڑ بھاڑ کیسی ہے اور یہ نے نوازی کون کر رہا ہے لوگوں نے کہا کہ ایک بڑے مہنت جو گوشہ نشیں ہیں کہ وہ بیٹھے بانسری بجا رہے ہیں آنکے درشنوں اور بانسری کی سننے کو یہ سب لوگ بھیڑ لگائے کھڑے ہیں طیفور کا یہ حال تھا کہ نرکی آواز سنکے اسدرجہ اسکا دل گداز ہو گیا کہ آنسو نہیں تھمتا تھا اور کلیجا مسلا جاتا تھا نہایت بیتاب ہو کر جھٹ پٹ وہیں گھوڑے پر سے کود پڑا اور پیادہ پا آنحضرت کو دوڑا چوبدار مرد ہے عصا بردار اور بڑے بڑے امیر امرا آگے پیچھے داہنے بائیں لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کو ہٹاتے اور اہتمام کرتے غرض بہزار دشواری جبکہ اس دکان تک جہاں مرشد کامل نے نوازی کر رہے تھے پہنچے تو طیفور گھڑی بھر کامل سامنے عمرو کے اپنے دونوں ہاتھ بادب باندھے کھڑا رہا اگر مرشد کامل جو اپنے آنکھیں بند کیے مصروف نے نوازی تھے مطلق نہ بولے اور نہ آنکھ کھول کر دیکھا کہ کون آیا اور کون کھڑا ہے لیکن گھڑی بھر کے طیفور نے جب طاقت ضبط نہ دیکھی تب دوڑ کر ...

قدمون پر گر پڑا اسوقت عمرو نے آنکھ کھولی اور طیفور کی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر کہا بیٹا اٹھ جا اور یہ کہکر پھر کوئی ساعت تک بانسری
بجا کے رکھدی اور طیفور کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ بیٹا تو کون ہے اور یہان کیونکر آیا اُسنے کہا کہ شاہ صاحب میرا نام
طیفور نے نواز معروف و مشہور تھا اب جس دن سے منظور نظر خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر کا ہوا ہون خداوند نے مجھے
مقبول پری چہرہ خطاب دیا ہے اسوقت مین قبول خداوندی سے ذرا اپنے گھر کو جاتا تھا یہان آپ کی نے کی دھن
اور آواز سنکے مین خود رفتہ ہو گیا لہذا امیدوار ہون کہ اس فن نے نوازی مین مجھے بھی شاگرد اپنا تو کیا منہ جو مین کہون کیجیے
لیکن اپنا ایک نالائق چیلہ سمجھ کے کچھ مجھے بتلائیے عمرو نے کہا بیٹا کیا مضائقہ دوہا جن ڈھونڈھا اُن پائیان گہرے پانی پیٹھ
خدمت سے عظمت ہے جو بندہ یا بندہ مصرع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ؛ ہمکو کیا آتا ہے فقط یہ قدرت خداوند تعالی کی ہے ہان مگر
جو کچھ آتا ہے تجھے بتائینگے تو بیٹا ہونہار ہے کچھ ہو رہیگا طیفور نے نواز نے پالکی منگا کے کہا مین امیدوار ہون کہ آپ چندروز
میرے فقیر خانے مین رونق افروز ہوجیے عمرو نے کہا بہتر تیری خوشی بدل وجان منظور ہے قصہ مختصر یہ کہ عمرو کو پالکی مین
سوار کراکے طیفور نے نواز پا پیادہ پالکی کا پکڑے پیادہ پا ہمراہ چلا اور کئی سو امیر امرا بڑے بڑے رسالدار اور سپہ سالار
جب طیفور نے نواز معشوق خداوند تعالی کا پیادہ پا ہو گیا تو وہ بھی ناچار ہوکے گھوڑون پر سے اتر پڑے اور ساتھ ساتھ
طیفور کے پیچھے پیچھے پالکی کے چلے جاتے تھے اور ہر چند عمرو کہتا تھا کہ بیٹا تو بھی سوار ہو مگر طیفور نہین مانتا تھا آخرکار عمرو نے
بہت سا کہکے طیفور کو گھوڑے پر سوار کرایا اور طیفور عمرو کو لیے اپنے مکان مین آیا اور بڑی دھوم سے عمرو کی دعوت کی
تیاری مین مصروف ہوا اسوقت سوا سو طائفے ارباب نشاط کے چھ ہزاری اور ہفت ہزاری اور بارہ ہزاری وہ وہ کہ جو بادشاہان
ذی شان کے یہان نہین جاتے تھے اور بڑے بڑے نامی اور بخودی تھے کچھ تو بپاس آداب اُسکے رستبے اور مرتبے
کے کچھ بخیال اسکے کہ یہ خداوند کا معشوق اور منظور نظر ہے کچھ ایسے تھے کہ ہزار جان و دل سے اسکی صورت کے فریفتہ اور
شیفتہ تھے بسبب وابستگی طبیعت اور دلکی چاہت کے آئے اور ہر ایک محفل رقص وسرود ہوئے تھاپ طبلون پر پڑی
گھنگرون کی آواز لہرا سارنگی کا پائین کی لکاٹ آسمان کو جانے لگی شہرہ ہولی گانے والون کی اک دھوم دھام تھا شائقون
کا ہوا اژدہام ؛ ہوئے اہل رقص وطرب کے جمع ؛ لگے گرنے پروانے پابوس شمع ؛ طیفور نے نواز نے دست ادب باندھکر
عرض کی کہ یہ فدوی امیدوار ہے کہ اب ذرا آپ نے نوازی کیجیے یہ ساری صحبت مشتاق ہے دو چار بول بجا کے اُنکے دلون
کو خوش کردیجیے اور مجھے کچھ بتلائیے عمرو نے کہا بیٹا پُرانا ہے یہ شعر محرم دولت نبود ہر سرے ؛ بار مسیحا نہ کشد ہر خرے
مین چاہتا ہون کہ تو منظور نظر خداوند ہے اور تو متحمل اس بارگران کا ہوسکیگا اس لیے مین نے تجھسے وعدہ کیا اور اقرار کیا ہے
کہ مین تجھے کچھ بتلاؤنگا لیکن اس بلوے مین نہین کوئی لحظہ بہر تخلیہ کی صحبت مین چلکے بیٹھ فقیر کوئی کلاونت قوال مطرب
ڈھاڑی گویا نہین بہرحال خداوند تعالی کا نام اس نے کے پردے مین سے لیتا ہے فقیر جو کچھ جانتا ہے وہ تجھے بتادیگا طیفور
نے کہا پھر توقف کیا ضرور یہ کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑکے محفل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور علیحدہ ایک صحنچی مین جاکے مسند پر عمرو کو بٹھایا
اور آپ باادب سامنے بیٹھکے کہنے لگا کہ اب جو ارشاد ہو مین بجا لاؤن عمرو نے کہا لا گلابی شراب کی طیفور نے جلدی
سے ایک گلابی خون کبوتر عقیق احمر کے رنگ کی اور ایک جام زمردین سے کے عمرو کے سامنے رکھدیا عمرو نے گلابی کو اُٹھا
کے شراب سے و کچھنے پیالے مین ایک چٹکی بیہوشی کی اُسمین ملادی اور پیالے مین بھرکے جھوٹھ موٹھ ذرا اپنے منہ سے لگاکے
طیفور نے نواز کو وہ پیالہ دےکے کہا کہ لے اگر طالب ہے تو نوش کر کہ زمین وآسمان کے ساتون طبقون کا حال تجھپر روشن ہوجاوے اور
جو کچھ سار داتا سین بچہ یاد ہے اور دھونا لکس کو کبھی خواب مین بھی تال اور بدیا اس گانے مین نہ سوجھی ہوگی اسکی تجھ
اسوقت ایک پیالے کی پینے سے سوجھ بوجھ ہو جائیگی طیفور نے جلدی سے وہ پیالہ شراب بیہوشی آغشتہ غٹ غٹا کرکے

یہ پہونچا اور مردہون نے اُٹھکے سلام کیا اور کہا کہ خداوندنے کئی مرتبہ آپکو یاد فرمایا اور رات بھر خداوندکو بغیر آپکے خواب
نہین آیا جلد تشریف لے چلیے طیفور نقلی یہ کہتا ہوا کہ خداوند تو مجھے ایک دن کی مہلت نہین دیتے ہین چین اور آرام میرا سب
جاتا رہا خیر جو مشیت خداوندکی ہو مین بندہ عاصی ہون مجھے کچھ مقام عذر و معذرت کا کیسا دم مارنے کا نہین ساتوین قبطولون
کو طے کرکے گرسیاراور فضا قبطولون کی بوقت الچی گری لنہ معور سکے بخوبی تمام بیان کیجائیگی دکھیتا ہوا برابر جاتا قدرت کے
پہونچا اور لقا کی ملازمت کرکے اپنے کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگا کہ یا خداوند آج شب کو خواب مین تونے مجھے اپنا قطر کردہ کیا اور
یدِ قدرت اپنا میری پیٹھ پر سے لگا کے لعاب دہن مبارک میرے منہ مین ڈالا ہے اور فرمایا کہ علم موسیقی مین تو نائک زمانہ ہوگیا اور جو چاہیے
وہ انبوگا ئیو بجائیو کسی بات مین تو ہاجز اور محتاج نہ رہیگا اور ہمیشہ نوجوان اور صاحب حسن و جمال بنا رہیگا بس یہ خواب
دیکھ میری آنکھہ جو کھل گئی تو مین اب چاہتا ہون کہ امتحاناً تیری قدرت کاملہ کا کرون اور تمام بارگاہ نشین پیغمبر مرسل اور
نامرسل اور پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ اور بادشاہان روے زمین بندے تیرے تیری کرامات اور اعجاز نمائی کا
تماشا دیکھین لقا سے مشرک خدا نے یہ خواب طیفور زنواز کا سنکے کہا کہ فی الحقیقت مین نے یہی تقدیر کی ہے اور آج سے مین نے
تمام قدرت اپنی تیرے جسم مین بھر دی ہے پس اب سازون کو بجا اور جو راگ کہ بہت مشکل ہو اُسے تو گا کسی مقام پر تو بند نہین
رہیگا اور جو تو طلب کریگا وہ مین تجھے قبل از سوال عطا کرونگا کوئی حاجت تجھے نہین رہیگی طیفور نقلی نے کہا کہ خوب یاد آیا
مین نے خواب مین یہ بھی دیکھا ہے کہ تونے ریش مبارک مجھے عطا فرمائی ہے اور حسب الحکم تیرے مین نے خواب مین گستاخانہ
تیری ریش مبارک کو مونڈ لیا ہے لقا نے کہا اے مقبول پری چہرہ خاموش یہ خواب شیطانی ہے اور یہ کہکر حکم دیا کہ آج سب اسکی
خاطر مقبول پری چہرہ مین نے تقدیر کی کہ جتنے مطرب نیچے اور سرود سیے اور قوال اور کلاونت اور مغنی اور گویے اُستاد گانے
بجانے کے شہر سبائل مین ہین اور جتنے طائفے ارباب نشاط کے ادنیٰ اعلیٰ ہین اور کشمیری بچے اور نقال بچے ڈوم ڈھاڑی
غرض اس فرقہ کے کہ وہ سب جوڑے اور پوشاکین دھوم دھامی پہنکے زیورین آراستہ و پیراستہ ہوکے بارگاہ خداوند
لقا مین حاضر ہون اور حوران بہشت برین کو بھی حکم پہونچے کہ آج خداوند نے تقدیر کی کہ تم بھی سب ساکنان گلزار جنت
شریک جلسۂ رقص و سرود ہو اور تعمیل حکم خداوندی کرو بعد ازان تمام بارگاہ نشینون کو حکم دیا کہ آج تم سب لباس
فاخرہ اور پوشاکین تکلف سے پہنکے جشن خداوندی مین حاضر ہو چنانچہ حسب الحکم لقا سے مشرک خدا کے چار گھڑی دن رہے
سے دو ڈھائی ہزار طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوئے اور تمام حوران بہشت زیور مرصع پہنے آکے جمع ہوئین اور جتنے
بارگاہ نشین مقربان درگاہ تھے وہ سب کے سب قریب پانچ چھ ہزار کفار تیرہ روزگار کے اپنے اپنے دنگلون پر باادب
بیٹھے تھے لقا نے کہا اے مقبول پری چہرہ تقدیر کردیم کہ تو اعجاز قدرت کاملہ کا میرے بندگان خاص الخاص پر ظاہر کر
اور کچھ بالحان داؤدی نغمہ سرا میری وحدانیت اور خداوندی کا ہو مقبول نے یہ کلام لقا سے مشرک خدا تیرہ انجام کا جو
سنا جوڑی فی کی کمر سے نکالی اور ساتوں قفلیان اُسکی ملاکے یہ غزل اُس مین گانا شروع کی **غزل**

رہ و رسم دنیا تحیر فزا ہے
پرستش گہ اپنی ہین دیر و مساجد
کہین ہے سجود و اذان و اقامت
حقیقت مین پرسکو محتاج دیکھا

فنا مین لقا ہے لقا مین فنا ہے
پڑھا یا ہمین آیہ رہنما ہے
کہین صوت ناقوس و بانگ الہی
ہر آشنا سب کا حاجت روا ہے

یہ جاہ و حشم عارضی ہین جہان کین
غرض کعبہ و دیر و بتخانہ دیکھا
کہین زعم مین اپنی مست غفلت

منادی آنکھہ تب پھر خدا ہی خدا ہے
بیان کی ہر اک رسم و آئین جدا ہے
ہر اک مغبچہ زار ہے بے ریا ہے

پھر تو یہ عالم ہوا کہ الیاس خون آشام وغیرہ سترہ اٹھارہ سو
قبطول نشین پیغمبران مرسل و نامرسل اور پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ اور مقربان درگاہ اور جالوت رعد آواز
وغیرہ فرشتگان قدرت لقا اور قریب پانچ ہزار کسبیان ڈومنیان کشمیری بچیان قوال کلاونت بچیان سرودنین

نقالیں بہروپئیں وغیرہ ارباب نشاط اور حور و غلمان بہشت اور پری زاد نازنیں پردہ نشین ہو جو کہ حاضرین صحبت تھیں سب کے سب
محو حیرت سکتے کی صورت سیکڑوں اپنا کلیجا پکڑے رو رہے تھے سیکڑوں حالت وجد میں کھڑے جھوم رہے تھے چاروں طرف سے دھوم آہ آہ واہ واہ
واہ کی تھی لقا کا یہ حال تھا کہ اپنی ریش نامبارک کو ہلاتا تھا اور فرط سرور سے مستوں کی طرح سے جھوم رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے بندگان قدرت
بنبینید تماشائے قدرت خدائی من پھر عمرو نے کہا کہ یا خداوند شبکو خواب میں تو نے مجھے دوسرا کمال یہ عطا فرمایا ہے کہ تو زلف نوازی بھی
کرتا جائے اور ناچتا بھی جائے اور ساغر شراب سے مملو ہاتھ میں لیے ہر ایک کو پلائے اور کیا مجال جو قطرہ بھر شراب پیالے سے
چھلکنے پائے لقا نے ہنس کے کہا یہ بھی تقدیر میں نے ستر ہزار برس پہلے کی تھی کہ میں عالم خواب میں مقبول پری چہرہ
کو اپنا منظور کردہ کر کے ہر ایک علم و فن میں وحید و یگانہ روزگار اور فرد منتخب کر دونگا اچھا تمام میخانہ آج میں نے تجھ بخش دیا جسکو تیرا جی چاہے
شراب پلا اور اپنا کمال دکھلا عمرو نے پہلے کشتیاں شراب کی منگا کے سب گلابیوں میں شراب الٹ پلٹ کر کے اور جتنے شیشے
اور قرابے اور گلابیاں شراب کی علیحدہ رکھیں تھیں ان شیشوں میں بیہوشی مخلوط کر کے جلدی سے گھنگرو پاؤں میں
باندھ لیے اور اسی طرح سے جوڑی نے کی بجاتا اور پیالے شراب کے اور گلابی شراب کی ہاتھ میں لیے رقص کرنے لگا اور حالت
رقص میں زلف نوازی کرتا تھا مگر تال میں سم میں کسی مقام پر کیا دخل ہے کہ کچھ فرق پڑنے پائے اور طرہ اسپر یہ تھا کہ اسی حالت
میں شراب کو گلابی سے پیالے میں بھر بھر کے کس چستی اور سرعت سے تمام بارگاہ نشینوں ادنی و اعلی زن و مرد کو شراب
پلاتا تھا اور کیا امکان ہے کہ قطرہ شراب کا پیالے سے گرنے یا چھلکنے پائے اور ایک دو گھڑی کے عرصہ میں ایک دور گیا
جب عمرو نے دیکھا کہ تمام سرکار تاثیر کر چلا ہر ایک کی آنکھ میں سرور اور دماغ میں گردش کی علامت پائی جانے لگی دوسرا دور شروع
کا تھا کہ رنگ صحبت دگرگوں ہو چلا عمرو نے اپنے جی میں کہا کہ اب پہلے اس مشرک خدا لقا کو شراب پلاوں تب تیسرے دور
کو جاؤں ناچتے ناچتے زلف نوازی کرتا ایک مرتبہ چھم چھم کر کے حجاب قدرت اٹھا کے برابر لقا کے آ پہونچا اور باقی پیالہ بیہوشی آمیختہ
شراب کا منہ سے منہ ملا کے لقا کو پلا دیا لقا نے ہنس کے کہا کہ اہو مقبول پری چہرہ شعر گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے
زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں ؛ اور پینے کے ساتھ یہ عالم ہوا کہ لقا کی دونوں آنکھیں مانند خون کبوتر کے رنگ کی ہو گئیں
اور زبان میں لکنت آ گئی عرق عرق پسینے پسینے ہو گیا دوسرا پیالہ شراب کا جو عمرو دینے لگا تو منہ سے بات نہیں نکلتی تھی ہاتھ
سے اشارہ کرتا تھا کہ اب نہ پیونگا یہ شراب بہت تیز ہے عمرو نے اپنے آپ کو بھی مخمور بنا کے کہا یا خداوند گستاخی معاف مجھے تو
اپنی زبان سے معشوق بھی کہتا ہے اور پھر میں کبھی نہ کبھی آج جو تجھے شراب پلانے آیا ہوں تو تو اپنی خدائی کا غرور مجھے دکھلاتا ہے
اور شراب نہیں پیتا انکار کرتا ہے میں ابھی اس گلابی اور جام کو مع تمام میخانے کے خاک میں ملا کے صحرائے قدرت میں جا
بیٹھتا ہوں اور فقیر ہو جاؤنگا تو واہ واہ یہ تو وہی مثل ہوئی شعر سگ چہ داند قیمت آب حیات ؛ خر چہ داند قدر حلوا و نبات
تمام عمر تو تیری پرستش کرتا رہا تجھے لطف اور حظ اپنی خدائی کا کیا خاک ہے یہ سنکے عمرو بگڑ کے جو اٹھا لقا نے اشارے سے
کہا مصرع تو جرم کردی و خواہم ترا سزا ندہد ؛ اسوقت تو گویا گستاخانہ گفتگو کرتا ہے لیکن میں از راہ رحیمی و کریمی اور بخیال
اسکے کہ مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ؛ اپنا معشوق سمجھ کر تیری خوشی منظور کرتا ہوں اور اپنے دل تیری رنجش مجھے
گوارا نہیں لا دے عمرو نے دوسرا پیالہ بھی جلدی سے لقا کے منہ میں ڈال دیا اور وہ غٹ غٹ کر کے پی گیا ساتھ پینے کے
چیخ مار کے تڑاق سے زمین پر گرا عمرو نے ادھر ادھر دیکھ کر جلدی سے لقا کو اسی صورت سے تخت پر بٹھا دیا اور
بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کے حجاب قدرت کے باہر نکل آیا تو بیان عجیب و غریب رنگ صحبت کا دیکھا کہ ایک مدت
چار سو دنگل جو بچھے تھے ان دنگل نشینوں کو شدت نشہ بیہوشی سے دماغوں میں گردش اور ہاتھ پاؤں میں لغزش
جو معلوم ہوئی تو آپس میں کہنے لگے کہ دیکھنا آج فراشوں کی بے تمیزی اور بدذاتی کہ ہمارے تمہارے دنگلوں کو الٹا

بچھا گئے ہین ہر مرتبہ لحظہ بہ لحظہ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم کانپ رہے ہین اور اب گرے پڑتے ہین دنگل اُلٹے جاتے ہین جنھون نے
کہا تم سچ کہتے ہو یہی حال ہمارا بھی ہو رہا ہی کہ گرے پڑتے ہین واقعی خداوند کی بارگاہ کے فراش بڑے مدمغ ہین بے وقوفی سے
یا چلبازی سے دنگل اُلٹے بچھا گئے ہین لاؤ انکو سیدھا کرکے بیٹھین یہ کہکے سب کے سب اُٹھ کے دنگلون کے پائے اوپر کیے اور
انکھین الٹ کے بیٹھنے جو گئے تو سرتلے ٹانگین اوپر چار طرف سب گرے اور بیہوش ہوگئے اسی طرح سے دوسری طرف چار سو ساٹھ
چار سو دنگل نشین جو عمرو کی گلوانزی تین رہے تھے ایک ایک نشۂ بیہوشی کی حالت مین ہی ایک دوسرا شخص بیٹھا تھا اُس
سے کہتا تھا کہ صاحب ذرا ٹھہرنا ذرا ٹھہرنا تمھاری مونچھون مین چمگادڑ لٹکا ہی یہ کہکر مونچھین اُسکی پکڑ جوتی اپنی لیکے پوچھتا کہ تم
اسے مارون وہ کہتا ہی کہ ہان صاحب دیر نہ کیجیے اسے تو ماریجیے مگر آپ کی بھی مونچھ مین مجھے چمگادڑ سا لٹکا معلوم ہوتا ہی اسنے
کہا کہ بھائی تم بھی یہ احسان مجھ پر کرو جوتی سے اسے مار لو اور نہین تو یہ چمگادڑ تو بہت بڑا جانور ہی پھر دم بھر بعد ایذا پہونچائیگا
یہ باہم گفتگو کرکے اسنے اُسکے منھ پر جوتی ماری اُسنے اسکے منھ پر دونون اُٹھے اُٹھتے ہی طمانچہ لگا بیہوشی کا چکر پاکے گر پڑے
اور بیہوش ہوگئے تیسری طرف چار سو پانچ سو پہلوان مرسل اور نامرسل پہلوانان قدرت ستون بارگاہ اور مقربان درگاہ
لقا جو رقاصی اور ساقی گری عمرو کی دیکھ رہے تھے تو بسبب سرایت کرجانے بیہوشی کے یہ کہنے لگے کہ واہ کیا ناچ مقبول پری چہرہ
ناچ رہا ہی کہ زمین و آسمان اور تمام عالم ہماری نظرون مین گردش کھا رہا ہی بعد اسکے وہان فرش چاندنی جو گستردہ تھا اُسکی
طرف دیکھ کے کہنے لگے کہ لو اور قدرت خدا کی آج دریاے رحمت خداوندی جوش مارتا یہان تک آ پہونچا اب کہو یار دگر ہم
کیونکر جائین ساتھ والون نے کہا کہ واہ تم عبث ذرا سے پانی کے بڑھ آنے مین اتنا گھبراتے ہو آؤ ناک کان اپنے بند کرکے اسی
پانی مین غوطہ لگا کے پار نکل چلو یہ سنکے سبھون نے کہا کیا خوب تدبیر تمنے بتائی آؤ غوطہ لگائین اور اس دریا کے پار اُتر کے
اپنے اپنے گھرون کو پہونچین یہ کہکے جتنے تھے سب اپنے اپنے ناک کان بند کرکے دنگلون پر سے اُتر پڑے اور اس چاندنی کے
فرش کی سفیدی کو دریا کا پانی سمجھکر غوطے لگانے کو جو جھکے بیہوش ہوکر وہین اوندھے منھ گر پڑے ایک جانب دنگلون
کے آگے قالینون کا فرش بچھا تھا وہ دنگل نشین کہ بڑے بڑے شاہان روے زمین اور شجاعان صاحب تمکین تھے اور
قالینون کے نقش و نگار باغ و بہار سمجھکے باہم کہنے لگے کہ کیا قدرت خداوند بیچارہ ہزار ملک باختر کی ہر دیکھو تو کہان
قبول خداوند اور یہ جلسہ مقبول پری چہرہ کے گانے بجانے کے اور کہان آن واحد مین بہار باغ بوستان لالہ و ریحان
گلہاے بوقلمون میوہ ہاے گوناگون پیش نظر ہی بیٹھے کیا کرتے ہو بقول شخصیکہ بیکار مباش کچھ کیا کر آؤ گیند بازی
اور گلبازی کرین یہ کہکے سب کے سب اُچھلنے کودنے لگے اور تڑاق پڑاق بیہوش ہو ہوکر چار طرف گرے مختصر
یہ کہ تمام بارگاہ مین کئی ہزار کفار بیہوش اور خود فراموش چار طرف اوندھے سیدھے پڑے تھے کچھ تن بدن کی خبر کسیکو نہ تھی
عمرو یہ کیفیت وہان کی دیکھکر جھٹ پٹ بارگاہ سے باہر نکل آیا یہان دیکھا کہ کئی ہزار جو برابر مردے ہے حاجب دربان رقاصی
یوزباشی لیساول فراش خواص خدمتگار مشعلچی وہ کاندار وغیرہ عملہ شاگرد پیشہ کے لوگ جو بیٹھے تھے وہ عمرو کو مقبول پری
چہرہ سمجھکر گھبرا گئے اسکے دائین بائین اُٹھ کھڑے ہوے اور ہاتھ اپنے دست ادب باندھکر کہنے لگے کہ خداوند آپ تو
محبوب و مرغوب منظور نظر خداوند لقا ہین اور آج آپکی بدولت ایک زمانہ کامیاب ہوا اور ادنی اعلی شاہ گدا اسکو شراب عنایت ہوئی
ہر سوا سے ہم غلامون کے کہ ہمکو ایک بھی گلابی شراب کی مرحمت نہوئی شعر جتنے آئے ترے میخانے مین سب جھوم چلے ٭ ساقیا اک ہمین باقی
تھے سو گردم چلے ٭ عمرو نے کہا صاحبو تم ایسا کلمہ یاس کا زبان پر اپنی نہ لاؤ شراب موجود ہی لو جتنی تمسے پی جاے پیو یہ کہکے اشارہ کیا کہ وہ
جو سامنے والے درجے مین قرابے اور شیشے شراب کے رکھے ہین وہ سب تم دو دو آدمیون مین ایک شیشہ تقسیم کرلو اور بیٹھکر پیو اور خداوند کی
قدرت کا تماشا دیکھو وہ تمام شاگرد پیشہ واسطے خوشی خوشی دوڑ پڑے اور جھٹ پٹ شیشے شراب کے اٹھا لائے کہ پینے لگے اور آن واحد

مین بیہوش ہوہوکر جہان بیٹھے تھے وہین گر پڑے عمرو نے جب دیکھا کہ اب کوئی فرد بشر ملازمین اور متوسلین اور حاضرین صحبت اور بارگاہ نشین لقا ہوشیار نہین سب کے سب بیہوش پڑے ہین تب تمام اپنی زنبیل مین سے سو سبا سو بند ہوئے وہی ایک اوڑی ایک لنگوٹی باندھے ایک گڑکی ڈلی ہاتھون مین لیے کھاتے نکلے عمرو نے کہا ارے ہان جلد یہ جو سب کافر پڑے سوتے ہین انکے کپڑے لتے زیور اور ہیان جتنا زرش فروش خیمہ ڈیرہ مال اسباب نقد جنس ہی سب اٹھا اٹھا کر گٹھریان باندھ باندھ کے تیار کرو دیر نہو مین ابھی آتا ہون یہ کہکے عمرو پھر حجاب قدرت اٹھا کے لقا کے پاس گیا اور زنبیل سے ایک استرا بہت تیز دم اور ایک کٹوری چاندی کی نکالکر اس کٹوری مین پیشاب کیا اور لقا کی چھاتی پر چڑھ کے ایک کپڑے کا بچاڑا بنا یا اور اس سے وہی پیشاب لقا کے منھ پر چھڑک چھڑک کے استرے سے تمام داڑھی لقا کی مونڈلی مگر دو بال باقی رکھکر ایک بال مین تو ایک ذرا سا پرچہ کاغذ کا بدین مضمون اشعار عمروم کہ کلاہ سر قیصر ببرم ٭ زنگ از رخ نجنگ بد اختر ببرم ٭ از محفل خسروان چو گردم ساقی ٭ ہم تیغ و سپر و صبو و ساغر ببرم ٭ ای مشرک خدا علیہ اللعن و العذاب لقا منم شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کیا کرون مجبور ہون کہ مجھے حکم سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کا نہین ہی ورنہ مین تجھے ابھی جہنم واصل کرکے چلا جاتا فقط بطور چشم نمائی تیری ریش نامبارک کو پیشاب چھڑک چھڑک کر مونڈے لیے جاتا ہون نام میرا سبر برندہ جاؤ دگران و باج ستانندہ ریش کافران مشہور و معروف ہی اور مین ہی دوندہ بیدرنگ قافلہ گیسو بے جنگ موصوف ہون مجکو لازم ہی کہ اول تو اس کفر و کافری سے باز آ اور دعوے الوہیت نہ کر کلمہ شہادت پڑھکے نکل اس چاہ کفر و ضلالت سے اور پہونچ بسر چشمۂ ہدایت لیکن از بسکہ تو سیاہ دل ہی شعر بیت ٭ بیا زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ٭ لہذا تو جان جو چاہ سو کر مگر لاکھ روپیہ سالانہ خراج اس اپنی ڈاڑھی کا جہان لشکر فیروزی اثر امیر حمزہ صاحبقران نامور کا ہو وہان میرے پاس ہنڈی کرکے بھجوا دیا کرنا ایک دن کیا ساعت بھر کا فرق اگر اس مین پڑ گیا تو یہ سمجھ رکھنا کہ مین تیری ریش تراشنے کے واسطے پھر اسی وقت موجود ہونگا اور ایک بال تیری ڈاڑھی مین نہ نکلنے دونگا غرض یہ لکھکر اس بال مین باندھ دیا اور دوسرے بال مین گھنگرو چھوٹے چھوٹے باندھکے لقا کو ایک ریچھ والے کی صورت اس طرح سے کہ ایک سفید چاندنی کے پاٹ کو پھاڑ کر آدھا تو اُسے سیاہ کیا اور آدھا سفید رہنے دیا اور دونون کو ملا کے بل دیا تو عجب ایک قطع اُسکی ہو گئی اُسکا تو ایک ٹپکا لقا کے سر پر باندھ دیا اور ایک کھاروے کی پگڑی لپیٹکے کمر سے باندھکے چند زنگ بطور گھنگرو کے باندھ دیے اور ایک لکڑی ہاتھ مین لقا کے دے کے دو بڑی بڑی لکڑیان بغلون مین لقا کی لگا کے لقا کو قائم کیا اور آگے اُسکے ایک ریچھ مقوے کا زنبیل سے نکال کے کھڑا کیا بعد اسکے وہان سے باہر نکلا اتفاقاً پیاس کی شدت ہوئی گھڑونچی پر گھڑون مین پانی صاف و شفاف بھرا ہوا تھا اُس مین سے پانی پیتے ہی ایک غنودگی سی آئی عمرو گھبرایا چاہتا تھا کہ اُٹھے دھم سے بیہوش ہو کے گرا اور تھوڑی دیر کے جب ہوشیار ہوا تو اپنی مہر انگشتری مین سیاہی بھری پائی دل مین خیال آیا ضرور کوئی ناشدنی چالاک وغیرہ میرے پیچھے آیا ہی یہ اُسی کی چالاکی ہی اور کوئی خط جعلی کمبخت نے بنایا کیونکہ اور کوئی عیار لقا کی طرف کا مجھے بیہوش کرنے کو کاہے کو آتا ہر چند تلاش کیا اُس عیار کا پتا نہ معلوم ہوا آخر کو ناچار ہو کر وہ جو بندھوے زنبیل کے چار طرف نقد و جنس لوٹ کر گٹھریان باندھ باندھکر رکھتے جاتے تھے عمرو نے جال الیاسی مارکے اپنی زنبیل مین سب بھر لیا اور کوئی شے نقد و جنس سے وہان باقی نہین چھوڑی پہلوانون اور سردارون کے پانون مین فقط ایک ایک پاجامہ رہنے دیا تھا باقی خاک نہ تھا بعد ازان چار سو سالے چار سو بڑے بڑے جلیل القدر شاہ اور شہریار گرد اور گردن کشون مثل التاش خون آشام اور ضیغم خون آشام وغیرہ کا آدھا منھ کالا آدھا سرخ کسی کا آدھا کالا آدھا زرد کسی کی ایک طرف کی ڈاڑھی کسی کی ایک طرف کی مونچھ مونڈ ڈالی ہزار بارہ سو کفار نابکار کو اس صورت سے کہ کسی کو خوبصورت لونڈا بنا یا کسی کو حبشی کی شکل بنا کے چھوڑ دیا ہزار بارہ بیسیاؤن کو اوندھا کرکے لٹا دیا اور اُنکے چوتڑون مین چربی کی شمعین روشن کرکے رکھ دین کہ چار طرف

اُنھین شمعون کی روشنی ہو رہی ہو اسی طرح سے خوب سا تمام بارگاہ نشینون کو لقا کی ذلیل اور روسیاہ کرکے باہر بارگاہ کے نکلا اور وہ جتنے کہ شاگرد پیشے والے خواص خدمتگار فراش چوبدار مشعلچی مکانداربیہوش پڑے تھے اُن سبکے کپڑے زیور برتن اسباب نقد و جنس جو کچھ کہ ہاتھ آیا سب لیکر نذر زنبیل کیا اور اُن سبھون کو برابر برابر زانو بزانو بٹھا کر اُسکا ازار بند اُسکے ازار بند سے اُسکا ازار بند اُسکے ازار بند سے گرہ دے کے زنجیرہ بندی کرکے سبکے منھ کالے کیے اور ایک ایک جوتی اُلٹی کی اُنکے ہاتھ مین پہنا کے قیطولون سے نیچے اُترا یا اور جو کوئی بیچ مین ملگیا اور اُسنے پوچھا کہ ای مقبول پری چہرہ خداوند لقا کیا کرتے ہین تو عمرو یہ کہتا ہوا کہ خداوند آرام فرماتے ہین مین اپنے گھر کو جاتا ہون جلدی سے قدم اُٹھا کے اپنی بہن سمینہ بانو کے مکان مین آیا اور اپنے بہنوئی اخی سعید سے اور اپنی بہن سے سارا حال لقا کے قیطولون کے تباہ اور برباد کرنے کا اور لقا کی ڈاڑھی مونڈ لانے کا بیان کرکے وہ پوسے کا پولا لقا کی داڑھی کا زنبیل سے نکال کے سبکو دکھلایا اور کہا کہ اب مین اسکو بحضور سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کے لیجاؤنگا اور اسی داڑھی کی بیچ سے گاؤ لنگی گاؤ سوار کو قائل کرکے اپنی شرط کا روپیہ لونگا اخی سعید لقا سے مشرک خدا کی ڈاڑھی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عمرو سے کہنے لگا کہ فی الحقیقت ای عمرو تو بلاے بیدرمان آفت زمانہ ہی کیا کار رستم نہ کیا ہو مگر خدا نہ کرے کہ تیری خبر یہان میرے مکان مین آنے کی کسی کو ہو جاے تو پھر میرا گھر بار اہل و عیال سب تاخت و تاراج ہو جائیگا عمرو نے کہا بھائی تم خاطر جمع رکھو مین صبح کو یہان سے کوچک باختر کی طرف چلا جاؤنگا اور جب شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لیکر شہر سنجان سے آؤنگا تو پھر تم سے ملاقات کرونگا ابھی یہی باتین عمرو کر رہا تھا کہ وقت نماز صبح کا ہوا اور عمرو بہیئت گدایان خرقہ پوش اخی سعید کے مکان سے نکلکر قریب چوک پہونچا دیکھا کہ بخوبی روز روشن ہو گیا ہو اور سامنے سے مہتر گردمرد اور ارم زاد نخشبی عیار طاوس حرمین لقا جنکو پہلے وہ لعل مصری کے بنے ہوئے پچاس ہزار اشرفی ملنے کے تھے چلے آتے ہین عمرو نے اپنے جی مین یہ کہا کہ اگر اب مین چھپ کے چلا جاؤنگا اور اس سے ملاقات نکرونگا تو یہ مہتر گردمرد کہیگا کہ عمرو مجھے مصری کے لعل بعیاری دے کر چلا گیا اگر میرا سامنا کرکے جاتا تو مین جانتا کہ بڑا عیار تھا غرض یہ کہکے برابر مہتر گردمرد اور ارم زاد نخشبی کے آکے کہا کہ بابا خوش رہو مہتر گردمرد نے اُسی وقت بہ نگاہ اولین عمرو کو پہچان لیا اور کمال تپاک سے دوڑکر ملاقات کی اور کہا کہ یا محسن بندہ خوش آمدی و صفا آوردی رباعی از آمدنت اگر خبر داشتمی ؛ در رہ گذرت گل و سمن کاشتمی نگذاشتمی کہ پاے بر خاک نہی ؛ خاک قدمت بدیدہ بر داشتمی ؛ یا شاہ عیاران عیار اسوقت آپ کچھ میری طرف سے کھٹکا دلمین نہ لائین مین وہی نیازمند آپ کا ہون اور آپ نے جو احسان اُس روز مجھپر کیا ہو تا قید حیات مین نہین بھولونگا عمرو نے کہا صاحب مین نے تمسے کیا سلوک کیا اور تمپر میرا کون سا احسان ہو وہ بیان کیجیے گردمرد اور ارم زاد نخشبی نے کہا کہ ہم حسب الحکم خداوند لقا کے سرداران امیر حمزہ صاحبقران کی تصویرین کھینچنے کو ملک بملک پھرتے گئے تھے اور آپ نے دوپہر کے عرصہ مین پانچ ہزار پانچسو پچپن سردارون کی تصویرین کھنچوا کے ہمکو عنایت کین تھین اب اگر از راہ بندہ نوازی بندہ خانہ تک قدم رنجہ فرمایئے اور جو کچھ نان و نمک حاضر ہو اُسے قبول کیجیے تو زہے افتخار و باعث حرمت اور آبرو کا ہماری ہو جائے عمرو نے اپنے جی مین خیال کیا کہ اگر اب مین اسکے گھر مین دعوت کھانے نہین جاتا تو عیاری سے بعید ہو یہ جانیگا کہ عمرو مجھسے ڈر گیا یہ سوچ کے عمرو نے کہا بسم اللہ کیا قباحت ہو چلو ہم تمھاری دعوت رد نہین کرینگے یہ کہکے عمرو گردمرد اور ارم زاد نخشبی کے ساتھ اُسکے گھر پر جاتا ہو اور گردمرد اور ارم زاد نخشبی کو ابھی کچھ حال لقا کی ڈاڑھی مونڈنے کا اور تمام قیطول نشینون اور صحبت والون کو ذلیل اور روسیاہ کرنے اور نقد و جنس وہان کی لوٹ لانے کا مطلق نہین معلوم ہوا ہو اور نہ عمرو کی کسی عیاری کی اتبک خبر ہو اثناے راہ مین مہتر گردمرد اور ارم زاد نخشبی نے عمرو سے پوچھا کہ آپ کا تشریف لانا اس ملک مین کس تقریب سے ہوا عمرو نے کہا کہ امیر عالیشان حمزہ صاحبقران میرے آقاے ولی نعمت نے اپنے فرزند

دلبند شاہزادہ بدیع الزمان گردشکر شکن کی خبر کے واسطے مجھے شہر سنجان کی طرف بھیجا تھا اور گاؤ لنگی گاؤ سوار سے مجھسے شرط ہو ئی تھی کہ اگر چالیس روز مین بیابان جبل القمر ہفت میل کی راہ سے جا کے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر مع عرضی مہری شاہزادہ عالم کے حمزہ صاحبقران کو پہونچا دون تو گاؤ لنگی گاؤ سوار سے ایک سال کا خراج ملک بربر کا مین لون اور جو چالیس روز مین نہ جا سکون تو جو روپیہ سال بھر کے خراج کا ملک بربر کے از روے حساب محسوب ہو وہ مین گاؤ لنگی گاؤ سوار کو دون مہتر گردمرد یہ حال سنکے کہ عمرو بیابان جبل القمر ہفت میل کی راہ سے آیا ہی نہایت حیران و ششدر ہو کے کہنے لگا کہ بادشاہ عیاران عیار حق تو یہ ہی شعر جز تو دیگر را نباشد دسترس ؛ انچہ تو کردے نکنے آید ز کس ؛ کیا تاب و طاقت اور کسی دوسرے کی جو اُس راہ سے آنے جانے کا تو کیا ذکر ہی خواب مین بھی اسطرف کو منھ کرکے نہین سوتا القصہ یہی باتین کرتا عمرو کو اپنے مکان مین لایا اور بڑے اعزاز و اکرام سے عمرو کو بٹھلایا اور تیاری دعوت مین مصروف ہوا اس عرصہ مین ایک لڑکا نہایت خوبصورت قنطور سے زر لفتی پاتابے سقرلاتی باندھے جوڑی خنجر کی اور چھریان کمر مین پنجہ عیاری کا ہاتھ مین لیے تیور بہت کڑے آنکھ نہایت چست و چالاک پیشانی پر نور شجاعت نمایان اندر مکان کے آیا اور عمرو کو باوصف اسکے کہ کبھی اپنے فرزندون سے اسقدر موانست اور محبت نہین ہی مگر اُسے دیکھکر بے ساختہ محبت اُسکی طرف متوجہ ہوا اور گردمرد سے پوچھنے لگا کہ یہ لڑکا کسکا ہی گردمرد نے کہا یہ بندہ زادہ ہی اور خوردک اسکا نام ہی عمرو نے یہ سنکے اُس لڑکے کو اپنی گود مین لیکے بٹھلا لیا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دے کے اپنا فرزند نامزد کیا اور ایک حلقہ طلائی زنبیل سے نکالکر اُسکے گلے مین ڈالکے اپنا نظر کردہ کیا اور دعوت کھانے مین مشغول ہوا

عجب تگ و کلمے داستان قبطول خداوندی لقا سے بیان کیجاتے ہین

کہ جب وہ شب آخر ہو گئی وقت صبح کا ہوا اور نسیم سحر وزان ہوئی تو باہر بارگاہ لقا کے وہ چوکیدار چوبدار خواص خدمتگار فراش مکاندار وغیرہ جنکو عمرو نے منھ کالا کرکے ایک ایک ہاتھ مین جوتیان پہنا کے ازار بندون کی زنجیرہ بندی مین پھنسا دیا تھا صبح کی ٹھنڈی ہوا جو اُنکے دماغون مین پہونچی تو دس پانچ کی بیہوشی اُتر گئی اور اُن سبھون نے اپنی آنکھین کھولکر جو دیکھا کہ ایک شخص کالے منھ کا جوتی لیے ہمکو مارتا ہی تو اپنا منھ تو وہ مسخرا دیکھتا نہ تھا کہ میرا بھی منھ کالا ہی اور جو اسکا حال ہی وہ میرا حال ہی اُسی کو کل موہا اور اجنبی دشمن اپنا سمجھ کے اُسنے وہ جو جوتی اسکے ہاتھ مین تھی تڑاق سے اُسکے منھ پر ماری اُسکی جو جوتی لگی تو اُسنے بھی آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک شخص رو سیاہ نے بے گناہ مجھے جوتی ماری اُسنے کہا ابے مردود حرامزادے کل موہے تو کون ہی اور تو نے مجھے جوتی کیون ماری غرض اس طرح سے جوتی پیزار جو ہونے لگی تو سبکے ازار بند آپس مین بندھے ہوئے تھے اسکے کھینچنے سے اور جوتیون کی تڑاق پڑاق سے دوسرے کی آنکھ کھل گئی دوسرے کے باعث سے تیسرے کی تمام اُن شاگرد پیشے والون سے جوتی چلنے لگی ایک دوسرے کو جوتیان مارکے کہتا تھا کہ او مردود حرامزادے شاید رات کو جو انعام جشن خداوندی کا خداوند نے عنایت کیا ہی اسکا حصہ تو نے ہمکو نہین دیا آپ ہی آپ تو چٹ کر گیا ہضم کیا چاہتا تھا سو وہی قہر خداوندی تجھپر نازل ہوا ہی تیرا منھ کالا ہوگا وہ دوسرا کل موہا بھی یہی جواب اور یہی خطاب اسکی جانب کرکے اُسکو جوتیان مارتا تھا دھڑا دھڑ خوب جوتیان چلنے لگین اور آپسمین کشتم کشتا کی گھمسم گھا سا نوبت رہی تھے کہ بیکر لڑ کے منھ پھٹ گئے لہولہان تھے شور و غل جو زیادہ ہوا تو بوقت معمول یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا نے جو جا کے سنگ سیاہ پر قدم رکھا اور معمول قدیم یہ تھا کہ جہان یاقوت شاہ جا کے سنگ سیاہ پر قدم رکھتا تھا اسکے پاؤن کی آہٹ کے ساتھ لقا اندر سے آواز دیتا تھا کہ اے بندہ قدرت چہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ کچھ اسکا جواب دے کے اندر جاتا تھا تو آج اول خواص خدمتگار وغیرہ نقارون کے شور و غل سے اور سوا اسکے لقا سے

مشرک خداوند بکھیرو والا بیہوش اور خود فراموش کھڑا تھا کچھ جواب اور کچھ آواز یاقوت شاہ کے کان مین آئی اور شور
بوم بالنشور بالاے قیطول گوش زد ہوا یاقوت شاہ گھبرا کے اندر جو گھس گیا تو اُسنے دیکھا کہ کئی ہزار کشتہ کشتا گھو سم گھا سا
لات کی طرح تڑپتے لہولہان ہو رہے ہین یہ تماشا دیکھکر یاقوت شاہ حیران ہوا کہ آج یہ تقدیرات خداوندی کیسی ہین یہ
ہزارون مقتول یہان بارگاہ اور مقصوران درگاہ خداوندی کلوسے یہان کہان سے آ گئے اور کون ہین آخر کو یاقوت شاہ نے
کچھ اور لوگ باہر سے بلا کے حکم دیا کہ مارو ان حرامزادے روسیاہون کو اور جلد یہان سے زیر قیطول اُتار دو اور پوچھو کہ
یہ کون لوگ ہین اور کہان سے آئے ہین چارطرف سے لوگ کوڑے اور لاٹھیان اور بانس لے لے کر جو آئے تو مار مار
کے ان سب مردہون جو بدا ارون خواص خدمتگارون وغیرہ عملے والون کو پرزے پرزے اُڑا دیا وہ واویلا و فریاد
کر کے کہنے لگے کہ ہم تو نمکخوار نمک سرکاری فلان فلان ہین غرض یاقوت شاہ کی عقل دنگ تھی اور کچھ بات ذہن
مین اسکے نہ آئی تھی کہ یہ کیا کارخانہ قدرت خداوند لقا کا ہے ناچار ہوکے اندرون بارگاہ گھسا اور اپنے جی مین کہتا تھا
کہ اب چلکے خداوند لقا سے یہ حال دریافت کرون جونہین اُسنے اندر قدم رکھا تو وہان دیکھا کہ واہ ہی واہ واہ اور ہی
لطف اور فضا ہے کئی سو بارگاہ نشین اوندھے پڑے ہوے اور شمعین انکے چوتڑون پر جلتے جلتے تھوڑی تھوڑی جو رہ گئی ہین
تو تمام چربی اُنکے چوتڑون پر گرکے جم گئی تھی اکثرون کی چوتڑون کے بال جلکے گوشت کے جلنے سے چھالا پڑا اور
پیپ بھی پھیلی ہوئی ہے مگر کچھ اُنکو خبر نہین جیسے پڑے تھے ویسے ہی پڑے ہین اور ایک طرف چار سو پانچسو عجیب الخلقت
کہ آدھے منھ کالے آدھے منھ سفید زرد نیلے پیلے سے رنگا رنگی کالی ہے ہر سر کی غرض بوقلمون صورتین کسی کی آدھی
ڈاڑھی نہین ہے کسی کی آدھی مونچھ نہین ہے کسی کے سر پر سات کسی کے سر پر بارہ چوٹیان ہین کسی کی مونچھ ڈاڑھی
بھوین پلکین سر کے بال سب منڈے ہوے ہین ایک طرف دیکھا کہ چار سو ساڑھے چار سو حبشیون خاکروبون سائیسون
شتربانون فیلبانون مین عجیب طرح سے چہل پہل رہی ہے یاقوت شاہ کی یہ رنگ محفل خداوندی دیکھکر عقل دنگ ہو گئی
اور اپنے ہاتھون سے منھ اپنا پیٹ لیا اور کہتا تھا کہ آج بیشک قہر خداوندی یہان نازل ہوا ہے ورنہ کوئی بات سوا اسکے
سمجھ مین نہین آتی یہ ماجرا کچھ مین نہین آتا کہ کیا ہے اب حجاب قدرت اُٹھاکے خداوند کے پاس جاؤن تو یہ حال اندر
اور یہ راز سربستہ قدرت خداوند کا منکشف ہو اور میرے دل کی طمانیت ہو غرض یہ کہکے یاقوت شاہ نے جونہین
حجاب قدرت اُٹھایا تو دیکھا کہ بیچ مین تخت خداوندی پر ایک فقیر قلندر ریچھ والا لکڑی اپنے ہاتھ مین پکڑے ایک ریچھ
نچا رہا ہے یاقوت شاہ کی ایک آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی اور دود بدماغی اسکے و بار جہان سے اُٹھا
مارے غصے کی ضبط نہو سکا اور یاقوت شاہ نے بکمال غیظ و طیش جھنجلا کے بڑے زور سے ایک کوڑا اُس ریچھ
والے قلندر کی پیٹھ پر کہ درحقیقت وہ لقا سے مشرک خدا ہی مارا اور ضرب تازیانہ سے تمام پیٹھ اسکی شق ہو گئی اور
بیساختہ تڑپکر چھینکنے آنکھ کھول دی اور بیہوشی جو اُتر گئی تو اُسنے اپنے منھ اور اپنی صورت کا تو خیال ہی کچھ کیا نہین
سامنے یاقوت شاہ کو تازیانہ مارتے دیکھکر پکارا کہ ای یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ بندہ خاص یہ حرکت تو کیا کرتا ہے
ابھی مین تجھے دوزخ ہاویہ مین ڈال دونگا تم خداوند باختر یاقوت شاہ نے اُسپر بھی نہ پہچانا کہ یہ لقا تھا مشرک خدا ہے تو
بکمال غیظ و غضب سے دوسرا کوڑا مار کے کہا کہ او بدذات یہ تو کیا کہتا ہے اور دعوے ہمسری خداوندی لقا کرتا ہے ابکی
تازیانے کی چوٹ سے لقا جھنجلا کے یہ کہتا ہوا اُٹھ بیٹھا سمت کو بھاگا کہ ہان ہان ای مقرب درگاہ مین یہ تقدیر تجھکو
مین نے شراب پی کے عالم مستی مین کی ہو گی مجھے یاد نہین حالا تقدیر کردیم کہ تم لقا سے بے لقا راندہ درگاہ خدا
رحمدل شاہ مردود باختری یاقوت شاہ تو میرا فرزند قدرت ہے اب سے مجھے تازیانہ نہ مارا اور خبردار اپنے

خداوند حقیقی کے سامنے ایسی بے ادبی نہ کرتا اور جسوقت کوڑا کھاکے لقا تڑپ کر بھاگا تو وہ گھنگرو جو عمرو نے لقا کی ڈاڑھی کے
ایک بال مین باندھ دیے تھے اور ایک بال مین ذرا سا پرچہ کاغذ نصیحت نامہ کا اس گھنگرو کے ملنے اور آواز سے لقا نے اپنے
منھ پر جو ہاتھ پھیر کر دیکھا کہ یہ گھنگرو میری ڈاڑھی مین کیسا بندھا ہی تو کوئی بال ڈاڑھی کا سواے اُن دونون بالون کے لقا کے
ہاتھ مین نہ آیا گھبرا کر لقا نے اُن دونون کو بھی توڑ لیا گھنگرو توڑ کے پھینک دیے مگر اُس رقعہ کو جو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ این کار عمرو ست
ادھر یاقوت شاہ کو بھی لقا کی آواز سے معلوم ہوا کہ یہ خداوند لقا ہی اُسمین لقا نے کہا کہ ای یاقوت شاہ یہ تمام رسوائی اور ذلت
وخرابی وہ وزد باریک گردن لک لک پا ساربان زادہ عمرو عیار کر گیا تقدیر کردیم کہ جلد اُسے گرفتار کرو اور میرے سامنے لاؤ مین
اُسے دوزخ ہاویہ مین ڈال دونگا بس حسب الحکم لقا کے یاقوت شاہ نے لوگون کو بتاکید روانہ کیا کہ جلد گرومرد کو لے آؤ یہان
وہ وقت ہی کہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مہتر گرومرد کے گھر مین بیٹھے دعوت کھا رہے ہین اور مہتر گرومرد خدمتگزاری
اور کار وبار مین سرگرم ہی اور خورد گرومرد عمرو کے پاس بیٹھا باتین کر رہا ہی کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے آکے گرومرد سے کہا کہ خداوند
زادے نے یاد کیا ہی گرومرد نے کہا اچھا جاؤنگا اس مین عمرو نے کہا کہ ای مہتر گرومرد دیکھو ہمنے تمسے ایک عیاری کر کے
پچاس ہزار اشرفی لین اور چلے گئے تمکو مطلق کچھ ثابت نہ ہوا کہو تو وہ لعل بھی کتنے کسی ظرف مین پانی کے ڈال دیا تھا
یا یونھین رکھا ہی وہ لعل مصری کا بنا ہوا تھا گرومرد نے گھبرا کے اُن باؤنیلین مین پانی بھر کے اُس لعل کو ڈال دیا تھا اور
اس انتظار مین تھا کہ بعد تین روز کے اس لعل کو نکال کر دیکھون گا لاکے جو دیکھا تو وہ پانی بادیہ کا تمام گندلا گندلا سرخ
رنگ ہو گیا تھا اس مین ہاتھ ڈال کے لعل کو دیکھا تو کہین ذرا سا ریزہ بھی اُسکا نہین تمام گھل گیا ارم زاد بخشی نے ذرا سا وہ
پانی لیکر جو چکھا تو کہنے لگا واہ واہ ای بھائی گرومرد ذرا چچہ منگا کے اسے پیو تو دیکھو کیا خوب شربت ہی بس گرومرد کی رنگت
سفید ہو گئی ہوش حواس بجا نہ تھے دو گھڑی کامل اس صدمے مین منھ سے گرومرد کے بات نہین نکلی تھی عمرو نے کہا کہ
ای گرومرد استغفار مجھے پچاس ہزار اشرفی کی محتاجی اور طمع نہین ہی اپنے پچاسون توڑے زر سرخ کے مجھسے پھیر لو
مین تو فقط تمھین اپنی عیاری کا معتقد کرنے کو اور اپنی استادی اور دستکاری دکھلانے کو وہ لعل دے گیا تھا گرومرد اور
ارم زاد بخشی نے باہم چشمک زنی اور اشارہ کرکے کہ کوئی ایسی عیاری کیجیے اور ایسی بات نکالیے کہ اسوقت تو عمرو ہمارے
یہان مہمان ہی پکڑنا مناسب نہین جب یہان سے نکل کے تھوڑی دور پہونچے تو اسے پکڑ لائیے اور اسکی زنبیل چھین لیجیے
غرض یہ کہ دونون عیارون نے عمرو سے کہا یا شاہ عیاران عیار صدقے کی تھین وہ پچاس ہزار اشرفیان اُسکی بھی
کچھ اصل وحقیقت ہی مگر واہ کیا کہنا آپ کا کیا خوب عیاری اور دستکاری آپکی ہی ہم معقول ہوے ایک بات ہم آپسے
پوچھین اگر ہم کو تبلا دیجیے تو ہم کمال ممنون اور مشکور ہون عمرو نے کہا وہ کیا بات ہی پوچھو مین تمکو ابھی بتلا دون کیسے
ہرگز نہ چھپاؤنگا مہتر گرومرد ارم زاد بخشی نے پوچھا خواجہ سلامت بھلا آپ شکل تبدیل اگر عیاری سے رنگ روغن ملکے
جلدی مین نہین کر سکتے تو معجزہ زنبیل سے لیکے وہ صورت بنا لیتے ہین یا ہفت اقلیم کا مال اسباب خزانہ جو شی چاہتے
ہین وہ آپ زنبیل مین بھر لیتے ہین اور کسی کو اُسکا پتہ نشان کچھ نہین ملتا اور گلیم معجزے کی ہی اُسے اوڑھ کر غائب ہو جاتے
ہین یا جال الیاسی یا مشکیزہ خضر علیہ السلام یا منڈھی دانیال کی یا کمند آصف یا صفا وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزین
تو پیغمبرون اور آپ کے بزرگون کا تبرکات ہی اسکے اُنکی باعث سے آپ کے ہزارون کام نکلتے ہین وہ سب آپ کی
زنبیل مین بھری رہتی ہین مگر یہ فرمایئے کہ آپ جو ہزارون فرسنگوں آن واحد مین پہونچ جاتے ہین مثلاً یہان سے
تا ہفت میل جبل القمر کہ بارہ ہزار فرسنگ نہایت قلب راستہ ہی آسے آپ سات روز یا چھ روز مین طے کرکے یہان
تشریف لائیے اتنی جلد روی کا کیا باعث ہو اتنا جلد آپ کیونکر چلتے ہین یہ ہمکو بتلا دیجیے کہ ہماری تسلی ہو جائے

عمرو نے کہا کہ اے مہتر گرو مرد اور اے ارم زاد بخشی اسکا حال ہین لکھتے کیا کہون جسوقت کہ مین مزار باوا آدم صفی اللہ
علی نبینا کے وارد ہوا تھا تو جہان مین نے منڈھی حضرت دانیال کی اور یہ زنبیل اور جال الیاسی اور کمند آصف اے باصفا
وغیرہ تبرکات وہان سے پایا اسی طرح سے اثناے راہ مین ایک پہاڑ پر مین نے ایک گدھا دیکھا کہ تمام سر سے پانون تک مکلل
بزر مغرق بجواہر جسم نہایت خوبصورت اُسکا تھا اور ایک ایک بال اسکا نجابت وہ صدکان جواہر معلوم ہوتا تھا مین نے جو دریافت
کیا تو وہ جو تمنے سنا ہوگا خر عیسے سو وہی گدھا حضرت عیسے کا تھا تب مین نے بجستی تمام دو بال اُس گدھے کے توڑ لیے بس
یہ ساری کرامات اور جلد روی اور دونا گی مجھ مین اُنھین بالون کی بدولت اور اُنھین کی برکت سے ہے جسوقت مین کہین جاتا ہون
تو اُس مین سے ایک بال اپنے تاج عیاری پر رکھ لیتا ہون ہزار ہزار فرسنگ آن واحد مین پہونچ جاتا ہون اور مطلق کسل
راہ مجھے نہین معلوم ہوتا ہے مہتر گرو مرد اور ارم زاد بخشی نے جو یہ حال بالون کی کرامات کا سنا تو بہت خوش ہوکے آپس مین
مشورہ کرنے لگے کہ اگر وہ دونون بال کسی گھات کسی فریب سے ہاتھ آجائین تو کیا خوب بات ہے اور یہ مشورہ کرکے مہتر گرو مرد نے
عمرو سے دست بستہ ہوکر کہا کہ یا شاہ عیاران عیار سہر جسید کہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہ استدعا اور عرض ہماری آپ منظور اور قبول نہ
کرینگے مگر ہم پیش خود یہ تجویز کرکے مصرع ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؛ ہمکو آپ سے کچھ مناسبت نہین اور آپ کو سب طرح کی
طاقت اور سب طرح کا مقدور کیسے کیسے تبرکات آپ کے پاس ہین دوڑنے اور تیز رفتاری کی کچھ اتنی احتیاج نہین اگر جادوگر
ہفت اقلیم جمع ہوکے آپ کو محاصرہ کرلین اور چارطرف سے راہین سحر بند ہون تو آپ منڈھی دانیال کی نکال کے اُسی مقام پر
مقیم ہوجائین اور دم بھر مین سب ساحرون کو مار کر بے دھڑک جاہین ادھر آپ نکلجائین اگر کروڑ آدمی آمادہ قتل آپ کے دشمنون
کے ہون تو آپ کو بھاگنے کی حاجت نہین ہے آپ گلیم عیاری اوڑھ کے جس طرح چاہین ہنستے قہقہے مارتے باطمینان خاطر
تشریف لیے چلے جائین اور کوئی آپ کو نہ دیکھے شعبدہ راہ ہوسکے علی ہذا القیاس ایسے ایسے تبرکات کی چیزین آپ کے پاس
بہت سی ہین کچھ آپ کو کہین بھاگنا نہین پڑتا اپنی خوشی سے یون چاہین آپ جلد چلین چاہین آپ آہستہ چلین یہ کچھ فرض اور ضرور
نہین کہ آپ مور کی طرح سے اُڑ جائین اور اس مین آپ ذریعہ اور وسیلہ کسی تبرکات اور معجزے کا ڈھونڈھین سوا اسکے آپ
کی چال بھی وہ ہے کہ ہم سب سر ٹپک کے مرجائین تو آپ کے تعاقب مین دوڑکر آپ کے قدمون کی خاک کو نہ دیکھ سکین اور کہین
آپ کو نہ چھو سکین لہذا امیدوار ہین کہ وہ پچاس ہزار اشرفیان جو آپ لعل مصری کا ہمکو دے کے لیگئے تھے وہ ہمنے بخوشی خاطر
آپ پر تصدق کین اب سردست اور تو حاضر نہین لیکن چالیس ہزار اشرفی اور آپ کی نذر اور تواضع کرتے ہین وہ دونون بال جو
خرعیسی کی آپ لائے ہین وہ ہمکو عنایت کیجیے کس لیے کہ ہمکو دوادوش رات دن رہتی ہے تمام عمر آپ کے ممنون اور مشکور رہینگے
عمرو نے کہا کہ سبحان اللہ اے مہتر گرو مرد یہ آپ عیاری اور اپنی اُستادی اسوقت دکھاتے ہین بھلا سنو تو بساط کائنات عیاری
تو دو تار کی ہے اور وہ دونون بال دم خرعیسی [illegible] اور تمہارے پاس ہین اگر مین نے وہ دونون بال بپاس خاطر تمہارے
بالطمع دیا کہ تم عیاری کرکے چالیس تھیلیان زر سرخ کی طمع مجھے دیتے ہو تمکو حوالہ کردون تو پھر تم سے لینا غیر ممکن ہے مین یہان
بھر مین جہان ہزار دوادوش ہو پہنچون وہان تم آن واحد مین پہونچ کے مجھے گھیر لو تو آئندہ جنگ رو برو دار واللہ اعلم بالصواب
کون جیتے کون ہارے تو اس مقدمہ مین تم دونون عاجز ہو مجھے معذور رکھو اور کوئی چیز ہوتی تو مین بخدا ابھی تمکو دیتا اور
بال تم لیکے کیا کروگے تم تو آپ ایسے جلد رفتار اور تیز رو ہو کہ مین نے ہزارون لاکھون پیک اور عیارون کو دیکھا کسی کو ایسا
جلد چلنے والا نہین پایا مہتر گرو مرد نے کہا بادشاہ عیاران عیار توبہ استغفار ہماری کیا مجال جو ہم آپ سے عیاری کرکے
کہتے ہون یا آپ سے فریب یا دغا کا ارادہ رکھتے ہون اور لیجیے بیٹھا کیسا وہ چالیس تھیلیان زر سرخ کی تو حاضر ہین لیجیے
اور یہ کہہ کے جھٹ پٹ ایک کوٹھری مین ایک صندوق رکھا تھا اُسکا قفل کھولکر چالیس توڑے اشرفیون کے

نکال کے عمرو کے آگے رکھ دیے اور ہر ایک توڑے کا منھ کھول کے اشرفیاں دکھلائیں عمرو نے کہا خبر اے مہتر گردم و نیکی نیک راہ
بدی بد راہ ہم تو ایسے عیاری نہیں کرتے اور تمھارے قول و فعل کا خدا حافظ ہو وہ دونوں بال موجود ہیں مگر خبردار زنہار کوئی فریب
اور کوئی جعل ہمسے نہ کرنا یہ کہکے دو بال لقا کی ڈاڑھی کے زنبیل سے نکال کے مہتر گردم داور ارم زاد حبشی کو حوالہ کر دیے
اور وہ چالیس توڑے اشرفیوں کے مہتر گردم داور ارم زاد حبشی کے سامنے سے بطرفۃ العین اٹھا کے زنبیل میں رکھ لیے مہتر گردم
اور ارم زاد حبشی بالوں کو دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گئے اور فرط شادی سے پیراہن میں پھولے نہیں سماتے تھے اور دونوں
آپس میں اشارہ کرتے تھے کہ چالیس ہزار اشرفی کی کیا حقیقت ہے اگر اسوقت عمرو زیادہ حجت اور طمع کرتا تو ہم سب اسباب نقد و
جنس اپنے گھر کا بیچ کر کے جہاں تک ہو سکتا عمرو کو دیتے اور یہ دونوں بال لے لیتے اسوقت اپنا ہم گھر بیچ ڈالتے بلا سے
جب یہ یہاں سے پچاس کوس آگے سمت شہر سنجان پہونچیگا اسوقت ہم بھی بال ایک ایک اپنے سروں پر باندھ کے دم بھر
میں وہاں جا پہونچینگے اور یہ ایک ہوگا ہم تم دو ہونگے چار طرف سے اسکو محاصرہ کر کے بعیاری گرفتار کر لینگے اور ساری
کرامات اور بساط کائنات اور ہفت اقلیم کی دولت اور تمام عمر کی کمائی زنبیل میں ہے اسکی زنبیل چھین لینگے پھر یہ تہیدست
و پا ہو جائیگا غرض مہتر گردم داور ارم زاد حبشی تو اس خوشی میں تھے کہ ناگاہ عمرو اپنی گٹھری مٹھری باندھکر اٹھکر کہنے لگا لو خدا
حافظ اے مہتر گردم داور ارم زاد حبشی اب ہم رخصت ہوتے ہیں بس یہ کہ ابھی ہمیں جاکر شہر سنجان میں شاہزادہ بدیع الزمان
کی خبر لانا ہے اور چالیس دن کے درمیان میں ملک بربریں پہونچ جانا ہے مہتر گردم داور ارم زاد حبشی نے کہا بہت بہتر
مگر ہمیں چاہیے تو وقت مراجعت شہر سنجان سے ہمسے بھی ملاقات کرتے جانا عمرو نے کہا بشرط زندگی و فرصت یہ کہکے عمرو
رخصت ہوا اتنی دیر میں دو چوبدار دوڑتے ہوے اور آئے اور مہتر گردم سے نہایت تاکید سے کہا کہ جبرئیل
درگاہ یاقوت شاہ تمکو یاد کر رہے ہیں اور تم ابھی تک حاضر نہیں ہوے جلد چلو مہتر گردم دار ارم زاد حبشی نے کہا کہ صاحب
حاضر ہوتے ہیں ایسا کونسا کام ضروری درپیش ہے جسکے واسطے یہ تہلکہ اور تاکید تم کرتے ہوے آئے ہو بارے کپڑے
پہنے اور دونوں بال ایک تو مہتر گردم داور ایک ارم زاد حبشی نے اپنے تاج عیاری میں رکھ لیا اور خوشی خوشی چوبداروں
کے ساتھ بڑی تمکنت اور غرور سے چلے یہاں یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا کو ڈاڑھی ہاتھ میں پکڑے غصے میں بھرا
ہوا چوبدار بھیجتا جاتا ہے کہ جلد مہتر گردم داور ارم زاد حبشی کو لاؤ اس عرصہ میں یہ دونوں یعنی مہتر گردم داور ارم
زاد حبشی پہونچے یاقوت شاہ کو سلام کیا یاقوت شاہ نے کہا کہ اے طاؤس حسد میں لقا تجھے اسدرجہ غفلت اور
بیخبری ہے اور یہ تمکنت تیرے مزاج میں سما گئی ہے کہ میں پہر بھر سے کھڑا اور پچاس چوبدار تیرے بلانے کو بھیج چکا ہوں
اور تو نہیں آتا عمرو عیار حمزہ کا یہاں کیا غضب کی عیاری کر گیا ہے مہتر گردم داور ارم زاد حبشی نے ابھی یہ کلام یاقوت شاہ
کی زبان سے پورا نہیں نکلنے پایا تھا تمام تھا کہ آگے بڑھکے بڑے غرور اور بانکپن سے وہ بال دکھلاکے کہا کہ آپ
جبرئیل قدرت خداوند زادے ہیں جو چاہیں سو فرمائیں عمرو کیا عیاری ہمارے سامنے کر کے چلا جائیگا اور ہم
اس سے کیا غافل ہیں یہ دیکھیے ساری بساط کائنات جمع پونجی جو کرامات عمرو کی تھی وہ تو ہمنے اس سے
چھین لی کہ انھیں بالوں کے زور و طاقت پر وہ بہت کودتا پھرتا تھا اب وہ ہمسے بچکر کہاں جائیگا یاقوت شاہ نے
جو ان بالوں کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ لقا کی ڈاڑھی کے بال ہیں زیادہ جھنجھلایا اور بکمال غیظ و غضب دو لگد ایک
ایک کو مہتر گردم داور ارم زاد حبشی کے مارکر کہا کہ او بد ذات حرامزادے یہ بال تو خداوند لقا کی ڈاڑھی کے
ہیں عمرو کیا لایا ہے او بے ایمان اور کیسی کیسی گستاخیاں کر کے خداوند کی ڈاڑھی مونڈ لے گیا ہے اور تم یہ بال فخر سے
ہمکو دکھلانے کو یہاں لائے ہو بس یہ حال سنکے مہتر گردم داور ارم زاد حبشی دونوں کا رنگ زرد ہو گیا

اور منھ پر مردنیان سی چھا گئین کلیجا پکڑ کے بیٹھ گئے یاقوت شاہ نے پھر تازیانہ اُٹھا کے کہا او حرامزادو اب تم فیل لائے ہو بس تم جلد جاؤ اور عمرو حیان سے تلاش کرکے لے آؤ ورنہ قہر خداوندی مین مبتلا ہوگے اور ابدآلاباد تک دوزخ ہاویہ مین پڑے سڑا کروگے آخرکار ناچار ہوکے تھتھر گروہرد اور ارمزاد حبشی دونون عیار تبلاش شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار جاتے ہین اسکے آگے دیکھیے کیا ہوا کھین توفیق شامل

جتنک شمہ داستان فرحت بیان شاہزادۂ عالی شان بدیع الزمان گرد لشکرشکن اور حالات ملکہ گوہر ملک اور مزخرفات گنجاب علیہ اللعن والعذاب سے بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش نے مہلیل دراز ترکیب کو واسطے محاصرہ اور سدباب کرنے دریۂ خونریز کے برسر شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکرشکن بھیجا اور آپ مع لشکر بیکران اور افواج بے پایان سمت چار باغ بتہیہ گرفتاری ملکہ گوہر ملک سوار ہوکے چلا اثناے راہ مین خبر آمد ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان اور اپنے بیٹون کی جو سنی تو پلٹ کر براے استقبال ہرمز اور فرامرز سمت دریاے زخار روانہ ہوا یہان چار باغ ملک حرمان دیوکش مین ملکہ گوہر ملک کو جو یہ خبر پہونچی کہ گنجاب مع تمام سرداران اور سپہ سالاران اور افسران فوج اور سوار و پیادون وغیرہ کے اپنے لشکر و سپاہ کو ہمراہ لیکے پہلے تو میری گرفتاری کو اس طرف آتا تھا بعد اسکے شاید کچھ سردار اور بھائی میرے ملک پر برسے آتے ہین اُنکے لینے کو سمت دریاے زخار گیا ہے اور تمام شہر خالی ہے ملکہ گوہر ملک نے ازراہ اولوالعزمی پیش خود تجویز کیا کہ مین نے بزبانی اکثر اکابرین اور معتبرین سنا ہے کہ ملکہ گرویہ بانو نے جوان شاہزادۂ بدیع الزمان کی ہین اکثر اوقات نقاب شہر پر ڈال کے لاکھوں سوار اور پیادون مین کار رستمانہ اور دلیرانہ کیے ہین پس مین بھی تو بہو اُسکی اور ناموس اُسکے بیٹے شاہزادۂ رستم صولت کی ہون جس نے یکہ و تنہا ملک سنجان مین خروج کرکے ستاییس شبخون لشکر گنجاب پر مارے اور سنجان واحد لکھوکھا کفار مین کیسے کیسے کار نمایان کرکے نکل گیا ہے ایسا وقت اور موقع پھر کہان ملیگا کہ فرقہ سپاہ مین سے کوئی متنفس شہر سنجان مین نہین ہے مضمون اس حدیث شریف کے کہ السعی منی والاتمام من اللہ مین چلکے شہر سنجان مین اپنا عمل دخل کرون غرض یہ تجویز کرکے بمشورہ و شراکت فضل بن گیا ہور خون آشام وغیرہ ترک جوشن پوش اور قاتل زنگی کو تو چار باغ کی محافظت کے واسطے وہین تعین کیا اور آپ مع فضل بن گیا ہور خون آشام وغیرہ جان نثاران شاہزادۂ عالی مقدار اور چالیس ہزار دلیران عرصۂ کارزار اول شام چار باغ سے سوار ہوئی اور صبح ہوتے ہوتے دروازۂ شہر سنجان پر پہونچی یہان تک کہ دروازہ شہر پناہ کا وہی کھلا تھا کہ ملکۂ عالم مع رفقاے شاہزادۂ عالی شان اور سواران جانفشان بسم اللہ کہکے اندرون شہر داخل ہوئی اور جو وہان ہزار دو ہزار سوار پیادے مستعد تھے جسوقت کہ وہ کچھ تعرض کرنے لگے اسنے پہلے انھین سب کو تہ تیغ بیدریغ کرکے خاک و خون مین لٹا دیا بعد اسکے شہر سنجان مین تلوارین کھینچ کھینچ کر سب آگرے اور آمادہ کفارکشی ہوکر قتل عام کرنے لگے یہان تک کہ کافرون کو جا امن کی نہین ملتی تھی کہ اپنے تئین بچائین غرضکہ کئی ہزار کافرون کو جہنم واصل کرکے لاش پہ لاش دھڑ پہ دھڑ سر پر سر مردے پر مردہ گراتے جاتے تھے اور چار طرف آوازہ الامان الامان کی بلند ہوئی فضل

بن گیا ہور خون آشام جواب دیتا ہوا کہ امان بشرط ایمان جو کوئی کلمہ شہادت پڑھکے مسلمان ہوتا تھا اُسے چھوڑ دیتے تھے اور باقی
کفار کو قتل کرتے تھے آخر نوبت بجاے رسید کہ ہزارون آدمی مشرف باسلام ہوئے اور کفر و کافری پر لعنت کرکے بخلوص نیت ایمان
لائے ملکہ گوہر ملک جاکے اپنے محل مین داخل ہوئی اور چاہا کہ ملکہ غنچہ خاتون اپنی مان کو قتل کرے ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ بیٹی
میرے قتل کرنے سے تیرے ہاتھ کیا آئیگا بلکہ اگر مین زندہ ہون تو سو مرتبہ تیرے کام آؤنگی ملکہ گوہر ملک نے یہ گفتگو مان سنکے
سر جھکا لیا اور اُسکے قتل سے دست کش ہوئی جتنے گنج خزانے اور جواہر خانے کے تھے سب پر اپنا عمل اور قبضہ کرکے چوکی پہرہ
بٹھا دیا اور جو از راہ تیرہ دلی اور تاریک درونی مسلمان نہین ہوے تھے اُنکی پیشانیون مین داغ دلوا کے شہر بدر کروا دیا اور
لکھو کھا روپیہ اپنی فوج اور سپاہ کو انعام عطا کیا بعد اسکے فضل بن گیا ہور خون آشام نے جتنے دروازے شہر سنجان کے
تھے سب کو بطور قفل بند دروازون کے ترتیب دیکے فصیلون اور برجون پر توپین چڑھوادین تیل کے کڑھاؤ بارود کی ہنڈیان
کڑک کے پولے اور سب سامان گولہ بارود چھرے جو کچھ واسطے قلعہ کی لڑائی کے چاہیے تھے موجود کرکے گولہ اندازون کو حکم دیا کہ جسوقت
گنجاب کی آمد پاؤ کسی اور سرداران گنجاب کو مع فوج و سپاہ آتے دیکھو ہمارے حکم کا انتظار نہ کرنا بلا تامل آمادہ رزم و پیکار ہوکر
مہتاب دیدینا گولہ انداز خلاصی سب مسلح اور مکمل سرخ سرخ پگڑیان سرون پر تحت الحنک کے پیچ چھوڑے اور بھنی دو پٹے ٹپکے کمرون
باندھے انگرکھے محمودی کے گلے مین پائجامے گھٹنے تک پاؤن مین پہنے توپون کے مہرے سمت میدان کیے مہتابین روشن کیے ادھر
ٹہلتے پھرتے ہین اور کماندار اور ناوک انداز اور بان والے سرفروش اور جان نثار جوان عرصہ کارزار آمادہ مرگ اور مہیاے قضا
کمینگاہ مین بیٹھے ہین بعد اسکے گردو پیش چہار طرف شہر پناہ کے خندق کھدوا کر چہ آب کردین اور کچھ جاسوس ہرکارے چپراسی
وغیرہ لوگون کو واسطے سراغ رسانی اور تلاش شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ کرکے ملکہ گوہر ملک تو منتظر تشریف آوری شاہزادہ
عالیمقام کی ہوئی اور اپنی مان ملکہ غنچہ خاتون کو تخلیہ مین بٹھلا کے سمجھا دیا کہ امان جان آپ کو معلوم ہے یہ شاہزادہ بدیع الزمان
عالی شان فرزند سلطان عالی شان امیر حمزہ صاحبقران کا جان و روح ہے اور خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان
رفیق اور ملازم امیر حمزہ باتوقیر کا اور ہوا خواہ بلا اشتباہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ کا ہے اگر آپ آج شاہزادہ عالم کے ساتھ کچھ
التفات بزرگانہ فرماکے سلوک کرینگی اور شاہزادہ والا گہر کو اپنا کر رکھینگی جسوقت شاہزادہ عالی منزلت آپ کو اپنا قبلہ و کعبہ سمجھکر بادب
پیش آئیگا اور لندھور بن سعدان سنیگا کہ میرے آقاے ولی نعمت کے ساتھ ملکہ غنچہ خاتون نے ایسی ایسی دلسوزیان اور
خدمتین کین تو آپ کا ہزار جان و دل غلام بن جائیگا خدا نخواستہ اگر آپ کلمہ شہادت پڑھکے اسلام نہ قبول کرینگی اور اطاعت سے
شاہزادہ بدیع الزمان کی منحرف ہوکے بے ادبی سے پیش آئینگی تو میری بات اسوقت کی خوب یاد رکھیے گا بھول نہ جائیگا کہ خسرو بلاد ہند
سے آپ کی موافقت آنا اور صحبت برابر ہونا تو معلوم بلکہ گویا آپ نے ایک اور اپنا دشمن پیدا کر لیا تا قید حیات اگر آپ چاہیے کہ آپ
اور لندھور سے پھر صفائی ہو یہ غیر ممکن ہے ملکہ غنچہ خاتون کہ ایک مدت سے شبیہ خسرو بلاد ہند کی دیکھ کر ہزار دل و جان سے شیفتہ
جمال اور فریفتۂ حسن مہر تمثال لندھور کی ہے اور تصویر لندھور کی ایک پرت الماس پر کندہ کروا کے اپنے گلے مین ڈالے ہر وقت حسب
حالت تعشق مین بے خوف و خطر یہ شعر زبان پر لاتی ہے شعر دل کے آئینے مین ہے تصویر یار ؛ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی ؛ اور کبھی فرط
اشتیاق اور کثرت درد فراق سے جو زیادہ تر بیتاب ہو جاتی ہے تو دو دو تین تین روز بے خور و خواب اُس تصویر کو دیکھا کرتی ہے اور اُسکے بوسے
لے لیکر سو سو بار تصدق اور نثار ہو ہوکے عالم خود رفتگی مین کہتی ہے دوہا کاہ ہوت دیکھے سکھی جو نہین من مین سر پر یہ اور کہہ دیکھ
آنکھ کی حاجت ہے تن کی پیر ؛ اور کبھی یہ رباعی کسی اُستاد کا گھبرا کے پڑھتی ہے رباعی خواہش دیدار جسکو ہو تو اک تصویر یار ؛ وہ بھر
کھنچا منگوا لے اور دیکھا کرے ؛ لیک مین حسرت زدہ یہ پوچھتی ہون دوستو ؛ جو فقط باتون ہی کا مشتاق ہو وہ کیا کرے ؛
جسوقت کہ یہ حال خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کی ہوا خواہی شاہزادہ بدیع الزمان کا سنا اور جانا کہ لندھور

علاقہ شاہزادۂ عالم سے رکھتا ہے اور بجان و دل دعوی عبودیت کا للہ حضور کو شاہزادۂ بدیع الزمان سے ہے تو نفس کے بیٹی یعنی ملکہ گوہر ملک
سے کہنے لگی کہ دادی اس شاہزادہ بدیع الزمان کو مین نے کسدن اپنے بیٹون سے کم سمجھا تھا اور مین تو ہمیشہ پروانہ اسکی صورت کی
رہی ہون اب جو کچھ کہ مجھسے خدمت دلسوزی شاہزادۂ بدیع الزمان کی ہو سکیگی حتی المقدور مین کوتاہی کبھی نہ کرونگی اور بعقیدۂ دین
و ایمان ابھی مصلحت وقت نہین کہ مین مسلمان ہو جاؤن جب وقت ساعت ہوگا تو مین اعتقاد بدل اور اقرار باللسان کرونگی اور
لاشک و لاریب کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہو جاؤنگی میری بات مین کبھی فرق نہ پڑیگا غرض یہ کہ اب ان بیٹیون مین بڑی محبت ہے
اور دونون بالاتفاق منتظر تشریف آوری شاہزادہ آفاق بدیع الزمان کی ہین انکو تو اسی طور پر چھوڑ دیئے

اب شمہ حال کنجاب علیہ اللعن سے بیان کیا جاتا ہے

کہ کنجاب جو مع لشکر اور سپاہ چار باغ کی جانب سے مراجعت کر کے سمت دریا بہ نیت ملاقات اپنے بیٹون کے مخاطب ہو ادھر آیا
پہونچا تو وہان استقبال ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان کا کر کے خواجہ کراز الدین ملک بختیارک شوم کا فرزند
سے اور اپنے بیٹون سے ملاقات کی اور وہین لب دریا اپنا خیمہ استادہ کرا کے تیاری دعوت اور جشن شاہانہ مین مصروف ہوا سو
طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے صحبت ناچ گانے کی ہوئی تھاپ طبلے پر پڑی آواز ہو شا ہو نوشا نوش کی اسرا سارنگی کا
پائین کی کلک آسمان کو جانے لگی مغنیان سراپا ناز مطربان خوش آواز کا جوبن اور ساقیان مہر طلعت اور ماہ صورت کے دور کی
دھوم اہل محفل عالم مستی مین کہ رہے تھے قطعہ مدت سے تھا تیرا اشتیاق ساقی ۔ مدت مین ہوا ہے تو ملاقی ساقی ۔ جاتا ہے یہ
دور جلد بھر دے پیالہ ۔ شیشے مین جو کچھ رہی ہو باقی ساقی ۔ ناگاہ سامنے سے ایک جوڑی ہرکارے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق
عرق عرق تر بتر سراسیمہ اور مضطر بحضور کنجاب آ کے بعد دعا و ثنا کے پیغمبری پکاری کہ پیغمبر مرسل کی عمر دراز ہو ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی
نے مع فضل بن گیا ہور خون آشام چار باغ ملک حرمان دیو کش سے فوج کشی کر کے شہر سنجان مین اپنا عمل دخل کر لیا اور تمام
کوٹھون پر خزانون کے اور جواہر خانے وغیرہ کے چوکی پہرے اپنے بٹھا کے لکھوکھا روپیہ خزانون سے نکلوا کے اپنی فوج و سپاہ کو تقسیم کر دیا اور
نگاہداشت تو ملازمون کی جاری ہے شہر پناہ کے دروازون پر توپین تیل کے کڑھاؤ کر آگ کے لوہے بارود کی ہنڈیان چڑھوا دین ہین
گولہ انداز کماندار وغیرہ ہزارون جوان فصیلبند دروازے پر فصیلون برجون پر آمادۂ رزم و پیکار بیٹھے ہین کنجاب نے جو یہ حال خراب اپنے شہر
اور گھر اور خزانون اور جواہر خانون وغیرہ دولت و مال کا سنا تو اپنے دونون ہاتھون سے سر و سینہ پیٹ کے ڈاڑھی کو نوچ ڈالا اور ہونٹ
اپنے دانتون سے چباتا تھا اور کہتا تھا مصرع دیگر بہ کہ نالیم کہ از ما ہمہ است ۔ ملک بختیارک شوم کافر بیدین جو برابر کنجاب کے
بیٹھا تھا اسنے پوچھا کہ اے پیغمبر مرسل گوہر ملک کون ہے کنجاب نے کہا کہ میری بیٹی ہے بختیارک بیٹی کا نام سنکے پکارا صلواۃ بر محمد اے
کنجاب مجھے یقین کامل ہوا کہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر شیفتہ و فریفتہ عاشق زار ہے جو اسنے ایسی حرکت لغو کی اور ایسا
نالایق کام کیا اے کنجاب اب تم ملک سنجان کی فرمانروائی اور حکمرانی سے ہاتھ دھو بیٹھو یہ سرزمین اب اسلام آباد ہو جائیگی اور یہ ملک
قبضۂ اختیار مین بدیع الزمان کے ہو گیا اسلیے کہ ان خدا پرستون کا قدیم الایام سے یہی معمول اور دستور ہے کہ جس اقلیم و بلاد مین خروج
کرتے ہین تو وہان پہلے ایک داغ حاکم شہر کے دل پر اسطرح کا دیتے ہین کہ اسکی بیٹی یا پوتی سے تعشق کر کے اسکے ملک اور سلطنت کو اپنے قبضے
مین لاتے ہین اور اس سرزمین کو مکیں قلم اسلام آباد کر کے آگے قدم رکھتے ہین کنجاب نے بختیارک کیطرف دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت مسخرے
کی صورت زرد رنگ کوتاہ گردن تنگ پیشانی ولد الزنا اور نطفۂ شیطانی کی ساری علامتین منھ پر لیان گربہ کے سی آنکھین گلے مین
طوق لوزتی کا پڑا ہوا ہے خرافات اور ہزلیات کلمہ پوچ اور لاطائل بجوت و خطر میسے رو برو نکال رہا ہے درہم برہم ہو کر کہا کہ اے نامعقول
اس گفتگو سے بیہودہ اور فضول سے تجھے کیا حصول بس زیادہ گو ہ بزگہا مصرع سخن تا نپرسند لب بستہ دار ۔ بختیارک نے کنجاب
کو [illegible] گفتگو [illegible] کر کے جو دیکھا تو کہنے لگا کہ یا پیغمبر مرسل تو میری باتون سے کچھ اپنے جی مین برا اور فرامرز کو دیکھ کر

خفیف اور ذلیل ہو یہ بات کچھ تیرے گھر مین نئی نہین ہوئی ہی یہ ابتدا تو اس عشق اور عاشقی کی انھین دونون صاحبون کے گھر سے
شروع ہی یعنی امیر حمزہ صاحبقران نے ملکہ مہرنگار جو بیٹی نوشیروان ملک العادل کسریٰ کی اور بہن انھین دونو صاحبون کی تھی
عاشق و فریفتہ ہوکے ملک مدائن مین اپنا عمل دخل کیا اور نوشیروان بن مقباد بن کیقباد بن فریدون ایسے شہنشاہ عرش بارگاہ
خواقین سجدہ گاہ ظل اللہ تحشم و محترم فرمانرواے ایران و توران فخر دودمان ساسانیان و کیانیان کہ جسکی بارگاہ مین چہ سو حکیم چہ سو ندیم
بارہ سو تاجدار کرسی نشین اٹھارہ سو دعویدار سلطنت چوبیس سو پہلوان پایہ تخت سوا لاکھ یکہ اور کرور سوار حاضر رہتے تھے اسکا تاج
و دیہیم و فوج اقلیم چتر و علم جاہ و حشم خزینہ دفینہ اہل و عیال مال و منال سب تباہ و برباد کرکے اس درجہ کو پہونچا دیا کہ اولاد اسکی یعنی
دونون مرشدزادے کل آفاق کے ہرمز اور فرامرز آج اس مصیبت سے دربدر خاک بسر ہوکے تیرے ملک مین آئے ہین اور تیرے سامنے
بیٹھے ہین ہرمز بن نوشیروان نے یہ گفتگو بختیارک کی سنکے جھنجھلا کے کہا اے نامرد بخطا یہ تو کیا بکبک رہا ہی ہمکو اور رسوا کرتا ہی بختیارک
نے کہا کہ اے ہرمز تاجدار تمنے نہین سنا ہی کہ پیر خود درماندہ ہی شفاعت کسکی کرے گنجاب تو خود اسی ورد مین مبتلا ہی یعنی شاہزادہ بدیع الزمان
جو امیر حمزہ صاحبقران کا بیٹا ہی اسنے بخیال اسکے مصرع میراث پدر خواہی دو علم پدر آموز اپنے باپ کے قدم بقدم ہی یہ اس ملک سنجان
کے اسلام آباد کرنے کا اپنے دل مین مصمم اور مستحکم کرکے اس ملک مین خروج کیا ہے اور پہلے گنجاب کی بیٹی ملکہ گوہر ملک سے رابطہ
دوستی اور اتحاد کا باہم پہونچا کے اسکو اسنے اپنے قابو مین کرلیا اور کلمہ شہادت پڑھوا کے مسلمان کیا اور ملکہ لاکھ دل و جان سے شیفتہ
اور فریفتہ شاہزادہ بدیع الزمان کی ہی اب دعوے شاہزادہ بدیع الزمان کو فرمانروائی اور حکمرانی کا ملک سنجان کی برحق اور
بجا ہی اسمین اب شک و شبہہ کوئی نہین یون گنجاب جو چاہین مجھے کہین مگر یہ ملک سنجان تمام چندروز مین سن لینا کہ اسلام آباد
ہو جائیگا مین اسمین سر مو جھوٹ نہین کہتا سچ کہتا ہون اور میرے کہنے کا اگر کسی کو یقین نہ آئے تو پھر چند روز مین دیکھ لیگا میرا حق
و باطل کھل جائیگا گنجاب اس گفتگو سے بختیارک کی نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر ہوکے اسی وقت وہان سے اٹھ کھڑا ہوا اور سوار
ہوکے مع اپنی فوج و سپاہ کے شہر سنجان کی طرف روانہ ہوا اور یلغار کیے قریب شہر سنجان کے آپہونچا اور چارطرف سے محاصرہ کرکے
آمادہ جنگ ہوا قفل مین گیا ہو رنے حکم دیا کہ ہان آج یہ دن سرفروشی اور جان نثاری کا ہی اے بہادرو خبردار کچھ اپنے جی مین مطلق
پاس دہراس نہ لاؤ بیجھجک و خطر برجون فصیلون پر سے ناوک اندازی کروا اور گولے توپ کے مارو یہ سب کفار نابکار دیکھو آن واحد مین
پسپا ہوکے فراری ہو جائین گے چنانچہ جب اسطرف سے لشکر گنجاب کے سوار و پیادے حملہ کرکے قصد کرتے تھے کہ خندق کو طے کرکے زیر دیوار
شہر پناہ پہونچین اور سیڑھیان لگاکے فصیلون برجون پر چڑھ جائین اور اسطرف اتر کر دروازہ شہر پناہ کا کھول دین ادھر جو
اہل قفل مین گیا ہو رخون آشام اوپر سے گولہ اندازون اور تفنگ اندازون اور کمانداروں نے اس درجہ بارش تیر اور گولی گولے
اور پتھرون کی افواج کفار پر کی کہ کوس کوس دو دو کوس تک فوج گنجاب کی پسپا ہوگئے دہان توپان و رنشتون ٹیلون و ٹھیکرون کی
آڑ پکڑے کھڑی تھی اور کسی کا حوصلہ ایک قدم آگے بڑھانے کا نہین پڑتا تھا ہزارون کفار و پیادے اور سوار ضرب پتھرون اور گولون
کی جھنجھری ہوکے مانند زاغ و زغن کے بروے ہوا پرواز کنان جہنم واصل ہوگئے جاتے تھے انتہا یہ کہ چار روز صبح سے تا شام فوج کفار
تیرہ انجام نے سو سو طرح کی سعی اور کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ دیکھا آخرکار پانچوین روز گنجاب نے اپنے لشکر کو اس حرب و
پیکار بیکار سے ممانعت کرکے کہا کہ تا وقتیکہ مین نہ کہون اب تم قصد یورش اور تہیہ جنگ نہ کروا اور یہ حکم دے کے اپنی بارگاہ
مین نہایت مغموم اور ملال سر بگریبان تفکر بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ کون سی تدبیر اور کیا راہ نکالون جو پھر اپنے شہر اور ملک و مال
پر قابض ہون ناگاہ سامنے سے ایک عیار گرد و غبار مین آلودہ اندرون بارگاہ نمودار ہوا اور مجرا گاہ پر سے گنجاب کو
مجرا کرکے بعد دعا و ثنا کے پیغمبری عرض کی کہ مالک عجم سے قاہر بن قہرمان عجمی پیغمبر نامرسل تھا کا ایک لاکھ بیس ہزار سے آئے
آپ کی ملاقات اور اعانت اور نصرت کو آتا ہی گنجاب نے جو یہ حال سنا تو اپنے دل مین سوچا کہ قہرمان عجمی بھی پیغمبر مرسل خداوند

ہم مرتبہ میرا ہے اور یہ قاہر بیٹا اُسکا ستون بارگاہ لقا بھی لائق تعظیم و تکریم کے ہے بس یہ سوچ کر گنجاب اپنی بارگاہ سے نکل کے سوار ہوا اور
چند قدم قاہر بن قہرمان عجمی کا استقبال کرکے باعزاز و اکرام تمام اُسے اپنی بارگاہ مین لایا اور برابر اپنے تخت کے کرسی بیٹھنے کو دیکر
ساقی کو اشارہ کیا حسب الایما کے گنجاب ساقی نے تین جام شراب کے لبریز کرکے قاہر بن قہرمان عجمی کو دیے اور اُسنے دو جام پیکر تیسرے پیالے
مین جبکہ دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اور سرور آنکھون مین ہو چلا تب گنجاب نے از ابتدا تا انتہا حال خراب اپنا اور بالفعل صدمہ
ملکہ گوہر ملک اور فضل بن گیا ہور خون آشام کا آکے قلعہ و شہر مین عمل و دخل کرلینے کا روبرو قاہر بن قہرمان عجمی کے بیان کیا قاہر بن
قہرمان عجمی نے بمجرد سننے اس سرگذشت گنجاب کے کہا کہ یا پیغمبر مرسل لقا اب میرے نزدیک صلاح یہی ہے کہ آپ میرے نام طبل جنگ بجوا دین مین کل صبح کو قلعہ پر
تاخت کرکے آن واحد مین تیرا عمل اور دخل قلعہ اور شہر مین کرادونگا گنجاب نے کہا ازین چہ بہتر ابھی اور یہ کہکے حکم دیا کہ ہان کہہ دو ہمارے لشکر مین طبل
جنگ بجے چنانچہ حسب الحکم گنجاب لشکر کفار مین طبل جنگ بجا اور یہ خبر قاہر بن قہرمان عجمی کے آنے اور طبل جنگ بجوانے کی وہان ملکہ گوہر
ملک اور فضل بن گیا ہور خون آشام نے جو سنی تو فضل بن گیا ہور نے کہا اے ملکۂ عالم قلعہ بند ہو کے لڑنے مین نامردی ہے صبح کو چلکر
قاہر بن قہرمان عجمی سے مین سر میدان نکلکر مقابلہ کرونگا اور بعد میرے تصدق ہو جانے کے آپ کا خدا نگہبان ہے یہ کہکے اپنی فوج و سپاہ کو حکم دیا
کہ کل صبح کو قاہر بن قہرمان عجمی بتہیۂ قلعہ گیری آئیگا تم نے شرافت اور حق نمکخواری سے غافل نہ رہنا اور سرفروشی اور جان نثاری کرکے سرخرو
دارین ہونا غرض یہان بھی بڑی جاگ اور چہل پہل تمام لشکر مین رہی اور ہوشیاری اور خبرداری شب کو لشکر کی دوسرے روز صبح کو قاہر بن قہرمان
عجمی مسلح اور مکمل ہو کے ہمراہ گنجاب سوار ہوا اور روبروے دروازۂ قلعہ سنجان اپنی فوج و سپاہ کے پرے جما کے گنجاب سے بولا کہ یا پیغمبر مرسل اب
آپ اپنا لشکر اسی جا پر قایم کرکے تماشا دیکھیے کہ مین یکہ و تنہا اس قلعہ کو جاکے فتح کیے لیتا ہون اور جسوقت مین اس دروازۂ قلعہ کو توڑ کے اندر
شہر کے داخل ہون آپ بھی مع اپنے لشکر کے تعاقب مین میرے شمشیر زنی کرتے چلے آئیے گا یہ کہکے قاہر بن قہرمان عجمی ایک گرز گران ہاتھ
مین لیے مسلح اور مکمل اپنے گھوڑے کو مہمیز کرکے روبروے دروازۂ قلعہ چلا اور وہان فیلبند دروازے پر سے فضل بن گیا ہور خون آشام نے
جو قاہر بن قہرمان عجمی کو تنہا بتہیۂ قلعہ گیری آتے دیکھا جھٹ پٹ اپنے سپاہیون کو ہمراہ لیے وہان سے اُتر کے دروازۂ قلعہ کو کھلوایا
اور مع اپنی فوج و سپاہ کے باہر نکلکر آمادۂ رزم و پیکار ہوا اور پہر بھر کامل ایسی شمشیر زنی کی کہ ایک لاکھ تیس ہزار سوار و پیادگان قاہر بن
قہرمان عجمی کو درہم اور برہم کرکے ہزارون کفار کو بدرکہ اسفل السافلین پہونچایا اور تلاطم ڈال دیا تھا آخرکار قاہر بن قہرمان عجمی کہ
نہایت زبردست اور آفت روزگار ہے فضل بن گیا ہور اُس سے جنگ رستمانہ کرکے زخمی ہو گیا اور تا غروب آفتاب ساتون بھائی فضل
کے قاہر کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے تھے مگر فضل اُسی حالت زخمداری مین دلیرانہ آمادۂ حرب و ضرب تھا جبکہ وقت شام کا ہو گیا اسوقت
قاہر بن قہرمان عجمی نے بآواز بلند کہا کہ اے فضل رات کو غنیمت سمجھ کے جا مین تجھسے کچھ تعرض نہین کرتا مگر کل مین اس قلعہ کو فتح کرونگا
تیرے حق مین بہتر یہی ہے کہ تو نمکخوار موروثی سرکار گنجاب کا ہے ملکہ گوہر ملک اور اس قلعہ اور شہر کو حوالہ گنجاب کے کردے جو منصب سپہ سالاری
تیرے باپ گیا ہور خون آشام کا تھا وہی منصب مین تجھے پیغمبر مرسل سے دلوا دونگا اور جو عزت اور توقیر تیری ہوگی وہ اور کسی کی نہ
پائیگی ورنہ تو جان کہ کل اگر میری نصیحت اور کہنے پر تو نے عمل نہ کیا تو بعذاب الیم مبتلا ہو کر مارا جائیگا غرض یہ کہکے قہرمان عجمی طبل
آسایش بجوا کے پھر گیا اور یہان فضل بن گیا ہور اپنے ساتون بھائیون کو اور تمام فوج کو ہمراہ لیے قلعہ مین کے داخل ہوا اور قلعہ بند
ہو کے اپنے علاج اور بھائیون کے زخمون کی بخیہ اور مرہم پٹی مین مصروف ہوا روز دوم قاہر بن قہرمان عجمی مع گنجاب سوار ہو کے روبروے قلعہ
آیا اور اپنے ہمراہیون کی زبانی فضل بن گیا ہور خون آشام سے کہلا بھیجا کہ اے فضل ابھی خیر ہے کچھ بات بگڑی نہین ہے میرے
کہنے پر عمل کر اور ملکہ گوہر ملک کو محافے مین سوار کرا کے پیغمبر مرسل کے پاس پہونچا دے کس لیے کہ ملکہ منگیتر ہے یاقوت شاہ جبرئیل
درگاہ خداوندزادے کی اور ہمو خداوند لقا کی ہے اور سوا اسکے ہم اور تو دونون ایک ترکش کے تیر ہین پھر تیرا قصور گنجاب سے
معاف کرادینگے اور وہی منصب سپہ سالاری کا جو تیرے باپ کو تھا تجھے دلوا دینگے اور دیکھ میرا کہنا مان اور جواب تو نہین پانے گا

تو مین یکہ و تنہا بجان واحد ابھی آکے تجھسے قلعہ لیے لیتا ہون اطلاعاً واسطے اتمام حجت کے مین نے کہدیا آگے تو جان جبکہ یہ پیغام قاہر کا
فضل بن گیا ہور خون آشام نے سنا تو اُسنے از راہ نمکخواری شاہزادہ بدیع الزمان گردشکر شکن جواب کہلا بھیجا کہ خدا سے نیز گر
است ای قاہر جو سب تجھسے ہو سکے اُسمین تو کوتاہی اور قصور نہ کرنا اور خبردار اور زنہار اب ایسا بیہودہ نہ بکنا وہ لقا کیا خوک بیکر جو
بادیۂ ضلالت مسخرا ہی اور یاقوت بیچا کیا بلا ہی ملکہ آفاق گوہر ملک ناموس میرے آقاے ولی نعمت شاہزادۂ بدیع الزمان کی ہی اُسکا نام
تا وقتیکہ انسان ہزار مرتبہ گلاب کیوڑے سے کلیان کر کے اپنی زبان کو پاک نکرلے نہ لے فرشتے کی یہ طاقت نہین جو آسکے دامن تک ہاتھ
پہونچا سکے تو اُسکا ذکر ندکور نہ کر اپنے کام مین سرگرم رہ قاہر بن قہرمان عجمی یہ جواب اپنے پیغام کا فضل بن گیا ہور خون آشام
کیطرف سے سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑک اٹھا اور اسی حالت غیظ و غضب مین اپنے گرگدن کو کیک مار کے برابر قلعہ کے پہونچا اور یہ واز بلند
کہنے لگا کہ ای فضل تو ان توپون اور گولہ اندازون پر مغرور نہ ہو جسوقت کہ مین یلغار کر کے شمشیر زنی کرتا آؤنگا سب توپین تیری
بند ہو جائینگی اور یہ جتنے گولہ انداز اور ناوک افگن ہین سب بھاگ جائینگے تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور کسی سے پھر کچھ نہ بن آئیگا
دیکھ مین قلعہ لیے لیتا ہون اب بھی میرا کہنا مان فضل بن گیا ہور خون آشام نے فیلبند دروازے پر آکے جواب دیا کہ ای قاہر
پھر اب تساہل اور تامل کیا کرتا ہی شعر من نہ آنم کہ سر از خط وفا بر دارم ٭ گرچہ سازند جدا چون قلم بند از بند یعنی تا وقتیکہ دھڑ پر سر اور میرے
جسم مین جان ہی مین اپنے آقاے ولی نعمت کے واسطے سرفروشی اور جان نثاری مین حتی المقدور اپنے قاصر نہونگا اس گفتگوے
بیہودہ سے کیا حاصل خدا سے نابزرگ ست تو اپنے دل کی حسرت اور ارمان نکال لے قاہر یہ گفتگو فضل کی سنکر اور زیادہ تر غضبناک
اور خشمگین ہوا کہ حالت غیظ و طیش مین زمانہ اُسکی نظرون مین تیرہ و تار نظر آتا تھا گرز گران کو ہاتھ مین لیے گرگدن کو سمت قلعہ گرم تاز کیا
یہان فضل نے گولہ اندازون سے کہا کہ یارو جو کوئی قہرمان عجمی کا نشانہ کر کے گولے سے مع گرگدن اسکو اڑا دیگا مین اُسے دولت دنیا سے
مستغنی کر دونگا اور حضور شاہزادہ عالم مین بتقریب اُسکی شجاعت کے سعی کر کے مقرب خاص کرا دونگا گولہ اندازون نے عرض کی کہ ای
فضل بن گیا ہور خون آشام اصل حقیقت یہ ہی کہ قاہر بن قہرمان عجمی ستون بارگاہ لقا شجیع روزگار بلا کا شخص ہی ہمنا تک ہمسے
ہو سکیگا ہم حتی المقدور اپنے کوتاہی نہ کرینگے اسلیے کہ جسوقت یہ قلعہ مین پہونچ جائیگا تو پھر ڈھنڈ ڈھنڈوا کے ہمکو مع ہمارے عیال
و اطفال کے خدا جانے کس عذاب الیم مین مبتلا کریگا یا مار ڈالیگا ہمکو بھی جان عزیز ہی ای فضل بن گیا ہور خون آشام کچھ فقط تیرے حکم پر
ہم بند نہین ہم خود اس آفت زمانہ سے الامان الامان کرتے اور حذر مانگتے ہین ابھی گولہ انداز یہی کہرہے تھے کہ دیکھا قاہر بن قہرمان عجمی برابر
توپ کے گولے کی زد کے پہونچا اور گولہ اندازون نے ساتون توپون کے مہران سامنے کر کے نشانے باندھ کے مہتاب دکھلائی اور برابر ساتون توپون
کو فیر کیا قاہر بن قہرمان عجمی نے جو گولہ سامنے سے آیا اُسنے تو اپنے گرز پر روکا کہ فکان گرز کی کھاکے جس زور سے گولہ آتا تھا اُسی طرح سے
پلٹ گیا دور جا کے گرا اور جو گولہ کہ داہنے بائین آتے دیکھا اسکو جانے دیا اسی طرح سے گرز کو اپنے منھ کی پناہ کیے قریب خندق کے پہونچا اور وہان
گرگدن پر سے اُتر کے اپنے گرز کو خندق مین ڈال کے بطور پل کے بنایا اور ہرچند گولہ اندازون نے اوپر سے تیل کے کڑھاؤ اور کڑک کے پیلے اور
بارود کی ہنڈیان اور ماما اور متولا مارنا شروع کیا مگر قاہر بن قہرمان عجمی نے مطلق خیال نہ کیا اور دامن گردان کے اسی اپنے گرز پر چڑھ کے
خندق کے پار اُتر گیا اور پھر گرز کو اُٹھا کے قلعہ کے دروازے پر جا پہونچا اور ایک ضرب گرز مین دروازے کو قلعہ کے بیخ و بن سے گرا دیا سب چولین
دروازے کی ٹوٹ گئین بعد اسکے قاہر شمشیر برہنہ لیے اندرون قلعہ گھسا اور وہان جتنے گولہ انداز تھے دور ہی سے قاہر بن قہرمان عجمی کو
تلوار کھینچے آتے دیکھکر توپین چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوے یہان گنجاب بھی پیچھے پیچھے قاہر بن قہرمان عجمی کے مع اپنے تمام لشکر کے گھوڑے
کو چمکاتا شہر مین داخل ہوا اور شادیانے فتح کے بجوا کے اپنے تخت پر جا بیٹھا چار طرف سے نذرین گزرنے لگین نیکا یک یہ خبر جو محل مین
پہونچی اور ملکہ گوہر ملک نے سنا کہ گنجاب شہر مین داخل ہوا اور قاہر بن قہرمان عجمی نے دروازہ قلعہ کو توڑ کے اندرون قلعہ اپنا عمل
دخل کر لیا آہ جانکاہ جگر سے کھینچا اپنے دل مین سوچی کہ اب جسوقت یہ موذی گنجاب مجھے پائیگا اسوقت جان سے مار ڈالیگا اور خدا جانے

کس کس عذاب الیم سے کون کون سے ظلم مجھپر کرکے ترسا ترسا کے ماریگا بس یہ سوچ کے حالت یاس و ہراس مین اُسیوقت ایک پانگوش پرانا پڑا تھا اُسکو منھ پر ڈالکے اور منھ اپنا چھپا کے محل سے باہر نکلی اور صبح صادق کا وقت کچھ تھوڑی تاریکی شب کی باقی تھی کہ سراسیمہ و مضطر ایک سمت جاکر جلد جلد قدم اُٹھاتے جاتی تھی کوئی چار گھڑی دن چڑھے ایک کوچہ مین پہونچی لیکن وہ زمین سنگلاخ اور تلوے اُسکے مثل گل نازک تر کثرت پیادہ روی سے ہر قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کے گرتی تھی اور پھر سنبھل کے خائف و ترسان مثل بید لرزان اُٹھ کھڑی ہوتی تھی وہ نصف کوچہ طے کرگئی تو اُسنے دیکھا کہ ایکطرف چھوٹا سا مکان تعمیر ہے دروازہ اُسکا کھلا ہے اور کوئی گرد و پیش اسوقت آنے جانیوالا نہین معلوم ہوتا ہے بیساختہ بدحواس از خود رفتہ اس حویلی مین گھس گئی وہان ایک پیرزال ستر اسی برس ایک کاسن و سال اشعار ضعیف اسقدر تھی وہ پیرانہ سال ؛ کر چانا ہی کے ہتر ہتے سب سر کے بال ؛ کوئی دانت منھ مین نہ تھا زنہار ؛ کہ روتی جوانی کو وہ ڈاڑھ مار ؛ ہوا جھریون سے تھا یہ حال تن ؛ کہ جیسے چبھوا رج دامن پیرہن ؛ نہایت محتاج اور غریب شکستہ حال میلے کپڑے پہنے بیٹھی تھی اُسنے جو ملکہ گوہر ملک کو با این بے سروسامانی پریشان و مضطر اپنے گھر مین آتے دیکھا تو وہ ضعیفہ گھبرا کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور بہ کمال شفقت پوچھنے لگی کہ مین قربان جاؤن خیر باشد تم کون ہو اور اسقدر کیون بدحواس اور گھبرائی ہوئی یہان میرے گھر مین کیونکر آئی ہو ملکہ گوہر ملک نے اشک آنکھون مین بھر کے کہا اے مادر مہربان شعر با چشم تر ہون یا رگ تاک بریدہ ہون ؛ جو کچھ کہو سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون ؛ اور راز ابتدا تا انتہا سب حال اپنا اُس پیرزال سے بیان کیا اُس بڑھیا نے بہت سا افسوس کرکے ملکہ کی سر سے پانؤن تک بلائین لین اور کہنے لگی واری ایک جان میری حاضر ہے سو تمھارے اوپر صدقے کردونگی میرے جیتے جی تو تمھارے دشمنون کو یہان کوئی غارت گیا کہان پائیگا تم بد جمعی یہان بیٹھی رہو بارے ملکہ گوہر ملک عاجز و مجبور بیجان رہکر اُس کوٹھری مین چھپکے بیٹھ رہی ہے وہان فضل بن گیاہور خون آشام نے جو دیکھا کہ قاہر بن قہرمان نے قلعہ لے لیا اور گنجاب کا شہر سنجان مین عمل دخل بدستور ہوگیا فضل ایک دروازہ باغ مین تھا اُسنے کھولکر مع اپنے اُن ساتون بھائیون اور ایک لاکھ چالیس ہزار سوار کے ایک سمت نکل کے چلدیا اب [illegible]

جبتک دو کلمے داستان گنجاب علیہ اللعن و العذاب بیان کیے جاتے ہین

گنجاب اپنی بارگاہ مین دو تین گھڑی بیٹھ کے جسوقت کہ دربار برخاست ہوا تو اندرون محل داخل ہوا اور ہر چند تمام محل مین ملکہ گوہر ملک کو تلاش کیا کہین کچھ سراغ اُسکا نہ ملا تب نہایت مشوش اور متفکر باہر نکلا اور یہ تذکرہ ملکہ گوہر ملک کے نہ ملنے کا اپنے مقربون و مصاحبون سے کرنے لگا خواجہ کراز الدین ملک بختیارک شوم کا فرزند دلبند نے یہ حال سنکے کہا کہ یا پیغمبر مرسل ملکہ گوہر ملک بیشک و شبہہ ولد زوق سے بیتاب ہو کے بھاگ گئی سر مو اسمین فرق نہین مگر یہ بھی یقین ہے کہ ابھی اسی شہر مین ہے شہر کی خانہ تلاشی جو لیجاوے تو ملجائیگی باہر کہین وہ نہ جا سکیگی منادی شہر مین ہو جاوے ضرور خانہ تلاشی ہو تو بہتر ہے گنجاب نے بموجب کہنے بختیارک کے سنجانی عیار کو بلا کے تمام حکم دیا کہ ہان جلد منادی کرادے کہ جو شخص ملکہ گوہر ملک کا سراغ لگا لاوے اور خبر پہونچاوے کہ فلان مکان مین یا فلان محلہ مین فلان شخص کے گھر مین ہے اُسے سرکار پیغمبر مرسل سے بہت سا کچھ انعام و اکرام ملیگا اور جو شخص کہ اپنے گھر مین ملکہ گوہر ملک کو چھپائیگا اور سرکار مین آ سکے اطلاع نہ کریگا اُسکا مال و اسباب گھر بار سب تاخت و تاراج کرلیا جائیگا اور زن بچے اُسکے کولھو مین ڈلوا کے پلوا دیے جائینگے چنانچہ سنجانی عیار نے حسب الحکم گنجاب کے ڈھونڈھنے کو ملکہ کے کچھ لوگ ہمراہ کر دیے اور وہ ڈھنڈھورا یہ کوچہ بکوچہ چار سو بازار مین دل پر جبر بمارتا یہ منادی کرتا پھرتا تھا حسب اتفاق جس پیرزال کے گھر مین ملکہ گوہر ملک چھپی بیٹھی تھی اُسکا ایک بیٹا تھا حرامزادہ اور قمار باز اور بد ذات تھا وہ ولد الزنا ایک بھنگیڑ بہنگی کی دوکان پر بیٹھا درجہ بھنگ کا پیتا مرچنگ بجا رہا تھا اُسنے یہ ڈھنڈھورا اور منادی سنکے اپنے دل مین خیال کیا کہ چلکے اپنی بڑھیا اماں کو لیلیے دلال مکارہ کمینون کے کچھ بیچکین سوت کی کچھ کرتیان جالی کی دکھا کہون کہ تو شہر سنجان مین ہر ایک کے گھر مین اس حیلہ سے تلاش کر اگر کہین گوہر ملک کا پتہ ملجاوے تو گنجاب سے جاکے کہون اور بہت سا روپیہ اشرفی اسکے صلہ مین جو پاؤن وہ خوب جی کھولکے جھکے لگے تجے پہ ہزار دو ہزار روپیہ کا ایک ایک داؤن بد دون اسکے

اپنے جوان بیٹے کو جنون سے لاکھون روپیہ جیت لاؤن اور خوب چرس گانجے کے دم اُڑاؤن اور قدحے لفنگ کے پیون پس وہ شیطان
علیہ اللعن اس پیرزال کے گھر مین آیا ملکہ گوہر ملک نے جو دروازہ کھلنے کی آہٹ پائی تو جلدی سے اُٹھکر اسی حجرے مین جا بیٹھی
وہ بیٹا اُس بڑھیا کا بازار سے گوشت لایا تھا اسے صاف کرنے کے لیے ایک ظرف مانگا اور اس گوشت کو پاک کرتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا
کہ اماں آج پیغمبر زادی گوہر ملک اپنے یار بدیع الزمان کے عشق مین گھر سے نکل بھاگی ہے اور پیغمبر مرسل نے منادی کرادی ہے کہ جو
کوئی گوہر ملک کا سراغ لگا لائے سرکار سے بہت سا روپیہ اُسکو انعام ملیگا اسلیے مین چاہتا ہون کہ تو چادر اوڑھکے یہان محلے والون کے
اور ادھر ادھر کے گھرون مین جاکے تلاش کر اگر کہین گوہر ملک کا پتا لگا لا تو مجھے ہزار روپیہ ابھی سرکار گنجاب سے ملجائے اُس بڑھیا نے کہا
ای خانہ خراب کمبخت نالائق پھر ایسی بات اپنے منھ سے نہ نکالیو تو خاک مین ملے روپیہ انعام لینے والا ہے غضب کوئی بھی ایسا کام کرتا ہے ایک
بیچاری صاحبزادی پردہ نشین فلک زدہ ستم رسیدہ کا صبر سمیٹے کے اور اُسکو مبتلاے مصائب کو نہ آفات کرکے دشمنون کے حوالے
جو تو کر دیگا تو وہ روپیہ تو کے دن کھائیگا غارت کئے خدا کا قہر تیری جان پر ٹوٹیگا عاقبت تیری خراب ہوجائیگی اور کیا تجھے یہ خبر ہے کہ ماں
اسکی ملکہ غنچہ خاتون سعی سفارش کرکے ملکہ گوہر ملک کو پھر بچالے تو تیرا کیا حال ہوگا وہ تو باپ ہے وہ بیٹی ہے جگر جگر است دگر دگر
جب چار دن مین وہ ملگئی تو کسی نہ کسی حیلے بہانے سے کوئی تقصیر کوئی جرم تیرے ذمہ ثابت کرکے وہ ملکہ گوہر ملک یا اسکی ماں ملکہ غنچہ خاتون
تجھے جیتا نہ گڑوا دیگی خبردار ایسا کام کبھی نہ کرنا بلکہ عیب پوشی مین بڑا مزا ہے ابھی وہ بڑھیا اپنے اس ولدالزنا بیٹے سے یہ باتین کر رہی تھی
کہ حسب اتفاق ایک بلی کہین سے آگئی اور جھپٹ کر ایک بوٹی گوشت کی لیکر اسی کوٹھری مین جہان ملکہ بیٹھی تھی گھس گئی یہ شہدا
حرامزادہ بیٹا اُس بڑھیا کا کہ بڑا ہی ڈھیٹھ اور دانہ زود شیطان علیہ اللعن تھا شعر بردہ ناخنے ز گربہ چالاک * خوردنش خوردہ سگ ناپاک *
یہ بھی ساتھ ہی اُس بلی کے دوڑکر کوٹھری مین گھس گیا اور یکایک ملکہ گوہر ملک کو وہان بیٹھا دیکھکر بہت خوش ہوا اور عنقریب تھا
کہ شادی مرگ ہو جائے کہنے لگا کہ واہ میرے استاد کیا کہنا ہے خوب بردہا ہاتھ آئی ملکہ گوہر ملک نے اس حرامزادے سے بہزار عجز و انکسار
باچشم خونبار اپنے دونون ہاتھ باندھکے کہا کہ مین نے تجھے اپنے منھ سے بھائی کہا ای بھائی گنجاب تجھے کیا خاک دیگا اگر اللہ میرے دن
پھیرے اور شاہزادہ بدیع الزمان پھر تشریف لائے تو مین تجھے منصب و جاگیر دلوا دون گی اور اسقدر اشرفی روپیہ تجھے دونگی کہ پھر
تجھے دولت دنیا کی محتاجی نہ رہیگی اور یہ کہکے ایک جوڑی نورتن کی کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہرات اُسمین نصب تھا اپنے بازوؤن پر سے
اُتارکے اس ناشدنی بڑھیا کے بیٹے کو عطا فرمائی اور پھر بہت سی منت و خوشامد کرکے سمجھا دیا کہ دیکھیو کہین خدا کے واسطے میرا چرچا نہ کرنا
وہ نالائق جوڑی نورتن کی لے کے یہ کہتا ہوا کہ یہی تو نشانی ہاتھ آئی ہے ہرچند وہ پیرزال روکا کی اور سدراہ ہوئی اُسنے بڑھیا کو
گالیان دے کے جھٹ پٹ دروازہ کھولا اور باہر نکل کے اس ڈھنڈھورچی کو ڈھونڈھتا ہوا کوس بھر جاکے اس ڈھنڈھورچی
سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھے تم اگر گنجاب کے پاس لیے چلو تو مین پتا ملکہ گوہر ملک کا ابھی لگا دونگا وہ لوگ جو ڈھنڈھورچی کے
ساتھ تھے اُن سبھون نے نہایت خوش ہوکے اُس ولدالزنا بڑھیا کے چھوکرے کو اپنے ہمراہ لیا اور گنجاب کے پاس لیجاکے کہا کہ یہ شخص
کہتا ہے کہ مین ملکہ گوہر ملک کا پتا جانتا ہون گنجاب نے اُسے بلا کے پوچھا کہ تو نے ملکہ کا سراغ بہم پہونچایا ہے اُسنے کہا کہ یا پیغمبر مرسل
وہ تو میرے گھر مین چھپی بیٹھی ہے اور یہ جوڑی نورتن کی مجھے دے کے بہت سی میری منتین اور خوشامدین رو رو کے کرتی تھی اور کہتی تھی کہ
تو پیغمبر مرسل سے جاکے نہ کہنا مین تجھے بدیع الزمان سے منصب اور جاگیر دلوا دونگی گنجاب نے وہ جوڑی نورتن کی پہچان کے اور اس لطف زمزم
کی زبانی سنکے ہزار روپیہ اسکو انعام دینے کو مشروط بشرط کہا کہ جب ملکہ کو تو اپنے گھر سے پکڑوا دے اسوقت ہزار روپیہ تجھے دونگا اور
سنجانی عیار کو مع قاہر بن قہرمان عجمی حکم دیا کہ تم اس چھوکرے کو لیکے وہان جاؤ اور ملکہ کو گرفتار کر لاؤ حسب الحکم گنجاب کے قاہر
بن قہرمان عجمی اپنی فوج ہمراہ لے کے اُس پیرزال کے بیٹے کے ساتھ وہان پہونچا اور تمام اُس کوچے اور اس محلے کو محاصرہ کرکے
اس بڑھیا کے دروازے پر گیا ایکبار آواز گھوڑون کی ٹاپون کی اور شور و غل سنکے ملکہ گوہر ملک اور وہ پیرزال جو کوٹھے پہ چڑھ گئی تھی

فوج وسپاہ کا بلوہ اور قاہر بن قہرمان عجمی کو دیکھکر ملکہ تو مثل قالب بیجان محو حیرت سکتے کی صورت جہان کھڑی تھی کھڑی رہ گئی اور
بات منھ سے نہین نکلتی تھی اور اس پیر زال نے دوتھپڑ اپنے سر پر مارکے اور تو کچھ بن نہ آیا ایک بڑا بھاری پتھر پڑا تھا اسکو اٹھاکے جو نہین اُسکے
بیٹے جہنمی علیہ اللعن نے اندر مکان کے قدم رکھا اوپر سے اُسکو اپنے بیٹے کے سر پر مارا کہ کاسہ سر اُسکا مانند گرد ویا تر بوز کے سو ٹکڑے ہو گیا
اور زمین پر گرکے پھڑک پھڑک کر جہنم واصل ہو گیا قاہر بن قہرمان عجمی بخوف و خطر اندرون مکان کے گھسکے چاہتا تھا کہ ملکہ گوہر مالک کا ہاتھ
پکڑے علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم کنجاب کا بھی قبل از پہونچنے قاہر بن قہرمان عجمی کے وہان جا پہونچا تھا یہ بھی برابر قہرمان عجمی کے تھا
اپنے یہ تہینہ قاہر کا دیکھکر کہا ہان ہان اے قاہر دست خود را نگاہدار و خبردار ایسی حرکت تو نہ کرنا کس لیے کہ یہ نہ خداوند ہجیدہ ہزار مالک باختر کی
اور منگیتر یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ خداوند لقا کی ہے اگر یاقوت شاہ سنے گا کہ قاہر نے میرے ناموس پر دست اندازی کی اور اس درجہ بےعزت
کرکے لایا ہے بلاشک و شبہہ خداوند لقا سے کہکے تجھے سنگسار کروائیگا اور مناسب یہ ہے کہ تو ملکہ گوہر مالک کو باعزت اور حرمت سوار کراکے
اُسکی مان ملکہ غنچہ خاتون کے پاس بھیجدے وہ مان ہے چاہے قتل کرے چاہے قید کرے چاہے وہ کنجاب کے پاس بھیجدے چاہے نہ بھیجے
تو معصیت سے اور مواخذہ سے بری رہیگا قاہر بن قہرمان عجمی یہ کلمات نصیحت آیات علقمہ اضطرلابی کے سنکے اپنے جی مین سوچا کہ
علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم کنجاب کا ایک مرد بزرگ جہاندیدہ اور پسندیدہ روزگار گفتگو معقول کرتا ہے خداوند لقا جو اپنے بیٹے یاقوت شاہ
کا کہنا سنے گا اور جو ہو کا پاس خاطر کرے گا وہ میرا کبھی نکریگا بیشک مجھے دوزخ ہاویہ مین اس جرم پر ڈال دیگا بہتر یہی ہے کہ مین
گوہر مالک کو ملکہ غنچہ خاتون کے پاس پہونچا دون غرض یہ سوچ کے قاہر بن قہرمان عجمی نے گوہر ملک کو باعزاز و باکرام تمام ایک
محافے مین سوار کراکے ملکہ غنچہ خاتون کے پاس بھجوا دیا اور آپ کنجاب کے پاس آیا اور یہ کہا کہ مین نے ملکہ گوہر مالک کو سوار کراکے
اندرون محل بخدمت ملکہ غنچہ خاتون پہونچا دیا کنجاب یہ سنکے نہایت درہم و برہم ہوا اور کہنے لگا کہ صاحب تم اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ
کو میرے پاس کیون نہ لائے واہ واہ باہر ہی سے باہر تمنے محل مین بھجوا دیا یہ کیا نادانی کی حرکت تمنے کی قاہر بن قہرمان عجمی نے
جواب دیا کہ کیا آپکا اختیار محل مین نہین ہے وہان سے جاکے پکڑ لائیے بختیارک نے کہا کہ ملکہ گوہر ملک اقبالمند ہے پیغمبر مرسل واقعی محل مین اگر
ملکہ اپنی مان کے پاس پہونچگئی ہے تو اب نہین لاسکتے ہین اقبالمندون کے واسطے کوئی نہ کوئی وسیلہ ایسے وقت مین نکل آتا ہے کنجاب نے زیادہ
تر جھنجھلا کے کامل خان بن کنجاب عادل خان بن کنجاب اپنے دونون بیٹون کو بلاکے حکم دیا کہ تم محل مین جاکے اُس ننگ
خاندان کو قتل کر و حسب الحکم کنجاب کے جبکہ عادل خان اور کامل خان دونون بھائی تلوارین پکڑکے بنیتہ قتل ملکہ گوہر مالک
اندرون محل داخل ہوے ملکہ غنچہ خاتون ملکہ گوہر مالک کی مان نے بہت سا سخت اور سست اُن دونون اپنے بیٹون کو کہکے باہر نکالنا
پھر وہ دونون مشورہ کرکے کہ امان جان کو کہنے دو اور اُنکا کہنا نہ مانو حسب الحکم بابا جان کے ملکہ گوہر مالک کا چل کے ایک تلوار مین کام
تمام کردین اندرون محل کے پہونچے غنچہ خاتون نے جلدی سے ملکہ گوہر مالک کو توشہ خانے مین چھپا دیا اور آپ کرسی دروازے
پر بچھا کے بیٹھی اور عادل خان اور کامل خان کو پہلے تو بہت سا منع کیا اور سمجھایا کہ میرے جیتے جی تم اُسکے مار ڈالنے والے کون
ہو بہتر یہی ہے کہ جلد میرے سامنے سے دور ہو جب اُن دونون نے ملکہ غنچہ خاتون کا کہنا نہ مانا اور اسی بات پر آمادہ ہوے کہ ہم بدون
قتل کیے اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ کے یہان سے ہرگز نہ جائینگے تب ملکہ غنچہ خاتون نے جھنجھلا کے لونڈی سے کہا کہ مارو ان
دونون خاک مین ملون اور موذیون کو انکی یہ بھی طاقت ہے کہ یہ اُسکے رونگٹے کو بھی ایذا پہونچا سکین لونڈیون نے چار طرف سے
چپلے اور لکھیڈیان لے کر جہان تک انکا زور چلا عادل خان اور کامل خان کو مارتے مارتے دلوانہ بنا کے تمام پوشاک
دونون کی پرزے پرزے کر ڈالی اور سوا اسکے محل سے بڑی ذلت اور بدحالی سے باہر نکال دیا وہ دونون ذلیل اور
خفیف ہوکر کنجاب کے پاس آئے اور رو رو کر سارا حال بیان کیا کنجاب سلے یہ حال سنکے مبہوت ہو گیا اور تاب طاقت نہ لا یا اور اسی حالت
غیظ و غضب مین تلوار ہاتھ مین اٹھا کے چلا علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم نے کنجاب سے عرض کی کہ یہ پیغمبر مرسل اسوقت اندرون محل آنکو

تشریف لیجانا مناسب نہین نجتیارک نے کہا کہ ای گنجاب یہ علقمۂ اضطرلابی وزیراعظم تیرا معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان ہی اسکے کہنے پر
تو عمل نہ کر بڑی حیرت کا مقام ہی کہ جورو درپردہ چلے اور جورو ایسی سرکش ہو کہ خاوند کا اور خاوند بھی کون تجھ ایسا پیغمبر مرسل خداوند لقا
کا جسکے مطیع حکم ہیجدہ ہزار مالک کے بادشاہ اور بڑے بڑے فرمانبروا اور تمام بندگان خداوند ہین اور سب تیرے امتی کہلاتے ہین
مین تو یہی صلاح دونگا کہ جسطرح جیسے ہو سکے ملکہ کو ہر مالک کو جاکے چشم نمائی کر اور کچھ تو زیردستے ایسا خودسر اور خودمختار اور نخوت
وخطر عنان گسستہ اولاد کو خصوصاً ایسی ذات کو اور بیٹی بھی کون کہ خداوندزادے سے منسوب ہوا اور خداوند لقا کی خاص بہو ہو
دینا نہ چاہیے جو کچھ اسکا مواخذہ اور جوابدہی پڑیگی پھر کوئی محضور خداوند لقا ماکہ غنچہ خاتون کو پوچھنے نہ آئیگا قہر خداوندی بس تیرش
تجھی سے ہوگی گنجاب نے باغوائے نجتیارک وزیراعظم یعنی علقمۂ اضطرلابی کا کہنا نہ مانا اور کوڑا پکڑے ہیبا ختہ اندرون محل جاکے
کہنے لگا کہ کہان ہی وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ لاؤ تو اسے کہ مین ابھی اسکا سر کاٹ کے تصفیہ کیے دیتا ہون اور جو کوئی اسکا ساعی
اور ممد و معاون ہوگا اسکو یہانتک کوڑے مارونگا کہ بدن اسکا پاش پاش ہو جائیگا پھر وہ سعی و سفارش کا کبھی نام نہ لیگا ملکہ
غنچہ خاتون نے کہا ای گنجاب خانہ خراب تو کیا کچھ اسوقت نشے مین ہی جو ایسی ایسی بہکی بہکی باتین کرتا ہی وہ ناموس اور منگیتر جبرئیل
درگاہ یاقوت شاہ مقرب خاص فرشتۂ قدرت خداوند باختر کی ہی تجھے لازم نہین کہ تو اسکے رونگٹے کو ایذا پہونچائے اگر تجھے یہی
منظور ہی تو اسکے خاوند کے پاس سوار کراکے بھیجدے وہ اسکا شوہر ہی چاہے قتل کرے چاہے نہ قتل کرے گنجاب نے اس تیوا
مین کچھ غنچہ خاتون کو کلمۂ سخت کہا ایک کوڑا مارا کہ تمام جسم نازک غنچہ خاتون کا شق ہو گیا اور خون جاری ہو گیا اور شدت
ایذا و درد سے ملکہ غنچہ خاتون زمین پر گرکے پھڑکنے لگی اور اسی حالت غیظ مین پھر جو اٹھی تو دوسو لونڈیون کو حکم دیا کہ ہان
او مردار لو کیا یہ تمھارا یار ہی کون ہی مارو اس سنڈے کو اور خبردار یہ اب جیتا محل سے نکلکر نہ جانے پائے اور جو کسی نے کچھ خود
بارعایت اسکی کی تو مین اس غارت گئی کی اسیوقت ناک چوٹی سے کاٹ کرتا قید حیات پھر قید سے نہ چھوڑونگی اتنا اشارہ
ملکہ غنچہ خاتون کا جو لونڈیون نے پایا تو چارطرف سے جوڑ ولا کرکے چلین اور دست پنے اور چیلے اور سونٹے لے کر جو گرین تو
گنجاب کا یہ حال تھا کہ مارے مار کے بدحواس ہو گیا تھا اور جسطرف جاتا تھا لونڈیان بلائین سی لپٹی ہوئی پیچھا نہین چھوڑتی تھین
اور ڈاڑھی کے بال تمام نوچ ڈالے کپڑے بدن کے پرزے پرزے اڑادیے نوبت یہانتک پہونچی کہ گنجاب کے تمام جسم سے
لہو بہتا ہوا ننگا فقط پائجامہ پانون مین رہ گیا تھا بہزار ذلت و خواری بھاگ کر محل سے باہر نکل گیا علقمۂ اضطرلابی نے جو یہ
حال گنجاب کا دیکھا تو بہت سی لعنت ملامت کرکے کہا ای گنجاب شعر نوا سے بلبلانت انگہ کجا لیند افتند کہ گوش ہوش بہ زبان
ہرزہ گو واری اگر تو میرا کہنا مانتا تو یہ ذلت اور رسوائی کیون ہوتی پانی جیسا تو نے نجتیارک کے کہنے پر عمل کیا ویسا
اسکا انجام دیکھا اب اگر میرے کہنے پر تو عمل کرے تو مقتضائے فراست اور صلاح وقت یہ ہی کہ ملکہ کو محافے مین سوار کراکے
سمت سابل یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا کے پاس روانہ کردے تا آیندہ کو تو الزام سے پاک رہے گنجاب نے کہا
کیا مضائقہ مگر اس ننگ خاندان کا محل سے باہر نکلنا تو بڑے اشکال اور بہت محال ہی ہان تو اگر غنچہ خاتون کو یہ سب نشیب
و فراز اور مآل کار اسکا سمجھا اور بجھا سکے اسے سوار کرادے تو البتہ ہو سکتا ہی کہ مین کچھ تعرض نکرونگا سوار کراکے اسکے منگیتر
کے پاس بھیجدونگا علقمۂ اضطرلابی نے کہا مین حتی المقدور ڈیوڑھی پر جاکے عرض کرونگا اور جسطرح سے ہو سکیگا ملکہ غنچہ
خاتون کو سمجھا کے ضامن ہو سکے پیغمبرزادی کو سوار کراکے لاتا ہون لیکن اسی شرط پر کہ نوبت شدائد اور بدعت ملکہ کو
ملک پر ہونے پائے باعزاز و تکریم اور باعزت اور حرمت انکو سابل کیطرف روانہ کردیجیے گنجاب نے کہا مجھے قبول ہی مین مطلق کچھ
نہین کہونگا ہان ایک بات ہی کہ بطور قیدیون کے بھیجونگا علقمۂ اضطرلابی نے کہا خیر اسکا مضائقہ نہین آپ باپ اسکے بزرگ
ہین اتنی چشم نمائی بھی چاہیے غرض یہ کہکے علقمۂ اضطرلابی نے ڈیوڑھی پر جاکے ملکہ غنچہ خاتون کو بہت سا سمجھایا اور یہ کہکے

کہ اگر ملکہ پیغمبر زادی سے کوئی کلمہ خلاف شان انکی پیغمبر برحق کہین یا خدانخواستہ توبہ بدعت کا ارادہ کرینگے تو غلام اس بات کا ضامن
ہے مگر بالفعل پیغمبر زادی کا وہان بھیجنا نیا النسب اور بہت مناسب ہے ملکہ غنچہ خاتون نے بھی اپنے جی مین یہی سوچ کے کہا کہ خدانخواستہ
اگر گنجاب کا کبھی قابو چل گیا تو یہ موذی بلا توقف اور بلا تامل ملکہ کے دشمنون کو مار ڈالیگا اس سے بہتر یہی ہے کہ بلا سے ملکہ کی جان تو
بچیگی سوار کرا کے اسکے منگیتر یاقوت شاہ کے پاس بھجوا دون غرض یہ کہ سوا سے سوار کر دینے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا اسوقت بمقتضاے
اضطراری نے حسب الحکم گنجاب کے ملکہ کے ہاتھون مین طلائی ہتھکڑیان اور پانون مین طلائی بیڑیان ڈالکے آہستہ سے ملکہ گوہر ملک کے
کان مین کہدیا کہ شعر ہان مشو نومید چون واقف نۂ ز اسرار غیب ؛ باشد اندر پردہ بازیہاے پنہان غم مخور ؛ اے ملکہ گھبرائیو نہین خاطر جمع
رکھنا کہ اثناے راہ مین مجھے اور شاہزادہ بدیع الزمان سے ملاقات ضرور ہوگی اور خدا چاہے تو وہ شاہزادہ رستم صولت تجھے
ان ناخداترس قوم کفار کی قید شدید سے صاف نکال لے جائیگا افضال الٰہی شامل حال چاہیے یہ رنج و غم سارا دور ہوجائیگا مصرع
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ؛ القصہ ملکہ گوہر ملک گریان اور نالان بصد آہ و فغان سر زنان اور سینہ کوبان محافے مین
بیٹھی بقول سعدی شیرازی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید ؛ گنجاب کے نام پر دو تھڑین بار بار کے برا کہنا کہلے
کو سنے دے رہی تھی اور گنجاب نے کامل خان اور عادل خان اپنے دونون بیٹون کو بلا کے مع پچاس ہزار سوار تاکید تمام
حکم دیا کہ اگر کہین راہ مین بدیع الزمان کا سامنا ہو جائے یا کہین تم سنو کہ بدیع الزمان آتا ہے تو تا دقتیکہ وہ آئے تم پہلے اس
شوخ دیدہ گیسو بریدہ کا کام تمام کر دینا جان سے مار ڈالنا زندہ و سالم نہ چھوڑنا اور اسکے بدیع الزمان کا مقابلہ کرنا جیسا موقع
و محل دیکھنا ویسا کرنا مگر خبردار اسکے قتل سے غافل نہو جانا ایسا نہو کہ بدیع الزمان آ کر سے اور چھین لے تم
سنبھالو سنبھالو وہ اس ننگ خاندان کی قید کو چھڑا لیجاے کامل خان مع عادل خان نے کہا کہ بدیع الزمان بیچارہ تو کیا حقیقت رکھتا ہے
اگر کل لشکر خدا پرستون کا ملکہ سر بسر سے مع پانچہزار پانچسو کلپنی گرد گردن کشون کے آکے چاہے کہ ملکہ کے محافہ کے قریب تک پہونچ سکے
تو کیا منھ اور کیا قدرت کسی کی آپ کے اقبال سے ہمکو یہ دعوی ہے کہ ایک کو زندہ و سالم بچکر جانے دین یہ تو یہ کہکے محافہ ملکہ کا لیے
سبائل کو روانہ ہوتے ہین یہان مرجان تیز رفتار ملکہ گوہر ملک کے عیار نے جو یہ سانحہ ہوش ربا اور حادثہ جان گزا ملکہ گوہر ملک
کے گرفتار ہو کر سمت سبائل جانے کا دیکھا تو نہایت سراسیمہ اور مضطر ہو کر بسبب اسکے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کے درۂ خون ریز مین
جا کے محارب خونریز اور ضارب خونریز کے یہان دعوت کہانے اور مصروف جشن نشاط اور محفل انبساط مین ہونے کا حال مرجان
کو معلوم تھا سمت درہ خونریز روانہ ہوا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل جبکہ قریب اس درہ کے پہونچا تو اسنے دیکھا کہ کوسون تک
لشکر مہابیل دراز ترکیب کا اس درہ خونریز کو محاصرہ کیے پڑا ہے کیا ممکن اور کیا مجال کہ انسان تو کیا حقیقت رکھتا ہے ایک چڑیا بھی اُڑکر
اُسطرف سے زندہ و سالم نکلجاے اور اندرون درہ خونریز دو سوار جا سکتے ہین کہ برابر رکاب سے رکاب ملا کے گھوڑے نکال
لیجائین تو غیر ممکن فقط ایک سوار کے جانے کا راستہ ہے مرجان عیار نے بمقتضاے فراست دل مین خیال کیا کہ اسوقت جانا مصلحت
نہین ہے جبکہ وقت شام کا ہوا اسوقت رنگ روغن عیاری ملکے ایک گداگر بنکے صدا دیتا ہوا مہابیل دراز کے لشکر مین ٹکڑے مانگنے لگا
اور گدائی کرتا ہوا ذرا جو لوگون کو غافل دیکھا جسطرح ہوائی کنج سے یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہے ایک جست کر کے درے مین داخل ہوا
اور بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان جا کے مجرا کیا شاہزادہ عالیشان مرجان کو دیکھکر نہایت شادان ہوا اور ملکہ گوہر ملک کا تصور
دل مین آگیا فرط شوق سے بیساختہ یہ شعر پڑھ کے شعر مرحبا اے طوطی شکر شکن ؛ از گل زیبا بگو با من سخن ؛ مرجان نے ایک آہ
سرد دل پر درد سے کھینچکر از ابتدا تا انتہا سارا حال مفصلاً اور مشروحاً بیان کر کے کہا کہ اے شہریار اب تو بدون تائید ایزدی اور
اعانت سرمدی ملکۂ عالم کے دشمنون کا جانبر ہونا بظاہر کچھ میرے ذہن مین نہین آتا کس لیے کہ جسوقت گنجاب نے ملکہ کو
بقید سلاسل طلائی محافہ مین سوار کر کے ہمراہ کامل خان و عادل خان اپنے دونون بیٹون اور پچاس ہزار سوار کے سمت سبائل

روانہ کیا ہی کامل خان اور عادل خان کو بتاکید تمام حکم دیدیا ہی کہ اگر اثنائے راہ مین کہین شاہزادہ بدیع الزمان آپڑے تو تم پہلے ملک کے دشمنون کا تصفیہ کرڈالنا بعد اسکے بدیع الزمان کا مقابلہ اور مجادلہ کرنا شاہزادہ بدیع الزمان یہ سانحہ ہوش ربا اور حادثۂ جانگزا سنکے ہرچند چاہتا تھا کہ ضبط کرے لیکن ضبط نہو سکا بیساختہ حالت بیکسی اور بے بسی ملکہ کی یاد کرکے زار و نزار مانند ابر بہار کے تا دیر خوب رویا کیا ہرچند رستم خان بن گنجاب نے بہت سی تسلی اُس شاہزادہ عالیجناب کی کرکے کہا کہ ای شہریار مالکہ گوہر مالک کا جناب احدیت حافظ اور نگہبان ہی مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تراست آپ اس درجہ بیتابی اور بیقراری نہ فرمائین شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ ای بھائی رستم خان مجھے تو بڑا صدمہ یہ ہی کہ مین اس درۂ خونریز سے کہ نہایت جاے خراب اور تنگ و تاریک ہی کیونکر نکلکر وہان تک پہونچونگا اور کسطرح سے ملکہ کی رہائی وہان سے ہوگی مرجان نے کہا شہریارا ایک عیاری میرے خیال مین آئی ہی اگر مقرون مصلحت اور پسند راے اقدس ہو تو کیا مضائقہ آپ ایک ایلچی کی صورت بنکے درۂ خونریز کے دروازے پر تشریف لے جائین اور یہ بات کہین کہ کوئی مہلیل دراز ترکیب سے جاکے اتنا پیغام شاہزادہ بدیع الزمان عالی مقام کا پہونچادو کہ مجھے شاہزادۂ عالم نے واسطے صلح کرنے کے ایلچی اپنا کرکے بھیجا ہی اگر مجھے مہلیل دراز ترکیب اپنے پاس بلالے تو جو کچھ شاہزادے نے فرمایا ہی مین زبانی مہلیل دراز ترکیب کے گوش گذار کرون شاہزادہ عالی مقام نے یہ تدبیر اور عیاری مرجان کی بہت پسند کی اور اسی وقت جھٹ پٹ ایلچی کی صورت بنکے سوار ہوا اور جانب حارب خونریز اور عمارب خونریز اور رستم خان بن گنجاب وغیرہ اور تمام لشکر شاہزادۂ نامور کی پشت پر آتے آتے درۂ خونریز کے برابر پہونچا اور تمام فوج و سپاہ کو درے کے اندر چھوڑا اور شاہزادۂ عالم یکہ و تنہا خاص ایلچی کی شکل جاکے برابر درۂ خونریز کے کھڑا ہوا اور مہلیل دراز ترکیب سے کہلا بھیجا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو اب منظور ہی کہ تمھارے ذریعہ سے پیغمبر مرسل سے صلح اور آشتی کرلون تو اس روز روز کے خونخرابہ اور معرکہ جنگ و جدل سے مطمئن ہون مہلیل یہ پیغام شاہزادہ عالی مقام کا سنکے اپنے دل مین نہایت خوش ہوکے کہنے لگا کہ یہ بھی فقط تائید خداوندلقا کی ہی کہ وہ بدیع الزمان جسکے ہاتھ سے اٹھارہ لاکھ سوار و پیادہ گنجاب کا الامان الامان پکارتا ہی اور گیا ہور خون آشام وغیرہ سردار اور بڑے بڑے سرکش اور دلیران عرصۂ کارزار اُسکی ضرب دست سے جانبر نہو سکے آج مجھسے پیام آشتی اور صلح کا دے کر استدعا کرے کہ میرا تصفیہ گنجاب سے کرادو گویا یہ فتح میرے نام پر لکھی جائیگی غرض یہ سمجھکے کہنے لگا کہ اچھا بدیع الزمان کے ایلچی سے کہدو کہ دس بارہ سوار اپنے ہمراہ لیکے ہمارے پاس آئے زیادہ بھیڑ بھاڑ نہو اور یہان آکر جو کچھ کہ پیام شہزادہ بدیع الزمان نے دیا ہو کہہ جاے جبکہ یہ جواب مہلیل دراز ترکیب کا شاہزادۂ عالی جناب نے سنا تو آپ اُسی شکل سے ایلچی بنا ہوا مسلح اور مکمل اور رستم خان بن گنجاب ایسے ایسے دس بہادرون کو اپنے ساتھ لیکے درۂ خونریز سے بسم اللہ کہکے باہر نکلا اور داخل بارگاہ مہلیل ہوا مہلیل دراز ترکیب نے بسبب اسکے کہ مرجان نے ہیئت شاہزادہ والاشان کی تبدیل کردی تھی مطلق نہ پہچانا مگر شان و شوکت اور عظمت و جودت شاہزادۂ عالم کی دیکھکر اپنے جی مین سوچا کہ یہ ایلچی بہت بہادر اور جوان دلیر معلوم ہوتا ہی اور عجب طرح کا رعب و دبدبہ اسکا ہی کہ بات منھ سے کرنے مین رکتا ہون قصہ مختصر گفتگو شروع ہوئی اور تقریر کو طول کھنچا نوبت ہتھیار کی پہونچی کہ ایک مرتبہ شاہزادۂ نامور نے طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا کہ منم انجم گردہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مہلیل دراز ترکیب نے نعرۂ بدیع الزمان جو سنا تو گھبرایا ہوا سپر تلوار لیکے اٹھا اور دوڑکر تلوار سر اقدس پر شاہزادۂ نامدار کے ماری شاہزادۂ والاقدر نے اُسکی ضرب کو روکے اوقت برگشتن تیغہ دو الکمر پر اُسکے مارا کہ مثل خیار تر دو پر کالے ہوکر گرا اور دم بھر پھڑک کر واصل جہنم ہوا اور کفار نابکار پیادہ اور سوار اسکے ہمراہ تھے جو سپرین تلوارین پکڑ پکڑکے چار طرف سے برسر شاہزادۂ عالی مقدار پیٹے تو رستم خان بن گنجاب سے تلوار چلنے لگی اس عرصہ مین اندرون درۂ خونریز سے سعد جنگ نشین اور سعید جنگ نشین اور حارب خونریز اور عمارب خونریز وغیرہ تشنہ شجاعان عجم

کارزار اور رفقاے جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے پیچھے سب کے سب جھٹ پٹ ایک آن ایک تہ مین تمام درے سے نکلکر
آمادہ پیکار ہوئے اور بطرفۃ العین تمام لشکر مین مہلیل کے تلاطم ڈالدیا کئی ہزار کافر تہ تیغ آبدار ہو کے داخل جہنم ہوئے باقی ہزیمت
کھا کے بھاگے چند کافرون نے لاشۂ مہلیل دراز ترکیب کو اٹھا لیا اور فراری ہو کے سمت شہر سنجان گنجاب کے پاس چلے ہمراہیان
شاہزادۂ عالیشان نے تمام مال و اسباب و نقد و جنس خیمہ ڈیرہ گھوڑے ہاتھی پالکیان شتر وغیرہ جو کچھ مہلیل دراز ترکیب کے لشکر مین
تھا سب تاخت و تاراج کر دیا اور سارا خزانہ مہلیل کا اپنے قبضہ مین کر کے شادیانے فتح کے بجوادیے اور شاہزادۂ والا مرتبت مظفر و منصور
ہو کے مع رستم خان بن گنجاب اور سعد جگر نشین اور سعید جگر نشین اور حارب خونریز اور ضارب خونریز وغیرہ بہادرون اور
فوج و سپاہ کے بشوکت تمام سمت لشکر کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب کے روانہ ہوا اثنائے راہ مین مرجان تیز رفتار
عیار جان نثار نے شاہزادۂ عالیمقام سے عرض کی کہ ای شہریار اگر حضور اس ہجوم و دھام سے مع فوج و سپاہ تشریف لیچلینگے تو کامل خان اور
عادل خان بموجب حکم گنجاب کے جسوقت سنینگے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان آتا ہی ملکۂ عالم کے دشمنون کو ہلاک کر ڈالینگے لہذا مناسب اور
صلاح وقت یہ ہی کہ حضور یکہ و تنہا بجان واحد غلام کے ہمراہ مرکب کو تیز گام کیے چلے آئین اور رستم خان اور سعد و سعید وغیرہ صاحبون
سے کہدیجیے کہ سمت چارباغ مالک حرمان دیوکش جائین اور وہین جا کے ٹھہرین چنانچہ بموجب عرض و معروض اور مشورۂ مرجان
کے شاہزادۂ عالیشان نے اپنے لشکر کو سمت چارباغ روانہ کر دیا اور آپ تن تنہا مع مرجان تیز رفتار بہ نیت رہائی ملکہ گوہر مالک پرسے
گھوڑا اڑاے قریب لشکر کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب کے پہونچا اور چاہا کہ شبخون فوج و سپاہ پر کامل خان
اور عادل خان کی مارے مرجان نے منع کیا اور کہا کہ ای شہریار زنہار یہ ارادہ ہرگز نہ کیجیے گا ملکۂ عالم کے دشمنون کو کامل خان اور
عادل خان آپکی آمد اور آپکا نام سنتے ہی زندہ نہ چھوڑینگے آپ ایک گھڑی دو گھڑی اسی مقام پر ٹھہرین غلام جا کے بعیاری ملکہ کو بھی
لیے آتا ہی یہ کہکے مرجان تیز رفتار ایک روغن اپنے منہ پر ملکے ہو بہو سنجانی عیار اپنے باپ کی صورت بنگیا اور جستجو کرتا ہوا کامل خان کی بارگاہ
مین جا کے مجرا کیا اور کہا کہ پیغمبر مرسل نے مجکو واسطے حفاظت اور نگہبانی کے بھیجا ہی اور بتاکید تمام کہا یا ہی کہ تاوقتیکہ شہر سبائل مین محافظ
ملکہ کا نہ پہونچے تو خبردار اور زنہار کہین لحظہ بھر جدا نہونا چنانچہ مین ابھی جانتا ہون کہ میرا بڑا بیٹا مرجان بڑا شہدا اور نالائق ننگ
خاندان ہی جسنے ہواخواہی بدیع الزمان مین میرے لخت جگر پارہ جان مروارید غلطان میرے چھوٹے بیٹے کو بھی آ کے اپنے
چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا وہ لاشک و لاریب عیاری و مکاری سے غافل نہوگا اور جبتک اسکا زور چلیگا وہ ہیتال کے کوئی نہ کوئی مکر
و فریب ہیاکر کے ملکہ کو چھڑا لیجائیگا تو مجھے بڑی ذلت اور روسیاہی پیغمبر مرسل کے سامنے ہوگی اس لیے حاضر ہوا ہون کہ اب تم دونون
صاحب اس بات سے محض بیخوف و خطر رہو ملکہ کے محافظے کی حفاظت مین کرونگا اور جسوقت کہ مین نے کہین اثنائے راہ مین دیکھ لیا
تو جسطرح سے اپنا مرنا برحق جانتا ہون اسیطرح سے اپنے مروارید غلطان چھوٹے بیٹے کے خون کا قصاص اس سے لینا اور اسکا مار ڈالنا
برحق سمجھتا ہون کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب نے سنجانی عیار سمجھکر مرجان سے کہا کہ بس اب ہماری دلجمعی
ہوگئی خوب ہوا جو تم آگئے لو ذرا اندر خیمہ کے جا کے اس ننگ خاندان کو دیکھ آؤ کہ کیا کر رہی ہی مرجان تیز رفتار سنجانی کی صورت بنا ہوا
بیساختہ خیمہ کے اندر گیا تو سب انھون نے مرجان کی صورت دیکھکر جانا کہ گنجاب نے سنجانی عیار کو ملکۂ عالم کی نگہبانی کے واسطے بھیجا
ہی اس سے تو کوئی محل مین چھپتا نہین اور نہ کبھی ملکہ نے اس سے پردہ و حجاب کیا ملکہ کا دل ہر چند سنکے آمد و محنت آمد و ہمان اور ظلم
مین یہ بھی جو چاہے وہ حکومت کرے اسمین ملکہ گوہر مالک کی نگاہ جو سنجانی نقلی سے دوچار ہوگئی تو اسنے اشارے سے کہا کہ ای ملکہ
گھبراؤ نہین مین سنجانی عیار نہین ہون ملکہ نے بنگاہ اولین پہچانا کہ یہ سنجانی نہین ہی یہ مرجان ہی میرا کام میری رہائی کے واسطے آیا
ہی بس ملکہ اپنے جی مین اندر سے خوش ہوئی کہنے لگی کہ رضیتا بالقضا خیر مرنا تو برحق ہی ارا ہی چھوکریو دادا کے لیے شراب لاؤ کچھ کھانا تو کھلاؤ
لونڈیان باندیان گلابیان شراب کی لائین اور باورچی خانے والی نے خاصہ خوان مین لگا کے تورہ پوش ڈالکر لا کے آگے رکھدیا

ملکہ نے کہا دعوی کچھ بھوکھ ہو تو آ کھانا کھانے سنجانی نقلی نے کہا کہ پیغمبر زادی تمنے اور تمہاری ساتھ والیون نے بھی کھایا ہی یا ابھی کچھ نہین کھایا سبھون نے کہا کہ سنجانی کیسا کھانا اب ہم سب تو قیدی بندیان پیغمبر مرسل کی ہین جب ہماری ملکہ نے آج دوسرا دن ہی کر دانہ منھہ پر نہین رکھا ہی تو لعنت ہی ہمارے کھانے پینے پر سنجانی نقلی نے کہا کہ صاحبو ملکہ کے نہ کھانے سے کیا ہوتا ہی کیون خلاف شان اپنے خاندان کے انھون نے ایک حرکت نالائق کی خیر اب جیسا کیا ویسا اسکا انجام دیکھین اور کیا انکا اسمین نقصان ہی گیا باپ نے اور کچھ تشدد اور تشدد اندیشی کرنا مناسب نہ جانا بہ خیال آل اندیشی کہ وقت بازپرس خداوند باختر کو کیا جواب دیتے اسکے سنگبتر یاقوت شاہ کے پاس انھین بھیجے دیتا ہی کھانا کھائین پانی پئین آخر ایکدن وہان جانا ہوتا اسکا رنج کرنا بیجا ہی غرض ایسی باتین بناکے دسترخوان بچھوا دیا اور جتنا خاصہ خوان مین آیا کھانا سبکو آگے اٹھا سکے دکھنا شروع کیا اور الٹ پلٹ مین ہر ایک کھانے مین بیہوشی ملادی اور جتنی گلابیان شراب کی تھین سب کی شراب الٹ پلٹ کرتین ایک ایک چٹکی بیہوشی کی ڈالدی اور جسوقت کہ وہ کھانا سب نے کھایا اور شراب پی سب کے سب بیہوش ہو گئے تڑاق پڑاق چار طرف گرے سنجانی نقلی نے چٹ پٹ ملکہ گوہر ملک کا پشتارا باندھکر کاندھے پر رکھا اور پشت پر سے خیمہ کو چاک کر کے نکلا وہان ایک نوکر کسیکا گھوڑا بازین ولگام مرصع کارا ور ایک دستا بقچہ اسمین ایک جوڑا مردانہ بندھا ہوا لیے کھڑا تھا مرجان نے برابر جا کے اس سائیس کو ایک بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ چار دن شانے چت بیہوش ہو کر گر پڑا اور مرجان نے تمام اس گھوڑے پر سوار ہو کے چلا چند قدم پر جا کے اسنے دیکھا کہ ایک بچشا خیمہ روشن ہی مرجان نے جلدی سے اس بچشا خیمہ کو لیکر اس خیمہ مین لگا دیا مرجان تو گھوڑے کو تازیانہ کر کے جادہ جاسیدھا بخدمت شاہزادہ والا مرتبت روانہ ہوا اور وہان جو خیمہ سے آگ بھڑک کر اٹھی تو اس خیمے اور ڈیرے مین چار طرف آگ پھیلی اور سوار اور پیادے سب آگ بجھانے کے ہلڑ مین مصروف ہوئے میان مرجان عیار ملکہ کا پشتارا لیے گھوڑے کو اڑائے حضور شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن پہونچا اور پشتارے کو سامنے شاہزادہ عالم کے رکھ کر کھولکر فتیلہ رفع بیہوشی کا دیا چھینک آئی اور ملکہ کی آنکھ کھل گئی شاہزادہ بدیع الزمان نے ملکہ کو یکایک گلے لگا لیا مرجان نے کہا حضور اسوقت ٹھہرنے اور بات کرنے کا موقع نہین یہ جوڑا مردانہ پوشاک کا ملکہ کو پہنا کے ابھی تھوڑی شب باقی ہی جھٹ پٹ یہان سے سوار ہو کے اپنے لشکر سے ملی ہو چلیے شاہزادہ بدیع الزمان نے مرجان کی بہت سی تعریف اور قدردانی کر کے جیسا اسکے کہنے سے ملکہ کو مردانہ پوشاک پہنا کے گھوڑے پر سوار کیا اور آپ اپنے مرکب پر سوار ہو کے مع ملکہ سمت چار باغ روانہ ہوا اور مرجان تیز رفتار ہمراہ رکاب ظفر انتساب کے جب تک یہان کامل خان عادل خان کے لشکر کا حال سنیے کہ جب شعر ظلمت شب سے نمایان ہو چلے آثار صبح نہ آتش خورشید کی گرمی بازار صبح یعنی وقت صبح کا ہوا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو جتنی لونڈیان باندیان بیہوش پڑی تھین آنکھ دماغون مین جو ہوا لگی تو سبکی بیہوشی اتر گئی اور ایک ایک نے اٹھکر دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک پلنگ پر نہین تمام خیمہ مین تلاطم پڑ گیا اور جبکہ کامل خان اور عادل خان نے یہ حال سنا کہ شب کو سنجانی عیار لونڈیون کو بیہوشی دے کے اور خیمہ مین آگ لگا کے ملکہ گوہر ملک کو لیگیا ان دونون نے آپسمین کہا کہ سنجانی عیار سے یہ مکر ابھی کبھی نہین ہوئی ہوگی مگر ثابت ہوتا ہی کہ اسکا بیٹا مرجان تیز رفتار طرفدار بدیع الزمان نادیدہ خدا کا پرستار ہو گیا ہی اسنے یہ عیاری کی ہر چلو اسے اب ڈھونڈھین یہ کہکے اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوئے اور مع پچاس ہزار سوار تلاش ملکہ گوہر ملک اور مرجان عیار گھوڑ دون کو سرپٹ ڈالے لشکر کا پتا اور نشان پوچھتے روانہ ہوئے

اب حال شاہزادہ باقبال بدیع الزمان کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جب شاہزادہ بدیع الزمان مع ملکہ گوہر ملک و مرجان عیار گھوڑون کو سرپٹ ڈالے صبح ہوتے ہوتے قریب تل سنجان کہ شہر سے کوئی چار پانچ کوس کے فاصلے پر تھا پہونچا اور کیفیت اور فضا وہان کی دیکھکر واسطے ادا سے نماز صبح اپنے مرکب پر

اُترکے ایک چشمہ آب پر وضو کرنے لگا ملکہ گوہر ملک بھی گھوڑے پر سے اُتر کے زین پوش کو بچھوا کے بیٹھی سیر دیکھ رہی تھی اور
مرجان عیار بالاے ٹیکرہ جاکے چار طرف دیکھ رہا ہے اور ہر مرتبہ شاہزادۂ عالی شان سے تاکید تمام کہتا ہے کہ شہریار زیادہ توقف
کرنا مناسب نہیں ہے بس نماز سے فارغ ہو کے سوار ہو جیے چار باغ میں پہونچکر پھر جو مرضی مبارک ہو کیجیے گا ملکہ گوہر ملک نے
جواب دیا کہ بھیا مرجان تین شبانہ روز ہمکو دوا دوش میں گذرے ہیں کہ کھانا تک نصیب نہیں ہوا ہیں تو گھوڑے کی سواری سے
شل ہو گئی ہوں ذرا میاں دو چار گھڑی دم لیکے سوار ہونگی ایسی مصیبت تو میرے دشمنوں پر کبھی خواب میں نہیں پڑی جیسی آج
مجھپر قیامت نازل ہو رہی ہے شاہزادہ عالی نے کہا کہ واقعی ملکہ تم سچ کہتی ہو مگر مشیت پروردگار سے کیا چارہ ہے دو چار گھڑی آرام کرنیکو
تم کہتی ہو مجدا میں کہتا ہوں کہ آج یہیں مقام کر لینا لیکن خدانخواستہ ڈر یہ ہے کہ کہیں پیچھے سے فوج نہ کسی غنیم کی آ پہونچے پھر اس وقت
مجھے اپنا تو بربا کیہ کچھ خیال نہیں شعر من مست جام عشقم از خود خبر ندارم ؂ گر سر رود درین رہ پروا سے سر ندارم ؂ فقط تمھارے سبب سے میرا
دلکو یہ پریشانی ہے اگر تمھارا ساتھ نہ ہوتا تو کچھ غم نہ تھا ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ سوار ہو جیے اگر میں اثناے راہ میں مر بھی جاؤں تو یہ سعادت
میری مگر مجھے یہ منظور نہیں کہ خدا نہ کرے تمھارے دشمنوں پر کوئی واردات ہو جاے غرض یہ کہ شاہزادۂ بدیع الزمان چاہتا تھا
کہ گھوڑے پر سوار ہو ناگاہ شعر از دامن دشت عاج اور نگ ؂ گرد سے برخاست تو تیار نگ ؂ یعنی از پردۂ بیابان گرد سے برخاست
کہ تیرہ خیرہ سر گرد آسمان رسیدہ دیدے گرد بر زمین دو زیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے مارا گرد کو گردش نے
مارا ہوا کو دامن گرد شگفتہ ہوا مرجان نے بہ آواز بلند کہا کہ شہریار غضب کا سامنا ہو گیا کامل خان بن گنجاب اور عادل خان
بن گنجاب مع فوج و سپاہ آن پہونچے شاہزادۂ عالی مقام نے ملکہ اور مرجان کو فرمایا کہ تم دونوں اسی ٹیکرے پر ٹھہر و اور آپ
یکہ و تنہا بجان واحد قاش زین پر جا بیٹھا اور مرکب کو چمکا کے سر میدان قائم ہوا حسب اتفاق سنجانی عیار باپ مرجان کا یہ بھی
حسب الحکم گنجاب کامل خان و عادل خان کے پاس جاتا تھا اثناے راہ میں حال مرجان کی عیاری اور ملکہ گوہر ملک کے
لیجانے کا سنکے اپنا سر پیٹتا ہوا کامل خان اور عادل خان کے جو لشکر میں گیا تو کامل خان اور عادل خان نے جو مرجان
عیار کی عیاری بہیئت سنجانی عیار دیکھی تھی تو اسی شبہہ میں ان دونوں نے سنجانی کو آتے دیکھکر پہلے تو کچھ نہ کہا جب سنجانی دور سے
مجرا کرکے قریب پہونچا تو کامل خان نے جستی تمام سنجانی کا ہاتھ پکڑ کے ایک طمانچہ اس زور سے اُسکے منھ پر مارا کہ قریب تھا
کہ غش کھاکے گر پڑے اور کہا لینا اس بد ذات کو ساتھ اس آواز کے چار طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور جھٹ پٹ سنجانی کی مشکیں
باندھیں ہر چند سنجانی عیار کہتا تھا اور قسمیں کھاتا تھا کہ ای شہزادو میں سنجانی عیار پیغمبر مرسل کا ہوں میں مرجان نہیں ہوں مگر
کسی کو یقین نہیں آتا تھا آخر کار بعد زد و کوب بسیار جبکہ سنجانی قریب بہلاکت پہونچ گیا تو سب کو معلوم ہوا انہیں یہ سنجانی عیار ہے
اور مرجان نہیں ہے بارے کامل خان اور عادل خان نے سنجانی کی مشکیں کھلوا دیں اور عذر کیا کہ اے سنجانی ہم لوگ تمھاری
عیاری کیا جانیں نادانستہ دھوکے میں تمھیں گرفتار کر لیا تھا سنجانی نے کہا شعر ہر چہ رود بر سرم چون تو پسندی رواست ؂
بندہ چہ دعوے کند حکم خداوند راست ؂ القصہ یہ باتیں باہم کرکے سنجانی عیار نے دور سے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار اور
ملکہ گوہر ملک اور مرجان تیز رفتار کو دیکھا اور کہا کہ اے کامل خان اور عادل خان بن گنجاب تم دونوں صاحب بغور دیکھو
کہ بدیع الزمان تو اس ٹیکرے کے نیچے شمشیر بکف کھڑا ہے اور ملکہ اوپر اسکے بیٹھی ہے اور مرجان ترکش اور تیر دست راست
کو رکھے اور گوشۂ کمان کو تا بناگوش کھینچے برابر ملکہ کے بیٹھا اسی طرف کو نشانہ تاک رہا ہے کامل خان اور عادل خان نے
جو شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان کو یکہ و تنہا دیکھا تو اپنے ساتھ والے پچاس ہزار سواروں سے یہ کہلے کہ ای لقا پرستو
بہادرو وہاں لینا اس نادیدہ خداے آسمانی کے پرستار بدیع الزمان آفت روزگار کو اور خبردار کسی طرح سے بھاگ کر جانے
نہ دینا یہ سنکے چار طرف سے کفار مثل مور و ملخ حملہ کرکے بر سر شاہزادۂ نامور آ گھیرا اور ادھر سے شاہزادۂ رستم صولت یہ باوہ اور

رولا لشکر کفار نابکار کا دیکھکر اپنے مرکب کو چمکا کر چلا اور قبضہ طہمورث دیوبند پر ہاتھ ڈالکر طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور مثل شیر گرسنہ و تشنہ آمادہ کفار کشی ہوا اور جسطرف کو رخ کرتا تھا فوج کفار مثل گلۂ گوسفند سامنے سے پراگندہ ہو کر بہا گتی پھرتی تھی اشعار

پے قتل کفار اعدائے دین　　بمیران جنگاه و افواج کین
مہ برج خوبی شہ انجمن　　بدیع الزمان گرد لشکر شکن
چو شد حملہ ور آں شہ ارجمند　　بہ کف تیغ طہمورث دیوبند
نمودار شد خسرو کارزار　　زتن شد جدا سر ہزاران ہزار
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد　　یکے را دو کرد و دو را چار کرد
بہ فوج عدو شد اجل خندہ زن　　ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
یکے بود بے پا و بے سر یکے　　یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے
یکے بود بر نوک نیزہ طپان　　بخاک اوفتادہ یکے نیم جان
یکی بود چون مرغ بسمل بخاک　　شد از زخم خنجر یکے سینہ چاک
یکے را روان خون ز زخم سنان　　بمیدان یکے تشنہ لب داد جان
یکے داشت در سر ہوائے گریز　　یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے چشم پر نم چو تبخالہ داشت　　یکے بر لب از سوز دل نالہ داشت
یکے بود گریان بحال پدر　　یکے بر برادر یکے بر پسر
بفرط غضب آن شہ ارجمند　　ز شمشیر و خنجر ز گرز و کمند
بریدہ دریدہ و شکستہ دلبستہ　　یلان را سر و سینہ و پا و دست
تبہ شد بہر سو ہزاران ہزار　　ہمی گشت در دشت خون بیقرار
سر مردہ در زیر نعل ستور　　شدہ سر سیہ دیدۂ مور کور

جوہر تلوار کے مانند زلف بتان کے شانوں سے قوی و ستون ملے ہوئے اور حلقے کمند کے مانند گریبان کے گلوں سے سرکشوں کے لپٹے ہوئے شاہزادہ حق پرست زبردست قوی بازو کہ سیکو اسکے تیغ آبدار پر جگہ انگلی رکھنے کی نہیں خدا کو اپنا پشت پناہ سمجھے دس دس بیس بیس کفار لعین اور اعدائے بیدین کو کہ لقلق گھولتے تھے سر کاٹ کاٹ کر مثل ناخنوں کے خاک اور خون میں ڈالتا جاتا تھا لاکھوں نہ بانیں اشقیائے شریر کی مانند پیکان کے خشک اور بہا منہ اعدائے بے پیر کے مانند سوفار کے کھلے رہ گئے تھے سیکڑوں کی جانیں در زخم تیغ سے مثل طایر نو گرفتار کے طپان ہیں کتنوں کے دماغ ضرب گرز سے خون ہو کر ناک کی راہ سے بہتے تھے آخر کار وہ اشجع دہر ضیغم کارزار یعنی شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کہ تنہا اس ابر ظلم لشکر کفار اور فوج اشرار میں زخمی اور مجروح ہو کر تمام جسم اطہر اسکا زخمہائے کاری سے مثل تختہ لالہ ارغوان شگفتہ اور خستہ تھا اور ہر لب زخم سے صدا مرحبا صد مرحبا کی آتی تھی برق شمشیر سے ہزاروں خرمن جان عدو کی جلاتا ہوا لاش پر لاش دھڑ پہ دھڑ سر پر سر گراتا جاتا تھا بے اختیار زبان تیر پر کلمہ زہ جاری تھا اور کمانیں شجاعت اور قدر اندازی اس صید افگن کی دیکھکر قربان ہو رہی ہیں شعر ترک خنجر وار گردون ہر دم از چرخ برین ؛ زخم او می دید و میگفت آفرین صد آفرین ؛ اسوقت فوج اشقیا بے پیر اور لشکر اعدائے شریر نے شاہزادۂ آسمان توقیر کو تین شبانہ روز سے بے آب و دانہ تشنہ و گرسنہ سر سے پا تک زخموں میں چور بجان خستہ و رنجور یکہ و تنہا دیکھکر ہر چند کہ بسبب تیر اور شمشیر سے اس رستم صولت اشجع میدان وغا کے قریب تو کوئی جا نہیں سکتا مگر از راہ نامردی اور شقاوت چار طرف سے محاصرہ کرکے تیر باران کرنا شروع کیا انتہا یہ کہ کثرت بارش تیر سے اکثر تیر جسم اطہر پر اس والا گوہر کے کاری لگے تھے اور مرکب بادپا اس اشجع میدان وغا کا ہم تن جراحتہائے تیر و سنان سے مشبک ہو کر زمین پر گرا تب چار ناچار وہ ضیغم بیجائے کارزار جستی تمام مرکب پر سے جدا ہو کر پیادہ پا مصروف حرب و ضرب ہوا لیکن ایک تصور جو ملکہ گوہر ملک کا دل میں آگیا تو وعدہ گاہ مصاف سے جنگ رستمانہ کرتا ہوا جستجو دیکھا کہ فوج کفار رو در و تین تین تیر پر تاب پر دور دور متفرق و پراگندہ ہے جستی تمام اس ٹیکرے پر جہاں ملکہ اور مرجان تیز رفتار رہتے وہاں آیا تو دیکھا کہ ملکہ نہایت سراسیمہ و مضطر بدل بریان و دیدہ گریان حالت غش میں پڑی ہے اور مرجان تیز رفتار با چشم اشکبار ملکہ کے منہ میں پانی ٹپکا رہا ہے ناگاہ ملکہ گوہر ملک کی جو آنکھ کھل گئی تو شاہزادۂ بدیع الزمان کو از سر تا پا زخموں میں چور خون میں آغشتہ دیکھکر دو ہتڑ اپنے سر پر مارے اور خوب سینہ کوبی اور سر زنی کرکے کہنے لگی اشعار ہے ہے اے شہریار میرے

یہ دولت دیکھوں میں دشمنوں کو تیرے　　موت آتی نہیں ہے کیونکہ مر جاؤں
برق آ گرے کاش جسم جل جاؤں　　مرجاتی میں کاش پیدا ہو کر

تو اٹھتین یہ آفتین نہ سر پر	یا ہوتی تو چشم کور ہوتی	جو دیکھ سکے یون تجھے نہ روتی	ہر خون مین تر تیر تو ای دا
زخمون مین ہی چور سر سے تا پا			

ای شہریار عالی تبار ہر اک یہ مصیبت آپکی جان پر میری وجہ سے ہوئی خدا نخواستہ اگر حضور کے دشمنون کو چشم زخم پہونچا تو ہاے تمام خواتین معظمہ بالخصوص بیچاری جنت کوکبا کہینگی کہ اس کم بخت گوہر ملک نے ہمارے شہزادے کو یہان سے لیجا کر تنہا بیکس و بیدلیل بے مونس و بے یار و مددگار بیچ کفار مین شہید کرایا ہاے شہریار مین کسی کے منہ دکھلانے کے قابل نہ رہونگی مصرع گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے یہ کہکر اسقدر روئی کہ تمام روپٹا آنسوون سے تر ہوگیا شاہزادۂ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار نے یہ حال زار ملکہ کا دیکھکر باچشم اشکبار مرجان تیز رفتار سے فرمایا کہ ای مرجان یہ دنیا سراے فانی ہے اور اس زندگی مستعار اور حیات ناپائدار کا کیا اعتبار شعر دم میں بیان کیا جا سکے کیا ہے کیا نہیں کچھہ بھروسا زندگانی کو نہیں بس ای برادر اب اس لشکر کفار اور فوج اعدا سے نابکار سے کوئی صورت جانبر ہونے اور زندہ و سالم یہان سے نکل جانے کی نظر تو نہیں آتی اور اسوقت از بسکہ مین شدت درد و ایذا سے زخمہاے کاری سے جان بلب اس سراے فانی مین کوئی دم کا مہمان ہون لہذا اور کیا کہون اتنی وصیت میری یاد رکھنا کہ جبکہ مین رہرو ملک عدم ہون تو بپاس حق نمک اور میری محبت کے لیے میری ملکہ گوہر ملک کے شریک حال رہنا اور بکار سر فروشی اور جان نثاری مین قاصر نہ رہنا جہانتک تجھسے سعی و کوشش ہو سکے ملکہ کو تا بہ لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران امیر کشور گیر جہان ستان پہونچا کر میری طرف سے عرض کرنا کہ ای شہریار وہ فدوی عاصی در خاطی بدیع الزمان وقت نزع کوئی حسرت دنیا اپنے دل مین سواے زیارت اقدام عالی کے نہین رکہتا تھا اور عرصہ رزمگاہ مین پچاس ہزار سوار سے مقابلہ و مجادلہ اور جنگ کرتا ہوا کر کے فرق مبارک پر تصدق ہوگیا یہ ملکہ گوہر ملک ناموس آپکی ہے سواے آستان دولت کے اور کہین کوئی مامن و ملجا اسکا نہین ہر چند یہ عاجزہ بیوہ ہو آپکی چارون بیٹیکے عزاداری میری کریگی لہذا اسے حضور مین بھیجا ہی اور امیدوار ہون کہ از راہ تفضلات بیدریغ بنظر پرورش اسکے حال کثیر الاختلال پر رہے تا بقیہ حیات اپنے یہ کنیز زیر سایہ ہما پایہ مین آپکے اپنا زندگانی کاٹ دے اور نماز پنجگانہ مین دعاے بقاے سلطنت اور کشورستانی مین سرکار کی مصروف اور مشغول رہے اور جو خدا نخواستہ لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران نامور تک تیری رسائی نہو سکے تو ملکہ کو بخدمت شاہزادۂ والا مرتبت خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری پہونچا دینا کہ وہ لخت جان و جگر قرۃ العین نور بصر نیرا میرا اطاعت اور فرمانبرداری مین انکی کسی صورت سے از راہ سعادتمندی قاصر نہوگا اور صرف اوقات انکی بخوبی تمام وہان ہو جائیگی اتنا کہکے پھر اس شاہزادۂ عالی مقام نے فرمایا کہ ای برادر لو اب ہم تمکو اور ملکۂ عالم کو حوالۂ خداے کریم کرتے ہین وقت الوداع الوداع اور الفراق الفراق کا ہے دیکھو لشکر کفار چارطرف سے یورش کر کے قریب آن پہونچا اب زیادہ ٹھہرنا ہمارا مناسب نہین ہے یہ کہکے چاہتا تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار وہان سے اٹھے اور اس ٹیکرے سے نیچے آترے ادہر ملکہ گوہر ملک کا یہ حال تھا کہ باوصف اسکے کہ تن شاہانہ زود رسیدہ آب حیات تک بہم نہین پہونچا تھا اور طرہ اسپر یہ تھا کہ معرکۂ جدال و قتال درپیش تھا اور ایک جان و احد شاہزادۂ عالیشان کی پچاس ہزار کفار با شمشیر عریان بلوہ کیے چلے آتے تھے یہ حالت غش مین پڑی تھی بلبیا خستہ اٹھ بیٹھی اور دامن شاہزادۂ والا مرتبت کا پکڑ کے سواے سر زنی اور سینہ کوبی اور آہ و زاری اور بیقراری کے کوئی بات منہ سے نہین کہتی تھی اور بنگاہ حسرت دیکھہ رہی تھی اور ایکطرف مرجان تیز رفتار باچشم خونبار کہتا تھا کہ ای شہریار پہلے اس خانہ زاد موروثی کا یہ تھا کہ سر اقدس پر نثار ہو جاتا اور دشمنون کا روز بد نہ دیکھتا مگر افسوس ملکۂ عالم کی تنہائی اور بیکسی سو ہان روح میری ہے اسوقت کچھ غلام سے نہین بن پڑتی کہ کیا کرے بجز اسکے کہ حضور ایک ساعت بھر اور یہان توقف فرمائین کہ یہ ترکش تیرون کا خانہ زاد خالی کر کے اپنے دل کا ارمان نکال لے ابھی شاہزادۂ عالی جناب کچھ مرجان کو جواب دینے نہین پایا تھا کہ ایکبار لشکر کفار مین ایک غل ہوا کہ جتنے سوار اور رسالدار اور افسران فوج کابل خان اور عادل خان کے ہمراہ تھے سب اپنے اپنے گھوڑون پر سے اتر پڑے اور دیکھا کہ ایک شخص با محاسن سفید چالیس گز کا قد سر پر تاج مکلل و مغرق بجواہر رکھے آسمان کیطرف سے مثل برق کے چیخ مارتا اور یہ آواز دیتا ہوا آتا ہے کہ ای بندگان خداوند لقا بدانید و آگاہ باشید کہ نام من بابا چیخ زن بیابانی فرشتہ مقرب بارگاہ

اور یہان حسب الحکم شاہزادہ عالم کے تیاری جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ کی ہوئی ہنگامہ شادی اور غلغلہ مبارکبادی چار سو بلند تھا ساقیان ماہ
طلعت کی دھوم اور مغنیان مہر صورت کا ہجوم دورہ شراب کا چل رہا تھا ایک سردار سپہ سالار نشہ عشرت مین کہتا تھا شعر

ساقیا برخیز و در دہ جام را	خاک بر سر کن غم ایام را	دور چلے دور چلے ساقیا	اور چلے اور چلے ساقیا

قصہ مختصر تین شبانہ روز جلسہ ناچ رنگ کا رہا جب وقت شام کا ہوا اسوقت شاہزادہ عالی مقام محفل سے اٹھکر اندرون محل داخل ہوا
اور ملکہ گوہر ملک کے ساتھ صحبت عیش و طرب مین مصروف ہوا عمرو نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان محل مین گیا اور مجھے یہان تنہا چھوڑ
گیا عمرو بھی اٹھکر زنانی ڈیوڑھی پر آیا اور جو نہین چاہا کہ اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھے حاجب دربانون نے ہان ہان کر کے روکا اور کچھ تیوری بدلکے
کہا کہ صاحب تکو خبر ہی زنانے مین گھسے جاتے ہو عمرو نے ان سبھون کے کہنے اور روکنے کا مطلق خیال نہ کیا کہ یہ کیا بکتے ہین اور کس
سے کہتے ہین جست کرکے اندر محل کے جا پہونچا یہان حاجب دربان لیسا دل چوبدار مردہون نے شور و غل کیا کہ لینا یہ کیا حرکت انہون نے
کی اور وہان محل مین جو لونڈیون نے دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت نئی صورت شخص غیر شخص کرارا سا سر اور کلچہ سا منہ اور چھوارا سی
ناک اور بادام سے کان اور زیرہ سی آنکھین تنکا سی داڑھی طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کا منہ لاو پر کا تیر گج
کا تلے کا ہی بیساختہ محل مین گھسا چلا آتا ہے سب کو یقین ہو گیا کہ یہ آدمی نہین کوئی جن یا کوئی آسیب ہے چیخین مار مار کے چار سو ساڑھے چار سو
خواصین لونڈیان باندیان مامائین دوائین کہاریان چیلے اور لکٹھیان اور دست پنچے اور جھاڑیان اور کرچھے چار طرف سے لے لیکر دوڑین
اور عمرو کو مارنا شروع کیا عمرو نے بدحواس ہو کے جستین کرنا شروع کین اور پکار پکار کہتا تھا کہ اوحرامزادیو چھوکریو تمنے مجھپر رولا
اور بلوہ کیون کیا تمھاری ملکہ نے مجھے بلایا تب مین یہان آیا ہون لونڈیان باندیان اور زیادہ تر گھبرائی تھین اور سارے
محل مین ہنگامہ شور و غل سے قیامت بپا تھی اور چار طرف یہی دھوم تھی کہ ایک جن باغ مین آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مین تو
تمھاری ملکہ کے بلانے سے آیا ہون لیکا یک ملکہ گوہر ملک نے جو یہ غلغلہ سنا تو سر اٹھا کے چار طرف دیکھنے لگی اسمین عمرو اچککر
بھاگتا ہوا ملکہ کے برابر پہونچا اور پکارا کہ ای ملکہ عند الندان اپنی لونڈیون باندیون سے میری جان بچاؤ یہ مجھے مارے ڈالتی
ہین ملکہ عمرو کو دیکھکر تعظیماً اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی لونڈیون باندیون سے باواز بلند کہا کہ ہان ہان او کمبختو حرامزادیو دور ہو
یہ کیا کرتی ہو یہ جن نہین ہے یہ وہی بزرگ ہین جنھون نے مجھے اور شاہزادہ بدیع الزمان اور مرجان کو کامل خان اور
عادل خان کی فوج و سپاہ کے محاصرے اور ظلم سے جان بخشی کر کے یہان تک زندہ و سالم پہونچا یا ہے ارے احسان فراموشو یہ تھا
آقا سے ولی نعمت شاہزادہ والا مرتبت کے عم بزرگوار ہین لونڈیون نے کہا کہ قربان کیا تھا ایسے عم کو خدانخواستہ نوج یہ ہمارے
شاہزادہ عالم کے عمو ہون خدا جانے یہ کون آسیب ہے شاہزادہ والا تبار نے فرمایا ہان ہان چھوکریو ارے کمبختو زبان سنبھالو
خبردار کوئی بات خلاف آداب اب منھ سے نہ نکالنا یہ میرے قبلہ و کعبہ عم بزرگوار ہین یہ کہکے شاہزادہ عالی قدر واسطے تعظیم کے
اٹھا اور بہ کمال اعزاز و تکریم عمرو کو لاکے اپنے برابر مسند پر بٹھایا اور بہت سی عذر خواہی کر کے دست ادب باندھکے عرض کی
کہ اے عم بزرگوار یہ چھوکریان حضور کے حال سے آگاہ نہ تھین لہذا امیدوار ہون کہ انکے جرم و خطا کو آپ معاف فرمائین عمرو نے کہا
بیٹا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا مجھے انسے کیا شکایت ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے حال سلطان صاحبقران کا پوچھا عمرو نے کہا اے
بدیع الزمان جس دن سے تجھے ملکہ اپنے ہمراہ لے آئی حمزہ تیرے درد دوری اور غم مفارقت مین نہایت بیتاب اور بیخور و خواب بیحال
خراب با چشم پر آب ہر لحظہ و ہر لمحہ یہ شعر زبان پر لاتا تھا شعر اپنی آنکھون سے آسکے مین دیکھون : ایسا بھی کبھی خدا کریگا : بعد
چند مدت کے خواجہ آشوب سوداگر یہان سے گیا اور اسنے تمھاری عرضی پیش کر کے سارا حال صحت اشتمال تمھارا اس باغ میں آنے کا
اور ارباب باختری کے آنے کا مفصلاً اور مشروحاً بیان کیا بارے اس دن سے انکے حمزہ کے جی کو تسکین ہوئی اور مجھے تمھاری خبر
کیواسطے بھیجا مین نے حمزہ سے اقرار کیا کہ مین چالیس دن مین شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر تحقیق لاکے دونگا اس سے پہلے کہنے پر گاؤن کی کا ہوا کہ

یقین ہوا اور اُسنے شرط کی کہ اگر تم چالیس روز مین بیابان جبل القمر ہفت میل کی راہ کو طے کرکے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لاؤ
تو مین سال بھر کا خراج ملک بربر کا تمکو دون اور جو تم چالیس دن مین اُس بیابان ہفت میل کی راہ کو طے کرکے شاہزادہ بدیع الزمان
کی خبر نہ لا سکوگے تو مین تمسے شرط جیت چکا جو روپیہ سال بھر کے خراج کا از روے حساب ہوگا وہ مین تمسے جسطرح ہوگا لونگا شاہزادہ عالیشان
نے یہ حال سنکے کہا کہ عمو جان تو یہ فرمایئے کہ آپ گاؤ لنگی گاؤ سوار سے شرط جیتے اور سال بھر کے خراج کا روپیہ گاؤ لنگی سے لیکے تشریف
لائے ہین میرے واسطے آپ نہین آئے عمرو نے کہا فی الحقیقت جو تمنے کہے وہ تعجب نہین مصرع میراث پدر خواہی علم پدر آموز۔ آخر بیٹا حمزہ
کا ہی اسکی خلقت مین ایک خست بھری ہوئی ہی کبھی کسی کو کوڑی دینا نہین جانتا کیسا ہی ذی حق ہو مگر حمزہ ہزار دلائل اور براہین
اور حجج شرعی نکال کے اس بیچارے کے حق کو باطل اور کار سر فروشی اور جان نثاری اور خدمتگزاری کو مٹا کے خاک مین ملا کے
معقول کر دیگا اور ایک حبہ کبھی نہ دیگا علی ہذا القیاس وہی نحوست تیرے سولین سما گئی ہی خردون کو لازم ہی کہ بزرگون کو نذر دین
کچھ پیشکش کرین بسبب ذی اپنے خدمتگزاری مین حاضر ہون سو وہ بات تو تجھے اُستاد نے پڑھائی نہین تقریر سیکھ لی ہی شاہزادہ
بدیع الزمان عالی شان نے سرنگون ہو کر کہا کہ عمو جان بس اب زیادہ فدوی کو یہان ملکہ کے سامنے شرمندہ نہ کیجیے انشاء اللہ تعالی
جسوقت کہ بابا جان یعنی سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران یہان تشریف فرما ہونگے فدوی خزانہ گنجاب کا جو کچھ اپنے
قبضہ و تصرف مین لائیگا اُس خزانہ مین سے چہارم حصہ آپکو بطور نذر کے پیشکش کریگا عمرو نے کہا ہان بیٹا سچ ہی مصرع برات
عاشقان بر شاخ آہو۔ ملکہ گوہر ملک نے بارہ صندوق جواہرات بیش بہا کے منگا کے شاہزادہ عالم کیطرف سے عمرو کو نذر دیے
عمرو نے نہایت خوش ہو کے وہ صندوق اٹھا کے نذر زنبیل کیے اور کہا کہ ای ملکہ بھلا یہ تو تمنے شاہزادہ بدیع الزمان کی طرف سے
نذر دی ابھی میری رونمائی تمپر واجب ہی ابھی ملکہ نے کچھ جواب نہین دیا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا عمو جان رونمائی ملکہ کو
اُلٹی دین آپکو لازم ہی کہ آپ ملکہ کو رونمائی مرحمت فرمائین عمرو نے کہا نہین یہ غلط ہی رونمائی ملکہ کو چاہیے کہ وہ مجھے دین کسلیے کہ میری
صورت عجیب و غریب ہی ایسا عجیب الخلقت الشان ملکہ نے کوئی کبھی نہین دیکھا ہوگا ملکہ گوہر ملک یہ بات سنکے بے اختیار ہنس پڑی اور
دلارام وغیرہ اپنی خواصون سے اشارہ کرکے بارہ صندوق جواہرات کے اور منگائے اور سروقد مسند پر سے اٹھکے عمرو کو نذر دی عمرو نے وہ صندوق
جواہر بیش بہا کے جو دیکھے تو کمال خوش ہو کے ملکہ کو بہت سی دعائین دین اور کہا کہ بیٹا تیرا راج سہاگ قائم رہے کیا کہنا تیرا کیسے عالیخاندان کیسے
سخی کی بی بی کیسے کریم ابن کریم کی بہو تو ہی مین نے حمزہ کی اور بھی سب بہوئین دیکھی ہین مگر توبہ استغفار تیری جوتی کی برابری کوئی نہین
کر سکتی بعد اسکے وہ بارھون صندوق بھی جال الیاسی مار کے اپنی زنبیل مین رکھ لیے اور کہا کہ ای شاہزادہ بدیع الزمان جسوقت کہ مین تیری
خبر لینے کو ملک بربر سے چلا تو بعد طے کرنے بیابان ہفت میل کے بن شہر سبائل مین پہونچا تو مینے قیطلون پر چڑھ کے تمام قیطول نشینون کو خوب
سنا و ذلیل کیا اور لقا کی داڑھی کو پیشاب چھڑک چھڑک کر مونڈ لیا اور حمزہ کے دکھانے کو لیے جاتا ہون ملکہ گوہر ملک نے یہ گفتگو عمرو کی سنکے کہا
ای عمو اتنا جھوٹ بولتے ہو کہان وہ لقا کہان آپکے وہ قیطول کہان تمہارا وہان پہونچنا اور اُسکی داڑھی کا مونڈنا بات وہ کہو جو کوئی سچ
سمجھے اور کسیکے ذہن مین آسکے لقا بیچارہ ہزار ملک باختر کی خدائی کرتا ہی جو نسٹھ لاکھ سوار و پیادون کی اُسکے قیطول کے نیچے چھاؤنی رہتی ہی
جہان پرندہ پر نہین مار سکتا وہان تم بھلا کیونکر پہونچ گئے اور پیشاب چھڑک چھڑک کر داڑھی مونڈ لائے عمرو نے کہا مثل ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی
لو اسکی داڑھی تو موجود ہی پہچانو کہ اُسکی داڑھی ہی یا نہین یہ کہکے عمرو نے اپنی زنبیل مین سے لقا کی داڑھی نکالکے آگے رکھدی اور شاہزادہ بدیع الزمان
اور ملکہ گوہر ملک داڑھی لقا کی دیکھکر دنگ ہو گئے اور ملکہ کو یقین ہوا کہ عمرو سچ کہتا ہی بعد اسکے عمرو نے کہا کہ ای ملکہ اب مین گنجاب کی داڑھی مونڈنے
جاتا ہون ملکہ گوہر ملک نے کہا ای عمرو ہر چند کہ مجھے گنجاب سے کچھ سروکار نہین لگاؤ جی چاہے وہ جاکے کر دیکھو لیکن مین حیران ہون کہ
گنجاب کی بارگاہ مین ہشترہ سو سردار اور ہشترہ سو تاجدار بوقت دربار حاضر رہتے ہین وہ اب بھی ہزارون پہلوانان قدرت اور ستون بارگاہ لقا اور
سپہ سالار اور سوار اور پیادون کی آٹھ پہر نوکری و حفاظت رہتی ہی خدا نخواستہ کوئی پیچ ایسا نہ پڑ جاے کہ تمہارے دشمن وہان گرفتار ہو جائین

خداوند باختر۔ مجھے خداوند باختر نے واسطے رہبری و رہنمائی مسافران گم کردہ راہ کے اس مقام پر تعین کیا ہے جو کوئی شخص دریا میں
غرق ہوتا ہے میں اسے ڈوبنے سے بچا لیتا ہون بس یہی خدمت خداوند باختر نے مجھے مقرر کر دی ہے ابھی ایک فرشتہ وحی رسان نے
قیطول خداوندی سے میرے پاس آکے ابلاغ حکم کیا کہ تین چار دن سے تین لاکھ پچاس ہزار بندے میرے تل سنجان میں بے آب و دانہ
قریب ہلاکت پہونچے ہین اور تین شخص ایک بدیع الزمان اور دوسری ملکہ گوہر ملک اور تیسرا مرجان نادیدہ خدا کے پرستار تل سنجان کی
جو پناہ پکڑے ہین ان تینون کو مبتلائے صد گونہ آفات کر کے کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب کے حوالے کرتا میرے
دریاے قہر مین غرق کر دیے اور یہ آواز دے کر پھر وہ چرخی زن بیابانی فرشتہ مقرب بارگاہ لقا دو چار چرخ مار کے نظرون سے غائب
ہو گیا اور دم بھر بعد چکر کھاتا آسمان کی سمت سے پھر وہ زمین پر اترا کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب بھی اپنے
اپنے گھوڑون پر سے اتر پڑے اور مع پچاس ہزار سوار اپنے ساتھ والون کے سمت قیطول خداوند لقا زمین پر سجدہ کر کے کہنے لگے
کہ اے چرخی چرخ زن تم فرشتہ مقرب درگاہ خداوند کے ہو چرخ زن نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم سب کو ابھی کچھ شک ہے اسی کو
وسوسہ شیطانی کہتے ہین مگر کیا مضائقہ اب تم واسطے اطمینان اپنی جانون کے اور رفع شک کرنے کے ایک دو گھوڑے با ساز
و یراق یہان کھڑے کر دو اور دیکھو کہ مین ابھی انکو بقوت ملکوتیہ تہ زمین مین پہونچا کے تمھاری نظرون سے غائب کر دیتا ہون
اور پھر جب کہو گے تب انکو تحت الثرا سے نکال کے یہان کھڑا کر دونگا کامل خان اور عادل خان نے کہا کہ ہمارے گھوڑون
سے زیادہ تر با ساز و یراق مرصع اور کسکا ایسا گھوڑا ہے یہی دونون برابر بیچ سے پیٹھ ملائے کھڑے ہین انکو آپ غائب کر دین
تو ہمکو اعتبار اور اعتقاد ہو چرخی چرخ زن نے گلیم اپنی زنبیل سے نکالکے ان دونون گھوڑون پر ڈالدی وہ دونون گھوڑے سبکی
نظرون سے غائب ہو گئے جب کامل خان اور عادل خان وغیرہ کفار نے یہ معجزہ دیکھا تو پھر تو سبکا یہ عالم ہوا کہ اپنے اپنے دلون مین
یہ اعتقاد اور یقین لائے کہ واقعی یہ فرشتہ مقرب خداوندی ہے بیساختہ چار طرف سجدہ کرتے تھے عمرو یعنی چرخ زن نقلی نے کہا کہ بس ابھی تم سب ذرا
تماشا قدرت نمائی اپنے خداوند کا دیکھو کہ مین بدیع الزمان اور گوہر ملک اور مرجان کو تلقین کرتا ہون اگر انھون نے خداوند لقا کو سجدہ کیا
اور میرا کہنا مانا تو اسیوقت ان تینون کو دریاے قہر مین خداوند کے غرق کیے دیتا ہون یہ کہکے جانب اس ٹیکرے کے جہان شاہزادہ
بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان بیٹھے تھے مخاطب ہوا اور ایک جست کر کے اسطرح سے چرخ کھانا چاہتا تھا کہ اس ٹیکرے پر جائے کہ ملکہ تو یہ
صورت عمرو کی دیکھکر سہم گئی اور ایک طرف سے شاہزادہ عالی مقدار نے اور ایک طرف سے مرجان تیز رفتار نے تیر کو کمان مین پیوستہ کر
زہ کو زہ سے ملاتا بناگوش کھینچکر عمرو کا نشانہ تاک کر تیرون کو پرتاب کیا عمرو نے جستی تمام شاہزادہ کے تیر کو تو قلم کیا اور مرجان کے تیر کو خالی
دیکر برابر شاہزادہ نامور کے جا پہونچا اور بہ آواز بلند کہا کہ اے خیرہ سر تیرہ روزگار بندہ گستاخ یہ تیرا مقدور تھا جو تو خاص ہو کر خداوند باختر
کی جو ملکہ گوہر ملک بیٹی پیغمبر مرسل کی اور منگیتر یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ کی ہے اپنے ساتھ لیکر یہان تک آیا اور سرکشی کرتا ہے اور خداوند
باختر کے قہر و غضب سے نہین ڈرتا یہ کہکے تلوار شاہزادہ نامدار پر ماری شاہزادہ عالم نے بہ فن سپہ گری بند دست عمرو کا پکڑ کے چاہا کہ ایک
گھونسہ مارے عمرو نے آہستہ سے کہا اے فرزند خبردار ایسی حرکت نہ کرنا مجھے تو نے نہین پہچانا کہ مین کون ہون اور اپنی بائین آنکھ کا تل دکھلایا
شاہزادہ عالی شان نے جو عمرو کو پہچان لیا تو نہایت بیتاب ہو کے عمرو کے پاؤن پر گر پڑا اور بعجز و انکسار کہنے لگا کہ اے عم بزرگوار عند اللہ شبہہ
میرے دل کا جلد رفع کیجیے کہ یہ صورت آپکی مین عالم خواب مین دیکھتا ہون یا بیداری مین عمرو نے ہنسکے کہا کہ اے لخت جگر پارۂ دل شاہزادہ
بدیع الزمان نامور اسے خواب نہ سمجھ خواب نہین ہے یہ عین بیداری ہے حمزہ نے مجھے تیری خبر کے واسطے بھیجا ہے شاہزادہ عالیشان نے پوچھا کہ چچا
احوال صحت و تندرستی مزاج اقدس اعلی سلطان عالی مقام کا بیان کیجیے عمرو نے کہا کہ بیٹا حمزہ کا حال قابل بیان نہین ایک داستان
طولانی ہے یہ بیان مین کیونکر کھینچے کہون انشاء اللہ تعالی بوقت فرصت کہونگا یہ کہکے وہ گلیم اپنی مع ان گھوڑون کے کھینچ لی اور زیور اور
ساز و یراق ان گھوڑون کا اتار کر گھوڑون کو چھوڑ دیا اور پھر وہی گلیم بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان کو اڑھا دی کہ تینون شخص سب کی نظرون سے

غائب ہوگئے یہ سب کو دیکھتے تھے مگر انکو کوئی نہیں دیکھتا تھا بعد اسکے باآواز بلند کہا کہ ای کامل خان بن گنجاب اے عادل خان بن گنجاب
تم مع دو چار اپنے سرداروں کے اس ٹیکرے پر آؤ اور دیکھو کہ ان تینوں خدا پرستوں نے خداوند تعالی کی جناب میں ایک کلمہ خلاف ادب
کہا تھا اس جرم پر عتاب اور قہر خداوندی نازل ہوا ہے انہے اسی ٹیکرے کے نیچے ان تینوں کو غرق کر دیا کامل خان اور عادل خان
مع چند سرداروں کے اس ٹیکرے پر جاکے چاروں طرف خوب غور کر کے دیکھ رہے تھے مگر کہیں شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک
اور مرجان نظر نہیں آتے تھے کامل خان وغیرہ سب کو یقین کلی ہو گیا کہ یہ مقرر فرشتہ مقرب درگاہ خداوند تعالی ہی اور پھر سبھوں نے
سمت قبلہ اول خداوندی تعالی سجدے کیے اور کہنے لگے کہ یا خداوند تو برحق ہے عمرو نے کہا کہ بس اب خداوند کا حکم ہے کہ تم سب
شہر سنجان کو پھر جاؤ اور جو کچھ تمنے بچشم اپنے دیکھا ہے یہی ساری نقل گنجاب کے روبرو بیان کرنا زیادہ یہاں نہ ٹھہرو کامل خان
اور عادل خان نے فرشتہ مقرب درگاہ یعنی عمرو سے یہ سنکے اسیوقت وہاں سے مع باقیماندہ سواروں کے کوچ کر دیا اور سنجان
کیطرف جاتے ہیں انکو تو جانے دیجیے یہاں شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نے جب دیکھا کہ کامل خان بن گنجاب اور عادل خان
بن گنجاب مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے اب دور نکل گئے شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان پر سے گلیم عیاری اتاری اور کہا کہ ای
شاہزادہ عالم اب تم مع ملکہ یہاں سے جھٹ پٹ سوار ہوکے چلدو ٹھہرنا دم بھر یہاں مصلحت نہیں ہے یارو سے شاہزادہ بدیع الزمان
اور ملکہ گوہر ملک انھیں دونوں گھوڑوں پر جنکو عمرو نے کامل خان اور عادل خان سے لیکر گلیم عیاری میں چھپا دیا تھا انھیں
گھوڑوں پر سوار ہوکر مع مرجان عیار سمت چارباغ ملک حرمان دیوکش روانہ ہوئے اثنائے راہ میں شاہزادہ عالیجاہ نے فرمایا کہ
ای مرجان تو آگے جا اور ملکہ کے آنے کی خبر فضل بن گیا ہور خون آشام اور ترک جوشن پوش اور قاتل زنگی اور مقاتل زنگی
وغیرہ سرداروں سے کر دے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نے کہا میں جاکے چارباغ میں تمہارے سب رفیقوں اور جان نثاروں کو
اطلاع کیے دیتا ہوں یہ کہکے عمرو شاہزادہ عالم سے رخصت ہوکر جسطرح حلقہ چشم سے نگاہ نکلجاتی ہے آن واحد میں قریب چارباغ کے پہونچا از
بسکہ قاتل زنگی و مقاتل زنگی دونوں نے چارباغ کو بخیال مآل اندیشی بطور قلعہ کے آراستہ و پیراستہ کر رکھا تھا اور ہر وقت دروازہ باغ کا
بند رہتا ہے عمرو نے دروازہ تو کھلوانا مناسب نہ جانا ایک جست کر کے اندرون چارباغ داخل ہوا اور چہار طرف سے زنگیان ہمراہی قاتل و
مقاتل نے ان ہان کر کے سپرین تلوارین پکڑ کے عمرو کو چاہا کہ گھیر کر گرفتار کر لین مگر استغفار مرشد کامل کو کون پکڑ سکتا تھا تو جھٹ سیاتنک پہونچ کر
شاہ عیاران عیار نے ایک مرتبہ دو چار جستوں میں ان اسی ہزار حبشی بچوں کی گیر و دار سے صاف نکل کے اور فضل بن گیا ہور خون آشام
کے مکان بود و باش پر جاکے باواز بلند کہا کہ ای سرداران شاہزادہ بدیع الزمان نامدار بدانید و آگاہ باشید کہ منم مہاراج عیاری قطب
فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان
ہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مع ملکہ گوہر ملک اور مرجان عیار ہزار ہا کفار اور اعدائے نابکار کو عرصہ کارزار میں بضرب
تیغ آبدار واصل جہنم کر کے مظفر و منصور بعزت و حرمت تمام و بشوکت مالا کلام آتا ہے اور مجھے فقط تم سبھوں کو اطلاع کر دینے کے واسطے
پیشتر سے روانہ کر دیا ہے فضل بن گیا ہور خون آشام اور ترک جوشن پوش رفقائے جان نثار شاہزادہ عالیمقدار کے یہ مژدۂ جان بخش
اور سروش راحت فروش تشریف آوری شاہزادہ والا مرتبت اور نام عمرو کا سنکے شادان و فرحان بخیال اسکے کہ اکثر زبانی شاہزادہ عالیمقدار
بدیع الزمان نامدار تعریف و توصیف اور رتبہ اور مرتبہ شاہ عیاران عیار کا سنا کرتے تھے اپنے اپنے مقام پر سے اٹھ اٹھ کے دوڑے
اور ہر ایک نے بقدر اپنی ذہنی کے اشرفیان اور جواہرات وغیرہ اور اشیا بیش بہا بطور رونمائی اور پیشکش کے عمرو کو دیے اور
تمام چارباغ میں عجیب طرح کی دھوم خوشی کی پھیلی اور ہجوم مصاحبین اور ہمنشین وغیرہ ملازمین شاہزادہ عرش تمکین کا بعد از ان ایک
پالکی جھالردار مرصع کار واسطے ملکہ کی سواری کے اپنے ہمراہ لیکے سب کے سب برائے پیشوائی اور استقبال کے چلے اور اثنائے راہ میں
ملازمت شاہزادے کی حاصل کر کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب اس عالیجناب کے پھر آ کے چارباغ ملک حرمان دیوکش میں داخل ہوئے

تو پھر کوئی عیاری و مکاری وہان نہ چلیگی عمرو نے کہا ای ملکہ ہمارے تمھارے کچھ شرط اسی بات پر ہو تو کیا مضائقہ ملکہ گوہر ملک
نے کہا کہ ای عمرو پانچ ہزار اشرفیان کھتین دو دن جو تم گنجاب کی داڑھی مونڈ لاؤ اور جو تم نہ مونڈ لاؤ گے تو پانچ ہزار اشرفیان ہم
تمسے لونگی عمرو نے کہا بہت خوب ہمارے اور آپکے یہ شرط ہو چکی اور یہ کہکے عمرو روانہ ہوا اور رنگ روغن عیاری کا منھ
پر مل کے ایک فراش کی صورت بنکے دروازہ بارگاہ گنجاب پر پہونچا اور بخوف و خطر اندرون بارگاہ جاکے دیکھا کہ تخت پیغمبری
پر گنجاب بیٹھا ہے اور برابر دست راست کو ایک دنگل پر ہرمز بن نوشیروان اور ایک دنگل پر فرامرز بن نوشیروان
اور سامنے کرسی پر خواجہ گراز الدین مالک بختیارک شوم کا فرزند بیدین اور برابر ہرمز کے دست راست کو علقمہ وزیر گنجاب
کا اور بائین طرف شہراب خان بن گنجاب اور محسن خان بن گنجاب اور قاہر بن قہرمان عجمی وغیرہ سردار قریب
سترہ سو اٹھارہ سو گردن کش باادب بیٹھے ہین گنجاب سے اور بختیارک سے باتین ہو رہی ہین کامل خان بن
گنجاب اور عادل خان بن گنجاب نے آکے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور دست راست گنجاب کے تخت کے دنگلون
پر بیٹھے گنجاب نے کامل خان اور عادل خان سے پوچھا کہ ای فرزندان من بہت جلد تم خداوند کی بارگاہ سے پھر آئے
کامل خان اور عادل خان نے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار آپکو تو پرچہ وقائع سے غلامون کا حال معلوم ہو گیا ہوگا
کہ مرجان تیز رفتار سنجانی عیار کی صورت بنکے ملکہ گوہر ملک کو چرا لیگیا اور بدیع الزمان کے پاس پہونچا دیا صبح کو
ہمکو جب خبر ہوئی تب ہم دونون بھائی مع فوج و سپاہ اسکی تلاش مین دوڑے اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے برابر تل سنجان
کے پہونچے بدیع الزمان اور مرجان اور ملکہ کو گھیرا بدیع الزمان ملکہ اور مرجان کو اس ٹیکرے پر بیٹھا کے تنہا وہان
سے اترکے ہمارے مقابلے مین آیا اور تین شبانہ روز معرکہ جنگ و جدال مین قریب دس بارہ ہزار سوار و پیادے ہماری
فوج کے مارے گئے ہم دونون بھائی لڑتے لڑتے جب عاجز ہو گئے اور بدیع الزمان کا گھوڑا مارا گیا اور وہ پیادہ
پا میدان سے پلٹکے ملکہ کے دیکھنے کو پھر اسی ٹیکرے پر گیا تو اسوقت فرشتہ مقرب خاص درگاہ خداوند باختر کہ نام
اسکا باباچہ جی زرین تھا اور داڑھی اسکی تمام مقیشی تھی اور جسوقت وہ آسمان پر سے اترا تھا تو سیکڑون چکر اور پیچ
اپنے اسنے مارے کہ ہمارے سبکے ہوش اڑگئے بعد اسکے اس مقرب خاص بارگاہ خداوند نے ہمسے کہا کہ مجھے خداوند باختر
نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہے اور یہ تقدیر کی ہے کہ یہ بیابان تل سنجان مین جو مسافر کہ راہ بھول جاے اسکو راہ
بتا دینا یا جو کوئی کہ دریا مین ڈوبتا ہو اسکو ڈوبنے سے بچا لینا اور یہ کہکے اس فرشتہ مقرب خاص خداوند نے کہا
کہ اگر تمکو میری بات کا اعتبار ہو تو دو ایک گھوڑے لاؤ مین معجزے سے گھوڑون کو غائب کر دون ہم دونون بھائیون نے
اپنے دونون گھوڑے اسکے سامنے کھڑے کر دیے اس مقرب خاص نے کچھ ایسا معجزہ کیا کہ فی الحقیقت وہ دونون گھوڑے
ہماری نظرون سے غائب ہو گئے بختیارک نے یہ گفتگو کامل خان اور عادل خان کی سنکے کہا کہ صلواۃ بر محمد اور یہ
کہکے بختیارک نے پوچھا کہ ہان صاحب پھر کیا ہوا کامل خان اور عادل خان نے کہا کہ ہم دونون بھائی مع
تمام اپنی فوج کے یہ معجزہ دیکھکر سجدے مین جھکے اور اس فرشتے مقرب بارگاہ نے تل سنجان پر چڑھکے بدیع الزمان
اور ملکہ گوہر ملک اور مرجان تیز رفتار کو اپنے اعجاز سے زمین مین غرق کر دیا اور ہم دونون بھائیون کو اپنے
پاس اسی ٹیکرے پر بلاکے دکھلا دیا کہین سراغ اور پتا اور کچھ نشان بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان کا نظر نہین
آتا تھا ہمکو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ فرشتہ مقرب خاص ہے اور یہ سب اسکا معجزہ اور کرامات قدرت خداوند کی
ہے پھر ہمسے اس فرشتہ نے کہا کہ اب تم دونون بھائی اپنی فوج و سپاہ کو لیکے ملک سنجان کی طرف پھر جاؤ
بدیع الزمان کو مین نے بحسب تقدیر خداوند کے قہر مین مبتلا کر دیا اب گنجاب بہر صورت مطمئن رہے

چنانچہ بموجب حکم اُس مقرب خاص درگاہ خداوندلقا کے ہم دونون بھائی اسی دم سوار ہو کے مع اپنی فوج و سپاہ کے آپ کے پاس چلے آئے ہین بختیارک نے یہ حال زبانی کامل خان اور عادل خان سنکے گنجاب سے کہا یا پیغمبر مرسل رہے طالع رہے اقتدار کہ اب فرشتہ مقرب خاص خداوندلقا تیرے بیٹون کی مدد کے واسطے اُس بیابان تل سنجان مین آیا اور بدیع الزمان اور ماہا اور مرجان تیز رفتار کو اُسی تل سنجان مین غرق کر کے اُن دو گھوڑون کو غائب کر کے چلا گیا ایسا معجزہ تو کبھی مین نے نہین دیکھا نہ کسی سے سنا تھا تیرے دونون بیٹے خداوندلقا کے خاص بندون مین ہین خداوندلقا کا معجزہ اور فرشتہ مقرب خاص درگاہ کا قول اور تیرے بیٹون کا اعتقاد سب سچ ہی سچ ہے مگر آئندہ یہ معجزہ اور یہ فرشتۂ مقرب درگاہ خداوندا اور یہ اعتقاد جو کچھ اور رنگ نہ دکھلاے کس لیے کہ مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ؛ ابھی گنجاب بختیارک کو کچھ جواب نہین دینے پایا تھا کہ محسن خان اور سہراب خان نے گنجاب سے کہا کہ بابا جان ہم بھی حضور کے واسطے ملک بربر سے تحفہ جات وغیرہ لاے تھے یہ کہہ کے چار سو صندوق منگاے اور گنجاب نے کہا اچھا ایک صندوق کو کھولو اُسے دکھاؤ کیا کیا تحفہ لاے ہو محسن خان اور سہراب خان نے چار ہی سے ایک صندوق کا قفل جو کھولا تو سبھون نے دیکھا کہ اُسمین لید گھوڑون کی اور سرگین گاؤ کے سوا اور کوئی چیز نہین ہے گنجاب اُس سرگین گاؤ اور گھوڑون کی لید کو دیکھکر اور اُسکی تعفن اور بدبو سے نہایت پراگندہ خاطر اور بددماغ ہوا محسن خان اور سہراب خان نے یہ بابابات اس صندوق مین مملو دیکھکر اُسے تو علیحدہ رکھوا دیا دوسرے صندوق کا قفل کھلوا کر گنجاب سے عرض کیا کہ اس صندوق مین نہین معلوم کیا پیچ پڑا ہے مگر اب بابا جان اسکو ملاحظہ فرمایئے کہ غلامون نے کیسے کیسے تحفے ملک بربر کے آپ کے پیشکش کے واسطے خرید کیے ہین اور لاے ہین گنجاب نے اُسکا تختہ جو اُٹھوایا تو دیکھا کہ اُس مین ڈھیلے اور پتھر اور دس بیس موشک کو ربو سیدہ دو ایک کتے مردہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکو زندہ پکڑ کے مُنھ باندھ دیے ہین یا خدا جانے کیا تدبیر کی ہے کہ بعد چند روز کے اُس مین گھٹ گھٹ کے مر گئے مگر ابھی بالکل سڑ نہین گئے ہین گنجاب نہایت درہم اور برہم ہو کر غصہ سے کانپنے لگا اور جھلا کر کہنے لگا او بدذات ملعون یہ تمنے کیا جھک مارا اور گوہ کھایا ہے مجھسے بھی خوش طبعی کرتے ہو یہ وہی مثل ہے کہ بازی بازی باریش بابا ہم بازی صندوقون مین ڈھیلے پتھر چھچھوندرین کتے مردہ گوبر لید بھر کے میری نذر کے واسطے لاے ہو ابھی محسن خان اور سہراب خان دونون بیٹے گنجاب کے کچھ اپنے دلون مین حیران اور پریشان ہو کر بجز سرنگونی اور منفعل ہونے کے جواب نہین دینے پاے تھے کہ ایک مرتبہ بختیارک بول اُٹھا اے گنجاب جو کچھ کہ شک وشبہ میرے جی مین فرشتہ مقرب درگاہ خاص خداوند کی طرف سے تھا وہ اسوقت سب رفع ہو گیا مجھے قسم ہے خداوند کی کہ جسوقت اُنھون نے عمرو کا مال لوٹا تھا تو مین نے بہت سا سمجھایا اور منع کیا تھا کہ عمرو کا مال اسباب صاحبو تم نہ لوٹو اور ایسا غضب نہ کرو ان دونون تمھارے بیٹون نے میرا کہنا نہ مانا اے گنجاب میرا کہنا تو تجھو بھی نہ جانا وہ فرشتہ مقرب کوئی نہ تھا عمرو عیاری کر کے آیا ہوگا اور بدیع الزمان اور گوہر ماہا اور مرجان کو بچا کے لے گیا اور اُسنے اپنے مال کے ساتھ محسن خان اور سہراب خان کا بھی نقد و جنس مال اسباب سب صندوقون مین سے لے کے اپنی زنبیل مین رکھ لیا ہے مجھے اب تردد اور بڑا کھٹکا اور دغدغہ دل مین یہ پڑا ہے کہ کہین ایسا ستم اور ایسا غضب نہ ہو کہ وہ تیری بارگاہ مین کوئی عیاری کر کے آئے اور دشمنون کے کان بہرے کہین وہ مرشد ہی نہ کر جاے کہ تیرے دشمنون کی ڈاڑھی مونڈ کے تمام بارگاہ نشینون کو ذلیل اور رسوا کر کے مال اسباب تیرا لوٹ کر لیجاے کس لیے کہ اُسکا نام سرجرندہ

جادوگران اور ریش تراشیدہ کافران بھی ہی گنجاب نے نہایت پیچ وتاب کھاکے جواب دیا کہ او مردک شیطان مجسم
کیا تو کہتا ہی اور جھک مارتا ہی ایسا عمرو کوئی فرشتہ ہی یا کوئی جن ہی یا کوئی آسیب ہی یا کوئی بلا ہی کہ میری بارگاہ مین
گھس آئیگا اور تمام میرے سردارون اور بارگاہ نشینون کو ذلیل کرکے میرا مال اسباب لوٹ لیجائیگا اور کوئی نہ اُسے
دیکھیگا نہ کوئی کچھ اُسکا کر سکیگا اور وہ صاف سبکو ناک مین دمکے زندہ اور سالم بچ کے چلا جائیگا بختیارک نے کہا ای
گنجاب فرشتہ اور جن اور آسیب اور بلا کی کیا حقیقت ہی جو اُسکی برابری کرسکے وہ عیار بد بلا ہی اُسنے لات اعلے
منارہ، ملے تنیا تنیا وحم غبتیا لونک، لوٹا جھوٹا، جھوٹا سری گاٹیکا بچھڑہ وغیرہ پوسنے دو سو خداؤن کو غارت کر دیا کاشغر
کشمیر بنگالہ کانور و دلیپ ام الجبال اندر کوٹ نار و چاہ وغیرہ سیکڑون ملکون کے جادوگرون کو مار ڈالا نام ونشان سحر
وساحری کا اُس سرزمین پر نہین رکھا اُسکو یہان آتے کچھ دیر نہین لگے گی وہ چاہے میری صورت بنکے یہان آئے
اور عیاری کر جائے اور پھر مین ہر چند تم سب صاحبون سے کہون کہ یہ عمرو ہی تم کبھی میرا کہنا نہ مانوگے اُسکا کہنا سچ
جانوگے وہ چاہے تو تمھاری صورت بنجائے ای گنجاب قسم کھاکے کہتا ہون کہ اگر وہ عیار یہان آئے تو جو چاہے سو وہ
کرجائے مگر کبھی کوئی اُسکو نہ پہچانے پھر اگر پہچانون تو مین پہچانون اور سواے میرے کیا تاب و طاقت کسی کی جو اُسکو پہچانے
یہ سنکے گنجاب یہ حال عمرو کا سنکے اسدرجہ اپنے جی مین خائف اور ترسان ہوا کہ اپنی انگشتری اُتار کے بختیارک کو دی اور
کہا کہ ای بختیارک اگر تو عمرو کو خوب پہچانتا ہی تو مین نے تجھے اپنا حافظ جان سمجھکر یہ اپنی انگشتری اسلیے دی ہی کہ جسوقت
عمرو یہان آئے تو تو مجھے بتلا دینا اور مین اُس اپنی انگوٹھی سے تجھے پہچان لونگا بختیارک نے کہا ایک شرط سے کہ جس بات
کو مین کہون پھر تو کچھ اُسمین فندرا اور حیلہ نہ کر اور بے تامل مان لے تو کیا مضائقہ مگر مین خوب جانتا ہون کہ
جسوقت وہ عیار یہان آئیگا اور تجھسے دو باتین کریگا تو پھر مین ہزار طرح سے تجھے سمجھاؤنگا اور کہونگا تو میرے کہنے پر
کبھی عمل نہ کریگا اور ناحق کی ذلت بلکہ باعث میری ہلاکت کا ہوگا گنجاب نے کہا کہ ای بختیارک تو خاطر جمع رکھ اگر ایک
مرتبہ خداوند لقا بھی تشریف لائینگے اور تو کہیگا کہ یہ خداوند نہین ہین یہ عمرو ہی تو مین خداوند لقا کا بھی مطلق پاس اور
لحاظ نہ کرونگا بختیارک نے کہا ای گنجاب تو خداوند لقا کی قسم کھا کہ جسوقت مین عمرو کو پہچان کر تجھسے کہون کہ یہ عمرو
ہی تو تو سب سے پہلے اُسے گرفتار کرلے اس مین فرق نہ پڑے گنجاب نے کہا جو تو کہیگا قسم ہی مجھے خداوند سجدہ ہزار مالک باختر
کی مین اُسپر عمل کرونگا بختیارک نے کہا توبہ استغفار سب جھوٹھ اور محض غلط ہی کبھی تو میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا
خیر اب تو چاہے میرے کہے پر عمل کرے خواہ نہ کرے لیکن عمرو کو مین ضرور پہچان لونگا گنجاب نے کہا ای بختیارک تو سخت احمق
اور بڑا بے ایمان ہی صریحاً مین نے از روے خداوند لقا کی قسم کے تجھسے کہا کہ جو تو کہیگا مین مانونگا اور اُسی پر عمل
کرونگا انتہاے درجہ یہ کہ خداوند لقا بھی آئیگا اور تو کہیگا کہ یہ عمرو ہی تو خداوند کا بھی خیال نہ کرونگا اور جو خداوند لقا بھی
مجھسے فرمائیگا کہ تو بختیارک کا کہنا نہ مان تو مین خداوند کا بھی فرمان اور حکم نہ مانونگا اور تیرے کہنے پر عمل کرونگا بختیارک
نے کہا تو ایک اقرارنامہ اس مضمون کا کہ جو بختیارک کہیگا مین سچ جانونگا اور اُسکے کہنے پر عمل کرونگا لکھدے اور
تمام اپنے سردارون اور بارگاہ نشینون اور بیٹون کی گواہی اُس اقرارنامہ پر کروا دے گنجاب نے کہا اچھا مجھے قبول
ہی یہ کہکے گنجاب نے اُسی مضمون کا اقرارنامہ لکھواکے اپنی مہر اُسپر کردی اور تمام سردارون اور بارگاہ نشینون اور
اپنے بیٹون کی مہرین گواہی کی اُسپر کروادین اور وہ کاغذ بختیارک کو حوالہ کر دیا جب بختیارک نے وہ کاغذ مہری گنجاب کا
اپنے ہاتھ مین لیا تو رگ شیطنت اُسکی جوش مین آئی اور ایک مرتبہ سنبھل کے گنجاب کی جانب مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ ای گنجاب
مجھے اسوقت یقین کامل ہوتا ہی کہ وہ مرشد کامل ہادی رہنما یہان تیری بارگاہ مین موجود ہی پس اب ہر چہ بادا باد

مین نے مجھسے اقرار کرلیاہی کہ مین اُس عیار کو خوب پہچانتا ہون مقرر اُسے پہچان لونگا اور مجھسے کہدونگا اور ہرچند کہ یہ
بھی جانتا ہون کہ اگر وہ یہان ہونگے تو میری گفتگو سب اُنھون نے سنی ہوگی اور کیا جانیے اُسکا عوض وہ مجھسے
کیا کرین لہذا اول مین تجھسے یہ کہتا ہون کہ اسوقت آج اپنی بارگاہ مین میری نسبت یہ حکم جاری کردے کہ جسے مین جو کچھ کہون
وہ قبول کرے اور جو چاہون سو مین کرون گنجاب نے باواز بلند تمام اپنے بارگاہ نشینون سے کہا کہ آج جتنے سردار اور
بارگاہ نشین اور بیٹے عزیز یگانے بیگانے نوکر چاکر ادنٰی اعلیٰ امیر لازمین اور حاضرین صحبت ہین جو نجتیارک کا حکم
نہ مانیگا مین بہت بُری طرح اُس سے پیش آؤنگا سبھون نے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ کیا مجال کسی کی جو خواجہ نجتیارک
کا حکم نہ مانے نجتیارک نے کہا کہ اچھا تو سنو سب بگوش دل کہ آج جو کوئی ناشناسا اجنبی شخص بارگاہ پیغمبر مرسل مین
آئے یا آنے کا ارادہ کرے تو اُسی وقت مجھسے اطلاع کرنا اور جو مجھسے خبر نہ کی تو مین اُسے بعذاب الیم مبتلا کرکے اسطور
سے مارونگا کہ اُسکے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ وزاری کرینگے غرض یہ کہکے نجتیارک تو چار طرف
بغور دیکھ رہا ہی اور اپنے جی مین کہتا ہی کہ بیشک وشبہہ مرشد کامل آج اس بارگاہ مین تشریف فرما ہین دیکھیے آل کار کیا
ہو مگر حال سنیے کہ یہان مہراوج عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار چار گھڑی پیشتر سے
گنجاب کی بارگاہ مین ایک خدمتگار کی صورت بنے موجود تھے اور از ابتدا تا انتہا ساری گفتگو نجتیارک کی سنکے
اپنے دل مین کہتے تھے کہ اس نجتیارک بدذات نے کیا فتنہ برپا کردیا ہی اور یہان گنجاب کے پاس آکے میرا خوف
اور ڈر بھی سب بھول گیا ہی اس مین وقت شام کا ہوا اور گنجاب نے دربار برخاست کردیا جتنے سردار تھے سب
رخصت ہوکے اپنے اپنے مکانون کو گئے نجتیارک نے پھر اُٹھکے گنجاب سے کہا ای پیغمبر مرسل جو مین نے تجھے
سمجھا دیا ہی اور جو کچھ کہ تو نے مجھسے عہد و پیمان کرکے اقرارنامہ مُہری اپنا لکھدیا ہی اُسمین خبردار خبردار فرق نہ پڑے
گنجاب نے کہا کہ ای نجتیارک تو اس بات سے خاطر جمع رکھ کہ مین تیرے کہنے پر عمل کرونگا زمین آسمان پھر جائیگا
تب بھی مین سواے تیرے اور کسی کا کہنا نہ مانونگا نجتیارک نے کہا کہ واہ بھلا مین اپنے دلکو کیا کرون کہ مجھے کسی طرح
سے تیرے قول و قسم اور تیرے کہنے کا اعتبار اور یقین نہین آتا کیا سبب کہ وہ شاہ عیاران عیار ایسا بد بلا ہی کہ جسوقت
وہ آکے دو باتین تجھسے کریگا پھر تو کچھ نہ میری بات کا خیال کریگا اور نہ پھر ہرگز میرے کہنے پر عمل کریگا اُسوقت
تو اور بہت خراب جائیگا گنجاب نے کہا ایسا کبھی نہو گا مین تیرا ہی کہنا کرونگا خاطر جمع رکھ غرض نجتیارک گنجاب کو
خوب سا سکھا پڑھا کے سب طرح سے اپنی دلجمعی کرکے اور وہ انگوٹھی گنجاب کی اور اقرارنامہ مہری گنجاب کا لیکے اور
منصب وزارت کا گنجاب سے لیکے رخصت ہوا اور بارگاہ سے نکلکے اپنے خیمہ کو چلنے لگا تو سب چوبدار اور دربان
اور ہمرہی اور سوار پیادے اور خدمتگار اور فراش وغیرہ عملہ شاگرد پیشہ والون نے آگے نجتیارک کو مجرا کیا اور
ایک کانا مشعلچی دستی روشن کرکے نجتیارک کی سواری کے ہمراہ ہوا اور چند قدم سامنے جاکے داہنی طرف سے
مشعل کو نجتیارک کی موچھون کے برابر لایا کہ چند بال نجتیارک کی موچھ کے جل گئے نجتیارک نے نہایت
خفا ہوکے کہا او نامعقول تو اندھا ہی تجھے کیا سوجھ نہین پڑتا یہ کہکے حکم دیا کہ اس مشعلچی کو نکال دو نوکرون نے
کہا کہ ہٹ جا ہٹ جا وہ مشعلچی مشعل کو گل کرکے پھر بائین طرف سے آیا اور مشعل روشن کرکے بائین طرف کی موچھ
نجتیارک کی جلادی پھر نجتیارک نے نہایت جھنجھلا کے کہا کہ او بدذات تو بڑا نامعقول ہی ارے تو نے یہ کیا حرکت
کی کہ میری موچھ جلادی پھر اُسنے یہ کہکے کہ ملک جی خفا نہو لیجیے ہی اپنی بائین آنکھ کا تل نجتیارک کو دکھایا نجتیارک
نے جو وہ تل عمرو کی آنکھ کا دیکھا تو پہچانا کہ عمرو ہی مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگا اور چہرہ سب اُتر گیا

اور نہایت عجز و انکسار سے اپنے دونون ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ مجھسے نادانستہ بڑی بے ادبی اور خطا ہوئی کہ مین سوار ہون
اور حضور پیادہ پا ہین اور یہ کہہ کے چاہتا تھا کہ اپنے خچر پر سے اُتر کے عمرو کے پانؤن پر گر پڑے عمرو نے کہا صاحب تم وزیر اعظم
گنجاب کے ہو مین ایک پیادہ خبردار اور زنہار خچری سے اُترنے کا ارادہ نہ کرنا سوار رہو بختیارک نے گڑگڑا کر کہا
کہ قربانت شوم گنجاب مسخرا کیا کرتا ہی مین آپ کا غلام جان نثار ہون عمرو نے آہستہ سے کہا او بدذات بچیا
ابھی تو گنجاب سے میرے پہچان لینے کا وعدہ کرکے کیا کیا میرے حق مین سمجھا بجھا کے آیا ہی اور پھر یہ میرے سامنے
چرب زبانی اور لسانی کرکے باتین بناتا ہی بختیارک کی سواری مین اور جو سارے خواص خاص خدمتگار تھے وہ
سب اپنے دل مین حیران ہو کے کہتے تھے کہ یہ مشعلچی شاید ملک جی کے کوئی بزرگون مین سے ہی کہ ایسی گفتگوے سخت
کرتا ہی اور ملک جی اس طرح سے عجز و انکسار کرکے اُسکی خاطر اور ادب اور لحاظ کرتے ہین غرض یہ کہ بختیارک بہت سا عذر
کرکے عمرو کو اپنے خیمہ مین لایا اور سب نوکرون چاکرون کو خیمہ سے باہر نکال کے اپنے دونون ہاتھ باندھ کے پانؤن پر گر پڑا
اور کہا کہ مین نے حضور کی نذر اور پیشکش کے واسطے بہت سا زر نقد جمع کر رکھا ہی اور یہ باتین بخیال مآل اندیشی
مین نے گنجاب سے کی تھین تاکہ جسوقت آپ سے ملاقات ہو وہ سب روپیہ آپ کی نذر کر دون سوا شکر خدا کا کہ آج
ملازمت مجھے حاصل ہوئی اب بسم اللہ کریے جس طرح سے آپ کا جی چاہے گنجاب کی داڑھی مونڈ لیے اور اُسکی ساری
بارگاہ کا مال اسباب لوٹ کر اپنے قبضہ تصرف مین لائیے عمرو نے کہا بہت خوب اے شیطان بے ایمان گنجاب سے
وعدہ اور شرط کر آیا ہی کہ مین تیرا محافظ رہونگا اور مین عمرو کو پہچان کر تجھے بتلا دونگا تو خوب جانتا ہی کہ قدیم سے مین نے جس
بادشاہ کی یا جس کسی سردار کی یا کبھی جس کسی گبر مغرور و سرکش کی داڑھی مونڈی اور اُسکی بارگاہ کو لوٹا تجھکو عیاری کی
ہی اب تو دیکھ گنجاب کی بارگاہ کو اگر دون مین نہ تباہ و برباد کر دون اور اُسکی داڑھی دن مین نہ مونڈ دون تو نام اپنا
شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار نہ رکھون اور اسی واسطے اسوقت تجھے زندہ و سالم چھوڑتا ہون کہ تیرے
جی مین یہ حسرت نہ رہجائے بختیارک نے رو کے کہا کہ لاکھ جانین غلام کی آپ کی جوتیون پر تصدق و نثار ہو جائین
غلام کی کیا قدرت اور کیا طاقت جو آپ کی برابری کرسکے آپ جو نہ کرین وہ تعجب ہی حضور کا فرمانا سب برحق و بجا ہی عمرو
نے کہا او بدذات نالایق مین تجھے خوب پہچانتا ہون اور تیری شرارت سے خوب آگاہ ہون بختیارک کا یہ حال
تھا کہ پاخانہ پائجامہ مین نکل پڑا تھا اور مارے ہول اور ڈر کے جاڑے کی سی تپ چڑھی ہوئی بات نہین کرسکتا تھا
اور رو کے یہی کہتا تھا اے شاہ عیاران مین نے منصب وزارت کا فقط بنظر دولتخواہی حضور کے لیا ہی عمرو
نے کہا اچھا کیا مضائقہ لیکن پہلے بختیارک یہ جو کچھ مال و اسباب نقد و جنس تیرے خیمے مین ہی یہ تو میری نذر کر دے
جلد لا اور اسکے گنجاب کی بارگاہ مین جیسا موقع ہوگا سمجھ لیا جائیگا بختیارک نے کہا زہے افتخار اور سعادت یہ تو سب
مال اسباب حضور ہی کا ہی لیجیے حاضر ہی یہ کہہ کے صندوق اشرفیون اور روپیون کے اور کچھ جواہرات اور تسلہ
آفتابہ سلفچی عطردان پاندان چوگھڑہ چنگیر وغیرہ ظروف نقرہ اور ظروف مسی وغیرہ اور فرش اور فروش جو کچھ اسباب تھا
سب لا کے عمرو کے سامنے انبار لگا دیا عمرو نے جال الیاسی مار کے وہ سب نذر زنبیل کیا ایک جوڑا تک کسی قسم کی پوشاک
کا باقی نہ رکھا تھا فقط نقش بوریا رہ گیا تھا کہ وہ اُٹھا نہین سکتا تھا بختیارک ننگا مادرزاد ایک ہاتھ اپنا آگے ایک
پیچھے رکھے چپکا سرنگون کھڑا تھا عمرو نے کہا اے بختیارک اب مین رخصت ہوتا ہون جو کچھ تجھے گنجاب کو سمجھانا
تھا تو حسب مقدور اپنے خوب سا سمجھا آیا ہی مگر قسم ہی سر اقدس سلطان صاحبقران کہ تین دن مین جا کے گنجاب
کی داڑھی مونڈونگا اور اسکے بارگاہ نشینون کو خوب سا ذلیل اور خراب کرکے مال اسباب سب لوٹ لیجاؤنگا بس اب آج

تجھے لازم یہی ہے کہ تو جا کے جس طرح سے تیرا جی چاہے بخوبی سکھلا رہے ہیں تو جو کہتا ہون وہ کر دونگا یہ کہکے عمرو تو جس طرح
ہوا کی کنج سے یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہے مثل برق خاطف کے بختیارک کے خیمہ سے نکل گیا اور جب بختیارک نے دیکھا
کہ عمرو چلا گیا بہت دور پہونچا تب آہستہ اپنے نوکرون کو پکار کے کہا کہ ای کمبختو جلد آؤ خواص خدمتگار فراش پیادے
وغیرہ جو کہ ملازم اور متعینہ بختیارک کے پاس تھے اُن سبھون نے جو اندر خیمہ کے آکے دیکھا کہ بختیارک برہنہ مادرزاد
بیٹھا ہے سبھون نے پوچھا ملک جی خیر باشد یہ کیا ماجرا ہے بختیارک نے رو کے جواب دیا کہ یارو وہ مشعلچی جو میرے سامنے
آیا تھا وہ عمرو تھا سارا اسباب اور نقد و جنس جو کچھ کہ میری مالیت تھی لوٹ کے لیگیا یہ کہکے اپنے نوکرون کے کپڑے
پہنکے اپنی خچر کی پر سوار ہوا اور اُسی وقت سوار ہوکے گنجاب کی بارگاہ مین گیا گنجاب نے بختیارک کو دیکھکر پوچھا ملک جی
کیون خلاف معمول اسوقت تمہارے آنے کی کیا وجہ بختیارک نے کہا کہ ای گنجاب بگوش ہوش سن کہ وہ عیار ابھی
میرے خیمہ مین جا کے مجھسے شہرا کر آیا ہے کہ مین ابھی جا کے اگر بارگاہ گنجاب کو خاک مین نہ ملا دون اور گنجاب کی داڑھی
نہ مونڈ دون تو نام اپنا عمرو نہ رکھون اس لیے مین اسوقت پھر تیرے پاس آیا ہون اور خوب سا تجھے سمجھائے دیتا ہون
کہ مین جو تجھسے کہون یا اشارہ کرون اُسپر تو عمل کرنا خبردار خبردار اس مین فرق نہ پڑے مگر ہائے کہان جا کے اپنا
سر پٹکون اور کس سے کہون یا روون یہ مین خوب جانتا ہون کہ جسوقت عمرو تیرے پاس آئیگا اور وہ دو باتین تجھسے کریگا
تو پھر تو ہرگز میری بات میری نصیحت میری خیرخواہی کچھ مطلق نہ سنے گا جو وہ کہیگا وہی کریگا گنجاب نے ازروے
قسم کہا ملک جی مین قسم کھا کے کہتا ہون اقرار نامہ مہری اپنا تمکو لکھ دیتا ہون کہ جو تم کہوگے مین اُسی پر عمل کرونگا پھر تمہارے
دیکھا دیکھا جو تم ہو تو تمہارے حکم سے اور کوئی بات کسی کی ہرگز ہرگز نہین مانونگا بختیارک
نے کہا تو پھر کچھ فکر نہین سمجھ لونگا یہ کہکے اور پھر بہت سا گنجاب کو سمجھا کے سکھا پڑھا کے بختیارک رخصت ہوا اور اپنے
خیمہ مین آکے اُسی فکر مین مصروف ہوا۔

اب دو کلمہ داستان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ عمرو گلیم عیاری اوڑھ کے تنہا گنجاب کے محل مین آیا اور باواز بلند یہ کہا کہ ای گنجاب مدان وآگاہ باش کہ خاص الخاص
بندہ میرا انوشیروان ملک العادل کسریٰ تھا جبکہ وہ سرمست بادۂ غفلت اور متکبر و مغرور بدرجۂ نہایت ہوکے مجھے بھول گیا
تب مین نے اُسپر اپنا غضب نازل کرکے امیر حمزہ صاحبقران سے مغلوب کروا دیا گنجاب نے جو یہ آواز غیب سنی
بے اختیار اٹھکے سمت قبلہ دل خداوندی لگا زمین پر سجدہ کرنے لگا اور اپنے جی مین نہایت خوش ہوکر کہتا تھا کہ ای گنجاب زہے
نصیب اور خوشا رتبہ تیرا کہ تیرے گھر مین خداوند ہجدہ ہزار عالم باختر تشریف لایا ہے جب گنجاب نے سجدے سے سر اٹھایا تو پھر
عمرو نے آواز دی کہ ای گنجاب اگر چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہو تو اب دیکھ اور خوب کان لگا کے سن کہ مین اپنا قہر تجھپر نازل
کیا چاہتا ہون کیا سبب کہ تو رجوع قلب میری طرف نہین رکھتا اور اپنا راز مجھسے چھپاتا ہے اور اعانت مجھسے نہین طلب کرتا
اور واسطے اپنے دفع آفات اور رفع حاجات اور حل مشکلات میری جناب مین مستدعی اور ملتجی نہین ہوتا اور تو یہ نہ جانتا
کہ مین خداوند لقا ہون راز کل عالم اور زمین و آسمان کا مجھسے چھپا نہین ہے اسی واسطے ایک ادنیٰ کمترین بندے کو کہ جسکا نام
بدیع الزمان ہے مین نے اپنی قدرت کاملہ سے خلق کیا اور تیرے ملک مین آکے پہونچا کہ سترہ اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی چھاونی
تیرے ملازمین کی اُسکے ہاتھون سے تباہ و برباد کروا دی اور کیسے کیسے بڑے سردارون کو اُس بدیع الزمان کے ہاتھ سے
ذلیل و خوار کر کے قتل کروا ڈالا اس ایک متنفس کو تجھپر غالب کر دیا اگر تو ایک عرضی اپنے حال کی از راہ عبودیت لکھکے میرے پاس بھیجتا تو
مین کبھی تجھپر قہر نازل نہ کرتا تو نے از راہ کبر و نخوت اور دعوی بیمیری اور شوکت و حشمت کے اپنا راز مجھسے مخفی کیا مین نے کیا ہو

خون آشام تیرے ایسے جلیل القدر سپہ سالار اور فیلیل دراز ترکیب ایسے سردارون کو بدیع الزمان کے ہاتھ سے قتل کروا دیا یقین
تجھ پر قہر و غضب میرا ظاہر ہو جب گنجاب نے یہ آواز سنی تو غنچہ خاتون سے کہنے لگا کہ غنچہ خاتون تمنے بھی یہ باتین سنین یا نہین
سنین باتفاق میرے کان مین یہ آواز آئی ہے ملکہ غنچہ خاتون اور تمام ملکہ کی انیسون جلیسون مقربون مصاحبون خواصون نے
سجدے کر کے کہا کہ ای پیغمبر مرسل یہ اعجاز خداوند باختر کا ہے ہم سب خوب سن رہے ہین اسمین پھر عمرو نے کہا کہ ای گنجاب بگوش ہوش
سن کہ تو نے ایک کلمہ کفر اب اپنے منھ سے نکالا ہے کہ اسپر مین تجھسے نہایت غضبناک ہوا ہون کہ تو مجھے بھول گیا اور نجتیارک
کو تو نے اپنا محافظ اور نگہبان مال و جان کا گردانا اور تو نے کہا ہے کہ ای نجتیارک اگر خداوند لقا بھی تیرے مقدمہ مین مجھسے
کچھ کہیگا تو مین نہ مانونگا تیرے ہی کہنے پر عمل کرونگا گنجاب یہ راز و نیاز کی باتین اپنی اور نجتیارک کی غیب سے سنکے
زیادہ تر معتقد ہو گیا اور نہایت تضرع و زاری سے سجدے کر کر کے کہتا تھا کہ یا خداوند توبہ توبہ ہزار توبہ فی الحقیقت یہ
خطائے فاش مجھسے سرزد ہوئی اور برحق مین نے یہ کلمہ کفر منھ سے نکالا تھا تو مجھے معاف کر تیری ذات رحیم ہے جب گنجاب
نے بہت سی توبہ کی اور خوب عاجزی کر کے رویا تب عمرو نے پھر ندا دی کہ ای گنجاب یہ نجتیارک شیطان ہے کوئی بھی شیطان کے
طریق پر عمل کرتا ہے اور جو کوئی شیطان کی راہ پر چلے وہ بھی شیطان ہے اس نجتیارک کے کہنے پر نوشیروان نے عمل کیا
تو نے سنا ہوگا کہ نوشیروان ایسا بادشاہ حمزہ کے ہاتھ سے شہر بشہر بھاگا بھاگا پھرا اور جس شہر مین گیا جو بادشاہ اس شہر کا
تھا اسنے بھی اسی شیطان کے کہنے پر عمل کیا مین نے اسپر بھی اپنا قہر نازل کر کے تباہ اور برباد کر دیا کل کی بات ہے
کہ اسرافیل قدرت میرا گاؤ لنگی گاؤ سوار تھا اسکے پاس ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار دونون بیٹے نوشیروان
کے جو آئے تو یہ شیطان یعنی نجتیارک بھی انکے ساتھ گاؤ لنگی گاؤ سوار کی بارگاہ مین جا کے داخل ہوا اور وہ میرا
اسرافیل درگاہ گاؤ لنگی گاؤ سوار اس شیطان کے کہنے پر چلا مین نے اسے بھی اپنے قہر مین مبتلا کر کے تباہ کر ڈالا
بس ای گنجاب تو یہ بھید کے جتنے اسرار خفی و جلی ہین سب مجھپر عیان ہین تو نے مجھسے پردہ کیا اور اپنا محافظ شیطان
کو بنایا اور میرے حق مین اس شیطان سے تو نے یہ کلمہ کہا کہ اگر خداوند بھی کوئی بات کہیگا تو ای نجتیارک مین نہ مانونگا
اور تیرے کہنے پر عمل کرونگا خیر تو توبہ کرتا ہے اس سبب سے تجھے شرم آئی ہے مین نے تیرا گناہ بخشا لیکن اس طور سے کہ کل
ایک فرشتہ وحی رسان میرا تیرے پاس آئیگا وہ فرشتہ جس طرح سے تجھے سمجھائے اور کہے تو اسپر عمل کرنا کل تیری پیغمبری
مین اپنے کل بندون پر ظاہر کرونگا اور خبردار زنہار نجتیارک شیطان ہے اسکے کہنے پر مطلق خیال نہ کرنا بلکہ اسکو اپنی
بارگاہ مین نہ آنے دینا اور جو تو نے نوچھے اسکی بات پر عمل کیا تو ایسا غضب تجھپر نازل کرونگا کہ پھر ابد الآباد تک نام
و نشان تیرا صفحہ ہستی پر باقی نہ رہیگا بہتر تیرے حق مین یہی ہے کہ جو کچھ وہ فرشتہ وحی رسان کہے تو کرنا اور اپنے سب سردارون
اور بارگاہ نشینون اور عزیزون یگانون بیگانون ہمنشینون مصاحبون مقربون کو حکم دینا کہ کل پوشاکین دھوم دھامی
مغرق بزر و مکلل بجواہر پہنکر آئین فرشتہ وحی رسان خداوند کا آئیگا اور تیری پیغمبری ظاہر ہوگی اور تو بڑے تجمل و
شوکت سے اپنی محفل کو آراستہ و پیراستہ کر کے ظروف طلائی اور مرصع اور اسباب شاہانہ رکھنا اور تکلفات بہت سا کر کے
اپنے تخت پیغمبری پر بیٹھنا اور جو حکم کرے وہ فرشتہ وحی رسان کرتا جائے مطابق اسکے بجا لانا سر مو اسکے حکم مین فرق نہ پہونچنے پائے
اور جو اسکی عدول حکمی کریگا پھر مین اسکو کبھی نہ بخشونگا غرض یہ باتین کر کے عمرو نے چند نافے مشک کے پردے سے ہوا
پھونک دیئے اور دو چار شیشیان قارورہ آتش افشان کی چار طرف مارین کہ روشنی اور عجب طرح کی ایک تجلی ہو گئی اور خوشبوئے
مشک سے تمام مکان گنجاب کا معطر اور منیر ہو گیا بعد اسکے آپ بارگاہ سے نکل گیا یہان گنجاب نے تمام شب یا خداوند یا خداوند
کہکے تسبیح اور سجدون مین بسر کی اور صبح کو محل سے برآمد ہو کے بارگاہ مین آیا اور تخت پیغمبری پر جلاس کر کے پہلے ہی حکم دیا کہ

چوبدار جاکے بختیارک کے پاس سے میری انگشتری مانگ لائے چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے ایک چوبدار بختیارک کے خیمے کے
دروازے پر گیا تو وہ وقت تھا کہ بختیارک سوکے اٹھا ہے اور سلفچی آفتابہ اپنا منھ دھونے کو منگایا ہے اسمین چوبدار پہونچا بختیارک کے
دربانون نے کہا ٹھہرو ہم عرض کر لین تو تم اندر جاؤ گنجاب کے چوبدار نے بختیارک کے دربانون کا مطلق کہنا نہ مانا اور بے تحاشا
اندر خیمے کے گھسا ہوا چلا گیا بختیارک نے گنجاب کے اس چوبدار کو بدون اطلاع یون بے دھڑک اپنے خیمے مین گھس
آتے دیکھا تو اپنے دلمین سوچا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ خیر نہین ہے بعد اسکے اس چوبدار سے پوچھا کہ کیون کیا حکم لائے ہو چوبدار نے کہا
پیغمبر مرسل نے انگشتری اپنی طلب کی ہے بختیارک نے کہا تم چلو مین آپ انگشتری لیکے آتا ہون چوبدار نے کہا مجھے یہ حکم نہین
ہے کہ تم انگوٹھی مجھے حوالے کر دو بعد اسکے تم چاہو جاؤ چاہو نہ جاؤ بختیارک نے چاہا کہ کچھ عذر حیلہ کرکے انگوٹھی چوبدار کے ہاتھ نہ بھجوائے
آپ لے کے جاؤن چوبدار نے مطلق کہنا نہ مانا اور بجبر شدت کرکے انگشتری بختیارک سے لی اور بارگاہ گنجاب مین آ کے
وہ انگشتری گنجاب کو دی گنجاب نے پھر حکم دیا کہ اب دروازہ بارگاہ پر ممانعت کر دو کہ خبردار آج بختیارک اندر بارگاہ کے
نہ آنے پاوے اور جتنے وہان مقربین اور مصاحبین سردار اور امراے جلیل الاقتدار بارگاہ نشین حاضرین صحبت تھے ان سبھون
سے تمام حال اپنے محل مین شبکو فرشتہ وحی رسان کے آنے کا اور جو کچھ گفتگو اُسنے یعنی فرشتہ وحی رسان عمرو نے کی تھی بیان کی سرداران
نے عرض کی کہ اے پیغمبر مرسل عین مہربانی خداوند تعالی کی آپ کے حال پر ہے اور یہ سب فقط خداوند تعالی کی رحیمی اور کریمی
کا باعث ہے کہ ایسی خطاے فاش اور ایسی تقصیر کہ شیطان کی محافظت اور پناہ کا آپ نام لین اور خداوند کی پناہ نہ چاہین
آپ سے سرزد ہو اسکا قہر نازل ہونا تعجب نہ تھا واقعی آپ نے بہت برا کیا گنجاب نے پھر اپنے تخت پر سے اُترکے سمت
قبلہ طول تھا سجدہ کیا اور بعد اسکے اپنے سردارون بارگاہ نشینون سے کہا بس اب تم جلد سب اپنے اپنے مکانون کو جاکے پوشاکین
نفیس مکلل بزر و مغرق بجواہر پہنکے آؤ اور اب وہ فرشتہ وحی رسان آتا ہوگا اور میری پیغمبری ظاہر کریگا بارے حسب الحکم
گنجاب وہ سب سردار اور بارگاہ نشین تو اپنے گھرون کو جاکے بڑی بڑی دھوم دھام کی پوشاکین پہن پہنکے پھر بارگاہ مین
گنجاب کی آتے جاتے ہین یہان گنجاب نے بموجب حکم اس فرشتہ وحی رسان یعنی عمرو کے کہنے سے اپنی محفل کو بڑے
تکلف سے آراستہ کیا اور کرور ہا روپیہ کا لوازمہ اور ظروف نقرئی و طلائی جواہرات کے منگاکے جا بجا قرینے سے رکھوائے
اور بہت سا جواہر بیش بہا اور نایاب چیدہ چیدہ مثلاً مالاے مروارید کہ ایک ایک دانہ مثل بیضہ کبوتر تھا یا جوشن یا نورتن کہ اس
مین الماس بے بہا اور لعل و یاقوت احمر اور زمرد اور پکھراج وغیرہ ایک ایک شے سات سات سلطنت کے خراج کی تھی اپنے
جسم پر آراستہ کرکے گنجاب اپنے تخت پیغمبری پر منتظر آمد فرشتہ وحی رسان بیٹھا تھا غرض یہان بارگاہ مین گنجاب کی تو یہ
سامان ہو رہا ہے اب وہان حال بختیارک کا سنیے کہ بختیارک نے دیکھا کہ گنجاب نے اپنی انگوٹھی منگالی نہایت سراسیمہ اور
مضطرب سوار ہوکے برابر بارگاہ گنجاب کے آیا یہان جو کوئی ادنی اعلی لڑکا بالا جوان بوڑھا امیر فقیر بختیارک کو دیکھتا
تھا بے ساختہ و بے خوف و خطر فحش گالیان دے کے کہتا تھا کہ یہ شیطان ہے ایک عالم کو یہی گمراہ کرتا ہے بختیارک نہایت
حیران و پریشان ہو کر اپنے جی مین سوچتا اور کہتا تھا کہ یہ ساری مرشدی عمرو کی ہے دیکھیے آج جان کیونکر بچتی ہے قصہ
مختصر دروازہ بارگاہ گنجاب پر بختیارک نے اپنی خچری پر سے اُترکے چاہا کہ اندرون بارگاہ قدم رکھے ایک مرتبہ چوبدار
ہر دسہ دربان یسادل وغیرہ جتنے دروازہ بارگاہ پر حاضر تھے سبھون نے گالیان دینا شروع کین اور جوتی پیزار کرنے
کو آمادہ ہوگئے گردنیان اور دھکے دیکے باہر نکال دیا بختیارک نے کہا کہ یارو ہان ہان کیا کرتے ہو میرا کیا قصور
اور کیا گناہ ہے خدا کو دیکھو مین بھی اپنے جی مین معقول ہون اور وہ جو فرشتہ وحی رسان بنکے آئیگا وہ عمرو
عیار ہے ہاے ہاے کیا غضب ہے اگر تم کوئی میرا کہنا نہین مانتے میری بات کو جھوٹ سمجھتے ہو مین سچ کہتا ہون

کہ وہ عیار آکے ساری بارگاہ کو گنجاب کی خراب اور برباد کر جائیگا چوبداروں مردھوں دربانوں وغیرہ سنے چوب اور چماق
ہاتھوں میں لے لے کے کہا کہ او بذات تو شیطان ہی خداوند لقا کے بندوں کو گمراہ کرتا اور ورغلاتا ہی جاتا ہی تو جلد یہاں
سے جا ورنہ مارے لاٹھیوں اور جوتوں کے ساری شیطنت اور شرارت تیری بُھلا دینگے اور ہم تیرے فریبوں میں کبھی
نہ آئینگے بختیارک پچھلے پاؤں ہٹا اور جوتی پیزار سے آپکو بچایا اور کہتا جاتا تھا کہ او بیوقوف شامت زدو ہاے اسوقت
تو تم میری بات نہیں سنتے ہو میرا کہنا سچ نہیں جانتے مجھے جھوٹا سمجھتے ہو جسوقت عمرو آکے تم سبھوں کو ذلیلیں دینگے
اور خوب سلب عزت اور رسوا کرکے اور پیغمبر مرسل کو ذلیل اور بے حرمت کرکے بارگاہ کا سارا مال و اسباب اور نقد و
جنس لوٹ کے لیجائینگے اسوقت کف افسوس ملوگے اور سر پیٹ پیٹ کے سب کہوگے کہ ہاں بختیارک سچ کہتا تھا
یا جھوٹھ کہتا تھا مردے چوبدار دربان سب اور زیادہ تر جھنجھلا کے گالیاں دیتے اور مارنے کو دوڑے اور کہنے لگے کہ او
بیوقوف شیطان تو ہمکو کیا ورغلائیگا اور گمراہ کریگا ہم ہرگز ہرگز تیری بات کو نہیں مانتے تو بکتا کیا ہی اور کیا جھک مارتا ہی
اور گوہ کھاتا ہی بختیارک نے ناچار ہوکے کہا کہ اچھا تم لوگ میرا کہنا نہیں مانتے تو نہ سہی مگر ذرا میرے آنے کی خبر گنجاب
کو کردو اور میری طرف سے اتنا عرض کردو کہ بختیارک کچھ عرض کیا چاہتا ہی ایک چوبدار نے کہا کیا مضائقہ ہم تیری
اطلاع کیے آتے ہیں مگر خبردار جبتک حکم نہ آے تو جہاں کھڑا ہی وہیں رہنا آگے قدم نہ بڑھانا یہ کہکے وہ چوبدار اندرون
بارگاہ گیا اور گنجاب سے اظہار حال بختیارک کا کیا گنجاب نام بختیارک کا سنکے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور حکم دیا
کہ اس بذات شیطان کو جاکے سمجھا دو کہ جبتک فرشتہ وحی رسان خداوند لقا کا نہ آئیگا اور وہ اجازت تیرے آنے کی
نہ دیگا تبتک تجھے ہرگز گرد و پیش بارگاہ کے آنے کا حکم نہیں جا یہاں سے دور ہو جا اُس چوبدار نے آکے بختیارک
سے کہا یا کہ حکم ہی پیغمبر مرسل کا کہ تا وقتیکہ فرشتہ وحی رسان نہ آئیگا تیرے آنے کا حکم نہیں دیتا جا یہاں سے پلٹ جا
آخر کار بختیارک ناچار ہوکے وہاں سے اپنے دل میں روتا اور دو ہتھڑیں سر پر مارتا یہ کہتا ہوا کہ آج یہ مسخرا گنجاب خوب
خراب ہوگا میری بلا سے جو کوئی اپنا کہنا نہ مانے وہ جہنم میں جاے قصہ مختصر یہاں بارگاہ گنجاب میں جشن شاہانہ
اور محفل خسروانہ بڑے تکلف سے آراستہ ہوا اور عطردان پاندان چنگیر چوگھڑے نقل اگرسوز عنبرسوز وغیرہ ظروف طلائی
اور مرصع کار جا بجا رکھے ہیں سردار سب پوشاکیں جواہر نگار پہنے ہوے بیٹھے ہیں گنجاب شادان و فرحان چار طرف
شاہ حسرت آمیز انتظار میں فرشتہ وحی رسان کا نگران ہی اس میں کوئی پہر دن چڑھا ہوگا کہ یکبار شاہ عیاران عیار محل پر
گنجاب کے گلیم عیاری اوڑھے تشریف لیگئے اور وہاں سے چند نافے مشک کے اور تھوڑا سا عطر ادھر اُدھر پھینک دیا
اور چند شیشیاں قار ورہ آتشبازی کی چپ و راست دیوار پر ماریں کہ اُنکے باعث سے عجب طرح کی تجلی اور نور چار و نطرف
ظاہر ہوا اور خوشبو سے مشک اور عطر وغیرہ کی تمام بارگاہ نشینوں کے دماغ معطر ہو گئے بعد اسکے عمرو نے گلیم عیاری اتاری
بصورت فرشتہ وحی رسان قدرت خداوند لقا بنگیا داڑھی تمام منقیشی اور پوشاک بہت فاخرہ تاج مرصع جس میں کئی لعل
شب چراغ اور گوہر شاہوار اور دانہ ہاے یاقوت اور ریزہ ہاے الماس اور زمرد اور پکھراج اور فیروزہ نصب کیا ہوا
چالیس گز کا قد رنگت ولایتی انار کا دانہ اس ہیئت سے بکمال شان و شوکت اُس محل کی چھت سے جست کرکے گنجاب کی
بارگاہ میں جلوہ فرما ہوا تمام کفار اور سردار اور بارگاہ نشینوں کو یہی ثابت ہوا کہ ہوا سے آسمان سے پرواز کرکے آیا ہی
گنجاب تخت پر سے اور سب سردار اپنی اپنی کرسیوں اور دنگلوں پر سے اُتر آ مُنہ کے بسمت قبلۂ لقا سجدہ کرنے لگے
اس میں عمرو یعنی فرشتہ وحی رسان نے آواز دی کہ بس سجدے سے سر اُٹھاؤ کہ خداوند لقا نے تمکو نعمت غیر
مترقب اور دولت کونین کی عطا فرمائی ہی اور بعد اسکے سارا حال رات کا بیان کیا کہ خداوند لقا آپ یہاں تشریف لایا تھا

اور اے گنجاب مجھسے یون فرمایا گیا کہ مین تجھپر قہر اپنا نازل کرتا کسلیے کہ تونے شیطان کو اپنا محافظ گردانا اور مجھے تو بھول گیا اور میرے
باب مین فرمایا گیا تھا کہ صبح کو فرشتہ وحی رسان آئیگا جو کچھ وہ کہے اسکے کہنے پر عمل کرنا اسلیے خداوند نے مجھے بھیجا ہے کہ مین بندگان
خداوند پر اے گنجاب تیری پیغمبری ظاہر کر جاؤن یہ کلام فرشتہ وحی رسان یعنی عمرو کا سنکے پھر گنجاب اور سب سردارون
نے سمت قیطول زمردشاہ سجدے کیے اور پھر فرشتہ وحی رسان نے ندا دی کہ بس اب سجدے سے سر اپنے اپنے اٹھاؤ اور
اے گنجاب اس شیطان کو بھی طلب کرتا ہون اسسے فہمایش کرون اور سمجھاؤن شاید اب بھی وہ اپنی معصیت اور شیطنت سے
توبہ کرے گنجاب نے جو سنا کہ فرشتہ وحی رسان بختیارک کے آنے کی اجازت دیتا ہے حکم دیا کہ ارے کوئی چوبدار
جاکے بختیارک کو بلا لاے چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے چوبدار نے بختیارک سے جاکے کہا کہ چلیے پیغمبر مرسل نے آپکو یاد
کیا ہے بختیارک نے کہا کہ حاشا اب مین گنجاب کی بارگاہ مین ہرگز نہ جاؤنگا چوبدار نے آکر گنجاب سے عرض کی کہ بختیارک نہین حاضر
ہوتا آگے جیسا ارشاد ہو فرشتہ وحی رسان نے کہا کہ اسے تم پکڑ لاکے جلد حاضر کرو حسب الحکم فرشتہ وحی رسان کے چاوے چوبدار چند
سرکارے چپراسی جاکے بختیارک کو زبردستی اور بکشان کشان اسکے سامنے فرشتہ وحی رسان کے حاضر کر دیا بختیارک نے جو
عمرو کو فرشتہ وحی رسان بنا ہوا دیکھا تو بہ نگاہ اولین پہچانکر پکارا صلواۃ بر محمدؐ اور سجدہ کرنے لگا فرشتہ وحی رسان نے کہا اے شیطان توبہ کر
کہ پھر کبھی کسی بندے کو خداوند لقا کے نہ ورغلانا لگا بختیارک نے کہا اے فرشتہ وحی رسان تو برحق ہے باقی لقا اور گنجاب کیا
سکتے ہین یہ گفتگو بختیارک کی سنکے فرشتہ وحی رسان نے بختیارک کو اپنے پاس بلاکے آہستہ سے کہا اے بختیارک تونے
میری عیاری دیکھی اب تو گنجاب سے کہدے کہ یہ فرشتہ وحی رسان نہین ہے یہ عمرو عیار ہے بختیارک نے جواب دیا کہ
گنجاب مسخرا کیا گیا ہے جو مین اس سے یہ بات کہون ہان اگر آپ ابھی فرمائین تو گنجاب کا تاج اتار لون عمرو نے کہا اے
بدذات جو مین تجھے حکم دیتا ہون اسکی تعمیل تو کر یہ اپنی شیطنت اور شرارت کی باتین کسی اور سے کرنا کہ گنجاب کیا کتا ہے اس سے
کیا فائدہ تو جاکے اس سے بھی از روے قسم کہدے کہ اے پیغمبر مرسل یہ عمرو عیار ہے فرشتہ وحی رسان نہین ہے یہ عیاری
کرنے کو آپکے بارگاہ نشینون کو ذلیل کرنے آپ کو ذلت دینے کو بارگاہ کا مال و اسباب اڑانے کو آیا ہے بختیارک
ناچار عمرو کے ڈر سے گنجاب کے پاس جا بیٹھا اور آہستہ آہستہ کہنے لگا کہ اے پیغمبر مرسل تو بخت نادان اور بڑا احمق
اور بے وقوف ہے یہ فرشتہ وحی رسان نہین ہے عمرو ہے اب بھی خیریت ہے میرا کہنا مان جو مین کہتا ہون اسپر عمل کر
ورنہ دم کہا اور بعد الحذر ملکے بہت پچھتائیگا مصرع دم مین پھر ہم ہین نہ محفل ہے نہ ساغر ہے نہ خم ہے بس یہ گفتگو بختیارک
کی سنکے گنجاب نے نہایت پیچ و تاب کھایا اور منھ اپنا بختیارک کی طرف سے پھیرکے چاہتا تھا کہ کچھ کہے ناگاہ فرشتہ
وحی رسان بولا یہ شیطان سچ کہتا ہے مین فی الواقع عمرو ہون اور اے گنجاب خداوند لقا اپنا معجزہ دکھلاتا اور یہی تقدیر
کرتا ہے کہ جو کوئی شیطان کے کہنے پر عمل کرے پھر اسکی بخشش خداوند کبھی نہ فرمائیگا ابھی تیرے کان مین بختیارک
نے یہی کہا کہ یہ فرشتہ وحی رسان نہین ہے عمرو عیار ہے گنجاب نے فرشتہ وحی رسان کی زبانی یہ تقریر سنکے اپنے
جی مین کہا بے شک یہ فرشتہ وحی رسان مقرب خداوند ہے بختیارک نے میرے کان مین بہت آہستہ سے یہ بات
کہی تھی اور اسکو معلوم ہو گیا بس یہ سوچ کے گنجاب نے پھر اپنے تخت پر سے اترکے سمت قیطول خداوند لقا
سجدہ کیا اور کہا اے فرشتہ وحی رسان لاشک و لاریب اس شیطان نے مجھسے یہی کہا تھا کہ یہ فرشتہ وحی رسان نہین
ہے عمرو ہے فرشتہ وحی رسان نے پھر کہا کہ ہان پیغمبر مرسل شیطان سچا ہے مین عمرو ہون پھر اب سب سے مجھے کچھ تقریر
گنجاب نے بکمال عجز و انکسار جواب دیا کہ کیا مجال اور کیا تاب و طاقت کسی کی جو آپ کی جناب مین خلاف ادب
کوئی بات بھی کر سکے یہ شیطان گوہ کھاتا ہے اور بہت سا جھک مارتا ہے یہان کوئی اس بدذات گمراہ کنندہ بندگان

خداوند کی بات پر تف بھی نہین کریگا اور جو کوئی اس شیطان کے کہنے پر عمل کریگا اُسپر قہر خداوند کا نازل ہوگا اور وہ ہرگز کبھی
بخشا نہ جائیگا یہ کہہ کے گنجاب نے حکم دیا کہ ہان مار واس ملعون مکار شیطان کو چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے چار طرف سے
ملازمان گنجاب اور حضار صحبت نے بختیارک کو خوب جوتیان لاٹھیان کوڑے دھولین مارین بختیارک داد بیداد
توبہ تلا کر کے کہتا تھا کہ اے فرشتہ وحی رسان تو برحق ہے بس میرے حال پر رحم کر اور اگر حکم میرے قتل کا ہے تو مین مسلمان
ہوا ہون میرے کلمہ شہادت کا گواہ رہنا یہ کہہ کے لگا کلمہ پڑھنے عمرو نے کہا بس زیادہ گو نہ بکا تو وہی ہے جاکہ عمرو ہے عمرو ہے
قصہ مختصر یہ کہہ کے فرشتہ وحی رسان منبر پر جا بیٹھا اور آواز بلند وعظ اور پند کرنے لگا اور شراب منگا کے گنجاب اور تمام
سرداران بارگاہ نشینون وغیرہ حاضرین صحبت سے کہا کہ آج مین بموجب حکم اور تقدیرات خداوند لقا کے وارد محفل
گنجاب ہوا ہون اور پیغمبری گنجاب کی ابھی تک کسی پر ظاہر نہ تھی آج رتبہ پیغمبری کا گنجاب کی بندگان خداوند لقا
کے اوپر اور کل عالم پر ظاہر کرتا ہون اور ایک پیالہ شراب کا بھر کے گنجاب کے ہاتھ مین دیا بعد اسکے ایک پڑیا بیہوشی
کی شراب کے ساتھ گنجاب کو دے کر کہا کہ اے گنجاب یہ بیہوشی ہے اور مین عمرو عیار ہون اس بیہوشی کو لیکے تمام
شیشون اور صراحیون اور گلابیون وغیرہ مین شراب کی مخلوط کر کے باقی قدرے اپنے اس شراب کے پیالے مین ملا
اور تمام اپنے بارگاہ نشینون کو پلا اور آپ بھی پی اور بعد دم بھر کے میری عیاری کا تماشا دیکھ گنجاب نے جلدی سے
وہ پیالہ شراب کا اور وہ پڑیا بیہوشی کی فرشتہ وحی رسان کے ہاتھ سے لیکے کہا کہ اے فرشتہ وحی رسان میرے جی کو یقین
کامل ہے اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تو مقرب خاص خداوند باختر کا ہے تیرے ہاتھ کا زہر ہمارے لیے آب حیات سے
زیادہ تر ہے اور یہ کہہ کے وہ پڑیا تمام شیشون اور قرابون اور بوتلون اور شیشون اور گلابیون مین ملا کے کوئی تین
ماشہ باقی رکھ لی وہ اپنی اُس شراب مین ملا دی فرشتہ وحی رسان نے حکم دیا کہ اب دیر نہ کریے وسواس
اس پیالے کو نوش کر حسب الحکم فرشتہ وحی رسان کے گنجاب نے وہ پیالہ شراب کا غٹ غٹ کر کے پی لیا اور جتنے
بارگاہ نشین اور سردار اور حاضرین صحبت تھے اُن سبھون نے بھی ایک ایک پیالہ بھر بھر کے پینا شروع کیا جس وقت کہ
دور جام شراب بیہوشی آغشتہ کا تمام ہوا تو عمرو نے دیکھا کہ دوسرے دور کی نوبت ابھی نہین آنے پائی ہے کہ ایکبار
چار طرف سے سب سردارون کو چھینکین آئین اور تمام بارگاہ نشین چیخ مار مار کر مع گنجاب زمین پر گر پڑے عمرو نے
دروازہ بارگاہ کا پہلے سے مسدود کر رکھا تھا جو لوگ مردے بیدار دربان حاجب نیسا دل وغیرہ اور پیادے سوار
چوکی پہرے والے خواص فراش باہر تھے وہ تو باہر رہے اندر آنے نہین پائے اور جو مقربین اور مصاحبین سردار
اور بارگاہ نشین اندر تھے وہ سب کے سب بیہوش ہوگئے اب فقط شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار یا بختیارک
باقی رہ گیا عمرو نے بختیارک سے کہا کہ ملک جی آپ کچھ ذرا تکلیف کیجیے اور یہ مال و اسباب جو گنجاب کی بارگاہ مین
ہے دیکھیے خراب نہ ہونے پائے جلد جلد آپ اسکو اٹھا اٹھا کے میرے پاس لا لا کے رکھتے جائیے اگر کسی شے مین کچھ نقص واقع
ہوگیا یا کسی کپڑے اور فرش مین دھبا لگ جائیگا تو مین بہت بری طرح تم سے پیش آؤنگا بختیارک ارے ڈر کے
متقبل تھا سب بیجان تھا مگر اسپر بھی تمام ظروف مال و اسباب نقد و جنس اٹھا اٹھا کے لاتا تھا اور برابر شاہ عیاران عیار کے
لا لا کے رکھتا جاتا تھا عمرو ایک مرتبہ جال الیاسی اسپر پھینک کے اپنی زنبیل مین ڈالتا جاتا تھا جب عمرو نے دیکھا کہ
اسباب بارگاہ گنجاب مین بہت سا ہے کہان بختیارک کہان تک لائیگا تب اپنے زنبیل سے کچھ لوہار کچھ بڑھئی کچھ
سنار کچھ اور بندھوے نکالکے انکو حکم دیا کہ ارے ہان جھٹ پٹ یہ سب اسباب اور مال اور فرش فروش
پردے اور شمعدان اور پلنگ چاندی سونے کے جو بیہوش پڑے ہیں یہ سب اٹھا لاؤ دیر نہ کرو وہ کم بخت بندھوے چار طرف

ایک ایک کاغذ کی ڈولی سر پر اور لنگوٹیان باندھے ایک ایک گڑ کی ڈلی ہاتھون مین لیے کھاتے جاتے اور لوٹ لوٹ کے
سارا اسباب لاتے تھے عمرو نذر زنبیل کرتا جاتا تھا القصہ طول تا چند دیجیے مختصر یہ کہ چار گھڑی کے عرصہ مین جتنے سردار
اور بارگاہ نشین تھے سبکی پوشاکین اور ساری بارگاہ کا مال و اسباب نقد و جنس انتہا یہ کہ ٹاٹ کے ٹکڑے اور سڑے
سڑے شطرنجیون کے ٹکڑے جو کہین کہین جوتون کے رکھنے کی جا پر بچھے تھے وہ بھی عمرو نے اٹھوا کے زنبیل مین بھر لیے
اور کہتا تھا کہ داشتہ آید بکار فقط نقش بوریا باقی تھا وہ اٹھ نہین سکتا تھا بعد اسکے لوہار اور سنار ریڑھئی وغیرہ بندھوون
کو پکڑ کے زنبیل مین ڈالدیا اور تمام بارگاہ نشین اور مقربین اور مصاحبین اور سردارون کو گنجاب کے روغن عیاری
کا ملکے لنگورون کی صورت بنا کے دمین ہر ایک کے لگا کے اور منھ کالے کرکے برہنہ اور عریان چھوڑدیا اور قاہر بن قہران
عجمی کو ایک حبشی کی شکل بنا کے پاخانے کی چوکی کے تلے منھ کھول کے لٹا دیا بعد اسکے بختیارک کو ایک خرما جمالگوٹے
کا بنا ہوا بجبر کھلا کے اُس پاخانہ کی چوکی پر بٹھا دیا اور کہدیا کہ خبردار ادبیچہ اگر تو ذرا یہان سے جنبش کریگا یا یہان
سے کہین اٹھکر جائیگا تو تجھے جان سے مار ڈالونگا بختیارک خوف جان سے اپنے دل مین کہتا تھا کہ عجب کوئی کوٹھا
اجل رسیدہ ہوگا جو یہان سے اب جبتک یہ حضرت عزرائیل تشریف نہ لیجائینگے پیشاب کرنے کو بھی اُٹھے بعد اسکے عمرو
نے گنجاب کے پاس جا کے اُسی حالت بیہوشی مین گنجاب کی ساری پوشاک اُتار لی اور چھاتی پر اُسکی چڑھ کے پیشاب
چھڑک چھڑک کے ڈاڑھی مونڈی فقط دو بال جس طرح سے لقا کی ڈاڑھی مین چھوڑ دیے تھے اُسی طرح سے گنجاب کی
بھی ڈاڑھی کے دو بال باقی رکھ کے ایک پرزہ کاغذ کا بدین مضمون کہ گنجاب بدان و آگاہ باش این کار دگر نیست این کار
عمرو بن امیہ ضمری است میرا نام سر بریدۂ جادوگران و باج ستانندۂ رئیس کافران ہے لاکھ روپیہ سالانہ خراج اپنی داڑھی
کا اگر تو سال بسال مجھے بھیجیگا تو تو بہتر ہے اور جو کبھی ایک ذرہ کا فرق اور عرصہ ہو جائیگا تو یاد رکھنا جہان تو ہو گا اور فولاد
کے قلعہ مین بھی چھپے گا تو مین وہان پہونچونگا اور ایک بال تیری داڑھی کا نہ چھوڑونگا اور ایک بال مین تین ماشہ کا کنکر
باندھ کے تمام منھ کالا کر دیا اور اسی طرح سے قاہر بن قہران عجمی وغیرہ سردارون اور گنجاب کو بیہوش چھوڑ کے
بختیارک سے کہا کہ او نالائق سے مین تو اب جاتا ہون مگر تو اگر ذرا یہان سے جنبش کر کے کہین جائیگا تو مین تجھے پھر
ابھی آ کے ذبح کر ڈالونگا یہ کہکے عمرو تو مثل برق کے جھپک کر بارگاہ سے گنجاب کی نکل گیا اور یہان بختیارک کے
پیٹ مین جمالگوٹے کے کھانے سے جو دست کی احتیاج ہوئی اور بخوف جان وہان سے اُٹھ نہ سکا تو جتنا بول و
براز تھا سب قاہر بن قہران عجمی کے منھ مین گیا اور اس طرح سے تا غروب آفتاب بختیارک کو دست چلے آتے
تھے اور تمام فضلہ قاہر کے منھ مین اور سر پر گرتا تھا وقت شام کے حسب اتفاق سنجانی عیار جو واسطے تمام شہر کے
اخبار لکھنے کے دروازۂ بارگاہ پر آیا اور دربانون چوبدارون وغیرہ سے پوچھا آج دروازہ بارگاہ کا کیون بند ہے سبھون
نے کہا آج فرشتہ وحی رسان مقرب خداوند جسوقت سے یہان آیا ہے دروازہ بند ہو گیا نہین معلوم کہ اندرون بارگاہ
کیا صحبت ہے سنجانی عیار اپنے دل مین سوچا کہ فرشتہ وحی رسان کون آجتک تو مین نے کبھی کوئی فرشتہ خداوند
کی بارگاہ سے آتے یہان نہین دیکھا تھا یہ فرشتہ وحی رسان بنا کیونکر اور کہان سے آیا ذرا کسی گھات سے اُسکی
صورت اور اُسکی شکل دیکھنا چاہیے اسلیے الگ جا کے دیوار بارگاہ پر کمند ماری اور کمند مار کے اندرون بارگاہ
جو اُترا تو عجب رنگ صحبت کا دیکھا کہ ہزارون لنگور گردبیش غٹ کے غٹ پڑے سوتے ہین اور گنجاب کے تخت پر ایک
شخص سیاہ رو ریش و بروت کا صفایا ہے برہنہ مادر زاد پڑا ہے سنجانی کچھ بھونچک ہو کر کے ابھی چارطرف دیکھ رہا تھا
اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ یہ کیا تماشا خداوند کی قدرت کا مین دیکھ رہا ہون اسقدر لنگور بارگاہ مین

پیغمبر مرسل کے کہان سے آگئے اور یہ داڑھی موچھ منڈا ہے کل مونہا پیغمبر مرسل کے تخت پر ننگا مادر زاد کون پڑا ہے اور پیغمبر مرسل اور تمام سردار بارگاہ نشین کیا ہوئے ناگاہ ایک طرف سے تجتیارک نے تو یہ کہتے کہا کہ ار سنجالی عیار کیا حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے ہو خود کردہ را درمان نیست ذرا ادھر میرے پاس آؤ تو مین سارا حال تجھسے بیان کرون سنجالی نے تجتیارک کی آواز سنکے اس طرف کو جو دیکھا کہ تجتیارک ننگا مادر زاد چوکی پر بیٹھا پائجامہ پھر رہا ہے سنجالی عیار نے کہا کہ ملک جی مین یہ کیا تمھاری شامت ہے کہ بارگاہ مین پیغمبر مرسل کی ننگے بیٹھے پائجامہ پھر رہے ہو اور پیغمبر مرسل کی بارگاہ مین یہ کیا قہر خدا کا نازل ہوا ہے تجتیارک نے ساری سرگذشت عمرو کے آنے کی اور عیاری کرکے تمام بارگاہ نشینون کو اور گنجاب کو لوٹ کے نکل جانے کی بیان کی اور کہا کہ مین ہر چند پہلے آکے کہہ گیا تھا پھر بہت سا سمجھایا پر اسپر بھی کہا گیا کہ پیغمبر مرسل یہ عمرو عیار ہے مگر کہنا کسی نے نہ مانا ہے سنجالی عیار نے سقون کو بلوا کے تمام بارگاہ نشینون کے اوپر مشکین پانی کی ڈلوائین کچھ چھلوایا ہر ایک کے دماغ سے بیہوشی دور ہوئی سبکو ہوش آیا گنجاب نے ہوشیار ہو کے اور اپنا حال دیکھ کے اپنا منھ پیٹ لیا اور سنجالی عیار کو حکم دیا کہ جہان وہ دزد باریک گردن ملے جہان پاو اس حرامزادہ کو جلد گرفتار کرکے لا چنانچہ یہان تک کہ قاہر بن قہر الہ یمنی وغیرہ سب سردار ہوشیار ہوے جو اٹھتا ہے اپنا سر پیٹتا حمام مین جاتا ہے اور گنجاب نقاب منھ پر ڈالکے محل مین گیا انکو اسی حالت مین چھوڑ دیے اور حال عمرو کا سنیے اشعار

بباغ دین زنکارش آبیاری	جہان سرنہاد در خنجر گذاری
گرو آن آشنا و عیاران عالم	بہر کشور بلاے جان کفار
سراپا دانش و عقل مجسم	عمرو آن شاہ عیاران عیار

کہ شاہ عیاران بادشاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار بارگاہ سے گنجاب کی نکل کے چار پانچ ماہ میں دیار گلشن مین بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک پہونچا شاہزادہ عالیمقام نے ابتدا ادراک حال صحت مزاج پوچھا کہ عمرو جان فرمائیے گنجاب کی بارگاہ مین تشریف لیجانے کا کب تک ارادہ ہے ملکہ کو کسی طرح سے یقین نہین آتا اور کہتی ہین کہ شاہ عیاران عیار کی یہ محض نادانی اور خام خیالی ہے کہ گنجاب کی داڑھی مونڈنا تو بہت مشکل کام ہے اسکی بارگاہ مین جا کے زندہ و سالم بچ کر چلے آئینگے تو مین جانونگی کہ رستمی کر آئے عمرو نے ہنس کے کہا کہ مین پانچ ہزار اشرفیان اپنی شرط کی جیت چکا ملکہ سے اور گنجاب کے سارے بارگاہ نشینون کو خوب سا ذلیل اور رسوا کرکے گنجاب کی داڑھی مونڈ کے اسکی بارگاہ کا سب مال اور اسباب لوٹ کے آیا ہون یہ کہہ کے وہ داڑھی گنجاب کی اپنی زنبیل سے نکال کے ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان کے آگے رکھدی شاہزادہ عالیمقدار اور ملکہ داڑھی گنجاب کی دیکھکر دنگ ہوگئے اور ملکہ گوہر ملک کہتی تھی کہ فی الحقیقت شاہ عیاران عیار آفت روزگار اور بلاے بیدرمان ہین کچھ عقل مین یہ بات نہین آتی گنجاب کی داڑھی مونڈنا ہزار دلاورون اور پہلوانون مین کچھ ٹھٹھے بازی نہین غرض یہ کہہ کے ملکہ نے پانچ تھیلیان اشرفیون کی عمرو کی تواضع کین اور شاہزادہ بدیع الزمان نے ایک عرضداشت اپنے حالات کی از ابتدا تا انتہا مفصلاً اور مشروحاً لکھکر بمقدمہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اتنا لکھدیا کہ شاہزادہ خاور ملک قاسم بھی بخیریت تمام و لشکرکت مالا کلام یہان تشریف فرما ہین مگر چند روز سے ملاقات نہین ہوئی سنا ہے کہ کوئی مقام خسرو کوہ ہے وہان پر مقیم ہین اور لفافہ پہ مہر اپنی کرکے بخدمت سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام بدست شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار روانہ کی اور عمرو عیار شاہزادہ عالی مرتبت سے رخصت ہوکے لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا اور بعد طے مراحل و قطع منازل شہر سہائل مین پہونچا اور اسدن رات کو اسے بھائی اپنی سعید اور اپنی بہن سعیدہ بانو کے مکان مین فروکش ہوا اور بھائی سے ملکر سارا حال شہر سنجان مین جا کے شاہزادہ بدیع الزمان سے ملاقات کرنے اور گنجاب کی بارگاہ لوٹنے اور گنجاب کی داڑھی مونڈنے اور اسکے سب بارگاہ نشینون کو دینے کا اور جو کچھ کہ گذرا تھا سب بیان کیا اخی سعید نے کہا ای خواجہ سلامت خیر اب تک تو ہر نوع فضل الہی شامل حال ہے مگر اب

کو خبردار اور ہوشیار رہنا کس لیے کہ حسب الحکم لقاے مشرک خدا کے عنتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی دونون عیار مع ساٹھ ہزار عیارون کے ہمراہ بیابان جبل الفقر ہفت میل کے پل ماہی فروشان پر تمکارے پکڑنے کو بیٹھے ہین عمرو نے کہا اے اخی سعید خدا آپ کا نگہبان ہے
بازرگ است غرض یہ کہکے کوئی چار گھڑی رات رہے عمرو اپنی بہن اور اخی سعید سے رخصت ہوا اور اسی بیابان ہفت میل کیطرف چلا جبکہ اُس پل کے قریب پہونچا تو عمرو نے ایک درخت کی آڑ مین دور سے اُس پل کے عرض اور چوڑائی کو غور کرکے دیکھا
حسبت کی مانند ہاے نظر اس خوبصورتی اور چستی سے اس پل کے پار پہونچ گیا کہ عنتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی وغیرہ کسی عیار کو مطلق معلوم نہین ہوا کہ کون آیا اور کون گیا تب وہان سے عمرو نے پکارکر تمام آواز دی کہ اے عنتر گرد مرد و ارم زاد بخشی مین شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لے کے جو پھرا تو ہر ایک جی مین آیا کہ تجھے جہنم واصل کرکے جاؤن مگر کچھ میرے دل مین تجھپر رحم اور ترس آگیا
اس لیے تجھے زندہ چھوڑے جاتا ہون غرض یہ گفتگو کرکے عمرو تو مثل برق چمک کے اُن کی نظرون سے غایب ہوگیا اور
جستین کرتا سمت لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے روانہ ہوتا ہے اسکو تو جانے دیجیے مگر جبتک

شمہ داستان شوکت بیان اور چند قہر جلالت و شہامت صاحب عزم زرق برق رزم شاہزادہ خاور سپاہ مالک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری سے بیان کیا جاتا ہے

کہ جس وقت وہ سوار زرہ پوش شاہزادہ خاور سپاہ مالک قاسم کو جناب مرداشہ کرکے گنبد طلسمی مین پکڑ لے گیا تو اب بیان کا حال سنیے کہ اس طلسم کا بادشاہ ایک ساحر زبردست توسن جادو ہے وہ سوار زرہ پوش قاسم کو بزور سحر گرفتار کیے توسن جادو کے پاس لایا اور توسن جادو نے حکم دیا کہ اسکو قتل کرو اور تابوت اُسکی لاش کا بیرون شہر بھیجدو حسب اتفاق اسوقت ملکہ ناہید جادو بیٹی توسن جادو کی وہان آئی اور اُسنے قاسم کو دیکھکر پوچھا کہ بابا جان یہ کون شخص ہے توسن جادو نے کہا یہ بر طلسم موافق دیا نکے قاعدے کے مین نے اسے قتل کرکے تابوت اسکا بیرون شہر پہونچانے کو حکم دیا ہے ملکہ ناہید جادو شاہزادہ قاسم پر عاشق ہوئی اسنے اور کوئی تدبیر قاسم کے بچانے کی نہ دیکھی کہنے لگی بابا جان میرا جی چاہتا ہے کہ اسے مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون اور کل صبح کو تابوت اسکا بیرون شہر بھیجدون توسن جادو نے کہا اچھا ناہید جادو قاسم کو وہان سے اپنے مکان پر لائی اور قاسم کا حسب نسب دریافت کرکے اپنا اظہار عشق کیا کہ اب مین تیری صورت کا ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنا کے اسکا سر کاٹکر تابوت اسکا بیرون شہر بھیجے دیتی ہون قاسم نے کہا تمھین اختیار ہے جو تمھارے جی مین آئے وہ کرو چنانچہ ناہید جادو نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا قاسم کی صورت کا بنا کر اسکا سر کاٹا اور اسکی لاش تابوت مین رکھکر بیرون شہر بھجوا دیا اور وہان جو سابق مین بیان کیا تھا کہ قبرین نظر آتی ہین انہین جا کے کسی قبر مین دفن کروا دیا ہمایون بن شداد نے جو وہان تابوت قاسم کا آتے دیکھا تو شدت رنج و غم اور کثرت شیون و شین اور ماتم سے جب ضبط نہو سکا تو ہمایون بن شداد فقیر ہوکے اُسی قبر پر قاسم کی بیٹھ رہا یہان ناہید جادو نے قاسم سے کہا کہ اے شہریار اب مین تجھے اس طلسم سے نکالے دیتی ہون قاسم نے کہا اے ملکہ ہمارا یہ طریق نہین کہ جس مہم پر قدم رکھین اور پھر جبتک اسکو طے نہ کرین وہان سے ایک قدم اپنا پیچھے ہٹا لین اب مین جبتک کہ اس طلسم کو فتح نہ کرلونگا یہان سے نہ جاؤنگا ملکہ ناہید جادو نے کہا خیر اگر آپ کی یہی خوشی ہے تو مین جاکے امان جان سے تحقیق کرتی ہون کہ یہ طلسم کیونکر فتح ہوگا کسطرح یہ کہکے ناہید جادو اپنی مان کے پاس گئی اور پوچھا کہ امان جان یہ طلسم کیونکر فتح ہوگا مان ناہید جادو کی یہ بات سنکے نہایت خفا ہوئی اور کہنے لگی کہ اگر پھر تو نے یہ کہا مگر پھر جو تیرے منہ سے ایسی بات سنی ایسا طمانچہ مارونگی کہ منہ تیرا ٹوٹ جائیگا ناہید جادو ناامید ہوکے قاسم کے پاس آئی اور سارا حال اپنی مان کا بیان کرکے کہنے لگی کہ امان جان نے تو نہ کہا مگر ہین بابا جان سے جاکر پوچھ آؤنگی یہ کہکر ناہید جادو نے اپنے کو مثل طاؤس طناز آراستہ کیا اور توسن جادو کے پاس گئی ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ مردود ملعون توسن جادو اپنی بیٹی ملکہ ناہید جادو پر ہزار جان سے شیدا ہے

بار ہا اسکے دل مین وسواس شیطانی کی وجہ سے خیال و گمان گذرا یا اس وجہ سے ٹالتا رہا کہ اگر اسکی ماں کو کہین معلوم ہو جائیگا بڑی
مصیبت پڑ جائیگی مگر آج جو اسنے ملکہ ناہید کو اس طرح بصد ناز و ادا دیکھا اپنے پاس بٹھا کر باتین ہوسانہ کرنے لگا ملکہ ناہید اس ملعون
و مردود کی ان حرکات سے نہایت درجہ ناراض ہوئی مگر چونکہ اسکو تو شاہزادہ قاسم عالیشان کیواسطے تحقیق لوح کی منظور تھی
اسوجہ سے منہ سنگ آمد و سخت آمد کا خیال کرکے توسن جادو کی طرف متوجہ ہوئی اور آنکھون مین آنسو بھر کے کہنے لگی اے
والد بزرگوار یہ آپکو کامل یقین ہوگا کہ مین آپ سے عہد طفولیت سے کس درجہ مانوس ہون مگر والدہ صاحبہ مجھسے ناحق
کو بد گمان ہین مجھے صرف یہ خیال رہتا ہی سامری نہ کرے کہین کوئی دشمن جان ساحران داخل طلسم ہوا ور وہ آپکے
درپے ایذا ہو تو مجھسے اسوقت بسبب لاعلمی حالات طلسم کے اسکا تدارک بالکل نہو سکیگا اسوجہ سے مین نے آپ سے حال طلسم کو دریافت
کیا ورنہ مجھے اس کیفیت کے دریافت کرنے کی کیا ضرورت تھی ملکہ ناہید جادو توسن سے باتین کرتی ہی مگر یہ مردود اُسکی ہر بات اور
ہر ادا پر لوٹا جاتا ہی جب اس مردود علیہ اللعن والعذاب کو تاب ضبط باقی نہ رہی اُسوقت اسنے کہا ای ملکہ میری جان ایک مدت
سے مجھپر حالی ہی مگر مین بسبب تیری ماں کے خوف کے تجھسے تعلق پیدا کرتے ڈرتا ہون اگر تو میرا منشاے دلی پورا کرنے
کا اقرار کرے تو البتہ مین اسرار طلسم سے تجھکو آگاہ کرون ملکہ ناہید جادو توسن مردود کے اس ارادے اور فحش الفاظ کے
بیساختہ کہنے سے نہایت منفعل ہوئی اور سر جھکا کر کہنے لگی کہ مین تیری کنیز تیری پرورش یافتہ تیری تعلیم کردہ ہون بھلا مجھسے
تیرے کسی حکم سے انحراف ہو سکتا ہی مگر ہان مین نے اپنی ہمجولیون سے سنا ہی کہ جو لڑکی کمسنی مین بیاہ جاتی ہی اُسکو خاوند
کے گھر بڑی سختی جھیلنا پڑتی ہی اسوجہ سے مین بوجہ صغر سنی کے تجھسے ایک سال کی مہلت طلب کرتی ہون بعد اسکے مین تیرا مال
ہون تجھکو اختیار ہی جب خداوندون نے بیٹی بہن ماں سبھو کچھ جائز کر دی تو مجھے کب انکار ہوگا توسن اسبات کو سنکر اُچھل پڑا
اور فوراً ملکہ ناہید کو اپنی آغوش مین دبا کر متواتر چند بوسے لیے ملکہ ناہید نے جب اس ملعون کی بد نفسی اور شرارت کی حالت
دیکھی عجب طرح کا صدمہ جانکاہ اُسپر گذرا اور غصہ کے مارے تڑپ کر اسکے پاس سے دور جا کر کہنے لگی یہ کیسی نالائق حرکت
تیری ہی تجھے اپنے قول اقرار کا بھی خیال نہین ابھی مین تجھسے خود کہہ چکی ہون کہ بعد ایک سال کے مین تیری ہو رہونگی پھر
تجھکو اسوقت یہ بیہودہ حرکت کرنا کیا ضرور تھا توسن جادو ملکہ ناہید کو اسقدر غضب آلودہ دیکھکر تھر تھر کانپنے لگا اور
ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا ملکہ عالم اسوقت میری اس بیساختہ حرکت ناشائستہ کا قصور معاف کرو سامری نے چاہا تو آج سے
سال بھر تک جیسا کہ تمنے وعدہ کیا ہی کبھی اس فعل شنیعہ کا مرتکب نہونگا القصہ بڑی منت خوشامد سے ملکہ ناہید جادو کو پھر مسند
پر بٹھایا اور توسن دل مین سوچنے لگا کہ اسوقت اسکا غصہ کیونکر کم ہو سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ مین اس سے حال طلسم
بیان کرنا شروع کر دون تو کیا عجب ہی کہ اسکا غصہ رفع ہو یہ سوچ کر کہنے لگا ملکہ عالم ذرا تم میری طرف متوجہ ہو اور غور کیکے
کنتوک ڈالو مین مفصل پوستکندہ حال طلسم بیان کیے دیتا ہون پہلے اس طلسم کا مالک لاچین جادو تھا واقعی بڑا ساحر
زبردست تھا عجب انتظام طلسم کے اسنے کیے تھے جسکی تعریف مین بیان نہین کر سکتا ہون اول تو فوج کو خود اسنے اسی طرح
پوشیدہ کیا کہ اب تک مجھکو بھی اسکا حال معلوم نہین دوسرے دربندون کو ایسا مستحکم کیا کہ کیا مجال کسی کی جو فتح کر سکے مجھکو
بھی اسی نے علم سحر تعلیم کیا مگر میرے دل مین ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ مین کسی طرح اس طلسم پر قابض ہون اس وجہ سے
کبھی اس فکر سے غافل نہ رہتا تھا ایک دن کا ذکر ہی کہ لاچین جادو نے منجمون اور کاہنون کو بلوا کر دریافت کیا کہ آیا
طلسم کو کوئی فتح کریگا یا اسی طرح سے برقرار رہیگا منجمون نے بڑی فکر اور غور سے احکام نکال کر یہ حکم سنایا کہ اس طلسم
کا فتاح قاسم حمزہ کا پوتا ہوگا اور اسکا دین یزدان پرستی ہوگا لاچین جادو بولا یزدان پرستی کوئی دین علاوہ
دین سامری اور جمشید پرستی کے ہی منجمون نے جواب دیا کہ دین آیندہ ایسا وسیع اور جہانگیر ہوگا کہ کوئی شہنشہ

بیدار ہوا اور کانون اس سے خالی نہ رہیگا لاچین اس بات سے بہت گھبرایا اور منجموں سے پوچھنے لگا کر آیا اس طلسم کے بچنے کی بھی کوئی
صورت ہی منجموں نے کہا اسصورت سے بچاؤ تو ممکن ہی کہ ابھی سے دین یزدان پرستی کو ترقی دی جاے اور چند یزدان پرست تلاش کر کے
بلا لیے جائیں جو مسائل یزدان پرستی تعلیم کریں اسیوجہ سے جب شاہزادہ داخل طلسم ہوگا تو اس کیفیت سے بہت خوش ہوگا اور کیا
عجب ہی کہ تمھارے طلسم کی فتاحی سے باز آئے لاچین کو منجموں کی باتیں اسوقت کچھ ایسی موثر ہوئیں کر آتشے حتمی ارادہ مسلمان ہونیکا کر لیا اور
ساحروں کو حکم دیا کہ تم اکناف عالم میں پھر کر چند یزدان پرستوں کو اٹھا لاؤ میں انسے بحث مذہبی کرونگا اگر انکا قول درست معلوم ہوا
تو بیشک مسلمان ہو چکا ورنہ اپنے دین قدیم پر قائم رہونگا تمام حاضرین دربار لاچین کی اس گفتگو سے نہایت درجہ ناخوش ہوے خصوصاً خنزیر
جادو وزیر اعظم لاچین جادو کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور جب دربار برخاست ہوا تو وہ میرے مکان پر آکر کہنے لگا اے لوسن جادو آج مجھ
لاچین جادو کی باتیں سنکر میرا دل آج سے بالکل لاچین کی طرف سے پھر گیا اگر تم میری مدد کرو تو ہم تم ملکر اسکو گرفتار کر لیں اور تم اسکی جگہ پر بادشاہی
کرو تو زیبا ہی چونکہ مجکو بچپنے سے ہوس بادشاہی ... اسوجہ سے میں اس بات سے نہایت خوش ہوا اور خنزیر جادو کو گلے لگا لیا
اور میں نے اس سے کہا اے بھائی خنزیر ہر چند لاچین میرا ماموں ہی اور اسی نے مجکو علم سحر تعلیم کرکے سپہ سالار مقرر کیا مگر میں تمامتر اسبات کا منتظر
تھا اگر کوئی میرا مددمعاون ہو تو میں کوئی ترکیب ایسی کر کے لاچین کو گرفتار کر لوں اسوقت چونکہ بالکل تخلیہ ہی اگر یہ بھی راے قرار پا جاے کہ لاچین
کس طرح گرفتار ہوگا تو مناسب ہی خنزیر بولا اے لوسن جادو لاچین ایسا جادوگر نہیں کہ کوئی اسکے سر پر کھڑے ہو کے گرفتار کرے اس سے یہ بات
مناسب ہی کہ اسکی دعوت کیجاے اور پوشیدہ تو اسپر سحر کرا دیں کھانے میں بیہوشی ملا دونگا جب اسپر بیہوشی اثر کرے تو سحر کر کے اسکو مع تمام
ہوا خواہوں کے گرفتار کر لینا اے ناہید جادو میں اسوقت کی اپنی خوشی کا حال بیان نہیں کر سکتا ہوں بار بار اٹھتا تھا اور خنزیر جادو
کو گلے لگاتا تھا اسوقت میں نے خنزیر جادو سے کہا اے خنزیر ... تمھارے احسان کا معاوضہ کیا دیا ہوگا یہ بات ظاہر ہی کہ تم وزیر اعظم
لاچین جادو کے ہو میں اسوقت نہایت خوشی سے تمکو اجازت دیتا ہوں کہ بعد گرفتاری لاچین جادو کے تم تخت سلطنت پر متمکن ہونا
خنزیر جادو میری اسبات سے نہایت خوش ہو کر کہنے لگا اے لوسن جادو تمھارے قول سے گویا مجکو سلطنت ملگئی سلطنت تمھارے واسطے
شایان ہی اور میں چونکہ بوڑھا ہوا ہوں اسوجہ سے بعد گرفتاری لاچین جادو کے میں صرف تمھاری حفاظت جان کے لیے ...
صورت ہا ہر وقت تمھارا نگران حال رہونگا ... اسقدر ... بار کا ضرور متحمل ہونا پڑیگا کہ میرے بال بچوں کے مصرف اور اخراجات کے
اچھی طرح کفیل رہنا میں خنزیر جادو کے حسن عقیدت سے ... خوش ہوا ... میرا دل ہی جانتا ہی قصہ مختصر خنزیر جادو مجھسے اس قسم کی باتیں
کر کے رخصت ہوا اور میں منتظر وقت تھا ایک دن لاچین جادو نہایت خوش بیٹھا تھا اور میں بھی دربار میں موجود تھا کہ ناگاہ میرے گھر کا خادم
دوڑا ہوا آیا اور مجھے علحدہ بلا کر تیرے پیدا ہونے کی خوشخبری دی اے ناہید اول تو تیرے پیدا ہونیکی خوشی دوسرے وہ میرا ارادہ لاچین جادو
کی دعوت کرنیکا پورا ہوا اسوقت لاچین کے روبرو جا کر ... کو بوسہ دیکر تیرے پیدا ہونیکی خبر کہی لاچین نہایت خوش ہوا اور میں نے
اسیوقت تیری چھٹی کے دن اسکی دعوت کی ... بخوشی منظور کیا میں خنزیر جادو کے پاس گیا اور اس سے بھی ساری کیفیت بیان کی وہ
بھی میری اسبات سے بہت خوش ہوا ... انتظام خود کرنے کا اقرار کیا جب چھٹی کا دن آیا اے ناہید میں لاچین جادو کو گھر پر لایا ... تجھکو
اسکی گود میں دیا وہ تجھے لیکر نہایت درجہ خوشی ہوا اور مجھسے کہنے لگا اے لوسن جادو نہ معلوم کیا سبب ہی کہ اس لڑکی کو دیکھکر مجھے اس ... عجیب
قسم کی محبت پیدا ہوتی ہی ساحری جمشید اس لڑکی کی عمر دراز کرے میں بھی لاچین کو دعا ہر دعا میں دینے لگا پھر وہاں سے میں لاچین کو محفل جشن میں
لایا تمام ارکین سلطنت اور لاچین کو ایک دستر خوان پر کھانا بیہوشی آلود کھلوایا جب انکی حرکات سے آثار بیہوشی سرزد ہونے لگے اسوقت خنزیر
جادو لاچین کے سامنے آیا اور ... لاچین کے بازو پر ... لاچین ... متوجہ ہوا کہ اے لاچین جادو آگاہ باش کہ آج میں
تیرے اس ارادے کا انتقام لینے والا ہوں جو اسدن سر دربار یزدان پرست ہونے کو کہتا تھا لاچین اسبات سے بہت غصہ ہو کر اٹھا اور چاہا کہ خنزیر
جادو کو پکڑ کے اسکی بدگوئی کی سزا دے مگر چونکہ بیہوش ہو کر گرا ... سحر میں گرفتار کر کے برج طلسمی میں لا کر اسیر کیا ابھی سے میں اس طلسم کا بادشاہ ہوا اور خنزیر ...

لشکل تھا بہ میری بارگاہ مین آکر میری حفاظت کرتا ہی اور یہ بھید آج بجز تیرے کسی کو معلوم نہین ہی لے سنا اے جان جہان تونے سارا
قصہ اب میری خطا کو معاف کر اور بخوشی خاطر ایک بوسہ اپنے لب نجات وہ گلگ کا دے ناہید کو توسن کی اس بیہودہ خیالی
پہ اختیار ہنسی آگئی کہنے لگی سن تو او دنگوڑے نمک حرام تونے اپنے سگے ماموں لاچین کو جسنے تجھے خاک سے پاک کیا اور علم ساحری
مین تجھے عالم کر کے سپہ سالار کر دیا پھر تونے اسکے ساتھ ایسی کورنمکی کی بھلا مین تجھسے کیا امید نیکی کی رکھون توسن اتنی بات سے
رو کر قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا اے پیاری وہ محل اور تھا اب یہ موقع اور ہی اگر مین بحالت سپہ سالاری رہتا تو تم کاہیکو شاہزادگی
کھاتین اچھا اب اس غصہ سے درگذر و اور ہنسی خوشی کی باتین کرو ناہید نے کہا واہ واہ یہ تونے عجب طرح کی ایک مہمل بات بیان کردی
کہ مین نے لاچین کو گرفتار کیا اور گنبد طلسمی مین قید کرایا مگر یہ تو بتادے کہ آیا گنبد طلسمی کہان ہی اور اُسکے راستے کی تونے کیا کیا حفاظت
کی اور کیا سامان کیے ہین جو مقدم بات تھی اُسکو چھپا گیا توسن جادو نے کہا شعر اے دوست اگر بجان طلبی جان بتو بخشم ؛ وز جان
چہ عزیز ست بگو آن بتو بخشم ؛ تجھے اس تحقیق کی کوئی ضرورت نہین ہی مگر یا ایک بہت مشہور ہے سن میرے تخت کے نیچے
ایک نقب ہی اسکے دہانہ پر ایک ایسا بھاری پتھر نصب کیا ہوا ہی کہ جبتک کوئی ایسا مرد رستم توان نہو کیا مجال ہی جو اسے جنبش دے سکے
سو آدمی طاقت وار سب شریک کیے تھے اسوقت یہ پتھر اس نقب کے منہ پر رکھا تھا اگر اُسے ہٹا کے اندر داخل ہو تو ہی
ایک اژدر آتش فشان حملہ آور ہوگا اگر اسنے مار ڈالا تو خیر اور اگر کچھ دیر اٹک گیا تو قیامت ہوگی اگر ہزار جان رکھتا ہوگا ایک زندہ
نہ لیجائیگا دوسرے آگے ایک شیر ملیگا اُس سے کشتی پیدا کرے بعد اسکے ایک ساحر ملیگا اگر اسپر کسی طرح قابض ہو تو فوراً مار ڈالے
الکہ وہ کہے کہ مین لاچین کی رہائی کی صورت بتا دونگا ایک نہ مانے اور فوراً قتل کرے بعدہ وہ گنبد ملیگا اسکے ٹکڑے کر لاچین کو
رہا کرے جب وہ لوح کا نشان بتائیگا اسوقت طلسم فتح ہو جائیگا اپنی پیاری ناہید بھلا کہین بتاؤ کسکو ایسا دردہ ہی ایسی مشقتین
جھیلکر لاچین کو چھڑا کر طلسم فتح کریگا اور خوب یاد آیا ایک اسیر طلسمی قاسم نامے آیا تھا اسکو تونے خود مار ڈالا اس سے البتہ کچھ کھٹکا
پیدا ہوا تھا اگر وہ زندہ رہتا کیا عجب تھا کہ وہ اس طلسم کو فتح کرتا ناہید نے کہا بابا جان آپ بہت درست فرماتے ہین واقعی میرے خیال مین
بھی کوئی شخص ایسا ذی حوصلہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ جا کر لاچین کو چھڑالے توسن نے کہا اے ناہید اب تم مجھے بابا نہ کہا کرو وہ زمانہ
طفلی کا تھا جب تم مجھے بابا کہتی تھین اب یہ الفاظ مین تمھین کہتا ہون وہی پیارے الفاظ اپنے بھولے منہ سے تم بھی مجھے کہا کرو
ورنہ اسمین کچھ بھی لطف نہین آتا کہین تو تمھین پیاری دلبر کہون اور مین تمھارا عاشق شیدا ہون چاہنے والے کو بابا جان کہنا
بڑی شرم کی بات ہی غرض ان باتون سے ناہید رخصت ہو کر شاہزادہ عالیشان قاسم نوجوان کی خدمت مین آئی اور ساری کیفیت
اول سے آخر تک بیان کی قاسم نے کہا اے ملکہ سب مشکلین حل ہو گئین مگر کوئی صورت بتا کہ پہلے اس کمبخت خسرو پیر جادو کو بیہوش
کرین یا مار ہی ڈالین اس کے بعد ہم توسن کو بیہوش کرین جب جا کے اس نقب تک رسائی ہو ناہید نے کہا اے شہریار توسن کو تو مین
شراب پلا کر بیہوش کر دونگی مگر کوئی تدبیر ایسی لگایئے جسمین وہ نگوڑا خسرو پیر بھی شریک ہو کر بیہوش ہو جب کام چلے شاہزادہ
قاسم اس فکر مین مبتلا ہوا تھا اس عرصہ مین ناہید نے خوش ہو کر کہا شہریار مبارک مین تدبیر سوجھی ہون شاہزادے نے فرمایا کیا
تدبیر ہی ناہید نے کہا کل مین جا کر توسن جادو سے کہون کہ تو جو ارادہ میرے ساتھ رکھتا ہی اگر اُسکا ظہور ہوا اور تو کسی وقت بالکل
مجھسے منحرف ہو جاوے تو مین تیرا کیا کر لونگی اسوجہ سے یہ مناسب ہی کہ تیرے مشیرون مین جو سب سے معتمد ہو اُنکی گواہی اور
اقرار نامہ پر مہر کرا دے کہ تمام عمر اگر بجز میرے اور کسی سے تو ملتفت ہوا تو جو سزا حضور کی وہ تیری ہوگی وہ اپنی غرض کو منظور
کریگا مین خسرو پیر کو بلواؤنگی جب وہ آئیگا اسکو بھی شراب بیہوشی آمیز پلاؤنگی جب دونون بیہوش ہونگے اسوقت حضور کو
تکلیف دونگی آپ تشریف لے چلیے گا مگر بات یہ فرمائیے وہ پتھر نقب کے منہ سے کیونکر اُٹھایا جائیگا شاہزادہ اس بات سے ہنسا
اور کہا اے ملکہ اس پتھر کی بھی کوئی ہستی ہی اگر کوئی پہاڑ ہوتا تو میرے زور و قوت کی کیفیت دیکھتین خیر بروقت معلوم ہو جائیگا

گر واقعی یہ رائے خوب تجویز کی ہی خدا تمھارے ارادے کو پورا کرے

اب شمہ داستان حیرت بیان امیہ بن عمرو کی بیان کیجاتی ہی

واضح رائے ناظرین والاتمکین ہو کہ جس وقت خواجہ نے اقامشرک خدا کو بیہوش کیا تھا اور خود پانی پی کر بیہوش ہونے وہ چالاکی ان حضرت کی تھی اور اسوقت اُسنے یہ چالاکی کی تھی کہ ایک فرمان مہری خواجہ جعلی تیار کرکے کہ امیہ عیاری تیرا حصہ ہی تو میرا استاد میں تیرا شاگرد ہوں کرسی ہر ہدین نے بخوشی خاطر تجکو دی یہ فرمان تیار کرکے اسپر خواجہ کی مہر کرکے اپنے پاس رکھا اور وہاں سے روانہ ہوا بالاتفاق روزگار یہ بھی سیر کرتا شاہزادہ بدیع الزمان کو تلاش کرتا اسطرف آنکلا صحرا کی فضا دیکھکر بصورت مبدل ایک مقام پر لب نہر بیٹھکر چنگ بجا کر گانے لگا اتفاقات روزگار ایک جادوگر رہنے والا اس طلسم سلیمانی کا عقاب جادو نامے بشکل عقاب بنا ہوا ادھر آنکلا امیہ کو گاتے سنکر یہ تجویز کی کہ اسکو اٹھاکر اپنے گھر میں لے چلوں اور اسکو نوکر رکھکر روزمرہ گانا سنا کروں اور خود بھی اس فن میں مہارت حاصل کروں یہ خیال کرکے دہن سے کندے جوڑ کر جو گرا تو امیہ بن عمرو کی کمر میں پنجہ ڈال کرکے اڑا ہر چند امیہ چلایا کہ ارے کمبخت تو کون ہی اور مجھے کہاں لیے جاتا ہی مگر اسنے ایک نہ سنی امیہ تموج ہوا سے بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا اپنے کو ایک مکان میں پایا اور ایک ساحر کریہ منظر کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھا امیہ جلدی سے اُٹھ بیٹھا اور سلام کرکے اُس سے اپنے اٹھا لانے کا حال پوچھا اُسنے اپنا منشا مذکور بیان کیا امیہ ننگ آمد و سخت آمد کا خیال کرکے چپ ہو رہا عقاب نے امیہ کی بہت سی دلداری کی اور بہت زر نقد پیشکش کیا اور کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی اور کہاں کا رہنے والا ہی امیہ نے کہا میں سنجان کا رہنے والا ہوں اور مجھے استاد ملنوش چنگ نواز کہتے ہیں عقاب نے کہا تو آج سے آپ میرے بجاے استاد کے ہیں مجھے آپ علم موسیقی تعلیم فرمائیں امیہ نے کہا تم تو بتاؤ کہ مجھے جو اٹھا لائے تو یہ مقام کون ہی اور یہاں کا بادشاہ کون ہی اور تم کس عہدے پر ممتاز ہو عقاب نے کہا کہ ای استاد ملنوش چنگ نواز میرا نام عقاب جادو ہی اور شہنشاہ ساحران توسن جادو کا مصاحب خاص ہوں وہ مجھسے ہر بات میں مشورہ لیا کرتا ہی اور مجھے بہت عزیز رکھتا ہی چنانچہ کل میں تمکو بھی لے چلکے دربار کی کیفیت دکھاؤنگا دیکھنا ایسے بادشاہ ذی شوکت و صولت کم ہوتے ہیں اگر تمھارا گانا ہمارا بادشاہ سن پائیگا تو کیا عجب ہی کہ تمکو اپنا ہمدم اپنے سے جدا نہ کرے استاد ملنوش چنگ نواز نقلی نے کہا میاں عقاب اب مجھے تو تمسے ایک قسم کی محبت پیدا ہوگئی اب بادشاہ توسن جادو مجھے لاکھ روپیہ بھی دیگا تو میں تمھیں نہ چھوڑونگا عقاب نے کہا یہ تمھاری عنایت ہی میں کس لائق ہوں قصہ مختصر بسبب کسل راہ کے عقاب جادو مع امیہ کے کھانا کھاکے آرام کیا امیہ نے ارادہ کیا کہ رات ہی کو اس کمبخت کو قتل کردوں مگر چونکہ حال طلسم کا دریافت کرچکا ہی اسوجہ سے یہ خیال کیا کہ کل چلکے ذرا دربار کا بھی رنگ دیکھنا چاہیے اسوجہ سے یہ بھی ایک گوشہ میں سو رہا صبح کو عقاب مع امیہ دربار توسن جادو میں آیا امیہ کو توسن جادو سے ملوایا نذر دلوائی اور بہت سی تعریفیں استاد ملنوش چنگ نواز کے گانے کی کیں چنانچہ توسن کو بھی امیہ کے گانا سننے کا نہایت اشتیاق ہوا اور عقاب جادو کے کان میں جھک کر کہا ای عقاب جادو تم سے کوئی بات چھپی نہیں ہی یہ تم بھی جانتے ہو کہ میں ایک مدت سے ملکہ ناہید جادو پر جان و دل سے فریفتہ ہوں اب تلک سال بھر کا وعدہ کیا ہی مگر میرا قصد ہی چند روز لاکھ عورتیں اسکے سمجھانے کے لیے مقرر کروں کہ تھوڑے عرصہ میں اُسے راہ راست پر لائیں پھر سامری نے چاہا تو ایک حیلہ ایسا معقول کرونگا کہ عالم عالم اور دنیا دنیا کو رشک ہوگا اُسدن البتہ استاد ملنوش چنگ نواز کے سننے کا لطف آئیگا عقاب نے کہا ای خداوند یہ آپکا کیا ارادہ ہی بھلا ناہید آپکی بیٹی اور آپ اُسکے ساتھ یہ قصد کریں توسن نے جواب دیا مصرع بریں عقل و دانش بباید گریست ای بے عقل کب گوارا کرینگی کہ ایسی حسینہ جمیلہ کو چودہ برس تک پرورش کیا ہزار دن طرح کی اُسکے لیے ایذائیں اٹھائیں اب بنام سامری جو وہ جوان ہوئی تو غیر کے ... وہ ... ایذائیں اور دوسرے جب خداوند سامری اور جمشید اپنی کتاب مجوزہ میں اجازت دے چکے تو ہم خداوند کو کسی طرح ... عقاب نے کہا تو پھر کچھ اندیشے کی بات نہیں ہی اب

ملکہ ناہید کو راہ پر لائین القصہ بڑی دیر تک اسی قسم کی باتین عقاب اور توسن سے رہین بعد دربار برخاست ہونے کے عقاب استاد
مہوش سے توسن کی حماقت کا حال بیان کرتا اپنے گھر مین آیا اور بعد کھانا کھانے کے تھوڑی دیر استاد مہر نوش کا گانا سنا بعدہ سو رہا
ادھر نے حالت غفلت مین اسے بیہوش کر کے ایک گڑھے مین اس خیال سے دفن کر دیا کہ مبادا اسکے قتل ہونے سے اسکے پیرغل
مچائین تو مین فوراً گرفتار ہو جاؤنگا اور آپ بصورت عقاب درست ہوکے اب بفکر عیاری بیٹھا ہے

اب تتمہ داستان ملکہ ناہید جادو اور شاہزادہ مالک قاسم نعل خفتان خونریز خاوری کی بیان کیجاتی ہے

کہ جب ملکہ ناہید جادو اور شاہزادہ قاسم مین توسن جادو کو مع خنزیر جادو کے بیہوش کرنے کا مشورہ ہو چکا دوسرے دن ملکہ ناہید
نے اپنے تئین مثل عروس شب اول کے آراستہ اور پیراستہ کیا اور شاہزادہ قاسم سے رخصت ہوکر توسن جادو کے پاس پہونچی توسن
جادو ایسا تو دل دادہ اور شیفتہ اول ہی سے تھا آج نیم بسمل ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا اے سرمایہ لذت زندگی وای و داغ صد بلیات
پراگندگی مجھے تیری ایک ساعت کی جدائی ایک سال سے زیادہ ہے تجھکو سامری اور جمشید کا واسطہ اب مجھے نہ ترسا اور اپنے زلال
وصال سے سیراب کر اب مجھ مین تاب و صبر شکیب نہین کہ بغیر تیرے وصل کے ایک ساعت متحمل ہو سکون ملکہ ناہید باتون سے
نہایت مکدر ہوئی مگر بظاہر بصلاح وقت کہنے لگی اے والد بزرگوار مجھے بھی اسبات کا خیال آیا کہ جب مین نے سال بھر بعد ایفا سے وعدہ کیا
تو کیا اور آج کیا تو کیا اس سے مین ابھی راضی ہوتی ہون مگر اس شرط پر کہ تو کوئی اپنا معتمد طلب کر کے ایک اپنا مہری اقرارنامہ لکھدے کہ
مین بغیر تیری رضا کے کوئی کام نہ کرونگا اسوقت البتہ مین تجھسے راضی ہونگی توسن یہ باتین سنکر اچھل پڑا اور کہنے لگا کہ ابھی لالا
خنزیر جادو سے بڑھکے اور کون میرا معتمد ہوگا جسکی بدولت سلطنت کرتا ہون مین اسے ابھی بلاتا ہون وہ تیرے حسب خاطر اقرارنامہ
لکھد یگا ملکہ ناہید جادو نے کہا کہ مین خنزیر جادو کے اقرارنامہ لکھدینے پر راضی ہون آپ خوشی سے اسے بلوائین توسن جادو نے قبیتہ
دستانہ دی لبفور دستک دینے کے ایک عقاب پرواز کنان آیا اور غلطاسہ مارکر بصورت انسان بنا اور توسن جادو کو سلام کر کے مستفسر
حال ہوا توسن نے سارا حال بیان کیا اور بمنت و خوشامد اقرارنامہ لکھنے خنزیر کو راضی کیا اس عرصہ مین ایک چوبدار نے عرض کیا کہ
عقاب جادو امیدوار باریابی ہے توسن نے عقاب کو بھی بلوا لیا اور ملکہ ناہید سے کہا لو ملکہ تم ایک شخص کو گواہ کرنے کو کہتی تھین اب دو گواہ
ہوگئے اس عرصہ مین عقاب بھی پہونچا توسن اور خنزیر اور ملکہ ناہید کو سلام کر کے بائین جانب توسن جادو کے بیٹھ گیا اس
عرصہ مین خنزیر جادو نے اقرارنامہ تیار کر کے اپنی اور توسن جادو اور عقاب جادو کی مہر کردی اور اقرارنامہ ملکہ ناہید جادو کے
حوالہ کیا ملکہ نے اقرارنامہ اپنے پاس رکھا اور چند صراحیان شراب کی جو اپنے ہمراہ لائی تھی ایک ایک جام سبکے تواضع کیا خنزیر اور
توسن تو بے اندیشہ پی گئے مگر جب عقاب نے پینے کا قصد کیا کچھ خفیف بیہوشی کی محسوس ہوئی فوراً رفع بیہوشی کی پڑیا
کھاتے ہی جام سبکے پی گیا اور توسن جادو سے متوجہ ہوکر بولا شہنشاہ یہ شراب بہت تیز معلوم ہوتی ہے میرا بیٹھنا ہی پھر کر
لگا اگر اجازت ہو مین ایک گوشہ مین لیٹ رہون توسن نے کہا کیا مضائقہ ہے عقاب جادو دل مین سوچ کر کہ دیکھنا چاہیے
یہ مقدمہ کیا ہے ملکہ ناہید نے توسن کو شراب بیہوشی آلودہ پلا لی اسمین کچھ بھید ضرور ہے یہ خیال کر کے ایک گوشہ مین لیٹ رہا
ادھر جب ملکہ نے چند جام دونون کو متواتر دیے ایک تو شراب کی تیزی نے دوسرے بیہوشی کے نشہ نے دونون کو مست کر دیا
خنزیر جادو توسن سے کہنے لگا اے توسن یہ تجھے خوب معلوم ہے کہ مین نے کس کوشش سے لاچین کو بغیر گرفتار کرایا اگر وہ
قدم درمیان مین نہ ہوتا تو چند آدمکو اسکے گرفتار کرنے کا حال معلوم ہے تا اسکے عوض آج حضرت میری یہ آرزو ہے کہ تو اپنی لڑکی
ناہید کو مجھے دیدے کیونکہ ایک تو یہ مناسب نہین کہ اپنی لڑکی کے ساتھ تو فعل بد کرے دوسرے مین تیرا محسن ہون اگر تو ایسا
کرے تو گویا تم الیال ہو جاوے توسن اسبات کے سننے سے مثل شعلہ بھڑک اٹھا اور کہنے لگا او مردود ابھی تو ہی سنتے خود کو سلا کر
ملا اقرارنامہ لکھکر ناہید کو دیا ہے اور خود ہی ناہید کی خواستگاری کرتا ہے بس زیادہ ہوس نہ کر کہ تیری باتین کرنے مین ورنہ ہم تیری کھال

ہوتا ہے آیندہ ایسا کلمہ خبردار زبان پر نہ لانا ورنہ تیرے لیے بڑی قباحت ہوگی خنزیر بولا میرے لیے کچھ برائی نہو گی اگر ہوگی تو
تیرے لیے جب خلق سامری تیرا حال سنیگی تجکو لعنت ملامت کریگی اس سے تو مجھے ملکہ ناہید کو دیدے توسن نے دوڑ کر ایک
گھونسا مارا کہ اوبے مردود پھر نام ملکہ ناہید کا لیے جاتا ہے خنزیر بیر گھونسا کھا کر لپٹ گیا لگی کشتی ہونے اتنے میں میاں عقاب نے آواز دی
کہ ٹھٹی کا مارے اور چھٹی کا جیتے دیکھیں کون دستے مارتا ہے ملکہ ناہید نے جب دیکھا کہ عقاب ابھی باتیں بنا رہا ہے ابھی بیہوش نہیں آیا
گھبرائی اس عرصہ میں توسن اور خنزیر دونوں لڑکھڑا لڑکھڑا کر بیہوش ہوکے گرے عقاب نقلی یہ سوچا کہ کل معاملہ پھر بند ہو جائیگا
یہ اس راز سے آگاہ نہوسکونگا اس سے خود بھی ہاں ہاں کہتا ہوا اٹھا اور خود ہی لڑکھڑا کر دھم سے گر کر بیہوش ہوگیا جب ملکہ
ناہید نے ان سبکو بیہوش پایا بہت جلد شاہزادہ قاسم کو بلالائی اور تخت توسن جادو کا الٹ کر مہرہ نقب کو دیکھا واقعی ایک
سنگ کلان مہرہ نقب پر دیا ہوا تھا قاسم نے دست حق پرست کو پتھر کے کڑے میں قائم کرکے زور اولین میں اٹھا لیا ناہید جادو
یہ زور و قوت شاہزادہ والا مرتبت کا دیکھکر دنگ ہوگئی ادھر عقاب نقلی شاہزادہ قاسم کو دیکھکے سمجھا کہ شاید ملکہ ناہید شاہزادہ
قاسم پر عاشق ہے اسوجہ سے اسقدر جسارت کی ورنہ عورت کو یہ دل گردہ کہاں ادھر شاہزادہ قاسم نے اپنے تئیں نقب
میں جلدی سے ڈالدیا جب آنکھ کھلی ایک میدان وسیع نظر آیا قاسم ایک سمت کو چلا تھا کہ سامنے سے ایک اژدر آتش فشان
شعلہ آتشیں چھوڑتا نظر آیا قاسم نے پکار کر آواز دی ای اژدر جادو میدان و آگاہ باش کہ میں فتاح طلسم ہون اگر اپنی زندگی
چاہتا ہے تو میری اطاعت قبول کر ورنہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو اژدر آتش فشان یہ بات قاسم کی سنکر متشکل بشکل انسان
ہوا اور شاہزادہ قاسم کے پاس آکر کہنے لگا کہ ای فتاح طلسم یہ میں نے مانا کہ تم نقب طلسمی میں داخل ہوے اور میں بھی جانتا ہون
کہ جو شخص اس نقب سے گذریگا بیشک وہ طلسم کشا ہوگا مگر تم مجھے نشانیان طلسم کشائی کی دکھاؤ قاسم اژدر جادو کے سوال
کے جواب سے ناچار ہوا تھا اس عرصہ میں ناہید جادو پہنچی اژدر جادو نے سلام کیا ملکہ نے کہا ای اژدر جادو اسوقت شہزادہ عالم
کا روکنا مناسب نہیں بوقت واپسین جب لاچین کو رہا کرینگے اسوقت نشان طلب کرنا یہ ضرور نشانی دینگے اژدر جادو یہ سنکر
سپید ہوگیا جو آگے ظاہر ہوگی جب سو رہا اور شاہزادہ قاسم آگے روانہ ہوا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ ایک طرف سے شیر کے دھاڑنے کی
آواز آئی شہزادے نے ادھر پلٹ کر دیکھا ایک شیر سفید رنگ کو نہایت غیظ و غضب میں آتے دیکھا پس شاہزادے نے قصد
کیا تھا کہ جھپٹ کر ایک ضرب پلا رکھا اور اسیالی دوپہر کا لے کرے اس عرصہ میں شیر کے منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور شاہزادہ کو
لپٹ گیا شہزادہ اس شعلہ کی تاب نہ لاکر بیہوش ہوگیا اس عرصہ میں ملکہ ناہید پہونچی نعرہ کیا ای پیران جادو تو نے ستم کیا کہ
شاہزادے کو گرفتار کر لیا اگر ذرا بھی چشم زخم پہونچا تو تیرے ٹکڑے اڑا دونگی پیران جادو نعرہ ناہید جادو کا سنکر بولا او چھوکری
شنگ خاندان خوب دھکا کھا کے نقب میں گھسی خوب باوا کی سلطنت تباہ کرنے کا قصد کیا لیکن چل جا میرے سامنے
سے تجھے پاس نمک توسن ہے ورنہ ابھی تجھے قتل کرتا ناہید نے کہا او موئے تیری قضا آئی ہے پیران غصہ میں ہو یہ کہکر ایک گرز
پیران کے سینے پر مارا پیران ہنسا اس ہنسی میں ایک شعلہ منہ سے نکلکر ناہید جادو کے ترنج کو کاٹ کر وہی شعلہ ناہید کو لپٹ گیا
یہ بھی دھم سے بیہوش ہوکر گری پیران نے چاہا کہ شاہزادہ قاسم کا سر کاٹ لے اور ناہید کو گرفتار کرکے توسن کے پاس لیجائے
اس قصد سے شاہزادہ قاسم کی سمت چلا تھا کہ پشت سے آواز آئی او پیران کیا ستم کرتا ہے بغیر بادولت کی اجازت کے تو اسبات
کا بھی مختار ہوگیا کہ جسے چاہے قتل کرے پیران نے پلٹ کر دیکھا کہ توسن جادو جھپٹا ہوا برہنہ شمشیر ہاتھ میں لیے چلا آتا ہے پیران
توسن جادو کی شکل دیکھکر کانپ گیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگا شہنشاہ میرا قصور معاف ہو واقعی سخت غلطی ہوئی کہ
بغیر حضور کے دریافت کیے اس جوان کے قتل کا ارادہ کیا تھا توسن نے ڈانٹا کہ او ملعون تجھے کیسے ہوئے تھا کہ بادولت
بالکل غافل میں الجھے جسوقت اس حرامزادے نے ناہید کو پکڑ کر اور اسکو اپنا شریک کرکے اس نقب میں قدم رکھا

مین جانتا تھا مین تم لوگون کی کارگزاری اور ہوشیاری دیکھنے کو آیا تھا خیر خوب وقت پر پہونچا یہ باتین کہکر توسن قریب
بیران جادو کے آیا اور کہنے لگا ای بیران یہ دوسرا جادوگر پیچھے تیرے کون کھڑا ہے اسنے پلٹ کر دیکھا تھا اس عرصہ مین گلے
مین کمند کے حلقے پڑے بیران ادھر کھینچکے پلٹا تھا کہ داہنے ہاتھ سے تو جھٹکا پڑا اور بائین ہاتھ کی پانچون انگلیون سے حباب
بیہوشی تاک کر ناک پر جو پڑی بیران جادو دھم سے منہ کے بل گرا اوپر سے تلوار کا ہاتھ پڑا دو ٹکڑے مردود کے ہوئے نعرہ جوانمرد امیہ
بن عمرو ایسی عیاریان کرنا یہ دست راستی عیارون کا حصہ ہے یہ کہکے یہ تو ایک سمت نکل گیا ادھر شاہزادہ قاسم اور ملکہ ناہید جادو
کو ہوش آیا بیران جادو کے مرنے سے جب سحر برطرف ہوا تھا تو امیہ بن عمرو کا نعرہ بھی سنا تھا اور فقرہ ظفر پیرا امیہ سے شاہزادہ
نہایت خشمگین اٹھا امیہ کو ہرچند تلاش کیا کہین نہ پایا ناچار ہو کے آگے کا راستہ لیا ملکہ ناہید شاہزادے سے باتین کرتی چلی جاتی
ہے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک درخت بہت بڑا لگا ہے ہر شاخ مین اسکے پنجرے جانوران خوش الحان کے لٹکتے ہین اسوقت ان
جانورون کی خوش الحانی نے شاہزادے اور ملکہ ناہید جادو کو ایسا مبہوت کیا کہ مطلق دونون مین ایک کو بھی یہ خیال نہوا
کہ ہم کسواسطے آئے ہین اس عرصہ مین وہ درخت پھٹا اور اسمین سے ایک جانور خوشنما قوی الجثہ نہایت تنومند نکلا
شاہزادے اور ملکہ کو کھڑے ہوئے دیکھکر گویا ہوا ایہا الناس کدھر سے آئے ہو اور کدھر جاؤگے شاہزادہ قاسم نے جواب دیا ای جانور
ہمکو یہ بڑا تعجب ہے کہ تو باوجود حیوان ہونے کے بھی بزبان انسان گفتگو کرتا ہے اول تو ہماری ابیات کا جواب دے تو ہم تجھے
اپنی بھی سرگذشت بیان کرین وہ جانور بولا ای شخص مجھکو طیران شجر نشین کہتے ہین اور محافظ ہون اس راہ کا مجھکو سخت تعجب
ہے کہ اس راہ سے بجز طلسم کشا کے اور کوئی نہ آئیگا اسواسطے مین اسکا منتظر ہون ای شخص اگر تو ہی طلسم کشا ہے تو علامت طلسم کشائی
دکھا ورنہ جدھر سے آیا ہے ادھر ہی چلا جا شاہزادہ قاسم نے جواب دیا ای طیران شجر نشین انشاء اللہ مین ہی اس طلسم کو فتح کرونگا
اور اسوقت مین لاچین جادو کے چھڑانے کو جاتا ہون اگر تو میری مدد کرے تو بعد فتح اس طلسم کے تجکو وزیر اعظم لاچین جادو
کا کرونگا ابیات سے طیران خوب رویا اور کہنے لگا مصرع آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ای شہریار مین اپنی حالت کیا بیان
کرون جس مصیبت مین گرفتار ہون مین وزیر دوم شہنشاہ لاچین تھا جب خنزیر جادو وزیر اول نے شہنشاہ لاچین کو بکمک
توسن جادو سے ملکر گرفتار کیا اور مجکو اس بات کی خبر ہوئی تو مین فوراً بگڑ گیا درمیان مین کئی لڑائیان سخت درپیش ہوئین
آخرکار توسن جادو کا ایک دوست ملک مواج بن گرداب لطمہ سنج کہ وہ کمبخت غضب کا ساحر ہے اسنے آکر مجھے گرفتار کر کے
اس شجر سحر مین مقید کیا ہے مین اس درخت کے سایہ سے کہین نہین جا سکتا یہ طلسم اس کمبخت کا باندھا ہوا ہے جب تک وہ زندہ
ہے مین اس بلا مین گرفتار رہونگا شاہزادہ قاسم نے فرمایا آیا وہ ساحر مواج کہان ہے اور کسطرح مارا جائیگا طیران شجر نشین نے کہا
ای شہریار اسکا مارا جانا بغیر لوح غیر ممکن ہے جب تک مفتاح طلسم نہو گی اگر لاچین بھی چاہے تو وہ کمبخت کسی طرح مغلوب نہوگا
شاہزادے نے فرمایا اچھا لاچین جادو کہان قید ہے طیران بولا ای شہریار یہان سے تھوڑی دور پر باغ زرین سلیمانی ہے
اس باغ کی بارہ دری کے اندر چھت مین ایک پنجرہ لٹکا ہے اسمین لاچین قید ہے آپ بہت جلد تشریف لے جائیے ورنہ شاید
کوئی تازہ واردات حادث ہو شاہزادہ یہ سنکر اسطرف کو روانہ ہوا ملکہ ناہید نے کہا ای شہریار توسن نے تو مجھے عجب
عمل بتادیا تھا واقعی یہ راہ نہایت پرخطر تھی بخیر خدا نے بچایا تو لاچین کو چھڑا کے لیتے ہین القصہ شاہزادہ قاسم اور ملکہ ناہید
جادو باتین کرتے تھوڑی دور بڑھے ہونگے کہ سامنے سے چاردیواری باغ کی نظر آئی شاہزادہ باغ کو دیکھکر نہایت مسرور
ہوا جب قریب دروازہ پہونچا دروازے کی چوکھٹ پر ایک دیو قوی الجثہ کو بیٹھے پایا جیسے ہی دیو کی نظر شاہزادہ عالی مقدار
پر پڑی ایک قلقار ماری کہ بعد مدت خداوند ابلیس نے ایسا بھنگا میری ڈاڑھ گرم کرنے کو بھیجا ہے یہ کہکر باواز بلند کہا ای شخص تہا
اپنا منہ کھولے بیٹھا ہون تو میرے منہ مین کود پڑ مین تجھے دانت کے تلے بھی نہ دباونگا شاہزادہ جب قریب پہونچا تو ایک

کنکر بڑا سا اٹھا کر اسکے منہ مین ڈالدیا اور آپ علیحدہ کھڑا ہو رہا دیو نے جیسے ہی دانت مارا کرسے آواز آئی تمام مٹی حلق کے اندر اتر گئی جلدی سے تھوک کر کہنے لگا سچ ہے وہ جو کہتے ہین آدم زاد خاکی نژاد ہے یہ آدم تو کنکر نژاد تھا میرا تمام منھ اور جبڑا کرکرا ہو گیا یہ کہکر اُس کنکر کو دیکھنے لگا اس عرصہ مین شہزادہ والا مرتبت نے خیال کیا کہ اس بیہودہ سے مذاق کیسا جلد اسکو واصل جہنم کرو یہ سوچ کر نعرہ کیا نعرہ قاسم ؛ آفتاب مشرق دین پروری ؛ شتہ سوار لعل پوش خاوری ؛ اور کہا او مردود کیا بیہودہ بک رہا ہے خبردار ہو یہ کہکر دیو کیطرف جھپٹا ملکہ ناہید نے جو دیکھا کہ شاہزادہ خود دیو کی طرف دوڑا جاتا ہے پکاری اے شہریار یہ کیسا غضب کرتے ہو اپنے پاؤن سے آپ دہن اژدر مین جاتے ہو قاسم ملکہ ناہید کے کہنے کو مطلق خیال مین نہ لایا اس عرصہ مین دیو نے دیکھا کہ آدمی خود میری طرف جھپٹا چلا آتا ہے اسنے چاہا کہ مین اُسکو اٹھا کر منھ مین رکھ لون شاہزادہ قاسم نے جب اسکا ہاتھ قریب آتے دیکھا اُسکی اُنگلیون کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کے ایک جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بل زمین پر آرہا شاہزادے نے ایک گھونسا کنپٹی پر ایسا مارا کہ کہنی تک ہاتھ سر مین گھس گیا دیو چرخ کھا کر زمین پر گرا ملکہ ناہید جادو نے جو یہ زور اور قوت شاہزادہ والا مرتبت کی دیکھی متعجب ہو کر شاہزادے کی تعریفین کرنے لگی شاہزادہ اندر باغ کے داخل ہوا باغ نہایت پر فضا تھا ہزارون قسم کے جانور بزبان بے زبانی حمد خالق زمین و آسمان کر رہے تھے شہزادہ وجد کی حالت مین ان جانورون کی کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا کہ سامنے ایک مکان وسیع نظر آیا جب اندر داخل ہوا وسط سقف مین ایک پنجرہ آہنی لٹکا پایا اُسمین لاچین جادو کو مقید دیکھا شہزادے نے اس پنجرے کو بدقت اُتارا اور چاہا کہ قفل کھولے کسی طرح ممکن نہوا اسوقت لاچین بولا اے شہریار یہ قفل بغیر اُس کنجی کے جو توسن جادو کے جوڑے مین ہے ہرگز نہ کھلے گا ملکہ ناہید نے کہا اے شہریار مین ابھی لاتی ہون یہ کہکر فوراً پلٹ کر توسن پاس آئی اُسے اسیطرح بیہوش پایا جلدی سے اُسکا جوڑا کھولا کنجی نکالی اور پھر نقب مین کود کر شاہزادے پاس پہونچی شاہزادہ ناہید کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اسی کنجی سے قفل کو کھولکر لاچین کو رہا کیا لاچین جادو دوڑ کر شاہزادے کے قدمون سے لپٹ گیا شاہزادے نے لاچین کو گلے سے لگایا لاچین نے عرض کی شہریار ذرا آپ یہین توقف کرین مین اس کمبخت خنزیر جادو کو مارکر مہرہ زرد سلیمانی لے آؤن اسوقت تدبیر لوح کرکے اس کمبخت توسن علیہ اللعن سے سمجھون یہ کہکے اُسیوقت پر پرواز پیدا کرکے ایک سمت اُڑ کر روانہ ہوا

اب شمہ حال خزان مآل مردود ملعون توسن جادو کا بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت اس مردود کی بیہوشی کم ہونے لگی یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ اے جان جہان و اے سرمایہ زندگانی تجھے نشہ کیوجہ سے کچھ تیرے حال کی خبر نہ ہے تو ناراض نہونا یہ کلمہ کہکر اُٹھا خنزیر کو بھی بیہوش پایا عقاب کو دیکھا کہین غائب ہو گیا گھبرا کر پکارنے لگا اے ناہید جادو کہو کدھر ہے سامری کا واسطہ جلد آؤ اور اپنے عاشق کو نہ تڑپا جب کچھ جواب کسی طرف سے نہ آیا تو گھبرا کر اُٹھا اب جو خیال کیا تو دیکھا کہ تخت کے نیچے پڑا ہون تخت ایک سمت اوندھا پڑا ہے مہرہ نقب سے پتھر جدا ہے بس یہ کیفیت دیکھکر توسن جادو کے ہوش اُڑے خنزیر جادو کو پکارا اے خنزیر کیا ٹانگین پسارے پڑا ہے اے کمبخت دیکھ تو کیا آفت نازل ہوئی ارے ستیاناس گئے ملکہ ناہید نے بڑا غضب کیا سارا حال مجھسے دریافت کیا اور نہ معلوم کسکو ہمراہ لیکر داخل نقب ہوئی مگر کیا ہوتا ہے مجھے بھی شک ہوا تھا اسکی باتون سے جعل معلوم ہوتا تھا مین نے غضب کیا بیان کیا اب تھوڑی دیر مین بہران گرفتار کیے لاتا ہوگا جب توسن خوب چلایا تو خنزیر کی بھی آنکھ کھلی توسن کو اپنے سرہانے پریشان دیکھکر یہ بھی حیران ہوا اور پوچھنے لگا اے شہریار خیر تو ہے آج کیا آپ کی حالت ہے توسن نے ساری کیفیت بیان کی اور کہا اے خنزیر بہت غنیمت ہوا کہ مین نے پوری کیفیت نقب کی اس گیسو بریدہ سے نہین بیان کی تھی مجھے یقین کامل ہے کہ بہران نے اُسکو مع اُسکے حمایتی کے گرفتار کیا ہوگا توسن جادو و خنزیر سے ان باتون مین مشغول تھا کہ ناگاہ آسمان پر سے نعرہ لاچین جادو کا ہوا توسن تو گھبرا کے ایک کوٹھری مین گھس گیا خنزیر ایک سمت کو بھاگا لاچین نے دیکھا کہ خنزیر نکلا جاتا ہے وہین سے ڈانٹا کہ او کافر ناسر نمک حرام مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ تو میرے ہاتھ

نکل کے جا سکے یہ کہکر زمین پر اترا خنزیر پیر کی یہ کیفیت ہوئی کہ مارے ڈر کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا مگر اسوقت بھاگنے کا راستہ
نہ تھی مسدود دیکھکر اپنے دلمین خیال کیا کہ لاچین بارہ برس کے بعد قید سے شاید چھوٹا ہے اب سحر بھی بھول گیا ہوگا مین خود ہی اِس
تیک کو مارلون یہ خیال کرکے لاچین کو ایک ترنج مارا لاچین جادو اسکے ترنج مارنے سے ہنس پڑا اور کہا ای خنزیر یہ تیری بھی ہستی
ہوئی کہ تو ہمپر سحر کرے یہ کہکر انگلی کا اشارہ کیا ایک برق چمک کر ترنج پر پڑی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا ادھر لاچین نے
اسی حالت غیظ و غضب مین انگلیون کا اشارہ کیا پانچ برقین سر خنزیر پیر پر گرین خنزیر پیر کے دو ٹکڑے ہوئے خنزیر پیر کے مرنے سے زمانہ
تیرہ و تار ہوگیا آواز آئی کشتی مرا کہ نام من خنزیر پیر جادو بود افسوس مردم و بمطلب خود نرسیدم لاچین نے دوڑ کر خنجر سے پیٹ
خنزیر پیر کا چاک کیا اور اسکے دل سے وہ مہرہ جسکا نام زرد مہرہ سلیمانی تھا نکال لیا اور سمت شاہزادہ قاسم روانہ ہوا جب لاچین
جادو خنزیر پیر کو مار کر چلا گیا اسوقت توسن جادو ہائے بھائی خنزیر پیر کہتا ہوا باہر نکلا اور بڑی دیر تک اسکے لاشے پر رویا کیا
بعدہ اسکی لاش کو جلا کر اپنے مشیران سلطنت کو جمع کیا اور سب سے اپنے بارہ مین مشورہ لینے لگا اب لاچین کے واسطے کیا تدبیر
کیجاوے کہ وہ بھی طلسم کشا کے گرفتار ہو ہر شخص اپنی رائے کے موافق بات کہتا تھا آخر کار یہ صلاح قرار پائی کہ مواج بن گرداب
آپ خود ملین وہ بڑا ساحر زبردست ہی کیا عجب ہی کہ لاچین پر غالب آئے ورنہ تمام طلسم کا کوئی ساحر لاچین پر غالب نہ آسکیگا
توسن کو یہ رائے پسند آئی اور اسی وقت مواج سے ملنے کو روانہ ہوا

اب چند سطرے داستان امیہ بن عمرو کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادہ قاسم اور ملکہ ناہید کو ہیران جادو کے ہاتھ سے رہا کرکے اور اپنا ہمراہ کرکے ایک سمت روانہ ہوا تو جاتے جاتے ایک مقام پر پہنچا
سیر صحرا کرنے لگا اتنے مین توسن جادو کو پریشان حال ایک سمت جاتے دیکھا جلدی سے اپنی شکل عقاب جادو کی بنا کے توسن جادو
کیطرف چلا جب توسن کی نظر عقاب پر پڑی عقاب کیطرف متوجہ ہوکر کہا ای عقاب ہمپر تو عتاب سامری و جمشید کا نازل ہوا
تمتو یہ بتاؤ کہ جب مین اور خنزیر پیر اور تم سبکو ناہید نے بیہوش کیا تو تمپر کیا گذری عقاب نے کہا ای شہریار عجب سانحہ ہوش ربا
درپیش ہوا جسوقت مین مختل حواس ہوا اسوقت آپ سے اجازت لیکر ایک گوشہ مین لیٹ رہا اتفاقاً مجھے احتیاج ضروری کی
خواہش ہوئی جب پاخانہ مین پہنچا تو وہان جاکر بیہوش ہوگیا اسوقت میری آنکھ کھلی جسوقت لاچین کا نعرہ ہوا تھا مین لاچین کے
ڈر کے مارے وہان سے بھاگا اس صحرا مین آکر دم لیا اسوقت آپکو بھی یہان پایا یہ فرمائیے یہ کیفیت کیا ہوگئی توسن اسبات کے سننے سے
رو دیا اور کہا ای عقاب ستم کیا ملکہ ناہید کمبخت نے جو کچھ کیا اسنے کیا نہ معلوم کب کی دشمنی کا بدلہ لیا کہ مجکو بیہوش کرکے نقب
طلسمی کو طی کیا نہین معلوم اژدران اور ہیران سے کیونکر عہدہ برائی ہوئی ہوگی طیران نے کیونکر جگہ دی ہوگی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا
اب میرا ارادہ ہی کہ جاکر مواج بن گرداب کو لاؤن وہ البتہ لاچین کا ہم پلہ ہی ورنہ مین لاچین سے کیا مقابلہ کرسکونگا عقاب نے کہا ای
شہریار بہت عمدہ بات آپنے تجویز کی ہی مگر مین نے سنا ہی کہ قاسم نامے کوئی شخص ملکہ ناہید کے ہمراہ گیا تھا اسکی مدد سے یہ مرحلات طی ہوئے
توسن قاسم کا نام سنکر گھبرا کر کہنے لگا مین نے کاہنون سے سنا ہی کہ قاسم ہی فتاح طلسم ہوگا کیا عجب ہی کہ لاچین شاہزادہ قاسم سے
جوان کی اطاعت اختیار کرلے اور کیون مطیع نہو گا جب اسکو ایسی سخت مصیبت سے رہا کیا ہی مگر خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مین
اسے دم لینے کی مہلت نہ دونگا مگر افسوس لوح کا پتا مجھے معلوم نہین ورنہ مین اسے غائب کردیتا یہ مجھے یقین کلی ہی کہ جب تک مین
مواج کو لیکر آؤنگا لاچین کل مرحلات فتح کرا دیگا خیر مین اپنے ارادے کو کبھی فسخ نہین کرسکتا بغیر مواج کے میرا کام درست نہوگا
ای عقاب اگر تو بھی میرے ہمراہ چلے تو بہت اچھی بات ہو عقاب نے کہا بسر و چشم بھلا مین یہان کیونکر رہ سکتا ہون جب لاچین
کو خبر ہوگی پہلے مجھی کو گرفتار کرائیگا یہ کہکر عقاب بھی توسن کے ہمراہ ہوا

اب دو سطرے داستان شہزادہ قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت لاچین جادو شہزادہ والامنزلت کو باغ مین بٹھا کر روانہ ہوا شاہزادہ منتظر بیٹھا تھا کہ آسمان پر ایک برق چمکی شاہزادہ
اس طرف متوجہ ہوا دیکھا لاچین جادو خوشی خوشی پرواز کنان چلا آتا ہی شاہزادہ بھی لاچین کو دیکھکر خوش ہوا اس عرصہ مین
لاچین پہونچا اور کہا ای شہریار مین نے خنجر سے ہر مردود کو مارا اور مہرہ اس سے حاصل کیا اب طلسم کشائی آپکو مبارک ہو
یہ کہکے وہ مہرہ زرد سلیمانی قاسم کے بازو پر باندھ دیا اور قاسم کو اپنے ہمراہ لیکر پہلے طہران پاس آیا سحر مواج کو دفع کیا طہران
شہزادہ سے رخصت لیکر اور اپنے سحر کو تازہ کرنے کو ایک سمت روانہ ہوا لاچین شاہزادے کو مراد شاہ کے شہر مین لایا اور مراد شاہ
از سر صدق مسلمان ہوا اور سارے ملک کو اپنے اسلام آباد کیا لاچین جادو پھر قاسم کو مع مراد شاہ اور تمام اسکی فوج و سپاہ کے
اس غار کے قریب لایا اور قاسم سے کہا ای شہریار یہ سوار زرہ پوش غار سے نکلتا ہی اسکے سر پر ایک سفید خط ہی آپ کو لازم
ہی کہ اس سفید خط پر ایک تلوار ماریئے جب وہ مارا جائیگا لوح طلسم اسکی کھوپڑی سے نکلیگی آپ لوح نکالکے اپنے قابو مین کیجیگا
اور جسطرح لوح مین لکھا ہو اسپر عمل کر کے طلسم کو فتح کیجیگا قاسم نے جاکے سر پر اس زرہ پوش کے تلوار ماری اور جب وہ مرگیا
تب لوح طلسمی اسکی کھوپڑی سے نکالکے اپنے گلے مین ڈال لی پھر اس غار مین کود پڑا جب دو گھڑی بعد قاسم کے پانون زمین
پر لگے اور آنکھ کھولی تو قاسم نے دیکھا کہ ایک باغ مین بنگلہ پڑا ہی سائبان اسکے آگے کھنچا ہی اور اسکے نیچے اکوان نام ایک
جادوگر بیٹھا ہی ایکبار اس جادوگر نے جو قاسم کو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا تواضع و تکریم سے سپر تلوار اور ایک گھوڑا با ساز و یراق مکلل بزر مرصع
بجواہر قاسم کے آگے لا کے کہنے لگا کہ ای بہادر یہ سلاح اپنے بدن پر آراستہ کر کے اس گھوڑے پر سوار ہو قاسم نے یہ گفتگو ساحر کی
سنکے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر اکوان جادو کچھ مدارات و تواضع پیش آئے اور سلاح
آراستہ کرنے کو کہے تو تو فوراً سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرنا مگر اس گھوڑے پر نہ سوار ہونا اور اکوان کو باتون مین لگا کے
ایک تلوار مارنا کہ وہ دو ٹکڑے ہو قاسم نے بموجب نوشتۂ لوح عمل کیا سلاح اپنے تن پر آراستہ کیے اور اکوان کو بیک ضرب تیغ دو
ٹکڑے کیا چار طرف تاریکی پھیلی بہت تیز و تند آندھی چلی سنگباری و آتشباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا آواز پیدا ہوئی
افسوس مردم و جان وادم و بطلسب خود زندہ رسیدم کشتی مرا که نام من اکوان جادو بود شاہزادہ نے اسکی لاش کو جلدی ڈال دیا اور
جہان تخت بچھا تھا اسی تخت کے تلے زہا نقب تھا اس نقب مین قدم رنجہ ہوا جب اس نقب سے باہر نکلا تو ایک بیابان پر فضا دیکھا
سبزہ زار کی بہار ہر چہار طرف تھی نہرین آبشار جاری ہزاروں نخل سایہ دار اور باغ و راغ پر جانور خوش الحان و خوشرنگ زمزمہ پرداز
نظر آئے شاہزادہ یہ کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا سامنے سے ایک قصر عالی نہایت بلند اور پاکیزہ سامان شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ
نظر آیا قاسم نے برابر اس قصر کے جاکے دیکھا کہ ایک مرکب برق آہنگ نہایت خوشرنگ بہت خوبصورت بندھا ہی قاسم
اس گھوڑے کو دیکھکر بہت خوش ہوا اس عرصہ مین اس دیو نے قاسم کو جو دیکھا تو نہایت غیظ و غضب سے قاسم کو گھور
گھور کر دیکھنے لگا قاسم نے دیو کو خشمناک دیکھکر لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر افضال الٰہی سے
تو بیابان کو طی کرے اور قصر طلا سے احمر مین پہونچے اس گھوڑے کو اور دیو اور صندوق کو دیکھے تو تجھے لازم ہی کہ پہلے تو اس
دیو سے اقرار کرے کہ مین تجھے اس قید سے چھڑا دونگا جب وہ دیو تیرا یار ہو اسوقت اسم حاشیہ لوح پڑھکے اس دیو پر دم
کرنا دیو کی سب قید کھل جائیگی اسوقت وہ گھوڑا کہ نام اسکا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی ہی تجھے دیگا قاسم نے بموجب حکم لوح عمل
کیا جب دیو قید سے رہا ہوا تو قاسم کو سلام کر کے اس قصر مین گیا اور وہان سے زین و لگام اور ساز و یراق مرصع کا لا کر اس
راہوار کا لاکے قاسم کے روبرو رکھدیا قاسم نے چاہا کہ مین اسپر سوار ہون گھوڑے نے سوار ہونے نہ دیا اسوقت اس دیو نے
کہا ای شہریار اگر آپکے پاس مہرہ زرد سلیمانی ہو تو اس گھوڑے کو دکھا دیجیے پھر رام ہو جائیگا اور اگر مہرہ زرد سلیمانی آپکے
پاس نہین ہو تو یہ گھوڑا حضرت سلیمان کی سواری کا ہو کبھی آپ کو سوار ہونے نہ دیگا قاسم نے وہ مہرہ زرد سلیمانی جو لاچین

جادو خنزیر جادو وزیر یہ تدبیر کو مار کر لایا تھا گھوڑے کو دکھایا اسوقت وہ گھوڑا مرجھا کر مثل بکری کے کھڑا ہو گیا شاہزادہ قاسم
نہایت خوش ہوا دیو نے زین اور لگام سے آراستہ کیا اور شاہزادہ بسم اللہ کہکے اس اسپ شبرنگ سازہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوا
شبرنگ قاسم کو اس جنگل میں لایا جہاں درختوں کے تنہ میں بڑے بڑے غار تھے اور آگے بڑی بڑی قبریں بنی ہوئی
تھیں ہمایون بن شداد ایک قبر کو شہزادے کی قبر خیال کر کے اسپر فقیر بنا بیٹھا تھا جب شہزادے کو آتے دیکھا تو دوڑ کر گرد پھرنے
لگا اور بار بار تصدق ہوتا تھا شاہزادے نے ہمایون بن شداد کو گلے لگایا اور بہت سا پیار کر کے گھوڑے پر سے اتر پڑا اور ساری کیفیت
اپنی بیان کی ہمایون نے بھی ساری سرگذشت اپنی بیان کی صبح روز چہار شنبہ تھا بدستور قدیم پرند گھوڑے پیدا ہوئے اور
ہر ایک گھوڑا ہر ایک قبر پر آکے کھڑا ہوا اور جو کچھ آدمی وہاں تھے وہ ان گھوڑوں پر سوار ہوئے اور گھوڑے پرواز کنان
اس گنبد کے نیچے آکے کھڑے ہوئے ایک مرتبہ لاچین جادو مع ملکہ ناہید جادو اور تمام اپنی فوج و سپاہ ساحران کے پہونچا
لاچین جادو قاسم کو دیکھکر تخت پر سے اتر پڑا اور قاسم کی رکاب کو بوسہ دے کر ہمراہ رکاب ہوا قاسم نے لاچین کو پھر تخت پر سوار کیا

اب شمہ داستان توسن جادو اور عقاب نقلی کی بیان کیجاتی ہے

جبکہ توسن مع عقاب کے راہ صحرا طے کر کے ایک مقام پر پہونچا جہاں بوے انسان دماغ جان تک نہ پہونچتی تھی ناگاہ ایک
سمت سے ایک ساحر کہ یہ منظر نہایت بد دماغ نمودار ہوا اور توسن کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے توسن تجھپر ایسی کیا مصیبت
پڑی کہ تو مصیبت زدوں کی طرح مع عقاب یہاں آیا ہے توسن یہ بات سنتے ہی قدموں پر مواج کے گر پڑا اور ساری کیفیت اپنی
رو رو کر بیان کی مواج کو اسکے رونے پر رحم آیا اور کہنے لگا اے توسن جادو کیا کہوں مجھے تیرے آنے کی خبر ہوئی جب تو نے
اس صحرا میں قدم رکھا ہے تیری خبر مجھکو پہونچ چکی تھی اور میرا یہ قصد تھا کہ تیرے ہمراہ جا کر لاچین سے مقابلہ کروں مگر اسوقت تیری
گریہ وزاری نے مجھکو بے چین کر دیا ہے میں ضرور تیری مدد کرونگا یہ کہکے اسنے دستک دی توسن اور عقاب نے دیکھا کہ بر روے ہوا
چار نہریں بہتی ہوئی نظر آئیں اور ایک نہر کے کنارے فرش نہایت نفیس گسترده وسط فرش میں ایک تخت بچھا ہوا اسپر مواج
قائم ہوا مواج نے اشارہ کیا وہ نہریں زمین پر آئیں توسن نے کہا اے شہنشاہ ساحران کچھ فوج بھی طلب کیجیے کس وجہ سے کہ اقبال
کھلا ہے کہ قاسم نے طلسم ضرور فتح کر لیا ہوگا اور تمام فوج و سپاہ میری لاچین کے ماتحت ہو گئی ہوگی مواج نے کہا اے توسن تو
گھبرا آگیا دن ہے تو فوج دیکھیگا دیکھ ان نہروں میں جسقدر مچھلیاں اور کیڑے ہیں سب فوج ہے اور کنارے جو جنگلے اور
طاؤس وغیرہ ہیں یہ سب بڑے بڑے ساحران زبردست ہیں جب مقابلہ پڑیگا اسوقت کیفیت دیکھنا یہ کہکے آپ تو تخت پر سوار ہوا
اور توسن اور عقاب کو اپنے برابر مسند لیوان پہ بٹھایا کے اشارہ کیا پھر وہ نہریں بڑھکے ہوا پران ہوئیں یہاں لاچین جادو شاہزادہ
قاسم سے باتیں کر رہا ہے کہ ناگاہ بروے ہوا دیکھا کہ چار نہریں بہتی ہوئی چلی آتی ہیں اور تخت پر مواج اور مسند لیوان پر توسن
اور عقاب چلے آتے ہیں لاچین کے مواج کو دیکھکر ہوش باختہ ہو گئے اور شاہزادہ قاسم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے
شہریار ستم ہوا یہ موذی آیا ہے خدا اسکے ظلم سے بچاے اے شہریار یہ نہریں سحر کی ہیں قاسم نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا جو مشیت ایزدی
ہوگی وہی پیش آئیگا لاچین ابھی یہی باتیں کر رہا تھا کہ ایک ہوا کے تیز جھونکے چلنے لگے اب جو آسمان پر نظر کی تو ایک سمت
سے ایک باغ پر بہار بر روے ہوا نمودار ہوا چلا آتا ہے اس باغ کے گرد ہزاروں درخت بڑے بڑے بجاے دیوار اور درمیان میں ایک
بارہ دری سنگ مرمر کی نہایت پر تکلف بنا ہے رنگ آمیزی سکھ یاقوت اور لعل رمانی کے گل بوٹے بنے ہوئے اور کنگورے ...
صنعت سے استادان چابکدست نے بنایا ... چاروں سمت اس بارہ دری کے چار نہریں آئینہ پانی صاف و شفاف ...
... قسم کے پھولوں کے گلدستے بنے ہوئے عجب لطف ...
کی بہار ... ہر روش میں لالہ و گل بہار دے رہا ... بلبلان خوش نوا ... خوش آواز

رنگ برنگ کے پرواز کنان کہین بلبل شاخ گل پر بیٹھا غزل خوانی کر رہا ہو کہین فاختہ قلندر مشرب لباس خاکستری پہنے یاد معبود
حقیقی مین حق سرہ کہہ رہی ہو اس باغ پر بہار پر ایک ابر سایہ گستر تھا اُسمین سے ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی لاچین جادو اور
شاہزادہ قاسم اس باغ سراپا بہار کو دیکھ کر محو حیرت سکتہ کی صورت ہو رہے تھے اس عرصہ مین رعد گرجا برق چمکی اُسمین سے
نعرہ ہوا منم طیران سحر نشین اے شاہزادہ والا تبار وا مے لاچین تاجدار تمھارا غلام حاضر خدمت ہوتا ہی مگر اسوقت میرا یہ ارادہ
ہی کہ اُس نمک حرام توسن اور سرکش اور مواج کو ذرا مزا چکھا لون تو حاضر خدمت ہون یہ آواز جب لاچین اور شاہزادے قاسم
نے سنی اب جو غور کیا تو وسط بارہ دری مین طیران بیٹھا ہوا ہی جب شاہزادہ قاسم اور لاچین کی نظر سے گزرے چچی طیران نے اپنے
مقام پر سے اُٹھ کے مجرا کیا لاچین اور قاسم نے جواب دیا اس عرصہ مین مواج نے جو طیران کو آتے دیکھا توسن کی طرف مخاطب ہو کر
کہا او سامری نے یہ ان کیسے کہ میان طیران اور ہمارے مقابلہ کا دعوے کرین خیر چلے ذرا انکو تو مزا چکھا دون یہ کہکر اپنی نہرون
کیطرف اشارہ کیا نہرون مین ایک جوش پیدا ہوا ہزارون مچھلیان اُسمین سے پر پرواز پیدا کر کے اڑ کر کڑک کڑک بروے
آسمان جا کر اب جو باغ طیران مین گرتی ہین عجب تلاطم ڈال دیا آن واحد مین ہزارون درخت بیخ و بن سے گرا دیے کروڑون
جانوران خوشرنگ یا تو درختون پر بیٹھے ترنم سرائی کر رہے تھے یا زمین پر مثل ایک مرغ گرفتہ گوشت کے بے پر و بال پڑے تھے اور اُن
مچھلیون کی یہ کیفیت تھی کہ جسطرف نکلتی ہین منہ سے شعلے نکلتے ہوے درختون کو جلاتی ہوئی ہوا مین جاتی ہین ایک عجب قسم کا تلاطم
اُس باغ سحر مین ڈالدیا یہ کیفیت طیران نے اپنے باغ کی دیکھ کر وہین بیٹھے بیٹھے ایک مرتبہ جو ابر کو اشارہ کرتا ہی تو وہ ابر جو تمام
اس باغ پر بہار پر سایہ فگن تھا طیران کے اشارے سے مثل دھوئین کے باریک ہو کر سمت مواج چلا مواج اپنے تخت پر کھڑا ہو گیا
اور ایک گولا فولادی جھولے سے نکال کے اس ابر پر مارا اس گولے کے پڑتے ہی وہ ابر شق ہوا اور بجلی کڑک کر جو گری تو شانہ مواج
کا زخمی ہوا اور پھر ابر سمت چلا جب مواج نے یہ کیفیت دیکھی تو پہلے تو اسنے اپنے زخم کو باندھا بعدہ پر پرواز پیدا کر کے بروے آسمان پران ہوا
اس عرصہ مین اس ابر سے کڑک کڑک کے برقین گرنے لگین ایک برق توسن کے سر پر پڑی یہ بھی زخمی ہوا ایک برق عقاب
جادو کی طرف چلی عقاب نقلی نے گھبرا کر اپنے تئین نیچے گرا دیا اور پکارا اے شہریار ذرا بچکے برد سے ہوا رو کیے ورنہ یہ غلام
آپکا امیہ بن عمرو آپ پر سے تصدق ہو جائیگا جب آواز امیہ کی قاسم نے سنی تو لاچین سے اشارہ کیا کہ اسے زمین پر گرنے
نہ دینا لاچین نے ایک سحر کیا ایک پنجہ پیدا ہوا اور امیہ کو سامنے قاسم کے لایا قاسم تو اُس دن کا جلا ہوا ہی کہنے لگا کہ
امیہ خدا کی شان تجکو بھی عیاری کرنے کا سلیقہ پیدا ہوا سیارہ کے سامنے تو دم دبائے پھرتا ہی یہان یون نعرہ کر کے جتاتا ہی
کہ عیاری بھی دستہ راستون کا حصہ ہی اسوقت کوئی نہ عیاری چلی جب جانتے کہ مواج یا توسن کو مارتے اور اگر سیارہ
ہوتا وہ ایسا کر کے بھی دکھا دیتا امیہ چونکہ قاسم کی آتش خوئی سے خوب واقف ہی اس وجہ سے خاموش ہو رہا مگر اس
عرصہ مین اس ابر کی برقون نے ستم ڈھا دیا جس نہر پر برق گری تمام پانی کو تہ و بالا کر دیا ہزارون مچھلیان مر مر کے پانی
مین تیرنے لگین تمام نہرون کی مچھلیون کا اُس برق بلا نے ستھراو کر دیا ابر سے بجلیان کڑک کڑک کے گر رہی تھین تمام نہرون
کا کرکھان کر دیا لیکن یہ کیفیت ہے کہ نہر مین کسی ترکیب سے شکست نہین ہوتی لاچین اور قاسم ایک سمت کھڑے
ہوے یہ کیفیت دیکھ رہے ہین اب جو دیکھتے ہین تو مغرب سے ایک ابر دھوان دھار اُٹھا اور ایک چشم زدن مین آکر اُس ابر
پر محیط ہو گیا اُس ابر سے موسلا دھار پانی برسنے لگا جسقدر برقین ابر اول کی چمک چمک کر رہی تھین اُنکو بجھا دیا ناگاہ
اُس ابر سے نعرہ ہوا منم مواج پن گردان جادو او طیران ابھی تو لونڈا ہی سحر کرنا سیکھ طیران یا تو اپنے سحر کو زور دے رہا
تھا یا نعرہ مواج کا سنکر خنجر آبدار نیام انتقام سے کھینچ دوڑا مواج نے ایک گولا مارا تمام باغ طیران مین آگ لگ گئی
آن واحد مین جلکر خاک ہوا شاہزادہ قاسم کو اس باغ کے جل جانے کا نہایت افسوس ہوا اس عرصہ مین طیران اور

مواج نے خنجر سحر چلائے عیاذاً باللہ عجب سانحہ قیامت زا برپا تھا ہزاروں چوٹیں سحر کی چل رہی تھیں دونوں مثل بلبلوں کے
آپس میں گتھے ہوئے تھے آخر کار بروئے ہوا اڑتے اڑتے زمین پر اتر آئے وہاں بھی عجب زور شور سے لڑائی لڑ رہے تھے قصہ مختصر
ایک مقام پر مواج نے خنجر مارا سر طیران زخمی ہوا طیران نے خنجر مارا شانہ مواج کا زخمی ہوا مواج نے زخم کھا کر کہا او چھوکرے
غضب کیا تو نے مجھے زخمی کیا معلوم ہوتا ہے آج تیری قضا ہی آگئی ہے یہ کہکر پیچھے ہٹ کے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کچھ کلمات سحر زبان
پر جاری کیے ابر سحر مواج نے پھر اس جگہ سے جنبش کی اور اس زور شور سے پانی برسا کہ آن واحد میں تمام صحرا پانی سے بھر گیا
طیران نے سحر کر کے ایک کاغذ کی ناؤ بنا کر اسپر سحر دم کیا وہ ناؤ مثل آہنی کشتی کے ہو گئی یہ اسپر سوار ہو کر سحر کرتا اس دریا کی آفتوں
سے بچتا چلا جاتا تھا کہ ناگاہ ایک نہنگ اس پانی سے نکلا اور بڑھکر جو دم مارتا ہے تو کشتی کے ہزار ٹکڑے ہوئے طیران چاہتا تھا پرواز
کر جاؤں مگر اس نہنگ نے طیران کو نگل لیا لاچین نے طیران کی جب یہ کیفیت دیکھی صبر نہو سکا ہائے طیران کہکے ایک ترنج
اس ابر پر مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پراگندہ ہو گیا جو دریا بروئے زمین بہہ رہا تھا وہ بھی ایک سمت سمٹکر غائب ہو گیا لاچین نے
مواج کو ڈانٹا او مواج کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے مواج نے جب لاچین کو اپنی طرف آتے دیکھا جھپٹ کر گولا مارا لاچین
نے اشارہ کیا گولہ الٹا پھرا مواج نے کچھ دانے سپند ان رائی ہونے کے پڑھ کے مارے وہ بھی صدقہ ہو کے گر پڑے اب لاچین
سحر کرتا جھپٹا جب قریب مواج پہونچا شمشیر آبدار پر اسماے سحر دم کر کے پکارا او نمک حرام خبردار رہیو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اب بیدار
ہو جا یہ کہکر چاہتا تھا کہ تلوار اس کافر بدکردار پر مارے اس عرصہ میں پشت پر نعرہ ہوا انا بوتیمار جادو لاچین پلٹ کر
چاہتا تھا کہ دیکھے اس مردود نے جال جمشیدی مارا لاچین عالم غفلت میں اسیر پنجہ تقدیر ہوا پکار کر شاہزادہ قاسم سے کہا اے
شہریار غلام جان نثار آپ کے قدموں پر سے نثار ہوتا ہے قاسم کی نظر جو لاچین جادو پر پڑی فوراً نعرہ کیا او کافر بیحیا کیا
حرکت نامردانہ کرتا ہے خبردار اگر ذرا چشم زخم لاچین کو پہونچا تو برب کعبہ تم لوگوں کی بیخ و بنیاد صفحہ دنیا سے مثل حرف غلط مٹا دونگا یہ کہکر
ڈال قبضہ پلارک افراسیابی پر ہاتھ بوتیمار کیطرف لپکا بوتیمار نے جب شاہزادہ قاسم کو اپنی طرف آتے دیکھا بسبب لوح کے
خائف ہو کے چاہتا تھا کہ لاچین کو لیکر نکل جاوے اس عرصہ میں مواج بھی قریب پہونچا ایک سحر شاہزادہ پر کیا جب شاہزادہ
اسمیں الجھا مواج نے بوتیمار جادو کو اپنے گلے لگایا کہ اے فرزند تم کیونکر آئے بوتیمار نے کہا اے والد بزرگوار میں سیحون جمشیدی کے
کنارے بیٹھا ہوا سحر یاد کرتا تھا اتفاقاً اسوقت چند لیسر انکی تحقیق حال کو پہونچے تھے انھوں نے ساری کیفیت آپکی مجھسے بیان کی
مجھے یہ کیفیت سنکر تاب ضبط باقی نہ رہی فوراً یہ جال عطیۂ خداوند جمشید کا لیکر جھپٹا سامری کا شکر ہے کہ میں وقت پر پہونچا ورنہ لاچین کام
تمام کر چکا تھا مواج یہ کیفیت سنکر بہت خوش ہوا اس عرصہ میں شاہزادہ قاسم نے لوح دیکھکر ایک اسم پڑھا سحر دفع ہوا بوتیمار نے قصد کیا
کہ کچھ سحر کرے مواج مانع ہوا کہ تو ابھی بچہ ہے لڑائی زیادہ تجربہ سے تعلق رکھتی ہے دیکھ میں لوح اس طلسم کشا سے کس آسانی سے لیے لیتا ہوں
یہ کہکر جھولی سے تھوڑا سا کاغذ نکالا کر ایک شیر کترا اسپر کچھ افسون سحر دم کیے وہ فوراً اصلی شیر کی صورت ہو گیا مواج نے اشارہ کیا کہ
اس اپنے شکار کو دیکھ شیر قاسم کیطرف جھپٹا قاسم نے بیک ضرب پلارک دو پر کا لے کیا ایک شیر کے دو شیر ہوئے اور دو طرف سے حملہ کیا شاہزادہ
نے ان دونوں کو بھی مارا پھر چار ہوئے قصہ مختصر اسی طرح کئی ہزار شیروں نے شہزادے کو چار طرف سے گھیر لیا قاسم اتنی مہلت نہیں پاتا
کہ لوح کو دیکھے [illegible] یہ تو اس مشکل میں مبتلا ہے ادھر بوتیمار اور مواج دونوں باپ بیٹے باتیں کر رہے تھے لاچین جال جمشیدی
میں پھنسا ہوا بصد حسرت و یاس ان دونوں مردودوں کا منہ تک رہا تھا اور شاہزادہ قاسم کی یہ حالت دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو روکر کہتا تھا کہ
اب بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی شاہزادہ ان شیروں کو کہانتک قتل کریگا آخر کو خود ہی تھک کر گرفتار ہو جائیگا لاچین اسی خیال
میں تھا کہ ناگاہ ایک سمت سے توسن جادو [illegible] شہریاری بر سر قباے زرتار دور سے نمودار ہوا دوڑ کر مواج کے گلے لپٹ گیا اور کہنے
لگا اے مواج یہ تمہارا احسان مجھپر ایسا بڑا ہے کہ میں تمام عمر سرنگوں رہونگا خصوصاً کہتا ہے صاحبزادے بوتیمار جادو کا میں کس زبان سے

شکر یہ ادا کرون ایسے وقت صعب مین ملین ہوسے کہ بجز خداوند سامری کے اور کوئی نظر نہین آتا تھا یہ کہکر ایک جام طلائی
بغل سے نکالی اور کہا اے مواج سے آؤ جب تک طلسم کشا گرفتار ہو ہم تم تھکے ماندے ہین ایک جام شراب کا پئین۔ یہ کہکر جام
شراب کا مواج کی تواضع کیا مواج چاہتا تھا پی جاوے ایک مرتبہ آسمان سے آواز پیدا ہوئی اے مواج خبردار یہ جام نہ پینا
مواج نے جو آسمان کیطرف دیکھا تو توسن جادو کو بصد قہر و غضب آتے دیکھا اب اسکو تعجب ہوا کہ ایک توسن تو جو کھڑا ہے اور ایک
توسن برو سے ہوا آتا ہے یہ بھید کیا ہے اس عرصہ مین پھر توسن پکارا اے مواج یہ جو میری شکل بنا کر آیا ہے یہ کوئی عیار مکار معلوم
ہوتا ہے جلد گرفتار کر لینا چاہئے مواج نے قصد کیا کہ توسن نقلی کو گرفتار کرے توسن نقلی کے پاس جو تیار کھڑا تھا دوڑ کر خنجر سینہ مین
جو تیار کے مارا کہ اس کوکھ سے اس کوکھ تک گذر گیا اور نعرہ کیا منم اینہ بن عمرو اور مردود کیا تو مجھکو ایسا ویسا خیال کیے ہوے ہے یہ کہکر
یہ تو ایک سمت روانہ ہوا ادھر جو تیار کے مرنے سے لاچین جادو جال جمشیدی سے رہا ہوا اور نعرہ کیا او مردود علیہ اللعنت والعذاب حالا کہ
گرد ام گرا ز دست من زندہ بدر روی اور یہ کہکر جب تک مواج سنبھلے سنبھلے ایک ہاتھ شمشیر سحر کا مارا مواج کے دو ٹکڑے ہو گئے ہوسے ایک شور
یوم النشور برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مواج بن گرداب جادو بود افسوس مردم و مطلب خود نہ رسیدم مواج کے مرتے ہی وہ
شیر بھی غائب ہوسے شاہزادہ قاسم بھی سنبھلا اور توسن جادو کی طرف جھپٹا توسن نے متواتر سحر کے وار کیے مگر بسبب لوح کے کوئی سحر
اس مردود کا شہزادے کے جسم اطہر پر موثر نہوا آخر کار ایک مقام پر توسن نے چاہا پرواز کرے کہ اڑ جاے شاہزادے نے لوح
کا عکس ڈالا پر جل گئے توسن منہ کے بل زمین پر گرا دوڑ کر شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا مردود کے دو ٹکڑے ہو کے پھر تو ویسا ہی
وہ آفت برپا ہوئی جسکی انتہا نہیں پھر بھی کال سنگباری برفباری ہوا کی آخر کار آواز آئی کشتی مرا نام من توسن جادو بود
لاچین نے دوڑ کر شاہزادے کے ہاتھ چوم لیے شادیانے فتح کے لاچین کی فوج مین بجنے لگے مواج کے مارے جانے سے طیران
بھی رہا ہو کر آیا شہزادے اور لاچین کے قدمون پر گرا لاچین نے گلے لگایا شاہزادے نے بہت مہربانی فرما کر طیران کے سحر کی
تعریف کی لاچین نے طیران کو وزیر اعظم مقرر کیا تمام طلسم پھر از سر نو لاچین کے قبضہ مین آیا جس جس نے سرکشی کی اپنی سزائے
اعمال کو پہونچا شاہزادہ قاسم نے لاچین جادو کی شادی کمال ابیہ جادو کے ساتھ بڑے تزک شاہانہ سے کی لاچین جادو
نے خزانہ طلسم سلیمانی کا اور بارگاہ چہل ستون سلیمانی اور شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی شاہزادہ قاسم کی نذر کیا قاسم
نہایت شادان و فرحان شادیانے فتح اور نصرت کے بجواتا وہان سے بغنیمت وصولت تمام وشوکت و حشمت مالا کلام مرادکوہ
مین داخل ہوا امراد شاہ نے اپنی تمام فوج اور سپاہ سے شاہزادے کا استقبال کرکے اپنی بارگاہ مین لایا اور جشن شاہانہ اور
محفل خسروانہ آراستہ و پیراستہ کرکے خوب جلسہ رقص و سرود شاہزادہ قاسم کو دکھایا شاہزادہ قاسم نے شراب کے نشہ مین
ایک نامہ شاہزادہ بدیع الزمان کو بدین مضمون لکھا کہ اے عم بزرگوار مین نے طلسم سلیمانی فتح کیا بارگاہ چہل ستون سلیمانی
اور اسپ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی خاص سواری کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی لایا ہون اگر آپ بھی ایسا اثاثہ پیدا
کرین تو مجھ سے ہمسری کا دعوی کرنا ورنہ ایسے بیہودہ خیال سے درگذر کیجیے بس یہ نامہ لکھکر دیو سفت سر کے ہاتھ بجانب شاہزادہ
بدیع الزمان بھیجا اور دیو سفت سر نامہ قاسم کا لیکے سمت سنجان بجانب شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا اتفاق
شاہزادہ بدیع الزمان [illegible] تھا کہ وہ دیو پہونچا اور نامہ قاسم کا بجانب شاہزادہ بدیع الزمان گذرانا اور زبانی بھی
سارا احوال قاسم کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے نامہ قاسم کا پڑھکر زمین پر ڈالدیا اور کہا کہ استغفر اللہ تم نے کون
سا ایسا کام کیا جسپر اسقدر نازان ہوکر مجھے لکھا ہے ایک پرانا خیمہ اور ایک لنگڑا گھوڑا بقول شخصیکہ مصرعہ [illegible] لگی ہم
ان [illegible] کے ہاتھ آگیا تو [illegible] ہو گیا دیو سفت سر نے جو نامہ قاسم کا ایسا دیکھا تو [illegible] زمین پر ڈال دیتے دیکھا
اور یہ کام نہ باتی شاہزادہ بدیع الزمان عالی مقام کے سنا کمال غیظ و غضب مین آ کے گریبان شاہزادہ بدیع الزمان کا

پکڑ لیا اور چاہا کہ زمین سے اُٹھالے شاہزادہ بدیع الزمان نے جلدی سے دیو کا ہاتھ پکڑ کے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ اسکے کلے پر مارا دیو ہفت سر چرخ مار کر زمین پر گر پڑا شاہزادہ بدیع الزمان نے بجستی تمام دونوں کان اُس دیو کے پکڑ کے جوز ور کیا تو دونوں کان اُکھڑ کے شاہزادہ عالم کے ہاتھ میں آگئے اور دو پرنالے خون کے دونوں کانوں کی لوؤں سے جاری ہوے اسوقت شاہزادہ بدیع الزمان نے پھر دونوں کان دیو کے اُسی دیو کے ہاتھ پر رکھدیے اور کہا چل دور ہو میرے سامنے سے اور جا اُس ترک تنگ ظرف تنگ چشم کے روبرو دیو یہ حال اپنا دیکھ کے بھاگا اور شاہزادہ قاسم کے پاس جا کے سارا حال بیان کیا قاسم مثل شعلہ جوالہ بھڑک اُٹھا اور دیو کو تو جھڑک دیا کہ او مردود چل دور ہو وہان تو تجھسے کچھ بن نہ پڑا یہان میرے سامنے رونے کو آیا ہے اور یہ کہکے قاسم مع مراد شاہ اور تمام فوج وسپاہ سمت سنجان بر سر جار باغ روانہ ہوا

اب شمہ حال امیہ بن عمرو کا کہ بعد فتح ہونے طلسم سلیمانی کے بخدمت والا مرتبت عالیشان شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقام چلا ہے بیان کیا جاتا ہے

کہ جب امیہ بن عمرو قیطولون پر سے روانہ ہو کر سمت شاہزادہ بدیع الزمان نامدار چلا تھا تو راستے مین عقاب طلسم سلیمانی مین لیگیا جب طلسم فتح ہوا تو یہ بصورت مبدل قاسم کے لشکر مین پوشیدہ رہا کیا جب دیو ہفت سر کی کیفیت سنی اور شاہزادہ قاسم کو فوج کشی کرتے دیکھا تو یہ براے اطلاع وہی شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان آیا اور دعا اور ثنا کے بعد دست بستہ ہو کر عرض کی شہر الٰہی در جہان باشی باقبال جوان بخت وجوان دولت جوان سال شاہزادہ بدیع الزمان اپنے عیار قدیمی امیہ بن عمرو کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور امیہ بن عمرو سے حال صحت اشتمال سلطان صاحبقران کا اور تمام لشکر اسلام کا پوچھنے لگا امیہ بن عمرو نے سارا حال لشکر کا اور سلطان نامور کا بیان کر کے کہا کہ غلام نے طلسم سلیمانی مین بہت مدد کی مگر قاسم آپکے دیو ہفت سر کے کان اُکھاڑنے کی وجہ سے لشکر کشی کر کے بتہیہ فاسد یہان تشریف لاتے ہین مین دیدہ ودانستہ شاہزادہ خاور سیاہ سے پوشیدہ رہا مصلحتاً چشم پوشی کر کے خدمت حضور مین چلا آیا ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ تہیہ قاسم کا سنکے قصل بن گیا ہو رخون آشام کو ہمراہ لیا اور کچھ لشکر اپنے ساتھ لیکر سمت مراد کوہ بمقابلہ شاہزادہ خاور سیاہ روانہ ہوا اسطرف سے قاسم اور ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان کوچ بکوچ منازل طے کرتے چلے آتے تھے ناگاہ ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں لشکروں کا مقابلہ ہو گیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو معلوم ہوا کہ یہ لشکر قاسم کا ہے اور قاسم کو تحقیق ہوا کہ یہ لشکر بدیع الزمان کا ہے دونوں بہادر اپنے اپنے لشکر کی صف آرائی کر کے اور میدان جنگ کو آراستہ کر کے آمادۂ رزم وپیکار ہوے ایک مرتبہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اپنے مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی چھیڑ کر کے وسط میدان مین آیا اور نعرہ کوہ شگاف جگر سے کھینچکر یہ آواز بلند پکارا کہ اے کشتی گیر تو نے میرے ملازم دیو ہفت سر کے جو کان اُکھاڑے ہین اب مین اُسکا قصاص لینے آیا ہون تیرے بھی اسی طرح کان اُکھاڑون گا شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ گفتگو قاسم کی سنکے جواب دیا اے ترک تنگ چشم خاور مین اس غم وغصے مین تو اپنا سر دے مار مگر اس ہرزہ گوئی سے کیا حاصل میدان محل گفتگو نہین یہان بدم شمشیر وزبان نیزہ گفتگو کرنا چاہیے پس یہ جواب شاہزادہ عالیجناب بدیع الزمان کا سنکر قاسم نہایت غیظ مین آیا اور بے بیا ختہ دوڑ کر سینہ بے کینہ شاہزادہ بدیع الزمان نامور پر نیزہ مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر گانٹھ لیا اور ایسی نیزہ بازی ہوئی کہ اشعار

بجنبش درآمد ز آنسان زمین	شہان راچنین کے بود کارزار
ز دو حمل اجل ہر دو را مرگ بار	چنان نیزہ با نیزہ آمیختند
سنان چون زبان شد نے نیزہ باز	سنان یک بدیگر در آویختند
بمیدان کشیدہ سنان ہر کسی	کہ برہم نہ پیچید زان گونہ مار

نوبت بجدے رسید کہ ساٹھ ساٹھ طعن نیزوں کی برابر چلین اور دونوں بہادروں کے نیزے حلال ہوگئے نیزوں کو ڈال دیا پھر دونوں اپنے اپنے گرز اُٹھا کے آمادۂ گرز بازی ہوے ایسین ہلا یولا

بن شداد نے کہا کہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم سے بدیع الزمان کو مباحثہ اور مقابلہ کرنا لازم نہین تھا جو لون سبے ادبانہ وہ حوصلہ کر بیٹھے فضل بن گیا ہور خون آشام نے یہ کلام ہمایون بن شداد کا سنکے جواب دیا کہ ای ہمایون بن شداد اپنا زعم خویش رالبشناس تو اپنی اصل و حقیقت کو دیکھ تجھے کیا غرض ہی جو تو یہ مزخرفات اور ہزلیات بکتا ہی وہ دونون اولاد سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران ہین آپسمین جو چاہین وہ کرین ہمین و تجھین مناسب نہین کہ ان دونون صاحبون کے مقدمات مین دخل دیں کی کوئی بات بولین ہمایون بن شداد یہ گفتگو فضل کی سنکے نہایت خشمگین ہوا اور تلوار کھینچکر بیساختہ دوڑکر فضل بن گیا ہور خون آشام کے سر پر ماری فضل بن گیا ہور خون آشام نے اپنی تلوار کی پشت پر اسکی ضرب کو روک کر ایک تلوار ایسی ماری کہ ہمایون بن شداد کے تا دو ابرو اتر گئی اور ہمایون بن شداد کے سر سے ایک چادر خون کی جاری ہوئی ناگاہ ایک سمت سے ایک نعرہ گوش زد ہوا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ ندانند حالا مرا بداند و بشناسد کہ منم نقابدار نمد پوش ہوا خواہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور ہی اور یہ نعرہ کرکے برابر فضل بن گیا ہور خون آشام کے آیا اور بضرب تیغ فضل بن گیا ہور کو زخمی کرکے سمت شاہزادہ بدیع الزمان متوجہ ہوا ناگاہ دست راست سے ایک نعرہ ہوا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و بشناسد کہ منم نقابدار پلنگینہ پوش ہوا خواہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور یہ نعرہ کرکے بمقابلہ نقابدار نمد پوش آکے کہا ای نقابدار نمد پوش تجھے کیا لازم تھا کہ تو نے ہوا خواہ بدیع الزمان کو زخمی کیا نقابدار نمد پوش نے درہم برہم ہوکے دوڑکر تلوار پلنگینہ پوش پر ماری اور نقابدار پلنگینہ پوش نے زخم تلوار کا کھاکے رومال سے اپنے زخم کو باندھا اور پلٹ کر تلوار نمد پوش پر ماری نمد پوش بھی زخمی ہو گیا قاسم نے تلوار شاہزادہ بدیع الزمان کے سر اقدس پر ماری اور شاہزادہ بدیع الزمان زخمی ہوکر اسی حالت زخمداری مین یہ فرماکے کہ ای قاسم شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ تیغ طوفان ولیو بند قاسم کے سر پر مارا کہ قاسم بھی زخمی ہو گیا اور چارطرف سے دونون لشکر جنگ مغلوبہ کرکے آپسمین آمادہ رزم و پیکار ہوکے حسب اتفاق طیفور زہرہ پرست نامے ایک سردار نقا کی بارگاہ کا چار لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے واسطے استمداد گنج یب کے سبائل سے آتا تھا اثنائے راہ مین معرکہ جنگ شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا سنکے اپنے جی مین سوچا کہ کیا خوب گھات کا وقت ہی کہ اسوقت مین اپنی فوج و سپاہ کو لیکر ان دونون دشمنان خداوند کے لشکر پر جا پڑون اور دونون نادیدہ خدا کے پرستارون یعنی بدیع الزمان اور قاسم کے سر کاٹ کے حضور خداوند باختر لے چلون کیا عجب ہی کہ اسکے جلدو اور صلہ مین طرہ پنجیری مجھے ملجاے غرض طیفور زہرہ پرست یہ اپنے جی مین سوچ کے مع اپنے چار لاکھ سوار کے یلغار کیے دونون لشکرون پر آگرا اور تا غروب آفتاب شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم نے اسی حالت زخمداری مین اسقدر شمشیر زنی کی کہ لاش پر لاش و دھڑ پہ دھڑ سر پر سر مردے پر اوپر گرا دیا تھا اور جسطرف وہ دونون ضیغم دشت کارزار تیغ آبدار کیکے حملہ ور ہوتے تھے افواج کفار مثل گلہ گوسفند چار طرف بھاگی بھاگی پھرتی تھی اور دلیران بہادر شعار اور شجاعان عرصہ کارزار ہمراہیان دونون شاہزادگان والا تبار کے جو تھے انھون نے سر فروشی اور جان نثاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا بلکہ نقیر تھا کہ لشکر طیفور زہرہ پرست ہزیمت کھاکے بھاگ کھڑا ہوا اس عرصہ مین ظلمت شب چھا رہی ہوئی اور از بسکہ شاہزادہ بدیع الزمان اور خاور سپاہ کے جسمہاے اطہر سے بسبب جراحتہاے کاری کے خون بشدت اور بکثرت نکل گیا تھا تو غش پہ غش چلا آتا تھا اسوقت حالت اپنی سستی اور ضعف کی دیکھکر دونون شاہزادون نے تلوارون کو میان مین کر لیا اور اپنے اپنے ہاتھ گھوڑون کے گلون مین ڈالکر قربوس پر اپنے سرون کو جھکا دیا وہ مرکب باوفا اپنے راکبون کو باین جانگدازی دیکھکر میدان سے لیکے ایک ایک سمت کو نکل گئے انکا حال آگے معلوم ہوگا

حیت تک دو سکے داستان شکست بیان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان سلطانان شاہان

حاملہ فلک فرش گردون کشان مہر و ماہ بربازوے زرین جنگ شیر بیشہ جنگ سلکنندہ کمان رستم و ستان صاحب گرز
سام عرین نریمان نژاد ثانی سلیمان امیر حمزہ عالیشان صاحبقران دوران سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جبکہ شاہ عیاران عمرو بن امیہ ضابطہ دار سلطان جمشید اقتدار امیر حمزہ عالی وقار سے رخصت ہو کے سمت باختر واسطے خبر
لانے شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ ہوا اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کہ از راہ تدویری و مکاری ظاہر مسلمان اور باطن میں لقا
پرست بارگاہ گردون اشتباہ میں بحضور صاحبقران دوران ایام گذاری اور کمین وقت میں رہتا ہے یہاں سلطان والاشان
شکارگاہ میں گئے اور وہاں لقا بدار شاہی نمودار ہوئے اور حسب الحکم صاحبقران عالیشان کے مقبل نے جا کے دریافت کیا کہ یہ
لقا بدار ملکہ مہر گہر تاجدار ہیں ملکہ مہر نگار کی نوشیروان کی بیٹی ہے جو کہ گاؤ لنگی گاؤ سوار سے نامزد ہے یہ سب ملکہ کی ہمراز ہیں اور
ملکہ مہر گہر تاجدار مسلمان ہے اور مدت سے آرزو رکھتی ہے کہ امیر باتوقیر کی ملاقات کرے پس سلطان صاحبقران یہ سنکے بہت خوش
ہوئے اور مقبل کو مع پالکی بھیجکر ملکہ مہر گہر تاجدار کو بلا کے اپنے محل میں داخل کرنے کا حکم فرمایا بعد اسکے جب گاؤ لنگی گاؤ سوار نے
سنا کہ ملکہ مہر گہر تاجدار کو کہ میرے نامزد تھی اسے امیر حمزہ صاحبقران نے لا کے اپنے محل میں داخل کیا نہایت پیچ و تاب کھا کے
دو ہتھڑ اپنے سر پر مارا ناگاہ دیو تگ عیار اسکا آیا اور یہ حال گاؤ لنگی گاؤ سوار کا دیکھکر کہا کہ اے اسرافیل درگاہ لقا آپ چند سے
صبر کریں اب دیکھیے کہ میں حمزہ سے اسکے عوض میں کیا سلوک کرتا ہوں یہ کہکے تو عیاری کی فکر میں جاتا ہے

اب یہاں سے داستان فرحت بیان بسمع شریف سامعین گذارش کی جاتی ہے

کہ اسوقت دیو تگ عیار گاؤ لنگی گاؤ سوار سے یہ کہکے کہ میں حمزہ کی فکر میں جاتا ہوں ایک سمت کو روانہ ہوا تو تھوڑی دور ابھی
نہیں گیا تھا کہ اسنے دیکھا سامنے ایک لشکر نمایان ہے دیو تگ عیار نے اس لشکر میں جا کے جو پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کہاں جاتا ہے
لوگوں نے کہا کہ کاؤس شاہ کوہستانی حسب الحکم خداوند لقا کے اسرافیل قدرت گاؤ لنگی گاؤ سوار کی مدد کے واسطے مع لاکھ سوار
کے جاتا ہے دیو تگ عیار یہ حال تحقیق کرکے اس لشکر میں گھسا اور کاؤس کوہستانی کے پاس جا کے اپنے بیان کیا کہ اے کاؤس
کوہستانی میں دیو تگ عیار اسرافیل درگاہ لقا یعنی گاؤ لنگی گاؤ سوار کا ترقیخواہ اور جان نثار ہوں میں نے سنا کہ تو حسب الحکم خداوند
لقا کے واسطے اعانت اور امداد گاؤ لنگی گاؤ سوار کے مع لاکھ سوار آیا ہے چند کلمے مجھے تجھسے بہت ضروری کہنا ہیں اگر ساعت بھر کے
واسطے ٹھہر جا تو میں تجھسے کہوں کاؤس کوہستانی نام دیو تگ عیار سنا کرتا تھا کہ دیو تگ عیار اسرافیل درگاہ لقا کا ہے اسنے بڑی خاطر
دیو تگ عیار کی کرکے کہا بہت بہتر ہے خوب ہوا جو اے دیو تگ تیری ملاقات ہو گئی مجھے بھی اسبات کا ارمان دلمیں تھا کہ گاؤ لنگی
گاؤ سوار اسرافیل قدرت خداوند لقا کا ایسا نہیں جسے بادشاہ ہفت کشور بھی اگر چاہے کہ دفعتہً زیر و زبون کر سکے یہ فرقہ
نادیدۂ خدا سے آسمان کے پرستاروں کا ایسا زبردست کہاں سے پیدا ہوا جسنے اسرافیل قدرت کو یہ تنگ کر رکھا ہے اور خداوند
نے مجھے اسکی مدد کے واسطے بھیجا ہے یہ کہکے کاؤس کوہستانی نے حکم دیا کہ آج ہم یہیں مقام کرینگے چنانچہ خیمہ استادہ کرا کے وہیں
اترا پڑا اور دیو تگ عیار کو علحدہ لیجا کے پوچھا کہ ہاں صاحب یہ حال تو بیان کرو کہ یہ فرقہ خدا پرست کون ہیں اور اسرافیل
سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ ہوا اور ان دونوں میں اب غلبہ کسکو ہے دیو تگ عیار نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اے کاؤس کوہستانی
میں یہ قہر خداوندی کا حال کیا کہوں ہر چند کہ یہ داستان بڑی ہے مختصر تجھسے کہتا ہوں کہ حمزہ صاحبقران سر گروہ ان خدا پرستوں
کا بڑا زبردست اور صاحب اقبال ہے سالہاسال سے دراز سے کیسے کیسے معرکے بزم و پیکار کے گاؤ لنگی گاؤ سوار سے درپیش رہے
اور کبھی سوا اسکے اپنی ذلت اور شکست فاش کے ان خدا پرستوں کا کچھ نہ کر سکے آخر ناچار ہو کر بمقتضائے فراست و مآل اندیشی
یہی مصلحت سمجھے کہ از راہ فریب سازی کے تا وقتیکہ خداوند لقا کچھ اپنا فضل نکرے بظاہر ان لوگوں کی اطاعت کیجیے چنانچہ
اسرافیل درگاہ لقا گاؤ لنگی گاؤ سوار اسی بات کا خیر خواہ ہو کر طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کے بظاہر مسلمان ہو گیا اور تمام لشکر اور

مال اور خزانہ اور فوج و سپاہ برباد و تباہ ہوئی ہر روز ایک ذلت کا سامنا رہتا ہے ایک ادنی سی بات یہ ہے کہ دو روز کا عرصہ ہوا ملکہ
مہرنگار دختر نوشیروان بادشاہ عادل کسریٰ کی جو اسرافیل قدرت کے ساتھ نامزد تھی حمزہ نے اُسے بفریب بلا کے اپنے
محل میں داخل کر لیا اسرافیل قدرت نے یہ حال سنکے آپ کو دے دے مارا دو پہرین مار مار کر روتے ہیں اور کوئی تدبیر یہاں سے
نکل جانے کی اور بھاگ جانے کی نہیں بن پڑتی ہے کاؤس کوہستانی نے کہا کہ اے دلو تنگ عیار اتنا تو جا کے اسرافیل
درگاہ خدا و مذہب میرا اسلام کہ کے خوب سا سمجھا دینا کہ میں آ کے گھڑی بھر میں استیصال لشکر حمزہ کا کر دونگا اب کچھ تم اپنے دل میں
رنج نہ کرو دلو تنگ عیار نے کہا اے کاؤس کوہستانی حمزہ آفت روزگار و بلائے بیدرمان ہے یہ تمہارا محض خیال خام ہے کیا تاب
طاقت اور کیا منہ اور کیا دل و گردہ کسی کا جو اُسکا مقابلہ کر سکے شعر جائیکہ عقاب پر بریزد ۞ از پشہ لاغری چہ خیزد ۞ جس حالتمیں
کہ ملک العادل ایسا بادشاہ گردون بارگاہ جسکی بارگاہ میں چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی نشین اٹھارہ سو دعویدار
سلطنت چوبیس سو پہلوانان نامدار سوا لاکھ بلکہ کرور سوار رکھتے شہنشاہ محتشم و محترم فخر دودمان ساسانیان نوشیروان بن
قباد بن کیقباد بن فریدون بن جمشید جم اُسکو حمزہ نے تباہ و برباد کرکے شہر بشہر پھرایا اور تاج و تخت و ملک و دولت کچھ
اُسکا نہ رہا پھر بھلا اور کسی کی تو کیا مجال ہے جو اُس سے عہدہ برآ ہو سکے گا ہاں جو تدبیر میں بتلاؤں اُسپر تو عمل کرے تو البتہ ممکن
ہے کہ حمزہ اور تمام لشکر اُسکا تیرے قبضہ میں آجائیگا کاؤس کوہستانی نے پوچھا کہ وہ تدبیر کیا ہے دلو تنگ عیار نے کہا کہ میں تجھے
رنگ و روغن عیاری کا ملکے ایک سوداگر کی صورت بنا دیتا ہوں تو دو چار ہزار خالی صندوق اونٹوں پر لدوا کے نقارہ بجواتا
ہوا چل جسوقت کہ تیری خبر حمزہ کو پہونچیگی وہ بلاشک و شبہہ مجھے یقین کامل ہے کہ واسطے خرید تحائف کے تجھے اپنی بارگاہ میں
طلب کریگا تو بلا تامل دو چار خواص خدمتگار اپنے ہمراہ لے کے تاجروں کی صورت اُسکی بارگاہ میں جائیو اور جسوقت تو بیٹھے گا
تو حمزہ تجھسے تذکرہ دین اور مذہب کا کرکے پوچھیگا کہ تمہارا طریق کیا ہے تو بیخوف و خطر کہنا کہ لقا پرستی جب تو یہ کہیگا تو حمزہ خداوند
لقا کی شان میں چند کلمے خلاف آداب کہکے تجھے اغوا کریگا کہ یہ لقا پرستی کا مذہب باطل ہے تم مسلمان ہو جاؤ خدا پرستی کرو تمہاری دنیا
و عقبیٰ دونوں پاک ہو جائینگے تم پہلے بہت سی حجتیں نکالنا اور تکرار کرنا آخر کو دیدہ و دانستہ قائل ہو کے کہنا کہ یا سلطان جہانگیران
تم سچ کہتے ہو میری آج تک غلطی تھی اور فہم کا قصور تھا پھر جو تمہارا رشتہ دین کو قبول کرے وہ کیا کہے وہ کلمہ تمہیں بتلائیں
تم بظاہر طوطے کیطرح سے کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جانا جب تم مسلمان ہو جاؤگے اور آپکی اب کوئی حجت باقی نہ رہیگی تب
تم کہنا کہ اگر حضور نے غلام کو مسلمان کیا تو اب غلام امیدوار ہے کہ ایک روز بجائے خوان نعمت گزین بیان جو ہیں قناعت فرما کے
از راہ بندہ نوازی جہاں غلام کا قافلہ پڑا ہے وہاں مع تمام اپنے سرداروں اور شاہ و شہریاروں کے قدم رنجہ فرمائیے
اور دعوت کھائیے اور جو کچھ تحفہ و تحائف غلام قسم مال تجارت کے ہمراہ رکھتا ہے وہ بطریق نذر اقدس داخل سے گذرانیگا
اسمیں باعث ازدیاد عزت اور آبرو کا واسطے غلام کے ہوگا حمزہ کہے گا کہ کیا مضائقہ ہم تمہارے یہاں چلیں گے اور دعوت
کھائینگے ہمارے طریق میں دعوت کسی کی رد نہیں کرتے پس تم حمزہ کو مع تمام اُسکے بارگاہ نشینوں کے اپنے ساتھ لے
کے یہاں آنا اور طائفے ارباب نشاط کے طلب کرکے صحبت میں ناچ رنگ اور گانے بجانے کی حمزہ کو مع اُسکے سرداروں
کے مصروف کرنا اتنے عرصہ میں کھانا بیہوشی آغشتہ میں تیار کرا دونگا تم اُسے مع اُسکے تمام بارگاہ نشینوں کے کھلوا کے جب
دیکھنا کہ بیہوشی اُنکے دماغوں میں سرایت کر گئی شب کی مشکیں باندھ کے اُنھیں صندوقوں میں ڈالدینا اور خوب مقفل کر کے اونٹوں
پر لدوا دینا اور یہاں سے بخوبی تمام نقارہ کوچ کا بجوا کے چلے چلنا پھر پیچھے سے اگر فوج و سپاہ حمزہ کی کچھ حوصلہ سدراہ ہونے کا
یا رزم و پیکار کا کریگی تو جہاں تم حمزہ سے اور اُسکے پانچہزار پانچسو پچپن سواروں سے مقابلہ و مجادلہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے
فوج سے حمزہ کی مقابلہ کر سکے بھگا دینا بعد ازاں حمزہ کے اور بدون شہنشاہ لشکر اسلام کے پھر کوئی لڑنے کا کبھی ارادہ نہ کریگا

بھاگ کھڑے ہونگے مگر ایک کام کر تا کہ حمزہ سے بر وقت اقرار دعوت کھانے کے یہ بھی کہدیا کہ شہر یار مین ایک ادنی غلام ہون یہ حوصلہ نہین رکھتا کہ تمام لشکر فیروزی اثر کی دعوت کر سکون فقط اتنا امیدوار ہون کہ ازراہ غلام نوازی حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام اور حضور مع تمام اپنے پانچہزار پانچسو پچپن شاہ و شہر یار بارگاہ نشینون کے تشریف لے چلین اور جو کچھ پان و نمک حاضر ہو اُسے نوش فرماوین اگر دس دس بیس بیس خواص خدمتگار سو دو سو چوبدار مردسہ وغیرہ شاگرد پیشہ ہزار دو ہزار سوار و پیادے سواری کے جلوس کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہون تو مضائقہ نہین اور ایک یہ عرض ہو کہ غلام تجارت پیشہ ہو عیاروں کے نام سے غلام کی روح کانپتی ہو عیار کوئی سرکار کے ہمراہ نہو بس یہ طریقہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور تمام آپکے بارگاہ نشینون کے پکڑ لینے کا ہو کاؤس کوہستانی نے کہا اچھا بہتر تو میری صورت سوداگرون کی سی بنادے مین ابھی سوار ہوتا ہون دیونگ عیار نے ایک روغن عیاری کا مل کر کاؤس کوہستانی کی صورت تبدیل کر کے پوشاک سوداگرون کی پہنادی اور کاؤس کوہستانی پانچ چھ ہزار خالی صندوق شترون پر لدواکے مع لاکھ سوار کے سوار ہوا اور نقارہ کوچ کا بجوا کے سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا ابھی کوئی پانچ کوس لشکر سے سلطان نامور کے دور تھا کہ عیاران لشکر اسلام نے اُسکے جاہ و حشم و فوج و سپاہ کو دیکھکر حال دریافت کیا کہ یہ کوئی سوداگر ہو واسطے فروخت مال تجارت کے اسطرف کو آتا ہو یہ خبر لے کے بارگاہ سلیمانی مین آئے اور زمین ادب کو بوسہ دے کے کہ حضور شاہ لشکر اسلام بعد دعا و ثنا کے شاہی دستہ و نیزہ پکارے کہ سر بہار عالم کی عمر دراز ہو یہان سے پانچ چھ کوس کے فاصلے پر ایک بہت بڑا سوداگر ملک التجار بڑا مالی و اسباب پانچ چار ہزار شترون پر بار کرا کے لاکھ سوار سے فلان میدان مین فروکش ہوا ہو امیر بالوقہ نے فرمایا کہ اُس سوداگر کو ہمارے پاس لاؤ جو مال و اسباب تحفہ اور عمدہ ہوگا ہم اُسے خرید لینگے اور قیمت جو وہ طلب کریگا اُسے دینگے حسب الحکم سلطان با اکرام کے چوبدار نے کاؤس کوہستانی کے پاس جا کے ابلاغ حکم کیا کاؤس کوہستانی سوداگر بنا ہوا بموجب سکھلانے اور سمجھانے دیونگ عیار کے اُسیوقت سوار ہو کے داخل بارگاہ گردون اشتباہ ہوا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کر کے نذر دی مشترگاہ مودبستہ دستگاہ سے حضرت ظل اللہ کے بہ کمال عطیات خسروانہ کرسی بیٹھنے کو ملی سوداگر نقلی آداب بجالا کے بیٹھ گیا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تمھارا کیا نام ہو اُسنے کہا کہ خانہ زاد کو کاؤس بدخشانی کہتے ہین امیر بالو قیرنے پوچھا کہ طریق اور ملت تمھارا کیا ہو اُسنے عرض کیا کہ خانہ زاد لقا پرست ہو جو طریق آبائی و اجدادی غلام کا ہو وہ ہی سلیمان صاحبقران نے ارشاد کیا اے کاؤس بدخشانی انسان اگر چشم بینا اور گوش شنوار رکھتا ہو تو بدیدۂ فراست و گوش ہوش اپنے دیکھے اور سنے کہ وحدانیت اور الوہیت لقا مشرک خدا کی کس راہ سے ثابت ہوتی ہو اگر یہ کہ لقا کی ڈاڑھی اکیس گز کی ہو تو بکرون اور خوک کا ن صحرائی کے تمام جسم پر بہت بڑے بڑے بال ہوتے ہین اون کے بڑے ہونے سے الوہیت کا اطلاق کرنا نہ چاہئے اگر یہ سمجھے کہ لقا کا پچپن گز کا قد ہو تو ایک ایک دیو ہزار ہزار بارہ بارہ سو گز کا قد رکھتا ہو خلائق اُنھین دیوون کو اپنا خالق کہا کرے اگر کہے کہ لقا کے پاس بیحد ہزار ملک با تصرف اور جاہ و حشمت و مال و دولت لشکر و فوج بہت ہو تو کیقباد اور فریدون اور جمشید اور کیخسرو اور دارا اور سکندر وغیرہ کیسے کیسے شاہان روزگار ہوگئے کل عالم اُنھین کو اپنا خدا جانتا تو ایسا سمجھنا چاہیے کہ یہ لقا مشرک خدا خوک ہیکر خرس ادیئہ ضلالت گمراہ کنندۂ عالم ایک بشر ہو آخر ایک دن جہنم واصل ہوگا اُسے خالق اپنا گردانا محض کفر دکافری ہو سجدہ اُسی خالق اکبر خدا سے عز و جل کو واجب ہو جسنے ایک کلمۂ کن

سے عالم پیدا کیا کہ عالم اُسپر دائم اور شمس گردون کو کیسے ستون بلند کیا [illegible]

شہر لاشبیہ و شریک لہ

اکبر الصمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضیا بخش افلاک و شمس و قمر | ضیا بخش نور جبین سحر | بہنگام بیچارگی چارہ ساز | ز اغراض نفسانیت بے نیاز
معین الخلائق جمیل الخصال | مبین و ذو القدرت و ذوالجلال | خداوند علام و دانائے غیب | منزہ ز نقص و مبرا ز عیب

بس اے کاؤس بدخشانی تم تو سن رسیدہ پیر جہان دیدہ و دانشمند فہیم ہو تمکو تو لازم ہے کہ اب لعنت کرو اس لقا پرستی اور
کفر و کافری پر اور نکلو اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمہ طیبہ پڑھ کے ہو جاؤ بسر چشمہ ہدایت تاکہ دنیا و عقبیٰ دونوں بخیر ہوں
کاؤس کوہستانی کافر ایک ہی گندہ جہنم تعلیم یافتہ دلوتنگ عیار تھا سنتے بموجب تلقین دلوتنگ عیار کے ازراہ فریب
کہا کہ یا سلطان صاحبقران حضور برحق اور بجا فرماتے ہیں آجتک کوئی آپ سا ہادی و رہنما مجھے نہیں ملا تھا مگر اب مجھے
معلوم ہوا کہ یہ دین محض واہیات ہے اور آپ کا دین برحق ہے وہ کلمہ آپ مجھے ارشاد کیجیے تاکہ میں بھی پڑھ کے افتخار کونین
حاصل کروں امیر باتوقیر نے کلمہ شہادت تلقین کیا اُس بدذات تیرہ دل تاریک درون نے ازراہ مزوری و مکاری کلمہ
پڑھا اور بظاہر مسلمان ہوگیا سلطان صاحبقران نے اُسے مخلع بہ خلعت کرکے بہت سا سرفراز کیا اور فرمایا اے کاؤس
بدخشانی اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ جو جو مال و اسباب تحفہ تحفہ تمھارے ہمراہ ہو ہمکو دکھلاؤ جو کہ ہمکو پسند آئیگا اُسکی قیمت حسب لخواہ
تمھارے مع منافع ملیگی اُس ملعون کاؤس کوہستانی نے کہا کہ اے شہریار مال و اسباب تجارت کا جو کچھ کہ ہے وہ سب بھی جیسا کہ تہا
سنا ہوا رکھا تھا رکھا ہے غلام امیدوار ہے کہ اگر آپ نے غلام کو مسلمان کیا ہے تو ایک روز ازراہ غلام نوازی بجائے خوان نعمت گزین شاہان
جویں قناعت کیجیے کس لیے کہ غلام نے سنا ہے طریقہ اہل اسلام میں اجابت دعوت کی از جملہ واجبات ہے اور ثواب دلداری
مومن طواف بیت اللہ سے افزوں تر ہے شعر ہماے اوج سعادت بدام ما افتد ❊ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد ❊ اور حضرت
ظل اللہ شہنشاہ خواقین سجدہ گاہ پادشاہ لشکر اسلام اور تمام بارگاہ نشین سب صاحب حضور کے ہمراہ ہوں اسقدر تو غلام
کی اوقات نہیں ہے پردہ پیش داور بدتر از گناہ یعنی غلام کہے کہ تمام لشکر اور ملازمین اور متوسلین سرکار کے جو ہیں اُنکی
دعوت غلام کر سکیگا مگر حضور اور شہنشاہ لشکر اسلام اور تمام شاہ و شہریار کہ بارگاہ نشین ہیں اُن سبھوں کے واسطے جو نان
خشک ہے وہ حاضر ہے مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف ❊ دو چار ہزار خواص و خدمتگار جو باربردار ہے فراش مشعلچی وغیرہ
رسد کہ گرد بیٹھنے والے اور دو چار ہزار سوار و پیادے ہمراہ سواری مبارک کے جو ہونگے اُنکی خدمتگزاری جو مجھسے ہو سکیگی
بجان و دل کرونگا مگر ایک عرض ہے کہ غلام عیاروں کے نام سے مثل بید کانپتا اور ڈرتا ہے فرقہ عیار سے کوئی سرکار کے ہمراہ
نہو سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ اے کاؤس بدخشانی فقط شہنشاہ لشکر اسلام اور میں کہو تو چلا آؤں اور دعوت تمھارے
یہاں چلکے کھاؤں ہمارے یہاں فی الحقیقت دعوت اگر کوئی کافر بھی کرے تو اُسکا رد کرنا بہت ممنوع ہے اور تم تو اب ہمارے
بھائی ہوچکے ملت بنیاد دین اسلام تمنے قبول کیا تمہاری دعوت ہم کیوں نہ قبول کریں کاؤس کوہستانی نے کہا کہ حضور
یہ کیا ضرور کہ آپ تنہا تشریف لے چلیں غلام نے تو تمام بارگاہ نشینوں کی دعوت کی ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اچھا جو
تمھاری خوشی اور عیار کوئی ہمراہ نہو گا نہ فوج و سپاہ ہوگی کہو گے تو دو چار خواص خدمتگاروں کو ساتھ لے لینگے کاؤس نے
کہا پیر و مرشد دو چار کیا ہزار دو ہزار ہوں تو کچھ قباحت نہیں بعد اسکے کاؤس نے عرض کی کہ اب غلام رخصت ہوتا ہے
کل حضور کو قدم رنجہ فرمانا ہوگا سلطان والا شان نے فرمایا کہ اچھا جاؤ چنانچہ کاؤس کوہستانی امیر باتوقیر سے رخصت
ہوکے بیروں بارگاہ نکلا اور سوار ہوکے اپنے خیمہ میں جاکے سارا حال دلوتنگ عیار سے کہا دلوتنگ عیار اُسیوقت
تیاری دعوت میں بعیاری و مکاری سرگرم ہوا اور دوسرے دن صبح کو کاؤس کوہستانی بمشورہ دلوتنگ عیار پھر سوار ہوکے
بمقصود سلطان ظفر اقتدار امیر حمزہ عالی مقام آیا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کرکے عرض کی کہ اے شہریار اب غلام امیدوار
ہے کہ حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام اور حضور مع تمام بارگاہ نشینوں کے سوار ہوں اور ازراہ غلام نوازی

فقیر خانے مین تشریف لے چلین وہان سب سامان دعوت غلام تیار کروا کے آیا ہی سلطان صاحبقران نے حضرت ظل اللہ
بادشاہ سعد بن قباد سے عرض کی کہ کاؤس بدخشانی امیدوار ہی کہ حضرت سوار ہو کے تشریف لے چلین حضرت نے فرمایا
کہ بسم اللہ چلیے چنانچہ بادشاہ سعد بن قباد اور سلطان صاحبقران سواے ایک شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کہ یہ کئی دن پہلے
سے بحسب اجازت سلطان صاحبقران شکار کھیلنے کے واسطے گیا تھا باقی مع پانچہزار پانسوپچپن سرداران نامی اور
پہلوانان گرامی اور تمام بارگاہ نشینون کے سوار ہوے اور ایک دو دو خواص خدمتگارون کو ہمراہ لے لیا یا کچھ جلوس اور
شاگرد پیشے کے لوگ ہمراہ سواری کے رہ گئے اور تمام فوج وسپاہ کو حکم دیا کہ خبردار اب کوئی ہماری سواری کے ہمراہ
نہ آئے اور عیاران لشکر اسلام کو ممانعت کلی فرمائی کہ تم بھی کوئی ہمراہ ہمارے چلنے کا ارادہ نہ کرنا یہین سب حاضر رہو اور یہ
فرماتے ہوے بعظمت وجودت تمام وبشوکت مالا کلام جہان خیمہ کاؤس کوہستانی کا تھا وہان جا کے پہونچے کاؤس
کوہستانی نے بہ کمال چرب زبانی وبسیانی بہت سی دعائین دیکر غلامانہ پیچھے پیچھے ہمراہ صاحبقران دوران اور بادشاہ اسلام
کے اپنے خیمے مین جا کے تخت حضرت ظل اللہ کا بچھوایا اور سلطان صاحبقران کو مع تمام بارگاہ نشینون کے بطریق اعزاز
واکرام سے بٹھایا کئی صندوقچے جواہرات کے پیشکش کیے دوڑ ڈھائی سو طائفے ارباب نشاط کے طلب کر کے صحبت ناچ و
گانے کی قرار دی طبلون پر تھاپ پڑی آواز ہوشا ہوش نوشانوش کی بلند ہوئی لہرا سارنگی کا بائین کی گمک سے بہانا و
جانے لگی قانون مین رباب چنگ مرچنگ سرود ستار وفت دائرہ سرنی سرمنڈل راگ جناح الگوجا جلترنگ وغیرہ
باجے بجنے لگے ساقیان مہر طلعت ماہ صورت جام وصراحی زمردی لیے حاضر ہوے دورہ شراب یاقوت رنگ کا چلنے
لگا دو دو چار چار دورے جام مے گلفام کے ہو چکے ہین کہ ایک مرتبہ خسرو بلاد ہندوستان کرشاسب دوران لندھور بن
سعدان نے سمت سلطان عالی مقام متوجہ ہو کے عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران اسوقت غلام کے سر مین عجب طرح کی
گردش پیدا ہوئی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی غلام کو آسمان کی طرف لیے جاتا ہی اور پھر وہان سے زمین پر پھینکے دیتا ہی حضرت
ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام نے بھی فرمایا کہ ای خسرو بلاد ہند مین بھی ایک گھڑی بھر سے یہی کیفیت دیکھ رہا ہون کہ سر پھرا ہوا
جاتا ہی امیر بالتوقیر نے یہ گفتگو لندھور کی اور ارشاد شہنشاہ سعد بن قباد کا سنکے فرمایا کہ فی الحقیقت نشے کی شدت ہو گئی بلکہ
مجھے تو کچھ آثار بیہوشی کے سے نظر آتے ہین مالک اژدر جو دست چپ کو سلطان صاحبقران کے بیٹھا تھا اسنے کہا بلاشک وشبہ
شراب بیہوشی آغشتہ تھی غلام کی زبان مین لکنت معلوم ہوتی ہی یہ سنکے امیر بالتوقیر نے جانب کاؤس کوہستانی کے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای کاؤس بدخشانی یہ شراب تو نے کہان سے منگائی ہی اس ملعون نے جواب دیا کہ ای حمزہ بدان و آگاہ باش
کہ منم کاؤس کوہستانی مین واسطے اعانت اور استمداد اسرافیل درگاہ لقا کے آیا تھا جسوقت مین نے سنا کہ تو نے اسرافیل درگاہ
لقا کا محاصرہ کر لیا اور اسنے محض عاجز اور مجبور ہو کر مصلحتاً بظاہر کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا اور کچھ اختیار اسرافیل قدرت کا نہین رہا
تب مین نے یہ سمجھ کے کہ اسرافیل درگاہ لقا تیرے قبضہ اختیار مین محض بے بس اور بے اختیار ہی اسکو چشم زخم نہ پہونچے پائے
یہ عیاری کر کے یعنی تجھے مع تمام تیرے بارگاہ نشینون کے شراب بیہوشی آغشتہ پلا کے گرفتار کیا اب دیکھون کیونکر میرے ہاتھ سے زندہ
وسالم بچکر جاتا ہی یہ حال سنکے سلطان با اقبال نے تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکے فرمایا کہ باش او شیطان خدا سے بیخبر رک جا اور یہ
فرما کے چاہتے تھے کہ اٹھین بیہوشی دماغ مین سرایت کر چکی تھی پاؤن مین لغزش ہوئی صاحبقران لڑکھڑا کے گرے کہ چار طرف سے
پانچہزار پانسوپچپن سرداران نامدار اور پہلوانان گرامی مع حضرت ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام تلوارین پکڑ پکڑ کے چاہتے تھے کہ کام
اس تیرہ انجام نطفہ حرام کا تمام کرین پاؤن مین لغزش ہوئی سب گرے اور کاؤس کوہستانی کے لوگ چار طرف سے بڑھے
ایک دلو تاکے عیار سکے دوڑ پڑے امیر بالتوقیر اور بادشاہ اسلام کو مع تمام بارگاہ نشینون کے گرفتار کر لیا اور سب سپاہ

ان صندوقون مین بند کروا کے مقفل کروا دیا اور صندوقون کو اونٹون پر لدوا کے اسیوقت نقارہ کوچ کا بجوا دیا اور مع لاکھ
سوار کے وہان سے سمت سبائل روانہ ہوا وہ جو خواص خدمتگار وغیرہ ہزار پانچسو لوگ ہمراہ سواری کے تھے ان
بیچارون کی کیا حقیقت تھی سوارون نے انکو بھی گھیر کر پکڑ لیا اور مشکین انکی باندھ کر انکو بھی صندوقون مین بند کر کے
اونٹون پر کسوا دیا تھا غرض یہکہ کاؤس کوہستانی تو خوش خوش باطمینان تمام بیخوف وخطر راتون رات کوئی چالیس کوس
پرے جا پہونچا اور لشکر فیروزی اثر مین ابھی کسی کو اس حال سے مطلق آگاہی نہین ہوئی اور وہان خفا یا زحل ساز بدکردار
کاؤس کوہستانی کا موجب فرمائش دیوتک عیار اور خوشنودی گاؤ لنگی گاؤ سوار یہ ارادہ ہو کہ سو دو سو کوس جا کے
کسی پہاڑ کے درے مین حمزہ صاحبقران اور تمام اسکے بارگاہ نشینون کے دشمنون کا سر کاٹ کر سمت سبائل لیجاے گا اور
لقا مشرک خدا کی بارگاہ مین سرخرو اور نمود واثق دکھلا کے طرح بیچہری ہے مگر وہ جو مثل مشہور ہے دوہا جاکو راکھے سائیان مار نہ
سا کے کوئے بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوے شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے نبرد رگے تا نخواہد خداے بحسب اتفاق
شاہزادہ فرامرز عاد مغربی جو سلطان صاحبقران کا جانثار ہے کے واسطے شکار کھیلنے کے گیا تھا وہ کہین اسطرف سے پھرا
ہوا آتا تھا اتفاقاً اثناے راہ مین دور سے ڈنکے کی آواز جو اسکے گوش زد ہوئی تو فرامرز عاد مغربی نے اپنے ملازمون سے فرمایا کہ
ہان ذرا آگے جا کے دریافت تو کرو کہ یہ سواری کسکی جاتی ہے جہان سے یہ آواز ڈنکے کی آتی ہے حسب الحکم ایک چوبدار اپنے
گھوڑے کو چمکا کے چلا اور اس چوبدار نے کوئی دو کوس کے فاصلے پر جا کے دیکھا کہ ایک شخص سوداگر کی صورت مسلح اور مکمل
گھوڑے پر سوار اسکے پیچھے قریب لاکھ سوار کے مسلح اور مکمل اور کئی ہزار شتر اونپر بڑے بڑے صندوق چوبی مقفل کھنچے ہوئے
نقارہ بجتا ہوا بڑی شخصیت اور تمکنت سے چلا جاتا ہے چوبدار نے سد راہ ہو کے بآواز بلند پوچھا کہ یہ سواری کسکی ہے لوگون نے کہا کہ
کاؤس کوہستانی کی چوبدار نے کہا کہ خبر کسی کی ہو شاہزادہ فرامرز عاد مغربی پسرخواندہ سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران
کی سواری آتی ہے شاہزادون کے سامنے کوئی ڈنکا نہین بجا سکتا ہے ڈنکا بجوانا موقوف کرو کاؤس کوہستانی نے جو یہ گفتگو
اس چوبدار کی سنی تو نہایت سراسیمہ و مضطر ہو کے دیوتک عیار گاؤ لنگی گاؤ سوار سے پوچھنے لگا کہ کیون صاحب اب کیا تدبیر
کرون یہ شہزادہ کون ہے بدون جنگ و جدال اس سے مفر ہونا غیر ممکن ہے دیوتک نے جواب دیا کہ اے کاؤس کوہستانی
تم حمزہ صاحبقران اور اسکے تمام بارگاہ نشینون اور بیٹے پوتون سے مقابلہ اور جدال کرنے کو کہتے تھے اس بیچارے فرامرز
عاد مغربی کی کیا حقیقت ہے یہ کچھ حمزہ کے بیٹے پوتون کی برابری نہین کر سکتا خیر یہ بھی ایک سردارون مین ہے کچھ اندیشہ
پریشانی اور گھبرانا نہ چاہئے جس فریب سے حمزہ اور بادشاہ لشکر اسلام کو مع پانچہزار پانچسو چلن سردارون کے گرفتار کر لیا
ہے اس سے بھی حیل سے ملاقات کرو وہی گفتگو و مذہب کی یہی درمیان مین لائیگا تم اس سے بھی ویسی ہی حجتین نکالکر
کے معقول ہو جاتا اور کلمہ پڑھ کے دعوت کے حیلے سے خیمہ مین لا کے بٹھلانا مین بیہوشی آغشتہ کھانا اور شراب تیار کر رکھونگا
تم اسے کھلا پلا کے جب بیہوش ہو جاے گرفتار کر کے صندوق مین بند کرنا اور اس کا بیٹے کو بھی نکال کے سبکو قتل کر ڈالنا
اور سردارون کو سب کے بیچ ہو کے خداوند باختر کے پاس چلنا یہ کہکر دیوتک عیار گاؤ لنگی نے کہا اس چوبدار کو ذرا بلا کے اپنے پاس
پوچھو کہ بھائی تم کیون آئے تھے اور کیا کہتے تھے جب وہ کچھ کہے تو تم کہنا کہ بہت خوب ہماری کیا تاب و طاقت ہے جو ہم ڈنکا بجائین
بجائین ہم لوگ تو سوداگر رعایاے سرکار ہے یہ فوج و سپاہ فقط اپنے مال واسباب روپیہ پیسے کی حفاظت کے واسطے ہمراہ
رکھتے ہین ہزارون سیکڑون فرسنگون ہر ایک اقلیم و دیار و کوہستانون اور جنگلون اور جزیرون مین ہم واسطے تجارت
کے آیا جایا کرتے ہین پھر فوج و سپاہ اگر نہ ہو تو ہمارا مال واسباب قطاع الطریق اور راہزنون کے ہاتھون سے کیونکر بچے اگر
مرد ہے صاحب تم ہماری طرف سے آداب و تسلیمات شاہزادہ عالم سے کہنا اور کہنا کہ غلام [illegible] بڑی [illegible]

ہوئی نادانستہ غلام نے یہاں ڈنکا بجوایا حضور کی سواری آنے کی غلام کو اطلاع نہ تھی کاؤس کوہستانی نے بموجب ترغیب
دیوتنگ اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کے اُس چوبدار کو دور سے پھر بلا کے جو کچھ کہ دیوتنگ نے سکھلا دیا تھا کہکے دو اشرفیاں چوبدار کو
انعام کی دلوائیں اور رخصت کیا چوبدار نے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے پاس آکے بیان کیا کہ حضور کاؤس بدخشانی نامی کوئی
سوداگر بہت ضعیف بہت خوب شخص ہے اُسکے ساتھ قریب لاکھ آدمیوں کے ہیں وہ ڈنکا بجواتا جاتا تھا جسوقت غلام نے اُس سے حکم
ابلاغ حکم سرکار کیا عتاب و خطاب کے خوف سے مثل بید لرزاں اور ترساں ہوکر اُسیوقت ڈنکا بجوانا موقوف کر دیا اور عرض
کرنے لگا کہ میں رعایا سرکار کے ہوں میری کیا مجال جو میں ڈنکا بجواؤں نادانستگی سے یہ خطا غلام سے سرزد ہوئی امیدوار ہے
کہ از راہ رعایا پروری معاف ہو فرامرز عاد مغربی نے یہ حال کاؤس کا سنکے فرمایا کہ کیا مضائقہ مگر پھر جاکے تم اُس سوداگر سے
کہو کہ تمہارے پاس جو جو کہ اسباب و مال تجارت تحفہ اور عمدہ و بیش بہا ہو وہ ہمکو دکھلاؤ جو شے کہ اُسمیں ہمارے پسند آئیگی قیمت حسب
دلخواہ تمہارے داد و دیجائیگی حسب الحکم وہ چوبدار پھر اپنا گھوڑا دوڑا کے کاؤس کوہستانی کے پاس گیا اور جس طرح سے شاہزادہ
فرامرز عاد مغربی نے حکم دیا تھا اُس کاؤس کوہستانی کو پہنچایا کاؤس کوہستانی نے کہا بسر و چشم بہت خوب اور یہ کہکے
اُسیوقت بموجب ایما اسکے گاؤ لنگی گاؤ سوار اور دیوتنگ عیار کے اُسی مقام پر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ ہمارا لشکر آج یہیں اُترے
اور مقام ہو اور چوبدار کے سامنے جب لشکر کے مقام کرنے کو حکم دے چکا تب اُسنے خیمہ استادہ کروایا اور مع تمام اپنے مشیروں اور
مصاحبوں کے اُتر کے خیمہ میں گیا اور سب کو حکم دے کر تم یہاں مال و اسباب سنبھال کے اُترواؤ میں شاہزادہ عالم کی حضور
میں ہو کے مجرا کر کے ابھی آتا ہوں بارے وہاں مال و اسباب اُترنے لگا اور کاؤس کوہستانی سوار ہو کے شاہزادہ فرامرز عاد
مغربی کے پاس چلا اور اپنے نوکروں سے حکم دے گیا کہ جس طرح سے دیوتنگ عیار اور اسرافیل درگاہ لقا گاؤ لنگی گاؤ سوار کہتے
ہیں وہ تم کرنا القصہ کاؤس کوہستانی نے سر راہ آ کے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی سے ملازمت حاصل کی اور عرض کیا کہ یہاں
صحرا میں خانہ زاد سے کچھ خدمت سرکار کی نہیں بن پڑی بہرحال حضور سے غلام محجوب ہے فرامرز عاد مغربی نے اس حرام زادے کی
گفتگو سے معقول اور [illegible] اور لسانی سنکے کہا کہ اے کاؤس کوہستانی ہم تجھسے بہت خوش ہوئے تم خوب شخص ہو مگر یہ تو کہو کہ
تمہارا طریق اور مذہب کیا ہے کاؤس کوہستانی نے کہا کہ جو دین اور بات آبائی اور اجدادی چلا آتا ہے وہی طریق غلام کا بھی ہے
فرامرز نے کہا کہ تمہارا آبائی اجدادی طریق کیا ہے اُسنے کہا کہ خداوند ستارہ پرست باختر کی پرستش کرنا فرامرز عاد مغربی نے کہا کہ
لاحول ولا قوۃ تم کتنے بیوقوف ہو اُس منحوس خوک [illegible] بادیہ ضلالت سے تو تنہا کبھی نہیں نکل سکتا اسے تم کیا سمجھے اپنا خدا
ہو وہ خدا ہے عز و جل جو ہر کل اور ہر لاشئے دلا شریک ہے شعر مبرا ذاتش از چون و چرائی ؛ منزہ از تریکی و بلندی ؛ لعنت کر اس
بے حیا مشرک خدا پر اور ترک کر اس کفر و کافری کو کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو جاؤ غرض دو گھڑی تک کاؤس کوہستانی
اور شاہزادہ فرامرز عاد مغربی سے حجت اور تکرار رہی آخر کو کاؤس کوہستانی نے از راہ فریب اور مکر شیطانی عرض کیا کہ شہزادہ عالم
آپ بجا فرماتے ہیں میری ہی عقل و فہم کی غلطی تھی پھر جو اس دین اسلام کو قبول کرے وہ کیا کہے فرامرز عاد مغربی نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا
کاؤس کوہستانی نے کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا جب مسلمان ہو چکا تو عرض کرنے لگا کہ اے آقائے کونین شہزادہ عالم غلام نے سنا ہے
کہ طریق اسلام میں اجابت دعوت کی ازجملہ واجبات ہے اور ثواب دلداری مومنین طواف بیت اللہ سے افضل تر ہے لہذا الکیفون
اس شعر کے شعرا و صاحب کرامت شاکرانہ کرامت پر روزے نقد سے کن درویش بینوا را ؛ غلام امید عطیات خاقانی اور
مراحم خسروانی سے یہ رکھتا ہے کہ اگر ایک روز بجائے خوان نعمت گزین نان جوین قناعت فرمایئے تو زہے افتخار بندہ ہو اور
اُس ذریعہ سے جو حضور غلام کے خیمے تک تشریف لے چلینگے تو وہیں جو کچھ اسباب اور مال اور تحفہ تحائف
وغیرہ ہے غلام حضور کو دکھلائیگا پھر جو کچھ کہ اُسمیں سے پسند فرمائیے گا کچھ قیمت پر منحصر نہیں وہ سب

حضور پر سے تصدق ہی فرامرز عاد مغربی نے کہا ای کاؤس بدخشانی جس شخص نے کہ کلمہ پڑھا وہ تو ہمسے بہتر ہو چکا ہمتو اگر
کوئی کافر بھی دعوت کرے تو اُسے بھی رد نہ کرین تمھارے یہان جاکے ہمین دعوت کھانے مین کیا عذر اور تامل ہی اور
وہ اسباب اور مال تجارت تمھارا انھین مبارک رہے بھائی مین لیکے کیا کرونگا مگر ہان جو کوئی شی ایسی تحفہ میرے مرغوب پسند ہوگی
مین تمسے کہدونگا کاؤس کوہستانی نے پھر یہ عرض کی کہ حضور بہت خوب جیسا ارشاد ہوگا غلام ویسا ہی کریگا مگر کل صبحکو
آپ میرے خیمے مین قدم رنجہ فرمائین وہین چلکے دن بھر ناچ دیکھین گانا سنین آرام فرمائین آگے جسوقت مزاج مبارک
مین آئے سوار ہو آئین فرامرز نے کہا اچھا ہم کوئی پہر دن چڑھے کل ضرور تمھارے یہان آکے دعوت کھائینگے غرض کاؤس
کوہستانی یہ فقرے بازی کرکے رخصت ہوا اور اپنے خیمے مین آکے سارا حال لونگ عیار سے بیان کیا لونگ عیار نے
اُسیوقت سے تیاری دعوت کی شروع کی اور وہ جتنے صندوق پانچ چھ ہزار تھے جنمین کہ پانچہزار پانچسو تھین سردار اور
سلطان صاحبقران نامدار اور بادشاہ لشکر اسلام بیہوش پڑے بند تھے اُن صندوقون کو بطور نیم قد دیوار کے چار طرف میدان
مین رکھوا دیا اور ان صندوقون کے اندر جو میدان تھا اسمین چوکا تختون کا لگوایا اُسپر فرش شطرنجیون چاندنیون کا کرکے ایک
سمت ایک مسند پارچہ دیبا کی بہت خوشنما گاؤتکیہ بہت بھاری پشت پر لگا کے عطردان پاندان چنگیرین چوگھڑے خاصدان
اگالدان وغیرہ ظروف مرصع کار قرینے قرینے سے رکھدیے سوسوا سو طائفے ارباب نشاط کے طلب کرکے تیاری معقول کر رکھی
اور باورچی خانے مین جاکے پلاؤ قلیہ قورمہ غرض جتنا کھانا تھا سب مین بیہوشی ملادی جتنی گلابیان شراب کی کشتیون پر چنی رکھی
تھین اُن گلابیون کی شراب مین بھی بیہوشی خوب آغشتہ کردی لہذا ان جب وقت صبح کا ہوا اُسوقت لونگ نے کاؤس کوہستانی
کو ترغیب کیا کہ اب تم توقف نکرو لازم ہی کہ آپ سوار ہو کے بہ کمال تواضع و تکریم فرامرز عاد مغربی کو یہان لاؤ اور بس جھٹ
پٹ اُسے بیہوش کرکے پکڑ لوا اور یہان سے کوچ کر چلو ٹھہرنا اور زیادہ توقف کرنا اچھا نہین چنانچہ کاؤس کوہستانی یہان
تن تنہا بجان واحد سوار ہو کے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے لشکر مین گیا اور فرامرز عاد مغربی کو اپنے ہمراہ بڑے اعزاز و تکریم
سے اپنے خیمے مین لایا اور صدر جاہ و حشمت پر بٹھا کے ہر کام مین غلامانہ سرگرم کار تھا اور سامنے جو طائفے حاضر تھے انکو
اشارہ کیا طبلون پر تھاپ پڑی آواز ہوشا ہوش نوشا نوش کی بلند ہوئی شور ہندی کا نیوالی کی اک دھوم دھام پشوازون
کا ہوا اژدہام ہوے اہل رقص و طرب جمع آئے سماں ناچ گانے کا تھا جا بجا حسب اتفاق ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی
تو بل عادیان پور شدآدیان کپتیان کر سب اپن کود کر سب عمرو معدی یعنی پہلوان عادی کا پیٹ تو بہت بڑا اہرام درجہ ان
قوی ہیکل تنومند بازو جسکا اکیس گز کا دور کمر کا ہی تو پہلوان عادی کو کچھ لیوان ہی سی بیہوشی اثر کر گئی تھی اس شور و غل
مین گانے بجانے کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو صندوقون کی درازون مین سے پہونچی تو پہلوان عادی کی آنکھ کھل گئی اور
ساتھ آنکھ کھلنے کے ادھر تو شور و غل گانے بجانے اور ناچ کی محفل کا ادھر خوشبو اقسام اقسام طرح کے کھانے پلاؤ زردہ
مطنجن شیر برنج یاقوتی وغیرہ کی جو پہلوان عادی کے دماغ مین پہونچی تو بیتاب ہو گیا اندر سے بامرتبہ اُسی صندوق مین پڑے
پڑے پکارا کہ ارے او کمبخت لاندہور تم کیسے سنگدل ہو قصدا بہی اگر گاؤ کشی کرتا ہی تو پہلے اُس جانور کو کھانا کھلا لیتا ہی پانی
پلا دیتا ہی تب ذبح کرتا ہی یہ انواع انواع اقسام اقسام طرح کا کھانا تمنے جو پکوایا ہی تو مارے بھوک کے مین مرا جاتا ہون ذرا کی فرو بیٹھو
تھوڑا سا مجھے بھی بھیجدو کہ مین کھاؤن پھر تم چاہنا مجھے قتل کرنا یہ آواز پہلوان عادی کی سنکے دلونگ عیار اور گاؤلنگی گاؤ
سوار اور کاؤس کوہستانی تو ادھر اُدھر دیکھنے کی طرح دیکھے مگر شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے فرمایا کہ ہان ہان ذرا گانا تو موقوف
کرو سنو تو یہ کون کہان کھڑا غل مچاتا ہی کہ مین بھوک کے مارے مرا جاتا ہون مجھے تھوڑا سا کھانا کھلا دو دلونگ عیار و گاؤلنگی گاؤ
سوار دونون صورتین تبدیل کیے ہوے برابر کاؤس کوہستانی کے جو بیٹھے تھے اُنھون نے جواب دیا کہ شاہزادہ عالم

باہر خیمہ کے کوئی فقیر ہوگا دیکھیے خبر منگائے لیتے ہین یہ کہکے بات کو ٹال دیا اور ارباب رقص و سرود سے اشارے سے
کہا کہ ہان تم سب کیون خاموش ہو رہے گاؤ بجاؤ پھر ناچ گانا شروع ہو گیا پھر گھڑی بھر بعد پہلوان عادی نے بہ آواز
بلند کہا کہ او ظالم حرامزادہ میرا مارے بھوک کے دم نکلتا ہے کاش اس عذاب سے مجھے ایک مرتبہ ذبح کر ڈالو ورنہ تھوڑا سا کھانا مجھے بھیجدو
پھر شاہزادہ فرامرز عادمغربی نے ہنسکے پوچھا کہ اوسے صاحبو یہ کون فریاد کرتا ہے تمنے کسی نے باہر خیمے کے جاکے دریافت نہ کیا اگلی مرتبہ
پھر کاؤس کوہستانی اور دلو تگ عیار نے باتون مین ٹالدیا دو گھڑی بعد اگلی مرتبہ پہلوان عادی نے پھر بہت شور و غل
کرکے گالیان دینا شروع کین اور کہا کہ او خبیث شیطان مجسم تو نے بفریب مجھے کس جرم پر یہان صندوق مین بند کیا اور بھوکا
پیاسا مین تڑپتا ہون او نا در بجا بقول سعدی شیرازی کے مصرع بابکش یا دانہ دہ یا از قفس آزاد کن ٭ اگلی مرتبہ جو یہ آواز
صاف شاہزادہ فرامرز عادمغربی کے گوش زد ہوئی تو اپنے جی مین یہ سوچ کے کہ یہ آواز تو پہلوان عادی کی سی معلوم
ہوتی ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ انھین صندوقون مین کوئی قید ہے نہایت درہم برہم ہوکے کاؤس کوہستانی کی جانب مخاطب
ہوکے فرمایا کہ ہمنے دو مرتبہ تمسے کہا کہ یہ کون زار نالے داد بیداد بھوکھ کی کرتا ہے تمنے دریافت کرکے ہمسے کچھ نہ کہا ہمین معلوم ہوا کہ یہ آواز
کسی صندوق مین سے آتی ہے تمنے کسی کو کسی صندوق مین قید کرکے رکھا ہے یہ ماجرا مفصل بیان کرو کاؤس کوہستانی سے
اور تو کچھ جواب بن نہ پڑا جلدی مین کہنے لگا کہ میرا ایک غلام بڑا بد ذات حرامزادہ ہے آسنے کچھ مال و اسباب تجارت کا میرا چوری
کیا کچھ آسنے بیچ ڈالا کچھ برباد کیا اور جب اس سے پوچھا تو کچھ پتا سراغ اسکا ہرگز نہین بتلاتا ہے اسواسطے مین نے بطور
چشم نمائی کے صندوق مین بند کر دیا ہے شاہزادہ فرامرز عادمغربی نے فرمایا کہ کیا مضائقہ تم اسکو صندوق سے نکال کے ہمارے
روبرو لاؤ از روے عدالت اور نصفت بعد تحقیقات جو کہ تصفیہ واجبی ہوگا وہ کر دینگے یہ کلام شاہزادہ فرامرز عادمغربی عالی
مقام کا سنکے کاؤس کوہستانی اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کا رنگ فق ہو گیا اور دلو تگ عیار کیطرف دیکھنے لگے دلو تگ عیار
نے بہ کنایہ و اشارہ کہا کہ واہ صاحب اسی حوصلے اور شجاعت پر تم کہتے تھے کہ ہم حمزہ صاحبقران کا مقابلہ کرونگا بھلا
وہان تو لاکھ ہزار پانچسو چھپن شاہ و شہر یار ہین کہ انمین ایک ایک رستم صولت سہراب زمانہ اشجع دہر ضیغم عرصہ کارزار ہے اس
ایک متنفس فرامرز عادمغربی سے تو تم ڈرے جاتے ہو وہ تمہارا کیا کر سکیگا تم جواب دو کہ صاحب مین اپنے گھر کا مختار ہون
تمہارے سامنے اس اپنے غلام کو لانے سے مجھے مطلب کیا ہے چنانچہ کاؤس کوہستانی نے بموجب سمجھانے دلو تگ عیار کے
شاہزادہ فرامرز عادمغربی کو جواب دیا کہ شہزادہ عالم آپ اپنے ملک کے مختار ہین مین اپنے گھر کا مالک ہون مین اپنے
غلام کا حاکم ہون چاہون حق یا ناحق اسے مار ڈالون آپکو عدالت اور نصفت اور آسکے تصفیہ سے کیا واسطہ ہے بس یہ تقریر
کاؤس شریر کی سنکے شاہزادہ عالم شدت غیظ سے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور نہایت درہم برہم ہوکے کہنے لگا کہ او بدذات
یہ کیا تو جھک مارتا ہے جلد لا اس اپنے غلام کو ورنہ اسیوقت تجھے بسزاے اعمال پہونچاؤنگا کاؤس کوہستانی یہ کہکے کہ بس
اے فرامرز زبان دراز کر گذارم ترا زندہ و سالم قبضہ تیغ پر ہاتھ ڈالکے سمت شاہزادہ عالم حملہ آور ہوا اور ساتھ
اس بدذات کے چارسو پانچسو جو آسکے مصاحبین مقربین سپہ سالار اور سردار تھے ہان ہان کہکے چارطرف سے سپرین
تلوارین پکڑکے شاہزادہ عالم پر آن گرے شاہزادہ فرامرز عادمغربی بھی یہ نعرہ کرکے کہ نعرہ عادمغربی منم صف شکن اشجع
روزگار پسر خواندہ حمزہ نامدار بمثل شیر صحرائی شمشیر زنی کرنے لگا نعرہ فرامرز پہلوان عادی کے جو گوش زد ہوا
تو آسنے اکبارگی بغیظ و طیش کیحالت مین اپنے دونو ہاتھون کا ایک زور سے جو دیا تو صندوق کے دونون بازو ان کے تختے ٹوٹ
گئے اور بیساختہ پہلوان عادی نے صندوق مین سے نکل کے اسی صندوق کو اٹھا لیا اور یہ نعرہ کرکے نعرہ پہلوان عادی ازل یادلی
ابو رشاد دیان ٭ منم مرد عادی رستم زمان ٭ گران ہر کرا بارتن بر سر است ٭ بحکم عادی جنبش بدست من است

فوج پر کاؤس کوہستانی کی مارنا شروع کیا پہلوان عادی کی آواز سے سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام کی آنکھ کھل گئی
صاحبقران دوران نے آپکو صندوق مین بند دیکھکر اور نعرہ پہلوان عادی اور شور و غل زرم و پیکار کا سنکے جانا کہ شاید
مجھے اس سوداگر نے شراب بیہوشی آغشتہ پلا کے عالم غفلت مین اس صندوق مین بند کرلیا ہی ایکمرتبہ زور کرکے صندوق کو
توڑکر پھینکدیا طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا صدا اس نعرہ صاحبقران دوران جو لشکر کوس تک جاتی ہی ساتھ نعرے کے جتنے سردار
اور شاہ و شہریار صندوقون مین بیہوش پڑے تھے سبکی بیہوشی اُترگئی اور جسکی آنکھ کھلی وہ صندوق کو توڑکر نکلا اور وہی صندوق
پکڑکر مصروف حرب و ضرب ہوا خلاصہ یہ کہ آن واحد مین پانچہزار پانچسو کئی سرداران لشکر فیروزی اثر سب کے سب صندوقونکو
توڑکر جو نکلے تو وہی صندوق لے لیکر آمادہ کفار کشی اور سرگرم زرم و پیکار ہوئے مگر سپر تلوار سوا ے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے
اور کسیکے پاس نہ تھی اس شاہزادہ اشجع روزگار نے یکہ و تنہا ایسی شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اور تلوارین مارتا کرید
کاؤس کوہستانی کے پہونچ گیا اور کاؤس کوہستانی کو یہ نہیب دے کے کہ باش اے کافر بد ذات کی گذارم ترا صحیح و سلامت
کر از دست من زندہ روی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے چاہتا تھا کہ تلوار مارے ناگاہ پانون فرامرز عاد مغربی کا وہان کوئی شگاف
تھا نہ تھا اسمین جا پڑا اور تلوار شاہزادہ والا تبار کی کاؤس نابکار کے سر پر اوچھی پڑی اور اس علیہ اللعن نے جو باطمینان
تمام تلوار ماری تو شاہزادہ فرامرز نے ہر چند سپر کو پناہ کیا تھا مگر زبردست کے ہاتھ کی تلوار تھی سپر کو کاٹ کر تا دوابر و اتر گئی فرامرز
نے اسی حالت زخمداری مین داستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکے سے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی بہ کر منھ پر آگئی تھی اس عرصہ مین اور
شاہ و شہریار زادے اور سردار مع سلطان حمزہ صاحبقران نامدار جو چار طرف وہ صندوق پکڑ پکڑ کے دس دس بیس بیس کو فی النار
جہنم واصل کرتے آتے تھے ان سبھون نے جس سوار کو اپنے برابر آتے دیکھا اس کافر کو ٹانگ پکڑ کے نیچے گرا دیا اور جھٹ پٹ
بچپتی تمام اسکے گھوڑے پر سوار ہو کے اسکی سپر تلوار لیکر قتل عام کرنا شروع کیا تھا اور اسقدر رعب و خوف تمام لشکر پر
کاؤس کے چھا گیا تھا کہ ادھر تو اندکے زخم کاؤس کے سر پر آگیا تھا اور تمام سوار اسکے ساتھ کے بھاگ کھڑے ہوئے اور
قریب تیس چالیس ہزار سوار کے الامان الامان پکارنے لگے ادھر سے غازیان دینداران نے بہ آواز بلند کہا کہ امان بشرط
ایمان غرض جو لوگ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے انکو تو چھوڑ دیا الغرض کئی ہزار کفار نابکار کو تہ تیغ بیدریغ کر کے جہنم
واصل کیا اور ادھر گاؤ لنگی گاؤ سوار وہان سے بھاگ کر ملک بربرین آیا غرضکہ جبکہ سلطان صاحبقران
بہ عظمت و جودت تمام دبشوکت مالا کلام مظفر و منصور ہو کر مع شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے اپنی بارگاہ مین
آ کے داخل ہوئے تب بر سبیل مذکور او تحقیقات حال کاؤس کوہستانی کہ یہ کون شخص تھا اور یہ عیاری اور فریب
اسنے کیونکر کیے زبانی اُن لوگون کے جو کہ ہمراہی اور ملازمین مقربین و مصاحبین کاؤس کوہستانی کے تھے اور دعدہ گاہ
مصاف مین بوقت جہنم واصل ہونے کاؤس کوہستانی کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہو گئے تھے اور ہمراہ سلطان
صاحبقران کے آئے تھے سارا حال دیوتنگ عیار کی عیاری اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کی شراکت کا مفصلاً اور
مشروحاً از ابتدا تا انتہا امیر با توقیر کو دریافت ہوا سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران گاؤ لنگی گاؤ سوار
کی ایسی حرکت سے اپنے دل مین نہایت متحیر اور ملدر رہتے کہ گاؤ لنگی نے باوصف اسکے کہ کلمہ شہادت پڑھ کے
اسلام قبول کیا تھا یہ شقاوت اور عداوت آسے مجھسے کس باعث سے تھی ناگاہ سامنے سے گاؤ لنگی گاؤ سوار
رومال سے اپنے دونون ہاتھ باندھے بارگاہ مین بحضور سلطان صاحبقران آیا اور روتا ہوا یہ شعر پڑھکے عرض کیا شعر

ناکردہ گناہ درجہان کیست بگو | آن کس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی | پس فرق میان من و تو چیست بگو

اے سلطان عالی وقار امیر حمزہ نامدار عاصی خاطی رو سیاہ ہر چند کہ واجب القتل ہی مگر بمضمون اس آیہ رحیمہ

لکاظمین الغیظ والعافین عن الناس شعور نباشم قابل عفو توانیک طشت و تیغ بکس نمیدارم کہ خواہ خواست از دست تو وادیۂ اور سوار اسکے غلام کو دیکھ
عیار انکو اکرکے اُس کاؤس کوہستانی کے لشکر مین لے گیا تھا اور سمجھاتا تھا کہ تم سے کچھ ہنر و کار اور باز پرس کچھ نہوگی تم
الگ رہو کاؤس کوہستانی سمجھ لیگا باقی یہ حال عیاری مکاری کا اور سردارون اور حضور کے دشمنون کو بیہوش کرکے
صندوقون مین بند کرنے کا غلام کو مطلق معلوم نہ تھا جسوقت پہلوان عادی صندوق توڑکر نکلا اور سب سردار نعرہ کرکے
نکلے اُسوقت غلام کو یہ حال معلوم ہوا سلطان صاحبقران نے یہ گفتگو گاؤ لنگی گاؤسوار کی سنکے سر جھکالیا اور فرط مروت اور طرز رحم
بخشی اور عذر نیوشی سے فرمایا کہ اے گاؤ لنگی گاؤسوار خیر بر گذشتہ صلوٰۃ اگر بصدق دل تم کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو
تو پھر جتنے جرم تمھارے ہین معاف کیے مگر آگے پھر کبھی ایسی خطاے فاش اور حرکت ناشائستہ نکرنا ابھی اتنا سمجھ لو کہ شعور
عرصۂ اقبال مین ممکن نہین دشمن سے رنج پہ مشتعل ہی آگ جب تک آب ہی اُسکی غذا تائید اسلام کی قدیم الایام سے
چلی آئی ہی تمکو لازم ہی کہ زنگ کفر اپنے دل سے یکقلم دور کر ڈالو گاؤ لنگی گاؤسوار بہ کمال عجز و انکسار اشکبار ہوکے پھر
دوڑکر قدمون پر سلطان نامور کے گر پڑا اور از راہ مکاری اور بد باطنی بظاہر بہت سی لسانی اور چرب زبانی کرکے کہنے لگا
کہ اگر پھر کبھی ایسی حرکت غلام سے سرزد ہو تو اُسوقت غلام کو قتل کرائیے گا کیا مجال اور کیا قدرت اور طاقت غلام
کی ایکی مرتبہ ایک دھوکا غلام کو ہوگیا اور غلام کی تقدیر مین یہ روسیاہی لکھی تھی غرض یہ باتین کرکے اب پھر گاؤ لنگی گاؤ
سوار بارگاہ سلیمانی مین اپنی جاے معینہ پر بیٹھنے لگا

داستان حیرت نشان ظاہر ہونا ایک نقابدار زمرد رنگ کا صحرا کی طرف سے اور دیکھنا اسکو امیر بالوقیر کا اور دریافت حال نقابدار کرنا خواجہ عمرو سے اور بیان کرنا خواجہ عمرو کا پھر داخل ہونا اُس نقابدار کا حرم سرا ے حمزۂ صاحبقران مین اور بغیظ و غضب اُٹھکر جانا امیر بالوقیر کا حرم سرا مین واسطے قتل کرنے نقابدار زمرد رنگ کے اور بعد دریافت حال پھر آنا حمزۂ صاحبقران کا اور پوچھنا عمرو کا کیفیت نقابدار کی اور بیان فرمانا حمزۂ صاحبقران کا

مہران اخبار حیرت آثار و کاتبان واقعہ عجیب تراس داستان حیرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بارگاہ سلیمانی مین تشریف رکھتے ہین اور سرداران نامی اور پہلوانان گرامی بہادران
تہور شعار اور دلاوران چیدہ روزگار علی قدر مراتب و مناصب دنگلدون پر یمین و یسار حمزۂ صاحبقران بیٹھے ہوئے
ہین خواجہ عمرو بھی بارگاہ سلیمانی مین کرسی زر پر جلوہ فرما ہین چار جانب سردارون پر نظر کر رہے ہین ہر چند کہ جمیع
اسباب عیش و عشرت مہیا اور موجود ہی لیکن امیر بالوقیر نے جو سنا ہی کہ رستم خان کو گاؤ لنگی نے قید کرلیا ہی اسوجہ سے
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کو کمال صدمہ ہی آثار حزن و ملال چہرہ امیر بالوقیر سے ظاہر
و ہویدا ہی کمال افسوس کر رہے ہین اور فرما رہے ہین کہ رستم خان کو اُسکے پدر ناہنجار گاؤ لنگی گاؤسوار نے قید
کرلیا افسوس ہزار افسوس عجب دلاور اسیر ہوگیا دیکھیے اب کبتک وہ دلاور رہا ہوکر ہمسے آکر ملتا ہی اور غنچۂ دل اپنا
مثل گل کھلتا ہی بہادران دست راستی اور دلاوران دست چپی عرض کر رہے ہین کہ حضور اس جری کے قید ہوجانیکا
اس درجہ صدمہ نکرین انشاء اللہ جلد تر اس بہادر کی صورت رہائی ظہور مین آئیگی خواجہ عمرو کوئی نہ کوئی اس بہادر
کی رہائی کی تدبیر کرینگے خواجہ عمرو گفتگو سرداران کی سنکے بطور ظرافت فرما رہے تھے کہ کسیکو عمرو کی پریشان خاطری اور تنگدستی
کی تو کچھ فکر نہین ہی اگر ہی تو یہی فکر ہی کہ عمرو سے کار ہاے دشوار لینا چاہیے اور کار ہاے سخت و صعب بغیر روپیہ خرچ
کیے نہین نکلتے ہین کیونکہ مشہور ہی کہ روپیہ دنیا کا مشکل کشا ہی غرض جملہ سرداران بے مثل و نظیر تو یہ سن خواجہ عمرو سن رہے تھے

اور حمزۂ صاحبقران کی جانب سے منھ پھیر پھیر کر خواجہ کی باتون پر مسکرا رہے تھے ناگاہ جانب صحرا کچھ غبار بلند
ہوا سرداران دست راست جانب صحرا دیکھنے لگے جسوقت حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ سرداران دست راست
صحرا کی طرف دیکھتے ہین خود بھی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نے سوے دشت نظر کرکے ملاحظہ فرمایا
کہ کچھ غبار صحرا کی طرف بلند ہی امیر بالوقیر ابھی جانب صحرا دیکھ رہے تھے یکایک اُس غبار سے ایک نقابدار زمرد پوش
ظاہر ہوا امیر باوقیر نے بوجہ دور ہونے کے بنظر غور جو ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ رُخ نقابدار زمرد پوش کا اسی طرف ہی جسب
وہ نقابدار راہ دشت طے کرکے کسیقدر قریب آیا اسوقت امیر حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش برچھا
ترچھا کنوتی پر مرکب کی رکھے ہوے ہی شمشیر آبدار زیب کمر ہی خود فولادی سر پر ہی زرہ بیش قیمت زیب تن آراستہ ہی کہ
دست و پا قوی معلوم ہوتے ہین نقاب زمرد رنگ چہرہ پر ہی مرکب شبرنگ پر سوار ہی شبدیز کو دوڑاتا ہوا اسطرف چلا آتا
ہی جسوقت امیر بالوقیر نے اچھی طرح اُس نقابدار کے سراپا کو دیکھا خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر یہ فرمایا کہ دیکھا خواجہ
یہ نقابدار بہادر دلاور معلوم ہوتا ہی کیونکہ آثار شجاعت و جوانمردی اسکی شہسواری سے ثابت اور ظاہر ہوتے ہین سوا
اسکے اے خواجہ دست و پا بھی اس نقابدار کے ماشاء اللہ کسرتی معلوم ہوتے ہین شاید اس نقابدار کو پہلوانی سے بھی شوق ہی
اور فن سپہگری سے بھی ظاہر اسکو آگاہی ہی اے خواجہ جبسے مین نے اس نقابدار کو آتے دیکھا ہی دل پہلو مین بیتاب و بیقرار
ہی بے اختیار اسوقت دل یہی چاہتا ہی کہ اس نقابدار کو اپنے سینے سے لگا لیجیے اور آنکھین یہی چاہتی ہین کہ اس نقابدار کو دیکھا
کرین اے خواجہ کچھ تمکو معلوم ہی کہ یہ نقابدار کون ناز کسکے گلشن کا سرو ہی اور کسکے گلستان کا گل ہی خواجہ عمرو نے اس نقابدار
زمرد پوش کو دیکھکر کہا کہ اے امیر بالوقیر مین اس نقابدار زمرد رنگ کے نام و نشان اور حسب و نسب سے تو مطلق آگاہی
نہین رکھتا لیکن اتنا خوب جانتا ہون کہ یہ نقابدار عالی وقار نہایت شجاع اور دلاور ہی فیل مست آگے اسکی قوت کے ایک
پشہ ہی اور شیر نر آگے اسکی طاقت کے ایک روباہ ہی اگر اس زمانہ مین رستم پیلتن بھی ہوتا تو قوت مین آگے اس نقابدار
جرار کے نزدیک صاحبان انصاف کے ایک زال تصور کیا جاتا اور اگر سام بن نریمان بھی زمانہ زندہ ہوتا تو اس نقابدار کا
فن سپہگری اور پہلوانی مین بدبخت تمام شاگرد ہوتا اور اگر اس عہد مین سہراب اور برزو اور گیو و بیژن اور افراسیاب
اور اسفندیار وغیرہ پہلوانان ایران و نامداران توران بقید حیات ہوتے اور سب ملکر اس نقابدار شہسوار بہادر جرار
سے میدان مین مقابلہ کرتے تو یہ نقابدار عالیمقدار بوجہ شجاعت خداداد جملہ نامداران مسطور کو ایک چشم زدن مین شکست
فاش دے کر ایک رسن مین بسہولت باندھ لیتا اور کچھ بھی اس نقابدار کو دقت نہوتی جسوقت اس درجہ تعریف نقابدار
زمرد رنگ کی خواجہ عمرو عیار امیر عصری نے زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران کے سامنے کی تو امیر بالوقیر نے
خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ اسقدر تو جھوٹ نہ بولا کرو جسقدر تم نے اسوقت اس نقابدار کی تعریف کی کہ انتہا سے بڑھ گئی
اے خواجہ مجکو تمہارے اس کلام کا اسوقت یقین ہوگا جب تم کوئی وجہ اور دلیل اس نقابدار کی شجاعت کے بابت
یون بیان کروگے کہ خود مین نے اس نقابدار کو میدان جنگ مین فلان بہادر سے لڑتے ہوے دیکھا اور فلان دلاور کو
قتل کرتے ہوے دیکھا جب خواجہ عمرو نے یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سے سنی جواب دیا کہ اے امیر بالوقیر مین نے جو اس
نقابدار زمرد رنگ کی تعریف کی کچھ زیادہ نہین کی اور مین مطلق جھوٹ نہین بولا اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ کوئی دلیل
اس نقابدار کی مین بیان کرون تاکہ آپکو میرے کلام کی تصدیق ہو تو سنیے مین ابھی بیان کرتا ہون اے امیر بالوقیر
آگاہ ہو جیے کہ جسوقت آپ [illegible] کی قید مین تھے اور لشکر [illegible] سوار سے اور آپکے لشکر سے کئی مرتبہ
مقابلہ ہوا تھا [illegible] پہلوانان لشکر [illegible] سوار [illegible] لشکر کو قتل کر ڈالا [illegible] اسوقت یہی نقابدار

زمرد رنگ اسی حالت سے ہنگام جنگ آتا تھا اور بڑے بڑے پہلوانان لشکر گاؤلنگی سے مقابلہ کرتا تھا اور طرفۃ العین مین
ہر ایک پہلوان کو قتل کرتا تھا اور جسوقت جنگ موقوف ہوتی تھی یہ نقابدار عالی وقار توقف نہ کرتا تھا اور اسی جانب گھوڑے کو
دوڑا کر راہ صحرا کی لیتا تھا اسی طرح ہر روز وقت مقابلہ ہر دو لشکر صحرا کی طرف سے ظاہر ہوتا تھا اور وقت ستیز نامی پہلوانون سے
مقابلہ کر کے انکو اسطرح قتل کرتا تھا کہ آپ کے لشکر کے جملہ دلاور بے اختیار تعریف اس نقابدار بتور شعار کی کرتے تھے اور سب متحیر
تھے کہ نہین معلوم یہ نقابدار جرار کون ہی مگر اتبک کسی کو اس نقابدار کے حال سے آگاہی نہین ہوئی تھی ای امیر باتوقیر مین نے
اسی وجہ سے اس نقابدار زمرد رنگ کی شجاعت کی تعریف کی تھی اور یہی نقابدار باعث آپ کی رہائی کا بھی ہوا ہی امیر باتوقیر
نے فرمایا ای خواجہ اس امر کو بھی مفصل بیان کرو کیونکر یہ نقابدار میرے رہا ہونے کا باعث ہوا خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ
صاحبقران اسی زمانہ جنگ و جدال مین ایک روز اس نقابدار نے مجھکو اپنے قریب طلب کر کے یہ کہا تھا کہ اگر تین روز کی مدت مین
تمنے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کو مظفر فاریابی کی قید سے نہ رہا کیا تو اس شمشیر آبدار سے ای خواجہ تمہارا
سر کاٹونگا اور نوک نیزہ پہ بلند کرونگا اگر تم لاکھ عذر کروگے مین کسی طرح کوئی عذر نہ سنونگا اور تمکو ہرگز زندہ نہ رکھونگا ای
امیر باتوقیر نقابدار زمرد رنگ مجھسے یہ تقریر کر کے چلا گیا تھا مین نے بجاے خود خیال یہ کیا تھا کہ ای عمرو اگر تو نے موافق کہنے
نقابدار کے حمزہ صاحبقران کو رہا نہ کیا تو ضرور بالضرور یہ نقابدار تیرے خون سے اپنی تلوار رنگین کریگا اور کسی طرح زندہ
نہ چھوڑیگا پس ای امیر باتوقیر مین نے اس نقابدار سے خائف ہو کر آپ کو رہا کیا ورنہ یہ نقابدار مجھکو ضرور قتل کر ڈالتا خواجہ
عمرو ابھی یہ گفتگو امیر باتوقیر سے کر ہی رہے تھے کہ ناگاہ وہ نقابدار زمرد رنگ سمند صبار فتار کو دوڑا کر متصل بارگاہ
سلیمانی کے قریب سے جانب حرمسرا کے حمزہ صاحبقران نکل گیا امیر باتوقیر نے خیال کیا کہ گھوڑا نقابدار سے نہ رکا جبر
سے نقابدار یہان سے آگے نکل گیا ہی اب ادھر سے گھوڑے کو پلٹا کر میرے پاس یقیناً آئیگا مین بلطف اس نقابدار سے پیش
آؤنگا کیونکہ یہ میرا محسن ہی اور اگر کسی امر اہم کے بارے مین یہ نقابدار مجھسے ملتجی ہوگا تو بھی مین بصد خوشی برائے انصرام کار اہم
اقرار کرونگا اور اگر بعوض قتل کرنے بہادران لشکر گاؤلنگی کے طالب زر وجواہر کا ہوگا تو بھی اس نقابدار کو موافق اسکی خواہش
کے دونگا امیر باتوقیر تو بارگاہ سلیمانی مین یہ خیالات کر رہے تھے لیکن اب حال نقابدار زمرد رنگ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ
نقابدار بارگاہ سلیمانی کے قریب سے جلد تر گھوڑے کو دوڑا کر حرمسراے امیر باتوقیر پر پہونچا اور قصد اندر جانے کا کیا دربانان
حرمسرا نے منع کیا لیکن اس نقابدار نے ہر ایک دربان کو جھڑک دیا اور بارد گر ارادہ حرمسرا مین جانے کا کیا اسوقت ہر ایک
دربان اور چوبدار نے بڑھ بڑھ کر روکا اور کہا کہ ای نقابدار یہان سے چلا جا ورنہ بہت پچھتائیگا ارے کیا دیوانہ ہی کہ ناموس زلزلہ
قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان مین بےخوف وخطر چلا جاتا ہی کچھ تجھکو اپنی جان جانے کا بھی خوف نہین کیا
کیا ہو کہ ابھی اگر کوئی بہادر نسل شاہزادہ بدیع الزمان تجھکو آکر اس بے ادبی کی سزاے سخت دے پس ہمارے نزدیک
مناسب یہی ہی کہ تو اپنے خیال محال سے باز آ اور جبتک تجھسے بھاگا جاے بھاگ جا ورنہ سرداران حمزہ صاحبقران تجھکو
زندہ نہ چھوڑینگے اور ہم لوگ نمکخوار قدیم حمزہ صاحبقران کے ہین کسی طرح تجھکو اندر حرمسرا کے جانے نہ دینگے اور ہمنے
اسوقت تیرے حال پر رحم کر کے تجھکو چھوڑ دیا ورنہ ہمین سب تیرے ہلاک کرنے کو کافی تھے جب نقابدار زمرد رنگ نے
ہر ایک دربان وغیرہ کی تقریر سنی اسکو کمال غصہ آیا اور دربانون پر تلوار کھینچنا خلاف بہادری اور دلاوری جانا لیکن طمانچون
اور گھونسون سے چند دربانون کو اسطرح مارا کہ سر انکے پھٹ گئے بعضون کو طمانچے اس زور سے لگائے
کہ منہ انکے ٹیڑھے ہو گئے اگر کوئی ان دربانون کی چہرون کو اسوقت دیکھتا تو اسکو یقین کامل ہوتا کہ انکو
لقوہ ہو گیا ہی اسی وجہ سے منہ انکا ٹیڑھا ہو گیا ہی مقصد کوتاہ بہت سے دربان مجروح ہوے اور بہت سے

فریاد و فغان کرتے ہوسے بارگاہ سلیمانی کی طرف چلے تاکہ حال نقابدار زمرد رنگ سے حمزہ صاحبقران کو
اطلاع دیں دربان تو خدمت امیر بانو قیر میں جاتے ہیں انکو تو انہا سے راہ میں چھوڑ دیئے لیکن اب کچھ حال نقابدار کا
مندرج کیا جاتا ہے کہ جب دربانون سے در حرم سرا خالی ہوا اور کوئی روکنے والا باقی نہ رہا اسوقت وہ نقابدار زمرد رنگ
حرمسرا ئے امیر بانو قیر میں داخل ہوا اور نقاب اپنے چہرے سے اتار کے ہر ایک عورت سے ملا ناظرین عالی خرد والا
مقام پہ واضح ہو کہ یہ نقابدار زمرد رنگ ملکہ زبیدہ شیر دل تھیں جو ناموس حمزہ صاحبقران میں چلی گئی تھیں
ورنہ کسی مرد نامحرم کی کیا مجال ہے اور کیا اسکی شامت ہے کہ حرمسرا ئے امیر بانو قیر میں قدم رکھ سکے جسوقت ملکہ زبیدہ
شیر دل نے اپنی مادر گرامی قدر ملکہ گردیہ بانو کو دیکھا فوراً واسطے تسلیم کے سر جھکایا ملکہ گردیہ بانو نے اپنی بیٹی کے
سر کو بجنبش مادری سینے سے لگایا اور بعد پیار کرنے کے متحیر ہو کر پوچھا کہ ای نور نظر پارہ جگر اس صورت سے تیرا
آنا ملک اردبیل سے کیونکر ہوا غضب کیا تو نے اگر تیرے پدر عالی مقام تیری اسطرح دل دھارے آنے کی خبر سنینگے
تو دیکھیے تیرا کیا حال کرینگے ملکہ زبیدہ شیر دل نے اپنی مادر سے دست بستہ اسطرح عرض کیا کہ ای مادر گرامی قدر
وجہ میرے حاضر ہونے کی یہ ہوئی کہ قبل اسکے میں نے ملک اردبیل میں سنا تھا کہ میرے والد نامدار قید ہو گئے ہیں
اور گاؤ لنگی لشکر جرار لیکر واسطے مقابلہ کے گیا ہے اور ہنگامہ جدال و قتال لشکر والد نامدار سے گرم کیا چاہتا ہے میں
بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر کے اسی لباس سے ملک اردبیل سے بعجلت تمام روانہ ہوئی اور وقت پر یہاں
پہونچی اور بہت سی لڑائیوں میں شریک ہوئی اور صدہا پہلوانوں کو میں نے ہلاک کیا غرض ہر روز شریک جنگ
ہوئی تھی اور شام کو جانب صحرا چلی جاتی تھی چونکہ فی الحال میں نے یہ خبر پائی ہے کہ میرے پدر عالی مقام قید سے
مظفر و فار یابی کی رہا ہو کر تشریف لاے ہیں اسوجہ سے انکی قدمبوسی کو آج اسجگہ حاضر ہوئی ہوں ملکہ گردیہ بانو
یہ تقریر اپنی بیٹی کی سنکے خوش ہوئیں اور جملہ نسوان حرمسرا بھی بسبب آنے ملکہ زبیدہ شیر دل کے مسرور ہوئیں
ملکہ گردیہ بانو نے جلد تر پوشاک مردانی جو ملکہ زبیدہ شیر دل پہنے ہوئی تھیں اتروائی اور زنانہ لباس پہننے کو دیا ملکہ زبیدہ
شیر دل نے زنانہ لباس زیب تن کیا اور اپنی مادر کے پاس بیٹھیں ملکہ زبیدہ شیر دل تو حرمسرا میں اپنی مادر مہربان
کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں لیکن اب حال ان دربانون کا لکھا جاتا ہے کہ وہ دربان مضطر و پریشان با نالہ و فغان خدمت
امیر حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوے امیر حمزہ صاحبقران نے ان دربانون کو طلب فرما کر پوچھا کہ کیوں
روتے ہو انھوں نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت ایک امر ضروری تخلیہ میں حضور سے عرض کرتا ہے حمزہ صاحبقران
ازراہ بندہ پروری و خدام نوازی بارگاہ سلیمانی سے اٹھے اور علحدہ ایک گوشہ میں لیجا کر انسے پوچھا کہ بیان کرو کیا
کہتے ہو سبھوں نے عرض کیا کہ حضور ہم سب در دولت پر بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک نقابدار زمرد رنگ آیا اور
اسنے ارادہ حرمسرا میں جانے کا کیا غلاموں نے اسکو منع کیا اس نقابدار نے غصہ میں آکر ہم لوگوں کو مارا
کئی حضور کے ملازموں کے سر پھٹ گئے ہیں اور وہ در دولت پر مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپ رہے ہیں اور
بہت سے ملازم حضور کے طمانچے اس نقابدار کے کھا کر ٹیڑھے منہ کے ہو گئے ہیں اور وہ نقابدار نگہداران حضور
کا یہ حال کر کے اندر حرم سرا کے چلا گیا ہے یہی واقعہ عجیب اور سانحہ حیرت افزا اسوقت حضور سے ہم خادمان
کو عرض کرنا تھا بارگاہ سلیمانی میں کہ یہاں جملہ سرداران لشکر بیٹھے ہوے تھے عرض کرنا مناسب نہ جانا
حضور کو یہاں تشریف لانے کی تصدیع دی اور اس حال حیرت مآل سے حضور کو اطلاع کی گئی جس وقت یہ حال
پر ملال امیر بانو قیر نے دربانون سے سنا مارے غصہ کے مثل بید کے کانپنے لگے چہرہ امیر بانو قیر کا غیظ سے

سرخ ہوگیا اور اُسیوقت عقرب سلیمانی کو نیام سے کھینچکر بقہر و غضب در حرم سرا پر تشریف لائے وہان دیکھا تو فی الحقیقۃ
بہت سے دربان زمین پر لوٹ رہے ہین اور بہت سے دربان جنکے منہ ٹیڑھے ہو گئے تھے دونون ہاتھون سے اپنا اپنا
کلّا جبڑا پکڑے ہوے درد کی شدت سے رو رہے ہین امیر باتوقیر کو دربانون کی یہ کیفیت دیکھکر اور زیادہ جو غصہ آیا
تو برہنہ عقرب سلیمانی ہاتھ مین لیے ہوے اور یہ کہتے ہوے داخل حرم سرا ہوے کہ نقاب دار زمرد رنگ کو مار ہی
ڈالونگا غضب کیا اُسنے کہ میرے ناموس مین چلا گیا اور کچھ خوف مجھسے نہ کیا خیر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا مارے
تلوارون کے ٹکڑے ٹکڑے اُس نقابدار بے ادب کے کر دونگا اسوقت ساری شجاعت اور دلاوری اُس نقابدار کی دیکھ
لونگا جب حمزۂ صاحبقران بقہر و غضب حرم سرا مین پہونچے اور ملکہ گردیہ بانو نے امیر باتوقیر کو غصہ مین بھرا ہوا اور
عقرب سلیمانی کو لیے ہوے دیکھا اور کچھ نقابدار زمرد رنگ کے قتل کرنے کے بارے مین کلمات بھی سنے تو خوفزدہ ہو امیر ملکہ گردیہ بانو
گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھین اور امیر باتوقیر سے سبب غیظ و غضب دریافت کرنے لگین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے اُسی حالت
قہر و غضب مین فرمایا کہ نقابدار زمرد رنگ ابھی یہان آیا ہے اُسکو قتل کر دونگا جلد مجکو بتاؤ کہ وہ بے ادب کہان ہے نسوان محل
نے جو امیر باتوقیر کو اسطرح آتے ہوے دیکھا اور نقابدار زمرد رنگ کے قتل پر آمادہ پایا بارے خوف کے کانپنے لگین
اکثر خواتین کو خوف سے غش آگیا کیونکہ کبھی اُنھون نے اسطرح غصہ مین حمزۂ صاحبقران کو نہ دیکھا تھا اکثر عورتین فریاد
و فغان کرنے لگین بعضی عورتین قدم حمزۂ صاحبقران پر گر پڑین اور منت کرنے لگین کہ نقابدار زمرد رنگ کو حضور قتل نہ
کیجیے گا وہ تو بیچارا ہے اکثر عورتین دامن قبائے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان سے لپٹ گئین اور
بگریہ و زاری عرض کرنے لگین کہ حضور رحم کیجیے عقرب سلیمانی ہمکو دیجیے نقابدار بیچارہ کو ہلاک نہ کیجیے علاوہ خواتین مسطور کے
ملکہ زبیدہ شیردل کی انا اور کھلائی وغیرہ نے جو خیال کیا کہ ملکہ زبیدہ شیردل کو امیر باتوقیر اب قتل کرینگے مروا ڈالینگے بے اختیار
سر و پا برہنہ دونون ہاتھون سے اپنے سرون کو پیٹتی ہوئین دوڑین اور حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ جوڑنے لگین اور گھبرا کر
یہ بھی کہنے لگین کہ حضور عوض مین نقابدار کے ہمکو قتل کرین یہ ہمارے سر حاضر ہین حضور تن سے جدا کرین لیکن نقابدار کو کہ
بیگناہ ہے اور ابھی ماشاء اللہ نوجوان ہے شادی بھی اُسکی نہین ہوئی ہے دنیا کی کوئی حسرت و آرزو اُسکی دل سے نہین نکلی ہے سہرہ بھی
اُسکے سر پر نہین بندھا ہے قتل نہ کیجیے گا اور خون اُس بیگناہ کا اپنی گردن پر نہ لیجیے گا دیکھیے حضور نقابدار زمرد رنگ کو
ہلاک کرکے بہت پچتائیگا پھر اگر نقابدار کو دنیا مین چراغ لے کے ڈھونڈھیے گا تو نہ پائیے گا امیر باتوقیر سے جسقدر خواتین حرم سرا
مقدمۂ نقابدار زمرد رنگ مین سفارش کرتی ہین امیر باتوقیر کو اور زیادہ غصہ آتا ہے اکثر اُن عورتون کو جو ملازم ہین حمزۂ
صاحبقران قبضہ عقرب سلیمانی سے ہٹا دیتے ہین اور انا اور کھلائی وغیرہ کو جو بہت لپٹی جاتی ہین اُنکو اُسی غیظ و غضب
مین ایک دو طمانچے بھی مارے دیتے ہین لیکن وہ عورتین مار کھاتی ہین مگر لپٹی جاتی ہین حمزۂ صاحبقران کو صحن حرم سرا
سے آگے بڑھنے نہین دیتین ہین مثل مور و ملخ کے گرد امیر باتوقیر کے جمع ہین ہرچند کہ حمزۂ صاحبقران کو غصہ از حد
ہے مگر یہ بھی خیال ہے کہ ایسا نہو کہ کوئی عورت میرے ہاتھ سے اسوقت قتل ہو جائے اسیوجہ سے امیر باتوقیر عورتون
مین گھرے ہوے ہین اور آگے بڑھ نہین سکتے ہین ورنہ امیر باتوقیر کو خداوند عالم نے وہ قوت دی ہے کہ اگر کوہ
گران بھی حائل ہو اور یہ اُس پہاڑ پر زور کرین تو وہ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے الغرض امیر باتوقیر کے قدم سے
تو عورتین لپٹی ہوئی ہین اور نقابدار کے قتل کرنے کو گھبراہٹ مین سب منع کر رہی ہین کوئی یہ نہین کہتی کہ اے
امیر باتوقیر نقابدار زمرد رنگ جو آیا ہے وہ مرد نہین ہے بلکہ آپ کی بیٹی ملکہ زبیدہ شیردل ہے اسی وجہ سے
امیر باتوقیر کا غصہ کم نہین ہوتا ہے ملکہ زبیدہ شیردل بھی اپنے والد نامدار کو غیظ و غضب مین دیکھکر

مارے خوف کے ایک گوشہ مین چھپی ہوئی تھر تھر کانپ رہی ہین اور بہت سی کنیزین ملکہ زبیدہ شیردل کو اپنے اپنے روپٹے سے چھپائے ہوے ہین اکثر عورتین دونون ہاتھ زیر آسمان بلند کیے ہوے خدا سے دعا کر رہی ہین کہ امیر بانو قیر ملکہ زبیدہ شیردل کو قتل نہ کرین کوئی عورت باحال پریشان بال سر کے کھولے ہوے چلا رہی ہے کہ یا مشکلکشا علیہ السلام جلد واسطے مشکلکشائی کے آؤ مین تمھارا دونا دونگی کوئی عورت پاکدامن بگریہ وزاری کہر رہی ہے کہ اے میری بیوی مین تمھاری بڑی دھوم دھام سے صحنک کرونگی تم اسوقت خدا سے یہ دعا کرو کہ میری ملکہ زبیدہ شیردل قتل نہ کیجائے حمزہ صاحبقران کو اسپر رحم آجائے کوئی عورت اور کسی ولی خدا کو بہر مدد پکار رہی ہے غرض حرم سرا مین ایک ہنگامۂ محشر ہے جسوقت ملکہ گرد بیہ بانو نے دیکھا کہ عورتین امیر بانو قیر کی گرد سے نہین ہٹتین اسوقت ملکہ گرد بیہ بانو نے ہر ایک عورت کو جس طرح ہوسکا حمزۂ صاحبقران کے پاس سے علیحدہ کیا اور خود امیر بانو قیر سے جاکر کہا کہ صاحب آج یہ غصہ کس شخص پر ہے نقابدار کیسا کچھ کہو تو سہی امیر بانو قیر نے فرمایا اے ملکہ اسوقت نقابدار زمرد رنگ کو ضرور قتل کرونگا کیونکہ وہ بے ادب میرے ناموس مین چلا آیا ہے جلدی بتاؤ وہ کہان ہے ملکہ گرد بیہ بانو نے کہا آپ ذرا تشریف رکھین غصہ کو کم کرین مین ابھی نقابدار زمرد رنگ کو حاضر خدمت کرتی ہون امیر بانو قیر یہ تقریر ملکہ گرد بیہ بانو کی سنکے ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھ گئے اور ملکہ گرد بیہ بانو اپنی زوجہ سے فرمایا کہ اے ملکہ دیکھو مین بموجب تمھارے کہنے کے بیٹھ گیا ہون اب تمکو لازم ہے کہ بموجب اقرار کے اس نقابدار بےادب کو میرے روبرو حاضر کرو تاکہ مین اسکو اسی وقت قتل کردون ملکہ گرد بیہ بانو نے کہا کہ صاحب آپ ایک تھوڑی دیر اور توقف فرمائین مین نقابدار کو حاضر کرتی ہون ملکہ گرد بیہ بانو کا دیر کرنے سے یہ مدعا تھا کہ غصہ کسی قدر امیر بانو قیر کا کم ہوجائے القصہ جب زمانہ تھوڑی دیر کا گذر گیا اسوقت ملکہ گرد بیہ بانو ملکہ زبیدہ شیردل کو اپنے ساتھ لیکر خدمت امیر بانو قیر مین چلین اکثر خواتین حرم سرا اس طرح مانع ہوئین کہ اے ملکہ عالم آپ یہ کیا غضب کرتی ہین ملکہ زبیدہ شیردل کو سامنے حمزہ صاحبقران کے کیون لیے جاتی ہین آپ نہین دیکھتین کہ امیر بانو قیر عقرب سلیمانی کھینچے ہوے غصہ مین بیٹھے ہین اور آمادۂ قتل ملکہ زبیدہ شیردل ہین ملکہ گرد بیہ بانو ان عورتون سے کہتی تھین کہ تم سب بیوقوف ہو چپ رہو جاؤ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھو ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دو غرض خواتین بموجب کہنے ملکہ گرد بیہ بانو کے چپ ہوئین اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھین مگر حمزۂ صاحبقران کی جانب دیکھا کین اور دل مین یہ خیال کیا کین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے المختصر ملکہ گرد بیہ بانو ملکہ زبیدہ شیردل کا ہاتھ پکڑے ہوے روبروے امیر بانو قیر تشریف لائین اور کہنے لگین لو صاحب نقابدار زمرد رنگ یہی ہے اسکو اچھی طرح پہچان لو پھر قتل کرنا جسوقت ملکہ گرد بیہ بانو نے تقریر مذکور روبروے امیر بانو قیر اسطرح کی حمزۂ صاحبقران نے بغور دیکھا بعد دیکھنے کے حمزۂ صاحبقران کو معلوم ہوا کہ یہ میری بیٹی ملکہ زبیدہ شیردل ہے اس وقت زلزلہ قاف ثانی سلطان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان کا غصہ کم ہوا اور عقرب سلیمانی کو ہاتھ سے رکھکر ملکہ گرد بیہ بانو سے پوچھا کہ یہ ملک اردبیل سے نقابدار زمرد رنگ بنکے کیون آئی اسکا بیان کام کیا تھا ملکہ گرد بیہ بانو نے کہا کہ جب آپ کے دشمن مظفر فاریابی کے قید مین مبتلا ہوگئے تھے اور گاؤلنگی لشکر جرار لیکر واسطے جدال وقتال کے یہان آیا تھا اسنے بھی کسی سے سنا تھا کہ گاؤلنگی لشکر لیکر واسطے مقابلہ لشکر امیر بانو قیر کے گیا ہے اور فی الحال لشکر مین امیر بانو قیر تشریف نہین رکھتے ہے اسکو تاب نہ آئی نقابدار زمرد رنگ بنکے اکثر ہنگام مقابلہ ہر دو لشکر آیا کی اور ہمیشہ روز لشکر گاؤلنگی کے

پہلوانون کو ہلاک کیا کی اور اسی نے خواجہ عمرو کو قتل کرنے سے ڈراکر آپ کو قید مظفر قاریابی سے رہا کرایا
اور اب جو اسنے سناکہ آپ مع الخیر رہا ہوکر لشکر مین تشریف لائے ہین اسکو ضرور ہوا کہ آپکی قدمبوسی کو حاضر
ہوا اور سعادت کونین حاصل کرے ملکہ گردیہ بانو نے یہ کہکر ملکہ زبیدہ شیردل کو اشارہ کیا کہ اپنے والدگرامی
قدر کی قدمبوسی کر ملکہ زبیدہ شیردل اشارہ اپنی مادر مہربان کا سمجھکر امیر باتوقیر کو تسلیم کرکے قدمون کیطرف
یہانتک جھکی قریب تھا کہ سر ملکہ زبیدہ شیردل کا پاے مبارک امیر باتوقیر سے لگے جسوقت حمزۂ صاحبقران
نے دیکھا کہ ملکہ زبیدہ قدم پر سر جھکائے ہوئے ہے فی الفور محبت پدری سے اسطرح خوش ہوئے کہ سر اپنی بیٹی
کا قدم کی جانب سے اٹھاکر سینہ سے لگایا بعد الطاف پدری کے حمزۂ صاحبقران نے ملکہ گردیہ بانو سے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ تم اپنی بیٹی سے تاکید اکید میری طرف سے کہدو کہ اب کبھی مردانہ لباس کرکے گھر سے باہر نہ نکلے ورنہ
مین اسکی مرتبہ سخت سزا دونگا ملکہ گردیہ بانو نے کہا کہ اول تو اسنے خود آپکا فرمانا سن لیا ہے لیکن مین بھی اسکو اچھی
طرح سمجھادونگی حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو ملکہ گردیہ بانو کی سنکر اور عقرب سلیمانی کو نیام مین رکھکر حرم سرا سے
باہر تشریف لائے دربانون کے بارے مین حکم کیا کہ انکا علاج کیا جائے بعد اسکے امیر باتوقیر سر جھکائے ہوے
بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے جملہ سرداران دست راستی اور دست چپی واسطے تعظیم حمزۂ صاحبقران کے
اٹھ کھڑے ہوے جب امیر باتوقیر دنگل پر تشریف رکھ چکے اسوقت جملہ سردار بھی بیٹھے امیر باتوقیر دنگل پر بیٹھے بیٹھے
یہ خیال کرنے لگے کہ ای حمزہ ملکہ قریشہ کے عقد کرنے کی تو تجکو فکر تھی اب ملکہ زبیدہ شیردل بھی ماشاء اللہ جوان
ہوئی ہے اسکی بھی شادی کی فکر کرنا لازم ہے اور غفلت کرنا اسکی شادی سے کسی طرح اچھا نہین ہے جسوقت سرداران
ذیوقار نے امیر باتوقیر کو متردد اور متفکر دیکھا ہے ایک سردار نے بعد ادب حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین عرض
کیا کہ ای امیر باتوقیر اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ افضال پروردگار سے مین
اچھا ہون بعد مزاج پرسی کے اکثر سرداران نامی نے ارادہ کیا کہ حمزۂ صاحبقران سے حال نقابدار زمردرنگ
کا دریافت کرین مگر جرأت نہ ہوئی لیکن خواجہ عمرو نے آہستہ امیر باتوقیر سے پوچھا کہ وہ نقابدار زمردرنگ
کون تھا اور کہان گیا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے بہت آہستہ فرمایا کہ ای خواجہ وہ نقابدار زمردرنگ
ملکہ زبیدہ شیردل ہمشیرہ بدیع الزمان تھی ای خواجہ اسوقت خدا نے اپنا بڑا فضل کیا کیونکہ ملکہ زبیدہ بشکل
نقابدار زمردرنگ دربانون کو مجروح کرکے حرم سرا مین چلی گئی تھی اور دربانون نے تخلیہ مین مجکو اس امر سے
اطلاع دی کہ ایک نقابدار حرم سرا مین چلا گیا ہے ای خواجہ اسوقت مجکو نہایت غصہ آیا تھا اور عقرب سلیمانی کھینچکر
واسطے قتل کرنے نقابدار کے مین حرم سرا مین گیا تھا بعد دریافت حال معلوم ہوا کہ وہ ملکہ زبیدہ شیردل
تھی ای خواجہ مین شکر خدا کرتا ہون کہ اسوقت میرے ہاتھ سے عالم غیظ مین کوئی عورت قتل نہین ہوئی اور
ملکہ زبیدہ شیردل کی بھی جان بچی خواجہ عمرو یہ گفتگو امیر باتوقیر کی سنکے چپ ہو رہے اور دل مین خیال
کرنے لگے کہ ای عمرو اللہ اکبر نقابدار زمردرنگ ہمشیرہ بدیع الزمان تھی جب ہی بڑے بڑے پہلوانون
کو اسنے میدان مین ہلاک کیا مین بہت متفکر تھا کہ یہ نقابدار زمردرنگ کون ہے اب معلوم ہوا کہ ملکہ زبیدہ شیردل
تھی لیکن ای عمرو یہ عورت تو شجاعت مین مردون سے بڑھی ہوئی ہے دیکھیے اسکا عقد کس سے ہوتا ہے
اور اپنے شوہر سے یہ کیونکر بسر کرتی ہے اسکی قوت اور طاقت سے مجکو یقین ہے کہ اپنے خاوند سے کسی
طرح نہ دبیگی اور اُس بیچارے کو پلنگ سے اٹھا اٹھا کر رات بھر مین ہزار مرتبہ زمین پر پٹکیگی خواہ مخواہ

بیٹھے ہوئے دل مین یہ خیال کر رہے ہین امیر باتوقیر بھی ملکہ زبیدہ شیردل کی شادی کی فکر مین سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین اور جملہ سرداران نامی بھی بسبب خاموش ہونے اور متردد ہونے حمزۂ صاحبقران کے چپ بیٹھے ہین ان سبکو اسی طرح بیٹھے رہنے دیجیے لیکن اب کچھ خواتین حرم سرا کا حال رقم کیا جاتا ہی کہ جب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان حرم سرا سے بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہوئے اُسوقت خواتین حرم سرا نے سامان نذر مہیا کیا کسی عورت نے خوش ہوکر کہا کہ کیا دعا میری مجیب الدعوات نے اسوقت قبول کی ہی مین اس خوشی اور مراد کے حاصل ہونے کی وجہ سے چند مسلمانون کی آج ہی دعوت کرونگی یہ کہکر اُسنے سامان دعوت مہیا کیا اور عورتون کو مدعو کیا کسی عورت نے ملکہ زبیدہ شیردل کی جان بچنے کی وجہ سے دو رکعت نماز شکر بصد خضوع و خشوع پڑھی کسی عورت نے کچھ زر و جواہر ملکہ زبیدہ شیردل پر سے تصدق کرکے فقرا و مساکین کو دیا کسی عورت نے رسول خدا کی شیرینی پر نذر دی بعض خواتین نے مولا مشکلکشا کی نذر دلوائی اکثر عورتون نے بیوی کی صحنک کی غرض بعد نذر کے خواتین ذی وقار حرم سرا نے بوجہ خوشی کے ارباب نشاط کو طلب کیا نازنینان مہ جبین مع ساز و سامان حرم سرا مین حاضر ہوئین اور بعد رقص کے مبارکباد گانے لگین تمام حرم سرا مین ہنگامۂ عیش و نشاط بلند ہوا ہر ایک عورت کا دل ازحد برامنے سے کمال شاد ہوا بعد رقص کرنے اور گانے کئی نازنینان خوش گلو کے ایک مطربہ خوبرو خوش گلو غنچہ دہن سیمتن زہرہ جبین خورشید جمال عدیم المثال صاحب کمال پشواز پر زر پہنے ہوئے بناؤ سنگار کیے ہوئے پیش ملکہ گردیہ بانو حاضر ہوئی اور بعد ظاہر کرنے تکلفات اور کمالات رقص کے اُس مطربہ شوخ چشم فتنۂ محشر نے بفرمایش خواتین حرم سرا بناز و ادا یہ غزل گانی شروع کی

غزل

شب وصلت خود گر وہ پردہ نکل جاتا تو کیا ہوتا
کہا او ظالم مرا سینہ نکل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نہ کیون تشنہ [illegible] رض کیا
[illegible] وصل آج نکل جاتا تو کیا ہوتا
سوال بوسۂ لب [illegible] کی بار رکھے تقریر
اگر [illegible] ہوا وہ کل نکل جاتا تو کیا ہوتا
شکایت کی تو وہ بوسہ [illegible]
یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

مرے دل سے جو اک ارمان نکلتا تو کیا ہوتا
گرایا کیون مری آنکھون سے اے دل اسطرح تو نے
وہ ہم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
سر ترم اپنے عاشق سے نہ کین کیون گر مہان تھے
دلا گر اُسکے منھ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پاتا اس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
جو طفل اشک دامن پر مچل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت مین مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے
دل غیر آتش حسرت سے جل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا
پہونچ جاتے رواق شاہدین پر کہ سہرہ کبھی

جس وقت مطربہ مسطورہ نے یہ غزل ہنر کی کہ جو سراسر عاشقانہ تھی پیش ملکہ گردیہ بانو و دیگر خواتین ذی وقار حرم سرا بصد ناز و ادا گاکر تمام کی اُسوقت جملہ خواتین حرم سرا غزل مسطور کو سنکے بدرجۂ کمال خوش ہوئین بعض بعض نوجوان ملازم عورتون نے تو اکثر اشعار عاشقانہ غزل مسطور کے سنکے آہ سرد کھینچکر اپنا اپنا کلیجا پکڑ لیا اکثر عورتین کے پیش نظر اشعار غزل مسطور سنکے سامان وصل عاشق و معشوق پھرنے لگے مطربہ سے غزل ہنر سنکر از خود رفتہ ہوگئین اکثر مثلا بیوون کی زبانو پر اشعار غزل مرقومہ سنکے ذائقہ بوس و کنار آگیا اکثر بہت سی پیشخدمت مین جو ازحد مشتاق وصل تھین وہ اشعار غزل مندرجہ بالا کو استماع کرکے اور اپنی بدقسمتی پر کبھی نظر کرکے آنکھون مین اشک بھر لائین اور جو عورتین ملازم کہ نہایت ہی مسن تھین وہ بھی غزل ہنر کو سنکے اپنی اپنی جوانی کو یاد کرکے رونے لگین اور ہر ایک شعر عاشقانہ پر کچھ خیال کرکے اُنکی بھی رال منھ سے ٹپکنے لگی کنیزین جو نوجوان نوجوان تھین اور آرزومند بوس و کنار تھین اُنکی تو یہ کیفیت ہوئی کہ ایک ایک شعر کو سنکے اور جانب فلک بحسرت نگاہ کرکے

پہلے تو روئین پھر اپنے مقدر کی بدی پر دل مین یہ خیال کرنے لگین کہ ہمسے اور کسی چاہنے والے سے زندگی مین کاہے کو وصل ہوگا لطف بوس وکنار اُٹھانا نصیب ہوگا دیکھیے کوئی شخص ہمارے بھی گلشن خرمن سے گل چینی کرتا ہے یا نہین دیکھین اپنا بھی دامن آرزو گوہر مراد سے بھرتا ہے یا نہین امید تو ہمکو اپنے طالع نافرجام سے یہ نہین ہے کہ ہم بھی پہلوے عاشق مین بصد راحت و آرام سوئین گے بلکہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح جفاے چرخ بے مہری سے مدام روئین گے وہ عورتین دنیا مین کیا خوش نصیب ہین جنکے چاہنے والے جان نثار کرنے والے دو چار ہین ایک ہم بدقسمت ہین ہمارا شیفتہ اور فریفتہ اتبک ایک بھی نہین ہے نہین معلوم ہماری تقدیر مین کاتب قدرت نے کیا تحریر کیا ہے بقول ہنر شعر خط جبین پڑھا نہین جاتا کسی سے واہ ٭ لکھا ہے حق نے حال مقدر نئی طرح ٭ غرض حرم سرا مین مطربہ مذکورہ سے غزل مسطورہ سنکر ہر بالا زم عورتون کا جدا جدا حال اور خیال تھا الحاصل خواتین ذی وقار حرم سرا نے خوش اور مسرور ہوکر اُس مطربہ کو اسقدر زرکثیر اور جواہر بیش بہا انعام مین دیا کہ اُس مطربہ خوش گلو کا دامن آرزو کیسہ زر و جواہر سے بھر گیا مطربہ انعام کثیر پاکر خوش ہوئی اور پھر ناچنے اور گانے لگی جب مطربہ خوبرو گا چکی اُسوقت بیگم ملکہ گروہ بانو بزم عشرت موقوف ہوئی نازنینان خوبرو خوش گلو بھی رخصت ہوئین

داستان آنا چار سو تھا بدارون کا خدمت حمزۂ صاحبقران مین اور عرضی دینا واسطے شادی کرنے اپنی لڑکیون کے بعد پڑھنے عرضی کے مشورہ کرنا حمزہ صاحبقران کا خواجہ عمرو سے اور تصویرین تقسیم کرنا سرداروں پر ازانجملہ ایک ایک تصویر دینا فرامرز اور کرب غازی کو اور کرب کا فرامرز سے تصویر لیکر نہ دینا اور حمزۂ صاحبقران کا کرب سے تصویر چھین کر فرامرز کو دیدینا اور کرب کا رنجیدہ ہوکر اپنے خیمے مین جاکر خود اپنے گلے مین پھانسی لگانا اور خواجہ کا فی الفور آنا اور حلقہ کمند گردن سے کاٹ دینا کرب کا بیہوش ہوجانا خواجہ عمرو کا رونا امیر بالوقیر کا یہ خبر سنکر تشریف لانا اور عمرو سے یہ کہنا کہ تم کرب کو ملکہ زبیدہ شیردل سے شادی ہونے کا مژدہ دو اور عمرو کا مژدہ دینا کرب کا خوش ہوکر آنکھین کھول دینا پھر خواجہ عمرو کا سامان شادی کرب غازی کرنا اور بڑے تزک سے ملکہ زبیدہ شیردل کو بیاہ لانا و دیگر حالات

ساقی نامہ

کرم ہے تو اے ساقی مہ جبین
عجب غم سے ہے حال قابو نہین
خفا مجھ سے ہے آج کیون بے قرین
میری بیقراری کی تجکو قسم
نہ کر دیر اے ساقی کم سخن
میری میکشی کا بھی سن لے سخن
غرض ساقیا کر خیال ہنر

نہ کر دیر آ جلد میرے قرین
ذرا مجھ سے میکش کی بھی لے خبر
دکھا مجکو تصویر بنت العنب
میری اشکباری کی تجکو قسم
بنا کر دکھا دخت رز کو دلھن
لکھونگا مین احوال عقد کرب
گوارا نہ کر اب ملال ہنر

بڑی دیر سے ہے مری چشم نم
رہے میکدے مین تری آبرو
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
سر شیشۂ مل کی تجکو قسم
یہ میخانہ بھی آج سج اسطرح
دکھاؤنگا نقشہ مین وہ کھینچکر

سراپا ہون مین آج تصویر غم
بلا جلد تجکو مئے مشکبو
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
بس اب موسم گل کی تجکو قسم
کہ ہوتا ہے شادی کا گھر جسطرح
پھڑک جاے مانی بھی دیکھکر

صورتگران نازک خیال و نقاشان مانی و بہزاد خصال مصوران باکمال و صورت کشان عروس باجمال شیرین مقال عدیم المثال رنگین طرح و خوش بیان وحید عصر و یکتاے جہان بلبل خوش نواے گلشن بلاغت و طوطی شیرین مقال بوستان فصاحت تصویر اس داستان رنگین کی بصد حسن و خوبی صفحہ بیان پر موقلم فکر سے اسطرح کھینچتے ہین کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بعد ادائے نماز سحر بارگاہ سلیمانی مین دنگل پر تشریف رکھتے ہین بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد علیہ المقام تخت

جواہر نگار پر متمکن ہین سرداران دست راستی اور بہادران دست چپی یعنی پانچہزار پانچسو کہین تیغ زنان
صف شکن کہین و لیپار حمزہ صاحبقران دنگلون پر بصد صولت و شوکت بیٹھے ہوئے ہین اور حمزہ صاحبقران
ورد وظیفہ پڑھ رہے ہین خواجہ عمرو کرسی ہر ہر پر رونق افزا ہین نسیم سحر چل رہی ہو طائران خوش الحان
درختون پر بیٹھے ہوئے بار بار حمد پروردگار کر رہے ہین نور سحر سے جہان روشن ہو آفتاب طلوع نہین ہوا ہو امیر
بالوقیر جانب صحراے سبزہ زار دیکھ رہے ہین یکایک حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ صحرا کی طرف سے غبار
بلند ہوا بعد چند ساعت کے امیر بالوقیر نے یہ دیکھا کہ چار نقابدار مرکبہاے سرنگ و مشکی پر سوار اسطرف چلے آتے
ہین حمزہ صاحبقران نے دیکھتے ہی ان نقابدارون کو پہچان لیا کہ یہ وہ نقابدار ہین جنہون نے چاہ جمشیدی
پر جب ہین نابینا ہوگیا تھا آکر میری مدد کی تھی غرض مجبور دیکھتے نقابداران مسطور کے امیر بالوقیر نے واسطے
استقبال نقابداران مذکور کے شاہان ہفت ملک کو روانہ کیا شاہان ہفت ملک بموجب حکم حمزہ صاحبقران گئے اور نقابدارون کا
استقبال کیا چارون نقابدار امیر بالوقیر کی یہ عزت افزائی اپنی نسبت دیکھکر بہت خوش ہوئے اور ہمراہ شاہان
ہفت ملک کے بصد خوشی بارگاہ سلطانی مین آئے پہلے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد عالی مقام کو مجرا کیا
بعدہ حمزہ صاحبقران کو آداب و تسلیم بجا لائے اکثر سرداران نامی واسطے انکی تعظیم کے بپاے امیر بالوقیر
اٹھ کھڑے ہوئے حمزہ صاحبقران نے خوش ہوکر اپنے قریب جواہر نگار کرسیون پر انکو بٹھایا اور بعد
تلطف مزاج پرسی کی اور باعث آنے کا بھی دریافت کیا نقابداران مذکور نے کہا کہ افضال خداوند آپکی برکت
دعا سے ہم بہ صحت و عافیت ہین ایک نقابدار ذی وقار نے ایک عرضی حمزہ صاحبقران کی خدمت
مین گذرانکر بیان کیا کہ سبب ہمارے اسوقت آنے کا اس عرضی کے مضمون سے آپ پر ہویدا اور ظاہر ہوجائیگا
امیر بالوقیر عرضی اس نقابدار سے لیکر خود پڑھنے لگے اور اس عرضی مین یہ مضمون تھا مضمون عرضی
بعد القاب لکھا تھا کہ امر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان آپکو معلوم ہو کہ مصلحت
خدا سے ہم چارون کے ازواج سے چار سو بیٹیان پیدا ہوئی ہین اور ماشاء اللہ فی الحال جملہ دختران بالغ
سن تمیز کو پہونچی ہین اور ہمکو سب لڑکیون کی شادیان کرنا منظور ہین ہر چند کہ ہمنے ربع مسکون مین چار سو
شاہزادگان نیک اطوار کی جستجو کی مگر کسی طرح ممکن نہوئے چونکہ آپکے لشکر ظفر اثر مین صدہا شاہزادگان
عالی وقار و بہادران نامدار یکہاے روزگار ہین لہذا ہم امیدوار ہین کہ آپ کار ثواب جانکر دختران مرقومہ کو
شاہزادگان و بہادران لشکر سے منسوب فرمائین اور ہمکو انکے عقد و نکاح کر دینے سے فرصت و فراغت
دین فقط زیادہ حد ادب الٰہی آفتاب دولت و اقبال و شجاعت مدام تابان رہے عریضہ بندگان رب جلیل
یعنی نقابداران خاکسار و ذلیل جسوقت حمزہ صاحبقران عرضی مذکورہ بالا کو بخوبی پڑھ چکے عرضی کو رکھکر
فکر کرنے لگے کہ ان نقابدارون کی چار سو لڑکیان ہین انہین نہین معلوم حسین کتنی ہین اور بدشکل کسقدر ہین
غرض ان سبکو ان شاہزادگان عالی وقار و بہادران نامور شعار سے کیونکر منسوب کیا جائے امیر بالوقیر
نے یہ فکر کرکے خواجہ عمرو کو اپنے پاس طلب کیا جب خواجہ حمزہ صاحبقران کے پاس آئے اسوقت
امیر بالوقیر نے خواجہ کو مضمون عرضی مسطور سے آہستہ آگاہی دیکر فرمایا کہ اس مقدمہ مین تم سے
مشورہ لینا چاہتا ہون کس طور سے ان نقابدارون کی لڑکیون کو ان شاہزادون بہادرون سے منسوب
کرون مجکو تردد اس امر کا یہی ہو کہ چار سو لڑکیون مین خوبصورت اور حسین بھی ہونگی اور اکثر بدصورت

بھی ہونگی پس جو لڑکیاں کہ حسین نہین ہین اُنکو کن بہادرون سے منسوب کرون اور جو لڑکیاں کہ صاحب حسن و جمال
ہین انکو کن دلاورون سے منسوب کیا جاے ای خواجہ ان بہادرون مین سے جس بہادر کو اُس لڑکی سے جو حسین ہوگی
مین منسوب کردونگا تو وہ بعد عقد مجھسے شاکی ہوگا ہر چند کہ مین اُنکے نام اور اُنکی صورتون سے آگاہی نہین رکھتا فقط
اس خیال سے یہ کہا گیا ہو کہ سب مرد خوبصورت نہین ہوتے اور سب عورتین حسین نہین ہوتین پس ای خواجہ
کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ ان نقابدارون کی جملہ لڑکیون سے ہمارے لشکر مین جو شاہزادے اور بہادر ہین وہ
آج ہی منسوب ہو جائین اور سب کو بعد عقد کے ہمسے شکایت باقی نہ رہے خواجہ عمرو نے جب کُل تقریر امیر باتوقیر
کی سنی کہا کہ ای امیر باتوقیر میرے نزدیک تو یہ مناسب ہو کہ آپ ان نقابدارون سے کہیے کہ اپنی دخترون کی
تصویرین مصورون سے کھچوائین اور آپ اُن سب تصویرون کو باہم ملاکر ایک صندوقچے مین رکھکر ایک ایک تصویر
پشت کی طرف سے اٹھاکر ہر ایک شاہزادے اور دلاور کو عنایت فرمائین اس تدبیر سے ہر ایک بہادر ناخوش ہوگا اور
جن صاحب تصویر کا جس بہادر کے عقد مین بحکم خدا آنا ہوگا وہی تصویر اُسکو آپ کے ہاتھ سے دستیاب ہوگی امیر باتوقیر
نے تقریر مذکور خواجہ عمرو کی سنکے بہت پسند کی اور نقابدارون سے مخاطب ہوکر آہستہ فرمایا کہ جو کچھ آپ صاحبون
نے اس کاغذ مین تحریر کیا تھا مین نے بخوبی پڑھا آج ہی ہر ایک دختر آپ کی ایک ایک سردار سے منسوب ہو جاتی
اگر بوجہ نہونے اُنکی تصویرون کے ناچاری ہو پس اب آپکو مناسب ہو کہ اپنی لڑکیون کی تصویرین کھچواکر کسی روز سعید
لائیے تاکہ موافق آپکی آرزو کے ہر ایک دختر ہر ایک شاہزادے سے منسوب ہو جاے نقابدارون نے بھی چپکے
سے کہا کہ ہم تصویرین کھچواکر لیتے آئے ہین یہ کہکر حمزہ صاحبقران کے روبرو جملہ تصویرین رکھدین اُسوقت امیر
باتوقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ تصویرین تو مین تقسیم کیے دیتا ہون لیکن ہر ایک بہادر کی شادی کا انتظام اور انصرام
کرنا ہوگا خواجہ نے قبول کیا الغرض امیر باتوقیر نے جملہ شاہزادون اور دلاورون کی طرف مخاطب ہوکر چارون نقابدارون
کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور حال شرافت و نجابت ظاہر کرکے زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ جس جس شاہزادہ نامدار
کو شادی اپنی کرنا منظور ہوا اسوقت ہمسے ایک تصویر بغیر دیکھے لے اُسی صاحب تصویر سے اسکا عقد کیا جائیگا اُسوقت
ہر ایک شاہزادہ ذیوقار اور ہر ایک دلاور نامجو سنتے تقریر حمزہ صاحبقران کے خوش ہوکر طالب تصویر ہوا امیر باتوقیر نے
جملہ تصویرون کو باہم ملاکر ایک صندوقچہ مین پوشیدہ رکھکر بغیر دیکھے ایک ایک تصویر ایک ایک بہادر کو دینی شروع کی از انجملہ
ایک تصویر فرامرز کو دی اور ایک تصویر کرب فازی کو عنایت کی فرامرز تصویر مذکور کو دیکھکر نہایت خوش ہوا کیونکہ وہ تصویر
ایک حسین اور خوبصورت شاہزادی کی تھی اور کرب فازی تصویر مذکور دیکھکر رنجیدہ ہوا اسوجہ سے کہ وہ تصویر ایک
ایسی بدشکل عورت کی تھی کہ جسکا قد بہت پست تھا بال سر کے بھورے تھے آنکھین چھوٹی چھوٹی کرنجی تھین اور پیشانی
تنگ تھی گردن کوتاہ تھی چہرہ گول تھا رنگ رخ سیاہ تھا ہونٹھ موٹے موٹے تھے اور دانت از حد بڑے تھے اور دو چار
دانت تو ایسے باہر نکلے تھے کہ ہونٹھون سے باہر تھے کمر اس درجہ چوڑی تھی کہ سینہ اور کمر مین کچھ فرق نہ تھا الغرض کرب فازی
اُس تصویر کو دیکھکر از حد ناخوش ہوا اور صورت تصویر کی بے سبب دیکھکر لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے لگا آخر دلمین یہ خیال
کرنے لگا کہ نہین معلوم مجھکو ایسی تصویر ملی ہو یا اورون کو بھی ایسی ہی تصویرین ملی ہین پس ای کرب اسوقت مناسب تیرا
کہ فرامرز سے تصویر لیکر دیکھ کہ وہ تصویر کیسی ہو القصہ کرب فازی نے بعد اس خیال کرنے کے فرامرز سے تصویر مانگی
فرامرز نے کہا کہ مین تصویر نہ دونگا کرب فازی نے کہا کہ ایک نظر دیکھ لینے مین تو کچھ مضائقہ نہین تھا فرامرز نے جواب دیا کہ مین اپنے
ناموس کو کسی نہین دکھاتا مگر اس شرط سے تصویر دیکھنے کو دیتا ہون کہ تمنے بھی جو تصویر پائی ہو وہ تم بھی مجھکو دیکھنے کو دو کرب عیار کا

نے بوجہ بدشکل ہونے اُس تصویر کے فرامرز سے اقرار کیا کہ اچھا تم اس تصویر کو لیکر دیکھو اور جو تمکو تصویر ملی ہی وہ مجھے دیکھنے کو
دو فرامرز نے تصویر کرب غازی کو دیدی اور کرب غازی سے تصویر لے لی جب فرامرز نے اُس بدصورت تصویر کو دیکھا کھلکھلا کر
ہنسکے کہا کہ واہ واہ کیا شکل ہی دیکھکر رونگٹے کھڑے ہوئے جاتے ہین مگر ہمارے کرب غازی کا جوڑ تو معقول ہی کرب غازی
کو یہ کلمہ کہنا فرامرز کا نہایت ہی ناگوار ہوا اور دل مین اپنے یہ خیال کیا کہ فرامرز نے اسوقت مجھسے مضحکہ کیا غرض کرب غازی
تقریر ظرافت آمیز فرامرز کی سنکے چپ ہو رہا اور فرامرز سے جو تصویر لی تھی اُسے دیکھنے لگا جب سراپا اُس تصویر کو کرب غازی
نے بخوبی دیکھا بہت پسند کیا کیونکہ وہ تصویر ایسی خوبصورت اور حسین عورت کی تھی کہ اگر پری بھی اُس تصویر کو دیکھتی تو اپنے
حسن وجمال کو صاحب تصویر کے حسن دلفریب سے کمتر پاتی القصہ جب کرب غازی نے تصویر کو اچھی طرح دیکھ لیا اُسوقت
فرامرز نے کہا کہ اب تصویر دیدو اور یہ تصویر لیلو کرب نے جواب دیا کہ ہمنے تو یہ تصویر لے لی اب ہم اس تصویر کو نہ دینگے
فرامرز نے کہا وجہ تصویر نہ دینے کی بتاؤ کرب غازی نے جواب دیا سبب تصویر نہ دینے کا یہ ہی کہ اپنا دل نہین چاہتا کہ یہ تصویر تمکو
دیدین اور وہ تصویر لے لین فرامرز نے کہا بہتر اور مناسب یہی ہی کہ تصویر دیدو ورنہ باعث ملال کا ہوگا کرب غازی نے
جواب دیا کہ ہم کسیسے ہرگز نہین ڈرتے اگر کچھ دعوے شجاعت ہو تو بارگاہ سلیمانی سے نکل کے مقابلہ کرلو اگر زبردست ہو تو ہمسے یہ تصویر
لے لو جسوقت فرامرز نے یہ تقریر کرب غازی کی سنی نہایت غصہ آیا اور ارادہ کیا کہ بارگاہ سلیمانی سے نکلکے جانب صحرا
جاکر کرب غازی سے مقابلہ کرکے بزور شمشیر تصویر ناموس لے لینا چاہیے لیکن بخیال شاہ سپہ حمزہ صاحبقران بغیر اطلاع
کیے ہوئے واسطے مقابلہ کے جانا مناسب نہ جانا اور اُسیوقت امیر بالوقر کے پاس آکر یہ عرض کیا کہ امیر زلولقاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کرب غازی نے مجھسے تصویر دیکھنے کو لی تھی اب جو مین مانگتا ہون تو نہین دیتے ہین اور یہ
کہتے ہین کہ اگر تمکو دعوے دلاوری ہی تو بزور شمشیر یہ تصویر مجھسے لے لو بس یا تو آپ کرب غازی سے تصویر مجھکو دلوادین
یا مجھکو مقابلہ کرنے کی اجازت دین مجھکو بغیر اپنے ناموس کی تصویر لیے ہوئے کسی طرح چین اور قرار نہ آئیگا امیر بالوقر تو بہادرونکو
اور دلاورون کو تصویرین دے رہے تھے فرامرز کی گفتگو سنکے فکر کرکے کرب غازی سے فرمانے لگے کہ اے کرب فرامرز کو
تصویر کیون نہین دیتے اور جو تمکو ہمنے تصویر دی تھی وہ تصویر فرامرز سے کس سبب سے نہین لیتے کرب غازی نے
عرض کیا مجھکو یہ تصویر پسند آئی ہی اسوجہ سے مین نہین دیتا ہون اور نہ دونگا اور وہ تصویر مجھکو اچھی معلوم نہین ہوتی ہی
اس سبب سے نہین لیتا ہون حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ جو ہمنے تمکو تصویر دی وہی تصویر فرامرز سے لے لو اور غیر کے اور
اچھے کا خیال نہ کرو کیونکہ ہمنے کسی سردار کو دیکھکر کوئی تصویر نہین دی تھی ان تصویرون مین جس صاحب تصویر سے جسکی
شادی کا ہونا روز ازل کاتب قدرت نے لکھدیا ہی ممکن نہین کہ نہو کرب غازی نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا لیکن کوئی
شخص اچھی چیز کو چھوڑکر بری شے نہین لیتا ہی بس مین اس تصویر دلپذیر سے کیونکر دستبردار ہوکر بدشکل تصویر کو لے لون
صاحبقران نے فرمایا کہ مصلحت خدا مین تو دخل نہین لیکن بظاہر تمکو وہی تصویر لینا ہوگی اور اُسی صاحب تصویر کے ساتھ
تمھاری شادی ہوگی کرب غازی نے عرض کیا مجھکو کسی طرح اُس صاحب تصویر کے ساتھ شادی کرنا منظور نہین ہی خواہ
وہ تصویر یا تو اور کسی سردار کو دیدین یا فرامرز ہی کے پاس رہنے دین امیر بالوقر نے فرمایا یہ کبھی نہوگا کہ مین تمھاری
خوشی کے واسطے ناانصافی کرون اور فرامرز کو رنجیدہ کرون القصہ ہر چند حمزہ صاحبقران کرب غازی سے تصویر کے
بارے مین یہ فرما رہے ہین کہ یہ تصویر فرامرز کو دیدو اور وہ تصویر فرامرز سے لے لو مگر کرب غازی اول تو بخیال اسکے
کہ فرامرز یہ کہیگا کہ دیکھا کسطرح تصویر ہمنے لے لی اس سبب سے تصویر نہین دیتا ہی دوسرے یہ تصویر خوبصورت
عورت کی ہی اسوجہ سے بھی دینے سے انکار کرتا ہی غرضکہ جملہ بہادران تہورشعار اور دلاوران چیدہ روزگار اور خواجہ عمرو

اور چار سو نقابدار عالی وقار مع فرامرز تقریر امیر بالوقیر اور گفتگوے کرب غازی سن رہے تھے اور خاموش بیٹھے ہوے
تھے اکثر سرداران عالی فہم خیال کر رہے ہین کہ دیکھیے انجام اس گفتگو کا کیا ہوتا ہے بہادران دست راست و دست چپ
خاموش ہین حمزہ صاحبقران کے بیٹھنے سے کوئی دلاور کرب غازی یا فرامرز مغربی کی حمایت اور مدد کر نہین سکتا ہے الحاصل
جب کرب غازی نے متواتر سمجھانے پر بھی فرامرز کو تصویر نہ دی اسوقت امیر بالوقیر نے ترش رو ہوکر کرب غازی کے
ہاتھ سے تصویر چھین کے فرامرز کے حوالہ کر دی اور فرامرز نے تصویر لیکر کرب کو دیدی لیکن کرب غازی نے تصویر
لیکر پھر حمزہ صاحبقران کے پاس رکھدی اور عرض کیا کہ مین تو یہ تصویر نہ لونگا اور یہ کہکر بوجہ چھن جانے تصویر کے کرب
کا یہ حال ہوا کہ کانپنے لگا اور آنکھون مین اشک بھر لایا رنگ رخ کثرت رنج و ملال سے متغیر ہو گیا فرامرز نے تصویر پاکر اُد
جانب کرب غازی دیکھکر اشارہ سے کہا کہ مردان جہان جو منہ سے کہتے ہین وہی کرتے ہین دیکھا ہمنے جو کہا تھا
وہی کیا تصویر لے لی اور تمسے اپنے قول کی پابندی نہو سکی کرب غازی کو اشارہ فرامرز سے اور زیادہ ملال ہوا اسوقت
کرب غازی نے یہ خیال کیا کہ ایسی ذلت اُٹھا کر جینے سے تو مرنا ہی بہتر ہے یہ خیال کر کے ونگل پر سے اٹھا اور بارگاہ
سلیمانی سے نکل کر اپنے خیمہ کیطرف روانہ ہوا جسوقت کرب غازی اپنے خیمہ مین پہونچا اور اندلس آثار حزن و ملال
چہرہ کرب غازی پر دیکھکر پریشان ہوا آخر بیتاب و بیقرار ہوکر پوچھنے لگا اسوقت مزاج کیسا ہے کرب نے کہا آج
تو بہت مزاج اپنا اچھا ہے اندلس نے عرض کیا مین تو آج آپ کے چہرے پر آثار حزن و ملال ایسے پاتا ہون کہ کبھی
مین نے اسطرح آپکو محزون اور مغموم نہ دیکھا تھا پس مجھکو اپنا خیر خواہ جانکر جو امر باعث ملال کا ہو بیان کیجیے اور مجھسے
پوشیدہ نہ فرمائیے اگر کسی معشوق حسین پر آپکا دل آیا ہے اور اُسکی فرقت مین آپکو بیقراری اور اشکباری ہے تو آپ فقط
اُس معشوق کا نام اور مقام و مسکن مجھ خاکسار کو بتا دین مین ابھی جاکر ایسی عیاری کرون کہ اُسکو راضی کرکے حضور کی خدمت
مین حاضر کرون اگر کسی شخص سے کچھ آپکو صدمہ پہونچا ہے تو بھی حضور اُس شخص کے نام سے مجھکو آگاہی دین مین ابھی جاؤن
اور بشرط امکان آپ کا انتقام اُس سے لون اگر کسی سردار سے فی الحال آپ سے کچھ تکرار ہوئی ہے تو بھی حضور مطلق رنج نکرین
انشاء اللہ اس سردار سے سمجھ لیا جائیگا بالفعل آپکو واسطے دفع رنج و ملال کے یہ مناسب ہے کہ براے شکار صحراے سبزہ زار
مین تشریف لے چلین اور چند روز تک شکار کھیلین یا کسی جانب براے تفریح دل چند دن کے واسطے سفر کرین کرب
غازی نے فرمایا اے اندلس سواے سفر کرنے کے اور کسی امر کو دل نہین چاہتا ہے کچھ عجب نہین کہ ہمارا یہان سے جلد سفر ہو
اسوقت تجکو لازم ہے کہ تو یہان سے چلا جا اور در خیمہ پر بیٹھ زیادہ باتین نکر ہمارے سر مین درد ہو رہا ہے تھوڑی دیر تک استراحت
کرینگے خبردار بعد پہر بھر کے اس خیمہ مین آئیو اور اگر جلد آئیگا تو ہمکو تجھسے ملال ہوگا اندلس نے عرض کیا اسوقت میرا
تو دل نہین چاہتا ہے کہ آپکو محزون تنہا خیمہ مین چھوڑ کر چلا جاؤن مگر خلاف حکم بھی نہین کر سکتا جاتا ہون افسوس آپ نے
اپنا حال دل مجھسے بیان نہین کیا یہ امید مجھکو آپ سے کسی طرح نہ تھی کرب غازی نے جواب دیا اے اندلس اگر کوئی بات
ہوتی تو بیان کیجاتی اور جو امر ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا القصہ اندلس عیار بموجب حکم کرب غازی در خیمہ پر آکر بیٹھا اور بعد
جانے اندلس کے کرب غازی نے حلقے کمند کے لیکر اور کرسی پر کھڑے ہو کر خیمہ کی سقف مین نہایت مستحکم باندھے اور ایک
حلقہ کمند لٹکا رہنے دیا اور اُس حلقہ کمند کو اپنی گردن مین ڈالکر پانون سے کرسی کو ہٹا دیا مجرد ہٹا دینے کرسی کے کرب غازی
لٹکنے لگا یہان تو کرب غازی اپنے گلے مین پھانسی لگائے ہوے لٹکتا ہے لیکن اب کچھ حال خواجہ عمرو کا بیان کیا جاتا ہے
جسوقت کرب غازی بارگاہ سلیمانی سے بوجہ چھن جانے تصویر کے رنجیدہ ہوکر چلا تھا خواجہ عمرو نے بھی دیکھا تھا جب
آنے کرب غازی کے خواجہ عمرو کو بیٹھے بیٹھے خیال ہوا کہ کرب غازی یہان سے ملول ہوکر گیا ہے ایسا نہو اپنے تئین ہلاک

کے غرض خواجہ عمرو بارگاہ سلیمانی سے اٹھکر جانب خیمۂ کرب غازی روانہ ہوئے اور جلد تر راہ طے کرکے قریب خیمہ پہونچے تو دیکھا کہ اندلس عیار در خیمہ پر سر جھکائے ہوئے کسی فکر مین بیٹھا ہے خواجہ عمرو نے اندلس سے پوچھا کہ غازی فرزند میرا کہان ہے اندلس نے عرض کیا کہ خیمہ مین مجکو کسی طرح رہنے نہ دیا اور یہی کہا کہ تو یہان سے چلا جا آخر مین مجبور ہوکر یہان آکر بیٹھ رہا خواجہ عمرو نے کہا اے اندلس بڑا آج غضب ہوا خدا خیر کرے یہ تو بتا تجکو یہان بیٹھے ہوئے کتنی دیر ہوئی اندلس نے کہا زمانہ قریب ایک ساعت کا گذرا ہوگا خواجہ عمرو اب تو بہت بیتاب اور بیقرار ہوکے اندر خیمہ کے گئے اور اندلس بھی ہمراہ خواجہ عمرو خیمہ مین داخل ہوا جسوقت خواجہ عمرو خیمہ مین داخل ہوئے عجب واقعۂ ملال افزا نظر آیا یعنی دیکھا کہ کرب غازی اپنی گردن مین پھانسی لگائے ہوئے لٹکتا ہے اور دست و پا اُسکے ایسے متحرک ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسم سے جان نکل رہی ہے خواجہ عمرو نے جو یہ حال کرب غازی کا دیکھا بصد فریاد و اشکباری جلد تر خنجر سے حلقۂ کمند گلوے کرب غازی سے کاٹ دیا بعد حلقۂ کمند کٹنے کے جب کرب غازی زمین پر گرنے لگا فی الفور خواجہ نے کرب کو اپنی آغوش مین لیکر بستر نرم پر لٹا دیا اندلس عیار نے جو یہ حال کرب غازی کا مشاہدہ کیا اور خواجہ عمرو کو روتے دیکھا خود بھی بہ آواز بلند فریاد و فغان کرنے لگا اور کرب غازی کے گرد پھر پھر کے تصدق ہونے لگا اور یہ کہنے لگا کاشکے یہ خادم آپکا بعوض آپ کے ہلاک ہوتا اور کاشکے میری آنکھین نابینا ہوتین کہ مین یہ حال پر ملال آپ کا نہ دیکھتا غرض اسی حالت بیقراری اور اشکباری سے خدمت امیر باتوقیر مین گیا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کہ تصویرین تقسیم کر چکے تھے اور بیٹھے ہوئے تھے اندلس کو بیقرار اور اشکبار دیکھکر گھبرا گئے اور بیتاب ہوکر پوچھنے لگے ارے خیر تو ہے اندلس نے عرض کیا حضور بڑا غضب ہو گیا مجھ اور خواجہ عمرو پہ فلک نے غم گرا دیا اب زندہ رہنے کو میرا دل نہین چاہتا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے اندلس مفصل حال بیان کر کیا ہوا اندلس نے بصد فریاد و فغان عرض کیا حضور اگر آپ کو کرب غازی کو دیکھنا منظور ہے تو جلد تشریف لے چلیے انکا حال اچھا نہین ہے امیر باتوقیر نے اشکبار ہوکے پوچھا اے اندلس سبب ناسازی مزاج کرب غازی سے تو کچھ خبر دے ذرا ہوش مین آکر اچھی طرح احوال بیان کر اندلس نے عرض کیا اے امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی سے آج جب کرب غازی اپنے خیمہ مین گئے تھے مین خیمہ مین بیٹھا تھا مجھسے فرمانے لگے کہ تو اسوقت خیمہ کے باہر چلا جا مین نے بہت پوچھا لیکن کچھ حال صاف بیان نکیا مین بمجبوری بموجب حکم باہر خیمہ کے چلا آیا اور در خیمہ پر بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو آئے اور کرب غازی کو مجھسے پوچھنے لگے مین نے عرض کیا کرب غازی خیمہ مین ہین اور تمام حال بھی اپنے باہر خیمہ کے آنے کا بیان کیا خواجہ عمرو خیمہ مین تشریف لے گئے مین بھی ہمراہ خواجہ عمرو خیمہ مین گیا وہان جاکر عجب واقعۂ ملال افزا نظر آیا یعنی مین نے دیکھا کہ حلقۂ کمند گردن مین کرب غازی کے ہے اور دست و پا متحرک ہین خواجہ نے حلقۂ کمند کا جلد گردن سے کرب غازی کے کاٹا اور فرش پر لٹایا اب کرب غازی بیہوش ہین آمد و شد نفس کی تو ہے لیکن آثار اچھے نظر نہین آتے ہین خواجہ سرہانے کرب غازی کے بیٹھے ہوئے رو رہے ہین حمزۂ صاحبقران و جملہ بہادران یہ خبر ملال اثر سنکے مغموم ہوئے لیکن سب کے پہلے امیر باتوقیر بصد تعجیل و اشکباری ہمراہ اندلس خیمۂ کرب غازی مین تشریف لائے خواجہ عمرو نے جو حمزۂ صاحبقران کو دیکھا کثرت سے نالہ و فغان کرکے یہ کہا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ ہی میرے فرزند کے باعث ہلاکت ہوئے آپ کو یہ منظور تھا کہ میرا فرزند زندہ نہ رہے آپ خوش ہون کیونکہ بظاہر کرب غازی کے آثار زندہ رہنے کے معلوم نہین ہوتے افسوس ہزار افسوس ایک ناچیز تصویر کے واسطے تصویر اس شیر بیشۂ شجاعت کی خاک مین ملا چاہتی ہے اے امیر باتوقیر کیا خوب آپ نے قدر و منزلت نذر کردہ شہزادی کی بھی آپکو اسوقت مناسب نہ تھا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ مین نے کیا کیا کچھ کہو تو خواجہ عمرو نے جواب دیا اے امیر باتوقیر آپ ہی تو اس میرے فرزند کے باعث ہلاکت ہوئے اگر ذرا مرزکی وہی ہوئی تصویر کو اس میرے فرزند سے آپ نرش رو

ہوکر بارگاہ سلیمانی مین سب کے سامنے چھین نہ لیتے تو یہ غیرت دار میرا فرزند اپنے تئین ہلاک نہ کرتا آپکو تصویر اس بہادر سے
لینا لازم نہ تھا آپ جیسے فرماتے ہین تو سمجھا کر اس دلاور سے تصویر لیکر آپکو دیدیتا پھر وہ تصویر فرامرز کو دیدیتے یا اسکے
آپنچے میرے اس فرزند کو بارگاہ سلیمانی مین روبرو جملہ سرداروں کے ذلیل کیا اور یہی باعث اس غیرت دار کا خود اپنی گردن
مین پھانسی لگانے کا ہوا اگر مین اور تھوڑی دیر تک یہان نہ آتا تو اس اپنے فرزند کو زندہ بھی نہ پاتا افسوس آپ نے فرامرز کی
دل شکنی کا خیال کرکے میرے اس فرزند کو الیسا رنجیدہ اور ذلیل کیا کہ اسنے اپنا یہ حال کیا ہاے آپ نے یہ بھی خیال نہ کیا
کہ اگر کرب غازی ناراض ہوکر اپنے تئین ہلاک کریگا تو عمرو کو بھی بہت ملال ہوگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ
اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ تصویر لینے سے یہ حال کرب کا ہوگا تو مین ہرگز کرب غازی سے تصویر اسوقت نہ لیتا خیر اے خواجہ
اب مین بعوض اس تصویر کے تمھارے فرزند کرب کو ایسا خوش کرتا ہون کہ تمھارا فرزند اس تصویر کا ذرا بھی خیال نہ کریگا
اور وہ امر باعث مسرت یہ ہے کہ تم ابھی کرب غازی کو بعوض اس تصویر کے یہ مژدہ دو کہ تمھارے ساتھ شادی ملکہ زبیدہ
شیر دل کی فی الحال کردیجائیگی خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر اگر یہ میرا فرزند صحیح و سلامت رہا تو مین اس فرزند کی شادی
کرونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا بھلا تم کیا شادی کروگے تمکو اتنی مقدرت کہان ہے اور بالفرض اگر کچھ ہو بھی تو کتنے روپے
صرف نہ کیا جائیگا خواجہ عمرو نے یہ جو تقریر امیر باتوقیر کی سنی جھلا کر کہا کیا مجکو آپ نے محتاج سمجھا ہے آپ دیکھ لیجیے گا کہ کسطرح
کرب غازی کی شادی کرونگا کہ شاہان جہان کو رشک ہوگا اگر خدا نے بھی چاہا اور فرزند میرا زندہ رہا حمزہ صاحبقران
گفتگو خواجہ عمرو سنکے خاموش ہوگئے خواجہ نے بصد شفقت کرب غازی کے کان مین کہا اے فرزند اب تو ہوشیار ہو اور
خوش ہو کہ تمھاری شادی ملکہ زبیدہ شیر دل سے ہوگی کرب غازی چونکہ بیہوش تھا ہوشیار ہوا لیکن بعد تھوڑی دیر کے دفع
غشی پھر خواجہ نے گوش کرب مین کہا کہ اے کرب غازی اے فرزند ارجمند ابتو ہوشیار ہو اور شاد ہو تیرے ساتھ شادی
ملکہ زبیدہ شیر دل کی بعوض اس تصویر کے ہوگی اے فرزند کیون اسقدر اپنے تئین بنا تا ہے ہوشیار ہو جب صدا یہ
خواجہ گوش کرب مین پہونچی اور کرب غازی نے سنا کہ میرے ساتھ شادی ملکہ زبیدہ شیر دل کی ہوگی فی الفور خوش
ہوکر آنکھین کھولدین خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران کو بیٹھے ہوئے دیکھا کرب جلد اٹھ بیٹھا خواجہ عمرو اور حمزہ
صاحبقران کو بوجہ سلامت رہنے کرب غازی کے کمال خوشی ہوئی اور زر سرخ و سفید سر کرب غازی پر نثار کیا اس
اثنا مین اور بھی سرداران نامدار خیمہ کرب غازی مین آئے اور کرب غازی کو زندہ اور سلامت دیکھکر سب خوش ہوئے
اندلس عیار بھی بہت خوش ہوا پہلوان عادی پدر کرب غازی بھی از حد شاد و مسرور ہوئے بعد ہوشیار ہونے
کرب غازی کے حمزہ صاحبقران اور سرداران نامدار خیمہ کرب غازی سے اٹھکر چلے گئے امیر باتوقیر نے حرم سرا مین
داخل ہوکر ملکہ گردیہ بانو سے کیفیت نسبت قرار پانے ملکہ زبیدہ شیر دل کے بیان کی ملکہ گردیہ بانو نہایت خوش
ہوئین بعد اسکے ظل اللہ ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نے سامان شادی کرنا شروع کیا امیر باتوقیر
تو سامان شادی مین مصروف ہین لیکن اب کچھ حال کرب غازی اور خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے اور چلے جانے حمزہ
صاحبقران اور سرداران ذیشان کے کرب غازی نے یہ خیال کیا کہ شادی میری دیکھیے کیونکر ہوتی ہے کیونکہ مین بمقابلہ
امیر باتوقیر کچھ حقیقت نہین رکھتا مین بمنزلہ ایک گدا کے ہون اور امیر باتوقیر مرتبہ مین مثل شاہ کے ہین پس میرے اور انکے
مناسبت کسی طرح ہو نہین سکتی امیر باتوقیر سامان شادی ایسا کرینگے کہ شاہان جہان رشک کرینگے اور والد پہلوان عادی
مثل غربا کے سامان شادی کا کرینگے جب خواجہ عمرو نے کرب غازی کو نہایت متفکر اور متردد دیکھا پوچھا اے فرزند پہلے تو تم
شاد و مسرور تھے اسوقت مین تمکو محزون پاتا ہون اسکا کیا سبب ہے بیان کرو کرب غازی نے عرض کیا مجکو اسوقت

یہ فکر تھی کہ میری شادی کیونکر ہوگی کیونکہ اسطرف ناداری ہی اور دل چاہتا ہی کہ شادی میری اچھی طرح ہو خواجہ عمرو نے فرمایا کہ
فرزند تم کچھ تردد نہ کرو مین تمھاری شادی کرونگا مگر اس طرح کہ جس قدر روپیہ شادی مین صرف ہوگا مع اصل و سود تمکو ادا
کرنا ہوگا کیونکہ تم جانتے ہو جسطرح میری بسر اوقات ہوتی ہی اپنے پاس کچھ بھی نہین رکھتا لیکن مہاجنون سے اگر مین روپیہ کے
واسطے کہونگا تو یقین ہی کہ وہ انکار نہ کرینگے اور جسقدر مین اُنسے طلب کرونگا وہ قرض دینگے ای فرزند اگر خدا نے چاہا تو تمھاری
شادی اسطرح کرونگا کہ امیر با توقیر بھی سامان تمھاری شادی کا دیکھکر متحیر ہونگے کرب غازی نے عرض کیا مین آپکے حال سے
بخوبی واقف ہون آپکو تو روپیہ قرض لینے کی ضرورت نہین ہی خواجہ نے فرمایا ای فرزند اگر یہ خیال ہی کہ زنبیل مین زر کثیر
ہی تو یہ خلاف عقل ہی اگر میرے پاس زر کثیر ہوتا تو مین اس حال سے کبھی نہ رہتا کرب غازی نے عرض کیا اگر کوئی فرزند اپنی
شادی کا مصارف اپنے والد کو دیتا ہوگا تو مین بھی آپکو دونگا خواجہ عمرو نے فرمایا تمکو ضرور دینا ہوگا کرب غازی نے
سنکر عرض کیا حتی الامکان مین آپکا فرمانا بجا لاؤنگا خواجہ عمرو کرب غازی سے یہ تقریر دلپذیر کرکے چلے گئے ادھر
حمزۂ صاحبقران نے خواجہ زادون کو طلب کرکے دریافت فرمایا کہ فی الحال واسطے عقد و نکاح کے کون سی تاریخین سعد ہین
خواجہ زادون نے تھوڑی فکر کرکے کئی تاریخین جو سعد تھین بیان کین حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو مانجھے کے دن اور رات
وغیرہ کے دن سے اطلاع دی خواجہ عمرو نے دو دن قبل آنے مانجھے کے صدہا خیام فلک فرسا استادہ کرائے اور بارگاہ
دانیالی کو بھی استادہ کرایا اور فرش نفیس وا در خیام اور بارگاہ دانیالی مین بچھوایا صدہا دلنگل بچھوائے اور کرسیان جواہر نگار
خیام و بارگاہ مین رکھوائین اور ایک تخت جواہر نگار بھی زنبیل سے نکالکے بارگاہ دانیالی مین واسطے سعد بن قباد
بادشاہ لشکر اسلام کے بچھوایا اور واسطے روشنی کے ہزار ہا جھاڑ اور کنول اور مردنگ وغیرہ زنبیل سے نکال نکال کے عیارون سے
کہا کہ مقامات مناسب پہ جھاڑ لٹکاؤ اور مردنگین اور فانوسین رکھو خبردار کوئی شی ٹوٹنے نہ پائے ورنہ ہڈیان تمھاری توڑ
ڈالونگا جملہ عیاران لشکر دوڑ دوڑ کے کام کرتے تھے اگر کسی عیار سے کوئی کنول ٹوٹ جاتا تھا خواجہ عمرو کو نہایت غصہ آتا تھا
کوڑے سے اُسے مارتے تھے اور کہتے تھے یہ کنول دو ہزار روپیہ کا تھا فلان مقام پر مین نے مول لیا تھا تجکو اسکی
قیمت دینی ہوگی وہ عیار کوڑے اپنی پیٹھ پر کھاتا تھا اور تڑپ تڑپ کے کہتا تھا اچھا ای خواجہ مین کنول کی قیمت دونگا بلکہ تین
ہزار روپیہ دونگا مجکو چھوڑ دیجیے اب ایسی خطا مجھسے کبھی نہوگی خواجہ تین ہزار روپیہ کے لالچ سے اسکو چھوڑ دیتے ہین
اور عیار اُس عیار کا حال زار دیکھکر اور خواجہ سے ڈر کر اچھی طرح کام کرتے تھے غرض خواجہ عمرو نے بعد درستی خیام و بارگاہ
بہت سے ایوان بلند وسیع مین بھی برائے خواتین فرش کرایا اور جھاڑ اور کنول وغیرہ سے ہر ایک ایوان کو آراستہ کرایا اور
جملہ اسباب ضروری ہر ایک ایوان مین بحکم خواجہ مہیا اور موجود ہوگیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے سعد بن قباد بادشاہ لشکر
اسلام اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ گلشن آرا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور لپسرکن بزرجمہر اور عبد الرحمن جنی اور
لندھور اور مالک اشتر اور بہرام گرد خاقان چین اور قرامرز عاد مغربی اور فرخ شہسوار قلندر اور جملہ سرداران
[illegible] کو تنہائی مین طلب کیا راوی بیان کرتا ہی کہ سوائے ملکہ گردیہ بانو ملکہ زبیدہ شیردل اور چند سردارون کے امیر با توقیر
کیطرف اور کوئی نہ تھا سبکو خواجہ عمرو نے اپنا مہمان کیا تھا جو عورتین پردۂ قاف سے آئی تھین اور جو خواتین ذی وقار یہان
تھین سبکو اُنھین مکانات مین جو آراستہ کیے تھے خواجہ نے مقیم کیا تھا اور جملہ سلاطین اور شاہزادون اور سردارون کو بارگاہ
دانیالی مین مقیم کیا تھا اور مردان لشکری کو جو غیر سردار تھے انکو خیام مین فروکش کیا تھا اور صدہا نازنینان خورشید جمال ماہ تمثال
عدیم المثال جو علم موسیقی مین عدیل و بینظیر تھین انکو بلوایا تھا اور خیام مین علحدہ انکو مقیم کیا تھا اور اکثر سردارون کو بموجب انکی
توقیر کے جدا جدا ہر ایک سردار کو انتظام سرانجام کار شادی سپرد کیا تھا بعضے سردار جنکو کوئی کام سپرد نہین کیا گیا تھا

وہ خواجہ سے یہ کہتے تھے کہ ہمکو بھی کسی کام کا انتظام سپرد کیا جائے از انجملہ پہلوان عادی خواجہ عمرو سے بار بار کہتے تھے کہ
ہمکو باورچی خانہ کا انتظام سپرد کیا جائے ہم کھانا نہایت لذیذ اور خوش ذائقہ باورچیون سے پکوائینگے خواجہ عمرو کہتے تھے
مین تمکو ہرگز باورچیخانہ کا انتظام سپرد نہ کرونگا کیونکہ تم شب و روز مین بہت سی دیگین کھانے کی خالی کر دوگے جو اتنک
تمسے کھایا جائیگا خوب کھاؤ گے مہمان بیچارے بھوکے رہجائینگے میری ذلت ہوگی پہلوان عادی پیٹ پر اپنے ہاتھ پھیر کے
کہتے تھے اے خواجہ مین زیادہ نہ کھاؤنگا فقط اپنا پیٹ بھر لونگا مدت دراز اور زمانہ بعید سے سیر ہوکر مین نے کھانا نہین
کھایا ہے مین چاہتا ہون کہ اپنے فرزند کرب غازی کی شادی مین تو سیر ہوکر کھانا کھاؤن خواجہ ہنسکر جواب دیتے تھے کہ
اچھا کھانا سیر ہوکر کھانا مگر تمکو انتظام باورچیخانہ کا سپرد نہ کیا جائیگا القصہ بعد دو روز کے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حشمت
صاحبقران امیر عالیشان نے مانجھا بڑے سامان اور جلوس شاہانہ سے بھیجا اگر حال تجمل و جلوس وغیرہ تحریر کیا جاتا
تو طول ہوتا اسوجہ سے تحریر نہین کیا اور حوالہ قصہ خوان کیا غرض جسوقت مانجھا آیا کرب غازی نہایت خوش ہوے
خواتین نے کرب غازی کو ایوان مین طلب کیا ملکہ قریشیہ نے کرب غازی کو مانجھا پہنایا بعد اسکے نازنینان خوبرو اور
خوش گلو نے ناچنا اور گانا شروع کیا اور باہر بھی بارگاہ والا مین اور خیام مین نازنینان خوبرو و خوش گلو روبرو جملہ
سلاطین اور شاہزادگان اور سردارون کے گانے لگین کرب غازی بھی بعد مانجھا پہننے کے ایوان سے باہر آکر بارگاہ والا
مین مسند پر آئے اکثر سردار واسطے تعظیم کے کھڑے ہوگئے جب کرب غازی مسند زرتار پر بیٹھے نازنینان خوبرو و خوش
گلو روبرو سے کرب غازی بناز و ادا رقص کرنے لگین اور بعد مبارکباد کے غزلین عاشقانہ گانے لگین اور دلہا اہل
بزم کو اپنے رقص و نغمہ سے خوش کرنے لگین علاوہ بارگاہ والا کے جملہ خیام مین جہان سردار اور غیر سردار و لشکرین
اور فرش نفیس و نادر پر بیٹھے ہوے تھے نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال ناچتی تھین اور گاتی تھین چونکہ وقت
شام کا تھا نقارخانون مین نقارچی جوڑے رنگین پہنے ہوے نقارہ ہاے کلان یون بجاتے تھے کہ آن نقارون کی صدا
فلک تک پہونچتی تھی اور ہر ایک شہنا نواز شہنا اسطرح بجاتا تھا کہ سننے والون کے دلون کو ایک لطف حاصل ہوتا تھا غرض
اسیطرح کئی شب و روز تک بزم نشاط آراستہ رہی اور غلغلہ و شور کوس شادی بلند رہا بعد ساچق اور مہندی کے جب دن
برات کا آیا خواجہ عمرو نے کرب غازی کو بصد خوشی دولھا بنایا اور خلعت شادی نہایت ہی پر زر اور ایسا نفیس و نادر کہ
کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا پہنایا اور سہرہ پھولون کا زرتار سراپا بہار سر پر باندھا اور فیل میمونہ لشکر جھور پر کہ ہودج
اسپر نہایت ہی نادر روزگار بالائی کسا ہوا تھا اور جھول بھی سراسر زرتار تھی خواجہ عمرو کرب غازی کو لیکر سوار ہوے اور
انالیس کو بھی خواصی مین بٹھا لیا اور زر سرخ و سفید چھین و بسیار رہبر نثار نہایت کثرت سے رکھ لیا بعد سوار ہونے نوشاہ
کے جملہ سلاطین عالیوقار سرداران نامدار وغیرہ فیلان کوہ شکوہ اور اسپان ابلق و سرنگ و مشکی پر سوار ہوے بعد اسکے
خواتین ذیوقار و نسوان عالیمقدار مانند ملکہ آسمان پری اور ملکہ گلشن آرا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش وغیرہ صدہا خواتین
نفیس و نادر فینسون اور زرتار سکھپالون مین سوار ہوئین بعد سوار ہونے خواتین کے صدہا سردارون نے انتظام کیا
جب بخوبی انتظام ہوچکا برات بہزار تجمل و جلوس جانب مکان عروس روانہ ہوئی راوی کہتا ہے کہ کثرت باجون کی اسقدر تھی
کہ زمین صداے نقارہ و دہل وغیرہ سے دمبدم دہلتی تھی اور شور باجون کا اسدرجہ بلند تھا کہ تا فلک صدا سے دہل و نقارہ
وغیرہ کی جاتی تھی پردہ گوشہاے ساکنان فلک کثرت آواز نقارہ و دہل وغیرہ سے پھٹے جاتے تھے پیر فلک دیکھکر متحیر
تھا جلوس اسقدر تھا کہ کئی فرسنگ تک سواے جلوس کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا ہزارہا سقے بحکم خواجہ عمرو بجاے آب مشکون
مین کیوڑہ اور عرق گلاب بھرے ہوے آگے آگے چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے اور گرد و غبار راہ بٹھاتے جاتے تھے

اور اکثر سلاطین خالیو قارین ولسیار نوشاہ تھے خواجہ عمرو نے صد ہا بلکہ ہزار ہا جوڑے ادنی مردان اور اکثر عیارون کو بھی دیے تھے خصوصاً اندلس کو تو بہت بھاری جوڑا پر تکلف دیا تھا اور خود بھی لباس فاخرہ زیب تن کیا تھا روشنی دو جانب اسدرجہ تھی کہ ضیاسے آفتاب کی کچھ حقیقت نہ تھی علاوہ روشنی کے دو طرفہ مکان نوشاہ سے تا مکان عروس آتشبازی گاڑی گئی تھی آتشباز بحکم خواجہ عمرو دو جانب راہ مین جو آتشبازی چھڑاتے تھے زیادہ روشنی ہوتی تھی جب کوئی آتشباز مہتاب چھڑاتا تھا اُسوقت ماہ فلک نور وضیاسے مہتاب کو دیکھکر شرم سے ابر مین پوشیدہ ہوجاتا تھا اور جب آتشباز رنگین چرخیان چھڑاتے تھے چرخ دیکھکر چکر مین آتا تھا اور جب کسی قلعہ مین آتشبازی کے آتشباز آگ لگاتے تھے قلعہ گردون کو اپنے اڑجانے کا خوف ہوتا تھا اور دھوان آتشبازی کا مشک وعنبر ہوتا تھا جملہ سلاطین وشاہزادے اور سردار وغیرہ خصوصاً نوشاہ اور خواجہ عمرو تماشا آتشبازی کا دیکھتے جاتے تھے خواجہ عمرو دونون ہاتھون سے زر سرخ وسفید اثنائے راہ مین سر کرب غازی پر نثار کرتے جاتے تھے غربا اور مساکین زر سرخ وسفید راہ مین لوٹتے جاتے تھے پہلوان غازی نے جو کثرت سے کھانا کھایا تھا گھوڑے پر بیٹھا نہ جاتا تھا راہ مین گھوڑے سے اتر اتر پڑتے تھے اور کہتے تھے کہ آج نہین معلوم کیا ہی کہ مجھسے گھوڑے پر سوار نہین ہوا جاتا جو جانتے تھے وہ اپنے دل مین کہتے تھے کہ بسبب زیادہ کھانا کھانے کے گھوڑے پر بیٹھا نہین جاتا القصہ جب برات ساتھ تجمل وجلوس مذکور کے مکان عروس پر پہونچی وہان بھی کثرت سے آتشبازی آتشبازون نے چھڑائی اور خواجہ عمرو نے زر سرخ وسفید وہان تو بکثرت کرب غازی کے سر پر نثار کیا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نے جو پوشیدہ ہوکر تجمل وجلوس برات کا دیکھا اور خواجہ عمرو کا زر سرخ وسفید بکثرت نثار کرنا ملاحظہ کیا نہایت متحیر ہوے اور خیال کرنے لگے کہ خواجہ عمرو نے جو کہا تھا کہ برات بڑے تزک سے لاؤنگا حقیقت مین ویسا ہی کیا غرض اُن سردارون نے جو حمزۂ صاحبقران کی جانب تھے انھون نے بارگاہ سلیمانی اور دیگر خیام فلک فرسا مین نوشاہ یعنی کرب غازی اور جملہ سلاطین اور شاہزادون اور سردارون کو بعد عزت وتوقیر بٹھایا خواجہ عمرو بھی بارگاہ سلیمانی و دیگر خیام مین سامان تکلف دیکھکر متحیر ہوگئے بعد بیٹھنے کرب غازی وغیرہ کے جو نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال قبل جانے برات کے وہان پہونچ گئی تھین فی الفور حاضر ہوئین اور روبروے کرب غازی ناچنے اور گانے لگین از انجملہ ایک نازنین مہجبین نے روبروے نوشاہ حاضر ہوکر یہ غزل بصد ناز و ادا شروع کی

غزل

عشق بازی کا مری چرچا رہا
مرکے بھی اسطرح مین زندا رہا

دیکھکر چشم سیاہ یار کو
حال کیا ای نرگس شہلا رہا

میکدے سے کین لبد میرو نے سبا
چشم پر نم ساغر صہبا رہا

سب حجابِ تھے وصال یار مین
بے حجابی کا فقط پردا رہا

ہجر جانان مین رہا ہر دم علیل
ای بشر دو دن نہ مین اچھا رہا

ہون وہ لاغر مین گیا صحرا مین جب
ہمسری پر خار سے الجھا رہا

امر پری پیکر تیرے سر کی قسم
تیرے گیسو کا مجھے سودا رہا

مین نے جب پوچھا کہ ہوگا وصل کب
ہنسکے بولے وعدۂ فردا رہا

آہ بھی عاجز رہی فرقت کی شب
مجھسے نالان خود مرا نالا رہا

جس وقت غزل مسطور نازنین مذکور نے روبروے نوشاہ وصاحبان بزم بصد ناز وادا گائی ہر ایک جوان وپیر غزل سنکے خوش ہوا خصوصاً خواجہ عمرو از حد مسرور ہوے اور زر کثیر اسکو انعام دیا مطربہ مسطورہ انعام وافر پاکر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور دلہاے اہل بزم خوش کرنے لگی اسی طرح دیگر بارگاہون اور خیام مین روبرو سردارون وغیرہ کے بھی نازنینان خوبرو خوش گلو ناچتی اور گاتی تھین اور دلہاے صاحبان محفل خوش اور مسرور کرتی تھین بعد اکثر رسوم خواتین کے بساعت ہمایون اور وقت سعد عقد ہوا مہر کرور ہا زر سرخ پر باندھا گیا بعد عقد ہونے اور شربت پلائی کے نازنینان خوش گلو بارگاہ سلیمانی مین

روبروے نوشاہ مبارکباد گانے لگیں اور بار بار زر سرخ و سفید انعام مین لینے لگیں اسی طرح حرم سراے امیر بانو قیرین بھی خوبرویان
بے مثال خورشید جمال روبروے عروس اور ملکہ گردیہ بانو مادر عروس اور سامنے دیگر خواتین کے مبارکباد گانے لگین اور
انعام کثیر لینے لگین زادی کہتا ہے کہ حرم سرا اور بارگاہ سلیمانی اور دیگر خیام مین اسقدر غلغلۂ تہنیت بلند تھا کہ تا آسمان صداے
تہنیت جاتی تھی اور اسقدر آتشبازی چھٹی تھی کہ زیر فلک گردون کبھی نہ چھٹی ہوگی اور دھوان آتشبازی کا اسدرجہ تھا کہ آسمان
نظر مردمان سے پوشیدہ ہو گیا تھا الحاصل بعد عقد کے جو سردار کہ حمزہ صاحبقران کیطرف سے منتظر تھے انھون نے کشتیان طلب
کرکے علی قدر مراتب ہر ایک بادشاہ اور شاہزادہ اور سردار کے روبرو ایک ایک کشتی رکھی اکثر سلاطین اور شاہزادون اور سردارون کو
خلعت فاخرہ دیے گئے اکثر کے گلون مین فقط ہار پر زر پہنائے اور بعض مردمان لشکر کو جوڑے رنگین اور پر زر دیے گئے خصوصاً پہلوان
عادی کو سات خلعت فاخرہ اکیس اکیس پارچون کے نہایت پر زر اور نادر دیے گئے اسی طرح خواجہ عمرو کو بھی سات خلعت مثل پہلوان
عادی کے دیے گئے اور اکیس خلعت کہ جو اکیس اکیس پارچون کے تھے اور نایاب زمانہ تھے سلاطین جہان نے کبھی ویسے خلعت بیش بہا
دیکھے ہی نہ تھے سرداران مذکور نے حمزہ صاحبقران کی طرف سے نوشاہ یعنی کرب غازی کو دیے سلاطین اور شاہزادون اور سردارون
وغیرہ نے کشتیان خلعت کی اپنے اپنے ملازمون کے سپرد کردین ہر ایک خاص و عام نے گلوریان ورق طلائی و نقرئی کی کھائین اور سب
نازنینان خوبرو کا گانا سننے لگے ناگاہ چند چوبدار بھاری جوڑے زرین پہنے ہوے عصا ہاے نقرئی و طلائی ہاتھون مین لیے ہوے روبرو
خواجہ عمرو آئے اور بعد آداب و تسلیم اور تہنیت کے یہ عرض کرنے لگے کہ نوشاہ ذیجاہ کو خواتین حرم سرا محل مین بلاتی ہین خواجہ عمرو ہمراہ
کرب غازی حرم سرا مین تشریف لے گئے اور آراستگی محل سرا دیکھکر بہت متحیر ہوے غرض نوشاہ یعنی کرب غازی تو مسند پر
بیٹھے اور خواجہ ایک کرسی جواہر نگار پر رونق افروز ہوے بعد دیکھنے روے زیباے عروس آئینہ مین جسکو عوام مصحف آرسی کہتے
ہین اور دیگر رسوم کے روبروے کرب غازی نازنینان خوبرو و خوش گلو ناچنے لگین اور مبارکباد دینے لگین خواجہ عمرو نے
اُن نازنینان خوش گلو کو کئی مشت اشرفیان دین پھر خواجہ ہمراہ کرب غازی بارگاہ سلیمانی مین چلے آئے اکثر سردار
تعظیم نوشاہ کیواسطے اپنے دنگلون اور کرسیون سے اٹھ کھڑے ہوے جب کرب غازی اور خواجہ عمرو بیٹھے پھر
نازنینان زہرہ خصال پری تمثال رقص کرنے لگین کرب غازی اور خواجہ عمرو وغیرہ پھر رقص خوبرویان دیکھنے لگے یہان
تو نازنینان مہ جبین ناچ رہی ہین اور غزلین عاشقانہ گا رہی ہین جملہ صاحبان بزم انکا گانا سن رہے ہین ان سبھون کو
ناچ دیکھنے اور گانا سننے مین مشغول رکھیے لیکن اب کچھ حال حرم سرا بیان کیا جاتا ہے کہ بعد باہر چلے آنے نوشاہ اور خواجہ عمرو
کے تو حسب ارشاد حمزہ صاحبقران کے جہیز کا مال و اسباب کہ جو بے انتہا تھا اور کوئی محاسب دان اس مال و اسباب نادر کی
قیمت کا حساب لگا نہ سکتا تھا حرم سرا سے باہر نکلنے لگا اور اکثر اسباب شترون پر بار ہونے لگا اور ہزار ہا قسم کا اسباب نایاب
حوالہ مردمان کیا گیا جب کل مال اسباب نکل چکا حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ خواجہ برات نہایت تزک و تجمل و جلوس
سے لائے ہین اور یہ جہیز کم ہے اسوجہ سے ایک پرچہ قرطاس پر امیر بانو قیرین نے یہ لکھا کہ اے خواجہ عمرو بیٹے تمھارے فرزند کو
فلان فلان شہر اور فلان فلان ملک سلام کرائی مین دیے تمھین لازم ہے کہ قبول کرو اور اس تھوڑے سے جہیز پر اکتفا کرو
یہ لکھکر حمزہ صاحبقران نے یہ پرچہ قرطاس کو اپنے پاس اپنے مہر کرکے رہنے دیا خواتین ذیوقار ملکہ زبیدہ شیر دل سے
ہنگام رخصت گلے مل مل کے رونے لگین خصوصاً ملکہ گردیہ بانو کا تو عجیب حال تھا کسی طرح رونا موقوف نہوتا تھا [illegible]
دمبدم اپنی دختر کو گلے سے لگاتی تھین اور روتی تھین ملکہ زبیدہ شیر دل بھی بسبب جدائی مادر و پدر کے روتی تھین حمزہ
صاحبقران کو بھی کسی قدر جدائی دختر سے ملال تھا مگر خواصین اور انا اور کنیزین ملکہ زبیدہ شیر دل کی تو از حد روتی تھین غرض
بعد گریہ و زاری کے خواتین نے نوشاہ کو پھر محلسرا مین واسطے دلھن کے سوار کرنے کے طلب کیا کرب غازی [illegible] ہمراہی خواجہ عمرو

بارگاہ سلیمانی سے آٹھے لیکن حرم سرا مین ملکہ قریشیہ سلطان نے اپنی بہن ملکہ زبیدہ شیر دل سے چپکے سے یہ کہا کہ اب کرب غازی
تمکو آغوش مین اٹھاکر سواری مین سوار کرنے کو آتے ہین اور تم بیٹی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کی
ہو تمنے شیر ملکہ گردیہ بانو اپنی مادر عالیقدر کا پیا ہی پس لازم ہی کہ جب کرب غازی تمکو اٹھائے ہرگز نہ اٹھنا ورنہ تمکو زلزلہ قاف کی بیٹی
نہ جانونگی ملکہ قریشیہ سلطان ابھی یہ تقریر ملکہ زبیدہ شیر دل سے کر رہی تھین کہ یکایک خواجہ عمرو کرب غازی کے ہمراہ حرم سرا
مین آئے اور بعد فراغ رسوم کے کرب غازی حجلہ عروس مین گئے اور عروس کو اٹھانے لگے لیکن عروس نے مسند سے جنبش نہ کی
پھر کرب غازی نے اٹھایا لیکن ملکہ زبیدہ شیر دل بموجب کہنے اپنی بہن ملکہ قریشیہ سلطان کے مسند عروسی سے نہ اٹھین
تیسری مرتبہ کرب غازی نے نہایت ہی زور کیا اور بوجہ نظر کردہ ہونے کے عروس کو مسند سے کسی قدر تو اٹھا لیا مگر زیادہ تر اٹھا کر
سواری مین سوار نہ کر سکے ناچار ہو کے عروس کو مسند پر بیٹھا دیا یہ کیفیت دیکھکر ملکہ قریشیہ سلطان نے قہقہہ مارا کرب غازی کو
شرم سے پسینا آگیا اور یہ خیال کیا کہ ای کرب غازی تو نے نامی پہلوانون کو اٹھا کر اپنے سر سے بلند کر کے زمین پر ٹپکا ہی آج تجھسے
عروس نہین اٹھ سکتی یہ خیال کر کے کرب غازی محزون ہو کر جانب خواجہ دیکھنے لگے خواجہ عمرو نے پوچھا ای فرزند متردد کیون
ہو کرب نے چپکے سے خواجہ عمرو سے کہا کہ مین نے نہایت ہی زور کیا مگر اچھی طرح عروس نہین اٹھتی خواجہ نے فرمایا ای فرزند
عروس تمھاری زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کی دختر ہی اور بطن سے ہو ملکہ گردیہ بانو کے بڑے بڑے
پہلوانون اور شجاعان و جوانان کی اسکے روبرو حقیقت نہین ہی لیکن ای فرزند ملول نہو ذرا تامل کرو مین ابھی اسکی تدبیر کرتا ہون
یہ کہکے خواجہ عمرو نے کنیزون سے دریافت کیا کہ امیر با توقیر کہان تشریف رکھتے ہین کنیزون نے عرض کیا امیر با توقیر حرم سرا مین
تشریف رکھتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ میری طرف سے جا کر کہو کہ عمرو حاضر خدمت ہونا چاہتا ہی کیونکہ کچھ عرض کرنا منظور ہی کنیزون
نے جا کر امیر با توقیر سے عرض کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا خواجہ عمرو کو یہین بلالو کنیزون نے آکر خواجہ سے کہا آپکو امیر
صاحبقران طلب فرماتے ہین جب خواجہ عمرو پیش امیر با توقیر گئے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ کہو کیا کہتے ہو خواجہ
عمرو نے عرض کیا ای امیر با توقیر میرے فرزند کرب غازی سے نہین معلوم کیا سبب ہی کہ عروس کسیطرح نہین اٹھتی امیر نے فرمایا
مین چلتا ہون حال معلوم ہو جائیگا جب امیر با توقیر قریب اپنی دختر ملکہ زبیدہ شیر دل کے تشریف لائے ملاحظہ فرمایا ملکہ قریشیہ
سلطان قریب ملکہ زبیدہ شیر دل کے کھڑی ہی اور کچھ اشارے سے اپنی بہن سے کہہ رہی ہی حمزہ صاحبقران سمجھ گئے کہ ساری
شوخی اسکی ہی اسی نے اپنی بہن کو شاید کچھ ایسا سمجھایا ہی کہ ملکہ زبیدہ مسند عروسی سے نہین اٹھتی الغرض حمزہ صاحبقران نے
یہ خیال کر کے ملکہ قریشیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو اب بہت شوخ ہو گئی ہی کیون یہان کھڑی ہی تیرا یہان کیا کام ہی ہٹ جا ملکہ
قریشیہ بموجب فرمانے اپنے والد نامدار کے چپکے سر جھکائے ہوئے ایک جانب حرم سرا کو چلی گئی بعد جانے ملکہ قریشیہ کے حمزہ صاحبقران
نے بعید الطاف و مہربانی ملکہ زبیدہ شیر دل سے یہ فرمایا کہ ای نور نظر پارہ جگر آگاہ ہو کہ ہمیشہ دنیا مین والدین دختر کو حتی الامکان
اپنے مکان مین نہین رکھتے ہین اور عقد کر کے کسی شریف اور نجیب کے حوالہ کر دیتے ہین اب ہمنے بھی بعنایت ایزدی تمھاری شادی کر دی ہی تمکو اب
لازم ہی کہ کچھ عذر و انکار نکرو اپنے شوہر کے گھر چلی جاؤ ہر چند کہ ہمکو تمھاری جدائی بہت دشوار ہی لیکن بحکم خدا و رسول مجبور ہین اب ہم تمکو خوشی
جانے کی اجازت دیتے ہین تمکو مناسب ہی کہ ہمارے کہنے پر عمل کرو القصہ حمزہ صاحبقران ملکہ زبیدہ شیر دل کو سمجھا کر چاہتے ہین
کہ کسی گوشہ محلسرا مین جا کر تشریف رکھین کیونکہ بسبب حیا و شرم کے بالفعل کرب غازی اپنے داماد سے سامنا کرنا مناسب نہ جانتے
تھے لیکن نوشاہ یعنی کرب غازی نے مسند سے اٹھکر اور قریب امیر با توقیر کے جا کر بصد ادب حمزہ صاحبقران کو تسلیم کی امیر با توقیر نے
دعا سے درازی حیات دے کے شرم سے سر جھکا لیا اور کرب غازی کے سامنے وہی پرچہ قرطاس جو لکھا تھا خواجہ عمرو کو دیدیا
خواجہ عمرو نے اس پرچہ قرطاس کو بخوبی پڑھ کے اور ہنسکے فرمایا ای کرب غازی امیر با توقیر کو دوبارہ تسلیم کرو چونکہ حمزہ صاحبقران

نے سلام کرانی کے عوض مین فلان فلان شہر اور ملک دیے ہین کرب غازی نے موافق فرمانے خواجہ عمرو کے امیر بانو قیر کو
خوش ہوکر دوبارہ تسلیم کی امیر بانو قیر پھر دعاے طول عمر دے کے تشریف لے گئے پھر بموجب کہنے خواجہ عمرو کے کرب غازی
نے اپنی خوشدامن ملکہ گرویہ بانو کو سلام کیا ملکہ گرویہ بانو نے بھی پس پردہ سے دعاے صحت و سلامتی دے کے ایک ہار موتیون
کا کہ قیمت اسکی خراج ملک یمن کی تھی عنایت فرمایا خواجہ عمرو نے جسطرح کہ سات خلعت مع کشتی اور کشتی پوش کے بارگاہ
سلیمانی مین بعد عقد کرب غازی نذر زنبیل کیے تھے اسی طرح وہ ہار موتیون کا کرب غازی سے لیکر نذر زنبیل کیا اور کہا ای فرزند
مین یہ ہار تمکو نہ دونگا کرب غازی خاموش ہو رہے الحاصل کرب غازی نے بعد تسلیم کرنے امیر بانو قیر اور ملکہ گرویہ بانو اور دیگر
خواتین ذیوقار کے عروس کو جو اٹھایا تو مثل گل مسند سے بسہولت اٹھا لیا اور بجانب در حرم سرا چلے کیونکہ در حرم سرا پر قبل ہی سے دلہن کی
سواری لگی ہوئی تھی کرب غازی نے کچھ خیال خواتین کے رونے کا نہ کیا اور عروس کو بصد تجملات بہزار پردہ داری سوار کیا اسی سواری
مین ملکہ آسمان پری اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور ملکہ سرو سیمین تن زوجہ خواجہ عمرو بھی دلہن کو لیکر بیٹھین بعد سوار کرنے عروس کے
کرب غازی بھی فیل میمونہ پر سوار ہوا اور خواجہ عمرو اور اندلس بھی پاس کرب غازی کے بیٹھے پھر جملہ سلاطین اور شاہزادے
اور سرداران تہور شعار وغیرہ اپنے اپنے فیل و اسپ پر سوار ہوئے اکثر سردارون نے جلوس کے بڑھنے کا انتظام کیا القصہ بعد سوار
ہونے جملہ خواتین اور سلاطین وغیرہ کے برات اسی تجمل و جلوس سے بصداے نقارہ و دہل و طبل وغیرہ روانہ ہوئی خواجہ عمرو اپنی
بہو کو بیاہ کر بہزار خوشی اپنے مکان کیطرف چلے لیکن اسی طرح زر سرخ و سفید سر کرب غازی پر اثناے راہ مین نثار کرتے ہوے
قبل وقت نماز سحر اپنے مکان پر پہونچے کرب غازی نے فیل میمونہ سے اترکر ایک ایوان عالیشان مین کہ جو نہایت ہی آراستہ
پیراستہ کیا تھا عروس کو بہزار پردہ داری سواری سے اتارکر ایک مسند پر جاکر بٹھا دیا پھر ملکہ سرو سیمین تن اور ملکہ آسمان پری
اور ملکہ رابعہ اطلس پوش و دیگر خواتین سواریون سے اترین اور داخل ایوان ہوئین بعد اسکے تمام مال و اسباب جہیز کا کہ جو
لے آتے تھا چند ایوان وسیع مین رکھا گیا جب وقت نماز کا آیا جملہ خاص و عام نے سواریون سے اتر اتر کے وضو کیا اور شور
باجون کا موقوف کراکے نماز سحر پڑھی خواجہ عمرو بعد نماز پڑھنے کے کرسی پر بیٹھے جن مہمانون کو رخصت ہونا منظور تھا وہ
سب خواجہ کے پاس آئے اور بعد تہنیت کے یہ سخن زبان پر لائے کہ اب ہمکو رخصت کیجیے خواجہ نے کہا ابھی تو مین رخصت نکرونگا
لیکن جب ان سب نے بہت اصرار کیا اسوقت خواجہ عمرو نے بدرجہ مجبوری ان سب کو یہ کہکر رخصت کیا کہ آپ سب
صاحبون نے مجھپر بڑا احسان کیا اور مین آپ کا مرہون منت ہوا ان سب نے کہا ای خواجہ یہ کیا کہتے ہو خود تمھارے
احسانات ہمپر ہین تمنے بارہا ہمکو قید سے عیاری کرکے چھڑایا ہی اسکے علاوہ اور بھی طرح طرح کے احسان ہمپر تمنے کیے ہین
الغرض وہ سب کے سب یہ کہکے خواجہ عمرو سے رخصت ہوے اور اپنے اپنے مکان اور مقام پر گئے بعد رخصت ہونے
ان سب کے اکثر خواتین بھی خواجہ عمرو سے رخصت ہوئین پھر خواجہ عمرو نے جملہ فردین حساب کی نکالین کیونکہ خواجہ
عمرو ایک ایک پیسا اور ایک ایک کوڑی جو صرف کرتے تھے لکھتے گئے تھے غرض بعد نکالنے فردون کے خواجہ عمرو
حساب لگانے لگے جب جملہ فردون کا حساب لگا چکے میزان حساب پر نظر کرکے بے اختیار رونے لگے کبھی سر اپنا دونون
ہاتھون سے پکڑ لیتے تھے اور کبھی اپنے کلیجے پر دونون ہاتھ بصد اضطراب رکھتے تھے کبھی نالہ بلند کرتے تھے جو لوگ کہ ابھی رخصت
نہین ہوے تھے ان سب نے یہ کیفیت خواجہ عمرو کی جو دیکھی گھبرا گئے اور بیتاب و بیقرار ہوکر دوڑے جب خواجہ عمرو
کے پاس آئے پوچھنے لگے خواجہ خیر تو ہی مزاج کیسا ہی سبب نالہ و بکا کیا ہی خواجہ عمرو نے سب سے روکر کہا ای یارو کیا
پوچھتے ہو اب مین بالکل محتاج ہوگیا سراسر لٹ گیا ایک کوڑی تک اب زنبیل مین باقی نہ رہی برسون کی کمائی خرچ
کر ڈالی دیکھو زنبیل مین خاک اڑ رہی ہی کرب غازی اپنے فرزند کی شادی مین کثرت سے زر سرخ و سفید مین سے

صرف کرڈالا لاکھون بلکہ کرورہا روپیہ علاوہ زنبیل کے روپیہ کے مین نے مہاجنون سے قرض لیکر شادی مین لگا دیا اب یہ قرضہ کیونکر ادا ہوگا اور میری بسراوقات کس صورت سے اور کیونکر ہوگی اس وجہ سے روتا ہون سب سردارون نے کہا ای خواجہ آپ اسقدر مغموم و محزون نہون انشاء اللہ تھوڑی مدت مین جسقدر آپنے روپیہ قرض لیا ہی سب ادا ہو جائیگا کیونکہ جملہ سلاطین لشکر اور شاہزادے زرکثیر وقتاً فوقتاً آپکو دیا کرینگے کسیقدر ہم بھی آپ کی خدمتگذاری کرینگے خواجہ عمرو نے فرمایا تم سب اسوقت مجکو تسلی دیتے ہو اب جسقدر کہ روپیہ خرچ کیا ہی پھر جمع نہوگا اور جو قرضہ مہاجنون کا ہی میری زندگی مین ادا نہوگا دیکھیے سب مہاجن میرا کیا حال کرتے ہین اور یہ جو تمنے کہا کہ سلاطین اور شاہزادے مجکو روپیہ دینگے یہ محض تمھارا خیال خام ہی مجکو بیہ امید نہین کہ کوئی مجکو ایک کوڑی بھی دے سردار وغیرہ تقریر خواجہ سنکے خاموش ہو رہے لیکن جملہ عیاران لشکر اسلام نے دست بستہ عرض کیا ای خواجہ اگرچہ فی الحقیقت آپنے زرکثیر اپنے فرزند کی شادی مین صرف کیا ہی لیکن کچھ آپ تردد نہ فرمائین ہم سب تابعدار و خادم آپ کے موجود ہین اگر خدا نے چاہا تو عیاریان کرکے زر و جواہر انعام مین پاکر مال و اسباب کفار کا عیاریون سے حاصل کرکے آپکو دینگے آپ جلد قرضہ مہاجنون کا ادا کر دیجیے گا خواجہ عمرو نے فرمایا قرضہ ادا ہونا مہاجنون کا بہت مشکل ہی تم لوگ اسوقت کہتے ہو مگر کچھ دوگے نہین برق نے تڑپ کے کہا استاد مین اقرار کرتا ہون کہ جہانتک مجھسے ہوسکیگا آپ کا قرضہ ادا کرونگا خواجہ نے فرمایا دور ہو او نالائق تو خود استاد سے یہ چاہا کرتا ہی کہ کچھ مجھی کو دیدین بھلا تو کیا دیگا تیرے استاد کو اب اگر دیگا تو خدا ہی دیگا ورنہ تیرے استاد کی اب آبرو باقی نہ رہیگی جسوقت خواجہ نے برق کو جھڑک کر یہ کہا کہ تو کیا دیگا سب عیار بے اختیار ہنسنے لگے خواجہ کو یہ خیال غصہ آیا کہ مین تو روپیہ کے صدمہ مین ہون یہ سب نالائق ہنستے ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو کوڑا لیکر اٹھے جملہ عیار شب بخیر کرکے چل دیے پھر خواجہ کرسی پر بیٹھے اور فردین حساب کی دیکھ دیکھکر بے اختیار رونے لگے کرب غازی نے جو احوال گریہ و زاری خواجہ عمرو کا سنا ایوان سے بیتاب و بیقرار ہوکر باہر آیا اور خواجہ عمرو سے پوچھنے لگا آپ کیون روتے ہین خواجہ نے فرمایا ای بیٹا کیا پوچھتے ہو ہم تو تمھاری شادی مین لٹ گئے فقیر ہو گئے اور بہت سے مہاجنون کے کرور ہا روپیہ کے قرضدار ہو گئے کرب غازی نے عرض کیا آپ ملول نہون خداوند عالم پھر آپکو اسیقدر روپیہ دیگا جسیقدر آپنے میری شادی مین صرف کیا ہی کرب غازی یہ کہکے داخل ایوان ہوئے لیکن خواجہ عمرو روپیہ کے خرچ ہو جانے سے اسیطرح مغموم بیٹھے رہے خواجہ کو تو محزون بیٹھا رہنے دیجیے دیکھیے کب تک انکا رنج برطرف ہوتا ہی اور کس زمانہ مین خواجہ عمرو قرضہ سے مہاجنون کے ادا ہوتے ہین لیکن اب کچھ حال کرب غازی کا سنیے کرب کبھی باہر آتا ہی اور محفل مین بیٹھتا ہی اور گانا نازنینان خوش گلو کا سنتا ہی کبھی اٹھکر ایوان مین جاتا ہی دل کرب غازی کا پریشان ہو رہا ہی خداوند عالم سے دمبدم دعا کرتا ہی کہ پروردگارا کہین جلد آفتاب غروب ہو اور شام ہو مدعائے دلی عروس سے حاصل کرون لیکن دن کسی طرح نہین کٹتا اور شام کسی طرح نہین ہوتی آخر بہزار انتظاری آفتاب غروب ہوا اور ماہ تابان فلک پر ظاہر ہوا کرب غازی نے وضو کرکے نماز مغرب مین بصد خشوع و خضوع پڑھی اور بسبب ہونے شام کے سجدہ شکر کیا بعد نماز پڑھنے کے کرب غازی پھر بزم عشرت مین آیا اور نازنینان خوبرو کا گانا سننے لگا پہر رات تک کرب غازی نے گانا سنا اور خوبرویان زہرہ خصال کا ناچ دیکھا پھر کرب غازی بزم عشرت سے اٹھکر داخل ایوان ہوا وہان جاکر دیکھا کہ خواتین ذیوقار چمن وبیمار عروس بیٹھی ہین اور نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال روبرو سے عروس و دیگر خواتین ذی وقار مثل ملکہ آسمان پری اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور ملکہ سرو سیمین تن وغیرہ گا رہی ہین انعام مین زرکثیر لے رہی ہین غلغلہ تہنیت ایوان مین چہار جانب بلند ہی کرب غازی بعد اکل و شرب کے پھر ایوان سے باہر چلا آیا اور محفل عشرت مین بیٹھکر ناچ خوبرویان جہان کا دیکھنے لگا یہانتک کہ قریب نصف شب کے بزم عشرت مین بیٹھا رہا پھر بزم عشرت سے اٹھکر

ایوان مین گیا وہان بھی دیکھا کہ بدستور مہ جبینان خوش گلو گا رہی ہین جب زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی اسوقت ناچ موقوف ہوا جملہ خواتین جو عروس سے قریب بیٹھی ہوئی ہین ہر ایک بہانہ سے عروس کے پاس سے اٹھین اور اپنی اپنی آرامگاہ مین آکر مصروف خواب ہوئین جب کرب غازی نے دیکھا تخلیہ ہوگیا اور کوئی عورت عروس کے پاس نہین رہی اسوقت کرب غازی براے حصول مدعاے دل پاس عروس کے گیا اور قصد حاصل کرنے مدعاے دل کا کیا لیکن عروس نے جو کرب غازی کو اپنے قریب دیکھا گنجینہ نہان کی حفاظت کا خیال کرکے کرب غازی کو اپنے پاس سے علیحدہ کرنا چاہا کرب غازی نے کثرت شوق سے جستجوے گوہر تمناے دل مین کوشش کی لیکن در مدعا ہاتھ نہ آیا آخر نوبت کشتی کی پہونچی نوشاہ و عروس مین باہم کشتی ہونے لگی پردے مسہری کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور مسہری نے بھی بعد تھوڑی دیر کے اُن دونون زور آورون سے شکست پائی یعنی مسہری بھی ٹوٹ گئی لیکن غازی نے مسہری کے ٹوٹنے کا کچھ خیال نہ کیا اور جو فرش کہ زمین پر بچھا ہوا تھا اُسی فرش پر مدعاے دل حاصل کرنا چاہا مگر باوجود کشتی ہونے کے بھی مراد دل بر نہ آئی آخر وہ وقت آیا کہ موذن نے اذان دی صداے مرغ سحر کان مین آئی سفیدی سحر آسمان پر ظاہر ہوئی کرب غازی اُسوقت حصول تمناے دل سے مایوس ہوکر عروس کو چھوڑکر علیحدہ ہوا اور نماز پڑھکے ایک پلنگ پر جاکر لیٹ رہا اُدھر عروس نے بھی کرب غازی کی کشتی سے فرصت پاکر آرام کیا جب آفتاب بلند ہوا اُسوقت کرب غازی بیدار ہوا اور باہر ایوان کے چلا گیا یہان خواتین ایوان نے بیدار ہوکر عروس کو جو دیکھا تو عجب کیفیت دیکھی یعنی دیکھا کہ عروس اور ایک پلنگ پر سو رہی ہے اور مسہری کے پردے تمام پھٹے ہوے ہین مسہری ٹوٹ گئی ہے اکثر خواتین مسن نے باہم ہنسکر کہا کہ رات کو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بڑی جنگ درمیان نوشاہ و عروس کے ہوئی غرض جب ملکہ زبیدہ شیر دل بیدار ہوئین کنیزین بہر خدمت حاضر ہوئین الحاصل بعد چوتھی کی رسم کے شب کو پھر کرب غازی نے ارادہ حاصل کرنے مطلب دل کا کیا لیکن مثل شب اول اس شب کو بھی باہم کشتی ہوئی اور تا سحر کشتی ہوا کی کرب غازی کا مدعاے دل اس شبکو بھی حاصل نہ ہوا آخر نماز سحر پڑھی بعد اداے فریضہ سحری کے علیحدہ عروس سے آکر پلنگ پر لیٹ رہا قصہ کوتاہ اسی طرح سات راتین گذرین ہر چند شبہاے مسطورہ مین کرب غازی نے چاہا کہ مدعاے دل حاصل ہو مگر نہوا روز ہشتم کرب غازی اپنے خیمہ مین تنہا بیٹھے ہوے تھے اور یہی فکر کر رہے تھے کہ دیکھیے مدعاے دل کیونکر حاصل ہوتا ہے ناگاہ خواجہ عمرو بھی آ گئے کرب غازی واسطے تعظیم خواجہ کے کھڑے ہوگئے خواجہ عمرو کرسی پر جلوہ فرما ہوے جب خواجہ عمرو نے چہرۂ کرب غازی پر نظر کی دیکھا کہ چہرۂ کرب غازی سے آثار تردد ظاہر ہین خواجہ عمرو نے پوچھا ای فرزند تمھارا مزاج کیسا ہے اسوقت مین تمکو متردد پاتا ہون کرب غازی نے یہ عرض کیا کہ افضال خدا اور آپ کی برکت دعا سے مین اچھا ہون لیکن جو مجکو اسوقت فکر ہے اسکو آپ کی خدمت عالی مین مناسب جانکر عرض نہین کرسکتا خواجہ عمرو نے فرمایا وہ کونسی تمکو فکر ہے کہ جسکو تم مجھسے بیان نہین کرتے ہو کرب غازی نے عرض کیا کہ مجکو ایک ایسے امر کی فکر ہے کہ بزرگون سے بیان کرنا اُسکا خلاف ادب ہے خواجہ عمرو نے فرمایا ای فرزند مین نے تیری خوشی کے واسطے کرور ہا روپیہ صرف کرکے تیری شادی کی زوجہ بھی تجکو الطاف و عنایت ایزدی سے وہ ملی ہے کہ جو بیٹی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کی ہے اب تجکو کس امر کی فکر ہے اور باعث تیرے متردد ہونے کا کیا ہے کرب غازی نے عرض کیا آپ میرے متردد ہونے کا باعث مادر عالیقدر ملکہ سرو سیمین تن سے دریافت کر لیجیے گا مین عرض نہ کرونگا خواجہ عمرو گفتگوے کرب غازی سنکے نہایت متفکر ہوے آخر داخل ایوان ہوکر اور اپنی زوجہ ملکہ سرو سیمین تن کو علیحدہ بلاکر آہستہ اسطرح پوچھنے لگے کہ ای تسلی بخش قلب مضطر کچھ تمکو معلوم ہے کہ باعث کرب غازی کے متردد و متفکر ہونے کا کیا ہے اسوقت مین نے اسکو خیمہ مین متفکر

بیٹھا ہوا دیکھکر ہر چند وجہ تردد کی دریافت کی مگر اُسنے مجھسے سوائے اسکے اور کچھ نہ کہا کہ میری والدہ سے دریافت کر لیجیے پس
مین اسوقت تمھارے پاس اسی واسطے آیا ہون کہ تمسے سبب اُسکے متفکر ہونے کا پوچھون ملکہ سرو سیمین تن نے
شرما کر اور مسکرا کر یہ کہا کہ مین اور تو کوئی وجہ کرب غازی کے متفکر ہونے کی نہین جانتی سوائے اسکے کہ جس دن سے
تم اپنی بہو ملکہ زبیدہ شیر دل کو بیاہ کے لائے ہو اُسی روز سے ہر شب کو کرب غازی اور ملکہ زبیدہ شیر دل سے کشتی
ہوا کرتی ہے اصل تو یہ ہے کہ تمھاری بہو اسم بامسمی ہے کرب غازی بظاہر بسبب غالب ہونے کے متردد ہوگا خواجہ عمرو
نے یہ حال اپنی زوجہ سے سنکے تھوڑی دیر تامل فکر کی اور بعد فکر کرنے کے ایک شیشی کہ اُسمین بیہوش کرنے کی کوئی دوا تھی زنبیل
سے نکالکر اپنی زوجہ کو دی اور کہا کہ آج کی شب اس شیشی کو کسی طرح ملکہ زبیدہ کو سنگھا دینا مگر زیادہ نہ سنگھانا ورنہ بیہوش
ہو جائیگی ملکہ سرو سیمین تن نے وہ شیشی خواجہ عمرو سے لیکر بحفاظت رکھی خواجہ عمرو نے شیشی مذکور اپنی زوجہ
کو دے کر ایوان سے قصد باہر آنے کا کیا تھا ناگاہ ملکہ آسمان پری و ملکہ رابعہ اطلس پوش وغیرہ جسقدر خواتین
مہمان تھین سب کی سب خواجہ سے طالب رخصت ہوئین خواجہ نے سب کو رخصت کیا اور ایوان سے باہر آئے یہان
بھی باقیماندہ جو مرد مہمان تھے وہ بھی خواجہ سے طلبگار رخصت ہوئے خواجہ نے انکو بھی رخصت کیا غرض جسقدر زن و
مرد مہمان تھے سب کے سب رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان اور مقام مسکن پر گئے بعد اسکے خواجہ کرب غازی کے پاس
آئے اور یہ کہا کہ اے فرزند اب کچھ تم تردد نہ کرو مین نے تمھارے دفع تردد کی تدبیر کر دی ہے کرب غازی یہ گفتگو خواجہ
عمرو کی سنکے دل مین اپنے بہت خوش ہوئے اور یہ خیال کیا کہ خواجہ نے کوئی تدبیر کر دی ہے آج یقین ہے کہ مین اپنا مدعائے
دل حاصل کرونگا خواجہ عمرو تو کرب غازی سے تقریر مذکور کر کے چلے گئے لیکن کرب غازی اپنے خیمہ مین بیٹھے
رہے جب وہ دن گذر کے شام ہوئی کرب غازی نے نماز مغرب و عشا کی پڑھی پھر ایوان مین داخل ہو کر طعام تناول
کیا جب زمانہ قریب نصف شب کے گذرا اسوقت ملکہ سرو سیمین تن نے وہی شیشی جو خواجہ نے دی تھی ملکہ زبیدہ
شیر دل کو عطر کے بہانے سے سنگھا دی مگر کم سنگھائی فوراً ملکہ زبیدہ شیر دل کی قوت مین کمی ہوئی اور طبیعت
کسلمند ہوئی سر مین کسیقدر درد ہونے لگا مگر بیہوش نہین ہوئین ملکہ سرو سیمین تن شیشی کو سنگھا کر چلی آئین کرب غازی
نے جب دیکھا عروس کے پاس کوئی عورت نہین ہے اسوقت بصد شوق و اشتیاق بہ ارادہ حصول مدعائے دل پاس
عروس کے آئے چونکہ ملکہ زبیدہ شیر دل کے دست و پا مین بوجہ سونگھنے اُس شیشی کے قوت و طاقت نہ تھی اس
سبب سے کرب غازی نے بسہولت اپنا مدعائے دل عروس سے حاصل کیا ملکہ زبیدہ شیر دل بقدرت
پروردگار عالم اُسی شب کو حاملہ ہوئین غرض کرب غازی بعد حاصل کرنے اپنے مدعائے دل کے ملکہ زبیدہ شیر دل
کے پاس سے علیحدہ ہو کر گئے ملکہ زبیدہ شیر دل نے جو اس عالم کم قوتی مین اپنے حال خراب پر نظر کی کرب غازی
پر کمال غصہ آیا اور اپنے دلمین یہ خیال کیا کہ اس پسر پہلوان غازی نے مجھسے بے ادبی کی اور وہ حرکت ناشایستہ کی کہ جس حرکت
سے مجکو صدمہ پہونچا غرض ملکہ زبیدہ شیر دل کرب غازی سے ناخوش ہو کر بعد گذرنے شب کے صبح کو سوار ہو کر اپنی مادر [illegible]
ملکہ گردیہ بانو کے پاس چلی گئین اور سبب اپنے چلے آنے کا اور کرب غازی سے ناخوش ہونے کا خواصون اور انا وغیرہ سن رسیدہ
عورتون سے بیان کیا جب زمانہ تین چار مہینے کا گذرا ملکہ زبیدہ شیر دل کا شکم کچھ بڑا ہو گیا ملکہ زبیدہ شیر دل کو اپنے پیٹ کے
بڑے ہو جانے سے بہت تشویش ہوئی آخر ایکروز انا اور ملکہ گردیہ بانو کی خدمت مین حاضر ہو کر ملکہ زبیدہ نے اپنے
شکم کے پھول جانے کا حال عرض کیا ملکہ گردیہ بانو نے ہنسکر فرمایا اے نور نظر پارۂ جگر کچھ تم اپنے پیٹ کے پھول جانے اور
بڑے ہو جانے کا خیال اور صدمہ نکرو یہی عارضہ مجکو بھی ہو گیا تھا اور بعد نو مہینے کے دفع ہو گیا انشاء اللہ تمھارا پیٹ بھی

انشاء اللہ تمہارا بیٹا بھی نو مہینے کے بعد پھر ویسا ہی ہو جائیگا جیسا کہ پہلے تھا ملکہ زبیدہ شیردل بموجب فرمانے مالکہ گرویدہ ہالو
کے اپنے بیٹے کے بھول جانے کو عارضہ تصور کر کے ہنسی ہو رہیں ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ جو چار سو تصویریں حمزہ
صاحبقران نے قبل اسکے سرداروں پر تقسیم کی تھیں سب سرداروں کی شادیاں انھیں چار سو شاہزادیوں کے ساتھ اتمام
شادی ملکہ زبیدہ شیردل میں نہایت ہی تجمل و تکلف سے ہو گئیں اس ہیچمدان نے بخیال طول مفصل ہر ایک کی شادی
کا حال نہیں لکھا اور یہ بھی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعد شادی کرنے ملکہ زبیدہ شیردل کے اسکے دوسرے روز
زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نے عقد اپنا ملکہ مہر گہر تاجدار کے ساتھ بہ تجمل شاہانہ کیا اور بعد
عقد کرنے ملکہ مہر گہر تاجدار کے دختر گاؤ لنگی سے بھی نکاح کیا ملکہ مہر گہر تاجدار کے شکم سے حمزۂ ثانی پیدا ہوتے ہیں اس
صورت سے کہ دست و پا و دیگر اعضا مفہوم نہیں ہوتے ملکہ مہر گہر تاجدار اپنے فرزند حمزۂ ثانی کو ایک لوتھڑا گوشت کا دیکھ
کر رو دیتی ہیں اور گہوارے میں ڈال دیتی ہیں یکایک حمزۂ ثانی گہوارے سے غائب ہو جاتے ہیں اور یہ آواز ملکہ مہر گہر تاجدار
کے کان میں آتی ہے کہ اے ملکہ مہر گہر تاجدار تم اس اپنے فرزند کی جدائی میں گریہ و زاری نہ کرنا یہ فرزند انشاء اللہ دست و پا
سے درست ہو کر تجھے ملیگا ملکہ مہر گہر تاجدار آواز سنکے گریہ و زاری چنداں نہیں کرتی ہے اور وہ فرستادہ حبیب خدا اشرف انبیا
محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہے حمزۂ ثانی کو جو گہوارے سے لیجاتا ہے وہ خدمت حبیب خدا میں حاضر ہو کر
حمزۂ ثانی کو حضرت کے قدم اقدس پر ڈال دیتا ہے اور حضرت لعاب دہن کو اپنے حمزۂ ثانی کے مقامات دست و پا وغیرہ
پر لگا دیتے ہیں اور بحکم خدا اور تاثیر لعاب دہن حضرت سے حمزۂ ثانی کے اعضا درست ہو جاتے ہیں غرض اب حمزۂ ثانی
کا حال آئندہ مقامات مناسب پر لکھا جائیگا اور دختر گاؤ لنگی کے بطن سے بھی ایک طفل پیدا ہوتا ہے اور اسکا نام قہقہور
دیو سپید ہوتا ہے اسکا بھی ذکر کیا جائیگا اور بعد نو مہینے گذرنے کے ملکہ زبیدہ شیردل کے شکم سے اسد پیدا ہوتے ہیں
اگر اب حال گاؤ لنگی گاؤ سوار کا سنئے کہ یہ بد باطن ہر روز اپنے دلو تنگ عیار سے رو رو کر کہا کرتا ہے کہ اے دلو تنگ اب
سوا اسکے مر جانے کے اور کوئی صورت زیست کی نظر نہیں آتی ہے اور کسی طرح ان خدا پرستوں سے حرمت نہیں بچتی دلو تنگ
عیار نے کہا یا اسرافیل درگاہ لقا میں کبھی غافل نہیں رہتا اور دن رات ان خدا پرستوں کی فکر میں پھرتا ہوں دیکھئے
آج کل میں کوئی ایسی صورت نکلی آتی ہے کہ یہ سب کے سب غارت ہو جائینگے یہ کہہ کے دلو تنگ پھر یہاں سے چلا اور
کئی روز اسی فکر و تدبیر میں پھرا کیا ایک روز کی نقل ہے کہ ایک سردار بارگاہ نشین لقائے مشرک خدا کا کہ نام اسکا ارژنگ
کوہستانی ہے اور وہ تین لاکھ سوار کا مالک ہر برس سے کوئی دو سو کوس پر اسکا ملک کوہستان تھا ان دلو تنگ عیار ہوشیار
اور ارژنگ کوہستانی سے اپنے ساری مصیبت گاؤ لنگی گاؤ سوار کی بیان کر کے کہا کہ کوئی راہ ایسی نکالیے کہ اسرافیل
درگاہ لقا حمزہ کے ہاتھ سے جانبر ہو ارژنگ کوہستانی نے جواب دیا کہ پھر جو صلاح تم بتلاؤ میں کروں دلو تنگ عیار
نے کہا کہ کوئی تدبیر میرے نزدیک تو اس سے بہتر نہیں کہ تم کسی حیلے سے حمزہ کے پاس جا کے مسلمان ہو جاؤ اور
کسی مکر و فریب سے گاؤ لنگی گاؤ سوار اور تم دونوں شریک ہو کر تمام حمزہ کی فوج و سپاہ کو مار کے تباہ کرو ارژنگ
کوہستانی نے کہا کہ میری طرف سے تم جا کے اسرافیل قدرت سے پیام دو کہ تم وہاں سے میرے پاس چلے آؤ پھر
ہم اور تم دونوں ملکے حمزہ سے مقابلہ کرینگے اور سبکو مار کے تہ و بالا کر کے اپنا ملک چھین لینگے دلو تنگ عیار نے پیام
ارژنگ کوہستانی کا گاؤ لنگی گاؤ سوار سے آکے کہا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکے دوسرے دن توقف
دربار بحضور امیر نامدار عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران ایک مدت گذری ہے کہ میں کہیں گھر سے نکلکے نہیں جاتا
اس باعث سے عجب طرح کی جی کو الجھن اور دل کو حقانیت سی رہا کرتی ہے اگر اجازت ہو تو شکار کو جاؤں

دس بارہ دن سیر وشکار کرکے پھر حاضر ہونگا سلطان عالیمقام نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ پس گاؤ لنگی گاؤ سوار سلطان
صاحبقران نامدار سے اجازت رخصت کی لیکر مع اپنی فوج کے بحیلہ سیر وشکار سوار ہوکر سمت کوہستان روانہ ہوا ادہر تیزتک
عیار نے جاکر ارژنگ کوہستانی سے اطلاع کی کہ شاہ پر بر اسرافیل درگاہ خداوند لقا شکار کا بہانہ کرکے قریب کوہستان
کے آپہونچا ہے اب جو مناسب ہو وہ کیجیے ارژنگ کوہستانی آمد گاؤ لنگی گاؤ سوار کی سنکے مع اپنے تین لاکھ سوار کے بطور
استقبال کے چلا اور اثناے راہ مین گاؤ لنگی گاؤ سوار کی ملاقات کرکے بڑے اعزاز واکرام سے گاؤ لنگی کو اپنے مکان مین
لایا اور گاؤ لنگی کو تخت پر بٹھلاکر کہا کہ اے شاہ پر بر تو خاطر جمع رکھ کہ مین دوپہر کی لڑائی مین حمزہ کو شکست فاش دونگا گاؤ
لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ اے ارژنگ یہ مشورہ اچھا نہین یہ صلاح بہتر ہے کہ مین تو حمزہ کے لشکر مین بدستور رہون اور روز
اسکی بارگاہ مین جاؤن اور تم آکے طبل جنگ بجواکے حمزہ کی فوج سے مقابلہ کرو اگر تمھارا غلبہ اسپر ہوا یا کوئی
گھات بن پڑی تو مین بھی اپنا لشکر تیار کرکے پشت پر سے حمزہ کی فوج کو مارونگا اور جھپٹ پٹ اسکے لشکر کا استیصال ہم تم دونو
ملکے کرینگے اور جو خدانخواستہ تمھارے لشکر کی شکست ہوئی یا خدانخواستہ تم گرفتار ہوگئے تو مین تمھارا ساتھی اور حمایت دار
ہوکر تمکو قید سے چھڑا دونگا یا صلح کرا دونگا ارژنگ کوہستانی نے کہا یا اسرافیل قدرت یہ بات تو غیر ممکن ہے کیونکہ تو شاہ
پر بر ہے جب تک تو لشکر مین ہمارے ہوگا تیرے ملک مین ہماری فوج کیونکر یورش کریگی اور تیرے بغیر کئی لڑنے
مرنے کا ارادہ نہ کرونگا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا تو خیر مین اپنے خیمہ مین جاتا ہون اور رات کو شبخون حمزہ کے لشکر پر مارکے
تمھارے پاس چلا آؤنگا غرض یہ صلاح دونون کو پسند آئی اور گاؤ لنگی گاؤ سوار ارژنگ کوہستانی سے رخصت ہوکر
اپنے ملک مین پھر آیا اور صبح کو بوقت دربار بارگاہ سلیمانی مین آکے بدستور معمول اپنے حاضر رہا بعد برخاست دربار
اپنے خیمہ مین جاکر خفیہ خفیہ تمام اپنی فوج وسپاہ کو حکم دیا کہ ہم آج شبکو حمزہ کے لشکر پر شبخون مارکے سمت
کوہستان نکل جاینگے چنانچہ سارا لشکر اسکا مستعد اور ہوشیار ہوکے منتظر رہا جبکہ دوپہر رات کا عمل ہوا تو اس وقت
گاؤ لنگی گاؤ سوار نے مع اپنی فوج وسپاہ کے لشکر فیروزی اثر پر سلطان نامور کے شبخون مارا اور سیکڑون بندگان
خدا اور غازیان دیندار کو شہید کرکے صاف نکلا ہوا سمت کوہستان ارژنگ کوہستانی کے پاس چلا گیا جب وقت
صبح کا ہوا اور شہنشاہ گیتی پناہ سعد بن قباد نے بارگاہ سلیمانی مین آکر تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا امیر باتوقیر دنگل
ناد غیر پر متمکن ہوے اور پانچ ہزار پانچسو چھپن سرداران نامی بہادران گرامی جوانان صف شکن اور شیر افگن بہادران
تہمتن ستیز ہمت شعار شجاعت کردار سب اپنے اپنے ونگاو پر آن کر بیٹھے تو ایک مرتبہ سامنے سے ایک جوڑی
ہرکارے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق بارگاہ عرش اشتباہ سلیمانی مین آکے اور روبرو تخت بادشاہ کے زمین ادب کو بوسہ
دیکر بعد دعا وثناے شاہنشاہی کے یون پرداز ہوے قطعہ بادشاہا بارگاہت چون فلک پرنور باد داد وعدلت در سراسر مملکت
معمور باد ای فریدون ہمت ورستم دل وجمشید فر تیغ تدبیر فرق دشمن ناصر ومنصور باد سرور عالم کی عمر دراز ہو آج رات کو
گاؤ لنگی گاؤ سوار نے مع تمام اپنی فوج وسپاہ کے شبخون لشکر اسلام پر لاکے بہت سے اہل اسلام اور مومنین کو شہید کیا اور
سمت کوہستان نکلکر ارژنگ کوہستانی کے پاس گیا ہے سلطان والاشان حمزہ صاحبقران یہ حال گاؤ لنگی گاؤ سوار
کا سنکے نہایت درہم اور برہم ہوے اور جانب پل عادیان پور شدادیان کنعانیان کرب بن کوہ کرب عمرو معدی کرب
پہلوان عادی کیطرف مخاطب ہوکر حکم دیا کہ ہمارا ابھی پیش خیمہ سمت کوہستان لیجاو یہ بدذات کہان جاتے میرے ہاتھ
سے نجات نہین پائیگا [illegible] مین آسکے سزاے اعمال کو پہونچا دونگا حسب الحکم
سلطان باکرم کے پہلوان عادی [illegible] لیکر استادہ ہوا یہ خبر ارژنگ کوہستانی نے جو سنی

کہ امیر حمزہ صاحبقران مع فوج دریا موج اور لشکر نصرت آثار آمادہ رزم و پیکار تشریف لاتے ہین اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کو دیکھا
کہ آمد لشکر فیروزی اثر سلطان نامور سے اسکا رنگ فق ہوگیا اور مارے خوف کے بات اسکے منہ سے نہین نکلتی تھی ارژنگ
کوہستانی نے کہا اے اسرافیل درگاہ خداوند لقا تو خاطر جمع رکھ کسی طرح کا اندیشہ اور وسواس اپنے دل مین نہ لا مین ابھی
جا کر حمزہ کو نصیحت کیے آتا ہون تا پھر وہ کبھی نگاہ کج اس طرف کو رخ نہ کریگا یہ کہکر ارژنگ کوہستانی سوار ہو کر سمت لشکر
ظفر پیکر روانہ ہوا جب دروازہ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا پہلوان عادی سے کہنے لگا کہ میرے آنے کی خبر امیر حمزہ صاحبقران
کو کردو بموجب اسکی استدعا کے پہلوان عادی نے اندرون بارگاہ سلیمانی جا کے بحضور سلطان والاشان امیر حمزہ
صاحبقران عرض کی کہ ارژنگ کوہستانی امیدوار باریابی مجرے کا ہے امیر بالوقیر نے فرمایا کہ کیا قباحت ہے بلا لو چنانچہ
حسب ارشاد سلطان عالیمقام کے پہلوان عادی نے ارژنگ کوہستانی کو اشارہ کیا کہ جا زیارت اقدام عالی سے
سلطان صاحبقران کی سعادت یاب ہو ارژنگ کوہستانی بارگاہ مین آیا اور مجراگاہ پر سے مجرا کرکے کھڑا رہا امیر
بالوقیر نے ایک کرسی پر اشارہ بیٹھنے کا کیا ارژنگ آداب بجا لا کے بیٹھ گیا اور ملتمس ہوا کہ یا حمزہ صاحبقران اس ملک
میں جو ہین اول تو آج تک کوئی آیا نہین اور اگر کوئی آبھی گیا ہے تو یہان سے زندہ و سالم بچکر نہین گیا آپ نے اس ملک مین
آکر انواع انواع طرح کی شدتین اور بدبختین کین علاوہ ان باتون کے ملکہ مہر گہر تاجدار بیٹی نوشیروان مالک العادل
کسرے کی جو نامزد شاہ بربر گاؤ لنگی گاؤ سوار کے ساتھ تھی اسے آپ نے اپنے قابو مین کیا رستم خان بن گاؤ لنگی
کو مسلمان کر ڈالا خیر اتبک تو جو کچھ آپ نے کیا اچھا کیا خواہ برا کیا مگر اب آپکو لازم ہے کہ یہان سے کسی اور طرف کو رخ کر جائے
اور گاؤ لنگی گاؤ سوار اسرافیل قدرت خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر کا ہے اس سے تعرض نہ کیجیے کہ انجام اسکا بخیر نہوگا
امیر والاتوقیر نے تقریر اس کوہستانی شریر کی سنکے نہایت درہم و برہم ہو کے فرمایا کہ اے ارژنگ تقریر فضول اور بیہودہ
کوئی سے کیا حاصل بس جا کے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوادے اور سر میدان جو کچھ کہ تیرے دست و بازو اور زور و سعی
سے ہو سکے اسمین قصور نہ کرنا ارژنگ کوہستانی یہ جواب زبان فیض ترجمان سلطان عالی جناب سے سنکے نہایت
پشیمان ہوا اور وہان سے اٹھ کے اپنے لشکر مین آیا اور گاؤ لنگی گاؤ سوار سے کہنے لگا کہ مین نے جا کر حمزہ کا مافی الضمیر
دریافت کیا مجھے یقین ہوا کہ یہ خدا پرست بڑے زبردست ہین تا وقتیکہ یہ سزا نہ پاوینگے اپنے شدائد اور سرکشی سے باز
نہین آوینگے یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے ایک مرتبہ اسکے لشکر مین طبل جنگ بجنے لگا اور یہ خبر لے کے
جاسوسان لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین آکر بحضور شاہنشاہ لشکر اسلام زمین ادب کو بوسہ دے کر پکارے اشعار

از برق دم تیغ تو جہان نورانی — قوس خود را چه کمان تو بر چاکرد
بادشاہ سپہ ایرانی شہ تورانی — آسمان خندہ زد و گنبد تاریخ دانی
خضر الایام سکندر فر دارا آرائی — بادتر کان فلک حلقہ بگوشان تو
مصطفے مشرب حیدر دل جم فرمانی — ز غلامان تو مرتبہ سلطانی

شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو لشکر ارژنگ کوہستانی مین طبل جنگ بجا ہے اور صبح کو وہ کافر معرکہ آرائے میدان جنگ ہوگا سلطان
ظفر انتساب امیر حمزہ عالیمقام نے بمجرد استماع اس کلام کے فرمایا شعر سر کہ نہ پیچد ز شمشیر علی باشد اگر آید بر سر مین یا نصیب
جو کچھ کہ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحہ ناصیہ پر میرے کاتب قدرت سے اپنے بزور دیوان قضا رقم کر دیا ہے
وہی ظہور مین آیا اور آئیگا اس مین فکر اور تردد کرنا عین نادانی اور محض بیوقوفی ہے بس بہتر یہ ہے کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بیدرنگ بجے حسب الحکم جہان مطاع عالم مطیع سلطان والا قدر عالی منزلت کے مہراوج عیاری قطب فلک
خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اپنی کرسی ہدہد پر سے اٹھکر سمت نقارخانہ سلیمانی روانہ ہوا وہان
نقارخانہ سلیمانی مین دو بھائی حقیقی کہ ایک کا نام کہا بر جفنی دوسرے کا نام قلابہ جنینی چین ماچین کے بادشاہزادے

جو دارو غہ نقار خانہ سلیمانی ہین ان دونون نے جسوقت سے کہ آواز طبل جنگ کی لشکر کفار سے سنی ہو دونون بھائی انتظار مین حکم سرکار کے صحن نقار خانہ مین کرسیان بچھا سے بیٹھے ہین اور نقارون کو آگ جلاکے سینک رہے ہین اور چاشنی دیتے ہین اور نوبے بھر کے شہنادون کو درست کرتے ہین اور اپنے اپنے سازون کو سنبھالتے اور دیکھنے بھالنے مین مشغول ہین ناگاہ شاہ عیاران عیار اندرون نقار خانہ پہونچا ان دونون بھائیون نے اپنی اپنی کرسیون پر سے اٹھ کے ایک نے داہنی طرف سے ایک نے بائین طرف عمرو کو نذرین دے کر عرض کی کہ کیا حکم صادر ہوا ہے عمرو نے کہا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے لہذا حکم سلطان والا شان حمزۂ صاحبقران کا ہے کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجوا دو یہ حکم قضا تو ام سلطان باکرم کا سن دونون بھائیون نے عمرو سے کہا بسم اللہ لیس عمرو نے برابر طبل جنگ سکندری کے آکے دونون دوالین لکڑی کی اپنے ہاتھ مین اٹھالین اور طبل سکندری پر ماری ناگاہ قطعہ ز نقارہ آواز آمد برون ؛ کہ گردون دون است دون است دون ؛ طبل زبان دہل زدیہ تحسین اوست مین دین ادین اودین اودیلس ساتھ طبل سکندری کے اٹھارہ سو جوڑی نقارون کی نوازش مین آئی صداے اوس آواز سپاہی اور بجانا بجنے جمشیدی اور سنج گیو مورثی کے گوش گردون تک پہونچی اور غازیان دیندار دلیران تہور شعار آمادۂ رزم و مہیاے قضا ہو کر باہم مصافحہ اور معانقہ کرتے تھے عزیز و اقربا خویش و بیگانہ آپس مین گلے مل مل کے کہتے تھے یاروشب ما ماست فردا چہ زاید دیکھیے کل صبح کو کسکو تختہ تابوت اور کسکو تخت سلطنت نصیب ہو اشعار

در اندیشہ گردن کشان یکسیہ	کہ فردا بنام کہ گردد فلک	زمانہ کرا کار سازی کند	ستارہ بجان کہ بازی کند
کرا تاج اقبال بر سر نہد	کرا تخت تابوت بر ور نہد	کرداند کہ فردا چہ خواہد رسید	نرد پدہ کہ خواہد شدن ناپدید

غرض دونون دلیران نامدار اور بہادران شیر شکار نے جسوقت سے کہ آواز طبل جنگ کی سنی ہے اسوقت سے غسل کر کر کے پوشاکین نہایت نفیس اور پاکیزہ پہن پہنکر عطر پانے اپنے بدن مین مل مل کے سیکڑون مسجدون خانقاہون مین ہزارون لب دریا ہزارون سمت صحرا ہزارون جانب میدان دغا جا جا کے سجادے بچھا سے سمت قبلہ کیے حضور قلب اور خلوص نیت سے پیچھے صد دانہ اشک کو تار نظر مین پروسے کیے بجناب باری مستدعی اور ملتجی تھے کہ اے خالق اکل صبح کو وعدہ گاہ مصاف مین امتحان قوم اشراف اور قرقہ اجلاف کا ہو گا اور جو ہر والا نشینی اور عالیجا ندانی کا ہر ایک والا و ہر بہادر کے جدا ہی کیا ہو دا اور زبان نیزہ و خنجر سے ہر حانہ اوسا آئیگا پس دل ایک قطرہ خون ہے اسکا کچھ اعتبار نہین لہذا ایسے ہی کہ اس دل مین کوئی فساد واقع نہو اور ایسا ہو کہ میدان رزمگاہ سے کوئی قدم ہمارا آگے سے پیچھے کو ہٹ جاسے صدقہ اپنی وحدانیت کا ہمکو سرسے خون سکا اور بدصیان زخمون کی نصیب کرتا تا کہ دو ٹھانسے ہو سے اپنے آقا سے کو نعمن خداوندان نعمت کے ساتھ سرخرد سے جاوید کہلاوین غرض یہان تو تمام لشکر مین شجاعان صاحب عزو تمکین اور مومنین کا یہ حال تھا اور باقی لکھو کھا دلیر اور شیر اپنے سلاحون کی تیاری مین مصروف تھے تلوارون کو چرخ پر چڑھوا کے باسان چٹاتے تھے عقل پیر چرخ کی بھی چرخ مین آگئی تھی خنجرون کو سنگ چٹاتے تھے ترکشون مین سے تیرون کو نکالکر ناقص تیرون کو علیحدہ کر دیا اچھے اچھے تیرون کو پھر ترکشون مین بھر کے رکھا چار آئینون کو لوہ پچھا ملوایا صاف کر کے رکھا تمام رات چار طرف طلادے پھرتے تھے اور ہوشیار باش بیدار باش کی صدا بلند تھی غرض چہل پہل اور جاگ اور ہوشیاری سے وہ شب بسر ہوئی اب وہ وقت آیا کہ خورشید انور اپنا جمال جہان آرا دکھایا اشعار

لگے ہونے نظرون سے تارے نہان	چھپا نور مین جادۂ کہکشان	موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
رخ شمع مائل بزردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا	مسیحا نفس تھی نسیم وزان	اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

یعنی نسیم سحر وزان ہوئی اور درختان پر کثر پر طائران خوش الحان نغمہ خوان ہر گیا ہے کہ ہر زمین زرو دید

وحدہ لاشریک میگویند؛ ذکر خالق جن و بشر مین وظیفہ خوان تھے ناگاہ سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے اندرون بارگاہ
جاکر پایۂ سعادت صاحبقرانی کو بوسہ دیا امیر باتوقیر نے آنکھ کھولی پوچھا رات کتنی باقی ہوگی مقبل نے عرض کی نماز کا وقت کم
سلطان باکرم نے فرمایا کہ پانی وضو کے لیے منگاؤ فراش آفتابہ سلفچی لیے حاضر تھا آپ نے اٹھکر وضو کیا اور بعد وضو دو رکعت نماز
صبح سے الفراغ حاصل کرکے پوشاک ذات اقدس پر آراستہ کی صندوقچہ سلاح کا طلب کیا خود ہودؑ پیغمبر کا سر پر اور زرہ
داودی گلے مین دستانے نوح پیغمبر کے ہاتھون مین چار آئینہ داودی سینہ اطہر پر موزے صالح پیغمبر کے پاؤن مین پہنے
اور کلاہ اس شیر کا جسے سیاہ بوم سفید بوم قاف مین مارا تھا خود پر باندھا اور پر سیمرغ کا اُسپر لگایا سلطان والاشان امیر
حمزۂ صاحبقران اسطرح مسلح اور مکمل ہوکے بارگاہ سلیمانی سے برآمد ہوئے یہان قلندر دیوانہ دروازۂ بارگاہ پر اشقر دیوزاد
کو لیے حاضر تھا امیر باتوقیر نے ایال پر اشقر کی ہاتھ ڈالکر رکاب مین قدم رکھا اور قاش زین پر جلوہ فرما ہوئے شاہ سلیمان
فارسی مظفر فاریابی ابوالمحجن بلخی گرد خواجہ عمرو کران وغیرہ سو سوا سو رفقاے قدیم اور ندیم مجرا کرکے ہمراہ رکاب ظفر
انتساب ہوئے سواری مثل باد بہاری کے روانہ ہوئی جبکہ قریب نقارہ خانہ بلورین کے پہونچے تو دیکھا سامنے عیش محل کی
ڈیوڑھی کا پردہ چرخیون پر کھنچ چکا ہے مجرائی لوگ جمع ہوتے جاتے ہین نقارخانہ مین ٹکور پچھلے پہر کی نوبت کی لگ رہی
ہر گلال باڑی اٹھک قایم ہوا ایک سمت ہزار بارہ سو نچباشے بردار گنگا جمنی روپہلی سنہری نچباشے فلیتے آنپر چڑھے
ہوئے ایک طرف ہزار بارہ سو فانوس مینا کاری ہزار بارہ سو کنول بلورین الماس تراش فانوسون مین شمع کافوری
چڑھی ہوئین مگر صبح ہوگئی تھی اسوجہ سے روشنی پر پھیکیان اور شمعین بے نور معلوم ہوتی تھین ایک طرف سترہ اٹھارہ
سو سقے بادلے کی لنگیان باندھے لنگوٹ تمامی کے کھینچے اودے ساٹن کی مرزئی پہنے ساٹن کے سر دستیر باندھے پیشواری جوتے چڑھے
کے پاؤن مین مشکیزے خوشبودار چڑھے کے گلاب کیوڑہ عرق بہار بید مشک بھرے فوارے ہزارے کے دہانے پر
چڑھائے آبپاشی اور گوہر افشانی کرتے ہوئے ایک سمت ہزار بارہ سو منقل بردار عود و سوز وغیرہ ہاتھون مین لیے
ہزار بارہ سو حاجب دربان رقاصی یوزباشی یساول مردہے نقیب چوبدار بانڈھو کے لال گلابی چیرے سر پر باندھے
پھلکاری کے دارائی کے انگرکھے اور محمودی کے پردہ چاک قبائین پہنے بلبل چشم کے ٹپکے کمر و پیٹے باندھے مشروع
کے پائجامے پاؤن مین چھوٹے سنہری روپہلی مکلل بزرو مغرق بجواہر ہاتھون مین لیے صف بستہ جہان تہان اہتمام مین
سرگرم کار ہین صاحبقران عالی منزلت قریب عتبۂ فلک تکریم ملایک مقیم کے آکے مرکب سے کود پڑے اور ایک
ڈنگل پر متمکن ہوئے اور باقی تمام لوگ مجرے کرکے کرسیان بچھا بچھا کے بیٹھنے لگے کہ یکایک وردی نوازون نے طاشہ
زنی کی وردی بجائی اور امیر باتوقیر اور سب سردارون نے جانا کہ آمد شاہ لشکر اسلام کی ہوئی پس سب ہوشیار ہوکر
اٹھ کھڑے ہوئے پیل عادیان پور شدادیان کبیتان کرب بن کوہ کرب پہلوان عادی درگہ سالار لشکر نے دوڑ کر سرا
پردہ کا اٹھایا اندر سے آواز شہنا نوازون کی گوش زد ہوئی اور قریب چار سو کہاریون پری طلعتون کے تخت
آس سلیمان مرتبت کا دوش بدوش لیے باہر نکلین پہلوان عادی نے پکارا نصر من اللہ فتح قریب امیر باتوقیر
واسطے مجرے کے جھکے مردہے نے آواز دی شہنشاہ عالم پناہ سلامت عالی بادشاہ سلامت امیر باتوقیر کا مجرا
نگاہ روبرو حضرت ظل سبحانی نے بہ کمال عطیات خسروانہ امیر کشورگیر کا مجرا لیکر اپنا ہاتھ چھاتی پر رکھا اور اشارہ
سواری کا کیا بعد اسکے جانب راست سے دست راستیون کا اور جانب چپ سے دست چپیون کا مجرا ہوتا ہوا
تخت بادشاہ سمت وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوا آگے آگے جلوس سواری کا روشن چوکی نواز للت بھیرون
گوشنہاؤن مین پھونکتے ہوئے شہرہ شہنا نوازون کی پیاری دھنین جنہین کان رکھکر ملایک سنین؛ سقے

آبپاشی کرتے ہوئے گرد و غبار کو بٹھلاتے کچھ سواری کے آگے کچھ داہنی طرف کچھ بائین طرف کچھ گھوڑون کے پیٹ تلے
ہوئے ہوئے بجستی و چالاکی تمام پلٹے چلے جاتے تھے امیر بالوقیر سلطان جم قدر داراشان حمزۂ صاحبقران اشقر
دیوزاد پر سوار زیر نشان علم اژدہا پیکر تخت سے شہنشاہ لشکر اسلام کے چالیس قدم سرور ی اور صاحبقرانی کی راہ سے
آگے یہ شعر پڑھتے ہوئے چلے شعر من آن ستارۂ صبحم کہ از کمال ادب ❊ ہمیشہ پیش رو آفتاب میباشم ❊ آگے آگے نقیب
اور کرکیت کرکھا کہتے اور نہیب دیتے بقول میر حسن کہ اشعار نقیب اور جلودار اور چوبدار ❊ یہ کہتے
آپس مین ہر دم پکار ❊ بلا لو جوانو بڑھتے جائیو ❊ دو جانب سے باگین لیے جائیو بڑھے جاؤ آگے سے چلتا قدم ❊
بڑھے عمر و دولت قدم با قدم ❊ غرض جاتے جاتے سواری قریب وعدہ گاہ مصاف کے پہونچی تخت حضرت ظل اللہ
شہنشاہ لشکر اسلام کا قلب لشکر مین آن کے قائم ہوا طرفین سے سردارون نے نکل کے جھاڑی جھنڈی جنگل کی
کاٹ کے میدان ہموار کردیا بیلچہ کار بیلچہ کاری کر کے نکل گئے میمنہ میسرہ قلب و جناح سابقہ کمینگاہ آگے کا ہراول
پیچھے کا چنڈول چودھوین صفین بخوبی آراستہ و پیراستہ کر کے جسکا گھوڑا صف سے قدم بھر آگے بڑھا تھا آسنے
پیچھے ہٹا دیا اور جسکا مرکب قدم بھر سے پیچھے تھا اسکو باگ کا جھٹکا دے کر آگے بڑھایا ہر ایک گھوڑے کی پٹھے پٹھ
کنوتی سے کنوتی سم سے سم دم سے دم برابر کر کے صف آرائی کی گرد شدت اور کثرت گرد و غبار سے تمام آسمان
گند لا نظر آتا تھا ایک دوسرے کو بخوبی نہین دیکھ سکتا تھا نظم ز گرد و غبار سے کہ شد بر سپہر ❊ رہ رفتن خویش گم کرد مہر ❊
ز سم ستوران دران پہن دشت ❊ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ❊ صدا بر ون آواز طبل جنگ ❊ ورنگا ورنگ ورنگا ورنگ ❊
کرۂ ہوا کرۂ خاک ہو گیا تھا اور اندام زمین رعشہ دار معلوم ہوتا تھا اسوقت ہزار ہا سقے طرفین سے آبپاشی پر جھکے
ہوئے گرد و غبار کو بٹھلا رہے تھے بعد دو تین گھڑی بسبب کثرت آبپاشی کے اب جو دیکھا تو وہ گرد فرو ہوئی اور
ایک دوسرے کو بخوبی دیکھنے لگا مگر میدان بصورت دوازورون کے منہ کھولے نظر آتا ہر کسی کو جرأت آگے قدم بڑھانے
کی نہین ہوتی نقیب اور کرکیتون نے طرفین سے نکل کے باواز بلند کہا اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ❊ کوشش نام و ننگ باید کرد ❊ کہان ہین رستم و سہراب کہان ہین سام و نریمان
کون ایسا بہادر ہے کہ آج سر میدان نکلکر نام اپنے باپ دادے کا روشن کرے اور ان بہادرون کا نام بانند
حرف غلط کے صفحۂ امکان سے مٹا دے دو ہا لو ہا لو ہا سب کہین لو ہا بڑی بلا ہے یک آگے پیت رہے اور یک
پا پیچھے پیت جا ❊ ساتھ کرکیتون کے للکارنے کے بہادران ستور سوار و دلاوران تہمتن روزگار کی آنکھون مین نشۂ شجاعت
سے لال لال ڈورے پڑ گئے تھے اور قبضون پر ہاتھ ڈالے برچھے ترچھے بیٹھے میدان کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ارژنگ
کوہستانی اپنے کرگدن کو دبا کے میدان مین نکلا اور گاؤ لنگی گاؤ سوار سے اجازت لیکر مقابلہ لشکر اسلام آیا
ناف میدان مین اپنے گینڈے کو روک کر سلاح شوری اور سراپا دکھلانے کو خوب اس گینڈے کو کاوہ دن پر
لگایا جبکہ گینڈا پسینے مین تر بتر ہو کے خشک ہو گیا تب اسنے باواز بلند کہا اے لشکر خدا پرستان و اے زبردستان از شما
ہر کرا آرزوے مرگ است بیاید بمیدان جنگ کہ ارادۂ دست و پا از وے دارم ابھی اس کوہستانی کے منہ سے یہ کلمہ
پورا نہین نکلنے پایا تھا کہ ایکبار سمت چپ سے مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر سپہ سالار دست
چپ نے اپنی بادپائے عربی کی باگ کو لیا اور روبرو تخت بادشاہ اسلام کے آکے مجرا کیا اور اجازت طلب ہوا
حضرت ظل اللہ شہنشاہ فوج اسلام نے جام کلاہ عفریت اپنے دست مبارک سے لبریز کر کے مالک کو دیا اور زبان
مبارک سے فرمایا کہ مالک تیرا نگہبان سپردم بتو مالک نے آداب بجا لاکے وہ جام نوش کر لیا اور بعد اسکے امیر بالوقیر سے

بھی رخصت میدان لیکے جانب میدان رزم روانہ ہوا اور برابر ارژنگ کوہستانی کے پہونچ کے الیا لگا ور بار اگر گھوڑا ارژنگ کوہستانی کا قریب دس بارہ قدم کے پیچھے ہٹ گیا ارژنگ نے بڑے زور سے باگ کو روک کر اپنے گردن کو قائم کیا اور پھر برابر مالک اژدر کے آکے کہنے لگا اے خدا پرست بیرسم وراہ کہان کی ہر کہ تونے میرے گھوڑے کو آکے اوچھٹر ماری مالک نے جواب دیا کہ یہی طریقہ شجاعان لشکر اسلام کی آمد کا ہے پہلے حریف سے جو مقابلہ کرتے ہین تو او چھٹر مار کے آسے اپنا کر دیتے ہین یہ کلام مالک کا سنکے ارژنگ کوہستانی نے نہایت پیچ و تاب کھایا اور لپکا را لافزنی مردانی عالی مالک نے کہا اول تو اپنے دل کی حسرت نکال بعد ازان اگر میرا خالق تیری ضربہ سے مجھے محفوظ رکھیگا تو مین بھی سمجھ لونگا شعر تو اول برآور تمنائے خویش کہ من خصم را میدہم جائے بیش ؛ یہ سن ارژنگ کوہستانی نے یہ سنکے اور پیچ و تاب کھا کے نیزے کو اپنے سانیہ سے لیکے پر مالک اژدر کے ارادہ مالک اژدر نے ارژنگ کے نیزے کو آتے دیکھ کر اسکے نیزے کی سنان کو روک لیا اور دونون نیزون کی سنانون مین سے ایک آواز جھنجھناہٹ کی پیدا ہوئی چنگاریان آگ کی اڑین اور باہم نیزہ دری ہونے لگی طعنین چلنے لگین اشعار

دو نخل اجل ہر دو را مرگ بار ؛ سنان چون زبان وسنہ نیزہ دار
چنان نیزہ با نیزہ آمیختہ ؛ سنان یک بدیگر درآویختہ
بمیدان کشیدند سنان بہر کین ؛ بجنبش درآمد از ایشان زمین
کہ بر ہم نہ پیچیدہ زانگونہ مار ؛ سنان را چنین کے بود کارزار

بس جبکہ طعنین نیزون کی باہم نکل چکی تھین مگر شعر نہ این راظفر بد نہ آن را خطر ؛ نہ این را خطر بد نہ آن راظفر ؛ چونکہ مالک اژدر فنون نیزہ بازی مین وحید زمان اور فرید عصر تھے ارژنگ کوہستانی نے اپنے دل مین کہا کہ مین مالک اژدر سے نیزہ بازی کی مین عہدہ برا کبھی نہین ہو سکنے کا اور یہ سوچ کر ایک مرتبہ مالک سے کہنے لگا کہ اے مالک اژدر یہ کون شخص تیرا حریف اور پیدا ہوا ہے از راہ نامردی پیچھے سے تجھے پتھر مارتا ہے مالک اژدر نے ارژنگ کوہستانی کی زبان سے یہ سنکے جونہین پلٹ کر پیچھے دیکھا تو سنگ تو کہین بھی نہین کوئی مارتا تھا وہ تو فقط ایک فریب تھا ادھر سے ارژنگ نے قابو پاکے اس طرح سے نیزہ مالک کے ہاتھ پر مارا کہ نیزہ مالک کے ہاتھ سے پار نکل گیا مالک اژدر نے یہ فریب بازی ارژنگ کی جو دیکھی کہ مجھے دھوکھا دے کے اس گبر پر غرور نے زخمی کرنا چاہا تھا تو غیظ و طیش مین آکے نیزہ اپنا ارژنگ کوہستانی کی چھاتی پر مارا کہ پشت سے باہر نکل گیا اور لاش اس جہنمی بدمعاش کی گردن پر سے تلے گر پڑی اور وہ دم بھر مین خاک و خون مین پھڑک پھڑک جہنم واصل ہو گیا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے جو دیکھا کہ ارژنگ کوہستانی مارا گیا بے ساختہ گھوڑے پر سے کود پڑا اور اپنے دونون ہاتھ رومال سے باندھ کر تلوار کر ماتھون سے دبا کر یہ کہتا ہوا قطعہ اے از تو تمام لطف واز من تقصیر ؛ سرا بقدم غریق بحر تشویر ؛ لیکن دارم چو عذر ہائے مسموع ؛ تقصیر مرا بخش و عذرم بپذیر ؛ قریب سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کے آکے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اے سلطان صاحبقران مین فقط بخیال اپنی آبرو ریزی کے کہ تین برس کے خراج ملک بربر کے روپیہ کا مجھسے انجام نہین ہو سکا اور خواجہ سلامت مجھے ذلیل اور بے حرمت کرتے تھے اپنی ہلاکت کا قصد کرنے لگا اسوقت دلتنگ میرا عیار مجھے اغوا کرکے یہان ارژنگ کوہستانی کے پاس لایا تھا اور سوا بھاگ آنے کے اور کوئی صورت مفر کی مین نے عمرو کے ہاتھ سے نہ دیکھی اس باعث سے اور بھی مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی اب امیدوار ہون کہ ایک مرتبہ مجھے اور معاف کیجیے اور اب مین بصدق دل مسلمان ہونگا امیر باتوقیر نے فرمایا اے گاؤ لنگی گاؤ سوار یہ سب باتین سہل تھین کچھ مشکل نہ تھین مین نے تو تمہارے سامنے عمرو کو سمجھا دیا تھا کہ گر گاؤ لنگی گاؤ سوار آٹھ روز کے وعدہ مین فرق لائیگا اور تمکو تمہاری شرط کا روپیہ نہ دیگا تو مین دونگا الا مین مجبور ہون کہ تمہارے دل مین برائی ہر اب بھی اگر کلمہ

شہادت بصدق دل پڑھکر مسلمان ہوجاؤ تو وہ روپیہ تمہارے عوض مین ابھی دلادون اور عمرو پھر تمسے کبھی کوئی کلمہ
خلاف تمہارے نہ کہیگا گاؤ لنگی گاؤسوار از راہ فریب و مکاری پھر لاکھون قسمین کھاکر مسلمان ہوا اور سلطان
عالیمقام نے عمرو سے کہا کہ ای عمرو اگر اسرافیل درگاہ لقا اب بصدق دل اسلام قبول کرلیگا تو مین وہ روپیہ
تمہارا اپنے خزانۂ عامرہ سے دونگا عمرو نے کہا حمزہ مین یہ نہین جانتا گاؤ لنگی خواہ مسلمان ہو خواہ کافر رہے مین
اپنا روپیہ تجھسے لیاؤنگا اور یہ وہ تیرہ دل تاریک درون سیاہ بخت ہی کہ کبھی بصدق دل مسلمان نہین ہوگا بقول کسی استاد
کے شعر بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ ؛ حمزہ اسکی پیشانی پر نور اسلام مطلق نہین معلوم
ہوتا کفر عیان ہی مین کہے دیتا ہون کہ یہ کبھی سچ نہ کہیگا یہ محض جھوٹھ بولتا ہی سابق مین بھی مین نے تجھسے کہا تھا تو نے
میرا کہنا نہ مانا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ خواجہ سلامت ہرچہ باداباد شرع ظاہر پہ ہی یہ اقرار کرتا ہی پھر مصرع محتسب را
درون خانہ چہ کار ؛ تم اپنا روپیہ مجھسے لو عمرو نے کہا مجھے کیا تو جان تیرا کام جانے غرض امیر باکرم نے تین برس کے
خراج ملک بربر کا جو روپیہ محسوب ہوا وہ اپنے خزانہ عامرہ سے عمرو کو دلادیا اور گاؤ لنگی گاؤسوار کو پھر بہ کمال عطیات
خاقانی بارگاہ سلیمانی مین لاکر بٹھلایا اور خلع بخلعت کیا حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر
اجلاس فرمایا امیر باتوقیر دنگل نادعنبر پر متمکن ہوے باقی جتنے بارگاہ نشین شاہ و شہریار تھے دست راستی دست راست
پر دست چپی دست چپ پایان آن کرا اپنے دنگلون پر بیٹھے ناگاہ سلطان صاحبقران نے ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچکر فرمایا افسوس صد ہزار افسوس صاحبو اب تاب مفارقت اپنے دونون قرۃ العین نور نظر شاہزادہ بدیع الزمان
اور قاسم نامور کی مجھے نہین ہی شعر اپنی آنکھون سے انکو دیکھون ؛ وہ کونسا دن خدا کریگا خواجہ سلامت جہان کہین جہاز
کشتیان بالاغ زورق غراب بہم پہونچین جلد تلاش کرکے لاؤ کہ مین یہان سے سمت باختر روانہ ہون عمرو نے کہا
حمزہ اسقدر جہاز اور کشتیان کہان ملینگی اور تمام سردار تو یہ سنکر سرنگون ہوگئے کچھ جواب نہ دیسکے مگر گاؤ لنگی گاؤسوار
نے سر اُٹھاکر عرض کی یا امیر حمزہ صاحبقران کنارے دریاے ملک بربر کے ایک جزیرہ ہی کہ نام اسکا جزیرہ گلفام
مشہور و معروف ہی اور فرمانروا وہاں کا جمشید شاہ نسل جمشیدی سے ہی گر وہان آبا و اجداد سے اُس بادشاہ
کے ایک شرط چلی آتی ہی کہ جو بادشاہ ہوتا ہی وہ پہلے ہزار کشتیان نئی تیار کروالیتا ہی اور انکے یہان جمشید جم کے وقت
سے یہ رسم قدیم چلی آتی ہی جسقدر کہ کشتیان اور جہاز وغیرہ چاہیے گا وہان سے ملجاینگے مگر قبل دینے جہازونکے وہ بادشاہ
پہلے ایک شرط یہ کر لیتا ہی کہ چالیس جوڑی نقارہ کی ایک مرتبہ بجا دے اُسکو جہاز ملینگے اور دوسری بھی
کوئی ایسی شرط ہی لیکن اسوقت غلام کو خوب یاد نہین عمرو نے کہا حمزہ یہ خدمت نقارون کے بجانے کی سوا
میرے اور کسی کو نہ ہوسکے مین ابھی جاکر وہان چالیسون جوڑیان نقارہ کی بجا کے جہاز لیے آتا ہون دوسری شرط
وہ ایسی کونسی ہوگی جو مین نہ کرسکونگا سلطان باکرم نے فرمایا کہ خواجہ پانچ ہزار اشرفیان مین تمکو دونگا جو تم وہان سے
جہاز لے آؤگے عمرو نے کہا بسم اللہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر عمرو سلطان صاحبقران سے رخصت ہوا اور
جھٹ پٹ جزیرۂ گلفام مین دروازہ جمشید شاہ پر پہونچا وہان دیکھا کہ چوبدار عصا بردار وغیرہ اور جملہ شاگرد
پیشہ ایکطرف کھڑے ہین کچھ بیٹھے ہین ایک طرف ہزار بارہ سو سوار مسلح اور کمل جلوخانہ مین کچھ گھوڑونپر
سوار ہین کچھ زرین پوش جہان بتان بچھا ہے زمین پر بیٹھے ہین اور ایک طشت ایک بڑا نقارہ رکھا ہی عمرو نے
کسی سے پوچھا کہ یہ اکیلا نقارہ یہان کیون رکھا ہی کسی نے کہا کہ جو کوئی شخص کسی ملک سے بادشاہ یا وزیر
یا کوئی امیر یا سردار یا پہلوان یہان ہمارے بادشاہ سے ملاقات کرنے کو آتا ہی یا جہاز اور کشتیون کی طلب کو

آتا ہی تو وہ پہلے اس نقارے پر چوب مارتا ہی جہان اُسکی آواز ہمارے بادشاہ کے گوش زد ہوئی تو وہ اپنے مصاحبین سے
دریافت کرتا ہی کسنے نقارہ بجایا وہ ہمنشین اُسکے دریافت کرکے کہہ دیتے ہین کہ ایک شخص آیا ہی اُسنے نقارے پر چوب
ماری ہی بادشاہ اُسکو اپنے سامنے بلا لیتا ہی یہ حال دریافت کرکے عمرو نے چوب کو اُٹھا کر اس نقارے پر ماری اور ساتھ نقارہ
کے بجنے کے اُس بادشاہ جمشید شاہ نے ایک چوبدار کو بھیجکر عمرو کو اندرون بارگاہ بلایا عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا
ہی اور گرد پیش اُسکے چار ساڑھے چار سو سوار سردار اور مصاحبین کرسیون پر باادب بیٹھے ہین عمرو نے سلام کیا بادشاہ نے
عمرو کو کرسی پر بٹھا کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہی اور یہان کسلیے آیا ہی عمرو نے کہا کہ مین حسب الحکم جہان مطاع جہانم مطیع
سلطان والاشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کے کشتیان اور جہاز لینے طلب کرنے کو آیا ہون جمشید شاہ
نے کہا کہ کیا مضائقہ ہم نے کئی شرطین رکھی ہین جو کوئی کہ ہماری شرطین پوری کرے وہ جسقدر کہ جہاز کشتیان ہمسے طلب کرے
ہم اُسے دیتے ہین پہلی شرط تو یہ ہی کہ چالیس جوڑیان نقارون کی ایک چوب مین بجا سکے عمرو نے کہا کہ وہ نقارے کہان ہین
منگواؤ مین اُنکو بجاؤنگا جمشید شاہ نے داروغہ نقارخانہ کو حکم دیا اُسنے وہ نقارے لاکے حاضر کیے عمرو نے اُٹھ کے اُسی
خوبصورتی سے ایک چوب مین اُن چالیسون نقارون کو بجایا کہ بادشاہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ایک شرط تو پوری ہوئی
اب دوسری شرط بھی ادا کر تو اپنے حسب استدعا جتنے جہاز و کشتیان تو کہے مین تیرے ہمراہ کردون عمرو نے کہا وہ دوسری
شرط کیا ہی جمشید شاہ نے کہا کہ میرے ہمراہ آ تو مین تجھے دوسری شرط بھی بتلا دون یہ کہہ کے جمشید شاہ عمرو کو اپنے ہمراہ
لیے ایک مکان مین گیا کہ سات دروازون کے اندر وہ مکان تھا وہان عمرو نے جاکے دیکھا کہ بارہ حوض اقسام اقسام طرح
کھانے کے کسی مین پلاؤ تازہ گرما گرم کسی مین زردہ کسی مین شیربرنج کسی مین قورمہ کسی مین قلیہ کسی مین چپاتیان کسی
مین اور اسی قسم سے تحفہ تحفہ کھانا گویا ابھی پخت کرا کے یہان لائے ہین بھرا ہی غرض یہ کہ عمرو سے جمشید شاہ نے کہا کہ اس
سب طعام کو تو کھالے تو کیا قباحت ہی جتنے جہاز و کشتیان تجھے چاہیے ہین تیرے ہمراہ کردون عمرو نے کہا اسقدر کھانا ایک آدمی
کی تو طاقت نہین جو کوئی کھا سکیگا دیوؤن کی خوراک ہی یہ شرط کیسی مین نے اس شرط کا وعدہ نہین کیا ہی جمشید شاہ
نے اپنے ہمراہ کے لوگون سے اشارہ کیا سب نے چار طرف سے عمرو کو لپٹ کر پکڑ لیا اور کپڑے تمام جسم سے عمرو کے اُتار لیے
ننگا کرکے منارہ فراموشان مین جاکے قید کیا اور وہ منارہ فراموشان ایک محبس کا نام ہی کہ وہان جو قیدی جاتا ہی اُسکو
تا قید حیات پھر رہائی اور نجات کی امید نہین ہوتی ہی القصہ بعد چند روز کے یہان امیر با توقیر کو خیال آیا کہ عمرو کا پھر کچھ
حال نہ معلوم ہوا کہ جزیرہ گلفام مین جاکر کیسا معاملہ درپیش ہوا رستم نشان بن گاؤلنگی نے عرض کی کہ یا سلطان والاشان
جزیرہ گلفام کے بادشاہ جمشید شاہ کی دو شرطین ہین اول شرط تو ایک یہ معلوم ہوا اور سنا ہی دوسری شرط یہ ہی کہ کوئی مکان ہی
اُس مین بارہ حوض کھانے کے ہر روز تازہ پکوا کے بھرے جاتے ہین اُن بارہون حوض کے طعام کو کھالیتا ہی پس
اُن دونون شرطون مین کوئی شرط خواجہ سلامت سے نہو سکی ہوگی ثابت ہوتا ہی کہ جمشید شاہ نے کسی فریب سے عمرو
کو قید کرلیا ورنہ جزیرہ گلفام یہان سے چندان فاصلہ پر نہین ہی جو اتنے دن ہوچکے اور خواجہ سلامت اب تک تشریف نہین لائے
یہ حال جزیرہ گلفام کے بادشاہ کا سنکے سلطان عالیمقام کو شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کے نہ آنے سے تشویش اور
فکر بدرجہ غایت پیدا ہوئی اور بمقتضاے [illegible] جام کا [illegible] کو [illegible] کے کنارے [illegible] رکھ کر باآواز بلند
فرمایا کہ اے بہادران شیرشکار و راہوداران نامدار تم سب [illegible] مین سے ایسا بھی کوئی بہادر اور دلاور اولوالعزم ہی کہ جو جزیرہ گلفام
مین جاکر یہ دونون شرطین جمشید شاہ بادشاہ کی ادا کرکے [illegible] کا حال دریافت کرکے ہمارے پاس آئے تو ہم بھی
اقرار کرتے ہین کہ چالیس روز اُسکی مہمانداری [illegible] سلطان

صاحبقران کی نہین نکلنے پایا تھا کہ ایک مرتبہ پہلوان عادی نے سر اُٹھا کے عرض کی کہ یا حمزہ صاحبقران تجسے بڑھکر عمرو نقارے کیا بجائیگا میرا شاگرد ہی اور وہ بارہ حوض کھانے کے تو وہ بیچارہ عمرو دیکھ کر دل گیا ہوگا ایسے مقام پر مجھے کیون نہ تو نے حکم دیا کہ مین جا کے سب شرطین جمشید شاہ کی بخوبی ادا کر آتا اب تو نے وعدہ چالیس روز کی دعوت اور مہمانداری کا کیا ہی مین جاتا ہون اور ابھی تیرا حکم بجا لاتا ہون امیر با توقیر نے وہ جام کلہ عفریت کا اُٹھا کے عمرو معدیکرب کو دیا اور پہلوان عادی اُس جام کو ایک ہی دم مین نوش کر کے سلطان صاحبقران سے رخصت ہوا ایک سو من کی ضرب لخت شدادی کو ہاتھ مین لیکے اپنے مرکب کوہ پیکر پر سوار ہو کر سمت جزیرہ گلفام چلا بعد طی مراحل اور قطع منازل جبکہ جزیرہ گلفام مین جا کر داخل ہوا تو آتے ہی اُسی دروازہ بارگاہ جمشید شاہ پر جا کر اس زور سے چوب کو نقارے پر مارا کہ وہ نقارہ سو ٹکڑے ہو گیا اور مرد ہے چوبداروں نے صورت پہلوان عادی کے کہ اسّی گز کا قد اور اکیس گز کا دورہ کمر کا ستر شملے سر پر دیکھا اپنے جی مین کہا کہ یہ کوئی دیو ہی ہان نہین تو کچھ کر نہ سکنے سبب سے سب بد حواس ہو کے اندرون بارگاہ جمشید شاہ کے پاس گئے اور عرض کی کہ ای جمشید شاہ ایک دیو نے آکے نقارہ توڑ ڈالا اور دروازے پر کھڑا ہی جمشید شاہ یہ حال سنکے بہت سا اپنے دل مین سراسیمہ اور مضطر ہو کے آپ بیرون بارگاہ نکل آیا اور پہلوان عادی کی صورت دیکھکر نہایت خائف و پریشان ہوا مگر لاعلاج بڑے اعزاز و اکرام سے پہلوان عادی کو اپنی بارگاہ مین لا کر پوچھا کہ آپ کا آنا یہان کیونکر ہوا پہلوان عادی نے کہا امیر حمزہ صاحبقران کو تلاش کشتیون اور جہازون کی ہی لہذا مجھے بھیجا ہی اور مین نے سنا ہی کہ تو کوئی شرط کی حجت درمیان مین لاتا ہی بیان کر کہ وہ تیری شرط کونسی ہی تا کہ اُس حجت کو مین تمام کر کے تجسے جہاز اور کشتیان لون اور حمزہ کے پاس جاؤن جمشید شاہ نے وہین چالیس نقارے منگا کے پہلوان عادی کے روبرو رکھ دیے اور کہا کہ پہلی شرط میری یہی ہی کہ ان چالیسون نقارون کو ایک چوب مین بجا دیجیے پہلوان عادی نے چوب ہاتھ مین لیکے کس خوبصورتی سے ایک چوٹ مین چالیسون نقارون کو بجایا کہ فی الحقیقت عمرو سے بھی نہین بجے تھے بعد اسکے پہلوان عادی نے اُس بادشاہ سے کہا کہ وہ دوسری شرط تیری کیا ہی اُسے بھی جلد بیان کر تا کہ مین اُسے بھی پورا کرون جمشید شاہ پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ لیے اُسی مکان مین جہان وہ بارہ حوض اقسام اقسام طرح کے کھانے کے مملو تھے گیا اور کہا کہ دوسری شرط میری یہ ہی کہ یہ سب کھانا بارہون حوضون کا تو کھا لے تو مین بلا غدر اور حیلہ آپ کا طریق اور دین قبول کر لون اور جسقدر جہاز اور کشتیان میرے یہان موجود ہین سب اُسکی نذر کرون پہلوان عادی نے کہا بس یہی بارہ حوض ہین یا اور بھی کہین کچھ کھانے کو ہی جمشید شاہ نے کہا پہلے آپ ان بارہ حوضون مین سے جو قسم ماکولات اور مشروبات سے حاضر اور موجود ہی نوش فرمائین پہلوان عادی نے بسم اللہ کہہ کے ایک مرتبہ کھانے پر ہاتھ ڈالا اور جس حوض کی جانب مخاطب ہوا آن واحد مین اُس حوض مین کھانے کی قسم سے کوئی شی باقی نہین چھوڑی اور دو تین گھڑی کے عرصہ مین بارہون حوض کھانے کے سب خالی کر کے کہنے لگا کہ ارے کمبخت اگر انسان دو دن بھی بھوکا پڑا رہے تو اتنا بھی نہین ہوتا الا آدھے پیٹ جو کھانا کھا لے تو بڑا ہی ہوتا ہی ایسے کھانے سے نہ کھانا اور فاقہ کرنا بہتر اگر مجھے کھانا کھلوایا ہی تو پیٹ بھر کھلوا دے میرا مارے بھوکھ کے دم نکلا جاتا ہی جمشید شاہ نے یہ تماشا پہلوان عادی کی بھوکھ کا دیکھکر اپنے نوکرون سے اشارہ کیا کہ دیکھو باورچی خانہ مین جو خاصہ تیار ہو جا کے جلد لاؤ اور سبھون نے دیکھا کہ چار سو دیگ پلاؤ اور زردے کی اور قورمہ اور قلیہ اور سات سو جوڑ شیرمال باقرخانی خمیری آبی روغنی کے بھی جمشید شاہ کے روبرو دار وغہ باورچیخانہ لیکے آیا اور کہارون نے وہ سب دیگین اور خوان لا کے رکھ دیے جمشید شاہ نے پہلوان عادی سے کہا کیجیے اس مین سے جو مزاج مین آئے

وہ نوشجان فرمائیے پہلوان عادی نے پہلے تو دس دس جوڑ شیرمال اور باقرخانی کے کہ سیر سیر بھر سوا سوا سیر کا جوڑ تھا تلے اوپر رکھکر آسپر چار چار بادیے سالن قلیہ قورمہ کے انڈیل دیے اور ایک مرتبہ منہ مین رکھ لیے پھر نہین معلوم کہ وہ کہان جا کے غائب ہو جاتے تھے دم بھر مین وہ سات سو جوڑ روٹیون کے چٹ کر کے اب پلاؤ زردے کی دیگون کی جانب مخاطب ہوا اور جس دیگ کو جا کے دیکھا بس اُسکے دونون طرف کے کنڈے کڑے پکڑ کے اس طرح سے جنبش اور رکہ دیکے پلاؤ زردے کو الٹ پلٹ کیا کہ تہ دیگی مین جو دس پانچ ہڈیان بوٹیان تھین اُسکے تلے کی کھرچن تک چھوٹ کر الگ ہو جاتی تھی اور پہلوان عادی اُس دیگ کو اُٹھا کے ایک ہی مرتبہ منھ مین ڈال لیتا تھا پھر نہین ثابت ہوتا تھا کہ وہ پلاؤ زردہ کدہر جا کے غائب ہو جاتا تھا شعر شکمش بود یاکہ غار بلا ؛ دہنش چون وہان اژدرہا + او بقاسے کہ دسترس دارد ؛ مرغش از پنجہ در قفس وارد ؛ دار چینی تفنگ بر دوش است ؛ فلفل از دست او سدہ نوش است ؛ مختصر یہ کہ کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین وہ سات سو جوڑ روٹیون کے اور چار سو دیگ پلاؤ قلیہ و قورمہ زردے وغیرہ کی پہلوان عادی نے سب بخوبی نوش کین اس مین اگر کسی باورچی نے چاہا کہ کفگیر یا ڈوے سے پلاؤ یا زردے کو دیگ سے نکال دے پہلوان عادی نے اُس باورچی کو یہ کہکر او بد ذات یہ تو کیا حرکت ناشائستہ کرتا ہی یہان ڈیگ مین کفگیر یا ڈوے کو مارا چانول ٹوٹ جاتے ہین وہ لطف اور وہ کیفیت چانولون کی بھربھراہٹ نہین رہتی عنقریب تھا کہ طمانچہ مار بیٹھے باورچی ڈر کے سب الگ کھڑے تماشا دیکھا کیے کہ وہ ساری دیگین خالی ہو گئین ایک چانول تک باقی نہین رہا تھا شاید کسی مین دو دو چار چار بوٹیان گوشت کی رہ گئی ہون سو وہ بھی کسی کے کھانے کے لائق نہین رہی تھین غرض جمشید شاہ تو رنگ پریدہ اور حواس باختہ عالم تحیر مین خاموش اور خود فراموش کھڑا تھا جب اُسنے دیکھا کہ پہلوان عادی سب کھانا یہ بھی کھا چکا تب اُسنے پوچھا کہ فرمایئے اب تو حضور کا پیٹ بھرا پہلوان عادی نے کہا کہ او کمبخت تو کیا بادشاہ دانہ زدہ ہی کہ تیرے گھر مین کسی کو پیٹ بھر رزق بھی نہین میسر آتا ابھی تو مین کچھ کسمسایا سا ہو رہا ہون انسان جب پیٹ بھر کھاتا ہی تو بات کرنے کو بھی جی چاہتا ہی کچھ سمجھے اور کہین سے میسر آئے تو منگا کہ بھلا میری کچھ تو تسلی ہو جمشید شاہ نے حکم دیا کہ ہرکارے چپراسی چوبدار ہمارے جلد چوک بازار مین جا کے حلوائیون اور باورچیون کے یہان جو کچھ پکوان اور کھانا تیار ہو سب اُٹھا لائین قیمت اُسکی سرکار سے دلوا دی جائیگی لوگ چار طرف سے دوڑے اور دو ڈھائی سو ٹوکرے مٹھائی کے اور سوا سوا سو بڑی بڑی لگنین سینیان قابین طباق بادیے پلاؤ زردے خشکے فرنی شیر برنج قلیہ قورمہ وغیرہ کے اور دو تین من کے آٹے کی خمیری روٹیان بازار سے لے کے آئے اور پہلوان عادی کے سامنے وہ سب رکھ دیے پہلوان عادی نے بفراغ تمام اُس سبکو بھی چٹ کیا اور کہا کہ لعنت ہی اس تیری سلطنت اور تیری پست فطرتی اور دون ہمتی پر شعر کریم سائل خود را عطا کند یکبار ؛ دو بار لب نہ کشاید صدف بابر بہار ؛ تو یہ چاہتا ہی کہ ہر مرتبہ تیرے سامنے لب سوال وا کرون اور شکم سیر ہو کر کچھ کھاؤن سو بخبر اے جمشید مین ممنت اور سماجت تو کبھی کسی سے سائل نہین ہونا چاہتا ہون اشعار نصیبے گر بود مثل صدف رزق از سما ریزد ؛ چو قسمت ہست روزی در دہن چون آسیا ریزد ؛ براے پارۂ نان پیش ادنان بس درین دنیا ؛ چرا من لب کشایم تاکہ آب رو سے مار ریزد ؛ مگر وہ جو تو نے مثل سنی ہوگی کہ بھوکے اشراف اور پیٹ بھرے اجلاف سے انسان خائف اور ترسان رہے وہ اسوقت مجھپر سچ ہوا چاہتی ہی کہ اب شدت گرسنگی سے یا تیرے بدن کی ہڈیان چباؤن یا اپنا جسم کاٹ کاٹ کر کھاؤن ارے اور تجکو کچھ نہین میسر آتا ہی تو کچھ چنے بھڑ بھوجے کے یہان سے منگا بھیج کہ مین اُسی کو چبا کر اپنا یہ دوزخ پیٹ بھر لون جمشید شاہ کا یہ حال ہو گیا کہ عنقریب تھا مارے ہول اور مارے ڈر کے روح قالب سے پرواز کر جائے کہ ایک مرتبہ

بعجز و انکسار ناچار ہوکے کہنے لگا کہ اب سردست اور تو کچھ حاضر نہین گھوڑون کے چھلے کے واسطے کوٹھون مین کچھ قسم غلہ سے
موجود ہے وہ فرمایئے تو حاضر کرون پہلوان عادی نے کہا ارے تیرا برا ہووے جلد وہی منگا جمشید شاہ نے حکم دیا کہ ارے
ہان جلد گھوڑون کا دانہ جتنا کوٹھون مین بند ہے لاؤ داروغہ اصطبل نے سائیسون کے سرون پر چھینے اور موکٹے وغیرہ
کا دانہ جو کوٹھون مین بھرا ہوا تھا کئی سو گٹھریان بندھوا کے بھیج دین اور پہلوان عادی نے اُس دانہ کو دونون
ہاتھون سے پھنکے مار مار کر کھانا شروع کیا اور چار گھڑی کے عرصہ مین سب کو چٹ کر گیا جمشید شاہ کہ مثل قالب بیجان
کھڑا تھا مگر بارے خوف کے پوچھنے لگا کہ حضور فرمایئے ابھی کچھ گرسنگی اور بھی ہے پہلوان عادی نے جواب دیا کہ تف
ہے تیرے پوچھنے پر مین ایسا نادان نہین جو بار بار تجھسے کہہ کے ذلت اُٹھاؤن اور دیکھنے واسطے مصاحبین تیرے اور
حاضرین صحبت نے مجھے بُرا پیٹا سمجھین یا کوئی مجھے نظر لگائے خیر جو ہوا سو ہوا مگر اپنا پیٹ بھرا یا نہ بھرا بس تو وہ جہاز اور کشتیان
جلد طلب کرکے میرے ہمراہ کردے اور بمقدمہ یزدان شناسی اب تجھے کیا منظور ہے جمشید شاہ دوڑ کر پہلوان عادی
کے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ حضور مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون وہ بات فرمایئے جسے پڑھ کر طاہر ہون اور کشتیا
جہاز اور جو کچھ کہ مایہ لیا ہے میری ہے سب حاضر ہے بارے پہلوان عادی نے کلمہ شہادت ارشاد کیا جمشید شاہ از سر صدق
کلمہ پڑھ کے مع تمام فوج و سپاہ کے مسلمان ہو گیا اور اُسوقت پہلوان عادی نے کہا کہ تیرے یہان قیدی جو ہین اُنکو
بھی تو اب چھوڑ دے جمشید شاہ نے بموجب ایما پہلوان عادی کے اُسی وقت تمام محبس کے قیدیون کو مع شاہ عیاران
رہا کر دیا اور مع فوج و سپاہ اپنے ملک سے جہاز اور کشتیان لے کے سمت لشکر فیروزی اثر بخدمت سلطان والاقدر
عالی منزلت امیر حمزہ صاحبقران کے روانہ ہوا اور پہلوان عادی قبل از آنے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ
نامدار کے اپنے کوہ پیکر مرکب پر سوار ہوکے بہ کمال جلدروی بارگاہ سلطانی مین آکر داخل ہوا اور سلطان صاحبقران
کو مجرا کرکے کہنے لگا و یلک ہذا انت قربانت شوم عمرو قدیم الایام سے مدام مجھے طعمہ شکم پروری اور بہت سا کھانے کو دیا
کرتا تھا اب کی مرتبہ مین نے سرزمین جزیرہ گلفام مین جا کے چالیس نقارے ایک چوب سے بجائے اور جو چوکر شروط
جمشید شاہ کے تھے اُنکو ادا کرکے جمشید شاہ کو مع تمام اُس کفرستان کے مسلمان کیا اور تیرے عیار یعنی اُس دزد بارگاہ
گردن لک لک پا کو قید شدید سے چھڑا کے جہاز اور کشتیان لایا ہون امیر بالو قیر عادی کی گفتگو سنکے بہت ہنسے
اور فرمایا ہمنے جو تمسے دعوت کا اقرار کیا ہے انشاء اللہ تعالی بعد چند روز حال کے تمہاری دعوت چالیس روز تک بخوبی تمام
کرینگے عادی نے کہا بہت خوب غرض یہان ابھی پہلوان عادی سے اور سلطان صاحبقران سے یہی باتین ہو رہی
تھین کہ ناگاہ سامنے سے عمرو نمودار ہوا اور امیر بالوقیر کو مجرا کرکے سارا حال جمشید شاہ کا مکرر سکرر بحضور سلطان
صاحبقران بیان کیا اس عرصہ مین پہلوان عادی نے عمرو سے کہا کہ اے سار بان زادے آج مین نے
تجھے اپنا بندہ حلقہ بگوش کیا اور تو میرا زر خرید غلام ہے مین نے تیری جان بخشی کی قید سے رہائی دی عمرو نے
یہ تقریر پہلوان عادی کی سنکے جواب دیا کہ ارے اے شکم ٹم ٹم تو نے وہ نقارے کیا بجائے بڑی نمود اپنی کر رہا ہے
اسکی کچھ حقیقت بھی ہے مین نے بھی تو چالیسون نقارے بجا دیئے تھے پہلوان عادی نے امیر بالوقیر سے
کہا کہ یا امیر ویلک ہذا قربانت شوم اگر مین جانتا کہ عمرو مجھسے یہ باتین کریگا اور میرا احسان نہ مانیگا تو مین ہرگز وہان
جا کر عمرو کو نہ چھڑاتا قید مین پڑا پڑا سڑا کرتا اور مرجاتا امیر باکرم اور تمام بارگاہ نشین پہلوان عادی کی باتین سنکے
ہنس رہے تھے اس مین جمشید شاہ مع اپنی فوج و سپاہ کے دروازۂ بارگاہ پر پہونچا اور عرض اُسکی پہونچی کہ
جمشید شاہ بھی حاضر ہے سلطان والاشان نے فرمایا کہ اچھا اُسے بلالو اور حسب الحکم امیر باکرم کے جمشید شاہ

نے اندرون بارگاہ آگے حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام کو نذر دے کر سلطان عالیمقام کو نذر دی کرسی اسکو بیٹھنے کیلیے
مرحمت ہوئی اور بہ کمال عطیات خسروانی خلعت مرحمت ہوا امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران باتوقیر نے پوچھا کہ اے جمشید شاہ وہ
کشتیان و غراب اور جہاز وغیرہ کہان ہین جمشید شاہ نے عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران لب دریا ملک بربر کے سب
موجود ہین یہ سنکے سلطان باکرم نے عمرو کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ خواجہ سنواب توقف کرنا کیا ضرور تیاری سفر کی کرو
اور اسباب وغیرہ کشتیون پر لدوا دیو فرماکر امیر باتوقیر نے ہر ایک شاہ و شہریار بارگاہ نشینون کے اسباب کے موافق جداگانہ
کشتیان مرحمت فرمائین اور اپنے اسباب کے موافق جو کشتیان ضرور تھین وہ سب عمرو کو تفویض کرکے حکم دیا کہ ہمارا اسباب
سب انپر بار کرواؤ اور حسب الاحکام عظام امیر عالیمقام کے عمرو نے اپنے عیارون سے کہا کہ ہان تم سب جھٹ پٹ اسباب
صاحبقرانی اٹھا اٹھا کے بحفاظت تمام کشتیون مین لیجاؤ اور سنبھال سنبھال کر رکھو یہ کہہ کے امیر باتوقیر تو محل مین رونق افزا ہوے
اور یہان ابھی یہی گفتگو سب سرداروں مین ہورہی تھی کہ ایکبارگی مرتبہ مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر غلام نبی وجا کر حیدر
نے کہا کہ اگر یہان شاہزادہ خاورسپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری ہوتا تو جیسا نیزہ مین نے ارژنگ کوہستانی
پر مارا تھا وہ ازراہ قدردانی اور جوہرشناسی میری ضرب دست اور استادی کی تعریف کرتا اور کہتا کہ کیا خوب ضرب دست
مالک کی ہے حق یہ ہے مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری جو بہادر ہوتا ہے وہ بہادر کی قدر جانتا ہے وار اسکے سوا
ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان نے کہا کہ مین نے بارہا شاہزادہ قاسم کو دیکھا مگر جو شجاعت اور تہمتنی اور
دلاوری اور اولوالعزمی شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن
شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مین دیکھی وہ کسی مین نہین دیکھی خاورسپاہ نے باختر مین جاکر آجتک ایک چڑیا کو نہین
مارا مالک اژدر نے یہ گفتگو لندھور کی جو سنی تو نہایت بگڑ کے کہنے لگا کہ بدیع الزمان نے وہان جاکر کونسا کام بہادری
اور ناموری کا کرلیا ہے لندھور نے کہا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے نستور بن فستار کشتی گیر ایسے پہلوان کو مار ڈالا
قاہر بن قہرمان عجمی کی کمان کو توڑا چارباغ ملکہ حریان دلوکش کو اپنے قبضہ مین کرلیا اور خونریز کو مسخر کیا گنجاب
کے گئی بیٹیون کو گیا ہور خون آشام سپہ سالار گنجاب کے بیٹے قفل بن گیا ہور خون آشام کو اور ارباب باختری
سپہ سالار دست چپ کو حارث خونریز ضارب خونریز وغیرہ قریب ہزار بارہ سو گرد و گردنکشون کو زیر کرکے مشرف باسلام
کیا قریب سترہ اٹھارہ لاکھ کیسے کیسے دلیر اور شیر باختریون کو مسلمان کرکے اپنا مطیع اور فرمانبردار کرلیا اور جو شہرۂ شمشیرزنی
اور صف شکنی کا شاہزادہ بدیع الزمان کی باختر مین پڑا ہے وہ بھلا قاسم کو کہان نصیب ہے مالک اژدر یہ تقریر لندھور
کی سنکے اور زیادہ تر افروختہ ہوا اور کہنے لگا کہ استغفر اللہ جیسا قاسم ہے ویسا کوئی کہین نہین بدیع الزمان کبھی قاسم کے
روبرو اپنے کو بہادر نہین سمجھ سکتا لندھور نے کہا تو جیسا پر کہ شاہزادہ بدیع الزمان ہے قاسم کو مناسبت نہین ہے پھر
کوئی روبرو شاہزادہ بدیع الزمان کے کیا نام قاسم کا زبان پر لاسکیگا مالک اژدر غیظ و غضب مین آسکے اٹھ کھڑا
ہوا اور بولا کہ مین ابھی شاہزادہ خاورسپاہ ملک قاسم کے پاس جاتا ہون تاکہ تجھے معلوم ہو کہ ہان شاہزادہ
خاورسپاہ ایسا ہے اور بدیع الزمان کو ابھی ہاتھ باندھ کے وہ بحضور صاحبقران لاتا ہے یہ بحث و تکرار فیمابین
مالک اژدر اور لندھور بن سعدان کے ہورہی تھی کہ ایک مرتبہ سلطان صاحبقران عالیشان محل سے
برآمد ہوکے اپنے رنگل نادعنبر پر متمکن ہوے مالک اژدر اپنے رنگل پر سے اٹھ کر امیر باتوقیر کے سامنے آیا
اور عرض کرنے لگا کہ اگر آپ ارشاد فرمائین تو مین پہلے شاہزادہ خاورسپاہ ملک قاسم کی زیارت اقدام
عالی کے واسطے رخصت ہون اور جاؤن امیر باتوقیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ ہم بھی عقب سے سوار

سوار ہوتے ہین اور آتے ہین پس مالک اژدر سلطان نامور سے رخصت ہوکے اُنھین اپنی کشتیون مین جو کہ امیر باتوقیر نے تقسیم کی تھین سوار ہوکر سمت شہر سنجان روانہ ہوا دارا سے سواد ہندوستان لندھور بن سعدان نے جو دیکھا کہ مالک اژدر واسطے تلاش شاہزادہ خاور سپاہ کے گیا اپنے دل مین سوچا کہ جسوقت مالک شاہزادہ قاسم کے پاس پہونچیگا اُسوقت انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گردن شکن میرے حق مین کیا کہیگا کہ میرا ہوا خواہ لندھور بن سعدان شاید مرگیا جو مجھ تک نہ آسکا پس مجھے بھی لازم ہی کہ ازراہ دولتخواہی اور خیر سگالی کے واسطے اعانت اور کفالت شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت کے مین بھی جاؤن غرض یہ سوچ کے اپنے ونگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بحضور سلطان صاحبقران ملتمس ہوا کہ یا امیر حمزہ باتوقیر غلام بھی امیدوار ہی کہ اب غلام کو بھی اجازت رخصت ہو تاکہ مین بھی زیارت اقدام عالی سے شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کی سعادت دارین اور افتخار کونین حاصل کرون سلطان والاشان امیر حمزہ عالیشان نے یہ استدعا لندھور کی سنکے اپنے دلمین کہا کہ مجھے کوئی نہین سمجھتا اور جتنے پہلوان بارگاہ نشین ہین سب کے سب کوئی قاسم کا ہوا خواہ ہی کوئی بدیع الزمان کا طرفدار ہی اور ہر ایک پیش خود سوا اپنے دوسرے کو موجود نہین جانتا ہی اور یہ کہکر نہایت متنغض اور مکدر ہوئے اور فرمایا کہ اچھا صاحب تم بھی جاؤ لندھور بھی سلطان عالیمقام سے رخصت ہوکر مع اپنے نو لاکھ سوار کے کشتیون مین سوار ہوکر سمت باختر روانہ ہوا اب یہان امیر باتوقیر بھی تیاری سفر مین مصروف ہوئے

جب تک شمہ داستان شوکت بیان شاہزادگان والاتبار عالی مقدار شاہزادہ بدیع الزمان اور خاور سپاہ ملک قاسم نامدار سے بیان کیا جاتا ہی

کہ ان دونون بہادرون کو حالت زخمداری اور غشی مین جو آئے دونون گھوڑے میدان رزم سے لے کے نکلے تو ایک شبانروز تک سرپٹ جانے جاتے روز دوم صبح کے وقت ایک دامان کوہ مین ٹھہرے اور وہان سبزہ زار لطیف اور مرغزار پاکیزہ دیکھا وہ دونون گھوڑے ازبسکہ دو دن کے بھوکھے پیاسے تھے گھانس کھانے کو جھکے اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم دونون قاش زین سے جدا ہو پہلو بہ پہلو اُسی طرح سے بیہوش ازخود فراموش زمین پر گر پڑے اور گھوڑے چرا کرنے مین مصروف ہوئے حسب اتفاق اُس پہاڑ کے قریب مرغزار مین ایک شہر ہی کہ نام اُسکا سرشار مشہور ہی اور یہان کا بادشاہ گودرز شاہ مالک لاکھ سوار کا ہی سو وہ حسب الطلب گنجاب کے اپنی فوج وسپاہ ہمراہ لیکر واسطے گنجاب کی مدد کے جاتا تھا جبکہ وہ قریب اس دامن کوہ کے پہونچا تو آسنے دیکھا کہ دو گھوڑے سرخ رنگ گلگون رفتار برق آہنگ صبا رفتار بازین ولجام مرصع کار اور ساز و یراق مکلل بزر مغرق بجواہر آغشتہ بخون چراگاہ مین گھانس کھا رہے ہین گودرز شاہ نے چاہا کہ ان گھوڑون کو پکڑ لیجیے ناگاہ وہ دونون گھوڑے گودرز شاہ کو اپنی جانب متوجہ دیکھکر دوڑکر ایک قریب شاہزادہ بدیع الزمان اور دوسرا برابر شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کے کھڑے ہو رہے گودرز شاہ اپنے گھوڑے کو بڑھائے ہوا اور قریب گیا تو آسنے دیکھا کہ دو نوجوان آفتاب طلعت شیر نیستان سر سے پانون تک زخمون مین چور محض بیخود اور بیخبر زمین پر پڑے ہوئے ہین گودرز شاہ ان دونون شاہزادون کو دیکھکر سمجھا کہ شاید یہ دونون جوان کوئی سوداگر ہین اور یہ دونون گھوڑے بھی انھین کی سواری کے ہین اثنائے راہ مین کسی قطاع الطریق نے انکو زخمی کرکے مال اور اسباب لوٹ لیا ہی اور حالت زخمداری مین گھوڑے ان دونون کو لیے اسطرف چلے آئے ہین غرض یہ کہ گودرز شاہ ابھی اسی فکر مین تھا کہ ناگاہ نگاہ اسکی جو مہر نگین پر دونون شاہزادون کے جا پڑی تو آسنے انگشتریان دونون کی انگلیون سے اتار کر وہ مہرین ایک سفید کاغذ پر کین تو معلوم ہوا کہ یہ دونون بدیع الزمان گردنشکر شکن اور مالک قاسم لعل خفتان

خونریز خاوری دشمنان گنجاب ہین جنکے مقابلے اور مجادلے کے لیے گنجاب نے مجھے بلایا ہی پس یہ نام دونون بہادرون کے پڑھکر
گودرزشاہ نہایت خوش ہوا اور اُسنے حکم دیا کہ ہان ان دونون زخمیون کو لیجا کے ابھی قتل کر دو ایک مرتبہ وزیر نے گودرزشاہ سے
عرض کی کہ ای شہریار تو استدعا پیمبری کی رکھتا ہی اور یہ دونون نوجوان زخمی بدیع الزمان اور قاسم مقہور اور مغضوب درگاہ
خداوند لقا کے ہین عالم کی رای سے ناقص ہین تو انکا قتل کرنا مصلحت نہین مقتضاے فراست تو یہ ہی کہ ان دونون کو مطوق
اور مسلسل زندہ دستگیر کر کے خداوند لقا کے روبرو بھیجیے اور یا ان دونون کو ہدایت کیجیے کہ نادیدہ خداے آسمان کی پرستش
چھوڑ کے خداوند لقا کی پرستش کرین گودرزشاہ نے یہ مشورہ اپنے وزیر کا سنکے کہا کیا خوب صلاح تو نے دی اور یہ کہکر اسی
عالم بیہوشی مین اُسنے لوہارون کو بلا کے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے
مین طوق کمر مین خاردار لنگوٹ لوادیے اُسوقت شاہزادہ بدیع الزمان اور خاور سیاہ مالک قاسم کی بیہوشی سے آنکھ کھلی
اور دیکھا کہ ہم دونون برابر برابر پہلو بہ پہلو زخمی اور مجروح مطوق اور مسلسل زمین پر پڑے ہین قاسم نے بدیع الزمان کو اپنے
برابر مقید دیکھکر کہا کہ ای کشتی گیر جس جگہ کہ مین اسیر پنجۂ تزویر ہون تو میرے برابر کس لیے آکے قید ہوکر بیٹھا ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے جواب دیا کہ ای ترک تنگ چشم قاسم تو عجیب خیرہ سر اور دیوانہ ہی اس مین میرا کیا اختیار ہی اگر تو یہان سے
اٹھکر کہین اور چلا جائے تو تجھے اختیار ہی مین تجھے منع نہین کرتا قاسم نے کہا تو خیر تو بیچارہ مین تو یہان سے نکلا جاتا ہون
یہ کہکر قاسم نے حالت غیظ و طیش مین اپنی زنجیر شاہزادہ بدیع الزمان پر ماری شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی اپنی
زنجیر قاسم پر ماری اور دونون ماجون مین فیمابین زنجیرون کی لڑائی شروع ہو گئی اسمین کچھ لوگ گودرزشاہ کے
درمیان مین آگئے اور چاہا کہ دونون کو لڑنے نہ دین روکین وہ جو اجل رسیدہ ان دونون شیرون کے بیچ مین پڑے
پانچ سات کے مغز پھٹ گئے اور مارے گئے دو چار جو باقی تھے انھون نے بھاگ کر گودرزشاہ کو جا کر حال بیان کیا
اور وہ لاشین سامنے لیجا کر رکھدین اور کہا کہ وہ دونون نادیدہ خدا کے پرستار قیدی آپس مین لڑتے تھے ہم سب نے
چاہا کہ منع کرین اور دونون کو جدا کرین اُن دونون نے ہمارے ساتھ والون کو زنجیرون سے مار ڈالا گودرزشاہ نے
نہایت درہم اور برہم ہو کے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کو اپنے روبرو بلایا جبکہ دونون شاہزادے بارگاہ مین
پہنچے تو انھون نے بطریق اہل اسلام بآواز بلند کہا سلام ما درین محفل بران کسے باد کہ داند خداے عزوجل خالق
جزو و کل یکیست و دین پیغمبر او برحق گودرزشاہ اور جتنے اسکے مقربین اور ہمنشین تھے سبھون نے اپنا منہ پھیر لیے
جواب سلام کا نہ دیا مگر غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ علیک السلام اُسوقت گودرزشاہ نے نہایت درہم اور برہم
ہو کر کہا کہ یہ خدا پرست بڑے زبردست ہین باوصف اسکے کہ دیکھو صاحبو یہ دونون مطوق اور مسلسل بیٹھے ہین اسیر ہون
پنجۂ خوف و خطر نادیدہ خداے آسمانی کا میرے سامنے نام لیتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ ہان جلادان دونون کو قتل کر دو اور جسوقت
اُسکے جلادون نے آکے شاہزادگان والا قدر عالی منزلت کی آنکھون مین پٹی باندھدی اور ہیبت کا چبوترہ
ڈال ہلاکت کا بوریا جس پر آگے بچھا کے بٹھلا دیا اور خط کوئلے کا گردنون پر کھینچکر بآواز بلند کہا کہ خلق خداے باختر
کی مالک گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش پیغمبر مرسل کا حکم گودرزشاہ کا وہ شخص جلاد ہی واسطے اس
اپنے دوزخ پیٹ کے بھرنے اور اہل اور عیال کے پالنے کے لیے یہ پیشہ جلادی کا کرتا ہی گر بیت سلطنت سلطان
کند فریاد بر جلاد چیست ؛ مرغ را دانہ بلا شد طعمہ بر صیاد چیست ؛ ای بہادرو مخفین جو کچھ کھانا پینا دیکھنا بھالنا کہنا سننا ہو
وہ کہہ لو اور دیکھ لو سن لو پھر یہ ٹھنڈھی ہوا ٹھنڈھا پانی کہان نصیب ہو گا دونون شاہزادے عرش رفعت کیوان
منزلت اُس بوریے پر سرنگون بیٹھے ہوے رجوع قلب اپنی خالق اکبر کی طرف کر رہے تھے ناگاہ گودرزشاہ کو

نصیحت اور رائے اپنے وزیر کی یاد آئی جی مین کہنے لگا یہ گرد دونون دشمنان خداوند لیسے سرکش اور زبردست ہین کہ خالے
ہاتھو نسے پیغمبر بے مثل الیسا اپنی زندگی سے عاجز ہون بس بہتر یہی ہے کہ ان دونون کو زندہ دستگیر کرکے بحضور خداوند لیجاؤن لاشک
دلاریب طرہ پیغمبری مجھے ملجائیگا پس یہ سوچکر اُسی وقت گودرز شاہ مع اپنی فوج وسپاہ کے شہزادگان عالیجاہ کو لیکر سمت سیاہل
روانہ ہوا تیسری منزل مین سامنے سے ایک تتق گرد کا اٹھا اور جسوقت وہ گرد پھٹی تو اُسنے دیکھا کہ ایک نقابدار سبزپوش نیزہ بدوش
بہ کمال جوش وخروش یہ نہیب دیتا ہوا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا بداند و بشناسد کہ منم نقابدار سبزپوش ہوا خواہ شاہزادۂ انجم
گروہ رستم شکوہ صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گردن شکن لشکر شکن گودرز شاہ لشکر کیجانب
مخاطب ہوکر اور اپنے لشکر کو قائم کرکے سر میدان نکلا اور مبارز طلب ہوا قاسم نے جو دیکھا کہ یہ نقابدار سبزپوش ہوا خواہی
بدیع الزمان مین آکے مبارز طلب ہوا یکبارگی کہنے لگا کہ جیسے مفلوک نے چار پیسے بہم پہونچائے پس ایک کھال شیر کی پہن لی اور
لاف وگزاف اپنی مردانگی اور شجاعت کا اور دعوے ہوا خواہی کا کرنے لگا اس غصے مین گودرز شاہ اپنا مرکب چمکا کے برابر نقابدار
کے آیا اور نیزہ پکڑ کے نقابدار سے ہم تنگاور ہوا آخرکار نقابدار نے نیزہ گودرز شاہ کا ہوائی کردیا گودرز شاہ نے جو دیکھا کہ نقابدار
نے میرا نیزہ نکالا دونون ہاتھ اپنے قاش زین پر دے مارے اور پکارا کہ او نقابدار نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جمال بازی
شمشیر بازی راستبازی باش یہ نہ کہنا کہ مجھے خبردار نہ کردیا تھا پس ہوشیار ہو جا اور دیکھ کہ کیا برش تیغ تیز کی ہے یہ کہکر ایک تلوار
نقابدار سبزپوش کے سر پر ماری نقابدار نے اسکی ضرب کو خالی دیا بوقت برگشتن یہ کہکے کہ اے گودرز شاہ شعر تو ضرب زدی ضرب من
نوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ تیغہ مارا گودرز شاہ نے سپر کو پناہ کیا مگر وہ تیغہ سپر کو کاٹ کے خود پر پڑا خود اور دو ملغہ
کا کاٹ کر کھوپڑی کو کاٹ کے گودرز شاہ کے تا دو ابرو گذر گیا بیچ مین گودرز شاہ نے دستانہ مارا تلوار تو جھجھکا کے نکل گئی مگر
ایک چادر خون کی بہ کے منہ پہ آگئی گودرز شاہ نے زخمی ہوکر چاہا تھا کہ نقابدار سبزپوش کی فوج سے جنگ مغلوبہ کرے
وزیر نے پھر منع کیا اور کہا کہ شہریارا ایک ایک جوان کو نکل کے میدان داری کرنے دیجیے چنانچہ گودرز شاہ نے بموجب مشورۂ
وزیر کے چند جوانون کو باری باری مقابلہ اور مجادلہ نقابدار سبزپوش کے لیے بھیجا اور جو آیا نقابدار کے ہاتھ سے زخمی
ہوگیا گودرز شاہ نہایت سراسیمہ اور بدحواس ہوکر اپنے جی مین سوچتا تھا کہ ایسا نہو کہین بدیع الزمان اور قاسم قید
سے چھوٹ جائین اتنے مین دیکھا کہ گردے دیگر برخاست شعر از دامن دشت عاج اورنگ ۔ گردے برخاست طوطیا رنگ
جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ طیفور زمرد پرست نامے ایک بارگاہ نشینون سے لقائے مشرک خدا کے بہت بڑا
زبردست ساٹھ ہزار سوار سے کسی سمت کو جاتا تھا اثنائے راہ مین حال گودرز شاہ کے زخمی ہونے کا نقابدار سبزپوش
کے ہاتھ سے اور قید مین بدیع الزمان اور قاسم کو سنکے یلغار کیے اسطرف سے آپہونچا اور اُس طیفور زمرد پرست
نے پیش خود یہ تجویز کرکے کہ پہلے اُس نقابدار سبزپوش کا علاج کرلون بعد اسکے فرزندان حمزہ کو قتل کرون اپنے مرکب کو چمکا
بمقابلہ نقابدار سبزپوش آیا اور نیزہ پکڑ کر سینہ بسینہ نقابدار پر مارا نقابدار نے سر نیزے پر گانٹھ کر نیزہ بازی مین مشغول ہوا
سترہ سترہ طعن نیزہ کی نکل چکین تھین اٹھارھوین طعن مین نقابدار نے نیزہ طیفور زمرد پرست کے ہاتھ سے نکال دیا
اُسوقت طیفور زمرد پرست کا یہ حال تھا کہ اسکی آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا اور اسی حالت غیظ اور غضب مین ڈال قبضہ
شمشیر پہ ہاتھ دوڑ کر ایک تلوار جو بسر نقابدار ماری حسب اتفاق نقابدار نے چاہا تھا کہ فن سپہگری سے اسکی تلوار کو پکڑ لون
اور ایک ہی ضرب مین کام اس تیرہ انجام کا تمام کرون مگر وہ جو کہتے ہین دوہا انہونی کی بات کو تاکت ہین سب کو سنکے
انہونی ہونی نہین ہونی ہوسے سو ہوئے ۔ جونہین نقابدار سبزپوش نے تلوار کی آمد اور چمک دیکھکر اپنے
مرکب کو چھیڑا وہان کوئی موشک خانہ تھا سم مرکب نقابدار موشک خانہ مین جا پڑا اور سکندری کھا کے

چاہتا تھا کہ گھوڑا گرے نقابدار اپنے مرکب سنبھالنے مین ذرا جو غافل ہوا طیفور زمرد پرست کی تلوار سر نقابدار کے پڑی چار انگل کا زخم ا[illegible] سر مین نقابدار کے آگیا اور چادر خون کی منھ پر جاری ہوئی شاہزادہ قاسم نے جو دیکھا کہ نقابدار زخمی ہو گیا بیساختہ کہنے لگا کہ خوب ہوا جو یہ نقابدار مفلوک زخمی ہو گیا بہت زیادہ لو لی کرتا تھا یہ کلام شاہزادہ خاور سیاہ کا سنکے شاہزادہ بدیع الزمان نہایت درہم اور برہم ہوا اور ایک نعرۂ سلطنۃ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ہاتھون کی ہتھکڑی پانوؤن کی بیڑی گلے کا طوق کرکے خار وار لٹو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالے لوگ گودرز شاہ کے جو برابر شاہزادہ بدیع الزمان کے کھڑے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان نے اپنی قید توڑ ڈالی بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور شاہزادہ بدیع الزمان نے سنبھل کے ایک سوار کی ٹانگ پکڑ کے کھینچ لی اور اُسکے گھوڑے پر آپ سوار ہو کر برابر طیفور کے پہونچا اور بصد غیظ و غضب یہ نعرہ کرکے نظم

سپہر شجاعت بدیع الزمان
کہ سر فتنۂ باختر نام شد

مہ برج خوبی ستارۂ انجمن
من آن مرد میدان کہ در روز کین

تہمتن توان گرد لشکر شکن
توانم زدن آسمان بر زمین

تجلی جہستان اہل جہان
ز تیغم بسے ملک اسلام شد

پکارا باش او گبر پُر غرور نقابدار سبز پوش کو تو نے زخمی کیا ہے اب تجھے کیا زندہ و سالم جانے دیتا ہون طیفور زمرد پرست شاہزادہ بدیع الزمان کو شمشیر بکف آتے دیکھکر اور یہ تنبیہ سنکے سنبھلا اور بمقابلہ شاہزادہ عالیمقام کے وہی تیغہ دو ڈر کر شاہزادہ نامدار کے سر اقدس پر مارا شاہزادہ عالم نے جبتک تمام ہاتھ بڑھا کر بازو کو بچا کے بند دست طیفور زمرد پرست کا پکڑ لیا اور ذرا جو فشار اُسکے ہاتھ کو دیا تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی بعد اُسکے ہاتھ کمر زنجیر مین ڈال کر قاش زین سے اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا کہ نقش زمین ہو گیا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے جو یہ زور دست شاہزادہ بدیع الزمان کا دیکھا شدت رشک سے نہایت درہم اور برہم ہو کے نعرۂ سلطنۃ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور اپنی قید بھی توڑ کے ایک گبر کو گھوڑے پر سے گرا کے مار ڈالا اور اُسکے گھوڑے پر سوار ہو کر آمادۂ رزم و پیکار ہوا اور کفار کشی کرتا ہوا پھر شاہزادہ بدیع الزمان کے برابر جا کے کہا کہ باش اے کشتی گیر کہان جاتا ہے جسطرح سے اس فرقہ کفار کو مین نے زیر و زبر کر دیا ہے اسی صورت سے اب تجھے بھی سزا کو پہونچاتا ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا اے خاور سیہ اس فضول گوئی سے کیا فائدہ جو کچھ کہ تجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر غرض کہ تمام روز شاہزادگان والا تبار عالیمقدار شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم باہم شمشیر زنی کرتے رہے جبکہ آفتاب غروب ہوا اور ظلمت شب نمایان ہوئی نقابدار سبز پوش دونون صاحبون کو لشکر کفار سے نکال کر اپنے خیمہ مین لے گیا اور باعزاز و اکرام بٹھا کر منھ ہاتھ دھلوائے اور دسترخوان بچھوا کے کھانا کھلوا اُسکے شراب پلوائی بعد کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے نقابدار نے خاور سیاہ سے پوچھا کہ اے قاسم اپنے عمو بزرگوار بدیع الزمان نامدار سے تو اتنا کیون الجھا کرتا ہے تو جانتا ہے کہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے کیسے کیسے کار نمایان کیے ہین قاسم نے کہا آپ نے کونسا کام شجاعت اور تہمتنی کا کیا ہے اور خصوصا چھپا کئے ہون وہان اس کشتی گیری کیا اصل و حقیقت کہ وہان نام شمشیر زنی کا اپنی زبان پر لاسکے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے ملک قاسم مین ترک جوشن پوش فضل بن گیا ہو رخون آشام ارباب باختری حارب خونریز ضارب خونریز سعید و سعد جگر نشین وغیرہ کیسے کیسے پہلوان اور سرداروں کو بزور دست و بازو اور بضرب شمشیر اپنا مطیع و فرمانبردار کر کے دائرۂ اسلام مین لایا تو نے فقط ایک خسرو قزاق اور مراد شاہ کو زیر کرکے یہ غرور پیدا کیا ہے اور بتلا تو نے کس پہلوان کو زیر کیا کس ملک کو اسلام آباد کیا بس بڑی کرامات تو نے یہ کی کہ یہ سڑا ہوا پرانا ایک خیمہ قسمتون سے اُس طلسم سے تجھے ملگیا ہے اُسپر گھمنڈ اور اسقدر بلند پروازی کرتا ہے قاسم نے جواب دیا بر گذشتہ صلوات اب سر دست جو شخص کافور بن طیفور زمرد پرست کو مارے وہی بہادر ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا بہت خوب یہ کہکر شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور سمت لشکر کافور بن طیفور روانہ ہوا قاسم بھی تعاقب مین شاہزادہ بدیع الزمان والا مناقب کے اپنا گھوڑا اڑا کر چلا جب نقابدار سبز پوش نے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم دونون صاحبون کو جانب لشکر کافور بن طیفور زمرد پرست جاتے دیکھا نقابدار سبز پوش بھی مع اپنی فوج و سپاہ کے سوار ہو کے روانہ ہوا اور ان کا خوف بن طیفور جو اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ایکبار سامنے سے ہرکارہ کافور کا آیا اور آتے ہی بیان کیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے تمہارے

مقابلے کو آتا ہے کافور یہ بات سنکر بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ میں طیفور نہیں ہوں ابھی یہی کہہ رہا تھا کہ ناگاہ آواز نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان
کی گوش زد ہوئی برابر نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان کے دوسرا نعرہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کا سنا اور جانب لشکر سے شور
یوم النشور اٹھا کافور بن طیفور نے پوچھا کہ یہ غل کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ بدیع الزمان اور قاسم دونوں نے آکے اسقدر شمشیر زنی
کی ہے کہ تمام لشکر آپ کا تہ و بالا ہو رہا ہے بس یہ حال سنکے کافور بن طیفور اپنی سپر اور تلوار پکڑ کے اٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ سے باہر نکلکر
اپنے مرکب پر سوار ہوا اور مع اپنی فوج و سپاہ کے سر میدان جا پہونچا اور آتے ہی دیکھا کہ میرے لشکر نے جھرمٹ کیا ہے ابھی کافور کچھ
حال دریافت نہیں کرنے پایا تھا کہ یہ فوج میری پسپا کیوں ہوئی اور کیوں بھاگی جاتی ہے کہ یکایک سامنے سے شاہزادہ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن تیغ خون چکان کھینچے صفوں کو درہم اور برہم کرکے نمودار ہوا کافور بن طیفور نے شاہزادہ بدیع الزمان کو آمادۂ جنگ آتے
دیکھا اپنے مرکب کو اٹھایا اور برابر شاہزادہ عالم کے پہونچا تھا کہ ایک طرف سے شاہزادہ قاسم بھی شمشیر زنی کرتا قریب آیا اور ادھر کافور نے تیغ بسر
شاہزادہ بدیع الزمان ماری وار شاہزادہ بدیع الزمان نے اسکی ضرب کو خالی دیکر برابر سے پلٹ کر تیغ مارا کہ سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر کاٹ کر
کافور کے تا کمر اتر گیا تھا اسمیں اسطرف سے قاسم نے برابر پہونچکر دوال کمر پر اسکی تیغ مارا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گئے گھوڑے پر سے
گر پڑا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے قاسم میں تو اسے قتل کر چکا تھا تو نے مردہ کشی کی قاسم نے کہا تلوار میری پہلے پڑی تھی آپس میں
ابھی یہی تکرار ہو رہی تھی کہ نقابدار مع اپنی فوج و سپاہ کے پہونچا اور جسوقت کہ ہاتھ تلوار کا ہمراہیان نقابدار نے اٹھایا تھا تو سات ہزار
سر بکفان قلم ہو کر خاک و خون میں لوٹتے پھرتے تھے گودرز شاہ یہ حال دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا اور تمام لشکر اسکا درہم اور برہم ہو گیا نقابدار
سبز پوش نے بدیع الزمان اور ملک قاسم کو حرب و ضرب سے بیزار سمجھ و ہمدرد کر آپس سے جدا کیا اور بہت سا سمجھاتا ہوا اپنے
ساتھ اپنے خیمے میں لا کے باعزاز و تکریم تمام دونوں صاحبوں کو بٹھلایا اور شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم سے پوچھنے لگا کہ اے قاسم میں نہایت
متحیر ہوں کہ تم دونوں آپس میں چچا بھتیجے ہو پھر یہ برخلافی کا کیا باعث کہ کبھی تم دونوں میں موافقت نہیں رہتی قاسم نے کہا کہ یہ کشتی گیر غاصب ہے اور
اپنے ذہن میں سوائے اپنی بہادری اور شمشیر زنی کے اور کسی کو موجود نہیں سمجھتا نقابدار نے کہا کہ اے قاسم بدیع الزمان تیرا چچا بجائے باپ
کے ہے علاوہ اسکے اسکے روبرو تجھے کیا نسبت لہذا تجھے لازم نہیں کہ تو شاہزادہ بدیع الزمان سے دعوی کی آنکھ ملی اور ہمسری کا کرے قاسم نے
کہا اس کشتی گیر نے کیا کام بہادری کا کیا ہے جو میں نے نہیں کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ ابھی ایسی لڑائی میں نے کافور بن
طیفور زر پرست ایسے گبر و مغرور کو ایک ضرب سے ہلاک و قتل نہیں کیا لو سنو آئے جو تلوار ماری قاسم نے کہا اچھا اب سہی جو
کوئی گنجاب کی کمر زنجیر پکڑ کے فاش زمین سے اٹھائے وہ شخص بہادر ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا میں نے قبول کیا بسم اللہ قاسم نے کہا
پھر چلیے بدیع الزمان نے کہا مجھے کیا دیر ہے غرض دونوں شیر اپنے اپنے مرکبوں کو جو لانکے نقابدار سے رخصت ہوئے اور نقابدار
ایکطرف کو سوار ہو گیا چنانچہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم سمت شہر ... کو روانہ ہوا اور بہ طے مراحل و قطع منازل چند روز میں مراد شاہ
کے پاس پہونچا اور مراد شاہ شاہزادہ خاور سپاہ کو دیکھ بہت خوش ہوا اور قاسم یہاں تیاری فوج کی اور نگاہداشت لوازموں
کی جاری کرتا ہے اور شاہزادہ بدیع الزمان جو نقابدار سبز پوش سے رخصت ہو کر روانہ ہوا اور سمت چار باغ ملک حیران دلکش کے
روانہ ہوا تو جاتے جاتے ایک روز کی نقل ہے کہ ایک صحرا سے سرسبز اور خرم میں جا نکلا وارد ہوا اور ایک مقام پر زین پوش بچھا کر دم بھر آرام کرنے کو
لیٹ گیا ناگاہ سامنے سے ایک گرد نمایاں ہوئی اور اس گرد میں ایک سیاہ قد اور دست و زر الٹی پاجامے سر الٹی باندھے حلقہ کمند کا کلائیوں میں لپٹا
ہوا گوپھن اور خنجر ہاتھ میں پکڑے نظر پڑا اور بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مرجان تیز رفتار عیار ملکہ گوہر ملک کا ہے غرض مرجان تیز
رفتار نے روبرو شاہزادہ بدیع الزمان کے آکے اقدام عالی کو اس عالیمقام کے بوسہ دیا اور بعد دعا و ثنا کے شاہی کے عرض کیا
کہ اے شہریار ملکہ گوہر ملک نپٹ مہاجرت اور درد مفارقت سے بیجان ہے اگر کسی صورت سے آپ یہاں سے تشریف لیجیے اور ملکہ سے
ملاقات کیجیے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے مرجان شعر آن یار کہ گفتہ تو ایم دل نگرانست گو میرسم اینک بسلامت نگران باش

یعنی اب چلو ہم بھی وہین ملکہ کے پاس چلتے ہین یہ کہکے چاہتا تھا کہ اُٹھے ناگاہ سامنے سے ایک ہوے رم خوردہ چوکڑیان بھرتا نظر
ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن تیر و کمان لیکے اُس ہرن کے تعاقب مین چلا تھوڑی دور پر جاکے اُسے شکار کیا
اور وہین مرجان نے لکڑیان درختون کی چنکے آگ لگادی اور ہرن کو ذبح کرکے گوشت اُسکا پاک وصاف کیا اور کباب لگائے شاہزادہ
بدیع الزمان مع مرجان تیز رفتار وہان بیٹھکے کباب کھارہا تھا حسب اتفاق وہان گنجا اپنی بارگاہ مین تخت پیغمبری پر بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ
ایک عیار نے سامنے گنجا کے آکے عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل بدیع الزمان آکے ملکہ گوہر بلک کو نکال لگیا گنجا یہ خبر سنکر چاہتا تھا کہ لشکر
کشی کرکے تلاش بدیع الزمان کا کرے قاہر بن قہرمان عجمی نے منع کیا کہکے کہ اے پیغمبر مرسل تجھے لازم نہین جسحالت مین مین تیری بارگاہ مین
موجود ہون کہ تو ہر کس و ناکس پر لشکر لیکے مقابلے اور مجادلے کو جائے مین جاکے بدیع الزمان کی مشکین باندھے لیے آتا ہون یہ کہکر قاہر
بن قہرمان عجمی اپنے پانچ لاکھ سوارون کو ہمراہ لیکے سوار ہوا اور بتلاش شاہزادہ بدیع الزمان چلا اور سنجانی عیار کو واسطے خبر شاہزادہ
بدیع الزمان کے آگے روانہ کردیا قضاے کار سنجانی ڈھونڈھتا پوچھتا جاتے جاتے کہین اُس صحرا کے پر فضا مین جا نکلا جہان شاہزادہ
بدیع الزمان اور مرجان عیار دونون بیٹھے کباب کھارہے ہین سنجانی عیار دور سے دیکھکے پھرا اور قاہر بن قہرمان عجمی سے آکے بیان کیا
کہ بدیع الزمان تن تنہا جنگل مین بیٹھا کباب کھارہا ہے اور وہ ننگ خاندان سیرا بیٹا مرجان تیز رفتار بھی ہمراہ اُسکے ہے قاہر بن قہرمان عجمی یہ خبر سنکے
اُسیوقت مع اپنی فوج و سپاہ کے سوار ہوا اور اُس جنگل کو جاکے چارطرف سے محاصرہ کرلیا مرجان تیز رفتار نے عرض کی کہ اے شاہزادہ عالم قاہر بن
قہرمان عجمی مع لشکر کے آن پہونچا ہوشیار ہوجائیے شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقام مجرد استماع اس کلام کے اپنے مرکب پر سوار ہوکر اور برچھا
ہاتھ مین لیکر مقابلہ لشکر کفار آمادہ رزم و پیکار ہوا اور تیغہ طہمورث دیوبند کھینچکے لاش پر لاش اور دھڑ پر دھڑ اور سر پر سر مردے پر مردہ گراتا قریب قاہر
بن قہرمان عجمی کے پہونچ گیا تھا کہ ناگاہ ایک گبر ملعون علیہ اللعنۃ والعذاب نے پشت پر سے نیزہ شاہزادہ عالم کے گھوڑے کے پیٹ مین مارا اور گھوڑا
ضرب نیزہ سے چرخ مارکر گرا اور شاہزادہ بدیع الزمان نے گھوڑے کی پیٹھ پر سے جدا ہوکے اپنا دامن گردانا اور پیادہ شمشیرزنی اور کفار کشی کرنے
لگا اور دو شبانہ روز یکہ و تنہا اُس اشجع میدان وغا نے اسقدر شمشیرزنی کی کہ کشتون کے پشتے لگادیے تھے اور فوج کفار کو سواے کوچہ زخم
کے کوئی کوچہ حفظ و امان کا نہین ملتا تھا اور کوئی گوشہ عافیت بھاگ کر چھپ رہنے کو سواے گوشہ کمان کے نہین نظر آتا تھا زہرہ ہین ہمہ تن
چشم ہوکر شجاعت اور دلیری شاہزادہ گبر لشکر شکن کی دیکھ رہی تھین اور چار آئینہ کو ستی اور تہمتنی پر آس اشجع روزگار کی عالم تحیر تھا
دہل اور دمامے تنہائی و یکتائی شاہزادہ عالیمقام پر اُس بلاسے مین فوج کفار کے چوٹون سے سر پیٹ رہے تھے اور جھانجھین کف افسوس
مل رہی تھین لکھو کھہا چیلین اور گدھ بطمع گوشت میدان مین چھاے ہوے شور و غل کر رہے تھے دلال اجل در کار نرخ جان ارزان ہوگیا تھا
بازار موت گرم ہو رہا تھا جسطرف وہ ضیغم بیباک کار زار رخ کرتا فوج قاہر بن قہرمان عجمی کی مانند گلہ بز دیش کے پراگندہ ہوکر بھاگتی پھرتی
تھی مگر وہ جو شیخ سعدی شیرازی گلستان مین کہ گئے ہین قطعہ نشیہ چو پر شد بزند پیل را ؛ با ہمہ مردی و صلابت کہ اوست ؛ مورچگان را
چو بود اتفاق ؛ شیر ژیان را بدرانند پوست ؛ قضاے کار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار سے لڑتے لڑتے ایک جوان کے تیغہ مارا
کہ تا جگر اُتر گیا تھا اُس طرف اُسکی لاش گری اور ادھر شاہزادہ عالیوقار نے تیغہ کو سنبھال کے چاہا اور طرف متوجہ ہو وہان جو اکثر
سر کٹے ہوے زمین پر پڑے تھے ایک سر پر پانون اُس دلاور کا جو پڑ گیا تو پانون پھسلا اور شاہزادہ عالم بیساختہ کروٹ کے بھل
گرا ساتھ گرنے کے کئی سو حلقے کمندون کے اعداے بیدین نے اُس عرش تمکین کے گلے مین اور تمام بدن مین ڈالکے فرصت اُٹھنے
اور سنبھلنے کی نہ دی چارطرف سے گر پڑے اور جھٹ پٹ گرفتار کرلیا اور قاہر بن قہرمان عجمی نے لوہارون کو بلاکے شاہزادہ والاتبار
کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق لگوان مین خاردار لٹھو کرین لنگر ڈلوادیے اور عیش خود یہ تجویز اور تدبیر
کرکے کہ گنجا کے پاس لیجانے سے مجھے کیا فائدہ ہے مجھے خود دعویٰ ہے کہ بطرہ پیغمبری سر پر رکھون بس صلاح یہ ہے کہ اسکو [illegible]
اور جبرئیل درگاہ یعنی یاقوت شاہ سے یہ سارا حال بیان کرکے کہین نے اُسے اس جرم پر مقید کیا ہے کہ ملکہ گوہر بار کہ پیغمبرزادی کو

جو آپ کے نامزد تھی اُسنے اپنے قابو مین کرکے رکھا تھا عرض کردنگا کہ اس کارجان نثاری سکے صلہ اور انعام مین میرے لیے سعی کرکے خداوند سے طرہ پیغمبری دلوا دیجیے یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ بلاشک وشبہ مجھے پیغمبر مرسل کا قائم مقام اور بااستقلال کر دیگا بس یہ مشورہ کرکے شاہزادہ عالم کو ایک اعرابے پر بٹھلا کر تین لاکھ سوار کو حکم دیا کہ تم برچھے اور تلوارین کھینچے گرد وپیش اسکے اعرابے کے رہنا اور جو اثنائے راہ مین قاسم یا کوئی اسکے ہواخواہون مین سے یا فضل وغیرہ کوئی سردار اسکے لشکر کا آجائے تو تم سب اسکا سر کاٹ ڈالنا بعد اسکے آمادہ رزم وپیکار ہونا یہ کہکے آگے آگے تو قید شاہزادہ بدیع الزمان کی مع تین لاکھ سوار نیزہ دار کے روانہ کی اور تعاقب مین آپ دو لاکھ سوار سے بخیال مآل اندیشی کہ ایسا نہو پشت پر سے کمک یا مدد بدیع الزمان کی کوئی سردار لیکے پہونچے اور بدیع الزمان کو قید سے چھڑا لیجائے روانہ ہوا ایدہر مرجان تیزرفتار یہ گردش گردون غدار او رانقلاب لیل ونہار دیکھکر سر وسینہ زنان خاک برسر افتان وخیزان گریان ونالان بسمت چار باغ ملکہ حرمان دیوکش روانہ ہوا پہلے تو اُسنے چاہا کہ مین بخدمت شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم جاکے یہ حال بیان کرون پھر اپنے دلمین سوچا کہ قاسم کا احسان لینا مناسب نہین وہ ہر بات مین ہمیشہ اس احسان کا طعنہ شاہزادہ بدیع الزمان کو دیا کرینگے بس یہ سوچکر مرجان تیزرفتار ملکہ گوہر ملک کے پاس بسمت چار باغ ملکہ حرمان دیوکش کے چلا اور جستین کرتا بہ کمال سرعت اور تیزروی چار باغ مین جاکر ملکہ کے پاس پہونچا اور اپنے سر پر دو ہتڑ مار مار کے از ابتدا تا انتہا سارا حال شاہزادہ با اقبال کا اور قاہر بن قہرمان عجمی بیان کیا ملکہ گوہر ملک نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی تو بموجب اسکے

سر سنگ سے اپنا اُسنے مارا
پتھر سے کہیں جبین جو پھوٹی
خون سے کیا سرخ سنگ خارا
اک خون کی آبشار چھوٹی
نالے کیے ہفتم آسمان تک
ٹوٹے جو سنگ لاکھ ہر بار
اکسیر بھی کر صبر پھر کہاں تک
چھل چھل کے بدن ہوا سب افگار

دولارام اور پریچہرہ اور حوررخ اور گل اندام اور سمن اندام اور یاسمین اور کتیکی وغیرہ خواصین ملکہ کی سنبھالتی اور سمجھاتی تھین کہ ملکہ عالم للہ آپ اپنے کو ذرا سنبھالیے اسدرجہ ہلاک کرنے سے کچھ حاصل نہین ہان کوئی تدبیر کیجیے دعا مانگیے کہ جناب احدیت اپنا فضل وکرم کرے شاہزادہ بدیع الزمان صاحب اقبال ہین اکثر ایسے واردات اور سانحے اُنپر آئے ہوئے ہین مگر انجام بخیر ہوا اتنا بدحواس ہونا اور اپنی جان کھونا لازم نہین بارے انکے کو ہوش آیا اور روتے روتے ایک مرتبہ خیال آگیا کہ ملک عجم مین ملکہ یاقوت ملک قہرمان عجم کی بیٹی اور قاہر بن قہرمان عجمی کی چھوٹی بہن میری بڑی دولتخواہ اور خیراندیش بہنون سے زیادہ محبت رکھتی ہے اُس سے کہلا بھیجون شاید اُسکے باعث سے کوئی صورت شاہزادہ عالم کی رہائی کی ہوجائے غرض یہ سوچکے ایک رقعہ بنام ملکہ یاقوت ملک بدینمضمون کہ اے بہن شاہزادہ بدیع الزمان کو تمھارا بھائی قاہر بن قہرمان عجمی میدان رزم سے بفریب ونامردی گرفتار کرکے لیگیا ہے اور یہ بات تمکو معلوم ہوگی کہ شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ جسکی تصویر پر تم ہزار جان ودل سے قربان ونثار ہو وہ چھوٹا بھائی شاہزادہ بدیع الزمان کا ہے یہ جو تم شاہزادہ بدیع الزمان کو قید سے چھڑا دوگی یا جو کچھ کہ اسوقت بدین شریک ہوکے احسان کروگی یہ تمام احسان تمھارا شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ پر ہوگا اور اس احسان کے ذریعہ سے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ تمام عمر تمھارا مطیع اور فرمانبردار رہیگا اور مین تمام عمر تمھاری ممنون اور مشکور رہونگی غرض یہ کہ لکھکے مرجان تیزرفتار کو حوالے کیا اور کہدیا کہ اے بھائی مرجان تیزرفتار تم ملک عجم مین جاکے کسی ذریعہ اور وسیلے کسی عیاری اور مکاری کسی گھات سے یہ میرا رقعہ میری بہن ملکہ یاقوت ملک تک پہونچا دینا پھر آگے جو مشیت پروردگار ہو اپنے حتی المقدور مین سعی اور تدبیر مین تو قاصر نہ رہونگی مرجان تیزرفتار حسب الحکم ملکہ گوہر ملک کے وہ رقعہ لیکر بسمت عجم روانہ ہوا اور جستین کرتا چوتھا دن تھا کہ مرجان تیزرفتار عیار قاہر بن قہرمان عجمی کے لشکر کے برابر پہونچا اور بہیئت عیاری اپنی صورت تبدیل کرکے لشکر سے ملحق ہوکر اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان طوق اور مسلسل اعرابے پر پڑا ہوا ہے اور دو جوان نیزہ دار دست راست اور دو جوان نیزہ دار دست چپ نیزے برابر شاہزادہ عالم کے پیٹ کے رکھے اور باقی کئی ہزار سوار باشمشیر برہنہ گھیری تھا

اور ہوشیاری سے گرد و پیش اعرابے کے برابا ندھے چلے آتے ہین اور جسوقت کہ شاہزادۂ عالم بدیع الزمان کو حالت
غش سے اندکے ہوش آجاتا ہے اور آنکھ کھول کے دیکھتا ہے کہ مجھے مطوق اور مسلسل کرکے اعرابے پر ڈالے لیے جاتے ہین
تو اسوقت زور کرکے ہکہ مارتا تھا کہ آدھے آدھے پہیے اعرابے کے زمین مین غرق ہو جاتے تھے اور بارہ جوڑیان ناگوری بیلون
کی کھینچ نہین سکتی تھین شل ہو کر رہ جاتی تھین تو ہمیشہ اور ملازمین قاہر بن قہرمان عجمی کے پھر بتی بیہوشی کی دماغ پر شاہزادۂ
بدیع الزمان کے چڑھا کے بیہوش کر دیتے تھے اور ایک فیل مست کے بھسونڈے پر چرسا پڑا ہوا پیچھے اعرابے کے
تھا آگے سے تو بارہ جوڑیان بیلون کی زور کرکے اعرابے کو کھینچتی تھین اور پیچھے سے وہ مست ہاتھی مستک اور دانتون
سے اپنے اعرابے کو ریلتا تھا تب ہزار دشواری اور لاکھ پریشانی وہ اعرابہ صبح سے شام تک کوئی چھ سات کوس چلتا
تھا مرجان تیز رفتار اس شکل سے شاہزادۂ عالم کو مقید جاتے دیکھکر خوب رویا اور اپنا سر پیٹتا شیون و شین کرتا ساتھ ساتھ
قاہر کی فوج و سپاہ کے چلا جاتا تھا بعد طے مراحل اور قطع منازل کے اب قاہر بن قہرمان عجمی مع اپنے پانچ لاکھ
سوارون کے بہ قید شاہزادۂ بدیع الزمان کی لیے ہوے اپنے ملک عجم مین داخل ہوا تو قبل از داخلہ قاہر بن قہرمان
عجمی کے خبر فتحیابی قاہر اور گرفتاری شاہزادۂ بدیع الزمان کی وہان عجم مین مشتہر ہو گئی تھی اور قہرمان عجمی نے حکم دیا
تھا کہ بڑے زبردست خدا پرست کو کہ دشمن خداوند لقا کا ہے میرا بیٹا جنگ رستمانہ کرکے پکڑ کے لاتا ہے لازم ہے کہ شہر مین
آئینہ بندی کرو اور تمام چوک اور بازار مین دکانین رنگ آمیزی ہون اور کہ دمبہ تمام سکان شہر سر راہ آ کے مجتمع ہون
اور سیر آمد سواری قاہر بن قہرمان عجمی کی دیکھین چنانچہ حسب الحکم قہرمان عجمی کے تمام شہر مین دھوم پڑی ہے اور
چوک اور بازار اور ہر گلی اور کوچے مین نوبتخانے رکھے ہین نوبت بج رہی ہے تمام چوک کی دکانون مین رنگ آمیزی کرکے
چھت پردے تمام زربفت اسا وری اطلس کے لگائے ہین دکاندار لال گلابی پگڑیان دھوم دھامی بنفشہ جامے
قبائین انگرکھے پہنے اپنے لڑکون بالون کو پوشاکین تحفہ تحفہ پہنا کے لا لا کے بیٹھے ہین سر راہ جتنے درخت ہین انکو
اطلس بادلے سے منڈھا ہے کنول گلاس روشنی کے لیے لگا دیے ہین چار سوق بازار مین کوسون تک آتشبازی گڑی ہے
سرو چراغان کی تیاری بہت معقول ہوئی ہے خلق اللہ کا ہجوم تماشائیون کی دھوم ہے تمام ملک عجم مین خیمون ڈیرون
مین ناچ ہو رہا ہے جسوقت کہ اعرابہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا اندرون چوک پہونچا اسوقت یہ کثرت خلائق اور بالوا
تماشائیون کا تھا کہ آدمی پر آدمی گرا پڑتا تھا نقبون مین گھسے تانگون مین شہنہ ڈالے کاندھون پر سر رکھے لوگ دیکھ
رہے تھے ہزارون درختون پر چڑھے بیٹھے تھے مختصر یہ کہ قاہر بن قہرمان عجمی شاہزادۂ بدیع الزمان کو گرفتار
کرکے نقارہ بجواتا ہوا اپنی بارگاہ مین اپنے باپ قہرمان عجمی کے پاس لیگیا اور باپ کو نذر دے کے بہت سالاف
و گذاف کرکے کہنے لگا کہ یہ وہ شاہزادۂ بدیع الزمان ہے جسنے اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی چھاؤنی گنجاب کی برباد کر دی
اور لکھو کھا لقا پرستون کو تہ تیغ بیدریغ کرکے گنجاب کا ناک مین دم کر رکھا تھا اسکو مین جنگ رستمانہ کرکے پکڑ لایا
ہون اور بحضور خداوند لقا بھیجا کے طرہ پیمبری لونگا بعد اسکے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار جسوقت قہرمان عجمی
کی بارگاہ مین پہونچے تو چہار طرف دیکھکر باواز بلند کہا کہ سلام من درین مجلس بران کسے باد کہ داند خدا اے عزوجل
خالق جزو و کل ست و دین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلواۃ اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ برحق تمام کفار تیرہ روزگار
بارگاہ نشینون نے نام خداے کریم کا سنکے اپنے منہ پھیر لیے اور قہرمان عجمی نے نہایت درہم
اور برہم ہو کر کہا اے شاہزادۂ بدیع الزمان اگر میرا بیٹا قاہر بن قہرمان عجمی اسوقت ساعی و سفارشی
نہوتا تو مین بے تامل ابھی تجھے قتل کا حکم دیتا خیر چند روز تیری زندگی اور ہے یہ کہکر حکم دیا کہ اس خدا پرست

کو جلد زندانخانے مین لیجاکے بہ عمل در زنجیر قید کرو اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے رکھو چنانچہ بموجب قہرمان عجمی کے حکم کے شاہزادۂ بدیع الزمان کو زندانخانۂ عجم مین لیجا کر مقید کیا

اب دو کلمے داستان فطرت بیان مرجان تیزرفتار سے گذارش کیا جاتا ہی

کہ مرجان تیزرفتار بہیئت عیاری مثل برق و باد جست و خیز کرتا ہوا ایوان شاہی پر قہرمان عجمی کے پہونچا اور آسنے دیکھا کہ قریب بارہ ہزار سوار زرہ پوش اور چار آئینہ بند ہتھیار لگائے نیزہ بدوش جلوخانے مین اکثر گھوڑون پر سوار اکثر چوکی خانے مین جہان تہان چارپائیون پر پڑے حقہ پی رہے ہین سیکڑون زین پوش زمین پر بچھائے گھوڑون کی باگ ڈورین پکڑے باہم حقہ پیتے اور باتین کرتے ہین ایک متصدی قلم دوات لیے ایک بند کاغذ پر نام سبکے دیکھ دیکھکر پکارتا اور جائزہ لیتا پھرتا ہی اور بعد اسکے ہزار بارہ سو حاجب دربان عسکر رقاصی یوزباشی لیا دل مرد ہے چوبدار عصا بردار وغیرہ پوشاکین دھوم دھامی پہنے عصے سنہری روپہلی ہاتھون مین لیے جہان تہان اہتمام مین سرگرم کار ہین ایک طرف نکور نوبت کی لگ رہی ہی دن کوئی چار گھڑی باقی ہوگا شہنا نواز گوری پوربی کے سُر شہناؤن مین لگاکے سمان باندھ رہے ہین ایک طرف سات سو آٹھ سو سقے آبپاشی پر جھکے ہوئے چھڑکاؤ لگا رہے ہین اور ڈیوڑھی پر پردہ پڑا ہی برابر پردے کے ایک کرسی پر محلدار کو دیکھا کہ برس چالیس پچاس کا سن و سال اکثر بال سفید سر مین آگئے تھے رنگت سرخ و سفید ولایتی انار کا دانہ یا مہندی اور شہابی کسی ہی ایک کرتہ ململ کا گلے مین اور پائجامہ گلبدن کا بہت بڑے بڑے پائچون کا کلیون دار مصالحہ لگا ہوا جوتا دو اشرفی کا بہت بھاری پاؤن مین پہنے دوپٹہ جامدانی کا سر سے ڈھلکا ہوا کندھے پر پڑا ہوا بڑی تمکنت اور تکلف سے بیٹھی ہی دو چار مرد ہیں دو ایک چوبدار دائین بائین کچھ سامنے کھڑے باتین کر رہے ہین مرجان تیزرفتار نے نہ تو کسی چوبدار سے کہا نہ مطلق محلدار سے پوچھا بیچ دھڑک برابر محلدار کے پہونچا چاہا کہ اندرون محل داخل ہو کہ ناگاہ محلدار کی نگاہ جو مرجان تیزرفتار کی طرف پڑی تو اسنے کہا ہان ہان او چھوکرے تو کون ہی او بے کہان بیباختہ مانند شتر بے مہار سے دیا ان پردے کے برابر چلا آتا ہی تو کہان جائیگا اور کہان سے آتا ہی مرجان تیزرفتار نے کہا مین ملکہ یاقوت ملک کے پاس جاؤنگا اور مجھے پیغمبرزادی ملکہ گوہر ملک نے بھیجا ہی تم مجھے روکنے والی کون ہو محلدار نے کہا چھوکرے ٹھہر تو زنانے مین کیا گھسا چلا جائیگا مرجان تیزرفتار نے کہا مین تمھارے منع کرنے اور روکنے سے کیا اب رہونگا یہ کہکے چاہتا تھا کہ پردے کے اندر ڈیوڑھی مین قدم رکھے محلدار اور چوبدار اور مرد ہیون نے مرجان تیزرفتار کو کشتم کشتا کرکے پکڑ لیا مرجان تیزرفتار عیار نے کہا کہ بھلا او مردار محلدار تو نے مجھے روک کر پکڑ لیا مگر دیکھ اگر ملکہ یاقوت ملک کو خبر ہو گی تو تیری نوکری جاتی رہیگی اب تو جان محلدار اپنے جی مین سوچی کہ پیغمبرزادی کا یہ کوکا ہی اور اسکا بھیجا آیا ہی جاکے مین ملکہ یاقوت ملک سے اطلاع کر دون ذرا وہ بدمزاج بھی ہین ایسا نہو کہ کہین اسکی خبر سنکے سچ مچ مجھسے خفا ہونے لگین یہ سوچکے محلدار وہان سے اٹھی اور اندرون محل جاکے ملکہ یاقوت ملک سے ملتمس ہوئی کہ قربانت شوم اسوقت ایک چھوکرا چلبلا سا بیباختہ اندرون محل کے گھسا آتا تھا ہر چند مین ہان ہان کرتی رہی چوبدارون نے روکنے کا ارادہ کیا مگر وہ نہین مانتا تھا تب اسنے ہم نے پکڑ دا ہے وہ ابھی ڈیوڑھی پر کھڑا ہی وہ کہتا ہی کہ مجھے ملکہ گوہر ملک پیغمبرزادی نے بھیجا ہی اور مرجان تیزرفتار میرا نام ہی مین ملکہ یاقوت ملک کے پاس جاؤنگا اور تم سب مجکو روکتے ہو تو مین تم سبکو برطرف کروا دونگا ملکہ یاقوت ملک نے جو نام مرجان تیزرفتار اور ملکہ گوہر ملک کا سنا تو نہایت غیظ اور غضب مین آکر کہنے لگی کہ او قطامہ مجھے سکینہ حکم دیا تھا کہ اسے روکنا اور اسنے

دھکارڈون چوبدارون سے کہکے پٹوا تا مالزادی تو نہین جانتی تھی کہ وہ کوکا پیغمبر زادی کا ہو صرف تگا تو وہ نام اپنا بتلا کے پیغمبر زادی ملکہ گوہر ملک کا نام لیکر میرے پاس آنے کو کہتا تھا اور تو نے برسون دیکھا ہو کہ وہ مرجان تیزرفتار بچپن سے پیغمبر زادی کے پاس پلا پرورش پایا کوئی محل مین پیغمبر مرسل کے اس سے چھپتا اور پردہ نہین کرتا تھا میرے سامنے وہ آیا کیا مین نے کبھی کسی طرح اس کمبخت سے پردہ نہین کیا تھا آج تو بڑی [illegible] گھر کا اہتمام کرنے والی ایک محلدار پیدا ہوئی ہو جسنے پیغمبر زادی یعنی ملکہ گوہر ملک کے کوکا کو ڈیوڑی پر روکا اور اسے اپنے چاہنے والون سے طمانچے کھلوائے قید مین بٹھلایا کے میرے سامنے اپنی محلداری اور رسوخ ظاہر کرنے کو آئی ہو محلدار مارے خوف کے تھرتھر کانپنے لگی اور جی مین کہتی ہو خداوند اتنا خیر کرے اور اپنے دونون ہاتھون کو رومال سے باندھکر پانؤن پر ملکہ یاقوت ملک کے گر پڑی اور عرض کرنے لگی کہ اے ملکہ یاقوت ملک لونڈی کی کیا قدرت اور کیا مجال تھی جو اسکو طمانچے کھلواتی لونڈی نے محض نادانستہ اسکو روکا اور اتنا اس سے مین نے کہا ہو کہ بیٹا تو ذرا ٹھہر جا مین ملکہ عالم سے اطلاع کر آؤن اتنا قصور اور جرم تو البتہ لونڈی سے ہو گیا تو امیدوار ہون کہ از راہ کنیز پروری حضور معاف فرما دین اب ایسی خطا سے ناشی لونڈی سے کبھی سرزد نہوگی غرض اور دو چار ہمنشینون اور مقربون اور ملازمون نے بھی ملکہ یاقوت ملک سے سعی کی اور تقصیر معاف کرائی اور کہا اے محلدار اسے جلدی سے جاکے مرجان تیزرفتار پیغمبر زادی کے کوکا کو بلا لا بس وہ محلدار پھر باہر آئی اور مرجان تیزرفتار کی بلائین لیکر کہنے لگی کہ بیٹا مین تیرے صدقے اور قربان گئی مین نے تجھے پہچانا نہ تھا اسلیے روکا تھا تو اپنے جی مین کچھ برا نہ مانیو تو بچہ سا پیغمبر زادی کے محل مین کھیلتا پھرتا تھا تجھسے پردہ کون کرتا ہو لے چل تجھے حضور نے یاد کیا ہو بارے مرجان تیزرفتار اندر محل کے گیا اور اسنے دیکھا کہ ایک بارہ دری بہت نایاب بنی ہو اور اس بارہ دری کے سامنے ایک سائبان زربفتی کھنچا ہو اور بعد اسکے صحن مین بطور خانہ باغ کے چار طرف گرد ہل اور منہدی اور گلاب کی ٹٹیان کتری ہوئین ہین اور چمن سے ہین انمین بیلا البیلا موتیا مدن بان موگرا جوہی سیوتی الہی کیتکی گل بہوساولی گل [illegible] نواڑی وغیرہ گلہاے خوشبو کے اشجار قطار در قطار بہت خوبصورت خوبصورت لگے ہین اور کچھ درخت میوے کے جہان تہان قرینے سے نظر آتے ہین اور بیچ مین ایک حوض مصفا جسکے پانی سے پیاہ پانی مثل حباب آنکھین نکال رہے ہین بہت تکلف سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہو لب گردان اسکی عقیق احمر کی بنی ہوئی اسپر کچھ گلدستے پھولون کے رکھے ہین اور حوض مین کئی فوارے لگے ہوے ہین اور برابر حوض کے تختون کے فرش پر شطرنجی چاندنی گستردہ سلما ستارہ اسپر گرا ہوا پڑا ہو اور ایک مسند زربفتی کی لگی ہوئی ہو اسپر ملکہ یاقوت ملک بہ کمال عز و شان جلوہ فرما ہو اور چپ و راست اسکے قریب چار سو ساڑھے چار سو کے انیسین جلیسین محرمین ہمراز دمساز اور مصاحبین وغیرہ با ادب بیٹھی ہوئی ہین مرجان تیزرفتار عیار کوکا ملکہ گوہر ملک کا اس وقت فرط سرور سے خود رفتہ ہوگیا اور ساری عیاری اور مکاری و غداری اور شراری اور ہوشیاری اپنی فراموش کرکے کچھ تامل اندیشی اور اپنے بیگانے کے سن لینے کا خیال نہ کیا بے ساختہ دور ہی سے آداب بجا لا کرکے باچشم گریان و دل بریان احوال شاہزادہ بدیع الزمان پسر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی اسیری و دستگیری کا بفریب و نامردی قاہرن قہرمان تجھی بیان کرکے کہنے لگا کہ اے ملکہ عالم ہماری پیغمبر زادی ملکہ گوہر ملک نے زبانی مجھسے چلتے وقت بتا کے تمام کہہ دیا تھا کہ ہماری بہن ملکہ یاقوت ملک سے کہنا کہ تم جسکے نام پر ہزار ہزار جان و دل سے شیفتہ اور نثار ہو وہ شیرو بیر بن حمزہ صاحبقران چھوٹا بھائی شاہزادہ

بدیع الزمان گردلشکر شکن کا ہی اگر تم آج سعی کرکے شاہزادہ بدیع الزمان کو قید سے رہائی دلوا دوگی تو تمام عمر میں تمھاری احسانمند ہونگی اور بہن ملکہ یاقوت ملک شیرویہ بن حمزہ صاحبقران تمھارا عمر بھر ممنون اور مشکور رہیگا اور تمھاری غلامی اور فرمانبرداری کریگا مگر جسطرح سے ہوسکے شاہزادہ بدیع الزمان کو محبس خانے سے نکلوا دو ملکہ یاقوت ملکنے گفتگو مرجان تیز رفتار عیار کی اور پیغام ملکہ گوہر ملک کا آواز بلند سنکر اپنے دلمین یہ خیال کیا کہ سب صحبت والیون اپنون اور بیگانون نے سن لیا ہی بمقتضائے فراست اور بخیال آل اندیشی مثل شعلہ جوالہ بھڑک اُٹھی اور نہایت درہم اور برہم ہوکے اپنی خواصون کی جانب مخاطب ہوکر حکم دیا کہ ہان پکڑو اس بدذات کو اور خوب سے طمانچے اسکے منھ پر مارو کہ پھر ایسا پیغام کسی صاحب عصمت وعفت کے پاس لیکر نہ جائے یہ اسنے کیا کہا جیسے پیغمبرزادی ملکہ گوہر ملک آپ رسوائے خلائق اور ننگ خاندان ہر ویسا ہی سب کو جانتی ہی مین کیا جانون کہ شیرویہ کون شخص ہی اور بدیع الزمان کون ہی چنانچہ حسب الحکم ملکہ یاقوت ملک کے خواصون نے چارطرف سے گھیر کر مرجان تیز رفتار کو پکڑ لیا اور دس پانچ طمانچے مارکے ایک کوٹھڑی مین قید کیا ملکہ یاقوت ملک نے جب دیکھا کہ مرجان تیز رفتار کو لونڈیون اور باندیون کنیزون نے طمانچے مار مار کر ایک اندھیری کوٹھڑی مین لیجاکے قید کیا ہی بعد قید کرنے مرجان تیز رفتار کے ملکہ یاقوت ملک اپنے دل مین ہزار ہزار نفرین اپنے اوپر کرکے کہتی تھی غزل

اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین
داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی
آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
تو چھپائے لاکھ جب چھپنے لگی دل کی تڑپ
تیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین
تم چمکتے دید کی حسرت کو کیونکر دیکھتے
یا دگیسو کے وہ چھلکے ہین جو گیسو مین نہین

ہجر کی شب کی حقیقت کیا ہی بلائین کچھ پوچھ
رنگ کہتا ہی وفا اس پھول کی بو مین نہین
بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم
دل ہی عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین
خود گلا کاٹوگے اپنے زخمیون کو دیکھکر
آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین
وصل مین بھی ناگوار اُنکا نکلنا ہی جلال

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین
اسقدر بھی تین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین
کہتے ہین وہ اپنے انداز آئینے مین دیکھکر
پھر بھی ہی جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
بیٹھتے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا
تیر تیچھے زخمون کی ادا وہ ہی جو ابرو مین نہین
دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے
کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

کہ میرے عاشق میرے معشوق میرے راحت روح روان شیرویہ بن حمزہ صاحبقران کا اسنے جس منھ سے نام لیا مین نے اُس منھ کو طمانچے کھلوائے ہائے پیغمبرزادی ملکہ گوہر ملک ایسی میری بہن عاشق زار گلگوں کا ہی اور اُسکا پیغام لایا تھا اُسکو مین نے بیجرم وقصور فقط اپنی حفظ وآبرو وتحفظ جان کے واسطے کیا کیا سخت و درشت کلمے کہے اور قید کیا ہی یہ کیا نالائق حرکت مجھسے سرزد ہوئی اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبا سے محو حیرت سکتے کی صورت نہایت مغموم اور مکدر چپ چپ بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اب کیا تدبیر کرون جو مرجان تیز رفتار کا رنج و ملال رفع ہو اور جتنی ہمرازین مصاحبین انیسین جلیسین صحبت والیان ملکہ یاقوت ملک کی تھین وہ سب آہستہ آہستہ باہم کہتی تھین کہ واہ واہ ہی واہ واہ ہماری ملکہ بڑی صاحب عصمت اور عفت ہی نوج پیغمبرزادی کی طرح سے رسوائے عالم کہلائے یہ چھوکرا اسو دائی کچھ نشے مین تھا یہ کیا اسکی کمبختی تھی جو لون واہی تباہی ملکہ کے سامنے بک اُٹھا کسی نے کہا ہی لو اس چھوکرے کا کیا قصور یہ پیغام خود پیغمبرزادی نے دیا ہوگا کیا سبب کہ جیسی وہ آپ ذلیل ورسوا تمام زمانے مین ہوئی ہین ویسا ہی وہ سب کو جانتی ہین اُنھون نے یہی سمجھ کے یہان ہماری ملکہ سے کہلا بھیجا ہو سو خدا وند لقا کے فضل وکرم سے ہماری ملکہ ایسی نہین ہین تو یہ استغفار جسپر اسکے دامن کا عکس پڑ جائے وہ عفیفہ اور نیکبخت صاحب

صاحب عصمت ہو جائے ایسی صاحبزادیاں کہیں پیدا ہوتی ہیں غرض اسی گفتگو میں وقت شام کا ہوا اور ملکہ یاقوت
ملک نے دربار برخاست کرکے کہا صاحبو اس وقت مجھے اس چھوکرے کی گفتگو سے آگ بدن میں لگی ہوئی ہے جی چاہتا ہے کہ
اسکے بدن کی بوٹیاں کاٹ کاٹ کے کھاجاؤں سبھوں نے کہا ملکۂ عالم اسنے بہت سا جھک مارا اسکے کہنے سے کیا ہوتا ہے
آفتاب پر خاک نہیں پڑتی ہے آپ کی عفت اور عصمت کے زمین و آسمان گواہ ہیں آپ کچھ غصہ نہ فرمائیں بلکہ اگر صلاح دولت
ہے تو از راہ تفضلات شاہانہ عفو جرائم کرکے آزاد کر دیجیے اور ملک عجم سے نکلوا دیجیے یا وہ چلا جائے اور پھر اس شہر میں
نہ رہے ملکہ یاقوت ملک نے کہا ہرگز کبھی یہ نہ ہوگا کہ میں اُسے قید سے چھوڑ دوں خیر اب تم سب جاؤ مجھے اس وقت نہایت
رنج اور غصہ ہے مجھ سے کسی سے بات نہیں کی جاتی غرض سب امیر بلکہ مصاحبین صحبت ولیاں مجرا کر کے رخصت ہو گئیں آپ
تنہا رہ گئیں چالیس خواصیں ملکہ یاقوت ملک کی کہ بلکچاں دو تا لب تھیں وہ رہ گئیں اور ظلمت شب نمایاں ہوئی ملکہ نے خواصوں
سے کہا کہ ارے دروازہ باہر کا بند کر دو اب کوئی آنے اور جانے نہ پائے باقی جسکو کچھ عرض معروض کرنا ہو وہ کل مجھ سے
عرض معروض کریگا خواصوں نے حسب الحکم ملکہ یاقوت ملک کے دروازہ [illegible] بند کرکے عرض کی کہ حضور لونڈیوں
نے سب کو رخصت کرکے دروازہ بند کر دیا تب ملکہ یاقوت ملک نے پوچھا کہ ارے تم سبھوں نے مرجان کو کچھ کھانا
کھلایا ہے یا نہیں خواصوں نے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ لونڈیوں کی کیا طاقت تھی جو اسکو ہم بے اجازت اور
بدون اطلاع حضور کے کھانا کھلاتے یہ کلام خواصوں کا سنکے بدحواس ہو کے اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ اس کوٹھری کے
پاس جاکے دروازہ جو کھولا تو دیکھا مرجان تیز رفتار خاک پر پڑا رو رہا ہے ملکہ یاقوت ملک نے دوڑ کے مرجان کو اپنے
گلے سے لگا لیا اور اپنے دوپٹے کے آنچل سے اسکا منہ پونچھ کے کہا کہ اے مرجان تیز رفتار تو بھی کہیگا کہ میں سنجالی عیار
کا بیٹا ہوں اور عیار کہلاؤں استغفار توبہ اے نادان تونے تو وہ بات قیامت کی بر پا کر دی تھی کہ میری بھی جان جاتی اور تو
بھی مفت مارا جاتا مگر ذرا اگر بیان میں منہ ڈال کے اپنے جی میں سوچ تو سہی کہ یہاں میری صحبت میں یا جان کے یہاں کی
یا دونوں کے یہاں کی بھائی قاہر بن قہرمان عجمی کے یہاں کی ملازمین تھا کی قاہر بن قہرمان عجمی کے یہاں کی نوکرین واقع ہوئی ہیں
[illegible] ہوئی ہیں بھلا تو ہی اپنے دل میں سمجھ کے معقول ہو اور اپنے منہ میں طمانچے مار کہ ملکہ گوہر ملک شہزادی سے کیونکر
شاہزادہ بدیع الزمان گردن کش ایسا وارث جسنے اٹھارہ لاکھ سواروں و پیادوں کی چھاؤنی میں جا کے ستائیس
شبخون مارے اور سینکڑوں نثار کشتی گیر ایسے پہلوان قدرت کو چیر کے پھینک دیا قاہر بن قہرمان عجمی میرے بھائی کی
کمان کو تنکے کی طرح توڑ ڈالا گیا ہو رخون آشام سپہ سالار فوج گنجاب کو ایک ضرب تیغ میں مع مرکب چار ٹکڑے کیا جارب
تو تیز ضارب خونریز ایسے قلعہ داروں کو زیر کر لیا گنجاب کا دم ناک میں ہے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھوں سے
بھاگتا پھرتا ہے پس ملکہ گوہر ملک جو بات کر بیٹھے اُسے زیب دیتی تھی اور میں بیچاری باپ بھائی کی قید میں کچھ دم میں
مار سکتی مجھے تو ہی بتلا کہ کیا تدبیر شاہزادہ بدیع الزمان کی مخلصی کی ہو سکے گی ہاں خزانہ روپیہ اشرفی جو کہے میں شہزادے
کے نام پر نثار کر دینے کو موجود ہوں میرے جسم کی بوٹیاں میری جان اگر شاہزادہ بدیع الزمان کے کام آئے تو زہے
سعادت و افتخار میرا ہے یہ کہکر مرجان تیز رفتار کو کوٹھری سے باہر نکال کے کھانا کھلایا پانی پلایا اور پھر بکر رسہ کر کے پوچھا
کہ اے مرجان تیز رفتار پھر اب تو ہی کوئی تدبیر مجھے بتلا کہ اُس طرح سے میں شاہزادہ بدیع الزمان کو قید سے رہائی دلوا دوں
مرجان تیز رفتار نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم اگرچہ حضور اس بات پر عمل کریں تو میں عرض کروں ملکہ یاقوت ملک نے جواب
دیا مصرع گر جان بخواہی بجان و بہم دیگر چہ بخواہی بگو۔ مرجان تیز رفتار نے کہا کہ آپ ایک صحیح علیحدہ بتلائیں بعد اسکے جیسا
کہیں آپ سے کہونگا ویسا کیجیے گا ملکہ یاقوت ملک نے کہا جتنی صحیحیاں ہیں [illegible] جو تو چاہے وہ لے لے

غرض مرجان تیز رفتار ایک صحنچی میں جا کے بیٹھا اور اُسنے ترملو ہوتی ہی اغشتہ تیار کرکے ایک سونے کے تھال میں رکھا اور
ایک روغن عیاری کا ملکے آپ ایک سا ہو کا زیچی کی صورت بنا اور ایک لہنگہ تمامی کا کنارے اُسکے سنجاف کناری کی اور
بھاری لچکہ کی لگی ہوئی پہنکے اور ایک پھلکاری کا دوپٹہ اُسپر ایک ڈوریے کی چادر اوڑھی پانوں میں کڑے کہ اُنکی آواز سے
کیسا ہی کڑے سے کڑا دل کیا ہو نرم ہو جاوے اور ہاتھ پانوں میں مہندی لگی ہوئی پان کی گلوری کھائے مسی کی دھڑی لگائے جما کے
آدھا ہاتھ گھونگھٹ کاڑھا اور وہی تھال حلوے کا اُسپر آٹے کا چومکھا چراغ جلتا ہوا ہاتھ پر لئے چھم چھم کرتی صحنچی میں سے ملکہ یاقوت
ملک کے سامنے آیا ملکہ یاقوت ملک دیکھکر ہونچک اور متحیر ہو گئی اور کہنے لگی ارے یہ بدبخت بندر فی یہاں کیوں چلی آئی کر
مرجان تیز رفتار نے آگے بڑھ کے سلام کیا اور کہا کہ حضور نے لونڈی کو نہیں پہچانا ملکہ نے کہا کہ بدبخت میں کیا جانوں تو کون
ہی مرجان نے ہنسکے کہا کہ ملکۂ عالم غلام وہی خانہ زاد مرجان تیز رفتار ہی ملکہ یاقوت ملک نے مرجان تیز رفتار کو پہچانا
اور کہا شاباش واہ واہ ای میری جان تو نے تو خوب بہروپ بنایا اب یہ کہہ کہ اب تو کیونکر شاہزادہ بدیع الزمان کو مخلصہ
اُدھر جاوان میں جاکے کوتوالی چبوترے کے زندان خانہ سے نکال لائیگا مرجان تیز رفتار نے کہا ملکۂ عالم اگر فضل الٰہی شامل حال ہی
تو آپکے اقبال سے میں جاکے ابھی شاہزادۂ عالم کو نکالے لاتا ہوں مگر آپ ایک کام کریں جہاں میں آپکو بٹھا جاؤں
اُسی جا پر مع تمام جلیسوں اور مصاحبوں اور خواصوں کے بیٹھی رہیں اور سب جاگیں تا وقتیکہ میں نہ آؤں کوئی سوئے نہیں یہ
کہکر مرجان تیز رفتار ملکہ یاقوت ملک کو مع اُنکے جلیسوں محرموں مصاحبوں اور خواصوں کے بالاے بام لے گیا اور ایک
مقام پر ملکہ کو بٹھلا کے کمند دیوار پر لگائی اور چادر عیاری سر سے باندھ اُدھر کمند پکڑ کے زیر دیوار اُتر گیا اور پھر چادر کو
اُتار کے کسوت عیاری میں رکھ لیا اور وہی لباس پہنکر کا زیچیوں کا پہن تھال حلوے کا اُسپر چومکھا چراغ آٹے کا بنا ہوا
روشن کئے چھم چھم کرتا سر بازار ست چبوترہ کوتوالی کے روانہ ہوا جب قریب چوک کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ صرافہ بزازہ چاندنی
چوک اردو بازار چبوترہ بازار وغیرہ سب شہر ... تختہ بندی ہو گئی ہی اکثر دکانوں میں ایک ایک شہدا ننگا
لنگی اوڑھے یا کوئی پتھر سر سے پانوں تک ... سوتا ہی باقی تمام بازار کی دکانیں بند ہیں سُنسان معلوم ہوتا ہی یا کہیں کہیں
شیرینی فروش کی دکانیں دیکھا کہ ایک دو ... شیرینی فروش کے بہونتی لکڑی کی کٹھی میں سے نکال کے پیالہ یا لٹکی کے
پانی سے کھا رہے ہیں کہیں کوئی خوانچہ والا ... پکارتا چلا جاتا ہی کہیں دو ایک راہ گیر کوئی اپنی نوکری پر
سے چوکی پہرے پر سے کوئی کہیں تقریب شادی ... گیا ہی کہیں دو چار نوجوان کسی برات یا کسی ناچ گانے کی صحبت سے
پھرے ہوئے گھر کو جاتے ہیں ... کہیں ... چبوتروں پر بالاخانہ پر کمرے اور برآمدے میں دالانوں
صحنچیوں میں دیکھا کہ ناچ ... گلے ... ادا سے ... کو تعلیم دلوا رہی ہیں چھم چھم کی آواز بلند ہی کوئی
ناز نین ... اپنی ... ہی کوئی ٹھپہ گا رہی ہی کوئی شوخ و شنگ کسی برآمدے میں
پلنگ پر بیٹھی ... کوئی کسی برآمدے کے تلے کھڑا یہ شعر زبان حال دل پر لئے

جانان میں شکستہ دلم بیوفا مشو کوئی کسی محل کے نیچے کھڑا یہ شعر	ہر یہ ... نالہ کنم از برای تو ... کہ شنود مبتلای تو	...	یہ اشعار پڑھتا ہی ... عمر گذشتہ ...

پڑھتا چلا جاتا ہی ... شعر ... ساری رات ہم رو یا کیے غرض یہ کیفیت نصف شب
کی مرجان عیار چبا رہ طرف بازار میں دیکھتا ہوا قریب چبوترہ کوتوالی کے پہونچا تو دور سے مرجان نے دیکھا کہ چبوترہ کوتوالی
کے سامنے ایک مکان اور اُسکے مقابلے میں بنا ہی اُسکے نیچے چالیس پچاس کالی کالی پگڑیاں کالے کالے انگرکھے کالے
کالے دوپٹے زرد مٹی میں رنگے ہوئے پائجامے پانوں میں پہنے ہوئے قبہ دار سپریں مغربی تلواریں حکیم خانی قبضہ کی

ہاتھوں مین پکڑے بعضے برچھیان آگے گاڑے ہوے ایک آدھے لٹھے مین ڈنڈے لگوا کے بطور تپائی کے بنایا ہی اُسپر
بیٹھے دائرا و مرضنگ سجا سجا کے گا رہے ہین اور اُنکا افسر ایک جمعدار طرہ باز خان نامے سو پانچہ سر پر باندھے اور چپٹی
کا انگرکھا جسمین کھر پاکی ہوئی جیبی دوپٹہ جھلکی سے چھنا ہوا کندھے پر پڑا ہوا اور مشجر کا پائجامہ پاؤن مین پہنے کوتہ خانی کٹاری
پٹکے مین کسی ہوئی باناتی کفش لمبی نوک کے پاؤن مین کاکلون مین سر کے بل دیے ہوے خوشبودار تیل پڑا ہوا کھڑی کھڑی
مونچھین گجرے اور ہار پھولون کے پہنے ہوے ہر ایک تلوار چوڑی پھل کی مخملی میان کی ہاتھ مین لیے تپائی سے الگ مونڈھے پر تنہا
ایک کورے مدارے مین خوشبودار تمباکو بھرے پی رہا ہی اور آگے کچھ لٹیان تاڑی کی رکھی ہوئی ہین پیادے اور جمعدار تاڑی
پی رہے ہین مرجان تیز رفتار ساہوکار زچی کی صورت بنا ہوا چند قدم اور آگے بڑھا اتنے مین کسی پیادے کی نگاہ جو مرجان
کی طرف جا پڑی تو بیساختہ پکار کے یہ شعر پڑھ اُٹھا شعر ادھر اُدھر ڈھونڈھو ہو کسکا گھر ہی عاشقون کا تو یہی نگر ہی + اسی بستی والون
کے تھے جگر جو تمھارے داغ اُٹھا گئے ہین + اور ساتھ اسکی آواز کے اور جتنے پیادے مع جمعدار بیٹھے تھے سب کے سب چار طرف
سے آوازے کسنے لگے شعر اوکترا کے چلنے منہ پہ دوپٹہ ڈالے + کون جاتے ہو بھلا او میان جانے والے + کسی نے نعرۂ
عاشقانہ کر کے یہ شعر پڑھا شعر منہ سے بھی نہ بولا اور پاس بھی نہ آؤ + او جانے والے خاصے مجرا تو لیتے جاؤ + کوئی آہ سرد
دل سے کھینچکر یہ پکار اشعار او دامن اُٹھا کے جانے والے + ٹک ہمکو بھی خاک سے اُٹھانے + دو چار کف افسوس ملتے ہوے
کھڑے ہو ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار ان چوڑیون کی سنتے ہی جھنکار دو دستی + کھائی دل مجروح نے تلوار دو دستی +
رسوائی عاشق سے تو واقف نہ ہوا اور + یان بج گئی تالی سر بازار دو دستی + مرجان تیز رفتار نظیرہ جوامیان آمیز آوازے
اور طعن آن پیادون کے سنکے ایک مقام پر ٹھٹھک گیا اور کہنے لگا کیا غضب ہی یہ تو وہی مثل سچ ہوئی مصرع چو کفر از
کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی + جب کوتوالی چبوترے مین یہ بدعت اور غضب ہو کہ کسی بھلے آدمی کی بہو بیٹی راہ نہ چلنے
پاسکے کہین شادی غمی برادری مین آنے جانے کو شہدے شہدون کے مارے راہ نہ ملے اور پھر دکھیں تو جو کچھ نہ ہو وہ تعجب
ہی یہ گفتگو مرجان تیز رفتار کی جو سنی تو وہ جمعدار سب پیادون سے ہان ہان کر کے کہنے لگا کہ ارے صاحبو تمکو شاید
نشۂ تاڑی کا سودا ہو گیا جو تم ہر کسی شریف کی بہو بیٹی کو دیکھکر آوازے کستے ہو خبردار اب ایسی حرکت نہ کرنا یہ کون موقع ہی کمبخت
مارے پیٹ کی ماں بہن جورو بیٹی راہ نہ چلنے پاسکے اور یہ کہکے مرجان تیز رفتار سے کہنے لگا کہ کمبخت تو چلی آ کیا مجال ہی
اور کیا طاقت کسی کی جو تجھپر کوئی آوازہ پھینکے مرجان تیز رفتار یہ کلام جمعدار کا سنکے اور آگے جاکے جمعدار کے پاس
ٹھہر گیا جمعدار سن و سال اور حسن و جمال اور وضع چست و چالاک اور پوشاک اور زنانہ و کرشمہ غمزہ و انداز شوخی دلبری
اُسکی دیکھکر مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا اور حالت اضطراب مین نہایت بیتاب اور پریشان ہو کے کہنے لگا او صاحب ارے
کوئی کرسی دیکھو تو کوتوال صاحب کے ادھر نشیمن مین رکھی ہوئی ہی اُسکو ذرا اُٹھا لاؤ پیادہ مارے خوشی کے
جلدی سے جاکے کرسی لے آیا جمعدار نے مرجان سے کہا اجی بی بی صاحب تم بیٹھ جاؤ اور اپنا حال بیان کرو کہ تم کون
ہو اور اسوقت آدھی رات گذر چکی ہی آپ کہان سے آئی ہین اور کہان جاتی ہین مرجان تیز رفتار نے بہزار شوخی
و ناز بطرز دلبرانہ اور انداز معشوقانہ دزدیدہ نگاہی سے جمعدار کی طرف دیکھکر کہا جمعدار صاحب ماجرا یہ ہی فلان
سیٹھ ساہوکار جو تم نے سنا ہو مین اُسکی بیٹی ہون اور فلان محلے مین رہتی ہون اور پچھواڑے ہمارے مکان کے
چوک اور صرافہ بازار ہی تم کو بھلا کیا معلوم ہوگا مگر ہمارے یہان یہ رسم ہی کہ بیٹی بیٹے کی شادی چھوٹی عمر مین
کر دیتے ہین چنانچہ جب میری شادی ہوئی تو مجھے خوب یاد ہی کہ آٹھ برس کی عمر میری تھی نو ان برس ماں کے
پیٹ سے نکلے میری شادی کر دی تھی خیر یہین تو سوا کھیلنے کودنے کے اور کسی بات سے واقف نہین تھی کہ جو

میرا خیال کرنا مین تمھارا مال ہون کوئی آنکھ لگی نہین کوئی بازاری آشنائی کی رنڈی نہین ہون تم اتنی جلدی نہ کرو جہان تم نے تین برس صبر کیا ہی اور کوئی دو پہر صبر کیے بیٹھے رہو کھانا کھا کر پانی پیو مین ابھی وہ ترجاو ایک کسی بند ہوے کو کھلانے آتی ہون غرض جون تون کر کے مین نے انکو ٹالا اور اسی وقت مین نے یہ ترحلوا بنایا ایک سو اکیس اشرفیان صندوقچے مین سے نکال کے یہان تک آئی ہون اب نہین معلوم کہ یہان کا داروغہ ما لک مختار کون ہی اور دیکھنا چاہیے کہ کوئی ایسا زبردست بڑا خونی بند ہوا یہان بندی خانہ مین ہی یا نہین ہی جمعدار نے جلدی سے کہا ای صاحب یہان کا مالک مین ہون جمعدار ہی کے پانچ روپیہ درماہہ مین پاتا ہون اور یہ سب جتنے بیٹھے ہین تین تین روپیہ کے میرے ساتھ کے پیادے ہین مجھے یہ اختیار ہی کہ جسے چاہون یہان سے بدلی کروا دون موقوف کرواؤن سب طرح کا مجھے اختیار ہی اور بند ہوا تو مین تمکو ایسا بتلا دون کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہی کسی نے ایسا زبردست سرکش سرہنگ دبنگ خانہ جنگ خونی بند ہوا کہین نہ دیکھا ہو مرجان نے کہا ہی پھر بتلاؤ اُسے ملوا کیونکر کھلاؤن وہ کہین مجھے مار نہ ڈالے جمعدار نے کہا ای جان من ڈرو نہین اُسکی کیا قدرت وہ تو زنجیرون مین جکڑا ہوا ہل نہین سکتا یہ کہکے کنجیان بندیخانہ کی نکالکے مرجان کے حوالہ کردین مرجان تیز رفتار نے کہا جمعدار صاحب مین تو اکیلی بند ہو بخانے مین جاتے ڈرتی ہون تم بھی ساتھ چلو جمعدار نے کہا کہ بی بی تم سمجھتی نہین میرا چلنا رات کے وقت تمھارے ساتھ تنہا اندر مناسب نہین یہ سب میرے ساتھ کے پیادے حرافزادے ہین مجھپر ناحق کی تہمت کرینگے کل صبح کو مجھے کوتوال صاحب کے سامنے روبکاری کرنا پڑیگی اس سے صلاح یہی بہتر ہی کہ اب تو تم سے مجھسے ملاقات ہوئی ہی خیر سمجھ لینگے اس کنجی سے پہلا قفل اور اس کنجی سے دوسرا تیسرا غرض ساتوان قفل کھولکے اندر جانا وہان اور کوئی بند ہوا نہین وہی اکیلا قیدی معلوق اور مسلسل بیٹھا ہوگا اور ایک طرف چراغ مین بہت بڑا پلیتہ روشن ہی تم بیخوف و خطر یہ تھال ترحلوے کا اُسکے سامنے رکھ دینا ڈرنا مت جتنا اُس سے کھایا جائیگا کھالیگا پانی کے گھڑے باہر رکھے ہین پانی مانگے پانی پلا دینا اور پھر اُسی طرح سے سب قفل بند کرتی چلی آنا مرجان تیز رفتار نے کہا وہ ایک سو اکیس اشرفیان پھر سواے تمھارے اور مین کسے دون جمعدار نے ہنس کے کہا کہ لاؤ صاحب اپنا حق بھی کوئی چھوڑتا ہی وہ تو مین پہلے تم سے لے لونگا مرجان نے ایک سو اکیس اشرفیان زر طلب تابے کی تو روال سے نکال کے گن کے جمعدار کے حوالے کر دین اور چھم چھم کر کے جھٹ پٹ اُس کنجی سے پہلا دروازہ زندان خانے کا کھولا دوسرا تیسرا غرض ساتون دروازون کے اندر پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ عرش آستان بدیع الزمان گردنشکن معلوق اور مسلسل بیٹھا ہوا تصور مین ملکہ گوہر ملک کے با دیدۂ گریان بصد آہ و فغان یہ مخمس پڑھ رہا ہی مخمس

حسرت رہیگی دید ہی کی کوے جانان کی طرف　　تابوت آخر جائیگا گور غریبان کی طرف
اٹھتا ہو تو اے نالہ کہہ جا کر گلستان کی طرف
جانا ہو تیرا گر صبا اُس آفت جان کی طرف　　کہیو خدا کے واسطے آ میرے زندان کی طرف

صحرا نورد و دشت پیما ہین کہ زمانے سے جدے　　غیرون کی ایذا نہین منظور ہی اپنے لیے
ممنون یاران وطن ہوے نہین غربت زدے
لیلی غزالان بین تجی جسوقت کوہ نجد سے　　تابوت مجنون لے چلے گور غریبان کی طرف

ایک مرتبہ چونکہ چراغ جو روشن کیے مرجان تیز رفتار اندر زندان خانے کے پہونچی تو شاہزادہ عالم نے ایک عورت نہایت حسینہ و جمیلہ سا ہو کا زیجی کو ہزار کرشمہ و ناز اپنی طرف آتے دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ اس وقت آدھی رات جا چکی ہی ای پروردگار عالم یہ عورت نازنین و حسین کون ہی اور کیونکر یہان تک آنے پائی ناگاہ مرجان تیز رفتار نے برابر جا کے وہ تھال ترحلوے کا آگے رکھدیا اور کہا ای شہریار مصرعہ برمن نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای نیکبخت مین نے تجھے مطلق نہین پہچانا کہ تو کون ہی شعر نام اپنا بتا کہ تا یقین ہو + دل تشکیک سے مرا جدا کہین ہو مرجان تیز رفتار نے کہا ای شہریار مین غلام جان نثار حضور مرجان عیار ہون ملکہ گوہر ملک آپکے درد مفارقت و صدمۂ سوز دہا...

سے جان بلب ہین انھون نے مجھے آپ کی خبر کیواسطے بھیجا ہی اور مین ایک عیاری کرکے یہان تک پہونچا ہون اب حضور
پہلے اس ترحلوے کو نوش فرمایئین تاکہ پھر آپ مین بات کرنے کی طاقت ہو غرضکہ شاہزادہ عالی وقار کو وہ موہن بھوگ کھلا کے
مرجان نے دو سوہن اپنے پاس سے نکالے اور ایک سوہن سے کیلین جو ہتھکڑیون اور بیڑیون اور طوق کی کاٹ دین بعد اسکے کہا آپ
حضور آہستہ آہستہ جو باقی دو ایک کیلین رہ گئی ہین ان سب کو کاٹ کے پیچھے جس وقت مین باہر جا کے حضور کو آواز دون اسی وقت
آپ زندان خانے سے باہر نکل آئین شاہزادہ عالی مقام نے کہا کہ اے مرجان میری بیڑیان اور اس زندان خانے کے برابر ایک کوٹھری ہی
اسمین رکھوادی ہی کسی صورت سے وہ کوٹھری کھول کے سپر تلوار میری لادے مرجان تیز رفتار نے کہا بسم اللہ غلام ابھی لایا یہ کہکے
مرجان اس کوٹھری کا قفل توڑ کے تیغۂ جوہردار دیو بند اور سپر شاہزادہ نامور کی نکال لایا اور جھٹ پٹ شاہزادہ بدیع الزمان
کو دے کر باہر زندان خانے کے نکلا جمعدار نہایت بیتاب بیقرار انتظار مین کھڑا تھا مرجان کو دیکھتے ہی پکار آئیے آئیے غرض
مرجان تیز رفتار بہت سا انکار اور انکسار کرکے ناچار جیسی آنکھین ہیپ نشہ سیلی صورت بنا کے اس کرسی پر بیٹھ گیا وہان تو
تاڑی چل رہی تھی سب پیادون نے کہا کچھ تاڑی کا شغل کیجیے دو ایک پیالے نوش فرمایئے مرجان تیز رفتار نے دیکھ
تیوری چڑھا کے کہا کہ ہی ہی تاڑی مین تو ایک بھبک ایسی آتی ہی کہ مجھے استفراغ ہونے لگتا ہی مین تو کبھی نہ پیونگا ہان
ہان اگر شراب ہوتی تو کیا مضائقہ دو ایک پیالیان ضرور پیتی جمعدار نے جلدی سے کہا کہ اے یار جلدی سے اٹھو اور وہ جو
کل گنگا زادے کلوار کے گھر سے ابکاری کے پیادے اور مہرکارے بابت علت شراب فروشی کے لائے ہین شیشے قرابے
تولین گلابیان تحفہ تحفہ شراب کی سب شیشون کے اوپر رکھین ہین جا کے اٹھا لاؤ وہ پیادے خود مرجان و دل سے
شیفتہ و فریفتہ مرجان تیز رفتار کو ساہوکار بچی سمجھے ہوے تھے ایکبار سب کے سب دوڑ پڑے اور کوئی تیس چالیس شیشے
تولین قرابے گلابیان خانہ ساز پھول شراب کی اٹھا لائے اور جمعدار صاحب کے سامنے رکھدین جمعدار صاحب نے کہا لو صاحب
اسمین سے جو شراب تم کو پسند ہو پیو مرجان تیز رفتار نے کہا آپ کی مہربانی اور کرم میرے حال پر اچھا جمعدار صاحب تمھاری خاطر
بھی مجھے منظور اور ضرور کہ تاڑی سے ننگ آمد شراب آمد خیر پیونگی یہ کہکے جھٹ پٹ گلابیان اور شیشے اور تولین ٹھاٹھ بھاٹھ کے شراب
کو دیکھنا شروع کیا اور اس الٹ پلٹ کرنے مین بیہوشی ملا کے ایک گلابی اپنے ہاتھ مین اٹھا لی اسمین جمعدار دیکھ کے کہنے لگے
کہ قربانت شوم بے مے با عرض کرتا ہون مصرعہ جان دیتا ہون تم پہ مرتا ہون ٭ مرجان نے جواب دیا شعر جو کہتے ہین ہنس سے
وہ کرتے نہین ٭ جیتے او دکھا دیتے ہین مرجانے والے ٭ جمعدار تو سچ کہ تیری شادی تو ہو گئی ہوگی جمعدار نے جلدی سے کہا کہ
مجھے قسم ہی خداوند تعالی کی میری شادی آج تک نہین ہوئی مرجان نے کہا جمعدار ہم تم سے سچ سچ کہدینا چاہتے ہین کہ جہان ہم رہتے ہین
وہ برآمدہ سر چوک ہی تو آگے میرا معمول تھا جہان تین یا چار گھڑی دن باقی رہا مین آ کے اپنے برآمدے مین جا بیٹھتی اور بیٹھی
سیر بازار کی دیکھا کرتی تھی جب مین نے دیکھا کہ میرے لیے یہان دو ایک مرد روز مارے جاتے ہین خون ناحق میری گردن
پہ ہوتا ہی مین نے وہان کا بیٹھنا موقوف کر دیا اگر تمھارا جی چاہے تو کبھی دو تین گھڑی دن رہے جہان صرافہ ہی اور ایک
حلوائی کی دوکان اور برابر اسکے دو تین قند والون کی بھی دوکانین ہین وہی اور ہمارا برآمدہ ہی وہان آ کے کسی دکان مین بیٹھا
کرو ہم برآمدے پر آ کے موقع او گھات پائینگے تو تم سے باتین کر جایا کرینگے ورنہ ہم تمکو دیکھ لین تم ہمکو دیکھ لیا کرنا یہ
باتین کر کے ایک پیالہ اسی گلابی مین سے بھر کے اپنے منھ سے لگایا اور جھوٹھ موٹھ ہچکی لے کے کہا کہ اف کیا تیز شراب ہی کہ ایک
گھونٹ کے پیتے ہی مجھے نشہ ہو گیا اور چاہا کہ وہ پیالہ شراب کا پھینک دے جمعدار نے کہا کہ اتنی اپنا مجھے عنایت کیجیے
مرجان نے کہا کہ تم شاہی یا جھوٹی شراب کسی کو نہین دیتی جمعدار منت کر کے کہنے لگا کہ واسطے اپنے دین و ایمان کے ایسا
ظلم تو نہ کیجیے آخر تم یہ شراب پھینکو گے دیتی ہو مجھی کو حوالے کر دو بہت اصرار جب دیکھا مرجان نے وہ پیالہ شراب کا جمعدار

کو دیا جمعدار بے ساختہ منہ سے لگاکے وہ پیالہ غٹ غٹ پی گیا پینے کے ساتھ آنکھین نکل آئین اور زبان مین لکنت معلوم ہونے لگی مرجان نے دوسرا پیالہ لبریز کرکے پھر اپنے منہ سے لگاکے کہا جمعدار لے اسے بھی پی لے جمعدار کے منہ سے بات تو نکلتی نہ تھی اشارے سے کہنے لگا کہ بس اب نہ پیونگا مرجان نے جھنجھلاکے کہا کہ استغفار تو جمعدار نہین معلوم ہوتا کیسا اشراف زادہ ہی کہ مین اپنی جھوٹی شراب تجھے پلاتی ہون اور تو انکار کرتا ہی مگر سچ ہی کہ شعر سگ چہ داند قیمت آب حیات * خر چہ داند قدر حلوا کو بات * یہ کہکے چاہتا تھا کہ پیالے کو ہاتھ سے پھینک دے جمعدار بدحواس ہوکے لڑکھڑاتا ہوا اٹھا اور یہ سوچ کے کہ معشوق خفا ہوا جاتا ہی چاہتا تھا کہ لپٹ کے وہ پیالہ مرجان کے ہاتھ سے لے کہ ساتھ اٹھنے کے چکر آیا اور چاروں شانے چت گر پڑا اور پیادے جتنے بیٹھے تھے سب جلسن بیلسن کے کہنے لگے کہ ای صاحب جمعدار قوم کا کنجڑا ہی اسکی ماں محل مین قہرمان مجھی کے پڑ گئی اُسکی سفارش سے یہ جمعداری کا عہدہ اسے مل گیا ہی مرجان نے جدھر جس پیادے سے آنکھ ملاکر بات کی اسنے جانا کہ یہ ساہوکار بچی مجھی کو چاہتی اور بہت پیار کرتی ہی غرض بعد جمعدار کے بیہوش ہو جانے کے مرجان تیز رفتار نے بجستی و چالاکی جھٹ پٹ اُن پیادون کو شراب پلانا شروع کی اور سب کو بیہوشی سرایت کرگئی اور سب اٹھ اٹھ کے اور چکر کھا کے چار طرف گرے اور مرجان نے خنجر کھینچ کھینچ کے ایک ایک کو ذبح کرنا شروع کیا جمعدار اور چالیسون پیادے مانند بسمل کے ذبح کیے تڑپ تڑپ کے گئے تھے اور اُس حالت نزع مین جمعدار کو کہتے تھے

کوئی گھڑی مین مرے قتل کی آئیگی صفیر
سنینگے قاضی و مفتی سنینگے شاہ و وزیر
جنازے پر مرے آئینگے سب صغیر و کبیر
مبادا ہو کوئی قاتل ترا گریبان گیر
مرے لہو سے تو دامن کو دھو ہوا سو ہوا

کوئی کسی طرف پڑا ہوا یہ کہتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا شعر مرنا تو مسلم ہی ارمان نکل جائے * سر زانو پہ ہو تیرے اور جان نکل جائے * غرض اسی طور پر کوئی حالت سکرات مین کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا مرجان تیز رفتار نے سب کو آب خنجر تیز سے نجاست سے پاک کرکے واصل جہنم کیا اور آواز دی ای شہریار عالی وقار مصرعہ دیر بین بہر خدا زود بیا زود بیا * ساتھ ہی مرجان تیز رفتار کی آواز کے شاہزادہ والا تبار بدیع الزمان نامدار اُس زندان خانے سے باہر نکلا اور دیکھا شعر کہ ہر شکل بسمل روان خون زمین پر پڑا ہر اک سمت بسمل ہی بسمل پڑے تھے * شاہزادہ عالم نے پوچھا کہ ای مرجان یہ کیا ماجرا ہی مرجان تیز رفتار نے عرض کی کہ ای شہریار یہ سب میرے عاشقوں مین تھے سو مین نے اپنا ناز و معشوقہ دکھلایا ہی اب حضور توقف نہ کرین جلد قدم اٹھائیے یہاں سے ملکہ یاقوت ملک تک پہونچ جائین تو بہتر ہی چنانچہ شاہزادہ بدیع الزمان اور مرجان عیار دونوں بخوبی تمام باطمینان مالاکلام زیر ایوان ملکہ یاقوت ملک کے پہونچے مرجان نے سر کمند کا ہلایا وہان ملکہ یاقوت ملک تو بیٹھی جاگ رہی تھی اور مرجان تیز رفتار کے انتظار مین اپنے پلنگ سے پلک کسی طرح کی نہین جھپکی تھی جونہین کمند کو کہ جنبش دیکھی سبھون نے ہاتھون ہاتھ کمند کو پکڑ کر کھینچ لیا * شاہزادہ عالم اور مرجان دونوں کمند کو پکڑ کے اندرون محل اُتر گئے ملکہ یاقوت ملک نے جھک کر شاہزادہ بدیع الزمان کو مجرا کیا آپ نے آستین فرحمت رنگ ملکہ کی پیٹھ پر رکھی اور بہت سی تسلی اور تشفی کی بعد اُسکے ملکہ یاقوت ملک نے عرض کی کہ ای شہریار اب جو مرضی مبارک ہو مین بجان و دل حاضر ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای ملکہ ہمارا رہنا تو تمہارے مکان مین کسی صورت سے صلاح نہین بس ہمکو منظور یہ ہی کہ اگر کوئی گھوڑا تیز رفتار تمہارے باعث سے ملجائے تو ہم سوار ہوکے جانب باغ ملک حرمان دیوکش کی طرف روانہ ہون ملکہ یاقوت ملک نے عرض کی کہ حضور لونڈی کو بھی ہمراہ لیتے چلیے کس لیے کہ اب یہاں فرقۂ کفار مین صورت زیست کی غیر ممکن ہی شعر ہیو برگئے کز و رحتی نخد جدا * گا ہر بستی سمت گا ہبر ہوا * آپ ایسا گھوڑے کے واسطے ارشاد کرتے ہین یہاں مین نے قبل سے فرمانے کے ایک گھوڑا آپ کی سواری

کے لائق ایک گھوڑا اپنی سواری کا اور چالیس گھوڑے اپنی چالیس ہمرازون محرمون کے جو کہ میری یک جان و دو قالب ہین
بازین و لجام مرصع کار کھنچوا کے تیار کھڑے کرے کہ مین بسم اللہ اگر ارادہ حضور کا چلنے کا ہی تو پھر اب توقف اور تامل نہ فرمائیے
عمر جان تیز رفتار نے بھی کہا کہ شاہزادہ عالم مصلحت وقت اور مقتضاے فراست یہی ہی کہ اب ایک دم بھر یہان نہ
ٹھہرئیے بسم اللہ کہکر حضور سوار ہوجئے آگے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیا جائیگا شاہزادہ والاتبار بدیع الزمان گردشکن نے
خوب سا اپنے دل مین سوچ کے فرمایا کہ اچھا بہتر تو ہی چلو غرض وہ شاہزادہ با توقیر اور ملکہ یاقوت ملک مع اپنی چالیس
خواصون کے نقابدار سیاہ پوش نیلے گھوڑون پر سوار ہوے اور بسم اللہ کہکے محل سے نکلے اور ایک سمت کو چلے

جب تک یہ دو چلے داستان ازرق شب گرد حرامی کوتوال شہر کچھ بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت عمر جان تیز رفتار ساہو کار عجمی کی صورت بنکے کوتوالی چبوترے مین آیا اور جمعدار وغیرہ پیادون کو بعیاری
دغا کرکے شاہزادہ بدیع الزمان کو نکال لے گیا اسی وقت حسب اتفاق ازرق شب گرد حرامی گشت کرنے کو گیا تھا
وہان سے جو پھر کے آیا تو کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی ہوگی کہ اسنے قریب چبوترہ کوتوالی کے پہونچ کر اپنے پیادون کو
چبوترے کے نیچے سے آواز دی کسی پیادے نے بسبب اسکے کہ وہ سب مثل مرغ حلق بریدہ کے بے حس و حرکت
پڑے تھے جواب نہ دیا تب یہ ازرق شب گرد حرامی گھبرا کے قریب دروازہ زندان خانے کے پہونچا اور اسنے
دیکھا کہ جمعدار کی لاش تو ایک طرف خاک و خون مین بھر گئی ہی اور چالیس لاشین پیادون کی چار طرف تڑپ رہی ہین
زمین تمام خون آغشتہ نظر آتی ہی دروازہ حبس کا مقفل و دیدہ بیداران کھلا ہی ازرق شب گرد حرامی کوتوال
اپنے ٹٹو پر سے دو چھلانگ مارتا کود پڑا اور گھبرایا ہوا اندرون زندان خانہ جاکے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان
کے ہاتھون کی ہتھکڑیان گلے کا طوق تعلون کے خاردار لٹو علیحدہ پڑے ہین اور شاہزادہ عرش آستان مثل
عنقا محض بے نشان ہی ہاے کرکے اپنا کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور پھر آپ کو خوب سنبھالا باہر نکل کے تمندار جمعدار
حوالدار وغیرہ جتنے نظرباز اور افسران چبوترہ کوتوالی تھے انسے کہا ارے جلد دوڑو وہ زبردست شیر ہوا قید سے
بیڑیان وغیرہ توڑکر اور چالیس جوانون کا خون کرکے بھاگا ہی ابھی اسی شہر مین ہوگا کہین باہر نہین جانے گا جہان ملے
تلاش کرکے ڈھونڈو مگر کسی طرح جانے نہ دو یہ حکم اپنے ساتھ والون کو دے کے آپ بھی اپنے ٹٹو پر بیٹھ اور
دو ہزار سوار اور پیادے اور بہت سے نظرباز اپنے ہمراہ لے کے پہلے تو قہرمان عجمی کے پاس گیا اور ڈیوڑھی پر جاکے کہلا بھیجا
کہ شہریار عالم بدیع الزمان زندان خانے سے نکل کر چالیس پیادون کو قتل کرکے بھاگا ہی غلام اسکی تلاش کے واسطے جاتا ہی
حضور جھٹ پٹ برآمد ہوکے اور بھی سوار اور پیادے چار طرف دوڑا دین تاکہ وہ شہر سے باہر نہ جانے پائے یہ کہکے ازرق
ترنت ٹٹو کو پھونکتا دو ہزار سوار اور پیادے ساتھ لیے قریب ایوان ملکہ یاقوت ملک کے پہونچا تو وہان زیر دیوار
دیکھا کہ ایک کمند لٹکی ہی یہ دیکھ کر وہ سراسیمہ ہوکے نظربازون سے کہنے لگا ارے ذرا دیکھو یہ کمند کیسی ملکہ یاقوت ملک
کے محل پر لٹکی ہی نظربازون نے دیکھکر کہا کہ یہ تو کسی عیار نے لٹکا دیا ہی اگر حکم ہو تو ہم اسی کمند کی راہ سے ملکہ عالم کے محل مین
جاکے دریافت کرین ازرق نے کہا ہرگز تم ایسا ارادہ نہ کرو اور معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی ملکہ کے محل مین ہوگا اب مین پہلے جاکے
قہرمان عجمی سے اطلاع کراؤن بعد اسکے سمجھ لونگا مگر جبتک قہرمان عجمی کے پاس سے نہ آؤن تم سب اسی محل کو محاصرہ کیے کھڑے
رہنا اگر شاید کوئی نکلے تو جانے نہ دینا ازرق شب گرد حرامی پھر جھپٹ کے قہرمان عجمی کی ڈیوڑھی پر آیا تو اسنے دیکھا
کہ قہرمان عجمی احوال بدیع الزمان کا زندان خانے سے نکل جانیکا سنکے باہر محل سے نکلا کھڑا ہی اور سوار اور پیادے
بھیج رہا ہی اتنے مین ازرق جو پہونچا تو قہرمان عجمی نے پوچھا کیون کہین سراغ اسکا لگا ازرق شب گرد حرامی ۱۰

بلشنا سے خدا یا کہ شنیدہ قولی ہو ناگاہ تیر دعا شاہزادہ بدیع الزمان کا ہدف اجابت پر پہونچا اور دیکھا اُسی کوچے کے
مکانوں میں سے ایک مکان کا کسی نے دروازہ کھولا اور اُسمیں سے ایک جوان قوی ہیکل تنومند قفل لنگوٹ باندھے سپر تلوار
ہاتھ میں لیے گھبرایا ہوا باہر نکلا اور شاہزادہ عالم سے پوچھنے لگا صاحبو تم میں سے بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک اور
مرجان عیار کون ہے شاہزادہ بدیع الزمان یہ کلام اُس جوان کا سنکے نہایت متحیر ہوا اور اُس شخص سے کہا کہ وہ جو
تو نے سنا ہے بدیع الزمان وہ کمترین بندگان خدا اسکا عزیز جلیل میں ہوں اور ملکہ یاقوت ملک مع اپنی چالیس خواصوں
کے یہ برابر میرے نقاب سیاہ منہ پر ڈالے کھڑی ہے اور یہ دوسری طرف میرے جو لڑکا ترک جیسا سے قبضا تیر و کمان ہاتھ میں
لیے کھڑا ہے یہ مرجان تیز رفتار ہے مگر اے شخص تو یہ بتلا کہ تو نے کیونکر جانا کہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک وغیرہ
اس کوچے میں وارد ہوے ہیں اور تیرے نکل آنے کا باعث کیا ہے بیان کر تا کہ ہمارے دل کو اطمینان حاصل ہو اُس جوان
نے کہا کہ الحمد للہ والمنہ ہزار شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا بر رسائی نصیب خود ہم کامران شدم [illegible]
اسوقت جلدی میں نہیں بیان کر سکتا پہلے آپ بسم اللہ کر کے میرے غریب خانے میں تشریف لائیں بعد اسکے حضور سے سبب
کیفیت عرض کرونگا یہ کہکے شاہزادہ والا تبار بدیع الزمان ہمراہ ملکہ یاقوت ملک اور چالیسوں نقابداروں اور
مرجان عیار کے اندر مکان کے لیگیا اور دروازہ باہر کا بند کرکے اپنے بیان کرنا شروع کیا کہ اے شہریار عالی وقار اور اے
آقاے دو جہان شاہزادہ بدیع الزمان نامدار اصل حقیقت یہ ہے کہ مجکو جو اہل قصاب کہتے ہیں اور اس شہر میں شہرہ
میری جوانمردی و شجاعت کا اسقدر ہے کہ جو خانہ جنگ اور بڑا مرہنگا ہیں خانہ جنگی کرتے ہیں انمیں ڈانکا آکے یا دو چار دس پانچ
آدمیوں کا خون کر کے نکلا وہ میرے مکان میں آکے بیٹھ رہتا ہے پھر ہرچند طاقتدار دیسقدر زور ازرق شب گرد حرامی کا نہیں جو
میرے گھر سے آکے اُس شخص کو پکڑ لیجاے مجھ سے اور اُس ازرق کو توال سے لاگ اور جھگڑا ہے مگر کبھی میرا یہ کچھ نہیں کر سکتا
آج کی بات ہے کہ ابھی میں غافل پڑا سوتا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ دروازہ آسمان کا کھلا اسمیں سے ایک تخت مکلل زرین غرق
بجواہر اُسپر ایک بزرگوار با محاسن سفید نورانی صورت حلہ ہاے فاخرہ زیب تن کیے تسبیح ہاتھ میں لیے اور چند ملائکہ اُس تخت کو
دوش بدوش لیے آسمان سے اُترے میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں اور وہ تخت لاکے قریب میرے رکھا میں نے گھبرا کے
پوچھا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہیں اُس جناب نے فرمایا کہ ہمارا نام ابراہیم خلیل اللہ ہے اور اے شخص ذرا بائیں طرف
تو دیکھ میں نے جو اُس طرف خیال کیا تو دیکھا کہ از زمین تا آسمان شعلہ آگ کے بھڑک رہے ہیں اور ہزاروں مغضوبان درگاہ
ایزدی اور مغضوبان بارگاہ سرمدی اُس آگ میں پڑے جلتے ہیں اور بعذاب الیم مبتلا ہیں اسوقت میں نہایت سراسیمہ
اور مضطرب ہو کے پکارا وقنا ربنا عذاب النار اے مولا مجھے اس آگ سے بچا اُس بزرگوار نے پھر فرمایا کہ اے درجہ
بیتاب نہو جانب راست کو بھی ملاحظہ ہو یہ ارشاد اُس بزرگوار کا سنتے ہی میں نے جو جانب راست کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ
ایک باغ طرب بخش اور فرحت افزا کہ چشم فلک نے بھی ایسا باغ وبہار ہمیشہ بہار کبھی روے زمین پر نہ دیکھا ہوگی نہایت
دلچسپ اور پُر فضا ہے ہوا سے روح پرور سے وہاں کے اندر گئے مجھے تسکین ہوئی اور پھر میں نے وہاں دیکھا کہ مکان عالیشان
اور عمارت پاکیزہ تمام جواہرات کی بنی ہیں اور اُن مکانوں میں ایک شخص با چہرۂ نورانی بیٹھے تلاوت قرآن اور اوراد
و وظائف میں مشغول ہیں اور حوروں کا ہجوم اور دھوم ہے اور سامنے ایک نہر پانی کی ہے کہ آب سرد اور بہتی جسے دیکھکر جی بہل
اور مشغول ہو جاے اور بیابہ جسکے ایک درخت سر فلک رسان کہ ہر ایک شاخ تمام عالم پر سایہ افگن معلوم ہوتی تھی
نظر پڑا میں نے حالت وجد اور سرور میں پوچھا کہ یا حضرت فرمایئے کہ وہ کیا مقام ہے جہاں کہ وہ آگ مشتعل ہے
اور ہزاروں آدمی اُس آگ میں جلتے ہیں اور توبہ توبہ پکارتے ہیں اور یہ کونسی جا ہے کہ فضاے جان بخش

نظر آتی ہی اُس مقدس نے بکمال معجز بیانی ارشاد کیا کہ ای شخص وہ جہان شعلے آگ کے سر بفلک کشیدہ اور مغضوبان بارگاہ احدیت وہان بعذاب الیم مبتلا ہیں وہ جہنم ہی واسطے منافقین اور مشرکین کے اور جہان وہ باغ فرحت افزا اور مومنین اور مسلمین کو عبادت کرنے دیکھتا ہی وہ باغ بہشت اور گلزار فردوس بریں ہی اور وہ لوگ مومنین ہین جنکی خدمت مین حوریان غلمان حاضر رہتی ہین انشاء اللہ تجھے وہ انس کبھا آئی ہی کہ ای شخص نار جہنم واسطے کریم اور سخی اور مرد دلیر اور شجاع کے حرام ہی تجھے لازم ہی کہ نکل اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمہ طیبہ پڑھکے پہونچ بسبب بخشیدہ ہدایت مین سے عرض کیا کہ یا مولا وہ کلمہ ارشاد کیجیے چنانچہ حضرت نے کلمۂ شہادت اپنی زبان اعجاز بیان سے مجھے تلقین کیا اور مین کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گیا اُسوقت اُس بزرگوار نے مجھسے فرمایا کہ ای جوان ایک صاحبزادہ ہماری اولاد سے کہ نام اُسکا شاہزادہ بدیع الزمان ہی دہشت ناقاف اراداتِ عالم مین مشہور ہو رہا ہی مع ملکہ یاقوت ملک اور چالیس جوانون کے و رجان تیز رفتار جو جان نثار عیار کے ہمراہ ہی اس کوچے مین وارد ہوا اور تمھارے قید مین آئیگا تب ایک کوتوال اس شہر کا بہ نیت کینہ بخیال فاسد اور بہ نیت ایذا رسانی اور دستگیری اس شاہزادہ والاتبار کے قریب آ پہونچا ہی تو جلد اپنے مکان سے نکل کے اُس شاہزادہ کو مع سب اُسکے ساتھ والون کے اپنے مکان مین لا کے یہ جو تہ خانہ ہی اسمین ٹھہرا اور مفقود الخبر کر دے اور انکی خدمتگاری اور جان نثاری بجا لا مگر ہرگز موفق نکرنا ہم اُس تہ خانے کو معجزہ سے اُنکی نظرون سے پنہان اور مخفی کر دینگے موجب تیری سعادت دارین اور فتحیاری کونین کا ہوگا بس یہ خواب دیکھکر میری آنکھ جو کھل گئی تو اس بزرگوار کی پھر زیارت تو مجھے نصیب نہ ہوئی لیکن تمام مکان میرا معطر اور معنبر ہو رہا تھا ایک اس بزرگوار کے ارشاد کا جو خیال آیا تو بطور امتحان کے کہ اگر باہر شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک وغیرہ چالیس سیاہ پوش اور ورجان عیار ہوگا تو یہ خواب میرا برحق ہی اور یہ جو کچھ بزرگوار نے فرمایا ہی وہ سب آمنا و صدقنا سچا ہی مین گھر سے باہر نکلا تھا سو آپکو مین نے دیکھا ایسا نقش کالحجر میرے دل کو ہو گیا بخلوص نیت اور حسن عقیدت سے مجھے تحقیق اور تصدیق ہو گیا کہ آپکا دین برحق ہی اسمین جو کوئی شک لاوے وہ کافر ہی غرض یہ باتین کر کے شاہزادہ بدیع الزمان کو مع ملکہ یاقوت ملک وغیرہ اور ورجان تیز رفتار کے تہ خانے مین لے گیا اور ایک پلنگ واسطے ملکہ یاقوت ملک کے بڑے تکلف سے اور ایک پلنگ واسطے شاہزادہ عالم کے باعزاز و تکریم وہان بچھوا کے باہر نکلا اس عرصہ مین روز روشن ہو گیا ارزق نسب گر حرامی مع چند نفر بازون اور دو تین ہزار سوار پیادون کے دوڑا کر وہان اُس کوچے کے اخیر پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ آگے رستہ نہین ہی اور جتنے محلات اور مکانات کے دروازے ہین سب بند ہین ابھی کسی کا دروازہ تک کھلا نہین ارزق حرامی کوتوال اپنے دل مین کمال متشدر و حیران اپنے ساتھ والے سوار و پیادون اور نفر بازون سے کہنے لگا کہ کیون صاحب تم سب نے بھی دیکھا تھا کہ مجھسے آگے آگے کچھ ادوار سیاہ پوش چلے آتے تھے پھر یہان تو آگے نہ رستہ ہی کہ ادھر سے نکل گئے ہونگے نہ اسوقت تک کسی کے مکان کا دروازہ کھلا ہی نہ اس محلہ مین سوا سے رعایا شہر کے امیر وزیر یا کوئی ایسا زبردست سرہنگ و دنیا حمایتی سفارشی رہتا ہی کہ اُسکے گھر مین بیٹھک کا یا تھانگ کا گمان کرون اور مین سمجھون کہ یہان قطعہ مکان ہی وہ سب سیاہ پوش گھس کے کہین ٹھہر رہے ہونگے اسوقت کچھ میری عقل اور فہم مین یہ بات نہین آتی کہ وہ نقابدار سیاہ پوش سامنے آتے تھے کہان گم ہو گئے آسمین دس بارہ نفر جو ساتھ نفر باز جو ارزق نسب گر حرامی کے ہمراہ تھے وہ بیساختہ بول اُٹھے کہ کوتوال صاحب واہ واہ بیتو آپ نے خوب فرمایا بس ہمکو سراغ بدیع الزمان اور یاقوت ملک اور ورجان تیز رفتار وغیرہ کا مل گیا وہ اسی کوچے مین لا خبر کہ الا سیاہ ہین کہین یہان سے نہین گئے خدا اونعمت ہم لوگ سرکاری نفر باز اسی واسطے جو تیرہ کو توالی مین رہتے ہین کہ شہر مین کوئی تیرا امر پنہان و

خانہ خنگ شورہ پشت سرکش بدمعاش ہم سے نہ چھپا ہوگا اور یہ سازش ہماری وہ کہیں با اطمینان تمام شہر میں نہ رہ سکیگا
سولا کو سرہنگ اور بہشس و شورہ پشتون کا تو یہان ایک جوانمرد قصاب رہتا ہے اور بہت بڑا دروازہ اسی کے مکان کا
ہے ہمکو تو یقین ہے کہ بدیع الزمان اور ملکہ عالم وغیرہ اسی کے مکان میں آ کے چھپے ہیں ازرق شب گرد حرامی نام جوانمرد
قصاب کا نکلے کو پاسوتے سوتے چونک اٹھا اور بیساختہ کہنے لگا کہ بیشک وہ شبہ وہ سب اسی جوانمرد قصاب کے
مکان میں آ کے چھپے ہونگے پھر کہاں چھپ کر جا سکینگے بس تو تدبیر کر کے بیکار ہو اور جوانمرد قصاب کو بلاؤ اور اسکی خانہ
تلاشی لو حسب الحکم کوتوال ازرق کے پیادوں ہرکاروں نے مع بہادروں نظربازوں وغیرہ کے دروازہ پر جوانمرد قصاب
کے شور و غل کر کے کہا کہ جلد نکل جلد نکل جوانمرد قصاب جسطرح سے خالی ہاتھ بیٹھا تھا اسی صورت سے ایک بیٹی
دوگوش فقط لنگوٹ باندھے آنکھیں ملتا باہر نکل آیا اور ازرق شب گرد حرامی کو دیکھکر سلام کیا اور پوچھنے لگا کہ آج
فقیر خانہ پر آپ کے قدم رنجہ فرمانے کا سبب فرمائیے تشریف شریف ارزانی فرمانے کیوں ہوا ہے مسکین سے کیا ایسا قصور
سرزد ہوا جو آپ بایں جمعیت تشریف لائے ہیں آتے ہی شکایت کرنا کیا ضرور تھا ایک سپاہی یا نوکر کو بھیجدیا ہوتا میں بلاعذر
و حیلہ وہاں آ کے حاضر ہوتا ازرق شب گرد حرامی نے یہ تقریر جوانمرد قصاب کی سنکر کہا کہ تیرے گھر میں بدیع الزمان
خداپرست اور ملکہ یاقوت ملک اور مہرجان تیغ زن قتار [illegible] شہزادی ملکہ گوہر [illegible] اور [illegible]
سیاہ پوش ابھی آ چھپے ہیں ان سب کو نکال دے ابھی تیرے لیے بہتر ہے ورنہ اگر [illegible] آیا تو
تیرے حق میں برا ہوگا جوانمرد قصاب نے [illegible] جواب دیا کہ [illegible] کوتوال صاحب [illegible] اور [illegible]
شہر کا حاکم کیا ہے یہ تو بات اور ہے کہ کبھی کا قصہ [illegible] ہزاروں قصوروں کا [illegible] ایک [illegible]
آپ نکالیں اور میری عزت اور جان کے خواہاں ہوں لیکن میں بدیع الزمان کے نام [illegible]
خداپرست کون ہے اور اسکی کیسی شکل و صورت ہے اور کہاں رہتا ہے [illegible] آج تک میں نے [illegible]
نام بھی نہیں سنا ہے اور ملکہ یاقوت ملک میری مرشدزادی خداوند نعمت ہے بھلا میں تو ادنی اسکا ایک غلام
زرخرید ہوں میرے گھر میں اسکا قدم رنجہ فرمانا مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک [illegible] میرے سر
آنکھوں پر اور سب سچ ہے لیکن آپ کی بات کو جھٹلا نہیں سکتا مگر میرا سارا گھر پڑا ہے آپ کی لونڈیاں گھر میں
بیٹھی ہیں اور پردہ ہم غرباء کا کیسا بلا تامل آپ اندر چلیے اور خانہ تلاشی لیں اگر میرے گھر میں بدیع الزمان
یا ملکہ یاقوت ملک یا مہرجان عیار یا اور کوئی عورت سواے میری بی بی اور دو چار لڑکیوں کے ہو تو جو سزا ہو اسکا
حال وہ میرا حال کیجیے ازرق شب گرد حرامی نے یہ سنکے خاکروب جو محلہ دار تھا اسکی جورو کو بلا کے کہا کہ تو اندر
جا کے جہاں اسکی بی بی وغیرہ پردہ نشین ہوں وہاں بیٹھ اور میں سارے مکان کی تلاشی لونگا غرض وہ
محلے دارنی اندر جا کے جوانمرد قصاب کی پردہ نشین عورتوں کو ایک مقام پر بٹھلا کے آپ بر ابر کھڑی
رہی اور ازرق شب گرد حرامی نے کوٹھریاں برآمدے صحنچیاں وغیرہ انتہا یہ کہ کنوئیں میں ایک
غوطہ زن کو اتار کے دیکھا اور بخوبی تمام خانہ تلاشی جوانمرد قصاب کی لیکر باہر نکلا اور نظربازوں اور
پیادوں سے کہا کہ اسکے گھر میں تو کہیں سراغ اور پتا بدیع الزمان وغیرہ کسی کا نہیں ملتا مگر احتیاطاً چوکی
پہرہ اسکے دروازے پر رکھو اور میں جا کے قہرمان جمی سے اطلاع کر دوں پھر آگے جیسا وہ حکم دینگے تعمیل
کرونگا القصہ ازرق شب گرد حرامی جوانمرد قصاب کے دروازے پر چوکی پہرا کر کے قہرمان جمی کے
پاس آیا اور ساری سرگذشت بیان کر کے کہا کہ بظاہر تو جوانمرد قصاب کے مکان میں کوئی

جا باقی نہین رہی جو مین نے نہ دیکھی ہو لیکن نہین معلوم کیا سبب ہی کہ بدیع الزمان اور ملکہ عالم مع چالیس خواصون کے
وہان کہین نہین ہین ہان اگر حکم ہو تو جوانمرد قصاب کو پکڑ لاؤن اور خوب سے کوڑے مارون آپ ہی قبول دیگا اور
بتا دیگا قہرمان عجمی نے کہا یہ عدالت سے بعید ہی تا وقتیکہ تحقیقات اور جرم مجرم ثابت نہو ہو جو سزا دینی نہین چاہیے
ابھی اسکے دروازے پرسے پہرا اٹھا لے اور او بدذات اگر تین دن کے عرصہ مین تو نے بدیع الزمان اور ملکہ کو تلاش
کرکے گرفتار نہ کیا تو فوراً تیری گردن مارنے کا حکم دونگا ازرق نے کہا کہ کیا تاب اور کیا مجال غلام کی ضرور تین دن مین
سراغ انکا لگا کے حضور مین عرض کریگا یہ کہکے رخصت ہوا اور اسی وقت حسب الحکم قہرمان عجمی کے اپنے پیادے
جوانمرد کے دروازے پرسے اٹھا لیے اور اپنے گھر جاکے اپنی ماں سے سارا حال بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک
اور انکی چالیسون خواصون کے نکل جانے کا اور ہزار دلائل و براہین سے ثبوت اُن سب کے مخفی ہونیکا جوانمرد قصاب
کے مکان مین اور بروقت خانہ تلاشی نظاہر کسی کا نہ معلوم ہونا از ابتدا تا انتہا بیان کیا چنانچہ اس ازرق حرامی
کی ماں بڑی شفتاہ اور دلالہ مکارہ ہی اسنے کہا بیٹا تو خاطر جمع رکھ ملکہ اور بدیع الزمان کا جہان جس گھر مین پتا لگے گا
ابھی جاکے دریافت کیے آتی ہون یہ کہکے وہ فاحشہ بدذات کچھ آستینین کرتیان جالی کی کچھ چکین سوت کی تھوڑے سے
ازاربند اور کچھ اسباب ہر قسم کا لیکے چادر سر پر ڈالکے صبح سے نکلی اور محلے محلے کوچہ بکوچہ خانہ بخانہ شاہزادہ والاتبار
بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت کی تلاش مین پھرتی پھرتی تیسرے روز کہین جوانمرد قصاب کے بھی مکان پر آکے
وارد ہوئی دروازہ مکان کا بند تھا اُس مکارہ نے دروازہ کھلوایا اور بلا ساختہ اندر مکان کے جاکے دیکھا کہ
شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک اور چند خواصین ملکہ کی بیٹھی ہین مرجان تیز رفتار طنبورا ہاتھ مین
لیے بیٹھا بجاتا ہی اور شراب چل رہی ہی بس یہ علامہ شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک وغیرہ کو
بیٹھا دیکھکے وہین سے پلٹ کر باہر نکل کے چلی حسب اتفاق شاہزادۂ آفاق بدیع الزمان کی نگاہ اُس فاحشۂ
روسیاہ پر جا پڑی شاہزادۂ عالم نے مرجان تیز رفتار سے کہا کہ ای مرجان ابھی ایک بڑھیا اندر آئی اور ہم
سب کو دیکھکے پچھلے پاؤن پھر گئی مجھے خفقان پیدا ہوتا ہی کہ خدانخواستہ کہین یہ ہمارا سراغ لینے کو نہ
آئی ہو مرجان تیز رفتار یہ کلام اُس عالی مقام کا سنتے ہی بسرعت تمام اُٹھکے باہر نکلا اور راستے دور ہی سے
اُسکو پکارکے کہا کہ اے بڑی بی تم کہان آئین تھین اور کیون پھرین ازرق کی ماں نے جواب دیا کہ بیٹا مین سچکین
سدٹیان جالی کی کرتیان آستینین وغیرہ اسباب بیچتی پھرتی ہون سو دنون کی گردش سے ایک جوڑی موتیون کی
ایک مکان مین رکھکے بھول آئی ہون وہ اسوقت مجھے یاد آگئی ہی اسلیے گھبرائی ہوئی بھاگی جاتی ہون
مرجان تیز رفتار نے کہا کہ بڑی بی وہ تمہاری موتیون کی جوڑی مین نے راہ مین پائی ہی لیتی جاؤ مین اُسے لیکے
کیا کرونگا اس بڑھیا نے کچھ جواب نہ دیا اور جلد جلد پاؤن اٹھاتے چلی مرجان سوچا کہ یہ مکارہ مقرر ہماری
سب کی جاسوسی اور سراغ رسانی کے لیے آئی تھی ایسا نہو کہ نکل جائے ہاتھ نہ آئے یہ سوچ کے مرجان تو
اُدھر سے اُسکے تعاقب مین دوڑا اور اُس طرف سے کہین قضائے کار جوانمرد قصاب آتا تھا مرجان نے
پکارکے کہا کہ ای جوانمرد اس بڑھیا کو جانے نہ دینا پکڑ لے جوانمرد قصاب نے اُسکے برابر آکے کہا کہ بڑی بی
تم اتنا جلدی کہان جاتی ہو اُسنے پھر وہی کہا کہ مین ایک جوڑی موتیون کی کہین بھول آئی ہون بد حواس
اُسکی تلاش مین بھاگی جاتی ہون اُسکی بات چیت سے جوانمرد قصاب نے پہچانا کہ یہ ازرق شب گرد
حرامی کوتوال کی ماں ہی اور پہچان کے جوانمرد قصاب نے جھپٹ کے اُسکو پکڑ لیا اور گود مین

جلدی سے اٹھا کے اپنے گھر مین لاکے مانند بکری کے گلا اُسکا کاٹ ڈالا اور وہین صحن مین ایک طرف لاش اُس فاحشہ
کی زمین مین کھود کر گاڑ دی اور بدستور اپنے اور امور ضروری مین مشغول ہوگیا ازرق شب گرد حرامی صبح سے
شام تک اپنی ماں کے انتظار مین رہا جب وقت شام کا ہوا تو نہایت مغموم اور بکمال سراسیمہ اور بدحواس ہو کے
قہرمان عجمی کی بارگاہ مین گیا اور سارا حال اپنی ماں کا محلہ بمحلہ خانہ بخانہ واسطے جاسوسی اور سراغ رسانی شاہزادۂ
بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک کے صبح سے شام تک پھرنے اور گھر مین نہ آنے کا بیان کیا اور کہا غلام کو اندیشہ اور
دغدغہ ہے کہ کسی نے میری ماں کو مار ڈالا ہو قہرمان عجمی نے یہ گفتگو ازرق شب گرد حرامی کی سنکے حکم دیا کہ اس بدذات
حیلہ ساز کاذب کے دونون کان کاٹ ڈالو کہ پھر ایسی خبرین بنا بنا کے میرے سامنے آکے نہ سنائے جلاد نے دوڑ کے
ازرق کو پکڑ لیا اور چاہا کہ کشان کشان باہر لیجا کے اسکے دونون کان کاٹ ڈالے ازرق حرامی بہت سی منت
اور خوشامد کر کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ غلام کو دو روز کی مہلت اور ملے اگر دو دن مین بدیع الزمان کو مین نہ پیدا
کر دون تو جس طرح سے چاہیے مجھے اُس عذاب الیم سے گردن مارنے کا حکم دیجیے قہرمان عجمی نے کہا خیر کیا مضائقہ
مین نے تجھے مہلت دو دن کی اور دی مگر بعد دو دن کے اگر تو نے بدیع الزمان کا سراغ نہ لگایا اور پھر کوئی فقرہ
بنا کے میرے سامنے لایا تو اس طور سے تجھے قتل کرونگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ و زاری
کرینگے ازرق شب گرد حرامی ایک اقرار نامہ اپنا دہری لکھ کے اور دو روز کا وعدہ کر کے پھر تلاش شاہزادۂ عرش
اقتدار کے لیے روانہ ہوا وہان کا حال جوانمرد قصاب کا سنیئے کہ جب اُسنے ازرق شب گرد حرامی کی
ماں کو بمقتضاے فراست بخیال مآل اندیشی مار کے زمین مین گاڑ دیا اور پھر شاہزادۂ والا مرتبت کے واسطے
صحبت عیش و نشاط کی قرار دی تو وہ جو مثل کہتے ہین مصرعہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۰؛۰ اس جوانمرد
قصاب کے دو بیٹے صغیر سن تھے ایک تو نو برس کا اور دوسرا سات برس کا اور دونون لڑکے اُسکے وضیع
اور حسین بھولے بھولے مکھڑے بھرے بھرے گال چھوٹی چھوٹی ٹھوڑی بڑی بڑی آنکھین گھونگر والے بال سلیم اور غریب مہد ناز و نعم
کے پلے باپ کے لاڈلے اور بےتکلف یہ کہ ماں اُن لڑکون کی یعنی جوانمرد قصاب کی جورو مر گئی تھی جوانمرد نے
اُن دونون فرزندون کی پرورش اور خدمت کے واسطے ایک لونڈی مول لی تھی وہ دونون لڑکے اُسکے پاس کھیلا
کرتے تھے اور رہتے تھے اور وہ لونڈی اس امید مین رہتی تھی کہ جوانمرد قصاب مجھے اپنی جورو بنائے اور مین
بی بی اسکی بن کے مالک اور مختار اسکے گھر کی ہون چونکہ جوانمرد قصاب کو مطلق اُس لونڈی سے التفات
اور رغبت نہ تھی اور اُس لونڈی نے جو چہرۂ زیبا اور جمال رعنا اور حسن و شباب شاہزادۂ بدیع الزمان کا دیکھا
ہزار جان و دل سے شیفتہ و فریفتہ ہو کے اپنے دل مین سوچنے لگی کہ یہ نوجوان سیاح اور جہان گرد اپنے ماں
باپ عزیز و اقارب کو چھوڑ کے جو یا ختن مین آیا ہے تو یقین ہے یہ فقط اپنی تماشہ بینی اور عیاشی کے واسطے شہر
بشہر پھرتا ہے سن مین بھی تو خوبصورت اور ابھی نوجوان ہون لاؤ کوئی گھات اگر ملے تو اُس سے لگاوٹ کی
باتین کر کے اسکو اپنی طرف متوجہ کر لون اور بیٹھی بٹھائی گلچھرے اڑاؤن غرض وہ لونڈی یہ سوچ کے شب
کو اُس تہ خانہ مین شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس کھانا لے کے جو گئی تو اُسنے دیکھا کہ ملکہ یاقوت ملک
مع اپنی چالیس خواصون کے الگ ایک صحنچی مین سو گئی ہے اور ایک صحنچی مین علیحدہ ملکہ سے دور شاہزادۂ عالم
اپنے پلنگ پر بیٹھا ہے لونڈی نے جا کے خوان کھانے کا تو رکھدیا اور شاہزادۂ والا تبار کے پلنگ کی پٹی
کے برابر بیٹھ کر بطرز دلبرانہ اور انداز معشوقانہ کچھ باتین ناز آمیز کرنے لگی شاہزادۂ قدسی طینت والا مرتبت

نے یہ باتین اُس لونڈی کی سُنکے پوچھا کہ بدبخت اسوقت تو جو ایسی گفتگو میرے سامنے کرتی ہی اس سے تیرا مطلب
کیا ہی اُس فاحشہ نے مُسکرا کے کہا کہ کیا کہون تم ایسے کیا انجان ہو جو پوچھتے ہو یہ صحبت تخلیہ کی اور ہاے یہ آدھی
رات کا سمان اور یہ آپ کے حسن و شباب کے عالم کو دیکھکر شرم سے کہہ نہین سکتی ہون جو کچھ مطلب ہی اور آپ کی
طبع نازک پر اگر گران اور ناگوار نہ گذرے تو ایک مثل گنواری ضرب المثل اپنے اور آپکے عرض کرون دو پا بدن ٹٹول کے
مین ہنسی اُبھرا دیو دار ۔ اور بھلا کیسے کہون آپ سمجھئے مارہبہ شاہزادہ والا تو قیر نے یہ گفتگو اور تقریر اُس جاریہ
شریر کی سُنکے اپنے دل مین یہ سمجھے کہ اول تو جوانمرد قصاب نے مجھپر احسان عظیم کیا میرا محسن ہی دوم حضرت ابراہیم
خلیل اللہ علیہ السلام سے جوانمرد کو بشارت ہوئی کفر و کافری کو ترک کرکے اُسنے دین اسلام قبول کیا ہی یہ
اُسکی لونڈی زر خرید ہی مجھے لازم نہین کہ اپنے محسن کے ساتھ ایسا سلوک کرون اور یہ بدی پیش آؤن اس
لونڈی بد ذات سے نہایت جھنجھلا کے کہا کہ اری بلیا کی بچیا سُن پھر ایسی بات واہیات اور بیہودہ گفتگو نہ کرنا
چل یہان سے دور ہو جا وہ لونڈی شتاہ شاہزادہ عالم کو غیظ و غضب مین دیکھکر نہایت خائف و ترسان ہو کے وہان
سے پھر آئی اور اپنے جی مین کچھ سوچی کہ اس شخص نے جب یون سخت اور درشت کلمے میرے منہ پر کہے اور مجھے
یون ذلیل کرکے جھڑک دیا تو تعجب نہین کہ یہ راز میرا جوانمرد قصاب سے کہدے اور جو جوانمرد قصاب یہ حال سُن
پاے گا تو مجھے جیتا نہ چھوڑے گا مارتے مارتے مار ہی ڈالے گا اس سے بہتر یہ ہی کہ مین آپ ہی نہ پہلے اس شخص کے
قتل کی تدبیر کر ڈالون اور یہ کھٹکا ہی نہ اپنے دل کا مٹا دون غرض وہ لونڈی روسیاہ علیہ اللعن و العذاب یہی خود یہ
فکر کرکے صبح کے وقت چادر سر سے لپیٹ گھر سے نکلی اور چار سوق بازار مین کوتوالی چبوترے کے نیچے آکے دیکھا کہ ازرق
شب گرد حرامی کوتوالی چبوترے پر بیٹھا اشتہار دے رہا ہی اور کہتا ہی کہ جو کوئی نوکر اور غیر نوکر ادنی و اعلی زن و مرد
سراغ بدیع الزمان کا لگا کے مجھے اطلاع کرے مین اُسے قہرمان عجمی بادشاہ کے پاس لیجا کے خلع مخلعت کروا دون
اور جو کچھ کہ وہ مانگے مین اُسے دلوا دون اُس لونڈی نے جو سُنا تو چند قدم بڑھ کے ازرق شب گرد حرامی کو
سلام کیا اور کہا کہ اے ازرق مین از راہ دولت خواہی اور خیر اندیشی تیرے لیے عجب طرح کی خوش خبری
لائی ہون لیکن بشرط الشرط کہ تو مجھے اپنے عقد مین لائے اور اپنی بی بی بنا کے مجھے اپنے گھر بٹھلائے ازرق حرامی
یہ مژدہ جانبخش اور مسرت و راحت فزا اُسکی زبانی سُنکے کہنے لگا کہ مجھے بجان و دل قبول اور منظور ہی اور قسم
ہی مجکو اُس خداوند لقا کی کہ جبتک مین جیتا رہونگا یہ احسان تیرا کبھی نہ بھولونگا لونڈی نے کہا مین لونڈی ہون
جوانمرد قصاب کی اور جس شخص کی تم تلاش مین آج کئی دن سے بیخور و خواب با صد تب و تاب ہو وہ بدیع الزمان
اور ملکہ یاقوت مالک قہرمان عجمی کی بیٹی اور چالیس خواصین ملکہ کی اور مرجان تیز رفتار عیار یہ سب اُسی
جوانمرد قصاب علاقہ بند کی حویلی مین چھپے ہوے بیٹھے ہین اور عیش کرتے ہین اور تمھاری ماں کو بھی اُسی
جوانمرد قصاب نے ذبح کرکے اپنے مکان کے صحن مین گاڑ دیا ہی ازرق شب گرد حرامی کوتوال نے جو
یہ حال سُنا تو وہ اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور بارہ سو پیادے اور ہزار بارہ سو سوار اور کچھ عیار چپراسی ہرکارے
نظرباز ترہی و سنگھا لیے اپنے ہمراہ لیکے اسی جوانمرد قصاب کے مکان کی جانب چلا تو حسب اتفاق
مرجان تیز رفتار عیار بہ ہیئت عیاری ایک پیادے کی صورت بنائے اُس ازرق حرامی کوتوال کے
پاس کھڑا تھا اور وہ سب باتین اُس لونڈی کی سُن رہا تھا اور ازرق حرامی کوتوال کو دوڑ کے سب
جوانمرد قصاب کے مکان کی طرف جاتے ہوے دیکھا تو مرجان تیز رفتار عیار وہان سے قبل پہونچنے

اُس کوتوال کے بیک نگاہ و بہ طرفۃ العین شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے پاس آیا اور ابھی کچھ کہنے سُننے بھی نہین پایا تھا کہ جوانمرد قصاب بھی دُکان پر سے اُٹھ کے گھر مین آیا اور جوانمرد قصاب نے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کو کچھ افسردہ خاطر دیکھکر پوچھا کہ نصیب اعدا اسوقت باعث مکدر اور افسردہ خاطر ہونے کا حضور اقدس کے کیا ہی شاہزادۂ عالم نے ساری گفتگو اُس لونڈی کی اور در جواب اُسکے اپنی طرف سے جھڑکی دینے کا بیان کیا جوانمرد قصاب نے کہا پھر حضور نے اُس بالزادی چھوکری کو بسزاے اعمال کیون نہ پہونچایا جہنم واصل کیا ہوتا یہ کہکے ڈھونڈھا کہ وہ چھوکری کہان ہی تو معلوم ہوا کہ وہ آج صبح سے یا در اوڑھ کے جو بازار کی طرف گئی ہی تو اب تک نہین آئی اُسمین مرجان تیز رفتار نے از ابتدا تا انتہا مفصلاً اور مشرح وار بیان کیا جوانمرد قصاب یہ سانحۂ تازہ سُنکے بہت مضطر اور سراسیمہ ہوکر اپنی آنکھون مین آنسو بھر لایا مصرع غم را کہ نشان داد دبلا را کہ خبر کرد مرجان تیز رفتار نے کہا کہ اے جوانمرد کوئی مقام اندیشے کا نہین مگر ایک کام کر کہ ایک بھینسا جھٹ پٹ ذبح کرکے جہان ارزق کی مان مدفون ہی ارزق کی مان کو نکال کے گاڑ دے ارزق کی مان کی لاش کو مین لیجاکے کہین دریا مین بہاے آتا ہون اور یہ کہکے شاہزادۂ بدیع الزمان کی طرف دست بستہ ہوکے عرض کی کہ شہریار تھا سے مین رکھی دیر ہی تھوڑے سے دانے ولایتی انار کے حاضر ہین انکو حضور نوش کرلین پھر واللہ اعلم بالصواب کیا اُفتاد پڑے شاہزادۂ عالم نے کہا اچھا لاؤ مرجان تیز رفتار نے تھوڑے سے دانہ ولایتی انار کے بیہوشی آغشتہ شاہزادۂ عالم کو کھلا دیے کہ ساتھ کھانے کے شاہزادہ بدیع الزمان بیہوش ہوگیا اور اسنے جوانمرد قصاب سے کہا کہ یون تو شاہزادہ عالم تہخانے مین تشریف رکھتے ہین مگر اسوقت ارزق شب گرد حرامی کوتوال کے دوڑ لیکے آنے کا حال سُنکے کبھی روپوش نہوتے بلا شک و شبہہ نوبت رزم و پیکار کی ہوتی لہذا اب تم تو شاہزادۂ عالم کو تہخانے مین لیجاکے پلنگ پر لٹا دو وہ تہخانہ مجھ سے کسی کو معلوم نہوگا ارزق حرامزادہ خانہ تلاشی لیکے اپنا سر پٹک کے چلا جاے گا مین ارزق کی مان کی لاش لیے جاتا ہون جوانمرد قصاب نے جھٹ پٹ ارزق کی مان کو گڑھے مین سے کھود کر نکال کے مرجان تیز رفتار کے حوالے کیا اور ایک بھینسا ذبح کرکے وہان گاڑ دیا اور شاہزادۂ عالم کو اُسی حالت بیہوشی مین لیجاکے تہخانے مین پلنگ پر لٹاکے باہر نکل آیا اِس عرصہ مین ارزق شب گرد حرامی دوڑ لیکے جوانمرد قصاب کی دُکان کے قریب پہونچا اور جوانمرد قصاب کو دیکھتے پکارا کہ اے بدذات تیری بھی یہ اصل اور حقیقت تھی کہ تونے بدیع الزمان ایسے قیدی کو دشمن خداوند جہاندار لاک باختر لقا اور مغضوب بارگاہ پیغمبر مرسل گنجاب بن کنجور ملک ساحران دیو کش کو اور ایسے مجرم و خونی نادیدہ خداے پرستار کو اپنے گھر مین چھپا رکھا ہی اور آج تک سرکار مین آکے اظہار نہین کیا بس دُکان پر تو آکے ناحق بیٹھا ہی سلطنت قہرمان عجمی کی چھین لے اور بادشاہ بن کے حکمرانی کیون نہین کرتا جوانمرد قصاب نے جواب دیا کہ اے کوتوال صاحب تم کو خداوند لقا نے بزرگی دی شہنشاہ قہرمان عجمی نے تمہین عادل اور منصف جان کے کوتوال شہر کیا ہی تم کو شایان نہین کہ ایسے سکلے اور کلام دروغ بے فروغ اپنی زبان پر لاؤ ارزق شب گرد حرامی جواب باصواب جوانمرد قصاب کا سُنکے اور زیادہ تر افروختہ ہوا اور شدت غیظ سے دوڑکر ایک گھونسا جوانمرد قصاب کے کلے پر مارا کہ تمام خون مُنہ مین اُس مومن پاک جوانمرد قصاب کے بھر آیا مگر چونکہ جوانمرد قصاب کی بڑی عزت اور توقیر اس شہر مین ہی اور جتنے امیر وزیر روسا سے ملک عجم مین

سب جوانمرد قصاب کی آبرو کرتے ہین اور قاہر بن قہرمان عجمی سے اور جوانمرد قصاب سے بدرجہ نہایت تپاک اور بڑی دوستی اور ملاقات ہی قہرمان عجمی بادشاہ ہر سال مین دو تین دوشالے رومال بطور سرپائی کے جوانمرد قصاب کو بھیج دیتا ہی چار ہزار سپاہی جو ڈنکا نشان چوک کے تھے سب ہان ہان کر کے کود پڑے اور بلوہ کر کے دوڑ پڑے ارزق شب گرد حرامی سے گفتگو ثبوت جرم کی کرنے لگے اور علاوہ اسکے ارزق شب گرد حرامی بھی زیادہ جو ملہ آزار و ایذا رسانی کا نہ کر سکا تھا جوانمرد قصاب کو گھیرے ہوے اپنے ہمراہ لیے قہرمان عجمی کی بارگاہ مین آیا قہرمان عجمی نے ارزق شب گرد حرامی سے پوچھا کہ ہم نے تو تم سے ممانعت کر دی تھی کہ خبردار اور زنہار ہرگز اب کبھی جوانمرد و قصاب سے تعرض نہ کرنا یہ کیا باعث کہ تو اسے گرفتار کر لایا ہی کچھ تو نے اسیر جرم ثبوت کیا بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملاک کا سراغ اسکے گھر مین تجھے ملا ہی بیان کر ارزق شب گرد حرامی نے عرض کی کہ ای شہریار بدیع الزمان اور ملکہ عالم اور چالیسون خواہین اور مرجان تیز رفتار عیار سب کو اسنے اپنے گھر مین چھپا کے ٹھلا رکھا ہی قہرمان عجمی نے کہا کہ تو تو خانہ تلاشی اسکی روز اول سے آیا ہی پھر کس دلیل سے تو کہتا ہی کہ بدیع الزمان اور ملکہ سب اسی کے گھر مین چھپے بیٹھے ہین ارزق شب گرد حرامی سے عرض کیا کہ اسکی لونڈی نے مجھ سے آ کے سارا حال کہا ہی جوانمرد قصاب نے کہا کہ ای شہریار اشعار

ای عدالت گستر و عالم پناہ و داد بخش	کس زبان سے مین کرون تیری عدالت کی ثنا	شمع کا شعلہ پتنگے کو جلا سکتا نہین
ایسکہ شہرہ معدلت کا تیری پہونچا جابجا	تا زیانہ ہو نسیم صبح کو موج سموم	غنچہ تصویر کا گر ہووے پیراہن قبا
نام لیوے جہان شہر مین حفظ و حمایت کا تری	دست خوبان مین نہ چھوٹے خون سے رنگ حنا	وہ لونڈی غلام کی بڑی علامہ اور

فاحشہ ہی اسکو یہ آرزو تھی کہ مجھے اپنی جورو بنا لے سو غلام کو منظور نہوا اس بات سے وہ مجھ سے بگڑی ہو گئی ہی اور اسنے یہ افترا اور تہمت مجھپر کر کے سرکار مین اظہار کیا کہ بدیع الزمان اسکے گھر مین ہی غلام بدیع الزمان کے نام سے بھی واقفیت نہین ارزق شب گرد حرامی نے کہا کہ شہریار اس جوانمرد قصاب نے ان سب کو کہین چھپا دیا ہوگا اب غلام پھر جا کے اسکی خانہ تلاشی لے اگر بدیع الزمان اسکے گھر مین نہ نکلے تو جو سزا چاہیے مجھے دیجیے گا قہرمان عجمی نے کہا کہ آخر تجھ سے سوا اس لونڈی کے کہنے کے کہ وہ اس سے باغی تھی اور دشمن ہو گئی تھی پھر مصرع باطل ہست آنچہ مدعی گوید ۔ اس بالزادی چھوکری کی بات کا کیا اعتبار اور کسی نے تحقیق اور تصدیق کر کے کہا کہ اسکے گھر مین بدیع الزمان ہی جو تو پھر اسکی حرمت کھونے کو تلاشی لینے کو کہتا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ تجھے اس لونڈی کی خاطر سے محض اسکے ساتھ عداوت پڑ گئی ہی ارزق شب گرد حرامی نے اپنا منھ دونون ہاتھون سے پیٹ کر کہا کہ شہریار مین خانہ تلاشی اسواسطے لیتا ہون کہ میری مان نے اسکے گھر مین جا کے بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملاک وغیرہ کو بیٹھے دیکھا اور جان عیار طنبور ابجا رہا تھا اور میری مان دیکھکے میرے پاس خبر پہونچانے کو آتی تھی اس طرف سے شاید یہ جانتا تھا اسنے میری مان کو پہچان کے اپنے گھر مین ذبح کر ڈالا اور صحن مین گاڑ دیا ہی ای شہریار تو عادل اور منصف ہی بچشم عدالت دیکھ اور از راہ نصفت اور فراست کے فرما کہ چور خونی کو کوئی بھی بے سیاست اقبال جرم کا کرتا ہی اگر میری مان کی لاش اسکے مکان کے صحن مین گڑی ہوئی نکلے تو غلام کی بات سچ ہی یا نہین ہی اور پھر تو حضور بدیع الزمان اور ملکہ کے مقدمہ مین کیا فرماتے قہرمان عجمی نے کہا کہ لا شک و لاریب اگر تیری مان کی لاش اسکے گھر مین گڑی نکلے تو بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملاک بھی اسی کے گھر مین ہین اگر گھر مین نہو نگے تو اور کہین اسنے چھپا کے ٹھلا رکھا ہوگا

جوانمرد قصاب نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ اے شہریار یہی فیصلہ غلام کے اور اسکے درمیان میں ہے
کہ پیشگاہ معدلت دستگاہ خاقانی سے ایک امین بھی اسکے ساتھ مقرر ہو کے غلام کی خانہ تلاشی لے اور جہاں اسکا
جی چاہے زمین کو کھدوا کے دیکھے اگر اسکی ماں کی لاش کہیں مدفون ہو تو غلام مجرم اور گنہگار ہے حضور یقین جانیں
کہ غلام کے گھر میں شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ وغیرہ بھی مخفی ہونگے اور اگر اسکی ماں کی لاش نہ نکلی تو اسکے
لیے کیا سزا تجویز کیجائے قہرمان عجمی نے کہا کہ اے ازرق تجھ سے یہ نقل کسنے بیان کی تھی کہ تیری ماں کو جوانمرد قصاب
نے مار کے اپنے گھر میں گاڑ دیا ہے ازرق شب گرد حرامی نے کہا اسکی لونڈی تبسم کہتی ہے جوانمرد قصاب
نے کہا واہ واہ یہ تو خوب بات ہوئی وہ چھوکری تو میری تشنہ خون ہے اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ میں نے کچھ
نذر مانی تھی سو ایک بھینسا ذبح کر کے میں نے صحن مکان میں دفن کر دیا ہے اس فاحشہ نے یہ جوڑ تجھپر باندھا اے شہریار
پھر بہتر اور صلاح دولت اور مقتضائے عدالت اب یہی ہے کہ کوتوال صاحب اب پھر چل کے میرے گھر کی خانہ تلاشی
لیں قہرمان عجمی ناچار بخیال تمام اندیشی کہ مقدمہ نازک بیٹی کے گم ہونے کا ہے اور بدیع الزمان ایسے قیدی
مجرم دشمن خداوند لقا کا ہے سوا اسکے اگر بدیع الزمان کو میرا بیٹا قاہر گرفتار کر کے بحضور خداوند لقا
خدائے ہیجدہ ہزار ملک باختر کے لیجائیگا تو مرتبہ پیغمبری کا ملے گا شاید جوانمرد قصاب نے اپنے گھر میں بدیع الزمان
اور ملکہ کو نہ رکھا ہو اور کہیں یار آشنا کے گھر میں جا کے بٹھلا دیا ہو اور ازرق شب گرد حرامی کو تو اہل
صادق القول ٹھہرا ہو تو پھر سوائے ندامت اور کف افسوس ملنے کے اور کچھ نہ بن پڑے گا غرض یہ سوچ کے
قہرمان عجمی نے کہا اچھا کیا مضائقہ ایک امین ہمارے کسی سردار بارگاہ نشین کو ساتھ لیجا کے جوانمرد قصاب
کے گھر کے سب مکان اور حجرے تہ خانے اور بالاخانے دیکھو اور جوانمرد قصاب کو حکم دیا کہ تا تحقیقات کما ینبغی
حوالات میں رہے چنانچہ حسب الحکم قہرمان عجمی کے ایک امین ہمراہ ازرق شب گرد حرامی کے ہوا اور ازرق
شب گرد حرامی اسکو ہمراہ لیے مع پانچ سات ہزار پیادے ہرکارے اور چپراسی اور نفر بار اور تیر بیے اور
سنگھا بجانے والے اور بیلدار بڑی بھیڑ بھاڑ سے اس لونڈی کو ہمراہ لے کر جوانمرد قصاب کے مکان پر گیا اور
جوانمرد قصاب کے زنانے مکان میں گھس کے بعد خانہ تلاشی کے اس لونڈی سے پوچھا کہ بتا [illegible] وہ
جگہ بتلا دے جہاں جوانمرد قصاب نے میری ماں کو ذبح کر کے دفن کر دیا ہے اس لونڈی نے کہا کہ یہاں
مدفون ہے ازرق شب گرد حرامی نے بیلداروں سے وہاں کی زمین کھدوائی تو دیکھا کہ کوئی عورت تو نہیں ہے
ہاں ایک بھینسا ذبح کیا ہوا وہاں گڑا ہے وہ امین اور ازرق شب گرد حرامی اور تمام پیادے اور نفر بار
وغیرہ جو لوگ تھے سب کے سب کیسے ذلیل اور خفیف ہو کر محو حیرت سکتے کی صورت تھے اور بعض طعن برملا ازرق شب گرد
حرامی پر کرتے تھے مگر ازرق شب گرد حرامی کو یقین کلی تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان لاشک و لاریب
جوانمرد قصاب کے گھر میں ہے اور اگر اسنے اپنے گھر میں نہیں رکھا ہے تو کہیں اور کسی آشنا دوست یا یگانے
خویش و اقارب کے گھر میں لیجا کے چھپایا ہے چار و ناچار وہاں سے پھرا وقت مراجعت اثنائے راہ میں وہ دونوں بیٹے
جوانمرد قصاب کے مکتب میں اپنے معلم کے پاس جو پڑھنے جاتے تھے وہاں سے رخصت لے کے روٹی کھانے
کو اپنے گھر کو آتے تھے پیادوں نے جو دیکھا تو پہچانا کہ جوانمرد قصاب کے یہ دونوں بیٹے ہیں [illegible]
ان دونوں پیادوں نے معصوم بچوں کو پکڑ لیا اور زلفیں دونوں کی زور سے پکڑ کے اور طمانچے مارتے ہوئے کشاں
کشاں ازرق شب گرد حرامی کے پاس لائے اور وہ دونوں بچے تلملا تلملا کے روتے تھے اور [illegible] تھے

تھے دونون ہاتھ باندھ کے کہتے تھے کہ ہم تو مولوی صاحب کے پاس پڑھنے کو گئے تھے ہم نے تمھاری کیا تقصیر کی ہی تم اب ہمین نہ مارو ہمارے بابا جان کے پاس ہم کو پہونچا دو ہم تو کھانا کھانے کو جاتے تھے ہم نے کوئی شوخی کوئی قصور کسی کا نہین کیا مگر وہ سنگ دل کفار بیا دے نابکار مطلق ترس اور رحم اُنپر نہین کرتے تھے ازرق نے اُن دونون کو دیکھکر کہا کہ انکو میرے ساتھ لیے ہوئے قہرمان عجمی کی بارگاہ مین لے چلو غرض یہ کہ ازرق حرامی اُن دونون لڑکون کو لیے ہوئے قہرمان عجمی کی بارگاہ مین آیا اور قہرمان عجمی سے عرض کیا کہ اے شہریار جوانمرد قصاب نے بدیع الزمان اور ملکہ عالم کو اپنے مکان مین نہین رکھا قہرسلطانی سے خائف و ترسان ہوکر شاید کہین اور بیجا کے ٹہلا رکھا ہی قربانت شوم یہ جوانمرد قصاب بڑا سرہنگ اور سرکش فولاد کا کلیجا سخت جان ہی یہ بدون تعزیر کسی طرح سے اقبال نہین کریگا اگر خانہ زاد کی عرض مقبول ہو تو حضور ملاحظہ فرمائین کہ اسی وقت حضور کے سامنے یہ ابھی اپنے منہہ سے قبول دیتا ہی اور بتلائے دیتا ہی کہ مین نے فلان جا پر بدیع الزمان اور ملکہ عالم کو چھپا کے ٹہلا دیا ہی قہرمان عجمی نے بخیال اسکے کہ میری بیٹی گم ہوگئی ہی اگر اسکا تدارک نہین کرتا اور یہ کوتوال شہر کا ہی اگر اسکا کہنا نہین مانتا تو بہت بڑی رسوائی اور ذلت کا سامنا ہی بقول شخصے گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل + آخر یہ خیال کرکے چار و ناچار مجبور ہوکے حکم دیا کہ تو مختار ہی جسطرح سے چاہے تحقیق کر بس اتنا قہرمان عجمی کا کہنا تھا کہ ازرق شب گرد حرامی نے جھٹ پٹ جوانمرد قصاب کو اُسی بارگاہ مین قہرمان عجمی کے سامنے ایک ستون سے باندھکر کھڑا کر دیا اور کوڑا پکڑکے اس درجہ کوڑے جوانمرد قصاب کو مارے کہ تمام جسم اُس مومن کا پاش پاش ہوگیا اور جھینٹیان خون کی ہر تازیانے کے ساتھ اُڑتی تھین اور تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو ہو جاتا تھا اور غش پر غش آتا تھا مگر کیا امکان کہ کوئی کلمہ جوانمرد قصاب نے اپنے منہہ سے نکالا ہو بجز صبر و شکر کے اور یا یہ کہین کہین بے ساختہ کہتا تھا کہ اے شہنشاہ عادل قہرمان عجمی اور اے ازرق شب گرد حرامی اگر آپ ایک ایک بوٹی میرے بدن کی کاٹین اور زخمون پر نمک مرچ چھڑک دین اور جس عذاب سے چاہین مجھے قتل کرین الا مین نہین جانتا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک کہان ہین القصہ جب ازرق شب گرد حرامی کا مارتے مارتے ہاتھ شل ہوگیا اور اس نے دیکھا کہ جوانمرد قصاب کسی صورت سے اقبال نہین کرتا تب اُس ولد الزنا نطفۂ شیطان ازرق شب گرد حرامی علیہ اللعن نے اُن دونون معصوم بچون کو جوانمرد قصاب کے سامنے لاکے کہا کہ جوانمرد قصاب ابھی کچھ نہین گیا ہی اب بھی تو بتلا دے ورنہ دیکھ مین تیرے ان دونون بیٹون کو کس عذاب الیم سے شکنجہ مین رکھکے مارے ڈالتا ہون معاذ اللہ ادھر ان دونون معصوم بچون کو جو دیکھا تو بھولی بھولی صورتین دونون کی زلفون مین کنگھی کی ہوئی خوشبودار تیل پڑا ہوا مگر خاک مین ملی ہوئی اور ایک ایک لٹ مین الجھا ہوا اور زلفین کھنچی ہوئین طمانچون سے دونون کے نازک نازک گال لال لال اور ہونٹھ سوکھے پٹ پٹ پھٹ گئے ہین منہ سے لہو بہتا ہی تمام جسم نازک پر چھڑیون اور لکڑیون کی تمام مارین پڑی ہوئین زخمون سے خون جاری گلابی تہ کی شبنم کے کرتے پرزے پرزے دھجیان دھجیان اُڑے ہوئے پیٹ ننگے پانون کیچڑ مین بھرے تلوون مین کشتے چینی کے ٹکڑے چبے ہوئے روتے تلملاتے توبہ کرتے جو وہان آئے تو اپنے باپ جوانمرد قصاب کو دیکھکر اپنا باپ اور حامی سمجھکر تلملاکے رو رو کے کہنے لگے کہ اے بابا جان آپ کے سر اقدس کی قسم کھا کے کہتے ہین کہ ہم نے کوئی قصور نہین کیا بے گناہ بے قصور ہم کو پکڑ لائے ہین

ہم تو مولوی صاحب کے پاس سبق پڑھنے کو گئے تھے سو مکتب سے سبق پڑھ کے روٹی کھانے کو جاتے تھے
نہ کسی سے ہم نے کچھ کہا نہ گالی دی نہ کسی لڑکے سے ہم لڑے ہین بابا جان یہ ہم کو مارے ڈالتے ہین خدا کے واسطے
بچا لو جوانمرد قصاب نے اپنے دونون لخت جان و جگر قرۃ العین نور بصر کو جو اس طرح تڑپتے اور روتے اور
بے جرم و خطا اس عذاب الیم مین مبتلا دیکھا تو عنقریب تھا کہ ستون سے اپنا سر دے مارے لیکن خوبھا
ضبط کر کے کہا کہ ای فرزند و راضی برضا رہو یہی تمھاری قسمت کا شریک نہین اور ادھر ازرق شب گرد
حرامی اور دو چار رہا نے زور زور سے انکو مار کے پہلے بڑے بیٹے کو جوانمرد قصاب کے بال کھینچتا شکنجے کے
پاس لایا اور جوانمرد قصاب کو دکھلا کے کہا کہ او قصاب بچے اب بھی بتلا دے کہ بدیع الزمان کہان ہی
ورنہ دیکھ کہ تیرے بیٹے کو مین شکنجے مین کھینچتا ہون جوانمرد نے اپنا کلیجہ فولاد کا بنا کے جواب دیا کہ ای
ازرق شب گرد حرامی اتنے کوڑے مجھے مارے ہین کچھ پتھر کا یا فولاد کا جسم نہین رکھتا تھا جو مجھے ایذا اور
درد نہوا ہوگا اگر یہ مقدمہ اولاد کا بہت نازک ہوتا ہی اپنی تمام عمر مین نے پھول کی چھڑی نہین ماری سو تو نے
یہ حال ان دونون کا کیا ہی اور شکنجہ مین کھینچتا ہی اور میرے لخت جگر و پارہ جان تلملاتے اور بلکتے روتے ہین یہ ستم
میری روح پر ہوگا یا نہوگا اگر بدیع الزمان کو مین نے اپنے گھر مین چھپا رکھا ہوتا یا میری دوست مین اور کہین
ہوتا تو کیونکر نہ بتلا دیتا میرے گھر مین بدیع الزمان نہین ہی نہ مجھے معلوم کہ بدیع الزمان کون شخص ہی یون ازراہ
ظلم جو تیرے جی مین آئے وہ میرے ساتھ کرلے مگر انصاف شرط ہی اگر تقصیروار اور گنہگار اور مجرم اور خاطی اور
خطاوار تیرا ہون تو مین ہون جو تعزیر تجھے دینا منظور ہو یا قتل میرا کرنا تجھے فرض ہو تو مجھے تعذیر دے مجھے قتل کر
ان بیچارون بےجرم و خطا معصوم مظلوم بچون نے تیرا کیا نقصان اور تقصیر کی ہی انکے حال پر رحم کر ترس کھا اپنے
خدا کو مان واسطے اپنے دین و ایمان کے ان دونون کے خون ناحق سے درگذر ازرق حرامی علیہ اللعن نے
کچھ مطلق داد فریاد جوانمرد قصاب کی نہ سنی اور بڑے بیٹے کو جوانمرد کے شکنجے کے برابر بٹھلا کے چاہتا کہ
شکنجے مین رکھے ایک مرتبہ چھوٹا بھائی اسکا تڑپ تڑپ کے پچھاڑین کھا کھا کے تلملا تلملا کے اپنے ننھے ننھے دونون
ہاتھ باندھ کے رو رو کے واسطے لقا اور گنجاب کے دلا دلا کے کہتا تھا کہ کوتوال صاحب صدقہ اپنا کر کے میرے
بھائی کو نہ مار چھوڑ دو اسکے بدلے بلا سے مجھی کو شکنجے مین لیجا کے کھینچو اور مار ڈالو کبھی جوانمرد کی طرف بسور بسور
کے رو رو کے پکار پکار کے کہتا تھا کہ ابا جان جلد دوڑو دیکھو میرے بڑے بھائی کو یہ سب سپاہی مل کے بیگناہ
مارے ڈالتے ہین کبھی پیٹتے پیٹتے روتے روتے غش کھا کے گر پڑتا تھا اور سنبھل کے حالت بیکسی اور یاس مین
کہتا تھا کہ ہائے ہائے میری امان جان آج اگر جیتی ہوتین تو ہم دونون پر یہ ظلم نہونے پاتا وہ ہم کو آ کے بچا لیتین
کبھی بار بار اس ہرکے اس فاحشہ علیہ اللعن لونڈی کا نام لیکے پکارتا کہ ہائے انا تو بھی کہین چلی گئی اری دوڑ
میرے بھائی کو سب بےقصور مارتے ہین اور شکنجے مین کھینچنے کو لیے جاتے ہین ادھر بڑا بھائی اسکا ہرچند
ہاتھ پانون اپنے ویسے مارتا تھا داد بیداد فریاد کرتا تھا توبہ توبہ پکارتا تھا اور رو رو کے کہتا تھا اسے
تقصیر ہوئی اسنے مجھے نہ مار و میری زلفون کے بال نہ کھینچو ابا جان دہائی ہی یہ سب مل کے مجھے مارے ڈالتے ہین
کبھی ناامید ہو کے آسمان کی طرف دیکھتا اور چشمین بار بار کے روتا یہ کہتا ہوا کہ ہائے میری امان جان بھی اسوقت
نہین ہین جو مجھے بچا لیتین اب مین کس سے کہون مگر توبہ استغفار اس ولد الزنا ازرق حرامی علیہ اللعن والعذاب
نے مطلق کچھ اسکی داد فریاد بیکسی سے ملتجی ہونے کا خیال نہ کیا اور جھٹ پٹ لا کے اُسے شکنجے مین دبا دیا

بے ساختہ اُس ولد الزنا نے دوسرے بیٹے کو بھی جوانمرد کے شکنجہ میں رکھ کے بدرجۂ شہادت پہونچایا اُسوقت لاشہ
بیٹے کا دیکھکر آنسو تو البتہ جوش پدری سے آنکھوں سے جوانمرد قصاب کی بہتے ہوئے دامن پر چلے آتے تھے اور
دل مسلتا تھا کلیجا ٹکڑے ہوا جاتا تھا مگر کیا امکان کہ زبان پر نام بدیع الزمان کا لائے اور ہر مرتبہ یہی اپنے
جی میں کہتا تھا کہ الحمد للہ رہے مفاخرت کو میری کہ یہ میرے دونوں فرزند نام پر شاہزادہ بدیع الزمان کے
تصدق اور نثار ہوگئے القصہ طول نا چند دیجیے جب ازرق شب گرد حرامی نے دونوں فرزندوں کو اُس مومن
کے یعنی جوانمرد قصاب کے شکنجہ میں رکھ کے مار ڈالا اور کچھ پتا اور سراغ بدیع الزمان کا نہ معلوم ہوا
اور جوانمرد قصاب نے شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے گھر میں رکھنے کا مطلق اقرار اور اقبال نہ کیا اُسوقت
قاہر بن قہرمان عجمی نے نہایت درہم برہم ہوکر ازرق حرامی کو گالیاں دیں اور حکم دیا کہ اس بدذات
ازرق حرامی کو روسیاہ کرکے تشہیر کروںگا جوانمرد قصاب نے عرض کی کہ اے قہرمان عجمی ازرق حرامی نے
بغض سے یہ جرم و گناہ افترا و تہمت کرکے میرے دونوں بیٹوں کو مار ڈالا ہے اگر شہنشاہ عالم غلام کو بعہدہ
کوتوالی اس شہر کے مامور کریں اور خلعت سرفرازی کا مجھے سرکار سے عطا ہو کہ تمام شہر میں میرا حکم جاری ہو جائے
تو غلام ابھی بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت کو مع اُسکی خیر اصحاب کے تلاش کرکے حاضر کر دے اور اگر بدیع الزمان
زمین میں چلے گئے چھپ رہا ہوگا تو غلام اسے جاکے ڈھونڈھ لائے گا قہرمان عجمی نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ
حسب الحکم قہرمان عجمی کے جوانمرد قصاب کی شکنجیں کھلوا دیں اور داروغہ خلعت خانہ نے خلعت لا کے حاضر کیا قہرمان
عجمی نے جوانمرد کو مخلع بخلعت کرکے حکم دیا کہ اب تو جاکے جہاں سراغ بدیع الزمان کا تجھے ملے مجھسے اطلاع کر
جوانمرد قصاب قہرمان عجمی سے رخصت ہو کے اپنے گھر کو چلنے لگا اس عرصہ میں سامنے سے وہ لونڈی نظر آئی
جوانمرد کو مخلع بخلعت دیکھ کے چاہتی تھی کہ خوف جان سے بھاگے جوانمرد نے اُسے اپنے پاس علیحدہ بلا کے کہا کہ او کمبخت
تونے یہ کیا ہو تو لونڈی ایسی نمک حرامی کوئی بھی اپنے مالک سے کرتا ہے مجھکو تو خود منظور تھا کہ میں تجھے اپنے عقد میں لاؤں
مگر منتظر وقت کا تھا پھر جو تیرے نصیبہ میں لکھا تھا وہ ظہور میں آیا آخر تیری کیا خطا ہے اچھا تو ایک کام کر کہ میں تجھے قہرمان عجمی کے
پاس لیے چلتا ہوں تو کہیو [illegible] ازرق حرامی اغوا کرکے سمجھا آیا تھا کہ میری عزت اور جان قہرمان عجمی بادشاہ
بدیع الزمان کے [illegible] میں [illegible] کہاں سراغ بدیع الزمان کا لگاؤں تو جوانمرد کے گھر کی قدیم چھوکری
ہوں تو اسی بات بادشاہ کے سامنے کہے اگر کہا کہ جوانمرد کے گھر میں بدیع الزمان اور ملکہ عالم ہیں تو ایک حیلہ
معقول یہ ہے کہ تو جائے گا اور تجھے دو چار [illegible] کی مہلت مل جائے گی پھر جہاں کہیں سراغ اور پتا بدیع الزمان
کا مجھے مل جائے گا تو میں تجھے لونگا اور تجکو اپنی بی بی بنا کے گھر بار کا مالک و مختار کر دونگا اس فریب میں آکے میں نے
اپنے مالک جوانمرد قصاب پر تہمت لگائی تھی لونڈی نے اپنے جی میں سمجھے کہ اب جوانمرد قصاب اس شہر کا
کوتوال ہوگیا اور بادشاہ نے خلعت سرفرازی کا دیا ازرق حرامی نالائق بڑا بدنصیب اور خداوند لقا کے قہر
میں گرفتار [illegible] ازرق کی باتوں میں آکے اپنی آنکھوں سے ذبح کرتے اور گاڑتے دیکھا اور خداوند ناحق
نے [illegible] پھنسا [illegible] اور ازرق حرامی بھی جھوٹا ہوا بھلا اب میں اگر جوانمرد کا کہنا
نہیں مانتی تو مجھے اپنی بی بی نہ بنائے گا بلکہ اس جرم کے بدلے مجھے مروا ڈالے گا یا قیدخانہ میں ڈلوا دیگا
[illegible] اس سے یہی بہتر ہے جو بادشاہ کے سامنے کہدوں کہ میں نے اپنے
مالک پر تہمت لگائی تھی بدیع الزمان اسکے گھر میں نہیں ہیں غرض وہ لونڈی بہمراہ جوانمرد قصاب کے ہمراہ

قہرمان عجمی بادشاہ شہر کی بارگاہ مین گئی اور بہت اظہار کیا کہ ای شہریار مین نے ارزق شب گرد حرامی کوتوال
کے ورغلانے سے اپنے مالک جوانمرد قصاب پر محض جھوٹ تہمت لی تھی بڑی مجھ سے خطا ہوئی لونڈی امیدوار ہی
کہ از راہ عطیات خاقانی یہ قصور لونڈی کا معاف ہو جاے اور میرے مالک جوانمرد قصاب سے لونڈی کے
حق مین پرورش ہو کہ یہ بھی لونڈی کا قصور معاف فرماے قہرمان عجمی نے یہ حال زبانی اس لونڈی کے سُنکے
ارزق شب گرد حرامی کوتوال کو خوب سی گالیان اور ذلت دے کے جوانمرد قصاب کے حوالے کیا اور
اس لونڈی کو بھی جوانمرد کے سپرد کیا بارے جوانمرد قصاب نے اپنے گھر لاکے لونڈی کو جان سے مار ڈالا
اور اپنے دونون بیٹون کی لاش کو دفن کر کے اُس تہ خانے کو کھولا اور شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت
کو فتیلہ رفع بیہوشی دلوا کے ہوش مین لایا اور عرض کی ای شہریار آج بہت آرام کیا اب حضور تہ خانے سے
برآمد ہو کے کچھ خاصہ تناول فرمائین شاہزادہ عالم مع ملکہ یاقوت ملک اور تمام ملکہ کی خواصون کے تہ خانہ
سے باہر نکلے چھوکرون نے جوانمرد کی دستر خوان بچھا کے خاصہ چُنا اور جوان تیز رفتار ایک سمت کھڑا رومال
ہلا رہا تھا شاہزادہ عالم اور ملکہ یاقوت ملک اور سب خواصین دستر خوان پر بیٹھ کے خاصہ کھانے کی فکر
مین تھین کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان نے جوانمرد سے پوچھا آج ہم تمھارے دونون بیٹون کو نہین
دیکھتے وہ کہان ہین بلاؤ جوانمرد صدمۂ دل کو چھپا کے آنکھون مین آنسو بھر کے درد دل کو خوب سا ضبط کیے
بناوٹ کی ہنسی ہنس کے بکشادہ پیشانی کہنے لگا کہ یا تو مکتب سے ابھی چھٹی پا کے نہ آے ہونگے یا کہین کھیلتے
پھرتے ہونگے شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ مین نے کل سے اُنکو نہین دیکھا صاحب ذرا کسی کو بھیج اُنکو بلا لاے یہان
ایک اُنکی کھلائی کھڑی تھی وہ بے ساختہ ڈاڑھین مار مار کے رونے لگی شاہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا خیر باشد
نیکبخت تو کیون روتی ہی اُسنے کہا شاہزادہ عالم دونون صاحبزادے تو مارے گئے ارزق حرامی نے دونون کو
پکڑ کے شکنجے مین کھینچا شاہزادہ عالی مقام نے یہ کلام اس کھلائی کا سُنکے ہاتھ اپنا کھانے سے کھینچ لیا اور جوانمرد
قصاب کی طرف دیکھا جوانمرد سے بھی ضبط نہو سکا اور بے ساختہ آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے مگر رومال سے
آنسو پونچھ چھپا کے بیٹھا تھا شاہزادہ والا مرتبت نے پھر کہا کہ ای جوانمرد عند اللہ اسوقت مجھے خفقان کی
وہ شدت ہی کہ عنقریب ہی اپنا گریبان چاک کر کے چیخین مارنے لگون تم حال تو کہو آخر کیا ہی اور نیکبخت نے کیا
کہا تب ناچار ہو کے جوانمرد نے ساری سرگذشت بیان کی اور عرض کی کہ ای شہریار یہ بھی افتخار اور سعادت غلام
کی کہ دونون خانہ زاد کیا اگر لاکھ ایسے ایسے بیٹے غلام کے حضور کے نام پر قربان ہوتے تب بھی غلام کے دل
مین ذرہ برابر رنج اور غم نہوتا شاہزادہ بدیع الزمان نے نہایت تاسف کر کے فرمایا کہ ای جوانمرد تو نے بہت برا
کیا کہ مجھے بیہوش کر کے تہ خانے مین سُلا دیا اور بے جرم و خطا اُن بیچارے معصوم اپنے بچون کو تو نے قتل کروا دیا
خیر اب مین اُن دونون بچون کے خون کا قصاص لونگا اور قہرمان عجمی کو جا کے مار ڈالونگا جوانمرد قصاب
یہ کلام شاہزادہ عالی مقام کا سُنکے بہت پریشان ہوا اور حالت بیقراری اضطراب مین بچشم پر آب دوڑ کر
شاہزادہ عالی جناب کے قدمون پر گر پڑا اور بہزار عجز و انکسار عرض کرنے لگا ای شہریار عند اللہ کہین جسارت
نہ کیجیے گا قول شیخ سعدی شیرازی کا نہین حضور نے سُنا شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن + کہ جاہا سپر باید
انداختن + اول تو یہ ملک بیگانہ از مغرب تا مشرق کفرستان بستی کفار پر شرہ روزگار کی ہی دوم حضرت سجان واحد ہی
و تنہا مہمان آپ کا دوست نہ آشنا غریب الدیار غریب الوطن ہین سوم یہ کہ ملکہ یاقوت ملک آپکے دامن دولت

سے لیٹی ہوئی ہیں اُس صاحب عصمت پاکدامن مجلہ نشین عفت کا اسوقت بیکسی اور بیہوشی میں سوائے ذات وحدہ
لاشریک کے یا آپکے کون ہی قہرمان عجمی اور قاہر بن قہرمان اور زاہر بن قہرمان وغیرہ
بھائی اور باپ اور سب عزیز اور یگانے اور خویش و اقارب بلکہ ادنی و اعلی شاہ و گدا تمام کفار اور ساکن اس شہر کے
تشنۂ خون اور دشمن جان و آبرو ہو گئے ہیں جسوقت کہ آپکو ہدایت و یاد کیے آمادہ رزم و پیکار ہوے تو جنگ
و دو سر دار و بعد علم بالصواب یہ فلاں غدار اور زنانہ نا ہنجار کیا بازی تازہ بروے کار لائے تو اسوقت فرمائیے ملکہ عالم
کو سوائے جان کھونے کے اور کیا بن پڑیگا اور گستاخی معاف ہو یہ حضور فرمائیں کہ وہ خون ناحق کسکی گردن پر ہوگا لہذا
غلام کی راے ناقص میں تو یہ سب سے اولی تر ہی کہ حضور مع ملکہ یاقوت ملک اور انکی خواصوں کے اور
مرجان تیز رفتار کو ہمراہ لیے سمت چار باغ ملک حرمان تشریف لے چلیں غلام بھی ہمراہ رکاب ظفر انتساب حاضر
ہی اگر اثناے راہ میں کوئی تعاقب کرے گا وہ پنجہ قضا میں پھنسیگا تو سمجھ لیجیے مرجان تیز رفتار نے بھی کہا ای شہریار عالم
جوانمرد قصاب جو عرض کرتا ہی غلام کے نزدیک بھی بہت بہتر اور مصلحت وقت ہی کہ اب جسطرح سے ہو آپ
یہاں سے نکل چلیں شاہزادۂ عالی شان نے فرمایا کہ ای جوانمرد اور تو کسی بات کا مجھے خطرہ اور پس و پیش نہیں ہاں
ایک فقط ملکہ یاقوت ملک کی تنہائی اور بیکسی اور بیہوشی کا صدمہ ہی لہذا خیر جو تمہاری سب کی صلاح ہی مجھے
بھی منظور ہی لاؤ گھوڑے اور تیاری کرو جوانمرد قصاب نے ایک مرکب شاہزادہ والا مناقب کا اور ایک
ملکہ یاقوت ملک کا اور چالیس گھوڑے خواصوں کے اور ایک راہوار اپنی سواری کا جھٹ پٹ تیار کرکے عرض
کی بسم اللہ کہکے حضور سوار ہوں چنانچہ بہ ہزار دقت کے محل میں وہ شہریار عالی مقدار یعنی شاہزادۂ بدیع الزمان
نامدار مع ملکہ اور تمام خواصوں کے جوانمرد قصاب اور مرجان تیز رفتار کو ہمراہ لیے سوار ہوا اور بسم اللہ
کہکے جوانمرد کے گھر سے باہر نکلا جاتے جاتے جب کہ قریب دروازۂ شہر عجم کے پہونچے تو وہاں ایک پہلوان
مریخ کوہستانی نامے محافظ اس نکاس کے دروازے کا تھا اُسنے دوڑ کے پوچھا کہ کون آتا ہی اور اسوقت
وہ بہروت کو بغیر حکم قہرمان عجمی کے شہر سے باہر نکلنے کا کسنے حکم دیا ہی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا یہ گفتگو
اسکی سنکے ابھی کسی نے جواب نہیں دیا تھا کہ جوانمرد قصاب اپنا گھوڑا آگے بڑھاکے برابر اسکے پہونچا اور کہا
کہ ای مریخ کوہستانی بدان و آگاہ باش کہ میں ہوں جوانمرد قصاب ہمراہ رکاب ظفر انتساب شاہزادہ
بدیع الزمان عالیجناب کے اور ملکہ یاقوت ملک بیٹی قہرمان عجمی کی مع چالیس خواصوں کے اور مرجان تیز رفتار
کوکا ملکہ گوہر ملک کا اگر تجھے جرأت اور حوصلہ کچھ ہو تو روک لے اور اگر تجھے طاقت عرض کرنے اور روکنے کی نہیں ہی
تو جاکے قہرمان عجمی سے کہدے کہ جوانمرد قصاب شاہزادۂ عالی جناب کو لیکے شہر سے نکل گیا مریخ کوہستانی نے کہا
پاجی ای جوانمرد تو نے بڑا غضب کیا کہ بدیع الزمان خارابست دشمن لقا کو بہمراہ [illegible] ہزار اسکا پا خنجر اور
بربا و کنندہ و خراب کن جان و مال پیغمبر مرسل کو مع ملکہ یاقوت ملک قہرمان عجمی کی بیٹی کے جسکی آج کتنے دنوں سے تلاش
اور سراغ رسانی میں اور رزق شب گرد حرامی مورد صد گونہ آفات اور مغضوب بارگاہ قہرمان عجمی ہی اس شہر سے نکالے
لیے چلا ہی بھلا میں تجھے زندہ اور سالم اپنے حتی المقدور نکل جانے دونگا یہ کہکے قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکے برابر آ پہونچا
جوانمرد قصاب نے بچتی تمام دوڑ کے کمر پہ اسکی تیغہ مارا کہ مثل خیار تر دو پرکالے ہوگئے خاک و خون میں پڑے لگا
اور جوانمرد نے دوڑ کر دروازہ شہر کا کھول دیا شاہزادۂ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار مع ملکہ یاقوت ملک
وغیرہ اور مرجان تیز رفتار سب کے سب باطمینان تمام دروازے کو طے کرکے جانب شہر سنجان مخاطب ہوئے

یہان دس بارہ آدمی جو ہمراہ مریخ کوہستانی کے پہاٹک پر تعینہ تھے انہین کچھ تو سوتے تھے کچھ بیٹھے حقے پی رہے تھے یہ غل
سُنکے گھبرا گئے پر اسکے جو دوڑ کے دیکھا تو لاشہ خون چکان مریخ کوہستانی کا خون مین غلطان خاک پر تڑپتا دیکھکر خوف جان سے
تعاقب کرنیکے اور سدراہ ہونے کا حوصلہ تو نہ کر سکے فقط لاش مریخ کوہستانی کی ایک چارپائی پر ڈال کے کوئی گھڑی
دو گھڑی رات پچھلی باقی رہی تھی لے کر سمت بارگاہ قہرمان عجمی روانہ ہوے جب وقت صبح کا ہوا اور قہرمان عجمی اپنی
بارگاہ مین تخت پر آکر بیٹھا تمام سردار بارگاہ نشین اور مقربین اور مصاحبین اور اہالیان سلطنت اور ارکان مملکت
دربار مین حاضر ہوے ناگاہ دروازۂ بارگاہ پر ایک غل ہوا اور ایک مردہے نے اندر بارگاہ کے جاکے عرض کی کہ آج
کو جوانمرد قصاب جسے کل خلعت کوتوالی کا مرحمت ہوا ہے وہ بدیع الزمان نادیدہ خدا اسکے پرستار اور ملکہ
یاقوت ملک اور ملکہ کی چالیس خواصون اور مرجان تیز رفتار نامے عیار کو اپنے ہمراہ لیے آدھی رات کے عمل مین
دروازۂ شہر عجم پر پہونچا اور چاہتا تھا کہ قفل دروازے کا کھول کے باہر جائے مریخ کوہستانی محافظ نے وہان سے
پوچھا اور روکا اسپر جوانمرد قصاب نے مریخ کوہستانی کو بضرب شمشیر مارڈالا اور سب کو ساتھ لیے سمت سنجان
روانہ ہوا ہے چند پیادے متعینہ اُس دروازے کے لاشہ مریخ کوہستانی کا چارپائی پر ڈالکے دردولت پر
لائے ہین قہرمان عجمی یہ سانحہ ہوش ربا سُنکے نہایت درہم برہم ہوا اور حالت غیظ و غضب مین اُسی وقت اپنے
دوسرے بیٹے طاہر نامے کو ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے تعاقب اور تلاش مین شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ
کیا اور اسپر بھی اُسکے اطمینان خاطر اُسکا نہوا تو آپ بھی مع اور دو اپنے بیٹون قہر اور زہر کے تین لاکھ سوار ہمراہ
لیکے سوار ہوا اور یلغار کرکے بسرعت تمام چلا وہان حال شاہزادہ بدیع الزمان با اقبال کا سُنیے کہ یہ رستم صولت
والا مرتبت ملکہ وغیرہ کو اپنے ساتھ لیے بعد طے مراحل و قطع منازل قریب پل دریاے عجم کے پہونچا اور وہان اُس
پل پر ایک جاے لطیف و پاکیزہ دیکھکر اُتر پڑا اور میوہ تر و خشک کی قسم سے جو کہ ہمراہ تھا اُسے نکال کے نوش فرمایا اور
منھ ہاتھ دھوکے چاہتا تھا کہ سوار ہوکر راہی منزل مقصود ہو ناگاہ از رہ بیابان گردے برخاست تیرہ و خیرہ
خیرہ سر گرد بآسمان رسیدہ و پاے گرد برین دو دیدہ غلطان و پیچان چون مہر زلف عروسان ہوانے مارا گرد کو گرد نے مارا
ہوا کو وہین گرد شگافتہ ہوا اور دیکھا کہ طاہر بن قہرمان عجمی لاکھ سوار کا لشکر ہمراہ لیے گھوڑے سرپٹ ڈالے قریب
آپہونچا یہ دیکھکر شاہزادۂ والا گوہر نے اپنے جی مین کہا کہ پل عجم نہایت چھوٹا تنگ ہے اور بڑا مقام خراب ہے کس لیے کہ تین
طرف تو اُسکے دریاے ذخار اور ساحل ناپید اکنار ہے اور ایک طرف خشکی کا رستہ ہے یہان اگر کروڑ سوار اور پیادے کا
لشکر لیکے چاہے کہ کوئی پل عجم پر جاے سواے خشکی کی راہ کے سو وہ خشکی کا رستہ بھی نہایت تنگ ہے تو ممکن نہین ہے
ہان دو پیادے البتہ برابر جا سکین تو اسپر ہو کے چلے جائین بس یہی مقام خوب ہے اسی جا پر ٹھہر جاؤن یہ بات خود تجویز کرکے
ملکہ یاقوت ملک کو مع تمام اُسکی خواصون کے اور جوانمرد قصاب اور مرجان تیز رفتار کو فرمایا کہ تم سب جاکے
پل پر ٹھہرو اور دعا مانگو اور مجھے اب حوالے خداے کریم کے کردو یہ کہکے یکہ و تنہا وہ اشجع روزگار ضیغم ہیجاے وغا پل سے
نیچے سدراہ ہوکے اپنے مرکب کو روک لیا اور آمادۂ رزم و پیکار ہوکے کھڑا ہو رہا جبکہ طاہر بن قہرمان عجمی مع اپنے
لاکھ سوار کے وہان پہونچا تو اُسنے شاہزادۂ عالی مقدار کو بجان واحد تن تنہا مسلح و مکمل کھڑا دیکھکر اور لوگون سے
پوچھا کہ یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہی شخص بدیع الزمان ہے ملکہ یاقوت ملک اور جوانمرد قصاب اور
مرجان تیز رفتار اور چند ملکہ کی خواصون کو جو اسکے ساتھ آئی تھین اُنکو تو اُسنے پل پر ٹھہرا دیا ہے اور یہ آپ
اکیلا آپ سے مستعد جنگ و جدال آکے کھڑا ہوا ہے طاہر بن قہرمان عجمی رستمی اور دلیری شاہزادۂ والا تبار

کی دیکھکر وجد مین آگیا اور بہت سی تحسین و آفرین شجاعت اور قوت کی اُسکی کرکے اپنی فوج سے کہا کہ ہان یہ شخص جو
کھڑا ہی اسکو چارطرف سے محاصرہ کرکے اسیر و دستگیر کرلو ایک تن تنفس کا مار لینا کچھ بڑی بات نہین لازم یہی ہی کہ اسے
زندہ گرفتار کرلو حسب الحکم طاہر بن قہرمان عجمی کے لاکھ سوار نے اپنے اپنے گھوڑے دوڑا دیے اور چاہا کہ شاہزادۂ
عالم کو محاصرہ کرکے چاہتے تھے کہ اس شیر بیشۂ شجاعت کو زندہ پکڑ لین مگر توبہ استغفار شاہزادۂ عالی مقدار نے یہ شخص
افواج کفار جو دیکھی تو قبضۂ تیغ طہمورث دیوبند پر ہاتھ ڈال کے ایکبار فوج کفار پر جا پڑا اور آمادۂ کفار کشی اور مصروف
رزم و پیکار ہوا اور لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ سر پر سر گرنے لگے اور وہ گراگے کشتون کے پشتے لگا دیتے تھے اور جس طرف
وہ شیر بیشۂ شجاعت رخ کرتا تھا کفار مثل گلۂ روباہ سامنے سے ترسان ہوکر بھاگتے پھرتے تھے غرض یہ کہ شاہزادۂ رستم
صولت شمشیرزنی کرتا صفون کو درہم برہم کرتا قریب طاہر بن قہرمان عجمی کے پہونچ گیا تھا اور چاہتا تھا کہ طاہر بن
قہرمان عجمی کو پکڑے یکایک سامنے سے قہرمان عجمی بادشاہ عجم کا اور زہیر بن قہرمان اور قہر بن قہرمان تین لاکھ سوار
کا لشکر لیے نمودار ہوے اور احوال معرکۂ جنگ و جدال و رزم و پیکار طاہر اور شاہزادۂ عالم کا دیکھ کے اور تمام فوج کو
طاہر کی سراسیمہ اور مضطرب دیکھ کے چارطرف سے برچھے پکڑے تلوارین کھینچے ہجوم اور دھاوا کرکے اس اشجع
روزگار بدیع الزمان نامدار پر گرے اور شاہزادۂ والا قدر عالی منزلت بدیع الزمان نامدار کا یہ عالم تھا کہ
دو شبانہ روز اس درجہ شمشیرزنی کی کہ کئی ہزار کافرون کو تیغ بیدریغ کرکے واصل جہنم کیا اور سر سے پاؤن تک
تمام جسم اطہر اُس والا گوہر کا از فراط زخمہائے کاری سے مثل تختۂ ارغوان کے نظر آتا تھا اور سراپا زخم سے آلودہ و زار
ہر حسام جفا کی پیدا تھی دوست دشمن اپنے بیگانے کہ و مہ وضیع و شریف سب رستم دلی اور کفار کشی اُس دلاور کی دیکھکر
کہتے تھے شعر آفرین باد بر چنان پدرے * کہ از و زاد این چنین پسرے * اور مدحت اور تحسین اور آفرین کی یہ کہ
شعر ترک خنجر دار گردون مردم از چرخ برین * رزم او چون دید و دی گفت آفرین صد آفرین * آخر تیسرا دن تھا کہ
اب شمشیرزنی کرتے کرتے ہاتھ اُس والا صفات کا شل ہوگیا تھا اور لشکر کفار مثل مور و ملخ چارطرف سے اُمڈا ہی
چلا آتا تھا کوئی کوچۂ حفظ و امان سوا سے کوچۂ زخم کے نمایان نہ تھا اور کوئی گوشۂ عافیت بجز گوشۂ کمان نظر نہین
آتا تھا اُسوقت شاہزادۂ با اقبال کو یہ خیال ہوا کہ مرنا برحق ہی آج بجز مر جانے کے کوئی صورت یہان سے نکلنے
اور بچنے کی نظر نہین آتی اب مجھے لازم ہی کہ راضی برضاے ایزدی ہوکے جہان تک ہوسکے رہ جہاد سے قدم کو
پیچھے نہ ہٹنے دون اور خلعت شہادت پہن لون مگر افسوس صد افسوس کہ یہ صدمہ دم واپسین میرے جی مین رہا
جاتا ہی وقت مرگ میرا قریب ہی اور مین اسوقت تک زیارت اقدام عالی اپنے والد بزرگوار امیر حمزۂ صاحبقران
نامدار سے محروم رہا اور سرداران لشکر اسلام کو بھی نہ دیکھا اور اب واللہ اعلم بالصواب کہ ادھر میرے مرجانے کے اُس حجلہ نشین
عفت معشوق عاشق نواز دلربا وفا بیکس و بے بس یعنے ملکہ گوہر تاج کے اوپر کیا گذرے گی شعر دردم بود کہ از
دوست باشیم جدا * چہ کنم چارہ ندارم کہ جدا کرد قضا ام * بس پھر اُسوقت یہ خیال جو شاہزادہ بدیع الزمان کے
دل کو آگیا تو فوراً بے اختیار رو دیا اشکون کے چشمے چشم سے اپنی موج زن کرکے حضور قلب اور خلوص
نیت سے دست بدعا ہوکے جناب باری سے مستدعی ہوا کہ قطعہ خداوندا اگر دانی بپا دارد مگر ابر از
مصیبت جان ما را * بحق آن دو گیسوے محمد * زبون گردان زبر دستان ما را * ابھی یہ تمام دعا لب تک
نہین آنے پائی تھی کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور تیر دعا اُس شاہزادۂ والا صفات کا [illegible]
بہدف اجابت ہوا یعنے دیکھا زیر پل سامنے اس دریاے عجم مین چند کشتیان نمایان ہوئین قہرمان عجمی نے سوار

کو اشارہ کیا کہ جاکے خبر تو لاؤ یہ فوج کسکی ہی اور سردار کشتی سوار کون ہی کہان سے آیا کہان کو جاتا ہی چنانچہ حسب الحکم قہرمان عجمی کے وہ سوار لب دریا گیا اور رستے پکار کے پوچھا کہ اونا خدا یہ لشکر کسکا ہی کہان سے آتا ہی اس طرف سے جو لوگ کشتی پر سوار تھے اُنھون نے پوچھا کہ صاحب ہمارا تو حال سُنیگا ہم کہتے ہین پہلے یہ تو فرمائیے کہ یہ معرکۂ جنگ کس سے واقع ہی اُس سوار نے کہا کہ ایک خدا پرست بدیع الزمان نام حمزۂ صاحبقران کی اولاد مین سے دشمن خداوند لقا کا اور برہم زن خانمان پیغمبر مرسل کا ہمارے یہان قید ہوکے آیا تھا وہ قیدی لباس زن رعایائے شہر زندان خانے سے نکل کے بھاگا تھا اُسنے ہمارے بادشاہ کے بیٹے نے یہان آکے محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی آپہونچا ہی مگر از بسکہ وہ قیدی خدا پرست بڑا بہادر ہی یکہ وتنہا دو دن سے بے آب ودانہ اسطرح سے شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کسی کو یہ جرأت نہین پڑتی جو اُسے مارے لیکن اب نہین ایک دن مین دو دن مین مارا جائیگا یہ گفتگو اُس سوار کی سُنکے اہل کشتی نے کہا کہ ہم لوگ جو کشتیون مین سوار ہین یہ سب فوج وسپاہ خداوند لقا کی ہین اور کشتیاب جو پیغمبر مرسل خداوند کا ہی اُسکی مدد کو جاتے ہین چنانچہ اُس سوار نے جاکے جبکہ یہ حال قہرمان عجمی سے بیان کیا کہ یہ لشکر جو کشتیون مین سوار آتا ہی اسے خداوند لقا نے پیغمبر مرسل کی مدد کے واسطے بھیجا ہی قہرمان عجمی نے کہا کہ جلد ان سب کو کشتیون پر سے اُتار کے لاؤ اور خبردار کسی طرح کی تکلیف کسی کو نہونے پائے چنانچہ اُسی وقت بہت سے سردار فوج کنارے آئے اور جھٹ پٹ جتنا لشکر اُن کشتیون پر سوار تھا سب کو اُتروا کے بڑی عزت وتوقیر سے گھوڑون پر سوار کروایا اور اپنے ہمراہ لے چلے قصہ مختصر جسوقت اہل فوج اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوکے گھوڑون کو گرم تاز کیے برابر لشکر قہرمان عجمی کے پہونچے تو دست راست اور دست چپ سے ایک ایک نے طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا کہ اسے کافران بے حیا اور اے نابکاران پُر دغا

ہر کہ داند داند وہر کہ ندانند حالا مرا بداند وبشناسند کہ || النعرہ منم اژدہائی ضیغم شکار ||
فلک جاہ وشیر دین پائدار || زعیم میدان جنگ آور انا || آشود چار سو الامان الامان ||
بعد اسکے اور نعرہ ہونے لگے کہ منم گہرش خطائی ومنم

مرد انگی اردبیلی غلام جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار ومنم دیوانۂ بابا کوہی ولوکل وملک خسرو غرض سب کے سب تیغہ آبدار بکف پکڑ کے میدان کارزار مین بر سر قتل عام اور آمادہ کفار کشی ہوئے اور دیکھا کہ آن واحد مین تمام فوج وسپاہ قہرمان عجمی کی درہم برہم ہوگئی اور شاہزادہ بدیع الزمان نے جسوقت سے کہ نام شاہزادہ نشیر وحید بن حمزہ کا سُنا اور سردار ان لشکر اسلام کو دیکھا فرط سرور سے باغ باغ ہو گیا تھا بلکہ یا قوت ملک کا یہ حال تھا کہ شاہزادہ نشیر وحید بن حمزہ اپنے مطلوب ومرغوب کا نام سُنکے اور دور سے ایک نگاہ دیکھکر کثرت شادی اور خرمی سے شادی مرگ ہو جاتی تو کچھ تعجب نہ تھا اور حالت وجد مین کہتی تھی اشعار کہان گل کہ ان مرتبہ دار کا ؛ کہان ہین کہان سامنا یار کا ؛ مرے بخت برگشتہ سے ہی بعید ؛ کہ دیکھون مین آنکھون سے یہ روز عید ؛ اور کئی مرتبہ اسی خوشی مین خود بخود از خود رفتہ ہوکے بیہوش ہو گئی اور پھر جب ہوش آیا تو اسی وقت تازہ اور مسرت بے اندازہ مین دعائے فتح ونصرت اور بصد ہائے ازدیاد جاہ وحشمت شاہزادہ نشیر وحید بن حمزہ اور شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت جناب احدیت مین کرتی تھی اسی عرصہ مین شاہزادہ بدیع الزمان باشمشیر خونچکان برابر طاہر بن قہرمان عجمی کے پہونچا اور طاہر بن قہرمان نے شاہزادہ عالم کو دیکھکر کہا کہ باش اے خدا پرست مصرعہ آن قدح بشکست وآن ساقی نماند ؛ وہ دن گذر گئے کہ تو نے لشکر کشیاب پر ستائیس شبخون مارے اور صاف بچ کر نکل گیا آج میرے سامنے سے زندہ وسالم اگر نکل جائیگا تو مین جانونگا خیر اب

یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کر دیا تھا یہ کہکے حملہ آور ہوا شاہزادہ عالی مقدار نے تلوار کی باڑھ کو بچا کر دست اُسکا پکڑ لیا اور زور جو
کلائی کو گھما دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے علیحدہ گر پڑی اور داہنا ہاتھ اُسکے کمربند میں ڈال کے زور کیا اور طنطنہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر طاہر بن قہرمان کو پہلے زور میں خانہ زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کے زمین پر مارا کہ چار دانگ تلنے چت
پر دے خاک گرا اور بجست کر کے چھاتی پر بیٹھکر مشکیں باندھ لین اور گرفتن خطائی کے حوالہ کیا ایکبار اسطرف سے
زہیر بن قہرمان برابر شاہزادہ عالم کے آپہونچا کہ دوسری طرف سے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اپنے مرکب کو تازیانہ کرکے
برابر آپہونچا اور پکارا او مردود کہان جاتا ہی مرد کی طرف تو رسیدم زہیر بن قہرمان نے شاہزادہ شیرویہ کو دیکھکر ایک
وار تلوار کا بر سر شاہزادہ نامدار کیا شاہزادہ شیرویہ نامدار نے اُسکے وار کو سپر پر گانٹھ کے بوقت گرفتن تیغہ مارا کہ سپر کو
کاٹ کر زیر تنگ جا نکلا اور لاش زہیر کی مع مرکب چار پارچہ ہو کر زمین پر گر کے خاک و خون مین پھڑکنے لگی جب قہرمان عجمی نے
اپنے بیٹے کی لاش کو خون مین غلطان دیکھکر جوش خون پدری سے حالت غیظ و غضب مین یہ کہتا ہوا بڑھا کہ ای پسر حمزہ
اب تو میرے فرزند دلبند جگر پیوند کو مار کر میرے سامنے سے جیتا کہان جاسکتا ہی یہ کہکے قریب پہونچا اور ایک تلوار خونخوار
بر سر شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ ماری شاہزادہ نامور نے اُسکی ضرب کو بھی بخوبی تمام رد کرکے تیغہ مارا کہ ایک زخم دہندار قہرمان
عجمی کے سر پر پڑا اور چادر خون کی پہنکر مشہور ترائی اور تمام فوج و سپاہ قہرمان عجمی کی یہ حال اپنے بادشاہ کا دیکھکر بھاگ
کھڑی ہوئی اور قہرمان عجمی شکست فاش کھا کے ایک سمت کو نکل گیا یہان لشکر مین شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کے شادیانے
فتح کے بجنے لگے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ جاکے شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے گلے سے لپٹ گیا دونون باہم گلے سے
مل کے شادان و فرحان اپنا اپنا حال کہنے لگے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے کہا کہ ای بھائی مین تمہاری فرقت اور درد
دوری سے اسقدر بیتاب اور بیخور و خواب تھا جبکہ سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے تیاری اس طرف کی و گی
کی اور بہا باہر ایک شاہ شہریار بارگاہ نشان کا کشتیون پر بار ہونے لگا مین نے قبل سوار ہونے سلطان صاحبقران
کے رخصت مانگی اور بادا جان سے اجازت لے کے اس طرف کو روانہ ہوا جسوقت یہان پہونچا تو مین نے سُنا کہ شاہزادہ نامدار
بدیع الزمان پر لکھو کھا کفار محاصرہ کیے ہین حسب اتفاق لب دریا جو کفار کھڑے تھے انھون نے بھی پوچھا کہ یہ کشتیان کہان سے
آئی ہین اور یہ لشکر کسکا ہی مین نے سمجھا اسلئے کہ اگر مین اپنا نام ظاہر کرونگا تو یہ لکھو کھا کفار مجھے کشتی پر سے اُترنے نہ دینگے
اظہار کیا کہ یہ لشکر خداوند لقا کا پیغمبر مرسل کی مدد کے واسطے جاتا ہی اس فریب مین کشتی پر سے اُترا اور مع تمام اپنی فوج و
سپاہ کے عرصہ رزم گاہ مین آکے شریک حال آپ کا ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے بہت سا خوش ہو کے بیان کیا کہ
ای بھائی مین تمہاری مطلوبہ یعنی ملکہ یاقوت ملک کو بھی شہر عجم سے اپنے ہمراہ لایا ہون سامنے اُس پل پر بیٹھے ہین
شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے نہایت خوشی سے بارگاہ استادہ کرادی ملکہ یاقوت ملک کو لایا اور دونون عاشق و معشوق
نے باہم مل کے اپنی اپنی داستان درد اشتیاق اور سوز و فراق کی بیان کی سرمست جام صہبای عیش و نشاط ہوے
بعد اسکے شاہزادہ والاقدر بدیع الزمان نامور مع شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اور ملکہ یاقوت ملک اور جوانمرد قیماز
وغیرہ اپنے احباب اور اصحاب کے سمت چار باغ روانہ ہوا اور طاہر بن قہرمان عجمی بصدق دل کلمہ پڑھ کے
مسلمان ہو گیا اور تمام لشکر کو اپنے مشرف باسلام کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب شاہزادہ عالیجاہ کے چلا بعد طی منازل و
قطع مراحل چوتھی منزل مین دور سے ایک پہاڑ پر نظر گئی اور سیاہی نمودار ہوئی شاہزادہ عالی مقام نے طاہر بن قہرمان عجمی سے
پوچھا کہ ای طاہر بن قہرمان عجمی ذرا غور کر کے دیکھنا یہ سامنے سیاہی کیسی نظر آتی ہی طاہر بن قہرمان عجمی نے عرض کیا کہ ای شہزادہ
یہان اس پہاڑ پر قدیم الایام سے ایک نہایت مستحکم قلعہ ہی سرحد ملک عجم مین نام اسکا فولاد وستا مشہور اور معروف ہی

اور خزینہ اور دفینہ زر و جواہر کا جو کچھ مایہ لباطا قہرمان عجمی کی پیر دہ اسی قلعہ میں مملوک کوتوال قلعہ دار کی تفویض میں ہے شاہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا کہ اگر ہم چاہیں کہ اس قلعہ کو اپنے قبضۂ تصرف میں لائیں تو کیونکر قلعہ تک پہونچیں طاہر بن
قہرمان عجمی نے عرض کی کہ خانہ زاد کی رائے ناقص میں ایک تدبیر ہے لیکن خلاف آداب کیا تاب و طاقت غلام کی جو
عرض کرے اگر از راہ جان بخشی گستاخی معاف ہو عرض کرے آگے جو پسند خاطر اقدس اور مقرون مصلحت ہو شاہزادۂ عالم
نے فرمایا کہ تم بیخوف و خطر جو کچھ مناسب اور صلاح ہو بیان کرو طاہر بن قہرمان نے التماس کیا کہ شاہزادۂ عالم غلام کے
نزدیک تو یہ صلاح دولت اور مقتضاے فراست ہے کہ حضور کے جتنے سلاح ہیں ان سب کو پوشاک کے نیچے چھپا لیں اور ایک
بوسیدہ کہنہ شکستہ کمند سے غلام حضور کے دشمنوں کو اسیر کرکے قلعہ کی جانب لیے چلتا ہے مملوک کوتوال وغیرہ کسی اہل قلعہ
کو اور افسران فوج کو غلام کے مشرف باسلام ہونے اور حضور کی اطاعت قبول کرنے کا حال ابھی تک مطلق نہیں معلوم ہے
زیر قلعہ غلام جاکے مملوک کوتوال قلعہ دار سے اپنا نام لیکے کہلا بھیجے گا کہ شہنشاہ قہرمان عجمی میرے باپ نے خدا پرست
بدیع الزمان دشمن خداوند لقا اور مغضوب بارگاہ پیغمبر مرسل کو بڑی کوشش و سعی سے اسیر اور دستگیر کرکے میرے ہمراہ بھیجا ہے
اور تمکو حکم دیا ہے کہ میرے بیٹے کے سامنے اس خدا پرست کو مطوق اور مسلسل کرکے بحفاظت تمام قلعہ میں قید رکھو جب حضور اور یہ
غلام دونوں باتفاق باہم اندرون قلعہ پہونچ جائینگے پھر قلعہ دار سابق الذکر کو جہنم واصل کرکے قلعہ کا چھین لینا کچھ بڑی بات
نہیں شاہزادہ والا قیمت نے فرمایا بارک اللہ اے طاہر بن قہرمان عجمی تیری راے احسن ہے اور ہمکو بہت پسند آئی بسم اللہ
یہ فرماکے اپنے سلاح سب پوشاک کے نیچے چھپاکے کمند بوسیدہ کہنہ شکستہ سے دونوں ہاتھ اپنے باندھ لیے اور آگے آگے طاہر بن
قہرمان عجمی اور پیچھے پیچھے آپ کمند کا سرا طاہر کے ہاتھ میں دےکے ملکہ یاقوت ملک اور شاہزادۂ شیر وبہ وغیرہ انکی فوج
و سپاہ کو پشت پر رکھا اور آپ دونوں صاحب چند قدم آگے بڑھے دور سے مملوک قلعہ دار کے لوگ جو مسلح و مکمل برجوں پر بیٹھے
رہتے تھے انھوں نے چند سواروں کو آتے دیکھکے کہا خبردار تم ابھی آگے نہ بڑھنا پہلے اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کہاں
جاتے ہو اس طرف رستہ نہیں ہے وہیں سے پھر جاؤ طاہر بن قہرمان عجمی نے اپنے ہمراہ کے ایک سوار سے زبانی کہا کہ یہ پیغام
میرا مملوک کوتوال سے جاکے کہدے حسب الحکم طاہر بن قہرمان عجمی کے دو سوار بڑھکر اور زیر قلعہ پہونچکے ابلاغ حکم
بطور پیام کے کیا لوگوں نے جاکے مملوک کوتوال قلعہ دار کو اطلاع کی مملوک کوتوال قلعہ دار طاہر بن قہرمان عجمی کا نام اور
قید بدیع الزمان کی سنکے سراسیمہ اور مضطرب برج پر قلعہ کے آیا اور دوربین سے طاہر بن قہرمان اور شاہزادۂ بدیع الزمان
کو دیکھکر پکارا کہ اے شاہزادۂ عالم طاہر بن قہرمان عجمی حال یہ ہے کہ میں جیسا مطیع اور فرمانبردار شہنشاہ قہرمان عجمی کا
ہوں ویسا آپ کا تابعدار ہوں لیکن مجھے حکم یہ ہے کہ میرے بیٹوں میں کوئی اگر قلعہ میں آوے تو سوا اسکے چند خواص و خدمتگار وغیرہ
کے اندرون قلعہ آنے نہ دینا آپکو شاید باعتماد سکے کی تعیین ہو گیا ہو آپ اگر بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ اور اپنے
سامنے لاکے مطوق و مسلسل کریں تو تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکے اندرون قلعہ تشریف لائیں اور یا پھر بدیع الزمان
کو ایک سپاہی کے ہمراہ کرکے میرے پاس بھیج دیجیے میں حسب الحکم بڑی حفاظت سے اسے مقید کر رکھونگا طاہر بن
قہرمان عجمی نے کہا کہ کیا قباحت ہے میں فقط دس بیس آدمیوں سے اس خدا پرست کو لیکے آتا ہوں یہ کہکے طاہر بن
قہرمان عجمی شاہزادۂ رستم صولت کو اسی صورت سے اسیر کیے مع چند خواص خدمتگار کے بالا کوہ چڑھ گیا اور
تمام فوج و سپاہ کو کہا تم یہیں ٹھہرے رہو مملوک کوتوال نے کھڑکی قلعہ کی کھلوا دی طاہر بن قہرمان عجمی مع
شاہزادۂ بدیع الزمان وغیرہ بیخوف و خطر باطمینان خاطر قلعہ کے اندر جاکے داخل ہوا مملوک قلعہ دار نے طاہر
بن قہرمان عجمی کو لیجاکے صدر جاہ و حشمت پر بٹھلا کے نذر دے اور جلادوں کو طلب کرکے حکم دیا شاہزادہ

بدیع الزمان کو مطوق و مسلسل کریں طاہر بن قہرمان عجمی نے شاہزادۂ عالم سے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ ہم ابھی
حضور پر نور سے شرمندہ ہوں ورنہ دین قبول کریں ملوک قلعہ دار نے کہا ای شاہزادے یہ تو نے کیا کہا اس عرصہ میں شاہزادہ
بدیع الزمان نے طلسم اسد اکبر جگر سے کھینچکر اس کے بند کو توڑا تیغہ طہمورث دیوبند کو پوشاک کے نیچے سے نکالا ملوک نے یہ
حال دیکھکر کہا باش ای خدا پرست یہ کیا حرکت ہے اور یہ کہکے دوڑ کر تلوار ماری شاہزادۂ عالم نے بند دست پکڑ کے زمین
سے اٹھا لیا اور جا کر کھینچ کے سینہ زمین کر کے ملوک پکار اٹھا ای شہریار امان شاہزادۂ عالم نے کہا نیک بخت امان اس نے کہا جو آپ
کے دین کو قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادہ والا تبار نے کلمہ شہادت ارشاد کیا ملوک کلمہ طیبہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا
اس عرصہ میں دس پانچ اور کفار جو تلواریں کھینچ کھینچ کے آ پڑے تھے انکو طاہر بن قہرمان عجمی نے مار تلواروں گرا دیا اور باقی
جتنے تھے سبھوں نے ملوک قلعہ دار کے اسلام قبول کرنے کے ساتھ الامان الامان پکارنا شروع کیا اور بصدق دل کلمہ
پڑھ کے مسلمان ہو گئے اسوقت ملوک قلعہ دار نے کنجیاں تمام خزینے اور دفینے کی بنظر اقدس شاہزادے بدیع الزمان
نامور کے گذرانیں اور شاہزادۂ عالم نے فرد حساب سب خزینہ اور دفینہ کی اس قلعہ دار سے لکھوا کے حوالے مرجان عیار
کے کی اور پھر اسکو اس قلعہ کا مالک و مختار کر کے فرمایا کہ جسوقت ہم تمکو طلب کریں مع خزانہ ہمارے پاس چلے آنا بالفعل
بدستور سابق تم ہماری طرف سے یہاں منتظم اور مہتمم رہو اور یہ فرما کے مع شاہزادۂ شمشیر وہب بن حمزہ اور ملکہ یاقوت ملک
اور طاہر بن قہرمان عجمی اور جواہر و قصاب وغیرہ احباب اور مرجان تیز رفتار عیار سمت چار باغ ملک حیران
دلکش روانہ ہوا القصہ یہ خبر عجب گنجیاب کو پہونچی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو مرجان عیار نے بسازش ملکہ
یاقوت ملک زندان خانے میں جا کے عیاری کی اور چھڑا لایا اور جواہر و قصاب کے مکان میں شاہزادہ بدیع الزمان
اور ملکہ یاقوت ملک مع چند خواصوں کے چند روز پوشیدہ اور مختفی رہ کر ملک عجم سے آتے تھے تعاقب میں
طاہر بن قہرمان عجمی اور قہرمان عجمی مع چار پانچ لاکھ سوار اپنی فوج و سپاہ کے ملک عجم پر سد راہ ہوئے اور
عنقریب تھا کہ بدیع الزمان مارا جاتے اس عرصہ میں شمشیر وہب بن حمزہ وغیرہ کچھ خدا پرست ملک برابر سے کشتیوں پر
سوار آتے تھے وہ بھی سب کشتیوں پر سے اتر آ کر کے شریک بدیع الزمان کے ہو گئے اور شاہزادہ بدیع الزمان
نے طاہر کو پکڑ کے مسلمان کر ڈالا قہرمان عجمی بہت زخمی ہو کے شکست کھائی اور بدیع الزمان اور شمشیر وہب بن حمزہ
وغیرہ سمت چار باغ جاتے تھے اثنائے راہ میں بذریعہ طاہر بن قہرمان عجمی کے کسی فریب سے قلعہ فلک فرسا میں
پہونچے اور ملوک قلعہ دار کو مسلمان کر کے قلعہ پھر اسی کو سپرد کیا اور اب پھر چار باغ کی طرف روانہ ہوئے ہیں گنجیاب
کا شدت رنج و تعب و غیظ و غضب سے یہ حال ہوا کہ اپنی تمام داڑھی کے بال نوچ ڈالے اور خوب سا دونوں ہاتھوں
سے منہ پیٹا پیٹ پیٹ کر اونٹان اپنے جسم کی چبا چبا لیتا اور قاہر بن قہرمان عجمی سے کہنے لگا کہ تیری بہن ملکہ یاقوت ملک
نے بدیع الزمان کو زندان خانہ عجم سے نکلوا کے یہاں تک نوبت پہونچائی کہ اب بدیع الزمان نے قلعہ فلک فرسا
میں بھی اپنا عمل کر کے پھر چار باغ ملک حیران دلکش کی طرف آتا ہے قاہر بن قہرمان عجمی یہ کلام عتاب آمیز
گنجیاب کا سنکے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور اسی وقت شمشیر تلوار اپنی پکڑ کے گنجیاب سے یہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ ای
پیغمبر مرسل میں ابھی جا کے بدیع الزمان اور شمشیر وہب بن حمزہ اور جواہر و قصاب اور اپنے بھائی طاہر بن قہرمان
وغیرہ سرکشوں کا سر کاٹ کے یا زندہ گرفتار کر کے لیے آتا ہوں اپنی فوج و سپاہ کو ہمراہ لیکے تعاقب میں شاہزادہ
بدیع الزمان والا مناقب کے سمت چار باغ ملک حیران دلکش چلا بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب چار باغ
ملک حیران دلکش کے پہونچا وہاں شاہزادہ والا منقبت مع سب ساتھ والوں کے چوبی اور دیگر تمام جو وقت سے

کہ پہونچا ہی ملکہ گوہر ملک تو نذرون نیازون اور تحفون اور کچھ محتاجین و مساکین اور فقرا اور گداؤن کو کھانے کھلانے
اور داد و دہش مین مصروف ہی اور شاہزادۂ عالم اپنے سب رفقائے جان نثار اور دلیران عرصۂ کارزار سمیت تیاری
جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ مین مشغول ہوا ہی اور فرط سرور سے ہر مرتبہ زبان فیض ترجمان پر لاتا ہی رباعی

فردا ایم فراق طی خواہیم کرد	باطالع سعد قصد می خواہیم کرد	معشوق موافق ست ایام بکام	اکنون نکنیم نشاط کی خواہیم کرد

ناگاہ مرجان تیز رفتار عیار نہایت سراسیمہ اور پُر اضطراب سامنے سے نمودار ہوا اور بحضور شاہزادۂ عالی مقام بصد ادب
باندھ کے عرض کرنے لگا کہ ای شہریار قاہر بن قہرمان عجمی کئی لاکھ سوار کا لشکر ہمراہ لیکے بہ نیت فاسد عنقریب آپہونچا ہی
شاہزادۂ عالم نے یہ حال سنکے فرمایا شعر سرِ مہ چہ غم ز تیغ شیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سرِ من یا نصیب ٭ کہدو کہ ہماری فوج
سپاہ بھی آمادۂ رزم و پیکار ہو کے جاوے اور سر راہ قاہر بن قہرمان عجمی سے مقابلہ اور مجادلہ کرے اور اس طرف
کو آگے نہ بڑھنے دے حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے لشکر ظفر پیکر وہان سے کوچ کر کے بمقابلۂ قاہر بن قہرمان روانہ ہوا اور
بعد کوچ کر جانے لشکر کے شاہزادۂ عالی مقام بھی مع شاہزادۂ شیر و یہ بن حمزہ اور چند سرداروں کے چار باغ ملک
حرمان سے نکل کے اپنے لشکر سے کوس دو کوس پیچھے پیچھے چلا اور پھر لشکر مین جا کے ملحق ہوا شب کو کوئی دو گھڑی رات
گئی ہوگی کہ قاہر بن قہرمان عجمی نے دو چار جام شراب پی کے جب کہ دماغ گرم ہوا تو اسی عالم نشۂ شراب مین حکم دیا
کہ ہان میرے لشکر مین طبل جنگ بجوا دو حسب الحکم قاہر بن قہرمان عجمی کے لشکر کفار مین طبل جنگ بیدرنگ بجا اور یہ
خبر طبل جنگ بجنے کی لشکر فیروزی اثر مین شاہزادۂ نامور کے پہونچی شاہزادۂ والاقدر نے بھی اسی ساعت حکم
دیا کہ کہدو بتفصیل ریزدی اور تاکید ریائی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے چنانچہ یہان بھی حسب الحکم شاہزادۂ
عالی مقام کے طبل جنگ پر چوب پڑی اور صدا اسکی کوس غزنی وغیرہ ہائے نزمی سے گوش گردون کو بجا غازیان دیندار و مجاہدان
تہور شعار آمادۂ رزم و پیکار ہو کے عزیز و اقارب خویش و بیگانے یار آشنا سے باہم ملتے تھے اور کہتے تھے یا روشب
حاملہ است فردا چہ زاید دیکھیے کل صبح کو کسکو تخت سلطنت اور کسکو تختۂ تابوت نصیب ہو طلائے طرفین سے
پھرتے تھے دونون لشکرون مین چار پہر رات آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہو رہی تھی جبکہ گریبان سحر
چاک ہوا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین اور ادھر سے شاہزادۂ رستم صولت بدیع الزمان والاقدر
مع شاہزادۂ شیر و یہ بن حمزہ اور تمام سرداران لشکر فیروزی اثر اور ادھر سے قاہر بن قہرمان عجمی مع فوج کفار
تیرہ روزگار آکر میدان مین قائم ہوے تبردار جھاڑی جھنڈی میدان کی کاٹ کر میدان کو ہموار کر گئے سقّے کار سلیقہ کاری
کرنے لگے سقے آبپاشی سے چھڑکے گرد و غبار کو بٹھلا رہے تھے چاؤشون اور نقیبون نے نکل کے میمنہ و میسرہ قلب و جناح
لشکر گاہ چودھون صفین بانین بہین آراستہ اور پیراستہ کر کے کڑکیتی کرنا شروع کی ایک ایک دلاور اور بہادر دلفتہ تشجاعت
مین کھڑا جھوم رہا تھا اور منتظر تھا کہ دیکھیے ہر اول لشکر کون ہوتا ہی کہ ناگاہ اس طرف سے قاہر بن قہرمان عجمی اپنے مرکب
کو جمکا کے میدان مین نکلا اور سامنے لشکر مین قائم ہو کے لشکر اسلام کی طرف پشت کی او سمت قبلہ لقائے منبر کی
خدا نے کر کے گھوڑے پر سے کود پڑا اور زمین پر لقا کو سجدہ کر کے پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جانب لشکر شاہزادۂ والا
مخاطب ہو کے آواز بلند کہا کہ ای لشکر خدا پرستان و اے زبردستان اگر تمہارا کرم آرزوے مرگ باشد بیا بمیدان
جنگ کہ ارادۂ دست دیا اور ابھی دار تم ابھی پورا کلمہ اسکے منہ سے نہین نکلنے پایا تھا کہ شاہزادۂ شیر و یہ بن حمزہ
اپنے مرکب تیز گام کو صف سے نکال کر برابر قاہر کے پہونچا اور ہم تنگ ہوا دس بارہ قدم گھوڑا قاہر بن قہرمان عجمی
کا اپس پا ہوا قاہر گھوڑے پر سے گرتے گرتے سنبھل کر پھر سامنے آیا شاہزادۂ شیر و یہ بن حمزہ نے کہا الا قرب قاہر بے

قہرمان نے جواب دیا ای پسر حمزہ میری ضرب نمونہ قہر خدا زندہ بچندہ ہزار ملک باختر ہی پہلے تو نے دل کی حسرت نکال لے اور جو
میں ضرب لگاؤنگا تو تیرے جی کا ارمان جی ہی میں رہجائیگا شاہزادہ شیرویہ نامدار نے فرمایا کہ ای قاہر ہمارے طریق میں
یہ معمول نہیں کہ ہم حریف پر پیشدستی کریں اگر وہ قادر ذو الجلال تیری ضرب سے ہمکو محفوظ رکھے گا تو پھر ہم اپنا وار تجھپر کرینگے
شعر تو اول براد رتماشائے خویش + کہ من خصم را امید ہم جائے خویش + قاہر بن قہرمان عجمی بہت ہنسا اور کہنے لگا خیر معلوم ہوا
لے ہوشیار ہوجا یہ کہکے نیزہ سینہ کے کینہ شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نامور پر مارا شاہزادہ عالم نے اسکے نیزہ کو اپنی سنان
نیزہ پر کاٹ لیا شہواروں سے آتشیں نکل گئے اور نیزہ بازی دونوں میں ہونے لگی گیارھویں طعن میں شاہزادہ شیرویہ نے نیزہ
قاہر بن عجمی کا ہوائی کردیا اسوقت قاہر بن قہرمان نے فرط غضب سے مثل افعی پیچ و تاب کھاکے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور
تیکا را ای خدا پرست بڑا غضب کیا کہ میرا نیزہ نکالدیا مگر کدام کار از دست ما زندہ و سلامت روی نیزہ بازی خلال بازی عمو و بازی
جماں بازی تیغ شیر بازی راستبازی یہ کہکے مرکب تو ملاکے تلوار سر اقدس پر شاہزادہ شیرویہ والا تبار کے ماری زبردست
کے ہاتھ کی تلوار اور تلوار کا کام کا تھا شاہزادہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا تلوار سپر کو کاٹ کر کاسہ سر میں تا دو ابرو آگئی
شاہزادہ عالم نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکے نکل گئی مگر جا در خون کی نہیکے منہ پر آگئی اور زلزلہ خون دماغ سے بہت سا
نکل گیا تو حالت غش کی طاری ہوئی اسوقت اس شجیع روزگار شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نامدار نے اپنے دونوں ہاتھ
گھوڑے کے گلے میں حمائل کردیے اور قریب زمین پر سر جھکا کے بیہوش ہوگیا اور وہ مرکب اپنے راکب کو باین حالت
پایا گرا دیکھکر میدان سے ایک سمت کو چلا ہی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو حالت
زخمداری میں نکل جاتے جو دیکھا جوش خون عزیزی سے بیتاب ہوکے اور اپنے مرکب کو گرم تاز کرکے برابر قاہر بن قہرمان
عجمی کے پہونچا قاہر بن قہرمان شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر وہی تیغ خونچکان کھینچے بمقابلہ شاہزادہ والا تبار آیا
اور چمکے اور بدیع الزمان مثل برق وہ جو پہلے مارے جسم کرتی پر کیا مارے جیسے کام ایسا ضرب سر پر شاہزادہ
عالی شان کے لگائی شاہزادہ عالم نے اسکی ضرب کو روکے یہ وقت گزشتن تیغ مارا قاہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا
مگر تیغ نے سپر کو قلم کرکے خود اور دولقہ کو کاٹ کر سر پر مقام کیا مہر میں قدرے زخم آنے پایا تھا کہ قاہر نے اپنے سر کو
جھکا لیا اور تلوار شاہزادہ بدیع الزمان کی اسکے سر سے ہٹ کے گھوڑے کی گردن پر پڑی اور سر گھوڑے کا قلم ہوگیا
گھوڑا چرخ مارکے زمین پر گر پڑا اور پھڑکنے لگا اور قاہر بن قہرمان جست کرکے خانہ زین سے گھوڑے کے جدا ہوا لشکر
قاہر بن قہرمان نے جب قاہر کو زخمی ہوکے گرتے دیکھا سب کے سب چار طرف سے نرغہ کرکے چلے اور شتاب غلو یہ کردی
اسمیں قاہر بن قہرمان عجمی اور گھوڑے پر سوار ہوکے ایک مقام پر ٹھہرا تھا کہ سامنا اور مقابلہ شاہزادہ عالم کا ہوگیا قاہر
نے آگے اپنے گھوڑے کی پھیر لے جاتا تھا کہ بھاگ کھڑا ہو شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان نے پھر ایک تیغہ مارا کہ پہلا تلوار سے شقاوت
پہ قاہر کی پڑا اور زخم کاری کھاکے قاہر بن قہرمان بھاگ کھڑا ہوا اور تمام لشکر اسکا شکست خوردہ گرد نکبت کی منہ پر ڈالے
چار طرف متفرق اور پریشان ہوکر بھاگا یہاں لشکر فیروزی اثر میں شاہزادہ بدیع الزمان کے شادیانے فتح کے
بجنے لگے اسوقت شاہزادہ عالی وقار بدیع الزمان نامدار نے ہرچند وعدہ گاہ مسافات میں تلاش شاہزادہ شیرویہ
بن حمزہ کی کی مگر کہیں سراغ نہ شاہزادہ شیرویہ کا ملا نہ کہیں گھوڑا اس شہسوار عالی مقدار کا نظر آیا لا علاج ہوکے بفتح و نصرت
و جود تمام و لشوکت مالا کلام رزمگاہ سے مراجعت فرمائی چار باغ ملک سرحان دیو گوش میں آکے داخل ہوا

ابتتمہ حال شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ سے بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ زخم کاری سر پر کھاکے حالت غش میں اپنے دونوں ہاتھ گلے میں گھوڑے

کے ڈال دیے اور گھوڑا ابھو کھایا سا گھبرایا ہوا عنان گسستہ ایک سمت کو سرپٹ چلا تو جاتے جاتے ایک صحراے وحشت نزار
مین کہ متصل شہر سنجان کے تھا شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو پشت زین سے گرا دیا اور آپ چرا مین مشغول ہوا قضا صبح
حسب اتفاق کچھ کفار انشار واسطے پائخانہ پھرنے کے اُس طرف صحرا مین جا نکلے انھون نے جو دیکھا کہ ایک نوجوان زخمی حالت
غش مین پڑا ہی کہین گانون سے ایک چارپائی لاکے اُسپر شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو ڈال کے دروازہ بارگاہ گشتاسپ پر
لاتے اور چوبدارون مردہون سے سارا حال کہا مردہون نے اندر بارگاہ کے جاکے گشتاسپ سے عرض کی کہ ایک جوان زخمی
بیہوش اور خود فراموش کسی جنگل مین پڑا تھا کچھ لوگ پائخانہ پھرنے گئے تھے اُسکی لاش کو وہ لوگ در دولت پر اُٹھا کے لائے ہین
گشتاسپ نے حکم دیا کہ اُس لاش کو اندر لاؤ دیکھو اور پہچانو کہ وہ زندہ ہی یا مرگیا اور کون ہی اور کہان زخمی ہوا حسب الحکم
گشتاسپ کے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو مع چارپائی اندرون بارگاہ لے گئے اور جتنے بارگاہ نشین گشتاسپ کے تھے سب
بغور دیکھتے تھے ایک مرتبہ بختیارک نے بنگاہ اولین شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو پہچان کر کہا کہ ای گشتاسپ یہ بھی قدرت
خداوند باختر کی ہی کہ یہ بیٹا حمزہ کا چھوٹا بھائی بدیع الزمان کا شیرویہ خود بخود آکے تیرے یہان قید ہوا اور ابھی زندہ ہی
اور ملکہ یاقوت ملک اسی شیرویہ بن حمزہ پر شیفتہ اور فریفتہ ہی اسی ذریعہ سے اور اسی کے شوق وصل مین ملکہ یاقوت ملک
نے مرجان عیار کو اپنے گھر مین ٹھہرا کے عیاری کروائی اور بدیع الزمان کو زندان حجم سے رہائی دلوائی ہی بس اب بہتر
یہی ہی کہ اسی وقت اسکے قتل کا حکم دے کے ایک ساعت اسکی گردن مارنے مین دیر اور توقف نہ کرنا کہ بدیع الزمان کا
بازو دوسرا کمر ٹوٹ جائے ابھی بختیارک یہی باتین کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو غش سے افاقہ ہوا اور ہوا
جو دماغ مین شاہزادہ شیرویہ کے لگی تو ہوش مین آگیا اور اُٹھ بیٹھا اور متحیر اور ششدر ہوکر چارون طرف دیکھنے لگا اور دل مین
سوچنے لگا کہ مین کیونکر یہان آیا مین کچھ خواب مین ہون یا بیداری مین یہ کیا ماجرا ہی پھر یہ خیال آیا کہ شاید گھوڑا میرا
اس طرف مجکو لایا ہی اور مین بارگاہ گشتاسپ مین بیٹھا ہون اور سامنے میرے گشتاسپ تخت پیغمبری پر بیٹھا ہی گرد وپیش
اُسکے بہت سے دنگل اور کرسیان بچھی ہین اُنپر ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان اور تمام بارگاہ نشین
گشتاسپ کے بڑے بڑے سرکش گیر پرغرور اور بختیارک وغیرہ بیٹھے میری جانب مخاطب ہین شاہزادہ شیرویہ بن
حمزہ نے بآواز بلند کہا کہ سلام من درین محفل برآن کسے کہ باد کہ داند خداے عزوجل خالق جن و کل کائنات و دین پیغمبر
او برحق یہ آواز سُنکے جتنے بارگاہ نشین گشتاسپ کے تھے سبھون نے از راہ شقاوت اور کفر و کافری اپنے اپنے کانون مین
اُنگلیان دے کے منھ پھیر لیا اور مثل مار سر دم بریدہ پیچ و تاب کھانے کسی نے جواب نہ دیا مگر ایک آواز غیب پشت پر
سے بارگاہ نشینون کی پیدا ہوئی کہ علیک السلام ایک مرتبہ گشتاسپ نے کہا کہ ای زبان دراز خدا پرست نام نادیدہ خدا کا
ہماری بارگاہ مین زبان سے نکالتا ہی تجھے اگر زیست اپنی منظور ہی تو خداوند یعنی شہریار ملک باختر کو سجدہ کر تا مین تجھے اپنی
قید سے نجات دے کے سرفراز کرون شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے کہا کہ لاحول ولا قوۃ استغفر اللہ وہ گبر مغرور خوک پیکر خرس
بادیہ ضلالت لقا کیا مسخرا ہی ہم لوگ لعنت کرتے ہین اُس مسخرے لقا اور اسکے پرستارون پر گشتاسپ یہ کلمہ سُنکے نہایت
درہم برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اسی وقت اس بیہودہ اجل رسیدہ خدا پرست کو قتل کرو چارطرف سے کفار تلوارین پکڑ پکڑ کے
اُٹھے اور چاہا کہ شاہزادہ شیرویہ کو تلوارین مارین علقمہ وزیر نے گشتاسپ سے عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل اسکو ابھی قتل نہ
کیجیے پہلے اسکے زخم مین ٹانکے دلوا کے مرہم پٹی کرکے اچھا کر لیجیے بعد اسکے اسے ہدایت کیجیے کہ لقا پرستی قبول
کرے اسوقت اگر یہ قبول کرے تو بہتر ورنہ اسے قتل کیجیے یا زندہ اسے بحضور خداوند گرفتار کرکے بھجوا دیجیے گشتاسپ
نے کہا یہ صلاح اور تیرا مشورہ مجھے نہایت پسند ہی اور حکم دیا کہ اس قیدی کو قلعہ قراطاق مین لیجا کے اسکی مرہم پٹی کرو

اور وہین قید رکھو حسب الحکم گنجا سپہ کے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو اسی حالت زخمداری مین ایک بیلے پر سوار کرکے اور کئی
ہزار سوار ہمراہ دیے ہوئے کہ شاہزادۂ عالم کو اُس قلعہ مین لیجا کے قید کر آئے

اب دیکھیے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان والاشان سے کیا گذارش کیے جاتے ہین

کہ جو جان بخیر رفتار عیار بارگاہ گنجا سپہ مین بہیئت عیاری موجود تھا جب اُسنے گنجا سپہ کی اور امرا ایسے پر تحمل کیے جانا
شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کا سمت قلعہ قراطاق اپنے کانون سے سنکے اور بچشم اپنی دیکھکے بسرعت تمام جاربا غ مین پہونچا اور
بعد دعا و ثنا عرض کی کہ شاہزادہ کی عمر دراز ہو شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو حالت زخمداری مین شاید گھوڑا میدان سے
لیکے نکل گیا تھا اور کسی صحرا مین شاہزادہ شیرویہ نامدار شیشۂ زین پر سے جدا ہو کے زمین پر بیہوش پڑا تھا اُسکو کچھ کفار
اُٹھا کے گنجا سپہ کی بارگاہ مین لائے ہین اور گنجا سپہ نے اُس شاہزادہ عالی جناب کو طوق اور مسلسل کرکے حکم دیا کہ قلعہ
قراطاق مین قید کرو سو کئی ہزار سوار شاہزادہ شیرویہ عالی وقار کو اُس قلعہ کی طرف لیکے روانہ ہوئے ہین شاہزادہ
بدیع الزمان نے یہ حال شاہزادہ با اقبال کا سُنا تو جوش خون عزیزی سے بیتاب ہوگیا اور اسی وقت مع اپنی فوج
دریا موج کے جاربا غ سے سوار ہو کے سمت قلعہ قراطاق کوچ کیا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل دوسرے روز
زیر قلعہ پہونچا اور دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم اور فلک نما ایسا بلند ہے کہ جہان شعر تھا عروج وہم انسان سقف
تک اُسکی محال ہے کمند فکر اُسکے کنگرے تک نارسا ہے اور ایک جانب اُس قلعہ کے دریائے زخار ساحل ناپید اکنار
موج زن ہے اُسی کو کاٹ کے بطور خندق کے گرداگرد اُس قلعہ کے رواں کر دیا ہے کوئی صورت بجز اسکے شعر بسا قفل کا ان را
نباشد کلید پے کشایندۂ ناگہ پدید آید بظاہر نظر نہین آتی شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان اپنے دل مین متحیر اور متفکر
مگر امید بکرم کریم کارساز کہ نام اسکا مسبب الاسباب اور مفتح الابواب ہے رکھکر اسی فکر و تشویش مین تھا کہ اس قلعہ کو
کیونکر فتح کرون اور شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ کو نکال لاؤن کہ ناگاہ یہ خبر شاہزادہ بدیع الزمان کے مع لشکر زیر
قلعہ بہ نیت قلعہ کشائی اور رزم و پیکار آنے کی قملاق قراطاقی اور ممالاق قراطاقی کہ دونون بھائی یہان کے
قلعہ دار ہین اُنکو جو پہونچی اور یہ دونون بھائی آپ کو بڑا ہی زبردست اور شجاع اور شمشیر زن اور صف شکن جانتے ہین
وہ کسی کی بہادری اور دشمنی کی اصل و حقیقت نہین سمجھتے بیساختہ نکلتے ہوئے مع اپنے لشکر کے قلعہ سے باہر نکل
آئے اور اپنے سردارون کو مع تحفہ تحائف ساتھ لیکے خدمت شاہزادہ بدیع الزمان والا منزلت چلے جس وقت
کہ یہ خبر مع اُن سب دونون شاہزادہ نامور کے پہونچی تو شاہزادۂ عالم نے اپنے چند سردارون کو دونون بھائیون
کے استقبال کیواسطے بھیجکر طلب کیا اور قملاق قراطاقی اور ممالاق قراطاقی دونون بھائی بحضور شاہزادہ
بدیع الزمان آکے حاضر ہوئے اور بہت سا تحفہ اور جواہر بیش بہا نذر گذرانی شاہزادۂ عالم نے نذرین دونون
کی قبول کرکے بہت سی عنایت اور مہربانی اُنپر کی تب اُن دونون بھائیون نے دست بستہ ہو کر عرض
کی کہ ہم دونون خانہ زاد جان نثار امیدوار اس امر کے ہین کہ اب شاہزادۂ عالم اقدام عالی سے قلعہ کو سرفراز
کرین اور اندرون قلعہ تشریف لے چلین اور غلامون نے سُنا ہے کہ اجابت دعوت کی از جملہ واجبات ہے لہذا کچھ
نان و نمک جو حاضر ہے اُسے قبول کیجیے اور نوش فرمائیے شاہزادہ عالی مقدار نے دعوت اُنکی قبول کی اور ہمراہ
اُن دونون بھائیون کے اندرون قلعہ رونق افروز ہوا اور اُنھون نے بڑے اعزاز و تکریم تواضع و تعظیم سے شاہزادۂ
عالم کو تخت پر بٹھلا کے تیاری دعوت کی کی اور رقاص ارباب نشاط کے بلالیے اور آپ دونون جاکر اندر غلامانہ
کمر بستہ کار و خدمت مین مصروف ہوئے آخر کار خاصہ اور شراب مین بیہوشی آمیختہ کرکے دستر خوان پر چُنا اور

اس فریب سے اس ستم صولت شاہزادۂ والا رتبت کو اسیر و دستگیر کرکے برابر شاہزادۂ بشیر و حیہ بن حمزہ کے قید کیا
اور ایک عرضداشت بدین مضمون کہ غلامون نے بدیع الزمان کو اس فریب سے قید کرکے ہم پہلوے بشیر و حیہ بن حمزہ
بٹھلا دیا ہی اگر آپ دو چار آدمی ہمراہ لیکے تشریف لائین تو باعث آفرینش ہم غلامون کے گناہون کا بھی مین قدوم
میمنت لزوم سے آپ کے ہوجائے اور وہ دونون بند ہوے خدا پرست بھی حاضر ہین اُنکے حق مین جیسا مزاج مبارک
مین آئے خواہ قتل کیجیے خواہ زندہ سالم اپنے ہمراہ لیجاکے ابد الآباد تک قید رکھیے اور جو آپ تشریف نہ لائینگے تو ہم دونون
بھائی ان دونون قیدیون بشیر و حیہ بن حمزہ اور بدیع الزمان کو قید سے رہا کرکے انکا کلمہ پڑھکے مسلمان ہو جاینگے
لکھکے ایک سوار کے ہاتھ گنجاب کے پاس بھیجدی جسوقت کہ وہ عرضداشت گنجاب کی نظر سے گذری اور مضمون اُسکا
معلوم ہوا تو اُسنے چاہا کہ ہمرہ تاہبار اور فرامرز نابکار اور سنجیتارک اور دو ایک اپنے سردارون کو ہمراہ لیکے سوار ہو
سنجیتارک نے یہ حال سنکے کہا کہ اے پیغمبر مرسل تیرا وہان جانا کسی طرح سے مناسب نہین مجھے یہ ثابت ہوتا ہی کہ وہ
دونون بھائی جو وہان قلعہ دار ہین فیضان صحبت سے مسلمان ہوے اور انھون نے چاہا ہی کہ بفریب تجھے بلاکے خدا جانے
کس بلا مین تجھے مبتلا کرین اسمین علقمہ وزیر گنجاب کا جو برابر بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ یہ نا ہنجار اپنی ولد الزنائی اور
نطفہ حرامی سے کوئی چال نہین رہ جاتا اور منع کرتا ہی اور سد راہ ہوتا ہی علقمہ نے کہا کہ یا پیغمبر مرسل آپ کو وہان جانا
واجب اور مناسب ہی کس لیے کہ اگر آپ وہان نہ جائینگے تو اُمتی آپ کے آپ سے منحرف ہو جائینگے اور سب بندگان لقا
یہی کہینگے کہ گنجاب پیغمبر مرسل تھا مگر واسطے کفالت اور اعانت امتیون کے سنجیتارک کے اغوا کرنے سے نہ گیا یہ خبر
ہر ایک ملک مین پہونچے گی اور بڑی بدنامی آپ کی ہوگی گنجاب نے بموجب علقمہ وزیر کی نصیحت کے سنجیتارک کا
کہنا نہ مانا اور چند خواص خاص اپنے ہمراہ لیکے اُسی وقت سوار ہوکے سمت قلعہ قراطاق روانہ ہوا جب یہ خبر آمد
گنجاب وہان مملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی دونون بھائیون نے سُنی فوراً قلعہ قراطاق سے نکل کے
کوس بھر گنجاب کے استقبال کو آئے اور بڑی عظمت و جودت اور شوکت و شان سے گنجاب کو اندرون قلعہ لیجاکے
تخت پر بٹھلایا اور جشن شاہانہ قرار دے کے جس صورت سے کہ کھانے مین بیہوشی ملاکے شاہزادہ بدیع الزمان کو مقید
کیا تھا اسی طرح سے گنجاب کو بھی بیہوشی آغشتہ کھانا کھلاکے مطوق اور مسلسل کیا اور برابر شاہزادہ بدیع الزمان کے
لاکے بٹھا دیا بعد بڑی دیر کے جبکہ گنجاب کو ہوش آیا اُسوقت اُسنے دیکھا کہ مین مطوق اور مسلسل ہون اور میرے
سامنے بدیع الزمان بھی مقید بیٹھا ہی تب گنجاب نے نہایت درہم اور برہم ہوکے کہا کہ اے بدیع الزمان اب تو دیکھ کہ
مین تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہون شاہزادہ عالم نے جواب دیا کہ اے گنجاب خانہ خراب تیری وہ مثل ہی کہ میر خود
درماندہ شفاعت کسکی کرین پہلے تو اپنی فکر کر اے نابکار اگر ابھی اس کفر و کافری کو ترک کرکے ملت بیضا دین اسلام کو
قبول کر تو خیر ورنہ تجھے بحکم خدا زندہ و سالم نہ چھوڑونگا انجام کار گفتگو نے طرفین سے طول کھینچا یہ خبر مملاق قراطاقی
اور قملاق قراطاقی کو پہونچی کہ بدیع الزمان اور گنجاب سے زندان خانے مین نہایت سخت اور درشت گفتگو
ہورہی ہی دونون بھائیون نے حکم دیا کہ بدیع الزمان اور گنجاب کو ہمارے پاس لے آؤ اور اب آپس مین نزاع و
بحث اور تکرار نہ ہونے دو چنانچہ حسب الحکم مملاق اور قملاق کے داروغہ زندانخانہ شاہزادہ بدیع الزمان کو
گنجاب مملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی کی بارگاہ مین لے گیا شاہزادہ عالی مقام اور گنجاب کو اُن دونون
بھائیون نے دیکھکر کہا کہ اے شاہزادہ بدیع الزمان اور گنجاب تم دونون سے ایک بات پوچھتے ہین اسکا تم
جواب دو کہ ہم کو تمھارے دونون کے دین مین عجب طرح کا خلجان ہی کہ دین لقا پرستی درست ہی یا خدا

بدیع الزمان کا برحق ہی لہذا ہماری توریت ناقص ہین یہ بات آرکی کہ ہم معجزہ خداوندی کا تم دونون سے طلب
کرتے ہین ہمارے ملک ہین تمام زراعت خشک ہوگئی ہی اور خشک سالی پڑگئی ہی تین برس سے ایک قطرہ پانی کا آسمان
سے نہین گرا اور بارش نہین ہوئی ہم اسوقت جو زمین ہین بوتے ہین وہ نہین اُگتا تم دونون صاحب جلد اُٹھکر اپنے اپنے
خدا سے دعا کرو کہ بارش باران ہو اور اسی وقت یہ جو ہم کے بڑے بڑے ہوجائین اور انہین بالیان لگ کے پختہ
ہوجائین بس جسکی دعا مستجاب ہوا اور یہ معجزہ اُسکی دعا ہین ہم دیکھین تو ہم کو یقین ہو کہ اُسی کا دین برحق ہی ہم دونون
بھائی بھی وہی دین اُس شخص کا قبول کرین گنجاب نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ اے بدیع الزمان دیکھیو بچشم غور
کہ ہین پیغمبر مرسل خدا اور برگزیدہ ہر ابلیس باختر کا ہون اور جسوقت ہین دست بدعا ہونگا کثرت بارش سے عالم آب
ہو جائیگا اور یہ جو اسی وقت تیار ہو کے بالیان اُنکی پک جائینگی شاہزادہ عالی شان نے فرمایا کہ بہتر ہی پہلے تو ہی
دعا مانگ اور معجزہ خداوندی لقا کا دکھلا گنجاب نے کہا ابھی تو دیکھ میری دعا کا تماشا یہ کہکے گنجاب نے سمت قبطول
لقا اپنے دونون ہاتھ اُٹھاکے دعا کی اور کہا کہ یا خداوند لقا اپنے باران رحمت کو حکم کر کہ خوب برسے اور تو اپنی قدرت
خداوندی سے ان جو کے دانون کو جماکے اور سبز کرکے تیار کردے اور بالیون ہین انکی پختگی آجائے غرض یہ کہ صبح سے دوپہر
تک گنجاب دعا مانگا کیا اور بہت سا خدا لقا کی تعریف ہین جھک مارا کیا مگر استغفار بارش کا تو کیا ذکر بدلی کا کوئی ٹکڑا
بھی آسمان پر نمودار ہوا بلکہ برعکس اُسکے پس اور حدت تمازت آفتاب ہوئی کہ ذرات ریگ مثل اخگر چمکنے لگے اور کرۂ
ہوا کرۂ نار ہوگیا ہوا سے گرم سے جھلسا کے بہت سے شجر اور سبزہ جلے جاتے تھے اور اکثر لوگ شدت تشنگی اور حرارت سے ہلاک
ہوگئے اسوقت گنجاب نے نہایت عاجز و ناچار ہو کے شاہزادہ عالی وقار سے کہا کہ اب تو اپنے نادیدہ خدا سے آسمان
سے دعا کر شاہزادہ بدیع الزمان والاشان نے پانی منگا کے وضو کیا اور بعد وضو قبلہ رخ بیٹھ کے بحضور قلب اور بخلوص
نیت بہزار عجز و انکسار اور باچشم اشکبار جناب باری سے مستدعی اور ملتجی ہوا اور دست دعا دراز کرکے یہ رباعی زبان فیض
ترجمان پر لایا رباعی یارب برسالت رسول الثقلین ٭ یارب بغزا کنندۂ بدر و حنین ٭ در ہر دو جہان بساز محروم مرا ٭ و نیمی بحسن
بخشش و نیمی بحسین ٭ ابھی یہ دعا اور مناجات زبان سے شاہزادہ عالی شان کی تمام نہین ہوئی تھی کہ ایکبار ابر
تیرہ و تار سمت قبلہ سے نمودار ہوا اور صدا سے رعد و برق گوش زد ہونے لگی اور وہ ابر آتے آتے تمام آسمان پر چھا گیا اور
بجلیان کوندنے لگین گنجاب علیہ اللعن والعذاب عالم سحاب کا دیکھکر کہ عجب طرح کی کالی کالی گھٹا اُٹھی ہی عنقریب برسا
چاہتی ہی بے ساختہ کہنے لگا کہ یہ میری دعا قبول ہوئی اور یہ بدلی میری دعا سے آئی ہی اتنا کلام گنجاب تیرہ انجام کی
زبان سے جو نہین نکلا کہ سبھون نے دیکھا وہ ابر چار طرف سے ہجوم کرتا تھا اور بادل گرجتے اور برق کوندنے لگی تھی وہ سب عنقا سا
غائب ہوگئین اور پھر ویسی ہی دھوپ اور تمازت آفتاب اور وہی شدت حرارت سے ہر ایک کی زبان سے العطش العطش
اور الامان الامان کی آواز نکلنے لگی شعر لگے جلنے پتھر چلی ایسی لون ٭ لگے جوش کھانے جوانون کے خون ٭ ہوئی گرد
آہنگرون کی زمین ٭ تپش سے ہوا ہوگئی آتشین ٭ مملاق قراطاقی اور قبلاق قراطاقی نے یہ بوقلمونی اور شعبدہ
عجیب و غریب دیکھکر کہا اے گنجاب تیرے ذرا سے کلمہ کہنے سے ابر ہی غائب ہوگیا اور اب تو بہمدرجہ تمازت ہوگئی کہ
عجب نہین زمانہ ہلاک ہوجائے بس خبردار اب کوئی حرف زبان پر نہ لانا ورنہ ابھی سمجھے ہم ایک ہی ضرب تیغ ہین جان
سے مار ڈالینگے پھر تیرے لقا سے دعا مانگی تو کیا ہوا گنجاب نے شاہزادہ عالی جناب سے کہا کہ اگر ایسی ہی دعا
مستجاب ہی تو ایکی مرتبہ پھر دعا مانگ بھلا بارش نہو تو اسی طرح کا ابر تو سب دیکھین کہ آسمان پر نمایان ہو رعد گرجے
اور برق کی تڑپ اور کڑک کی آواز گوش زد ہو بدیع الزمان نے پھر دست دعا دراز کرکے بسجدۂ صمد دانہ اشک کو

تار نظر مین پیوستہ کیا اور مضمون اشعار کے اشعار

سلطان و کریم نام تیرا　　رحمن و رحیم نام تیرا
بندہ عاجز ہی اور مجبور　　تجھ مین قدرت ہی اور مقدور
قطرے کو بنا دے پل مین دریا　　خورشید کو چاہے کر دے ذرا
دریا مین صدف کو بخشے گوہر　　سنگ تیرہ کو لعل احمر
قادر ہی محیط ہی تو سب پر　　پھر میری دعا یہی ہی لب پر
برسے باران رحمت اسدم　　یہ دانہ جو ہون سبز و خرم

اے خالق و سرور دو عالم　　ستار عیوب رب اکرم
خالق ہی تو اور سمیع و ناظر　　سب راز نہان مین تجھپہ ظاہر
چاہے جسے عرش پر بٹھا دے　　چاہے جسے خاک مین ملا دے
چاہے تو گدا کو شاہ کر دے　　جس نخل کو چاہے تو ثمر دے
اے رب کریم حی و قیوم　　رحمت سے ہی تیرے کون محروم
ویسا ہی پھر ابر گھر کے آئے　　پھر ویسی ہی برق کوند جائے

ابھی یہ مناجات تمام و کمال شاہزادہ نہین پڑھ چکا تھا کہ پھر ویسا ہی ابر آسمان پر نمودار ہوا اور ویسی ہی آواز رعد کی اور ویسی ہی چمک برق کی ہو کے بارش شروع ہوئی تو اسقدر مینھ برسا کہ وہ دانے جو کے نمودار ہو گئے اور بالیدگی انمین پیدا ہوئی شدہ شدہ نوبت یہان تک پہونچی کہ وہ درخت تیار ہو گئے اور خوشے انمین لگ کے پک گئے مملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی دونون بھائی یہ معجزہ دیکھکر طریق اسلام کے مقر ہوئے اور شاہزادہ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار کی قید توڑنے کے واسطے آہنگرون کو طلب کر کے کہا کہ جھٹ پٹ طوق اور سلاسل اس آقائے دو جہان شاہزادہ عالی شان کے کاٹ دو ہم دونون بھائیون نے غلامی اور نعلین برداری اس عرش تمکین کی قبول کی شاہزادہ عالی شان نے فرمایا کہ اگر تم کو یہی منظور ہی تو آہنگرون کا ہاتھ لگانا کیا ضرور ہی یہ کہکے ہاتھون کی ہتھکڑیان پاؤن کی بیڑیان گلے کا طوق کمر کا لنگر نعلون کے مار دار لٹو ایک ہی زور مین مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیے وہ دونون بھائی دوڑ کر قدم اطہر پر اس شاہزادہ نامور کے گر پڑے اور پکارے اے شہریار بشفقر برحیم من ببخش کہ آوردہ ام شفیع ۰۰ اشک ندامت و عرق انفعال را ۰۰ اب ہم دونون غلام امیدوار ہین کہ جو آپکے دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے شاہزادہ عالم نے کلمہ شہادت ارشاد کیا مملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی بخلوص نیت از سر صدق مسلمان ہو گئے اور گنجاب کو بہتسی لعن طعن اور ذلیل کر کے چاہتے تھے کہ قتل کرین شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے صاحبو یہ حرکت مروت سے بعید ہی کہ مہمان کو قتل کیجیے اور جانب گنجاب مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا کہ اے گنجاب مین ہر چند کہ خوب جانتا ہون تو تیرہ دل اور بار بار دیدن برگشتہ بخت کا مصداق ہی تو کبھی میرا کہنا نہ مانیگا بقول کسی استاد کے شعر ؎ بخت بد را کہ ز استاد زنی ۰۰ مگس سیاہ ۰۰ ؎ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ۰۰ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ۰۰ مگر بطور اتمام حجت اسوقت بھی مین تجھسے کہتا ہون کہ تو مسلمان ہو جا اور مین تجھے بچا دے اپنے بزرگون سے سمجھونگا اگر تو بھی بچشم انصاف غور کرے تو بیٹے مین اور داماد مین کیا فرق ہی گنجاب نے جواب دیا کہ مین اپنے لشکر مین جا کے ایکبار پھر معرکہ آرائے جنگ و جدال مقرر ہونگا اگر تو نے مجھے زیر کر لیا تو مین بلا شک و شبہ مسلمان ہو جاؤنگا اور تمام اپنے لشکر کے سردارون اور سوارون اور پیادون اور مصاحبین اور ہمنشینون کو مشرف باسلام کرونگا اور یون تجھے اختیار ہی میرے حق مین جو جی مین آئے وہ کر شاہزادہ عالی مقام نے یہ کلام گنجاب کا سنکے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی یہ کہکے شاہزادہ عالی جناب نے گنجاب کو رخصت کیا اور آپ بھی مملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی سے یہ کہکے کہ جس وقت مین لشکر کشی گنجاب پر کرون اسوقت تم دونون بھائی بھی آ کے شریک حال میری فوج کے ہونا اس قلعہ سے برآمد ہو کے سوار ہوا اور بروقت رخصت بکر رسم کر مملاق اور قملاق دونون بھائیون کی بہت سی دلجوئی کر کے سمجھا دیا کہ تم بدستور سابق یہان کے مالک و مختار ہو حسب الطلب ہمارے بوقت مقابلہ گنجاب کے تم آ کے حاضر ہونا اور یہ کہکے شاہزادہ عالم مع اپنے چھوٹے بھائی شاہزادہ شیر دیو بین حمزہ کے سمت چار باغ روانہ ہوا وہان حال گنجاب کا سنیے کہ گنجاب شاہزادہ عالی جناب سے رخصت لیکے اپنی بارگاہ مین آیا اور اسی فکر و تشویش مین

خاموش در خود فراموش بیٹھا ہے کہ دیکھیے آل کار کیا ہوتا ہے ناگاہ سنجانی عیار نے بارگاہ مین آکے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ پیغمبر مرسل خداوند لقا جو زمان سابق مین واسطے استیصال بدیع الزمان وغیرہ نادیدہ خدا کے پرستاروں کے اعانت اور استمداد خداوند لقا سے طلب کی تھی سو آج ایک بہادر پہلوزمان روزگار سے قمطراثر در سوار نامے قیطون خداوندی لقا نے حسب تقدیرات خداوند لقا کے ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار ہمراہ لیکے آیا ہے اور تہیہ سمت چار باغ ملک حرمان دیوکش واسطے تعذیر دہی اور معرکہ رزم و پیکار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے جانے کا رکھتا ہے گنجاب نے کہا کہ ہمارے یہان سے کوئی سردار اسکے پاس جاکے پیام دے کہ پہلے ہم سے ملاقات کرے تب چار باغ ملک حرمان دیوکش کی جانب جانے کا اور بدیع الزمان سے رزم و پیکار کرنے کا قصد کرے حسب الحکم گنجاب کے ایک سردار نے قمطراثر در سوار کے پاس جاکے گنجاب کی طرف سے ابلاغ پیام کیا اُسنے جواب دیا کہ میری طرف سے پیغام مرسل کو بعد سلام کے کہدینا کہ مجھے ابھی آپ معذور رکھین تا وقتیکہ مین اِن نادیدہ خدا کے پرستار اور اسکے تمام سرداروں اور فوج و سپاہ کا استیصال قرار واقعی نہ کرلونگا مین آپ کی ملاقات نہ کرونگا یہ کہکے قمطراثر در سوار مع اپنے ایک لاکھ بیس ہزار سوار کے قریب چار باغ کے پہونچا اُن دنون مین شاہزادہ عالی مقام بدیع الزمان شیر دیہہ بن حمزہ کی رہائی کیلیے قلعہ قراطاق کی طرف گیا تھا یہان قفقل مع چند سرداروں کے ملکہ گوہر ملک کی خدمت مین تھا جبکہ قمطراثر در سوار کے آنے کی خبر قفقل نے سُنی تو آمادہ جنگ اور مہیائے قضا ہو کر ترک جوشن پوش اور اپنے بھائیون ارباب باختری وغیرہ سرداروں جان نثاروں سے شاہزادہ بدیع الزمان کے مشورہ کرنے لگا کہ یارو بات بیجا ہی ہو وقت نہین رہتا اللہ باقی و من کل فانی اگرچہ ہمارا آقا ستودہ یہان نہین ہے تو کیا ہوا ہم سب غلام جان نثار اسکے پھر کس کام کے ہین اور کسدن کام آوینگے ذرا اس قمطراثر در سوار کا حال مفصل معلوم ہو جاے کہ یہ یہان کیون آیا ہے کہ نہین ہمراہ جاتا ہے یا ہم سے بارادۂ فاسدہ آمادہ جنگ ہو کر آیا ہے بعد اسکے پھر جو کچھ ہم سے ہو سکیگا کاحقہٗ بقدر سرفروشی اور جانفشانی مین قاصر نہونگے بلکہ ارادہ یہ ہے اور لازم اور صلاح وقت یہی ہے کہ چار باغ سے کوس دو کوس باہر نکلکے اس سے مقابلہ اور محاربہ کرین سبھون نے یہی راے قفقل بن گیاہو و خون آشام کی پسند کی اور کہا کہ بیشک بہتر مصلحت وقت یہی ہے کہ اسکو یہان تک آنے نہ دین غرض قفقل وغیرہ سردار یہان تو اس فکر مین تھے کہ وہان سے قمطراثر در سوار نے ایک نامہ بدین مضمون کہ اے قفقل بدان و آگاہ باش کہ مین کوئی ایسے ویسے سردارون مین نہین خاص الخاص مقربان درگاہ خداوند لقا کا ہون اور تیرے باپ گیاہو و خون آشام سے اور مجھسے نہایت درجہ ربط اور محبت و دوستی تھی لہذا مین بطور نصیحت کے تجھے اطلاع کیے دیتا ہون کہ آگے جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب تجھے لازم ہے کہ بمجرد پڑھنے اس نامے کے ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی کو اپنے ہمراہ لیکر میرے پاس چلا آ مین تجھے اپنے ہمراہ بحضور پیغمبر مرسل لیجاکے تیرے عفو جرائم کرادونگا ورنہ اتنا سمجھ لے اشعار

مین اتیغ دہر بلا ہون ہون تیغ بکف جور و میدان	انسان خورندہ اژدہا ہون ہو ترک فلک بھی مجھسے لرزان	دم بھر مین یہ چار باغ اگر ہے صلح مین تجھ ہی تنگ مجھکو	گردونگا مین دھو کر برابر ہے جنگ مین پر درنگ مجھکو
نامہ یہی یہی ہے پیغام	بس باقی سلام اور اکرام		

غرض یہ مضمون لکھواکے ایک سوار کے ہاتھ قفقل بن گیاہو و خون آشام کے پاس بھجوا دیا جسوقت کہ قفقل نے وہ نامہ پڑھا تو آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی اور دود بد دماغی دیار جان سے اُٹھا مثل زلف مہوشان پیچ و تاب کھاکے اور پریشان خاطر ہوکے نامے کو تو پھاڑکے پھینک دیا اور اسی وقت شمشیر تلوار اپنی لیکے مع اپنی فوج و سپاہ کے چار باغ سے باہر نکلا اور بیٹھ کر کب پر آن واحد مین کوس بھر کے فاصلے پر لشکر قمطراثر در سوار کے اس طرف اپنے لشکر و سپاہ کے آکے اُترپڑا اس عرصہ مین وہ نامہ بر قمطراثر در سوار کا وہ نامہ پھٹا ہوا لیے قمطراثر کے پاس پہونچا اور سارا حال

فضل کا بیان کیا قسطراز در سوار نے نہایت غیظ و طیش میں آکے اسی وقت طبل جنگ بجوا دیا یہاں فضل بن
گیاہور نے جو سنا کہ قسطراز در سوار نے اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوا دیا فضل نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ
بفضل ایزدی اور تائید ربانی بجے یہاں بھی صدا سے طبل جنگ بلند ہوئی اور رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری اور
بڑی جاگ اور ہوشیاری رہی صبح کے وقت طرفین سے فوجیں نکلیں اور بعد صفوف آرائی قسطراز در سوار اپنے
کرگدن پر سوار ہو کر سراپا دکھلاتا ہوا میدان میں آیا پکارا اے فضل بن گیاہور خون آشام جیسے تیرے لشکر میں
فرما ہو وہ میرے مقابلے اور مجادلے کے واسطے نکلے ابھی پورا کلمہ قسطر کی زبان سے نہیں نکلنے پایا تھا کہ فضل بن
گیاہور خون آشام اپنے گھوڑے کو جھکا کے ہمتگا در ہوا اور بعد جنگ نیزہ ضرب تیغ سے قسطراز در سوار کی فضل
بن گیاہور خون آشام نے زخم کاری سر پر کھایا اور لشکر نے فضل کے جو اپنے مالک کو زخمی ہوتے دیکھا ایک ضربہ
جنگ مغلوبہ کر کے چاروں طرف سے آمادہ کفارکشی اور شمشیر زنی ہوئے اور ہر بھائی بھی فضل کے اس قسطراز در
سوار کے ہاتھ سے زخمی ہوگئے اور فضل نے اسی حالت زخمداری میں رومال سے اپنے سر کے زخم کو باندھ کے
اسدرجہ شمشیر زنی کی کہ کشتوں کے پشتے لگا دیے اور عنقریب تھا کہ فوج قسطراز در سوار کی جھرمٹ کھا کے بھاگ کھڑی ہو
جبکہ فضل بن گیاہور آشام کے سر کے زخم سے خون بہت نکل گیا اور ضعف کی شدت سے اب طاقت طاق ہوگئی
بڑی سستی سے تلوار مارتا تھا ملکہ گوہر ملک نے جو بالاے برج باغ سے دیکھا کہ کوئی دم میں فضل غش کھا کے
گرا چاہتا ہے اور فوج شکست کھا کے بھاگ کھڑی ہوگی بے ساختہ سر برہنہ سمت قبلہ منھ کر کے رو رو کے دعا مانگنے لگی
اور ملکہ یاقوت ملک بھی گریان اور نالان دست بدعا تھی اور دونوں بادشاہزادیاں حضور قلب اور خلوص
نیت سے جناب باری سے ملتجی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے رب کریم تو سمیع و بصیر ہر شے پر قادر اور قدیر ہے ہم لونڈیوں کی
عزت اور حرمت کا بچانے والا اب سواے تیری ذات کے کہ تو حافظ حقیقی ہے اور کوئی نہیں قطعہ خداوندا بگردان
بلا را ٭ ازین آفت رہا کن جان ما را ٭ بحق آن دو گیسوے محمد ٭ زبون گردان زبردستان ما را ٭ اور کبھی قلب کو
اپنے سمت مولا مشکل کشا رجوع کر کے بہزار عجز و انکسار با چشم اشکبار پکارتی تھیں کہ بیت سنگو مسمار بکا دشاہ خیبر ہل کا انجیر
تمہیں بتاے دیو ٭ تمہیں سو برس نبی جی سے آگے ماگر سے سلیمان کو چھڑا دیو ٭ جب ہیر تیری گرد ہر تھمبیر ترتیب انتر ناستے
سین ملاے دیو ٭ میں منتی کروں شن العیمری ہیر کیوں ویر لگاسے دیو ٭ اور کبھی بحالت یاس دہراں میں کہتی تھیں یا بی بی
یا فاطمہ بنت مصطفیٰ کی مدد دے ٭ وسے منظور ذات کبریائی مدد دے ٭ بر قصد ہلاکم ستم این فوج شہرے ٭ اے مالک و مختار دو عالم مدد دے ٭
ابھی ملکہ گوہر ملک و یاقوت ملک یہی دعا مانگ رہی تھیں کہ ایکبار زیر دہ بیابان گرد سے بڑا سخت تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ
مہر گرد و آسمان بمہر و پاسے گرد زمین دو زبیدہ طلطان و ہیجان جون مہر زلف عروسان ہوا لیے اراگرد کو گزرنے مارا ہوا کوہ میں کر
شگافتہ ہوا اور سامنے پہنچ گئے تو شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والا ہمت اور دست چپ کو شاہزادہ شیر دل بن
حمزہ دونوں بہادر با شمشیر عریان نعرہ کر کے قسطراز در سوار کی فوج پر گرے اور اس طرح سے کفارکشی اور جہاد کرنے لگے کہ آن واحد
میں تمام لشکر کفار تہ و بالا ہوگیا اور شاہزادہ بدیع الزمان لاش پر لاش ڈھیر پر ڈھیر کرتا برابر قسطراز در سوار کے پہنچ گیا
قسطراز در سوار نے شاہزادہ عالی مقدار کو دیکھ کے کہا کہ اے بدیع الزمان تو کہاں تھا میں تو فقط تیری جستجو اور تلاش میں قسطون
خداوندی لقا سے مسافت بعید طے کر کے یہاں آیا تھا یہ کہہ کے ایک وار تلوار کا سر پر اقدس شاہزادہ نامدار کیا شاہزادہ نے
اسکی ضرب کو رد کر کے تیغہ ظہور شاہ و لوشہ بد کو اسکے سر پر مارا اور اسنے سپر فراخ و متین کو پناہ کیا مگر تیغہ سپر کو کاٹ کے خود اور دو ملغے
کو تراش کر چار انگل سر میں اتر گیا قسطراز در سوار نے جستی تمام دست نابکار تیغ کھینچنا چاہا اسکے کرگدن کی گردن پر پڑا

فوراً گردن کو قلم کرکے نکل گیا اور وہ کندہ ناتراش مانند طاؤس آتشبازی کے چرخ مار کے زمین پر گر پڑا کفار نے جو
قمطراتر درسوار کو زخمی کر گردن پر سے گرتے دیکھا جھٹ پٹ چار طرف سے رولا کیا اور اسے اُٹھا کے لے بھاگے اور شکست
فاش لشکر میں قمطراتر درسوار کے ہوئی جو زد پر کھڑا تھا اور جو جہاں تھا وہاں مارا گیا باقی ماندہ جتنے تھے جس نے
جدھر رستہ پایا اُس طرف کو جان بچا کر بھاگ کھڑا ہوا مگر اب فضل بن گیاہور رخون آشام بسبب زخم کاری کے
جبکہ نہایت سست ہو گیا تھا تو اُس نے گھوڑے کی گردن میں ہاتھ ڈال دیے تھے اور خود غلطاں اور غش میں بے خبر ہو گیا تھا گھوڑا
اُسکو لیے ایک سمت کو چلا جاتا تھا اب دیکھیے کہ فضل بن گیاہور رخون آشام کا کہاں سراغ لگے یہاں لشکر
قیصر فیروزی اثر شاہزادہ نامور کا شادیانے فتح کے بجوا کے اور لکھوکھا روپیہ کا مال اسباب لشکر کفار کا لوٹ کے
ہمراہ رکاب ظفر انتساب شاہزادۂ عالم کے رزم گاہ سے پھرا اور شاہزادۂ عالی جاہ بدیع الزمان مع شاہزادہ شیرویہ
بن حمزہ داخل چار باغ ملک حرمان دلکش ہوا

اب ذرا گلشن داستان فضل بن گیاہور رخون آشام سے آراستہ کیے جاتے ہیں

کہ فضل بن گیاہور رخون آشام نے جو عرصۂ رزم گاہ میں قمطراتر درسوار کے ہاتھ سے زخم کاری کھا کے اپنے دونوں
ہاتھ گھوڑے کے گلے میں ڈال دیے اور بیہوش ہو گیا تو گھوڑا فضل کو لیے سرپٹ چلا جاتا تھا دوسرے روز نماز کا وقت
تھا کہ زخشان کوہ کے نیچے گھوڑے نے فضل کو اپنی پشت پر سے گرا دیا اور آپ سبکہ دو دن کا بھوکا پیاسا تھا آپ چرنے میں
مشغول ہوا حسب اتفاق اس سرزمین زخشانیہ کا بادشاہ زخشان شاہ نامے ایک مقربان درگاہ لقا سے لاکھ سوار
کا مالک بڑا بہادر اور شمشیر زن ہے اسکی بیٹی ملکہ ہماے گوہر پوش نامے ایک ماہ طلعت مہ جبین پری وش حور تمکین ہے
کہ آستانہ اسی زخشان کوہ کے متصل ایک باغ نہایت پر فضا اور دلچسپ تعمیر کرایا ہے اور اکثر اوقات بطریق تفریح
گلگشت باغ کو مع ساڑھے چار سو اپنی ہمدموں اور ملازموں کے وہاں دس دس بارہ بارہ روز رہا کرتی تھی چنانچہ
جس روز کہ فضل کو گھوڑے نے وہاں زیر کوہ لا کے گرا دیا ملکہ ہماے گوہر پوش مع اپنی مصاحبہ دایوں کے اُسی اپنے
باغ میں تھی کوئی نوکر ملکہ ہماے گوہر پوش کا صبح کے وقت وہاں آنکلا اور اسنے دیکھا کہ ایک گھوڑا نہایت خوبصورت
با زین و لجام مرصع کا چراگاہ میں پھرتا ہے اس شخص کو بخیال حرص دنیا فکر ہوئی کہ کسی گھات سے یہ گھوڑا ہاتھ آوے تو
اسے پکڑ کے زیور اسکا اتار لیجیے اور یہ سوچ کے چند قدم اس گھوڑے کے پیچھے آگے بڑھا اسکے قریب نہیں پہونچا تھا کہ
اسنے دیکھا کہ ایک سمت ایک جوان رعنا با چہرۂ زیبا تمام سلاح جسم پر لگائے پوشاک فاخرہ پہنے بخون آغشتہ
خاک پر بیہوش اور خود فراموش پڑا ہے وہ شخص یہ تماشا دیکھکر وہاں سے بسرعت تمام پھرا اور ملکہ کے باغ میں جا کے
دو چار اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ اس پہاڑ کے صحرا میں ایک گھوڑا بہت خوبصورت کئی ہزار روپیہ کا زیور پہنے
پھرتا ہے اور ایک جوان وجیہ شکیل زخمی پڑا ہے سبھوں نے کہا چلو دیکھیں غرض وہ سب وہاں آئے اور فضل بن
گیاہور رخون آشام کو دیکھکر آپس میں صلاح کی کہ اس زخمی کو مع اسکے گھوڑے کے ملکہ ہماے گوہر پوش کے
پاس اُٹھا کے لے چلیں سبھوں نے کہا اچھا لے چلو آخر ایک چارپائی لا کے فضل بن گیاہور رخون آشام کو اُسی
غش کی حالت میں چارپائی پر ڈال کے اور اس گھوڑے کو پکڑ کے پھر اُسی باغ میں ملکہ ہماے گوہر پوش کے سامنے
لائے اور سب حال بیان کیا ملکہ ہماے گوہر پوش فضل بن گیاہور رخون آشام کو دیکھتے ہی نگاہ اولین ہزار جان
و دل سے خریدار اور عاشق زار فضل بن گیاہور رخون آشام کی ہوگئی مگر بخیال مآل اندیشی اور بمقتضا سے
درست کہ مبادا امیر از کسی پر افشا ہو جائے جو بصد آپ کو سنبھال کے اپنی دایہ سے کہا کہ اگر وا یہ

تو اس زخمی کے زخموں میں ٹانکے دلوا کے مرہم پٹی کرا اور اپنے مکان میں لیجا کے بہت اچھی طرح سے رکھنا جب یہ بخوبی
تمام صحت پا جاویگا تو اُس وقت اسکا حال دریافت کرینگے کہ یہ کون شخص ہے کہاں کا رہنے والا ہے زخمی کیونکر ہوا ہمکو رخصت
کر دینگے القصہ دایہ ملکہ ہما سے گوہر پوش کی فضل بن گیا ہور خون آشام کو ایک مکان میں لے گئی اور آپس میں یہ قسمیہ
سب میں ہو گئی کہ یہ راز کہیں فاش نہونے پاوے تلاش کر کے کسی جراح سے مرہم منگایا اور فضل بن گیا ہور خون آشام
کے زخم پر اس مرہم کے پھاہے لگائے جب دماغ کو ہوا لگی تو فضل کی آنکھ کھلی اور اسنے دیکھا کہ میں ایک پلنگ پر پڑا ہوں اور
میرے گرد و پیش چند نازنینان مہر جبین ماہ تمکین کھڑی ہیں کچھ کھڑی ہیں انمیں ایک نازنین نہایت حسین ہے کہ بہت سندر
روپ سروپ بھامن پون للچے جو انگ میں لیجے * جو ان دل ہیں ہون کو بن دیکھے دیکھے جھپ دیکھے ہوئے جیسے چہرہ کی جوت سے ہوی
تاجات نہ دوسرے اور کو دیں دکھیے بیا اور بنا ونسے نہ تے وہ ساہی رہی یکھ دیکھو ہی گیا لیجے * فضل بن گیا ہور خون آشام
نے اس سراپا حسن و دلبری کو دیکھتے ہی نگاہ اولین ایک تیر عشق جگر پر کھایا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کے
مثل مرغ بسمل اینٹا کھینچا دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور پھڑک پھڑک کے دم بھر میں پھر بیہوش ہو گیا ملکہ ہما سے
گوہر پوش بمضمون اس شعر کے شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر * از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ہوئی
کہ یہ شخص بھی وابستۂ الفت اور شیفتۂ محبت میرا ہو گیا ہے بہر خوبے سا ضبط کر کے اور باتوں میں مصروف ہوئی
اتنے میں مہر نگین پر جو فضل کے ملکہ کی نگاہ پڑی تو معلوم ہوا کہ یہ شخص گیا ہور خون آشام سپہ سالار گنجاب
کا جو تھا بیٹا فضل ہے ناگاہ دم بھر کے بعد پھر فضل کی آنکھ کھل گئی اور ملکہ کو بنظر حسرت دیکھنے لگا ملکہ نے کہا اے
شخص کیا متوحش ہو کر دیکھ رہا ہے سرگذشت تیری میں بیان کروں ماجرا یہ ہوا کہ تجھے تیرے گھوڑے نے حالت غش
میں یہاں زیر رخشان کوہ لاکے گرا دیا تھا میرے ملازمین تجھے اٹھا کے میرے پاس لائے ہیں اور یہ سرزمین رخشان
ہے میرا باپ رخشان شاہ یہاں کا بادشاہ لاکھ سوار کا مالک ہے آئندہ اگر تو عاقل اور فہیم ہے تو اپنے دل میں
سمجھ کے چپ ہو رہنا شعر دل بست این خنگ سوار کرد با دل * شود با ہر کہ خواہد آشنا دل * جس وقت کہ میں نے
تجھے بایں حال دیکھا کچھ مقام دم مارنے کا نہیں کہ جو میرے دل کی حالت ہے مگر سرگذشت ہوکے اور اپنے باپ سے چھپی
تجھے میں نے یہاں لاکے رکھا ہے اب نہیں معلوم کہ تیرے دل کو بھی جذب محبت ادھر کا ہے یا نہیں فضل بن گیا ہور
خون آشام نے متبسم ہو کے جواب دیا کہ اے ملکہ شعر چاہت کو میری آپ نہ دم دے کے پوچھیے * اپنے ہی جی سے آپ
قسم دے کے پوچھیے * الاشعر ولاشعر طاریا عشق بدنامیاں لینگے ہم تمہاری خاطر * رسوائی سہینگے ہم تمہاری خاطر * تم
بھی تو کرو ہماری بات اک منظور * تو کیوں نہ کرینگے ہم تمہاری خاطر * ملکہ ہما سے گوہر پوش نے کچھ دزدیدہ نگاہی سے
فضل کے منہ کو دیکھکر دلبرانہ اور با انداز معشوقانہ سے پوچھا کہ فرمایئے وہ کونسی بات ہے فضل نے کہا اے ملکہ اصل
حقیقت یہ ہے کہ میں غلام جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کا ہوں اگر تم کلمۂ شہادت پڑھ کے ملت پیغمبر دین
اسلام قبول کرو تو تمام عمر شعر گر بسر چشم من نشینی * نازت بکشم کہ نازنینی * ملکہ ہما سے گوہر پوش نے کہا کہ اے
فضل بن گیا ہور خون آشام شعر کیسے تو رستہ دل کو تو کہوں میں رستا ہے * کفر و ایمان کچھ نہیں یہ دل ملنے کی بات
ہے * اور فارسی والوں نے کہا ہے شعر عشق از بسیار کردست و کنند * سبحہ را زنار کردست و کنند * اچھا مجھے بہر حال
تیری خوشی منظور ہے جو تو کہیگا میں قبول کرونگی وہ کلمہ ارشاد کر فضل بن گیا ہور خون آشام نے کلمۂ شہادت
تلقین کیا اور ملکہ ہما سے گوہر فروش مع اپنی دایہ اور مصاحبت والیوں کے کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوئی
اور بعد چند روز کے فضل بن گیا ہور خون آشام کا زخم اندمال پر آگیا اور غسل صحت کیا اور ملکہ نے تیاری جشن کی

اُسکے صحبت ناچ رنگ کی قرار دی اور ہر روز صبح سے شام تک ملکہ ہماسے گوہر پوش اور فضل بن گیا ہور خون آشام
جام شراب عیش سے مدہوش ہم آغوش رہتے تھے ایکبار ذکر کی نقل ہی کہ رخشان شاہ بادشاہ بطریق سیر و شکار سوار ہوکے
اس طرف آنکلا اور بلیاختہ اسکو خیال ہوا کہ ایک مدت سے میری بیٹی ملکہ ہماسے گوہر پوش یہان سیر باغ کو
آئی ہی اور مین نے نہین دیکھا ہو ذرا اُسکو بھی دیکھتا چلون اندرون باغ قدم زن ہوا جو اُنھون لونڈیون باندیون
نے رخشان شاہ کو آتے جو دیکھا تو سب کی سب سراسیمہ اور بدحواس دوڑی ہوئین ملکہ ہماسے گوہر پوش کے
پاس آئین اور عرض کی کہ ای ملکہ عالم آپ غافل کیا بیٹھی ہین رخشان شاہ آپکا باپ آپہونچا ہو ہشیار ہوجائیے
ملکہ نے جو آمد باپ کی سُنی تو شدت خوف سے مثل قالب بیجان محو حیرت سکتے کی صورت رہ گئی ابھی کچھ کہنے نہین
پائی تھی کہ سامنے سے رخشان شاہ نے فضل بن گیا ہور خون آشام کو اور اپنی بیٹی ملکہ ہماسے گوہر پوش
کو ہمدوش و ہم بغل ایک مسند پر بیٹھا دیکھا خنجر کمر سے کھینچ کر پکارا کہ باش ای تیرہ بہر تیرہ روزگار تو کون شخص ہی فنا گرفتہ
و اجل رسیدہ جو اس جا ان + رسیدی بے خطر در قصر شاہان + اور برابر پہونچ کر خنجر مارا فضل جہان بیٹھا تھا اُسی طریق پر
وہان بیٹھا رہا جسوقت کہ چمک خنجر کی دیکھی بائین گھٹنے کو زمین پر قائم کرکے داہنے ہاتھ سے بند دست رخشان شاہ
کا پکڑ لیا اور ذرا اُسکی کلائی کو فشار دیا تو خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر علاحدہ گر پڑا اور جھٹ پٹ فضل رخشان شاہ کو
پشت بزمین کرکے چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور پوچھا کہ ای رخشان شاہ کلمہ شہادت پڑھ کر پروردگار عالم پر ایمان لا رخشان
شاہ نے کہا مین زبردست ہوکر سوار کا ہون یون تو مجھے منظور نہین ایک شرط ہی اسکو اگر تو وا کرے تو کیا مضائقہ
جو تیرا دین ہی دین قبول کرون فضل نے کہا کہ وہ شرط اپنی بیان کر تا وقتیکہ اتمام حجت نہ کرونگا تجھے نہ چھوڑونگا رخشان
شاہ نے کہا ایک شیر خونخوار مردم آزار اٹھارہ گز کا اسی قرب و جوار مین رہتا ہی اگر تو اُس شیر کا شکار کرکے مجھے
دکھلا دے تو تا قید حیات تیری اطاعت اور فرمانبرداری مین بسر و چشم حاضر ہون فضل بن گیا ہور خون آشام
نے رخشان شاہ کو چھوڑ کر کہا کہ بسم اللہ ای رخشان شاہ سوار ہو اور مجھے اپنے ہمراہ لیجا کے اس شیر کو دور سے
دکھلا دے رخشان شاہ اسی وقت باغ سے باہر نکلا اور فضل بن گیا ہور خون آشام کو اپنے ساتھ لیکے
اُس صحرا مین گیا اور جاسوسون سے تحقیق کر کے کہا کہ وہ سامنے اس جھاڑی مین شیر رہتا ہی فضل نے بیخوف تمام
قریب اُس جھاڑی کے جا کے دیکھا کہ شیر غافل پڑا سوتا ہی اسوقت فضل نے باواز بلند کہا کہ او روباہ کیا پڑا
سوتا ہی ہوشیار ہو جا کہ قضا پر قضا اور اجل پر اجل تیری کھڑی ہی آواز کے ساتھ شیر کی آنکھ کھل گئی اور فضل بن
گیا ہور خون آشام کو باشمشیر عریان اپنے سامنے کھڑا دیکھکر غرایا اور ایک ہی جست مین برابر فضل کے پہونچ کر
چاہتا تھا کہ چیر پھاڑے فضل نے تلوار ماری شیر تو جست کرکے پشت پر جا رہا اور اسکی تلوار وہان ایک پتھر پڑا تھا اسپر جو
پڑی تو دو ٹکڑے ہو گئی اب کی مرتبہ شیر پھر حملہ در ہوکے آیا فضل جست کرکے داہنی طرف جا رہا شیر نے چارون پاؤن
اپنے زمین پر قائم کیے فضل فرصت پاکے اس شیر کی پشت پر سوار ہو بیٹھا اور دونون ہاتھون سے شیر کے دونون
کان پکڑ کے جو زور کیا تو کان شیر کے اُکھڑ آئے اور دونالے خون کے بناگوش سے شیر کی جاری ہوئے رخشان
شاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تو بے ساختہ پکارا ای بہادر یقین مجھے ثابت ہوا کہ دین تیرا برحق ہی جو تیرے دین کو
اختیار کرے وہ کیا کرے فضل نے کلمہ شہادت تلقین کیا رخشان شاہ کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور
کہنے لگا کہ مین نے ملکہ ہماسے گوہر پوش کو برضا و رغبت اپنی تیرے عقد مین دیا فضل نے کہا کیا مضائقہ مگر
تا وقتیکہ شاہزادہ عالی تبار بدیع الزمان نامدار کی شادی ملکہ گوہر نگار کے ساتھ نہو گی تجھ سے تیری بیٹی سے

کچھ علاقہ نہین بروقت شادی ہونے شاہزادۂ عالم کی ملکہ گوہر ملک کے ساتھ مین بھی تیری بیٹی کے ساتھ عقد کرونگا یہ کہکے شتر پر سے اتر پڑا اور وہ شتر ترسان اور لرزان جتنین کی سمت صحرا چلا گیا یہان رخشان شاہ فضل
مین گیا ہور خون آشام کو ہمراہ لیے اپنی بارگاہ مین آیا

ایسے شہر داستان شوکت بیان خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفشان خونریز خاوری سے گزارش کیا جاتا ہی

کہ شاہزادۂ قاسم جو مرادکوہ مین مع مرادشاہ نگہداشت فوج وسپاہ کی کر رہا ہی اور اس فکر مین ہی کہ لشکر جمع کرکے برسر کتھیا سیہ جاؤن ایک روز کی نقل ہی کہ خاور سیاہ ملک قاسم نے فرمایا کہ مین بہت روز سے شکار کھیلنے نہین گیا ہون دو چار روز اسی گرد ونواح مین شکار کھیل کے پھر آؤنگا مرادشاہ نے عرض کی کہ بہت خوب اور اسی وقت سامان شکارگاہ سب طلب کیا اور شاہزادۂ قاسم بہ نیت شکار سوار ہوکے چلا قضاے کار اسی قریب مین ایک شہر ہی کہ نام اسکا ارکانیہ ہی اور حاکم وہان کا ارکان بلند اختر نامے ایک بادشاہ بڑا صاحب جاہ ہی دو پہلوان اسکے ایک کا نام ارقم خوک پیشانی اور دوسرے کا نام خرباے خرس اندام بڑے سرکش اور زبردست ہین جبکہ ارکان بلند اختر نے سنا کہ مرادشاہ قاسم کا شہریار ہوکے مسلمان ہوگیا نہایت پیچ وتاب کھاکے اپنی بارگاہ مین باوزیر بلند کہا کہ ای پہلوان مین یہ چاہتا ہون تم مین سے ایک پہلوان جاکے مرادشاہ کو بسیاست فہمائش کرکے پھر بدستور قدیم دین لقاپرستی پر لاکے اور جو وہ قبول نہ کرے تو سر اسکا قلم کرکے میرے پاس لائیے یہ کلام ارکان بلند اختر کا سنکے ارقم خوک پیشانی نے کہا کہ مین جاکے ابھی مرادشاہ کو سمجھاے دیتا ہون اور اگر وہ سرمو میرے کہنے سے انحراف کریگا تو تمام اسکے ملک کو برباد کرکے سر اسکا لاکے آپکے سامنے حاضر کرونگا ارکان بلند اختر نے اپنے بیٹے کو بھی ارقم خوک پیشانی کے ہمراہ کردیا اور لاکھ سوار اسکے پاشنام کرکے روانہ کیا اور وہ ارقم خوک پیشانی مع ارکان بلند اختر کے بیٹے اور لاکھ سوار کے کوچ درکوچ طے مراحل اور قطع منازل قریب مرادشاہ کے ملک کے پہونچا اور وہان پہونچ کے اسنے سنا کہ قاسم کہین شکار کھیلنے کو گیا ہی اور اب مرادکوہ فقط مرادشاہ اکیلا ہی یہ حال سنکے بہت خوش ہوا اور فرصت وقت کو غنیمت جانکے یلغار کرکے روانہ ہوا مرادشاہ نے جو یہ خبر سنی کہ ارقم خوک پیشانی اور بیٹا ارکان بلند اختر کا مع لاکھ سوار کے آتا ہی اسی وقت تمام اپنی فوج وسپاہ کولے کے سوار ہوا اور مرادکوہ سے نیچے اترکے تھوڑے سے فاصلے پر ارقم خوک پیشانی کے لشکر سے بارگاہ اپنی استادہ کروائی اور اتر پڑا ارقم خوک پیشانی کو جو یہ خبر پہونچی کہ مرادشاہ مع اپنی فوج وسپاہ کے مرادکوہ سے اترکے بہ نیت مقابلہ اور مجادلہ آیا ہی اور تھوڑی دور پر بارگاہ استادہ کروائی ہی نہایت درہم وبرہم ہوکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجوا دو اور بموجب اسکے کہنے کے لشکر کفار مین طبل جنگ بیدرنگ بجا جسوقت کہ آواز طبل جنگ کی مرادشاہ کے لشکر مین پہونچی مرادشاہ نے بھی حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے یہان بھی صداے طبل جنگ بلند ہوئی اور رات بھر دونون لشکرون مین بڑی ہوشیاری اور جاگ رہی جبکہ گریبان سحر چاک ہوا اس طرف سے ارقم خوک پیشانی مع اپنے لشکر کے اور ادھر مرادشاہ مع اپنی فوج وسپاہ کے نکل کے تا ف میدان مین آکے قائم ہوے اور نقیبون نے طرفین سے میمنہ اور میسرہ قلب وجناح ساقہ کمین گاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول چوبداران مین پانچ آراستہ ویراستہ کرین کہ نکل کے کرکیتی کرنے لگے ارقم خوک پیشانی اپنے لشکر سے مرکب [illegible] میدان آیا اور پکارا ای لشکر مرادشاہ ازشماکرا آرزوے مرگ است کہ بپاید بمیدان جنگ آشنا کلمہ پورا ارقم کی زبان سے [illegible] پایا تھا کہ اس طرف لشکر مرادشاہ سے سہیل ستارہ چشم گرہ پیشانی مرادشاہ [illegible] مقابلے مین آیا اور [illegible] ضرب شمشیر [illegible] ارقم خوک پیشانی کی سہیل ستارہ چشم

پھر جب شہادت فائز ہوا بعد اسکے پھر کسی کو مرادشاہ کی فوج میں حوصلہ مکل کر اس سے مقابلہ اور مجادلہ کرنیکا نہوا
اسوقت مرادشاہ نہایت سراسیمہ اور پریشان حال ہوئے بصفور قلب اور خلوص نیت سمت قبلہ منہ کر کے بادل بریان
اشک ریزان جناب باری سے مستدعی اور ملتجی ہوا کہ ای قادر ذوالجلال خالق زمین و آسمان مین بندہ عاصی جدید الاسلام
ہون صدقہ اپنی وحدانیت کا آبرو میری رکھ مبتلا صبحت مین شاہزادہ والا رتبت قادر سپاہ ملک قاسم لعل
نفشان خونریز خاور ہی کے آسنا مجھے معلوم ہوا ہے

نظم

چو عاجز رہا بندہ دانم ترا
چو بر داری از رہ گذر دور را
درین عاجزی چون نخوانم ترا
خود دلشتہ بعز نز دور را
تو گفتی ہر آن کس کہ در رنج و تاب
دعائے کنند من کنم مستجاب
چو بر لشکر دشمن آری رحیل
بہ زنان کشتی فیل و اصحاب فیل

ابھی یہ مناجات تمام نہین ہوئی تھی کہ سامنے سے شور از دامن
دشت و عجاج اور رنگ + گرد سے پیدا ست ملو طیار نابت + اور آہین سے دیکھا کہ فضل بن گیا ہور خوان آشام اور
زرفشان شاہ مع لاکھ سوار کے نمودار ہوا اور بعد ادراک حال کے لشکر کفار نے چند عدد اشقون کو مغلوب کر لیا ہے فضل
پھر ارقم کے پہونچ کر پکارا کہ باش اوکافر کہان جاتا ہے ارقم خوک پیشانی نے فضل کو دیکھکر کہا ای اجل رسیدہ تو کون ہے جو
مرنے کو یہان آیا ہے یہ کہکے ایک ضرب تیغ بر سر فضل ماری فضل نے اسکی ضرب کو خالی دیکر بند دست اسکا پکڑ لیا اور
دوسرا ہاتھ کمر زنجیر مین ارقم خوک پیشانی کی ڈال کے بلشنہ بعد اکبر جگر سے کھینچا اور ایسا زور مین ارقم کو خانہ زین سے
اٹھا کے سر سے بلند کیا اور چرخ دیکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا اور پھر فضل اپنے گھوڑے پر سے کود کر ارقم کی
چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا ای ارقم خوک پیشانی حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اسنے بمضمون اس شعر کے
شعر نصیحت کن مرا چندانکہ خواہی ٭ کہ نتوان شستن از زنگی سیاہی ٭ کچھ مہملات و واہیات جواب دیا تھا کہ پورا
کلمہ اسکی زبان نجس سے نہین نکلنے پایا تھا کہ فضل نے ایک ہاتھ سے سر اسکا پکڑ کے زور کیا اور سر اسکا دھڑ سے کھینچکر علیحدہ
پھینک دیا اور اسکے گھوڑے پر سوار ہوکے آمادہ کفار کشی ہوا ناگاہ بیٹا ارقم کا شاپور بن ارقم مشہور تھا ایک مرتبہ
ہاے باپ کہکے شمشیر برہنہ بمقابلہ فضل بن گیا ہور پہونچا اور کہا ای فضل کی گندہ ارم تو صحیح و سلامت میرے باپ کو
مار کے میرے سامنے سے جیتا بچکر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار فضل کے سر پر ماری فضل نے اسکے وار کو خالی دیکر بوقت
بر گشتن وہ دال پکڑ کر اسکی تیغہ مار اکہ مثل خیار تر دو پرکالہ ہو کر لاش اسکی خاک و خون مین لوٹنے لگی جبکہ فوج و سپاہ نے ارقم
خوک پیشانی کی شاپور بن ارقم کو بھی دیکھا کہ مارا گیا سب کے سب ہزیمت کھا کے بھاگ کھڑے ہوئے اور ارکان بلند اختر
کا بیٹا شکست فاش کھا کے سمت ارکانیہ نکل گیا مرادشاہ نے تحقیق کیا کہ یہ فوج اسلام کہان سے میری مدد کو آئی ہے تو
معلوم ہوا کہ فضل بن گیا ہور خون آشام ملازم جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار ہے اسوقت مرادشاہ فضل
سے بڑی تعظیم و تکریم سے ملازمت حاصل کر کے فضل کو اپنی بارگاہ مین لایا اور بڑے اعزاز و اکرام اور تپاک سے تین روز مہمانداری
مین مصروف رہا روز چہارم فضل مرادشاہ سے رخصت ہوکے بسمت چار باغ بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ ہوا ادھر
کا حال سنیے کہ قاسم جو بطریق سیر و شکار مرادشاہ کی بارگاہ سے سمت صحرا روانہ ہوا تو کوسون تک تلاش مین پھرا کہین اس جنگل
مین کوئی شکار نہ ملا اتفاقاً تھوڑی دور آگے جاکر ایک ہرن نظر آیا شاہ و سپاہ نے چاہا کہ اس ہرن کو زندہ دستگیر کرون اور اس
خیال مین گھوڑے کو تحریک کر کے اس ہرن کے پیچھے چلا اور ہرن گھوڑے اور سوار کو اپنا حریف جان کے چوکڑیان بھرتا ایک سمت
کو بھاگا اور قاسم بھی پیچھے ہرن کے گھوڑا سرپٹ ڈالے کوئی کوس بھر جب دور نکل گیا اور ہرن زندہ ہاتھ نہ آیا
اسوقت غیظ مین آکے تیر کو ترکش سے نکال کے کمان سے پیوستہ کیا اور زہ کو زہ سے ملا کر چلہ کو تا بناگوش کھینچ کے
نشانہ تاک کر تیر کو پرتاپ کیا وہ تیر ہرن کے بازو مین لگا کہ وہ زخمی ہوگیا اور قاسم نے جھٹ پٹ

گھوڑے پر سے اُتر کے ہرن کو ذبح کر ڈالا اور شکار بند میں ہرن کو لٹکا کے پھر مرکب پر سوار ہوا اور سمت مراد کوہ چلا وقت شب از بسکہ تاریکی تھی راہ بھول کے منزلوں نکل گیا جب صبح نمایاں ہوئی تو ایک قافلہ سوداگر کا ملا شاہزادہ قاسم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا خواجہ شمس مغربی نامے ایک سوداگر مسلمان بہ سمت ارکانیہ کے جاتا ہے یہ بھیڑ بھاڑ اور قافلہ سب اُسکے ہمراہ ہے شاہزادہ خاور سیاہ قریب اُس قافلہ کے پہونچا اور یکایک خواجہ شمس مغربی نے جو قاسم کو دیکھا تو پہچان گیا بہت سی خاطرداری قاسم کی کر کے بڑی تواضع و تکریم سے بعد ادراک حال گذشتہ اپنے خیمہ میں لے گیا اور مہمانداری کی دوسرے روز قاسم بھی لباس تاجرانہ پہن کے ہمراہ اُس سوداگر کے چلا اور شہر ارکانیہ میں پہونچا خواجہ شمس مغربی نے ارکان بلند اختر بادشاہ سے ملاقات کر کے جو کچھ کہ تحفے تحائف مال تجارت سے اپنے ہمراہ لے گیا تھا وہ سب اُسے نذر دیے بعد اُسکے بادشاہ سے رخصت ہو کے کاروانسرا میں جا کے اُترا اور خرید و فروخت مال و اسباب تجارت کی کرنے لگا یہاں ارکان بلند اختر نے ایک روز رمالوں کو طلب کر کے پوچھا کہ میرا بیٹا شاپور اور ارقم خوک پیشانی مع لاکھوں لشکر کے جو بہ سمت مراد کوہ برسر مراد شاہ گیا ہے ذرا تم اپنے رمل میں دیکھو کہ وہ وہاں سے فتیاب ہو کر کب تک آئیگا حسب الحکم ارکان بلند اختر کے رمالوں نے قرعہ پھینک کر اپنے رمل میں دیکھکر کہا اے شہریار شاہزادے مع ارقم خوک پیشانی پہلے تو قریب تھا کہ اس لڑائی کو فتح کریں الا ثابت یوں ہوتا ہے کہ کسی طرف سے کمک مدد مراد شاہ کی پہونچی اور ارقم خوک پیشانی جان سے مارا گیا اور شاپور زخمی ہوا اور تمام لشکر نے شکست فاش کھائی یقین ہے کہ صبح و شام میں شاپور حضور میں آتا ہو ارکان بلند اختر یہ حال سنکے کف افسوس ملنے لگا اور نہایت مغموم اور مکدر ہو کے ابھی کچھ نہیں کہنے پایا تھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ جو سامنے ارکان بلند اختر کے بارگاہ میں ایک کرسی پر بیٹھا تھا یہ سارا حال سنکے نہایت درہم برہم ہوا اور ایک مرتبہ جانب ارکان بلند اختر خفا طیش ہو کے کہنے لگا کہ اے نابکار تیرہ روزگار تیری کیا اصل و حقیقت تھی اور تو نے دل میں کیا سمجھا کہ جس حالت میں مراد شاہ تھا اور میں وہاں نہ تھا اور تو نے مراد شاہ پر لشکر کشی کی اور جو عمل زمم و بیکار کا کیا ارکان بلند اختر نے یہ گفتگو شاہزادہ خاور سیاہ کی جو سُنی نہایت غیظ و غضب میں آ کے پوچھنے لگا کہ اے ہرزہ زبان دراز تو کون ہے جو ایسے سخت اور درشت کلام خلاف ادب اپنی زبان پر لایا اور بعد اسکے اپنے بارگاہ نشین سرداروں کی طرف دیکھکر کہا کہ ہاں لینا اسکو جانے نہ دینا اتنا اشارہ ارکان بلند اختر کا پاتے ہی چار طرف سے کفار بے پیر تلوار اپنی اپنی سنبھال کے برسر شاہزادہ خاور سیاہ آگئے اور قاسم نے تلوار کھینچ کر جگہ سے اُٹھکر نعرہ کیا اشعار

ملک قاسم آن شاہ خاور سیاہ	زخم تیغ بر ابر و نیزہ بماہ	زآسیب دم تیغ بستم زمین	ہمہ باختر شد ز پر نگین
اگر تیغ بر کوہ خارا زند	زتن شاخ گاو زمین بر کنم	ای کافران بحیا دنا بکاران تیر و تیغا ہر کہ داند و اندر وہر کہ ندانند	

عالی جرا ہرا اندر و قبیلہ اسکہ منم نور حدیقہ و ساطنت و شجاعت صاحب عزم مبارز در بزم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل بدخشان خونریز خاوری اور یہ نعرہ کر کے آمادہ کفار کشی اور شمشیر زنی ہوا اور بہت سے کافروں کو جہنم واصل کر کے قریب ارکان بلند اختر کے پہونچ گیا ارکان بلند اختر نے جب دیکھا کہ اب میں قاسم کے ہاتھ سے کسی صورت سے نہیں بچتا اسوقت مقولہ سعدی کا کہ شعر وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز ناچار ہو کے تلوار شاہزادہ نامدار پہ ماری قاسم نے چپقلش تمام بائیں ہاتھ سے بند دست اُسکا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ ہاتھ سے چھوٹ کے علیحدہ زمین پر جا پڑی اور دہنے ہاتھ سے ارکان بلند اختر کا کمر بند پکڑ کے زور کیا اور تخت سے اُٹھا کے سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور پھر جست کر کے اُسکی چھاتی پر بیٹھکر پوچھا کہ اے ارکان خالق و شناختن پروردگار عالم چہ می گوئی ارکان بلند اختر نے یہ زور اور قوت شاہزادہ خاور سیاہ رستم صولت کی دیکھکر کہا اے شہریار اتحق اور برحق مجھے معلوم ہوا کہ تیرا دین برحق ہے جو تیرا دین اختیار کرے وہ کیا کہے قاسم نے کلمہ شہادت ارشاد کیا ارکان بلند اختر از سر صدق کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا

اور تمام ساکنان ارکانیہ اور فوج و سپاہ کو کلمہ تلقین کرکے مسلمان کیا اس عرصہ میں شاپور سراسیمہ و خراب حال زخمی بھاگا
ہوا یہاں پہونچا اور ساری روداد از ابتدا تا انتہا بیان کی شاہزادہ قاسم نے پوچھا کہ تجھے کچھ معلوم ہوا کہ وہ کون
شخص تھا جو فرادشاہ کی مدد کے واسطے آیا تھا اور کس کے ہاتھ سے ارقم خوک پیشانی اور تو زخمی ہو کر آیا ہے شاپور نے کہا
فضل بن گیا ہور خون آشام بدیع الزمان کے کوئی نوکروں میں تھا قاسم فضل کا نام سنکے اپنے جی میں نہایت رنجیدہ
ہوا اور شاپور بھی بسبب فہمائش اور تلقین کرنے ارکان بلند اختر کے از سر صدق مسلمان ہو گیا قاسم نے یہ کلام کہا کہ اب
میں پہلے فرادشاہ کو قتل کرونگا کس واسطے کہ اسنے مدد بدیع الزمان کے نوکر کی کیوں گوارا کی اور فرادشاہ فضل کی امانت اور مدد
سے چھوٹا ہے مجھے اسکا فیصلا از جملہ واجبات ہے یہ کہکے شاہزادہ قاسم اسی وقت ارکان بلند اختر کی بارگاہ سے نکلا اور تنہا
اپنے مرکب پر سوار ہو کر سمت فراد کوہ روانہ ہوا تھا سے راہ میں فضل بن گیا ہور کے لشکر کو دیکھا نقاب اپنے منہ پر ڈال لی اور
بمقابلہ فضل بن گیا ہور آ کے نہیب دی کہ اے بہادر ہوشیار باش قضا بر قفا اجل بر جبین تیری آ پہونچی لا فریب شمشیر کہ میں بلا کو
تیری جان کاہ دن فضل ناچار و مجبور ہو کے دست بقبضہ ہوا اور قاسم نے فضل کی تلوار کی باڑھ کو بچا کے ہاتھ فضل کا پکڑ لیا اور نوبت
کشتی پر پہونچی تین شبانہ روز فضل بن گیا ہور شاہزادہ قاسم کو مقابلہ رہتے ہوئے کہا کہ سینہ بسینہ و دوش بدوش کھڑے ہی چکسا
دما سے کبڑا چوتھے روز ہر دن چڑھے خدا و رسول کا نام لےکے قاسم نے فضل کا لنگر توڑ کے زیر کیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور پوچھا کہ
تیرا نام کیا ہے فضل نے اپنا نام بتلایا قاسم اپنا ہر کمال نام اور پھر اسکے فضل کی چھاتی پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور بہت عذر و معذرت
کرکے فضل بن گیا ہور خون آشام کو خلعت ملوکانہ پہنایا اور رخصت کیا فضل بن گیا ہور خون آشام اسقدر رنج و الام
شاہزادہ قاسم کے پاس سے رخصت ہوکے آمادہ مرگ اور وہاں سے تنہا ایک پہاڑ پر گیا اور وہاں ایک کمند کو مثل پھانسی
کے اپنے گلے میں ڈال کے سر کمند کا پہاڑ پر سے باندھ دیا اور اس پہاڑ کے نیچے ایک دریا موجزن تھا آپ پانی کو دیکھ کے
میں تو کمند پڑی تھی وہ خوب زور سے کھنچ گئی اور کمند میں فضل معلق زمین سے اور پانی سے بہت بلند لٹکا اور گلا جو کمند میں
کھنچا ہوا اور پھنسا ہوا تھا تو دونوں آنکھیں فضل کی نکل آئیں اور دم گھٹ گھٹ کے فنا ہو چلا دم واپسیں تھا کہ حضرت
خضر علیہ السلام نے آ کے فضل کے گلے سے کمند کو کھولا اور وہاں سے ایک پہاڑ پر لا کے لٹا دیا دو گھڑی کے بعد جب فضل
کو ہوا لگی اور غش سے ہوش آیا آنکھ کھلی تو حضرت خضر علیہ السلام کو اپنی بالیں پر کھڑا دیکھا بعد ازاں وہ چشم باچشم پر نم
پوچھا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہیں حضرت نے فرمایا کہ مجھے خضر کہتے ہیں اے فضل بڑا تعجب ہے کہ قاسم سے زیر ہونے
کا اسقدر صدمہ اور رنج ہوا کہ تو آپ کو ہلاک کرتا ہے یہ قاسم تیرا برابر کا آیا تھا تو ایسا نادان ہو گیا یہ نہیں جانتا
کہ یہ قاسم شاہزادہ بدیع الزمان کا بھتیجا جان و روح شاہزادہ بدیع الزمان کا ہے تو اسقدر اپنے دل میں ندامت
نہ کھینچ اور یہ غیرت تیری بیجا ہے یہ کہکے حضرت خضر نے اپنے دست مبارک سے کمر فضل کی باندھ کے فرمایا کہ آج سے
میں نے تجھے نظر کردہ اپنا کیا اب جا کوئی روئے زمین پر تجھے زیر نہ کرسکےگا اور کوئی پہلوان تیری پشت زمین پر نہ لگا سکے گا
مگر تو بھی امیر حمزہ با توقیر اور کرب غازی اور اولاد صاحبقران سے کبھی حوصلہ مقابلے اور بیجا قصد کا ہرگز نہ یہ فرما کے
حضرت خضر علیہ السلام فضل بن گیا ہور خون آشام کی نظروں سے غائب ہو گئے اور فضل نے دیکھا کہ وہ زور اور طاقت
میرے جسم میں ہے کہ رستم و سام و نریمان کبھی مجھ سے ہم پنجہ نہیں ہو سکتے اور مجھ سے برابری نہیں کرسکتے اسوقت
فضل نے جی میں یہ خیال آیا کہ اب پھر چل کے قاسم کو کشتی میں زیر کروں مگر سمجھا کہ جانتا حضرت خضر نے مجھے منع کر دیا ہے
اور سوا اسکے قاسم صاحب غیرت ہے اگر تو قاسم کو ذلیل کرے گا تو قاسم لاشک و لاریب اپنے کو ہلاک کر ڈالیگا
اسوقت اے فضل تو شاہزادہ بدیع الزمان کو کیا جواب دے گا بس یہ پس و پیش کرکے فضل پہاڑ پر سے نیچے

اُترا اور اُسنے دیکھا کہ گھوڑا میرا چراگاہ میں چرتا ہے جاکے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جانب چار باغ روانہ ہوا پہلے اپنے لشکر میں جاکے ملحق ہوا بعد اسکے مع تمام فوج و سپاہ کے بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان عالی جاہ حاضر ہوا جسوقت فضیل کے آنے کی خبر شاہزادہ بدیع الزمان نے سُنی اُسی وقت اپنے سب سرداروں کو فضیل برق گیاہو خون آشام کے استقبال کے واسطے بھیج کر بڑے اعزاز و تکریم سے بارگاہ میں طلب کیا بروقت ملاقات شاہزادہ بدیع الزمان نے جو یہ نقشہ اور رنگ اور نور فضیل کے منہ پر دیکھا تو اپنے جی میں متحیر اور متعجب ہو کر بہت خوش ہوا اور صحبت میں بٹھلا کے احوال پوچھنے لگا فضیل ابھی باتیں کر رہا ہے کہ ایک مرتبہ امیہ بن عمرو پہونچا اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شاہزادۂ عالم کی عمر دراز ہو کنجاب ایک لشکر بے پایان اور فوج و سپاہ فراوان جمع کرکے بہ نیت فاسدہ آتا ہے شاہزادہ عالی شان نے فرمایا کہ اے امیہ بن عمرو خدا سے بزرگ ست شعر سرمنی تیغ رستم شیر جلیبا ❊ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ❊ جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے لوح جبین پر میری بروز دیوان قضا قلم قدرت سے اپنے رقم کر دیا ہے وہ ہوا اور وہی بوقت ظہور آئے گا آئین فکر و تردد کرنا محض بیفائدہ ہے ابھی یہی باتیں کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک گرد پیدا ہوئی اور اُس گرد میں سے نقابدار سمند پوش نمودار ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آکے مکالمت اِس امر کا ہوا کہ اسوقت اگر ازراہ محبت میرے مکان پر چلو تو موجب میری خوشنودی کا ہے شاہزادۂ عالم نے کہا کیا قباحت ہے چلو میں چلتا ہوں یہ کہکے شاہزادہ بدیع الزمان نے اُسکو بٹھاکے صحبت رقص و سرود قرار دی اور نقابدار نے بر سبیل مذکور کہا کہ اے بدیع الزمان میں نے سُنا ہے کہ کنجاب آمادۂ جنگ اس طرف کو آتا ہے لہذا میں جانتا ہوں کہ تو اتنا صبر کر کہ شاہزادہ خاور سپاہ بھی آجاوے اور وہ بھی تیرا شریک حال ہو شاہزادہ بدیع الزمان نے ہنس کے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں اے نقابدار سمند پوش کہ تو ہوا خواہ قاسم کا ہے مجھے مرجانا گوارا اور بہت بہتر ہے اِس بدعت سے کہ قاسم کی اعانت اور مدد سے کوئی کام میں کروں بس اتنا کہکر نقابدار سے رخصت ہوا اور اپنی بارگاہ میں آکے اپنے لشکر کی تیاری میں مشغول ہوا روز دوم کنجاب بجمعیت کثیر فوج کشی کرکے قریب آپہونچا اور کوئی پانچ کوس کے فاصلہ پر چار باغ سے اِس طرف بارگاہ استادہ کرکے اُتر پڑا اور جتنے بارگاہ نشین کنجاب کے تھے وہ سب کے سب آکے گرد و پیش تخت کنجاب کے اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے کنجاب نے کہا کہ میں پہلے ایک نامہ اپنے ایلچی کے ہاتھ بدیع الزمان کو بھیجتا ہوں اگر بدیع الزمان نے میری اطاعت قبول کی اور میرا کہنا مانا تو میں سب جرم و خطا اُسکی معاف کردونگا اور جو اُسنے میرا حکم نہ مانا تو پھر جیسا مناسب جانونگا سمجھ لونگا حسب الحکم کنجاب کے منشی نے نامہ لکھا اور کنجاب نے آہنگ گراز دندان اپنے ایک سردار کو وہ نامہ دیکے شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس بھیجا جسوقت کہ آہنگ گراز دندان دروازۂ بارگاہ پر شاہزادہ بدیع الزمان کے پہونچا مردمے نے اُسکی عرض کی شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ بلالو اور وہ ایلچی اندرون بارگاہ داخل ہوا اور مجرا گاہ پر سے نعرۂ کفار مجرا کیا کسی شخص نے جواب اُسکے سلام کا نہ دیا اور شاہزادہ بدیع الزمان نے اُسکو اشارہ کیا کہ ایک کرسی پر بیٹھو اور اُسنے بیٹھکر نامہ کنجاب کا شاہزادہ بدیع الزمان عالی جناب کی نظر انور سے گذرانا جبکہ شاہزادۂ عالم نے وہ نامہ پڑھا اور حرف بحرف مضمون اُسکا معلوم کرلیا تو وہ نامہ ہاتھ سے پھینک دیا آہنگ گراز دندان نے جو دیکھا کہ نامہ بغیر مرسل کا بدیع الزمان نے پھینک دیا اور کچھ جواب نہ دیا مثل مار سر دم زدہ پیچ و تاب کھاکے اپنی کرسی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور خنجر کھینچ کر چاہتا تھا کہ برابر پہونچ کر شاہزادۂ عالم کو مارے شاہزادے نامور نے کچھ ہی تمام ہاتھ اُسکا پکڑ کر بائیں ہاتھ سے

بدہمران حسرت گزیدند لب ❊ صدا برون آمد از طبل جنگ ❊ درنگا درنگا ودرنگا درنگ ❊ بغرید طبل و فغان کرد ناے ❊ تو گوئی بجنبید کوہ از جاے ❊ طرفین سے ولاوران اور بہادران اور شجاعون کی آنکھون مین نشۂ شجاعت سے پر دے پڑ گئے تھے اور عالم جوش و خروش مین کھڑے جھومتے تھے ایک بار گنجاب نے حکم دیا کہ ہان ہمارے لشکر مین ایسا کوئی بہادر اور دلاور ہی کہ میدان رزم گاہ مین نکل سکے ان خدا پرستون کا کام تمام کرے اور سر بدیع الزمان کا کاٹ کر میرے سامنے لائے بختیارک برابر گنجاب کے خواصی مین تھا یہ کلام گنجاب کا سُنکے اُسنے کہا کہ اے گنجاب تیرے لشکر مین تو ایسا مین کسی کو نہین دیکھتا ہون کہ وعدہ گاہ مصاف مین جاکے مقابلہ اس بدیع الزمان فرزند زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا کرسکے گا جو میدان مین جائیگا بدیع الزمان کی ضرب تیغ طہمورثی دیو بند سے زندہ اور سالم بچ کر نہین آئیگا گنجاب نے بختیارک کی گفتگو سُنکے ایسا گھونسا بختیارک کے منھ پر مارا کہ کئی دانت بختیارک کے ٹوٹ کر گر پڑے اور منھ سے لہو کی کلیان نکلنے لگین اس عرصہ مین ایک طرف سے نعمان بن گیر نگ خرس پیشانی اپنا گھوڑا چمکاکے برابر گنجاب کے تخت کے آیا اور عرض کرنے لگا کہ مجھے اجازت میدان مرحمت ہو گنجاب نے اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ مین نے تجھے حوالے خدا وند لقا کے کیا نعمان بن گیر نگ گنجاب سے اجازت میدان لیکر سراپا دکھلاتا ناف میدان مین آیا اور مرکب کو روککر پشت کی جانب لشکر اسلام اور رخ کیا سمت قیطول خداوند لقا اور گھوڑے پر سے کودکے زمین پر سجدہ کرنے لگا اور سجدہ کرکے اُس زمین کی مٹی ماتھے سے لگائی اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے پکارا اے لشکر خدا پرستان واے زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ ست کہ بیاید بمیدان جنگ آرزوے دست و پا آوری داریم تاسخن درو ہان بود پورا کلمہ اُسکی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا کہ ایک مرتبہ لشکر اسلام مین علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا اور دونون لشکرون نے دیکھا کہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے مرکب کو گرم تازکرکے میدان مین بمقابلہ نعمان بن گیر نگ نکلا اور برابر اُسکے پہونچکے ایک نگاہ وردی کہ دس بارہ قدم گھوڑا نعمان بن گیر نگ کا پیچھے ہٹا گیا نعمان بن گیر نگ نے گھوڑے کو خوب سا روککے پھر قائم کیا اور کہا بدیع الزمان یہ کیا حرکت بیہودہ تھی کہ تو نے میرے گھوڑے کو آنکھ دکھاکے ڈرا دیا کہ گھوڑا پیچھے ہٹ گیا شاہزادہ عالی مقام نے فرمایا کہ اول ہمارے طریق مین یہی رسم ہی کہ حریف کو دیکھ بھالکے تول لیتے ہین کہ حریف ہمارا زبردست ہی یا کمزور سو مین نے پہلے نگاہ سے دریافت کرلیا کہ تو نہایت کمزور ہی تنکے کی طرح سے مارا جائیگا نعمان بن گیر نگ شعلہ جوالہ ہوکے بھڑک اٹھا اور کہنے لگا کہ اے ضرب شاہزادہ عالم یہ کہا شعر تو اول بزاری تمناے خویش ❊ کہ من خصم را میدہم جاے پیش ❊ ہمارے طریق مین چار باتین ممنوع ہین حریف پر پیشدستی اور بھاگتے کا تعاقب اور کسی بزرگ کی قبر پر قدم رکھنا اور عاشق و معشوق کا افشاے راز کرنا لہذا تو پہلے اپنی ضرب کر اگر جناب احدیت مجھے تیری ضرب سے محفوظ رکھیگا تو مین تجھیر حسرت بہ کرونگا نعمان بن گیر نگ بہت ہنسا اور کہنے لگا تیری وہ مثل ہی مرے وہ جو پہلے مارے ❊ سوچ کر غلطی پڑ کیا بارے ❊ افسوس ہی ترا حسرت جی کی جی ہی مین رہجائیگی میری ضرب سے تو بچیگا نہین جو تجھے وار کرنے کی مہلت اور فرصت ملیگی ... یہ خبر دار رہ کہتا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکے نیزہ بلند کرکے سینۂ بے کینہ پر شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے مارا شاہزادۂ عالم نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دونون نیزون کی نوکون مین سے چنگاریان آگ کی اُڑین اور آواز چھنا نے کی آئی اور آپس مین نیزہ بازی شروع ہوگئی تیر طون مین نیزہ نعمان بن گیر نگ کا شاہزادہ بدیع الزمان نے ہوائی کردیا نعمان بن گیر نگ نے جو دیکھا کہ میرا نیزہ ہوائی ہوگیا

دونوں ہاتھ اپنے غصہ سے فاش زمین پر دے مارے اور پکارا ای بدیع الزمان تونے غضب کیا کہ نیزہ میرے
ہاتھ سے نکال دیا مگر خیر کیا مضائقہ ہی نیزہ بازی حلال بازی عمود بازی حمال بازی شمشیر بازی راستبازی اب میری
تیغ تیز کی برش کو بھی دیکھیے یہ کہکے گھوڑے سے گھوڑے کو ملا چاہا کہ تلوار ماری شاہزادہ عالم نے اپنی تلوار کی پشت
پہ اسکی تلوار کو روکا تلوار نعمان بن گیرنگ کی مانند آئینہ حلبی کے دو ٹکڑے ہوگئی دو زمین پر جا پڑی اور اُسکی غیظ و
طیش میں اُس رستم صولت شاہزادہ بدیع الزمان والا منزلت نے تیغ جوہر نشا و ہوشیار کو نیام سے کھینچا اور
اُس گبر مغرور نعمان بن گیرنگ کے سر پہ مارا نعمان بن گیرنگ نے سپر فراخ دامن کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر
تلوار اُس شجیع کارزار بدیع الزمان نامدار کی مثل برق سپر پہ چمکتی نظر آئی یا زیر تنگ سے مرکب اُس کا فی بے نام و ننگ
نعمان بن گیرنگ کے اُتر گئی اور لاش اُس جہنمی بدمعاش کی مع مرکب چار پر کالے ہوکے خاک و خون میں لوٹنے لگی
دونوں لشکروں میں دوست اور دشمنوں کے منہ سے بیساختہ صداے مرحبا بلند ہوئی اور خواجہ گرانہ اللہ مان
بختیارک خوشی میں گنجاب کی بے ساختہ اچھل پڑا اور پکارا سبحان اللہ واہ واہ ہی واہ واہ جزاک اللہ
ما شاء اللہ چشم بددور کیا خوب تلوار نے کاٹا ہی اور کیا صفائی اور طاقت اس بدیع الزمان رستم شکوہ کے
کے ہاتھ میں ہی گنجاب نے درہم برہم ہوکر کہا کہ ای بدذات یہ وقت خوشی کا ہی اور تعریف اور توصیف کرنے کا ہی
بختیارک نے کہا ای گنجاب اگر تیرے سب سردار ایک ایک باری باری نکل کے شاہزادہ بدیع الزمان سے
مقابلہ اور مجادلہ کرینگے تو یہی حال سب کا ہوگا لہذا آپ سمجھے تو یہ مناسب ہی اور جو تو چاہتا ہی کہ میری فتح ہو تو حکم
کر دے کہ سارا لشکر چار طرف سے یورش کرکے اسپر جا پڑے اور جنگ مغلوبہ کرکے اسکو شکست دے یا مار لے
گنجاب نے گفتگو بختیارک کی مناسب جان کے اپنا رومال ہلاکے دو دفعہ چپ و راست دیکھا اور
فوج کو اشارہ کیا کہ ہاں اب توقف اور تساہل نہ کرو چار طرف سے بلوہ کرکے اس خداپرست کو مار لو اور جنگ
مغلوبہ کر دو بس پھر تو یہ حال تھا کہ چار طرف سے لشکر کفار نے اپنی اپنی سپر تلوار پکڑ کے گھوڑے تیز کیے اور یا خداوند
باختر یا خداوند باختر کہکے شاہزادہ بدیع الزمان والا گہر کی فوج پر مار لو مار کہتے چلے شاہزادہ عالی مقام
بدیع الزمان پہ ہجوم فوج کفار کا دیکھکر مثل شیر تشنہ و گرسنہ آمادہ حرب و ضرب ہوا فصل بن گیا ہو خون آشام
نے شاہزادہ عالی مقام کو یکہ و تنہا فوج کفار سے شمشیر زنی کرتے دیکھکر اپنی فوج کو بھی حکم دیا کہ ہاں مار لو اور بھگا دو
فوج گنجاب کو اور ایک کو بھی زندہ اور سالم بچ کر میدان سے نہ جانے دو حسب الحکم فصل کے لشکر اسلام
نے بھی اپنے اپنے گھوڑے سمت میدان گرم تاز کیے اور برچھے اور تلواریں پکڑ پکڑ کے آمادہ جدال و قتال ہوے
اور آن واحد میں ہزار ہا کفار بد اطوار کو تلواروں سے جہنم واصل کر دیا اور لشکر کفار تہ و بالا ہوکے عنقریب تھا کہ
شکست کھاکے بھاگ کھڑا ہوتا گاہ وہ جو مثل مشہور ہی مثل انہونی بات کو تاکت ہیں سب کو ہے انہونی
ہونی نہیں ہوتی ہونے والی ہو رہتی ہے اسی عرصہ رزم و پیکار میں ایک مرتبہ ایک عیار نے آکے گنجاب
سے کہا کہ ای پیغمبر و رسول مبارک باد خداوند ہمیشہ بہرور ملک لقا خداے باختر نے ارجل خشت انداز اور
سرجل خشت انداز اور سہیل برق انداز اور جہلیل رعد آواز کو فوج کثیر اور لشکر بیشمار سے تیری مدد کو روانہ
کیا ہی اور عنقریب وہ آپہنچتے ہیں بختیارک نے خوش ہوکے کہا ای گنجاب اگر میرے کہنے پر تو عمل کر تو صلاح دولت
یہی ہی کہ ارجل اور سرجل اور سہیل اور جہلیل وغیرہ سے کہلا بھیج کہ باغ کی پشت پر سے حملہ کرکے آئیں اور
بدیع الزمان کی فوج کو گھیر لیں آن واحد میں لشکر خدا پرستوں کا شکست فاش کھاکے بھاگ کھڑا ہوگا گنجاب

کو یہ رازے بختیارک کی بہت پسند آئی اور سنجانی عیار کی زبانی اُن سب کو کہلا بھیجا کہ مین یہان بدیع الزمان سے مقابلہ اور مجادلہ کر رہا ہون وہ مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے پشت پر سے محض غافل اور بیخبر ہے تم سب چار باغ ملک حرمان کی پشت پر سے حملہ کردو اور باغ مین گھس کے خدا پرستون کو مار لو چنانچہ جسوقت کہ سنجانی عیار نے ارجل اور سرجل وغیرہ فوج کفار کو یہ حکم گنجاب کا پہونچایا حسب الحکم گنجاب کے ارجل خشت انداز اور سہیل اور جہلیل کے ساتھ والے ایک لاکھ اسی ہزار خشت اندازون اور رعدآوازون نے پشت پر چار باغ کی آکے سو سو اسو گز کی چوہیل فولادی اینٹین گوپھنون مین رکھ رکھ کے ایک ہی مرتبہ جو دیوار چار باغ پر مارین تو ایک طرف کی سر تا سر بیخ و بن سے دیوار چار باغ کی منہدم ہو کے گر پڑی اور تمام لشکر خشت انداز و رعدآوازون کا اندرون چار باغ گھس آیا اور ہزارہا درختان سایہ دار اور بیشتر خوبصورت خوبصورت کو توڑ کے خاک مین ملا دیا اور شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کے لشکر کی پشت پر تلوارین مارتا آمادہ جدال و قتال ہوا یہان جو شاہزادہ بدیع الزمان اور فضل بن گیا ہو رخون آشام نے مع تمام اپنی فوج کے غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار کے لشکر کفار کو درہم برہم کر دیا تھا اور شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والامرتبت نے شعر سامنے آیا جو اُس دشمن دین کو مارا پہلے حملے مین علمدار لعین کو مارا اور علم گنجاب کے لشکر کا گرا تھا کہ یکایک پشت پر سے ایک شور و غل بلند ہوا اور دیکھا کہ ہزارون تیغ جانان صاحب غرق تیکین اور مومنین پراگندہ نظر آتے ہین اور ایک طرف سے اسپہ بن عمرو سراسیمہ اور نہایت مضطر پریشان شاہزادہ نامور کے پاس پہونچا اور سارا حال خشت اندازون کے شرارت اور بدعت اور چار باغ کی ویرانی اور خرابی کا عرض کیا شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان نے یہ حال سنکے جو پشت پر نگاہ کی تو دیکھا لشکر مین کسی کو نفس اور فردو بشر کو نہ دیکھا لاعلاج ہو کے جنگ کرتا رستہ تلوارین مارتا ایک سمت کو نکل گیا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان رزمگاہ سے شکست کھا کے نکل گیا حسب اتفاق ایک سمت سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اسی فکر مین کہ چل کے لشکر گنجاب کو دیکھون اور وہان کیا کارنمایان کرون آتا تھا اور اُس طرف ایک فرقہ کفار کا زیر فیطول خداوندی لقا رہتا ہے اور دو سردار اُسکے ناہیا سرکش اور اشکبوس بن بہرام سرکش بڑے زبردست اور تلوار کے مشہور اور معروف ہین دستادہ لقا لاکھ سوارون کی جمعیت سے واسطے گرفتاری شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ نامدار کے روانہ ہوئے تھے جبکہ قریب ملک باختر کے پہونچے تو وہ دونون ماجرا شکست اور فرار ہو جانے کا بدیع الزمان نامور کے سنکے ایک مقام پر اپنی فوج کا جماتے ہوئے اور کف افسوس مل ملکے باہم یہ کہتے تھے کہ ہمارا شکار ہاتھ سے جاتا رہا کہ بدیع الزمان نکل گیا ورنہ ہم آن واحد مین اُسے گرفتار کرکے حضور خداوند لیجاتے قضا کار آدھر سے قاسم مع اپنی فوج و سپاہ کے نمودار ہوا اُن دونون سرکشون نے جانا کہ یہ سرگنجاب بہ نیت رزم و پیکار جاتا ہے بس اب بہتر اور صلاح وقت یہی ہے کہ بدیع الزمان کو تو خداوند لقا نے آپ ہی شکست دی ہم اس قاسم کو اسیر و دستگیر کرکے حضور خداوند کے لیجائین اور آپس مین یہ صلاح کرکے سدراہ ہو کے لشکر کو اپنے قائم کیا اور اشکبوس بن بہرام سرکش نے سر میدان نکل کر نہیب دی کہ اے قاسم ہوشیار باش کہ مان تیرا [illegible] شاہزادہ خاور سیاہ نے اُسے دیکھ کے اپنے مرکب کو گرم تاز کیا اور مقابل اشکبوس آکے کہا کہ لا ضرب مردان غازی اشکبوس نے برچھا سینہ بے کینہ پر شاہزادہ قاسم کے مارا اور دونون دلاورون مین نیزہ بازی شروع ہو گئی تیرھوین طعن مین شاہزادہ خاور سیاہ نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال لیا اشکبوس بن بہرام نے طاقت غیظ و غضب مین تلوار سر پر شاہزادہ قاسم

ماری شاہزادہ قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر تیغہ دوال کمر پر اُسکی مارا کہ بار بار دو ہو کے کالے ہو کر لاش اُسکی مرکب سے
گر پڑی اور خاک و خون میں تڑپنے لگی اہل لشکر نے جو اُسکے اپنے سردار کو خاک و خون میں غلطیان و غلطان دیکھا تو پھر لشکر
خاور سیاہ سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کی تاب نہ لاسکے چاہتے تھے کہ بھاگ کھڑے ہوں اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ لشکر گنجاب کا
بھی عنقریب یہان فروکش ہی یکایک یہ خبر اشکبوس اور باہیار سرکش کے آنے اور قاسم کے ہاتھ سے شکست کھانے
کی گنجاب نے جو سُنی تو اُسنے حکم دیا کہ جس صورت سے بدیع الزمان کو شکست دی ہی اُسی صورت سے فوج رعدآواز
اور خشت اندازون کی عقب سے جاکے اُسکو شکست دے اور جو مارا جائے تو اُسکا سر کاٹ لائین حسب الحکم گنجاب
کے ایکبار چار ہزار رعدآواز گنجاب کی یورش میں آئین اور ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا وہان شاہزادہ خاور سیاہ مالک
قاسم جو لشکر میں سرکشون کے شمشیرزنی کرتا چلا آتا تھا ایک مرتبہ چند سوارون نے آکے قاسم سے عرض کی کہ شہریار
آپ اسقدر غافل کیون ہین رعدآواز اور خشت اندازون نے پشت پر سے آکے آپکے تمام لشکر کو تباہ کردیا قاسم
نے جو پلٹ کر دیکھا تو فی الواقع کوئی سوار و پیادہ اپنے ساتھ کا کہین نظر نہین آتا قاسم نے بھی بوقلمونی فلک غدار اور گردش
لیل و نہار کو دیکھکر اپنے گھوڑے کو تازیانہ کیا اور ایک سمت کو نکل گیا

اب دو کلمے داستان وارائے سواد ہندوستان رکن السلطنت دوران جانشین مسند سلطان صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان اور مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ جبکہ لندھور بن سعدان اور مالک دونون سپہ سالار دست راست اور دست چپ امیر باتوقیر سے رخصت ہوکے
کشتیون پر سوار ہوے اور مالک اژدر قبل از لندھور سفر دریا سے باطمینان تمام کنارے پر پہونچا اور سکان کشتی کا
وہان لگا کے کنارے پر دریا کے اترا دراز سپہ چوبدار مالک کا ہی اُسنے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شہر ہی اور اس
شہر کے حاکم کا کیا نام ہی اکثر قریہ و دیہات کے لوگ جو وہان تھے اُنھون نے کہا کہ اس شہر کو مملوکیہ کہتے ہین اور یہان کا
حاکم مملوک نیزہ دار مشہور ہی چالیس من کا نیزہ اُسکی کثرت کا ہی اور فنون نیزہ بازی میں اُسکا ثانی کوئی بہادر ملک
باختر میں نہین ہی جب اُسنے سُنا کہ تم لوگ کشتیون پر سے لب دریا اُترے ہو مملوک نیزہ دار بائیس ہزار سوار سے
بقصد رزم و پیکار آتا ہی دراز سپہ نے یہ نقل جاکے روبرو مالک اژدر کے بیان کی مالک نے کہا آنے دو دیکھ لینگے
آخر طول مختصر کیا ہے خلاصہ یہ کہ مملوک نیزہ دار نے مع اپنے لشکر کے وہان آکے طبل جنگ بجوا دیا اور مالک
نے بھی طبل جنگ بجوا کے بیچ کو اُس سے مقابلہ کیا اور ساتھ طعن پر اُسکا نیزہ ہوائی کر دیا جسوقت کہ مملوک نیزہ دار
کے ہاتھ سے نیزہ مالک نے نکال دیا اُسوقت مملوک نے آپ کو گھوڑے پر سے گرا کے چاہا کہ خنجر سے اپنا گلا کاٹ ڈالے
مالک نے کہا کہ اے مملوک یہ کیا حرکت نامردی کی تو کرتا ہی گلا اپنا نہ کاٹ مملوک نے جواب دیا کہ اے بہادر خداوند
لقا نے مجھے اپنا فخر کردہ کیا تھا اور کہا تھا کہ کوئی بشر روئے زمین پر ایسا نہین پیدا کرونگا جو تیرے نیزے کو ہوائی
کرسکیگا سو تو نے میرے نیزے کو میرے ہاتھ سے نیام نکال دیا بلکہ خداوند لقا کا سر توڑ ڈالا اب میری زندگی کا
کیا لطف رہا مالک نے کہا کہ لقا ایک نطفہ کی پیکر ہی بادیہ ضلالت گمراہ کنندہ عالم ہی وہ خدا کیا آتا ہی جو کسی کو اپنا
فخر کردہ کرے [illegible] اعتبار کرتا ہی بعد اسکے چند کلمے وعظ و نصیحت میں کہا اسے عرف قل
[illegible] اس طرح سے بیان کیے کہ مملوک نیزہ دار اژدر مالک کی باتون کا اثر دل مین ہوا اور
زنگ کفر آئینہ دل سے مملوک کے دور ہوگیا اور اپنی زبان سے لقا کو گالیان دیکر [illegible] کلمۂ شہادت پڑھ کے
مسلمان ہوگیا اس عرصہ میں خبر شاہزادہ خاور سیاہ مالک قاسم کی شکست کھاکے نکل جانے کی پہونچی مالک نے

حال سُنکے مغموم اور پریشان خاطر ہوا مملوک نے کہا کہ بادشاہ اگر ایک مرتبہ شکست شاہزادہ خاور سیاہ کی ہوگئی تو کیا ہوا شاہزادہ
قاسم نے وہ وہ کارنمایان اور رستمانہ کیے ہین کہ طلسم کو توڑا اور ہزاد کوہ اور ارکانیہ وغیرہ اکثر ملک مسخر کیے ہین یہ سُنکے بارے
مالک بہت خوش ہوا اور ایک پیادے کو واسطے قاسم کی خبر کے روانہ کیا بعد چندروز کے وہ پیادہ خبر لیکے آیا اور اُسنے
کہا کہ مین نے اطراف وجوانب مین شہر بشہر پہونچا اور مین نے ناچار باغ ملک حرمان دلکش جاکے خوب دریافت کیا تو ہزارون
اعلیٰ ادنیٰ کی زبان سے مین نے سُنا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے بہت بڑا لشکر اور بہت سے سردار اپنے رفیق جمع کیے تھے
لیکن ایکی مرتبہ گنجاب سے شکست کھاکے کسی طرف کو نکل گیا ہی مالک نے کہا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
اُسکی تلاش مین گنجاب کو شکست فاش دیگا اور خراب وتباہ کردیگا اُس پیادے نے عرض کی کہ حضور شاہزادہ
قاسم بھی بدیع الزمان کے بعد شکست کھاکے نکل جانے کے بمقابلہ لشکر گنجاب تشریف لیگئے تھے مگر وہ بھی گنجاب
کی فوج سے شکست کھاکے کسی طرف کو چلے گئے ہین مالک کو عجیب طرح کا ایک صدمہ اور رنج لاحق ہوا اور بہت سے سوار
او تیز رفتار پیادون کو واسطے تلاش اور سراغ رسانی شاہزادہ خاور سیاہ کے چہار طرف روانہ کیا اور اب بمقام
مجبوری مملوک کیہ مین مملوک نیز د دار کے ہمراہ قیام پذیر ہوتا ہی آگے دیکھیے جو حال ہوگا وہ بیان کیا جائے گا

اب دوکلمے داستان لندھور بن سعدان سے بیان کیے جاتے ہین

کہ خسرو بلاد ہندوستان گرشتاسپ دوران جہانشاہ بن مہتدا امیر حمزۂ عالیشان سلطان صاحبقران والاتوقیر رستم زمان
لندھور بن سعدان بعد ایک مدت دراز کے سفر ولب دریا کے کنارے پر پہونچا اور وہان پر چند ہوا کے کشتیون پر سے
مع نو لاکھ سوار اور پیادون کے جو ہمراہ اُسکے لشکر کے تھے اُس جگہ اُتر پڑا اور وہین پر ایک علیحدہ بارگاہ استادہ
کروا کے وہان کی رعایا اور آیندہ ورفتہ سے پوچھا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہی اور یہان کا حاکم اور حکم فرما کون ہی لوگون
نے کہا کہ اس بندر کا زرسانیہ نام ہی اور یہان کا مالک زرسان یکدست بڑا زبردست اور زبردست ایک بہادر ہی
کہ سات لاکھ سوار سے حکمرانی کرتا ہی خسرو بلاد ہندوستان سُنکے خاموش ہو رہا حسب اتفاق کچھ گھسیارے
زرسان یکدست کے لشکر کے جہان لشکر لندھور کا اُترا تھا اسی جنگل مین گھانس چھیلنے کو آئے تھے اُن گاہ تراشون نے
ایسے لشکر اور فوج کا اُتار لب دریا جو دیکھا تو جسوقت وہ گھانس کے گٹھے باندھ باندھ کے اپنے لشکر مین گئے تو طویلے
مین گھوڑون کے گٹھے گھانس کے کھول کے سائیسون اور چاکرون سے یہ حال فوج کے آنے کا کہا سائیسون نے جا کے
داروغہ اصطبل سے ذکر کیا داروغہ نے اسی وقت جا کے زرسان یکدست سے عرض کی کہ شہریار لب دریا لشکر خدا پرستون
کا آکے اُترا ہی غلام نے زبانی چاکرون کے سُنکے حضور مین اطلاع کردی آگے جیسا مزاج مین آئے ویسا کیجیے زرسان
یکدست نے یہ خبر سُنکے منشی کو طلب کیا اور حکم دیا ایک نامہ بدین مضمون لکھو کہ اس سرزمین پر چندروز پیشتر سے حکم
قضا لزوم خداوند سپیدہ ہزار ملک باختر کا صادر ہوا ہی کہ ہم نے فرقۂ خدا پرستون پر اپنا قہر نازل کیا ہی اور جہاز اُنکے دریا
قہر مین طوفانی کردیے ہمارے سپیدہ ہزار ملک مین جہان جس خدا پرست کا جہاز نکلے اُسکو وہین قتل کرنا اور اپنی طرف سے
خبردار کسی کو آگے نہ جانے دینا لہذا تجھے اطلاع کردی ہی کہ اگر تو تجارت پیشہ کوئی سوداگر ہی تو جسقدر مال تجارتی
تیرے ہمراہ ہو اُسکا محصول سرکار مین داخل کرکے پروانہ مہری سرکار سے لے اور چلا جا اور جو تو کسی ملک کا فرمانروا
یا کوئی سردار فرقۂ خدا پرست مین سے ہی تو خبردار جابجا سے آیا ہی تیرے حق مین بہتر یہی ہی کہ اُسی طرف کو پھر جا ورنہ
اشتعال آمادۂ رزم وجنگ وتاراج ۰۰ ہون منتظر اس جواب کا آج ۰۰ نامہ ہی یہی ہی پیغام ۰۰ بس باقی سلام اور
اکرام بالغرض یہ نامہ لکھوا کے اپنے ایک سردار کے ہاتھ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کے پاس

روانہ کیا اور جسوقت کہ وہ سردار نریمان بکدست دروازہ بارگاہ پر لندھور کے پہونچا اور خبر اُسکے آنے کی لندھور
کو ہوئی لندھور نے اندرون بارگاہ اُسے طلب کرکے بہت باآبرو کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کہ اپنے آنیکا سبب
بیان کر اُسنے وہ نامہ نریمان بکدست کا پیش کیا اور لندھور نے اُسے پڑھکے نامہ کی پشت پر لکھدیا کہ جواب نامہ
جنگ ہے اور وہ سردار نامہ لیکے پھر نریمان بکدست کے پاس آیا نریمان بکدست جواب نامہ جنگ پڑھکے اُسی وقت
رنجیدہ سپاہ لاکھ سوار لیکے اپنے ہاتھی پر سوار ہوا اور قریب لشکر لندھور کے پہونچ کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور طبل جنگ
لشکر میں نریمان کے بجا اور یہ خبر سُنکے خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی
طبل جنگ بجے حسب الحکم لندھور کے لشکر میں طبل جنگ بجنے لگا اور رات بھر تیاری اور بساط رقص میں گذری صبح کو طرفین
سے فوجیں نکلیں اور مقابلہ ہوا نریمان بکدست مغلوب ہوا اور خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے اُسے
پکڑ لیا اور اُس سے احوال شاہزادہ بدیع الزمان باقبال کا پوچھا نریمان نے کہا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے پہلے
تو بڑے بڑے کارنمایاں کیے اور جنگ رستمانہ کرکے تمام باختر میں تہلکہ ڈالدیا لاکھوں سوار و پیادہ کا کشت پہم پہونچایا مگر
ان روز دن بھر لڑائی ہوئی تھی سو شکست کھا کے کسی طرف کو نکل گیا ہے لندھور حال شاہزادہ باقبال
کی شکست کھانے کا سُنکے نہایت غمگین اور رنجیدہ ہو گیا بعد اسکے نریمان بکدست سے کہا کہ اے نریمان تو
عاقل اور جہاندیدہ ہے تجھے لازم ہے کہ لعنت کر اس کفر و کافری پر اور راستی سے دین اسلام قبول کر نریمان بکدست
نے جواب دیا کہ میں ابھی مسلمان ہوتا ہوں اگر کوئی میری شرط ادا کرے تو کیا مضائقہ لندھور نے پوچھا کہ تیری شرط
کیا ہے نریمان نے کہا کہ اس جنگل میں ایک فیل مست بہت بڑا زبردست رہتا ہے میں نے چاہا کہ اُس
ہاتھی کو گرفتار کروں اور کئی مرتبہ میں اُسکے پکڑنے کو گیا وہ میرے قابو میں نہ آیا بلکہ اُس ہاتھی نے اپنی خرطوم سے پکڑ کے
میرا ہاتھ بھی ناقص کر دیا چنانچہ میں نے اُس ہاتھی کی گرفتاری کے واسطے کوئی تدبیر باقی نہیں رکھی مگر وہ ہاتھی کسی
طرح سے قابو میں میرے نہیں آیا میں نے جاکے خدمت لقا خداوند میں عرض کی کہ یا خداوند میرا ہاتھ پھر بدستور
درست کر دے لقا نے مجھے جواب دیا کہ میں نے تقدیر کی ہے کہ جب تو جاکے حمزہ صاحبقران کو باندھکر میرے پاس
لاویگا تو میں تیرا ہاتھ بدستور اچھا کر دونگا اُسوقت سے مجھے معلوم ہوا کہ لقا کو دعوی الوہیت اور وعدہ اُسکا
محض باطل ہے اگر تو جاکے اُس ہاتھی کو پکڑ لاوے اور مطیع اپنا کرے تو میں لاشک ولاریب جانونگا کہ تیرا دین
برحق ہے اور میں مسلمان ہوکے بدل و جان تیری اطاعت قبول کرونگا لندھور نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے لندھور
ہمراہ نریمان بکدست کے سوار ہوکے اُس صحرا میں گیا اور ہر چند اُس ہاتھی کی تلاش کی مگر کہیں نظر نہ آیا ناگاہ ایک
جانب آواز اُس ہاتھی کی معلوم ہوئی اُس آواز پر لندھور نے اپنے فیل میمونہ مبارک کو آگے بڑھایا اور جسوقت
اُس ہاتھی کو دیکھا تو فیل میمونہ مبارک لندھور کا بھاگا ہر چند لندھور نے چاہا کہ اپنے ہاتھی کو اُسکے سامنے لیجاوے
لیکن میمونہ مبارک ہاتھی لندھور کا کسی صورت سے اُس ہاتھی کے سامنے رخ نہیں کرتا تھا تب لندھور ناچار
ہوکے ہاتھی پر سے کود پڑا اور برابر اُس مست ہاتھی کے جاکر چاہا کہ اُسے پکڑ لے اور جس ہاتھی نے اپنی خرطوم
سونڈ بڑھا کے چاہا کہ لندھور کو کھینچ لے پھر تو لندھور نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر اُسکی سونڈ کو پکڑ لیا
اور ایسے زور میں جھٹکا تو وہ ہاتھی چنگھاڑ کے بل زمین پر گرا اُسوقت لندھور جست کرکے اُس ہاتھی پر سوار
ہو بیٹھا اور مارنا شروع کردیا اس عرصہ میں بہیمو رشتا اور رعد شاہ قنوجی گوجر ملک دکنی وغیرہ روسائے
ہند رفقائے جان نثار لندھور نامدار کے پہونچ گئے اور اُس ہاتھی کو پکڑ کے جنگل سے لے آئے نریمان بکدست

یہ جرأت اور قوت اور زور طاقت اور جوانمردی لندھور کی دیکھکر از سر نو صدق مسلمان ہوگیا ایک روز کی نقل ہے کہ لندھور
بتفریح طبع سوار ہوکے صحرا کی طرف جاتا تھا اتنا سے راہ میں دیکھا کہ ایک بازکسی شخص کا پرواز کرتا ہوا آ کے ایک پتھر
پر بیٹھ گیا لندھور نے طعمہ دکھلا کے اُس باز کو پکڑ لیا اور نہایت خوشی خوشی اُس باز کو اپنے ہاتھ پر بٹھلا کے گوشت
ہر چند کھلاتا رہا تھا کہ سامنے سے ایک نقابدار سیاہ پوش مرکب پر سوار مسلح اور مکمل گھوڑے کو تیز کیے نمودار
ہوا اور دور ہی سے اپنے باز کو لندھور کے ہاتھ پر بیٹھا دیکھکر آگ بگولا ہوگیا اور تلخ کلامی شروع کی اور کہا کہ اے خیرہ سر
تیرہ روزگار تیری کیا یہ مجال تھی کہ تو نے میرے باز کو پکڑ لیا لندھور نے کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا باز تمہارا ہی سمجھ کے
میں نے پکڑ لیا تو نقابدار نے کہا کہ اگر تیری جان پیاری ہے تو اسے حوالہ کر نقابدار نے کہا کہ میں اسکے عوض میں تجھے
سزا سے مقتول دونگا تاکہ پھر تجھے جرأت نہ ہو یہاں تک نوبت پہونچی کہ نقابدار نے اپنے گھوڑے کو
چمکا کے لندھور کا گریبان پکڑ لیا اور چاہا کہ زور کرکے ہاتھی پر سے لندھور کو اُٹھالے لندھور نے بھی گریبان نقابدار
کا پکڑ لیا اور آن واحد میں نقابدار سیاہ پوش کو فاش زمین سے اُٹھا کے سر پر چرخ دیا اور چاہتا تھا کہ زمین پر مارے
نقابدار نے کہا اے بہادر ہر چند بر سر من نکو بودی ولیکن چشم تو بر روی من نکو بودی ور دل مجمل اند * جبکہ نقاب جو منہ سے اُٹھالی تو لندھور
نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہ لقا پری پیکر ایک کا سن و سال ہے اسکا حسن و جمال مشہور وہ شاہ حسن ہے جو
نکالے نقاب باجے بولے ماہ سے اور خراج آفتاب سے * لندھور اسکو دیکھتا اور دیکھ کے ہزار جان سے
شیفتہ اور فریفتہ ہوگیا اور آہستہ سے اُسکو زمین پر رکھکے پوچھا شعر چیستی وچہ نام خوانندت * در کدام مقام
دانندت * اُس نازنین نے جواب دیا کہ میرا نام ظہور بانو اور میں زریان بکدست کی چھوٹی بہن ہوں اے بہادر اگر تجھے
اشتیاق میری ملاقات کی ہے تو فلاں جا پر میرا مکان مثل ماہتاب اور آفتاب کے عیاں ہے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے تو پوچھتا ہوا چلا آنا
بس اتنا کہکے وہ نازنین اپنے مرکب کو چمکا کے جدھر سے نمودار ہوئی تھی چلی گئی لندھور دوسرے دن شب کو بمارے اشتیاق اور
کثرت درد فراق سے بیتاب ہو کے رات کے وقت یکہ و تنہا ملکہ ظہور بانو کے مکان پر گیا اور ظہور بانو نے لندھور کو بکمال عزت
و احترام و لیری و دلداری کرکے اپنے مکان پر لے گئی اور بالائے مسند ہمدوش اور ہم آغوش ہوکے بیٹھی از بسکہ خلش قرار دی
ملکہ ظہور بانو کی دایہ نے جو یہ حال دیکھا تو مارے خوف کے کہ مبادا یہ راز اگر زریان بکدست پر افشا ہو جائے تو میری عزت
اور جان نہ بچے گی لرزاں و ترساں ملکہ کی آنکھ بچا کے زریان بکدست کے پاس گئی اور ساری کیفیت لندھور کے آنے اور ملکہ
ظہور بانو کے صحبت کی بیان کی زریان یہ حال سنکے کمال خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے یہی آرزو اور خواہش خود دل کی تھی اور
شکر ہے خدا وند تعالی کا کہ حسرت میرے جی کی بر آئی یہ کہکے اُسی وقت سوار ہوکے اپنی چھوٹی بہن ظہور بانو کے مکان پر آیا
اور بے ساختہ اندرون مکان کے چلا گیا جسوقت سامنے لندھور کے پہونچا تو لندھور زریان کو دیکھکر اپنے دل میں نہایت
محجوب اور شرمندہ ہوا اور سرنگوں ہوکے رہ گیا تب زریان بکدست نے لندھور کو منفعل اور سرنگوں دیکھکر کہا کہ اے شہریار
زہے افتخار و سعادت دارین میری کہ یہ میری بہن تیری کنیزی میں سرفراز ہوا اور قسم ہے مجھکو اپنے دین اور ایمان کی
کہ میرا خود تو پہلے ہی سے یہی ارادہ تھا کہ اسے آپ کی پرستاری اور خدمتگذاری میں دوں لیکن پاس آداب آپ سے
خائف و ترساں تھا اور عرض نہیں کر سکتا تھا کہ شاید حضور قبول اور منظور نہ فرمائیں مگر الحمد للہ کہ جو مدعا سے
دلی اور مقصد علت قلبی میری تھی جناب احدیت سے وہ تمنا میری بر آئی اور اتنا کہکے اُسی وقت قاضی کو طلب کیا
اور بطریق اہل اسلام عقد ظہور بانو کا ساتھ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کے کر دیا اور وہاں سے باہر نکل کے
اپنی بارگاہ میں سوار ہوا اور یہاں لندھور ملکہ ظہور بانو سے ہم بستر ہوتا ہے اور اُسی شب کو نطفہ لندھور کا قرار

پاتا ہے اور ظہور بانو کے بطن سے ایک بیٹا کہ نام اسکا شمر زامی بن لندھور رکھا جائیگا پیدا ہوگا اور وہ فرزند خسرو بلا دہند
لندھور بن سعدان کا قوبچ نامدار وصندلی نامدار میں جسکا زمانہ ثانی کریگا غرض قصہ مختصر بعد چندروز کے ایک عیار نے آکے
عرض کی کہ در بند عمودیہ سے عاد بن عمود گراز دندان او حمید بن حامد گراز دندان مع چار لاکھ سوار کے بہ نیت جنگ
سرزمین نرسیما میں پر آتے ہیں خسرو بلا دہند وستان نے بھی یہ خبر سنکے مع قرسیان بکمیدست شہر نرسیان سے کوئی پانچ سات
کوس پر نقل کر کے اور اپنے لشکر کو قائم کر کے بارگاہ استادہ کردوائی اور وقت شب کے دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجنے لگا
پھر وقت صبح کے دونوں لشکر میدان میں نکلے عاد بن عمود گراز دندان اپنا گھوڑا اچھلاکے تا وسط میدان میں آکے
قائم ہوا اور ایک میل تیں سو من کا اپنے پرسے اٹھاکے زمین پر بائیں ہاتھ سے کھڑا کیا اور داہنے ہاتھ سے ایک گرز کی
تین ضربوں سے اس میل کو زمین میں غرق کر دیا بعد اسکے تین روز میں اس میل کو پھر زمین سے اکھاڑ کے بہت سالا دیگر
کیا اور کہنے لگا کہ کہاں ہیں رستم و سہراب اور کہاں ہیں حمزہ عرب کہ میرے روبرو آکے تین ضرب عمود میں اس میل کو زمین میں
غرق کریں اور پھر تیسرے روز زمین سے اکھاڑ لے لندھور نام سلطان عالی مقام کا سنکے نہایت درہم و برہم ہوا اور اپنے
فیل میمونہ مبارک کو جنگ کے آگے بڑھایا اور باواز بلند کہا اے عاد بن عمود گراز دندان چھوٹا منہ بڑی بات کہنا تجھے
نہ چاہیے امیر حمزہ عالی شان سلطان صاحبقران کا نام انسان پہلے ہزار مرتبہ گلاب کیوڑے سے کلیاں کرکے اپنے منہ
کو ظاہر کرے تب زبان پر لائے اسکا مرتبہ تو عالی ہے مگر ایک کمترین نمک خوار انکا میں ہوں یہ کہکے وہ میل عاد بن عمود
گراز دندان کے ہاتھ سے لیکے ایک ہی ضرب گرز میں پیوند زمین کر دیا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر ایک ہی زور میں اُس
میل کو زمین سے اکھاڑ کر دور پھینک دیا جبکہ عاد بن عمود نے یہ زور بازو خسرو بلا دہند وستان لندھور بن سعدان
کا دیکھا تو محو حیرت سکتے کی صورت گھڑی بھر کائل رہ کے پکارا کہ لا شک ولا ریب تیرا دین برحق ہے جو تیرا دین اختیار
کرے وہ کیا کہے لندھور نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا عاد بن عمود گراز دندان او حمید بن حامد گراز دندان دونوں مع اپنے چار
لاکھ سوار کے از صدق کلمہ شہادت پڑھ کے مشرف باسلام ہوئے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان رنج گروہ رستم شکوہ شہزادہ ایک باختر صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان کے ڈھونڈنے سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت شاہزادہ بدیع الزمان میدان رزم سے شکست کھاکے نکلا تو تھوڑی دور پر جاکے امیر بن عمر و کو واسطے خبر
لانے ملکہ گوہر بار کے روانہ کیا اور امیر بن عمر چار باغ ملک حیران و نوشیں میں جاکے پھر کر خبر لایا کہ شہر یار عالم
زلیخا میں چلیپا میں لونڈیاں وغیرہ متوسلین اور ملکہ زمین ملکہ کی سب اسیر دام تزویر ہو گئے تھا سب کے پاس نہیں ملکہ گوہر بار
کا کہیں سراغ اور پتا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کہاں ہے بلکہ کل سب کو بھی اس بات کا شبہ ہے اور دلا حق ہے کہ ملکہ کہاں نکل گئی
اور کہاں ہے اسی واسطے سیکڑوں سراغ رساں اور جاسوس اور ہرکارے چیرہ عیار وغیرہ دس کوس تک کو گئے ہیں اور
دشت و جبل اور شہر گاؤں گاؤں قصبے قصبے اور جنگلوں جنگلوں میں تلاش کرتے پھرتے ہیں شاہزادہ عالم
یہ حال سنکے بیدرد نہایت مغموم اور رنجیدہ ہوا اور ایک سمت کو اپنے اسپ کو بے لگام کیے چلا جاتا تھا اور ایک دن ایک ایسا آکے
کسی مقام پر دو پہر کو دن قیام اور آرام نزول کیا تھا روز دوم صبح کے وقت ایک قصبے کے دروازے کے قریب پہونچکر
دیکھا کہ بہت سی فوج اور رعایا وغیرہ لوگ دہقان وغیرہ ان بھاگے ہوئے اس قصبے کے اندر جیسے دروازہ اسکا بند کر لیا
شاہزادہ عالم نے مع امیر بن عمر کے دروازے پر پہونچا اور دستک دی تو دروازہ نہ کھولا تب بہ آواز نہایت بلند کہا کہ کس طرح سے ہوسکا
اس دروازے کو توڑ کے اندر قصبے کے گئے تو وہاں کسی متنفس کو نہ دیکھا کہ وہ جو سب فوج سپاہ آئی تھی کدھر

جا کے غائب ہوگئی بعد بڑی تلاش اور جستجو کے امیر بن عمرو اور شاہزادہ نامور ایک گھر مین گھسے تو وہان دیکھا کہ اُس مکان مین ایک چھوٹی سی کھڑکی ہی اور اُس دریچے کو کسی نے اندر سے بند کر لیا ہی اور ایک چٹان پتھر کی اُس کھڑکی کے پٹون پر رکھی ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے اُس پتھر کو اُٹھا کے جو دروازہ کھڑکی کا کھولا تو اندر اُسکے مرجان تیز رفتار اور ملکہ گوہر ملک دونون ایک گوشے مین چھپے بیٹھے ہین شاہزادہ بدیع الزمان مرجان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور پوچھا کہ ای مرجان کہین کچھ سراغ اور پتا ملکہ گوہر ملک کا بھی تجھے معلوم ہی مرجان نے ملکہ گوہر ملک کو بہت سی گھاس جو پڑی تھی اُسکے نیچے چھپا کے بٹھلا دیا تھا اُس گھاس کو ہٹا کے ملکہ گوہر ملک کو نکال لایا ملکہ گوہر ملک نے جو شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھا تو شکایت زمانہ ناہنجار اور گردش فلک غدار کی کر کے رونے لگی شاہزادہ عالی مقدار نے کہا کہ ای ملکہ اسی واسطے مین تم کو منع کرتا تھا کہ تم مجھے اپنے ملک مین نہ لے چلو تم نے میرا کہنا نہ مانا پھر تدبیر در تمہارا محض بے سود ہی اتنا سمجھ لو مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ اور مجھے منظور ہی کہ مین قلعہ شکستہ حصار مین جا کے چند روز رہون اور وہان سے لشکر کشی کر کے برسر گنجاب پھر جاؤن ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ ای شہریار مجھے ایک تدبیر یاد آئی ہی کہ کسی کو اپنی امان جان ملکہ غنچہ خاتون کے پاس بھیجون کہ جسوقت بدیع الزمان شکست کھا کے نکل گیا اور ارجیل خشت انداز اور سرجیل خشت انداز کی فوج وسپاہ نے باغ کو تاخت وتاراج کیا تو ایک جوان ادہم نامی مجھے میدان جدال وقتال سے اپنے ہمراہ نکال کے یہان تک لایا ہی اور بدیع الزمان کا کہین بھی سراغ نہین کہ وہ کہان گیا اب مجھے اسوقت مصیبت اور حال بیکسی اور بیہوشی مین سوا اپ کے کہ آپ میری امان جان ہین اور کہین مامن اور ملجا نہین نظر آتا ہی لہذا امیدوار ہون کہ مجھے اپنے ظل عاطفت اور حمایت مین اس آفت ارضی وسماوی کا سے کہ زمین تشنۂ خون اور آسمان دشمن جان ہو رہا ہی بچا لیجیے بس مجھے اطمینان کلی اور یقین واثق ہی کہ امان جان مجھے اپنے پاس بلا لینگی اور یہ بھی میرے دل کو یقین ہی کہ ایکی مرتبہ امان جان بھی میری تحریک کرنے سے مسلمان ہو جائینگی اور جو ایکی مرتبہ قلعہ اور شہر سنجان کا میرے قابو مین آ گیا تو پھر کہان میرے قبضۂ اختیار سے نہ جائیگا کس لیے کہ نجومی نے گنجاب سے کہا ہی کہ اگر بار دوم بدیع الزمان شہر سنجان کو مسخر کریگا تو پھر تیرے ہاتھ قلعہ اور شہر سنجان کا نہ آئیگا شاہزادہ عالم وعالمیان بدیع الزمان عالی نشان کو یہ راے صائب اور تدبیر اور صلاح ملکہ کی بہت پسند آئی اور اُسی وقت ملکہ گوہر ملک کی طرف سے ایک نامہ اسی مضمون کا لکھ کے مرجان کو دیا کہ تو اس رقعہ کو جس صورت سے بنے ملکہ غنچہ خاتون کے پاس جا کے پہونچا مرجان تیز رفتار نے کہا غلام ابھی جاتا ہی اور یہ کہکے مرجان وہ رقعہ لیے بہیئت عیاری مثل برق جستین کرتا شہر سنجان مین پہونچا اور ایک سقنی کی صورت بنکے محل مین گیا اور وقت تخلیہ کا دیکھکر رقعہ ملکہ غنچہ خاتون کے حوالہ کیا غنچہ خاتون نے جو وہ رقعہ پڑھا تو پوچھا کہ ای کمبخت تجھے یہ رقعہ کس نے دیا ہی اور کون لایا ہی مرجان رو کے غنچہ خاتون کے پاؤن پر گر پڑا اور عرض کی یہ خانہ زاد موروثی مرجان عیار بعیاری صورت تبدیل کر کے سر بکف آپ کے قدمون تک پہونچا ہی اشعار گر گنہ کردم دگر عصیان نمودم عفو کن ٭ درگذر از جرم من آخر غلام خانہ زاد ٭٭ ور نباشم قابل عفو تو اینک گشت وتیغ ٭ کس نمیدانم کہ خواہد خواست از دست تو داد ٭٭ ملکہ غنچہ خاتون نے پہلے تو کئی کوڑے مارے اور بعد اسکے گلے سے لگا کے کہا ای کمبخت اُس ننگ خاندان نے ناحق آپ کو رسوا اور خلائق کیا شعر شرط سلیقہ ہی ہر اک امر مین ٭ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے ٭٭ خیر جو ہوا سو ہوا حال کہہ کہ وہ ہی کہان مرجان نے زبانی بھی وہی جو رقعہ مین لکھا تھا بیان کیا اور کہا کہ ای ملکہ عالم از خردان خطا واز بزرگان عطا ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ اچھا اب تو ابھی تو آپ کو ظاہر نہ کر مین ملکہ گوہر ملک کو بلا کے بھیجتی ہون یہ کہہ کے

فضلان عمودی اور داراب خوک پیشانی کو مع چالیس ہزار ان غلامان خاص ملکہ غنچہ خاتون کے بخدمت شاہزادہ
بدیع الزمان والا مرتبت بھیجا اُسوقت ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے ساتھ سکھپال مین بٹھلاکے سوار ہوئی اور بہ
تجمل وشوکت تمام شہرستان مین آکے سکھپال کو ڈیوڑھی پر محل کی زنانے کا انتظام کرکے اُتر وادیا اور آپ گوہر ملک نے
شاہزادۂ عالم سے کہا کہ اب تم جاکے دیوان عام مین بیٹھو تخت پر اجلاس کرو مین امان جان کے پاس جاکے جیسا محل
اور موقع ہوگا سمجھ لونگی یہ کہکے ملکہ گوہر ملک نے بخدمت ملکہ غنچہ خاتون جاکے مجرا کیا غنچہ خاتون نے پہلے بہت سی لعنت
ملامت کرکے پوچھا کہ او شوخ دیدہ ننگ خاندان اب بتلا کہ وہ بدیع الزمان تجھے بتلائے صد گونہ آفات کرکے کہان چلا گیا
اب بھی تیری نیکی بدی کی اُسے کچھ خبر ہے ملکہ گوہر ملک نے سرنگون ہوکر عرض کی کہ امان جان شاہزادۂ بدیع الزمان
حاضر ہے مین نے اُسے دیوانخانے مین کہدیا ہے کہ تو جاکے تخت پر بیٹھ مین امان جان سے جاکے جہانتک عذر و معذرت ہوسکیگا
کرکے تیری تقصیر معاف کروادونگی اور علاوہ اسکے مین شاہزادۂ عالم کو ایک اور بھی مآل اندیشی سے آپکے ہمراہ آپ کے
پاس لائی ہون کہ اگر حضور از راہ شفقت بزرگانہ اسکی پشت پر ہاتھ رکھین تو وہ شخص یعنی خسرو بلاد ہند وستان لندھور
بن سعدان ہوا خواہ و غلام جان نثار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کا ہے اور مین نے خوب تحقیق کیا کہ وہ بھو اخو اہی
شاہزادۂ عالم سلطان صاحبقران سے رخصت ہوکے مع اپنی فوج و سپاہ کے سفر دریا طے کرکے باختر مین آپہونچا ہے
اگر آپ آج شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنا کر رکھینگی تو گویا آپ نے یہ احسان لندھور پر کیا اور لندھور تمام عمر آپ کا
اس بار گران سے ممنون اور مرہون منت رہیگا اور جو کہیے گا لندھور بجان و دل قبول کریگا القصہ اس طرح کی
باتین کرکے ملکہ گوہر ملک نے غنچہ خاتون اپنی مان کو راضی کیا اور غنچہ خاتون نے بامید وصال اپنے مطلوب
خسرو بلاد ہند وستان لندھور بن سعدان کے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اندرون محل طلب کیا اور شاہزادۂ
عالی مقام نے بآداب تمام غنچہ خاتون کو سلام کیا غنچہ خاتون نے بطریق بزرگون کے سر اقدس شاہزادۂ عالم کا
لیکے اپنی چھاتی سے لگا لیا اور باعزاز و اکرام تمام برابر اپنے مسند پر بٹھلا کے بہت سی دلجوئی اور خاطر داری کی باتین
کرنا شروع کین اُسوقت ملکہ گوہر ملک نے ملکہ غنچہ خاتون سے عرض کی کہ امان جان آپ چشم بد دور عاقلہ اور
دانشمند ہین بچشم انصاف اور بنظر عدالت ملاحظہ فرمائین اور جو کہ حق ہو وہ مجھے جواب دین کہ وحدانیت اور الوہیت
لقا خدائے باختر پر کیونکر قرین اور ثابت ہوتی ہے جو شکل اور مخلوق کی وہی شکل لقا کی ہے اور کھانا پینا بول و براز
عارضہ بیماری جو اور تمام آدمیون کو ہوتا ہے وہ لقا کے واسطے بھی ہے پھر فرمایئے کہ خدائے باختر خالق کون و مکان
کس طرح سے ہوا مجھے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدائے عز و جل اور خالق جز و کل اور ہی کوئی ہے شعر مبرا ذاتش از چونی و
چندی ✤ منزہ تر زپستی و بلندی ✤ میری عقل ناقص مین تو یہ صلاح بہت انسب ہے کہ حضور اس کفر و کافری کو ترک
کرکے چاہ ضلالت سے نکلین اور کلمۂ طیبہ پڑھکے بسر چشمۂ ہدایت فائز ہون دنیا اور عقبی دونون بخیر ہون اور خسرو
بلاد ہند وستان لندھور بن سعدان کا موجب خوشنودی اور رضامندی کا بھی ہوگا آگے جو رائے مین آپ کی
مناسب اور بہتر ہو وہ کیجیے ملکہ غنچہ خاتون ازبسکہ نہایت عقیل اور فہیم اور ذہین اور دانشمند تھی پند و نصائح بیٹی کی
یعنی گفتگو ملکہ گوہر ملک کی نہایت پسند کرکے اپنے جی مین سوچی کہ فی الحقیقت استادون نے غلط نہین کہا ہے شعر
کودکے کو بعقل پیر بود ✤ نزد اہل خرد کبیر بود ✤ اُسی وقت کلمۂ شہادت پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوگئی لیکن یہ بھی شرط
کر لی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کے ذریعے سے ملاقات لندھور بھی ملکہ غنچہ خاتون سے ہو اور شاہزادۂ بدیع الزمان
نے فرمایا کہ یہ میرا ذمہ ہے کہ مین تمہاری بخوبی لندھور سے ملاقات کروا کے عقد کروا دونگا القصہ جبکہ ملکہ غنچہ خاتون نے

شاہزادہ عالم سے لندھور کی ملاقات کا اقرار کروالیا اُسوقت فضلان عمودی اور داراب خوک پیشانی اپنے
غلامون کو مع اسی ہزار سوار اور غلامان نمک خوار ہور ولی اپنے کے کلمہ شہادت تلقین کرکے دائرہ اسلام مین لائی
اور بعد اسکے تمام شہر سنجان کو مسلمان کیا اور جتنا خزانہ گنجاب کا سنجان مین تھا اس خزانے کے کوٹھے کھلوا دیے
اور سواے فوج قدیم کے لاکھ سوار نو ملازم اور رکھے اور شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان اپنے اُن سردارون کیواسطے
جو کہ شکست مین گرفتار ہوگئے تھے نہایت متفکر اور پریشان تھا کہ خدانخواستہ گنجاب اُن سب میرے سردارون کے
قتل کرنے کا حکم دے آخر کار امیہ بن عمرو اور ہرجان تیز رفتار کو اُن سب سردارون کی خبر کے واسطے بھیجا وہان
حال گنجاب کا سُنیے کہ گنجاب چار باغ مین اپنا محل داخل بخوبی کرکے جشن عیش و نشاط مین مشغول تھا کہ یکایک
پرچہ اخبار سے معلوم ہوا کہ بدیع الزمان نے قلعہ شہر سنجان مسخر کرکے تیری بی بی غنچہ خاتون اور فضلان عمودی
اور داراب خوک پیشانی کو مع اسی ہزار غلامون کے اور تمام سوار و پیادے عملہ توپخانہ وغیرہ فوج اور رعایاے
شہر کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کر لیا اور کوٹھے جواہر خانے اور خزانون کے سب اپنے قبضہ تصرف مین لایا ہے بس یہ
اخبار سُنکے گنجاب ہاے کرکے گھڑی بھر کا سکتے کے عالم مین رہا اور صدمہ عظیم اُسکے دل کو اس بات کا ہوا کہ نجومیون
اور کاہنون اور رمالون نے بالاتفاق یہ کہا تھا کہ جسوقت قلعہ دوبارہ دشمن کے قبضہ تحت تصرف مین جائیگا اور
غنچہ خاتون مسلمان ہو جائیگی اُسوقت زوال دولت گنجاب کا ہوگا اور قلعہ شہر سنجان پھر گنجاب کے ہاتھ نہ آئیگا
القصہ گنجاب کو اتنی غیظ و غضب اور تشویش اور فکر مین شاہزادہ بدیع الزمان کے رفیق اور جان نثار سردارون
قیدیون کا جو خیال آگیا تو اُسنے حکم دیا کہ جتنے سردار نمک حرام بدیع الزمان کے رفیق اور شریک ہوسکتے اور گرفتار
ہوکر آئے ہین اُن سب کو میرے سامنے لاؤ مین اُنکو قتل کرنے کا حکم دونگا حسب الحکم گنجاب کے دار وغہ زندانخانے
نے سرداران شاہزادہ عالی شان کو بارگاہ گنجاب مین لاکے حاضر کیا اُن سب سردارون نے بارگاہ گنجاب مین
سلام بطور اسلام کیا گنجاب نے نہایت پیچ و تاب کھا کے اُن سب کو ترغیب کیا کہ تم اگر خداوند ہجدہ ہزار ملک
باختر کو پھر سجدہ کرکے اپنے دین آبائی اور اجدادی پر ثابت رہو تو مین تمھارے سب کے جرم و گناہ معاف کر دون
سرداران بدیع الزمان نے جواب دیا کہ لعنت ہے اس لقاے مشرک خدا پر اور اُسکے پرستارون کافرون پر یہ کلام
سردارون کا سُنکے گنجاب اور بھی درہم برہم ہوا اور حکم دیا کہ ہان اسی وقت سب دشمنان خداوند ہجدہ ہزار
ملک باختر کو لیجاکے قتل کرو اور بموجب حکم اُس کبر مغرور کے جلادون نے آکے چاہا کہ تمام سردارون کو واسطے
قتل کے لیجائین علقمہ ضطر لالی وزیر اعظم نے گنجاب سے اُٹھکر عرض کیا کہ پیغمبر مرسل انکو یون قتل نہ کیجیے ان سب کو
پہلے تمام رات سولیون پر لٹکا رہنے دیجیے صبح پھر ڈیڑھ پہر دن چڑھے جب تمام شہر کی خلائق کا ہجوم ہو جائے اور
تماشا بین جمع ہولین تب انکو سولیون پر چڑھوا دیجیے اور قتل کیجیے تاکہ پھر کسی کو حوصلہ نمک حرامی کا نہو اور سب
کو خوف و عبرت ہو جائے اور پھر کوئی دین خداوند لقا سے منحرف نہو بختیارک نے یہ گفتگو علقمہ ضطر لالی کی سُنکے
کہا ای وزیر اعظم تم نے پیغمبر مرسل کو تو کیا خوب مشورہ دے کے خدا پرستون کو قتل سے اسوقت بچا لیا بعد گھڑی
بھر کے پھر جو کچھ ہو وہ ہو علقمہ ضطر لالی نے کہا ای بختیارک جسطرح سے تو نے خانمان نوشیروان ملک العادل
کسریٰ کو برباد کیا اب یہان نحس قدم اپنے لاکے اسی طرح چاہتا ہے تجھے کارخانہ خداوند لقا اور پیغمبر مرسل مین کیا
مداخلت جو تو ہر مرتبہ دخل در معقولات کر بیٹھتا ہے بختیارک نے پھر از راہ ولد الزنائی کہا کہ مجھے یقین ہے شب بھر مین سب
سردار قید سے چھوٹ جائینگے گنجاب نے کہا کہ تجھے کیا ہماری راے سے تیری عقل بہت بڑھا ہے ہم اُسکی تدبیر نہ کر لینگے

کیا ہمارے چوکی پہرے والے نہونگے جو کوئی قیدیوں کو دار پر سے چھڑا لیجائیگا یہ کہکے بموجب مشورہ علقمہ اضطرلابی تمام سرداروں کو بدیع الزمان کے سولیوں پر لٹکوا کے حکم دیا کہ مین کل ان سب کو سولیوں پر کھینچ دونگا اور آہنگ بلند آوازند کو مع لاکھ سوار کے واسطے پاسبانی وحفاظت کے سولیوں پر متعین کیا اور آپ بدجمعی تمام مع اپنے سب بارگاہ نشینوں اور سرداروں کے جشن رقص وسرود مین مشغول ہوا ناگاہ ایک غبار گرد مین آلودہ پسینے مین غرق عرق عرق تربتر افتان وخیزان بارگاہ گنجاب مین آیا اور مجرا کرکے کہا کہ قارن بلند کمان کہ مقرب خاص خداوند لقا کا ہی اور وہ جو امرا خاص الخاص خداوند لقا کے ہین کہ مثل ان لوگون کے اور کوئی سردار ہیجدہ ہزار ملک مین خداوند کے نہین ہی انمین سے اول درجہ قارن بلند کمان کا ہی کہ بائیس ٹانک کی کمان مین بارہ من کا تیر رکھکے معرکہ آرا ہوتا تھا سو وہ خداوند لقا کے پاس سے آپ کی ملاقات کو آتا ہی گنجاب نے سُنکے اپنے سردارون کو حکم دیا کہ آپ سب کوس دو کوس آگے جاکے قارن کا استقبال کرو اور باعزاز واکرام تمام میری بارگاہ مین لاؤ حسب الحکم سرداران گنجاب نے تھوڑی دور جاکے قارن بلند کمان کا استقبال کیا اور بڑی عزت اور توقیر سے اُسے ہمراہ لیے سمت بارگاہ گنجاب آتے تھے اثنائے راہ مین نگاہ قارن بلند کمان کی اُن سردارون پر پڑی جنھین حسب الحکم گنجاب کے سولیو پر لٹکا رکھا تھا جاتے ہی قارن بلند کمان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین سردار گنجاب نے کہا کہ یہ سب خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر سے منحرف ہوگئے اور پیغمبر مرسل سے بگڑکے بدیع الزمان کی رفاقت مین نادیدہ خدا کے پرستار بن گئے اور ان سب سردارون نے بدیع الزمان کی طرف سے ہزارون لقا پرستون اور پیغمبر مرسل کے سوار وپیادون کو تہ تیغ کیا اور ایسی ایسی شمشیر زنی ان سبھون نے کی ہی کہ جنھون نے دس دس لاکھ سوار کی فوج مین تلاطم ڈال دیا ہی ایسے جرم سنگین پر بھی پیغمبر مرسل نے انکو بہت سا سمجھایا اور فرمایا کہ اب بھی اگر تم لقا پرستی اختیار کرکے بدیع الزمان کی رفاقت اور اطاعت چھوڑ دو تو قصور تمھارا معاف کردون انھون نے درجواب اسکے گنجاب کو گالیان دین اور خداوند لقا کی جناب مین سیکڑون کلمات ناسزا خلاف آداب کہے اس جرم پر پیغمبر مرسل انھین کل صبح کو دار پر کھینچ کر مار ڈالے گا اور انپر تیر باران کریگا قارن بلند کمان نے یہ حال اُن سردارون کا سُنکے اپنے دل مین کہا کہ خوش نصیب اور مرتبہ شاہزادہ بدیع الزمان کا کہ جسنے ایسے ایسے سردار دلیر اور شیر شجیع میدان کارزار بہم پہونچائے اور زہے مردانگی اور جوانمردی ان سب بہادرون کی کہ ایسی حالت مین بھی ثابت قدم ہین غرض یہ باتین دل ہی دل مین کرتا بارگاہ گنجاب مین پہونچا اور گنجاب کے قدمون کو جاکے بوسہ دیا گنجاب نے اشارہ کیا کہ دنگل قارن بلند کمان کا بعد دنگل قاہر بن قہرمان عجمی کے بچھا دین قارن بلند کمان نے جو دیکھا کہ میرا دنگل زیر دست قاہر بن قہرمان عجمی کے بچھتا ہی ایکبار برہم ہوکے کہا کہ ای قاہر دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہو کہ یہ میرے بیٹھنے کی جگہ ہی قاہر بن قہرمان عجمی نے تکرار کی نوبت بجدے رسید کہ دونون دست بگریبان ہوے گنجاب گھبرا کے اپنے تخت پر سے کود پڑا اور بہزار سعی وجہد دونون کو جدا کرکے کہا کہ ای قارن بلند کمان اسمین قاہر بن قہرمان عجمی کا قصور نہین ہی اصل یہ ہی کہ مین نے قاہر بن قہرمان عجمی کو اپنا سپہ سالار کیا ہی قارن بلند کمان نے جواب دیا کہ یہان اگر آپ نے اسے اپنا سپہ سالار کیا ہی تو میرے رتبے اور مرتبے مین فرق نہین ہو سکتا اس لیے کہ بارگاہ خداوند لقا مین میرے دنگل مین سے اسی دنگل کے بعد قاہر بن قہرمان عجمی کو دنگل ملا ہی اور زبردست میرے ہمیشہ بیٹھا کیا ہی اب چاہے کہ یہ مجھ سے سپہ سالار بنکے آگے بڑھ گئے بالا دست بیٹھے یہ کبھی نہو گا بختیارک نے جو یہ فساد برپا دیکھا تو یون اُٹھا

که یا پیغمبر مرسل پھر کیا قباحت ہے فرما دیجیے دونوں صاحب برابر ہیں گنجاب نے قارن بلند کمان اور قاہر بن قہرمان عجمی دونوں
کے دنگل برابر ہو اسکے دونوں کو بٹھلایا بعد اسکے دو کشتیاں خلعت کی طلب کر کے پہلے تو بہت بھاری خلعت قاہر بن
قہرمان عجمی کو پہنایا بعد ازان خلعت ریشمی و سرسری قارن بلند کمان کو دیا قارن بلند کمان گنجاب کی اس حرکت
سے اور زیادہ تر اپنے دل میں رنجیدہ ہو کے کہنے لگا کہ ایسے نا قدر بے تمیز گدھے کی کوئی یہاں رہ کر حرمت اور رفاقت کرے
جو ایسی ذلت اور خفت کھینچے اس سے بہتر یہ ہے کہ میں یہاں سے اٹھکے شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کی خدمت میں کیوں
نہ چلا جاؤں جہاں میری حرمت اور آبرو اور قدر و منزلت ہو مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری + شاہزادۂ بدیع الزمان
قدردان اور جوہر شناس شرافت پرست ہے دلیل ظاہری اسکی مرتبہ شناسی اور قدردانی کی یہی ہے کہ سرداروں کو اسکے
دیکھو کہ باوصف اسکے کہ سرکف جان سے ہاتھ دھو کے دار پر کھینچے ہوئے مثل چراغ سحری کوئی دم کے مہمان ہیں اور اس حالت
میں بھی نام پر شاہزادۂ عالی جناب کے فدا اور نثار ہو رہے ہیں غرض قارن بلند کمان اپنے جی میں یہ باتیں کر کے
جبکہ گنجاب نے دربار برخاست کیا اسکی بارگاہ سے نکل کے اپنے خیمہ میں آیا اور اپنے ساتھ کے سرداروں اور بہادروں سے
کہا کہ اے یارو گنجاب سخت بے تمیز اور نا قدر پاجی پرست ہے کچھ عزت اور مرتبہ اور قدر کسی کا نہیں جانتا ہے مگر شاہزادۂ
بدیع الزمان مرد مردانہ اور شمشیر فرزانہ قدردان اور مرتبہ شناس مردوں کا ہے اور مجھے ثابت ہوتا ہے کہ دین بھی اسی کا
برحق ہے ورنہ تمھیں سب اپنے اپنے دل میں سمجھو کہ ایک ذرا سے والا بدیع الزمان کی اور ہمارا لاکھ سوار پیادے
گنجاب کے اور ہزاروں بڑے بڑے سردار اور پہلوان اور شمشیر زن اور دلیر اور شیر خاص الخاص مقرب درگاہ لقا
کے بدیع الزمان کا کچھ نہ کر سکے تمام سرداران اور افسران فوج نے قارن بلند کمان کو جواب دیا ہم سب مطیع اور
فرمانبردار تیرے ہیں جو تجھے منظور اور جو تیری خوشنودی خاطر ہو وہ ہم کو بھی منظور ہے دوچار جو کہ تاریک دل اور تیرہ
درون تھے مضمون سمجھا کہ یہ بات تو ہم سے کبھی نہو سکے گی کہ جو دین اور طریق لقا پرستی ہمارے باپ دادا سے چلا آیا ہے
اُسکو چھوڑ کے نادیدہ خدا سے تمہاری طرح جیسے کبھی کسی نے دیکھا ہی نہیں اپنا خدا اور معبود سمجھیں اور مسلمان ہو جائیں قارن
بلند کمان نے اُن سب کو یک قلم قتل کیا اور جنھوں نے موافقت اور اطاعت قارن کی قبول کی اُن سب کی بہت سی
عزت اور حرمت کر کے سب سے کہا کہ جو کوئی کسی بادشاہ و امیر و رئیس کی ملاقات کو جاتا ہے کچھ نہ کچھ نذر کے طریق پر تحفہ تحائف لیجاتا ہے
میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی شے نذر کے واسطے بہتر نہیں ہے کہ اسکے ان سب سرداروں کو جو دار پر کھینچے ہوئے ہیں چھڑا کے لیجاؤں
کہ لکھے آدھی رات کے عمل میں اسباب خزانہ خیمہ ڈیرہ اپنا لدوا کے مع اپنے سرداروں اور فوج و سپاہ کے سوار ہوا اور اُن سولیوں
کے قریب پہونچا اُس ہنگامہ میں پہلوان جو کہ محافظ ان سولیوں کا تھا اُس سے قارن بلند کمان نے کہا کہ پیغمبر مرسل نے فرمایا ہے کہ ان
سب خدا پرستوں کو میرے حوالے کر دو میں انکو لیکے حضور خداوند لقا جاؤنگا اُس ہنگامہ پہلوان نے کہا کہ میں تابعدار ہوں جو حکم
پیغمبر مرسل کا ہو بہتر ابھی انکو لیجاؤ یہ کہہ کے قارن بلند کمان نے اُن سب سرداروں کو سولیوں پر سے اُتروا کے قید
کی دور کی اور اسی وقت سب کو مسلح اور مکمل گھوڑوں پر سوار کر دیا اور ایسے خون گنجاب کے لشکر پر مار کے مع اُن سب
سرداروں اور اپنی فوج و سپاہ کے بصد شوق شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت روانہ ہوا یہاں جو آدھی رات کو یہ شور و غل
شبخون کا گنجاب نے سنا لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے لوگوں نے کہا کہ قارن بلند کمان نے بدیع الزمان کے جن
سرداروں کو آپ نے سولیوں پر چڑھایا تھا اُن سب کو بچا کے چھڑا لایا اور آپ کے لشکر پر شبخون مار کے ہزاروں سوار اور
پیادوں کو قتل کر کے شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس چلا گیا گنجاب نے یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت پیچ و تاب
کھائے اُسی وقت چوبدار کو حکم دیا کہ جلد جا کے قاہر بن قہرمان عجمی کو بلا لائے چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے

چوبدار نے جاکے قاہر بن قہرمان عجمی کو بارگاہ گنجاب میں لاکے حاضر کیا گنجاب نے بہت سا سخت و سست قاہر کو کہکے کہا
کہ تیری بدذاتی سے قارن بلند کمان مجھسے منحرف ہوکے سرداروں کو بدیع الزمان کے چھڑا لے گیا اب جلد تو جاکے
قارن بلند کمان کو آگے جانے نہ دے جس طرح منت خوشامد سے وہ آتے میرے پاس پھیر لا غرض قاہر بن
قہرمان عجمی نے قارن بلند کمان کو پھیر لانے کا اقرار کیا اور تعاقب میں اسکے مع اپنی فوج و سپاہ کے روانہ ہوا

چلبلا دو سطے کلمے داستان پرشوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت امیر یا توقیر کشتیاں اور جہاز تمام اپنے سرداروں اور شہزادہ و شہریاروں کی سواری اور باربرداری کو اسطے بہم پہونچا
ہو چکے سب سردار اور بیٹے اور پوتے سلطان صاحبقران نامدار کے اپنی اپنی کشتیوں میں مال اسباب بار کرواکے مع اپنے
لشکر اور جملہ شاگرد پیشے کے سوار ہوے اسوقت صاحبقران دوران سے میر بحر نے عرض کی کہ سب شاہزادے اور
شہریار زادے اور وابستگان دامن دولت سرکار کے کشتیوں پر سوار ہوچکے فقط اب حضور کے سوار ہونے کا کشتیوں کے
کھولنے میں انتظار ہے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کشتیاں اپنی باربرداری کے واسطے طلب کرتے ہیں جتنی کشتیاں انکے واسطے
حکم ہو وہ انہیں دلوائی جائیں امیر یا توقیر نے عمرو کو بلا کر فرمایا کہ خواجہ تم کشتیاں لے کر کیا کروگے عمرو نے کہا کہ مجھے جو سو
کشتیاں آپ دیں تو میرا چلنا ہو سکتا ہے ورنہ بہت اشکال ہے امیر یا توقیر نے ناچار ہوکے سو کشتیاں عمرو کو بھی مرحمت
کیں تب عمرو نے اپنے عیاروں کو حکم دیا کہ جتنا یہ سرگین نرگاؤ اور گاومیش وغیرہ لشکر کے جانوروں کا جا بجا پڑا ہے اس
سب کو اٹھوا کے کشتیوں میں بھروا دو عیاروں نے بموجب اشارے عمرو کے لکھوکہا ٹوکرے سرگین نرگاؤں اور گاومیشوں
کا اٹھوا کے کشتیوں پر بھروا دیا اس عرصہ میں سلطان صاحبقران جاکے کشتی پر سوار ہوے عمرو تا لب دریا ہمراہ امیر یا توقیر
کے جاکے کھڑا ہو رہا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ وہاں کیوں کھڑے ہو کیا اب انتظار کرتے ہو آؤ کشتی میں سوار ہو
عمرو نے کہا حمزہ میاں راجہ بیان مریجا تو جانتا ہے کہ جس طرح سے تو نے شرطیں کی ہیں کہ بھاگنے کا تعاقب نہ کرونگا
حریف پریشان سستی نہ کرونگا کسی بزرگ کے فرار پر دیدہ و دانستہ قدم نہ رکھونگا عاشق و معشوق کا افشاے راز
نہ کرونگا اسی طرح میرے بھی دل سے عہد ہے کہ سفر دریا کبھی نہ کرونگا فقط بدار کے لشکر میں نہ جاؤنگا سرزمین طلسمی
میں قدم نہ رکھونگا ساحروں سے ہمکلام نہ ہونگا اگر کسی پہ بیدار رہونگا کشتی کمبخت کی اصل کیا ہے امواج دریا کی پہاڑ کو
ڈھا دیتی ہیں خدا محفوظ رکھے تلاطم اس دریائے زخار و ساحل ناپیدا کنار کا دیکھکے کہ ملک الموت کا سامنا ہے میری روح تحلیل
ہوئی جاتی ہے بس اے حمزہ میں نے تجھے بھی حوالے خدا کے کریم کے کیا شعر بسفر رفتنت مبارکباد بسلامت روی و باز آئی
اور میں تو آپ بھی تہیہ بدل رکھتا ہوں کہ کعبۃ اللہ میں جاکے بیٹھ رہونگا اور وہاں جو بوڑھیاں کوڑیاں نذر و نیاز کی ہونگی
اسمیں میری بسر اوقات ہوگی وہاں کی جاروب کشی میں افتخار کونین و سعادت دارین حاصل کرونگا اور تیرے لیے
دعاے ازدیاد حشمت و جاہ میں مشغول رہونگا تجھے اگر کوئی خط لکھنا ہو یا کچھ سوغات تحفہ تحائف اپنے والد بزرگوار
خواجہ عبد المطلب کے پاس بھیجنا ہو تو مجھے عنایت کر میں بخوبی پہونچا دونگا سلطان عالی مقدار حمزہ صاحبقران
نامدار نے یہ تقریر شاہ عیاران عیاری کی سنکے فرمایا کہ اے عمرو تو چالیس روز مجھ سے جدا ہوکے بیابان ہفت فصیل
جبل القمر کی راہ سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر کے واسطے گیا تھا تو میں تیرے درد مفارقت سے اسقدر بیتاب
اور بیخود و خراب تھا کہ قابل بیان نہیں اب واللہ اعلم بالصواب کہ کتنی مدت میں سرزمین باختر سے میرا پھرنا ہو اس
اتنی مدت دراز تو تیری مفارقت کا صدمہ مجھے کسی طرح سے گوارا نہوگا غرض ہر چند امیر یا توقیر نے کہا عمرو نے ہرگز
ارادہ کشتی پر سوار ہونے کا اور سفر دریا کا نہ کیا سلطان صاحبقران نے ناچار ہوکے ارشاد کیا کہ خیر جو تیری مرضی ہو

بہتر مگر خدا گواہ ہی کہ مجھے تجھ سے یہ توقع نہ تھی کہ مجھ سے ایسی بیوفائی کر کے جدا ہو جائیگا اور مجھے تنہا چھوڑ دیگا یہ کہکے
امیر با توقیر نے ایک کاغذ پر عرضی جناب خواجہ عبد المطلب کو تحریر کی اور عمرو کے سامنے اسکا لفافہ کر کے کہا کہ لو خواجہ
سلامت خدا حافظ تمہارا ہی یہ عرضی میرے والد بزرگوار خواجہ عبد المطلب کو دے کے زبانی عرض کرنا کہ مجھے
دعا سے فراموش نہ فرمائیں عمرو نے ہاتھ اپنا بڑھا کے جونہیں چاہا کہ عرضی صاحبقران کے ہاتھ سے لے سلطان عالی مقام
نے ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا اور جھٹ پٹ عمرو کو بغل میں دبا کے کشتی میں بٹھا لیا اور ملاحوں سے اشارہ کیا کہ ہاں بادبان
کھول دو اور روانہ ہو حسب الحکم سلطان عالی مقام کے ملاحوں نے کشتیوں کو کھول دیا اور سب کشتیاں روانہ ہوئیں
عمرو نے واویلا کر کے کہا ای عرب یہ کیا تیرے جی میں خیال آگیا ہاں ہاں ارے او ملاحو کشتیوں کو روکو امیر با توقیر نے
فرمایا کہ ای کمبخت دزد بس زیادہ کچھ دم نہ مار نہیں تجھے بیچ دریا میں لیجا کے گرا دونگا غرض ہزار جبر او زبردستی عمرو کو سو ہزار
اشرفیوں پر راضی کر کے ہمراہ لیا اور تمام کشتیاں مثل تیر از کمان جستہ دریا میں چلیں اور عمرو کا یہ حال تھا کہ اس کشتی پر سے
اُس کشتی میں دوڑتا پھرتا اور بیتاب تھا اُسوقت اور جتنے سردار اور شاہ و شہریار کشتیوں میں سوار تھے سبھوں نے اپنے اپنے
پاس سے خواجہ کو دیا کسی نے دس ہزار اور کسی نے بیس ہزار کسی نے تیس ہزار کسی نے چالیس ہزار کسی نے پچاس ہزار اشرفیاں
عمرو کے تواضع کیں بارے اُسوقت عمرو کو تسکین ہوئی اور سلطان صاحبقران کی کشتی میں پشت پر آ کے صبر شکر کر کے
بیٹھ رہا قصہ مختصر بارہ شبانہ روز کشتیاں بخوبی تمام چلی گئیں تیرھویں دن یکا یک باد مخالف سی چلنے لگی اور عجب طرح کا
دریا میں ایک طوفان اُٹھا اور شام ہوتے ہوتے ایک ابر کا ٹکڑا تیرہ و تار آسمان پر نمودار ہوا اور برسنا شروع ہوا اور کشتیوں
میں پانی بھر چلا اور ہوا کے زور سے کشتیاں آپس میں ٹکرانے لگیں اور عجب طرح کا تلاطم اور شور اور یوم النشور کشتیوں میں تھا
ہر ایک کی زبان پر دعا تھی اور ہر ایک قلب کو اپنے بجناب باری رجوع کیے ملتجی اور مستدعی تھا کوئی سورداس کے کبت
پڑھ کے جناب مولا مشکل کشا سے استدعا اور التجا کر رہا تھا کبت شاہ نجف موہے پار کرو منجدھار کے بیچ پھنسے موری نیا +
گن ٹوٹ کے ہاتھ سے چھوٹ گیو نہیں جھوٹ ہی نوح کے پار لگیا + تو ز تمہرے نہ ناچہین تیر یون ناتا کو تو نہیں اب
جان بچیا + بحر محیط سے پار لگا دو امام کے باپ رسول کے بھیا + اور کوئی رو رو کے کہتا قطعہ بگرداب بلا افتادہ ام
یا مصطفےٰ دستے + بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضےٰ دستے + ز حالات شب معراج و انتم ید اللہی + چرا دستم نگیری ای علی
بہر خدا دستے + آخر یہاں تک نوبت پہونچی کہ بسبب شدت ابر تیرہ و تار کے اسدرجہ تاریکی ہوگئی کہ ایک دوسرے کو
نہیں دیکھتا تھا اور زور شور ہوا کا اور دریا میں تلاطم امواج اسقدر تھا کہ کسی کی بات برابر بیٹھے ہوئے مطلق سنائی نہیں
دیتی تھی اور [illegible] ہر لحظہ ہراسان تھا کشتیاں آپس میں ٹکرا کے عنقریب تھا کہ سب شکست ہو جائیں اُسوقت امیر
با توقیر نے فرمایا کہ اب صلاح یہی ہی کہ نظر بافضال ایزدی کر کے زنجیر بندی کشتیوں کی کھول دیجائے آگے جو مشیت پروردگار
ہو جبتک زنجیر بندی کھولیں کھولیں دو کشتیاں باہم ٹکرا کھا کے پرزے پرزے ہو کے غرق ہوگئیں اور یہ کسی کو
نہ معلوم ہوا کہ اُن کشتیوں میں کونسا سردار سوار تھا بعد اسکے جونہیں کشتیوں کو کھولا وہ مثل تیر کے بہکے آن واحد میں
نظروں سے غائب ہوگئیں جو کشتی بہ گئی پھر اُسکا پتا اور سُراغ نہ معلوم ہوا کہ ہوا کے زور اور دریا کے تلاطم سے کس
طرف کو نکل گئی غرض تمام کشتیاں بطرفۃ العین طوفانی ہو کے اسی دریا میں نکلی جاتی ہیں اب دیکھیے کہ اُن کشتیوں
کا کہاں اور کب سراغ ملے ❊

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز
خاوری کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت شاہزادہ خاور سیاہ مالک قاسم اژدر جل اور سہر جل خشت انداز وغیرہ رعد اندازون کے معرکہ رزم و پیکار مین شکست کھاکے شمشیر زنی کرتا ایک سمت کو نکل گیا تو اپنے دلمین کہتا جاتا تھا کہ حیف صد حیف مین نے ملک باختر مین آکے کوئی کار نمایان نہ کیا اور جو کچھ بہم پہونچایا تھا وہ سب گنجاپ کے قبضۂ اختیار مین گیا یہ اپنے جی مین کہتا ہوا ابھی تھوڑی سی راہ طے کی تھی کہ ایک مقام پر ایک قافلہ سوداگرون کا اترا ہوا تھا قاسم کو جو اُن لوگون نے دیکھا تو ڈاکہ زن سمجھ کے وہ سب کے سب یکبار بلوہ کرکے قاسم کی جانب دوڑ پڑے قاسم نے یہ بلوہ اُن لوگون کا اپنی طرف آتے دیکھکر کہا کہ اے یارو مین بھی تمھاری طرح سے سوداگر تھا ثنا ئے راہ مین میرا مال و اسباب تجارت کا قطاع الطریق آکے لوٹ لے گئے مین بجان واحد صحرا مین رہ گیا یہ حال شاہزادہ خاور سیاہ با اقبال کا سُنکے خواجہ فرید سوداگر قافلہ سالار نے بہت سا افسوس کرکے قاسم کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک پہاڑ کے قریب مین جاکے مع اپنے تمام قافلے کے اتر پڑا جب کھانا طلب کرکے دستر خوان بچھوایا اور کھانے کو سب رفیقون اور شاہزادہ خاور سیاہ کو لیکر بیٹھا اسوقت شاہزادہ قاسم نے بسم اللہ کہکے لقمہ اُٹھایا حسب اتفاق خواجہ فرید اور سب اُسکا قافلہ لقا پرست تھا قاسم کی زبان سے نام اللہ کا جو سُنا تو ہائین کرکے کہنے لگا اے جوان تجھے قسم ہے اپنے دین و ایمان کی تو ہم سے سچ کہدے کہ تیرا کیا دین اور مذہب ہے اور تو کسکا بیٹا پوتا ہے تیرا کیا نام ہے شعر چہ کسے وچہ نام خوانندت + درکدامی مقام دانندت + شاہزادہ خاور سیاہ نے بیان کیا کہ میرا نام شاہزادہ خاور سیاہ مالک قاسم لعل ختنان خونریز خاوری مشہور اور معروف ہے اور مین پوتا نبیرہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کا ہون طریق اور ملت میرا خدا پرستی ہے خواجہ فرید نام قاسم اور سلطان صاحبقران کا سُنکے از راہ مکر و فریب بڑے تملق و چاپلوسی سے پیش آیا اور شاہزادہ قاسم کو دوسرے روز کھانے مین بیہوشی دیکے بیہوش کیا اور پہلے تو چاہا کہ قتل کرے قاسم کو مگر پھر اپنے دل مین یہ خیال کرکے کہ اے فرید تو تجارت پیشہ ہے مبادا حمزہ صاحبقران کو خبر ہو جائے تو پھر کسی صورت سے تیری جان اور آبرو نہ بچے گی اس سے صلاح یہ ہے کہ قاسم کو ایک صندوق مین بند کرکے یہ جو زیر کوہ دریا سے رواں ہے اسمین ڈالدون بس یہی خود یہ تجویز کرکے صندوق مین بند کرکے شاہزادہ قاسم کو دریا مین ڈالدیا اور وہ صندوق ایک مرتبہ دریا مین غوطہ کھاکے راہی ہوا

اب چند کلمے داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب سب کشتیان لشکر اسلام کی طوفانی ہوکے تباہ ہوگئین آخرکار ساتوین دن جبکہ وہ طوفان اور زور و شور دریا کے پانی کا کم ہوا اور روشنی نمایان ہوئی تو پہلے چند کشتیان جنپر قیماس خان خاوری اور الماس خان خاوری اور تہمتن خان خاوری اور دراز خان خاوری اور مالک ترک سفید جام وغیرہ سب سردار ترکستان کے مع سات لاکھ سوار و لاوران عرصہ کارزار کے سوار تھے بہتے ہوئے قریب دربند سہمانیہ کے پہونچے سب سرداران ترکستان نے اپنی کشتیون کو صحیح و سلامت دیکھکر اب جو چارطرف خیال کیا تو سلطان صاحبقران اور تمام شاہ و شہریار زادون اور سرداران لشکر اسلام کی کشتیون کو نہ دیکھا اسوقت سب کے سب سلطان صاحبقران کے واسطے نہایت غمگین اور اندوہگین ہوکے ہنسک ریزان ہوئے اور آخر ناچار ہوکے خداے کریم کا بہارا کرکے آگے روانہ ہوے جاتے جاتے دور سے کنارا دریا کا نمایان ہوا اور سبھون نے دیکھا کہ ایک صندوق چوبی اُس دریا مین بہتا چلا آتا ہے قیماس خان خاوری نے اپنے جی مین یہ سوچ کے کہ یہ صندوق سلطان صاحبقران کے لشکر کا تباہ ہوکے بہتا جاتا ہے ملاحون سے کہا کہ اس صندوق کو جلد لاؤ اور بموجب حکم قیماس خان خاوری کے جھٹ پٹ چند ملاح کشتی پر سے کود پڑے اور شناوری کرکے اُس صندوق کو ہاتھون ہاتھ دریا سے بہاکے اپنی کشتی پر لائے اور تختہ اُسکا کھول کر جو دیکھا تو شاہزادہ

خاور سیاہ کی بیہوشی اُتر گئی تھی خاموش بیٹھا تھا قیماس خان خاوری وغیرہ قاسم کو دیکھکر شادان و فرحان دوڑکر شاہزادۂ
عالم کے قدموں سے لپٹ گئے اور پوچھا کہ آپ کو نصیب دشمنان اس صندوق میں کسنے بند کیا تھا قاسم نے ساری
سرگذشت فرید سوداگر کی بیان کی بعد اسکے قیماس خان خاوری وغیرہ سے احوال سلطان با اقبال اور لشکر اسلام کا
پوچھا اُن لوگوں نے امیر با توقیر کا مع لشکر اسلام سوار ہونا اور اثنا ے راہ میں کشتیوں کا تباہ اور طوفانی ہونا سارا حال
مفصلاً بیان کیا قاسم حال تباہی اپنے جد بزرگوار سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام اور تمام سرداروں کا مع بادشاہ
لشکر اسلام کے سُنکے نہایت غم والم سے دو گھڑی کامل نقش بدیوار بیٹھا رہا بعد اسکے تفویض بمشیت پروردگار کرکے حکم دیا کہ
کشتیوں کو آگے بڑھاؤ مختصر یہ کہ کشتیاں کنارے کے نزدیک پہونچ گئیں تھیں اور اُس دربند سہمانیہ کا حاکم سہمان باختری
تین لاکھ سوار کا مالک بڑا زبردست اور بہادر ہے اُسنے جو یہ خبر سُنی کہ کچھ کشتیاں خدا پرستوں کی طوفانی اور تباہ ہوکر کنارے دریا
دربند سہمانیہ کے وارد ہوئی ہیں اُسنے اُسی وقت اپنے بیٹے کو مع چالیس ہزار سوار کے یہ حکم دیکے کہ خبردار اور زنہار خدا
پرستوں کو کشتیوں پر سے اُترکے ہماری سرحد میں آنے نہ دینا اور کہنا کہ اگر کہیں تم جاتے ہو تو اور راہ سے جاؤ ہمارے ملک
میں ہوکے نہ جاؤ بڑی تقید اور تشدد سے روانہ کیا حسب اتفاق گاؤ لنگی گاؤ سوار جو سلطان صاحبقران نامدار کے
پاس سے بھاگا تھا تو وہ اسی ملک میں آکے لب دریا اپنا خیمہ استادہ کر دیکے ٹھہرا ہے اور شکر کرکے کہتا ہے کہ خداوند لقا نے
مجھے اپنے فضل وکرم سے ایسے مقام پر پہونچایا کہ جہاں نام خدا پرستوں کا کوئی نہیں جانتا چنانچہ گاؤ لنگی گاؤ سوار
بھی سہمان باختری کے بیٹے کے ہمراہ وہاں لب دریا آیا اور لشکر اسلام کے لوا ے شوکت اور اکثر سرداروں کو
پہچان کے دور ہی سے تیر ان کو کمانوں میں پیوستہ کرکے باواز بلند کہا کہ اے خدا پرستو تم سب اپنی کشتیوں کو یہاں سے
پھیر دو اور جہاں جاتے ہو اور کسی راہ سے جاؤ یہاں گاؤ لنگی گاؤ سوار اسرافیل درگاہ لقا موجود ہے اگر ذرا
آگے آنے کا ارادہ کرو گے تو مارے جاؤ گے قیماس خاوری وغیرہ سرداران ترکستان نے جو یہ شور و غل فوج
کفار کا سُنا تو جواب دیا کہ صاحبو ہم لوگ تجارت پیشہ مسافر ہیں ہمارے پاس غلہ اور کھانے کی قسم سے کچھ نہیں ہے
کچھ اپنے ملک سے ہم کو غلہ وغیرہ اور اسباب دلا دو ہم اور راہ سے چلے جائینگے کفار نے کہا کہ یہاں گاؤ لنگی
گاؤ سوار اسرافیل درگاہ قدرت خداوند لقا کا کہتا ہے کہ مجھے ان کشتیوں کی فوج میں شبہ گذرتا ہے کہ شاید خدا پرست
ہوں اس باعث سے تم کو کھانے اور غلہ کی قسم سے کچھ دے نہیں سکتے بہتر یہی ہے کہ تم سب اُسی طرف کو پھر جاؤ قیماس
خان خاوری وغیرہ سب ناچار اور لاعلاج ہوکے نہایت متحیر اور متشوش ہوے کہ اب کیا تدبیر کیجیے میں شاہزادہ
خاور سیاہ نے فرمایا کہ میں نے ایک تدبیر خوب نکالی ہے تم سب ان کافروں سے کہو کہ ایک صندوق لعل وگوہر وغیرہ
جواہر کا ہم سے لو اور ایک کشتی بھر کے غلہ ہم کو دلا دو ان کافروں نے یہ سُنکے پیش خود یہ تجویز کی کہ ان خدا پرستوں سے
صندوق جواہر کا مانگ لو اور غلہ بھی انکو نہ دو غرض یہ منصوبہ کرکے کفار نے کہا کہ اچھا پہلے تم وہ صندوق ہمارے
پاس بھیجدو بعد اسکے ہم تم کو غلہ وغیرہ کھانے کی قسم سے جو شے کہو گے بھیجدینگے قیماس خان خاوری نے شاہزادہ
خاور سیاہ کو ایک صندوق میں بند کرکے ایک غراب پر رکھدیا اور ایک ملاح نے اُس غراب کو کنارے پر لیجا کے
پہونچا دیا ملک سہمان باختری کے بیٹے نے جو صندوق کا تختہ اُٹھایا ایک مرتبہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
مثل برق چمک کر صندوق سے باہر نکل آیا کتارہ بن ملک سہمان باختری نے جو قاسم کو دیکھا بیساختہ دوڑ کر
شاہزادۂ عالم کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اے شہریار عالی مقدار میں نے رات کو جمال باکمال حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا خواب میں دیکھا اور مشرف باسلام ہوا ہوں اور اُن حضرت نے مجھے نشان دیا تھا کہ کل صبح کو ہمارے

اولاد میں سے ایک شاہزادہ کہ نام اسکا شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم ہوگا ایک صندوق میں بند ہو کر تیرے
پاس آئیگا قاسم نے یہ سب جو خواب میں دیکھا وہ سب سچ دیکھا اب از سر صدق تہ دل خلوص نیت میں مسلمان ہون اگر حکم
ہو تو اپنے باپ ملک سمہان باختری کو سمجھا کے آپکی خدمت میں لا کے حاضر کرون شاہزادۂ قاسم نے کتارہ بن سمہان
باختری کو اپنے گلے سے لگا لیا اور دعا کیا ما شاء اللہ جاؤ اور سمہان باختری کو لے آؤ حسب الحکم شاہزادۂ قاسم
کے کتارہ بن سمہان اپنے باپ کے پاس گیا اور کہا ای پدر بزرگوار میں نے تو ملت بیضا دین اسلام قبول کیا اور مجھے
یقین کامل ہو گیا کہ دین شاہزادۂ قاسم کا برحق ہی لہذا امیدوار ہون کہ آپ بھی مسلمان ہو جائیں سمہان نے
یہ گفتگو اپنے بیٹے کی سنکے حالت غیظ و غضب میں کہا کہ اسکا جواب میں تجھے اسوقت کہ قاسم کو زیر کر لونگا اسوقت
دونگا اور تجھے سزا سے مقتول پہونچا دونگا یہ کہکے سمہان باختری نے کتارہ اپنے بیٹے کو نظر بند کیا اور آپ مع ہیں لاکھ
سوار کے سوار ہو کے لب دریا بمقابلہ قاسم آیا اور بعد آرائش صفوف جدال و قتال ملک سمہان باختری برچھا لیکر کے
میدان میں نکلا اور گیارھویں دن میں شاہزادۂ خاور سیاہ نے نیزہ اسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا ملک سمہان باختری
کے دل میں یہ خیال گذرا کہ قاسم بہت خوبصورت جوان شجاع اور بہادر معلوم ہوتا ہی اور تلوار کا کام کاٹنا ہی شاید میری
ضرب تیغ سے یہ بہادر مارا جاے تو مجھے تا لب گور اس بہادر کے مارے جانے کا صدمہ رہیگا اس سے بہتر ہی کہ نیزہ و کشتی
اسے زیر کرون اور اپنا رفیق گردانون یہ سوچ کے مرکب کو ملا کے کمربند میں شاہزادۂ خاور سیاہ کے ہاتھ ڈال دیا شاہزادۂ
قاسم نے بھی کمربند سمہان باختری کی پکڑ لی اور دونون گھوڑون پر سے کود پڑے تین شبانہ روز زور کشتی آپس میں رہا
روز چہارم دوپہر کے وقت قاسم نے نعرۂ الله اکبر جگر سے کھینچ کر اور لنگر اسکا توڑ کے زمین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ
دے کر مارا اور جست کر کے پھر اسکی چھاتی پر بیٹھ گیا اور ملک سمہان باختری کی مشکیں باندھ کے اپنے ہمراہیون
کے حوالے کیا اور تمام شہر سمہانیہ میں عمل شاہزادۂ خاور سیاہ کا ہو گیا کتارہ بن سمہان باختری کو قید سے نجات
دے کے خلع خلعت کیا اور کتارہ بن سمہان باختری نے اپنی سب فوج و سپاہ اور رعایاے شہر کو کلمہ تلقین
کر کے مسلمان کر لیا اور شاہزادۂ خاور سیاہ مع سرداران ترکستان اور بہات لاکھ سوار اور پیادے کے لب
دریا وہیں بارگاہ استادہ کروا کے فروکش ہوا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ شاہزادۂ بدیع الزمان ابھی ایک دن گذرا تھا کہ قلعہ شہر شہجان میں شاد و آباد اور وہان جشن عیش و نشاط میں مصروف
بیٹھا تھا کہ ناگاہ امیہ بن عمرو اور مرجان تیز رفتار نے آ کے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہریار مبارک ہو قارن
بلند کمان نامے ایک پہلوان بڑا بہادر اور صف شکن رستم صولت اسفندیار توان مقرب خاص لقاے مشرک
غدار آپ کے چلتے سردار گنجا میدے یہان قید ہو گئے تھے ان سب کو سولیون پر سے اتار کے اور قید سے چھڑا کے
مع اپنے تمام سردار و دہات لاکھ سوار کے حضور کی ملازمت کو آتا ہی شاہزادۂ عالم نے جو یہ حال سنا تو اسی وقت
حکم دیا کہ ہمارے سب سردار استقبال قارن بلند کمان کا کریں اور اسکو بہت اعزاز و احترام سے ہمارے پاس
لائیں حسب الحکم شاہزادۂ عظام شاہزادۂ بدیع الزمان عالی مقام کے تمام سردارون نے قارن بلند کمان
کا استقبال کیا اور بڑی عزت و توقیر سے اسکو ہمراہ لے کے بارگاہ میں شاہزادۂ عالی جاہ کے لائے
قارن بلند کمان نے بارگاہ میں آ کے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور دوڑ کر شاہزادۂ نامور کے اقدام عالی کو بوسہ
دیا شاہزادۂ عالی شان نے بہت سی خاطرداری اور آمد و قارن کی کر کے تیاری جشن کی فرمائی اور صحبت

رقص وسرود آراستہ کی ناگاہ داروغۂ دیوان عام نے آکے عرض کی کہ شہریارا ایک پیادہ دروازۂ بارگاہ پر کہین سے
آیا ہی استدعاے باریابی رکھتا ہی شاہزادۂ والا قدر نے فرمایا کہ اُسے اندر لاؤ حسب الحکم داروغۂ دیوانخانہ باہر سے اُس
پیادے کو اپنے ہمراہ اندرون بارگاہ لے گیا اور اُسنے مجرا گاہ پر سے بطریق لقا پرستون کے لقا کا نام لیکے سلام کیا
شاہزادۂ عالی مقام نے چاہا کہ اسے کچھ سیاست کیجاے پیادے نے عرض کی کہ شہریارا مین قاصد ہون اور میرا دین
آبائی و اجدادی یہی ہی شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ بس تو اپنا خلاصۂ مطلب بیان کر اُس پیادے نے ایک نامہ سربمہر لفافہ
کیا ہوا اپنی کمر سے نکال کے نظر انور سے شاہزادۂ نامور کی گذرانا اُسمین لکھا تھا کہ عرضداشت کمترین بندہ مالک
صفوان مطلع نشین بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجاہا اس قرب وجوار مین ایک صحرا ہے شمشاد مشہور ہی
اس جنگل مین ایک دیوانہ قیطاس نام سے قیام پذیر ہی حسب اتفاق وہان میرا بیٹا گیا تھا اُس دیوانے نے بے جرم و بے قصور
میرے بیٹے کو پکڑکے قید کر رکھا ہی اور وہ دیوانہ ایسا زبردست ہی کہ کوئی اُس سے مقابلہ و مجادلہ کی تاب نہین رکھتا
مین نے ایک عرضی اس حال کی گنجاب کو لکھکر بھیجی تھی گنجاب نے تو یہ جواب لکھا تھا کہ مین اندنون اپنی بلا مین مبتلا ہون
کچھ تدبیر اس دیوانے کی سردست نہین ہوسکتی تب مین نے آپ کی خدمت مین التماس کی ہی مین چار لاکھ سوار
و پیادے کا مالک ہون اگر آپ تکلیف فرماکے یہان تشریف لائین اور اس دیوانے کو سزاے اعمال پہونچا کے
میرے فرزند کو اُسکے پنجۂ ظلم سے چھڑا دین تو مین اسلام قبول کرکے تا قید حیات اطاعت و فرمانبرداری مین آپ کی
بسر کرونگا جبکہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے عرضی صفوان مطلع نشین کی پڑھی اپنے سردارون سے فرمایا کہ اے یارو
مین بہ تہیۂ رہائی صفوان مطلع نشین کے بیٹے کے اور چشم نمائی اور تعزیر دہی اُس دیوانہ قیطاس اژدر پوش کے
جاتا ہون تم سب یہان ہوشیاری اور خبرداری ہر وقت مستعد رہنا فریب سے کفار لعین اور اعداے بددین کے
کسی وقت غافل نہوجانا سبھون نے عرض کی کہ خدا حافظ ہم سب خانہ زاد سرفروشی اور جان نثاری کے واسطے
حاضر ہین القصہ شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے سردارون سے رخصت ہوکے سوار ہوا اور بسم اللہ کہکے اُس پیادے کے ساتھ
صفوان مطلع نشین کے پاس چلا العرض طی مراحل او قطع منازل جبکہ سرزمین مطلع مین پہونچا تو وہ پیادہ پیشتر گیا
اور اُسنے صفوان مطلع نشین سے خبر شاہزادۂ نامور کے تشریف لانے کی دی صفوان مطلع نشین مع چند اپنے
سردارون کے واسطے استقبال اُس شاہزادۂ با اقبال کے آیا اور بمجرد معاینۂ جمال شاہزادۂ عالم کے ایک محبت دلی اُسکو
شاہزادۂ عالم سے پیدا ہوئی اور بڑے اعزاز و اکرام سے شاہزادۂ عالی مقام کو اپنی بارگاہ مین لاکے جلسۂ رقص و سرود کا قرار
دیا اور بڑی دھوم سے صحبت عیش و نشاط کی آراستہ کی جبکہ دو چار پیالے شراب کے اُس شاہزادۂ عالی جناب نے نوش فرمائے
اور بادے کے سرور دماغ مین ہوا اُسوقت شاہزادۂ باتوقیر نے صفوان مطلع نشین سے پوچھا کہ کے روز مین اُس بیشۂ شمشاد تک
پہونچا دے تاکہ بفضل ایزدی اور بتائید ربانی مین تیرے فرزند کو اُس دیوانے کے پنجۂ ظلم سے چھڑا لاؤن مالک صفوان نے
یہ ارشاد شاہزادۂ عالی نژاد کا سُنکے اپنے دل مین کہا کہ حیف صد حیف ایسے نوجوان بحیرت صد مہر تابان کو ایک دیوانے
کے ہاتھ سے قتل کروانے کو لیجاؤن یہ مجھ سے کبھی نہوگا بس آشکارا کہکے مالک صفوان مطلع نشین نے شاہزادۂ عالی شان
سے عرض کی کہ شہریارا مین نے اپنے بیٹے سے ہاتھ اُٹھایا مین آپ کو بجاے اپنے فرزند کے سمجھونگا مگر میرا جی نہین چاہتا کہ
اس دیوانے کے پاس آپ کو بھیجون اور وہ دیوانہ بڑا زبردست ہی شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ اے صفوان مطلع نشین مین نے
اپنے دل سے عہد کر لیا ہی تا وقتیکہ تیرے فرزند کو اُس دیوانے کے پاس سے نہ لاؤنگا دم بھر کہین آرام نہ کرونگا ہر چند
صفوان مطلع نشین نے شاہزادۂ عرش تمکین سے بہزار منت سماجت کہا کہ مین مسلمان بھی ہوتا ہون اور اپنے

فرزند سے بھی ہاتھ اُٹھاتا ہون مگر اب حضور اُس دیوانے سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو نہ جائین شاہزادۂ عالم نے ہرگز نہ
مانا اور فرمایا کہ جبتک اُس دیوانے سے تیرے بیٹے کو لا کے اتمام حجت نہ کرونگا تجھسے مسلمان ہونے کو بھی مین نہین
کہونگا القصہ ملک صفوان مطلع نشین عاجز اور مجبور ہوکے شاہزادۂ بدیع الزمان کو ہمراہ لیا اور سوار ہوکے بیشۂ
شمشاد مین لے گیا اور کہا شہریار وہ دیوانہ اسی جنگل مین رہتا ہی شاہزادۂ عالم نے ملک صفوان مطلع نشین کو بیشۂ
شمشاد کے کنارے پر چھوڑا اور آپ یکہ وتنہا اپنا گھوڑا تیز گام کرکے اُس جنگل مین اُس دیوانے کے مقام پر پہونچا
دیکھا کہ نہایت دلچسپ مقام ہی چارطرف سبزہ زار ہی صحرا مین گلشن جنت کی بہار ہی طرح طرح کے پھول کھلے ہوے ہین
جابجا پانی کے چشمے بھرے ہوے ہین ایک درخت کے سایہ کے نیچے ایک شخص شیر کی کھال بچھائے بیٹھا ہی یکایک
اُس دیوانے قیطاس اژدر پوش نے جو شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھا عالم وحشت اور جنون مین بکمال جوش و
خروش دوڑکر شاہزادۂ نامور سے لپٹ گیا اور شاہزادۂ رستم صولت نے دیوانے سے دست وگریبان ہوکے زور
کشاکش کا کرنا شروع کیا اور تا شام باہم نماز عصر اور مغرب کے زور کرکے لنگر توڑکر کمر پر ہاتھ ڈال کے زمین سے
اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کے زمین پر مارا جسوقت کہ شاہزادۂ عالم نے نعرہ اللہ اکبر حلق سے کھینچا قیطاس
اژدر پوش دیوانے نے کہا کہ اے شہریار بس مجھے چھوڑ دے اور تو سچ کہہ کہ تیرا کیا نام ہی شعر اگر شاہی ترا از خرچہ نام
است ÷ وگر ماہی ترا منزل کدام ست + شاہزادۂ عالی وقار نے کہا میرا نام بدیع الزمان ہی فرزند جگر بند
امیر حمزہ صاحبقران کا ہون اُس دیوانے نے پھر کہا کہ اے شہریار گستاخی معاف ہو تو اپنے تاج کو ہٹا لے
شاہزادۂ بدیع الزمان نے کلاہ اپنے سر سے ہٹا لی اُس دیوانے نے خال اور رگ ہاشمی اور کلاہ ابراہیمی جو دیکھی
سر قدمبوس پر تصدق و نثار ہونے لگا شاہزادۂ عالم نے دیوانے سے پوچھا کہ تو اپنا حال بیان کر کہ تیرا نام کیا ہی
اور کہان کا باشندہ ہی دیوانے نے کہا کہ اے شہریار مین پوتا ملک حربان دیوکش کا ہون اور میرے ساتھ اور
بہت سے دیوانے آتے ہین بعضے تو میرے غلام زادے ہین اکثر جز اور بیگانے ہین مین چاہتا تھا کہ عوض اپنے
دادا کے خون کے خروج کرون ایک شب کو مین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب مین دیکھا اور انھون نے
صدق دل سے مجھے مسلمان کرکے آپ کا نشان دیا تھا سو وہ نشان مین نے حضور کے سر اقدس مین دیکھے اب مجھے
رفتہ رفتہ یہ حال اپنا کہہ کے دیوانے نے ایک نفیر بجائی اور بجاتے ہی نفیر بجانے کے اُسکی آواز سے بہت سے دیوانے
چوب و چماق ہاتھون مین لیے آپہونچے قیطاس اژدر پوش نے اُن سب دیوانون سے کہا کہ آج تک مین تمھارا افسر اور
مالک تھا آج سے شاہزادۂ بدیع الزمان میرا بھی آقا اور مالک و مختار تمھارا بھی ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے
اُس دیوانے سے پوچھا کہ ملک صفوان مطلع نشین کا بیٹا کہان ہی دیوانے نے صفوان مطلع نشین
کے بیٹے کو بلا کے حاضر کیا بس شاہزادۂ عالی مقدار مع قیطاس اژدر پوش وغیرہ دیوانون کے صفوان
مطلع نشین کے بیٹے کو لے کے کنارے جنگل کے آیا اور صفوان مطلع نشین کے بیٹے کو سپرد اُسکے کیا
ملک صفوان بصدق دل مع اپنی تمام فوج و سپاہ اور رعایا شہر کے کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان
ہوگیا اور عرض کی کہ غلام مع قیطاس اژدر پوش وغیرہ اور اپنے لشکر کے حضور کے ہمراہ حاضر ہی
شاہزادۂ عالم نے کہا کہ جسوقت ہم لشکر کشی کریں تب تم بھی آکے شریک ہونا یہ فرما کے ان سب کو
رخصت کیا اور آپ سمت سنجان روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل ایک دریا کے کنارے پر پہونچا
وہان دیکھا کہ ہزارون آدمی زن و مرد سیاہ پوش اپنا اپنا اسباب گٹھر بان باندھ کے

لیے بھاگے جاتے ہیں شاہزادۂ عالم نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لوگ سیاہ پوش کون ہیں اور اس درجہ بدحواس کیوں بھاگے جاتے ہیں اسنے جواب دیا کہ مالک اس ملک کا الوس الوند بن بلوچ گجگردن سردار چالیس ہزار سپاہ کا ہے اور یہیں لب دریا رہتا ہے چندروز سے اس دریا سے ایک دریائی گھوڑا نکلتا ہے کہ نام اُس گھوڑے کا گلگون باختری ہے لوگ بیان کرتے ہیں اور اکثر لوگوں سے یہ بھی سُنا ہے کہ ابلق دریائی بھی نام اُس گھوڑے کا ہے ہر روز وہ گھوڑا اس دریا سے نکل کے سیکڑوں چارپائے جانوروں کو ضائع کرجاتا ہے اور ہم لوگوں کو بھی آزار پہونچاتا ہے چند مرتبہ ہم لوگ کنجاب کے پاس فریادی گئے اور حال اُس گھوڑے کا بیان کرکے دادطلب ہوے کنجاب نے بھی ہمکو کچھ جواب نہ دیا لاعلاج ہوکر ہم سبھوں نے جلا وطن ہوکر یہاں سکونت اختیار کی ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ حال اُس گھوڑے کا سنکے اپنا نام و نسب ظاہر کیا اور الوس سے کہا کہ اگر میں اُس گھوڑے کو پکڑکے رام کرلوں تو اپنے دل کی بات سچ سچ کہہ کہ تو مسلمان ہوجائے گا الوس نے کہا لاشک و لاریب میں از سر صدق مسلمان ہوجاؤنگا اور جہاں تو حکم کرے بائیس ہزار بہادران شمشیرزن کو اپنے ہمراہ مشرف باسلام کرکے سرفروشی اور جاں نثاری میں موجود رہوں شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ اقرار الوس کا سُنکے فرمایا کہ اچھا میرے ساتھ چل کے لب دریا وہ جگہ بتلا دو جہاں سے وہ گھوڑا نکلتا ہے حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے الوس ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا اور جس جگہ وہ گھوڑا دریا سے نکلتا تھا وہاں لاکے عرض کی کہ اے شہریار صبح کے وقت وہ گھوڑا اسی مقام سے نکلتا ہے شاہزادہ والاقدر عالی منزلت نے وہ تمام دن اور تمام رات وہیں لب دریا بسر کی جب وقت صبح کا ہوا بعد وضو کے دو رکعت نماز پڑھ کے سوار ہوا اور مع الوس اور بہت سے سوار اور پیادوں کے لب دریا کھڑا انتظار اُس گھوڑے کے نکلنے کا کر رہا تھا کہ یکایک دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور وہ گھوڑا نکلا لوگ بھاگ کھڑے ہوے شاہزادۂ عالی مقام نے دیکھا کہ ایک مرکب پری پیکر گلگون عذار شعر بصد طوفان ہمی گرد دش غرق ٭ بدریا موج و بر روے ہوا برق تمام جسم پر اُس گھوڑے کے ہزاروں گل ہیں اور ایک ایک گل ہزار ہزار طرح کی بہار دکھلا رہا ہے سم گردہ سبز کلائیاں ہرن کی سی گردن ہنس کی سی سینہ ہاتھی کے سے کمر چیتے کی سی غرض شاہزادہ عالم اُس گھوڑے کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق اُسکا ہوگیا اور گھوڑے نے جو شاہزادۂ نامدار کو دیکھا تو نہایت خشمناک اور غضبناک ہوکر دُم کو علم اور منہ کو کھولکر قریب شاہزادۂ والاقدر کے حملہ آور ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان نے اگلے دونوں سم اُسکے پکڑکے جھٹکا مارا کہ وہ گھوڑا بے تحاشا زمین پر گرا اور شاہزادۂ عالم نے ایال اسکی پکڑلی اور جست کرکے اُسکی پیٹھ پر جا بیٹھا گھوڑے نے جو دیکھا کہ میری پیٹھ پر کوئی سوار ہے کر دریا پھرا ہر چند شاہزادہ بخت بلند نے زور کرکے چاہا کہ روکے مگر وہ گھوڑا کسی صورت سے نہیں رکتا تھا تب اُس شہریار نے ناچار ہوکے دو تین طمانچے اس زور سے اُسکے کلے پر مارے کہ گھوڑا کانپنے لگا اور ٹھہر گیا اسمیں چار طرف سے شور و غل ہوا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُس گھوڑے کو پکڑ لیا غرض اب شاہزادۂ باتمکین نے زین و لجام طلب کرکے اُسکو کسا اور سنبھل کے بیٹھا گھوڑے نے پھر سرکشی کرکے لجام کو توڑ ڈالا اور دریا کی جانب شاہزادۂ والا مناقب کو لے چلا پھر ہر چند شاہزادۂ عالم نے روکا مگر گھوڑا نہ رکا اور دریا میں جاکے غوطہ لگایا اور شاہزادۂ نامور سب کی نظروں سے پنہان ہوگیا الوس بن الوند بن گجگردن اور تمام خلائق اور حاضرین نے اپنے اپنے گریبان چاک کرڈالے اور سر زنان و سینہ کوبان نوحہ و زاری و گریان عزاداری میں اُس شہریار عالی مقدار کی مشغول ہوے

جبتک یہ داستان لشکر فیروزی اثر کے کشتیوں کی طوفانی اور تباہ ہونے کی بیان کی جاتی ہے

کہ جس وقت بسبب طوفان آنے کے اور تلاطم دریا کے سب کشتیان لشکر اسلام کی متفرق ہوکے تباہ ہوگئیں اور جب وہ طوفان برطرف ہوا اور روشنی نمایاں ہوئی تو قبہ دین ستون اسلام شاہزادہ کرب غازی نے دیکھا کہ سوا اسکے میرے

ہمراہ کی کشتیوں کے اور کوئی کشتی کسی سردار اور سلطان صاحبقران کی نظر نہیں آتی ہے نہایت مغموم اور اندوہناک ہوکے
گریبان اپنا چاک کر ڈالا اور تاج سر پر سے دے مارا سرداران کرب غازی صدمہ و الم شاہزادہ کرب غازی کا
دیکھکر خاک اپنے سروں پر ڈال کے سر زنی اور سینہ کوبی کرنے لگے القصہ بعد چند روز کے ساحل نمایان ہوا اور کشتیان
ہمراہی کرب غازی کنارے دربند شہر اقیہ کے پہونچیں شاہزادہ کرب غازی نے جو دریا کی بندھوا کے اپنے
تمام لشکر کو اتارا اور آپ بھی کشتی پر سے اتر کے خیمہ استادہ کروایا اور اپنی بارگاہ میں جاکے صدر نشین ہوا وہاں اُس
سرزمین شہر اقیہ کا جو بادشاہ تھا نام اسکا سارنج سفید پوش ہے اُسنے جو سُنا کہ ہماری سرحد میں لشکر خدا پرستوں
کا اترا ہے وہ اُسی وقت مع اپنی فوج و سپاہ کے تہیہ جنگ سوار ہوکے بمقابلہ کرب غازی آیا اور خلاصہ یہ کہ نوبت
نیزہ بازی کی پہونچی اور چند طعنوں میں کرب غازی نے نیزہ سارنج سفید پوش کے ہاتھ سے نکال دیا تب
سارنج سفید پوش اپنے جی میں یہ سوچ کے کہ حریف زبردست ہے میں اسکا مقابلہ در میدان ہرگز نہیں کر سکتا
ازروے فریب جھٹ پٹ گھوڑے پر سے کود پڑا اور اپنے دونوں ہاتھ رومال سے باندھ کے پکارا کہ اے شہریار
میں نے جانا کہ دین تیرا برحق ہے جو اس دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے کرب نے کلمہ شہادت ارشاد کیا
سارنج سفید پوش از راہ مکر و فریب کلمہ شہادت پڑھکے مسلمان ہوگیا اور اپنے گھر میں بحیلہ دعوت
کرب غازی کو مخاطب کرکے کھانا بیہوشی آغشتہ کھلایا اور بیہوش کرکے قید کیا یہ حال لشکر کرب غازی نے
جو سُنا تو چار طرف سے بلوہ کرکے قلعہ کو گھیر لیا سارنج سفید پوش نے قلعہ بند ہوکے ایک نامہ ملک سنجان
کو اسی مضمون کا لکھکے بطلب مدد روانہ کیا

جبتک وہ کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سہمان باختری کو سر میدان مشکیں باندھ کے اپنی بارگاہ میں لایا اور
دوسرے روز جشن عیش کی تیاری کرکے سہمان باختری کو اپنے سامنے طلب کیا سہمان باختری نے نام لقا کا
لیکے سلام کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے کہا اے بہادر تیری عقل و دانست سے مجھے بہت تعجب معلوم ہوا کہ اُس خالق اکبر
خداے عز و جل خالق جز و کل کو فراموش کرکے لقا ایسے گبر مغرور خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت کو کہ جس سے پتا تک نہیں ہل سکتا
تو اسکو اپنا خالق جانتا ہے مختصر یہ کہ شاہزادہ عالم نے ایسے چند فقرے وحدانیت خدا کے سہمان باختری کے آگے
بیان کیے کہ تجلی اسلام کی اُسکے دل میں ہویدا ہوئی اور زنگ کفر آئینہ ضمیر سے دور ہوگیا کہنے لگا کہ اے شہریار پھر جو
کوئی اس دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے شاہزادہ قاسم نے کلمہ شہادت ارشاد کیا سہمان باختری کلمہ پڑھکے
از سر صدق مسلمان ہوگیا اسوقت پھر شاہزادہ قاسم نے اُس سے پوچھا کہ اے سہمان باختری تمہاری سیاہ پوشی کا کیا
باعث ہے اُسنے کہا کہ اے شہریار یہ قانون زمانہ ضحاک سے تا ایندم ہمارے خاندان میں چلا آتا ہے سواے اسکے
دوسری وجہ سیاہ پوشی کی یہ ہے کہ ایک بیٹا میرا اس کتابہ سے چھوٹا اور تھا نہایت شجاع اور دلیر اور عقیل و فہیم تھا
میں اُسکی صورت کا عاشق تھا ایک روز کی نقل ہے کہ ایک شخص نے چرچا طلسم ہیہات کا میری بارگاہ میں کرکے کہا
کہ اُس طلسم کے سواے صاحبقران کے یا اُنکی اولاد کے اور کوئی فتح نہیں کر سکتا بس اتنی بات سُنکے میرے چھوٹے بیٹے نے
کہا کہ اس طلسم کو جاکے میں بھی دیکھوں کہ وہ طلسم کیسا ہے میں نے ہر چند منع کیا مگر وہ جو کہتے ہیں مصرع گر برود سر
بر نگردد سر نوشت + جو شدنی ہوتی ہے وہی ہوتی ہے اُسنے میرا کہنا نہ مانا اور مجھ سے چھپ کے اس طلسم میں جاکے مفقود الخبر
ہوگیا ہے اسکے واسطے میری زندگی بے لطف ہے اسی غم میں سیاہ پوش رہتا ہوں شاہزادہ قاسم نے کہا میرے

ساتھ چل کے اُس طلسم کو دکھلا دے اب جبتک اُس طلسم کو توڑ کے تیرے بیٹے کو لا کے تجھ سے نہ ملا دون جو کچھ فرد وان
عالم پر حلال ہی وہ مجھپر حرام ہی یہ کہکے سپر تلوار پکڑ کے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہر چند سہمان باختری نے قاسم کو منت سماجت
سے سمجھایا اور منع کیا قاسم نے نہ مانا اور سہمان باختری کو ہمراہ لیکے سوار ہوا سہمان باختری ناچار ہوکے شاہزادہ
قاسم کو طلسم ہیہات کے قریب لایا تو شاہزادۂ خاورسیاہ نے دور سے دیکھا کہ ایک حصار بنا ہوا ہی اور اُس حصار
پر ایک مینار ہی اور اُس مینار پر ایک شخص ایک نفیر ہاتھ مین لیے منھ سے لگا کے کھڑا ہی اور ایک اور شخص ایک
اُصطرلاب ہاتھ مین لیے برابر اُسکے بیٹھا ہی شاہزادۂ خاورسیاہ نے سہمان باختری سے کہا کہ ایک بڑے مجرم
خونی گنہگار قیدی کو جو واجب القتل ہو زندان خانے سے میرے سامنے لاؤ حسب الحکم سہمان باختری نے ایک
چور خونی کو مجلس سے طلب کرکے حاضر کیا شاہزادۂ قاسم نے اُس قیدی سے فرمایا کہ تو بعلت دزدی اور خون ناحق
گرفتار ہی اگر تو اِس حصار کے دروازے تک جاکے دستک دے اور وہان سے پھر ہمارے پاس چلا آ تو ہم تجھے ابھی
قید سے چھڑوا دینگے وہ قیدی خوشی خوشی حسب ارشاد شاہزادۂ والاتبار کے اُس حصار کی طرف دوڑ کر پہونچا
وہان وہ جو ایک شخص اُصطرلاب لیے بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ خبردار اور زنہار اے آنیوالے ادھر آ اور جو
ایک قدم آگے بڑھاے گا تو مارا جائے گا اُس قیدی نے اسکا کہنا مطلق نہ سُنا اور جونہین دو قدم آگے بڑھا
اور دروازے کے برابر پہونچا وہ شخص جو نفیر لیے کھڑا تھا اُسنے وہ نفیر بجائی اور نفیر کی آواز کے ساتھ اُس قلعہ کا
دروازہ کھل گیا اور اُس دروازے مین سے ایک دیو نکل کے اُس قیدی کو نوالہ بنا کے اپنے منھ مین رکھ لیا اور
پھر اُسی دروازے کی راہ سے قلعے کے اندر چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا شاہزادۂ قاسم نے کہا بس یہی علامت
اِس طلسم کی ہی یہ کہکے شاہزادۂ عالم نے اُسی وقت عین اِس جا پر عبادتخانہ آراستہ کروایا اور غسل کرکے عبادتخانے
مین آکے بیٹھا اور تین شبانہ روز بحضور قلب اور خلوص نیت عبادت الٰہی مین مشغول رہا روز چہارم ایک غنودگی
سی جو آگئی تو عالم خواب مین دیکھا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام ایک تخت پر سوار آسمان سے اُتر چلے آتے ہیں
تشریف لائے اور فرمایا اے فرزند اس درجہ گریہ و بکا کیون کرتا ہی قاسم نے کہا کہ یا حضرت مین یہ چاہتا ہون کہ اس
طلسم کو فتح کرون حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قاسم جانب شمال کے تو جا وہان ایک
درخت چنار کا ہی اور اُس درخت کے نیچے ایک سنگ پر قلابہ آہنی لگا ہی اُس پتھر کو ہٹا کے تو دیکھنا ایک
نقب کا مُہرا نظر پڑے گا تو اُس نقب مین قدم رکھ کے آگے جانا وہان ایک مقام پر ایک صندوق رکھا ہی اُس
صندوق کو کھول کے لوح طلسمی نکال لینا جو کچھ اُس لوح مین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا اور جو خلاف نوشتہ لوح کے
کوئی کام تو کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا اتنا کلمہ ارشاد کرکے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام غائب ہو گئے
اور قاسم کی آنکھ کھل گئی تمام اپنا عبادتخانہ معطر اور معنبر پایا پس شاہزادۂ خاورسیاہ نماز صبح سے فارغ ہوکے
شاداں و خنداں عبادتخانے سے باہر نکلا اور احوال بشارت کا سہمان باختری سے بیان کرکے رخصت ہوا
اور جس طرح سے حضرت نے ارشاد کیا تھا اُسی طرح سے سمت شمال جاکے اُس چنار کے درخت کو بغل مین لے کے
زور کیا اور جب وہ درخت جڑ سے اُکھڑ کے گر پڑا تو دیکھا کہ اُسکی جڑ مین ایک بڑی چٹان پتھر کی ہی اُسمین ایک
قلابہ آہنی لگا ہوا ہی قاسم نے اُس قلابہ کو پکڑ کے بزور تمام اُس جگہ سے ہٹایا تو مُہرہ نقب کا معلوم ہوا قاسم
بسم اللہ کہکے اُس نقب مین کود پڑا اور جب نقب سے باہر نکلا تو اُس مکان مین جہان وہ صندوق رکھا تھا پہونچا
اور اُس صندوق کو جو کھولا تو دیکھا کہ لوح مدور پرچہ یاقوت احمر کی ہی اور اُسمین چار لڑیان موتیون کی ہین اور

کچھ حروف لوح پر کندہ معلوم ہوتے ہیں قاسم نے لوح کو اُٹھا کے گلے میں ڈال لیا اور اُن حرفوں کو پڑھنا شروع
کیا تو لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر لوح طلسمی تیرے ہاتھ آئے تو سامنے ایک حجرہ ہے اُسکے دروازے میں قفل لگا ہے
اُس قفل کو توڑ کے دروازہ کھول جب اندر تو جائیگا تو برابر ایک ایوان عالیشان کے پہونچیگا وہاں
پھر جو لوح میں مرقوم ہو اُسے ملاحظہ کرنا اور اُسکے موافق عمل کرنا شاہزادۂ خاور سیاہ حسب الحکم اُس لوح طلسم کے اُس
حجرے کو کھول کے برابر اُس ایوان عالیشان کے پہونچا اور پھر لوح کو گلے سے اُتار کے جو ملاحظہ کیا تو یہ لکھا تھا کہ اب
تجھے سامنے سے دو شیر نظر آئینگے ایک شیر سیاہ ہوگا اور ایک سفید ہوگا تو جستی تمام اُس سیاہ شیر پر سوار ہو بیٹھنا
اُسوقت وہ سیاہ شیر سفید شیر کو مار ڈالیگا بعد اسکے تو اُس سیاہ شیر کا شکار کرنا جب تو سیاہ شیر کو مارے گا تو
جتنے قطرے خون کے سیاہ شیر کے بدن سے زمین پر گرینگے اُتنے ہی دیو پیدا ہو کے سب تجھپر حملہ آور ہونگے تو اُسوقت
جلدی سے لوح کو اُن دیوون کے درمیان میں ڈال دینا وہ دیو سب آپس میں لڑ کے مر جاینگے پھر آگے جو کوئی ایسی
مشکل تجھے درپیش ہو لوح کو دیکھ کے کام کرنا پس شاہزادۂ قاسم بموجب حکم لوح کے جست کرکے اُس سیاہ
شیر پر سوار ہوا اور سیاہ شیر نے سفید شیر کو مار ڈالا اُسوقت قاسم نے اُس سیاہ شیر کی پشت پر سے اُتر کے ایک
ضرب تیغہ بلارک اژ اسپاہی سے سیاہ شیر کو قتل کیا اور سیاہ شیر کے خون سے سیکڑوں ہزاروں دیو پیدا ہوئے
اور سمت شاہزادۂ خاور سیاہ متوجہ ہوئے شاہزادۂ عالم نے جستی تمام لوح کو اُن دیوون کے درمیان میں پھینک دیا
سب دیو آپس میں جنگ کرکے سب کے سب مر گئے اور بعد مرنے دیوون کے ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من لیث جادو دفرعام جادو و ضیغم جادو بود با ہمہ ساحران کشتی یہ آواز آئی اور چار طرف تاریکی چھا گئی
اور شور غل اور زلزلہ زمین پر ہوا بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی دور ہوئی اور غل موقوف ہوا شاہزادۂ قاسم نے
آنکھ کھول کر دیکھا کہ ایک میدان وسیع نظر آتا ہے شاہزادۂ عالم بسم اللہ کہکے اُس میدان کی جانب مخاطب ہوا
جبکہ تھوڑی دور گیا تو وہاں ایک سبزہ زار لطیف اور پاکیزہ اور چار طرف چہبچے پانی کے بھرے ہوئے اور اقسام اقسام رنگ کے
گلہائے خودرو پھولے ہوئے اور ہزاروں طائران خوش الحان جابجا پرواز کنان یہ شعر پڑھتے ہیں شعر ہوائے صحرا فضائے
گلشن ضیافت عجب یہ بقا ہے ٭ مسافر و دیکھ تو تماشا سرائے فانی عجب سرا ہے ٭ اور ایک سمت اُسی سبزہ زار میں دو بیل
شعر بیل تن و شیر دل و مار دم گاؤ زمین جستہ ہو مارین جو سم ٭ شاخ سے شاخ ملا کے باہم لڑ رہے ہیں قاسم نے جو اُن
بیلوں کو آپس میں لڑتے دیکھا تو لوح کو ملاحظہ کیا لوح پر لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر فضل لایزال ایزدی سے تو دونوں سفید و
سیاہ شیروں کو اور دیوون کو مار کے یہاں اس سبزہ زار میں وارد ہوا اور وہاں دو بیلوں کو باہم لڑتے دیکھے تو تجھے
لازم ہے کہ بنظر بکرم کرم ساز کے دونوں بیلوں کے سینگوں کو پکڑ لے اور زور کر کے اُنکے سینگوں کو توڑ ڈال بجائے
خون آگ اُنکے سینگوں میں سے پیدا ہوگی اور وہ دونوں بیل خود بخود جل کے خاک ہو جاینگے شاہزادۂ قاسم
نے حسب الحکم لوح کے اُن دونوں بیلوں کے سینگ پکڑ کے اُکھاڑ لیے اور اُنکے سینگوں سے خون کی جا پر آگ
نکلی اور اُسی آگ میں دو بیل جل کے خاک ہو گئے اور پھر گیر و دار کی آواز بلند ہوئی اور تمام زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا بعد دو گھڑی کے جب وہ تاریکی رفع ہوئی تو قاسم نے دیکھا کہ وہاں کہیں نشان اُس سبزہ زار
کا نہیں ہے اب چار طرف جنگل ہے ویرانہ کوسوں تک نظر آتا ہے ایک پگڈنڈی کا رستہ ایک طرف دیکھا رستے کی
پر شاہزادۂ خاور سیاہ روانہ ہوا اور جاتے جاتے جب دوپہر کا وقت ہوا تو تمازت آفتاب سے ذرات ریگ
مثل ذرات اخگر چمکنے لگے اور شدت حرارت سے تشنگی اس درجہ ہوئی کہ زبان میں کانٹے پڑ گئے

ہیں تھیں خشک تھے کوسون تک کہیں کوئی دریا کوئی جھیل کوئی تالاب کوئی چھڑ پانی کا نہیں نظر آتا تھا شاہزادہ قاسم اپنی زیست
سے مایوس ہو کے قدم اُٹھائے جاتا تھا کہ ناگاہ دور سے ایک باغ نمودار ہوا اُفتان وخیزان دروازۂ باغ پر پہونچا اور اندرون باغ
قدم زن ہوا تو دیکھا کہ باغ بہت دلچسپ اور پُر فضا بنا ہوا گل ہل اور مہندی کی ٹٹیان گڑین سرو و شمشاد بائین عروس و داماد ہر
مقام پر ایستادہ غنچے تبسم کر رہے ہین پھول ہنس رہے ہین نسیم طرب خیز وزان مرغان خوش الحان جہان تہان نہال لدے بار میوہ
درختان میوہ دار پر غزل خوان شاہزادہ قاسم سیر کنان برابر حوض کے پہونچا تو وہان دیکھا کہ ایک جوان رعنا با چہرۂ زیبا سحر
برس بیس پچیس کا سن و سال نہایت حسین و صاحب جمال حوض پر بیٹھا ہی قاسم نے اس جوان سے پوچھا کہ ای شخص تیرا
کیا نام ہی اور اس مقام پر تیرا آنا کیونکر ہوا اُسنے کہا کہ میرا نام طومان بن سہمان باختری ہی شاہزادہ خاور سیاہ نے
فرمایا ای طومان بن سہمان باختری مین فقط تیری رہائی کے واسطے اس طلسم مین آیا تھا کیسلیے کہ تیرا باپ سہمان باختری تیرے
غم مین جان بلب ہی بس طومان از سر صدق کلمہ شہادت پڑھکے مسلمان ہو گیا اور عرض کیا کہ ای شہریار آپ نے فضل الٰہی سے
اس طلسم کو توڑا اور عمر طلسم تمام ہو گئی اب کوئی خدشہ اور دغدغہ باقی نہین ہی ابھی وہ یہی کہہ رہا تھا کہ ایک مرتبہ تمام وہ
حصار اور اسکی عمارت بیخ و بنیاد سے منہدم ہو گئی سامنے سے سہمان باختری نے جو دیکھا کہ وہ حصار سب گر پڑا اور کچھ
نشان طلسم کا باقی نظر نہین آتا اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم میرے بیٹے کو اپنے ہمراہ لیے تشریف لاتا ہی مار
مارے خوشی کے قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اُسی وقت روانہ ہوا اور قریب شاہزادہ قاسم کے پہونچکے قدمون پر
گر پڑا اور طومان بن سہمان نے اپنے فرزند کو گلے سے لگا لیا اس عرصہ مین شاہزادہ قاسم کی نگاہ جو سمت اس گنبد
کے پڑی تو دیکھا وہ قلعہ اور مینار اور گنبد سب منہدم ہو گئے ہین مگر ایک دیو وہان کھڑا ہی اور وہ دیو قاسم کو دیکھکر نہایت
غصہ مین آیا اور دوڑکر دار شمشاد و شاہزادہ خاور سیاہ پر ماری قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر اُسوقت بازگشت
بضرب تیغہ پلارک افراسیابی اُس دیو کا ہاتھ قلم کیا تب وہ دیو وہان سے بھاگا اسی گنبد شکستہ مین غائب ہو گیا شاہزادہ
قاسم تیغہ کھینچ کے اندرون گنبد پہونچا وہان دیکھا کہ ایک کنوان ہی قاسم اس کنوئین مین اتر گیا تو وہان چار مکان
مال اور اسباب روپیہ اور اشرفی جواہر سے مملو تھے نہایت خوش ہوا اور وہان سے باہر آکے اپنے ساتھ والون اور
سہمان باختری سے فرمایا کہ جھٹ پٹ طلب کرو اور یہ مال اسباب خزانہ جواہر وغیرہ جو کچھ ہی اسے بار کروا کے لیے چلو ابھی
قاسم یہی کہہ رہا تھا کہ ایک نعرہ آہ کی آواز کا گوش زد ہوا قاسم نے اُس آواز کی طرف جو نگاہ پھیر کے دیکھا تو وہی
دیو ہاتھ کٹا ہوا ایک صندوقچہ بغل مین دبائے رو رہا ہی اور شاہزادہ قاسم کو دیکھکر پکارا کہ بات ای آدمزاد طلسم خالی
کرکے اور یہ مال و اسباب لیکے میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی اور یہ کہکے بائین ہاتھ سے گرز شمشاد و شاہزادہ قاسم پر
ماری شاہزادہ عالم نے اُسکی ضرب کو خالی دیکے ایک مرتبہ تیغہ پلارک افراسیابی سے اس بدذات دیو کو دو ٹکڑے
کیا لاشہ اسکا خاک و خون مین گرکے پھڑکنے لگا قاسم نے دوڑکے وہ صندوق اسکی بغل سے نکال کے جو کھولا تو اسمین
دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین برس بارہ ایک کا سن و سال سراپا حسن و جمال بیٹھی ہی قاسم اُسے نگاہ
اولین دیکھکر عاشق و شیدا اُسکا ہو گیا اور اُسی طرح سے اُس نازنین کو اُسی صندوق مین بند کرکے اپنے ہمراہ والون
سے بتاکید تمام کہا کہ اس صندوق سے بہت خبردار رہنا اور وہان سے بدل جمعی تمام اسکے بارگاہ مین سہمان باختری
کی داخل ہوا اور دم بھر وہان بیٹھ کے اپنی خلوت گاہ مین جاکے اُس صندوق کو طلب کیا اور بڑی احتیاط اور حفاظت
سے رکھا کتارہ بن سہمان نے جو دیکھا کہ یہ صندوق جو شاہزادہ قاسم طلسم سے لایا ہی اسکو ہم سبھون سے چھپا کے
اپنے خلوتخانہ مین کس احتیاط سے رکھوایا ہی اور ہمکو اسکا کچھ حال نہ بتلایا شاید اس صندوق مین کچھ ایسا تحفہ ہی

بیش بہا اور نایاب ہو گا یہ سوچ کے کتایرہ بن سماں کے دل میں بغض اور کینہ پیدا ہوا آگے
دیکھیے کیا ہوتا ہے

جانب دوکھے داستان نکہت بیان گنجاب بن گنجور ملک حرمان و لوگوں سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت گنجاب نے قاہر بن قہرمان عجمی کو تعاقب میں قارن بلند کلاہ کے بھیجا اور آپ مع تمام اپنے سرداروں
کے اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا امور مالی اور ملکی میں مصروف تھا ناگاہ ایک عیار نے آکے عرض کی کہ طاؤس حرمیں
خداوند لقا مہتر گردم اور ارم نام ایک جوشی بھیجے ہوئے خداوند کے آئے ہیں گنجاب یہ سنکے نہایت خوش ہوا آئی دیر میں
مہتر گردم بھی بارگاہ گنجاب میں آکے پہونچا اور گنجاب کا پاؤں چوم کر کرسی پر بیٹھا گنجاب نے بہت سی خاطر اور
عزت گردم کی کر کے پوچھا کہ آج اے طاؤس حرمیں خداوند تمہارا آنا کیونکر ہوا گردم نے کہا یا پیغمبر مرسل جبرئیل
درگاہ خداوندیا قوت شاہ نے اپنی نامزد یعنی ملکہ گوہر ملک کو طلب کیا ہے اور خداوند لقا نے بھی فرمایا ہے کہ
میری بہو کو جلد سوار کرکے بھیجدو گنجاب یہ پیغام سُنکے مثل بید تھر تھر کانپنے لگا اور ایک آہ سرد دل سے کھینچکر بصد نالہ و آہ بولا
کہ اے طاؤس حرمیں خداوند لقا مجھپر تو عجب طرح کا حادثہ گذرا کہ میری بیٹی ملکہ گوہر ملک کو بدیع الزمان پسر
حمزہ بفریب نکال لے گیا وہ اب میرے پاس نہیں ہے بدیع الزمان کے قبضۂ اختیار میں ہے اور غضب یہ ہوا کہ ان روز دن
میری بی بی ملکہ شہرہ تھا تو ان بیبی مسلمان ہوگئی اور شریک اپنی بیٹی ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان کی
ہوگئی اور قلعہ شہرستان اپنے قابو میں کرکے مجھے محض بیدخل کردیا اب عیش کرتی ہے مگر میں نے سُنا ہے کہ ان دنوں
بدیع الزمان قلعہ شہرستان میں نہیں ہے مہتر گردم نے گنجاب کو تسلی دی اور حال دیکھکر نہایت افسوس اور غم کیا اور کہا
اے پیغمبر مرسل اب تو کچھ رنج و غم نہ کر میں ابھی جاکے ملکہ گوہر ملک کو لیے آتا ہوں یہ کہکے گردم گنجاب کی بارگاہ سے
نکل کر سمت شہرستان روانہ ہوا اور شب کے وقت اندرون شہر جاکے اپنے شاگرد گرگ بن گرگ کے گھر میں ٹھہرا اور اس سے
احوال پوچھا کہ تو اپنے دین میں ہے یا مسلمان ہوگیا گرگ بن گرگ شاگرد گردم کا بڑا حرامزادہ اور بدذات نطفۂ حرام
ہے اسنے کہا اے اُستاد خداوند لقا کے دین سے تو مجھے نفرت کلی ہے مگر کیا کروں مجبور دنیا چاہا ہوں لہٰذا میں مسلمان ہوگیا ہوں
اور جو میں یہ اقرار مسلمان ہونے کا بفریب نہ کرتا تو مارا جاتا میرا تو حال یہ ہے اب تو بتلا کہ تیرا آنا یہاں کیونکر ہوا گردم
نے کہا کہ میں ملکہ گوہر ملک کے لیجانے کو آیا ہوں گرگ بن گرگ عیار نے کہا کہ یا اُستاد ملکہ گوہر ملک کے لیجانے
کی مجھے ایک تدبیر خوب یاد آئی ہے کہ بدیع الزمان امیہ بن عمرو کو اپنے ہمراہ لیکے کہیں دور نکل گیا ہے تو امیہ بن
عمرو کی صورت بنکے ایک نامہ بہ تحریر بدیع الزمان کی طرف سے گوہر ملک کے نام لکھ اور گوہر ملک کے پاس اُس
نامہ کو لیجا کے جیسا موقع اور وقت دیکھ ویسی ہی اُسے لیجا گردم نے یہ عیاری اپنے شاگرد کی بہت پسند کی اور جھٹ پٹ
رنگ و روغن عیاری کا ملکے امیہ بن عمرو کی صورت بن گیا اور ایک نامہ جعلی بدیع الزمان کی طرف سے لکھکے دوسرے
روز صبح کے وقت سر بازار ملکہ گوہر ملک کے محل کی جانب چلا جسنے گردم کو دیکھا امیہ بن عمرو کا دھوکا ہوگیا اور
احوال شاہزادہ بدیع الزمان با اقبال کا پوچھتا تھا شدہ شدہ امیہ بن عمرو کے آنے کی خبر ملکہ گوہر ملک کو پہونچی
ملکہ نے گردم عیار کو امیہ بن عمرو سمجھکے اپنے پاس بلالیا گردم نے وہ خط جعلی نکالکے ملکہ گوہر ملک کو
دیا اور ملکہ گوہر ملک کو تو اس فریب اور عیاری کی مطلق آگاہی نہ تھی اور امیہ بن عمرو کے خط پر وہ بھی یقین کرگئی تھی
امیہ یعنی گردم کو کئی دن اپنے پاس محل میں رکھا رات کو گردم نے ملکہ گوہر ملک کو بیہوش کرکے
پشتارہ میں باندھا اور پشتارہ پشت پر رکھکے کمند مارکے دیوار پر چڑھا اور کمند کی راہ سے دیوار سے نیچے اُتر کے

سیاہ مست کے جبائل پر روانہ ہوا قضائے کار اُس طرف سے آیون علقمہ جعفر لالی وزیر گنجاب کا شکار کھیلنے کو
نکلا تھا اُسنے اثنائے راہ مین گردھر کو پشتارہ بدوش دیکھ کے جانا اور اپنے ساتھ کے سوارون اور پیادون سے اشارہ
کیا کہ اس ہمراہ فرو سے عیار کو پکڑ کے پشتارہ اسکا چھین لو غرض یہی کیا اور جو نزدیک ہاتھ آئے تو اُسنے تلوارون سے ہاتھ کے
گرا دو اور پشتارہ چھین کے میرے پاس لاؤ جب سوار علقمہ جعفر لالی وزیر کے ہمراہی چاہتے تھے کہ گردھر کے
تعاقب مین گھوڑے دوڑائین ناگاہ سامنے سے کامل خان بن گنجاب اور عاقل خان بن گنجاب دونون بیٹے
گنجاب کے اپنا لشکر ہمراہ لیے آتے تھے علقمہ وزیر نے ان دونون گنجاب کے بیٹون کو جو دیکھا تو اپنے
سوارون کو ممانعت کر کے کہا کہ ذرا ٹھہرو بہت فرحت مین یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ گردھر عیار اپنے اس پشتارے
مین شاید ملکہ گوہر ملک کو بیہوش کر کے لیے جاتا ہے اسکی تدبیر اور ہی کرتا ہون یہ کہکے آپ کامل خان اور
عاقل خان دونون گنجاب کے بیٹون کے پاس چلا گیا اور اُسنے کہا اے کامل خان گردھر عیار شاید پھر
عیاری کر کے پیغمبرزادی یعنی ملکہ گوہر ملک کو پشتارے مین باندھے پیغمبر مرسل کے پاس لیے جاتا ہے اور مجھے یقین
کلی ہے کہ گنجاب جسوقت ملکہ کو دیکھے گا اسی وقت مار ڈالیگا زندہ نہ چھوڑے گا چونکہ ملکہ گوہر ملک نامزد جبریل
درگاہ خداوند لقا یا قوت شاہ کی ہے جسوقت کہ جبریل قدرت خداوند لقا کا بیٹا سُنیگا کہ گنجاب نے میری
نامزد معشوق کو مار ڈالا اور کہیگا کہ میری منگیتر گوہر ملک کو گنجاب کے ہاتھ سے بچا نہ لیا تو اسوقت یا قوت شاہ
تم دونون بھائیون کا شکوہ خداوند یا قوت سے ضرور کریگا کہ اثنائے راہ مین گردھر ملکہ کو پکڑے کامل خان اور
عاقل خان دونون گنجاب کے بیٹون کے سامنے لیے جاتا تھا اور ان دونون بھائیون نے میری منگیتر ملکہ گوہر ملک
کو دیدہ و دانستہ قتل کروا ڈالا اور گردھر سے چھڑا نہ لیا اُسوقت خداوند لقا عجب نہین کہ تم دونون بھائیون کو
سنگسار کر دیگا اور بعذاب الیم مبتلا کر دیگا لہذا صلاح نیک یہ ہے کہ تم دونون بھائی گھتر گردھر سے اپنی
بہن ملکہ گوہر ملک کو لیکے اپنے کسی ملازم معتبر کے ہمراہ بخدمت جبریل قدرت یا قوت شاہ پہونچا دو آگے وہ
مالک ہے جو چاہے وہ ملکہ کے حق مین کرے گردھر بھی علقمہ وزیر کو اور عاقل خان اور کامل خان دونون گنجاب
کے بیٹون کو دیکھ کے برابر آ گیا تھا اور یہ تقریر علقمہ وزیر کی گھتر گردھر نے جو سُنی تو کہنے لگا کہ اے کامل خان اور
عاقل خان وزیر اعظم پیغمبر مرسل بیشک یہ صلاح خوب دیتا ہے اور کہین سر مو جھوٹ نہین کہتا کامل خان اور
عاقل خان نے یہ رائے علقمہ وزیر کی بہت پسند کر کے ملکہ گوہر ملک کو گردھر سے لے لیا اور اپنے خیمے مین
لا کے پشتارے مین سے کھولا اور ہوش مین لا کے بہت سی لعنت اور ملامت کی بعد اسکے ملکہ کو سوار کر کے اپنے ہمراہ
باپ کے پاس یعنی گنجاب کے پاس آئے اور دونون نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار گھتر گردھر اس شوخ دیدہ کمینہ
بریدہ گوہر ملک کو پکڑا رہی لایا ہے گنجاب نے کہا کہ اسی وقت اس ننگ خاندان کو قتل کرو کامل خان اور
عاقل خان بن گنجاب دونون مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ اے پدر گوہر ملک کو قتل کرنا صلاح دولت نہین
کس واسطے کہ وہ منگیتر اور امانت جبریل قدرت یا قوت شاہ خداوند زادے کی ہے ہماری عقل ناقص مین
تو یہ صلاح بہتر ہے کہ ملکہ کو کچھ لوگ ہمراہ کر کے بخدمت خداوند لقا بھجوا دیجیے وہ مالک ہے اسکے حق مین جو چاہے
سو کرے علقمہ وزیر نے بھی سر اٹھا کے کہا کہ پیغمبرزادے دونون بہت خوب صلاح دیتے ہین ملکہ عالم کا وہین
بھیجنا مناسب ہے گردھر نے بھی عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل میرے نزدیک بھی ملکہ کو خداوند کے پاس بھیجیے تو
بہت بہتر ہے گنجاب نے اپنے بیٹون اور اپنے وزیر اعظم کی اور گھتر گردھر طاؤس کی صلاح لقا کی جو

سنی تو کہنے لگا اچھا اس بے حیا خانمان خراب گوہر ملک کو قارن بن قدرت کے ہمراہ شداد بد لقا کے
پاس روانہ کرو قارن بن قدرت بہرا تورچی اور چیرہ دکمان بردار ہر دستان اور شمشیر اور تیرانداز جان نثار ہمرہ لینے
حکم دیا کہ قارن بن قدرت بخوف خطر اس بدگوہر کو قلعہ کوہ کی راہ سے سبا ئل میں یاقوت شاہ کے سپرد
کر آئے بموجب ایمائے کشیاب قارن بن قدرت بارہ ہزار سوار لیکے ملکہ گوہر ملک کو پالکی میں سوار کروا کے سمت
سبائل روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اور طی مراحل قریب قلعہ کوہ کے پہونچا وہان قلعہ کوہ میں پانچ بھائی حکمران
ایک کا نام شعلہ ایک کا نام جوالہ ایک کا نام شعشعہ ایک کا نام شعلہ ایک کا نام قشقشہ ہی باتفاق باہم حکمرانی
و سلطنت کرتے ہین اور جو بات ایک کی زبان سے نکلتی ہی وہ چارون قبول اور منظور کرتے ہین اور پانچون بھائیون
میں عجیب طرح کی محبت اور بڑا اتفاق تھا چنانچہ ملک شعشعہ کی ایک بیٹی تھی کہ نام اسکا سمن بانو نہایت حسینہ اور
جمیلہ اور شجاعہ اور بہادری مین شہرہ آفاق تھی جسوقت سوار ہوتی تھی بارہ ہزار خواصین خوشرو پری طلعتیں گھوڑون
پر سوار ہمراہ رہتی تھین اور سب کی سب علم سپہ گری اور شہسواری مین بخوبی مہارت اور مہارت رکھتی ہین اتفاقاً
ملکہ سمن بانو بارہ ہزار سوار لونڈیون سے بطرز سیر و شکار گرد و جوار مین قلعہ کوہ کے اپنے مرکب کو چمکاتے چلی
جاتی تھی ناگاہ سامنے سے ایک گرد اُڑی اور جسوقت وہ گرد شگافتہ ہوا تو اسنے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہی اور اس
لشکر کے بیچ میں دو ڈھائی سو کہار ایک پالکی کسی کی سواری کی دوش بدوش لیے قدم اُٹھاتے آتے ہین
ملکہ سمن بانو نے کسی سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور کہان سے آتا ہی اور اس پالکی میں کسکو سوار کیے کہان لیے
جاتے ہین لوگون نے کہا کہ گردہ عیار شداد بد لقا کا ملکہ گوہر ملک کو قلعہ فلک سنجان سے بعیاری بیہوش کرکے
چُرا لایا تھا سو کشیاب نے گوہر ملک کو پالکی مین سوار کروا کے قارن بن قدرت کے ہمراہ مع بارہ ہزار سوار کے
بخدمت جیرئیل قدرت یاقوت شاہ بھیجا ہی سمن بانو ایک مدت سے تصویر شاہزادہ کرب غازی کی دیکھکر
عاشق تھی جونہین اسنے نام ملکہ گوہر ملک کا سنا نہایت مغموم اور مکدر ہوکے اپنے دل مین کہنے لگی کہ ہائے
ملکہ گوہر ملک کا کیا حال ہوگا جسکا ایسا شاہزادہ بدیع الزمان سا یار جدا ہو گیا ہوگا بعد اسکے جب ملکہ
گوہر ملک کے گرفتار ہو جانے کا حال شاہزادہ بدیع الزمان سُنیگا اسپر کیا گذرے گی اور وہ درد فراق مین ملکہ
کے کیونکر جیتا بچیگا بس یہ اپنے دل مین کہکے ملکہ سمن بانو نے پیش خود یہ تجویز کی کہ اب بہتر یہی ہی کہ کسی صورت
سے شاہزادہ بدیع الزمان اور گوہر ملک سے ملاقات کروا دون ابھی اسی تجویز مین تھی کہ اس طرف سے قارن
بن قدرت نے لشکر سمن بانو کا دیکھکر پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی لوگون نے کہا کہ ملکہ سمن بانو بیٹی ملک شعشعہ قلعہ کوہ
کی سیر و شکار کو سوار ہوئی ہی اسکے ہمراہ کی خواصین لونڈیان باندیان اور نوکرین چاکرین ہین قارن بن قدرت
کسی سے یہی باتین کر رہا تھا کہ ملکہ سمن بانو مرکب چمکاتے برابر سے نکلی اور قارن بن قدرت ملکہ سمن بانو کو دیکھکر
بنگاہ اولین شیدا سے جمال اور فریفتۂ تمثال ملکہ سمن بانو کا ہو گیا اور ملکہ سمن بانو نے باواز بلند کہا اے قارن بن
قدرت ہمارا آج سلام لیتا جا قارن بن قدرت کا پھر تو یہ حال ہوا کہ خود رفتہ اور خود غلطاں وحشت زدہ سودائی سا
ہوکے عنقریب تھا کہ گریبان چاک کرکے گھوڑے پر سے کود پڑے مگر خوب سا آپکو سنبھالکے جہان کھڑا تھا وہین باگ
مرکب کی روکے کھڑا تھوڑی دیر کو شپہ رہا تھا ملکہ سمن بانو نے اسکی آنکھ سے پہچان لیا کہ یہ حرامزادہ مجھپر عاشق ہوا ہی کہا کہ اے
قارن بن قدرت آج ہمارے یہان جو کچھ نان و نمک موجود ہی اسے نوش کرنا قارن بن قدرت تو یہی چاہتا تھا
اسنے کہا کہ ملکہ عالم زہے سعادت میری بہت خوب مجھے خوشنودی خاطر آپ کی بدل و جان منظور ہی ملکہ

سمن بانو نے اپنے ملازموں سے حکم دیا کہ آج ہماری بارگاہ اور خیمہ ڈیرہ وغیرہ سب اسی ویران کوہ میں ایستادہ کرو سب حکم سمن بانو کے وہین دونوں لشکر اترے اور بارگاہ و خیمے استادہ ہوگئے قارن بن قدرت خوب سا آپ کو آراستہ کرکے اور پوشاک بہت دھوم دھام سے پہن کے ملکہ سمن بانو کی بارگاہ میں بیٹھا اور گفتگوے عاشقانہ و خوشامد کرنے لگا اور ملکہ نے گلابیان شراب کی اور پیالے طلب کیے قارن بن قدرت نے دو چار پیالے شراب کے جو پیے تو نشہ کے عالم مین اندراہ بوالہوسی اور در ازنفسی ضبط تو کرنہ سکا بیساختہ یہ شعر عاشقانہ پڑھنے لگا شعر عاشق تازہ ہون اور وصل کی شب پہلی ہے شرم سے کہہ نہین سکتا ہون جو کچھ مطلب ہے بس یہ شعر پڑھ کے چاہا کہ ملکہ کے گلے مین اپنے دونوں ہاتھ ڈال کے لپٹے اور بوس و کنار کرے تو اسوقت ملکہ سمن بانو نے جبتک کہ قارن بن قدرت ہوشیار ہو تلوار کھینچ کر جو دو ال کمر پہ قارن بن قدرت کے ماری تو دو پرکالے ہو کر پھڑکنے لگا اور اسی وقت ملکہ سمن بانو خیمے سے باہر نکلی اور اپنے مرکب پر سوار ہو کے مع اپنی بارہ ہزار لونڈیون کے تلوارین مارتی قارن بن قدرت کے لشکر پر جا پڑی اور ایسا درجہ شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اور دجلے خون کے چارون طرف بہا دیے لشکر قارن شکست کھا کے سمت شہر سنجان فراری ہوا ملکہ سمن بانو نے مع اپنی بارہ ہزار لونڈیون کے ملکہ گوہر ملک کی پالکی کو اپنی سرکار کے کہارون کے دوش پر اٹھوا لیا اور تمام مال و اسباب خزانہ خیمہ ڈیرہ قارن بن قدرت کا اٹھوا کے شترون اور ہاتھیون پر بار کرا لیا اور ملکہ گوہر ملک سے ملاقات کرکے ملکہ گوہر ملک کو پوشاک مردانہ پہنا کے مسلح اور مکمل کرکے مرکب پر سوار کر دیا اور سمت شہر سنجان روانہ ہوئی پہر رات گذری تھی کہ قریب لشکر گنجاب کے پہونچ کے ملکہ سمن بانو نے نعرہ بنام شاہزادہ خاور سیاہ ملک و قاسم کیا اور ملکہ گوہر ملک نے طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا کہ منم انجم گروہ ستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور دونوں شاہزادیون نے مع بارہ ہزار اپنی لونڈیون کے لشکر گنجاب پر شبخون مارا اور زلزلہ نام مردیہ از مرد شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کے نام سے تو تمام باختر مین زلزلہ سا پڑ رہا تھا لوگ سنجان کے رئیس اور پاسند بڑے بڑے سردار اور بہادر ان دونوں کو بدیع الزمان کا نام خواب مین سنکے چونک پڑتے تھے جو نہین آواز دونوں شاہزادون کے نعرے کی سنی ایک تلاطم لشکر مین گنجاب کے پڑ گیا اور ہزارون بستر پر سے اٹھکے تمام نقد و جنس اسباب اپنا چھوڑ دیا اور جدھر منہ پڑا بھاگ کھڑے ہوئے یہان ملکہ سمن بانو اور ملکہ گوہر ملک نے ایسی شمشیر زنی کی کہ لاش پر لاش دھڑ پہ دھڑ مردے پر مردہ گرا دیا اور کسی کو حوصلہ مقابلے اور مجادلے کا نہ تھا کہ ناگاہ اکوان کمند انداز نے اس ہلڑ مین برابر پہونچکر ملکہ سمن بانو پر کمند ماری جو نہین اکوان نے چاہا کہ جھٹکا مار کے سمن بانو کو کھینچ لے ملکہ گوہر ملک نے داہنی طرف سے تلوار اکوان کمند انداز پر ماری کہ برابر دو ٹکڑے ہو کر خاک و خون مین لوٹنے اور پھڑکنے لگا سمن بانو نے یہ جلد دستی ملکہ گوہر ملک کی دیکھکر مرحبا و صد مرحبا اور تحسینت کہکے کہتی تھی کہ اے ملکہ گوہر ملک تو میری جان بخش ہے اور یہ احسان تیرا تا روز قیامت مین نہین بھولونگی ورنہ یہ موذی حرامزادہ اکوان کیا معلوم مجھ سے کیا سلوک کرتا القصہ رات تھوڑی رہ گئی تھی کہ اس وقت دونون شاہزادیان مع بارہ ہزار لونڈیون کے تلوارین مارتی سمت قلعہ شہر سنجان نکل گئین اور فضل ایزدی سے کسی لونڈی تک کے رونگٹے کو بھی زخم نہین پہونچا تھا یہان گنجاب کے لشکر مین جو شور یوم النشور بپا تھا گنجاب بھی سوار ہو کے اپنی بارگاہ کے دروازے پر آکے کھڑا ہو رہا ایکبار لوگ شکست خوردہ قارن بن قدرت کے لشکر کے بحال پریشان گنجاب کے پاس آئے اور سارا حال سمن بانو کا اور مارا جانا قارن بن قدرت کا سمن بانو کے ہاتھ سے بیان کیا اس عرصہ مین ایک ہرکارے نے آکے گنجاب سے

عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل یہ شبخون قاسم اور بدیع الزمان نہیں لے کر آئے تھے نہ وہ کہیں یہاں تھے یہ شبخون تو ملکہ
سمن بانو ملکہ مشعشعہ قلعہ کوہ کی بیٹی اور ملکہ گوہر ملک نے مع بارہ ہزار لونڈیوں کے آکر مارا ہے اور اکوان
کمند انداز نے ملکہ سمن بانو کو کمند مار کے پکڑ لیا تھا جب میں آکر ملکہ گوہر ملک نے اکوان کمند انداز کو تلوار ماری اکوان
مارا گیا سمن بانو کو چھڑا لیا گئی اب تیے یہ خبر سنکے نہایت پیچ و تاب کھایا اور چاہا کہ میں اسی وقت سوار ہو کے پیر گوہر ملک
جاؤں علقمہ وزیر نے بہت سا سمجھا کے منع کیا اور کہا کہ یہ تمام خوبی اور آثار پیغمبری کی گوہر ملک کی ذات سے سمجھے ہے
کس لیے کہ وہ خاص بہو خداوند لقا کی اور منکوحہ جبریل قدرت یاقوت شاہ کی ہے تیے تو لازم یہ ہے کہ ملکہ گوہر ملک
کو بلطف و مہربانی اپنا کرلے اور نہ کہ جبر اور ظلم سے بھلا یہ طاقت کسی کی ہے کہ ناموس پر جبریل قدرت کے اور
خداوند لقا کی بہو پر ہاتھ ڈالے اور زبردستی کر سکے گا بارے تیے اب بھی کچھ سمجھ کے خاموش ہو رہا مگر وہاں جو
ملکہ گوہر ملک اور سمن بانو دونوں گھوڑے سرپٹ ڈالے چلی جاتی ہیں ناگاہ اثنائے راہ میں ایک پنجہ پیدا ہوا اور
ملکہ گوہر ملک کو گھوڑے کے قاش زین سے اٹھا کے سمت آسمان لے گیا سمن بانو نے گوہر ملک کو لیجاتے جو دیکھا
تو نہایت مغموم اور ملول ہوئی آخر مجبور ہو کے قلعہ شہرستان میں جاکے آرام تمام مقیم رہی

اب دو کلمے داستان شاہزادہ قاسم کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ شاہزادہ خاور و سیاہ جو طلسم سہمات کو فتح کر کے مع سہمان باختری کے سہمانیہ میں جا کے جشن عیش میں مصروف تھا
ناگاہ ایک پیادہ دست بستہ اندرون بارگاہ آکے ایک نامہ سہمان باختری کے ہاتھ میں دیا سہمان باختری نے اس نامے کو
جو پڑھا تو دیکھا کہ ملک سارنج نے لکھا ہے کہ اے ملک سہمان باختری میرے ملک میں کرب غازی خداپرست مع اپنے لشکر
کے آکے وارد ہوا تھا از بسکہ میں اسکے مقابلے اور مجادلے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اس باعث سے میں از سر ترس مسلمان
ہو گیا اور پھر بفریب کرب غازی کو بیہوشی آغشتہ کھانا کھلا کے قید کر لیا ہے اب اسکا لشکر میرے تمام شہر اور قلعہ کو
محاصرہ کیے آمادہ رزم و پیکار ہے لہذا میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں کہ تو لشکر سے آکے کرب غازی کی فوج و سپاہ کو
مار کے بھگا دے اور کرب غازی کو میرے پاس سے لیجا ملک سہمان باختری نے نامہ پڑھ کے شاہزادہ خاور و سیاہ
ملک قاسم کے حوالے کر دیا قاسم نے نامے کا مضمون دریافت کر کے کہا کہ آج سے میرا نام طریدہ سہمانی تم سب لیا کرو
اور یہ کہکے اپنے مرکب پر بیٹھ اسی دم سمت سارنجیہ روانہ ہوا جبکہ یہ خبر ملک سارنج نے سنی کہ سہمان باختری کے پاس
سے کوئی پہلوان طریدہ سہمانی نامے میری مدد کو آتا ہے سارنج نے استقبال قاسم کا کر کے بڑے اعزاز و اکرام سے قاسم
کو اپنی بارگاہ میں لا کے تخت پر بٹھلایا شاہزادہ خاور و سیاہ نے فرمایا کہ اے ملک سارنج کرب غازی کو تو نے
جو بفریب بیہوش کر کے اپنے یہاں قید رکھا ہے اُسے میرے سامنے لا حسب الحکم شاہزادہ عالم کے سارنج نے
کرب غازی کو زنداں خانے سے طلب کر کے سامنے قاسم کے کھڑا کیا کرب غازی قاسم کو تخت پر بیٹھا دیکھکر اپنے
جی میں نہایت رنجیدہ ہوا اور جی میں کہتا تھا مصرع صد شکر کہ مرگ بر چنین زیست بہ کہ صد افسوس احسان قاسم کا
بھیجا ہوا ادھر شاہزادہ قاسم نے کرب غازی کو مقید دیکھکر لوگوں سے کہا کہ اسکی قید سب توڑ دو ملک سارنج نے
یہ کلمہ قاسم کا سنکے کہا کہ اے شخص تو کون ہے جو کرب غازی کو چھوڑ دینے کا حکم دیتا ہے شاہزادہ عالم نے فرمایا اے
سارنج منم شاہ خاور و سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری ملک سارنج کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہ ملک
قاسم ہے پکارا کہ باش اے خداپرست کہ گذارم ترا کہ از دست من زندہ و سلامت روی اور تو جو اس فریب سے
طریدہ سہمانی بنکے آیا اور چاہتا ہے کہ میں کرب غازی کو چھڑا لیجاؤں یہ غیر ممکن ہے یہ کہکے تلوار کھینچ کر شاہزادہ خاور و سیاہ

پر حملہ آور ہوا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے تلوار کی چماک دیکھی تو مثل شیر غران جست کرکے بند دست سارنج
کا پکڑ لیا اور وہی تلوار ملک سارنج کی چھین کے ایک ہی ضرب مین اُس کافر کو جہنم واصل کیا شاہزادہ کرب
غازی نے سارنج کو مارے جاتے دیکھکر اپنے ہاتھون کی ہتھکڑیان پانوؤن کی بیڑیان توڑ ڈالین اور نعرہ کرکے
اُٹھا چار طرف سے کفار متوسلین اور مصاحبین ملک سارنج کے تلوارین کھینچ کھینچ کے شاہزادہ خاور سیاہ اور
کرب غازی کی جانب مخاطب ہوتے تھے اُدھر سے قاسم کفار کشی کرتا ہوا آ پڑا تھا اور اس طرف سے شاہزادہ
کرب غازی نے ایک کافر کی تلوار چھین کے شمشیر زنی اور قتل عام کرنا شروع کیا طرفۃ العین مین تمام کفار بھاگ کھڑے
ہوئے اور شاہزادہ قاسم نے تمام ملک سارنجیہ کو مسخر کرکے اسلام آباد کیا اور اپنی طرف سے موت بن سارنج کو
سارنجیہ کا حاکم کرکے مع کرب غازی سمت سہمانیہ روانہ ہوا اب حال سہمانیہ کا سُنیئے کہ کتارہ بن سہمان نے
جب دیکھا کہ قاسم یہان نہین ہے اسکے پاس نرانجیہ نامے ایک عیارہ ہے اسکو بلا کے کتارہ نے کہا کہ وہ صندوق جو
دیو کو مار کے چاہ طلسم سے قاسم نکال لایا ہے تو جاکے کسی عیاری سے اُس صندوق کو چُرا لا نرانجیہ نے کہا بہت خوب
اور نرانجیہ نے نصف شب کو شاہزادہ قاسم کے خیمے مین جاکے کلب و کلاب نامے وغیرہ چوکیدارون کو جو
کہ محافظ اس صندوق کے تھے بیہوش کیا اور وہ صندوق اُٹھا کے کتارہ بن سہمان باختری کے پاس لایا کتارہ نے
جو اس صندوق کو کھولا تو اسمین اُس پری زاد کو دیکھکر بیہوش ہوگیا اور وہ پری زاد جیتی تمام صندوق سے نکل کے
پرواز کنان چلی گئی کتارہ کو جو ہوش آیا اور دیکھا کہ وہ پری زاد بھی پرواز کرکے چلی گئی نرانجیہ سے کہنے لگا کہ بھائی اس صندوق
کو جہان سے تو لایا تھا وہین پھر جاکے رکھ آ حسب الحکم کتارہ بن سہمان باختری کے نرانجیہ اُس صندوق کو جہان سے
لایا تھا وہین پھر جاکے رکھکر خیمے چلا حسب اتفاق کلاب اور کلب دونون محافظون کی بیہوشی اُتر گئی اُنھون نے
نرانجیہ کو اندر صندوق کے پاس سے نکلتے دیکھ پکڑ لیا تو جاکے صندوق کے قفل کو دیکھا تو ٹوٹا ہوا تھا ان دونون
نے جاکے کتارہ بن سہمان باختری کے پاس فریاد کی کہ نرانجیہ آپ کا عیار شاہزادہ عالم کے صندوق کا قفل
توڑ آیا ہے کتارہ بن سہمان باختری بخیال ناعاقبت اندیشی اور خوف سے قاسم کے کلب اور کلاب وغیرہ سپاہیون
اور پاسبانون اور محافظون کو اس صندوق کے پکڑوا کے قتل کروا ڈالا اور ایک مقام زمین مین اُنکی لاشین گڑوا دین
جس وقت کہ شاہزادہ قاسم اور کرب غازی دونون سارنجیہ سے مراجعت فرما کے سہمانیہ کے قریب پہونچے ملک
سہمان باختری استقبال قاسم کا کرکے بارگاہ مین لایا شاہزادہ قاسم نے پہلے جاکے اُس صندوق کو جو دیکھا تو
قفل ٹوٹا ہوا کھلا پڑا تھا اور محافظ اور نگہبان کا اسکے کہین نام نشان نہین ہے شاہزادہ قاسم نے سیارہ بن
عمرو اپنے عیار سے کہا کہ بھائی اسکو دریافت کرو کسنے صندوق میرے پیچھے کھولا اور کلب اور کلاب وغیرہ
محافظ کہان چلے گئے کیا ہوئے سیارہ بن عمرو نے وہان سب آدمیون کو دیکھکر نرانجیہ کی طرف اشارہ کیا اور
شاہزادہ قاسم سے کہا کہ اسکو خوب سے کوڑے ماریے قاسم نے کہا کہ اچھا نرانجیہ کو پکڑ لاؤ سیارہ بن عمرو نے
دوڑ کر نرانجیہ کو پکڑ لیا اور کوڑے لیکے چاہا کہ مارے نرانجیہ نے مارے ڈر کے جلدی سے کہدیا کہ میرا کیا قصور ہے کتارہ
بن سہمان باختری نے مجھ سے صندوق منگا کے کھولا تھا اور اُس صندوق کے محافظون کو قتل کر ڈالا قاسم نے
یہ حال سُنکے کتارہ بن سہمان باختری کو پکڑ منگایا اور خوب زد و کوب کرکے چھوڑ دیا کتارہ بن سہمان باختری
نے شب کو پھر نرانجیہ سے رو رو کے کہا کہ بھائی جس طرح بنے تو جاکے قاسم کو چُرا لا نرانجیہ گیا اور قاسم کو
بعیاری گرفتار کر لایا کتارہ بن سہمان باختری نے چاہا کہ قاسم کو کچھ تکلیف دے کہ یہ خبر سہمان باختری کو

پہونچی سہمان باختری نے اُسوقت آ کے کتارہ کو بہت سخت و سست کہکے سمجھایا او منع کیا جب کتارہ نے نہ مانا تو سہمان نے بضرب شمشیر کتارہ کو قتل کر کے قاسم کو چھڑا لیا اور نہایت معذرت کی یہان تو شاہزادۂ خاور سپاہ اپنی بارگاہ مین مع کرب غازی او سہمان باختری کے جشن عیش مین معروف ہی مگر وہان جو خاور سپاہ سارنجیہ مین موت بن سارنج کو اپنی طرف سے حاکم کر آیا تھا تو اُس موت بن سارنج نے پھر لقا پرستی اختیار کر کے تمام شہری رعایا کو پھر لقا پرست کیا اور اپنا لشکر لیکر واسطے اپنے باپ کے خون کے قصاص کے شاہزادہ خاور سپاہ کے لشکر پر آ کے گرا اور اکثر سرداروں کو قاسم کے زخمی کیا شاہزادۂ خاور سپاہ نے جو یہ شور و غل سُنا تو تیغہ پلارک اور سپاہی لیکے اپنے خیمے سے باہر نکلا اور مقابلہ موت بن سارنج کا کر کے دو شبانہ روز کے زور کشتی مین موت بن سارنج کو زیر کیا شاہزادۂ کرب غازی کی زبان سے بیساختہ اتنا کلمہ نکل گیا کہ اگر شاہزادۂ بدیع الزمان سے موت بن سارنج سے زور ہوتا تو بہت جلد زیر کرتا یہ کلمہ کرب غازی کا شاہزادۂ خاور سپاہ کو نہایت ناگوار ہوا اور اُسی دم موت بن سارنج کو بجمعیت کثیر شاہزادۂ بدیع الزمان سے زور کشتی کا کرنے کو روانہ کیا

اب دو کلمے داستان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران سے گزارش کیے جاتے ہین

کہ تین کشتیان طوفانی اور تباہی زدہ قندس سیسیان او سہردم ہردمی و ہمت بن ابراہیم بن ہردم او سیسیان دریائی اور دیوانہ سر برہنہ تیشی مع تین لاکھ دیوانون کے سرزمین طوماینہ مین کہ پایۂ تخت طومان نبدر نشین کا تھا جا کے نکلین اور سب دیوانے کشتیون مین سے اُتر کے کنارے دریا کے سیر کر رہے تھے حسب اتفاق ملک طومان نبدر نشین کی ایک بیٹی کہ نام اُسکا نازچہر اور منگیتر عراق بن عربدہ شلپوس تند خو کی ہی وہ ملکہ نازچہر لب دریا اپنے باغ مین گلگشت کر رہی تھی دیوانون نے جو باغ مین جا کے اس ملکہ نازچہر کو دیکھا تو سب کے سب اُسپر عاشق ہو گئے اور ہر ایک دیوانہ کہتا تھا کہ یہ میری معشوقہ ہی آخر نوبت یہان تک پہونچی کہ سب دیوانے باہم آمادۂ جنگ و جدال ہوئے ملکہ نازچہر نے عقل سے جانا کہ یہ دیوانے میرے لیے شور و غل کر رہے ہین ملکہ نے اپنے باپ طومان نبدر نشین سے کہلا بھیجا طومان نے ارادہ کیا کہ مین جا کے دیوانون کا مقابلہ کرون طربد طومانی جو طومان نبدر نشین کا عیار تھا اُسنے منع کیا اور کہا کہ اے شہریار ایک ایک دیوانہ سارے لشکر کو بس ہی کوئی ان دیوانون سے مقابلہ اور محاولہ نہین کر سکے گا اس سے صلاح دولت یہ ہی کہ ان سب کو بدارو بیہوشی بیہوش کر کے پکڑ لین ملک طومان نبدر نشین نے کہا کہ تو پہلے شولوان گوش کن کو فوج و سپاہ ساتھ کر کے بھیجون اگر شولوان دیوانون کو مار کے بھگا دے تو پھر کس لیے عیاری اور مکاری سے انکو گرفتار کرون یہ کہکے شولو کو مع چار ہزار سوار اور پیادون کے روانہ کیا اور دیوانون نے جو سُنا کہ ہمارے واسطے فوج آئی ہی جو بدست پکڑ پکڑ کے جو دوڑے تو آن واحد مین سب کو مع چار ہزار سوار اور پیادون کے مار کے تہ و بالا کر دیا طربد عیار نے طومان نبدر نشین سے کہا کہ مین کیا جھوٹ کہتا تھا آخر ساری فوج بھاگ آئی طومان نبدر نشین نے لاعلاج اور ناچار ہو کے دیوانون کو بہت سی خاطر داری اور گرمجوشی سے بُلایا اور کھانے مین دارو بیہوشی ملا کے کھلا دیا جب سب بیہوش ہو گئے تب طومان نبدر نشین نے سب دیوانون کو پکڑ کے مطوق اور مسلسل بغل و زنجیر کر کے ارابون پر بٹھا کے اس امید پر کہ مین انکو خداوند لقا کے پاس لیجا کے مرتبہ پیغمبری کا لونگا مع اپنی فوج و سپاہ کے سمت سباتل

روانہ ہوا اثناے راہ مین نقابدار پلنگینہ پوش نے آکے طومان شیدا نشین کا مقابلہ کیا اور بعد معرکہ رزم و پیکار کے طومان کو شکست دیکے دیوانون کو قید سے چھڑایا

اب ذو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان کو وہ دریائی گھوڑا لیکے دریا مین غائب ہوگیا تو ایک سمت کو جاتے جاتے ایک جزیرے مین نکلا شاہزادہ عالی مقام نے اسکی پشت پر سے اُترکے اُسکو ایک کمند سے درخت مین باندھ دیا اور خوب سے کوڑے اُسے مارکے کچھ گھاس چارطرف سے لاکے اُسکے آگے ڈال دی اور آپ جزیرے کی سیر کے واسطے چلا گیا اور تمام رات اُس گھوڑے پاس نہ آیا روز دوم صبح کے وقت پھر آکے چارہ دیا اور پانی پلاکے پھر چلا گیا اسی طرح سے تیسرے دن چارہ پانی دیکے بطریق سیر تشریف لے گیا روز چہارم جسوقت شاہزادہ عالی مقام اُس گھوڑے کے پاس آیا تو گھوڑا شاہزادہ عالم کو دیکھکر زمین کو اپنے سمون سے کھودنے لگا اور تھوتھنی اپنی شاہزادہ بدیع الزمان کی چھاتی سے ملنے لگا شاہزادہ عالم نے کمال خوش ہوکے جانا کہ اب یہ گھوڑا میرا مطیع اور فرمانبردار ہوگیا اسی وقت پھر زین اسکی پشت پر رکھکے کھینچا اور سوار ہوکے دوڑانا اور کودانا شروع کیا القصہ شاہزادہ عالی مقام سیر کرتا ہوا ایک مقام پر پہونچا تو وہان ایک گنبد سنگ سماق اور سنگ یشب کا بنا ہوا دیکھا حیران ہوکے اُس گنبد کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ اس گنبد پر سے ایک آواز دردناک تعشق آمیز گوش زد ہوئی شاہزادہ والاگوہر نے پھر جونگاہ کی تو ملکہ گوہر ملک کو دیکھا کہ کسی نے قید کرکے وہان بٹھلایا ہی یہ حال ملکہ گوہر ملک کا دیکھکر شاہزادہ نامور کو نہایت صدمہ اور کمال رنج وملال عائد حال ہوا بعد ازان پوچھا کہ ای راحت روح وروان تو یہان کہان ملکہ گوہر ملک نے کہا ای عاشق زار مجھے قلعہ شہر سنجان سے گردم عیار بعیاری چراکے گنجاب کے پاس لے گیا اور گنجاب نے مجھے پہلے تو قتل کا حکم دیا مگر علقمہ وزیر نے میری بہت سی سعی کرکے قتل سے محفوظ رکھا تب گنجاب نے قارن بن قدرت کے ہمراہ یاقوت شاہ کے پاس روانہ کیا دامان تخلم کوہ مین بہمن بانو ملک شعشعہ کی بیٹی نے قارن بن قدرت کو مارکے مجکو چھڑالیا اور ہم دونون نے آکے مع بارہ ہزار لونڈیون کے گنجاب کے لشکر مین شبخون مارا اور صبح کو شہر سنجان کے قلعہ کی جانب آتے تھے اثناے راہ مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور مجھے گھوڑے پر سے اُٹھاکے یہان لایا جب مین نے آنکھ کھولکے دیکھا تو وہ پنجہ دیو کا تھا چنانچہ وہ دیو میرے عشق کا دم بھرتا ہی اور مجھے یہان قید مین بٹھلاکے آپ شکار کرنے کو چلا جاتا ہی اب اپنا حال بیان کرو کہ تم یہان کیونکر پہونچے شاہزادہ عالم نے سارا احوال اپنا بیان کیا اور کہا کہ یہ گھوڑا مجھے یہان لایا ہی مگر ای ملکہ تم مجھے یہ تبلاؤ کہ وہ دیو کہان ہی ملکہ نے کہا کہ وہ شکار کو گیا ہی اب آیا چاہتا ہی ابھی ملکہ یہی باتین کررہی تھی کہ وہ دیو ہوا سے آسمان سے اُس گنبد کی طرف اُترتا ہوا نمودار ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو ملکہ گوہر ملک سے باتین کرتے دیکھکر پکارا کہ باش ای آدمزاد خیرہ سر تیرہ روزگار تو یہان کیونکر آیا کہ میری معشوقہ سے باتین کرتا ہی یہ کہکے شاہزادہ عالی مقدار کی جانب مخاطب ہوا اور ہاتھ بڑھاکے چاہتا تھا کہ شاہزادہ عالم کو پکڑلے شاہزادہ والاقدر نے جھٹکا ہاتھ پکڑکے ایسا زور کیا کہ وہ مُنھ کے بھل زمین پر بیٹھ گیا اور پھر سنبھل کے باہم زورکشتی کا کرنے لگا کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین شاہزادہ رستم صولت نے اُس دیو کو زیر کیا اور اسکی چھاتی پر بیٹھ کے فرمایا کہ ای دیو حلال درشناختن پروردگار عالم چہ می گوئی دیو از ترس مسلمان ہوگیا شاہزادہ عالم نے اُسے چھوڑکے فرمایا کہ مین پیاسا ہون کہین سے تھوڑا سا پانی لاکے مجھے پلا دیو نے کہا مین ابھی لاتا ہون یہ کہکے دیو جو گیا تو چار دن تک نہ آیا شاہزادہ بدیع الزمان شدت تشنگی سے قریب بہ ہلاکت

پہونچیا اسوقت ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ اے شہریار مین امیدوار ہون کہ مجھے ذبح کرکے تو میرا خون نوش فرما مین نے
اپنا خون تجھے حلال کیا ابھی یہی باتین ملکہ گوہر ملک کر رہی تھی کہ پھر وہ دیو نمودار ہوا اور جب اس دیو نے دیکھا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان شدت تشنگی سے حالت ضعف مین طاقت حس و حرکت نہین رکھتا ہی شاہزادے
کو اُٹھاکے دوم قاف کے قلعے مین لے گیا اور ملکہ گوہر ملک گریان و نالان سر و سینہ زنان عاجز و ناچار ہوکر رہ گئی
ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام وہان تشریف لائے اور ملکہ کو اُس گنبد سے نیچے اُتار کر کھانا کھلوایا اور پانی پلوایا اور
فرمایا کہ اب تو گریہ و زاری نکر شاہزادہ بدیع الزمان اور تجھ سے قلعہ شہر سنجان مین پھر ملاقات ہوگی دست راست
کو جا ایک باغ مین ایک پریزاد شبنم پری نامے قران دیو کی قیدی ہوگی اور قران دیو بھی برابر اسکے بیٹھا ہوگا
تو یہ اسم اعظم پڑھ کے اُس دیو کو قتل کرنا اور شبنم کو قید سے چھڑا دینا شبنم پری بعوض اس احسان عظیم کے تجھے
ملک سنجان مین پہونچا دیگی یہ فرماکے حضرت خضر علیہ السلام نے زین مرکب سکندری کا نکال کے گلگون باختری
پر کھینچ دیا اور گلگون باختری سے یہ کہکے کہ یہ عورت تیرے مالک کی ناموس ہی اسکی سواری کو لیجا چنانچہ حسب الارشاد
حضرت خضر علیہ السلام کے گلگون باختری ملکہ کو اپنی پشت پر سوار کرکے سمت سنجان روانہ ہوا اثنائے
راہ مین وہی باغ نہایت پر فضا نمودار ہوا ملکہ گوہر ملک بطریق گلگشت سیر باغ کرتی اندر اُسکے جلوہ فرما ہوئی
قریب بارہ دری کے جسوقت پہونچی تو اُسنے دیکھا کہ فی الحقیقت ایک پریزاد باحسن خداداد مقید بیٹھی ہی اور
برابر اُسکے وہ دیو قران بھی [illegible] بیٹھا شعر پڑھتا ہی شعر کبھی یون بھی ہی گردش روزگار ہے کہ معشوق
عاشق [illegible] نگاہ جو ملکہ گوہر ملک کی جانب پڑی تو چاہا کہ دوڑکر ملکہ کو پکڑ لے ملکہ
گوہر ملک نے [illegible] وہی اسم اعظم جو حضرت خضر علیہ السلام نے سکھلا دیا تھا پڑھ کے اُس دیو کو
قتل کیا اور شبنم پری کو قید سے چھڑا دیا شبنم پری بہت ہی ممنون و مشکور ہوکے اور ملکہ گوہر ملک کی
تحسین و آفرین کرکے پرواز کر گئی بعد دم بھر کے ایک تخت اور چار ہزار دیو اور پریزاد ہمراہ لیے پھر آئی اور ملکہ
گوہر ملک کو تخت پر سوار کرکے سمت قلعہ شہر سنجان کے چلی حسب اتفاق شاہزادہ خاور سیاہ ملک
قاسم کہین شکار کیلئے کو نکلا تھا اُسنے ملکہ گوہر ملک کو تخت پر سوار اور گرد و پیش اُس تخت کے کئی ہزار
دیوون اور پریزادون کو جو دیکھا تو زینا گھوڑا دوڑا کے ملکہ گوہر ملک کو سلام کیا اور احوال پوچھا ملکہ
گوہر ملک نے ساری سرگذشت اپنی قاسم کے روبرو بیان کرکے کہا کہ اب مین قلعہ سنجان مین جا کے
رہونگی قاسم نے بہت سی دلجوئی اور تسکین ملکہ گوہر ملک کی کرکے شبنم پری کو مع اُسکے دیو اور پریزادون
کے رخصت کیا اور ملکہ گوہر ملک کو محافے مین سوار کرکے سمت سنجان روانہ کیا مگر گلگون باختری کو
دیکھکے نہایت پسند کیا

ابتدائے داستان شہزادہ بدیع الزمان سے بیان کیا جاتا ہی

کہ جب افشاط دیو نے شاہزادہ عالم کو دوم پردہ قاف کے قلعہ مین لیجا کے قید کیا تو وہان پردہ دوم کا حاکم افغان
نامے ایک دیو تھا کہ بڑا زبردست اور مغرور ہی کسی کی اطاعت نہین کرتا تھا بلکہ شہنشاہ پردہ قاف ملکہ آسمان پری کو
بھی موجود نہین جانتا اس افشاط دیو نے افغان دیو سے سارا حال اپنے تعشق کا ملکہ گوہر ملک پر اور شاہزادہ
بدیع الزمان کے پکڑ لانے کا کہا افغان دیو نے پوچھا کہ وہی بدیع الزمان جسنے کرات دیو کو مار ڈالا افشاط دیو نے
کہا کہ ہان وہی بدیع الزمان ہی افغان دیو نے افشاط دیو سے پوچھا کہ تو نے بدیع الزمان کو کیونکر

پکڑا ہی افشاط دیونے کہا کہ ایک طمانچہ مارکے مین نے بدیع الزمان کو پکڑ لیا افغان دیونے کہا تو ذرا بدیع الزمان کو
میرے روبرو لا چنانچہ افشاط شاہزادۂ عالم کو قلعہ دوم قاف سے افغان دیو کے پاس لایا اور شاہزادۂ عالم
نے آواز بلند فرمایا کہ سلام من ورین محفل بران کسے باد کہ داند خداے عزوجل یکے ست و دین پیغمبر او برحق افغان
دیونے سُنکے کہا ای بدیع الزمان تجھے افشاط دیونے ایک طمانچہ مارکے پکڑ لیا اور تو پیغمبر نا دیدہ محمد کا
میرے سامنے زبان سے نکالتا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای افغان دیو مین نے افشاط دیو کو
ایک طمانچے مین زیر کیا تھا وہ مجھ سے فریب کرکے پانی کے بہانے چلا گیا چوتھے روز جب مین شدت تشنگی سے حالت
غش مین پڑا تھا اسنے مجھے یہان لاکے قید کیا ہی اور وہ بدذات محض جھوٹ بکتا ہی افغان دیو یہ حال سُنکے
افشاط دیو سے نہایت رنجیدہ ہوا اور بہت .. اُسے سخت و سست کہکے شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہا کہ اب تو
میری اطاعت قبول کر شاہزادۂ عالی مقام نے فرمایا کہ جو شخص مردانگی زیر کرے البتہ مین اُسکی اطاعت کرونگا افغان
دیونے کہا کیا مضائقہ اور یہ کہکے اشارہ کیا کہ بدیع الزمان کی قید دور کرو شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ مجھ حداد ون کی
اور کسی کی سعی کی ضرورت نہین ہی اور یہ کہکے ایک زور مین ہاتھون کی ہتھکڑیان پاؤن کی بیڑیان مانند تار عنکبوت کے
توڑ کر پھینک دین افغان دیو یہ زور شاہزادۂ عالم کا دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا اور آپس مین دونون زورکشتی کا کرنے لگے
تھوڑی دیر مین شاہزادۂ بدیع الزمان نے کمربند افغان دیو کا پکڑ کے زمین سے اُٹھا لیا اور چاہا کہ سر پر چرخ دے کر
زمین پر مارے افغان دیو پکارا کہ ای شہریار مجھے تو نے خاک سے اُٹھاکے اپنے سر سے بلند کردیا اب پھر مجھے
خاک مین کیون ملاتا ہی مین تیرا غلام ہون شاہزادۂ بدیع الزمان نے افغان دیو کو زمین پر رکھدیا اور افغان
از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکے مسلمان ہوگیا افشاط دیونے جو افغان دیو کو مسلمان ہوجاتے دیکھا
تو بخوف جان سراسیمہ اور مضطر ہوکے بھاگا شاہزادۂ بدیع الزمان والا شان بھی تعاقب مین
افشاط دیو کے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری سے گزارش کیے جاتے ہین

کہ سماق بن سنجرہ دیو سے معرکۂ رزم و پیکار درپیش تھا اور ملکہ فرشیہ سلطان سماق بن سنجرہ کے ہاتھ سے زخمی
ہوگئی تھی اور ملکہ آسمان پری اُسوقت دست بدعا تھی ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک دیو بدحواس بھاگا ہوا
چلا آتا ہی پیچھے سے شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکرشکن با شمشیر عریان دوڑتا آتا ہی یہان تک کہ برابر آسمان
دیو کے پہونچ کے دوال کمر پر ایک تیغہ مارا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوکر لاشہ اُسکا گرا اور خاک و خون مین پھڑکنے لگا
ملکہ آسمان پری شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور شاہزادۂ نامور کو تخت پر سے کود کر
اپنے گلے سے لگا لیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے مجرا کیا ملکہ آسمان پری نے دعا دی اور اپنے لشکر مین بلالایا
اور احوال سماق دیو کے معرکۂ جنگ و جدال کا اور حال فرشیہ سلطان کے زخمی ہونے کا بیان کیا شاہزادۂ
بدیع الزمان ملکہ آسمان پری سے اجازت لے کر میدان مین بمقابلہ سماق بن سنجرہ دیو نکلا اور تھوڑی
دیر مین سماق کا لنگر توڑکے زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور جستی تمام اُسکی چھاتی پر
بیٹھ کے اُس دیو سے فرمایا کہ مسلمان ہو اُس سماق بن سنجرہ دیو علیہ اللعن نے شاہزادۂ والاشان کو گالی
دی اُسوقت شاہزادۂ والاقدر نے سر اُسکا پکڑکے دھڑ سے کھینچ لیا یہ حال سماق دیو کا دیکھ کے تمام فوج
اُسکی بھاگ کھڑی ہوئی ملکہ آسمان پری نے شادیانے فتح کے بجوا کے میدان سے مع شاہزادۂ بدیع الزمان

سکے مراجعت فرمائی اُسوقت شاہزادۂ عالیشان بدیع الزمان نے افغان دیو کی ملکہ آسمان پری سے ملازمت حاصل کرائی اور ملکہ آسمان پری نے گلستان ارم مین تین روز بڑی دھوم سے شاہزادۂ عالم کی دعوت کرکے روز چہارم بحسب استدعاے شاہزادۂ نامور ایک تخت پر شاہزادۂ والاتبار کو سوار کروا کے چار دیوون کو حکم دیا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو ملک باختر مین بحفاظت تمام لیجاؤ حسب الحکم ملکہ آسمان پری کے چار دیو تخت شاہزادۂ بدیع الزمان کو لیکے سمت باختر روانہ ہوے اثناے راہ مین قریب شکارگاہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے شاہزادۂ عالی مقام نے ایک پریزاد لال پوش کو دیکھا کہ شکار کھیل رہا ہی اسنے بھی شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھ کر بیحا بااظہار ہوا خواہی قاسم کا کرکے اسنے کہا کہ ای بدیع الزمان مین تجھے اس صحرا مین اتنے عرصہ تک حیران اور سرگردان کرونگا کہ جتنے عرصہ مین شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خشان خونریز خاوری کل باختر کو سخر کرلے اتنا کہکے اُس پریزاد لال پوش نے اپنے ساتھ والے دیوون سے اشارہ کیا کہ ہان ان چارون دیوون سے تخت بدیع الزمان کا چھین لو اور بموجب حکم اُس لال پوش کے سیکڑون دیو دوڑے اُن چارون دیوون نے جو بدیع الزمان کو تخت پر سوار کیے لیے جاتے تھے ان دیوون کو اپنی جانب آمادۂ جنگ آتے ہوے جو دیکھا تو جلدی سے تخت کو وہین زمین پر رکھ کے بھاگ کھڑے ہوے اُس پریزاد لال پوش نے جب دیکھا کہ دیو بدیع الزمان کا تخت چھوڑ کر بھاگ گئے قہقہہ مار کے آپ بھی تمام اپنے ساتھ کے دیوون کو لیکے ایک سمت کو پرواز کنان نکل گیا شاہزادۂ بدیع الزمان اس حرکت سے لال پوش کی نہایت درہم اور برہم ہوا اور جبکہ کوئی تدبیر نہ سوجھی تب ناچار تخت پر سے اُتر پڑا اور دامن ہمت کو گردان کے پیادہ پا نظر بر کریم کارساز کرکے اُس صحرا مین ایک سمت کو روانہ ہوا اور سات شبانہ روز عرصہ راہ کو طے کرکے روز ہشتم ایک دریا کے کنارے پر پہونچا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ کیونکر اس دریا سے اُس طرف پہونچون آخرکار شمشیر آبدار کو نیام سے کھینچ کر درختون کو کاٹا اور انکا ایک بیڑا باندھکے دریا مین ڈال دیا اور اُس بیڑے پر سوار ہوکے روانہ ہوا بعد دو روز کے برابر ایک جزیرے کے پہونچا اور اُس بیڑے پر سے اُتر کے دریا سے نکلا اور کنارے کنارے دریا کی فضا و کیفیت وہان کی دیکھتا چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا ہی شاہزادۂ عالم بیباک تھا اُس گنبد کے اندر قدم زن ہوا وہان جو خیال کیا تو چار طرف بہت سی مسند لیان بچھی ہوئی ہین اور ایک مشعل ہفت سر زمین مین گڑی ہوئی ہی مگر کوئی انسان اور حیوان وہان نظر نہین آتا شاہزادۂ عالم گنبد سے باہر نکلا اور کچھ میوہ درختان صحرائی سے توڑ کے تناول فرمایا اور وہان سے چند قدم آگے بڑھا تو ایک مرد پیر نہایت نورانی صورت کو دیکھکر شاہزادۂ عالی مقدار نے سلام کیا اور اُسنے جواب سلام کا شاہزادۂ عالی مقام کو دے کے احوال پوچھا کہ صاحبزادے تو کون ہی اور یہان تیرا گذر کیونکر ہوا شاہزادۂ والا قدر نے اپنا نام اور اپنا حسب و نسب بیان کیا جب اُس پیرمرد نے حسب و نسب اور نام شاہزادۂ بدیع الزمان کا سُنا تو سر و قد اُٹھکر تعظیم دی اور کہا کہ ای شہریار مجھے ترجمان پیر کہتے ہین اور مین پوتا آصف بن برخیا کا ہون اور اُس جزیرے کا نام جزیرۂ خرم مشہور ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ جزیرہ فرمان خوش الحان اور طائران شیرین بیان کو عطا فرمایا ہی دن بھر تو یہان لکھوکھا طیور چرند پرند رہتے ہین اور رات کو ہومان نامے ایک دیو مشعل دار مشعل ہفت سر سلیمانی کا آ کے رہتا ہی آج شب کو مین اُسکے پاس جا کے تیرے باب مین سعی کرونگا شاید ہومان دیو تجھے باختر تک پہونچا دے چنانچہ شب کو شاہزادۂ بدیع الزمان اُسی ترجمان پیر کے ہمراہ اُس ہومان دیو کے پاس آیا اور اُس پیر نے حال شاہزادۂ با اقبال کا بیان کرکے بہت سی سفارش کی

ہومان دیو نے شاہزادہ عالم کی بہت سی تعظیم کرکے بڑے اعزاز و تکریم سے بٹھلایا ترجمان پیر نے کہا کہ اے ہومان مین نے کبھی اپنے
مطلب کے واسطے تجھے تکلیف نہین دی مگر آج ایک غرض میری یہ ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو اس ویران جنگل سے
نکال کے آبادی مین پہونچا دے ہومان دیو نے کہا مین ایک شرط سے شاہزادہ عالم کو جہان یہ فرمائین ابھی پہونچا کے دیتا ہون
کہ یہ بھی میرا ایک کام کر دین شاہزادہ والاقدر نے پوچھا کہ تیرا کیا مطلب ہے ہومان دیو نے کہا یہان جبار شاہ نامے
ایک دیو میرا چچا رہتا ہے تین لاکھ تیرہ سو دیوان قاف اسکے مطیع اور فرمانبردار ہین اسکی بیٹی پر مین عاشق ہون جب
مین اُس سے اسکو طلب کرتا ہون وہ مجھ سے ایسے مشکل کام کو کہتا ہے کہ جو مجھ سے ہو نہین سکتا شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا کہ اے ہومان تو مجھے اپنے چچا جبار شاہ کے پاس لے چل پھر جو وہ کہیگا مین اُس کام کو بحکم خدا عزوجل کر دونگا
ہومان نے خوش ہوکے کہا کیا مضائقہ غرض روز دوم ہومان دیو شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکے جبار شاہ کے
پاس آیا اور کہا کہ یہ جوان آدمزاد اس لیے آیا ہے کہ جو شرط اور جو کام تو کہے یہ کر دیگا جبار شاہ نے کہا اے آدمزاد تو میری
شرط بجا لائیگا شاہزادہ عالم نے کہا انشاء اللہ تعالی جبار شاہ یہ بات سنکے دوسرے روز صبح کے وقت شاہزادہ
بدیع الزمان کو اپنے ساتھ ایک پہاڑ کے نیچے لایا اور کہا کہ اس پہاڑ پر چار سو جوڑی نقارون کی اور چار ہزار قرنا
رکھی ہین اور چار حبشی ہیچ ایک ایک انار اور ایک ایک تلوار ہاتھون مین لیے کھڑے ہین اور ایک تاج مرصع ایک تخت
پر رکھا ہے اور ایک گھوڑا زیر باد سلیمانی وہان چرتا پھرتا ہے جو کوئی اُس طرف کو حوصلہ جانیکا کرتا ہے وہ نقارے
اور وہ قرنا خود بخود بجنے لگتے ہین اور وہ حبشی انار چھوڑنے لگتے ہین ان انارون کی آگ سے جو کوئی وہان جاتا ہے جل کے
خاک ہو جاتا ہے بس مین چاہتا ہون کہ گھوڑا زیر باد سلیمانی اور وہ تاج تو وہان سے میرے واسطے لا دے تا مین وہ
تاج اور وہ گھوڑا اپنی بیٹی کے جہیز مین دون اور جو شخص اس شرط کو میری ادا کر دے مین اُسکا دین قبول کرون شاہزادہ
بدیع الزمان نے چار روز کی مہلت مانگی اور اپنے مقام پر آکے عبادت الٰہی مین مشغول ہوا روز دوم صبح کے
وقت خواب مین حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگشتری دیکے فرمایا کہ اے فرزند میری اس انگشتری کو تو آصف
بن برخیا کے پوتے ترجمان پیر کو جاکے دے کہ وہ لوح اس طلسم کی تجھے دیگا جو اُس لوح مین لکھا ہو تو اُسپر عمل
کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب ارشاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے وہ انگوٹھی لیجا کر ترجمان پیر آصف
بن برخیا کے پوتے کو دی اور اُسنے لوح طلسمی کو ایک صندوق مین سے نکال کے شاہزادہ عالم کے حوالے کیا
شاہزادہ بدیع الزمان نے جو اُس لوح کو ملاحظہ کیا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے طلسم کشا اس پہاڑ پر جا اور وہان زیر کوہ ایک دریا
ناپیداکنار تجھے نظر پڑیگا تو اُس دریا مین بیخوف و خطر یہ دعا پڑھکے کود پڑنا آگے پھر جو کچھ کہ عجائبات دیکھنا مطابق
لوح کے عمل کرنا شاہزادہ عالی مقام حسب الحکم لوح کے اُس پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہان سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک دریا موجزن
ہے شاہزادہ عالم نے دل کو کریم کارساز سے استوار کرکے جھٹ پٹ اپنے تئین اس دریا مین گرا دیا جبکہ دریا سے باہر
نکلا تو تمام اپنی پوشاک کو خشک پایا کرکے ایک شہر کے دروازے پر آیا تو وہان قریب چار ہزار آدمیون کے بیٹھے تھے
اور ایک کمان لٹکی تھی اُن آدمیون نے شاہزادہ بدیع الزمان کو آتے دیکھکر کہا کہ اس شہر کا یہ قانون ہے کہ جو شخص
اس کمان کو کھینچتا ہے اسکو تو اندر شہر کے جانے دیتے ہین اور جو وہ اس کمان کو نہین کھینچ سکتا اسکو قتل کرتے ہین
اگر تو اس کمان کو نہ کھینچ سکیگا تو بلا شک و شبہہ مارا جائیگا شاہزادہ والا مرتبت نے لوح کو ملاحظہ کیا تو اسمین
معلوم ہوا کہ اے شکستندہ طلسم جب تو دریا سے نکل کے ایک شہر کے دروازے پر پہونچے اور وہان کمان کو لٹکتا دیکھے
تو اُس کمان کو جلدی سے کھینچ لینا اور وہ تیر کہ دروازے کے برابر رکھے ہین اُنکو اُٹھا کے چپتی اور سرعت تمام

تیر و کمان کو لیے اندرون شہر چلے جانا پھر آگے جو کام درپیش ہو بغیر لوح کے دیکھے نہ کرنا شاہزادہ عالم نے بموجب حکم
لوح اُس کمان کو کھینچ کر جلدی سے اُن تیرون کو جو دروازے کے پہلو مین رکھے تھے لیکے مع تیر و کمان اندرون شہر داخل ہوا
اور وہان سر میدان ایک درخت چنار نظر آیا اور شاخ پر اُس درخت کے ایک انار لٹکا ہوا دیکھا شہر کے آدمیون نے
شاہزادہ عالم سے کہا کہ اُس انار کو تیر سے اُڑا دے شاہزادہ **بدیع الزمان** نے لوح کو جو دیکھا تو اسمین لکھا تھا کہ شکنندۂ
طلسم اگر تو اس انار پر تیر مارے گا تو ابھی جل جائیگا اور جو تو بموجب ان لوگون کے کہنے کے تیر نہ مارے گا تو یہ سب آدمی مجتمع ہو کے
تجھے مار ڈالینگے لہذا لازم ہی کہ تو اس درخت کو زور کرکے گرا دے وہان اس درخت کی جڑ مین ایک اژدہا منھ کھولے
بیٹھا ہی اُسکے منھ مین تو کود پڑ شاہزادہ عالم نے حسب الحکم لوح کے اُس درخت کو ایک ہی زور مین گرا دیا اور اندر اُسکے
واقعی ایک اژدہا منھ کھولے بیٹھا تھا شاہزادہ والا قدر بموجب حکم اُس لوح کے بخوف و خطر اُسکے منھ مین کود پڑا جب
آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک بڑا مکان پختہ ہی اُسمین ایک دیو پڑا سوتا ہی اور اُس دیو کی چھاتی پر ایک انار رکھا ہی اور بہت
سے انار اُس مکان کی دیوارون کے طاقون پر رکھے ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اُسمین ترقیم تھا کہ
دیو کو جگا دے وہ دیو اپنی چھاتی پر سے وہ انار اُٹھا کے تجھے دیگا تو اُس انار کو اُس دیو کی چھاتی پر مارنا کہ آگ
پیدا ہوگی اور دیو جل کر مر جائیگا بعد اسکے آگے ایک حوض پانی کا نظر آئیگا تو اُس حوض مین کود پڑنا وہان قبلہ رو
ایک دروازہ ہوگا تو اُس دروازے کا قفل توڑ کے اندر جانا شاہزادہ بدیع الزمان نے مطابق نوشتہ لوح کے
عمل کیا جب اندر اُس دروازے کے گیا تو وہان ایک باغ بہت عجیب دیکھا اور ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا اور
تاج رفعت رکھا تھا اور ایک حبشی بیٹھا تھا اُس حبشی نے شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر سلام کیا اور کہا لوح مجھے
دے اور یہ گھوڑا اور تاج رفعت اور گنج اور گوہر سب یہان سے لیجا شاہزادہ عالم نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین مرقوم
تھا کہ کیا مضائقہ تو لوح کو غنقا پوش بن قیطر پوش بن فراموش زنگی کے حوالے کردے شاہزادہ بدیع الزمان
نے بموجب حکم لوح کے لوح اُسکو دے دی اور اُسکو اس طلسم کا بادشاہ کرکے وہ تاج رفعت اور وہ اسپ زیر باد
سلیمانی اور تمام مال و اسباب طلسم کا اُسی غنقا پوش زنگی کو سپرد کیا اور فرمایا کہ بوقت معرکۂ جنگ اور
لشکر کشی بر سر گنجاب تجھے طلب کرونگا اُسوقت یہ تمام خزانہ اور جواہر و مال و اسباب طلسمی اور یہ تاج رفعت
سلیمانی اور یہ گھوڑا زیر باد سلیمانی اپنے ہمراہ لیکر حاضر ہونا اُس حبشی نے عرض کی کہ شہریار اس تاج کو اپنے پاس
سے جدا نہ کر کہ یہ متبرک ہی اور باقی مال و اسباب طلسمی غلام لیکے حاضر ہوگا شاہزادہ عالم وہ تاج اُس سے لیکر طلسم سے
باہر نکل آیا اور چنار شاہ نے مسلمان ہو کر اپنی بیٹی کی شادی ہوبان دیو سے کر دی اور یہ کہدیا کہ بوقت لشکر کشی بر سر
گنجاب مستقل نہفت سپر سلیمانی کو ضرور لانا بعد اسکے ہوبان دیو شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکے سمت باختر روانہ ہوا

اب وہ کلمے داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران سے گزارش کیے جاتے ہین

کہ وہ کشتیان طوفانی ہو کر تباہ ہو گئین انمین سے عمرو معدیکرب پہلوان عادی مع بارگاہ سلیمانی اور اپنے
ساتھ والون کے در بندر غرابیہ مین آکر نکلا اور پہلوان عادی نے اب جو غور کیا تو سوا اپنے ساتھ والون کے
اور کسی سردار اور شاہ و شہریار کی کوئی کشتی نہین نظر آئی ناچار پہلوان عادی نے اسباب کشتیون پر سے اُتروا کے
کنارے پر رکھا اور آپ مع اپنے ساتھ والے سب پہلوانون کے کشتیون پر سے اُتر کے اُس شہر کی سیر کے واسطے گیا
وہان دیکھا کہ ایک اکھاڑا کشتی کا بنا ہی اور ہزارون تماشائیون کا مجمع ہی اور ایک جوان ارکان کشتی گیر
نامے پہلوان اکھاڑے مین جا نکلے اور لنگوٹا باندھے اپنے شاگردون کو زور کشتی دلا رہا ہی اور زبان سے غرور لاف و گزاف

کرکے کہہ رہا ہے کہ آج کہاں ہے رستم وسہراب اور بیژن برزد اور کہاں ہے حمزہ صاحبقران عرب کہ میرے سامنے آکے
اور مجھ سے مقابلہ کرے پہلوان عادی نام سلطان صاحبقران کا اور یہ لاف گذاف ارکان کشتی گیر کا سنکے نہایت
خشمگین ہوا اور اس اکھاڑے میں گھس کے کہا کہ دیلاک ٹھہرا یہ کیا تو بکتا ہے اور جہاں میں ہون تو کیا دعوے
پہلوانی کا کرے گا یہ کہکے ارکان کشتی گیر سے زور کشتی کا کرکے آن واحد میں ارکان کشتی گیر کو پچھاڑ دیا چار طرف سے
واہ واہ واہ واہ کا شور وغل ہوا پہلوان عادی نے ارکان کو زیر کرکے کہا دیلاک ٹھہرا میں بہت دور سے
چلا آتا ہون اور بھوکا ہون کچھ میرے کھانے کے واسطے جلد لا تو تمام لوگ تو پہلوان عادی کے لیے کچھ نان اور
کباب وغیرہ کھانا لینے کو گئے اس عرصہ میں اور پہلوان ساتھ والے پہلوان عادی کے سیر کرتے ہوئے وہاں
آنکلے وہ بھی پہلوان عادی کو دیکھکر وہیں بیٹھ گئے ناگاہ وہ لوگ کھانا بہت سا لے کر آئے پہلوان عادی مع اپنے
سب یارون کے کھانا کھانے میں مصروف ہوا تھا کہ ایک غل ہوا پہلوان عادی نے پوچھا کہ یہ شور وہنگامہ کیسا ہے لوگون نے کہا کہ
کچھ عمدارپرست اس دربند غرابیہ کی سرزمین پر دریا کی راہ سے آکر اترے تھے اور بارگاہ بہت بڑی شاہانہ کہ نام اسکا
بارگاہ سلیمانی مشہور ہے لیکے دریا سے اتاری تھی یہاں کا جو بادشاہ غراب صحرانشین ہے اسنے سنکے ان عمدارپرستون سے
وہ بارگاہ اور سارا مال اسباب چھین لیا ہے عمرو عیار کیمیا یعنی پہلوان عادی یہ حال سنکے نہایت غیظ و طیش میں
آیا اور کہنے لگا کہ تمھارے بادشاہ نے بہت سا جھک مارا وہ ابھی اپنی سزائے اعمال کو پہونچے گا یہ کہکے وہاں سے
اٹھ کھڑا ہوا اور مع اپنے ساتھ والے پہلوانون کے سر راہ جاکے غراب صحرانشین سے مقابلہ کیا غراب صحرانشین
نے نہایت پیچ و تاب کھائے تلوار ماری پہلوان عادی نے کثبت شمشادی کی پشت سے اسکی ضرب کو روک کر
تلوار اسکی توڑ ڈالی اور ایک ضرب اسکے سر پر ماری کہ غراب صحرانشین مع مرکب پیوند زمین ہو گیا اور اسکی فوج و
سپاہ نے پہلوان عادی کو محاصرہ کرکے چار طرف سے شمشیر و نیزہ مارنا شروع کیا ہر چند پہلوان عادی نے بہت سے
کفار کو جہنم واصل کیا مگر جب دیکھا کہ فوج کفار کا بڑا غلبہ ہے تو بچنا بے یاری مشکل ہے اور مستعد ہی ہوا تھا کہ کشتیان مرزبان
خراسانی کی بھی آپہنچیں دربند غرابیہ کے لب دریا آکر لگی تھین جسوقت کہ مرزبان خراسانی نے کشتی سے اترکے پہلوان
عادی کو معرکہ آراستہ رزم و پیکار دیکھا تو وہ بھی مع اپنے سردارون کے غراب صحرانشین کی فوج پر آگرا اور قتل عام
کرنا شروع کیا وہ لشکر بے سردار اور بے مالک کا تاب مقاومت کی نہ لا سکا الامان الامان پکار اٹھے مجبور ہوکر سب
مسلمان ہو گئے اور پہلوان عادی نے دربند غرابیہ کو اسلام آباد کرکے مع مرزبان خراسانی چند روز سے وہین
مقام کیا اور لوگون سے حال شاہزادہ قاسم کا پوچھا سبھون نے کہا کہ ملک قاسم سرزمین سوداشہر میں جلوہ فرما
ہیں مرزبان خراسانی نے کہا کہ اب بہتر یہ ہے کہ میں بخدمت شاہزادہ ظفر سپاہ دارالخلافت جاکے حاضر ہون
پہلوان عادی نے کہا کہ میں بھی ہوا خواہ شاہزادہ ظفر سپاہ کا ہون میں بھی تیرے ہمراہ چلتا ہون القصہ
پہلوان عادی اور مرزبان خراسانی یہاں سے روانہ ہوئے وہاں شاہزادہ ظفر سپاہ ملک قاسم
مع اپنے سب ہمنشینون اور مصاحبون کے بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا اور شاہزادہ کرب غازی بھی حرکات
سے شاہزادہ قاسم کی نہایت رنجیدہ اور پریشان حال ایک طرف بیٹھا تھا کہ سامنے سے ایک ہرکارے
نے آکے عرض کی کہ اے شہریار پہلوان عادی نے دربند غرابیہ سے اترکے غراب صحرانشین کو مارا فوج
غرابیہ کی چار طرف سے بلوہ کرکے پہلوان عادی سے لڑ رہی تھی اسی عرصہ میں مرزبان خراسانی بھی آیا
دربند میں جا کے وارد ہوا اور اسنے پہلوان عادی کی مدد کرکے بارگاہ سلیمانی مع اسباب کے چھین لی

اب بائیس ہزار آدمیون کے لشکر سے آپ کے پاس آتے ہین قاسم یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا اور جانب
کرب غازی مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ بارگاہ سلیمانی کو تکا ذیے گئے تھے مگر اب اتفاقات الٰہی سے پھر ہاتھ آئی ہے
اور یہ کہکے اپنے سردارون سے کہا کہ پہلوان عادی اور ہرزبان خراسانی کا جاکے استقبال کرو اور بڑے اعزاز
و اکرام سے میرے پاس لاؤ حسب الحکم ملک قاسم کے تمام سردار استقبال کرکے پہلوان عادی اور ہرزبان خراسانی
کو بارگاہ مین شاہزادہ خاور سیاہ کی لائے شاہزادہ خاور سیاہ نے بارگاہ سلیمانی کو استادہ کروایا کرب غازی
نے کہا اے شہریار سلطان صاحبقران عنقریب تشریف فرما ہونگے مناسب یہ ہے کہ آپ اس بارگاہ کو استادہ نہ کرو لیکن
شاہزادہ قاسم نے کہا کہ اے کرب غازی تو ہو اخواہی شاہزادہ بدیع الزمان نہین چھوڑتا ہے اگر یہ بارگاہ بدیع الزمان
کے پاس پہونچتی تو تو آپ اپنے ہاتھ سے بارگاہ سلیمانی کو استادہ کرتا دست راستیون نے ایسا کون کام دلیری اور
فرزانگی کا کیا ہے شاہزادہ کرب غازی نے کہا کہ دست چپیون نے کیا فرزانگی اور بہادری کی ہے خاور سیاہ نے کہا
ہم چند یکرب پہلوان عادی نے ہزار ہا صحرا نشین کو مارا اور ہرزبان خراسانی نے اختر یہ کو سنجر کیا قاسم
نے کہا تم دست راستیون مین ہو ملک سارنج نے تمہین پکڑ کے کس بلا مین گرفتار کیا تھا اگر مین تمہاری مدد کو نہ پہونچتا
تو خدا جانے وہ تمکو کس عذاب الیم سے قتل کرتا شاہزادہ کرب غازی نے کہا کہ اے قاسم یہ احسان اپنا تو مجھ پر
رکھتا ہے یہ کہکے آبدیدہ ہوکر رہ گیا اس عرصہ مین چند سوداگر تحفہ تحائف لیکے آئے شاہزادہ قاسم نے پوچھا کہ تمہارا
آنا کہاں سے ہوا انھون نے بیان کیا کہ اے شہریار دار سے سواد ہندوستان رکن السلطنت دوران جہانگشا ئے مسند
حمزہ صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان درہند تر بیا تین آکے وارد ہوا اور نرسیان پلید ست کو
کہ ایشیع روزگار اور بہادر ان نامور سے ملک باختر مین مالک سات لاکھ سوار دلیران عرصہ کارزار کا مشہور
و معروف تھا اس سے زیر کرکے مطیع اور فرمانبردار اپنا کیا شاہزادہ قاسم نے کہا بس تم بیا عت اور بہادری اسکی
ظاہر ہے تبھی ایک ہاتھ کے آدمی سے کیا ہوسکتا ہے سوداگرون نے کہا کہ اے شہریار اگرچہ وہ ایک ہاتھ کا آدمی ہے
لیکن تو یہ کا مقام ہے لکھوکھا بہادرون مین اسنے سیکڑون کارنمایان کیے اور ایسا بہادر ہے کہ ملک باختر مین
کسی نے اسکی آنکھ سوا اسکے بیرونی شاہزادہ بدیع الزمان سے زیر ہونے کے کبھی کہین پیچ نہین ہوئی
اور شہریار عالم خسرو ملا د ہندوستان نے سواسے نرسیان بت پرست کے زیر کرنے کے اور بھی تو بڑے بڑے
کارنمایان اس ہزر بین پر کیے ہین تما دبن محمود کرار و ندان درہند محمود جیسے پانچ لاکھ سوار کا لشکر
لیکے بمقابلہ لندھور آیا تھا لندھور نے آن واحد مین اسکو پکڑ لیا اور سبھون نے کلمہ پڑھکے لندھور کی اطاعت
قبول کی اب بڑا اہی لشکر تیار کرکے ارادہ رکھتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کی مدد کے واسطے روانہ ہو جب
لندھور کا حال زبانی سوداگرون کی شاہزادہ کرب غازی نے سنا تو سر اپنا اٹھا کے کہا نے الحقیقت
دست راستی ایسے ہی بہادر ہین کہ سات سات لاکھ پانچ پانچ لاکھ سوار رو پیادہ کے سردارون اور
بہادرون کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرتے ہین شاہزادہ قاسم یہ کلام کرب غازی کا سنکے نہایت
درہم اور برہم ہوا اور کہا اے کرب جب تک تجھ سے کوئی بات نہ پوچھیے تو ہر بات مین کیون دخل دے
بیٹھتا ہے ابیات سخن تا نپرسند لب بستہ دار ٭ گہر شکنی نیستہ آہستہ دار ٭ نپرسیدہ ہر کو سخن یاد
کردہ ٭ ہمہ گفتہ خویش برباد کرد ٭ کرب غازی اس گفتگو سے شاہزادہ خاور سیاہ کی اور زیادہ تر رنجیدہ ہوا اس
عرصہ مین ایک ہرکارے نے آکے عرضداشت مالک اژدر کی بنظر شاہزادہ قاسم گذرانی اسمین

لکھا تھا کہ میں نے دو رشید مملوکیہ میں آکے مملوک نیزہ دار کو مسلمان کیا اور تمام مملوکیہ کو اسلام آباد کر کے حسب دست
سے کہ میں نے سنا ہی کہ تم نے بعد بدیع الزمان کے شکست کھائی ہی یہ جی چاہتا ہی کہ میں تلافی اُس شکست کی کرون
اور امیر حمزہ صاحبقران کے آنے تک سرزمین باختر میں کارہائے نمایان کرون شاہزادۂ قاسم نے مضمون عرضداشت
کا دریافت کر کے اُس پیادے سے کہا کہ تو جا کے مالک اژدر سے کہنا کہ کنجا اب سے تو فی الحقیقت میں نے شکست
کھائی ہی مگر ایسا کمزور بھی نہیں ہون جو کسی سے شکست کھا جاؤنگا مگر ہان آسمان دغا نے مجھے شکست دی ہی خیر
دیکھنا کہ اب کی مرتبہ میں اُسکے ساتھ کیا کرتا ہون اور مالک سے کہدینا کہ تو میرے پاس جلد آ غرض یہ کہکے اُس
ہرکارے کو رخصت کیا اور پھر کرب کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ کیون کرب غازی بہادران دشت چیپا کا حال سُنا
کرب غازی نے کہا کہ ای شہریار میں اب کچھ مُنہ سے اپنے نہیں کہونگا کسواسطے کہ تم زود رنج بہت ہو جو بات میں کہونگا وہ
تمکو ناگوار ہوگی پھر مجھے بولنا کیا ضرور تم ذراسی بات میں آزردہ اور بدمزاج ہو جاتے ہو اور میں بھی دیوانہ اور جاہل
اور بدمزاج مشہور و معروف ہون بس اس سے بہتر یہی ہی کہ جو کچھ تم کہو وہ میں سنونگا تمکو جواب نہ دونگا شاہزادۂ
قاسم یہ تقریر کرب غازی کی سُنکے بہت ہنسا اور کہا کہ بہت بہتر القصہ وہ پیادہ گیا اور ابلاغ پیام شاہزادۂ قاسم
کا روبرو مالک کے کیا مالک اژدر شادان اور فرحان اسی وقت سوار ہوکے مع اپنی سات لاکھ جرارون کے
مملوک نیزہ دار کو ہمراہ لیے بخدمت شاہزادۂ خاور سپاہ روانہ ہوا قضائے کار سماک بن کوس اور کوس بن
سماک ہندی قریب دس ہزار زنجیر فیل خسرو بلاد ہند کے دامن کوہ میں واسطے چرائی کے لے گئے تھے مالک اژدر
جو اُس طرف سے نکلا تو مالک کے دل میں یہ خیال آیا کہ کچھ اپنی چالاکی اور سپہگری لندھور کو دکھلا دون اور یہ
خیال کر کے مع اپنے لشکر کے سماک بن کوس اور کوس بن سماک کی جانب مخاطب ہوا اور سماک کو زخمی کر کے
سب ہاتھی چھین لیے اور اپنے بیٹے ابراہیم بن مالک کے سپرد کر کے کہا کہ سب ہاتھی تو لیے میرے پیچھے چلا آ یہ کہکے
مالک اژدر بخدمت خاور سپاہ ملک قاسم روانہ ہوا وہان سماک بن کوس نے لندھور سے جا کے سارا ماجرا
بیان کیا لندھور نہایت غیظ و غضب میں آکے چاہتا تھا کہ اُٹھے نرسیان بکیدست نے کہا کہ آپ کیون تکلیف
کرتے ہیں میں جا کے ہاتھیون کو ابھی لیے آتا ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور تلاش میں مالک اژدر کی جاتے جاتے
جہان ابراہیم بن مالک خوشی خوشی تمام ہاتھیون کو لیے جاتا تھا وہان پہونچا اور نرسیان نے نعرہ کوہ شگاف
کر کے کہا کہ باش ای خیرہ سر تیرہ روزگار اب تو کہان جاتا ہی ابراہیم بن مالک نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ایک
جوان گھوڑا سرپٹ ڈالے ہوئے مجھے للکارتا ہوا چلا آتا ہی ابراہیم بن مالک وہین اپنی فوج کا پرا جما کے کھڑا ہو رہا
اور فیمابین نرسیان بکیدست اور ابراہیم بن مالک کے مقابلہ اور مجادلہ ہوا نرسیان بکیدست نے بعد جنگ
نیزہ اور عمود و شمشیر و کشتی میں ابراہیم بن مالک کو زیر کیا اور دونوں ہاتھ ابراہیم کے باندھ کے موزدل میں
اُسکے رنگ بھر کے گلے میں ڈال دیے اور پابرہنہ کر کے کہا کہ آپ تشریف لیجائیے اور اپنے باباجان
مالک اژدر سے جا کے سارا حال کہیے گا بعد ازان اُن سب ہاتھیون کو لے کے بخدمت خسرو بلاد ہندوستان
آیا اور سارا حال وہان کا بیان کیا لندھور نے بہت سی تعریف نرسیان کی کر کے خلعت دیا اور باتفاق باہم بزم
عیش و طرب میں بیٹھے اور باتیں کرنے لگے وہان مالک اژدر نے بخدمت شاہزادۂ قاسم سب حال لندھور
کے ہاتھیون کے چھین لانے کا بیان کیا اور کہا کہ نہیں معلوم کہ ابراہیم کو اتنی دیر کیون لگی مجھے نہایت اندیشہ
ہی کہ مبادا اثنائے راہ میں کسی اور شخص سے تازہ مفسدہ نہ ہو گیا ہو ابھی مالک اژدر یہی باتین کہہ رہا تھا

کہ اتنے مین ابراہیم بن مالک پہونچا اور اُسنے بعد سلام کے جو کچھ سرگذشت وہان کی تھی مفصلا اور مشروحاً بیان کی اور سارا احوال نریمان کے آنے اور اپنے زیر ہونے اور ہاتھیون کے چھین لیجانے کا بیان کیا مالک اژدر یہ ماجرا سُنکے نیزہ اور تیغہ پکڑ کے اُٹھ کھڑا ہوا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اور ہرزبان خراسانی سپر بہی تلوارین پکڑ پکڑ کے اُٹھے کرب غازی نے ہنسنا شروع کیا اور کہا کہ تم صاحب جو اتنا جانتے ہو کہ وست راستیون سے ہم لوگ تنہا عہدہ برآ نہین ہوسکتے تو دو چار ہزار یار اور مددگار پیدا کرو تب جانا مالک اژدر نہایت اپنے جی مین منفعل اور آزردہ ہوا اور شاہزادہ خاور سیاہ اور ہرزبان خراسانی وغیرہ سب کو اپنے ہمراہ آنیکے واسطے ممانعت کر کے ماد یان عربی پر بیٹھ کے نریمان بکیدست سے آمادہ رزم و پیکار روانہ ہوا مگر قاسم نے کرب غازی کی طرف سے زیادہ ترکینہ اپنے دل مین پیدا کیا وہان لندھور بن سعدان اور نریمان بکیدست جو جمعیت علیش مین بیٹھے تھے ناگاہ ایک پیادے نے آکر عرض کی کہ یا خسرو بلا دہند مالک اژدر ہم سے تہیہ جنگ آتا ہے لندھور نے جو یہ سُنا خود ہی جھٹ پٹ اپنے ہاتھی پر سوار ہوگیے خیمہ سے باہر نکلا اُس طرف سے مالک اژدر آیا اور دونون سے معرکۂ رزم و پیکار درپیش ہوا اس عرصہ مین نقابدار سرخ پوش نمودار ہوا اور پکارا کہ منم ہوا خواہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور مالک کو قسم دے کر کہا کہ لندھور سے تو جنگ نہ کر مین اسکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر بمقابلہ خسرو بلا دہند آیا اور مالک علیحدہ کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا کہ ایک طرف سے نقابدار سبز پوش لاف وگذاف ہوا خواہی شاہزادہ بدیع الزمان کا کرتا ہوا نمودار ہوا اور مالک کو نبرد و کشتی آن واحد مین زیر کر لیا ادھر نقابدار سرخ پوش نے لندھور کو زیر کیا اور دونون نقابدار لندھور اور مالک کو گرفتار کر کے لے گئے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شہنشاہ لشکر اسلام سے بیان کیے جاتے ہین

کہ شہنشاہ سعد بن قباد کی کشتیان طوفانی ہو گئے تھے یہان تو بعد چند روز کے در بند شہر یہ مین جا کے نکلین اور حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نے مع چار سو شاہان اقالیم اور فرمان روایان صاحب تاج و دیہیم اور تمام فوج و سپاہ اور جملہ خاکر و لشکر اور سپہر و بنگاہ کے کشتیون پر سے اتر کے لب دریا اپنی بارگاہ اور خیمے استادہ کروائے اور مع تمام اہالیان دولت اور ارکان سلطنت سریر سلطنت پر اجلاس فرمائے مہتر سبکدست کو حکم دیا کہ دریافت کرو اس سرزمین کا کیا نام ہے اور یہان کا حاکم کون ہے اور دین و مذہب اُسکا کیا ہے بعد دو گھڑی کے مہتر سبکدست نے آکے عرض کی کہ اس در بند کا نام شہر یہ ہے اور دو بھائی یہان کے بادشاہ ہین ایک کا نام سنجر اور دوسرے کا نام اسحاق ہے اور آج ان دونون بادشاہون کے یہان نوروز ہے اور علی شاہ و گدا جو کوئی کہ شہر عیائل اور باختر مین ہے وہ اگر آج کے دن اس شہر مین ہوگا تو بلا شک و شبہہ اُس نوروز کی دھوم مین شریک ہوگا اور رسم یہان کی یہ ہے کہ آج یہ دونون بادشاہ واسطے زیارت کرشمہ لقا کے باغ کرشمہ مین گئے ہین اور تمام وضیع و شریف امیر و فقیر زن و مرد اس شہر کے اُسی باغ کرشمہ مین چلے جاتے ہین اور وہان ایک پرنیان کے کپڑے پر صورت لقا کی کھینچی ہوئی ہے اُس تصویر کی زیارت کرتے ہین اور اُسی کے آگے سب سجدہ کر کے چلے آتے ہین بادشاہ لشکر اسلام نے جو یہ خبر سُنی نہایت خوش ہو کے مع اپنے تمام بادشاہون اور سرداروں اور سوداگرون کی صورت بن کے اُس باغ کرشمہ مین تشریف فرما ہوئے اور سیر نجوم خلائق اور گلگشت باغ کی کر رہے تھے ناگاہ مہتر گردون عیار نے کہا

تھا اگر دطوفان عیار کا خبر لایا کہ خدا پرستون کی کشتیان طوفانی و تباہ ہو کر چار طرف بہ گئین یہان یقین ہی کہ اس در بند مین بھی
نکلین لہذا لازم یہ ہی کہ فوج یہان سے کنارہ دریا کا روکے تا کوئی خدا پرست اس سرزمین مین آنے نہ پائے سنجر اور
اسحاق نے یہ خبر سنکے کہا کہ آج کے دن تو ہم اسکا تدارک نہین کر سکتے کل جیسا مناسب ہوگا عمل کرینگے اس عرصہ
مین ایک پیادہ دوڑا آیا اور اُسنے کہا کہ بادشاہ لشکر حمزہ صاحبقران کا جو شہنشاہ سعد بن قباد نامور ہی وہ مع
چارسو بادشاہ اور پچاس ہزار سوارون کے اس سرزمین پر لب دریا آکر اترا ہی اور تمام اپنی فوج و سپاہ کو چھوڑ کے
آپ مع اپنے ساتھ کے سب بادشاہون اور سردارون کے بطریق سیر یہان آیا ہی طوفان نے کہا سعد شہریار
اکیلا تمھاری فوج و سپاہ کے واسطے کافی تھا اور نہ کہ چارسو بادشاہ اسکے ہمراہ ہین اس سے صلاح یہ ہی کہ سعد
کو کسی عیاری اور فریب سے پکڑ لین سنجر نے کہا مین اس سعد بن قباد کو پہچانتا نہین کہ ان لاکھون آدمیون کے
ہلڑ اور بھیڑ بھاڑ مین وہ کہان ہی اور کونسا ہی طوفان نے کہا مین پہچان لونگا یہ کہکے طوفان نے اودھر اودھر
تلاش کرکے سعد کو دیکھا اور نگاہ اولین پہچان کے سنجر سے جاکے بتا دیا کہ سعد شہریار فلان مقام پر سیر دیکھ رہا ہی
سنجر نے چند کشتیان شراب کی گلابیون کی اور کچھ خوان کھانے کے بطور دعوت کے شہنشاہ سعد کے پاس
بھیجے اور بادشاہ لشکر اسلام نے دعوت کو قبول کرکے تناول فرمایا وہ شراب اور وہ سب کھانا بیہوشی آمیختہ
تھا بعد کھانے کے سب کے سب بیہوش ہو کر گر پڑے سنجر نے سب کو مع شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد و چارسو
بادشاہون کے مطوق اور مسلسل کرکے ایک عرضہ داشت بدین مضمون کہ مین نے بادشاہ لشکر اسلام کو مع چار
سو بادشاہ خدا پرستون کے پکڑا ہی انکے باب مین جیسا حکم صادر ہو مطابق اسکے بجا لاؤن لکھکے اپنے عیار
زنبور نامے کو دی اور سمت لشکر گنجاب روانہ کیا حسب اتفاق فضل بن گیا ہور خون آشام بطریق سیر و
شکار اپنے لشکر سے سوار ہوکے نکلا تھا اثنائے راہ مین زنبور عیار کو دیکھکے مرجان تیز رفتار کو اشارہ کیا
کہ اسے میرے پاس لا مرجان تیز رفتار اسے جاکے پکڑ لایا فضل نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی زنبور نے
اپنا نام چھپا کے کہا کہ مین سپاہی پیشہ ہون سنجر مرسل کے لشکر مین اپنی نوکری کے واسطے جاتا ہون فضل نے
جانا کہ سچ کہتا ہی اُسے چھوڑ دیا لیکن مرجان تیز رفتار عیار ہی اُسنے زنبور کو پھر پکڑ کے پہلے تو دم دلاسے مین پوچھا جب اُسنے
نہ بتلایا تب مرجان نے اُسے کوڑے مارکے قبال کردیا اُسنے ناچار ہوکے وہ نامہ جو سنجر نے گنجاب کو لکھا تھا اپنی کمر سے
نکال کے حوالہ کر دیا اور بصدق دل مسلمان ہو گیا فضل بن گیا ہور خون آشام نے زنبور سے پوچھا کہ اب تو سچ بتلا کہ
شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد کو کیونکر جاکے چھڑا لاؤن زنبور نے کہا ای شہریار نشا پور بلند آواز جو خویش
گنجاب کا ہی تم اسکی صورت بنکے دس ہزار سوار سے وہان چلو مین پہلے جاکے سنجر سے کہونگا وہ تمکو باعزاز تمام اپنی بارگاہ
مین بلاکے قیدیون کو تمھارے سامنے لاکے حاضر کریگا اُسوقت سب کو چھڑا دیجیے گا فضل بن گیا ہور خون آشام
کو یہ تدبیر پسند آئی اور زنبور کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور پچیس ہزار روپیہ انعام دے کے بڑی زیب و زینت
اور عزت و توقیر سے اپنا عیار کرکے آپ بھی مع بارہ ہزار آدمیون کے سنجر کے پاس روانہ ہوا زنبور نے آگے
جاکے سنجر اور اسحاق کو خبر کی وہ دونون بھائی استقبال کرکے فضل کو اپنے شہر مین لے گئے اور بڑی دھوم دھام
سے محفل رقص و سرود کی تیاری کرکے فضل کی دعوت کی اور شاہ سعد کو مع چارسو بادشاہون کے زندان خانے
سے بلاکے فضل بن گیا ہور کو دکھلایا فضل بن گیا ہور خون آشام شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد کو دیکھکر
محو حیرت سکتے کی صورت رہ گیا علے ہذا القیاس شاہ سعد بھی فضل کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اُسوقت

فضل بن گیاہور خون آشام نے سنجر اور اسحاق کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ میں غلام جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کا ہوں اور مجھے فضل بن گیاہور خون آشام کہتے ہیں میرے سنجان میں زنبور عیار کو دیکھکر نامہ جو تم نے شاہ سعد چراغ لشکر اسلام کی گرفتاری کا کتباب کر لکھا تھا اُس سے چھین لیا اور بجائے اسکے کہ اور خلائق کی خونریزی ہونے پائے شاہ نور کی صورت بنکے بہ نیت رہائی شہنشاہ لشکر اسلام آیا ہوں ای حرامزادو تمھارا یہ رتبہ اور یہ منھ کہ تم شہریار لشکر اسلام کو قید کرو جب بادشاہ سعد نے جانا کہ یہ فضل بن گیاہور خون آشام شاہزادہ بدیع الزمان کا نوکر ہے ہاتھوں کی ہتھکڑیاں اور پاؤن کی بیڑیاں مثل تار عنکبوت کے توڑکر فضل بن گیاہور خون آشام کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا اے فضل تلافی اور عوض اس خدمت کا بارگاہ سلیمانی میں تجھے سب سرداروں سے مقدم بٹھلاوے گا اور وہ بات تیرے ساتھ کرونگا کہ تمام بارگاہ سلیمانی میں سب صندلی نشینوں میں تیرا اعزاز وقار زیادہ رہے سنجر اور اسحاق نے جو یہ حال دیکھا انفعال ایزدی سے زنگ کفر آئینہ ضمیر سے ان دونوں کے دور ہو گیا تھا اور از سر صدق کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گئے اور فضل شہنشاہ سعد بن قباد سے رخصت ہو کے سمت سنجان آیا

اب دو کلمے داستان اُن طوفانی اور تباہی زدہ کشتیوں سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت وہ طوفان کم ہوا اور تاریکی رفع ہوئی اور روشنی نمایاں ہوئی تو عیاران لشکر اسلام نے دیکھا کہ ساحل دریا کا نظر آتا ہے اور کچھ لوگ فوج کفار سے لب دریا آکر ناقوس گھنٹے گھڑیال بجا رہے ہیں نفیریں نہالے ہیں ایک سمت کو کچھ دھوبی پاؤں پر کپڑے دھو رہے ہیں کوئی دام دار دام دریا میں پھینکے کھڑا ہے سامنے کچھ کھیت تمباکو گانجے کے معلوم ہوتے ہیں غرض عیاروں نے کشتیوں کو وہاں کنارے پر لیجا کے مقام کیا اور جہ بندھوائی سب اُترے تو معلوم ہوا کہ اس دربند کا نام داغلیہ ہے اور یہاں کا بادشاہ ایک پہلوان اختر داغل نشین نامی ہے لاکھ ساٹھ ہزار سوار کا حکمران ہے ابھی عیاران لشکر اسلام کشتیوں میں سے اُتر کے اپنا مال و اسباب اُتروا رہے ہیں کہ یہ خبر اُس اختر داغل نشین کو پہونچی کہ اس دربند میں چند کشتیاں خدا پرستوں کی آئی ہیں اور وہ سب خدا پرست کنارے دریا کے اُتر کے شہر میں داخل ہوا چاہتے ہیں اختر داغل نشین نے یہ خبر سنتے ہی جھٹ پٹ مع اپنی تمام فوج و سپاہ کے سوار ہو کر طبل جنگ بجوا دیا اور یہ خبر طبل جنگ بجنے کی جو عیاروں نے سُنی تو انکے ساتھ طبل سکندری اور بوق جمشیدی اور پنج کیومرثی مع علم اژدہا پیکر سبھی سامان میدان رزم و پیکار صاحبقران نامدار کا تھا نظر کردہ علی عمران منظور نظر صاحبقران صاحب بندہ گران مہتر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہاں ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ بجے اور حسب الحکم مہتر قران کے عیاروں نے طبل سکندری پہ چوب ماری ساتھ چوب مارنے کے طبل سکندری سے آواز پیدا ہوئی یا صاحبقران یا صاحبقران جب عیاروں نے یہ صدا طبل سکندری سے نکلتے سنی سب کے سب خوش ہوئے اور جانا کہ انشاءاللہ تعالی امیر باتوقیر صحیح و سالم دریا سے بر آمد ہونگے روز دوم صبح کو اس طرف سے اختر داغل نشین اپنا لشکر لیکر میدان میں نکلا اور صف آرا ہوا اور اُس طرف سے تمام عیاران لشکر اسلام قنطور سے زرہنی پاتابے سقرلاتی حلہ ہائے ناحق اپنی ذرات پر آراستہ کیے حلقے کمندوں کے اور گوپھنیں بائیں ہاتھوں میں اور تیغے اصفہانی داہنے ہاتھوں میں جوڑیاں خنجروں کی کمروں میں ٹیڑھے ٹیڑھے تاج سروں پر رکھے ڈھمڈمیاں بجاتے چوتارے چھیڑتے تنلنگیں بھرتے میدان میں آکے صف باندھ کے کھڑے ہوئے اختر اپنا مرکب چمکا کے میدان میں نکلا ادھر سے نظر کردہ حیدر کرار مہتر قران نامدار اسکے مقابلے میں آکر بھاگا اور اختر نے

تعاقب اُسکا کیے جب کہ نزدیک پہونچا اُسوقت قران نے اُسکے گھوڑے کی باگ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ اختر پشت
مرکب پر سے منہ کے بھل زمین پر گرا برابر سے قران نے خنجر مارا کہ جگر کے پار نکل گیا اور لاشہ اُس حبشی کا خاک و خون میں
غلطان دیکھکر تمام لشکر اُسکا بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے شہر میں گھس کے دروازہ بند کر لیا عیاروں نے باہر سے نقب کھودنا
شروع کی حسب اتفاق اندرون شہر سے اختر کی بیٹی نے بھی مع چند اپنی خواصوں کے نقب لگائی تھی اثنائے راہ میں
دونوں نقبیں برابر پہونچ گئیں اختر کی بیٹی نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو عیاروں نے کہا ہم خدا پرست عیار ہیں
اور چاہتے ہیں کہ اس ملک کو مسخر کریں اب تم بتلاؤ کہ تم کون ہو اُن سبھوں نے جواب دیا کہ یہ شاہزادی
اختر داخل نشین کی بیٹی ملکہ دل آرا ہے عنبر موئی آج رات کو خواب میں جمال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دیکھکر
مشرف باسلام ہوئی ہے صبح کو اپنے تمام لشکر سے کہا کہ تم بھی اسلام قبول کرو فوج و سپاہ نے ملکہ کا حکم نہ مانا اسپر ملکہ
نے ہم کو حکم دیا کہ تم نقب دے کر عیاران لشکر اسلام کو اندر شہر کے لے آؤ سو الحمد للہ کہ ہمارے تمہارے راہ میں
ملاقاتیں ہو گئیں مختصر یہ کہ سب عیار یہ خبر سنکر نقب کی راہ سے اُسکے مکان میں پہونچے جسوقت کہ عیاروں نے اُس
نازنین غارت گر دل و دین اختر داخل نشین کی بیٹی ملکہ دل آرا کو دیکھا سب کے سب محو نظارہ جمال دلفریب اُس
غارتگر صبر و شکیب کے ہو کر عاشق ہو گئے نذر کردہ علی عمران مہتر قران نے کہا کہ یہ بات مناسب نہیں کہ ہم سب
ایک پر عاشق ہوں اُس نازنین نے کہا کہ تم سب تو مجھے پیار کرتے ہو اور چاہتے ہو مگر وہ بھی تم نے سنا ہے مصرعہ نا یار
کرا خواہد و میلش بکہ باشد ۔ اور یہ کہکے گلابیاں شراب کی اور کچھ نقل اور کباب وغیرہ بطور دعوت کے عیاروں کے
سامنے لاکے رکھدیے سب عیاروں نے بیخوف و خطر کھایا اور بخوبی تمام شراب پی فقط قران حلبش نے نہ تو کوئی پیالہ
شراب کا پیا نہ کوئی نوالہ کسی کھانے کا کھایا تب ملکہ دل آرا نے کہا کہ صاحب تم شراب کیوں نہیں پیتے ہو اسپر
مہتر قران نے کہا کہ میں دن بھر روزہ رکھتا ہوں اُس نازنین مہ جبین نے پھر بہت سا اصرار کیا اور مجبور کر کے کہا کہ
کچھ تو نوش فرمائیے مگر قران نے کچھ نہ کھایا اسمیں کوئی ایک ساعت بھر کے بعد عیاروں نے چاہا کہ اُٹھکر چلیں ساتھ
اُٹھنے کے چکر مار مار کے سب گر پڑے اور بیہوش ہو گئے قران نے یہ حال اپنے ساتھ کے عیاروں کا دیکھکر کہا کہ اے یار
جو فروش گندم نما تو نے یہ کیسا کھانا ان سب کو کھلا دیا کہ سب کے سب بیہوش ہو کے گر پڑے ہیں اتنا جان لے کہ
میں نذر کردۂ علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا ہوں اور مجھے میرے مولا نے فرما دیا ہے کہ جو تو کہیں خدانخواستہ پکڑا جائیگا
تو اُسی دن تو جانیو کہ میری مرگ آپہونچی ورنہ کبھی کہیں تو کسی کی عیاری اور مکاری سے پکڑا نہ جائیگا اب تو اپنی سب
فوج کو حکم دے کہ وہ مجھ سے آمادۂ رزم و پیکار ہو اگر میں اکیلا تیری ساری فوج میں سے ایک کو بھی زندہ و سالم
چھوڑ دوں تو تو مجھے پھر مرد نہ کہنا ملکہ دل آرا نے کہا کہ اے مہتر قران مجھے اب یقین کلی ہو گیا کہ دین تیرا برحق
ہے بس یہ کہکے اور دوڑ کر قران کے پاؤں پر گر پڑی اور از سر صدق کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوئی اُس
عرصہ میں اور بھی سب عیار ہوشیار ہو گئے اُٹھے گلباد عراقی نے کہا کہ مجھے کیا ہو گیا تھا کہ میں اتنا غافل ہو کے
گر پڑا اشتر رنگ نے کہا کہ میری عقل کچھ نہیں کام کرتی کہ میں اس درجہ از خود رفتہ اور خود غلط کیونکر ہو گیا ملکہ
دل آرا نے کہا کہ میں نے تم سب کو بیہوشی دے کے پکڑ لیا تھا مہتر قران نے تمہاری سب کی جان بخشی کی ہے سب
عیاروں نے مہتر قران کی تعریف کی القصہ اُس نازنین نے پھر کہا کہ اب تم سب یہاں سے تشریف لے جاؤ
کل میں مع تمام اپنے لشکر کے آؤنگی اور میں لونڈی مہتر قران کی ہوں اور یہ دربند تمام ملکیت اور بحقیقت مہتر قران
کی ہے عیاروں نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے عیار تو پھر اسی نقب کی راہ سے اپنے لشکر میں آئے اور صبح کو ملکہ دل آرا

نقاب پوش قہر پوش دال کے باہر نکلی اور تمام اپنے سرداروں کو بلا کے کہا کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں جسکو میری اطاعت
کرنا منظور ہو وہ کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کرے ورنہ جسے کچھ انکار ہو وہ جہاں جی چاہے چلا جائے تمام فوج و
سپاہ اور رعایائے شہر نے عرض کی کہ تو ہماری بادشاہ اور مالک ہے جو تیری مرضی اور جو تیری خوشنودی خاطر ہوگی
وہی ہم کو بھی بدل وجان قبول اور منظور ہے ملکہ دل آرا نے ان سب کو کلمۂ شہادت پڑھوا کے تمام شہر کو
اسلام آباد کیا اور خطبہ و سکہ بنام بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد کے جاری کیا اور بعد اسکے دروازہ
شہر کا کھول دیا اور تمام عیاران لشکر اسلام کو اندرون شہر بلوایا اور یہ اقرار فیما بین مہتر قران اور ملکہ دل آرا
کے ہو گیا کہ جسوقت شادی شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کی ملکہ گوہر ملک کے ساتھ ہوگی تو اسی وقت
عقد ہمارا بھی ہوگا غرض قران نے ملکہ دل آرا کو رخصت کیا اور طبل سکندری اور نفیر جمشیدی اور علم
اژدہا پیکر وغیرہ جو ہمراہ تھا قران نے کہا کہ اسکو بخدمت خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان
لے چلونگا عیاران دست چپ نے کہا کہ لندھور کے پاس لیجانا کیا ضرور ہے بس اس اسباب کو ہم سب
بخدمت شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لیجاینگے مہتر قران نے کہا یہ بات بہتر ہے ساتھ غیر ممکن ہے عیاران
دست چپ سمجھ گئے اسلئے کہ مہتر قران کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا سب کے سب بخدمت شاہزادہ قاسم روانہ
ہوئے کہ جا کے شاہزادہ قاسم کو خبر کریں

اب بقیہ حال خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان اور مالک اژدر دست کا رقم کیا جاتا ہے

کہ جسوقت وہ نقابدار سبز پوش اور سرخ پوش لندھور اور مالک کو لیکے گئے تو جاتے جاتے ایک نوبستان
میں پہونچے وہاں ایک باغ میں ایک عمارت عالیشان تھی اس مکان میں لندھور اور مالک کو چھوڑ کے دونوں
نقابدار چلے گئے بعد ایک ساعت کے ایک شخص نے آ کے کہا کہ تم دونوں اٹھکے ہمارے ساتھ اندر چلو لندھور اور
مالک جو اس مکان کے اندر گئے تو انھوں نے دیکھا کہ وہاں دو عورتیں بہت خوبصورت بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس
کی پوشاکیں دھوم دھام کی پہنے ہزار کرشمہ و ناز ایک مسند پر بیٹھی ہیں لندھور اور مالک کو بلا کے اپنے برابر
بٹھلایا لندھور نے کہا میری معشوقہ خوبصورت ہے مالک نے کہا تو حسن کو کب پہچانتا ہے غرض یہ باتیں کر کے
دو دو پیالے پیتے عالم نشہ میں مالک نے چاہا کہ اپنی معشوقہ کے منہ سے منہ ملا کے بوسہ لے یکایک ایک
بدبو اور تعفن اسکے منہ سے دماغ میں مالک کے جو پہونچی تو مالک نہایت منغص ہو کر کہنے لگا تو کیا گوہ
کھاتی ہے اسنے کہا تجھکو میری بدبو خوشبو سے کیا سروکار ہے تو اپنے مطلب سے مطلب رکھو علی ہذا القیاس اسی
طرح سے لندھور نے چاہا کہ میں اپنی معشوقہ کا منہ چوم لوں لندھور کے بھی دماغ میں جو بدبو آئی تو لندھور نے
ویسا منہ پھیر کر کہا کیا گوہ کھاتی ہے وہ دونوں کہنے لگیں کہ تم دونوں ہمکو پہچانتے ہو ہم کون ہیں لندھور اور
مالک نے کہا کہ نہیں ہم تمھیں نہیں پہچانتے کہ تم کون ہو ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ میرا نام
کسترن جادو ہے اور یہ چھوٹی بہن میری ہے اسکا نام آذرین جادو ہے اور میں ابھی جوان ہوں میرا سن
کل چھ سو پچیس کا ہے اور میری اس چھوٹی بہن کا تو ابھی کوئی پانچ سو برس کا سن و سال ہوگا لندھور نے
کہا تو سچ کہتی ہے ابھی تو تیرے منہ سے دودھ کی بو آتی ہوگی اور تم دونوں کی تو بڑی بڑی عمریں ہیں ہم سے کچھ
مطلب نہیں تم کو نہ چاہئے گا یہ گفتگو لندھور کی سنکے وہ دونوں جادوگرنیاں نا امید ہوگئیں اور کچھ سحر کر کے
لندھور اور مالک کو بیہوش و بیحرکت کر دیا لندھور اور مالک اسیر ہو گئے آپس میں یہ باہم باتیں

کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک ابر آسمان پر نمودار ہوا اور اُس بدلی میں سے ایک پری زاد ایک لوح ہاتھ میں لیے برابر اُن دونوں
کے پہونچا اور پکارا کہ اے شفقلو جادوگر تو ہوشیار رہ جا کہ میں کشندہ جادوگران ہوں ان دونوں ساحروں نے کچھ اپنا
سحر اُس پری زاد پر کیا مگر مطلق تاثیر نہ ہوئی آخرکار اُس پری زاد نے ان دونوں جادوگروں کو مارکر واصل جہنم کیا اور بعد
اسکے لندھور اور مالک سے پوچھا کہ تم دونوں صاحب اپنا اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور تمہارا آنا کیونکر ہوا
لندھور اور مالک نے اپنی سرگذشت بیان کی اُس پری زاد نے کہا کہ میں ہوا خواہ شاہزادہ بدیع الزمان کا ہوں [illegible]
کا ہوں دو بیٹے میرے ہیں ایک تو سفر پوش بڑا بیٹا ہوا خواہ شاہزادہ بدیع الزمان کا ہے اور دوسرا [illegible] پوش
ہوا خواہ قاسم کا ہے لیکن قاسم نامردہی کس لیے کہ ایک مرتبہ ایک جادوگر نے اُسے [illegible] قید کر لیا تھا اور چاہتا تھا
کہ قاسم کی بوٹیاں کاٹ کاٹ کر کباب بنا کے کھائے میں نے اُسکو ساحر کی قید سے نجات دی قاسم نے اسکے عوض
میں میرے زخم دیکر کیسے زخمی کیا اب میں والیان کی تشکین [illegible] قاسم کے [illegible] دیتا ہوں مالک سے
درہم برہم ہو کر کہا کہ تو اور لندھور دونوں مل گئے مجھے پکڑ لو پھر جو تیرے جی میں آئے وہ سلوک مجھ سے کر لندھور سے
تعریف اور توصیف اُس پری زاد کی بہت سی کر کے مالک کو بہت سا سمجھایا اور کہا کہ آپس میں رنجش اور خصومت
مناسب نہیں ہے آخرکو ظفر وس پری زاد نے لندھور سے کہا کہ میری طرف سے بدیع الزمان کو دعا کہکے کہہ دینا
کہ جب کوئی ایسی خدمت اور ایسا کام درپیش ہو تو میں حاضر ہوں بعد اسکے لندھور اور مالک کو خلعت
کرکے دونوں کو لشکروں میں بھجوا دیا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت ہومان دیو نے شاہزادہ بدیع الزمان کو کنارے دریا کے پہونچا دیا اُس وقت [illegible] اور [illegible]
قیطاس اژدر پوش دوڑ کر شاہزادہ عالم کے قدموں سے لپٹ گئے شاہزادہ بدیع الزمان نے جو کچھ کہ وارد [illegible]
گذری تھی وہ سب بیان کی اُس وقت ہومان دیو نے عرض کی کہ مجھے اگر ارشاد ہو تو میں رخصت ہوں شاہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے ہومان ایک میرا دریائی گھوڑا گلگون باختری اُسکا نام ہے وہ اسی پہاڑ کے نیچے
جنگل میں رہ گیا ہے تم اُسے ڈھونڈھ کے لے آؤ ہومان نے عرض کی کہ میں ابھی جا کے جہاں وہ گھوڑا ہے ڈھونڈھ کر
لیے آتا ہوں القصہ ہومان دیو تلاش گلگون باختری روانہ ہوا وہاں کا حال سُنیے کہ شاہزادہ خاور سیاہ
نے جس وقت کہ ملکہ گوہر ملک کو شبنم پری سے لیکے ہوا میں سوار کیا اور مع فوج سمت سنجان روانہ کیا تھا
مرکب گلگون باختری کو نہایت پسند کر کے چاہا کہ اسے پکڑ لے ابھی اسی فکر میں تھا کہ ہوا سے آسمان سے ہومان
دیو نمودار ہوا اور جھٹ پٹ گلگون باختری کو پکڑ لیا اور روانہ ہوا قاسم نے اپنے مرکب کو جھکا کے نہیب دی
کہ باش اے دیو اس گھوڑے کو کہاں لیے جاتا ہے [illegible] دیو نے جواب دیا کہ جو اس گھوڑے کا مالک شاہزادہ
بدیع الزمان ہے اُسکے پاس لیجاؤنگا قاسم نے [illegible] ایک تیر ترکش سے نکال کے کمان میں پیوستہ کیا اور زہ
سے زہ کو ملا کے نشانہ اُسکی گردن کا تاک کیا اور وہ تیر بازو پر ہومان دیو کے لگا ہومان دیو نے کچھ زخم تیر کا کچھ
خیال نہ کیا اور مرکب گلگون باختری کو لیکے [illegible] شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا شاہزادہ عالم نے ہومان [illegible]
کے بازو پر تیر لگا ہوا دیکھکر پوچھا کہ اے ہومان یہ تیر کسنے مارا ہومان نے کہا کہ شہریار میں نام [illegible]
مگر ایک جوان لال پوش نے مجھ سے پوچھا کہ تو یہ گھوڑا کہاں لیے جاتا ہے میں نے آپکا نام لیا اُسنے [illegible] مارا
شاہزادہ بدیع الزمان نے تیر کو جو دیکھا تو اُسپر نام شاہزادہ خاور سیاہ کا کندہ تھا اُس وقت [illegible] ہوا [illegible]

بدیع الزمان نے ہومان دیو سے کہا کہ وہ شخص قاسم تھا اور میرا نام سنکے جلا اور تجھے تیر مارا القصہ ہومان دیو کو رخصت
کرکے شاہزادہ بدیع الزمان سمت سنجان روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اور قطع منازل قریب ایک کوہستان کے پہونچا
تو اسنے دیکھا کہ سامنے سے کچھ لوگ پیشین خیمہ لیکے آئے اور وہان خیمہ استادہ کیا اور بارگاہ اور خیمہ و خرگاہ کا رخ سمت
سنجان کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے جانا کہ مالک اس بارگاہ کا شاید بہ تہیہ جنگ آیا ہی ابھی یہی اپنے دل مین کہہ رہا تھا
کہ سامنے سے ایک توق گرد کا اٹھا اور اس گرد مین سے آگے آگے ایک جوان شیر صولت اہرمن توان نہایت خوش رو وجیہ
و شکیل و ملیح اور مکمل کرگدن پر سوار ایک زنجیر فولادی کو دانتون سے چباتا ہوا اور دو ساقی بچہ اور صراحیان اور
جام شراب ہاتھون مین لیے چپ و راست سے پیالے شراب کے مملو کرکے پلاتے جاتے ہین اور وہ جوان شراب کا پیالہ
نوش کرکے بجاے گزک زنجیر فولادی کو چباتا اور فولاد خشک سرمہ سا بطور پھکنے کے اپنے منہ سے اڑاتا ہوا اگینڈے کو
اپنے زانو سے مسلتا چلا آتا ہی اور تین لاکھ ساٹھ ہزار سوار دریاے آہن مین غرق سپر تیغ تلوارین ہاتھو انکے گرد و پیش اپنے
اپنے گھوڑے چمکاتے چلے آتے ہین ناگاہ نگاہ جو اس جوان کی سمت شاہزادہ بدیع الزمان پڑی تو اسنے چند
سوارون سے اشارہ کیا کہ یہ نوجوان جو زیر کوہستان بہ کمال عظمت وجودت و شوکت و شان مرکب پر سوار کھڑا ہی
اسکو میرے پاس بلالاؤ چنانچہ حسب الحکم اسکے وہ سوار قریب شاہزادہ عالی مقدار کے آئے اور عرض کی اے بہادر
تجھے ہمارا مالک بلاتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان اپنے گھوڑے کو چھیڑ کے قریب اس جوان کے آیا اور اسنے پوچھا
کہ اے بہادر تو کون شخص ہی اور یہان کس تقریب سے تو آیا ہی شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ پہلے تو بیان کر کہ تو کون شخص ہی
اسنے کہا کہ مجھے درقا سے زنجیر خا کہتے ہین اور مین بموجب تقدیر لقا خداے فریبندہ ہزار ملک باختر کے
بدیع الزمان کے پکڑنے کو جاتا ہون اب تو اپنا نام بتلا کہ تو کون شخص ہی شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان
والا منزلت نے فرمایا کہ اے درقا بدان و آگاہ باش کہ مین وہی بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہون کہ تو جسکے پکڑنے
کو آیا ہی اور مین نے ملک کو ہر ملک کو اپنے قبضہ مین کرکے کل باختر کو زیر کر رکھا ہی اور قفل بن گیا ہون خون آشام
دربار باب باختری وغیرہ سرداران گنجاب کو مین نے زیر کرکے مسلمان کیا اور اپنا رفیق گردانا ہی درقا سے
زنجیر خا نے بظاہر تو بنگاہ غضب شاہزادہ عالم کی طرف دیکھا مگر دل مین عجب طرح کی ایک محبت پیدا ہوئی
اور کہا کہ اے بہادر تیری جرات اور تیرا دل گردہ اور حوصلہ تیرا ہی کہ مجھ ایسے شخص کو دیکھکر تو نے کچھ خوف اور
اندیشہ نہ کیا اور اپنا نام بلبیا خستہ مجھے بتلا دیا مصرعہ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ٭ مگر اب میری شرط یہ ہی
کہ مین شہر سنجان مین آتا ہون وہان طبل جنگ بجوا کے سر میدان نکلونگا اگر تو مجھے بمردانگی زیر کرے گا تو مین
تا قید حیات تیرا مطیع اور فرمانبردار رہونگا اور تیرا دین قبول کرونگا اور جو مین تجھے زیر کرون تو لازم ہی کہ تو میرا دین
قبول کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ مجھے بجان و دل منظور ہی غرض یہ عہد و پیمان باہم کرکے پہلے تو شاہزادہ
بدیع الزمان جانب سنجان مخاطب ہوا اور تھوڑی دور پر جاکے دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ کا ہی اور اسمین ایک
شور و غل ہو رہا ہی شاہزادہ عالم نے اور چند قدم آگے بڑھ کے دیکھا کہ ایک بڑا میدان ہی اسمین تیس
چالیس ہزار حبشی زنگی جمع ہین اور چاہتے ہین کہ ایک حبشی کو بادشاہ کرکے تخت پر بٹھلا دین یکایک شاہزادہ
بدیع الزمان کو دیکھکر کہنے لگے کہ اے بہادر ہم چار بھائی ہین ابرش زنگی اور کمیت زنگی اور ابلق زنگی اور ادہم زنگی
اور ہمارے باپ کا نام قیطاس تھا بعد وفات اسکے ہم چارون بھائیون مین اس شرط پر جنگ واقع ہی
کہ جو کوئی ہدف پہ تیر لگائے وہی بادشاہ ہو اے بہادر تجھے ہم گواہ کرتے ہین کہ ہم چارون بھائی

ہدف پر تیر لگاتے ہین جسکا تیر ہدف پر جاکر پورا بیٹھے گا اُسے سلطنت ہوگی یہ کہکے چارون نے تیر لگائے اور چارون
کے تیر ہدف پر نہ لگے اُسوقت شاہزادۂ عالم نے کہا کہ اب تم چارون باتفاق باہم مجھے اپنا وکیل کرو اگر مین تیر ہدف
پر مارون تو جیسے میرا جی چاہے اُسکو مین بادشاہ کردون اُن چارون نے قبول کیا پس شاہزادۂ بدیع الزمان
نے تین تیر متواتر ہدف پر مارے اور سب ٹھیکا ہدف پر جا کے لگے حبشیون نے کہا اب تو ہمارا بادشاہ ہے شاہزادۂ
عالی مقام نے ان سب حبشیون کو کلمۂ شہادت تلقین کیا اور وہ سب حبشی کہنے لگے کہ ای شہریار ہمارے باپ اور
ہمارے دادا نے عہد کیا تھا کہ اس گرد و نواح مین ایک درہ ہے کہ وہان لاکھ افعی ہین جو کوئی وہان جا کے ان
افعیون کو اپنا مطیع کرے ہم اُسکا دین قبول کرین شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ صاحبو اگر انسان
یا کوئی دیو یا پری زادہ ہو اُسپر زور تھا تو چلتا ہے سانپون پر کیا اختیار ہے ہان جو کوئی بازیگر سانپ والا ہو وہ
کچھ اپنے افسون منتر پڑھے اُن سانپون کو تابعدار کرے یہ کلام خیلے دشوار ہے انمین ایک حبشی بہت بوڑھا سر اُسکا ہلتا تھا
اُسنے اُٹھکے عرض کی کہ ای شہریار اس درے مین ایک گنبد سبز مانند گنبد مینای فلک کے ہے اور اس گنبد کے نیچے ایک
دیو زنجیر اور غل سے جکڑا ہوا بندھا بیٹھا ہے شاہزادۂ عالم نے جو یہ حال سُنا تو بسرعت تمام وہان سے اُٹھکر اس گنبد
کے نیچے پہونچا اور فی الواقع وہان دیکھا کہ درہ نہایت وسیع اور پُر فضا در گنبد شدادی اور حلقۂ سلیمانی اُسپر لگا ہوا
اور مقفل ہے اور اس گنبد پر ایک میل ہے اُس میل پر ایک ہما اور قسم پرند بہت بڑا اور خوبصورت اور ایک دیو بیٹھا ہے
شاہزادۂ عالم نے اُس دیو سے پوچھا کہ اگر کوئی چاہے کہ ان افعیون کو اپنا تابعدار کرے تو کیونکر کرے اور یہ سب
افعی اُسکے مطیع ہو جائین اُس دیو نے جواب دیا کہ ای جوان شاہ ماران ایک صندوق مین بند اُسی گنبد مین ہے
اگر تو جاکے اس مرغ کو نشانۂ ناوک ہلاکا کا کرے تو تو بادشاہ اور حکم فرمان سب افعیون کا ہو جائے اور وہ سب
سانپ اور افعی تیرے تابع فرمان ہون اور جو تیرے تیر نے خطا کی اور اُس جانور پرند کے تیر نہ لگا تو شاہ ماران
صندوق مین شور و فغان کرے گا اور یہ سب افعی ہجوم کر کے تجھے ہلاک کر دینگے شاہزادۂ بدیع الزمان نے
کہا مصرع الان توکلت من اللہ تعالےٰ ؂ اور یہ کہکے ایک ناوک بے خطا اُس مرغ کو مارا کہ آواز دار و گیر کی
بلند ہوئی اور وہ مرغ یہ کہکے کہ کشتی مرا نام من ہماست جا و دیو جہنم واصل ہوا دیو اُٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادۂ
بدیع الزمان کے قدمون پر گر پڑا شاہزادۂ عالم نے اُس دیو کی قید کو توڑ کر چھوڑ دیا بعد اسکے شاہزادۂ
بدیع الزمان اندرون گنبد کے تشریف لے گیا ناگاہ اُس صندوق سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای شہریار ابھی میری
مخلصی کا وقت نہین پہونچا شاہزادۂ نامور نے پوچھا کہ کیا وجہ دیو نے پکار کے کہا کہ ای شاہ ماران وہ مرغ گنبد نشین
مارا گیا دیو کی آواز کے ساتھ اُس صندوق سے پھر آواز پیدا ہوئی ای نبیرۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام سلام علیک
شاہزادۂ عالی مقام نے فرمایا علیک السلام پھر اس صندوق سے آواز آئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے
مجھے مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے قید کیا تھا سو اب مین تیرے ہاتھ سے مسلمان ہوا شاہزادۂ عالم نے یہ
کلام شاہ ماران کا سنکے اُسے صندوق سے نکال کے دیکھا تو ایک سانپ مثل کافور سفید کے بہت چھوٹا
اور ایک تاج مرصع بالون کا سر پر ہے اُسوقت اُس سانپ نے سلام کیا شاہزادۂ عالم نے فرمایا ای شاہ
افعیان یہان [illegible] کرو گا تو [illegible] آنا [illegible]
شاہزادۂ عالی مقام شاہ ماران کو نصیحت کرکے تمام ان حبشی بچون کو [illegible]
کو وہان [illegible] زندگی کو [illegible] زندگی کو [illegible] سلطنت [illegible]

انہوں نے بھی فرمایا کہ جسوقت ہم فوج کشی برسر کنجاب کرینگے تم چاروں بھائی بھی اپنا لشکر تیار کرکے ہمارے پاس
آنا یہ فرماکے آپ سنجان کی طرف روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان سہیلا سے اژدہا چشم زنجیر خا سے ورقا سے زنجیر خا سے کے باپ کی بیان کیے جاتے ہیں

کہ جب زمرد شاہ مردود آنے ورقا سے زنجیر خا سے کو واسطے مقابلے اور مجادلے شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ
کیا بعد چند روز کے سہیلا سے اژدہا چشم زنجیر خا سے کو بلا کے کہا کہ ای سہیلا سے زنجیر خا سے ورقا تیرے بیٹے
کو میں نے بدیع الزمان کے گرفتار کرلانے اور کنجاب کی مدد کرنے کو سمت سنجاب روانہ کیا ہی اور میں نے
شراب پی کے عالم مستی میں اس فرقہ کو بڑا زبردست پیدا کیا ہی ایسا نہو کہ تیرا بیٹا اس خدا پرست کے ہاتھ
سے مارا جاے کہنا بہتر یہ ہی کہ تو بھی اپنے بیٹے کی مدد کیواسطے مع اپنے لشکر کے جا سہیلا سے اژدہا چشم زنجیر خا سے ایکوقت
مع لاکھ جوانان زنجیر خا سے کے سبائل سے کوچ کرکے چلا اور قبیل مراحل ہونے ورقا سے زنجیر خا سے کے سہیلا سے اژدہا چشم
زنجیر خا سے قریب شہر سنجان کے پہونچا جب اسنے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ ورقا سے زنجیر خا سے ابھی
یہاں نہیں آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی ایک مدت سے معلوم نہیں کہ کہاں چلا گیا ہی یہ خبر سُنکے سہیلا سے اژدہا چشم
زنجیر خا سے نے ایک شخص کو ففضل بن گیاہو رخون آشام کے پاس بھیجا اور یہ کہدیا کہ ای ففضل تو بے خوف
و خطر میرے پاس چلا آ میں تجھے بخدمت خداوند لقا لیجا کے تیری جرم و خطا معاف کروا دونگا جب ففضل
نے یہ پیغام سہیلا سے اژدہا چشم کا سُنا تو زمرد شاہ مردود پر لعن و نفرین کرکے کہا کہ میری طرف
سے سہیلا سے اژدہا چشم سے کہدینا کہ آقا سے ولی نعمت میرا بالفعل یہاں نہیں ہی انشاء اللہ تعالی
عنقریب وہ تشریف لایا چاہتا ہی جب وہ تشریف لائے تو جو تیرے مزاج میں آئے وہ کرنا یا وہی اسکے
تجھکو جواب جنگ کا دیگا غرض اس ایلچی نے جاکے سہیلا سے اژدہا چشم سے کہا کہ ففضل بن
گیاہو رخون آشام نے یہ جواب دیا ہی سہیلا سے اژدہا چشم نے یہ جواب سُنتے ہی نہایت
پیچ و تاب کھاکے حکم دیا کہ طبل جنگ بجوا دو اور لشکر میں سہیلا کے طبل جنگ بجا یہ خبر سُنکے ففضل نے بھی حکم دیا کہ
ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے مختصر یہ کہ دونوں لشکروں میں صداے طبل جنگ بلند ہوئی اور صبح کو
سہیلا سے اژدہا چشم اپنی فوج میں سے نکل کر میدان میں آیا اور باواز بلند کہا ای خدا پرستان وای بزدلان
زرتشتا کرا آرزوے مرگ ست بیا بمیدان جنگ کہ ارادہ دستبرد با آدمی دارم ابھی پورا کلمہ اسکی زبان سے
نہیں نکلا تھا کہ ترک جوشن پوش اسکے مقابلے میں آیا بعد رد و بدل بسیار کے ترک جوشن پوش زخمی ہوگیا
قاتل زنگی و مقاتل زنگی وغیرہ ساٹھ بہادر شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے سرداروں میں سے نکلے اور
سہیلا سے زنجیر خا سے کے ہاتھ سے زخمی ہوگئے آٹھواں دن تھا کہ دونوں لشکروں میں صف آرائی ہو چکی تھی اور
سہیلا سے اژدہا چشم زنجیر خا سے سر میدان نکلکے چاہتا تھا کہ مبارز طلب ہو ناگاہ ایک سمت سے
دیکھا کہ ورقا سے زنجیر خا سے تین لاکھ ساٹھ ہزار سوار سے پہونچا اور اسنے دیکھا کہ میرا باپ عجب طرح کی
بدحست اور شدت لشکر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے کر رہا ہی ورقا اپنے باپ سے بہت دور
جاکے اُترا سہیلا سے زنجیر خا سے نے کہلا بھیجا کہ تو مجھ سے علیحدہ اتنی دور جاکے کیوں اترا ہی ورقا سے
زنجیر خا سے نے جواب دیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں تنہا سر میدان نکلکے کچھ اپنی مردانگی اور دلیری
ظاہر کروں قصہ مختصر روز دوم جسوقت کہ دونوں لشکر میدان میں نکلے اور سہیلا سے اژدہا چشم زنجیر خا سے

اپنے گرگدن کو گلگ مارکے میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ورقا سے زنجیر خا سے اپنے باپ کو آمادہ
رزم دیکھ کر گھوڑا چمکا کے قریب سہیلا کے آیا اور دست ادب باندھ کے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار
شاہزادہ بدیع الزمان مالک اس لشکر کا تو یہاں نہیں ہے یہ تو میں نامردی ہے کہ بغیر مالک کے لشکر
بے سردار سے جنگ وجدال کوئی تخصص کرے ذرا کے صبر کیجیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان بھی آجاتے ہوں تو
پھر جو آپ کے مزاج میں آئے وہ کیجیے گا سہیلا سے اژدہا چشم زنجیر خا سے نے کہا او نامرد تو واقف اس دشمن قہار اور
تھا اور سرکار پیغمبر مرسل بدیع الزمان کی کرتا ہے ابھی ورقا سے زنجیر خا سے سے یہی تکرار سہیلا سے
ہو رہی تھی کہ دیکھا از پردۂ بیابان گرد سے برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد با آسمان رسیدہ وہاں سے گرد
زمین دو زیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف مہوشان ہوا اسے بار اگر دو گرد دشت [illegible] ہوا کو دامن گرد شگافتہ
ہوا اور سبھوں نے دیکھا کہ انجم گرد و بیستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران ابن صاحبقران پہلو دار
تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد افکن تیغ کیومرثی دلو نیار کے قبضے پر ہاتھ دھرے [illegible]
گلگون باختری پر سوار بکمال شوکت و صولت اور شان و شوکت نمودار ہوا ورقا سے زنجیر خا سے
آمد شاہزادہ رستم صولت کی دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور باپ کی طرف دیکھ کر کہا کہ باوا جان اگر دعوی مردانگی
ہے تو آپ توقف نہ کیجیے وہ دیکھیے شاہزادہ بدیع الزمان آپہونچا سہیلا سے اژدہا چشم زنجیر خا سے
نے یہ گفتگو کنایۃ ورقا اپنے بیٹے کی سن کے کہا میں پہلے اس گفتگو سے نامعقول کی تجھ کو تنبیہ دے کے لڑونگا پھر
بدیع الزمان سے سمجھ لونگا یہ کہکے سہیلا سے اژدہا چشم زنجیر خا سے نے اپنے گرگدن کو برابر بلا کے
ایک تیغہ ورقا سے زنجیر خا سے پر مارا کہ اگر فیل مست پر اس کی ضرب پڑ جاتی تو دو ٹکڑے ہوتا مگر ورقا سے
زنجیر خا سے نے ضرب کو خالی دے کر بوقت برگشتن تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کر [illegible] سہیلا سے
اژدہا چشم زنجیر خا سے کے اتر گئی اور لاش اس کی گرگدن پر سے زمین پر گر کر خاک و خون میں تڑپنے لگی
ورقا سے زنجیر خا سے نے جب دیکھا کہ باپ میرا تمام ہو چکا تب تمام مال و اسباب اور نقد و جنس اور
خیمہ و خرگاہ وغیرہ جو کچھ اسباب سہیلا سے اژدہا چشم کی تھی مع تمام اس کے لشکر اور عملے والوں لیکر
اور سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکے جانب شاہزادہ بدیع الزمان والا شان مخاطب ہوا اور با آواز بلند
کہا کہ اے شاہزادہ بدیع الزمان میں نے اپنے باپ کو خلاف وضع مردانگی آپ کی غیبت میں معرکہ آرا
ہوتے دیکھ کر ممانعت کی کہ لشکر بے سردار کا جو ہو اس سے مقابلہ اور مجادلہ کرنا نہ چاہیے میرے باپ نے
میرا کہنا نہ مانا میں نے اسے مار ڈالا اب جو میرے اور آپ کے عہد جنگ کا ہو گیا ہے اب میں مستعد ہوں
کہ سر میدان آئیے اور وعدہ وفا کیجیے شاہزادہ عالی مقدار بدیع الزمان نے کہا بسم اللہ مگر اے ورقا سے
زنجیر خا سے آج کے روز توقف کر اس لیے کہ تجھے صدمہ و کوفت اور غم باپ کا ہے جوش قوت ظاہر کم
ہوگا لہذا کل ہمارے تیرے میدان داری ضرور ہوگی غرض روز دوم وقت صبح جنگ کی آرائی
ہوئی اس طرف سے ورقا سے زنجیر خا سے اور ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان نے میدان میں آکے
فرمایا کہ اے ورقا ہم تجھ سے نیزہ و شمشیر و عمود نہیں کرتے لیکن اب ہمارے تیرے زور کشتی ہوگا ورقا سے
زنجیر خا سے نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے دونوں بہادر میدان میں کود پڑے اور ہاتھ ملا کر زور کشتی کا ہونے لگا
اس عرصہ میں تہمتن خان غاوری مع لشکر لال پوشوں کے نمودار ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے

جاناکہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم آیا القصہ جنگ مردانہ کرکے روز سوم گھڑی بھر دن چڑھے درقاسے زنجیر خاسے کا لنگر توڑکر مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر آرہا اور مردانہ وار ورقا کو پکڑکے میدان سے فرابت فرمائی اسوقت معلوم ہوا کہ یہ قاسم نہیں ہی تہمتن خان خاوری ہی شاہزادۂ قاسم آیا ہی یارسے ورقاسے زنجیر خاسے کو حوالہ مشعل پرین کیا اور خون آشام کیا اور تہمتن خان خاوری کو بلاکے باعزاز واکرام سمجھلایا اور پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا تہمتن خان نے عرض کی کہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری نے ان روزوں طلسم بہمات کو فتح کرکے جو سنا کہ آپنے گنجا سے شکست کھائی ہی تو نہایت غم کھاتے تھے اور یہ سمجھ کے کہ بسبب شکست کے کچھ اثاثہ اور مال اسباب اور خزانہ شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس باقی نہ رہا ہوگا لہذا خزانہ بمقدار خراج یک سالہ ملک باختر کے بطریق نذر آپ کے پاس بھیجا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ سنکے اس خزانہ کو دیکھا اور بپاس خاطر شاہزادۂ خاور سیاہ خزانہ کو لیکے تہمتن خان کے روبرو سازندوں اور میر شکاروں کو انعام میں دیدیا اسوقت تہمتن خان خاوری نے عرض کی کہ ای شہریار شاہزادۂ خاور سیاہ نے اس جوان کو کہ یموت بن سارنج اسکا نام ہی چار روز میں زیر کرکے تابع فرمان اپنا کیا ہی سو اسکو اس لیے آپکے پاس بھیجا ہی کہ آپ بھی اس سے امتحان زورکشتی کا کریں شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی کچھ سانس روز یموت بن سارنج کو تحفہ تحفہ اور اقسام اقسام کے کھانے کھلائے بعد اسکے شاہزادہ بدیع الزمان نے اس سے زورکشتی کا کیا اور شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کے زیر کرنے سے بہت جلد یموت بن سارنج کو زیر کیا اور تہمتن خان اور تمام سرداران خاور سیاہ کو مع یموت بن سارنج کے خلع خلعت کرکے بخدمت شاہزادۂ قاسم روانہ کیا بعد جانے تہمتن خان خاوری کے شاہزادۂ بدیع الزمان نے درقاسے زنجیر خاسے کو مع خراج دو سالہ کل باختر کے روانہ کیا

	اب دوسے کلے داستان تباہی زدہ طوفانی کشتیوں کے بیان کیے جاتے ہیں	

کہ شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کی کشتیاں جو طوفانی ہوگئیں تو بعد چند روز کے دربند آرمینیہ میں جاکے لگیں جب شاہزادۂ فرخ شہسوار نے دیکھا کہ سوا میری کشتیوں کے اور نہ امیر صاحبقران کی کشتیاں نہ بادشاہ لشکر اسلام کی اور نہ کسی سردار کی کشتیاں کہیں دور دور تک نظر آتی ہیں اسکو یقین ہوگیا کہ باقی سب سرداروں کی کشتیاں دریا میں غرق ہوگئیں صدمات غم والم میں سلطان اکرم اور سب سرداروں کے خوب سا شیون وشین اور ماتم کرکے آخرکار مجبور ناچار ہوکے وہیں لب دریا اتر پڑا اور خیمہ وخرگاہ سب استادہ کردی وہاں کا بادشاہ سام زرم نشین ہی جبکہ یہ خبر شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کی مع فوج وسپاہ لب دریا اترنے اور فروکش ہونے کی اسنے سنی لاکھ سوار کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے بہ تہیہ جنگ برسر شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر روانہ ہوا یہاں شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر نے بعد فروکش ہونے کے نسیم بن عمرو کو بلاکے فرمایا کہ تو ذرا ادہر جاکے کچھ خبر شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کی اگر دریافت ہو کہ وہ کہاں رونق افروز ہی تو جلد دو چار جا تحقیق کرکے مجھ سے آکے کہہ حسب الحکم فرخ شہسوار قلندر کے نسیم بن عمرو جستجو کرتا جاتا تھا اتنے میں راہ میں اسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان مسلح اور مکمل قشون پر تلواروں کے ہاتھ ڈالے برچھے ترچھے لیے گھوڑوں کو اٹھائے چلا آتا ہی نسیم بن عمرو نے اکثر لوگوں سے پوچھا کہ یہ فوج کسکی ہی اور کہاں جاتی ہی لوگوں نے کہا کہ سام زرم نشین ہمارے بادشاہ کی یہ فوج وسپاہ ہی اور کوئی فرخ شہسوار قلندر بیٹا حمزہ کا ہمارے ملک میں لب دریا آکے

داروغہ ہوا ہے اُسکے قتل اور تاخت و تاراجی کے واسطے جاتے ہین نسیم بن عمرو نے یہ حال سُنکے بخدمت شاہزادہ فرخ
شہسوار قلندر آکے بیان کیا اور کہا کہ حضور پہلے علاج نسیم کے لشکر کا کیجیے بعد اسکے شاہزادہ قاسم کی خبر کو مجھے بھیجیے گا
قصہ مختصر یہ کہ فرخ شہسوار قلندر سے اور سام زم نشین سے مقابلہ ہوا اور شاہزادہ فرخ نے سام کو چار پہر کے زور
مین زیر کرکے فرمایا کہ اسلام قبول کر سام نے از راہ فریب مسلمان ہوکے کہا کہ مین آپ کیواسطے اور آپکی فوج و سپاہ کیلیے
غلہ اور رسد اور کچھ کھانا پانی بھجواؤن اور یہ کہکے اپنے شہر مین گیا اور دروازہ شہر کا بند کرکے قلعہ بند ہوکے بیٹھ رہا جب یہ خبر
شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو پہونچی شاہزادہ عالم مع لشکر سوار ہوکے قلعہ کے دروازہ پر پہونچا اور چار طرف سے
محاصرہ کرکے آمادۂ رزم و جنگ ہوا سام زم نشین نے جب دیکھا کہ اب مین کسی طرح سے نہ بچونگا تب اُسکا فرید نامے
ایک عیار ہے اسنے کہا کہ اے سام زم نشین تو اب کچھ وسواس اور اندیشہ اپنے جی مین نہ لا آج شب کو مین فرخ شہسوار
قلندر کو جاکے پکڑ لاؤنگا اور یہ کہکے رات کو فرید عیار لشکر مین شاہزادہ فرخ شہسوار کے آیا اور شاہزادہ عالم کو بیہوش
کرکے سام زم نشین کے پاس لایا سام نے شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو مطوق و مسلسل کرکے زندان خانہ مین قید کیا
صبح کو جب فرخ شہسوار قلندر کے لشکر کو معلوم ہوا کہ ہمارے مالک کو کوئی عیاری کرکے پکڑ لے گیا ہے تمام لشکر آمادۂ مرگ
و ہیاے قضا ہو کر قلعہ پر بلوہ کرکے چلا سام نے جب قسم کھا کے وعدہ کیا کہ کل صبح کو شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو مین
بسلامت وجودت تمہارے پاس پہونچا دونگا بارے لشکر نے شاہزادہ عالی جاہ کے بموجب اسکے قول اور قسم کے توقف کیا
شب کو سام زم نشین نے لشکر فرخ شہسوار قلندر پر شبخون مارکے تین ہزار دلیران عرصۂ کارزار کو بدرجۂ شہادت
پہونچایا باقی سب مجبور و ناچار ہوکر بھاگ کھڑے ہوے تمام مال اسباب نقد و جنس خیمہ و خرگاہ بہیر و بنگاہ لشکر کا شاہزادہ
فرخ شہسوار قلندر کے کفار لوٹ لے گئے اور دوسرے روز سام زم نشین شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو مطوق
و مسلسل ایک ارابے پر بٹھلا کے مع لاکھ سوار کفار سمت صبا تل لقا کے پاس لیے چلا جاتے جاتے جنگل ملک عجم مین پہونچا
تو قہرمان عجمی نے چاہا کہ شاہزادہ فرخ شہسوار کو قتل کرے سام نے کہا اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے کیونکہ اسے
خداوند لقا کے پاس لیے جاتا ہون وہ جو چاہیگا اسکے حق مین تقریر کریگا یہ کہکر سمت صبا تل کیطرف کوچ کرکے روانہ
ہوا یہان لشکر فرخ شہسوار قلندر کا جو شکست کھا کے چلا تو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے بعد تلاش اور جستجو کے
بسیار شاہزادہ قاسم کے پاس پہونچا اور تمام افسرون اور سردارون نے احوال معرکۂ جدال و قتال شاہزادہ فرخ
شہسوار قلندر اور سام زم نشین کا بیان کیا قاسم یہ خبر وحشت اثر سنکے مثل شعلۂ جوالہ بھڑک اُٹھا اور یہ کہکے
کہ وہ سام کیا نطفہ حرام ہے جو میرے ہوا خواہ شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو گرفتار کرکے لیجا سکیگا
اگر قیطول خداوندی لقا پر پہونچ چکا ہوگا تو وہان بھی جا کے ایک ہی تیغۂ بلارک افراسیابی سے اُسکا
کا ذکر واصل جہنم کرونگا اور شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو قیطول سے لے آؤنگا اسی وقت بسرعت تمام
اپنے گھوڑے پر بیٹھ کے تیغ بلارک کو چار انگل میان سے کھینچ سرپٹ گھوڑا اڑا کے چلا جبکہ قریب شکارگاہ عجم کے
پہونچا حسب اتفاق وہان قہر بن قہرمان اور زہر بن قہرمان دونون بیٹے قہرمان عجمی کے شکار کھیلنے کو
نکلے تھے آگے جو کچھ رسالدار افسران فوج کفار تھے انھون نے قاسم کو دیکھکر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور
تیرا کیا دین اور مذہب ہے قاسم نے کہا تم کو میرے دین و مذہب سے کیا سروکار ہے اُن لوگون نے جاکے قہر اور زہر
سے کہا قہر اور زہر نے آکے شاہزادہ قاسم سے کہا کہ اے شخص اچھا ہے تو تیرے دین اور آئین سے کچھ مطلب نہین تو
خدا پرستون اور حمزۂ صاحبقران کو بُرا کہہ شاہزادہ خاور سپاہ نے چند کلمات سخت و درشت اُن دونون

سے کرکے لقا اور لقا پرست کو گالیان دین قہر اور زہر دونون بیٹون نے قہرمان عجمی کے گفتگو شاہزادہ قاسم
کی سُنکے طرفین سے تلوارین کھینچین پہلے قہر نے جھپٹ کر تلوار برسر خفا و رسیاہ نابد اربارہی شاہزادہ قاسم نے
اُسکی ضرب کو خالی دے کر ایک ہی ضرب مین اُسے دو ٹکڑے کیا پھر زہر نے اپنے بھائی کو جہنم واصل دیکھکر تلوار ماری
شاہزادہ خفا و رسیاہ نے اُسکو بھی زخمی کیا اور فوج رسیاہ اُنکی بھاگ کھڑی ہوئی پھر قاسم نے اُنکا تعاقب
نہ کیا اور بسرعت تمام از سمت جالندریہ تلاش شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر میں روانہ ہوا جب کہ قریب
در بند جالندریہ کے پہونچا تو از بسکہ کسل راہ سے نہایت بیچین ہو گیا تھا ایک تالاب کے کنارے گھوڑے پر سے
اُتر کے بیٹھ گیا اور چاہتا تھا کہ دم بھر آرام کرے ناگاہ اُس طرف سے ایک پیادہ اور چند سوار آتے تھے
سوار تو آگے نکل گئے وہ پیادہ اُس تالاب پر آکے پانی پینے لگا قاسم نے اُسے پکڑ کے احوال شاہزادہ
فرخ شہسوار قلندر کا پوچھا اُس نے کہا کہ آج دو دن ہوئے کہ فرخ شہسوار حمزہ کے بیٹے کو سام
بزم نشین نے یہان لاکے زندان خانے مین قید کر دیا ہے قاسم نے جو یہ خبر سُنی چاہا کہ پیادے کو چھوڑ دے سیارہ
بن عمرو نے منع کیا کہ اے شہریار اگر اسکو چھوڑ دیجیے گا تو ابھی فساد برپا ہو گا شاہزادہ عالم نے اُسکو ہدایت کی کہ
مسلمان ہو جا اُسنے گالی دی سیارہ بن عمرو نے دوڑ کر اُسے خنجر مارا اور جہنم واصل کیا شاہزادہ خفا و رسیاہ
نے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ اس دربند جالندریہ کے اندر جاکے شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو چھڑا
لائین سیارہ بن عمرو نے کہا کہ ایک سفید کاغذ تہ بند کو بطور خط کے ملفوف کرکے میں لیکے چلتا ہون آپ بھی
میرے ساتھ چلیے جب کوئی تعرض کرے گا اور پوچھے گا کہ یہ کون شخص ہے میں کہدونگا کہ حارث قورچی گنجاب کا
ہے ایک کام ضروری کیلیے سمت شہر سبا کل جاتا ہے اس حیلہ سے اندر دربند جالندریہ کے پہونچ جائینگے غرض جب
اسی فریب سے دربند جالندریہ مین پہونچے تو شہر والون نے پوچھا کہ کہو کیا خبر لائے ہو سیارہ بن عمرو نے کہا کہ
حمزہ صاحبقران دریا سے اس دربند مین اُتر آیا اسواسطے گنجاب نے ہم کو بھیجا ہے کہ خداوند لقا کو جاکے
خبر کرین لوگون نے یہ حال جاکے کوتوال سے کہا کوتوال نے شاہزادہ خفا و رسیاہ اور سیارہ بن عمرو کو بلاکے
خاصہ کھلوایا اور اجازت دی کہ جانے دو اور کوئی انسے تعرض نہ کرو غرض شاہزادہ قاسم اور سیارہ کوتوال
کے پاس سے آگے روانہ ہوئے اور دربند گرشاسپ کے قریب پہونچے اس عرصہ مین سام بزم نشین شاہزادہ
فرخ شہسوار قلندر کو مقید کیے گرشاسپیہ مین پہونچا اور گرشاسپ نے سام بزم نشین کا استقبال
کرکے پوچھا کہ وہ خیرہ سر خدا پرست کونسا ہے سام نے شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو دکھلا دیا گرشاسپ
نے شاہزادہ فرخ شہسوار سے کہا کہ اے خدا پرست تو خداوند لقا کی پرستش اختیار کر شاہزادہ فرخ شہسوار
قلندر نے لقا کو لعن کرکے اُسکے پرستار کو گالیان دین گرشاسپ نے یہ سُنکے سام بزم نشین سے کہا کہ
اس خدا پرست کو قتل کرو سام نے کہا ابھی مناسب نہین ہے خداوند باختر کے پاس لیے چلتا ہون وہ
جو چاہیگا اسکے حق مین تعزیر دیگا ابھی یہی بحث و تکرار گرشاسپ اور سام بزم نشین سے ہو رہی تھی کہ
سامنے سے گرد نمایان ہوئی اور سب نے دیکھا کہ ایک سوار لعل پوش نے مثل شعلہ جوالہ برابر پہونچکر نعرۂ اللہ اکبر
جگر سے کھینچا گرشاسپ نے نام خدائے عزوجل کا زبان سے شاہزادہ قاسم کی سُنکے مانند مار سر دم زدہ پیچ و تاب
کھایا اور تلوار کھینچ کر یہ کہتا ہوا برسر شاہزادہ خفا و رسیاہ چلا کہ باش اے خیرہ سر اسوقت تو کہان سے پیدا ہوا
کہ نام نادیدہ خدائے آسمان کا میرے سامنے لیتا ہے یہ کہکے تلوار ماری شاہزادہ قاسم نے بفنون سپہ گری

اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین کر اُسی کی تلوار سے اُسے جہنم واصل کیا ساری فوج اور سپاہ اُس جہنمی کی بلوہ کر کے شاہزادۂ قاسم
کی طرف چلی شاہزادۂ خاورسپاہ نے جو دیکھا کہ فوج کفار با شمشیر عریان بلوہ کیے آتی ہی اُس شجاع روزگار شاہزادۂ نامدار نے
بھی بیخوف و خطر شمشیر زنی کرنا شروع کی شاہزادۂ فرخ شہسوار نے جو یہ حال دیکھا طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر تمام غل و
زنجیر وغیرہ قید اپنی مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور ایک کافر کو مار کے سپر تلوار اُسکی لے کے اُسی کے گھوڑے پر سوار ہوا
اور تلوار چلاتا ہوا برابر شاہزادۂ خاورسپاہ کے پہونچکر دونون بہادر جہاد در کفار کشی مین مشغول ہوئے لیکن یہ
دو شخص اور لشکر کفار مثل مور و ملخ چار طرف بلوہ کیے چلے آتے تھے ناگاہ ایک نقابدار با ریش سفید مع اپنے سات
بیٹون اور چار لاکھ سوار کے نمودار ہوا اور لشکر کفار پر شمشیر کرتا برابر قاسم کے پہونچا لشکر کفار شکست فاش کھا کے
بھاگ کھڑا ہوا اُسوقت نقابدار نے اپنی بارگاہ استادہ کر کے شاہزادۂ خاورسپاہ ملک قاسم اور
فرخ شہسوار قلندر کو اپنی بارگاہ مین لا کے صدر جاہ پر بعز و تمکین بٹھلایا اور دستر خوان بچھوا کے خاصہ تناول
کیا جب بخوبی تمام خاصہ کھا کے شاہزادۂ والا قدر ملک قاسم اور شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر فارغ ہوئے
اُسوقت نقابدار نے کہا ای خاورسپاہ مین بھی تیرا ہوا خواہ ہون اور میرا اور میری جان تیرے نام پر نثار ہی
لیکن اب ذرا آپا کو بہت سنبھالے رہو کس لیے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے بڑے بڑے کارنمایان کر کے اپنا
نام پیدا کیا ہی تجھے بھی لازم ہی کہ تو بھی کوئی کار نمایان ایسا کر کہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے تیرا نام زیادہ تر ہو
شاہزادۂ خاورسپاہ نے کہا کہ اگر ای نقابدار تو دعوے میری ہوا خواہی کا کرتا ہی تو پردۂ نقاب کا مجھسے کیا ضرور
یہ کہکے نقاب جو اُس نقابدار کے چہرے سے اُٹھائی تو دیکھا ایک مرد پیر علم آموز رستم باریش سفید بکمال فر و شوکت
ہی اُسوقت اُسنے قاسم سے کہا کہ ای قاسم مین نے آج تک کبھی اپنا منھ کسی کو نہین دکھلایا تھا تجھے ایسا ہی
دوست جانتا ہون جو آج مین نے نقاب اپنے منھ سے اُٹھائی ہی اب تو مردانہ وار آمادۂ حرب و پیکار رہ القصہ
شاہزادۂ خاورسپاہ نقابدار کو رخصت کر کے مع فرخ شہسوار قلندر کے ایک سمت کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ جب
ملک عجم مین پہونچا تغلب کار قہرمان عجمی بطریق سیر و شکار مع اپنے تمام سردارون کے سوار ہو کے نکلا تھا اثنائے
راہ مین شاہزادۂ قاسم کا سامنا ہو گیا اور ہمراہ والے سوارون اور پیادون نے قہرمان عجمی سے کہا کہ کشندہ
تیرے فرزند دلبند قہر کا یہی شخص ہی قہرمان عجمی نے جو یہ سُنا حالت غیظ و غضب مین جوش خون عزیزی اور
محبت پدری سے یاد مین اپنے فرزند کی اُسکی آنکھون کے سامنے ایک تاریکی سی چھا گئی اور یہ کہکے کہ باش ای
خداپرست قصاص خون فرزند مین اب تجھے کہان زندہ و سالم جانے دیتا ہون یہ کہکے تلوار بر شاہزادۂ
خاورسپاہ نامدار پر ماری شاہزادۂ قاسم نے اسکی ضرب کو روک کر بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ سر کو کاٹ کے
تا دو ابرو اُتر گیا اور قہرمان عجمی نے اپنے لشکر اور سردارون سے کہا کہ ہان اس خداپرست کو نہ جانے دینا ساتھ
اشارت کے تمام فوج و سپاہ اور سرداران قہرمان نابکار کے چار طرف سے شاہزادۂ خاورسپاہ کو محاصرہ
کر کے آمادۂ رزم و پیکار ہوئے ناگاہ نقابدار سبز پوش مع پچاس ہزار سوار سے پہونچا اور آن واحد مین فوج کفار مین
قتل عام کر کے تمام لشکر کو قہرمان عجمی کے ہزیمت دی اور شاہزادۂ خاورسپاہ کو ہمراہ لے کے اپنی بارگاہ مین آیا
اور کہا شاہزادۂ بدیع الزمان نے ملک باختر مین آکے بڑے بڑے کار نمایان کیے اور تونے آج تک کوئی
ایسا کام دلیری اور مردانگی کا نہین کیا جو تیرا بھی نام ہوتا شاہزادۂ خاورسپاہ یہ گفتگو نقابدار سبز پوش کی
سنکے نہایت درہم و برہم ہوا تب نقابدار سبز پوش نے کہا کہ ای قاسم تو مجھے پہچانتا ہی کہ مین کون ہون اور

یہ کہکے نقاب منھ سے اُٹھا دی تو قاسم نے اپنے پدر بزرگوار علم شاہ رومی کو دیکھکر پہچانا اور دست ادب باندھ کے عرض کی کہ اے قبلہ و کعبہ یہ آپنے وضع نمد پوشی کی کسواسطے اختیار کی ہی کل بدیع الزمان مجھے طعن کریگا شاہزادہ علم شاہ رومی نے کہا اے فرزند تیری جدائی مین مین نمد پوش ہوا ہون اب تجھے لازم ہی کہ مردانگی کرکے اپنے باپ کی صندلی کو اُس سے لے قاسم یہ کلام اپنے باپ شاہزادہ علم شاہ رومی عالی مقام کا سنکے روتا ہوا باہر نکلا اور فرخ شہسوار قلندر سے یہ سارا حال کہا اور باپ کو رخصت کرکے آپ مع فرخ شہسوار قلندر گھوڑے پر سوار ہوکے سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لیا اور سمت بندر آرلینہ کے پھر روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اور قطع منازل قریب آرلینہ کے پہونچکے اُس ملک کو سخر کرکے منوچہر نامے چچازاد بھائی کو سام نرم نشین سے وہان کا بادشاہ کرکے اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوا اور اپنے سردارون سے ملاقات کرکے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ لشکر کشی برسر گنجاب کرون یہ کہکے نگاہ بہشت نو بلازم فوج کی شروع کردی اور لشکر کی تیاری اور کارسازی مین مشغول ہوا ایک مرتبہ شاہزادہ کرب غازی نے دیکھکے کہا اے شاہزادہ خاور سپاہ اب تو تونے لشکر اپنا تیار کرلیا اور تہیہ لشکر کشی کا برسر گنجاب ہی لہذا مین استدعا کرتا ہون کہ اب مجھے رخصت دے شاہزادہ خاور سپاہ نے منظور نہ کیا شاہزادہ کرب غازی نے چاہا کہ اُٹھ کھڑا ہو مالک اژدر نے منع کیا اور کہا چند روز اور صبر کر کسی تقریب سے بخوشی شاہزادہ خاور سپاہ سے تمہین رخصت دلوا دونگا ابھی مالک یہی کہہ رہا تھا کہ ایک شخص نے آکے عرض کی کہ اے شہریار عیاران لشکر اسلام در بندر روا حلیہ سے اُترکے آتے ہیں اور قران حبشی نے اُتر رواحلی کو مارا اور اُسکی بیٹی کو اپنے عقد مین لایا اور طبل سکندری اور علم اژدہا پیکر اور بوق جمشیدی وغیرہ باتیں صاحبقرانی جو عیارون کے ہمراہ ہین وہ قران چاہتا ہی کہ لندھور کے واسطے لیجائے اور وہ بدیع الزمان کے پاس بھیجدین کرب غازی نے کہا کہ بڑی قباحت کیا ہی بارگاہ سلیمانی یہان شاہزادہ خاور سپاہ کے پاس ہی وہ اسباب دست آرستیون کے حصہ مین جائے اور وہان پہونچے شاہزادہ قاسم یہ بات سنکے نہایت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ اے کرب غازی تو ہوا خواہی دست آرستیون کی ابھی نہین چھوڑتا ہی مین دیکھو ابھی جاکے سب اسباب عیارون سے لیتا آتا ہون یہ کہکے سوار ہوا اور برسر عیاران اسلام روانہ ہوا شاہزادہ کرب غازی اس گفتگو اور اس حرکت سے شاہزادہ قاسم کی نہایت کشیدہ خاطر ہوکے اپنے خیمے مین آیا اور رونے لگا سردارون نے پوچھا کہ خیر باشد باعث ملال خاطر اقدس کا کیا ہی کرب نے سارا حال بیان کیا سردارون نے کہا تو اپنی بارگاہ سلیمانی کی تمنا رکھتا ہی اب تو یہان کوئی نہین ہی بس صلاح بہتر یہ ہی کہ تو بارگاہ سلیمانی کو یہان سے جہان فرنج مین ہے اُٹھوا لیجا کرب غازی کو یہ بات بہت پسند آئی اور اُسی وقت بارگاہ سلیمانی کو چھکڑون پر لدوا کے سمت کوہ پیرو روانہ ہوا وہان شاہزادہ خاور سپاہ عرصہ راہ کو طی کرکے برسر قران حبشی پہونچا اور پوچھا کہ یہ اسباب تو کہان لیے جاتا ہی قران نے قاسم کو جواب نہ دیا قاسم نے کہا کہ قسم ہی اُسی قادر ذوالجلال والاکرام کی کہ اگر کوئی تم مین سے جانا چاہیگا ہی ذرا جنبش کریگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قہتر قران یہ سوچ کے کہ قاسم اول تو نبیرہ سلطان عالی مقام دوسرے بھتیجا شاہزادہ بدیع الزمان کا ہی دوم جاہل مطلق شوریدہ طبع آشفتہ مزاج ہی اس سے مقابلہ کرنا کسی صورت سے نہ چاہیے لاعلاج ہوا اور سب اسباب چھوڑکے الگ جا کھڑا ہوا قاسم اُس تمام اسباب کو چھکڑون پر بارکرواکے اپنے لشکر کی سمت روانہ ہوا اتنے مین راہ مین کچھ لوگ نالہ و فریاد کرتے نمودار ہوئے شاہزادہ عالم نے جو پوچھا تو اُن میں سے ظاہر کیا کہ کرب غازی بارگاہ سلیمانی کو لیکے کسی طرف چلا گیا قاسم نے یہ حال سنکر کہا کہ یہ دیوانہ آخر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اتنا کہکے علم اژدہا پیکر اور طبل سکندری اور نفیر جمشیدی

وغیرہ اسباب قیماس خان خاوری کے سپرد کیا اور گھوڑے کو تازیانہ کر کے کرب غازی کی تلاش مین روانہ ہوا
یہان شاہزادہ کرب غازی نے ابو الفتح اصفہانی کو جبکے واسطے بھیجا تھا ابو الفتح نے قاسم کی گفتگو سنکے جا کے
کرب غازی سے کہا کہ اس طرح سے قاسم غیظ وطیش مین سوار ہو آتا ہی شاہزادہ کرب غازی کو جوش خون
پیدا ہوا اور بارگاہ سلیمانی کو فتاح پلنگینہ پوش کے حوالے کر کے سکھلا دیا کہ اگر قاسم آجاے تو قاسم سے لڑنے اور
مقابلہ کرنے کا ارادہ نہ کرنا بارگاہ کو چھوڑ کے نکل جانا اور جو قاسم نہ آئے تو بارگاہ کو لیجا کے عمودیہ مین پہونچا دینا اور
یہ کہکے آپ مع تین ہزار سوار کے سوار ہو کے قیماس خان خاوری کے برابر پہونچا اور کہا کہ یہ اسباب مجھے حوالے کر دے
قیماس خان خاوری نے کہا کہ تجھے مین کیون دون کرب اسے زخمی کر کے اور کل اثاثہ لیکے ایک سمت کو
نکلا چلا گیا ادھر قاسم ہر ایک مقام پر کرب غازی کی تلاش کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک شخص نے بیان
کیا کہ ای شہریار کرب غازی نے آکے قیماس خان خاوری کو زخمی کر کے علم اژدر پیکر اور طبل سکندری وغیرہ
یہ سب اسباب چھین لیا اور نہین معلوم کس طرف کو چلا گیا قاسم اور زیادہ آزردہ ہو کر تلاش کرب غازی
میں گھوڑا ڈالے روانہ ہوا

اب شمہ داستان کشتیان طوفانی کشتیون کی بیان کیجاتی ہی

کہ کشتیان اسفندیار گیلانی اور جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن اور شہنشاہ عراقی مع لشکر گیلان اور طرطوس
اور عراق کے دربند خوراثیہ مین جا کر نکلین خوران شاہ جو اُس دربند کا بادشاہ تھا اُس سے میدان داری ہوئی اور
وہ مع اپنے بیٹے کا بعد ان کے مسلمان ہو گیا حسب اتفاق ایک روز شاہزادہ اسفندیار گیلانی اور جمہور اور شہنشاہ
عراقی وغیرہ سب شکار کو نکلے تھے اثناے راہ مین ایک ہرن کو شکار کرکے چاہتے تھے کہ وہان سے پھرین ناگاہ مالک
اس شکارگاہ کا ہمایون شاہ ہر اسنے شاہزادہ اسفندیار گیلانی کے حسن وجمال کو دیکھکر ایک آدمی کو بھیجا اور
اُسکی زبانی نام اور حسب ونسب شاہزادہ اسفندیار گیلانی کا دریافت کر کے رونے لگا شاہزادہ اسفندیار
گیلانی نے سبب اُسکے رونے کا پوچھا اُسنے بیان کیا کہ ای شہریار اس قرب وجوار مین ایک دربند ہی اُس دربند
مین ایک نقابدار پلنگینہ پوش ٹھہرا زبردست اور شجاع ودلیر قیام پذیر ہی ایک روز میری بیٹی گلگشت باغ کو کہ اسی
درے کے قریب ہی گئی تھی وہ نقابدار میری بیٹی کو دیکھکے اسے ہمراہ لیکے اس درہ مین چلا گیا جا کہ ناز لشکرین ہیں اور
میرا ایک اکیلا بیٹا نہایت شجاع اور دلیر کہ سوا اُسکے اور اُس بیٹی کے اور اولاد بیٹا بیٹی نہین ہی اُسنے یہ حال اپنی
بہن کے پکڑے جانے کا سنکے نقابدار سے جا کے مقابلہ کیا نقابدار اُسے بھی زیر کر کے پکڑ لے گیا چھ مہینے ہو چکے ہین کہ وہ
بیٹی اور بیٹا میرا دونون اُس نقابدار پلنگینہ پوش کے پاس قید ہین اس باعث سے مین رویا کرتا ہون یہ کہکے ایک بار
پر ساہی پر تصویر اپنی بیٹی کی شاہزادہ اسفندیار گیلانی کو دکھلائی شاہزادہ اسفندیار گیلانی اُس تصویر کو دیکھکر بصد
دل وجان شیفتہ اور فریفتہ ہو گیا اور اسی وقت اپنے مرکب پر سوار ہو کے اُس درے کے قریب پہونچا چاہتا تھا کہ
اندرون درہ قدم رکھے ناگاہ اندر سے آواز سم مرکب کی گوش زد ہوئی اور دیکھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش بکمال
شوکت وشان مرکب کو گرم تاز کیے ہاتھ مین برچھا پکڑے نمودار ہوا اور با آواز بلند کہا کہ بانق ای بہادر کہان آتا ہی اور
اسفندیار گیلانی کو بعد جنگ نیزہ اور شمشیر وعمود اُس نقابدار نے بزور کشتی لشکر تو زکر زین سے اٹھا لیا اور پکڑ کے
درے مین لیے چلا گیا روز دوم یہ حال سنکے جمہور وغیرہ سرداران گیلان اور نالان اُس درے پر گئے اور اسی نقابدار
پلنگینہ پوش نے درے مین سے نکل کے تا تمام سب کو پکڑ لیا اور اندرون درہ ایک باغ ہی انھین لیجا کے قید کیا اور

دوسرے دن شاہزادۂ اسفندیار گیلانی اور جمہور یہ وغیرہ کو بلا کے کہا کہ تم سب صاحب مجھ سے لڑنے کو آئے تھے مجھے آزما لیا تو اب مین تم سب کو کہتا ہون کہ تشریف لیجاؤ مگر اب تمھین لازم ہی کہ اپنا لشکر یہان سے لے کر ایک سمت کو چلے جاؤ خبردار یہان نہ ٹھہرنا یہ کہکر سب کو رخصت کیا اور آپ پھر اُسی درے مین چلا گیا اسفندیار گیلانی نے اپنے دل مین یہ سوچ کے کہ تو حمزہ کا بیٹا ہوکے اور ایسی ذلت اُٹھا کے مصرعہ صد خندۂ مرگ بر چنین زیست۔ یہ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے اُس درے مین گیا اور پس نقابدار نے پھر آکے شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کو پکڑ کے کہا کہ تجھے مین نے چھوڑ دیا تھا پھر تو یہان آیا اب تجھے نہ چھوڑونگا یہ کہکے شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کو لیجا کے قید کیا یہ خبر شاہزادۂ جمہور وغیرہ سردارون نے سُنکے کہا یہ نقابدار آفت روزگار اور بلاے بیدرمان ہی گیلاک بچے نے کہا کہ مین جا کے ابھی شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کو لیے آتا ہون یہ کہکے اندرون درہ پہونچا اور وہان دیکھا کہ ایک مکان مین فرش بہت پاکیزہ اور نفیس بچھا ہی اور وہ بیٹی ہمایون شاہ کی اور شاہزادۂ اسفندیار گیلانی قید مین بیٹھے ہین اور ایک طرف نقابدار پلنگ پشمینہ پوش غافل پڑا سوتا ہی گیلاک بچہ نے اُس نازنین سے اشارہ کیا کہ مین آؤن اور اس نقابدار کو پکڑلون اُس نازنین نے اشارہ کیا بہتر گیلاک بچہ نے خنجر کو دیوار مین گاڑ دیا اور سر کمند کا خنجر سے باندھ کے نیچے اُترا اور کفچۂ عیاری مین دارو بیہوشی رکھکر نقابدار کی ناک کے پاس لایا حسب اتفاق نقابدار کی آنکھ کھل گئی اور اُسنے یہ دیکھکر کہ ایک شخص میرے سرہانے کھڑا ہی چاہا کہ پلنگ پر سے اُٹھے گیلاک بچہ جست کرکے سر کمند جا کھڑا ہوا نقابدار نے کہا کہ کیون بھاگ گیا آگے آ گیلاک بچے نے کہا مین نہین آتا تو مجھے پکڑ لیگا نقابدار نے کہا مین تجھے اب نہین پکڑ سکتا گیلاک بچے نے کہا خبردار تو مجھے پکڑ لیگا یہ کہکے ہاتھ کمند پر ڈالکے آدھی دور سے زیادہ چڑھ گیا تھا ناگاہ نقابدار نے تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا کہ کمند دو ٹکڑے ہوگئی اور گیلاک بچہ معلق زمین پر گرا نقابدار نے دوڑ کر گیلاک بچے کو پکڑ لیا گیلاک بچہ رونے لگا نقابدار نے کہا مین تجھے ایک شرط پر چھوڑے دیتا ہون کہ تو جاکے حمزۂ صاحبقران کو میرے مقابلے کو لائے گیلاک بچہ نے از روے قسم کہا کہ حاشا مین ہرگز نہ آؤنگا اور حمزۂ صاحبقران کو ضرور تیرے مقابلے اور تعزیہ داری کے واسطے لے آؤنگا بارے نقابدار پلنگ پشمینہ پوش کے مکان سے گیلاک بچہ نکل کے پھر اپنے لشکر مین آیا اور سارا حال سردارون سے بیان کیا اب تمام سردار از فوج و سپاہ اسفندیار کے ہمراہ کی اُسی درے کے سامنے قیام پذیر ہی

اب دو کلمے داستان کرب غازی سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادۂ کرب غازی قیماس خان خاوری کو زخمی کرکے طبل سکندری اور نفیر جمشیدی اور علم اژدہا وغیرہ اسباب وغیرہ لیکے روانہ ہوا اور یہ خبر سُنکے شاہزادۂ خاور سپاہ تعاقب مین کرب غازی کی تلاش کرتا چلا جاتا تھا پہلے کرب غازی خسرو بلا دہند وستان لندھور بن سعدان کے پاس وہ سب اسباب لیے پہونچا اور سب حال اپنا اور قاسم کا ابتدا تا انتہا مفصلاً اور مشروحاً لندھور کے روبرو بیان کیا لندھور نے کہا کہ اے کرب غازی تو نے بڑی غلطی کی کسواسطے کہ قاسم آتش مزاج ہی سو اسکے نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کا ہی یقین ہی کہ آتا ہوگا اور مین اُسکے مقدمے مین کچھ نہین کہسکونگا ابھی کرب غازی کچھ جواب نہین دینے پایا تھا کہ دروازۂ بارگاہ لندھور پر غل ہوا اور دیکھا کہ شاہزادۂ خاور سپاہ تیغ بلارک از اسپاہی کھینچے اندرون بارگاہ داخل ہوا اور بہت بُرے تیور سے چار طرف دیکھنے لگا دارا سے سوا دہند لندھور نے اُٹھکر قاسم کو سلام کیا قاسم نے کہا کہ اے

لندھور یہ سارا مفسدہ برپا کیا ہوا تیرا ہی اب بتلا کہ وہ دیوانہ کہاں ہی میں نے اُسے دربند سے رہائی دے کے
قتل سے بچایا اور اُسنے عوض اُسکا مجھ سے یہ کیا لندھور نے کہا ای شہریار تو بفراغت تمام یہاں تشریف فرما ہو جہاں
کرب ہوگا آجائے گا قاسم نے کہا ای لندھور میں کہتا ہوں کہ کرب کو بتلا دے کہ وہ کہاں ہی اور تو میرے
سامنے معقولیت کی اور مشرع گفتگو کرتا ہی اب جلد کرب کو بتلا دے ورنہ پھر میں بہت بُری طرح سے تجھ سے پیش
آؤنگا کرب غازی یہ گفتگو قاسم کی سُنکے ضبط نہ کر سکا اور ظاہر ہو کر کہا کہ ای قاسم مصرعہ برس نگر برس
نگر شاید کہ شناسی مرا * میں کرب غازی ہوں نظر کردہ شہریار عرب تیرے سامنے موجود ہوں دیکھوں تو میرا کیا کرتا ہی
شاہزادہ خاورسپاہ نے کرب غازی کو دیکھکر کہا باش ای دیوانے برگشتہ بخت جیسا تو داغ مجھے دے کے
بھاگا ہی دیکھ میں اُسکے عوض میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں بس یہ کہکے تیغہ بلارک افراسیابی دوڑ کر شاہزادہ
کرب پر مارا شاہزادہ کرب غازی نے خالی دیا اور تیغہ قاسم کا جاکے صندلی پر پڑا صندلی دو ٹکڑے ہو کر زمین
پر گری کرب غازی نے جو یہ رنگ دیکھا جوش جنون ہوا اور تلوار کرب نوش نکالکر دوڑ کر کمر پر قاسم کے مارا
قاسم نے بھی چوٹ کو خالی دے کر آپ کو بچایا اور تلوار کرب غازی کی بارگاہ کے ستون پر پڑی لندھور کی بارگاہ
کا ستون قلم ہو گیا فوراً وہاں پاس صندلی سے دوڑ کر ستون کو بارگاہ کے تھام لیا اور بہت سا عجز و انکسار کر کے کہا کہ
ای شاہزادہ خاورسپاہ اندک صبر کریں یہ سب اسباب سے کرب کو تجھے حوالے کرتا ہوں قاسم نے اور زیادہ تر تندی
اور سخت گوئی کرنا شروع کی اور فرمایا کہ کہنا نہ مانا لندھور قاسم کو روکے ہوئے تھا کہ اس عرصہ میں مالک اژدر
پہونچا اور اسنے جو یہ حال دیکھا تو مالک بھی کچھ شدت کرنے لگا لندھور نے کہا ای عرب نادان یہ وقت تیری تندی
کرنے کا نہیں ہی اسوقت تو مقتضائے فراست یہ ہی کہ اس آتش کو بجھا دے اور رفع شر کرنا لازم ہی سبب
تندی کرنا مالک نے جانا کہ لندھور سچ کہتا ہی بارے مالک نے قاسم کو آگے بڑھ کے سمجھایا اور منع کیا اور
بہت سی منت اور خوشامد کر کے صندلی پر بٹھلایا اُسوقت لندھور نے کہا کہ ای شاہزادہ خاورسپاہ میں تیرا
تو کمترین بندہ ہوں از راہ عبودیت و غلامی عرض کرتا ہوں کہ اپنے نوکروں سے اس طرح پیش آنا ریاست اور
خاوندی سے بعید ہی قاسم نے کہا کہ میں نے کرب کو قتل سے بچا لیا اور وہ مجھ سے یہ سلوک کرتا ہی شاہزادہ کرب
غازی نے جواب دیا کہ ای سپاہ سحر میں نے تجھے کب طلب کیا تھا اور کب کہا تھا کہ تو آکے مجھے رہائی دلوا دے
جو تو جہاں بیٹھتا ہی یہی تکیہ کلام تیرا ہو گیا ہی اور تو اپنی نمود سب کے سامنے کرتا ہی اس تیرے احسان سے تو اس قید
میں اگر میں مارا جاتا تو بہتر تھا اور تو کون ہی جو بارگاہ سلیمانی کو اپنے قبضہ تصرف میں لاتا حق تعالیٰ ہمارے سلطان
ظفر احتشام امیر حمزہ عالی مقام کو تا دیرگاہ میرے سر پر سلامت با کرامت رکھے اُنھوں نے یہ بارگاہ میرے سپرد
کی ہی میں داروغہ اپنی بارگاہ کا ہوں میں کسی کو نہیں دیتا قاسم نے کہا میں لے لونگا کرب غازی نے کہا اگر تو
لے لے تو میں جانوں دیکھوں تو کیونکر مجھ سے لیتا ہی قاسم نے پھر غیظ و طیش میں آکے تیغہ بلارک افراسیابی پر
ہاتھ رکھا کرب غازی نے بھی قبضہ شمشیر کو پکڑ کے کہا بسم اللہ مالک اور لندھور دونوں درمیان میں آگئے اور
رفع شر اس شرط پر کرا دی کہ دونوں صاحب زور کشتی کا کریں اگر قاسم غالب ہو تو کرب غازی مع اہل بارگاہ
کو حوالے قاسم کے کر دے اور جو کرب غازی قاسم کو مغلوب کرے تو پھر قاسم نام طبل سکندری اور افسر جمشیدی
اور علم اژدہا پیکر وغیرہ اسباب کا زبان پر نہ لائے القصہ یہ شرط آپس میں ہو کر دونوں صاحب زور کشتی میں
مصروف ہوئے اس عرصہ میں ایک دیو نوجوان لقا بد ار ثمر پوش کو اپنی گردن پر بٹھلائے وہاں آکے اُتر پڑا

نقابدار نمد پوش نے زمین دیو کو پکڑ کے دے مارا اور پھر اُسکا دھڑ سے کھینچ کر جہنم واصل کیا تمام سرداروں اور بہادروں
نے زور و طاقت نمد پوش کی دیکھکر بہت سا تعجب کیا اسمیں نقابدار نمد پوش نے پوچھا کہ یہ کشتی کیوں ہو رہی تھی
مالک اژدر نے سب احوال بیان کیا اور شاہزادہ قاسم نے اپنے باپ کو بغور دیکھکر کرب غازی کے دوش پر
ہاتھ مارکے ایک ٹکڑا زرہ کا اسکے کھینچ لیا اور بلند ہو کے آگے پھینک دیا کرب غازی کی بھی رگ خون جوش اور
حرکت میں آئی اسنے بھی ٹکڑا قاسم کی زرہ کا توڑ کر بلند ہو کے آگے ڈال دیا قاسم نے زیادہ تر خشمگین ہو کر خنجر پر
ہاتھ رکھا کرب غازی نے بھی خنجر اپنا کھینچا نقابدار نمد پوش نے قاسم کو باواز بلند کہا کہ تو آقازادہ کرب کا
ہے تو اپنے نوکر سے مقابلہ کر کے اپنی سبکی کیوں کرتا ہے کرب غازی نے کہا کہ جب آقا اپنے نوکر کی رعایت اور
مروت نکرے اور درپے قتل و ہلاکت نوکر کی ہو تو نوکر کو بھی لازم ہے کہ حفظ مراتب اپنا رکھے نقابدار نمد پوش نے کہا
کہ دونوں نے برا کیا لیکن یہ بیان کرو کہ تمہارے مناقشہ اور جھگڑے کا کیا سبب ہے کرب غازی نے کہا حمزہ
صاحبقران ابھی زندہ اور سلامت ہیں اور شاہزادہ خاور سیاہ مجھسے دعوی بارگاہ سلیمانی کا کرتے ہیں اور
میں داروغہ اس بارگاہ کا ہوں حق حق کہتا ہوں سر مو ہیں کوئی صاحب جھوٹ نہ سمجھیں تا وقتیکہ جان میرے
جسم میں اور سر میرے دھڑ پر ہے اس بارگاہ کو میں کسی کو نہ دونگا نقابدار نمد پوش نے کہا حق بجانب ہے تو بارگاہ کو
اپنے قبضہ اقتدار میں رکھ باقی اسباب حوالے قاسم کے کر اور بہت سا کرب کو سمجھا کے بارگاہ سلیمانی کرب
کے پاس رہنے دی اور طبل سکندری اور علم اژدہا پیکر وغیرہ اسباب قاسم کو دلوا کے قاسم اور کرب سے
صلح کروا دی بلند ہو کر بارگاہ کو لے کے مع کرب غازی کے جشن عیش میں مصروف ہوا اس عرصہ میں بہمن خان
خاوری نے آکے قاسم کو مجرا کیا قاسم نے احوال شاہزادہ بدیع الزمان کا پوچھا اسنے کہا کہ پانچ لاکھ سوار
سے زیادہ جمعیت شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس ہے شاہزادہ قاسم یہ سنکے بہت ناخوش ہوا بعد اسکے
بموتہ بن ساریخ کا حال پوچھا بہمن خان خاوری نے کہا وہ جو خزانہ آپ نے بھیجا تھا وہ سارا خزانہ شاہزادہ
بدیع الزمان نے سازندوں اور پیشکاروں کو انعام میں دیدیا یہ سنکے قاسم نہایت آزردہ ہوا پھر بہمن خان
نے کہا کہ بموتہ بن ساریخ کو بدیع الزمان نے آپ کے زیر کرنے سے پہلے پیشتر زیر کیا اور پھر آپکے پاس بھیجا ہے
اور ایک جوان ورقا بن زنجیر خاسے کو بھی قارن بلند کمان کے ہمراہ شاہزادہ بدیع الزمان نے آپکے
پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تو اس سے زور کشتی امتحان نہ کرنا قاسم نے کہا یہ خوب ہوا میں ورقا بن زنجیر خاسے
سے ضرور زور کشتی کا کرونگا القصہ نقابدار نمد پوش سرداران دست چپ کو بکمال اخلاق و محبت
اپنے ہمراہ لے کے سمت سہا کے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان انکا میں طوفانی تباہی زدہ کشتیوں سے گزارش کیے جاتے ہیں

کہ بعد رفع ہونے طوفان کے سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران مع شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ
نامدار کشتیوں پر سوار ایک کنارے پر پہونچے امیر با توقیر نے پوچھا کہ ہماری کشتیاں طوفان سے تباہ ہو کر اب کہاں
آکر لگیں ملاحوں نے عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران یہ سامنے دربند عشقیہ ہے اور یہاں سے ملک سنجان
بہت قریب ہے امیر با توقیر یہ حال سنکے بہت خوش ہوئے اور جہاز بند ہوا کے مال و اسباب اتروا دیا اور آپ
بھی مع شاہ عیاران عیار کشتی پر سے اتر کے بارگاہ میں رونق افروز ہوئے بعد اسکے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت
ذرا تم تکلیف کر کے ملک سنجان میں جاؤ اور شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر مجھے لا دو عمرو نے پہلے تو بہت

عذر و معذرت کی آخر ناچار ہوکے سمت سنجان روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک پیادے کو دیکھا کہ بہت جلد جلد قدم اٹھائے
چلا جاتا ہی کہ عمرو نے اُس سے پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے کہا مین مصاحب خاص ملک
علیق دربندی کا ہون بائیس ہزار توڑے میرے ایک جا پڑے تھے وہان سے سو توڑے مین نے تحصیل کیے ہین اب
اپنے آقاے ولی نعمت علیق دربندی کے پاس جاتا ہون عمرو نے کہا کہ وہ روپیہ مجھے حوالے کردے اور میرے
ہمراہ چل کہ میرا آقا تجھ سے کچھ یہان کی خبر پوچھیگا اُسنے کہا مین اپنا روپیہ تجھے دونگا نہ تیرے ہمراہ تیرے مالک کے
پاس جاؤنگا عمرو نے خنجر پر ہاتھ رکھ کرکے کہا تو مجھے نہین پہچانتا میرا نام عمرو بن امیہ ضمری ہی یہ کہکے اُس پیادے
کو پکڑ لیا اور بخدمت امیر باتوقیر لایا اُسنے صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ اگر تجھے میرے
فرزند شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر معلوم ہو تو کہدے اُسنے کہا اے شہریار شاہزادہ بدیع الزمان نے تمام ملک
باختر کو بزور شمشیر مسخر کیا اگرچہ ایک مرتبہ تنہا ہے سے شکست کھائی تھی مگر پھر آکے قلعہ سنجان کو چھین لیا اور مقتل
بن گیا ہو درخون آشام وغیرہ شجاعون کو زیر کرکے اپنا رفیق کر دیا ہی اور ایک لشکر عظیم الشان جمع کرکے شان و
شوکت بہم پہونچائی ہی باقی شاہزادہ قاسم تیسدن سے شکست کھاکے نکلا ہی مجھے کچھ تحقیق اُسکا حال نہین معلوم ہی
امیر باتوقیر یہ حال سُنکے نہایت خوش ہوے اور زر و جواہر وغیرہ اُسے مرحمت فرماکے رخصت کیا عمرو نے جب
دیکھا کہ وہ پیادہ بارگاہ سے باہر نکل گیا تو اُسکے تعاقب مین جاکے پھر اُسے پکڑ لیا اور جو کچھ زر و جواہر اُسنے پایا تھا
وہ سب اُس سے چھین لیا اور جلدی سے پھر بخدمت امیر باتوقیر آکے بیٹھ رہا اور کچھ گانے کے شغل مین مصروف ہوگیا اس
عرصہ مین اُس پیادے نے پھر اندرون بارگاہ آکے سارا حال عمرو کے ظلم اور زبردستی کا بیان کیا امیر نے دوبارہ
المضاعف اُس پیادے کو زر و جواہر مرحمت فرماکے رخصت کیا اور عمرو سے فرمایا کہ اب اس سے روپیہ وغیرہ جو اُسکے
پاس ہو نہ لینا بارے وہ پیادہ بخدمت علیق دربندی گیا اور اُسنے عرض کی کہ امیر حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف
ثانی سلیمان دریا سے نکلکے دربند عنقیہ مین تشریف فرما ہوے ہین ملک علیق دربندی نے یہ حال سُنکے اپنے
بھائی عنق سے کہا کہ مین تاب مقابلے اور مجادلے کی حمزہ صاحبقران سے نہین رکھتا صلاح یہی ہی کہ مین اپنے
لشکر کو لیکے بخدمت حمزہ صاحبقران جاکے بظاہر مسلمان ہون اور فریب سے گرفتار کرون غرض یہی خود یہ مشورہ
تجویز کرکے دونون بھائی مع تمام فوج و سپاہ کے بخدمت امیر باتوقیر آئے اور عرض کی یا امیر ہمنے ارادہ کیا تھا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان سے لڑنے کو جائین مگر اُسی شب کو خواب مین زیارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہم کو
نصیب ہوئی اور اُن حضرت نے ہم دونون کو مسلمان کیا امیر نے اُن ملعونون کی بہت سی خاطرداری کی وہ امیر
باتوقیر کو اندرون شہر لائے اور اُس دربند عنقیہ مین دو قلعے تھے ایک کا نام بہار دوسرے کا نام فرزان تھا سلطان
صاحبقران نے اُن دونون قلعون کو خالی کروا کے اُنمین خواتین معظمہ اور حرمیان حرم محترم کو اُتروا کے سقیل
قفادار کو مع سات ہزار کمانداران کے قلعہ دار وہان کا قرار دے کے یہ حکم دیا کہ تا وقتیکہ مجھے نہ دیکھنا قلعے کا
دروازہ ہرگز نہ کھولنا بعد اسکے امیر باتوقیر مع عنق و علیق سمت باختر روانہ ہوے عنق اور علیق دونون
بادشاہ دربند عنقیہ کے ازراہ بدذاتی سلطان صاحبقران کو راہ سے بہکا کے سمت طلسم خاکستر ضحاک
کے لائے امیر باتوقیر نے جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک دریاے خاکستر بطور دریاے آب بظاہر روان معلوم ہوتا ہی
امیر باکرم نے دریاے آب کے شبہہ سے کنارے پر اُسکے پہونچ کے پلٹ کر جو دیکھا کہ عنق اور علیق دونون الگ
لشکر سے دور کھڑے ہو رہے ہین فرمایا کہ تم دونون کیون ٹھہر گئے اور اس دریا مین اپنے گھوڑے ڈالکے کیون

نہین اس پار چلے آتے ہو عنق اور علیق نے جواب دیا کہ شہریار ہم دونون بپاس و لحاظ ادب کہ مبادا ہم گھوڑے
دریا مین ڈالینگے اور سم مرکب سے چھینٹین پانی کی حضور پر پڑینگی اب پہلے آپ اپنا گھوڑا آگے بڑھائین اور تشریف
لے چلین تو ہم دونون غلام بھی عقب مین حاضر ہین سلطان والاشان اُن مکارون کے فریب سے غافل تھے بیخوف و خطر
اُس دریاے خاکستر مین اشقر دیوزاد کو ڈالا اور ایک مرتبہ دیکھا کہ وہ گرد بطور طوفان کے چار طرف سے اُٹھی اور ایک آواز
پیدا ہوئی کہ ماندی ماندی بقیامت ماندی امیر باتوقیر نے جو پلٹ کر کسی کو نہ دیکھا اور اشقر دیوزاد کا دمبدم قدم
اُس خاکستر مین گھسا جاتا ہی یہ حال دیکھکر سلطان والاقدر نہایت متحیر ہوے اور کہین راستہ نکلنے کا نہ تھا اُسوقت کمال
مغموم اور مکدر ہو گئے سمجھے کہ عنق اور علیق نے مجھسے فریب کیا عمرو جو ہمراہ رکاب ظفر انتساب سلطان عالی جناب تھا
رونے لگا صاحبقران نے پوچھا کہ ای عمرو تو کیون روتا ہی عمرو نے کہا کہ ای حمزہ مین زیادہ تر اس باعث سے
روتا ہون کہ ایک مرتبہ میرا مال و اسباب تو گنجاب کے بیٹے لے گئے اب جو مین نے بڑے ریاض اور محنت مشقت
سے کچھ پیدا کیا تھا وہ نہین معلوم اب کون لیجاوے گا اور کسکے ہاتھ آئے مین یہان تیرے ساتھ اس بلا مین گرفتار ہوا ابھی
یہی گفتگو تھی کہ یکبارگی ایک صداے سبوح و قدوس کی آئی امیر باتوقیر اور عمرو نے جو اُس طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ
حضرت خضر تشریف لائے اور فرمایا کہ ای امیر حمزہ صاحبقران تم نے کیون آپ کو اس بلا مین ڈالا عمرو نے کہا
ای بزرگوار خیر وہ جو کچھ ہوا سو ہوا اب مین بہت محتاج ہون کچھ زر نقد کا مجھے پتا بتا دیجیے حضرت خضر نے کہا کہ یہان روپیہ
اور گنج زر کیا کام کرسکے گا عمرو نے کہا ای بزرگوار کوئی طلسم بے زر کے نہین ہی امیر باتوقیر نے کہا یا حضرت پھر اس طلسم سے
ہمکو نکالیے حضرت خضر نے فرمایا کہ مین تمکو یہان سے نکال نہین سکتا کیا سبب کہ یہ طلسم سواے بدیع الملک تیرے
پوتے کے اور کوئی فتح نہین کرسکے گا جب بدیع الملک تیرا پوتا پیدا ہوگا تو یہ طلسم ٹوٹے گا صاحبقران نے فرمایا
کہ حضرت جبتک کہ میرا پوتا پیدا نہ ہوگا مین اسی طلسم مین پڑا رہونگا جب وہ آکے طلسم کشائی کرے گا تب مین یہان
سے رہائی پاؤنگا حضرت خضر نے فرمایا کہ نہین بفضل ایزدی سے تیرا بیٹا شاہزادہ بدیع الزمان چند روز مین
طلسم جالینوس کو توڑے گا اُسوقت تم بھی اس طلسم سے نجات پاؤ گے بس اتنا کہکے امیر باتوقیر کو رخصت کیا
اور غائب ہو گئے امیر باکرم وہان سے بدشواری تمام ایک باغ مین جاکے پہونچے وہان آرام فرمایا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک سہاشیہ مین ورقاے زنجیر خاے کے انتظار مین تھا ناگاہ خبر پہونچی کہ قارن بلند کمان
مع ورقاے زنجیر خاے آپہونچا حسب الحکم شاہزادہ قاسم کے لوگ استقبال کرکے دونون کو شاہزادہ خاور سیاہ
کی بارگاہ مین لائے دونون نے بارگاہ مین آکے قاسم کو سلام کیا کرسیان دونون کو بیٹھنے کو دین اور جام شراب
قارن بلند کمان کو عنایت کیا قارن بلند کمان نے آداب بجا لاکے اُس پیالے کو پی لیا بعد اسکے خاور سیاہ نے
پوچھا کہ اب بدیع الزمان کا کیا حال ہی قارن بلند کمان نے کہا کہ آپ کی ازدیاد عمر و جاہ مین مشغول رہتے ہین آپ نے
جو ہیومشت ابن سارنج کو بھیجا تھا اُنھون نے بھی ورقاے زنجیر خاے کو چار پہر دن زور کرکے زیر کیا تھا اسکو آپکے
پاس بھیجا ہی کہ آپ بھی ورقا کو بزور کشتی زیر کرکے بھیج دین شاہزادہ خاور سیاہ نے ورقاے زنجیر خاے سے
پوچھا کہ تو مسلمان ہی ورقا نے جواب دیا کہ الحمد للہ شاہزادہ بدیع الزمان نے مجھے بزور کشتی زیر کرکے مسلمان کیا
شاہزادہ خاور سیاہ نے پوچھا کہ پھر تجھے باندھکے کیون میرے پاس بھیجا ہی ورقاے زنجیر خاے نے جواب دیا کہ
تم نے ہیومشت بن سارنج کو باندھکے اُنکے پاس بھیجا تھا شاہزادہ عالم نے مجھے باندھکے تمھارے پاس بھیجدیا

شاہزادۂ خاور سیاہ نے چاہا کہ چند روز ورقاے زنجیر خاے کو مہلت دون تا بفراغت تمام آرام کرے اور خوب
کھا پی کے جب خوب سی اسمین طاقت اور قوت ہو تب مین اس سے امتحان زور کردن ورقاے زنجیر خاے نے کہا کہ
قسم ہے مجھے اپنے دین و آئین کی کہ مین بڑے عیش و آرام سے یہان آیا ہون کچھ مہلت کی حاجت نہین ہے شاہزادۂ
خاور سیاہ نے کہا کہ کیا مضائقہ ورقاے زنجیر خاے کے ہاتھ کھول دو قارن بلند کمان نے حسب الارشاد
شاہزادۂ خاور سیاہ کے ورقا کو کھول دیا بعد اسکے شاہزادۂ خاور سیاہ نے ورقاے زنجیر خاے سے زور کشتی
کا کیا اور ورقاے زنجیر خاے بھی مردانہ وار کسی مقام پر قاسم سے کم نہین رہا حسب اتفاق ورقا کا ہاتھ منھ پر شاہزادۂ
قاسم کے آ پڑا تو خراش ناخن ورقا سے تمام منھ شاہزادۂ خاور سیاہ کا پُر خون ہوگیا قاسم نے اپنے چہرے سے خون جاری
دیکھکر نہایت غیظ و غضب مین بقوت تمام ایک گھونسا ورقاے زنجیر خاے کی گردن پر مارا قضاے کار وہ ضرب
دست ورقاے زنجیر خاے کی رگ پر پڑی اور ورقا چرخ مارکے گر پڑا قاسم نے ورقا کو باندھ لیا خسرو بلاد ہندوستان
لندھور بن سعدان نے کہا شہریار اسطرح سے گرفتار کرنا اور زیر کرنا درست نہین ہرزبان خراسانی کہ سردار دست چپ
ہے اُسنے کہا کہ اے خسرو بلاد ہندوستان یون ہی پکڑ لینا حریف کو درست ہے اسمین شاہزادۂ خاور سیاہ نے ورقاے
زنجیر خاے سے کہا کہ میری نوکری قبول کر ورقا نے سوچ کر جواب دیا کہ مین ملازم شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہون
تا قید حیات اُسکی اطاعت و فرمانبرداری سے نہ نکلونگا پھر ہرچند قاسم نے مبالغہ کیا ورقا نے قبول نہ کیا شاہزادۂ
قاسم نے درہم و برہم ہوکر حکم دیا کہ ورقا کی گردن مارو ورقاے زنجیر خاے نے کہا کہ شہریار اصل یہ ہے کہ شاہزادۂ
بدیع الزمان آقا میرا ہے لاکھ جانین میری ایک بال پر اسکے فدا اور نثار ہین اور تو بھی بھتیجا شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہے
جو غلام اور نوکر شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہوگا وہ تیرا بھی غلام اور نوکر ہو چکا سچ تو یہ ہے لیکن اے شہریار قول مردان جان
دارد جو مین نے شاہزادۂ بدیع الزمان سے قول کیا ہے اسمین مجھ سے فرق کبھی نہوگا بارے قاسم کو یہ تقریر ورقاے
زنجیر خاے کی بہت پسند آئی اور نہایت خوش ہوکر ورقاے زنجیر خاے کو مخلع بخلعت کیا اور پھر فرمایا کہ بدیع الزمان
کا حال سب بہت بیان کرو ورقا نے عرض کی کہ قارن بلند کمان کو حال شاہزادۂ بدیع الزمان کا خوب معلوم
ہے مین تو جدید الاسلام اور نوملازم اُسکا ہون شاہزادۂ قاسم جانب قارن بلند کمان کے مخاطب ہوا قارن
بلند کمان نے بیان کرنا شروع کیا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے فلان طلسم کو توڑا اور فلان ملک مسخر کیا اور فلان فلان
پہلوانون اور بہادرون کو زیر کیا اور فلان فلان خزانہ و مال بہم پہونچایا اور یہ دو برس کا خراج ملک باختر کا تمھارے واسطے بھیجا ہے
اور فرمایا ہے کہ یہ خزانہ اور مال اپنے نوکرون کو بخش دینا شاہزادۂ خاور سیاہ نے یہ حال سنکے اُس خزانے کو اپنے سامنے
طلب کیا اور اپنے نوکرون کو بخش دیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کے سب نوکرون کو دھوم دھام سے خلعت دے کر رخصت کیا
بعد اسکے اپنے نوکرون کو جنھون نے بدیع الزمان کے پاس جاکے خلعت پہنے تھے اُن سب کو قید کیا نقابدار سرمند پوش نے بہت سی
سعی کی اور یہ کہکے کہ ان بیچارون کا کیا جرم و قصور ثابت ہوا بارے اُن سب کو قید سے نجات دلوائی القصہ یہان شاہزادۂ
خاور سیاہ اسی گفتگو مین تھا کہ ناگاہ سامنے سے گیلک بچہ عیار شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کا آیا اور اُسنے سلام کرکے
ساری سرگذشت اور حکایت درشید خورانیہ کی اور زبردستی نقابدار پلنگینہ پوش کی اور گرفتاری شاہزادۂ
اسفندیار گیلانی اور جمہور جہان سوز وغیرہ سرداران دست بدست کی بیان کی شاہزادۂ خاور سیاہ مثل شعلہ جوالہ
بھڑک اُٹھا اور اُسی وقت بیساختہ تیغہ پلارک افراسیابی پر ہاتھ رکھکے اُٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہوا کہ ابھی مین جاکے ہواخواہان
شاہزادۂ بدیع الزمان کو چھڑائے لاتا ہون اور اُس نقابدار مغلوک کا علاج معقول اور تعزیر قرار واقعی دے کے

سنرا ے عمان کو پہونچتا ہون یہ کہکر اپنے مرکب پر روانہ ہوا ساتھ قاسم کے دوراسے سوا دہ ہند وستان لندھور بن
سعدان ذرنقابدار زمرد پوش اور تقیہ دین پرستون اسلام شاہزادہ کرب غازی وغیرہ سب سردار اپنے مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کے
درے کے قریب پہونچے شاہزادۂ خاور سپاہ نے اور سبھون کو روک کے آپ بلیا فتہ اُس درے کے اندر قدم زن ہوا ناگاہ
صدا ے سم مرکب بلند ہوئی اور دیکھا وہی نقابدار پلنگینہ پوش مثل شیر صحرائی درے مین سے نکل کے قریب خاور سپاہ
ملک قاسم کے پہونچا اور چار پہر کے زور مین شاہزادۂ قاسم کے لنگر کو توڑ لیا اور پکڑ کے باندھا بعد اسکے یہ کہکے کہ خیر اب
تیرا قتل کرنا مجھے منظور نہین چھوڑ دیا شاہزادۂ خاور سپاہ وہان سے اپنے لشکر مین آکے سوچا کہ اب لطف زندگی کیا ہی
مصرعہ اجل زندگی زندگی ہی اجل + تمام اسباب کو لٹا کے فقیر آزاد بنکے ایک مقام پر بیٹھ رہا سیارہ بن عمر دیکھی قاسم
کے ساتھ فقیر ہوکے بیٹھا ہی اس عرصہ مین نقابدار زمرد پوش نے طبل جنگ بجوایا قاسم نے سیارہ بن عمر سے کہا کہ جاکے
دیکھو تو کہ یہ دوسرا کون حریف ہوکر آیا ہی جسنے طبل جنگ بجوایا

اب دو کلمے داستان فرامرز عاد مغربی سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت کشتیان لشکر اسلام کی سب تباہ ہوگئین اور ہر ایک جزیرے اور بندر مین جا لگین تو کشتی فرامرز عاد مغربی اور چند
کشتیان بعد طوفان کے جب اندر کے روشنی نمایان ہوئی تو بندر قہاریہ مین جاکے نکلین اور اُس کشتی مین شاہزادۂ
فرامرز عاد مغربی کے سوا ے ایک سائبان کے اور کچھ خیمہ ڈیرہ اسباب نہ تھا شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی نے کشتی پر سے اترکے
وہین لب دریا درختون کے نیچے اُس سائبان کو استادہ کروا لیا اور سہی آپ بیٹھا اور فوج وسپاہ وغیرہ ملازمین ہمراہی شاہزادۂ فرامرز
کے سب کشتی پر سے اُترکے وہی سائبان کے نیچے بیٹھے تدہ تدہ یہ خبر قہار شاہ کو کہ مالک اُس بندر کا تھا پہونچی کہ کسی ملک سے
کی کشتی ہماری سرحد مین آکے اُتری ہی قہار شاہ یہ خبر سُنکے اُسی وقت مع بائیس ہزار سوار و پیادے کے لشکر سے سوار ہوکے
بمقابلہ شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی آیا اور تھوڑے سے فاصلے پر اپنا خیمہ استادہ کروا کے داخل خیمہ ہوا اور طبل جنگ بجوا دیا اور دوسرے
روز صبحکو سر میدان نکلا مبارز طلب ہوا فرامرز عاد مغربی بخوف وخطر اپنے مرکب پر سوار ہوکر برابر قہار شاہ کے پہونچا اور کہا اے قہار
شاہ یہ تو اپنے جی مین خیال کرتا کہ تو بہت بڑا لشکر ساتھ لیکر آیا ہی اور میرے پاس فوج کم ہی خدا ے نابر گشتہ اے قہار شاہ بحول و
قوت پروردگار عالم مین تیرے اس تمام لشکر کو تہ وبالا کر دونگا اور تجھے زندہ وسالم اس میدان سے جانے نہ دونگا اس سے
بہتر تیرے حق مین یہی ہی کہ تو کلمۂ شہادت پڑھکے ملت بیضا دین اسلام قبول کر قہار شاہ پر ایسا رعب اور دبدبہ
شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کا پڑا کہ نہایت خائف وترسان ہوکر کہنے لگا کہ مین مسلمان ہوتا ہون شاہزادۂ فرامرز
عاد مغربی نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا قہار شاہ از راہ مکر وفریب طوطے کی طرح کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگیا اور اپنے لشکر مین
آکے کہا کہ مین از ترس جان مسلمان ہوگیا ہون اور اپنے عقیل اعظم سپہ سالار سے مشورہ کرکے فوج وسپاہ کو بھی سکھلا دیا کہ
تم سب بھی بظاہر مسلمان ہوجاؤ بعد اسکے شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کو بحیلۂ دعوت اپنے مکان مین لاکے مع تمام سرداران کے
کھانا بیہوشی آمیختہ کھلا کے گرفتار کر لیا اور سب کو مطوق اور مسلسل کرکے ہوشیار کیا اور جب سب ہوشیار ہوے تو قہار شاہ
نے جلادون کو بلوا کے حکم دیا کہ ان سب خدا پرستون کو ابھی لیجا کے قتل کرو فرامرز عاد مغربی نے کہا کہ اے قہار شاہ تو نے مجھے نامردی
فریب کرکے پکڑا ہی کیا مضائقہ مگر حق تعالی میرے آقا نے ولی نعمت سلطان صاحبقران کو ہزار سال سلامت رکھے کہ وہ صحیح وسالم
سفر دریا سے نکل کے عنقریب اس بانختر مین داخل ہوتے ہین ایک لقا پرست کو زندہ وسالم نہ چھوڑینگے قہار شاہ سوچا کہ واقعی یہ سچ کہتا ہی یہ
سوچ کے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ یارو مین فرامرز عاد مغربی کو مطوق اور مسلسل اسی طرح سے تحضور شہنشاہ لقا کے ہمراہ روانہ کرتا ہون
آئندہ جو مزاج مین شہنشاہ کے آوے وہ ان خدا پرستون کے حق مین کرے مین تو اس امر فکر سے بری ہو جاؤنگا یہ کہکے

فرامرز عاد مغربی کو اعرابے پر بٹھلا کے مع چند اپنے سواروں کے گنج اب کے پاس روانہ کیا

اب تتمہ داستان شاہزادہ عمرو بن رستم سے گذارش کیا جاتا ہے

کہ جس وقت سب کشتیاں لشکر اسلام کی طوفانی ہوئیں تو کشتی شاہزادہ عمرو بن رستم کی ایک مقام پر ٹکر کھا کے پارہ پارہ ہو گئی شاہزادہ عمرو بن رستم ایک تختے پر بیٹھا ہوا تھا تلاطم امواج دریا سے وہ تختہ الٹ گیا اور شاہزادہ دریا میں گرا تو شناوری کر کے چاہتا تھا کہ کسی طرف کنارے پر جا پہونچے مگر وہ جو کہتے ہیں کہ شعر در بلے کہ پیدا نباشد کنارہ۔ غرور شناور نہ آید بکار۔ شاہزادہ عمرو بن رستم نے ہر چند کہ ہاتھ پاؤں مارے مگر جب شناوری کرتے کرتے شل ہو گیا تو عنقریب تھا کہ دریا میں غرق ہو کر ہلاک ہو جائے ناگاہ چند کشتیاں دور سے نمایاں ہوئیں اور ایک کشتی پر دیکھا کہ ایک نقابدار پلنگینہ پوش سوار ہے اسنے عمرو بن رستم کو دیکھکر کہا کہ جلد اس نوجوان کو دریا میں سے نکالو چار طرف سے ملاح کود پڑے اور شاہزادہ عمرو بن رستم کو دریا سے نکال کے نقابدار پلنگینہ پوش کے پاس لائے شاہزادہ عمرو بن رستم نے نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا کہ تو مسلمان ہے عمرو بن رستم نے کہا کہ الحمد للہ اور بڑا بھائی میرا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خنجر گمان نیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا ہے نقابدار نے کہا حمزہ صاحبقران ایسا بہادر اس ملک باختر میں کس لیے آیا ہے اور بدیع الزمان اور قاسم باختر میں کیوں آئے ہیں سرزمین کل باختر تو میری بابت اور ملکیت میں ہے میں اپنے ہاتھ سے جب چاہونگا ٹکڑا روٹی کا اٹھا کے دونگا کھائیں اور خوش رہیں اور حمزہ صاحبقران اگر نوکری میری قبول کریگا تو نوکر رکھ لونگا اور لقائے مشرک خدا زمردشاہ تو میرا ایک صید لاغر ہے یہ کہکے نقل اور کباب اور شراب طلب کر کے مع عمرو بن رستم کے شراب پینے لگا جب نقابدار دو چار جام شراب پی کر مسرور ہوا تو پھر کہنے لگا کہ حمزہ نے بہت بڑی غلطی کی جو ملک باختر میں آیا اور بدیع الزمان اور قاسم تو بیچارہ ہیں وہ عبث تضییع اوقات کرنے کو یہاں آئے ہیں اصل اور حقیقت کیا ہے شاہزادہ عمرو بن رستم یہ گفتگو نقابدار کی سنکے نہایت درہم اور برہم ہوا اور نقابدار سے کہنے لگا اے نقابدار مغلوک تجھے لازم نہیں کہ چھوٹا منھ بڑی بات زبان سے نکالے اور ایسے جوانان دلیر اور بہادر کہ انکی تلوار کی برش کے خوف سے دشمنوں کے آنکھوں میں خواب نہیں آتا اور توپوں سے نکان ان شجاعان دہر کا نام بے ادبانہ اس حقارت سے لیتا ہے یہ کہکے نقابدار پر تلوار پکڑ کے حملہ ور ہوا نقابدار نے بسہولت تمام بند دست عمرو بن رستم کا پکڑ لیا اور ایک طمانچہ ہار کے دے مارا اور قید کر کے کہا کہ اب جب تک میرا اور حمزہ دونوں کا فیصلہ نہ ہو جائیگا تجھے قید سے کبھی نہ چھوڑونگا یہ کہکے وہاں سے آگے کو روانہ ہوا اسے تو ادھر جانے دیجیے

اب تتمہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان گرد اشکوہ سے بیان کیا جاتا ہے

کہ جس وقت شاہزادہ بدیع الزمان قاران بلند کمان کو مع دو قاسمے ریختہ فاسے اور خراج دو سالہ باختر کا شاہزادہ خاور سیاہ کے پاس بھیجکر آپ مع فضل بن گیاہور خون آشام قلعہ میں جشن عیش دیکھنے لگا ناگاہ سامنے سے نسیم بن عمرو نے بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان والا قدرت آ کے سلام کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے نسیم بن عمرو کو دیکھکر خوشی خوشی حال شاہزادہ اسفندیار گیلانی کا پوچھا نسیم بن عمرو نے تمام حال گرفتاری شاہزادہ اسفندیار گیلانی کا بدست نقابدار پلنگینہ پوش بیان کر کے کہا کہ شاہزادہ قاسم اور خسرو بالا وہشار لندھور بن سعدان اور کرب حمازی وغیرہ سردار واسطے رہائی شاہزادہ اسفندیار گیلانی کے گئے تھے اک سبب کو بھی نقابدار پلنگینہ پوش نے پکڑ کے قید کیا ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ حال سنکے بہ کمال غصہ و جلال فرمایا کہ مجھے بھی فرض اور واجب ہے کہ جا کے اس نقابدار کو دیکھوں کہ کیسا زبردست اور بہادر ہے یہ کہکے شاہزادہ بدیع الزمان نے آدھا لشکر اور چند سرداروں کو

لشکجان مین چھوڑا اور باقی سب سردارون اور نصف لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے سمت دربند عاشیہ روانہ ہوا جب اُس درے کے
متصل پہونچا تو وہان لشکر لندھور اور قاسم اور اسفندیار گیلانی کا پڑا ہوا تھا شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے لشکر کو وہین
اُترنے کا حکم دے کر بتقریب شکار کھیلنے کے ایک طرف نکل گیا ناگاہ ایک ہرن بہت خوبصورت سنگوٹیان دونون سونے روپے
سے منڈھی ہوئین جل زربفت پشت پر پڑی ہوئی خلخال مرصع پانون مین جوکڑیان بھرتا سامنے سے نمایان ہوا شاہزادۂ
بدیع الزمان نے اُس ہرن کے پیچھے اپنے مرکب کو گرم تاز کیا اور وہ ہرن جستین کرتا اُس جنگل سے نکل کر سامنے ایک باغ تھا
اُسمین چلا گیا شاہزادۂ بدیع الزمان بھی گھوڑے پر سے اُترکے اندرون باغ داخل ہوا اور وہان جاکے دیکھا کہ باغ نہایت
فرح افزا اور بہت معقول ہے اور سامنے ایک بارہ دری سنگ مرمر کی نہایت پر تکلف بنی ہے اور اندر سے اُس بارہ دری کے
ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین سراپا حسن وجمال بہ کمال غنج ودلال دریاے جواہر مین غوطہ مارے روبرو شاہزادۂ
بدیع الزمان کے آئی اور سلام کرکے کھڑی ہو رہی شاہزادۂ عالم نے پوچھا کہ تم کون صاحب ہو اُسنے کہا کہ اے جوان میرا نام
شہرارہ جادو ہے اُس نقابدار پلنگینہ پوش کو مین نے صاحبقران زمانہ بنا دیا ہے اور مین نے ایک طلسم اُسپر باندھ دیا ہے اس
باعث سے کوئی نقابدار پلنگینہ پوش پر غالب نہین ہوسکتا اور میرے سحر اور اس طلسم کے باعث سے وہ سب پر غالب
رہتا ہے اب مین نے جو تجھے دیکھا ہے تو مین تجھپر عاشق ہو گئی ہون اے میری حسرت دلی بر لا اور مجھے اپنی بغل مین لیکے سُلا تاکہ مین
تجھے نقابدار پلنگینہ پوش پر فتحیاب کرا دون شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ سنکے اپنے جی مین کہا کہ یہ ساحرہ ہے اسکو
ابھی واصل جہنم کیا چاہیے غرض شاہزادۂ عالم نے اُس ساحرہ سے پوچھا کہ تو پہلے مجھے اُس نقابدار کے مارنے کی تدبیر
بتا دے بعد اسکے مین تجھے اپنی گود مین لیکے تیرا مطلب برلاؤنگا شہرارہ جادو نے ایک کمند شاہزادۂ بدیع الزمان کو
دے کر کہا کہ پہلے تو اس کمند کو مار کے نقابدار کو پکڑ لینا بعد اسکے یہ ڈبا پُر از عنبر لے اس ڈبے کو اس نقابدار کے سامنے
ہوا کے رخ پر کھول دینا پھر نقابدار سے کچھ نہو سکیگا تو اُسنے پاٹر کر مار ڈالنا یہ کہکے پھر شہرارہ نے کہا کہ اب میرے دل کی
مراد نکال دے شاہزادۂ بدیع الزمان نے شراب مین بیہوشی ملاکے دو جام اُس ساحرہ کو پلا دیے جب وہ بیہوش ہو چلی
تب شاہزادۂ عالم نے اُسکا گلا گھونٹ کے مار ڈالا بس ایک شور وغل اُٹھا کہ کشتی مرا نام من شہرارہ جادو بود شاہزادۂ
بدیع الزمان اُس ساحرہ کو جہنم واصل کرکے اپنے مرکب پر سوار ہوکر تلاش نقابدار پلنگینہ پوش روانہ ہوا حسب اتفاق
نقابدار اُسی باغ کے ایک بنگلے مین بیٹھا تھا اور سم مرکب کی آواز سنکے بنگلے مین سے باہر نکل کے مقابلہ شاہزادۂ بدیع الزمان
آیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہ ڈبا عنبر کا نقابدار کے سامنے ہوا کے رخ پر کھول دیا اور حلقہ اُس کمند کا نقابدار کی گردن مین
پھینک کر پکڑ لیا اور اپنے لشکر کی جانب مخاطب ہوا اثناے راہ مین نقابدار پلنگینہ پوش نے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے
اور مجھے کہان لیے جاتا ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ مین وہ ہون کہ تمام فوج وسپاہ اور دولت کنجاب
کی خاک مین ملاکے تمام ملک باختر کو مین نے مسخر کیا ہے اور اپنے قبضہ وتصرف مین لایا ہون نقابدار نے کہا کہ پھر مجھے لیجاکے
کیا کرے گا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ مین تجھے اپنے لشکر مین لیجاکے اگر تو مسلمان ہو جاے گا تو تو میرا دینی بھائی ہے
ورنہین تو تجھے مین قتل کرونگا نقابدار نے کہا کہ تو مجھے اس جا پر مسلمان کرکے رخصت کر دے تاکہ مین جاکے تیرے اور سب
سردارون کو قید سے رہائی اور نجات دے کر تیرے پاس لاؤن شاہزادۂ بدیع الزمان نے قبول کیا اور نقابدار از روے
ترس کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے نقابدار پلنگینہ پوش کو رخصت کر دیا نقابدار شاہزادۂ
بدیع الزمان نامدار کے پاس سے جو چلا تو اثناے راہ مین شاہزادۂ قاسم سے دوچار ہوا قاسم نے اُس سے پوچھا
کہ تو کون ہے نقابدار نے کہا میرا نام نقابدار پلنگینہ پوش ہے بدیع الزمان نے مجھے مردانہ وار پکڑ لیا تھا مین از

سرتا ہیں مسلمان ہو گیا اب میں جا کے حمزہ کے بیٹے اور سردار جو میرے یہان قید ہیں ان سب کو ما کے کسی طرف چلا جاؤنگا قاسم
نے کہا تو وہی شخص ہی جسنے مجھے زیر کیا تھا نقابدار نے کہا کہ ہان میں وہی ہون اب تو مجھ سے اسکا بدلہ کرنیکا حوصلہ رکھتا ہی قاسم
نے کہا البتہ یہ کہکے نقابدار پلنگینہ پوش سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ نیزہ و شمشیر و گرز و کشتی شام کے وقت بڑی سعی و جہد سے
اُس نقابدار کو زیر کیا ایکی مرتبہ نقابدار از سر صدق مسلمان ہو گیا اور اطاعت شاہزادہ قاسم کی اختیار کی قاسم نے
کہا اُس شخص نے جسنے مجھے پکڑا تھا ہجشم میرا ہی اب بتلا کہ وہ کدہر گیا نقابدار نے کہا اس طرف گیا ہی قاسم نے کہا تو میرے
لشکر میں جا کے میرے سرداروں سے کہدینا کہ شاہزادہ خاور سیاہ بتلاش بدیع الزمان گیا ہی اور مجھے بھیجا ہی نقابدار
نے کہا کہ میں چاہتا ہون کہ تمھاری لڑائی کا تماشا دیکھون قاسم نے یہ کلمہ نقابدار کا سنکے بنگاہ قہر اُسکی طرف دیکھا وہ
نقابدار خائف و ترسان ہو کے سمت لشکر خاور سیاہ روانہ ہوا اُدھر کا حال سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان جو نقابدار
پلنگینہ پوش کو رخصت کر کے ایک سمت کو روانہ ہوا تو جاتے جاتے ایک شہر میں پہونچا دیکھا کہ دو لشکر آپس میں برسر جنگ
ہیں شاہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا کہ یہ کونسا شہر ہی اور یہان یہ میدان جنگ کسواسطے قرار دیا ہی ایک شخص نے
جواب دیا کہ یہ شہر آرمینیہ ہی اور یہان کا بادشاہ ارم شاہ ہی مریخ تیغزن سپہ سالار جو ارم شاہ بادشاہ کا تھا وہ
باغی ہو کے بادشاہ سے معرکہ آرا ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ حال سنکے اپنے مرکب کو گرم تاز کیا اور بمقابلہ مریخ
تیغزن جا کے کہا کہ ای بہادر یہ بادشاہ ارم شاہ تیرا ولی نعمت ہی اور تو نے تمام عمر اُسکا نمک کھایا ہی اپنے آقا سے
ولی نعمت سے مقابلہ اور مجادلہ کرنا خوب نہیں آئین مجھے اپنے ہمراہ لیجا کے تیرے بادشاہ سے تیرے جرم و گناہ معاف
کرا دون اور پھر تجھے سپہ سالاری کی خدمت دلا دونگا مریخ تیغزن نے نہایت پیچ و تاب کھا کے کہا کہ تو کون ہی کہ مجھے نصیحت
کرنے کو آیا ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ میرا نام بدیع الزمان ہی مریخ تیغزن نے کہا کہ میں مدت سے تیری تلاش
میں تھا یہ کہکے تلوار برسر شاہزادہ بدیع الزمان ماری بدیع الزمان نے اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین لیکے وہی تلوار اُس کبر
سفر و مریخ تیغزن پر ماری کہ دو پرکالے ہو کر لاش اُسکی خاک و خون میں پھڑکنے لگی فوج و سپاہ نے مریخ تیغزن کی چاہا
کہ بلوہ کر کے برسر شاہزادہ بدیع الزمان مقابلہ اور مجادلہ کرے سرداروں نے ممانعت کی ارم شاہ نے جب مریخ تیغزن
کی لاش کو خاک و خون میں پھڑکتے دیکھا بے ساختہ اپنے مرکب کو مہمیز کر کے شاہزادہ بدیع الزمان کے قدموں سے آ کے لپٹ گیا اور
بہت سی تعریف و توصیف کر کے کہنے لگا کہ ای شہر یار شعر جز تو دیگر را نباشد دسترس ٭ آنچہ تو کردی نمی آید زکس ٭ اور یہ کہکے مع
تمام سرداران فوج اور عزیز یگانون کے از سر صدق کلمہ شہادت پڑھکے مسلمان ہو گیا اور ہمراہ رکاب ظفر انتساب اُس شاہزادہ
عالی جناب کے اپنے شہر آرمینیہ میں داخل ہوا چنانچہ ارم شاہ کی ایک بیٹی تھی نہایت حسینہ اور جمیلہ ارم شاہ نے بخدمت شاہزادہ
والا ہمت عرض کی کہ غلام امیدوار ہی کہ غلام زادی حضور کی کنیزی میں رہے شاہزادہ بدیع الزمان نے اقبال اس امر کا
نہ کیا تب ارم شاہ نے کہا کہ اُسے حضور کسی اپنے رفیق کے حوالے کردیں شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں ارم شاہ نے
ایک تصویر اپنی بیٹی کی سب سرداران بدیع الزمان کو دکھلائی فضل بن گیا ہو رخون آشام اور ورقا بن زنجیر خاصے اور قارن
بلند کمان اور طریدخان اور ترک جوشن پوش اور روحان مالک بن صفوان یہ سب کے سب اُس تصویر کو دیکھکر عاشق
ہو گئے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ صاحبو یہ تو مناسب نہیں کہ تم چھ صاحب ایک معشوق پر عاشق ہو میں کسکی خاطر کرون اور کسے
اسکو دون مگر ایک صلاح میرے نزدیک یہ خوب ہی کہ تم سب صاحب اپنی اپنی تصویرین کھنچوا کے اُس معشوق کے پاس بھیجو جسکی
تصویر وہ پسند اور قبول کرے اُسکے ساتھ عقد ہو جائے چنانچہ سب صاحبون کی تصویرین ارم شاہ کی بیٹی نے دیکھکے
فضل بن گیا ہو رخون آشام کی تصویر کو پسند کیا وہ پانچون صاحب اس بات سے اپنے اپنے دلون میں بہت

رنجیدہ ہوکے حالت حزن مین فقیر ہوگئے جب یہ خبر شاہزادہ بدیع الزمان کو پہونچی شاہزادہ عالم نے ارباب باختری کو
بھیج کے بہت سا سمجھایا مگر انھون نے مطلق ارباب باختری کا کہنا نہ مانا تب شاہزادہ بدیع الزمان آپ تشریف لے گیا
اور انکو بہت سا سمجھا کے اور جسقدر دلجوئی اور خاطرداری آن سبھون کی کرسکا کیا مگر جب بہت سا کہا تو انھون نے
مہلت چاہی اور کہا کہ ہم سب صبح کو بارگاہ والا مین آکے حاضر ہونگے شاہزادہ بدیع الزمان ناچار ہوکے اپنی بارگاہ مین
پھر آیا وہ پانچون شخص شب کو لشکر سے بھی نکل کے کسی طرف کو چلے گئے اثنائے راہ مین دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان چلا آتا ہے
جب انھون نے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ قیطوس بن اپنے بیٹے انفاس خون آشام کے سرزمین ساغرہ سے گنجاب
کی مدد کے واسطے جاتا ہے ناگاہ انفاس خون آشام وغیرہ کفار نے جوان پانچون کو بصورت قلندری دیکھا تو لوگون سے
دریافت کرکے کہ یہ ورقا سے زنجیر خا سے اور قارن بلند کمان وغیرہ خداوند لقا سے منحرف ہوکر بدیع الزمان کے ہمراہ
مسلمان ہوگئے اور سبکے رفیق تھے یہ وہی لوگ فقیر ہوگئے ہین انفاس جھٹ پٹ پانچون کو کمند مین گرفتار کرکے سبھون کو
گنجاب کے پاس لایا گنجاب نے اُن پانچون بہادرون سے کہا کہ تم پھر پرستش لقا کی اختیار کرو مین تم سب کا آگے سے زیادہ
مرتبہ کرونگا اُن پانچون نے لقا پر لعنت کی گنجاب نے حکم دیا کہ ان پانچون مفسدون بارگاہ لقا کو ابھی لیجاکے سولی دو
تاکہ مین دیکھون کہ انکا نادیدہ خدا انکو سولی سے بچا لیتا ہے حسب الحکم گنجاب کے کفار نے ورقا سے زنجیر خا سے
اور قارن بلند کمان وغیرہ بہادرون کو لیجاکے سولی سے باندھ لیا قضا سے کار مرجان عیار یہان موجود تھا اُسنے یہ
حکم گنجاب کا سُنکے سارا حال پانچون کی گرفتاری کا شاہزادہ بدیع الزمان سے آکے بیان کیا شاہزادہ عالم اُسی وقت
بہ نیت رہائی ورقا سے زنجیر خا سے اور قارن بلند کمان وغیرہ پانچون رفیقون کے سوار ہوکے روانہ ہوا یہان
خاور سپاہ ملک قاسم کو بھی خبر پہونچی کہ پانچ رفیقون کو شاہزادہ بدیع الزمان کے گنجاب نے دار پر
بلند ہو دیا ہے قاسم نے یہ حال سُنکے اپنے سردارون سے کہا کہ تا دفتیکہ مین نہ آؤن تم خبردار یہان سے کہین جانے کا
ارادہ نہ کرنا اور کوئی میرے تعاقب مین بھی نہ آنا یہ کہکے قاسم بھی واسطے رہائی ترک جوشن پوش اور ورقا سے
زنجیر خا سے اور قارن بلند کمان وغیرہ کے روانہ ہوا

اب شمہ داستان بہرام گرد بن خاقان چین سے گزارش کیا جاتا ہے

کہ جب کشتیان لشکر اسلام کی طوفانی ہوکر تباہ ہوگئیان کشتی بہرام گرد بن خاقان چین کی ایک مقام پر ٹکر کھاکے پارہ پارہ
تختہ تختہ جدا ہوگئی اور تو جو ادنیٰ و اعلیٰ اُس کشتی مین بیٹھے تھے سب کے سب دریا مین غرق ہوگئے فقط شاہزادہ بہرام ایک
پارہ تختہ پر بیٹھا بہتا بہتا بعد چندروز کے کنارے پر ایک جزیرے کے نکلا اور اُس تختے پر سے اُترکے سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا
ناگاہ ایک جا پر ایک غول گنوارون کا دیکھا کہ سوکھی سوکھی لکڑیان درختون سے توڑ توڑ کے گٹھے باندھ رہے ہین بہرام
نے اُنسے پوچھا کہ یہ کون سرزمین ہے اور اس جزیرے کا کیا نام ہے اُن سبھون نے کہا کہ اس جزیرے کا نام قاریانیہ ہے اور
یہان کا حاکم فیروز شاہ ہے بہرام یہ حال سُنکے پھر سیر مین مشغول ہوا ناگاہ ایک آواز رونے کی بہرام کو کے گوش گذار
ہوئی اور اُسی آواز پر تھوڑی دور جاکے بہرام نے دیکھا کہ ایک دیو بیٹھا رو رہا ہے بہرام چاہتا تھا کہ آگے بڑھکے کچھ
پوچھے کہ وہ دیو بہرام کو دیکھکر یہ کہتا ہے کہ آزادو فرادوہ جو کہتے ہین کہ مصرع رزق را روزی رسان پر میدہد اے ابلیس
پر ابلیس علیہ اللعن والعذاب نے اسوقت تجھے میری چاشت کے واسطے بھیجا یہ کہکر شاہزادہ بہرام پر حملہ آور ہوا
شاہزادہ بہرام نے اُس سے لپٹ کے تھوڑی دیر مین اُٹھاکے دے مارا اور چاہا کہ قتل کرے وہ دیو دانت نکالکے کہنے لگا
کہ مجھے نہ مار مین نے جیسا کیا ویسا پایا بہرام نے کہا اگر تو مسلمان ہو تو کیا مضائقہ دیو نے کہا اے شہریار میرا حال پہلے سُنلے

کہ مین ایک دن سیر کوہستان پردۂ قاف چلا جاتا تھا وہان مین نے ایک پری زاد کو دیکھا کہ زنجیر سے بندھی ہوئی تھی سر سے
پاؤن تک ہر ایک عضو جسم اُس پری کا ہر عیب سے بری تھا شعر کرون مین وصف تمام طاقت بیان نہین + زبان کے جسم نہین
جسم کے زبان نہین + اُسکو زنجیر سے باندھا تھا مین نے جاکے اُسے چھڑا دیا اور چاہا کہ یہان سے نکل جاؤن کہ اتنی دیر مین ایک
سیاہ دیو پیدا ہوا اور مجھے اُسنے کشتی لڑکے چاہا کہ مار ڈالے مین نے بہت سی منت سماجت کرکے جب تھکا تب رونے لگا
اُسنے مجھے چھوڑ کے کہا کہ اگر پھر تو یہان آئیگا تو تجھے جان سے مار ڈالونگا مین اُسدن سے آج تک اس خبر سے مین اُسکے
رات دن رویا کرتا ہون بہرام گرد بن خاقان چین نے کہا مجھے اُس دیو کے پاس لیچل کہ مین اُس سیاہ دیو کو قید کرکے تجھے
حوالے کردون وہ دیو بہت خوش ہوا اور بہرام گرد بن خاقان چین کو اُٹھاکے در بند قاربا قید مین لایا فیروز شاہ بادشاہ
نے جو یہ خبر سُنی کہ توہان دیو ایک آدمی کو لیکر اس خیال سے کہ وہ آدمی طوفان دیو کو مار ڈالے آیا ہی فیروز شاہ مشتاق
شاہزادہ بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوکر وہان سے دیکھنے کو آیا اور فر و شوکت و جاہ اور چہرہ اور حسن و شباب بہرام گرد
بن خاقان چین کا دیکھکر پوچھا کہ ای بہادر تو کون شخص ہی اور یہ دیو تجھے کہان سے اُٹھا لایا ہی بہرام نے کہا مین قورچی باشی
امیر کشور گیر جہان ستان حمزہ صاحبقران کا ہون اور یہان اسواسطے آیا ہون کہ پہاڑ پر جاکے اُس پریزاد کو توہان دیو کے
واسطے لے آؤن فیروز شاہ نے کہا ای بہادر ہرگز ہرگز تو اُس پہاڑ پر نہ جانا وہ دیو آدم خوار ہی بہادر تجھے وہ ہلاک کر ڈالے
بہرام نے جواب دیا کہ ای شہریار مین اُس قوم مین نہین ہون کہ دیو اور پری سے ڈر جاؤن یہ کہکے شاہزادہ بہرام گرد بن
خاقان چین توہان دیو اور فیروز شاہ کو اپنے ہمراہ لیے اُس پہاڑ کے نیچے پہونچا حسب اتفاق وہ پریزاد سوتی تھی دیو
کے پاؤن کی آہٹ سے چونکی اور سر اُٹھاکے چارطرف دیکھنے لگی اُدھر بہرام گرد بن خاقان چین نے جو اُس پریزاد کو
دیکھا تو ایک آہ سرد کھینچ کے رہ گیا بعد اسکے توہان دیو سے کہا کہ تو جاکے اس پریزاد کو اُٹھاکے میرے پاس لے آ توہان نے کہا کہ
مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ طوفان دیو مجھے اسکے مار ڈالے وہان کے لوگون نے کہا وہ دیو اسوقت یہان نہین رہتا ہی
آخر روز وقت شام آتا ہی توہان دیو بے خوف ہوکے اُس پریزاد کو جاکے قید سے چھڑا لایا اور پہاڑ پر سے اُتارکے بہرام گرد
بن خاقان چین کے پاس لایا اسی وقت شام کا ہوگیا کہ وہ دیو طوفان شکار سے پھر کے آیا اور پریزاد کو قید سے
چھوٹا زیر کوہ دیکھکے نعرہ زن ہوا اور یہ کہکے کہ ای توہان تو پھر آیا دوڑکے توہان سے لپٹ گیا اور دم بھر مین توہان کو
مار کے گرا دیا شاہزادہ بہرام گرد بن خاقان چین نے توہان کو مارا جاتے دیکھکر عالم غیظ و غضب مین کہا باش ای
دیو کی گندم تراز ندہ و سالم یہ کہکے ایک ہی ضرب تیغ مین اُس دیو کو جہنم داخل کیا فیروز شاہ نے یہ جرأت اور قوت بہرام
گرد بن خاقان چین کی دیکھکر بہت سی تحسین و آفرین کرکے کہا کہ ای بہادر مرحبا صد مرحبا اگر تو لقا پرست ہوتا تو مین تیری
ملازمت اور اطاعت اختیار کرتا بہرام گرد بن خاقان چین نے کہا ای فیروز شاہ مین بھی پہلے لات پرست تھا
فیضان صحبت اور کفش برداری مین سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کی مین چاہ کفر و ضلالت سے نکلا اور
بسر چشمہ ہدایت پہونچا اور مین نے اُس خالق اکبر کو پہچانا غرض اس طرح سے چند کلمات وحدانیت مین خدا سے
عز و جل کی بیان کیے کہ فیروز شاہ کو بہت پسند آگئے اور از سر صدق مسلمان ہوگیا اور تمام اپنی فوج و سپاہ اور رعایا سے
شہر کو مسلمان کیا مگر بہرام گرد بن خاقان چین ہزار جان سے شیفتہ جمال اور فریفتہ تمثال اُس پری زاد کا کہ نام اُسکا
دل آرام پری تھا ہوگیا اُسکو اُس کوہ سے شہر مین لایا اور اُس سے کہا کہ ای جان جہان و اے روح روان میری مین
تیرے عشق مین مبتلا ہون اُس پری زاد نے کہا کہ ای شہریار مین بھی بقول شخصے کہ شعر دل را بدل رہیست درین
گنبد سپہر + از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر + تیری لونڈی بنکے رہونگی مگر ہمارے بزرگون کا قول ہی مصرع کہ

ہین آدمی زاد کل بیوفا ہین بس آشنا ہی تجھسے ڈرہی کہ تو بھی مجھ سے کبھی بیوفائی نہ کرے بہرام نے کہا مین اُن لوگون مین نہین
ہون مین عاشق با وفا ہون آخر میرا حال تجھپر ظاہر ہی ہو جائیگا اُس پریزاد نے کہا کہ اچھا مین دیکھون کہ تو اپنے وعدے
پر ثابت قدم رہتا ہی یا نہین القصہ وہ پریزاد بہرام گرد بن خاقان چین کی خدمت مین رہی ایک روز کی نقل ہی کہ
دل آرام پری کو اپنے ماں باپ کی جو یاد آئی تو اُسنے بہرام سے کہا کہ ای شہریار مین بیٹی ملک کافور کی ہون اور میرا
باپ تیسرے قلعہ قاف مین حکمرانی کرتا ہی اگر تجھے میری خاطر منظور ہی تو میرے ہمراہ پردۂ قاف سوم مین تشریف
لیچل کے چندروز بسر کر پھر جب تو کہیگا تیرے ہمراہ چلی آؤنگی بہرام گرد بن خاقان چین نے یہ بات سُنکے کہا کہ ای سرمایہ
زندگانی من مین قورچی باشی امیر حمزۂ صاحبقران کا ہون اور ہوا خواہ شاہزادہ بدیع الزمان کا انددنون شاہزادہ
بدیع الزمان اور سلطان صاحبقران آمادہ لشکر کشی بر سر گنجاب ہین مین تیرے ہمراہ کیونکر جاؤن اگر چندروز توقف
کرتو بہتر ہی دل آرام پری یہ جواب بہرام کا سُنکر نہایت رنجیدہ ہوئی او کہنے لگی کہ مین تو جانتی تھی کہ آدمی زاد بیوفا ہوتے ہین
یہ کہکے پروازکنان لب بام پر جا کے بیٹھی پھر بہرام نے نہایت بیتاب ہوکے بہزار عجز و انکسار کہا کہ ای یار دلنواز مین تجھپر عاشق ہون وہ
بات نہ کرنا کہ تیرے درد فراق مین ہلاک ہو جاؤن اُسنے کہا اگر تو صادق القول ہی تو میرے ساتھ پردۂ قاف کو چل پھر
دل آرام پری نے کہا مین تجھے اُٹھا کے قاف تک نہین لیجاسکتی مگر مین جاکے آج کے تیسرے روز تخت تیری سواری کے
واسطے بھیجونگی تو اُسپر سوار ہوکے چلا آ بہرام نے کہا شعر بیوفائی کیا کہون ساتھ اپنے تجھ محبوب کی ٭ تیری نسبت میری
جان بلبل نے گل سے خوب کی ٭ مین تیرے فراق مین مرجاؤنگا دل آرام پری نے کہا میرا بھی صدمۂ فراق سے یہی حال ہو گر جانتی
ہون لاعلاج ہون یہ کہکے دل آرام پری پروازکنان بسمت قاف روانہ ہوئی بہرام گرد بن خاقان چین روتا اور
تڑپتا رہ گیا روز چہارم دیو ایک تخت لیکے آئے اور بہرام کو تخت پر سوار کر کے بسمت قاف سوم جاتے ہین وہان
دل آرام پری مثل طاؤس بلند پرواز آپ کو بنا کے سنوار کے انتظار مین بہرام گرد بن خاقان چین کے بیٹھی تھی ناگاہ وہ چاروں دیو
بہرام کو تخت پر سوار کیے لیکے پہونچے دل آرام نے استقبال کر کے بہرام کو اپنے باغ مین اُتارا اور بڑی تواضع تکریم اور پیار محبت
سے ایک مسند پر بٹھا کے بہجت قرار دی اور عیش و نشاط مین رہنے لگی بعد چند روز کے کسی غماز نے ملک کافور سے جا کے
کہا کہ آپکے توطوفان دیو اور ملکہ دل آرام پری سے دوستی تھی اب پردۂ دنیا سے اُس آدمزاد کو جسنے طوفان دیو کو مارا
ہمراہ اپنے لائی ہی ملک کافور یہ حال سُنکے نہایت درہم برہم ہوا اور اپنے وزیر کو واسطے قتل کرنے بہرام کے بھیجا وزیر نے
آکے پوچھا کہ یہ آدمی زاد کون ہی تو معلوم ہوا کہ بہرام نام ہی اور قورچی باشی امیر حمزۂ صاحبقران کا ہی وزیر نے جا کے
ملک کافور سے کہا کہ ای شہریار یہ آدمزاد حمزۂ صاحبقران رستم قاف ثانی سلیمان کا نوکر ہی اور حمزہ شوہر شہنشاہ
پردۂ قاف ملکہ آسمان پری کا ہی اور مین نوکر ملکہ آسمان پری کا ہون مین اسکو کیونکر مار سکتا ہون ملک کافور نے
کہا کیا مضائقہ اُس آدمزاد کو لیجا کے قید کرو اگر حمزہ کو خبر ہوگی اور وہ مجھسے طلب کریگا مین بھیجدونگا ورنہ قتل کر ڈالونگا
القصہ ملک کافور نے دل آرام پری اپنی بیٹی کو مع شاہزادہ بہرام گرد بیہوش کر کے ایک مقام پر قید کیا وہان فولاد
دیو طوفان دیو کے باپ نے جو سُنا کہ کسی آدمزاد نے میرے بیٹے طوفان کو مار ڈالا سو اُس آدمزاد کو دل آرام پری ملک
کافور کی بیٹی پردۂ قاف مین لائی ہی اور اس جرم پر ملک کافور نے اُس آدمزاد کو اپنے یہان قید کیا ہی فولاد دیو
فوج کشی کر کے برسر ملک کافور آیا اور معرکہ آراستہ جنگ و جدال ہو کر چند سردارون کو ملک کافور کے مار ڈالا اور طبل
بازگشت بجوا کے جو وقت کہ دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آگئے اُسوقت ملک کافور نے کہا کہ شہنشاہ پردۂ قاف
ملکہ آسمان پری حمزۂ صاحبقران کے ناموس اور ملکہ قمر چہر بخشی بی بی حمزہ کی ہی اور بدیع الجمال بی بی شاہزادہ

بدیع الزمان

بدیع الزمان کی ہی اگر میری بیٹی کا بھی بہرام گرد بن خاقان چین کے ساتھ وصل ہو نہ ہوا تو مقام عجیب کا نہیں یہ
کہکے بہرام گرد بن خاقان چین کو حمام میں بھیج کر خلعت زرنگار دی پہنایا اور بارگاہ میں بڑے اعزاز و احترام سے بلا کے
ملک کافور نے کہا کہ میں نے اپنی بیٹی تیری خدمت میں دی مگر اس شرط سے کہ تو اس فولاد دیو کو مار ڈالے بہرام نے قبول کیا
روز دوم وقت صبح جبکہ طرفین سے فوجیں دیونکی نکلیں اور صفیں آراستہ ہو چکیں تب فولاد دیو دار شمشاد لیکے میدان میں آیا
اُدھر سے بہرام گرد بن خاقان چین اُسکے مقابلے میں نکلا فولاد نے دار شمشاد بہرام پر ماری شانہ بہرام کا ٹوٹ گیا
ملک کافور اور سب سردار اور تمام لشکر اُسکا بہت رنجیدہ ہوکر بہرام سے کہنے لگے کہ ہم تو تیرے بھروسے پر تھے اب کہو کہ کیا کریں
بہرام نے کہا کہ اگر میرے کہنے پر عمل کرو تو میں ایک تدبیر میں بتلا دوں ملک کافور نے کہا جو کچھ تو کہیگا ہمکو قبول ہے بہرام نے کہا کہ
اچھا ٹھہر جا اور ایک عرضی بدین مضمون کہ شہریار تجھے دل آرام پری بیٹی ملک کافور حاکم قلعہ سوم قاف کی یہاں لائی تھی چنانچہ
یہاں ملک کافور پر فولاد زرہ ذنامے ایک دیو فوج کشی کرکے آیا اور میرا اُسکا مقابلہ ہوا اُسنے دار شمشاد مجھے ماری میرا شانہ
ناقص ہو گیا ہے اگر اسوقت میں تو مجھ میری تائید کرنے اور تشریف لائے تو فہو المراد ورنہ حسرت دیدار اقدام عالی کی دل میں
باقی رہ جائیگی لکھ کر چار دیو دن کو ایک تخت دے کہ بذریعہ اس اپنی عرضداشت کے بخدمت شاہزادہ
بدیع الزمان بسمت سنجان روانہ کیا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان نے حال گرفتاری قارن بلند کمان درورقا نے زنجیر خاست اور ترک جوشن پوش وغیرہ
اپنے سرداروں کا سنا کہ گنجاب نے ان سبھوں کو بحالت قلندری سولیوں پر لٹکا دیا ہے اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ان
سب کی رہائی کیواسطے چلا ہے شاہزادہ بدیع الزمان بھی اپنے مرکب پر سوار ہوکے سمت اردوے گنجاب روانہ ہوا اور جبکہ قریب
بارگاہ گنجاب کے پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم بھی وہان کھڑا ہے قاسم نے بدیع الزمان کو دیکھا دونوں
میں چشمک ہوئی اور دیکھا کہ بارگاہ گنجاب کے دروازے پر بہت سے کفار تیغ برہنہ لئے سرداران پر پہرا دے رہے ہیں اور شہید قبا کو بسے
ہوے بیٹھے ہیں شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم وہاں سے پلٹ کر ان سولیوں کے قریب آئے وہان آ کے سمجھے کہ کوئی تدبیر کوئی
گھات بن نہ پڑیگی جو ہم ان سرداروں کو چھڑا لیں ناچار ہو کے وہاں سے پھرے اسی وقت شب کا ہوا تو ایک طرف سے امیہ
بن عمرو ایک طرف سے سیارہ بن عمرو دونوں عیار اس فکر میں بیٹھے کہ کسی گھات سے سرداروں کو چھڑا دیں جب ان سولیوں کے قریب
پہونچے تو عجب طرح کا وہاں شور وغل سنا ان دونوں عیاروں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیسا غل ہے ان لوگوں نے کہا کہ آج شب کو کوئی
شخص سولیوں کے نیچے نقب دے کے قیدی سرداروں کو سولیوں پر سے اتار لے گیا اور ایک کاغذ لکھکے ڈال گیا ہے کہ اے گنجاب تیری
کیا اصل حقیقت تھی جو تو بلا زمان شاہزادہ بدیع الزمان کی ننگ حرمت کا ارادہ کرتا ان سبھوں کو سولیوں پر کھینچتا سیارہ بن عمرو نے
یہ حال رہاکے ملک قاسم سے کہا قاسم نے دل میں یہ سوچکر کہ یہ کام بدیع الزمان کا ہے بفرح تمام سیر کرتا ہوا ایک سمت چلا نکلا دیکھا
ایک جوان کو دیکھا کہ نہایت زار زار رو رہا ہے قاسم نے اُس سے رونے کا باعث پوچھا اُسنے کہا اس قرب میں ایک پہاڑ ہے کہ اُسکو صندوق کوہ
کہتے ہیں اور زیر کوہ شہر ارم ہے وہان کا بادشاہ ارم شاہ ہے میں اُسکی بیٹی دل آرام شیریں عذار پر عاشق ہوں اور ارم شاہ
بدیع الزمان سے زیر ہو کے مسلمان ہو گیا اور بدیع الزمان نے اُس دل آرام شیریں عذار یعنی ارم شاہ کی بیٹی کو آپ تو قبول کیا
مگر تصویر اُسکی اپنے سرداروں کو دکھلائی چھ سردار اُسپر عاشق ہوے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ ایک عورت پر چھ شخص عاشق
ہوں یہ نہیں مناسب ہے اس لیے چھئوں سرداروں کی تصویریں کھچوا کے ملکہ دل آرام شیریں عذار کو دکھائیں دل آرام
نے فضل کی تصویر کو پسند کیا بدیع الزمان نے دل آرام کو فضل کے حوالے کیا ان باقی پانچ سردار رقیبہ

ہو گئے ہیں بھلا اس مقدمے میں ای شہریار کیا کر سکیگا قاسم نے کہا اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیرا مطلب کرا دوں خاقان نے
کلمۂ طیبہ پڑھکے اسلام قبول کیا اور شاہزادہ قاسم کو اپنے خیمہ میں لاکے جشن کی تیاری کی اور لوگوں سے کہا کہ صنوبر شاہ میرا
باپ مجھے یاد کرے تو کوئی بہانہ کرکے ٹال دینا قضائے کردگار صنوبر شاہ نے خاقان کو یاد کیا لوگوں نے خاقان کے کوئی حیلہ کرکے
ٹال دیا تب صنوبر شاہ آپ آیا اور اندرون خیمۂ خاقان کے آواز ساز اور سارنگی اور طبلے کی سنکے خاقان کو اندر سے بلایا اور
بذریعہ خاقان صنوبر شاہ بھی بدست قاسم مسلمان ہو گیا روز دوم صبح کو ملک قاسم و صنوبر شاہ اور خاقان بطریق
سیر و شکار سوار ہوکے نکلے تھے کہ ایک دامان کوہ میں بدیع الزمان کو دیکھکر قاسم نے صنوبر شاہ اور خاقان سے کہا کہ
یہ جوان جو درۂ کوہ میں کھڑا ہے یہی بدیع الزمان ہے کہ تمام ملک باختر میں اسکے نام سے زمین کانپ اٹھتی ہے اسوقت میرا جی
چاہتا ہے کہ اس جوان سے خوش طبعی کروں دیکھوں کہ دل اور جگر اور جرأت اور قوت اسکی کتنی ہے یہ کہکے اپنے گھوڑوں
کو جھمکاکے سمت شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوے شاہزادہ بدیع الزمان نے دور سے جو سواروں کو مسلح اور مکمل اپنی
جانب مخاطب دیکھا قبضۂ طہمورثی و لوہند پر ہاتھ ڈالکے مرکب پر سوار ہوا اور گھوڑے کو چھیڑ کے سامنے آیا تو شاہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم کو پہچان کے کھڑا ہو گیا ملک قاسم سے کہا تو نے مجھے پہچانا کہ جو وہاں سے جلد آیا تو اچھا تیرا دل گردہ
بھی ہے غرض آپس میں باتیں ہونے لگیں اور قاسم شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ صنوبر شاہ کے خیمے میں لایا
اور صحبت عیش میں بیٹھے صنوبر شاہ کا ایک وزیر کہ اسکا اختر نام تھا نہایت سیاہ دل اور تیرہ روزگار رہے وہ خیمہ
میں آیا اور شاہزادہ خاور سیاہ اور شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ دونوں تازہ وارد کون
ہیں وزیر با ای خواص نے مفصل ان کا حال شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم کا تحقیق کرکے گنجاب کے پاس چلا گیا
اور کہا اے شہریار مرسل خاقان صید افگن بیٹا ارم شاہ کا قاسم کے ساتھ مسلمان ہو گیا اور اپنے باپ صنوبر شاہ کو آگے
مسلمان کیا اور اب بدیع الزمان اور قاسم کو لاکے اپنے خیمہ میں بٹھایا ہے دیکھ رہا ہے اگر آج سرکار سے فوج جاکے اُن دونوں
نادیدہ خدا کے پرستاروں کو مع خاقان صید افگن زنجیر کرکے گرفتار کرا لائے تو کچھ ایسی مشکل نہیں ورنہ پھر کوئی تدبیر نہیں
بن پڑے گی گنجاب نے جو یہ خبر سنی تو نہایت پیچ و تاب کھاکے اُسی وقت مع تمام اپنے سرداروں اور فوج و سپاہ کے
سوار ہوا پھر لوگ صنوبر شاہ کے گنجاب کے لشکر میں تھے انہوں نے جو یہ حال سنا تو وہ سب کے سب صنوبر شاہ کے
پاس آئے اور عرض کی کہ گنجاب اپنا لشکر لیکے آپ سے برسر جنگ آتا ہے ابھی وہ لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ گنجاب
مع اپنی فوج و سپاہ کے وہاں پہونچا اور ضحاک عاد گراز دندان سمت شاہزادہ بدیع الزمان نامدار اور اکوان فیل زور
جانب شاہزادہ خاور سیاہ اور ملک قاسم مخاطب ہوے اور ضحاک عاد گراز دندان نے تلوار سر پر
شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے ماری شاہزادہ بدیع الزمان نے بند دست ضحاک کا پکڑکے تلوار اسکے ہاتھ
سے چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکے ضحاک گراز دندان کو قاش زین سے اٹھاکے بسوے ہوا پھینکا اور گرتے
گرتے میں تلوار ماری کہ مثل خیار تر دو پرکالہ ہوکے لاش اسکی زمین پر گری اور پھڑکنے لگی شاہزادہ خاور سیاہ
نے اکوان فیل زور کی تلوار کو خالی دیکر بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے کرکے خاک و خون میں
لٹا دیا بعد اسکے اُس طرف سے تمام لشکر گنجاب کا اور اُدھر سے دلیران ہمراہی شاہزادگان نامدار اور فوج و سپاہ
صنوبر شاہ اور خاقان صید افگن کی آمادہ جنگ و رزم ہو گئے اور طرفین سے لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ
مردے پر مردہ گرنے لگا گنجاب نے یہ رنگ میدان جنگ کا دیکھکر انفاس خون آشام سے کہا کہ تو جاکے
بدیع الزمان کا مقابلہ کر اور بادریج زلازل یک چشمی سے اشارہ کیا کہ تو قاسم سے جاکے مقابلہ اور مجادلہ

اگر کسے اگر زندہ ہاتھ آئے تو زندہ پکڑ لاؤ ورنہ سر قاسم کا کاٹ لاؤ چنانچہ شاہزادہ خاور سپاہ نے زخم کاری کھا کے بدرین لاڈلی جہنمی کو
زخمی کیا اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی زخمی ہوکر القاس خونیں آشام کو مجروح کرکے تا شام معرکہ آرا رہے میدان جنگ رہا جب
ظلمت شب نمایاں ہوئی اسوقت دونوں بہادر یعنی شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم جنگ شاہانہ
کرتے اور شمشیر زنی کرتے ایک سمت کو چلے آخرکار بسبب بہت سے خون نکلجانے کے ضعف کی شدت ہوئی تو دونوں بہادروں نے گھوڑوں
کی گردنوں میں ہاتھ ڈال دیے اور سر جھکا کے بیہوش ہوگئے اور گھوڑے ان دونوں راکبوں کو اسی حالت غش میں دیکھ کے
ایک سمت کو چلے میں دوسرے روز گنجاب نے تلاش کی تو معلوم ہوا کہ بدیع الزمان اور قاسم دونوں کسی طرف کو نکل گئے
اسوقت گنجاب نے حکم دیا کہ ہمارے لوگ جاکے چاروں طرف تلاش کریں حسب الحکم گنجاب کے سیکڑوں کفار بتلاش
شاہزادگان عالی مقدار روانہ ہوے اور دس کوس پنچ کوسی گانوں گراؤں قصبات دیہات میں ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اب
حال ان دونوں مرکبوں کا سنیے کہ گھوڑے جو دونوں شاہزادوں کو لیکے نکلے تو سرپٹ جاتے جاتے ایک دامان کوہ میں پہونچے اور
وہاں سبزہ دوب کا دیکھکر لیکے دونوں گھوڑوں کو دو دن سے دانہ گھاس کچھ نہیں ملا تھا وہ گھاس کھانے میں مصروف ہوے ناگاہ
دونوں شاہزادے قاش زین سے زمین پر گرے اور بعد تھوڑی دیر کے پہلے شاہزادہ بدیع الزمان نے ہوش میں آکے جو آنکھ کھولی
تو دیکھا کہ میں ایک پہاڑ کے دامن میں زمین پر گرا پڑا ہوں سجدۂ شکر جناب باری ادا کرکے اپنے جی میں کہا کہ زہے قدرت
اس قادر مطلق کی کہ مجھے کفار اور ملازمان گنجاب کے ہاتھ سے محفوظ رکھکر یہاں پہونچایا اور چاہتا تھا کہ اپنے زخموں کو باندھے
ناگاہ نگاہ جانب قاسم جا پڑی دیکھا کہ قاسم بھی برابر میرے زمین پر پڑا ہوا ہے خون زخموں سے جاری ہے شاہزادہ بدیع الزمان
نے جوش خون عزیزی اور فرط محبت سے پہلے قاسم کے زخموں کو باندھا پھر چاہا کہ میں اپنے بھی زخموں کو باندھوں غشی
طاری ہوا بیہوش ہوکر گر پڑا اس عرصہ میں قاسم کی آنکھ کھلی اور ہوش میں آیا تو آپ نے دیکھا کہ کسی نے میرے زخموں کو
باندھا ہے متحیر ہوکے برابر اپنے جو دیکھا تو شاہزادہ بدیع الزمان بھی زخمی پڑا ہے قاسم نے جانا کہ بدیع الزمان نے
میرے زخموں کو باندھا ہے قاسم نے بھی اٹھکے شاہزادہ بدیع الزمان کے زخموں کو باندھا اور بیہوش ہوکے گر پڑا بعد
تھوڑی دیر کے پھر دونوں کو ہوش آیا اسوقت آپس میں کہنے لگے کہ اب یہاں ٹھہرنا مصلحت نہیں ہے ایسے کسی مقام پر چلکے
ٹھہریں جہاں گنجاب کے لوگوں کے شر و فساد سے محفوظ رہیں ابھی یہی مشورہ کر رہے تھے کہ سامنے سے ایک پیادہ بلند و بالا
شان و شوکت لباس حریر کا پہنے قریب دونوں شاہزادوں کے پہونچا شاہزادوں نے باہم کہا کہ شاید یہ پیادہ گنجاب کا واسطے
جاسوسی کے آیا ہے اس فکر میں ہوے کہ اسکو ماریں قاسم نے ایک تیر ترکش سے نکال کے کمان میں پیوستہ کیا اور نشانہ تاک
کے اس پیادے کی طرف پرتاب کیا وہ پیادہ جست کرکے آسمان کی طرف تھوڑی دور پر جاکے کہنے لگا کہ صاحبو ذرا مجھے
مہلت دو کہ میں دریافت کرلوں کہ تم کون ہو اگر مسلمان ہو تو میری ہزار جان گرامی تم دونوں پر نثار ہے اور جو قوم کفار سے
ہو تو مجھے کچھ تم سے اندیشہ نہیں شاہزادہ بدیع الزمان نے جانا کہ یہ پیادہ مسلمان ہے فرمایا کہ اے شخص تو نے جو سنا ہو
شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن وہ شخص میں ہوں اور یہ جو برابر میرے تیر و کمان لیے بیٹھا ہے یہ شخص آفتاب
اوج شجاعت شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری ہے اب بیان کر کہ تو کون شخص ہے اس
پیادے نے دوڑ کے شاہزادہ بدیع الزمان کے قدموں کو چوم لیا اور بہت سی تعریف اور توصیف کرکے اور دعائیں دیکے
کہنے لگا کہ اے شہریار میرا نام آشوب دزد ہے اور بہرام بھی کہتے ہیں یہاں ایک قلعہ ہے کہ نام اسکا فولاد حصار
مشہور ہے شعر استواری میں نہیں زنہار اسکی جا سے خوف ÷ فکر صائب سے بجا ہے کہیے گر اسکی بنا ÷ میں حاکم اس قلعہ کا ہوں
اور بارہ ہزار شجاعان عرصۂ کارزار سے ہمیشہ چوری پر میری اوقات گذرتی ہے اکثر مرتبہ لقا خدا سے باختر اور گنجاب

نے فوج مجھپر بھیجی اور چاہا کہ مجھے گرفتار کرے لیکن ہر مرتبہ لشکر گنجاب اور فوج لقا نے مجھ سے شکست فاش کھائی اور کبھی میں نے ایک پیسا ایک کوڑی باج اور خراج کا کسی کو نہیں دیا اور نہ کسی سے کبھی ڈرتا ہون ہان غائبانہ مجھے ایک عشق شاہزادہ بدیع الزمان کے نام سے ہی اور ہزار جان و دل سے دعوی غلامی اور عبودیت کا شاہزادہ بدیع الزمان کی مجھے رہا ہی اکثر مین نے چاہا کہ شاہزادہ عالم کی خدمت مین جا کے حاضر ہون مگر کہین ذریعہ اور وسیلہ کوئی میرے ہاتھ نہ آیا اس باعث سے زیارت اقدام عالی سے اسکی تا مرہ محروم رہا ابھی چند روز کی نقل ہی کہ مین نے سنا گنجاب نے چھ سرداروں کو شاہزادہ بدیع الزمان کے بلباس قلندری گرفتار کر کے سولیون پر باندھ کے لٹکا رکھا ہی مین شب کو جا کے اُن چھون سردارون کو سولیون پر سے اُتار لایا شاہزادہ خاور سیاہ نے کہا کہ دیکھنا اس حرامزادے خیرہ سر کو کیا بکتا ہی جہان دیکھو وہان ایک نہ ایک طرار عیار مکار اس کشتی گیر کا نوکر موجود ہی رہتا ہی آخر مین اُس آشوب دزد نے بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان بہ کمال عجز و انکسار عرض کی کہ ای شہریار غلام امیدوار ہی کہ آپ کے سب سردار بھی میرے قلعہ مین آپ بھی از راہ بندہ نوازی قدم رنجہ فرما کے تا وقتیکہ زخم جسم اطہر کے اندمال پا کے اچھے ہو جائین وہین تشریف رکھین اور بعد اسکے جہان مزاج مبارک مین آئے تشریف لیجائین شاہزادہ بدیع الزمان کو اُسکی گفتگو بہت پسند آئی اور ملک قاسم سے کہا کہ ای قاسم چل چند روز قلعہ مین جا کے اسکے رہین جب زخمون کو اندمال ہو جائے اور صحت کلی ہو تو پھر یہان سے چلینگے قاسم نے نہایت رنجیدہ اور بدمزہ ہو کے کہا کہ مین کسی کے مکان مین نہین جاتا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای قاسم تو نہایت بدمزاج ہی یہ دستور شاہ و شہریار زادون کا نہین ہی سوا اسکے تو مجھے اپنے رفیق خاقان صید افگن کے گھر مین لے گیا مین بخوف و خطر تیرے ساتھ چلا گیا پس اگر تو بھی میرے ہمراہ آشوب کے مکان مین چل کے چند روز استراحت کرے تو کیا قہر ہو جائیگا بارے قاسم بے لاعلاج ہو کے قبول کیا اور آشوب دزد دونون شاہزادون کو اپنے قلعہ مین لایا اور بڑے اعزاز و تکریم سے مسند پر بٹھلا کے قارن بلند کمان اور دورقا سے زنجیر خا اور طریدخان وغیرہ سردارون کو شاہزادہ بدیع الزمان کے لا کے حاضر کیا تمام سردار شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھ کے قدمون سے لپٹ گئے شاہزادہ بدیع الزمان نے بہت سی دلجوئی اور خاطرداری اُن سب کی کر کے فرمایا ای یار شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے ایک جوان بہم پہونچایا ہی اُسنے یہ اظہار کر کے کہ مین ارم شاہ کی بیٹی دل آرام شیرین عذار پر عاشق ہون اسلام قبول کیا ہی اور قاسم نے اُس جوان سے اقرار کیا ہی کہ مین تجھے ارم شاہ کی بیٹی دل آرام شیرین عذار کو دلادونگا پس اگر مین اس بات پر راضی ہون اور قاسم کا پاس خاطر نہ کرون تو قاسم میرا کیا کر سکتا ہی لیکن جو اُسنے ایک بات مردانہ وار اپنے منھ سے نکالی اور وعدہ کیا ہی تو مجھ سے یہ نہین ہو سکتا کہ مین اپنے لخت جگر پارہ دل قاسم کو اُس جوان کے سامنے شرمندہ کروادون لہذا مین تم سے کہتا ہون کہ جس طرح سے تم سب دل آرام شیرین عذار کے درد فراق مین مبتلا ہو بپاس خاطر میرے لازم ہی کہ قفل بن گیا ہو رخون آشام بھی صدمہ دوری اور مہجوری کا اُس نازنین دل آرام شیرین عذار کی اپنے دل پر اُٹھائے تا مین اُس ارم شاہ کی بیٹی کو حوالے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے کردون اور قاسم دل آرام کو خاقان صید افگن کو عنایت کرے یہ گفتگو شاہزادہ بدیع الزمان کی سُنکے قاسم نے اُٹھ کر آداب بجا لا کے کہا کہ ای بدیع الزمان تو نے یہ بار منت تا روز قیامت میرے سر پر رکھا اور مجھے تمام عمر کو ممنون اور مشکور اپنا کر لیا القصہ چند روز شاہزادہ خاور سیاہ اور بدیع الزمان دونون اُس آشوب دزد کے مکان پر رہے جب کہ زخم اُن دونون صاحبون کے اچھے ہو چلے تب شاہزادہ خاور سیاہ سمت سمانیہ اور شاہزادہ بدیع الزمان مع اپنے چھون سردارون کے سمت سنجان روانہ ہوے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے اپنے لشکر مین آ کے

جو کچھ کہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے گفتگو ہوئی تھی خاقان صید افگن سے بیان کی اور کہا کہ بدیع الزمان نے دل آرام شیرین عذار کو مہری خاطر سے تجھے دیا ہے یہ عجیب طرح کا احسان بدیع الزمان کا مجھپر ہوا ہے اُدھر شاہزادۂ بدیع الزمان جو سمت سنجان روانہ ہوا تو اثنائے راہ میں ایک لشکر کو دیکھا کہ کسی قیدی کو اعرابی پر بٹھلا کے بڑے اہتمام اور ہوشیاری سے لیے جاتے ہیں شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو غور کرکے دیکھا تو شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کو بہ غل و زنجیر قید دیکھکر نعرہ کرکے اُس لشکر پر جا پڑا قہرمان عجمی نے سر راہ بدیع الزمان کے آگے نیزہ مارا شاہزادۂ عالم نے نیزہ اسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کے اسکو خانۂ زین سے اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر پٹکا اور قہرمان کے دونوں ہاتھ باندھے شہزادۂ فرامرز عاد مغربی نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پاؤں کی بیڑیاں مانند تار عنکبوت کے توڑ کے ایک کافر کے ہاتھ سے تلوار چھین کے شمشیر زنی کرنے لگا لشکر کفار نے الامان الامان کہنا شروع کیا اور قہرمان عجمی مع اپنی تمام فوج و سپاہ کے مسلمان ہو گیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے شاد ان و خندان فرامرز عاد مغربی سے کہا کہ اب تم لندھور کے پاس جا کے رہو فرامرز عاد مغربی نے کہا کہ اے شہریار اب تجھے چھوڑ کے میں کہاں جاؤں شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے فرامرز میں یہ ڈرتا ہوں کہ کوئی ہمچشم یہ نہ کہے کہ بدیع الزمان نے غیروں کی اعانت اور استمداد سے باختر میں آکے کام کیے ہیں اور باختر کو مسخر کیا ہے فرامرز نے جانا کہ بدیع الزمان سچ کہتا ہے پھر کچھ زیادہ حجت و تکرار نہ کی مگر بوقت رخصت اتنا پوچھا کہ شہریار اس لشکر کے حق میں کیا ارشاد فرماتے ہیں جیسے آپنے مسلمان کیا ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ یہ حق تیرا ہے کہ تونے پہلے قہرمان کو مسلمان کیا تھا القصہ فرامرز عاد مغربی رخصت ہو کے مع فوج و سپاہ سمت دربار عمودیہ بخدمت خسرو بلاد ہند وستان لندھور بن سعدان روانہ ہوا اثنائے راہ میں شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم سے ملاقات ہوئی قاسم نے پوچھا کہ اے فرامرز عاد مغربی تو کہاں تھا فرامرز نے کہا کہ مجھے قہرمان از راہ فریب گرفتار کر کے طرف سنجان کے لیے جاتا تھا شاہزادۂ بدیع الزمان نے قہرمان کو ملکے مسلمان کیا اور مجھے قید سے نجات دی پھر میں نے ہر چند چاہا اور عجز و انکسار کیا کہ میں تیرے ہمراہ رہوں شاہزادۂ بدیع الزمان نے مجھے جواب دیا کہ لوگ کہینگے کہ بدیع الزمان نے غیروں کی اعانت سے باختر کو مسخر کیا ہے لیکن مجھے رخصت کیا ہے قاسم اپنے دل میں شاہزادۂ بدیع الزمان کی جرأت اور قوت پر آفرین صد آفرین کرتا اپنے لشکر میں آیا اور سب سرداروں سے کہا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرامرز عاد مغربی کو اپنے پاس نہ رکھا اور کہا کہ جو میں تجھے اپنے ہمراہ رکھونگا تو لوگ کہینگے کہ بدیع الزمان نے یاروں کی استمداد اور شراکت سے کار نمایان کیے ہیں غرض کسی طرح سے فرامرز عاد مغربی کا رہنا اپنے ساتھ مناسب نہ جانا اب لازم ہے کہ تم بھی سب مجھسے علیحدہ ہوکے رہو میرے پاس نہ رہو پھر ہر چند سبھوں نے منت سماجت کی قاسم نے کسی کا کہنا نہ مانا اور قیماس خان خاوری کو ہمراہ کر کے سب سرداروں کو مالک اژدر کے پاس روانہ کر دیا اور بعد اسکے شاہزادۂ خاور سپاہ ایک روز شکار کھیلنے کو نکلا تھا ناگاہ ایک بگولہ پیدا ہوا اور قاسم کو بیہوش کر کے آسمان پر اُڑا اور لیجا کے ایک دامن کوہستان میں اُتار دیا جب قاسم کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک دیو مجھے یہاں اُٹھا لایا ہے قاسم نے پوچھا کہ تو مجھے یہاں کیوں لایا ہے اُس دیو نے جواب دیا کہ اے شہریار میرا الماس دیو نام ہے اور بہت سے جن اور دیو اور غول صحرائی اور پری زاد اس درے میں رہتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہاں کا ایک قانون رکھا ہے کہ اس پہاڑ میں ترازو زنجیر سے بندھی ہوئی لٹکتی ہے اور ایک پلے میں ترازو کے ایک بہت بھاری پتھر رکھا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہی قانون رکھا ہے کہ جو کوئی اس پتھر سے زیادہ بھاری پتھر رکھکے ترازو کو اُٹھانے اُسے بادشاہ کرنا چاہیے سو پہلے میں نے اُس ترازو کو

اٹھا لیا تھا مین بادشاہ تھا اب ایک شہاب دیو ہی ایسا ہے کہ جسنے سوائی وزن کا پتھر اُس مین رکھکے اٹھا لیا اُسے بادشاہ کر دیا
سو اب مجھے آرزو ہے کہ مین بادشاہ یہان کا ہون قاسم نے کہا کہ شہاب دیو کو بلا لاؤ اب طلب شاہزادہ خاور سیاہ
کے شہاب دیو آگے حاضر ہوا اور ہمراہ شہاب دیو کے سب دیو اور پری اور جن اور غول آئے قاسم نے دس من شہاب
دیو کے اٹھانے سے زیادہ اُس ترازو مین رکھکے اٹھا لیا سب اجنہ اور پری زاد اور دیوون اور غولون نے المناس دیو کو یہان
کا بادشاہ کر دیا شہاب دیو کو معزول کرکے تخت پر سے اٹھا دیا شہاب دیو جاکے شاہزادہ بدیع الزمان کو اٹھا لایا
اور سارا حال اپنی سلطنت کا بعد اٹھانے اُس ترازو کے اور پھر المناس کو بادشاہ کر دینا باعث اور اضعاف
وزن کی ترازو اٹھا لینے کا اور اپنے معزول ہونے کا بیان کرکے کہا کہ مین نے تیرا دامن پکڑا ہے اب تو مجھے یہان کا بادشاہ
کر دے شاہزادہ بدیع الزمان نے تین من سوئی خاور سیاہ کے اٹھا لینے سے اُس ترازو کے پلے مین رکھکے سب
دیوون اور جنون اور پری زادون کے روبرو دو گز زمین سے بلند اٹھا لیا اور شہاب دیو کو پھر یہان کا بادشاہ کر دیا
اور المناس پھر معزول ہو کر تخت پر سے اُٹھ گیا قاسم نے کہا کہ مین پھر اس ترازو کو زیادہ بوجھ رکھکے اٹھاؤنگا اور یہ کہکے
دو من بوجھ بڑھا کے قاسم نے اُس ترازو کے اٹھانے کا ارادہ کیا کہ ایک طرف کا پلہ ترازو کا ٹوٹ گیا قاسم نہایت درہم برہم
ہو کر کہنے لگا کہ اس ترازو کو پھر بنا دو مین اٹھاؤنگا دیوون اور جنون اور پری زادون اور غولون نے کہا کہ یہ قانون حضرت سلیمان
نے نہین رکھا کہ ترازوے سلیمانی کو دوبارہ بنا کے کوئی اٹھائے بس یہ کہکے سبھون نے دوڑ کر شہاب کے قدم چوم لیے
اور کہا بس یہی نسلاً بعد نسل و پشتاً بعد پشت ہمارا بادشاہ ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے جب دیکھا کہ قاسم بہت
رنجیدہ اور اُداس ہوا تب شہاب دیو کو تو بادشاہ کیا مگر المناس دیو کو وکیل سلطنت اور پیشدست شہاب دیو کا کرکے
فرمایا کہ جسوقت ہم کنجاب پر لشکر کشی کرینگے تم بھی اپنے دیو پری جن غولون کے لشکر کو لیکے سنجان مین حاضر ہونا اور یہ کہکے
شاہزادہ بدیع الزمان بسمت سنجان اور شاہزادہ قاسم بسمت سمانیہ روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان کنجاب بن سنجر بن مالک اخربان کی کچھ بیان کیے جاتے ہین

کہ کنجاب مع لشکر ملک ششتر چار باغ کے میدان مین جوش و خروش تھا اُسنے حکم دیا کہ ہماری فوج جلد کوچ کرے مین برسر بدیع الزمان
لشکر کشی کرونگا علقمہ وزیر نے عرض کی کہ اے پیغمبر مرسل تجھے لازم نہین کہ تو آپ فوج کشی کرکے بدیع الزمان سے مقابلہ کرے
تمام سرداران کو مع لشکر روانہ کر کہ تیرے جانے مین تیری ہتک ہے ہر کوئی یہ کہیگا کہ پچیس ہزار ملک باختر کا پیغمبر ایک ادنی
بدیع الزمان سے جنگ کرنے گیا تجھے لوگ حقیر جانینگے علقمہ نے جو یہ کہا تو بختیارک نے کہا کہ اے کنجاب تجھے ثابت ہوتا ہے
کہ تیرا وزیر مسلمان ہے کہ ہمیشہ یہ وزیر دو کا بھی بدیع الزمان کی طرف سے کیا دیتا ہے بختیارک کی یہ فتنہ اور اغوا سے
کنجاب نے علقمہ کو گالی دی اور کہا کہ واقعی تیری تقریر سے ایک شبہ بدیع الزمان کا پایا جاتا ہے علقمہ وزیر اپنے
دل مین سوچا کہ کنجاب نہایت تیرہ دل اور سیاہ درون ہے شعر آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ گلیم بخت کسے را کہ
بافتند سیاہ ٭ یہ کافر ہے کسی طرح نہ مانیگا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو دولتشان بڑا صاحب اقبال مقبول خداے
ذوالجلال نہایت صاحب اقتدار اور مالک لشکر بیشمار کا ہو گیا ہے سواے اسکے امیر حمزہ صاحبقران بھی مع تمام سرداران
لشکر اسلام اس ملک باختر مین تشریف فرما ہو چکے اب یہ کنجاب میرا کچھ نہین کر سکیگا بہتر یہی ہے کہ مین بھی بخدمت
شاہزادہ بدیع الزمان والا قدر عالی منزلت حاضر ہون اور کاسہ فروشی اور جان نثاری مین سعادت دارین اور افتخار
کونین اپنا سمجھون غرض یہ سوچ کے علقمہ وزیر نے کنجاب سے کہا اے پیغمبر مرسل تو برسر جنگ ہے اور یہ بات
تو مشہور ہے کہ جنگ دو سردار دلہند صلاح دولت یہ ہے کہ خزانہ اور جواہر خانہ وغیرہ کا حکم دے تو مین اُسے لیجا کے

قلعہ فولاد میں رکھوں تاکہ اگر شکست کبھی دشمنوں کی ہو جائے تب بھی ایک طاقت خزانہ سیم و زر اور جواہر کی تو رہے گنجاب کو بصلاح علقمہ وزیر کی بہت پسند آئی اور تمام خزینہ اور گنجینہ اپنا علقمہ وزیر کو سپرد کر کے سمت قلعہ فولاد رخصت کیا اور علقمہ وزیر گنجاب کا خزانہ چھکڑوں اور شتروں پر لدوا کے سمت لشکر بدیع الزمان روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت سلطان صاحبقران مع شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار حسب الارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے اس باغ طلسم میں آ کے مقیم ہوئے تو انتظار میں تھے کہ دیکھیے شاہزادہ بدیع الزمان طلسم کشائی طلسم جالینوس کی کب کرے تاکہ ہماری بھی رہائی یہاں سے ہو ایک روز کی نقل ہے کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ کوئی شخص یہ کہتا ہے اے بندیان طلسم خبردار ہو جاؤ کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے طلسم جالینوس کو توڑا جسکو اسوقت یہاں سے نکل جانا ہو نکل جائے دم بھر میں ایک ہرن پیدا ہوگا پیچھے پیچھے اسکے نکل جانا یہ سنکر امیر باتوقیر بہت خوش ہوئے اور دیکھا کہ ایک ہرن مانند شیر ژیان کے تمام اسکے جسم پر خال سبز و سفید ہیں ایک جانب سے نمودار ہوا امیر باتوقیر اور عمرو اس ہرن کے تعاقب میں چلے جاتے تھے جس وقت کہ اس خاکستر سے باہر نکلے صاحبقران دوران نے دیکھا کہ وہ ہرن غائب ہو گیا تب سلطان صاحبقران نے جانا کہ ہم اب طلسم سے باہر نکل آئے پس سلطان صاحبقران اور شاہ عیاران عیار دونوں وہاں سے آگے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں امیر باتوقیر نے عمرو سے فرمایا کہ تو جاکے سرخیل وفاداران مقبل وفادار کو مع حریمان حرم محترم کے یہاں لے آ اور احوال کافروں کا بھی دریافت کرتا آنا کہ اب وہ سب کس فکر و تدبیر میں ہیں حسب الحکم سلطان باکرم کے عمرو وہاں سے روانہ ہوا اسکے بیان کا حال سنیے کہ عنق اور علیق دربندی سلطان صاحبقران کو مع شاہ عیاران عیار طلسم خاکستر میں ڈال کے آپ کنارے کنارے طلسم کے کھچتے ہوئے قلعہ عیار میں آئے مقبل وفادار سے کہلا بھیجا کہ امیر حمزہ باتوقیر تو سمت باختر روانہ ہوئے اور ہمکو بھیجا ہے کہ ہم اور تو دونوں مل کے نگہبانی ناموس صاحبقران کی کریں مقبل نے یہ پیام عنق اور علیق دربندی کا سنکے جواب دیا کہ میرے اور صاحبقران دوران کے ایک نشان کا قرار ہو چکا ہے اگر وہ نشان تم دونوں بتا دو تو جانوں کہ تم دونوں سچ کہتے ہو جب عنق اور علیق نے جانا کہ مقبل سے ایک حجت نکالی زیر قلعہ خیمہ استادہ کر کے مع اپنی فوج و سپاہ کے اتر پڑے اور فوج و سپاہ کو بھی وہیں اترنے کا حکم دیا روز دوم آشوب اختر شمار نے زیر قلعہ بہار آ کے باواز بلند کہا اے مقبل ہوشیار ہو جا کہ ہم نے امیر حمزہ صاحبقران کو لیجا کے طلسم خاکستر سلیمانی میں پھنسا دیا اب اگر امیر کی عمر نوح ہوگی تب بھی تا قید حیات اس طلسم سے امیر کی نجات اور مخلصی ہونا غیر ممکن ہے اب تیری سرکشی کچھ پیش نہ جائے گی تیرے حق میں بہتر یہی ہے کہ تو اطاعت ہماری قبول کر لے قلعہ سے باہر نکل آ جب سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے یہ گفتگو عنق اور علیق اور آشوب اختر شمار کی سنی تو تیر کو ترکش سے نکال کے گوشہ کمان میں پیوست کیا اور زہ کو زہ کو ملا دیا اور نشانہ سینہ اختر شمار کا تاک کے تیر کو پرتاب کیا تو وہ تیر مثل تیر قضا کے سینہ سے آشوب اختر شمار کے باہر نکل گیا اور وہ دم بھر میں پھڑک کر واصل جہنم ہوا اور عنق اور علیق نے آشوب اختر شمار کا مارا جانا دیکھ کے حملہ کیا اور قلعہ پر جاکے لڑائی کرنا شروع کی اور چاہا کہ اسکو زیر کرکے قلعہ اس سے چھین لیں مختصر یہ کہ تین مہینے کامل ہر روز حملہ فوج کفار کا قلعہ بہار پر ہوتا رہا اور ہنگامہ رزم و پیکار گرم رہا مگر غلامان نمک پروردہ موروثی صاحبقران دوران کے ہر دم سرفروشی اور جان نثاری کرتے تھے اور مقبل نے شبانہ روز بوچھار تیروں کی لشکر کفار پر کر رکھی تھی کہ ہزاروں کفار واصل جہنم ہو چکے تھے قضائے کار بعد تین مہینے کے آج پھر یورش اور حملہ فوج کفار کا قلعہ بہار پر تھا کہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار جو حسب الحکم امیر حمزہ صاحبقران کے واسطے بلانے مقبل اور طلب ناموس کے روانہ ہوا تھا وہ یہاں آ کے پہونچا اور یہ رنگ

میدان جنگ کا اور یورش فوج کفار کی قلعہ پہار پر دیکھ کے وہان سے پلٹا اور بخدمت امیر با توقیر آکے سارا حال کہا سلطان صاحبقران یہ حال سنکے نہایت درہم برہم ہوئے اور اشقر دیوزاد پر بیٹھکے بسرعت تمام رو بروقلعہ کے پہونچے اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے جانب لشکر عنق و علیق مخاطب ہوئے عنق اور علیق در بندی نے جو دیکھا کہ امیر حمزۂ صاحبقران آپہونچے دونون اپنے اپنے ہاتھ رومالون سے باندھکر اور تلوارون کو دانتون سے پکڑکے بحضور سلطان صاحبقران کے آئے اور اپنے اپنے سر اقدام عالی امیر عالی مقام پر رکھکے عذر خواہی کرنے لگے اور کہنے لگے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین قطعہ ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو ✤ آن کس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو ✤ من بد کنم و تو بد مکافات دہی ✤ پس فرق میان من و تو چیست بگو ✤ سلطان والا قدر عالی منزلت نے پھر عفو جرائم فرمایا اور وہ دونون پھر از سر نو بسس اور مکاری کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے عمر و نے ہر چند امیر با توقیر سے کہا کہ یہ دونون مشرف باسلام ہرگز نہین ہوے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اپنا سر کھائینگے میرا کیا کر سکتے ہین القصہ بعد ایک مہینے کے عنق اور علیق در بندی نے پھر کھانے مین بیہوشی دی اور سلطان صاحبقران اور عمرو اور مقبل کو بیہوش کر کے مطوق اور مسلسل کیا اور بعد اسکے فتیلہ رفع بیہوشی دلوایا جب امیر کو ہوش آیا تو بہت سا عتاب کر کے ایک عرابے پر بٹھلا دیا اور مع لشکر امیر کو بے کے سمت سبائل روانہ ہوے ابھی پہلی ہی منزل تھی کہ سامنے سے ایک گرد نمایان ہوئی اور جسوقت وہ گرد بیٹھی تو دیکھا چار لاکھ سوار کا لشکر چلا آتا ہے غرض بعد ادراک حال معلوم ہوا کہ طور سرکن نامے پہلوان حسب الحکم لقا سے مشرک خدا واسطے گرفتاری بدیع الزمان کے سمت سنجان جاتا ہے عنق اور علیق در بندی از روے استغنا و دور اندیشی قید امیر حمزۂ صاحبقران نامور کے لیے ایک سمت کو روانہ ہوے طور سرکن نے جو یہ خبر سنی کہ عنق اور علیق در بندی امیر حمزۂ صاحبقران نامدار کو مطوق اور مسلسل کیے بسرکار خداوند لیے جاتے ہین طور سرکن نے ایک سوار کو بھیج کے عنق اور علیق در بندی کو اپنی بارگاہ مین بلایا اور پوچھا کہ تم نے امیر حمزۂ صاحبقران دوران کو کیونکر پکڑا ہے عنق در بندی نے کہا کہ ایک نیزے مین حمزہ کو مین نے گھوڑے پر سے گرا کے مشکین باندھ لین یہ حال سنکے طور سرکن نے کہا کہ حمزۂ صاحبقران کو میرے سامنے لاؤ عنق در بندی حمزۂ صاحبقران عالی مقام کو روبرو طور سرکن کے لے گیا امیر با توقیر نے جسوقت اندرون بارگاہ طور سرکن کے قدم رکھا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا طور سرکن نے بڑی عزت اور توقیر سے سلطان والا قدر عالی منزلت کو صندلی پر بٹھلایا اور ایک محبت سلطان والا مرتبت امیر حمزۂ صاحبقران دوران کی دل مین پیدا ہوئی اسوقت اُسنے امیر با توقیر سے پوچھا کہ اے حمزۂ صاحبقران شہرہ تیری شجاعت اور بہادری کا اطراف واکناف عالم مین قاف سے تا قاف پہونچا ہر میدان مصاف زلزلہ قاف تو مشہور اور معروف ہوا پھر یہ بات کچھ میرے ذہن مین نہین آتی کہ عنق در بندی نے تجھے ایک نیزے مین گھوڑے پر سے گرا کے باندھ لیا سلطان والا شان نے فرمایا کہ وہ کونسا مسخرا کہتا ہے کہ مجھے ایک نیزے مین اُسنے مرکب پر سے گرا کے باندھ لیا ہے یہ محض جھوٹ اور سراسر غلط ہے اور یہ کہکے از ابتدا تا انتہا ساری حقیقت بیان کی طور سرکن نے کہا کہ اے حمزۂ صاحبقران بھلا بر گذشتہ صلوات اگر اب مین پھر تجھ سے قید سے نجات دے کے پکڑ لون تو پھر تو خداوند لقا کو سجدہ کرے گا امیر با توقیر نے کہا مجھے قبول ہے طور سرکن نے کہا کہ اچھا تم اُن کو طلب کر کے حمزہ کی قید کٹوا دو عنق در بندی نے کہا کہ اے طور سرکن یہ حمزہ عیار ہے اگر تو اسکی قید کھلوا دیگا تو پھر اسکو کوئی نہین پکڑ سکتا طور سرکن نے عنق در بندی کو گالی دے کر کہا بس اب تو کسی مقدمہ مین دخل نہ دینا اس عرصہ مین

لُہار واسطے قید کاٹنے کے آئے امیر حمزہ صاحبقران نے آہنگرون کو آمادہ قید کاٹنے کا دیکھکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے
کھینچا اور ہاتھون کی ہتھکڑیان پانوٗن کی بیڑیان گلے کا طوق فولادون کی مانند دار لٹو مانند تار عنکبوت کے توڑکر پھینک دیا
اور طور مہرکن سے دست و گریبان ہوکر دو پہر کے بعد کمر بند طور کا پکڑ کے زمین سے اُٹھا لیا او رچرخ دے کر چاہا کہ زمین پر مارے
طور نے عرض کی کہ امی سلطان صاحبقران مین شہر دار مروت یہ ہر گز نہیں ہے ہے بلند کرکے پایمال نہ کیجیے امیر با توقیر نے تب آہستگی
طور کو زمین پر رکھدیا طور مہرکن نے از سر صدق دل کلمہ شہادت پڑھ کے اسلام قبول کیا عشق اور تحقیق بھی از سر صدق مسلمان ہوئے
حسب اتفاق طور مہرکن کی ایک بیٹی جمیلہ عفت کشین نہایت حسین تھی اُسکو نذر امیر کی کرکے عرض کی کہ امیدوار ہون یہ آپ کی
کنیزی مین سرفراز ہو امیر با توقیر نے اُس سے عقد کیا اور بطن سے اُنکے دو لڑکے پیدا ہوے ہین کہ اپنے نامہ مین اکثر
کارہاے نمایان کرینگے اب حال سُنیے کہ جسوقت سلطان صاحبقران نے طور مہرکن کو مسلمان کرکے عمرو کو واسطے
خبر گیری شاہزادۂ بدیع الزمان کے روانہ کیا اور آپ صحبت عیش مین بیٹھے تھے کہ ناگاہ نظر کردۂ علی عمران منظور نظر
صاحبقران صاحب بفدۂ گران مہتر قران آیا اور بعد دعا اور ثنا کے عرض کیا کہ یا سلطان والاشان شاہزادۂ
بدیع الزمان نے شہر سنجان کو مسخر کرکے جو امیر غریب وہان کا مسلمان ہوگیا اُسے تو سرفراز کیا جسنے کفر و کافری کو ترک
کرکے ملت بیضا اور دین اسلام قبول نہین کیا اُسکو قتل کیا امیر با توقیر یہ خبر سُنکے بہت خوش ہوے بعد اسکے سلطان
صاحبقران نے احوال قاسم کا پوچھا مہتر قران نے جو کچھ کہ قاسم نے وہان کیا تھا وہ بیان کیا امیر قاسم کا حال سُنکے
قاسم سے نہایت ناراض ہوے روز دوم سلطان باکرم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا مین چاہتا ہون کہ وہ جاکے شاہزادۂ
بدیع الزمان کی خبر لاکے مجھے دے مہتر قران نے عرض کی کہ غلام ابھی خبر شاہزادۂ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار کی لیکر حضور مین
حاضر ہوتا ہی یہ سلطان عالی منزلت سے رخصت ہوکے سمت سنجان جاتا ہی

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ شاہزادۂ بدیع الزمان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا یکایک خبر پہونچی کہ گنجاب کا پیش خیمہ سمت سنجان روانہ ہوا
شاہزادۂ عالی مقام نے فرمایا کہ شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ٭ پیش خیمہ کیا وہ گنجاب اور تمام
لشکر آئیگا تو کیا اندیشہ ہی خدا اے ناصر کی نسبت ابھی یہی کہ رہا تھا کہ ناگاہ ایک تخت شاہی دیو دوش پر لیے ہوے آسمان
سے زمین پر بارگاہ مین شاہزادۂ بدیع الزمان عرش جاہ کی آترے اور حال گردن خاقان چین ہنگام مقابلہ و
مجادلہ ضرب دار شمشاد و فولاد دیو کی ہاتھ ٹوٹنا بہرام کا جو کچھ کہ گذرا تھا سب بیان کیا اور عرضی بہرام کی بنظر انور
شاہزادۂ نامور سے گذرانی شاہزادۂ بدیع الزمان نے مضمون عرضی کا مطابق ان چارون دیوون کے بیان کے پایا
اور بعد اسکے اپنے سردارون کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ یارو گنجاب ایسے دشمن منصب اور زبردست نے تو
لشکر کشی مجھپر کرکے پیش خیمہ اپنا اس طرف کو روانہ کیا ہی اب مین متحیر ہون کہ کیونکر پردۂ قاف مین جاکے بہرام گرد
ن خاقان چین کا شریک حال ہون اور جو نہین جاتا ہون تو خلاف میری وضع کے اور بعید از مروت ہی پھر
دیوون سے پوچھا کہ پردۂ قاف کے جانے آنے مین کتنے دنون کا عرصہ ہوگا چارون دیوون نے کہا کہ آٹھ روز آنے
مین اور جانے مین گذرینگے اور دو ایک دن مین وہان تصفیہ لڑائی کا ہوگا سب دس بارہ روز کا عرصہ گذر جاے گا
شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ پھر دس بارہ روز تو کچھ مشکل نہین اگر گنجاب بہت جلد آئے گا تب بھی دس
بارہ دن مین نہین آسکے گا یہ کہکے اُس تخت پر سوار ہوا اور وہ چارون دیو تخت کو لیکے قاف سوم مین لائے
کا فور پری زاد خسر بہرام گردن خاقان چین استقبال کرکے اپنی بارگاہ مین لایا اور شاہزادۂ بدیع الزمان

کو دیکھکر بہرام گردن خاقان چین رونے لگا شاہزادہ بدیع الزمان نے سبب رونے کا پوچھا بہرام نے کہا مجھسے
اور ہرزبان خراسانی سے کشتی قرار پائی ہی اب میرا ہاتھ ناقص ہو گیا اور ایک ہاتھ سے مین ہرزبان خراسانی کے روبرو
کیا کرسکونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ حال سنکے بہت سا افسوس کیا اور بہرام کی نہایت دلجوئی اور تسلی
کرکے کہا کہ ای بہرام نظر بکرم کریم کارساز کرو تمہین سب طرح کی قدرت ہی شعر مردہ را زدی روح ساز زندہ را بیجان
کند ہرگز است را کہ خواہد در دمے سلطان کند یہان تو شاہزادہ بدیع الزمان سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہان
فولاد دیو کو خبر پہونچی کہ ملکا فورشاہ پری زاد نے پردہ دنیا سے ایک آدمزاد کو میرے مقابلے اور مجادلے کے واسطے بلایا ہی
فولاد دیو نے اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیا اور روز دوم میدان مین نکل کے مبارز طلب ہوا شاہزادہ بدیع الزمان
والاشان تیغہ طلمورشاہ دیوبند پکڑکے اُسکے مقابلے مین گیا فولاد دیو نے شاہزادہ عالم کو دیکھکر پوچھا کہ ای خیرہ سر
تو کون ہی جو مجھ سے برسر جنگ آیا ہی اور جو قضا گریبان گیر ہو کر تجھے یہان لائی ہی تو خبردار ہوشیار ہو جا اور ایک
ضرب میرے ہاتھ کی لے یہ کہکے وہی وار شمشاد بر سر شاہزادہ بدیع الزمان ماری شاہزادہ عالم نے سپر کو
پناہ کیا اور بافضال ایزدی شاہزادہ بدیع الزمان اُسکی ضرب کو رد کرکے اُس دیو کے پیٹ گیا اور زد گرفتار کشش
کا ہونے لگا تھوڑی دیر مین شاہزادہ عالم نے لنگر فولاد کا توڑکے اُٹھا لیا اور زمین پر مارکے چاہا کہ سر اُس دیو
کا کاٹ ڈالے فولاد دیو نے بعجز اور انکسار رو رو کے کہا کہ ای شہریار مجھے قتل نہ کرین اسلام قبول کرتا ہون شاہزادہ
بدیع الزمان نے فولاد دیو کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا اور سپہ سالار ملکہ کافورشاہ کا کیا اور دلارام دختر
مقدار ملک کافورشاہ کی بیٹی کو بہرام گردن خاقان چین کے ساتھ منعقد کر دیا چنانچہ بطن سے دلارام کے ایک
لڑکی پیدا ہوتی ہی کہ تو رستم نامہ مین اُس لڑکی سے بہت سے کار نمایان ظہور مین آئینگے بعد ازان شاہزادہ
بدیع الزمان نے بہرام سے کہا کہ اب تم بھی علاج کرو بر دست لشکر کشی برسر گنجاب آزما یہ کہکے بہرام گردن خاقان چین
اور ملکہ کافورشاہ پری زاد سے رخصت ہو کے اُسی تخت پر سوار ہوا اور وہی چارون دیو بدیع الزمان کو
تخت پر بٹھلا کے شہر سنجان کی طرف روانہ ہوتے ہین

اب دو کلمے داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ خاور سیاہ نے چاہا کہ تیاری لشکر کی کرکے برسر گنجاب روانہ ہو اس عرصہ مین بارہ شتر سوارون کی آئی
بطریق کفار قاسم کو سلام کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے پوچھا کہ تم کہان سے آتے ہو انھون نے کہا کہ ہم گلستان کوہ
سے ایک عرضداشت لیکے آئے ہین اور یہ کہکے وہ عرضی ملک قاسم کو حوالے کی اُسمین پہلے تعریف لقائے مشرک
ہر اکی بعد ازان تعریف گنجاب کی ابعد اسکے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل کی لکھکے مرقوم تھا کہ
مین منصور شاہ گلستان کوہ کا بادشاہ ہون بخدمت شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم یہ التماس رکھتا ہون
کہ گنجاب نے مجھے اپنی مدد کے واسطے طلب کیا ہی اور مجھے ایک مشکل درپیش ہی بارہا مین نے بحضور خداوند لقا
اور بخدمت گنجاب عرضیان بھیجین مگر کسی نے کچھ جواب مجھے نہ دیا اور کسی سے وہ مشکل میری حل نہو سکی شہرہ اور
تعریف تیری جوانمردی کی سنکے مین نے یہ عرضداشت تجھے لکھی ہی اگر تو میری مشکل کو حل کر دے مین تیری فرمان برداری
اور غلامی بدل و جان اختیار کرکے مسلمان ہوتا ہون اور تیرے ہمراہ رکاب گنجاب سے مع چار لاکھ سوار
کی فوج و سپاہ کے لڑنے کو حاضر ہون اور جو تو میری مشکل حل نہین کر سکے اور تو نہ آئیگا تو مین گنجاب کی
مدد کے واسطے جاتا ہون جو نہین شاہزادہ خاور سیاہ نے عرضداشت پڑھ کے ارادہ چلنے کا کیا

سرداروں نے عرض کی کہ شہریار لشکر بھی ہمراہ لیجائیے قاسم نے کہا کہ بدیع الزمان جہان برسر رزم و جنگ تنہا یکجان و احد
جاتا ہی اور کار نمایان کرکے مراجعت کرتا ہی مجھے لشکر کے لیجانے کی احتیاج نہین ہی یہ کہکے بیس پچیس آدمی ہمراہ لیکے سمت
گلستان کوہ روانہ ہوا جبکہ خبر آمد شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کی منصور شاہ نے سنی واسطے استقبال کے سوار ہوا
اور شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کو بڑے اعزاز اور اکرام سے لاکے تخت پر بٹھلایا شاہزادہ خاور سپاہ نے پوچھا کہ تجھے
کیا مشکل درپیش ہی بیان کر منصور شاہ نے کہا کہ ای شہریار اس پہاڑ مین ایک درہ ہی کہ جاڑے اور گرمی اور برسات
مین یکسان سبز و خرم رہتا ہی اور اُس درے کو درۂ گلستان باختر کہتے ہین اور اُس درے مین ایک طاق ہی لیکن ہمیشہ بند رہتا ہی
اور برابر اُس طاق کے دو سوراخ ہین اور اُس درے پر ایک تصویر ہیبت جوشن کی بنائی ہی نجومیون اور کاہنون نے حکم لگایا ہی
کہ جو شخص اُسپر تیر لگائے اگر نشانے پر لگے تو مراد اُسکی حاصل ہی اور جو تیر اُسکا ٹوٹ جائے تو ایک آواز پیدا ہوتی ہی اور
اُس سوراخ مین سے ایک ہاتھ نکلتا ہی اور اُس شخص کو پکڑکے ایک باغ مین لیجاکے ڈال دیتا ہی اور پھر اُس شخص کا کہین پتہ
اور نشان کسی کو نہین ملتا یہی مشکل مجھے درپیش ہی مین چاہتا ہون کہ یہ راز تجھ سے منکشف ہو جاے شاہزادہ خاور سپاہ
نے کہا بسم اللہ ابھی یہ کہکے اسی وقت سوار ہوا اور اُس درے پر آکے دیکھا ایک سنگ سفید پڑا ہی اور جو کچھ کہ منصور شاہ
نے بیان کیا تھا وہی سب کیفیت وہان دیکھی شاہزادہ خاور سپاہ نے ہزار ہزار نام جناب حق سبحانہ تعالی کا لیکے تیر اُس
تصویر پر مارا اور تیر اُسکی چھاتی پر آکے ٹوٹ گیا اُسوقت واقعی ایک آواز وہان سے پیدا ہوئی اور ایک ہاتھ اُس
سوراخ مین سے نکلکے قاسم کو اُٹھا لے چلا مہلت دم بھر کی نہ ملی اور وہ دروازہ بند ہو گیا قاسم کو اندر لیجاکے ڈال دیا
منصور شاہ نے جو حال دیکھا شاہزادہ خاور سپاہ کے ہمراہ کے لوگون سے کہا کہ لو اب تم سب یہان سے جہان جی چاہے
جاکے غزا داری ملک قاسم کی کرو کہ اب یہان سے زندہ و سالم قاسم کا نکلنا اشکال اور بہت دشوار ہی ستارہ بن
اخی سلیمان مع چند سردارون کے گریبان چاک کرکے خاک سر پہ ڈالتا وہان سے بمشورہ سب سردارون کے بخدمت شاہزادہ
بدیع الزمان روانہ ہوتا ہی

اب قسم داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان سے بیان کیا جاتا ہی

جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان پردہ قاف مین بہرام گرد بن خاقان چین سے رخصت ہوکے قلعہ سنجان مین داخل ہوا اور
چارون دیوون کو مع تخت رخصت کرکے آپ بارگاہ مین جلوہ فرما ہوا اُسوقت حکم دیا کہ نامے ہر ایک دلاور و سردار کو
لکھکر روانہ کرو کہ سب اپنی فوج و سپاہ لیکے میدان رزم گاہ مین آکے حاضر ہون اور جو بدارا و ہرکارے حسب الحکم
شاہزادہ عالم کے فرمان لیکے چار طرف روانہ ہوے بعد ازان شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان واسطے تجویز میدان
جنگ کے سوار ہوکے نکلا تھا کہ ناگاہ ایک طرف سے ایک غول آدمیون کا سر برہنہ و خاک بسران اور نالہ و فریاد کنان
گریبان چاک نمایان ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر خوب اچھی سر زنی اور سینہ کوبی کرکے داد بیداد کرنے لگے
شاہزادہ عالم نے پوچھا کہ صاحبو کیا سبب تمہارے شیون و شین اور چاک گریبانی اور خاک افشانی کا ہی اُن سبھون نے
سارا حال شاہزادہ خاور سپاہ کے طلسم مین جاکے مفقود الخبر ہو جانے کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان یہ خبر
سُنکے نہایت مغموم اور رنجیدہ اور اندوہگین ہوکے اپنے دل مین سوچا کہ اب مجھے اُس طلسم مین جانا واجب ہی شاید کوئی
کام مجھ سے بن پڑے فضل بن گیا ہور خون آشام نے توجہ خاطر شاہزادہ والا شان کی سمت طلسم مین جانے کی دیکھکر
منع کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے نہ مانا اور فضل بن گیا ہور خون آشام کو ہمراہ لیکے اُس درۂ طلسم کی جانب
چلا اور وہان جاکے اُسی طریق سے تیر اُس تصویر پر مارا اور شاہزادہ بدیع الزمان کا بھی تیر نشانے پر پہونچ کر ٹوٹ گیا اور

اُسی طرح سے اُس تصویر سے ایک آواز مہیب پیدا ہوئی اور ایک ہاتھ اُس سوراخ میں سے نکل کے شاہزادۂ عالم کو اُٹھا لے گیا اور اُسی باغ میں لیجا کے چھوڑ دیا یہان منصور شاہ نے قفل بن گیا ہو رخون آشام سے کہا کہ اب تو بھی جا کے فرزند بدیع الزمان نامدار کا تا قید حیات رہ قفل بن گیا ہو رخون آشام نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور سر زنان و سینہ کوبان گریان و نالان فقیر ہوکے اُسی درے مین بیٹھ گیا وہان جسوقت آنکھ شاہزادۂ بدیع الزمان کی کھلی تو دیکھا کہ برابر قاسم کے مین بھی بیٹھا ہون شاہزادۂ خاور سیاہ نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر کہا جہان مین ہون وہان تو کیون آیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا قاسم تو بھی عجب طرح کا جاہل مطلق ہو مین اپنے اختیار سے آیا ہون جو تجھے یہان لا کے بٹھلا گیا وہی مجھے بھی یہان لایا قاسم نے کہا اب تو مقدمہ مین قلعہ سنجان کے کیا کہتا ہو گنجاب تو میرا ایک صید لاغر ہو اور ملک باختر میرا حق ہو شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ گنجاب میرا شکار ہو کل باختر کو مین نے سحر کیا ہو رفتہ رفتہ یہان تک گفتگو بڑھی کہ نوبت کشتی اور گھوسم گھوسا کی پہونچی زنجیرون کے شور و غل سے پاسبانون نے جو آپس مین دونون کو لڑتے دیکھا اُنھون نے جا کے اپنے بادشاہ سے اطلاع کی بادشاہ نے دونون شاہزادون کو اپنے روبرو طلب کرکے پوچھا کہ پہلے زیادتی اور پیشدستی کسنے کی ہو شاہزادۂ خاور سیاہ نے اشارہ بسمت شاہزادۂ بدیع الزمان کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ پہلے تو نے زیادتی کی اب منکر ہوا جاتا ہو مگر معلوم ہوا کہ قتل ہونے سے ڈرتا ہو خیر اگر یہی تیرا خیال ہو تو اول پیشدستی مین نے کی ہو شاہزادۂ خاور سیاہ نے کہا واقعی سچ تو یہ ہو کہ پیشدستی اور زیادتی پہلے مین نے ہی کی ہو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکا پہلے ہاتھ کاٹو بعد اسکے قتل کرنا جب شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ رنگ دیکھا تو آنکھون کو تسم دے کے کہا کہ پہلے مجھے قتل کرو کہ مین شاہزادۂ خاور سیاہ کے دشمنون کو قتل ہوتے نہ دیکھون قاسم نے کہا کہ اے بادشاہ تو پہلے مجھی کو قتل کر کہ مین شاہزادۂ بدیع الزمان کے دشمنونکی مرگ نہین دیکھ سکونگا ایسی بحث و تکرار مین دیکھا کہ گبشاہ بیٹا ہاروت جادو کا کہ ملک قاسم کے ہاتھ سے بھاگ کے اس طلسم مین آ کے مخفی ہوا ہی اور ہاروت جادو قاسم کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور اس طلسم مین چھپا گبشاہ کا بادشاہ ہی گبشاہ نے جو قاسم کو دیکھا تو پہچان کے اپنے چچا سے کہا کہ اے عم بزرگوار اس جوان لعل پوش قاسم نے میرے باپ ہاروت جادو کو مار ڈالا اور مین نے اس جوان سے وہ نیکی کی تھی کہ تین مرتبہ زیر تیغ جلاد سے بیٹھا ہوا دیکھ کے اُٹھا لایا اور اُسنے اسکے عوض مین میرے ناموس کے خراب کرنے کا قصد کیا اور مجھے بڑے بڑے آزار دیے مین میرے بھائی اور ہاروت جادو میرے باپ کو مار ڈالا ہی لہذا امیدوار ہون کہ اس جوان لعل پوش کو مجھے حوالے کر دے کہ اسکو لیجا کے مین بعد اب ایسے قتل کرون بادشاہ طلسم یعنی گبشاہ کے چچا نے کہا اے گبشاہ تو ان دونون کو جہان جی چاہے لیجا کے قتل کر خواہ آزاد کر گبشاہ نے شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کو اپنے چچا سے لے کے اپنے ساتھ کے ساحرون سے حکم دیا کہ ان دونون کو درمیان دریاے محیط کے قلۂ کوہ پر چھوڑ آؤ چنانچہ حسب الحکم گبشاہ کے چند ساحر شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کو لیجا کے دریاے محیط مین قلۂ کوہ پر بٹھلا کے چلے آئے شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ پہاڑ کان شقاقل کا ہو دونون شاہزادے جڑ شقاقل کی کھود کھود کر کھاتے تھے اور ایک مہینا بھر اُس پہاڑ پر رہے آخر الامر جب کہ بہت تنگ ہوے تو یہ تدبیر ٹھہرائی کہ ایک درخت کو اُکھاڑ کے دریا مین ڈال دیجیے اور اُسپر سوار ہوکے کسی طرف نکل چلیے اور یہی تدبیر کرکے دونون نے دو درخت اُکھاڑ کے دریا مین ڈال دیے اور اُنپر دونون صاحب سوار ہوکے چلے قضاے کار باد مخالف چلی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان ایک طرف اور شاہزادۂ قاسم ایک طرف بہ کے نکل گئے پہلے قاسم نے دور سے ایک جزیرہ دیکھا جب وہان پہونچا تو ایک دیو کو

دیکھا کہ مثل لعل کے گلنار رنگ تھا اور نام اُس دیو کا گلگون دیو تھا قاسم کو وہ دیو دیکھکر دوڑا اور قاسم سے لپٹ کر
زور کشتی کا کرنے لگا قاسم نے اُسے تھوڑی دیر مین اُٹھاکے دے مارا دیو نے کہا ای آدمزاد واسطے اپنے دین کے مجھے چھوڑ دے
قاسم نے کہا تو مجھے ملک باختر مین پہونچا دے دیو نے کہا کہ آہرمن نام ایک جادوگر مجھے لاکے یہان مبتلا کیا ہی اُسکے خوف
سے مین کہین یہان سے جا نہین سکتا اگر تو اُس ساحر کو مار ڈالے تو مین تجھے باختر مین لیجاکے پہونچا دون قاسم نے کہا مجھے
ایسی گھات بتا پر تو بتلا دے کہ وہ آئے مین اُسے پکڑ لون اور مار ڈالون گلگون دیو نے قاسم کو ایک کمین گاہ مین لیجاکے
بٹھا دیا جسوقت وہ ساحر آیا ملک قاسم نے کمینگاہ پر سے ایک تیر اُس جادوگر کو مار کر جہنم واصل کیا گلگون دیو نے
جب دیکھا کہ وہ ساحر مارا گیا بیخوف و خطر شاہزادۂ خاور سیاہ کو اپنے دوش پر سوار کرکے سمت باختر روانہ ہوا اتفاقا
راہ مین نقابدار سبز پوش ہوا خواہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے قاسم کو دیو پر سوار جاتے دیکھکر کہا کہ تیرے ہمراہی
نقابدار سرخ پوش نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو شکارگاہ سلیمان مین بہت سا سرگردان و خراب کیا تھا مین
تجھے تا وقتیکہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو نہ ڈھونڈھ لاؤنگا قید کرونگا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو ملک باختر مین لیجاکے
پہونچا دونگا یہ کہکے اپنے ہمراہ کے دیوون کو اشارہ کیا اور قہرا و جبرا ملک قاسم کو پکڑکے قید کر لیا بعد ازان نقابدار
سبز پوش نے قاسم کو دیوون کے حوالات مین کرکے کہا جہان مین نے کہ رکھا ہی وہان تم سب قاسم کو لیجاکے قید رکھو یہ
کہکے نقابدار سبز پوش شاہزادۂ بدیع الزمان کی تلاش مین چلا یہان نقابدار سبز پوش کے دیو جو قاسم کو لیکے چلے
اثناے راہ مین نقابدار سرخ پوش ہوا خواہ ملک قاسم نے دیکھا اُسنے قاسم کو پہچان کے دیوون سے چھین لیا اور
قاسم کو اپنے ہمراہ لیکے بر سر نقابدار سبز پوش روانہ ہوا راہ مین نقابدار سبز پوش سے ملاقات ہوگئی نقابدار
سرخ پوش نے پشت پر سے آکے نقابدار سبز پوش کو زخمی کیا اور برابر سے شاہزادۂ خاور سیاہ پہونچا نقابدار سبز پوش
نے جو دیکھا کہ اب مین مارا جاؤنگا بھاگ کر طلسم بار خیز مین جاکے چھپا نقابدار سرخ پوش نے ارادہ کیا کہ مین بھی طلسم
مین جاؤن قاسم نے منع کیا اور نہ جانے دیا تب نقابدار سبز پوش نے قاسم کو ملک باختر مین پہونچا دیا آپ سمت
دریا چلا بس شاہزادۂ بدیع الزمان جو اُس بیڑی پر سوار دو شبانہ روز سے دریا مین چلا جاتا تھا یکایک غلبہ خواب کا ہوا
اور کئی مرتبہ آپ کو خوب سا سنبھالا آخرکار دریا مین گر پڑا اور غوطے کھاکے جو نکلا تو چار و ناچار شناوری کرتا ایک طرف کو چلا اتفاقا
ایک جادوگرنی کہ سوسے آسمان سے آئی تھی اُسنے شاہزادۂ عالم کو ڈوبتے دیکھکر دریا مین سے باہر نکالا اور کہا کہ یہ صحرا
بار خیز ہی اگر تو ارادہ اس طرف جانے کا کریگا تو سانپ تجھے کاٹ کھاوینگے تو ہلاک ہو جائیگا اور یہ راہ طلسم بار خیز کی ہی اور
میرا نام شمس عذار جادو ہی یہ کہکے وہ ساحرہ چلی گئی شاہزادۂ بدیع الزمان نے چاہا کہ سمت صحرا کے بار خیز جاوے
کہ ایک حبشی اُس صحرا مین نظر پڑا اُسنے منع کیا اور کہا کہ تو ادھر نہ جا اُس طرف جا اچھی جگہ شاہزادۂ بدیع الزمان اُس
حبشی کو جواب نہین دینے پایا تھا کہ سامنے سے نقابدار سبز پوش ہوا خواہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا نمودار ہوا اور
شاہزادے نے جو اُسے زخمی دیکھا تو پوچھا کہ تو یہان کہان اور تجھے کسنے زخمی کیا نقابدار سبز پوش نے سارا حال قاسم کا
اور اپنے زخمی ہونے کا بیان کیا بعد اُسکے نقابدار شاہزادۂ بدیع الزمان کو بادشاہ یعنی کبشاہ کے پاس لایا
کبشاہ نے پوچھا کہ تو قاسم کو اپنا دوست جانتا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا قاسم میرا دشمن سے بدتر ہی باوصف
اسکے کہ مین نے دو مرتبہ اُسے قتل ہونے سے نجات دی ہی کبشاہ نے کہا جو تو اُسکا دشمن ہی تو مین تجھے اس طلسم سے نکالے دیتا
ہون شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا مین جبتک طلسم کشائی نہ کرونگا یہان سے ہرگز نہین جاؤنگا کبشاہ یہ بات
سُنکے بہت رنجیدہ ہوا اور ناراض ہوکر کچھ کلمات سخت کہنے لگا شاہزادۂ بدیع الزمان کو کبشاہ کی گفتگو سے

شدت غم و غصہ سے اُس شب کو نیند نہ پڑی اور تمام رات رویا کیا صبح کے وقت سو گیا خواب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیکھا کہ فرماتے ہیں شاہزادہ بدیع الزمان چل تجھے اس طلسم سے باہر نکال دوں شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے بزرگوار اگر التفات فرمایا ہے تو مجھے رستہ بتلا دیجیے کہ میں اس طلسم کو توڑ کے یہاں سے جاؤں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک سفید مہرہ اور ایک سیب اپنے پاس سے شاہزادہ بدیع الزمان کو دے کے کہا کہ اے شاہزادہ بدیع الزمان تجھے لازم ہے کہ اس صحراے مار خیز سے نکل جا اور اس جنگل کی گھاس بار رستہ ہے کہ دیں تو زمین میں غرق ہو نگاہیں اور تجھے سانپوں کے باہر نکلنے تجھے منع کرینگے اور کہینگے کہ اس راہ سے نہ جا اسوقت تو اس سیب کو اُن سانپوں کو دکھلاتا جانا کہ وہ سیب کو دیکھکر بیہوش ہو جاینگے اور پھر جنبش نہ کرسکینگے لیکن توجسوقت زمین پر قدم رکھے تو خوب سمجھ بوجھکے پاؤں رکھنا اور جب اُس صحرا سے باہر نکل جائیو وہاں ہوشیار رہ اور ایک طاق ہے اور اُس طاق میں ایک بقچہ قالین رکھا ہے اور پیچھے طاق کے ایک دیو بیٹھا ہے کہ اُسکا نام شیر وجیہ ہے تو اُس دیو کو یہ سفید مہرہ دکھلانا وہ دستہ بقچہ اور غالیچہ اُس سے مانگ لینا اور اُس قالین پر بیٹھکر کہنا کہ بحق حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام مجھے وہاں پہونچا دے جہاں جانے کا میرا مدعا ہے وہ غالیچہ تجھے وہاں پہونچا دیگا اور تیرا مطلب حاصل ہو جائیگا غرض یہ فرمائے حضرت سلیمان علیہ السلام نظروں سے غائب ہو گئے اور شاہزادہ بدیع الزمان خواب سے بیدار ہوا اور اُس صحراے مار خیز میں آیا اور بموجب ارشاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے اُس جنگل سے نکل کے اُس طاق کے پیچھے پہونچا اور شیر وجیہ دیو کو سفید مہرہ دکھلا کے وہ بقچہ اور غالیچہ اُس دیو سے لیا اور غالیچہ پر بیٹھکے اُس طلسم سے روانہ ہوا

جنگ ہونے کی داستان بارگاہ لقاے مشرک خدا سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت خبر ورود اقبال اور نزول اجلال امیر حمزہ صاحبقران باتوقیر کی یاقوت شاہ جرنیل درگاہ کو پہونچی کہ حمزہ صاحبقران مع فوج دریا موج اور لشکر فیروزی اثر بعظمت تمام و شوکت مالاکلام دریاے نیل کے ملک باختر میں داخل ہوے اور اُسکے سرداروں نے کل باختر کو اپنے قبضے میں کر لیا نہایت درہم اور برہم ہو کر لقاے مشرک خدا ازمرد شاہ باختری مردود کے پاس گیا اور عرض کی کہ اب مجھے زیادہ طاقت صبر اور ضبط کی باقی نہیں ہے کہ گوہر ملک کو چھوڑ دوں خصوصاً اندنوں میں کہ لشکر خدا پرستوں کا کل باختر پر محاصرہ کیے ہے اور روز بروز خدا پرست زور پکڑتے جاتے ہیں مجھے یہی ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو گوہر ملک میرے ہاتھ سے جاتی رہے لقاے مشرک خدا نے کہا کچھ اپنے دل میں تو وسوسہ اور اندیشہ نہ کر یہ کہکے لقا نے سہیل اور عشقا کو طلب کر کے کہا کہ تم اپنا اپنا لشکر لے کے سمت باختر جاؤ اور بدیع الزمان اور قاسم وغیرہ جس خدا پرست کو تم دیکھو اور پاؤ اُسے گرفتار کر کے میرے پاس لا کے حاضر کرو حسب الحکم لقا کے سہیل اور عشقا مع اپنی فوج اور سپاہ کے سمت باختر روانہ ہوے اور جسوقت یہاں پہونچے فرامرز عاد لندھور کے پاس جاتا تھا اثناے راہ میں اُن دونوں کافروں سے مقابلہ ہو گیا اور بوقت مجادلہ سہیل فرامرز کے ہاتھ سے زخمی ہو کر کوہ سلیمانیہ کی جانب نکل گیا اور وہاں بدنجمی اپنے زخموں کے اچھے ہونے کی فکر میں بیٹھا تھا حسب اتفاق سہیل کا ایک عیار قہر شدید نامے بڑا ہرافزادہ ہے اُسنے آ کے سہیل سے پوچھا کہ تو زخمی کہاں ہو گیا اور ایسا درجہ غمگین اور ملول کیوں ہے سہیل نے کہا خداوند لقا نے مجھے ایک کام کو بھیجا تھا سو مجھ سے وہ کام سرانجام نہ ہو سکا اگر اب تو جاکے وہ کام کر آئے تو خوب الہراد قہر عیار نے کہا کہ وہ کیا کام ہے سہیل نے کہا کہ تو جاکے فرامرز عاد و مغزلی کو پکڑ لا عیار نے اقرار کیا کہ میں ابھی جاکے فرامرز کو پکڑ لاتا ہوں یہ کہکے سہیل سے رخصت ہوا اور لندھور کے لشکر میں جاکے شب کو اندرون بارگاہ گیا لیکن فرامرز عاد و مغزلی کو نہ پایا جمہور جہان سوز شہنشاہ قبرزن کو بیہوش کر کے پکڑ لے گیا سہیل نے جمہور کو دیکھ کے سطوق اور سلسل کیا اور ہوشیار کر کے جب نام جمہور کا معلوم

جب آفتاب غروب ہو کے ایک اعرابی پر بٹھا کے بہت سا مال لے کر چلا جب کہ در بند سر حار اکن اور بیشہ فیض رسان مین پہونچا تو
ایک ہرکارے کو واسطے اطلاع کے بخدمت یاقوت شاہ روانہ کیا یاقوت شاہ نے لوگونکو بطریق استقبال کے بھیجکر اپنے پاس
بلایا اور یاقوت شاہ نے جمہور کو جوان دلاور دیکھکر پوچھا کہ ای جوان تجھے سہیل نے کیونکر پکڑا ہی جمہور نے جواب دیا کہ سہیل
کیا سحر اہی کہ مجھے پکڑ لاتا اُس نامرد نے پھر اپنے عیار کو بھیجکر مجھے عالم بیہوشی مین چرا منگایا ہی اور تیرے پاس لایا ہی اگر میرے
قول کا تجھے اعتبار نہین ہی تو میرے ہاتھ کھلوا دے اور جتنے تیرے بارگاہ نشین ہین سب مل کے مجھے پکڑین تو مین جانتا کہ ہان سہیل
نے بھی تجھے پکڑ لیا ہوگا یاقوت شاہ نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جو کوئی تجھ سے پوچھے تو یہ کہنا کہ سہیل نے مجھے مردانہ وار
پکڑ کے یہان بھیجا ہی اسکے بعد مین خداوند لقا کے سرفراز کرے گا بہشت بڑا مرتبہ دے گا جو یہ نہ کہے گا تو خداوند لقا تجھے بعذاب الیم
مبتلا کرے گا بس اب جا تو لقا سے جو خداوند جہان ہی سجدہ کر کہ پھر راہ راست یا کفر کو سمجھ کہ تیرا مطلب دلی حاصل ہو جمہور جہان سوز شہزادہ
تبریزن نے یہ گفتگو یاقوت شاہ کی سنکے کہا لاکھ بار لعنت اُس خر کی بکر پر یا دیو ضلالت لقا سے مشرک خدا پر اور تجھ پر اور
لقا کے پرستارون پر مین کرتا ہون یاقوت شاہ نے یہ سنکے کہا معلوم ہوا تو سیاہ دل ہی اور تجھے خوب معلوم ہوا ہی کہ یہ
فرقہ خداپرست ایسا نہین ہی جو خداوند کی پرستش اور ستائش کرے گا یہ کہکے سب کو نیچے چھوڑ کے یاقوت شاہ آپ یا اسے
قیطول گیا اور قدم قدم گاہ دیر کا ناگاہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای بندۂ قدرت چہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ نے کہا یا خداوند
تو نے تقدیر کی تھی کہ سہیل یا عنقا جا کے حمزہ کے پہلوانون اور سردارون کو پکڑ لائین سو ان دونون نے جا کے ایک جرار سردار
لشکر حمزہ کو پکڑ لا کے حاضر کیا ہی لقا سے مشرک خدا نے کہا اُس خداپرست نے مجھے سجدہ کیا یا نہین یاقوت شاہ
نے عرض کی کہ وہ خداپرست نہایت سیاہ دل ہی تجھے طرح طرح کی باتین نالائق کہتا ہی لقا نے کہا اب جا کے تو اُسکو میرے
روبرو لا اور کہ مین اُسے پیغمبر مرسل کر دونگا یاقوت شاہ قیطول پر سے اُتر کے جمہور کو اپنے ہمراہ قیطول پر لے چلا
جس وقت کہ یاقوت شاہ قدمگاہ پر پہونچا ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای بندۂ قدرت چہ تقدیر کردم یاقوت شاہ نے
جمہور سے کہا کہ یہان آواز خداوند کی سنکے سجدہ کر جمہور نے کہا وہ کیا اگلا ہی جسے مین سجدہ کرون اسمین دوبارہ آواز
پیدا ہوئی کہ ای یاقوت شاہ اُس بندے نے مجھے سجدہ کیا یاقوت شاہ نے عرض کی کہ یا خداوند یہ جوان بہت
تاریک دل ہی ہرگز سجدہ نہین کرتا ہی لقا نے کہا کہ پردہ حجاب کا اُٹھا دو غرض جب پردہ اُٹھ گیا شاہزادہ جمہور نے
ایک گنبد مینا کی ایسا وسیع دیکھا کہ جسمین ہزارہا ہزار سردار و سردار بردست بستہ کھڑے ہین بہت پر تکلف بنا ہوا اور بنیاد معقول
ہی اور ایک گبر بوڑھا قوی ہیکل تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہی اُس گبر نے جمہور سے کہا کہ سجدہ کر جمہور نے کہا ای
خوک پلید تجھ سے تو ہتا بھی نہین ہل سکتا لقا سے مشرک خدا نے کہا مین تجھے خاک سیاہ کر دونگا جمہور نے کہا جب تو مجھے
خاک سیاہ کر دے گا تو اُس وقت حمزہ صاحبقران اور تمام اُنکے پہلوانون اور سردارون کے دل مین ایک خوف
تیرا پڑ جائے گا اور سمجھینگے کہ ہان لقا ایسا زبردست ہی پھر لقا نے چند بار جمہور سے کہا کہ سجدہ کر ابھی تک تجھپر رحم کرتا ہون
پھر مین تجھے خاک سیاہ کر دونگا جمہور نے کہا تو تجھ سے ڈرتا ہی مین نہین ڈرتا لقا نے کہا کہ اسے لیجا کے دوزخ مین ڈالدو
لوگون نے چاہا کہ جمہور کو گھسیٹ کے لے جائین پھر اسے اختر شناس نے کہا کہ ای خداوند یہ تیرا بندہ بہادر ہی
مگر احمق ہی کہ تیری قدر اور رتبہ نہین جانتا ہی تو نے اسے پیدا کیا ہی اپنے پیدا کیے کی شرم تجھے لازم ہی بہتر یہ ہی کہ
اسے چند روز قید رکھ تاکہ پھر تجھے معقول ہو کے سجدہ کرے لقا کو یہ بات پھر اسے اختر شناس کی نہایت پسند
آئی اور فرمایا کہ جمہور کو ضحاک کے پاس جو شہر سیمین مین ہے لیجا کے کہو کہ خداوند لقا نے اس خداپرست کو بھیجا ہی اسے
قید کرو لوگون نے جمہور کو پھر اژدہے پر بٹھلا کے ضحاک کی شاہ کے پاس بھیجدیا ضحاک شاہ نے کہا خداوند نے

اسس بلاکر میرے پاس کیون بھیجا خیر اسے شہر مین نہ لاؤ غار بنفشہ کوہ مین لیجا کر قید کرو حسب الحکم ضحاک
شاہ کے شاہزادہ جمہور کو غار بنفشہ کوہ مین لیجاکے قید کیا حسب اتفاق ضحاک شاہ کی ایک بیٹی کہ نام اسکا
مشتری شمس عذار تھا وہ ہمیشہ سیر وشکار کو سوار ہوکے نکلا کرتی تھی ایک روز بعزم شکار سوار ہوکے اُس طرف جا نکلی
احوال شاہزادہ جمہور کے قید ہوکر آنے کا سُنکے اُسے اشتیاق جمہور کے دیکھنے کا ہوا وہ نقاب منھ پر ڈال کے اُس غار بنفشہ کوہ
پر آئی اور شاہزادہ جمہور کو دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوگئی اور اپنے محل مین جاکے تمام خواصون اور انیسون سے راز
دل کو چھپایا اور اسی کوفت اور غم مین روز بروز ضعیف اور لاغر ہوتی جاتی تھی دایہ نے پوچھا کہ ای ملکہ عالم کیون پریشان
خاطر رہتی ہو شمس عذار نے ناچار اپنا حال دایہ سے کہکے بالا سے مروارید دایہ کو عنایت کیا دایہ نے ازراہ غمخواری
فریدک عیار کو بلا کے کہا ای فریدک یہ جوان خدا پرست جو غار بنفشہ کوہ مین آکے قید ہوا ہی اسکو تو کسی صورت سے
لا سکتا ہی فریدک عیار نے کہا کچھ کھانا بیہوشی آمیز منگوا کے مین وہان کے نگہبانون کو کھلا دونگا اور جمہور کو چھڑا لاؤنگا
غرض یہ کہکے کھانے مین بیہوشی ملا کے دروازہ غار بنفشہ کوہ پر گیا اور پاسبانون کو وہ کھانا کھلا کے جب سب
بیہوش ہوگئے قتل کیا اور جمہور کو غار بنفشہ کوہ سے نکال لا کے اُس دایہ کے پاس لایا دایہ نے جمہور کو اندر محل کے
ملکہ مشتری شمس عذار کے پاس پہونچا دیا ملکہ مشتری شمس عذار شاہزادہ جمہور کو دیکھکر بہزار جان و دل تصدق
اور نثار ہونے لگی اور صحبت عیش قرار دے کر جلسہ رقص وسرود کا دیکھا کرتی تھی بعد چند روز کے ضحاک شاہ کو
خبر پہونچی کہ کوئی شخص آکے اُس قیدی خدا پرست جمہور کو غار بنفشہ کوہ سے نکال کے لے گیا ضحاک شاہ اس فکر مین
تھا کہ ایسا کون تھا جو خداوند لقا کے قیدی کو ایسے خراب مکان غار بنفشہ کوہ سے پاسبانون کو قتل کرکے چھڑا لے گیا
حسب اتفاق ایک روز اپنی بیٹی ملکہ مشتری شمس عذار کے دیکھنے کو گیا ملکہ مشتری شمس عذار نے جو سُنا کہ میرا
باپ ضحاک شاہ آتا ہی یہ نہایت بدحواس ہوکے جمہور سے کہنے لگی کہ ای روح روان ای جان میری ایک ساعت
بھر تو ذرا حجرے مین جاکے پوشیدہ ہوکے بیٹھ رہ جمہور نے نہ مانا اور کہا دروازہ کھول دو ملکہ مشتری شمس عذار
مارے خوف کے مثل قالب بیجان کے کھڑی تھی کہ سامنے سے ضحاک شاہ نے آکے جمہور کو دیکھا اور پکارا کہ باش
ای خیرہ سر تو یہان کیونکر آیا شاہزادہ جمہور نے کہا ای نالائق تجھے کیا مناسب تھا کہ تو بیٹی داماد کے گھر مین بیساختہ چلا آئے
یہ کلام جمہور کا سُنکے ضحاک شاہ نہایت درہم برہم ہوا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ جمہور کو مارے جمہور نے خنجر اُسکے ہاتھ سے
چھین کر ایک ایسا ہاتھ مین ضحاک شاہ کو دے مارا اُسوقت ضحاک شاہ نے جانا کہ مین اس شخص سے عہدہ برا نہین ہو سکونگا
اور یہ سمجھ کے کہنے لگا کہ ای شہریار مین تیرا دین اسلام اور تیری اطاعت قبول کرتا ہون مگر مشروط بشرط کہ اس قرب مین ایک جھیل
ہی جو کوئی اُس جھیل مین جاتا ہی ایک گھوڑا اُس پار سے پیدا ہوتا ہی اور جو ہزار آدمی اُس جھیل سے پار اترین تو ہزار
گھوڑے پیدا ہوتے ہین اگر تو جاکے اُس گھوڑے کو پکڑ لائے تو مین مسلمان ہوکے تیری اطاعت قبول کرتا ہون جمہور
سنبھال اُسکے کہ اُس گھوڑے کی کیا طاقت ہی جو مجھ سے نہ پکڑا جائے گا اُسی وقت ضحاک شاہ کو اپنے ہمراہ لیکے
اُس جنگل کو طی کرکے جھیل کے پار اتر گیا ناگاہ وہان سے ایک گھوڑا بہت خوبصورت بازین لجام مرصع کار نمودار ہوا اور
جمہور بیخوف وخطر اُس گھوڑے کی ایال پر ہاتھ ڈال کے سوار ہوا اور چاہا کہ وہان سے مراجعت کرکے اُس پار جھیل کے
آئے وہ گھوڑا عنان گسستہ سرپٹ لے کے جمہور کو ایک سمت چلا گیا ضحاک شاہ خوش ہوکے وہان سے پھرا اور چاہا کہ
محل مین جاکے بیٹی کو قتل کرے یہان ملکہ مشتری شمس عذار کو خبر پہونچی کہ میرے باپ ضحاک شاہ نے شاہزادہ
جمہور کو طلسم ہزار اسپ مین پہونچا کے قید کر لیا اور اب آمادہ میرے قتل پر آتا ہی دایہ کو اپنے ہمراہ لے کے

اُس جھیل کے پار اُتر گئی اور وہاں دو گھوڑے پیدا ہوئے اور وہ گھوڑے ملکہ مشتری شمس عذار اور دایہ کو اپنی پشت
پر سوار کر کے ایک سمت کو روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان گردن لشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت شاہزادہ بدیع الزمان اُس غالیچہ پر بیٹھکے روانہ ہوا تو وہ غالیچہ شاہزادۂ عالم کو کبشاہ کی بارگاہ میں لایا تمام
شہر کے آدمی شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر متحیر ہوئے اتفاقاً کبشاہ اُس عرصہ میں مرض تپ محرقہ میں نہایت بیمار تھا اور [illegible]
بالکل جاتی رہی تھی اور کبشاہ نے عہد کیا تھا کہ جو طبیب اس مرض سے مجھے صحت دیگا میں اپنی بیٹی کی شادی اُسکے ساتھ
کر دونگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے مرض تپ کا کبشاہ کے سُنکے وہ سیب جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے خواب میں شاہزادۂ
عالم کو عنایت فرمایا تھا کبشاہ کو کھلا دیا کبشاہ کو اُسی شب کو صحت حاصل ہو گئی اور کھانا بڑی اشتہا سے کھایا اور قوت تازہ
تمام عروق میں ایسی پائی کہ صبح کو کبشاہ نے بہت سا شکریہ ادا کر کے عرض کی کہ امیدوار ہوں میری بیٹی حضور کی کنیزی میں
رہے شاہزادۂ عالم نے انکار کیا کبشاہ نے اپنی بیٹی ملکہ حسن دل افروز سے کہا کہ تو کسی صورت سے اپنے حسن کو دکھلا کے
شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنی جانب مخاطب کر لے تا کہ میں تیری شادی اُس جوان کے ساتھ کر دوں ملکہ حسن دل افروز نے
جس وقت شاہزادۂ بدیع الزمان آرام کرنے کو تشریف لے چلا دروازہ مکان کا کھول کے چہرہ اپنا باہر نکالا اور ایک ترنج شاہزادۂ
بدیع الزمان کے سینے پر کھینچ کر مارا شاہزادۂ عالم نے جو پلٹ کر ملکہ حسن دل افروز کو دیکھا تو حسن و شباب خداداد عالم فریب
ملکہ حسن دل افروز کا دیکھکر غش کر گیا اور علی ہذا القیاس ملکہ بھی بنگاہ اولیں شہزادے کا جمال دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت
جہاں کھڑی تھی کھڑی رہ گئی مختصر یہ کہ دونوں عاشق و معشوق کی عجیب حالت باہم پہونچی تھی شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے انکار سے
نہایت پشیمان تھا آخر الامر ملکہ حسن دل افروز نے اندرون محل جا کے یہ نقل اپنے باپ کبشاہ کے روبرو بیان کی صبح کو
کبشاہ نے پھر بعجز و انکسار بخدمت شاہزادۂ عالی مقدار عرض کی کہ غلام کی اتنی استدعا ہے کہ ملکہ حسن دل افروز کنیزی کے لیے
حضور کی خدمت میں رہے اور یہ نذر میری قبول ہو شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ خیر جو خوشی آپ کی بس اتنا اشارہ شاہزادۂ
والا مرتبت کا پاتے ہی کبشاہ نے عقد اپنی بیٹی کا شاہزادۂ عالم کے ساتھ پڑھوا دیا اور شاہزادۂ والا قدر شب کو ملکہ حسن دل افروز
سے ہمصحبت ہوا ہے اور اُسکی بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے کہ صندلی نامہ اور نوروز نامہ میں بہت سے کارنمایاں اُس سے ظہور
میں آئینگے بعد اسکے شاہزادۂ عالم نے کبشاہ سے کہا کہ لوح طلسم بار خیز کی تیرے پاس ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجھ سے
یہ کہکے تیرے پاس بھیجا ہے کہ وہ لوح تجھ سے لے کے طلسم بار خیز پر قابض و متصرف ہوں کبشاہ یہ بات سُنکے اپنے جی میں ڈرا
شاہزادۂ والا قدر نے پوچھا تیرے خائف ہونے کی کیا وجہ کبشاہ نے کہا تمام خویش و اقارب اور عزیز اور بیگانے میرے یہاں
رہتے ہیں آپ از روئے انصاف فرمائیں کہ میرا دل کیونکر گوارا کرے گا کہ یہ سب میری ذات سے مارے جائیں اور
تعمیل آپ کے حکم کی بھی واجبات سے جانتا ہوں یہ لوح تو حاضر ہے مگر اتنا امیدوار ہوں کہ اگر اجازت ہو تو میں ذرا جا کے
سب کو سمجھا دوں شاید یہ لوگ میری نصیحت اور میرے کہنے سے مشرف باسلام ہو جائیں اور مال و اسباب طلسم کو
حوالے کر دیں ورنہ اگر سرکشی کرینگے تو اس شہر یار کو بھی کچھ اُنسے سروکار نہیں تجھے اختیار ہے غرض حسب اجازت شاہزادۂ
بدیع الزمان والا مرتبت کبشاہ نے بخدمت جبروت شاہ آکے سارا حال بیان کیا اور کہا اگر صلاح دولت
ہو تو ملت بیضا دین اسلام قبول کر جبروت شاہ نے اپنے دل میں سوچ کے اور خوب سا سمجھ کے قبول کیا اور
بخدمت شاہزادۂ والا مرتبت آکے قدموں پر گر پڑا اور از سر صدق مسلمان ہو کر جو کچھ کہ وہ شاہزادۂ عالم نے
فرمایا وہ سب بجان و دل منظور اور قبول کیا مگر سحر و ساحری سے توبہ نہ کی اور عرض کی کہ میرے دشمن بہت سے ہیں

جسوقت وہ سب سنینگے کہ حضرت شاہ نے سبحت توبہ کی وہ سب مل کے مجھے قید کر لینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کیسا
مضائقہ بعد اسکے گبشاہ نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ شہریار جسدن تو طلسم مار فیز میں جاکے گرفتار ہو گیا تھا اسی دن
سے تیری محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی تھی بلکہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ میں طلسم سے تجھے نکال دوں تو نے جواب دیا کہ تا وقتیکہ میں
طلسم کشائی نکرونگا کہیں نہ جاؤنگا اے شہریار ہزار جان گرامی میری تجھپر نثار جو تو نے زبان اقدس سے فرمایا اُس بات کو
بانجام پہونچایا شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ میرے خالق نے تائید کی غرض یہ کہ تمام شہر کی خلائق از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکے
مسلمان ہو گئی بارگاہ سلیمان علیہ السلام مکلل بجواہر اُس طلسم میں تھی وہ گبشاہ نے پیشکش کی اور کہا کہ اگر مجھے حکم ہو تو میں
زہر دشماہ لقا غدار سے باختر اور گنجاب کو مع تمام کفار اور اعداے نابکار کے مار کر بھگا دوں شاہزادہ بدیع الزمان
نے فرمایا کہ ہم کو منظور نہیں ہاں ہماری اطاعت یہی ہے کہ تم حسب الحکم ہمارے بوقت لشکر کشی بر سر گنجاب اپنی تمام فوج و سپاہ
اور شان و شوکت سے اسباب طلسمی لیکے حاضر ہونا بعد اسکے اپنے ہوا خواہ لقا بدار سبز پوش کو کہ ہوا خواہ قاسم لقا بدار
سرخ پوش کے ہاتھ سے زخمی ہوکے طلسم میں تھا مخلصی دیکر نالیچہ کو شیر و پیر دلوزاد کو عنایت کیا اور فرمایا کہ تو چار سو
نالیچہ نشین کو ہمراہ لیکے آنا اور یہ فرماکے آپ اُسی دروہ ہفت جوشن سے برآمد ہوا اور قفل بن گیا ہوز خون آشام
کو ترک لباس قلندری کرواکے پوشاک فاخرہ پہنائی اور اپنے ہمراہ لیے شہر گلستان کوہ میں آیا منصور
شاہ چار لاکھ آدمیوں سے از سر صدق مسلمان ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان نے منصور شاہ کو بھی حکم دیا کہ اے
منصور شاہ عنقریب میں یہاں سے جاکے لشکر کشی بر سر گنجاب کرونگا تو بھی جلد مع تمام اپنے لشکر کے وہاں آکے
حاضر ہونا بیکو کہ شاہزادۂ عالی مقدار مع قفل بن گیا ہوز خون آشام اپنے لشکر میں آکے داخل ہوا اور تمام اپنے
سرداروں سے ملاقات کرکے جشن عالیشان میں بادہ نوش ہوا ہر ایک سردار اپنی اپنی مردانگی اور جوانمردی کا ذکر کر رہا تھا
اس عرصہ میں مرجان تیز رفتار نے آکے بعد دعا ثنا کے کہا کہ اے شہریار علقمہ وزیر اعظم گنجاب کا تمام خزانہ اور جواہرات
گنجاب کا کہ بارہ ہزار صندوق میں اپنے ہمراہ لیکے حضور میں حاضر ہوتا ہے شاہزادۂ عالی مقام نے باعزاز و
اکرام تمام بارگاہ تک آپ جاکے استقبال کیا اور علقمہ کو اندرون بارگاہ لاکے وزیر اعظم اپنا کیا اور پایۂ وزارت
پر اُسے جگہ دی شدہ شدہ جب کہ یہ خبر گنجاب کو پہونچی کہ علقمہ خزانہ اور جواہر لیکے بدیع الزمان کے
پاس چلا گیا اور بدیع الزمان نے اُسے عہدہ وزارت کا عطا فرمایا گنجاب نے کمال مغموم اور اندوہگین ہوکے
گرد و مرد سے کہا کہ تو جاکے علقمہ کو پکڑ لا حسب الحکم گنجاب جاکے گرد و مرد شب کو بارگاہ شاہزادۂ عالی جاہ
میں جاکے علقمہ کو بعیاری پکڑ لایا صبح کو شاہزادہ بدیع الزمان یہ خبر علقمہ کے چرا لیے جانے کی سنکے
نہایت مشوش اور مکدر ہوا ناگاہ مہتر قران سامنے سے نمودار ہوا اور شاہزادۂ عالم کو پریشان خاطر دیکھکر
پوچھا کہ شہریار اسوقت باعث تکدر خاطر اقدس کیا ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے علقمہ کے لیے جانے
کا حال بیان کیا مہتر قران نے عرض کی کہ حضور رنجیدہ اور پریشان نہوں میں بارگاہ گنجاب میں جاکے
اسی وقت علقمہ کو لیے آتا ہوں یہ کہکے مہتر قران دروازۂ بارگاہ گنجاب پر پہونچا اور وہ وقت تھا
کہ گنجاب علقمہ پر بہت سا عتاب اور خطاب کر رہا تھا مگر علقمہ بھی مردانہ وار جواب دیتا تھا گنجاب نے
بختیارک کو دیکھا تو بختیارک اسوقت وہاں نہ تھا گنجاب نے کہا اے چوبدار جاکے بختیارک کو
بلا لا جسوقت بختیارک کو چوبدار بلانے گیا اور بختیارک چوبدار کے ساتھ دروازۂ بارگاہ گنجاب
پر پہونچا مہتر قران نے قریب جاکے بختیارک کو اپنی صورت دکھلائی بختیارک قران کو پہچان کے

مارے ڈر کے کانپنے لگا اور اندر بارگاہ کے آیا گنجاب نے پوچھا کہ ای بختیارک مین علقمہ کو کس عذاب سے قتل کردن بختیارک
نے جواب دیا ابھی علقمہ کو مارنا نہ چاہیے کیلیے کہ وہ دیکھو مہتر قران عیار شاگرد رشید اُس دزد باریک گردن لک لک پا کا سامنے
کھڑا ہی گنجاب نے جو قران کو دیکھا مارے ڈر کے بیہوش ہوکر گر پڑا بعد دم بھر کے جو ہوش آیا تو مہتر قران کے خوف سے علقمہ
کو قتل کرنے کا حکم نہ دیا الا اپنے خزانچی کو بلا کے کہا کہ ایک صندوق جلدی لا خزانچی نے ایک بہت بڑا صندوق خزانے سے
لاکے رکھ دیا گنجاب نے علقمہ کو اُس صندوق مین بند کرکے کہا کہ جہان اور صندوق روپیہ اشرفیون کے خزانے مین رکھے
ہین وہان اس صندوق کو بحفاظت تمام رکھ دینا خزانچی نے حسب الحکم گنجاب کے وہ صندوق بھی خزانے کے صندوقون
مین ملا کے رکھ دیا جب رات ہوئی مہتر قران دروازۂ بارگاہ پر گیا دیکھا کہ سب چوکیدار اور محافظ اور پاسبان بڑی
ہوشیاری اور خبرداری سے جہان تہان کھڑے اور بیٹھے ہین مہتر قران نے وہان سے پھر کے بختیارک کے خیمے مین آکر
دم بھر صبر کیا جب دیکھا کہ بختیارک سو گیا اور چوکیدار پاسبان بھی سو گئے تب مہتر قران نے اندر خیمے کے جا کے بختیارک
کو بیہوش کیا اور [illegible] بختیارک کو اپنے ساتھ لے کے گنجاب کی بارگاہ مین آیا اور دیکھا کہ سب پاسبان اور محافظ
یہان بھی غافل پڑے سوتے ہین قران نے خنجر کھینچ کر سب چوکیدارون کو ذبح کر ڈالا اسمین گنجاب کی آنکھ کھل گئی اور
مہتر قران کو خنجر بکف دیکھکر عنقریب تھا کہ روح اُسکی قالب سے نکل جائے مگر بختیارک کو دیکھ کے اندر کے تسلی ہوئی
مہتر قران نے خنجر گنجاب کی چھاتی پر رکھ دیا اور بارگاہ سے باہر آکے خزانے کے دروازے پر لایا اور کہا وہ صندوق جسمین
علقمہ وزیر کو تو نے قید کیا ہے جلد منگا گنجاب نے عاجز اور مجبور ہوکے خزانچی کو بلا کے وہ صندوق منگایا مہتر قران
نے صندوق کھلوا کر علقمہ وزیر کو نکالا بعد اسکے گنجاب سے کہا اب میرے ساتھ اپنے اصطبل مین چل گنجاب
بخوف جان مہتر قران کے ساتھ اپنے خاصے کے گھوڑون کے طویلے مین گیا اور مہتر قران نے قہار داروغہ اصطبل سے
کہا جو گھوڑا اصطبل مین سب سے اچھا ہو جلد اُسے لاکے حاضر کر گنجاب نے اور بختیارک نے بھی لرزان اور ترسان ہوکر کہا
کہ ہان دیر نہ کر تحفہ تیز گام گھوڑا با زین و لجام مرصع کار جلد تیار کرکے لا قہار داروغہ طویلے نے ایک گھوڑا ایسا چلت صبا رفتار
گنجاب کے خاصون مین سے ڈھونڈھ کر زین کسوا کے سامنے لا کے حاضر کیا مہتر قران علقمہ کو اُس گھوڑے پر سوار
کرکے اور آپ پیادہ پا ہو کے سمت بارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا اور شاہزادۂ عالم نے علقمہ وزیر کو جو
آتے دیکھا تو بہت خوش ہوا اور مہتر قران پیشانی پر شاہزادے کی بوسہ دے کے بخدمت عماجقران وہان روانہ
ہوا یہان بارگاہ مین شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان گرد لشکر شکن کی علقمہ وزیر اعظم کے آنے کی بڑی دھوم
اور شادی اور مبارکبادی کا غل ہو رہا تھا ناگاہ دروازۂ بارگاہ پر ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا کہ جن آتا ہے شاہزادہ
بدیع الزمان نے جو جانب دروازۂ بارگاہ مخاطب ہوکر دیکھا تو ملاحظہ فرمایا کہ سر افراز عیاری قطب فلک خنجر گذاری
شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اندر بارگاہ قدم زن ہے شاہزادۂ عالم جو دیکھکر اپنے دنگل سے اٹھے اور عمرو
کی تعظیم کرکے اور ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا کے اعزاز و تکریم سے بٹھلایا عمرو نے چارون طرف دیکھکر پوچھا کہ ای شاہزادہ
بدیع الزمان تو نے باختر مین آکے کیا کام کیا اور گنجاب کے نام پر دست اندازی کی اگر حمزہ یہ بات
سنے گا تو پھر کیا حال ہووے گا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ عمو جان مین نے آپ کے واسطے دو صندوق
جواہر پیش بہا کے لا رکھ چھوڑے ہین عمرو نے دونون صندوقون کے جواہر کا نام سنتے ہی شاہزادۂ عالم کو گلے لگایا اور
کہا اے فرزند تو بڑا استاد منش اور بخت مند بامراد ہے عمرو شبانہ روز تیرے درد مفارقت مین بیتاب اور بیخبر و بیخواب
رہتا ہے آج شکر ہے فقط تیرے بلانے کو بھیجا ہے اور کہہ دیا ہے کہ جو تیرے پاس لشکر ہو تو مین اپنا لشکر بھیج دون شاہزادہ

بدیع الزمان نے کہا ای عم بزرگوار عند اللہ میری طرف سے عرض کرنا کہ اگر آپ کوئی متنفس فوج وسپاہ سے میرے پاس
بھیجینگے تو مین قصد اپنی ہلاکت کا کرونگا کسواسطے کہ میرے پاس لشکر بیشمار ہی عنقریب میری فوج آتی ہی حضور ملاحظہ
فرمائینگے یہ کہکے عمرو کو اندرون محل ملکہ گوہر ملک کے پاس لے گیا عمرو نے ملکہ گوہر ملک سے بھی بہت زر و
جواہر لیکے شاہزادۂ عالم سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون حمزہ انتظار مین ہوگا یہ کہکے عمرو رخصت ہوکے
بخدمت سلطان صاحبقران روانہ ہوا

اب شمہ داستان شوکت بیان سلطان ذوالاقتدار عالی منزلت حمزۂ صاحبقران امیر کشورگیر جہان ستان سے گذارش کی جاتی ہی

کہ جسوقت سلطان صاحبقران نے عمرو کو شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس بھیجا اور عمرو نے وہان سے آکے سارا احوال بیان
کیا اور کہا کہ ای حمزہ اب تو بوڑھا ہوگیا اب تجھ سے کوئی کام نہین ہوسکتا کسواسطے کہ تمام سرداران دست چپ شاہزادۂ
خاور سیاہ ملک قاسم کی خدمت مین مجتمع ہین اور سرداران دست راست لندھور کے پاس جاکے جمع ہوے ہین اور فقط تنہا
سعد بن قباد اور چند شاہ اور شہریار تیری بارگاہ مین رنگ نشین تھے انھون نے سب دربند سنجر کیے اور تیرے پاس نہین
آتے ہین اور ملک قاسم سات لاکھ سوار و پیادہ کا لشکر رکھتا ہی اور سرداروں کی کچھ حد و شمار نہین ہی کہ اسقدر ہین امیر با توقیر
نے پوچھا کہ میرا فرزند دلبند شاہزادہ بدیع الزمان کا کیا حال ہی عمرو نے ایک آہ سرد دل سے کھینچی سلطان صاحبقران
آنسو آنکھون مین بھر کے پھر پوچھنے لگے کہ ای عمرو تجھے میرے سر کی قسم سچ کہنا کہ مجھے معلوم ہو اگر اسکے پاس فوج کم ہو تو مین
اپنا لشکر اسکے واسطے بھیج دون عمرو نے کہا حمزہ سچ تو یہ ہی کہ بدیع الزمان کے ہمراہ لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت ہی
مین نے شاہزادہ بدیع الزمان سے بہت مصر ہوکے کہا کہ امیر با توقیر نے فرمایا ہی کہ اگر تیرے پاس فوج وسپاہ کم ہو تو
مین اپنا لشکر بھیج دون بدیع الزمان نے مجھے جواب دیا کہ میرے پاس بہت سا لشکر ہی اگر کوئی شخص میری مدد کو آئیگا
تو مین اپنے آپکو ہلاک کر دونگا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ عمرو تو جا اور ملک قاسم اور لندھور اور مالک کو میرے
پاس بلا لا اور تاکید کرنا کہ انھین امیر نے یاد کیا ہی عمرو نے کہا مین جاتا ہون مگر مجھے یقین ہی کہ ان مین سے کوئی نہ آئیگا سلطان
صاحبقران نے فرمایا کہ تو جا اگر وہ نہ آئینگے تو مین سمجھ لونگا چنانچہ پہلے عمرو مالک کے پاس گیا اور کہا کہ حمزۂ صاحبقران
نے تجھے بلایا ہی کہ وہ لشکر کشی برسر کنجاب کرینگے مالک نے کہا ای خواجہ سلامت مجھ سے صاحبقران کی تکلیف کرنے کی
ضرورت نہین ہی اگر شاہزادۂ بدیع الزمان کے واسطے صاحبقران دوران کو فوج کی ضرورت لاحق ہی تو مین حاسدان
و دشمنان شاہزادۂ بدیع الزمان کو سزاے اعمال پہونچا دون حضور خاطر جمع رکھین عمرو یہ جواب سنکے مالک کے پاس
سے رخصت ہوا اور شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کے پاس جاکے کہا کہ حمزہ نے تجھے یاد کیا ہی قاسم نے کہا ابھی مین
نہین جا سکتا کسواسطے کہ لوگ کہینگے شاہزادۂ بدیع الزمان نے بہت سے کار نمایان کیے اور یہ قاسم اس لائق
نہ تھا جو اسکے پاس جاکے ملتجی ہوا اور سواے اسکے دادا جان سلطان صاحبقران قدم رنجہ نہ فرمائین جہان رونق افزا
ہین وہین تشریف رکھین مین کنجاب سے سمجھ لونگا اور اگر شاہزادۂ بدیع الزمان کے واسطے دادا جان کو ملال خاطر ہی
ابھی جاکے اسکے دشمنون کا علاج کرتا ہون عمرو نے کہا کہ حمزہ نے فقط تجھے دیکھنے کو طلب کیا قاسم نے کہا میرا جانا
نہین ہو سکتا ناچار ہوکے عمرو لندھور کے پاس گیا اور کہا کہ امیر با توقیر نے طلب کیا ہی لندھور نے کہا کہ خواجہ سلامت
[illegible] قاسم [illegible] سے جمع ہوگئے اور شاہزادۂ بدیع الزمان کا کوئی ہواخواہ نہین ہی مین چاہتا ہون
کہ مین بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان دولت جاکے خبر اسکا حال [illegible] ہون اور دس ہزار اشرفی مین تیری

نذر کرتا ہون تو ایسی کوئی تدبیر کرنا کہ امیر باتوقیر مجھ سے راضی ہین اور ناراض نہ ہون عمرو وہان سے پھر کے شاہ سعد
بن قباد کے پاس آیا اور کہا کہ حمزۂ صاحبقران نے آپ کو بلایا ہے شہنشاہ لشکر اسلام نے کہا خوب ہے مین یہ
چاہتا ہون کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس جاؤن اگرچہ مین بادشاہ ہون اور مجھے مناسب نہین کہ مین اسکی
ہوا خواہی کرون لیکن مجھے شاہزادہ بدیع الزمان کی قدیم سے ایک محبت دلی ہے عمرو نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین
مگر شاہزادۂ بدیع الزمان اس بات سے راضی نہ ہوگا سلطان سعد نے فرمایا کہ تو یہ جانتا ہے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان
میرے شریک ہونے سے رنجیدہ ہوگا تو چل مین بخدمت سلطان صاحبقران ضرور ہی جاتا یہ کہکے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن
قباد سوار ہوئے عمرو نے پہلے سے بخدمت سلطان صاحبقران خبر پہونچائی کہ شہنشاہ سعد تشریف لاتے ہین اور باقی کوئی
نہین آیا سبھون نے انکار کیا ہے سلطان والا قدر عالی منزلت حمزۂ صاحبقران نے بادشاہ لشکر اسلام کا استقبال
کرکے اپنی چھاتی سے لگا کے بہت سی نوازش کرکے تخت پر بٹھلایا اور پوچھا کہ یہ سب کس راہ سے آئینگے عمرو نے کہا کہ درۂ
کوہ صفا کے سامنے سے راستہ ہے سو یہ سب کوہ صفا کے برابر سے آئینگے اور سوا اس ایک راہ کے اور کوئی سمت
سنجان کی طرف آنے جانے کا نہین ہے یہ حال سنکے امیر باتوقیر خاموش ہو رہے بعد دو تین دن کے تمام لشکر مین غل ہوا
کہ آج رات سے حمزۂ صاحبقران اور عمرو اور مقبل خوابگاہ مین نہین معلوم ہوتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار
آکے ان تینون صاحبون کو چرا لے گیا جب بادشاہ اسلام نے یہ خبر وحشت اثر سنی تو اتابک ریزان نہایت اندوہگین اور غمگین ہوئے
اور تمام لشکر مین ایک شور ماتم [illegible] اور قیامت تازہ برپا ہو رہی تھی

اب دو کلمے داستان شاہزادۂ خاورسیاہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ملک قاسم نے ہوت بن سارنج کو داروغہ اپنی بارگاہ کا قرار دے کے بارگاہ ذیل ستون سلیمان علیہ السلام کی بطور پیش خیمہ
اسکے ہمراہ سمت سنجان روانہ کی اور جس وقت کہ ہوت بن سارنج بارگاہ کو لیے ہوئے دامان کوہ صفا مین پہونچا ایک نقابدار
درۂ کوہ صفا مین نمودار ہوا اور بآواز بلند کہا کہ باش اے شخص تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اسنے کہا کہ مجھے ہوت بن سارنج
کہتے ہین اور مین ملازم شاہزادۂ خاورسیاہ ملک قاسم اصل خفقان خونریز خاوری کا ہون حسب الحکم اپنے آقا
ولی نعمت کے پیش خیمہ لیے سمت سنجان برسر گنج باب جاتا ہون نقابدار نے کہا بس یہان سے پھر جا اور یہ اپنا بکھیڑا
اور کسی راہ سے لیجا یہ راستہ مجھ سے تعلق رکھتا ہے مین کسی کو اس طرف سے نہین جانے دیتا ہون ہوت بن سارنج نے
کہا مین اسی راہ سے پیش خیمہ سرکار کا لیجاؤنگا اور سوا اس راہ کے اور کوئی راستہ بھی نہین ہے نقابدار نے نہایت
خشمگین ہوکے کہا کہ تو کیونکر بدون میری اجازت کے اس راہ سے جانے پائیگا غرض یہ کہ نوبت برزم و جنگ پہونچی
نقابدار نے بعد از جنگ نیزہ و شمشیر کمربند ہوت کا پکڑ کے مانند [illegible] زین سے اٹھا لیا اور ہوت بن سارنج کو
مع تمام اسباب کے پکڑ کے درۂ کوہ مین لیے چلا گیا لشکر قاسم اتابک ریزان اور دارو سپاہ کنعان وہان سے پھر کے
قاسم کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا قاسم نہایت غیظ و غضب مین آکے اسی وقت سوار ہوا اور سرپٹ
گھوڑا اڑاتے قریب اس درۂ کوہ کے پہونچا تھا کہ سامنے سے وہی نقابدار نمودار ہوا اور نہیب دی کہ باش اے اس
طرف سے آنے کا ارادہ نہ کرنا شاہزادۂ خاورسیاہ نیزہ پکڑ کے بڑھا یہ نقابدار آیا اور پکارا کہ اے نقابدار
مفلوک تیری کیا اصل و حقیقت ہے جو تو میرے پیش خیمے اور میرے نوکر ہوت بن سارنج کو پکڑ کے لے گیا ہے
کی گذارم ترا کہ از دست من زندہ و سالم بروی نقابدار نے [illegible] تمام فرمایا شعر زبان درکش و تیغ کش از
غلاف کہ در وقت سخن نیست جائے مصاف شاہزادۂ خاورسیاہ نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان نیزے

پہ کانٹھ کے گیارھوین طعن مین نیزہ قاسم کا ہوائی کر دیا قاسم نے تیغہ یلارک افراسیابی دوڑ کر بہ سر نقابدار مارا
نقابدار نے بند دست قاسم کا پکڑ کے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور باہم زور کشتی کا ہونے لگا دو پہر کے زور مین نقابدار
نے ملک قاسم کو اٹھا کر زیر کیا اور باندھ کے اسی درہ کوہ مین لے گیا روز دوم مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرا اُسی
درہ کوہ مین آیا اور تلاش نقابدار تھا کہ وہی نقابدار پھر پیدا ہوا اور مالک اژدر سے مقابلہ کر کے ساتھ طعن مین
نیزہ مالک کے ہاتھ سے ہوائی کر دیا نوبت کشتی کی پہونچی کوئی پہر بھر کے زور مین نقابدار نے مالک اژدر کو زیر کیا اور
پکڑ کے درے مین جا کے غائب ہو گیا قصہ مختصر یہ کہ جتنے سرداران دست چپ تھے سب کے سب ایک روز مین نقابدار کے
ہاتھ مین گرفتار ہو گئے جبکہ یہ خبر خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے سنی حالت غضب مین یہ کہنے لگے کہ ایک
ضرب مین گرز کی مین اس نقابدار کو بخوبی تمام مارا اور سب پر لگا دونگا مع سرداران دست راست کے اسی درے کوہ
کے قریب آیا کہ ناگاہ سامنے وہی نقابدار نمایان ہوا اور وہی گفتگو لندھور سے کر کے آمادہ رزم ہوا اور دو پہر کے زور
مین نقابدار نے لندھور کو بھی زیر کیا اور درہ کوہ مین لے کے چلا گیا جب کہ حال گرفتاری لندھور کرب غازی
نے سنا تو کرب غازی نے کہا کہ اب مین جا کے نقابدار کو وہ لطف دکھلاتا ہون کہ فردا سے قیامت تک
اس معرکہ رزم و جنگ کا چرچا یادگار رہے ابھی کرب غازی یہی گفتگو کر رہا تھا کہ ناگاہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ
نامدار نے آ کے کرب غازی سے پوچھا کہ تو بہت مضطرب الحال اور پریشان خاطر کیون ہے کرب غازی نے کہا قبلہ و کعبہ آپ
کہان تشریف لے گئے تھے یہان ایک نقابدار مفلوک درہ کوہ صفا مین پیدا ہوا ہے کہ اُس نے تمام سرداران دست چپ
کو مع شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم زیر کر کے درہ کوہ مین لیجا کے قید کیا ہے کل دارا سواد ہندوستان رستم دوران
جانشین مسند حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان کو پکڑ لے گیا میرا سخت رنج ہوا تعجب ہے اب میرا ارادہ ہے کہ کل صبح کو اُس
نقابدار سے مقابلہ اور مجادلہ کرون اور تقدیر پر قرار دادہ تھی اُسے دون عمرو نے کہا خاموش اے کرب تو ہر مرتبہ مفلوک مفلوک
کیسے کہتا ہے کچھ تجھے معلوم بھی ہے کہ یہ نقابدار کون ہے کرب غازی نے کہا مین نہین جانتا عمرو نے کہا یہ نقابدار
شہریار ممالک ایران و توران شکنندۂ کمان رستم دستان [illegible] حاتم ثانی سلیمان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران
ہے کرب غازی نے جو یہ حال سنا تو کہا کہ اے قبلہ و کعبہ حق تعالی آپ کو صد ہزار سال سلامت رکھے کچھ بھی خبر گذر کیا
کہ آپ نے مجھے اطلاع کر دی القصہ عمرو کرب غازی کو اپنے ہمراہ لیکے درہ کوہ صفا مین بخدمت سلطان صاحبقران
چلا اثنائے راہ مین کرب غازی نے پوچھا کہ سلطان صاحبقران کی آزردگی کا کیا سبب ہوا عمرو نے کہا کہ تمام
سرداران حمزہ نامدار کے حکم سے سرتابی کرنے لگے اور امیر نے جو طلب کیا تو انہین وہ تامل کرتے تھے یہ باتین کرتے ہوئے
عمرو اور فرامرز غازی و مقبلی اور کرب غازی بخدمت سلطان صاحبقران مشرف ہوئے اسی وقت صاحبقران
دوران بشکل نقابدار مع عمرو زندان خانے مین آئے تمام سرداران مقیدین پوچھنے لگے کہ کیون صاحبو تم کو
نقابدار نے بمردی گرفتار کیا ہے اور اب چاہتا ہے کہ تمہارے سب کے واسطے درماہہ مقرر کر دے چنانچہ
خاور سیاہ و ملک قاسم کے واسطے پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا اور لندھور کے لیے تیس ہزار روپیہ سالانہ
اور مالک کے واسطے چالیس ہزار کا سالانہ اس لیے کہ وہ عرب ہے مالک نے کہا کہ مین عرب ہون اسی وجہ سے
تو مین واجب القتل ہون عمرو نے کہا یہ مشاہرہ فقط اوقات گذاری کے لیے معین کرتا ہے مالک اژدر اپنے
دل مین متغیر ہو کے کہتا تھا کہ عمرو یہ باتین خوش طبعی کی مجھ سے کہتا ہے یہ معاملہ کیا ہے ناگاہ امیر باتوقیر نے نقاب چہرہ
اقدس سے اٹھائی سب سرداروں نے صاحبقران دوران کو دیکھ کر پہچانا اور سب آ کے قدمون سے

لپٹ گئے سلطان عالی مقام نے جو خیال کیا تو قاسم کو اشک ریزان دیکھکر سبب پوچھا قاسم نے عرض کی کیونکر نہ روؤن کہ مین نے بڑے ریاض و مشقت سے لشکر جمع کیا تھا اور چاہتا تھا کہ لشکر کشی بر سر گنجاب کرون آپ نے سر راہ آ کے مجھے پکڑ لیا امیر نے فرمایا کہ مین نے تجھے معاف کیا جا اور لشکر کشی کر القصہ سرداران دست راست آ کے لشکر صاحبقران مین ملحق ہو گئے اور شاہزادہ خاور سیاہ بہ اجازت پا کر اپنے خیمہ مین تشریف فرما ہوا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان جانا شاہزادہ جمہور کا طلسم ہزار آبپاشین اور ملکہ کوکبہ روشن تن کا ہمراہ شمیم عیار طرار جمہور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ جمہور جہان سوز تیغ زن بہادر ہمراہ شمیم عیار کہ جو کہ ملکہ کوکبہ کا عیار تھا پار آ گئے اور دونون سیر گلزار کی کر رہے تھے کہ یکایک دو گھوڑے پیدا ہوئے جمہور اور شمیم بے اختیار ہو کر گھوڑون پر سوار ہوئے گھوڑے زیر سوار ہوتے ہی ایسا تیز چلا کہ یہ بیہوش ہو گئے انکو نہین معلوم تھا کہ ہم کہان جاتے ہین کہ یکایک گھوڑے ایک مقام پر ٹھہر گئے دونون کو ہوش آیا دیکھا کہ درہ پہاڑ کا بہت کیفیت پر ہے شمیم تو اتر پڑا اور گھوڑا چلا گیا مگر جمہور سوار رہا اور اس درہ کوہ مین در آیا اندر سے آواز آئی کہ یہان کہان آتا ہے یہ مقام طلسم ہے جمہور نے چارون طرف دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا جمہور آگے بڑھا تو آواز قہقہہ کی آئی غرض کہ تین بار یہی آواز آئی جمہور نے کہا مین جان کر یہان آیا ہون پھر وہ آواز نہ آئی جمہور چلا جاتا تھا کہ ایک تالاب نظر پڑا جمہور گھوڑے سے اترا اور باگ شمیم کے ہاتھ مین دی اور آپ پانی پینے لگا گھوڑا شمیم سے باگ چھڑا کر بھاگا جمہور نے کہا کہ گھوڑا مین تم سے لونگا شمیم پکڑنے کو دوڑا جمہور دیکھ رہا تھا کہ یکایک شمیم اور گھوڑا دونون غائب ہو گئے جمہور بھی ڈھونڈھنے کو چلا کہ ایک شہر دکھائی دیا جمہور اندر آیا ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جمہور نے کہا کہ یا حضرت یہان گھوڑا اور عیار آیا ہے اسنے کہا مجھے نہین معلوم اور پوچھا کہ دین تمہارا کیا ہے جمہور سمجھا کہ طلسم مین سب بت پرست رہتے ہین اسنے اپنے تئین بھی لات پرست بتایا اسنے کہا کہ تو اپنے تئین بھولا ہوا ہے اور تو بدتر از سگ ہے جمہور کو برا معلوم ہوا ایک طمانچہ مارا کہ منہ اسکا پشت کی جانب پھر گیا شہر مین غل ہوا کہ ایک ظالم آیا ہے لوگ جمہور کے گرد آ گئے جمہور نے کئی آدمیون کو مارا آخر کو پکڑ لیا گیا لوگ بادشاہ پاس لائے بادشاہ نے جمہور کو بہت پسند کیا اور احوال پوچھا جمہور نے تمام حال بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ تجھے جان سے کیا مارون رحم آتا ہے اب تو ایک کام کر کہ یہ زرہ اور ہتھیار اپنے بیچ کر خون بہا دے جمہور نے کہا کہ واہ کیا خوب انصاف کیا ہے اگر جھوٹا ہوتا تو حقیقت معلوم ہوتی بادشاہ نے جواب دیا کہ تم سے کچھ نہ ہوسکے گا یہ کہکر جمہور کو چھڑا دیا اور ایک زنگی سے کہا کہ اسے پکڑ لے وہ زنگی جمہور کی طرف چلا اسنے تلوار ماری زنگی نے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار چھین لی اور دم بھر مین زیر کر لیا بادشاہ نے کہا کہ بس گھمنڈ آپ کا نکل گیا اب جو مین نے کہا تھا وہی کیجیے جمہور نے مجبور ہو کر زرہ اور ہتھیار وغیرہ بیچ کر خون بہا وارثان مقتول کو دیا بادشاہ نے کہا کہ اے عزیز اس شہر کا نام شہر قید آباد ہے جو یہان آیا ہے نکل نہین سکتا اور جو کچھ کہ تمہارے پاس ہے اسمین کوئی صورت بسر اوقات ہونے کی پیدا کرو جمہور یہ سنکر باہر نکلا راہ مین ایک شخص سے ملاقات ہوئی کہ اسکا نام ارقم نوجوان ہے اور یہ بھی قیدی طلسم ہے غرض کہ ارقم جمہور کو اپنے گھر لے گیا اور بہت خاطر کی اور کہا کہ آؤ ہم تم لکڑی کا بیوپار کرین غرض کہ ارقم اور جمہور دونون باہم رہنے لگے اس شہر مین مہینا بھر کے بعد میلہ ہوتا ہے شاہ ابر کا غرض کہ ارقم نوجوان اور جمہور دونون میلے مین آئے اور بہت کیفیت دیکھی اور ابر لال بھی آسمان پر دیکھا اور ایک بادشاہ کو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور پریون کا ناچ ہو رہا ہے بادشاہ نے جمہور کو بلایا اور اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ آپ کا کیا دین ہے جمہور نے کہا کہ لات پرست ہون بادشاہ یہ سنکر برہم ہوا اور جمہور کو غضب دل سے آنکھ پھیر کر جو ہوش آیا تو اس صحبت

کوندیا ۔ غرض کہ ارقم اور جمہور دونوں اپنے مکان میں آ گئے اور وہی لکڑیاں بیچ کر اوقات بسر کرنے لگے کہ اسمیں عجیب
وہی دن میلے کا آیا جمہور اس جشن میں جانے لگا لوگوں نے نہ جانے دیا جمہور کو غیرت آئی اور دل سے کہا کہ اس شہر میں
رہنا خوب نہیں اس روز سے جمہور دن دن بھر رہروی کرتا تھا لکڑیاں کوٹ کوٹ کر اسی شہر میں پاتا تھا ایک روز جاتے
جاتے دریا دکھائی دیا جمہور اُسمیں کود پڑا اور بہنے لگا یہاں تک کہ بہتے بہتے تھک گیا اور غوطے کھانے لگا قریب
تھا کہ ڈوب جائے دیکھا کہ ایک درخت بہتا چلا آتا ہے جب وہ درخت قریب آیا جمہور اُسپر چڑھا اور پار اُترا لیکن اُس
پار عجیب عجیب طرح کے پہاڑ دیکھے اور سبزہ دیکھا کہ اسکا دل لوٹ گیا جمہور سیر کرتا چلا جاتا تھا کہ آواز نماز کی آئی
جمہور آگے بڑھا دیکھا کہ ایک بردہ عبادت خدا میں مصروف ہے جمہور با خبر با ادب کھڑا رہا جب کہ وہ مرد مسن نماز
پڑھ چکا جمہور سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کیا نام ہے اُسنے کہا کہ مجھے جمہور کہتے ہیں اور تمام حقیقت اپنی بیان کی
اور سارا حال شہر قیمہ آباد کا کہا اور لوگوں سے وہاں کے ایذا پہونچنا بیان کیا اور پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہے اُسنے کہا
کہ مجھے درویش ذاکر کہتے ہیں اور یہ طلسم حکیم اشراق روشن ضمیر کا ہے اور اسی طرح چار ملک ہیں شرقی و غربی
و جنوبی و شمالی اور شہر قیمہ میں تو مسلمان رہتے ہیں تعجب ہے کہ تمکو ایذا پہونچی جمہور نے کہا کہ اُنکو کافر سمجھ کر میں نے
اپنے تئیں بھی کافر بنایا تھا درویش نے کہا کہ اب اپنا دین ظاہر کرنا تمہاری بہت عزت ہوگی جمہور نے یہ سنکر سکوت
کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک آہ کھینچی اور یہ شعر زبان پر لایا ۔ شعر ۔ فرقت یار نے دل تنگ کیا ہے ایسا ۔ جو تمنا ہے وہ رہتے
ہوئے گھبرائی ہے ۔ یا حضرت میرا معشوق نہیں ملتا ہے درویش بولا کہ خدا کو یاد کرو مل جائیگا اور اسی طرح جس طرح سے
کہ آثار قیامت کے لکھے ہیں اسی طرح سے آثار طلسم کے توڑنے کے بھی لکھے ہیں کہ جب عاشق و معشوق دونوں طلسم میں
آجائینگے تو ٹوٹے گا کیا عجب ہے کہ فتاح طلسم تمہیں ہو اور ایک دلیل اور ہے کہ ایک ہاتھ ہی اُسمیں ایک پتلی بنی ہے
اُسکے ہاتھ میں تیر کمان ہے جب کہ اُسکا منہ مغرب کی طرف اور پیٹھ اُسکی مشرق کی طرف ہوگی اُس روز طلسم کشا پیدا ہوگا
غرض کہ درویش جمہور کو اُسی جگہ لایا جمہور نے دیکھا کہ پہاڑ ہے بہت کیفیت ہے اُسپر [illegible] پتلی بنی ہے جمہور اندر آیا
ایک عورت خوبصورت دیکھی کہ نہایت حسین ہے تیر کمان ہاتھ میں لیے ہوئے ہے کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ اس مقام سے چلا جا
ورنہ خراب ہوگا جمہور بھاگا درویش نے کہا تمہاری قسمت میں طلسم کشائی نہیں [illegible] پیدا ہو وہ طلسم توڑے
لیکن اب تم شہر قیمہ آباد میں جاؤ جمہور نے کہا کہ دریا بیچ میں ہے درویش نے کہا کہ ایک درخت کنارے پر دریا کے
لگا ہے اُسکے نیچے جا کر کہنا کہ میں شہر قیمہ آباد میں جاؤنگا اُسمیں سے ایک پتا گریگا اُسی کے ساتھ چلے جانا جمہور
اُسی طرح سے پار اُترا اور شہر قیمہ آباد میں پہونچا وہاں ارقم سے ملاقات ہوئی اُسے بھی مسلمان کیا اور بادشاہ پاس
آیا ملک اشرق سرخ پوش کو خبر ہوئی کہ وہی شخص آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں ملک اشرق خود آکے
جمہور کو لے گیا اور بہت عزت کی اور مکان رہنے کو دیا غرضکہ پھر وہ میلے کا دن آیا اور تمام خلقت گئی اور اشرق بھی گیا
جمہور اور ارقم بھی باہم چلے جسوقت کہ میلے میں پہونچے دیکھا کہ ایک تالاب ہے کنارے اُسکے ایک چبوترا ہے اور
کوسوں تک پھولوں ہی پھول نظر آتے ہیں عجیب عجیب طرح کے زمین نے گل کھلائے ہیں جمہور سیر دیکھ رہا تھا کہ دو گھڑی
دن رہے جانوران سرخ رنگ مثل بلبل کے اُس تالاب پر آکے جیسے کوئی شاہانہ حکومت کرتا ہے اس طرح بولے کہ ڈوب
گئے بعد اسکے [illegible] چبوترے کے گرد کرسی کی گئیں اور ایک عیار منظور نام سے آئے اور چوبدار اور چھابردار عجیب
اور سوار کھڑے ہوگئے اور آواز گانے بجانے کی آنے لگی جمہور نے کہا اے ارقم میں تو جاتا ہوں ارقم نے کہا مجھے نہ
بھولنے لگا جمہور نے کہا کہ اگر میرا اختیار رہوگا تو تجکو بھی ضرور ضرور بلاؤنگا یہ کہکر جمہور چلا جسوقت اندر جانے لگا لوگوں [illegible]

جہان چاہیے جائیے مگر مین نے کچھ برائی نہین کی ہی تجھے نہ ہوئیگا اور شام کو یہین چلے آئیگا جمہور نے کہا کہ مجھے رات
اور دن یہان کا نہین معلوم ہوتا ہمیشہ صبح رہتی ہی ملک اشرق نے کہا کہ یہ گھڑی تمھین دیتا ہون دیکھ لینا اور دوسری
پہچان یہ ہی کہ نیند آنے لگتی ہی غرض کہ جمہور نے ارقم کو ساتھ لیا اور دوسری طرف چلا دیکھا کہ تمام خلقت زرد پوش
ہی اور دیوار قلعہ کی آئینہ کی ہی اور بیچ مین وہی عمارت ہی اور خیمہ بھی زرد ہی اور ایک طرف کو دیکھا کہ ہزار بارہ سو گھوڑے
بندھے ہوے ہین اور اپنے گھوڑے کو دیکھا کہ تملیے کے نیچے بہت تکلف سے بندھا ہوا ہی جمہور نے داروغہ اصطبل سے
کہا کہ یہ گھوڑا میرا ہی اُسنے بادشاہ شمالیہ ملک احسن زرد پوش سے بیان کیا ملک الیسر نے جمہور کو اپنے پاس بُلایا
اور بہت خاطر سے پیش آیا اور کہا کہ آپ میرے پاس رہیے گھوڑا لیجیے جمہور نے کہا کہ ملک اشرق کا ساتھ نہ چھوڑونگا
ملک الیسر نے کہا کہ اپنی چیز سب کو عزیز ہوتی ہی یہ گھوڑا ہمارے یہان آیا ہی ہم نے اُسکو تحفہ سمجھکر رکھا ہی اور جو
چیز جسکے گھر آگئی وہ اُسکی ہوگئی اب یہان رہیے تو گھوڑا لیجیے اور ملک اشرق پاس جائیے گا تو نہ دونگا جمہور بہت
خفا ہوا ملک الیسر نے کہا کہ آپ خفا نہ ہوجیے اور طعام و شراب و کباب منگوا کر حاضر کیا جمہور اور ارقم نے کھایا
بعد فراغ طعام ارقم نے گھڑی کو دیکھا اور کہا کہ اب رات ہونے مین گھڑی بھر کی دیر ہی چلیے ملک الیسر نے دو گھوڑے
منگوا دیے جمہور اور ارقم سوار ہوکے چلے جب برج شرقی پاس پہونچے سائیسون نے کہا کہ اب گھوڑے آگے نہ
جائینگے جمہور جھنجھلاتا ہوا اُترا اور اپنے لشکر مین آیا اور ملک اشرق سے تمام احوال بیان کیا اُسنے کہا کہ جشن مین
مین آپ کا گھوڑا دلا دونگا غرض کہ رات زیادہ آگئی جمہور نے کھانا کھا کر آرام کیا اور صبح کو تیسری طرف گیا وہان
دیکھا کہ تمام لوگ سبز پوش ہین اور خیمہ بھی سبز ہی اور دیوار قلعہ کی وہی شیشہ کی ہی اور بیچ مین وہی عمارت اور دروازہ
آمد و رفت کا زمردین ہی جمہور دیکھتا چلا جاتا تھا کہ ایک سواری بڑی دھوم سے پیدا ہوئی جمہور نے دیکھا کہ شمیم
گھوڑے پر چلا آتا ہی شمیم جمہور کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اُتر پڑا اور جمہور کو اپنے بادشاہ امین سبز پوش پاس لایا
اور نہایت خاطر کی اور تمام حال پوچھا جمہور نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور کہا کہ تم پر کیا گذری شمیم نے کہا کہ جب
مین آپ سے جدا ہوکر گھوڑے کے پیچھے چلا جاتے جاتے گھوڑا تو غائب ہوگیا مین ایک شہر مین پہونچا اور ایک عیار سے ملاقات
ہوئی اُسنے پوچھا کہ تمھارا دین کیا ہی مین نے کہا کہ لات پرست ہون عیار بہت خفا ہوا اور بادشاہ پاس لے گیا
ملک نے پوچھا کہ تمھارا کیا دین ہی مین نے کہا کہ لات پرست ہون بادشاہ نے نکلوا دیا غرض جہان جاتا تھا کوئی مجھے
رہنے نہ دیتا تھا وہی شاطر پھر ملا اور کہا کہ خیر اصطبل مین سو رہا کر مین تین دن وہان رہا پھر ون نے ایسا کاٹا کہ تمام
بدن سوج گیا وہی عیار ایک دن پھر ملا مین نے کہا کہ میان خدا کے واسطے کوئی اور جگہ رہنے کو بتا دو کہ مین اس
عذاب سے چھوٹون اُس عیار نے کہا کہ تو خدا کو کیا جانے مین نے کہا کہ مین تو ہمیشہ سے خدا پرست ہون تم کو کافر
سمجھکر کافر بن گیا تھا وہ عیار پھر بادشاہ کے پاس لے گیا ملک امین نے بہت خاطر کی اور مکان رہنے کو دیا اور وہان بھی
میلہ ہوتا تھا ویسا ہی جیسا کہ آپ کہتے ہین مگر یہان ابر سبز تھا اور جانور اور درخت اور پھول سبز تھے ایک شاطر
سبز پوش آیا اور مجھے اندر صحبت کے لے گیا اور اُس پر سے احوال بیان کیا آواز آئی کہ یہ جو پریان ناچتی ہین
اُن مین سے ایک کو لے لے حضرت جسکو میرا جی چاہتا تھا وہی ملی اب وہ میرے پاس ہی اُسکے عشق
مین گرفتار ہون اب آپ بھی یہین رہیے جمہور نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل شمیم نے کہا کہ معشوق
مجھ سے چھوٹ جائے گی اسی اثنا مین ارقم نے گھڑی دیکھ کر کہا کہ اب شام قریب ہی چلیے شمیم نے
گھوڑے منگوا لیے اور کہا کہ اپنے سوار ہوکر چلیے جمہور نے کہا کہ مجھکو ملک الیسر نے بھی گھوڑے

منگوا دیے تھے جب اخیر سوار ہوکر قریب برج شرقی کے پہونچا تو سائیسون نے گھوڑے تھانگ لیے تھے اب مین نہ لونگا جمہور
نے کہا کہ آپ سائیسون کو ساتھ نہ لیجیے غرض کہ جمہور اور ارقم دونون گھوڑون پر سوار ہوکر چلے جب کہ برج شرقی کے پاس
پہونچے گھوڑے تڑپنے لگے جمہور اور ارقم کو ڈیرے گھوڑے چلے گئے جمہور اپنے لشکر مین آیا اور ملک اشرق
سے تمام کیفیت بیان کی ملک اشرق نے کہا آپ کا کیا ہے مین بادشاہ سے کہکر دلوا دونگا اور بادشاہ بھی آپ کی
خاطر کرے گا اس گفتگو مین آواز نقارے کی گوش زد ہوئی جمہور نے کہا کہ ای ملک اشرق یہ نقارہ کیسا بج رہا ہے
اشرق نے کہا کہ کل جشن بزرگ ہے غرض کہ رات گذری اور صبح نمودار ہوئی جمہور نے دیکھا کہ دروازۂ شرقی پر
سائبان سرخ رنگ لگا ہوا ہے ملک اشرق اور جمہور اور ارقم نیچے اس سائبان کے بیٹھے جمہور نے دیکھا کہ
اندر قلعہ کے آدھ آدھ کوس چارون طرف دیوار قلعہ کی چھوڑکر دریا بہتا ہے اور بیچ مین دریا کے باغ سبز اور
عمارت وسیع اور ایک سبز مہتابی معلوم ہوتی ہے اور دریا مین کشتیون پر ناچ ہو رہا ہے اور ایک کشتی پر سیاک منظور
بیٹھا ہوا ہے یکایک سیاک منظور پکارا کہ ای ملک اشرق جو لوگ واردان طلسم سے ہین انکو لاؤ اور تماشا
دکھلاؤ ملک اشرق جمہور اور ارقم کو لے کر اندر آیا جمہور نے دیکھا کہ ستون اور محرابین سب شیشہ کی ہین
اور شرقی غربی جنوبی شمالی چار طرف کی سیر دکھائی دیتی ہے اور اس باغ مین درخت مولسری کے لا انتہا
ہین اور ہر درخت کے نیچے ناچ ہو رہا ہے اور ایک درخت نہایت بلند ہے اور اسکی چار شاخین چارون طرف
پھیلی ہوئی ہین اور تمام باغ پر اسکا سایہ ہے اور زمین پر طرح طرح کے پھول بچھے ہوے ہین گویا فرش کمخواب کا
بچھا ہوا ہے اور جانور ہر ہر رنگ کے اڑتے پھرتے ہین جب وہ جانور دریا مین گر پڑتے ہین تو اسی وقت بجرے
اور کشتیان پیدا ہو جاتے ہین اور ناچ ہونے لگتا ہے اور آسمان پر ابر بزرگ ہے اسکے چارون کونون پر چار
ابر چار رنگ کے مثل قندیل کے لٹکتے ہین اور ان چارون ابرون کے نیچے چار پری زادین منھ پر نقاب ڈالے
تخت پر سوار ہاتھ باندھے ہوے ابر بزرگ کی طرف دیکھ رہی ہین اور اس ابر مین جیسے کہ آفتاب بدلی مین
آجاتا ہے اس طرح کی روشنی معلوم ہو رہی اور چار شاخ کشتیون پر سوار ہاتھ باندھے ان پری زادون کی طرف
دیکھ رہے ہین جمہور دیکھتا تھا کہ مہتاب کائنات حکیم روشن ضمیر سے نکلا اور تمام مکان نورانی ہوگیا اس
مکان مین بھی آیا اور جمہور سے ملاقات کی جب کہ وہ رات تمام ہوئی اور خورشید سحر نمودار ہوا تو روشنی
تو بہت تھی لیکن گرمی کا نام بھی نہ تھا جمہور اور ارقم اور شمیم سیر کرتے پھرتے تھے جب تھک جاتے تھے
کسی درخت کے نیچے بیٹھ رہتے تھے پری زادین کشتیون پر سے اترتی تھین اور فرش بچھا کر جمہور کو بٹھاتی تھین
اور ناچتی تھین اسی طرح جمہور سیر کرتا پھرتا تھا کہ یکایک ایک بجلی چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین پھر جو
شاہزادۂ طلسم تیز زن جمہور جہان سوز نے دیکھا تو آفتاب مہتابی کے کلس پر چمکتا تھا اور چارون طرف
پری زادین مورچھل ہاتھ مین لیے ہوے مکلل بزر مغرق بجواہر نہایت پر تکلف اور بھاری پوشاکین پہنے ہوے چارون
دروازون پر مہتابی کے جھل رہی ہین اور اندر سے مہتابی کے بجلی سی چمک رہی ہے اور ضیا پکارنے لگے
کہ بادشاہ تخت عدالت پر بیٹھا ہے جسے جو کہنا ہو کہے ادھر سے ملک احسن کج کلاہ گھوڑا لیے ہوے
آیا جمہور نے کہا ای ملک اشرق میرا گھوڑا یہی ہے ملک اشرق نے سیاک منظور کو بلا کر تمام احوال جمہور کا
بیان کیا سیاک منظور نے اپنے مطیعون سے کہا انسنے بادشاہ سے عرض کی کہ وہ شخص جو وارد طلسم ہوا ہے اسکا گھوڑا
ملک السیر پاس ہے حکم ہوا کہ ہم کسی پر ظلم نہین کرتے ہین اصطبل بادشاہی مین اس سے بہتر گھوڑے ہین وہ لے کر

کیا کرے گا اور اُسکا مطلب تو بہت بڑا ہی وہ یہان سے نکلے گا ملک الیسر نے عرض کی کہ یہ گھوڑا میرے شہر مین آیا ہی اگر حکم ہو
تو مین سوار ہون ارشاد ہوا کہ یہ مال برا ایا ہی رہنے دو مگر سوار نہو ملک المین سبز پوش نے عرض کی کہ شمیم عیار میرے شہر
مین آیا ہی اور اُسکو ایک پری نزاد عنایت ہوئی ہی وہ اُسکے ساتھ بہت خوش ہی حکم ہوا کہ بس ہم یہی چاہتے ہین کہ جو
یہان آئے خوش رہے لیکن جمہور کو کیا سوجھی کہ نہین معلوم بادشاہ کی صورت کیسی ہی اور عورت ہی یا مرد سوا یہ خیال
آتی ہی پیاپے منظور بیکار اکہ اے ملک اشرق تم یہان سے چلے جاؤ کہ بادشاہ اپنی صورت دکھانا چاہتا ہی اور
وارد ان طلسم کو چھوڑتے جاؤ ملک اشرق تو بہ تعجیل وہان سے اُٹھکر دروازہ مین بیٹھا جمہور کیا دیکھتا ہی کہ پردہ
اُٹھا اور ایک چمک پیدا ہوئی کہ آنکھین جھپک گئین پھر جو ہوش آیا تو جمہور نے اپنے تئین خیمہ مین پایا اور ملک
اشرق کو پاس بیٹھے دیکھا جمہور نے پوچھا کہ اے ملک اشرق اب یہ سیر کب دکھائی دے گی ملک اشرق نے کہا کہ
زندگی ہی تو پھر برسوین روز دیکھینگے غرض کہ وہان سے کوچ کیا اور درۂ ظلمات طلسم کو طی کر کے شہر قیہ آیا وہین
پہونچے ملک اشرق نے جمہور کو بادشاہ کیا اور اپنے بیرا اُٹھایا اور جمہور کا سکہ رائج ہوا ایک دن جمہور نے کہا کہ
اے ملک اشرق وہ دن کونسا ہوگا کہ معشوق میرا بھی یہان آئے گا ملک اشرق نے کہا کہ بادشاہ بھی فرما چکا ہی کہ
معشوق تمھارا آئے گا مگر یہ دعا کرو کہ اسی شہر مین آئے جمہور نے پوچھا کیا اور کہین جائے گا تو نہ ملے گا اشرق نے جواب
دیا کہ بیشک نہ ملے گا جمہور تو یہان یاد معشوق مین بیٹھے

اب دو کلمے داستان کوکبہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہان کوکبہ روشن تن خوف سے ضحاک شاہ کے اپنی چالیس خواصون کو مع جمیلہ بھاگ کر جنگل مین چھپی اور عیار جمہور
کا نسیم بن عمرو تلاش مین شاہزادہ جمہور کی نکلا ہوا تھا پہلے تو سبائل مین گیا وہان سُنا کہ جمہور کو لقا نے ضحاک شاہ
پاس بھیجا ہی نسیم ضحاکیہ مین آیا وہان سُنا کہ جمہور کو ضحاک شاہ نے طلسم مین پھنسا دیا ہی نسیم طلسم کی طرف جاتا تھا
کہ راہ بھولا جنگل مین کچھ عورتون کو دیکھا اُنسے پوچھا کہ تم کون ہو ملکہ نے کہا کہ تم کون ہو نسیم نے کہا کہ جمہور کا عیار
ہون اور طلسم مین جمہور پاس جاتا ہون ملکہ نے یہ سُنکر تمام حقیقت اپنی نسیم سے بیان کی اور کہا کہ مجھے بھی لیے چل
غرض کہ ملکہ نے جمیلہ کو ساتھ لیا اور تمام خواصون کو طرف لشکر امیر کے روانہ کیا اور ہمراہ نسیم کے طلسم کو چلی جسوقت
دریا سے اُترکر تختۂ گلزار دیکھا جمہور یاد آگیا اور آنکھون مین آنسو بھر آئے کہ یکایک تین گھوڑے پیدا ہوے اور اپنی پشت
پر ملکہ اور جمیلہ اور نسیم کو لے کر راہی ہوے جسوقت کہ مقبرے پر شہر قہ خاتون کے آئے اپنے سوارون کو اُتارکر
گھوڑے چلے گئے ملکہ نے دیکھا کہ مقبرہ نہایت خوشنما بنا ہوا ہی اور تختہ پھولون کا کھلا ہوا ہی اور جانوران خوش آواز چہک
رہے ہین کہ جنکی رنگیلین تتل تیر کلیجون کے پار ہوتی ہین ملکہ کا دل یاد جمہور مین خون ہوگیا اور اشک جاری ہوے
اور وہ تختۂ گلزار نگاہون مین خار معلوم ہونے لگا قضا بعطہ جنی مقبرے سے باہر آئی اور پوچھا کہ کیون روتی ہو ملکہ نے
حال اپنا ساتھ ایک حجاب کے بیان کیا قضا بعطہ جنی نے تسلی دی اور اپنے ساتھ لیے ہوے پاس درویش ندکر کے آئی اور
احوال ملکہ کا بیان کیا درویش ندکر نے ملکہ کو اپنی بیٹی کیا اور زہرہ لقا کہ جو شہر مین سلطان تھی اُسکے سپرد کیا اور نسیم
کو ملک مغرب بادشاہ مغربیہ کو دیا ملک مغرب نے نسیم کو بہت عزت و حرمت کے ساتھ رکھا زہرہ لقا ملکہ کو کوکبہ
روشن تن کو لے گئی اور بہت خاطر کی اور کہا جشن بزرگ مین تم کو معشوق سے ملا دونگی غرض کہ بعد چند روز کے دن جشن بزرگ
کا آیا زہرہ لقا ملکہ کو لے کر عمارت القلاع مین آئی ملکہ نے دیکھا کہ تمام قلعہ شیشے کا ہی اور ایک باغ بنا ہوا ہی اور ایک
تالاب ہی اُسمین کشتیان بہتی پھرتی ہین اُسی تالاب پر چار طرف چار درون شہر فرنگی سلطان خورشید لقا زہرہ لقا ماہ لقا

سہیلہ بانو آ کر بیٹھیں خورشید لقا نے کہا کہ بہن زہرہ لقا یہ تمہارے ساتھ کون ہیں زہرہ لقا نے تمام حقیقت کوکبہ روشن تن کی بیان کی اور کہا کہ میں نے سُنا ہی کہ عاشق انکا تمہارے شہر میں آیا ہی آؤ ہم تم شادی بیاہ رچائیں خورشید لقا نے کہا کہ برج شرقی میں لے چل کے شادی کرو زہرہ لقا نے کہا یہ مجھ سے نہو گا کہ تم اُسے شاہزادہ کر کے بیاہو جس طرح سے رسم دنیا ہی اُس طرح کرو کہ تم دولھا بنا کر برج غربی میں لاؤ اور دُلھن کو بیاہ کر لیجاؤ خورشید لقا نے کہا کہ مجھے رسم دنیا سے کیا کام ہی میرے برج میں شادی ہو زہرہ لقا نے کہا کہ یہ تو تم بھی خوب جانتی ہو اور میں بھی خوب جانتی ہوں کہ جسکے برج میں شادی ہوگی اُسکا رتبہ طلسم میں زیادہ ہوگا اب اسکو بادشاہ پر رکھو جیسا حکم ہو ویسا کرو یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ آفتاب کائنات روشن ضمیر سے نکلا اور مہتابی کے کلس پر قائم ہوا اور ابر بزرگ مہتابی سے مل گیا اور لوگ پکارے کہ بادشاہ جلوہ افروز ہوسے ہیں جو جسے کہنا ہو عرض کرے زہرہ لقا نے کہا کہ اے کوکبہ روشن تن تم جبتک یہاں سیر کرو میں تمہارا حال بادشاہ سے عرض کرتی ہوں غرض کہ خورشید لقا اور زہرہ لقا اور ماہ لقا اور سہیلہ بانو چاروں دروازوں پر موجھل ہلانے لگیں اور کوکبہ روشن تن پھرتے پھرتے ایک درخت کے نیچے ٹھہری ایک پریزاد نے آکر کرسی بچھادی کوکبہ روشن تن اسپر بیٹھکر چارطرف اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے کسی کا انتظار ہوتا ہی اور جمیلہ رومال ہلا رہی تھی نسیم تلاش جمہور میں چلا جاتا تھا کہ شمیم کو دیکھا آواز دی کہ اے شمیم تمہاری ملکہ بھی آئی ہیں شمیم خوش ہوا اور جمہور سے خبر کرنے کو دوڑا جمہور سیر کرتے کرتے ایک درخت کے نیچے ٹھہرا تھا اور حور لقا نامے ایک پریزاد نے فرش بچھا دیا تھا اور شراب پلا رہی تھی کہ شمیم اور نسیم پہونچے جمہور نسیم کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور حال پوچھا جمہور نے اپنی سرگذشت اور ملکہ کا آنا بیان کیا جمہور نے کہا کہ ملکہ کہاں ہی نسیم نے کہا کہ اندر مرات القلاع کے زہرہ لقا کے پاس ہیں جمہور دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ اندر باغ کے ایک درخت کے نیچے کرسی پر ملکہ بیٹھی ہوئی ہی اور جمیلہ رومال ہلا رہی ہی جمہور نے ارادہ جانے کا کیا حور لقا نے کہا کہ کچھ احمق ہوے ہو بغیر حکم بادشاہ کے نہ جا سکو گے قضاے کار ملکہ کی نگاہ بھی جمہور پر پڑی تو کیا دیکھا کہ دونوں عیار پاس کھڑے ہوے ہیں اور آپ بیٹھا ہوا ہی پریزاد حور نژاد شراب پلاتی ہی اور اختلاط کر رہی ہی ملکہ کو رشک ہوا جمہور بیتاب ہو کر پکارنے لگا پریزاد بیساختہ ہنس پڑی اور کہنے لگی کہ آپ کی آواز بھی وہاں تک پہونچے گی کیا آپ نزدیک سمجھے ہیں پھر تو جمہور اور ملکہ میں اشارے بازیاں ہونے لگیں اور کنایوں میں مطلب دلی کا اظہار ہونے لگا جمہور نے اشارے میں کہا کہ میں ملک اشرق سے کہتا ہوں ملکہ نے جواب دیا کہ میں بھی زہرہ لقا سے کہتی ہوں غرضکہ دونوں اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے جمہور ملک اشرق کے پاس آیا اور تمام کیفیت بیان کی ملک اشرق نے بیک منظور سے کہا اور اُسنے خورشید لقا سے کہا اُسنے بادشاہ سے عرض کی کہ وہ شخص وارد طلسم جو شہر قیہ آباد میں ہی اُسکا معشوق غربیہ آباد میں آیا ہی میں نے چاہا تھا کہ برج شرقی میں شادی ہو لیکن زہرہ لقا نہیں مانتی ہی اور میں وزیرزادی ہوں اگر میری خاطر نہوگی تو میں اپنی جان دے دونگی زہرہ لقا نے کہا کہ تم وزیرزادی ہو تو میں بھی امیر الامرا کی بیٹی ہوں اور اس مقدمے میں بادشاہ کسی کی خاطر نہ کرینگے یہ حجت درپیش تھی کہ بادشاہ بزرگ نے دونوں کو طلب فرمایا خورشید لقا و زہرہ لقا دونوں گئیں اور یہاں رضیہ سلطان نے کہا کہ جمہور اور کوکبہ دونوں کو لاؤ میں بھی دیکھونگی ماہ لقا نے کہا کہ میں جمہور کو لاتی ہوں سہیلہ نے کہا کہ میں ملکہ کوکبہ کو لاتی ہوں یہاں جمہور بیٹھا تھا کہ ماہ لقا کشتی پر سوار آئی اور کہا کہ میاں جمہور چلو تم کو بادشاہ نے طلب کیا ہی ملک اشرق تو ہاتھ باندھکر اُٹھ کھڑا ہوا جمہور کشتی پر سوار ہوا کشتی بیچ دریا میں پہونچ کر چرخ کھا کر ڈوب گئی بعد تھوڑی دیر کے جمہور نے اپنے تئیں باغ

مین پایا اب ماہ لقا اور سہیلہ سے تکرار ہونے لگی اُسنے کہا کہ تم ملکہ کو لاؤ تو جمہور کو لے چلین وہ کہنے لگی کہ تم جمہور کو لاؤ تو
ملکہ کو لے چلین بیچ باغ مین ٹھہری ادہر ماہ لقا جمہور کو لیے جاتی ہے اُدہر سہیلہ کوکبہ روشن تن کو اسی طرح دونون کو
زیر قصر بلند بادشاہ لاکر کھڑا کیا جمہور کوکبہ روشن تن کے گرد پھرنے لگا اور بادشاہ کو دعا مین دینے لگا اس عرصہ
مین درویش ذاکر اور درویش مذکر بھی آگئے بادشاہ نے کرسیان بیٹھنے کو دین اور سلام کیا اور تعظیم بجا لایا اور کہا کہ ان
دونون کا فیصلہ آپ کیجیے درویش مذکر نے کہا کہ زہرہ لقا تو سچ کہتی ہے کہ جمہور آئے اور بیاہ کر لیجائے درویش
ذاکر نے کہا کہ یہ تو حق ہے مگر زہرہ لقا کو لازم ہے کہ بڑی بہن کی خاطر کرے اور ملکہ کو لے جا کر برج شرقی مین شادی
کرے اور بڑا خوف یہ ہے کہ اگر یہ ہوگا تو خورشید لقا اپنے تئین ہلاک کر ڈالے گی درویش مذکر نے کہا کہ جو بات
حق ہوگی وہی کہی جائے گی اسے کوئی کیا کرے کہ وہ زبردستی بھی اپنے تئین ہلاک کرے گی اسپر بہت تکرار بڑھی یہانتک
کہ نوبت کشتم کشتا کی پہونچی بادشاہ نے کہا کہ واہ آپنے بھی خوب فیصلہ کیا معاف رکھیے اور تشریف لیجائیے دونون
اُٹھ کھڑے ہوے اور یہ کہتے چلے کہ یہ بھی ایک علامت بربادی طلسم کی ہے کہ ہم دونون قطب طلسم مین سے ایک علم الہیت
سے منحرف ہو جائے قریب ہے کہ طلسم برباد ہو لیکن بادشاہ کو نہایت تشویش تھی کہ اے رضیہ سلطان تو بادشاہ ہے
اور تجھ سے کچھ انصاف نہ ہو سکا یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ اُسی وقت خیال مین آیا کہ روز اول جب تو تخت پر بیٹھی تھی
اور مقبرے مین حکیم اشراق کے گئی تھی اور تجکو بشارت ہوئی تھی کہ اب مقبرہ ہمارا نہ ظاہر ہوگا مگر جب کہ مشکل تجھ پر
پڑے گی اُسوقت ظاہر ہوگا تو ہم سے آکر بیان کرنا یہ سوچ کر رضیہ سلطان نے حکم کیا کہ ان دونون عاشق و معشوق
کو شیش محل مین داخل کرو اور تم سب یہین رہو مین آتی ہون لیکن جسوقت درویش ذاکر و مذکر جانے
لگے تھے اُسوقت ایک ایک پیالہ پانی کا بھر کر خورشید لقا و زہرہ لقا کو دیتے گئے تھے اور کہہ گئے تھے کہ جمہور و کوکبہ
روشن تن کو پلا دینا یہ تمہاری اطاعت سے باہر ہونگے اُنھون نے اپنی اپنی جگہ وہی کیا جمہور اور کوکبہ روشن تن
ہون تو آپس مین اختلاط کرتے تھے لیکن جب گفتگو آتی تھی ملکہ کہتی تھی کہ برج غربی مین آؤ تو بیاہ کر لیجاؤ اور جمہور
کہتا تھا کہ برج شرقی مین آؤ تو شادی ہو مگر جب رضیہ سلطان حکیم اشراق کے مقبرے پر پہونچی اور
ضابطہ جنّی نے دروازہ کھولا رضیہ سلطان اندر آئی اور قبر پر فاتحہ پڑھ رہی تھی کہ غنودگی آگئی خواب مین حکیم اشراق
کو صیت آر ادیکھا جھک کے مجرا عرض کیا حکیم اشراق نے کہا کہ اے فرزند تو فکر نہ کر اور اس مقدمہ کو چار دن ہر حد وارون
پر چھوڑ دے اور تو ترک سلطنت کر کے پردۂ قاف مین جا کر بیٹھ رہ جب کہ طلسم کشا آئے گا تو بھی مرات القلاع
پر آنا اور جشن کرنا اور طلسم کشا تیرا شوہر ہوگا تو بادشاہ آخر طلسم ہے یہ پھول جو چمن مین لگے ہوے ہین انکا گلدستہ
بنا کر لیتی جا جس روز یہ پھول مرجھا جاینگے اُس دن طلسم کشا آئے گا رضیہ سلطان کو ہوش آیا مکان کو معطر
پایا اور گلدستہ بنا کر ہاتھ مین لیا اور ابر پر سوار ہوئی اور مرات القلاع پر آئی خورشید لقا و زہرہ لقا
وغیرہ سے کہا کہ مین اس مقدمہ مین دخل نہ دونگی تم جانو اور تمہارا کام جانے مین پردۂ قاف مین جاتی ہون
جب تک طلسم کشا نہ آئے گا اُسوقت تک نہ آؤنگی یہ سُنکر ایک تہلکہ مچ گیا لوگ پکارے کہ جسنے بادشاہ کو
دیکھنا ہو دیکھ لے کہ اب بادشاہ بغیر طلسم کشا کے آئے نہ تشریف لائینگی تمام خلائق دیکھنے لگی جسکی نگاہ نتھ
ادر پہنچی اور حلق اور جمیا کلی پر پڑی وہ بیہوش ہو گیا جمہور کی جو آنکھ کھلی تو اپنے تئین ملک اشرق
کے شہر مین پایا اور ملکہ کو نہ دیکھا تڑپنے لگا ملک اشرق جمہور کو لیے ہوے شرقیہ آباد مین آیا لیکن
جمہور کا یہ حال تھا کہ ایک دم قرار و آرام نہ تھا اور کہتا تھا کہ اے ملک اشرق جس طرح بن پڑے میسر ہی

معشوق کو ملا دو ورنہ میری زندگی محال ہو رہی ہے یہ کلمات حسرت آمیز زبان پر لاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا شعر حیف در چشم زدن صحبت
یار آخر شد * روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد * ملک اشرق جمہور کا یہ حال دیکھکر درویش ذاکر کے پاس لایا اور
حال بیقراری جمہور کا ظاہر کیا درویش ذاکر نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اور نامہ لکھیے کہ ناموس میرا تم نے چھین رکھا ہے
جس طرح دوگے لونگا اور تم جانتے ہو کہ شرق کا غرب پر غلبہ رہا ہے جمہور نے کہا کہ غربیہ آباد میں نامہ کون لیجائیگا درویش
ذاکر نے کہا کہ شمیم لیجائیگا غرض کہ نامہ لکھکر شمیم کو دیا اور درویش ذاکر نے کہا کہ اے شمیم رات کو جانا اور یہ خط جو آسمان پر معلوم
ہوتا ہے اسکے نیچے سیدھا چلا جانا اور اگر ادھر ادھر بھٹک جاؤ گے تو بہت خراب ہوگے اور جس مقام پر صبح ہوجاے وہاں
سے آگے نہ جانا اور پھر جب شام ہوجاے تو رات بھر اسی خط پر چلنا غربیہ آباد میں پہونچ جاؤ گے شمیم نامہ لیکر اسی طرح
چلا یہاں تک کہ روشن تن کی جو آنکھ کھلی اپنے تئیں برج تیلم میں پایا اور ایک عورت کو پایین بیٹھے دیکھا کہا تو کون ہے اسنے
کہا میں غربیہ خاتون ملک اغرب سیاہ پوش کی زوجہ ہوں اور آپ یہاں کی بادشاہت کیجیے ملکہ نے کہا مجھے بادشاہی
سے کچھ کام نہیں ہے میرا عاشق مجھے مل جائے غربیہ خاتون نے بہت تسلی دی اور تخت پر بٹھا دیا اس اثنا میں خبر پہونچی کہ
شمیم نامہ ملک اشرق کا لایا ہے ملک اغرب نامہ لیے ہوئے درویش ندکر پاس آیا انھوں نے مضمون نامہ پڑھکر
جواب دیا کہ ہم کو عذر نہیں تم دولہا بنا کر لاؤ بیاہ ہوجائیگا اور جتنے یہ جو لکھا ہے کہ شرق کا غرب پر غلبہ رہا کیا ہے تو یہ اس طرح ہے
جیسے خوشنماری کا انسان پر جواب نامے کا لیکر شمیم روانہ ہوا اور بعد طے مراحل و قطع منازل شرقیہ آباد میں آیا
اور نامہ درویش ذاکر کو دیا درویش ذاکر نے مضمون نامہ پڑھکر کہا کہ جمہور اپنا ناموس لڑکر
چھین لا غرض کہ تیاری لشکر کشی کی ہونے لگی مگر جب ایسا اتفاق ہوتا ہے تو دو سردار ایک
طرف ہو جاتے ہیں اور دو ایک طرف ملک اشرق اور امین ایک طرف ہوئے اور ملک اغرب اور اسیر ایک
طرف ہوئے اور دونوں طرف سے سامان جنگ ہوا اور لشکروں نے کوچ کیا اور میدان میں اترے اور طبل جنگ
بجا رات بھر طبل جنگ بجا کیا صبح کو دونوں لشکروں نے صف بندی کی ملک اشرق جمہور کو تخت پر بٹھا کر میدان میں نکلا
ملک اغرب کو کبیر روشن تن کو منھ پر نقاب ڈالکر تخت پر بٹھا کر میدان میں آیا جب کہ صف آرائی ہوچکی اور نقیب
پکار کر چلے گئے بلوط شرقی میدان میں آیا اور نعرہ کیا اس طرف سے بلوط غربی نکلا بعد نیزہ بازی و شمشیر زنی کے نوبت
کشتی کی پہونچی کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ اے ظالمان طلسم والو اب تمھارا یہ شیوہ ہوگیا کہ آپس میں خون ریزی
کرنے لگے بہتر اسی میں ہے کہ پلٹ جاؤ اور جو یہاں رہتا کو رہ جائیگا وہ مارا جائیگا اور دو پنجے پیدا ہوئے اور دونوں
کی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیگئے ملک اشرق نے کہا باطن طلسم والوں کا حکم نہیں ہے کہ کوئی لڑے اور چاروں سردار
کوچ کرکے اپنے اپنے ملک کی طرف چلے گئے جمہور پھر اسی طرح تڑپنے لگا اور آہیں جگر خراش کھینچنے لگا ملک اشرق
پھر درویش ذاکر کے پاس لایا درویش ذاکر تیلی برنجی کو دیکھ رہا تھا کہ منھ مغرب کی طرف ہونے میں تھوڑا فرق باقی
ہے کہ ملک اشرق جمہور کو لیے ہوئے پہونچا درویش ذاکر نے کہا کہ کوئی کپڑا ملکہ کے بدن کا منگواؤ میں ایسا
اسم پڑھ دونگا کہ وہ تمھارے پاس چلی آئیگی جمہور نے شمیم کو بھیجا ادھر ملکہ کا بھی یہی رنگ تھا کہ لوگ درویش
ندکر کے پاس لیگئے تھے درویش ندکر نے بھی کہا کہ کپڑا جمہور کا پہنا ہوا منگا دو تو میں ایسا اسم پڑھ دوں کہ وہ
خود چلا آئے ملکہ نے نسیم کو بھیجا غرض کہ شمیم ملکہ کا کپڑا اور نسیم جمہور کا کپڑا بحکمت عیاری لائے درویش ذاکر
اور ندکر نے کپڑوں پر اسم پڑھکر دم کیے اور کہا کہ اسکو اپنے جامے میں شامل کرکے پہنو ملکہ نے کرتی جو بنا کر پہنی تو عشق
جمہور کا اور زیادہ ہوا یہاں تک کہ آب و دانہ ترک ہونے لگا نسیم نے کہا کہ دوا الٹا اثر کر گئی ملکہ و جمہور کو بیتابی ہے

ملکہ غربیہ آیا دونوں سے چھپ کر طرف شرقیہ آباد کے چلی ادھر جمہور نے جو جام پہنا اُسکو بھی عشق دونا ہوا اور
دیوانگی بڑھنے لگی ایک روز ملک اشرق سے چھپ کر راہ غربیہ آباد کی لی اثنائے راہ میں ملکہ سے ملاقات ہوئی اور یہ
صلاح ہوئی کہ آپ اور طرف بھاگ چلیے غرض کہ دونوں گھوڑوں پر بیٹھکر راہی صحرا ہوئے وہاں ملک اشرق نے
جمہور کو اور ملک اغرب نے ملکہ کو ڈھونڈھا مگر کہیں پتا نہ لگا یہاں جمہور اور ملکہ دونوں بھاگتے بھاگتے ایک
بیابان پر فضا میں پہونچے ایک درخت طلائی دیکھا اُسکے نیچے آکر بیٹھ گئے لیکن آسمان کو جو دیکھا تو ابر چھایا ہوا ہی جمہور
نے نسیم سے کہا کہ اگر کہیں سے شراب ملے تو لا نسیم نے جو خیال کیا تو مقابل اسی درخت کے ایک اور درخت نقرئی
معلوم ہوا اور اُسکے نیچے ایک پیر مرد کو دیکھا کہ گویا ناشتہ رکھا ہی اور شراب پی رہا ہی جمہور نے کہا کہ اے نسیم اسی سے لا
نسیم مرد پیر پاس گیا اور شراب طلب کی پیر مرد بہت خفا ہوا جب نسیم چلنے لگا تو کہا کہ تو چاہے پی لے نسیم ایک
جام پیتے ہی ساقی پر عاشق ہو گیا اور وہیں ٹھہرا رہا جمہور نے بعد تھوڑی دیر کے نسیم کو بھیجا وہ بھی اُسی طرح جام پی کر
وہیں ٹھہر رہا جمہور آپ آیا مرد پیر نے بہت خاطر کی اور بٹھایا ساقی نے شراب دی جمہور نے شراب پی اور ساقی سے کہا
کہ اب کسی کو شراب نہ دینا ساقی نے دونوں جام جمہور کو دیے اور ایک پیر مرد کو دیا جمہور نے ایک طمانچہ مرد پیر کے
مارا اور شراب چھین کر لے گیا مرد پیر اُٹھا اور اُس ابر میں ایک زنجیر لٹکتی تھی اُسے پکڑ کر چڑھ گیا اور چاروں گوشے اور
ساقی اور نسیم اور نسیم بھی زنجیر کو پکڑ کر چڑھ گئے مرد پیر نے جمہور سے کہا کہ یہاں آ تو معلوم ہو جمہور بھی زنجیر پکڑ کر چڑھتا تھا
کہ لٹک کر رہ گیا اور ابر اُڑ کے لیے چلا گیا ملکہ نے جو یہ حال دیکھا اپنی تنہائی پر روتی ہوئی پیچھے اُسی ابر کے چلی
جاتی تھی کہ ایک صحرا بے آب ملا کہ جہاں پانی نہ تھا اور گرمی بہت شدت تھی بمشکل اُسے طے کیا اور کنارے دریا کے
پہونچی وہاں بیٹھکر رونے لگی کہ ایک کشتی پیدا ہوئی اُسمیں ایک پیرزن اور کچھ عورتیں بیٹھی تھیں اُنھوں نے ملکہ پر
رحم کھا کر بٹھا لیا جب وہ کشتی بیچ میں آئی چرخ مار کر بیٹھ گئی ملکہ کو جو ہوش آیا اپنے تئیں ایک مکان میں پایا اور
پاس اُسی پیرزن کو دیکھا اُسنے ملکہ سے حال پوچھا ملکہ نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی پیرزن نے کہا کہ میں تجھے
حاکم پاس لے چلونگی وہاں جمہور کو ایسا غنودگی کا اثر ہوا کہ گر گیا جب ہوش آیا اپنے تئیں ایک شہر میں پایا اور سامنے کوتوالی
چبوترے پہ اُسی پیر مرد کو بیٹھے دیکھا پیر مرد نے کہا کہ تجھے اپنے سلوک کا یاد ہی اب میں کیا کہوں کہ تو مسلمانوں کی
عملداری میں آیا ہی اگر کافروں کی سرحد میں ہوتا تو دو تین مار ڈالتے اور پوچھا کہ تجھے کچھ کام بھی آتا ہی جمہور نے
کہا کہ میں تاج بنانا جانتا ہوں نسیم سے کہا کہ تو کیا جانتا ہی اُسنے کہا کہ میں زرگری جانتا ہوں نسیم سے پوچھا اُسنے کہا
کہ میں طلاسازی جانتا ہوں جمہور سے پیر مرد نے کہا کہ تم طلسم کشا کے لیے تاج بنایا کرو اسی اثنا میں پیرزن ملکہ کو
لیے ہوئے آئی پیر مرد نے کہا کہ انھیں بھی لے جاؤ یہ بھی بہت کو گھر دینا یا کہ بنگلی لوگ سبھوں کو لے کر زندان خانے
میں آئے جمہور نے دیکھا کہ مکان بہت وسیع ہی اور بیچ میں ایک تالاب ہی اُسکے ایک طرف مرد کام کرتے ہیں اور
دوسری طرف عورتیں دن بھر کام کیا کرتی ہیں رات کو ایک ایک خوان کھانے کا آتا ہی سب کھانا کھا کر علیحدہ
مکانوں میں سو رہتے ہیں اور ملکہ سے اور جمہور سے اشاروں میں باتیں ہوا کرتی ہیں یہ تو یہاں اس طرح سے
رہی لیکن چالیس خواصیں ملکہ کو لیکر روشن تن کی جو لشکر امیر کی طرف چلی تھیں بعد چند روز کے پہونچیں امیر کو
خبر ہوئی کہ چالیس نقابدار آئے ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم حال اپنا امیر کشور گیر سے عرض کرینگے امیر نے کہا کہ خلوت میں
لاؤ عمرو نے کہا کیوں حمزہ یہ رانوں کہاں جاتا ہی کہتا ہی کیسا پیغام لاتے ہیں امیر نے کہا تو بھی چل کر سن غرض
امیر اور عمرو خلوت خانے میں آ کے دیکھا کہ نقاب منہ پر سے اُتری ہوئی ہیں اور سب جدا میں ہیں اور نقشے بھی

درست ہین امیر نے احوال پوچھا سبھون نے حقیقت جمہور اور کوکبۂ روشن تن کی بیان کی امیر نے انکو تو خوابین مین
سیر دکیا اور آپ روتے ہوے باہر نکلے بادشاہ نے حال پوچھا امیر نے کہا کہ جمہور طلسم مین گرفتار ہو گیا ہی مین اُسکے چھڑانے
کو جاؤنگا بادشاہ نے بزرگ امید وغیرہ کو بلوا کے احکام نکلوائے اُنھون نے حکم نکالا اور بہت روئے اور کہا کہ امیر جائین
اور دو بیٹے اور دو سردار اور عمرو یہ سب ساتھ جائین تو طلسم ٹوٹے گا بادشاہ نے پوچھا کہ آپ بار رکے کیون اُنھون نے
کہا کہ امیر اس سفر سے پھر کر آئینگے تو کئی شخصون سے ملاقات نہوگی سب سردار رو دئے اور کہا کہ ہمین بھی ساتھ لیتے چلیے
امیر نے کہا کہ تم یہین رہو مین جاتا ہون اور عمرو و بن حمزہ اور چوگان اور بہرام اور فرامرز اور عمرو کو ساتھ لے کر
کوچ کیا اور قاسم اور بدیع الزمان دو منزل تک ساتھ آئے کہ ہمین بھی لیتے چلیے امیر نے رخصت کر دیا اور سمجھایا
کہ آپس مین فساد نہ کرنا لیکن امیر جسوقت چلنے لگے تھے اپنا جانشین عجیل ماہرو کو کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ میرا چھوٹا
بھائی ہی اسے مثل میرے سمجھنا اور جو یہ کہے اُسپر عمل کرنا سبھون نے قبول کیا غرض کہ امیر کوچ بکوچ ضحاک کے ملک مین
پہونچے یہان ضحاک شاہ کو خبر ہوئی کہ امیر آئے ہین دانشمند وزیر سے کہا کہ اب مین کیا کرون اُسنے کہا کہ وہ آپ
طلسم مین پہنچے جاتے ہین آپ کا دشمن نہیجیے ضحاک شاہ امیر کی پیشوائی کو آیا اور اپنے ہمراہ لایا دو روز تک امیر
یہان رہے دانشمند نے کچھ حال طلسم کا بیان کیا غرض کہ تیسرے دن امیر کوچ کرکے دریا پر آئے اور اس دریا کو دیکھا
کہ جسمین پیدل چلا جاتا تھا اور سوار نہین جانے پاتا تھا امیر نے ایک سوار کو بھیجکر تماشا دیکھا اور تعجب کیا بعد اسکے
امیر نے خود ارادہ کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون آپ نہ جائیے امیر نے کہا کہ مین جمہور کو چھڑانے
جاتا ہون غرض کہ امیر پانچ آدمیون سے دریا اُتر کر تختۂ گلزار مین آئے امیر نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو پار کا آدمی کوئی
نہ دکھائی دیا اور اُدھر کے لوگ امیر کو دیکھتے تھے اور دریا بہت ظاہرہ معلوم ہوتا تھا امیر تماشا دیکھ رہے تھے
کہ پانچ گھوڑے پیدا ہوے پانچون آدمی گھوڑون پر سوار ہوے گھوڑے لے کر اڑے ہوے اتنے مین راہ مین
ایک آندھی آئی اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی امیر نے دیکھا کہ بجاے گرد دیوار کے دونون طرف درخت ہین
اور اُنپر ستارے چمکتے ہین اور سر پر ہما کو دیکھا کہ مانند نقیب کے بولتا چلا آتا ہی کہ اے ساکنان طلسم خبردار
ہو جاؤ کہ طلسم کشا آ پہونچا اور جو کوئی اُسکی اطاعت کریگا وہ آفت سے محفوظ رہیگا اور جو اس سے
پھر جائے گا وہ تباہ و برباد ہوگا غرض کہ گھوڑے امیر کو لیے ہوے ایک مکان مین آئے امیر نے ملاحظہ کیا کہ ایک محل
دور تک بنا ہوا ہی اور اپنے گھوڑے کی جگہ پہ دیکھا کہ ایک نگینہ کھنچا ہوا ہی امیر اور سب سردار اُتر پڑے گھوڑے
اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے اور ہما پکارا کہ اے فضا بطلۂ جنی طلسم کشا آیا ہی امیر نے دیکھا کہ ایک عمارت مین سے
فضا بطلۂ جنی اور پانچ چار آدمی نکلے امیر کو اندر مکان کے لیگئے اور دعوت کی اور کشتیان جواہر کی آگے رکھین
امیر نے تو نہ لین مگر عمرو نے اُنکو داخل زنبیل کیا فضا بطلۂ جنی نے کہا یہی دلیل طلسم کشائی کی ہی کہ ایک شخص لالچی
بھی ساتھ ہو اور ہما سر پہ ہو اور یہ گھوڑا جو آپکو لایا ہی اُسکو بھی حکما نے لکھا ہی کہ یہ طلسم کشا کو لاتے گا بیشک
آپ ہی طلسم کشا ہین امیر نے پوچھا کہ تم کو یہان کیا خدمت ہی فضا بطلہ نے کہا کہ مین کلید بردار حکیم اشراق
روشن ضمیر کے مقبرے کا ہون امیر باتین کرتے تھے کہ آواز نقارے کی آئی امیر نے کہا اے فضا بطلہ یہ نقارہ کیسا
بجا فضا بطلہ نے کہا آپ خوب دنون مین آئے ہین کہ کل عرس حکیم اشراق کا ہی امیر رات بھر رہے اور صبح کو چلے
دور سے چمک معلوم ہوئی پوچھا کہ یہ چمک کیسی ہی فضا بطلہ نے کہا کہ یہ اقبال آپ کا ہی کہ یہان سے کئی منزل پر یہ
مکان ہی آپ کو نزدیک معلوم ہوتا ہی عمرو نے پیچھے پھر کے دیکھا تو جس مکان سے نکلے تھے وہ نہین معلوم ہوتا

ضیا بطلہ سے پوچھا اُس نے کہا کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی غرض کہ امیر اُس مکان پاس پہونچے ہاتف پکارا کہ طلسم کشا آتا ہی ایک شخص
گندم رنگ نورانی شکل باہر آیا امیر نے کہا ای ضیا بطلہ یہ کون ہی ضیا بطلہ نے کہا حکیم اشراق کے پوتے حکیم قسطاس
روشن ضمیر ہین جو اُنکے نائب ہین امیر اُنکے ساتھ اندر آئے دیکھا کہ ایک باغ بہت پُر تکلف ہی اور اُسکے چار دروازے
ہین چار رنگ کے اور مکان بہت بنے ہوے ہین اور بیچ مین ایک قصر پُر تکلف ہی اور اُسکے آگے ایک چبوترہ بلور کا ہی اوسپر
ایک منبر بلیس رنگ کا رکھا ہی اور گرد کرسیان رکھی ہین امیر نے ضیا بطلہ سے پوچھا یہ منبر کیسا ہی ضیا بطلہ نے کہا حکیم
قسطاس اسپر خطبہ بیان کرتے ہین اور جو اس سال کا احوال ہوتا ہی ظاہر کرتے ہین اور لوگ طلسم ظاہر و باطن کے سامعہ
اور مجمع سا سب سنتے ہین اور کسی کو کسی سے دشمنی یہان نہین ہوتی ہی غرض کہ امیر ایک برج مین بیٹھے تماشا دیکھتے تھے
کہ چار طرف سے چار بادشاہ پیدا ہوے ملک اشرق بارہ ہزار سوار سرخ پوش سے آیا ملک امین بارہ ہزار سوار
سبز پوش سے آیا ملک اغرب بارہ ہزار سوار سیاہ پوش سے آیا ملک اسیر بارہ ہزار سوار زرد پوش سے آیا اور سُنا
کہ طلسم کشا آیا ہی چارون نے سلام کیا ہاتف پکارا کہ چارون بادشاہ نگاہ روبرو طلسم کشا سلامت غرض کہ چارون
بادشاہون نے امیر سے احوال جمہور اور ملکہ اور دونون عیارون کا بیان کیا اور ارقم نے اپنا حال کہا امیر نے ارقم کو
اپنے پاس رکھا ملک اغرب نے کہا کہ خواص ملکہ کی جمیلہ اب تک میرے پاس ہی قرار پایا رہنے دو چارون بادشاہ
اپنے اپنے مقام پہ ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے اسمین برج شرقی کی طرف سے ابر سرخ آیا اور ہوا سے سرد چلنے لگی
ابر چبوترے سے مل گیا امیر نے دیکھا کہ پرچھائین سی ہی ابر تو جاکر برج پہ قائم ہو رہا خورشید لقا چار سو پریزادون
سے آئی اور پوچھا کہ یہ کون ہی ضیا بطلہ نے کہا کہ یہ طلسم کشا ہی خورشید لقا بڑی آتش مزاج ہی مگر امیر کا یہ رعب
چھایا کہ جھک کر سلام بجا لائی ہاتف پکارا خورشید لقا نگاہ روبرو طلسم کشا سلامت مگر خورشید لقا نے عمرو
بن حمزہ کو جو دیکھا عاشق ہوئی اور آکر انھین کے پاس بیٹھ گئی اور باتین کرنا چاہا لیکن عمرو بن حمزہ باپ کے
لحاظ سے بات نہ کرسکے خورشید لقا نے امیر سے کہا کہ اگر آپ فرمائین تو مین انھین سیر کرا لاؤن امیر نے کہا کیا مضائقہ
ہی خورشید لقا عمرو بن حمزہ کو علیحدہ جگہ پر لائی اور شغل شراب شروع ہوا اسی اثنا مین ایک اور ابر سبز پیدا
ہوا اُسمین سے ماہ لقا نکلی اُسنے بھی سُنا کہ طلسم کشا آیا ہی ماہ لقا آئی اور سلام بجا لائی ہاتف پکارا کہ نگاہ
روبرو طلسم کشا سلامت ماہ لقا چوگان بن حمزہ پر عاشق ہوئی اور چوگان ماہ لقا پر عاشق ہوا غرض کہ
ماہ لقا آکر پاس بیٹھی اور پوچھا کہ میان تم طلسم کشا کے کون ہو چوگان نے کہا مین بیٹا ہون اور ابھی میرے
بھائی کو خورشید لقا لے گئی ہی آخر یہ دونون بھی اُسی طرح چلے گئے اور مصروف شراب خواری ہوے کہ ایک
اور ابر زرد پیدا اُسمین سے سہیلہ لقا آئی اور سُنا کہ طلسم کشا آیا ہی یہ بھی آئی اور سلام کیا ہاتف نے آواز دی نگاہ روبرو
طلسم کشا سلامت سہیلہ فرامرز پر عاشق ہوئی اور پوچھا کہ میان تم طلسم کشا کے کون ہو فرامرز
خفا ہوا اور کہا کہ تجھے کیا مین کوئی ہون غرض یہ جو بات کہتی تھی وہ ترش ہو کر جواب دیتا تھا سہیلہ گلابی
شراب کی جھلکاکر اُٹھانے لگی کہ ہاتھ سہیلہ کا سینہ مین فرامرز کے لگا فرامرز نے ایک دھکا دیا کہ سہیلہ دور
جا پڑی اور کہا کہ بزرگون کے سامنے اس طرح کی بے ادبی کرتی ہی سہیلہ نے کہا کہ مین تو شراب اُٹھاتی تھی یہ کہکر
رونے لگی امیر کو سہیلہ پر رحم آیا اور عمرو کی طرف دیکھکر کہا کہ محبت کیا بُری چیز ہوتی ہی کہ سہیلہ تو پیار کرتی ہی
اور فرامرز کو کچھ خیال نہین فرامرز شتاب کو چلا سہیلہ اُٹھکر ساتھ ہوئی اور فرامرز سے لپٹنے لگی فرامرز نے
ایک طمانچہ مارا کہ سہیلہ گر پڑی اور بیہوش ہو گیا غرض کہ فرامرز وہان آکر بیٹھا جہان کہ خورشید لقا

اور ماہ لقا اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بیٹھے تھے کہ سہیلہ چھانکنے لگی خورشید لقا کو رحم آیا اور کہا کہ میاں تم کیوں اسیر آشنا خفا
ہوتے ہو فرامرز چپ ہو رہا خورشید لقا نے سہیلہ کو بلا کر پاس بٹھایا اور دور شراب کا چلنے لگا فرامرز کو بھی جب نشہ ہوا سہیلہ
سے ہنسنے لگا اور باتیں کرنے لگا پھر تو یہ بھی اختلاط میں مشغول ہوا کہ چوتھا ابر سیاہ اُترا اُسمیں سے زہرہ لقا آئی اور سُنا کہ
طلسم کشا آیا ہی زہرہ لقا آئی اور امیر کو سلام کیا اور بیٹھ گئی امیر سے تمام سرگذشت ملکہ کی بیان کی اور کہا کہ جو کچھ کیسا
درویش فدا کرنے کیا اُسی کے صدمے سے وہ اندھے ہو گئے ہیں امیر نے بہت افسوس کیا مگر بہرام زہرہ لقا پر عاشق ہوا
اور پوچھا کہ ملکہ پاس آپ تھیں زہرہ نے رکھائی سے جواب دیا کہ میں تجھ سے بات نہیں کرتی بہرام مایوس ہوا بعد تھوڑی دیر
کے گلابی شراب کی بہرام نے زہرہ کو دی زہرہ لقا خفا ہو کر چلی گئی اور بہرام بھی پیچھے پیچھے چلا زہرہ لقا خورشید لقا
پاس آ کر بیٹھی بہرام چھپ کر دیکھنے لگا زہرہ لقا نے کہا دیکھو صاحبو یہ بلا یہاں بھی آ گئی اور ترنج بہرام پر مارا کہ گو وہ اُڑ گیا
بہرام نے وہ ترنج چھاتی سے لگایا خورشید لقا نے کہا کہ اے زہرہ لقا وہ تجھے پیار کرتا ہی تجھے اُسپر رحم نہیں آتا زہرہ لقا نے
کہا کہ بوا مجھے یہ باتیں نہیں اچھی لگتیں اور اپنی کرسی اٹھا کر اور طرف جا بیٹھی بہرام وہاں بھی جا کر لگا دیکھنے آخر کو
زہرہ لقا کو غصے پر چلی گئی بہرام وہاں بھی آیا اور پیروں پر گر پڑا اور کہا کہ مجھے تو ذبح کر ڈال زہرہ لقا نے کہا کہ میری بلا ذبح کرے
میں کیوں ذبح کروں بہرام نے خنجر نکال کے حلق پر رکھ لیا اُسوقت زہرہ لقا کو کچھ نہ بن پڑی اور ہاتھ بہرام کا پکڑ لیا اور سمجھی کہ
یہ سچا عاشق ہی پھر یہ دونوں بھی جہاں اور سب بیٹھے تھے وہیں آ کر بیٹھے اور مشغول اختلاط ہوے کہ اُسمیں نقارے بجے اور دھوم
ہوئی کہ حکیم قسطاس روشن ضمیر آتے ہیں اُسوقت امیر پاس دونوں بیٹھے اور دونوں سردار آ بیٹھے اور عمرو رومال
ہلانے لگا امیر نے دیکھا کہ ایک شخص باریش سفید تخت پر سوار اور کچھ لوگ مقدس وضع ساتھ اور ایک کتاب آگے رکھی ہوئی
اس طرح سے آتے ہیں ہما پکارا کہ اے نائب حکیم اشراق طلسم کشا آیا ہی تمہیں لازم ہی کہ مہمانداری کرو حکیم قسطاس
امیر پاس آئے اور سلام علیک ہوئی اور کہا کہ لاش حکیم اشراق کی سُنتے ہیں کہ آج تک دفن نہیں ہوئی اور آپ کا آسرا رہتا
کہ طلسم کشا آئے گا تو دفن کرے گا اور نائب آپ ہیں امیر نے پوچھا کہ تم نے لاش حکیم کی دیکھی ہی اُنہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم
اور ضابطہ سے کہا وہ تخت جو طلسم کشا کے واسطے رکھا ہی لاؤ آج تک کوئی اُسپر نہیں بیٹھا اور جو کوئی بیٹھا ہی وہ گر پڑا ہی
اور جو اُٹھانے گیا اُسے دکھائی نہیں دیا غرض کہ ضابطہ گیا اور تخت کو لایا دیکھا کہ تخت الماس کا جڑاؤ نہایت
پُرتکلف ہی اور چاروں کونوں کی طرف چار کرسیاں بچھی ہیں جن میں ایک کرسی یاقوت نگار رہی امیر تخت پر جلوہ فرما
ہوے اور عمرو بن حمزہ اور چوگان اور فرامرز اور بہرام آ کر بیٹھے عمرو یاقوت نگار کرسی پر کھڑا ہو کر امیر پر
رومال جھلنے لگا اور تخت کو جنبش بھی نہ ہوئی اور لوگ پکارے کہ بیشک یہ طلسم کشا ہی اسی اثنا میں ایک ابر
آسمان پر چھا گیا اور بجلی چمکی جسمیں سے پرکالے آتش کے اُڑنے لگے اور عمرو ڈرا حکیم قسطاس نے
کہا کہ باطن طلسم کے لوگ ہیں آپ خوف نہ کیجیے اور لقا بد ادھر اور طرف سے آئے اور دو کرسیاں منبر کے دہنے
بائیں بچھیں اُنپر بیٹھے حکیم قسطاس نے زہرہ لقا وغیرہ سے کہا کہ تم بادشاہ کو لاؤ یہ چاروں فراست الفلاک کی
طرف روانہ ہوئیں یہاں رضیہ سلطان پردۂ چہارم میں مالک اکلیل سحر خپوش حبشی کہ اسکا باپ ہی وہاں بیٹھی تھی کہ
گلدستہ پھولوں کا مرجھا گیا یہ بتعجیل سوار ہو کر فراست الفلاک کی جانب روانہ ہوئی کہ خورشید لقا وغیرہ دیکھو تھیں
اور خبر دی کہ طلسم کشا آیا ہی اور سب جمع ہیں آپ چلیے تو حکیم قسطاس وغیرہ کہیں رضیہ سلطان نے کہا
کہ طلسم کشا کون ہی اور سب تو جیتے ہو رہیں مگر خورشید لقا نے کہا کہ آدمی ہی یہ سُنتے ہی رضیہ سلطان
خفا ہوئی اور ہزاروں گالیاں حکیم اشراق کو دیں اور کہا کہ میں نہ آؤنگی یہ چاروں پھر آئیں اور حکیم اشراق

کہا کہ وہ نہیں آتی ہیں بعد اسکے درویش ذاکر اور ندر گئے مگر رضیہ سلطان نہ آئی حکیم قسطاس نے نقابدار
شنجرفی پوش سے کہا کہ آپ جائینگے تو وہ آئینگی نقابدار شنجرفی پوش جب جانے لگا اُسوقت درویش ذاکر اور ندر کرنے
ایک اسم ایسا پڑھ دیا کہ رضیہ سلطان اُنکی صورت دیکھتے ہی چلی آئی رضیہ سلطان نے سُنا کہ باطن طلسم کے نقابدار
آتے ہیں بہت خفا ہوئی کہ یہاں آکر کیا کرینگے جبکہ وہ سامنے گئے تو بہت خاطر کی اور کرسی پر بٹھایا نقابدار شنجرفی پوش
نے کہا کہ آپ بادشاہ طلسم ہیں اور یہ جواہر ہیں اور عمارت انقلاب کی کیفیت ہی اور آفتاب اور مہتاب جو نکلتا ہی یہ
باطن طلسم والوں کا سحر ہی اور پھر اگر آپ چاہینگی کہ ابر پر سوار ہو کر کہیں سیر کرنے کو جائیں تو ہرگز نہ جا سکینگی اور آپ کے
عمل میں فرق پڑ چکا ہی اور ساحر آپ کے آدمیوں کو ذلیل کرتے ہیں آپ کو لازم ہی کہ رعیت پروری کیجیے اور آج احکام
آخری ہی اسے بھی سُن لیجیے رضیہ سلطان نے کہا اس شرط سے چلتی ہوں کہ وہ آدمزاد صحبت میں سے نکال دیا جائے
نقابدار نے کہا یہ کسکی مجال ہی کہ طلسم کشا کو نکال دے مگر ہاں پری زادیں آپ کو گھیرے رہینگی کہ طلسم کشا آپ کو دیکھنے
نہ پائیگا رضیہ سلطان چلنے پر راضی ہوئی اور اپنے ابر پر سوار ہو کر عشرت گاہ میں آئی اور ابر زمین سے مل گیا رضیہ
سلطان اُتری حکیم جی اور دونوں نقابدار اور امیر تو تعظیم کو نہ اُٹھے باقی سب تعظیم بجا لائے رضیہ سلطان آکر اپنے
مقام میں داخل ہوئی اور سب پری زادیں گھیر کر کھڑی ہو گئیں امیر جب سے کہ طلسم میں آئے ہیں نگاہ میں طلسم والوں
کی ایسے پڑھا کوئی خوبصورت نہیں معلوم ہوتا جبکہ رضیہ سلطان کی نگاہ امیر پر پڑی اور امیر نے اُسکو دیکھا عاشق
ہوئے اور وہ امیر عاشق ہوئی اور دونوں کو قریب تھا کہ غش آجائے مگر سنبھلے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خدا خیر کرے
عمرو نے کہا حمزہ وہ آدمی سے نفرت رکھتی ہی اُسپر عاشق نہونا وہ تیرے ہاتھ نہ لگے گی رضیہ سلطان بیچ کے در میں
اپنے تخت پر بیٹھی ماہ لقا وغیرہ مورچھل جھلنے لگیں اور پریزادیں آکر گرد کھڑی ہو گئیں کہ صورت امیر کی نہ دکھلائی
دے رضیہ سلطان نے گھبرا کر کہا کہ صاحبو مجھے گرمی لگتی ہی سرک جاؤ پری زادیں ہٹ گئیں رضیہ سلطان نے
امیر کو دیکھا امیر نے اُسکو دیکھا دونوں مسکرا دیے اور اشارے میں باتیں ہونے لگیں اتنے میں غل ہوا مظلم اور
تیرہ بخت اژدر آتش فشاں پر سوار بہت سے جادوگر ساتھ لیے ہوئے آکر کرسیوں پر بیٹھے عمرو تو دیکھتے ہی ڈر گیا اب
حکیم قسطاس منبر پر آئے درویش ذاکر اور ندر گرد اُسکے بائیں کھڑے ہوئے حکیم قسطاس نے احکام پڑھنا شروع کیا کہ
ایہا الناس یہ شخص بلند بہا طلسم کشا ہی اور جو اسکی اطاعت کرے گا وہ بچے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ مارا جائیگا اور
دین اسلام طلسم میں جاری ہوگا مظلم اور تیرہ بخت نے کہا کہ آپ نے ہمارے قتل کرنے کو اس شخص کو بلایا ہی خیر ہم
سمجھ لینگے اور سلطان آذر کو طلسم میں رہنا معلوم ہوگا اور ہمارا یہاں آنا بھی ناحق تھا یہ کہتے ہوئے اور ہیبت اپنی
دکھلاتے ہوئے چلے گئے کہ جس سے تمام سلطان تھرتھرائے اور کانپنے لگے پھر حکیم قسطاس نے کہا کہ اب کی سال
طلسم برباد ہوتا ہی یہ کہکر منبر سے نیچے آئے اور درویش ذاکر اور ندر سے کہا کہ آپ رضیہ سلطان سے کہیے کہ کتاب
میں یہ احکام نکلا ہی کہ آج بادشاہ اپنا نکاح طلسم کشا کے ساتھ پڑھوائیں کہ اُسی کی خوشی پر وہ طلسم کشائی کرے گا
عمل آپ کا تمام طلسم میں ہوگا اور آپ کا مہر بھی طلسم کشائی ہی درویش ذاکر اور ندر نے اُسی طرح بادشاہ سے
بیان کیا پہلے تو بہت خفا ہوئی پھر بعد سکوت کے کہا کہ جو مرضی آپ سب صاحبوں کی مجھے منظور ہی رضیہ سلطان
کی خالہ زاد بہن ہی اُسنے کہا کہ ہم بیان اپنے ملک کی کرینگے درویش ذاکر اور ندر نے امیر سے بیان کیا امیر راضی
ہوئے مگر عمرو نے کہا کہ ہم بھی رسم اپنے ملک کی کرینگے غرض کہ سلطان جھنجھلائی کہ یہ موا کون دخل دینے والا ہی
رضیہ سلطان نے کہا بوا وہ اپنی رسم کریں تم اپنی رسم کرو اس سے کیا مطلب غرض کہ امیر کو اور رضیہ کو

یکجا کیا ذکیہ نے امیر کو دلہن بنایا اور رضیہ کو دولہا بنایا اور سب زمین پردۂ قاف کی کین بعد اسکے عمرو نے امیر
کو دولہا بنایا اور رضیہ کو دلہن بنایا اور درویش ذاکر اور رند کرنے نکاح پڑھا عمرو نے دونوں کو آرسی مصحف
دکھایا اور صحبت عیش ہوئی لیکن عمرو نے جبسے ذکیہ کو دیکھا تھا خود رفتہ ہو رہا تھا مگر ذکیہ کا خیال عمرو کی طرف
نہ تھا رات بھر عجب صحبت رہی کہ عمرو بن حمزہ اور خورشید لقا ایک طرف اور چوگان بن حمزہ اور ماہ لقا ایک طرف
اور فرامرز اور سہیلہ ایک طرف اور بہرام اور زہرہ لقا ایک طرف اپنے اپنے معشوق کو لیے ہوے بیٹھے تھے اور صحبت
گانے بجانے کی رہی صبح کو ایک دوسرے سے رخصت ہوا امیر نے رضیہ سلطان سے پوچھا کہ پھر بھی ملاقات ہوگی اسنے
کہا کہ عرات الفلاع پر جتنے بزرگ ہین آ وگے تو ملاقات ہوگی غرض کہ ادھر رضیہ سلطان اور خورشید لقا وغیرہ
روانہ ہوئی رخصت ہوئین ادھر امیر اور عمرو بن حمزہ کے چہرے پر ایک مایوسی ظاہر ہوئی اور پھر تمام خلقت چلی گئی
فقط حکیم قسطاس پاس امیر کے رہ گئے غرض کہ عرس گاہ سے باہر نکلے کہ ایک آواز مہیب آئی کہ بھلا حکیم صاحب آپ
نے ہمارے قتل کیلیے اس شخص کو بلایا تو ہی مگر خیر ہم بھی سمجھ لینگے حکیم قسطاس کانپ اٹھے اور امیر سے کہا کہ مین نے
آپکا دامن دولت پکڑا ہی آپ میرے مکان پر چلیے امیر انکے ساتھ چلے راستے مین ایک جنگل ملا اور آندھی آئی کہ تمام
زمانہ تاریک ہوگیا بعد اسکے روشنی ہوئی امیر نے دیکھا کہ نہ وہ جنگل ہی نہ مکان عرس گاہ ہی ایک اور مقبرہ دکھائی
دیا امیر نے حکیم قسطاس سے پوچھا اسنے کہا کہ یہ آپکے قدم کی برکت ہی کہ آج مقبرہ حکیم اشراق کا دکھائی دیا استنے
مین ضابطہ آیا اور امیر کو اندر لے گیا امیر نے قبر پر حکیم اشراق کی فاتحہ پڑھا اور بیٹھے تھے کہ غنودگی آئی خواب مین
حکیم اشراق کو صحبت آرا دیکھا امیر نے سلام کیا حکیم اشراق نے کہا کہ تو بیشک طلسم کشا ہی اور میت میری ابھی
تک زمین سے نہین لگی ہی کہ تو آئیگا تو دفن کریگا اب ایک کام کر تاکہ مقبرے کے پیچھے سمت غربی کو ایک درخت
بہت بلند ہی اسپر چڑھکر دیکھنا ایک دروازہ زمین مین معلوم ہوگا درخت سے اتر کر اسی جگہہ کھدوانا دروازہ پیدا
ہوگا تہ خانے کے اندر جانا ہمارا صندوق صندل کا لٹکتا ہی اور لوح طلسمی بھی لٹکتی ہی جب تم سات مرتبہ درود
پڑھوگے تو لوح نیچے آجائیگی تمہین لازم ہی کہ جسوقت لوح نیچے آجائے فوراً تم ہین اٹھا لینا اور نہین تو ساحر فکر مین لگے
ہوے ہین لوح لیجائینگے پھر لوح تمہارے ہاتھ نہ آئیگی غرض کہ آنکھ امیر کی کھلی مکان کو معطر پایا امیر باہر نکلے اور سبھون
سے احوال بیان کیا لوگون نے حکیم قسطاس سے پوچھا کہ آپ دروازہ تہ خانہ کا جانتے ہین انھون نے کہا کہ مین نے
کبھی سنا بھی نہین غرض کہ امیر اسی مقام پر آئے دیکھا کہ درخت بہت بلند ہی اور میوہ انہین مثل کدو کے لگا ہوا ہی
اور کھانے مین میٹھا ہی امیر اسپر چڑھے دیکھا کہ وہ جو مقبرے کے گرد چبوترا ہی اسکے ایک کونے مین دروازہ ہی
امیر نیچے اترے اور اسی مقام پر کھدوایا دروازہ پیدا ہوا لیکن قفل بند تھا امیر نے ضابطہ سے کہا کہ اسکی
کنجی بھی تمھارے پاس ہی اسنے کہا کہ نہین ہی یکایک وہ دروازہ آپسے آپ کھل گیا قاعدہ ہی کہ مکان بند
جب کھلتا ہی تو ہوا گرم نکلتی ہی لیکن امیر نے جو خیال کیا نہایت سرد ہوا آئی غرض کہ امیر اور سب کو باہر چھوڑکر
اور اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر اندر چلے پہلے بہت تاریکی ملی عمرو نے فتیلہ عیاری روشن کرلیا بعد اسکے دروازہ
ملا اسکے اندر گئے دیکھا کہ درخت میوہ دار اور گلہاے رنگارنگ لگے ہوے ہین اور خوشبو عود اور عنبر کی
آتی ہی امیر حیران تھے کہ زمین کے نیچے یہ تیاری کرنے والا کون ہی حکیم اشراق کو دیکھا کہ پلنگ پر لیٹے ہین اور
ایک کاغذ لکھا ہوا ہاتھ مین ہی امیر نے اس کاغذ کو پڑھا تو یہ لکھا تھا کہ یارو مین ایسا زبردست شخص تھا
کہ بھوت اور پریت اور جن اور پری اور دیو یہ سب میرے تابع تھے تخت ہوا پر سوار سلیمان وقت بنا پھرتا تھا

اور آسا نجبرا طلسم مین سنے بنا اگر قضا نے مجھے بھی نہ چھوڑا امیر اور سردار امیر کے بہت روئے کہ دنیا کچھ نہین ہے امیر نے
دیکھا کہ صندوق اور لوح لٹکتے ہین امیر نے ہاتھ دوڑایا کہ لوح کو لے لین لوح اور اونچی ہوگئی اُسوقت امیر کو یاد آیا
کہ حکیم نے کہہ دیا تھا کہ درود پڑھنا امیر نے سات مرتبہ درود پڑھا صندوق اور لوح دونون نیچے ہوئے ادھر سے تو امیر نے
لوح پر ہاتھ ڈالا اور اُدھر سے ایک سیاہ ہاتھ آیا اور لوح پر پڑا امیر نے جھٹکا دے کر لوح چھین لی اور ایک آواز آئی کہ
اس حکیم کا منہ سیاہ کہ جیسے یہ مرا تھا ہم نے کارخانہ اُسکے جاری رکھے تھے اور ہر فرد خدمت کیا کرتے تھے منظلم اور
تیرہ بخت کی طرف سے معین تھے کہ لوح کوئی نہ لیجائے اسوقت مین ذرا غافل ہوگیا تھا کہ لوح تیرے ہاتھ لگ گئی مگر
اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جا سکتا ہے امیر نے دیکھا کہ ایک دیو ہزار گز کا رنگ اُسکا سیاہ ہے سامنے سے آیا اور وار
شمشاد امیر پر مارا امیر نے خالی دی جب وہ جھونک مین گیا امیر نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوگئے ایک شور پیدا
ہوا کہ کشتی مرا نام مین ششدار رہا دیو امیر نے لاش اُسکی پھنکوا دی اور حکیم اشراق کی لاش کو صندوق مین رکھکر
چارون سردار کاندھون پر اُٹھاکر باہر نکلے ضابطہ نے چہار جانب خبر پہونچائی تمام خلقت شرقی غربی جنوبی شمالی مقبرے
پر حکیم اشراق کے آئی وہان رضیہ مرات القلاع پر بیٹھی تھی اور افسوس کر رہی تھی کہ اب امیر سے کاہے کو
ملاقات ہوگی کہ وہان ضابطہ جنی پہونچا اور خبر امیر کے لاش نکالنے حکیم اشراق کی بیان کی رضیہ نے پوچھا کہ لاش
کیونکر ملی منظلم نے تمام حقیقت بیان کی غرض کہ رضیہ سلطان ابر پر سوار ہو کر مقبرے پر آئی لیکن وہان سوا غم کے
محبت کسی کو کسی سے نہ تھی غرض کہ امیر نے حکیم اشراق کو نہلا کر اور کفن پہنا کر مقبرے مین دفن کیا اور کئی لوگ جو حکیم
اشراق کے ساتھ رکھے تھے انکو بھی اُسی تہ خانے مین دفن کیا اور باہر نکلے اُنھون مین اپنی معشوقین تصلی معلوم
ہونے لگین امیر حافری رضیہ کے واسطے لے کر آئے یہان رضیہ کے ساتھ والون نے سیاہ لباس پہنا اور غم مین حکیم
اشراق کے بیٹھی امیر نے اُسکو سمجھایا کہ اب صبر کرو اور کھانا کھاؤ غرض کہ رضیہ نے امیر کے کہنے سے کھانا کھایا سوم تک
تو وہی غم رہا رضیہ نے سوم کے دن بہت سا کھانا پکوا کر بٹوایا بعد اُسکے امیر نے پوشاک بنوا کر ہر ایک کے واسطے
بھیجی اور رضیہ کا تبدیل لباس کیا اور شب کو صحبت گانے بجانے کی ہوئی اور ہر ایک اپنے اپنے معشوق سے ہنس
رہا تھا امیر رضیہ سے باتین کرتے تھے لیکن عمرو واسطے ذکیہ کے بیچین تھا اور وہ صحبت سے باہر بیٹھی تھی
عمرو کو اُسوقت یہ تدبیر سوجھی کہ کچھ گائیے شاید گانا سُنکر وہ بھی آئے عمرو نے کہا صاحبو تم مین کوئی اچھا
بھی گاتا ہے خورشید لقا نے کہا کہ ذکیہ سلطان خوب گاتی ہین مگر وہ کسی کے اختیار مین نہین ہین
امیر نے کہا ای خواجہ آج گاؤ بس عمرو نے ہفت بند حی کی جوڑی نکال کر بجانا اور گانا شروع کیا اور سب
کو محظوظ کیا اور ذکیہ بھی چھپی ہوئی سُن رہی تھی اور تعریف کرتی تھی غرض کہ دو پہر رات گئے تک
صحبت رہی بعد اُسکے سب اپنے اپنے مقام پر سونے کو گئے اور جب سب غافل ہوگئے عمرو بن حمزہ
اُٹھکر خورشید لقا پاس گیا اور مشغول اختلاط ہوا اور چوگان بن حمزہ ماہ لقا پاس گیا اور
سہیلہ فرامرز کو لے گئی اور بہرام ڈرتا ہوا زہرہ لقا پاس گیا جب یہ چارون جا چکے اور امیر رضیہ
پاس آئے دیکھا کہ جاگتی ہے اُنکے خیال مین آیا کہ یہ جب سو رہے تو چلیے اور رضیہ یہان کہہ رہی تھی کہ وہ
کاہے کو آئیے گا آؤ چل کر دیکھون تو کہ امیر سوتے ہین یا جاگتے ہین کہ امیر دکھائی دیے تو جیسے اُٹھکر چلی تھی ویسے
ہی لیٹ گئی امیر بھی برابر آکر لیٹ گئے اُسوقت رضیہ خفا ہونے لگی کہ تم یہان کیون آئے امیر نے کہا آج کی رات
ہم تم یکجا ہین کل خدا جانے کس مصیبت مین ہم گرفتار ہونگے پھر ابلیس یعنی شراب خواری ہونے لگی

اور عمرو اپنے مقام سے جو اٹھا تو جہاں ذکیہ سوتی تھی وہاں جاکر اسکے پاس لیٹ گیا اور ذکیہ جو چونکی تو دو چار تیغ عمرو کے مارے
اور بیٹھی ہوئی رضیہ پاس آئی یہاں امیر و چاروں سردار افسوس کرتے ہوئے آکر بیٹھے ہیں اور کہا کہ عمرو نے ذکیہ کو ستایا ہمارے خیمے میں
بھی دخل کیا اور عمرو آکر سو رہا ہے کہ رضیہ اور ذکیہ عمرو کو گالیاں دیتی ہوئی آئیں اور امیر سے کہا کہ تمہارا عیار ستاتا ہے امیر نے
کہا کہ وہ تو سوتا ہے اور اتنے میں عمرو بولا کہ میں نے کیا ستایا ہے یہ گفتگو ہوتی تھی کہ ایک آواز مہیب آئی کہ ظاہران طلسم و ابو آب
عرس حکیم اشراق کا ہو چکا یہاں سے جاؤ اور جو کوئی یہاں رہیگا مارا جائیگا اور اُدھر تو رضیہ اور خورشید لقا روتی ہوئی چلی
گئیں اور ادھر امیر اور سردار امیر کے روتے رہ گئے جبکہ یہ سب چلے امیر نے لوح دیکھی اسمیں لکھا تھا کہ اگر شرق کی طرف جاؤگے
تو مقام مقصود پر پہونچوگے اور جو عجائبات دیکھوگے لوح کو چھاتی پر ملنا حال معلوم ہو جائیگا اور جو اسم لوح پر لکھا ہے اُسے
پڑھتے رہنا کوئی آفت تم پر نہ آئیگی امیر نے عمرو اور چاروں سرداروں کو حکیم اشراق کے مقبرے پر چھوڑا اور آپ جانب
شرقی کے چلے ایک دو کوس آگے ہونگے کہ ایک گنبد دکھائی دیا اور ایک شخص اُسپر بیٹھا ہے اور صورت اُسکی یہ ہے کہ دھڑ آدمی کا
اور سر طاؤس کا ہے اور دمبدم انڈا دیتا ہے اور وہ انڈا زمین پر گر کر ٹوٹتا ہے اور ویسا ہی آدمی پیدا ہوتا ہے امیر یہ دیکھتے تھے
کہ ایک گھڑی بھر میں تمام میدان اُن لوگوں سے بھر گیا اور وہ سب غل مچا کر دوڑے کہ یہ طلسم کشا ہے نہ جانے پائے امیر نے
لوح چھاتی سے لگائی اور اسم پڑھکر پھونکا اسم دم کرتے ہی سب لوگ غائب ہو گئے اور ایک جادوگر کو کھڑے دیکھا امیر
نے ایک تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور تاریکی ہو گئی اور بعد اسکے آواز پیدا ہوئی کہ کشتہ ہوا نام من طاؤس جادو
دربان طلسم شرقی بود جب روشنی ہوئی امیر نے اپنے تئیں ایک جنگل ہولناک میں پایا اور جنگل اسکو طے کیا ایک اور گنبد
دکھائی دیا اور سات آدمی لڑتے ہوئے امیر پاس آئے اور کہا آپ ہمارا جھگڑا چکا دیں امیر نے لوح کو چھاتی سے ملایا
اور اسم پڑھکر تلوار سے ساتوں کو مارا غرض اُس گنبد میں سے ایک مرد مقدس نکلے اور کہا کہ اے طلسم کشا تو نے میرے
سات بیٹوں کو مارا ہے اب کہاں جائیگا اور پکارا ارے کوئی ہے امیر دیکھتے تھے کہ سات آدمیوں کے چودہ ہو کر دوڑے
امیر نے اسم پڑھکر گنبد پر پھونکا اسمیں سے شعلہ آگ کا نکلا کہ سب کو جلا دیا اور تاریکی ہو گئی جب روشنی ہوئی امیر
نے دیکھا کہ نہ وہ گنبد ہے اور نہ وہ لوگ ہیں اور ایک باغ ہے کہ چار دیواری اُسکی یاقوت کی ہے امیر اندر جاکے دیکھا کہ درخت
پھولوں کے لگے ہیں کہ شاخیں اُنکی اور پتے اُنکے سرخ اور پھول سبز ہیں اور ایک بارہ دری ہے اسمیں سات عورتیں
بیٹھی ہیں اور ایک عورت تخت پر قید بیٹھی ہے مگر رنگ اُسکا سیاہ ہے اور وہ ساتوں شراب پیتی ہیں اور کباب
کھاتی ہیں اور ہر بار تان تان کر اُسی تخت نشین کو مارتی ہیں اتنے میں امیر کو دیکھا اور کہا کہ لو جسکی آرزو تھی وہی
شخص آتا ہے اور یہ دیکھکر ہر ایک دوڑی کہ تو مجھے قبول کر امیر نے کہا کہ حوض میں تم نہا کر اور بناؤ کرکے آؤ تو جسے میرا
جی چاہیگا پسند کرونگا غرض کہ وہ ساتوں حوض میں غوطہ لگا کر جو نکلیں سوریاں بن گئیں امیر نے ساتوں کو
مارا اور غل و شور پیدا ہوا اور باغ کی دیوار سے دھواں نکلا کہ تاریکی ہو گئی جب روشنی ہوئی امیر نے دیکھا کہ
باغ اور زیادہ رونق پر ہے اور اُس تخت نشین کو دیکھا کہ سیاہ رنگت تو جاتی رہی اب اور صورت نازنین نکلی امیر
یہ دیکھکر عاشق ہوئے اور پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا کہ باطن طلسم میں بھی چار سمت ہیں چنانچہ زہرہ لقا کی طرف سے
جانب شرقی کی میں مختار ہوں اور سوزش افگن مظلم اور تیرہ بخت کی طرف سے یہاں رہتا تھا اور ہماری اطاعت
کرتا تھا جب سے درویش اندھے ہوئے اُس دن سے ان لوگوں نے زیادتی کرنا شروع کی ہے اور میرے تئیں گلرنگ
پری کہتے ہیں اور آپ میری طرف نہ مخاطب ہوجیے اگر رضیہ سلطان یہ خبر سن پائینگی مجھ سے بُری طرح سے
پیش آئینگی امیر نے کہا اُنکی کیا مجال ہے بس امیر اُس سے کامیاب ہوئے اُسنے کہا آپ جلدی سے نہائیے ایسا نہ ہو کی

آفت آرہی ہے امیر حوض میں نہا کر نکلے ایک آندھی آئی اور سیلان شور افگن آیا اور کہا کہ ای طلسم کشا تونے میرے
سات بیٹوں کو اور بھانجوں کو مار ڈالا ہی دیکھو اب تو کہاں جائے گا اور ہاتھ کو ہلایا کہ ہزاروں برقیں چمک کر امیر کی طرف
چلیں امیر نے اسم پڑھکر پھونکا کہ برقیں پلٹ کر اُسی پر گریں مگر اُسکے بدن پر جو برق گری امیر نے دیکھا کہ سر اُسکا آسمان
سے جا لگا امیر حیران تھے کہ کیونکر اس تک پہونچونگا کہ یکایک حوض میں سے سانپ کا سر بہت بڑا اور ہولناک
پیدا ہوا اور امیر کے پاس آیا اور کہا کہ مجھپر سوار ہوجیے کہ میں آپ کو اُسکے سر تک پہونچا دوں اور جب اُسکے سر پر تلوار
پڑے گی تو یہ مرے گا امیر نے کہا تو کون ہی اُسنے کہا مجھے ظفر جان جنی کہتے ہیں غرض امیر سوار ہوے اور سیلان شور افگن
کے پاس پہونچے اور اُسنے کہا کہ ای ظفر جان جنی تونے برے وقت میں طلسم کشا کا ساتھ دیا ہی بچ گیا تو خیر سمجھ لوں گا
اُسنے کہا تو بچے گا کاہے کو یہ سُنکر امیر نے تلوار ماری کہ از سر تا جگر اُتر گئی اور سیلان پکارا کہ میرا کام تو تمام ہوا اور
لاش اُسکی گر پڑی اور تاریکی ہوئی اور غل و شور پیدا ہوا کہ کشتی مرا نام من سیلان شور افگن جادو بود جب روشنی
ہوئی امیر نے دیکھا کہ وہی باغ اور گلرنگ پری اور ظفر پری کھڑی ہیں اور ظفر جان امیر کو سقوط کوہ پر لایا اور وہاں
سے سیلان شور افگن کا بہت اسباب ہاتھ لگا اور مہرہ ہشت پہل زمرد کا ظفر جان نے امیر کو دیا اور کہا اسمیں یہ
تکلف ہی کہ جو کوئی اسکو گلے میں ڈالے تو وہ سب کو دیکھے اُسکو کوئی نہ دیکھے امیر نے اُسے لیا اور دیکھا کہ مقبرہ حکیم
اشراق سامنے ہی عمرو اور چوگان وغیرہ خبر سنکے پاس امیر کے آئے اور سنا امیر نے کہ شہر قہقہہ آباد یہاں سے بہت
نزدیک ہی اور خورشید لقا یہاں کی مالک ہی اور وہاں میلہ ہی عمرو بن حمزہ خفا ہو کے مہرہ امیر سے لیکر شہر قہقہہ آباد
کو گیا لیکن یہاں درویش ذاکر اندھے اور کرو گنگ بیٹھے تھے کہ فوراً آنکھیں کھل گئیں اور کرو گنگ کو جو دیکھا تو غائب
ہو گیا معلوم ہوا کہ شور افگن مارا گیا اور نامہ لکھا کہ ای خورشید لقا تمھارے دشمن کو امیر نے مارا اب وہ تمھاری طرف
آتا ہی ضیافت کی تیاری کرو لیکن خورشید لقا میلے میں اچھی ہوئی سیر میلے کی کر رہی تھی کہ اتنے میں ایک منظور
نامہ لیکر آیا اور خورشید لقا کو دیا اُسنے نامہ کھول کر پڑھا اور بہت خوش ہوئی بعد اسکے عمرو بن حمزہ مہرہ خفا
گلے میں ڈال کر آیا اور خورشید لقا کو گلے سے لگایا اور بوسے لیے وہ جھنجھلائی بعد اسکے اپنے تئیں ظاہر کیا خورشید لقا
عمرو بن حمزہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھلا لیا اتنے میں خبر آئی کہ امیر آتے ہیں اور ملکہ اشراق
استقبال کر کے لایا اور امیر نے تمام کیفیت میلے کی دیکھی اور خورشید لقا نے ضیافت امیر کی کی اور امیر درویش
ذاکر پاس آئے اور پوچھا کہ وہ پتلی برنجی کہاں ہی انھوں نے کہا کہ جب سے آپ طلسم میں آئے اور منھ اُسکا طرف
مشرق کے ہوا اُس روز سے وہ پتلی نہیں معلوم ہوتی ہی امیر نے کہا کہ جہاں وہ پتلی ہی وہاں مجھے لے چلو درویش ذاکر
امیر کو وہیں لائے امیر نے دیکھا کہ چہار طرف دیوار فولادی ہی اور بیچ میں ایک میل ہی امیر نے اُس میل کو
اُکھیڑ کر پھینک دیا وہاں ایک تالاب دکھائی دیا بعد اُسکے امیر رخصت ہوے اور درویش نے کہا کہ یہ مکان
منظلم اور تیرہ بخت کی ماں ظلمانہ جادو کا ہی اور وہ بڑی مکارہ ہی آپ اُسکے مکر میں نہ آئیے گا امیر نے کہا کہ میرا
خدا حافظ اور نگہبان ہی یہ کہکر اُس تالاب میں کود پڑے جب پیر زمین کو لگے دیکھا کہ ایک جنگل ہولناک ہی امیر نے
بہت مشکل سے اُسکو طے کیا اور جب دریا کے کنارے پر پہونچے وہاں پیشاب کیا اور پانی استنجے کے واسطے لینے لگے
وہ پانی ایسا گرم تھا کہ ہاتھ میں پھپھولے پڑ گئے امیر حیران تھے اور کہتے تھے کہ پانی کہاں ملیگا کہ ایک کشتی
دکھائی دی اُسپر پری زادیں بیٹھی ہوئی ہیں مگر ایک پری زاد بہت خوبصورت ہی امیر نے اُس سے پانی مانگا اُسنے
کہا آئیے لیجیے امیر کشتی پر آئے دیکھا کہ تصویریں بہت سی بنی رکھی ہیں مگر ایک تصویر بہت خوبصورت ہی امیر

اُسے دیکھکر امیر عاشق ہوے اور پوچھا کہ تصویر کسکی ہی اور تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا کہ یہ تصویر میری بی بی کی ہی
اور مجھے محفوظ پری کہتے ہین امیر نے کہا کہ اپنی بی بی پاس مجھے لے چلو محفوظ پری امیر کو ایک باغ مین لائی دیکھا
کہ دیوارین باغ کی سبز ہین اور پھول لگے ہین اور بیچ مین بارہ دری سونے کی ہی امیر اُسمین آکر بیٹھے اور
محفوظ پری سے کہا کہ اپنی بی بی کو لاؤ اُسنے کہا آپ نہائیے مین اُنھین لاتی ہون امیر نے کہا مین نہا لونگا یہ
سُنکر محفوظ پری گئی غرض بعد دو گھڑی کے امیر نے دیکھا کہ چار سو پری زادون کے غول مین ایک پری زاد بہت
خوبصورت چلی آتی ہی امیر اُسپر عاشق ہوے اور پوچھا کہ یہ لوح یاقوت کیسی ہی اُسنے کہا کہ آپ اپنی لوح اُتار رکھیے
رکھیے اور مین بھی رکھون میری لوح آپ کی لوح کو نہ آنے گی امیر نے لوح اُتار کر رکھی اور اُسکی لوح امیر کی لوح کو
چمٹا کر لے گئی اور ظلمانہ دونون لوحین گلے مین ڈال کر کود کر الگ ہوئی اور کہا کہ پاس نہ آنا ای خیرہ سر تو نے بہت
جادوگرون کو مارا ہی اب کہان جائے گا امیر چاہتے تھے کہ تلوار کھینچین اور ظلمانہ نے کہا کپڑا امیر کے دونون پیر زمین نے پکڑ لیے
اور ظلمانہ جاکر خورشید لقا اور درویش ذاکر اور گلرنگ پری اور عمرو بن حمزہ وغیرہ کو پکڑ کر امیر کے سامنے لائی اور
کہا کہ سب کو قتل کرونگی اور محفوظ پری سے کہا کہ طلسم کشا کے کباب کرو وہ امیر کو ایک حجرے مین لائی اور کہا ای طلسم کشا
تجھے کیونکر بچاؤن امیر نے کہا کہ یہ مہرہ گلے مین ڈال لے تو تو سب کو دیکھے گی اور تجھکو کوئی نہ دیکھے گا محفوظ پری مہرہ گلے
مین ڈال کر ظلمانہ کے پاس آئی اور کہا کہ حضرت ابلیس کا تم پر کرم ہی اور ظلمانہ نے دیکھا کہ ایک آواز آتی ہی مگر کوئی
دکھائی نہین دیتا اور محفوظ پری نے معلوم کیا کہ مجھکو کوئی نہین دیکھتا اُسوقت چھاتی پر ظلمانہ کی چڑھکر ایسا گلا دبایا کہ دم
اُسکا نکل گیا اور تاریکی ہو گئی اور غل شور پیدا ہوا کہ کُشتی ہوا نام من ظلمانہ جادو بود جب روشنی ہوئی اور سب قید سے
چھٹے اور محفوظ پری نے لوح امیر کو لا کر دی اور ایک مکان سامنے دکھائی دیا اور اُسمین سے ابلوق اور اطلاق جنی
جمہور اور کوکبہ روشن تن کو لیے ہوے آئے اور جمہور نے ملازمت امیر کی حاصل کی اور امیر نے کوکبہ کو جہان
اور ناموس تھے مانند گلرنگ پری اور محفوظ پری کے وہان اُسکو بھی داخل کیا بعد اُسکے امیر نے ابلوق اور
اطلاق سے پوچھا کہ تم کو یہان کیا خدمت ہی اُنھون نے بیان کیا کہ ہم خزینہ دار ہین چلیے اور خزانہ دیکھیے امیر
اُنکے ساتھ ہوے اور یہ دونون امیر کو لیے ہوے ایک کنوین پر آئے اُسمین زینے بنے ہوے تھے امیر
اُسکے اندر آئے دیکھا کہ اشرفی جواہر اور جوڑے اور اسباب لا انتہا دھرے ہین امیر نے ابلوق اور اطلاق
سے کہا کہ اسباب یہین ہی رہنے دو جب ہم طلسم کشائی کر لینگے تب لینگے امیر اُس مکان سے باہر نکلے اور سُنا کہ غربیہ آباد
یہان سے نزدیک ہی امیر اُسی طرف کو چلے آتے ہین کہ ایک آندھی آئی کہ تمام میدان تاریک ہو گیا بعد دو
گھڑی کے وہ آندھی برطرف ہو گئی اور امیر نے دیکھا کہ ایک گنبد سامنے سے معلوم ہوتا ہی درویش ذاکر اور
نذر سے پوچھا کہ یہ گنبد کیسا ہی اُنھون نے کہا کہ یہ مقبرہ حکیم اشراق کی بی بی مشترقہ خاتون کا ہی امیر اُسکے اندر
آئے اور قبر پر فاتحہ پڑھکر بیٹھے تھے کہ غنودگی سی آ گئی اور خواب مین ایک باغ دیکھا کہ پھول کھلے ہوے ہین
اور چار درخت صندل کے ہین اُنپر جھولا بندھا ہوا ہی اور اُسکے گرد کٹہرے سونے کے لگے ہین اور آواز گانے
کی چلی آتی ہی جب بغور دیکھا تو دو پری زادین اُسپر دکھائی دین امیر نے پوچھا اُن پری زادون سے کہ مین
اوپر کیونکر آؤن اُنھون نے کہا کہ جوف درخت مین زینہ ہی اُس سے امیر اوپر آ گئے دیکھا کہ ایک عورت سن رسیدہ
اور نور چہرے پر برستا ہوا مسند پر بیٹھی ہی اور اُسکے پاس مشترقہ خاتون بھی ہی اور اُسنے امیر سے کہا کہ آپ کے
تو آنے کی آرزو تھی بیٹھیے امیر مودب ہو کر بیٹھ گئے مگر اُسکی پشت پر دیکھا کہ ایک عورت کم سن بہت خوبصورت

روماں لیے کھڑی ہوئی ہے امیر اُسپر عاشق ہوئے اور اُسنے جو امیر کو دیکھا خفا ہو کے چلی گئی امیر نے پوچھا کہ یہ
کون ہے اُنھوں نے کہا کہ ضابطہ جنی جو میرے مقبرے کا مجاور ہے اُسکی یہ بیٹی ہے خورشید جمال امیر نے کہا کہ حکیم
اشراق نے بھی میری خاطر کی اور آپ بھی میرا کہنا کیجیے مشترقہ نے کہا کہ جو کہوگے سو میں کرونگی مگر خورشید جمال کے مقدمہ
میں نہ کہنا امیر نے کہا کہ میں اور کچھ نہیں کہتا ایک امر فقط مجھے کہنا تھا کہ آپ نے میری خاطر شاہانہ کی مشترقہ نے کہا کہ اول تو
خورشید جمال آتش مزاج ہے کہ اُسکو کئی دفعہ رضیہ سلطان نے بلا بھیجا تھا اور وہاں نہ گئی کہ مجھے سلام کرنا پڑیگا اور
اُسکی کئی شرطیں ہیں امیر نے کہا مجھے سب قبول ہے اُسی وقت درویش ذاکر اور ندکر آگئے اور مشترقہ کو سلام کیا اور
بیٹھے مشترقہ نے کہا کہ آپ لکھیے کہ امیر نے رضیہ سلطان کو اور خورشید جمال کو مرتبہ میں برابر سمجھا ہے اور کسی امر میں
خورشید جمال رضیہ سے کم نہ رہے غرض کہ وہ کاغذ تیار ہوا اور اُسپر امیر نے مہر کی بعد اُسکے مشترقہ نے خورشید جمال
کو بلایا اور وہ ایک نئے انداز سے آکر بیٹھ گئی اور مشترقہ نے سمجھایا کہ یہ طلسم کشا ہے اِسے قبول کر خورشید جمال
نے کہا کہ کئی دفعہ آپ نے میری شادی کرنا چاہا لیکن میں نے قبول نہ کیا اب آپ یہ فرماتی ہیں مشترقہ نے کہا کہ میں نے
سب شرطیں کر لی ہیں اور یہ کاغذ لکھوا لیا ہے خورشید جمال نے جب وہ کاغذ پڑھا آنکھیں نیچی کیں اور مشترقہ نے امیر
کی انگوٹھی اُسکو پہنائی اور اُسکی انگوٹھی امیر کو پہنائی اور درویش ذاکر اور ندکر نے نکاح پڑھا اب جو امیر نے دیکھا کہ
صحبت میں کوئی نہیں فقط خورشید جمال ہے اور میں ہوں امیر نے چاہا کہ لپٹ کر بوسہ لیں کہ وہیں آنکھ کھل گئی اور
امیر افسوس کرتے ہوئے باہر آئے اور درویش ذاکر سے پوچھا کہ یہاں کوئی ضابطہ جنی بھی ہیں اور کوئی اُنکی اولاد
میں بھی ہے درویش ذاکر و ندکر نے کہا کہ وہ یہاں کے مجاور ہیں اور اُنکی ایک بیٹی ہے یہ باتیں ہوتی تھیں کہ ضابطہ جنی
آیا امیر سے کہا کہ تمھاری دعوت ہے امیر نے کہا کہ خواب میں تمھاری لڑکی کا نکاح مشترقہ نے میرے ساتھ کر دیا ہے اور یہ
انگوٹھی پڑھاوے کی مجھے پہنائی ہے اور وہ میری ناموس ہے اگر وہ مجھے ملے گی تو کھانا کھاؤنگا ضابطہ جنی نے کہا کہ میں
دریافت کر لوں اور ضابطہ جنی نے لوگوں سے دریافت کیا کہ خورشید جمال پردۂ قاف سے آئی ہے اُنھوں نے کہا کہ
ابھی آکر باغ میں بیٹھی ہے ضابطہ جنی نے تمام حقیقت خورشید جمال سے بیان کی کہ اسطرح طلسم کشا کہتا ہے اُسنے کہا
سچ کہتا ہے پھر تو ضابطہ امیر کو خورشید جمال پاس لائے اور امیر نے جو باغ خواب میں دیکھا تھا وہی یہاں پایا غرض امیر
خورشید جمال سے کامیاب ہوئے بعد اُسکے امیر تین روز تک یہاں رہے اور ضابطہ جنی نے دعوت کی چوتھے روز امیر کوچ کر کے
آگے روانہ ہوئے امیر چلے آتے تھے کہ رات کو خواب میں حکیم اشراق آگئے اور کہا کہ اے امیر اب تم ہمارے عبادت خانے
میں جاؤ اور یہ اسم پندرہ روز تک پڑھو خدا چاہے گا تو تم طلسم کشائی کروگے وہاں شیطان کا غلبہ ہے کہ نیک
کام نہیں کرنے دیتا اور عیش سوجھتا ہے اسی واسطے اُسے عشرت گاہ بھی کہتے ہیں لیکن تم عیش کی طرف نہ راغب
ہونا اور اس اسم کو پڑھنا امیر بیدار ہوئے اور خواب سبھوں سے بیان کیا اور عبادت گاہ کی طرف روانہ ہوئے
دوسرے روز اُنکو دو چاند دکھائی دیے امیر نے درویش ذاکر اور ندکر سے پوچھا اُنھوں نے کہا کہ اُستاد
نے اپنی عبادت گاہ کے کلس پر اس طرح کا چاند بنا کر لگایا ہے کہ رات کو چاند معلوم ہوتا ہے اور دن کو
سورج امیر نے کہا یہ برابر چمک کاہے کی ہے اُنھوں نے کہا کہ وہ کوہ نقرہ ہے اُسپر اکثر حکیم اشراق عبادت کیا
کرتے تھے غرض امیر عبادت گاہ میں آئے دیکھا کہ گنبد اور دیواریں اور مکانات چاندی کے ہیں اور کوسوں
تک سبزہ ہے اور درخت پھولوں کے بالشت بھر سے زیادہ اونچے نہیں ہیں اور اُن میں پھول ایسے کھلے
لگے ہیں کہ امیر نے کبھی نہ دیکھے تھے اور ناموس امیر کے اور بیٹے اور ہمسروار مکانوں میں

آکر رہے امیر کو سواے بلقیس کے اور کچھ نہ سوجھتا تھا ہر چند عمرو کہتا تھا کہ حمزہ اسم پڑھو اور امیر کہتے تھے کہ آج نہین کل پڑھونگا
یہ تو اس لیت و لعل مین رہے لیکن رضیہ سلطان جب سے رخصت ہوکر یرد کا قاف مین آئی ہے ایک دم قرار نہین اور
تصویر امیر کی آنکھون کے سامنے پھرا کرتی ہے اور ذکیہ سمجھایا کرتی ہے ایک روز بہت بیچین تھی کہ حکیم اشراق خواب مین
آئے اور کہا کہ یہ اسم پڑھکر سویا کرو احوال امیر کا ظاہر ہو جائے گا اُس روز رضیہ اسم پڑھکر سوئی امیر کو سیلان
شور انگیز کے مکان مین گلرنگ پری سے کامیاب ہوتے دیکھا امیر پر بہت خفا ہوئی اور بیٹی کہ تو ہرجائی ہے ذکیہ
نے چونکا کے کہا یہ کیا بد الی ہے رضیہ نے احوال خواب کا بیان کیا ذکیہ نے کہا بُرا خواب کی بات کا کیا یقین ہے دوسرے
روز رضیہ پھر اسم پڑھکر سوئی امیر کو ظلمانہ کے مکان مین محفوظ پری کے ساتھ گرفتار دیکھا اور خفا ہوئی اور تیسرے
روز پھر اسم پڑھکر سوئی امیر کو مشرقہ کے مکان مین خورشید جمال کے مقدمے مین وہ خط کتابت کرتے دیکھا
بیٹھتی ہوئی اٹھی اور ذکیہ سے کہا کہ سُنا تم نے یہ خبا لطہ جنّی جو مجاور ہے پڑتی اسکی میری برابری کرتی ہے لیکن وہ کیا کرے
جو جادو طلسم کشا نے کیا مگر دیکھو تو مین بھی طلسم کشا کو کیا ستاتی ہون اور کافور دایہ کو اور ذکیہ کو کہا کہ تم حمزہ
پاس جاؤ اور کہو کہ رضیہ کے دل مین درد ہے تو لوگون نے علاج بتایا ہے کہ لوح گلے مین ڈالو تو درد جائے آپ مجھکو
لوح دیجیے مین گھڑی بھر مین لا دونگا غرض کہ ذکیہ اور کافور کہ وہ نقرہ پر آئین اور دو پری زادون کو امیر پاس بھیجا کہ تنہا
صحبت مین اور کوئی نہو تو ہم آئین پری زادون نے امیر سے کہا امیر کو رضیہ کی ملاقات کا بڑا اشتیاق تھا یہ خبر سُنکر
اپنے پاس کسی کو نہ رکھا ایک عمرو نہین جاتا تھا اُسکو بھی بمشکل نکالا اور ذکیہ امیر پاس آئی اور رضیہ نے جو کہا تھا وہ
بیان کیا امیر نے کہا کہ لوح دیتا ہون تو شیطان میرے در پے ہین اور نہین دیتا ہون تو جی گوارا نہین کرتا قضاے کار
عمرو کہین سُنتا تھا اور چھپا ہوا بیٹھا تھا اُسنے کہا حمزہ خبردار لوح نہ دینا ذکیہ یہ سُنکر خفا ہوکے اُٹھی امیر نے لوح
اُتار کر دی کہ یہ لیے جاؤ اور ذکیہ لوح لے کر رضیہ پاس آئی اور اُسنے لوح گلے مین ڈالی اور کافور سے کہا کہ تم
حمزہ سے جاکر کہو کہ اگر اب سواے میرے اور کسی کو نہ دیکھے تو لوح مین دونگی اور نہین تو لوح نہ دونگی کافور نے
امیر سے آکر کہا امیر نے خفا ہوکر جواب دیا کہ اگر لوح سے طلسم کشائی تھی تو مین لوح سے درگذرا اور یہ مجھسے نہوگا کہ سواے
رضیہ کے اور کسی کو نہ دیکھون کافور نے رضیہ سے آکر کہا رضیہ نے کہا کہ مین بھی لوح نہ دونگی ہرچند ذکیہ نے اور لوگون
نے سمجھایا کہ لوح بھجوا دیجیے اُسنے نہ مانا اور یہان عمرو نے امیر سے کہا کہ کہو حمزہ ہم نے نہ کہا تھا کہ لوح نہ دینا امیر نے
کہا کہ اب تو جو ہونا تھا سو ہوا اور درویش فدا کر اور نذر کرے سے کہا کہ تم فراست الفلک مین جاؤ وہان جتنی بزرگ کو رضیہ
آئے گی تو تم لوح اُسے سمجھا کر لے آنا اب اسکو تو ادھر چھوڑو

اب دو کلمے داستان مظلم تیرہ بخت کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ ظلمانہ کے مارے جانے سے غمناک بیٹھی تھی کہ وہان خبر آئی کہ لوح طلسم کشا سے شاہ بانو رضیہ سلطان نے منگوا لی
ہے اور وہ اپنے پاس رکھتی ہے اور یہ دونون جب سے حکیم اشراق کے عرس گاہ سے آئے ہین اور مظلم
شاہ بانو پر عاشق ہوا ہے اور تیرہ بخت امیر پر کہ انہین جو سُنا کہ لوح طلسم کشا پاس نہین ہے مظلم نے کہا کہ مین
طلسم کشا کو جاکر مارتا ہون تیرہ بخت نے کہا کہ مین طلسم کشا پر عاشق ہون تو کیونکر اُسے مارنے دونگی ایسے بہتر یہ ہے کہ تو
میرے واسطے طلسم کشا کو لا اور مین تیرے واسطے رضیہ کو لاؤن مگر ایک جادوگرنی ہے کہ نام اُسکا قرقشہ ہے اور وہ
مظلم پر عاشق ہے اُسنے تیرہ بخت سے کہا کہ اگر مظلم میرا مطلب پورا کردے تو مین لوح رضیہ سے لا دون
تیرہ بخت نے مظلم سے کہا مظلم نے کہا کہ مجھے قبول ہے اور قرقشہ لوح لینے کو گئی مگر ایک شخص ہے کہ نام اُسکا

اخرس تحمس پیشانی ہی اور وہ تیرہ بخت پر عاشق ہی اُسنے منظلم سے کہا کہ اگر تیرہ بخت میرا مطلب پورا کر دے تو مین طلسم کشا
کو پکڑ لاتا ہون منظلم نے تیرہ بخت سے کہا اُسنے بھی قبول کیا اور اخرس تین ہزار جادوگر لیکر امیر کو پکڑنے چلا لیکن
قرقشہ پردۂ قاف مین رضیہ کے مکان مین آئی اور ایک خواص ہی رضیہ کی کہ نام اُسکا شکیلہ ہی اور وہ رفع حاجت
کو نکلی ہی کہ قرقشہ اُسکو پکڑ کے اور آپ اُسکی صورت بنکے داخل صحبت ہوئی اور رضیہ مع خورشید لقا قرات القلعہ
مین آکر بیٹھی تھی کہ درویش ذاکر اور فکر آئے اور رضیہ کو سمجھایا کہ لوح طلسم کشا کو بھیجدو رضیہ نے کہا کہ دیکھو صاحبو
یہ ہمیشہ سے میرے نمک خوار کہلاتے ہین اور کبھی میری طرفداری نہ کی دونون درویش خفا ہوکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا
کہ بادشاہت آپکی ہمارے باعث سے تھی اور اب ہماری قضا آ گئی ہی کہ جسوقت حکیم اشراق نے ہمکو قطب طلسم کا
کیا تھا اُسوقت کہدیا تھا کہ جس روز بادشاہ کلمہ پڑھ لیگا اُس روز تم مر جاؤ گے یہ کہکر امیر پاس آئے اور کہا کہ رضیہ لوح
نہین دیتی اور امیر کو وصیت کی کہ ہم مر جائین تو ہمکو یہین گاڑنا یہ کہکر درویش ذاکر کو ہچکی آئی اور دم نکل گیا بعد اُسکے
درویش فکر بھی اسی طرح مر گئے امیر نے بہت افسوس کیا اور عشرتگاہ مین دونون کو دفن کیا امیر بیٹھے تھے کہ نقارے کی
آواز آئی اور گلزار پری نے کہا کہ کل قرات القلعہ مین جشن ہی امیر نے جمہور کی زبانی تعریف قرات القلعہ کی
سُنی تھی اور اشتیاق رضیہ کے دیکھنے کا ہوا تھا عمرو سے کہا اے خواجہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ تماشا قرات القلعہ کا دیکھ
آئین اور ہم کو کوئی نہ پہچانے عمرو نے امیر کو اور پانچون سرداروں کو فقیر بنایا اور آپ اُنکا پیر بنکر درۂ ظلمات کو طی
کرکے قرات القلعہ مین آئے لیکن ایک دیو ہی کہ نام اُسکا ململاج کرگدن پیشانی ہی وہ تیرہ بخت کے پاس آیا
اور کہا کہ میرے باپ کو طلسم کشا نے مارا ہی اگر تم کہو تو مین اُسے جاکر مارون تیرہ بخت نے اُسے نکلوا دیا اور ململاج
منظلم پاس آیا منظلم نے کہا کہ تو شوق سے طلسم کشا کو جاکر مار اور مین تیرا شریک ہون اور ململاج روانہ ہوا یہان امیر
قرات القلعہ کی سیر کرتے پھرتے تھے اور رضیہ اُسی مہتابی الماس نگار پر بیٹھی تھی اور خورشید لقا وغیرہ چار دن
دروازون پر مورچھل ہلا رہی تھی کہ امیر کو رضیہ نے فقیر بنے ہوئے دیکھا اور لوگون سے کہا کہ پوچھو تو یہ فقیر میرے
مکان مین کیون آئے ہین لوگ امیر سے یہ پوچھ رہے تھے کہ آندھی آئی کہ تمام قرات القلعہ ہل گیا امیر دیکھنے لگے کہ
ایک دیو بارہ سو گز کا اُس آندھی مین سے آیا اور سلملاج پکارا کہ اے طلسم کشا تو نے میرے باپ سلاج
کرگدن پیشانی کو مارا ہی اب کہان جاتے گا یہ کہکر دانتشا دامیر پر ماری امیر خالی دے کر الگ ہو گئے لیکن رضیہ
وغیرہ کو یقین ہوا کہ امیر کا کام تمام ہوا رضیہ اور سب پری زادین رونے لگین لیکن امیر نے جو غل رونے کا سُنا خاک
سے نکل کر ایک نعرہ کیا کہ تمام قرات القلعہ کانپ گیا اور تلوار سلملاج پر ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے رضیہ نے
اُن پری زادون سے کہا کہ طلسم کشا کو باغ مین لے آؤ اور مین لوح اُسکی دیدون امیر یہان کھڑے ہوئے تھے کہ
گیتی آرا اور گلشن افروز کشتی پر سوار آئین اور امیر سے کہا کہ آپ کو ملکہ نے بلایا ہی غرض یہ سُنکر امیر اور سردار امیر کے
کشتیون پر سوار ہوئے ایک عمرو نہ سوار ہوتا تھا اُسکو بہرام نے زبردستی پکڑ کے سوار کیا اور کشتیان چل نکلین جب
بیچ دریا مین پہونچین چرخ کھا کر بیٹھ گئین عمرو پکارا کہ حمزہ مین اسواسطے سوار نہ ہوتا تھا غرض امیر نے اپنے تئین ایک
باغ مین پایا اور گیتی آرا نے امیر کو لاکر محل مین بٹھایا اور رضیہ حمام کرنے کو کپڑے اُتارنے لگی تو لوح گلے مین نہ پائی
اور قرقشہ اُسوقت لوح لے گئی تھی کہ جسوقت امیر سے اور ململاج سے سامنا پڑا تھا اور رضیہ بھی چھپ کر دیکھنے لگی تھی
غرض رضیہ نے تمام قرات القلعہ مین ڈھونڈھا اور وہ لوح کہین نہ پائی آخر کو معلوم ہوا کہ شکیلہ لوح لے گئی ہی اور
رضیہ نے کہا اب مین امیر کو مُنھ نہ دکھاؤنگی اور اپنے ابر پر سوار ہوکر پردۂ قاف کو روانہ ہوئی اور یہ خبر امیر کو ہوئی

ایک سناٹا سا گذر گیا اور حیرت القلعہ میں کسی کو نہ پایا تخت پر سوار ہو کر امیر باہر آ گئے تھے کہ ایک آواز آئی کہ اے
طلسم کشا تو نے بہت جادوگروں کو مارا تھا اب تمام کیفیت معلوم ہوگی لیکن امیر کوچ کر کے ریاضت گاہ میں آ گئے اور
قرقشہ نے لوح لا کر تیرہ بخت کو دی اور تیرہ بخت نے مغلظ سے کہلا بھیجا کہ لوح میرے ہاتھ لگی اور میں رضیہ کو تیرے
واسطے لینے جاتی ہوں جبتک تو میرے واسطے طلسم کشا کو لا رکھ یہاں مغلظ ملاح کے مارے جانے پر افسوس کر رہا تھا کہ
پیغام تیرہ بخت کا پہونچا اور مغلظ سات لاکھ جادوگروں سے امیر کے پکڑنے کو چلا اور تیرہ بخت جادوگروں کو ساتھ لیکر
پردہ قاف میں آئی اور وہاں کوہستان میں خیمہ کیا اور قرقشہ نے کہا کہ میں رضیہ کو لاتی ہوں بعد اسکے قرقشہ
نے کیا کام کیا کہ گلنار پری کہ ذکیہ کی طرف سے جزیرہ گلنار میں نائب ہے ایک عرضی اسکی طرف سے لکھ کر اور
ایک سر شکیلہ کے سر کی صورت بنا کر اور رومال میں باندھ اور پری زاد بنکر رضیہ کے پاس آئی اور وہ عرضی رضیہ کو
دی رضیہ نے عرضی کو پڑھا اسمیں لکھا تھا کہ شکیلہ ادھر سے لوح لیے جاتی تھی میں نے اسکو مار کر سر آپکے پاس
بھیجا ہے اور لوح میرے پاس ہے اور میں نے یہاں سے چودہ کوس پر خیمہ کیا ہے آپ آیئے تو لوح میں دوں رضیہ بانو
صدمے میں بیٹھی تھی عرضی پڑھکر خوش ہوئی اور اسی وقت سوار ہو کر گلنار پری کی طرف چلی اور قرقشہ لیے ہوئے
تیرہ بخت کے خیمہ میں آئی اور رضیہ نے تیرہ بخت کو بیٹھے ہوئے دیکھا چاہتی تھی کہ بھاگ جاوے تیرہ بخت نے
رضیہ کو مع چار سو پری زادوں اور خورشید لقا اور ذکیہ کے سحر کر کے پکڑ لیا اور کہا کہ تمنے تو ہمارے قتل کرنے کو ایک
دھگڑا ابلایا تھا لیکن میں نے ابھی تمھارے ساتھ کوئی برائی نہیں کی ہے کہ میرا بھائی تم کو چاہتا ہے میں تمھیں اس کے
واسطے لیے جاتی ہوں یہاں ظاہر طلسم کی بادشاہ تھیں وہاں پردہ تاریکی کی بادشاہت کروگی رضیہ نے کچھ جواب
نہ دیا اور تیرہ بخت سب کو پکڑ کر روانہ ہوئی یہاں امیر ریاضت گاہ میں بیٹھے تھے کہ اخرس تین لاکھ جادوگروں
سے آیا اور امیر کے برابر آکر اسکا لشکر اترا اور ایک سردار ہے کہ نام اسکا اسلم ہے اور وہ سحر نہیں جانتا اس نے کہا
آپ میرے نام کا طبل بجوایئے کل میں حمزہ سے لڑونگا غرض لشکر میں اخرس کے طبل جنگ بجا اور ادھر امیر
باتوقیر کے لشکر میں طبل بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ گئے اور ادھر سے اسلم نکلا اور ادھر سے عمرو بن
حمزہ نکلا اسلم نے پہلے تو سمجھایا جب عمرو بن حمزہ نے نہ مانا بعد اسکے نیزہ بازی ہونے لگی اسلم نے ایک نیزہ عمرو
بن حمزہ کے مارا انھوں نے رد کر کے ایک تلوار جو ماری اسلم کے دو ٹکڑے ہوئے غرض شام تک عمرو بن حمزہ نے
سترہ جوانوں کو مارا اور دونوں لشکر پھر گئے اور پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ادھر سے اخرس
نکلا ادھر سے عمرو بن حمزہ نکلا اخرس نے نیزہ مارا عمرو بن حمزہ نے چھین لیا اخرس نے دیکھا کہ یہ زبردست
ہے اسی وقت سحر کر کے عمرو بن حمزہ کو گھوڑے پر سے اٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر پھینک دے کہ اتنے میں امیر آ پہونچے
اور ہاتھ اخرس کا مروڑ کر عمرو بن حمزہ کو چھین لیا اخرس نے سحر کیا کہ امیر بھی سست ہوئے کہ عمرو پکارا اے
حمزہ اسم اعظم پڑھ امیر نے اسم اعظم پڑھکر اخرس کو پکڑا غرض تیسرے پہر تک تیس جادوگروں کو امیر نے قتل کیا
کہ اسمیں گرد میدان ہوئی اور مغلظ سات لاکھ جادوگروں سے آیا اور سنا کہ اخرس کو حمزہ پکڑ لے گیا مغلظ نے کہا
کچھ پروا نہیں ہے ایک نامہ حمزہ کو لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے حمزہ رضیہ سے تو ہاتھ اٹھا کہ میں اسپر عاشق ہوا
اور میری اطاعت کر جہاں تو کہے گا وہاں میں تجھے پہونچا دونگا اور نامہ جھگوند جادو کو دیا کہ تو لیجا یہاں امیر نے
اخرس سے کہا کہ مسلمان ہو غرض اخرس بھی مسلمان ہوا کہ اتنے میں خبر آئی کہ مغلظ نے نامہ بھیجا ہے امیر نے طلب
کیا اور جھگوند آیا اور نامہ امیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور جھگوند تلوار کھینچ کر دوڑا اخرس نے رد کر کے

تلوار ماری گلگونہ کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک آندھی آئی لاش گلگونہ کی اڑا لے گئی اور آواز آئی کہ اے اخرس
تو نے ملازم بادشاہ کو مارا بہت برا کیا جب مظلم کو خبر پہونچی کہ گلگونہ مارا گیا اُسنے خفا ہو کر طبل جنگ بجوایا اور صبح
کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں اُدھر سے ازلال جادو نکلا اور ادھر سے اخرس نکلا ازلال
نے سحر کیا کہ لشکر امیر کا اور شرقی غربی جنوبی شمالی کے لوگ زمین میں غرق ہونے لگے اور اخرس نے جو سحر کیا تو دو
مچھلیاں کاغذ کی بنا کر چھوڑیں کہ غرق ہونا لوگوں کا موقوف ہوا غرض اخرس نے ازلال کو مار ڈالا بعد اسکے اشرار
آیا اور شام تک اسے چودہ جادوگر اخرس نے مارے دونوں لشکر اپنے اپنے خیمہ میں گئے غرض اخرس نے پوشیدہ مظلم سے
کہلا بھیجا کہ آج رات کو کسی ساحر کو بھیج کہ حمزہ کا سر کاٹ لیجائے غرض ایک مظلم کا کوکا ہے شرقان جادو اُسکو
بھیجا اور شرقان چھلیے بہ تلوار کھینچ کر امیر پر آیا اخرس نے دیکھا کہ جب تیری چوکی ہوتی ہے تو عمرو جھانکا کرتا ہے
آج بھی عمرو ہوگا اور تو بدنام ہوگا اور کچھ کام نہ بنیگا یہ سمجھکر اخرس نے شرقان کو مار لیا اُسوقت عمرو سمجھا کہ
اخرس حمزہ کا بڑا دوست ہے اور امیر بھی اخرس سے خوش ہوئے اور اخرس نے مظلم سے کہلا بھیجا کہ میں نے یہ سمجھکر
شرقان کو مار ڈالا ہے اور میں فکر میں ہوں کہ عمر زنبیل حمزہ کی ملجائے تو لے کر آؤں مظلم سُنکر خوش ہوا کہ اسمیں
رضیہ کو قید کیے ہوئے تیرہ بخت تین لاکھ جادوگروں سے آئی مظلم نے تیرہ بخت سے کہا کہ رضیہ کو مجھے دو
تیرہ بخت نے کہا کہ جبتک تم حمزہ کو میرے واسطے نہ لاؤگے میں رضیہ کو نہ دونگی اور مقابل ریاضت گاہ کے
سیاہ قصر ہے تو وہاں کی مالک گلگونہ جادو ہے تیرہ بخت نے رضیہ کو سیاہ قصر میں بھجوا دیا اور ذکیہ اور خورشید لقا
وغیرہ کو مع چارسو پری زادوں کے پردۂ تاریکی میں اپنے باپ پاس کہ نام اُسکا شہریار جادو ہے بھجوا دیا اور ادھر
نسیم اور شمیم یہ خبر لیکر امیر پاس آئے امیر نے جو سُنا کہ رضیہ قید ہوئی امیر کو بہت رنج ہوا اسمیں باپ رضیہ
کا سلطان مہرچیوش حبشی احوال رضیہ کے قید ہونے کا سُنکے لاکھ دیو و پری سے فریادی امیر پاس آیا امیر نے
سلطان مہرچیوش کی بہت خاطر کی لیکن اخرس خوش بانشانی نے امیر سے کہا کہ ایک مکان ہے وہاں چلکر آپ
دعا مانگیے تو جلد قبول ہو امیر نے عمرو اور جمہور کو ساتھ لیا اور اخرس کو لیے ہوئے سیاہ قصر کی سمت ایک
ٹیلے پر آیا اور کہا کہ یہاں دعا مانگیے امیر نے نماز پڑھکر دعا مانگی اور وہاں سے چلے کہ سامنے سیاہ قصر پر رضیہ
دکھائی دی اخرس نے کہا کہ دعا آپ کی قبول ہوئی وہ رضیہ بیٹھی ہوئی ہے امیر نے کہا کہ اسکا دروازہ کدھر ہے
اخرس نے کہا کہ یہاں دروازہ نہیں ہے آپ زنبیل اُتار ڈالیے تو میں لیچلوں امیر نے زنبیل جمہور کو دی اور
اخرس نے بزور سحر امیر کو سیاہ قصر پر پہونچایا بعد جانے امیر کے جمہور نے اخرس سے کہا کہ مجھے بھی لے چل اور جمہور
نے زنبیل عمرو کو دی اخرس نے جمہور کو بھی پہونچا دیا امیر یہاں رضیہ سے باتیں کرنے لگے اور یہاں اخرس نے
عمرو سے کہا کہ تو زنبیل مجھے دے عمرو نے کہا کہ میں نہ دونگا اخرس نے کہا کہ اے ساربان زادے حمزہ کو تو میں قید
کر آیا تو کہاں جائیگا اور اخرس عمرو پر دوڑا عمرو نے کمند مار کر اُسکو پکڑا اور چاہا کہ ذبح کرے کہ وہ
جو جا امیر کے ساتھ رہتا تھا وہ تیرہ بخت کی دایہ ہے اُسنے جو دیکھا عمرو اخرس کو مارے ڈالتا ہے بصورت
اصلی بن کر عمرو کو پکڑا اور عمرو پکارا کہ حمزہ اخرس نے دغا کی اور امیر مایوس ہوئے اخرس
خوش بانشانی ان سب کو قید کرکے تیرہ بخت پاس لایا تیرہ بخت اخرس سے خوش ہوئی اور
امیر سے کہا کہ مجھے قبول کر امیر نے کہا کہ یہ مجھ سے کبھی توقع نہ رکھنا اور مظلم نے رضیہ سے سوال
کیا رضیہ نے جواب دیا کہ اگر تو مجھے مار ڈالیگا تو بھی میں تجھے قبول نہ کرونگی تیرہ بخت اور مظلم

نے امیر اور رضیہ کو پنجروں میں گراں کر میل میں لٹکا دیا اور عمرو کو چاہا کہ قتل کریں اُسی وقت ایک جانور خط گلے میں پڑا ہوا
تیرہ بخت پاس آیا تیرہ بخت نے خط پڑھا اُسمیں شہریار جادو نے لکھا تھا کہ عمرو ہاتھ لگے تو ہمارے پاس بھیجدینا تیرہ بخت
نے سب جادوگروں سے کہا کہ کوئی تم میں ایسا ہی کہ عمرو کو پردۂ تاریکی میں لیجائے سبھوں نے کہا کہ ہم سے نہوگا اُسوقت
تیرہ بخت نے ایک گنبد شیشہ کا سحر سے تیار کروا کر اور عمرو کو اُسمیں بٹھا کر تاریکی کی طرف روانہ کیا شہریار بیٹھا تھا کہ وہ
گنبد آیا اور ایک آواز آئی کہ تیرہ بخت نے عمرو کو بھیجا ہی اور شہریار جادو نے رد سحر تیرہ بخت کا کرکے عمرو کو
نکالا اور ساحروں سے کہا کہ کوئی رات بھر عمرو کو رکھے صبح کو لے آئے ساحروں نے کہا کہ ہم سے نہوگا اُسوقت
شہریار نے اپنی دایہ زرارہ کو بلایا اور کہا کہ تم عمرو کو لیجا کر رکھو غرض زرارہ عمرو کو لے کر اپنے مکان میں آئی اور
پنجرے میں بند کیا اور گانے لگی اور عمرو بھی گانے لگا کہیں شہریار کی بیٹی کہ نام اُسکا زہرہ ہی اپنے باغ کو
جاتی تھی کہ گانے کی آواز سنکر زرارہ کے مکان میں آئی اور کہا کہ عمرو کو مجھے دیجیے میں صبح کو دے جاؤنگی زرارہ نے
کہا میں نہ دونگی زہرہ روتی ہوئی شہریار پاس آئی اور احوال بیان کیا اور شہریار زرارہ کے مکان میں آیا اور
پنجرا عمرو کا زہرہ کا سپرد کر دیا اور زہرہ عمرو کو اپنے باغ میں لائی اور عمرو زہرہ پر عاشق ہوا اور نوازی
کی اور زہرہ نے خوش ہو کر عمرو کو چھوڑ دیا عمرو بیٹھا تھا کہ فضل اور فضیل دونوں سردار شہریار کے عمرو کے
لینے کو آئے زہرہ نے کہا کہ کل میں عمرو کو لے کر باوا جان پاس آؤنگی غرض دونوں چلے گئے اور رات کو عمرو نے
زہرہ کو نذر زنبیل کیا اور آپ زہرہ کی صورت بن کر سو رہا اور صبح کو دل میں کہا کہ عمرو چلا گیا میں اپنی جان دونگی
یہ خبر سنکے سلطانہ زہرہ کی ماں اور شہریار دونوں آئے اور زہرہ کو دلاسا دیا اور رات کو عمرو نے شہریار کو بھی
نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بن کر صبح کو سلطانہ کو مار کر باہر آیا اور زرارہ کو بلا کر سولی چڑھائی بعد اُسکے
فضل اور فضیل سے کہا کہ اگر تم عمرو کو لے آتے تو زرارہ کیوں جاتی یہ کہکر دونوں کو قتل کیا بعد اُسکے تمام شہر کے
جادوگروں کو بلا کر کہا کہ زہرہ غائب ہو جاوے اور تم تلاش نہ کرو یہ کہکر سب کو قتل کیا اور شہریار کو خیمے میں لا کر قتل
کیا فوراً تاریکی ہو گئی اور غل شور ہوا کہ کشتی مرا نام من شہریار جادو بود غرض عمرو جب سب کو مار چکا بعد اُسکے
ذکیہ خورشید لقا زہرہ لقا ماہ لقا سہیلہ اور سب پری زادوں کو بلایا اور ذکیہ کو چھوڑ دیا اور وہ گالیاں
دیا کی بعد اُسکے زہرہ کو زنبیل سے نکالا اور تمام حقیقت بیان کی اور زہرہ مسلمان ہوئی اور بادشاہت
پردۂ تاریکی کی زہرہ کو دی اور ذکیہ اور خورشید لقا وغیرہ سے کہا کہ تم ریاضت گاہ میں چلو اور میں حمزہ
اور رضیہ کے چھڑانے کو جاتا ہوں اور لشکر ساتھ لے کر اور شہریار کی صورت بن کر عمرو اور تیرہ بخت اور مظلم
پاس چلا یہاں تیرہ بخت اور مظلم نے امیر اور رضیہ کو سمجھایا اُنھوں نے نہ مانا اُسوقت تیرہ بخت رضیہ کی
شکل بنی اور مظلم امیر کی صورت بنا اور دونوں نے منھ کالا کیا اور سلطان سحر خیوش سے کہلا بھیجا کہ طاعت
ہماری قبول کرو نہیں قتل کیے جاؤگے جب اُنھوں نے نہ مانا تیرہ بخت نے طبل جنگ بجوایا اور صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آئے اُدھر سے اوتاد نکلا ادھر سے بہرام نکلا اوتاد نے سحر کیا کہ بہرام اُلٹا ہو گیا اور
عمرو بن حمزہ نے نیزہ مارا کہ اوتاد ڈھیر پڑا اور آخر میں نکلا اُسنے ملک اشرق و ملک اغرب و ملک السیر و ملک
الیمن اور عمرو بن حمزہ چوگان بن حمزہ اور بہرام و فرامرزان سب کو پکڑ کے پنجروں میں بند کرکے لٹکا دیا اور شام کو
دونوں لشکر خیموں میں آئے اور تیرہ بخت کو خبر ہوئی کہ شہریار جادو آتا ہی غرض جسوقت شہریار آیا تو تیرہ بخت
اور مظلم استقبال کرکے لائے اور عمرو نے رات کو سب کو بیہوش کرکے تمام محل کو لوٹ لیا اور چاہا کہ لوح تیرہ بخت سے

نے اُسی وقت ہماے جادو پہونچی اور عمرو کو پکڑا اور اُسکو ہوش مین لائی اور تیرہ بخت سے کہا کہ شہریار جادو
عمرو تھا تیرہ بخت نے کہا تو نے میرے باپ کو کیا کیا عمرو نے کہا کہ مین سب کو مار کر اور پردۂ تاریکی مین اپنا عمل کر کے
آیا ہون اور تیرہ بخت نے طبل جنگ بجوایا اور صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اور ہما عمرو کو طلسم مین باندھ کر
ایک طرف کھڑی ہی اور اخرس سلطان سرخپوش کو پکارا ہی کہ یا تو دین ابلیس کا قبول کر یا مجھ سے آکر لڑ اور تمام
مسلمان ہراسان تھے اور دعا مانگ رہے تھے کہ اسوقت ظفران زاہد آسمان پر سے آئے اور چار نقابدار شنجرفی پوش
صندلی پوش بنفشہ پوش سبز پوش یہ چارون بیٹے ظفران زاہد کے ہین اور ظفران زاہد نے سلطان سرخپوش کو
تسلی دی اور شنجرفی پوش سے کہا کہ تم اخرس پر جاؤ اور صندلی پوش سے کہا کہ تم عمرو کو چھڑا لاؤ اور آپ تعویذ لکھکر
ہوا کی طرف اُڑانا شروع کیے اور اخرس نے سحر کیا کہ ایک زنجیر شنجرفی پوش تک آکر پھر گئی اور اُدھر سے جو زنجیر
پھیری تو اخرس کی مشکین بندھ گئین اور ہما نے صندلی پوش پر سحر کیا تھا کہ پانچ تلوارین چمک کر شنجرفی پوش
پر آتی تھین اُدھر سے پلٹ کر جو گرین تو قشہ کے پانچ ٹکڑے ہوے اور مظلم نے صندلی پوش پر سحر کیا تھا کہ دو سیاہ
آگ کے صندلی پوش پر آئے اور اُدھر سے جو پلٹے مظلم کی مشکین بندھ گئین اور تیرہ بخت نے جو یہ نقشہ دیکھا
طبل آسائش بجوا کر پھر گئی اور ظفران زاہد نے مظلم و اخرس و ہما کو پنجرون مین ڈال کر لٹکا دیا اور آپ
اسم پڑھنے کو بیٹھے اور تیرہ بخت نے جا کر دم لیا اور ایک اونٹ موم کا بنا کر اُسکے گلے مین زنگ ڈالا اور صبح کو میدان
مین آئی اور ادھر سے لشکر اسلام آیا پہلے تو جادوگرون نے سحر کیا تھا کہ کبھی تیر برسنے لگے تھے اور کبھی آگ اور کبھی
زمین بیٹھ گئی اور لوگ غرق ہونے لگے اور ظفران زاہد نقش لکھکر آسمان کی طرف اُڑاتے تھے جب تیرہ بخت نے
دیکھا کہ کسی کا سحر اثر نہین کرتا اُسوقت آپ میدان مین آئی اور ظفران زاہد کو سمجھایا جب اُنھون نے نہ مانا اُسوقت
وہی اونٹ موم کا نکالا اور وہ ہوا الگ کر پڑ گیا اور اُسکے زنگ کی آواز سے ظفران زاہد مع چارون بیٹون کے
گونگے اور بہرے ہو گئے اور تیرہ بخت نے مظلم و ہما کو چھڑا لیا اور ظفران زاہد کو جہان امیر تھے وہین لٹکا دیا اور
سلطان سرخپوش سے کہنے لگی کہ کل سب کو قتل کرونگی اور سلطان سرخپوش پھر کر ناموس صاحبقرانی مین آئے اور چاہا کہ اپنے
تئین ہلاک کرین اُسوقت عمرو آیا اور محفوظ پری گلرنگ پری خورشید جمال اور سلطان سرخپوش ان سب کو تسلی
دی اور کہا کہ آج مین امیر کو چھڑا لاؤنگا اور یہان تیرہ بخت نے سحر سے ایک مکان شیشہ کا بنایا ہی اور صحبت آرا ہی کہ
عمرو گلیم اوڑھکر آیا اور کہا کہ اے تیرہ بخت خداوند ابلیس تم سے خوش ہوے ہین اور اُنکا نائب تمہارے پاس آیا
چاہتا ہی اور پانچ چار حقے آتش بازی کے آسمان پر مارے اور حسبت کرکے اور صورت بدل کے کہ پوشاک مکلف کی
اور داڑھی مقیش کی گھٹنون تک تیرہ بخت کے سامنے آئے اور تخت پر بیٹھے سبھون نے سجدہ کیا پہلے آپ نے
کہا کہ مرد سے مرد فعل کرے اور عورت سے عورت بعد اُسکے شراب مین بیہوشی دے کر سب کو بیہوش کیا اور تمام
محل کو لوٹا اور لوح تیرہ بخت سے لیکر اُسکو دھو کر پانی اُسکا امیر اور سردارون پر چھڑکا امیر قید سے رہا ہوے اور
لوح امیر کے گلے مین ڈالی اور عمرو نے ایک رقعہ لکھکر تیرہ بخت کے گلے مین ڈالا اور سب کا کالا منہ کیا اور امیر کے
ساتھ داخل لشکر ہوا یہان تیرہ بخت جب صبح کو ہوش مین آئی اپنے تئین بحال خراب دیکھا کہ منہ تو کالا ہی اور ننگی پڑی ہی
اور ایک رقعہ گلے مین پڑا ہی اُسکا مضمون یہ تھا کہ اے تیرہ بخت ہم تجکو چاہتے قتل کر ڈالتے لیکن نہ کیا اب بھی حرکت
شیطانی سے باز رہ ورنہ مین تجھے مار ڈالونگا غرض تیرہ نے سب کو ہوشیار کیا اور عیاری عمرو کا حال بیان کیا
مظلم نے کہا مین جاتا ہون واسطے ہیکل کے کہ مین نے ارقم کے پاس رکھوادی ہی مین تلاش کرکے آتا ہون اور

تو فکر صاحبقران کے قید کرنے کی کرا الغرض یہ دونون اپنے اپنے کام مین معروف ہوے مظلم ادھر چلا اور تیرہ جادو اپنے ہوم خانہ مین آئی اب حال امیر کشور گیر فتاح طلسم کا سُنیئے کہ صاحبقران اور عمرو داخل لشکر ہوے تمام لشکریون کو بہت خوشی ہوئی لیکن عمرو فکر ارقم مین چلے کہ ملاقات ارقم سے کرکے ہیکل لے لون اور عمرو نے چلتے وقت امیر سے کہا کہ اگر رضیہ سلطان آپ کو بلائے تو ہرگز ہرگز نہ جائیے گا جبتک مین نہ آؤن کیونکہ آپ کا اسم اعظم بند ہی اور مین قیدیون کی فکر کو جاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوے اب اسکو تو یہان چھوڑ سیئے

جبتک دو کلمے داستان رضیہ سلطان سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب وقت رضیہ سلطان نے سُنا کہ حمزہ صاحبقران لشکر مین آئے ہین بیتاب ہوکر ایک رقعہ لکھا اور اُسکا مضمون یہ تھا مصرعہ

ہوئی یہ محو تر حسن دیکھ کر اے یار
کہ تن بدن کی نہ مطلق رہی خبر اک بار
قسم خدا کی نہین دل کو ایک آن قرار
مین تجھ سے کرتی ہون پیار ہو تیرا اظہار
درون سینۂ من زخم بے نشان زدہ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

اے صاحبقران حال گرفتاری کا سُنکے اس تن ناتوان مین جان نہ تھی لیکن اب جان تازہ خداوند کریم نے بخشی اور اب ایک درد ایسا اُٹھا ہی کہ شاید گھڑی دو گھڑی جیون بس یہ تمنا ہی کہ تمھین سحر مین اُتار دو اور تمھین علی الیقین پڑھو مصرع کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے ؛ بس یہ لکھکر لکھا کہ درد مہلت نہین دیتا کہ اور لکھون لیکن تھوڑے لکھے کو بہت تصور فرمایئے گا سچ ہی شعر نقوش کلک قدرت کو ہی اندیشے سے حیرانی ؛ پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی ؛ سو ہمارا حال ایسا ہوا القول شاعر شعر لگا یا مُنھ سے منھ بوسہ دیا اُسنے نہ ہونٹھون کا ؛ سکندر رہ گیا پیاسا پہونچکر آب حیوان پر ؛ بس نامہ تیار کرکے ایک خواص خوش لباس کے ہاتھ مین دیا اور کہا یہ نامہ امیر کو کسی ترکیب سے پہونچا دے غرض وہ نامہ لیکر روانہ ہوئی اور خدمت مین امیر کی پہونچکر علیحدہ اشارے سے بلاکر نامہ امیر کے ہاتھ مین دیا اور آپ چل کھڑی ہوئی امیر نے نامے کو ملاحظہ کیا ایسا مضمون لکھا پایا کہ دل امیر کا بیچین ہوگیا اور سب سے آکر کہا کہ مین ابھی آتا ہون ذرا اس باغ کی سیر کر آؤن کہ مجھے وحشت کمال ہی سب نے عرض کیا کہ عمرو کہگئے کا حضور خیال رکھین اور باغ سے آگے نہ بڑھیے گا امیر نے کہا کہ مین خوب جانتا ہون بس یہ کہکر اُس باغ مین آئے جو پشت باغ پر تھا اور دروازہ دوسرا کھولکر مکان رضیہ سلطان کا راستہ لیا اور یہ تضمین کوئی حرم کو کوئی تبکدے کو جاتے ہی ؛ کوئی تلاش معیشت مین جان کھپاتے ہی ؛ مین تجھ سے پوچھون ہون اے دل کدھر کو جاتے ہی ؛ تو بھر کے آنکھ مین آنسو یہ کہ سُناتے ہی ؛ علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ؛ بلاکشان محبت بکوے یار روند ؛ یہ پڑھتے ہوے صاحبقران جاتے تھے کہ ادھر تیرہ جادو نے جو طالع امیر کا دیکھا تو ساعت اُنکی گرفتاری کی پائی گئی اپنے ساتھ فریب جادو کو لیکر چلی تیرہ جادو چیل کی شکل بنکے آئی اور زاغ کی صورت بنکے فریب جادو تھا حسب الاتفاق امیر چلے جاتے تھے کہ فریب جادو کی نگاہ پڑی کہا کہ اے ملکہ مین فتاح طلسم کو فریب دیتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور عمرو کی شکل ہوکے حمزہ صاحبقران کے سامنے آئی امیر نے جو دیکھا تو رنگ اُنکا اُڑ گیا فرمایا کہ خواجہ خطا تو ہوئی مجھ سے کہ تم نے منع کیا تھا اور مین چلا آیا لیکن ملکہ نہایت بیمار ہوگئی ہی عمرو نے کہا مین وہین سے آتا ہون اور یہ پھول ملکہ نے دیا ہی کہ اسکی خوشبو سونگھکر بتلاؤ کہ یہ کونسا پھول ہی امیر نے عمرو کے ہاتھ سے لے لیا اور سونگھا تو بیہوش ہوگئے اور تیرہ جادو نے کہ وہ چیل بنی تھی زمین پر گرکے ہیئت انسانی پیدا کی اور فریب جادو کی تعریف کی اُسنے امیر کو لپیٹ کر اور پشتارہ باندھکر تیرہ جادو کو دیا اور آپ امیر بنکے صحبت رضیہ سلطان مین پہونچی کہ رضیہ سلطان نے خوش ہوکے تخت پر بٹھا لیا اور حال تیرہ جادو کا پوچھنے لگی کہ اتنے مین تیرہ جادو مع پشتارہ صاحبقران کے پہونچی اور جاکے ملکہ رضیہ سلطان پر سحر کیا اور پکڑ لیا اور سب خواصین یہ دیکھکر

ره گئین جو لڑا اُسے جلا دیا اور مار ڈالا غرض خوش ہو کے کہا کہ ای فریب جادو تم تو انکو گرفتار کر کے لے چلو اور مین
ہیکل کی فکر مین جاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اب حال یہان کا سُنیے کہ ارقم ہیکل لیے رضیہ کے پاس آتا تھا کہ اخرس
نے آواز دی کہ ای برادر مجھے بھیجا ہی کہ تو ہیکل اس سے لے آ مین اسی لیے آیا ہون ارقم نے کہا کہ تو جھوٹا اور مکار
ہی مین تجکو کبھی نہ دونگا غرض یہ سمجھا کہ ارقم نہ دے گا اور امیر سحر بھی برکت ہیکل سے تاثیر نہ کرے گا پس اسوقت
اخرس لڑنے کو تیار ہوا اور ہو کر ارقم سے لپٹ گیا اور اُن دونون مین کشتی ہونے لگی برکت سے اُس ہیکل کی ارقم اُس پر
غالب آیا پس اسوقت ارقم اُسکو پچھاڑ کر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہ ایکبار اخرس نے کیا کیا کہ نیچے سے اپنا ہاتھ ڈال اُسکے
اُنثیین پکڑ لیے اور ذرا جو ملتا ہی ارقم ایکبار چنگھاڑ مار کر گرا پس ساتھ ارقم کے گرنے کے اخرس نے کہا ای ارقم
ارے مین طلسم کشا کو قید کر کے آیا ہون اور تجکو بھی مارے ڈالتا ہون ارے مین امیر کے پاس شاہ
جادوان کے پاس سے صرف ہیکل کے لینے فریب کرنے آیا تھا سو اب ہیکل بھی میرے ہاتھ آئی اور طلسم کشا
کو بھی مین نے پکڑا ہی یہ کہکر اخرس چاہتا تھا کہ ارقم کو ذبح کرے کہ ایکبار ارقم نے بھی وہی داؤن کیا اسکی حرکت سے اذیت
جو ہوئی تو اخرس ہائے ہائے کر کے نیچے گر پڑا اور ارقم بھی پھر اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا او بدمعاش ارے حرامزادے تو نے
امیر کے ساتھ دغا کی مین تجھے کب جیتا چھوڑتا ہون یہ کہکر ارقم نے گھسیٹ کے خنجر ہاتھ اٹھایا کہ اخرس کو ذبح کرے اور مارے اور وہ
ہما جو بسبب سحر کے امیر کے سر پر سایہ فگن رہتا تھا یہ دایہ تھی تیرہ بخت کی کہ ایکبار اُسنے ایک رسن کی پھانسی ارقم کے
گلے مین ڈال کے ایک جھٹکا مارا کہ دفعۃً ارقم اخرس کی چھاتی سے نیچے گرا اور اخرس اُس پر چڑھ بیٹھا ایکبار ہما نے کہا
کہ اس طلسم کشا کی مین اُسدن سے فکر مین لگی تھی کہ جس دن سے یہ طلسم مین داخل ہوا تھا مگر میرا قابو نہ
چلتا تھا آج میرے قابو مین آیا ہی اب مین اسوقت کب چھوڑتا ہون اور اخرس نے ارقم کو باندھا اور
باندھ کے اخرس اور ہما سے جادو دونون آئے اور امیر کو دیکھا کہ ملکہ رضیہ کے پاس بیٹھے ہین ایکبار
اخرس نے امیر سے کہا ای امیر ملکہ سے الگ ہو بیٹھو اور مین تو اس ہیکل کے واسطے آیا تھا سو اب وہ ہیکل بھی
میرے پاس آئی ہی اور میرے ہاتھ لگی ہی ارے مین کب تجھے چھوڑتا ہون پس اخرس نے یہ کہکر بعلم سحر گرفتار
کیا اور اخرس اور ہما سے جادو یہ دونون رضیہ اور امیر اور ارقم کو مظلم اور تیرہ بخت
کے پاس لے کر چلے

دو کلمے داستان حال مظلم اور تیرہ بخت کے سنیے

کہ یہ دونون آپسمین یہ باتین کر رہے ہین مظلم کہتا ہی تیرہ بخت سے کہ ای ہمشیرہ مین مرتا ہون تم رضیہ کو میرے حوالے
کر دو مین اس سے وصل حاصل کرون اور اخرس گیا ہی طلسم کشا کو لینے کو وہ بھی حمزہ کو لے کر آتا ہی یہ سُنکر تیرہ بخت
نے کہا واہ واہ یہ تم کیا کہتے ہو یہ ہرگز نہین ہونے کا تم اپنے معشوق کے ساتھ چین کرو اور مین طلسم کشا کے
واسطے تڑپا کرون پس دونون سے آپس مین یہ باتین ہوتی ہین کہ ایکبار ایک عیار گرد مین آلودہ اور پسینے مین
غرق آیا اور اُسنے تیرہ بخت اور مظلم کو مجرا کیا اور عرض کی کہ اخرس اور ہما سے جادو یہ دونون ملکہ رضیہ
سلطان اور طلسم کشا کو لیے آتے ہین بس یہ سُنتے ہی دونون ناچنے لگے اور اخرس نے کہا ای تیرہ بخت
جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ وعدہ بھی پورا ہوا اب تم میرے ساتھ ہم صحبت ہو یہ سُنکر تیرہ بخت نے کہا تو مجھ احمق
ہوا ہی بس تیرہ بخت تو یہ کہتی رہی مگر اخرس نے کچھ خیال نہ کیا غرض جب یہ خوب سا مساس کر چکا اسوقت اخرس
نے چھوڑ دیا کہ ایکبار قرقشہ بولی کہ بلاؤن میرا ابھی وعدہ پورا ہوا یہ سُنکر تیرہ بخت نے کہا تو بھی جا کے لپٹ جا مظلم

نے قرقشہ دوڑ کر مظلم سے لپٹ گئی اور ہر چند مظلم نے اُسے جھڑکا اور گھر کا یہ کب مانتی تھی بس خوب اُسنے بھی اپنا کام کیا اور فورا لوٹ گئے
قرقشہ لعون نے چھوڑ دیا اور اب یہ دونون ایک تخت پر بیٹھے اور سب کے لنگ بادلے اور تمامی کے بندھے ہوے ہین اور اور کے بدن پہ
تمام ننگی ہین اور موٹی جلا کے بھبوت ملا ہی اور مالے موتیون کے پہنے ہوے ہین اور تمام جادوگر غرق دریاے جواہر ہین اور کئی ہزار
جادوگرنیان کرسیون اور چوکیون پر بیٹھی ہوئی ہین کہ ایکبار سواری امیر کی آئی اور رضیہ سلطان ایک تخت پر بیٹھی ہوئی ہین مگر منھ
اپنا بالون سے چھپائے ہوے ہین اور امیر کی حالت غیر ہی اور اپنے دل مین کہتے ہین کہ جس بات کا ڈر تھا وہی بات آگے آئی اور مین
تو مرنے پر مستعد ہون اور اگر ملکہ رضیہ سلطان کی کوئی بے عزتی کی بات ہوگی تو مین اپنے تئین مار کر مر جاؤنگا اور ان ساحرونکا
کو اُنکے خیمہ مین گھس کر مارونگا غرض ہمارے مقدر نے یہ دن دکھایا کہ سب کچھ اپنی آنکھون سے دیکھنا پڑا بس امیر اور رضیہ
دونون آئے اور تخت پر بیٹھے ہین کہ ایکبار مظلم نے تیرہ بخت سے کہا کہ تم باتین امیر سے کرو اور تیرہ بخت نے کہا مظلم سے
کہ تم باتین ملکہ رضیہ سے کرو تیرہ بخت نے امیر کو دیکھکر کہا ای طلسم کشا تم واقعی قتل ہونیکے لائق ہو کہ تمنے میری
مان ظلمانہ کو مارا ہی اور بہت سے جادوگرون کو مارا اور اُن سب کا خون تمھاری گردن پر ہی اور یہ بھی ہمارا سلوک ہی کہ ہم
تم کو چھوڑے دیتے ہین یہ کہتی تھی اور امیر سے آنکھ ملائی جاتی تھی لیکن اب تم کو لازم ہی کہ جو مین کہون وہ تم مانو اور جو نہ مانوگے
تو مین بُری طرح سے پیش آؤنگی یہ سُنکر امیر نے کہا کہ او قطامہ لکاتہ ارے مین تیرے کہنے کو کبھی نہ مانونگا اور تیری آرزو
نہ پوری ہوگی اور ادھر مظلم نے ملکہ رضیہ سے کہا کہ ای ملکہ آفاق آرزو میری یہ ہی کہ مجکو غلامی مین قبول کیجیے یہ کہکر ملکہ
کی طرف دیکھا اور اُسنے کہا کہ ارے او حرامزادے نالائق خدا مجھے اُس دن کو نہ رکھے کہ مین کسی کی صورت سوا اسکے
طلسم کشا کے دیکھون اور کسی سے بات بھی نہ کرون اور مجکو اُسی کے ساتھ مرنا اور جینا ہی جب ملکہ نے مظلم سے یہ کہا اور
امیر نے تیرہ بخت کو بُرا کہا بس یہ دونون خفا ہوے اور برہم ہوے اور ان دونون نے کہا کہ یہ یون نہ مانینگے جبتک
سب رفیق اور دوست اور لوگ انکے مارے نہ جائینگے بس یہ کہکر ان دونون نے آگ منگوائی اور دو دانے ماش کے
کچھ پڑھکر اُس آگ پر ڈالے جب چٹ چٹاہٹ ہونے لگی تو ایکبار اندھیرا ہوا اور دھوان اُس خیمہ مین ایسا ہوا کہ تمام
خیمہ مین اندھیرا ہو گیا اور بعد دو گھڑی کے روشنی ہوئی اور دیکھا امیر نے کہ ایک چار دیواری شیشہ کی ہی لیکن اُسمین
ایک جوڑ بھی نہین ہی اور وہ جو خیمہ تھا وہ ایک عمارت عالی شان تیار ہوئی ہی اور تمام اُسمین زمین سنگ کی ہی اور اُن
سنگون مین آویزے الماس کے دیے ہین اور وہ آویزے جگ جگ کرتے ہین اور اُسمین تیاری مجلس آرائی کی ہوئی ہی
اور ناچ رنگ گانا بجانا ہو رہا ہی اور امیر اور ملکہ رضیہ آگے بیٹھے ہوے ہین کہ پھر ایکبار تیرہ بخت نے امیر سے کہا کہ ای
طلسم کشا اب بھی میرا کہنا مانو اور مین ابھی تم کو لیکے ظلمات مین پہونچتی ہون وہان چل کر ہم تم دونون بعیش و عشرت
بسر کرینگے یہ سُنکے امیر نے اُسکو سخت و سُست کہا تیرہ بخت خفا ہوئی اور کہا حمزہ کو پنجرے مین بند کرو اور مظلم نے کہا
رضیہ کو بھی پنجرے مین بند کرو بلکہ اسکو مار ڈالو یہ سُنکر تیرہ بخت نے کہا ابھی ان دونون کو مارنا اچھا نہین ہی اور جب
انکی ساری فوج اور لشکر کو پکڑ لینگے اُسوقت انکو بھی مار ڈالینگے پس مظلم نے کہا اچھا غرض ساتھ ہی حکم کے دو پنجرے
تیار ہوے امیر اور ملکہ کو پنجرے مین بند کیا اور حکم کیا کہ دو میل بنے اور سامنے لشکر کے اُن دونون میلون کو گڑوا دیا اور دونون
پنجرون کو میلون مین لٹکا دیا اور سامنے لشکر امیر کا دکھائی دیتا ہی اور امیر بحسرت دیکھتے ہین اور کچھ قابو امیر کا نہین
چلتا ہی اور یہان اس تیرہ بخت اور مظلم نے کہا مین تو اپنی صورت بدل کر امیر کی صورت بناتا ہون اور ای بہن تم صورت
رضیہ سلطان کی بناؤ اور ہم تم سامنے طلسم کشا کے بعیش و عشرت مشغول ہون اور ہم دونون فرا نکالین پس امیر
اور رضیہ یہ دونون اسی حسرت مین مر جائینگے اور انکو تمام عمر بھی یہ بات نصیب نہ ہوگی پس مظلم نے اپنی صورت

سحر سے طلسم کشائی تیار کی اور تیرہ بخت نے اپنی صورت ملکہ رضیہ کی بنائی پس امیر کی صورت بن اور مظلم کی
صورت میں کچھ فرق نہ تھا اور جو پوشاک امیر کی تھی وہی پوشاک مظلم نے پہنی اور سر مو کسی بات میں فرق نہیں ہوا
اور اس تیرہ بخت قطامہ نے اپنی صورت ملکہ رضیہ کی بنائی وہ بھی پوشاک پہن کر بیٹھی اور تیرہ بخت نے
پلنگ اپنا صحن میں بچھوایا اور مسند اسکے آگے بچھی ہوئی تھی غرض یہ دونوں شراب پیتے ہیں اور آپس میں خوش فعلیاں
اور بوس وکنار میں مشغول ہوئے اور اس نشہ کی حالت میں ان دونوں نے اپنا منہ بھی کالا کیا اور تیرہ بخت
نے امیر سے کہا کہ کیوں حمزہ ہم نے تو اپنا قرار یونہیں کر لیا اور تم کہو کہ تمھیں تمام عمر یہ بات بھی نصیب ہوئی اور ملکہ
رضیہ نے یہ بات دیکھکر اپنا منھ پھیر لیا اور سر بھی نہ اٹھایا امیر نے لاحول پڑھنا شروع کیا اور گالیاں دینا
شروع کیں اور امیر اپنے جی میں کہتے تھے کہ یہ سچ شیطان اور ابلیس ہیں انمیں کچھ حیا اور شرم نہیں ہے اسوقت
تیرہ بخت نے مظلم سے کہا کہ بس یہ یونہیں راضی ہونگے پھر دونوں چپکے ہو رہے دوسرے دن شام کو طبل جنگ
بجوایا اور ہرکارے اور جاسوس آئے اور سلطان سرخپوش کو خبر دی کہ لشکر مظلم میں طبل جنگ بجا
پس اسنے بھی کہا ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجے غرض لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا اور دونوں لشکروں میں
تمام رات تیاری جنگ کی رہی اور صبح کو دونوں دریا سے لشکر میدان میں آئے اور سلطان سرخپوش
تخت پر سوار چہار سمت کے لوگ پرا باندھے کھڑے ہیں اسوقت مظلم بولا کہ انکو سحر کرکے مارنا ضرور ہے کوئی جا کے
اور انکو پکڑ لائے ایک جادوگر ادھر سے نکلا اور پکارا کہ بمیدان بیاید ہر کہ آرزوے مرگ داشتہ باشید کہ یکبار
سلطان شرقیہ آباد کہ نام اسکا اشرق سرخپوش تھا وہ مرکب اپنا کڈا کر صف میں سے نکلا اور ہم تنگا ور ہوا
اور جنگ کی اور ملک اشرق نے کتنے آدمی جان سے مار ڈالے جب کہ دیکھا اخرس نے اور مظلم نے کہ یہ بھی یونہیں
ہاتھ آئینگے انکو سحر کرکے پکڑو پس اخرس آپ میدان میں نکلا اور اسنے سحر سے ملک اشرق کو پکڑ لیا اور جتنے
لشکر اسلام کے تھے جو سردار سب کو سحر سے گرفتار کیا پس جسوقت اسنے امیر کے رفیقوں کو اور شرقیہ آباد اور
جنوبیہ آباد اور مغربیہ آباد اور شمالیہ آباد و ایسے سب کو پکڑ لیا اسوقت شام بھی قریب ہو گئی تھی کہ ایکبار اسنے
طبل بازگشت بجوایا اور کہا سلطان سرخپوش اب بھی میرا کہنا مان اور اگر حاضر ہو نہیں تو کل تو بھی ذلیل اور رسوا
ہوگا پس یہ سنکر سرخپوش نے کہا اور کرے کیا سکتا ہے پس یہ کہکے طرف خیمہ گاہ کی مراجعت کی اور یہ اپنے خیمہ
میں آئے اور اپنے ان لوگوں کے گرفتار ہونے سے ان سب پر ہراس زیادہ ہوا ہے اور سلطان جنیان کو یاد کرکے
زیادہ بیقراری کرتے ہیں اور اخرس جتنے سردار پکڑ کرکے گیا ہے ان سب کو بھی پنجروں میں قید کرکے لٹکا دیا اور
باقی جتنے لوگ تھے ان سب کو زیر پل بٹھلا دیا ہے اور امیر سے کہا کیوں حمزہ دیکھ تیرے ساتھی بیٹھے ہیں اور رفیق
گرفتار ہو چکے ہیں اور کل سلطان سرخپوش کو بھی پکڑ لائینگے اور سب کو ہم قتل کرینگے ورنہ اب بھی کہنا ہمارا مان
رے کیوں اپنے ساتھ سب کو خراب کرتا ہے یہ سنکر امیر نے کہا او حرامزادے ہمیں مرگ بہتر ہے اس زیست سے اور یہ
نہیں ہوسکے گا مجھ سے کہ تم یا دشمنان خدا کی میں تابعداری کروں یہ ممکن نہیں ہے اور اگر ہمارے خدا نے ہماری
تقدیر میں یونہیں مرگ ہماری لکھی ہے تو [illegible] اور اگر ہمارا مقدر اچھا ہے تو میں تم کو دیکھو تو کس طرح سے
مارتا ہوں اور میں تم سے کسی طرح سے نہیں ڈرتا ہوں انشاءاللہ تعالے میں تم کو مارینگے اور مظلم اور تیرہ بخت
سے کہا کہ جو تم چاہتے ہو وہ کبھی [illegible] نہ ہوگا یہ سنکر تیرہ بخت نے کہا بھلا دیکھو میں تجھے کس طرح سے
مارتی ہوں یہ کہکر اسنے سلطان سرخپوش [illegible] کہا اے سلطان سرخپوش اب بھی جو اپنا بھلا چاہتے ہو

تو چلے آؤ نہین تو بُری طرح سے پیش آوُنگی اور ایک نامہ لکھکر ایلچی کے ہاتھ بھیجا پس ایلچی نامہ لیکر روانہ ہوا اور سلطان سرخپوش کے پاس آیا اور نامہ دیا اور سلطان سرخپوش نے وہ نامہ پڑھا اور اُس ایلچی سے کہا کہ جا کر سنظلم اور تیرہ بخت سے کہنا کہ او بدمعاش خدا نہ کرے کہ پانوٗن ہمارا راہ ہدایت سے لغزیدہ ہو اس راہ صراط المستقیم پر ہم بخوبی عمل کرتے ہین اور کبھی اس راہ سے پانوٗن کو ہمارے بازگشت نہو اور کہدینا اُس حرامزادے اور اُس حرامزادی سے کہ اگر خدا نے چاہا تو ہم بھی اُسی طرح سے بادشاہت کرینگے اور باخوشی رہینگے پس یہ ایلچی جواب لیکر پھر گیا اور لشکر مین طبل جنگ بجے طبل جنگ کی آواز بلند ہوئی اور ہرکارون نے سلطان سرخپوش کو خبر دی اور سلطان سرخپوش نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین حکم کر دو کہ طبل جنگ بجے پس دونون لشکرون مین تمام شب تیاری جنگ کی شروع ہوئی مگر سلطان سرخپوش کو حد سے زیادہ بیقراری ہوئی اور تشویش ہوئی اُسوقت عمرو نے کہا اے سلطان اتنی بیقراری تم کو نہین چاہیے اور حمزہ پر ایسی واردات ہوئی تھی مگر اللہ نے اُنکو محفوظ رکھا اور اس بلا سے بھی کوئی صورت مخلصی کی ہوگی یہ سُنکر عمرو سے سلطان سرخپوش نے کہا اے شاہ عیاران عیار اے عمرو بن امیہ نامدار مین نے سُنا ہے کہ نام تیرا مہر بندۂ جادوگران و تراشندۂ ریش کافران ہے تو ہی کچھ مدد کرے گا تو میرا اور ملکۂ رضیہ اور سب سرداروں کی مخلصی ہوگی یہ سُنکر عمرو نے کہا ارے میان جی مین نے تمام عمر ایک جون بھی نہین ماری ہے اور تم مجکو جادوگرون مین بدنام کرتے ہو مگر ہان خدا پر نگاہ رکھو دیکھو تو وہ کیا کرتا ہے پس سلطان سرخپوش اس سوچ مین چپ ہو کر بیٹھے تھے کہ دیکھیے خدا کیا کرتا ہے تمام شب سلطان سرخپوش کو عبادت مین گذری اور خدا سے دعا مانگا کیا ہے کہ اے رب العالمین تو ہی عزت اور حرمت رکھنے والا ہے اور غارت کر ان ابلیس پرستون کو سب مقلنے مسلمان تھے سب کو تڑپتے اور دعا مانگتے گذری اور جب گریبان سحر نے چاک کیا جتنے مسلمان تھے سبھون نے اپنے سرون پر کفن باندھے اور کفنیان پہن کر آمادۂ مرگ ہوے اور سب نے مرنے پر کمر باندھی ہے کہ آج مر جائینگے مگر بے عزت نہین ہونگے ان جادوگرون کے ہاتھون سے اور اور ایسی زیست سے مرگ بہتر ہے اور ایک طرف حرم محترم جو سلطان سرخپوش جنی کے ہین تو اُنھون نے اپنے مُنھ پر نقاب ڈال لی ہے اور ترکشون مین تیر بھرے ہین اور کمان کاندھے پر اپنے رکھے ہین اور نیمچہ سلیمانی کو حمائل کیے ہوے ہین اور مرنے پر مستعد ہین اور کئی لاکھ پری زادین اور جن یہ بھی اُنکے ساتھ ہین مگر سب نیمچہ سلیمانی حمائل کیے ہوے ہین اور اس طور سے مرنے پر نکلے ہین کہ جیسے بھرے گھر سے جنازہ نکلتا ہے اور آکر برابر اندھر کر کھڑے ہوے ہین اور سلطان سرخپوش بھی تخت پر بیٹھا ہے اور یہ عالم ہے کہ سارے مسلمان کفن پہنے ہوے ہین اور جب سلطان سرخپوش نے دیکھا اور بھی اُسکی حالت غیر ہوئی اور بیقراری اُسکو زیادہ ہوئی اور سب کو لیکر میدان جنگ مین کھڑا ہوا اور اُدھر یکبارگی آمد جادوگرون کی ہوئی کیا پرے کیے پرے چلے آتے ہین لیکن عجیب عجیب طرح کی صورتین ہین اُنکی اور عجیب عجیب طرح کی سواریان ہین کوئی اژدہائے آتش فشان پر سوار ہے اور کوئی ہرن پر سوار کوئی طاؤس پر کوئی شیر پر سوار ہے مگر آتش اُنکے منھ سے ہر بار برسا تھا اور دم کے نکلتی ہے اور ایسی ہیبتناک شکل سے آتے تھے اور ایک تخت کے اوپر سنظلم اور تیرہ بخت سوار ہے لیکن تاج شاہی بر سر دھرے ہوے بادشاہی دربار اور ہیکل آتش بدمعاش کے گلے مین ہے اور ادھر دوسرے تخت پر یہ تیرہ بخت ہے یہ بھی ایک اکیس کنگرے کا تاج سر پر اپنے رکھے ہوے ہے اور ایک جوڑا بہت تکلف کا پہنے ہوے ہے اور غرق دریائے جواہر ہے پس یہ دونون تخت پر آکر کھڑے ہوے اور ڈہر ڈہر بجنے لگے اور ناقوس نوازی ہونے لگی یہ تمام ساحرون مین عجیب طرح کی ایک

ہو نہتی تھی کہ بیان سے باہر ہی اور اخرس اور ہمارے جادو یہ دونون تیرہ بخت کے پاس کھڑے ہین اور اخرس
تیرہ بخت سے خوش فعلیان کر رہا ہی تیرہ بخت بھی ایک ناز اور نخرے سے اس سے بات کرتی ہی اور ایک
طرف کو قرقشہ ملعونہ منظلم سے چہل کر رہی ہی اور مجلس ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی لیکن عجب طرح کا ایک ہنگامہ
لشکر جادوگران مین ہو رہا ہی آج لوح طلسمی تیرہ بخت کے گلے مین ہی اور ایکبار اخرس نے منظلم اور
تیرہ بخت سے کہا مین جاتا ہون اور سلطان سرخ پوش کو پکڑے لاتا ہون ان دونون نے کہا کہ جاؤ تو وہ
بدمعاش ہرن پر سوار ہی بس ایکبار اڑا کر ہرن کو میدان مین آیا اور آکر پکارا اور یہ پکارا کہ او سلطان
سرخپوش بھیج کسکو بھیجتا ہی یا تو آکر مجھ سے مقابلہ کر بس جسوقت اخرس نے یہ کہا اسوقت سلطان سرخپوش
نے سب کی طرف دیکھا پس معلوم ہوا اسکو کہ کسی کا ارادہ نہین ہی اور کوئی گھوڑے کے تنگ کو درست کر رہا ہی اور
کوئی سپر کے پھولون سے کھیل رہا ہی غرض سلطان سرخ پوش نے کہا کہ کوئی نکلے اُسکے سامنے میدان طاری کر تو ان لوگون نے
یہ جواب دیا کہ ای سلطان سرخپوش وہ جو لوگ ہم سے بڑے بڑے زبردست تھے اُنکو تو یہ پکڑ لے گیا ہم بیچارے
کیا کرین یہ سنکر سرخپوش ناچار ہوا اور خدا سے دست بدعا ہوا اور یہ عرض کرنے لگا کہ ای رب العزت وای رب العالمین
یا ارحم الراحمین تو ہی ہمارا اسوقت حامی اور مددگار ہی یہ دعا مانگ کر اسنے گھوڑا مانگا اور قریب سو برس کے اسکا
سن ہی غرض اپنے تخت پر سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اسی طرح سے سر برہنہ گھوڑا اکڑکا کر میدان مین آکر
برابر اخرس کے کھڑا ہوا اور یہ اخرس بدخصلت بدطینت خرس بادیہ ضلالت سامنے سلطان سرخپوش جنی کے
آیا اور قہقہہ مار کے ہنسا اُسنے کہا کہ آج تو میدان مین میرے مقابلے کے لیے آیا معلوم ہوا کہ اب کوئی سردارون مین
نہین باقی رہا جو تو خود میدان داری کو آیا ہی او سلطان سرخپوش کیون کمبختی تیری آئی ہی ارے خیال
کر کے دیکھ کہ شاہ جادوان تجھے بلاتا ہی اب بھی چلا آ اور دین ابلیس پرستی اختیار کر دیکھ عزرائیل و ابلیس
اور رئیس الشیاطین نے کیا اپنا فضل کیا ہی اور کیا اس دین کو مستحکم کیا ہی پس تجھکو بھی لائق ہی کہ تو بھی
شکر کر کہ بادشاہت تیری قائم رہتی ہی اور تو اپنی بیٹی کو سمجھا کہ وہ شاہ جادوان کو قبول کرے یہ سنکر سلطان
سرخپوش نے کہا او بدمعاش کیا گو وہ کھاتا ہی ارے وہ رب العالمین کہ جسنے حرف کن سے یہ زمین و آسمان
بنایا ہی اُسکے ہم بندے ہین اور اُسنے ہمین پیدا کیا ہی وہی ہماری عزت و حرمت کا رکھنے والا ہی یہ سنکر
اخرس نے کہا تو یون نہین مانے گا اب تیرے ہاتھ باندھ کے لے جاؤنگا یہ کہکر اخرس نے کہا خبردار ہو یہ
کہکر اُسنے جھولی مین سے ماش نکال کر پڑھکر سلطان پر مارے ہنوز ہاتھ بھی اُسکا جھولی سے باہر نہین
نکلا تھا کہ ایکبار سلطان سرخپوش نے درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کر کے بخضوع و خشوع
اس طرح بلبلا کے دعا مانگی کہ تیر دعا نشانۂ اجابت پر پہونچا ناگاہ ایک طرف سے ابر تیرہ و تار پیدا ہوا اور سب
کی نگاہ ابر تیرہ پر پڑی اور اُس ابر مین سے گڑگڑاہٹ شروع ہوئی منظلم اور تیرہ بخت نے دیکھا اور اخرس
کی بھی نگاہ جا پڑی اور یہ سب جادوگر نگران ہین اور سلطان کھڑا ہوا ہی کہ اتنے مین وہ ابر آکر سارے
لشکر پر چھایا اور شق ہوا دیکھا ایک نقابدار سفید پوش پیدا ہوا ہی اور چار نقابدار اُسکے
ساتھ ہین ایک نقابدار شنجرفی پوش ہی اور ایک نقابدار صندلی پوش اور ایک
نقابدار بنفشہ پوش اور ایک زرد پوش ہی یہ چارون گھوڑون پر سوار ہین اور ساتھ سے ملے
آتے ہین وہ نقابدار آگے صف مین کھڑا ہوا جتنے مسلمان تھے سب اُس نقابدار

سکے پاس آئے اور کہا اي عابد وزاہد ہمیران جادوگرون کا غلبہ ہی اور ہمارے تاجدار اور افسر اور رضیہ سلطان اور خورشید لقا
کو ہیجر دون مین قید کیا ہی اور سب سرداروں کو پکڑ لے گئے ہین لیکن آج سلطان گیا ہی اور اسکے اور بھی سحر پرداریا ہی یقین
ہی کہ وہ بھی پکڑا جائے گا جسوقت اُسکو پکڑینگے تو اُسوقت ہم سب مسلمانون کو قتل کرینگے یہ سُنکے اُس مقدس نے نقابدار
سنجر فی پوش سے کہا کہ تم جاؤ مقابلے کو میدان مین اور ان ساحرون کا سامنا کرو اور سلطان مہر خیوش سے کہنا کہ تم جاؤ
میدان سے پس یہ سُنکے نقابدار سنجر فی پوش مرکب کو اپنے کڑکڑا کر میدان مین آیا اور سلطان سے کہا کہ تم پھر جاؤ
غرض سلطان مہر خیوش بحال تباہ گریبان دریدہ بال پریشان سر برہنہ باچشم گریان پھر کے اُس مقدس پاس آیا
اور پوچھنے لگا اي برادر ہم بیکسون کی کفالت اور مددگاری کو آپ کہان سے تشریف لائے ہین اور اسم آپ کا کیا ہی
یہ سُنکر اُس مقدس نے تبسم فرمایا اور کہا نام میرا ظفران زاہد ہی اور اي سلطان مہر خیوش تم خاطر جمع رکھو اور نگاہ
پروردگار پر رکھو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی سلطان مہر خیوش جبنی سے یہ کہکر قلمدان منگوایا لوگون نے بجلدی تمام لاکر
حاضر کیا اور ظفران زاہد کے روبرو رکھدیا اور اُنھون نے قلمدان کھولا اُسمین سے کاغذ نکال کر ایک نقش
بھرا وہ نقش لکھکر افسون سے اُڑایا کہ ایکبار وہ نقش اُڑکر اُس نقابدار سنجر فی پوش کے مُنہ کے سامنے آیا
اُسنے جو یہ دیکھا فورًا اپنے مرکب کو کڑکڑا کر ایک ہی تگا اور اُس اخرس خرس پیشانی کو دی کہ ایکبار اخرس نے
اُس نقابدار سے کہا کہ اي نقابدار تجھکو اس قصہ فساد اور اس لڑائی سے کیا کام ہی کہ اُنکی طرفداری کرتا ہی تجھے
اپنی جان کا خوف نہین ہی یہ سُنکر نقابدار نے کہا کہ او بے حمیت روبا بنیا تو احمق ہی ہم لوگ مسلمان ہین کیونکہ ہم
مسلمانون کے شریک ہون کسواسطے کہ ہمارا اور اُنکا مذہب ایک ہی اور ہم سب بھی ملت پیغمبر رکھتے ہین اس سے یہ
سُنکر اخرس خرس بادیہ ضلالت ہنسا اور کہا کہ تم طرفدار اُنکے ہوکر آئے ہو اور ہم سے عہدہ برائی کر سکوگے یہ سُنکر
اُس نقابدار نے کہا کہ بفضل خدائے عزوجل سے مین تجھسے لڑونگا پس اخرس نے خفا ہوکر ہاتھ اپنی جھولی مین ڈالا
اور اُسنے جھولی مین سے ہاتھ ڈالکے ماش اور رائی اور سرسون اور دھونی مرچون کی اگر دھتورے کے پھل نکالے اور
اُنپر اسم سحر پڑھا اور پڑھکے ماش کے دانے اُس نقابدار پر مارنا شروع کیے پس شعلہ آگ کا بن بنکے آتا ہی اور
پھر جاتا ہی اور غائب ہو جاتا ہی یہ دیکھکر اخرس حیران ہوا اور گھبرایا اور چاہا اُسنے کہ نقابدار کے سامنے سے بھاگے
مگر یہ بہادر کب جانے دیتا ہی کہ ایکبار نقابدار مرکب کو کڑکڑا کر لپٹ گیا اخرس نے بہتیرا سحر کیا کچھ نقابدار پر اثر نہوا
کہ ایکبار نقابدار نے جھک کر ہاتھ اپنا اُسکے کمر مین ڈالدیا اور نعرہ اللہ اکبر کھینچکر لنگر اخرس کا توڑلیا اور لنگر
توڑکر اُسکو چرخ دیا اور چرخ دے کر زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا اور نقابدار نے اُسکی مشکین باندھین
اور لشکر مین اپنے بھجوادیا پس جسوقت اس حرامزادے کو باندھکے بھیجدیا اور ساحرون کے ہوش جاتے رہے اور
کوئی اُس نقابدار سے مقابلہ کرنے کو نہ نکلا کسواسطے کہ اخرس کے سب شاگرد تھے پس اسواسطے کوئی سامنے
نقابدار کے نہ آیا مگر تھوڑی دیر مین ہماسے جادوگر گھبرا کر نکلی اور سامنے نقابدار کے آئی اور ادھر وہ مقدس
نقش لکھکر ہوا سے آسمان کرتا ہی اور وہ نقش صورتین جنات کی بنابنا کر آئے کہ یکایک وہ ہماسے جادو
زمین پر آئی اور ایک اژدر آتش فشان کی صورت بنکر نقابدار پر دوڑی اور آگ اُسکی طرف جاکر بجھ گئی جسطرح
سے کوئی پانی سے بجھاتا ہی اور وہی صورت اُسکی ہو گئی غرض نقابدار نے اُسکو بھی گرفتار کرکے اپنے لشکر
مین بھجوادیا اور نقابدار نے نہیب کیا اور پکارا کہ اي ساحران مکار و اے جادوگران غدار نکلو میدان مین
اور آکر سامنا میرا کرو اور تم نے مسلمانون پر بہت زور کیا تھا اب اپنی سزا کو پہونچے غرض کوئی نہ نکلا یہ دیکھکر

نقا بدار گھوڑا اڑا کر ساحروں کی فوج مین گھس گیا پس جسوقت نقا بدار تلوار مارتا ہی بیس بیس کے سر اڑ جاتے ہین رہ جا دوگر جسوقت جھولی مین اپنا ہاتھ ڈالنے کے ارادہ کرتے ہین کہ ہم سحر کرین پس کوئی جھولی مین اُنکے ہاتھ پکڑ لیتا ہی اور وہ ہاتھ اُنکا وہین رہ جاتا ہی اور کوئی کسی کی زبان پکڑتا ہی اور بند کر دیتا اور کوئی گلا گھوٹتا ہی کہ آنکھین نکلی آتی ہین اور نقا بدار قتل کرتا جاتا ہی کوئی اُسکا سامنا نہین کرتا ہی نقا بدار جو ایک تلوار مارتا ہی پچاس ساحرون کے سر اڑ جاتے ہین غرض تلوارین مارتا ہوا نقا بدار تخت منظلم کے پاس پہونچا اور دیکھا منظلم نے کہ نقا بدار سیرے تخت کے برابر آیا ہی یہ دیکھکر منظلم نے ارادہ سحر کا کیا مگر سحر اُسکو یاد نہین آتا ہی منظلم بدحواس ہوا اور سوچا کہ شاید اس ہیکل سے تیرا سحر فراموش ہوا ہی یہ خیال کرکے ہیکل اپنے گلے سے اُتار کر تیرہ بخت کے پاس پھینک دی اور چاہا کہ تخت پرسے کود پڑے کہ ایکبار نقا بدار نے گھوڑا اُڑا کر اُچھل کے ہاتھ اپنا کمربند مین ڈال دیا اور نعرہ اللہ اکبر کا کرکے لنگر منظلم کا توڑ لیا اور چرخ دیکے اُسکو زمین پر مارا اور کود کے اُسکی بھی مشکین باندھین اور کمند سے اُسکو باندھا اور پھر سوار ہوکر گھوڑے پر شمشیر زنی کرنے لگا کہ اتنے عرصہ مین شام ہوگئی تھی اور نقا بدار نے کہا ان ساحرون سے کہ آج مین تم کو چھوڑے جاتا ہون اور کل انشاء اللہ تعالے اگر تم سب کو پکڑ کر باندھ نہ لے جاؤنگا یہ کہکر منظلم کو باندھے ہوئے اپنے ساتھ لے کر نقا بدار شمشیر فی پوش ظفران زاہد کے پاس آیا پس ظفران زاہد اور سلطان سر خیپوش شادیانے بجواتے ہوئے اپنے خیام ذوالاحتشام مین داخل ہوئے اور سلطان سر خیپوش خفی ظفران زاہد کا بہت ممنون احسان ہوا خلیجر دان اور پاندان اور کشتیان انواع انواع طرح کی اُس مقدس کے آگے رکھین اور سلطان سر خیپوش نے کہا کہ ان تینون حرامزادون کو میرے سامنے لاؤ غرض لوگ ان تینون کو لائے سلطان سر خیپوش نے کہا کہ ان تینون کی گردن مارو کہ سارا فساد انھین تینون کا ہی جسوقت اخرس نے یہ دیکھا کہا کہ ای سلطان سر خیپوش یہ مقدور تمھارا نہین ہی کہ تم ہماری گردن مارو ورنہ ابھی سلطان جہان امیر گیتی ستان اور ملکہ رضیہ اور سب اُنکے رفیقون کو تیرہ بخت مار ڈالے گی یہ سُنکر ظفران زاہد نے کہا ابھی صلاح انکے مارنے کی نہین ہی بر وقت خلاصی امیر سمجھا جائے گا یہ سُنکر سلطان سر خیپوش نے ان تینون کے واسطے پنجرے بنوائے اور تینون مرغون کو پنجرے مین بند کیا اور تین میل بنوا کر انھون نے بھی گڑوائے اور ان تینون پنجرون کو اُن میلون مین لٹکایا اور سامنے اُنکا لشکر ہی اور ظفران زاہد اور یہ چارون نقا بدار اور سلطان سر خیپوش بیٹھے باتین کرتے ہین اور اس طرف تیرہ بخت جو اپنے لشکر مین پھر گئی بہت خفا اور رنجیدہ اپنے خیمہ مین آئی ہی اور اُسنے سب ساحرون سے کہا ہی کہ دیکھو تو کل مین ظفران زاہد کا کیا حال کرتی ہون اور اُسکے نقش اور فلیتے کیسے نکالتی ہون یہ کہکر اُسنے کہا کہ میرے ہوم کی تیاری کرو بس اُسی وقت صندل سے چوکا لیپوایا اور منقل آتشین کو اُس مین رکھا اور شراب کی کشتیان یہ سب اپنے پاس رکھوائین اور جتنی چیزین ہین کہ جن چیزون کے زور پر سحر چلتا ہی وہ سب پاس اُسنے رکھوائین اور ایک ارنا سامنے اپنے بندھوایا اور حکم دیا ڈھول بجنے لگے اور ناقوس پھنکنے لگے اور تیرہ بخت شراب پینے لگی اور شراب آگ مین ڈالتی جاتی ہی بعد ایک گھڑی کے اُسنے کہا ارنے کو چھوڑ دو اور اُسکے گلے مین ہار پھولون کا ڈال دو اور ارنے کے ہاتھ پاؤن پر مہندی لگائی اور ارنے کو چھوڑ دیا اور ایکبار وہ ارنا دونون کنوتیان بدل کر اور اُسے دیکھکر گرد پھرنے لگا اور یہ جب خوب سا گرد پھر چکا اُسوقت تیرہ بخت نے دو ہاتھ شمشیر کا جھکر مارے گردن اُس ارنے کی کٹ کر گر پڑی اور وہ لگا تو اُسکا خون چادر مین لیکر اُس خون سے نہائی اور تمام جسم اُسکا اور منہ اور بال یہ سب لال ہوگئے اور اُسنے منقل آتشین

اپنے پاس رکھوائی جب بدن اُسکا سب خشک ہوگیا اُسوقت اُسنے سر کو اُٹھا کر اپنے پاس رکھا اور سحر کرنے لگی
اور تیوریاں بدلنے لگی اور پلکین جھپکنے لگی اور ہونٹھ ہلائے تیرہ بخت نے موم بھی بہت سا اپنے پاس رکھا ہی
اور بتیان کافوری روشن ہین کہ ایکبار اُسنے اُسکے مُنھ مین ایک گولی موم کی دی اور سب کو کہا کہ تم سب مجھ سے
دور ہو بیٹھو کوئی میرے پاس نہ آئے بس یہ سُنکر سب اُٹھے غرض جسوقت یہ نہا دھو چکی تو اُس ارنے کے سر کو
سامنے رکھ بیٹھی اور ایک آرسے اُسکی گردن ریتی اُسکے گرد ناقوسین لیے ہوے سب پھونک رہے ہین اور
باہر بنگالی اپنے کام پر مستعد ہین اور اُنکا یہ عالم ہی کہ کہین ہر ہلہ کی گردن مروڑ کے کہا جاتے ہین اور کہین فاختہ کی
ٹانگ توڑ کے چبا جاتے ہین اور کہین چڑیا کی آنکھین کھا جاتے ہین اور منھ اُنکے خون سے سرخ ہین اور ایک ہیبت ناک
شکلین اُن حرامزادون کی بنی ہوئی ہین اور اُس لکاتہ نے تھوڑا سا پوری اور حلوا آپ کھایا اور خوب اُس ارنے کے
سر کو کھلایا اور بولی کہ کیا کوئی جمشید اور سامری کا نام لیوا اور پانی دیوا نہین رہا ہی جو یہ نقش اور تعویذ ہمارے
اوپر کرتے ہین اور ہمارا اُنپر بس نہین ہی ہم سب بے بس ہوگئے ہین اور ابھی تو ہم پوتی پر دتی جیتے بیٹھی ہین یہ کہکر
مشغول سحر ہوئی اور شراب پینے لگی اور ارنے کی سر کو دیکھا کہ اس سر نے آنکھین کھول لین اور دیکھا اُسوقت اُسنے
موم اُٹھا کے اپنے ہاتھ سے ایک اونٹ بنایا اور ایک بال بچھڑا کا لیکے اُسکو کتر کے تمام سر کے اوپر سجا کے ریشم کے اگاڑ دیا
اور سر پر اُسکے ایک کلغی لگائی گردن مین اسکے ہار ڈالا اور ایک کنٹھا موتیون کا پہنایا جب اس طرح سے یہ لکاتہ
اونٹ کو تیار کر چکی تھی اُسوقت وہ قطامہ آب خالص سے نہا دھو کے اونٹ کو ایک خوان مین رکھ کے کپڑے سے
کس دیا اور پھر تشمیر کی اور سرہانے اپنے رکھا اور وہ جو منقل آگ کی رکھی ہین اُنکو آسانی بجھا دیا جیسے کوئی پانی سے
بجھا دیتا ہی اور دہر وا اور ناقوس موقوف کیے جب دُہر و ناقوس بجنا موقوف ہوے تو وہان سے اُٹھی طبل جنگ
بجنے کا حکم کرکے آکر اپنے پلنگ پر سو رہی تمام رات یہان تیاری رہی کہ صبح سارا لشکر مسلمانون کا غارت ہوگا اور
مسلمانون مین بھی طبل جنگ بجا گیا اور سب کو ایک خوشی تھی کہ کل تیرہ بخت کو پکڑ لائینگے اور کام ان سب کا تمام
کرینگے وہان اس بات کی تمام رات خوشی رہی اور وہ مقدس ظفران زاہد اور اُنکے بیٹے تمام رات کچھ دعائین
پڑھا کیے اور نقش اور تعویذ لکھا کیے اور اپنے کام مین مشغول ہین کہ ایکبار ستارہ صبح کا آسمان پر چمکا اور وقت
صبح کا ہوا آمد آمد کفار کی شروع ہوئی اور نسیم عیار اور بیاب ناظر اور بیک منظور یہ چارون عیار خبرین لیکر
آئے اور انھون نے عرض کیا کہ فوج ساحرون کی میدان مین آتی جاتی ہی پس یہ سُنکر سلطان سرخپوش اور
ظفران زاہد نے اپنے چلنے کی تیاری کی اور پوشاک سب نے پہنی اور سلطان سرخپوش نے تاج سر پر رکھا اور تخت
اپنا منگوا کر اُسپر سوار ہوا اور چار ہزار پری زاد مین مہر صورت پری وش نے گرد اُس تخت کے تاج کج اُنکے سرون پر
رکھے ہوے اور نیچے کمر دان مین حمائل کیے اور فوج امیر کے لوگ بھی سب کمرین باندھے ہمراہ ہین اور شرقیہ آباد اور
غربیہ آباد اور جنوبیہ آباد اور شمالیہ آباد یہ چارون سمت کے لوگ سب سلطان سرخپوش کے ساتھ ہین اور
ادھر ظفران زاہد اور چارون بیٹے اُنکے یہ بھی چلنے کو تیار ہوے ہین اور وہ مقدس بھی اپنا تخت منگوا کے
اُسپر سوار ہوا اور قلمدان اپنا رکھوا لیا اور چارون بیٹے اُنکے گھوڑون پر سوار یہ بھی ہمراہ ہین اور حکیم قسطاسیا
وغیرہ اور درویش ذاکر اور ندگر یہ بھی ساتھ ہین سلطان سرخپوش اور یہ مقدس اپنے اپنے تخت پر سوار چلے
آتے ہین اور پیچھے سب فوج پرے باندھے آتی ہی اور سلطان سرخپوش بھی آکر پرے مین کھڑا ہوا اور یہ مقدس
ظفران زاہد بھی اپنا تخت لے کر الگ کھڑے ہوے اور تعویذ نقش لکھنے لگے کہ ایکبار ادھر سے ساحرون کی

فوج بھی آکر کھڑی ہوئی اور دیکھا کہ تیرہ بخت بڑی دھوم دھام سے چلی آتی ہی اور تاج اُسکے سر پر رکھا ہوا ہی اور جوڑا ایک
تکلف کا پہنے ہوے ہی اور دریاے جواہر مین غرق ہی اور ساتھ اُسکے قرقشہ ملعونہ بھی ہی مگر جسوقت آکر اپنی صف مین
کھڑی ہوئی اسوقت قرقشہ ملعونہ نے کچھ پڑھ کے زمین پر مارا پس ساتھ مارنے کے یہ معلوم ہوا کہ تمام زمین کانپنے لگی اُس
مقدس نے جو یہ دیکھا کہ اُس حرامزادی نے سحر کیا ہی پس اُسوقت اُنھون نے اُس نقابدار شنجرفی پوش کو اپنے پاس
بُلایا اور ایک نقش دیا اور کہا اسکو دھوکر تم چارون کونون پر اپنے لشکر کے چھڑک آؤ پس نقابدار نے اُسکو دھوکر چھڑک
دیا پس ساتھ ہی چھڑکنے کے کہین زمین کو ذرا بھی جنبش نہ رہی جیسے کسی نے پہاڑ اُٹھا کر رکھدیا اور تیرہ بخت نے
یہ جو دیکھا تو قرقشہ سے کہا دور ہو بس سحر کر چکی قرقشہ یہ سُنکے چپکی ہو رہی کہ اتنے مین اُس تیرہ بخت نے تھوڑے
پتے دونے مروے کے لیکے اُنپر کچھ پڑھا اور زمین پر دے مارے پس ساتھ دے مارنے کے اُسی وقت ہزارہا مچھلیان
بنکے تیار ہوئین اور غوطے مارنے لگین اور ایکبار غوطے مار کر ایک پچاس قدم پر جا نکلین اور وہان اُچھلنے لگین
اور جس وقت یہ اُچھلتی تھین اُسوقت کسی کی نگاہ اُنپر نہین ٹھہرتی تھی اور جا کر لشکر مین مسلمانون کے برابر
پہونچین اور ایکبار اُچھلنے لگین لیکن جسکے گھوڑے کے پیٹ کے نیچے سے اُچھلین سوار کا پانون توڑ کے نکلین اور
سوار کو گرادیا جب سوار کے چھاتی مین لگین پار نکل گئین لشکر مین قیامت برپا ہوئی اُس مقدس نے جو دیکھا
ایک نقش لکھکر اُن مچھلیون کی طرف پھونکے اُڑایا وہ نقش اُسی وقت دام کی صورت بنکے ساری مچھلیون پر گرا
اور سب کو پکڑ لیا اور یہ دیکھکر تیرہ بخت نے کہا یہ یون نہین مانینگے جبتک یہ اپنی سزا کو نہ پہونچینگے اور کہا تخت میرا
رکھدو پس لوگون نے اُسکا تخت زمین پر رکھدیا اور یہ نیچے اُتری اور اُسنے کہا او درویشو بہت مدت تک ہم نے تمھارا کہنا
مانا اور اب ہم تمھارا کہنا نہین کرنے کے اور اب حکم اور احکام سب ہمارا طلسم مین ہی اور کیون کمبختی تمھاری آئی ہی چلے جاؤ
جہان سے آئے ہو نہین تو سب کو ذلیل اور رسوا کرونگی یہ سُنکر اُس نقابدار شنجرفی پوش نے کہا او لکاتہ کیا گوہ کھاتی ہی
اور کیون جھک مارتی ہی اور کہا چل دور ہو یہ سُنکر اُس لکاتہ نے کہا بھلا اب کوئی دم مین تم کو معلوم ہوتا ہی پس یہ کہکر
اُس میدان مین بیٹھ گئی اور اُس لکاتہ نے کہا وہ خوان تو لاؤ غرض لوگ سرہانے سے اُسکے وہ خوان اُٹھا لائے اور اُسکے
آگے رکھا اور اُسنے اُس خوان کو کھولا اور اُسمین سے وہ اونٹ نکلا دو مانتر پڑھ کے اُس شتر پر مارے ایکبار وہ اونٹ
بڑھنے لگا اور بڑھتے بڑھتے برابر فیل کے ہوا کہ ایکبار اُس لکاتہ نے دو مانتر اور پڑھ کے اُس اونٹ پر مارے اور دوسری
مرتبہ سات مانتر جو مارے تو اونٹ نے جنبش کی ڈھیر و بجنے لگا اور ناقوس بجنے لگے اور جھانجھ بجنے لگی اور مانتر پڑھکے
جو مارے اونٹ اُچھل کر میدان مین آیا اور آکر شتر نے شتر غمزہ کیا وہ گھنٹا جو اُسکے گلے مین تھا وہ بجنے لگا اور
گھنٹے کی آواز اُس طرف ان زاہد کے کان مین آئی پس ساتھ ہی آواز سُننے کے اُس مقدس کو غش آیا اور جتنے
مقدس اور تھے اُنکو بھی غش طاری ہوا کہ ایکبار یہ سب مقدس تخت پر سے نیچے گر پڑے اُس وقت
تیرہ بخت نے آکر ان سب درویشون کو باندھ لیا اور حکم کیا اُسنے ہان شادیانے بجین اور جا کر وہ
اُسنے تینون خیمے اپنے اُتارے اور کہا او سلطان سرخپوش آج تجھے چھوڑے جاتی ہون کل آکر تجھکو
بھی باندھ لے جاؤنگی یہ کہکر نوبتین خوشی کی بجواتی ہوئی اپنے خیمہ مین داخل ہوئی اور ادھر سلطان
سرخپوش روتا پیٹتا اپنے خیمہ مین آیا لیکن آج ان درویشون کے پاس نہ ہونے سے اُسکی اور بھی
غیر حالت ہی کس واسطے کہ اُنسے اُسکو بڑی تقویت تھی پس اس حالت بیقراری اور گریہ وزاری
مین آکر شاہ عیاران عیار نے کہا کہ ای سلطان سرخپوش تو اپنے دل مین ہراسان نہ ہو اور خدا پر

پر اپنا دھیان رکھو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی اور مین وہ ہون کہ جسنے اُم اجبال کو غارت کیا اور مین نے اندر کوٹ اور چاہ ماران
کو غارت کیا اور مین وہ ہون کہ ترکستان کے پانچ لاکہ ساحرون کو مارا اور بہرامہ اور دمامہ جادو اور افراسیاب اور
الماس جادو کو مارا اور مین وہ ہون کہ مین نے شہر صندل کو ویران کیا تو خاطر جمع رکھ پس جسوقت عمرو نے یہ کہا عمرو
کے کہنے سے سلطان کو ایک نوع کی تقویت ہوئی اسوقت سلطان نے عمرو سے کہا تم کو خدا سلامت رکھے اور اب تو تمھین ہمارے
حامی و مددگار ہو اب سوا تمھارے کوئی نہین ہی ہمارا بجز خدا کے یہ سُنکر عمرو نے کہا تم ہرگز ہراسان اور
بیقرار نہو یہ کہکر عمرو نے کہا اب ایک کام کرو جو مین کہون ای سلطان تم کسی کو تیرہ بخت اور مظلم کے پاس
بھیجو کہ تم ہم کو ایک سات دن کی مہلت دو اسواسطے کہ اس عرصہ مین جو جو ہم لوگون مین ہوتا ہی وہ کرلین ہم
اب نہائین اور دھوئین نمازین پڑھین اور پھر اپنے خدا کو یاد کرلین تو پھر مارے جائینگے اور اس کے سوا
ہم اپنی بیٹی ملکہ رضیہ کو بھی اور طلسم کشا کو بھی سمجھا دینگے کہ لوگ اپنے گھر مین لونڈیان اور غلام بہتیرے
رکھتے ہین آپ اسکو قبول کیجیے اگر وہ مانینگے تو خیر ورنہ ہم سب کو مار ڈالنا اور ای مظلم وہ اسے
تیرہ بخت وہ کیونکر نہ مانینگے ہمارا کہنا ضرور مانینگے پس یہ سب احوال کہنے سے عمرو کے لکھکر کیا یک ناظر
اور پیک منظور کے ہاتھ بھیجا

اب دو کلمے داستان حال طلسم کشا مظلم سے تیرہ بخت کا بیان کرنا اور قید ہونا ظفران کا اور کیفیت ملکہ رضیہ کی بیان کیے جاتے ہین

کہ تیرہ بخت مظلم سے کہ رہی تھی کہ بھیا مین کیا کرون کہ طلسم کشا کسی طرح نہین مانتا ہی یہ سُنکر مظلم نے کہا بھر مین کیا کرون
ملکہ رضیہ بھی نہین مانتی ہی یہ دونون بیٹھے ایسی ہی باتین کرتے ہین اور کبھی کہتے ہین کل ہم انکو تو کس طرح سے مارتے ہین
کہ یہ بھی تو یاد کرین ہمارا کہنا نہ مانین اور ادھر ظفران زاہد اور امیر سے باتین ہو رہی ہین پنجرون مین انکو بھی قید کیا ہی
جن پنجرون مین مظلم اور اخرس اور تہماس جادو یہ سب قید تھے انکو تو نکال لیا اور ان مقدسون کو قید کیا ہی غرض
امیر نے ظفران زاہد سے سلام علیک کی کہ السلام علیک ای زاہد والے راستی کیش وای عابد نیک اندیش
ای ملک سیر تم نے جہاد دیکر باندہی ہی کہ ان سب کو مار لے اور مسلمانون کو چھڑا لے مقدر مین تمھارے یہ لکھا تھا کہ پکڑے
جانا اور اگر اس راہ مین مارے گئے تو اچھا ہی اور جو انکو مارتے تو بھی اچھا تھا یہ سُنکر ظفران زاہد نے کہا ای
طلسم کشاے جہان اگر مین یہ جانتا کہ یہ اب ایسا جادو کرینگے تو مین کاہے کو غافل رہتا اور مہر دست ہو نہ سکا
اور جو پہلے سے مجھے معلوم ہوتا تو مین بھی ایسی تدبیر کرتا کہ یہ بھی حرامزادے تو جانتے کہ ہان کسی سے سامنا پڑا تھا
یہ سُنکر امیر نے کہا کہ ای ملکہ مطلب یہ مین معلوم ہوا یہ سب کوشے مین مارے جائینگے کہ نام و نشان انکا باقی نہین
رہیگا پس ظفران زاہد نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہین اب تو کوئی صورت ہماری رہائی کی نہین ہی امیر نے
کہا مین خلاف نہین کہتا ہون یہ سُنکر رضیہ نے کہا کہ آپ میری تسلی کرتے ہین اور یہ سُناتے ہین کہ عورت ہراسان
نہو امیر نے کہا واللہ مین شرعی قسم کھاتا ہون عنقریب دیکھو گی کہ یہ سب ساحر مارے جائینگے یہ سُنکر ظفران زاہد نے کہا
کہ آپ کو یہ نہین چاہیے کہ آپ قسم کہائین امیر نے کہا کہ آپ نے مجھے کاذب اور دروغگو کاہے سے جانا ظفران زاہد
نے کہا مین نے اس سے جانا کہ آپ کوئی ایسا نہین ہی کہ جو ہم کو چھڑا لے کس واسطے کہ اس طلسم مین کہین سے مدد بھی
نہین ہی اور نہ کوئی مدد کریگا امیر نے کہا ای ظفران زاہد تمام عمر جادوگرون کو مین نے مارا اور میرے لشکر
مین وہ شخص ہی کہ جسنے اُم اجبال مین سات لاکھ جادوگرون کو مارا اور شاہ شمس کو اور شہبال جادو کو

مارا اور بندر کوٹ اور چاہ بابل مین پانچ لاکھ جادوگرون کو مارکر کام تمام کیا اور صرصر اسد اور روتامہ جادو کو مارا
اور ترکستان مین تین لاکھ جادوگرون کو قتل کیا اور کشمیر اور کاشغر مین الماس جادو اور الیاس جادو کو قتل کیا
اور غار افراسیاب و شہر صندل کو لوٹا اور پھونکا اور سب جلا دیا وہ میرا عاشق و شیدا ہی میری جان ہی اور
میرا قوت بازو ہی یقین ہی جسوقت اُسکو یقین ہوگا کہ کوئی باقی نہین رہا ہی اُسوقت وہ سرفروشی کرنے اور جان دینے
کو تیار ہوگا اور از عہد طفولیت الی الآن وہ ہمیشہ میرے واسطے سرفروشی کرتا رہا ہی یہ سُنکر ظفران زاہد نے کہا کہ
مین نے اُن بزرگوار کی زیارت نہین کی امیر نے کہا کہ آج کل مین وہ آتا ہی اور تُسے کل کہان ہی یہان تو اسنے اور
ظفران زاہد سے یہ باتین ہوتی تھین وہان وہ نامہ منظلم نے کھول کر پڑھا اور پڑھکر حال دریافت کیا لکانتہ تیرہ بخت
بولی اوسے اب مین انکو مہلت ایک گھڑی بھر کی نہین دینے کی اور کل ان سب کو مار ڈالونگی اور قتل کرونگی اور اخرس بھی
بولا اور قرقشہ ملعون نے بھی کہا کہ ہم دیکھ آئے ہین کہ ایک آدمی وہان بلا کا ہی کہ اُسنے لاکھون جادوگرون کو مار ڈالا ہی
نہین صاحب اب انکو ایک گھڑی بھر کی مہلت دینا نہین اچھا اخرس نے کہا مین انکے لشکر مین اُس آدمی کو دیکھ
آیا ہون اور نام اُسکا عمرو عیار ہی وہ بڑا ہی مکار ہی یہ سُنکر منظلم نے کہا ہمشیرہ تم نے دیکھا وہ جو مجھے لکھا ہی کہ ہم
ملکہ رضیہ و طلسم کشا کو سمجھا کر راضی کرینگے بس یہ سنتے ہی تیرہ بخت کے منہ مین پانی بھر آیا اور اخرس سے کہنے لگی
جمشید و سامری کے سوا جتنے حرامزادے ہین وہ سب آج میرا سامنا کرین اور خود جمشید و سامری بھی میرا سامنا
کرین تو میرا اور انکا سر برابر ہوگا اور کسی کا تو کیا مقدور ہی جو میرا مقابلہ کرے اور میرے سامنے آئے اور جاؤ کہدو کہ
ہم نے سلطان سرخپوش کو سات روز کی مہلت دی یہ باتین ہو رہی تھین کہ سلطان سرخپوش سے کہا کہ
تیرہ بخت اور منظلم نے تم کو مہلت دی یہ سُنکر سلطان سرخپوش نہایت خوش ہوے اور انہون نے عمرو سے کہا کہ آپکے
قدم سے مین نے آدمی بھیجے تھے سو مہلت سات دن کی دی ہی یہ سُنکر عمرو نے کہا انشاء اللہ تعالی دیکھو تو مین
کیا کرتا ہون اے سلطان تین باتون سے مجھے ڈر لگتا ہی ایک تو مین کشتی پر دریا مین سوار نہین ہوتا ہون ذرا سی بات
مین کشتی غرق ہوکر ڈوب جاتی ہی پھر وہان کسی کی پیش نہین آتی ہی اور نہ کچھ عیاری کام آتی ہی اور نہ کچھ مکاری
چلتی ہی اور ایک مین ساحرون کے لشکر مین تنہا جاتا ہون کسواسطے کہ ایک دو دانے پڑھکر مارے تو آدمی اٹھکے
رہ گیا اور ایک فقط بدار کے لشکر مین رہ گیا جاتا ہون جہان اُسنے برق تیغ بے بہا کی کاڈال لیا اور لگا تلوارین مارنے
اور جو کچھ مین اُسکے آیا کہنے لگا بس جن چیزون سے مین ڈرتا ہون وہی بات میرے سامنے آئی لیکن کیا کرون
اس لیے ارادہ کرتا ہون کہ میرا سر و تاج اور افسر اس طرح سے قید ہی اور مین یون چین سے بیٹھا رہون اور
وہ میرا آقا ہی اور مین اُسکا غلام ہون اگر اسوقت مین اُسکی خدمت بجا نہ لایا تو تمام خلق عالم مجھے کیا کہیگی یہ سُنکے
کہا اے عمرو اب تو اُسکے فکر مین چل اور رہائی کی تدبیر کر یہ کہکر سلطان سرخپوش سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور
عمرو نے اپنی صورت ایک سنڈ اسی کی بنائی ایک لنگ ریشمی کا تہمد باندھے منڈیرے کانون مین ڈالے ویسے
ہی کان چھیدے اور منہ پر بھبوت ملے ہوے گھونگرو ہاتھے پر لگا یا ایک ٹیکا سیندور کا دیا ہوا اور ہاتھ مین
اپنے ایک بیراگی لیکر طرف لشکر ساحران کے روانہ ہوے اور جا کر داخل لشکر ہوے اور لشکر کی سیر کرنے لگے
اور تمام لشکر کو دیکھتے پھرتے ہین اور سات لاکھ جادوگرون کا لشکر ہی بڑی دھوم دھام اور ٹھاٹھ لگی ہو رہی ہی بس
اب پھرتے پھرتے آکر اس بارگاہ کے سامنے پہونچے جہان منظلم اور تیرہ بخت نے جشن نوروزی کیا تھا اور
تیاری کی تھی دیکھا کہ دروازے پر بڑے بڑے ساحر غدار اترتے ہین اور بڑے تکلف کے لباس پہنے ہوے ہین

اور اُسی شیشے کے مکان کے اندر اُس محفل کو آراستہ کیا ہی تمام فرش کیا ہوا ہی اور سائبان زربفتی کھنچے ہوے
ہین اور اُسمین تخت منظلم اور تیرہ بخت کا بچھا ہوا ہی منظلم کا تخت ایک ڈال الماس کا ہی اور تیرہ بخت کا
تخت زمرد کا ہی اور جوڑا تیرہ بخت کے گلے مین نافرمانی ہی اور پھول اُمید داودی کے بنے ہوے ہین اور بڑے
ہیکلون کا جوڑا منظلم کے گلے مین ہی اور تاج اُنکے سرون پر رکھے ہوے ہین اور یہ دونون تخت پر بیٹھے ہوے ہین اور
تمام ساحر گرد اطراف اُنکے کرسیان بچھائے ہوے بیٹھے ہین اور بال اُنکے سر کے بندھے ہوے ہین اور دھوتیان
بندھی ہوئی ہین اور چھولیان اُنکے آگے آرد ہوے اور راگی سرسون کی رکھی ہوئی ہین ناچ ہو رہا ہی اور دور
شراب کا چل رہا ہی اور عجیب طرح کی محفل ہی ہو خشا ہوش اور نوشا نوش کی صدا بلند ہی اور خواجہ صاحب نے
دیکھا کہ سب دروازون پر بڑا ہی قرق ہی اور کیا دخل کہ کوئی جانے پاے کہ ایکبار شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو
نامدار یہ تماشا دیکھ کے دریاے فکر مین غوطہ زن ہوے بہتیرا ڈھونڈھا کہین گوہر مقصود اُنکے ہاتھ نہ آیا ناچار
ہوکے زانوے فکر سے سر اُٹھایا بعد ایک گھڑی کے پھر دریاے تشویش مین شناوری کرنے لگے اور بحر خیال مین
ڈوبنے لگے بہت سے پیرے لیکن کنار مطلب کو نہ پہونچے اور کچھ تدبیر اُنکی نہ چلی آخر کو سوچتے سوچتے جو خیال کیا بس ساتھ ہی
خیال کے اُنکو اُسوقت مکاری اور فیلسوفی سوجھی کہ ایکبار اپنی صورت تبدیل کی اور آپ نے ایک بڑا قد اپنا بنایا اور
شکم پر ایک بڑا اُوڑھا مقیش کا لگایا اور سارے ریشمی بال اپنے سر پر جمالئے اور ایک تاج سر پر رکھا کہ گرد اُسکے
جھالر مقیش کی لگی ہوئی بڑی بڑی جھلجھلین لٹکتی ہوئی ہین اور بڑے موتیون کے دیے ہین اور دیوجامہ اپنے
گلے مین پہنے ہوے یہ دیوجامہ حضرت آدم صفی اللہ کا ہی لکھ لکھ یہ دیوجامہ … سے بولتا ہی اور دیوجامہ پر بھی
بہت سا جواہر لگا ہوا ہی اور ایک کہنی اور شیشہ اُسمین لگا ہوا ہی پس جسوقت اپنی یہ صورت بنا چکے تو گلیم
عیاری اوڑھ کے اندر بارگاہ کے چلے گئے اور کسی نے اُنکو نہ دیکھا کس واسطے کہ گلیم کا یہ خواص ہی جو کوئی اُسے
اوڑھتا ہی اسکو کوئی نہین دیکھتا اور اُوڑھنے والا سب کو دیکھتا ہی لیکن امیر سے آپ نے قسم کھائی ہی کہ حمزہ مین
اسکو اوڑھکر جہان میرا جی چاہے گا جاؤنگا مگر اسے اوڑھکر کسی کو مارنے کا نہین اور نہ کسی کو ایذا دینے کا عمرو داؤد
امیر سے تو یہ قول و قرار ہو گیا ہی بس آپ اندر گئے اور سب کے بیچ مین جا کر کھڑے ہوے ان دونون کے تخت کے
سامنے امیر کا پنجرا رکھا ہی اور ان مقدسون کے بھی سب پنجرے اُن دونون نے اُترواکر اپنے سامنے رکھے ہین اس واسطے
کہ امیر بھی دیکھین اور عبرت کرین اور اپنا وقت یاد کرین ایکبار آپ پکارے کہ اے بندگان من مین تم سے بہت
خوش ہوا اور راضی ہوا مجکو تم نے بہت راضی کیا اور ابلیس اور رئیس الشیاطین کو راضی کیا کہ تم نے دین قدیم کو
جاری کیا اور اسکو رواج دیا اور اب میرا جی یہ چاہتا ہی کہ تمام عالم مین ایک دین جاری کردون پس جسوقت اُنکی
آواز سُنی تو تیرہ بخت اور منظلم اور جو گرد و پیش اُنکے بیٹھے تھے سب اُٹھ کھڑے ہوے اور جھک جھک کے سلامین
کرنے لگے اور سجدے کرنے لگے امیر نے بھی یہ آواز سُنی اور ان ساحرون کو امیر نے سجدہ سلام کرتے دیکھا دریافت
کیا امیر نے کہ آپ تشریف لائے اور امیر نے ظفران رزاہ سے کہا کہ دیکھو وہ آپ تشریف فرما ہوے جنکا ذکر مین نے
تم سے کیا تھا یہ سنکر ظفران رزاہ نے کہا ہمین تو کچھ نہین معلوم ہوتا ہی امیر نے کہا اگر آپ دیکھیے تو آپ کو بھی معلوم
ہوتا ہی اور سب ساحران غدار کفار نا ہنجار پکارے یا عزازیل یا شیطان جب یہ پکار چکے تو چپ ہوے پھر آواز
آئی کہ ہم کو تم نے بہت راضی کیا ہی اور ہمارا جی چاہتا ہی اس تمھاری صحبت مین ہم آئین اور تمھاری اس صحبت
کو ہم دیکھین کہ ہم کبھی کہین کسی کے گھر نہین آتے اے تیرہ بخت اور اے منظلم یہ نصیب تمھارے جو ہم تمھارے

یہاں آگئے ہیں پس یہ آواز سب نے سُنی ایکبار پھر سب سجدے میں گئے اور عرض کرنے لگے آپ تشریف لائیے زہے
نصیب ہمارے بس یہ سُنکر آپ گلیم اوڑھے ہوئے ایک ساٹھ ستر گز اُڑ گئے اور جب اوپر سے اُترنے لگے اتنے میں گلیم آپنے
سر پر سے اُتاری کہ ایکبار سب نے دیکھا اُنکو کہ آسمان سے اُترے اور آکر کھڑے ہوئے سب نے عرض کیا کہ آپ آئیں
اور اپنے قدم مبارک سے اس کلبۂ احزان کو منور اور روشن فرمائیں پس پھر یہ ایک ساٹھ ستر گز اُڑ گئے اور پھر اُترے
اور گلیم عیاری کو بالکل سمیٹ کے زنبیل میں آپنے رکھ لیا اور پھر سب نے اُنکو آسمان پر سے آتے دیکھا تیرہ بخت
اور مظلم تخت پر سے اُٹھے اور تخت اُنھوں نے چھوڑ دیا اور سب نے جھک جھک کے سلام کیا اور سجدہ کیا اور اُن دونوں
نے آپ کو تخت پر بٹھلایا دونوں مورچھل ہاتھ کے ہاتھوں میں اپنے لیکر دونوں طرف سے مگس رانی کرنے لگے اور
آپنے سب کی طرف بنگاہ غور دیکھا اور کہا اے تیرہ بخت اور اے مظلم خدا نے نادیدہ نے جن چیزوں کو منع کیا ہے
اُنکو ہم نے جاری کیا ہے کہ شراب پیو اور جو جی چاہے وہ فعل کرو اور اپنی خوشی سے کام کیا کرو ہاں میری خوشی اسوقت
یہ ہے کہ اے تیرہ بخت جس سے تیرا جی چاہے فعل بد میں مشغول ہو میں بہت خوش ہونگا یہ سُنکے تیرہ بخت فعل بد میں
مشغول ہوئی بعد اُسکے مظلم سے کہا کہ اے مظلم جس طرح سے تیرہ بخت نے مجھے خوش کیا تو بھی مجھے خوش کر دے کہ
آخر سے تو بھی فعل بد کر پس مظلم نے آخر سے فعل بد کیا غرض مرد نے مرد سے اور عورت نے عورت سے آپ
بہت خوش ہوئے اور آپنے فرمایا کہ ہم تم سے بہت راضی ہوئے پھر تیرہ بخت سے فرمایا کہ تم ایک کام کرو کہ جتنا جواہر
تم سے ہو سکے سب منگواؤ اور مظلم سے کہا تو بھی منگوا جتنا تیرے گھر میں ہے پس ان دونوں نے تمام پونجی اپنے گھر کی منگوائی
اور سب آپکے سامنے رکھ دی پھر آپنے سب سے کہا کہ ہم تم سب کو ایک علم بتائینگے کہ وہ تمہارے بڑے کام آئیگا
بعد اُسکے مظلم سے کہا کہ تو میرے آگے آ بیٹھ وہ حرامزادہ آگے آیا کہ ایکبار اپنی ایک ٹانگ آپ نے اُٹھا کر مظلم کے پیٹ
پر ماری اور کہا جا ہم نے تیری ہزار برس کی عمر زیادہ کی یہ سُنکر مظلم بہت خوش ہوا اور کہا اُسنے کہ ایک اور ماریے
آپنے فرمایا بس اب نہیں پھر آپ نے تیرہ بخت کو بُلایا اور اُسے بھی ایک گھونسا مارا کہ وہ ہائے ہائے کر کے گر پڑی
آپ نے فرمایا کہ چُپ ارے چُپ تیری عمر دو سو برس کی تھی اب نو سو برس کی کر دی یہ سُنکر تیرہ بخت نے کہا کہ
اے خداوند ایک اور گھونسا ماریے آپنے کہا بس اب نہیں پھر تو کہیں آخر سے اور کہیں قرقشہ اور کہیں
ہمارے جادو کے لاتیں اور گھونسے مارنا شروع کیے غرض یہ کہ قرار واقعی خوب آپ نے سب کو مارا اور مار پیٹ کر
آپ بیٹھے اور تماشا دیکھ رہے ہیں اور ناچ ہو رہا ہے کہ ایکبار آپنے تیرہ بخت سے کہا کہ اے تیرہ بخت ایک
جام شراب لاؤ وہ جام شراب لائی اور آپنے کہا میں تجھے ایسی چیز دیتا ہوں کہ جس سے تیری دس ہزار برس کی
عمر اور زیادہ ہو جائے پس یہ کہکر ایک چٹکی بھر کے بیہوشی اُسمیں ڈال دی اور کہا اسے پی لے بس اسی طرح سے
مظلم کو بھی دی اور کہا تیری بھی دس ہزار برس کی عمر زیادہ کی پس مظلم نے بھی اُسے پی لیا اسی طرح سے جتنے
لوگ قریب کے تھے جب وہ سب پی چکے اُسوقت آپنے کہا کہ مٹکے اور قرابے اُٹھا لاؤ پس لوگ جا کر مٹکے اور قرابے
اُٹھا لائے پس آپنے مٹھیاں بھر بھر کے بیہوشی سب میں ڈال دی اور آپنے کہا ان سب کو بلاؤ پس سب کو بلایا
اور کہا تم سب پیو پس سب نے شراب کو بخوبی پیا جب آپ اس کام سے فراغت پا چکے اسوقت تیرہ بخت سے
کہا کہ یہ لوح اور ہیکل تم اچھی طرح سے رکھنا تیرہ بخت اور مظلم نے کہا اُنکو آپ ہی اپنے پاس رکھیے آپنے کہا کہ
کیا کرونگا تمہیں رکھو مگر اس طرح سے رکھنا کہ یہ مسلمان نہ پائیں لیکن اتنے میں ان سب پر بیہوشی نے غلبہ کیا اور
سب کے سب کھڑے ہوئے اور ناچنے لگے پاؤں تو کہنے میں نہ تھے ایکبار سر پیچھے اوڑ ہانگے اور جسوقت

مظلم اور تیرہ بخت دونوں بیہوش ہوکر زمین پر گرے اور ساحر دیکھکر دوڑے جو انکے اٹھانے کو دوڑا وہ بیہوش ہوکر
گر پڑا پس ایک دم نہ گذرنے پایا کہ سب کے سب بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے جب دیکھا عمرو نے کہ سب بیہوش ہو چکے
اسوقت عمرو نے تیرہ بخت کے گلے سے وہ لوح نکال لی اور مظلم کے گلے سے ہیکل اتار لی اور وہ لوح عمرو نے امیر
کے گلے میں ڈال دی پس ساتھ ہی گلے میں ڈالنے کے جتنا سحر تھا سب برطرف ہوا اور امیر نے وہ ہیکل ملکہ صفیہ
سلطان کے گلے میں ڈال دی پس ملکہ شمیمہ کا سحر بھی ساتھ ہیکل ڈالنے کے دور ہو گیا اسوقت عمرو نے کہا اے
حمزہ تم سب کو یہ لوح اور ہیکل دکھلاؤ اور جتنا ... میں دو چار گھڑی کا روزگار کرون اور عمرو امیر کے پاس سے ان
ساحروں کے پاس آئے اور ان کو سب کے سب کو ننگ دھڑنگ کر دیا اور تمام فرش فروش اور وہ دونوں
تخت مع شمعدانوں اور فانوسوں اور جام اور گلاس غرض داخل زنبیل کر لیا اور تیرہ بخت کا سر مونڈ کے مرد کی
صورت بنائی اور مظلم کو عورت کی صورت بنایا اور ان دونوں کو ایک پلنگ پر لٹایا اور پھر تو کسی مرد کا مرد سے جوڑا لگایا اور
عورت کا عورت سے جوڑا لگایا اور سب کے سب کے ہاتھوں میں جوتیاں پہنا دیں غرض جب آپ
مجلس کو اس طرح سے سنوار چکے پھر آپ امیر کے پاس آئے اور کہا اے حمزہ کہو تو سب کو مار ڈالوں یہ سنکر امیر نے کہا
وہ بعد میں خفا ہونگا جو ایسا کوئی بیہوش پر ہاتھ ڈالے یہ سنکر عمرو نے حمزہ سے کہا کہ یہی وقت ہے امیر نے کہا ہرگز نہیں ہمارا
یہ دستور نہیں ہے کہ کسی کو سوتے میں مار ڈالنا اے خواجہ انکو یونہیں چھوڑ دو جسکا جو جی چاہے سو کرے پس عمرو نے
کہا حمزہ اب یہاں سے چلو کیونکہ گرد تمام ساحروں کا لشکر پڑا ہوا ہے پس ... آپ نے کہا میں تمکو لے چلونگا اور
انھوں نے ایک تعویذ پڑھکے اڑا دیا کہ ایکبار طبقہ زمین کا ٹکڑا اور اڑا پس وہاں سے امیر اور بیٹے امیر کے اور رفیق اور
خواجہ سلامت اور باقی سب مقدس آدمی بیٹھکے چلے سلطان ... اپنے لشکر میں آئے

اب دو کلمے داستان مظلم اور تیرہ بخت کے بیان کئے جاتے ہیں

کہ جسوقت یہاں صبح ہوئی اور تیرہ بخت کی آنکھ کھلی اور اسنے دیکھا کہ ایک عورت لیٹی ہے اور ہاتھ اسکا مقام
نامناسب پر ہے یہ دیکھکر ایک سکتے کی حالت میں حیران ہوئی پس اسنے ہاتھ اپنا اس مقام سے نکالا اور سر اٹھا کر
دیکھا کہ جتنے آدمی ہیں سب برہنہ ہیں پس اسکے ذہن میں گذرا کہ خوشی عزازیل کی یونہیں ہوگی کہ سب ننگے بیٹھیں پس
عزازیل نے کیا اچھی بات کی کہ ننگے رہنا ہمارا عار و ننگ نہیں ہے اور دوسرے خرچ بھی ہمارا کم ہو گیا کپڑے میں خرچ
زیادہ ہوتا ہے یہ یہاں یہ تماشا دیکھتی تھی لیکن یہ تو مرد بنی ہوئی تھی اور قضائے کار مظلم کی آنکھ کھلی اور یہ عورت
بنا ہوا ایک مرد کے پاس لیٹا ہے اور اسکے ہاتھ میں عمرو نے کاغذ دیا ہے وہ مرد سامنے تھا اسنے دیکھا کہ تیرے ہاتھ میں
کسی نے کیا دیا ہے اسنے جو نگاہ کر کے دیکھا اور پہچانا ایک طمانچہ اس مرد کے مارا کہ اس مرد کی آنکھ کھل گئی اسنے دیکھا
کہ ایک عورت میرے برابر لیٹی ہوئی ہے اسنے مجھے طمانچہ مارا ہے اپنے دل میں سمجھا کہ اس عورت نے مجھے نامرد سمجھکر طمانچہ
مارا ہے پس جسوقت یہ خیال آیا ایکبار دوڑ کر لپٹ گیا اور بوس و کنار کرنے لگا مظلم اس سے کہتا ہے او حرامزادے
یہ تو کیا کرتا ہے اور یہ کہکے اٹھکے بھاگا وہ کہتا ہے جان جان بھاگتی کیوں ہو اور ادھر تیرہ بخت نے بھی ایک طمانچہ
اس عورت کو مارا اسکی جو آنکھ کھلی دیکھا اس عورت نے اور کہا او حرامزادے تو نے مجھے کیوں مارا میں نے تیرا کیا
قصور کیا تھا جو تو نے مجھکو مارا یہ سنکر تیرہ بخت حیران تھی کہ یہ عورت مجھے کیا کہتی ہے کیا تو مرد ہے اور ساحروں کے
ناکوں پر چراغ بتیاں عمرو چڑھا گیا تھا وہ کہیں جلتے جلتے کسی کی ناک تک آ پہنچی اور کہیں اسکے جو ہاتھ ...
اسنے خیال کیا ناک پر کیا ہے پس اسنے جو ہاتھ سے دیکھا وہ ... جو عمرو اسکے ہاتھ میں پہنا گئے تھے وہ ...

سر پر لگی اُسنے یہ جانا کہ یہ جو مرد تیرے پاس لیٹا ہی یہ جوتی مار کے لیٹ گیا ہی یہ سمجھکر ایک جوتی اُسنے اُسکو ماری اُسنے
جو آنکھ کھولکر دیکھا کہ اس کل موہے نے تیرے جوتی ماری اُسنے اُس سے کہا او حرامزادے کل موہے تونے مجھے کیون
مارا غرض جو اُٹھتا ہی وہ لڑتا ہوا اُٹھتا ہی اور غُل مچاتا ہی کہ اخرس کی کہین آنکھ جو کھلی اور فرقشہ ملعونہ اور ہماسے جادو
نے آنکھ کھولی دیکھتے کیا ہین کہ تمام مجلس کا عجب رنگ ہی اور چہار طرف ایک ہنگامہ ہو رہا ہی اور تیرہ بخت اور
مظلم کو دیکھا کہ یہ لڑ رہے ہین اپنے دل مین کہا کہ یہ کیا ماجرا ہی یہ حالت کسنے کی ہی اور کون کر رہا ہی غرض یہ کہہ رہا تھا
جو دھیان اسکا مظلم کے گلے پر پڑا تو لوح اور ہیکل نہ پائی جسوقت اخرس نے دیکھا بد حواس ہو کر مظلم اور تیرہ بخت
کے پاس آیا تیرہ بخت نے کہا ای مظلم وہ لوح اور ہیکل تونے کیا کی اُسنے کہا رکھی ہوگی جسوقت تیرہ بخت اور
مظلم نے دیکھا کہ لوح اور ہیکل نہین ہی بس یہ دیکھنے کے ساتھ ہی دونون اپنا سر پیٹنے لگے اور کہین اُس رونے اور پیٹنے
مین وہ گھنگھرو اور ایک رقعہ جو آپ مظلم کی مونچھون مین باندھ گئے تھے جب وہ بجا تو مظلم نے اُسے پکڑ کر گھسیٹ لیا
اور دیکھا اُسنے کہ کچھ گول گول اُسمین بندھا ہوا معلوم ہوتا ہی غرض جانا اُسنے کہ دو دو بال رہ گئے ہین اُنکو حیران
ہو کے دیکھنے لگا اسمین فرقشہ ملعونہ نے مظلم سے کہا ارے اسمین تو نوشتہ ہی اُسکو تیرہ بخت تو دیکھے کہ اسمین کیا لکھا ہی
اور اس حرامزادی نے اُس رقعہ کو پڑھا اسمین لکھا تھا این کار کسے نکردہ است این کار عمرو بن امیہ ضمری ست
اور ای حرامزادو تم وہ میرے آقا کو کہ اُسنے میرے ہاتھ سے تم سب کو بچا لیا نہین تو مین تم سب کو جان سے مار ڈالتا
اور دیکھا وہ جیسے تو ہین مگر قیدی نہین ہین بس دیکھتے ہی خاک اُڑانے اور سر پیٹنے لگی اور کہا کہ یہ سوا سے عمرو کے کسی
دوسرے کا کام نہین ہی اخرس نے کہا ای مظلم اور تیرہ بخت رونے پیٹنے سے کچھ نہوگا اب اُنکی کچھ تدبیر کرو اور پہلے عمرو کو
پکڑو پھر ان سب کی تدبیر کرو غرض یہ سب ساحر تلاش مین عمرو کے لگے کوئی مکھی بنکے اُڑ گیا اور کوئی چڑیا بنکے اُڑ گیا اور کوئی
چیل بنکے اُڑ گیا پس اس طرح سے سب تجسس مین گئے

اب دو کلمے داستان حال ظفران زاہد اور خواجہ عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت سے عمرو واسطے تلاش امیر حمزہ صاحبقران کے نکلا ہی پس اُسی وقت سے سلطان سرخپوش نے مرنے کی
تیاری کی نہایت پاک و پاکیزہ کفن اپنے واسطے منگوایا اور اُسکو سر پر باندھ کے مرنے پر مستعد ہوا اس صورت سے یہ تخت پر
بیٹھا ہی سوا مرنے کے اُسکو کچھ نہین سوجھتا اور یہ جانتا ہی کہ سات روز کا وعدہ کیا ہی لیکن اُسکو یہ دغدغہ ہی کہ کہین یہ سب
بد بہادری کر کے نہ چڑھ آئین اور اُس تخت کو بجائے تختہ تابوت سمجھے ہوئے ہی کہ اتنے مین وہ بیٹھے کا طبقہ زمین کا مع
اُس تختے کے جسپر امیر حمزہ اور یہ سب مقدس بیٹھے تھے آسمان سے سلطان سرخپوش کے خیمہ کی طرف اُترا غرضیکہ الگ ایک
طرف کو ہی اور امیر و عمرو اور یہ سب مقدس ایک طرف کو بیٹھے ہین سلطان سرخپوش نے دیکھا کہ امیر بہشت خوش
ہین غرض امیر با توقیر تخت سے اُتر کے سلطان سرخپوش کے پاس آئے اور ملاقات کی امیر نے دیکھا سلطان سرخپوش کا
مرنے پر تیار بیٹھا ہی واسطے امیر سے پوچھا ای شہریار کسکے سبب سے تمنا میری پوری ہوئی امیر نے کہا وہ جو میرا یار
وفادار ہمدم و غمگسار عمرو بن امیہ ضمری تھا وہ مجھے مدد پروردگار سے لایا ہی اور غرضیکہ سلطان تو اپنے باپ
کے خیمہ مین گئی اور امیر سب زاہد بیٹھے تھے یہ سب سلطان سرخپوش کے خیمہ مین بیٹھے ہین اپنا سب حال امیر بیان
کر رہے ہین اور عمرو کی عیاری بیان کر رہے ہین کہ اتنے مین ایک ابر تیرہ آسمان پر نمودار ہوا سب دیکھنے لگے
کہ وہ منشق ہوا دیکھا کہ ایک شخص مالک سریر تخت پر بیٹھا ہی اور ساتھی اُسکے اجنہ ہین اور گلوئے روشن تن
نیچے بیٹھے ہین ادھر اُس شخص نے آکر امیر سے کہا سلام علیک یا طلسم کشا امیر نے کہا علیکم السلام مرحبا جنی

اور ظفران جنی سلام کرکے امیر کو کھڑے ہوئے اور جمہور جہان سوز شہنشاہ تبریزی بہا در دوڑ کر امیر کے پاؤن پر گر پڑا
امیر نے گلے لگایا اور آب دیدہ ہوئے جمہور پکارا ایہا الناس سب غور کرین کہ مجھ ایک ادنا غلام کے واسطے حضور
صاحبقران خود تشریف فرما ہوئے مالک ہین میرے اور مین غلام ہون انکا امیر نے فرمایا ای جمہور تم نے میرے ساتھ
سیکڑون بار سرفروشی مین قصور نہین کیا اگر ایکبار تمہارے واسطے مین بھی آیا تو کیا ہوا اب یہ کہو کہ تمہاری بسر اوقات
کس طرح سے ہوتی ہے جمہور نے تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ اندنون یہ شغل تھا کہ مین تو حضور
کے واسطے یہان آیا تھا اور کوکبہ ملکہ رضیہ کے واسطے جوڑا تیار کرتی ہین یہ سب تیاری حضور کے واسطے ہو رہی ہے
اور ای شہریار اسی طرح سے قریب چارسو آدمیون کے جو کہ وارد طلسم ہین وہ سب اسی تیاری مین مصروف ہین اور
بہت لوگ اور جگہہ بھی ہونگے اور بعضی جگہہ آرائش کی تیاری ہو رہی ہے حضور کی شادی کے واسطے بائیس برس سے یہ
سرانجام ہو رہا ہے یہ سنکر سلطان سرخیوش جنی بہت خوش ہوا اور کہا اسے کہ یہ اسباب مین کہان سے پیدا کرتا جو مین
شادی ملکہ رضیہ کی کرتا جمہور نے امیر سے کہا کہ ای شہریار ہمکو ایک مکان ملا تھا کہ وہ قابل حضور کے رہنے کے
تھا اور ایک باغ دلکشا تھا اسمین بہت بڑا تالاب تھا اور اسکے پاس کے مکان مین تو ملکہ کوکبہ رہتی تھی مین اس کنارے
کے مکان مین رہتا تھا اور ملاقات میرے اور کوکبہ کے دور سے ہوتی تھی پھر بعد چندروز کے ہم اور کوکبہ ایک جا
رہنے لگے اور ای شہریار سات روز تک تو ہم اُس مکان مین رہتے تھے اور ایک روز تمام شہر کی سیر کرتے تھے بعد چند
روز کے ایسا ہوا کہ یہ پابندی کچھ بھی نہ رہی بس ہم شب و روز باہر آتے جاتے تھے کچھ قید نہ تھی لیکن ای شہریار اُس
طوفان جنی کے سبب لوگون کو آرام اور چین تھا بس جسوقت جمہور امیر سے یہ سب احوال کہہ چکا اس وقت
طوفان جنی نے امیر سے کہا کہ ای شہریار آپ کی امانت جو ہمارے پاس تھی سو ہم لے کر آئے ہین امیر نے کہا وہ
امانت کہان ہے طوفان جنی نے دیوون سے کہا آگے آؤ اور وہ حضور کے سامنے لاؤ کہ ایکبار یہ سب دیو بارگاہ طلسمی
جو امیر کے سامنے لائے اور امیر نے اُس بارگاہ کو دیکھا اور طوفان جنی نے احوال اُس بارگاہ کا بیان کیا کہ ای شہریار
یہ بارگاہ چار کوس کے گرد مین کھڑی ہوتی ہے اور چار سو بنگلے اسکے اندر ہین ہر بنگلے مین جواہر لگے ہین اور چار دروازے
اسکے ہین اور ہر ایک دروازے پر دو دو ہرے درجے بنے ہوئے ہین اور ہمراہ اس بارگاہ کے ایک خیمہ ہے
کہ بارہ کوس کے گرد مین کھڑا ہوتا ہے نعمت خانہ آبدار خانہ جامہ خانہ فراش خانہ باورچی خانہ بھنڈی خانہ پائخانہ
طہارت خانہ اور اصطبل وغیرہ جتنے مکان ضرورت کے ہین سب اسمین موجود ہین اور سوا اسکے اور مکان بھی
بہت ہین یہ سب اس بارگاہ کے متعلق ہین مگر سب الگ الگ ہین اور تین خزانے مین حضور کو دینے آیا ہون
یہ سنکر امیر نہایت خوش ہوئے اور امیر نے وہ سب خزانے لیے اور بارگاہ اور اسباب سب رکھوا لیا پھر
ظفران جنی نے امیر سے کہا ای شہریار باقی امانت آپ کی باطن طلسم والون کے پاس ہے انشاء اللہ تعالے
جس روز آپ طلسم کشائی کر چکینگے اُس روز وہ سب مال و اسباب خود بخود آپ کے پاس چلا آئے گا امیر سے
اور طوفان جنی سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین ظفران زاہد نے امیر سے کہا کہ ای شہریار وہ مقدس کون سے
ہین جنھون نے یہ کام کیا ہے کہ آپ کو اس بلا سے رہائی دی اور آپ کو چھڑا دیا ہے یہ سنکر امیر نے کہا وہ یہین ہونگے
مقدس نے امیر سے کہا کہ انکو بلائیے امیر نے کہا ای خواجہ سلامت ظفران زاہد تمہارے دیکھنے کا اشتیاق
رکھتے ہین اور عمرو گلیم عیاری اوڑھے کھڑے ہوئے ہین عمرو نے سنا کہ امیر کہتے ہین کہ ظفران زاہد تمہاری
ملاقات کا ارادہ رکھتے ہین کہ ایکبار ایک طرف سے آواز آئی کہ ای ظفران زاہد مین بیچارہ ایک مور ضعیف

کمترین بندگان خدا سے ہون تجھے تم کیا دیکھو گے یہ ظفران زاہد نے سنا اور دیکھا کہ یہ کوئی کہین پاس سے آواز آتی ہے ظفران امر
نے امیر سے کہا کہ آپ بلایئے امیر نے کہا اے خواجہ ایک دم کے واسطے اپنے تئین دکھلا کے چلے جاؤ عمرو نے
کہا اے حمزہ وہ سب میری تدبیرین پھرتے ہین اور ابھی اگر وہ دیکھین تو مجھے زندہ نہ چھوڑین ہر چند امیر نے
کہا عمرو نے نہ مانا آخر کو امیر نے ایک پانچ ہزار توڑے زر سرخ کے منگوا کے اور انھین توڑون کے ڈھیر کے رکھدیے
اور کہا یہ دیتا ہون جو تم اپنی صورت دکھاؤ عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا بقول شیخ سعدی شعر بد زر و طمع دیدہ ہوشمند
در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند ۔ اور کہا عمرو نے ہم نے تیرے صدقے مین بہت کچھ کھایا پایا اور کیا تو ہم کو نہ دیتا ہم
اپنی صورت نہ دکھلاتے اور یہ کہہ کر ہاتھ بڑھا کے پانچون تھیلیان اٹھا لین بعد اسکے خست کر کے گلیم عیاری اتار کے نمودار
ہوئے اور پکارے سلام علیکم اے سلطان سپہر چیرہ دستی ظفران زاہد جسوقت عمرو کو ظفران نے نیچے
اترتے دیکھا تعظیم کر کے جواب سلام کا دیا بلکہ اور انکی عجیب الخلقت صورت دیکھکے متحیر ہو کر رہ گیا اور کہا اے عمرو
کہہ خانہ شناست عمرو اپنے مقام پر بیٹھے اور باتین کرنے لگے اور کہین قضائے کار اخرس خرس بیٹھا تھا مکھی بنا ہوا
بارگاہ کے استادہ پر بیٹھا تھا جسوقت اسنے عمرو کو دیکھا ایکبار وہان سے اڑ کر عمرو کی گردن پر آ بیٹھا اور پھر عقاب
کی صورت بن گیا عمرو ہاتھ سے اُسے دیکھنے لگا کہ لوگ پکار رہے ارے یہ عقاب کیسا ہے جو عمرو کی گردن پر بیٹھا ہے
اور کہا یہ عقاب جانے نہ پائے اور وہ عقاب ایکبار عمرو کے دونون شانون پر پنجے گاڑ کے دفعتہ عمرو کو لے
اڑا اور بارگاہ مین غل ہوا کہ عقاب عمرو کو اٹھائے لیے جاتا ہے امیر یہ سنکر سپر اور تلوار پکڑ کے دوڑے اور
امیر پکارتے جاتے تھے کہ لینا ارے جانے نہ پائے امیر تو یہ کہتے رہے اور وہ آسمان پر عمرو کو لیے جاتا تھا اور
امیر پیچھے چلے جاتے تھے جب یہ نگاہ سے امیر کی پوشیدہ ہو گیا اسوقت امیر ایک آہ کا نعرہ کر کے گر پڑے اور
بیہوش ہو گئے اور دشت امیر کے بیٹھ گئے اور ادہر عمرو پکار پکار کے کہتا جاتا تھا کہ اے حمزہ یہ غلام تیرا تجھسے جدا
ہوا اور اب ملاقات ہماری تمھاری قیامت پر رہی اور اے حمزہ اس غلام کی یہ آرزو ہے کہ فاتحہ خیر سے فراموش
نہ کرنا پس یہ کہتا ہوا عمرو تو اُدہر چلا گیا اور ادہر جو لوگ پیچھے امیر کے آئے انھون نے جو امیر کو بیہوش پڑے
ہوئے دیکھا پس وہ سب لوگ امیر کو اٹھا کر خیمہ مین لائے اور امیر جسوقت ہوش مین آئے اسوقت یہ بیان
کر کے روتے تھے اور عمرو کو پکارتے تھے کہ خواجہ تم نہ آتے تھے مین نے تمھین زبردستی بلایا اور مین نے اپنے ہاتھ سے
دیدہ و دانستہ تم کو کھویا اور جو مین جانتا کہ کوئی حریف تمھارا یہان پیدا ہوا ہے تو مین کاہے کو ظاہر کرتا پس امیر
یہ کہتے جاتے ہین اور پچھاڑین کھاتے ہین اور لوگ سمجھاتے ہین کہ امیر خدا سب نزدیک ہی چاہے تو ابھی
ملوا دے اور ملاقات کروا دے آپکو اتنی بیقراری لازم نہین ہے

اب دو کلمے داستان عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہان اپنے خیمہ مین تیرہ بخت اور مظلم دونون ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہین اور آپس مین ذکر راست کا کر رہے ہین
کہ مردہ مولی کاٹا صورت بنا کے آیا تھا اگر مین جانتی کہ عمرو ہے تو ٹکڑے ٹکڑے کرتی یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین
اخرس حرامزادہ صورت عقاب کی بنا ہوا عمرو کو پانون مین دبائے ہوئے سامنے سے نمایان ہوا اور آ کر
بارگاہ مین تیرہ بخت اور مظلم کی اترا اور تیرہ بخت اور مظلم نے دیکھا کہ اخرس عمرو کو پکڑے لیے آتا ہے
پس دونون دیکھتے ہی عمرو کے ناچنے لگے تیرہ بخت نے عمرو سے کہا کیون اے بدذات بے حیا کہہ تیرا
کیا حال کرون یہ سنکر عمرو نے کہا واقعی مین تقصیر وار ہون تمھارا جو جی چاہے میرے حق مین سو کرو

لیکن اب مین نے جانا کہ دین لات اور منات کا برحق ہی اور سب دین جھوٹے ہین اور حضرت عزازیل شیطان برحق ہین اور
آج مین نے بھی دین لات منات کا قبول کیا پس جسوقت تیرہ بخت نے عمرو سے یہ کلام سُنا کہا ارے جعلساز تو اب مجھے
پھر فریب دیتا ہی ارے موے مین تجھے مارڈالونگی اور لوگون سے کہا ابھی اس نگوڑے کو مارڈالو یہ موا بڑا مکار ہی اور بڑا
فیلسوف ہی اور ہرگز اسکی باتون پر نہ آنا یہ سُنکر مظلم نے بھی کہا ابھی مارڈالو اور عمرو منتین کر رہا ہی اور کہتا ہی
ای تیرہ بخت اے مظلم دیکھو تو ہم تمھارے ساتھ کیا جان فشانیان کرتے ہین یہ سُنکر تیرہ بخت نے اخرس سے کہا کہ اگر آدمی
حلقہ بگوش ہو تو درگذر کرنا چاہیے یہ سُنکر اخرس نے کہا اری دیوانی ہوئی ہی کیون تیری شامت آئی ہی اسکے فریب مین
نہ آنا پس اُسوقت عمرو نے یہ سُنکر اخرس سے بیباک ہو کر کہنا شروع کیا کہ او نالائق حرامزادے تم نہین جانتے کہ مین سر زندہ
جادوگران در لشین تر استندہ کافران ہون انشاء اللہ تعالی ہم سب کو مار کر یہان سے جاؤنگا اور تم سب کو قتل کرونگا اور
تم نہین جانتے کہ ہمین مرنے کی خو نہین ہی اور بھلا دیکھین مار و تو دیکھو تو مین کس طرح سے تمھین مارکے جاتا ہون یہ سُنکر
اخرس نے کہا ایک کام کرو اب اسکو مروا ڈالو حمزہ اور رضیہ اسپر سحر اثر نہین کرنے کا اور ایک شخص پڑا ور سحر نہین
اثر کریگا جسکے پاس ہیکل ہوگی باقی سب کو تو سحر سے گرفتار کر لیتے ہو اور حمزہ اور رضیہ سے طبل جنگ بجوا کے
تلوارون سے لڑینگے وہ سات لاکھ جادوگرون سے کہان تک لڑینگے اور کہان تک مارینگے آخر انکو گھیر کر پکڑ لینگے
یہ سُنکر تیرہ بخت نے کہا اچھا اسکو قید کرو اور اخرس نے کہا کل اسکو ایک میل پر باندھکر اپنے ساتھ میدان جنگ مین
لیے چلو اور اسکو کوڑے اور جوتیان پڑین پس جسوقت حمزہ دیکھیگا اُسکو کب گوارا ہوگا کہ عمرو کو اس طرح سے دیکھے پس
وہ عمرو کے چھڑانے کو آئیگا ہم سب اُسکو گھیر کر پکڑ لینگے پس یہ بات ٹھہر گئی اور تیرہ بخت اور مظلم نے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجے اور عمرو کو اخرس کے حوالے کیا اور کہا تو رات کو عمرو کو اپنے پاس رکھیں اخرس عمرو کو اپنے
گھر لایا اور یہان مظلم اور تیرہ بخت سے کہا کہ جتنے ساحر ہین سب حضرت عزازیل کی قسم کھائین کہ کل ہم ان مسلمانون
سے بغیر انکا کام تمام کیے نہین پھرینگے یہ سُنکر مظلم اور تیرہ بخت نے کہا اچھا خوب بات ہی اور تیرہ بخت نے
کہا لاؤ حضرت عزازیل کو ایکبار سب لوگ عزازیل کے لانے کو دوڑے بڑی دھوم دھام سے ایک تخت جواہر نگار پر
تصویر طلائی شیطان کی بنی ہوئی لائے اور بیچ محل مین لاکر رکھ دیا اور کہا جتنے لوگ سات لاکھ جادوگر اور دو لاکھ ساحر
ہین سب آکر قسم کھائین کہ کل ہم جنگ مین منھ نہ موڑینگے اگر یہ حرکت ہم سے سرزد ہو تو حضرت شیطان ہم کو بہت سی
سزا دین پس جسوقت اخرس نے یہ بات ٹھہرائی اُسوقت تمام ساحر اور غیر ساحر سب نے اُٹھ اُٹھکے اُس تصویر کے
سر پر ہاتھ رکھا اور کہا یا حضرت شیطان جو ہم تمھاری جھوٹی قسم کھائین تو ہم سب نا امید ہون جب یہ سب تصویر
شیطان پر ہاتھ رکھکے قسمین کھا چکے اُسوقت اخرس نے نصیحت شروع کی کہ ایہا الناس تم سب دیکھو اور
اپنے جی مین تصور کر لو کہ سوت کی رسی مین فیل مست کو باندھ رکھتے ہین وہ ہرگز اُس رسی کو توڑ نہین سکتا کیونکہ
ہزار ہا تار آپسمین ملے ہوئے ہین اور ایک تار کو جو چاہے وہ توڑ ڈالے خواجہ سلامت یہ باتین میل پر
سے سُن رہے تھے اور جی مین کہتے تھے کہ یہ تدبیر اچھی ہے و نسطے خوب نکالی کہ یکبار آپ پکارے کہ ایہا الناس
مین تمھارا دوست ہون جو تم سے کہتا ہون تم سب تصور کرو کہ جو شمع بناتے ہین اور کتنا موٹا فلیتہ رکھتے ہین
لیکن جسوقت اُسمین آگ لگا دیتے ہین ایک تار اُسمین کا نہین بچتا ہی اور سب تار جل جاتے ہین یہ سُنکر
اخرس نے کہا ارے مارو اسے او نالائق سے کہو کہ تو کیون بولتا ہی اور یہ چاہتا ہی کہ انمین ایسا بات نہ ہو
پس عمرو چپکا ہو رہا کہ یکبار تیرہ بخت نے مظلم سے کہا کہ آج ہی کی رات ہی جو جسکا جی چاہتے وہ کرلے اور

کل نہین معلوم کسکی قسمت مین جینا ہی اور کسکی قسمت مین مرنا ہی پس ایک طرف کو مظلم اور تیرہ بخت مصروف ہوے
اور ایک طرف جتنے مرد و زن تھے سب اسی مین مشغول ہوے انھین تو نہیان رہنے دو

اب وہ کلمے داستان حال طلسم کشا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت عمرو کو وہ عقاب لیکر اڑا اسوقت سے امیر کی عجب حالت تھی کہ یکسان اتنے تک آنکھون سے آنسو بہے چلے
جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ای عمرو ہمارے تمھارے یہ وعدہ تو نہ تھا کہ تم پہلے سے روانہ عدم ہوگے کہ ایکبار نسیم اور شمیم
دونون عیار گرد مین اٹو دہ اور پسینے مین غرق آکے سلطان مہرخویش کے پاس پہونچے اور بعد دعا کے عرض کیا کہ ان
ساحرون نے طبل جنگ بجوایا ہی اور عمرو کو ایک میل سے باندھا ہی اور یہ بات ٹھہرائی ہی کہ صبح کو امیر کے سامنے
عمرو کو اسی صورت سے لیجاینگے امیر کو تاب نہ رہیگی وہ آئینگے ہم گرفتار کرلینگے امیر نے سنکر کہا خدا اسکا ناصر ہے
اور انھون نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور تیاری مرنے کی کی اور فرمایا صاحبو ہر جان میری عمرو [illegible]
اور مجھ سے یہ کب ہوسکتا ہی کہ میرے سامنے عمرو کو کوڑے پڑین اور مین دیکھون جسوقت عمرو کو میرے سامنے کوئی
مارا اور اسمین گھس جاؤنگا اگر کڑور آدمی ہونگے تو کیا ہوگا بعد اسکے امیر نے فرمایا کہ ای صاحبو آج رات کو سب
عبادت خدا مین مشغول رہو کل خدا جانے کون زندہ رہیگا اور کون مارا جائیگا یہ سنکر سب نے مرنے کی تیاری
کی اور سب نے جانا کہ کل سفر آخرت ہی غرض سب نے گلے مین کفن پہنے اور امیر نے تمام رات عبادت مین کاٹی اور
اس طرف ظفر الدہر اژدہا ہر چار روز بیٹھ کر عبادت مین مشغول ہوے اور تمام ساحر اپنے اپنے کام مین مشغول رہے
جسوقت صبح نے اپنا گریبان چاک کیا اور خورشید خاوری فلک نیلگون پر سوار ہو کر نکلا اور امیر بعد نماز صبح کے وظیفہ
سے فراغت کرکے تمام تبرکات اپنے بزرگون کے پہنکر برآمد ہوے گویا خورشید پردہ سحاب مین سے نکل آیا اور ملکہ
رضیہ نے جو سنا کہ امیر نے مرنے پر کمر باندھی ہی اور فوج ساحران سے مقابلے کو جاتے ہین ملکہ بیتاب ہوگئی اور
اپنے ملکہ کوکبہ کو بلایا اور کہا کہ تم میری طرف سے امیر سے جاکے کہو یہ ہیکل حاضر ہی آپ لیجیے اور ای شہریار خدا آپکو سلامت
رکھے یہ ہیکل لیکے مین کیا کرونگی آپ کسی کو یہ ہیکل دیجیے وہ دنیا مین آپکے ہمراہ رہے اور آپ تنہا قصد جانے کا
نکیجیے گا ایسے وہ بہتر ہین اور کوکبہ روشن تن نے پیام ملکہ کا امیر سے آکر کہا امیر نے سنکر کوکبہ کی زبانی کہلا بھیجا ہمین
فقط حفظ خدا کی ہیکل چاہیے ہی اور اس ہیکل کو تم اپنے پاس رہنے دو ملکہ نے جواب کہلا بھیجا کہ ای امیر میرے کس کام کی ہی
تم کسی اپنے دوست صادق کے گلے مین ڈال دو کہ وہ تمھارے پاس حاضر رہے پس امیر یہ سنکر کچھ سوچے کہ بات ملکہ
کی بہت معقول ہی بعد اسکے پہ ست وست راست دیکھکر آواز دی کہ ای زیب و زینت بارگاہ سلیمانی عمرو بن حمزہ
یونانی یہ ہیکل تم پہنے رہو حمزہ یونانی نے آداب بجا لاکے وہ ہیکل زیب گلو کرلی کہ دوسرا آدمی ملکہ نے امیر کے پاس
بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جسوقت آپ سوار ہون تو میرے پاس بھی آیئے گا امیر نے کہا مین آؤنگا مگر حالت تمھاری اور
غیر ہوگی پھر ملکہ نے کہلا بھیجا کہ ای امیر مجھے آخری دیدار سے محروم نہ رکھنا میرے دل مین روز قیامت تک اسکی
بڑی حسرت رہیگی امیر یہ سنکے رضیہ سلطان کے خیمے مین گئے دیکھا امیر نے کہ رضیہ کی عجب حالت ہی سر کے
بال کھلے ہوے اور آنکھین روتے روتے سرخ ہوگئین ہین اور رات کے سجدون کے نشان پیشانی سے ظاہر
ہین ملکہ نے جو امیر کو دیکھا اسوقت بالکل حیا اور شرم نہ رہی بے اختیار اٹھکے امیر کے گرد پھرنے لگی اسوقت
امیر نے ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ ای ملکہ آفاق و اے زیب و زینت طلسم حکیم اشراق اسقدر قلق کیون ہی خدا
نگہدار ہی پس امیر رضیہ کو سمجھا کے روانہ ہوے ملکہ رونے لگی لوگ سمجھانے لگے کہ ایسی بدشگونی نہ کرو کہ امیر جو

باہر آئے تو دیکھا کہ سلطان اشرق تخت پر سوار ہی اور سواری روانہ ہو چکی ہی کہ امیر اس گھوڑے طلسمی پر سوار ہو کے
ہمراہ روانہ ہوے اور ایک طرف حمزۂ یونانی اور چوگان بن حمزہ اور دست چپ مین فرامرز عاد و منغولی اور
بہرام گرو بن خاقان چین اور ارقم ہین اور پیچھے سب فوج مسلمانون اور پری زادون اور جنون کی ہی اور
ایک طرف حکیم قسطاس اور درویش ذاکر اور مذکر ہین اور ایک طرف کو ظفران زاہد اور انکے چارون بیٹے ہین
پس اس طرح سب میدان مین آکر جمے اور صف آرائی ہونے لگی بعد اسکے ظفران مع اپنے بیٹون کے تخت پر سے
اُترکے ایک سوزنی الگ بچھوا کے قلمدان اور چاقو اور قلم اور آفتابہ پانی کا لے کے مستعد بیٹھے اور اس طرف آمد آمد لشکر
ساحران کی ہوئی ہر ایک ساحر اپنے آلات سحر آراستہ کیے ہوے اور شیر و خرس پر سوار ہو کے دوار ہوے تشقے وغیرہ
کھینچے ہوے ہین اور پرکالے آتش کے اُڑتے ہوے آئے جب سب ساحر جمع ہو چکے اُس وقت تخت
تیرہ بخت اور منظلم کا آیا یہ دونون ایک ہی تخت پر بیٹھے ہوے ہین اور آگے اُنکے تخت کے اخرس ہاتھ مین
پہل عمرو کی قید کا لیے ہوے اور ساتھ اسکے ہمراہ جادو ایک طاؤس پر سوار ہی اور ہاتھ مین اُس ملعونہ
کے ایک کوڑا ہی یہ بھی طاؤس کو اپنے اُڑاتے ہوے آکے داخل ہوئی اور اخرس چالیس گز کے اژدر
پر سوار بسرعت تمام یہ بھی آیا ہی جب سب جمع ہو چکے اُسوقت قرقشہ ملعونہ نے ایکبار کچھ پڑھ کر کاغذ کے
ٹکڑے اُڑا دیے وہ سب ٹکڑے مثل تیر اور کلہاڑون کے بن گئے جتنے درخت تھے سبھون کو انھون نے ایک
دم مین قلم کیا بعد اسکے اخرس نے کیا کام کیا کہ ایک روئی کا پہل بنا کے اور منہ سے پھونک کر آسمان کی
طرف اُڑا دیا اُس پہل نے سارے آسمان کو گھیر لیا اور آسمان سے مینہ برسنے لگا جب خوب چھڑکاؤ ہو چکا اُسوقت
باران تو موقوف ہو گیا اور اب صورت ایک ایک کی دیکھنے لگا کہ اسمین کوئی چار گھڑی دن آیا ہوگا کہ امیر
نے عمرو کو دیکھا کہ بحال خراب پہل پر گرفتار ہی ساتھ ہی دیکھنے کے امیر کو ایک جوش رقت شروع ہوا
الغرض طرفین سے میمنہ و میسرہ اور قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہو چکے اُسوقت مہلیل جادو کہ رشتہ دار
منظلم کی ہی اُسکے ہاتھ مین ایک تماشا ہی اُسکی گولی بنا کر سحر دم کر کے زمین پر ماری کہ ایکبار وہ گولی زمین مین
غائب ہو گئی اور دور جا کر ایک آگ پیدا ہوئی اور وہ آگ امیر کے لشکر کی طرف بڑھنے لگی اور لشکر مین ایک شور
پیدا ہوا یہ خبر ظفران زاہد کو پہونچی ساتھ ہی سننے کے وہ آفتابہ جو قریب تھا اُٹھا کے پانی اُسکا اُسی آگ
کی طرف بہا دیا کہ فوراً وہ بہاؤ آب بن کے رہ گیا اور آگ اُس پانی مین چھن چھن کے بجھ گئی دفعۃً مہلیل
کو پسینا آنا شروع ہوا تمام ساحرون مین کھلبلی پڑ گئی طرفۃ العین مین مہلیل مع اپنے ساحرون کے پانی
ہو کے بہ گئی یہ حال جو اُسکی بہن نے دیکھا آزردہ ہو کر ہاتھ مین اُسکے ایک تسمہ تھا اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے
ہوا کی طرف اُڑا دیا کہ فوراً وہ سانپ بن بن کے سیاہ ابر مین مثل باران کے برسنے لگے تمام لشکر خدا پرستان
مین ایک دھوم پڑ گئی جسکو سانپ نے کاٹا وہ سوجھ پھول کے مر گیا یہ خبر ظفران زاہد کو ہوئی اور اُس نے
کاغذ کے پرچون پر کچھ لکھ کے سمت ہوا اُڑا دیے اُسی وقت تمام سانپ سمٹ کے لشکر ساحران پر جا پڑے
اور ہزارون ساحر ضائع ہونے لگے وہی عالم ان ساحرون کا بھی ہوا یہ خبر تیرہ بخت کو ہوئی کمال
برہم ہوئی اور دو تیون پر کچھ پڑھ کر زمین پر پھینکا ایکبار وہ دونون تیتے زمین پر گرتے ہی طاؤس بن کے
اُڑے اور جتنے سانپ تھے انکو نگل گئے بعد اسکے قرقشہ ملعونہ نے کچھ پڑھ کر زمین پر مارا کہ ساری زمین
مین زلزلہ پڑ گیا قریب تھا کہ تختہ اُلٹ جائے یہ خبر ظفران زاہد کو پہونچی دو نقش [illegible] تمام لکھ کے

نیمچہ فی پوشش کر دیئے کہ ایک اس کونے پر اور ایک اس کونے پر دفن کر دو نیمچہ فی پوشش بجلدی تمام
حکم ظفران زاہد کا بجا لایا کہ زلزلہ موقوف ہو گیا یہ تیرہ بخت نے دیکھا آواز دی کہ ارے کیوں سحر برباد
کرکے جاتے ہو جانتے ہو کہ اس طرف ظفران زاہد ہے وہ سحر کسی کا برپا نہ ہونے دے گا کل جو بات تجویز کی تھی وہ
آج عمل میں لاؤ سب کے سب پکار اٹھے بہت بہتر اور میل لکڑی کا جس میں عمرو بندھا ہوا تھا سامنے امیر کے
لائے اور عمرو پکارا کہ اے حمزہ زنہار تم میری رہائی کا قصد نہ کرنا اگر میں مر جاؤنگا تو کچھ مضائقہ نہیں ایک ادنا
غلام تھا اگر تم میرے واسطے آفت میں گرفتار ہو گے اور ادھر ہمارے جادو نے کوڑا عمرو کو مارا امیر نے جو
دیکھا تاب نہ رہی پکارے خواجہ تجھے بلا سے تمہارے کب چین ہوگا اور مرکب کو تازیانہ کیا کہ مثل برق کے چمک کے
روانہ ہوا کسی نے دیکھا اور کسی نے نہ دیکھا ساتھ ہی عمرو بن حمزہ نے گھوڑا اٹھایا اور دونوں مثل شیر ببر کے
شکار روباہ پر جا پڑے بعد انکے چوگان بن حمزہ اور فرامرز عاد مغربی اور [illegible] گرد خاقان چین اور جمہور
اور ارقم نوجوان ان سب نے ارادہ کیا اور کہا یارو امیر اکیلے ہیں اور ایک عمرو بن حمزہ ہیں اور ادھر کو
لشکر کفار میں نوا لکھ آدمی ہیں بلا سے ہم مارے جائینگے لیکن ساتھ نہ چھوڑینگے یہ کہکے سب روانہ ہوئے
کہ تیرہ بخت کی نظر پڑی فوراً اس نے اپنے رومال میں سے کپڑا پھاڑ کر لشکر اسلام کی طرف زمین پر پھینکا دفعۃً ایک
دیوار آہنی بن کر تیار ہو گئی جب یہ قصد کرتے ہیں ٹکریں کھاتے ہیں گنبد سے نیچے گر پڑتے ہیں اور دوسرے
وہ دیوار نظر نہیں آتی ہے قریب سے جانا غیر ممکن ہے مگر امیر اور عمرو بن حمزہ بخوبی جنگ کر رہے ہیں یہاں تک
کہ سب گروہ ساحروں کا پسپا ہوا اور خواجہ نے دیکھا کہ امیر پہونچے کہ دفعۃً دوڑ کر امیر نے اخرس کو
عقرب سلیمانی مارا کہ کام اسکا تمام ہوا اور عمرو کو چھڑا لیا اور عمرو نے چھوٹتے ہی گلیم عیاری اوڑھ لی
دیکھا امیر نے مظلم اور تیرہ بخت یہ دونوں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ دیکھتے ہی امیر ادھر روانہ ہوئے عمرو
بن حمزہ طرف ہمارے جادو کے روانہ ہوا ہمارے جادو نے آواز دی کہ اے طفل تو میری طرف آیا ہے یہاں
مارا پڑے گی یہ سخن ابھی ورد زبان تھا کہ عمرو بن حمزہ نے ایک ایسی تلوار ماری کہ کام اس نابکار کا تمام کیا
قرقشہ ملعونہ نے جو دیکھا تو ہیکل عمرو بن حمزہ کے گلے سے اتاری خواجہ نے جو دیکھا تاب نہ آئی گلیم اتار کے
جھپٹ کر ایک خنجر مارا کہ گردن قلم ہو گئی عمرو نے ہیکل لے کے عمرو بن حمزہ کے گلے میں ڈال دی اور جلد
گلیم اوڑھ لی تیرہ بخت نے جو دیکھا سحر کرنے لگی ظفران زاہد کو خبر پہونچی ظفران نے سات ٹکڑے کاغذ کے
کرکے اور اسم پڑھ کر ہوا پر اڑا دئے کہ وہ سب برق بن کے لشکر کفار پر گرنے لگے صدہا ساحر جل گئے عین گرمی
جنگ میں سامنا امیر اور مظلم کا ہوا مظلم کے سامنے تھوڑے سے کانٹے رکھے ہوئے تھے آہستہ اٹھا کر پڑھ کے وہ کانٹے
زمین پر پھینکے ساتھ ہی پھینکنے کے تیروں کا مینہ برابر پڑنے لگا مگر کچھ امیر پر اثر نہ ہوا بلکہ وہ تیر مظلم پر پڑنے لگے
اور امیر نے ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا ایسا مارا کہ دو ٹکڑے ہو گئے تیرہ بخت نے جو دیکھا نعرہ آہ کا مارا اور ایکبار
اس نے وہ شتر سحر کا نکالا اور وہ شتر شتر غمزہ کرنے لگا اور زناٹے جو گلے میں تھا آواز اسکی پھیلی اور ان سب مقدسوں
کے کان تک گئی یہ سب گونگے اور بہرے ہو گئے اور ادھر وہ برق موقوف ہوگئی اور اسوقت تیرہ بخت
کو امیر نے جا کر گھیرا اور پکارے او لکا تجھ میں کب جانے دیتا ہوں اور کب تجھے جیتا چھوڑتا ہوں اور یہ تخت
پر بیٹھی ہوئی تھی کہ ایکبار برابر سے عمرو بن حمزہ تلواریں مارتا ہوا آتا تھا اس نے تیرہ بخت
کو دیکھا بس جھپٹ کر عمرو بن حمزہ نے ایک تلوار اسے ماری ایکبار تیرہ بخت کو دو ٹکڑے زمین پر اور

بصورت عقاب نکلے چاہا کہ اُڑ جائے کہیں خواجہ سلامت بھی برابر اُسکے گلیم عیاری اوڑھے ہوئے آتے تھے آنکھوں سے دیکھا کہ یہ
عقاب نکلے بھاگا چاہتی ہی ایکبار جال الیاسی کو اُٹھاکے اُس لکاتہ پر مارا اور جال مین کھینچکر اُسکو زنبیل مین ڈالا اور کہا
دادا صاحب اسے اچھی طرح سے رکھنا اور پھر جلدی سے گلیم اوڑھلی اور امیر سے کہا کہ مین نے تیرہ بخت کو گرفتار کیا ہی امیر کو تشفی
ہوئی ساحرون کو قتل کرنے لگے بعد پہر بہر کے تمام ساحر فرار ہو گئے انھون نے کہا امان امان امیر نے کہا امان با یمان غرض سب
کلمہ پڑھکے مسلمان ہوے امیر نے کہا ای ظفران زاہد یہ سب ایمان لاتے ہین کیا مرضی ہی ظفران زاہد نے وہ نقش
اُلٹ دیا اور قتل موقوف ہو گیا تمام ساحر فرمانبردار ہوے خواجہ نے تمام مال وہان کا خوب لوٹا ہر چہار طرف شادیانے
فتح کے بجنے لگے اور حکم جشن ہوا بعد اُسکے امیر نے کہا خواجہ ذرا تیرہ بخت کو تو نکالو عمرو نے کہا حمزہ مین زنہار نہ نکالونگا
امیر نے کہا خواجہ مع جال نکالو عرض کیا اسکا مضائقہ نہین عمرو پکارا دادا صاحب یہ نکلے ساتھ ہی نکلنے کے عمرو نے
دیکھا کہ یہ تو کچھ سحر کیا چاہتی ہی فوراً اُس نے سے گلہ دباکر زبان کھینچ کے سوجا اڑا امیر نے فرمایا خواجہ جلد سر اسکا قلم
کرڈالو عمرو نے خنجر دیکے سر اُسکا قلم کیا اور تمام ساحرون کے سر نیزے پر چڑھا دیے بعد اسکے امیر نے عمرو بن
حمزہ سے کہا تم ظلمات کو جاؤ اور خورشید لقا اور زہرہ لقا اور حور لقا اور ماہ لقا کو لے آؤ عمرو بن حمزہ یونانی وہ
تاریکی کو روانہ ہوے اور امیر یہان جشن مین بیٹھے جسوقت عمرو بن حمزہ پردۂ تاریکی سے سب کو اپنے ہمراہ لیکر
امیر کی خدمت مین آیا اور امیر بعد چند روز کے کوچ کرکے گنبد ریاضت گاہ مین آئے عمرو نے عرض کیا ای
حمزہ تو گنبد ریاضت گاہ مین جاکر چلہ کشی کر امیر نے ملکہ رضیہ سلطان کو ایک مکان محکم مین چھوڑکے اور آپ
درخت کے پھل توڑکے روانہ ہوے اور اُن پھلون مین یہ وصف ہی کہ اُنکے کھانے سے بول اور غائط نہین ہوتا
گنبد ریاضت گاہ مین پہونچ کر بیٹھے بعد سات روز کے آٹھوین دن امیر کو نیند آئی ہی عالم غفلت مین دیکھا
کہ سامنے سے دو آدمی چلے آتے ہین ایک کو تو امیر نے پہچانا کہ حکیم اشراق ہی اور دوسرے کا حال نہ معلوم ہوا
جب وہ قریب آئے پکارے سلام علیک امیر نے جواب سلام کا دیا علیکم السلام یا شاہزادۂ آفاق حکیم اشراق
آ بیٹھے یہ دونون مقدس آکے بیٹھ گئے امیر نے کہا آپ کا آنا کیونکر ہوا حکیم اشراق روشن ضمیر نے کہا ای شہریار
تمھارے پاس ہم اسواسطے آئے ہین کہ اب یہ لوح اور یہ ہیکل بیکار ہی اور اس مقدس کو تمھارے پاس لایا ہون کہ
اب جو کچھ یہ کہین اُسپر عمل کرو امیر نے کہا کہ یہ مقدس کون ہین اُسوقت حکیم اشراق نے کہا کہ یہ لوگ قوم جن سے ہین
اور اُنکے جسم لطیف ہین اور یہ مانند ہوا کے خواص رکھتے ہین یہ سنکے امیر نے کہا آؤ صاحب بیٹھو اُسوقت حکیم اشراق
بھی بیٹھ گئے اور کہا یہ ظفران زاہد ہین روئین تن ہین اور نام انکا ظفر جان جنی ہی اُسوقت ظفر جان زاہد نے
کہا کہ ای شہریار مین تمکو ایک خط دیتا ہون تم اسکو دیکھ لینا جو اسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا یہ سنکے امیر نے کہا بہت خوب
ظفر جان جنی نے ایک مکتوب نکال کے دیا امیر نے اُسے لے لیا اور بہت پسند کیا پھر ظفران زاہد نے کہا ای
شہریار تم اس اسم کو الگ چھپاکے پڑھنا اگر کوئی تم کو فریب دے تو تم جاننا کہ یہ شیطان کا کام ہی ایسا نہو کوئی
اور پیچ پڑجائے اگر کسی طرف سے کوئی صدا آئے تو تم پھر جانا کہ یہ کام شیطانی ہی اور جب تم اس اسم سے
فراغت کر چکوگے اُسوقت ایک گھوڑا آئیگا تم اُس گھوڑے سے کہنا ای صبا رفتار تم مجکو اس پردۂ تاریکی
مین طرات القلاع کو لے چلو تسواسطے کہ طلسم طرات القلاع اور طلسم آفتاب اور مہتاب کا فتح کرنا
جملہ واجبات سے ہی وہ گھوڑا تم کو سوار کرکے لے جائیگا بعد اسکے امیر کی آنکھ کھل گئی اُس گنبد ریاضت گاہ
سے باہر آئے عمرو نے کہا ای شہریار بہت جلد تمھارا مطلب حاصل ہوا اور درویش ذاکر نے کہا کہ ای شہریار اب

میرا وقت بھی آخری ہی تمام عمر مین ایک تقصیر مجھ سے سرزد ہوئی ہی اُسی اعمال شنیعہ مین گرفتار ہون اور ایک میری
عرض ہی کہ مجھے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا یہ کہکے ملک عدم کو راہی ہو گیا پس امیر کو بڑا تاسف ہوا اور سب مقدسون
سمیت اپنے ہاتھ سے اُنکی تجہیز و تکفین کی اور اُس مکتوب کو کھولا اُسمین لکھا تھا کہ اب رضیہ سلطان کو یہان رکھنا
مناسب نہین ہی چاہیے وہ پردۂ قاف مین رہے چاہیے پردۂ تاریک مین اُسوقت امیر نے رضیہ سلطان سے
کہا کہ تم پردۂ قاف مین جاؤ یہان رہنا مناسب نہین ہی مین طلسم کشائی کو جاؤنگا رضیہ چپکی ہو رہی ساتھ والیون
نے کہا کہ ای طلسم کشا رضیہ نے بیعزتی قبول کی تو اسواسطے نہین قبول کی کہ آپ تنہا چھوڑ جاتے ہین امیر نے کہا کہ مین
بعد طلسم کشائی کے بلوا لونگا رضیہ نے کہا کہ مین عمارت القلاع مین رہون امیر نے کہا اب تمہارا وہان گذارا
نہین ہی وہان عمل اور ون کا ہی اگر تم کو میرا اعتبار نہین ہی تو پہلے کسی پریزاد کو بھیجکے دیکھو الغرض رضیہ نے ایک
پریزاد کو ابر پر سوار کر کے روانہ کیا اُس پریزاد نے جا کے جو دیکھا تو کہین نشان قلعہ کا نہین ہی اور آواز مہیب پیدا
ہوئی کہ خبردار کہہ دینا اُس مقدس سے کہ اگر کوئی پریزاد ادہر یہان آیا تو ہم زندہ نہ چھوڑینگے وہ پریزاد وہان سے
بھاگی اور آ کے رضیہ سے تمام احوال بیان کیا امیر نے کہا ای ملکہ کیا مین جھوٹ کہتا تھا بعد اُسکے امیر نے ملکہ کو روانہ
کیا خورشید لقا اور حور لقا اور ماہ لقا اور زہرہ لقا اور سلطان مہر خیوش کو مع سب مقدسون کے امیر
نے یہین رکھا اُسوقت عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور فرامرز عاد مغربی اور بہرام و جمہور ان سب نے
عرض کیا کہ ای شہریار عالی تبار آج تک ہم آپکے قدمون سے الگ نہین ہوے امیدوار ہین کہ ہمین ہمراہ
لے چلیے خصوصاً عمرو نے غمزہ کیا امیر نے کہا کہ بے حکم مین کوئی کام نہ کرونگا اور سب کو چھوڑ کر آپ تنہا روانہ ہوے
اور اُسی قلعہ کوہ پر جا کر اسم پڑھنا شروع کیا دیکھا تمام پہاڑ سرسبز ہی اور ایک تالاب اُسپر تھا اور اُسکے چوگرد
کے اندر معلوم ہوتا تھا کہ آئینہ چڑھا ہی اور امیر اُسمین وضو کر کے اسم پڑھنے لگے ایک چار گھڑی گذری تھی کہ ایک
حباب پانی پر معلوم ہوا اور وہ بڑھنے لگا بڑھتے بڑھتے مانند گنبد کے ہو گیا امیر نے دیکھا کہ اس حباب مین ایک
مقدس شخص بیٹھا ہی اور اُسکے پہلو مین دو عورتین بیٹھی ہوئی ہین اور ایک طرف ایک حسین صاحب جمال بیٹھی ہوئی ہی
شراب اور کباب اُسکے سامنے رکھا ہوا ہی کہ یکبارگی اُس ضعیف نے امیر سے کہا کہ ای جوان لے تو بھی پی امیر نے
اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا اُس بڈھے نے اُن عورتون سے کہا کہ تم اس جوان سے کہو وہ عورتین امیر کے سامنے
آئین اور امیر کے لشکر کو دیکھکے عجیب عجیب حرکتین کرنے لگین کبھی تو اوپر کے بدن سے برہنہ ہو جاتی ہین اور کبھی
پیٹ اپنا دکھاتی ہین امیر اپنے دل مین کہتے ہین کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور دوسرے کوٹھے پر جا بیٹھتے ہین
وہان بھی یہی صورت دیکھنے مین آئی پس امیر چہار طرف پھرنے لگے وہ لوگ بھی ہمراہ ہوے کہ اُس بڈھے نے
ایک لڑکی کو سامنے بھیجا اُسنے بھی نئی نئی حرکتین کین کہ جسکا بیان نہین امیر لاحول پڑھتے رہے کہ دفعۃً اُس
بڈھے نے تالاب مین ہاتھ ڈال کے ایک جوان کو نکالا اور چاہا کہ ذبح کرے امیر جو دیکھتے ہین تو بدیع الزمان
ہی اور بدیع الزمان نے کہا کہ ای امیر مین آپ کی قدمبوسی کو آیا تھا یہ مجھے قتل کرتا ہی امیر بیتاب ہو گئے
اور چاہا کہ چھڑا دین پھر یہ خیال آیا کہ یہ کارخانہ شیطانی ہی مخاطب نہ ہوے اُسوقت بڈھے نے اپنا منہ پیٹا
اور کہا کہ تو نے تو ہمارے قتل پر کمر باندھی ہی ہم پھر سمجھ لینگے یہ کہکے وہ مع حباب کے غائب ہو گیا امیر نے
وہ اسم موافق تعداد معینہ کے پڑھا کہ ستارہ صبح کا چمکا پس امیر نماز صبح سے فراغت کر کے اب سیر اُس
پہاڑ کی کرنے لگے کہ اتنے مین خورشید خاوری چرخ نیلگون پر نمایان ہوا اور روشنی ہوئی کہ دفعۃً اُس

بیابان مین ایک گرد سرخ رنگ اٹھی کہ جیسے کوئی گلال اڑاتا ہی کہ ایکبار اُس گرد مین سے ایک گھوڑا برابر ٹیل گردون
کے پیدا ہوا ایش دیس اُس گھوڑے کا بہت خوش اسلوب کہ جو کوئی دیکھے یہی چاہے کہ جان بیچ کے اسکو مول لیجیے
گھوڑ دل مین پس و پیش نہ کیجیے اور وہ گھوڑا امیر کے سامنے آکر کھڑا ہوا امیر نے کہا ای اسپ صبا رفتار تجھے میرے واسطے
کیا قلق ہی تو مجھکو پردۂ تاریکی کی راہ سے فرات القلاع کی طرف لیچل یہ سُنکے وہ گھوڑا امیر کے پاس آ کھڑا ہوا
اور امیر ایکبار رکاب مین پانون دے کر اس گھوڑے پر سوار ہوے اور وہ اسپ صبا رفتار اُس پردۂ تاریکی کی راہ سے
فرات القلاع کو لے چلا اور دور جاکر ایک ٹیکرے پر چڑھ گیا اور اُس ٹیکرے پر جاکر کھڑا ہوا امیر اُسپرسے نیچے اُترے
اور وہ گھوڑا امیر کے اُترتے ہی ایک طرف کو چلا گیا اب جو امیر نے اُتر کے دیکھا وہ ٹیکرا سنگ سبز کا ہی مانند زمرد کے
چمکتا ہی اور اُسمین ایک حوض نہایت پانی سے مملو ہی اور جو درخت لگے ہین وہ بالکل سنہلے اور روپہلے ہین اور اُسپر ایک
نہایت عجیب پہاڑ ہی اور اُس پہاڑ کے گرد ایک دریاے عظیم ہی اُسکے سامنے فرات القلاع معلوم ہوتا ہی اور
تمام ابر سے چھپا ہوا ہی امیر نے دشت و کیا اور اسم پڑھنے لگے ایک چار گھڑی نہ گذری تھی کہ ابر سامنے سے نمودار
ہوا اور اُسمین سے ایک تخت اُترا امیر نے دیکھا کہ ایک پری دُر دُر گوش تخت پر سے اُتری اور آکر امیر سے
کہا کہ ملکہ شعشعہ نے میرے پاس کہلا بھیجا کہ طلسم کشا اس قلعہ مین آیا ہی اور لو یہ شراب ملکہ نے تمھارے
واسطے بھیجی ہی امیر نے کہا ہمارا مرتبہ یہ نہین ہی کہ ہم تمھارے ہاتھ سے لے کر پئین مگر امیر نے نام ملکہ کا جو سُنا تو
بہت خوشی حاصل ہوئی تھی مگر ظفران جنی کے کہدینے سے چپ ہو رہے تھے اُسنے کہا کیون صاحب ہمارا مرتبہ
ایسا ہی کہ آپ کو شراب دینے مین تامل ہوا امیر نے کہا تم جاکے ملکہ بازغہ مہرافزا کو بھیجدو جو نہین امیر نے ملکہ بازغہ کا نام
لیا اُسنے اپنا مُنھ پیٹ لیا اور کہا ای طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ بے وضو نام لیا جو کوئی نام ملکہ کا لیتا ہی پہلے گلاب سے
لاکر کلیان کر لیتا ہی بعد اُسکے پکارتا ہی کوئی ہی کہ اسکو سزا دے کہ ایکبار ایک دیو دار شمشاد ہاتھ مین لیے ہوے
بغیظ و غضب سامنے سے آیا اُس پری زاد نے کہا مار اسے اسنے بڑا قصور کیا ہی ایکبار اُس دیو نے دار
شمشاد اُٹھاکے ایک ہی وار امیر پر کیا امیر نے وہ دار شمشاد آتے دیکھکے روکی اور رد کرکے کود کے اُس
دیو کی داہنی طرف کو جا رہے اور اُس دیو نے دار شمشاد جو امیر کو ماری تھی وار اُسکا خالی زمین پر گیا اور ایکبار
امیر نے پھر برابر آکے عقرب سلیمانی کھینچ کر ایک ہاتھ اُس دیو کی کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہو گیا اور تڑپ کے
اُس پانی مین جا رہا وہ پری زاد یہ دیکھتے ہی اپنے تخت پر بیٹھ کے چلی گئی بعد ایک دو گھڑی کے ایک پری زاد
پھر اُسی طرح سے آئی جس طرح سے یہ آئی تھی مگر یہ اُس سے بھی زیادہ حسین ہی اور رتبے مین بھی اُس سے زیادہ
ہی یہ امیر کے پاس آئی اور اُس نے بھی امیر سے کہا کہ صاحب تمھارے واسطے ملکہ آفاق نے شراب
کباب بھیجے ہین اور کہا ہی کہ تم ہمارے مہمان ہو یہ شراب پیو اب امیر اُس دیو کے مارنے اور اُس پری زاد
کے جانے سے اور زیادہ حیران ہوے امیر نے اُس پری زاد سے بھی کہا کہ تم اس قابل نہین ہو کہ جو مین تمھارے
ہاتھ سے شراب اور کباب کھاؤن یون اُس پری زاد نے یہ سُنکر کہا کہ ہم مین ایسے کیا کیڑے ہین امیر نے
کہا اللہ پرست ہین یہ سُنکر وہ کہنے لگی ارے مردوے تو دل لگی کیا کرتا ہی شراب پی لے یہ سُنکر امیر نے کہا مین
نہین پیئونگا اور تم جاکر بازغہ مہرافزا کو بھیجدو اور ملکہ شعشعہ جہان افروز مال میرا ہی پس یہ سُنکر اُس پری زاد
نے اپنا مُنھ پیٹا اور کہا ارے بغیر وضو کے اُسکا کوئی نام نہین لیتا ہی اور جب کیوڑے اور گلاب سے کلیان
کرتا ہی تو اُسوقت اُسکا نام لیتا ہی ارے غضب کیا تو نے اُسکا نام بے وضو لے لیا پس یہ کہکر اُس پری زاد

نے کہا دے کوئی ہی کہ اسکو سزاے معقول دے کہ ایک دیو پیدا ہوا اُسنے دار شمشاد امیر پر ماری اور امیر نے اُسکو بھی
رد کیا اور اُٹھکر ایک تلوار اُسکی کمر پر ماری کہ کمر دو ٹکڑے ہوئی اور یہ دیو بھی گرا اور وہ پری زاد اسی طرح سے تخت پر بیٹھ کے
چلی گئی پس کہاں تک بیان کیجیے کہ اسی طور سے پانچ پری زادین پیدا ہوئین اور امیر نے اسی طرح پانچ دیو مارے کہ جو ان خمسہ
آن پری زادون کے ہمراہ تھے اور جسوقت چھٹی پری زاد آئی اُسنے بھی اسی طرح کی باتین امیر سے کین اور اُسنے بھی اسی
طرح سے ایک دیو کو سامنے امیر کے کیا اور امیر نے اُسکو بھی مار ڈالا اور یہ پری زاد شش و پنج کرتی ہوئی گئی القصہ
جب امیر چھ دیوون کو مار چکے اور اب کھڑے ہوے ہین کہ یکبارا ایک طرف آسمان پر سے آواز نوبت اور نقارے
کی پیدا ہوئی اور گانے بجانے کی صدا آنے لگی اور ایک ابر سیاہ سامنے سے نمایان ہوا دیکھا امیر نے کہ قریب
ہزار بارہ سو بان اور نشان پھریرے اُنکے کھلے ہوے قریب بارہ یا چودہ ہزار پری زادون کے اپنے اپنے تختون پر
سوار اور بیچ مین سب تختون کے ایک تخت ہی کہ اُسپر ملکہ بازغہ مہر افزا سوار ہی اور یہ بڑی غرت دار اور ایک وزیرزادی
شعشعہ ماہ رفزنکی ہی اپنے بانوقیر کے پاس آئی اور امیر نے جو اُسکو دیکھا پس دیکھتے ہی امیر غش کر گئے اور کہا
سبحان اللہ کیا صورت اور حسن و جمال اسکا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ صانع قدرت نے صفحہ قدرت پر اپنے ید قدرت
سے اسکی صورت بنائی ہی اور مہر و ماہ کو حل کر کے اسکا خمیر تیار کیا ہی نور کے سانچے مین اسکو بنایا ہی اُسنے امیر سے
کہا کیون صاحب مجھے کیون یاد کیا ہی کہ بازغہ کو بھیج دو صاحب مین حاضر ہون یہ سُنکر امیر نے کہا آؤ صاحب
پس بازغہ نے کہا آکر کیا کرونگی وہ جو ملکہ نے تمھارے واسطے بھیجا ہی وہ لے لو مگر اس طریقہ کے ساتھ کلام کیے
کہ امیر خوش ہوگئے اور بازغہ نے وہ شراب اور کباب امیر کے روبرو رکھے امیر نے بازغہ سے کہا مین تیرے ہاتھ
سے نہین لونگا تیرا یہ مرتبہ نہین کہ مین تیرے ہاتھ سے لون یہ سُنکر بازغہ نے کہا لو اور سنو تم مجھے اپنے دل مین
سمجھے کیا ہو اور تم یہ جانتے ہو کہ مین طلسم کشا ہون اور اے صاحب اگر تم طلسم کشا ہو تو اپنے واسطے ہو اور
یہ جو مرتبہ تمھارے واسطے ہی تو کیا ہی یہ سُنکر امیر نے کہا بازغہ مین تیرے ہاتھ سے شراب نہین لینے کا
بازغہ نے کہا ہان صاحب کچھ مجھ مین کیڑے پڑے ہین یا اور کچھ بُرائی ہی غرض جو جو یہ کہتی تھی امیر اُسکو جھڑک
جھڑک کر جواب دیتے تھے کہ ایکبار بازغہ نے کہا کہ اس مرد دے کی باتین دیکھو کہ آدمزاد ہو کے ہم سے اتنی
دون کی لیتا ہی اور اپنے نزدیک ہماری کوئی حقیقت نہین جانتا ہی اور امیر سے کہا کہ چلو میان اپنے عقل کے
ناخن لو اتنا بھی آدمی بے شعور نہو یہ کہکر کہا لو اب تو شراب پی لو اور ایک جام شراب کا بھر کے ہاتھ بڑھا کے
امیر کے ہاتھ مین دینے لگی پس جسوقت امیر نے اُسکے پنجہ اور کلائی کو مثل پنجہ خورشید درخشان اور ساعد بلال
کے دیکھا امیر کی آنکھون کے آگے ایک برق سی چمک گئی اور حالت بیقراری طاری ہوئی امیر نے کہا
سبحان اللہ کیا حسن و جمال ہی مگر امیر نے انکار کیا اور دل مین سمجھے کہ خدا جانے اسکا انجام کیا ہو پس یہ
سمجھ کر اُس سے جام لے کے نہ پیا اور بازغہ سے کہا کہ میرا مرتبہ یہ نہین ہی کہ مین تیرے ہاتھ سے پیون القصہ
بازغہ نے یہ سُنکر وہ جام آخر بے مزا ہو کر رکھ لیا امیر نے کہا کہ یہ بدمزہ ہوئی اور نہایت ہی اسے یہ میرا کہنا
ناگوار ہوا اُسوقت امیر نے بازغہ مہر افزا سے کہا شعر پیش کسے رو کہ طلبگار تست ❁ ناز بر آن کن کہ خریدار
تست ❁ یہ سُننا تھا کہ بازغہ نے کہا سبحان اللہ تم بھی اس قابل ہوے کہ جو تم پر کوئی ناز کرے گا اے صاحب
اپنا مُنہ تو دیکھو یہ سُنکر امیر نے کہا تم لاکھ کہوگی مگر مین تمھارے ہاتھ سے یہ شراب نہین پینے کا پس بازغہ نے کہا اے
صاحب تم کو دیتا کون ہی اور جب دیکھا امیر نے کہ بہت چین بجبین ہوئی اُسوقت امیر نے کہا لاؤ صاحب لاؤ

تمھاری خاطر ہی پی لونگا بازغہ نے کہا نہیں صاحب یہ نہیں دونگی امیر نے کہا تمھیں ہمارے سر کی قسم لاؤ دو مین پی لون گا
اُسوقت ملکہ بازغہ مہر افزا نے ایک جام شراب بھر کے امیر کو دیا پس امیر نے وہ جام لے لیا اور پی کر بازغہ سے کہا تم بھی پیو
ایک جام اُسنے بھی پیا غرض جب دو دو جام پی چکے تو دماغ امیر کا گرم ہوا اُسوقت دل مین یہ کہا اے امیر حمزہ کی ہوس ہو
کسواسطے کہ ایسے اکیلے مکان مین ایسی نازنین خوبصورت پاس ہو اور تو ملتفت نہو پھر کہنے لگے کہ شاید یہ امتحان کرتی ہو
اور یہ خیال کرکے اُس مکتوب کو کھولا اور دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے امیر اگر تم نے ہاتھ لگانے کا ارادہ کیا تو یہ کب ہاتھ آتی ہے
خبردار خبردار ہرگز ہرگز یہ ارادہ نہ کرنا پس امیر یہ دیکھکر چپ ہو رہے بازغہ نے دیکھا کہ امیر چپکے بیٹھے ہین یہ دیکھکر بازغہ
آکر امیر کے پاس بیٹھ گئی اور اختلاط کرنے لگی امیر نے یہ دیکھکر کہا بس الگ ہو بیٹھو تجھے یہ چونچلے تمھارے اچھے نہین
معلوم ہوتے ہین اور یہ کہتے ہی بازغہ نے امیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور کبھی ران پر ہاتھ رکھتی ہے غرض ان حرکتون
سے امیر کی یہ حالت ہے کہ نعوذ باللہ اور جسوقت آدھی رات کے قریب آگئی اُسوقت ماہ نصف آسمان پر جلوہ گر ہوا
چودھوین رات کا چاند اور سامنے وہ دریا اور گرد سبزہ اور وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اُسوقت بازغہ مہر افزا نے کہا ارے
کوئی یہان آئے کہ ایکبار ایک پری زاد تخت پر سوار آئی اور اُسکے کشتیان خنجر دان اور پاندان سامنے بازغہ کے
رکھدیا اور آپ چلی گئی اور اس کیفیت از نازو ادا سے بازغہ نے آنکھ اوپر کرکے کہا کہ امیر کو وہ گردش آنکھ کی نہایت بھلی
معلوم ہوئی بیساختہ یہ شعر پڑھا شعر چشم مست خود نگردان سوے گردون وامکن ۔ چشم جادو ای پری برعالم بالا مکن ۔
اور بازغہ نے وہ گہنا پہننا شروع کیا اور دوپٹہ سر سے اُتار کے رکھوا دیا اب جو نگاہ امیر کی اُسکے سینہ پر پڑی بس
امیر کو یہ معلوم ہوا کہ تخت طلائی پر بیٹھے دو سرکش حسن سرکشی کر رہے ہین یا دو شاہ ملک حسن بادشاہی کر رہے ہین
غرض اسکا سراپا دیکھ کے امیر کا اور ہی حال ہوا اور بازغہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی امیر نے کہا بس اپنے قرینہ
سے تم بیٹھی رہو اور مجھے یہ خوش فعلیان آپ کی بھلی نہین معلوم ہوتی ہین غرض امیر نے کہا کہ بازغہ تیرے جی
مین کچھ اور ہی اور ظاہر مین مجھکو کچھ اور معلوم ہوتا ہے اگر تو ایک طور پر ہوتی تو البتہ مین انکار نہ کرتا یعنی جو ظاہر مین
ہے وہی باطن مین بھی ہوتی اور بازغہ اپنے دل مین کہتی ہے کہ یہ بڑا سیانا ہے آخر کو اسی طرح سے تمام رات
گذر گئی اور جسوقت صبح کا تارا آسمان پر بلند ہوا اُسوقت بازغہ نے وہ سب ہار پھول نوچ کر پھینک دیے اور
کہا اے آدم زاد تو نے مجھے رسوا کیا اور کچھ تجھ سے مجھے حاصل نہوا ساری پری زادین میرے ساتھ کی کہینگی کہ تو مرد کے
ساتھ ساری رات رہی اور کیا کیا اور مجھے یہان اب تک کچھ حاصل نہ ہوا مجھے معلوم ہوا کہ تم اندرائن کے
پھل ہو صرف دیکھنے کے ہو کھانے کے نہیں ہو امیر نے کہا میرا دل ہے ملکہ شعشعہ جہان افروز تم ایسون کو کب
پوچھتا ہون پس جو نہین امیر نے ملکہ شعشعہ جہان افروز کا نام لیا ساتھ ہی نام لینے کے بازغہ بولی کہ ارے چپ
تیری یہ مجال ہے کہ تو ملکہ کا نام بے وضو کے لیتا ہے اور پکاری کہ ارے کوئی ہے جو اسکو سزا دے اتنا کہنا تھا کہ
ایکبار سات دیو پیدا ہوے کسی کے ہاتھ مین دار شمشاد کسی کے ہاتھ مین ترسول اور کلہاڑا بس اُنھون نے
آکر امیر پر وار کیا امیر خالی دے کے لپٹ پڑے امیر نے جھٹ عقرب سلیمانی مار مار ٹکڑے کیا ایک طرفۃ العین
مین ساتون دیوون کو مارا بازغہ نے دیکھا کہ ساتون دیو مارے گئے اُسوقت یہ دوڑکر امیر کے قدمون پر گر پڑی اور
کہا کہ امیر مین نے جانا کہ تم طلسم کشا برحق ہو اور ہمارے یہان یہ لکھا تھا کہ جو طلسم کشا ہوگا وہ ان دیوون کو
مارے گا اور ہنس کر کہنے لگی کہ جہان آپ فرمائیے وہان چلون یہ سنکر امیر نے اُس مکتوب کو دیکھا اُسمین لکھا تھا
کہ اب بازغہ سچ کہتی ہے اُسوقت امیر نے کہا اے بازغہ پہلے تو مجھے مراۃ القلع مین لے چلو پھر وہان سے

شہر نیلی حصار کو چلونگا یہ سُنکر بازغہ نے کہا بہت اچھا پس بازغہ نے ایک آواز دی ساتھ ہی آواز دینے کے
ایک تخت پیدا ہوا اور اُس تخت پر بازغہ نے امیر کو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھی دونون اُس تخت پر سوار ہو
لیکن اب جو یہ بیٹھی ہو تو امیر سے الگ بیٹھی ہی اور بیچ مین ایک تکیہ رکھا ہی پھر بازغہ نے تخت کو حکم دیا وہ تخت
وہان سے اُڑکر چلا اور جتنی اُسکی ساتھ پری زادین تھین سب اُس پانی کے اندر غوطہ مارکے غائب ہوگئین اور یہ
تخت جب اُس ابر کے برابر پہونچا اُسوقت وہ ابر شق ہوا اور وہ تخت مراۃ القلعہ کے اندر داخل ہوگیا اور تخت
دروازے پر رکھا گیا پس ملکہ بازغہ نے کہا یا امیر اب تم جاکر سیر کرو کسی سے ملنا کہ تم نے اُس دن اچھی طرح
سے نہین دیکھا تھا اور مین یہین ہون جب تم آؤگے تو مجھے نہین پاؤگے یہ سُنکر امیر اُٹھے اور وہان سے سیر کو گئے
آگے جو جاکر دیکھا تو بلور طاقون کے ساتھ ہزار پری زادین ہین کہ ہر ایک زرق برق پوش ہی اور ایک درخت
کے نیچے بیٹھی ہوئی ہین اور ناچتی ہین اور گاتی ہین اور سات پری زادین عزت داریان ہین اور ہر مقام پر فرش ملوکانہ
بچھا ہوا ہی اپنی اپنی مسندون پر بیٹھی ہوئی ہین اور یہ طائفے اُنکے ساتھ ہین پس امیر اُنکے پاس جاکر بیٹھ گئے اور
اُنسے اختلاط کی باتین کرنے لگے اُن ساتون نے امیر سے کہا کہ تم ہم سے کہاں جاتے ہو ہم کو تو بھول گئے اور کہتے تھے کہ ہم پر نظر لطف
کروگے اُسوقت امیر نے کہا انشاء اللہ تعالی بوقت طلسم کشائی ہم سب سے ملینگے یہ کہکے وہان سے اُٹھے اور
سیر کرکے بازغہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے بازغہ اب تو مجکو قصر رفعت پر لے چل بازغہ نے کہا آپ جائیے آپ کا
کوئی مزاحم نہوگا پس امیر قصر رفعت پر گئے اور جو مکان ملکہ رقیہ سلطان کا ہی اور جہان ملکہ رقیہ سلطان تخت پر
جلوہ گر ہوتی ہی امیر نے اُس تخت کو دیکھا آب دیدہ ہوئے اور ملکہ رقیہ سلطان کو بہت یاد کیا تمام اُس آئینہ خانہ مین اُس
ماہ تابان کو دیکھا لیکن کہین اُسے نہ پایا اسی طرح سے باچشم پُرآب پھر کر بازغہ کے پاس آگئے اور کہا بازغہ تو مجھے شہر
نیلی حصار مین لے چل بازغہ نے کہا بہت اچھا چلیے ابھی چلیے گا امیر نے کہا ہان ابھی چلونگا غرض یہ سارا حال امیر کو اُس مکتوب
سے معلوم ہوجاتا تھا اور امیر جو بات کرتے تھے بحکم مکتوب کرتے تھے پس بازغہ نے امیر کو ایک کشتی پر بٹھایا اور آپ بھی اُس
کشتی پر بیٹھی اور وہ کشتی دریا مین روانہ ہوئی جب بیچ دریا مین پہونچی چکر کھانے لگی اور چکر کھاکر دریا مین ڈوب گئی امیر کی
آنکھین بند ہوگئین بعد ایک لمحہ کے آنکھین کھولین امیر نے دیکھا تو ایک شہر عالی شان ہی مگر بازغہ نہین ہی اُسوقت امیر کو
حیرت ہوئی اور افسوس کرنے لگے امیر نے لوگون کو دیکھا کہ شہر مین آتے جاتے ہین اور ہاتھی اور گھوڑے اور چھکڑے سب
آتے جاتے ہین لیکن یہ سارا شہر لاجوردی کا ہی اور تمام دیوارین اور قلعہ سب لاجوردی ہی امیر شہر کے اندر داخل ہوئے دیکھا
کہ شہر بہت آباد ہی اور دوکاندار اپنے اپنے موقع سے بیٹھے ہوئے ہین مگر کوئی کسی کے ساتھ بات نہین کرتا ہی اور ہر ایک اپنے
کاروبار مین مشغول ہی امیر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ کیا ماجرا ہی آخر بازغہ نے مجھسے دغا کی اب کس سے پوچھون اور
کون بتلائیگا پھر امیر نے وہ مکتوب دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ یا امیر جس طرح سے تمہارا دل چاہے اپنے تئین بازغہ تک
پہونچاؤ پس امیر نے اُس مکتوب کو پڑھکر رکھ دیا اور آپ سیر کرنے لگے اور ہر طرف اُس شہر مین پھرنے لگے پھرتے پھرتے برابر
ایک سوداگر کے آئے دیکھا کہ وہ سوداگر دروازے پر اپنی کرسی پر بیٹھا ہی اور ایک کرسی الگ بچھی ہی اور تین چار غلام
حبشی سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہین امیر نے اُس سوداگر کو دیکھکر اپنے دل مین کہا یہ جوان مرد آدمی معلوم ہوتا ہی اب
اس سے پوچھیے یہ خیال کرکے اُس خالی کرسی پر جاکے بیٹھے مگر کوئی امیر سے بولتا نہین لیکن اُس سوداگر نے تیز نگاہ سے
امیر کو دیکھا اُسکے نوکرون نے بھی تیز نگاہ سے دیکھا اور بڑی دیر کے بعد امیر نے اُس سوداگر سے پوچھا کہ نام تمہارا
کیا ہی اُس نے بہت دیر کے بعد کہا کہ نام میرا اسعد الدولہ ہی امیر نے پوچھا کہ آپکے پدر بزرگوار کا کیا نام ہی اُس سوداگر نے

شمشیر پھیر کر کہا اے مردود آدمی مغز تو نہ کھا ایک تو بغیر کہے آکر کرسی پر بیٹھا اور دوسرے تو اورون کا مغز کھاتا ہے اور غلام بھی اُسکے
کہنے لگے عزیز کیا موقع ہے جو تو ایک بے کہے چلا آیا اور دوسرے مغز پریشان کرتا ہے جسوقت غلامون نے امیر سے یہ گفتگو کی امیر
کو طیش آیا اور نہایت ناگوار ہوا اُسوقت امیر نے اُس غلام کو طمانچہ مارا اگر پورا طمانچہ پڑتا تو کلہ اڑ جاتا مگر دو انگلیان
اُس غلام کے کلے پر پڑین کہ چار دانت حلق مین جا رہے اور گال پھٹ گیا اور خون جاری ہوا سوداگر پکارا ای بھلے
آدمی تو نے بے گناہ بے جرم و خطا اُسکو کیون مارا اسنے تیرا کیا قصور کیا تھا معلوم ہوا کہ تو مسلمان نہین ہے جو مسلمان
ہوتا تو خدا سے ڈرتا امیر بھی سوداگر کی یہ گفتگو سُن رہے ہین کہ ایکبار ایک اور سوداگر مقدس صورت آیا اور امیر سے
اُسنے کہا کہ ای مرد آدمی مجھسے پوچھو جو تمھین پوچھنا ہو اور میرے گھر مین چلو سب تم سے کہدونگا وہ سوداگر امیر کو
لے کر اپنے گھر آیا اور امیر کو بٹھلایا دیکھا امیر نے کہ مکان تو چھوٹا سا ہے مگر بہت خوب ہے اُس سوداگر نے کہا اب پوچھو کیا
پوچھتے ہو امیر نے کہا مین یہ پوچھتا ہون کہ ملکہ بازغہ مجھے اپنے ساتھ لائی تھی اب مجھے معلوم نہین کہ وہ مجھے چھوڑ کر کہان
چلی گئی جسوقت امیر نے یہ کہا سوداگر ایک قہقہہ مار کر ہنسا امیر اپنے دل مین خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ سوداگر
تو کچھ اُس سوداگر سے زیادہ نالائق معلوم ہوتا ہے یہ جب ہنس چکا اُسوقت امیر سے کہا کہ ای صاحب آدمی کو لائق ہے
کہ اگر جھوٹ بولے تو ایسا بولے کہ عقل مین آئے کہان بازغہ کہان تم یہ سُنکر امیر وہان سے خفا ہو کر اُٹھے اور اب
قریب دوپہر دن کے باقی ہے اُسوقت امیر کو بہت بھوک لگی امیر نے دکان پر شیرینی فروش کی آکے چار اشرفیان
حلوائی کو دین اور کہا کچھ مٹھائی ہمین دے اور امیر نے جانا تھا کہ حلوائی اشرفیان دیکھکر خوش ہوگا حلوائی نے کہا
یہ میرے کام کی نہین ہے ای عزیز سکہ رائج الوقت چاہیے یہ سُنکر امیر نے روپے نکالے حلوائی نے وہ بھی نہ لیے امیر نے
جواہر نکال کر دیا اُسنے وہ بھی نہ لیا اور کہا سکہ رائج الوقت لائیے اُسوقت امیر خفا ہوکے وہان سے آگے چلے
ایک نان پز اپنی دکان پر بیٹھا ہے اور اُسکی دکان پر شیرمال اور کباب پلاؤ باقرخانی گاؤزبان گاؤدیدہ زردہ مزعفر
متنجن بریانی وغیرہ غرض کہان تک بیان کرون یہ سب کھانے تیار ہین امیر نے نان پز سے کہا کہ پانچ اشرفیان
ہم سے لے اور کھانا دے اُسنے بھی اشرفیون کو دیکھکر کہا یہ رائج الوقت نہین ہین سکہ رائج الوقت لاؤ تو البتہ
کھانے کو ملیگا ورنہ تو بھوک کے مارے تم مرجاؤگے پس امیر کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا اور اُسے ایک دھول ماری
کہ وہ بھی چلکر کہا گر پڑا شہر مین ایک غل مچا کہ ایک ظالم ایسا پیدا ہوا ہے کہ سب کو مارے ڈالتا ہے اور وہی سوداگر دولہا
جو ہنسا تھا آیا اور اُسنے امیر سے کہا کہ ای عزیز تجھے کچھ کام بنانا آتا ہے یا نوکری کرنا آتی ہے مجھ سے تو کہدے اگر تجھے کچھ بھی کام
آتا ہو تو یہان روٹی میسر ہوگی ورنہ ایک ٹکڑا بھی نہ ملیگا یہ سُنکر امیر نے کہا نہ مجھے کوئی کام آتا ہے نہ مین نے کسی کی نوکری
کی ہے مگر ہان اگر کوئی روزگار ہو تو مین کرونگا یہ سُنکر سوداگر نے کہا اسکا مضائقہ نہین ہے ای عزیز اس شہر کے باہر
ایک درخت ہے وہ تو مجھے اُکھاڑ دے تو مین تجھے تر تر آتا پلاؤ کھلاؤن یہ سُنکر امیر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص
کتنا نالائق ہے اور ای امیر قدرت خدا کی آج روٹی کے واسطے درخت اُکھاڑنا قبول کیا یا تم ہمیشہ طلسمون مین جایا
کرتے ہو وہان ہر ایک طلسم مین تمھاری قدر ہوا کی اور یہ ایسا طلسم ہے کہ یہان کوئی نہین پوچھتا ہے یہ سب
مجبوری کراتی ہے بموجب اس بیت کے بیت آنکہ شیران را کند روبہ مزاج :: احتیاج است احتیاج است
احتیاج :: بس امیر نے اُس درخت کے بڑے بڑے ڈالے ایک جھٹکے مین توڑ ڈالے اور وہ سب ٹنڈ رہ گیا اور ٹنڈ اسکا
ایسا تھا کہ ایک بیس آدمی کی کولی مین آئے اُسپر امیر نے ایک ٹنڈ مارا وہ درخت ایک طرف سے ہل گیا دوسرا ٹنڈ
مارا اُس طرف سے بھی وہ درخت ہل گیا اسی طرح سے امیر نے چارون طرف سے ہلا کے جڑ سے اُکھیڑ کے پھینک دیا

اور تمام خلقت جلال تماشا دیکھ رہی تھی کہ ایکبار غل ہوا وہ درخت اُس آدمی نے اُکھاڑا اور خبر اُس شہر مین ہوئی کہ جہان
پیک منظور وزیر دانا ملکہ باز غمہ کا ہی اور پیک منظور نے سُنا کہ کوئی شخص یہان وارد ہوا ہی اُسنے درخت کو
اُکھاڑ ڈالا پس پیک منظور سوار ہو کر یہان آیا امیر نے پیک منظور کو دیکھا تو وہی پیک منظور ہی اور پیک منظور
بھی دیکھتے کیساتھ ہی کود کر امیر کے قدمون پر آگرا امیر نے پیک منظور کو گلے سے لگایا اور کہا کہ تم یہان کہان
پہنچے پیک منظور نے کہا ای طلسم کشا اب مین وزیر ملکہ باز غمہ کا ہون اور اُنکے کہنے سے مین وہان جاتا تھا اور اب
آپ چلیے غرض امیر کو سوار کر کے پیک منظور لے چلا اور تمام سوار اور چوبدار اور پیادے امیر کے ہمراہ ہین اور
بڑے اہتمام سے سواری امیر کی چلی اور شہر مین داخل ہوے دیکھا امیر نے کہ وہ حلوائی دُکان پر بیٹھا ہی اور اُس حلوائی
نے امیر کو دیکھا ایک تھالی مین مٹھائی بہت تحفہ لگا کے آگے آکے کھڑا ہوا امیر نے دیکھ کے فرمایا اس حلوائی سے
مٹھائی لے لو لوگون نے اُس سے مٹھائی لے لی اور امیر نے پیک منظور سے ہزار طومان دلوائے آگے بڑھے دیکھا کہ
وہ نانبائی بھی بہت تحفہ کھانا لیے کھڑا ہی امیر نے کہا اس سے بھی لے لو اور پیک منظور سے کہ ہزار طومان
دے دو اور آگے بڑھے دیکھا کہ وہی سوداگر جسکے غلام کو طمانچہ مارا تھا ہاتھ پر ایک کشتی جواہر کی لیے ہوے
کھڑا ہی لوگ اسے ہٹانے لگے امیر نے منع کیا کہا اسکو بھی کچھ نہ کہو اور آکر پاس اُس سوداگر کے کھڑے ہوے اُس
سوداگر نے امیر کو دیکھا سر اپنا نیچا کر لیا امیر نے دیکھکر کہا اس سے بھی کشتی لے لو پیک منظور نے کشتی لے لی اور
امیر نے پچاس ہزار دینار دلوائے وہان سے سواری آگے چلی کہ ایکبار سامنے سے نوبت اور نشان لہراتے ہوے
معلوم ہوے اور شہر وسیع سامنے سے معلوم ہوا اور دیکھا امیر نے شہر پناہ نقرۂ خالص کا ہی اور اُسپر نظر نہین
ٹھہرتی سیماب کی حالت ہی جسوقت سواری امیر کی جلوخانہ مین جاکر پہونچی دیکھا یہان کوئی مرد کی صورت
نہین معلوم ہوتی ہی سب عورتین ہین مگر آگے سب کے قلماقنین حبشنین اور ترکنین ہین یہ سب سواری کے آگے چوب
اور چماق ہاتھون مین لیے ہین اور یہ بڑے اہتمام کرتی ہوئی چلی آتی ہین اور ایک تخت جواہر نگار آگے چلا آتا ہی اور
ایک شخص مُنھ پر نقاب ڈالے ہوے ہمراہ ہی لیکن اُس نقاب کے اندر سے چہرہ اُسکا مثل آفتاب کے معلوم
ہوتا ہی پس امیر نے اُس نقابدار کو دیکھا پوچھا پیک منظور سے کہ یہ نقابدار کون ہی پیک منظور نے عرض کیا
یہ ملکہ مہر افزا ہی اور وہ تخت برابر امیر کے آیا اور ملکہ باز غمہ نے کہا کہ صاحب اس تخت پر سوار ہو امیر نے کہا
مجھے کچھ تخت کی پروا نہین ہی باز غمہ نے کہا بس کچھ دلیل نہین اور تخت پر سوار ہو پس امیر کہنے سے ملکہ کے تخت
پر سوار ہوے اور باز غمہ نے پایہ تخت کا پکڑ لیا اور امیر کے تخت پر ہمراہ چلی اور اسی طرح سے سب لے گئے امیر کو
قلعہ مین گئے اور سواری امیر کی اُتری اور امیر دیوان عام مین بیٹھے اور پیک منظور بھی بیٹھا اور تمام پری زادیان
گانے اور بجانے کا ساز وسامان لیکر حاضر ہوئین اور ساقیان پری صورت پیکر ماہ طلعت آکر حاضر ہوئین
اور ناچ ہونے لگا اور ساقی جام وصراحی لیکر مستعد ہوے اور باز غمہ نے صراحی اپنے ہاتھ مین لے لی اور
نقاب کو اپنے مُنھ سے اُلٹ دیا اب یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ابر مین سے آفتاب نکل آیا غرض اُسنے اپنے ہاتھ سے
شراب پلانا شروع کی پہلا جام بھر کے امیر کو دیا امیر نے جام نہ پیا اُس وقت باز غمہ نے کہا ہمارے سر کی
قسم پی لو یہ سُنکر امیر نے کہا کہ جب تک تم مجھے یہ بات نہ بتلاؤ گی اُسوقت تک مین نہین پینے کا باز غمہ نے
کہا کیا پوچھتے ہو امیر نے کہا میرے ساتھ تو نے یہ کیا حرکت کی کہ اپنے مکان مین مجھے لا کے چھوڑ دیا اور آپ
غائب ہو گئی پس باز غمہ نے کہا تو اس بات کو نہین سمجھا مین تو خوب جانتی تھی کہ تو طلسم کشا ہی

لیکن اور لوگ یہان کے نہین جانتے تھے اسواسطے مین نے تجھے تنہا چھوڑ دیا کہ تو تنہا اس شہر مین آئے اور وہ درخت
اُکھاڑے اور ساری خلق عالم دیکھے کہ اس شخص نے وہ درخت اُکھاڑا ہی کہ جو دیوون سے نہ اُکھڑا تھا اور ہمارے یہان لکھا تھا
کہ جو اُس درخت کو اُکھاڑے گا وہی طلسم کشا ہوگا اور اب سب کو معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہی جب بازغہ یہ کہہ چکی اُسوقت
امیر نے جام اُسکے ہاتھ سے لے کر پی لیا اور کہا کہ تو بھی پی لیں بازغہ نے بھی جام بھر کے پیا اُسوقت دو دو یا تین
تین جام پیے اور دونون کا دماغ گرم ہوا ایکبار بازغہ امیر کے پاس آبیٹھی اسی نشہ کی حالت مین امیر سے خوش طبعی
کرنے لگی اُسوقت امیر نے کہا زیادہ چونچلے مجھے تیرے خوش نہین آتے یہ حرکت نہ کر کہ تو بیاک منظور ہی اور نہ کوئی
پری زاد ہی پس بازغہ یہ دیکھکر لپٹ گئی اور اپنا منھ امیر کے سینہ سے رگڑنے لگی اُسوقت امیر کو معلوم ہوا کہ جیسے برچھی کلیجے کے پار
ہو گئی جاتی ہی امیر نے کہا کہ ای بازغہ خدا کے واسطے ذرا مجھ سے دور ہو بیٹھو مگر وہ نہین مانتی تھی امیر کی ران پر ہاتھ رکھ دیتی ہی امیر
اسکی حرکتون سے بیقرار ہوے جاتے ہین مگر بموجب حکم مکتوب کے امیر کہتے ہین ای بازغہ تم میرے پاس سے ہٹ بیٹھو
اور یہ چمٹی جاتی ہی پس اسی طرح سے تمام رات گذری اور صبح کا وقت ہوا بازغہ امیر کے پاس سے ہٹ بیٹھی اور کہا
اُسنے ای طلسم کشا اگر تو ذرا ہاتھ لگانے کا قصد کرتا تو پھر مین تیرے ہاتھ نہ آتی اور مین جانتی تھی کہ تو طلسم کشا نہین ہی
اور اب تو جا واسطے طلسم کشائی کے مگر بازغہ کا اُسوقت عجب عالم ہی امیر اسکا یہ عالم دیکھکر اور بھی بیقرار ہوے اور اُس بیقراری
مین آپ کو مکتوب یاد آیا جب مکتوب کو کھولا تو دیکھا یہ لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم پہلے تو ہر شاہ ماہ کوہ طے کر لے تو پھر کہین
اور جانے کا ارادہ کیجیو اور اب تو پہلے بیابان سحر القلم کو جائیو امیر نے بیاک منظور سے کہا کہ مین بیابان سحر القمر کو
جاؤنگا بیاک منظور نے کہا ای شہریار آپ بیابان سحر القمر کو کیا جانین امیر نے کہا مین سب جانتا ہون بیاک منظور نے کہا
اچھا سوار ہوجیے امیر نے سواری منگائی اور سوار ہوے اُسوقت بازغہ سے امیر نے کہا لو خدا حافظ انشاء اللہ وہ طلسم توڑ کر
آئینگے اُسوقت بازغہ نے کہا بس مین نے جانا کہ تم دیکھنے کے ہو اور کچھ بھی نہین یہ سنکر امیر نے کہا تم یونہین سمجھو غرض
امیر سوار ہوے اور بیاک منظور کو ہمراہ لیکر مع تمام لشکر نوبت و نشان کے شادیانے بجاتے ہوے طرف سحر القمر کے
روانہ ہوے پس اُسوقت دیکھا بازغہ نے کہ امیر جاتے ہین اُسوقت بازغہ نے ایک مہرۂ خفا امیر کو دیا اور کہا کہ یا امیر
اُس مہرۂ خفا مین ایک وصف ہی اگر اُس مہرہ کو پہلے رخ پر پھیروگے تو تم کو کوئی نہ دیکھے گا اور تم سب کو دیکھوگے اور
اگر اُس مہرے کو دوسرے رخ پر پھیروگے تو تم کو سب دیکھینگے اور تم سب کو دیکھوگے پس امیر نے یہ تعریف مہرہ کی سنکر کہا یہ مہرہ
تو بڑے کام کا ہی اور وہ مہرہ لیکر روانہ ہوے جب اُس شہر سے سواری نکلکے باہر گئی تو امیر نے سب لشکر اور نوبت اور
نشان پھیر دیا اور بیاک منظور کو ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوے اور جب امیر بیابان کو طے کر گئے تو اُسوقت ایک
درہ کوہ معلوم ہوا امیر اُس درے کے پاس آئے جب درہ بھی طے کیا ایک دوسرا بیابان دیکھا کہ بیابان رنگا رنگ تمام
ہی پھول کھلے ہوے ہین اور نہرین جاری ہین فوارے چھوٹتے ہین اور پتھر کی روشین بنی ہوئی ہین اور نہرین صاف اور
لبا لب ہین اور بیچ بیچ مین نہرون کے روشیان ہین امیر ایک روش پر چلے جاتے تھے اور بیاک منظور سے کہتے تھے کہ یہ باغ
خدا نے اچھے وصف قدرت سے تیار کیا ہی ناگاہ بیچ مین اُس بیابان کے پہونچکے دیکھا کہ تمام پانی پھرا ہوا ہی امیر
اُس پانی کے کنارے کھڑے ہوے اور بیاک منظور نے کہا یا امیر یہ پردہ جاہ سحر القمر ہی یہ سنکر امیر نے مکتوب کو
دیکھا لیکن سارا حال دریافت ہوا اور امیر سورہ جن کو پڑھنے لگے جب سورہ کو ختم کیا ایکبار ایک خر فرنگی پیدا ہوا
جتنے جانور وہان تھے سب بھاگے اور وہ خر فرنگی امیر کے سامنے آیا اور کھڑا ہوا پس تھوڑی دیر کے بعد اُسکے
ایک سانپ منھ سے اُسکے نکلا اور امیر کو دیکھنے لگا امیر نے تیر کمان نکال کے ایک تیر مارا اور وہ تیر سانپ کے کلیجہ پر

جا کر بیٹھا اور باہر نکل گیا ساتھ ہی تیر پڑنے کے ایک غل گیر و دار کا ہوا اور تاریکی ہو گئی جب تاریکی برطرف ہوئی امیر نے
دیکھا خرخینگ کھڑا ہی کہا کہ تو جسکی قید مین تھا مین نے اُسکو مارا اب تجھے لائق ہی کہ تو میرا مطلب پورا کر پس اسوقت
خرخینگ بزبان انسانی گویا ہوا کہ ای شہریار در واقعی مین اسکی قید مین تھا تو نے رہا کیا اب جو فرمائیے مین بجا لاؤن امیر نے کہا کہ
تو مجھے سحر القمر کو لے چل پس وہ خرخینگ امیر پاس آ کر کھڑا ہوا اور کہا آپ میری پیٹھ پر سوار ہو جیے امیر سوار ہوئے
اور خرخینگ امیر کو لے چلا اور جا کر اُس کنوین کے پاس کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار اب آگے میرا مقدور نہین ہی امیر
اُس کنوین کے پاس کود کے جا کر کھڑے ہوئے دیکھا امیر نے منھ اُس کنوین کا بلور کا ہی اس سبب سے وہ کنوان چمکتا
معلوم ہوتا تھا پس یہان امیر نے اُس مکتوب کو نکالا دیکھا اُسکو تو دریافت ہوا امیر کے اُس جاہ کو جھانک کے دیکھا معلوم
ہوا کہ ایک اژدہا منھ پھیلا ئے ہوئے وحشتناک بیٹھا ہی جسکے دیکھنے سے رستم کا بھی زہرہ آب ہو جائے امیر
کو ایک ہیبت آ گئی پس ایکبار وہ اژدہا اوپر آیا اور فلانیہ آنکھین منھ سے چھوڑا اُسوقت ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای طلسم کشا کیون کام
ہاتھ سے کھوتے ہو کس لیے دیر کرتے ہو جسوقت یہ آواز امیر نے سُنی پھر کے دیکھا تو ظفران جنی کھڑا ہوا ہی اور کہتا ہی ای
طلسم کشا دیر نہ کرو جلد اپنا کام کرو اُسوقت امیر نے آنکھین بند کر لین اور جہنم سے اُس اژدہے کے منھ مین کود پڑے
جب پاؤن زمین پر امیر کا پڑا اُسوقت آنکھین امیر نے کھولین دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی اور بیچ مین اُسکے ایک
غار ہی اور اُسمین ایک چرخی لگی ہوئی ہی اور ایک مہتاب ہی کہ نظر اُسپر نہین ٹھہرتی اور ایک طرف سیاہ دیو بدصورت
مہیب اور ایک طرف سفید دیو کھڑے ہوئے ہین لیکن سیاہ دیو تو روتے ہین اور سفید دیو ہنستے ہین اُسوقت امیر نے
مہرۂ خفا کو نکال کر منھ پر پھیر لیا کہ سب کی نظرون سے پوشیدہ ہو گئے امیر نے اپنے کانون سے سنا کہ سیاہ دیو
کھڑے کہتے ہین ارے میان اب دیر کیا ہی مار ڈالو انکو پس جو دیو کھڑے ہوئے تھے ایکبار سب حربے لے لیکے سفید دیوون
کے مارنے کو تیار ہوئے امیر نے مکتوب کو دیکھا دریافت ہوا کہ فلان اسم جو لکھا ہی اُسے پڑھو امیر موجب حکم مکتوب
کے وہ اسم پڑھتے ہوئے دیوون کے پاس آئے اور وہان سے وہ اسم پڑھتے ہوئے اور قدم گنتے ہوئے چلے اور جا کر
درخت کے پاس پہونچے اور یہ درخت وہ ہی جو درخت مکتوب نے بتایا ہی اور یہ درخت خرمے کا ہی پس جسوقت
امیر برابر درخت خرمے کے پہونچے دیکھا کہ ایک جانور زرد نہایت خوش رنگ اُس درخت پر بیٹھا ہی جب امیر نے یہ
دیکھا تو تیر نکالا اور اُس جانور کو تاک کے مارا اور وہ تیر اُس طائر جادو کے پیٹ مین لگا اور پار نکل گیا طائر جادو لوٹ
پوٹ ہو گیا اور تاریکی ہو گئی اور غل ہوا بعد دو گھڑی کے تاریکی اور غل اور شور موقوف ہوا اُسوقت امیر نے
بقوت تمام جڑ سے اُس درخت خرما کو اکھاڑ لیا اور زمین پہ مارا جس سے جلتی شاخین چھوٹی بڑی ٹہنیان جھڑ کے گر پڑین
ٹُنڈ رہ گیا امیر درخت کو گھسیٹتے ہوئے چلے اور اُس غار کے پاس لیکے آئے اور اُسمین ڈال دیا اور کنوئین مین
جو مہتاب تھا ایکبار اُس چرخ مین سے نکل کر وہ مہتاب آسمان پر گیا اور سیاہ دیو اور بھی زیادہ رونے لگے
پس امیر نے اُسوقت اُس مہرۂ خفا کو منھ پر پھیرا اُسکے پھیرتے ہی سب دیوون نے امیر کو دیکھا اور سب پکارے
کہ طلسم کشا آیا ہی اور امیر نے سفید دیوؤن کو تسلی دی یہ دیو تو خوش ہوئے اور دیو سیاہ مارے ہیبت کے
کانپتے تھے اتنے مین اُس غار سے ایک ساحر بڑے قد و قامت کا نکلا کہ سر پر اُسکے دو سینگ تھے
اُسنے سیاہ دیوون سے کہا کہ اب تم ہراسان نہو مین طلسم کشا کے مارنے کو آیا ہون یہ سُنکر سیاہ دیو خوش
ہوئے اور سب حربے لیکے سفید دیوون پر آ گرے اور ہتھیار چلنے لگا اب جو امیر نے دیکھا تو ایک
بارش خون کی ہو رہی ہی یہ دیکھکے امیر نے چاہا کہ دیو سیاہ کو عقرب سلیمانی گھسیٹ کر مارین پھر اُسوقت

پھر دل مین سوچ کر امیر نے اُس مکتوب کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اسے تلوار نہ مارنا بلکہ اسکے دونون سینگون کے بیچ مین وہی ڈنڈ
درخت کا مارنا پس امیر نے لپٹ کر وہی ڈنڈ درخت کا اُٹھا کر اُس ساحر پر مارا اور نام اُس ساحر کا سمکال آہن شاخ
تھا پس جونہین وہ ڈنڈ اُسکے مارا وہ اسکے دونون سینگون مین اٹک گیا اور اُسکے سینگونمین آگ لگ گئی اور وہ درخت خرما جل اُٹھا
اور سمکال آہن شاخ جادو پکارا ارے مجھے بچاؤ پھٹنگ وہ دیو سیاہ دوڑے مگر سمکال آہن شاخ جادو چلکر کھارہا ہی اور
جو کوئی اس آگ کے بجھانے کو آتا ہی وہ آگ چھوتے ہی اُسکے بدن مین لگ جاتی ہی پس اسی طرح سے سب جل جلکے رہ گئے
لیکن سمکال جادو کا سر نہین جلا اور تمام بدن جل کر خاک ہو گیا ہی تتنے مین ایک شور غل برپا ہوا اور تاریکی ہو گئی اور آواز
آتی ہی لینا پکڑنا جانے نہ پائے چار گھڑی تک شور غل رہا بعد چار گھڑی کے روشنی ہوئی اور اُن سب دیوؤن نے چاہا
کہ امیر کو مارلین اور حربے لیکر دوڑے اور ایک طرف سے وہ ماہی جبینی سرخ اپنی تمام فوج سے دیوؤن پر آپڑا ایک
طرف سے فوج دیوان اپری ور آن دیوون کو مار لیا امیر نے دیکھا کہ پرے کے پرے دیو دن کے کٹتے چلے جاتے ہین اور
کے غول کے غول چلے آتے ہین پیچھے میاک منظور ربتی ایک پری پیکر گھوڑے پر سوار تخت پر ملکہ باز غم
شہر پر نقاب ڈالے ہوئے چلی آتی ہی اور آگے اُسکے شہنا نوازی ہوتی چلی آتی ہی اب جو امیر نے ملکہ باز غم
مہر افزا کو دیکھا تو اور ہی دبدبہ ہی اور بڑے ایک کر وفر سے ہی کہ جسکا بیان نہین غرض ملکہ باز غم امیر کے پاس
آئی اور امیر سے کہا آئیے تخت پر سوار ہو جیے امیر تخت پر ملکہ باز غم کے پاس جاکر بیٹھے اور باز غم نے کہا کہا سے
طلسم کشا مبارک ہو اور میاک منظور نے آگے نذر دی اور کہا ای شہریار تم کو فتح طلسم مہتاب مبارک ہو
امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور میاک منظور سے کہا کہ ای میاک منظور مین یہ پوچھتا ہون کہ مہتاب آسمان پر
کہان گیا میاک منظور نے عرض کیا کہ ای شہریار جس طرح سے قیامت کے نشان اور آثار ہین اُسی طرح سے
یہان کا سنب حال ہی مہتاب اور آفتاب یہ دونون اب غائب ہو گئے یہ قیامت طلسم ہی اب ملکہ باز غم بھی
ایک بڑی تمکنت سے امیر کے پاس سے آکر الگ بیٹھی ہوئی ہی اسواسطے کہ وہان یہ لکھا ہوا تھا کہ بعد فتح طلسم کے
تمام نیلی حصار اور ملکہ باز غم مہر افزا کا مالک طلسم کشا ہی پس اب باز غم امیر کو مالک اپنا اور مالک تمام
شہر نیلی حصار کا سمجھکر چپکی بیٹھی ہی تھوڑی دیر کے بعد میاک منظور نے سواری امیر اور ملکہ کی لاکر حاضر کی اب امیر
اور ملکہ باز غم مہر افزا سوار ہوئے اور سواری امیر کی بڑی شان و شوکت سے میاک منظور لیکر چلا آگے آگے
سواری کے نوبت بجتی ہوئی اور نشان نکلے ہوئے امیر و ملکہ باز غم مہر افزا شہر نیلی حصار کی طرف روانہ
ہوئے جس وقت پہونچے تمام شہر نیلی حصار مین داخل ہوئے دیکھا امیر نے کہ ایک ایک پری نژاد خوش و
خرم اور ہر ایک نشۂ محبت مین سرمست ہی پس امیر ایوان بادشاہی مین داخل ہوئے اور آکر تخت سلطنت
پر متمکن ہوئے اور اب پھر وہی سامان موجود ہوا تمام ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز مع صراحیان
جواہر نگار و پیالے مرصع کار حاضر ہو کر جام گردش مین لائے اور امیر نے باز غم سے کہا ای باز غم آج یہ کیسا ہی
کہ تم دور دور مجھ سے پھٹکی پھٹکی بیٹھی ہو پہلے تو تم کو ایسا اصرار تھا اب ایسا انکار ہی باز غم نے کہا اب کیسا ہی تم
ہمارے ہو اور ہم تمھارے ہین امیر نے کہا کیا مین نیلی حصار کو فتح کر کے آیا ہون اس سبب سے تم نا راض
ہو مین تمھارا اور نیلی حصار کا مالک ہون اور امیر نے اُٹھ کے ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھانے کا قصد کیا
باز غم نے نام نیلی حصار کا سنکے کہا واقعی آپ سچ کہتے ہین آپ مالک اور حاکم ہین اور ہم سب کنیزین آپ
کی ہین لیکن یہ نہین ہونے کا کہ آپ مجھپر دست انداز ہون یہ سنکر پیتا ہی خبردار مجکو ہاتھ نہ لگائیے کا غرض اسی

گفتگو مین شام ہوگئی اور جتنے لوگ حاضر تھے یہ سب رخصت ہوگئے اور اب امیر اور بازغہ دونون تنہا رہ گئے
تب امیر نے چاہا کہ بازغہ سے لپٹ کر مدعائے دلی حاصل کرین مگر بازغہ نے نہ مانا غرض اسی حیث و بحث اور
بیقراری مین صبح ہوگئی اسوقت امیر نماز پڑھ کے سو رہے رات کے جاگے ہوئے تھے سارا دن سوئے قریب شام
اُٹھے جب پھر رات آگئی اُسوقت امیر نے بازغہ سے وہی اختلاط شروع کیے بازغہ نے امیر کو روکا اور اب
امیر کی عجیب حالت ہی کہ نعوذ باللہ بس اسی طرح وہ بھی رات گذری جب تیسرا دن ہوا اُسوقت بازغہ نے پیک منظور
سے کہا کہ طلسم کشا ہر شب مجھے ستاتا ہی یہ مجکو منظور نہین ہی یہ ہر روز کا ستانا مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا اب
رات کو مین نہین آنے کی یہ سُنکر پیک منظور نے کہا جو مرضی آپکی اور جو حکم پس بازغہ اپنے محل خاص مین جاکر سو رہی
اور آرام کیا جسوقت رات ہوئی اُسوقت سب موجود ہوئے لیکن بازغہ نہین آئی امیر نے پیک منظور سے پوچھا
کہ آج بازغہ کہان ہی پیک منظور نے عرض کیا کہ ای شہریار مجھے نہین معلوم کہ کہان ہی حضور کو اُسکا حال معلوم ہوگا
بس امیر یہ سُنکر چپ ہو رہے جب سب چلے گئے اُسوقت امیر اُٹھے اور جی مین کہا کہ ای امیر تنہا ان بلکہ بازغہ مہر افزا ہی
وہان چلنا چاہیے یہ اپنے دل مین کہکے کمند ہاتھ مین اُٹھالی اور بالاے بام کمند کو پھینک کر چڑھے اور جب اوپر آئے
تو یہ کوٹھا دیکھ اور وہ کوٹھا دیکھ کہین بازغہ کو نہ پایا امیر دیکھتے چلے جاتے تھے کہ ایکبار سامنے امیر کو ایک مکان
معلوم ہوا کہ اُس تمام مکان مین روشنی ہی اور وہ مکان خوب سجا ہوا ہی اور ایک سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی
اور آگے اُسکے ایک نگیرہ کھڑا ہی کہ ستون اُسمین الماس کے لگے ہوے ہین اور جھالر زرنگار رنگ قلیش
کی ٹکی ہوئی ہی اور ہر دو ہر وار یہ آویزان ہی لیکن نگیرہ تمامی کا ہی اور فرش تمامی کا تمام نگیرہ مین بچھا
ہوا ہی اور پلنگ بھی بہت تکلف کا کہ چوڑی پایون کی الماس کی ایسی خوبصورت اور سبک ترشی
ہوئی ہی کہ اُسکو دیکھ کر الماس بھی زہر کھانے اور امیر ایک ماہ تابان یا مہر درخشان حالت خواب مین
جلوہ افروز ہی لیکن وہ مستانہ اس انداز سے محو خواب تھا کہ جسکو دیکھ کر دل امیر کا بے چین ہوگیا صبر و ضبط
جاتا رہا اور امیر نے جاکر اُسکے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھا اُسنے دوسری کروٹ لی امیر بیتاب ہو کے اُسکے پاس لیٹ
گئے اور اُسے اپنی طرف کو کھینچا بازغہ نے آنکھین کھولین دیکھا کہ ایک شخص میرے برابر مجھ سے لپٹا ہوا ہی
[illegible] امیر بھی اُٹھ بیٹھے اور بازغہ مہر افزا امیر سے کہنے لگی کہ ای طلسم کشا واسطے اپنے دین و مذہب
کے تو مجھے اب چھوڑ دے اور ای طلسم کشا ہمارے یہان یہ رسم ہی جب بادشاہزادی سے پہلے شادی کا طور
ہو لیتا ہی اُسوقت پھر کسی اور سے شادی کا طور ہوتا ہی امیر نے کہا کچھ ہو مین آج نہین چھوڑونگا یہ سُنکر
بازغہ نے کہا دیکھ خبردار اگر تو نے میرے ساتھ ایک ذرا کچھ اور ارادہ کیا تو تو بھی جل جائیگا اور مین بھی
جل جاؤنگی ہر چند بازغہ امیر کو سمجھاتی ہی مگر امیر بازغہ کو نہین چھوڑتے اور بازغہ بیٹھی ہوئی ہی کہ ایکبار
ذرا جو بازغہ نے امیر کو غافل پایا فوراً مانند برق کے چمک کے نکل گئی اور یہ جا وہ جا امیر اُسکے پیچھے دوڑے
اور بازغہ پکاری [illegible] کہان ہو جلدی آؤ اس آواز کے ساتھ ہی ایک طرف سے پری زادیان
صف بصف تخت لیے کر آئین اور بازغہ جھپٹ کے اُس تخت پر سوار ہوئی اور پری زادین اُس تخت
کو لے اُڑین امیر پکارے او بازغہ خدا کے واسطے کہان جاتی ہی امیر تو یہ کہتے رہے مگر وہ کب سنتی اُڑی ہوئی
چلی گئی پھر تو اور ہی عالم امیر کا ہوگیا اور اب ہر ایک در و دیوار سے پری زادین اس طرح اُڑی جاتی
ہین جس طرح گنج مین سے ہوائی آتشبازی کی نکل کے آسمان کو جاتی ہی ایک طرفۃ العین

مین سب پری زادین چلی گئین اور اب سب مکان خالی ہو گیا اب کہین کسی مکان مین ہوا سے عمر زنا ت نہین ہی امیر کو ایک
حالت وحشت کی زیادہ ہوئی اور امیر اب دیوانہ وار مجنون مثال اس قصر سے نکلے اسلئے دیکھا [illegible] بازار مین آئے
جب بازار مین آئے دیکھا کہ سب دکانین خالی پڑی ہین اور بازار مین بھی کوئی نہین ہی بس اسی طرح سے دیکھتے ہوے
امیر شہر کے باہر آئے کہ شاید کوئی شہر کے باہر ہو باہر شہر کے بھی کچھ نہ دیکھا اور اب جو پیچھے پھر کے دیکھتے ہین تو وہ شہر
نیلی حصار بھی نہین ہی امیر حیران و ششدر رہوے اُسوقت آپ کو وہ مکتوب یاد آیا امیر نے وہ مکتوب نکالا اور کھول کر
اُسکو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا ای طلسم کشا جس طرح سے ہو سکے تو اپنے تئین اُس حصار مین ملکہ شعشعہ جہان افروز کے پاس پہونچا
امیر نے کہا عجب طرح کا کاغذ ظفران جنی نے دیا ہی کہ اُسمین کچھ پتا بھی نہین لکھا ہوا ہی کہ کس طرف جاؤن پھر دل مین کہا اب
جدھر خدا پہونچا دے توکل پر چلو یہ سوچ کے وہان سے آگے چلے رستہ مین بھی کوئی نظر نہ آیا امیر اُسوقت ایک سکتے کی حالت
مین ہو کر آگے بڑھے جاتے جاتے ایک مقام پر ایک گنبد طلائی جڑاؤ سامنے سے نمایان ہوا کہ ایسا گنبد کبھی گردون گردان
نے بھی آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا اور اُس مقام پر لوگ بہت نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے میلا ہی امیر نے وہان قریب سے جاکر
دیکھا کہ گنبد طلائی جڑاؤ ہی اور اُسکی چار دیواری شبکہ دار ہی اور دروازے پر ایک پتلی کھڑی ہوئی ہی اور اُس جگہ تمام
شاہ اور شہریار جامے شاہی بر سر و چار قبہ بادشاہی در بر مالے مروارید کے گلے مین پہنے ہوے موجود ہین امیر
ہر طرف کی سیر کرتے ہوے اُس دروازے پر آئے دیکھا کہ ایک پیر مرد عمامہ سر پر لپیٹ کر بولن کے باندھے ہوے اور ایک
قبا گلے مین پہنے بیٹھا ہی اور ایک عصاے مرصع اُسکے آگے دھرا ہوا ہی اتنے مین دیکھا امیر نے کہ ایک شخص اُس مرد
ضعیف کے پاؤن پر گرا اُس مرد پیر نے کہا کیا کہتا ہی اُسنے کہا اگر مجکو حکم ہو تو مین اُس گنبد کے اندر جاؤن اُس بڈھے
نے کہا اگر تو جا سکے تو جا یہ شخص خوشی خوشی وہان سے اُٹھا اور گنبد کے دروازے کے اندر قدم رکھا کہ یکبار اُس شخص کو اُس پتلی
نے اس زور سے ایک طمانچہ مارا کہ یہ غش کھا کر گرا اور اُسکے خویش و اقربا سب دوڑے اور اُن سب نے اُسکو اُٹھایا
اور یہ بیہوش پڑا ہی امیر بھی اُس دروازے کے پاس آئے اور دیکھا امیر نے کہ ایک تصویر کسی عورت کی ہی جب غور سے دیکھا
تو یہ تصویر ملکہ سرو سیم ناز کی ہی یہ دیکھکر امیر کو ایک نہایت تعجب ہوا اور امیر نے لوگون سے پوچھا کہ اسکے اندر کیا ہی سبکے
سب نے کہا اُس طرف کو جاؤ اور دیکھو سب معلوم ہو جاے گا بس امیر اس گنبد کے پیچھے آئے دیکھا امیر نے کہ اُسکے
دیوار کے شبکے ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے ہیرے چمکتے ہین امیر نے اُن شبکون مین سے دیکھا کہ سامنے ایک تخت
یاقوت نگار بچھا ہوا ہی اور اُسپر ایک پری زاد بیٹھی ہوئی ہی اور جوڑا اُسکے بدن مین سرخ ہی گویا خونخوار بیٹھی ہوئی ہی
اور ایک تاج یاقوت کا اُسکے سر پر کہین کنگرون کا رکھا ہوا ہی اور اُسکے حسن کا یہ عالم ہی کہ جیسے آفتاب کی صورت
ہوتی ہی کیا مقدور کسی کا جو آنکھ بھر کے اُسکو دیکھ سکے امیر نے جو اسے دیکھا ساتھ ہی دیکھنے کے امیر کی عجب حالت
ہو گئی بے اختیار جی مین آیا کہ تصویر کو زور سے چل کے دیکھو یہ سوچ کر دروازے کی طرف آئے دیکھا کہ ایک کرسی پر وہ
مرد پیر بیٹھا ہوا ہی اور دوسری کرسی خالی رکھی ہی پس امیر اس مرد پیر سے سلام علیک کرکے اُس خالی کرسی پر بیٹھ گئے
مرد پیر نے جواب سلام کا دیا اب امیر نے اُس ضعیف سے کہا تم مجھے پہچانتے ہو پیر نے کہا مین کیا جانون کہ تم کون ہو امیر
نے کہا مین طلسم کشا ہون اُسنے کہا ہوگے امیر نے کہا مین نے تو ہر طلسم مین تمام سیر کی ہی پیر نے کہا کی ہوگی پھر امیر نے کہا
کہ مین نے ظلمانہ اور منظلم اور تیرہ بخت کو مارا ہی پیر بولا مارا ہوگا یہ مجھ سے تو کیا کہتا ہی ارے جو مطلب تیرا ہو وہ
کہہ امیر نے کہا میرا جی چاہتا ہی کہ اس گنبد کے اندر جاؤن پیر نے کہا جاؤ مین منع کرتا ہون اگر جا سکو جاؤ ابھی دیکھا ہی
کہ جو جاتا ہی اُسکا کیا حال ہوتا ہی امیر نے کہا مین نے دیکھا ہی مگر مین جاؤنگا پیر نے کہا اس گنبد کے دروازے پر

ایک تصویر ہی جب کوئی جاتا ہی تو وہ طمانچہ مارتی ہی اُسے غش آجاتا ہی امیر نے کہا پھر وہ ہوش مین بھی آتا ہی یا نہین
کہا ہان تین دن کے بعد وہ ہوش مین آتا ہی جو کوئی اس تصویر کو مار ڈالے وہ بے خطر چلا جاے امیر نے کہا مین مارونگا
پیر نے کہا اگر اتنا زور رکھتے ہو تو کیا مضایقہ ہی جاؤ امیر اُٹھکے اُس دروازے کے اوپر آئے اور اس تصویر کو دیکھا کہ مثل سرفناز
کے کھڑی ہی اسے دیکھکے امیر پھرے اور پیرمرد سے کہا کہ یہ تصویر خیالی ہی یا مثالی ہی اُسنے کہا مثالی ہی اور اسکی صورت کی
اصل بھی ہی امیر نے دل مین کہا کہ اب اسے مار بھی ڈالیے جو ہو سو ہو یہ ارادہ کرکے تصویر کی طرف گئے کہ تصویر نے امیر کو
بحسرت دیکھا امیر کو رحم آگیا دوبارہ پھر آئے اور پیرمرد سے کہا کہ اگر اسکو نہ مارے اور اندر چلا جاے تو کچھ مضایقہ تو نہین ہی
پیرمرد نے کہا اے عزیز جو اسے قتل نہ کرے گا اندر نہ جا سکیگا اور ایک بات اور ہی کہ جسوقت یہ تصویر یہان قتل کیجاے گی
اُسوقت اُسکی طرف ثانی بھی وہان مر جاے گی امیر ناچار ہوے پھر ارادہ کیا اور چلے کہ اب کی بار مار ہی ڈالونگا جب
قریب اُس تصویر کے آئے اور چاہا کہ عقرب سلیمانی ماریں کہ اُس تصویر نے پھر بنگاہ حسرت دیکھا اور بولی کہ اے طلسم کشا
مین نے تیرا کیا گناہ کیا ہی جو تو میرے قتل پر مستعد ہی اے عزیز مین نے تیرے ساتھ کچھ برائی نہین کی امیر سمجھے کہ یہ
سچ کہتی ہی اور اُسوقت امیر آب دیدہ ہوے اور پھر پھرے اور دل مین کہا کہ اے امیر ایسے معشوق کو چھوڑ کر جاتے ہو
کہ ایسی رضیہ سلطان ہی اور نہ ایسی ملکہ بارقہ مہر افزا ہی پس جسوقت یہ خیال امیر کو آیا باگ اسپ صبر کے ہاتھ
سے چھوٹ گئی اور دیوانہ وار وحشی مثال پھرے اور پھر دل مین آیا کہ حمزہ ایکبار قتل کرکے پھرنا کہ پیرمرد نے کہا
کہ اے شخص یہ تو دھیان کر کہ جسکی تصویر ایسی ہی وہ خود کیسی ہوگی یہ امر عشق سے بعید ہی اور اب تو نام عشق و
عاشق کا نہ لینا امیر کو یہ کہنا اسکا ناگوار ہوا دوڑ کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا کہ اُس تصویر کے دو ٹکڑے
ہوگئے اور آواز فریاد و فغان کی بلند ہوئی کہ ہاے سرفناز ہاے سرفناز عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور
فرامرز و مغزلی اور بہرام گرد خاقان چین سب یہان گریہ و زاری کرتے ہین اور اب یہان سرفناز کے
اُٹھانے کی تجویز ہو رہی ہی کہ ایکبار اُس گنبد راحت گاہ مین سے ایک آواز آئی کہ خبردار اسکو آج نہ اُٹھانا
اور یہ آواز سب نے سُنی اور کہا کہ آج اسے رہنے دو تمام شب سب کے سب اُس موتے کو لیے ہوے
بیٹھے رہے اور اُن سب کو حکیم اشراق نے خواب مین دکھایا کہ یہ کشتہ طلسم ہی جب تک امیر حمزہ اندر نہ آوین
اسے دفن نہ کرنا اور اسی گنبد راحت گاہ مین لٹا دینا صبح سب کے سب خواب متفق ہوے اور کہا کہ حسب الحکم
عمل مین لاؤ بعد اُسکے نعش سرفناز کو اُٹھا کر گنبد مین لے گئے اور پلنگ کے نیچے اُتار کے لٹا دیا اور سب قفل دیکے
چلے آئے اور یہان امیر اُس گنبد طلسم مین گئے دیکھا کہ چار پری زادین ہین دو ایک طرف اور دو ایک طرف جام
اور صراحیان ان چارون کے ہاتھون مین اور تصویر ملکہ مشعشعہ جہان افروز کی تخت پر بیٹھی ہوئی رکھی ہی اور وہ
پری زادین جام اُس تصویر کو دیتی ہین اور تصویر جام لیکر انڈیل دیتی ہی امیر اُس تصویر کے قریب گئے اور تصویر نے
بنظر حیرت امیر کو دیکھا اور ساقی سے کہا کہ جام مہمان کو دے اُس ساقی پری زاد نے جام شراب بھرکر ہاتھ مین
اُس تصویر کے دیا تصویر نے امیر کو دیا امیر نے وہ جام اُسکے ہاتھ سے لیکے انڈیل دیا دوبارہ پھر اُسنے دیا امیر نے
پی لیا ساتھ ہی پینے کے سرور اور نشہ ہوا اُسوقت امیر کو نہایت تعجب ہوا کہ تصویر مین یہ حرکات کہ ایکبار اُن
خواصون نے امیر سے کہا کہ اے شہریار اب تم کچھ کہانی ملکہ کے سامنے کہو دیکھو کہ یہ کیا باتین کرتی ہی کہ تم تعجب
کروگے امیر نے تمام سرگذشت اپنی از ابتدا تا انتہا کہہ سنائی مگر سرفناز کا کچھ ذکر نہ کیا اسواسطے کہ اسمین امیر
خود مائل تھے یہ گمان ہوا شاید اسے سُنکے رشک ہو اُسوقت تصویر ایک قہقہہ مارکر ہنسی اور ساتھ ہی اسکے

پلنے کے امیر کو غفلت آگئی اور غنودگی طاری ہوئی دیر کے بعد امیر کو ہوش آیا اور آنکھیں کھولیں دیکھا نہ وہ تصویر ہے نہ وہ گنبد ہے بلکہ دیکھا امیر نے کہ مین ایک صحراے لق و دق مین بیٹھا ہوا ہون اُسوقت ایسی بیقراری امیر کو ہوئی کہ حیطۂ بیان سے باہر ہے اُسی بیقراری مین امیر کو وہ مکتوب یاد آیا اور اُس کاغذ کو نکال کر دیکھا اُسمین لکھا ہے کہ اے شہریار جس طرح سے ہوسکے اپنے تئین ملکہ شعشعہ جہان افروز تک پہونچا اُسکو دیکھکر امیر چلے اور صحرا نوردی اور دشت پیمائی کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ یکبار ایک باغ نمایان ہوا تمام چار دیواری اُسکی مع دروازے کے نقرئی ہے اور اُس دروازے کے قریب ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے امیر اُس دروازے پر جاکر کھڑے ہوے اور معلوم کیا کہ یہان بھی وہی تصویر بنی ہوئی ہے امیر نے آگے بڑھکر اُس عورت سے کہا کہ اگر تم کہو تو ہم اندر اسکے جائین اس عورت نے کہا کہ تم جاسکو تو جاؤ امیر نے کہا مین جاؤنگا وہ عورت امیر کو لیکر چلی جونہین امیر اُس باغ کے دروازے پر آئے دیکھا کہ کرسی پر تصویر خورشید لقا کی رکھی ہوئی ہے جسوقت امیر نے دیکھا ایک رحم دل مین آیا اُس صورت نے امیر سے کہا اے شخص اسکو تلوار مار امیر نے کہا یہ تو خورشید لقا ہے مین اسکو نہین مارنے کا اُس عورت نے کہا جسوقت تم سب کی محبت اپنے دل سے نکال ڈالوگے اُسوقت تمہین وصل ملکہ شعشعہ جہان افروز کا نصیب ہوگا اور اس طلسم کا یہی دستور و معمول ہے کہ اگلی محبت تو کم ہوجاتی ہے اور حال کی محبت زیادہ ہوتی ہے پس جسوقت امیر نے یہ سُنا دل مین کہا اسے مار ڈالو برابر جاکے ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا دیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوگیا اور بیٹون اور رفیقون کے غل اور شور کی آواز امیر کے کان مین آئی خصوص عمرو بن حمزہ کی کہ عنقریب تھا کہ وہ اپنے تئین ہلاک کر ڈالین کہ یکبار اُس گنبد ریاضت گاہ مین سے آواز آئی کہ یہ کشتۂ طلسم ہے اسکو بھی گنبد ریاضت گاہ مین لٹا دو حسب الحکم عمل مین لائے زیادہ طول مناسب نہین ہے یہان امیر کو اسی طرح سے مکان ملے اور اسی طرح امیر نے ہر ایک مقام پر ہر ایک پری زاد کی تصویر دیکھی ایک مقام پر خورشید لقا کی تصویر کو ہاتھ مارا دوسری جگہ زہرہ لقا کی تصویر کو مارا کہین حور لقا کو مارا کسی جگہ پر ماہ لقا کو مارا جب سب کو مار چکے اور یہان گنبد ریاضت گاہ مین سے ہر ایک کے واسطے خواب مین بشارت ہوئی اور سب گنبد ریاضت گاہ سے باہر نکلے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اور اب امیر جب ان سب کو بحکم مکتوب گنبد ریاضت گاہ سے باہر نکلکے روانہ ہوے جاتے جاتے ایک باغ کے برابر پہونچے اُس باغ مین جاکر دیکھا کہ ملکہ شعشعہ بیٹھی ہے اور ایک جوڑا زمرد نگار پہنے ہوے ہے اور سر پر اُسکے تاج کیا ہوا رکھا ہے اور پاس اُسکے خواصین بیٹھی ہوئی ہین اور ملکہ شعشعہ نے امیر کو دیکھکر ایک خواص سے کہا اُسنے ایک جام شراب کا بھر کے امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے وہ جام لیکے پی لیا اور ساتھ ہی پینے کے ایک نشہ امیر کی آنکھون مین آیا اور امیر نشہ کی حالت مین بوس و کنار کرنے لگے ہر چند خواصین کہتی ہین کہ اے شہریار یہ تصویر ہے اصلی صورت تو نہین ہے جو تم اس سے بوس و کنار کرتے ہو بعد اسکے امیر اُسی طرح سے اپنی سرگذشت کی کہانی کہنے لگے اور جب ملکہ رقیہ سلطان کا ذکر آیا پس امیر نے بیچ مین سے اُڑا دیا پس اُسوقت اُس تصویر نے بنظر غیرت امیر کو دیکھا اور ایک قہقہہ مارکے وہ تصویر ہنسی پس جسوقت وہ تصویر ہنسی اسی طرح سے امیر کو ایک غفلت سی آگئی اب امیر خواب کیا دیکھتے ہین کہ ایک بیابان ہے اور اس بیابان مین ایک قصر عالیشان ہے اور اُس قصر کے اندر ملکہ شعشعہ جہان افروز بیٹھی ہوئی ہے اور ناچ رنگ ہو رہا ہے اور خواصین سب گرد و پیش کھڑی ہوئی ہین یہ خواب دیکھتے ہی تھے کہ یکبار امیر کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا نہ وہ باغ ہے اور نہ وہ لوگ ہین اور اب لوٹ آنا نہین آتی ہے فوراً امیر کو ایک وحشت جنون کی سی ہوئی پس امیر دیوانہ وار مجنون تمثال اشک ریزان چاک گریبان وہان سے روانہ ہوے اور جاتے جاتے امیر دیکھتے کیا ہین کہ وہی بیابان ہے

جو خواب مین دیکھا تھا اور وہی قصر عالی شان سامنے ہی امیر اپنے جی مین کہتے ہین کہ ای امیر چلکے دیکھ تو اسکو
غرض امیر دروازۂ قصر پر آگئے اور دیکھا کہ ایک پیرزن دروازے پر بیٹھی ہوئی ہی اور ایک جریب اُسکے آگے رکھی
ہوئی ہی امیر اُسکے پاس گئے اور اُس پیرزن سے کہا کہ ای پیرزن تو مجھے جانتی ہی مین کون ہون اُس پیرزن نے
کہا مین جانتی ہون کہ تو آدمزاد ہی اسوقت امیر نے کہا مین طلسم کشا ہون یہ سُنکر اُسنے کہا جو تو طلسم کشا ہو تو مجکو
کیا تم اپنا مطلب کہو کہ تم کیا کہتے ہو امیر نے کہا مین اس مکان مین جاؤنگا اور ملکہ شعشعہ کو دیکھونگا اُسنے
سُنکر کہا ہر ایک بوالہوس کا ارادہ اسے دیکھنے کا ہوتا ہی اور جو ہی وہ یہی کہتا ہی کیا کوئی اسکو دیکھنے پاتا ہی
اور اب تم آئے ہو اور کہتے ہو کہ مین طلسم کشا ہون ایک تو خاک چھانتے ہوے تو آپ آتے ہین کہ سواری بھی
آپکو میسر نہین ہی اور سنو میان آدمی کو لائق ہی کہ وہ بات کہے کہ جو انسان کے خیال مین آئے اور وہ بات
نہ کہے کہ جو وہم و خیال مین نہ آئے اور سنو میان اُسکے دروازے پر ایک تصویر پتلی کی ہی اگر تمھارے پاس تیغہ عقرب
سلیمانی ہی تو تم جاؤ اُس تصویر کو مارکے اندر چلے جاؤگے اور نہین تو کوئی طور اندر جانے کا نہین ہی یہ سُنکر امیر نے
کہا ہان میرے پاس عقرب سلیمانی بھی ہی اُس پیرزن نے کہا تو تم میرے ساتھ چلو اور اپنے ساتھ امیر کو لیکے اُس
مکان کے اندر گئی امیر نے دیکھا کہ ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہی ہر طرف طرح طرح کے درخت لگے ہوے ہین
عجیب عجیب طرح کے پھول کھلے ہوے ہین روشین آراستہ ہین چمن پیراستہ ہین ہر ایک طرف نہرین جاری ہین جانوران
خوش الحان زمزمہ پیرائی کر رہے ہین اگر اُس باغ کی تعریف و توصیف لکھی جاے تو فقط وہان کی کیفیت کے بیان مین
دفتر کے دفتر لکھ جائین اور ایک چمن کے حالات بھی تمامی پر نہ آئین خلاصہ یہ کہ ہر چمن سے اُسکے گلشن شداد شرماتا تھا
پردہ دنیا پر باغ بہشت نظر آتا تھا اندر سے اس باغ کے گانے بجانے کی آواز امیر کے کان مین آئی امیر اُسکے
دروازے پر آبیٹھے اور اُس پیرزن نے امیر سے کہا کہ چلو صاحب پس امیر روانہ ہوے جونہین امیر نے دروازے
کے اندر قدم رکھا دیکھا امیر نے کہ ملکہ رضیہ سلطان کرسی پر بیٹھی ہی دیکھتے ہی امیر کے تمام بدن مین لرزہ پڑ گیا
تھر تھرانے لگے اور ملکہ شعشعہ کی ایک خواص ہی کہ نام اُسکا طلعت افزا ہی وہ سامنے سے آئی اور اُس خواص نے
امیر کو دیکھکر کہا مارے دیکھتا کیا ہی امیر نے یہ سُنکر اُس سے کہا ارے یہ ملکہ رضیہ سلطان ہی مین کیونکر اسے
ماردن اور مجھ سے ہرگز یہ نہین ہونے کا اُس خواص نے کہا کہ جو تجھ سے یہ نہوگا تو وہان ملکہ شعشعہ تک کیونکر پہونچ سکیگا
اور یہان کا یہ خواص ہی کہ پہلے کی محبت بھول جاتی ہی اور مادام الحیات اُسکی یاد نہین آتی ہی اسی واسطے یہ تصویرین
بنائی ہین یہان امیر سے اور اُس خواص سے یہ باتین ہو رہی ہین اور امیر کا یہ عالم ہی کہ بیان سے باہر ہی اور یہان
ظفران زاہد وغیرہ نے جو سُنا کہ امیر اب نہایت بیداد کرتے پھرتے ہین اور اب باری رضیہ سلطان کی ہی
پس سب متقدس یہ خیال اپنے دل مین کرکے اُٹھے اور چلے اور مہر نوش ممتاز کے پاس آئے اس مہر نوش ممتاز
سے اور قوم جنات سے بہت اخلاص اور پیار اور دوستی ہی کسواسطے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر نے ایسے ہی
چار شخصون کو علم اپنا بتایا ہی اور یہ چارون ستون طلسم کے اُنکو مقرر کیا تھا اسواسطے اُنکو سب مانتے ہین اور ایک
بہن ہی کہ نام اُسکا جم زرین تاج ہی جس وقت اُسکے گھر مین اُسکی بیٹی پیدا ہوئی تھی تو اُسوقت اُسکے
گھر مین مہر نوش ممتاز موجود تھا اُسنے اس لڑکی کو اُس جن سے اپنی فرزندی مین لے لیا تھا اور مہر نوش ممتاز
نے نام اُسکا شعشعہ جہان افروز رکھا تھا اور اُسکو پرورش کیا تھا تو اب ملکہ شعشعہ جہان افروز
بیٹی جم زرین تاج کی نہین کہلاتی ہی بلکہ مہر نوش ممتاز کی کہلاتی ہی اور جب اسے مہر نوش نے پالا

اور یہ سن تمیز کو پہونچی اُسوقت مہر نوش ممتاز نے اسکو باطن طلسم کشا کا بادشاہ کیا اور اُس سے کہا کہ بیٹا تم طلسم کشا کی قسمت کی ہوا اور مہر نوش ممتاز نے ایک آئینہ اُسکو بنا دیا تھا کہ اس آئینہ مین کل طلسم کشا کی تمکو معلوم ہوا کرے گی جسوقت تمہارا جی چاہے اُسوقت تم اس آئینہ مین طلسم کشا کو دیکھ لیا کرنا چنانچہ گاہے گاہے یہ اس آئینہ مین دیکھا کرتی تھی غرض جب سے طلسم کشا آیا ہی اور ملکہ شعشعہ جہان افروز نے عشق امیر اور ملکہ رضیہ سلطان کا اُس آئینہ مین دیکھا ہی جب سے اُسے ایک رشک پیدا ہوا ہی اور یہ چاہتی ہی کہ طلسم کشا سوا میرے کسی کو نہ چاہے پس اُسنے مہر نوش ممتاز سے کہا طلسم کشا کو رضیہ سلطان کا عشق بہت معلوم ہوتا ہی اور مین چاہتی ہون کہ طلسم کشا سوا میرے کسی کو نہ چاہے پس مہر نوش ممتاز نے ایک طلسم بنا کر تیار کیا ہی اسکی خاطر سے جا بجا تصویرین بنائی ہین کہ جسوقت امیر ان تصویرون کو مار ڈالیگا اُسوقت سب کی محبت امیر کے دل سے جاتی رہیگی علی ہذا القیاس اسی واسطے ملکہ رضیہ سلطان کی تصویر نہایت تکلف کی بنائی ہی کہ پوشاک بھی بہت اعلے پہنائی ہی کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی ہی خواصین دست بستہ روبرو اُسکے کھڑی ہوئی ہین

اب دو کلمے داستان دریافت کرنا طغرائش اہرا اور ظفران جنی کا مہر نوش ممتاز سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب یہ مہر نوش ممتاز کے پاس آئے اُن سب نے برہم ہو کے کہا کہ اے صاحب زہے اپنے عزیز کی خاطر اور طرفداری سب کو واجب ہی مگر تم نے یہ کیا کیا کہ جا بجا تصویرین بنائی ہین جو ہمسے علاقہ رکھتی ہین تصویرین انکی بھی بنائین اور جو نہین علاقہ رکھتی ہین انکی بھی اور بھلا خورشید لقا اور زہرہ لقا مہر لقا ان سب نے تمہارا کیا کیا جو تم نے انکی تصویرین بنائین اور ملکہ رضیہ سلطان شعلہ رو کی بھی تصویر بنائی ہی جو بادشاہ ظاہر طلسم ہی اور اُسکے علاوہ وہ اولاد مین حکیم اشراق روشن ضمیر کے ہی اُسکا آپنے یہ مرتبہ کیا ہی آپ کو ملکہ شعشعہ کی خاطر منظور ہوئی اور اولاد حکیم صاحب کی خاطر نہوئی اور ایسی حرکت کوئی کرتا ہی جو آپنے یہ حرکت کی پس یہ سب مہر نوش ممتاز نے سُنا اور بہت شرمندہ ہوا اور مہر نوش ممتاز نے ان سب کے آگے ہاتھ باندھے اور کہا واقعی مجھسے یہ قصور ہوا ہی مگر مجھسے یہ بات سہو سے ہو گئی نہ یہ کہ عمداً اب آپ سب صاحب میرے قصور کو معاف کیجیے یہان تو ان سب غدارون مین یہ گفتگو ہو رہی ہی اور وہان جو خواص ملکہ شعشعہ جہان افروز کی ہی کہ نام اُسکا طلعت افزا ہی وہ امیر سے کہتی ہی کہ اے صاحب ہمارے ہی نقش تعویذ دیکھیے ملکہ رضیہ سلطان نہی ہی جلدی ایک تلوار مارو کہ پانون اُسکے کٹ جائین جسوقت اُسنے امیر سے یہ کہا کہ ایکبار ایک طمانچہ غیب سے اُسکے ایسا لگا کہ جیسے قضا کا طمانچہ لگتا ہی اور ایک آواز غیب آئی کہ وہ تمام مکان کانپ اٹھا اور ایک اور آواز اس طرح آئی کہ جیسے حکیم اشراق کی آواز ہی وہ کہتے ہین کہ اے طلسم کشا تم کو یہ نہین چاہیے کہ تم رضیہ کو اس طرح فراموش کرو اور امیر کو سمجھتے تھے اور وہان مہر نوش ممتاز نے جا کر ملکہ شعشعہ جہان افروز سے کہا کہ تصویر ملکہ رضیہ سلطان کی رکھنا مناسب نہین ہی کسو واسطے کہ وہ اولاد مین حکیم اشراق کی ہی اسکا ادب واجب ہی اُسکو بندگی حضور کرنا چاہیے پس جسوقت ملکہ شعشعہ نے یہ سُنا اسوقت اُسنے کہا کہ بہتر بارے تم نے میرا کہنا کیا اُسکی کبھی تصویر نہ رکھی جاوے غرض ملکہ رضیہ سلطان اور یار غمر اور خورشید لقا اور زہرہ لقا اور حور لقا اور ماہ لقا کی تصویرین موقوف کی گئین ایک مرتبہ ایسی تاریکی ہو گئی کہ پناہ خدا کی ہاتھ کو ہاتھ نہین معلوم ہوتا تھا جسوقت وہ اندھیرا موقوف ہوا تو امیر نے دیکھا کہ اب نہ رضیہ سلطان ہی نہ وہ طلعت افزا خواص ہی نہ وہ گانے بجانے کی صدا ہی تمام مکان خالی پڑا ہی اور کوئی نہین ہی امیر نے انہین درختون مین سے میوہ توڑ کر کھایا اور پانی پیا اور شب کو وہان آرام کیا جسوقت ستارہ صبح کا چمکا اُسوقت امیر اُٹھے اور نماز صبح اور اوراد و وظائف سے فراغت

پائی اور آپ اُٹھکر اُس قصر عالی شان سے نیچے اُترے اور باغ میں آگئے اور آپ نے اُس کاغذ کو دیکھا اُسمیں لکھا تھا کہ اے
طلسم کشا اُس باغ کے سامنے کوہ سواد کی راہ لگی ہوئی ہے پس اُس کوہ کی طرف واسطے طلسم کشائی کے جا پس امیر
اُسوقت بحکم کاغذ کے اُس کوہ سواد کی طرف چلے ابھی چند قدم گئے تھے کہ امیر کو دور سے ایک بیابان خوش گوار پُر فزا
دکھائی دیا اور بیچ میں ایک کوہ ہے اور یہ کوہ سر بفلک کشیدہ ہے اور پھولوں سے تمام دامن کوہ بھرا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ جیسے ایک پہاڑ پھولوں کا ہے اور گرد و اطراف میں اُس پہاڑ کے ستر بہتر نہریں پانی کی جاری ہیں جنکے دیکھنے سے دل کو
ایک تازگی اور سرور ہوتا ہے اور تمام بیابان پھولوں سے بھرا ہوا ہے امیر اُسکی سیر دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایکبار
جو امیر نے دیکھا تو ایک طرف کو قطار ہرنوں کی چلی آتی ہے اور ایک ہرن سیاہ سب کے آگے ہے اور ایک طرف
کو غول کے غول چکاروں کے معلوم ہوتے ہیں اور ایک طرف اُن نہروں میں قاز اور قرقرے کلنگ و سارس پرے کے پرے ہیں
اب امیر نے بے تکلف ترت کمان ہاتھ میں لی کمان اور ترکش میں سے تیر لے کر ایک تیر تاک کر اُس ہرن کے مارا قدرت
خدا وہ تیر اُس ہرن کی پشت پر لگا اور پشت سے جگر تک توڑ کے نکل گیا پس تیر کے پڑنے کے ساتھ ہی وہ
بھاگا امیر نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا چند قدم وہ ہرن گیا ہوگا کہ گر پڑا فوراً امیر نے گھوڑے پر سے کود کر اُس ہرن کو ذبح
کیا اور اُسکو اُٹھا کر ایک درخت کے نیچے لے گئے اور چاہا کہ اُسکے کباب بھونیں اس اثنا میں نگاہ امیر کی سامنے جو گئی
تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شاہزادہ نہایت خوبصورت مثل طورہ زلفیں پاتا بسقرلاتی تن پر آراستہ اور سر آراستہ کیے
گھوڑا اُڑاتا ہوا چلا آتا ہے اور پیچھے اُسکے دو لڑکے کوتل گھوڑے اُڑائے ہوئے آتے ہیں غرض اُس شاہزادے نے آکے
امیر کو جھک کر سلام کیا امیر نے اُسکو پہچانا کہ بیک منظور ہے امیر نے کہا اے بیک منظور وزیرزادے تم کیونکر آئے ہو
بیک منظور نے کہا کیا عرض کروں بازغمہ نے میرے ساتھ کی بیک منظور نے کہا اے شہریار یہ آپ جانیں یا وہ جانیں بے
غلام کیا جانے پھر بیک منظور نے کہا اب آپ چلیے امیر نے کہا اے بیک منظور کہاں چلوں بیک منظور نے کہا اے
شہریار ملکہ بازغمہ کے پاس چلیے امیر نے کہا ملکہ بازغمہ مہرافزا کہاں ہے بیک منظور نے کہا دیکھیے وہ سامنے خیمہ معلوم
ہوتا ہے امیر نے جو دیکھا تو دور تک تمام خیمے بارگاہ کے سامنے کھڑے ہیں امیر کو نہایت اشتیاق ہوا اس اثنا میں
دوسرے بیک منظور نے عرض کیا کہ ملکہ شعشعہ نے کچھ کہلا بھیجا ہے اُسکا بھی اشتیاق امیر کو ہوا غرض دوسرا بیک منظور
اور امیر گھوڑوں پر سوار ہو کے روانہ ہوئے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ سامنے سے نوبت اور نشان نمایاں ہوئے اور
ہمراہ اُنکے قریب بارہ یا چودہ سو پری زادوں کے غرق دریائے جواہر نمودار ہوئے اور ایک پری سبز گھوڑے پہ
ملکہ بازغمہ مہرافزا نقاب ڈالے ہوئے چلی آتی ہے اُسکے قد و قامت سے امیر نے پہچانا کہ یہ بازغمہ ہے اور
وہ قریب آکے بولی کہ ملکہ شعشعہ جہان افروز نے آپ کے پاس کچھ کہلا بھیجا ہے بس امیر پہ شش و پنج ہو رہے اور بازغمہ
امیر کو لیکر چلی اور اُس خیمہ تک پہونچایا اور دروازے سے آپ الگ ہو گئی اب جو امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا تو بازغمہ
نہیں معلوم ہوتی ہے اُسوقت امیر نے بیک منظور دوم سے کہا کہ بازغمہ کہاں گئی بیک منظور نے عرض کیا آئیے
آپ چلیے امیر اُس خیمہ کے اندر گئے دیکھا کہ خیمہ یاقوت نگار ہے اور مسند بعمدہ خوبی بچھی ہوئی ہے امیر مسند پر جا کر
بیٹھے اور بیک منظور سے پوچھا کہ ملکہ شعشعہ نے کیا کہلا بھیجا ہے عرض کیا مجھے نہیں معلوم اب وہاں چلیں جہاں بازغمہ
ہے امیر نے کہا چلو غرض پردہ اُس خیمہ کا اُٹھا کر امیر کو دوسرے خیمہ میں لائے دیکھا امیر نے کہ مسند کے پاس
بازغمہ بیٹھی ہے نقاب منہ پر ہے امیر اُس مسند پر جا کر بیٹھ گئے اور شکوہ کرنے لگے بازغمہ نے کہا اس کہنے سے
فائدہ کیا ہے جب ہم پاؤں پڑتے تھے اور ناک رگڑتے تھے تم نے قبول نہ کیا اب ہم کو انکار ہے یہ سب بے فائدہ ہے

امیر خاموش ہو رہے بعد اسکے پوچھا ملکہ شعشعہ نے کیا کہلا بھیجا ہی اُسنے کہا مجھے بخوبی معلوم نہین اگر معلوم ہوتا تو بھی نہ کہتی
امیر نے کہا سچ کہتی ہی یہ سنکر بازغہ امیر کے پاس سے اُٹھی اور ایک کشتی اُٹھا لائی اُسمین نامہ بمہر خاص ملکہ شعشعہ
کا لکھا ہوا ایک تھیلی مین رکھا تھا لاکے وہ کشتی رکھدی نامہ دیکھتے ہی امیر کو عشق ملکہ شعشعہ جہان افروز کا زیادہ ہوا
اور اُس نامہ کو مثل نامہ اعمال کے کھول کر پڑھنا شروع کیا اُسمین لکھا تھا کہ ای سلطان ثانی سلیمان اول تو تم
طلسم کشا ہو اور ہم نے سُنا ہی کہ صاحبقران ہو اور آج تک تم پر کسی نے غلبہ نہین کیا ہی لیکن دو باتین سب سے
آزمائی ہین اول طلسم کشائی باطن کی وہ تو کچھ ظہور مین آئی دوسری یہ بات اور ہی کہ ایک نقابدار یاقوت پوش
اس کوہ سواد کے دامن مین رہتا ہی وہ بھی کہتا ہی کہ مین صاحبقران ہون پس اگر تم صاحبقران ہو تو تم اُسکو
پشت زمین پہونچاؤ تو البتہ ہمین یقین آئے کہ تم صاحبقران زمان ہو اور ہم اُسکے ہاتھ سے بہت ہی تنگ
ہین جس دن تم اُسکو زیر کروگے اُس دن ہمارے اور تمھارے ملاقات ہوگی اور جو کچھ تمھاری خدمت ہم سے
ہو سکے گی وہ ہم بجا لائینگے پس جسوقت امیر یہ نامہ پڑھ چکے اُسوقت امیر نے بازغہ سے پوچھا کہ وہ نقابدار
دامن کوہ مین کس مقام پر رہتا ہی بازغہ نے کہا اسی بیابان مین ایک درۂ کوہ ہی وہان رہتا ہی اور ای شہریار
کیا مقدور کسی کا کہ کوئی اُس بیشہ مین شکار کھیلے یا کوئی شکار کرے اور ہر روز وہ اس بیابان کی خبر لیتا ہی اور جو
کوئی اس کوہ بیابان مین آتا ہی تو وہ نقابدار بھی اُس سے لڑنے کو آتا ہی اور مع لشکر اسکے خیمے ڈیرے کرتا ہی
شب کو طبل جنگ بجواتا ہی اور صبح کو میدان مین نکل کر لڑتا ہی اور آزمایش کرتا ہی پس جسوقت بازغہ امیر سے
یہ باتین کر چکی اُسوقت اُسنے ناچ کو حکم کیا اور ناچ شروع ہوا اور ساقی ماہ طلعت اور مہ صورت جام و صراحی ہاتھ
مین لیکر آیا اور جام بھر کر امیر کو دیا امیر نے دو تین جام شراب کے پیے اور بازغہ سے کہا کہ لو تم بھی پیو بازغہ نے کہا امیر
موقع یہان شراب پینے کا نہین ہی غرض اسیطرح شب ہوئی اور جسوقت سب لوگ اُٹھ گئے اُسوقت امیر نے بازغہ سے
کہا کہ ای بازغہ تم اکیلی سوؤگی اور ہم اکیلے سوئین یہ سنکر بازغہ نے امیر سے کہا کہ ابھی تک وہ تمھاری باتین نہین
ہوئین امیر سے اور بازغہ سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایکبار دیکھا کہ ہزارہا تختہائے روشن سامنے سے چلے آتے ہین
یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے بیابان مین آگ لگی ہوئی ہی اور پیچھے اُسکے فانوسین انواع انواع اور طرح طرح کی
روشن ہین اور اُن فانوس کے پیچھے بیرقین اور نشان پھریرے اُسکے کھلے ہوئے اور نوبت اور نقارے بجتے ہوئے
چلے آتے ہین اور اُسکے پیچھے ایک نقابدار یاقوت پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار تاج شاہی بر سر و
چار قبہ شہنشاہی در بر و با لباس مروارید در گلو آیا اور امیر نے سامنے سے دیکھا نہایت وہ فوج اور نقابدار
پسند آیا اور اُس نقابدار نے جا کر برابر سواد کوہ کے اپنے خیمہ اور خرگاہ کو ایستادہ کیا اور خیمہ مین داخل ہوا اور
یہان امیر نے بازغہ سے کہا کہ مجھکو یہ منظور ہی کہ میرے اور نقابدار کے جلد فیصلہ ہو جائے پس لشکر مین حکم
کردو کہ طبل جنگ بجے باوجودیکہ یہ آئین امیر کا نہ تھا کہ پہلے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوائین مگر بسبب اشتیاق
ملکہ شعشعہ جہان افروز کے یہ نوبت پہونچی کہ امیر نے طبل جنگ بجوایا کہ جس مین نقابدار سے جلد فیصلہ
ہو جائے اور ملکہ شعشعہ سے جلد ملاقات ہو جب طبل جنگ کی آواز امیر کے لشکر مین بلند ہوئی اور ہرکارے
خبر لیکے بھاگے اور آئے بعد دعا و ثنا کے نقابدار سے اُنھون نے عرض کیا کہ لشکر صاحبقران مین طبل
جنگ بجا ہی اور نقابدار نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اور امیر نے جا کر آرام کیا اور بازغہ
بھی اپنے خیمہ مین آرام کرتی ہی دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ مین گذری جسوقت ستارہ صبح کا

چمکا اور آفتاب عالمتاب تاج زرین کو سر پر رکھے اور نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ میں لے کر فلک نیلگون پر سوار ہو کر
جلوہ نما ہوا اور امیر نماز صبح اور اوراد و وظائف سے فراغت کر کے اور زرہ اور جوشن سب ہتھیار جنگ کے بدن پر
آراستہ کر کے مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کر نہاک منظور کو ہمراہ لے کے چلے اور بازغہ نے تمام فوج پری زاد دیو
اور جنون کی امیر کے ساتھ کی امیر نے جو دیکھا تو بازغہ سے کہا کہ کچھ اس فوج کی احتیاج نہیں ہے یہ سنکر بازغہ نے
کہا کہ آپ کے یہ سب مطیع اور فرمانبردار ہیں امیر یہ سنکے چپکے ہو رہے اور مع لشکر اور نوبت و نشان کے لشکر نقابدار
کے سامنے جاکے صف باندھکر کھڑے ہوئے اور اس طرف سے نقابدار بھی مع اپنے لشکر اور سوار ہو کے واسطے
جدال و قتال کے چلا اور تمام سوار زرین پوش ہمراہ لیے بان اور نشان لہراتے ہوئے پرچم نشانوں کے چمکتے ہوئے
اور بیرقیں بادکے کی کھلی ہوئی اور نوبت اور نقارہ بجتا ہوا سامنے امیر کے پرا باندھ کے کھڑا ہوا تو امیر نے
بغور اس نقابدار کو دیکھا کہ ایک چمک اسکی نقاب کے اندر سے نکلتی ہے کہ نگاہ نہیں کام کرتی ہے اور دست و
پا اس نقابدار کے نازک نازک ہیں امیر کو دیکھ کے نہایت حیرت ہوئی اور اپنے دل میں کہا کہ خدا جانے کہ یہ کون ہے کہ
ایکبار امیر مرکب کو کڑکا کر میدان میں آئے اور صدا دی کہ اے نقابدار بیا بمیدان اگر آرزوے مرگ داشتہ باشی
جسوقت نقابدار نے امیر کو میدان میں دیکھا نقابدار بھی مرکب کو چمکا کے صف میں سے نکلا اور امیر کے
برابر آیا باہم تکا و دو ہوئی کوئی تین قدم نقابدار کا مرکب پیچھے کھا کر اڑ گیا اور دو قدم مرکب امیر کا پسپا ہوا
اور امیر نے نقابدار کو جو دیکھا وجد کیا اور پوچھا کہ اے نقابدار نام تمہارا کیا ہے نقابدار نے یہ جو سنا تو کہا یہ باتیں
تو مجھے صلح کی معلوم ہوتی ہیں تم لڑنے کو آئے ہو یا صلح کرنے کو یہ کہکر نیزہ ہاتھ میں پکڑا اور سامنے امیر کے آ کے کہا
نیزہ بازی نمود یا زی اور خبردار خبردار کہکے اور ناک کے نیزہ سینہ بے کینہ امیر پر مارا امیر نے نیزے کی سنان اپنے
نیزے کی سنان پر روکی چنگاریاں آگ کی جھڑ گئیں نیزہ بازی ہونے لگی سو یا سو طعن نیزے کی آپس میں
رد و بدل ہوئی ایکبار امیر نے ایک ہی نیزہ نقابدار کا مرکب کو چمکا کر صاف نکال کر آسمان پر ہوائی کیا جیسے
ہوائی آتشبازی کی گنج میں سے نکل جاتی ہے فوراً خط شعاعی کے مانند اور چمکا نقابدار برہم ہوا مرکب
اپنا امیر کے گھوڑے سے ملا کر اپنا ہاتھ امیر کے گریبان میں ڈال دیا امیر نے بھی اسکی گردن پر ہاتھ رکھ دیا
دونوں میں کشاکش کے زور ہونے لگے کہ دونوں گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اسوقت دونوں طرف کے عیار پکارے
کہ اے بہادرو بے زبانوں نے کیا کیا ہے اگر زور آزمائی منظور ہے تو نیچے اتر کر زور کرو یہ سنکر امیر اور نقابدار مرکب
پر سے کود کے زور ہونے لگے تین پہر تک آپس میں زور ہوا اسکے بعد تین پہر کے امیر نقابدار کو بقوت تمام
لے دوڑے اور ایک جھٹکا مارا اور ساتھ ہی جھٹکے کے نقابدار نے لنگر مارا کہ پشت پا تک زمین میں غرق ہو گیا
امیر نے بہت چاہا کہ لنگر نقابدار کا توڑیں مگر نہ اٹھا آخر امیر نے نقابدار کو چھوڑا اور نقابدار امیر کو لے کر بلا
اسنے بھی امیر کو چار قدم ہٹا کے جھٹکا مارا امیر نے بھی لنگر مارا نقابدار بھی لنگر امیر کا نہ توڑ سکا اسی عرصہ
میں شام ہو گئی خورشید خاوری رعب و دہشت سے ان دلاوروں کی گوشہ مغرب میں جا کر روپوش ہوا اور
مہتاب سجادہ نشین تسبیح انجم ہاتھ میں لیے ہوئے توسن فلک پر سوار ہو کر نکلا اسوقت نقابدار
امیر سے الگ ہو گیا اور امیر سے کہا رات واسطے آرام کے ہے کل صبح کو سمجھ لونگا یہ سنکر
امیر نے کہا ہمارے یہاں یہ دستور اور معمول ہے کہ تاوقتیکہ جنگ کا فیصلہ نہو جب تک حریف سے
ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں اور حریف کو نہیں چھوڑتے ہیں یہ سنکر نقابدار نے کہا اسوقت بیجا ہم نہیں

کرتے نقابدار امیر سے یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کر فوراً اپنے لشکر کو روانہ ہوا امیر ششدر اور حیران کھڑے ہوئے تھے کہ اُسوقت
منظور دانا نے کہا ای شہریار آپ چلیے پس امیر اپنے آزردہ اور خفا تھے کہ منظور دانا کو کچھ جواب نہ دیا اور ہر بار امیر کے
جی میں یہ آتا ہی کہ اپنے تئین مار ڈالیے اور کبھی دل مین کہتے تھے کہ ای امیر تم تو چھ چھ دن اور سات سات دن لڑے ہو
کیا مضائقہ ہی آج زیر نہین ہوا کل اسے زیر کرکے مارینگے غرض یہ باتین اپنے دل مین کرکے امیر بھی مع فوج اور لشکر اپنی
بارگاہ مین آئے اور داخل خیام والا احتشام ہوئے ناچ ہونے لگا اور شراب چلنے لگی کہ ایکبار باز غم نے نقابدار کا
ذکر کیا امیر نے باز غم سے کہا کہ نقابدار اگر آج بچ گیا تو کیا ہوا انشاء اللہ تعالے کل میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائیگا
یہ سنکر باز غم نے کہا ای شہریار وہ نقابدار بھی ایک ہی آفت روزگار ہی امیر اور باز غم سے یہ باتین ہو رہی تھین
اور قریب پہر یا ڈیڑھ پہر رات کے گئی ہوگی اُسوقت امیر نے پلنگ پر جاکر آرام کیا اور باز غم اپنے خیمہ مین گئے دونو
لشکرون مین رات بھر طبل جنگ بجا دو طرفین مین تیاری جنگ ہوتی رہی جسوقت صبح کا ستارہ نمودار ہوا اُسوقت
امیر اٹھے اور نماز صبح ادا کی اور موافق معمول کے منظور دانا بھی حاضر ہوا امیر مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور
تمام فوج امیر کے ساتھ ہولی طرفین کے لشکر کے نشان کھلے اور آواز نعرہ ہائے رزمی اور کوس حربی دونون لشکرون مین
بلند ہولی امیر کا لشکر مقام معین پر آکے کھڑا ہوا اور امیر بھی چند قدم سالاری کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے تھے کہ ایکبار
سواری نقابدار عظیم الشان کی آئی اور نقابدار بھی آکر کھڑا ہوا فوراً امیر مرکب اپنا صف مین سے نکالکر میدان
جنگ مین آئے نصف میدان تو امیر نے اپنی پشت پر چھوڑا اور نصف میدان حریف کے لیے چھوڑا وسط میدان
مین آکر کھڑے ہوئے اور پکارے کہ ای نقابدار بیا بمیدان ناگاہ یہ سنکر نقابدار اپنا مرکب کڑکا کر آیا اور برابر امیر
کے آکر کہا کہ رات کو آپ کو نیند بھی آئی یا نہین یہ سنکر امیر نے اپنے دل مین کہا کہ نقابدار نے یہ کیا کہا ای امیر
کیا آج بہت سویرے آئے ہو جواب دیا کہ آج اسواسطے مین سویرے آیا ہون کہ ہمارے اور تمھارے آج سویرے
کشتی ہو کہ جسمین جلد فراغت ہو جاے یہ سنکر نقابدار نے کہا ہمارے تمھارے نیزہ بازی شمشیر بازی عمود بازی تو
موقوف لیکن ہان فقط زور کی آزمائش ہو امیر نے کہا کیا مضائقہ ہی جو تمھاری مرضی ہو یہ کہکے امیر گھوڑے پر سے
کود ے اور ساتھ ہی امیر کے نقابدار اس جھمک دمک سے اپنے گھوڑے پر سے کودا کہ جیسے برق لامع کوند جاتی ہی
امیر کی نگاہ جو نقابدار کے سراپا پر پڑی دیکھا پنجۂ دست مثل پنجۂ خورشید کے درخشان ہین کلائیون سے
نزاکت عیان ہی سینہ بے کینہ کو اُسکے جو غور سے دیکھا تو کچھ بلند پایا معلوم ہوتا ہی کہ دو سرخس ایک جگہ پر
کھڑے ہوئے ہین اُسوقت امیر کو خیال ہوا کہ یہ نقابدار عورت ہی ایکبار امیر با توقیر نے نقابدار کے
سینے پر ہاتھ رکھا اور چاہا کہ اُسے لے دوڑین نقابدار نے بچتی تمام ہاتھ امیر عالی مقام کا اپنے سینے پر سے
ہٹا دیا پھر امیر نے نقابدار کا سر اپنے سینے سے لگا لیا سر مین سے ایک ایسی خوشبو امیر کو معلوم ہوئی کہ دماغ
امیر کا معطر ہو گیا پس اُسوقت امیر کا عجب عالم ہو گیا اور نقابدار نے برہم ہوکے امیر سے کہا ای مرد آدمی یہ
بھی کوئی لڑائی کا طور ہی دوسری بار پھر دیدہ و دانستہ امیر نے نقابدار کی چھاتی پر ہاتھ رکھدیا اور اُسکو گلے سے
لپٹا لیا جونہین امیر نے سینہ بسینہ ہوکے نقابدار کو اپنی طرف کھینچا اور چھاتی نقابدار کی امیر کے سینے سے لگی
معلوم ہوا کہ دو تیر کلیجے کے پار نکل گئے امیر کا عجیب حال ہوا فوراً نقابدار کود کے علیحدہ جاکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ
تم اپنی بد ذاتی سے نہین باز آتے ہو کشتی لڑتے ہو یا مردی اپنی دکھاتے ہو نقابدار امیر سے علیحدہ کھڑا یہ
کہہ رہا تھا کہ ایکبار امیر نقابدار سے دوڑکر پھر لپٹ گئے اور نقابدار بھی امیر سے لپٹ پڑا اب امیر اور نقابدار

مین باہم برابر کیے زردشتی کے ہو رہے ہین کہ ایکبار امیر نے لڑنے مین کہا کہ ای نقابدار کیا خوب تیری زرہ ہی اسکے
بنانے والے نے کیا صنعت کی ہی کہ یاقوت کو تراش کے اسکے حلقے نکالے ہین یہ سنکر نقابدار سخن تراش ہوا
ای عزیز آج تجھکو کیا ہو گیا ہی کہ کہین تو زرہ کا ذکر کرتا ہی کہین کچھ بد ذاتی کرتا ہی امیر نے کہا کہ ای نقابدار آواز تو تیری
عورت کی سی معلوم ہوتی ہی اور زور تجھ مین یہ خدا نے دیا ہی کہ عقل میری حیران ہی یہ سنکر نقابدار نے جواب دیا کہ اگر تم
مجھے یہ جانتے ہو کہ یہ عورت ہی تو حیف ہے صاحبقرانی کہ تم میرا کچھ نہین کر سکتے ہو اور اس زندگی سے تو تم چلو بھر پانی مین ڈوب
مرو پس جسوقت نقابدار نے امیر سے یہ کلام طنز آمیز کہے اسوقت امیر کو طیش آیا اور چہرہ سرخ ہو گیا اور دونون
آنکھین امیر کی مانند کاسہ خون کے لال ہو گئین دل مین کہا کہ مین دیکھون تو یہ نقابدار کون ہی اور دیدہ و دانستہ امیر نے
نقابدار کے منھ پر ہاتھ مارا فوراً سب بند نقاب کے ٹوٹ گئے اب جو امیر نے دیکھا تو وہ نقابدار بلکہ شعشعہ جہان افروز
ہی پس یہ دیکھنے کے ساتھ ہی امیر کو تاب نہ باقی رہی حالت غشی کی طاری ہوئی غنودگی سی آ گئی اور اب یہ نہین
معلوم کہ کتنی دیر کے بعد امیر نے آنکھین کھولین پس جسوقت امیر کی آنکھین کھلین تو دیکھا نہ وہ نقابدار ہی اور نہ
وہ لشکر ہی اور نہ وہ امیر کا خیمہ ہی نہ وہ لشکر امیر کا ہی نہ منظور دانا ہی پس اسوقت امیر کو بہت ندامت اور
شرمندگی ہوئی اور اپنے دل مین کہا کہ افسوس ای امیر ایک عورت کا تم کچھ نہ کر سکے پس اب ایسی زیست سے تو
مرگ بہتر ہی پس یہ خیال امیر اپنے دل مین کر کے اور کھینچکر خنجر چاہا مین کہ ماریں کہ ایکبار ایک طرف سے آواز آئی کہ خبردار کیا
کرتا ہی ای طلسم کشا تجھے اپنے دے پس ساتھ اس آواز کے امیر نے پھر کر دیکھا تو سامنے ظفران جنی کھڑا ہی اور اسنے
کہا ای شہریار اس نقابدار کے گلے مین جو زرہ ہی وہ سحر کی ہی یہ سنکر امیر نے کہا کہ ای ظفران جنی کیا بلکہ شعشعہ
جہان افروز ساحرہ ہی ظفرجان جنی نے کہا استغفر اللہ بلکہ شعشعہ تو ساحرہ کاہے کو ہی یہ سب باتین مہرنوش کی ہین
اور یہ زرہ انکو مہرنوش ممتاز نے اسواسطے بنا کر دی ہی کہ اس زرہ مین یہ تکلف ہی کہ جو کوئی اسکو پہن لے اور رستم و
اسفندیار بھی اگر اس سے آکر مقابلہ کرین تو وہ انکو اٹھا کے زمین پر پھینکدے وہ کسی سے زیر نہو اور وہ عورت ہی اسکا بھی یہ
مقدور ہی کہ وہ تم سے ہمسری کرے اور لڑے یہ فقط اس زرہ کی کارستانی ہی یہ سنکر امیر کا غصہ کم ہوا اور ظفرجان جنی
نے کہا کہ اب ارادہ طلسم کشائی کا کیجیے یہ سنکر امیر نے کہا اس کاغذ مین تو کچھ طریقہ طلسم کشائی کا بھی لکھا نہین ہی ظفران
جنی نے کہا کہ خیر آپ میرے ہمراہ مہرنوش ممتاز کے پاس چلیے جو کچھ وہ کہے سو کیجیے یہ سنکر امیر نے کہا بہت
خوب پھر ظفرجان جنی نے کہا کہ میرے پانون پر پانون رکھیے اور آنکھین اپنی بند کیجیے جسوقت مین کہونگا
اسوقت یہ آنکھین کھولیے گا امیر نے آنکھین اپنی بند کرلین اور اپنا پانون ظفرجان کے پانون پر رکھدیا اور ظفرجان جنی
نے کچھ اسم پڑھنا شروع کیا اور جب پڑھ چکے اسوقت امیر سے کہا کہ آنکھین کھول دو امیر نے جو آنکھین کھولین
تو ایک عالیشان قلعہ سامنے دکھائی دیا کہ مانند ماہ تابان یا مہر درخشان کے روشن ہی تمام میدان پر نور اور نورانی
ہی اور برج اسکے مانند برج قمر کے روشن ہین امیر کو دیکھکر تعجب ہوا دل مین کہنے لگا کہ اس طلسم مین عجائب
عجائب طلسم ہین اب اسوقت دو تین گھڑی رات گئی ہوگی کہ جسوقت امیر دروازہ قلعہ پر پہونچے ظفرجان جنی
نے دروازے پر جا کر کچھ اسم پڑھکے اس دروازے پر دم کیا اسم دم کرتے ہی وہ دروازہ تڑاق سے کھل گیا دیکھا
امیر نے کہ ایک مقدس کرسی پر بیٹھے ہوے ہین عربی عمامہ انکے سر پر ہی اور گلے مین انکے ایک عبا پڑی ہوئی ہی
اور ایک عصا آگے دھرا ہوا ہی اور ایکبار امیر نے جو دیکھا اس مقدس کو پکارے سلام علیک اس مقدس نے امیر کو
دیکھا اور کہا علیک السلام ای حمزہ نامدار و صاحبقران عالی مقدار وا سے امیر شہسوار خوش آمدی اور یہ کہکر

وہ مقدس کرسی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لے کر اندر گیا دیکھا امیر نے کہ وہ مکان مثل
ماہ تابان یا مہر درخشان کے منور و نورانی ہی اُس مقدس نے امیر کو اندر لیجا کر تخت پر بٹھایا اور ظفر جان جنی اور طرف چلے
امیر نے دیکھ کے کہا کہاں جاتے ہو ظفر جان جنی نے جواب دیا میں آتا ہوں حضور بیٹھے رہیں امیر خاموش ہو رہے اور بعد ایک
لمحہ کے دیکھا امیر نے کہ ایک دو شخص اور چلے آتے ہیں انہیں سے ایک تو ظفر جان جنی کو پہچانا اور دوسرے شخص کو جو دیکھا
امیر نے تو وہ عابد وضع ہی امیر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس تخت سے نیچے اُترے اور ظفر جان جنی کچھ تعریفیں امیر کی کرنے لگے پس
ظفر جان سے امیر کی تعریفیں سنکر مہر نوش ممتاز نے کہا کہ ای ظفر جان جنی جو مرتبہ امیر کا ہی میں خوب جانتا ہوں آپ چپکے
رہیں اب امیر کو یہ دریافت ہوا کہ یہ مقدس مہر نوش ممتاز ہی اُسوقت امیر نے مہر نوش سے کہا کہ آپ بڑے متقی اور
پرہیزگار اور عبادت شعار ہیں آپ کا کیا کہنا ہی مہر نوش ممتاز نے امیر سے عرض کیا کہ آپ ہمارے مالک و تاجدار اور
افسر ہیں اور ہم آپ کی رعیت ہیں امیر نے جواب دیا کہ یہ سب آپ کی سرفرازی ہی جو آپ اس طور سے فرماتے ہیں پس
مہر نوش نے امیر کو تخت پر بٹھایا اور سب مقدس امیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یکبار امیر نے ملکہ شعشعہ جہان افروز کا
ذکر چھیڑا مہر نوش نے امیر کو جواب دیا کہ ای شہریار وہ بھی ایک کنیز ہی اور میں بھی آپ کا تابعدار ہوں یہ کہکر مہر نوش
اُٹھے اور جا کر ایک کشتی لائے اُس کشتی پر ایک تورہ پوش پڑا ہی اُسے لاکر امیر کے آگے رکھا اور امیر نے اُس
تورے پوش کو اُٹھایا دیکھا کہ اُسمیں ایک جام مانند خورشید تابان اور مہر درخشان کے رکھا ہوا ہی کہ وہ نیز نگاہ نہیں
ٹھہرتی ہی امیر نے اُس جام کو نہایت پسند کیا اور مہر نوش سے پوچھا کہ یہ جام کیسا ہی مہر نوش نے کہا کہ ای شہریار اس
جام کو جام خورشید کہتے ہیں اور اسمیں یہ کمال ہی کہ جسوقت اُسکو زمین پر رکھا اور اُسمیں دیکھا کہ ایک اسم لکھا ہی
جہاں اُس اسم کو پڑھا جس شہر کے دیکھنے کو جی چاہا اُس شہر کا حال اُس جام سے معلوم ہوجائیگا مثلاً آپ اسوقت یہاں
بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کا جی چاہے کہ میں بلا باختر کا احوال دیکھیں یا جس شہر کو جی چاہے سب کا احوال اس میں
دیکھتے ہی آپ کو معلوم ہوجائیگا امیر نے کیفیت اُس جام جہان نما کی سنکے مہر نوش سے کہا کہ یہ جام تو خوب ہی
یہ سنکر مہر نوش نے کہا اب آپ دیر نکیجیے کسواسطے کہ اب مرحلہ آفتاب باقی رہا ہی اور ای شہریار اب اُسکو بھی
فتح کر لو پھر چین سے بیٹھو بعد اس گفتگو کے رات بھر تو امیر نے وہیں آرام کیا اور جسوقت ستارہ صبح کا نمودار ہوا امیر
اُٹھے اور نماز سے فراغت کر کے وظیفہ پڑھ رہے ہیں اور مہر نوش ممتاز اور ظفر جان اور سب مقدس بیٹھے ہوئے
ہیں اور آپس میں باتیں کر رہے ہیں کہ یکبار مہر نوش نے امیر سے کہا کہ اب آپ روانہ ہوجیے اور ظفر جان کو بھی
اپنے ہمراہ لیجیے اور ظفر جان سے کہا کہ تم امیر کے ساتھ جاؤ یہ سنکر ظفر جان نے کہا کہ حضور کے ہوتے میرا مقدور نہیں
کہ میں جاؤں مہر نوش نے جواب دیا کہ میں اور آپ ایک ہیں جیسے میں ویسے ہی آپ کوئی آپ میں فرق نہیں
ظفر جان جنی نے کہا معاذ اللہ آپ کا مرتبہ اور ہی اور میرا رتبہ اور ہی بھلا مجکو یہ لیاقت کہاں جو آپ کو حاصل ہی
اُسوقت مہر نوش ممتاز نے کہا یہ سب آپ کی توجہ ہی جو آپ فرماتے ہیں پس آخرکو مہر نوش اور ظفر جان جنی
دونوں امیر کے ہمراہ ہوئے اور امیر مرحلہ آفتاب کے فتح کرنے کو چلے پس اُسوقت مہر نوش ممتاز نے لوح
طلسم آفتاب امیر کو دی اور کہا امیر سے کہ حضور اس لوح پر عمل کریں جو اس لوح میں نکلے گا ویسا ہی کیجیے گا اور جو
اس لوح کے حکم کے بموجب نکیجیے گا تو خطا پائیے گا یہ کہکر مہر نوش نے امیر سے کہا کہ اب آپ یہاں سے
چاہ شعلہ کی راہ کو جائیے امیر نے کہا میں کیا جانوں چاہ شعلہ کی راہ کو کہ کہاں ہی یہ سنکر مہر نوش ممتاز نے
کہا کہ ای شہریار میں بھی اور ظفر جان بھی آپ کے ہمراہ رکاب ہوں پس امیر نے جواب دیا کہ آپ صاحبوں کو

تکلیف دینا مجھے منظور نہین ہی کہ آپ صاحب میری وجہ سے اتنی دور دراز کی زحمت گوارا کرین مہر نوش نے جواب
دیا ای شہریار جو کچھ حضور کی ہمسے خدمت ہوسکے وہ ہماری عین سعادت ہی الغرض مہر نوش اور ظفر جان جنی
یہ دونون امیر کو لیکر چاہ شعلہ کی طرف کو روانہ ہوے چند قدم گئے ہونگے کہ دیکھا ایک صحراے وسیع الفضا معلوم
ہوا امیر نے اُس صحرا کو دیکھکر مہر نوش سے کہا کہ دیکھو یہ صحرا کیا وسیع ہی اور مجکو بہت پسند ہی اور اُس صحرا مین ایک
مقام پر دیکھا کہ ایک کنوان ہی اور اُس کنوئین مین سے شعلے آگ کے نکلتے ہین امیر اور مہر نوش اور ظفر جان تینون
برابر اُس کنوئین کے آئے مہر نوش نے امیر سے کہا کہ آپ اس کنوئین مین کود پڑیے اور یہی راہ طلسم آفتاب کی ہی پس جس
وقت امیر نے سُنا اُسوقت امیر اپنی آنکھین بند کرکے اُس کنوئین مین کود پڑے جب پانون امیر کا زمین پر آشنا ہوا
آنکھین کھولین دیکھا کہ بہت بڑا میدان ہی اور اُسمین ایک حوض ہی چارسو قدم سے چارسو قدم تک لیکن بجاے
پانی کے اُس مین آگ بھری ہی یہ دیکھکر امیر کو ایک تعجب ہوا اور اب جو غور کرکے دیکھا تو اُسمین بالشتیے چھوٹے
چھوٹے عمود اپنے ہاتھون مین لیے اور حوض مین تیرتے پھرتے ہین اُن بالشتیون کی نگاہ جو امیر پر پڑی اُس حوض مین سے
وہ سب نکلکے باہر آئے اور آکر وہ سوگرد کے ہوگئے امیر اُنکو دیکھکر وہان سے پھرے جب اُنھون نے دیکھا یہ جاتے
ہین فوراً وہ سب آکر امیر سے چمٹ گئے جب امیر نے یہ دیکھا تو وہ مہرہ جو بازغہ نے دیا تھا اُنکو یاد آیا فوراً اُسے
نکالکر امیر نے اپنے مُنھ پر پھیر لیا پس ساتھ ہی اُسکے امیر سب کی نظرون سے پوشیدہ ہوگئے اور وہ امیر کو
ڈھونڈھتے پھرتے تھے اور سب آپس مین کہتے تھے کہ ابھی وہ آدمی کھڑا تھا کیا ہوا یہان امیر نے لوح طلسم کو دیکھا اُسمین
لکھا تھا کہ ای طلسم کشا جسوقت تم پر یہ بالشتیے دوڑین تم فوراً اپنے تئین پوشیدہ کرنا اور پھر اپنے تئین اُسی حوض پر
پہونچانا اُسوقت اُس حوض مین ایک درخت پیدا ہوگا اور اُس درخت پر ایک جانور بیٹھا ہوگا اور وہ قدرت خدا
مین برابر شکر خورے کے ہوگا اور اُسکو نہایت بیقراری ہوگی اور اُسکے پرون سے چنگاریان آگ کی جھڑتی ہونگی
اور وہ چنگاریان جسوقت حوض مین گرینگی ویسی ہی صورت یہ بنکے تیرے ڈھونڈھنے کو دوڑینگی اُس وقت
تو تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارنا کہ دونون بازو اُس جانور کے چھد جائینگے اور وہ جانور پھر اُس حوض مین گر پڑیگا
اُسوقت جتنی یہ آگ ہی یہ سب نکلکے بالشتیون کی طرف دوڑے گی اور جاکر اُنکو گھیرلے گی اور سب کو جلا دے گی
پھر تم اُسوقت اپنے تئین اُس حوض مین گرا دینا بموجب حکم لوح کے امیر اُس حوض پر آئے دیکھا ایک درخت
پیدا ہوا ہی اور اُسپر وہ جانور پر فشانی کرتا ہی اور جو چنگاری آگ کی اُسکے پرون مین سے نکلتی ہی وہ چنگاری
اُس حوض مین گرتی ہی پس ویسی ہی صورت بنکر امیر کی طرف دوڑتی ہی پس بموجب حکم لوح کے امیر نے
ایک تیر کمان مین پیوستہ کرکے اُس جانور کے مارا اور وہ تیر اُس جانور کے بازو پر لگا کہ دونون بازو اُس جانور کے چھد گئے
اور وہ جانور چرخ کھاکر اُسی حوض مین گرا پس ساتھ گرنے کے وہ جتنے شعلہ آگ کے تھے وہ سب حوض مین
سے نکلنے لگے پھر سب شعلے جمع ہوکر بالشتیون کی طرف دوڑے اور جاکر اُنکو گھیر لیا اور وہ سب جلنے لگے
اور آگ نے سب کو جلا دیا اور خاک کر دیا اُسوقت امیر اُس حوض مین کود پڑے اور جسوقت پانون زمین پر
آشنا ہوے امیر نے آنکھین کھولین تو اپنے تئین ایک صحرا مین دیکھا اور اُس صحرا مین عجیب بھینی بھینی خوشبو
آرہی ہی ہر طرف گلینہ پھولا ہوا ہی اور بیچ مین اُسکے چار دیواری طلائی معلوم ہوتی ہی اور اُسپر مصیقل کیا ہوا ہی
اور وہ چار دیواری جگ مگ کر رہی ہی امیر دروازے پر اُسکے آئے اور دیکھا کہ عجیب کیفیت اُس
دروازے کی ہی دروازہ طلاے احمر کا ہی اور کل کیلین اُسمین یاقوت کی جڑی ہوئی ہین امیر اندر سے گئے

دیکھا کہ ایک شیر ہی اور اُس شیر کے اوپر ایک زنگی سوار ہی یہ دیکھکر امیر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ جسوقت یہ زنگی
تمھین دیکھیگا یہ حربہ جو اُسکے ہاتھ مین ہی وہ تم پر مارے گا اُسکے حربے کو رد کرنا اور اُس زنگی کی گردن پر ایک سفید خط ہی
پس ایک تلوار اُس خط پر مارنا اُسوقت اُس زنگی کا سر کٹکے گر پڑے گا تو وہ شیر اُس سر کو مُنھ مین لیکر بھاگیگا خبردار
پیچھا اسکا نہ کرنا پس جس طرح لوح مین لکھا تھا اُسی طرح سے امیر نے اُس زنگی کو مارا اور وہ شیر سر اُس زنگی کا لیکر
بھاگا امیر اور اندر گئے دیکھا کہ عجب کیفیت اُس باغ کی ہی کہ ایک طرف کو مہندی اور گڑھل کی کیاریان ہین ایک
سمت کو دالیست انگور کی ہی ایک طرف کو کیلون کی باڑھ لگی ہوئی ہی غرض اُسکے اندر تمام درخت انواع
انواع طرح کے ہین اور سارے چمن پانی سے بھرے ہوے ہین اور ایک حوض ہی اُسمین پانی پاک اور پاکیزہ بھرا ہی
اور ایک عمارت عالی شان یاقوت کی بنی ہوئی ہی اور آگے اُسکے ایک سائبان سرخ مخمل کا کھنچا ہوا ہی اور
استادے اُسکے یاقوت کے ہین اُسکے اندر ملکہ بازغہ مہر افروز بیٹھی ہوئی ہی جونہین بازغہ نے امیر کو دیکھا دیکھتے ہی
اُٹھ کھڑی ہوئی اور امیر سے کہا کہ اے طلسم کشا ہم عجب مصیبت مین گرفتار ہین کہ ساحر ہم کو پکڑ لائے ہین اور
ہم کو یہان لاکر رکھا ہی اور ملکہ شقشعہ کو ایک سوار اپنے اوپر لیے ہوے کسی صحرا مین پھرتا ہی اور اے شہریار اب
تک تو مین نے اپنے تئین بچایا اور یہی میرے اُسکے اقرار تھا کہ اگر آج بھی میرا کوئی مددگار نہ آسکے گا تو تیرا جو
جی چاہے وہ کرنا اور امیر کو لوح کا یہ حکم ہی کہ جبتک فلان اسم تمام نہ کرلینا جب تک کچھ ارادہ نہ کرنا پس
امیر نے لوح کو دیکھ کے یہ احوال دریافت کیا اور اُس حوض پر بیٹھے وہ اسم پڑھنا شروع کیا پس امیر اُس اسم
کو پڑھتے تھے کہ ایکبار ایک ہواے تند و تیز چلنے لگی اور اُس ہوا مین سے ایک ساحر پیدا ہوا نہایت قبول صورت
وجیہ اور دونون بازوؤن پر پریان بندھی ہوئی ہین اور ماتھے پر صندل کا ٹیکہ دیا ہوا ہی اور وہ ساحر آکر ملکہ بازغہ
کے پاس بیٹھا اور کہنے لگا کہ ہمارا اور تمھارا آج وعدہ ہو چکا یہ سُنکر بازغہ نے کہا میرا حامی اور مددگار
آ پہونچا یہ سُنکر اُس ساحر نے کہا کہ اگر رستم ہو یا اسفندیار ہو تو وہ بھی میرا کچھ نہین کر سکتا ہی اور اُسنے
امیر کو نہایت حقیر سمجھکر بازغہ سے کہا اے بازغہ تو اسی سے مجھے ڈراتی ہی یہ سُنکر بازغہ نے کہا یہ طلسم کشا ہی
جسوقت اُسنے سُنا کہ یہ طلسم کشا ہی ایک بار ساحر قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا واہ واہ یہ طلسم کشا ہی اور اُسنے
یہ کہکر بازغہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیا اور بوس و کنار کرنے لگا اور بازغہ نے بھی دوپٹہ سر سے اپنے اُتار کر رکھدیا
اور یہ بھی اُس سے بوس و کنار کرنے لگی جب امیر نے دیکھا اُسوقت امیر کو ایک غیظ آیا اور دل مین اپنے کہا
لعنت خدا کی عورت کی اوقات پر دیکھو تو کیا جلد راضی ہو گئی ہی اور طرہ برین یہ کہ یہ بھی کہتی جاتی ہی کہ اے طلسم کشا
جلد آؤ کہ یہ مجھ سے حرکت نامعقول کرتا ہی اور لعنت ہی حکیم اشراق اور مہرنوش ممتاز پر کہ جنھون نے یہ قید
رکھی ہی کہ جبتک یہ اسم نہ تمام ہوے ہرگز ہرگز تم کچھ ارادہ نہ کرنا اور امیر اُس قید اسم کے باعث سے
مجبور تھے کہ ایکبار اُس ساحر نے بازغہ کو چھاتی سے لگا لیا اور فعل بد مین مشغول ہوا یہ دیکھکر امیر کو بازغہ سے
نفرت ہو گئی اور دل مین کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کمظرف اسی کے لائق ہی غرض امیر نے وہ اسم پڑھتے
پڑھتے تمام کیا بعد اسکے لوح طلسم کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ امیر جسوقت تم اسم کو پڑھ چکوگے تو اُسوقت ایک
ایسا تیر مارنا کہ ایک ہی تیر مین یہ دونون نشانہ ہو جائین اور پھر تم اسی حوض مین کود پڑنا امیر نے بموجب حکم لوح
کے تیر کمان مین پیوستہ کرکے ایک ہی تیر مارا وہ دونون چمٹے ہوے تو تھے ہی وہ تیر بازغہ کی پشت پر بیٹھا اور
اُس ساحر کے سینہ کو توڑ کے نکل گیا اور ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ جیسے بادل گرجتا ہی یا بجلی کڑکتی ہی اور چلنے

درخت باغ مین تھے اُن سب درختون کے پتون مین سے اور شاخون مین سے آگ جھڑنے لگی اور امیر اُس سردار
جادوان کو مارکر اُس حوض مین کود ے جب امیر کے پانؤن زمین پر آشنا ہوے اُسوقت امیر نے دیکھا کہ ایک
صحرا ہی مین اُسمین کھڑا ہوں اور اُس صحرا مین ایک ٹیکرا ہی اور وہ ٹیکرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مخمل سبز سے کسی نے
منڈھوایا ہی اور اُسپر ملکہ شعشعہ جہان افروز بیٹھی ہوئی ہی اور ایک شیر ہی اٹھارہ ہاتھ کا وہ ملکہ شعشعہ جہان افروز
کے پاس سوتا ہی کہ ایکبار ملکہ شعشعہ کی جونگاہ امیر پر پڑی اور امیر نے ملکہ شعشعہ کو دیکھا چار دن نگاہ مین
ایک ہوئین تو ملکہ شعشعہ جہان افروز نے امیر کو اشارے سے منع کیا اور کہا اے شہریار ہرگز آنیکا ارادہ ہرگز نام لیجئے
پھر جاؤ کسواسطے کہ اگر یہ جاگیگا تو آپ کو مار ڈالیگا مگر امیر نے ملکہ کے کہنے پر عمل نہ کیا اور ملکہ شعشعہ کے پاس چلے
جب دیکھا ملکہ نے کہ امیر نہین مانتے ہین اور چلے آتے ہین ملکہ نے اپنا ہاتھ اُسکے اوپر رکھا اور ہاتھ رکھنے کے ساتھ
ہی وہ شیر چونکا اور ڈکارکر اپنی دُم زمین پر ماری اور امیر کی طرف چلا امیر نے وہ مہرہ جو نقشا جو اُنکے پاس ہی جو دیتھا
اپنے منھ پر پھیرا اور اس شیر کی نگاہون سے غائب ہوگئے بعد اُسکے امیر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا اے طلسم کشا
خبردار جسوقت یہ شیر تمہارے پاس آئے تو تم ایک عصا کھینچنا اور اُسکے اندر بیٹھنا اور اپنے تئین ملکہ شعشعہ جہان افروز
تک پہونچانا اور جسوقت ملکہ کے پاس جاؤگے تو ایک ایسی تلوار مارنا کہ اسکا سر کٹ جائے وہ شیر ملکہ کا سر منھ مین
لیکے بھاگیگا اُسوقت ایک جست کرکے اُس شیر کی پیٹھ پر سوار ہو بیٹھنا پس وہ تم کو تمہارے مکان کو پہونچا دیگا
امیر نے اُسی طرح سے بموجب حکم لوح کے اپنے تئین شعشعہ کے پاس پہونچایا اور ایک تلوار ماری کہ سر اُسکا
تن سے قلم ہو گیا اور نام اُسکا شہران جادو تھا اور اُس شیر کا نام ششبون جادو تھا پس شیر نے منھ مین سر ملکہ کا
اُٹھایا اور چاہا کہ سر اُٹھاکر بھاگے کہ ایکبار امیر جست کرکے اُسکی پشت پر سوار ہو بیٹھے پس اُسنے جو دیکھا کہ کوئی
سوار ہی یہ دیکھکر وہ بسرعت تمام بھاگا اور ایسا تیز چلا جاتا تھا کہ امیر کو اُسکے اوپر بیٹھنا مشکل ہوگیا مگر امیر ایسے
شہسوار تھے کہ پھر اُسکے اوپر سوار اور قائم رہے اور دوسرے کا کیا مقدور ہی جو وہ قائم رہتا پس جس وقت
وہ شیر امیر کو لیکر ایک میدان وسیع الفضا مین پہونچا امیر نے دیکھا کہ ایک میدان بہت عجیب ہی اور فرازکا
مقام ہی ہر ایک طرف سبزہ زار ہو رہا ہی غرض جاتے جاتے ایک حوض کے برابر پہونچا اور امیر بموجب حکم لوح
کے اُس شیر کی پیٹھ پر سے کود ے اور مہرہ خفا کو پھیرا اور پوشیدہ ہوگئے اور اُسی طرح سے اُس شیر کو چھوڑا
اور امیر کھڑے سامنے دیکھتے ہین کہ حوض کی لب گرداں سب یاقوت کا رہی اور وہ حوض ہزار قدم سے
ہزار قدم تک ہی اور ایک طرف کو حوض کے فرش مخمل پر دو کرسیاں بچھی ہوئی ہین اور اُسپر دو ساحر قوم جنات
سے بیٹھے ہوے ہین نہایت بدہیئت اور کریہ منظر اور اُس فرش کے اوپر دو بیچارے مسلمان بیٹھے ہوے ہین اور
گلے مین اُنکے طوق ہی اور اُس حوض کے درمیان مین ایک کرسی بچھی ہوئی ہی اُسکے اوپر ایک دیونی نہایت
قوی ہیکل بیٹھی ہوئی ہی ناچ رنگ ہو رہا ہی اور عجیب طرح کے باجون کی صدا امیر کے کانون مین آتی ہی
کہ کبھی یہ آوازین امیر کے گوش زد ہوئی تھین اور اُس دیونی کا نام وربھا دیونی ہی اور وہ دونون ساحر
جو کرسیون پر بیٹھے ہوے ہین ایک کا نام قرفشہ اور دوسرے کا نام خرفشہ ہی اور یہ دونون مقید جو بیٹھے ہین
اُنمین ایک کا نام توکلفام ہی اور دوسرے کا نام گلفرخ ہی اور یہ دونون مسلمان ہین امیر یہ دیکھ رہے تھے کہ
ایکبار سب ساحر یہ کہتے ہوے اُٹھ کے دوڑے کہ ششبون آیا اور آکر پوچھا کہ ششبون طلسم کشا کو لایا اُسنے کہا لایا
ان ساحرون نے کہا کہان ہی اُسنے کہا میری پیٹھ پر بیٹھا ہوا ہی کہ ایکبار سب ڈھونڈھنے لگے کہان امیر کو

۱۰

پایا آخر کو سب نے نشتیون سے کہا کہ شاید تو کہین گر آیا یہ سنکر نشتیون نے کہا کہ مین کہین گیا تو نہین آیا ہون مگر گیا ہون وہ
سیری پیٹھ پر ہی غرض آپس مین سب نے صلاح کی کہ نشتیون کو مار کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیے اور جب یہ مارا جائیگا
اسوقت اگر طلسم کشا بھی اُسکی پیٹھ پر ہوگا تو وہ بھی مارا جائیگا بس سب دیو اور ساحر اور جن اپنے اپنے حربے
ہاتھون مین لیکے مارنے کو مستعد ہوے کوئی تو د غول ہاتھ مین لیکر آیا اور کوئی اپنے ہاتھ مین کلھاڑا اور کوئی ترسول
اور کوئی داشمشا د غرض سب نے آکر نشتیون کو مارنا شروع کیا نشتیون نے کہا کہ مین نے کیا تمھاری تقصیر کی ہی
جو تم مجھے مارے ڈالتے ہو اور اُسکا کہنا کسی نے نہ سُنا اور اُسکو مار کے ڈال دیا اور خوشی کرتے ہوے جاکے اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے اور سب پکارتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ طلسم کشا کو مارا وہ طلسم کشا کو مارا امیر یہ سب باتین کھڑے
سُنتے ہین پھر امیر نے اُس لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اس حوض کے نیچے ایک کوہ ہی اور اس کوہ کے اوپر ایک
درخت عقیق کا ہی اُس کوہ پر جاؤ اور اُس درخت عقیق کے نیچے جاکر یہ جو اسم لکھا ہوا ہی اُسکو پڑھنا پس جسوقت
اس اسم کو پڑھوگے اُسوقت مہر نوش ممتاز تمھارے پاس آئیگا اور جو کچھ حال ہوگا وہ مہر نوش سے معلوم ہوجائیگا
پس بموجب حکم لوح کے امیر اُس پہاڑ پر گئے اور دیکھا تو واقعی اُس کوہ پر درخت عقیق کا ہی امیر نے اسکے نیچے جاکر اسم
پڑھنا شروع کیا اور جسوقت وہ اسم تمام ہوچکا دیکھا امیر نے کہ مہر نوش سامنے سے آتے ہین اور آکر امیر سے کہا کہ
مجھے آپ نے کیون یاد کیا ہی یہ سُنکر امیر نے کہا یا حضرت مجھے آپ نے یہان کا تو کچھ حال بتایا ہی نہ تھا اور اب
آپ فرمائین مین یہان کیا کرون یہ سُنکر مہر نوش نے کہا کہ اب آپ ایک کام کرین کہ اس پہاڑ کے نیچے اُتر آئین اور
وہان ایک دریا معلوم ہوگا اُس دریا کے کنارے جاکر بیٹھ کر دھو کیجیے گا اور وہین بیٹھکر یہ اسم پڑھیے گا پس جسوقت
یہ اسم پڑھ چکیے گا تو وہ دریا شق ہوجائیگا اور دونون طرف کو اُس دریا مین دو دیوارین اُٹھ جائینگی اور بیچ مین
اُسکے ایک راہ پیدا ہوگی پس اُسی راہ کے اندر تم چلے جانا اور جب تم نصف دریا مین جاکر پہونچوگے اُسوقت
تم کو ایک آواز تڑاقے کی آئیگی اور اُس دریا کے پاس ایک گنبد ہی اُسکا دروازہ کھل جائیگا اور تم
دیکھنا کہ اُسکے اندر ایک دیونی بیٹھی ہوئی ہی اور اُسکے ساتھ دو بچے ہین وہ دودھ اُس دیونی کا پی رہے
ہین اور وہ دیونی جس وقت تم کو دیکھیگی اُسوقت وہ ایک بچے کو اپنے بھیجیگی اور کہیگی کہ جا مار طلسم کشا
کو جس وقت وہ آکر تم پر حربہ کریگا اُسوقت تم اُسکا حربہ خالی دے کر اُسکو ایک ہی ہاتھ مین تلوار سے
مار ڈالنا اُس وقت وہ دوسرے بچے کو بھیجیگی پس اُسکو بھی اسی طرح سے مارنا اور جس وقت وہ آپ
آئے اور آکر وہ تم پر سحر کریگی جب کوئی سحر اُسکا تم پر نہ چلیگا تو وہ بھاگیگی اُس وقت ایک سیاہ
اژدہا منھ کھولے ہوے سامنے سے پیدا ہوگا یہ اُسکے منھ کے اندر گھس جائیگی پس تم بھی اژدہے
کے منھ مین کود پڑنا اور پکڑ کر اُسکو کھینچ لانا اور اُسکو مار ڈالنا اور اگر کوئی صورت بن کر وہ کہے تو تم
ہرگز خیال نہ کرنا اور اُسکو مار ہی ڈالنا اور اسکو مار کر اُس گنبد کے اندر جانا اُس گنبد مین ایک
صندوق لٹکتا ہی اور اُس صندوق کے اندر ایک حربہ رکھا ہی پس اُس حربہ کو تو نکال کے لے آنا
اور وہ جو دیونی حوض مین کرسی پر بیٹھی ہی اُسکا نام دابھا ہی اور یہ مالک باطن طلسم آفتاب کی ہی
اُسکو اس حربے سے مارنا اور جب وہ ماری جائیگی اُس وقت اسکی کرسی اُٹھا کر الگ رکھ دینا اور
اس کرسی کے نیچے ایک کنوان ہی تم اُس کنوئین کے اندر جانا اور وہی راہ طلسم آفتاب کی ہی غرض جب
سب حال امیر سے مہر نوش ممتاز کہہ چکے تو کہا امیر سے بسم اللہ آپ تشریف لے جائیے مین یہین بیٹھا ہون

اور تم یہین میرے پاس آنا غرض امیر یہ سنکر رخصت ہوئے اور اُسی طرح سے چلے پس امیر نے اُسی طرح سے وہ دریا دیکھا اور اُس کے کنارے بیٹھکر وہی اسم پڑھا اور جس طور سے مہر نوش نے کہا تھا اُسی طور سے وہ دریا شق ہوا اور دو دیوارین بیچ مین دریا کے پیدا ہوئین امیر وہان گئے اور وہ دونون دیو سنبھے باری باری امیر کے ہاتھ سے مارے گئے پھر اُس دیونی نے امیر پر سحر کیا جب سحر نے کچھ اثر نہ کیا تو وہ بھاگی اور ایک اژدہا پیدا ہوا اُسکے منھ مین کو دپڑی امیر بھی اُسکے منھ مین پہونچے اور پہونچ کر اژدہے کے منھ سے اُسکو باہر نکال لائے اُس وقت وہ دیونی اپنی صورت سحر سے ایسی بنائے ہوے ہے کہ امیر دیکھتے ہی مائل اور فریفتہ ہوگئے مگر وہین امیر کے جی مین آیا کہ مجھ سے مہر نوش ممتاز نے کہا تھا کہ خبردار جو وہ صورت بنے اُسکا خیال نہ کرنا یہ جس وقت امیر کو یاد آیا اسوقت امیر نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا مین کب تجھے چھوڑتا ہون اور جب اُس نے جانا کہ یہ مار ہی ڈالیگا اُس وقت بدن مین تمام کرم پڑنے لگے پس امیر کا جی چاہتا تھا کہ اُسکو چھوڑ دیجیے پھر امیر کے دل مین آیا کہ اُسکو مار ہی ڈال اور امیر نے تکمیہ سے عقرب سلیمانی کا ایک ہی ہاتھ ایسا جو مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے اور اُس اژدہے کو امیر نے جو دیکھا تو وہ ایک درخت بن کے تیار ہوا ہے اور اندر سے وہ درخت خالی ہے پس امیر اُسکو مار کے گنبد کے اندر گئے اور وہان جاکر امیر نے اُس صندوق کو اُتارا اور اُسکے اندر سے وہ حربہ نکالا اور اُسے لیکر چلے اور مہر نوش ممتاز کے پاس آئے اور حربہ مہر نوش کو دکھایا مہر نوش نے اُس حربہ کو دیکھکر کہا یہ جو کمبخت ہے اُسی کے واسطے یہ ہتھیار اُس نے بنایا تھا اور اُن دونون مین آپس مین لڑائی ہوئی اور یہ حرامزادی اُسپر غالب آئی اس نے اُسکو مار ڈالا اور اُس نے جو ہتھیار اُس کے لیے بنایا تھا وہ یہی ہے اور اُسکی قضا اسی سے ہے اور امیر سے کہا اب تم جاؤ اور ایک نقش لکھدیا اور کہا یہ نقش دونون مسلمانون کو دینا اور جب وہ اپنے بدن سے لگائینگے اُس وقت سب سحر اُنکا دور ہو جائے گا اور تم مہرہ خفا کو دو مہرے رخ سے پھیرنا اور جب وہ تم کو دیکھینگے اسوقت ایک مچھلی اُس حوض مین سے پیدا ہوگی اُسکے اوپر تم سوار ہو جانا اور وہ مچھلی اُسکے گرد پھرے گی اور جب وہ خوب پھر چکے گی اُس وقت تم اُسکو مار ڈالنا پس یہ سنکر امیر مہر نوش ممتاز کے پاس سے رخصت ہوکر چلے اور جاکر اُس حوض کے کنارے پر کھڑے ہوے اُسوقت یہ ساحرہ مسلمانون پر ظلم و تعدی کر رہی تھی اور شام کا وقت ہوا اب امیر نے مہرہ خفا کو پھیرا اور ساتھ پھیرنے کے امیر سب کو دکھلائی دیے اور ان مسلمانون نے دیکھا کہ طلسم کشا آیا ہے اور امیر نے وہ نقش اُنکو دیا اور اُنسے کہا کہ اس نقش کو اپنے بدن سے ملو غرض وہ نقش لیکر اُن دونون نے اپنے بدن سے ملا پس ساتھ ملنے کے سب سحر اُنکا دور ہوا اور امیر نے تمام رات بیٹھکر وہ اسم دل مین پڑھا اور صبح کے وقت وہ مچھلی پیدا ہوئی اور آکر کنارے پہونچی کہ ایکبار امیر ایک جست کرکے اُس مچھلی کے اوپر پہونچے اور جا کر بیٹھے کہ ایکبار وہ مچھلی امیر کو لیکر اُسی دریا کی طرف چلی اور وہ ساحرہ نے جو دیکھا یہ چلانے لگی اور پکارتی تھی کہ دوڑو دوڑو طلسم کشا آپہونچا اور وہ جو ساحر باہر بیٹھے ہوے تھے اُن سب نے کہا کہ یہ تو یہ جو دونون مسلمان قید مین ہین انکو مار ڈالو یہ اُنکو نہ معلوم تھا کہ وہ

دونوں قید سحر سے چھٹ گئے اور جسوقت یہ سب ساحران دونوں کے روبرو آئے یہ دونوں اسیر تلواریں ہاتھوں میں
پکڑ کر اُنسے لڑنے لگے اُنمیں تو جنگ ہونے لگی اور ادھر دائیا امیر پر سحر کرنے لگی امیر پر اُسکا سحر نہ چلا اور کچھ اُسکے
سحر نے امیر پر اثر نہ کیا جب دیکھا دائیا نے کہ امیر پر سحر اثر نہیں کرتا ہی اُسوقت دائیا نے کیا کام کیا کہ بدحواس
ہوکے اسم سحر پڑھکے اپنے اوپر دم کیا اور دونوں شانوں پر اُسکے پر پیدا ہوے اور ایکبار وہ اوپر کو اڑکے بھاگی
جیسے ہی یہ اوپر کو چلی ہی کہ دفعۃً ایک تیر اُسکے ایسی لگی کہ یہ نیچے زمین پر گری بس امیر نے دوڑکر وہی حربہ ایسا
مارا کہ تڑپ کر اُسی حوض میں گر پڑی اور وہ پانی حوض کا غرغر کرکے سب اُس حوض میں غائب ہوگیا امیر نے وہ
کرسی اٹھائی اور دیکھا تو واقعی اُسکے نیچے ایک ویسا ہی کنواں سا ہی جیسا مہرنوش ممتاز نے امیر سے بیان
کیا تھا اُسوقت امیر آنکھیں بند کرکے اُس کنوئیں میں کود پڑے اور جب پاؤں زمین پر پہونچے اُسوقت آنکھیں
کھولکے امیر نے دیکھا تو ایک میدان نہایت سبزہ زار اور خوشگوار دلچسپ ہی اور ہر طرف اُسکے سبزہ پر بہار ہی آفتاب
اور مہتاب دونوں سامنے دکھائی دیتے ہیں امیر نے اس لوح طلسم کو دیکھا اُس میں لکھا تھا کہ اے طلسم کشا یہ جو
کنواں معلوم ہوتا ہی اس کنوئیں میں سانگ گز کا ایک بیل ہی اور اُس بیل کے اوپر آفتاب اور مہتاب ہیں پس
تم کو چاہیے کہ جس حربے سے تم نے دائیا کو مارا ہی وہی حربہ ان دونوں کے بیچ میں بیل پر مارنا اور جب بیل جھک
جائیگا اُسوقت تم آفتاب اور مہتاب دونوں کو پکڑ لینا اور خبردار جانے نہ پائیں اور جسوقت تم انکو پکڑ لوگے اُسوقت
اُس کنوئیں کے اندر سے ایک دیو نکلیگا اور وہ دیو تم پر حربہ کریگا تم اُس حربہ کو خالی دینا اور دیکھنا کہ اُسکے ماتھے پر ایسا
نشان ہی پس تم کو چاہیے کہ تاکر اُسی نشان پر ایک ہی تلوار ایسی مارنا کہ اُسکا سر تن سے اڑجائے پس امیر نے
اسی طرح سے بموجب حکم لوح کے وہ حربہ اُس بیل کے بیچ میں مارا کہ وہ بیل جھک گیا اور یہ جو آفتاب اور مہتاب
تھے ان دونوں نے چاہا کہ یہاں سے نکل جائیں چلے ہی تھے امیر نے دیکھا دل میں کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ یہ تو
چلے ایکبار امیر نے آسمان کی طرف جست کی اور جاتے ہی دونوں آفتاب اور مہتاب کو امیر نے پکڑا اور گھسیٹ کے
اُن دونوں کو زمین پر لے آئے اور اب امیر کے اور دونوں آفتاب اور مہتاب کے زور ہونے لگے جسوقت
یہ دونوں زور کرتے ہیں امیر کے پاؤں زمین سے اکھڑ جاتے ہیں امیر فوراً لنگر مارتے ہیں اور پھر دونوں کو گھسیٹ
لاتے ہیں اور قائم ہوکے کھڑے ہوتے ہیں اور اُس لوح اور کاغذ میں بھی یہی لکھا ہوا تھا کہ اگر تم صاحبقران
ہوگے تو تم سے یہ آفتاب اور مہتاب نہ جانے پائینگے کہ ایکبار وہ دیو اندر سے نکلا اور پکارا کہ اے آدمزاد
ادھر آ بہت مدت ہوئی تھی کہ میں نے گوشت آدمی کا نہیں کھایا تھا سو اب تیرا گوشت میں کھاؤنگا یہ سنکر
امیر نے کہا تو اپنی خیر لے میں تجکو مارنے کو آیا ہوں جسوقت دیو نے یہ سنا قہقہہ مارکر ہنسا اور دار شمشاد
کو ہاتھ میں لے کر اُسنے آنکھیں بند کرکے ایک وار امیر پر کیا امیر نے جسوقت دیکھا کہ دار شمشاد کو پھیر رہا ہی
ایک ذرا پیترا بدلا وہ وار اُسکا خالی گیا اور دار شمشاد اُسکی گرکے زمین میں غرق ہوگئی اور یہ پکارا کہ اے
آدمزاد تیرا شور یہ بھی مجھے نصیب نہوا دیو تو کہتا تھا کہ ایکبار امیر نے عقرب سلیمانی کو کھینچ کے اور وہی
نشان دیکھ کے ایک ہی ہاتھ اُسی نشان پر مارا کہ سر اُسکا تن سے اڑ گیا اور جسوقت وہ دیو مارا گیا اُسوقت
مہرنوش ممتاز آئے اور امیر سے کہا کہ اے شہریار تم کو طلسم کشائی مبارک ہو اب ایک مراۃ القلعہ باقی ہی
اور آپ کو بھی چاہیے پہلے شادی کر لیجیے اور جی چاہے مراۃ القلعہ کو بھی فتح کر لیجیے پھر شادی کیجیے یہ سنکر امیر نے
کہا پہلے شادی کرنا مجکو منظور ہی امیر یہ باتیں کرتے تھے کہ سواری ملکہ بازغہ کی مع فوج اور فوجیں

نشان سے نمودار ہوئی اور ملکہ باز غم شاد اپنے بجاتی ہوئی حاضر ہوئی اور اب جو امیر نے خیال کر کے دیکھا تو مرآۃ القلعہ بھی سامنے ہے

اب دو کلمے داستان جانا امیر کا گنبد ریاضت گاہ میں بیان کیے جاتے ہیں

کہ جب امیر نے دیکھا گنبد ریاضت گاہ بھی سامنے ہے اور مرآۃ القلعہ بھی پیش نظر ہے مہر نوش ممتاز سے پوچھا کہ ای مہر نوش مرآۃ القلعہ تو کئی مہینے کی راہ تھا اب سامنے معلوم ہوتا ہے یہ سنکر مہر نوش نے امیر سے کہا کہ ای شہریار وہ وہ چیزیں جو طلسم کے درمیان حائل تھیں وہ تو اب سب موقوف ہو گئیں اسوجہ سے مرآۃ القلعہ سامنے معلوم ہوتا ہے امیر کو نہایت تعجب ہوا کہ ایکبار باز غم نے امیر سے کہا کہ آپ بھی میرے ساتھ گنبد ریاضت گاہ میں چلیے امیر نے باز غم سے کہا اچھا چلو پس باز غم امیر کو لیے گنبد ریاضت گاہ میں آئی اور امیر نے اپنے بیٹوں اور رفیقوں کو دیکھا کہ سب کے گلے میں کفنیاں پڑی ہوئی ہیں اور سب نے حالت اپنی تباہ کی ہے سب کے بال پریشان ہیں اور حالت سب کی غیر ہے اور عمرو نے جو امیر کو دیکھا فوراً پاس آ کے رونے لگا امیر نے عمرو سے پوچھا ای عمرو یہ سب نے حالت اپنی کیا بنائی ہے یہ سنکر عمرو نے کہا کہ ای حمزہ کیا بیان کروں ان جوانوں پر آفت ٹوٹ پڑی امیر نے کہا کہ خواجہ جلد کہو کہ انکو دیکھ کے حالت میری تباہ ہوئی ہے اسوقت عمرو نے رونا چاہا پھر امیر سے کہا کہ ای حمزہ ایک روز ملکہ خورشید لقا اور ایک روز زہرہ لقا مر گئی اور اسی طرح سے ایک دن حور لقا اور ایک دن سرو قد مر گئیں یہ چاروں گنبد ریاضت گاہ میں دفن ہیں ہم نے انکو دفن بھی نہیں کیا اسواسطے کہ حکم حکیم اشراق کا ہوا کہ ان تینوں کو گنبد ریاضت گاہ میں پونہیں رکھدو اور انکو گاڑو نہیں جس وقت امیر نے یہ ماجرا سنا فرط غم سے امیر سن ہو گئے اور ہاتھ اپنا گریبان میں ڈال کے ایک جھٹکا مارا کہ گریبان کو تا بہ ناف چیر ڈالا اور رونے پیٹنے لگے اور حالت اپنی تباہ کرنے لگے مہر نوش ممتاز آ گئے اور دیکھا انہوں نے کہ حالت امیر کی غیر ہے امیر سے کہا کہ ای شہریار آپ کچھ رنج و الم نہ فرمائیے یہ سب زندہ اور صحیح و سلامت ہیں کسواسطے کہ یہ سب کشتہ طلسم ہیں اب آپ یہ کام کریں کہ وہ جو آفتاب اور مہتاب دونوں آپ لائے ہیں انکو پانی میں دھوکے اس پانی کو ان سب کے اوپر چھڑکیے فوراً یہ سب زندہ ہو جائینگے پس یہ سنکر امیر خوش ہوئے اور جلدی سے آفتاب اور مہتاب کو دھو پانی لے کر گنبد ریاضت گاہ میں گئے اور گنبد کے اندر جا کے اس پانی کو سب پر چھڑکا یہ سب جی اٹھیں پس امیر ان سب کو ساتھ لے کر باہر آئے اور عمر دین حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور فرامرز عاد مغربی اور بہرام گرد خاقان چین ان سب نے سب کو زندہ دیکھا سب کو عجب طرح کی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے اور یہ سب ہنسی خوشی آ کر بیٹھے کہ ایکبار سلطان سر خیوش جنی اور حکیم قسطاس وغیرہ نے آ کر امیر سے ملاقات کی اور مہر نوش ممتاز اور ظفر جان جنی یہ سب بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ مہر نوش ممتاز نے کہا کہ پہلے شادی ملکہ شعشعہ جہان افروز کی ہووے تو پھر ملکہ رضیہ سلطان خورشید شعلہ رو کی شادی ہو جس وقت یہ بات ظفر جان جنی نے سنی نہایت برہم ہوا اور کہا اس نے کہ یہ امر ہرگز نہوگا وہ پہلے شادی ملکہ رضیہ سلطان کی ہوگی بعد اسکے اور کسی کی شادی ہوگی کسواسطے کہ اول تو وہ اولاد میں حکیم اشراق روشن ضمیر کی ہے اور دوسرے وہ بادشاہزادی طلسم کی ہے پس اسکی تو پہلے شادی ہو اور دوسری شادی پہلے ہو یہ تمہاری نادانی ہے اسی بات پر یہ سنکر مہر نوش ممتاز کچھ سوچ کر چپکے ہو رہے اور کہا جو مرضی تم سب صاحبوں کی پس پہلے شادی ملکہ رضیہ سلطان کی ٹھہری بعد اسکے ملکہ شعشعہ جہان افروز کی ٹھہری پس سر خیوش جنی نے ملکہ خورشید لقا اور زہرہ لقا اور حور لقا

اور ماہ لقا ان چارون سے کہا کہ تم چارون پردہ قاف مین جاکر ملکہ رضیہ سلطان کو لے کر جلدی آؤ جسوقت
یہ چارون ملکہ رضیہ سلطان کو لینے پردہ قاف مین گئین اور ملکہ رضیہ پاس پہونچین اور سارا احوال امیر کا
مفصلاً ان چارون نے بیان کیا کہ بعد طلسم کشائی اب امیر گنبد رہا فست گاہ مین ٹھہرے ہین اور تمھین تمھارے
باپ نے بلایا ہی ہم تم کو لینے کو آئے ہین ملکہ رضیہ تخت ہنگار سوار ہوئی اور ان چارون کو اپنے ساتھ تخت
پر بٹھاکر روانہ ہوئی اور آکر اُس گنبد رہا فست گاہ مین پہونچی جسوقت امیر کو یہ خبر ہوئی کہ ملکہ رضیہ آئی امیر کو
بھی نہایت خوشی ہوئی اور ملکہ رضیہ سلطان سر خیوش کے خیمہ مین گئی اور وہان جاکر اپنے باپ کو مجرا کیا باپ
نے اُسکو دیکھکر گلے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور آپس مین باتین کرنے لگے اتنے مین سلطان سر خیوش جنی
نے مہر نوش ممتاز سے کہا کہ تم سب کو رقعہ لکھو کہ شادی مین سب آکر حاضر ہون مہر نوش ممتاز نے رقعے لکھکر
چار سمت بھیجے کہ شادی ملکہ رضیہ سلطان کی مقرر ہوئی ہی فلان روز جلد آکر حاضر ہو لیں بموجب لکھنے کے
ہر چار سمت کے لوگ حاضر ہوئے مہر نوش ممتاز نے شہر صندل کو ملکہ صندل پری پاس بھی رقعہ لکھکر بھیجا
اور اُسمین صندل پری کو لکھا تھا کہ آپ بھی اور خورشید جہان بھی تشریف لائین کسواسطے کہ آپکے رونق افزا
ہونے سے ایک رونق ہو جاے گی اور ملکہ رضیہ سلطان کا باپ یعنی سلطان سر خیوش صندل پری کا زیر
نگین ہی اور یہ صندل پری کو خراج دیتا ہی اور ملکہ صندل پری ہفتم قاف کی ہی اور بادشاہزادی ہی اور
یہ ملکہ آسمان پری کو خراج دیتی ہی اور ملکہ رضیہ آسمان پری کی بڑی مطیع اور فرمانبردار ہی اور ملکہ رضیہ
سلطان سے اور ملکہ خورشید جہان سے بڑی محبت اور اتحاد ہی باوجودیکہ رضیہ خورشید جہان کی محکوم ہی اور
ملکہ خورشید جہان حاکم ہی مگر بسبب محبت اور اتحاد کے رتبہ برابری کا ہی اور اسی طرح سے ملکہ خورشید جہان
اور ملکہ قریشیہ سلطان سے بڑی محبت ہی باوجودیکہ ملکہ خورشید جہان بھی ملکہ قریشیہ سلطان کو اپنا حاکم اور
مالک جانتی ہی قضارا کہین یہ خورشید جہان ہمراہ ملکہ قریشیہ سلطان کے سیر و شکار کو گئی تھی اُسوقت یہ رقعے
شادی کے ملکہ رضیہ اور ملکہ صندل پری کے پاس پہونچے صندل پری نے رقعہ پڑھا اور رقعہ کو پڑھ کے
اُسنے ایک خط اپنی بیٹی ملکہ خورشید جہان کو لکھا کہ ای خورشید جہان تم جلد آؤ کہ تمھاری دوست جو ہی ملکہ
رضیہ سلطان اُسکی شادی مین تمھین چلنا ہوگا اور اُسکے باپ نے بہت منت اور سماجت سے رقعہ لکھا ہی
تم جلد آؤ تو چلین بس یہ خط لکھکے صندل پری نے ایک دیو کو دیا اور کہا جہان ملکہ خورشید جہان ہو وہان
جاکے تو یہ خط اُسکو دینا بس دیو خط لے کر روانہ ہوا جسوقت یہ دیو خط صندل پری کا لیکر ملکہ خورشید جہان
کے پاس آیا اور وہ خط اُسکو دیا اور خورشید جہان نے خط اپنی مان صندل پری کا پڑھ کے قریشیہ سلطان
سے کہا کہ ای ملکہ تمھارے اور ہمارے ہمیشہ وعدہ ہوا کرتا ہی کہ مرآۃ القلعہ ایسا خوب مکان ہی کہ ایسا کہین
کوئی مکان روے زمین پر نہین ہی اور آپ فرمایا کرتی ہین کہ کبھی ہم چلینگے تو ہماری ایک دوست ملکہ ہی
رضیہ سلطان جسکا نام ہی اُسکی شادی اُسی مرآۃ القلعہ مین ٹھہری ہی پس امیدوار ہون کہ آپ بھی تشریف
لے چلین اور چلکر اُس مکان کی سیر کرین اور وہ مکان لائق سیر اور دیدہ کے ہی یہ سنکر ملکہ قریشیہ سلطان نے
خورشید جہان سے کہا کہ [illegible] سے [illegible] کام تھا [illegible] ہو جائے گا اور تمھاری شادی کی کوئی
کیفیت حاصل [illegible] تم [illegible] پاس رہو گی تم سے کوئی کام نہ ہو سکے گا یہ سنکر خورشید جہان
نے ملکہ قریشیہ سلطان سے کہا کہ آپ مرآۃ القلعہ مین تشریف فرما ہون اور مین جاکر گنبد رہا فست گاہ مین

شادی کرونگی یہ سُنکر قریشیہ سلطان نے کہا کہ ہان اسکا کچھ مضائقہ نہین ہی پس یہ کہکر ملکہ قریشیہ سلطان کو
اپنے ہمراہ لیکے شہر صندل مین اپنی مان کے پاس آئی ملکہ صندل پری تو شہر صندل ہی مین رہی لیکن
ملکہ خورشید جہان کے ساتھ اُسکے بھائی سلطان سلیمان کو کردیا بس ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ خورشید جہان
اور سلطان سلیمان یہ تینون بڑی عزت وشان سے سوار ہوکر تختون پر روانہ ہوے اور ہمراہ اُنکے لشکر دیوون اور
پریزادون کا ہی چلتے چلتے اُس گنبد ریاضت گاہ مین آکر اُترے ملکہ قریشیہ سلطان نے بارگاہ سلیمانی کھڑی
کروائی اور ایک طرف کو خورشید جہان نے خیمہ برپا کیا اور جسوقت بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی اور تخت
بارگاہ سلیمانی کے مانند آفتاب اور مہتاب کے چمکنے لگے اور بارگاہ سلیمانی کئی فرسخ سے معلوم ہوتی ہی قضارا کار
کہین امیر گنبد ریاضت گاہ مین اپنے خیمہ مین آکر بیٹھے کہ ایکبار نسیم عیار جمہور جہان سوز گرد مین آلودہ اور
پسینے مین غرق آیا اور آکر امیر کو اُسنے مجرا کیا اور بعد دعا اور ثنا بادشاہی کے دونون نے ہاتھ باندھ کے عرض
کیا کہ ای شہریار والاتبار مبارک ہو کہ بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما ہوے ہین اور سامنے
یہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہی کہ جسکے کلس سونے کے چمکتے ہین امیر نے پوچھا ای نسیم تونے کس سے سُنا اُسنے
عرض کیا کہ خانہ زاد خود بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر آیا ہی مگر بادشاہ اسلام کو نہین دیکھا مگر خوب بارگاہ کو
سجا ہی اور خوب آراستہ کیا ہی اور بارگاہ سلیمانی سواے بادشاہ اسلام کے کسی کے پاس نہین ہی اس سے
غلام نے عرض کیا کہ بادشاہ اسلام تشریف لائے ہین یہ سُنکر امیر خوش ہوے اور دل مین اپنے کہا کہ شاہ پور اور
لقا نے اسلام اختیار کیا ہی اور یہ سب ادھر آئے ہین یہ خیال کرکے عمرو سے کہا کہ بھائی خواجہ جلد خبر تو لاؤ کہ اس
بارگاہ سلیمانی مین کون ہی پس عمرو مانند باد صرصر کے روانہ ہوا اور آکر دیکھا عمرو نے کہ کہین آدمی کی بو تک نہین ہی
سواے دیو اور پری اور جن کے پس عمرو دیکھکر پھر آیا اور امیر سے آکر کہا کہ ای حمزہ بارگاہ سلیمانی تو ہی مگر اُس
بارگاہ مین سواے دیو اور پری کے کسی انسان کا نام نہین پس جسوقت امیر نے یہ سُنا امیر کا ماتھا ٹھنکا اور
کہا خدا خیر کرے کہ کہین آسمان پری نہ آئی ہو اور سواے اُسکے اور بارگاہ سلیمانی کسی کے پاس نہین ہی
دو حصے مین ایک تو پیش خیمہ اور ایک پس خیمہ تو اُنہین کی آدھی بارگاہ تو میرے پاس ہی اور آدھی بارگاہ
ملکہ آسمان پری کے پاس ہی اور اُسوقت امیر کو وہ وقت اور وہ دن یاد آیا کہ امیر پردہ قاف مین تھے
اور ذکر ملکہ مہر نگار کا آسمان پری سے سُنا تھا اور اٹھارہ برس پردہ قاف مین سے امیر کو آنے نہ دیا تھا
اور خوب خاک چھنوائی تھی اور جب ذکر ملکہ گردیہ بانو کا سُنا تھا کہ گردیہ بانو بھی آئی ہین اور بدیع الزمان
راہ مین پیدا ہوا تھا اور گردیہ بانو کو اُسوقت دیو نے ایک کوہ پر اُتارا تھا غرض امیر نے بدحواس ہوکر
عمرو سے کہا کہ ای خواجہ جلد تحقیق کرکے خبر تو لاؤ یہ سُنکر عمرو نے کہا کہ ای حمزہ پھر ایسا کام کاہے کو
کرتا ہی جو تو اتنا ڈرتا ہی اور اب بھی کچھ نہین گیا شادی موقوف کردے یہ سُنکر امیر نے عمرو سے کہا
بس جھک نہ مار ہو چلو جاؤ عمرو روانہ ہوا اور جاکر تحقیق خبر لایا اور امیر سے کہا ای حمزہ تیری بیٹی ملکہ
قریشیہ سلطان ہی پس عمرو نے یہ جو کہا سب نے اس بات کو سُنا اور سب کو معلوم ہوا کہ امیر جہان پریکا
کے شوہر ہین سب نے امیر سے کہا کہ ای شہریار آسمان پری آپ کی زوجہ ہی اور ملکہ قریشیہ سلطان آپ کی دختر
ہین یہ سُنکر امیر نے سب سے کہا کہ ہان ہی تو سہی پس جسوقت سب نے سُنا نہایت خوشی ہوئی تھی اور دل مین سمجھے
کہا کہ یہ شخص ایسا ہی کہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہم السلام کی پوتی جسکے ساتھ منسوب ہی اور امیر سے نے

وہ بارگاہ سلیمانی جو امیر کے ساتھ آئی تھی اُسکو استادہ کروا کر اُسمیں جشن کیا اور اُس جشن میں بیٹھے ہیں اور یہاں ملکہ قریشیہ
اور خورشید جہان جو بارگاہ سلیمانی میں بیٹھی ہیں تو کہیں ملکہ رضیہ کی شادی کا ذکر آیا ایکبار ملکہ قریشیہ سلطان
نے خورشید جہان سے پوچھا کہ رضیہ کی شادی کسکے ساتھ ہی کوئی پری زاد ہی جسکے ساتھ رضیہ کی شادی ہی یہ سنکر
خورشید جہان نے ملکہ قریشیہ سے کہا پری زادوں سے نہیں قوم انسان سے ہی جس سے شادی ہوئی ہی یہ سنکر قریشیہ
نے کہا اُسکا کیا نام ہی خورشید جہان نے کہا کہ کوئی حمزہ صاحبقران نام ہی اُسکے ساتھ شادی ہوئی ہی ملکہ قریشیہ
نے کہا کوئی اُسکے ساتھ بھی ہی اُسوقت خورشید جہان نے کہا کہ ایک بیٹے کا نام عمرو بن حمزہ اور دوسرے کا نام
چوگان بن حمزہ اور ایک رفیق کا نام فرامرز عاد مغربی ہی اور دوسرے رفیق کا نام بہرام بن گرد خاقان چین ہی
یہ سنکر ملکہ قریشیہ نے کہا کہ خورشید جہان وہ تو میرا باپ ہی یہ سنکر خورشید جہان تو سکتہ کی صورت ہو گئی اور
ملکہ قریشیہ سے کہا کہ سچ کہتی ہو ملکہ قریشیہ نے کہا میں سچ کہتی ہوں اُسوقت خورشید جہان نے اتنا تو کہا کہ جسکی
ایسی بیٹی صاحب شوکت اور لیاقت ہو اُسکا باپ شادی کرے یہ سنکے ملکہ قریشیہ نے جواب دیا کہ مرد جتنی چاہیں
شادیاں کریں خدا اُنکو مبارک کرے جسکے ساتھ وہ شادی کرینگے وہ ہماری ماں ہی یہ سنکر خورشید جہان نے کہا کہ بی بی شاباش
تمہیں سے یہ ہو سکیگا ہم سے تو کبھی نہ ہو سکے یہ سنکر ملکہ قریشیہ نے کہا کہ ای خورشید جہان تم نے مجھے لا کر
اس فضیحت میں ڈالا اگر ماں میری سنے گی کہ یہ باپ کے بیاہ میں بیٹھی تھی تو وہ مجھ سے خفا ہو جائینگی اور جو یہاں سے
چلی جاتی ہوں تو باپ سنکر خفا ہونگے اور کہینگے کہ بیٹی میری شادی نہ دیکھ سکی اور اب مجکو دونوں طرح سے مشکل ہی اور یہ
اب کچھ بن نہیں آتا ہی مگر جی میں آتا ہی کہ میں اپنے باپ کی شادی آپ کروں اور اگر اماں جان خفا ہونگی تو خفگی مٹ بھی جائگی
اور جو بابا جان خفا ہونگے تو اُنکی خفگی نہیں مٹ سکتی یہ کہکر سب سے کہا خبردار کوئی اماں جان سے نہ کہنا اور جو کہے گا میں
اُس سے بُری طرح سے پیش آؤنگی اور یہ کہکر خیمے اور بارگاہ سلیمانی کے اُکھڑنے کا حکم کیا اور چلنے کی تیاری کی پس
ملکہ قریشیہ اور خورشید جہان دونوں روانہ ہوئیں ادھر امیر کو خبر پہونچی کہ ملکہ قریشیہ آتی ہی امیر نے سب کو حکم کیا
کہ تم سب باہر جاؤ بیٹھنے لوگ تھے سب باہر گئے اور دونوں بیٹے امیر کے اور دونوں سردار اور ایک خواجہ باقی رہے
پس امیر کے خیمہ میں امیر سمیت چھ آدمی باقی ہیں کہ سواری ملکہ قریشیہ کی آئی اور ملکہ قریشیہ سواری سے اُترکر
ڈیوڑی بارگاہ میں آئی اور اندر آکر امیر کو مجرا کیا امیر نے اپنی گردن نیچی کر لی کہ ایکبارگی ملکہ قریشیہ امیر کے گلے سے لپٹ گئی
اور کہا کہ ای بابا جان آپ کیوں اُداس ہیں اور آپ کسواسطے سوچ میں ہیں خوب ہوا جو میں ہوتی آئی ہی اور
یہاں کوئی آپکا نہیں تھا اور اب میں آپ کی شادی کرونگی یہ سنکر امیر نے کچھ جواب نہ دیا مگر ملکہ قریشیہ نے
سلاسل پری اور شعلہ اصل پری سے کہا کہ تم دونوں پردہ قاف میں جاؤ اور جا کر وہ گلدستے لاؤ جو گلدستے کہ
حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کے ہمراہ کوچ میں چلتے تھے اور جہاں خیمہ ہوتا تھا تو وہ گلدستے اُنکے سامنے
لگائے جاتے تھے اور وہ تمام میدان گلدستہ معلوم ہوتا تھا اور تمام گلدستوں سے میدان باغ وبہار ہو جاتا تھا
اور حضرت اُسکی کیفیت دیکھتے تھے اور جو شمعدان اور لالٹینیں نئی نئی وضع کی ہیں وہ بھی لیتی آنا مگر اتنا کرنا کہ
خبردار اماں جان کو خبر نہو پس یہاں سے یہ سب گئیں اور جاکر جنگلے سے سب اسباب نکالا اور لیکر یہاں آئیں
اور ملکہ قریشیہ نے امیر کی طرف سے شادی کی تیاری کی اور ملکہ رضیہ کی طرف ملکہ خورشید جہان نے شادی
کی تیاری کی اور ملکہ قریشیہ نے بعد مانجھے کی رسم کے ایک دن دیکھ کے ساچق امیر کی لیکر با نوبت ونشان
سوار ہوئی اور تمام آرائش اور وہ گلدستے نیلی حصار رستے روشن حصار اور ہر [illegible] میں اور کہیں آگے

ایجانے کا ٹھکانا نہین آرایش باقی جہان تہان رکھی ہی اور ایک تخت جواہر نگار اُسپر امیر سوار ہین اور دونون بیٹے
درست وحبیب ہین اور دونون رفیق دست حبیب کو ہین اور آگے آگے خواجہ عمرو بڑی دھوم دھام سے اہتمام
کرتے جاتے ہین اور ملکہ قریشیہ ایکطرف اپنے تخت کو اُڑائے ہوے چلی جاتی تھی غرض جاکر دلہن کے گھر پرساتھ
پہونچی امیر وہان خیمہ مین آرہے اور مسند پر بیٹھے اور دست راست کو دونون بیٹے ہین اور دست حبیب کو دونون
رفیق بیٹھے ہین اور ایکطرف کو خواجہ عمرو اور ایکطرف ملکہ قریشیہ اور سلاسل پری اور خطا فضل پری اور
زہرہ پری اور باقی سب پری زادین بیٹھی ہوئی ہین اور طائفے آکر ناچنے اور گانے لگے اور ساقی جام وصراحی
لیکر حاضر ہوے اور مے کشی ہونے لگی کہ اتنے مین ملکہ خورشید جہان نے جام ہاتھ مین اُٹھا لیا اور ملکہ خورشید لقا
نے سیلاچی اور آفتابہ لیا اور ملکہ زہرہ لقا نے خنجر اُٹھا لیا اور حور لقا نے پاندان اُٹھا لیا اور ماہ لقا نے
عطردان اُٹھا لیا یہان تک کسی پری زاد نے ہار اُٹھا لیے اور کسی نے بیڑے غرض جتنی پریزادین تھین کسی نے کچھ
اور کسی نے کچھ اُٹھا لیا اور خورشید جہان گئی شربت پلانے کو اور وہ عمر جیسی سانولی اور دلربائی سے سنگھی ہوئی ہین اور
زنجیر کام کناری او تمامی کا لیا ہوا اور اُسپر جواہر بیش قیمت ٹکا ہوا اور جام وصراحی ہاتھ مین لیکر امیر کے سامنے
آئی بس جسوقت امیر کی نگاہ خورشید جہان پر پڑی بیساختہ امیر ٹھٹک گئے اور حالت امیر کی غیر ہوگئی اور خورشید جہان
نے امیر کو شربت پلا کر اس فرصت سے منھ امیر کا پونچھا کہ امیر ہوشیار ہوگئے اور خورشید جہان نے سیلاچی آفتابہ آگے
امیر کے لاکے رکھا اور منھ ہاتھ دھلایا اور امیر کے دوہنے بازو کے برابر عمرو بن حمزہ بیٹھا تھا عمرو کی نگاہ خورشید جہان
پر پڑی اور خورشید جہان کی نگاہ عمرو بن حمزہ پر پڑی بس ساتھ ہی نگاہ پڑنے کے تیر نگاہ خورشید جہان کے
کلیجے کے پار ہوگیا اور تیغ ابرو نے دو ٹکڑے اُسکے کرڈالے کہ ایکبار اُسنے دانائی سے اپنے تئین سنبھالا اور اپنے
تئین قائم کیا اور دل مین اُسنے کہا کہ دیکھو کیا خوب اسوقت قائم رکھا مجکو اور قضا سے کار جو عمرو بن حمزہ کی
نگاہ اُسپر پڑی کی بس ایسی حالت عمرو بن حمزہ کی ہوگئی کہ قابل بیان کے نہین اور ایک آہ کی ساتھ ہی آہ کے
غش آگیا اور ہوش جاتا رہا بس جسوقت یہ طرفین کی حالت ہوئی اور کہین خورشید لقا برابر کھڑی تھی اُسنے جو
دیکھا خورشید جہان اور عمرو بن حمزہ کو ایک تو یہ اُڑتی چڑیا پہچانتی ہین بس یہ صاف پہچان گئی اور اُسنے دل مین
اپنے کہا کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا اور خورشید جہان نے اپنے تئین روکا عمرو بن حمزہ کو شربت پلایا بس جسوقت
خورشید جہان نے عمرو کا منھ دیکھا اور پوچھا اُسوقت وہی غش نکلا اور خورشید لقا اپنے جی مین جلتی تھی جسم
خورشید جہان نے جو نگاہ ان بن حمزہ کو شربت پلایا آخر کو تاب نہ رہی خورشید جہان نے پھر اُس سے جام شربت
لیکے زہرہ لقا کے ہاتھ مین دیا اور چلی گئی کہ اتنے مین خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ قریشیہ سے یہ کون ہی ایسی
بے سلیقہ اور بے لیاقت ہی کہ اسکو شربت پلانے مین کچھ وقوف نہین ایکبار ملکہ قریشیہ نے خورشید جہان کو
بلایا اور کہا بیٹا پہلے تمھین شربت خواجہ عمرو کو پلانا تھا خورشید جہان نے کہا کہ مجھے اسوقت گرمی معلوم
ہوتی ہی اور حالت میری غیر ہوتی ہی اور اسوقت مین آپ مین نہین ہون یہ سنکر قریشیہ نے کہا کہ پہلے تمھین
رفیقون کو شربت پلانا واجب تھا پس یہ سنا خورشید جہان نے جام وصراحی ہاتھ مین لے کر خواجہ سلامت کو شربت
پلایا اور جام شربت عمرو کو دیا عمرو نے کہا نہین مین نہین پینے کا خورشید جہان نے کہا کہ خواجہ سلامت شربت
نہین پیتے ہین کہ ایکبار امیر نے سنکر کہا کہ بھائی خواجہ عمرو تم نے اپنی ایسی صورت کیون بنائی ہی جو تمھین کوئی خیال
مین نہین لاتا یہ سنکر عمرو نے کہا کہ اے حمزہ یہ وقت ہنسی کا نہین ہی آخر کو سب نے بمنت وسماجت خواجہ

سلامت کو شربت پلایا پھر خورشید جہان نے براتیون کو شربت پلایا اور چوگان اور عمرو نے پہلے ملکہ قریشیہ کو
شربت پلایا بعد فراغت شربت پینے کے کشتی بارا دریان کی آئی پس یہ بھی بٹ چکی اور وقت خلعت کا آیا اسوقت
بھی عمرو بن حمزہ اور خورشید جہان مین نظارون کی باتین اشارون مین ہو گئین اور امیر کو وہ خلعت پہنایا کہ کبھی
چشم فلک نے بھی ایسا خلعت نہ دیکھا تھا عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ کو موافق لیاقت کے انکو بھی ملے اور
انکے امیر تھے ہوئے خلعت فرامرز عاد اور بہرام کو ملا اور ایک بھاری خلعت ملکہ قریشیہ سلطان کو ملا اور جب
سب کو خلعت مل چکے اور اندر ملکہ قریشیہ کو وہ جوڑے طلسم مین تیار ہوئے تھے اور سلطان ارزق کو اور
سلاسل پری اور زمرد پری کو اور باقی پری زادین جتنی تھین سب کو وہی جوڑے ملے بعد اسکے رخصت
ہوئے اور سواری امیر کی بڑے عظیم و شان سے نوبت اور نشان اور شادیانے بجتے ہوئے آکر قیامگاہ والا احتشام
مین داخل ہوئی اور جب دوسرے دن اودھر سے منہدی کی تیاری ہوئی اور خورشید جہان ایک تخت
سکلف پہ سوار ہوئی اور ایک تخت پر صندل پری اور چارون سلطان اپنے اپنے تختون پر سوار ہوئے
اور سب کے سب کے تخت آراستہ کئے اور پیچھے فانوس ہین اور لالٹینین انواع انواع طرح کی اور پیچھے انکے
روشن چوکی اور پرستان کے باجے کہ جسمین نئی نئی آوازین نکلتی ہین اور بعد اسکے اس منہدی کے ساتھ
کشتیان پوشاکون کی اور برابر اسکے ہزارون پری زادین چلی آتی ہین بہت تکلف کیے سب کے گلون مین
جوڑے پڑے ہوئے ہین اور وہ تماشے کی روشنی دونون طرف کو جو اسپیر ہوئی تھی تو عجب کیفیت چراغون
کی ہے کہیں تو روشنی تماشے دون کی سی ہو رہی ہے اور کہیں چراغان ہے اور کہیں ابرک کے کنول روشن ہین اور
پیچھے سواری کے ملکہ خورشید جہان ایک تخت زرنگار پر سوار ہین پس اس طرح سے سواری دولہا کے مکان پر
پہونچی اور ملکہ قریشیہ کے ہاتھ مین پھولون کی چھڑیان جس مین تمام جواہر نصب کیا ہوا تھا اور وہ چھڑی ہاتھ مین
لے کر ملکہ آفاق آکر لب فرش کھڑی ہوئی اور سواری خورشید جہان کی اتری کہ اتنے مین ایکبار دوڑ کر
قریشیہ نے ایک چھڑی ماری اور خورشید جہان نے بھی دوڑ کر ایک چھڑی ماری پھر تو آپس مین ہر ایک سے
خوب باتین ہونے لگین اور بعد اسکے سب جا کر مسند پر بیٹھین اور سب پری زادین برابر قرینے سے بیٹھیں پس
اسوقت ناچ کا حکم کیا اور ناچ شروع ہوا اور امیر بھی بیٹھے ہوئے ہین اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ
اور فرامرز عاد و مغربی بہرام اور خواجہ عمرو یہ سب کاروبار کرتے پھرتے تھے اور عمرو بن حمزہ منہدی اور
طبق مین سے لیکر خورشید جہان منہدی کو اور لعل شب چراغ امیر کے ہاتھ مین رکھکر منہدی امیر کے
ہاتھ مین لگائی اور خلعت بڑے تکلف کا امیر کو پہنایا اور کئی لاکھ تومان امیر پر سے تصدق کیے پس اسوقت
خورشید لقا شربت پلانے کو اٹھی خورشید لقا نے خورشید جہان کو شربت پلایا اور قریشیہ نے ہنسی سے
نیگ منہدی کا امیر سے طلب کیا جسوقت سب شربت پی چکے اور اب ناچ ہو رہا ہے اور ایک طرف کو
عمرو بن حمزہ پھرتے تھے اور جھک جھک کے خورشید جہان کو جھانک رہے تھے اور کبھی تو ادھر سے اور
کبھی ادھر سے آکر جھانکتے ہین اور کہیں نگاہ خورشید جہان کی عمرو پر پڑی پس یہ بھی بیقرار ہوئی کہ ایکبار
خورشید جہان نے کہا کہ کوئی آئے اور آفتابہ رکھنے اسے یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی اور عمرو کے آگے جاکے کھڑی
ہوئی جہان وہ خیمہ آگے پیچھے کھڑے ہوئے تھے اسی دونون کے بیچ مین یہ کھڑی ہوئی ہے پس خورشید جہان بھی
وہان گئی اور عمرو نے جو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا اور خورشید جہان کہنے لگی تو مجھے رسوا کرتا ہے یہ بات تیرے

ہی مین اچھی نہین ہی اور اسنے ایک خواص کو راہ پر کھڑا کیا اور اُس سے کہا کہ تو دیکھتی رہ کوئی اور نہ آنے پاسکے
نہیں یہ خواص اگر راہ مین کھڑی ہوئی کہ کوئی آئے تو اشارے سے کہدینا اور یہان عمرو بن حمزہ بوس و کنار
کرنے لگا اور یہ جوبن جون جون چمٹتی ہی کہین سے انگیا مسکتی ہی اور بال بھی سر کے ڈھیلے ہوگئے اور دونون عاشق و
معشوق آپس مین باتین کر رہے تھے کہ خورشید جہان نے عمرو سے کہا کہ اب تو مجھے جانے دے اور اب کل
ہمارے تمہارے حسب دلخواہ باتین ہونگی کس واسطے کل یوم سعد ہی خاطر خواہ تیرے جیسی کہ تجھے منظور ہی کل باتین
ہونگی یہ سُنکر عمرو نے کہا وہان تو سیکڑون خیمے کھڑے ہونگے پس خورشید جہان نے کہا وہ جو داہنے سمت کو فلان
خیمہ کھڑا ہی اُسمین کھڑی ہونگی جسمین گلشن ضیا ہی بس وہین تم اُس خیمہ مین آنا عمرو نے یہ سُنکر کہا کہ اے خورشید
جہان مین آؤنگا مگر وہان تم ضرور ہونا خورشید جہان نے کہا مین تو ہونگی مگر وہان تم ضرور آنا پس جسوقت آپس مین
یہ وعدے ٹھہر گئے اور خورشید جہان نے کہا کہ خورشید لقا میرے پیچھے پڑی ہوئی ہی ایسا نہو کہ کہین وہ مجھے وہان نہ دیکھے
بس اب تم مجھے جانے دو اور خورشید جہان نے کہا کہ اے عمرو دسن تجکو ایسی میری کیا بات پسند آئی ہی کہ
تو اُسپر مرتا ہی یا مجھے تیری یہ بات اچھی لگتی ہی یہ سُنکر عمرو نے کہا شعر کرون جو وصف ترا طاقت بیان نہین ٭
زبان ہی جسم نہین جسم کے زبان نہین ٭ خورشید جہان تو عمرو سے باتین کر رہی تھی کہ کہین قضا سے کاردان
خورشید لقا نے دیکھا کہ خورشید جہان یہان نہین ہی کہ ایکبارہ یہ بھی آگئی اور ہر طرف دیکھتی پھرتی تھی اتنے مین یہ دونون
آپس مین خوش فعلیان کرتے تھے اور اُس خواص نے جو خورشید لقا کو دیکھا کہ ایکبار اُس خواص نے اشارہ کیا
کہ خورشید لقا آئی ہی پس یہ سُنکر عمرو تو جلدی سے اس طرف کو چلا گیا اور خورشید جہان اسی طرف سے نکل گئی
اور جسوقت یہ خورشید لقا نے دیکھا آتش غضب اُسکو بھڑکی اور کہنے لگی کہ واہ واہ یہ تو وہان کیا کرتی تھی اُسوقت
خورشید جہان نے خورشید لقا کے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور اُسنے کہا کہ اے خورشید جب تو دیکھتی ہی آوازے توازے
مجھ پر کرتی ہی خورشید لقا نے کہا واہ واہ چوری اور سرزوری اور کہا تو صاحبو خواہ مخواہ یہ آپ مجھ سے اُلجھتی ہی یہ
سُنکر سب لوگ جمع ہوئے اور خورشید جہان نے کہا کہ اسنے کیا سمجھا ہی اور اب مین اسکو بہت ذلیل اور رسوا کرونگی
کہ یہ مجھے اپنے دل مین کیا سمجھتی ہی جو ہر گھڑی مجھ سے اُلجھتی ہی یہ تو ان دونون مین باتین ہو رہی تھین اور
لوگ ان دونون کو سمجھاتے تھے اور کہتے تھے کیا مقدور جو خورشید لقا تم سے بول سکے اور تم اپنی طرف کو دیکھو
ملکہ قلیتیہ نے بہت سمجھایا کہ یہ سنا بیٹا خورشید تمہارے ساتھ ہی اور خورشید لقا کا مرتبہ اسکے ساتھ ہی کہ ایکبارہ
ایک طرف سے خورشید جہان کے ملکہ صندل پری آئی اور اُسنے خورشید جہان کو سمجھایا اور کہا بیٹی کیسا
مقدور کسی کا جو کوئی آنکھ بھر کے دیکھے بس یہ سمجھا کر سب نے اُسکو مسند پر بٹھایا اور ملکہ قلیتیہ سلطان نے اس
طور کی باتین کرنی شروع کین خورشید جہان کو بھی ہنسی آئی اور ادھر خورشید لقا نے کھٹ پٹ مچایا کہ تم مسخرو
کہ عورت اپنے دل مین کیا سمجھی ہی اور وہ تو جانتی ہی کہ میرا نکاح اُسکے ساتھ عرس گاہ مین ہوا ہی پس یہ
جانتی ہی اور جان لو جسکے عورت کھڑی پڑی ہی اور یہ جان لے کہ مین بھی ملکہ آسمان پری کی ہون اور امیر
حمزہ صاحبقران کی مین بہو ہون اور اصل پوچھو تو سب طور سے ہماری رعیت ہی یہ اور اُسکی رعیت
ہوگی رضیہ سلطان کی ہوگی مجھ مین اُسکی رعیت نہین ہون پس عجب طرح کا آپس مین جھگڑا
ہو رہا ہی کچھ ادھر خورشید جہان کو سمجھاتے ہین اور کچھ لوگ خورشید لقا کو سمجھاتے ہین کہ ایکبار
غل سواریون کا اُٹھا اور سواریان طلب کین اور چلنے کی تیاری ہوئی اور خورشید جہان سے

عمرو بن حمزہ کی طرف دیکھا اور اشاروں میں باتیں ہوگئیں کہ تم وہیں آنا کہ ہمیں سواریاں آئیں اور اب سب سوار ہو کر
چلے اُسی شان وشوکت سے بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے پس جسوقت رات گذری اور صبح کا وقت ہوا اُسوقت
خورشید جہان نے کہا اپنی ماں سے کہ ای اماں جان میں دو تین روز کی جاگی ہوئی ہوں اگر آپ فرمائیں تو وہ جو دریا کے کنارے
خیمہ کھڑا ہی اُسمیں جاکر میں آج رہونگی کسواسطے شادی کا دن تو کل ہوگا کل میں چلی آؤنگی یہ سُنکر خورشید جہان کی ماں
نے کہا کہ ای خورشید اچھا وہیں آرام کر لیں خورشید جہان اپنی ماں سے یہ کہکر وہ چند خواصیں جو اُسکی محرم راز و
دمساز تہیں سب کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوئی اور آکر اُنہیں خیموں میں اُتری تیاری جشن کا حکم دیا پس تیاری جشن
ہونے لگی ملکہ اپنے ہاتھ سے بھی اکثر کام کر رہی ہی کہ کسی طرح دن کٹے کبھی گھبرا کر خیمہ سے باہر نکل کر دیکھتی ہی کہ ابھی دھوپ
باقی ہی یہ شعر زبان پر لاتی ہی شعر شام کیا روز جدائی کی نہیں ہوتی ہی ؛ دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیواروں پر ؛
غرض کہ بمشکل دن گذرا اور قریب وقت شام کا آیا اب ملکہ انتظار میں بیٹھی ہی کہ یکایک ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا اور
ہوا تند چلی آن واحد میں وہ ابر پھیل کر محیط ہوگیا اور مینہ برسنا شروع ہوا اور بجلی چمکنے لگی جب کوندا لپکتا ہی ملکہ ڈر کر
آنکھیں بند کر لیتی ہی اور بال کھولے ہوے دعائیں مانگ رہی ہی کہ خداوندا اب اگر وہ شخص نہ آسکے تو بہتر ہی کیونکہ
اس آفت میں نہیں معلوم کیا مصیبت راستے میں پڑے ملکہ کی تو اس طرف یہ حالت ہی اور اُدھر عمرو بن حمزہ کا یہ
بکا پکا جنون نے غلبہ کیا کہ تو نے وعدہ کیا تھا ایسے دوست سے کہ یقین ہی راہ دیکھتا ہوگا یہ تو مینہ برسا ہی کرے گا
اگر آگ بھی برسے تو چلنا واجب ہی کہ خورشید جہان کہتی ہوگی کہ عمرو بن حمزہ عجیب وعدہ خلاف ہی کہ نہ آیا ای عمرو بن حمزہ
جو کچھ ہو چلنا واجب ہی عمرو بن حمزہ نے پوشاک پہنی اور تاج اپنے سر پر رکھا اور نیزہ ہاتھ میں لیا کہ ایکبار فرخ بن عمرو
نے دیکھا عرض کیا کہ ای شہریار یہ بھی کوئی وقت کہیں جانے کا ہی دیکھو تو ایک ایسا نالہ برابر دریا کے بہ رہا ہی کہ ادہر
کہیں راہ سوجھتی نہیں ہی اور نہ کوئی خیمہ معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہیں دریا میں جا رہیں یہ سُنکر عمرو بن حمزہ نے کہا
ای فرخ بن عمرو میں تو جاؤنگا جو کچھ ہو یہ کہکر گھوڑا طلب کیا فرخ بھی ساتھ شہزادے کے ہو لیا عمرو بن حمزہ نے
گھوڑا پانی میں ڈالا اب نہ تو راہ معلوم ہوتی ہی نہ رستہ جانا بوجھا ہی نہیں معلوم کدھر نکل گئے لیکن راستہ جو بھولے
تو نیلی چھمار کے قریب پہونچے یکبارگی بجلی چمکی اور روشنی ہوئی فرخ بن عمرو نے دیکھا کہ یہ نیلی چھمار ہی عرض کیا کہ ای
شہریار یہ تو دریا کا کنارہ نہیں ہی ہم آپ بہت آگے نکل آئے ناچار شاہزادہ عالی تبار وہاں سے پھرے اور لب دریا
آئے کہ ایکبار سامنے سے ایک خیمہ دکھائی دیا اُس خیمہ کے پاس آکر کھڑے ہوے اتفاقا وہی خیمہ خورشید جہان کا تھا
لیکن اندر خیمہ کے وہ گھبرا رہی ہی اور اپنی انیسوں سے کہتی ہی کہ ای گلرخ جا کے دیکھ تو شاید وہ شاہزادہ آیا ہو
یہ سُنکر گلرخ نے کہا بی بی حمزہ کے بیٹے نازپروردہ ہیں بھلا اس آفت میں وہ کیونکر آئینگے نہیں ایسی کیا غرض ہی
کہ وہ آئینگے تمہیں سودا ہی یہ سُنکر خورشید جہان نے کہا تجھے میرے سر کی قسم تو باہر نکل کر دیکھ تو گلرخ نے
کہا صدقے گئی کام آپکا اور کہنا میں نہ کرونگی بس یہ کہکر باہر نکلی اور جا کر چہار طرف نگاہ دوڑائی کہ ایکبار بجلی
چمکی اور جمال شہزادے کا اُس روشنی میں معلوم ہوا دیکھا کہ نیچے ایک درخت کے مانند آفتاب کے گھوڑے پہ
جلوہ گر ہی اور ایک آدمی اور ساتھ ہی یہ دیکھکر گلرخ نے کہا کہ میاں تم کون ہو جو یہاں کھڑے ہو فرخ نے کہا کہ
بی بی تم کہو کون ہو پھر ہم بتائینگے گلرخ نے کہا چپکے مجھ سے نہ کرو تم وہی ہو جن سے ملکہ سے اقرار ہوا تھا عمرو بن
حمزہ یہ سُنتے ہی خوش ہوگیا فرخ نے کہا ہاں میں وہی ہوں گلرخ نے کہا وہاں کھڑے کیا کرتے ہو یہاں
خورشید جہان نے سُنا کہ عمرو بن حمزہ آیا ہی بس مارے خوشی کے باہر نکل آئی ادھر سے عمرو بن حمزہ کو گلرخ

اپنے ہمراہ لے کر آئی خورشید نے دیکھا اپنے عاشق کو اور کہا مجھے یقین نہ تھا کہ آپ آئینگے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ اے
خورشید جہان در اصل اگر تیر دن کا مینہ برستا تو بھی آتا یہ تو پانی تھا ہم لوگ جو وعدہ کرتے ہیں اُسے پورا کرتے ہیں
خلاف وعدہ ہم کبھی نہیں کرتے یہ سُنکر اُسنے کہا اچھا صاحب کپڑے تو اُتارو بھیگے ہوئے ہیں پس عمرو بن حمزہ
نے پوشاک اُتار ڈالی اور دوپٹہ خورشید نے اپنا دیا عمرو نے اوڑھ لیا اُسوقت خورشید نے کہا کہ پائجامہ تمہارا
گیلا ہو گیا ہے تم اُسکو بھی اُتار ڈالو اور میرا پائجامہ پہن لو اُسوقت عمرو بن حمزہ نے کہا جو پائجامہ تم پہنے ہوئے ہو
وہ دو تو میں پہنوں یہ سُنکر خورشید خاموش ہو رہی اُسوقت گلرخ نے اپنا دوپٹہ دیا عمرو بن حمزہ نے وہ باندھ لیا
اور مسند پر جا بیٹھا خورشید بھی بیٹھی اور کشتیاں بادام شیرین کی اور نمکین کی سامنے رکھدیں جام شراب بھی رکھدیا
دونوں پینے لگے کہ اتنے میں بارش موقوف ہو گئی اور مہتاب نکل آیا ان دونوں کے دل میں آیا کہ باہر نکل کر چاندنی
کی سیر کیجیے اُسوقت گلرخ نے جلدی جلدی باہر تخت نکلوا کے فرش کرا دیا یہ دونوں باہر بیٹھے لگے سیر کرنے باہم ذوق
کر رہے تھے کہ سفیدہ صبح کا چمکا گجر بجنے لگا کہ ایکبار خورشید کا رنگ زرد ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر آیا اور کچھ اس
چرخ کو آیا تو یہ آیا + گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا + اور خصوصاً عمرو بن حمزہ کا جو کچھ حال ہوا کہ
رنگ تو انکا زرد ہو گیا اور ہوائیاں منہ پر چھٹنے لگیں ایکبار خورشید جہان سے گلرخ نے کہا کہ بلالوں آؤ اجیالا
ہو گیا ہے انسے کہو کہ یہ سدھاریں پس ناچار ہو کے خورشید جہان نے کہا لو صاحب سدھارو مگر صاحب تم کل سو
نہ رہنا اور یہ لگاتار آ کے تمہیں اختیار ہے یہ سُنکر عمرو بن حمزہ نے کہا کسی طور سے تم اپنی ماں سے کہو کہ وہ شادی
کا پیام ہماری تمہاری امیر سے دیں خورشید جہان نے کہا لو اور شہر میں عورت ہو کر تو کہوں اور بے مرد ہو کر کہیں
اور پھر کہا اے صاحب تم اپنی بہن ملکہ قریشیہ سلطان سے کہو وہ تمہاری شادی کا پیام دیں اور نہیں تو ایک
کام اور کرو تم خواجہ سلامت کو لکھ دینا وہ تمہارا سب مطلب کر دینگے یہ سُنکر عمرو بن حمزہ نے کہا یہ بات بہتر ہے جو
تم نے کہا پس جسوقت یہ بات ٹھہر چکی عمرو بن حمزہ تو سوار ہو کر اپنے خیمہ کو گیا لیکن یہاں خورشید لقا نے اپنی ایک
خواص کو بھیجا اور اُس سے کہا دیکھ تو عمرو بن حمزہ اگر گیا ہے تو کہاں گیا ہے اور کیا کرتا ہے یہ خواص آئی مگر عمرو بن
حمزہ کو خیمہ میں نہ پایا پس اُس خواص نے آ کر خورشید لقا سے کہا کہ عمرو بن حمزہ اپنے خیمہ میں نہیں ہے پس جسوقت
خورشید لقا نے یہ سُنا سناٹا ہی سُننے کے یہ تاڑ گئی اور دل میں کہا یہ مقرر خورشید جہان کے پاس گیا ہوگا بس
ملکہ خورشید لقا بھی کسی بہانے سے اُسکی ماں کے پاس آئی اور ملکہ صندل پری سے خورشید لقا نے کہا ذرا
خورشید جہان کے خیمہ میں تشریف لے چلیں صندل پری یہ سُنکر اُٹھی اور آئی اُسوقت کہ عمرو بن حمزہ جا چکے تھے
اور صراحیاں بے بڑی ہوئی تھیں جام ٹوٹے پڑے ہوئے تھے اور جو ہار توڑ توڑ کر پھینک دیئے تھے وہ بھی پڑے تھے
خورشید لقا نے دیکھا پہچان گئی دل میں کہنے لگی کہ عمرو بن حمزہ مقرر آیا تھا صراحیوں کی طرف دیکھکر اشارے سے
کہا کہ دیکھو صندل پری نے سر جھکا لیا لیکن خورشید جہان نے جو دیکھا کہ خورشید لقا آئی ہے کہا کہ اے خورشید لقا
کہو کسواسطے آئی ہو خورشید لقا نے کہا آپ جو کل سے نہیں آئیں سب کام ابتر ہے اب چلیے سب کام درست کیجیے یہ
سُنکر خورشید جہان آئی لیکن خورشید لقا اُٹھکر وہاں سے حرزۃ القلعہ کو گئی اور جا کر شہر پہ شادی دونوں بہنیں
اور تیاری میں مصروف ہوئیں اور ادھر جب دن گذر گیا اور وقت شام کا آیا امیر کے چلنے کی تیاری ہوئی پس امیر کو نہلایا
اور نہلا دھلا کر خلعت شادی کا پہنایا سہرا امیر کے سر پر باندھا تخت پہ سوار کیا ہمراہ امیر کے شرقیہ آباد والے
اور غربیہ آباد والے اور شمالیہ آباد والے اور جنوبیہ آباد والے ہوئے اور دونوں بیٹے امیر کے دست بدست

کو اور دونوں رفیق دست چپ کو چلے جاتے تھے اور تمام قلعہ روشن حصار اور نیلی حصار کے اور گنبد ریاضت گاہ سے تا بہ مراۃ القلعہ سب روشنی ہے گویا ایک آگ لگی ہوئی ہے اور آسمان پر دیوان قاف ہاتھوں میں تخشاخے اور ہفت شاخے لیے ہوئے سب چلے جاتے ہیں اور تخت آرائش کے جس طور سے زمین پر ہیں اس طور سے آسمان پر ہیں پس اس دھوم سے جب برات مراۃ القلعہ کے دروازے پر پہونچی اور خواجہ عمرو نے صورت اپنی تبدیل کر کے آکر دروازہ بند کیا اور خاطر خواہ نیگ لیا اور لے کر آپ غائب ہو گئے اور پھر ظاہر ہو کر آپ امیر کے شریک ہوئے اور سواری امیر کی اتری اور جا کر مراۃ القلعہ میں مل کر خلوت میں بیٹھے اور عمرو کو امیر نے منع کیا اور کہا کہ تم اس صحبت میں نہ آنا کس واسطے کہ وہاں زکیہ بھی ہے ایسا نہ ہو وہ صحبت درہم برہم کرے پس فقط ایک عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور دونوں رفیق امیر کے یہ پانچوں آدمی اور باقی انکے سوا اور کوئی نہیں پس تمام رات ناچ رنگ رہا جس وقت ستارہ صبح کا چمکا امیر کو بلا کر جس مکان میں رضیہ سلطان تھی دونوں بیٹے امیر کے ساتھ تھے امیر آکر مسند عالی شان پر بیٹھے ہیں اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ سے اور خورشید جہان سے نظارہ بازی ہو رہی ہے یہاں تو یہ ہو رہا ہے

اب دو کلمے داستان بیان کیے جاتے ہیں

دیووں اور جنوں سے یہ ملکہ قریشیہ کے ساتھ کے دیو اور جن تھے انھوں نے جو دیکھا کہ یہاں شادی امیر کی ملکہ رضیہ سلطان کے ساتھ ہو گئی ہے اور آخر یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہوگی تو ہم پر خفا ہوگی اور خدا جانے وہ حق میں ہمارے کیا کرے اور یہ کہے کہ تم تو یہاں سے اسباب لے کر گئے تھے تم نے شادی امیر کی ہوتے دیکھی اور تم نے مجھ سے نہ کہا اس وقت ہم کیا جواب دینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ تم اب چل کے یہ احوال کہدو آخر وہ خفا تو ہوگی پس یہ دیو مشورہ کر کے سب پردۂ قاف کو روانہ ہوئے اور سارا احوال امیر کی شادی کا ملکہ آسمان پری سے کہا کہ اے ملکہ آفاق زلزلۂ قاف نے اپنی شادی کی ہے رضیہ سلطان کے ساتھ بس ساتھ سنتے کے آتش رشک بھڑکی یہ آگ کا پرکالہ بن گئی اور کہا کہ یہ خوب باتیں میرے ساتھ شروع کیں آدمی زادوں پر نگاہ کرتے کرتے اب لگے پری زادوں پر آنکھ ڈالنے وہی مثل ہے پیر کی جوتی سر پر چڑھنے لگی اور جو لوگ ہماری رعیت تھے وہ اب ہم سے ہمسری کرنے لگے اور اب وہ برابری کا دعوی کرینگے مجھے اس سے تو کچھ کام نہیں ہے مگر میں رضیہ سے سمجھونگی کس واسطے کہ وہ جانتی تھی اور اسنے جان بوجھ کے یہ حرکت کی یہ کہکر کہا جلد لاؤ میری سواری پس اسی وقت تخت آکر حاضر ہوا پس یہ اس پر سوار ہوئی اور گنتی کے نو لاکھ جن اور پری زاد ہمراہ ہوئے اور تیغہ سلیمانی میان سے کھینچ لیا غیظ و غضب میں چلی اور یہاں قریشیہ کو یہ خبر ہوئی پس صندل پری اور خورشید جہان یہ تو کہیں چھپ رہیں اور سلطان سرجیوش اور سنبل پوش جنی اور شمیمہ اور زکیہ اور رضیہ سلطان یہ بھی کسی طرف کو چھپ رہیں اور اب امیر کے ہوش و حواس گم ہو گئے عمرو نے زکیہ کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب معلوم ہوگا تم کو جیسے تم نے کانٹے بچھائے ہیں اور جو کیا ہے تم نے یہ سنکر زکیہ نے کہا لو سنو اس موئے سوکھے سہمے کی باتیں اسکی کیا بنی ہے کہ میرا نام لیتا ہے ارے میں نے کیا کیا ہے جو تو میرا نام لیتا ہے اور مجھے ڈراتا ہے یہ سنکر عمرو نے کہا خیر اب تم کو معلوم ہوگا بس یہ باتیں ہوتی تھیں کہ اتنے میں سارا آسمان سیاہ ہو گیا اور نو لاکھ دیووں نے ایکبار سارے مراۃ القلعہ کو گھیر لیا اور تخت ملکہ آسمان پری کا مراۃ القلعہ میں اترا اور ملکہ آسمان پری آ گئی اس جگہ جہاں امیر سہرا باندھے ہوئے بیٹھے تھے بس ایکبار ملکہ آسمان پری سامنے آکر کھڑی ہو گئی اور کہا کہ رضیہ کہاں ہے لاؤ تو اسے کہ اسکو منہ دوں اور زلزلۂ قاف سے تو مجھے کچھ کام نہیں ہے

لیکن رضیہ سے بھونگی پس اُسوقت امیر کو بھی ایک غیظ اور طیش آیا اور کہا کیا مقدور تمہارا جو تم آنکھ اُٹھا کے
اُسکی طرف دیکھو یا کچھ کہو یہ سُنکر ملکہ آسمان پری نے کہا کیا خوب چوری اور سینہ زوری اور کہا مجھے قسم ہی حضرت
سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی اگر اسوقت تم بولے کچھ تو مین ابھی تمکو ہلاک کر دونگی اور اب قریشیہ نے جو یہ عالم
دیکھا اپنی ماں سے کہا کہ اماں جان اسوقت تمہین آنا کیا مناسب تھا جو تم آئین آسمان پری نے کہا لڑکی تو نہ
بول اس درمیان مین اور کہا ارے یہ سب کیا کہینگے کہ ایکبار رضیہ سلطان نے سرنگون کر لیا اور اب یہ دست سے
نکل کر قدمون پہ گر پڑی اور کہا تقصیر وار ہون اور مین حاضر ہون مجھے نہین معلوم تھا کہ آپ کے اور انکے اس طرح کا معاملہ
تھا اور ہمارے یہان تو حکیم اشراق روشن ضمیر نے بائیس برس آگے سے کہا تھا اور لکھا تھا کہ جو طلسم کشائی کریگا
رضیہ اُسکی قسمت کی ہی سو اب امیر نے طلسم کشائی کی ہی اسواسطے لوگون نے میری شادی انکے ساتھ کر دی اور قسم ہی
مجھے حضرت سلیمان بن داؤد کی کہ جو مجکو یہ معلوم ہوتا کہ انکی شادی آپکے ساتھ ہوئی ہی تو مین دیدہ و دانستہ یہ کام
کیون کرتی پس جسوقت یہ ملکہ آسمان پری نے سُنا اُسوقت اُسکو بھی رضیہ سلطان پر ترس اور رحم آیا اور رضیہ کو
ساتھ اپنے لے کر مسند پر بیٹھی پس جسوقت ملکہ آسمان پری اور رضیہ مسند ناز پر مثل طاؤس طناز کے بیٹھی ہین ادھر تو ادھر
سے صندل پری نکل آئی اور ایک طرف سے خورشید جہان آئی اور ادھر زکیہ سلطان آئی پاس آکر بیٹھ گئی کہ
اتنے مین سلطان سرخپوش اور سبزپوش جنی اور ملکہ شعشعہ یہ بھی دونون آئین اور آکر انھون نے بھی مجرا کیا اور بیٹھ
گئین اور ایک طرف عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ نے آکر سلام کیا ملکہ آسمان پری نے دونون کو چھاتی سے
لگایا اور یہ بھی دونون بیٹھ گئے اور اب ملکہ آسمان پری ملکہ رضیہ کو پہلو مین لیے بیٹھی تھی اور دلہن سوار ہوا
چاہتی ہی پس اپنے ہاتھ سے کہین تو افشان چُنتی (?) کی ملکہ رضیہ کی پیشانی پر جماتی ہی اور کہین کہتا ملکہ آسمان پری
نے اپنے ہاتھ سے اُسکو پہنایا ہی اب ملکہ آسمان پری سب کچھ کام اپنے ہاتھ سے کر رہی ہی کہ اتنے مین سلطان
ازرق پری اور خلاخل (?) پری اور سلاسل پری اور امید پری یہ سب ساز لیے کر سامنے آکے بیٹھین اور
لگین گانے اور ملکہ آسمان پری اور امیر اور رضیہ اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ سب بیٹھے ہین
اور ایک طرف کو زکیہ اور ساری پری زادین بیٹھی ہین سب سُنتی ہین اور انکے سوا اور سب پری زادین
بھی گاتی بجاتی ہین کہ اتنے مین ملکہ آسمان پری نے زکیہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ بی بی ہم تمہارے بہت
مشتاق ہین اور ہم نے سُنا ہی کہ تمہاری خوب آواز ہی یہ سُنکر زکیہ نے اُٹھکر مجرا کیا اور عرض کیا کہ مجھے کیا شعور ہی
اور یہ آپکا اشفاق ہی جو مجھے آپ سرفراز کرتی ہین یہ کہکر بیٹھی اور ساز اپنے منگواے اور وہ سب ساز بہت
تکلف کے ہین کہ جن مین تمام جواہر جڑا ہوا ہی وہ لاکر سامنے رکھے گئے اور زکیہ نے انکے سُر ملاے اور سُر ملا کر
پری زادون سے کہا کہ تم بجاؤ اور مین گاؤن پس پری زادین لگین بجانے اور زکیہ گانے لگی اب پری زادین
تو ساز بجا رہی ہین اور زکیہ گا رہی ہی ملکہ آسمان پری کا اور صندل پری کا یہ عالم ہی کہ دونون کو ایک
حالت وجد کی ہی اور یہ ہر تان پہ اپنے سر دھنتی ہین اور سارے پری زاد اور جن جو ہین انکی حالت
ایک غشی کی ہی اور سب سر دھنتے ہین اور ملکہ آسمان پری ہر گھڑی کہتی ہی کہ اے زکیہ تجھے شہر صندل
بخشا اور کبھی کہتی ہین تجھے فلان شہر دیا اور کبھی کہتی ہی ہم نے تجھے وہ دیا اور یہ دیا کہ ایکبار ایک پری زاد ہی
کہ سن اُسکا چودہ پندرہ برس کا ہی نہایت حسین صاحب جمال تاج کج رکھا ہوا سامنے ملکہ آسمان پری
کے آئی اور سلام کیا یہ دیکھکر ملکہ آسمان پری نے اُس سے پوچھا تم کہان سے آئی ہو اُس نے

عرض کیا کہ مین پردۂ قاف سے آئی ہون اور میرا حسن پری نام اور شہر نگارستان کی رہنے والی ہون اور آپ کی حلقہ بگوش ہون اُسوقت سب نے کہا اے حسن پری بیٹھو حسن پری نے کہا صاحبو مین تو ایک صاحب کے گانے کی مشتاق ہوکے آئی ہون سو مین اُسکو سنونگی یہ سُنکر سب نے کہا کسکا گانا سنوگی اُسنے کہا شاہ عیاران عیار بیک طرار خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیۂ نامدار کا پس جسوقت زرکیہ نے سنا تیوری چڑھا کے اُسکی طرف دیکھا اور کہا صاحب تمنے بھی گانا سن لینا بیٹھو تو اُسنے کہا گاتی مین بھی ہون لیکن اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتی ہون مجھکو اشتیاق ہی کہ تو خواجہ عمرو کا ہی یہ سُنکر ملکہ آسمان پری نے کہا سنو تو کیا فرسے یہ چھوکری گاتی ہی پس ملکہ کو سلام کرکے بیٹھ گئی اور زرکیہ لگی گانے اور حسن پری لگی سننے پس اُسوقت زرکیہ نے اس فرسے گایا کہ ایکبارگی سب سر ہلانے اور لگے سر دھننے اور وہ حسن پری ایسا بیدلی سے سن رہی ہی اور جو زرکیہ کا گانا اُسکے خیال مین نہین آتا ہی اور یہ جو زرکیہ کو خیال مین نہین لاتی ہی اور زرکیہ اپنے دل مین ہی کرتی ہی آخر زرکیہ کو تاب نہ آئی اور اُسنے کہا کہ اے حسن پری کچھ تم بھی گاؤ یہ سُنکر اُسنے کہا کہ یہان نہ میرے ساز ہین اور نہ میرے لوگ کیونکر گاؤن یہ سُنکر ملکہ آسمان پری نے کہا کہ یہ سب تمہارے لوگ ہین بجانے کو حاضر ہین پس یہ سُنکر حسن پری زرکیہ کے پاس اُٹھی اور اُسکے ساز اُٹھا لیے اور لگی یہ سُر ملانے پس جسوقت اُسنے سُر ملاکے ساتھ سُر ملانے کے سب کے حواس درست نہ رہے اور سب کے ہوش جاتے رہے اور وہ ساز سُر ملا کر حسن پری نے لوگون کو دیے کہ تم انکو بجاؤ اور پری زادین وہ ساز لیکر لگین بجانے اور یہ لگی گانے پس یہ ایسی گائی کہ ایکبارگی سب کے آنکھون سے اشک جاری ہوے اور ہر ایک تان سے سب کی جان نکالے لیتی ہی اور خصوصاً جو کچھ حال زرکیہ کا ہی کہ یہ ہر تان مین ہر گھڑی کلیجے کو پکڑ لیتی ہی اور اب حسن پری کا یہ عالم ہی کہ کبھی تو زرکیہ کی ران پہ ہاتھ رکھ دیتی ہی اور کبھی اُسکے کاندھے پہ ہاتھ رکھ دیتی ہی اور زرکیہ اپنا فخر جانتی ہی اسکا ہاتھ رکھنا اب در و دیوار وجد مین ہین اور یہ گا رہی ہی یعنی حسن پری اس ناز و انداز سے کہ جسکا بیان نہین یہ شعر گاتی ہی شعر

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہی یار کا * رہتا ہی چار فصل مین موسم بہار کا *

پس جسوقت یہ گا چکی اُسوقت ملکہ آسمان پری نے اس سے کہا کہ تم ہماری آج مہمان ہو یہ سُنکر زرکیہ نے کہا کہ آج شب کو میرے غریب خانہ مین تشریف رکھو اور ہاتھ پکڑ کر زرکیہ حسن پری کا اُٹھی اور اُسکو اپنے مکان مین لے آئی پس جسوقت زرکیہ ہاتھ مین ہاتھ حسن پری کا پکڑے ہوے قصر مین زرکیہ پری کے آئی وہان ایک مسند نہایت تکلف کی بچھی ہوئی تھی اُسمین جھالر موتیون کی ہی اور ایک تکیہ تنا ہوا ہی اور پیچھے اُس تکیہ کے ایک پلنگ بچھا ہوا ہی کہ اُسکے پائے بھی الماس کے ہین غرض کہ بہت خوب وہ سجا ہوا ہی اُس مسند پر زرکیہ بیٹھی اور حسن پری کو بھی پاس بٹھا لیا اور آپس مین یہ دونون لگین شراب پینے پس اور ہی کچھ صحبت کا رنگ ہوگیا وہ آسمان پر چاند نکلا ہوا اور وہ مراۃ القلعہ کا لطف وہ تمام شیشہ کا مکان بہت زیادہ ہر طرف سے گانے کی آواز بلند غرض عجب طرح کی کیفیت ہی اور زرکیہ ہر گھڑی کہتی ہی کہ اے حسن پری ایسا سور ہو اور ایسے یہان نیند کب آتی ہی اور اُسکو ایک نیا خیال سوجھا حسن پری لگی پوچھنے کہ اے زرکیہ تجھے ہمارے سر کی قسم ہی سچ کہنا ایک بات مین تجھ سے پوچھتی ہون یہ سُنکر زرکیہ نے کہا کہو کیا کہتی ہو اور کیا پوچھتی ہو یہ سُنکر حسن پری نے کہا بھلا سچ کہنا کبھی تم بھی کسی پر عاشق ہوئین یہ سُنکر زرکیہ نے کہا میری بلا جانے مین کیا جانون لوگ سب معشوقون کا ذکر کرتے ہین اور شیرین اور فرہاد کا قصہ بیان کرتے ہین لیکن ہم نے آنکھون سے نہین دیکھا ہان مگر ایک رضیہ سلطان کو دیکھا کہ اس عورت کو باتون کا انکار تھا آدمی زاد سے اور یا ایکبار اس سے فریفتہ ہوئی کہ جسکا بیان نہین ہی مگر پھر حسن پری نے کہا سچ کہو تمہارے دل کو کس سے لاگ ہی نہین میرے سر کی قسم

یہ سُنکر زکیہ نے کہا اے حسن پری تمہاری جان کی قسم ہے سچ پوچھو تو بس حمزہ کا ایک دودھ شریک بھائی ہے کہ نہایت شہر یار اور بزرگ ذات اور نیک صفات ہے کیا بیان کروں جیسا وہ ہے بس خیر روز میں اچھے کپڑے پہنتی ہوں جی چاہتا ہے کہ اُسے اپنے کو دکھاؤں اے حسن پری ایک صحبت میں وہ ہو اور ہم ہوں اور اُسکے سامنے ناز و انداز سے باتیں کریں یہ بھی دل میں آتا ہے کہ یہ سب حرکتیں وہ دیکھے بس اتنا تو جی چاہتا ہے اور کچھ نہیں اور جو اسکے سوا اور کچھ جی میں ہوئے تو اُسکا ستیاناس ہو جاے یہ سُنکر حسن پری نے کہا سُنو تو زکیہ تم اپنی شادی کیوں نہیں کرتی ہو یہ سُنکر زکیہ نے کہا کہ اے حسن پری بیٹھے بٹھلائے بھلا اپنے تئیں رنج میں ڈالنا کیا فائدہ ہے اور بیگانا تابعدار ہونا کیا غرض ہے بس یہ باتیں کرتی کرتی ہے حسن پری اے زکیہ تم گاؤ اور ہم بجاوین اور حسن پری نے دائرہ ہاتھ میں اُٹھا لیا اور لگی بجانے اُسوقت زکیہ نے کہا میری لیاقت نہیں جو میں تمہارے سامنے گاؤں حسن پری آپ گانے لگی اور زکیہ سُننے لگی زکیہ کا یہ عالم ہے کہ حسن پری کے گرد پھرتی ہے اور حسن پری کی بلائیں لیتی ہے اور ہر گھڑی گلے سے لگا لیتی ہے بس جب گا چکی اُسوقت زکیہ نے کہا کہ ایک گھڑی آرام کرو کسواسطے کہ پھر تین چار گھڑی رات رہے تمہیں چلنا ہوگا ملکہ آسمان پری کے پاس یہ کہکر اُسنے پلنگ اپنے پلنگ کے برابر بچھوایا اور کہا چلو لیٹو غرض زکیہ اپنے پلنگ پر جا لیٹی دوسرے پلنگ پر حسن پری جا لیٹی زکیہ نے دوپٹہ اپنا اُتار کے پاس رکھ لیا اور حسن پری سے کہا کہ تم بھی دوپٹہ اپنا اُتار ڈالو اب زکیہ کا اور ہی عالم ہے کہ سامنے وہ دونوں پلنگ کے چھاتیاں اُٹھی ہوئی گویا دو چیسے حسن پری کے کٹورے ہوئے تھے اور پیٹ صاف مانند آئینہ کے اور وہ کمر پتلی سی اور یہ سب جو حسن پری نے دیکھا نہایت اشتیاق بیکل ہوگی اُسوقت اُسنے اپنا حال ظاہر کرنا چاہا اور دل میں اپنے کہا جو کچھ ہو سو ہو اب اس سے اپنا حال کہو بس ایکبار دونوں ہاتھ اپنے باندھے اور قدموں پر گر پڑی اور کہا کہ اے زکیہ میں تیرا غلام ہوں جو چاہو میرے حق میں کرو پہلے تو زکیہ جھجکی ہکا بکا ہوئی اور کہنے لگی اے حسن پری خیر تو ہے یہ سُنکر اُسنے کہا کیسی حسن پری میں تیرا غلام ہوں شاہ عیاران عیار بیک طرار خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار بس جسوقت یہ زکیہ نے سُنا ایکبار مُنھ پر اپنے دو ہتڑ مارا اور اُسنے کہا ہاے غضب یہ کیا ہوا ارے اگر یہ میں جانتی تو کاہے کو میں اپنے ساتھ تجھے لاتی اور یہ کہتے میں زکیہ میں تیرا غلام ہوں جو تیرا جی چاہے سو کر میرے حق میں زکیہ نے کہا کہ ابھی اسکا عوض یہ ہے کہ تجھکو خوب سی جوتیاں لگواؤں لیکن دل میں کہہ رہی ہے کہ غضب ہوا میں نے دل کا حال اس سے کہدیا یہ سُنکر عمرو نے کہا کیا مقدور کسی کا جو ایک بات تجھے کہے مگر ہاں جو تیرا جی چاہے سو تو کہہ یہ مجھے سب گوارا ہے بس یہ سُنکے پکاری ارے کوئی ہے پکڑ لو اس نابکار کو اُسوقت آپ بھاگے اُسکے سامنے سے اور اب زکیہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی اور دل میں کہتی ہے اے زکیہ تو کس کی طرف ہے اُسسے ہر گھڑی لپٹ لپٹ گئی ہے اور وہ تجھسے لپٹ لپٹ گیا ہے اور اُسنے تجھے برہنہ دیکھا اور تیرے جی کی باتیں اُسنے پوچھ لیں اور تو نے آپ کہیں یہ تو اس سوچ اور فکر میں سر پکڑے بیٹھی تھی ایکبارہ سپیدہ صبح کا نمودار ہوا اور ستارہ سحری چمکا اور جانوران خوش الحان لگے چہچہے کرنے اور وہاں آسمان پری قریشیہ سلطان اور خورشید اور صندل پری اور رضیہ سلطان اور ازرق پری اور زلازل پری اور زہرہ پری اور شمسہ پری اور سلطان سرخپوش جنی اور سبز پوش جنی اور امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ آکر محفل میں بیٹھے ہیں کہ ملکہ آسمان پری نے کہا ارے کوئی ہے جاؤ اور جا کر زکیہ کو لے آؤ اور اُس سے کہنا کہ حسن پری کو اپنے ساتھ لیتی آئے اور ایکبار لوگ دوڑے اور گئے زکیہ کے پاس اور اُن لوگوں نے زکیہ سے کہا کہ تمہیں ملکہ آسمان پری نے بلایا ہے اور کہا ہے کہ حسن پری کو بھی اپنے ساتھ

لیتی آنا جسوقت زرکیہ نے یہ سنا پہلے تو خفا ہوئی بعد اسکے ہنسنے کہا میں نہیں آتی اور حسن پری کو میں کیا جانوں
وہ کہاں گئی اور جلنے میری جوتی پس یہ لوگ دوڑ کے جاکر آسمان پری سے کہا صاحب وہ تو نہیں آتی ہی اسوقت
یہ سنکر خورشید جہان سے آسمان پری نے کہا لڑکی تو جاکر زرکیہ کو لے آ اور کہنا حسن پری کیوں نہیں آتی اُسے
بھی لیتی آنا خورشید جہان گئی زرکیہ نے سنا کہ خورشید جہان آتی ہیں پس ساتھ سننے کے وہاں سے اٹھی اور بڑھکر
جھک گیا اور تعظیم بجا لائی خورشید جہان نے کہا اے زرکیہ تمھیں ملکہ آسمان پری بلاتی ہیں اور فرمایا ہی کہ حسن پری کو
اپنے ساتھ لیتی آنا یہ سنکر زرکیہ نے کہا میں کیا جانوں حسن پری کہاں گئی غرض خورشید جہان بمشکل زرکیہ کو ہمراہ
لیکے چلی پس ایدھر تو اُدھر سے دونوں چلیں اور یہاں خواجہ سلامت چپکے سے اس محفل میں آئے اور پھر امیر کے
نزدیک ہو بیٹھے امیر نے دیکھا عمرو کو کہ سر پر کھڑا ہی پوچھا کہ خواجہ تم دو دن سے کہاں تھے ارے یہاں تمھاری مشتاق
ایک پری زاد پردہ قاف سے ہو کے آئی ہی اور نام اُس پری زاد کا حسن پری ہی یہ سنکر عمرو نے کہا کہ حمزہ پھر وہ
کہاں ہی امیر نے کہا زرکیہ اپنے ساتھ لے گئی ہی اور دیکھو اب وہ آتی ہی پس یہاں امیر سے یہ باتیں ہوتی ہیں کہ ایکبار
خورشید جہان زرکیہ کو لے کر آئی ملکہ آسمان پری نے جو دیکھا کہ حسن پری نہیں ہی کہا اے زرکیہ حسن پری کو نہ لائی
یہ سنکر زرکیہ نے کہا کہ میں کیا جانوں کہ وہ کہاں چلی گئی یہ سنکر عمرو بولا صاحب وہ ہماری مشتاق تھی اب اُسے پیدا کرو
یہ سنکر زرکیہ نے کہا مونڈی کاٹے ستیاناس گئے تو نہ بول اور اُسنے یہ کہکر آپ دو ہتڑ اپنے منھ پر مارے اور کہا ہائے یہ
کیا غضب ہی جتنا میں اس سے بھاگتی ہوں اتنا یہ میرے پیچھے پڑتا ہی ہائے میں غارت گئی یہاں کیوں آئی تھی یہ کہکر
لگی منھ ڈھانپ کے رونے امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر کہا خواجہ یہ تمھاری بدذاتی معلوم ہوتی ہی یہ سنکر عمرو نے
کہا حمزہ میں کیا جانوں یہ سنکر امیر نے زرکیہ سے کہا کہ تم بتلاؤ یہ کیا معاملہ ہی زرکیہ نے امیر سے کہا کیا خاک بتلاؤں یا
امیر اگر میں یہ جانتی حسن پری کی صورت بن کر یہ بدذات آیا ہی تو میں ہرگز اُسکو اپنے ساتھ نہ لیجاتی یہ سنکر عمرو نے کہا کہ
زرکیہ میں تیرے ساتھ آپ سے تو نہیں گیا تو مجھے جان بوجھ کے آپ لے گئی تھی اور اب یہ باتیں بناتی ہی ادھر تو یہ باتیں ہوتی ہیں
اور ساری محفل مع آسمان پری سب ہنستی ہیں اور زرکیہ خفا ہو رہی ہی اور سب اُسکو سمجھاتے ہیں آخر کو جوں توں کر کے
زرکیہ کو سمجھایا جب دو دن گذر گئے اور تیسرا دن چوتھی کا آیا اب رقیمہ سلطان سے اور امیر سے چوتھی ہو رہی ہی اُدھر تو ملکہ
آسمان پری اور رقیمہ اور اُس طرف کو خورشید جہان اور صندل پری ہاتھوں میں آنکے پھولوں کی چھڑیاں اور
بادلے کی چھڑیاں اور یہ آپس میں چل رہی ہیں ادھر عمرو بن حمزہ یہ بھی تاک تاک کر خورشید جہان کو مارتا ہی اور یہ بھی
اپنے تئیں بچاتی جاتی ہی اور یہ بھی شاہزادہ عالی قدر کو آنکھ بچا کر مارتی ہیں غرض جب چوتھی ہو چکی تو دیکھا کہ بادلے
کی چھڑیاں غائب ہیں امیر عمرو کی طرف دیکھکر ہنسے اب سب سوار ہو کر اپنے گھر گئے اور زرکیہ نے بھی اُسی دریا
کے کنارے ایک مکان میں جاکر سونے کی تیاری کی مگر خواجہ سلامت نے کیا کام کیا کہ کہا یا داد آدم درویش
از کل عالم بیش بود رنگ روغن نکال کے شکل کو تبدیل کیا اور معجزہ طلب کیا کہ داد امیری صورت ایک
پری زاد کی بنے پس وہی صورت ہو گئی اب عمرو کچھ شراب اور کچھ گزک اور کچھ کھانا یہ سب لے کر ملکہ
زرکیہ کے پاس گئے اور زرکیہ سے کہا کہ تم کو ملکہ آسمان پری نے بھیجا ہی پس زرکیہ اٹھی اور تعظیم کی اور
کہا مجھے ملکہ آفاق نے سرفراز کیا میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا پس یہ دیکر خواجہ سلامت
چلے آئے زرکیہ نے وہ کھانا عمرو کو یاد کر کے کھایا اور شراب پی بیہوشی نے اثر کیا اور بیہوش ہو گئی
خواجہ سلامت جو صورت پری زاد کی بنے ہوئے تھے یہ پوشیدہ ہو کے دیکھتے تھے جب سب بیہوش ہو گئے

اسوقت آپ بھی جا کر زکیہ کے ساتھ سو رہے اور خوب لپٹ لپٹ کر پیار کیا قضائے کار آنکھ انکی بھی لگ گئی اور
صبح ہوگئی ایک پری ادھر آنکلی اور اسنے دیکھا کہ عمرو زکیہ کے ساتھ سوتا ہی اسنے جا کر آسمان پری سے کہا کہ
زکیہ اسطرح سے ساتھ خواجہ سلامت کے سوتی ہی یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے کہا تو سچ کہتی ہی اور ملکہ خورشید جہان
اور صندل پری اور قریشیہ نے بھی سنا پس اٹھکر گئیں جا کر جو دیکھا تو واقعی دونوں لپٹے ہوے پڑے ہیں ملکہ
آسمان پری نے کہا کہ یہ عورت ظاہر میں انکار کرتی ہی اور باطن میں یوں محبت کرتی ہی اور خواجہ سلامت کا یہ
عالم ہی کہ نیند میں اور زیادہ لپٹے جاتے ہیں اور اب بخوبی صبح ہوگئی اور لگی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے کہ دماغ میں
زکیہ کے ٹھنڈی ہوا لگی اور بیہوشی دور ہوئی اور کانوں میں آواز ان سبھوں کی گئی زکیہ کی آنکھ کھل گئی اب جو
دیکھا تو عمرو پاس لیٹا ہی بلکہ لپٹا ہوا ہی بس چاہتی ہی کہ ایک ٹھا نخجر مارے کہ حضرت عمرو لوٹ پوٹ کر خالی
دے گئے اور بھاگے اور بھاگ کر دور جا کر کھڑے ہوے اور آپ پکارے کہ زکیہ یہ تیری جناب زرگری اچھی نہیں
معلوم ہوتی ہی یہ کیا کہ تو سب کے روبرو غصہ کرتی ہی اور چھپے یوں بلاتی ہی اسے کیا کہتے ہیں یہ سنکر زکیہ کہنے لگی
جھوٹے کے منہ میں سارے جہان کا گوہ اور جھوٹے کا منہ کالا اور آپ کھڑے کہ رہے ہیں کہ بخشو بلا زکیہ یہ سنکر خفا
ہوتی ہی اور اپنی بوٹیاں کاٹ کھاتی ہی ایکبار کمسبٹ کے نیچے عمرو پر دوڑی عمرو نے جو یہ دیکھا تو بھاگا جب
عمرو کو نہ پایا تو کمسباتی ہوکر خنجر اپنے گلے پر رکھ کے چاہتی ہی کہ گرا دے کہ ایکبار آسمان پری نے دوڑ کر ہاتھ
پکڑ لیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا تو ہاے کرکے دوڑا اور آپ بھی کمسبٹ کے خنجر اپنے کو ہلاک کرنے لگا پس امیر نے
دیکھا کہ عمرو اپنے تئیں ہلاک کیے ڈالتا ہی پس امیر دوڑے اور عمرو کا ہاتھ پکڑا اور کہا بھائی خواجہ اگر تم اپنے کو
ہلاک کر دوگے تو میں بھی نہیں جیونگا اور ابھی میں اپنے تئیں مار ڈالونگا اور ملکہ آسمان پری نے دیکھا کہ زلزلہ قاف
ثانی سلیمان اپنے تئیں مارے ڈالتا ہی پس آسمان پری زکیہ کی منت کرنے لگی اور ایک طرف سے رضیہ سلطان
اور قریشیہ سلطان نے بھی ہاتھ جوڑے کہیں زکیہ سے ملکہ آسمان پری نے کہا کہ اے زکیہ حمزہ سب کے سر کا
تاج ہی اگر اسنے اپنی جان دی تو غضب ہو جائے گا رضیہ نے بھی کہا کہ اے بہنا زکیہ تمہیں منظور ہی کہ میں دو دن کی
بیاہی رانڈ ہو جاؤں اور اے زکیہ لوگ تانا دینگے کہ رضیہ کیا بد قدم تھی کہ دوسرے دن رانڈ ہو گئی اور دوست
اور افسر اور تاجدار کو اپنے کھو بیٹھی ہی اب واسطے خدا کے اس بات کو مان لے اور ادھر عمرو بن حمزہ اور
جہانگیر بن حمزہ یہ دونوں آکے زکیہ کے سامنے ہاتھ باندھتے ہیں غرض سب منت سماجت کر رہے ہیں پس یہ زکیہ نے
جو دیکھا مجبور ہوئی آخر کو زکیہ ناچار ہوگئی اور کہا صاحبو تم جیتے اور میں ہاری جو تم کہو وہ مجھے قبول ہی جسوقت زکیہ
راضی ہوئی اسوقت سب کو ایک ایسی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہی اور سب عمرو کو مبارکباد دینے لگے
اور اسی وقت سے شادی کی تیاری ہوئی پس وہی سارا اسباب جو ملکہ رضیہ کی شادی میں لگا تھا وہی
اسباب اور وہی آرائش اور وہی جوڑے اور بہار وہی روشنی سب موجود وہی باقی آرائش اور اسباب
جو درکار تھا ملکہ آسمان پری نے پردہ قاف سے منگوا لیا اور عمرو کی طرف تو ملکہ آسمان پری ہوئی اور
ملکہ قریشیہ سلطان ہوئی اور زکیہ کی طرف ملکہ رضیہ سلطان اور خورشید جہان اور صندل پری یہ
سب ہوئیں پس ملکہ آسمان پری نے کہا عمرو ہرگز ایک کوڑی نہیں صرف کرنے کا یہ بڑا اشوم ہی ملکہ آسمان پری
نے عمرو کی شادی آپ کی اور کسی بات میں امیر سے کم نہیں ہوئی جو کچھ امیر کی شادی میں تھا وہی زکیہ
اور عمرو کی شادی میں ہوا اور کوئی ایسا جلوس نہ ہوتا کہ جو امیر کی شادی میں ہو جب

شادی ہو چکی اور دن چوتھی کا آیا اب خواجہ سلامت چوتھی کھیل رہے ہیں اب عمرو بن حمزہ نے دل میں کہا سوائے
خواجہ عمرو کے تیرا کام کسی سے نہ ہوگا پس عمرو بن حمزہ عمرو کے پاس آیا اپنا حال کہا کہ یہاں ملکہ رضیہ سلطان کے
ساتھ امیر کامیاب ہوئے پس امیر سے رضیہ کے لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اُسکا سکندر فرخ لقا ہوگا اور خواجہ عمرو ادھر
زرکیپ سے کامیاب ہوئے اُنکے نطفہ سے حمل قرار پایا نام اُسکا طوفان عمرو رکھا جائیگا یہ سکندر فرخ لقا کے ہمراہ ہوتا ہے
پس دوسرے روز عمرو بن حمزہ عمرو کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ اے عم بزرگوار گو یہ بات آپ سے کہنے کی نہیں ہے لیکن بے کہے
وہ بات بنتی نہیں وہ یہ ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میرا جی خورشید جہان پر آیا ہے اور خورشید لقا ناحق جھگڑا کرتی ہے آپ
خورشید لقا کو سمجھا دیں تو بڑا کام کریں یہ سنکر عمرو نے کہا خورشید لقا ایک شعلہ خو آتش مزاج ہے اُسکے کون سر چڑھے مجھ سے
یہ کام کبھی نہیں ہونے کا پس یہ سنکر عمرو بن حمزہ نے کہا کہ اے عمو جان وہ خزانہ جو میں طلسم نارنج میں سے لایا ہوں
اُسمیں سے وہ گنج آپکو دونگا اگر میرا یہ کام ہو جائیگا یہ سنکر خواجہ سلامت نے کہا خیر جاتا ہوں جو ہونا ہے یہ کہکر
عمرو روانہ ہوئے اور خورشید لقا کے پاس آئے اور کہا کہ بی بی میں تمھارے پاس اس لیے آیا ہوں تم جانتی ہو کہ لشکر میں
اُنکے جورو لڑکے سب ہیں یہاں تک کہ جوان بیٹا سلطان سعد موجود ہے اور یہ چھوٹے تمھارے پاس بھی نہیں
آسکتے تھے اب تمھیں یہ نہیں لازم ہے کہ تم خورشید جہان کے مقدمہ میں دخل دو اور دیکھو کہ ملکہ آسمان پری نے کیا ضبط
کیا ہے کہ اُسکے سامنے رضیہ کی شادی ہوئی بلکہ ملکہ آسمان پری نے اپنے انتظام سے کی پس اب تمھیں بھی یہی چاہیے
کہ اس مقدمہ میں نہ بولو اور اُسکی شادی ہونے دو یہ سنکر خورشید لقا نے کہا جو آپ نے فرمایا
وہ مجھے قبول ہے یہ سنکر عمرو نے کہا پہلی شادی تمھاری ہم کرینگے خورشید لقا نے یہ سنکر عمرو سے کہا کہ پہلے
شادی خورشید جہان کی ہو کیونکہ وہ بادشاہزادی ہے اور غیرت دار ہے پس جب خورشید لقا راضی ہو گئی
خواجہ سلامت اُٹھے یہاں سے صندل پری کے پاس گئے اور جاکر صندل پری سے کہا کہ تم جانتی ہو اپنی بیٹی
کا احوال اب لازم یہ ہے کہ خورشید جہان کی شادی عمرو بن حمزہ کے ساتھ کرو یہ سنکر صندل پری نے کہا کہ خواجہ
تم جانتے ہو کہ خورشید لقا کا مقدمہ درمیان میں ہے اور وہ ایک شیطان ہے اس سے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے یہ سنکر
عمرو نے کہا کیا مقدور خورشید لقا کا جو تم سے بول سکے پس اس طرح عمرو نے صندل پری کو بھی راضی کیا اور
وہاں سے آکے امیر کو بھی راضی کیا اور شادی کی تیاری ہونے لگی پس اُسی دھوم سے اور اُسی جلوس سے اور اُسی
تیاری سے اور اُسی آرائش سے خورشید جہان کی اور خورشید لقا کی شادی عمرو بن حمزہ سے ہوئی اور
زہرہ لقا کی شادی چوگان بن حمزہ سے ہوئی اور حور لقا کی شادی فرامرز عاد مغربی کے ساتھ ہوئی اور
ماہ لقا کی شادی بہرام بن گرد خاقان چین کے ساتھ اور جمہور کی شادی ملکہ کوکبہ روشن تن کے
ساتھ ہوئی پس جب یہ شادیاں ہو چکیں تو مہر نوش ممتاز نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ یا حضرت اب
بندہ شادی کرے گا ملکہ شمع جہان افروز کے ساتھ اور شادی کی تیاری شروع ہوئی پس جتنا اسباب
طلسم باطن کا تھا وہ سب آکے موجود ہوا پس بڑی دھوم سے اور بڑی شان و شوکت سے مہر نوش ممتاز نے
شادی کی اور وہ اسباب جو باطن طلسم کا تھا وہ سب امیر کو جہیز میں دیا اور بعد دو دن کے ماہ رخ مہر افزا کی
شادی امیر کے ساتھ اُسی دھوم سے اور اُسی شان و شوکت سے ہوئی پس جسوقت یہ بھی شادیاں ہو چکیں بعد
چوتھی کے سب پریزاد رخصت ہونے لگے اور رخصت ہو ہو کے چلے پس جو جاتا ہے اُسے راہ نہیں ملتی ہے
گرد ایک دیوار حائل ہو جاتی ہے اور ایک آواز غیب اُسمیں سے پیدا ہوتی ہے پس جو جانے والا سنتا ہے اُسے

غش آجاتا ہی اور اگر دوسری بار وہ پھر جاتا ہی اور وہ آواز سنتا ہی تو دو تین گھڑی غش مین پڑا رہتا ہی اور اگر تیسری
بار وہ جاتا ہی اور وہ آواز سنتا ہی تو تاحیات طلسم وہ بیہوش پڑا رہتا ہی پس جب سب پری زاد جا جا کر پھر آئے
اور امیر سے یہ تمام احوال آکر کہا اُسوقت امیر نے مہرنوش سے کہا کہ میر صاحب یہ کیا سبب ہی جو کوئی یہان سے
جانے نہین پاتا ہی مہرنوش نے امیر سے کہا کہ یا امیر ابھی طلسم مراۃ القلعہ باقی ہی پس جسوقت یہ فتح ہوگا اُسوقت راہ
ملے گی یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے کہا ابھی رأس الشیاطین ایسا ساحر باقی ہی اور کسی کو اُس سے نسبت نہین ہی نہ
سعلیم کو اور نہ تیرہ بخت کو اور نہ ظلمانہ کو اور نہ اخرس کو نہ فرشانہ کو نہ قرقشہ کو نہ ہمارے جادو کو اور مہرنوش نے
کہا کہ یا امیر ابھی مراۃ القلعہ کی دو حدین ٹوٹی ہین پس اسی سبب سے شہر نیلی حصار اور روشن حصار مین بند و بست
آپکا ہوا ہی آپ نے اُس کاغذ کے باعث سے وہ دو حلقے تو توڑے تھے اب پھر وہی لوح کام آئیگی پس اب آپ اُسی کو نکال
کے ملاحظہ کیجیے پس یہ سب احوال امیر نے مہرنوش سے سنکر وضو کیا اور سات بار صلواۃ پڑھکے سینہ پر دم کی اپنا ہاتھ
لوح پر پھیرا معاً جی مین آیا کہ یہ جو دریا ہی اسی مین اُسکی راہ ہی تو شوق سے اپنی آنکھین بند کرکے اُسمین کود پڑا اور
جسوقت پاؤن زمین سے اُٹھنا ہوا اُسوقت پھر یہ جب حکم اس لوح کے عمل کرنا پس امیر اُسی وقت آنکھین بند کرکے
دریا مین کود گئے اور امیر کے پاؤن زمین پر لگے آنکھین کھول کر جو امیر نے دیکھا تو ایک صحرا ہی تمام اُسمین لالہ کھلا ہوا ہی
ہر طرف ایک آگ سی لگی ہی اور ایک تالاب بیچ مین ہی ایک جادوگر اُسکے کنارے بیٹھا ہی اور ایک بنگلہ نہایت تکلف
کا اُس تالاب کے پاس کنارے پر ہی اور ایک پلنگ اُسمین لگا ہوا ہی اور ایک مسند اُسکے آگے بچھی ہوئی ہی اُس
ساحر کے ہاتھ مین ایک قرنا ہی پس جسوقت وہ اُسکو دم کرتا ہی تو اُس تالاب مین ایک شیشہ پڑا ہوا ہی وہ شیشہ
جوش مارتا ہی اور اُس شیشہ کا ایک چھوٹا سا مراۃ القلعہ تیار ہوتا ہی اور وہ ساحر اُس مراۃ القلعہ کو دیکھتا ہی اور
پھر بعد ایک گھڑی کے وہ دم کھینچتا ہی کہ وہ سب قلعہ اُسی حوض مین غائب ہو جاتا ہی جب امیر نے یہ تماشا دیکھا
تو امیر کے جی مین آیا کہ اگر یہ مراۃ القلعہ ہو تو کیا خوب مکان ہی اور اگر یہ ساحر مسلمان ہو تو اسکو نہ ماریے
پس امیر یہ بات ٹھہرا کر سامنے اُس ساحر کے آئے اور اُس ساحر نے امیر کو دیکھا پکارا کہ ای طلسم کشا
تو یہان بھی آیا اب کہان جائیگا بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون اور کہان جانے دیتا ہون پس
یہ کہکر قرنا منہ سے لگاکر پھونکی جتنا وہ تختہ لالہ کا تھا وہ سب مثل چراغان کے روشن ہوگیا وہ سب آگ
آسمان پر چڑھ گئی اور وہان سے گری اور امیر کو گھیر لیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ سب آگ
بجھ گئی اب امیر نے اُس ساحر سے کہا دیکھ اب بھی خدا کو پہچان ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا اور سحر تیرا
تجھپر کچھ اثر نہ کریگا پس اُسنے دوسری بار قرنا اُس تالاب کی طرف منہ کرکے پھونکی یکبار وہ سب شیشہ نکل کے
امیر کی طرف دوڑ آئے اور گرد امیر کے ایک گنبد اُن کا تیار ہوا امیر نے پھر اسم اعظم پڑھکے دم کیا کہ
ایک آواز پیدا ہوئی اور وہ گنبد پھٹا وہ سب شیشہ اُسی ساحر کی طرف دوڑا اُسوقت امیر نے کچھ پڑھکے
دم کیا کہ وہ شیشہ تھم گیا پھر امیر نے اُس ساحر سے کہا کہ یہ مین نے دوسرا احسان کیا تجھپر پس جسوقت یہ باتین
اُس ساحر نے دیکھین دوڑ کر امیر کے قدمون پر گرا اور کہا ای شہریار جانا مین نے کہ دین آپ کا برحق ہی اور بصدق
دل مسلمان ہوا اب امیر نے کہا کہ ای دوست جدید معلوم ہوا کہ یہ مراۃ القلعہ مین یون بنا ہی تمہارے سحر سے
قائم ہی یہ سنکر آئینہ جلا ساز نے کہا کہ ای شہریار مین اکیلا نہین ہون اسکے نگہبان چار شخص ہین اور ان چارون کے
قابو مین ہی ایک تو مین کہ میرا نام آئینہ جلا ساز جادو ہی اور دوسرے کا نام نہال عشرت جادو ہی اسکے

تابع سب درخت مراۃ القلعہ کے ہین اور تیسرے کا نام ابرسیمان جادو ہی جسکے تابع ہین ابر ہین اور چوتھے
کا نام پیر زنگ جادو ہی جسکے تابع سب جانور ہین یہ کہکر جلاے آئینہ ساز نے قرنا منھ سے لگائی اور پھر دم دیا
پھر اُسی طرح وہ چشمہ جوش مارنے لگا اور پھر اُسی طور سے وہ قلعہ بن کے تیار ہوا اُسوقت جلاے آئینہ ساز
نے امیر سے عرض کی کہ یا امیر اسی طور سے یہ قلعہ رہے یا رنگت تبدیل ہو جاوے یہ سنکر امیر نے کہا ہیچ کا مکان تو
یونہین رہے جسطرح سے یہ ہی مگر اوپر قصر فلک رفعت پر مکان زنگار رنگ ہو جائین یہ سنکر اُسنے سحر کیا کہ کوئی بنگلہ تو زمرد
کا اور کوئی بنگلہ یاقوت کا کوئی مکان پکھراج کا کوئی مکان نیلم کا بن گیا جب سب مکان بن کے تیار ہو چکے جلاے
آئینہ ساز نے قرنا کو گاڑ دیا اور امیر سے عرض کی کہ لیجیے اب اسکو مین بند کیے دیتا ہون کہ جبتک یہ قلعہ رہیگا
اُسوقت تک مراۃ القلعہ رہیگا یہ سنکر امیر نے کہا بہتر ہی اب جلاے آئینہ ساز نے اُس حوض کو بند کر دیا
اور امیر سے کہا کہ اے شہریار اب ابرسیمان جادو کے پاس چلیے یہان اُنکی سُنیے جسوقت یہ عالم قلعہ کا مہر نوش ممتاز
نے دیکھا کہا کہ مقرر وہ شہریار عالی رتبہ ارکامیاب ہوا اور اُسی کے یمن قدم کی بدولت یہ نقشا مراۃ القلعہ کا ہی اور وہان
جلاے آئینہ ساز جادو امیر کو جلے کر پاس ابرسیمان جادو کے چلا ہی کہ جو ابر دن کا مالک ہی چار ون ابر کو چک
اور بزرگ یہ سب اُسکے سحر سے ہین یکایک دور سے ایک قلعہ کوہ پر نظر آیا جسوقت نزدیک اُس کوہ کے آگئے اور امیر
نے اُس بیابان کو دیکھا بہت خوش ہوے لیکن جلاے آئینہ ساز جادو اُس قلعہ کوہ پر چڑھا امیر نے دیکھا کہ اس
سمت کو ایک ابر ہی رنگت اُسکی اودی ہی اور ہوا سے سرد چل رہی ہی کہ اُس ہوا کی خنکی سے آنکھ بند ہوئی جاتی ہی
کہین بارش ہو رہی ہی اور اُس قلعہ کوہ پر ایک بنگلہ ہی جسکا کلس مانند مہر کے چمکتا ہی اور آگے اُسکے ایک نگیرہ
استادہ ہی ستون اُسکے الماس کے ہین نیچے اُس نگیرہ کے ایک مسند بہت تکلف سے لگی ہوئی ہی جھالر اُسکی مقیش
کی ہی جابجا جواہر بیش بہا جڑے ہوے ہین اور اُسپر ابرسیمان جادو بیٹھا ہوا کچھ اپنے کام مین مشغول ہی لیکن دیکھا
اُسنے جلاے آئینہ ساز جادو کو کہ ایک شخص کو اپنے ساتھ لیے ہوے چلا آتا ہی کہا کہ اے برادر یہ کون ہی اُسنے
کہا تو اُنکو نہین جانتا ہی جو یہ کہتا ہی اُسنے جواب دیا کہ مین کیا جانون کہ یہ کون ہی اُسوقت جلاے آئینہ ساز جادو
نے کہا کہ یہ شخص طلسم کشا ہی اسی نے سارے طلسم حکیم اشراق کو درہم و برہم کر دیا اور اب یہان واسطے
بربادی طلسم مراۃ القلعہ کے آیا ہی مین نے اسپر بہت کچھ سحر کیا مگر میرے سحر نے کچھ اسپر تاثیر نہ کی اُسوقت
مجھے یقین ہوا کہ اسپر کوئی غالب نہین آسکتا بس مین نے دین اسلام اختیار کیا ہی جسوقت ابرسیمان جادو
نے یہ سُنا کہا کہ تجھے کچھ خوف شہنشاہ جادو کا نہین ہی اُسنے جواب دیا کہ یہ وہ شخص ہی کہ اسنے مظلم کو اور
ظلمانہ کو اور تیرہ بخت اور شیران جادو کو مارا اور دونون طلسم آفتاب و مہتاب کے توڑ چکا ہی اور امیر نے
کہا کہ اے ابرسیمان اگر تجھے کچھ گھمنڈ اپنے سحر کا ہی تو بھی اپنا حوصلہ نکال لے جب مین تجھپر احسان کرونگا اور تجھکو
چھوڑ دونگا اُسوقت اسلام اختیار کرنا یہ سنکر ابرسیمان جادو نے جانا کہ واقعی یہ حمزۂ صاحبقران
ہین اور یہ وہ شجاع و بہادر ہی کہ اس سے کوئی عہدہ برآ نہوگا غرض یہ اپنے دل مین خیال کر کے دوڑ کر امیر کے
قدمون پر گر پڑا اور بصدق دل مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اے شہریار اسوقت مسلمان ہونے کا کیا فائدہ ہی مگر
غلام نے تو حلقہ غلامی اپنے کان مین ڈالا یہی جسوقت ابرسیمان جادو مسلمان ہو چکا امیر کو نہایت خوشی
ہوئی اور کہا کہ اب تم مجھے نہال عشرت جادو کے پاس پہونچا دو ان دونون نے عرض کیا ہم حاضر ہین اور یہ
دونون امیر کو لے کر چلے پس تھوڑی دور آگئے تھے کہ ایکبار دیکھنے کیا ہین کہ جہان تک نظر کام کرتی ہی وہان

تک ایک چمن پھولا ہوا نظر آتا ہی اور اُس چمن مین انواع اقسام کے درخت سونے اور چاندی کے ہین یہ دیکھکر
امیر بہت خوش ہوے اور وہ انکو بہت پسند آئے پوچھا کہ نہال عشرت خیز جادو کہان رہتا ہی انھون نے ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ ای شہریار اُسکا کہین ٹھکانا نہین ہی اور اُسکا یہ نقشا ہو رہا ہی کہ مثل مجنونون کے ہو رہا ہی یہی
باتین ہو رہی ہین کہ ایکبار دیکھا امیر نے کہ سامنے چار ستون کھڑے ہین اور اُنپر ایک ٹھاٹھر بندھا ہوا ہی اور ہیولا
نگہبانون کے کہ جس طرح سے کوئی گشت کی چوکی دیتا ہی اور وہ تمام ستون اور ٹھاٹھر تمامی سے مشجر ہوئے ہین اور ایک
سنگیرہ کھنچا ہوا ہی اُسکے نیچے ایک شخص بے خبر بیٹھا ہی اور اُسے کچھ خبر نہین ہی کہ کون آتا ہی اور کون جاتا ہی یہ دیکھکر امیر سے
کہا کہ ای شہریار نہال عشرت خیز جادو یہی ہی یہ سُنکر امیر نے قدم بڑھایا اور اُسکے پاس جا کر اُسے پکارا کہ ای
نہال عشرت خیز جادو کیا کرتا ہی امیر پکار رہے ہین مگر اُسکو کچھ خبر نہین ہی کہ کون پکارتا ہی کہ ایکبار جلالے آئینہ ساز
جادو نے اور ادھر ابریسمان نے پکارا کہ ای طلسم کشا تشریف فرما ہوے ہین یہ سُنتے اُسنے یہ سُنا سارا نشہ
اُتر گیا آنکھین کھول کر کہا کہ عجب کیا ہی جو آیا ہو ایک مدت سے ہین بھی طلسم کے امورے واقف ہون اور ہمین نے
ان سب درختون کو اس طور سے بند کر رکھا ہی کہ کبھی کوئی نہین رکھ سکتا اور یہ کہکر چپ ہو رہا امیر نے کہا کہ ارے تو
اپنا حال تو کہہ نہال عشرت خیز جادو نے کہا مین کیا اپنا حال کہون اب کسی سے شعر کسی سے کیا بیان کیجے اس اپنے
حال ابتر کو + دل اُسکے ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا + اور کہا کہ ای طلسم کشا مجھ مین طاقت نہین کہ کہون شعر کیا
کہین کچھ کہا نہین جاتا + اور چپ بھی رہا نہین جاتا + امیر نے فرمایا کہ ای نہال عشرت جادو بے کہیے جو کام تیرا ہوگا
آنکھون سے کرونگا تو بیان کر جسوقت اُسنے یہ عنایت دیکھی کہا کہ ای طلسم کشا کیا کہون ایک روز نیرنگ جادو کی بیٹی
گا رہی تھی مین کہ جسکی آواز سُنکر دوڑ کر لپٹ گیا بس اُسی روز سے دل میرا اسیر فریفتہ ہی اور اگر اُسکے آگے بھی میرا نام
کوئی لیتا ہی تو وہ خوش ہوتی ہی یہ سُنکر امیر نے اُسکو دلاسا دیا کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو نہین ہم سے چلین گے
جسوقت نہال عشرت جادو نے امیر سے سُنا نہایت خندان ہوا اور کہا کہ بس یہی جی چاہتا ہی کہ اُسے دیکھا کرون
اور جو جو کچھ حسرتین غلام کے جی مین ہین انھین کیا بیان کرے اور امیر کے ساتھ ہو لیا امیر چلے اُس وقت
جلالے آئینہ ساز جادو نے اور ابریسمان جادو نے امیر سے کہا کہ ای شہریار ہمارا مقدور نہین ہی جو ہم وہان
جائین کسواسطے وہ ایک حرامزادی ہی جسکا نام نیرنگ جادو ہی یہ سُنکر امیر نے کہا ہم تو کہتے ہین کہ ہم شاہ جادوان
سے لڑینگے تمھارے عوض تم ہمین دور سے اُسے دکھلا دو اور بتلا دو اور کچھ تمھارا کام نہین ہی یہ سُنکر دونون نے
عرض کیا کہ ای شہریار ہمین کسی سے کام نہین ہی اور اسواسطے ہم نے آپ کی غلامی اختیار کی ہی اور امیر کو لیکر
دونون چلے غرض راہ کو طی کرکے اُس بیابان مین پہونچے جہان نیرنگ جادو کا مکان ہی اور اب کوئی چار
گھڑی دن باقی ہی کہ ایکبار دور سے ایک باغ دلکشا دکھائی دیا اُس باغ کی دیوارین یاقوت نگار ہین اور
تین طرف کو اُس باغ کے دریا ہی اور اُنمین سے بند ہوا اچھلتا ہی ایک طرف کو راہ ہی دور تک سبزہ کا
تختہ چلا گیا ہی امیر کو وہ باغ نہایت پسند آیا اور اندر گئے دیکھا کہ عجب سان ہی کسی گل نے کسی کے واسطے
گریبان چاک کیا غنچون نے خموشی اختیار کی ہی نرگس ایک طرف کو دیدۂ حیرت سے دیکھ رہی ہی سرو کو سکتا ہی
بلبلین نوحہ خوان ہین اور کہین راستہ نہین ہی لیکن عجیب عجیب طرح کے درخت ہین کہ دنیا مین ایسے
درخت نہین ہین اور ایسے جانور ہین مکانون کو دیکھتے چلے جاتے ہین کوئی آدمی نہین ہی بارہ دری سامنے
دریا کے کنارے ہی کہ اُنمین پردے پڑے ہین اور ایک پردہ آدھا بندھا ہوا ہی چلمنین چھوٹی ہوئی

ہین امیر اُسکی طرف چلے اب یہ تینون امیر کے ساتھ ہین نہال عشرت خیز جادو کی عجب حالت ہی کہ ڈرتا ہوا جاتا ہی پس
جسوقت امیر اُس مکان کے برابر پہونچے اور دیکھا کہ ایک چبوترہ ہی بلور کا نہایت خوشنما ہی امیر نے ان تینون کو چبوترے کے
نیچے چھوڑا اور آپ اوپر گئے پس جسوقت کھٹکا ہوا اندر سے آواز ایک نازنین کی آئی کہ پردہ اُٹھا دو کہ ایکبار ایک خواص
آئی اور اُسنے پردہ باندھ دیا امیر اندر گئے کہ ایکبارہ نیرنگ جادو کی نگاہ امیر پہ پڑی کہا کہ اے طلسم کشا کدھر آ نکلے امیر
نے کہا تمھارے پاس آئے ہین کیا ایک ان تینون آدمیون پر نگاہ نیرنگ جادو کی پڑی کہا کہ ارے تم کیون آئے ہو
اور یہ تیسرا حرامزادہ کیون آیا ہی امیر نے کہا مین انھین لایا ہون یہ سُنکر نیرنگ جادو نے خفا ہوکر کہا کہ ایک تو آپ
آئے ہین اور دوسرے آپ اس حرامزادے کو لائے ہین اور کہا ارے کوئی ہی اسکو باہر نکال دو یہ سُنکر امیر نے کہا اسکے
عوض مجکو نکال دے اب نیرنگ جادو نے سر جھکا کر کہا کہ مجھے آپ کی خاطر منظور ہی اس لیے کہ آپ ہمارے مہمان ہین اور
نہین تو معلوم کردیتی اور ان تینون سے کہا ارے تمھین بھی کچھ خوف شاہ جادوان کا نہ آیا جو تم طلسم کشا کے شریک ہوئے
امیر سے کہا کہ ہم آپکے تابعدار ہین لیکن قابو مین اور شخص کے ہین جسوقت وہ آپسے عہدہ برآ نہ ہوگا اُسوقت
اطاعت تمھاری اختیار کرینگے اور اب آپ ہمارے مہمان ہین آج کی دعوت قبول ہو نان خشک یہین تناول
فرمائیے امیر نے منظور کیا جسوقت نیرنگ جادو نے اپنی خواصون کو بُلوایا جب وہ آئین تو امیر نے دیکھا کہ جوانی
کا عالم ہی چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کا سن و سال اور نہایت حسین صاحب جمال در در گوش مرصع پوش سلام
کرکے کھڑی ہورہین ایک بڑی جام اور صراحی لے کر اُٹھی اور ساقی گری کرنے لگی جسوقت جام امیر کے آگے آیا
امیر نے جام اُسکے ہاتھ سے لے کر عشرت خیز جادو کو دیا اُسنے آداب بجا لاکے اپنے ہاتھ مین وہ جام لے لیا دوسرا
جام امیر نے پیا جسوقت دورہ جام کا ختم ہوچکا امیر نے نیرنگ جادو کو سمجھانا شروع کیا کہ اے نیرنگ جادو
نہال عشرت خیز جادو بڑا احمق ہی اور اگر احمق نہ ہوتا تو جانتے و اسے سرتابی نہ کرتا یہ سُنکر اُسنے کہا کہ اے طلسم کشا
اُسنے مجھے خوب ستایا ہی اور بہت رسوا کیا یہانتک کہ جہان مین گھر سے باہر نکلی اور شاہ جادو پاس گئی لوگ
کہتے ہین کہ نہال عشرت خیز جادو سے تم سے علاقہ ہی امیر نے کہا کہ اے نیرنگ جادو وہ کیا بدنام کرےگا وہ تو خود
آپ مین نہین ہی اور اُسکا تو یہ عالم ہی کہ حواس مین نہین ہی یہ تیرا خیال کدھر ہی اور وہ کہتا ہی کہ بلکہ نیرنگ جادو
میرے واسطے جو فرمائین راضی ہون نیرنگ جادو نے کہا یہ تو مجھے قبول نہین ہی یہ سُنکر امیر برہم ہوئے اور کہا کہ او
نیرنگ جادو جو مجھسے ہوسکے وہ تو کر بعد اُسکے مین بھی سمجھ لونگا اور مجکو نہال عشرت خیز جادو کی خاطر ہی جو
مین تجھے کچھ نہین کہتا ہون نہین ابھی مین تجکو مار ڈالتا یہ سُنکر نیرنگ جادو نے کہا آپ نہال عشرت جادو کے
سبب سے مجھے نہ چھوڑیے اور جو کچھ آپ سے ہوسکے وہ کیجیے یہ کہکر اُسنے بیٹھے بیٹھے سحر کرنا شروع کیا اُسی وقت
جلا سے آئینہ ساز جادو نے کہا کہ اے شہریار جلد باہر نکلیے امیر تشنہ ہی باہر جانے کو جاتے کھڑے ہوئے کہ ایکبار
وہ مکان مانند چرخ کے لگا گھومنے اب جا تا کہ لوح کو دیکھین لیکن نظر نہ قائم رہ سکی اب امیر نے ان تینون کی طرف
دیکھا انھون نے عرض کیا کہ اے شہریار ہم سے کچھ نہین ہوسکتا ہمارا مقدور نہین ہی جو اسکا کچھ کرسکین ایک بار سے
نیرنگ جادو نے اپنا ہاتھ روکا جسکی حرکت سے مکان گھوم رہا تھا اب تمام مکان ٹھہرا ہی لیکن زمین متزلزل ہی
کہ پانون اُکھڑے جاتے ہین کہ ایکبار امیر کو اسم اعظم یاد آیا جلدی سے پڑھکر دم کیا کہ وہ زلزلہ برطرف ہوا اور
سحر باطل ہوگیا نیرنگ جادو کو غش آگیا یہ حال نیرنگ جادو کا دیکھا نہال عشرت خیز جادو نے دوڑ کر
پانی کے چھینٹے اُسکے منھ پر دیے کہ پانی سے تمام دوپٹہ بھیگ کر بدن سے لپٹ گیا ایکبار اُسکو ہوش آگیا

اپنی عجیب حالت دیکھی اور نہال عشرت خیز جادو کو خدمت کرتے پایا سمٹ کر اُٹھی اور نہال عشرت جادو
ایک طمانچہ مارا اُسنے کہا کہ مین نے کیا قصور کیا ہی جو مجھپر غصہ اُتارتی ہو ارے بیدرد کہین تو رحم کھایا کر اگر نیرنگ
نے سحر کیا کہ زمین شق ہو گئی اور سب سما گئے امیر بھی چھپا تی کہ وہ مفلس ہو گئے اُسوقت امیر نے کہا کہ لو اپنی بدذاتی
سے نہین چوکتی اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ زمین نے چھوڑ دیا اور یہ تینون بھی اوپر آ گئے اور امیر نے جلاستر آئینہ ساز
جادو اور امیر یمان جادو سے کہا کہ پکڑ لاؤ اسنے غرض حکم سے امیر کے دونون چلے اسنے دیکھا کہ تینون مجھے پکڑنے
آتے ہین پکاری کہ تم ہماتی شتابی آئے جو اب مین تم سے کبھی سمجھ لونگی یہ کہکر اس طرح سے اُڑی کہ [illegible]
اُڑ جاتی ہی اور نظر نہین آتی امیر نے ان تینون جادوگرون کو کہا کہ جانے نہ پائے ولیکن کسی نے اسکا پیچھا نہ کیا قضارا کا
اُس طرف سے مہر نوش ہمتا چلے آتے تھے اکبارگی نگاہ اُس جادوگرنی پر پڑی دیکھا کہ یہ بدحواس جاتی ہی
دل مین اپنے کہا مبادا ایسا نہو کہ یہ امیر کے ہاتھ سے بھاگی ہوئی ہو پس یہ خیال کرکے ایک اسم پڑھکر پھونکا کہ دیوار
آہنی اسکے سامنے حائل ہو گئی اب یہ جدھر جاتی ہی راہ نہین پاتی ہی پس ناچار ہو کر امیر پاس چلی آئی اور کہا کہ
اے ظلم کشا مین نے جانا کہ دین تیرا برحق ہی اور اب یہی آرزو ہی کہ تجھے جو چاہیے میرے حق مین کیجیے لیکن مین اس سے راضی
نہین ہون امیر سے یہ کہہ رہی ہی کہ یکبار نگاہ امیر کی آسمان پر پڑی دیکھا کہ ایک تخت چلا آتا ہی اور ایک شخص تخت
پر بیٹھا ہوا ہی اور اُدھر مہر نوش ہمتا کی نگاہ امیر پر پڑی اُدھر امیر نے پہچانا اُٹھ کھڑے ہوے تعظیم بجا لائے اور کہا
کہ آپ کہان تشریف لائے مہر نوش ہمتا نے کہا یہان جو آپکو آئے ہوے دیر ہوئی ہی مرآۃ القلعہ مین ایک
کہرام ہی بلکہ شش شہر کی عجیب حالت ہی مین اسی خاطر سے آپکے پاس خبر کو آیا ہون مین نے راہ مین دیکھا کہ
یہ نیرنگ جادو بھاگی جاتی تھی مین نے ایک اسم پڑھکر پھونکا اور اُس اسم کی برکت سے اسنے راہ جانے کی نہ
پائی یہ سنکر امیر نے کہا کہ یہ کیسے آپ اسکو پکڑ لائے ہین اور نیرنگ جادو سے کہا کہ اے نیرنگ جادو بہتر یہ ہی
کہ تو نہال عشرت کو قبول کر اور مہر نوش نے بھی سمجھایا نیرنگ جادو نے نہ مانا اور کہا تم مقدمون نے یہ خوب
اختیار کیا ہی کہ ہر ایک کی خاطر سے زنجیریان لاتے ہو یہ سنکر امیر کا رنگ زرد ہو گیا مگر مہر نوش نے نیرنگ جادو
سے کہا کہ عورت کی شادی مرد سے ہوتی ہی اور مرد کی عورت کے ساتھ ہم نے کام نیک پر کمر باندھی ہی کہ ہم کچھ
برا نہین کرتے یہ سنکر نیرنگ جادو نے امیر سے اور مہر نوش سے کہا کہ اگر یہ امر نیک ہی تو مین کہتی ہون اب
مجھے جاہو اسے کرو یہ سنکر امیر نے کہا ہماری خوشی یہی ہی کہ تم اپنی شادی نہال عشرت خیز جادو سے کرو
اُسنے کہا مجھے قبول ہی امیر نے کہا ان طائرون کو اُسی طرح رکھنا کہ جس طرح سے یہ بہشت سے ہین یہ سنکر اُسنے
وہ جو درخت بنا رکھے تھے اور اسپر جانور موم کے بٹھلائے تھے سب کشتیان اُٹھا لائی اور امیر سے کہا کہ اے شہریار
مین ان سب کو زمین پر لگاتی ہون اور پیوستہ تا قیامت یونہین کام دینگے امیر نے کہا مین بھی چاہتا ہون
پس اُسنے کچھ اسم سحر پڑھ کے زمین پر دم کیا کہ یکبار زمین شق ہو گئی اُسنے ان جانورون کو جو درختون پر
موم کے بنا کر بٹھلائے تھے زمین مین گاڑ دیا اور امیر سے کہا کہ اے شہریار اب یہ مرآۃ القلعہ بدستور یونہین
رہے گا امیر نے فرمایا اب کس طرح مرآۃ القلعہ مین پہونچین نیرنگ جادو نے کہا کہ آپ سب صاحب ایک
جا کھڑے ہون امیر و سب ایک مقام پر کھڑے ہوے اُسنے کچھ سحر پڑھکر زمین پر ہاتھ مارا کہ زمین کا طبقہ سارا
اُٹھ کر اسمین امیر اور ہمراہیان امیر طبقہ پر زمین کے اُڑ کر مرآۃ القلعہ مین پہونچے دم بھر نہ گذرا تھا کہ وہ روز روشن
سیاہ ہو گیا اور آوازین ہیبت ناک آنے لگین امیر نے یہ حال دیکھکر پوچھا جلاستر آئینہ ساز جادو وغیرہ سے

که جاکر خبر لاؤ تو که یه کون آتا ہی که ایکبار یه چارون دوڑے اور جاکر دیکھا که چہار طرف ایک دیوار کھڑی ہی اور اُس دیوار مین کھڑکیان لگی ہوئی ہین اُنمین ایک ایک پری زاد بیٹھی ہی اور ہر ایک کے ماتھے پر ٹیکا سیندور کا دیا ہوا ہی چٹیان سر پر بندھی ہوئی ہین ایکبار یه چارون برابر کھڑکیون کے گئے اور پوچھا که تم کیون آئی ہو اور تم کون ہو مگر یه سب ان چارون کے جان پہچان نکلے پس یه سنکر ان سب نے کہا که ہمین شاہ جادوان نے بھیجا ہی اور کہا ہی که تم جاکر هراة القلعه کو گھیرو که یه طلسم کشا جانے نه پائے تو ہم اس ارادے سے آئے ہین اور پیچھے ہمارے شاہ جادوان بھی آتا ہی پس یه چارون خبر لیکر امیر کے پاس آئے اور خبر دی که ای طلسم کشا یه سب شاہ جادوان کی فوج سے آئے ہین اور بعد کو شاہ جادوان بھی آتا ہی جسوقت امیر نے یه سنا فکر مین گئے غرض که تمام رات گذری اور دن ہوا امیر نے دیکھا که ایک دیوار شیشه کی گرد هراة القلعه کے ہی اور کچھ معلوم نہین ہوتا ہی اُسوقت امیر بارادہ جنگ باہر نکلے پس عمرو بن حمزہ کے گلے مین نقشه ہیکل ہی اور امیر کے گلے مین لوح طلسم ہی اور سردار لشکر امیر کا امیر کے ساتھ ہی اور ملکه آسمان پری اور قرنیشیه سلطان اور رضیه سلطان اور شعشعه جہان افروز اور ملکه بازغه مہر افزا اور صندل پری اور خورشید جہان اور خورشید لقا اور حور لقا زہرہ لقا سلطان ازرق اور ضیلا صندل پری سلطان سرخپوش سبز پوش حبشی اور نسیمه پری اور ثانی سلیمان بہائی حور جہان کا اور حکیم قسطاس روشن ضمیر اور جہر پوش ممتاز اور ظفران نزاہد اور چارون بیٹے اُسکے اور درویش فلک اور خواجه عمرو بن امیه ضمری یه سب ساتھ ہین امیر نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی که ایکبار آواز گوش خراش کی بلند ہوئی لیکن کوئی معلوم نہین ہوتا تھا که ایکبار امیر میدان مین نکلے اور آواز دی که ای شاہ جادو نکل میدان مین یا بھیج کسی کو اُسوقت آواز دی که ہم کسواسطے لڑین اور ہمین کیا غرض ہی کیونکه ہم نے وہ تدبیر کی ہی که تمام عمر رہائی ہوگی اور قید مین مر جاؤگے یه سنکر امیر اسم اعظم باندھ کے بیٹھ گئے اور اسم اعظم پڑھنے لگے اور اُن دیوارون پر دم کرنے لگے پس جسوقت موافق تعداد پڑھ چکے سب دیوارین غرق دریا ہوگئین که نام و نشان تک باقی نه رہا اب جو امیر نے دیکھا تو سامنے خیمے کھڑے ہوئے ہین اور لشکر مین ساحرون کے ہل چل مچی ہوئی ہی اور ہر ایک ساحر اپنے مرکب پر سوار ادھر چلا آتا ہی لیکن آج وہ گھوڑے طلسمی جو امیر کے واسطے آیا کرتے تھے نہین آئے اور دیکھا امیر نے که ایک جادوگر ہی اُسی اسپ طلسمی پر سوار مع فوج اور پیچھے اُسکے شاہ جادوان تخت پر سوار اور چار اژدہے تخت اُٹھائے ہوئے آتا ہی غرض میدان مین پہونچ کر صف باندھکر کھڑا ہوا اور اُس ساحر کا نام آشوب جادو ہی پس یه بھی میدان مین آیا اور شاہ جادو سے کہا که اگر اجازت ہو تو مین اکیلا جاکے ان سب کا کام تمام کرون شاہ جادو نے جام شراب عنایت کیا اُسنے جام شراب لیا اور مرکب اپنا کدا کر سامنے امیر کے آیا اور کہا که ای طلسم کشا تو نے غضب کیا که شاہ جادوان کا سامنا لیا اب کیا یہان سے تو جیتا جانے گا اگر کچھ بہادری کا رکھتا ہو امیر نے کہا پہلے تو اپنی بہادری دکھا جب مجکو تیرے ہاتھ سے ضرر آجائے گا تو میں بھی اپنا وار کرونگا یه سنکر آشوب ہنسا اور کہنے لگا که تم کب وار کروگے اور تم کر ہی کیون سکوگے اسے ہوشیار ہو که اب مین سحر کرتا ہون یه کہکر آشوب جادو نے سحر کرنا شروع کیا که ایکبار ساری زمین ہلنے لگی زلزله پڑ گیا اور تمام لشکر امیر کا جھومنے لگا اور ایک ایک اژدہا پیدا ہوا که ہر ایک کو اپنے اوپر سوار کرکے لے اُڑا اور آسمان کو روانه ہوا ایسے ہزارون دیو دان اور پری زادون کو اُڑا لے گئے ایک تو وہ دیو که شکل مثل ہزار ہزار گز کے اور دوسرے وہ اژدہے ہزار ہزار گز کے یه معلوم ہوتا تھا که گویا سامنے سے پہاڑ اُڑے جاتے ہین که ایکبار ایک شور و غل

ہوا اور ملکہ آسمان پری کے تخت کے پیچھے بھی چار اژدر آتش فشان آ گئے اُسوقت مہر نوش ممتاز نے جو
دیکھا ایک نقش لکھ کے آسمان کی طرف اُڑایا بمجرد اُس نقش اُڑانے کے جنبش نہ کر سکا وہ سب اژدر ملکہ کے تخت
کے تڑپ رہے تھے دفعۃً معدوم ہو گئے اور وہ سب دیو اور پری زاد اور جن امیر کے لشکر کے خود بخود چھوٹ گئے دوسری
بار مہر نوش ممتاز نے تھوڑے سے بال اپنے توڑ کر کچھ پڑھ کے اشعث کی طرف پھینکا کہ وہ رسن جانب اشعث
گئی اور مشکیں باندھ کر سامنے مہر نوش ممتاز کے حاضر کیا جب یہ معرکہ شاہ جادوان نے دیکھا کہ اشعث
کو مہر نوش نے گرفتار کر کے پکڑوا منگوایا پس شاہ جادوان برہم ہوا اور یہ کہا کہ ای مہر نوش معلوم ہوا کہ
تو بھی انکا شریک ہی اور تو نے یہ سب فساد کیا ہی اب پہلے تیرا علاج کر دونگا بعد اُسکے طلسم کشا سے سمجھ لونگا یہ کہکر
ایک سحر کی بہلی آسمین ناگوری بیل جتے تھے اور امیر چند دانہ ماش کے کچھ اسم سحر کا پڑھ کے مارے کہ وہ بہلی
امیر کی طرف چلی شاہ جادوان پکارا کہ ای حمزہ خبردار ہو یا تو یہ بہلی ساحری کے وقت میں نکلی تھی یا آج
نکلی ہی اور امیر کے لشکر میں آکر مہر نوش ممتاز کو اور ظفران نزاہہ کو اور اُنکے چاروں بیٹوں کو اور درویش
ہندکو اپنے اوپر لاد کے لے چلی اور اُسنے جسکو اپنی پیٹھ پر لاد لیا پھر وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکا پہلے یہ بہلی
شاہ جادوان کے پاس آئی اور اُن سب کو اپنے اوپر سے اُتار کر شاہ جادوان کے سامنے حاضر کیا شاہ
جادوان نے اُنکو دیکھکر کہا کہ اسی طرح سے تم سب کو مار رونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا تمھارے حال پر
گریہ و بکا کرینگے اور تجھے درد مند یہ کلام ناز جام سنکر امیر کو تاب نہ رہی کیونکہ یہ تو بڑے بہادر ہیں یہ کب ایسی
بات سن سکتے ہیں چہرہ تمام سُرخ ہو گیا تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا غصہ سے کہا کہ ای شاہ جادوان تو مجکو کیا
دھمکاتا ہی میں وہ طلسم کشا ہوں کہ تمام ساحروں کو قتل کر چکا ہوں اور بہتوں کو گرفتار کر کے مہر نوش سے
ہو سے کہا کہ اُسنے انکو مقید بقید شدید کیا تو مجکو کیا مارے گا یہ کہکر دوڑے اور امیر کے ہمراہ عمرو بن حمزہ چلا
دونوں مثل شیر غضبناک لشکر میں اُن ساحروں کے در آئے یہ تمام ساحر سحر کرنے لگے اور جو ساحر کہ امیر پر سحر کرتا ہی
وہ سحر پلٹ کر اُن سب کو مارتا ہی اور اگر کوئی ناریل سحر کے امیر پر مارتا ہی تو وہ پھر کر بطور گولے کے اُسکو مارتا ہی
اور ایک آواز انھیں سے پیدا ہوتی ہی اور پچاس پچاس آدمی اُڑ جاتے ہیں امیر کے گلے میں ہیکل طلسمی ہی
کہ اُسکا عکس عمرو بن حمزہ پر پڑتا ہی اس باعث سے سحر اثر نہیں کرتا ہی اس عرصہ میں صدہا ساحر غارت
اور برباد ہو گئے جب دیکھا شاہ جادوان نے کہ جادو امیر اثر نہیں کرتا ہی اُسوقت پکارا کہ ای ساحران
اب کوئی امیر پر سحر نہ کرو کیونکہ امیر کو کوئی سحر نہیں اثر کرے گا اس سے بہتر یہ ہی کہ تم سب مل کر ان دونوں کو پکڑ لو
یہ دو آدمی ہیں تم اسقدر ہو تمھارا کچھ نہیں کر سکتے یہ سنکر سب ساحر چہار طرف سے امیر پر اور عمرو بن حمزہ
پر ٹوٹ پڑے یہ دونوں شمشیر کرنے لگے اب کوئی ان دونوں کے برابر نہیں آتا ہی اور جو آتا ہی وہ تہ تیغ ہوتا ہی
مگر یہ سب ساحر پرا باندھے ہوئے چلے آتے ہیں اور دور سے امیر پر وار کرتے ہیں امیر نے جو دیکھا کہ یہ ساحر
اب قریب نہیں آتے ہیں اور دور سے لڑتے ہیں اُن ساحروں پر جھپٹے اور ساتھ ہی امیر کے عمرو بن حمزہ بھی
دوڑے اور قریب اُن ساحروں کے شمشیر زنی کرنے لگے یہ دیکھکر اُن ساحروں نے کہا کہ امیر بیشک تم بہادر
ہو اور عمرو بن حمزہ بہادر ہی اُسوقت امیر نے کہا کہ تم اس بات کو یاد رکھو کہ اسکے کہنے سے میں نہ
ٹھہرونگا اور تم سب کو تہ تیغ نہ کرونگا یہ سنکے چہار طرف سے پھر امیر پر سحر کرنے لگے امیر نے جو دیکھا کہ سحر
چہار طرف سے ہو رہا ہی امیر نے اسم اعظم پڑھ کر دم کیا وہ اُنھیں پر پلٹ پڑے جب شاہ جادوان نے

یہ دیکھا کہا کہ ای ساحرو مین نے تمکو منع کیا تھا کہ سحر نہ کرو مگر تم نے نہ مانا ارے بیوقوفون امیر پر سحر نہین اثر کریگا تم سب ایپر ٹوٹ پڑو
یہ سنکر پھر امیر پر لوٹ پڑے امیر نے اسی طرح سے پھر قتل کرنا شروع کیا غرض اب کہان تک بیان کرون کہ اسی طرح تین شبانہ
روز دلون کو لڑتے گذر گیا اور لاکھون جادوگر مارڈالے اب یہ عالم ہی کہ ان دونون کے ہاتھون مین قبضے جم گئے ہین اور کشتون
کے پشتے بند ہوگئے ہین اسوقت عمرو بن حمزہ نے امیر سے کہا کہ ای پدر بزرگوار آپ کہانتک ان ساحرون سے لڑیے گا اچھا
یہ بہتر ہی کہ چلکر شاہ جادوان کو ماریے سب کام درست ہوجائیگا اور یہ لڑائی فتح ہوجائیگی پس یہ راے
پسند خاطر ہوئی اور دونون تلوارین مارتے ہوے چلے ہین کہ عمرو گلیم اتار کے سامنے امیر کے آیا اور کہا یا امیر مین پہونچا
یہ کہکر پھر گلیم اوڑھ لی اور شاہ جادوان کی طرف چلا کسی نے انکو دیکھا کسی نے دیکھا بھی نہین اور جاتے ہی ساتون
حلقے کمند کے شاہ جادوان کی گردن مین ڈالے اور کھینچے اسوقت امیر اور عمرو بن حمزہ نے اپنے کو عمرو تک پہونچایا
اور کہا خواجہ تم خاطر جمع رکھو ہم بھی آگئے اور عمرو نے کہا کہ اگر کسی جادوگر نے مجھپر سحر کیا یا حربہ کیا مین شاہ جادوان کو
مارڈالونگا یہ سنکر سب ساحر بھاگ گئے کسی کی یہ طاقت نہ تھی جو عمرو اور امیر اور عمرو بن حمزہ کا سامنا کرے اور شاہ جادوان کا
نام ہی شمشاد جادو اسنے عمرو کو سلام کیا اور اشارے سے کہا مین مسلمان ہوتا ہون یہ سنکر عمرو نے کہا حمزہ کہین ایسا
نہو کہ یہ بدذاتی کرے اور بظاہر مسلمان ہوجاے امیر نے کہا خواجہ یہ کیا بدذاتی کریگا عمرو نے شمشاد جادو کے ہونٹھون
سے سوزن کھینچ لی سوزن کے نکلتے ہی شمشاد جادو دوڑکر امیر کے قدمون پر گر پڑا اور مطیع اسلام ہوا اور امیر کے
ہمراہ داخل مراۃ القلعہ ہوا جسوقت کہ امورات طلسمی سے فراغت کرکے سلطان شاہان اور سرکوب گردنکشان تیغ
عربستان امیر حمزہ صاحبقران زمان مراۃ القلعہ مین داخل ہوے اور ہر طرف کو صداے مبارکباد بلند ہوئی دو
روز تو اس خوشی مین گذرے تیسرے دن ملکہ آسمان پری اور ملکہ قریشیہ سلطان امیر سے رخصت ہوکر پردۂ قاف
کو روانہ ہوئین بعد اسکے صندل پری خورشید جہان اور بھائی خورشید جہان کا بعد اسکے حکیم قسطاس اور
سلطان سرخپوش اور سبزپوش جنی اور ہمشیرہ ملکہ رضیہ کی ماں یہ بھی امیر سے رخصت ہوگئین پھر جب یہ سب
جاچکے اسوقت مہرنوش ممتاز سے امیر نے فرمایا کہ آپ مراۃ القلعہ مین تشریف رکھین کسواسطے کہ یہ جاے عبادت
ہی اور رضیہ سلطان اور ملکہ شعشعہ جہان افروز کو اور بازغہ مہرافزا کو اور زرکیہ کو اور حورلقا اور زہرہ لقا اور
ماہ لقا کو مہرنوش کے پاس چھوڑا اور ظفر جان جنی کو روشن حصار دیا اور کہا کہ آپ وہان رہین جب امیر ان امورات
سے فراغت پاچکے اسوقت امیر نے سب سے رخصت چاہی اور کہا کہ عرصہ بعید ہوا ہی کہ مجھے لشکر کی کچھ خبر نہین ہی
جب امیر نے یہ اپنی زبان سے فرمایا اسوقت عجیب حالت پریزادون کی ہوئی کہ قابل بیان کے نہین اور اگر
بیان کی جاوے دفتر دیگر تیار ہوجاے غرض کہ امیر سب کو اسی حالت مین چھوڑکر طے منازل اور قطع مراحل کرتے
ہوئے آتے اور یہ خبر ظفر شاہ کو ہوئی کہ صاحبقران تمام لشکر حکیم اشراق کے درہم برہم کرکے آیا ہی اور لشکر
اسکا زیر کوہ فروکش ہی اور شام کا وقت ہی کہ امیر کچھ باتین بدیع الزمان کی اور قاسم کی کرتے کرتے سو گئے
امیر نے ایک خواب دیکھا اور عمرو سے بیان کیا عمرو یہ سنکر بدحواس ہوا مگر کہا کچھ مقام تردد نہین ہی یہ سنکر امیر
نے خواجہ سے کہا کہ مین بعد ایک دو روز کے یہان سے روانہ ہونگا تم جلدی مجھے لشکر کی خبر لا دو کہ کیا حال
ہو رہی ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری قنطورے زربفتی پاتابے سقرلاتی گوپھن عیاری حیلہ ہاے ناخن اسپ
بدن پر آراستہ کرکے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان لقا سے ابتدا بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت لقا کو عرضی گنجاب کی پہونچی تھی کہ لشکر امیر کا کوہ صفا مین آگیا ہی اُسوقت اُسنے ازرق شیر چشم زہر آلود بن
اژدر چشم اور ملکہ حیات جادو کو روانہ کیا اور کہا کہ جاکے سردارون کو زندہ پکڑ لاؤ اگر نہ آئین تو اُنکا سر کاٹ کر ہمارے
سامنے لاؤ غرض یہ ایک ساحرہ اور دونون سردار مع نو لاکھ فوج کے روانہ ہوے بعد قطع منازل اور طی مراحل قریب کوہ صفا
کے پہونچے یہ ساحرہ الگ دامن کوہ مین اُتری اور مشغول اپنے سحر مین ہوئی اور دونون سردار سامنے لشکر اسلام کے
فوج کو لیکر اُترے یہ خبر ہرکارون نے سعد بن قباد عالی وقار کو پہونچائی نظم بادشاہا بارگاہت از فلک پرنور
باد + داد عدلت در سرای آخرت معمور باد + ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر + تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور
باد + لقا کی جانب سے دو سردار نہایت سرکش اور تیز دست نو لاکھ فوج سے آئے ہین اور یقین ہی کہ نامہ خدمت
حضور مین بھیجین بادشاہ نے اس خبر کو سنکر فرمایا شعر سر نپیچم ز شمشیر مہیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + اور
خیال مین حمزہ صاحبقران کے نہایت مضطرب تھے اور فرمایا کہ اسوقت تک کوئی خبر امیر کشورگیر کی نہ معلوم ہوئی دیکھیے
ملاقات ہوتی بھی ہی یا نہین سردارون نے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالی بہت قریب ہی کہ ملاقات ہووے اور امیر
طلسم کو فتح کیے آتے ہون بادشاہ نے فرمایا ہان شعر بچا جو ہجر سے وہ وصل یار دیکھے گا + جو اس خزان سے
بچے گا بہار دیکھے گا + غرض کہ یہان لشکر کفار سے ایک نامہ اور معہ سوم تحویل زحل پیشانی نامہ لیکر روانہ ہوا جب
قریب لشکر ہند کے آیا تو ظلم اور بدعت کرنے لگا یہ خبر لندھور کو پہونچی اُنھون نے بادشاہ سے آکر عرض کیا بادشاہ
نے لندھور کو دلاسا دیا اور کہا دنگل پر بیٹھیے اور یہان سے مندویل اصفہانی کو روانہ کیا کہ سمجھا کے لیے آؤ غرض
مندویل چالیس ہزار فوج سے قریب تحویل زحل پیشانی کے پہونچا اور کہا کہ ای برادر یہ ان دکاندارون نے تمھارا
کیا کیا ہی جو تم اس طرح سے پیش آتے ہو تم کو بادشاہ نے یاد کیا ہی اُسوقت یہ مندویل کے ساتھ اکڑتا ہوا لاف و
گزاف کرتا ہوا قریب بارگاہ پر پہونچا مندویل گھوڑے پر سے اُترا اور تحویل سے کہا کہ تم بھی گھوڑے سے اُترو غرض کہ
بمشکل تحویل گھوڑے سے اُترا عیارہ خدمتگار بنکر اُسکے دلقہ سے نامہ نکال لے گیا اور یہ لعین بدجو اس سامنے بادشاہ
کے آکر کہنے لگا منم نامہ دار رستم منم نامہ دار بادشاہ نے ایک دنگل اُسکے واسطے بچھوا رکھا تھا فرمایا کہ پہلوان جہان بیٹھو اُسنے
دیکھکر کہا کہ یہ نامہ خداوند کی جانب سے ہی اسکا استقبال تم سب مع بادشاہ دس قدم کرو ادھر عیارہ نے پہلے ہی
نامہ بادشاہ کو دے دیا تھا بادشاہ نے پڑھ سنکر کہا کہ نامہ نکالو تو کہ اُسکا استقبال کرین اب اُسنے چاہا کہ نامہ نکالون سر پر
جو ہاتھ لے گیا تو نامہ نہ پایا نہایت پریشان ہوا بادشاہ نے تحویل سے کہا کہ نامہ نہ دیا اُسنے کہا خداوند زہرہ شاہ باختری
نے منگوا لیا ہوگا لندھور نے ہنس کر پوچھا کہ کچھ تمھارا سر بھاری ہوا تھا کہا خداوند خود لینے کو نہین آئے کسی حور کو
حکم ہوا کہ وہ میرے سر سے لے گئی اس کلام پر لندھور اور بالک زیادہ ہنسے تحویل نے کہا کہ تم لوگ نہایت بے اعتقاد
ہو کہ خداوند گویا ہی اپنے بندون سے باتین کرتا ہی لیکن تم لوگ اُسکو سجدہ نہین کرتے ہو اور خداوند آسمانی کو
سجدہ کرتے ہو ہم تمھاری عقل پر بڑا تعجب کرتے ہین اُسوقت لندھور نے کہا کہ ایک کام کر تو اپنے خداوند لقا کا
نام لیکر کہ گویا ہی نامہ مانگ اگر وہ دیدے تو ہم اُسی کو سجدہ کرین اور خداوند آسمانی سے بھی مانگ اگر وہ دیدے
تو تو خداوند آسمانی کو سجدہ کر اُسنے کہا بہت اچھا اور آنکھون کو بند کرکے دنگل سے اُتر کر کہنے لگا کہ ای غریبون کے
رزدارون کے خداوند جبریل قدرت یعنی یاقوت شاہ کے باپ واسطے نور چکیدہ یعنی ملکہ گیتی افروز کا نامہ
میرے ہاتھ مین دیدیجیے یہ خدا پرست آپ کا مذہب اختیار کرتے ہین آنکھین تو اُسکی بند تھین مہتر برق فرنگی نے
خود بھی اُسکے سر سے اُتار لیا لندھور نے آواز دی کہ فرشتے خود بھی لیے جاتے ہین اُسنے گھبرا کر آنکھین کھولین اور

کہنے لگا کہ واہ خداوند نامہ بھی لے لیا اور خود بھی لے لیا کہ تنگے سرہوگئے واہ ری آپکی عدالت کہ اتنے لوگون مین ذلیل کردیا لندھور اور مالک اور بادشاہ اسکے اس کہنے پر بہت ہنسے اور یہ کہا کہ اب دعا تو ہمارے خدا سے مانگ دیکھین تجھے نامہ از خود ملتاہی یا نہین اب اسنے براے آزمائش پتھر آنکھیں بند کرلین اورکہاکہ اے آسمانی خدا اگر تو زبردست ہی تو میرا خود اور نامہ عنایت کر ابھی تو آنکھیں بند تھین وہ نامہ اور خود برق نے اسکے آگے رکھدیا اور آپ چھپ رہا اسنے جو آنکھ کھول کر دیکھا تو خود اور نامہ اپنے ہاتھ پر پایا خود کو سر پر رکھا اور نامہ پڑھنے لگا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے خدا پرستان واے زیر دستان خداوند کے غضب سے ڈر اور ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے قصور معاف کرائین اور نہین تو وہ سرجنگ معقول تھین بحکم خداوند ہم دینگے کہ اگر زندہ رہوگے تو بہت یاد کروگے اور آپ ہی اسکو پڑھا اور کہاکہ مین آن سب سے اس معجزہ کا حال بیان کرونگا بادشاہ نے اسے خلعت دیا یہ اپنی فوج چالیس ہزار لیکر الٹا روانہ ہوا اور پہونچ کر بارگاہ مین سارا حال بیان کیا اور کہاکہ لقا نہایت کمزور ہی خداوند آسمانی نے نامہ اور خود چھین کر مجھے دیا مین ایسے خداوند لقا پر لعنت کرتا ہون بہمن اژدہا چشم نے ایک تلوار اسکے اوپر ماری اسنے تلوار خالی دیکر اپنے لوگون سے کہاکہ تم دیکھتے ہو مارلو اسکو اور لگی تلوار چلنے کہ اسی پہر بھر کی جنگ مین پانچ سو آدمی مارے گئے اور ہزارہا کفار مارے گئے غرض بہمن اژدہا چشم کے ہاتھ سے تحویل مارا گیا یہ خبر لشکر اسلام کو پہونچی بادشاہ ان بے وقوفون کی بیوقوفی پر بہت ہنسے اور دوسری روایت یہ ہی کہ عیار اس جنگ سے تحویل کو اٹھا لے گئی اور سارا حال نامہ کا اور خود کا بیان کیاکہ عیار نے اس طرح سے لیا تھا اب یہان تحویل لشکر مین آیا اور عذر کیا اور طبل جنگ بجوایا یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی حکم ہواکہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے بحکم بادشاہ اسلام یہان بھی طبل جنگ نوازش مین آیا نفیر بجا اس طرف فوج مین طبل جنگ ✤ اڑا جسپر گردون کے چہرے کا رنگ ✤ آواز طبل سے گوش گردون دون کر ہوتے تھے اور یہان سردار سامان جنگ مین مصروف تھے دوست دوست سے کہتا تھاکہ دیکھیے صبح کس سے جدائی ہوتی ہی اور کون جامہ شہادت زیبا سے تن کرتا ہی اور کون تخت پر ہوتا ہی اور کون تابوت مین ہوتا ہی غرض یہان تو تیاری جنگ مین دونون لشکر مصروف ہی کہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی اب وہ وقت ہوا کہ اشعار

ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
اٹھے لوگ بے ہر کے زنگ [illegible] بیان
لگے ہونے نظروں سے تارے نہان
رخ شمع مائل بزردی ہوا
چھپا نور مین جلوہ کہکشان
لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان دیتے ہوے بہرہ مند
مسیحا نفس تھی نسیم روان

ہر شاخ درخت پر طائران خوش بیان نغمہ سنج مین زبان سے صنعت پروردگار یون کر رہے ہین شعر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ✤ ہر ورق دفتریست معرفت کردگار ✤ دیگر جو گیا ہے کہ بر زمین روید ✤ وحدہ لاشریک لہ گوید ✤ غرض کہ خدا پرست نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے لندھور مالک اژدر علم شاہ در دولت بادشاہ کی طرف روانہ ہوے دیکھاکہ پردہ چرخی کے اوپر کھینچا بادشاہ اسلام تخت سلیمانی پر بشکل نورانی جلوہ گر تھے کہ چار تسبیہ شہنشاہی در بر وتاج شاہی برسر اس کروفر سے تخت باہر آیا علم شاہ لندھور وغیرہ نے مجرا کیا بادشاہ نے سب کا سلام اشارے سے لیا میدان مین پہونچے میمنہ میسرہ قلب جناح کی صفین آراستہ ہوئین اسوقت فوج حریف بھی سامنے کھڑی تھی بیلدار برق رفتار پستی اور بلندی کے درستی کرنے لگے سقون نے مانند ابرکرم کے گرد وغبار کو بٹھایا نقیب نقابت کرنے لگے شور رومی مصری کمانداری کرنائی سب جوان ✤ آنچ زنگ بیچ لوٹ کر خوب کرینا

گھسان ہے جو تلواروں کے گھر جتنے تو سعید کہلاسے ہو جو جگہ میں ملتا ہے کا جی کہلاسے ہے شعر بیا ہ لیجا دشمن موت کو ہے دو طلاق تیں زندگی کی سوت کو ہے اے بہادر و واے جوانو خیال کرو کیسے کیسے جوان اور بادشاہ زیر خاک ہوے شعر

نہ تو رستم نہ سام باقی ہے	اک فقط نام ہی نام باقی ہے	اونچے اونچے مکان تھے جنکے	آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے	نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے	گردش چرخ سے ہلاک ہوے	استخوان تک بھی انکے خاک ہوے

غرض نقیب ایسے شعر عبرت آمیز پڑھکر چپ ہوے کہ سب کے سب آمادہ مرگ ہوے لشکر کفار سے تحویل زحل بیشانی نکلا اور اجازت لے کر میدان میں گیا اور اُسنے آواز دی کہ ہے تم میں کوئی ایسا جو مجھ سے مقابلہ کرے اُس وقت پہلوان عادی نکلے اور نگاور ماری کہ مرکب زحل کا پانچ قدم ہٹ گیا عادی کا مرکب اُنکے لنگر میں پست تھا وہ کیا ہٹتا زحل نے شرمندہ ہو کر نیزہ مارا عادی نے سنان کو سنان پر کاٹکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے چالیس قدم میں نکال دیا کہ زحل نیزہ پھر جا لیٹ سے گر گیا اور دوڑکر تلوار ماری عادی نے تلوار روک کر ایک ہاتھ تخت شمشاد کا مارا کہ تا جگر گاہ تخت اُتر گئی جھٹکا مارا دو ٹکڑے ہوے ادھر لشکر اسلام سے آواز مرحبا کی بلند ہوئی تھی کہ عادی نے بادشاہ کو سلام کیا اور کہا کہ ایک اونٹ واسطے نہاری کے بڑھا دیجیے جتنے کفار ماروں اُتنے اونٹ پاؤں بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اتنے میں بہمن اژدہا چشم للکارتا ہوا نکلا اور عادی پر نیزہ مارا عادی نے ساتھ طعنوں میں اُسکا بھی نیزہ نکال دیا اور نیزہ اُسکا زمین پر گرا گرتے ہی اژدر ہو گیا اور جب جو سانس کھینچی تو عادی اُسکے منہ میں جا رہے اور وہ اژدر آسمان کی طرف اُڑا چلا گیا ادھر لشکر نہایت حیرت میں تھے کہ بہمن نے آواز دی کہ اے خدا پرستو یہ مقام تعجب نہیں ہے یہ سب کارخانے خداوند کے ہیں اور دوسرا نیزہ لے کر پھر مبارز طلب ہوا اب کی مندویل اصفہانی نکلا اور نیزہ بہمن کے ہاتھ سے نکال دیا اسی طرح سے اژدر بن کر اُسکو بھی نگل گیا غرض آج کے مقابلے میں مندویل اصفہانی اور مہابیل جنگ عراقی اسد اسدان اسد شیر گیر اسد بچہ گیر غرض ساٹھ سردار لشکر اسلام کے لقمہ اژدر ہوے اور اسی طرح سے تین دن کی میدان داری میں ساڑھے تین سو سردار یونہیں اژدر کھا گیا چوتھا دن تھا کہ بہمن اژدہا چشم نے میدان میں آکر للکارا کہ رستم زمان علم شاہ نوجوان نے اپنا مرکب کو پھیرا اور ہم تنگا ور ہوا کہ مرکب بہمن کا سات قدم ہٹ گیا کہ اُسنے جھپٹ کر نیزہ مارا علم شاہ نے نیزے کو خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا جو مارا دو ٹکڑے ہوے بس تمام فوج کفار علم شاہ پر ٹوٹ پڑی ادھر سے بھی نعرہ مالک ہوا کہ منم مالک اژدر غلام نبی چاکر حیدر چالیس ہزار نیزہ بازوں کے جا پڑا ساتھ ہی دوسرا نعرہ ہوا کہ خبردار ہاے دریار اگر منم تا بہ ہندستان ہے اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ہے تیسرا نعرہ ہوا شعر کرب منشور ازم یل نامدار ہے نظر کرو شمشیر پروردگار ہے غرض اسی طرح سے سرداران لشکر کے نعرے برابر ہونے لگے اور تلوار چلنے لگی شعر چقاچاق خنجر بگردون رسید ہے دگر بارہ تشنہ خون پہ چیحون رسید ہے دیگر چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ ہے گئے مومن اور گبر باہم لپٹ ہے بیادوں کے اک سمت چلے ہوے ہے سواروں سے کلے بکلے ہوے ہے لگے بجنے سب مہر دامنے اور ڈھول ہے لیے سر کے بال اپنے علموں نے کھول ہے عجب طرح کا اسوقت عالم تھا کہ جھنکار تلواروں کی چلی آتی تھی اور گھٹا کالی کالی سپروں کی چھائی ہوئی تھی غرض دوپہر تک تلوار چلی دریاے خون موجزن اسقدر ہو گیا تھا کہ سر مثل حباب کے تیرتے پھرتے تھے ایک کی ایک کو خبر نہ تھی کہ ناگاہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور اُسنے ہم کے لشکر کو گھیر لیا اُسوقت علم شاہ وغیرہ کا دم ایسا گھیرایا کہ یہ تو آندھی سے مع کر سب

دو لاکھ لشکر ہو کر نکل گئے اور باقی سب خدا پرست مع بادشاہ اسلام اسیر ہوگئے اور رہزن سب تیغ ہوگئے آندھی بعد
چار گھڑی کے دفع ہوئی نعرہ ہوا کہ سنو حیات جادو ازرق شیر چشم نے کہا کہ ملکہ خوب وقت پر آپ تشریف لائین
نہین تو ہمارا کام ان خدا پرستون کے ہاتھ سے تمام ہوا تھا

اب دو کلمے داستان مہتر سپہر عیار کے بیان ہوتے ہین

کہ اُسنے آکر بربادی لشکر امیر کی دیکھی اور سارا حال دریافت کرکے ایک نامہ لکھکر صرصر ہنک بلی کو دیا کہ تو پاس امیر کے
صاحبقران کو جا یہ تو نامہ لیکر چلا اور عمرو واسطے اس ساحرہ کے قتل کرنے کے عیارون کو جمع کرنے لگا مہتر برق فرنگی
اور چالاک اور ابو الفتح اصفہانی ان سب عیارون کو باہم کرکے کہا کہ اس ساحرہ کو مارو اور آپ ایک دامن کوہ
مین جا کر بیٹھا لیکن یہان کا سنو فیل گردن دولاکھ سوار سے مدد کو کنعاب کی جاتا تھا کہ اُسنے یہ ماجرا دیکھا تو آکر ازرق
شیر چشم سے ملاقات کی اور آپ بھی حفاظت مین ان قیدیون کے مصروف ہوا حیات جادو نے بادشاہ اسلام اور
شیرویہ بن حمزہ اور فرخ شہسوار قلندر اور سلطان سعد وغیرہ ایسے ایسے امیر کے بیٹے اور پوتون کو اپنی قید مین
قفس آہنی مین رکھا اور باقی قیدی مع بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی ان دونون کے سپرد کیے اور یہ کہا
کہ جس وقت خداوند کا نامہ آئے تو جو کچھ اُسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا مین خداوند کے پاس جاتی ہون اور آپ اپنے ہمراہ
ہزار آدمی لیکر چلی غرض چار پانچ کوس مع قیدیون کے آئی تھی دیکھا اُسنے کہ ایک کسان نوجوان سامنے آیا اور
جھک کر سلام کیا پوچھا اُسنے کہ تو کون ہے عرض کیا کہ مین بیابان مرصع کا رہنے والا ہون اور ہماری زمین پر چھوٹی
جوار کی بالی مین موتی پیدا ہوتے ہین اور یہ کہکر ایک بالی نکالی اور کہا کہ ملکہ یہ آپ کی نذر ہے اور خداوند سے
عرض کیجیے گا کہ اب کی اسمین موتی چھوٹے ہوے حیات جادو نے بالی اسکے ہاتھ سے لے لی اور نہایت صفت
لقا کی کی کسان نے کہا کہ اسکو سونگھیے تو اسکی خوشبو مثل عنبر کے ہے بس جیسے برابر دماغ کے لائی جس طرح سے
آتشبازی چھوٹتی ہے اور اسکے پھول گرتے ہین اسی طرح سے وہ موتی چھوٹک گئے چھینک مارکر حیات جادو زمین
پر گری اُسوقت کسان نے آواز دی منم مہتر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک اطراز
خنجر گذار ریش تراشندہ کافران سر بریدہ جادوگران بس نعرہ کرکے چاہتا تھا کہ تلوار کمر پر مارے کہ تڑاق سے
زمین شق ہوئی اور ایک عورت نے نکل کر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا لاکھ جھٹکے عمرو نے مارے لیکن ہاتھ نہ چھوٹا اُس عورت
نے ایک پچکاری کمر سے نکالی اور حیات جادو کے منھ پر ماری کہ حیات جادو کو ہوش آگیا حیات جادو
نے یہ انتظام پہلے سے عمرو کے خوف سے کیا تھا اپنے پیر کو قائم رکھا تھا کہ جب مین بیہوش ہون تو مجھے ہوشیار
کردینا اور اسکا ہاتھ پکڑ لینا ویسا ہی اُسنے کیا حیات جادو نے عمرو پر سحر کرکے کہا کہ اے دزد باریک گردن غضب
کیا تھا قریب تھا کہ میرا کام تمام ہو گیا تھا عمرو نے عرض کیا کہ آپ قدردان ہین کہ مین نے اتنی بڑی عیاری آپ
کے سامنے کی آپ کو لازم ہے کہ کچھ انعام مجھکو عنایت فرمائیے اور رہا کر دیجیے اُسنے شاگرد کو قفس ان کا بھی بند کیا اور
بادشاہ کے قفس کے پاس رکھوا دیا اور کہا یہ انعام آپ کے قابل ہے اور اپنے ملازمون سے کہا کہ ذرا اس سے
خبردار رہنا اب مجھے کسی کا خوف نہین رہا اور یہ کہکر شب وہان بسر کی صبح کو کوچ کیا ایک صحرا سے سبزہ زار خوشگوار
مین پہونچی دیکھا کہ ایک عورت بارہ تیرہ برس کا سن نہایت حسین ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی مالا جپتی ہے
اور اسکا نام لیتی ہے حیات جادو اُس عورت کے قریب گئی اور پوچھا کہ اے صاحبزادی تم کون ہو اس جنگل بے مثال کو
اپنے اس صحرا کو کیون مثالی ہوا اور کیون یہان بیٹھی ہو تو اُسنے رو کر آہ [illegible] نازنین نے کہا کہ میرا حال

قابل بیان کرنے کے اور سننے کے نہین ہے حیات جادو نے قسمین دین اور کہا کہ ضرور ہی بتا اسنے دیکھکر کہا کہ خداوند کے
عشق نے مجکو برباد کیا ہے مین خداوند کو خواب مین دیکھکر عاشق ہوئی اور مین پادشاہزادی ہون اپنے شہر کو چھوڑکر
اس صحرا مین آئی ہون اور خداوند نے خواب مین کہا تھا کہ تو فلان فلان صحرا مین جائیگی تو کسی سلسلہ سے ہمارے
پاس آئیگی لیکن اسوقت تک کوئی سلسلہ میرے پہونچنے کا خداوند تک نہین نکلا اب تو حیات جادو نے کہا کہ
خداوند کہان کہان پہونچتے ہین اپنے بندون کو سرفراز کرتے ہین اور کہا ہی ہاکہ مین خداوند کے پاس ان قیدیون کو لیکر
چلتی ہون آؤ میرے ساتھ چلو یہ کہکر اپنے لشکر مین لائی اور وہین اسنے مقام کیا اس نازنین نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہین
اسنے کہا امیر کے بیٹے اور پوتے اور عمرو عیار یہ شخص ہے غرض یہ عورت انکی قید سے بہت خوش ہوئی اور کہا خداوند
کے دشمنون کو آپنے پکڑا خداوند آپسے بہت خوش ہونگے اب میرا بھی ذریعہ اچھا نکل آیا اسوقت حیات جادو
نے پوچھا کہ تمہین کچھ کھانیکا بھی یہان رہتے ہوا کھانا اور پانی تم کو کیونکر پہونچتا تھا اس نازنین نے کہا کہ ایک آدمی
آتا ہی ایک جام سرد آب کا اور ایک روٹی دیتا ہی اور کہتا ہی کہ آنکھون کو بند کرلے اور اس سے جو ذائقہ چاہو وہ حاصل
ہو جس چیز کو میرا جی چاہتا تھا بس وہی ذائقہ حاصل ہوتا تھا حیات جادو کو بھی اشتیاق ہوا اور اسنے کہا
کہ آج وہین چلو اپنے کھانیکے وقت کہ وہ طعام ضرور جنت سے آتا ہی اس عورت نے دل مین کہا کہ ای
پروردگار اتنی بڑی بات مین نے کہی ہے کیونکر سچ ہوگی غرض مجبور ہوکر حیات جادو کو اپنے ساتھ لیکر اسی درخت کے
نیچے آئی اور پکارنے لگی کہ یا خداوند ہمارے کھانیکو آج کیون وقفہ ہوگیا آج اپنی قدرت کا حال حیات جادو
پر بھی ظاہر کردے خدا کی قدرت وہان اور بھی عیار پوشیدہ تھے وہ سمجھ گئے ابھی ایک ساعت نہین گذرنے
پائی تھی دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ مین ایک جام اور ایک روٹی لیے ہوئے آیا اور اس نازنین کے آگے لایا حیات جادو
نہایت حیران تھی اور کہتی تھی کہ واہ خداوند واہ کیا کیا ہر جگہ پر کھیل تیری قدرت کے نظر آتے ہین اور اس
شخص سے پوچھا کہ تم خداوند کے پاس رہتے ہو اسنے کہا بہشت مین یہان کیونکر آئے کہا خداوند کا حکم ہوا کہ
ایک نازنین فلان صحرا مین ہمارے نام بیٹھی ہے اسے رزق پہونچاؤ تو مین فرشتہ رزق رسان ہون حیات جادو
نے کہا کہ کوئی نشانی بہشت کی بھی تمہارے پاس ہے اسنے کہا ہان اور ایک گل عجیب وخوش رنگ اپنی کمر سے نکالکر
دیا اور کہا کہ اسکو سونگھو اور اس گل سے پوچھو یہ سارا حال بہشت کا سبکچھ خداوند بیان کریگا اسنے اس گل کو لیا
اور سونگھا عجیب خوشبو تھی کہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی اسوقت نعرہ ہوا نعرہ سریع السیر چون ابر بہاری ؎
جہان سرہنگ درخنجر گذاری ؎ بہ بیداران اثر در آتش فشانم ؎ منم مہتر قران شمشیر زبانم ؎ اور یہ کہکر بغدہ کمر سے
نکالا اسوقت یہ نازنین یعنی مہتر برق فرنگی نے کہا مین تمہاری گفتگو سے پہچان گیا تھا برق نے کہا تلوار
نہ ماریگا کہ استاد وہی مین گرفتار ہوچکے ہین قران نے بارود کی پڑیا اسکے اوپر پھینک کر اور چھینٹ کر
حقہ آتشبازی مارا کہ بارود مین آگ لگی حیات جادو بالکل جلکر خاک سیاہ ہوگئی آواز آئی کشتی مرا نام من
ملکہ حیات جادو بود وہ ملازم جو قفس کے محافظ تھے اس آواز سے گھبرائے لیکن قفس سے نکلے تاریکی جو چھائی
ہوئی تھی زمانہ تیرہ وتار ہوگیا اور قران اور برق آن ہزارون دیون پرندہ ور تلوار کھینچ کر آپڑے یہان بادشاہ
اور سردارون نے دیکھا ہاتھ پاؤن مین طاقت معلوم ہوئی ہے بس قفس کی تیلیان توڑکر منہ منہ کے نعرے
کرنے لگے لڑنے عمرو بھی چھوٹے اور وہ لوگ جو کوہ صفا کے اور قید تھے حیات جادو کے مرتے ہی ان سب
نے قیدین توڑین یہان بھی تلوار چلنے لگی

اب دو کلمے داستان امیر کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ بعد آنے عمرو کے امیر بھی اُس بیت الخواب میں چل کھڑے ہوئے تھے کہ سرہنگ نے نامہ عمرو کا دیا اور کچھ زبانی بھی
کہا امیر بھی گھوڑے کو اُٹھا کر مع اپنے سرداروں کے روانہ ہوئے اب حال یہاں کا عرض کیا جاتا ہے کہ عمرو اور بادشاہ اُن
ہزار آدمی کو مار کر لشکر کی جانب چلے تھے اور ادھر کوہ صفا پر تلوار چل رہی تھی کہ جالوت آہن قبا تین لاکھ سوار
کی فوج سے گنجاب کی مدد کو چلا تھا اُنکو دیکھکر کفار کا شریک ہوا اور پھر گرد اُڑی پانچ لاکھ فوج نے سلاسل آہن قبا
آکر لشکر اسلام پر گرا پھر تحقیق گرد کا اُٹھا کہ طوفان اژدر سوار تین لاکھ سوار سے شریک ہوا اب خدا پرستوں کا یہ حال ہوا
کہ ایک تو بھوکے پیاسے دوسرے یہ کہ لشکریے امیر کے بے قفیر ترکش سے تیر کے کام نہیں دیتا ہی قریب تھا کہ قدم
اُکھڑ جائیں اُسوقت سردار مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں مصروف تھے کہ اشعار ای آنکہ بملک خویش پاینده
توئی ٭ در ظلمت شب صبح نماینده توئی ٭ کار من بیچاره قوی بسته شده ٭ بکشای خدایا که کشاینده توئی ٭ اے
پروردگار اسوقت مصیبت میں رحم فرما کہ دیکھا پردہ بیابان سے ایک گرد اُٹھی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو صدا
نعرہ کی پیدا ہوئی اشعار امیر عرب ضیغم روزگار ٭ منم صف شکن حمزہ نامدار ٭ ز تیغم بمیدان جنگ آوران ٭ بہر سو
شود الامان الامان ٭ دوسرا نعرہ ہوا کہ شیر کشور کشا زیبندۂ تاج جہان بانی ہژبر دیوکش نامم عمرو بن حمزہ یونانی
غرض اسی طرح سے مع جمہور جہان سوز بہرزن بہادر اور قراخز عاد مغربی اور بہرام گرد بن خاقان چین
کے نعرے ہوئے اور آکر کفار لشکر پر گرے کہ اتنے میں بادشاہ اسلام اور رستم و سعد بن حمزہ وغیرہ کا بھی نعرہ ہوا
اور سب آ پہونچے اب تلوار گھمسان کی چلنے لگی اسوقت سلاسل آہن قبا نے دیکھا کہ حمزہ آ گئے ہیں لڑائی کا سر ہونا
تو مشکل ہے اب تو یہ کام کر کہ بارگاہ سلیمانی کو لیکر پاس گنجاب کے پہونچ یہ سوچکر بارگاہ پر آکر گرا اور
محافظوں کو مار کر بارگاہ قبضہ میں لی اور ایک سمت گھوڑا اُڑا کر چل کھڑا ہوا اُدھر امیر لڑائی میں مشغول تھے یہ لشکر
سے دو کوس جب گئے نکل گیا تھا کہ اسوقت خدا کی قدرت علمشاہ رومی جو آندھی کی طرح ہی میں جنگ سے نکل گیا تھا
اب جو اُدھر سے دیکھا کہ ایک گبر نابکار تین لاکھ فوج سے بارگاہ کو لیے جاتا ہے گو کہ علمشاہ اکیلے تھے لیکن تلوار
کھینچ کر نعرہ کیا کہ منم رستم پیل تن و پیل افگن کشندۂ فیل ہفتاد و دو فیل ہندی و کشندۂ دیوان فرنگی شیر علمشاہ
رومی شہ فیل زور ٭ کہ بر تخت فرزوق افگندہ شور ٭ یہ لشکر پر گرے ادھر سلاسل آہن قبا نے بھی آواز دی کہ یہ تنہا ہے
اسے مار لو اسوقت علمشاہ مثل شیر گرسنہ کے حملہ آور ہوا اور کفار کو واصل جہنم کرنے لگا لیکن اکیلے لڑتے لڑتے قریب چار
گھڑی کا ہوا تھا کہ دیکھا لندھور بن سعدان گرد صحرا سے نمایاں ہوا اور یہ بھی شریک جنگ ہوا تھا کہ نعرہ ایک اور
کا ہوا اب تو سلاسل آہن قبا نہایت مضطر ہوا کہ ایک ہی کیا کم تھا نہ یہ کہ دو شیر اور آ گئے یہ اپنے قلب کو رجوع
کر کے کہنے لگا کہ ای خداوند کیا تیری یہی مصلحت ہے کہ حمزہ یہ عروج پائے اور ہم جہاں مصیبت میں گھر جائیں ہماری مدد کو
کوئی نہ آئے سبب اتفاق القان جالندری صحرا سے پلنگ کوہ سے آتا تھا کہ راہ میں ہرکاروں نے ایسی خبر پہونچائی
کہ لشکر امیر سے تلوار خوب چل رہی ہے اور سلاسل آہن قبا ترساں ہے کہ طوفان جالندری نے اپنے گھوڑے کو
اُڑایا اور آکر لشکر سلاسل آہن قبا میں ملحق ہوا اور کہا کہ اب بارگاہ لے کر پاس گنجاب کے چلیے تین سردار سد راہ
ہوئے ہیں بس اُسی وقت اُسنے کہا کہ خالو صاحب آپ تو نہیں دیکھیے اور میں بارگاہ سلیمانی لے کر پاس
گنجاب بن گنجور کے پہونچاتا ہوں یہ تو خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ ای فرزند بہت مناسب ہے بس یہ بارگاہ لے کر
چلا تھا کہ لندھور نے اپنے کو قریب طوفان جالندری کے پہونچ کر آواز دی کہ باغی دو گبر نابکار کہاں چلا اُسنے

تلوار ماری اسند ہور نے خالی دے کر جو تیغہ دو دمہ ہندی کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے ادھر لاکہہ نے مسلسل آہنی پھینکا
کہ پاس پہونچ کر تلوار اُسکی رد کرکے نیزہ مارا کہ پشت کو توڑ کر نکل گیا اُسوقت لشکر نے اُسکے بیدل ہوکر امان مانگی پہلوانون
نے امان دی ہزارون کفار تو بھاگ گئے اور بہت سے خدا پرست ہوئے آپ بارگاہ سے کہ لشکر کی طرف چلے یہان
جو آکر دیکھا تو صاحبقران لڑ رہے ہین حسب اتفاق ارزق شیر چشم زہر آلود سے سامنا امیر کا ہوا امیر نے وار
روک کر ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا لیکن تیغہ سپر کو مثل قرص پنیر کے کاٹ کر
خود پر گرا اب جو جھٹکا مارا تو مع مرکب دو ٹکڑے ہوئے اسی طرح سے ایک ایک سردار نے ایک ایک سردار کو
مار لیا ذوالفقار نے فتح کیے بچے کفار بھاگ گئے کچھ مسلمان ہوئے بارگاہ سلیمانی برپا ہوئی امیر کشور گیر اور سردار
داخل بارگاہ ہوئے بعد اسکے لاشین خدا پرستون کی اُٹھوائین تین لاکھ خدا پرست بدرجہ شہادت پہونچے
اور پچاس لاکھ کفار مارے گئے امیر نے برابر کوہ صفا کے گنج شہیدان بنایا اور سب کو دفن کیا اور بجائے شمع و گل کے
اشک حسرت چڑھائے اور نہایت اُنکے واسطے افسوس کیا کہ کیسے جوانان قدیم مین سے یہ لوگ تھے بعد اُسکے امیر
و لشکر نا و خیمہ پر متمکن ہوئے لیکن طلسم شاہ کی ایک روایت یہی ہے کہ جب سردارون کو امیر زیر کرتے ہین تو طلسم شاہ
بھی زیر ہوئے ہین اور ایک یہ ہے کہ سنجان مین ملاقات ہوتی ہے یہان دونون روایتین مندرج کی گئی ہین
غرض یہان حمزہ صاحبقران نے بعد درستی لشکر کے حال طلسم کا بیان کیا بادشاہ کو نہایت خوشی حاصل
ہوئی اور سب سردارون کو جمع کرکے فرمایا کہ کچھ حال شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا نہین معلوم ہوا
بادشاہ نے فرمایا کہ سُنا تھا کہ وہ بھی لشکر درست کرکے قاسم شہر سنجان کو جاتے ہین اور شاہزادہ بدیع الزمان
بھی اپنے لشکر کی آراستگی مین مصروف ہین اور لشکر کو آراستہ کر رہے ہین لیکن لشکر قلیل اُنکے ساتھ ہے اب
مناسب یہ ہے کہ آپ بھی جلد یہان سے کوچ کرکے سنجان کو چلیے تاکہ اُس شہریار کو تقویت حاصل ہوئے امیر نے
یہ سنکر خواجہ سلامت کو بُلا کر کہا کہ اے خواجہ اسباب طلسمی جو ہے سب پیش کش بادشاہ کرو اور عادی کو بلا کے حکم دیا
کہ اُٹھالا بارگاہ سلیمانی کا بار کر لو کہ ہمارا ارادہ مصمم جانے کا ہے مگر دیر نہ کرنا کیونکہ مین نے سُنا ہے کہ بدیع الزمان
اپنے لشکر کی آراستگی مین مصروف ہے اور لشکر اُسکا قلیل ہے غرض خواجہ نے عرض کی بہت خوب اور اُسی وقت
اسباب طلسمی خدمت بادشاہ مین گذرانین اور عادی اُٹھالا بارگاہ سلیمانی کا بار کر کے مع فوج روانہ ہوئے
اب یہان سے حال لشکر پر وقت پہونچنے کے بیان ہوگا

اب دوسری داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان کی بیان کی جاتی ہین

کہ جب شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر نوشتہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوانان جہان شاہزادہ بدیع الزمان
گرد لشکر شکن نے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو رخصت کیا اور محفل عیش کی آراستہ کرکے مع اپنے
تمام سردارون اور رفیقون کے مصروف عیش ہوا ناگاہ ہرجان تیز رفتار نے مجرا کیا اور بعد دعا و ثنا کے عرض
کی کہ اے شہریار گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دلکش نے لشکر کشی کرکے دامان کوہ سنجان کے میدان مین
کہ یہان سے بارہ کوس کا فاصلہ ہے اپنی بارگاہ استادہ کرائی ہے اور بارہ تیرہ کوس کے فاصلے مین خیمے ڈیرے
سراپردے چوبے قلندریان بارکیان چوبے راوٹیان نگیرے پال شامیانے چھولداریان وغیرہ استادہ ہین
میدان سے سنجان کی تا دامان کوہ سنجان یہ بارہ تیرہ کوس تک لشکر گنجاب کا اور افواج کفار کی پھیلی ہے
شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن یہ خبر بہت اثر لشکر گنجاب کی سُنکے مع اپنے زمرد پوشون کے کہ کل لاکھ سوار

سے کچھ زیادہ نہ تھے سوار ہوکے عازم میدان ہوا اور لشکر گنجاب کے سامنے اپنے لشکر کا پرا جما کے افسران فوج و سرداران لشکر
سے کچھ باتیں کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک گرد نمایاں ہوئی مگر تیرہ و خیرہ سر گرد بآسمان رسیدہ و پائے گرد بزمین دوزیدہ
غلطان و پیچان حیران سرزلات ہر وسان ہوا نے تارا گرد کو اور گرد نے تارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ بدر بن
زلازل باپ جشنی پیش خیمہ گنجاب کا لیے پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان کو بہ افواج قلیل پا کے بنظر حقارت دیکھکر اپنے
دل میں کہنے لگا کہ میں یہاں ناحق توقف کر رہا ہوں جبتک گنجاب آئے یورش کر کے بدیع الزمان کے لشکر کو تہ و بالا کر دونگا
سوچا کہ مناسب اور صلاح وقت نہیں ہے کس لیے گنجاب اب چاہتا ہے کہ میں بدیع الزمان کو بسر اسے اشمال پہونچاؤں
بس اسکے صبر کروں دیکھوں کیا ہوتا ہے یہ سوچ کے اسی مقام پر اپنے لشکر کی صفیں جما کے کھڑا ہو رہا بعد اسکے پھر ایک گرد
اٹھی جب وہ گرد پھٹی تو دیکھا کہ الیاس خون آشام مع لشکر بد انجام پہونچا آتے ہی شاہزادہ رستم شکن لشکر کی افواج قلیل
دیکھکر کہا کہ گنجاب سخت احمق ہے جو پیغمبر رسل خداوند لقا کا ہو کے انھیں پانچ سات مفلوکوں کے مقابلے اور مجادلے کو آپ
سیدان میں نکلا ہے ابھی یہی کہہ رہا تھا شعر کہ از دامن دشت علاج او زبانہ گردے برخاست تو تیار نگاہ اور بعد اسکے طبل
سکندری اور نفیر جمشیدی کی اور بوق اور اسپالی اور سنج گیومرثی سے گوش گردون کر ہوا جاتا تھا اور زمین میں زلزلہ سا آیا اور
سرداران لشکر کے خود اور دوبلے اور بخیروں سے بجلیاں سی کوندتی نظر آتی تھیں کہ بدر بن زلازل باپ جشنی اور الیاس
خون آشام نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر بدیع الزمان کی اعانت کے واسطے آتا ہے یہاں شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان
نے جو وہ سامان اور رنگ ڈھنگ آمد فوج کا دیکھا فرمایا کہ اس لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سے آمد میری والد بزرگوار
سلطان شاہان حلقہ فگن گوش گردن کشان ہر قوم سیاہ سے زرین خنگ شیر بیشہ جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز
سام بن نریمان زار اقاف ثانی سلیمان حشم بزرگوار صاحبقران امیر حمزہ صاحبقران امیر شیرگیر جہان ستان کی معلوم
ہوتی ہے القصہ وہاں سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے بچشم بغور تمام ملاحظہ فرمایا کہ دو لشکر برابر بمقابلہ ہمدگر قائم
ہوئے ہیں بعد اسکے صاحبقران دوران ایک بلند ٹیلے پر مع تمام اپنے سرداروں کے تشریف لے گئے اور عمرو سے
پوچھنے لگے کہ خواجہ میرے فرزند دلبند لخت جگر شاہزادہ بدیع الزمان کا لشکر کونسا ہے اور وہ اب کہاں ہے عمرو نے
اشارہ سے بتلایا کہ وہ لشکر شاہزادہ نامور کا ہے صاحبقران نے پھر پوچھا کہ خواجہ یہ تو بتلاؤ کہ وہ آپ اس لشکر میں
کہاں ہے عمرو نے کہا حمزہ دیکھو اس لشکر دران فوج آن سواری کو بلندست او رخش گلگون و تیغش ارجمندست آں بدیع
آن آفتاب خسروانست کہ بہ پیر چرخ از تیغش سہ بالست سلطان عالی مقام نے فرمایا کہ میرے فرزند کا یہ لشکر تو بہت مختصر ہے
اور گنجاب کی فوج کی کچھ انتہا نہیں معلوم ہوتی ہے عمرو عیار نے آگے بڑھکر عرض کی کہ شہریار عالم یہ تو پیش خیمہ گنجاب کا
دو سردار اسکے ساتھ آئے ہیں یہ لشکر اسکا نہیں ہے ابھی پورا کلمہ عمرو عیار کی زبان سے نہیں نکلنے پایا تھا کہ شیوقا
نیزہ دار تین لاکھ سوار سے نمودار ہوا اور لشکر گنجاب میں آکے شامل ہوا اور اسکے پیچھے دور سیار خون آشام تین لاکھ سوار
سے آکر قائم ہوا کہ پھر گرد نمایاں ہوئی اور ان ہی میں سے منظور چار لاکھ سوار سے آکے فوج کفار میں ملحق ہوا اور اسکے قائم
بن قہرمان جم چار لاکھ سوار سے پہونچا اور شہر یار لشکر گنجاب ہو کے صف آرا ہوا غرض اسی طرح سے خیل خیل ذیل
ذیل دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ افواج کفار نابکار کی چلی آتی تھی اور دائم ہوتی جاتی تھی بعد ان سبھوں کے
گنجاب چودہ لاکھ سوار کفار ہمراہ لے کر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا سلطان ظفر احتشام امیر نامدار نے یہ کثرت
لشکر گنجاب کی دیکھکر عمرو کو پھر شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ کہدینا اے فرزند نادانی نہ کرنا اگر
تیرے پاس لشکر نہیں ہے تو میں آکے تیرے شریک ہوتا ہوں عمرو نے حسب الحکم سلطان والا قدر شاہزادہ بدیع الزمان

ناموس کے پاس جاکے ابلاغ حکم کیا شاہزادۂ عالم نے کہا کہ میری طرف سے بعد آداب فدویانہ عرض کرنا کہ غلام کے پاس
بفضل الٰہی و اقبال صاحبقرانی سے لشکر بہت بڑا اور فوج لاانتہا ہے فدوی کو احتیاج مدد کی نہیں ہے حضور میرے
لشکر کا تماشا دیکھیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ فدوی نے اس مدت دراز میں اقدام عالی سے جدا ہو کر کیسے کیسے کارنمایاں
کیے ہیں اور کیسے کیسے شجاعان روزگار اور دلیران عرصۂ کارزار بہم پہونچائے ہیں عمرو نے یہ حال سنکے بحضور سلطان
صاحبقران کے آکے عرض کیا امیر با توقیر نے فرمایا کہ ایک مرتبہ تو پھر جاکے ایک آدمی کو جو ہر سردار کو شاہزادۂ بدیع الزمان
عالی وقار کے جانتا اور پہچانتا ہو لشکر سے اسکے بلا لا حسب الحکم سلطان باکرام عمرو پھر بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان
آیا اور کہا کہ کسی شخص معقول کو امیر کے پاس بھیجو کہ وہ تمہارے لشکر کے ہر ایک سردار اور افسران فوج کو بتلا جائے
شاہزادۂ عالی شان نے مرجان تیز رفتار کو ہمراہ کرکے بخدمت سلطان نامدار بھیج دیا مرجان تیز رفتار نے
بحضور سلطان صاحبقران آکے آداب تمام مجرا کیا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک لڑکا سولہ سترہ برس کا سن بہت
چست و چالاک شاطروں کی وضع ہے امیر با توقیر نے فرمایا کہ خواجہ یہ کون ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ مرجان تیز رفتار لڑکا
گوہر ملک تیری بہو کا ہے صاحبقران نے جانب مرجان مخاطب ہوکے پوچھا کہ اے مرجان شاہزادۂ بدیع الزمان کا لشکر
کسقدر ہوگا مرجان نے عرض کی کہ اے شہریار عالم شاہزادۂ بدیع الزمان کا لشکر اتنا ہے کہ ہفت اقلیم میں نہوگا صاحبقران
نہایت خوش ہوئے اور سمت میدان دیکھنے لگے کہ ایک مرتبہ سامنے سے گرد اڑی اور اسمیں سے ایک نقابدار شہد پوش سات
شخصوں کو ہمراہ لیے مسلح و مکمل دریائے فولاد در تہ ہیں میں غوطہ لگائے آکر ایک سمت قائم ہوئی یہ نقابدار شاہزادہ ملک
قاسم کا خیرخواہ ہے امیر با توقیر نے مرجان سے پوچھا کہ یہ نقابدار شہد پوش کون ہے مرجان نے عرض کی کہ خانہ زاد اتنا جانتا ہے
کہ یہ نقابدار ہوا خواہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کا ہے اور غلام نام اسکا نہیں جانتا اب کوئی دو تین گھڑی
دن چڑھا ہوگا کہ پھر ایک گرد نمایاں ہوئی اور جب وہ گرد دفع ہوئی تو دیکھا کہ ایک نقابدار سرخ پوش سات
لاکھ سوار سے آکے اسکے سات سو علم ہائے زرنگار پر تعریف جناب باری اور نعت حضرت رسول مقبول کی
لکھی ہوئی ہے جوانان پری زاد فیلان فلک شکوہ پر علم ہائے زرنگار ہاتھوں میں لیے پھریرے کھولے ہوئے نقابدار
علم شہرہ پیکر کے پیچھے مرکب کو چمکاتے بہ کمال شوکت و شان نمودار ہوا اور برابر خیرخواہان شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم
کے آکے پرا فوج کا باندھکے قائم ہوا امیر با توقیر نقابداروں کو دیکھکر تا دیر محویت کی حالت میں رہے اور تمام
اعضائے جسم میں جوش محبت پیدا ہوا مرجان سے پوچھا کہ تو اس نقابدار سرخ پوش کو بھی جانتا ہے مرجان نے عرض کی کہ یہ
بھی ہوا خواہ شاہزادۂ خاور سپاہ ہے نام اسکا بھی میں نہیں جانتا القصہ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ جو
دیکھا تو سنجیان کی طرف سے ایک گرد نمایاں ہوئی اور اس گرد میں سے ایک جوان گھوڑے پر سوار چالیس ہزار
جوانان شمشیر شکار گرد و پیش رعنائی چہرے سے ظاہر نمودار ہوا امیر با توقیر نے اس جوان دلیر کو دیکھکر مرجان تیز رفتار
سے پوچھا کہ اسکا کیا نام ہے مرجان نے عرض کی یا سلطان صاحبقران اس ملک باختر میں پہلے اسلام
اسی بہادر نے قبول کیا تھا اسکا نام ترک جوشن پوش جان نثار شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہے کہ وہ آکے
ایک جانب اپنی فوج کا پرا باندھکے ٹھہرا کہ تعاقب میں اسکے پھر گرد اٹھی اور دو جوان حبشی نژاد مع چالیس
ہزار سوار کے مسلح و مکمل خونخوار صورتیں مردانہ جیدہ تیغ گھوڑوں پر سوار برابر ترک جوشن پوش کے آکر صف آرا
ہوئے سلطان صاحبقران نے مرجان تیز رفتار سے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں مرجان نے عرض کی یہ دونوں
خانہ زاد گنجیا سا کے ہیں ایک کا نام قاتل زنگی دوسرے کا نام مقاتل زنگی بعد دم بھرکے پھر تیغ گرد بلند ہوا

جب وہان گرد دفعتاً فتنہ ہوا تو چالیس علم اور نشان چالیس ہزار سوار اور زیر سایہ علم ایک جوان شیر اندام نہایت وجیہ و شکیل گھوڑے پر سوار سپر تلوار آرستہ ہوا کسی ٹیرے گرد سے چلا آتا ہی سلطان صاحبقران نے پوچھا کہ یہ کون بہادر ہی مرجان تیز رفتار نے عرض کیا کہ یہ شخص نظر کردہ حضرت خضر علیہ السلام فضیل بن گیا ہور خون آشام ٹرا بہادر و مردانہ ہی غرض فضیل بھی اسی طور پر آکے صف باندھ کے قائم ہوا شاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نے جو فضیل کو دیکھا تو سلطان عالی مقام سے فضیل بن گیا ہور خون آشام کی بہت سی تعریف کرکے اسکا سب حال بیان کیا بعد اسکے قیس بن گیا ہور اور الیس بن گیا ہور اور نوح بن گیا ہور وغیرہ تو بیٹے گیا ہور کے بھائی فضیل کے چالیس ہزار سوار سے آکے قائم ہوئے بعد اسکے طرید اور شمر لیط دو بیٹے علقمہ وزیر کے بیس ہزار سواران صف توڑ سے شریک لشکر شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہوئے بعد ازان پھر ایک گرد نمایان ہوئی اور فضیل بن آشوب بھی مع چالیس ہزار سوار کے آکر وہین قائم ہوا مرجان نے فضیل بن گیا ہور خون آشام کے بھائیون کا اور فضیل بن آشوب کا حال بخدمت سلطان والا مرتبت بیان کیا القصہ جو کوئی آتا تھا مرجان تیز رفتار اسکا نام اور حسب و نسب اور حال مشرف باسلام ہونے کا مفصلاً اور مشروحاً صاحبقران دوران سے عرض کردیتا تھا بعد اسکے سعد جرگہ نشین و سعید جرگہ نشین بائیس ہزار سوار سے آکے قائم ہوئے بعد ازان چالیس ہزار سوار فوج و سپاہ سے ایک نوجوان نہایت خوش رو مردانہ وضع نور اسلام اسکے ماتھے سے ہویدا ایک مرکب پری پیکر گلگون عذار صبا رفتار پر سوار نمودار ہوا سلطان جم اقتدار نے مرجان سے پوچھا یہ کون شخص ہی مرجان نے عرض کی کہ طرید خان بن کنجاب چھوٹا بیٹا کنجاب کا ہی بعد اسکے حارب خونریز اور ضارب خونریز خزانہ اور جواہرات اور مال و اسباب کنجاب کا شتر دشت پر جھکڑون پر اور اونٹون پر بار کیے چالیس ہزار سوار ہمراہ لے کے پہونچے بعد اسکے اہرمن ساریج اور ساریج بن اہرمن تین لاکھ سوار کی جمعیت سے اور تیس ہزار شتر محمولہ اسباب لیے سر میدان آکے قائم ہوئے بعد ازان پھر ایک گرد نمایان ہوئی اور اس گرد میں سے ایک جوان بلند بالا خوش وضع چھ لاکھ سوار کا لشکر پشت پر گھوڑے کو جولان کیے نمودار ہوا سلطان عالی مقام نے مرجان سے پوچھا کہ یہ کون بہادر ہی اسنے گذارش کی کہ یہ طاہر بن قہرمان عجمی ہی جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان کو قاہر بن قہرمان عجمی نامردی سے پکڑ کے سمت ملک عجم لے گیا تھا اور ملکہ یاقوت ملک کے ذریعہ سے غلام شاہزادہ عالی مقام کو زندان خانہ عجم سے نکال لایا اسکو وہان شاہزادہ عالم نے مسلمان کیا تھا بعد ازان مملوک عجم بارہ ہزار سوار سے بیس ہزار شتر پر اسباب لیے آیا اسکے بعد ملک صفوان مطلع نشین اور ملک نوذر دریائی تخت پر سوار چار لاکھ سوار سے میدان میں آکے قائم ہوا بعد ازان چالیس ہزار دیو اسنے قبائین شیر اور ببر اور چیتے کی کھالون کی پہنے ہوئے آگے آگے انکے ایک نوجوان بلند و بالا وجیہ خوش ترکیب قبا اژدر کی کھال کی سپ پہنے چو دست پارہ ہون کی کاندھے پر خود اور دوا لبغہ سر پر زرہ فولادی اسپر قبا پر پیٹی تیغہ ہفت صد منی کمر میں لگائے زیر سایہ علم نمودار ہوا امیر نے مرجان سے پوچھا کہ یہ شخص دیوانہ وضع کیون ہی اور اسکا کیا نام ہی مرجان نے عرض کی کہ اسے شہریار یہ بیٹا ملک حربان دیوکش کا قیطاس اژدر پوش حقیقی کنجاب کا ہی بعد ازان ساٹھ ہزار سوار جرار سے ارباب بانفر ہی مرکب پر سوار آکے میدان میں اپنی فوج کا پرا باندھ کے قائم ہوا بعد اسکے بلوچ مع چالیس ہزار سوار آیا امیر نے پوچھا مرجان نے کہا کہ اس جوان کا نام بلوچ ہی اور اسکے گھوڑے کا نام گلگون دریائی ہی بعد تھوڑی دیر کے اور ایک گرد نمایان ہوئی جسوقت وہ گرد پھٹی تو دیکھا ایک جوان سکندر صورت شیر خصلت کمال شوکت و شان

سے مسلح اور پیل دریائے آہن میں غوطہ مارے نمودار ہوا اُنکی پشت پر ایک لاکھ ساٹھ ہزار سوار غول پرے ترچھے کیے
تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھے گھوڑے اُٹھائے بڑے کروفر سے چلے آتے ہیں صاحبقران نے پوچھا یہ کون بہادر ہے
مرجان نے عرض کی اسکا نام قارن بلند کمان مقرب خاص بارگاہ لقا کا ہے گنجاب کی بارگاہ میں قاہر بن قہرمان بھی
ہے اور اس جوان سے کچھ تکرار ہو گئی تھی گنجاب نے آپس میں ان دونوں کی کشتی کروائی قاہر بن قہرمان کو بہت
بھاری خلعت دیا تھا اور اسکو سرسری خلعت دیا تھا اس بات سے گنجاب سے کشیدہ خاطر اور ناراض ہوکے چند سردار
شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے جو کہ گنجاب کے لشکر میں قید تھے اُنکو ہمراہ لے کر خدمت میں شاہزادہ والا قدر و قسمت
کی آکے از سر صدق و خلوص نیت کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا بعد اسکے اور گرد بلند ہوئی اور اس گرد سے
آواز نقاروں اور نفیریوں اور قرناؤں کی بلند ہوئی جب وہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا تین سو علم جوانان خوش رو
ہاتھوں میں لیے ہاتھیوں پر بیٹھے ہیں اور تین لاکھ سواران نیزہ دار کا لشکر گرد و پیش اور بیچ میں ایک تخت پر ایک
بادشاہ تاج شاہی بسر و چار قبہ شہنشاہی در بر بہ کمال شوکت و شان بیٹھے ہیں اُسکے ہمراہ تخت کے نزدیک سلطان
باکرام نے مرجان سے پوچھا کہ یہ کون ہے اُسنے عرض کیا اسکا نام جمہور پردہ ہے اور اسکے بیٹوں میں ایک کا نام مخمور
دُر در گوش دوسرے کا نام عقاب دُر در گوش تیسرے کا نام جمہور دُر در گوش مشہور ہے امیر با توقیر نے پوچھا کہ اے
مرجان ابھی شاہزادہ بدیع الزمان کا اور بھی کچھ لشکر باقی ہے مرجان نے عرض کیا کہ اے شہریار ابھی بہت لشکر ہے اور جب
لشکر کے آنے میں اندکے توقف ہو جاتا تھا تو سلطان باکرام پھر پوچھتے تھے کہ اے مرجان کیا لشکر بدیع الزمان کا اچھا
اب تو کوئی باقی نہیں ہے اُسوقت مرجان عرض کرتا تھا کہ اے شہریار بہت لشکر آنے کو ہے ابھی تو چند سردار آئے ہیں
سلطان صاحبقران متحیر ہو کے کہتے تھے بنازم بر صولت و شجاعت شاہزادہ بدیع الزمان کہ کیسے کیسے دلیر اور
بہادر جوان اور کیسا لشکر بہم پہونچایا ہے اس عرصہ میں پھر تق گرد کا اُٹھا اور ساتھ سو فیلان کوہ شکوہ کہ ہودے اُنکے
رنگے ہوئے جوڑے مکلل بجواہر دانتوں پر چڑھے ہوئے گلے میں پڑی ہوئیں چاندی سونے الماس کے مستکوں پر لگے ہوئے
دو دو جوان بادلہ پوش نشان بردار علمہائے زرنگار ہاتھوں میں لیے اُنپر بیٹھے فیلبان اور دیان تکلف کی پہنے ہوئے
کجک مارتے ہاتھیوں کو رانوں سے سلتے ہوئے چلے آتے ہیں اور پیچھے اُنکے بارہ ہزار اسپ زر و جواہر بال و
اسباب سے ملو اُنکے اور ساتھ لاکھ سوار نیزہ دار کا لشکر اور بیچ میں ایک بادشاہ مرکب بادرفتار پر سوار نمودار ہوا
امیر نے پوچھا کہ مرجان دیکھو تو یہ کون شخص ہے اُسنے عرض کیا کہ اُسکا نام ملک ہمالک پشمینہ پوش ہے ابھی
مرجان یہی عرض کرتا تھا کہ ولاق و شلاق و قراطاق بائیس ہزار سواروں سے پہونچے اور بارہ ہزار چھکڑے
مال و اسباب کے اُنکے ہمراہ تھے بعد اُنکے اب جو دیکھا تو گرد برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد با آسمان
رسیدہ و پائے گرد زمین در زیدہ غلطان و پیچان مثل زلف پریوشان یکایک وہ گرد شگافتہ ہوا اور ایک
سو علم پھریرے اُنکے کھلے ہوئے صدائے کوس حربی و نعرہ چلاچل زرزمی سے زمین متحرک آسمان متزلزل نظر
آتا تھا بعد ازاں ایک نوجوان فیل تن شیر سیرت رستم توان سہراب دل شعر باشندہ بیشہ ہائے شیران ۔ ہم پنجہ
بازوئے دلیران ۔ بہ کمال شوکت و شان ایک زنجیر فولادی گلے میں پڑی ہوئی ایک غول سازندوں کا آگے
آگے سرود چھیڑتے اور سازوں کو بجاتے ساقیان مہر طلعت ماہ صورت جام اور صراحی زمردیں ہاتھوں میں لیے
چپ و راست سے پیالہ شراب احمر سے مثل خون کبوتر کے لبریز بھر بھر کے دیتے جاتے ہیں اور وہ نوجوان
جام نوش کر کے بجائے گزک کے دانہ ہائے زنجیر فولادی جو کہ اُس کے گلے میں پڑی ہے دانتوں

سینہ چپاک کے سر پر ساک کے منہ سے زمین پر تھوکتا جاتا ہی سپر تلوار آگے رکھی ہی مرکب زلو ظلمت پوش سوار اور گرد و پیش اسکے لاکھ سوار
شجاعان عرصہ کارزار مسلح اور مکمل زرہین فولادی گلے مین دستانے پر جوہر ہاتھون مین خود فولادی سرون پر سپرین تلوارین کٹاری
اسی عجب دداب سے آتا ہی کہ زہرہ شیرون کا آب ہو جاتے سلطان عالی مقام نے اسے دیکھکر نہایت پسند کیا اور مرجان سے
پوچھا کہ ای مرجان یہ بہادر کیا نام ہی مرجان تیز رفتار نے گذارش کی کہ یا سلطان صاحبقران اسے ورقا بن زنجیر خاں کہتے ہین
ابھی لشکر ورقا بن زنجیر خاں کا تمام نہین ہو چکا تھا کہ پھر گرد کا تتق بلند ہوا جب دامن گرد شگافتہ ہوا ارم شاہ مع تین
لاکھ فوج کے معا فہ اپنی بیٹی ملکہ گلعذار سیاہین تن کو ہمراہ لیے اور تخت پر ملکی الماس دیو ساتھ لاکھ دیو دیو نژاد و جنہ کے
نزول فرما ہوا پھر تتق گرد کا اٹھا اسمین سے جرد شاہ کبشاہ مع سات ہزار ساحران غدار شیر و پلنگ پر سوار اور پیچھے پیچھے اسکے
گوہر شاہ تین لاکھ جنہ کی فوج سے آکے میدان مین قائم ہوا پھر گرد نمایان ہوئی اور شیر وجیہ دیو مع چار لاکھ عالیہ نشین
پہونچا اسیر یا تو قہر آمد فوج کی اور شتت زنگ کے سردار اور بہادرون کو دیکھکے متعجب اور متحیر محو حیرت خاموش بیٹھے دیکھ رہے تھے
اور مرجان عیار ہر ایک کا نام اور حال بیان کرتا جاتا تھا ناگاہ پھر گرد اٹھی اور ملک منصور شاہ چار لاکھ سوار اور چالیس
ہزار شتر بار مال و اسباب کے خاص گنجاب کا لیے میدان مین آکے ٹھہرا بعد اسکے ابا جو دیکھا تو پردے ہوا سے آسمان
ایک عجب طرح کا ہنگامہ ہوا اور شور و غل کوس زد ہوا اور آفتاب چھپ گیا سلطان عالی مقام نہایت ششدر ہو کے اس
طرف بغور دیکھنے لگے ملاحظہ فرمایا کہ بہرام بن گرد خاقان چین لاکھ پری زاد اور ملک کافور اور فولاد زرہ پوش سپہ سالار آٹھ
ہزار دیو زرہ نشان قاف آکے میدان مصاف مین قائم ہوے دم بھر کے بعد پھر گرد بلند ہوئی اور اس مین سے
علامہ اصطرلابی وزیر اعظم گنجاب کا بارہ ہزار سوار اور چالیس ہزار شتر محمولہ اسباب اور مال گنجاب اور خزانہ سیم و زر
اور جواہر گنجاب کا ہمراہ لیے میدان کارزار مین نمودار ہوا بعد اسکے جبار دیو اور دقیانوس اور قسطانوس زنگی
یا دشاہ طلسم رفعت سلیمانی کا چالیس ہزار حبشی نیچے خونخوار سو رتھین اور چار سوار اسکے ہمراز مال مع مرکب دو بحر
سلیمانی یا زین و لجام مرصع کار اور تاج رفعت سلیمانی ہمراہ لیے پہونچا اور صف آرا ہوا بعد اسکے پھر آسمان پر ایک
تاریکی سی چھا گئی اور دیکھا کہ دیو ہومان مع مشعل ہفت قلاب ہفت سر سلیمانی اور بارہ ہزار دیو زاد ہوا سے آسمان سے
اترکے بر روے زمین میدان مین قائم ہوا صاحبقران فرط سرور سے پیراہن مین پھولے نہین سماتے تھے اور شاہزادہ
بدیع الزمان کو دعا دیتے و یکے سجدات شکر بجناب باری ادا کرتے تھے ابھی حمزہ عالی مقام اسی خوشی مین تھے کہ ایک جانب
سے آواز چقاچاق کی پیدا ہوئی اور دیکھا کہ دریاے باختر سے فوج فوج اور غول کے غول اور غٹ کے غٹ سانپون اور
اژدہون اور افعیون کے اور آگے آگے ایک چھوٹا سا سانپ بعض نامے نہایت خوبصورت پر نقش و نگار تاج سر پر رکھے ایک
سانپ پر سوار آکے اسی میدان کے کنارے پر صف باندھ کے کھڑا ہوا سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران نے
مرجان تیز رفتار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور یہ اژدہے اور سانپ کیونکر یہان آکے جمع ہوے ہین مرجان تیز رفتار نے عرض
کی ان سانپون کے بادشاہ کو شاہزادہ بدیع الزمان نے قید طلسم سے نجات دلوادی تھی اسیوقت سے یہ سب رفاقت
اور اطاعت مین شاہزادہ والا مرتبت کے حاضر ہین القصہ یہ طول تا چند اسی طریق سے سات روز لشکر زادان فوج
بے پایان جان نثاران اور ہوا خواہان بدیع الزمان کی برابر آیا کی سلطان صاحبقران امیر حمزہ کشور گیر جہانستان کا
یہ حال تھا کہ وابستگان دامن دولت اور ملازمان شاہزادہ والا مرتبت کو ایسی ایسی فوج و سپاہ اور جوانان دلیر سے
آتے دیکھکر وجد کر رہے تھے اور ہر بار شاہزادہ عالی مقدار کی تعریف جرات اور شجاعت اور جوانمردی کی کرکے دعائین
دیتے تھے القصہ جبکہ لشکر ظفر پیکر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کا تمام و کمال آکے میدان مین قائم ہوا جسوقت گنجاب

بن گنجور بن ملک ساحران دیوکش نے از مغرب تا مشرق و از جنوب تا شمال سرداروں کے خیمے ڈیرے بارگاہیں چوبر کے
تار کیان چوبے اسباب راوٹیاں قلندریاں نگہرے وغیرہ استادہ دیکھے گنجاب کے تمام جسم میں رعشہ پڑ گیا اور خوف
سے مثل بید کانپ رہا تھا رنگت چہرے کی زرد تھی ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے تھے بات منہ سے نہیں نکلتی تھی خواجہ گرز الدین
ملک بختیارک منحوس کا فرزند بے دین نے یہ حال پیغمبر مرسل گنجاب کا دیکھ کر کہا اے گنجاب کیوں اس درجہ پریشان خاطر ہے سبب
تکدر خاطر کا اپنے بیان کر گنجاب نے کہا اے بختیارک بھلا تو ہی کہہ کہ اس بدیع الزمان کے لشکر سے کسی کو تاب و طاقت
ہے جو حوصلہ جنگ کا تو درکنار اسکے لشکر کی جانب رخ کرسکے بختیارک نے بہت سی تسکین اور تسلی گنجاب کو دے کے کہا
کہ یا پیغمبر مرسل تو خاطر جمع رکھ کس لیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند حمزہ صاحبقران کا ہے شجاع ابن الشجاع مرد مردانہ
اور اشجع زمانہ بہت با وضع ہے وہ کبھی دیو اور جن اور پری زاد اور غولوں اور ساحروں سے تیری فوج و سپاہ سے مقابلہ و مجادلہ
کرنے کا حکم نہ فرمائے گا دیو جن پری غول ساحر یہ سب کوئی تجھ سے کبھی نہ لڑینگے اندیشہ مت کر تو دیکھ کہ تھوڑی دیر میں یہ سب دیو پری
جن وغیرہ کو رخصت کر دیگا فقط سوار و پیادہ قوم انسان جو اسکے ہمراہ لشکر اور فوج حاضر ہے انہیں سے اور تیری فوج سے
معرکہ رزم و جنگ درپیش ہوگا غرض بختیارک نے خوب سا سمجھا کے جب تسکین اور تشفی کی اسوقت گنجاب کو اندکے
اطمینان حاصل ہوا لیکن کسی طرح سے دل کو چین اور اطمینان کلی حاصل نہ تھا حیران و ششدر بیٹھا تھا اب حال شاہزادہ
عالی و سپاہ ملک قاسم کا سنیے کہ ملک قاسم نے جو اجتماع اور ہجوم دیوان نرہ شاہین قاف اور قوم اجنہ اور
پری زاد اور غولان صحرائی اور ساحران غدار کا اور تمامی لشکر بے پایان اور فوج بیکران شاہزادہ بدیع الزمان
کی دیکھ کے اپنے دل میں از روے عدالت اور بنظر انصاف کہتا تھا کہ الحق اور برحق بدیع الزمان نے بڑی جمعیت
اور خوب لشکر اور کیا اچھے اچھے شجاعان عرصہ کارزار و دلیران خیر شکار بہم پہونچائے ہیں مرحبا ماشاء اللہ معلوم ہوا کہ
بدیع الزمان مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہے لیکن حیران ہوں یہ دیو اور پری اور جن اور غول اور ساحروں کا مجمع کیوں کیا اور
انکو کس لیے طلب کیا ہے اگر یہی ہے تو میں بھی جا کے اپنا لشکر لیے آتا ہوں لقا بدار مہر خوتش نے یہ گفتگو قاسم کی سنکے کہا کہ
اے قاسم اندکے توقف کر دیکھ ابھی کیا ہوتا ہے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان شاہان حلقہ فلک گوش گردن کشان مردم ربا سے زرین جنگ صف بندیہ جنگ شکستہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان والا شان امیر حمزہ صاحبقران گذارش کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ عالی مقام نے تماشا آمد لشکر شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا دیکھا نہایت
شاد اور خورسند ان اپنی بارگاہ عرش اشتباہ سلیمانی کو استادہ کرا کے مع پانچ ہزار پانچ سو چپن سرداران نامی اور پہلوانان گرامی
جوانان صف شکن و شیر افگن بہادران تہمتن شجاعت شعار شہامت کردار جنگی نادرہ عادہ فرما ہوے اور سرداران دست راست
جانب راست اور سرداران دست چپ سمت چپ اپنے اپنے ونگلوں پر بقاعدہ مستمرہ متمکن ہوے حکم ہوا کہ جشن نشاط اور
محفل انبساط کی تیاری ہو حسب الحکم عظام امیر عالی مقام ہزار بارہ سو طائفے ارباب نشاط کے حاضر تھے تھاپ طبلوں پر پڑی آواز
ہو شاہو شن نوشانوش کی بلند ہوئی اور سارنگی کا بائیں کی گمک آسمان کو جانے لگی قانون میں رباب چنگ مہ چنگ دف دائرہ جھانجھ
کینگری جلترنگ سرود ستار الگوزہ باسری سرمنڈل راگ جلاجل نونگے الگوجا وغیرہ انواع اقسام کے باجے بجنے لگے مغنیان سراپا ناز
تو نیان کرشمہ ساز حالت رقص میں پاس کوئی نہیں کر سکتے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بحصول بد دماغی تغافلات ویسی ہی رکھو کہ
مارتے ہیں اور واسطے ازدیاد حشم و جاہ سلطان صاحبقران عرش بارگاہ کے اپنے اپنے ہاتھ دعا کے سوے آسمان بلند کرتے ہیں

رنگوں سے دلہائے عشاق پر شور انگیز تھے اور حلقہائے تابدار طرّوں کا یہ حال تھا کہ طائران دل مشتاقان کو آشیانۂ زلف پیچان سے
اڑا اڑا دیتی ہیں اشعار مطرب از سخن ہائے دلاویز ہی ہر دو جہان ہمی شنید بگشت قسمش آنچنان کہ در پردہ بپردہ صبر
عاشقان بدرید* جلسائے محفل مثل عاشقان بسمل اور مشتاقان بیدل دست بدل تلملاتے پڑے تھے شوخ و فتان گلبدن لولیان شوخ و
شیرین نکات شہر آشوب* چنان بر زند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را* ساقیان مہر طلعت جام و صراحی زرّین ہاتھوں میں لیے
دورہ جام شراب یاقوت رنگ کا چل رہا تھا ارباب محفل میں دھوم ہی* قطعہ* ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما* مطرب بگو کہ کار جہان شد
بکام ما* من در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ام* ای بیخبر ز لذت شرب مدام ما* ناگاہ سلطان والا جاہ نے جانب شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ نامدار مخاطب ہو کے فرمایا کہ خواجہ سلامت تم ذرا میرے قرۃ العین نور بصر پارۂ جان لخت جگر فرزند دلبند شاہزادہ
بدیع الزمان کے پاس جاکے کہو کہ ای راحت روح روان شتر تجھی کو اگر جلوہ فرمانہ دیکھا* برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا* اور اپنے ساتھ
اسے لیے آؤ اور اتنا کہہ دینا کہ ای فرزند میری آنکھیں تشنۂ دیدار ہیں ذرا دم بھر کے لیے آکے مجھے اپنی صورت دکھا جاؤ حسب الحکم امیر با توقیر کے
شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اسی وقت بارگاہ سے اٹھکے متوجہ طرف بارگاہ شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجاہ کے ہوا ادہان
شاہزادہ بدیع الزمان نے بعد ملاحظہ تمام اپنے لشکر دیو اور پریزاد اور جن اور غولوں اور ساحروں اور ساحرنیوں کے فرمایا کہ تم اب سب اپنے اپنے
ملک کو جاکے آرام کرو اور سب کو رخصت کیا اور آپ مع فضل بن گیا ہو رخون آشام اور ارباب باختری اور قارن بلند کمان اور
ورقا سے زنجیر خاے اور ترک جوشن پوش اور شیر بدخان بن گنجاب اور رستم خان بن گنجاب اور طاہر بن قہرمان مجمی اور سعید
جرگہ نشین اور حارث خونریز اور ضارب خونریز اور مملوک عجم اور ملک صفوان مشبک نشین اور ملک گوفرزر دریائی اور فیطالس
اژدر پوش اور ملک ممالک بنفشہ پوش اور املاق قرطاقی اور تملاق قرطاقی اور ملک منصور شاہ اور علقمہ اضطرلابی اور
قیس بن گیا ہو اور الیس بن گیا ہو اور نوح بن گیا ہو وغیرہ نو بیٹے گیا ہو رکے اور قاتل زنگی مقاتل زنگی وغیرہ اپنے
سرداروں اور جان نثاروں کے اپنی بارگاہ میں بیٹھکے محفل رقص و سرود میں مصروف ہو رہے تھے کہ عمرو بن امیہ نامدار اندرون بارگاہ
آکے روبرو شاہزادۂ عالیجاہ کے آیا اور دعا و ثنائے شاہی بجا لایا شاہزادہ بدیع الزمان نے جو عمرو کو دیکھا تو اپنے دنگل پر سے
سرو قد اٹھکے تعظیم دی اور باعزاز و اکرام تمام اپنے پاس بٹھلا کے پوچھا کہ عمو جان آپ اس وقت کیوں تشریف لائے عمرو نے کہا میں
حسب الحکم حمزہ تیرے بلانے کو آیا ہوں لیکن اے بدیع الزمان تو سچ کہ کہ کسقدر مال و خزینہ تقسیم زر اور نگینہ لعل و گوہر وغیرہ جو تو نے پیدا کیا ہے
اسمیں سے مجھے کسقدر عنایت فرمائیگا شاہزادہ عالم نے کہا کہ ای عم بزرگوار جتنا کہ مال اسباب باقلمیں میرے پاس ہے آدھیں وہ بھی آپکا ہے
اور دوسری وہ بھی میں مالک ہوں اور باقی جو کچھ ہے وہ واسطے جناب والا گہر امیر حمزہ صاحبقران نامدار کی نذر کا ہے عمرو نے کہا ای
بدیع الزمان تو خوب جانتا ہے کہ حمزہ صاحبقران کو کچھ مال و دولت درکار نہیں ہے وہ خود گنج وقار دنیا سے سوا زر و جواہر
اور مال و اسباب اپنے قبضہ اختیار میں رکھتا ہے تو ایک کام کر کہ ہم اور تو باتفاق باہم تقسیم کر لیں شاہزادہ بدیع الزمان نامور نے
یہ تقریر شاہ عیاران عیار کی جو سنی تو بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ خواجہ سلامت بہت اچھا خوب ہے عمرو یہ سنکے خاموش ہو رہا بعد اسکے کہا
کہ حمزہ نے تجھے طلب کیا ہے شاہزادہ بدیع الزمان عالی مقام نے کہا کہ ای عمو میں بسبب تنگی نہایت آرزو زیارت اور قدمبوسی
اقدام عالی سلطان عالی مقام کی دل میں رکھتا ہوں مگر مجبور مطلق ہوں کیا کروں انشاء اللہ تعالی اگر فضل الٰہی شامل حال ہوا اور حیات
مستعار باقی ہے تو بعد فراغ معرکہ جدال و قتال و تصفیہ گنجاب ضرور حاضر ہونگا عمرو نے کہا کہ ای بدیع الزمان عدول حکمی
حمزہ کی کرتا ہے یہ بات نفع فساد سے خالی نہیں ہے شاہزادہ بدیع الزمان معقول ہو کے ہمراہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار
بخدمت سلطان عالی مقام روانہ ہوا عمرو نے آگے جاکے بخدمت فیض درجت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران دوران عرض کی کہ شاہزادہ
بدیع الزمان آتا ہے صاحبقران دوران نے سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور سب سردار استقبال کرکے ہمراہ رکاب

ظفر انتساب شاہزادہ بدیع الزمان عالی جناب ہوئے اور شاہزادہ عالم داخل بارگاہ سلیمانی ہو کے قدموسی اپنے والد بزرگوار
امیر حمزہ نامدار کی بجا لائے گیا سلطان صاحبقران نے اپنے فرزند ارجمند شاہزادہ بخت بلند کو گلے سے لگایا بہت سا پیار کیا اور
پاس اپنے بٹھا کے احوال پوچھا بعد دو گھڑی کے شاہزادہ بدیع الزمان نے عرض کی کہ یہ خاکسار امیدوار ہے کہ حضور مع اپنے
تمام سرداروں و بارگاہ نشینوں کے میرے معرکہ رزم و پیکار کا تماشا دیکھیں الا بشرطیکہ ہر ایک کو حکم ہو کہ کوئی صاحب میری لڑائی میں شریک
ہونے کا ارادہ نہ کریں بہ آنکہ امیدوار اجازت خصوصیت کا ہوا اور عرض کی کہ اب فرمائی جائے تیاری اور آراستگی لشکر کی کرونگا اسوقت
امیر با توقیر نے پھر شاہزادہ بدیع الزمان عالی جناب کو اپنی چھاتی سے لگا کے فرمایا کہ جاؤ تمہیں خدائے لایزال کو سپرد کیا جناب احدیت
تمہارا معین اور مددگار رہے پس شاہزادہ بدیع الزمان سلطان صاحبقران سے رخصت ہوکے اپنے لشکر میں تشریف لائے اور اپنی بارگاہ
میں بیٹھکے سرداروں اور پہلوانوں گردان گردنکشوں سے کہا کہ یارو اب تیاری جنگ کی کرو کل صبح کو روز میدان معرکہ جنگ و جدل
در پیش ہے حسب الحکم شاہزادہ عالم کے تمام سردار اور سرداران فوج سامان تیاری جنگ میں مصروف ہوئے جسوقت کہ گنجاب بن گنجور زن
ملک جہان دیو گستن نے لشکر کشی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی اس شوکت وشان سے دیکھی اپنے سب سرداروں اور
پہلوانوں اور جوانمردوں اور سرداران فوج کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ یارو کہو کہ ہمیں ان لشکر بیقیاس سے کیا مقابلہ اور مجادلہ کر سکونگا تمام سرداروں
اور پہلوانوں نے کہا کہ یا پیغمبر مرسل خدا اور مدد اگر تو فقط تنہا ہو گا اور تنہا علم کے سائے میں اپنے سر پر پیغمبری پر اجلاس کرکے تماشا دیکھے
کہ ہم سب لشکر بدیع الزمان کے کیا کرتے ہیں اور کس خوبصورتی اور سہولت اور آسانی سے بطرفۃ العین ایسے لشکر مور و ملخ
کو آپ کے سامنے سے ایک کو زندہ و سالم نہیں بچکر جانے دیتے ہیں گنجاب نے یہ گفتگو اور لاف و گزاف جوانان دلاور اور
سرداران لشکر کا سنکے حکم دیا کہ ہاں پھر اسوقت توقف اور تساہل کرنا کیا ضرور کہو لشکر میں طبل جنگ بید رنگ بجے حسب الحکم گنجاب
کے لشکر کفار میں طبل جنگ بجا اور یہ خبر طبل جنگ بجوانے کی اپنے امیر بن عمرو گرد میں کو دہ اور سینے میں غرق بارگاہ میں بحضور شاہزادہ
بدیع الزمان عرض بارگاہ جاکے پہنچا اور پیشکار [illegible] ہرکارے نے حقیقت کل [illegible] العدا [illegible] نگہبان تن و جان تو
الله الصمد [illegible] شاہزادہ عالم کی عمر دراز ہو لشکر گنجاب میں
طبل جنگ بجا اور کل صبح کو وہ کافر معرکہ آراستہ میدان رزم و کین ہوگا شاہزادہ عالیمقام بمجرد استماع اس کلام کے فرمایا جو کچھ
منشی تقدیر کاتب ازل نے لوح جبین پر میری بروز دیوان قضا کلک قدرت سے اپنے ترقیم کر دیا ہے اسمیں سر مو فرق نہیں ہوتا ہے
وہ نقش کالحجر ہے پس فکر و تردد اسمیں کرنا محض حماقت اور عین نادانی ہے کہو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجے
حسب الحکم عالی شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقام کے لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ پر چوب پڑی [illegible] عیار نے نقابدار سرخوش
بھی آ کے نقابدار سرخوش سے عرض کی کہ لشکر گنجاب علیہ اللعن والعذاب میں اور لشکر شاہزادہ بدیع الزمان عالیجناب میں طبل جنگ
بجا ہے نقابدار سرخوش نے یہی حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر میں طبل جنگ بجے چنانچہ لشکر میں نقابدار سرخوش کے بھی صدائے طبل جنگ
بلند ہوئی اور صدائے کوس حربی نعرہ زنے سے زمین پر تزلزل اور آسمان متحرک نظر آنے لگا نمازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار
آواز طبل جنگ کی سنتے ہی آمادہ مرگ اور مہیائے قضا ہوئے اور دلاوران نامدار و شجاعان عرصہ کارزار اپنے اپنے آلات حرب کو
دیکھنے بھالنے لگے تلواروں کو [illegible] صیقل کرائے کہ سان چڑھایا اور پتلیاں [illegible] چار آئینوں اور خودوں کو پوچھا
پاک و صاف کیا ترکشوں کو اپنے آگے رکھ کے الٹ دیا اور جو جو کہ تیر ٹوٹے تھے انکو نکال کے پھینک دیا چھپے چھپے تحفہ تیروں کو دیکھ
دیکھکر پھر ترکشوں میں بھرا گرانباری سلاح کی اسدرجہ ہو گئی تھی کہ ایک تیغہ آبدار و زنجیر جوہر دار کے دستیاب
ہونے کے واسطے سو سو جوان نقد جان و دل دینے کو موجود تھے سپروں کو بہادران جنگ دیدہ پتلیاں اپنی
آنکھوں کی سمجھتے تھے [illegible] کمانوں کو باعث آبرو کا سمجھ کے سر پر چڑھاتے تھے اور کمندوں کو قریب

رشتۂ جان جانتے تھے خنجر بے قبضہ زر عنبر ہمیا تھا نیزہ بالا زر کو کہین ملتا نہ تھا ایک ایک زرہ پر سو سو جوان چشم بردوختہ
چار آئینون کے واسطے آشنا آشناؤن سے چار چشم ہو کے بات نہین کرتے تھے اور کہتے تھے یارو جو شی جا ہو جا ضرہی اُسکے
ویسے ہین ہمکو کبھی اُنکار اور کبھی تکرار تھے نہین آلات قسم ہتھیار سے آج کوئی ہم سے طلب نہ کرو اشعار بسکہ گشتہ گرم بازار
تیغ + حلق میکردند جان ایثار تیغ + قیمت خود بسکہ مردم می فزود + کیسۂ زر قیمت یک خود بود + ہزارون لاکھون بہادران اور
دلیران صاحب عز و تمکین نے جسوقت سے کہ آواز طبل جنگ کی سُنی ہو غسل کرکے پوشاکین نفیس اور پاکیزہ پہن پہن کے
عطر ملکے سیکڑون اپنے خیمے ڈیرون مین کنج عزلت مین سیکڑون خانقاہون اور مسجدون مین ہزارون لب دریا ہزارون
جانب میدان سربرہنہ جانب قبلہ منہ کیے دعائین مانگتے تھے اور بحضور قلب اور خلوص نیت سجدہ اشک تار نظر مین پیوستہ
کیے بجناب باری ہے مستدعی اور ملتجی تھے کہ اے رب جلیل دل ایک قطرہ خون ہے اسکا کچھ بھروسا اور اعتبار نہین ہے
کل صبح کو میدان مصاف مین امتحان قوم اشراف اور فرقۂ اجلاف کا بزبان خنجر اور بدم شمشیر اور گواہی کلۂ عمود
برروے کار آئے اور جوہر عالی نسبی اور والا دودمانی کا ہر ایک دلیر عرصۂ کارزار کے بعرصۂ ظہور آئیگا اپنی وحدانیت
کا صدقہ ہمکو اپنے آقاے ولی نعمت کے روبرو سرخرو کرنا آرزوے دلی یہی ہے کہ سہرے خون کے اور بندھیان زخمون
کی تن پر ڈالے آئینہ شمشیر مین چہرۂ عروس فتح و ظفر کا جلوہ گر کرکے دولہا بنے میدان رزم و پیکار مین نمودار ہون
اور ایک قدم ہمارا آگے سے پیچھے کو نہ ہٹے غرض یہ کہکے تمام رات دونون لشکرون مین بڑی جاگا و چہل پہل
رہی طلایہ سوارون کے پھیرتے تھے آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند تھی آخر الامر کوئی تین چار گھڑی
پچھلی رات باقی رہگئی کہ یہان سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے جاکے پاے سعادت صاحبقرانی کو بوسہ دیا
سلطان والاشان خواب راحت سے بیدار ہوئے اور پوچھا کہ مقبل رات کتنی باقی ہوگی مقبل نے عرض کیا کہ اے
شہریار نماز کا وقت ہے سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ پانی وضو کے لیے طلب کرو فراش آفتابہ اور سلفچی
لیے حاضر تھا امیر نے پایا تو فوراً اُٹھکے وضو کیا اور بعد وضو دو رکعت نماز پڑھکے پوشاک پہنی اور صندوق سلاح
کا طلب کیا تمام سلاح ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کیے اشعار بخودی سرافراخت آن سرفراز + کہ انا فتحنا ایش بود
طراز + زرہ کش قباے زراندود بود + زصنعت گر پیاسے داؤد بود + مسلح اور مکمل ہو کے باہر برآمد ہوئے قنطور دیوانہ اشقر
دیوزاد کو لیے حاضر تھا امیر نے اشقر کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ایال پر ہاتھ ڈالکے رکاب مین قدم رکھا اشعار بزین جلوہ
کرد و جست + چو سد سکندر بزین بر نشست + تو گوئی کہ سہراب یل زندہ شد + فلک زیر شمشیر او رندہ شد + چار سو سانڈنی چار سو
رفقا اور ندما مثل شاہ سلیمان فارسی اور ابو المحجن گرد اور مقبل وفادار وغیرہ ہمراہ رکاب ظفر انتساب
سلطان عالیجناب کے ہوے سواری مثل باد بہاری آہستہ آہستہ روانہ ہوئی جبکہ قریب نقار خانۂ بلورین کے پہونچے تو دیکھا سامنے
عتیق محل کی ڈیوڑھی پر پردہ حبشیون پر کھنچ سکتا ہے گلال باری ایک قائم ہے ایکطرف ستر سو کنولی بلورین الماس نگار
اور سورج مکھیان اور ہزار بارہ سو جھاڑ کنول قلمون اور دو ڈھائی ہزار پنجشاخے گنگا جمنی روپہلی سنہری شقرپین کف دست
اُنکے نازنما + ہر سر انگشت پر ید بیضا + شمعین موہی اور کافوری کنولون اور سورجمکھیون وغیرہ پر چڑھی روشن ہین
از بسکہ صبح کی روشنی نمایان ہوتی جاتی ہے تو روشنی پر زردی سی چھاگئی ہے اور فتیلے بے نور نظر آتے تھے ایکطرف ٹکور
نوبت کی لگ رہی تھی نقارے سونے روپے کے دفترنا اور شہنا چوبین طلائی اور نقرئی نقارچی سب بادلہ پوش دوالین
طلائی نوبت خانہ بہت پُرتکلف کا بچا ہوا نمگیرہ تمامی کا آگے اُسکے کلابتونی ڈوریون سے کھنچا ہوا شہنا نواز شہناؤن مین
گٹکری بھر دمین بہباس الہیا کو پھونکتے ہوے سناٹے سُرون کے بجلی معلوم ہوتے تھے شہروہ شہنا نوازون کی پایہ کی دھنین

جنھین کان رکھ رکھکر ملائک سنین ہا ایک سمت دو ڈھائی ہزار سقے بادلے کی پگڑیان تمامی کے لنگوٹ کھینچے کر سجو ہی کا کرتی
سوہی بیچی باندھے ہوتے پیشوری سلے ستارے کے پانو نمین چھیڑ چھائے مشکیزے بودار چمڑے کے کاندھے پر رکھے گلاب
کیوڑا عرق بہار بید مشک اسمین بھرے فوارے ہزارے مرصع وطلائی ہاتھون پر چھڑکائے عطر بیزی اور گوہر افشانی کرتے ہین ایک
جانب سات سو آٹھ سو منقل ہزار عود سوز اگر سوز عنبر سوز ہاتھون مین لیے لوٹے تھالیون کے روشن کیے عود بر کی چھیڑ گئے
ہوے بخورات طرح طرح کا جلتا ہوا نسیم عنبر شمیم وزان ہے دماغ جہان معطر ہوے جاتے ہین سترہ اٹھارہ سو حاجب
دربان کسکجی قورباشی پیساول گرز دستے چوبدار بتیس بتیس ہتی کی پیچ دار پگڑیان سرون پر باندھے مرزائیان
بیلکاری کی اوپر قبائین برق چالک ہمودی کی اور قلم کار بیلون کی سنجاب ٹنکی ہوئی گلے مین پہنے مشروع کے پاجامے
پانوئن مین بلبل چشم کے پٹکے کمرون سے باندھے ابلق کمیت سرنگ سمند سیاہ گھوڑے رانون کے تلے دبائے چمکا رہے
گرد گرد لیے منتظر سواری کے کھڑے ہین ایک سمت ہزار بارہ سو فیلان کوہ شکوہ جھنڈے رنگے ہوے جھگا ہین بڑی بڑی حلقہ ہائے
زرنگار پشت پر اشعار جھلک کے خورشید ہے ہودج زرین پہ نہین + فیل حبیب شہ کی سواری کے کھڑے ہون در پہ + جل
زربفت کو ہے چاند کی راتو نسے گلہ + شب دیجور پہ کیون نور کی ڈالی چادر + جوڑے مکلل بجواہر دانتون پر چڑھے ہوے
مہاوت جوان بادلہ پوش علمہائے زرنگار ہاتھون مین اٹھائے پشت پر بیٹھے فیلبان گجباگ پکڑے خاموش انتظار سواری مین
ہین چودہ سو پندرہ سو سانڈنیان بطور مہرائیان کے آراستہ مقرلاتی تھلی جھولین اوپر پڑی ہوئین ڈوریان کلابتونی جھالر
مقیش کی کہنین مزین باسلکہائے مروارید آویزان زنگ گنگا جمنی گردنون مین سانڈنی سوار وردیان دھوم دھامی پہنے
مہارین پکڑے سانڈنیون کو روکے کھڑے ہین ایکطرف بارہ ہزار خاص بردار بندیان اختیار لگے ہین پگڑیان اور ٹیکے سرخ
سرخ سرون پر اور کمرون مین ہرکارے پر تلے لگائے مسلح اور مکمل نقرئی طلائی تمامی کے غلافون کی خاصیان نگر وہان شیر دہان
بجواہر نگار رومی ولائتی فرانسیسی نادر چقماقین دونالیان یکنالیان رفل خاردار رفل وغیرہ کاندھو نپر رکھے پرا باندھے
لب بسکوت حاضر اور مستعد ہین غرض سامان اور جلوس سواری کا دیکھتے ہوے سلطان **صاحبقران** قریب عتبہ ملایک
تکریم ملائک مقیم کے پہونچکے **اشقر دیوزاد** پرسے اتر پڑے اور زین پوش بچھا کے انتظار مین برآمد ہونے حضرت
ظل آلہ شہنشاہ **سعد بن قباد** کے وہین بیٹھ گئے اور جو شاہ وشہریار اور سردار مجرئی آتے جاتے تھے سب
امیر حمزہ صاحب توقیر کو مجرا کر کے چپ و راست زین پوش بچھا بچھا کے بیٹھتے جاتے تھے ناگاہ اندر سے آواز شہنائون
کی گوش زد ہوئی اور آمد سر سلطان حضرت ظل اللہ کی وکلیکرلی عادیان پر رشداریان کپتان کرپن کو دکر بکمر و
معد یکرب پہلوان **عادی** نے پردۂ زنبوری کو ہاتھ سے تھام لیا اور تخت حضرت ظل اللہ عرش بارگاہ سلیمان
سریر گردون سریر وارث اورنگ جہانبانی مالک سریر سلطانی شہریار عالی مقدار **سعد بن قباد** کا چار سو ساڑھے چار سو
کہاریان نوجوانین پری طلعتین ماہ وشتین دوش بدوش لیے نمودار ہوئین اور گرد و پیش کنول بردارنیان سورج مکھی
والیان لالٹین والیان دستی والیان روشنی مومی کافوری شمعون کی لیے ہوے اور روشنچوکی والیان روشنچوکی بجاتی
سناٹے سرون کے نکلتے ہوے پہلوان **عادی** پکارا نصر من اللہ فتح قریب + کہاریون نے بڑھ کے تخت اس سلیمان
مرتبت کا کہاریون سے لیکے اپنے دوش پر رکھا حضرت کے چہرۂ اقدس پر جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ شاید ابھی نماز صبح
انفراغ حاصل کر کے سوار ہوئے ہین سجدہ گاہ کی مٹی جبین اقدس پر لگی ہوئی وظیفہ مین مشغول ہین **صاحبقران**
دوران اٹھکے مجرے کو جھکے ہر وسہے نے نہیب دی بادشاہ سلامت شہنشاہ عالم پناہ سلامت زلزلہ قاف ثانی
سلیمان **حمزہ** صاحبقران امیر کشور جہانستان کا مجرا نگاہ روبرو حضرت ظل اللہ نے ہاتھ اپنی چھاتی پر رکھ کے اشارہ

سوار ہونے کا کیا امیر نے توقیر مجرا کرکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوے بعد ازان جتنے شاہ و شہریار دست راست اور دست چپ تھے ایک ایک کا مجرا لیتے ہوے شہنشاہ گیتی پناہ قوائین سجدہ گاہ ظل اللہ بادشاہ سعد بن قباد جانب میدان رزمگاہ مخاطب ہوے آگے آگے کڑکیت کڑکا بولتے ہوے میدان میں آئے اشعار

یہ کہتے تھے آپس میں ہر دم پکار
ادب سے تفاوت سے اور دور سے

چلا نوجوان بڑھے جائیو
بڑھے جائے آگے سے چلتا قدم

دو جانب سے باگیں لیے آئیو
بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

نقیب اور جلودار اور چوبدار اپنی اپنے معمول و دستور سے بعد اسکے ہزاروں سقّے آب پاشی کرتے پیچھے برابر تخت بادشاہی اور گھوڑوں کے پیٹ کے تلے دبے ہوئے کچھ جانب راست کچھ جانب چپ کچھ آگے پیچھے گرد کو بٹھاتے چلے جاتے تھے سلطان باکرم امیر حمزہ نامور زیر سایۂ علم اژدہا پیکر چالیس قدم بہبودری اور صاحبقرانی آگے تخت سے بادشاہ کے بڑھے ہوئے یہ شعر پڑھتے ہوئے شعر من آن ستارہ صبحم کہ از کمال ادب + ہمیشہ پیش رو آفتاب می باشم + باقی تمام سرداران والا گوہر اور افسران لشکر اور فوج و سپاہ چپ و راست اور پشت پر بآئین شائستہ قدم با قدم ہمراہ رکاب ظفر انتساب شہنشاہ عالیجناب کے وعدہ گاہ مصاف میں آکر پہونچے اور تخت حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی بادشاہ لشکر اسلام کا قلب لشکر میں قائم ہوا اس عرصہ میں وقت صبح کا ہوا اور شاہ زرین کلاہ خاور آفتاب تخت نیلگون سپہر پر سوار ہو تاج زرین سر پر رکھے دریچۂ مشرق سے واسطے تماشاے رزم و پیکار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے نمودار ہوا اور دیکھا کہ ایک سمت سے انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مع فضل بن گیا ہو رخون آشام اور ترک جوشن پوش اور قاتل زنگی اور مقاتل زنگی اور عادل خان بن گنجاب اور نوفل خان بن گنجاب اور مطرید خان بن گنجاب اور رستم خان بن گنجاب اور سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین و ارباب باختری اور قارن بلند کمان اور ذر قاے زنجیر خاے اور فضل بن آشوب اور ملک صفوان مطلع نشین اور حارب خونریز اور ضارب خونریز اور منصور شاہ وغیرہ شجاعان روزگار اور دلیران عرصۂ کارزار اپنے سرداروں اور رفقاے جان نثار اور لشکر غازیان دیندار مجاہدان تہور شعار مرکب گلگون باختری پر سوار تیغ طہموث دیو بند کے قبضہ پر ہاتھ رکھے ہوے اور ایکطرف سے نور حدیقۂ بسالت و شہامت صاحب عزم مبارز رزم شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری شعر آفتاب مشرق دین پرور ہی + شہسوار لعل پوش خاوری + نقابدار سرخ پوش بنا ہوا اور نقابدار سند پوش مع تمام فوج و سپاہ کے وعدہ گاہ مصاف میں آکر قائم ہوے اشعار

ز چار آئینہ مدعا خواستند
ہوا شد خوش آئینہ حال تدرو
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
رہ رفتن خویش گم کردہ مہر
درنگا درنگ و درنگا درنگ

بمیدان رسیدند مردان کار
ز ارباب ایوان فضای جہان
برآمد شدہ لشکر بے قیاس
زمین آمد از نعل تازی بتنگ
ز سم ستوران دران پہن دشت

فراہم شدند آن یل نامدار
سنانہا چو طاؤس باغ جنان
زمین در تزلزل فلک در ہراس
نہان شد بگرد آسمان و زمین
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

چو سد سکندر بصف آرمیدند
علمہاے سر برکشیدہ چو سرو
حضیض زمین چون فلک اوج بود
ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر
صدا ہر دون آمد از طبل جنگ

سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام وہاں آکے ایک بہت بلند ٹیکرا تھا مع شہنشاہ سعد بن قباد اور تمام شاہ و شہریار اور سرداران لشکر اسلام اُس ٹیکرے پر جاکے بارگاہ سلیمانی کو استادہ کرا دیا حضرت ظل اللہ نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا اور سلطان صاحبقران ونگل نادعنبر پر جلوہ فرما ہوے اور باقی دست راستی دست چپی اپنے اپنے ونگل اور کرسیوں پر متمکن ہوے اور تمام لشکر اسلام ایک سمت از مشرق تا مغرب

صف باندھکے قائم ہوا ناگاہ اُسطرف سے گنجاب علیہ اللعن والعذاب تخت پر سوار اور غواصی مین خواجہ گراز الدین ملک
تخت یارک شوم کافر بیدین اور دست راست ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار پسران نوشیروان ملک العادل کسریٰ اور
دست چپ القاس خون آشام اور بدربن زلازل یک چشمی وغیرہ کفار اور پشت پر لشکر کفاران ونابکاران پُرغا
شعر حرامی لعینیان مردار خوار + زمرد پرستان ہمہ نابکار + خیل خیل ذیل ذیل تیپے کے تیپے قشون قشون دستے دستے گروہ
گروہ انبوہ انبوہ غول کے غول غٹ کے غٹ پرے کے پرے فوج فوج موج موج شعر بمیدان رسیدند از ہرطرف + چو افواج
دجال بستند صف + طرفین سے تبرداروں نے نکل کے جھاڑی جھنڈی کاٹکر میدان کو ہموار کر دیا بیلچہ ماربیلچہ کار کیا
کرکے نکل گئے سقے وغیرہ آبپاشی کر رہے تھے گرد وغبار کو بٹھلا رہے تھے مگر کثرت گرد وغبار سے کرہ ہوا کرہ خاک
آسمان گندلا گندلا اندازم زمین رعشہ دار نظر آتا تھا دل بدماغ چوبون سے سر پیٹ رہے تھے اور جھانجین کف افسوس
ملتی تھین علمہاے زرنگار وزنگاری گیسواے کھولے ہوسے زرہین ہمہ تن چشم ہوکے میدان کو جھانک رہی تھین چارآئینون
کو عالم حیرت تھا بارے بعد دو گھڑی کے بسبب کثرت آبپاشی جبکہ گرد وغبار فرو ہوا اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے لگا تو اُسوقت
نقیبون اور چاؤشون نے میدان مین نکل کے میمنہ میسرہ قلب وجناح ساقہ وکمینگاہ آسکے کا ہراول پیچھے کا چنڈاول چودہ
صفین بآئین مہین آراستہ اور پیراستہ کر کے ایک ایک والا وروہا در سے آنکو ملاکے باواز بلند کہا کہ اے مردان بکوشید تا جامہ زنان
نپوشید شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کہان ہے وہ رستم وہ سہراب کہان بیژن اور برزو شعار

باحوال جم جاے عبرت نکوست
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ
فریدون خداوند اکلیل و تخت
بخاک سیہ فرق رستم نگر
جہان با کسے پائداری نکرد
شجاعت خدا ورسول را پسند
وہر جلوۂ نام جستہ وپدید

نشانے نہ از کاسۂ مغز او ست
کہ بشکست چون فرق کسریٰ الیٰ بہا
زد نیا بنا چار بربست رخت
کم ذرہ دیدہ از گرز زال کوہ سر
بکس این جفا پیشہ یاری نکرد
شجاعان دنیا بجنت رسند
بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

سکندر کہ یک عمر آئینہ ساخت
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
جگر خون شد از دہر افراسیاب
چو بیژن بچاہ بلا شد قرار
مگر آنکہ نام شجاعان عصر
کدام ست لیس آن یل ارجمند

ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت
نداری ز کاؤس و دارا بیاد
کہ گشتی از وز ہرۂ شیر آب
نماند آن یل برزوے نامدار
بماند نکو تا بفرداے حشر
کہ آید بمیدان تیغ و کمند

یعنی کون ایسا بہادر ہے کہ آج اُن بہادرون کا نام مثل
حرف غلط مٹاکے اپنے باپ دادے کا نام اس صفحۂ ہستی پر روشن کر جاے سپہ گری کا فن ہزارون مردون کو
دکھلا جاے۔ بگ آگے بڑھ رہے اور بگ پاے پیچھے ہٹ جاے پس ساتھ اس کرٹکے کے شجاعان عرصہ کارزار
اور دلیران نامدار کی آنکھون مین نشۂ شجاعت کے پردے سے پڑ گئے اور پیچ پیچ ترچھے کیے اور قبضون پر تلوارون
کے ہاتھ رکھے منتظر تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر کون ہوتا ہے یہان تو یہ حال تھا اب شمۂ حال گنجاب خانہ
خراب سیاہ دل کا گذارش کیا جاتا ہے کہ گنجاب نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین سات صفین آراستہ
ہون چنانچہ اوّل مین ارجل خشت انداز اور سرجل خشت انداز مع ایک لاکھ اسّی ہزار خشت انداز
اور رعد اندازون کے آکر قائم ہوے اور صف دوم مین ارگوان گراز دندان اور کیوان گراز دندان مع اسّی
ہزار کفار آمادۂ مرگ مہیاے قضا تھے تیسری صف مین غراب زنگی اور محراب زنگی لاکھ حبشی
اور زنگیان مردم خوار سے صف آرا ہوے چوتھی صف مین فیل گرگ پیشانی اور گرگین فیلتن
ایک لاکھ تین ہزار سوار سے برسر رزم ہوے اور صف پنجم مین گلال خرس پیشانی اور جلال خرس پیشانی
ایک لاکھ چالیس ہزار سوار سے عرصۂ جنگاہ مین یہ کمین صف ششم مین ارقم فیل تن اور عقرب اژدہا چشم

دو لاکھ سوار نیزہ دار سے آمادہ پیکار اور صف ہفتم مین قہمور کرگدن سوار ایک لاکھ سوار کا انداز ولسے تنبیہ کا زیادہ کہرا
تھا ایک مرتبہ ارجل خشت انداز نے ایک کرگدن اہرمن طلعت پر اشعار

ز صرصر تیز تر بہنگام رفتن | ہوا ندم کوہ را صد پارہ کردے
میان ابرو آتش بود یک شاخ | بجنگ فیل بودی سخت گستاخ
سکے نر کرگدن چون کوہ آہن | اشارت گر بسنگ خارا کردے

جو کہ زیر ران رکھتا تھا اُسے چابک مار کے صف لشکر کفار سے باہر نکلا اور سامنے تخت گنجاب
کے آکے اجازت طلب ہوا گنجاب نے کہا جا تجھے حوالہ خداوند لقا کے خدا لے باختر کیا لیں یہ سنکے وہ
گبر مغرور مقہور خدا اور مردود خلائق ارجل خشت انداز گنجاب علیہ اللعن والعذاب سے رخصت ہوا اور اپنے
کرگدن کو تیز گام کر کے ناف میدان مصاف مین آکے قائم ہوا اور پکارا ہو لشکر بدیع الزمان والے فرقہ خدا
پرستان از شما ہر کسے کہ آرزوے مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان جنگ کہ ارادہ دست و پا آوری دارم تا سخن درد ہانش
بود او ر پورا کلمہ اُسکی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا کہ اقابدا سُرخ پوش نے چاہا کہ مین اپنا مرکب جولان کر کے اُسکے مقابلہ
کو نکلون ناگاہ ادھر سے شاہزادہ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار نے اپنے مرکب کو صف لشکر سے باہر نکالا اور چپ و
راست علمون کو جلوہ دیا شاہزادہ رستم صولت سہراب توان بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہمت ثانی سلیمان الاشان
حمزہ صاحبقران رُخ کر کے مرکب پر سے کود پڑا اور امیر عالیمقام کو مجرا کر کے پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور مرکب
کو چمکاتا قریب ارجل خشت انداز کے پہونچکر ہمتگا ور ہوا تو دیکھا کہ گینڈا ارجل خشت انداز کا دس بارہ قدم پیچھے ہٹ
گیا ارجل کرگدن پر سے گرتے گرتے بچا اور پھر خوب سا سنبھلکر تازیانہ کرگدن کو مارا اور نہایت غیظ و طیش مین بھرا ہوا سامنے
شاہزادہ بدیع الزمان کے آکے کہنے لگا کہ اے جوان یہ کونسی رسم ورہ ہے کہ تو نے آتے ہی ہمتگا ور مار کے میرے کرگدن کو پسپا
کر دیا شاہزادہ عالم نے جواب دیا کہ ہمارے طریق اسلام مین یہی رسم ہے کہ پہلے ہمتگا ور ہوکے امتحان زور بازوے حریف کا
کرتے ہین مگر تیری قوت اور مردانگی ہمپر ظاہر ہوگئی کہ نہایت کم طاقت ہے ایک ہمتگا ور مین گینڈے پر سے گرتے گرتے بچا
ارجل خشت انداز یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سُنکے بہت درہم برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے خیرہ سر خداپرست تو مجھے کمزور
جانتا ہے تو شعر بیا تا چہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + شاہزادہ والا مرتبت نے فرمایا اے ارجل
خشت انداز ہمارے طریق مین چار باتین ممنوع ہین اول حریف پر پیشدستی نہین کرتے دوم بھاگتے کا تعاقب نہین
مناسب جانتے تیسرے کسی بزرگوار کے مزار پر دیدہ و دانستہ قدم نہین رکھتے چوتھے کسی عاشق کا راز نہین فاش
کرتے لہذا شعر تو اول برآور تمناے خویش + کہ من خصم را میدہم جاے بیش + یعنی تو پہلے اپنی ضرب کر کے اپنے دل کا
ارمان اور جی کی حسرت نکال لے اگر بعنایت احدیت تیری ضرب سے مجھے محفوظ اور سالم رکھیگا تو بعد اسکے مین اپنا حربہ
تجھپر کرونگا ارجل خشت انداز نے کہا دو ہا مرّی وہ جو پہلے مارے + سوچ کر بیٹھے کو کیا مارے + جب تو میری حربہ
سے جانبر ہوگا تب پھر تیرے وار کو دیکھ لونگا یہ کہکے پکارا خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا اور فلاخن کے کلّے مین ایک خشت
فولادی اور اُسکے چارون کونون مین چار خنجر فولادی بران اور بہت آبدار نصب کیے ہوے رکھ کے اپنے سر پر چرخ
دیا اور سمت شاہزادہ عالیمقام بقوت تمام مارا چنانچہ وہ اینٹ مثل رعد شور کرتی چلی شاہزادہ عالیجناب نے اُسکو جو
آتے دیکھا اپنا ایک پانون رکاب سے نکالکر قاش زین سے جستی تمام کفل مرکب پر آرہا اور زین کو خالی کر دیا اینٹ
برابر پالان مرکب کے آکر لگی اور کلّہ مرکب کا توڑ کے زمین مین غرق ہوگئی وہ گھوڑا شاہزادہ بدیع الزمان کا تصدق
ہوگیا اور شہزادہ عالم جست کر کے زمین پر آیا اور امیر ابن عمرو سے فرمایا کہ نگلگون باختری کو لا حسب الحکم شاہزادہ عالم
کے امیر بن عمرو نے اُسی دم مرکب نگلگون باختری کو لا کے حاضر کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے پہلے نذر کر کے

اُس اسپ کو زمین سے کھینچ لیا اور بعد اُسکے گلگون باختر شہی پر سوار ہوکے اُسی اینٹ کو لیے مرکب کو تیز گام کیے جانب ارجل خشت انداز مخاطب ہوا اور یہ نعرہ کرکے نعرہ

بدیع الزماں کہ در روز کین
توانم زدن آسماں بر زمین
مہ برج خوبی ستارۂ انجمن
زتیغش بسے ملک اسلام شد
بدیع الزماں گرد لشکر شکن
کہ سر فتنہ باختر نام شد

نہیب دی کہ باش اے لعین حرام بد ذات ہوشیار کہ میں تیرے قدر بری حربے سے تجھے جہنم واصل کرتا ہوں ارجل خشت انداز یہ کلام شہزادۂ عالی مقام کا سنکے قہقہہ مارکے خوب ہنسا اور کہنے لگا کہ اے بدیع الزماں مجھے خداوند لقا نے پروانہ مسلمی کا دیکر تقدیر کی ہے کہ تو سب پر غالب رہیگا کبھی کسی سے تو مغلوب نہوگا شاہزادہ عالیمقام نے فرمایا کہ کیا مضائقہ تو اپنے اُس گبر مزور خوک بیکر خرس بادیہ ضلالت گمراہ کنندۂ عالم لقا کی تقدیرات اور مزخرفات کہنے کا ابھی تماشا دیکھ اور یہ کہکے اُسی اینٹ کو سر پر چرخ دیکر ارجل کا نشانہ تاک کر مارا ارجل نے چاہا تھا کہ اینٹ کو خالی دے مگر اینٹ آکے اُس حرامزادے کی چھاتی پر لگی اور وہ جہنمی چیخ مارکے گینڈے پر سے چاروں شانے چت زمین پر گرا اور دم بھر میں پھڑک پھڑک کے سیدھا جہنم کو گیا گنجاب نے جو یہ حال دیکھا کہ ارجل خشت انداز مارا گیا ہکا بکا ہو گیا اور حیرت کا دریا اُس تیرہ بخت بد روزگار خدا پرست نے غضب کیا کہ سر بخش خداوند لقا کا توڑا کسلیے کہ تقدیر خداوند لقا نے کی تھی کہ کوئی ارجل خشت انداز کو کبھی نہ مار سکیگا اور اسنے بخلاف تقدیرات خداوند لقا کے ارجل کو مار ڈالا ہاں نہ جانے دینا اسکو اور چار طرف سے محاصرہ کرکے مار لو زندہ و سالم نہ چھوڑ دیو یہ شور گنجاب کا سن کے سرجل خشت انداز چھوٹا بھائی ارجل جہنمی کا ہائے بھائی ہائے بھائی کہتا اپنا گھوڑا دوڑا کے سمت شاہزادۂ بدیع الزماں چلا نقابدار سرخ پوش نے جو دیکھا کہ بدیع الزماں نے مردانہ وار ارجل خشت انداز نابکار کو جہنم واصل کیا اور اب سرجل خشت انداز چھوٹا بھائی اُسکا بقصد رزم بر سر شاہزادہ بدیع الزماں جاتا ہے ایک بار اپنے راہوار کو گرم تاز کر کے سد راہ سرجل خشت انداز کا ہوا اور یہ آواز بلند کہا کہ باش اے نامرد تیرہ روزگار کہاں جاتا ہے کسواسطے کہ تو صید لاغر میرا ہے سرجل خشت انداز نے نقابدار سرخ پوش کو سد راہ اپنا دیکھ کے حالت غیظ و غضب میں اسطرح کی ایک ورا اینٹ فلاخن میں رکھی اور چاہا کہ چرخ دیکر سر پر جو اپنا کرے ایک مرتبہ نقابدار سرخ پوش نے مثل برق چمک کر دوال کمر پر اُس کے اسطرح سے تیغہ بلارک افراسیابی کا حربہ کیا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوکر لاش اُس جہنمی بدمعاش کی قاش قاش زین سے زمین پر گری اور خاک و خون میں پھڑکنے لگی شاہزادۂ بدیع الزماں رستم صولت نے جو دیکھا کہ نقابدار سرخ پوش نے سرجل خشت انداز کو واصل جہنم کیا شاہزادۂ عالم اپنا گھوڑا چمکا کے قلب لشکر گنجاب پر جا پڑا اور اسطرف سے بھی تمام کفار بر چھے اور تلواریں پکڑ کے آمادۂ رزم و پیکار ہوئے یہ پیش اور بلوہ فوج کفار کا دیکھ کر اسطرف سے قصیل بن گیا ہوں خون آشام اور قارن بلند کمان اور ورقا زنجیر خا اور رستم خان بن گنجاب اور ترک جوشن پوش اور ارباب باختری اور دیوانہ قیطاس زرد پوش طاہر بن قہرمان عجمی اور قاتل زنگی اور مقاتل زنگی اور مقبل بن آشوب اور منصور شاہ وغیرہ سرداران جان نثار شاہزادہ بدیع الزماں نامدار کہ اپنے آقا سے ولی نعمت شاہزادۂ بدیع الزماں رستم صولت کو یکہ و تنہا لشکر کفار میں صفاری اور شمشیر زنی کرتے دیکھکر اپنے اپنے گھوڑے دبا کے پشت پر شاہزادۂ عالم کی پہونچے اور آمادۂ کفار کشی اور جہاد ہوے اشعار

یکے نیزہ زد بر عماری نشین
یکے بسمل از خنجر آبدار
یکے تیغ بر مہ رخ آہنین
یکے کشتہ از تیر سینہ فگار
کشیدہ ہمہ تیغ کین از غلاف
یکے را بہ بازو یکے را بہ سر
یکے بود در خواب و مرگش رسید
پئے قتل و کفار والی خلاف
یکے را بہ پشت و یکی بر کمر
اجل را پئے دردم تیغ دید

یکے را بہ پیکان جگر کاستہ | یکے مرگ را از خدا خواستہ
یکی بود چون مرغ بسمل بخاک | شد از زخم خنجر یکے سینہ چاک
یکے بود بر نوک نیزہ طپان | بخاک او فتادہ یکے نیمجان
یکے بود گریان بحال پدر | یکے بر برادر یکے بر پسر
شکستند صدہا بہ گوپال سر | برون مغز صدہا شدہ از تبر
کمانہا ز عبرت بہ بستہ میان | کہ آرند تیرے در آغوش جان
بہ فوج عدو بود اجل خندہ زن | ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
بلہ اسپ بر سو ہزاران ہزار | ہمی گشت در دشت کین بیقرار
بسے دیدہ مجروح و خونبار بود | صدائے پُر از نالۂ زار بود

یکے زار ہان خون ز زخم سنان | بمیدان یکے تشنہ لب دادہ جان
یکے بود بے پا و بے سر یکے | یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے
یکے چشم پرنم چو تیچالہ داشت | یکے بر لب از سوز دل نالہ داشت
بہ شمشیر و خنجر بہ تیر و سنان | بہم یکدگر می ربودند جان
صدائے تراق و ٹراق و تراق | ز میدان رسیدہ بہ نیلی رواق
چنان گرم کردند بازار جنگ | کہ بیسوخت پرہائے تیر خدنگ
زمین کشتہ افتادہ پہلو بہم | شدہ خویش و بیگانہ پہلو بہم
سر مردہ در زیر نعل ستور | شدہ سرمۂ دیدۂ مور و گور

اور حال شاہزادہ با اقبال پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا یہ تھا کہ مثل شیر صحرائی صید افگنی کرتا ہوا جھپٹکے دوڑ کر سر پر تیغۂ طہمورث دیوبند کو مارا زیر تنگ اُس کمری کہنہ لنگ کے نکلگیا اور لاش اُس جہنمی بدمعاش کی مع مرکب چار پر کالے ہوکر خاک و خون میں لوٹنے لگی جھپٹکے دوال کمر پر ہاتھ مار بیٹھا مثل خیار تر قلم کرکے گرادیا جھپٹکے جلیو کا ہاتھ مارا ایک شانہ ایک ہاتھ اور سر دھڑ پر سے غائب ہوگیا اور افواج کفار مانند گلۂ بز و میش سامنے سے پریشان اور بھاگتی پھرتی تھی خلاصہ یہ کہ وہ اشجع و بے ضیغم ہیجا سے وغا شمشیر زنی کرتا برابر صف اول کے پہونچا وہاں سردار اُس صف کا ایک گبر غیور کہ نام اُسکا عنظر فیل دندان اور چھوٹا بھائی اُسکا قنطر فیل دندان تھا وہ خوک صحرائی عنظر فیل دندان بمقابلہ شاہزادہ بدیع الزمان رستم صولت آکے پکارا کہ باش ای بدیع الزمان کہاں جاتا ہے کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی اور یہ نہیب دے کے برابر سے ایک ضربت تیغ بر سر اقدس اُس شاہزادہ نامور کے کی شاہزادہ اشجع دہر نے سپر کو اُسوقت پشت پر ڈالدیا اور یہ مشورہ کر کے کہ شعر سپر رو گرفتن ننگ می آید سپاہی را + بگیرد مرد میدان روز جنگ این سپاہی را + اور تیغۂ طہمورث دیوبند کی پشت سے اُسکی تلوار کو دو ٹکڑے کرکے ایک وار تیغۂ آبدار کا اُس عنظر فیل دندان تیرہ روزگار پر کیا اُس علیہ اللعن نے سپر کو پناہ کیا تھا مگر وہ برق شمشیر جو کڑک کر اور چمک کر گری تو لگا ابر سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کرکے خود اور دو ملتے اور کھوپڑی کو کاٹ کے گلے اور چہرے کو لیتی ہوئی صراحی گردن میں مثل قطرۂ سیماب نہ ٹھہری صندوق شکم کے دو ٹکڑے کرکے اسفل کیطرف سے نکلی اور قاش زین اور شمد زین کو کاٹ کے زیر تنگ اُس کمری کہنہ لنگ کے نکل گئی زمین کو بوسہ دیا لاش اُسکی مع مرکب چار ٹکڑے ہوکے پھڑکنے لگی اور شاہزادۂ سہراب توان اُس عنظر فیل دندان کو جہنم واصل کرکے جانب صف دوم مخاطب ہوا اور با شمشیر خونچکان قریب صف دوم کے پہونچا اُسطرف سے تقابدار سرجوش تلواریں مارتا اور لاش پر لاش گراتا اسی پہلی صف پر پہونچا قنطر فیل دندان چھوٹے بھائی نے عنظر کے قاسم کے رو برو آکے تلوار بسر جا درسپاہ تا مدار کے ماری قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر بوقت برگشتن تیغہ پلا ارک چمک کر مارا تا جگرگاہ اُتر گیا اور وہ کافر چیخ مار کر گھوڑے پر سے زمین پر گر کے جہنم واصل ہوا سمت صف دوم تعاقب میں بدیع الزمان کے روانہ ہوا اتنے عرصے میں شاہزادہ بدیع الزمان با شمشیر خونچکان کفار کشی کرتا ہوا صف دوم میں جا کے غٹ پٹ ہوگیا یکایک اکوان گراز دندان مالک اُس صف کا نہیب دے کے برابر شاہزادہ بدیع الزمان کے آیا اور تلوار کھینچکر بر سر شاہزادہ نامور حملہ آور ہوا شاہزادۂ عالم نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر بوقت برگشتن طمانچے کا ہاتھ

کلے پہ مارا گویا طمانچۂ اجل اُس کا فرِ بے حیا کے لگا اور وہ جہنم واصل ہوا اور فوج کفاران صف دوم کو پریشان و پراگندہ
کرکے جانب صف سوم مخاطب ہوا اُدھر نقابدار سُرخ پوش صف دوم مین پہونچا کیوان گراز دندان بمقابلہ نقابدار
سرخ پوش آیا اور تلوار کھینچکر بقوت تمام برسر نقابدار ماری نقابدار سرخپوش نے اپنی تلوار کی پشت سے اسکی تلوار کو مانند
آئینہ حلبی کے دو ٹکڑے کیا اور فاش زین پر قائم ہوکے تیغہ مارا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوکے علیحدہ جا پڑا اور لاشہ ایکطرف
گرکے پھڑکنے لگا بعد ازان نقابدار سرخ پوش بھی متوجہ صف سوم ہوا اتنی دیر مین شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والا
مرتبت صف سوم پر پہونچا اور شغراب زنگی مالک صف سوم نے جو شاہزادۂ عالم کو آمادہ رزم و پیکار آتے دیکھا بزعم شہزادہ
ناموری کے پہونچکر پکارا ای خدا پرست باش یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کر دیا تھا یہ کہکے ایک تلوار دو دستی برسر شہزادۂ والا قدر ماری شاہزادۂ
عالیمقدار اپنے بند دست اُسکا پکڑکے ذرا جو اسکی کلائی کو فشار دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے دور جا پڑی اور پھر طنطنۂ اللہ اکبر جگر
سے کھینچکر اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکر فاش زین سے اُٹھا لیا حسب اتفاق شاہ جہاندار ان عمرو بن اُمیہ نامدار اُسی مقام
پر بہیئت عیاری تبدیل لباس کیے کھڑے ہوئے یہ تماشائے جنگ دیکھ رہے تھے بے ساختہ صاحبقران کیطرف متوجہ
ہوکے پکارے کہ اے حمزہ ذرا چشم انصاف و بنظر عدالت دیکھ کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے اس زنگی مردم خوار
اہرمن توان کو کس جوان مردی سے بسہولیت و آسانی خانہ زین سے اُٹھا لیا اور بروے ہوا پھینک کر یقین ہو کہ
چو رنگ ہوائی کا تا چاہتا ہے صاحبقران نے جو خیال کیا تو واقعی شاہزادۂ عالیجناب نے غراب زنگی کو پہلے تو
کمربند پکڑکے آسمان کیطرف پھینکا اور گرتے گرتے دوال کمر مین تیغہ مارا کہ دو پرکالے ہوکر گرا اور لاشہ اُسکا خون مین لوٹنے
لگا شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن غراب زنگی جہنمی علیہ اللعن والعذاب کو قتل کرکے صف چہارم کی
طرف روانہ ہوا اُسطرف سے نقابدار سُرخ پوش صف دوم کو تہ و بالا کرکے شمشیر زنی کرتا صف سوم مین پہونچا محراب
زنگی چھوٹے بھائی غراب زنگی جہنمی کا اپنے مرکب کو تازیانہ کرکے بمقابلۂ نقابدار سُرخ پوش آیا اور ایک وار تلوار کا
برسر نقابدار کیا نقابدار سُرخ پوش نے بچستی تمام چمک اُسکی تلوار کی ملاحظہ کرکے بیچ مین تیغہ مارا کہ ایک شانہ مع
گردن اُسکا قلم ہوکر لاشہ بے سر اُسکا گھوڑے پر سے تڑپتا ہوا نیچے گرا اور سم مرکب کے نیچے پامال ہوکے فی النار
و السقر ہوا اور نقابدار سرخ پوش محراب زنگی کو قتل کرکے متوجہ سمت صف چہارم ہوا وہان شاہزادۂ عالیشان
بدیع الزمان سیکڑون کفار اور اعدائے بے دین کو تیغ بے دریغ کرتا ہوا صف چہارم کے قریب پہونچا اور فیل
گرگ پیشانی سردار صف چہارم کا آمد شاہزادۂ رستم دل اسفندیار توان بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے تیغہ
طہمورثی و لوہند کھینچے لاش پر لاش دھڑ پہ دھڑ سر پہ سر دھرے پژمردہ گراتا مثل شیر صحرائی صید افگنی کرتا شعر
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد + پیکے را دو کرد و دو را چار کرد + دیکھکر ایک گرز ایک گرز ہفتاد منی لیے سامنے آیا اور پکارا
اے خدا پرست بلیت گران ہر کرا بار سر بر تن ست + علاجش بدست من ست + اور وہی گرز بزور قوت تمام
یا خداوند ہجدہ ہزار ملک لقا ہے خدائے باختر کہکے برسر اقدس شاہزادۂ عالیمقام مارا شہزادۂ سہراب توان
بدیع الزمان نے بطن سپہگری بچستی و چالاکی اپنا ہاتھ بڑھا کے قبضہ گرز کو پکڑ لیا اور اپنے قبضۂ اختیار مین کرکے
ایسی لہرنے کی ایک ضرب اُسپر کی کہ مع مرکب بچش زین و بید تہ زمین ہو کر استخوان جسم تک اُسکے سُرمہ سا ہو گئے اور جہنم واصل
ہوا القصہ شاہزادۂ والا شان فیل گرگ پیشانی کو جہنم پہونچا کر کے جانب صف پنجم مخاطب ہوا اُسطرف سے وہ نہنگ
بحر شجاعت نقابدار سرخپوش دریائے لشکر کفار مین شناوری کرتا تلوارین مارتا صف چہارم پر پہونچا گرگین فیلتن
سردار صف چہارم برتچا بکڑکے بمقابلۂ نقابدار سرخپوش آیا اور نیزہ سینہ کیطرف نقابدار پر مارا نقابدار سرخپوش نے نیزہ اُسکا

گلوگاہ سے پکڑ کے چھین لیا اور وہی نیزہ اُسکی چھاتی پر مارا کہ پشت کے پار نکل گیا اور بعد ازان اُسے جہنم واصل کرکے جنگ رستمانہ
کرتا پانچوین صف کی سمت متوجہ ہوا یہان شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن جو کفار کشی کرتا اور شعلۂ برق شمشیر جانستان
سے خرمن ہستی اعدائے بے دین کی جلاتا اور جہنم واصل کرتا پانچوین صف مین پہونچا تو کلال خرس پیشانی سردار وہان
کا شاہزادۂ عالم کی شمشیر زنی اور خونریزی دیکھکے یہ کہتا ہوا کہ اے حمزہ پرست خدا پرست غضب کیا تو نے کہ چار صفون مین چار
سردار اور پہلوان کو مار کے یہان تک آ پہونچا مگر اب تو چاہیے کہ یہان میرے سامنے سے اپنا بانکپن کرکے زندہ وسالم بچکر جاے
تو یہ غیر ممکن بس یہ کہکے بڑی کبر ونخوت سے ضرب تیغ بر سر اقدس شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے کی شاہزادۂ عالیقدر نے
بائین ہاتھ سے بچستی تمام باڑھ تلوار کی بچا کر بند دست اُسکا پکڑ لیا اور داہنا ہاتھ کمر زنجیر بین اُسکی ڈالکے ایک ہی زور مین
خانہ زین سے اُسکو اُٹھا کر اور سر پر پیچ دیکے مارا کہ نقش زمین ہو پیوند زمین ہوکر ایک ایک استخوان جسم کی ریزہ ریزہ ہوگئی فوج
صف پنجم نے اپنے سردار کلال خرس پیشانی کو بایں ذلت وخواری جہنم واصل ہوتے دیکھکر تلوارین اور برچھے
پکڑ پکڑ کے چار طرف سے محاصرہ کر لیا اور آمادۂ مرگ وہیجا سے تنہا ہوکر ایک ہی مرتبہ اُس اژدر روزگار شاہزادۂ نامدار
پر اپنے اپنے وار کرنے لگے شاہزادہ رستم صولت تیغۂ طہمورث دیوبند کو پکڑ کے عنان اپنے مرکب گلگون باختری
کی منعطف کرکے جدھر حملہ ور ہوتا تھا لشکر کفار مثل بنات النعش پر دین پراگندہ و پریشان ہو جاتا تھا اور وہ اژدر دہر ضیغم
ہیجائے کارزار صف شکنی اور کفار کشی کرتا صف ششم کی طرف متوجہ ہوا اُدھر نقابدار سرخ پوش صف پنجم پر پہونچا تھا کلال
خرس پیشانی بھائی کلال کا بمقابلہ نقابدار سرخپوش آیا اور بہت سالاف وگزاف کرکے چاہتا تھا کہ ضرب تیغ
بر سر نقابدار کرے نقابدار سرخپوش نے اُسکے ہاتھ کی ضرب کو اپنے جسم تک آنے نہ دیا اور اس چالاکی سے تیغۂ پلارک
افراسیابی اُس گبر مغرور کے سر پر مارا کہ ایک ہی ضرب مین تا جگر گاہ کاٹ کے کام اُس کا فریترا انجام کا تمام
کر دیا اور وہی تیغۂ خون چکان ہاتھ مین لیے لشکر کفار مین تلاطم ڈالکے صف ششم کیجانب روانہ ہوا اس عرصے
مین انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان
گردلشکر شکن صف ششم کے قریب پہونچا اور ارقم فیل زور نامی جو سردار صف ششم کا تھا اُسنے شاہزادۂ عالم کو با تیغ
عریان قتل عام کرتے آتے دیکھکر وہین سے پکارا کہ اے حمزہ پرست کہان آتا ہے اور تلوار کھینچکر مانند خوک صحرائی
کے نہایت غیظ وغضب مین برابر شاہزادۂ والا گوہر کے پہونچا اور بزور وقوت تمام ایک ضرب تیغ کی بر سر شاہزادۂ عالمقام
مار بیٹھا شاہزادہ با اقبال نے اُسکی ضرب کو خالی دیکے بوقت برگشتن تیغ مارا کہ سر سے اُس گبر روسیاہ کے جسم کا
اور زیر بغل نکل گیا اعدائے بے دین اور اشقیائے لعین افسران فوج اور سوار و پیادے اُس جہنمی کے ہمراہ والے
سپرین تلوارین پکڑ پکڑ کے بر سر شاہزادۂ نامور آ پہنچے لیکن وہ تہمتن توان سہراب دل شاہزادہ بدیع الزمان
گردلشکر شکن کس جرأت ومردانگی سے ہزارون سوار وپیادون کو تہ تیغ بیدریغ کرتا لاش پر لاش گراتا کشتون کے
پشتے لگاتا بسہولت اور آسانی تمام اُس فوج کفار کو بلواسطہ عام کو طے کرکے سمت صف ہفتم روانہ ہوا تھا یک
نقابدار سرخ پوش صف ششم مین پہونچا تھا کہ چھوٹا بھائی ارقم فیل زور کا عفریت اژدر چشم برابر آکے
سد راہ ہوا اور یہ کہکے کہ اے حمزہ پرست اب مین سمجھا کہ ہر مرتبہ تمھاری سرکشی اور ہاتھ دیکھنے کا ہو چکا اب وہ جو تمھے سنا ہو ہر کام ...
... تھا اور اجل ... تمھاری دونون کی کھڑی پکار رہی ہو نمونۂ قہر خداوند ہچیدہ ہزار ملک باختر لقا مین ... اشعار

مین اسنج وہر بلا ہون	انسان خورندہ اژدہا ہون
کرو ... ہم تیغ عریان	ہنگام وغا ہو بید لرزان

یہ لاف وگزاف کرکے با شمشیر عریان نقابدار پر حملہ ور ہوا نقابدار سرخپوش نے اُسکی تلوار کو سپر پر لیا ... کے جو قوت

پر گشتن یہ کہکے کہ اے گبر مغرور شعر تو ضرب بزور ہی ضربتین نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ تیغہ کمر پر ایسا لگا کہ تسمہ لگا
نہ رہا اور مثل خیار تر دو پر کالے ہوکر لاش اُسکی خاک و خون مین لوٹنے لگی اور نقارہ دار مردانہ وار لشکر کفار سے رزم و پیکار کرتا
ہوا جانب صف ہفتم مخاطب ہوا اس عرصہ مین وہ رستم صولت سہراب توان صاحبقران بن صاحبقران پہلوان
تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد و لشکر شکن ہزارون کفار کو علف تیغ آبدار کرتا قریب صف ہفتم آکے نعرہ زن ہوا نعرہ

مہ برج خوبی شہ انجمن ٭ تہمتن توان گرد لشکر شکن ٭ بدیع الزمان آنکہ در رزم و کین ٭ تو گوئی زدن آسمان بر زمین
ز تیغش پسے ملک اسلام شد ٭ کہ سر فتنہ با خنجر نام شد ٭ صدا اپنے نعرہ کوہ شگاف اُس فرزند زلزلۂ قاف کی مثل سنان نیزہ

جانستان پار و کے سینون کے ہزارون عدوے سپہ دین کے سینون کے پار نکل گئی اور فوج کفار مین ہلچل پڑگئی تھی ناگاہ ایک پہلوان دیو
طاقت اہرمن توان قمہور کرگدن سوار نامی مسلح اور مکمل سردار صف ہفتم با شمشیر علم اور نیزہ بر دوش بکمال جوش
و خروش گھوڑے کو دبا کے یہ نہیب دیتا ہوا کہ باش باش اے بدیع الزمان کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت
روی بمقابلہ شاہزادہ عالیمقدار آیا شاہزادہ والا نے گفتگوے نامعقول اور تقریر مجہول لاف و گزاف کی اُس گبر مغرور کی سُن
کے فرمایا سبحان لندشعار ٭ ز ہے گردش چرخ نیرنگ ساز ٭ کہ کنجشک از و سر صید باز ٭ در لیفا ز نیرنگی دہر سیر
کند روبہے مثل نخچیر شیر ٭ اور بعد اسکے اُسکی جانب مخاطب ہوکے ارشاد کیا کہ اے زبان دراز اس بیہودہ گوئی سے کیا حاصل
یہان زبان نیزہ اور دم شمشیر سے گفتگو کرنا لازم ہے شعر زبان و کش و تیغ کش از غلاف ٭ کہ جائے سخن نیست وقت مصاف ٭
یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سُنکر قمہور کرگدن سوار نے سر پہ تلوار ماری اُس یکتاے روزگار شاہزادۂ نامدار نے بفن
سپر گیری بند دست اُسکا پکڑکے ایک جھٹکا مارا کہ منہ کے بل تا سنگ زین پر گر پڑا اُسوقت بحالت غیظ و طیش مین شاہزادہ
نامور نے ایک طمانچہ اُسکے منہ پہ مارا کہ دھڑ سے سر اُڑ کے علیحدہ جا پڑا اور لاشہ بے سر اُسکا چیخ مار کے نیچے گر کے خاک
و خون مین لوٹنے لگا شاہزادہ عالیمقام نے قمہور کرگدن سوار کو جہنم واصل کرکے اور بافضال ایزدی و
تائید سرمدی ساتون صفون سے مظفر و منصور ہوکے اب رخ طرف گنجاب کے کیا اور اُسطرف گنجاب نے دیکھا کہ
قمہور وغیرہ سردار ساتون صفون کے مارے گئے اور بدیع الزمان اب میری طرف آتا ہے باواز بلند کہا کہ اے یارو
اب انتظار کا کیا ہوا دیکھتے کیا ہو بدیع الزمان میری طرف آتا ہے اسے چارون طرف سے محاصرہ کرکے مار لو مجھ تک
آنے نہ دو یہ کلام گنجاب بے سرانجام کا سُنکے بدیع الزمان زلزال یک تنے ہی جواب دیتا گنجاب کے اپنے مرکب پر سوار آمادۂ
رزم و پیکار کھڑا تھا یہ کہکے کہ یا شیر خدا بحکم خداوند لقا اور تیرے اقبال سے مین جا کے اسکا کام تمام کرتا ہون بس اتنا
کہکے اور گھوڑا چمکا کے شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی طرف چلا وہان اُس ٹیکرے پر سے سلطان عالی مقام
امیر حمزہ صاحبقران مع تمام سرداران بارگاہ نشین تماشا شجاعت اور شمشیر زنی شاہزادہ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن کا ملاحظہ فرمارہے تھے اور سراج عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار
برابر کھڑا سر اقدس پر سلطان با اقبال کے مگس رانی کر رہا تھا یکایک عمرو نے بحضور سلطان صاحبقران عرض کی کہ حمزہ
علم زنگاری فوج کفار کا میمنہ سے جدا ہوکے جانب شاہزادہ بدیع الزمان والا مناقب ہوا سے لہراتا ہوا رُخ کیے ہوے
معلوم ہوتا ہے شاید اور کوئی بڑا سردار لشکر گنجاب کا بمقابلہ شاہزادہ عالیجناب بدیع الزمان آتا ہے امیر باتوقیر
نے بھی اُس جانب کو بغور ملاحظہ ہوکے دیکھا کہ ہجوم کفار پر سر شاہزادہ عالی مقدار ہے اور ایک گبر مغرور رکاب
آہن مین غوطہ مارے با شمشیر عریان سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے آمادہ رزم و جنگ آ پہونچا سلطان
صاحبقران امیر کشورگیر جہانستان نے سمت قبلہ منہ کرکے باچشم اشکبار جناب باری تعالیٰ مین دعا کی کہ اے قادر ذوالجلال صدقہ

اپنی وحدانیت کا میرے لخت جگر پارۂ بدیع الزمان کو اس بلوائے کفار سے محفوظ رکھنا ابھی امیر با توقیر دست بدعا تھے کہ بدر بن زلازل یک چشمی نے یہ سوچکے کہ اے خیرہ سر تیرہ روزگار بہت عیش و نشاط کر چکا اور بڑی نمود اور دھوم تیری ہو چکی بس تا چند شجاعت اور جرأت اپنی دکھلائیگا خبردار ہو جا اور مرکب کو برابر ملا کے خانۂ زین پر قائم ہو کے برسر شاہزادہ والاتبار تلوار ماری شاہزادۂ عالم نے اپنے تیغہ طہمورث دیوبند کی پشت پر اسکی ضرب کو جو روکا تو اسکی تلوار مانند آئینۂ چینی کے ٹوٹ گئے دو ٹکڑے ہوگئی بدر بن زلازل یک چشمی نے چاہا کہ دوسری تلوار جو زیر جامہ تھی اسے پکڑ کے سپر مقابلہ کرے جب تک وہ تلوار مڑ دھر سے کھینچکر ضرب کرے کرے شاہزادۂ بدیع الزمان نے سبقت تمام تیغہ طہمورث دیوبند کا ایک ہاتھ اسکے سر پر مارا بدر بن زلازل نے سپر کو پناہ کیا حسب اتفاق بیلا تلوار کا سپر پر پڑا سپر کو کاٹ کے خود و بلغہ اور کھوپری کو کاٹ کے تا دو ابرو اتر گیا بدر نے اپنا سر جھڑایا تیغہ طہمورث دیوبند گردن پر گنبڈ سے کی پڑا اور گردن گنبڈے کی قلم کرکے نکل گیا بدر بن زلازل یک چشمی مع اپنے اس کرگدن کے مانند طاؤس آتشبازی کے چرخ مارکے میدان میں زمین پر گرا لکھو کھا کفار پیادہ اور سوار فوج گنجاب کے ہان ہان لینا لینا کرتے جانے دینا کہکے چار طرف سے دوڑ پڑے اور اپنا قتل ہونا اور مرنا گوارا کرکے جسطرح سے ہو سکا قریب بتیس چالیس کا فرونکے مارے گئے بدر بن زلازل یک چشمی کو اسی حالت زخمداری اور غش میں خاک و خون میں آغشتہ اٹھا کے دوش بدوش لیے بھاگے باقیماندہ تمام لشکر گنجاب شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجناب پر سپر میں اپنی اپنی منھ پر رکھے مثل ابر غرندہ جھکے ہوئے بارش نیزہ اور تیر اور تبر اور شمشیر اور خنجر کی کر رہے تھے انتہا سے درجہ یہ کہ اب اس درجہ ہجوم اور دھوم کرکے فوج کفار نے محاصرہ کیا کہ شاہزادۂ عالم نظروں سے پنہان ہوگیا سلطان والاشان امیر حمزہ گیتی ستان صاحبقران دوران نے جو یہ غلوے افواج کین اور بلوۂ اعدائے بے دین کا چار سو دیکھا اپنے فرزند لخت جگر پیوند کو نظروں سے مخفی و پنہان دیکھا حالت اضطراب میں نہایت بیتاب اور باچشم پرآب ہوکے عمرو عیار سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ خواجہ وہ قرۃ العین نور بصر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور اسوقت نظروں سے میری پنہان ہو ذرا غور سے دیکھو تو کہ فوج کفار میں وہ کسطرف نظر آتا ہے عمرو بھی سراسیمہ ہوکے چار طرف دیکھنے لگا کہ فرق گردوں تک ایسا سپر چھایا ہوا اور برق شمشیر چمکتی نظر آتی ہے بارش تیر کی جھڑی لگی ہوئی ہے تاریکی تیرہ درونان فوج کفار سے زمانے میں اندھیرا ہو ناگاہ وہ آفتاب سپہر صاحبقرانی یعنی شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان عرش مرتبت بدر بن زلازل یک چشمی کو زخمی کرکے جو اس ظلمت ہجوم اور دھوم لشکر کفار سے طالع ہوا تو اپنے سر پر چار سو لشکر کفار کا بلوا اور روبرو نظر اپنے گنجاب علیہ اللعن والعذاب کو تخت پر اجلاس کیے ملاحظہ فرماکے ایک مرتبہ شمشیر زنی کرتا لاش پر لاش دھر پیدو ظفر پر سر مردے پر مردہ گراتا کشتوں کے پشتے لگاتا بکمال غیظ و جلال

اشعار

چو بر سر زکین تیغ شد افشان
بلینے مرکب گلگون پا خفرچی

برنگ ہما بر سر این جوان | چو باز گرسنہ بصید کلنگ | چو شیر ژیان سوا آہو ہی لنگ

کوتازیانہ مارکے برسر گنجاب چلا گنجاب نے جو دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان عنقریب آپہونچا حالت اضطراب میں ادھر ادھر دیکھکر چاہتا تھا کہ بھاگ کھڑا ہو القاسم خون آشام جو برابر تخت کے کھڑا تھا اسنے گنجاب کو نہایت بیتاب دیکھکر کہا کہ یا پیغمبر مرسل ع صد خندہ مرگ بر چنین زیست + تف ہے میری ایسی بیحیائی کی زیست پر اور خاک میرے سر پر کہ میرے سامنے تیرے دل کو صدمہ اور قلق کسی بات کا ہو اب تجھے تنہا چھوڑکے میں ہوا سے زندہ کہاں جاؤنگا یہ کہکے اپنے مرکب کو جولان کیا اور برابر شہزادۂ نامور کے پہونچکر تلوار برسر اقدس شاہزادۂ عالیمقدار ماری شہزادہ والا گہر نے اپنے تیغہ طہمورث دیوبند کی پشت پر اسکی ضرب

بمیدان جنگاہ افواج کین ۔ مہ برج خوبی سر انجمن ۔ تہمتن توان گرد لشکر شکن ۔ شہ مہرا جلال انجم گروہ
خدا بہ فلک رخش رستم شکوہ ۔ بدیع الزمان صفدر ارجمند ۔ بکف تیغ طہمورث و پور شیر ۔ بجوش غضب صورت شیر نر
بہر سمت کو میشد ہمی سلام ور ۔ نمایان شد سے حشر در کارزار ۔ زدن شد جدا سر ہزاران ہزار ۔ سیسے گیر جون گلہ گوسفند
گریزندہ از بیم جان میشدند ۔ تزلزل فتادست در رزمگاہ ۔ پراگندہ میگشت فوج و سپاہ ۔ سپیکے واشت در سر ہوائے گریز
سپکے جبارہ جدا از دم تیغ تیز ۔ سپکے رار وان خون ز زخم سنان ۔ بمیدان پیکے تشنہ لب داد جان ۔ بجو ہر نگار کا مانند زلف بتان

کے شانے سے دوسی لپٹتوں کے ملا ہوا اور حلقہ کمند کا مانند گریبان کے گلوگیر سرکشون کا شاہزادہ زبردست قوی بازو کہ کسیکو اُسکے تیغ جانستان پر جا اُنگلی رکھنے کی نہ تھی خدا کی پشت پناہ سے دس دس بیس بیس کفار لعین اور اقلہ آسیے بے دین کو کہ بغلی گھونسے کی طرح سے چار طرف نظر آتے تھے مانند ناخونون کے سر کاٹ کاٹ کے خاک مین ملاتا جاتا تھا

شعار دران رزمگہ آن شہ ارجمند ۔ ز شمشیر و خنجر ز گرز و کمند ۔ دریدہ و بریدہ و شکستہ بہ بیت ۔ یلان را سر و سینہ و پا و دست

ہزارون زبانین شدت عطش سے مانند پیکان کے خشک اور سیکڑون کے منہ مانند سوفار کے کھلے رہ گئے تھے جانین درد زخم تیغ سے ہونٹون پر اور دماغ ضرب گرز سے خون ہوکر ناک کی راہ سے بہے ہوئے اودھر شاہزادہ حق نیوش عیوہ وسیت کوش بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور ایک طرف نورجہ لیقہ و ساطعہ و شہامت صاحب عزم مبارز رزم خاور سپاہ مالک فاسم نقاہ بدار سرخ پوش بنا ہوا واسطے از دیاد آبرو کے جوش و خروش مین اور چاہتے تھے کہ اپنے خون سے سرخروئی حاصل کرین سینے پر کینہ اعدائے بیدین کے مانند بھالون زخم گولی بندوق سے جا کیا اور سوزن طلبا ور سیکڑون منہ اور پیٹ کفار کے کشتون کے مانند غبارون کے ہوا سے نکہت سے بھرے خاک پر پڑے ہوئے بحالت عجیب تھے ناگاہ گہنیاپ علیہ اللعن والعذاب یہ حال تباہ و خراب اپنا دیکھکر اپنے دل مین سوچا کہ اگر بدیع الزمان نے مجھے زمین پر مارا تو مین نقش زمین و پیوند زمین ہوکر خاک مین مل جاؤنگا اور زندہ و سالم نہ بچونگا اور جو بدیع الزمان پہ نہین مجھے میسر ہا آیا وہ حرب و ضرب رہا تو مین اپنی فوج و سپاہ کی تیغ و سنان اور تیر و تبر کا نشانہ اور چور نگ ہونگا اور کسی صورت سے زندہ نہین رہونگا حالت یاس و ناامیدی مین نہایت بیتاب ہوکے اس زور سے تڑپا کہ کمربند اُسکا ٹوٹ گیا اور گہنیاپ ہاتھ سے شاہزادہ عالیجناب کے چھٹکر زمین پر گرا ساتھ اُسکے گرنے کے ہزارون سوار اور سیکڑون سردار اور لکھوکھا کفار اور غمخوار جان نثار اُسکے چار طرف سے سر بکف ہوکے دوڑ پڑے اور ملوا سے عام کرکے گہنیاپ کے آگے سینہ سپر ہوگئے اسمین سیکڑون تہ تیغ بیدریغ شاہزادہ عالم کے ہوکے مارے گئے مگر باقی جو تھے وہ جسطرح سے ہوسکا گہنیاپ علیہ اللعن والعذاب کو وعدہ گاہ مصاف سے بسرعت تمام تر صاف اُٹھا کے لے بھاگے اور قریب کوس بھر کے فاصلے کے جاکے ہاتھون سے زمین پر رکھدیا گہنیاپ نہایت سراسیمہ اور پُر اضطراب بات منہ سے نکلتی نہ تھی مُردنی منہ پر چھائی ہوئی خون تمام جسم کا خشک رنگت زرد مثل بید لرزان تھا سردارون نے افسرون نے کہا کہ یا پیغمبر مرسل آپ نہ گھبرائیے خداوند لقا کے کرم سے یہان سے کوس بھر کے فاصلے پر وہ خدا پرست ہوا اور لکھوکھا شاہزادان جان نثار اور غمخوار سرکار سے سرفروشی اور جان نثاری کیکے محاصرہ کیے اور سد راہ مین گہنیاپ علیہ اللعن والعذاب کے تمام جسم مین رعشہ اور پیٹ مین خلل پڑی ہوئی تھی اسنے اپنے ہی مین خیال کیا کہ ابتو مین اُس بلا سے ناگہان قضائے مجسم بدیع الزمان کے ہاتھ سے بچ گیا ہون مبادا پھر وہ عزرائیل مہربان کا یہان بھی آپہنچے تو کسی صورت سے جانبر نہونگا یہ سوچ کے ہر چند سب سردارون اور افسرون نے سمجھایا کسی کا کہنا نہ مانا جھٹ پٹ مرکب پر سوار ہوکے سمت قلعہ عجم فراری ہوا لشکر نکبت اثر

گنجاب کا حجر مٹ کہا کے جسطرف جسکا رخ ہوا بھاگ کھڑا ہوا میدان رزمگاہ مین گوسون تک شعر یک جیب چاک زسیلاب خون پاک نبود + کشتہ بر کشتہ سیان بود گر خاک نبود + چارطرف ندیلے خون کے بھرے ہوئے لاش پر لاش مردے پر مردہ دھڑ پر دھڑ سر پر سر کشتون کے پشتے لگے ہوئے لکھو کہا چیلین اور گدھ گوشت آسمان پر چھائے ہوئے سپرین تلوارین تیر ترکش خنجر گرز وغیرہ ہتھیار ونکے انبار پڑے ہوئے فوج وسپاہ اور عملہ بھیر و بنگاہ گنجاب کا ہزیمت خوردہ اُفتان وخیزان تن بدن کا ہوش کسیکو باقی نہین جان توڑے پگڑی جوتے چھوڑے بدو گوش و یک بینی بھاگے جاتے تھے آدمی پر آدمی گرتا بدحواس حالت یاس وہراس مین جسکا جدھر منھ پڑا چلا جاتا ہو تھا بدار سرخ پوش یعنے شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل نقشان خونریز خاوری بھی مع تمام اپنے لشکر کے گنجاب کے تعاقب مین بلوہ کیے نکل گیا یہان میدان مصاف مین مطلع صاف دیکھکر زمین رزمگاہ سے آواز مبارکباد کی مضمون ان دو شعرون کے گوش زد ہوئی تھی شعر

بگیتی ست تا رسم فتح و شکست	چنین فتح کس را نداد ست دست	نہ چشم زرہ این چنین فتح دید	نہ گوش سپہر در مصافے شنید

شاہزادۂ رستم صولت بدیع الزمان والا مرتبت نے ایک بہت بلند ٹیکرے پر جاکے اپنے لشکر کے بہادران جان نثار اور دلیران عرصۂ کارزار کو باواز بلند فرمایا کہ شادیانے فتح کے بجواکے خیمہ و خرگاہ بھیر و بنگاہ اور تمام مال واسباب گنجاب کا اور اسکی فوج وسپاہ کو تاخت وتاراج کرو چنانچہ حسب الاحکام عظام شاہزادۂ عالیمقام کے جوانان لشکر اسلام لوٹنے پر جا گرے اور کرورہا روپیہ کا مال واسباب اور ہتھیار فوج کفار قبضہ وتصرف مین شجاعان عالی مقام کے جوانان لشکر کے آیا بعد اسکے شاہزادۂ عالم واسطے نذر شہنشاہ لشکر اسلام اور امیر عالیمقام کے روانہ ہوا اور بخدمت سلطان الاقدر عالی منزلت آکے اقدام عالی سے امیر باتوقیر کے لپٹ گیا شعر چون دیدہ بدر رخ نکو لیل ٭ آسود بجان ز جستجو لیل اور سلطان والا شان نے اپنے قرۃ العین نور بصر لخت جان پارۂ جگر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور اشک ساری آنکھون مین بھرکے بہت سا پیار کیا اور اپنے برابر بٹھلا لیا شاہزادۂ عالم نے نذر امیر باتوقیر کو اور حضرت ظل اللہ بادشاہ سعد بن قباد کو دیکر شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار کو کچھ پیشکش اور نذر دینے کا اقرار کیا اور استدعا کی کہ عمو جان آپ برسبیل ناگوہی کرکے گوہر ملک کی ملازمت کی تقریب باواجان سے لیجیے عمرو نے امیر باتوقیر سے کہا کہ حضرت ملکہ گوہر ملک تیری بہو امیدوار قدمبوسی کی ہے صاحبقران دوران نے یہ فرمایا کہ چشم ما روشن اسیوقت عمرو کو ہمراہ لیکے حرم سرا مین شاہزادۂ عالم کے تشریف لیگئے اور ملکہ گوہر ملک نے باداب تمام امیر عالیمقام کو مجرا کرکے دو دانے لعل شبچراغ کے سلطان والا قدر عالی منزلت کو نذر دیے عمرو نے وہ دونون لعل شبچراغ ملکہ کے ہاتھ سے اُٹھا کے نذر قبول کیے صاحبقران دوران نے ملکہ کا سر اپنی چھاتی سے لگا کے بزرگانہ آستین مرحمت کی چھاتی پر رکھی اور ایک بازوبند مرصع جو ملکہ آسمان پری نے ملکہ مہرنگار کی عروسی مین دیا تھا بہو کو مرحمت فرمایا اس عرصے مین ملکہ غنچۂ خاتون سلطان صاحبقران کو دیکھکر مارے شرم وحجاب کے عرق عرق اور سر بستہ ہوگئی صاحبقران دوران بعد دریافت حال ملکہ غنچۂ خاتون کی بہت سی طمانیت اور دلجوئی کرکے محل سے برآمد ہوئے اور بارگاہ سلیمانی مین آکے اپنے دنگل ناو عنبر پر متمکن ہوئے اور جتنے شاہ شہریار زادے اور سرداران لشکر اسلام کے تھے سب نذرین تہنیت کی دیکے دست راست و دست چپ اپنے اپنے دنگلون پر شادان وخندان بیٹھے آپسمین ذکر ومذکور شجاعت اور دلیری شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کا کر رہے تھے السلطان الاشان امیر کشورگیر جہان ستان واسطے شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کے نہایت مشوش اور مترددہورہے تھے

اب وہ کلمے داستان گنجاب علیہ اللعن والعذاب سے بیان کیے جاتے ہین

که جسوقت گنجاب عدہ گاہ مصاف سے شکست کھاکے باحال تباہ وحالت پریشان بحالت یاس وہراس نہایت پریشان و بد
حواس سمت قلعۂ ملک عجم فراری ہوا ناگاہ سر راہ اپنے دیکھا کہ دور سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی اور جسوقت اُس
گرد شگافتہ ہوا تو اُسمین سے ایک جوان قوی ہیکل تنومند بازو درپاے آہن مین غرق مسلح و مکمل مرکب پر سوار مع چار
لاکھ سواران نیزہ دار کے فوج و سپاہ سے سپائل کی طرف سے جانب سنجان جاتا ہو گنجاب نے کچھ عیارون کو خبر
کے واسطے بھیجا بعد دم بھر کے اُن عیارون نے خوب تحقیق کر کے آکے عرض کی کہ غراک بن عربدہ جو سے
تندخوے جنگجو خداوند سجدہ ہزار مالک لقا کے پاس سے حسب الحکم خداوند واسطے گرفتاری بدیع الزمان اور
حمزہ صاحبقران وغیرہ سرداران نادیدہ خدا کے پرستارون کے آتا ہو ابھی وہ عیار یہی حال بیان کر رہے تھے کہ وہی
غراک بن عربدہ جو سے تندخوے جنگجو نے بھی گنجاب کی فوج شکست خوردہ کو دیکھکر پوچھا کہ
یہ کون آتا ہو لوگون نے کہا کہ لشکر گنجاب پیغمبر مرسل کا بدیع الزمان سے ہزیمت کھاکے سمت سپائل بحضور خداوند جاتا
ہو غراک بن عربدہ جو سے تندخوے جنگجو یہ سنکے گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور پیادہ پا گنجاب کے پاس آکر رکاب کو بوسہ
دیا اور اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ اسی جا پر ہماری بارگاہ استادہ کرو دیکھو جب اُسکے حکم کے فراشون نے اُسی مقام پر بارگاہ استادہ
کر دی اور چارطرف خیمے ڈیرے لشکر کے پڑ گئے غراک بن عربدہ جو سے تندخوے جنگجو نے جو گنجاب کو اپنی
بارگاہ مین لا کے بڑی عزو توقیر سے تخت پر بٹھلایا اور پائین تخت آپ بھی ایک کرسی پر بیٹھ کے کہنے لگا کہ یا پیغمبر مرسل خداوند
لقا نے تقدیر کی ہو کہ مین جاکے حمزہ کو اور بدیع الزمان کو مع اُسکے سب سردارون کے پکڑ لاؤن بختیارک نے
تقریر غراک بن عربدہ جو کی سنکے کہا کہ خبردار اور زنہار اے غراک تو ایسا ارادہ کبھی نکرنا اور کبھی خواب مین بدیع الزمان
سے اور حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا نام لینا تو بڑی بات ہو ہرگز ہرگز اُسطرف رُخ کر کے نہ سونا کسواسطے کہ
اُسمین تیری جان کا نقصان ہو اور سواے اسکے کچھ فائدہ نہوگا تو نے اُسطرف جائیگا اور بدیع الزمان سے مقابلہ اور
مجادلہ کرنے کا حوصلہ کیا اور کتے کی موت مارا جائیگا غراک بن عربدہ جو سے تندخوے جنگجو نے جو یہ گفتگو بختیارک
کی سنکے منھ بختیارک کا دیکھا کہ ایک شخص مسخرو نکی صورت زرد رو زرد مو کوتہ گردن تنگ پیشانی بد ذاتی اور بدبختائی
کی نشانی بشرے پر عیان اور نمایان ہو غراک نے پوچھا کہ یا پیغمبر مرسل یہ کون شخص ہو بختیارک نے جواب دیا کہ اس
گنہگار کو ملک بختیارک بن بختک بن سنگ سفید کہتے ہین اور مین وزیر اعظم دستور معظم ہرمز بن نوشیروان
کا ہون اور مین فقط اسی لیے تجھے حمزہ اور بدیع الزمان سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو منع کرتا ہون اور کہتا ہون کہ
مجھے تیری جوانی پر بہت سا تاسف اور ترس آتا ہو بدیع الزمان اور حمزہ کو تو اپنی جان کا ملک الموت اور عزرائیل
سمجھ رکھ ادھر تو نے اُنسے سامنا کیا اور مارا گیا غراک بن عربدہ جو سے تندخو یہ تقریر بختیارک کی سنکے
اور بھی زیادہ تر افروختہ ہوا اور حالت غیظ و طیش مین ہزارون گالیان فحش دیکے چاہا کہ خوب سا بختیارک کو
زد و کوب کرے گنجاب نے بہت سا سمجھا کے منع کیا اور کہا اے غراک بن عربدہ جو سے تندخوے یہ مسخرہ
مضحک وزیر ہرمز تاجدار کا ہو پاس خاطر ہرمز اس سے کچھ نہ کہ یا رب غراک بن عربدہ جو سے نے یہ کہکے
کہ بھلا او مادر بخطا دیکھ تو مین ابھی جاکے بدیع الزمان کو مع حمزہ بعذاب الیم مبتلا کر کے پھر کر آتا ہون اُسوقت
تجھسے کیا سلوک کرتا ہون بختیارک نے کہا کہ مین راضی میرا خدا راضی اگر تو وہان سے جاکے زندہ و سالم پھر آسکے
تو مجھے بلا تامل قتل کرنا مین نے برضا و رغبت اور بطیب خاطر اپنا خون تجھے معاف کیا اور بخشا القصہ طول تا چند مختصر
یہ کہ غراک بن عربدہ جو سے تندخوے جنگجو ۔ گنجاب کو باطمینان تمام مع سب سرداران لشکر کفر و ظلام کے

اپنی بارگاہ مین بٹھلا کے اپنی فوج ہمراہ لے کے سمت شہر سنجان بہ تہیۂ مقابلہ و مجادلۂ شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا
سختیارک نے بوقت رخصت غواک بن عربدہ جو سے کہا کہ افسوس صد افسوس دیکھیے کارخانۂ قضا و قدر اسیکو
کہتے ہین کہ حضرت عزرائیل کس طرح سے گریبان غواک کا پکڑے کشان کشان لیے جاتے ہین غواک نے یہ بات سنکر نہایت
غضبناک ہوکے سختیارک کو دیکھا الا بپاس ہرمز تاجدار اور گہنچاپ نابکار تیرہ روزگار کے طرح دیکے بارگاہ سے
باہر نکل گیا اور اپنے مرکب پر بیٹھکر مع تمام اپنے لشکر کے یلغار کرکے برابر قلعہ شہر سنجان کے پہونچا اور تھوڑے سے فاصلے
پر لشکر فیروزی اثر سے سلطان صاحبقران نامور کے خیمہ استادہ کروا کے اُتر پڑا اور بارگاہ گردون اشتباہ سلیمانی
اور خیام سرداران عالی شان کی دیکھ کے ہوش و ہواس اُسکے بجا نہ رہے مگر اُس توہمات باطلہ اور تخیلات جہلہ کی
توقع یہ کہ خداوند لقا نے تقدیر کی ہو کہ اے غواک تو سب مسلمانون نادیدہ خدا کے پرستارون پر فتحیاب ہوگا اُس
مسخرے واہی کو یقین کلی ہو کہ مین کل عالم پر فتحیاب ہونگا اور غالب رہونگا اور حمزہ اور بدیع الزمان کو
پکڑ لونگا اپنے دلکو تسلی اور تسکین دیکے لشکر بے پایان اور فوج بیکران سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خیال نہ کیا
مع اپنے تمام سردارون کے بارگاہ مین بیٹھکر اشارہ ساقی کو کیا اور جام شراب کا گردش مین آیا جب دو دو تین تین
پیالے شراب ناب کے پی چکے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ایکبار نشہ کی ترنگ مین حکم دیا کہ ہان میرے لشکر
مین طبل جنگ بجے اور ساتھ اتنا کہنے کے اُسکے لشکر مین طبل جنگ بجا اور یہ خبر ہلکارہ ہاے لشکر اسلام
سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوے اور بارگاہ سلیمانی مین بحضور شہنشاہ والا جاہ گیتی پناہ خواقین سجدہ گاہ
ظل اللہ سلیمان سریر گردون سریر دارا حشم اورنگ جہانبانی مالک سریر سلطانی شہریار عالی نژاد سعد بن قباد آکے
زمین ادب کو بوسہ دیا اور بعد دعا و ثناے شاہنشاہی کے عرض کی اشعار اے تو تاج شاہی را فروغ از تارک
والاے تو + وے خلعت شاہنشہی زیباست بر بالاے تو + بدر الدجا ہے مکرمت مہر سماے ابہت و ہشت
فرش تخت سلطنت کا مد بزیر پاے تو + سرور عالم کی عمر دراز ہو لشکر غواک ابن عربدہ جو سے سنا ہے کہ
جنگجو مین طبل جنگ بجا اور وہ کافر صبح کو معرکہ آراے میدان کارزار ہوگا سلطان فلک احتشام امیر حمزہ
عالی مقام نے بمجرد استماع اس کلام کے فرمایا شعر سر کی بپیچم ز شمشیر جلیبیا + ہر چہ آید بر سر من با نصیب ما
جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے بروز دیوان قضا کلک قدرت سے اپنے ترقیم کردیا ہے
وہ بعرصۂ ظہور آئیگا اسمین فکر و تردد کرنا محض بیجا اور بیکار ہے کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید
ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ کی صدا بلند
ہوئی غازیان دیندار اور جوانان شور شعار آمادہ رزم اور جویاے قضا ہوکر عزیز و اقربا و بیگانے خویش و عزیز
باہم ملنے لگے اور کہتے تھے کہ صبح کو دیکھیے کسکو تختۂ تابوت اور کسکو تخت سلطنت نصیب ہوا اشعار در اندیشہ گردن
کشان یک بیک + کہ فردا بکام کہ گردد فلک + زمانہ کرا سازگاری کند + ستارہ بجان کہ بازی کند + کرا تاج اقبال
بر سر نہد + کرا تخت تابوت بر سر نہد + کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید + ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید
جوانان عرصۂ کارزار اور دلیران نامدار اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھنے بھالنے لگے بہادران پر تمکین اور جوانان
صاحب تہور سمجھ گئے کہ وقت ہے کہ صداے طبل جنگ گوش زد ہوئی غسل کرکرکے لباس پاکیزہ پہن پہن
کے سیکڑون مسجدون خانقاہون مین ہزارون اپنے خیمے ڈیرون مین ہزارون لب دریا ہزارون میدان فتح عا
کی طرف جاکے سجادے زمین پر بچھا بچھا کے سمت قبلہ منہ کرکے رو رو کے بحضور قلب اور خلوص نیت مستدعی

اور ملتجی تھے کہ اے رب جلیل صبح کو وعدہ گاہ مصاف مین امتحان فرقۂ اجلاف و رقوم اشراف کا بگواہی کلمۂ عمود اور زبان
اور نیزہ برروے کار آئیگا صدقہ اپنی وحدانیت کا پاے ثبات مین ہمارے لغزش نہ آنے پاے اور کوئی قدم ہمارا آگے
سے پیچھے کو ہٹ نہ جاے سہرے خون کے بدھیان زخمون کی گلے مین خلعت شہادت پہنے اور اپنے آقاے
ولی نعمت کے سامنے سرخروے جاوید ہون رات بھر دونون لشکرون مین بڑی جاگ اور چہل پہل رہی طلاے
طرفین سے پھر رہے تھے آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند تھی جبکہ گریبان سحر چاک ہوا اور کوئی دو تین گھڑی
رات پچھلی باقی رہگئی اُسوقت سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے پاے سعادت صاحبقرانی کو بوسہ دیا امیر باتوقیر نے
خواب راحت سے بیدار ہوکے پوچھا کہ رات کتنی باقی ہوگی مقبل نے عرض کی کہ نماز کا وقت ہو سلطان باکرم نے
پانی وضو کے واسطے طلب کیا فراش آفتابہ سیلابچی لیے حاضر تھا صاحبقران دوران نے اُٹھکے وضو کیا اور بعد
وضو دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہوکے وظیفہ پڑھا بعد اسکے پوشاک پہن کے صندوقچہ سلاح کا کھولا سلاح ذات
اقدس پر آراستہ و پیراستہ کرکے بارگاہ عرش اشتباہ سے برآمد ہوئے قند زریوانہ اشقر دیوزاد کو لیے حاضر تھا امیر
اقبال پر ہاتھ ڈال کے رکاب مین قدم رکھکے قاش زین پر جلوہ فرما ہوے شاہ سلیمان فارسی مظفر فاریابی
ابوالمحجن گرد وغیرہ سواسو رفقا اور ندما مجرا کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوے سواری مانند باد بہاری روانہ
ہوئی قریب ڈیوڑھی جلوخانے کے سلطان باکرم گھوڑے پر سے اُتر پڑے اور زین پوش بچھاکے بیٹھے بعد ازان اور
سب شاہ و شہریار زادے آتے جاتے تھے اور امیر باتوقیر کو مجرا کرکے وہین زین پوش بچھا بچھاکے بیٹھتے جاتے تھے کہ
ناگاہ آمد سواری شہنشاہ سعد بن قباد معلوم ہوئی فراشون نے دوڑکر ڈوڑیان پردہ جلوخانہ کی چرخی پر کھینچین اور
ایک مرتبہ اندر سے دھنین شہنا نوازون کی گوش زد ہوئین اور کچھ کنول بردارنیان سورج مکھی والیان لالٹین والیان
دستی والیان فانوس بردارنیان پنجشاخے والیان گرد و پیش اور تخت پر شہنشاہ لشکر اسلام اجلاس فرمائے کہاریان پیچھے
طاعتین تخت اُس سلیمان مرتبت کا دوش پر لیے نمودار ہین کہارون نے بڑھکے تخت کو لے کے دوش بدوش روانہ
ہوے امیر کشورگیر حمزہ باتوقیر واسطے مجرے کے جھکے مردہا پکارا جھابلی بادشاہ سلامت شہنشاہ عالمپناہ سلامت سلطان
صاحبقران امیر کشورگیر جہانستان کا مجرا نگاہ روبرو بادشاہ نے ہاتھ چھاتی پر رکھا اور اشارہ سواری کا کیا سلطان
صاحبقران اشقر پر سوار ہوکے چالیس قدم ہمرہ رہے اور صاحبقرانی زیر سایۂ علم اژدہا پیکر آگئے تخت سے بڑھکے
اور ایک مجرائی کا مجرا لیتے ہوے سواری حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام سمت میدان رزم روانہ ہوئی اور آگے
بڑھکے تبردارون نے جھاڑی جھنڈی جھیل ککہ کاٹ کے میدان کو ہموار کردیا بیلچہ کاری کرکے ٹکڑے گڑھے سقے
آبپاشی پر جھکے گرد کو بٹھا رہے تھے اس عرصے مین تخت بادشاہ لشکر اسلام کا ناف لشکر مین جاکے قائم ہوا اور امیر
باتوقیر سات قدم آگے تخت سے بڑھے ہوے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر دست راستی دست راست دست چپی دست چپ
صف آرا ہوئے اُس طرف سے عزاک بن عربدہ جو سے تند خو بھی مع لشکر نکبت اثر کے میدان مین قائم ہوا
اُسوقت نقیب اور کڑکیتون نے میمنہ میسرہ قلب وجناح آگے کا ہراول پیچھے کا چنڈاول چودہ صفین تابین بہین
آراستہ و پیراستہ کرکے کڑکیتون نے بآواز بلند کڑکا کہنا شروع کیا کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید اشقر بروز
جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کہان ہین رستم و سہراب اور کہان ہین نریمان دیر زال اور کون ایسا
بہادر اور دلیر ہو کہ آج نکلکے اس میدان کارزار مین اُن بہادرون کا نام مثل حرف غلط مٹاکے اپنے باپ دادے کا
نام روشن کرجاے + وہ ہارن دیکھے جو مرجلے اور کھیت دیکھکر کترا ہے + ایسے پوت کپوت کا کاگا ماس نہ کھاے

ساتھ کڑکے کی آواز کے گوش زد ہونے کے جوانان شمشیر زن اور بہادران صف شکن کی آنکھوں مین نشہ شجاعت کے ڈورے سے پڑگئے تھے سمت رزمگاہ دکھیہ دکھیہ کے سیفوں تلواروں پر ہاتھ رکھے برچھے ترچھے لیے گھوڑوں پر سوار کھڑے جھوم رہے تھے ناگاہ غراک بن عربدہ جوے تندخو اپنی فوج کی صف مین سے گھوڑا چمکا کے نکلا اور نافِ میدان مین آکے لشت کی لشکر اسلام کی طرف اور رخ کیا سمت قیطول لقا گھوڑے پرسے کود پڑا اور زمین پر لات کو سجدہ کرکے اٹھا اور پھر اپنے مرکب پر سوار ہوکے بمقابلہ لشکر فیروزی اثر آکے گیا رای خدا پرستان وای زبردستان از ستما ہر کرا آرزوے مرگ باشد باید بمیدان جنگ آزادہ دست و پا آورد دارم ابھی پورا کلمہ اُسکی زبان سے نکلنے نہین پایا تھا کہ دیکھا لشکر اسلام مین علمداروں نے علم کو جلوہ دیا اور دوست راست سے انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے اپنے مرکب گلگون باختری کو صف مین نکالا اور بحضور شہنشاہ لشکر اسلام آکے اجازت طلب ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے جام کلہ عفریت اپنے دست خاص سے بھر کر مرحمت فرمایا اور شاہزادۂ رستم صولت نے آداب بجالاکے اُس جام شراب کو پی لیا اور اکیدم مین اُسے نوش فرماکر جانب میدان رزم مخاطب ہوکر مرکب گلگون باختری کو تیز گام کیے برابر غراک بن عربدہ جوے تندخو کے پہونچا اور اس زور سے ہمتگاور ہوا کہ گھوڑا غراک کا بارہ قدم پسپا ہوگیا اور غراک گھوڑے پرسے گرتے گرتے خوب سا سنبھلکر گھوڑے کو تازیانہ مارکر پھر برابر شاہزادۂ عالم کے آیا اور کہنے لگا ای جوان کیا نام ہی تیرا اور تو کون شخص ہی شاہزادہ عالی مقام نے جواب دیا کہ ای غراک وہ جو تونے سُنا ہو کمترین بندگان خدائے عزوجل منظوم

یل نامور شاہ انجم گروہ | فلک رخش جمجاہ رستم شکوہ
بدیع الزمانم کہ در روز کین | توانم زدن آسمان بر زمین

واباد کشتاب وہ مین ہون غراک بن عربدہ جوے تندخو سنکے یہ گفتگو شاہزادۂ عالیجناب کی نہایت پیچ و تاب کھایا اور حالت غیظ و غضب مین نیزہ پکڑکے سینہ کی کینہ پر شاہزادۂ بدیع الزمان کے مارا اُس شجیع روزگار شاہزادۂ نامدار نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روک لیا اور باہم نیزہ بازی شروع ہوگئی اشعار

بجنبش در آمد ز انیشان بہ کین | دو نخل اجل ہر دو را برگ و بار
سنان چون زبان نیزہ دار | بمیدان کشیدہ سنان کین
سنان را چنین کی بود کارزار | چنان نیزہ با نیزہ آمیختند
سنان یک بدیگر در آویختند | کہ باہم نہ پیچید زانگونہ مار
نہ این را ظفر بُد نہ آن را خطر | نہ آن را خطر بُد نہ این را ظفر

تیرھوین طعن مین شاہزادہ والا شان نے نیزہ اُسکا ایک مقام پر کہ ٹھکر اس خوبصورتی سے نکالدیا کہ نیزہ غراک کا جسطرح ہوائی آتشبازی کی کنج سے نکلجاتی ہی سمت آسمان نکل گیا اور سنان اُسکے نیزہ کی آسمان پر جاکے مانند ستارے کے چمکی اور وہ نیزہ مثل تیر شہاب تھوڑا سا اور بلند ہوکے زمین پر گرا پھر تو غراک سرنگون ہوگیا غراک عربدہ جوے تندخو نے جبکہ دیکھا کہ میرا نیزہ شہزادہ بدیع الزمان نے ہوائی کردیا بیساختہ یہ کہکے کہ ای خداپرست نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی حمال بازی شمشیر بازی واسطبازی مین خبردار ہو جایو کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا تلوار کو کھینچکر بر سر شاہزادۂ نامور آیا اور ایک ضرب تیغ بر سر شاہزادۂ عالی مقام بقوت تمام کی شاہزادۂ عالم نے اپنی سپر کو پشت پر ڈالدیا اور بفن سپہ گری جیسی تمام بارڑھ کو بچاکر بند دست اُسکا پکڑکے ذرا جو فشار دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹکر علیحدہ جا پڑی اُسوقت شاہزادۂ رستم صولت نے جو اپنا ہاتھ اُسکے کمربند مین ڈالکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور زور اولین مین غراک بن عربدہ جو کو خانۂ زین سے اُٹھا کے سر سے بلند کیا اور چرخ دے کے زمین پر مارا چار طرف سے عیاران لشکر اسلام نے دوڑکے غراک بن عربدہ جوے کی مشکین باندھلین لشکر کفار نا بکار نے جو یہ حال غراک کا دیکھا ہاے واے کرتے چار طرف سے تلوارین برچھے پکڑ پکڑکے بر سر شاہزادۂ نامور آپڑے اسطرف بھی قتل بن گیا ہور خون آشام

اور فاذن بلند کمان اور وروفا بے زنجیر خطائے اور ترک جوشن پوش اور قاتل زنگی اور مقاتل زنگی
اور ارباب باختری اور فضل بن آشوب اور طاہر بن قہرمان عجمی وغیرہ سرداران شاہزادہ والا مرتبت کی
فوج وسپاہ کے غازیان دیندار اور شجاعان عرصہ کارزار بمقابلہ لشکر کفار جاکے آمادہ رزم وپیکار ہوئے اور آن واحد مین ایسی
شمشیرزنی اور کفارکشی کی کہ لکھوکھا لاش پر لاش اور دھڑ پر دھڑ اور مردے پر مردہ گرادیا اور کشتون کے پشتے لگا دیے
تھے چار ناچار کفار شکست فاش کھاکے بھاگ کھڑے ہوئے اور گنجاب کی فوج شکست خوردہ مین جاکے ملحق ہوئے یہان
لشکر نصرت اثر مین شادیانے فتح کے بجنے لگے بہادران صف شکن و دلیران شمشیرزن وعدہ گاہ مصاف سے بفتح ونصرت تمام ہمراہ
شہزادہ بدیع الزمان عالیمقام مراجعت کرکے گرد و پیش تخت شہنشاہ لشکر اسلام کے قیام پذیر ہوئے مگر وہان کا حال سنیے
جسوقت کہ گنجاب نے سنا کہ غواک گرفتار ہوگیا اور اسکی تمام فوج ہزیمت کھاکے یہان آئی ہو بختیارک کار الصلوٰۃ
بر محمد شعر ہر کس کہ زحد برون نہد گام + اینست سزائے آن سر انجام + اے گنجاب تونے دیکھا کہ مین سچ کہتا تھا یا
جھوٹھا اب بہتر یہ ہو کہ یہانسے جلد قلعہ عجم مین پہونچکر ٹھہرنا مبادا اثناے راہ مین خداپرست آپڑین تو پھر سوا ہے مرجانے
اور مارے جانیکے اور کوئی بات بن نہ پڑے گی گنجاب عاجز ہوکے سمت ملک عجم روانہ ہوا اور جبکہ بعد طے مراحل وقطع منازل
بحال شکستہ وتباہی زدہ قریب ملک عجم کے پہونچا تو یہ خبر گنجاب کی شکست فاش کھانے اور ہزیمت کھاکے آنیکی قہرمان عجمی نے
جو سنی تو قہرمان عجمی نے مع اپنے تمام سرداروں کے استقبال گنجاب کا کیا اور بڑی عزت وتکریم سے گنجاب کو اپنے
شہر مین لاکے تخت پر بٹھلایا اور تیاری دعوت کی بڑی دھوم سے کرکے باہمی مشورہ کیا اور قہرمان عجمی نے کہا
کہ یا پیغمبر مرسل جسنے جو کام کیا ہو ان خداپرستون سے بدون مکر وفریب کسیکا کام نہین بن پڑا ہو لہذا میری رائے مین تو
یہ صلاح بہتر ہو کہ از راہ فریب ومزوری امیر حمزہ صاحبقران کے پاس چلکے مسلمان ہوجائیے اور پھر حمزہ کو مع اسکے
سرداروں اور بادشاہ اسلام کے بہلاکے دعوت شہر مین لاکے سامان رقص وسرود کا کیجیے اور کھانے مین بیہوشی ملاکے
سبکو کھلائیے جبکہ یہ سب بیہوش اور بیخبر ہوجائین تب ان سبکو مطوق اور مسلسل کرکے سولیون پر چڑھا دیجیے اور تیرباران
کرکے ان سبکو قتل کیجیے بختیارک نے جو یہ مشورہ سنا تو بہت پسند کرکے خوشی خوشی کہنے لگا کہ اس سے زیادہ اور کوئی تدبیر
نہین ہو غرض قہرمان عجمی اور گنجاب علیہ اللعن والعذاب اور بختیارک تو اس فکر وتدبیر مین ہین یہان حال سلطان
با اقبال امیر کشورگیر امیر حمزہ با توقیر کا سنیے کہ سلطان والا قدر عالی منزلت نے یہ کلمہ زبان فیض ترجمان سے فرمائے کہ
مجھے منظور یہ ہو کہ شادی شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک کی بہین ملک عجم مین کرون مصروف جشن عیش ونشاط
ہوئے روز دوم وقت صبح جبکہ بارگاہ سلیمانی مین شہنشاہ گیتی پناہ سعد بن قباد نے سریر سلطنت پر آکے اجلاس فرمایا
اور سلطان صاحبقران والاشان دنگل نادعنبر پر جلوہ فرما ہوئے اور جتنے دست راستی اور دست چپی بادشاہ و
شہریار زادے اور سرداران لشکر اسلام تھے سب کے سب بقاعدہ مستمرہ مجرا گاہ سے مجرا کرکے اپنے اپنے دنگلون پر آداب
تمام متمکن ہوئے ہمراہ اوج عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار بھی کرسی پر
آکے بیٹھے ایکمرتبہ سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ ہان غواک بن عربدہ جو سے تند خو کو لاؤ حسب الحکم
عظام امیر عالی مقام کے داروغۂ زندانخانہ نے غواک بن عربدہ جو سے تند خو ستیزہ جو کو زندانخانے سے
طلب کرکے بحضور سلطان والا قدر عالی منزلت حاضر کیا امیر با توقیر نے بکمال عطیات اسکی طرف متوجہ ہوکے فرمایا
کہ اے غواک لقا پرستی کو ترک کر اور نکل اس چاہ کفر وضلالت سے کلمہ پڑھکے پہونچ لب سر چشمۂ ہدایت بہشت مین
مین اسلام قبول کر کہ دنیا وعقبی دونون بخیر ہوجائین غواک بن عربدہ جو کو یہ ارشاد ہدایت بنیاد سلطان صاحبقران

کا بسبب تیرہ دلی و تاریکی درونی کے نہایت ناگوار خاطر ہوا اور حالت غیظ و غضب و طیش میں ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پاؤن
کی بیڑیاں زور کرکے توڑ ڈالیں اور سمت سلطان صاحبقران حملہ ور ہوا یہ حرکت اُسکی شرارت کی دیکھکر شاہزادۂ رستم صولت
بدیع الزمان والا مرتبت نے اپنے دنگل پر سے اُٹھکے برابر سے اُسکو پکڑ لیا اور اُسی جوش و خروش میں ڈالکر کمر بند
میں ہاتھ غزاک بن عبدہ جو کو ایک ہی زور میں زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر پیچ دے کر زمین پر مارا اور جست
کرکے اُسکی چھاتی پر جا بیٹھا اور پھر بسہولت فرمایا کہ اے غزاک بہتر تیرے حق میں یہی ہو کہ تو کفر و کافری کو چھوڑکے
مسلمان ہوجا اور لعنت کر اُس خوک پیکر خرس بادیۂ ضلالت لقاے مشرک خدا زمرد شاہ مردود آلہ باختری کے نام پر گروہ
جو کہتے ہیں شعر آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ + اُس علیہ اللعن والعذاب غزاک
سیاہ دل نے یہ تقریر شاہزادۂ با توقیر کی سُنکے از راہ شقاوت بیساختہ چہرۂ اقدس پر شاہزادۂ عالم کے لعاب
اپنے منہہ کا ڈالدیا تب اُس آسمان مرتبت شاہزادۂ بدیع الزمان والا شان نے برہم ہوکر ایک ہاتھ اپنا
غزاک کے سر پر اور دوسرا ہاتھ ٹھوڑھی کے نیچے رکھکے ذرا جو مروڑا تو جسطرح سے قصاب گاؤ کا سر دھڑ پر سے جدا
کر دیتا ہو اسطرح سے شاہزادۂ عالم نے غزاک جہنمی کا سر دھڑ پر سے کھینچ علیحدہ پھینکدیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ
اسکی لاش لیجاکر لشکر کے کنارے ڈالدو چنانچہ حسب الحکم شاہزادۂ والا شیم کے سر اور دھڑ اُس ناپاک جہنمی غزاک
کا لوگوں نے لیجاکے کنارے لشکر کے ڈالدیا اور یہاں سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران نے اپنے فرزند
جگر پیوند شاہزادۂ عالیشان بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی بہت سی تعریف شجاعت اور تہمتنی کی فرماکے تیاری
جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ کی فرمائی ہزار بارہ سو طائفے ارباب نشاط کے آکے حاضر ہوئے تھاپ طبلوں پہ
پڑنے لگی آواز ہوش ربا نوشا نوش کی بلند ہوئی لہرا سارنگی کا بین کی گمک آسمان کو جانے لگی قانون بین رباب
چنگ مرچنگ دف دائرہ سرود ستار جلترنگ الگوجا مُرلی سُرمنڈل جھانجھ کینگڑی راگ وغیرہ اور باجے بجنے لگے ساقیان
مہر طلعت ماہ صورت جام و صراحی زمردین ہاتھوں میں لیے دورۂ جام شراب یاقوت رنگ کا بندھا ہوا تھا ارباب محفل
میں دھوم تھی اشعار گلشن میں قدم رکھتی ہو صبا گل بزم آرائی کرتے ہیں + جیب خاک ترے منہ میں بلبل پہ شیون
کا ہنگام نہیں + ہون بندۂ پیر مغان ساقی کچھ جاے تکلف تجھسے نہیں + لادو وہی گر مے صاف نہیں مے تلّو ہی
ہین گر جام نہیں + مغنیان شوخ و طناز اور لولیان سراپا کرشمہ و ناز حالت رزم میں بلے کوئی نہیں کہتے تھے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ بہلول دقیقی پشت پا بہ تعلقات دنیوی مارکے واسطے ازدیاد عمر و جاہ شہنشاہ عرش بارگاہ کے
ہاتھ دعا کے بسوے آسمان بلند کیے ہیں زنگولے رگہاے عشاق پر شور انگیز تھے اور چٹکیاں بجانا رنڈیوں کا یہ ثابت ہوتا تھا
کہ ہاتھ اپنی کلفت کو آئینوں سے دور کے اُڑاے دیتی ہیں حضار محفل مانند عاشقان بیدل اور مشتاقان بسمل کے دست
بدل غلغلہ پرواز تھے یہاں ابھی لولیان شوخ و شنگ شہر آشوب عربدہ جو عنبرین مو بصد انداز دلربائی ناچنے میں
مشغول تھیں کہ شاہزادۂ بدیع الزمان عالی جاہ نے بحضور سلطان والا شان دست ادب باندھکر عرض کی کہ
سر نیند ترک ادب ہو مگر مجبور ہوں کہ ملکہ غنچہ خاتون کو نہایت مستدعا ہو اور مجھسے نہایت درجہ مجبور اور عاجز ہوکے
کہتی ہیں کہ تم میری طرف سے عرض کرو کہ حضور ہمیں قدوم میمنت لزوم سے شہر سجان کو بھی معزز فرمائیں ملکہ غنچہ خاتون
نے اس خوشی میں بڑی دھوم دھام سے تیاری شہر سجان کی کرکے ہزاروں طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے ہیں
اور ہمہ تن چشم براہ انتظار بیٹھی ہیں سلطان والا شان امیر کشورگیر جہانستان حمزۂ صاحبقران نے
بپاس خاطر اپنے فرزند جگر پیوند شاہزادہ بدیع الزمان کے مع شہنشاہ سعد بن قباد اور تمام شاہ و شہریار زادوں

اور سرداران لشکر اسلام کے اُسیوقت سوار ہوکے سمت شہر سنجان روانہ ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل جبکہ داخل
شہر سنجان ہوئے تو دیکھا شہر بہت آباد ہی اور نہایت پُر فضا بستی لا انتہا خلق انبوہ در انبوہ سکان شہر گروہ گروہ چوپڑ
کا بازار چاندنی چوک اُردو بازار جوہری بازار کٹھیری بازار مچھلی بازار صرافہ بزازہ سب کھلا ہوا دُکانوں پر تمام نقش و نگار سے
چھت پروئے تمامی زربفت کے بندھے ہوئے سایبان زربفتی و زرتاری کھینچے ہوئے دُکاندار مرفہ الحال دُکانین مالا مال ہر گھر
در پر زن ہین ٹکور نوبت کی لگ رہی ہی چارطرف جھنی جھنیتین اور برج بنگلے بر آمدے کمرے نظر آتے ہین اُن پر ہزارون بھانڈ نقال
بہروپیے ڈھاڑی ڈوم کلاونت قوال کتھک کشمیری بچے زنانے ہیجڑے چوسنے والیان سارنگیان لیکہا و جین طبلے مردنگ
جوڑیان کرتال کی لیے مبارکباد گا رہے تھاپ طبلون پر پڑ رہی تھی چھم چھم کی آواز بلند گانے بجانے کی دھوم سر بازار
لکھو کہا تماشائیون کا ہجوم ہی اور جتنے درخت ہین سب تا مہتاب دلے سے منڈھے ہوئے قمقمے گنبد لٹکتے ہین جھولے ہنڈولے
برج بارہ دریان قلعے آتشبازی کے چار سمت گڑے ہوئے سرو چراغان کا سمان ایک جانب ہی سر راہ کمخواب زربفت
مشجر اسا وری اطلس وغیرہ کا فرش ہی تمام شہر مین آئینہ بندی ہی جسوقت سواری سلطان ظفر احتشام مہر عالیمقام
آگے بڑھتی ہی تو لکھو کہا فقیر محتاج مساکین ٹکر گدے دریوزہ گر شہدے اکثر وہ فرش لوٹتے جاتے ہین جو جو کہ مکانات کی
چھتین بے پردہ ہین اُن پر ہزارون بڑھی بوڑھیان کہ سفید سفید بال اُنکے چاندی کے سے تار چمکتے ہوئے سفید سفید پاجامے
پہنے اور سفید سفید چادرین سرون پر گورے گورے بدن پر چوگانی جھٹے آگے رکھے پی رہی ہین شطرنجیون چاندنیون سے
پردے کر لیے ہین اور جو جو کہ برآمدے کمرے شنگرف بیچ دیوار ہین اُنمین پردے سقرلاتی اور مخملی اور پیاپٹی گھار وے کے اور
چلمنین گنگا جمنی پڑی ہین ہزارہا نازنینان مہ جبین اور مہر تمکین بیٹھی جھانک رہی ہین آنکھین بطور نرگستان کے
نظر آتی ہین جسطرف سے کہ سواری سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کی جاتی ہی چار طرف سے گلہائے نقرئی
اور طلائی لوگ نثار کرکے پھینکتے ہین لاکھہا آدمی گرد راہ خلق کا مجمع کثیر اور انبوہ عظیم ہی غرض سلطان باکرم سیر فضا
شہر سنجان کی دیکھتے ہوئے داخل دیوان عام ہوئے اور شہنشاہ والاجاہ گیتی پناہ خواقین سپہ گاہ ظل اللہ سلیمان سریر
گردون مسیر وارث اورنگ جہانبانی مالک سریر سلطانی شہریار عالی نژاد مسعود بن قباد نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا
اور تمام سرداروست چپ اور دست راست اپنے اپنے اپنے مکانون پر متمکن ہوئے پھر یا تو قیر سلطان الاشان حمزہ صاحبقران
خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو ہمراہ لیکے ملکہ غنچہ خاتون کے محل مین تشریف لیگئے اور ملکہ غنچہ خاتون نے بڑے
اعزاز و احترام سے سلطان عالیمقام کو بارہ دری مین لیجاکے مسند جاہ و حشمت پر بٹھلایا چونکہ ملکہ غنچہ خاتون سے بارہا
زبانی شاہزادہ بدیع الزمان کی اور اکثر وقایع مسعود سے حال عمرو کی طماعی کا سُنا ہوا تھا اوّلاً ان اوّل ایک صندوقچہ جواہر
بیش بہا کا عمرو کی تواضع کیا عمرو نے اُس صندوقچے کے جواہرات کو کہ کئی سلطنتون کا خراج تھا دیکھکر سلطان عالیقدر
عالی منزلت سے کہا کہ ای حمزہ مین نے اس لتنے سن مین کوئی بی بی بادشاہزادی و امیر وزیرزادی ثانی ملکہ غنچہ خاتون
کی عالی ہمت اور سخی اور کریم اور سیر چشم اور گنج بخش اور فیاض حاتم دل نہین دیکھی ہی حمزہ اسوقت کی بات میری گوش دل
سے سُن رکھنا کہ ورا ہے سواد ہندوستان کند ھو رین سعد ان تمام عمر ملکہ غنچہ خاتون کی جوتیان اُٹھائیگا اور تلوے سے
آنکھین لگائے رہیگا القصہ بعد عمرو سے ساز کر لینے کے ملکہ غنچہ خاتون نے چالیس ہزار کشتیان جواہرات کی اور بیس ہزار
کشتیان خلعتہائے زردوزی اور پوشاک شاہانہ کی اور دس ہزار گھوڑے کچھی یمنی تازی ترکی عربی عراقی وغیرہ تحفہ تحفہ
گلگون عذار صبا رفتار بازین و لجام مرصع کار اور دو ہزار مادہ شتر مروی بغدادی سرخ مو جل زرنگار مرصع کار پشت
پر اور زنگ گنگا جمنی گردنون خلخال مرصع پاؤن مین اور دو ہزار غلام خوش شرو نوجوان ترکی حبشی رومی چینی وغیرہ نذر

اور بیشکش سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران سے کچھ بعد ازان دو ہزار طائفے میراثیون ڈومنیون کلاونت
قوال بھگتیون سرودیون مطرب بچون نقارچیون اور بہروپیون وغیرہ کے اور سولہ سو سترہ سوا اپنی خواصون گائنون کو
طلب کرکے اشارہ کیا اور حسب الحکم ملکہ غنچہ خاتون کے رقاصہ پری طلعتون پر زور شا سارنگی کا کھنچا بینن کی گمک آسمان
پر جا پہنچی قانون رباب چنگ مردنگ ستار سرود دف دائرہ جھانجھ بھیری سرمنڈل الگوچا جلترنگ وغیرہ باجے بجنے لگے گائنین
بھیرویں اور سوانگ بھر بھر کے رنگ رنگ پاؤن مین باندھے ہوگا سیر وازجنش نشاط اور محفل انبساط ہو گئی حضار محفل محو حیرت
سے بے تکی صورت اسوقت کا سمان دیکھکر و نور و رستہ تصویر بین اس صحبت عشرت زا و طرب خیز کے کبھی تو آنکھیں بند
کر لیتے تھے اور کبھی آتی عین غفلت مین چونک پڑتے تھے تو چارون طرف دیکھتے تھے اشعار سحر بہار کی خوشبو
مین آگئی یہ لپٹ + کہ صاف و پاکیزہ کھڑون کے گل پڑتے تھے گھونگھٹ ہوا و باغ مین باد بہار کے بھری ہے کہ
گھونگھٹیان عربی جا بین بطرح سر پٹ + صبا کے جھونکے سے کلیان جو لہرائین تو خوب پھولون کی چھڑیان
وہان چلین سنسناٹ ہو یکایک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل گئی اکھاڑے پریون کے آکر اتر پڑے جھٹ پٹ چمن مین
ایسی کچھ اک چاندنی سی لہرائی کہ ویسی تارون بھری رات بھی نہ لے کروٹ فرش مین آکے جو انان باغ چلنے لگے
صراحی سے عشرت چڑھا گئے غٹ غٹ نصیب سوتے ہوئے جو تھے وہ چونک اٹھے گئی تھی دین
ہر اک عاشقون کی نیند اچٹ نظر پڑا وہان بلور کا احاطہ ایک مکان سب ہین مرصع عجیب اک جمگھٹ ستون
ہیرے کے ہر سمت مشک بیز شمیم الوکھی ڈول کے وسیع چپر کھٹ اور سر کھٹ ہزارون رنگ کے فوارے گوہر
افشان تھے ہر ایک جا پر ہی جھوشون کے غٹ کے غٹ جھیتون مین موتیون کی جھالرین تمامی کے فرش
سب ایک ڈال زمرد کے دان کو اڑون کے پٹ کسی پارہ الماس کے لگے کنڈے + جڑی ہوئی کہین یاقوت
سرخ کی چوکھٹ لگے ہوئے گھر تھراغ اکثر جا تجلی جنکے سے اک نور کی تھی پھیلاوٹ کہین تو شیشون کے فانوس
کی بھین بندی اور انکے بیچ وہ جھٹ پٹا خوان کا جھٹ پٹ + کہین شہنائی کی آواز اور کہین کا مود کہین دھناسری
اور بھیرو بن کہین بہانٹ کہین بھیماس اساون اپوربی کہین گوری کہین ترانہ کہین دو شپلا اور کہین ترووٹ کہین
لار کہین دیس مالکوس کہین کہین بہاگ کہین کا گڑا کہین کھاکھٹ بیٹے ہوئے کہین رادھا جی اور کنہیا جی
بہمراد بیٹھے ہوئے سر پہ رکھے مور مکھٹ وہی کنج گلی اور وہی تھا بندرابن + سہانی دھن وہی مرلی کی اور وہی بنسی بٹ
وہ گوالین بگی رہین ٹھیک ٹھاک سب باتین وہی وہ نند جسودا کی کش سے گھٹ بہٹ نہانے دھوتے وہی اور وہی
ادھم کی بہاگون + وہ گوکل اور وہ متھرا نگر وہ جمنا گھٹ وہی کھلاڑین آپس مین گوپیون کا وہان + کہ گیند ایک کالے
کا جا گرے ایک بچھین جھپٹ کہین جو دیکھا تو تھا اٹرواڑ کا عالم وہی کنار وہی کمریان وہی کھٹ کھٹ + انار دیپی وہی
بوستان وہ کا سنی جی + وہ باڑ والون کے ہر طرف کو غٹ کے غٹ + وہ آدھی رات کے شراٹنگے دیس گاتے بین + بہار کی
سا لور و ملہار کے کیوالو رہے کہین تھا بھرتری کا سانگ اور کہین نقال + کہین تھے بہانمتی باز گر کہین تھے نٹ
لگا وٹین کہین کرتی تھین بیٹھی ڈومنیان کہین طوالفون کے طائفون کے نقشے جمگھٹ کہین سدھانی ہوتی
کالمون کی طراری کہین وہ لاکھون محل والیون کی گرماہٹ + نظر پڑین کہین جا لاکین شوخ پردہ نشین ادھیڑ
بوڑھیان کمسن مگر سبھی چلبلی + وہ چھیڑ چھاڑ بہم سطح کی گرما گرم + کہ جنکی شوخیون سے دلکو ہو سرور نپٹ کبھی جو
انگلیون کی فندق انکی دیکھے تو + بہار بیر بہوٹی کی طرح جاسے سمٹ + مٹا دین بھٹکر دن سے سرزمین ایران کی
ادا و ناز سے وہ روم و شام ڈالین الٹ + ہزارون کوس دلدر وہین کھسک جاسے کبھی جو انکے دبے پاؤن کی

عقدے آہنی بہی تو تین نشین ہین جو انہین مشہور ہے کہ ایک طرح ہٹ اور بال ہٹ کی تریا ہٹ ؛ قصہ مختصر طول تا چند روز ملکہ غنچہ
خاتون اُس روز بڑی دھوم دھام سے دعوت اور مہمانداری مین سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام کی ہمہ تن مصروف
رہی اور ایسی تیاری اور فرمانبرداری کی کہ سلطان باکرم اور عمرو اور تمام سرداران بارگاہ نشین نے ایسی صحبت اور دعوت
کبھی کسی کے یہان نہین دیکھی تھی آخرکار سلطان صاحبقران نامدار نے بھی بہت سے تحفہ تحائف اور سوغات جو کہ لائق بادشاہون
کے تھے ملکہ غنچہ خاتون کو مرحمت فرمائے اور روز یازدہم ملکہ غنچہ خاتون سے رخصت ہوکے محلسرا سے برآمد ہوئے بعد
تشریف لیجانے امیر باتوقیر کے ملکہ غنچہ خاتون نے کئی ہزار خلعت فاخرہ اور تحفہ تحفہ گھوڑے باساز و یراق بکمال زر بفت
بجواہر تمام بارگاہ نشینون اور سرداران لشکر اسلام کیواسطے نواب نامداران اور خواجہ سراؤن کے ہاتھ بھیجے اور حسب الایما
اور حسب الاستدعا صاحبقران و سرداران سبھون نے شادان و خندان ہوکر لیے اور ہر ایک تعریف اور توصیف
دریادلی اور عالی ہمتی اور سیر چشمی ملکہ غنچہ خاتون کی آپس مین کرتے تھے غرضکہ سلطان والاشان مع شاہ عیاران عیار
داخل بارگاہ سلیمانی ہوکر مصروف جشن و عیش و طرب ہوئے بروز دوم شاہزادہ بدیع الزمان نے عرض کی کہ یا سلطان
صاحبقران ایک روز قدم رنجہ فرمائے سیر و گلگشت چار باغ ملکہ حوران و پریوشان کی بھی کیجیے سلطان
والاشان امیر حمزہ صاحبقران حسب استدعا اور التجا اپنے فرزند دلبند پارۂ جان لخت جگر شاہزادہ بدیع الزمان
نامور کے مع اپنے تمام سرداران بارگاہ نشین شاہزادہ عالم کو ہمراہ لیکے سوار ہوئے اور تھوڑی راہ کو طے کرکے نزدیک دروازۂ باغ
قریب پہونچے اُتر پڑے اور سامنے سے چار باغ آیا نظر ؛ وہ صفت شادابی مین جسکے ہو پری کا مرزبان ؛ لغزش مستانہ
دکھلانے لگی پاے خیال ؛ دیکھا اُسکی چار دیواری تھی صاف آئینہ سان ؛ شیشہ دیوار پر اُسکے وہ سبزہ دو رنگا ؛ جا بجا سبز کی
سطح کی سبز خطا گلرخان ؛ سرو سہی پیچکان تھا صاف چشم حور کا ؛ قدرت حق کا نمایان تھا ہر ایک جا بہ سمان ؛ صورت
تصویر سیکو تکتکی باندھی سی لگ گئی ... نے بھلا دی دیکھ فکر و دھیان ؛ جون قدم آگے رکھا جاکر پئے گلگشت باغ ؛
دستین دکھیین ... کی عیان ؛ لہر کھاتی پھرتی ہو باد بہاری ہر قدم ؛ نکہت گل سے ہر ایک جانب
ہین کھولے عطاردان ؛ ... کی حالت مین صف باندھے کھڑے ہین ... ؛ ہر طرف کیا بشکل خلد پوشان جوان
پر دار بستون سے عیان ... کی بہار + تاک کے خوشے ہو عقد ثریا کا گمان ؛ طرفہ سر سبزی سنہ کی ہو ہر طرف سے
سر کشی ؛ ہو زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان + سجدۂ خالق مین ہو ہر شاخ نخل میوہ دار ؛ حمد مین حضرت کے
ہر اک غنچہ کھولے ہو دہان + نشۂ عشرت مین ہو سنبل کھلے بالون پڑی + کرتی ہو تعریف سوسن باغ کی با صد زبان ؛
آبشارون سے مخجل ہین چشمہاے سلسبیل ؛ حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان ؛ ہو تماشا کو جنکے روح الامین ہر کنج
باغ ؛ جوش گل سے ہر چمن ہو رشک گلزار جنان ؛ نغمہ پیرایان گلشن ہین بہم مرغوله سنج ؛ دیتے ہین گلبانگ عشرت
طائران خوش بیان ؛ چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن + زمزمہ پرداز کوکو سرو پر ہین قمریان ؛ قہقہہ زن کبک ہین
شمشاد کے سایہ تلے + کرتے پھرتے ہین تدروان چمن ... ؛ ہے کھلا موج آب جو مین لہر ساز کا ؛ ... دی
سے پانی بھر رہے ہین باغبان ؛ چار طرف گڈھل اور مہندی کی ٹٹیان گڑی ہوئی ہین روشون پر بیلچہ کاری کی ہوئی
دار بیل بنی ہوئی اور سرو شمشاد مانند عروس و داماد ہر مقام پر استادہ ہین نرگس کو انتظار مقدم شریف سلطان
صاحبقران نامدار ہے سنبل سر کے بال کھولے زمین باغ پر سجدات شکر کر رہی ہے سوسن بہزار زبان حمد و ثنا مین مشغول
ہزار کھلا ہوا غنچے متبسم پھول قہقہے مار رہے ہین شعر بہار دیکھی ہر کم ایسی چشم نرگس نے + صبا یہ کہتی ہے کھا کر شگوفے
کی سوگند ؛ غرض یہ کہ وہ جو کمالی والے بیان کرتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان گلہا سے بوقلمون میوہ گونا گون

عجب طرح کا مکان چار باغ نظر آتا ہے بارہ دریاں صحنچیاں بنگلے برج برآمدے تمام پُرتکلف سجے ہوئے چاروں طرف ہنگامہ
شادی اور شور مبارکبادی بلند ہے اسوجہ سے کہ بدیع الزمان کی شادی دختر گنجاب یعنی ملکہ گوہر ملک سے ہوئی
ہے اور نور الدہر اُس سے پیدا ہوتا ہے اور مادر گوہر ملک یعنی ملکہ غنچہ خاتون کی شادی لندھور بن سعدان سے
ہوگی اور لندھادا اُس سے پیدا ہوگا اور دختر قران کی شادی دختر ارشاد نقب زن یعنی ملکہ فتانہ سے ہوگی
اور جہانسوز اُس سے پیدا ہوگا اور بعض داستان گو بیان کرتے ہیں کہ دختر گمرد عمرو سے جہانسوز پیدا ہوتا ہے القصہ طول
دیجیے تاچند یہ شبانہ روز سلطان باکرم نے سیر عجائب باغ ملک حیران دلکش کی کر کے خیل وفاداران مقبل وفادار
سے فرمایا کہ تم یہاں رہو اور شہر عجم نہایت میں اور مبارک ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ مع اپنے تمام سرداروں کے وہاں جا کے
شاہزادہ بدیع الزمان کی شادی کا جلسہ کروں اتنا فرما کے پھر جانب پہلوان عادیان پور شادیان کپتان کریب میں کوہ
کریب آفتاب ہفت گروہ عرب عجم و معد یکرب یعنی پہلوان عادی کی طرف مخاطب ہوکے ارشاد کیا تم ہمارا پیش خیمہ باغ بارگاہ
سلیمانی سمت ملک عجم لیکے روانہ ہو حسب الحکم عالی مقام سلطان عالیمقام کے پہلوان عادی پیش خیمہ اور بارگاہ سلیمانی
شتروں پر چھکڑوں پہ بار کرواکے طرف ملک عجم کے روانہ ہوا روز دوم صبح کو سلطان والا شان حمزہ صاحبقران
مع سپاہ لشکر اسلام اور تمام شاہ و شہریار زادہ عالی مقام کے سوار ہوئے اور بعد طے مراحل و قطع منازل قریب ملک عجم
پہونچے یہ خبر سلطان امیر عالی مقام کی تشریف آوری کی سُن کے گنجاب نہایت پریشان اور متشدد رہا قہرمان عجمی نے
کہا کہ یا پیغمبر مرسل میرے نزدیک تو اب یہی صلاح خوب ہے کہ حمزہ کے پاس بیخوف و خطر چلکے مسلمان ہو جائیے اور
یہ جو ہر دو لفظ اُنکے طریق کے جیسے وہ کلمے کہتے ہیں طوطے کی طرح پڑھ کے بعد ازاں بفریب دعوت حمزہ کو مع سرداران
اپنی بارگاہ میں لائیے اور کھانے میں بیہوشی ملا کے کھلوائیے اور حالت بیہوشی میں سبکو پکڑ کے چاہ بیہ میں قید کیجیے
چاہ بیہ مطوق اور مسلسل کر کے بحضور خداوند لقا بھیجیے بختیارک بول اُٹھا کہ واہ واہ اے قہرمان عجمی کیا رائے سلیم تیری
ہے بس ایسی تدبیر سے بہتر اور کوئی تدبیر ان خدا پرستوں کے شر سے ایمن ہونے اور نجات پانیکی نہیں ہے القصہ گنجاب
علیہ اللعنۃ والعذاب اور قہرمان عجمی اور خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بے دین وغیرہ کفار پیش خود
مشورہ اور صلاح کر کے از راہ مزوّری اور مکاری اپنی بارگاہ سے واسطے اقبال کرنے کے بیرون شہر پہنچے اور کپڑا اور
گلا میں گلوں میں اور تلواریں ہاتھوں میں و با د با کمر بستہ ہوں لے ہاتھ اپنے اپنے رومال سے باندھ کے اور گھوڑوں پر سے
اُتر اُتر کے پیادہ پا چلے جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچے اُس وقت عیاران لشکر اسلام نے یہ حال جا کے بارگاہ
سلیمانی میں بحضور سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران بیان کیا کہ گنجاب مع قہرمان عجمی وغیرہ اپنے
تمام سرداروں کے باین ہیئت دست بستہ قریب عتبہ فلک تکریم ملائک مقیم کے آ پہونچا ہے امیر با توقیر نے یہ ماجرا
سُنا تو یہ فرمایا کہ گنجاب بہت جلیل المرتبہ بادشاہ ذیشان ہے سوائے کفر اور کافری کے اور کسی بات کا رتبے اور
مرتبے میں فرق نہیں ہے پس لازم ہے کہ جتنے سردار بارگاہ نشین ہیں سب جا کے گنجاب کا استقبال کر کے بہ تعظیم
و توقیر یہاں لائیں حسب الاحکام عظام امیر عالی مقام خسرو والا دہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند حمزہ
صاحبقران لندھور بن سعدان اور مالک اشدر صاحب نیزہ دوسر اور بہرام گرد بن خاقان
چین اور فرامرز عاد مغربی اور جمہور جہانسوز طرطوس بہادر شہنشاہ شبرزن وغیرہ سرداران اسلام
سبھی استقبال کے واسطے اُٹھے اور باعزاز و تکریم تمام گنجاب کو دروازہ بارگاہ سلیمانی تک لائے سلطان الاشان
عالی مرتبت امیر حمزہ صاحبقران آپ بنفس نفیس دروازہ بارگاہ تک گنجاب کے لینے کو تشریف لیگئے اور اُسے

دست مبارک سے ہاتھ گنجاب کا اور قہرمان عجمی کا کھولا اور ترکش گلون مین سے اور تلوار دانتون سے دونون کے
جدا کرکے اندرون بارگاہ لیجاکے برابر تخت شہنشاہ لشکر اسلام کے اور تخت بچھواکے گنجاب کو اوسپر بٹھلایا گنجاب نے اور
قہرمان عجمی نے بہت سا عذر اور انکسار کرکے کہا کہ اے حمزہ صاحبقران واقعی تو صاحبقران زمان جرم بخش
قصور نیوش ہے اب ہم دونون امیدوار ہین کہ ہمکو وہ کلمہ ارشاد کیجیے جسکو پڑھ سکے ہم ملت بیضا دین اسلام قبول کرین
سلطان والا قدر عالی مرتبت نے یہ گفتگو اور تقریر گنجاب علیہ اللعن و العذاب اور قہرمان عجمی شریر و بیری کی جو سنی تو نہایت
خوش ہوکر کلمہ شہادت ارشاد کیا وہ دونون بہ مکاری اور کذب یعنی قہرمان عجمی اور گنجاب کلمہ پڑھکے بظاہر مسلمان
ہوگئے عمرو نے باشارہ چشم و ابرو سلطان صاحبقران سے کہا کہ یا حمزہ مجھے ان دونون کے ایمان لانے اور مسلمان ہونے
کا یقین نہین ہوا اور شک گذرتا ہے کیسلیے کہ شعر آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ + امیر با توقیر
نے فرمایا کہ اے عمرو جو کوئی اپنی حسب مسلمان ہوتا ہے تو بہتیرا اسکو یہ نہین کہا کرتا ہے عمرو نے پھر کہا کہ حمزہ مجھے کسی سے تعرض
اور عداوت نہین فقط بخیال اسکے کہ گنجاب اور قہرمان عجمی کے بشرے پر نور اسلام نہین ہے مین کہتا ہون آگے تجھے
اختیار ہے مجھے اسمین کیا دخل ہے صاحبقران دوران نے کہا کہ سبحان اللہ تو ایسا ہی صاحب کشف ہے کہ ہر ایک کا بشرہ پہچان
لیتا ہے غرض یہ گفتگو تھی کہ شام کو جب دربار برخاست ہوا تو گنجاب اور قہرمان عجمی بھی رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین
گئے اور بمشورہ یکدیگر تمام رات اسی فکر و تدبیر مین رہے کہ کسی صورت سے سلطان صاحبقران اور عمرو کو زک
فاش دیکر فوج اسلام کو ہزیمت دین اور آپ پھر بمسند عیش اور حکمرانی کرین شعر صبح دیگر کاین سراسر انقلاب +
گشت روشن از فروغ آفتاب + شہنشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا اور سلطان عالی مقام اپنے دنگل
نا و شہر یار اور سب شاہ و شہریار با ادب مجرا کرکے دست چپ و دست چپ اور دست راستی دست راست اپنے اپنے دنگلون
پر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے کہ اس عرصہ مین گنجاب اور قہرمان عجمی بھی دربار مین آئے اور حضرت کو مجرا کرکے
اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے بعد دم بھر کے گنجاب بکمال ادب دست بستہ آنکھون مین آنسو بھر کے بجناب سلطان
با تمکین عرض کرنے لگا کہ یا حمزہ صاحبقران مین نے سنا ہے کہ طریق اسلام مین اجابت دعوت از جملہ واجبات
اور ثواب دلداری مومن طواف بیت اللہ سے سوا ہوتا ہے لہذا مین امیدوار ہون کہ از راہ عطیات خاقانی اور مراحم خسروانی
اگر اس خاکسار ذرہ بمقدار کو حضیض خاک سے اٹھاکے اوج افلاک پر پہونچایا ہے اور آپ دائرہ اسلام مین لائے ہین تو ایک وقت
بجاے خوان نعمت گزین بنان جوین قناعت فرماکے میرے کلبہ احزان مین بتقریب دعوت تشریف لیچلیے اور جو کچھ کہ ان
تمکنت موجود ہو اسکو نوش فرمایئے شعر ہماے اوج سعادت بدام ما افتد + اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد + سلطان والاشان
امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے گنجاب ہمارے طریق مین واقعی دعوت کا رد کرنا بہت ممنوع ہے اگر بمقدمہ
دعوت کوئی کافر بھی آکے استدعا کرے تو اسکے یہان بھی ہم جاتے ہین اور دعوت کھاتے ہین انکار نہ کرین کیا ہے تم تو کلمہ
طیبہ اپنی زبان پر جاری کیا اور مشرف بدین اسلام ہوے تو تم تو ہمارے بھائی ہوچکے ہمین دعوت مین کیا عذر باقی
رہا بسم اللہ ابھی چلو ہم چلنے کو مستعد ہین گنجاب نے از راہ مکر و زور بکمال بشاشت و سرور عجب طرح کی لسانی اور
چرب زبانی سے کہا کہ زہے طالع اور خوشا افتخار میرا یہ کہکے روز دیگر صبح کے وقت سلطان والا قدر عالی منزلت نے
بارگاہ سلیمانی اور تمام اثاثہ صاحبقرانی اور حفاظت اور خدمت مخدرات عالیہ و خواتین معظمہ اور خادمان محل کی شاہ سلیمان
فارسی کے تفویض کرکے مع حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام اور شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار
اور سرداران کے سوار ہوکے ملک عجم مین تشریف لیگئے اور وہان ایک باغ مین قہرمان عجمی نے پہلے سے دعوت

کی تیاری کر رکھی تھی فروکش ہوئے تو دیکھا کہ فی الحقیقت باغ بہت دلچسپ اور پر فضا ہی اور تیاری بزم شاہانہ اور محفل
خسروانہ کی بہت دہوم دہام سے کرکے بارہ دریان اور کمرے بنگلے جو جو کہ اُس باغ مین ہین بہت پر تکلف سجے ہوئے فرشہای
پاکیزہ گستردہ ہو شیشہ آلات وغیرہ بکثرت قرینہ قرینہ سے لگا ہی حضرت ظل اللہ سریر جہانبانی پر اور امیر باتوقیر دنگل پر اور باقی دست
راستی و دست چپی سب سردار اپنی اپنی دنگل پر جہان تہان بیٹھے طائفہ ارباب نشاط کے حاضر ہوے ناچنے گانے بجانے لگے یہانتک کہ وقت
شام کا ہوگیا شفق ظاہر ہوا تمام آسمان سنگ سرخ + شفق سے ہوا شام کا رنگ سرخ + آفتاب چھپا اور چاند نکلا قہرمان عجمی
نے حکم روشنی کا دیا ہزاروں جھاڑ اور سرو چراغان اور مردنگیان اور کنول فانوسین چار طرف روشن ہوگئین اشعار
ہر نفی گانے والون کی اک دہوم دہام ہے تماشائیون کا ہوا ازدحام ہے ہوئے اہل رقص و طرب آکے جمع ہے لگے کرنے پروانے
پابوس شمع ہے ساقیان بالطافت جام و صراحی بکف آئے دورہ شراب کا چارون طرف شروع ہوگیا قہرمان عجمی اور
گنجاب سب کاروخدمت مین دعوت کے آپ دامن گردانئے مستغرق اور کثرت دوا دوش سے سرسے پاؤن تک
عرق عرق تر بتر ہو رہے تھے اور ہر چند صاحبقران نے ممانعت کی اور فرمایا کہ تم دونون صاحب ہمارے پاس آکے
بیٹھو ناچ دیکھو تمہارے نوکر چاکر تو حاضر ہین مگر اُن دونون نے عذر و انکسار کرکے قبول نہ کیا تین شبانہ روز اس تکلف
سے دعوت کی کہ صاحبقران نہایت خوش ہوے اور عمرو کے دل مین جو شکوکات تھے وہ سب نکل گئے عمرو کو
بھی یقین کلی ہوگیا کہ گنجاب اور قہرمان عجمی کفر اور کافری ترک کرکے بصدق دل مسلمان ہوگئے ہین قصہ
مختصر روز چہارم ایسا ہی جشن کی تیاری کی آلات و مسکرات سے شراب یا پان و کباب شیرینی وغیرہ تھی اُس سب مین
بیہوشی ملاکے محفل مین لائے اور جتنے ایک نان و کباب یا دو پیالے شراب کے پیے اور کھائے بلیسا خستہ سبکو چھینکین
آئین اور جانتے تھے کہ گھبرا گھبرا کر اُٹھین تڑاق پڑاق چاروں شانے چت سب زمین پر گرے اور بیہوش ہوگئے گنجاب
اور قہرمان عجمی دونون علیہما اللعن والعذاب نے اپنے ملازمون سے کہا کہ جھٹ پٹ ان سب کی مشکین باندھ کر
آہنی زنجیرون کو بطناب کرکے چار طرف سے کفار رہنے بیٹھی اور سرعت امیر باتوقیر اور عمرو کو مع سب سردارون کے اسی
حالت بیہوشی مین باندھکر وہین بٹھا دیا اور جتنے اُٹھا سکے اُنہین کچھ ملازمین قہرمان عجمی کے تھے اور کچھ لطور
[illegible] ریون کے شہر سے پکڑلائے تھے اُنکے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغل مین خاردار
لکڑیون مین جکڑے ڈلوا دیے گنجاب نے پھر حکم دیا کہ اب ان سبکو ہوشیار کرو چنانچہ بموجب حکم گنجاب کے نوکرون
نے [illegible] رفع بیہوشی سنگھا کے سبکو ہوشیار کردیا امیر باتوقیر اور شہنشاہ لشکر اسلام اور عمرو اور تمام سردارون نے جو آنکھین کھولین
تو دیکھا کہ گنجاب تو سامنے تخت پر اور قہرمان عجمی اپنے دنگل پر بیٹھا ہی ہم سب قید شدید مین مبتلا فرش پر بیٹھے ہین ایک
مرتبہ عمرو نے [illegible] صاحبقران کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون حمزہ تونے گنجاب کی مومنیت اور دینداری کو دیکھا
اور میری گفتنا نیت اور حق و باطل عرض کرنیکا تجھے یقین آیا یا ابھی نہین امیر حمزہ صاحبقران تو ابھی کچھ عمرو کو
جواب نہین دینے پائے تھے کہ ناگاہ گنجاب نے جانب سلطان والاجناب کرکے بولا کہ کیون اے حمزہ صاحبقران
تونے دیکھا کہ یہ تجھپر خداوند لقا کا عتاب نازل ہوا اگر خیر ابھی تک کچھ نہین گیا اب بھی تو نادیدہ خدا ے آسمانی کی عبادت
ہاتھ اُٹھا کے خداوند لقا کو کہ ہیجدہ ہزار ملک ماشفر کا مالک ہی سجدہ کر امیر والا توقیر نے یہ کلام زبان ناپاک سے اُس
[illegible] انجام کی سنکے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کی اور گنجاب سے بہت سے کلمے سخت اور درشت کہکے
فرمایا کہ اسکو [illegible] وہ ہی خالق اکبر خداے عز و جل خالق جن و کل کو واجب ہی کہ جسنے ایک کلمہ کن سے
طبقہ [illegible] عالم کو آب پر قائم کر دیا اور آسمان کو باین بلندی بے ستون طناب کہکشان و رنجوط [illegible] اور مزین فرمایا اشعار

ہے لاشبیہ و بے شریک بے لہ | الہ الصمد و حدہ وحدہ | سمیع و بصیر و علیم و خبیر | محیط علی کل شی قدیر
کریم و وحید و غفور رحیم | حمید و مجید و عزیز حکیم | طرازندہ نقش چشم و دہن | علی بند ترکیب ہر پیرہن
صفا بخش افلاک شمس و قمر | ضیا بخش نور جبین سحر | خداوند علام و دانائے غیب | مبرا ز نقص و منزہ ز عیب

اور لقا ایک کبر مغرور خوک بیکر خرس ہا وہ بضلالت ہو اُس کو یہ الوہیت و وحدانیت قرار دینا سخت جہالت اور عین کفر ہی
گنجاب نے جو یہ کلام امیر با توقیر کا سنا تو مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور نہایت درہم و برہم ہو کر اور مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھا کر
بولا کہ ہان حمزہ کو مع عمرو اور تمام سرداروں کے بیرون شہر لیچلو اور وہان اسکے لشکر کے سامنے سبکو سولیوں پر چڑھا دو یہ کہکے گنجاب
مع قہرمان عجمی اور خواجہ گراز الدین ملک تجتیارک شوم کافر بہ دین مع چند اپنے احباب و سرداروں کے بیرون شہر عجم کیطرف کئی
لاکھ کفار تیرہ روزگار و پیادہ سوار ملازم و نمکخوار گنجاب اور قہرمان عجمی نابکار کے سلطان والا شان امیر حمزہ
عالیمقام کو مع بادشاہ اسلام اور شاہ شہیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور تمام سرداروں اور شاہ اور شہریار زادوں کو اسی
صورت سے مطوق اور مسلسل ارابوں پر بٹھلا کے گرد و پیش تلواریں کھینچے نیزے اٹھائے بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے
لیگئے اور ایک میدان وسیع دیکھکر سولیاں گڑوائیں گنجاب نے جلادوں کو اشارہ کیا کہ ہان ان سب مسلمانوں کو دار پر
کھینچو اور اب توقف نہ کرو حسب الحکم گنجاب علیہ اللعن والعذاب کے جلاد سب کو ارابوں پر سے اتار کے سولیوں
کے نیچے لیگئے اور آواز بلند کہا کہ خلق خداوند لقا کی اور ملک و حکم قہرمان عجمی و گنجاب کا ہم لوگ قدیم الایام سے پیشہ
جلادی کا کرتے ہیں اور حاکم کے حکم سے اپنے جورو بچوں کے پالنے اور اپنے اس دوزخ پیٹ کے بھرنے کے لیے جو کوئی اسیر
بسبب قضا اور گرفتار دام اجل ہماری زیر تیغ آ بیٹھا مجرم اور بے جرم ہماری نظروں میں سب یکساں ہیں بیخوف و
خطر اسکو قتل کرتے ہیں اشقیا طائروں کو حرص دانہ نے پھنسایا دام میں؛ حق اگر سمجھے تو ہے شکوہ عبث صیاد کا+
جسکی آپہونچی قضا وہ ہر طرح مارا گیا+ حکم حاکم سے پھرا میں جرم کیا جلاد کا+ اے مسلمانو قید ہوا ہو اے مغضوبان بارگاہ
خداوندی نادیدہ خدا کے پرستارو جو تمہارا جی چاہے کھا اور پی لو جسکو چاہو دیکھ لو جو تمہیں حاجت بول و براز کی ہو سو اس سے
فارغ ہو لو جو کہنا ہو کہلو سن لو بعد دم بھر کے یہ دنیا کی فضا اور ٹھنڈی ہوا اور یہ ٹھنڈا پانی پھر تمہیں دیکھنا نصیب نہوگا تم سب
سولیوں پر چڑھ کے ہلاک اور پیوند خاک ہو جاؤ گے بعد دو چار پہر کے شہر سر سبائل کی طرف جا سینگے نیزوں پر چڑھے+
خاک و خون میں تم سبھوں کے لاشے پامال ہونگے پڑے+ یہ پکار کر جلاد تو منتظر تیسرے حکم کے سولیوں کے نیچے
جا بجا خاموش کھڑے تھے اور سلطان صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام اور سب سرداروں کو یقین کلی
ہو گیا تھا کہ آج کسی صورت گنجاب کے ہاتھ سے مفر نہیں اور جانبر نہیں ہوتے اور عمرو کا حال یہ تھا کہ کبھی تو
آنکھیں بند کر کے کہتا تھا کہ توبہ میں کیسا خواب پریشان دیکھتا ہوں اور کبھی جو آنکھ کھولکر جلاد کو باشمشیر عریان سر پر کھڑا
دیکھتا تو اپنے جی میں کہتا تھا کہ میرا اللہ تو صادق الوعد و صادق الاقرار ہے اسنے میرا نام تو امر کیا یعنی نہ مروں پھر یہ شخص لعنت
فرشتہ عذاب میرے سر پر کیوں کھڑا ہو کہاں سے آیا کیا ماجرا ہے اور پھر آنکھیں اپنی بند کر کے محو حیرت سکتے کی صورت رہ جاتا تھا
ناگاہ یہ خبر وحشت اثر لشکر اسلام میں پہونچی اور تمام افسران لشکر اور دلیران نامور اور لکھو کھا پیادے اور سوار اور تین لاکھ
چوراسی ہزار عیاران خنجر گذار اپنے اپنے آلات حرب و ضرب لیکر آمادۂ مرگ و مہیا سے قضا چار طرف سے دوڑ پڑے
جسوقت کہ تھوڑے فاصلے پر پہونچے تو اسطرف کفار نے پکارا ہے کہ خبردار اے فوج اسلام آگے قدم نہ بڑھانا اور اچھا
تم ہمارا کہنا نہ مانو گے اور جبتک تم ہم تک پہونچو گے تب تک تم حمزہ کا اور تمہارے بادشاہ اور تمام سرداروں کا سولیوں پر
چڑھا کے کام تمام کر دینگے یہ گفتگو اعدائے دین کی سنکے جتنے بہادر اور مومنین تھے سب عاجز و مجبور سخیان خستہ دل

رنجور رنجیدہ اسی مآل اندیشی کے کہ فی الواقع جب تک ہم پہونچین پہونچین بیکفار سلطان عالیمقدار امیر حمزہ عالیوقار شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور سب سرداروں کو سولیوں پر چڑھا دینگے اور انکے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالینگے محض ہیدست و پا ہو کر کف افسوس ملتے اور شدت غم و غصہ سے اپنے ہونٹھ دانتوں سے چباتے اور بوٹیاں بدن کی کاٹتے تھے اور سارے خادمان محل اور خواتین معظمہ سانحۂ ہوش ربا اور وقائع حیرت زا سنکے باسر عریان اور موے پریشان سر زنان اور سینہ کوبان شیون و شین کنان نالہ و فریاد بفلک رسان چار طرف پچھاڑین کھاتی پھرتی تھین تمام محل مین کہرام پڑا تھا خیمے سے باہر سراچون کے نکلی پڑتی تھین اور وہان میدان مین اب وہ وقت ہے کہ شیر اشکم کبھی گنجاب کا جلادون کو پہونچ چکا ہے اور جلاد ہر یک شاہزادے اور سردار کو نیچے ایک ایک دار کے کھڑا کرکے چاہتے ہین کہ اوپر سولیون کے چڑھائین مگر وہ جو سنا ہے دو ہا جا کو راکھے سائیان مار سکے نہین کوے + بال نہ بیکا کر سکے جو دو جاگ بیری ہو جاے + اور فارسی مین وہ شعر مشہور ہے شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے + نبرد رگے تا نخواہد خدای + ناگاہ ہر ایک کی نگاہ جو سامنے جا پڑی تو دیکھا کہ شعر از دامن دشت خارج اور رنگ ٭ گرد سے برخاست تو تیار رنگ + یعنی گرد سیہ تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر بگردون و بآسمان رسیدہ و پائے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون زلف سر عروسان ہوا نے مارا گرد کو گرد دنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا تو ایک نقابدار سرخ پوش بکمال جوش و خروش مع لشکر بیکران اور فوج سرخ پوشان سامنے سے نمودار ہوا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر فوج گنجاب اور سوار و پیادگان ملازمان قہرمان عجمی پر مثل شیر زیان و پیل دمان آ پڑا اور آمادہ کفار کشی ہوا ایک طرف تو نعرۂ نقابدار سنکے جتنے کفار نابکار اور جلاد برابر سولیون کے گرد و پیش سرداروں کے کھڑے تھے ان سبکے ہاتھون مین ہیم جان سے رعشے پڑ گئے تلوارین ہاتھ سے گر گر پڑین اور جسطرف انکا منہ پڑا بھاگ کھڑے ہوے اور ایکطرف امیر حمزہ صاحبقران عالی مقام اور شہنشاہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام اور سب سرداران ذوی الاحترام نے جو نقابدار سرخ پوش کو اپنی ہواخواہی مین فوج کفار پر گرتے اور لڑتے دیکھا تو ہر ایک نے حمیت اور غیرت سے اپنی اپنی قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور وہی سولیان پکڑ پکڑ کے مستعد بجنگ ہوئے الا عمرو جو بسبب ضعف و ناطاقتی کے اپنی بیڑیان ہتھکڑیان نہ توڑ سکا تھا تو وہین بیٹھے بیٹھے شور و غل کرکے کہتا تھا کہ حمزہ یہ کیا ستم ہے کہ کوئی میری خبر نہین لیتا مجھے کوئی کافر آکے ایذا پہونچائیگا اور یہ مال مفت یعنی لکھوکھا روپیے کی ہتھکڑیان بیڑیان طوق وغیرہ میرے ہاتھ سے جاتے رہینگے سلطان صاحبقران نے داد و بیداد عمرو کی جو سنی تو بجستی تمام پلٹ کر قید عمرو کی توڑ دی اور پھر اسی شکل سے آمادہ کفار کشی ہوئے اسوقت آمد نقابدار سرخ پوش کی دیکھکے اور نعرہ اللہ اکبر صاحبقران دوران کا سنکے وہ جو لکھوکھا دلیر لشکر اسلام بصد درد و آلام ہیدست و پا کھڑے تھے وہ سب کے سب یلغار کرکے بر سر فوج قہرمان عجمی چلے تھے کہ گنجاب نے جو شمشیر زنی نقابدار سرخ پوش کی اور اپنی اپنی قید توڑ کر معرکہ آرائے میدان جنگ ہونا ہر ایک سردار کا دیکھا تاب لڑنے اور ٹھہرنے کی نہ لا سکا لاعلاج ہو کر بھاگ کھڑا ہوا اور شکست کھاکے مع تجتیارک اور ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار وغیرہ مع اپنے تمام سرداروں کے سمت سایل لقا سے مشرک خدا کے پاس جاتا ہے اسکو تو جانے دیجیے جبتک حال نقابدار سرخ پوش کا سنیے کہ نقابدار سرخ پوش فوج کفار پر تلوارین مارتا لاش پر لاش گراتا قریب امیر والا توقیر امیر حمزہ صاحبقران کشور گیر کے پہونچکر اپنے مرکب پر سے کود پڑا اور پیادہ پا دست بستہ ہو کر امیر سے عرض کرنے لگا کہ حضور اس گھوڑے پر سوار ہوں ابھی سلطان صاحبقران کچھ کہنے نہین پائے تھے کہ ناگاہ بند نقاب کا اس سرخپوش کے چہرے سے

سے ٹلک پڑا اور سلطان والاشان کی نگاہ جو اُس پر جا پڑی تو پہچانا کہ یہ نقابدار والا تبار شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
لعل خفتان خونریز خاوری ہے امیر با توقیر نے دوڑ کر قاسم کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیکر کہا کہ حقا اے قاسم
تو مردِ مردانہ اور شیر فرزانہ ہے تمام سرداروں کو معلوم ہوا کہ ملک قاسم نقابدار سرخ پوش بنکر آیا تھا خصوصاً مالک
اژدر نے جو دیکھا تو فرطِ شادی سے مثل گل پیرہن میں پھولا نہ سماتا تھا اور کہتا تھا کہ اے شاہزادہ خاور سیاہ ہم سب کی جان بخشی
تو نے کی اور ہم سب تیرے آزاد کیے ہیں بارے صاحبقران دوران شادیانے فتح کے بجوا کے بارگاہ سلیمانی میں رونق افزا
ہوئے حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا امیر با توقیر دنگل نا وعنبر پر جلوہ فرما
ہوئے اور باقی سب سردار شاہ و شہریار حسب ورانت با قاعدہ مستمرہ اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے شاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار
کرسی بلور پر برابر تخت کے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ قاسم نے عمرو سے جھک کر کہا کہ دادا جان شاید ابھی وہ وقت
نہیں آیا کہ سلطان صاحبقران حقدار کا حق دلوادیں عمرو نے آہستہ سے جواب دیا کہ اے قاسم میں یہ بات حمزہ سے ہرگز نہیں
کہہ سکتا مجھے معذور رکھو اتنے میں صاحبقران دوران نے سب سرداروں کی جانب مخاطب ہو کے فرمایا کہ صاحبو میں
چالیس دن تک اپنے فرزند جگر پیوند پارۂ دل راحت روح و روان شاہزادہ بدیع الزمان گردن لشکر شکن کو تخت
سلیمانی پر بٹھلا کے بادشاہ کرتا ہوں اور جتنے شاہ و شہریار زادے و سرداران و رست راستی و دوست حقیقی ہیں انکو لازم
ہے کہ وہ سب انکی خدمت میں حاضر رہیں اور میرا ارادہ یہ ہے کہ اس دھوم سے جلسۂ شادی اور جلسۂ عروسی و دامادی کا
اپنے فرزند کی کروں کہ کسی نے شاہان دیرین میں سے زمانہ پیشین میں کبھی ایسی شادی اپنے فرزند کی نہ کی ہو یہ فرما کے عمرو کی
جانب مخاطب ہو کے فرمایا کہ خواجہ سلامت تم تیاری بزم شاہانہ اور محفل خسروانہ کی کرو اور اہتمام و انتظام میں مستعد و آمادہ رہو
اور جو کچھ کہ سامان چاہیے وہ سب مہیا کر لو یہ کلام اور احکام امیر عالیمقام کا سنکے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اپنے جی
میں نہایت رنجیدہ اور مکدر ہوا بعد دم بھر ٹھہر کے اپنے ہمراہ کے سرداروں سے یہ کہکے کہ تم یہیں شریک محفل رہو میں تنہا
شکار کو سوار ہو کر جاتا ہوں بعد چالیس روز کے آؤنگا غرض یہ کہکے ملک قاسم امیر با اکرام سے چشم پوشی کر کے تنہا
شکار گاہ سوار ہو گیا

اب وہ کلمہ داستان گنجاب میں گیچور بن ملک حیران دیو کش سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت گنجاب در بند طاؤسیہ کو کہ وہ مشہور بہ چارکن ہے ہو کر کے بیشۂ قیصرسان میں پہونچا اور گنجاب
کے ہمرکاب کہا کے آنیکی خبر یاقوت شاہ جبریل قدرت لقا نے سنی کہ گوہر ملک اسکے ساتھ نامزد اور منسوب ہو چکی
تھی یاقوت شاہ نے نہایت حیران و ششدر ہو کے ہمہ تن گوش ہو کر دیکھا اور اُس سے یہ کہا کہ تو ذرا دیکھ بیشۂ
قیصرسان میں ملکہ گوہر ملک کی خبر تو ابھی میں نے سنا ہے کہ گنجاب پیغمبر مرسل خداوند کا وہاں آیا ہے
حسب الحکم یاقوت شاہ کے مخبر گرد بھر دوڑا گیا اور بھر گذشت گنجاب کی کہی وہ وہاں سے سب تحقیق
کر کے یاقوت شاہ کے پاس آکے بیان کی یاقوت شاہ نے اسوقت حکم دیا کہ یہاں ہمارے یہاں سے بہت
سے سردار پیغمبر مرسل کے استقبال کے واسطے جائیں اور بڑے اعزاز و تکریم سے انکو لے آئیں چنانچہ سردار و سلیمین
و ملازمین یاقوت شاہ کے بیشۂ قیصرسان تک واسطے استقبال کے گئے اور بڑی عزت اور توقیر سے
گنجاب کو لا کے شہر سبا کل میں داخل کیا اور ایک باغ میں اُتارا بار روز دوم یاقوت شاہ نے مع اپنے
سب سرداروں اور مقربین اور مصاحبین کے اس باغ میں جا کے گنجاب سے ملاقات کی اور بعد مزاج پرسی
احوال پوچھا کہ کیا سانحہ تمکو در پیش ہوا اور کیونکر اس حال سے تم یہاں تک آئے ہو گنجاب نے سارا حال از ابتدا

تھا اشہنشاہ زادہ بدیع الزمان کے آنے اور معرکہ جنگ وجدال اور روز شبخون تا حال اور بعد اسکے شکست فاش کھا کے
اپنے فرار ہونے اور ملک حجر مین آنکے بغیاری سلطان صاحبقران وغیرہ کو قید کر لینے کا اور سولی کے تلے کھڑے
کرنے کا اور شاہزادہ لقا و سپاہ کا نقارہ بدار سرخ پوش بن کے آنے اور جنگ کرنے اور پھر سب قیدیون کا اپنی اپنی قید توڑ
توڑ کر سولی سے لشکر شکست دینے کا اور جو کچھ سانحہ اور حادثہ راہ کا گذرا تھا من وعن سب یاقوت شاہ کے سامنے
بیان کیا یاقوت شاہ سنکے نہایت متاسف ہوا اور گنجاب کی بہت سی دلجوئی اور تقویت کر کے صبح کو گنجاب کو مع
ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان اور ملک بختیارک شوم کا فرہید بن اپنے ہمراہ لیے فیلون پر لیجا
کے جسوقت کہ قدر گاہ پر یاقوت شاہ نے قدم رکھا تو ایک آواز وہان سے آئی کہ اے بندہ قدرت من چہ تقدیر کردم یاقوت شاہ
نے کہا کہ یا خداوند جبرئیل قدرت تیرا حاضر ہے یاقوت شاہ کے اتنے کہنے کے ساتھ ایک آواز قہقہہ مارکے ہنسنے کی اندر سے
آئی اور پھر آواز آئی کہ اے یاقوت شاہ مین نے تجھے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے بے خوف و خطر عرض کر کہ مین نے کیا تقدیر
کی یاقوت شاہ نے کہا کہ خداوند تو نے عجب تقدیر کی ہے کہ حمزہ صاحبقران دریاے زخار سے عبور کر کے مع تمام اپنی
فوج و سپاہ کے سستیان مین پہونچا اور اسکے بیٹے بدیع الزمان نے گنجاب تیرے پیغمبر مرسل سے انواع
انواع طرح کی عداوتین کین اور مقابلہ کر کے بعد کتنی لڑائیون کے ہزارہا بڑے بڑے جلیل القدر تیرے بندونکو قتل
کر کے گنجاب کو شکست دی اور گنجاب عاجز و ناچار ہو کر تباہ اور برباد ہوا واویلا کرتا بھاگ کر تیرے ظل عاطفت مین آیا ہے
لقا نے یہ حال سنکے نہایت درہم اور برہم ہو کر کہا اچھا اسکو میرے سامنے لاؤ جسوقت کہ حسب الطلب گنجاب روبرو لقا
کے گیا تو لقا نے گنجاب پر بہت سا عتاب اور خطاب کر کے کہا کہ اس بندہ مغضوب کو لیجا کے دوزخ ہاویہ مین ڈالدو وہ جو
فرشتگان عذاب وہان حاضر تھے وہ سب دوڑکر گنجاب کو لپٹے اور کشان کشان دوزخ کیطرف لے چلے یاقوت شاہ
نے پوچھا کہ یا خداوند کیا جرم گنجاب کا ثابت ہوا کہ اس بیچارے خانمان برباد شکستہ دل خستہ جان ضعیف اور ناتوان کو
مالکان عذاب دوزخ لیے جاتے ہین گنجاب نے اپنا حتی المقدور لڑنے مرنے مین کسی طرح کی کوتاہی نہین
کی مگر تیری مشیت سے مجبور و ناچار ہو کر شکست فاش کھا گیا اور جب مال و اسباب گھر بار ملک حجر اسکے قبضہ اختیار مین
رہا تب یاس و ناچار ہو کر فراری ہوا تیرے بندے حمزہ نے پیام دیا اور بہکایا اغوا کیا اور کہا کہ تو لقا کی پرستش چھوڑ کر مسلمان
ہو جا تو میں کل ہفت کشور کی سلطنت تجھے دون مگر گنجاب نے تیری بندگی اور پرستش نہ چھوڑی سو اسکا کیا خوب صلہ اسکو
ملا کہ مغضوب اور مقہور بارگاہ خداوندی ہو کر اب دوزخ ہاویہ مین ڈالا جاتا ہے ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار دونو
بیٹے نوشیروان کے اسی حال کی خبر سنکے جو حاضر تھے انھون نے بھی تائید کلام یاقوت شاہ کی کر کے بمقدمہ سعی
گنجاب بہت سا کچھ کہا لقا نے کہا کہ [illegible] یا خداوند تیرے پیغمبر مرسل کا کچھ قصور نہین محض بے تقصیر اور وجہ الرحم
ہمارے یاقوت شاہ کے ساعی ہونے اور اس کہنے سے اور ہرمز بن نوشیروان و فرامرز بن نوشیروان
کی گواہی سے گنجاب کی بیچارگی کا حال سنکے لقا نے کہا کہ مین نے گنجاب کا قصور معاف کیا اسے دوزخ مین نہ لیجاؤ
[illegible] ہمارے پاس حاضر رہے ابھی لقا یہی کہہ رہا تھا کہ ناگاہ بختیارک نے جو
[illegible] بختیارک کو جو دیکھا کہ ایک شیطان مشرب لوم طلعت
کوتہ گردن تنگ پیشانی کہربائی سی آنکھین زرد زرد [illegible] مردگی کی نشانیاں چہرہ پر پیدا اور ہویدا ہین پوچھا کہ یہ کون ہے
یاقوت شاہ نے عرض کیا کہ وزیر اعظم اس بادشاہ کا ہے کہ جسکی بارگاہ مین چھپن سو حکیم چھپن سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی نشین بہتر
سو علمدار سلطنت چھبیس سو پہلوان پایہ تخت سوا لاکھ ایک کروڑ سوار کا حکم فرما اور فرمانروا شہنشاہ محتشم و محترم فخر دودمان

با سیاہیان بادشاہ ہفت اقلیم ایران و توران نوشیروان بن قباد بن کیقباد بن منوچہر بن فریدون بن جمشید جم
سو آج یہ اسکا حال ہے تا رسیدہ بصد فریاد و آہ یہان آیا ہے لقا نے پوچھا کہ کسی نے اُسکو کیا ظلم کیا ہو جو اس صدمہ سے اسقدر
کرتا ہو بختیارک بولا اُسکا یہ حال تھا کہ ویسا ہی شخص ہو جو خداوندی کی داڑھی اپنا بیٹا سے پکڑ کے سجدہ کر رہا تھا لیکن لقا نے کہا
ہین یہ تو نے کیا کہا وہ کون ہے اسکا ذکر بختیارک نے پھر کہا کہ وہی دزد بار بے گردن سازبان ہے دشمن حمزہ کا لقا
کہنے لگا کہ معلوم ہوا کہ مین نے بھی تو اُسے پیدا کیا ہے ہین اُسے خوب جانتا ہون بختیارک پکارا کہ خداوند نے سچ کہا آج
سے وہ ٹوٹی داڑھی خداوندی کی بیٹا سے کیسے مونڈ لیگیا واہ واہ خداوند خوب اُسے یاد رکھا ہو لقا نے یہ گفتگو بیہودہ سنکر
بختیارک کی جو بکر رہا تھا سُنی تو جھنجھلا کے کہنے لگا کہ معلوم ہوا تو شیطان مجسم ہو مین نے جتنے کارخانے آفرینش کے
ہین سب کو پیدا کیا ہے مگر اپنا ایک شیطان نہ تھا سو آج سے مین نے تجھے شیطان بنایا اور خدا کے نادیدہ آسمانی کا جو
شیطان ہو اُسکے گلے مین طوق لعنت پڑا ہو سو مین بھی تیرے گلے مین ایک طوق لعنتی کا ڈلوائے دیتا ہون بعد
اسکے جانب یاقوت شاہ مخاطب ہوکے حکم دیا کہ اے یاقوت شاہ ایک طوق طلائی چالیس من کا بنوا کے اسکے گلے
مین ڈلوا دے بختیارک نے یہ جو سنا تو نہایت بیقرار ہو کر رونے لگا اور ہائے واے کرکے بولا کہ یا خداوند مین تو ایسا
بوجھ سے مرجاؤنگا کسی صورت سے جیتا نہ بچونگا سوا اسکے وہ دزد بار بے گردن جو تیری ریش مبارک پر تاسف کر گیا اور
بطمع لعل و یاقوت مونڈ لیگیا اُسکو تو نے اسقدر طامع اور حریص پیدا کیا ہو کہ ایک کوڑی اگر کہین پڑی دیکھے تو اُٹھا
کے اپنی زنبیل مین رکھ لے قطعہ دزدیست کہ زہر از دہن مار بدزدد + خال از رخ زنگی بشب تار بدزدد + پاپوش
بدر دانہ پیکے دو بدزدد + نعل از قدم اشتر رہوار بدزدد + وہ چالیس من طلائے احمر کا طوق اگر میرے گلے مین
سُن پائیگا تو اُسیوقت وہ مثل بلاے ناگہانی یہان ہوگا آکے مجھے زندہ نہ چھوڑیگا بجز قتل مجکو بصورت ہر طرح یہ
ذبح کرکے اُتار لیجائیگا غرض جب بختیارک نے بہت سی واویلا کی تب لقا نے چار من کا طوق طلائی بنوا اُسکے
بختیارک کی گردن مین ڈلوا دیا بعد اسکے دوسرے دن ہرمز تاجدار اور فرامرز نامدار دونون بیٹے نوشیروان
کے جو سامنے لقا کے آئے تو خیال اپنی سلطنت کی بربادی اور تاج و تخت کے چھوٹ جانے اور انواع انواع مصائب
اور تباہی کے کچھ مکدر اور مغموم سے تھے لقا نے اُن دونون کا پریشان حال دیکھکر کہا کہ اے ہرمز مین نے تقدیر کی کہ حمزہ
کو مع تمام اُسکے سردارون اور فوج و سپاہ کے غارت کرونگا اور اپنی قدرت خداوندی سے پھر تجھے بادشاہ سرزمین
ایران اور توران کا کرکے صاحب تاج و دیہیم فرمانرواے فوج و اقلیم کرونگا لیکن تم مجھے سجدہ کرکے خداوند اپنا جانو اور
پرستش کرو ہرمز تاجدار اور فرامرز نامدار اور بختیارک نے لاعلاج ہوکر لقا کو سجدہ کیا تب لقا نے گنجاب
کی طرف خطاب کیا کہ اے گنجاب تو میرا نجیب و رسالت پیغمبر مرسل ہو تو خاطر جمع رکھ کسیطرح سے گھبرا نہین پھر مین تیرا
وہی رتبہ کرونگا مین نے تو القاس خون آشام کو اسیواسطے روانہ کیا کہ استیصال لشکر حمزہ کیا کرے پھر نہین
معلوم کہ اُسسے کیا ہو گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند تجھ سا تیری خداوندی ہو کہ تجھے اپنی تقدیر کا آپ کچھ حال نہین
معلوم ہوتا یہ کیا واہیات اور خرافات تیری خدائی ہو لقا نے نہایت درہم برہم ہوکر کہا کہ اے مردک بد ذات یہ تو کیسی
گستاخانہ اور بیباکانہ گفتگو کرتا ہو بختیارک نے کہا شیطان کی گفتگو یہی ہوتی ہو تو جو القاس خون آشام
کا حال پوچھتا ہو مجھسے سُن کہ القاس اول مرتبہ جو گیا تھا تو بدیع الزمان پسر حمزہ سے جنگ و جدال
مین بدیع الزمان کو اُسنے زخمی کیا دوسری مرتبہ میدان رزم مین القاس بدیع الزمان کی ضرب
تیغ سے زخم کھا کے جانب سرزمین عساقرہ آیا واسطے اپنے زخم اچھا کرنے کے نکل گیا تھا اور صحت پاکے خود مین

خداوندی کی حاضر ہوگا لقانے کہا اے شیطان درگاہ اگر حمزہ اسوقت میرے سامنے آتا تو کیا جانون مین کیا بلا اسکے سر پر نازل کرتا مگر اب مجھے اپنی خدائی کی قسم کہ قیطولون سے نیچے اُترکے مع تمام اپنے لشکر کے جہان وہ عرب ہوگا وہان جاکے اُس سرزمین کو ایک نگاہ قہر سے نیست اور نابود کر دونگا اور حمزہ کا مع تمام مسلمانون اور اُسکے ساتھ کے سردارون کے کام تمام کرونگا بختیارک نے کہا کہ یا خداوندا اسقدر تکلیف اور تصدیع وہ تجھے کبھی نہین دیگا کہ تو آپ جائے حمزہ خود مع اپنے بیٹے پوتون اور تمام شاہ و شہریارون کے عنقریب اس ملک مین تیرا تلاشی آتا ہے اے خداوند مین کبھی نہین سر مو غلط اور جھوٹ نہین کہتا چندے اور صبر کر دیکھ بچشم لینے کہ حمزہ آتا ہے یا نہین آتا لقانے جسوقت کہ زبانی بختیارک کے یہ حال سلطان با اقبال کا شہر سبائل کی طرف آنیکا سُنا اُسیوقت دبیر چرخ کو اپنے طلب کرکے حکم دیا کہ پیغمبران مرسل اور نامرسل پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ اور سب شاہان ذیجاہ فرمانروایان اور سرداران کل باختر کو نامے اور پروانے لکھکر طلب کرو اور ہر ایک ایلچی اور وکیل اور متوسل جو جو جہان جہان جس جس ملک کے یہان قیطولون پر لقا کے پاس حاضر رہتے تھے اُنسے بھی اشارہ کیا کہ تم بھی سب جاکے اپنے اپنے مالکون سے اطلاع کرو کہ وہ زیر قیطول خداوندی جھٹ پٹ آکے حاضر ہون پھر ادہم عجم کے کہا کہ بادشاہان ہفت دربند کو مثل اکوان شاہ اور کیوان شاہ جالندھری اور گرشاسپ شاہ بادشاہ دربند گرشاسپیہ اور عنقا شاہ دربند قران کو اور تیغ درشت ہیکل بادشاہ دربند ہیکلیہ اور بہمان دربندی بادشاہ دربند آہن کوہ اور ملک زرومان حاکم زرومانیہ تو ہیر خار اکن حاکم دربند خارا آگین کہ متصل پل طاؤسیہ ہے غرض ان سبکو بھی بتاکید اکید نامے بدین مضمون لکھو کہ اگر حمزہ اور فوج اسلام اسطرف آنے کا ارادہ کرے خبردار خبردار بڑی ہوشیاری سے اپنے دربند کو خوب مستحکم کر رکھنا اور کسی صورت سے حمزہ کو ادھر آنے نہ دینا آگے جیسا میری مشیت مین ہوگا تم سبکو معلوم ہو جائیگا غرض اُسی ہفتی نے حسب الحکم لقا کے نامے لکھ لکھ اطراف و بلاد مین روانہ کیا اور ایلچی اور وکیل اور قورچی بھی ہر ایک ملک کے اپنے اپنے حاکمون کے پاس خبر کرنے کو لقا سے رخصت ہو ہوکر روانہ ہوئے

اسپہر داستان عشرت بیان لشکر فیروزی اثر فوج دریاموج سلطان والاشان امیر صاحبقران و شادی بدیع الزمان سے گذارش کیا جاتا ہے

کہ جسوقت امیر عجم قدر دارالسلطان سلطان صاحبقران نے شاہزادہ بدیع الزمان کو بادشاہ کیا اور لو رحد لقا و ساطت و شوامت صاحبقران مبارز م شاہزادہ خاور ساہ ملک قاسم لعل خفتگان خونریز خاوری رنجیدہ خاطر اور نہایت شکستہ دل ہو کر بیزار سیر و شکار بارگاہ سلیمانی سے نکل گیا تھا اور یہان بارگاہ گردون اشتباہ سلیمانی مین حسب الاحکام عظام سلطان عالیمقام کے چالیس دن کے جشن نشاط اور محفل انبساط کی تیاری ہو رہی تھی تمام ملک عجم مین دھوم شادی کی اور غلغلہ مبارکبادی کا بلند ہو کوچہ و بازار مین ڈھول دمامے بج رہے ہین بازار طرف چاندنی چوک اُردو بازار اسلحہ بازار کشمیری بازار جوہری بازار صرافہ بزازے کی دکانون رنگا رنگی ہو رہی ہے کیفیت ہر دوسرے ہر ایک دکان مین بہت پُر تکلف لگے ہوئے فرش پاکیزہ بچھے ہین دکاندار پوشاکین نفیس پہنے لڑکون بالونکو اپنے تماشا دکھلانے کو لاکے بیٹھے ہین جتنے درخت ہین سب تاسن بادلے تمامی مشجر اسا وری الماس سے منڈھے ہوئے قمقمے ٹہنیون مین لٹکے ہین کوسون تک کٹا کٹر منڈھی بانسون کی ہر سر و چراغان کی تیاری بہت بقول ہزارون مزدور بیلدار بیلدار نشیب و فراز کو ہموار کرکے راستے پاک و صاف کر رکھے ہین ہزارہا سقے آب پاشی پر جابجا کھڑے ہوئے ہزارہا چپراسی نقرئی اور طلائی اور دستیان مشعلچی اور شمعی لیے ہوئے منتظر شام کے ہین فرسنگون تمام قلعہ برج بارہ دریان جیبو

ہنڈولے چھچھیاں آتشبازی کی گرتی ہوئیں ہزاروں ہاتھی ارنے مینڈھے ہرن طاؤس ہتھ پھول پھلجھڑیاں مہتاب
جاہی جوہیاں انار وغیرہ آتشبازی کچھ تو ٹوکروں میں جہاں تہاں رکھی ہو کچھ جابجا گرتی ہو آتشبازیہاں تہاں رہن
گروانے سرگرم کار رہیں ہر ایک رسالے میں ہر ایک پلٹن میں طائفوں کا ہجوم بھانڈ بھگتیے نقالوں وغیرہ ناچنے گانے
والوں کی دھوم دھام ہر ایک سپہ سالار رسالہ دار وغیرہ افسروں کے خیمے ڈیرے بیچوں بیچ چوبرگے کنڈلے بنگلے بارگیوں کے
دروازے پر روشن چوکی بج رہی ہو جا بجا ہر طرف نقار خانے بہت پر تکلف بنے ہوئے انپر ٹکور نوبت کی لگ رہی ہو تماشائیوں کا ازدحام
مجمع خاص و عام نظر آتا ہو بارگاہ سلیمانی میں سریر سلطنت پر شاہزادہ والا قدر عالی منزلت فرزند جگر پیوند لخت دل راحت روح و جان
شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان اجلاس فرمائے ہوئے سلطان جم قدر والا شان دنگل تا وشمشیر پر جلوہ فرما شاہ عیاران عیار
عمرو بن امیہ نامدار بکمال بشاشت باتیں کر رہے ہیں پانچہزار پانسو چین شہریار زادے اور سرداران دست راستی اور
دست چپی اپنے دنگلوں کرسیوں پر شادمان بیٹھے اور چہچہے کرتے قہقہے مارتے تھے کئی ہزار طائفے پنجہزاری دہفت ہزاری
اور بارہ ہزاری ارباب نشاط کے اور ہزاروں دیہات کے دھوم دھامی جوڑے اور پیشوازیں زرق و برق کی پہنے حاضر تھے
سازندے سرود سارنگی پکھاوجی طبلیے تال کی جوڑی والے کوئی سارنگی ملا رہا ہو کوئی طبلوں پکھاوجوں مردنگوں ڈھولکوں
کے تسمے کھینچتا بتاب دے دیکر انکی صداؤں کی آس لے رہا ہو اکثر طنبورے ستاروں کی سندریوں کو کھینچ کھینچکر دھم دھم چھم چھم
گھما دکے تاروں کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہے ہیں کوئی قانون میں رباب چنگ مرچنگ کو چھیڑکر انکے سروں کو دیکھ بھال رہا ہے
کشتیاں شراب ناب کی رکھی ہوئی ہیں انمیں گلابیاں شراب عقیق احمر خون کبوتر کے رنگ کی بھری ہوئی مینا تمامی
کی ٹوپیاں گلابیوں پر چڑھی ہوئی ہیں عجب ایک تکلف سے چنی ہوئیں تورے پوش کشتیوں پر پڑے ہوئے ہزار ہا چنگیریں
پھولوں کی ڈالیاں میوؤں کی عطردان پاندان چنگیریں جو گھڑے قرینے قرینے سے رکھے ہوئے بارگاہ میں کئی ہزار جھاڑ شیشے
کے الماس تراش ہزاروں کنول مردنگیاں فانوسیں انمیں شمعیں مومی اور کافوری چڑھی ہوئیں آئینے حلبی قد آدم
مہتابیاں چار طرف لگے ہوئے انجام کار چار طرف اہتمام میں سرگرم کار رہتے ساقیان ماہ طلعت مہ صورت جام و صراحی بکف
صف بصف کچھ بیٹھے ہیں کچھ کھڑے ہیں ناگاہ نگاہ سلطان صاحبقران عرش جاہ کی قاسم کے دنگل کیطرف جو جا پڑی
تو دیکھا کہ دنگل خالی پڑا ہو شاہزادہ خاورسیاہ نہیں ہو امیر با توقیر نے پوچھا کہ قاسم کہاں ہیں سرداران دست چپ و اعوان
شاہزادہ قاسم نے عرض کی کہ شاہزادہ عالم ابھی بتہیہ شکار چالیس دن کا اقرار کرکے سوار ہو گئے ہیں صاحبقران دوران نے
فرمایا کہ بدون قاسم کے لطف محفل کا نہیں کوئی بہادر ایسا ہو کہ وہ جائے قاسم کو لائے اور جو قاسم کو وہ نہ لا سکے تو پھر وہ
اس بارگاہ میں نہ آئے اور عمر بھر ہمکو اپنا منھ نہ دکھائے یہ کلام سلطان عالی مقام کا سنکے جتنے سردار اور شاہ و شہریار
حاضرین محفل بہشت مشاکل کے تھے بخیال اس مآل اندیشی کے کہ قاسم نہایت تند خو آتش مزاج ہو اگر ہمارے جانے
اور کہنے سے نہ آئے تو ہم اسکا کیا کر سکینگے سرنگون ہو کر لب بسکوت بیٹھے رہگئے کچھ کسینے جواب نہ دیا امیر با توقیر نے جام طلا
عنبریت شربت سے مملو اور لبریز کرکے اور ایک خلعت سلیمانی کشتی میں منگا کے حضرت ظل اللہ کے تخت کے ایک کونے پر رکھدیا
اور بآواز بلند فرمایا کہ ہاں کوئی مرد مردانہ اور شیر فرزانہ دلاور ایسا ہو کہ یہ جام شربت کا پیے اور خلعت سلیمانی سے متحلی
ہوکر قاسم کو جا کر لائے پھر کسینے جواب نہ دیا سب خاموش تھے اسوقت امیر صاحبقران دوران نے
بیش خود یہ تجویز کرکے کہ ابکی تیسری مرتبہ پھر میں سب صاحبوں سے بآواز بلند کہکے مافی الضمیر سبکا دریافت کروں اگر
کسینے حوصلہ کیا تو بہتر ورنہ میں آپ سوار ہو کر تلاش شاہزادہ خاورسیاہ جاؤنگا اور جہاں وہ ملیگا لاؤنگا سب
سرداروں اور بارگاہ نشینوں کی جانب مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے بہادرو کیا تم میں ایسا بہادر دلاور کوئی نہیں جو مردانہ

اپنی جا پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور شرط خدمت بجا لائے ساتھ فرمانے سلطان صاحبقران کی شاہزادہ فرامرز عاد مغربی
سپر خوانندہ امیر والا توقیر کا اپنے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلطان عالیجناب کو آداب بجا لاکے وہ جام کلہ لعفریت شربت
کا نوش کر لیا بعد ازاں خلعت سلطانی کشتی میں سے اُٹھا کے پہن لیا اور یہ عرض کر کے کیا افضال الٰہی و اقبال شاہنشاہی
سے فیروزی پا کے شاہزادہ خاور سیاہ ملکت قاسم ابن جنسان جنگجو زرتار درّی کو لیے آتا ہے اسی لیے فرمایا کہ اے فرامرز جاتے
تو ہو لیکن بدون قاسم کے لائے پھر آنکے اپنا منھ نہ دکھلا تو فرامرز عاد مغربی نے عرض کی کہ آمین جو مشیت
یہ بندہ کو بھی معلوم ہو غرض یہ کہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی بارگاہ سلطانی سے باہر نکلا اور بیٹھ اپنے مرکب پر اس فکر
اور تردد میں کہ کس تدبیر سے ملکت قاسم کو تن جا کے لاؤں غرض سوچتے سوچتے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی بھی
بطریق صید افگنی چلا اور ساتھ اپنے ایک سامان شکار کا لے لیا قراول سبز و سرخ صندلی انہوں سے کپڑے پہنے توڑے
بند و تفنگیں ہاتھوں میں تھیلے کتا بروں کے گلے میں ڈالے باز دار بہری بچہ کوہی کیل مرغ و بلبل لگڑ جھگڑ جھموی زرّین
و دوسرے و غیرہ جانوران سیاہ چشم صید افگن اور شاہین جنگ باز شکرا تمبی باز شہباز عقاب تیز پرواز اور چرغ و غیرہ
جانوران قسم کاں کو چمڑے کے دستانے ہاتھوں میں پہنے ہاتھوں پر بٹھلائے اکثر اپنے ساتھ لئے ہوئے بھیلوں
کو ساتھ لیے چیتے بان گھوڑوں پر سوار ہر ایک چیتے بان کی پشت پر ایک چیتہ کلاہ سروں پر اندھیری آنکھوں
پر چڑھی ہوئی ڈوری چیتے کی چیتے بان کی کمر سے بندھی ہوئی ایک ایک ڈوری شکاری کتے تھا گلڈ اک ہپیر بٹیر تازی
ولایتی رام پوری پٹے زرنگی گردنوں میں پڑے ہوئے تیلی تیلی ریشمی اُنکی ڈوری اپنے ہاتھوں میں لیے ہمراہ تھے القصہ
طول داستان مختصر یہ کہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی سمت شکارگاہ روانہ ہوا اتفاقاً شاہزادہ فرامرز کے پاس
ایک باز ایسا تھا کہ عدیل و نظیر اُسکا روئے زمین پر کسی نے نہیں دیکھا اور کسی کارخانہ سلطانی میں نہ کسی سردار
اور شاہ اور شہریار زادوں کو ویسا باز کبھی بہم پہونچا تھا چنانچہ اکثر امیر حمزہ صاحبقران نے اور بادشاہ اسلام نے
اُس باز کی تعریف کی مگر فرامرز عاد مغربی سنکے خاموش ہو رہا اور یہ کبھی نہ کہا کہ یہ باز نذر ہو حاضر ہو اسی سبب سے
صاحبقران عالی مقام نے اور شہنشاہ لشکر اسلام نے طلب بھی اُس باز کی فرامرز سے نہیں کی غرض یہ کہ شاہزادہ
فرامرز عاد مغربی شکار کھیلتا ہوا وہاں تک جا پہونچا جس صحرا میں شاہزادہ خاور سیاہ ملکت قاسم شکار کھیل
رہا تھا اور ایکبار شاہزادہ قاسم سے جو دو چار ہوا تو فرامرز عاد مغربی نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کے نہایت با ادب
جھک کر قاسم کو مجرا کیا اور دعا و ثنا میں رطب اللسان ہوا قاسم نے فرامرز کو دیکھ کر پوچھا کہ اے فرامرز عاد تو تو ہوا خواہ
بدیع الزمان ہے اور تکلف یہ کہ اندنوں دادا جان نے بدیع الزمان کو بادشاہ کیا پھر تو کیونکر بدیع الزمان کی شادی
اور جشن مبارکباد دی سلطنت سے یہاں آیا فرامرز عاد مغربی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ اے شہریار میں ان
دنوں کچھ شکستہ خاطر اور افسردہ دل تھا شاہزادہ بدیع الزمان کو مبارکباد دی دیکر واسطے تفریح طبع کے شکار
کھیلنے کو چلا آیا اور میری نگاہ میں اے شہریار شاہزادہ خاور سیاہ جو ہیں اور پھر شاہزادہ بدیع الزمان کا ہیں یعنی
آپ کا ہیں دونوں صاحبوں کو اپنا آقا اور خداوند نعمت جانتا ہوں وہ کون اور آپ کون دونوں صاحب برابر
ہیں جیسا اُنکا مطیع و فرمانبردار ویسا آپ کا تابعدار ملکت قاسم کو یہ گفتگو فرامرز عاد مغربی کی بہت پسند آئی اور عجز و
انکسار اُسکا دیکھکر نہایت خوش ہو کر باتفاق باہم متوجہ شکار ہوئے چنانچہ قاسم کے پاس بھی ایک باز تھا اور قاسم
اُس باز کو جان سے سوا عزیز رکھتا اور پیار کرتا تھا قضا سے کارساز ایک تیتر پرواز کر ناگہان جاتا تھا قاسم نے اپنے باز
کو اس تیتر پر چھوڑا اور وہ تیتر قاسم کے باز سے صاف بچکر نکل گیا ایک طرف سے شاہزادہ فرامرز نے بھی اپنے باز کو چھو

اُس تیہو پر چھوڑا تو اس باز نے بکمال تیز پروازی جھپٹ جاکے اُس تیہو کو پنجے مین پکڑ لیا قاسم نے بحالت غیظ و غضب مین اپنے باز کے بال و پر نوچ کر زمین پر پٹک کر مار ڈالا شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے قاسم کو رنجیدہ اور خشمگین دیکھکر عرض کیا کہ اے شہریار باعث تکدر خاطر اقدس کیا ہی ملک قاسم نے کہا کہ اے فرامرز مین اس اپنے باز کو بہت پیار کرتا تھا اس کمبخت نے تیہو کو نہ پکڑا مین نے جھنجھلا کر اسے مار ڈالا اس باعث سے بہت دنکا ایک ملال اور صدمہ ہی شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے اُسیوقت اپنے دلمین خیال کیا کہ بس اس سے بہتر موقع اور گھات کا وقت پھر نہین ملیگا اگر قاسم کو ملا نا اور شکار گاہ سے پھر کر اپنے ہمراہ لیجانا منظور ہی تو اب مجھے لازم ہی کہ اپنا باز قاسم کو تواضع کرون یہ پیش خود تجویز کر کے فرامرز عاد مغربی نے عرض کی کہ اے شہریار اگر آپ اُس باز کو ملاحظہ فرمائیے تو ایک باز پوش سے میرا یہ باز حاضر ہی اسکو رکھیے اسکے شکار کا تماشا ملاحظہ فرمائیے یہ کیسا ہی جب حضور ہی کا ہی قاسم کو کہ فرامرز کی سُنکے اور باز کو دیکھکے نہایت خوش ہوا اور باز کو فرامرز سے لیکر فرامرز کا ہاتھ پکڑے اپنے خیمے مین لایا اور دونون صاحب گھوڑے سے اُترکے بیٹھے اور جبکہ دو چار پیالے شراب کے پیے دونون صاحبون کے دماغ کو ایک سرور حاصل ہوا تو ایک مرتبہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کے شاہزادہ خاور سیاہ کو دیا اور قاسم نے وہ پیالہ فرامرز کے ہاتھ سے لیا اور نوش کر کے پوچھا کہ اے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی سچ کہہ کہ تیرا خلاصہ مطلب اور مدعا سے دلی کیا ہی شاہزادہ فرامرز نے اپنے دونون ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ اے شہریار جناب احدیت تجھے ہزار سال بجاہ و حشمت رکھے اصل حقیقت یہ ہی کہ اگر اسوقت میری عزت اور آبرو رکھ لے تو تمام عمر کا مین تیرا ممنون اور شکر گذار رہتا ہون امیر عالی مقام نے ایک جام کلہ عفرہیت شربت سے مملو کر کے اور ایک خلعت سلیمانی کشتی مین لگا کے بارگاہ سلیمانی مین رکھ دیا اور تین مرتبہ آواز بلند کہا کہ کوئی ایسا بہادر ہی جو اس جام کو پی سکے اور خلعت کو پہن کے جاسکا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو اپنے ہمراہ لا سکے اور جو نہ لاسکے تو تمام عمر اپنا منہ پھر مجھے نہ دکھلائے پانچ ہزار پانسو چھپن سردار و نامین سے کسیکا حوصلہ حضور کے لانے کا نہ پڑا اور نہ اقرار کیا مگر مین نے وہ جام شراب کا اُٹھا کر پی لیا اور خلعت پہنکر حضور کے لانیکا سلطان صاحبقران سے اقرار کیا ہی لہذا امید وار ہون کہ از راہ عطیات خاقانی اور مراحم خسروانی آپ اسوقت میرے ہمراہ بارگاہ سلیمانی مین بحضور امیر حمزہ صاحبقران تشریف لیچلیے قاسم نے جو یہ تقریر فرامرز عاد کی سُنی تو کچھ اپنے دل مین محجوب ہوکر پھر رد جواب فرامرز کا نہ کر سکا اور اُسیوقت سوار ہوکے مع اپنے تمام نوکر ان چاکرون کے ہمراہ فرامرز عاد مغربی جانب لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا اور عرصہ راہ کو طے کر کے جسوقت کہ بارگاہ سلیمانی مین قدم زن ہوا تو ایک فرد گنج وافر کی کہ طلسم افراسیابی سے لایا تھا وہ برابر تخت کے جاکے بدیع الزمان کو بطریق پیشکش کے دی شاہزادہ بدیع الزمان وہ فرد قاسم سے لیکر خزانہ جو طلسم رفعت سلیمانی سے اپنے ہمراہ لایا تھا اُسکی فرد شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے تواضع کی اور کہا کہ قاسم آکر صندلی آصف پر بیٹھ قاسم نے کہا کہ میری مجال نہین کہ صندلی آصف پر بیٹھون یہ کہکے ذنگل رستم اپنے باپ کا اُٹھا کے جہان صندلی آصف بچھی تھی وہان بچھا کر بیٹھ گیا شاہزادہ بدیع الزمان قاسم کی یہ حرکت دیکھکر نہایت آزردہ ہوا اور بمشکل اپنے آپ کو ضبط کر کے اور اپنے دلکو سنبھال کے خاموش ہو رہا لیکن اپنے عیار اُمیہ بن عمرو کی جانب مخاطب ہوکر اشارہ کیا کہ تو کرسی پر جاکے اپنے باپ کا جانشین ہی حسب الایما اُمیہ بن عمرو اپنے باپ کی کرسی پر جا بیٹھا قاسم نے اپنے دل مین یہ کہا کہ بدیع الزمان کا مطلب یہ ہی کہ لوگ کہین اُمیہ اقتدار سے

عمرو جا نشین اسکا ہوا یہ کہکر ضبط کیے بیٹھا رہا جب وقت شام کا ہوا قاسم بارگاہ سے اُٹھکے اپنے خیمے مین آیا اور سیارہ
بن عمرو اپنے عیار کو بلا کے بتاکید تمام کہا کہ اگر تو نے آج جا کے کوئی عیاری اُمیہ بن عمرو کے ساتھ نہ کی تو پھر خبردار اور
زینہار میرے پاس نہ آنا سیارہ بن عمرو نے کہا بہت خوب باقبال عالی مین وہ عیاری دھوم دھامی کرکے آتا ہون کہ اُمیہ
عمرو بھی یہ ہون کف افسوس ملا کرے سیارہ بن عمرو اپنی ہیئت تبدیل کرکے ایک مشعلچی کی صورت بنا اُمیہ بن عمرو
کے خیمے مین گیا اور فتیلے اور شمعون کے دیکھنے اور گلگیر کرتے مین تھوڑی تھوڑی بیہوشی ہر ایک کی لو پر رکھکے علیحدہ
کہین ٹھہر گیا جسوقت بو بیہوشی کی اُمیہ کے دماغ مین پہونچی بیہوش ہوکر سو گیا سیارہ بن عمرو نے تمام اسباب اسکے
خیمے کا لوٹ لیا اور اُسکی جا پر بوسیدہ اور دریدہ کپڑے اور گیرے ٹھیکرے محض بے آب خنجر زنگ آغشتہ رکھکے اسباب
جو تھا وہ گٹھری باندھکے لے آیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کے وقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو اُمیہ بن عمرو کے دماغ
کو لگی تو اُسکو ہوش آیا اور آنکھین کھولکر چار طرف غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئی رات کو آکے مجھے بیہوش کرکے
سب اسباب چرا لیگیا بیساختہ گھبرا کر جو اُٹھا تو ایک جا پر نشان قدم سیارہ بن عمرو اپنے بھائی کا دیکھکر پہچانا اُسوقت
بحضور شاہزادہ بدیع الزمان آکے اُسنے ساری سرگذشت شب کی بیان کی شاہزادہ بدیع الزمان نے
فرمایا کہ اگر تو اسکا عوض جاکے سیارہ سے نہ لیگا تو مین تجھے پھر اپنے پاس نہ رکھونگا اور تمام عمر تیرا منھ نہ دیکھونگا
اُمیہ بن عمرو شاہزادہ بدیع الزمان نامور کو برہم اور برہم اپنے اوپر یہ خطاب اور عتاب اُسکا دیکھکر اُٹھکر چلا
ہوا اور شب کے وقت تلاش سیارہ جاتا تھا کہ اثناے راہ مین دور سے دیکھا زانجیم عیار طرفدار سیارہ کا نظر
آیا اُمیہ بن عمرو نے سر راہ جا حلقے کمند کے بچھا اُنپر خاک ڈالدی تا معلوم نہوں اور سرا کمند کا پکڑکے ایکجا چھپکر
بیٹھ رہا زانجیم جستین آرہا جو اُس مقام پر جہان حلقے کمند کے بچھے تھے قدم زن ہوا اُمیہ بن عمرو نے زور سے
جھٹکا مارا کہ سب حلقے کمند کے زانجیم کی گردن اور پانوؤن مین پڑ گئے اور زانجیم چارون شانے چت گر پڑا اور
اُمیہ نے جلدی تمام وہان برابر زانجیم کے پہونچ کے زانجیم عیار کو تو اُسی ہیئت سے مبتلاے حلقہاے کمند
وہین پڑا رہنے دیا اور اپنی صورت زانجیم کی بناکے سیارہ بن عمرو کے خیمے مین گیا اور منتظر وقت کا تھا
جب سیارہ بن عمرو سو گیا تو اُمیہ نے تمام اسباب سیارہ کا اُٹھاکے ایک گٹھری مین باندھکر کہین علیحدہ جا
کے رکھدیا اور پھر اُسی جا پر آکے سیارہ کے شاگردون مین باہم بیٹھکر باتین کرنے لگا اس عرصہ مین سیارہ نے
آنکھ کھولکر دیکھا کہ زانجیم سامنے میرے بیٹھا ہے بیکار ہے کہا کہ بھائی زانجیم تھوڑی سی شراب لا کے مجھے پلا وہ زانجیم
کہ دراصل اُمیہ بن عمرو نامدار تھا اُسنے کہا بہت خوب یہان لایا اور یہ کہکے ایک صراحی مین شراب کی بیہوشی ملاکے
سیارہ اور اُسکے سب شاگردون کو جو جو کہ اُسوقت وہان موجود تھے پلاکے جبکہ خوب بیہوش کر چکا تب اُمیہ
بن عمرو نے سبکو برہنہ کیا اور اتنا پیٹا کہ جب تک سبکے اُتار لیے تھے پڑا رہنے دیا اور آپ بہ جمعی تمام سارا
اسباب سیارہ کا لیکر خیمے سے نکلگیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آکے سارا حال اپنی عیاری کرنے
کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان نہایت خوش ہوا اپنا دست شفقت اُسکی پشت پر رکھکے کہا مرحبا صد مرحبا
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند غرض یہ کہکے سات شبانہ روز ہنگامہ شادی اور غلغلہ مبارکبادی
چار طرف بلند رہا اور تمام ملک مین ہر کوچہ و برزن مین جلسہ گانے بجانے کا تھا اور عجیب طرح کا لطف و حال
میخوارون اور مستون کی بہشت مین نظر آتا تھا کہ ایک ایک میدان بجاے خود دعویٰ سلطنت اور فرمانروائی کا
اور ایک ایک جا رلنے اپنے زعم مین بادشاہ بنا ہوا حکمران تھا ہر ایک میخانے کے روبرو دیکھا کہ ہجوم کثیر اور انبوہ غفیر ہے

شہر مین لوگ کہتے جاتے ہین اشعار منادیست درکوچۂ میفروشان + کہ امروز در ہر کہ یابند ہوش + گریبانش گیرند والان
کشند + کشاکش بدیوان مستان برند + یارو آج کا سا دن خوشی کا پہر کہان میسر ہوگا قاضی کیسا اور محتسب کہان
رہتا ہی واللہ اعلم بالصواب کل کیا ہو حور قصور اور بہشت و دوزخ کے جھگڑے مین نہ پڑو چلو دو پیالے شراب کے
پیو عیش کرو اور بارگاہ گردون اشتباہ سلیمانی مین وہ مجمع ہزار طور الکون کا تھا وہ جسدم سے کہ شاہزادۂ خاور سیاہ
نے آکے اندرون بارگاہ قدم رکھا تھا تھاپ طبلون پر پڑتی تھی پائون کی گمک آسمان کو جاتی تھی زور شور سارنگی کا کھنچ
رہا تھا ہر ایک طرف قانون بین رباب چنگ مرچنگ دف دائرہ جھانجھ کنگری جلترنگ سونی سرمنڈل راگ جھانگ
سرسنگار پونگی الگوجا وغیرہ بج رہے تھے مغنیان شوخ وطناز اور لولیان کرشمہ سنج سحر انداز حالت رقص و سماع مین
پاسے کوئی نہین کرتے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بوفور عطیات صاحبقرانی از بسکہ کرور ہا روپیہ اور اشرفیان انعام اکرام
مین پائی ہین تو مال و دولت سے مستغنی ہوکر تعلقات دنیوی پر لبیت و پا مارے ہین اور واسطے بقاے سلطنت اور
حکمرانی و کشورستانی بادشاہ لشکر اسلام اور صاحبقران عالی مقام کے بہتر دعا کے سوسے آسمان بلند کرتے ہین زنگولے
رگہاے عشاق پر شور انگیز تھے اور چٹکیان بجانا رنڈیون کا یہ معلوم ہوتا تھا کہ طائران کلفت کو آشیانون سے دلہاے
حاضرین صحبت کے اُڑا رہی ہین بارگاہ نشین اور حاضرین اُس محفل بہشت مشاکل کے مانند عاشقان بیدل و مشتاقان
بسمل غلغلہ پرداز تھے شعر فغان کین لولیان شوخ شیرین کار شہر آشوب + چنان برند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را +
ہر ایک ساقی مہر سیما کا ستارۂ بخت چمکا ہوا مہوشون کا دماغ آسمان پر چڑھا ہوا ہر ایک شاہ و شہریار محفل رقص
و سرود مین مصروف اور مدہوش تھا اور تمام سردار اور دلاوران نامدار نشۂ صہباے طرب سے مدہوش اور خود
فراموش جھوم رہے تھے کوئی کہتا تھا شعر مین کب سے تھا ترا اشتیاق ساقی + مدت مین ہوا ہی تو ملاقی ساقی +
جانے نہ یہ دور جلد بھردے پیالہ + شیشہ مین جو کچھ رہی ہو باقی ساقی + اور کوئی کہتا تھا شعر ہون بندۂ
پیرمغان ساقی کچھ جانے تکلف تجھسے نہین + لا درد ہی مو گر صاف نہین دے چلو ہی مین گر جام نہین + القصہ
روز ہشتم کہ یہ دھوم دھام شادی اور ایک شاہ و شہریار زادون کی عروسی اور دامادی کی ہوچکی تو حضرت ظل اللہ
سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام نے تو بارگاہ سلیمانی مین آکر تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا اور امیر باعث
شب بیداریون اور کثرت خمار کے کہ سات دن رات برابر جاگے تھے اُس روز حرم محترم سے برآمد نہین ہوئے
تھے باقی سب سردار دست راستی اور دست چپی اپنے دنگلون کرسیون پر بقاعدۂ مستمرہ آکر بیٹھے کہ ایک مرتبہ شاہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم نے اپنے باپ علمشاہ رومی کے دنگل کو اُٹھاکے دست چپ رکھا اور اُسپر متمکن ہوا
شاہزادہ بدیع الزمان کہ یہ حرکت قاسم کی دیکھکر نہایت درہم اور برہم ہوا اور یہ کہنے لگا کہ اے قاسم تو اپنے دل
مین خجل اور جی مین منفعل نہین ہوتا اور کچھ تجھے کسی نیک و بد بات کا خیال نہین آتا یہ دنگل میرا ہی اسپر تو کیون بیٹھا
قاسم نے جواب دیا کہ یہ دنگل میرے باپ کا ہی اسکا مالک اور وارث دار مین ہون تجھے اس دنگل سے کیا تعلق اور کیا
واسطہ ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے در جواب اسکے مکرر سہ کرر کہا کہ اول تو تجھے قوت منفعلہ نہین بیحیائی اور تونے
اختیار کرلی ہی جو ہمیشہ تو اسی پر بحث اور تکرار کیا کرتا ہی دوم یہ کہ اس دنگل کو تیرے باپ نے کچھ بدیہ خرید کرکے تو نہین
کیا اگر مالک اسکا ہو اور دعوے کرے تو شاہ سعد بن قباد کو زیبا ہی کہ قباد شہریار نے اس دنگل کو نکالا تھا اور
امیر ابو قیر حمزہ کشورگیر نے یہ دنگل بڑے بھائی صاحب شاہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو عطا فرمایا اور شاہزادہ
عمرو بن حمزۂ یونانی نے تیرے باپ یعنے شاہزادہ علمشاہ رومی کو عنایت کیا جب شاہزادہ علمشاہ

رومی طلسم مین تشریف لے گئے اور زرنگار جادو نے شاہزادۂ علمشاہ کو بزور سحر دیوانہ بنا دیا اور توسن جادو حرامزادہ برسر حمہ یان حرم شاہزادۂ علمشاہ رومی گیا تھا مین نے وہان جاکے توسن جادو کو شکست دی علاوہ اسکے جنگل مین شاہزادۂ علمشاہ کو قتل ہونے سے بچایا اُنھون نے عوض اُن حقوق کے کہ مین نے اُنکے ساتھ کیے تھے یہ ڈنگل مجھے بخش دیا اور یہہ کیا مین صورت حال ہکا بھر علمشاہ رکھتا ہون قاسم نے کہا مین یہ کچھ نہین سمجھتا اور نہ تھر کو جانتا ہون کیسی تھر شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا اگر تو کسی بات کو نہین مانتا تو اپنا سر کھا پھر تیرے ہزیان بکنے سے ہوتا کیا ہی غرض گفتگو کو طول پہونچا اور نوبت یہانتک پہونچی کہ قاسم کے ہاتھ مین ایک انار ولایتی تھا حالت غیظ و غضب مین اُس انار کو بزور کھینچ کر شاہزادہ بدیع الزمان پر مارا کہ وہ انار رکھون پر شاہزادہ بدیع الزمان کی لگ کر ٹوٹ گیا اور دانے اُسکے مانند دانۂ مروارید شاہزادۂ بدیع الزمان کے سر پر نثار ہوکے چار سمت گرے اُسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان نے بھی نہایت درہم برہم ہوکر ایک گھونسا قاسم کو مارا اور دونون باہم آمادۂ جنگ ہوئے خسرو ملا دہند وستان رستم زمان لندھور بن سعدان نے کہا کہ ملک قاسم کو یہ بات شایان نہین کہ اپنے عم بزرگوار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار سے برابری کرین مالک اژدر بگڑکر بولا کہ تجھے دخل در معقولات کرنا کیا ضرور تو کون ہی جو شاہزادون کے مقدمے مین بولتا ہی یہ کہکے مالک نے ایک گھونسا لندھور کے مارا لندھور اور مالک آپسمین لپٹ پڑے اور باہم لڑنے لگے القصہ یہ طول کھینچے تا چند اسیصورت سے جتنے سردار دست راسی اور دست چپی تھے سب کے سب اُٹھ اُٹھکر دست راسی ہواخواہی بدیع الزمان مین اور دست چپی طرفداری قاسم سے باہم جنگ وجدال کرنے لگے کسیکا شانہ اُتر گیا کسیکا ہاتھ اُکھڑ گیا کسیکا گھٹنا کسیکے ہونٹھ پھوٹ گئے کسیکے گلے پر چوٹ لگی کسیکا سر پھٹگیا کسیکی ناک سے خون جاری تھا عجب طرح کا ہنگامہ بپا اور شور وغل اُٹھا تھا کہ کوئی کسیکی نہ سنتا تھا نہ کوئی کسیکا کہنا مانتا تھا حضرت ظل اللہ سعد بن قباد ہرچند ہان ہان کرکے ممانعت فرماتے تھے مگر تو یہ کوئی بادشاہ کی بات کا بھی خیال نہین کرتا تھا جسطرح سے لڑ رہے تھے اُسیطرح سے چار طرف سینہ بسینہ اور کلہ بکلہ کمر بہ کمر باہم لپٹے ہوئے زور کشمکش کا کر رہے تھے کہ یکایک یہ غل اندرون خادمان محل تک پہونچا تو سلطان صاحبقران سُنکے بہت متعجب ہوکے کہ یہ کیا ماجرا ہی محل سے باہر نکل آئے سب سرداروں نے جو امیر با توقیر کو برآمد ہوتے دیکھا تو سراسیمہ اور مضطر ہوکر ایکبار سب متفرق ہوگئے اور جہان تہان ڈنگلون اور کرسیون پر جاکے خاموش بیٹھ رہے صاحبقران دوران نے جو محل سے نکلکر بغور دیکھا تو لندھور کے سر پر تاج مالک اژدر کا اور مالک کے سر پر لندھور کا تاج رکھا ہی تو عجب لطف وکیفیت ہی کہ لندھور کا سر بہت بڑا اور مالک کا تاج چھوٹا آدھے سر پر لندھور کے رکھا باقی تمام آدھا سر کھلا ہوا اور مالک کے سر چھوٹا لندھور کے سر کا تاج بہت بڑا سو مالک نے جو گھبراہٹ اور جلدی مین اُٹھاکے اپنے سر پر رکھ لیا ہی تو دونون بھوین تک مالک کی تاج کے اندر چھپ گئی ہین اسیطرح سے اکثر دست راسی دست چپیون کے ڈنگل کرسیون پر بہت سے دست چپی دست راستیون کے ڈنگلون کرسیون پر بیٹھے جسم سے جابجا خون بہتا ہوا اور تمام فرش بارگاہ کا سمٹا ہوا چار طرف جو سین پڑی ہوئی ہین امیر با توقیر نے نہایت خشمگین ہوکر شاہ سعد بن قباد سے پوچھا کہ کیا ماجرا تھا شاہ سعد نے از ابتدا تا انتہا مفصلاً اور مشروحاً بیان کیا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ مین کیا کرون مین نے تو بارہا ہرچند چاہا کہ حقدار کا حق دلا دون اور جو مستحق ہو وہ لے مگر ہر مرتبہ جو شرط مشروط قرار پاتی ہی دونون برابر رہتے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان نے سُنکے عرض کیا کہ اے سلطان ہمالہمقام گذشتہ مین کلام نہین

اب فی الحال مین ایک قرار اور شرط کرتا ہون کہ جو ہم دونون مین سے زمرد شاہ لقا خدا کو باختر کو جاکے جہنم داخل کرے وہی شخص دنگل رستم کا مالک ہو یہ کہکے دنگل رستم کو اُٹھاکے بارگاہ سلیمانی کے آگے لٹکا دیا ابھی امیر والا توقیر نے کچھ نہین ارشاد کیا تھا کہ بیرون بارگاہ جو عیار دست راسی دست چپی ہوا خواہان شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ خاور سیاہ تھے انھون نے جو یہ بحث اور تکرار او رفساد فیما بین شاہزادگان دارین بدیع الزمان اور قاسم کے سُنا تو اُمیہ بن عمرو نے کہا کہ شاہزادہ خاور سیاہ تو فقط جہالت کو کام فرماتے ہین دنگل رستم پر بہر نوع ملکیت او حقیت شاہزادہ بدیع الزمان کی ہے سیّارہ بن عمرو نے تیوری چڑھاکے کہا کہ محض غلط ہے یہ دنگل شاہزادہ عالم ملک قاسم کا ہے دیکھ لینا کہ کل شاہزادہ خاور سیاہ اس دنگل پر جلوہ گر ہوگا اُمیہ بن عمرو نے کہا کہ یہ بات تو خلاف عقل اور بعید از قیاس ہے کہ ملک قاسم اُسپر قابض ہوسکے القصہ یہانتک طرفین سے تکرار ہوئی اور گفتگو بڑھی کہ نوبت گالی کی پہونچی اور دونون خنجر کھینچ کھینچکر دوڑے اور باہم لڑنے لگے دست راسی اور دست چپی جو اور سب عیار تھے اُنھون نے اُمیہ بن عمرو اور سیّارہ کو جو بحث و تکرار کرکے آپسمین آمادہ جنگ دیکھا دست راستیون نے تو یہ کہا کہ اے سیّارہ اُمیہ بن عمرو تیرا بڑا بھائی ہے تجھے اُسکی بزرگی کا رتبہ اور اپنی خُردی کا آداب کرنا چاہیے نہ کہ بالعکس اُسکے تو دو بدو گفتگوے سخت اور درشت کہکے لڑنے کو کھڑا ہوگیا دست چپیون نے اُٹھ اُٹھکر خنجر پکڑ لیے اور بولے کہ تم سب کیا جھک مارتے ہو ایسے بزرگ ذلت اُٹھاتے ہین کیا معنی اُمیہ بن عمرو کو اتنا خیال نہ آیا کہ فرض کردیم سیّارہ چھوٹا ہے اور جوان بیٹے بڑکا پاس کرنا چاہیے نہ کہ برابر کا بھائی لیں اُمیہ کیون اُس کے مُنہ چڑھتا ہے جو جیسی کہیگا جو جیسا کریگا ویسا جواب سنیگا ویسا عوض پائیگا اُمیہ نے باآواز بلند کہا کہ اے سیّارہ جہان مین ہون تیری کیا اصل و حقیقت کہ مُنہ سے نام عیّاری کا نکال سکے سیّارہ نے بھی یہی جواب دیا اور فیما بین دست راستیون اور دست چپیون سب عیارون مین نوبت خنجر زنی و عیاری کی پہونچی بڑا جو زیادہ ہوا تو صاحبقران نے سُنکر تحقیقات کی کہ یہ بیرون بارگاہ ہنگامہ کیسا ہے لوگون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد اول کچھ بحث و تکرار بمقدمہ ملکیت دنگل اُمیہ اور سیّارہ سے ہوئی تھی اُسپر جو گفتگو کو طول کھنچا اور دونون نے خنجرون پر ہاتھ ڈالا تو جتنے عیار دست راسی دست چپی تھے اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہم آمادہ رزم و پیکار ہین امیر حمزہ صاحبقران یہ کیفیت سُنکے نہایت درہم اور برہم ہوئے اور بحالت غیظ مین حکم دیا کہ ان مہتر قران اور سماک پلطاقی تم دونون جاکے اُمیہ اور سیّارہ کو پکڑ لاؤ حسب الحکم سلطان باکرم کے مہتر قران اور سماک نے اُمیہ بن عمرو اور سیّارہ اور عمرو کو لاکے بحضور صاحبقران حاضر کیا ابھی امیر والا توقیر نے کچھ دونون کے حق مین ارشاد نہین فرمایا تھا کہ بیساختہ عمرو نے سلطان صاحبقران سے عرض کیا کہ یا امیر یہ سارا فساد اور فتنہ برپا کیا ہوا سیّارہ کا ہے جلاد کو حکم دیجیے کہ اُسے لیجاکے گردن مارے اور یہ کہکے قاسم کی طرف دیکھنے لگا قاسم نے اپنی انگلی اُٹھاکے اشارے سے کہا کہ اگر آپ سیّارہ کو اس مواخذہ سے بری کردیجیے تو ہزار اشرفیان مین آپ کی نذر کرونگا عمرو کو ہزار اشرفیون کا لالچ جو ہوا تو جلاد کی جانب مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے جلاد تو سیّارہ کو نہ لیجا سمجھے خوب تحقیق اور تصدیق ہوچکا کہ سیّارہ کا جرم انہین کچھ نہ تھا یہ سب تقصیر اُمیہ کی ہے تو اُمیہ کو لیجاکے قتل کر یہ کہکے سمت شاہزادہ بدیع الزمان متوجہ ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنے دل مین یہ سمجھکر کہ قاسم نے کچھ رشوت عمرو کو دیکر سیّارہ کو بچالیا ہے عمرو کو اشارہ کیا کہ اگر آپ اُمیہ بن عمرو کو اسوقت آبرو بخشی کرین اور اس آفت سے بچالین تو مین دو ہزار اشرفیان آپکی نذر کرتا ہون عمرو نے اپنے جی مین نہایت خوش ہوکے سلطان صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ مین تیری خدمت مین ایک بات گستاخانہ عرض کرتا ہون لیکن بنظر عدالت اور بچشم انصاف تو اُسکا جواب دے تو کیا خوب

ورنہ تو حاکم ہی جو چاہے سو کرے یعنی حق تو یہ ہی کہ میرے بیٹون کا کچھ قصور نہین یہ دونون محض بیگناہ ہین اگر مجرم اور تقصیروار ہین تو بدیع الزمان اور قاسم تیرے بیٹے اور پوتے ہین انھین دونون کو کیون نہین تعزیر دیتا اور قتل کا حکم فرماتا کہ ہمیشہ کا یہ مفسدہ اور شور و غوغا برطرف اور دور ہو جائے سلطان صاحبقران یہ گفتگو عمرو کی سنکے بیساختہ ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ اے عمرو مجھے دریافت ہوا کہ تو نے دونون طرف سے خوب رشوت لے لی ہی مجھے تو اس مقدمے مین کوئی بات کہتے بن نہین پڑتی تو ہی اب کوئی تدبیر ایسی نکال جس سے یہ فساد رفع ہو عمرو نے کہا کہ حمزہ میری راے مین تو یہ بات بہت خوب ہی کہ اُمیہ اور سیارہ دونون دوڑین اور دیکھیے کہ زیادہ کون دوڑتا ہی جو بہت دوڑے اُسی کے آقا کا وہ ڈنگل قرار پاجائے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم نے بھی یہ بات پسند کی اور دونون راضی ہو کر کہنے لگے کہ ہمکو قبول ہی صاحبقران نے عمرو سے پوچھا کہ پھر کون سی راہ دوڑنے کی نکالین عمرو نے کہا کہ یا امیر دو تیر کسی سردار کو دیکر یہ کہدیجے کہ تو ان دونون تیرون کو شہر سے باہر ستر فرسخ پر جو تل عجم مشہور ہی لیجائے اور انمین ایک سو چالیس فرسنگ کا فاصلہ پڑجائیگا وہ سردار دونون تیر لیکر وہان تل عجم پر کھڑا ہی اُمیہ اور سیارہ دونون یہان سے دوڑتے جائین اور وہ سردار اپنے دونون ہاتھون مین تیر لیکے برابر ایک تیر اُمیہ کو ایک تیر سیارہ کو حوالہ کردے یہ دونون تیر زودی کرکے جو پہلے وہ تیر لاکے مجھے دے اُسیکا آقا مالک ڈنگل رستم کا ہو دوسرے کی ملک کا دعوے پھر باطل ہو جائے سلطان والاشان نے کہا کہ بھلا اگر مین کسی دست راستی سردار طرفدار بدیع الزمان کو تیر دیکر بھیجون اور وہ بخیال جنبہ بدیع الزمان اُمیہ کو پہلے تیر دیکر روانہ کردے اور سیارہ کو بدیر دے اور کسی سردار دست چپی کو اس کام پر متعین کرون تو وہ بپاس ہوا خواہی قاسم سیارہ کو تیر حوالہ کرے اُمیہ کے دینے مین توقف کرے عمرو نے کہا حمزہ یہ تو سہل بات ہی الجوبخان ششن گزہی نہ دست راستیون سے واسطہ نہ دست چپیون سے علاقہ رکھتا ہی اور پھر سب سے تعلق اور سروکار سب مین ملا جلا رہتا ہی اُسے اس خدمت پر تعینات کیجیے امیر باتوقیر نے فرمایا خوب تو نے کہا کیا قباحت ہی اور یہ فرماکے الجوب خان ششن گزہی کو اپنے پاس بلایا اور دو تیر ترکش سے نکالکر اُسے دیے اور تاکید تمام یہ کہدیا کہ اے الجوب خان خبردار جنبہ اور لحاظ کسیکا نہ کرنا ایک تیر اُمیہ کو ایک تیر سیارہ کو ہاتھ سے دیکر برابر روانہ کرنا حسب الحکم الجوب خان ششن گزہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے مع اپنے لشکر کے سمت تل عجم روانہ ہوا اور وہان جاکے اپنا خیمہ ڈیرہ استادہ کروا کے اُتر پڑا اور ایک کرسی میدان مین ایک بڑے اونچے ٹیکرے پر کہ وہان سے پانچ پانچ کوس تک کا آدمی نظر آتا تھا بچھوا کے دونون تیر ہاتھ مین لیے انتظار مین اُمیہ اور سیارہ کے بیٹھا تھا اور اثناے راہ مین اُس تل عجم سے تا بارگاہ سلیمانی کوس کوس بھر کے فاصلے پر حوض شراب کے اور شربت کے بھروا دیے تھے اور اکثر میوہ تر و خشک رکھوا دیا تھا روز دوم یہان بارگاہ مین تمام سردار دست راستی اور دست چپی اپنی اپنی جا پر بیٹھے تھے کہ ناگاہ امیر عالیجاہ نے اُمیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کو بلاکے فرمایا کہ تم دونون میرے ہاتھ پر ہاتھ اپنے اپنے مارکر تل عجم تک جاؤ اور وہان الجوب خان ششن گزہی سے دو تیر ایک تو اُمیہ اور ایک سیارہ دونون لاکے جو پہلے لاکے تیر مجھے دے اُسکا ولی نعمت ڈنگل رستم پر قابض و متصرف ہوگا اور پھر کبھی آگے کو کوئی اس مقدمہ مین کسیطرح کا عذر و مباحثہ نہین کر سکیگا اُمیہ اور سیارہ دونون شادان و خندان امیر باتوقیر کے دست مبارک پر اپنے اپنے ہاتھ مار مار کر سمت تل عجم مثل برق و باد جستین کرتے ہوا ہوگئے امیر باتوقیر اور تمام سردار دیکھتے تھے کہ دونون برابر بہرچند تیز گامی سے جاتے ہین لیکن ایک قدم دوسرے

قدم سے کسی صورت سے بڑھ کے نہیں پڑتا برابر قدم بقدم اڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں ایک مرتبہ قاسم نے
تہمتن خان خاوری سے بایما کہا کہ تو بارگاہ کے سراچوں کی پشت پر سے کسی تدبیر سے سوار ہو کے جا تاکہ
امیہ تجھے نہ دیکھیں اور جہان امیہ کو ستیارہ سے آگے نکلتا تو دیکھنا تو بیخوف و خطر امیہ کو روک لینا جب
ستیارہ پچاس قدم امیہ سے آگے نکلا ہے تب امیہ کو چھوڑنا بجسبتا کید شاہزادۂ خاورسپاہ اسی وقت
تہمتن خان خاوری صاحبقران سے آنکھ بچا کر باہر نکلا اور اپنے گھوڑے پر بیٹھکے پیچھے پیچھے امیہ اور
ستیارہ کے روانہ ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو تہمتن خان کو جاتے دیکھا تو اپنے دلمیں سمجھا کہ قاسم نے انکو بیشک
امیہ کے روکنے کے واسطے بھیجا ہے اسیوقت ورقا سے زنجیر خا سے کو اشارہ کیا کہ اگر تہمتن خان خاوری
اثنائے راہ میں کہیں امیہ بن عمرو کو روک سکے تو تو بھی یہ پایا کا نہ ستیارہ بن عمرو کو روک لینا ہرگز ہرگز ایک قدم بڑھ
کے امیہ بن عمرو سے آگے جانے نہ دینا قاسم نے ورقا سے زنجیر خا سے کو جاتے دیکھکر قیماس خان
خاوری کو تہمتن خان خاوری کی اعانت کے واسطے بھیجا شاہزادۂ بدیع الزمان نے قیماس خان کو
بایما سے قاسم تعاقب میں ورقا سے زنجیر خا سے کے اٹھتا اور بارگاہ سے نکلتے جو دیکھا تو فضل بن گیا ہور خون
آشام کو ورقا سے زنجیر خا سے کے شریک حال ہونے کے لیے قیماس خان کے پیچھے روانہ کیا
قاسم نے جو فضل بن گیا ہور خون آشام کو جاتے دیکھا تو بیتاب ہو کر ضبط نہ کر سکا سلطان صاحبقران
کو غافل دیکھکر انگلی اپنی ناک پر اس زور سے ماری کہ نکسیر پھوٹ گئی اور ناک سے خون جاری ہوا اس بہانے سے اٹھکر
بیرون بارگاہ گیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بگٹٹ گھوڑے کو تیز گام کیے بتلاش فضل بن گیا ہور خون آشام
آمادۂ پرخاش چلا یہ عیاری قاسم کی شاہزادۂ بدیع الزمان نے دیکھی یہ سوچکر کسی حیلہ سے یہ بھی بارگاہ سے
اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکلکے بیٹھ اپنے گھوڑے پر تعاقب میں ملک قاسم کے سمت تل عجم عنان گسستہ روانہ ہوا اس
عرصے میں سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کی نگاہ جو شاہزادۂ بدیع الزمان اور خاورسپاہ کے
دنگلوں پر جا پڑی تو دیکھا کہ دونوں کے دنگل خالی پڑے ہیں دونوں نہیں نظر آتے امیر باتوقیر اپنے دل میں
سمجھکر کہ یہ دونوں اپنی اپنی سخن پروری اور اپنے اپنے عیاروں کی تائید کیواسطے گئے ہیں امیر نے طوس مرکن کو
اپنے قریب طلب کر کے اپنا نیزہ دیا اور شاہزادۂ قبہ دین ستون اسلام کرب غازی کو ہمراہ کر کے فرمایا کہ تم دونوں
صاحب جا کے جہان قاسم اور بدیع الزمان سے ملاقات ہو جلد پھیرلاؤ قصہ مختصر اب تو یہ دونوں ادھر جا
ہیں انکو تو جانے دیجیے جب تک سمۂ از حال امیہ بن عمرو اور ستیارہ بن عمرو گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ دونو
بہ کمال تیزروی پہلو بہ پہلو قدم بہ قدم برابر تل عجم پر پہونچے اور دونوں الیوب خان گشتی گزی کے
ہاتھ سے تیر برابر لیکر اسی صورت سے جستین کرتے بھاگے چلے آتے تھے کہ یکایک ادھر سے تہمتن خان خاوری
دونوں کے برابر پہونچا اور اسنے دیکھا کہ فی الواقع امیہ اور ستیارہ دونوں برابر ہیں کوئی ایک قدم آگے پیچھے
نہیں تہمتن خان نے امیہ بن عمرو کو سدراہ ہو کر روک لیا اور جب دیکھا کہ ستیارہ قریب آدھے فرسنگ کے
نکلگیا تب تہمتن خان نے امیہ بن عمرو کو چھوڑا اور امیہ ہانپتے اسطرف چلا تہمتن خان کے پیچھے
ورقا سے زنجیر خا سے روانہ ہوا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ستیارہ بن عمرو آتا ہے اور امیہ بن عمرو کا کوسوں
تک کہیں پتا نہیں ورقا سے زنجیر خا سے اپنے مرکب کو روک کر ستیارہ بن عمرو کے سدراہ ہوا اور یہاں
تک روکے رہا کہ امیہ بن عمرو سامنے سے نمودار ہوا اور وہاں پہونچکر کوئی ایک فرسنگ زمین آگے نکل آیا ستیارہ

کو چھوڑ دیا ناگاہ اُدھر سے قیماس خان خاوری جو تعاقب مین ورقا سے زنجیر خا کے چلا تھا وہ جو پہونچا تو
اُسنے پھر اُمیہ بن عمرو کو یکہ و تنہا آتے دیکھکر روک لیا اور سیّارہ جب پہونچا اور تھوڑی دور آگے نکل آیا تب اُمیہ کو
چھوڑا ابھی اُمیہ بن عمرو ہر چند کہ تیز گامی کرتا آتا تھا لیکن برابر سیّارہ بن عمرو کے نہین پہونچ سکا تھا سیّارہ بن عمرو کوئی
آدھ کوس آگے بڑھا جانب لشکر چلا آتا تھا کہ اسطرف سے فضل بن گیا ہور نے جو قیماس خان کے پیچھے چلا تھا
اُسنے سیّارہ کو تنہا آتے دیکھا اُس نے جانا کہ کسی نے اُمیہ بن عمرو کو لاشک و لاریب کچھ فریب دیکر روک لیا
ہے اس نے بڑھکر سیّارہ بن عمرو کا محاصرہ کیا اور اپنے مرکب کو اس تیزی اور جلدی سے کاوہ دون پر ڈالدیا کہ کسیطرح سے
سیّارہ بن عمرو کو نکل جانے کی راہ نہین ملتی تھی جب فضل نے دیکھا کہ اُمیہ اُفتان و خیزان عرق عرق تر بتر دوڑتا
آپہونچا اُسوقت فضل نے بپاس خاطر قاسم جب اُمیہ اور سیّارہ برابر ہوچکے تب سیّارہ کو بھی چھوڑ دیا تھا
اور سیّارہ اور اُمیہ دونون شاد و خرم برابر قدم بقدم دوڑے چلے آتے تھے ناگاہ اسطرف سے شاہزادۂ خاور سیاہ
جو پہونچا تو اُسنے سیّارہ کو اور امیہ کو برابر آتے دیکھکر اُمیہ سے کہا باش اُمیہ از راہ آداب شاہزادۂ قاسم کو دیکھکر
کھڑا ہو رہا قاسم نے اُدھر تو اُمیہ کو روکا اُدھر سیّارہ کا کمربند پکڑ کے اپنے گھوڑے کی پشت پر بٹھلایا اور چاہا کہ گھوڑے
کو سبکتاز کرکے روانہ ہو اُمیہ بن عمرو قاسم کے گھوڑے کے پیٹ کے نیچے ہوکر جست کرتا پچاس قدم آگے جا پہونچا قاسم
ہر چند اپنے مرکب کو تازیانہ مارکے چاہتا تھا کہ اُمیہ سے آگے نکلجاے لیکن کسیطرح گھوڑا قاسم کا اُمیہ کی چال
سے آگے نہ جاسکا آخر ناچار ہوکر قاسم نے سیّارہ کو اپنے گھوڑے پر سے اُتار دیا اور روانہ ہوا جب سیّارہ تھوڑی دور
نکلگیا تب قاسم نے بغور اپنے گھوڑے کے سمون کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُمیہ جسوقت کہ گھوڑے کے پیٹ کے نیچے
ہوکر نکلا تو ایک سوزن سم مرکب مین مار گیا ہے اس باعث سے گھوڑا تیز روی مین سستی کرتا ہے قاسم نے نہایت
آزردہ ہوکر اُس سوزن کو سم مرکب سے نکالا اور آپ پھر گھوڑے پر سوار ہوکر چلا اسطرف شاہزادہ بدیع الزمان جو
تعاقب مین خاور سیاہ کے سوار ہوکر چلا تھا کہ سامنے سے اُمیہ بن عمرو کو آتے دیکھکر جھپٹتی تمام اُمیہ کو اپنے گھوڑے
کی پیٹھ پر بٹھلا لیا اور چلا ناگاہ قاسم نمودار ہوا اور اُمیہ کو پشت پر شاہزادہ بدیع الزمان کے گلگون باختری
کی سوار دیکھکر کہا سبحان اللہ یہ کیا حرکت تھی کہ امیر کشتی گیر تو اپنے عیار کو گھوڑے پر سوار کرکے لیچلا ہے شاہزادہ
بدیع الزمان نے جواب دیا کہ یہ رسم تو پہلے تیری طرف سے نکلی تھی ابھی قاسم کچھ نہین کہنے پایا تھا کہ سامنے
سے طور سرکن نیزۂ سلطان صاحبقران کا ہاتھ مین لیے اور کرب غازی دونون قریب آپہونچے
اور ابلاغ حکم صاحبقران دوران کا کیا اُسوقت حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم بلا عذر و حیلہ ہمراہ
طور سرکن اور کرب غازی کے سمت بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے اور طور سرکن دونون شاہزادون کو لیے
حضور امیر با توقیر آیا اور دونون صاحب یعنی شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم سرنگون خاموش آکے
اپنی اپنی صندلیون پر بیٹھ گئے کہ ساتھ ہی شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کے داخل ہونے کے اُمیہ اور
سیّارہ بھی بارگاہ سلیمانی کے سراپچون مین کہ چار چار کوس تک استادہ تھے آپہونچے تھے اور سلطان صاحبقران
اور بادشاہ اسلام اور تمام سردارون کی وہین سے نگاہ اُمیہ اور سیّارہ پر جا پڑی کہ دونون عیار پہلو بہ پہلو قدم
بقدم مثل برق جستین کرتے جہان کسیکو غلبہ تشنگی کا ہوتا ہے تو وہ حوض جو اثناے راہ مین ہین اُنمین دونون برابر
شربت یا شراب یا پانی پیتے ہین اور برابر دونون دوڑے چلے آتے ہین آخر یہ کہ وقت شام کا ہوچکا تھا کہ اُمیہ
اور سیّارہ دونون قریب دروازۂ بارگاہ کے پہونچے حسب اتفاق دروازہ بارگاہ پر از بسکہ آبپاشی ہوچکی تھی اُمیہ

سے چاہا کہ جلدی سے بین آ گئے ہو پہنچکر تیر امیر والا توقیر کو دون جو نہین قدم رکھتا تھا کہ پانون جو اُسکا پھسلا تو چار و ناچار نے پیٹ زمین پر گر پڑا اتنی دیر مین سیارہ اُمیہ سے آگے نکل آیا جب اُمیہ بن عمرو نے دیکھا کہ سیارہ مجھسے آگے جاتا ہے کبھی تمام تیر کو اپنے تاج مین لپیٹ کر سلطان صاحبقران کے پاس پھینکدیا اور عرض کی کہ یا سلطان عالی مقام غلام کا پانون پھسل گیا مگر یہ تیر حاضر ہے ادھر سیارہ بن عمرو نے بھی قریب امیر با توقیر کے جا کے وہ تیر حوالہ کیا صاحبقران نے دیکھا کہ اُمیہ بن عمرو کا تیر تو میری گود مین پڑا ہے اور سیارہ بن عمرو نے تیر میرے ہاتھ مین دیا مگر دونون تیر برابر مجھے ملے سر مو فرق نہین ہوا قاسم نے کہا کہ سیارہ نے تیر امیر والا توقیر کو پہلے لاکے دیا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک اُمیہ اگر گر نہ پڑتا تو وہی پہلے اپنا تیر لاکے میرے ہاتھ مین دیتا بسبب گر پڑنے کے اُسنے تیر وہان سے اپنا میرے پاس پھینکدیا اب بہ نظر عدالت اور نصفت مین تو دونون کو کبھی جانتا ہون کہ برابر ہین یہ کہکے پھر صاحبقران دوران تا دیر اپنی زبان مبارک سے اُمیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کی بہت سی تعریف کیا کیے اس عرصے مین بادشاہ لشکر اسلام نے سلطان عالی مقام سے فرمایا کہ یا امیر مین بھی کچھ التماس کیا چاہتا ہون امیر والا توقیر نے کہا جو ارشاد ہو سعد بن قباد نے کہا کہ اے حمزۂ صاحبقران جسوقت کہ مین کشتی پر سوار ہو کے دریا سے باختر سے عبور کرکے اُسطرف نکلا تو دربند سماینہ مین جا کے وارد ہوا تھا سمان شاہ جو وہان کا فرمانروا تھا اُسنے بکر ملت بیضا دین اسلام قبول کرکے کلمہ پڑھا اور بتقریب دعوت مجھے اپنے مکان مین لیجا کے شراب بیہوشی آغشتہ پلائی اور جس حالت مین کہ مین بیہوش ہو گیا تو وہ مکار مطوق اور مسلسل کرکے آپکے پاس سمت سنجان لیے جاتا تھا اثناے راہ مین فضل بن گیا ہور خون آشام نے میری اعانت اور امداد کرکے سمان شاہ کی قید سے مجھے نجات دلوائی تھی اُسوقت اس جان نثار نے صلہ مین فضل بن گیا ہور خون آشام سے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین تجکو برابر حمزۂ صاحبقران کے بیٹے پوتون کے کرسی بیٹھنے کو دلوا دونگا سلطان ذیحشم امیر با توقیر نے فرمایا کہ آپ مالک و مختار رہین یہ ذکر تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان شکار کی اجازت لیکر روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان سیاحت و تعشق بیان روانگی قاسم و بدیع الزمان جانب صحرا واسطے سیر و شکار کے اور پہونچنا قاسم کا شہالیہ باختر مین اور عاشق ہونا ملکہ ماہ تاجدار دختر سیف الملک پر اشعار

پلا ساقیا بادہ مست کناب	جسے دیکھکر ہو خجل آفتاب	دیے جا مجھے جام پر بھر کے جام	بڑھے تیری بڑھتی چلے تیرا کام
وہ مے جسکا نشہ کبھی ہو نہ کم	بڑھے جائے سکر اور بھی دمبدم	پلا بادۂ لن ترانی مجھے	بہت وسلیے مرغوب ہے جو مجھے
چھڑکا دے مجھے ساقیا بے خطر	کرون باغ وحدت کا پھر مین سفر	لگی ہے مجھے عشق صادق کی لو	مرے دل مین ہے نور وحدت کی ضو

محرران اخبار صداقت آثار و کاتبان مضامین دلدوز و جگر آنگار راویان روایات عشق انگیز و ناقلان حادیث جنون خیز اس داستان فرحت بیان کو صفحۂ قرطاس پر قلم مرصع رقم سے یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ جب لشکر فیروزی اثر امیر کشور گیر ملک عراق عجم مین خیمہ زن ہوا اور ہر ایک نوجوان بعد درستی اسباب عیش و اطمینان شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس آکر مصروف سخن ہوا سیر و سیاحت کا تذکرہ ہونے لگا اثناے سخن مین صحراے عجم کی بہار اور کثرت شکار کا بھی ذکر آگیا بدیع الزمان کا دم تو گھبراہی رہا تھا اُسیوقت تیاری اسباب شکار کا حکم دیا آن واحد مین کل سامان شکار مہیا ہو گیا اور بدیع الزمان سوار ہو کر صحراے عجم مین شکار کے لیے تشریف لے گئے اتفاقاً قاسم

ملک قاسم کو بھی پہونچی وہ بھی اپنے ناموروں کو ہمراہ لیکر مع چالیس ہزار شیخ پوشوں کے جانب صحرا روانہ ہوئے
اور ایک تھوڑے ہی عرصے مین اُس صحرائے بے پایان مین داخل ہو کر مصروف شکار ہوئے ناگاہ ایک رُخ کوہ سے ایک
آہو پیدا ہوا ملک قاسم نے تیر بے تدبیر چلّہ کمان مین جوڑ کر اُس آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالدیا اُس آہو نے جو صیاد کو آتے دیکھا چوکڑیان
بھرتا ہوا ایک جانب کو چلا گیا ملک قاسم نے بھی یکہ و تنہا اُس آہو کے تعاقب مین بادیہ پیمائی شروع کی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ
ملک قاسم نظر لشکر سے غائب ہو گئے قیماس خان نے جو یہ ماجرا دیکھا متوحش ہو کر تلاش قاسم مین گھوڑا ڈالدیا
تہمتن خان وغیرہ بھی قیماس خان کے ہمراہ ہوئے تمامی دن چارو طرف تلاشی رہے جب شام ہوئی اور کہین پتہ
نہ لگا تو بہت سے سب مجبور و ناچار ہو کر لشکر امیر مین واپس ہوئے اور اُدھر کا حال سُنیئے کہ ملک قاسم نے اسقدر تیز روی کی کہ اُس
آہو کے برابر پہونچ گئے آہو نے ملک قاسم کو دیکھکر اور تیز دوڑنا شروع کیا یہانتک کہ جاتے جاتے وہ آہو ایک لشکر مین چلا گیا
قاسم بھی بیخوف و خطر گھوڑا اُٹھائے ہوئے اُس لشکر مین چلے گئے اب جدھر جدھر وہ آہو جاتا ہے اُدھر اُدھر قاسم بھی
جاتے ہین لیکن کسی طرح وہ آہو زد پر نہین آتا کہ قاسم شکار کرین تا اینکہ وہ آہو لشکر کو طے کر کے بارگاہ مین چلا گیا قاسم بھی مع
مرکب بارگاہ کے دروازے پر پہونچ ہی تو گئے اور اُسی حالت مین قصد اندر جانے کا کیا دربانون نے ہرچند منع کیا کہ ہائین ہائین یہ
کیا بے ادبی ہے کہ مع مرکب بارگاہ کے اندر جانے کا قصد کرتا ہے نہین جانتا کہ یہ بارگاہ و لشکر عظیم کوہ بازو پہلوان سیف الملک
صف شکن شمالی کا ہے وہ اپنے بیٹے فولاد کوہ بازو کی شادی کرنے کو یہان آیا ہوا ہے لیکن قاسم کب سُنتے ہین بے تردد
مع مرکب داخل بارگاہ ہوئے اور اُس آہو کا حال سُنیئے کہ وہ بارگاہ مین جاتے ہی عظیم کوہ بازو کے دنگل کے نیچے پوشیدہ
ہوا ابھی عظیم اپنے رفقا سے بیٹھا ہوا یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ آخر اس جانور صحرائی کو میری بارگاہ مین آکر زیر دنگل پوشیدہ
ہونیکی وجہ کیا ہے بھلا یہ جانور صحرائی آدمی کی شکل دیکھنے سے تو متنفر ہوتے ہین نہ کہ آدمیون کے پاس آکر پوشیدہ ہونا کیسا
معلوم ہوا کہ کسی صیاد نے تعاقب اسکا کیا ہے اور یہ آہو میری بارگاہ کو جائے امن سمجھکر بھاگ آیا ہے کہ بکایک ملک قاسم
اسپ دور کا بے پر سوار سامنے سے نمودار ہوئے اور بے لحاظ و پاس اپنے صید کو چارو طرف دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے نظر قاسم
زیر دنگل عظیم جو پڑی تو اپنے صید کو بیٹھے پایا گھسیٹ کر تیغ بلارک آمادہ قتل آہو ہوا عظیم کوہ بازو یہ قصد
قاسم کا دیکھکر بہت جلد اپنے دنگل سے اُٹھا اور قاسم کے رعب و جلال کو دیکھکر یون کہنے لگا کہ اے جوان مناسب یہ ہے
کہ پہلے میری بات کا جواب دیدے بعد اسکے اس آہو کو قتل کرنا یہ سُنکر قاسم نے کہا کہ کیا کہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار
ذی وقار واقعی آپ کی صفدری اور دلاوری مین کسیطرح کا شک نہین ہے سوائے آپکے اور کسیکا کام نہین ہے کہ یکہ و تنہا
اتنے بڑے لشکر کو طے کر کے بیخوف و خطر مع مرکب بارگاہ مین چلا آئے ماشاء اللہ ماشاء اللہ لیکن اے شہریار آپ ہمسے بھی
واقف ہین کہ ہم کون ہین ہم سبکے سب پیغمبر زادے کے ملازم ہین اور یہ سرحد شمالیہ باختر ہے ہم لوگون سے خلاف
عدل و انصاف کوئی بات ظہور پذیر نہین ہوتی اے شہریار خیال کرنے کی بات ہے کہ یہ آہو سے بے زبان بخوف جان
یہان آکر پوشیدہ ہوا ہے اور آپ اُسکے قتل پر آمادہ ہین بہتر یہ ہے کہ آپ میری خاطر سے اس جانور بے زبان کو آزاد کر دیجیے
یہ سُنکر قاسم نے کہا یہ میرا صید ہے اور میرا دل اسکے کباب کھانے کو چاہتا ہے مین ہرگز نہ مانونگا یہ سُنکے عظیم نے کہا کہ بہت
اچھا آپ تشریف رکھیے مین بعوض اس آہو کے ہر قسم کا طعام لذیذ حضور کیواسطے مہیا کرتا ہون یہ سُنکے قاسم قتل
آہو سے دست بردار ہوا اور دنگل پر آکے بیٹھ گیا عظیم کوہ بازو تو یہ کہکر کھانا لینے چلا گیا اور مہمان آپس مین کھسر پھسر
ہونے لگین کہ بھلی کیا خوش سیر و جوان ہے کوئی بولا کہ یا یہ جوان لعل پوش جو ہمنے سُنا ہو وہ یہی جوان ہے ابھی یہ باتین ہو ہی
رہی تھین کہ عظیم کوہ بازو کشتیون مین میوہ ہائے لذیذہ اور اطعمۂ لطیفہ نہایت تکلف سے لیے ہوئے آیا اور سامنے

ملک قاسم کے لاکر رکھدین یہ تو شدت سے بھوکے تھے ہی خوب میوہ سیر ہوکر نوش جان کیا ابھی عظیم اور ملک قاسم مین اچھی طرح
کوئی اور بات چیت بھی نہونے پائی تھی کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر ایک غلغلہ پیدا ہوا کہ ہٹ بچ جا ذرا دو ادب سے استادہ
ہوجا عظیم نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کیسا غلغلہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ دختر پیغمبر نامرسل ملکہ ماہ تاجدار آتی ہی یہ سنکر عظیم کو [illegible]
گھبراکر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دل مین سوچا کہ ملکہ ماہ تاجدار آفت روزگار بلا کی شوخ دیدہ ہی اور ملک قاسم بھی نہایت ہی
حسین و خوش رو ہی ایسا نہ ہو کہ آتش عشق کو اشتعال ہو اور یہ اسے دیکھکر مفتون ہوجاے اور وہ اسے دیکھکر بیکل ہو پھر
مفت مین بدنامی حاصل ہو بہتر یہ ہی کہ ملک قاسم کو یہان سے ہٹا دیجیے یہ سوچکر ملک قاسم سے کہنے لگا کہ اے شہریار آپکو ایک ذرا
تکلیف ہوگی ہمارے بادشاہ کی بیٹی آتی ہی آپ دم بھر کیواسطے یہان سے ہٹ جائیے تو بہتر ہی ملک قاسم نے کہا پھر آتی ہی
تو آنے دو ہمسے کیا کام ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک سواری ملکہ کی نمودار ہوئی ادھر تو ملک قاسم نے آنکھ
اٹھا کر ملکہ کو دیکھا ادھر ملکہ کی نگاہ قاسم پر پڑی یہ اسکے جمال کے شیدا ہوئے اور وہ انکے حسن پر فریفتہ ہوئی تیر عشق دل کے
پار ہوئے دل دونونکے بیقرار ہوئے مگر ملکہ ملک قاسم کا استفسار حال کرنا بے موقع سمجھی اور ملک قاسم اُسکا حال پوچھنا مناسب نہ سمجھے
ملکہ بارہ دری مین چلی گئی اور ملک قاسم بارگاہ سے اٹھکر باہر آئے عظیم کوہ بازو نے ملک قاسم کے لیے بھی ایک خیمہ علیحدہ
استادہ کرادیا ملک قاسم اُس خیمہ مین فروکش ہوئے لیکن ملکہ ماہ تاجدار پر عشق قاسم نے اسقدر اثر کیا کہ خواب و خور
حرام ہوگیا بارہ دری مین جاکر ایک علیحدہ کمرے مین منہ لپیٹ کر پڑ رہی اور تصویر ملک قاسم کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی ادھر
ادھر ملک قاسم بھی ملکہ کے تصور مین بیقراری کرنے لگا جب دو پہر رات ملکہ کو اسی حالت مین گذر گئی تو پری چہرہ وزیرزادی نے
اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ جب سے ملکہ آئی ہی منہ لپیٹے بیمارون کی طرح پڑی ہی اسکی جہت کیا ہی دریافت کرنا چاہیے یہ سوچکر
پری چہرہ ملکہ کے پاس آئی اور دوپٹا منہ سے ہٹا کر کہنے لگی کہ ملکہ ذرا آنکھ تو کھولو آخر تمھارا حال کیا ہی جب سے یہان آئی ہو
اسی حالت سے پڑی ہوئی ہو یہ سنکر ملکہ نے آنکھ کھولی آنکھ کھولتے ہی آنسو ٹپک پڑے پری چہرہ نے عرض کیا کہ کیون ملکہ
خیر باشد تمھارا کیا حال ہوا اے ملکہ آخر سبب اس کا تو کہو دو پہر رات مین بیمارون کی شکل سے بھی بدتر حالت ہوگئی رنگ زرد
منہ فق آنکھین لال لال ڈورے اے ملکہ تم تو شادی مین آئی ہو بارگاہ مین چلو ناچ دیکھو ذرا دل بہلے یہ سنکر ملکہ نے کہا
کہ نہین مجھے یہین رہنے دو میری طبیعت بہت سست ہی پری چہرہ نے کہا بی بی چاہے تم برا مانو چاہے بھلا مانو مجھے تو
کچھ آثار ہی اور معلوم ہوتے ہین بھلا یہ نقشہ کبھی کاہیکو تھا آخر لونڈی تو آپکی ہمدم و ہمراز ہی مجھسے اظہار حال مین
کیا باک ہی یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اے پری چہرہ ہرچند کہ یہ راز لائق ابراز نہین ہی مگر تمھارے اصرار سے مجبور ہون اگر تم افشا
راز نہ کرو اور قسم کھا کر مجھسے عہد کرو کہ افشاے راز نہ ہوگا تو مین بیان کرون پری چہرہ نے کہا کہ اے ملکہ آپ ہی کے نمک کی
قسم جو مین کسی سے بھی اس امر کا تذکرہ کرون بلکہ اگر کوئی امر لائق تدبیر ہوگا تو اسکی فکر و چارہ جوئی کرونگی آپ فرمائین
تو سہی یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اے پری چہرہ کیا کہون بیت مرا در دلیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ؛ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز
استخوان سوزد ؛ اے پری چہرہ حقیقت حال اس اختلال کی یہ ہی کہ مین نے جب سے اُس جوان لال پوش کو جو
عظیم کے دنگل کے برابر بیٹھا تھا دیکھا ہی اُسوقت سے دل بیقرار کو کسیطرح قرار نہین آتا ہر دم قلق و اضطراب بڑھتا ہی
جاتا ہی لاکھ لاکھ دل کو سمجھاتی ہون اور بہلاتی ہون مگر کسیطرح تسکین نہین ہوتی کسیطرح یہ تصویر اُس جوان لال پوش
کی آنکھون کے سامنے سے نہین ہٹتی یہ سنکر پری چہرہ نے کہا کہ خیر اتنی رات تو جون تون کرکے کاٹ دیجیے صبح ہو لو سمجھا جا
ملکہ نے کہا کہ اے پری چہرہ صبح تک تو اپنا کام ہی تمام ہی تم صبح کو لیے ہوے بیٹھی ہو اسکی کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسی رات بخیر و خوبی کٹے
ورنہ مین تو اب اپنی زندگی سے یاس ہی ہی یہ سنکر پری چہرہ نے کہا کہ آپ کیون گھبراتی ہین مین ابھی ابھی جاتی ہون اور

کسی قصہ گو کو تلاش کر کے لاتی ہون کہ وہ آکر کوئی اچھا سا قصہ بیان کرے آپکا دل بہلے اور بہ خیال ہے رات اچھی طرح کٹے
یہ کہکر پری چہرہ بارہ دری سے باہر آئی اور اُدھر قاسم کا یہ حال ہے کہ فراق ملکہ میں مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہے کسی کل چین
نہیں پڑتا ملکہ کا تصور بندھا ہوا ہے اور اپنے دل سے کہہ رہا ہے کہ اے دل تو کس بلا میں پھنس گیا اور کہاں جاکر مفتون ہوا
الغرض پری چہرہ نے دروازہ بارگاہ پر آکر آواز دی کہ اے کوئی قصہ گو حاضر ہے ہماری ملکہ طلب کرتی ہین یہ سُنکر قاسم کی جان
مین جان آگئی اور اپنے خیمہ سے نکلکر پری چہرہ کے ساتھ ہوا پری چہرہ نے بارہ دری مین لیجا کر ملکہ کے کمرے مین چلمن ڈالکر کرسی
بچھا کر بٹھا یا اور کہا کہ کوئی قصہ تازہ بہاری ملکہ کو سُنائیے ملک قاسم تو اس تاک مین تھے ہی جھٹ اپنا اور ملکہ کا قصہ عشق و
دلدوزی بیان کرنا شروع کیا یہ قصہ سُنکر ملکہ کے کان کھڑے ہوئے اور چلمن سے جھانک کر جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ وہی جوان لال پوش
بیٹھا ہوا ہے نہیں دیکھتے ہی تاب ضبط باقی نہ رہی جھٹ سے چلمن اُلٹ ہی تو دی اور کہنے لگی کہ اے شہریار یا وفا یہ کنیز تو آپ کے
تصور مین کب سے بیتاب و بیقرار تھی آئیے آئیے تشریف لائیے یہ سُنکر قاسم کرسی سے اُٹھکر ملکہ کے برابر مسند پر جا بیٹھے ملکہ نے کہا
کہ اے شہریار با وفا اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے اس کنیز کو مطلع کیجیے ملک قاسم نے کہا کہ اے ملکہ کبھی تمنے جوان سبز پوش
اور لال پوش کا بھی تذکرہ سُنا ہے جنھون نے سنجان کو مسخر کیا تھا ملکہ نے کہا کہ جی ہان اکثر سُنتا ہے ملک قاسم نے کہا کہ
خیر اب سُنیے احوال سبز پوش تو میرے عم نامدار شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن داماد گنج اسپ ہین اور یہ مسلم جوان
لال پوش نبیرۂ حضرت حمزۂ صاحبقران فرزند عملشاہ نوجوان ملک قاسم لعل خفتان خونریز خارا و سیاہ یہ سُنکر ملکہ
نہایت ہی خوش ہوئی قاسم نے کہا کہ اب اپنے نام و نسب سے بھی آگاہ کیجیے ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میرا نام ملکہ ماہ تاجدار
ہے سیف الملک صف شکن شمالی کی دختر ہون اور میکائیل قدرت یعنی لقا کے چھوٹے بیٹے کی منگیتر ہون
قاسم نے کہا کہ اے ملکہ اب وہ خیال دلمین نہ لانا کیسا لقا اور کیسا میکائیل قدرت گو ہر ملک یاقوت شاہ
کی منگیتر کو تو میرے عم نامدار بدیع الزمان نے چھین لیا اور جوانان سنجان کو زیر و زبر کر کے گنج اسپ کو بھگا دیا مین
انشاء اللہ تعالیٰ تمھین اپنے عقد مین لاؤنگا میکائیل قدرت کیا کیدی ہے الغرض بعد اظہار حسب نسب ملکہ نے اپنے ہاتھ سے
جام بھر کے ملک قاسم کے سامنے رکھا قاسم نے جام پر ہاتھ رکھدیا اور کہا کہ اے ملکہ لقا پر لعنت کر و اور دائرہ اسلام مین داخل
ہو تو کیا مضائقہ ہے ملکہ نے مع پری چہرہ کے کلمہ پڑھکر شرف اسلام کو حاصل کیا دور سے گلگون ہونے لگا جب رات قریب پہر
بھر کے باقی رہی تو تخلیہ ہو گیا دونون نے استراحت پر آرام کیا شہریار کو مین نے مجھے یا اپنے سونے نہ دیا رات بھر طالع
بیدار نے سونے نہ دیا الغرض جب صبح ہوئی تو عظیم کوہ بازو اپنی بارگاہ مین آیا سبکے سب اپنے اپنے دنگلون پر آکے
بیٹھے اب جو عظیم نے بغور دیکھا تو دیکھا کہ سب تو ہین مگر اُس جوان لال پوش کا کہین پتہ نہین ہے یہ دیکھکر کہنے لگا کہ صاحبو
یہ معرکہ کچھ سمجھ مین نہین آتا جب سے وہ جوان لال پوش میرے پاس سے گیا ہے پھر نہ آیا ذرا کوئی دریافت کرے کہ اسکی
وجہ کیا ہے یہ سُنکر کچھ لوگ گئے اور بعد تھوڑی دیر کے آکر بیان کیا کہ وہ جوان تو ملکہ صاحب کے پاس مسند پر بغل گرم کیے
ہوئے بیٹھے ہین بس یہ سننا تھا کہ عظیم آگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ افسوس اُس شوخ دیدہ نے کیا قیامت کی ہے اب یہ منھ دکھانے
کے قابل نہ رہا سخت بدنام کیا مگر خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر خاموش ہو رہا دن تو اسی فکر و تردد مین بسر ہو گیا جب شب ہوئی تو قریب
بارہ بجے کے اپنے فرزند فولاد کوہ بازو کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ ایک چھپر کھٹ پر قاسم کے گلے مین ہاتھ ڈالے
ہوئے آرام کر رہی ہے اور جتنی خواصین ہین وہ سب اپنی اپنی جگہ پر سو رہی ہین یہ دیکھکر فولاد نے کہا کہ دونون کا قتل کرنا
مناسب معلوم ہوتا ہے عظیم نے کہا کہ اے فرزند دونون کا قتل کرنا مناسب نہین ہے کیونکہ ملکہ لقا کے بیٹے کی منگیتر ہے بہتر یہ ہے کہ
اس شوخ دیدہ کو علحدہ کر کے اس جوان کو مار ڈالو یہ سُنکر فولاد نے تو ملکہ کی چوٹی پکڑ کے گھسیٹی اور عظیم نے قتل قاسم

کے لیے تلوار گھسیٹی جب یہ معشوق پہلو سے قاسم سے جدا ہوا فوراً قاسم کی بھی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ ایک گبر سر پر تلوار گھسیٹے کھڑا ہوا ہے
قاسم نے اُٹھنے کا ارادہ کیا عظیم نے ایک ہاتھ مارا قاسم نے یا رب جلیل کہکر ہٹنے کا قصد کیا مگر وہ تلوار پشت پر پڑی گئی اور پشت
سے ٹکرا اُتر آئی قاسم عظیم پر جھپٹتا ہی تھا کہ فولاد نے ایک ہاتھ سر پر مارا کہ تا دو ابرو اُتر آیا قاسم نے دونون کلائیان مارین
تلوار تو سر سے نکلگئی مگر کلائیان مجروح ہوگئین الغرض جب قاسم عظیم پر جھپٹتا ہی تو فولاد ہاتھ مارتا ہی اور جب فولاد پر
جھپٹتا ہی تو عظیم دوڑ پڑتا ہی خلاصہ یہ کہ ایک تھوڑی دیر مین قاسم مثل شیر مجروح کے بیہوش ہوکر گر پڑا ہر چند ملکہ داد و
فریاد کیا کی مگر ایک ساعت نہ سُنی اور فولاد قاسم کا سر کاٹنے چلا جب تو ملکہ نے قاسم کے گلے پر گلا رکھدیا اور کہنے لگی کہ
پہلے مجھے قتل کر لو پھر اسے مارنا جب عظیم نے یہ حالت دیکھی تو ایک چاندنی اُٹھاکر قاسم کا پشتارہ باندھکر پشت
باغ پر پھینک دیا اور علی الصباح ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے سیف الملک کے پاس روانہ ہوا اب حال اُس
کشتۂ تیر عشق ظالم یعنے ملک قاسم کا سُنیے کہ ان بیچارے کا پشتارہ ایک کھیت کی مینڈ پر جاکے گرا رات بھر
یہ بیچارہ اُسیطرح گٹھری مین بندھا ہوا پڑا رہا جب صبح ہوئی اور کسان کھیت پر آیا تو اُسنے دیکھا کہ ایک گٹھری بندھی
ہوئی کھیت کی مینڈ پر پڑی ہی وہ کسان اُس گٹھری کو زر کی گٹھری سمجھکر اپنے گھر اُٹھا لایا اب جو کھولکر دیکھتا ہی تو کیا
دیکھا کہ ایک جوان ماہ پیکر بلند بالا نہایت حسین وخوبصورت مثل شیر مجروح زخمون سے چور چور خون مین ڈوبا ہوا پڑا
ہی اور ایک خفیف سی آمد وشد سانس کی پائی جاتی ہی سمجھا کہ شاید قزاقون نے اسکا مال واسباب چھینکر اسے مار کر ڈالدیا ہی مگر
اسکی نوجوانی اور خوبصورتی دیکھکر اُسے بہت ہی رحم آیا اور رحم کیسا دونون جورو خاوند گویا ہزار جان سے عاشق ہوگئے وہ
کسان اُسیوقت گانون مین دوڑتا ہوا گیا اور جاکر جراح کو بُلا لایا جراح نے آتے ہی زخمون مین ٹانکے لگائے مرہم کی پٹی چڑھائی
اور غذاے لطیف تیار کرا کے رکھی اور چلتے وقت اپنی بی بی سے کہتا گیا کہ خبردار اس سے غافل نہ ہونا اور جسوقت اسے ہوش
آئے تو بہت احتیاط اور تکلف سے اسے کھانا کھلانا اب انکو تو اسی حال علالت مین چھوڑیے اور کچھ حال عظیم کوہ بازو
اور ملکہ ماہ تاجدار کا سُنیے کہ جب عظیم کوہ بازو ملکہ ماہ تاجدار کو لیکر خدمت سیف الملک مین پہنچا تو پہلے
ملکہ کو محل مین بھجوایا بعد اُسکے حاضر دربار ہوکر سارا حال ملکہ اور ملک قاسم کا بیان کیا پس سیف الملک یہ حال سُنتے ہی
پیچ و تاب ہوگیا اور تلوار گھسیٹ کے واسطے قتل ملکہ کے چلا ملکہ کا حال سُنیے کہ یہ جو محل مین دیوانہ وار وحشی کی طرح رنگ زرد چہرہ
پر گرد اُداس و پریشان حواس اپنی مان کے پاس گئی اور مان نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگی کہ ارے بیٹیا یہ کیا حال ہی ملکہ یہ انکو ابھی
ملکہ پورا حال بیان نہ کرنے پائی تھی کہ ایک خواص نے آکر بیان کیا کہ سیف الملک ملکہ ماہ تاجدار کے قتل کرنیکو آتا ہی
بس یہ خبر سُنتے ہی مان ملکہ کی بے اختیار آگے بڑھکر سر راہ کھڑی ہوگئی جب سیف الملک قریب آیا تو یہ اُسکے پانون پر
گر پڑی اور کہنے لگی ارے صاحب پہلے مجھے قتل کرلو پھر اُسے قتل کرنا کیونکہ یہی آس ہی اور یہی میری مراد ہی سیف الملک نے کہا
کہ تم اس امر مین دخل نہ دو یہ شوخ دیدہ ننگ خاندان ہرگز قابل عفو نہین ہی اس کمبخت نے تو ہمین کسی سے آنکھہ چار کرنیکے
قابل نہ رکھا یہ سُنکر ملکہ کی مان نے کہا کہ خیر یون تو آپ میرے اور اُسکے دونون ہی کے مالک و حاکم ہین جو مزاج مین آئے وہ کیجیے
مگر یہ امر کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا اسلیے کہ خداوند تعالی کی بہو بیٹی کیونکہ میکائیل قدرت کے ساتھ منگنی ہوئی ہی تو بیاہ
ہو ہونے مین کیا کلام رہا بہتر یہ ہی کہ اُسکی امانت اُسیکے پاس بھیجدیجیے پھر اُسے اختیار ہی وہ جو چاہے کرے اسلیے کہ اگر آپ
اس دختر کو قتل کر ڈالین اور وہ بادا و طلب کرین تو پھر کیا جواب دیجیے گا جب یہ کلام نصیحت انجام سیف الملک نے
سُنا تو کچھ سوچکر ملکہ کے قتل سے باز رہا اور کہنے لگا کہ اچھا اب مین خداوند کو عرضی کرتا ہون جیسا حکم ہوگا ویسا عمل کرونگا یہ
کہکر محل سے پھر کر دربار مین آیا اور اُسیوقت زہرہ شاہ باختری کو عرضی لکھکر روانہ کی اب اس قصہ کو تو یونہین چھوڑیے

اور اب کچھ حال شہزادۂ ملک قاسم اور آمد شمالیہ باختر کا سُنیئے کہ جب تیسرے روز ملک قاسم کو ہوش آیا تو اُس کسان کی عورت نے فوراً غذائے لطیف حسب خواہش قاسم لاکر حاضر کی ملک قاسم نے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا ادا کیا تا اینکہ چند ہی روز مین ملک قاسم کو اسقدر قوت آگئی کہ اچھی طرح چلنے پھرنے لگا اور کُل زخم بھی اچھے ہوگئے بعد ایکہفتہ کے غسل صحت کیا اور اُس کسان سے پوچھا کہ کیون بھائی یہان سے شمالیہ باختر کتنی دور ہی اُسنے کہا کہ اے شہریار یہ سرحد شمالیہ باختر ہی کی ہی اور شہر شمالیہ یہان سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہی یہ خبر سُنکر قاسم نہایت شاد ہوئے اور اُس کسان سے کہا کہ بھائی تمنے ہمارے ساتھ وہ احسان کیا کہ شعر اگر بر ہر موی من گردد زبانے نیاید از من از شکرش بیانے + اب اسقدر تمھاری عنایت کے اور اُمیدوار ہین کہ ہمین ایک مرکب اور ایک سپر تلوار کہین تلاش کر دو اس کسان نے اُسیوقت سپر تلوار اور مرکب نہایت عمدہ لاکر حاضر کیا اور اپنے ہاتھ سے گھوڑے پر ساز لگایا قاسم اُسیوقت سوار ہو کر جانب شہر شمالیہ روانہ ہوئے اور بہت جلد قطع منازل اور طے مراحل کر کے داخل شہر شمالیہ ہوئے دیکھا کہ نولاکھ سوار کی چھاؤنی پڑی ہی کٹورا کھنک رہا ہی ہر کوچہ و بازار بہت آباد و شاد ہی قاسم نے بیچ لشکر مین آکر باگ گھوڑے کی روک لی اور پوچھنا شروع کیا کہ ایہا الناس اس شہر مین عظیم کوہ بازو کا مکان کہان ہی اور ملکہ ماہ تاجدار کس مقام پر ہی یہ سُنکر بہت لوگ دوڑ پڑے یا کچھ لوگ انکے گرد آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ عظیم تو ایک پہلوان ہی جہان ہو وہان ہی ہر چند کہ وہ بھی ایک نامی برآوردہ شخص ہی مگر خیر لیکن ای جوان تو پیغمبر نامرسل کی دختر نیک اختر کا نام اس حیثیت سے لے یہ کیا بے ادبانہ کلام ہی یہ سُنکر قاسم نے کہا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو وہ پہلوان ہی کیا گیدی ذرا اُس کو بُلاؤ تو سہی دیکھوں تو کیسا پہلوان ہی ابھی اسی گفتگو مین تو قاسم کو چار پانچ سو آدمی نے گھیر لیا اور ہر ایک اپنی اپنی بات چیت کرنے لگا کہ اس اثنا مین مسلسل آہن قبا دوسرا پہلوان عزیز الملک کا دربار سے چلا آتا تھا اُسنے جو یہ مجمع دیکھا تو وہ آکھڑا ہوا اور لوگون سے پوچھنے لگا کہ کہو یہ کیا ماجرا ہی کچھ لوگون نے کہا کہ ہم کیا معلوم نہین یہ جوان کہان سے آیا ہی اور اسکی غرض کیا ہی کیا کہین عجب طرح کا مُنہ زور اور تیز کلام شخص ہی پہلوان دوران عظیم کوہ بازو اور دختر پیغمبر نامرسل کی شان مین کلمات گستاخانہ کہہ رہا ہی یہ سُنکر مسلسل مجمع کو ہٹا کر قاسم کے پاس آیا لیکن جلال و رعب قاسم کو دیکھکر گویا ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور لپک کر باگ گھوڑے کی پکڑ لی اور کہنے لگا کہ ای شہریاران کلمات گستاخی آمیز سے کیا نفع ہی آپ میرے مکان پر تشریف لے چلیے مین عظیم کا پتہ لگا دونگا یہ کہکر قاسم کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے مکان پر آیا اور تمام اسباب عیش اور سامان نشاط لاکر مہیا کیا بارہ دری مین لیجا کر مسند زرتار پر بٹھایا اور استفسار حال کیا قاسم نے تمام کیفیت من وعن از ابتدا تا انتہا بیان کی یہ حالات سُن کے مسلسل بیتاب ہو کے بہانے اُٹھکر اپنے ملازمون کو مطلع کر کے جانب بارگاہ روانہ ہوا اور وہان دربار مین ہمیشہ سے روز عظیم لاف زنی کیا کرتا تھا کہ مین نے یون بہادری کی اور ایسے بڑے پہلوان کو یون چیر کر ڈالا چنانچہ آج بھی جب مسلسل پہونچا ہی تو اُسوقت بھی یہی تذکرہ ہو رہا تھا جب عظیم سب کچھ لاف وگزاف ہانک چکا تو مسلسل نے جھلا کر کہا کہ بس بے بس میان عظیم خاموش رہو اب اور تو کیا کہون مگر اتنا ضرور کہونگا کہ جھوٹے کی ایسی تیسی یہ کلمہ سُنکر عظیم بھی آگ ہو گیا اور نہایت درجہ غیظ و غضب مین آکر کہنے لگا کہ کیون بھائی مسلسل یہ تمنے کیا کہا یہ سُنکر مسلسل کہنے لگا کہ کہا کیا یہی کہا کہ تو جھوٹا ہی اے تو بکتا کیا ہی وہ نوجوان تو میرے ہی مکان پر موجود ہی ابھی ابھی اُسے چھوڑ کر آیا ہون ایک ذرا اُسکے مُنہ پر جا کے کہو تو پھر تمھاری سچائی اور دروغ گوئی معلوم ہو اتنی گفتگو مین مسلسل کو جو کچھ عرصہ ہوا تو قاسم کا دم گھبرانے لگا ملازمون سے پوچھا کہ مسلسل کہان گیا ہی آخر اسقدر دیر کی وجہ کیا ہی کیا خوب مستقل طاقت ہجران ندانست خانہ بہ مہمان گذاشت + ملازمان مسلسل نے کہا کہ آپ تشریف رکھیے وہ آتے ہی ہونگے

تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ملک قاسم نے کہا کہ اب ہم ایک لحظہ نہ ٹھہرینگے کیا کوئی ہمیں قیدی بنا یا ہے یہ کہکر بارگاہ سے باہر
نکل آیا تھوڑی دور کے بعد جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بارگاہ سلطانی برپا ہے اور تمام تزک و احتشام سلطانی مہیا ہے دروازہ
بارگاہ پر ایک نگہبرہ زرتار استادہ ہے اور نیچے اُس نگہبرہ کے شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی انکھین کا مرکب بندھا ہوا
ہے دریافت جو کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جب عظیم کوہ بازو نے انکا پشتارہ باندھکر پھینکدیا ہے اور ملکہ کو خانہ میں سوار کرکے
لیجا رہا ہے تو انکے کل اسلحہ اور گھوڑا عظیم کوہ بازو لے آیا تھا بس یہ سنتے ہی قاسم نے وہیں سے بیٹا شبرنگ بیٹا شبرنگ
کہکر پکارنا شروع کیا مرکب نے جو اپنے سوار کی آواز سنی دونوں کنوتیاں بدلکے ہنہنانے لگا بس قاسم نے بلا مہلت تمام آگے بڑھکے
اور اگاڑی پچھاڑی کھولکر جھپٹ پٹ سوار ہوکر مع مرکب داخل بارگاہ ہونیکا قصد کیا ہر چند دربانوں نے روکا مگر یہ کب سنتے ہیں
مع مرکب داخل بارگاہ ہوئے مسلسل کی نگاہ جو قاسم پر پڑی عظیم سے کہنے لگا کہ لو میان عظیم وہ نوجوان آپہونچا یہ سنتے ہی
عظیم تو قنات چاک کرکے بھاگ گیا اور قاسم اِدھر اُدھر دیکھکر کہنے لگا کہ وہ مردک عظیم کسطرف ہے اسوقت ہوتا تو
قدر غافلت کھلتی اتنا سے گفتگو ہی تھا جو بیچون بیچ بارگاہ میں دیکھا تو دیکھا اپنے ہتھیار رکھے ہوئے ہیں بس لپک کر کل اسلحہ
اٹھا کر زیب بدن کیے اور تیغہ پیلا رکھ پیرلے گھوڑا انکے بطریق اہل اسلام سلام کیا اور آواز دی کہ اے شہریار آگاہ ہو میں نبیرہ حضرت
امیر حمزہ صاحبقران شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لال پوش میں ہی وہ شخص ہوں کہ جسنے سفیان کو تباہ و برباد
کرکے کوہ قاف میں جمہور بن ملک سمرقان دلوکش کو بھگایا اے شاہ جلد مجھے آگاہ کر کہ وہ مردک عظیم کوہ بازو کہاں
ہے اور میری محبوبہ دلفریب ملکہ ماہ تاجدار کس مقام پر ہے اور یہ کہکر ایک دنگل پر جو سامنے قاسم کے خالی رکھا
تھا بے تکلف بیٹھ گیا یہ دیکھکر عزیز الملک اور سیف الملک نے کہا کہ اے جوان یہ کیا غضب کیا تو نے کہ ایک تو ہماری
دختر نیک اختر کا نام سر دربار اس بے ادبی سے لیا اور دوسرے تو اُس شخص کے دنگل پر بیٹھ گیا کہ آج جسکا مالک
سنجالیہ باختر میں جواب دینے والا نہیں ہے قاسم نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے اور کیا نام و نسب رکھتا ہے عزیز الملک
نے کہا کہ وہ ہمارا فرزند تاج الملک ہے قاسم نے کہا کہ خیر کوئی ہوگا اور ہے تو کیا گیدی ہے ابہی پاس آتا ہی تاج الملک
بھی دربار میں آگیا دیکھا کہ ایک جوان لال پوش بے تکلف میرے دنگل پر بیٹھا ہے سامنے آکر کہنے لگا کہ اے جوان اُٹھ میرے
دنگل سے تو کون ہے کہ اس بے تکلفی سے میرے دنگل پر بیٹھا ہوا ہے یہ سنکر قاسم نے کہا کہ جا دور ہو سامنے سے تو کیا بکتا ہے
ارے قطب بازجا کہی جنید مرد میدان کہیں جگہ لیکر چھوڑ بھی دیتے ہیں اگر تجھکو دعوے بہادری کا ہے تو تجھ میدان سے ڈھونڈ
میں تو عظیم مردک کی تلاش میں بیٹھا ہوا ہوں وہ آجاتے تو بتا دوں غرض بعد گفتگو بسیار جب قاسم نہ اُٹھے تو
تاج الملک نے دوسرا دنگل منگوایا اور اُس دنگل پر بیٹھ کے کہنے لگا کہ ہاں اے جوان بیشک تجھے بہادری کا دعوی ہے
قاسم نے کہا کہ بہتر ہے جسطرح جی چاہے مجھسے زور آزمائی کرلے یہ سنکر تاج الملک نے کہا کہ خیر آئیے پہلے ایک زور پنجہ کا تو ہوجائے
یہ سنکر قاسم نے ہاتھ بڑھا دیا اور کہا بسم اللہ غرض دونوں میں پنجہ کشی ہونے لگی آن واحد میں قاسم نے ایک
انگلی تاج الملک کی توڑ ڈالی جب انگلی ٹوٹی تو تاج الملک کچھ کھسیانا سا ہوکر کہنے لگا کہ اے جوان اگرچہ
میری انگلی ٹوٹ گئی مگر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے اب میں تجھسے کشتی لڑونگا قاسم نے کہا یہ بھی سہی میں کسی بات
میں بند نہیں ہوں تاج الملک نے کہا کہ بہتر ہے پھر کل کا دن معین ہے تو بہتر ہے قاسم نے کہا بہت اچھا کل ہی سہی
مگر پہلے اُس مردک عظیم کوہ بازو اور میری محبوبہ ملکہ ماہ تاجدار کا پتہ بتا دے کہ وہ کہاں ہے [illegible] کل ہو گی تو
دیکھا جائیگا یہ کلمہ سنکر تاج الملک آگ ہو گیا کہ بس خاموش کیا بکتا ہے اگر اب ایسا کلام گستاخانہ زبان سے نکالا تو زبان
گُدی سے کھینچ لیجائیگی اور اگر تو تنہا نہوتا تو ابھی تیری گردن زدنی کا حکم نافذ کیا جاتا قاسم نے کہا کہ تو کیا بکتا ہے اور سے تو کشتی لڑ

توسہی دیکھیو تو مین تنہا کیا مزہ چکھاتا ہون القصہ بعد گفتگوے بسیار دوسرا دن کشتی کا مقرر ہوا اور تمام شہر مین منادی کرائی گئی کہ کل ایک جوان لال پوش قاسم نامے اور تاج الملک سے کشتی معین ہوئی ہو جب یہ خبر محل مین شدہ شدہ پہونچی اور ملکہ ماہ تاجدار کو اطلاع ہوئی تو اپنی مان سے کہنے لگی کہ کیون اماجان خدا سے آسمان کیسا برحق خدا ہو ان کافرون نے تو اپنے زعم مین قاسم کا کام تمام کرکے پشتارہ باندھکر پھینکدیا تھا مگر صدقے اُس خدا کے کہ جسنے اُسے حیات تازہ مرحمت فرمائی یہ سُنکر مادر ملکہ کا اعتقاد نسبت دین اسلام مضبوط ہوا اور از سر صدق اُسیوقت کلمہ توحید پڑھکر دائرۂ اسلام مین داخل ہوئی جب دوسرا دن ہوا تو مادر ملکہ نے تاج الملک سے کہا کہ اے فرزند ہم بھی کشتی کا تماشا دیکھنا چاہتے ہین تاج الملک نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہو اور ایک برج ملکہ اور مادر ملکہ کی نشست کیلیے علیحدہ خالی کرا دیا اور سیف الملک اور عزیز الملک اور تاج الملک اپنے اپنے پہلوانون کو لیکر اکھاڑے پر آئے اور تاج الملک اور خاور سیاہ دونون لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین اُترے اور کشتی ہونا شروع ہوئی تین دن تک متواتر کلہ بہ کلہ کشتی ہوا کی تیسرے دن قاسم نے اکھاڑے کی مینڈ پر لاکر اس زور سے ایک اڑنگا مارا کہ تاج الملک کا کولا ٹوٹ گیا جب تو تاج الملک مجبور ہوا مگر فرط شجاعت سے اُسی طرح مصروف کشتی رہا یکایک خاور سیاہ کی نگاہ جو تاج الملک کے چہرے پر پڑی تو دیکھا کہ بسبب فرط الم کے رنگ چہرہ کا متغیر ہوگیا ہو یہ دیکھکر قاسم نے دونون شانے تاج الملک کے پکڑ لیے اور کہا کہ اے تاج الملک رنگ تیرا کیون متغیر ہو گیا ہو تاج الملک نے کہا کہ اے شہریار آپ کو اس سے کیا بحث ہو آپ اپنے کام مین مشغول ہوجیے قاسم نے کہا کہ نہین اے تاج الملک قسم بخدا مین تجھسے ہرگز نہ لڑونگا بخدا مین نے آجتک کسی لنگڑے لولے کو نہین باندھا جب تو اچھا ہوجائیگا جب مین لڑونگا یہ سُنکر تاج الملک ہزار جان سے مفتون ہوگیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ واقعی یہ شخص تو ہمسے بھی زیادہ صاحب مروت و انصاف معلوم ہوتا ہو الغرض قاسم نے تاج الملک کو چھوڑ دیا اور سیف الملک اور عزیز الملک قاسم کو بعزت تمام بارگاہ مین لائے اور تمام اسباب عیش مہیا کر دیا ناچ ہونے لگا جام مئے گلگون کا دور شروع ہوا اور وہان ملکہ ماہ تاجدار یہ معرکہ دیکھکر انتہا سے زیادہ خرم و شاد ہوئی اور اپنی مان سے کہنے لگی کہ کیون امان جان تمنے دیکھا کہ اس شہریار عالی وقار نے کسوقت مین تاج الملک کو چھوڑ دیا کسقدر صاحب عدل و کرم ہو القصہ قاسم دنگل شوکت پر بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک مار سیاہ بارگاہ مین پیدا ہوا اور کفچہ بلند کرکے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تمام بارگاہ سانپ کو دیکھکر حیران و پریشان ہوگئی اور بعض بعض تو اپنی جان بچا بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر ملک قاسم تیغہ بلارک کھینچکے اُسکے قتل کیلیے آمادہ ہوئے اُسنے جو قاسم کو آتے دیکھا تو اور زیادہ سر بلند کرکے منہ سے آگ کے شعلے چھوڑنے لگا قاسم نے تیغہ مارا سانپ نے کفچہ زمین پر مارا وار قاسم کا خالی گیا قاسم دوسرا ہاتھ مارا ہی چاہتے تھے کہ وہ سانپ بعجلت تمام پیرون مین قاسم کے آکر لپٹ گیا ایک سناٹا کھینچکے مع قاسم ہوا سے آسمان ہوگیا سبکے سب ملک قاسم کے لیے متاسف اور متالم ہوئے اور آپس مین کہنے لگے کہ معلوم نہین یہ سانپ کہان سے پیدا ہوا اور کدھر سے آیا تحقیق ظاہرا کارسازی سحر معلوم ہوتی ہو کیونکہ اِسسے پیچ کا سانپ آجتک ہماری نظر سے نہین گذرا اب اِن سبکو تو یون ہین متاسف اور متالم چھوڑئیے اور دو کلمہ داستان حال قاسم کے سُنیے کہ اُس سانپ نے ملک قاسم کو ایک ٹاپو مین لیجاکر اُتار دیا اب جو انکی آنکھ کھلتی ہو تو اپنے تئین یکہ و تنہا ایک ٹاپو مین پایا اپنے حال زار پر بیساختہ گریہ کیا ابھی تھوڑی ہی دیر گذرنے پائی تھی کہ یکایک ایک کشتی سامنے سے نمودار ہوئی اب جو قاسم نے اُس کشتی کی طرف دیکھا تو کیا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ پیکر زہرہ جبین

کنیزان ماہ طلعت ساتھ لیے ہوئے کشتی پر سوار چلی آتی ہی قاسم کے برابر آکر کشتی کو روک لیا اور کشتی سے اُتر کر ہاتھ ملک
قاسم کا پکڑ لیا قاسم نے اُس ماہ جبین کو دیکھکر سجدۂ شکر ادا کیا اور نام اُس گل اندام کا استفسار کیا اُسنے کہا کہ اے شہریار
نام میرا ابریق جادو ہی اگر تجکو اس بلا سے نجات منظور ہی تو مجکو قبول کر ورنہ تمام عمر اس بلا سے نجات ناممکن ہی یہ سُنکر
قاسم نے ایک اُلٹا ہاتھ اُسکے مُنھ پر مارا کہ دو دانت اُسکے ٹوٹ کر حلق میں جاتے رہے بس غیظ میں آکر قاسم کے کمربند
میں ہاتھ ڈالکر جانب آسمان اُڑا لیگئی اور پانچ سو کوس کی بلندی پر لیجاکے کہنے لگی کہ اے قاسم بہتر یہ ہو کہ اب بھی مجکو
قبول کر ورنہ ابھی میں تجکو یہاں سے اُٹھا کر پھینکدونگی کہ ہڈیوں کا بھی پتا نہ لگیگا قاسم نے کہا کہ او لکاتہ جو تیرے مزاج
میں آئے وہ کر مگر میں ہرگز قبول نہ کرونگا یہ سُنتے ہی قاسم کو اُٹھا کر سر سے اونچا کرکے اُس لکاتہ نے پھینکدیا قاسم
الحفیظ والامان کہتے ہوئے ایک پہاڑ پر جاکے گرے مگر کسیطرح کی چوٹ چپیٹ نہیں آئی ایک تھوڑی دیر کے بعد پھر
ابریق جادو کا سامنا ہوا اور پاس آکر کہنے لگی کہ اے نبیرۂ حمزہ اب بھی مجکو قبول کر میں تجھے سارے جہان کا حاکم کردونگی
قاسم نے کہا کہ او لکاتہ تو بکتی کیا ہی ہم ساحرہ کو حرام سمجھتے ہیں یہ سُنکر وہ ساحرہ یہ سمجھی کہ اب تحکم سے کام نہ نکلے گا ملکر رفق
و مدارا کی ضرورت ہی یہ خیال کرکے کہنے لگی کہ اچھا اے شہریار خفا نہو چلو میں تمکو گنبد عجائب کی سیر دکھلاؤں یہ کہکر
کمربند میں ہاتھ ڈالکر قاسم کو اُڑا لیگئی اور ایک مقام عجیب و غریب میں لیجاکر اُتارا آپ تخت جواہر نگار پر بیٹھی اور
قاسم کو مسند زرنگار پر لیجاکے بٹھایا باہر اُس گنبد کے خلائق کثیر جمع ہوئی ابریق جادو نے اندرون گنبد سے آواز
دی کہ اے بندگان من سجدہ کنید یہ سُنکر قاسم اپنے دل میں کہنے لگا کہ واہ واہ یہ لکاتہ خداوندی کا دعوی کرتی ہی ابھی
تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ کچھ لوگ ایک شخص کو گرفتار کیے ہوئے سامنے لائے اور بیان کیا کہ اس شخص نے خون کیا ہی یہ
سُنتے ہی اُسنے جانب آسمان اشارہ کیا ایک برق چمکی اور اُس شخص پر گرکے اُسکے دو پرکالے کردیے اسکے بعد قاسم
نے دیکھا کہ کچھ لوگ قیماس خان کو لیے ہوئے چلے آتے ہیں قاسم نے جو اپنے ماموں کو دیکھا کہنے لگے خدا خیر
کرے القصہ قیماس خان نے داخل گنبد ہوکر بطریق اہل اسلام سلام کیا قاسم نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ
ماموں آپ کہاں قیماس خان نے کہا کہ میں تمھاری تلاش میں سرگردان و پریشان پڑا پھرتا تھا جب سے تم غائب
ہوئے لشکر امیر میں نہیں گیا ایک صحرائے لق و دق میں پہونچکر اس آفت میں مبتلا ہوگیا ایک پنجۂ آسمان سے
گرکے مجھے یہاں اُٹھا لایا یہ بات چیت قیماس خان اور قاسم کی سُنکر وہ لکاتہ کہنے لگی کہ اے قاسم خاموش تو میری
خداوندی میں فرق لاتا ہی قاسم اپنے دل میں یہ سوچے کہ ایسا نہو کہ یہ لکاتہ مثل شخص سابق میرے ماموں کے
ساتھ بھی یہی کرے یہ سوچ کر کہنے لگے کہ خبردار انھیں کوئی تکلیف نہونے پائے یہ میرے ماموں جان ہیں اگر
انکو تکلیف و صدمہ ہوا تو میں اپنی جان دیدونگا مگر وہ لکاتہ کب سُنتی ہی قیماس خان کو قید کرکے ملک
افریقیہ میں برق پریق کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اے برق پریق میں اس خدا پرست کو بہ مصلحت وقت
تمھارے پاس بھیجتی ہوں بہ رسم قدیمانہ کے لحاظ سے نہایت حفاظت اور قید شدید میں رکھنا خبردار غفلت
نہ کرنا اور ابریق نے ملک قاسم سے کہا کہ اب بھی مجکو قبول کرو ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی قاسم نے کہا کہ ایک
شرط سے میں قبول کرتا ہوں ابریق نے کہا بیان کرو قاسم نے کہا کہ میں ملکہ ماہ تاجدار دختر سیف الملک
پر عاشق ہوں اگر تو اُسے لادے تو میں تجھے قبول کروں اور اگر ملکہ ماہ تاجدار نہ آئی تو یہ امر ہرگز ہرگز وقوع پذیر نہیں
یہ سُنکر ابریق نے کہا کہ میں ابھی لاتی ہوں قاسم کو گنبد میں چھوڑ کر ایک باز بلند پرواز کی شکل بنکے سنقالیہ باختر کیطرف
روانہ ہوئی قاسم کو اب یقین ہو گیا کہ ابریق جادو ملکہ ماہ تاجدار کو ضرور بالضرور لے آئیگی اور اب مقصد

دل ضرور حاصل ہوگا اب بیان سے ابریق جادو کو تلاش ملکہ ماہ تاجدار میں صحرا نورد چھوڑیے اور دو کلمہ
داستان قیماس خان اور سیارہ بن عمرو کا تلاش قاسم میں جانا اور رنجہ کرنا اور قیماس خان کا
لیجانا ملاحظہ ہو کہ جب قاسم صحرائے عجم سے تعاقب تمکار میں غائب ہوگئے اور انکے ہمراہی سب روتے پیٹتے خدمت
امیر میں پہونچے اور سب حال امیر کشورگیر سے بیان کیا اُسوقت امیر نے منجموں کو بلا کر استفسار کیا کہ جلد حال قاسم
کا بیان کرو کہ اُسپر کیا گذری اور وہ کس طرف ہے اُسیوقت منجموں نے بقاعدہ نجوم خدمت امیر میں عرض کیا کہ حضور
متفکر و متردد نہوں شاہزادہ خاور سیاہ ایک آہو کی تلاش میں جانب صحرا نکلگئے ہیں اور بعد چند روز کے ایک صحرا
ہی میں اُنکا پتا لگیگا اور حضور کی قدمبوسی سے مشرف ہونگے کچھ مردان تجربہ کار اور آزمودۂ روزگار تلاش کے
لیے روانہ فرمائیے یہ سُنکر امیر قلعہ گیر نے اُسیوقت سیارہ بن عمرو اور قیماس خان کو تلاش ملک قاسم کے
لیے بہت سا زر و جواہر دیکر روانہ کیا اور یہ دونوں کمر ہمت کو مستحکم باندھکر تلاش قاسم کے لیے روانہ ہوئے بہت جلد
طے مراحل اور قطع منازل کرتے ہوئے ایک دن کی راہ پہر بھر میں طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک
صحرائے لق و دق میں ان دونوں کا گذر ہوا اور پیاس نے ان دونوں پر غلبہ کیا جستجوے آب میں ایک جانب کو
مُنہ اُٹھائے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک سامنے سے ایک گرد نمودار ہوئی قیماس خان متحیر ہو کر اُس گرد
کی طرف دیکھنے لگا کہ یکایک دامن گرد کا پھٹا اور ایک پنجہ آسمان سے زمین پر گرا اور قیماس خان
کو اُڑا لیگیا اور بعد چند روز کے گنبد عجائب میں لیجا کر روبرو ابریق جادو کے اُسوقت حاضر کیا کہ جب
ملک قاسم بیٹھے ہوئے تھے جیسا کہ قبل میں گذارش ہوا اب بیچارہ سیارہ تن تنہا باقی رہگیا مگر پیاس کا وہ عالم
ہے کہ زبان کھنچی جاتی ہے درگاہ باری تعالیٰ میں دعا کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ سامنے سے ایک چشمہ آب نمودار ہوا شکر خدا ادا
کیا اور اُس چشمہ پر جاکے ہاتھ منہ دھو کر پانی پیا اور کنارے پر اُس چشمہ کے بیٹھ گیا کہ ذرا حواس درست ہوں تو میں
آگے بڑھوں تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک گرد سامنے سے نمودار ہوئی جب دامن گرد کا شق ہوا تو کیا دیکھا
کہ کُرد مرد اور سنجاب ترک پاے شاطری مارتے ہوئے جلد جلد راہ طے کرتے ہوئے چلے آتے ہیں دل میں کہا کہ
اے سیارہ لواس مرد کو یہ خیال کرکے اپنی جگہ سے اُٹھا اور حسب ضرورت اپنی تبدیل کرکے کرد مرد کے پیچھے ہوا
تھوڑی دور جاکے یہ سوچا کہ نہیں اے سیارہ گرفتار کرنا اسکا مناسب نہیں ہے اسکے پیچھے پیچھے چلے چلو دیکھو
کہ یہ دونوں کہاں جاتے ہیں اور خدا کیا دکھاتا ہے یہ سوچ کر کرد مرد کے پیچھے پیچھے چلا یہ بعد چند روز کے بارگاہ
سیف الملک میں داخل ہوئے سیارہ بھی انکے ساتھ ساتھ ہے الغرض داخل بارگاہ ہو کر پگڑی سے
نامہ زہرہ و شاہ باختری کا نکالکر عزیز الملک کے حوالہ کیا عزیز الملک نے لفافہ چاک کرکے جو پڑھا
لکھا تھا کہ اس نامہ کے دیکھتے ہی ہمراہی طاؤس الحجر میں ہماری بہو کو جلد روانہ کرو خبردار تعویق
نہ کرنا عزیز الملک نے سیف الملک سے کہا کہ اے برادر خداوند نے اپنی بہو کو طلب کیا ہے اب بھیج ہی
دینا مناسب ہے یہ سُنکر سیف الملک اندر گیا اور ملکہ کو آراستہ و پیراستہ کرکے ایک تخت پر سوار کرکے روانہ کیا
اور بیرون شہر تک تمام ارکین دولت اور اعوان سلطنت پہونچانے گئے اب اتفاقات روزگار ملاحظہ ہو کہ
ادھر سے تو ملکہ ماہ تاجدار جاتی ہے اور اُدھر سے ابریق جادو تلاش کرتی ہوئی آتی ہے اُسنے جو یہ سامان
دیکھا کہ ملکہ ماہ تاجدار چلی جاتی ہے فوراً اُسنے چار پتلے سحر کے نکالکے اسم سحر دم کرکے زمین پر مارے بس
اُن پتلوں کے گرتے ہی یکایک ایک تنق گرد کا نمودار ہوا اور ایک آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ زمین

تخت چار حوریں پیدا ہوئیں اور اُس تخت کو بالائے ہوا اُڑا لیگئیں عزیز الملک اور سیف الملک ماجرا دیکھکر
کہنے لگے کہ دیکھو خداوند نے حوران قدرت کو بھیجکر اپنی بہو کو طلب کر لیا غالبًا یہاں سے پہونچنے میں دیر ہوئی یہ سنکر بختیارک
ہنسا اور کہنے لگا کہ اے عزیز الملک تم ہو کدھر وہ خداوند آپ کا کیا گیدی ہے اور آپ کیا مسخرے ہیں ملکہ کو قاسم نے
بُلوایا ہے اور یہ وہیں جاتی ہے لیکن عزیز الملک کو کب یقین آتا ہے کہنے لگا کہ تو بھی عجب مسخرہ شخص ہے تو ہمیشہ امورات
خداوندی میں تمسخر کیا کرتا ہے بختیارک نے ہنسکر کہا کہ خیر سمجھا جائیگا جب اس امر کا ظہور ہوگا تو تم خود ہی دیکھ لوگے
عزیز الملک نے ہنسکر کہا کہ چلیے رہنے دیجیے آپ کو اس سے کیا غرض ہے اب چلیے چند روز ہمارے مہمان رہیے
پھر چلے جائیے گا غرض عزیز الملک اور سیف الملک اور گروہ اور بختیارک سبکے سب تو بارگاہ میں
آئے مگر ستارہ تلاش ملک قاسم میں صحرا کی طرف چلا اور صحرا نوردی شروع کی اور یہاں سامان عیش مہیا ہوا جام مئے
گلگون گردش میں آیا ادھر اُدھر کے تذکرے ہونے لگے اثنائے تقریر میں برسبیل تذکرہ یہ بھی ذکر آیا کہ اگر حاکم ملک افریقیہ
بمرق برلق بھی ہمارے شریک ہو جاوے اور زہرہ پرستی اختیار کرے تو ہماری قوت دونی ہو جائیگی اور پھر سید حمزہ کا
رخنہ نہ پیدا ہوگا کیونکہ وہ بڑا زبردست شخص ہے اُسکے شریک ہو جانے سے پھر کوئی خوف و خطر باقی نہ رہیگا سیف الملک
کو یہ امر بہت پسند آیا اور اُسنے اُسی وقت اعظم صف شکن اور آفریدہ کوہ پیشانی کو بلا کر اپنی جانب سے نامہ لکھکر مع
دس ہزار سوار کے شہر افریقیہ کیطرف روانہ کیا اور وہاں ابرلق جادو جو ملکہ کو لیکر چلی تو راستہ میں مسعود کوہ والا
ابرلق جادو نے ملکہ ماہ تاجدار کو لا کر اُس کوہ پر اُتارا اب جو غور سے ملکہ کو دیکھا تو اُسکے حسن و جمال پر ہزار جان سے
مفتون ہوگئی قریب اُس کوہ کے ایک باغ تھا جسکو حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر نے بنایا تھا کہنے لگی کہ اے ملکہ تم یہیں ٹھہرو میں تمہارے
لیے میوہ لے آؤں اے ملکہ پہلے تو میں ملک قاسم پر عاشق تھی اور اُنہیں کی خاطر سے تمکو اُٹھا لائی تھی مگر اب میں نے اُس
سے ہاتھ اُٹھایا اور تمکو اپنی بیٹی کیا وہ تمہیں مبارک ہو اور تم اُسے مبارک ہو اب میں تمہاری ماں اور تم میری بیٹی
یہ کہکر کوہ کے نیچے اُتری اور اُس باغ کے اندر گئی میوہ توڑنا شروع کیا اُس باغ میں ایک مدت سے دیو سنجر نام رہتا تھا
اُسنے جو ابرلق کو میوہ توڑتے دیکھا وہیں سے ہاتھ بڑھا کر ٹیٹوا لیا اور توڑ مروڑ کے ایک ہی لقمہ کر گیا اُسکے لقمہ کرتے ہی ایک
سناٹا سا پیدا ہوا اور ایک آواز آئی کہ مارا جوان کشتی نام من ابرلق جادو بود اب جو دیو سنجر اس پہاڑ پر آتا ہے تو دیکھا
کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین حور لقا پری پیکر ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی ہے دیو نے جو ملکہ کو دیکھا ہزار جان سے
عاشق ہوگیا اور ملکہ کے آس پاس پھرنے لگا اور ناچنے لگا دیو کو دیکھکر ملکہ سہم گئی اور مارے ڈر کے رنگ چہرے کا زرد ہوگیا
دیو نے اُٹھا کر ملکہ کو اپنے زانو پر بٹھا لیا اور وہاں گنبد سحر تھا اُسمیں جو علامات سحر تھی وہ سب یکایک برطرف ہوگئی
قاسم سمجھ گئے کہ ابرلق جادو ماری گئی اب جو اپنی جگہ سے اُٹھتے ہیں تو دیکھا کہ بہت سی کنیزیں [illegible]
تھیں وہ سب بھی قید سے رہا ہوئیں قاسم نے اوّل سبکو مسلمان کرکے آزاد کر دیا اور جو کچھ مال [illegible] تھا اُس میں
سے کچھ آپ لیا اور کچھ اُن کنیزوں کو دیکر رخصت کیا ایک کنیز نے اُنمیں سے آگے عرض کیا کہ اے شہزادے ایک [illegible]
بھی ابرلق جادو کا موجود ہے قاسم نے اُس گھوڑے کو طلب کیا اور سوار ہوکے [illegible]
ہی راہ طے کرنے پائے تھے کہ سامنے سے ستارہ بن عمرو نمودار ہوا ملک قاسم نے جو ستارہ کو دیکھا نہایت ہی
بشاش ہوئے اور آگے بڑھکر نہایت خندہ پیشانی سے دونوں بغلگیر ہوئے اور اُسی جگہ بیٹھ گئے ستارہ نے [illegible]
حال ملکہ کا روبرو قاسم کے بیان کیا اور بوتل شراب کی نکالکر دو چار جام ملک قاسم کو پلائے [illegible]
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو قاسم مرکب پر سوار ہوکے ستارہ کو ہمراہ لیکر ایک جانب کو روانہ ہوئے [illegible]

قریب ایک شہر کے پہونچے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے لوگون نے بیان کیا کہ اس شہر کو افرلیقیہ کہتے ہین بادشاہ یہان کا
برق برلیق ہے یہ سنکر قاسم نے ستیارہ سے کہا کہ اس شہر مین چلنا چاہیے یہین ہمارے ماموں قیماس خان
مقید ہین ستیارہ نے پوچھا کہ یہان وہ کیونکر مقید ہین وہ تو میرے ساتھ آپکی تلاش مین نکلے تھے راہ مین ایک پنجہ گرا
اور انکو اٹھا لیگیا تھا ملک قاسم نے کل کیفیت اپنی اور قیماس خان کی بیان کی اور باتین کرتے ہوئے داخل
شہر ہوئے اور بسبب ناواقفیت کے ایک صراف کی دکان پر جا بیٹھے ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک غلغلہ ہو گیا
کہ اعظم صف شکن اور آفریدہ کوہ پیشانی مع دس ہزار سوارون کے سیف الملک شمالی کا نامہ لیکر آتے
ہین اور افرلیق شمشیر پرست قریب دیوان شمشیر پرست کی جانب سے پشت شہر پر آکر اترا ہے جب یہ خبر برق برلیق
کو ہوئی تو اسنے حکم دیا کہ خبردار نامہ دارانِ سیف الملک کو آنے دو انھین کوئی نہ روکے کہ اتنے عرصہ مین
آفریدہ کوہ پیشانی دو سو پہلوانون سمیت نامہ لیے ہوئے داخل شہر ہوا اور پتا بارگاہ سلطانی کا پوچھتا ہوا داخل بارگاہ ہوا اور
نامہ سیف الملک کا برق برلیق کو دیا برق برلیق جو اسنے چاک کر کے دیکھا ہے تو اسمین لکھا ہوا تھا کہ اے
برق برلیق تجکو لازم ہے کہ اس نامہ کے دیکھتے ہی ہمارا اور ہمارے شاہ باختری کو سجدہ کر اور لقا پرستی اختیار کر
ورنہ یاد رکھنا کہ ہمین تیرے ملک کو تباہ و برباد کر دونگا اور تجکو بھی ہمیشہ خاک کر دونگا برق برلیق اس عبارت کو
دیکھکر آگ ہو گیا اور قصد کیا کہ نامہ کو چاک کر ڈالے یہ قصد دیکھکر آفریدہ کوہ پیشانی نے نامہ ہاتھ سے چھین لیا
برق برلیق اور زیادہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اسیوقت آفریدہ کوہ پیشانی کو اسکے پہلوانون سمیت گرفتار کر لو
اسیوقت برق برلیق کے پہلوانون نے ان سبکو طوق و زنجیر مین گرفتار کر لیا برق برلیق نے اسیوقت ان سبکو
اراہون پر ڈالکے افرلیق شمشیر پرست کے پاس بھیجا اتفاقاً برق برلیق کا اسی راستہ سے گذر ہوا کہ جس راہ
مین ملک قاسم اور ستیارہ دکان صراف پر بیٹھے تھے ملک قاسم نے جو آفریدہ کوہ پیشانی کو مع دو سو پہلوانون
کے اس حالت سے پایا تو ستیارہ سے کہا کہ اے ستیارہ یہ تو سیف الملک صف شکن شمالی کا پہلوان
آفریدہ کوہ پیشانی ہے مین اسے اس قید سے ضرور چھڑاؤنگا ستیارہ ہرچند مانع ہوا مگر قاسم کب سنتے
ہین گھسیٹ کے تیغ پیلارک ان کفار پر جا ہی پڑے سیکڑون کو درہم و برہم کر کے آفریدہ کوہ پیشانی کے
پاس پہونچے آفریدہ کوہ پیشانی قاسم کو آتے دیکھکر اراب پر کھڑا ہو گیا قاسم کی جرأت اور اپنی اعانت پیدا
ہونے کی خوشی مین اکرچہ زور کرتا ہے تو تمام قید ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی یہ حال دیکھکر ان دو سو پہلوانون
نے بھی اپنی قید کو توڑ ڈالا اور سب کے سب آکر ملک قاسم کے شریک ہوئے اور خوب تلوار چلنے لگی ملک قاسم
تلوارین مارتے ہوئے اس صف سے اُس صف پر جاتے ہین اور اس صف سے اُس پر آتے ہین اسقدر لڑائی ہوئی اور
جوش شجاعت مین اسقدر زور زور سے قاسم نے نعرے مارے کہ یہ آواز محبس تک پہونچی اور قیماس خان
کے گوش زد ہوئی انھون نے بھی بیقرار و بیتاب ہو کر قید کو توڑ ڈالا اور زندان خانہ سے نکلکر قاسم کے
شریک ہوئے قاسم قیماس خان کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور ماموں بھانجے دونون شریک ہو کر
لڑنے لگے تا اینکہ شام ہو گئی آفریدہ کوہ پیشانی نے قاسم اور قیماس خان کو بیچ مین کر لیا اور دو سو
پہلوانون سے تلوارین مارتا ہوا ایک جانب کو نکل گیا برق برلیق اپنے قلعہ مین چلا آیا راہ مین
آفریدہ کوہ پیشانی قاسم کے قدمون پر گر پڑا اور ان دو سو پہلوانون سمیت کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا
اور قاسم کو ہمراہ لیکر اعظم صف شکن کے پاس آیا اور تمام ماجرا اُس سے بیان کیا اعظم صف شکن

نے قاسم سے کہا کہ اے شہریار اگر آپ مجھکو زیر کرین تو مین بھی آپ کا دین قبول کرون قاسم نے کہا کہ بہتر کل ہی تمہارے
آپکے آزمائش ہو جاوے یہ سنکر اعظم صف شکن نے اکھاڑا کھدوایا اور قاسم و اعظم صف شکن دونون لنگوٹ
باندھکر اکھاڑے مین کود کے کشتی ہونا شروع ہوئی دو روز تک خوب زور آزمائی ہوئی تیسرے دن قاسم
نے اعظم صف شکن کو زیر کیا اور چار دن شانے چت کرکے اعظم کے سینہ پر سوار ہوا اور کہا کہ اے اعظم
الکنون در معرفت باری تعالی و تقبیل دین اسلام چہ میگوئی اعظم نے کہا کہ تا زندہ ام بندہ ام قاسم نے سینہ پر سے
اُترکے تلقین دین اسلام کی اعظم قدمون پر گر پڑا اور بعد عذر و معذرت کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوا قاسم کو اعظم
کے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہوئی وہ شب تو عیش و عشرت مین بسر ہوئی جب صبح ہوئی تو قاسم مع تمام فوج کے شہر
افریقیہ مین داخل ہوا جب یہ خبر برق بریق کو پہونچی تو اُسنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور گولندازون کو حکم دیا کہ جو جانب
قلعہ آئے اُسے بے تامل گولہ مارو جب ملک قاسم نزدیک قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہے گولنداز برجون
مین لیے فیر کرنے پر موجود ہین یہ دیکھکر قاسم مع اعظم صف شکن اور آفرید کوہ پیشانی کے گرز لیکر جانب
قلعہ چلے گولندازون نے گولے برسانا شروع کیے مگر یہ تینون علی علی کرتے ہوئے قریب خندق پہونچ گئے قاسم
شتاوری کرکے دروازۂ قلعہ پر آیا اور ایک ہی گرز مین دروازہ قلعہ کا توڑ کر داخل قلعہ ہوا اب آفرید کوہ پیشانی و
اعظم صف شکن بھی مع فوج داخل قلعہ ہوئے کافرون کو قتل کرنا شروع کیا یہ ماجرا دیکھکر گویا برق بریق کا دم
نکل گیا اور دوڑ کر قاسم کے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اے شہریار الامان الامان قاسم نے کہا کہ بشرط ایمان
برق بریق نے کہا کہ تا زندہ ام بندہ ام قاسم نے کلمہ تعلیم کیا برق بریق کلمہ پڑھکر بخوف جان اسلام لایا
اور ملک قاسم کو دنگل شوکت پر بٹھایا اور بڑی تعظیم و تکریم کی دو روز و شب تو قاسم نے وہین بسر کیا صبح کو ملک قاسم
سبکو اپنے ہمراہ لیکر افریق شمشیر پرست کے مقابلہ کو چلا جب برابر لشکر کے پہونچے اور افریق شمشیر پرست کو
اطلاع ہوئی اُسنے اسیوقت طبل جنگ بجوایا اور دوسرا دن لڑائی کا قرار پایا علی الصباح دونون لشکر میدان مین
آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین افریق شمشیر پرست اپنے گینڈے کو اُڑا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا
قاسم نے بھی اپنے مرکب کو آگے بڑھایا بعد تگاورزی کے افریق نے برچھا مارا قاسم نے نیزہ اُسکا چھین کر پھینک
دیا افریق نے جھلا کر ارہ پشت نہنگ کا وار کیا قاسم نے وہ بھی چھین کر پھینک دیا اور خنجر دار رکھکر تیغ بیلارک
کا جو ایک ہاتھ مارا تو افریق کے برابر کے دو حصے ہوگئے تمام فوج ملک قاسم پر ٹوٹ پڑی قاسم بھی فوج مین ڈوب
گیا اور ادھر سے اعظم صف شکن اور آفرید کوہ پیشانی وغیرہ سبکے سب مع فوج قاسم کے شریک ہوئے اور
سبکو مار کے بھگا دیا خیمہ و مال و اسباب افریق کا سب لوٹ لیا ہمراہیان افریق لاش افریق کی لیکر بھاگ
کھڑے ہوئے قاسم نے وہین بارگاہ برپا کی اور دو تین روز قیام کیا بعد اُسکے قیماس خان سے کہا کہ مین جاتا ہون
آپ مع فوج قلعۂ افریقیہ مین چلکر قیام پذیر ہوجیے مین شکار کو جاتا ہون قیماس خان فوج لیکر قلعہ مین پہونچے اور
قاسم مرکب پر سوار ہوکے تن تنہا شکار کے واسطے روانہ ہوا اب سنیے کہ ادھر سے ہمراہیان افریق تو لاش افریق
کی لیکر افریدون شمشیر پرست کے پاس جاتے ہین اور فریدون اپنے قیامگاہ سے شکار کو نکلا تھا شوق شکار
مین جاتے جاتے گذر اُسکا شہر مین جوالہ زنون کے ہوا اور یہ سب فریدون کے خراج گذار تھے جب فریدون کے
آنے کی خبر زرتاج زرین جوالہ کو ہوئی کہ جو وہان کا بادشاہ تھا تو وہ مع فوج استقبال کرکے اپنی بارگاہ مین لایا
تخت جواہر نگار پر بٹھا کے کل اسباب عیش مہیا کیا القصہ فریدون شمشیر پرست بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا کہ

اُسکے لوگ لاش افریق شمشیر پرست کی لیکر حاضر ہوئے زرتاج زرین جوالہ نے پوچھا کہ اِسکو کسنے مارا اور یہ کیا گذری
اُن سب نے کل کیفیت ملک قاسم کی لڑائی اور اُسکے مارے جانیکی بیان کرکے بیان کیا کہ قاسم اب شہر شمالیہ
باختر کو تاراج کر رہا ہی اور وہ ہزاروں پہلوانوں پر فتحیاب ہوا اور فتح حاصل کر رہا ہی یہ سُنکر زرتاج کو غصہ آگیا
گجناک جوالہ زن کو مع چالیس ہزار جوالہ زنون کے قاسم کے مقابلے کے لیے روانہ کیا بعد قطع منازل و طی مراحل
گجناک جوالہ زن شہر افریقیہ مین داخل ہوا جب برق بریق کو یہ خبر پہونچی اُسوقت قیماس خان اور
اعظم صف شکن نے کہا کہ ای برق بریق تم ہرگز ہرگز خائف نہوا ور مع لشکر کے ہماری ہمراہی مین اُسکے مقابلے
کو چلو قیماس خان کی ہدایت کے بموجب برق بریق سب فوج کو ہمراہ لیکر مقابلہ کو باہر آیا اور مقابل بارگاہ
گجناک اپنی بارگاہ برپا کی اور کل فوج اُس بارگاہ مین جمع ہوئی دورہ جام مے گلگون چلنے لگا جب دماغ
بادۂ ناب سے گرم ہوا تو طبل رزمی بجنے کا حکم دیا اُسیوقت برق بریق کی فوج مین طبل جنگ پر چوب پڑی جب یہ
خبر گجناک کو ہوئی تو اُسنے نقارۂ رزمی پر چوب پڑوائی الغرض رات بھر دونون طرف تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے میدان جنگ ہوئے گجناک نے بعد رجز خوانی کے گھوڑا اپنا بڑھایا اور مبارز طلبی
کی اسطرف سے اعظم صف شکن مقابلہ گجناک کو باہر آیا گجناک نے مثل شعلۂ جوالہ کے چار پانچ ہاتھ تلوار کے
اعظم صف شکن کے حوالہ کیے کہ اعظم صف شکن زمین پر گر پڑا فوراً گجناک نے اعظم کو گرفتار کرکے اپنے لشکر
مین بھیجدیا اور طبل بازگشت بجواکے اپنے لشکر مین واپس ہوا جب شب ہوئی تو گجناک قید اعظم کی لیکر پاس
زرتاج زرین جوالہ کے روانہ ہوا اور یہان جو قاسم شکار کرکے واپس آیا تو اُسنے کل احوال جنگ اور گرفتاری اعظم
صف شکن کا مفصلاً سُنا اور سُنتے ہی غیظ مین آکر اُلٹے پاؤن شہر جوالہ زنان کیطرف یکہ و تنہا روانہ ہوا اور یہان
گجناک نے اعظم کو روبرو زرتاج کے حاضر کیا زرتاج نے اعظم صف شکن کو دیکھکر کہا کہ ای اعظم اگر تو دین
شمشیر پرستی اختیار کرے تو مین تجکو ابھی چھوڑ دون اعظم نے کہا کہ تو مجھے گرفتار سمجھکر دباتا ہی ہم سپاہی جان سے جانا قبول
کرتے ہین مگر استقلال کو نہین چھوڑتے ہم بے تقیہ خدا پرست ہین اور شمشیر پرستی اور لقا پرستی دونون پر لعنت کرتے ہین
یہ سُنکر زرتاج کو غیظ آگیا اور اعظم کو زیر دار بٹھلاکر حکم قتل دیا اور اعظم نے کہا کہ اب بھی شمشیر پرستی اختیار کر کیون اپنی
جان کے پیچھے پڑا ہی اعظم نے کہا اگر تو مجکو قتل بھی کر ڈالے تب بھی مین خدا پرستی کو ترک نہین کرسکتا ابھی اعظم صف شکن
زیر دار بیٹھا ہی ہوا تھا کہ یکایک ملک قاسم مع مرکب دّرانہ بارگاہ کے اندر داخل ہوا اعظم مین تو قاسم کو دیکھتے ہی جان
آگئی اور تمام روداد اپنی گذشتہ بیان کی قاسم نے کہا کہ ای اعظم تو بیخوف اُٹھ کھڑا ہو اعظم نے کہا کہ ای شہریار مین تو زیر
دار بیٹھا ہون کیونکر اُٹھون یہ سُنکے قاسم اعظم کی قید کاٹنے کو آگے بڑھا یہ دیکھکر زرتاج کو غصہ آگیا اور حکم دیا کہ جلد اس
جوان کو مار لو یہ سُنتے ہی گجناک اُٹھ کھڑا ہوا اور قاسم اور گجناک مین مقابلہ ہوا گجناک قاسم کو للکار کر کہنے لگا
کہ او شوخ پوش کہان جاتا ہی مین ابھی ابھی تجھے بھی قید کرتا ہون یہ سُنکر ملک قاسم نے کہا کہ او مردک تو کیا مجھے قید کریگا
مین ہی تجھے ایک دم مین باندھے لیتا ہون یہ سُنکر گجناک کو غصہ آگیا اور کہنے لگا کہ او سرخ پوش کہان جاتا ہی یہ سُنکر ملک
قاسم بھی آگے بڑھے اور وار چلنا شروع ہوئے ملک قاسم نے کل وار اُسکے خالی دیے اور ایک ہی ہاتھ مین کام اُسکا
تمام کیا یہ دیکھکر جتنے پہلوان حاضر دربار تھے وہ سب قاسم پر ٹوٹ پڑے قاسم نے بھی تیغہ پلارک گھسیٹ کے انہین چنکر
قتل کرنا شروع کیا مگر فریدون شمشیر پرست اپنے مقام پر بیٹھا رہا اعظم صف شکن نے جو یہ ماجرا دیکھا ایک
انگڑائی جوش شجاعت مین لیکر تمام قید کو توڑ ڈالا اور ہمراہ قاسم کے لڑنے لگا جب تو زرتاج بھی تلوار گھسیٹ کے

قاسم کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ اے جوان لال پوش تو نے میرے بہت سے پہلوانون کو قتل کیا مین بھی اب تجھکو قتل کرونگا یہ سنکر
ملک قاسم کو غصہ آگیا اور ترر تاج زرین جوالہ اور قاسم سے تلوار چلنے لگی ترر تاج زرین جوالہ نے جو ایک ہاتھ تلوار
کا قاسم کے سر پر مارا تو تاج ہر دو اُتر آیا قاسم نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکلگئی مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوگئی
قاسم نے چاہا کہ مین بھی حملہ آور ہون مگر اتنے مین پہلوان اُسکے آپڑے اور چار طرف سے گھیر کر قاسم کو تلوارین مارنے لگے
قاسم مثل قیصر مجروح زخمون کی کثرت سے چور چور ہو کر جھومنے لگا اور ترر تاج نے حکم دیا کہ سر اس جوان کا کاٹ لو یہ دیکھکر
فریدون بیتاب ہوکر تلوار ٹیک کے اُٹھ کھڑا ہوا اور سب کو ہٹا کر ملک قاسم و اعظم کا ہاتھ پکڑ کے اپنی بارگاہ مین لایا اور
جراحون کو بلوا کر اعظم اور قاسم کے ٹانکے دلوائے بقدرت خدا دو ہی روز مین صحت ہوگئی فریدون نے اسباب عیش
مہیا کیا دور شراب چلنے لگا قاسم نے اعظم سے گیجا کے مقابلے کو استفسار کیا اعظم نے کل قصہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا
قاسم کو سنکر غیظ آگیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ اسے یہان سے نکالدو اس نامرد کا میرے پاس کچھ کام نہین ہر چند فریدون
نے اصرار کیا کہ شہریار ایسے بہادر کو آپ نکلواتے ہین کیا غضب کرتے ہین مگر قاسم نے بالکل اعتنا نہ کی اور اُسیوقت
اعظم کو نکلوا دیا وہ توروتا ہوا صحرا کی طرف نکل گیا اور ملک قاسم نے بارگاہ فریدون مین قیام کیا اب انکو تو یہین چھوڑیے
اور قلعہ افریقیہ کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ برق بریق نے جو یہ لاخالی پایا وقت فرصت غنیمت جانکر شب کو جب سب
کے سب بیخبر سوگئے تو ہتھیار لیکر اُٹھا اور ایک سرے سے سوائے قیماس خان اور آفرید کوہ پیشانی کے کل
ہمراہیان قاسم کے سر کاٹکر کنگرون مین لٹکوا دیے اور قیماس خان اور آفرید کوہ پیشانی کو قید کرکے سیف الملک کے
پاس شمالیہ باختر لیچلا یہ خبر ہرکارون نے فریدون شمشیر پرست کو پہونچائی تو وہ فوراً ترر تاج زرین جوالہ کے پاس آکر
کہنے لگا کہ اے ترر تاج مین تو ضرورت جاتا ہون اور قاسم کو یہین چھوڑے جاتا ہون خبردار اسے کوئی تکلیف نہونے پائے
اور اگر وہ تمسے آکر پوچھے کہ فریدون کہان گیا ہے تو کہدینا کہ وہ اپنے ملک کے بندوبست کو گیا ہے اور یہ کہکر یکہ و
تنہا مرکب پر سوار ہو کے شہر شمالیہ باختر کو روانہ ہوا اب اسکو تو راہ شمالیہ باختر مین رہرو چھوڑ دیجیے

اور دیکھیے داستان روانگی بدیع الزمان کی تلاش ملک قاسم مین ملاحظہ فرمائیے

کہ جب بدیع الزمان نامور شکار سے واپس آئے اور حال قاسم کا سُنا نہایت متالم ہوگئے اور بعد روانگی قیماس خان اور
سیارہ بن ہمروز جب عرصہ بعید اور مدت مدید منقضی ہوگئی اور کوئی خبر ملک قاسم کی امیر کشورگیر کو نہ ملی نہ سیارہ پھرا اور نہ قیماس خان
نے مراجعت کی تو امیر کشورگیر نہایت متحیر ہوئے اور سخت تردد لاحق حال ہوا ادھر بدیع الزمان کا بھی بہت ہی دم گھبرایا امیر
کشورگیر سے اجازت حاصل کرکے شکار کھیلتے ہوئے ملک قاسم کی تلاش مین روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرائے لق ودق مین
گذر ہوا کہ جہان ایک قافلہ تجار کا خیمہ زن تھا بدیع الزمان اہل قافلہ سے مستفسر ہوئے کہ سردار اس قافلے کا کون ہے معلوم ہوا کہ
سیر قافلہ خواجہ سعید تاجر ہے بدیع الزمان یہ سنکر خواجہ سعید کے پاس آئے وہ صورت دیکھتے ہی بدیع الزمان نامور کو
پہچان گیا اور کہنے لگا کہ اے شہریار آپ اس صحرا مین کہان بدیع الزمان نے کہا کہ خواجہ کیا کہون خلاصہ یہ کہ
ملک قاسم کو ڈھونڈھنے نکلا ہون اب تم بتاؤ کہ کہان کا قصد رکھتے ہو خواجہ سعید نے کہا مین تو شہر شمالیہ کا قصد
رکھتا ہون بدیع الزمان نے کہا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلین خواجہ سعید نے کہا کہ بسم اللہ چشم ما روشن دل ما
شاد تشریف لے چلیے غرض اُس شب کو تو سب اُسی صحرا مین خیمہ زن رہے اور صبح کو خواجہ سعید نے چلنے کا قصد
کیا بدیع الزمان بھی خال ابراہیمی و گیسوان خلیلی کو چھپا کر تاجرون کی شکل بنکے خواجہ سعید کے ہمراہ ہوئے
بعد چند روز کے باغ عشرت مین داخل ہوئے اور وہان کے باشندون سے حال ملک قاسم کا استفسار

کیا اُن لوگون نے کل واردات من وعن بدیع الزمان سے بیان کی بدیع الزمان حال قاسم کے جو رنگ ہونیکا
شنکر نہایت متاسف ہوئے اور ایک کوہ عظیم دل پر بدیع الزمان کے گر پڑا اور وہین سے مراجعت کا قصد کیا مگر خواجہ سعید
نے بہت اصرار کیا کہ نہین شہر شمالیہ تک تو میرے ساتھ چلے چلیے کچھ خاطر جمعی ہوے اور یہ صدمہ عظیم دل سے ہٹ لے
تو پھر تشریف لیجائیے گا غرض بدیع الزمان خواجہ سعید کے ہمراہ ہوئے اور بعد طے مراحل وقطع منازل بارگاہ عزیز الملک
مین داخل ہوئے اتفاقاً اُسوقت بختیارک بھی مع ہرمزد فرامرز کے بارگاہ مین موجود تھا خواجہ سعید مجرا کر کے
صف تجار مین بیٹھ گیا اور بدیع الزمان بھی خواجہ سعید کے پاس جاگزین ہوئے بختیارک نے بہ نگاہ اول ہی
بدیع الزمان کو پہچان کر ہرمزد فرامرز کے کان مین کہا کہ دیکھو وہ بدیع الزمان تاجر بنا بیٹھا ہے ہرمز کہنے لگا کہ
او مسخرے کیا بکتا ہے بدیع الزمان کہا آئے یہان آنے کی کیا غرض اور اگر آتا بھی تو اپنے کو مخفی کرنے کی کیا ضرورت
تھی بختیارک نے کہا خیر دیکھیے سب کو کل دم مین حال کھلا جاتا ہے لیکنی مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدیع الزمان تخت
عزیز الملک کو تختہ تابوت کرنے آیا ہے ابھی بختیارک یہ کہی رہا تھا کہ خواجہ سعید نے کچھ جواہر عزیز الملک کو
دکھایا عزیز الملک نے وہ جواہر لیکر خواجہ سعید سے پوچھا کہ یہ نیا تاجر تمھارے ساتھ کون ہے خواجہ سعید نے کہا کہ یہ میرا
بھائی ہے اصفہان سے آیا ہے عزیز الملک نے بدیع الزمان سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے بدیع الزمان نے کہا
میرا نام ہے بدیع الزمان تاجر ہے عزیز الملک نے کہا کہ کچھ جواہر تم بھی اپنا ہمین دکھاؤ بدیع الزمان نے دو تین گوہر
بے بہا عزیز الملک کے سامنے پیشکش کیے وہ موتی عزیز الملک کے بہت پسند آئے ابھی اور کچھ گفتگو نہ ہونے پائی
تھی کہ ہلکارون نے آکر اطلاع دی کہ برق برق آفرید کوہ پیشانی اور قیماس خان کی قید لیکر حاضر بارگاہ
ہوا ہے اور کل ماجرا اعظم صف شکن اور آفرید کوہ پیشانی اور قیماس خان کا بیان کیا عزیز الملک نے
اُسیوقت حکم دیا کہ ان دونون کی گردن ماری جائے کہ یہ لوگ ہرگز لائق عفو نہین ہین الغرض برق برق کو کرسی عنایت
ہوئی اور قیماس خان اور آفرید کوہ پیشانی اسیطرح سامنے مقید و مسلسل کھڑے ہوئے تھے کہ یکایک
نظر قیماس خان کی بدیع الزمان پر پڑی اور بدیع الزمان نے قیماس کو دیکھا اُنھون نے انکو پہچانا اور
اُنھون نے انھین پہچانا ادھر بدیع الزمان اپنے دل مین سوچنے لگے کہ بھائی اچھے وقت پر پہونچے اور خوب موقع
ہاتھ لگا قیماس خان جسوقت زیر تیغ بیٹھے اُسیوقت اُٹھکر اُسے رہا کر دو اگر آج قیماس خان کو رہا کرا دیا تو بہت بڑا
احسان قاسم پر ہوگا اور قیماس خان بھی تمسے سرنگون ہوگا اور علاوہ اس احسان کے ایک برادر مومن
کی اعانت اور اُسکے ایسے سخت مہلکہ سے بچانا کسقدر ثواب عظیم ہے اُمید توی ہے حق تعالے سے یہی ہے کہ وہ ان کافرون پر
فتح دیگا اور قیماس خان چھوٹ جائیگا ثواب کا ثواب اور احسان کا احسان ہوگا اور اگر مارے بھی گئے تو اجر شہادت
کہان گیا ہے وہ حاصل ہوگا اور اُدھر قیماس خان یہ خیال کر رہے ہین کہ اگر ہمین زیر تیغ بٹھایا گیا اور میرے
قتل کا سامان ہوا تو یہ ممکن نہین کہ بدیع الزمان میری مدد کے لیے نہ اُٹھے اور میری رہائی کے لیے کوشش
نہ کرے تلوار نہ گھسیٹے بھی اگر مین اُسکے ہاتھ سے رہا ہونگا تو علاوہ میرے سرنگون ہونے کے قاسم پر بڑا احسان
ہوگا اور وہ سرنگون ہوگا تمام عمر شرمساری رہیگی ایسے احسان لینے سے تو جان دیدینا بہتر معلوم ہوتا ہے چاہین
رہے یا نہ رہے مگر بدیع الزمان کا احسان اپنے اوپر نہو ابھی یہ دونون اپنے اپنے مقام پر یہ منصوبہ کر ہی رہے
تھے کہ یکایک جلاد تیغ بکف سامنے آیا اور اُسنے اذن قتل لیکر میدان خونی تیار کیا اور ریگ کا چبوترہ باندھا اور
نطع ڈالکے قیماس خان کو اُسپر بٹھایا اور کوٹھے کی لکیر گردن پر لگا کے چاہتا تھا کہ تلوار قیماس خان

کی گردن پر مارے یہ دیکھتے ہی یکایک شاہزادہ بدیع الزمان اپنی کرسی سے تیغ بکف اٹھے اور نعرہ کیا کہ خبردار اے نامرد
قیماس خان پر تلوار نہ پڑے ورنہ میں تجھکو اور تیرے بادشاہ کو زندہ نہ چھوڑونگا کیا مجال ہے تیری اور تیرے بادشاہ کی
کہ قیماس خان کے ہاتھ لگا سکے آگاہ ہو کہ میں ہی شاہزادہ بدیع الزمان نامور خلف الرشید امیر کامگار جناب
حمزہ صاحبقران ہوں یہ کہنا چاہتے تھے کہ قید کو قیماس خان کی کاٹیں ادھر جب قیماس خان نے بدیع الزمان کو ہمراہ
اداؤن کے دیکھا تو اسکو غیظ آگیا اور زور شجاعت میں آکر اس زور سے ایک انگڑائی لی کہ تمام قید ہاتھ پانؤن کی ٹوٹ کر دور جا پڑی
اور جلادوں کے ہاتھ سے تیغ چھین کر چاہتے تھے کہ جلاد کو ماریں کہ یکایک دربارگاہ سے ایک گروہ ابطی اور فریدون
شمشیر پرست مع مرکب داخل بارگاہ ہوا اور پکار کر کہنے لگا کہ اے قیماس خان تم ہرگز ہرگز خائف و متالم نہ ہونا میں
بھی تمہاری کمک کو آپہونچا یہ دیکھکر بختیارک ہنسا اور ہر فرد فرداً سے کہنے لگا کہ مجھے جو ہم کہتے تھے اسکا سامنا
ہو گیا آپ تو فرماتے تھے کہ بدیع الزمان یہاں کہاں اور اسکے یہاں آنے کی کیا غرض اب تو آپ کو اسکے آنے کا
سبب معلوم ہو گیا ارے جناب اب دیکھیے گا کہ بدیع الزمان کس کس کا کام تمام کیا ارے صاحب
سیف الملک کا تخت تختہ تابوت ہی نہ ہو جائے تو میرا نام بختیارک نہ رکھیے گا الغرض یہ ماجرا دیکھکر آفرید
کوہ پیشانی نے بھی اپنی قید کو توڑ ڈالا اور نعرہ کیا کہ اے نامردو اب کہاں جاؤ گے یہ سنکر سیف الملک نے
حکم دیا کہ کل پہلوان یکبارگی ان سب پر ٹوٹ پڑیں اور چاروں طرف سے گھیر کر انہیں پکڑیں اور ہر چہار جانب پہرے
بیٹھ جائیں کہ انمیں سے کوئی بھاگ کر نہ جانے پائے یہ سنکر اسیوقت سب پہلوان ٹوٹ پڑے اور پہرے بیٹھ گئے لڑائی ہونے
لگی اب ادھر فریدون مقابلہ کر رہا ہے ادھر قیماس خان اور بدیع الزمان اور آفرید کوہ پیشانی جنگ کر رہے
ہیں جب کئی پہلوان بڑے بڑے زبردست لشکر سیف الملک کے مارے گئے تو فریدون کا حوصلہ اور زیادہ
ہوا اور مثل شیر غران برق بریق پر حملہ آور ہوا یہ دیکھکر برق بریق بھی اپنی جگہ سے اٹھکھڑا ہوا اور ایک تلوار فریدون
پر ماری فریدون نے اس ضرب کو خالی دیکر ایک ہاتھ تیغ بیدریغ کا برق بریق پر ایسا مارا کہ برابر سے اسکے دو حصے
ہو گئے یہ دیکھکر تاج الملک کو غیظ آگیا اور تلوار گھسیٹ کے فریدون پر چلا اور ایک تلوار جو سر پر فریدون کے
ماری تو تا دو ابرو اتر آئی فریدون نے خون پاک کرکے جواب میں تلوار لگائی تو تاج الملک کے بھی کوئی دو انگل کا زخم آیا یہ
ماجرا دیکھکر قیماس خان بھی اسطرف متوجہ ہو گئے اور تاج الملک کے ایک تلوار لگائی اسنے خالی دیکر جو ایک تلوار
قیماس خان کے ماری تو تا دو ابرو اتر آئی یہ کیفیت دیکھکر آفرید کوہ پیشانی بھی اسطرف آپڑا اور پہلوانوں سے
لڑنے لگا اسی عرصے میں بدیع الزمان بھی اسطرف آگئے اور آتے ہی ایک تلوار تاج الملک کے ایسی ماری
کہ تا دو ابرو اتر آئی یہ دیکھکر سیف الملک کو بھی تاب باقی نہ رہی اور اپنے دنگل سے اٹھکر ایک تلوار بدیع الزمان
کے لگائی بدیع الزمان نے خالی دیکر ایک ہاتھ تیغہ طہمورث کا ایسا مارا کہ اسکے بھی تا دو ابرو اتر آیا یہ دیکھکر عز الملک
نے اپنے فرزند بدیع الملک سے کہا کہ اے فرزند اٹھو اور جلد اس پسر حمزہ کو مار لے یہ سنکر بدیع الملک اٹھا اور تلوار کھینچکے
بدیع الزمان پر آیا اور ہاش ہاش کہکے ایک ہاتھ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے خالی دیکر بند دست پکڑ کے
اس زور سے جھٹکا دیا کہ بدیع الملک منہ کے بل آرہا اسکے گرتے ہی بدیع الزمان نے کمر بند میں اسکے ہاتھ ڈالکر زمین
سے اٹھا کر چکر دیکر زمین پر دے مارا اور دونوں پانؤن پکڑ کے جو زور سے جھٹکا دیتے ہیں تو برابر دو حصے ہو گئے بیٹے کی لاش جو
عز الملک نے دیکھی دنیا نظر میں تیرہ و تاریک ہو گئی بس فوراً تخت پر سے کود پڑا اور بدیع الزمان کے ایک قمہ تے
ہی اس زور سے ماری کہ اگر ہٹ نہ جائیں تو سر پاش پاش ہو جائے مگر خیر سر تو بچگیا شانے پر پڑی کہ زرہ کو توڑ کر ہڈی

پر ٹھہری خون پونچھکر بدیع الزمان چاہتے ہی تھے کہ اسپر بھی وار کرین کہ یکایکسی پہلوان اسکے بیچ مین آگئے اور لڑائی ہونے لگی یہ جرأت و صفدری بدیع الزمان کی دیکھ دیکھکر فریدون کہرہا تھا کہ خدا اس جوان کو نظر بد سے بچائے کیا بہادر شخص ہی جب یہ سب کے سب لڑتے لڑتے باہر آگئے تو عزیز الملک نے حکم دیا کہ تمام ناکون پر شہر کے فوجی پہرے بیٹھ جائین جو جسطرف جائے بے تامل اسکا سر کاٹ لو القصہ قیاس خان مارتے پیٹتے اسی حالت زخمداری مین ایک طرف نکلگئے فریدون شمشیر پرست ایک طرف مارتا ہوا نکلگیا آفرید ایکطرف کو چلا گیا مگر بدیع الزمان جس راہ سے چلے اسطرف سلسل آہن تھا پہرے پر کھڑا ہوا تھا بدیع الزمان کو آتے دیکھکر اسنے خوف سے راہ دیدی بدیع الزمان گھوڑا دبائے ہوئے نکلگئے اور آفرید کوہ پیشانی جو گھوڑا دبا کر چلا تو اس سے عظیم کوہ بازو سے سامنا ہوا آفرید نے چاہا کہ گھوڑا دبا کر نکلجائے مگر ممکن نہوا عظیم نے اپنے ساتھیون کو حکم دیا کہ اس نمک حرام کو گرفتار کرو یہ سنکر فوج آفرید پر دوڑ پڑی آفرید نے جو گھوڑا دبایا تو راہ مین ایک خندق تھی راکب و مرکب دونون اس خندق مین جا پڑے کچھ لوگ آفرید پر ٹوٹ پڑے اور اسے گرفتار کر لیا رات بھر مقید رکھا صبح کو مطوق و مسلسل کر کے دربار عزیز الملک مین حاضر کیا عزیز الملک نے آفرید سے کہا کہ ای آفرید اگر تو خداوند لقا کو سجدہ کرے اور ملک قاسم کی الفت کو اپنے دل سے بھلا دے تو مین تجھے ابھی رہا کر دون اور تیرے قصور کو عفو کر دون یہ سنکر آفرید لقا کو سخت و سست کہنے لگا اور کہنے لگا کہ وہ خداوند نیر اکیا سفوہ ہی جسے مین سجدہ کرون اگر مین قتل بھی کیا جاؤن تب بھی خدا پرستی کو نہین چھوڑ سکتا یہ سنکر

عزیز الملک نے حکم دیا کہ خیر ابھی اسے قید رکھو سمجھا جائیگا اب اسکو تو یہین مقید چھوڑ دیجیے

اور دوکا فر داستان فریدون شمشیر پرست کے پہونچنا اسکا شہر سحر ابہہ مین اور بعد قتل دیو سنجر کے سحر اب شاہ کو شمشیر پرست کرنا ملاحظہ فرمائیے

عندلیبان گلشن معانی اور زمزمہ سنجان گلستان خوش بیانی اس داستان صحت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ فریدون شمشیر پرست جو بارگاہ سیف الملک سے لڑتا بھڑتا ہوا نکلا اور طے مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا چلا جب قریب دو منزل کے پہونچگیا تو ایک جگہ زیر سایہ درخت بیٹھکر زخم و زری کرنے لگا پٹی مرہم کی چڑھائی اور پھر مرکب پر سوار ہو کے ایک جانب کو روانہ ہوا بعد دو روز کے ایک شہر کے ناکے پر پہونچا سیر کرتا ہوا داخل شہر ہوا جاتے جاتے ایک مقام پر کیا دیکھتا ہی کہ پانچ چار آدمی ایک کمرے مین باہم بیٹھے ہوئے ہین فریدون نے گھوڑا روک کر ان لوگون سے کہا کہ اگر آپ حضرات کی اجازت ہو تو مین بھی حاضر ہون اب جو ان لوگون نے فریدون کو دیکھا سطوت و جلالت فریدون کی دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی شخص جلیل القدر معلوم ہوتا ہی یہ سوچ کر کہنے لگے کہ بسم اللہ تشریف لائیے فریدون گھوڑے سے اترکر حسب دستور خود ملا ان لوگون نے فریدون کی تعظیم کی جب شام ہوئی تو ان لوگون نے فریدون سے کہا کہ ای بھائی مسافر اب شام ہوئی جسطرف تمکو جانا ہو چلے جاؤ یہان شب باش ہونے کا حکم نہین ہی یہ سنکر فریدون نے کہا کہ جہان آپ حضرات نے میری اتنی خاطر کی ہی وہان اتنی مہربانی اور فرمائیے کہ آج شب کی شب مجھے سو رہنے دیجیے علی الصباح مین اٹھکر چلا جاؤنگا ان سب نے کہا کہ ہر چند ہمارے شاہ کا حکم نہین ہی مگر خیر تمھاری خاطر ہی بہتر آج شب کی شب سو رہو صبح کو اٹھتے ہی چلے جانا کہ کسیکو خبر نہو ورنہ ہمارے واسطے خرابی متصور ہی فریدون نے کہا کہ اس سے آپ خاطر جمع رکھیے عوض احسان کا احسان ہی احسان کا بدلہ بدی نہین ہی اگر مین بعوض احسان آپ کے کوئی احسان آپ کے ساتھ نہ کر سکا تو کیا یہ کسی شہریف آدمی کا کام ہی کہ عوض احسان کے زک پہونچائے غرض رات تو فریدون نے وہین بسر کی علی الصباح اٹھکر اپنے مرکب پر سوار ہو گئے چند قدم آگے بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک برات پیدا ہوئی فریدون

گھوڑا روک کر سر راہ کھڑا ہو گیا جو لوگ کہ برات کے ہمراہ تھے اُنسے پوچھا کہ کیون بھائیو یہ کسکی برات ہی لوگون نے بیان کیا کہ
ہمارا بادشاہ محراب شاہ اپنے بیٹے کی برات لیے جاتا ہی فریدون یہ سنکر خاموش ہو گیا اور سیر برات کی دیکھنے لگا جب ہاتھی
بادشاہ کا برابر آیا تو ایک شخص نے آگے بڑھکر ایک رقعہ بادشاہ کو دیا بادشاہ اُس رقعے کو دیکھتے ہی ہاے کرکے زمین پر گر پڑا ا
ور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا فریدون یہ ماجرا دیکھکر بہت متعجب ہوا اور آگے بڑھکر براتیون سے پوچھا کہ ایہا الناس یہ کیا
ماجرا ہی کہ تم سب اس خوشی مین دفعتہ ایسے بیتاب ہو گئے اُن سب نے کہا کہ اے جوان یہ عجیب سانحہ و طرفہ ماجرا ہے ہمت
ہم تجھسے کیا بیان کرین فریدون نے کہا کہ تم بیان تو کرو ہر چند کہ مین مرد مسافر ہون مگر انسان ہی انسان کے کام آتا ہی اگر کوئی
امر ایسا ہوگا کہ جو میری تدبیر سے بنجانے والا ہوگا تو مین ضرور کوشش کرونگا اُن سب نے کہا کہ اے جوان جب ہمارا بادشاہ عاجز ہو گیا
تو تم ایک تن تنہا کیا کر سکتے ہو فریدون نے کہا کہ بھلا خیر کچھ کہو تو سہی اُن لوگون نے کہا کہ اے جوان اس شہر مین ہر سال
ایک بلاے عظیم آیا کرتی تھی اور ہزارہا مردمان شہر کو کھا جاتی تھی ہر سال شہر آباد ہوتا تھا اور ہر سال صحرا سے بدتر ہو جاتا تھا
آخرکار ہمارے بادشاہ نے مجبور ہو کر اُس سے عہد و پیمان کر لیا کہ تو ہر سال ہمین تباہ نکیا کر ہم تجھے ایک آدمزاد روز بھیجدیا کرینگے پس
اے جوان اب ہر روز کا یہ معمول ہی کہ جسکا نام وہ کمبخت لکھکر بھیجتا ہی بادشاہ اُسے بھجوا دیتا ہی خواہ امیر ہو خواہ غریب آج جو حسب معمول
اُسکا رقعہ آیا ہی تو اُسمین اُسی شاہزادے کا نام لکھا ہی جسکی یہ برات جاتی ہی اور بادشاہ کا یہی ایک لڑکا ہی اسلیے ہم سب مع بادشاہ
مصروف گریہ و بکا ہین یہ سنکر فریدون بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے بادشاہ اگر ہم اس بلا سے تمکو نجات دلادین اور
اُس دیو کو مار ڈالین تو تم ہمارا دین و آئین قبول کر لوگے یہ سنکر بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اے جوان تو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی جب
ہم والی ملک اور صاحب لشکر ہو کر کچھ نہ بنا سکے تو تو تنہا کیا کر سکتا ہی فریدون نے کہا کہ آپکو اس سے کیا بحث ہی آپ مجکو
جانے تو دین اگر مین فتحیاب ہوا تو آپکا کام بالتمام بنگیا اور اگر مین بھی اُسکا لقمہ ہو گیا تو آپ کا کوئی حرج نہین آج آپ کا
شاہزادہ ہی بچ جائیگا آپ فقط یہ اقرار کر لیجیے کہ اگر مین مظفر و منصور پھرا تو آپ میرا دین قبول کرینگے یا نہین بادشاہ
کچھ سوچ کر کہنے لگا کہ بہتر آپ جائیے اگر آپ مظفر و منصور پھرینگے تو مین آپکا دین و مذہب قبول کرنے مین کچھ عذر نہ
کرونگا آپکا ایمان قبول کرنا کیسا تمام زندگی آپ کی اطاعت سے سر نہ اُٹھاؤنگا یہ کہکر بادشاہ نے فریدون کو اُس فرستادہ
دیو کے ہمراہ کر دیا جب فریدون قریب باغ دیو کے پہونچا تو اُس فرستادہ نے اُنکو دروازے پر ٹھہرایا اور خود جاکر اطلاع
دی کہ وہ آدمزاد دروازہ باغ پر حاضر ہی یہ سننا تھا کہ اُس دیو کی باچھین کھل گئین اور قلقاریان مارتا ہوا دروازۂ باغ پر آیا
پہلے تو فریدون کچھ ڈرا پھر دلکو مضبوط کر کے یا خداوند شمشیر کہکے گھوڑے سے اُتر کے دیو کے سامنے آیا دیو نے
فریدون سے کہا کہ اے آدمزاد مین آنکھین بند کر کے بیٹھتا ہون تو آکر میرے منھ مین کود پڑ مین بے دانت لگائے
ہوئے تجکو نگل جاؤنگا فریدون نے کہا خیر بہتر بیٹھیے تو یہ سنکر وہ دیو مثل غار کے منھ کھولکے بیٹھ گیا اور آنکھین بند کر لین اب
جو فریدون ادھر اُدھر دیکھتا ہی تو دیکھا کہ ایک پتھر کئی سو من کا سامنے پڑا ہوا ہی وہی پتھر اُٹھا کے اُس دیو کے منھ مین
ڈالدیا کوئی دو تین انچ دیو کے لوٹا اُس پتھر کے ساتھ حلق مین جا ... دیو نے تھوتھو کر کے کہا کہ اے آدمزاد تو کسقدر
لقمہ سخت تھا یہ کہکر آنکھ جو کھولی تو فریدون کو سامنے پایا جب تو دیو کو غصہ آگیا اور دار شمشاد اُٹھا کر فریدون
کو مارنے چلا فریدون تیغ کھینچے کھڑا تھا اور دل مین سوچتا تھا کہ کسطرف جاؤن جب دیو اُسکے قریب آیا تو فریدون
نے دیکھا کہ بغل اُسکی مثل دروازے کے کشادہ ہی فریدون جھپٹکر بغل کی طرف سے دیو کی پشت پر چلا گیا
دار شمشاد زمین پر پڑی تو گرد کا بلند ہوا دیو نے کہا کہ او آدمزاد گوشت بھی تیرا کرکرا ہو گیا ہوگا فریدون نے پیچھے سے نعرہ
کیا کہ کمبخت کیا بکتا ہی یہ سنکر دیو نے جیسے ہی پلٹ کر دیکھا ویسے ہی فریدون نے یا خداوند شمشیر کہکر جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا

تو وہ اُسکی کمر پر پڑا مثل خیار تر کے اُسکے دو حصے ہوگئے اور اُس زور سے لاش زمین پر گری کہ گویا ایک پہاڑ پھٹ پڑا فریدون نے جلدی سے دیو کا سر کاٹ لیا اور فتراک میں باندھکر خدمت شاہ میں روانہ ہوا اور جاتے ہی سر دیو ناپاک کا فتراک سے کھولکر بادشاہ کے سامنے ڈالدیا سبکے سب دیکھکر دنگ ہوگئے اور بادشاہ مع کل اہل شہر اور تمام فوج کے شمشیر پرست ہوا اور بڑے تزک اور احتشام سے فریدون شمشیر پرست کو بارگاہ میں لاکر بٹھایا صحبت عیش مہیا ہوئی دور دورہ مے گلگون چلنے لگا ناچ شروع ہوا تمام حضار بارگاہ اور کل افسران سپاہ اور رئیسان شہر نے اگر نذرین گذرانین ہر ایک طرف نوبتین خوشی کی بجنے لگین دن عید اور رات شب برات ہوگئی فریدون شمشیر پرست شہر اسپہ مین مقیم ہوا اب اُسکو تو یہین چھوڑ دیجیے

اب دو کلمے داستان شہر مضر اسپہ کے ملاحظہ فرمائیے

کہ یہ ایک شہر تھا معمور سواد نہایت آباد تھا کا شاد بادشاہ وہان کا مضراسپ شاہ عدل پناہ تھا خزانہ لا انتہا اور فوج بیشمار کا مالک تھا صاحب حوصلہ و عالی ہمت تھا اور ایک دختر اسکی نہایت حسین و جمیل و بیعدیل تھی اتفاقاً وہ دختر نیک اختر ایک روز بام خانہ پر کھڑی تھی اور منقار تبر زن مضراسپ شاہ کا پہلوان تمام سے آتا تھا اتفاقات روزگار تقاضا سے کار نظر اُس پہلوان کی اُس دختر پر پڑگئی ہزار جان سے مفتون ہوگیا گویا رگ دل ٹوٹ گئی اور عنان صبر ہاتھ سے چھوٹ گئی بیتاب و بیقرار دیوانہ وار آنکھین بند کیے ہوئے بیخوف و خطر محل شاہی کے اندر چلا آیا اور اُس ملکہ دلفریب کو گود مین اُٹھا کر جانب صحرا لیے بھاگا جب یہ خبر مضراسپ شاہ کو پہونچی کہ منقار تبر زن میری دختر نیک اختر کو محل شاہی کے اندر سے لیے بھاگا تو بادشاہ نہایت غضبناک ہوا اور کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ تو ابھی جا کر منقار تبر زن کو مع اُسکے عیال و اطفال کے بہ بیڑی گرفتار کر لا کوتوال بحکم شاہی مکان پر منقار تبر زن کے دوڑ لیکر آیا اور چارون طرف سے مکان کو گھیر لیا یہ ماجرا دیکھکر منقار تبر زن کی بیوی اپنے بال بچون کو لیکر مع دو چار کنیزون کے پشت مکان کی کھڑکی کھولکر صحرا کی طرف نکل گئی کوتوال جو مکان کے اندر آتا ہے تو وہان بجز ناچ سا ہی کسی متنفس کا پتا نہین کوتوال یہ دیکھکر بہت متعجب ہوا مگر کل اسباب و جائداد لیکر سامنے بادشاہ کے آیا اور عرض کیا کہ حضور منقار کا پتا ملتا کیسا اُسکی عورتون اور بچون کا بھی سراغ نہ لگا مگر یہ اسباب و جائداد جو اُسکی ضبطی کر لایا ہے یہ حاضر ہے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ہلکارون نے آکر اطلاع دی کہ منقار تبر زن مع ملکہ کے فلان صحرا مین موجود ہے یہ سنکر بادشاہ کچھ فوج لیکر اُس صحرا مین آیا اور منقار کو مع ملکہ گرفتار کر لیا ملکہ کو تو محافے مین سوار کر کے روانہ کر دیا اور منقار کو مطوق اور مسلسل کر کے بھیجا اسکو تو یہین چھوڑیے اب

دو کلمے داستان قیماس خان کے پہونچنا اُسکا صحرا سے مضر اسپہ مین اور عاشق ہونا خواہر منقار تبر زن پر ملاحظہ فرمائیے

کہ قیماس خان جو اس جنگ سے نکلکر چلے تو اُنکے مرکب نے صحرائے مضر اسپہ مین لاکر کنارے ایک جھیل کے پہونچا دیا قیماس خان مرکب سے اُترے اور زخم دوزی کر کے منہ ہاتھ دھو رہے تھے کہ اتفاقاً ایک کنیز اُس جھیل پر پانی لینے آئی دیکھا اُسنے ایک جوان دیو ضمان جھیل کے کنارے مجروح و مقروح پڑا ہوا ہے اُسنے جاکر منقار کی بہن سے بیان کیا کہ ابھی بی بی ایک جوان جھیل کے کنارے تنہا پڑا ہوا ہے یہ سنکر وہ نازنین مہجبین جھیل کے کنارے آئی اور قیماس خان کو دیکھکر مفتون ہوگئی اور ایک کنیز سے بولی کہ ذرا اُس جوان کو ہوشیار تو کرو اُس کنیز نے حسب ارشاد قیماس خان کو ہوشیار کیا جب یہ ہوشیار ہوئے تو دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین سرہانے کھڑی ہوئی ہے دیکھتے ہی یہ بھی ہزار جان سے عاشق ہوگئے اُس نازنین مہجبین نے شراب و کباب حاضر کیا اور عرض کیا کہ اے جوان یہ شراب و کباب حاضر ہے نوش فرمائیے قیماس خان نے کہا کہ یہ فقیر مذہب اسلام رکھتا ہے یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ مجھے اُس مذہب کے اصول مجھے بھی تعلیم فرمائیے مین بھی مشرف باسلام ہونگی قیماس خان نے اُسکو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور اُس نازنین مہجبین نے کلمہ طیبہ پڑھکر اسلام اختیار کیا پھر تو دور شراب و کباب چلنے لگا

اب ادھر تو قیماس خان کی یہ خواہش ہو کہ کون سی تدبیر ایسی ہو کہ اس سے ہمکنار ہو جیسے اور دل ناشاد کو شاد کیجیے اور اُدھر اُس مہ جبین کا یہ خیال ہو کہ کیونکر اُس جوان کو اپنی طرف متوجہ کیجیے کہ مطلب حاصل ہوا اور اپنی خواہش ظاہر ہو اسباب اپنی اپنی جگہ یہ دونوں فکرین کر رہے ہین کہ کیا کیجیے اور کیا نہ کیجیے سوچتے سوچتے اُس نازنین کو یہ تدبیر سوجھی کہ اس جوان سے کچھ تذکرۂ عشق اور قصہائے الفت بیان کرنا شروع کیجیے کہ بسبب صداشت سن اور جودت طبیعت کے طبیعت اسکی ان قصون سے متاثر ہوا اور یہ خود ہی ابتدا کرے ابھی یہ نازنین کوئی بات نہ کرنے پائی تھی کہ قیماس خان یہ سوچے کہ اب اس سے کچھ بات شروع کیجیے اثنائے سخن مین کوئی بات نکل ہی آئیگی یہ سوچ کر قیماس خان نے کہا کہ اے حسینۂ دلفریب کچھ بات کرو کہ فی الجملہ غم غلط ہو یہ نازنین تو اسکی طالب تھی ہی اسنے کہا کہ اے جوان کیا باتین کرون میرا دل خود ہی تنہا ہو رہا ہو تم ہی کچھ باتین شروع کرو قیماس خان نے کہا کہ اچھا باتین تو ہونگی پہلے تم اپنے آنے کا سبب تو اس دشت مین بیان کرو یہ سنکر اُسنے کہا کہ اے جوان ہم بسبب خوف شاہ کے یہان آکر مخفی ہوئے ہین قیماس خان نے کہا کہ یہان کا بادشاہ کون ہو اور یہ شہر اسکی سرحد مین ہو اُس نازنین نے کہا کہ یہ سب سرحد شہر مضراب کی ہو اور بادشاہ یہان کا مضراب شاہ ہو اصل واقعہ یہ ہو کہ میرا بھائی منتقار شہرزن اُسکا سپہ سالار تھا ایک روز وہ حمام سے آتا تھا اور بیٹی بادشاہ کی بالاخانہ پر کھڑی تھی منتقار ملکہ کو دیکھکر عاشق ہوگیا اور بیخوف و خطر محل کے اندر گھسکر ملکہ کو نکال لایا اور کسی طرف کو چلا گیا بادشاہ نے یہ سنکر دوڑ بھیجی ہم لوگ بپاس غیرت یہان بھاگ آئے اور کل گھر ہمارا ضبطی ہو گیا اور منتقار بھی مع ملکہ گرفتار ہو گیا اگر آپ ہم سب کی عزت بچائیے گا تو بڑا احسان ہو گا اور ہمارا قبیلہ مسلمان ہو گا یہ سنکر قیماس خان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو وہ بادشاہ تو کیا مسخرہ ہو جو تمہارے بھائی کو نہ چھوڑیگا مین اُس مردود کو مار کے تمہارے بھائی کو چھڑا دونگا اور اسکی معشوقہ بھی اُسے دلوا دونگا آگاہ ہو کہ مین ہی قیماس خان خاوری شاہزادہ خاور و سپاہ ملک قاسم کا ہوا ہون قاسم وہ ہو کہ جسنے سنجان کو تباہ و برباد کرکے اب شمالیہ باختر مین آگ لگا رکھی ہو کیا اب بھی دنیا مین کوئی شخص ایسا ہو جو تمہارے بھائی کی جانب نگاہ بد دیکھ سکے قیماس کی زندگی مین تو ناممکن ہو اُس نازنین نے کہا کہ اے شہریار مین سنتی ہون کہ اس جانب سے منتقار کی قید جائیگی قیماس خان نے کہا کہ انشاء اللہ اسی جگہ سب کام بنجائیگا تم ہر طرح اطمینان رکھو اب یہ قصہ تو یہین چھوڑیے اور اب

دوسرے داستان ملک قاسم کے زرتاج سے پوچھکر شہر شمالیہ کی جانب روانہ ہونا اور مضراب شاہ کو جنگ قیماس خان مین مسلمان کرنا ملاحظہ فرمائیے

کہ جب فریدون شمشیر پرست کو قاسم کے پاس سے گئے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا اور کوئی حال مفصل نہ معلوم ہوا تو قاسم کا دم بہت گھبرایا مرکب پر سوار ہو کے بارگاہ زرتاج مین آیا زرتاج نے بڑی تعظیم و تواضع کی اور اپنے برابر دل کشا جگہ دی قاسم دنگل بیٹھا اور زرتاج سے پوچھا کہ فریدون کہان گیا ہو اسنے کہا کہ اے شہریار فریدون اپنے ملک کے بندوبست کو گیا ہو آپ تشریف فرما ہون وہ بھی دو تین روز مین آجائیگا یہ سنکر قاسم نے زرتاج سے کہا کہ نہین سچ سچ بتاؤ وہ کہان گیا ہو پہلے تو وہ یہی کہے گیا کہ شہریار وہ اپنے ملک کے بندوبست کو گیا ہو جب قاسم بہت مصر ہوئے تو اسنے کہا کہ اے شہریار آپکے ماموں قیماس خان شہر شمالیہ مین مقید ہین اُنکی رہائی کے لیے گیا ہو یہ سنکر ملک قاسم نے اپنا مرکب طلب کیا اور یکہ و تنہا شہر شمالیہ کی راہ لی اور وہان کا حال سنیے کہ قیماس خان اُس صحرا مین بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا کہ ایک شخص نے آکر خبر دی کہ اے شہریار مضراب شاہ قید منتقار کی لیے جاتا ہو یہ سنتے ہی قیماس خان اسلحہ اپنے جسم پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہو کر سر راہ آکھڑا ہوا جب بادشاہ مع فوج قیماس خان کے برابر آیا تو قیماس خان کو دیکھکر حکم دیا کہ اس جوان کو مار لو

یہ سنتے ہی فوج مضراب شاہ قیماس پر جھپٹی قیماس خان بھی تلوار کھینچکے فوج مین درکیا اور کشتون کے پشتے اور لاشون کے
انبار لگا دیے یہ دیکھکر بادشاہ نے حکم دیا کہ اب کل فوج یکبارگی ٹوٹ پڑے یہ سنتے ہی فوج چار جانب سے ٹوٹ پڑی اور
قیماس خان زخمی ہونے لگے یہ ریلا دیکھکر قیماس نے سر سوے آسمان بلند کرکے دعا کی کہ خداوندا بحق محمد و آلہ الامجاد ان
کافرون کی شر سے مجکو بچا اور انپر مجھے فتحیاب کر ابھی مناجات قیماس خان کی تمام نہ ہوئی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے ایک
گرد آشکارا ہوئی اور ملک قاسم یکہ و تنہا مرکب پر سوار نمودار ہوئے ملک قاسم قیماس کو اس حالت مین دیکھکر تلوار کھینچکے فوج
پر گرے اور ہزارون کو درہم و برہم کردیا قیماس خان شکر خداوند زمین و آسمان بجالائے اور قوت دونی ہوگئی منقار تبرزن
ادا سے پرے سے جنگ قاسم کی دیکھ رہا تھا اور اپنے جی مین کہ رہا تھا کہ یہ جوان لال پوش قیامت کا زور آور و بہادر ہے اگر اسکا ساتھ
ہوتا تو نہایت مناسب تھا اسی یہ خیال کرتے ہی زور شجاعت مین آکر ایک انگڑائی اس زور سے لی کہ تمام قید توڑکر دو چاڑی
اور ادا سے پرے سے کود کر ایک آدہ کو گرا کے اُسکی تلوار چھینکر جنگ کرنے لگا اور ملک قاسم جنگ کرتے ہوئے مضراب شاہ
کے برابر پہونچے مضراب شاہ نے خبردار خبردار کہکر ایک تلوار قاسم کے ماری قاسم نے ضرب اُسکی خالی دی اور جھپٹنے مین ہاتھ
ڈالکے تلوار اُسکی چھینکر پھینکدی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھا لیا چاہتے تھے کہ چرخ دیکر زمین پر دے مارین کہ اُسنے عرض کیا کہ اے
شہریار الامان الامان قاسم نے کہا کہ امان بشرط ایمان یہ سنکر مضراب شاہ نے فوج کو منع کیا کہ جنگ موقوف کرو جب
جنگ موقوف ہوئی تو قاسم نے مضراب شاہ کو چھوڑ دیا اور کلمہ طیبہ تعلیم کیا مضراب شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق
مسلمان ہوا ملک قاسم اور قیماس خان بغلگیر ہوئے منقار بھی آکر قدمون پر گر پڑا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا جب
سب طرح امن و امان ہوئی تو مضراب شاہ مع قاسم و قیماس خان اور منقار تبرزن شہر مین آیا بارگاہ برپا
کروائی ملک قاسم کو دنگل شوکت پر بٹھایا اور تمام افسران فوج و ارکان شہر سے نذرین دلوائین صحبت عیش مہیا ہوئی دور ساغر
مے گلگون چلنے لگا قاسم نے کل حال برق برق کی دغا اور اُس صحرا مین آنے کا استفسار کیا قیماس خان نے
من و عن کل حال بیان کیا جب سب حال ملک قاسم سن چکے تو مضراب شاہ سے کہا کہ اے مضراب شاہ اب
تجکو لازم ہے کہ تو اپنی دختر منقار تبرزن کے ساتھ منسوب کردے اور منقار سے کہا کہ تو اپنی بہن قیماس خان کو دیدے
دونون نے اس امر کو منظور کیا قیماس کو منقار تبرزن کی بہن منسوب ہوئی اور منقار تبرزن کو مضراب
کی دختر ملی سب کے سب شاد و خرم ہوئے بعد اسکے مضراب شاہ نے کئی روز تک دعوت و ضیافت کی جب اس سے فراغت ہوئی
ملک قاسم کل فوج و سپاہ اپنے ہمراہ لیکر مع مضراب شاہ و قیماس خان اور منقار تبرزن کے شالیہ باختر کو
روانہ ہوئے جب قریب شہر شالیہ کے پہونچے اور یہ خبر عزیز الملک کو معلوم ہوئی کہ ملک قاسم نے شہر مضرابیہ کو مسخر کیا
اور اب مع مضراب شاہ فوج و سپاہ لیکر آپ سے جنگ کرنے آتے ہین تو یہ سنتے ہی عزیز الملک نے اپنے فرزند
تاج الملک سے کہا کہ اے فرزند تو جا کر اس نبیرۂ حمزہ کو مار لے تاج الملک بحکم عزیز الملک ایک لاکھ سوار
لیکر ملک قاسم سے لڑنے چلا ملک قاسم کوئی دو ہی منزل شہر مضرابیہ سے آگے بڑھا تھا کہ تاج الملک آ پہونچا
جب ملک قاسم کو خبر ہوئی کہ تاج الملک آتا ہے تو قاسم نے کہا کہ آنے دو وہ مردود کیا چیز ہے ابھی کل کا ذکر ہے کہ مین
اُسکا کولا کشتی مین توڑ چکا ہون الغرض تاج الملک نے بمقابلہ قاسم آکر بارگاہ برپا کروائی جب بارگاہ برپا ہوئی تو
تاج الملک آکر دنگل پر بیٹھا دور شراب چلنے لگا دو چار جام پی کر نشے مین آکر حکم دیا کہ نقارہ رزمی پر چوب پڑے
بحکم تاج الملک اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی جب ملک قاسم کو یہ خبر پہونچی کہ تاج الملک نے
طبل جنگ بجوا دیا تو ملک قاسم نے بھی حکم دیا کہ بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے بموجب حکم

یہان بھی اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی الغرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی طبل جنگ بجا کیے علی الصباح دونون لشکر آراستہ ہوئے اور میدان جدال درست ہوا صفوف قتال بند ہو گئین جب نقیب نہیب دیکر جا چکے تو ایک پہلوان لشکر تاج الملک سے باہر آیا اور آکر مبارز طلب ہوا ادہر سے قیماس خان خاوری ملک قاسم سے اجازت لیکر وارد میدان ہوئے بعد گفتگوے بسیار اُس پہلوان نے ایک تلوار ماری قیماس خان نے تلوار اُسکی رد کرکے جو ایک ہاتھ مارا تو مثل خیار تر اُس خیرہ سر کے دو حصے ہو گئے بعد اُسکے پھر تو برابر لشکر تاج الملک سے پہلوان آیا کیے اور واصل جہنم ہوتے گئے تا اینکہ تمام دن لڑائی ہوا کی اور شام تک قیماس خان نے دس بارہ پہلوانان نامی کو واصل جہنم کیا جب بالکل شام ہو گئی تو طبل بازگشت بجا کر دونون لشکر اپنی اپنی قیامگاہ کو واپس آئے رات کو پھر طبل جنگ بجا صبح کو پھر میدان قتال آراستہ ہوا اور پھر تا شام بہت سے پہلوان لشکر تاج الملک کے راہی جہنم ہوئے تا اینکہ تین روز کی میدان داری مین قیماس خان نے ساٹھ پہلوان لشکر تاج الملک کے تہ تیغ کیے اب تو تاج الملک کو بھی غصہ آ گیا اور کہنے لگا کہ عجب بات ہے جو پہلوان میرا جاتا ہے یہ مرد کُ اُسے مار لیتا ہے اب کل مین اس سے جا کر مقابلہ کرونگا دیکھون تو کیسا پہلوان ہے غرض کہ جب شام ہوئی اور دونون لشکر اپنی قیامگاہ کو واپس آئے تو تاج الملک نے پھر طبل جنگ بجوایا اُدھر ملک قاسم کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر ہر دو جانب تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آ گئے اِدھر سے تاج الملک اور اُدھر سے قیماس خان مرکبون کو اُڑا کر میدان مین نکلے بعد تکاورزی کے تاج الملک نے کہا کہ اے جوان تو نے میرے بہت سے پہلوان کشتہ کیے اب آج مین تجھسے مقابلہ کرونگا دیکھون تو کیسا پہلوان ہے یہ کہکر تاج الملک نے کہا کہ لا اپنی ضرب قیماس خان نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین ہے تو ضرب لگا اگر ہمارا خدا تیری ضرب سے ہمین بچا لیگا تو پھر ہم بھی حملہ آور ہونگے تاج الملک تو غصے مین بھرا ہی ہوا تھا کھینچکے تیغہ ایک ہاتھ قیماس کے مارا قیماس خان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار تاج الملک کی سپر کو کاٹکر تا دو ابرو اتر آئی قیماس خان کو زخمی دیکھکر منقار تیرزن کو تاب نہ رہی قاسم سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور ایک تیر تاج الملک کے مارا تاج الملک نے وہی تیر چھینکر جو منقار کے مارا تو منقار چکر کھا کے زمین پر گر پڑا یہ ماجرا دیکھکر ملک قاسم کو غصہ آ گیا اور آنکھون مین خون اُتر آیا مگر چونکہ شام ہو چکی تھی سب سے کہنے لگے کہ خیر آج تو شام ہو گئی کل انشاء اللہ اس سے عوض لونگا یہ کہکر قاسم اپنی بارگاہ مین آیا تاج الملک بھی اپنی بارگاہ مین گیا دور ۂ مئے گلگون چلنے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم نقارۂ رزمی بجنے کا دیا اُسیوقت نقارۂ جنگی پر چوٹ پڑی ادھر ملک قاسم کو یہ خبر معلوم ہوئی اُسنے بھی نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا غرض دونون لشکرون مین شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے تاج الملک نے نصف میدان مین آکر نہیب دی قاسم تو منقار کے مرنے سے جلا ہی ہوا تھا تاج الملک کی آواز سنتے ہی گھوڑا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا اور آتے ہی جو ایک ادھر ماری تو تاج الملک گرد برد ہو گیا قاسم نے کہا کہ اگر دعوی بہادری ہے تو لا ضرب شجاعت تاج الملک نے یہ سنتے ہی برچھے کو اُٹھایا اُدھر قاسم نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا بڑے زور شور سے برچھیتی ہونے لگی غرض ستر طعنون مین ملک قاسم نے نیزہ تاج الملک کا ہوائی کیا تاج الملک کو غصہ آ گیا اور آمادے پر سے گرز لیکر دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے المدد یا زہرہ شاہ باختری کہکر قاسم کی جانب سر کیا قاسم نے گرز کو گرز پر روکا اور تتق گرد کا بلند ہوا قاسم مع مرکب اندر گرد کے در آیا تاج الملک پکارا کہ دم دم و پست گردم حریف ملا اب اگر چھلنی لیکر خاک تک چھانی ڈالو تو پوست و استخوان کا بھی پتا نہ لگیگا اسپارہ نوانکے ساتھ تھا ہی بس وہ بعجلت تمام اس تتق گرد مین در آیا اور

چھاگل سے پانی نکالکر قاسم کے منھ پر چھینٹا دیا اور کہا کہ ای شہریار حریف زیادتی کرتا ہی اگر طاقت حرب و ضرب ہو تو میدان سے چلے جائیے پھر سمجھ لیجیے گا یہ سنکر آنکھ قاسم کی کھل گئی ہشیار ہو کے کہا کہ ہٹ کیا کہتا ہی سچا یا تو خداوند عالم نے یہ کہکر مرکب کو ایڑ لگائی شیر رنگ شہرہ جبین سلیمانی مثل برق چمک کر باہر آیا قاسم نے للکار کر کہا کہ او کافر گرز اندازی تو کر اب سستی کردی مین تو تیرا حریف زندہ سلامت ہون یہ کہکر ملک قاسم نے بھی تاج الملک کے ایک گرز مارا تاج الملک نے گرز کو گرز پر روکا مگر تاج الملک کے مرکب کی کمر ٹوٹ گئی اور تاج الملک تنگ گردن ور آیا تو عیار نے اسکے چھینٹا دیکر اسکو ہوشیار کیا عیار سے پوچھا کیون حریف کیا کہتا ہی عیار نے کہا کہ حریف خاموش کھڑا ہی تاج الملک نے کہا کہ سچا یا تو خداوند تعالیٰ نے گر بل سے تیرا دوسرا ابکی جو قاسم مجھپر گرز مارے تو اٹھ نہین سکتا یہ کہکر مرکب کو اڑایا مگر مرکب کی کمر جو ٹوٹ چکی تھی تو وہ اپنے مقام سے نہ ہٹ سکا آخرکار تنگ آکر اسکو تو وہین چھوڑا اور تلوار کھینچکے تنگ گرد سے باہر آیا اور کہنے لگا کہ خیر آپ نے میرے مرکب کی کمر توڑی ہی مین بھی آپ کے مرکب کی کمر نہ توڑ دون تو کچھ کام ہی نہ کیا قاسم ہان ہان کہکر کہکے کود پڑا اور کودا تو اسطرح کر آگے آپ اور پیچھے گھوڑا تاج الملک نے یہ دیکھکر ملک قاسم کو ایک تلوار ماری قاسم نے پیترا بدلکے ضرب اسکی خالی دی اور قبضے مین ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا تاج الملک نے تلوار چھوڑی سپر دوسرے ہاتھ مین لیکر پھینکدی اور دوڑ کے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی غرض تین شبانہ روز دونون مین خوب زور آزمائی ہوئی تیسرے روز قاسم نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے ایک چکر جو دیا تو تاج الملک کو یقین مرگ ہو گیا پکارا کہ الامان الامان قاسم نے کہا کہ امان بشرط الایمان تاج الملک نے کہا کہ ای شہریار مین ایمان لاتا ہون یہ سنکر قاسم نے تاج الملک کو زمین پر رکھدیا تاج الملک اٹھکر قدمون پر گر پڑا قاسم نے کلمہ تعلیم کیا تاج الملک کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اور اپنی فوج کو بھی مسلمان کیا قاسم مع تاج الملک اور کل فوج کے اپنی بارگاہ مین آیا تاج الملک کو ملک قاسم نے دست راست مین دنگل شوکت پر جگہ دی صحبت عیش مہیا ہوئی جام مے گلگون گردش مین آیا ناچ رنگ شروع ہوا سب کے سب شاد و بشاش ہو گئے غرض رات عیش و عشرت مین بسر ہوئی جب صبح ہوئی تو ملک قاسم مع تاج الملک اور کل فوج کے شہر شمالیہ کی جانب روانہ ہوئے اب ان سب کو رہگرائے منازل شمالیہ باخضر چھوڑیے اور

دو کلمے داستان اعظم صف شکن کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب اعظم صف شکن کو ملک قاسم نے بارگاہ سے نکلوا دیا اور یہ جانب صحرا روانہ ہوا تو جاتے جاتے ایک صحرا مین جا کر اعظم کے دل مین یہ آیا کہ ای اعظم ایسی زندگی سے تو موت بہتر معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ اب یہ منھ کسیکے دکھلانے کے لائق نہین ہی موت کی تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک درخت سیب مین کمند کی پھانسی لگائی اور اس درخت پر چڑھکے گلا اپنا حلقہ کمند مین ڈالکے لٹک گیا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا جب سارے جسم کا دم نکل گیا اور صرف سینے مین سانس باقی رہگئی تو اسوقت یکایک حضرت خضر علیہ السلام اس صحرا مین ظاہر ہوئے اور بتعجیل تمام حلقہ کمند کو کاٹ دیا اعظم بیہوش ہو کے گر پڑا حضرت خضر نے اعظم کے سینے پر ہاتھ رکھدیا تمام جسم مین جان آگئی اور آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک مرد بزرگوار سرہانے کھڑے ہوئے ہین اعظم اٹھکے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ یا حضرت جب آپ نے مجھکو اس کمند ہلاکت سے نجات دی تو اب آپ ہی یہ بھی فرما دیجیے کہ اب مین کس طرف جاؤن میرے آقا نے تو مجھکو بارگاہ سے نکالدیا اور وہ مجھسے سخت بیزار ہی یہ سنکر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جا جہان سے آیا ہی وہین چلا جا اب تیرا آقا تیری بڑی خاطر اور تکریم کریگا یہ سنکر اعظم

نے کہا یا حضرت یہ علامات تو نظر کردہ ہونے کے معلوم ہوتے ہیں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ہان مین نے تجھکو نظر کردہ کیا اب
تجھے کوئی پشت بزمین نہ کر سکیگا مگر حمزہ اور اولاد حمزہ خبردار حمزہ اور اولاد حمزہ سے سرتابی نہ کرنا کہ انکا حق تعالی ہر حال
اور ہر محال مین شریک و رفیق ہے اور جو کوئی تجھسے پوچھے کہ کسنے تجھے نظر کردہ کیا تو کہدینا کہ مجکو حضرت خضر نے نظر کردہ کیا ہے
یہ کہکر حضرت خضر غائب ہوگئے اور برقع نور اعظم کی آنکھون سے ناپدید ہوگیا اب جو اعظم نے اپنے زور کو خیال کیا تو پہلے سے
دوچند اور چارچند پایا انتہا آگئی درختون کو کوے مین لیکر زور جو کیا تو جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدیے جب تو اعظم شل پیل مست مرکب
پر سوار ہوکے ایک طرف کو روانہ ہوئے اب جو قلعہ راستے مین ملتا ہے اُسے فتح کرکے اہل قلعہ کو مسلمان کرتے کچھ فوج
ہمراہ لے لیتے ہین تا اینکہ دس پانچ قلعے مسخر کرکے شہر فریدون شمشیر پرست مین پہونچے اور باراد کہ جنگ بارگاہ
برپا کروائی جب یہ خبر مشتہر ہوئی تو سب افسران فوج اعظم کے پاس آئے اور کہا کہ اے شہریار بادشاہ ہمارا یہان موجود نہین ہے
یہ سنکر اعظم نے وہان سے کوچ کرکے شہر مہرانیہ کا محاصرہ کیا جب مہران شاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ فوج و
سپاہ لیکر باراد کہ جنگ باہر آیا رات بھر دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا کیے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین اودھر سے اعظم صف شکن نکلا اور ادھر سے مہران شاہ آیا لڑائی شروع ہوئی
اعظم ابنا ظفر تا مہران شاہ کے قریب پہونچا مہران شاہ نے تلوار ماری اعظم نے سپر اپنے آگے کی ضرب اسکی خالی دی اور
لپک کر زین سے اٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر دے مارے مہران شاہ نے کہا کہ مین ایمان لاتا ہون اعظم نے زمین پر رکھدیا
مہران شاہ کلمہ پڑھکر بخوف جان مسلمان ہوا اور اعظم کو اپنی بارگاہ مین لاکر دنگل شوکت پر بٹھایا اب سنیے کہ یہ تو
یہان قیام پذیر ہین اور وہان فریدون شمشیر پرست شہر مہرانیہ مین پہرکر جو بفرور تھا سے چند در چند اپنے ملک مین
آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ اعظم صف شکن باراد کہ جنگ و پیکار یہان آیا تھا مجھے چونکہ نہ پایا اس لحاظ سے چلا گیا اور
شہر مہرانیہ کو جاکر مسخر کیا ہے یہ سنتے ہی فریدون اُلٹے پاؤن پھرا اور فوج و لشکر ہمراہ لیکر شہر مہرانیہ کو روانہ ہوا بعد طے
مراحل اور قطع منازل جب شہر مہرانیہ مین داخل ہوا تو اُسے معلوم ہوا کہ اعظم صف شکن نے مہران شاہ کو زیر کرلیا اور
وہ شرف اسلام سے بھی مشرف ہوا یہ سنکر فریدون مع فوج قلعے کے سامنے فروکش ہوا جب یہ خبر اعظم صف شکن
کو معلوم ہوئی تو یہ بھی مع فوج و سپاہ قلعے سے باہر آیا اور مقابل فریدون کے بارگاہ برپا کروائی فریدون نے یہ خبر سنکر
نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا فوراً طبل جنگ پر چوٹ پڑنے لگی جب یہ حال اعظم کو معلوم ہوا تو اسنے بھی اپنے لشکر مین
طبل جنگ بجوادیا غرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو دونون فوجین میدان مین آئین بعد
آراستگی صفوف جدال و قتال فریدون اپنا مرکب بڑھاکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے
اعظم صف شکن برآمد ہوا پہلے نیزہ بازی ہوئی چار چار قدم مرکب پیچھے ہٹے غرض بعد گفتگو سے بسیار اور رد و بدل
اسوار فریدون شمشیر پرست نے نیزہ مارا اعظم نے نیزے کو نیزے پر روکا سنان پر سنان اور زبان مینا پر پڑنے لگی
جب سنانین ناکارہ ہوگئین تو پہلے فریدون نے نیزے کو پھینکدیا اور اپنے سر سے گرز لیکر اعظم کے سر پر
دو دستی وار کیا اعظم نے گرز گرز پر روکا آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی تو گرد کا بلند ہوا اعظم تو گرد مین غائب ہوگیا
فریدون نے پکار کر کہا کہ ہم پست کردم حریف را یہ آواز سنتے ہی اعظم گھوڑے کو جھکا کر سامنے آیا اور پکارا او مردود
کیا بکتا ہے کراز دی وکرا پست کردی مین حریف تیرا تو زندہ و سالم موجود ہون یہ کہکر اعظم نے ایک گرز فریدون کے
مرکب پر مارا کہ مرکب اسکا مرگیا فریدون مرکب پر سے کود کر تلوار کھینچ کے جھپٹا اور پکارا کہ تو نے میرے مرکب کو قتل کیا
ہے مین بھی تیرے مرکب کو قتل کرونگا یہ سنتے ہی اعظم گھوڑے سے کود پڑا فریدون نے اعظم کے تلوار ماری اعظم نے

پیشتر ابد اُسکی ضرب اُسکی خالی دی اور قبضے پر ہاتھ ڈالکے ایک جھٹکا دیا فریدون نے تلوار تو دوسرے ہاتھ مین لیکر
پھینکدی اور گریبان مین ہاتھ ڈالکر لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی دور و نزدیک خوب کشتی ہوا کی تھمسے ... ر وند
اعظم صف شکن فریدون کو لیکر جو چلا تو پاؤن فریدون کا موتیخانے مین اٹک گیا اعظم صف شکن نے
جھٹکا دیا فریدون کا پاؤن موتیخانے سے نکل تو آیا مگر چہرہ اُسکا متغیر ہو گیا اعظم کی نگاہ جو فریدون پر پڑی کہنے لگا
کہ کیون فریدون کیا حال ہے فریدون نے کہا کہ جی کچھ نہین آپ اپنا کام کیجے جائیے اعظم نے کہا کہ نہین معلوم
ہوتا ہے کہ تیرا پاؤن موتیخانے مین اٹک کر ٹوٹ گیا ہے اب مین تجھسے ہرگز ہرگز نہ لڑونگا ہرچند فریدون نے کہا کہ
نہین مین صحیح و سالم ہون مگر اعظم نے ہرگز نہ مانا اور زمین پر رکھکے کہنے لگا کہ قسم بخدا مین آج تک کسی لنگڑے لولے
سے نہین لڑا جب تم اچھے ہو لو گے تب لڑ لینا الغرض اعظم اپنی بارگاہ مین چلا آیا اور فریدون پالکی مین سوار
ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا اور اُسی وقت شکستہ بندون کو بلا کر دکھلایا اُنھون نے کہا کہ اے شہریار کولا آپ کا
اُکھڑ گیا ہے فریدون نے کہا کہ خیر جلد بٹھلا دو غرض کولا فریدون کا بٹھایا گیا دوا دارو ہونے لگی اور اعظم جو اپنی
بارگاہ مین آیا تو اُسکے آتے ہی دور مئے گلگون چلنے لگا ناچ ہونے لگا صحبت عیش مہیا ہوئی تا اینکہ نصف شب قریب ہوئی
اعظم کھانا کھا کر سو رہا سبکے سب اپنی اپنی قیامگاہ کو واپس آئے جب پالا اچھی طرح خالی ہو لیا تو مہران شاہ کو وقت فرصت
غنیمت معلوم ہوا کیونکہ اس کمبخت نے تو ظاہر بخوف جان ایمان قبول کیا تھا اس موقع کو غنیمت جانکر بارگاہ اعظم کی
پشت پر آکے پردہ خیمے کا کاٹ کر خیمے کے اندر آیا اور اعظم کو سوتا پاکر بیہوشی دے کے راتون رات اُٹھا لیے ہوئے
مقید و مسلسل کرکے شہر شمالیہ باختر کی جانب روانہ ہوا جب صبح ہوئی تو بارگاہ اعظم مین ایک ہڑ بڑ گیا کہ کوئی شخص
رات ہی رات اعظم کو اُٹھا لیگیا جب لوگون نے مہران شاہ کے پاس جانے کا قصد کیا تو ملازمان مہران شاہ نے کہا کہ
مہران شاہ شب ہی کو جانب شہر شمالیہ باختر روانہ ہو گیا وہ یہان کہا بس سب لوگ پہچان گئے کہ شب کو مہران شاہ
ہی اعظم کو بیہوش کر کے لیگیا ہے بارگاہ اعظم مین سبکے سب متالم و متاسف ہوئے کہ افسوس ہم سب کیسے غافل ہو گئے
تھے الغرض جب یہ خبر فریدون شمشیر پرست کو ہوئی تو یہ نہایت ہی غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ قسم خداوند شمشیر
کی کہ مین اس کمبخت کو جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر مع فوج و سپاہ تعاقب مین مہران شاہ کے جانب شمالیہ باختر روانہ
ہوا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ سامنے سے ایک گرد نمودار ہوئی اور شاہزادہ قاسم مع سپاہ تاج الملک وغیرہ
کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوئے فریدون نے آگے بڑھکر استقبال کیا دونون آپس مین بغلگیر ہوئے قاسم نے
فریدون سے کہا کہ فریدون کہان جاتے ہو فریدون نے کہا اے شہریار عالیوقار مہران شاہ اعظم صف شکن کو
دغا سے جانب شمالیہ باختر پکڑ لیگیا ہے اُسکے تعاقب مین جاتا ہون یہ سنکر قاسم نے کہا کہ اچھا تھوڑی دیر توقف کرو
ہم بھی اُسیطرف چلتے ہین فریدون نے کہا بہتر ہے آپکو اختیار ہے مین آپ کا تابع ہون الغرض قاسم نے وہین بارگاہ
برپا کرائی صحبت عیش و عشرت مہیا ہوئی ملک قاسم آکر مسند شوکت پر بیٹھے دست راست مین قیماس خان
اور دست چپ مین فریدون شمشیر پرست متمکن ہوئے رات بھر ہنگامہ عیش برپا رہا صبح کو ملک قاسم مع
فریدون شمشیر پرست اور تاج الملک اور قیماس خان کے راہی شہر شمالیہ باختر ہوئے جب شہر
شمالیہ باختر کے قریب پہونچ گئے اور یہ خبر عزیز الملک کو ہوئی کہ ملک قاسم مع تاج الملک و فریدون شمشیر پرست
اور قیماس خان کے اسطرف آتا ہے اور تاج الملک ملک قاسم کا مطیع و منقاد ہو گیا ہے اور اس سے زیر ہو کر
دائرہ اسلام مین داخل ہو گیا بس یہ خبر سنتے ہی عزیز الملک بہت پریشان خاطر ہوا اور سیف الملک صف شکن تماالی

سنتے گویا ہوا کہ اے بھائی تاج الملک قاسم کا مطیع و منقاد ہوگیا اور اُس سے زیر ہو کر دائرہ اسلام مین داخل ہوگیا اور اب
قاسم کے ہمراہ بارادۂ جنگ اسطرف آتا ہے تو اے بھائی تم جا کر ملک قاسم کو قتل کرو اور تاج الملک کو سمجھا کر میرے پاس لے آؤ
سیف الملک حکم عزیز الملک سے دو لاکھ سوار ہمراہ لیکر شمالیہ باختر سے کوچ کر کے روانہ ہوا بعد طے مراحل اور قطع
منازل جب قریب لشکر ملک قاسم کے پہونچا ادھر ملک قاسم کو ہلکاروں نے آکر اطلاع دی کہ سیف الملک دو لاکھ
سوار ہمراہ لیے ہوئے آپ سے مقابلے کے لیے آتا ہے قاسم نے کہا کیا خوف ہے خداے بزرگ ست جنگ کی تیاری کرو اور
مقابلہ و مجادلہ پر مستعد ہو جاؤ حکم کے ساتھ ہی تیاری جنگ شروع ہوئی اور ادھر سیف الملک بھی آپہونچا اور لشکر قاسم
کے برابر بارگاہ برپا کرائی و لکل شوکت پر آکے بیٹھا اور شراب چلنے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو سیف الملک
نے نقارۂ رزمی کے بجنے حکم دیا بموجب حکم اُسیوقت طبل جنگی پر چوٹ پڑی اور تیاری جنگ کی ہونے لگی ہرکاروں نے یہ خبر ملک قاسم
کو پہونچائی کہ سیف الملک نے طبل جنگ بجوایا ہے یہ سُنکر ملک قاسم نے بھی طبل جنگ بجوا دیا دونون لشکروں نے تمام
رات بھر جنگ کی تیاری کی کہ صبح کو لڑائی ہوگی الغرض جب نصف شب سے رات تجاوز ہوگئی تو فریدون شمشیر پرست خدمت
ملک قاسم مین عرض رسا ہوا کہ اے شہریار عالی وقار مجکو ایک عرصۂ بعید اور مدت مدید سے سیف الملک کے مقابلہ کا
اشتیاق تھا امیدوار ہون کہ حضور مجھے سیف الملک سے لڑنے کی اجازت دین ملک قاسم نے کہا کہ خیر صبح تو ہونے دو
دیکھا جائیگا یہ سُنکر تاج الملک بول اُٹھا کہ اے شہریار عالی وقار سیف الملک بھی کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا وہ بھی بہادر لڑا
روزگار مین فرد ہے قاسم نے کہا کہ ہان بھائی سچ ہے صبح ہونے دو دیکھا جائیگا الغرض وہ رات تو اسی قیل و قال مین بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین تو سیف الملک صف شکن
نے مرکب اپنا آگے بڑھایا اور نصف میدان مین آکر نہیب دی ادھر سے فریدون شمشیر پرست ملک قاسم سے
اجازت لیکر میدان مین آیا دونون مین تکاورزنی ہوئی کوئی چار چار قدم دونون کے مرکب پیچھے ہٹے الغرض بعد گفتگوے
بسیار سیف الملک نے برچھا اُٹھایا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی سنان سے سنان اور بنان سے بنان لڑنے لگی
سیکڑون طعن کی ردو بدل ہوئی دونون نیزے مثل زلف محبوب کے آپس مین چمٹ گئے تا اینکہ سنانین اور بنانین
ناکارہ ہوگئین دونون نے برچھے ہاتھون سے پھینک کر تلوارین میان سے کھینچین اب وار پر وار و ضرب پر ضرب
تلوار کی چلنے لگی سیکڑون ہی وار کی ردو بدل ہوگئی بس ایک مرتبہ فریدون شمشیر پرست نے موقع پا کر ایک تلوار اسکے
گھوڑے کی گردن پر ماری مرکب سیف الملک پیچھے ہٹ گیا تلوار زمین پر پڑی اور فریدون شمشیر پرست جھک گیا
بس اُسکا جھکنا کہ سیف الملک نے لپک کر ایک ہاتھ مرکب فریدون کی کمر پر مارا کہ گھوڑا فریدون کا مارا گیا
اور زمین پر گرا گھوڑے کے گرتے ہی فریدون مرکب سے کود پڑا اور سیف الملک کے گھوڑے کو مارنا چاہا
یہ دیکھکر سیف الملک گھوڑے سے کود پڑا اور دوڑ کر فریدون کے لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی ایک شب و روز
خوب زور آزمائی ہوا کی دوسرے روز سیف الملک فریدون کو جوت کر پیچ مین موشخانہ تھا پانون فریدون کا
اُس موش خانے مین جا رہا سیف الملک نے جھٹکا دیا پانون فریدون کا نکل تو آیا مگر کولا اُسکا اُکھڑ گیا
لیکن فریدون کی جرأت کو دیکھیے کہ یہ اُسیطرح لڑتا رہا لیکایک نظر سیف الملک کی فریدون کے چہرے پر
پڑ گئی دیکھا کہ چہرہ فریدون کا سخت متغیر ہے پوچھا کہ کیون فریدون کیا حال ہے فریدون نے کہا کہ کچھ نہین
خیریت ہے تم اپنے کام مین مصروف ہو مین اچھا ہون سیف الملک نے کہا کہ یہ کوئی بات ہی نہین کہ تجھسا
بہادر یون متغیر الوان ہو جائے معلوم ہوا کہ پانون تیرا موش خانے مین اٹک کر ضرب کھا گیا ہے جا اب مین

تجھسے نہین لڑونگا قسم ہو خداوند لقا کی کہ آج تک مین کبھی لنگڑے لولے سے نہین لڑا اب تو اچھا ہو جائیگا تو سمجھا جائیگا
تیرا جی چاہیگا تو لڑ لینا یہ کہکر فریدون کو زمین پر رکھدیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کے اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا اور فریدون
کو توبگ پالکی مین ڈالکر ملک قاسم کی بارگاہ مین لے آئے شکست بند طلب ہوئے کولا فریدون کا اسیوقت بٹھایا گیا ملک قاسم
کو اس امر سے نہایت صدمہ ہوا کہنے لگا کہ خیر کل دیکھا جائیگا یہ کہکر زنگل شوکت پر آکے متمکن ہوا دور ہ مئے گلگون چلنے لگا اد
ادھر بارگاہ سیف الملک مین بھی سامان عیش مہیا ہوا جام مئے گلگون گردش مین آیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو
سیف الملک نے نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا بموجب حکم اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی ہونے لگی ہلکارون
نے یہ خبر ملک قاسم مین پہونچائی اسطرف بھی طبل جنگ بجنے لگا غرض رات بھر دو جانب نقارۂ شرطی بجا کیے اور آلات حرب و
ضرب درست ہوا کیے صدا ہوشیار باش بیدار باش کی بلند رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال اُدھر سے سیف الملک نے مرکب بڑھایا اور ادھر سے ملک قاسم نے شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی
کو مہمیز کیا بڑے شد و مد سے لگا ورزش ہونے کوئی چار قدم مرکب سیف الملک کا پیچھے ہٹ گیا اور شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی
اُسیطرح اپنی جگہ پر کھڑا رہا یہ دیکھکر سیف الملک بہت متحیر ہوا اور جھلاکر شاہزادۂ خاور سپاہ سے کہنے لگا کہ لائیے ضرب اپنی
قاسم نے کہا ای سیف الملک یہ ہمارا دستور نہین ہم اہل اسلام حریف پر پیشدستی کو جائز نہین سمجھتے اگر تجھے جنگ منظور ہو تو
پہلے تو اپنا وار کر جو خداوند برحق نے تیرے وار سے ہمین بچا لیگا تو پھر ہم بھی وار کر لینگے یہ سنکر سیف الملک نے کہا کہ بہت اچھا مین پہل
کرنے مین رو کیے تو سہی دیکھین تو آپ کیسے بہادر ہین یہ کہکر سیف الملک نے برچھا اٹھاکر بڑے ہی زور مین قاسم کے حوالے
کیا ملک قاسم نے یا علیؑ ولی کہکر سنان کو سنان پر روکا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون نیزے مثل زبان مجبوب گنگ ہو گئے
سنان پر سنان پڑنے لگی خلاصہ اسکا بعد ساٹھ ستر طعنون کے ملک قاسم نے نیزہ سیف الملک کا ہوائی کیا جب تو
سیف الملک جھنجھلا گیا اور شمشیر آبدار نیام سے لیکر قاسم کی طرف جھپٹا اور جاتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا یا خداوند لقا
کہکر قاسم کے مارا قاسم نے یا علیؑ ولی کہکر سپر ابر لیکے ضرب اسکی خالی دی اور بلارک افراسیابی میان سے لیکر سیف الملک
کے ماری سیف الملک نے بھی اُس وار کو خالی دیا باہم رد و بدل ہونے لگی جب سیف الملک نے دیکھا کہ اب تلوار
سے بھی کام چلتا نہین معلوم ہوتا ہے تو تلوار کو پھینککر گرز ہفتاد من کا دوسر کو آرابے سے اٹھا لیا اور پوری قوت سے یا خداوند لقا کہکر
دو دستہ وار ملک قاسم پر کیا شاہزادۂ خاور سپاہ نے گرز کو گرز سپر روکا آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی تتق گرد کا بلند ہوا ملک قاسم
مع مرکب تتق گرد مین غائب ہوگیا یہ دیکھتے ہی سیف الملک نے نعرہ کیا کہ زد دم و پست کردم حریف را اب اگر چھلنی لیکر
خاک بھی چھانی جائے تو پتا نہ لگیگا یہ آواز جو ملک قاسم کے گوش زد ہوئی مرکب کو مہمیز کر کے دامن گرد سے باہر آیا اور آواز
دی کہ او کاذب تو بکتا کیا ہے گرا نزدیک کر پست کردی مین حریف تیرا تو زندہ و سالم موجود ہون یہ کہکر ایک وار دو دستی گرز گاؤسر کا
سیف الملک پر کیا سیف الملک نے گرز کو گرز پر روکا آواز سے تڑاقے کی گردون گردان ہلگیا اور سیف الملک تتق
گرد مین غائب ہوگیا لیکن ملک قاسم خاموش کھڑے رہے عیار سیف الملک کا پانی کی چھاگل لیکر تتق گرد مین در آیا اور
چھاگل سے پانی نکالکر سیف الملک پر چھینٹے دینا شروع کیے جب تیسرے چھینٹے مین سیف الملک کو ہوش آیا
تو کہنے لگا کہ بچایا تو خداوند لقا نے مگر بل بے شہزادہ ور اگر ابکی قاسم ایک گرز اور مارے تو میرا بچنا بھی نہ لگے یہ کہکر مرکب
کو جھٹکا دیا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا اب جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کمر اُسکی ٹوٹ گئی ہے آخر کار تنگ آکر مرکب سے کود پڑا
اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالکے باہر نکلا دیکھا کہ قاسم مرکب پر سوار کھڑا ہے بس تلوار کھینچکے یہ کہتا ہوا جھپٹا کہ خبیث تم نے
میرے مرکب کی کمر توڑ دی ہے اگر مین بھی تمہارے مرکب کو ذبح نہ کرون تو نام اپنا بدل ڈالون یہ سنکر قاسم ہان ہان کہتا ہوا

اسطرح مرکب سے کود اکر آگے آپ پیچھے مرکب سیف الملک نے لپک کر جھکا کے ایک تلوار قاسم کے ماری قاسم نے پیترا بدلکے ضرب اُسکی خالی دی اور قبضہ پکڑکے جھٹکا جو دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی بس وہ جھلا کر ملک قاسم سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تین روز تک خوب زور آزمائی رہی چوتھے روز قاسم نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سیف الملک کو اُٹھا لیا اور سر سے اونچا کر کے خوب ساچکر دیکر زمین پر دے پٹکا سیف الملک چار دن شانے چت زمین پر آیا ملک قاسم سیف الملک کے گرتے ہی جھپٹ اُسکے سینے پر جا بیٹھا اور حلقہا ے کمند نکالکر سیف الملک کی مشکین باندھ لین اور نقارہ ہاے شادی بجواتا ہوا باچشم خندان اپنی بارگاہ کو واپس آیا سامان عیش و عشرت مہیا ہوا تمام افسران فوج اور سرداران سپاہ نے تہنیت فتح کی نذرین گذرانین سبکے سب آآکر اپنے اپنے زرنگون پر مقیم ہوئے ملک قاسم بھی داخل شوکت پر تمکن ہوئے دست راست مین قیماس خان دست چپ مین تاج الملک بیٹھے ناچ رنگ شروع ہوا جام مئے گلگون گردش مین آیا جب دماغ بادۂ ناب سے سرگرم ہوا اور دل مطمئن ہوا تو ہشیار وہ سیف الملک کو لیے ہوئے سامنے حاضر ہوا ملک قاسم نے سیف الملک سے پوچھا کہ کیون سیف الملک مین نے تجھے کیونکر زیر کیا سیف الملک نے کہا کہ جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین یہ سُنکر ملک قاسم نے فرمایا کہ پھر اب تمکو ہمارا مذہب قبول کرنے مین کیا عذر و تامل ہے سیف الملک نے کہا اب جبکہ ہم آپ سے زیر ہوگئے اور کوئی بس ہمارا نہ چل سکا تو پھر آپ کی تعمیل ارشاد مین کیا تامل ہے بیشک آپ کا دین سچا ہے اور آپ حق پر ہین آپ اپنے اصول مذہب تعلیم کیجیے مین سچے دل سے اسلام لاتا ہون یہ سُنکر ملک قاسم نے اصول دین تعلیم کیے اور کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا سیف الملک کلمۂ طیبہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا اور بعد اُسکے اپنی فوج کو طلب کرکے مخاطب ہوا کہ اے بھائیو مین نے مذہب ملک قاسم کا قبول کیا اور دائرۂ اسلام مین داخل ہوا لہذا تم سب کو بھی میری متابعت کرنا چاہیے سبھون نے عرض کیا کہ اے شہریار ہمین تعمیل ارشاد مین کیا عذر ہے مثل مشہور ہے کہ الناس علی دین ملوکہم یہ سُنکر سیف الملک نے سبھون کو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا سبکے سب کلمہ پڑھ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئے بعد اسکے قاسم نے سیف الملک کو داخل شوکت پر اپنے برابر جگہ دی ہر طرح سے اطمینان دلایا جام مئے گلگون منگوایا تمام افسران فوج اور سرداران لشکر کو سیف الملک سے بغلگیر کرایا ناچ رنگ شروع ہوا جب دل مطمئن ہولیا اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو قاسم کو ملکۂ ماہ تاجدار کا خیال آیا بے اختیار آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر سیف الملک سے پوچھا کہ کیون بھائی تمھین ملکۂ ماہ تاجدار کا بھی کچھ حال معلوم ہے سیف الملک نے کہا کہ جی کیون نہین قاسم نے کہا کہ پھر بھائی بیان کرو ذکر محبوب ہی سُنکر دل کو ٹھنڈا کرلین یہ سُنکر سیف الملک نے کل حال ملکۂ ماہ تاجدار کا از ابتدا تا انتہا بیان کیا بس یہ حال پر اختلال سُنکر ملک قاسم کے دل پر گویا ایک پہاڑ گر پڑا بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل آئے اور رو رو کر جناب باری مین عرض کیا کہ اے جامع المتفرقین و اے مسکن المتفکرین تو ہی امیدوار کی اُمید ہے تجھسے ہر طرح کی توقع ہے خداوندا سواے تیرے کس سے عرض کرون تو ہی ملکۂ ماہ تاجدار کو پھر دکھائیگا ابھی ملک قاسم دعا مین مصروف ہی تھے کہ یکایک جوڑی ہلکارے کی حاضر ہوئی اور مجراگاہ پر سے مجرا کرکے بعد دعا و ثنا عرض رسا ہوئی کہ خداوند نعمت مہران شاہ اعظم صف شکن کو قید کرکے عزیز الملک کے پاس پہونچگیا ہے اطلاعاً گذارش ہے بس یہ سُنکر ملک قاسم یارب جلیل کہکر تکیۂ پلارک ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور سبھون سے حکم دیا کہ ہم یہان سے آگے بڑھتے ہین تم سبکے سب اپنی درستی کرکے اسباب و سامان لیکر بہت جلد چلے آنا یہ کہکر خود بکہ و تنہا جانب شمالیہ باختر روانہ ہوئے ادہر یہان بھی سبکے سب سامان و اسباب کی درستی مین مصروف ہوئے دوسرے ہی روز کل اسباب و سامان درست کرکے رہ نورد شمالیہ باختر

ہوئے اب انھین تو راہ نور دشمالیہ باختر چھوڑیئے اور

دو کلمے داستان شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کے ملاحظہ کیجیے

کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نامور جو بارگاہ عزیز الملک سے زخمی ہو کر نکلے تو جاتے جاتے ایک صحرا پُر فضا میں انکا گذر ہوا ایک مقام پر ایک چشمۂ آب باصفا اور گیاہ سبز پُر فضا موجود پاکر انکے مرکب نے کچھ توقف کیا پانی پی کر گھاس چرنے لگا بدیع الزمان کو کئی روز کی گرسنگی سے جان بلب اور بیہوش تھے ہی گھوڑے کے جھکتے ہی یہ بیچارے زمین پر گر پڑے اتفاقاً اُس صحرا مین سہراب تیغ زن وہان کا بادشاہ شکار کھیلنے آیا ہوا تھا اور مصروف شکار تھا کہ کچھ خادمون نے جا کر عرض کیا کہ خداوند نعمت ایک جوان حسین نہایت خوشرو بالا بر قدِ واع العابق کے ہاتھ سے زخمی مثل شیر مجروح کے بیہوش پڑا ہے خداوند نعمت وہ جوان قابل دید ہے اگر اچھا ہو جائے اور ملازمت حضور اختیار کرے تو لشکر شاہی میں یہ جوان ایک ہی نکلیگا یہ سُنکر سہراب مرکب اُٹھا کر قریب بدیع الزمان کے آیا اور شکل و شمائل دیکھکر ہزار جان سے مفتون ہو گیا اور انگشت بدندان ہو کر کہنے لگا کہ افسوس ایسے جوان خوشرو کو کسنے زخمی کیا اور ایسے پہلوان کو کیونکر زیر کیا یہ کہکر اسیوقت بدیع الزمان کو اُٹھوا کر اپنے خیمے مین لایا اور جراحان چابک دست کو بلوا کر بدیع الزمان کی زخم دوزی کرائی مرہم کی پٹیان چڑھوائین ادویۂ عطر یہ دماغ پر لگائین اور سنگھائین تا اینکہ بدیع الزمان کو ہوش آیا جب بدیع الزمان نے آنکھ کھولی تو سہراب نے پوچھا کہ حضور کا اسم اقدس بدیع الزمان نے کہا کہ سعید سوداگر سہراب نے پوچھا یہان آنے کا سبب بدیع الزمان نے کہا حیلۂ تجارت سہراب نے کہا کہ پھر یہ جراحات کہان لگے مال و اسباب کہان گیا بدیع الزمان نے کہا کہ راہ شمالیہ باختر مین کل مال و اسباب بہر اقزاقون نے لوٹ کر چار طرف سے مجھے گھیر زخمی کر ڈالا وہ سیکڑون مین تن تنہا کچھ نہ کر سکا یہ سُنکر سہراب نے کہا کہ نہین آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی سچ سچ بیان کیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ اگر سچ ہی سچ پوچھتے ہو تو سچ تو یون ہے کہ مین امیر حمزہ صاحبقران مدظلہ الرحمن کا بیٹا بدیع الزمان ہون سہراب نے کہا کہ پھر ہم سب تو لقاپرست ہین آپ بھی لقاپرستی اختیار کیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ اگر تم مجھے زیر کرو تو کیا مضائقہ ہے سہراب نے کہا کہ بہتر آپ اچھے ہو لیجیے تو ہمارے آپکے زور آزمائی ہو جائے بدیع الزمان نے کہا کہ انشاء اللہ لیکن اگر مین نے تمھین زیر کر لیا تو سہراب نے کہا کہ پھر ہم آپ کا مذہب قبول کر لینگے بدیع الزمان نے کہا کہ بس پھر کیا ہے ہمکو اچھا ہونے دو غرض علاج و معالجہ بدیع الزمان کا ہونے لگا بقدرت خدا کوئی آٹھ ہی روز مین بدیع الزمان کو صحت ہو گئی نوین روز بدیع الزمان نے غسل صحت کیا دسوین روز سہراب اور بدیع الزمان مین مقابلہ ہوا تین روز کی کشتی کے بعد سہراب کو بدیع الزمان نے چار دن شانے چت کرا کے اسکے سینے پر مقام کیا اور کہا کہ اب اسلام لانے مین کچھ عذر ہے سہراب نے کہا اب کیا عذر ہے جو کہا ہے وہ کرینگے تا زندہ ایم بندہ ایم یہ سُنکر بدیع الزمان سینے پر سے اُتر آئے اور سہراب کو کلمۂ تلقین کیا سہراب مع اپنی فوج و سپاہ و اہل شہر کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا صدائے تکبیر کوچہ و بازار سے بلند ہوئی مسجدون کی بنا ڈالی بتکدے کھود ڈالے گئے بارگاہ برپا ہوئی جشن عیش و عشرت کی تیاری ہوئی اب بدیع الزمان کو تو شہر شہرابیہ مین مقیم چھوڑیئے اور

دو کلمے داستان ملکہ ماہ تاجدار کے ملاحظہ فرمایئے

کہ جب دیو سنجر شہر مجرابیہ مین ہاتھ سے اعظم صف شکن کے مارا گیا اور یہ خبر ملکہ ماہ تاجدار کو معلوم ہوئی تو یہ بیچاری نہایت حیران و پریشان ہوئی اور سخت متفکر ہوئی کہ اب کیا کرون کیونکہ اتنے دن تو اس انتظار مین کٹ گئے کہ شاید وہ دیو سنجر ہی آ جائیگا تو یہ تنہائی اور بیکسی تو جاتی رہیگی اسلیے کہ دیو سنجر اسے باغ سلیمانی مین چھوڑ کر شہر مجرابیہ کو

چلا گیا تھا اور کہہ گیا تھا کہ خبردار ملکہ یہاں سے کہیں نہ جانا ورنہ جب میں پھر آؤنگا تو بہت بری طرح پیش آؤنگا اب جب اُسکے
آنے سے بھی یاس ہوئی تو یہ بیچاری ڈاڑھیں مار مار کے رونے لگی اور کہتی تھی کہ اے اب میں کدھر جاؤں وہ کمبخت دیو بھی
مارڈالا گیا کاش وہی کمبخت جیتا پھر تو میں اُس سے روٹھتی بگڑتی منت و عاجزی کہتی سنتی کہ تو مجھے قاسم کے پاس
پہونچا دے وہ اگر نہ بھی پہونچاتا تو اتنا تو میری خاطر سے ضرور کرتا کہ کسی نہ کسی طرح مجھے ایک نظر دکھلا تو دیتا اے اب وہ بھی
سہارا ٹوٹ گیا بار خدایا اب یہ مصیبت اپنی میں کس سے کہوں اور کہاں اپنا معین پیدا کروں بہت دن کٹا فریاد میں رات آہ
وزاری میں کٹی ؎ عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی ؎ خداوندا اس زندگی سے تو اب موت بہتر معلوم ہوتی ہے یا الٰہ العالمین
اب ملک الموت کو جلد حکم کر کہ وہ آکر اس کنیز بے تمیز کی قبض روح کر لیں کہ میں اس دنیا کے بکھیڑے سے اور اس
آٹھوں پہر کی سوزش قلب سے نجات پاؤں ایسے دکھ درد میں جینا بیفائدہ اور لاحاصل ہے یہ فقرات یاس کہتی تھی اور
اسی کوہ سلیمانی پر کھڑی ہوئی رو رہی تھی کہ یکایک ایک سوداگر جلیل القدر اپنا جہاز لیے ہوئے اسی دریا سے جا رہا تھا
کہ جو اس پہاڑ کے نیچے بہ رہا تھا ملکہ کی بیقراری اور نالہ وزاری سنکر اس سوداگر نے لنگر جہاز کا ڈالدیا اور اپنے جہاز پر سے اُتر کے
اُس پہاڑ پر آیا ملکہ کے حسن و جمال کو دیکھکر ہزار جان سے مفتون ہو گیا اور ملکہ کے حال کا مستفسر ہوا ملکہ نے کل کیفیت
ازابتدا تا انتہا بیان کر کے اُس سوداگر سے کہا کہ اے سوداگر اگر تو میرے محبوب اور میرے وارث ملک قاسم تک مجھے
پہونچا دیگا تو میں تیری بڑی ممنون ہونگی اور قاسم تیرے ساتھ بہت کچھ سلوک نیک کریگا اور زر و جواہر سے تجھے مالامال
کر دیگا یہ سنکر سوداگر نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے آپ چلکر میرے جہاز پر بیٹھ لیجیے انشاء اللہ میں آپ کو ملک قاسم
تک پہونچا دونگا یہ کہکر ملکہ کو اس پہاڑ سے اُتار کر اپنے جہاز پر لایا اور نہایت تزک و احتشام اور عزت و احترام
سے بٹھا کر لیچلا تھوڑی ہی راہ طے کرنے پایا تھا کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور ملکہ کو اُٹھا لیگیا اس سانحے سے وہ تاجر نہایت
متالم ہوا اور دست تاسف ملتا ہوا وہاں سے روانہ ہوا جب بعد چند روز کے پھرتا پھرتا داخل شہر سہرابیہ ہوا اور
حسب دستور بارگاہ شاہی میں پہونچا تو حسب اتفاق اُسوقت بدیع الزمان بھی بیٹھے ہوئے تھے یہ تاجر صف تجار
میں بیٹھ گیا اور ادائے رسوم خدمت اسباب تجارت پیشکش کیا مگر حال اس سوداگر کا یہ ہے کہ اسباب تجارت
دکھاتا جاتا ہے اور خیال ملکہ میں آہ سرد بھرتا جاتا ہے جب بدیع الزمان نے یہ رنگ دیکھا کہ یہ تاجر جب سے آیا ہے برابر آہ سرد
کھینچ رہا ہے تو بدیع الزمان نے پوچھا کہ اے بھائی مال و اسباب پھر دکھانا پہلے یہ تو بتلا کہ تو آہ سرد بار بار کیوں بھر رہا
ہے یہ سنکر سوداگر گویا ہوا کہ ؎ بیت ؎ مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ؎ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ؎
اے شہریار عالی وقار یہ حال پر ملال اظہار کی قابلیت نہیں رکھتا بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا کچھ تو بیان کر تب تو سوداگر
بولا کہ اے شہریار گستاخی معاف آپ تو مجھے اس جگہ کے باشندے نہیں معلوم ہوتے یہ بتلایئے کہ آپ ملک قاسم تو نہیں
ہیں بدیع الزمان نے کہا کہ ملک قاسم سے کیا کام ہے یہ سنکر سوداگر نے کل قصہ ملکہ کا بیان کیا بس یہ سنتے ہی بدیع الزمان
کے چہرے پر خوشی کے مارے سرخی آگئی اور کہنے لگے کہ اے تاجر خوش آمدی و صفا آوردی ہم تو مدت سے اسی فکر میں
تھے میں بدیع الزمان ہوں اور قاسم میرا بھتیجا ہے یہ کہکر خدا حافظ و ناصر کہکے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مرکب پر سوار ہو
طرف باغ سلیمانی کے روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچکر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہرن بہت تیز رفتاری سے
چوکڑیاں بھرتا چلا جاتا ہے بدیع الزمان نے ایک تیر اُسکی پیشانی پر ایسا تاک کے مارا کہ وہ ہرن گر پڑا اب جو قریب جاکر
دیکھتے ہیں تو دیکھا کہ ایک اور تیر اُسکی پشت پر لگا ہوا ہے بدیع الزمان سمجھے کہ کسی اور نے بھی اسکے تیر مارا ہے غرض
شاہزادہ اس ہرن کے ذبح کرنے میں مشغول تھا کہ ایک گرد سامنے سے نمودار ہوئی جب وہ گرد شق ہوا تو دفعتًہ ایک سوار

بگٹٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا اور پیچھے پیچھے اُسکے اور چند سوار بھی آشکار ہوئے اُس سوار نے جو بدیع الزمان کو دیکھا کہنے لگا کہ
اے شخص تو نے میرے صید کو کیون صید کیا شاہزادے نے فرمایا معاف فرمائیے مین لاعلم تھا اور یہ صید حاضر ہے
یہ حال دیکھکر اُس سوار نے کہا کہ تم مجھے جانتے بھی ہو کہ مین کون شخص ہون آگاہ ہو کہ میرا نام مفتوح دلکش ہے اگر اس
صید کو اپنے کاندھے پر اُٹھا کے میری قیامگاہ تک لیجاؤ گے تو خیر ورنہ ایک ایسا ہاتھ رسید کرونگا کہ یہین گرد برد ہو جاؤگے
یہ سُنکر شاہزادے کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اگر دعوی بہادری ہے تو مقابلہ کر یہ بھبکیاں کیسی یہ سُنکر اُسنے شاہزادے کے
تلوار ماری شاہزادے نے دستانے مارے تلوار دور جا گری اور بدیع الزمان نے کمر زنجیر مین اُسکے ہاتھ ڈالکر قاش زین سے
اُٹھا لیا اور چاہتے تھے کہ زمین پر دے پٹکین کہ اُسنے نہایت لجاجت سے کہا کہ اے شہریار الامان بدیع الزمان نے فرمایا کہ بشرط
ایمان اُسنے کہا کہ جو آپکا ایمان قبول کرے وہ کیا کہے بدیع الزمان نے اُسے زمین پر رکھدیا کلمہ تعلیم کیا مفتوح اُسوقت
مع چالیس ہزار فوج کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ اے شہریار میرے ملک کے قریب تہمتن نحکلاہ ایک بادشاہ
حبابر کا مالک ہے وہ مجھسے بھی ہر سال خراج لیتا ہے اور دیگر بندگان خدا پر بھی ظلم کیا کرتا ہے جو الہداد نام ایک ساحرہ اُسپر
عاشق ہے اور ہر چند طالب وصل ہوتی ہے مگر وہ قبول نہین کرتا ایک روز باغ سلیمانی سے وہ ساحرہ ایک حسین و نازنین
ملکہ ماہ تاجدار نامے ایک عورت کو اُٹھا لائی وہ مردود اُس عورت کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور اُس ساحرہ
سے بے اعتنائی کر کے اُس ملکہ سے طالب وصل ہوا یہ دیکھکر جو الہداد خفا ہو کر چلی گئی اور یہ مردود اُسے اپنی خلوتگاہ مین لایا
اُس وقت اُس نیکبخت نے ہیرے کی انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر چاب لی اور اس ذلت و ننگ کے بدلے اپنی جان دیدی یہ سُنتے ہی
بدیع الزمان نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور مع مفتوح اُسیطرف کو روانہ ہوئے بعد طے مراحل راہ اُسوقت پہونچے
کہ لاش اُٹھنے کی تدبیر ہو رہی تھی اور لکڑیون کا انبار لاش جلانے کے لیے جمع ہو رہا تھا شاہزادے نے
پہونچتے ہی ممانعت کی کہ خبردار لاش کو ملکہ کی کوئی جلانے نہ پائے تہمتن نے کہا کہ آپ کون ہین اور آپکو اس سے
کیا غرض ہے شاہزادے نے کہا کہ تجھے معلوم بھی ہے کہ ملکہ کون تھی ارے یہ ملکہ ہمارے بھتیجے ملک قاسم کی محبوبہ تھی جو
تیرے دست ظلم سے ہلاک ہو گئی یہ سُنکر تہمتن کو غیظ آگیا اور حکم دیا کہ ابھی اس جوان کو مار لو یہ حکم پاتے ہی تمام فوج یکبارگی
بدیع الزمان پر ٹوٹ پڑی اور چارطرف سے تلوارین کھنچ گئین بدیع الزمان بھی شمشیر آبدار کھینچ کے فوج مین
در آئے اور ہزارون کے وارے نیارے کر دیے جب تہمتن نے دیکھا کہ اب فوج کے پاؤن اُکھڑے جاتے ہین تو یہ
خود بنفس نفیس آگے بڑھکے مقابل بدیع الزمان ہوا اور ایک ضرب شمشیر آبدار کی بدیع الزمان کے لگائی
بدیع الزمان نے ضرب اُسکی خالی دیکر تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے قاش زین سے اُٹھا لیا اور
بالاے سر چرخ دیکر زمین پر پھینکنا چاہتے تھے کہ اُسنے شور الامان الامان بلند کیا بدیع الزمان نے کہا کہ بشرط
ایمان تہمتن نے کہا کہ مین نے دین آپکا قبول کیا بدیع الزمان نے اُسے زمین پر رکھدیا اور کلمہ طیبہ
تعلیم کیا تہمتن مع کل فوج کے مسلمان ہوا اور لاش ملکہ کی بطریق اہل اسلام بڑے تزک و احتشام سے اُٹھوائی
جب لاش ملکہ کی اُٹھا کر لیچلے تو بدیع الزمان کی یہ حالت تھی کہ برابر روتے جاتے تھے اور تہمتن کی تو یہ کیفیت
تھی کہ غش پر غش آتے تھے کہ اس اثنا مین ایک خواص بدیع الزمان کے سامنے آئی اور بعد تسلیم عرض رسا ہوئی
کہ اے شہریار عالی وقار ملکہ نے قبل انتقال کے یہ رقعہ مجھکو لکھکر دیدیا تھا اور کہدیا تھا کہ اگر اتفاقاً ملک قاسم
کبھی اس شہر مین ہمارے تلاش مین نکل آئین اور تیری رسائی بھی وہان تک ہو جائے تو اس رقعے کو ملک قاسم کے
پاس لیجانا اور کہنا کہ اے قاسم ملکہ نے تو تمہارے فراق مین اپنی جان دیدی اور تم اب پہونچے کہ جب وہ دفن

جب

بھی ہو چکی خیر مثل اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت مگر یہ رقعہ تمھیں لکھکر دیتی گئی ہیں تو اے شہریار معلوم نہیں کہ قاسم یہاں آئیں یا نہ آئیں اور آئیں بھی تو معلوم نہیں کہ کب آئیں میں آپ کو امین و معتمد جانکر عرض رسا ہوں کہ جب آپ سے قاسم سے ملاقات ہو جائے تو یہ رقعہ انھیں دیدیجیے گا بدیع الزمان نے اُس رقعے کو لے لیا اور جب وہ چلی گئی تو اُسے کھولکر پڑھا مگر کیا حالت تھی اُس رقعے کی کہ جا بجا آنسو ٹپکے ہوئے حرف مٹے ہوئے ہیں اور جو حرف صاف ہیں اُنکی بھی یہ کیفیت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کسی نے کانپتے ہاتھوں سے لکھا ہے یہ حال زار اُس رقعے کا دیکھکر پہلے تو بدیع الزمان خوب سا روئے بعد اُسکے جب مضمون پر نگاہ کی تو لکھا تھا کہ اے یار جانی وہ دوست جانی افسوس کہ ہم تمھاری آتش فراق سے جلتے جلتے جان بحق تسلیم ہو گئے اور ہائے افسوس تمھارے دیدار سے آنکھیں خنک نہ ہوئیں ہائے اے قاسم آرزو تو یہ تھی کہ شعر تمھیں اتار ولے میں تمھیں پڑھو تلقین ٭ کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو یا رب مگر کیا کریں کہ مقدر میں ہمارے یو نہیں لکھا تھا کہ ہم کفن بھی تمھارے ہاتھ سے نہ پائیں خیر شعر ٭ ہم تو دنیا سے چلے تمسے کہے جاتے ہیں ٭ فاتحہ سے نہ فراموش ہمیں کر جانا ٭ والسلام خیر ختام بس یہ مضمون دیکھتے ہی بدیع الزمان اور پھوٹ پھوٹ اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے الغرض بعد دفن و کفن کے قبر تیار کر کے بدیع الزمان نے جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ قبر پہ جا بجا دراڑیں پڑ گئیں ہیں اور بعض بعض مقام سے قبر شق بھی ہو گئی ہے اُسوقت بدیع الزمان نے خود اپنے ہاتھ سے یہ شعر لوح قبر پر تحریر فرمایا شعر ٭ شق جا بجا ہے آہ جو سب یہ مزار ہے ٭ دفن اسمیں ہائے ہائے دل بیقرار ہے ٭ القصہ بعد سوم و فاتحہ خوانی بدیع الزمان نے مع مفتوح دیو کش شہر ابیض کا راستہ لیا اور چند روز وہاں رہکر شہر شمالیہ باختر کی طرف راہی ہوا

چند کلمے داستان ملک قاسم کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب قاسم قریب شہر شمالیہ کے پہونچے اور خبر عزیز الملک کو معلوم ہوئی کہ سیف الملک بھی قاسم سے زیر ہو کر مسلمان ہو گیا اور اُسکا تابع ہو گیا اب قاسم مع سیف الملک اور تاج الملک وغیرہ کے اِسطرف آتا ہے یہ خبر سنکر عزیز الملک سات لاکھ سپاہ اپنے ہمراہ لیکر قاسم کے مقابلے کو نکلا اور مقابل قاسم آکر بارگاہ برپا کروا کے طبل جنگ بجوایا ملک قاسم نے بھی یہ خبر سنکر طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری جنگ رہی دونوں جانب صدائے بیدار باشید اور ہوشیار باش بلند رہی اتفاقاً اُسی شب کو شاہزادہ بدیع الزمان بھی قریب پہونچ گئے اور عزیز الملک اور قاسم کے مقابلے کی خبر سنکر وہیں سے صورت اپنی تبدیل کر کے اور نقابدار گلگون پوش بنکر جلد جلد راہ طے کرتے ہوئے چلے قریب صبح بدیع الزمان بھی پہونچ گئے اور یہاں کا یہ حال سنیے کہ بعد ادائے فریضہ سحری ملک قاسم میدان میں آئے اور اُدھر سے عزیز الملک نے فوج لیکر میدان میں مرکب کو جولان کیا ابھی جنگ آغاز نہ ہونے پائی تھی کہ دیکھا از دامن بیابان گرد سے برخاست جب دامن گرد کا شق ہوا تو دیکھا کہ یکایک تیس ہزار علم نصرت شمیم نمودار ہوئے اور فوج کثیر آشکار ہوئی اور پیچھے پیچھے اُس فوج کے نقابدار گلگون پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار پس پشت اُسکے پانچ لاکھ سوار جرار چلے آتے ہیں اور آتے آتے اُس فوج نے ایک جانب اُس صحرا میں قیام کیا اور معرکہ میں عزیز الملک نے میدان میں آکر چند ہاتھ نیزے کے ہلائے اور بعد اُسکے مبارزطلبی کی اُسوقت تاج الملک نے عزیز الملک سے مقابلے کا قصد کیا عزیز الملک نے تاج الملک کا یہ ارادہ دیکھکر آواز دی کہ اے شخص زندہ تم مجھسے کیا مقابلہ کرو گے البتہ جو تمھارا اغوی ہے جسنے تمکو تمھارے دین قدیم سے پھیر کر مسلمان کیا اگر وہ نکلے تو کیا خوب ہو یہ بات سنکر ملک قاسم کو غیظ آگیا اور مرکب کو جولان دے کے مقابلہ کیا پہلے بڑے جوش و خروش سے لگاورٹی

ہوئی تین قدم تک قاسم کا مرکب پیچھے ہٹا اور چھ قدم عزیز الملک کا مرکب پیچھے ہٹا یہ دیکھکر عزیز الملک نے کہا کہ
اے قاسم اگر میرا مرکب چھ قدم آگے ہٹگیا تو اسپر نازاں نہ کر ہٹگیا تو ہٹ جانے دے اگر دعوی شجاعت ہے تو لا ضرب شجاعت
کی قاسم نے کہا کہ اے عزیز الملک پیشدستی ہمارا دستور نہیں ہے ورنہ تیغ کفر دنیا بھر سے اٹھا کر پھینک دیتے مگر کیا کرین کہ حکم
صاحبقران نہین ہے اور یہ تمہاری نیزہ بازی تو ہماری دیکھی بھالی ہے یہ سنکر عزیز الملک نے نیزہ اٹھایا اور قاسم کے
سینے پر مارا قاسم نے بھی اسکا جواب دیا لگی نیزہ بازی ہونے شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر ؛ تو گوئی کہ ہستند دو شرزہ
شیر ؛ غرض بعد نیزہ کسو طعن کے جب کوئی عاجز نہوا تو نقابدار نے ہنسکر اپنے ایک سردار سے کہا کہ واہ قاسم
نیزہ بازی کی تو بڑی دھوم تھی مگر آج دیکھ لیا بس یہ سنکر قاسم کو غیظ آگیا اور ایک ہی طعن جو ماری تو نیزہ اسکا مثل آہ
عاشقان آسمان پر جا پہونچا صدائے آفرین وتحسین لشکر سے بلند ہوئی اسوقت نقابدار کو قاسم نے آواز دی کہ اے نقابدار ہماری
نیزہ بازی تمنے دیکھی کہ کیونکر نیزہ عزیز الملک کا ہوائی کردیا یہ سنکر عزیز الملک نے آواز دی کہ اگرچہ نیزہ میرے ہاتھ
سے نکلگیا مگر مین کسیطرح تجھسے دبنے والا نہین ہون بھلا اب تو میری ضرب کو روک دیکھون تو تو کیسا بہادر ہے یہ کہکر بڑے
جوش وخروش سے قاسم پر دودستی گرز کا وار کیا قاسم نے گرز کو گرز پر روکا آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی قاسم مع مرکب
تلق گرد مین غائب ہوگیا یہ دیکھکر عزیز الملک نے آواز دی کہ زدم وپست کردم حریف را یہ سنکر سیارہ تلق گرد مین در آیا
اور چھاگل سے پانی نکالکر قاسم کے منہ پر چھینٹے دیے جب قاسم کی آنکھ کھلی تو سیارہ نے کہا کہ اے شہریار حریف نداء دیتی
کرتا ہے یہ سنکر قاسم نے گھوڑے کو ایڑ دی مرکب طبقہ زمین کا لیکر باہر آیا قاسم نے آواز دی کہ کراز دی وکراپست کی دیکھ
مین تو زندہ وسالم موجود ہون بھلا میری ضرب کو تو روک یہ کہکر قاسم نے بھی گرز مارا عزیز الملک تلق گرد مین چھپ گیا
قاسم گرز مار کے خاموش کھڑے رہے عیار عزیز الملک تلق گرد مین در آیا اور عزیز الملک کو کئی آوازین دین جب
عزیز الملک نے آنکھ کھولی تو عیار نے پوچھا کیا حال ہے عزیز الملک نے کہا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ساتون آسمان مجھپر
ٹوٹ پڑے یہ کہکر عزیز الملک نے مرکب کو ایڑ دی لیکن وہ مرکب مطلق نہ ہلا مرکب گلی ہوگیا عیار نے کہا کہ اب وقت
تاخیر کا نہین مرکب رانون تک زمین مین گڑ گیا کام اسکا تمام ہوچکا نکلنا اسکا دشوار ہے یہ سنکر عزیز الملک مرکب سے کود کر پیدل
بکمال شان آیا اور قاسم سے بولا کہ تمنے میرے مرکب کا خون کیا مین بھی تمہارے گھوڑے کو ذبح کرونگا یہ کہکر جھپٹا ہی تھا کہ قاسم مرکب
سے کود پڑے اور ہان ہان کرتے ہوئے دوڑے اتفاقاً زمین وہان کی پولی تھی پانون قاسم کا گڑھے مین جا رہا
تلوار عزیز الملک کی قاسم کے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر آئی قاسم نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکلگئی مگر گہرا زخم آیا
عزیز الملک چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے دفعتہً قیماس خان بیچ مین آگئے اور عزیز الملک کی تلوار کو روک کر
خود تلوار لگائی بس یہ دیکھتے ہی لشکر مخالف بھی آپڑا اور لشکر قاسم کے بھی لوگ آپڑے تلوار چلنے لگی قاسم بھی
مثل شیر مجروح کے حملہ آور تھے اور نقابدار یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ یکایک فرتیہ کوک عقرب چشم پانچ لاکھ سوار
جرار سے آپہونچا اور لشکر قاسم پر حملہ آور ہوا یہ دیکھکر نقابدار کو تاب نہ رہی اور مع کل فوج کے لشکر فرتیہ کوک پر
جا پڑا اور آن واحد مین ہزارون کے وارے نیارے کردیے کہ قدم فوج کے اٹھنے لگے یہ ماجرا عزیز الملک نے دیکھکر
بعجلت تمام طبل امان بجوا دیا سب لشکر الگ الگ ہوگئے شاہزادہ قاسم اپنی بارگاہ مین آئے نقابدار اپنے خیمے مین
جا کر مقیم ہوا اور عزیز الملک مع فرتیہ کوک کے اپنے خیمے مین مقیم ہوا اور ہر ایک نے اپنے اپنے لشکر کے کشتون کو
بطریق خود با دفن وکفن کیا غرض عزیز الملک نے فرتیہ کوک سے پوچھا کہ تم اسطرف کیونکر چلے آئے اور تمھین اس
مقابلے کی اطلاع کیونکر ہوئی فرتیہ کوک نے کہا کہ لشکر اسیر کا برابر قبطول خداوند کے آگیا ہے لڑائیان ہو رہی ہین

ہنگامۂ عظیم برپا ہے لہذا امیر سے تمام خط خداوند کا بمضمون طلب صادر ہوا خط کے پہونچتے ہی مین نے کوچ کردیا راہ مین مجھے اس
جنگ کی خبر پہونچی مین یہ سوچا کہ جانا تو ہون ہی لاؤ اسطرف بھی ہوتا جاؤن یہ سنکر عزیز الملک نے فرتیہ کوک کی بڑی تعظیم و
تواضع کی دعوت وضیافت مین مصروف ہوا اور دوسرے دن فرتیہ کوک کو رخصت کیا غرض فرتیہ کوک تو مجبوراً
رخصت ہوا اور یہان عزیز الملک نے پھر طبل جنگ کا حکم دیا ادھر لشکر عزیز الملک مین طبل جنگ بجا اور ادھر لشکر
قاسم اور لشکر نقابدار مین آواز نقارۂ رزمی کی بلند ہوئی وہ دن اور رات تو تیاری جنگ مین بسر ہوئی صداے ہوشیار باش
اور بیدار باش ہر سہ جانب بلند رہی خدا خدا کرکے جب رات تمام ہوئی اور صحبت سیارات آسمان پر درہم برہم ہوئی تو چراغ
قمر طلعت مہر سے آنکھ چھپا کر دامن فلک مین پوشیدہ ہوا سفیدۂ سحری آغاز ہوا ہر ایک خدا پرست مستعد نماز ہوا نسیم
عنبر شمیم باغ جنت النعیم سے آنے لگی دعاے عباد بالاے فلک جانے لگی مرغان چمن نغمہ زن ہوئے اور سب نمازی بعد
نماز مصافحہ و معانقہ کرکے باہم خندہ زن ہوئے اور ایک سے ایک کہنے لگا کہ دیکھین آج جام شہادت پی کر عروس اجل
سے کون ہمکنار ہوتا ہے اور کون مظفر و منصور میدان سے مراجعت کرتا ہے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک لشکر
عزیز الملک سے آواز طبل جنگی کی بلند ہوئی سبھون نے تیاری کردی ایک طرف سے ملک قاسم اپنے زخم پر پٹی زرتاش
کی باندھے ہوئے ہمراہ فریدون شمشیر پرست میدان مین آئے اور ایک جانب سے نقابدار گلگون پوش مع کل
فوج کے صف آرا ہوئے کہ اتنے مین عزیز الملک میدان مین آیا اور لشکر نقابدار کی طرف منہ کرکے نعرہ زن ہوا کہ او
نقابدار اگر دعوی شجاعت ہے تو آگے بڑھ ہمین گو وہمین میدان بس یہ سنکر نقابدار نے مرکب کو مہمیز کیا دونون جوان
باہم لگا ور زن ہوئے تین قدم نقابدار کا مرکب ہٹا اور سات قدم عزیز الملک کا مرکب پیچھے ہٹا بس عزیز الملک
غیظ مین آکر گھوڑے کو ایڑ دیکر آگے بڑھا اور گرز اٹھا کر نقابدار پر حملہ آور ہوا نقابدار نے بھی مرکب کو آگے بڑھایا جیسے ہی گرز
اُسکا قریب سر آیا نقابدار نے ہاتھ بلند کرکے کلۂ گرز کو پکڑ لیا اور وہی گرز چھین کر عزیز الملک پر حملہ کیا عزیز الملک نے
سر پیچھے ہٹا لیا گرز گھوڑے کے سر پر پڑا کہ سر گھوڑے کا پاش پاش ہو گیا عزیز الملک مرکب پر سے کودنے لگا پانون
جو رکاب مین الجھتا ہے تو تلے سوار اوپر گھوڑا نقابدار نے لپک کر ایک تلوار اور گھوڑے کی پیٹھ پر رسید کی کہ پیٹ پھٹکر
سب انتڑیان عزیز الملک کے بدن پر جا پڑین لوگ عزیز الملک کے دوڑ پڑے اور اُسے اٹھا لیگئے یہ دیکھکر قاسم
گویا ہوا کہ اس نقابدار کے ہاتھ سے عزیز الملک خوب ہی بچا ورنہ اسنے تو مار ہی لیا تھا فریدون شمشیر پرست
نے کہا کہ اگر مجھے حکم ہو تو مین جاکر اس نقابدار کو باندھ لاؤن یہ کہکر فریدون نے گھوڑا اٹھایا اور نقابدار کے سامنے کر
آواز دی کہ او نقابدار بدکردار ادھر آ تو میرا شکار ہے یہ سنکر نقابدار نے بھی مرکب کو مہمیز کیا اور دونون لگا ور زن ہوکے کوئی
چار قدم مرکب فریدون کا اور کوئی تین قدم مرکب نقابدار کا پیچھے ہٹا الغرض بعد لگا ور زنی کے نیزہ بازی شروع ہوئی
بعد دو سو طعن کے نقابدار نے نیزہ فریدون کا ہوائی کیا فریدون نے قبضۂ شمشیر پکڑ کر یا خداوند شمشیر کھینچکر ایک وار
نقابدار کے لگایا جب تلوار سر نقابدار کے قریب آئی نقابدار نے ایک دستانہ اس زور سے مارا کہ تلوار فریدون کے ہاتھ
چھوٹ کر دور جا پڑی فریدون نے لپک کر گریبان مین ہاتھ ڈالا نقابدار بھی دست بگریبان ہوا نبرد ہونے لگی القصہ
زور آزمائی ہوتے ہوتے دونون برابر سے کود پڑے اور کشتی ہونے لگی تین روز تک خوب ہی کشتی رہی چوتھے روز
فریدون خبردار خبردار کہکے نقابدار کی بغلون مین ہاتھ ڈالا کر مثل سیل بلا کے لیچلا تین قدم پر جاکے نقابدار کا گھٹنا
زمین سے لگ گیا بس تڑپ کر نقابدار نے اپنے ہاتھ تو نکال لیے اور فریدون کی بغلون مین ہاتھ دے کر کھینچا چھ قدم پر
جاکے فریدون کا گھٹنا زمین سے آشنا ہوا فوراً نقابدار نے بغلون کو چھوڑ کر کمر زنجیر فریدون کا پکڑ کر جو جھٹکا دیا

دوسرے داستان جانا قیماس خان خاوری کا مع سیارہ بن عمرو و جملہ لشکر کے خدمت امیر حمزہ صاحبقران عالیشان میں ملاحظہ فرمائیے

کہ جب نقابدار پلنگینہ پوش قاسم کو اٹھا لیگیا تو قیماس خان وغیرہ پر قیام اُس مقام کا بہت شاق گذرا اور سب
سب باحال تباہ خدمت امیر باتوقیر میں روانہ ہوئے جب طے منازل اور قطع مراحل کے بعد خدمت امیر میں پہونچکر
شرف قدمبوسی سے مشرف ہوئے تو سارا احوال گذشتہ بیان کیا اور عرض کیا کہ حضور اب کوئی تدبیر معقول غور فرمائیے امیر
نے اسیوقت جام کوہ عظمت بارگاہ میں رکھوا دیا اور آواز دی کہ کون ایسا ہے جو جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو
اُس قید ستم سے چھڑا لائے بس ابھی یہ کلام امیر عالی مقام تمام ہوا تھا کہ مالک اژدر غلام ہی چالاک عیار اپنی جگہ سے
اُٹھے اور آگے بڑھکر اُس جام کو نوش جان کیا اور کہا اب تو دل میں یہ بات ٹھانی ہے انشاء اللہ باقی دم میں کر دکھاؤنگا اور
امیر کو مجرا کر کے ایک لاکھ اسی ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب مالک اژدر روانہ ہوچکے تو عمرو نے امیر
سے عرض کیا کہ ہرچند مالک اژدر نہایت مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہیں مگر حضور کا عزیمت فرمانا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے
یہ سنکر امیر نے اسیوقت پہلوان عادی کو طلب کیا اور پیش خیمہ لادنے کا حکم صادر فرمایا اسیوقت پہلوان عادی نے
پیش خیمہ سلطانی سنہرہ پر بار کرا کے شمالیہ باختر کی راہ لی بعد اسکے امیر باتوقیر نے بھی مع فوج جانب شمالیہ باختر
عنان عزیمت کو منعطف فرمایا اب انکو تو راہ میں چھوڑیئے اور

دوسرے داستان حال قاسم اور بدیع الزمان ملاحظہ فرمائیے

کہ جب نقابدار پلنگینہ پوش انکو اٹھا لیگیا اور بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک باغ روح افزا میں یہ دونوں
بیٹھے ہوئے ہیں سمجھے کہ کارخانہ طلسمی معلوم ہوتا ہے غرض قاسم نے آگے بڑھکر نقابدار کے چہرے کی نقاب الٹ دی اب جو
غور سے دیکھتے ہیں تو حضرت بدیع الزمان عالیشان تشریف رکھتے ہیں متعجب ہوکر کہنے لگے کہ واہ عمو جان واہ ماشاءاللہ
کس ترکیب سے آپ نے میرا مقابلہ کیا ہے گویا ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلا آپ نے فریدون شمشیر پرست کو
اس حیلہ گری سے زیر کیا ورنہ وہ بھی آپ میرا سر دار ہے تا بدیع الزمان نے کہا وہ تو جو کچھ ہوا وہ ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ تمہاری
ہماری دونوں کی کرکری ہوگئی ایک نقابدار نے دونوں کو باندھ لیا لیکن اس اثنا میں قاسم جو اپنی قوت کو خیال کرتے
ہیں تو مثل پشہ ہی کے پاتے ہیں سمجھے کہ اثر سحر مجھپر سے زائل ہوگیا اور بدیع الزمان کی آہستہ کلامی سے سمجھے کہ یہ
ابھی تک مبتلاے سحر ہیں یہ خیال کر کے کہنے لگے کہ اچھا عمو جان جو ذلت ہونا تھی وہ تو ہوئی مگر اب خیریت اسی میں ہے کہ
اب ذلک رستم آپ مجھے لکھ دیں ورنہ میں بری طرح پیش آؤنگا بدیع الزمان یہ سنکر ہنسے اور کچھ تامل کیا بس قاسم
نے لپک کر شانے بدیع الزمان کے پکڑ لیے اور قصد کیا کہ اٹھا کر پھینکدیں لیکن اتفاق سے سحر انکا بھی دفع ہوچکا تھا
یہ بھی لپٹ گئے کشتی ہونے لگی کہ اتنے میں نقابدار بھی آپہونچا اور کہا کہ تم دونوں حد سے زیادہ سرکشی کرتے ہو اب میں
تمھیں قید کرونگا یہ کہکر مثل سابق دونوں کو اٹھا کر قریب دریا آیا اور کچھ پڑھکر پانی پر پھونکا ایکبار ایک نہنگ آتش
دریا سے پیدا ہوا اور نقابدار کے قریب آیا نقابدار نے ان دونوں کو اسکے حوالے کر دیا اور وہ نہنگ انھیں نگل کر پھر دریا
میں چلا گیا جب نہنگ دریا میں چلا گیا تو نقابدار بھی وہاں سے چلا آیا اب اس قصہ کو تو یہیں تک چھوڑیئے اور

دوسرے داستان عمرو کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب لشکر فیروزی اثر امیر باتوقیر قریب صحراے شمالیہ کے پہونچا تو خواجہ عمرو برائے تلاش فرودگاہ کچھ آگے
بڑھ گئے جاتے جاتے ایک تھوڑی دور پر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مجمع غفیر اور مجمع کثیر عورات جوان و پیر ایک جگہ ہوا اور ایک

نازنین مہ جبین و مہ تمکین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غرق بیچ مین اُن عورتون کے علاوہ افروختہ جگر زار و
قطار مثل ابر بہار اشک فشان ہے اور ایک خواص اُسکی نہایت کبیر السن اُسکے برابر بیٹھی ہوئی ہے اور بانواع طرق سمجھا رہی ہے اور وہ
سب عورتین بھی اُسکی ہمزبان ہین مگر اُس نازنین کو کسیطرح تسکین نہین ہوتی کہ اسی اثنا مین یکایک ایک عورت کبیر السن
کوزہ پشت نمودار ہوئی اور قریب آکر کہنے لگی کہ کیون صاحبو تم کون لوگ ہو اور یہ نازنین کون ہے اور کیون رو رہی ہے وہ
خواص جو ملکہ کے برابر بیٹھی ہوئی تھی کہنے لگی کہ میرا نام مشیشہ ہے اور اس نازنین کو ماہ سیمتن کہتے ہین نانی کو اسکی
عجائب شاہ نے قید کرا لیا ہے اور اسکو آج عروسی کے لیے طلب کیا ہے اس سبب سے یہ رو رہی ہے یہ سنکر وہ زن
کوزہ پشت آگے بڑھی اور بلائین لیکر کہنے لگی کہ بلا لون آپ اسقدر بد حواس کیون ہین مصرع مشکلے نیست کہ آسان نشود
یہ کہکر وہ بڑھیا پیچھے ہٹی اُسکا ہلنا تھا کہ ملکہ بیہوش ہو کر گر پڑی عمرو یہ دیکھکر سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے حباب بیہوشی اسکے ہاتھ مین
تھا غرض وہ بڑھیا تو غائب ہو گئی اور عمرو ایک دوٹ مار کے اُس عورت کی قطع بنکے آگے بڑھے اور سر اُس
نازنین کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا دارو ے رفع بیہوشی اُسے سنگھا کر ہوشیار کیا مگر حال اُسکا یہ ہے کہ جون جون
دن اخیر ہوتا ہے وہ نازنین سہمی جاتی ہے اور چہرے پر زردی چھائی جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی روح نکالے لیتا ہے اور بار بار یہ شعر
زبان پر آتا ہے شعر ہجوم بیخودی ہے کیون لیے جاتے ہو وان مجکو ٭ خدا جانے وہ کیا پوچھے زبان سے میری کیا نکلے ٭ غرض
وہ حالت خفقان کی ہے کہ کسیکو اسکی زندگی کی امید نہین ہے یہ حال دیکھکر عمرو یعنی زن مصنوعی نے کہا کہ مجھے ایک اسم رفع خفقان
اور وحشت کا یاد ہے اگر تم سب کہو تو مین الگ لیجا کر اسکے کان مین پڑھ دون یہ سب عوارض ابھی تو رفع ہو جائینگے مین یہین
پڑھ دیتی مگر حکم سے اُستاد کے مجبور ہون سبکے سامنے نہین پڑھ سکتی یہ سنکر سب نے کہا کیا مضائقہ ہے عمرو اُس نازنین کو
ایک گوشے مین لیگئے اور بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا اور آپ اُس نازنین کی صورت بنکر اُس مجمع مین واپس آئے کہ
اتفاقاً اسیوقت ایک محافہ چار عقاب لیے ہوئے پیدا ہوئے اور ملکہ نقلی سے کہا کہ چلو سوار ہو ملکہ نقلی اپنی جلیسون سے
خدا حافظ کہکے اُس محافے مین جا بیٹھی اُسکے بیٹھتے ہی وہ محافہ اُڑا اور آن واحد مین راہ طے کر کے ایک مکان پر [illegible]
اُترا دیکھا کہ دیوارین جسکی سنہری تھین اور ہر درخت کے پتے بھی سنہرے تھے اور تمام عمارت گنگا جمنی نہایت آب و تاب کی
تھی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی غرض اس ملکہ نقلی کے پہونچتے ہی پیشخدمتین اور کہاریان ہر قسم کی
حسنا و مہ جبینین آ موجود ہوئین اور ملکہ کو ایک بارہ دری مین لیجا کر اُتارا تمام عیش و نشاط کا اسباب مہیا ایک عورت سرو ناز
نام جو عجائب شاہ کی بڑی مقرب تھی وہ اسکے آرام و آسایش کے اہتمام کے لیے آموجود ہوئی اور کہا حضور کا جو حکم ہو
ہم بجا لائین ملکہ نے کہا پہلے یہ تو بتاؤ کہ یہ سنہری جھاڑ کنول جو اس بارہ دری مین لگے ہین یہ اصلی ہین یا نقلی سرو ناز نے کہا کہ
بی بی آپ کی بھی کیا باتین ہین بھلا راجہ کے گھر موتیون کا کال یہان نقلی چیز کا کیا کام ہے ملکہ نے کہا ذرا ایک جھاڑ اُتروا دو تو سہی سرو ناز
تو بہت اچھا کہکے جھاڑ اُتارنے کو گئی اور ان حضرت نے ایک سیر فرش طلائی جھٹ داخل زنبیل کیا اب جو سرو ناز نے
مڑکر دیکھا تو ایک سیر فرش ندارد تعجب ہوئین سے پکار کر کہا کہ ارے دیکھنا ایک سیر فرش نہین دکھائی دیتا مجھکو نہین معلوم
ہوتا کہ کیا ہوا یہ کہکر وہ پھر جھاڑ اُتارنے مین مصروف ہوئی اِنھون نے دوسرا سیر فرش بھی نذر زنبیل کیا اب جو سرو ناز
دوسری مرتبہ پھر کے دیکھتی ہے تو دوسرا سیر فرش بھی ندارد بس جھاڑ اُتارنا تو وہ بھول گئی دونون ہاتھون سے سر پکڑ کر بیٹھ گئی
کہ ہین آنکھون ہی آنکھون مین دو سیر فرش غائب ہو گئے کہ یکایک ایک تخت جواہر نگار نمودار ہوا اور آواز ہشیار باش
کی بلند ہوئی جیسے ہی نگاہ لوگون کی اُس تخت پر پڑی سب کے سب یا خداوند عجائب شاہ کہکے سجدے کو جھک
گئے مگر اُس نازنین نے سجدہ نہ کیا عجائب شاہ تخت سے اُتر کر داخل بارہ دری ہوا اور اُس نازنین سے کہا

تم نے مجھے کیون نہ سجدہ کیا یہ تو تھرتھرانے لگے مگر سرو ناز نے کہا کہ ابھی تحقیق واحد خداوندی سے واقفیت نہین ہے مرد کی صحبت مین
کبھی کا ہیکو بیٹھی ہونگی اب سب کچھ آ جائیگا عجائب شاہ یہ سنکر ہنسنے لگا اور ایک جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر
اُس نازنین کو دیا اور کہا کہ یہ جام پیام وصل ہے اُس نازنین نے آنکھین نیچی کرکے کہا کہ یہ کام تو ہمارا تھا مناسب یہ تھا کہ
مین آپ کو جام بھر کر دیتی عجائب شاہ نے کہا کہ خیر اب تو میری خاطر سے پی لو اُس نازنین نے ایک دو گھونٹ پی کر جام
رکھدیا اور کہا کہ مین ایسی شراب نہین پیتی دیکھو مین اپنے پینے کی شراب نکالتی ہون اپنے ساتھ تھوڑی سی لیتی آئی تھی یہ کہکر
ایک قلم شراب یاقوت رنگ کی نکالکر ایک چھوٹے سے جام مین انڈیل کر خود نوش جان کی عجائب شاہ نے
کہا کہ کچھ تو ہمین بھی دو اُس نازنین نے مسکرا کر ایک جام بھر کے کچھ نگاہی سے اُس شراب مین ڈال کے اور چند قطرے زمین پر
ٹپکا کے عجائب شاہ کو دیا عجائب شاہ نے اُس جام کو لیکر منھ سے لگا لیا جیسے ہی وہ جام لبون سے متصل ہوا
ویسے ہی وہ شراب برنگ آفتاب جانب آسمان اُڑ گئی اُس شراب کے اُڑتے ہی اسے تو مین نے پکڑ لیا اور دھم سے
ایک کوندا سا چمکا کر برجوت جادو نمودار ہوئی عجائب شاہ نے برجوت سے کہا کہ ذرا دیکھ تو یہ کون بیٹھا ہے
ارے عمرو ہماری صحبت مین آجاتے اور تو اطلاع نہ کرے ہم تو تیری وجہ سے غافل رہین اور تیری یہ حرکتین یہ سنکر
برجوت تو شکل بید کی کھینچ گئی اور میان عمرو بولے کہ ای خداوند عجائب شاہ جیسا آپ کو سنا تھا ویسا ہی پایا اور مین
تو آپ کو قدردان سمجھکر اپنا کمال دکھانے آیا تھا اگر معلوم ہوتا کہ آپ کے آگے کسی کامل کا کمال پیش نہین جا سکتا ای عجائب شاہ
تا زندہ ایم بندہ ایم اصل یہ ہے کہ امیر حمزہ کا ملازم تھا وہ مجھے تین روپیہ ماہواری اور گھوڑے پیچھے مٹھی بھر کر چنے دیا کرتا
تھا اسمین میری بسر نا ممکن ہوا اب تو نوکری اسکی چھوڑ کے بیکار بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی قدردانی کا شہرہ گوش زد
ہوا اپنی جان پر کھیل کے اتنی دور سے حاضر خدمت ہوا اب مصرع ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے عجائب شاہ
اس تقریر کو سنکر حیران ہوا اور برجوت جادو سے کہا کہ ای برجوت اب تو ہم جاتے ہین تو اسے اپنے پاس قید رکھ
صبح کو ہم اسکا دیوان کرینگے یہ کہکر عجائب شاہ تو اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا اور برجوت نے اپنے مکان پر
لاکر عمرو کو ایک آہنی قفس مین قید کیا شب بھر عمرو قید رہے جب صبح ہوئی اور عجائب شاہ آکر تخت پر بیٹھا تو کل
جادوگر مثل شہنگ جادو اور پالنگ جادو اور سرمست جادو سب کے سب حاضر ہوئے اور اپنے اپنے
قیدیون کو لاکر حاضر کیا شہنگ جادو نے بدیع الزمان اور قاسم کو پیش کیا اور برجوت جادو نے عمرو کو حاضر کیا
عجائب شاہ نے قاسم سے کہا کہ ای قاسم اگر تو مجھے سجدہ کرے تو مین تجھے مرتبہ صاحبقرانی سے زیادہ تر مرتبہ عطا کرون
قاسم نے کہا کہ مین تجھپر بھی اور تیرے پرستارون پر بھی لعنت کرتا ہون تو بکتا کیا ہے اور ایسا ہی کچھ بدیع الزمان نے بھی کہا یہ سنکر
عجائب شاہ نے قاسم سے کہا کہ ای قاسم تیری محبوبہ ملکہ ماہ تاجدار سیف الملک صف شکن شمالی کی بیٹی جسے بدیع الزمان
نے سحر ابیرہ مین دفن کیا تھا مین نے اُسے بزور خداوندی طلب کر لیا اور شبیہ اُسکی دفن ہو گئی اور پکار اُٹھا کہ ای
برجوت جادو لے آ تو اُس ملکہ ماہ تاجدار کو اسیوقت برجوت جادو نے ملکہ ماہ تاجدار کو حاضر کیا ملکہ کو دیکھتے ہی
قاسم کے تو جان مین جان آگئی اور عجائب شاہ نے قاسم سے کہا کہ جب دیو تیز اعظم صف شکن کے
ہاتھ سے مارا گیا اور شعلہ اُسے اُٹھا لیگئی تو یہ انتہا سے زیادہ بیتاب و مضطر ہوئی تا اینکہ یہ قریب الموت پہونچ گئی تو مین نے
اسے تو اپنے پاس بلا لیا اور اسکی شبیہ کو وہان بھیجدیا تھا جو وہان جاکر مر گئی اور بدیع الزمان نے اُسے دفن
کیا یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ مجھے سجدہ کر ملکہ نے کہا کہ اگر قاسم سجدہ کرے تو مین بھی سجدہ کرون یہ سنکر
عجائب شاہ نے پھر قاسم سے کہا کہ ای قاسم مجھے سجدہ کر قاسم نے پھر وہی جواب دیا عجائب شاہ نے کہا

کہ ارے برجوت پھر انھیں لیجا کر قید کر برجوت تو ان دونوں کو ادھر لیگئی اور یہاں عجائب شاہ عمرو کی جانب متوجہ ہوا اور
کہا او عمرو تو مجھے فقرہ دیتا ہے اور بے وقوف بناتا ہے عمرو نے کہا کہ خداوند کیا مجال ہے اور آپ کو فقرہ دوں عجائب شاہ
نے کہا کہ خیر ہر چہ بادا باد اس نازنین کو تو مجھے دیدے عمرو نے کہا کہ میں تو گرفتار سحر ہوں مجھے دام سحر سے رہا کیجیے تو میں اُسے
پیدا دوں بعد اسکے اگر آپ مجھ سے ناخوش ہونگے تو میں کسی سمت کو چلا جاؤنگا یہ سنکر عجائب شاہ نے پالہنگ جادو سے
کہا کہ اسے یہاں سے لیجا اور اس نازنین کو اس سے لیکر اسے جنگل کی طرف پھینکدے یہ سنکر پالہنگ جادو عمرو کو اپنے
مکان پر لایا اور عمرو سے دام سحر کو رفع کر کے اس نازنین کو طلب کیا عمرو نے ایک گوشے میں جا کر ایک زن نازنین کو زنبیل
سے نکالکر پالہنگ جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ یہی ماہ سیمتن ہے پالہنگ نے پوچھا کہ کیوں خواجہ یہ کہاں
تھی عمرو نے کہا کہ میری زنبیل میں تھی اے پالہنگ جادو میری زنبیل میں چار دریا ہیں چار بادشاہ ہیں اور انواع
و اقسام کی عجائب و غرائب سیاحت ہے پالہنگ نے کہا کہ بھلا ہم بھی دیکھ سکتے ہیں عمرو نے کہا کہ جی ہاں اس
زنبیل میں سر ڈالکر ملاحظہ فرمائیے یہ سنکر پالہنگ نے سر ڈالا عمرو نے دونوں ٹانگیں پالہنگ کی پکڑ کر اسکو تو زنبیل
میں داخل کیا اور آپ اسکی قطع پر متشکل ہوسکے اور اس عورت کو ماہ سیمتن بنا کر ایک گوشے میں بٹھلا کر خود
خدمت عجائب شاہ میں آیا عجائب شاہ اسوقت رقعۂ جمشیدی میں حال حیات و ممات دیکھ رہا تھا اسمیں
لکھا تھا کہ عجائب شاہ عمرو کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور عمرو زندہ رہیگا یہ حال دیکھکر عجائب شاہ خوف سے
کانپ رہا تھا کہ یہ پالہنگ نقلی سامنے حاضر ہوا عجائب شاہ نے کہا کہو پالہنگ کیا حال ہے پالہنگ نے
کہا کہ حضور عمرو کو تو میں نے ہاتھ میں سے جانب صحرا پھینکدیا اور ملکہ کو ایک علیحدہ مکان میں فروکش کر دیا ہے
بس یہ سنکر عجائب شاہ دریافت کرکے پالہنگ کے ساتھ ہوا جب قریب اس مکان کے پہونچا تو پالہنگ
نے کہا کہ حضور آپ کے چہرے پر کچھ گرد پڑی ہے یہ کہکر اپنے رومال سے گرد چہرے کی پاک کی اس رومال میں عطر بیہوشی
ملا ہوا تھا اسکی خوشبو سے عجائب شاہ کو چھینک آئی اور غش سے زمین پر گر پڑا عجائب شاہ کے گرتے ہی فوراً ایک
شیر پیدا ہوا اور آتے ہی ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا عمرو نے کہا کہ بھائی تو میرا ہاتھ چھوڑ دے اب مجھسے ایسی خطا نہ ہوگی جب شیر
نے ہاتھ اسکا نہ چھوڑا اور ملازمان عجائب شاہ نے یہ معرکہ دیکھا تو عجائب شاہ کو آکر ہوشیار کیا جب عجائب شاہ ہوشیار ہوا
تو اسنے دیکھا کہ شیر پالہنگ کے ہاتھ کو پکڑے کھڑا ہے عجائب شاہ متحیر ہو کر کہنے لگا کہ یہ شیر تو میں نے عمرو کے
واسطے مقرر کیا تھا ارے پالہنگ اس شیر نے تیرا ہاتھ کیوں پکڑ لیا عمرو نے کہا کہ شیر کو کچھ دھوکا ہوا ہوگا اسلیے
میرا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ گر پڑے سبب مجھے تو غالباً یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ صرع ہے اور شیر کے برقع میں آئی ہے یہ سنکر عجائب شاہ
نے اس شیر کی طرف دیکھکر کہ یہ کون ہے شیر نے کہا عمرو عجائب شاہ نے کہا کہ ارے عمرو یہ کیا غضب کیا پالہنگ
کو تو نے کیا کیا عمرو نے عرض کیا کہ وہ میری زنبیل میں مصروف ہے یہ سنکر عجائب شاہ نے عمرو کو بشکل آہو بنا کر جانب
صحرا بھیجدیا اور خود جانب گنبد جمشیدی روانہ ہوا اب عجائب شاہ کو تو گنبد عجائب جمشیدی میں چھوڑ دیجیے اور

وہ کیفیت داستان امیر ابو فیر حمزہ صاحبقران عالیشان سے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب امیر ابو فیر شہر شمالیہ باختر میں پہونچے اور حال ملک قاسم کا سنا تو اب امیر کو شمالیہ باختر میں ٹھہرنا
شاق ہوا اسیوقت ملک عجائب شاہ کا راستہ لیا بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب ملک عجائب شاہ کے جب
پہونچے تو سنا عجائب شاہ گنبد عجائب جمشیدی میں متمکن ہے اور کل سردار اسکے اسکے پاس موجود ہیں یہ سنکر
امیر نے ایک نامہ لکھکر بدست ملک اثر روانہ کیا اور خود شکار کے لیے جانب صحرا روانہ ہوئے چلتے چلتے ایک

دامن کوہ کے برابر پہونچکے شکار مین مشغول ہوئے کہ ایک آہو سامنے سے پیدا ہوا اور امیر کی جانب آنے لگا یا تو امیر نے تیر چلہ کمان مین جوڑا تھا یا اب جو اسکو آتے دیکھا تو ٹھہر گئے وہ آہو امیر کے قریب آکر سید ھا کھڑا ہوگیا اور سر ا کر رونے لگا امیر اُس آہو کے قریب گئے اور اُسکے سر پر ہاتھ پھیرا یہ شفقت امیر کی دیکھکر اُس آہو نے اپنے اگلے پنجون سے زمین پر تحریر کیا کہ ای امیر با توقیر مین عمرو ہون جلد اسم رفع سحر پڑھ کے مجھپر دم کرو کہ مین جامۂ انسانیت مین آؤن یہ دیکھکر اسم رفع سحر امیر نے پڑھکر دم کیا اور ایک خاک کی چٹکی اُٹھا کر عمرو پر ڈالی اسیوقت عمرو بصورت اصلی ہوگئے اور کل حال قید قاسم اور بدیع الزمان اور اپنی عیاری کا بیان کیا اور عرض کیا کہ ہم تو اب یہان ہرگز نہ رہینگے جاتے ہین آپ کو اپنے فعل کا اختیار ہے لاکھ لاکھ عمرو کو امیر روکا کیے مگر عمرو نے نہ مانا اور چلا گیا اور امیر سے کہتا گیا کہ ای امیر ایسے غدا میرا حال کسی سے نہ بیان کیجیے گا عمرو تو اپنی طرف راہی ہوا اور امیر اپنے لشکر مین داخل ہوئے لیکن جب مالک اُسکے قریب گنبد جمشیدی کے پہونچے تو دیکھا کہ بعینہ ایک جوان میری ہی شکل و صورت اور ایسی ہی قد و قامت اور ایسی ہی گھوڑے پر سوار کھڑا ہے مالک اُسے دیکھکر بہت متعجب ہوئے کہ یہ شخص بعینہ میری ہی شکل کون ہے اور کہان سے آیا ہے غرض جب مالک اُسکے قریب پہونچے تو اُس شخص نے مالک سے نامہ امیر کا طلب کیا مالک نے انکار کیا اُسنے کہا کہ ای مالک سنو مین تمھارا ہمشکل اور خداوند کا تابعدار ہون ہر وقت اُسے سجدہ کیا کرتا ہون اور تو بھی خداپرست سجدہ کرنے مین تجھے تامل ضروری ہوگا اور یہ تامل باعث خشونت خداوند ہوگا اور تو مستحق عقوبت ہوگا مالک نے کہا کہ چاہے کچھ ہو مین نامہ نہین دونگا تا اینکہ گفتگو زیادہ بڑھی اور نوبت بہ جنگ پہونچی اور نیزہ بازی ہونے لگی جب نیزے دونون کے بیکار ہوگئے تو نقلی مالک نے اصلی مالک کے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اور کھینچا ہوا سامنے عجائب شاہ کے لے آیا عجائب شاہ نے برجوت جادو کے حوالے کر کے کہا کہ اسنے لیجا کر قید کرو جب یہ خبر امیر کو پہونچی تو فی الجملہ امیر کو سکوت ہوا اور یہان عجائب شاہ نے طبل جنگ بجوایا جب امیر کو یہ خبر ہوئی تو انھون نے بھی نقارہ رزمی بجوادیا شب بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے ادھر سے عجائب شاہ مع اپنے سردارون کے میدان مین آیا اور اُسطرف سے امیر شوکت تمام تشریف فرما ہوئے لڑائی شروع ہوئی طہماس زور آور سردار عجائب شاہ کے ہاتھ سے بہت سے پہلوان لشکر امیر کے زخمی ہوئے جب آٹھ پہلوان زخمی ہوچکے تو دیکھا کہ یکایک لشکر امیر سے کرب غازی کا نعرہ بلند ہوا اور دفعتہً کرب غازی آتے ہی طہماس سے لگا ورزن ہوا بعد لگا ورزنی کے دونون نے نیزے اُٹھائے لگی نیزہ بازی ہونے ستر ھوین طعن مین کرب نے نیزہ طہماس کا نکالدیا طہماس نے تلوار ماری کرب نے ضرب اُسکی رد کر کے جو ایک ہاتھ مارا تو برابر سے دو پرکالے ہوگئے غرض اسیطرح پانچ سردار لشکر عجائب شاہ کے کرب کے ہاتھ سے مارے گئے کہ اسی اثنا مین شام ہوگئی عجائب شاہ طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر کو واپس ہوا اور دو چار دو جام شراب پی کر طبل جنگ بجا کر عجائب خانہ سامری مین آکر داخل ہوا اور کل سرداران امیر کے ہمشکل و ہمصورت اشخاص بنا کر دوسرے دن صف جنگ مین برآمد ہوا اور بڑے دھوم دھام سے آکر نعرہ زن ہوا کہ ای حمزہ اور لشکریان حمزہ دیکھو تو سہی ہمارے ساتھ بھی تم ہی تم ہیسے سردار ہین یا نہین اب جو امیر دیکھتے ہین تو جو سردار انکے یہان ہین ویسے ہی سردار اُسکے یہان بھی موجود ہین نتیجہ یہ کہ جو سردار لشکر امیر سے نکلا اُسی قطع کا ایک سردار لشکر عجائب شاہ سے بھی نکلا اور سردار امیر حمزہ کو باندھ لیگیا غرض کہ شام تک کل سردار امیر لشکر عجائب شاہ مین مقید ہوگئے جب خواجہ زادون نے یہ معرکہ دیکھا تو امیر سے عرض کیا کہ خداوند آپ ایک ہفتے کی مہلت عجائب شاہ سے طلب کیجیے

امیر نے عجائب شاہ سے ایک ہفتے کی مہلت طلب کی عجائب شاہ نے مہلت دیدی اور طبل شادمانی بجاتا ہوا اپنے مقام پر واپس ہوا اب ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑ دیجئے اور

دو کلمے داستان عمرو کے ملاحظہ فرمائیے

کہ یہ جو امیر کے پاس سے چلے تو چلتے چلتے ایک صحرائے لق و دق بے آب و گیاہ مین پہونچکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر اپنے ہاتھ کی لکیرین دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے کچھ خیال جو آیا تو ملکہ ماہ سیمتن کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا وہ بیچاری ہوشیار ہوکر حیران ہوئی اور پوچھا کہ آپ کون ہین عمرو نے سارا حال گذشتہ اسکے سامنے بیان کیا یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ آہا آپ کا نام عمرو عیار تو نہین ہے عمرو نے کہا کہ ہان مین ہی عمرو ہون یہ سنکر ماہ سیمتن نے کہا کہ ای خواہر میری ثانی سلطانہ جادو ہو اُسنے میرے بازو پر ایک پرچہ باندھ دیا تھا اور کہا تھا کہ ای ماہ سیمتن اب زمانہ میری قید کا قریب ہے بعد میرے قید ہو جانے کے اگر تجھے اور عمرو سے ملاقات ہو تو یہ پرچہ عمرو کو دیدینا عمرو نے کہا کہ اچھا وہ پرچہ لاؤ تو سہی ملکہ ماہ سیمتن نے وہ پرچہ اپنے بازو سے کھولکر عمرو کے حوالے کیا عمرو جو کھولکر پڑھتے ہین تو اُسمین لکھا تھا کہ ای خواجہ جب تم میدان لالہ زار کے قریب پہونچنا تو وہان کے پہنچانے مین ضرور جانا وہین تم عجائب شاہ کو پاؤگے اور گرفتار کروگے اور یاد رہے کہ بادشاہ وہان کا لالہ زار شاہ ہے آٹھون پہر خداوندی کرتا ہے اور اُسی سرزمین کچھ دریا ہے جب تم اُس دریا کے قریب پہونچنا تو کنارے پر اُسکے ایک درخت خوشرنگ پاؤگے اور اُسکی ایک شاخ پر ایک خوشرنگ طوطی کو دیکھوگے اگر یہ پرچہ اُسے دکھاؤگے تو وہ سارا حال ہمارا بیان کردیگی کیونکہ ہمنے اسواسطے پہلے سے اُسے مقرر کردیا ہے اس پرچے کو دیکھکر عمرو نے ماہ سیمتن کو تو زنبیل مین ڈال لیا اور خود بیابان لالہ زار کا راستہ لیا جب بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب اُس دریا کے پہونچے جہان کا پتا اُس پرچے مین لکھا تھا تو دیکھا کہ واقعی وہی درخت اور وہی طوطی اُسپر بیٹھی ہے عمرو نے وہ پرچہ اُس طوطی کو دکھا دیا طوطی اُس پرچے کے دیکھتے ہی زمین پر گری اور ہیئت انسانی پیدا کرکے عمرو سے ملاقات کی اور کہا کہ ای خواجہ آپ بیابان لالہ زار کے قریب آچکے ہین اور ملکہ سلطانہ جادو حباب جادو کی قید مین ہین اور حباب جادو جوگی بنا ہوا درہ کوہ کے اندر بیٹھا ہے اور ایک قفس مین سلطانہ جادو مقید ہین اگر آپ اُسے مارین تو سلطانہ جادو رہا ہو جائین یہ سنکر عمرو ایک جوگی کی قطع بنکر اُس جوگی کے پاس آگئے اور صاحب سلامت کی اُس جوگی نے کہا کہ ارے بھائی یہان سے چلا جا یہ مقام ٹھہرنے کا نہین ہے اس مصنوعی جوگی نے کہا کہ بابا آگ چاہیے ہے اگر اجازت ہو تو ذرا اسی آگ لیکر چلم بھر کے ایک دم لگا لون پھر چلا جاؤنگا مین نہ ٹھہرونگا اُس جوگی نے کہا کہ اچھا آگ لیکر جلد یہان سے چلا جا اُس مصنوعی جوگی نے جھککر اُس ٹھیلک مین سے آگ نکالی اور تھوڑی سی دوا ... اُسمین بچاکر اُس ٹھیلک مین ڈالدی یہ تو آگ لیکر ایک کھو مین پہاڑ کی چھپ رہا اور وہان جو ہوا چلی اور دھونی ہوئی اور وہ دھوان اُس جوگی کے دماغ مین پہونچا فوراً اُسکے ایک چھینک آئی اور وہ جوگی بیہوش ہوکر گرا اُسکے گرتے ہی عمرو جلدی سے لپک آئے اور آتے ہی ایک ہی ہاتھ مین خنجر کے کام اُسکا تمام کیا اُسکے گرتے ہی ایک دھوان سا بلند ہوا اور آواز آئی کہ افسوس مارا ناحق کشتی نام میرا حباب جادو بود جب دھوان برطرف ہوا تو وہ قفس خود بخود زمین پر گر پڑا اور سلطانہ جادو رہا ہوکر اپنی ہیئت اصلی پر آئی اور عمرو کی بہت کچھ مدح و ثنا کی اور کہا کہ ای خواجہ اب آپ کو مناسب ہے کہ آپ گنبد جمشیدی کی راہ لیجئے ... آئی ہون یہ سنکر عمرو ایک مرد دہقانی مجذوب کی قطع بنکر طرف گنبد جمشیدی کے روانہ ہوئے ... منازل گنبد جمشیدی کے دروازے پر پہونچے تو دربانون نے مخالفت

کی اور کہا کہ یہان سے چلا جا سوا سے میلے کے دن کے اور روز یہان کوئی جانے نہین پاتا عمرو نے کہا کہ ارے یار و مجھے جانے دو مین ایک بیچارہ غریب آدمی ہون اس شدت مرض سے رنجور و مجبور ہون مجھے خواب مین بشارت ہوئی ہو کہ تجھے خداوند جمشید نے طلب کیا ہو وہین تجکو شفا ہوگی تو بھائی بڑی مصیبت و تکلیف اٹھا کے مین یہان تک آیا ہون صدقہ خداوند جمشید کا مجھے جانے دو القصہ جب عمرو نے بہت کچھ آہ و زاری کی تو دربانون نے جانے کی اجازت دی عمرو جب گنبد کے اندر آیا تو پہلے کئی مرتبہ ایک بڑے بت کے گرد طواف کیا اور بعد طواف ایک گوشے مین جا بیٹھا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک اٹھارہ برس کے سن کا جوان بنکر ٹہلنے لگا اب جو دربانون نے اندر آکے دیکھا تو یہ ماجرا ملاحظہ کیا متعجب ہوکر پوچھا کہ ارے تو کون ہو اسنے کہا کہ مین وہی مریض ہون خداوند جمشید کے الطاف سے ایسا صحیح و سالم ہوگیا بس یہ سنکر پھر تو سب کے سب اسکے گرد آکر جمع ہوگئے اور انکے کپڑے تبرک سمجھ کے نوچ لیگئے اور تمام ساکنان بتکدہ اور پرستاران جمشید نے انکو بتخانے کا مالک کیا ان حضرت نے جہان تک ممکن ہوا خوب سامان و اسباب اور زر و جواہر بتخانے کا نذر زنبیل کیا اب انکو تو اس خرد برد مین چھوڑیے اور

دوسرے داستان عجائب شاہ کے ملاحظہ فرمایئے

کہ امیر باتوقیر کو جب عجائب شاہ نے ایک ہفتے کی مہلت دیدی تو امیر باتوقیر تو اپنے ساز و سامان مین مصروف ہوئے اور عجائب شاہ گھبرا کر گنبد جمشیدی کی جانب روانہ ہوا جب داخل گنبد ہوا تو میان عمرو کو دیکھکر حال انکا دریافت کیا لوگون نے تمام حال انکا بیان کیا عجائب شاہ متحیر ہوکر عمرو کے پاس گیا اور پوچھا کہ تمنے کس بت سے شفا پائی عمرو نے اشارے سے بتایا کہ دیکھو اس بڑے بت سے جو سب کے بیچ مین رکھا ہو کہیے تو مین آپ کے واسطے بھی اجازت لاؤن یہ کہکر عمرو بتخانے مین داخل ہوا اور گلیم عیاری اوڑھکر ایک گوشے مین چھپ کے آواز بدل کے پکارا کہ ای عجائب شاہ تو متعجب نہ ہو ہمارے ایسے بہت سے کھیل ہوا کرتے ہین تو بھی چلا آ کہ تجھے بھی برکت و شفا کا ہاتھ پھیر دین بس عجائب شاہ یہ آواز سنکر یا خداوند یا خداوند کہتا ہوا داخل بتخانہ ہوا یہان تو عمرو نے جاتے ہی حلقہائے کمند بچھا رکھے تھے عجائب شاہ جیسے ہی داخل ہوا ویسے ہی اپنے حلقہا ئے کمند مین پھانس کے بیہوشی سنگھا کر داخل زنبیل کیا اور خود عجائب شاہ کی شکل پر متشکل ہوکے بتخانے سے باہر آیا اور آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ وہ شخص عمرو عیار تھا مین نے اسکو قتل کیا تم سب بھی اسکے قتل سے خوش ہو اور نقارے خوشی کے بجاؤ کہ اسکے بیر چلا رہے ہین آواز انکی تم سب کے کانون تک نہ پہونچے تو بہتر ہو وہ سب تو نقارہ بجانے مین مصروف ہوئے اور انھون نے عجائب شاہ کے قتل کا ارادہ کیا معاً انکے ارادے کے زمین شق ہوئی اور ایک شیر آہنی پیدا ہوا اور ہاتھ انکا پکڑ لیا اور گویا ہوا کہ اوزد بار یک گردن عجائب شاہ ایسا غافل نہین ہو عمرو نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ ہاتھ پنجہ شیر سے چھوٹے مگر ممکن نہوا درگاہ خالق بے نیاز مین دست دعا بلند کیے اور عرض کیا کہ خداوندا اس بلا کو جلد دفع کر اس دعا کے ساتھ ایک برق آسمان سے گری اور اس شیر کے دو ٹکڑے کر دیے جب چمک اس برق کی رفع ہوئی تو عمرو نے دیکھا کہ سلطانہ جادو آموجود ہوئی اور عمرو سے کہا کہ اے خواجہ بڑا غضب کیا تمنے کوئی ایسی بھی غفلت کرتا ہو بس عمرو کو یاد آگیا فوراً انکا انکا گلا زبان مین سوزن کر دیا اور خود عجائب شاہ بنا اور سلطانہ جادو کو اپنی شکل پر متشکل کیا اور اب یہ عجائب شاہ نقلی اور عمرو نقلی یعنے سلطانہ جادو مال و اسباب بتخانے کا لیکر وہان سے چلتے ہوئے اب جو مستفسر حال ہوتا ہو یہ کہدیتے ہین کہ مین اس نظر کردہ جمشید کو لیکر منکران خداوند کی

ہدایت کو جاتا ہون تا اینکہ بعد قطع منازل اور طی مراحل داخل بارگاہ عجائب شاہ اصلی ہوئے اب یہ تو عجائب شاہ
بنے ہی ہوئے ہین آتے ہی برحوت جادو کو طلب کیا اور حکم دیا کہ کل سرداران امیر کو رہا کردو اور کل قیدیون کو
بھی چھوڑ دو برحوت جادو نے اسیوقت کل سرداران امیر کو مع کل قیدیون کے رہا کردیا ان عجائب شاہ نقلی نے
ان سب سے کہا کہ جا کر امیر کو خبر کردو ہم تمھاری ملاقات کو آتے ہین کل سرداران امیر یہان سے خوشی خوشی خدمت
امیر مین روانہ ہوئے اور جا کر امیر با توقیر سے بیان کیا کہ ای امیر عجائب شاہ آپ کی ملاقات کو آتا ہی امیر یہ سُنکر
بہت حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ بھلا عجائب شاہ یہان کیون آتا ہی اور یہان آکر کیا کریگا القصہ
سرداران امیر تو خدمت امیر مین روانہ ہوئے اور یہان برحوت جادو نے بزور سحر بڑا تزک و احتشام سواری
عجائب شاہ کا مہیا کیا اور یہ سوار ہوکر بارگاہ امیر کی جانب روانہ ہوئے یہان امیر ابھی اسی فکر ہی مین تھے
کہ دفعۃً سامنے سے ایک تخت نمایان ہوا اور اُس تخت پر عجائب شاہ تاج شاہی بر سر اور چار قبہ شہنشاہی در بر
بڑے کر و فر سے باین ہیئت نمایان ہوا کہ ایک پہلو مین برحوت جادو اور ایک پہلو مین وہی نظر کردہ جمشید
سر پر ابر سایہ فگن برق اُس ابر مین سے چمکتی ہوئی بارش لعل و گوہر ہوتی ہوئی القصہ جب امیر نے یہ خبر سُنی کہ
عجائب شاہ برابر بارگاہ کے آپہونچا تو امیر بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلے اور عجائب شاہ سے فرمایا کہ او
گبر نابکار تو مجھے ان برقون اور اس ساز و سامان سے ڈرانے آیا ہی تو اپنے دل مین سمجھا کیا ہی عجائب شاہ
نے کہا کہ امیر تم بڑے ہی ناانصاف شخص ہو مین نے تو تم پر اتنا بڑا احسان کیا کہ تمھارے کل سردارون کو
پکڑ کے چھوڑ دیا اور اب بھی تمکو ہماری جانب اعتقاد نہین ہوتا ای توسی جو تمکو اس عذاب سے نہ
ماردن کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ کنان ہون امیر یہ سُنکر نہایت برہم ہوئے اور
فرمایا کہ بس خیریت اسی مین ہی کہ جادو رہو یہان سے یہ سُنکر عجائب شاہ نے کہا کہ تخت ہمارا زمین پر رکھدو بس
جیسے ہی تخت زمین پر آیا ویسے ہی عجائب شاہ نے برحوت جادو سے کہا کہ ابھی حمزہ کو نگل لے بس یہ
کہنا تھا کہ برحوت جادو زمین مین لوٹ مار کر ایک اژدر کی قطع پر متشکل ہوکے امیر پر جھپٹا امیر نے ایک
مشت خاک اسم اعظم پڑھکر اُس اژدر پر ماری اُس خاک کے پڑتے ہی اس اژدر نے ہیئت اصلی پیدا کی امیر نے
ایک ہاتھ مار کے اُسکے دو ٹکڑے کر دیئے اور برکت سے اسم اعظم کی رمد گر جادو بجلی کڑکی اور تمام جہان
تیرہ و تاریک ہو گیا بعد رفع ہونے اُس تاریکی کے آواز آئی کہ مارا جوانا کشتی ای جوان نام من برحوت جادو
بود اب جو امیر نے غور سے دیکھا تو عجائب شاہ کو اُسیطرح تخت پر متمکن پایا چاہتے تھے کہ اُسپر
حملہ آور ہون کہ عجائب شاہ نے آواز دی کہ ای حمزہ جو تمھارے مذہب مین آئے وہ کیا کہے یہ سُنکر
امیر نے ہاتھ روک لیا اور خوش ہوکر کلمہ طیبہ تعلیم کیا عجائب شاہ نے کلمہ پڑھکر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ جنھنے
تو اطاعت حمزہ کی قبول کی جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ آئے اور سحر سے توبہ کرکے دائرۂ اسلام مین داخل ہو یہ سُنکر
سب کے سب حاضر ہوئے اور سحر سے توبہ کرکے ہمراہ عجائب شاہ کے بارگاہ صاحبقرانی مین آئے اور
کلمہ پڑھ پڑھکر دائرۂ اسلام مین داخل ہوئے اور بہ برکت دعاے صاحبقران ساری سحر و ساحری کو فراموش
کر گئے اور کل اسماء سحر لوح دل سے سہو و محو ہوگئے جب مطمئن ہوکر بیٹھ لیے تو عجائب شاہ نے امیر
سے کہا کہ ای امیر میرے پانچ کرور روپیے اس جنگ مین صرف ہوئے ہین وہ دیدو تو خیر نہین پھر اپنے
مذہب اصلی پر آجاؤنگا یہ سُنکر امیر با توقیر کچھ سمجھے اور کچھ سوچ کرنے لگے کہ واہ خواجہ واہ کیا عیاری کی ہی کیا کوتا ہے اپنے

گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بس رہے بس عجائب شاہ کو تو لکا لیے اسیوقت عمرو نے اپنی زنبیل سے عجائب شاہ
کو نکالکر باندھ دیا امیر نے عمرو سے کہا کہ اسے ہوشیار تو کرو جب وہ ہوشیار ہوا تو امیر نے پوچھا کہ اسلام قبول کریگا یا نہین
چونکہ تکلا زبان مین چبھا ہوا تھا منھ سے نہ بولا مگر گردن ہلا کر گویا انکار کیا کہ اسلام نہ قبول کرونگا بس امیر نے اسیوقت
عجائب شاہ کو تیر باران کروا دیا کہ کام اسکا تمام ہوگیا اور اسکے مرتے ہی ایک دھوان سا بلند ہوا جب دھوان
مرتفع ہوا تو آواز آئی کہ مارا جوان کشتی ایجوان نام من عجائب شاہ بود اب جو دیکھتے ہین نہ وہ ساز ہے نہ سامان نہ
شاہ ہے نہ شاہی ہیہات خدا کی ذات نظر آتی ہے غرض امیر نے شکر خدا ادا کیا اور سلطانہ جادو کو وہان کا بادشاہ
مقرر کیا بعد اسکے عزیز الملک کو بلا کر کلمہ تعلیم کرکے مسلمان کیا اور ملکہ ماہ تاجدار کو قاسم کے ساتھ منسوب کیا
اور سیف الملک وغیرہ کو شہر شمالیہ مین بھیجکر خود مع شاہزادہ بدیع الزمان شہر عجم کا راستہ لیا بعد
چندے کے امیر باتوقیر صحرائے عجم مین پہونچکر بارگاہ برپا کروا رہے ہین اور چند کے وہان قیام کرتے
ہین اب انکو تو صحرائے عجم مین چھوڑ دیجیے اور

دو کلمے داستان خوبان مردار خوار کے ملاحظہ فرمایئے

جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ امیر صحرائے عجم مین مقیم ہوئے ہین تو یہ اس خبر کو سنکر بقصد مقابلہ امیر اپنے عیار
شبرنگ مردار خوار اور اسکے شاگردون کو لیکر صحرائے عجم کو روانہ ہوا جب قریب صحرائے عجم کے پہونچا تو عیار
شبرنگ مردار خوار صورت اپنی تبدیل کرکے جاسوسی لشکر امیر کے لیے چلا جب داخل لشکر امیر ہوا
تو تزک و احتشام لشکر دیکھکر دنگ ہوگیا جب شب ہوئی تو جھاڑ ساز کی قطع بنکر داخل خیمہ صاحبقرانی ہوا اور
روشنی کرنے لگا جو نہین روشنی ہو چکی اور دھوان اسکا سبھون کے دماغ مین پہونچا تو ایک ہی دفعہ سب کے سب
بیہوش ہو گئے کسی مین ہوش نہ رہا بس شبرنگ مردار خوار نے کرب غازی کو باندھکر پشتارہ باندھ لیا اور
بارگاہ سے نکلکر خوبان مردار خوار کے پاس روانہ ہوا اور یہان اس عرصے مین حسن اتفاق سے خواجہ عمرو
بھی آ گئے یہ جو آکر دیکھتے ہین تو روشنی تو ہو رہی ہے مگر سب کے سب بیہوش و مدہوش پڑے ہین اسے دیکھ بھی
بیہوشی اثر کرنے لگی بس جلد ہی سے عمرو نے الگ ہٹ کے اس روشنی کو گل کر دیا اور سبھون کو ہوشیار
کیا اسوقت اندلس بن عمرو نے کہا کہ میرے نزدیک وہ جھاڑ ساز جو آج روشنی کرنے آیا تھا وہ جھاڑ ساز
نہ تھا کوئی عیار تھا اب جو عمرو نے غور سے دیکھا تو بیٹا شبرنگ کا پہچانا اور اسنے ڈھونڈتے ہوئے روانہ
ہوئے یہان شبرنگ نے خوبان کے پاس پہونچ کے عرض کیا کہ لیجیے خداوند آج کیا ہی لقمہ چرب مین آپ
کے واسطے لایا ہون اگر آپ یہان قیام کیجیے گا تو ایسا ہی آدمزاد مین روز لا دیا کرونگا یہ سنکر خوبان بہت
خوش ہوا اور کہا کہ آج رات کو اسے اپنے ہی پاس رہنے دو صبح کو لانا اب

دو کلمے داستان عمرو کے ملاحظہ کیجیے

کہ یہ جو تلاش شبرنگ مین چلے تو ڈھونڈتے ڈھونڈتے قریب ایک لشکر کے پہونچے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا
ہے لوگون نے بیان کیا کہ یہ لشکر خوبان مردار خوار کا ہے امیر سے مقابلہ کرنے کو آیا ہے یہ سنکر عمرو خاموش ہو رہا
اور صبح کو ایک رکابدار کی صورت بنکر داخل دربار خوبان ہوا ابھی یہ کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ شبرنگ کرب کو
لیکر حاضر ہوا خوبان اسوقت شراب خواری مین مصروف ہوا اور اس رکابدار سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے
کہا کہ مین رکابدار ہون کباب خوب بناتا ہون یہ سنکر خوبان نے شبرنگ سے کہا کہ اسے شبرنگ اس

آدمزاد کو اس رکابدار کے حوالے کر کہ یہ اسکے کباب لگادے شبرنگ نے کرب کو اس رکابدار کے حوالے کیا اور سیخین اور کوئلے وغیرہ بھی سب موجود کردیے۔ رکابدار نے پوچھا کہ اسے ہوشیار کر کے حلال کرون یا یونہین کاٹ کے کباب لگادون خوبان نے کہا کہ ارے جگانے سے اسکا خون خشک ہوجائیگا اور خون خشک ہوجانے سے گوشت کم ہوجائیگا یونہین کاٹ کے کباب لگادے یہ سنکر رکابدار نے کوئلے سلگائے اور تھوڑی بیہوشی اُس آگ پر ڈالدی دھوان جو بلند ہوا اور سبکے دماغ مین پہونچا تو لکایک سب بیہوش ہوگئے میان رکابدار نے عیار اور سردار دونون کو اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور کرب کو ہوشیار کر کے کل کیفیت بیان کی کرب نے ہوشیار ہوکر اُس فوج کو درہم و برہم کیا اور عمرو و کرب اُن دونون کو لیکر داخل لشکر امیر ہوئے اور سامنے امیر کے اُن قیدیون کو ڈالدیا امیر نے ہوشیار کرنے کا حکم دیا عمرو نے ہوشیار کیا امیر نے انسے پوچھا کہ مذہب اسلام قبول کرنے مین کیا کلام ہے انھون نے انکار کیا اور قید توڑ کر امیر پر حملہ آور ہوئے امیر نے اُٹھکر ایک ایک طمانچہ رسید کیا دونون زمین پر گر پڑے فوراً دونون کی گردنین مارنے کا حکم دیا جب دونون قتل ہوچکے تو امیر نے عمرو کو ایک خلعت عنایت کیا اور حکم جشن صادر فرمایا اُسیوقت تمام اسباب جشن مہیا ہوا سبکے سب اپنے اپنے دنگلون پر آکے بیٹھے ناچ رنگ شروع ہوا اُسوقت بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای امیر مین نے فضل بن گیاہور خون آشام سے وعدہ کیا تھا کہ مین ایک جلسہ کر کے تجکو اولاد حمزہ کے برابر جگہ دونگا تو اسکے قبل تو وہ جلسہ بسبب غائب ہوجانے بدیع الزمان اور قاسم کے ملتوی رہا تھا میرے نزدیک آج سے بہتر کوئی موقع نہین ہے امیر نے فرمایا جو آپ کی مرضی مجھے کیا عذر ہے یہ سنکر بادشاہ نے چارطرف ملاحظہ کیا دنگل عمرو بن رستم کا خالی پایا فضل بن گیاہور خون آشام کو اُس دنگل پر بٹھلا دیا قاسم کو یہ امر بہت ناگوار ہوا کیونکہ عمرو بن رستم قاسم کا چھوٹا بھائی تھا غرض اُسوقت تو قاسم چپ ہو رہے شام کو بعد برخاستگی دربار اپنے مقام پر آئے اور سیارہ بن عمرو کے ہاتھ بدیع الزمان سے کہلا بھیجا کہ اگر دعوی شجاعت ہے تو مین دربند جالندریہ پر جاتا ہون وہان آکر سمجھ لو الّا کیسر تمھارا ہوا خواہ میرے بھائی کے دنگل پر بیٹھے یہکر سیارہ کو اُدھر بھیجا اور خود دربند جالندریہ کی راہ لی فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

کہان ہین وہ شائقین والاتمکین جنکے گوش حق نیوش ہمیشہ ہوش ربا داستانون اور دلچسپ قصّون کے سُننے کے مشتاق رہتے ہین اور کدھر ہین وہ ناظرین جنکی آنکھین دخرات عمدہ عمدہ دفترون کی سیر مین مصروف رہتی ہین بسم اللہ جلد اس قصۂ تازہ کے سُننے کو تشریف لائین کہ مدّت مدید اور عرصۂ بعید سے جس معشوق شہرۂ آفاق کا ازحد اشتیاق تھا اور جسکا ہجر دل کو نہایت شاق تھا فی الحال اُس شاہد مراد نے دوبارہ حجاب سے اپنا چہرۂ بے نقاب نکالا ہے یعنے داستان امیر حمزۂ صاحبقران کا دفتر دوم موسوم بہ کوچک باختر جسکو گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت شیخ تصدّق حسین صاحب داستان گو نے منجانب مطبع اودھ اخبار نہایت سلیس اردو زبان مین ترجمہ کیا ہے اور جو بار اول طبع ہوکر اطراف ممالک مین جلوہ گر ہوچکی ہے اب بار دوم حسب خواہش مشتاقان زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر منصۂ ظہور مین آیا ہے بماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین بعالی ہمتی جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع موصوف بجسن سعی کارپردازان مطبع حلیۂ طبع سے آراستہ ہوا۔

نام کتاب	قیمت
تاج کامیابی۔ مطبوعہ عمیر	۷ روپیہ
سوانح عمری شیطان ۔ ۔	[illegible]
الف لیلہ دنیا زاد بطرز ناول	[illegible]
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت	[illegible]
پھول والوں کی سیر	۶ روپیہ
اخوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ عمیر	[illegible]
ترجمہ اردو رابن سن کروسو چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے مطبوعہ عمیر	۱۱ روپیہ
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔	[illegible]
بوستان خیال۔ مصنفہ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندہ گجرات۔ یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے۔ آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو مین شائع ہونا مشکل تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے	

نام کتاب	قیمت
ہر پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرنے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱۔ جلد مہدی نامہ۔	[illegible]
۲۔ جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ۔	[illegible]
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	[illegible]
۴۔ جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ۔	[illegible]
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	[illegible]
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔	[illegible]
۷۔ جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ۔	[illegible]
۸۔ جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ۔	[illegible]
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معز الدین نامہ۔	[illegible]
الف لیلہ باتصویر۔ دو عالم مین مشہور فسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اس کا ترجمہ اردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد۔ کاغذ سفید و حنائی۔	[illegible]
فسانۂ عجائب جلی قلم باتصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔	۹ روپیہ
ایضاً۔ کاغذ حنائی گندہ۔	۷ روپیہ
الف لیلہ باتصویر کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔	
۱۔ کاغذ سفید چکنا۔	۱۵ روپیہ
۲۔ کاغذ رسمی سفید۔	۱۴ روپیہ

نام کتاب	قیمت
قصہ سندباد جہازی - ماخوذ از قصہ الف لیلہ	۲ر
کامروپ کا جادو - اردو کاغذ سفید	۲ر
جادوئے تسخیر - قصہ دلچسپ مصنفہ نواب محمد حیدر علی خان صاحب	۱۲ر
فسانۂ عجائب متوسط قلم از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	۶ر
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۳ر
سرور سخن بالتصویر - جواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی	۵ر
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۴ر
طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون	۵ر
باغ و بہار - معروف بہ قصہ چہار درویش بالتصویر	۳ر
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳ر
لطائف الظرفا - مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمیں ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ ظراف پراق لطیفے ہیں	۳ر
تفریح الطلبا - مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمیں اخلاقی نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہیں ہے	۱۰ر
طلسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۹ر
آرائش محفل - قصہ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش	۲ر
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۵ر
مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ خم آمود از حافظ امیر الدین	۱ر
نو طرز مرصع - از محمد عوض	۱ر

نام کتاب	قیمت
بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان	۱۲ر
سیر باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم مغفور	۳ر
فسانۂ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علی خان تائب - دلچسپ فصیح بلیغ نو طرز مرصع رزم و بزم دونوں عمدہ	۸ر
فسانۂ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین	۴ر
قصہ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس	۲ پائی
فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۳ر
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف عیش صاحب	۵ر
قصہ زاہد شمسی - مصنفہ شیخ برہان الدین اشعار	۱ر
سنگھاسن بتیسی - قصہ مشہور	۲ر
نانک نل دمنتی - مؤلفہ منشی بنایک پرشاد	۱ر
قصہ سوتی و شعلہ - ذخیرۂ پند خردمندانہ	۹ پائی
بیتال پچیسی بالتصویر - قصہ مشہور	۳ر
گل بکاولی - از منشی نہال چند	۲ر
طوطا کہانی بالتصویر - از سید حیدر بخش تخلص حیدری	۲ر
پریم کہانی - مصنفہ منشی شیو دیال سنگھ صاحب بسمل مرحوم مطبوعہ نخبہ	۹ر
افسانۂ پر فضا - مصنفہ منشی ٹھاکر پرشاد صاحب	۴ر
قصہ گل و صنوبر - از منشی بیم چند	۱ر
ایک روسی زمیندار کا قصہ مترجمہ مسٹر مہری فاتوم صاحب کاغذ سفید چکنا	۵ر
نورتن - قصہ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور	۵ر
قصہ اگر گل - قصہ مشہور	۲ر
سیر عقبول - فسانۂ نادر از سید غلام حیدر خان بہادر	۹ر
قصہ گوپی چند بھرتھری	۹ پائی
لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے از لالہ دیبی پرشاد	۲ر
قصہ سورٹھ حصہ اول - از منشی چرونجی لال	۶ پائی
قصہ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال	۴ر